UNIVERSAL LIBRARY
OU_226445
UNIVERSAL LIBRARY

BROWN BOOK ONLY

2264145

PAGES MISSING WITHIN THE BOOK ONLY

TEXT CUT WITHIN THE BOOK ONLY

OUP—786—13-6-75—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

			جلد	ص
—	المقدمة	٢٤		
١	الطهارة	١٣٩	١	١١٦
٢	الصلاة	١٣	١	٢٢٦
٣	الأذان	٦	١	٢٢٤
٤	المساجد			
	الجماعات	١٩	١	٢٥٦
٥	الإقامة	٢٠٥	١	٢٦٣
٦	الجنائز	٦٥	١	٣١٧
٧	الصيام	٦٨	١	٥٥٤
٨	الزكاة	٢٨	١	٥١١
			ج ٢	
٩	النكاح	٤٣		
١٠	الطلاق	٣٦	٢	٧٠
١١	الكفارات	٢١		١٠١
١٢	التجارات	٤٩		١١٩
١٣	الأحكام	٣٣	٢	١٧٤
١٤	الهبات	٧		١٩٦
١٥	الصدقات	٢١		٢٠٣
١٦	الرهون	٢٤		٢٢٣
١٧	الشفعة	٤		١٧٢
~~١٨~~	~~الشفعة~~			
١٨	اللقطة	٤		١٧٥

١٩	العتق	١٠	ج٢	٢٥٠
٢٠	الحدود	٣٨	٢	٢٥٩
٢١	الديات	٣٦	٢	٢٨٩
٢٢	الوصايا	٩	٢	١٢٠
٢٣	الفرائض	١٨	٢	١٣٠
٢٥	الجهاد	٢٦		١٠٥
٢٥	المناسك	١٨		١٣٧
٢٦	الأضاحي	٧	ج٣	٢٠
٢٧	الذبائح	١٨		١٢
٢٨	الصيد	١٠		٢٤
٢٩	الأطعمة	١٢		٤١
٣٠	الأشربة	٢٧		٧٥
٣١	الطب	٢٦		٩١
٣٢	اللباس	[illegible]	٣	١٣٣
٣٣	الأدب	٥٩		١٦٢
٣٤	الدعاء	٢٢		٢١٣
٣٥	تعبير الرؤيا	١٠		١٣٨
٣٦	الفتن	٣٦		١٥٢
٣٧	الزهد	٢٩	٢	٣٥٢

وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانہ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مستطاب مسمیٰ

رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ

باہتمام حاجی محمد ... [illegible] ... پسران شیخ محی الدین مرحوم تاجران کتب ... مطبع ... لاہور

در مطبع رفاہ عام لاہور طبع شد

فہرست مضامین کتاب مستطاب رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ باردو

صفحہ	مضمون
٢	سبب تالیف کتاب۔
٣	حال مؤلف عفا اللہ عنہ
"	بعض لوگون نے جو ابن ماجہ کو صحاح ستہ مین داخل نہین کیا اسکا سبب۔
٤	مترجم کتاب کی سند مؤلف تک
"	مترجم کتاب کو استاذنا و امامنا مولانا علامہ سید محمد نذیر حسین صاحب سے بھی اس کتاب کی روایت کرنیکی اجازت حاصل ہے۔
٥	علامہ موصوف نے مترجم کو سنہ ١٣٠٣ مین اس کتاب کے روایت کرنے کی اجازت دی۔
[illegible]	اتباع سنت کے بیان مین
"	حدیث کی تعظیم مین اور اُسکے معارضہ کی برائی مین۔
[illegible]	حدیث مین احتیاط اور محافظت [illegible]نے کے بیان مین۔
[illegible]	[illegible]سول اللہ [illegible] علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کی برائی مین
٢٠	جو شخص جھوٹی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]

صفحہ	مضمون
٢١	خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کی اتباع کا بیان۔
٢٢	بدعتون اور جدل سے بچنے کی بیان[illegible]
٢٦	رای اور قیاس سے بچنے کے بیان مین۔
٢٧	ایمان کے بیان مین۔
٣٢	حدیث الایمان معرفۃ بالقلب و قول باللسان و عمل بالارکان موضوع ہے
٣٤	[illegible]ریہ کے بیان مین۔
٤٣	[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] فضیلت مین
"	حضر[illegible] صدیق رضی اللہ تعالے [illegible]لت مین
٤٦	حضرت عمر [illegible]لت۔
٤٨	حضر[illegible]
٤٩	[illegible]لی بن ابی طالب [illegible]ت
٥٢	زبیر رض کی فضیلت۔
٥٤	حضرت طلحہ رض کی فضیلت۔
٥٥	حضرت سعد بن ابی وقاص کی فضیلت
"	فضیلتین عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی
٥٦	حضرت ابو عبیدہ [illegible]یلت
"	عبد اللہ بن مسعود رض کی فضیلت

صفحہ	مضمون
٥٧	حضرت عباس رض بن عبد[illegible] کی فضیلت۔
"	امام حسن اور امام حسین علی بن ابی طالب کے بیٹ[illegible] فضیلت رضوان اللہ علیہما
٥٨	حضرت عمار بن یاسر رض
٥٩	حضرت سلمان اور ابو[illegible] رضی اللہ عنہم کی فض[illegible]
٦٠	حضرت بلال رض کی ف[illegible]
٦١	حضرت خباب رض کی ف[illegible]
"	ابو ذر رض کی فضیلت
٦٢	حضرت سعد بن م[illegible]
"	حضرت جریر بن ع[illegible] کی فض[illegible]
[illegible]	[illegible]ن کی
٦٤	حضرت ابن عبا[illegible]
٦٩	خوارج کے بیا[illegible]
٧٦	جہمیہ کے رد مین
[illegible]	اقوال [illegible]
[illegible]	[illegible]

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷	قول حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب	۱۱۷	کتمان علم کی برائی مین -		… بن سوا … کے قبلہ …
۸۰	قول امام صابونی رح -	۱۱۸	طہارتون اور انکی سنتون …		… جہت مین -
۸۱	قول ابن بطال -	۱۱۹	فرضیت طہارت مین -		… بعد طہارت کے بیان مین
〃	قول ابن عبد البر -	〃	نماز کی کنجی طہارت …		… پیشاب کرکے پانی نہ لے … کے بیان مین -
۸۲	قول ولید بن مسلم -	〃	وضو کی محافظت …		… پیشاب کے لیے دور جانے کے بیان مین -
〃	قول امام شافعی رح	۱۲۰	اس بیان مین کہ … ایمان ہے -		… پیشاب اور پیشاب کے لیے جگہہ ڈھونڈھنے کے بیان مین -
۹۴	علو ذات الٰہی کا بیان کتاب وسنت مین اٹھارہ طور سے ثابت ہوا ہے -	〃	طہارت کے ثواب …		
۱۰۰	اس شخص کے بیان مین جو نیک طریق جاری کرے یا برا طریق -	۱۲۲	مسواک کے …	۱۲۳	دو شخصون کے ملکر پیشاب کرنے اور آپسمین باتین کرنے کی نہی مین -
۱۰۳	جو شخص مری سنت کو زندہ کرے اسکی فضیلت کے بیان مین -	۱۲۳	فطرت کے …		ٹھیرے ہوئے پانی مین پیشاب کرنے کی نہی مین -
۱۰۴	قرآن کے سیکھنے اور سکھانیوالے کی فضیلت مین -	۱۲۴	پیشاب … جانے …	〃	پیشاب سے پرہیز کی تاکید مین -
	عالمون کی فضیلت اور طا …	〃	پیشاب …	۱۲۴	پیشاب کرنے والے کے سلام کے بیان مین -
	… تبلیغ علم کی فضیلت مین -		پیشاب … کے بیان …	۱۲۴	پانی سے استنجا کرنے کے بیان مین -
۱۱۲	بیان مین اس شخص کے جو نیکی سکھلاوے -	〃	غسل … کرنے …	۱۲۵	استنجے کے بعد زمین سے ہاتھ ملکر دھونے کے بیان مین -
۱۱۳	ہمراہیون کو پیچھے چلانے کی کراہت مین -	〃	… ے مین	〃	برتنون کے ڈھانکنے کے بیان مین
		۱۲۶	… مین	۱۲۶	جس برتن مین کتا منہ ڈالدیوے اسکے دھونے مین -
		〃	… ہونے اور … مین -		
		۱۲۷	… ڈھیلے سے استنجا … مین -		
۱۱۴	طالبان علم کی وصیت مین -	۱۲۸	… کے وقت … کے نہی مین	〃	بلی کے جوٹھے کے بیان مین -
۱۱۵	علم کے نفع اور عمل کے بیان مین				

صفحه	مضمون
۱۳۶	[illegible] کے [illegible] پانی
۱۳۷	اسکی نہی مین -
۱۳۸	ایک برتن سے عورت [illegible] نہانے مین -
〃	عورت اور مرد کے ایک [illegible] وضو کرنے کے بیان مین
〃	نبیذ سے وضو کرنے مین
۱۳۹	دریای شور سے وضو کرنیکے بیان مین
۱۴۰	وضو مین کسی سے مدد لینے کے بیان مین -
〃	سو کے اٹھکر برتن مین ہاتھ ڈالنے کے بیان مین -
۱۴۱	وضو مین بسم اللہ کہنے مین -
〃	داہنی طرف سے وضو کرنے کے بیان مین -
۱۴۲	ایک چلو مین کلی اور استنشاق کے بیان مین -
〃	ناک مین پانی ڈالنے اور ناک جھاڑنے مین مبالغہ کرنے مین -
۱۴۳	ایک ایک بار اعضاء دہونے کے [illegible] مین -
〃	تین تین بار اعضاء وضو کی دہونے کے بیان مین -

صفحه	مضمون
۱۴	ایک ایک بار اور دو دو بار اور تین تین بار اعضاء وضو دہونے کے بیان مین -
[illegible]	وضو مین میانہ روی کرنے مین [illegible] زیادتی کی کراہت مین -
[illegible]	[illegible] کرنے کے بیان مین
[illegible]	[illegible] کے خلال مین -
[illegible]	[illegible] کے مسح [illegible]
[illegible]	[illegible] کے [illegible] مین -
[illegible]	[illegible] بیان مین کہ [illegible] ہین -
[illegible]	[illegible] کے خلال مین
[illegible]	[illegible] دہونے مین
۱۵۰	[illegible] ہونیکا بیان
۱۵۲	[illegible] کرنیکا بیان
〃	[illegible] چہڑکنے
۱۵۳	[illegible] مال سے
[illegible]	[illegible] بدن بیان
۱۵۵	وضو [illegible]
۱۵۷	[illegible] پیتل کے [illegible] وضو
[illegible]	نیند سے [illegible]
۱۵۹	ذکر چہونے سے [illegible]
۱۶۰	مس ذکر [illegible]
〃	جو آگ مین [illegible] ہے

صفحه	مضمون
[illegible]	واجب ہونے کا بیان -
۱۶۱	آگ کی پکی چیز کے کہانے سے وضو نہ کرنے کی رخصت -
۱۶۳	اونٹ کا گوشت کہا کر وضو کرنے کے بیان مین -
۱۶۴	دودہ پی کر کلی کرنے کا بیان -
〃	بوسہ لیکر وضو کرنیکے بیان مین -
۱۶۷	مذی سے وضو واجب ہونیکا بیان
〃	سونے سے وضو واجب ہونیکا بیان
〃	ہر نماز کے لیے تازہ وضو اور ایک وضو سے کئی نمازین پڑہنے کا بیان -
۱۶[illegible]	[illegible] کہ وضو واجب نہین بغیر حدث کے
۱۷[illegible]	[illegible] نجس نہین ہوتا -
۱۷۳	[illegible] وضو [illegible] مین -
۱۷۴	اس لڑکے کی پیشاب کی بیان مین جو کہانا نہین کہاتا -
۱۷۶	زمین پر [illegible] پڑے تو [illegible] دہوئی جاوے -
۱۷۸	زمین پاک ناپاک زمین کی پلیدی دور کر دیتی ہے -
۱۷۹	جنب کے مصافحہ کا بیان -
۱۸۰	منی کا بیان جو کپڑے مین بہر جاوے
〃	منی کے کہرچ ڈالنے کا بیان
[illegible]	جس کپڑے مین جماع کرتے ہین اس سے نماز پڑہنے کا بیان -

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۱۸۳	موزون پر مسح کے بیان مین	۲۰۱	جنب اگر دوبارہ جماع کرنا چاہے		[illegible]
۱۸۷	بیان مسح عمامہ	″	اپنی سب عورتون سے صحبت کرے اور ایک	[illegible]	اگر باکرہ کو شروع ہی سے استحاضہ ہو جاوے
۱۸۸	قول اخیر مسح عمامہ مین		ہی غسل سے تو کیسا ہے		یا اپنے ایام حیض کو بہول جاوے تو کیا کرے
″	بیان مدت مسح	۲۰۲	ہر عورت کے پاس ایک غسل کرنیکا	۲۱[illegible]	حیض کا خون کپڑے مین لگ جاوے
۱۹۰	پیرون پر جو چیزین پہنی جاتی ہین	۲۰۳	جنب کہانا کہاوے اور پانی [illegible]		تو کیا کرنا چاہیے۔
	وہ یہ ہین خف اور نعل وجورب وجرموق	۲۰۴	جس شخص نے کہا کہ جنب اگر کہانا	۲۱	حائضہ عورت نماز کی قضا نہ پڑہے
۱۹۱	مسح موزے کے اوپر کرنے کا بیان		کا قصد کرے تو صرف ہاتھ دہو[illegible]	۲۱۰	حائضہ عورت مسجد سے کوئی چیز اوٹھا کے
۱۹۲	مسافر اور مقیم کے لیے مدت مسح کا بیان		ہے اسکی دلیل		ہاتھ بڑہا کر تو جائز ہے گو مسجد کے اندر
″	مسح کے لیے کچھ مدت کے حد نہونیکا بیان	″	قرآن بیوضو پڑہنے کا بیان		جانا حائضہ کو درست نہین
۱۹۳	جرابون اور جوتون پر مسح کرنا	″	ہر بال کے تلے جنابت [illegible]	″	جب عورت حائضہ ہو تو مرد اس سے کہان
″	عمامہ پر مسح کرنے کا بیان	۲۰۵	اگر عورت کو احتلام ہو [illegible] ہے		تک فائدہ اٹھا سکتا ہے
″	تیمم کا بیان	۲۰۶	عورتین غسل جنابت کیونکر کرین	۲۱۷	حائضہ عورت سے صحبت کرنیکی ممانعت
۱۹۵	تیمم مین ایک ہی مار ہے	۲۰۷	اگر تیمم باندہین جنب [illegible] ہوگا	۲۱۸	جو شخص حائضہ عورت سے صحبت کرے
۱۹۶	تیمم مین دو مار کا بیان	″	پانی پانی سے [illegible]		اسکا کفارہ کیا ہے
	اگر کوئی شخص زخمی ہو اور جنابت	۲۰۸	جب ختنہ ختنہ سے [illegible]	۲۱۹	حائضہ عورت کیونکر غسل کرے
	[illegible]		ہو جاوے [illegible]	۲۲۰	حائضہ کے ساتھ کہانا کہانا اور حائضہ
۱[illegible]	تیمم کے شروع مین نیت کرنا اور بسم	″	جسے احتلام ہو [illegible]		کا جوٹھا کہانا
	اللہ کا کہنا ضرور ہے	۲۰۹	غسل کیونکر [illegible] کرنا	[illegible]	حائضہ عورت مسجد مین نجاوے
۱۹۹	غسل کے بعد وضو کرنیکی ضرورت نہین	″	جو شخص [illegible] پیشاب کرے مو	″	اگر حائضہ عورت پاک ہونیکے بعد زردی
۲۰۰	جنب غسل کے بعد اپنی عورت سے لپٹ		اسکو نماز [illegible] ممانعت		اور خاکی رنگ دیکھے
	سکتا ہے۔	۲۱۰	اس [illegible] ہو کر حیض کی	″	نفاس والی عورت کتنے دن بیٹھے
″	جنب غسل سے پہلی سو سکتا ہے یا نہ؟		مدت [illegible] رضی سے پہلی	۲۲۲	حائضہ عورت کے کپڑے مین نماز پڑہنا
۲۰۱	جو کہتا ہے کہ جنب سووے جب تک نماز	۲۱۲	اس [illegible] جسکو حیض کے خون	″	جب لڑکی کو حیض [illegible]
	رہ جاوے		ہین [illegible] حیض کے دن معلوم		ہو [illegible]

صفحہ	مطالب
۲۲۳	حائضہ عورت مہندی لگا دے
〃	ٹکٹکی پر مسح کرنیکا بیان
〃	اگر کپڑے مین لعاب لگ جاوے
۲۲۴	برتن کے اندر کلی کرنا
〃	اپنے بہائی مسلمان کا ستر دیکہنے کی ممانعت
۲۲۵	اگر کوئی جنابت کا غسل کرے پہر بدن مین سے کوئی مقام سوکہا معلوم ہو تو کیا کرے۔
۲۲۶	جسنے وضو مین کوئی مقام سوکہا چہوڑ دیا اس کا حکم
〃	نماز کے اوقات کا بیان
۲۳۳	فجر کی نماز کا وقت
۲۳۴	ظہر کی نماز کا وقت
〃	جب سخت گرمی ہو تو ظہر کی نماز کو ٹہنڈا کرکے
۲۳۶	عصر کی نماز کی حفاظت ضرور ہے
۲۳۷	مغرب کی نماز کا وقت
۲۳۸	عشا کی نماز کا وقت
۲۳۹	ابر مین نماز جلدی پڑہنا
〃	جو شخص بہول جاوے یا سو جاوے اور نماز کا وقت گذر جاوے
۲۴۱	عذر اور ضرورت کیوقت نماز کیوقت کا بیان
۲۴۳	عشا کی نماز سے پہلے سو جانا اور عشا کی [illegible] ن کرنا منع ہے
	تہ کہنے کی ممانعت

صفحہ	مطالب
[illegible]	اذان کے باب اور اذان کا طریقہ
[illegible]	اذان کیونکر شروع ہوئی اسکا بیان
[illegible]	اذان مین ترجیع کا بیان
[illegible]	اذان کی سنتون کا بیان
[illegible]	مؤذن اذان دیوے تو سننے والا کیا کہے
۲۵۴	اذان کی فضیلت اور مؤذنون کا ثواب
۲۵۶	اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنا
〃	مسجد مین ہو اور اذان ہو تو مسجد سے نہ نکلے
[illegible]	مسجدون اور جماعتون کے باب
[illegible]	مسجدون کو آراستہ اور بلند کرنا
[illegible]	مسجد کن مقامون مین بنانا درست ہے
۲۶۱	جن مقامون مین نماز پڑہنا مکروہ ہے
۲۶۲	مسجد مین تہوکنے کا بیان
۲۶۵	کونسی مسجد پہلے بنائی گئی
〃	گہرونمین مسجد بنانیکا بیان
۲۶۷	مسجدون کو پاک صاف رکہنے کا بیان
〃	مسجد مین تہوکنے کی کراہت کا بیان
۲۶۹	مسجد مین گمی ہوئی چیز پکار کر ڈہونڈنے کی ممانعت
۲۷۰	اونٹون کے بیٹہنے کی جگہ مین نماز پڑہنا منع ہے
	مسجد مین جاتیوقت کیا دعا پڑہے
۲۷۱	نماز کے لیے چلنے کی فضیلت

صفحہ	مطالب
۲۷۵	مسجد سے جو کوئی زیادہ دور ہو اسکو ثواب زیادہ ہوگا
۲۷۶	جماعت سے نماز پڑہنے کی فضیلت
۲۷۷	جماعت مین شریک نہونیکی سزا
۲۷۹	عشا اور فجر کی نماز جماعت سے پڑہنے کی فضیلت
۲۸۰	مسجد مین بیٹہے رہنے کی فضیلت
۲۸۳	نماز کا بیان اور اسکا طریقہ
۲۸۵	نماز مین اعوذ پڑہنا
۲۸۶	نماز مین دہنا ہاتہ بائین پر رکہنا
۲۸۸	فجر کی نماز مین کونسی سورت پڑہے
۲۸۹	جمعہ کے دن فجر کی نماز مین کونسی سورت پڑہے
۲۹۰	ظہر اور عصر کی قرأت کا بیان
۲۹۱	عصر یا ظہر کی نماز مین کبہی ایک آدہ آیت پکار کر پڑہ دینا۔
۲۹۲	مغرب کی نماز مین کونسی سورتین پڑہے
۲۹۳	عشا کی نماز مین کونسی سورتین پڑہے
۲۹۴	امام کے پیچہے قرأت کرنا کیسا ہے
۲۹۷	امام کے دونو سکتون کا بیان
۲۹۸	جب امام قرأت کرے تو مقتدی چپ رہے
۲۹۹	پکار کر آمین کہنے کا بیان
۳۰۰	رکوع کیوقت اور رکوع سے سر اٹہاتیوقت ہاتہون کا اٹہانا
[illegible]	نماز [illegible]

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۰۷	دونو گھٹنون پر دونو ہاتھ رکھنا رکوع مین		اسکو جہانتک ہوسکے روکے	۳۴۷	نمازی کو اگر سلام کیا جاوے تو وہ کیونکر جواب دیوے
〃	جب رکوع سے سر اٹھاوے تو کیا کہے	۳۲۹	اگر آدمی اور قبلے کے درمیان کوئی	〃	جو شخص نہ جانکر قبلے کے سوا اور طرف نماز پڑھ لیوے
۳۰۸	باب سجدے کے بیان مین		شے حائل ہو تو نماز جائز ہے	۳۴۸	نمازی بلغم تھوکے تو کدہر تھوکے
۳۰۹	رکوع اور سجدے مین کیا کہے	۳۳۰	امام سے پہلے رکوع اور سجدے مین جانا منع ہے	۳۵۰	نماز مین کنکریان ہٹانا کیسا ہے
۳۱۰	سجدہ کیونکر کرنا چاہیے	۳۳۱	نماز مین کونسی چیز مکروہ ہے	〃	سجدہ گاہ پر نماز پڑھنے کا بیان
۳۱۱	دونو سجدون کے درمیان بیٹھنا	〃	جو شخص لوگون کی امامت کرے اور	۳۵۱	گرمی یا سردی کیوجہ سے کپڑون پر سجدہ کرنا
〃	دونون سجدون کے درمیان کیا کہے		لوگ اسکی امامت سے ناراض ہون	〃	نمازی مرد تسبیح کہین اور عورتین دستک دیوین
۳۱۲	تشہد کیونکر پڑھنا چاہیے	۳۳۲	دو آدمی جماعت ہین	۳۵۲	جوتون سمیت نماز پڑھنے کا بیان
۳۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کیونکر	۳۳۳	امام کے قریب یعنی پہلی صف مین کن	〃	بالون اور کپڑون کا نماز مین سمیٹنا کیسا ہے
	پڑہے نماز مین ۔		لوگون کا رہنا مستحب ہے	۳۵۳	نماز مین نگاہ قبلے کیطرف رکھنا
۳۱۶	تشہد اور درود کے بعد کیا دعا پڑھے نماز مین	〃	امامت کا زیادہ حقدار کون ہے	۳۵۴	ایک کپڑے مین نماز پڑھنا
۳۱۷	تشہد پڑھتے وقت کلمے کی انگلی سے	۳۳۴	امام کا جوابدار ہونا	۳۵۵	قرآن کے سجدون کا بیان
	اشارہ کرنا	۳۳۵	جو شخص امامت کرے وہ ہلکی نماز پڑہاوے	۳۵۶	قرآن مین کتنے سجدے ہین
۳۱۹	سلام کا بیان	۳۳۸	جب کوئی واقعہ نماز مین پیش آوے تو	۳۵۷	نماز کو پورا کرنا
〃	ایک سلام کرنے کا بیان		امام نماز کو ہلکا کرسکتا ہے	۳۶۰	سفر مین نماز کا قصر کرنا
[illegible]	سلام کا جواب دینا	۳۳۹	صفون کا برابر کرنا	۳۶۲	سفر مین دو نمازون کو جمع کرنا
〃	امام اپنے تئین خاص نکرے دعا کے ساتھ	۳۴۰	صف اول کی فضیلت	۳۶۳	سفر مین نفل پڑھنے کا بیان
〃	سلام کے بعد کیا کہے	۳۴۱	عورتون کی صفون کا بیان	۳۶۴	جب مسافر کسی شہر مین اقامت کی
۳۲۲	نماز سے فارغ ہوکر کس جانب کو پھرے	〃	صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا کیسا ہے		نیت کرے تو کتنے روز تک قصر کرسکتا ہے
۳۲۳	جب نماز طیار ہو اور کھانا سامنے لایا جاوے	۳۴۲	صف مین داہنی جانب کی فضیلت	۳۶۵	جو شخص نماز کو ترک کرے اسکی سزا
۳۲۴	بارش کی رات مین جماعت کا معاف ہونا	۳۴۳	قبلے کا بیان	۳۶۶	جمعہ کی نماز فرض ہے
۳۲۵	سترہ کا بیان	۳۴۵	جب مسجد مین جاوے تو دو رکعتین پڑھے	۳۶۹	جمعہ کی فضیلت
۳۲۷	کس چیز کے سامنے نکلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے		اسکے بعد بیٹھے	۳۷۰	جمعہ کے دن غسل کرنے کا بیان
۳۲۸	جو کوئی شے نمازی کے سامنے گذرنے لگے	۳۴۶	جو شخص لہسن کھاوے وہ مسجد مین نہ آوے	۳۷۱	جمعہ کیدن غسل کے ترک کرنیکی رخصت

صفحه	مطالب	صفحه	مطالب	صفحه	مطالب
۳۷۱	جمعہ کیلیے سویرے جانے کا بیان	״	فجر کی سنتون مین کونسی سورتین پڑہے		بعد لیٹنا۔
۳۷۲	جمعہ کیدن زینت کرنا	۳۸۷	جب فرض نماز کی تکبیر ہو تو اب کوئی	۴۰۱	اونٹنی پر وتر پڑہنا
۳۷۳	جمعہ کا وقت کیا ہے		نماز نہین ہے سوا فرض کے	״	شروع رات مین وتر پڑہنے کا بیان
۳۷۵	جمعہ کے دن خطبہ کا بیان	۳۸۸	اگر کسی شخص کی فجر کی سنتین قضا	۴۰۲	نماز مین بہولنے کا بیان
۳۷۶	خطبہ سننا اور خطبہ ہونیوقت خاموش		ہو جاوین تو وہ کب قضا پڑہے	״	جو شخص بہولے سے ظہر کی پانچ رکعتین
	رہنے کا بیان	״	ظہر کے اول چار رکعتین سنت پڑہنا		پڑہ لیوے
۳۷۷	جو کوئی مسجد مین آوے اور امام خطبہ پڑہ	۳۸۹	جو شخص ظہر سے پہلے چار سنتین نہ پڑہ سکے	״	جو شخص دو رکعتین پڑہکر بہولسے
	رہا ہو تو وہ دو رکعتین پڑہکر بیٹھے	״	جسکی ظہر کے بعد کی سنت فوت ہو جاوے		کہڑا ہو جاوے
۳۷۹	جمعہ کیدن لوگونکو پہاندنے کی ممانعت	۳۹۰	ظہر کے اول اور ظہر کے بعد چار رکعت	۴۰۳	جس شخص نے نماز مین شک کی تو وہ سوچے
״	جب امام منبر پر سے اترے تو نماز سے		سنت پڑہنا		اور جو صحیح معلوم ہو اسپر عمل کرے
	پہلے بات کر سکتا ہے	״	دن کو کونسی نفل پڑہنا مستحب ہے	۴۰۴	جو شخص نماز مین شک کرے تو یقین
״	جمعہ کی نماز مین کونسی سورتین پڑہے	۳۹۱	مغرب سے پہلے دو رکعتین پڑہنے کا بیان		کیطرف رجوع کرے
۳۸۰	جو شخص جمعہ کی نماز مین سے امام کے ساتھ	״	بعد مغرب کے دوگانے کا بیان	۴۰۵	جو شخص دو یا تین رکعتین پڑہکر سہو
	ایک ہی رکعت پاوے	۳۹۲	وتر کا بیان		سے سلام پہیر دے
۳۸۱	جو کوئی بعذر جمعہ کی نماز مین ترک کرے	۳۹۳	وتر مین کونسی سورتین پڑہے	۴۰۶	سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنا
۳۸۲	جمعہ کے بعد سنت کا بیان	۳۹۴	ایک رکعت وتر پڑہنے کا بیان	۴۰۷	جو لوگ سجدہ سہو کو سلام کی بعد کہتے
״	جمعہ کے دن نماز سے پہلے مسجد مین	۳۹۵	وتر کی نماز مین قنوت پڑہنے کا بیان		ہین انکی دلیل
	حلقے باندہکر بیٹہنا منع ہے	۳۹۷	رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونو	״	نماز پر بنا کرنیکا بیان
۳۸۳	جمعہ کے دن اذان کا بیان		طرح قنوت پڑہ سکتے ہین	۴۰۸	جس شخصکو نماز مین حدث ہو تو وہ
۳۸۴	امام جب خطبہ پڑہے تو لوگ اسکیطرف	۳۹۸	اخیر رات مین وتر پڑہنا		کسطرح سے جاوے
	سونہہ کرین	״	جو شخص وتر سے سو جاوے یا بہول جاوے	۴۰۸	بیمار کی نماز کا بیان
״	جمعہ مین ساعت اجابت کا بیان	۳۹۹	وتر کی تین اور پانچ اور سات اور نو	۴۰۹	نفل نماز بیٹہکر پڑہنا
۳۸۵	سنت کی بارہ رکعتون کا بیان		رکعتین پڑہنا	۴۱۰	بیٹہ کر نماز پڑہنے مین آدہا ثواب ہے
۳۸۶	فجر کی سنتون کا بیان	״	وتر کے بعد لیٹنا اور فجر کی سنتون کے	۴۱۱	انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز

صفحه	مطالب
۴۱۴	انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز پڑہنا اپنے ایک امتی کے پیچھے
۴۱۵	امام اسلیے مقرر ہوا ہے کہ اسکی پیروی کی جاوے
۴۱۶	فجر کی نماز مین قنوت پڑہنے کا بیان
۴۱۸	نماز مین سانپ اور بچہو مارنیکا بیان
۴۱۹	جن ساعتون مین نماز مکروہ ہے انکا بیان
۴۲۱	مکہ مین ہر وقت نماز پڑہنا درست ہے
۴۲۲	جب لوگ نماز مین تاخیر کرین تو کیا کرنا چاہیے۔
〃	خوف کی نماز کی بیان مین
۴۲۵	سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کا بیان
۴۲۹	استسقا کی نماز کا بیان
۴۳۰	استسقا مین دعا کا بیان
۴۳۲	عیدین کی نماز کا بیان
۴۳۴	عیدین کی تکبیرون کا بیان
۴۳۶	عیدین کی نماز مین کونسی سورتین پڑہے
〃	عیدین کی نماز مین خطبے کا بیان
۴۳۷	نماز کی بعد خطبہ کا انتظار کرنا ضرور نہین
〃	عید کی نماز سے پہلے یا اسکی بعد نماز پڑہنا کیسا ہے۔
۴۳۸	عید کی نماز کیلیے پیدل جانا
〃	عیدگاہ کو ایک راہ سے جاوی اور لوٹتی وقت دوسرے راہ سے آوے

صفحه	مطالب
۴۳۹	عید کی دن گانا بجانا کھیل کود
۴۴۰	عید کے دن برچھی نکالنا
۴۴۱	عیدین مین عورتون کے نکلنے کا بیان
۴۴۲	جب ایکدن مین دو عیدین جمع ہون
۴۴۳	جب بارش ہووے تو عید کی نماز مسجد مین پڑہ سکتے ہین۔
〃	عید کے دن ہتیار باندہکر جانا کیسا ہے
〃	عیدین مین غسل کرنیکا بیان
۴۴۴	عیدین کی نماز کا وقت
〃	رات کو تہجد دو دو رکعت کرکے پڑہنا چاہیے
۴۴۵	رات اور دنکی نماز دو دو رکعتین ہین
۴۴۶	تراویح کا بیان
۴۴۸	رات مین تہجد پڑہنے کا بیان
۴۵۱	جو شخص اپنے گہروالون کو رات کو جگاوے
〃	قرآن کو خوش آوازی سے پڑہنا
۴۵۳	جو کوئی اپنا رات کا وظیفہ مقرری نہ پڑہ سکے
〃	قرآن کتنے دن مین ختم کرنا چاہیے
۴۵۵	رات کی نماز مین قررت کا بیان
۴۵۶	جب آدمی انکو جاگے تو کیا پڑہے
۴۵۸	رات کو تہجد کی کتنی رکعتین پڑہے
۴۵۹	رات کو کونسی ساعت افضل ہے
۴۶۱	اگر رات کو اٹہا نہ ہوسکے تو کونسا امر اسکے بدل کافی ہوجانے کی امید ہے
۴۶۲	اگر نمازی اونگہنے لگے تو کیا کرے

صفحه	مطالب
〃	مغرب اور عشا کی بیچمین نماز پڑہنے کی فضیلت
۴۶۳	گہر مین نفل پڑہنے کا بیان
〃	چاشت کی نماز کا بیان
۴۶۴	استخارہ کی نماز کا بیان
۴۶۵	حاجت کی نماز کا بیان
۴۶۸	صلوۃ التسبیح کا بیان
۴۶۹	شعبان کی پندرہوین رات کی فضیلت
۴۷۰	شکر کی نماز اور شکر کے سجدے کا بیان
۴۷۱	نماز گناہون کا کفارہ ہے
۴۷۳	پانچون نمازون کے فرض ہونیکا اور انکی محافظت کرنیکا بیان
۴۷۵	مسجد حرام مین نماز پڑہنے کی اور مسجد نبوی مین نماز پڑہنے کی فضیلت
۴۷۶	مسجد بیت المقدس مین نماز پڑہنے کی فضیلت
۴۷۹	مسجد قبا مین نماز پڑہنے کی فضیلت
۴۸۰	جامع مسجد مین نماز پڑہنے کی فضیلت
〃	منبر پہلے کیونکر بنا
۴۸۲	نماز مین قیام لنبا کرنا
۴۸۳	سجدہ بہت کرنیکا بیان
۴۸۴	سب سے پہلے جس چیز کا بندہ سے محاسبہ ہوگا وہ نماز ہے
〃	جہان پر فرض پڑہا ہو وہان نفل نہ پڑہے
۴۸۵	مسجد مین ہمیشہ نماز کیواسطے ایک جگہہ معین

صفحہ	مطالب
	کرنا کیسا ہے
۴۸۶	جب نماز جوتا اتار کر پڑہین تو جوتا کہان رکہین
۴۸۷	جنازے اور حقوق اسلام کے ابواب
۴۸۹	جو شخص بیمار کی عیادت کرے اسکا ثواب
″	قریب المرگ کو لا اله الا الله کی تلقین کرنا
۴۹۰	جب بیمار مرنے لگے تو کیا کہا جاوے
۴۹۴	مومن کو نزع مین اجر اور ثواب حاصل ہوتا ہے
۴۹۵	میت کی آنکہین بند کر دینا
۴۹۶	میت کو غسل دینے کے بیان مین
۴۹۷	خاوند بی بی کو غسل دے سکتا ہے اور بی بی خاوند کو
″	آن حضرت صلی الله علیه وسلم کو کیونکر غسل دیا گیا
۴۹۹	آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم کے کفن کے بیان مین
۵۰۰	کفن کونسے کپڑون مین مستحب ہے
″	جب میت کفن مین لپیٹا جاوے تو اسوقت اسکو دیکہنا
۵۰۱	جنازون مین حاضر ہونا
۵۰۲	جنازے کے آگے چلنا کیسا ہے
۵۰۳	جنازے کے ساتہ سوگ کے کپڑے پہننا کیسا ہے
″	جنازہ جب حاضر ہو تو نماز پڑہنے مین دیر نکرے

صفحہ	مطالب
″	جس شخص پر مسلمانون کی ایک جماعت جنازہ پڑہے
۵۰۴	مردے کی تعریف کرنا
۵۰۵	جب جنازے پر نماز پڑہے تو امام کہان کہڑا ہو
۵۰۶	جنازے کی نماز مین قرات کرنا
″	جنازے کی نماز مین کیا دعا پڑہے
۵۰۸	جنازے کی نماز مین چار تکبیرین ہین
۵۰۹	جنازے مین پانچ تکبیرون کا بیان
۵۱۰	آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے صاحبزادے کی وفات اور انپر جنازے کی نماز پڑہنے کا بیان
۵۱۲	شہید پر نماز پڑہنے کا بیان اور انکے دفن کا بیان
۵۱۳	مسجد مین جنازے کی نماز کا بیان
۵۱۴	جن وقتون مین میت پر نماز اور دفن درست نہین ہے
۵۱۵	اہل قبلہ پر نماز جنازہ پڑہنا
۵۱۶	مردہ دفن ہوجانے کے بعد قبر پر نماز پڑہنا
۵۱۸	نجاشی بادشاہ حبش پر نماز پڑہنے کا بیان
۵۱۹	نماز جنازہ کا ثواب اور دفن تک شریک رہنے کا ثواب
۵۲۱	جبکوئی قبرستان مین جاوے تو کیا کہے
″	قبرستان مین بیٹہنے کا بیان
۵۲۲	مردے کو قبر کے اندر کیونکر لینا چاہیے

صفحہ	مطالب
۵۲۳	قبر مین لحد بنانا اولی ہے اور شق جائز ہے
″	صندوقی قبر کا بیان
۵۲۴	قبر خوب گہری کہودنا
″	قبر پر نشانی کرنا
۵۲۶	قبرون پر عمارت بنانیکی انکے پختہ کرنیکی انپر کتبہ کرنیکی ممانعت
۵۲۷	قبر مین مٹی ڈالنا
″	قبرون پر چلنے اور بیٹہنے کی ممانعت
۵۲۸	قبرستان مین جوتا اتارنا
″	قبرون کی زیارت کرنا کیسا ہے
۵۲۹	مشرکون کی قبرون کی زیارت
۵۳۰	عورتون کو قبرون کی زیارت کرنا منع ہے
۵۳۱	عورتون کا جنازے کے ساتہ جانا
″	چلا کر رونے کی ممانعت
۵۳۲	گال پیٹنے اور گریبان پہاڑنیکی ممانعت
″	میت پر رونیکا بیان
۵۳۶	میت کو عذاب ہونا اسپر نوحہ کرنیکی وجہ سے
″	مصیبت پر صبر کرنیکا بیان
۵۳۸	جو کوئی مصیبت والے کی تعزیت کرے اسکی فضیلت
۵۳۹	جسکا بچہ مرجاوے اسکے ثواب کا بیان
۵۴۰	جس کسیکا کچا بچہ مرجاوے
″	میت کے لوگون کو کہانا بہیجنا
۵۴۱	میت والون کے پاس جمع ہونے اور کہانا

صفحہ	مطالب
	طیار کرنے کی ممانعت
۵۴۱	جو شخص مسافری مین مرے
۵۴۲	جو شخص بیماری کی حالت مین مرے
؍؍	میت کی ہڈی توڑنے کی ممانعت
؍؍	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کا بیان
۵۴۷	آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اور دفن کا بیان
۵۵۴	روزے کی فضیلت
؍؍	ماہ رمضان کی فضیلت
۵۵۵	شک کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے
۵۵۶	شعبان کے روزے رمضان کے روزے سے ملا دینا
۵۵۷	چاند دیکھنے کی گواہی کا بیان
۵۵۸	چاند دیکھکر روزہ رکھنا اور چاند دیکھکر افطار کرنا ۔
	کبھی مہینا ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے
۵۵۹	عید کے دونون مہینون کا بیان
؍؍	سفر مین روزہ رکھنا کیسا ہے
۵۶۱	حاملہ اور دودھ پلانیوالی کے لیے افطار جائز ہونا
؍؍	رمضان کی قضا کا بیان
۵۶۲	جس نے بھولے سے کھاپی لیا
۵۶۳	روزہ دار اگر الٹی کرے

صفحہ	مطالب
۵۶۴	روزہ دار کو پچھنے لگانا
۵۶۵	روزہ دار کو بوسہ لینا کیسا ہے
۵۶۶	روزے مین اپنی عورت سے لیٹنا مساس کرنا
۵۶۷	سحری کھانیکے بیان مین
؍؍	سحری اخیر رات مین کھانا
۵۶۸	روزہ جلد کھولنے کا بیان
؍؍	فرض روزے کی نیت رات سے فرض ہے اور نفل روزہ توڑ سکتا ہے
۵۶۹	کوئی شخص روزہ رکھتا چاہتا ہے اور صبح کو جنابت کیحالت مین اٹھے
۵۷۰	ہمیشہ روزہ رکھنا کیسا ہے
؍؍	ہر مہینہ مین سے روزہ رکھنا
۵۷۱	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزون کا بیان
۵۷۲	حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روزے کا بیان
؍؍	حضرت نوح علیہ السلام کے روزون کا بیان
۵۷۳	شش عید کے روزون کا بیان
؍؍	جہاد مین روزہ رکھنے کا بیان
؍؍	ایام تشریق مین روزہ رکھنے کی ممانعت
۵۷۴	عیدین مین روز[illegible]نعت

صفحہ	مطالب
۵۷۴	جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان
۵۷۵	ہفتے کیدن روزہ رکھنے کا بیان
؍؍	ذی الحجہ کے پہلے دہے کے روزے
۵۷۶	عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان
۵۷۷	عاشورا کے دن روزہ رکھنے کا بیان
۵۷۹	پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنے
۵۸۰	حرام مہینون کے روزون کا بیان
۵۸۱	روزہ گیا ہے بدن کی زکوۃ ہے
؍؍	جو کوئی کسی روزہ دار کا روزہ کھلواوے
۵۸۲	روزہ دار کے سامنے کوئی کھانا کھاوے
؍؍	جو شخص کھانیکے لیے بلایا جاوے اور وہ روزہ دار ہو
۵۸۳	روزہ دار کی دعا رد نہین ہوتی
۵۸۴	عید الفطر کے دن نماز کو نکلنے سے پہلے کچھ کھا لینا
۵۸۵	جو شخص مر جاوے اور اسپر نذر کے روزے ہون
۵۸۶	جو کوئی رمضان مین اسلام لاوے
؍؍	عورت اپنی خاوند کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھے
؍؍	جو شخص کسیکا مہمان ہو تو اسکی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھے
؍؍	جو شخص کھانا کھا کر اللہ کا شکر کرے اسکا ثواب مثل روزہ دار کے ہے

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۵۸۶	شب قدر کے بیان مین		کرے	۶۰۱	گائے بیلون کی زکوۃ کا بیان
۵۸۷	رمضان کے اخیر دہے کی فضیلت	۵۹۳	زکوۃ کے باب	"	بکریون کی زکوۃ کے بیان مین
۵۸۸	اعتکاف کی قضا کا بیان	۵۹۴	زکوۃ نہ دینے کا عذاب	۶۰۴	زکوۃ کے تحصیل کرنیوالون کا بیان
۵۹۰	ایک رات یا ایک دن کا اعتکاف	۵۹۵	جس مال کی زکوۃ دیجاوے وہ	۶۰۵	گھوڑون اور غلام لونڈیون کی
	کرنا۔		کنز نہین ہے۔		زکوۃ کا بیان
"	معتکف مسجد مین اعتکاف کے	۵۹۶	سونا اور چاندی کی زکوۃ	"	کن مالون مین زکوۃ واجب ہوئی ہے
	لیے ایک جگہ مقرر کرے	۵۹۷	جو شخص مال حاصل کرے	۶۰۶	کھیتون اور میوون کی زکوۃ
"	مسجد مین خیمہ لگا کر اس مین اعتکاف	"	جن مالون مین زکوۃ واجب ہے	۶۰۸	کھجور اور انگور کا اٹکل
	کرنا۔	۵۹۸	زکوۃ واجب ہونے کیوقت سے پہلے	"	صدقہ مین برا مال نکالنے کی ممانعت
"	معتکف بیمار پرسی کو جاوے اور		دینا۔	۶۰۹	شہد کی زکوۃ کا بیان
	جنازے مین شریک ہو	"	زکوۃ جب کوئی نکالے تو زکوۃ وصول	۶۱۰	صدقہ فطر کا بیان
۵۹۱	معتکف اپنا سر دہووے اور کنگھی کرے		کرنیوالا کیا کہے	۶۱۲	عشر اور خراج کا بیان
۵۹۲	معتکف کے لوگ مسجد مین آکر اس	۵۹۹	اونٹون کی زکوۃ کا بیان	"	ایک وسق کے ساٹھ صاع ہوتے ہین
	سے ملسکتے ہین	۶۰۰	جب زکوۃ لینے والا زیادہ عمر کا	۶۱۳	سوال کرنیکی کراہت
۵۹۳	مستحاضہ عورت اعتکاف کرے		جانور لیوے	۶۱۴	جو شخص مالدار ہو کر سوال کرے
"	اعتکاف کا ثواب	۶۰۱	زکوۃ تحصیل کرنیوالا کس قسم کا	۶۱۵	جن لوگون کے لیے صدقہ حلال ہے
"	جو کوئی عیدین کی رات کو عبادت		اونٹ لیوے	"	صدقہ کی فضیلت

تمت

وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانہ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مستطاب مسمی

رفع العجاجة

عن

سنن ابن ماجه

باہتمام شیخ عبد الرحمن و احمد پسران شیخ محی الدین مرحوم تاجران کتب و مہتممان مطبع سلکنان لاہور

در مطبع صدیقی واقع لاهور طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ونصلی ونسلم علی رسولہ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
امابعد طالبین سنت سنیہ و شائقین احادیث قدسیہ کی خدمت مین فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفا عنہ المنان ولد مولوی حاجی
محمد مسیح الزمان مرحوم و مغفور عرض کرتا ہے کہ سنہ ۱۳۰۵ ہجری کے اواخر مین حدیث کی بڑی بڑی پانچ کتابون کے ترجمہ سے فراغت حاصل
ہوئی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور سے صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کا ترجمہ بہ بسط تمام شروع کیا گیا اللہ جل جلالہ کے فضل سے امید ہے کہ وہ ترجمہ
چند سال کے عرصہ مین پورا ہو جاویگا چونکہ صحاح ستہ مین بقول راجح موطا امام مالک کی داخل تھی اسلیے سب سے پہلے موطا شریف
کا ترجمہ کیا گیا تھا اور اللہ جل جلالہ کے فضل سے وہ ترجمہ نہایت مطبوع او مقبول ہوا اور سنن ابن ماجہ کا ترجمہ بشرط موقع اور فرصت
اور نیز اس خیال سے کہ وہ صحاح ستہ مین بقول راجح (داخل) نہین ہے ملتوی رکھا گیا تھا پر اکثر صاحبون نے اس فقیر سراسر تقصیر سے
یہ سوال کیا کہ اگر سنن ابن ماجہ کا بھی ترجمہ ہو جاوے تو مناسب ہے کیونکہ متعدد علماء کے نزدیک کتاب صحاح ستہ مین داخل ہے اور اکثر
مقامات مین داخل درس ہے اور سوا اسکے اس کتاب کی ترتیب اور طرز تالیف نہایت خوب ہے اور مؤلف نے اسمین نہایت اختصار
کے ساتھ احادیث کو جمع کیا ہے اور فقیر کو انکا سوال لائق اجابت معلوم ہوا مگر کیا کرون قلت فرصت کثرت شغل ضعف اعضاء
رئیسہ ترجمہ صحیح بخاری یہ امور ایسے تھے جنکے لحاظ سے اس امر کا اتمام دشوار نظر آیا اسپر بھی محض حق سبحانہ وتعالی کی امداد و
اعانت پر بھروسا کر کے مینے اس کتاب کا بھی ترجمہ شروع کیا اور جسقدر اوقات ترجمہ صحیح بخاری شریف کے بعد بچتے تھے
انکا صرف کرنا اس کام مین مناسب خیال کیا مین حق تعالی شانہ سے بکمال تضرع اور نیاز دعا کرتا ہون کہ وہ اپنی قدرت
کاملہ سے اس ترجمہ کو پورا کر دیوے اور اسکو مقبول اور مطبوع فرما دیوے آمین یا الہ العالمین **واضح** ہو کہ جناب اخوی مطاعی
مولوی حاجی محمد بدیع الزمان صاحب مرحوم و مغفور نے اس کتاب کا ترجمہ سنہ ۱۲۹۹ ہجری مین شروع کیا تھا اور ابتدائے کتاب سے

صرف چار پانچ جزو کا ترجمہ یعنے باب جاء فی التوقیت للمسح للمقیم والمسافر تک لکھا تہا افسوس ہے کہ جناب مغفور سنہ ١٣٠٤
ہجری مین دنیا فانی سے سفر کر گئے اور اس کتاب کا نہ دیباچہ لکھا نہ اسکے اتمام کی مہلت پائی لہذا ناظرین باتمکین سے
امید ہے جو اس کتاب کا مطالعہ فرماوین کہ جناب مرحوم کو بہی دعاء خیر سے محروم نہ فرماوین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
مخفی نہ رہے کہ اس کتاب کے مؤلف کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور نام انکا محمد بن یزید بن ماجہ وطن انکا قزوین ہے جو
ایک شہر ہے مشہور عراق عجم مین قوم انکی ربعی منسوب بربیعہ بالولاء یہ حدیث کے امام اور مقتدے تہے اور حافظ اور امام مالک کے
اصحاب سے بہی انہون نے حدیث سنی اور حدیث کے حاصل کرنیکے لیے بہت ملکون مین پہرے اور بہت علماء نے انکی کتاب
یعنے سنن ابن ماجہ کو صحاح ستہ مین داخل کیا ہے اور وہ اعلے ہین ترمذی و نسائی اور ابو داؤد سے بلکہ امام مسلم سے بہی
باعتبار علو سند کے کیونکہ انہون نے کئی حدیثین ثلاثی روایت کین ہین اور بعضون نے جو انکی کتاب کو صحاح ستہ سے خارج
کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ اس کتاب مین ایک حدیث منکر بلکہ موضوع قزوین کی فضیلت مین ذکر کی گئی ہے اور قزوین کی فضیلت مین
جتنی روایتین منقول ہین وہ محدثین کے نزدیک باطل اور موضوع ہین اسی طرح انہون نے کتاب الایمان مین ایک حدیث ذکر
کی ہے الایمان معرفۃ بالقلب وقول باللسان وعمل بالارکان اور محدثین کے نزدیک یہ روایت بہی موضوع ہے پیدایش انکی سنہ ٢٠٩
ہجری مین ہوئی یعنی امام بخاری کے پندرہ برس بعد اور وفات انکی سنہ ٢٧٣ھ مین پیر کے دن ستائیسوین رمضان کو ہوئی حافظ
ابن حجر نے تقریب التہذیب مین لکہا ہے کہ محمد بن یزید ربعی بفتح را اور با موحدہ قزوینی ابو عبد اللہ ابن ماجہ بتخفیف جیم صاحب سنن
ہین اور اماموں مین سے ہین حدیث کے حافظ ہین انہون نے سنن اور تفسیر اور تاریخ تصنیف کی ہے اُن کی وفات سنہ ٢٧٣ھ مین ہوئی اور
انکی عمر چونسٹہہ برس کی تہی اور صحاح ستہ والون نے اپنی اپنی کتابون مین انسے کوئی روایت نہین کی کیونکہ وہ معاصر تہے
انکے اور حطہ فی الامہات الستہ مین ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نے کہا کہ ابن ماجہ کی کتاب ان کتابون مین داخل ہے جنکو
صحاح ستہ یا اصول ستہ کہتے ہین اور جب محدثین یہ کہتے ہین روایت کیا اس حدیث کو جماعت نے تو اُس سے مراد یہی چہہ کتابون
والے ہین یعنی بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالی اور جب کہتے ہین روایت کیا اسکو
چارون نے تو مراد وہ لوگ ہین ان مین سے جو بخاری و مسلم کے سوا ہین اور انکے سنن مین کئی ثلاثی حدیثین ہین اور
یہ ثلاثیات جبارہ کے طریق سے مروی ہین انہون نے سنا کثیر سے انہون نے سنا انس سے اور ان کی کتاب مین ایک
حدیث ہے قزوین کی فضیلت مین جو منکر بلکہ موضوع ہے اور اسی سبب سے لوگون نے انپر اور اُن کی کتاب پر طعن کیا ہے اور اس
حدیث کا بنانے والا ایک شخص تہا جسکا نام میسرہ تہا ابن ماجہ نے کہا مین نے اس کتاب کو ابو زرعہ رازی کے سامنے
پیش کیا انہون نے اسکو دیکہا اور کہا کہ اگر یہ کتاب لوگون کے ہاتہہ لگجاویگی تو اکثر جوامع اور کتابین حدیث کی بیکار
ہوجاوینگی پہر کہا کہ شاید اس مین تیس حدیثین بہی ضعیف نہ ہون گی اور ان کی سنن مین چار ہزار حدیثین ہین اور ٣٢ کتابین
ہین اور ١٥ سو باب ہین اور واقع مین یہ کتاب حسن ترتیب اور اختصار مین بے نظیر ہے اور ابو زرعہ نے اسکی صحت پر گواہی دی

ہے ابن اثیر نے کہا انکی کتاب مفید اور نافع ہے لیکن اُن مین بعض حدیثین بہت ضعیف ہین بلکہ منکر ہین یہانتک کہ حافظ مزی سے منقول ہی کہ جس حدیث کو صرف ابن ماجہ لاتے ہین یعنے متفرد ہین ساتھہ اُسکے وہ اکثر ضعیف ہوتی ہے اور اسیواسطے متعدد علمار نے اسکو صحاح ستہ مین داخل نہین کیا بلکہ اسکے بدل موطا کو رکہا حافظ ابن حجر نے کہا سب سے پہلے جسنے ابن ماجہ کو صحاح ستہ مین داخل کیا وہ فضل بن طاہر تہے پہر حافظ عبد الغنی اور حق یہ ہے کہ موطا مقدم ہے پہر اور اسکی ایک شرح ہے حافظ مغلطائی کی پانچ جلدون مین اور ایک شرح ہی جلال الدین سیوطی کی جسکا نام مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ اور ایک شرح ہے حافظ برہان الدین ابراہیم بن محمد حلبی کی اور ایک شرح ہے شیخ کمال الدین بن موسی دمیری کی پانچ جلدون مین اسکا نام ہے دیباجہ وہ اسکے اتمام سے پہلے مر گئے اور ایک شرح ہے شیخ سراج الدین عمر بن علی بن ملقن شافعی کی اس کتاب کے زوائد پر پانچ کتابون سے یعنے صحیحین اور سنن ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی سے آٹھہ جلدون مین اسکا نام ہے ما تمس الیہ الحاجۃ علی سنن ابن ماجہ اور ایک شرح ہی شیخ ابو الحسن سندہی بن عبد الہادی کے اور ایک شرح ہے شیخ صالح تقی شیخ عبد الغنی بن شیخ ابی سعید مجددی دہلوی کی جو مدینہ منورہ مین جاکر رہے تہی اسکا نام ہے انجاح الحاجۃ اور یہ مختصر ہے۔ مترجم نے شیخ عبد الغنی اس شرح کے مؤلف سی ملاقات کی ہے مدینہ منورہ مین اور انکی صحبت سی فائدہ اٹہایا ہے اور وہ مرشد تہی حضرت والد مرحوم اور مغفور کے اور محدث اور صالح تہے انتقال کیا انہون نے مدینہ منورہ مین ۱۲۹۶ مین مترجم کتاب کی سند مؤلف تک۔ مترجم اس کتاب کو روایت کرتا ہے علامہ محدث یمن شیخ حسین بن محسن انصاری سبعی سے وہ روایت کرتے ہین سید حسن بن عبد الباری اہدل سے وہ روایت کرتے ہین شیخ الاسلام اور مفتی انام وجیہ الدین عبد الرحمن بن سلیمان بن یحیے مقبول اہدل سے وہ اپنے والد سے وہ احمد بن محمد مقبول اہدل سے وہ اپنے شیخ اور ماموں عماد الدین یحیی بن عمر مقبول اہدل سے انہون نے کہا خبر دی مجہکو اس کتاب کی ابو بکر بن علی بطاح نے انہون نے کہا خبر دی مجہکو اس کتاب کی یوسف بن محمد بطاح نے انہون نے کہا خبر دی مجہکو اس کتاب کی حافظ طاہر بن حسین اہدل نے انہون نے کہا خبر دی مجہکو اس کتاب کی حافظ عبد الرحمن بن علی شیبانی نے مین نے انکو پڑہ کر سنائی انہون نے کہا خبر دی مجہکو اس کتاب کی حافظ زین الدین شرجی نے انہون نے کہا خبر دی مجہکو اس کتاب کی نفیس الدین ابو الربیع سلیمان بن ابراہیم علوی نے انہون نے کہا خبر دی مجہکو اس کتاب کی میرے والد نے اور شیخ موفق الدین علی بن ابی بکر بن شداد نے ان دونو نے کہا خبر دی ہمکو حافظ ابو الخیر احمد بن منصور شماخی نے انہون نے کہا خبر دی مجہکو میرے والد نے انہون نے روایت کیا محمد بن اسمعیل حضرمی اور ابو بکر بن احمد شراحی اور سلیمان بن خلیل عسقلانی اور بطال رکبی اور اسحق طبری سے ان سب نے حافظ ابو الفتوح نصر بن علی حصری سے انہون نے ابو زرعہ طاہر بن محمد مقدسی سے انہون نے ابو منصور محمد بن الحسین بن احمد سے انہون نے ابو طلحہ قاسم بن ابی منذر خطیب سے انہون نے ابو الحسن علی بن ابراہیم بن سلمہ بن بحر قطان سے انہون نے اس کتاب کے مؤلف امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی سے رضی اللہ تبارک وتعالی ان سب سے اور اجازت دی مجہے اس کتاب کی روایت کرنے کی میری شیخ نے

عالم علامہ مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی نے ۱۳۰۹ھ مین انہون نے روایت کی مولانا شاہ محمد اسحق سے انہون نے شاہ عبد العزیز سے انہون نے شاہ ولی اللہ سے انہون نے ابو الطاہر مدنی سے انہون نے اپنے باپ کردی سے انہون نے احمد قشاشی سے اونہون نے شناوی سے انہون نے شمس رملی سے انہون نے زین زکریا سے انہون نے حافظ ابن حجر سے انہون نے ابو الحسن دمشقی سے انہون نے ابو العباس حجار سے انہون نے انجب بن ابی السعادات سے انہون نے ابو زرعہ سے پہر اخیر تک وہی سند ہے جو اوپر گذری اول سند مین مترجم سے لیکر مؤلف کتاب ۱۲ واسطے ہین اور دوسری سند مین مترجم سے لیکر مولف تک ۱۸ واسطے ہین یا اللہ ان سب بزرگون کی برکت سے میری مغفرت کر اور ساتھ کر ہمارا انکا عالم برزخ اور عالم آخرت مین آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیانسی بالتوقیت نی المسیۃ کہ مولوی بدیع الزمان صاحب　وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمُحِبِّيْهِ　مرحوم برے بہائی مولوی وحید الزمان صاحب کا ترجمہ ہے

بَابُ اِتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باب اتباع سنت کے بیان مین مترجم کہتا ہے

اتباع لغت مین پیچھے چلنے کو کہتے ہین کہ اسی سے ہے اتباع جنازہ بتشدید تار مکسورہ اور اسی سے ہے یہ حدیث اتَّبَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ یعنے پیچھے چلا مین آپکے اور اسی سے ہے فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِاِدَاوَةٍ یعنے مغیرہ آپکے پیچھے چہاگل لیکر چلے اور حدیث فتنہ کی يَتَّبِعُ بِهَا شَغَفَ الْجِبَالِ اور یہان اتباع سے مراد پیروی اور اقتدا ہے اور مولف نے سری ہی سے گویا تقلید کی جڑ کاٹ دی اور راس المال دین کا اتباع کو ٹہیرایا اسلیے کہ اصطلاح شرع مین اتباع نام ہے حجت کے ساتھ تمسک کرنے کا اور تقلید نام ہے اسکے قول سے تمسک کرنیکا جسکا قول بغیر حجت ہو یہی قول ہے ابو عبد اللہ بن خواز منداد بصری کا کذا فی اعلام الموقعین اور سنت لغت مین طریقہ اور سیرت ہے اور یہان وہ عقیدہ اور عمل اور ملکات صالحہ اور اخلاق رضیہ اور عادات سجیہ مراد ہین جو مروی ہوئے ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قولاً یا فعلاً یا تقریراً

عَنْ[1] اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَمَرْتُكُمْ بِهٖ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسکا مین حکم کرون تمکو اسپر عمل کرو اور جس سے منع کرون اس سے باز رہو مترجم کہتا ہے یعنی خود بغیر ضرورت سوال نہ کرو چنانچہ آگے کی حدیث مین صاف اسسے نہی فرمائی

عَنْ[2] اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَخُذُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَانْتَهُوْا روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوڑ دو اور سوال نہ کرو مجھ سے اسچیز کا جسکا مین نے بیان کرنا تمسے چھوڑ دیا اسلیے کہ ہلاک ہوگئی تمسے اگلے لوگ اپنے انبیا سے سوال اور اختلاف کرکے اور جب مین تمہین حکم کرون کسی شے کا

تو اسپر عمل کرو جتنا تمسے ہوسکے اور جب روکدون مین تمکو کسی شے سے تو باز رہو اُس سے عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم من اطاعنی فقد اطاع الله ومن عصانی فقد عصی الله روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسنے اطاعت کی میری اُسنے اطاعت کی اللہ کی اور جسنے نافرمانی کی میری اُسنے نافرمانی کی اللہ
کی ف یہہ مضمون بعینہ قرآن مجید کا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع الله یعنے جو اطاعت
کرے رسول کی وہ اطاعت کرچکا اللہ کی عن ابی جعفر قال کان عبد الله بن عمر اذا سمع من رسول الله صلی
الله علیه وسلم حدیثا لم یعده ولم یقصر دونه روایت ہے ابی جعفر سے کہا کہ عبداللہ بن عمر جب سنتے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث تو نہ اس مین کچھ بڑہاتے نہ گھٹاتے ف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہایت پابند
سنت تہے اور ہرگز اپنی جانب سے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تقصیر یا اُس سے تجاوز نہ فرماتے تہے چنانچہ امام احمد
نے بسند صحیح مجاہد سے روایت کی ہے کہ انہون نے کہا مین ایک سفر مین ساتھہ تہا ابن عمر کے پس وہ ایک مقام مین راہ سے ہٹکر
چلنے لگے تو ان سے اسکا سبب پوچہا انہون نے کہا ایسا ہی دیکہا تہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تہا انہون نے سو مینے
بہی ویسا ہی کیا اور بزار نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ہمیشہ وہ ایک درخت کے نیچے جاتے جو کہ مدینہ کی راہ مین تہا اور وہان
قیلولہ کرتے اور خبر دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تہے کذا فی مصباح الزجاجة عن ابی الدرداء قال
خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن نذکر الفقر ونتخوفه فقال الفقر تخافون والذی نفسی بیده
لتصبن علیکم الدنیا صبا حتی لا یزیغ قلب احدکم ازاغة الا هیه وایم الله لقد ترکتکم علی
مثل البیضاء لیلها ونهارها سواء قال ابو الدرداء صدق والله رسول الله صلی الله علیه وسلم ترکنا
والله علی مثل البیضاء لیلها ونهارها سواء روایت ہے ابوالدرداء سے کہا نکلے ہمارے طرف رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اور ہم ذکر کررہے تہے فقر کا اور اس سے ڈر رہے تہے سو آپ نے فرمایا کیا تم فقر سے ڈرتے ہو اور قسم ہے اس پروردگار
کی کہ میری جان اسکے ہاتہہ مین ہے تمہارے اوپر دنیا ایسی برسائی جاویگی کہ جسکے دل مین ذرا سی کجی بہی ہوگی اسکی کجی اور
بڑہ جاویگی اور قسم ہے اللہ کی مینے تمکو ایسی شریعت پر چھوڑا ہے کہ رات اور دن اسکا برابر ہے کہا ابوالدرداء نے کہ سچ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آپ نے ہمکو ایسی ہی شریعت پر چھوڑا ہے قسم ہے اللہ کی جسکا رات اور دن برابر ہے
ف لا یزیغ قلب احدکم ازاغة الا هیه اسکے دو معنے ہین ایک اوپر بیان ہوئے دوسرے یہ کہ نہ جھکیگا دل کسیکا مگر دنیا
کیطرف یعنے ہر شخص فکر دنیوی مین گرفتار ہو جاویگا اور فتنہ اموال و اولاد مین بڑہ جاویگا اور حقیقت فتنہ مال کا فتنہ فقر
سے قولہ رات اور دن اسکا برابر ہے یعنے ایسی شریعت ہے کہ سمجہنا اسکا اور عمل کرنا اسپر نہایت آسان ہے اس مین غوامض اور
رموز اور اغلوطات اور چیستانین نہین ہین کہ کسی کے فہم مین نہ آوین اور نہ ایسے احکام شدیدہ ہین کہ اسپر عمل نہو سکے
عن قرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تزال طائفة من امتی منصورین لا یضرهم من

خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ **روایت** ہے ثوبان سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ ایک گروہ میری امت سے اللہ کی مدد میں رہیگا کچھ نہ بگاڑیگا انکا جو انکے چھوڑدے یہانتک کہ قائم ہو قیامت **عن** ۷ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ قَوَّامَةً عَلٰی اَمْرِ اللّٰهِ لَا یَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک گروہ میری امت سے بخوبی قائم رہیگا اللہ کے حکم پر کچھ نہ بگاڑیگا انکا جو انکا خلاف کرے

ف قرطبی نے کہا طائفہ کے معنے جماعت اور اسحاق بن راہویہ نے کہا طائفہ ہزار سے کم کو کہتے ہیں اور مجاہد نے کہا طائفہ ایک سے ہزار تک ہے اور ابن عباسؓ نے فرمایا طائفہ سے مراد چند لوگ ہیں یا ایک شخص اور صحاح جوہری میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ طائفہ ایک ہی اور جو اس سے اوپر ہو امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ یہ لوگ اگر محدثین نہوں تو میں نہیں جانتا کہ اور کون لوگ ہیں روایت کیا اسکو حاکم نے علوم حدیث میں قاضی عیاض نے کہا کہ مراد اس سے گروہ اہل سنت اور جماعت کا ہے اور جو مذہب اہلحدیث کا معتقد ہے یعنی تعصب و تقلید شخصی سے بیزار ہو کہ محدثین کسی کے مقلد نہیں نہ تعصب رکھتے ہیں بلکہ ہر مسئلہ میں جو منطوق آیت و حدیث ہو اسکا متبع ہو اور ہرگز پروا نکرے کسی کی موافقت اور مخالفت سے کہ خود حضرتؐ نے بشارت دی کہ کسی کی موافقت اور مخالفت اسکو ضرر نکریگی غرض مومن متبع سنت کو ضرور ہے کہ جب قول و فعل و تقریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاوے بلا خوف و خطر اسکا متبع ہو جاوے اور اگر سارا جہان اسکے مخالف ہو تو انکو پرپشہ اور بابی مور کے برابر بھی خیال میں نہ لاوے اور شریعت غرای نبوی اور ملت بیضا مصطفوی کو مکمل جمیع شرائع ماضیہ اور متمم جمیع ملل سابقہ خیال کرے وَذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ **عن** ۸ بَکْرِ بْنِ زُرْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عِنَبَةَ الْخَوْلَانِیَّ وَکَانَ قَدْ صَلَّی الْقِبْلَتَیْنِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ اللّٰهُ یَغْرِسُ فِیْ هٰذَا الدِّیْنِ غَرْسًا یَسْتَعْمِلُهُمْ فِیْ طَاعَتِهٖ روایت ہے بکر بن زرعہ سے کہا انہوں نے سنا میں نے ابو عنبہ خولانی سے اور انہوں نے دونوں قبلوں کیطرف نماز پڑہی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہا ابو عنبہ نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تہے اللہ تعالی ہمیشہ اس دین میں نئے پودے لگا کر اپنی فرمانبرداری میں صرف کرتا رہے گا **ف** ابو عنبہ خولانی نے پایا ہے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپکو دیکھا نہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ انہوں نے حضرتؐ کے ساتھ دونو قبلوں کیطرف نماز پڑہی ہے یعنے بیت المقدس اور قبلہ کی طرف اور بعضوں نے کہا کہ وہ حضرت کی وفات کے قبل ایمان لا چکے ہیں مگر آپ کی صحبت سے مشرف نہوئے اور معاذ بن جبلؓ کی صحبت میں رہے ہیں اور شام میں سکونت اختیار کی اور ان سے محمد بن زیاد الہانی اور ابو الزاہریہ اور بکر بن زرعہ نے روایت کی ہے اور ابو عنبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں جاہلیت میں اپنی مونچھیں بڑہاتا تہا کہ اسکو اپنے کسی بت کو اوپر کاٹ کر چڑہاؤں تو اللہ عز وجل نے مجھے اسکے بدلے یہ توفیق دی کہ میں نے اسلام میں اسے تراشا اور کہا انہوں نے کہ میں نے جاہلیت میں خون کہایا اور علائی نے کہا ہے کہ اہل شام انکو صحابی ہونے کا انکار کرتے ہیں چنانچہ شرحبیل بن مسلم خولانی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے سات شخصوں کو دیکھا ہے جو شرف

ہوے حضرت کی صحبت سے اور دو شخصون نے جاہلیت مین جون کہا پایا تھا اور حضرت کی صحبت مین نہین ہوئے ایک ابو عنبہ دوسرے ابو فالج انماری اور شریح نے کہا ہے کہ انکو صحبت ہے اور انہون نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جب کسی بندے کی خیر چاہتا ہے اسکو حدیث سکہاتا ہے الحدیث اور صاحب نجاجہ نے کہا ہے کہ انکی ایک ہی روایت ہے ابن ماجہ مین اور صحاح ستہ مین کوئی روایت نہین **فقیر** کہتا ہے انکے حال سے ایک بڑا فائدہ حاصل ہوا اور مجہے مدت سے اسکی تلاش تہی کہ یہ جو ہمارے زمانہ کے گوروپرست اور پیرون کے پوجاری بزرگون کے نام کی جوٹیان کہتے ہین آخر اسکی کہین سند بہی ہے یا نہین سو آج معلوم ہوا کہ حقیقت مین اسکی بڑی سند ہے یعنے معلوم ہوا کہ یہ فعل قدیم سے مشرکون کا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ وہ براہ مردانگی مونچہین بڑہاتے تہے اور ہندوستان کے زنانے چوٹیان بڑہاتے ہین نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ تِلْکَ کُلِّھَا کَذَا فِی اُسْدِ الْغَابَةِ

عَنْ ۹ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَامَ مُعَاوِيَةُ خَطِيْبًا فَقَالَ اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا وَطَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرُوْنَ عَلَى النَّاسِ لَا يُبَالُوْنَ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ نَصَرَهُمْ بسند مذکور مروی ہے کہ حضرت معاویہ خطبہ پڑہنے کہڑے ہوے اور کہا کہ کہان ہین علما تمہارے کہان ہین علما تمہارے سنا ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے قیامت قائم ہوئی تک ایک گروہ میری امت سے غالب رہیگا لوگون پر کچہ پرواہ نہ ہوگی انکو کوئی خوار کرے یا انکی کوئی مدد کرے **ف** اس سند مین محدثین کو بہت کلام ہے بعضون نے توثیق کی ہے بعضون نے تضعیف اور خلاصہ کلام ان کا ہم بعون اللہ بیان کر دیتے ہین حقیقت اس سند کی یہ ہے کہ عمرو بیٹے ہین شعیب کے وہ بیٹے محمد کے وہ بیٹے عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے یہ انکا نسب ہے باقی رہی توثیق سو بخاری نے ذکر کیا ہے کہ مینے دیکہا احمد بن حنبل کو اور علی بن مدینی اور اسحاق بن راہویہ اور ابو عبید اور عامہ اصحاب کو اپنے کہ وہ سب احتجاج کرتے تہے انکی حدیث سے نہین چہوڑی کسی مسلمان نے حدیث انکی اور بخاری نے یہ بہی کہا کہ ان کے بعد بہی کسی نے روایت شعیب کی نہین چہوڑی اور کبہی بخاری نے حمیدی کا بہی نام لیا ان لوگون کے ساتہ اور ایک بار بخاری نے کہا کہ علی اور یحیے بن معین اور احمد اور ابن خیثمہ اور اور شیوخ علما جمع ہوئے اور عمرو بن شعیب کی روایت کا ذکر کیا غرض سب نے کہا کہ وہ حجت ہے اور احمد بن سعید دارمی نے کہا احتجاج کیا ہمارے اصحاب نے انکی حدیث سے اور شرح مہذب مین کہا ہے کہ یہی قول صحیح اور مختار ہے اور یہی مذہب ہے محققین اور یہ لوگ اصحاب فن ہین اور انہی کا قول معتبر ہے غرض اکثر محدثین نے جو احتجاج کیا ہے انہون نے حمل کیا ہے اس سند کو اسطور پر کہ عمرو روایت کرتے ہین اپنے باپ شعیب سے وہ اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اور سماع شعیب کا اپنے دادا سے اطلاق سند سے ظاہر ہے اور اس صورت مین یہ سند متصل ہے اور ابن حبان نے جو اسپر انکار کیا ہے اسکا ابطال دارقطنی نے بخوبی کر دیا ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے یہ سند مجکو زیادہ پیاری ہے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے اور علما نے ایک جزو مستقل اس سند کے احتجاج مین لکہا ہے اور طاعنین پر اسکے خوب رد کیا ہے اور اسکے احتجاج کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ امام مالک نے

موطا میں اس سے استدلال کیا ہے اور موطا اصح الکتب ہے اب رہی تضعیف سو کچھ لوگوں نے اسکو ضعیف کہا ہی اور اس سے ترک احتجاج کیا ہے چنانچہ آجری نے ابوداؤد سے ایسا ہی حکایت کیا ہے اور ابن معین سے بھی ایسا ہی مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ روایت عمرو بن شعیب کی عن ابیہ عن جدہ وجادۃ ہی یعنے وہ صحیفہ سے روایت کرتے تھے اور صحیفہ کی روایت میں اکثر تصحیف ہو جاتی ہے اور اسی لیے اصحاب صحیح نے اس سے اجتناب کیا ہی اور ابن عدی نے کہا کہ روایت انکی عن ابیہ عن جدہ مرسل ہے اسلیے کہ عمرو کی جد یعنے محمد کو صحبت نہیں پس روایت انکی مرسل ہوئی اور ذہبی وغیرہ نے کہا یہ قول کچھ نہیں یعنے غیر معتبر ہے اسلیے کہ شعیب کو عبداللہ سے سماع ہے اور عبداللہ ہی نے انکو پرورش کیا تھا جب باپ انکے محمد انتقال کر چکے تھے اور شیخ ابو اسحاق نے لمع میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اور دارقطنی نے کہا یہاں تفصیل ضرور ہے کہ جب سند میں مذکور ہو کہ مراد دادا سے عبداللہ ہے تو وہ قابل احتجاج ہے والا فلا یا یہ کہے کہ عن جدہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غرض معلوم ہو جاوے کسی قرینہ سے کہ جد سے مراد عبداللہ ہے تو روایت قابل احتجاج ہے ورنہ نہیں اور ابن حبان نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ اگر وہ اپنے آبا کو بخوبی ذکر کر دے تو معتبر ہے نہیں تو نہیں اور اپنی صحیح میں ابن حبان نے ایک حدیث اسطور سے روایت کی ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ محمد بن عبداللہ بن عمرو عن ابیہ مرفوعاً الا اخبرکم باحبکم الی واقربکم منی مجلسا الحدیث مگر علائی نے کہا ہے کہ جن سندوں میں تصریح وارد ہوئی ہے کہ محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ نہایت شاذ و نادر ہیں بہ نسبت اُن روایتوں کے جن میں جد ادنی مراد ہیں **فقیر** کہتا ہے بہر حال اس سند کی توثیق بڑے بڑے محدثین نے کی ہے اور قول اُنکا جنہوں نے اُس پر اعتراض کیا ہے ان محققین کے مقابل میں قابل قبول نہیں کذا فی التدریب

عن ثوبانؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ عزوجل روایت ہے ثوبانؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ ایک گروہ میری امت سے قائم رہیگا حق پر اور مدد میں رہیگا اللہ کی ضرر نہ کریگا انکا جو مخالف ہوا انکا یہاں تک کہ آوے حکم اللہ عزوجل کا یعنی قیامت

عن جابر بن عبداللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخط خطا وخط خطین عن یمینہ وخط خطین عن یسارہ ثم وضع یدہ فی الخط الاوسط فقال ھذا سبیل اللہ ثم تلا ھذہ الایۃ وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ روایت ہے جابر بن عبداللہ سے کہا انہوں نے کہ تھے ہم پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کھینچی آپ نے ایک لکیر اور اسکی داہنے دو لکیریں اور بائیں دو لکیریں پھر ہاتھ رکھا بیچ کی لکیر پر اور فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے پھر پڑھی یہ آیت وان ھذا سے آخر تک یعنی فرماتا ہے اللہ عزوجل کہ تحقیق یہ راہ میری ہے سیدھی سو چلو اسپر اور مت چلو اور راہوں پر کہ بہکا دینگی تم کو اسکی راہ سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدھی راہ اللہ کی ایک ہی ہے اور اسکے سوا جتنی راہیں ہیں وہ سب شیطان کی راہیں ہیں اور اللہ تعالے نے بھی یہی فرمایا کہ یہ قرآن جو میں نے تمہارے واسطے بھیجا جو روبہ اور طریقہ اس میں تمہارے چلنے کو مقرر فرمایا یہی میری رضامندی کی راہ ہے

اور میری طرف پونچنے کا سیدہا رستہ ہی ہے اسپر چلیو اور سوا اسکے اور راہین باپ دادا اور پیر واستاد کی رسم ورواج ملک کے بادشاہون کی نہ چلیو اگر اون راہون پر چلوگے تو وہ راہین تمکو میری راہ سے بہکا دینگی یہ مین نے تمکو سمجہا دیا تاکہ تم خبردار ہوجاؤ اور اور راہون سی بچتے رہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک بادشاہ نے کسے شخصکو دور سے اپنے حضور مین بلایا اور فرمان قاصد شتر سوار کے ہاتہ بہیجا اور اسمین لکہدیا کہ فلانے شاہراہ پر ہوکر سیدہے آئیو اور اس شاہراہ کی سب نشانیان لکہدین اور یہ بہی لکہ دیا کہ فلانا ہمارا قاصد جو یہ فرمان لیکر پہونچتا ہے اسکے ساتہ جسطرح یہ راہ پر لاوے حضور مین آئیو اور اس راہ مین اور بہی بہت راہین ملتی ہین کہ وہ اور طرف گئین ہین اُن راہون کے چلنے والے بہی اس راہ مین ملینگے اور اپنی طرف بلاوینگے انکی طرف نہ جائیو اور نہین تو بہک جاؤگے　　　اور حضور تک نہ پہونچوگے پہر وہ شخص تہوڑی دور چلکر اور راہون پر لگ جاوے اور اس قاصد کے کہنے کے موافق نہ چلے اور فرمان کو نہ دیکہے اور اسکے مطلب کو دریافت نکرے اور راہون کے چلنے والون کے پیچہے چلا اور پہر جانے کہ مین سیدہی راہ پر بادشاہ کے حکم کے موافق چلتا ہون تو وہ شخص ہرگز بادشاہ تک نہ پہونچیگا تو اب اسکو یون سمجہنا چاہیے کہ جیسے ہر زمانہ مین لوگ دنیا کے کامون مین نئی نئی وضعین اور طرحداریان نکالتے ہین ویسے ہی دین کے کامون مین ہر زمانہ کے لوگ نئی باتین اور جدی جدی راہین نکالا کرتے ہین چنانچہ اس سبب سے اگلے دین والے یہود و نصاریٰ کئی فرقہ ہوگئے اور مسلمانون مین بہی لوگ ہزارون فرقے بن گئے سو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین شفیع المذنبین کو اپنا قاصد بناکر اور فرمان دیکر لوگون کیطرف بہیجا اور تمام جہان کے جن وانس کو اپنی طرف بلایا اور قرآن عظیم الشان مین سب پتے اور نشان اپنی راہ کے بالکل تفصیل سے بیان فرمادیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی بکمال رافت ورحمت یہ سب طریقے صاف صاف علیٰ رؤس الاشہاد بیان کردیے اور اللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ قرآن سیدہی راہ ہے اسکے موافق راہ پر چلو تو اللہ تک پہونچو پہر اگر یہود یا نصاریٰ یا مجوس یا ہنود یا فلاسفہ یا دہریہ یا ثنویہ یا حلولیہ یا مجسمہ یا مشبہہ یا سامریہ کی راہ چلوگے یا اور راہین اور مذاہب اور طریقے اور ردیتے اور مشارب نکالوگے تو ہم تک نہ پہونچوگے غرض اس آیت وحدیث سی معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث پر چلنا ہی صراط مستقیم اور طریق قویم ہے اور آدمی اسی راہ سے بخیطر اللہ تعالے تک پہونچتا ہے اور جو اسکے سوا اور راہ چلے وہ گمراہ اور ضال اور غوی وگرفتار ضلال ہے خواہ اگلے کافرون کی راہ ہو خواہ اب کے کافرون کی خواہ جاہلون کی خواہ بدعتیون کی خواہ نادان صوفیون کی ہو خواہ حمقاء مشائخین کی چنانچہ اب صدہا بلکہ ہزارہا لوگون کا یہی حال ہے کہ قرآن وحدیث کو چہوڑکر نماز وروزہ اور حج وزکوٰۃ وصدقات وخیرات ومبرات وعبادات وعادات مین ہزارون مسئلے نئے نکال لیے ہین کہ جنکی سند نہ قرآن سے ہے نہ کسی حدیث قابل الاحتجاج سے اور ہزارہا تفریعات اور تخریجات فقہاء متاخرین کی جنکو سوا قیل وقال کے اور کچہ اشتغال نہ تہا لوگون مین ایسی پہیلی ہین کہ جنکی سند نہ کسی حدیث مرفوع مین ہے نہ موقوف مین نہ آثار صحابہ مین نہ اقوال تابعین نہ فتاوی سلف صالحین مین اور ہزارہا بدعات اور محدثات عجیب وغریب پہیل

ف۲ جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری ہیں ان کی ماں نسیبہ بنت عقبہ ہیں ابو عبد اللہ ان کی کنیت ہے [illegible] اور عقبہ [illegible] حاضر ہوئے [illegible] کے ساتھ اور حضور بدر واحد میں [illegible] انتقال فرمایا [illegible] بن حرث [illegible]

[illegible]

گئے ہین کہین دہریون اور سوفسطائیون کے اقوال اور جہمیہ اور معتزلہ اور منکرین صفات کے مذاہب اور معطلہ اور مشبہ کے مشارب اور ان خرابیون مین اکثر خواص بہی گرفتار ہین تا بعوام چہ رسد جیسے قبرون پر مسجدین بنانا اور قبرین اونچی بنانا اور بزرگون کو اللہ پاک کے ساتھہ شریک جاننا اور مردون سے حاجتین مانگنا اور انکی نذر دنیاز کرنا اور تقلید مین گرفتار رہنا اگرچہ قرآن و حدیث کی مخالفت ہوجاوے اور رسوم آبائی کو سُنن محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ پر ترجیح دینا اور اپنی نسب وحسب پر فخر کرنا اور اورون کی حسب و نسب پر طعن کرنا موت مین پیٹنا چلانا ماتم کرنا قیام تعظیمی بجالانا شادی مین سہرا کنگنہ مقنع پٹ جہرنا موتی باندہنا داڑہی منڈانا عید مین بغلگیر ہونا شب برات مین روشنی کرنا گدہے اور خچر اور اونٹ کی سواری کو معیوب جاننا شگون لینا تاریخ اور دن کے سعادت اور نحوست کا یقین کرنا بزرگون کی تصویرون کی تعظیم کرنا تیجا دسوان چالیسوان برسی ششماہی مردون کی کرنا چیچک مین بہوانی ماتا کو ماننا چہوت کا لحاظ رکہنا تعزیے جہنڈے نشان قدم رسول کی تعظیم کرنا عالمون اور درویشون کی باتون کو قرآن و حدیث کے برابر جاننا اور جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو اسے گونشتہ جاننا صحابہ پر طعن کرنا کہ ہزارون خلقت اسمین گرفتار ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب محمدیون کو اس سے بچاوے

باب تَعْظِیْمِ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالتَّغْلِیْظِ عَلٰی مَنْ عَارَضَہٗ باب ہے حدیث کی تعظیم مین اور اسکے معارضہ کی برائی مین

عَنِ [۱۲] الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ الْکِنْدِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُوْشِکُ الرَّجُلُ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یُحَدِّثُ بِحَدِیْثٍ مِّنْ حَدِیْثِیْ فَیَقُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ کِتَابُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَمَا وَجَدْنَا فِیْہِ مِنْ حَلَالٍ اسْتَحْلَلْنَاہُ وَمَا وَجَدْنَا فِیْہِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاہُ اَلَا وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ روایت ہے مقدام بن معدیکرب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ مرد اپنی چہپرکہٹ پر تکیہ لگاویگا اور میری حدیث اسکو پہونچے گی تو کہے گا ہمارے تمہارے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب ہے سو جو اس مین ہم حلال پاوین اسے حلال جانین اور جو اس مین حرام پاوین اسے حرام جانین یعنے حدیث کا کچہ اعتبار نکرین آگاہ ہو کہ بیشک جو حرام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ایسا ہی ہے جیسے حرام کیا اللہ تعالیٰ نے **ف** اس حدیث مین بڑی تنبیہ اور تحذیر اور انذار ہے ان متعصبین مقلدین کو جو حدیث رسول معصوم صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے اپنا مذہب یا اپنے امام کا قول یا کسی اور شیخ سدو اور شیخ زعفران کا مقولہ لایعنے پیش کردیتے ہین یا احادیث صحیحہ کو چہوڑکر اور روایات مرفوعہ سے مونہہ موڑکر اپنے مذہب کی تخریجات اور تفریعات پر اور اپنے ائمہ کے قیاس پر اکتفا کرتے ہین اور محلل ومحرم اشیا فقط اپنے مذہب کے علماء اور ائمہ ہی کو جانتے ہین اسلیے کہ جب حضرت نے اس شخص کی شکایت کی جو حدیث کو چہوڑکر قرآن ہی پر اکتفا کرے تو غیر قرآن پر اکتفا کرنیوالا تو اس سے بہی زیادہ ملامت کے لائق ٹہیرا اور آخر مین آپ نے تصریح کردی اسپر کہ اطاعت رسول کی بہی اطاعت مستقلہ ہے مثل اطاعت خدا کے چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنے اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور

اولی الامر کی پس مکرر فرمایا لفظ اَطِیۡعُوا کو رسول کے واسطے بھی جیسا کہ فرمایا اپنے واسطے اور معلوم ہوا کہ اطاعت اولی الامر کی
خواہ علما ہون یا امرا اطاعت مستقلہ نہین اسلیے کہ مکرر نہ کیا اس مین لفظ اَطِیۡعُوا کو پس اطاعت علما اور امرا کی ایک
شعبہ ہے اطاعت رسول کا اسی لیے اطاعت انکی خلاف رسول مین جائز نہین اور ظاہر ہو گئی یہان سے نادانی ان لوگون کی
جو خلاف حدیث مین اپنے ائمہ کی اطاعت کرتے ہین **عَنْ** ۱۳ اَبِیْ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا
اُلْفِیَنَّ اَحَدَکُمْ مُتَّکِئًا عَلٰی اَرِیْکَتِہٖ یَاْتِیْہِ الْاَمْرُ مِمَّا اَمَرْتُ بِہٖ اَوْ نَھَیْتُ عَنْہُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ مَا
فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ اتَّبَعْنَاہُ روایت ہے ابی رافع سے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار نہ پاؤن مین تم مین سے کسیکو
تکیہ لگائے بیٹھا ہوا اپنی چھپر کھٹ پر اور کوئی امر اسکو پہونچے میرے اوامر سے یا کوئی نہی اور وہ کہے کہ مین نہین جانتا یعنے
حدیث کو جو پاوینگے ہم اللہ تعالی کی کتاب مین پس اسپر چلین گے **ف** روایت کیا اسحدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے
اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین اور اریکہ کو بعض محدثین نے کہا ہے کہ وہ سریر ہے جو حجلہ یعنے مسہری کے اندر ہو اور بعضو
نے کہا اس سے مراد ہے تکیہ یا مسند یا فرش جسپر آدمی ٹیکا لگا دے یا جلوہ گاہ عروس کا اور بعضے لوگون نے کہا وہ سریر زین
ہے قبہ مین ہو یا گھر مین پھر اگر اس مین سریر نہ ہو وہ اریکہ نہین بلکہ حجلہ ہے اور اسحدیث سے برائی معلوم ہوئی اس شخص کی
جو حدیث سے اعراض کر کے فقط قرآن پر اعتماد کرے جو اللہ تعالی کا بھیجا ہوا ہے پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو حدیث کو چھوڑ
کے اور کسی کتاب پر اعتماد کرے یا اس مین سے کسی کی قول پر استناد کرے **عَنْ** ۱۴ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ روایت ہے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالے
عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نئی بات نکالے ہمارے اسلام مین یعنے دین مین وہ مردود ہے **ف**
یہ حدیث بڑا رکن ہے اسلام کا اور بڑا عمود ہے ایمان کا اور بیان دو باتون کا جاننا ضرور ہے **اول** معنے احداث کے اور احداث
مستعمل ہوتا ہے نئی چیز نکالنے پر اور باعتبار اس عرف مین وہ چیز ہے کہ نہ آپ زمانہ سابق مین موجود ہو نہ اسکا نظیر جیسے
کہ تازی روٹی پکانی اور نئی قبا سینی اور نئی تلوار بنانے کو محاورہ مین احداث نہین کہتے اگر گو یا نظیر شئے کا وجود زمان
سابق مین ایسا ہو جیسے وجود اسی شئے کا اس لیے کہ نفس شئے جدید اگرچہ بزمان سابق مین حقیقۃً موجود نہ تہی مگر بسبب وجود
ہونے اپنی نظیر کے گویا حکماً موجود تہی پس محدث وہی شئی ہے کہ زمان سابق مین نہ حقیقۃً موجود ہو نہ حکماً اور زمان سابق
سے تین زمانہ مشہود لہا بالخیر مراد ہین یعنے زمانہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور زمانہ خلفائے راشدین کا اور زمانہ تابعین
کا پس محدث وہی چیز ہے جو ان ازمنہ متبرکہ مین نہ خود موجود ہو نہ اسکا نظیر اور مراد وجود شئے سے یہ ہے کہ ان ازمنہ متبرکہ
سے کسی زمانہ مین اسپر بلا نکیر تعامل جاری ہوا اور بے رد و قدح رواج پائی ہو نہ یہ کہ بطریق ندرت کسینے کی ہو یا اسکے مرتکبین
پر رد و قدح و انکار ہوا ہو اگرچہ وہ ایک جم غفیر ہون **دوسرے** معنے امرنا کے یعنے ہمارے اس کام مین اور مراد
اس سے امر دین ہے اسلیے کہ انبیا کا یہی کام ہے اور جب ان دونون کے معنے معلوم ہو گئے تو مفہوم بدعت کا معلوم ہو گیا

کہ بدعت وہ نیا کام ہے کہ جو تین زمانوں میں خود بھی موجود نہ تھا نہ اسکا نظیر اور اسکام کو لوگون نے دین میں داخل کر دیا مثلاً یہ سمجھا کہ
اسکے بجالانے سے آخرت میں ثواب ہوگا یا موجب حصول رضائی الٰہی ہے یا اس سے اجتناب موجب اجر اخروی ہے غرض جو ایسے کام
نکالے ہیں آپ نے مردود فرمایا اور فہو رد کے دو معنے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ شخص مردود ہے دوسرے یہ کہ وہ کام مردود ہے
اور اس سے تمام بدعتوں کی جڑ کٹ گئی عن ۱۵ سالم عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا
تمنعوا اماء اللہ ان یصلین فی المسجد فقال ابن له انا لنمنعهن فقال فغضب غضبا وقال احدثك
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتقول انا لنمنعهن روایت ہے سالم سے کہ ابن عمرؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مت روکو اللہ کی لونڈیون کو اس سے کہ نماز پڑھیں مسجد میں تو ایک بیٹے نے انکے کہا کہ ہم تو ضرور روکیں گے پس وہ نہایت
غصے ہوگئے اور کہا میں تو بیان کرتا ہوں تجھسے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تو کہتا ہے کہ ہم ضرور روکیں گے
ف روایت مسلم میں ہے اور اس میں یہ بھی مروی ہے کہ عبد اللہ اسکی طرف متوجہ ہوئے اور اسکو بہت سخت کہا کہ مینے
کبھی نہ سنا تھا کہ ایسا سخت اسکو کہا ہو اور فرمایا کہ میں تجھکو خبر دیتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تو کہتا ہے میں
ضرور منع کرونگا انتہے اور امام احمد کی روایت میں ہے کہ پھر عبد اللہ نے اس سے بات نکی جبتک زندہ رہے اور اس حدیث میں
بڑی تنبیہ ہے ان گستاخوں اور بے ادبوں کو کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنکر ہزاروں باتیں سوء ادب کی
بناتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یہ مذہب امام شافعی کا ہے ہمارے امام نے اسکو نہیں لیا کوئی کہتا ہے اس پر کس سے عمل ہو سکتا
ہے کوئی بکتا ہے یہ ہمارے امام کے خلاف ہے غرض ایسے واہیات وخرافات اگر عبد اللہ بن عمرؓ سنتے تو کفر کا فتوی اور نفاق
کا حکم اسپر ضرور لگاتے اور انکے صاحبزادے نے تو براہ بشریت ایک ایسی بات کہی تھی جو باجماع صحابہ مستحسن ہو چکی تھی
وہ یہ کہ عورتیں جو نکہ آداب خروج بخوبی ادا نہیں کرتی تھیں اور زینت وغیرہ سے نکلتی تھیں اور ایسے خروج کی مذمت شارع
سے مروی بھی ہو چکی ہے اور خوف فتنہ کا بھی اس میں تھا اسلیے انہوں نے کہا جو کچھ کہا اور اس سے صراحۃً مخالفت
حدیث کی انکو منظور نہ تھی مگر انکے باپ جو نہایت عاشق رسول اور مومن مقبول تھے انہوں نے اتنی سی بے ادبی بھی
قبول نہ کی اور کمال ہی ناراض ہوے عن ۱۶ عروة بن الزبیر ان عبد اللہ بن الزبیر حدثه ان رجلا من
الانصار خاصم الزبیر عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شراج الحرة التی یسقون بها النخل
فقال الانصاری سرح الماء یمر فابی علیه فاختصما عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسق یا زبیر ثم ارسل الماء الی جارك فغضب الانصاری فقال یا رسول اللہ ان
كان ابن عمتك فتلون وجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال یا زبیر اسق ثم احبس الماء
حتی یرجع الی الجدر قال فقال الزبیر واللہ انی لاحسب هذه الایة نزلت فی ذلك فلا وربك
لا یؤمنون حتی یحكموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما

روایت ہے عروہ بن زبیرؓ سے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے بیان کیا کہ ایک شخص جھگڑا زبیرؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حرہ کی نالی پر کہ جس سے کھجور سینچتے تھے تو انصاری نے زبیرؓ سے کہا کہ تم پانی کو چھوڑ دو کہ میرے کھیت میں چلا آوے اور زبیرؓ کا کھیت اوپر تھا اور اسکا نیچے تو زبیرؓ نے نہ مانا اور حضرت پاس اسکا جھگڑا آیا تو حضرتؐ نے فرمایا اے زبیرؓ تم پہلے اپنا کھیت سینچ لو پھر پانی چھوڑ دو اپنے ہمسایہ کیطرف سو اس پر وہ انصاری غصہ ہوگیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکی پھوپھی کے بیٹے ہیں یعنی اسی لیے آپنے یہ فیصلہ کیا سو آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ اے زبیرؓ تم اپنے کھیت کو پانی دیدو اور پھر روک لو کہ منڈیروں تک آجاوے کہا زبیرؓ نے اور قسم ہے اللہ کی میں یقین کرتا ہوں کہ یہ آیت اسی بارہ میں نازل ہوئی فَلَا وَرَبِّكَ سو آخر تک یعنی قسم ہے تیرے پروردگار کی کہ وہ ہرگز مومن نہونگے جب تک تجھے حکم نہ بناویں جو جھگڑا پڑے انمیں پھر نہ پاویں اپنے دلمیں کچھ خفگی تیرے فیصلہ سے اور مان لیں اسکو بخوبی **ف** مروی ہے کہ وہ انصاری جو حضرت زبیرؓ کے ساتھ جھگڑا تھا اسکا نام حاطب بن ابی بلتعہ تھا پھر جب وہ دونوں حضرتؐ کے پاس سے باہر نکلے مقدادؓ ملے انہوں نے اس سے پوچھا کہ کس کیطرف فیصلہ ہوا اس نے کہا کہ حضرتؐ نے اپنی پھوپھی کے بیٹے کیطرف فیصلہ کیا اور ایسا منہ بگاڑ کر یہ بات کہی کہ مقداد کے ساتھ ایک یہودی تھا وہ اسکے دل کی برائی اور خفگی سمجھ گیا اور اس نے کہا ہلاک کرے اللہ ان لوگوں کو کہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ رسول ہے اللہ کا اور پھر اسکے فیصلہ سے ناراض ہوتے ہیں اور اس کی طرف داری کی تہمت رکھتے ہیں اور قسم ہے اللہ کی کہ ہمسے ایک قصور ہوگیا تھا حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں اور انہوں نے فرمایا کہ اپنی جانیں مار ڈالو تو ستر ہزار آدمی ہم میں مقتول ہوگئے جب ہمارا پروردگار ہمسے راضی ہوا اس پر ثابت بن قیسؓ نے کہا کہ قسم ہے اللہ پاک کی کہ وہ میرے صدق کو جانتا ہے کہ اگر حکم کرے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ قتل کردوں میں اپنی جان تو بیشک قتل کردوں میں غرض اللہ سبحانہ وتعالی نے حاطب بن ابی بلتعہ کے حق میں آیتہ فَلَا وَرَبِّكَ اتاری اور مجاہد نے کہا ہے کہ یہ آیتہ بشر منافق اور ایک یہودی کے باب میں اتری ہے جو حضرت عمرؓ کے پاس جھگڑتے گئے تھے کذا فی البغوی اور حرہ کنکریلی زمین کو کہتے ہیں اور وہ نام ہے ایک مقام کا مدینہ میں اور حضرت نے اس حدیث میں دو حکم فرمائے دونو مقتضای عدل کے موافق اول فرمایا کہ زبیرؓ کھیت اپنا موافق ضرورت کے سینچ لے بعد اسکے پانی انصاری کے کھیت پر چھوڑ دے جب اس نے نافرمانی کی تو آپنے تشدیدا فرمایا کہ تم اپنا حق پورا لے لو کہ منڈیروں تک پانی بھر جاوے اور اکثر منڈیریں ٹخنوں تک آتی ہیں اسی لیے دوسری روایت میں تقدیر اسکی ٹخنوں تک وارد ہوئی ہے

عن ۱۸ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا اِلٰى جَنْبِهِ ابْنُ اَخٍ لَهُ فَخَذَفَ فَنَهَاهُ وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا وَقَالَ اِنَّهَا لَا تَصِيْدُ صَيْدًا وَلَا تَنْكِيْ عَدُوًّا وَاِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَاُ الْعَيْنَ قَالَ فَعَادَ ابْنُ اَخِيْهِ يَخْذِفُ فَقَالَ اُحَدِّثُكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا ثُمَّ عُدْتَ تَخْذِفُ لَا اُكَلِّمُكَ اَبَدًا روایت ہے عبداللہ بن مغفلؓ سے کہ ان کے پاس ایک بھتیجا ان کا تھا

باز و بیٹھا ہوا تھا اور اس نے دو انگلیوں میں رکھ کر کنکر سے پھینکے سو انہوں نے منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ کنکری کوئی شکار نہیں کرتی اور نہ کسی دشمن کو دفع کرتی ہے اور دانت توڑ دیتی ہے اور
آنکھ پھوڑ دیتی ہے پھر اس بھتیجے نے پھر کنکری پھینکی تو انہوں نے فرمایا کہ میں تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور تو پھر کرتا ہے میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فاسقوں اور خدا
و رسول کے نافرمانوں سے ملاقات ترک کر دینا اور نہ ملنا درست ہے تاکہ انکو گناہ سے نفرت ہو اور وہ تائب ہوں اور ایک حدیث کی
نافرمانی پر انہوں نے ملاقات ترک کر دی تعجب ہے ان لوگوں سے کہ جو بتقلید مذاہب محدثہ ہزاروں حدیثوں کو چھوڑ کر بیٹھے ہیں
وہ کیونکر قابل ملاقات ہونگے اور خذف کنکری یا کھجور وغیرہ کی گٹھلی کو کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے بیچ میں لیکر پھینکنا ہے یا ایک
فلاخن لکڑی کی بنا کر اس سے کنکری انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی میں رکھکر پھینکنا اور اسی سے ہے حدیث رمی جمار
علیکم بمثل حصی الخذف یعنی جمرہ کو مثل خذف کے چھوٹی کنکریاں مارو **عن** ۱۸ قبیصۃ ان عبادۃ بن الصامت
الانصاری النقیب صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزا مع معویۃ ارض الروم فنظر الی الناس و
ہم یتبایعون کسر الذہب بالدنانیر وکسر الفضۃ بالدراہم فقال یا ایہا الناس انکم تاکلون الربا
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تبتاعوا الذہب بالذہب الا مثلا بمثل لا زیادۃ
بینہما ولا نظرۃ فقال لہ معویۃ یا ابا الولید لا اری الربا فی ہذا الا ما کان من نظرۃ فقال عبادۃ
احدثک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتحدثنی عن رایک لئن اخرجنی اللہ لا اساکنک بارض
لک علی فیہا امرۃ فلما قفل لحق بالمدینۃ فقال لہ عمر بن الخطاب ما اقدمک یا ابا الولید فقص علیہ
القصۃ وما کان من مساکنتہ فقال ارجع یا ابا الولید الی ارضک فقبح اللہ ارضا لست فیہا وامثالک
وکتب الی معویۃ لا امرۃ لک علیہ واحمل الناس علی ما قال فانہ ہو الامر روایت ہے قبیصہ سے کہ عبادہ بن
صامت انصاری نقیب جو صحابی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہوں نے جہاد کیا حضرت معاویہؓ کے ساتھ زمین روم
میں اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ سونے کے ٹکڑے اشرفیوں سے اور چاندی کے ٹکڑے روپیوں سے بیچتے ہیں سو انہوں نے کہا اے
لوگو تم سود کھاتے ہو میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے خرید و فروخت مت کرو سونے کو بدلے سونے کی
مگر برابر برابر نہ اس میں زیادت ہو نہ مہلت یعنی ہاتھوں ہاتھ لو دو سو حضرت معاویہؓ نے انسے کہا کہ میری رائے میں تو یہ سود
نہیں ہے اے ابو الولید مگر جس میں مہلت ہو یعنے ہاتھوں ہاتھ میں تفاضل جائز معلوم ہوتا ہے تو عبادہ نے کہا میں تم سے حدیث
بیان کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تم اپنی رائے ظاہر کرتے ہو اگر اللہ نے مجھے نکالا تو میں کبھی ایسے
ملک میں نہ رہوں گا جس میں تمہاری حکومت ہو مجھ پر پھر جب جہاد سے لوٹے تو عبادہ مدینے میں آ گئے اور حضرت عمرؓ نے
پوچھا تم کیوں آئے اے ابو الولید سو انہوں نے سب قصہ بیان کیا اپنے رہنے کا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابو الولید تم

اپنے ملک مین جاؤ اسلیے کہ اللہ سبحانہ وتعالی ویران کرے گا اس ملک کو جس مین تم اور تمہاری مثل لوگ نہونگی اور حضرت
معاویہ کو لکھا کہ تم اُنپر کچہ حکومت نہین اور لوگون کو انکے قول پر چلنے کی ترغیب دو کہ صحیح حکم وہی ہے جو یہ کہتے ہین ۔
ف سبحان اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیا عاشق رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تہے کہ عبادہ نے ایک حدیث
کے واسطے اپنا وطن چہوڑ دیا اور امیر المومنین رض کیسے قدردان صحابہ تہے کہ پہر انکو وہان روانہ فرمایا اور حاکم کی قید سے نکالدیا
اور حدیث ہی پر چلنے کا لوگون کو حکم دیا اللہ تعالی ہمکو بہی ایسا امیر المومنین عنایت کرے جو حدیث اور اہل حدیث کا ایسا
قدردان ہو اور رائے فاسدہ کو زیر خاک کرے آمین یا رب العالمین **عن** ۱۹ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ
عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظُنُّوْا بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ هُوَ اَهْنَاهُ وَاَهْدَاهُ وَاَتْقَاهُ
روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا انہون نے جب بیان کرون مین تمسے حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی تو یقین کرو آپکے ساتھ ایسی بات جو نہایت بہتر اور ہدایت اور تقوی مین سب سے زیادہ ہو یعنے آپکے حکم عالی شان کو انتہا
درجہ کا تقوی اور ہدایت سمجہو **ف** یعنے حدیثون کو محامل صحیحہ پر اتارو اور اس مین تعارض اور تناقض کا خیال نہ کرو اور جو
منطوق حدیث ہو اُسیکو تقوی اور ہدایت جانو اور اسکے خلاف کو مطلق بہتر اور ہدایت نہ سمجہو **عن** ۲۰ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ
قَالَ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا فَظُنُّوْا بِهِ الَّذِيْ هُوَ اَهْنَاهُ وَاَهْدَاهُ وَاَتْقَاهُ
ترجمہ اسکا وہی جو اوپر گذرا **عن** ۲۱ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا اَعْرِفَنَّ مَا يُحَدَّثُ
اَحَدُكُمْ عَنِّي الْحَدِيْثَ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى اَرِيْكَتِهِ فَيَقُوْلُ اِقْرَأْ قُرْاٰنًا مَا قِيْلَ مِنْ قَوْلٍ حَسَنٍ فَاَنَا قُلْتُهُ
روایت ہے ابہریرہ سے کہ انہون نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار نہ جانون مین تم مین سے کسی کو کہ اسکو
میری حدیث پہونچی اور وہ تکیہ لگائے ہوئے اپنے چہپر کہٹ پر کہتا ہو کہ قرآن پڑہو یعنے حدیث قابل اعتبار نہین فقط
قرآن کافی ہے اور جان لو کہ جو اچہی بات ہے وہ میری کہی ہے **ف** یعنی فقط قرآن پر تکیہ نہ کرو میری حدیث بہی اللہ
کی طرف سے وحی کی ہوئی اور قابل قبول ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی غرور سے امیرانہ طور پر متکبرانہ بیٹہ کر کہے کہ حدیث سے
اعراض کرو معاذ اللہ من ذلک اور حقیقت مین جو قول مجہسے مروی ہے وہ حسن ہے اور قابل قبول اور اس سے یہ بہی
معلوم ہوا کہ جو قول حضرت کی شان سے بعید ہے اور حسن نہین وہ من جملہ موضوعات ہے کہ لوگون نے آپ پر جہوٹ
باندہ دیا ہے جیسے اَنَا عَرَبٌ بِلَا عَيْنٍ یا اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِيْمٍ یعنے مین عرب ہون بغیر عین کے یا احمد ہون بغیر میم کے
خدا کی پناہ ان حدیثون کو جاہل صوفیون نے بنایا ہے جنہون نے دین کو تباہ کرو یا خود بہی گمراہ ہوئے اورون کو
بہی گمراہ کیا قرآن کی آیتین اور صحیح صحیح حدیثین صدہا ہزارہا موجود مین جن مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ہمیشہ اپنے تئین اللہ کا بندہ اور اللہ کا غلام کہا ہے اور عقل سے بہی یہ بات غلط ہے بندی کو خدا سے کیا نسبت بندہ
بندہ ہی ہے گو کتنا بڑہ جاوے **عن** ۲۲ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لِرَجُلٍ يَا ابْنَ اَخِيْ اِذَا حَدَّثْتُكَ

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تضرب لہ الامثال روایت ہے ابی سلمہ سے کہ ابوہریرہؓ نے ایک شخص سے کہا ای
میرے بھتیجے جب میں بیان کروں تجھ سے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اوس پر کہاوتیں مت کہہ کہا ابوالحسن نے روایت
کی ہم سے یحییٰ بن عبداللہ الکرابیسی نے انسے علی بن جعد نے انسے شعبہ نے انھوں نے عمرو بن مرہ سے حدیث علی رضی اللہ عنہ کی مثل
یعنے جو اوپر مذکور ہوئی **باب** التوقی فی الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ باب حدیث میں احتیاط
اور محافظت کرنیکے بیان میں **عن** ۲۳ عمرو بن میمون قال ما اخطانی ابن مسعود عشیۃ خمیس الا اتیتہ فیہ
قال فما سمعتہ یقول لشیء قط قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما کان ذات عشیۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فنکس قال فنظرت الیہ فھو قائم محللۃ ازرار قمیصہ قد اغرورقت
عیناہ وانتفخت اوداجہ قال او دون ذلک او فوق ذلک او قریبا من ذلک او شبیھا بذلک روایت
ہے عمرو بن میمون سے کہ انہوں نے کہا میں بلا ناغہ ہر پنجشنبہ کی شام کو عبداللہ بن مسعود کے پاس جاتا تھا اور میں نے کبھی نہ سنا
کہ وہ کہتے ہوں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایکدن انکی زبان سے نکل گیا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سر جھکا
لیا انہوں نے اور میں نے انکو دیکھا کہ وہ اپنے کرتے کی گھنڈیاں کھولے کھڑے تھے اور آنکھیں بھر آئیں اور رگیں گردن کی
پھول گئیں یعنے مارے خوف اور آداب حدیث کی اور کہنے لگے کہ شاید حضرتؐ نے اس سے کچھ کم فرمایا یا زیادہ یا اس کے
قریب یا مشابہ اسکے **ف** یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا کمال ادب تھا کہ روایت حدیث میں حضرت کیطرف
نسبت نکرتے جبتک خوب یقین نہ ہوتا کہ یہی فرمودہ ہے آپ کا اور جبکہ ذراسا بھی گمان اور شبہ ہوتا تو اس خوف سے ڈر جاتے
کہ کہیں حضرتؐ پر جھوٹ نہ باندہ دیویں کہ جو حضرت پر جھوٹ باندہے وہ حدیث صحیح کے رو سے دوزخی ہے پس ہر مومن
کو یہی آداب ضرور ہیں **عن** ۲۴ محمد بن سیرین قال کان انس بن مالک اذا حدث عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حدیثا ففرغ منہ قال او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہے محمد بن سیرین
سے کہ انہوں نے کہا انس بن مالک جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتے گھبراجاتے اور کہتے کہ یہی
فرمایا یا جیسا فرمایا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **ف** یہ بھی ایک احتیاط کی بات ہے **عن** ۲۵ عبدالرحمن ابن
ابی لیلی قال قلنا لزید بن ارقم حدثنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کبرنا ونسینا و
الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید روایت ہے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے کہ انہوں نے کہا زید بن
ارقم سے کہ تم بیان کرو ہم سے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے کہا ہم بوڑھے ہوگئے اور نسیان غالب
ہوگیا ہم پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنا سخت بات ہے یعنے مشکل ہے اسکو بڑا حفظ و اتقان ضرور
ہے **عن** ۲۶ الشعبی یقول جالست ابن عمر سنۃ فما سمعتہ یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شیئا روایت ہے شعبی سے کہ وہ کہتے تھے ایک سال میں عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں رہا اور کبھی نہ سنا کہ وہ حدیث کرتے

ہون رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یعنے بنظر احتیاط کے ۲۷ عن طاؤس قال سمعت ابن عباس یقول انا کنا نحفظ الحدیث والحدیث یحفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاما اذا رکبتم الصعب والذلول فہیہات روایت ہے طاؤس سے جو کبار تابعین سے ہین انہون نے کہا سنا مین نے ابن عباسؓ سے کہ وہ کہتے تہے ہم حفظ کرتے تہے حدیث اور رسول اللہ کی حدیث حفظ ہی کیجاتی ہے مگر جب تم چڑہنے لگے سخت اور نرم زمین پر یعنے رطب و یابس جمع ہو بے احتیاطی سے روایت کرنے لگے تو خرابی ہے ۲۸ عن قرظۃ بن کعب قال بعثنا عمر بن الخطاب الی الکوفۃ وشیعنا فمشی معنا الی موضع یقال لہ صرار فقال اتدرون لم مشیت معکم قال قلنا لحق صحبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولحق الانصار قال لکنی مشیت معکم لحدیث اردت ان احدثکم بہ فاردت ان تحفظوہ لممشای معکم انکم تقدمون علی قوم للقرآن فی صدورہم ہزیز کہزیز المرجل فاذا راوکم مدوا الیکم اعناقہم وقالوا اصحاب محمد فاقلوا الروایۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم انا شریککم روایت ہے قرظہ بن کعب سے کہا انہون نے کہ بہیجا ہمکو عمر بن خطاب نے کوفہ کو یعنے عامل وغیرہ بناکر اور ہمارے ساتھ ہمکو رخصت کرنے چلے اور صرار تک کہ نام ہے ایک مقام کا وہان تک ہمارے پہنچے پہر فرمایا تم جانتے ہو کہ مین کیون تمہارے ساتھ آیا انہون نے کہا آپ رسول خدا کے صحابیون کی خاطر سے اور انصار کی ادائے حق کی نظر سے ہمارے ساتھ آئے آپنے فرمایا نہین بلکہ ایک بات مجہے تم سے کہنا ہے اسی لیے مین تمہارے ساتھ آیا اور مین نے چاہا کہ تم اسے یاد رکہو اس ہی کے ساتھ آنیکے سبب سے اور وہ بات یہ ہے کہ تم ایسے لوگون پر جاؤ گے کہ انکے سینون مین ایک جوش ہی جیسے جوش ہانڈی کے پکنے کا قرآن سے پہر جب وہ تمکو دیکہین گے اپنی گردنین تمہاری طرف بلند کرین گے یعنے شوق سے اور کہین گے کہ یہ اصحاب ہین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سو تم ان سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی روایتین کم بیان کرنا پہر مین تمہارا شریک ہون ۲۹ عن السائب ابن یزید قال صحبت سعد بن مالک من المدینۃ الی مکۃ فما سمعتہ یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحدیث واحد روایت ہے سائب بن یزید سے کہا انہون نے کہ ساتھ رہا مین سعدؓ بن مالک کے مدینہ سے مکہ تک سو نہ سنا مینے انکو کہ روایت کی ہو انہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بہی **ف** غرض اس باب مین مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے آداب حدیث بیان کیے اور صحابہ کو اس مین بہت احتیاط تہی کہ جبتک یقین جازم سے کوئی بات ثابت نہوتی تہی اور اپنے تئین بخوبی یاد نہ ہوتی تہی جبتک روایت نکرتے تہے اور یہی معلوم کرنا چاہیے کہ علم حدیث عجب علم شریف ہے اور مناسب ہے محدث کو کہ مکارم اخلاق اور محاسن عادات سے اپنے کو مزین کرے اور اسکو علوم آخرت سے جانے اور فضل عظیم اللہ کا جانے اور تصحیح نیت اور تطہیر قلب اغراض دنیا سے ضروری سمجہے اور جب تخلیط اور نسیان کا خوف ہو ضعف دپیری کے سبب سے تو تحدیث موقوف کرے اور اسکی نشر اور ترویج پر حریص رہے اور جب تحدیث کو بیٹہے طہارت کرے غسل اور وضو سے اور خوشبو لگاوے اور داڑہی مین کنگہی کرے اور مجلس مین تکیہ لگا کر کمال وقار سے

بیٹھے اور اگر کوئی اس مجلس مین آواز بلند کرے تو اسکو جھڑکے [١٢] اور حاضرین مین کسیکی طرف مخاطب ہو [١٣] اور شروع کرے بیان
کو حمد و صلوۃ سے اور اُس دعا سے جو مناسب ہو [١٤] اور کچھ قرآن پڑھ لے آواز خوش سے اور [١٥] حدیث جلدی جلدی نہ بیان کرے کہ کوئی
سمجھے اور کوئی نہ سمجھے اور حسب اسکی روایت مین کسی طرح کا وہن وضعف ہو تو اسکو بیان کر دے کہ تدلیس لازم نہ آوے اسکو سوا
اور بہت سے آداب ہین کہ مذکور ہین مطولات مین غرض ان آداب کا لحاظ ضرور ہے **باب** التغليظ في تعمد الكذب
على رسول الله صلى الله عليه وسلم باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کی برائی مین **عن** [٣٠] عبد الله
بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار
روایت کی ہم سے عبد اللہ بن مسعود نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جھوٹ باندھے مجھپر جان بوجھکر وہ اپنی جگہہ
ڈھونڈھ لے دوزخ مین **ف** یہ حدیث متواتر ہے چنانچہ ابن الصلاح نے کہا ہے کہ اسکو باسٹھہ [٦٢] صحابہ نے روایت کیا
ہے اور اور محدثین نے کہا ہے کہ سو سے زیادہ صحابہ نے روایت کیا ہے اور تقریب مین نووی نے لکھا ہے کہ راوی اسکے
اصحاب سے قریب دو سو کے ہین اور عراقی نے کہا ہے کہ ان سب روایتون کا بعینہ یہی متن نہین مگر برائی کذب کی سب مین مذکور
ہے اور خاص اس متن کے راوی ستر کے قریب صحابی ہین کہ اس مین دس تو عشرہ مبشرہ مین اور باقیون مین کے نام تدریب
مین مذکور ہین فمن شاء فليرجع اليه **عن** [٣١] علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكذبوا
علي فان الكذب علي يولج النار روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھپر
جھوٹ مت باندھو اسلیے کہ مجھپر جھوٹ باندھنا دوزخ مین لیجاتا ہے **عن** [٣٢] انس بن مالك قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من كذب علي حسبته قال متعمدا فليتبوأ مقعده من النار روایت ہے انس
بن مالک سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جھوٹ باندھے مجھپر گمان کرتا ہون کہ آپنے قصداً بھی فرمایا سو
ڈھونڈھ لے جگہہ اپنی دوزخ مین **ف** یعنے انس بن مالک کو یہ شک ہے کہ متعمداً بھی فرمایا یا نہین اور باقی حدیث
مین کچھ شک نہین **عن** [٣٣] جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كذب علي
متعمدا فليتبوأ مقعده من النار ترجمہ اسکا اوپر گذرا **عن** [٣٤] ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم من تقول علي ما لم اقل فليتبوأ مقعده من النار روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو
باندھے مجھپر ایسی بات جو مینے نہ کہی ہو تو ڈھونڈھ لے جگہہ اپنی دوزخ مین **عن** [٣٥] ابي قتادة قال سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول على هذا المنبر اياكم وكثرة الحديث عني فمن قال علي فليقل حقا او صدقا ومن
تقول علي ما لم اقل فليتبوأ مقعده من النار روایت ہے ابی قتادہ سے کہا انھون نے سنا مینے رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے تھے اسی منبر پر کہ بچو تم مجھہ سے بہت روایت کرنے سے سو جو روایت کرے مجھسے تو چاہیے کہ سچ کہے اور جو
باندھے مجھپر وہ بات کہ مینے نہین کہی ہے تو ڈھونڈھ لے اپنی جگہہ دوزخ مین **عن** [٣٦] عبد الله بن الزبير قال قلت

لِلزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مَالِی لَا اَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اَسْمَعُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَفُلَانًا وَفُلَانًا قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اُفَارِقْهُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلٰكِنِّیْ سَمِعْتُ كَلِمَةً یَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ روایت ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہا میں نے زبیر بن عوام سے کہا کیا وجہ ہے کہ میں آپ سے نہیں سنتا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسے سنتا ہوں ابن مسعود اور فلاں فلاں لوگوں سے تو انہوں نے فرمایا کہ میں کبھی حضرتؐ سے جدا تو نہیں ہوا جب سے اسلام لایا مگر میں نے ایک بات ان سے سنی ہے کہ وہ ارشاد فرماتے تھے جو جھوٹ باندھے مجھ پر وہ ڈھونڈھ لے جگہ اپنی دوزخ میں یعنے اس خوف سے میں زیادہ روایت نہیں کرتا **عن** ۳۷ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ترجمہ اوپر گذرا۔ **ف** ان حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کا عذاب مذکور ہے اور حقیقت میں وہ بہت بڑا گناہ ہے چنانچہ شفاء الدوام میں مذکور ہے کہ اجماع منعقد ہے اس پر کہ کذب خدا و رسول پر کفر ہے اور قائل اور فاعل اسکا کافر ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ تمام جہان کے جھوٹ سے بدتر ہے **باب** مَنْ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَرٰی اَنَّهٗ كَذِبٌ باب جو شخص جھوٹی حدیث کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے **عن** ۳۸ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ حَدِیْثًا وَهُوَ یَرٰی اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِیْنِ روایت ہے حضرت علیؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روایت کرے مجھ سے کوئی حدیث اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں میں کا ایک ہے **ف** کاذبین کا لفظ تثنیہ اور جمع دونو طرح سے مروی ہے اور تثنیہ مشہور ہے یعنے وہ دو جھوٹوں میں کا ایک ہے اور مراد ان سے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی ہیں کہ ان دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان فیض توامان میں دعوی نبوت کا کیا تھا تو جس نے جھوٹی حدیث بنائی یا روایت کی اوس نے گویا نبوت کا دعوی کیا اور نزول وحی کا مدعی ہوا اسلیے کہ حدیث بھی حضرت پر وحی کی گئی ہے جیسے قرآن وحی کیا گیا ہے اس سے بہی صاف واضح ہوا کہ واضع احادیث کا کافر ہے اور جمع پڑھیں تو یہ معنے ہونگے کہ وہ جھوٹوں میں کا ایک جھوٹا ہے **عن** ۳۹ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ حَدِیْثًا وَهُوَ یَرٰی اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِیْنِ ترجمہ اسکا اوپر گذرا **عن** ۴۰ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَوٰی عَنِّیْ حَدِیْثًا وَهُوَ یَرٰی اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِیْنِ ترجمہ اسکا بھی وہی ہے کہا مولف نے روایت کی ہمسے محمد بن عبدک نے انہوں نے حسن بن موسے اشیب سے انہوں نے شعبہ سے سمرہ بن جندب کی روایت کی مانند یعنے جو اوپر گزری **ف** محمد بن عبدک میں کاف تصغیر کا ہے اور یہ لغت فارسی ہے اور اس حدیث کو مزی نے اطراف میں لکہا ہے پہر ابن عساکر سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا یہ ہمارے سماع میں نہیں اور نہ ابی قدامہ کے سماع میں کذا فی انجاح الحاجہ **عن** ۴۱ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدث عنی بحدیث وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین ترجمہ اسکا بھی وہی
ہے **باب** اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کی اتباع کا بیان -

عن ۴۲ العرباض بن ساریۃ یقول قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فوعظنا موعظۃ
بلیغۃ وجلت منھا القلوب وذرفت منھا العیون فقیل یا رسول اللہ وعظت موعظۃ مودع فاعھد
الینا بعھد فقال علیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان عبدا حبشیا وسترون من بعدی اختلافا
شدیدا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ وایاکم والامور
المحدثات فان کل بدعۃ ضلالۃ روایت ہے عرباض بن ساریہ سے کہ انہوں نے کہا کھڑے ہوئے ہمارے درمیان ایک
دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنے خطبہ پڑھنے کو اور بہت نصیحت کی ہم کو کہ ڈر گئے اس سے دل اور جوش مارنے لگیں
اس سے آنکھیں سو لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ تو نصیحت ایسی ہے جیسے رخصت ہونیوالا نصیحت کرتا ہے پھر آپ
وصیت کیجیے ہمکو سو فرمایا آپ نے لازم جانو تم اللہ پاک سے ڈرنے کو اور بات سننے اور کہنا ماننے کو اگرچہ حاکم ہو تمپر ایک
غلام حبشی اور دیکھوگے تم بعد میرے سخت اختلاف تو لازم پکڑیو تم میری سنت اور خلفائے راشدین ہدایت پائے ہوؤں
کی سنت زور سے پکڑنا اسکو دانتوں سے اور بہت بچو تم نئے کاموں سے اسلیے کہ ہر بدعت گمراہی ہے **عن** ۴۳
العرباض بن ساریۃ یقول وعظنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موعظۃ ذرفت منھا العیون و
وجلت منھا القلوب فقلنا یا رسول اللہ ان ھذہ لموعظۃ مودع فماذا تعھد الینا قال قد ترکتکم
علی البیضاء لیلھا کنھارھا لا یزیغ عنھا بعدی الا ھالک من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا
فعلیکم بما عرفتم من سنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ وعلیکم
بالطاعۃ وان عبدا حبشیا فانما المؤمن کالجمل الانف حیثما قید انقاد روایت ہے عرباض بن ساریہ
سے کہ نصیحت کی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی جوش مارنے لگیں اس سے آنکھیں اور ڈر گئے اس سے دل سو عرض
کی ہمنے یا رسول اللہ یہ تو نصیحت ہے رخصت ہونیوالے کی سو کیا وصیت کرتے ہیں آپ ہمکو آپ نے فرمایا میں نے چھوڑا ہے تم کو
ایک چمکتی شریعت پر کہ اسکی رات بھی ایسی روشن ہے جیسے دن پھریگا اس سے میرے بعد مگر ہلاک ہونے والا جو شخص میرے بعد
جیے گا وہ بڑا اختلاف دیکھیگا سو لازم جانا تم جو تمہیں معلوم ہو میری سنت اور میرے خلیفوں کی سنت سے جو رشد اور ہدایت
والے ہیں مضبوط پکڑو اسکو دانتوں سے اور لازم جانو فرمانبرداری حاکم کی اگرچہ ایک غلام حبشی ہو اسلیے کہ مومن
ایسے بات جانتا ہے اور فرمانبرداری کرتا ہے جیسا ناک دکھتا مہار لگا ہوا اونٹ کہ جدھر کھینچو ادھر چلا **عن** ۴۴ العرباض
بن ساریۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الصبح ثم اقبل علینا بوجھہ فوعظنا موعظۃ
بلیغۃ فذکر نحوہ روایت ہے عرباض بن ساریہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور ہماری طرف

متوجہ ہوئے اور ہمکو خوب نصیحت کی پہر اوپر نصیحت کی مانند ذکر کیا **ف** یہ حدیث بڑی کثیر الفوائد ہے اور اس سے کئی باتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ تاثیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کی کہ اس سے دل ڈر جاتے تہے اور آنکہیں آنسو بہانے لگتی تہین دوسری معلوم ہوا کہ حضرت کیوقت نصیحت و وصیت کے مسنون ہے تیسرے فضیلت تقویٰ کی چوتہے امر حاکم کی فرمانبرداری کا اگرچہ کیسا ہی ہو جبتک وہ قرآن وحدیث کے موافق حکم دے پہر جب کہ خلاف کرے اسمین اطاعت اسکی روا نہین پانچوین معلوم ہوا کہ حضرت کے زمانے کے بعد بڑا اختلاف ہوگا اور ویسا ہی ہوا کہ قرون ثلثہ کے بعد بہت سے مذہب محدثہ اور مشارب متفرقہ پہیلے اور ہر ایک اپنے مذہب پر خورسند ہوا اور ہر ایک نے اپنا ایک امام اور پیشوا ٹہیرا لیا کہ اختلاف کے وقت اسکیطرف رجوع کرے اور حضرت کی وصیت کو بہول گیا حالانکہ آپنے وصیت کی تہی کہ اسوقت میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت پر چلنا اور یہ چہٹی بات ہے اور ساتوین حکم فرمایا آپنے کہ محدثات امور سے بچو اور اس مین آ گئے تمام بدعات جو قرون ثلثہ کے بعد لوگون مین پہیلی اور آٹہوین فرمایا کہ ہر بدعت گمراہی ہے معلوم ہوا کہ تقسیم بدعت کی حسنہ اور سیئہ کیطرف غلط محض اور لغو بحث ہے

باب اجْتِنَابِ الْبِدَعِ وَالْجَدَلِ باب بدعتون اور جدال سے بچنے کے بیان مین

عن ٤٥ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَاَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيُقْرِنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْاُمُوْرِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيَاعًا فَعَلَيَّ وَاِلَيَّ روایت ہے جابر بن عبد اللہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑہتے سرخ ہو جاتی آپکی آنکہیں اور بلند ہو جاتی آپکی آواز اور سخت ہو جاتا آپ کا غصہ اور یہ معلوم ہوتا کہ وہ ڈرانے والے ہین کسی لشکر سے کہ وہ کہتا ہے صبح کو آن پہونچے گا وہ تم پر یا شام کو اور فرماتے بہیجا گیا ہون مین اور قیامت جیسی یہ دو انگلیاں ہین اور نزدیک کرتے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو پہر فرماتے کہ بعد حمد الٰہی کے جان لو کہ بہتر سب سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب ہے اور بہتر سب خصلتون سے خصلت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور بدتر سب کامون مین نئے کام نکلے ہوئے ہین اور ہر بدعت گمراہی ہے اور فرماتے تہے کہ جو مرے اور کچہ مال چہوڑ جاوے وہ اسکے وارثون کا ہے اور جو کچہ قرض یا لڑکے بالے چہوڑ جاوے اسکا ادا کرنا مجہپر ہے اور انکی پرورش میرے ذمہ ہے

عن ٤٦ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا هُمَا اثْنَتَانِ الْكَلَامُ وَالْهُدٰى فَاَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ وَاَحْسَنُ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ اَلَا وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اَلَا لَا يَطُوْلَنَّ عَلَيْكُمُ الْاَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ اَلَا اِنَّ مَا هُوَ اٰتٍ قَرِيْبٌ وَاِنَّمَا الْبَعِيْدُ مَا لَيْسَ بِاٰتٍ اَلَا اِنَّمَا الشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهِ وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ اَلَا اِنَّ قِتَالَ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ وَسِبَابُهُ فُسُوْقٌ وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ

اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ اَلَا وَاِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَاِنَّ الْكَذِبَ لَا يَصْلُحُ بِالْجِدِّ وَلَا بِالْهَزْلِ وَلَا يَعِدُ الرَّجُلُ صَبِيَّهٗ ثُمَّ لَا يَفِيْ لَهٗ فَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَيَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّهٗ يُقَالُ لِلصَّادِقِ صَدَقَ وَبَرَّ وَيُقَالُ لِلْكَاذِبِ كَذَبَ وَفَجَرَ اَلَا وَاِنَّ الْعَبْدَ يَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا روایت ہے عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کے لیے دو چیزیں ضرور ہیں ایک کلام دوسری خصلت سو بہتر کلام اللہ کا کلام ہے اور بہتر خصلت محمدؐ کی خصلت ہے آگاہ ہو اور بچو تم نئے کاموں سے اسلیے کہ نئے کام سب سے بدتر ہیں اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے آگاہ ہو اور نہ دراز ہو تمکو امید زندگی کی کہ سخت ہو جاویں گے دل تمہارے آگاہ ہو کہ جو آنیوالی چیز ہے وہ نہایت قریب ہے اور دور وہی شے ہے جو آنیوالی نہیں آگاہ ہو کہ شقی وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں شقی لکھا گیا اور سعید ہے جو دوسرے کو دیکھکر نصیحت پکڑے آگاہ ہو کہ مار ڈالنا مومن کا کفر ہے اور برا کہنا اسکا فسق ہے اور حلال نہیں کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی سے ترک ملاقات کرے تین دن سے زیادہ آگاہ ہو کہ ضرور ہے تمکو کہ بچو تم جھوٹ سے کہ بیشک جھوٹ حلال نہیں نہ معمولی باتوں میں نہ دل لگی میں اور نہ وعدہ کرے آدمی اپنے لڑکے سے کہ پھر وفا نکرے اسکو اسلیے کہ جھوٹ راہ بتاتا ہے گناہ کی اور گناہ لے جاتا ہے دوزخ کو اور صدق راہ بتاتا ہے نیکی کی اور نیکی لیجاتی ہے جنت کو اور کہا جاتا ہے سچے سے کہ سچ کہہ تو اور نیک ہو جا اور کہا جاتا ہے جھوٹے کو جھوٹ کہہ اور بد ہو جا آگاہ ہو کہ بندہ جھوٹ باندھتا ہے یہانتک کہ لکھا جاتا ہے اللہ کے پاس جھوٹا **ف** قولہ نہ دراز ہو تم کو الخ یعنے شیطان تمہیں یہ دہوکا نہ دے کہ ابھی تیری زندگی بہت ہے دنیا کی عیش کر لے آخرت کی فکر پھر کر لینا کہ اس سے آدمی کا دل سخت ہو جاتا ہے اور زاد آخرت کے حاصل کرنے سے محروم رہتا ہے قولہ جو آنے والی چیز ہے الخ یعنے موت یا قیامت قولہ حلال نہیں کسی مسلمان کو الخ بلا وجہ تو ترک ملاقات روا ہی نہیں اور اگر کوئی وجہ معقول ہے تو تین دن تنبیہا کافی ہیں اور اگر کوئی فسق و فجور باعث ترک ملاقات ہوا ہے تو جبتک وہ توبہ نہ کرے جبتک نہ ملے اور اس سے مطلقاً جھوٹ کی حرمت معلوم ہوئی خواہ ظرافت ہو یا عدم ظرافت اور معلوم ہوا کہ لڑکوں سے بھی وعدہ وعید میں جھوٹ نہ بولے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ اِلٰى قَوْلِهٖ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْهِ فَهُمُ الَّذِيْنَ عَنَاهُمُ اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ روایت ہے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ پڑھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتیں هُوَ الَّذِيْ سے اُولُوا الْاَلْبَابِ تک پھر فرمایا اے عائشہ جب دیکھو تم ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں اللہ کی متشابہ آیتوں میں پس جان لو کہ انہی کو مراد لیا اللہ نے سو بچو ان سے **ف** پوری آیت یوں ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَۃِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِہٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنے وہی ہے جس نے اتاری تجھپر کتاب بعض آیتین اس مین محکم ہین کہ وہ جڑہ ہین کتاب کی اور بعض دوسرے متشابہ ہین پہر جن لوگون کے دلونمین کجی ہے وہ پیروی کرتے ہین اسکے متشابہ کی فتنہ اور تاویل ڈہونڈہنے کو اور نہین جانتا تاویل اسکی کوئی مگر اللہ اور مضبوط لوگ علم مین کہتے ہین ایمان لائے ہم اسکو ساتھہ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نصیحت نہیں پکڑتے مگر عقلمند لوگ انتہے غرض اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید کو دو قسم فرمایا محکم ومتشابہ اور ہر ایک کی تعریف مین علماء کے بہت اقوال ہین چنانچہ تفصیل اسکی فتح البیان مین مذکور ہے مگر قول محقق یہ ہے کہ محکم وہ ہے کہ واضح ہون معنے اسکے ظاہر ہو دلالت اسکی یا باعتبار نفس اسکے کے یا باعتبار غیر اسکے کے اور متشابہ وہ ہے کہ واضح نہ ہون معنے اسکے اور نہ ظاہر ہو دلالت اوسکی نہ باعتبار اپنے نفس کے نہ باعتبار اپنے غیر کے اور یہی قول ہے شوکانی کا انکی تفسیر مین اور محکم کو اللہ سبحانہ وتعالی نے اصل کتاب فرمایا پس ضرور ہے کہ متشابہ کو محکم سے ملاکے معنے اسکے سمجہین اور یہی طریقہ تہا سلف کا کہ محکم کی طرف متشابہ کو پہیر دیتے تہے اور یہ جو فرمایا کہ جن لوگون کے دل مین کجی ہے وہ پیروی کرتے ہین اسکے متشابہ کی مراد اس سے یہ ہے کہ وہ متشابہ کو محکم کیطرف نہین پہیرتے کہ وجوہ مشتبہ سے وجہ صحیح انکے ہاتھہ آجائے ملکہ اور وجوہ باطلہ پر اسکو اتارتے ہین اور اس مین تمام اقوام باطلہ داخل ہوگئی جو حق سے پہرے ہوئے ہین اور وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ مین مفسرین کے دو قول ہین اول یہ کہ یہان وقف ہے اور کلام یہان تمام ہوگیا اور اس صورت مین یہ مراد ہوگی کہ تاویل یعنے حقیقت متشابہات کی کوئی نہین جانتا سوائے اللہ سبحانہ وتعالے کے اور اسیطرف گئی ہین اکثر مفسرین جیسے ابن عمر اور ابن عباس اور عائشہ اور عروہ بن زبیر اور عمر بن عبد العزیز اور ابی الشعثاء اور ابی نہیک وغیرہم اور یہی مذہب ہے کسائی اور فراء کا اور اخفش اور ابو عبید کا اور حکایت کیا اسکو ابن جریر طبری نے امام مالک سے اور اسیکو اختیار کیا اور حکایت کیا اسکو خطابی نے ابن مسعود سے اور ابی بن کعب سے اور دوسرے یہ کہ یہان وقف نہین اور وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ معطوف ہے اپنے ماقبل پر اور اسطرف بہی گئے ہین بعض مفسرین ومن شاء مزید تحقیق فلیرجع الی فتح البیان عَنْ ۴۸ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ ھُدًی کَانُوْا عَلَیْہِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ روایت ہے ابی امامہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی قوم گمراہ نہوئی ہدایت کے بعد کہ جسپر وہ تہے مگر جبکہ ملی انکو جدل پہر پڑہی آپ نے یہ آیت بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ **ف** پوری آیت یون ہے وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُکَ مِنْہُ یَصِدُّوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِھَتُنَا خَیْرٌ اَمْ ھُوَ مَا ضَرَبُوْہُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ یعنے جب بیان کی جاتی ہے عیسی بن مریم کی مثال تو قوم تیری اس سے رکتے

رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کیا معبود ہمارے بہتر ہیں یا وہ یہ نام جو دھرتے ہیں تجھ پر سو جھگڑنے کو بلکہ وہ لوگ جھگڑالو ہیں انتہے اور اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت جب نازل ہوئی تھی کہ ابن الزبعری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجادلہ کیا تھا اور کیفیت اسکی یہ ہے کہ جب نازل ہوئی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ یعنے تم اور تمہارے معبودان باطل ایندھن ہیں دوزخ کا تو ابن الزبعری نے کہا آپ کہ میں جیت گیا تم سے تقریر میں قسم ہے رب کعبہ کی بھلا دیکھو تو نصاریٰ مسیح کو اور یہود عزیر کو پوجتے ہیں اور اسیطرح بنی ملیح فرشتوں کو سو اگر یہ لوگ دوزخ میں ہیں تو چلو ہم بھی راضی ہیں کہ ہمارے معبود بھی انکے ساتھ رہیں سو کفار خوش ہوئے اسپر بہت ہنسے اور قہقہہ لگائی پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ اور حقیقت میں اعتراض ابن الزبعری کا حماقت سے بھرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مَا تَعْبُدُوْنَ فرمایا ہے یعنے جن چیزوں کو تم پوجتے ہو اور لفظ مَا عربی میں غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے پس ملائکہ اور انبیاء اللہ کہ ذوی العقول ہیں وہ اس میں کیونکر داخل ہونگے اور باوجود اہل لسان ہونے کے اسکو اسطرف خیال نہ ہوا اور جدل کہتے ہیں باطل اور جھوٹی تقریر کرنے کو حق کے مقابل میں اور اسی میں داخل ہے پیش کرنا قیاس اور رائے کا دلیل و حجت کے آگے یا پیش کرنا کسی امام کے قول کا سنت کے آگے غرض حق کے رد میں بطور باطل جو گفتگو کی جاوے وہ جدل ہے اور برائیاں اسکی قرآن و حدیث میں بکثرت وارد ہوئی ہیں اور منجملہ اسکے ہر گفت وگو اہل مذاہب کی حدیث کے مقابل میں تعصبًا اور يَصِدُّوْنَ جو آیت میں وارد ہوا ہے اسکو اہل مدینہ اور اہل شام اور کسائی نے بضم صاد پڑھا ہے یعنے اعراض اور کنارہ کرتے ہیں اور دوسروں نے بکسر صاد پڑھا ہے اور کسائی نے کہا ہے کہ اس میں دونوں لغت آئی ہیں اور ابن عباسؓ نے کہا اسکے معنے یہ ہیں کہ آواز بلند کرتے ہیں اور اشارہ ہے اس میں انکے خوش ہونے اور قہقہے لگانے پر

عَنْ ۴۸ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَّلَا صَلٰوةً وَّلَا صَدَقَةً وَّلَا حَجًّا وَّلَا عُمْرَةً وَّلَا جِهَادًا وَّلَا صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ روایت ہے حذیفہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بدعت والے کا روزہ نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض اور نکل جاتا ہے وہ اسلام سے جیسے نکل جاتا ہے بال گندھے ہوئے آٹے سے ف اس حدیث میں بڑی تنبیہ ہے بدعتیوں کو اور سبب ہے کہ بدعت اصل ایمان میں خلل انداز ہوتی ہے پھر جب ایمان میں خلل آیا کوئی عبادت قبول نہیں

عَنْ ۴۹ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَى اللّٰهُ اَنْ يَّقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتّٰى يَدَعَ بِدْعَتَهٗ روایت ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے کہ قبول کرے کوئی عمل بدعت والے کا جبتک کہ نہ چھوڑدے وہ بدعت اپنی +

عَنْ ۵۰ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهٗ قَصْرٌ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهٗ فِيْ وَسَطِهَا وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهٗ بُنِيَ لَهٗ فِيْ اَعْلَاهَا

روایت ہے انس بن مالک سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے جھگڑا چھوڑ دیا اور وہ باطل پر تھا بنایا جاویگا اسکے لیے ایک مکان جنت کے کنارہ میں اور جو وہ حق پر تھا اور جھگڑا چھوڑ دیا تو بنایا جاویگا اسکے لیے ایک مکان جنت کے بیچ میں اور جس شخص کے عادات اچھے ہوگئی اسکے لیے بنایا جاویگا ایک مکان جنت کے بلند جگہ میں کیونکہ وہ سب سے افضل ہے

باب اجتناب الرای والقیاس باب رائے اور قیاس سے بچنے کے بیان میں

عن ۵۱ عبد اللہ ابن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء فاذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ علم کو قبض نہ کرے گا اسطرح کہ چھین لے اسے یکبارگی چھینا لوگوں سے ولیکن قبض کرے گا علم کو علماء کے قبض کرنے سے پھر جب کوئی عالم نہ رہیگا لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور انسے مسائل پوچھیں گے سو وہ فتوے دینگے بغیر علم کے پس گمراہ ہو جاوینگے آپ بھی اور اوروں کو بھی گمراہ کرینگے ف یعنے جب علم کتاب وسنت کا لوگوں میں نہ رہے گا اور مقلدان متعصبین کو لوگ عالم جانکر انسے فتوے پوچھیں گے اور وہ اپنی رائے یا اور لوگوں کی رائے سے فتووں کا جواب دیں گے پس صریح گمراہ ہو جاوینگے اور ہزاروں مسائل خلاف کتاب وسنت ان میں پھیل جاویں گے اور بخوبی جان لو کہ باتفاق سلف علم تقلیدی علم نہیں بلکہ جہل ہے پس جاہلوں سے مقلد مراد ہیں اور انکے علماء حقیقت میں جہلا ہیں غرض اب تو جتنا اعراض کتاب وسنت سے ہوتا جاتا ہے اور آرا فاسدہ اور قیاسیہ کاسدہ پھیلتے جاتے ہیں اتنی ہی ہدایت کم اور گمراہی زیادہ ہوتی ہے معاذ اللہ من ذلک

عن ۵۲ ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افتی بفتیا غیر ثبت فانما اثمہ علی من افتاہ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فتوی دیا جاوے بغیر احتیاط او ضبط کے سو گناہ اسکا اسپر ہے جس نے اسے فتوے دیا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فتوی دینا رائے سے حرام ہے خواہ اپنی رائے ہو خواہ کسی امام و مجتہد کی جبتک اسکی موافقت کتاب وسنت سے معلوم نہ ہو

عن ۵۳ عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلثۃ فما وراء ذلک فہو فضل آیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین قسم ہے اور جو اسکے سوا ہے وہ ضرورت سے زائد ہے ایک آیت محکم یعنے جو منسوخ نہو یا متشابہ دوسرے سنت جاری تیسرے حصہ داروں کا جو کتاب وسنت میں وارد ہوا ہے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوز وفلاح اخروی اور حصول کمالات دینی انہی علوم سے ہوتا ہے اور اسکے سوا جو اور علوم ہیں وہ تحصیل دنیا کا آلہ ہیں

عن ۵۴ معاذ بن جبل قال لما بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن قال لا تقضین ولا تفصلن الا بما تعلم وان اشکل علیک امر فقف حتی تبینہ او تکتب الی فیہ روایت ہے معاذ بن جبل سے کہا انہوں نے جب بھیجا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کی طرف یعنے عامل بنا کر تو ارشاد کیا کہ ہرگز حکم نہ کرنا اور فیصلہ نہ دینا مگر اسکے موافق جو معلوم ہو تجھکو یعنے کتاب

وسنت سے ہے اگر مشکل پڑے تجھکو کسی امر مین تو اس مین توقف کر یہانتک کہ کہول دے تو اسکو یعنے حکم اسکا ڈہونڈہ لے کتاب وسنت مین
یا الکے بہیجی تو اسپر چہوڑ ۵۶ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
لَمْ يَزَلْ اَمْرُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مُعْتَدِلًا حَتّٰى نَشَأَ فِيْهِمُ الْمُوَلَّدُوْنَ اَبْنَاءُ سَبَايَا الْاُمَمِ فَقَالُوْا بِالرَّاْيِ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا
روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ انہون نے کہا کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ہمیشہ ٹہیک چلتا رہا
کام بنی اسرائیل کا یہانتک کہ پیدا ہوئے انمین مولد لوگ اولاد ان قیدی عورتون کے جو اور گروہون سے لوٹ مین آئین تہین
سو انہون نے فتوی دینا شروع کیا رائے سے پس آپ بہی گمراہ ہوئے اور دنکو بہی گمراہ کیا **ف** یعنے ساری برائی بنی اسرائیل
مین رائے کی پہیلی ہے اور وحی سے اعراض کرنے سے ہوئی اور ہر امت کی بربادی اسیطرح ہوتی ہے کہ جب وہ اپنی رائی کو وحی
الٰہی پر مقدم کرتے ہین برباد ہو جاتے ہین اس امت مین بہی جب سے اعراض کتاب وسنت سے پیدا ہوا اور لوگون نے آراے
باطلہ اور اقیسہ کاسدہ سے فتوی دینا شروع کیا اور پچہلون نے انکے آرا اور قیاس کو وحی الٰہی اور ارشاد رسالت پناہی
پر ترجیح دی جب ہی سے ایک صورت تفرق اور پہوٹ کی پیدا ہوئی اور مذہب متفرقہ اور مشارب مختلفہ پیدا ہو گئے اور یگانگت
اور اتحاد ملت اور اتفاق و وفاق کم ہوتا گیا اور ہر ایک نے کتاب وسنت سے اعراض کر کے احادیث سے ایک کو اپنا امام
و پیشوا مقرر کر کے اسی کو معیار کتاب وسنت ٹہیرا لیا وَكُلُّ ذٰلِكَ فِتْنَةٌ عَصَمَنَا اللّٰهُ مِنْهَا **بَابٌ فِي الْاِيْمَانِ**
باب ایمان مین **مقدمہ**۔ ایمان مشتق ہے امن سے اور مومن چونکہ ایمان سے اپنے نفس کو نار دوزخ سے امان دیتا ہے
اسلیے اسکی اس فعل کو ایمان کہا اور ایمان کی تعریف سلف اور محدثین اور تمامی محققین کے نزدیک یہ ہے کہ وہ قول ہے اور
فعل ہے اور بڑہتا ہے اور گہٹتا ہے اور جس نے اسکے خلاف کہا ہے قابل اعتبار نہین اور قول سے مراد گواہی دینا ہے توحید
و رسالت کی اور فعل سے مراد عام ہے کہ فعل قلب کا ہو یا جوارح کا غرض سلف کا یہی قول ہے کہ ایمان اعتقاد کرنا ہے قلب
سے اور نطق لسان سے اور عمل کرنا ارکان سے اور مراد انکی یہ ہے کہ اعمال شرط ہین کمال ایمان کی اور اسی لیے وہ قائل ہوئے
ایمان کی زیادت اور نقصان کے اور مرجیہ کا یہ قول ہے کہ وہ صرف اعتقاد اور نطق ہے اور کرامیہ نے کہا وہ فقط نطق
ہے اور معتزلہ نے کہا وہ فقط عمل ہے اور نطق اور سلف نے عمل کو شرط کمال کہا ہے اور یہ سب اللہ سبحانہ وتعالی کے نزدیک
جو ایمان معتبر ہے اسکا حال ہے رہا ہمارے لوگون کے آگے تو ایمان فقط اقرار کا نام ہے یعنے جس نے اقرار کیا اللہ کی
توحید کا اور رسول صلعم کی رسالت کا پس اسپر احکام اسلام دنیا مین جاری کیے جاوینگے اور اسپر کفر کا حکم نہ لگایا جاویگا مگر جبکہ
کوئی فعل مثبت کفر اس سے مقارن ہو جیسے سجدہ کرنا صنم کو اور اگر ایسا فعل ہو کہ موجب فسق کا ہے نہ کفر کا تو جس نے
اسپر ایمان کا اطلاق کیا تو بنظر اسکے اقرار کے اور جس نے نفی اسکے ایمان کی کی تو بنظر اسکے کمال کے یعنے کہا کہ
اسکو کمال ایمان نہین اور جس نے اسپر کفر کا اطلاق کیا تو اس نظر سے کہ فعل کافر کا کیا اور جس نے نفی کی اسکی کفر کی
تو بنظر اسکی حقیقت کے اور معتزلہ قائل ہین کہ فسق ایک شے متوسط ہے نہ کفر ہے نہ ایمان ہے رہی زیادتی اور کمی

ایمان کی تو اکثر سلف باجمعہم قائل ہیں کہ زیادت اور نقصان دونوں کو ایمان میں دخل ہے اور اکثر متکلمین اسکے منکر ہیں اور انکار انکا لائق اعتبار نہیں اور شیخ محی الدین نے کہا ہے کہ ظاہر ہے کہ تصدیق بڑھتی گھٹتی ہے کثرت نظر اور وضوح ادلہ سے اور اسی لیے ایمان صدیق کا اقوی ہے تھا اسکی غیر سے کہ ہرگز اس میں شبہ کو دخل نہ تھا اور ہر شخص جانتا ہے کہ جو یقین مجھے ہے وہ کبھی بڑھتا ہے کبھی گھٹتا ہے اور کسیوقت گویا دوزخ اور جنت سامنے نظر آتی ہے کسیوقت یہ کیفیت کم ہوجاتی ہے اور یہی حال ہے اخلاص اور توکل اور تمام صفات قلبیہ کا غرض یہی منقول ہوا ہے سفیان ثوری اور مالک بن انس اور اوزاعی اور ابن جریج اور معمر وغیرہم سے اور یہ سب فقہاء اعلام اور مجتہدان امام تھے اپنے زمانہ کے اور ایسا ہی روایت کیا ابو القاسم لالکائی نے کتاب السنہ میں امام شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابی عبید وغیرہم سے اور روایت کی ابو القاسم نے بسند صحیح بخاری سے کہ انہوں نے فرمایا ملاقات کی میں نے ہزار علماء سے زیادہ لوگوں سے پہر نہ دیکھا کسی ایک کو بھی کہ وہ اختلاف کرتا ہو اس میں کہ ایمان قول و عمل ہے اور کم و بیش ہوتا ہے اور ابن ابی حاتم اور لالکائی نے بکمال اطناب اس قول کو ایک جماعت کثیرہ صحابہ اور تابعین سے کہ جنپر دوران اجماع ہوتا ہے نقل کیا ہے اور روایت کیا ابو نعیم نے ترجمہ شافعی میں حلیہ سے بروایت ربیع کہ شافعی نے فرمایا ایمان بڑھتا ہے اطاعت سے اور گھٹتا ہے معصیت سے کذا فی فتح الباری **عن** ۵۸ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ أَوْ سَبْعُونَ بَابًا أَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَأَرْفَعُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی ساٹھ یا ستر اور کئی دروازے ہیں کہ ادنی اسکا تکلیف کیچیز دور کرنا ہے راہ سے اور بہتر ان اسکا قول ہے لا الہ الا اللہ کا اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی **ف** اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ایمان کے کئی جزو ہیں اور جس چیز کے اجزا ہوتے ہیں اُس میں کمی بیشی ضرور ہوتی ہے اور **فرمایا مؤلف** رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہمسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے اُنسے ابو خالد احمر نے انہوں نے ابن عجلان سے **اور فرمایا** مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے روایت کی عمرو بن رافع نے اُن سے جریر نے انہوں نے سہیل سے دونوں نے یعنے سہیل اور ابن عجلان نے کہا کہ روایت کی ہمسے عبداللہ بن دینار نے انہوں نے ابی صالح سے انہوں نے ابی ہریرہؓ سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مانند اسکی **عن** عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز داخل نہوگا جنت میں جسکے دل میں ایک ذرہ کے برابر رائی کے دانہ سے تکبر ہو اور ہرگز داخل نہوگا دوزخ میں جسکے دل میں ایک رائی کے دانہ برابر ایمان ہو **عن** ۵۹ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَلَّصَ اللهُ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ النَّارِ وَأَمِنُوا فَمَا مُجَادَلَةُ أَحَدِكُمْ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَقِّ يَكُونُ لَهُ فِي الدُّنْيَا أَشَدَّ مُجَادَلَةً مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِرَبِّهِمْ فِي إِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ

اُدْخِلُوا النَّارَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيَحُجُّوْنَ مَعَنَا فَاَدْخَلْتَهُمُ النَّارَ فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَاَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ فَيَاْتُوْنَهُمْ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِصُوَرِهِمْ لَا تَاْكُلُ النَّارُ صُوَرَهُمْ فَمِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ النَّارُ اِلَى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ اِلَى كَعْبَيْهِ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرَجْنَا مَنْ قَدْ اَمَرْتَنَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ وَزْنُ دِيْنَارٍ مِنَ الْاِيْمَانِ ثُمَّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ وَزْنُ نِصْفِ دِيْنَارٍ ثُمَّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْ بِهٰذَا فَلْيَقْرَأْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا روایت ہے ابی سعید خدریؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب چھوڑ اویگا اللہ مومنوں کو دوزخ سے یعنے پار اتار دیگا اور وہ امن مین ہوجاوینگے پہر کوئی دنیا مین بہی اپنے حق کے لیے اپنے صاحب سے ایسا نڑا ہوگا جیسے وہ عرض دمعروض کرینگے اپنے پروردگار سے اپنے بہائیون کی رہائی کے لیے جو داخل ہوے دوزخ مین فرمایا آپ نے کہ وہ عرض کرین گے اے پروردگار ہمارے بہائی ہمارے نماز پڑہتے تہے ہمارے ساتھ اور روزہ رکہتے تہے ہمارے ساتھ اور حج کرتے تہے ہمارے ساتھ سو اُنکو داخل کر دیا تو نے یعنے اپنے عدل سے آگ مین سو فرماویگا اللہ تعالی جل جلالہ وعم نوالہ کہ جاؤ تم نکالو اُنکو جنکو پہچانو اُن مین سے سو وہ لوگ آئینگے دوزخیون پاس اور پہچانینگے اُنکو صورتون سے کہ نہ کہاویگی آگ صورتین اُنکی سو کسی کو تو پکڑ لیا ہوگا آگ نے آدہی پنڈلیون تک اور کسی کو ٹخنون تک پہر نکالین گے وہ اُنکو اور عرض کرینگے کہ اے رب ہمارے نکالا ہمنے جنکا تو نے ہمکو حکم دیا تہا پہر فرماویگا اللہ جل جلالہ نکالو اُسکو جسکے دلمین ایک اشرفی بہر ایمان ہو پہر اُسکو جسکے دل مین آدہی اشرفی ہو پہر اُنکو جنکی دلمین ایک رائی کے دانہ برابر ایمان ہو ابو سعیدؓ نے کہا جسکو یقین نہ آوے اسکا تو پڑہ لے یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ سے اخیر تک یعنے اللہ ظلم نہین کرتا کسیپر ذرہ کے برابر بہی اور اگر نیکی ہو تو بڑہاتا ہے اُسکو اور عنایت فرماتا ہے اپنے خزانہ غیب سے ثواب بڑا یعنے ذرہ بہر ایمان بہی کسیکا ضائع نہین کرتا **ف** اس سے بہی کمی بیشی ایمان کی ظاہر ہوئی اور معلوم ہوئی ترتیب دوزخ سے نکلنے کی کہ مرتب ہے قلت وکثرت پر ایمان کے اور ثابت ہوئی شفاعت صالحین کی +

عن ٦١ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِتْيَانٌ حَزَاوِرَةٌ فَتَعَلَّمْنَا الْاِيْمَانَ قَبْلَ اَنْ نَتَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْاٰنَ فَازْدَدْنَا بِهِ اِيْمَانًا روایت ہے جندب بن عبد اللہ سے کہا انہوں نے کہ ہم تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہم جوان پٹھے تہے سو سیکھ لیا ہم نے ایمان قبل اسکے کہ سیکھین ہم قرآن پہر سیکھا ہمنے قرآن تو بڑہ گیا اس سے ہمارا ایمان

عن ٦٢ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ لَيْسَ لَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ نَصِيْبٌ الْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گروہ مین اس

ہت سے کہ انکو کچھ حصہ نہیں اسلام میں ایک مرجیہ دوسرے قدریہ **ف** اسحدیث کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن اور غریب کہا
ہے اور حافظ سراج الدین قزوینی نے اسے موضوع کہا ہے اور صلاح الدین علائی نے ان پر رد کیا ہے اور مرجیہ وہ لوگ ہیں
کہ کہتے ہیں ایمان فقط قول ہے اور عمل اس میں داخل نہیں اور یہ غلط ہے اسلیے کہ اکثر اصحاب ملل اور نحل نے ذکر کیا
ہے کہ مرجیہ جبریہ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ نسبت افعال کی عباد کی طرف ایسی ہے جیسے نسبت حرکت کی جمادات کی طرف یعنے
انسان کو بالکل مجبور جانتے ہیں اور قدریہ خلاف ہیں جبریہ کے اور قدریہ منسوب ہیں قدر کی طرف یعنی تقدیر الٰہی کی جو اس نے
قبل مخلوقات مقدر کی غرض وہ مدعی ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے کفر ہو یا معصیت اور انکار کیا انہوں نے
کہ یہ امور تقدیر لکھے ہوں اور یہ جو حضرتؐ نے فرمایا کہ انکو اسلام میں کچھ حصہ نہیں مراد اس سے حصہ قلیل ہے اور یہی حق ہے
کہ وہ کافر نہیں اگرچہ خطا پر ہوں اور خطا ان کی خطائی اجتہادی سے ہے خلاصہ انجاح الحاجہ **عن** ٦٢ عُمَرَ قَالَ
كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ شَعَرِ الرَّأْسِ
لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ سَفَرٍ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ قَالَ فَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَهُ إِلَى رُكْبَتِهِ
وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ
وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَحَجُّ الْبَيْتِ فَقَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا مِنْهُ يَسْأَلُهُ وَ
يُصَدِّقُهُ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا الْإِيمَانُ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَكُتُبِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا مِنْهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ
أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ فَمَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ
مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَمَا أَمَارَتُهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا قَالَ وَكِيعٌ يَعْنِي تَلِدُ الْعَجَمُ الْعَرَبَ وَأَنْ تَرَى
الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبِنَاءِ قَالَ ثُمَّ قَالَ فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعْدَ ثَلَاثٍ فَقَالَ أَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ
مَعَالِمَ دِينِكُمْ روایت ہے عمرؓ بن خطاب سے کہا انہوں نے کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آیا ایک
مرد کہ بہت سفید تھے کپڑے اسکے بہت کالے تھے بال اسکے سر کے معلوم ہوتا تھا اسپر نشان سفر کا اور پہچانتا بھی نہ تھا
اسکو کوئی ہم میں سے پھر وہ بیٹھ گیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ملا دیے اس نے زانو اپنے حضرتؐ کے زانوؤں سے اور رکھے
اپنے دونو ہاتھ اپنی رانوں پر یا حضرتؐ کی رانوں پر پھر پوچھا اس نے کہ یا محمد اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا گواہی دینا کہ کوئی معبود
برحق نہیں سوا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اور میں رسول ہوں اللہ تعالیٰ کا اور قائم کرنا نماز کا اور ادا کرنا زکوٰۃ کا اور روزے رکھنے
رمضان کے اور حج کرنا بیت اللہ کا اس نے کہا سچ فرمایا آپ نے سو ہمیں تعجب ہوا کہ یہ کیسا شخص ہے کہ پوچھتا بھی ہے
اور مان بھی لیتا ہے پھر کہا اس نے کہ اے محمد ایمان کیا ہے آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ یقین کرے تو اللہ پر اور فرشتوں

اور پیغمبرون اور کتابون آسمانی پر اور پچھلے دن پر اور اسپر کہ خیر و شر اللہ تقدس و تعالی کی تقدیر سے ہین اُس نے کہا کہ سچ
فرمایا آپنے سو تعجب آیا ہمکو کہ یہ کیسا شخص ہے کہ پوچھتا بھی ہے اور مان بھی لیتا ہے پہر کہا اس نے کہ اے محمدؐ احسان کیا
ہے آپنے فرمایا یہ کہ عبادت کرے تو اللہ کی ایسی گویا تو اسکو دیکھ رہا ہے پہر اگر تو اسے نہین دیکھتا ہے تو یہ یقین کر کہ
وہ تجھے دیکھتا ہے پہر اس نے کہا کہ قیامت کب ہے تو آپنے فرمایا جس سے پوچھتے ہو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہین جانتا
پہر اس نے کہا اسکی نشانیان کیا ہین آپنے فرمایا یہ نشانی ہے کہ جنے لونڈی اپنی بی بی کو یا میان کو وکیع نے کہا جو
راوی حدیث ہین کہ اسکی مراد یہ ہے کہ جنین عجم کی عورتین عرب کو اور دیکھے تو ننگے پیر ننگے بدن والون بکریان
چرانے والون کو کہ ایک دوسرے سے بڑی عمارتین بنا دینگے کہا حضرت عمرؓ نے کہ ملے مجھسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تین
دن کے بعد اور فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ وہ کون تہا مینے کہا اللہ اور رسول اسکا بہتر جاننے والا ہے آپنے فرمایا وہ جبرئیلؑ
تہے کہ تمہارے پاس آئے تہے کہ تمکو دین کی نشانیان سکہائین **ف** اسکو حدیث جبرئیلؑ کہتے ہین اور یہ مشتمل ہے
جمیع عبادات ظاہری اور باطنی کو اور اعمال جوارح اور اخلاص سرائر کو اور شامل ہے تمامی علوم شرعیہ کو اور متضمن ہے
واجبات اور سنن اور رغائب اور محظورات اور مکروہات کو قول جنے لونڈی اپنے بی بی کو یعنے ملک فتح ہون گے اور لوگ
لونڈیان کثرت سے رکہینگے اور انکی اولاد ہوگی سید کہ وہ آزاد ہونگے اور اپنی مان کو لونڈی جانینگے اور بعضی روایتون
مین ربتھا وارد ہوا ہے ربہا کی جگہہ اور اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ مفتی سے اگر ایسی بات پوچھی جاوے جو اوسے
معلوم نہین تو لا ادری کہدے یعنے مین نہین جانتا اور یہ اسکی کسر شان کا سبب نہین کہ حضرتؐ نے قیامت کے جواب مین یہی
فرمایا اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جو حاضر ہو مجلس مین عالم کے اور لوگون کو حاجت ہو کسی مسئلہ کی تو وہ پوچھے عالم سے کہ جواب
سب لوگ سن لین اور یہ بہی معلوم ہوا کہ مفتی کو چاہیے کہ سائل کو نرمی سے سمجہاوے اور محبت سے بتلا دے کہ سد باب فیض
علمیہ کا نہ ہو اور سائل کو ضرور ہے کہ ادب مفتی کا بجا لاوے اور کمال آداب سے بیٹھے **عن** ۶۳ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ اَنْ
تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَلِقَائِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ
اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ
قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنَّكَ اِنْ لَا تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ سَاُحَدِّثُكَ عَنْ
اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا فَذٰلِكَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْغَنَمِ فِي الْبُنْيَانِ فَذٰلِكَ
مِنْ اَشْرَاطِهَا فِيْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ فَتَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ
السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ

اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ روایت ہی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر لوگون مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مرد آیا اور اُسنے عرض کی یا رسول اللہ ایمان کیا ہی آپنے فرمایا یہ کہ یقین لاوے تو اللہ پر اور اسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون پر اور اسکی ملاقات پر اور یقین کرے پچھلے دن کے اٹھنے پر اُس نے کہا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپنے فرمایا اسلام یہ ہی کہ عبادت کرے تو اللہ کی اور نہ شریک کری تو اسکے ساتھہ کسیکو اور قائم کرے تو نماز فرضکو اور ادا کرے زکوۃ فرض اور روزہ رکھی تو رمضان کے اس نے کہا یا رسول اللہ احسان کیا ہے آپنے فرمایا یہ کہ عبادت کرے تو اللہ کی گویا کہ تو اسے دیکھتا ہے پھر اگر تو اسے نہین دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہے آپنے فرمایا جس سے پوچھتے ہو وہ کچھ زیادہ نہین جانتا پوچھنے والے سے ولیکن مین بیان کر دیتا ہون بعض نشانیان اسکی جب جنے لونڈی اپنی بی بی سو یہ اسکی علامت ہی اور بکریون کے چرانیوالے اونچی اونچی عمارتین بنانے لگین سو یہ اسکی نشانی ہے باقی اُسکے آنیکا وقت ان پانچ چیزون مین داخل ہی جنکو کوئی نہین جانتا سوائے اللہ کے پھر پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اِنَّ اللّٰہَ سے آخر تک یعنے بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور وہی اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ مین ہی اور نہین جانتا کوئی جی کہ کل کیا کرے گا اور نہین جانتا کوئی جی کہ کس زمین مین مرے گا بیشک اللہ ہی ہے جاننے والا خبردار حَدَّثَنَا سَھْلُ بْنُ اَبِیْ سَھْلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ صَالِحٍ اَبُو الصَّلْتِ الْھَرَوِیُّ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُوْسَی الرِّضَا عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَۃٌ بِالْقَلْبِ وَقَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ قَالَ اَبُو الصَّلْتِ لَوْ قُرِیَٔ ھٰذَا الْاِسْنَادُ عَلٰی مَجْنُوْنٍ لَبَرَأَ -

روایت ہی حضرت علی بن ابی طالب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان معرفت ہی دل کی اور اقرار ہے زبان کا اور عمل ہے ہاتھہ پیر کا اور ابو الصلت جو راوی حدیث ہین انہون نے کہا یہ اسناد یعنے امام علی بن موسی سے حضرت علی ابن ابی طالب تک اگر مجنون پر پڑھی جاوے تو بھی وہ اچھا ہو جاوے **ف** اس اسناد کی برکت سے کیونکہ اس مین امام رضا علیہ السلام سے اخیر تک سب امام ہی امام ہین اور آخر مین حضرت سید الانام صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم الی یوم القیام محدثین نے اس حدیث کو موافق ایمان مین تینون باتون کو داخل کیا ہے گو یہ حدیث محدثین کے نزدیک صحیح نہین بلکہ بعضون نے اسکو موضوع کہا ہے اور متہم ہے اسکی وضع کے ساتھہ ابو الصلت ہروی اور نام اسکا عبد السلام ہے اور وہ بیٹا ہے صالح بن سلیمان کا اور وہ مولی ہے قریش کا عقیلی نے اسکو کذاب کہا ہے اور تقریب مین کہا ہے کہ وہ صادق ہے اور مناکیر روایت کرتا ہے اور وہ شیعی تھا اور ابن جوزی نے بھی اس حدیث کو موضوع کہا ہے کہا علی قاری نے کہ کتاب صراط مستقیم مین ہے کہ یہ حدیث جو مشہور ہے اَلْاِیْمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ اور یہ اَلْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ یہ دونو صحیح نہین اور زرکشی نے اپنی کتاب کے

اول مین ذکر کیا ہے کہ کسی نے بخاری سے سوال کیا کہ حدیث اَلْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ کیسی ہے تو اونھون نے کہا جو اسکو روایت کرے
اُسکو خوب مارنا چاہیے اور مدت دراز تک قید رکھنا چاہیے اور امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد المجموعہ مین کہا ہے کہ اس حدیث
کو طبرانی نے حضرت علی سے مرفوعًا روایت کیا ہے اور ابن جوزی نے اسے موضوع کہا ہے اور متابعت کی ہے ابو الصلت کی
اور راویان موضوعات نے اور دارقطنی نے کہا ہے کہ نہین روایت کیا اسکو مگر متہم نے کہ انھون نے ابی الصلت سے روایت
کی ہے لآلی مین کہا ہے کہ روایت کی یہ ابن ماجہ نے اسی طریق سے اور ایسے ہی بیہقی نے بھی اور ابو الصلت کو ابن معین نے
ثقہ کہا ہے اور میزان مین ہے کہ وہ مرد صالح ہین مگر شیعی ہین انتہے ما فی المجموعہ اور اہلحدیث کا اسپر اتفاق ہے کہ ایمان تین
چیزون سے مرکب ہے دل سے یقین کرنا زبان سے اقرار کرنا ہاتھہ پاؤن سے فرائض اور اعمال بجالانا انہین سے جو بات نہوگی
ایمان ناقص رہیگا اور جسقدر اعمال صالحہ زیادہ ہون ایمان زیادہ ہوگا اور مرجیہ اور حنفیہ نے اسکا خلاف کیا ہے عَنْ ٦٥
اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ اَوْ قَالَ لِجَارِهٖ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ
روایت ہے انس بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز کامل مومن نہین ہوتا کوئی تم مین کا جب تک دوست
نرکھے اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لیے جو دوست رکھتا ہے اپنے لیے عَنْ ٦٦ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ روایت ہے انس بن
مالک رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کامل نہوگا کوئی تم مین کا جب تک کہ نہون مین دوست اسکا
اسکی اولاد اور ماں باپ اور سب لوگون سے زیادہ ف معلوم ہوا کہ جب تلک تمام جہان کی رسم ورواج سے اور اپنی
آل واولاد سے اور ماں باپ سے سنت کی محبت نہو جب تک ایمان کامل نہین ہے جتنی اس محبت مین کمی ہے اتنی ہی ایمان
مین عَنْ ٦٧ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ
حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ روایت
ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اسکے ہاتھہ مین ہے کہ نہ داخل ہوگے تم جنت
مین جب تک مومن نہوگے اور مومن نہوگے جب تک آپس مین محبت نکروگے اور مین نہ بتادون تمکو ایسی ایک چیز کہ جب کرو تم
تو آپس مین محبت ہوجاوے آپس مین سلام کیا کرو ف اس حدیث سے بڑی فضیلت سلام کی ثابت ہوئی عَنْ ٦٨ عَبْدِ اللّٰهِ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ روایت ہے عبد اللہ سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برا کہنا مسلمان کا گناہ ہے اور قتل اسکا کفر ہے عَنْ ٦٩ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الدُّنْيَا عَلَى الْاِخْلَاصِ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَعِبَادَتِهٖ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ
وَاٰتَى الزَّكٰوةَ مَاتَ وَاللّٰهُ عَنْهُ رَاضٍ قَالَ اَنَسٌ وَهُوَ دِيْنُ اللّٰهِ الَّذِیْ جَاءَتْ بِهِ الرُّسُلُ وَبَلَّغُوْهُ
عَنْ رَبِّهِمْ قَبْلَ هَرْجِ الْاَحَادِيْثِ وَاخْتِلَافِ الْاَهْوَاءِ وَتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فِیْ اٰخِرِ مَا نَزَلَ يَقُوْلُ

اللّٰہِ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ قَالَ خَلْعُ الْاَوْثَانِ وَعِبَادَتِھَا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَقَالَ فِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ روایت ہے انس بن مالکؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے چھوڑا دنیا کو ایسے حال میں کہ وہ خالص اللہ کیلئے اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں ٹھیراتا اور قائم کرتا ہے نماز کو اور دیتا ہے زکوٰۃ کو تو مرا وہ اور اللہ اس سے راضی ہو کہا انسؓ نے اور یہی دین ہے اللہ کا کہ جسکو لیکر آئے ہیں رسول اسکے اور یہی پہونچایا ہے انہوں نے اپنے پروردگار سے قبل اسکے کہ بگڑ جاویں لوگوں کی باتیں اور مختلف ہو جاویں انکی خواہشیں اور تصدیق اسکی اللہ کی کتاب میں ہے جو سب کے آخر میں اتری کہ فرماتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کہ اگر توبہ کریں اور قائم کریں وہ نماز کو کہا انسؓ نے کہ توبہ کریں وہ تھانوں سے اور انکے پوجنے سے اور قائم کریں وہ نماز کو اور دیویں زکوٰۃ کو اور دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑہی فَاِنْ تَابُوْا سے آخر تک یعنے اگر توبہ کریں وہ اور قائم کریں نماز اور دیویں زکوٰۃ تو وہ بھائی ہیں تمہارے دین میں **ف** کہا مولف نے روایت کی ہم سے ابو حاتم نے انہوں نے عبید اللہ بن موسی العبسی سے انہوں نے ابو جعفر رازی سے انہوں نے ربیع بن انس سے مثل اسکی **ف** پوری آیت اُنیٰ ہی ہے جو اوپر گذری اور اللہ تعالیٰ اس میں مشرکوں کے حال بیان فرماکر فرماتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ بجا لادیں تو تمہارے بھائی ہیں اور خلاصہ حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو توحید سکھا کے بھیجا ہے اور مدار دین کا توحید و اخلاص پر ہے اور نماز و زکوٰۃ پر **عَنْ** ؓ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ہوا ہے مجھکو کہ لڑوں میں لوگوں سے یہانتک کہ وہ گواہی دیں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور میں اسکا رسول ہوں اور قائم کریں وہ نماز کو اور ادا کریں وہ زکوٰۃ کو **ف** اس سے چار رکن ایمان کے معلوم ہوئے اول توحید دوم رسالت کا یقین سوم ادائے نماز چہارم ادائے زکوٰۃ **عَنْ** ؓ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِیْ لَیْسَ لَھُمَا فِی الْاِسْلَامِ نَصِیْبٌ اَھْلُ الْاِرْجَاءِ وَاَھْلُ الْقَدَرِ روایت ہے ابن عباسؓ اور جابر بن عبد اللہ سے دونوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گروہ ہیں میری امت سے کہ انکو اسلام میں کچھ حصہ نہیں ایک مرجیہ دوسرے قدریہ **عَنْ** ؓ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا الْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ روایت ہے ابی ہریرہ اور ابن عباسؓ سے کہ دونوں نے کہا ایمان بڑہتا ہے اور گھٹتا ہے **عَنْ** ؓ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ الْاِیْمَانُ یَزْدَادُ وَیَنْتَقِصُ روایت ہے ابی الدرداءؓ سے کہ انہوں نے کہا ایمان بڑہتا گھٹتا ہے

بَاب فِی الْقَدَرِ

باب تقدیر میں قدر اور قدر بفتح و سکون دال دونوں لغت مشہور ہیں اور مذہب اہل حق کا اثبات قدر ہے اور معنے اسکے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اندازہ کیا اشیا کا قدم میں اور جان گیا تھا اسکو اپنے علم قدیم میں کہ فلاں فلاں حوادث اور وقائع فلاں وقت میں واقع ہونگی ان صفات مخصوصہ سے اور اسیطرح وہ وقوع میں آتے ہیں اور قدریہ نے اسکا انکار کیا ہے

اور خیال کیا ہی کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے مقدر نہین کیا اشیاء کو اور اللہ کے علم قدیم مین وہ داخل نتہے بلکہ علم انکا مستانف
ہے اور جانتا ہے انکو اللہ تعالے بعد وقوع کے اور جہوٹ باندہا انہون نے اللہ پر اللہ پاک ہی انکے اقوال باطلہ سے اور
اس فرقہ کا نام قدریہ اسلیے ہوا کہ یہ منکر تقدیر ہین اور متکلمین نے کہا ہے کہ اس قول کے لوگ اب باقی نہین ہے اور اہل
قبلہ مین اب کوئی اسکا قائل نہین اور اب جو قدریہ باقی ہین وہ اثبات قدر کرتے ہین مگر کہتے ہین کہ خیر اللہ کی طرف
سے ہی اور شر اسکے غیر کیطرف سے تعالی اللہ عن قولہم علوا کبیرا اور ابو محمد بن قتیبہ نے اپنی کتاب غریب الحدیث مین اور
امام الحرمین نے اپنی کتاب ارشاد مین کہا ہے کہ بعض قدریہ نے کہا کہ ہم قدریہ نہین ہین بلکہ تم قدریہ ہو کہ اثبات قدر کا کرتے
ہو اور یہ انکی جہالت اور بیوقوفی ہے اسلیے کہ ہم قدر کو اپنی ذاتون سے نفی کرتے ہین اور ثابت کرتے ہین اللہ کیواسطے اور وہ ثابت کرتے
ہین اپنے نفس کے لیے پس وہ اولی ہین اس نام کے ساتہ اسلیے کہ مثبت شی کا اپنے نفس کے لیے اولی ہی کہ مسمی ہو اسکی ساتہ اور
قدریہ کی احادیث مین بہت برائی وارد ہوئی ہے اور حضرت نے انکو اس امت کا مجوس فرمایا ہے اسلیے کہ جیسے مجوس دو خداؤن کے
قائل ہین ویسے ہی یہ بہی ارادہ کی تقسیم کرتے ہین کہ خیر کو بارادہ الہی کہتے ہین نہ شر کو **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ
حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اَنَّهُ يُجْمَعُ خَلْقُ اَحَدِكُمْ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ
اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيُؤْمَرُ
بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَقُوْلُ اُكْتُبْ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ اَحَدَكُمْ
لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ
فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ
فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا روایت ہی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا انہون نے کہ بیان فرمایا ہمسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے اور وہ سچے ہین اور سچے کیے گئے کہ جمع رکہی جاتی ہے منی جس سے پیدائش ہے تمہاری ہر ایک کی اسکی ماں کے پیٹ مین
چالیس دن تک پہر وہ ایک خون کی پھٹکی ہو جاتی ہے اور پھٹکی رہتی ہے اسی مدت تک پہر بوٹی رہتی ہے اسی مدت تک پہر
بہیجتا ہے اللہ اسکی طرف ایک فرشتہ اور اسکو چار باتون کا حکم ہوتا ہے فرماتا ہے اس سے اللہ کہ لکہدے عمل اسکا اور مدت عمر اسکی اور
رزق اسکا یعنے حلال ہو یا حرام اور شقی ہے یا سعید سو قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اسکے ہاتہ مین ہے کہ ایک تم
مین کا جنت والون کے کام کرتا ہے یہانتک کہ نہین رہتا اسکے اور جنت کے بیچ مین مگر ایک ہاتہ پہر پیش آتا ہے اسکا لکہا اور
کوئی کام کرتا ہے دوزخ والون کا اور داخل ہو جاتا ہے اس مین اور یہ حال شقی کا ہے اور ایک تم مین کا عمل کرتا ہے دوزخ
والون کا یہانتک کہ رہ جاتا ہے اسکے اور دوزخ کے بیچ مین ایک ہاتہ پہر پیش آتا ہے اسکا لکہا اور کوئی کام کرتا ہے جنت
والون کا اور داخل ہو جاتا ہے اس مین اور یہ حال سعید کا ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمل اور اجل اور رزق
اور شقاوت اور سعادت یہ سب تقدیر سے ہی اور تحریر اسکی پہلے سے ہو جاتی ہے شاید اسی سے یہ مثل مشہور ہے **مصرع**

پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے بریں کا پس کسی گنہگار کو قطعی دوزخی نہ کہنا چاہیے نہ کسی عابد و زاہد کو قطعی جنتی اور ہمیشہ اپنے خاتمہ کے لیے دعا کرنا چاہیے نہ اپنی عبادت پر غرور و عجب **عن** ابن الدیلمی قال وقع فی نفسی شیٔ من ھذا القدر خشیت ان یفسد علی دینی و امری فاتیت ابی بن کعب فقلت ابا المنذر انہ قد وقع فی نفسی شیٔ من ھذا القدر فخشیت علی دینی و امری فحدثنی من ذلک بشیٔ لعل اللہ ان ینفعنی بہ فقال لو ان اللہ عذب اھل السموات و اھل ارضہ لعذبھم و ھو غیر ظالم لھم ولو رحمھم لکانت رحمتہ خیرا لھم من اعمالھم ولو کان لک مثل جبل احد ذھبا او مثل جبل احد تنفقہ فی سبیل اللہ ما قبل منک حتی تؤمن بالقدر فتعلم ان ما اصابک لم یکن لیخطئک و ان ما اخطاک لم یکن لیصیبک و انک ان مت علی غیر ھذا دخلت النار ولا علیک ان تاتی اخی عبد اللہ فتسالہ فاتیت عبد اللہ فسالتہ فذکر مثل ما قال ابی وقال لی ولا علیک ان تاتی حذیفۃ فاتیت حذیفۃ فسالتہ فقال مثل ما قالا وقال ائت زید بن ثابت فاسالہ فاتیت زید بن ثابت فسالتہ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو ان اللہ عذب اھل سمواتہ و اھل ارضہ لعذبھم و ھو غیر ظالم لھم ولو رحمھم لکانت رحمتہ خیرا لھم من اعمالھم ولو کان لک مثل احد ذھبا او مثل جبل احد ذھبا تنفقہ فی سبیل اللہ ما قبلہ منک حتی تؤمن بالقدر کلہ فتعلم ان ما اصابک لم یکن لیخطئک وما اخطاک لم یکن لیصیبک و انک ان مت علی غیر ھذا دخلت النار روایت ہے ابن دیلمی سے انہوں نے کہا میرے دل میں کچھ انکار سا آیا قدر کا سو میں ڈرا کہ کہیں خراب نہو جاوے اس سے میرا دین اور کام سو آیا میں ابی بن کعبؓ کے پاس اور کہا میں نے کہ میرے دل میں تقدیر کی طرف سے کچھ ایسی بات آئی ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ نہ بگڑ جاوے اس سے میرا دین اور کام سو مجھ سے کوئی بات ایسی کہو کہ اس سے شاید اللہ تعالی مجھکو نفع دے سو انہوں نے کہا اگر اللہ عذاب کرے تمام آسمان اور زمین والوں کو تو عذاب کرے اور وہ ظالم نہ ہو یعنے یہ تصرف کرنا ہے اپنے ملک میں اور یہ ظلم نہیں اور اگر رحمت کرے انپر تو رحمت اسکی بہت بہتر ہے ان کے حق میں انکے عملوں سے اور اگر ہو تیرے پاس کوہ احد کے برابر سونا یا یہ کہا کہ ہو تیرے پاس مثل احد کے یعنے مال خرچ کرے تو اسکو اللہ کی راہ میں تو ہرگز قبول نہو گا جبتک یقین نکرے تو ساتھ تقدیر کے اور بخوبی نہ جانے تو کہ جو پہنچا تجھ ہرگز تجھسے چوکنے والا نہ تھا اور جو نہ پہونچا وہ ہرگز تجھے پہونچنے والا نہ تھا اور اگر تو مرے اس کے سوا اور عقیدہ پر تو داخل ہو دوزخ میں اور کیا مضائقہ اگر تو جاوے میرے بھائی عبد اللہ بن مسعودؓ کے پاس اور انسے بھی پوچھے تو گیا میں عبد اللہؓ کے پاس اور انسے بھی پوچھا تو انہوں نے ابی کی مثل کہا اور کہا کچھ مضائقہ نہیں اگر تو جاوے حذیفہؓ کے پاس پھر میں آیا حذیفہ کے پاس اور انسے بھی پوچھا انہوں نے بھی انہی دونوں کی مثل کہا اور حذیفہؓ نے کہا جاؤ زید بن ثابتؓ کے پاس اور ان سے بھی پوچھو سو آیا میں انکے پاس اور پوچھا انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے

اگر اللہ سبحانہ وتعالی عذاب کرے اپنے آسمان اور زمین والون کو تو عذاب کرے انکو اور وہ ظلم کرنے والا نہین انپر یعنے مالک ہے اور اگر رحمت کرے انپر تو رحمت اسکی انکے عملون سے بہتر ہو انکے حق مین اور اگر ہووے تیرے پاس احد کے برابر سونا یا فرمایا کوہ احد کے برابر سونا اور خرچ کرے تو اسے اللہ کی راہ مین ہرگز قبول نہوگا تجہ سے جبتک ایمان نہ لاوے تو تمام قدر پر اور بخوبی نہ جان لے تو کہ جو تجہے پونچا ہے کبہی چوکنے والا نہ تہا تجہ سے اور جو چوک گیا تجہ سے وہ کبہی تجہکو پونچنے والا نہتہا اور اگر اسکے سوا اور کسی عقیدہ پر مرا تو دوزخ مین گیا **ف** قولہ تو عذاب کرے اور ظالم نہ ہو اس سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ قبح حسن اشیا کا عقلی نہین جیسا معتزلہ کا عقیدہ ہے اسلیے کہ وہ مالک ہے آسمان وزمین کا اور اپنے ملک مین جسطرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے غرض اس سے ظلم کسیطرح متصور نہین اسلیے کہ وہ ملک غیر مین ہرگز کبہی تصرف نہین کرتا قولہ اگر رحمت کرے اس سے معلوم ہوا کہ رحمت کرنا بسبب اعمال بنی آدم کے اللہ پر واجب نہین جیسے معتزلہ وجوب اصلح کے اللہ پر قائل ہین اور رحمت اسکی صرف اسکی فضل اور ارادہ سے ہے اگر اولین وآخرین پر رحم کرے تو اسکے فضل سے باہر نہین اور اگر سب کو معذب کرے تو اسکی حکمت سے خالی نہین قولہ ہرگز قبول نہوگا اس سے معلوم ہوا کہ نیکیان ہرگز قبول نہین ہوتین بغیر ایمان کے قولہ اور اگر اسکے سوا کسی اور عقیدہ پر مرا دوزخ مین گیا مراد اس سے خلود نہین جیسے کافرون کے لیے اسلیے کہ اہل قبلہ بعد تعذیب کے سب دوزخ سے نکلنے والے ہین **عن** علي قال كنا جلوسا عند النبي صلى الله عليه وسلم وبيده عود فنكت في الارض ثم رفع راسه فقال ما منكم من احد الا وقد كتب مقعده من الجنة ومقعده من النار قيل يا رسول الله افلا نتكل قال لا اعملوا ولا تتكلوا فكل ميسر لما خلق له ثم قرأ فاما من اعطى واتقى وصدق بالحسنى فسنيسره لليسرى واما من بخل واستغنى وكذب بالحسنى فسنيسره للعسرى روایت ہے حضرت علی سے کہ کہا ہم بیٹہے تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپکے ہاتہہ مین ایک چہڑی تہی سو آپنے اسکو زمین مین ٹیکا اور اپنا سر اٹہایا اور فرمایا کوئی تم مین ایسا نہین کہ لکہی ایک جگہہ جنت یا دوزخ مین نہ لکہی ہو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا بہروسا کرین ہم اسپر آپنے فرمایا نہین عمل کرو اور بہروسا نکرو اپنے لکہے پر اسلیے کہ ہر ایک سے وہی بن پڑتا ہے جسکے لیے وہ پیدا ہوا ہے پہر پڑہی آپنے یہ آیت فاما من اعطى سے آخر تک یعنے جس نے دیا اپنا مال اور ڈرا اللہ سے اور سچ جانا قرآن سہل کرینگے ہم اسپر آسانی کو اور جس نے بخیلی کی اور بے پرواہ رہا اور جہوٹلایا قرآن کو اسکو ہم سہل کرینگے تنگی کی راہ **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو جاہل لوگ فسق و فجور مین مشغول رہتے ہین اور کہتے ہین کہ جو تقدیر مین ہے وہ ہوگا یہ انکی حماقت ہے بلکہ عمل علامت ہین سعادت اور شقاوت کی جسکے عمل اچہے ہین امید ہے کہ وہ سعید ہو اور جسکے برے خوف ہے کہ وہ شقی ہو **عن** ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن القوي خير واحب الى الله من المؤمن الضعيف وفي كل خير احرص على ما ينفعك واستعن بالله ولا تعجز فان اصابك شيء فلا تقل لو اني فعلت كذا وكذا ولكن قل

قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے مومن قوی الایمان بہتر اور پیارا ہے اللہ کے نزدیک مومن ضعیف الایمان سے اور ہر نیکی میں رغبت کر جو تجھے نفع
دے اور مدد مانگ اللہ سے اور دل نہ ہار اور جو پکڑ وہ تجھے پہونچے تو یہ نکہہ کہ میں ایسا کرتا و ویسا کرتا تو یوں ہوتا بلکہ یہ کہہ جو تقدیر تھی اللہ
کی اور جو اس نے چاہا وہی کیا اس لیے کہ اگر مگر تجھ پر کھولتا ہے دروازہ شیطان کا **ف** یعنے اگر مگر کہنے سے تقدیر الٰہی کا
انکار نکلتا ہے اور یہ فعل ہے شیطان کا کہ آدمی کو مافات پر حسرت دلواتا ہے اور تقدیر کا منکر بناتا ہے کیا خوب کہا ہے کسی شاعر نے
بیت اگر را با مگر تزویج کردند ٭ ازان شد بچہ ناشد ولیکن **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَقَالَ لَهُ مُوسَى يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُونَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ فَقَالَ
لَهُ آدَمُ يَا مُوسَى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهِ أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ
أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى ثَلَاثًا روایت ہے ابی ہریرہ سے وہ خبر دیتے
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے تقریر ہوئی آدم اور موسیٰ علیہما السلام میں سو موسیٰ نے فرمایا اے آدم آپ باپ
ہیں ہمارے سو آپ نے ہم کو محروم کیا اور نکالا جنت سے اپنے گناہ کے سبب سے سو فرمایا حضرت آدم علیہ السلام نے اے موسیٰ
اللہ تعالیٰ نے چن لیا تمکو اپنی کلام کرنے کو اور لکھی توریت تمہارے لیے اپنے ہاتھ سے سو کیا ملامت کرتے ہو تم ہمکو اس
کام پر جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میرے اوپر تقدیر کر دیا تھا چالیس برس میری پیدائش سے پہلے سو جیت گئے آدم علیہ السلام تقریر میں
یہ تین بار فرمایا **ف** مسلم کی روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہ تم نے توریت میں
پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے کئی برس پہلے توریت لکھی انہوں نے کہا چالیس برس پھر آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ
تمنے اس میں پڑھا ہے وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ یعنے نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی اور راہ بھول گیا انہوں نے
کہا ہاں حضرت آدم ؑ نے فرمایا پھر بھلا تم مجھے کیا ملامت کرتے ہو باقی وہی مضمون ہے اور حضرت ؐ نے تین بار فرمایا کہ آدم علیہ السلام
جیت گئے اور یہ تکرار تاکید کے لیے تھی تاکہ کوئی آدمی سمجھے کہ وہ مستقل فاعل نہ تھے کہ فعل و ترک کا اختیار کامل رکھتے ہوں
بلکہ جو تقدیر الٰہی تھی اسکا اقتضا اور مشیت ایزدی کا اعتراض رہتا گویا کہ آدم ؑ نے یہ کہا کہ پھر تم اس علم سابق سے جو بذریعہ توریت
تمہیں حاصل ہو چکا ہے کیوں غافل ہوتے ہو اور کسب کو میرے فقط یاد کرتے ہو جو صرف سبب تھا اور اصل سے غفلت کرتے
ہو جو تقدیر تھی اور تم جیسے اخیار و پسندیدہ لوگوں سے جو واقف اسرار من وراء الاستار ہیں یہ امر نہایت بعید ہے اور یہ گفتگو
عالم تکلیف و اسباب میں نہیں ہوئی کہ بیان وسائط و اکتساب سے قطع نظر اور وسائل اور موصلات سے غض بصر جائز نہیں
بلکہ عالم علوی میں ہوئی جو ملتقی ہے ارواح کا اور ملامت مکلف پر جب ہی تک متوجہ ہوتی ہے کہ وہ دار التکلیف میں ہو کہ
اسکی ملامت امر معروف میں داخل ہے اور سبب ہے زجر و منع کا معاصی سے اور موجب ہے عبرت کا غیر کے لیے اور جب وہ دار
تکلیف سے نکلا تو اب مستحق لوم و شوم نہ رہا بلکہ یہ ہے کہ جو امر مقدر تھا ظہور میں آیا اور یہ بھی واضح ہے کہ یہ گفتگو جب ہوئی

کہ جب آدم علیہ السلام تائب ہو چکے اور تائب لائق ملامت نہیں غرض اس سے فساق اور فجار اپنے فسق و فجور پر استدلال نہیں کر سکتے
اور علما کی اسوقت گفتگو مین کئی قول ہین اول یہ کہ زمان حیات موسی ہین ہو کہ اللہ پاک نے معجزۂ آدم علیہ السلام سے ملاقات
کرا دی ہو یا یقظۃ دوم یہ کہ بعد وفات موسی علیہ السلام کے برزخ مین اور ابن عبد البر نے اسی پر جزم کیا ہے اور قابسی نے
سوم یہ کہ یہ گفتگو ابھی نہین ہوئی بلکہ آخرت مین ہوگی اور تعبیر اسکی بلفظ ماضی اسلیے ہوئی کہ متحقق الوقوع ہے اور اس
حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن مین اور نسائی نے تفسیر مین اور بخاری نے کتاب القدر مین روایت کیا ہے کذا فے
القسطلانی **عن** ۷ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ بِاللّٰہِ
وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْقَدَرِ روایت ہے حضرت علیؓ سے کہا کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن نہین ہوتا بندہ جب تک ایمان نہ لاوے چار چیزون پر اول اللہ پر کہ وہ اکیلا ہے اپنی ذات و
صفات مین کوئی شریک نہین اسکا دوسرے یہ کہ مین رسول ہون اللہ کا تیسرے ایمان لاوے کہ بعد مرنے کے اٹھائے جاوینگے چوتھے
قدر پر **عن** ۸ عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ دُعِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی جَنَازَۃِ غُلَامٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ
فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ طُوْبٰی لِہٰذَا عُصْفُوْرٌ مِّنْ عَصَافِیْرِ الْجَنَّۃِ لَمْ یَعْمَلِ السُّوْءَ وَلَمْ یُدْرِکْہُ قَالَ اَوَغَیْرُ
ذٰلِکَ یَا عَائِشَۃُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ لِلْجَنَّۃِ اَہْلًا خَلَقَہُمْ لَہَا وَہُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِہِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَہْلًا
خَلَقَہُمْ لَہَا وَہُمْ فِیْ اَصْلَابِ اٰبَائِہِمْ روایت ہے حضرت عائشہ ام المومنینؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگون
نے بلایا ایک انصار کے لڑکے کی جنازے کیطرف سو مین نے کہا یا رسول اللہ مبارک باد ہو اسکو یہ تو ایک چڑیا ہے جنت کی چڑیون
سے کہ اسنے کوئی برائی نکی نہ برائی کا وقت پایا آپ نے فرمایا کہ تو یہ کہتی ہے اور بات یون نہین ہے اے عائشہ اسلیے
کہ اللہ نے پیدا کیا ہے ایک مخلوق کو جنت کے لیے کہ پیدا کیا اسی کے لیے اور وہ اپنے باپون کی پیٹھ مین ہین اور پیدا
کی اس نے ایک مخلوق دوزخ کے لیے کہ پیدا کیا انکو اسکے لیے اور وہ اپنے باپون کی پیٹھ مین ہین **ف** گویا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی جنتی کہنا حضرت عائشہ کا اس لڑکے کو پسند نہ فرمایا اسلیے انکار کیا نووی نے کہا ہے باجماع
اہل اجماع یہ امر ثابت ہے کہ اطفال مسلمین سب جنتی ہین اور حضرت نے یہ حدیث شاید جب فرمائی ہو کہ اسکا آپ کو علم نہ ہو
بعد اسکے اللہ نے علم عنایت فرمایا **عن** ۹ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ جَاءَ مُشْرِکُوْا قُرَیْشٍ یُخَاصِمُوْنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ ہٰذِہِ الْاٰیَۃُ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْہِہِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا
کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہا انہون نے کہ آئے مشرک قریش کے جھگڑنے لگے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قدر مین پس اتری یہ آیت یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ سے آخر تک یعنے جسدن گھسیٹے جاوینگے وہ
دوزخ مین اپنے مونھ کے بل اور کہینگے انسے فرشتے چکھو مزا لگنی آگ کا ہمنے پیدا کی ہے ہر چیز قدر سے **ف**
بغوی نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ جو چیز ہمنے پیدا کی ہے وہ تقدیر سے ہے کہ لکھی ہوئی ہے لوح محفوظ

مین حسن بصری نے کہا ہے کہ اندازہ کیا اللہ تعالی نے اپنی مخلوق کی ہر چیز کا کہ اسکے موافق وہ پیدا ہوتی ہے اور مروی ہے عبد اللہ بن
عمرو بن عاص سے کہ انہوں نے کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالی نے مقادیر خلق لکھے قبل اسکے کہ آسمان
و زمین پیدا کرے پچاس ہزار برس پہلے اور فرمایا کہ عرش رب العالمین کا اسوقت پانی پر تہا اور عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز قدر سے ہے یہانتک کہ نادانی و دانائی بہی تمام ہوا کلام بغوی کا فتح البیان مین
ہے کہ اثبات قدر سے جو بعضوں کے خیال مین آتا ہے کہ یہ اللہ کیطرف سے بندون کا مجبور کر دینا ہے اور مقہور کر دینا ہے انکا
اور حقیقت مین یہ امر نہین بلکہ وہ صرف اخبار ہے اللہ کے علم قدیم سے کہ بندے کیا کماوینگے اور صدور انکے افعال کا موافق
اسکے علم مبارک کے خیر ہو خواہ شر انتہے اور یہ آیت سورہ قمر مین ہے عن ۶۲ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهِ لَمْ يُسْأَلْ عَنْهُ
روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہا انہوں نے کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو
ذرا بہی بولے گا قدر مین اس سے قیامت کے دن سوال ہوگا اور جو نہ بولیگا اس سے سوال بہی نہوگا **ف** یعنے قدر ایک
سر ہے اللہ کے اسرار مین سے کہ شارع نے ہمکو جتنی خبر دی ہے اُسپر ایمان لانے کا حکم کیا ہے اور زیادہ اسکی کشف حقیقت ہم
نہین کر سکتے اس حدیث سے بخوبی معلوم ہوا کہ سلف جس مین ساکت رہے ہین اُس مین بحث نہ چاہیے بلکہ سکوت ہی اولے
ہے اور یہی طریقہ ہے متبعین کا **کہا** ابو الحسن نے روایت کی ہمسے یہی حدیث حاتم بن یحیے نے ان سے عبد الملک بن
سنان نے ان سے یحیے بن عثمان نے اور ذکر کی حدیث مانند حدیث مذکور کے عن ۶۳ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ جَدِّهِ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَصْحَابِهِ وَهُمْ يَخْتَصِمُونَ فِي الْقَدَرِ فَكَأَنَّمَا تَفَقَّأَ فِي
وَجْهِهِ حَبُّ الرُّمَّانِ مِنَ الْغَضَبِ فَقَالَ بِهَذَا أُمِرْتُمْ أَوْ لِهَذَا خُلِقْتُمْ تَضْرِبُونَ الْقُرْآنَ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ
بِهَذَا هَلَكَتِ الْأُمَمُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو مَا غَبَطْتُ نَفْسِي بِمَجْلِسٍ تَخَلَّفْتُ فِيهِ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غَبَطْتُ نَفْسِي بِذَلِكَ الْمَجْلِسِ وَتَخَلُّفِي عَنْهُ روایت ہے عمرو بن شعیب سے وہ روایت
کرتے ہین اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے جو عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہین کہا عبد اللہ نے کہ نکلے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
اپنے یارون پر اور وہ تقریر کر رہے تہے قدر مین تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا پہوڑ دیے آپکے چہرہ مبارک پر دانہ انار کے غصہ
کے سبب سے اور فرمایا آپ نے کیا اسیکا حکم کیے گئے ہو تم یا اسی کے لیے پیدا کیے گئے ہو تم اور لڑاتے ہو قرآن کا ایک ٹکڑا
دوسرے سے اسی کے سبب سے تو ہلاک ہوئین اگلی امتین فرمایا عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہ جن مجالس مین مین حاضر
ہوا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان سب سے بڑہکر مینے چاہا کہ اس مجلس مین بہی نہوتا یعنے تاکہ حضرت کے غضب اور ناراضی
سے بچتا **ف** اس حدیث کی سند متصل ہے کہ شعیب اپنے دادا عبد اللہ سے راوی ہین اور تحقیق اسکی کتاب کے پہلے
باب مین گذری اور اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر مین زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہیے جتنی شارع نے خبر دی ہے اوتنے پر ایمان

کافی ہے اور خوض اس مین خوض فی الباطل ہے اور ایسے طرح اور امور کہ جس مین شارع نے اجمال فرمایا ہے تفصیل اسکی طلب کرنا ضرور نہین **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عدوی ولا طیرۃ ولا ھامۃ فقام الیہ رجل اعرابی فقال یا رسول اللہ ارایت البعیر یکون بہ الجرب فیجرب الابل کلھا قال ذلکم القدر فمن اجرب الاول روایت ہی ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ عدوی ہے نہ طیرہ نہ ہامہ سو ایک شخص کھڑا ہوا گاؤن کا اور اُسنے کہا یا رسول اللہ بہلا دیکھیے تو کہ ایک اونٹ کو کھجلی ہوتی ہے پہر اس سے سب کو کھجلی ہو جاتی ہے آپنے فرمایا یہ تقدیر سے ہے بہلا پہلے اونٹ کو کسنے کھجلی لگائی **ف** عدوی کہتے ہین ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانیکو اور عرب کا عقیدہ جہالت تہا کہ کھجلی وغیرہ بعض امراض ایک سے دوسرے کو لگ جاتی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدہ کو باطل کر دیا اور فرمایا کہ یہ تقدیر سے ہے جیسے پہلے اونٹ کو کسی کی کھجلی نہین لگی بلکہ تقدیر الٓہی سے ہوئی اسیطرح اور اونٹون کو بہی آور طیرہ بدفالی ہے جیسے عورتین کہتی ہین یہ کپڑا پہنے کس منحوس کے قدم سے لگا یا کہ تمام ہی نہین ہوتا یا گہر سے نکلے اور بلی سامنے آگئی یا کسی نے چہینک دیا تو بیٹہ گئے کہ اب جائینگے تو کام نہوگا اسکو بہی باطل فرما دیا اور منجملہ شرک قرار دیا اور ہامہ ایک جانور معروف ہے جسے ذوی العقول الو کہتے ہین عرب اس سے بدفالی لیتے تہے اور ہندی الوؤن کا بہی عقیدہ ہے کہ وہ جہان بولتا ہے وہ گہر ویران ہوتا ہے اور بعضے عرب نے سمجہ رکہا تہا کہ میت کی ہڈیان سٹر کر الو بن جاتی ہین اور یہ تفسیر اکثر علما کی ہے غرض جہال جو انکو مصدر خیر و شر جانتے تہے حضرت نے انکے عقیدہ کا ابطال کر کے مصدر خیر و شر تقدیر الٓہی کو فرمایا اور مومن کو یہی عقیدہ ضرور ہے **عن** الشعبی قال لما قدم عدی بن حاتم الکوفۃ اتیناہ فی نفر من فقہاء الکوفۃ فقلنا لہ حدثنا ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا عدی بن حاتم اسلم تسلم قلت وما الاسلام فقال تشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ وتؤمن بالاقدار کلھا خیرھا وشرھا حلوھا ومرھا روایت ہی شعبی سے کہا انہون نے کہ جب آئے عدی بیٹے حاتم کے کوفہ مین تو گئے ہم انکے پاس چند فقہاے کوفہ کے ساتہہ اور کہا ہمنے ان سے کہ بیان کرو ہمسے کوئی حدیث جو سُنی ہو تم نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے انہون نے کہا حاضر ہوا مین آپ کی خدمت مین تو آپنے فرمایا اے عدی بیٹے حاتم کے اسلام لاؤ کہ بچو یعنے دنیا مین نہب و قتل سے اور آخرت مین عذاب نار سے مین نے عرض کی کہ اسلام کیا چیز ہے آپنے فرمایا اسلام یہ ہے کہ گواہی دے تو کہ کوئی معبود نہین لائق عبادت کے سوای خدا تعالیٰ کے اور مین رسول ہون اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اور ایمان لاوے تو ساری تقدیرون پر نیک ہو یا بد میٹہی ہو یا کڑوی یعنے یہ سب تقدیر سے ہے **عن** ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل القلب مثل الریشۃ تقلبھا الریاح بفلاۃ روایت ہی ابو موسیٰ اشعری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دل کی مثال ایسی ہے جیسے ایک پر ہو پٹ پر میدان مین کہ ہوا اسکو اولٹ پلٹ کرتے ہو **ف** اس سے بہی معلوم ہوا

کہ جو خیر و شر دل میں آتا ہے سب تقدیر الٰہی سے ہے **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي جَارِيَةً أَعْزِلُ عَنْهَا قَالَ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا فَأَتَاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ قَدْ حَمَلَتِ الْجَارِيَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُدِّرَ لِنَفْسٍ شَيْءٌ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ روایت ہو جابرؓ سے کہ آیا ایک مرد انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میری ایک لونڈی ہے کہ میں اس سے عزل کرتا ہوں آپنے فرمایا وہ جنے گی جو اسکے مقدر میں ہوگا پھر وہ حاضر ہوا بعد اسکے اور عرض کی کہ وہ حاملہ ہوگئی آپنے فرمایا جسکی جو تقدیر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے **ف** اس سے بھی معلوم ہوا کہ لڑکا تقدیر سے ہوتا ہے نہ شیخ سدو اور شیخ زعفران کے نذر ماننے سے اور عزل اسے کہتے ہیں کہ آدمی عورت سے جماع کرے اور باہر انزال کرے کہ حمل نہو **عَنْ** ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِخَطِيئَةٍ يَعْمَلُهَا روایت ہو ثوبان سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بڑہاتی عمر کو مگر نیکی اور نہیں پھیرتی تقدیر کو مگر دعا اور آدمی رزق سے محروم ہو جاتا ہے بسبب گناہ کے کہ کر بیٹھتا ہے **ف** قولہ نہیں بڑہاتی عمر کو الخ یعنے نیکی سے عمر میں برکت ہوتی ہے اور وہ ضائع ہونے سے محفوظ رہتی ہے یا ثواب نیکی کا بعد مرنیکے بھی پہونچتا رہتا ہے جیسے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا تو گویا عمر بڑہ گئی یا لوح محفوظ میں جو عمر لکھی تھی اس سے زیادہ ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ یا ملک الموت نے جو عمر اسکی معلوم کی تھی اس سے بڑہ جاتی ہے اگرچہ علم الٰہی میں جو تھی وہی رہتی ہے اسلیے کہ علم الٰہی میں تخلف محال ہے قولہ نہیں پھیرتی تقدیر کو الخ یعنے مصائب اور بلیات جن سے آدمی ڈرتا ہے دعا کے سبب سے رد ہو جاتی ہیں اور مجازًا اُن بلاؤں کو تقدیر فرمایا یا دعا سے جو بلا تقدیر میں لکھی ہے آتی ہے مگر سہل ہو جاتی ہے اور صبر کی توفیق عنایت ہوتی ہے اس سے وہ آسان ہو جاتی ہے تو گویا لوٹ گئی **عَنْ** سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْعَمَلُ فِيمَا جَفَّ بِهِ الْقَلَمُ وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ أَمْ فِي أَمْرٍ مُسْتَقْبَلٍ قَالَ بَلْ جَفَّ بِهِ الْقَلَمُ وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ وَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ روایت ہو سراقہ بن جعشمؓ سے کہ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ جو عمل ہوتے ہیں آیا اس تقدیر کے موافق ہوتے ہیں جو پہلے سے لکھہ گئے اور قلم اسکی تحریر سے سوکھہ گیا اور اندازہ اسکا ہو چکا یا ایسے امر کے مطابق ہوتے ہیں جو آگے ہونیوالا ہے فرمایا آپنے کہ نہیں بلکہ اس کے موافق ہوتے ہیں جسپر قلم سوکھہ گیا اور جسکا اندازہ پہلے سے ہو چکا اور ہر ایک سے وہی بن پڑتا ہے جسکے لیے وہ بنا ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مَجُوسَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْمُكَذِّبُونَ بِأَقْدَارِ اللّٰهِ إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ روایت ہو جابر بن عبد اللہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجوس اس امت کے وہ لوگ ہیں جو جھٹلاتے ہیں اللہ کی تقدیروں کو اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی

عیادت نکرو اور اگر مرین تو انکے جنازی پر حاضر نہو اور اگر ان سے ملو تو ان کو سلام نہ کرو **ف** تشبیہ دی آپنے منکران قدر کو مجوس سے اسلیے کہ مجوس دو خدا اون کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ ایک خالق خیر ہے اُسکا نام یزدان ہے اور دوسرا خالق شر ہے اسکا نام اہرمن ہے اور قدریہ سلب کرتے ہین اختیار کو خالق سے اور ثابت کرتے ہین ہر مخلوق کو اور ہر بندیکو اور کہتے کہ اللہ سبحانہ وتعالی خالق شر نہین بلکہ اللہ پر اصلح واجب ہے اور اسی لیے علمائے اہل سنت نے کہا ہے کہ معتزلہ مجوس سے بدتر ہین اسلیے کہ وہ دو ہی خدا کے قائل ہین اور معتزلہ بہت سے خداؤن کے کہ ہر بندیکو خالق اپنے افعال کا جانتے ہین کذا فی الانجاح

باب فِی فَضَائِلِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی فضیلت مین **مترجم** کہتا ہے صحابی اصطلاح محدثین مین بقول معروف وہ شخص ہے کہ مسلمان ہو اور اوسنے دیکھا ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حالت اسلام مین ابن صلاح نے ایسا ہی کہا ہے اور نقل کیا ہے اسقول کو بخاری وغیرہ سے اور اس تعریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر فاعل رویت اس شخصکو سمجھا جاوے تو یہ تعریف جامع نہین اسلیے کہ نکل جاوینگے اس سے اعمی لوگ جیسے ابن ام مکتوم وغیرہ ہین حالانکہ بلا خلاف وہ صحابی ہین اور وہ بھی نکل جاویگا جسنے حضرت کو دیکھا حالت کفر مین اور بعد انکی وفات کے ایمان لایا جیسے قیصر کا رسول تھا کہ اسکو صحبت نہین اور وہ بھی جسنے حضرت کو بعد وفات قبل دفن دیکھا جیسے ابو ذویب خویلد بن خالد ہذلی ہے اسلیے کہ انکو بھی صحبت نہین اور یہ دونو قسم کے لوگ اس تعریف کی رو سے صحابی نہین اور اگر فاعل اسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین تو امت کے سب لوگ صحابی ہو گئے اسلیے کہ شب معراج وغیرہ مین آپنے سبکو دیکھا ہے اور اس تعریف پر یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ جو آپکی صحبت مین رہا اور پھر مرتد ہوگیا جیسے ابن خطل وغیرہ پس اولے یہ ہے کہ صحابی وہ ہے جسنے ملاقات کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حالت اسلام مین اور وفات ہوئی اُسکی اسلام پر باقی رہے وہ لوگ جو بعد آپکے مرتد ہو گئے اور پھر اسلام لائے اور مسلمان مرے انمین کلام ہے چنانچہ عراقی نے کہا ہے کہ ان کے صحابی ہونے مین نظر ہے اسلیے کہ شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ ردت سے اعمال حبط ہو جاتے ہین اور کہا کہ ردت محبط صحبت سابقہ ہے اور قرہ بن ہبیرہ اور اشعث بن قیس ایسے ہی ہین مگر جو ردت کے بعد حضرت صلعم کی حیوۃ مین اسلام لے آیا اُس کے صحابی ہونے مین کچھ کلام نہین جیسے عبد اللہ بن ابی السرح مگر شیخ الاسلام نے دونو کے صحابی ہونے پر جزم کیا ہے اور یہ شرط نہین کہ رائی آپ کا بالغ ہو مذہب صحیح کے رو سے نہین تو بہت سے لوگ صحابیت سے نکل جاوینگے جو باجماع امت ان مین معدود ہین جیسے حسن اور حسین اور ابن الزبیر وغیرہم اور اولی یہ ہے کہ اس تعریف مین جن بھی داخل ہین کہ وہ بھی مکلف ہین رضی اللہ عنہم اجمعین

فَضْلُ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْق

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی فضیلت **عن** عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلٰی کُلِّ خَلِیْلٍ مِنْ خُلَّتِہٖ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا اِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰہِ قَالَ وَکِیْعٌ یَعْنِیْ نَفْسَہٗ

روایت ہے عبداللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ ہو کہ مین بیزار ہون ہر دوست کی دوستی سے اور اگر مین کسیکو
دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا بیشک صاحب تمہارا اللہ ہی کا دوست ہے وکیع نے کہا حضرت اپنے تئین مراد لیتے تھے
ف خلیل وہ دوست دلی ہے کہ جسکے سوا دل مین کسی کی جگہہ نہ رہے سو حضرت نے فرمایا کہ ایسا دوست میرا اللہ ہی ہے کہ
میرے دلمین اسکی محبت نے ذرا جگہہ نہ چھوڑی کہ اب کسی کی محبت قلب مین آسکے اور اگر ذرا بھی دلمین گنجایش ہوتی تو ابوبکر
کی خلت کی ہوتی اس سے بڑی فضیلت انکی ثابت ہوئی معلوم ہوا کہ اللہ کے بعد محبت کے قابل یہ لوگ ہین عن
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ
وَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے کہ مجھے کسی کے مال سے اتنا نفع نہ ہوا جتنا ابوبکر کے مال سے سو ابوبکر رونے لگے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مین
اور میرا مال سب آپ ہی کا تو ہے اے رسول اللہ کے ف حقیقت مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے اسلام کو بڑی
تقویت ہوئی چنانچہ ازالۃ الخفا مین مذکور ہے کہ انہون نے ابتدائے اسلام اور عزت مسلمین مین چالیس ہزار درہم
تقویت مومنین کے لیے خرچ اور سات شخصون کو غلامان قریش سے کہ توحید و تصدیق مین قدم راسخ رکھتے تھے اور
موالی انکے انکو تکلیفین دیتے تھے خرید کر آزاد کیا کہ بلال اور عامر بن فہیرہ انہی مین ہین اور ابو قحافہ اسپر معترض ہوئے
تو انہون نے کہا مین اللہ عز وجل کے لیے کرتا ہون اور آیہ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى اسی باب مین
نازل ہوئی انتہی ہر مومن کامل کو ضرور ہے کہ تائید سنت مین ایسے ہی جان و مال سے نثار ہو کہ انکے اہل اقتدا مین
معدود ہو اللّٰھم وفقنا بالخیر عن عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَ
عُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ مَادَامَا
حَيَّيْنِ روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فی الجنۃ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر دونون سردار
ہین جنت کے ادھیڑ لوگون کے اگلے ہون خواہ پچھلے سوا نبیون اور مرسلین کے اور خبر نہ دو اسکی ان دونو کو اے
علی جب تک زندہ رہین ف کہول جمع ہے کہل کی اور کہل مردون مین وہ ہے جسکی عمر تیس سے متجاوز ہو گئی
ہو اور بعضون نے کہا چالیس سے اور بعضون نے تینتیس سے پچپن تک اور اکتہل اور کاھل سن کہولت کو پہونچا
اور مراد اس سے یہ ہے کہ جو مومنین اس سن تک پہونچ کر دنیا مین انتقال کیے ہین یہ دونون انکے سردار ہونگے یا کنایہ
کیا کہولت سے تمام عقل و شعور و فہم و فراست پر یعنے جو دانا اور فہمیدہ لوگ جنت مین ہونگے یہ ان کے سردار ہین
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر نبی نبی کے درجہ کو نہین پہونچتا اور انبیا کے بعد شیخین سب سے افضل ہین اور خبر نہ دی آپ نے ان کو
کہ براہ بشریت کہین عجب نہ آجاوے اس سے معلوم ہوا کہ غیر نبی معصوم نہین ہو سکتا اور معلوم ہوا کہ بعد نبی مستحق
خلافت یہی ہین اسلیے کہ جب جنت مین یہ سردار ہونگے تو دنیا کی سرداری مین کیا شک رہا مگر واقع مین حضرت نے

حضرت نے انکے جنتیون کا سردار فرمایا ہے نہ دوزخیون کا اسلیے دوزخی انکی سرداری سے انکار رکھتے ہین معاذاللہ من ذٰلک عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اھل الدرجات العلٰی یراھم من اسفل منھم کما یری الکوکب الطالع فی الافق من آفاق السماء وان ابا بکر وعمر منھم وانعما روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند درجہ والے لوگون کو نیچے جنت مین دیکھینگے انکو نیچے درجہ والے جیسے دکھائی دیتا ہے ستارہ چمکتا ہوا کنارہ مین آسمان کے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ انھی بلند درجہ والون مین ہین اور کیا خوب ہین ف اس سے علو درجت شیخین کی معلوم ہوئی عن حذیفۃ بن الیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا ادری ما قدر بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی واشار الی ابی بکر وعمر روایت ہے حذیفہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین نہین جانتا کہ تم مین کب تک ہون گا سو پیروی کرو انکی جو میرے بعد ہون یعنے خلیفہ اور اشارہ کیا ابوبکرؓ و عمرؓ کیطرف ف اسحدیث سے صراحت ہوئی اُن کی خلافت کی اور رد ہوا قول ان متعصبین اہل مذہب کا جنھون نے لکھا ہے کہ واجب ہے تقلید شافعی کی اور جائز نہین تقلید شیخین کی اور معلوم ہوا کہ اگر کسی مسئلہ مین شیخین کا ایک قول اور سارے ائمہ کا ایک قول ہو تو ضرور ہے تمسک شیخین کے قول سے اور جائز نہین اعراض اس سے عن ابن عباس یقول لما وضع عمر علی سریرہ اکتنفہ الناس یدعون ویصلون او قال یثنون ویصلون علیہ قبل ان یرفع وانا فیھم فلم یرعنی الا رجل قد زحمنی واخذ بمنکبی فالتفت فاذا علی بن ابی طالب فترحم علی عمر ثم قال ما خلفت احدا احب الی ان القی اللہ بمثل عملہ منک وایم اللہ ان کنت لاظن لیجعلنک اللہ عزوجل مع صاحبیک وذلک انی کنت اکثر ان اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذھبت انا وابوبکر وعمر ودخلت انا وابوبکر وعمر وخرجت انا وابوبکر وعمر فکنت اظن لیجعلنک اللہ مع صاحبیک ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ جب کہا حضرت عمرؓ کو انکے سریر یعنے جنازہ طیار ہوا گھیر لیا سریر کو لوگون نے اور دعا کرنے لگے انکیلیے اور ثنا کرنے لگے انپر اس سے پہلے کہ جنازہ اٹھایا جاوے اور مین بھی ان مین تھا سو کسینے ندڑرایا مجھکو مگر ایک شخص نے کہ وہ میرے پاس گھس آئے اور میرے دونون شانے پکڑلیے پھر مین نے انکی طرف دیکھا تو حضرت علیؓ تھے اور انھون نے کہا اللہ رحم کرے عمرؓ پر پھر کہا تو نے نہین چھوڑا کسی کو کہ دوست رکھتا ہون کہ ملون مین اللہ سے اسکے عمل کے برابر عمل لیکر تجھ سے بڑھکر اور قسم ہے اللہ کی کہ مین یقین کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ تمکو ساتھ کریگا تمھارے دونو صاحبون کے یعنے حشر و نشر مین اور سبب اسکا یہ ہے کہ مین اکثر سنا کرتا تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے گیا مین اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور داخل ہوا مین اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور نکلا مین اور ابوبکرؓ و عمرؓ سو مین حضرت کے اس فرمانے سے یقین کرتا ہون کہ اللہ تمکو ان دونون کے ساتھ رکھیگا یعنے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے ف اسحدیث سے بڑی فضیلت حضرت عمرؓ کی معلوم ہوئی اور معلوم ہوا

کہ تمامی صحابہ کو ان سے عشق اور محبت خلوص تھا کہ انکے جنازے کو گھیرے تھے اور دعا خیر کرتے تھے اور معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ
اور شیخینؓ کے دلوں میں کسیطرح کی غل وغش اور بغض وحسد نہ تھا جیسا روافض وغیرہ کا خیال باطل ہے اور معلوم ہوا کہ وہ دونو
بڑے رفیق تھے حضرتؐ کے کہ اکثر آپ نشست وبرخاست و جمیع حالات میں انکی معیت اور رفاقت بیان فرماتے تھے اور
بعد مرنے بھی قیامت تک تینوں ایک ہی مکان میں ہیں اور حشر میں بفضل الٰہی ایسا ہی ہوگا **عن** ابن عمر قال
خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین ابی بکر و عمر فقال ھکذا نبعث روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا
انہوں نے نکلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم درمیان ابوبکرؓ اور عمرؓ کے یعنے ایک ان کے داہنے تھے ایک بائیں اور فرمایا کہ اسی
طرح ہم اٹھائے جاوینگے قیامت میں **ف** اسحدیث میں تصریح ہوگئی جسکی حضرت علیؓ کو امید تھی **عن** ابی
جحیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین و
الاخرین الا النبیین والمرسلین روایت ہے ابو جحیفہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں
سردار ہیں جنت کے پکی عمر والوں کے اگلے ہوں یا پچھلے سوا نبیوں اور رسولوں کے **ف** نبی نبأ سے مشتق ہے کہ معنے
خبر ہے اور بعضوں نے نبوت سے مشتق کہا ہے کہ زمین بلند کو کہتے ہیں اسلیئے کہ نبی بھی بلند رتبہ اور عالی درجہ ہے
اور نبی وہ ہے جسپر وحی اترے اور رسول اس سے خاص ہے بعضوں نے کہا رسول وہ ہے کہ کتاب و شریعت جداگانہ رکھتا
ہو اور نبی جو اسکے قدم بقدم ہو اور وحی دونوں پر آتی ہے **عن** انس قال قیل یا رسول اللہ ای الناس
احب الیک قال عائشۃ قیل من الرجال قال ابوھا روایت ہے انسؓ سے کہ پوچھا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم
سے کہ یا رسول اللہ سب لوگوں میں آپ کو کون شخص زیادہ پیارا ہے آپنے فرمایا عائشہ لوگوں نے عرض کی کہ مردوں میں
آپنے فرمایا انکے باپ یعنے ابوبکرؓ **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ بڑے محبوب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو
آپ کا محبوب ہو وہ اللہ سبحانہ وتعالی کا محبوب ہے **فضل عمر رضی اللہ تعالی عنہ** حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کی فضیلت **عن** عبد اللہ بن شقیق قال قلت لعائشۃ ای الصحابۃ کان احب الیہ
قالت ابوبکر قلت ثم ایھم قالت عمر قلت ثم ایھم قالت ابو عبیدۃ روایت ہے عبد اللہ بن شقیقؓ
سے انہوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ صحابہ میں کون زیادہ پیارا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
انہوں نے فرمایا ابوبکرؓ انہوں نے پوچھا ان کے بعد حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ عمرؓ انہوں نے پوچھا انکے بعد فرمایا ابو عبیدہؓ **ف**
خلاصہ یہ ہے کہ وجوہ محبت کی مختلف ہوتے ہیں چنانچہ محبت آپکی حضرت فاطمہ سے بسبب جزئیت اور زہد و عبادت کے تھی
اور محبت حضرت عائشہ کی بسبب زوجیت اور تفقہ فی الدین اور فہم وفراست کے تھی اور محبت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی بسبب
تقدم اسلام اور اعلاء دین اور وفور علم اور حفظ شریعت اور نصرت اسلام کی کہ یہ کمالات شیخین کے کسی پر پوشیدہ
نہیں اور محبت ابو عبیدہؓ کی اسلیئے کہ مقدر تھی انکے ہاتھ پر فتوح متعددہ **عن** ابن عباس قال لما اسلم عمر

نزل جبرئیل فقال یا محمد استبشر اهل السماء باسلام عمر روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے
فرمایا جب اسلام لائے عمر اترے حضرت جبرئیل اور کہا کہ یا محمد نہایت خوش ہوئے آسمان والے عمر کے اسلام سے **ف** سبحان
اللہ پھر زمین والوں کو خوشی کیوں نہو **عن** ابی بن کعب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اول من یصافحہ الحق عمر واول من یسلم علیہ واول من یاخذ بیدہ فیدخلہ الجنۃ روایت ہے
ابی بن کعب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جس سے اللہ مصافحہ کرے گا یعنے قیامت میں عمر ہیں اور پہلے جس
پر سلام کریگا عمر ہیں اور پہلے جس کا ہاتھ پکڑ کے داخل کریگا جنت میں وہ یہی ہیں **ف** حافظ عماد الدین ابن کثیر نے
جامع المسانید میں کہا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے جدًا اور دور نہیں جو موضوع ہو اتّہم اس میں داؤد بن عطا ہے انتہی
کذا فی زجاجہ اور داؤد بن عطا مدینی اگر منسوب ہو مدینہ رسول کی طرف تو مدنی کہنا چاہیے اور اگر منسوب ہو مدینہ منصور
کی طرف تو مدینی کہنا چاہیے اور اگر منسوب ہو مدائن کسریٰ کی طرف تو مدائنی کہنا چاہیے اور مدین بالفتح قریہ ہے شعیب
علیہ الصلوۃ والتسلیم کا کذا فی الصراح **عن** عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اعز
الاسلام بعمر بن الخطاب خاصۃ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا اللہ عزت دے
اسلام کو خاص عمر بن خطاب سے **ف** اللہ سبحانہ وتعالے نے یہ دعا قبول فرمائی اور اسلام کو عزت دی **عن**
عبد اللہ بن سلمۃ قال سمعت علیا یقول خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ ابو بکر وخیر الناس بعد ابی بکر
عمر روایت ہے عبد اللہ بن سلمہ سے کہ سنا انہوں نے حضرت علی سے کہ فرماتے تھے سب لوگوں سے بہتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے بعد ابو بکر ہیں اور انکے بعد عمر **ف** اس سے معلوم ہوا کہ افضل امت ابو بکر ہیں اور انکے بعد عمر **عن**
ابی ہریرۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم رأیتنی فی الجنۃ فاذا
انا بامرأۃ تتوضأ الی جنب قصر فقلت لمن ھذا القصر فقالت لعمر فذکرت غیرتہ فولیت مدبرا
قال ابو ہریرۃ فبکی عمر فقال اعلیک بابی وامی یا رسول اللہ اغار روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے
عنہ سے کہ انہوں نے کہا ہم بیٹھے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ آپ نے فرمایا میں سوتا تھا کہ دیکھا میں نے
اپنے تئیں جنت میں اور دیکھا میں نے کہ ایک عورت وضو کر رہی ہے ایک محل کے بازو میں سو میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے
تو اس نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تو میں نے انکی غیرت یاد کی اور وہیں پیٹھ موڑی ابو ہریرہ نے کہا یہ سنکر عمر رونے
لگے اور عرض کی کہ کیا میں آپ سے بھی غیرت کروں گا یا رسول اللہ میرے ماں باپ فدا ہوں آپ پر **ف** یہ وضو نظافت اور
لطافت کے لیے تھا نہ رفع حدث اور طہارت کے لیے اسلیے کہ جنت دار تکلیف نہیں اس سے جنتی ہونا حضرت عمر کا
ثابت ہوا اور خواب انبیا کا ایک وحی ہے خواب وخیال نہیں **عن** ابی ذر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول بہ روایت ہے ابی ذر سے کہا کہ سنا میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اللہ تعالی نے رکھدیا حق کو عمر کی زبان پر کہ وہ ہمیشہ حق کہا کرتے ہیں **ف** یہ اعتراض شیعوں کا انبر ناحق ہے

فضل عثمان رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے فضیلت **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل نبی رفیق فی الجنۃ ورفیقی فیھا عثمان بن عفان روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہے اور میرا رفیق عثمان بن عفان ہے **ف** اس تخصیص سے فقط رفع منزلت اور علو رتبت انکی مراد ہے اگرچہ سب ہی وہاں حضرت کے رفیق ہیں **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقی عثمان عند باب المسجد فقال یا عثمان ھذا جبرئیل اخبرنی ان اللہ قد زوجک ام کلثوم بمثل صداق رقیۃ علی مثل صحبتھا روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملے حضرت عثمان سے مسجد کے دروازے پر اور فرمایا کہ اے عثمان یہ جبرئیل ہیں کہ انہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ پاک نے ام کلثوم تمہارے نکاح میں دی رقیہ کے مہر پر اس شرط سے کہ انکو بھی تم اسی خوبی سے رکھو جیسے انکو رکھتے تھے **ف** ام کلثوم اور رقیہ دونو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور پہلے دونو ابی لہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں اور انہوں نے ان سے ہمبستری نہیں کی تھی کہ ابولہب نے اپنے دونو لڑکوں کو کہا کہ محمد کی لڑکیوں کو طلاق دے دو انہوں نے طلاق دی اور حضرت نے واحدۃ بعد اخرے دونو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیاہ دیں اسی لیے انکا لقب ذی النورین ہوا **عن** کعب بن عجرۃ قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقربھا فمر رجل مقنع راسہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا یومئذ علی الھدی فوثبت فاخذت بضبعی عثمان ثم استقبلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ھذا قال ھذا روایت ہے کعب بن عجرہ سے کہا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا اور بہت قریب فرمایا اسکو سو گذرے ایک شخص اپنے سر پر چادر ڈالی ہوئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص اسدن ہدایت پر ہوگا سو میں کودا اور میں نے پکڑ لیے دو شانے عثمان کے پھر منہ کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اور کہا میں نے کہ یہ فرمایا یہ **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان پر فتنہ کیا گمراہ تھے اور آپ ہدایت پر اور حق آپکی طرف تھا اور وہ ناحق پر اور آگے کی حدیث میں بھی اسپر صراحت ہے **عن** عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عثمان ان ولاک اللہ ھذا الامر یوما فاراد المنافقون ان تخلع قمیصک الذی قمصک اللہ فلا تخلعہ یقول ذلک ثلث مرات قال النعمان فقلت لعائشۃ ما منعک ان تعلمی الناس بھذا قالت انسیتہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عثمان اگر اللہ تمکو متولی کرے اس امر کا یعنے خلافت کا کسیدن اور منافق چاہیں کہ تمہارا کرتا اتار لیں جو اللہ نے تمکو پہنایا ہے تو تم نہ اتارنا فرماتے

فرماتے تھے آپ سکو تین بار نعمان نے حضرت عائشہ سے عرض کی کہ پھر آپ نے اُسکو لوگون کو تعلیم کیون نکیا انہون نے فرمایا کہ مین بھول گئی تھی یعنے فتنہ کے وقت یہ حدیث مجھی یاد نرھی **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَدِدْتُ اَنَّ عِنْدِي بَعْضَ اَصْحَابِي قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَدْعُوْلَكَ اَبَا بَكْرٍ فَسَكَتَ قُلْنَا اَلَا نَدْعُوْلَكَ عُمَرَ فَسَكَتَ قُلْنَا اَلَا نَدْعُوْ لَكَ عُثْمَانَ قَالَ نَعَمْ فَجَاءَ عُثْمَانُ فَخَلَا بِهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُهُ وَوَجْهُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ قَالَ قَيْسٌ فَحَدَّثَنِي اَبُوْ سَهْلَةَ مَوْلَى عُثْمَانَ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ يَوْمَ الدَّارِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيَّ عَهْدًا فَاَنَا صَائِرٌ اِلَيْهِ وَقَالَ عَلِيٌّ فِي حَدِيْثِهِ وَاَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ قَالَ قَيْسٌ فَكَانُوْا يَرَوْنَهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ روایت ہو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی مرض موت مین کہ دوست رکہتا ہون مین کہ میرے پاس ہوتے بعض اصحاب میرے ہمنے عرض کی کہ یارسول اللہ کیا بلا دین ہم آپکے لیے ابوبکرؓ کو آپ چپ ہو رہے پھر عرض کی عمرؓ کو آپ چپ ہو رہے پھر عرض کی عثمانؓ کو آپنے فرمایا ہان پھر عثمانؓ آئے اور حضرتؐ نے ان سے اکیلے مین باتین کین اور آپ بات کرتے تھے اور چہرہ حضرت عثمانؓ کا متغیر ہوتا جاتا تہا قیس نے کہا مجھ سے روایت کی ابو سہلہ نے جو مولی ہین عثمانؓ کے کہ عثمان بن عفانؓ نے کہا یوم الدار کو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے مجھ سے سو میرا وہی حال ہونے والا ہے اور علی نے کہا اپنی روایت مین کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا مین اسپر صبر کرنے والا ہون کہا قیس نے کہ پھر سب لوگ جانتے تھے کہ وہ دن یوم الدار ہے

ف دار گھر کو کہتے ہین اور یوم الدار وہ دن ہے کہ حضرت عثمان اس مین مقتول ہوئے اور اپنے گھر مین محصور رہے اور منافقون اور بغاۃ نے انکو گھیرا اور ایکمدت محاصرہ رہا اور ہر روز آپ اسکی چھت پر چڑہتے اور اپنے حقیت اور فضیلت بیان فرماتے

فَضْلُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ یعنی علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کی فضیلت **عن** عَلِيٍّ قَالَ عَهِدَ اِلَيَّ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا يُحِبُّنِيْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ روایت ہے حضرت علیؓ سے کہا انہون نے کہ عہد کیا ہے مجھ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ دوست رکھیگا مجھے مگر مومن اور نہ بغض رکھیگا مجھ سے مگر منافق **عن** سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى روایت ہے سعد بن ابی وقاصؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت علیؓ سے کہ راضی نہین ہوتے تم اس سے کہ ہو تم میری طرف سے جیسے ہارون تھے موسی علیہما السلام کی طرف سے یعنے خلیفہ **ف** اس سے تصریح ہوئی ان کی خلافت کی کہ تم ایک وقت مین ہمارے خلیفہ ہوگے اور ضرور نہین کہ خلافت بلافصل ہو جیسے روافض سمجھے ہین اور یہ روایت بخاری او مسلم مین بھی ہے اور اُس مین یہ لفظ زیادہ ہین اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ یعنے اتنی بات ہو کہ میرے بعد کوئی نبی نہین یعنے جیسے ہارون علیہ السلام نبی تھے **عن** الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهِ الَّتِيْ حَجَّ فَنَزَلَ فِيْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ فَاَمَرَ الصَّلٰوةَ

جَامِعَةٌ فَاَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَهٰذَا وَلِيُّ مَنْ اَنَا مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ اَللّٰهُمَّ عَادِ مَنْ عَادَاهُ روایت ہے برا بن عازب سے کہا جب لوٹے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج سے تو اوتری آپ کسی راہ میں اور حکم کیا کہ نماز میں سب اکٹھا ہوجاویں سو پکڑا ہاتھ حضرت علی رضی کا اور فرمایا کیا میں دوست نہیں ہوں مومنوں کا ان کے جانوں سے بڑھکر لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں فرمایا کیا نہیں ہوں ہر مومن کا دوست اسکی جان سے بڑھکر لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں فرمایا آپنے یہی ولی ہے جسکا میں مولی ہوں یا اللہ دوست رکھہ اسکو جو اس سے دوستی رکھے اور یا اللہ عداوت رکھہ اوس سے جو اس سے عداوت رکھے یعنی حضرت علی رضی **ف** یہ حدیث آپنے غدیر خم میں فرمائی ہے جب حجۃ الوداع سے لوٹے اور وہ ایک مقام کا نام ہے مکہ اور مدینہ کے بیچ میں جحفہ میں قولہ پکڑا ہاتھ حضرت علی رضی کا یعنے جب اصحاب جمع ہوگئے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک منبر اونٹ کی پالانوں کا بنایا اور اسپر چڑہکر یہ حدیث فرمائی قولہ کیا نہیں میں ہر مومن کا دوست الخ یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنے مومنوں کو اپنی جان سے زیادہ نبی عزیز ہے اور یہ بڑی دلیل ہے شیعوں کے ثبوت خلافت بلافصل کی حضرت علی کے لیے کہ وہ کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ علی رضی مولی ہے جسکا میں مولی ہوں اس سے اولی بالخلافت مراد ہے اور اسی لیے حضرت نے سب اصحاب کو جمع کرکے یہ امر سنادیا اور یہ اہتمام نہیں ہوتا ہے مگر امام معصوم مفترض الطاعت کے لیے اور اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے بیشک روایت کیا ہے اسکو ترمذی اور نسائی اور احمد نے اور طرق اسکے بہت ہیں اور روایت کی ہے یہ سولہ صحابیوں نے اور احمد کی ایک روایت میں آیا ہے کہ سنا ہے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تیس صحابیوں نے اور گواہی دی اسکی حضرت علی رضی کے ساتھ انکے وقت خلافت میں جب نزاع پڑا انکے خلافت میں اور بہت اسانید اسکی صحاح اور حسان ہیں اور جنہوں نے اسکی صحت میں کلام کیا ہے انکا قول قابل التفات نہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ لفظ اللهم وال من والاه موضوع ہیں اور یہ قول بھی معتبر نہیں اسلیے کہ وارد ہوا ہے طرق متعددہ سے کہ تصحیح کی ہے انکے اکثر کی ذہبی نے کذا قال الشیخ ابن حجر فے الصواعق باقی رہا ثبوت خلافت وامامت تو ہم بطریق الزام کہتے ہیں کہ شیعوں کے نزدیک ثبوت اسکا بدلیل متواتر روا نہیں اور ظاہر ہے کہ یہ حدیث متواتر نہیں بلکہ مختلف فیہ ہے اور طاعنین اسکے بعض ائمہ واکابر حدیث ہیں جیسے ابوداؤد سجستانی اور ابوحاتم رازی اور خلاصہ یہ ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ولی یا مولی یہاں حاکم اور والی کے معنوں میں ہے احتمال ہے کہ بمعنے محبوب وناصر ہو اور یہ معنی مسلم الطرفین ہیں اسلیے کہ لفظ مولی یا ولی مشترک کثیر المعانی ہے چنانچہ معتق اور عتیق اور متصرف امر اور دوست اور جار اور ابن عم اور تابع اور حلیف اور صہر اور عبد اور منعم علیہ اور منعم کے معنوں میں وارد ہوتا ہے کذا فے النہایہ پس حمل اسکا بغیر دلیل کے کسی معنے متعین پر ممنوع ہے اور مولی کا امام معہود اور معلوم میں مستعمل ہونا ائمہ لغت سے کسینے نہیں بیان کیا اور یہ نہیں بولتے کہ فلان چیز فلان

کام کے لیے مولی ہے بلکہ بولتے ہیں کہ اولی ہے پس غرض اس حدیث سے فقط تنبیہ کرنا ہے حضرت علیؓ کی محبت پر اور اجتناب انکے بغض سے و ذلک مسلم الطرفین لیس فیہ خلاف لاحد اور بعض محدثین سے مروی ہے کہ سبب اس خطبہ کا یہ تھا کہ حضرت علیؓ جب یمن سے آئے تھے بعض لوگ مثل بریدہ اسلمی وغیرہ کے جو انکے شاکی تھے اسلیے آپ نے انکی محبت اور موالات پر تنبیہ کردی اور شیخ ابن حجر نے کہا ہم نے تسلیم کیا کہ مولی بمعنے اولی ہے مگر یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اولی بالامامت ہے بلکہ شاید اس سے قرب اتباع مراد ہو جیسے اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ اور کوئی دلیل قاطع بلکہ ظاہر بھی اس احتمال کی نفی کی نہیں کہتے اور تقدیم ائمہ ثلثہ کی امامت میں امر اجماعی ہے کہ حضرت علیؓ بھی اس میں داخل ہیں اور یہ بخوبی ظاہر ہے کہ اصحاب جو اہل لسان تھے وہ اس سے خلافت بلا فصل نہ سمجھے ورنہ کبھی ممکن نہ تھا کہ اس کے خلاف پر اجماع کرتے اور تقدیم ائمہ اُخر پر راضی ہوتے حالانکہ وہ افضل امت تھے فہم کتاب و سنت میں والکلام فی ذلک طویل ذکرہ الشیخ عبدالحق فی شرح المشکوۃ فمن شاء فلینظر ثمہ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کَانَ اَبُوْ لَیْلٰی یَسْمُرُ مَعَ عَلِیٍّ فَکَانَ یَلْبَسُ ثِیَابَ الصَّیْفِ فِی الشِّتَاءِ وَثِیَابَ الشِّتَاءِ فِی الصَّیْفِ فَقُلْنَا لَوْ سَاَلْتَہٗ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بَعَثَ اِلَیَّ وَاَنَا اَرْمَدُ الْعَیْنِ یَوْمَ خَیْبَرَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَرْمَدُ الْعَیْنِ فَتَفَلَ فِیْ عَیْنِیْ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْہُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ قَالَ فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَلَا بَرْدًا بَعْدَ یَوْمِئِذٍ وَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ لَیْسَ بِفَرَّارٍ فَتَشَرَّفَ لَہُ النَّاسُ فَبَعَثَ اِلٰی عَلِیٍّ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ روایت ہے عبدالرحمن بن ابی لیلے سے انہوں نے کہا کہ ابو لیلے سفر میں تھے حضرت علیؓ کے ساتھ سو حضرت علیؓ گرمی کے کپڑے جاڑے میں پہنتے اور جاڑے کے کپڑے گرمی میں سو ہمنے کہا کاش ہم پوچھیں انسے سو انہوں نے کہا بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس مجکو اور میری آنکھیں دکھتی تھیں سو میں نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میری آنکھیں دکھتی ہیں سو آپ نے اپنا تھوک ڈالدیا میری آنکھوں میں اور فرمایا کہ یا اللہ دور رکھ اس سے گرمی اور جاڑے کو سو مجھی اسدن سے نہ گرمی لگی نہ سردی اور فرمایا آپنے کہ میں بھیجوں گا ایسے شخص کو کہ دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو اور اسکے رسول کو اور دوست رکھتا ہے اللہ اور رسول اسکو وہ ہرگز بھگوڑا نہیں سو لوگ گردنیں اٹھا کر دیکھنے لگے سو آپنے بلا بھیجا حضرت علیؓ کو اور دیا نیزہ لڑائی کا انکو یعنے جب خیبر فتح ہوا ف غزوہ خیبر ساتویں سال ہجرت کے ہوا اور خیبر آٹھ منزل پر ہے مدینہ سے شام کی طرف اور قلعہ اور مزارع اور نخیل کثرت سے رکھتا ہے اور حضرت علیؓ نے اس میں بہت دلاوری اور شجاعت کی کہ بعون الٰہی فتح کامل حاصل ہوئی اور یہود خیبر سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مزارعت کی نصف کھجور پر خیبر کے اور قصہ اسکا مطولات سیر میں مذکور ہے یہ بھی حدیث مؤید ہے کہ حدیث سابق میں مولے سے دوست اور محب مراد ہے کہ اس میں بھی آپ نے تصریح محبت فرمائی فحملہا علے ذلک صحیح عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ

الْجَنَّةِ وَاَبُوْهُمَا خَيْرٌ مِّنْهُمَا روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ اور حسینؓ سردار ہیں جنت کے
کے جوانوں کے اور باپ انکا ان سے بہتر ہے عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ عَلِيٌّ مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ اِلَّا عَلِيٌّ روایت ہے حبشی بن جنادہ سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور کوئی ادا نہیں کر سکتا میری طرف سے احکام کو
سوا علی کے **ف** عرب میں قاعدہ تھا کہ صلح یا نقض صلح نہیں کرتا تھا ان میں مگر سردار قوم کا یا جو اس سے قرابت قریبہ
رکھتا ہو اور اسکے سوا اور کی بات نہ مانتے تھے اور جب حج فرض ہوا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو امیر حاج
بنا کر روانہ فرمایا اور حکم کیا کہ مقدمہ سورۂ برات کا مشرکوں کو سنا دیں اور انکا اقرار انکے منہ پر ماریں پھر لوگوں نے
آپ سے وہ عادت عرب کی بیان کی کہ نقض صلح کو آپ کا قریب ضرور ہی تب آپ نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا اور حضرت علیؓ کو نقض کو کہدیا اور ابوبکر
سے عذر کرنے کے لیے یہ الفاظ فرمائے عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَاَخُوْ رَسُوْلِهٖ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا الصِّدِّيْقُ الْاَكْبَرُ لَا يَقُوْلُهَا بَعْدِيْ اِلَّا كَذَّابٌ صَلَّيْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ
سِنِيْنَ روایت ہے عباد بن عبداللہ سے کہ فرمایا حضرت علیؓ نے میں بندہ ہوں اللہ کا اور بھائی ہوں اسکے رسول کا درود ہے
اللہ کا انپر اور سلام اور میں بڑا صدیق ہوں نہ دعوی کرے گا اس فضیلت کا میرے بعد کوئی مگر جھوٹا نماز پڑھی میں نے سب
لوگوں سے سات برس پیشتر **ف** حضرت علیؓ سابق مومنین میں ہیں اور قبل بلوغ ایمان لائے ہیں اور برسوں کفار سے
چھپکر مکہ میں حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور بغیر کسی معجزہ دیکھنے کے ایمان لائے اس سے صدیقیت انکی ظاہر ہے اور حضرتؐ
کے چچا زاد بھائی ہیں ابوطالب کے بیٹے اور یہ جو کہا کہ بعد میرے جو صدیق اکبر ہونے کا دعوی کرے جھوٹا ہے اس سے ابوبکر صدیقؓ
نکل گئے کہ وہ قبل اس کلام کے تھے عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَدِمَ مُعٰوِيَةُ فِيْ بَعْضِ حَجَّاتِهٖ فَدَخَلَ عَلَيْهِ
سَعْدٌ فَذَكَرُوْا عَلِيًّا فَنَالَ مِنْهُ فَغَضِبَ سَعْدٌ وَقَالَ تَقُوْلُ هٰذَا لِرَجُلٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ
بَعْدِيْ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ آئے
معاویہؓ کسی حج میں اور گئے انکے پاس سعدؓ اور ذکر کیا لوگوں نے حضرت علی کا سو معاویہؓ نے انکو برا کہا پس غصہ ہوئے سعد اور کہا
معاویہؓ سے کہ تم کہتے ہو ایسا اس شخص کے شان میں حالانکہ سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جسکا میں مولے
ہوں اسکا علی مولے ہے اور سنا میں نے آپ سے کہ فرماتے تھے اے علیؓ تو میرے لیے بمنزلہ ہارونؑ کے ہے موسیٰ کے لیے مگر
اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یعنے جیسے ہارونؑ تھے اور سنا میں نے آپ سے کہ فرماتے تھے یعنے جنگ خیبر میں کہ
میں جھنڈا لڑائی کا آج ایسے شخص کو دونگا کہ وہ اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہے **ف** تحقیق ان حدیثوں
کی اور جگہ دی

فَضْلُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت

عَنْ جَابِرٍ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ قُرَیْظَۃَ مَنْ یَّاْتِیْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَیْرُ اَنَا فَقَالَ مَنْ یَّاْتِیْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَیْرُ اَنَا ثَلٰثًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیٌّ وَاِنَّ حَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ روایت ہے جابر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے دن کہ کون ایسا ہی کہ لاوے خبر قوم کی ہمارے پاس یعنے کافروں کی تو زبیر رضی نے کہا کہ میں پھر آپ نے فرمایا کون لاتا ہے ہمارے لیے خبر قوم کی پھر زبیر رضی نے کہا کہ میں ایسا ہی تین بار ہوا سو فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر نبی کے حواری ہیں اور میرے حواری زبیر رضی ہیں **ف** نہایہ میں ہے کہ حواری کہتے ہیں خاص اور مددگار لوگوں کو اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ ایک جماعت محققین نے اسکو بفتح یا ضبط کیا ہے اور اکثر لوگوں نے بکسر یا اور حواری مشتق ہے حور سے جو بمعنے بیاض ہے اور اسی سے ہے حوریت کی اور جب مضاف ہوتا ہے یاء متکلم کیطرف تو کبھی یے کو حذف کر دیتے ہیں اور کسرہ پر اکتفا کرتے ہیں اور کبھی یار کو مفتوح پڑھتے ہیں اور یہ معاملہ جنگ احزاب میں گذرا ہے کہ قبائل عرب کے مدینہ پر چڑھ آئے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ تھی ایک دن بہت سردی تھی حضرت صلعم نے اصحاب سے چاہا کہ کوئی خبر لاوے کسی نے دم نہ مارا سوا زبیر کے پھر یہ گئے اور انکو سردی نہ لگی اور پھر رات کہ اللہ سبحانہ وتعالے نے آندہی ابر و باران اور ہوا سرد بھیجی اور وہ سب لوگوں کے خیمے اکھڑ گئے اور ہانڈیاں الٹ گئی اور بھاگ گئے اور زبیر صفیہ رض حضرت کی پھوپھی کے بیٹے ہیں **عن** الزُّبَیْرِ قَالَ لَقَدْ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ روایت ہے حضرت زبیر رضی سے کہ انہوں نے کہا جمع کیا میرے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو احد کے دن **ف** یعنے کہا کہ میرے ماں باپ تمپر فدا ہیں اور بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ جب زبیر رض خبر احزاب لیکر آئے تب فرمایا معلوم ہوا کہ دونو وقت میں فرمایا **عن** عُرْوَۃَ قَالَ قَالَتْ لِیْ عَائِشَۃُ یَا عُرْوَۃُ کَانَ اَبُوْکَ مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اَصَابَہُمُ الْقَرْحُ اَبُوْبَکْرٍ وَالزُّبَیْرُ عروہ نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارا باپ ان میں تھا جنکی شان میں یہ آیۃ اتری اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا کہ مراد اس سے ابوبکر اور زبیر ہیں **ف** پوری آیت یوں ہے اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اَصَابَہُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْہُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ یعنے جن لوگوں نے کہنا مانا اللہ اور رسول کا بعد اسکے کہ پہونچا انکو زخم جو لوگ ان میں نیک ہوئے اور پرہیزگار انکو بڑا ثواب ہے اور شان نزول اس آیت کا بغوی نے یوں ذکر کیا ہے کہ جب ابوسفیان اور اصحاب اسکے جنگ احد سے پھرے اور روحا میں پہونچے اپنے لوٹنے پر نادم ہوئے اور ملامت کی اور کہنے لگے کہ نہ تمنے محمد کو قتل کیا نہ عورتوں کو لوٹا غرض یہ ٹھیری کہ پھر چلو اور انکا استیصال کرو اور یہ خبر حضرت کو پہونچی تو حضرت نے اپنی اظہار طاقت اور قوت کے لیے چند اصحاب کو لیکر ابوسفیان رض کے طلب میں روانہ ہونا چاہا اور منادی کی آپکے رسول نے کہ کوئی ہمارے ساتھ نہ نکلے سوا ان لوگوں کے جو غزوہ احد میں ہمارے ساتھ تھے اور جابر بن عبد اللہ رض نے عرض کی کہ مجھے بھی اجازت ہو غرض کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اجازت دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد و سعید و عبد الرحمن

بن عوف و عبداللہ بن مسعود و حذیفہ بن یمان و ابو عبیدہ بن جراح وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ستر آدمیوں کو ساتھ لیکر
باہر نکلے اور حمراء الاسد کہ نام ایک مقام کا ہے اور وہ مدینہ منورہ سے آٹھ کوس ہے وہاں پہونچے اسکے بعد بغوی رحمۃ اللہ تعالے
علیہ نے یہی روایت حضرت عائشہ کی نقل کی ہے غرض وہاں معبد خزاعی ایک شخص تہا وہ حضرت سے ملا اور بنی خزاعہ حضرت سے
محبت رکھتے تھے اور بعض لوگ ان کے ایمان لا چکے تھے اس نے حضرت سے عرض کی کہ ہمکو آپکے اصحاب کے زخمی ہونیکا بہت
رنج ہوا غرض وہ وہاں سے ابو سفیان کے پاس آیا اور انکو حضرت کے اصحاب کی جلادت اور شجاعت کی خبر دی اور ابو سفیان
اور اسکے لوگ سب اس خبر کو سنکر ٹھنڈے ہو گئے اور پھر لوٹ گئے غرض اللہ تعالی نے ان اصحاب کی فضیلت میں یہ آیت
نازل فرمائی انتہے **فضل طلحۃ بن عبید اللہ** رضی اللہ تعالی عنہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ
رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت **عن** جابر ان طلحۃ مر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال شہید
یمشی علی وجہ الارض روایت ہے جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ طلحہ گزرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو فرمایا یہ
شہید ہے کہ زمین پر چل رہا ہے **عن** معویۃ بن ابی سفیان قال نظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الی طلحۃ فقال ھذا ممن قضی نحبہ روایت ہے معویہ بن ابی سفیان رضہ سے کہا انہوں نے کہ نظر کی نبی صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلحہ کی طرف اور فرمایا یہ ان لوگوں میں ہیں جنکے حق میں اللہ تعالے قضی نحبہ فرماتا ہے **عن**
موسی بن طلحۃ قال کنا عند معاویۃ فقال اشھد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
طلحۃ ممن قضی نحبہ روایت ہے موسی بن طلحہ سے کہ انہوں نے کہا ہم معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ کے پاس تھے
کہ انہوں نے کہا گواہی دیتا ہوں میں کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے طلحہ ان
لوگوں میں ہیں جنکے حق میں اللہ تعالے فرماتا ہے قضی نحبہ **ف** پوری آیت یوں ہے من المؤمنین رجال
صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا
یعنے مومنوں میں سے کئی مرد ہیں کہ سچ کر دکہایا انہوں نے جو قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی اُن میں ہے کہ پورا کر چکا
اپنا ذمہ اور کوئی ان میں راہ دیکھتا ہے اور بدلا نہیں ایک ذرہ انتہے قولہ سچ کر دکہایا انہوں نے الخ یعنے قیام کیا
انہوں نے اپنے قول پر اور وفا کی انہوں نے اپنے عہد کی قولہ پورا کر چکا اپنا ذمہ یعنے فارغ ہوا اپنے نذر سے اور تحمل
مشاق کیا جہاد میں اور صبر کیا جرح وقتل پر یہاں تک کہ شہید ہوا اور نحب کے معنے موت میں چنانچہ مقاتل نے کہا نحبہ یعنے
اجلہ اور مراد اس سے حمزہ اور ان کے اصحاب ہیں اور بعضوں نے کہا قضی نحبہ سے مراد ہے کہ بذل جہد اور وفا بعہد اور عرب کہتے
ہیں نحب فلان فی سیرہ یومہ ولیلۃ اجمع یعنے فلان شخص رات اور دن چلا گیا اور راہ میں کہیں نہ اترا قولہ اور
کوئی ان میں راہ دیکھتا ہے یعنے شہادت کی یا فتح ونصرت کی اور بدلا نہیں ذرا یعنے تایید دین سے روگردان نہ ہوا اور قتال
کفار سے بیٹھ نہ رہے اور حضرت انس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میرے چچا انس بن نضر بدر میں حاضر نہوئے اور حضرت سے

عرض کی کہ اگر اب مشرکون سے مقابلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ مجھے لیجائے تو آپ دیکھیں گا کہ مین کیا کرتا ہون پھر جب وز احد ہوا انہون نے
سعد بن معاذ سے کہا کہ قسم ہے رب النضر کی مین جنت کی خوشبو پاتا ہون احد کے پیچھے سے اور لڑے یہانتک کہ شہید ہو گئے
انس رضی کہتے ہین کہ ان کے جسم پر اسّی پر کئی زخم تھے تلوار اور تیر اور نیزے کی اور مشرکون نے انکا مثلہ کیا تہا سو کسینے انکو نہ پہچانا
مگر انکی بہن نے انکی انگلیون کی پور دیکھکر انس رضی کہتے ہین کہ مین یقین کرتا ہون کہ یہ آیت انکے اور انکی مانند لوگون کے حق مین
اتری ہے غرض احادیث باب سے معلوم ہوا کہ طلحہ بھی ان بہادرون مین داخل ہین جنکی صفت اللہ تعالیٰ اس آیۃ مبارک مین
ارشاد فرماتا ہے **عن** قَيْسٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقَى بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ
قیس نے کہا مینے دیکہا ہاتہ طلحہ کا کہ شل ہو گیا تہا سپر بنایا تہا انہون نے اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے احد کے دن +

فَضْلُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت **عن** عَلِيٍّ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرَ سَعْدِ بْنِ
مَالِكٍ فَإِنَّهُ قَالَ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ ارْمِ سَعْدُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي علی کرم اللہ وجہہ نے کہا نہ دیکہا مینے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو کہ جمع کیا ہو آپنے اپنے ماباپ کو سوا سعد کے کسی کے لیے کہ ان سے احد کے دن فرمایا مار تو تیرا ے
سعد فدا ہین تجہپر ماباپ میرے **ف** یہ فضیلت حضرت زبیر کو بھی ہے جیسے اوپر آچکا مگر شاید اسکا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ
کو نہ ہو **عن** سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَبَوَيْهِ
فَقَالَ ارْمِ سَعْدُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي سعد رضی سے وہی مضمون مروی ہے **عن** سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ إِنِّي
لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ سعد رضی کہتے تہے عرب مین سب سے پہلے مین نے تیر مارا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ
مین **عن** سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ قَالَ مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ
سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ سعد رضی نے کہا جسدن مین اسلام لایا اسدن کوئی اسلام نہ لایا اور ایک ہفتہ تک
مین تہائی تہا اہل اسلام کی یعنے تین مین کا ایک **ف** طیبی نے کہا مراد اس سے یہی ہے کہ مین اسلام مین مسلمانون کا
تیسرا شخص تہا اور ایک ہفتہ تک ایسا ہی رہا بعد اسکے اور لوگ اسلام لائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ سابق مسلمین سے
ہین

فَضَائِلُ الْعَشَرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمْ

فضیلتین عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی **عن** سَعِيدِ
بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاشِرَ عَشَرَةٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ
فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدٌ فِي الْجَنَّةِ وَ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِي الْجَنَّةِ فَقِيلَ لَهُ مَنِ التَّاسِعُ قَالَ أَنَا سعید رضی کہتے تہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے نو صحابہ
مین تہے کہ دسوین آپ تہے سو فرمایا ابو بکر جنت مین ہے اور عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور عبد الرحمن جنت
مین ہین لوگون نے سعید سے پوچہا کہ نوان کون تہا انہون نے کہا مین **ف** اس حدیث مین اور آگے کی حدیث مین جس

مین مذکور ہے کہ دسوین ابو عبیدہ ہین کچھ منافات نہین اسلیے کہ یہ اوس مجلس کا قول ہے اور وہ اور مجلس کا اور اس مین کچھ حصر تو مذکور نہین کہ زیادت کا منافی ہو **عن** سعید بن زید قال اشهد علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی سمعت یقول اثبت حراء فما علیک الا نبی او صدیق او شہید وعدّھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحۃ والزبیر وسعد وابن عوف وسعید بن زید سعیدؓ نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے ٹھیرارہے حرا اور وہ ہلنے لگا تھا سو فرمایا کہ نہین کوئی تجھپر مگر نبی اور صدیق اور شہید اور گنا انکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور وہی نام ہیے جو حدیث مین ہین **ف** حرا ایک پہاڑ ہے مکہ سے تین میل پر کہ حضرت اس مین قبل بعثت عبادت کرتے تھے اور حضرتؐ نے یہ حدیث جب فرمائی کہ وہ پہاڑ آپ کی تشریف آوری سے خوش ہو کر ہلنے لگا اور اس حدیث مین پیشین گوئی ہے ان لوگون کے لیے اور جیسے حضرتؐ نے خبر دی تھی ویسا ہی ہوا کہ سوائے حضرت ابوبکرؓ اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب شہید ہوئے چنانچہ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ ظلماً مقتول و شہید ہوئے اور حضرت طلحہ کا قتل مشہور ہے اور زبیر وادی سباع مین قریب بصرہ کے وقعہ جمل سے لوٹتے وقت مقتول ہوئے جب وہ ترک قتال کی نیت کر کے رجوع کر چکے تھے اور اسیطرح طلحہ بھی اسی وقعہ مین بہ نیت ترک قتال الگ ہو کر دور ہو گئے تھے کہ ایک تیر انکے لگا اور شہید ہوئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پتھرون مین بات سمجھنے کی قوت اللہ نے رکھی ہے اور جس شخص کو امن ہو عجب اور تکبر سے اسکی تعریف اسکے منہ پر درست ہے واللہ اعلم اور سعد بن ابی وقاص کا ذکر شہیدون مین اسلیے آیا کہ وہ بھی مشہود بالجنۃ ہین ایسا ہی کہا قاضی نے اور ملا علی نے کہا کہ سعد کا انتقال انکے قصر مین ہوا جو عقیق مین تھا اور توجیہ اس حدیث کی یہ ہے کہ تغلیباً آپنے سبکو شہید فرمایا یا موت انکی کسی ایسے مرض مین ہوئی کہ اجر شہادت پا دین گے

فضل ابی عبیدة بن الجراح رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت **عن** حذیفة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاهل نجران سابعث معکم رجلا امینا حق امین قال فتشرف له الناس فبعث ابا عبیدة ابن الجراح حذیفہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے کہ مین تمہارے ساتھ ایسے ایک مرد امین کو بھیجون گا جو پورا امانتدار ہے سو لوگ انکی طرف گردنین اٹھا کر دیکھنے لگے سو آپنے ابو عبیدہؓ کو بھیجا **عن** عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی عبیدة بن الجراح هذا امین هذه الامة عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو عبیدہ اس امت کے امین ہین

فضل عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت مستخلفا احدا عن غیر مشورة لاستخلفت ابن ام عبد علیؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر مین کسیکو بغیر مشورہ کے خلیفہ کرتا تو ام عبد کے بیٹے کو **ف** تو رپشتی

کہا کہ ضرور ہے تاویل اس حدیث کی اور مراد اس سے کسی لشکر خاص کی امارت ہو یا حیوۃ میں کسی امر کا خلیفہ کرنا اور جائز نہیں حمل اسکا خلافت راشدہ پر جو حضرتؐ کی بعد ہوئے اسلیے کہ وہ قریش کے ساتھ مخصوص ہے جیسا حدیث میں وارد ہوا ہے اور عبد اللہ بن مسعود قریش سے نہیں کذا فی زجاجہ **عن** عبد اللہ بن مسعود ان ابا بکر و عمر بشراہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من احب ان یقرأ القرآن غضا کما انزل فلیقرأہ علی قراءۃ ابن ام عبد عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ بشارت دی مجھکو ابو بکرؓ و عمرؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو خوش لگے کہ قرآن پڑھے تر و تازہ جیسا اترا ہے یعنے بغیر تغیر کے تو پڑھے قرأت ام عبد کے بیٹے کی **ف** اس سے فضیلت انکی قرأت اور طرز قرأت کی معلوم ہوئی **عن** عبد اللہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذنک علی ان ترفع الحجاب و ان تسمع سوادی حتی انہاک عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اذن گھر میں آنے کیلیے اتنا ہی ہے کہ پردہ اٹھاؤ اور میرے آواز سنو اور چلے آؤ جبتک کہ میں تمہیں منع نکروں **ف** یعنے عبد اللہ بن مسعود خادم خاص تھے اور رات دن انکی آمد و رفت حضرتؐ کے گھر میں رہتی تھی تو ہر وقت استیذان میں حرج تھا اسلیے انکے لیے فقط اتنی بات تھی کہ پردہ اٹھا تاکہ معلوم ہو جاوے سبکو کہ کوئی آتا ہے اور بعد اسکے اگر ہم منع نکریں تو چلے آنا اور اس سے معلوم ہوا کہ حضرتؐ کے اہل بیت میں تھے اور نہایت حاضر باش

فضل العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالے عنہ کی فضیلت **عن** العباس بن عبد المطلب قال کنا نلقی النفر من قریش وهم یتحدثون فیقطعون حدیثهم فذکرنا ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما بال اقوام یتحدثون فاذا راوا الرجل من اهل بیتی قطعوا حدیثهم واللہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبهم للہ ولقرابتهم منی عباسؓ نے کہا ہم قریش سے ملتے اور وہ باتیں کرتے ہوتے تو موقوف کر دیتے سو ذکر کیا ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ باتیں کرتے ہیں پھر جب میرے اہل بیت میں سے کسیکو دیکھتے ہیں تو بات موقوف کر دیتے ہیں اور قسم ہے اللہ سبحانہ وتعالی کی کسی کے دل میں ایمان نہ جاویگا جب تک میرے اہل بیت کو اللہ کیواسطے اور میری قرابت کے خیال سے دوست نرکھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور محبت انکی یہی ہے کہ انکی چال چلے **عن** عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراهیم خلیلا فمنزلی ومنزل ابراهیم فی الجنۃ یوم القیامۃ تجاهین والعباس بیننا مؤمن بین خلیلین عبد اللہ بن عمروؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے اپنا خلیل کیا مانند ابراہیمؑ کے سو میرا اور ابراہیم علیہ السلام کا گھر جنت میں قیامت کے دن آمنے سامنے ہوگا اور عباسؓ ہمارے دونوں کے درمیان امین ہونگے

فضائل الحسن والحسین ابنی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنهم

امام حسن اور امام حسین حضرت علی بن ابی طالب کے بیٹوں کی فضیلت رضوان

اللہ علیہم اجمعین عن ـ ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال للحسن اللهم انی احبه فاحبه
واحب من یحبه قال وضمه الی صدره ـ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام
حسن کو یا اللہ مین اسکو دوست رکھتا ہون سو تو بہی اسکو دوست رکھہ اور جو اسکو دوست رکھے اسکو بہی اور آپ نے انکو سینہ سے
لگایا **ف** دوستی انکی یہی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر جان دی عن ـ ابی هریرة قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضهما فقد
ابغضنی ابی ہریرہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے حسنین کو دوست رکھا مجھے دوست رکھا اور جس نے
ان سے دشمنی کی مجھسے دشمنی کی **ف** جو سنت پر رہا انکا دوست ہے اور بدعت مین گیا اور دشمن ہوا عن ـ سعید
بن ابی راشد ان یعلی بن مرة حدثهم انهم خرجوا مع النبی صلی الله علیه وسلم الی طعام دعوا
له فاذا حسین یلعب فی السکة قال فتقدم النبی صلی الله علیه وسلم امام القوم وبسط یدیه
فجعل الغلام یفر ههنا وههنا ویضاحکه النبی صلی الله علیه وسلم حتی اخذه فجعل احدی یدیه تحت
ذقنه والاخری فی فاس راسه فقبله وقال حسین منی وانا من حسین احب الله من احب حسینا
حسین سبط من الاسباط یعلی بن مرہؓ نے کہا کہ ہم لوگ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کہانے کی طرف کہ بلائے گئے
تہے اوسپر اور امام حسینؓ گلے مین کہیلتے تہے سو حضرتؐ آگے بڑہ گئے قوم کے اور اپنے دونون ہاتہہ پہیلائے اور صاحبزادے
اوہر اودہر بہاگنے لگے اور حضرت انکو ہنسانے لگے یہانتک کہ پکڑا انکو اور ایک ہاتہہ ٹہوڑی کے نیچے رکھا ایک چاندپر اور بوسہ
دیا اور فرمایا کہ حسین مجہہ سے ہے اور مین حسین سے ہون اللہ دوست رکہے اسکو جس نے حسین کو دوست رکھا حسین اسباط مین کا ایک
سبط ہے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعوت مین جانا مسنون ہے اور لڑکون کا گلے مین کہیلنا روا اور مس اور پیار اطفال
صغیر کا مسنون ہے اور سبط گروہ اور جماعت کو کہتے ہین اور اسی سے ہے اسباط یعنے اولاد اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام
کی غرض اسباط اولاد اسحاقؑ کو کہتے ہین جیسے قبائل اولاد اسمعیل کو اور اس حدیث مین حضرتؐ نے انکو تشبیہ دی اسباط
سے اور اس مین بشارت ہوئی کہ ان سے ایک بڑا گروہ پیدا ہوگا اور ایسا ہی ہوا اور سبط ولد ولد کو بہی کہتے ہین یعنے اس
مین تاکید بہی ہوئی انکے بعضیت کی کہ وہ میری اولاد کی اولاد مین اور بعضون نے کہا اسباط خاصةً اولاد ہے اور بعضون نے
کہا اولاد اولاد اور بعضون نے کہا اولاد بنات غرض سبط ان سب معانی مین مستعمل ہوتا ہے عن ـ زید بن ارقم قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعلی وفاطمة وحسن والحسین انا سلم لمن سالمتم وحرب لمن حاربتم
زید بن ارقمؓ نے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور حسنین کو مین صلح کرنیوالا ہون جس سے تم صلح کرو اور لڑنیوالا ہون جس سے تم لڑو

فضل عمار بن یاسر

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی فضیلت عن ـ علی بن ابی طالب قال کنت جالسا عند
النبی صلی الله علیه وسلم فاستاذن عمار بن یاسر فقال النبی صلی الله علیه وسلم ائذنوا له مرحبا

بالطیب المطیب علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ عمار بن یاسرؓ نے اندر آنیکی اجازت چاہی تو
آپ نے فرمایا اُسکو اجازت دو مرحبا ہے اس پاک اور پاک کیے گئے کو عن ۔ ھانئ بن ھانئ قال دخل عمار علی علی
فقال مرحبا بالطیب المطیب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ملئ عمار ایمانا الی مشاشہ
ہانی بن ہانی نے کہا داخل ہوئے عمارؓ حضرت علی کے پاس تو فرمایا انہوں نے کہ مرحبا اس پاک کیگئے کو کہ سنا میں نے رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے عمار ایمان سے بھرا ہوا ہے اپنے مشاش تک **ف** مشاش بضم اول جوڑ میں ہڈیوں کے جیسے
کہنی یا گھٹنے یا شانے مراد یہ ہے کہ ایمان انکے دلمیں سما گیا ہے اور وہاں سے انوار اور برکات اسکے سارے جسد میں پھیل گئے
اور عروق اور عظام میں منتشر ہو گئے ہیں یہانتک کہ جوڑوں میں بھی اسکا اثر پہونچ گیا اور اس میں انکے کمال ایمان کے
بشارت ہے عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمار ما عرض علیہ امران الا
اختار الارشد منھما عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عمارؓ پر کبھی
پیش نہ کیے گئے دو امر کہ اختیار نہ کیا اُس میں سے بہتر کو **ف** یعنی ہمیشہ امور دینی اور دنیوی سے وہ امر اختیار کیا جو انکے
اور اتباع کے لیے مفید اور نافع زیادہ ہو بنسبت دوسرے امر کے اور ہمیشہ سلف صالح کا یہی دستور تھا کہ وہ اپنے لیے امر محتاط کو
اختیار کرتے تھے اور دوسروں کو ایسی چیز بتاتے تھے کہ انپر زیادہ سہل اور آسان ہو اسواسطے کہ حضرتؐ نے فرمایا ہے بھیجے
گئے ہو تم آسانی اور سہولت کرنے کو اور نہ تنگی کرنے کو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب نزاع پڑا علی اور معاویہ رضی اللہ
تعالے عنہما کی خلافت میں تو رشد حضرت علی کے ساتھ ہوا اسلیے کہ حضرت عمارؓ انہی کی رفاقت میں شہید ہوئے اور حضرتؐ
نے خبر دی تھی کہ عمارؓ کو ایک فرقہ باغیہ قتل کرے گا اور قتل کیا ان کو حضرت معاویہؓ کے لوگوں نے غرض حق حضرت علیؓ کے
طرف تھا اور حضرت معاویہؓ سے خطائے اجتہادی ہوئی کہ مقام ملامت نہیں

فضل سلمان و ابی ذر والمقداد

حضرت سلمان اور ابوذر اور مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضیلت عن ۔ بریدۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبھم قیل یا رسول اللہ من ھم
قال علی منھم یقول ذلک ثلثا وابوذر وسلمان والمقداد بریدہؓ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اللہ نے حکم دیا مجھکو چار شخصوں کی محبت کا اور فرمایا اللہ نے کہ وہ بھی انکو دوست رکھتا ہے لوگوں نے عرض کی کہ
وہ کون ہیں اے رسول اللہ کے آپ نے فرمایا علیؓ ان میں ہیں فرماتے تھے اسکو تین بار اور ابوذرؓ اور سلمانؓ اور مقدادؓ
ف اس سے فضیلت حضرت علیؓ کی بھی ان تینوں پر ثابت ہوئی کہ حضرتؐ نے انکا ذکر تین بار فرمایا اور معلوم ہوا
کہ محبت بھی ایک صفت ہے اللہ کی اگرچہ منکران صفات برے برا مانیں عن ۔ عبد اللہ بن مسعود قال کان
اول من اظھر اسلامہ سبعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمار وامہ سمیۃ وصھیب
وبلال والمقداد فاما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمنعہ اللہ بعمہ ابی طالب واما ابوبکر

فَمَنَعَهُ اللّٰهُ بِقَوْمِهٖ وَاَمَّا سَائِرُهُمْ فَاَخَذَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ وَاَلْبَسُوْهُمْ اَدْرَاعَ الْحَدِيْدِ وَصَهَرُوْهُمْ فِی الشَّمْسِ فَمَا مِنْهُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وَاتَاهُمْ عَلٰی مَا اَرَادُوْا اِلَّا بِلَالًا فَاِنَّهٗ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهٗ فِی اللّٰهِ وَهَانَ عَلٰی قَوْمِهٖ فَاَخَذُوْهُ فَاَعْطَوْهُ الْوِلْدَانَ فَجَعَلُوْا يَطُوْفُوْنَ بِهٖ فِیْ شِعَابِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَحَدٌ اَحَدٌ

عبداللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا پہلے جس نے اسلام اپنا ظاہر کیا سات شخص تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمار اور انکی ماں سمیہ اور صہیب اور بلال اور مقداد سو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے محفوظ رکھا کافروں کی بلا و اذیت سے بسبب ابی طالب کے جو حضرت کے چچا تھے اور ابوبکرؓ کی حفاظت کی اللہ نے انکی قوم کے سبب اور باقی لوگوں کو مشرکوں نے پکڑا اور انکو لوہے کے کرتے پہنائے اور انکو دہوپ میں گلا دیا سو کوئی ان میں کا ایسا نہ تھا جس نے مشرکوں کے ارادہ کے موافقت نکی یعنے براہ تقیہ انکے موافق نہ ہو گیا مگر بلال کہ ان کا نفس انکی نظر میں ذلیل ہو گیا اللہ کی عظمت سے لگے اور ذلیل ہو گئے وہ اپنی قوم کے آگے سو دیدیا مشرکوں نے انکے تئیں اپنے لڑکوں کو سو وہ لیے پہرتے تھے انکو مکہ کی گھاٹیوں میں اور وہ کہتے تھے اللہ سبحانہ و تعالے اکیلا ہے اللہ اکیلا ہے **ف** اس حدیث سے کمال استقامت حضرت بلالؓ کی توحید پر اور غلبہ اللہ کی محبت اور عظمت کا انکے دل ایمان منزل پر ثابت ہوا اور سابقہ ایمان ان چھہ صحابیوں کا ظاہر ہوا اور معلوم ہوا کہ بوقت خوف اتلاف جان اظہار کفر اسطرح پر کہ دل سے مومن ہو اور کفر سے بیزار جائز ہے چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالی فرماتا ہے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ اور اگر صبر کرے انکی اذیت اور تکلیف پر اور اظہار کفر سے بہی بچے تو سبحان اللہ نہایت عمدہ بات ہے جیسے حضرت بلالؓ نے کیا اور معلوم ہوا کہ جب معرفت اللہ کی کامل ہو جاتی ہے تو سالک کی نظر سے تمام جہان گر جاتا ہے اور تمامی موجودات اسکی عظمت شان اور علو رکا کے آگے لاشی محض نظر آتے ہیں یہانتک کہ اپنا نفس بہی جو انسان کو نہایت محبوب ہی ناچیز معلوم ہوتا ہے اور عارف کامل کو سوا اظہار توحید اور ثنائے رب مجید کے اور کچھ کام نہیں ہوتا **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ اُوْذِيْتُ فِی اللّٰهِ وَمَا يُؤْذٰی اَحَدٌ وَلَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰهِ وَمَا يُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلٰثَةٌ وَمَا لِیْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَاْكُلُهٗ ذُوْ كَبِدٍ اِلَّا مَا وَارٰی اِبْطُ بِلَالٍ انسؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک مجہہ اللہ کی راہ میں ایسی اذیت پہونچی ہے کہ کسی کو نہ پہونچی ہو گی اور ایسا ڈرایا گیا ہوں کہ کوئی نہ ڈرایا گیا ہو گا اور تین دن گذرے ہیں مجہہ پر کہ میرے اور بلال کے پاس کوئی کہانا نہ تہا کہ کوئی جاندار کہاوے مگر اتنا کہ چہپائے تہے اُسکو بغل بلالؓ کی **فضائل بلال** رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی فضیلت **عن** سَالِمٍ اَنَّ شَاعِرًا مَدَحَ بِلَالَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ + بِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ خَيْرُ بِلَالٍ + فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَذَبْتَ لَا بَلْ بِلَالُ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَيْرُ بِلَالٍ سالم نے کہا ایک شاعر نے بلال بن عبداللہ کی مدح میں یہ مصرع کہا یعنے بلال عبداللہ کے بیٹے سب بلالوں سے اچہے ہیں

تو ابن عمرؓ نے کہا تم کیا کہتے ہو ایسا نہیں ہے بلکہ بلال رسول اللہ کے سب بلالوں سے بہتر ہیں **ف** اس سے معلوم ہوا کہ شعر میں
بھی کذب نہ چاہیے اور جو شاعر جھوٹ کہے اسکو بھی جھٹلانا ضرور ہے اور مبالغہ شاعرانہ منجملہ محذور ہے **فضائل**
خبّاب رضی اللہ تعالٰے عنہ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت **عن** ابی لیلی
الکندی قال جاء خباب الی عمر فقال ادن فما احد احق بهذا المجلس منك الا عمار فجعل
خباب یریه آثارا بظهره مما عذبه المشرکون ابی لیلیٰ نے کہا خبابؓ آئے حضرت عمرؓ کے پاس تو انہوں
نے فرمایا میرے پاس بیٹھو کہ کوئی یہاں بیٹھنے کا مستحق تم سے بڑھکر نہیں سوا عمار کے سو خباب انکو اپنی پیٹھ میں نشان بتاتے
تھے مشرکوں کی مار کے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صاحبان فضل کو مجلس میں ممتاز رکھنا چاہیے اور حضرت عمرؓ
افاضل صحابہ کو اپنے پاس جگہہ دیتے تھے بنظر استمالت انکی قلوب کے اور عمارؓ نے بھی اللہ کی راہ میں بہت تکلیفیں اٹھائی
تھیں اسلیے حضرت عمرؓ نے انکو بھی یاد کیا اور معلوم ہوا کہ تعریف کسی کی اسکے روبرو اگر خوف عجب کا نہ ہو تو روا ہے
اور بیان واظہار اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار نعم الٰہیہ کی نظر سے جائز ہے جیسے خبابؓ اپنی نشان پیٹھ کے دکھلاتے
کہ وہ ایک نعمت تھی کہ بلندی درجات کا سبب ہی اللہ کے نزدیک **عن** انس بن مالك ان رسول الله صلى
الله علیه وسلم قال ارحم امتي بامتي ابو بكر واشدهم في دين الله عمر واصدقهم حياء عثمان
واقضاهم علي بن ابي طالب واقرأهم لكتاب الله ابي بن كعب واعلمهم بالحلال والحرام معاذ
بن جبل وافرضهم زيد بن ثابت الا وان لكل امة امينا وامين هذه الامة ابو عبيدة بن
الجراح انسؓ نے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنیوالا انپر ابو بکرؓ ہے اور سب
سے زیادہ مضبوط اور سخت اللہ کے کام میں عمرؓ ہے اور سب سے زیادہ حیا میں سچے عثمانؓ ہیں اور سب سے زیادہ عمدہ اور بہتر
فیصلہ دینے والے علیؓ بن ابی طالب ہیں اور سب سے زیادہ کتاب اللہ کی قرأت میں ابیؓ بن کعب ہیں اور حلال وحرام
سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبلؓ ہیں اور سب سے زیادہ فرائض جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں آگاہ ہو ہر امت
کا ایک امین ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہؓ بن جراحؓ ہے کہا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہم سے علی بن
محمد نے انہوں نے وکیع سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے خالد سے انہوں نے ابی قلابہ سے مثل اسکے **ف** اس
سے فضیلت ان آٹھوں صحابہ کی ظاہر ہوئی اور معلوم ہوا کہ اگرچہ جمیع صفات محمودہ ہر ایک میں موجود تھے مگر بعض
کمالات ہر ایک میں بدرجہ اقصے ثابت ہوئی تھی اگرچہ وہ صفتیں اوروں میں بھی تھیں اسلیے ہر ایک کو ایک صفت
سے جو اس میں بدرجہ کمال موجود تھے یاد فرمایا اور اس حدیث کو نہ اپنے ماقبل سے کچھ تعلق ہے نہ ترجمہ باب سے کچھ علاقہ
شاید اسکا ترجمہ باب نساخ سے سہواً متروک ہوگیا **فضل ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ** حضرت
ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت **عن** عبد الله بن عمرو قال سمعت رسول الله صلى الله علیه وسلم

يَقُولُ مَا اَقَلَّتِ الغَبرَاءُ وَلَا اَظَلَّتِ الخَضرَاءُ مِن رَجُلٍ اَصدَقَ لَهجَۃً مِن اَبِی ذَرٍّ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہو کہ انہوں نے کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے زمین نے کسی کو نہ اٹھایا اور آسمان نے کسی پر سایہ نہ کیا جو بات مین ابی ذرؓ سے زیادہ سچا ہو

فَضلُ سَعدِ بنِ مُعَاذٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنهُ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت

عَن البَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قَالَ اُهدِیَ لِرَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ سَرَقَۃٌ مِن حَرِیرٍ فَجَعَلَ القَومُ یَتَدَاوَلُونَهَا بَینَهُم فَقَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَتَعجَبُونَ مِن هٰذَا فَقَالُوا لَهُ نَعَم یَا رَسُولَ اللہِ فَقَالَ وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِہٖ لَمَنَادِیلُ سَعدِ بنِ مُعَاذٍ فِی الجَنَّۃِ خَیرٌ مِن هٰذَا براء بن عازبؓ سے روایت ہو کہ انہوں نے کہا ہدیہ مین آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹکڑا ریشمی کپڑے کا تو لوگ اُسکو ہاتھوں ہاتھ لینے لگے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتے ہو اس سے لوگوں نے عرض کی کہ ہان اے رسول اللہ کے سو فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اسکے ہاتھ مین ہے کہ البتہ رومال سعد بن معاذؓ کی جنت مین اس سے کہین بہتر ہین ف اس سے کئی باتین ثابت ہوئین اول یہ کہ ہدیہ لینا سنت ہی اگرچہ مشرک کا ہو کہ آپنے مشرکون کے ہدیے قبول فرمائے ہین دوم یہ کہ جنت مین رومال بھی ہون گے سوم یہ کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ جنتی ہین چہارم یہ کہ جنت کی ادنی چیز بھی دنیا کی اعلےٰ چیزون سے بلکہ ساری دنیا سے افضل اور بہتر ہے اور کیون کر نہ ہو کہ وہ باقی ہے اور یہ فانی اور مجمع البحار مین ہے کہ یہ کپڑا جسپر صحابہ کو تعجب آیا قباتھی والی دومۃ الجندل کے بہائی کی کہ خالد بن ولید نے اُسکو قتل کیا تہا

عَن جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اهتَزَّ عَرشُ الرَّحمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ لِمَوتِ سَعدِ بنِ مُعَاذٍ جابرؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رحمن کا عرش ہل گیا سعد بن معاذؓ کی موت کیوقت ف یعنے خوشی کے سبب سے حرکت مین آیا جب انکی پاکیزہ روح وہان پہونچی پاکنا یہ ہے رب العرش کے خوش ہونے پر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ارواح کا صعود عرش تک ہوتا ہے اس لیے کہ وہین دربار خاص ہے رب العالمین کا

فَضلُ جَرِیرِ بنِ عَبدِ اللہِ البَجَلِیِّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنهُ

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی فضیلت

عَن جَرِیرِ بنِ عَبدِ اللہِ البَجَلِیِّ قَالَ مَا حَجَبَنِی رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مُنذُ اَسلَمتُ وَلَا رَاٰنِی اِلَّا تَبَسَّمَ فِی وَجهِی وَلَقَد شَکَوتُ اِلَیهِ اَنِّی لَا اَثبُتُ عَلَی الخَیلِ فَضَرَبَ بِیَدِہٖ فِی صَدرِی وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتهُ وَاجعَلهُ هَادِیًا مَهدِیًّا جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہو کہ انہون نے کہا محروم نہ کیا مجھکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی جب سے مین اسلام لایا اور جب دیکھا مجکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو مسکرائے میری روبرو اور مینے شکایت کی آپ سے کہ مین گھوڑے پر بیٹھ نہین سکتا یعنے گر پڑتا ہون تو آپنے ایک ہاتھ مارا میرے سینہ پر اور دعا کی کہ یا اللہ ثابت رکھ اسکو اور کردے اُسکو راہ بتانے والا راہ پایا ہوا یعنے دین کی ف حضرت جریرؓ دراز قد خوبصورت قبول شکل تھے کہ حضرت عمرؓ

انکو اسرت کا یوسف کہا کرتے تھے **فَضْلُ اَهْلِ بَدْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ** بدر والون کی فضیلت

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَائِيلُ اَوْ مَلَكٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّونَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا فِيكُمْ قَالُوا خِيَارَنَا قَالَ كَذٰلِكَ هُمْ عِنْدَنَا خِيَارُ الْمَلٰئِكَةِ ترجمہ رافع بن خدیجؓ نے کہا جبرئیلؑ یا کوئی فرشتہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ تم کیا جانتے ہو اپنے لوگون مین انکو جو بدر مین حاضر ہوئے تھے اصحاب نے کہا وہ ہم سب مین بہتر ہین اسنے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی جو فرشتے حاضر بدر ہوئے سب سے بہتر ہین **ف** اس سے بڑی فضیلت جہاد کی ثابت ہوئی کہ اس سے انسان کو کیا ملائکہ کو بھی شرف ہے **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا اَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برا نہ کہو میرے اصحاب کو کہ قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اسکے ہاتھ مین ہے کہ اگر کوئی تم مین احد کی برابر سونا خرچ کرے تو ان کے ایک مد بلکہ آدھے مد کے برابر بھی نہ ہوگا **ف** اس حدیث مین خطاب ہے غیر اصحاب کو گویا انکو حاضر کر کے بات فرماتے ہین اور اصحاب نے جو مال خرچ کیا ہے بڑی ضرورت اور شدت حاجت کے وقت کہ اسلام کا کوئی مددگار نہ تھا اسیلیے انکا آدھا مد بھی ہمارے سارے اموال ممدودہ سے ثواب مین بہتر ہے اور اس حدیث مین کچھ اہل بدر کی تخصیص نہین شاید اس باب مین اسیلیے لائے کہ عموم مین اسکے بدری بھی داخل ہین **عَنْ** نُسَيْرِ بْنِ ذُعْلُوقٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَا تَسُبُّوا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَقَامُ اَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ اَحَدِكُمْ عُمُرَهُ نسیر بن ذعلوق نے کہا کہ ابن عمرؓ کہتے تھے برا نہ کہو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی یارون کو اسیلیے کہ ایک گھڑی مقام انکا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین بہتر ہے تمہاری ساری عمر کے عمل سے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر اصحاب اصحاب کے درجہ کو نہین پہونچ سکتے اور شرف صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی عمل نہین ہو سکتا سبحان اللہ حقیقت مین دنیا مین حضرت کے جمال مبارک پر نظر کرنے سے بہتر کوئی چیز نہین اب اسکا نمونہ اگر دنیا مین باقی ہے تو صحبت محدثین اور محققان حدیث کی ہے **بیت** چونکہ گل رفت وگلستان شد خراب ✤ بوی گل را از کہ جوئم از گلاب ✤ **عَنْ** الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ الْاَنْصَارَ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَ الْاَنْصَارَ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِيٍّ اَسَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اِيَّايَ حَدَّثَ براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انصار کو دوست رکھے اللہ اسکو دوست رکھے اور جو انصار کو دشمن رکھے اللہ اسکو دشمن رکھے شعبہ نے کہا مین نے عدی سے پوچھا کہ کیا تمنے خود سنی ہے یہ حدیث براء بن عازبؓ سے تو انہون نے کہا مجھی سے تو بیان کی ہے انہون نے **عَنْ** عَبْدِ الْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَلَوْ اَنَّ النَّاسَ اسْتَقْبَلُوْا وَادِيًا اَوْ شِعْبًا وَاسْتَقْبَلَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءًا مِّنَ الْاَنْصَارِ بسند مذکور مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار شعار ہیں اور سب لوگ دثار ہیں اور اگر لوگ ایک وادی میں جاویں اور انصار دوسری میں تو میں انصار کی وادی میں جاؤں۔ راوی کو شک ہے کہ وادیاً فرمایا یا شعباً اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں کا ایک شخص ہوتا **ف** شعار وہ کپڑا ہے جو بدن سے لگا رہے جسے استر کہتے ہیں اور دثار وہ جو اوپر ہو جسے ابرہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو استر فرمایا یعنے وہ حضرت سے قریب ہیں اور ایمان سے نزدیک اور نصرت دین کے ساتھ خاص ہیں اور باقی لوگ انکی بہ نسبت ابرہ ہیں یعنے یہ خاص ہیں وہ عام قولہ اگر ہجرت نہوتی الخ یعنے شرف ہجرت کا اور نسبت اپنی نسب کی کہ دونو افضل ہیں اور تبدیل نسب کی روا نہیں اگر یہ نہ ہوتی تو میں انصار کے ساتھ منسوب ہوتا اور انہیں میں گنا جاتا اور اس میں اکرام انصار کا منظور ہے اور اظہار ہے اس امر کا کہ ہجرت کے بعد نصرت سے بڑھکر کوئی درجہ نہیں اور مہاجر کے بعد انصاری کے سوا کسی کا رتبہ نہیں **عَنْ** كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ الْاَنْصَارَ وَاَبْنَاءَ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَاءَ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ بسند مذکور مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحمت کرے انصار اور انکے بیٹوں پر اور پوتوں پر

فَضْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی فضیلت ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ وَتَاْوِيْلَ الْكِتَابِ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا یا اللہ سکھلا اسکو حکمت اور تاویل قرآن کی **ف** اور اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ دعا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبول فرمائی کہ انکو امیر المفسرین کا خطاب اس امت میں عنایت ہوا اور عجائب تفسیر اور غرائب تاویل ان سے مروی ہے **مترجم** کہتا ہے چند فضائل ضروریہ جو فضائل صحابہ سے کمال مناسبت رکھتے ہیں ہم بطور اختصار بیان کرتے ہیں **اول** یہ کہ نتیجہ فضائل صحابہ کے سننے سے ساری امت کو یہ ہے کہ انکی سیرت اختیار کریں اور جن امور میں نص صریح کتاب وسنت کا نہ پاویں اس میں ان کے اقوال اور فتاوی کو تمام فقہائے امت اور مجتہدان شریعت پر ترجیح دیں اور جب اجماع شیخین کا یا اتفاق خلفاء اربعہ کا یا اور اصحاب اولی العلم کا کسی مسئلہ میں معلوم ہو جاوے تو اسکا خلاف ہرگز بنظر تعصب مذہبی گوارا نہ کریں یہی وصیت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ نے فرقہ ناجیہ کا نشان یہی فرمایا ہے مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ اور فرمایا اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جسکو اتباع سنت منظور ہو تو ان کی سنت پر چلے جو انتقال کر گئے اسلیے کہ جو زندہ ہیں وہ فتنہ سے مامون نہیں اور جو لوگ مرچکے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے کہ وہ افضل امت تھے اور دل انکے

نیک اور علم انکے گہرے اور تکلف انکے تہوڑے اللہ تبارک و تعالی نے چن لیا تہا ان کو اپنے نبی کی صحبت کے لیے اور اپنے دین کی اقامت کے لیے سو ان کے فضیلت کا خیال رکہو اور انکے قدمونپر چلو اور انکے اخلاق اور سیرت اختیار کرو کہ وہ ہدی مستقیم پر تہے روایت کی یہ رزین نے غرض ہمارے زمانیکے متعصبین کا جو یہ حال ہے کہ بالخصوص ائمہ اربعہ سے مطمئن ہو جاتے ہیں اور بالخصوص خلفائے اربعہ کو پس پشت ڈالدیتے ہیں یہ بالکل خلاف انصاف اور عین جور و اعتساف ہے اور سراسر سلف کے خلاف **دوم** کہ اصحاب صحیح اور امور مین سادات امت ہین اور فضل متبحرین دیسے ہی افتا اور قضا میں بہی وہ سادات فقہا اور امام مفتین ہین چنانچہ لیث نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہون نے کہا علما اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور قتادہ رضی نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ کہ اولی العلم سے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور یزید بن عمیر نے کہا جب معاذ بن جبل رض کی وفات قریب ہوئی اور لوگون نے وصیت چاہی انہون نے کہا مجہے بٹہاؤ پہر کہا کہ علم و ایمان دونون اپنے مقام مین موجود ہین جو ڈہونڈہے وہ پاوے تین بار یہی فرمایا پہر کہا علم چار شخصون کے پاس ڈہونڈو ابو الدرداء اور سلمان فارسی اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن سلام اور ایک روایت مین ہے کہ انہون نے کہا اگر یہ چارون کسی مسئلہ مین عاجز ہو جاوین تو ساری زمین کے لوگ اس مین زیادہ عاجز ہین پس اس مین تو معلم ابراہیم علیہ السلام کی طرف رجوع کرے یعنے اللہ تعالی سے پوچہے اور راوی اسکے مالک بن یخامر فرماتے ہین کہ جب مین کسی مسئلہ مین عاجز ہوا مینے کہا اے معلم ابراہیم علیہ السلام کے اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ چارون اعلم علمائے زمین تہے اور حضرت علی سے کہا گیا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حال بیان فرمایے آپنے پوچہا کن کا لوگون نے کہا عبد اللہ بن مسعود رض کا انہون نے فرمایا پڑہا عبد اللہ رض نے قرآن اور سیکہی سنت اور زیادتی نہ کی اسپر اور کفایت ہے انکو اتنا پہر لوگون نے کہا بیان کیجیے ہم سے حال حذیفہ رض کا فرمایا سب اصحاب سے زیادہ واقف تہے وہ منافقون سے لوگون نے کہا ابو ذر رض نے فرمایا ایک تہیلہ تہی علم سے بہرے ہوئے لوگون نے کہا عمار رض فرمایا مومن تہا بہولکر جب اسے یاد دلاؤ یاد آتا تہا اللہ نے ایمان انکے گوشت اور خون مین ملا دیا آتش دوزخ کو اس سے کچہ حصہ نہین لوگون نے کہا ابو موسی رض فرمایا ایک غوطہ دیا گیا علم مین کہا سلمان رض فارسی فرمایا حاصل کیا انہون نے علم اول و آخر کا ایسا دریا تہا کہ ہم سے کہینچا نہ جاتا تہا اور وہ اہل بیت سے تہا لوگون نے کہا پہر اپنا حال فرمایے اے امیر المومنین آپنے فرمایا تم یہی چاہتے تہے مین جب مانگتا تہا پاتا تہا۔ اور جب چپ رہتا تہا پہلے مجہے ملتا یعنے صغار صحابہ مین تہا مگر شفقت محمدیہ مجہ پر بہی بے حد تہی اور مسروق نے کہا مین نے سونگہا یعنے تجسس کیا صحابہ مین تو علم انکا منتہی ہوتا تہا چہ شخصون کیطرف علی رض اور عبد اللہ اور عمر اور زید بن ثابت اور ابی الدرداء اور ابی بن کعب پہر سونگہا مینے تو پایا کہ علم انکا منتہی ہوتا تہا دو شخصون کی طرف علی اور عبد اللہ بن مسعود رض اور ابن مسعود نے کہا یقین کرتا ہون مین کہ حضرت عمر رض کے ساتہ نو حصہ علم چلا گیا اور کہا کہ اگر تمام

جہان کا علم ایک پلہ مین اور عمر کا علم دوسرے مین کیا جاوے تو پلہ عمر کا بھاری ہو شعبی نے کہا قضا اس امت کی عمر اور علی اور زید اور ابو موسیٰ ہین اور حضرت عمر پناہ مانگتے تھے اس مشکل مسئلہ سے جسکے لیے ابو الحسن نہ ہو یعنے حضرت علی عطا ابن ابی رباح نے کہا مینے کوئی مجلس ابن عباس کی مجلس سے اکرم اور افضل نہ دیکھی کہ فقہ سے بہت تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اصحاب فقہ اور اصحاب قرآن اور اصحاب شعر سب اسکے نزدیک حاضر ہین اور سب اسکی بحر زخار سے آب نوشی کر رہے ہین غرض فضائل علمیہ انکے بے حد ہین اور مقصد متبع سنت کو لازم ہے کہ مسائل اجتہادیہ مین انہی کے اقوال اور فتاووں پر اعتماد کلی کرے اور خلف کے اقوال کو جو ان کے معارض ہون ہیچ و لا یعنے جانے وَهٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ **سوم** یہ کہ دین اور فقہ اور علم منتشر ہوا امت مین ابن مسعود اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس کے رفیقون اور ہم صحبتون سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم غرض عامہ ناس کا علم انہی چارون کے علم سے پھیلا ہے چنانچہ اہل مدینہ اصحاب زید بن ثابت سے اور اصحاب عبد اللہ بن عمر سے فیضیاب ہین اور اہل مکہ اصحاب ابن عباس سے اور اہل عراق اصحاب عبد اللہ بن مسعود سے اور مروی ہے کہ ابن عمر اور جو صحابہ کہ بعد اسکے زندہ رہے زید بن ثابت کے مذہب پر فتوی دیتے تھے جس مین کوئی نص صریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نہ پاتے تھے اور حضرت عمر بن خطاب نے جابیہ مین خطبہ پڑھا کہ جو ارادہ کرے کہ پوچھے فرائض کو تو زید بن ثابت پاس جاوے اور جو فقہ چاہے معاذ بن جبل کے پاس جاوے اور جو مال چاہے میرے پاس آوے اور یہ ارشاد اونکا کسر نفس کی راہ سے تھا ورنہ وہ جیسے امیر المؤمنین تھے ویسے ہی امیر العلماء اور رئیس الفقہا بھی تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا مقدم تھین علم فرائض اور احکام حلال و حرام مین اور جن لوگون نے ان سے علم اور تفقہ حاصل کیا بے شمار ہین چنانچہ قاسم بن محمد بن ابی بکر انکے بھتیجے اور عروہ بن زبیر انکے بھانجے اسماء کے بیٹے بھی انہی مین ہین اور مسروق سے مروی ہے کہ مینے اصحاب کو دیکھا کہ ان سے فرائض سیکھتے تھے اور عروہ بن زبیر نے کہا مین کسی کی مجلس مین حاضر نہ ہوا کہ جو علم قضا مین اور حدیث جاہلیت مین اور نقل اشعار مین اور علم فرائض اور طب مین افضل ہو حضرت عائشہ سے **چہارم** یہ کہ انتشار فتاوی ان لوگون کے رفیقون سے ہوا جیسے سعید بن مسیب ہین چنانچہ عراک بن مالک سے مروی ہے کہ انہون نے کہا افقہ اہل مدینہ اور اعلم بقضایائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قضایائے شیخین اور قضایائے عثمان و ما مضے علیہ الناس سعید بن مسیب تھے اور حدیث سے خوب واقف عروہ بن زبیر اور عبید اللہ ایک بحر تھے کہ جب چاہے تو بہنے لگو اور عراک نے کہا ان سب سے افقہ میرے نزدیک ابن شہاب زہری تھے اسلیے کہ انہون نے جمع کیا اپنے علم کے ساتھ انکے علوم کو اور زہری نے کہا مین علم کو ان تین شخصون سے ڈھونڈھتا تھا سعید بن مسیب اور وہ افقہ الناس تھے اور عروہ کہ ایسے بحر تھے کہ ڈول اوسے مکدر نہ کرین اور عبید اللہ کہ جب چاہے تو کسی علم کے دریا کو جو دوسرے کے پاس نہ ملے تو ان کے پاس دیکھ لے اور اعمش نے کہا فقہائے مدینہ چار ہین سعید بن مسیب اور عروہ اور قبیصہ اور عبد الملک اور زید بن اسلم نے کہا جب عبادلہ ثلثہ انتقال فرما چکے یعنے عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زبیر اور

عبد اللہ بن عمرو بن العاص تو فقہ بلدان و الی مین آگیا غرض فقیہ مکہ کے عطاء بن ابی رباح تھے اور یمن کے طاؤس اور اہل یمامہ کے یحییٰ بن ابی کثیر اور کوفہ کے ابراہیم اور بصرہ کے حسن اور شام کے مکحول اور خراسان کی عطاء خراسانی فقط ایک مدینہ کو اللہ نے شرف بخشا کہ وہان کے فقیہ قرشی تھے سعید بن مسیب کہ جواب رکھتے تھے اور سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ مین عبد اللہ بن عمرؓ کے پاس سے گذرا اور مین نے انپر سلام کیا اور چلا اور وہ اپنے رفیقو نپر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو خوش ہوتے پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف خوب بلند کیے اور اشارہ کیا آسمان کی طرف یعنی دعا کی انکے لیے اور سعید بن المسیب داماد تھے ابو ہریرہؓ کے انہون نے اپنی لڑکی انکو بیاہ دی تھی اور ابو ہریرہؓ جب انکو دیکھتے فرماتے کہ اللہ جمع کرے مجھے اور تجھے بازار جنت مین اور اسی لیے انہون نے ابو ہریرہؓ سے بہت روایتین کین ہین غرض مدینہ طیبہ مین تابعین سے ابن مسیب اور عروہ بن زبیر اور قاسم بن محمد اور خارجہ بن زید اور ابوبکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام اور سلیمان بن یسار اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود فتوی دیتے تھے چنانچہ ایک شاعر نے انکو نام نظم کیے ہین رباعی اِذَا قِيْلَ مَنْ فِي الْعِلْمِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ + رِوَايَتُهُمْ لَيْسَتْ عَنِ الْعِلْمِ خَارِجَهْ + فَقُلْ هُمْ عُبَيْدُ اللهِ عُرْوَةُ قَاسِمٌ + سَعِيْدٌ أَبُوْبَكْرٍ سُلَيْمَانُ خَارِجَهْ اور اسیطرح ابان بن عثمانؓ اور سالم اور نافع اور ابو سلمہ بن عبد الرحمنؒ بن عوف و علی بن حسینؓ یہ سب اصحاب فتوی تھے اور انکے بعد ابوبکر بن محمد بن حزم اور انکے دونو صاحبزادے محمد اور عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمرو بن عثمان اور انکو صاحبزادے محمد اور عبد اللہ اور حسین بن محمد بن حنفیہ اور جعفر بن محمد بن علی اور عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ اور محمد بن منکدر اور محمد بن شہاب زہری اور محمد بن نوح نے زہری کے فتاوی بڑے بڑے تین جلدون مین جمع کیے ہین اور انکے سوا اور بہت لوگ تھے کبار تابعین سے کہ اجتہاد کی راہ سے فتوی دیتے تھے اور کسی کے مقلد نہ تھے کسی مذہب خاص کی ان مذاہب متحدثہ سے تخصیص و تعیین و تشخیص نہ کرتے تھے اور اسیطرح گذری اسلاف صالحین صحابہ و تابعین وغیرہم رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین **پنجم** اور مکہ معظمہ مین عطاء بن ابی رباح اور طاؤس بن کیسان اور مجاہد بن جبیر اور عبید بن عمیر اور عمرو بن دینار اور عبد اللہ بن ابی ملیکہ اور عبد الرحمن بن سابط اور عکرمہ پھر انکے بعد ابو الزبیر مکی اور عبد اللہ بن خالد بن اسید اور عبد اللہ بن طاؤس پھر انکے بعد مسلم بن خالد زنجی اور سعید بن سالم بن قداح اور انکے بعد امام محمد بن ادریس الشافعی پھر عبد اللہ بن زبیر حمیدی اور ابراہیم اور موسی بن ابی الجارود وغیرہم فتوی دیتے تھے **ششم** اور بصرہ مین عمرو بن سلمہ الجرمی اور ابو مریم حنفی اور کعب بن سور اور حسن بصری اور ملاقات کی انہون نے پانسو صحابہ سے اور جمع کیا بعض علما نے انکے فتوون کو سات اسفار ضخیمہ مین اور انکے بعد ایوب سختیانی اور سلیمان تیمی اور عبد اللہ بن عون اور یونس بن عبید اور قاسم بن ربیعہ اور خالد بن ابی عمران اور اشعث بن عبد الملک الحمرانی اور قتادہ اور حفص بن سلیمان اور ایاس بن معاویہ قاضی اور انکے بعد سوار قاضی اور ابوبکر عتکی اور عثمان بن سلیمان

بہی اور طلحہ بن ایاس قاضی اور عبید اللہ بن حسن عنبری اور اشعث بن جابر بن یزید پہر انکے بعد عبد الوہاب بن عبد المجید ثقفی اور سعید بن ابی عروبہ و حماد بن سلمہ و حماد بن زید اور عبد اللہ بن داؤد جریشی اور اسمعیل بن علیہ اور بشر بن مفضل اور معاذ بن معاذ عنبری اور معمر بن راشد اور ضحاک بن مخلد اور محمد بن عبد اللہ انصاری فتوی دیتے تہے ہفتم اور کوفہ مین مفتی علقمہ بن قیس نخعی اور اسود بن یزید نخعی کہ وہ چچا ہین علقمہ کے اور عمرو بن شرحبیل ہمدانی اور مسروق بن اجدع ہمدانی اور عبیدۃ السلمانی اور شریح بن حارث قاضی و سلیمان بن ربیعہ باہلی اور زید بن صوحان اور سوید بن غفلہ اور حارث بن قیس جعفی و عبد الرحمن بن یزید نخعی اور عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود قاضی اور خیثمہ بن عبد الرحمان و سلیمہ بن صہیب اور مالک بن عامر اور عبد اللہ بن سخبرہ اور زر بن حبیش اور خلاس بن عمرو اور عمرو بن میمون اودی اور ہمام بن حارث اور حارث بن سوید اور یزید بن معاویہ نخعی اور ربیع بن خثیم اور عتبہ بن فرقد اور صلہ بن زفر اور شریک بن حنبل اور ابو وائل شقیق بن سلمہ اور عبید بن نضلہ مفتی تہے اور یہ لوگ اصحاب تہے علیؓ اور ابن مسعودؓ اور اکابر تابعین دین مین فتوی دیتے تہے اور اکابر صحابہ حاضر تہے اور انکے مجوز اور اکثرون نے اخذ علم کیا تہا عمر اور عائشہ اور علی رضے اللہ تعالے عنہم سے اور عمرو بن میمون اودی نے ملاقات کی تہی معاذؓ بن جبل سے اور ان سے اخذ علم کیا تہا اور وصیت کی تہی معاذؓ نے انکو موت کی وقت کہ تم ابن مسعود کے پاس جانا سو وہ انکی صحبت مین رہے اور ان سے استفادہ کیا اور اسی گروہ مین ہین ابو عبیدہ اور عبد الرحمن کہ یہ دونو بیٹے ہین عبد اللہؓ بن مسعودؓ کے اور عبد الرحمن بن ابی لیلے نے ایک سو بیس صحابہ سے ملاقات کی اور انہی مین ہین میسرہ اور زاذان اور ضحاک پہر انکے بعد ابراہیم نخعی اور عامر شعبی اور سعید بن جبیر اور قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود اور ابو بکر بن ابی موسی اور محارب بن دثار اور حکم بن عتیبہ اور جبلہ بن سحیم اور وہ صحبت مین رہے ہین ابن عمرؓ کے پہر ان کے بعد حماد بن ابی سلیمان و سلیمان بن معتمر و سلیمان اعمش اور مسعر بن کدام پہر انکے بعد محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلے اور عبد اللہ بن شبرمہ و سعید بن اشوع اور شریک قاضی اور قاسم بن معن اور سفیان ثوری و ابو حنیفہ و حسن بن صالح بن حی پہر انکے بعد حفص بن غیاث اور وکیع بن جراح اور اصحاب ابی حنیفہ جیسے ابو یوسف قاضی اور زفر بن ہذیل اور حماد بن ابی حنیفہ اور حسن بن زیاد لولوی القاضی و محمد بن حسن قاضی رقہ اور عافیہ قاضی اور اسد بن عمرو اور نوح بن دراج قاضی و اصحاب سفیان ثوری جیسے اشجعی اور معافی بن عمران اور دونو رفیق حسن کے بن حی زملی یحیی بن آدم تہے ہشتم اور مفتی شام مین ابو ادریس خولانی اور شرحبیل بن السمط اور عبد اللہ بن ابی زکریا الخزاعی و قبیصہ بن ذویب خزاعی اور حیان بن امیہ اور سلیمان بن حبیب محاربی اور حارث بن عمیرہ زبیدی اور خالد بن معدان اور عبد الرحمن بن غنم اشعری اور جبیر بن نفیر پہر ان کے بعد عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر اور مکحول اور عمر بن عبد العزیز اور رجا بن حیوہ اور عبد الملک بن مروان بہی مفتیون مین گنا جاتا ہے قبل ولایت کے اور حدیر بن کریب پہر ان کے بعد یحیی بن حمزہ قاضی اور ابو عمرو عبد الرحمان بن عمر الاوزاعی اور اسمعیل بن ابی المہاجر اور سلیمان بن موسی اموی اور سعید بن عبد العزیز اور مخلد بن حسین اور ولید بن مسلم اور عباس بن

یزید صاحب اوزاعی اور شعیب بن اسحاق صاحب ابی حنیفہ و ابو اسحاق فزاری صاحب ابن مبارک تھے پھر مفتی مصر یزید بن ابی حبیب اور بکیر بن عبداللہ بن اشج اور بعد انکے عمرو بن حارث اور ابن وہب نے کہا اگر عمرو بن حارث جیتے رہتے تو ہم لوگ امام مالک وغیرہ کی طرف محتاج نہ ہوتے اور انہی مفتیوں میں تھے لیث بن سعد اور عبیداللہ بن ابی جعفر اور انکے بعد اصحاب مالک کے جیسے عبداللہ بن وہب اور عثمان بن کنانہ اور اشہب اور ابن قاسم پھر اصحاب شافعی کے جیسے مزنی اور بویطی اور ابن عبدالحکم اور ان میں معدود ہوئے محمد بن علی بن یوسف اور ابوجعفر طحاوی اور قیروان میں سحنون بن سعید تھے اور انکے بہت مسائل مختار میں اور اندلس میں یحییٰ بن یحییٰ اور عبدالملک بن حبیب اور بقی بن مخلد اور قاسم بن محمد صاحب وثائق کہ اس سے محفوظ ہے فتاوی یسیرہ اور ایسے ہی سلمہ بن عبدالعزیز قاضی اور منذر بن سعید وغیرہم ہیں اور یمن میں مطرف بن مازن قاضی صنعا اور عبدالرزاق بن ہمام اور ہشام بن یوسف اور محمد بن ثور اور سماک بن فضل وغیرہم تھے اور مدینۃ السلام یعنی بغداد میں بڑے مفتی ابو عبید قاسم بن سلام تھے کہ وہ ایک کوہ علم تھے کہ ان میں پھونک دی تھی کہ جلالت اور فضل و ادب میں کمال رکھتے تھے اور انہی میں تھے ابو ثور ابراہیم بن خالد کلبی صاحب شافعی اور بغداد میں امام اہل سنت کے علی الاطلاق احمد بن حنبل تھے کہ بھر دیا انہوں نے زمین کو علم اور حدیث اور سنت سے یہاں تک کہ ائمہ حدیث اور سنت قیامت تک انکے اتباع میں ہیں اور نہایت شدید الکراہت تھے تصنیف کتاب سے اور تجرید حدیث کو دوست رکھتے تھے اور مکروہ جانتے تھے کہ ان کا کلام لکھا جاوے اور اللہ نے انکی حسن نیت اور خلوص عقیدت کو قبول فرمایا کہ قریب تیس اسفار ضخیمہ انکے فتاوی کے لکھے گئے ہم یہ کہ ہماری اس تصریح سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ سب کبار صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کسی مذہب خاص کے مقید نہ تھے نہ کسی شخص خاص کے مقلد اور نہ تھا مذہب انکا مگر اتباع دلیل اور اطاعت کتاب و سنت اور نہیں ظاہر ہوا تعصب مذہبی مگر قرن رابع میں اور بخوبی واضح ہو گیا کہ مسائل اجتہادیہ میں اجماع اور اتفاق ان کا اسطرح پر کہ اہل اجماع سے ہر ایک کو ہر ایک کا قول مختار معلوم ہو جاوے منجملہ محال عادی تھا پس دعوی اجماع جو اکثر مسائل میں متمسک ہے متاخرین کا محض خیال باطل ہے اور تقلید مذہب واحد کی اگر منجملہ ضروریات دین یا من قبیل مستحسنات شرع متین ہوتے تو اللہ تعالی اس نعمت سے قرون سالفہ مشہود بالخیر کو محروم نہ رکھتا بلکہ انکو سب سے اول اس سے مفتخر و ممتاز فرماتا وَذٰلِکَ اٰخِرُ مَا اَرَدْنَا اِیْرَادَہٗ فِیْ ہٰذِہِ الْخَاتِمَۃِ

بَابٌ فِیْ ذِکْرِ الْخَوَارِجِ باب خوارج میں

ترجمہ کہتا ہے خوارج جمع خارجہ کی بمعنی طائفہ کے ہے اور وہ ایک گروہ ہے کہ اہل سنت سے خارج ہو گیا اور خروج کیا انہوں نے خیار مسلمین پر اور بغاوت کی امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چنانچہ رافعی نے شرح کبیر میں حکایت کی ہے کہ انہوں نے خروج کیا حضرت علی پر اور گمان کیا کہ وہ قاتلان عثمان بن عفان کو پہچانتے ہیں اور انپر قدرت رکھتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان سے قصاص نہیں لیتے تو راضی ہیں ان کے قتل سے یا موافقت رکھتے ہیں قاتلوں سے مگر یہ قول رافعی کا اور اہل اخبار کے خلاف ہے کہ صاحبان اخبار اسپر متفق ہیں کہ خوارج دم عثمان کے طالب نہیں ہوئے بلکہ بعض امور پر حضرت

عثمانؓ کے انکار کرتے تھے اور اصل اسکی یہ ہے کہ اہل عراق سے بعض لوگون نے اقارب عثمان کے بعض سیرتون سے نفرت پیدا کی
اور حضرت عثمانؓ سے ناراض ہوئے اور تلاوت و عبادت مین زیادہ مشغول تھے اسلیے انکو قرا کہتے تھے اور قرآن کو غیر مراد معنون
مین تاویل کرتے تھے اور حضرت عثمان اور انکے تابعون کی تکفیر کرتے تھے اور حضرت علیؓ کی امامت کے قائل تھے اور کہڑے ہوئے انکے
لوگون سے حضرت علیؓ سے لڑنے کے لیے طلحہ اور زبیر کہ وہ مکہ سے نکلے اور حضرت علیؓ سے بیعت کر چکے تھے اور حضرت عائشہؓ سے ملاقی
ہوئی کہ وہ بہی اس سال حج کو تشریف لے گئی تہین غرض یہ لوگ متفق ہوئے کہ قاتلان عثمانؓ کو ڈہونڈہیے اور یہ خبر حضرت علیؓ
کو پہونچی اور وہ انکی طرف نکلے اور انکے درمیان واقعہ جمل پیش آیا اور حضرت طلحہؓ معرکہ مین اور حضرت زبیرؓ لوٹتے وقت شام مین
مقتول ہوئے اور معاویہؓ ان دنون امیر شام تھے اور حضرت علیؓ نے انکو لکہا کہ اہل شام سے ہماری بیعت لو انہون نے حیلہ کیا کہ اول
قاتلان حضرت عثمانؓ کو تلاش کرنا چاہیے کہ وہ مظلوم مقتول ہوئے پہر مین بیعت کرونگا حضرت علیؓ نے انکو لکہا کہ تم شامل
سائر ناس کے بیعت مین داخل ہو بعد اسکے ان قاتلین کا مقدمہ ہمارے پاس لاؤ ہم موافق حق کے فیصلہ کرینگے غرض
جب معاویہؓ نے بیعت مین تعلل اور تاخیر کی حضرت علیؓ عراق کیطرف نکلے کہ فوج جمع کرین اہل شام کے لیے اور معاویہؓ نے
اہل شام کو جمع کیا اور دونو صفین مین ملے اور مقاتلہ عظیم ہوا اور ایک ماہ کامل دونون مین جنگ رہی اور قریب ہوا کہ اہل
شام ہار جاوین اسوقت عمرو بن عاصؓ کے مشورہ سے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اہل شام نے قرآن
کو نیزون پر بلند کیا اور آواز کی کہ ہم تمکو کتاب اللہ کی طرف بلاتے ہین اور حضرت علیؓ کے ہمراہیون نے جب یہ امر دیکہا
تو ایک جماعت قراء نے تدیناً ترک قتال کیا اور احتجاج کیا اس آیت سے أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ
يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ الآیة پہر اہل شام نے پیام بہیجا حضرت علیؓ کے پاس کہ ایک حکم ہم مین سے
اور ایک تم مین سے قرار دیا جاوے اور ان دونو کے ساتھ وہ لوگ آوین جو مباشر قتال نہین ہوئے اور حضرت علیؓ نے
اسکو قبول کیا بخلاف جماعت قراء کے کہ وہ اس سے منکر ہوئے اور حضرت علیؓ نے کتاب صلح مین لکہا هَذَا مَا قَاضَى
عَلَيْهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ مُعَاوِيَةَ اور اہل شام نے اسکو نہ مانا اور کہا کہ حضرت کو امیر المومنین نہ لکہو بلکہ فقط اُن کا اور
انکے باپ کا نام لکہو حضرت علیؓ نے اسکو بہی قبول کیا اور خوارج اس سے بہی ناراض ہوئے غرض حضرت علیؓ اور معاویہؓ
کے درمیان یون صلح ٹہیری کہ اس سال دونون لشکر لوٹ جاوین اور بعد ایک مدت معین کے دونو حکم عراق اور شام کے
بیچ مین جمع ہون اور جو فیصلہ کرین اسپر عمل ہو اور اسکے بعد معاویہؓ شام کو اور حضرت علی کوفہ کو لوٹ گئے اور خوارج جدا
ہو گئے قریب آٹھ ہزار آدمی کے اور حرورا کہ ایک مقام کا نام ہے وہان اترے اسی لیے خوارج کو حروریہ بہی کہتے ہین
اور بڑا سردار انکا عبد اللہ بن الکوا تہا بفتح کاف و تشدید واو اور حضرت علیؓ نے ابن عباس کو ان کے فہمایش کے
لیے بہیجا اور انکے مناظرے سے بہت سے لوگ پہر آئے اور عبد اللہ کوا اور شبث کہ انکا دوسرا سردار تہا وہ بہی رجوع
کیے پہر حضرت علیؓ انکے پاس آئے اور انہون نے اطاعت حضرت علیؓ کی قبول کی اور انکے ساتھ کوفہ مین داخل ہوئے

اور یہ بیان مشہور کیا کہ حضرت علیؓ نے حکومت سے توبہ کی جب یہ خبر آپکو پہونچی اُنہون نے خطبہ پڑہا اور اسکا انکار کیا اُسوقت
یہ جنبیت لوگ ہر طرف سے مسجد کے دوڑے اور کہنے لگے لاحکم الا للہ حضرت علی نے فرمایا کلمہ انکا حق ہے اور مراد انکی باطل ہے
اور ان لوگون سے کہا کہ ہم تمہارے ساتھ تین امر کرتے ہین ایک یہ کہ تم کو مساجد سے روکتے نہین دوسرے یہ کہ مال غنیمت سے
تمہین محروم نہین کرتے تیسرے یہ کہ ابتدا القتال نہ کرین گے ہم تم سے جبتک کہ تم کچہ فساد نہ نکالو غرض وہ لوگ تھوڑے
تہوڑے نکلتے گئے یہانتک کہ جمع ہوئے مدائن مین پہر حضرت علیؓ نے انکیطرف کسی کو بہیجا اور ان لوگون نے اطاعت
سے مونہہ موڑا اور کہا ہم تمہاری طاعت نکرین گے جبتک کہ تم اپنے کفر کا اقرار نہ کرو بسبب تحکیم کے جو معاویہؓ کے اور
تمہارے درمیان مین ہوئی اور توبہ نکرو اس سے پہر دوبارہ حضرت علیؓ نے ان کیطرف ایک شخص بہیجا اور انہون نے ارادہ
کیا کہ اسے ایلچی کو قتل کرین پہر متفق ہوئے وہ اس عقیدہ پر کہ جو انکے اعتقاد کے خلاف ہو وہ کافر ہے کہ
خون اور مال اسکا حلال ہے اور جو ان کو ملا مسلمانون سے اسے مار ڈالا اور عبد اللہ بن خباب کا اُنپر گذر ہوا اور وہ عامل
تہے حضرت علیؓ کے بعض بلاد پر اور انکے ساتہہ ایک لونڈی حاملہ تہی سو انکو قتل کرڈالا اور اس لونڈی کا پیٹ چاک کر
دیا پس حضرت علیؓ انکی طرف ایک لشکر لیکر نکلے جو اہل شام کے مقابلہ کو طیار کیا تہا اور انکو قتل کیا نہروان مین کہ
ان مین سے نہ بچے مگر دس سے کم لوگ اور مسلمانون مین سے قریب دس کے شہید ہوئے یہ انکا خلاصہ حال ہے پہر جو لوگ انکے
عقیدہ کے تہے خلافت علیؓ مین پوشیدہ رہے اور عبد الرحمن بن ملجم جس نے حضرت علیؓ کو قتل کیا وہ بہی انہی مین تہا
اور شہادت آپکی نماز صبح کے بعد ہوئی پہر حضرت حسنؓ اور معاویہؓ مین صلح ہوئی اُسوقت بہی ایک فرقہ انکا ظاہر ہوا اور
لشکر شام نے انکو نخیلہ مین کہ ایک مقام ہے بہونچا دیا غرض اسیطرح ظہور انکا خلافت مروان مین عراق مین
بمعیت نافع بن ازرق اور یمامہ مین بہمراہی نجدہ بن عامر ہوا اور نجدہ نے انکے عقائد باطلہ پر یہ عقیدہ فاسدہ بہی
بڑہایا کہ جو محاربہ مسلمین کے لیے نہ نکلے وہ بہی کافر ہے پہر انہون نے اپنے عقاید مین بہت توسع کیا چنانچہ رجم محصن
کا انکار کیا اور سارق کا ہاتہہ بغل سے کاٹنے لگے اور حائض پر حالت حیض مین نماز کی فرضیت کے قائل ہوئے
اور تکفیر کی اسکی باوجود قدرت کی امر معروف اور نہی عن المنکر نہ کرے اور اگر قدرت نہ رکہتا ہو تو وہ مرتکب کبیرہ ہے
اور لطف یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ بہی انکے نزدیک کافر ہے اور اہل ذمہ کے اموال سے ہاتہہ روکتے ہین اور بالکل تعرض نہین
کرتے اور قتل کرتے ہین انکو جو منسوب ہون اسلام کی طرف اور سبی النفس اور نہب اموال انکا جائز جانتے ہین چنانچہ ایک
فرقہ ان مین ایسا ہے کہ بغیر دعوت کے مسلمانون کے قتل کو روا رکہتا ہے اور ایک دعوت کے بعد اور ہمیشہ انکی بلا اور آفت
مسلمانون کو پہونچتی رہی یہانتک کہ مہلب بن ابی صفرہ امیر ہوا اور اس نے قتال عظیم انکے ساتہہ کیا اور ظفریاب
ہوا انکے احوال و اخبار مین ابو مخنف اور ہیثم بن عدی نے تالیفین کی ہین اور محمد بن قدامہ جوہری جو شیوخ
بخاری سے ہین انہون نے بہی ایک مصنف کبیر اس مین لکہا ہے اور ابو العباس مبرد نے بہی ان کا حال اپنے

کتاب کامل میں تحریر کیا ہے لیکن بغیر سند کے بخلاف مذکورین سابقین کے اور قاضی ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ خوارج دو قسم ہیں ایک کا عقیدہ ہے کہ عثمان اور علی اور اصحاب جمل و صفین اور جو لوگ تحکیم پر راضی ہوئے سب کافر ہیں نعوذ باللہ منہا دوسرا عقیدہ رکھتا ہے کہ مرتکب کبیرہ کافر ہے مخلد فی النار تا ابد اور اور محققین نے کہا ہے کہ صنف اول بھی صنف ثانی کی ایک فرع ہیں اسلیے کہ وہ جو ان حضرات کی تکفیر کرتے ہیں گناہ ہی کی جہت سے اور ابن حزم نے کہا ہے کہ نجدہ بن عامر خارجی کا مذہب یہ ہو کہ جو مرتکب صغیرہ ہے وہ نار کے سوا اور عذاب پاویگا اور جس نے صغیرہ سے تجاوز کیا وہ مثل مرتکب کبائر کے ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور ان میں سے ایک فرقہ غلاۃ خوارج ہیں کہ وہ صلوۃ و حج کے منکر ہیں اور قائل ہیں کہ صرف دو نمازیں ایک غداۃ اور دوسری عشی میں فرض ہیں اور ایک فرقہ پوتی سے نکاح جائز کہتا ہے اور اسی طرح بھتیجی اور بھانجی سے اور ایک فرقہ قائل ہے کہ سورۂ یوسف قرآن سے خارج ہے اور قائل ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا اللہ کے نزدیک مومن ہو اگرچہ دل میں عقیدہ کفر رکھتا ہو اور ابو منصور بغدادی نے مقالات میں کہا ہے کہ خوارج کے بیس فرقے ہیں ابن حزم نے کہا بدترین ان میں غلاۃ مذکورین ہیں اور اقرب الی الحق ان میں اباضیہ ہیں کہ ان میں سے ایک گروہ مغرب میں باقی ہے اور غزالی نے وسیط میں تبعاً لغیرہ کہا ہے کہ خوارج کے دو حکم ہیں ایک یہ کہ انکا حال مثل مرتدین کے ہے دوسرے یہ کہ وہ مثل بغاۃ ہیں اور رافعی نے اول کو ترجیح دی ہے اور یہ حال جمیع خوارج کا نہیں ہے اسلیے کہ وہ دو قسم ہیں اول جنکا ذکر ہوا ثانی وہ کہ طالب ہوں ملک و سلطنت کی اور دعوت کرتے ہوں اپنے معتقد کی اور وہ بھی دو قسم ہیں ایک اہل حق ہیں کہ غضبا للدین جور ولاۃ سے بیزار ہو کر طالب ہیں سنن نبویہ کے اور چاہتے ہیں کہ حکام انکے متبع سنت اور مجتنب از بدعت ہوں اور انہی میں ہیں قراء عرب جنہوں نے حجاج پر خروج کیا اور اہل مدینہ کہ جو مقابل ہوئے اسکے اور ایک قسم انکی وہ ہے کہ طالب ہیں ملک کو عام ہے کہ تمسک کیا انہوں نے کسی شبہ کو یا نہیں اور وہ بغاۃ ہیں کہ حکم انکا وہی ہے جو حکم بغاۃ کا ہے کذا فی فتح الباری عن

عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ وَذَكَرَ الْخَوَارِجَ فَقَالَ فِيهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ أَوْ مُودَنُ الْيَدِ أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ وَلَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

عبیدہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ذکر کیا خوارج کا اور فرمایا کہ ان میں ایک آدمی ہے کہ جسکے ہاتھ میں نقصان ہے اور اگر تم بہت نہ پھول جاؤ اس ثواب کو سنکر جو ان کے قاتلین کو ملنے والا ہے تو میں تم سے بیان کروں جسکا وعدہ کیا ہے اللہ تعالے نے ان لوگوں سے جو قتل کرتے ہیں انکو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی عبیدہ نے کہا میں نے پوچھا حضرت علی سے کہ آپ نے خود سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے فرمایا کہ ہاں قسم ہے رب کعبہ کی تین بار قسم کھائی **ف** راوی کو شک ہے کہ مخدج الید فرمایا یا مودن الید یا مثدن الید اور مخدج بخاء معجمہ اور فتح دال مہملہ

اور آخر مین اسکے جیم ہے شی ناقص ہے یعنے ہاتھہ مین اسکے کچہ نقصان ہی جیسا کہ ضمن ترجمہ مین گذرا اور مُوْدُنٌ مُکْرَمٌ کے وزن پر ہے یا مضروب کے وزن پر کہ بعد دال کے ایک واو بہی ہو اسکے معنے بہی ناقص اور صغیر کے ہین اور مثدن بفتح دال مشددہ مہملہ د ثار شلئہ چہوٹا اور کمنا یہو اگٹہا ہوا اور بعضون نے کہا اسکی اصل مثند ہے معنے اسکی سرپستان ہین ثندی سو یعنے ماخوذ ہے وہ ثندوی الثدی سو مراد یہ ہے کہ ایک ہاتہ اسکا ایسا تہا جیسے عورت کے سرپستان کذا فی الدر النثیر اور یہ خطاب حضرت علیؓ نے اپنے رفیقون سو کیا جو خوارج کے قتل پر آمادہ تہے اور فرمایا کہ انکے قاتلین کا اجر ایسا ہی کہ تم سنو تو ایسا نہ ہو کہ تمکو عجب آجاوے اور تین بار قسم کہائی کہ انکو شک نہ رہے چنانچہ بخاری مین مذکور ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جب مین بیان کرون تم سے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو قسم ہے اللہ کی کہ مجہکو آسمان سے گر پڑنا اچہا معلوم ہوتا ہے اس سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جہوٹ باندہون اور جب مین بیان کرون تم سے اور باتین آپس کی تو الحرب خدعة ہے اور اس مین خطاب کیا آپنے خوارج سے **عن** عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّاسِ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَمَنْ لَقِيَهُمْ فَلْيَقْتُلْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ عِنْدَ اللهِ لِمَنْ قَتَلَهُمْ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلینگے کچہ لوگ آخر زمانہ مین یعنے خلافت راشدہ کے کہ نوسن ہونگے ناقص عقلون والے کہینگے سب لوگون سے زیادہ اچہی بات پڑہینگے قرآن کہ نہ اُتریگا انکے گلون سے نکل جاوینگے اسلام سے جیسے نکلجاتا ہے تیر شکار سے جو ملے اسنے چاہیے کہ قتل کرے انکو کہ ان کے قتل مین ثواب ہے اللہ کے نزدیک انکے قاتلون کو **ف** قولہ آخر زمانہ مین مراد اس سے خلافت راشدہ کا زمانہ آخر ہے کہ ظہور انکا اور قتل نہروان مین ۳۸ سنہ ہجریہ مین ہوا خلافت مین حضرت علیؓ کے اور اٹہائیس برس خلافت راشدہ کو گذرے تہے اور دو برس باقی تہے کہ پوری مدت خلافت کی تیس برس ہے قولہ نوسن معلوم ہوا کہ وہ لوگ جوان چہوکرے تہے کہ نقصان سن انکا مقتضی تہا نقصان عقل کا کہینگے اچہی بات یعنی ظاہر مین انکی باتین موافق شرع معلوم ہونگی مگر حقیقت مین خلاف ہونگی جیسے ان الحکم الا للہ قولہ جیسے تیر شکار سے یعنے جیسے قوی آدمی تیر مارے اور شکار سے نہایت شدت اور سرعت سے پار ہوجاوے کہ ہرگز اس مین خون نہ بہرے ایسا ہی وہ اسلام مین آکر باہر نکلجاوینگے اور اگرچہ ان حدیثون کو محدثین نے خوارج کے حق مین کہا ہے مگر باعتبار عموم لفظ کے تمام اہل بدعت کا یہی حال ہے کہ وہ اسلام ظاہر کرکے اسکی منافع سے بسبب بدعات محروم رہتے ہین اور کوئی عبادت انکی احداث فی الدین کے سبب سے مقبول نہین ہوتی **عن** اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ فِي الْحَرُوْرِيَّةِ شَيْئًا فَقَالَ سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ قَوْمًا يَتَعَبَّدُوْنَ يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهُ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصَوْمَهُ مَعَ صَوْمِهِمْ يَمْرُقُوْنَ

مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ اَخَذَ سَهْمَهُ فَنَظَرَ فِي نَصْلِهِ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا فَنَظَرَ فِي رِصَافِهِ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا فَنَظَرَ فِي قِدْحِهِ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا فَنَظَرَ فِي الْقُذَذِ فَتَمَارَى هَلْ يَرَى شَيْئًا اَمْ لَا ابی سلمہ نے کہا مین نے ابی سعیدؓ سے کہا تمنے کچہ سُنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ذکر کرتے ہون حروریہ کا کچہ سو انہون نے کہا کہ سنا مین نے انکو کہ ذکر کرتے تہے ایک قوم کا کہ وہ عابد ہون گے یعنے اظہار عبادت کرین گے حقیر جانے گا ایک تم مین کا اپنی نماز کو انکی نماز کے آگے اور اپنے روزے کو انکے روزے کے آگے نکل جاوینگے دین حق سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے کہ شکاری پہر تیر کو لیکر اسکی بہال دیکہتا ہے تو کچہ نظر نہین آتا یعنے اثر خون وغیرہ کا پہر دیکہتا ہے رصاف اسکی تو کچہ نظر نہین آتا پہر دیکہتا ہے قدح اُسکا تو کچہ نظر نہین آتا پہر دیکہتا ہے قذذ اسکی تو شک کرتا ہے کہ کچہ اثر دیکہا اس نے یا نہین **ف** قولہ عابد ہون گے اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اور ریاضت ظاہری اُنکی بہ نسبت اور لوگون کے زیادہ ہوگی مگر بدعت کی شامت سے قبول نہ ہوگی معلوم ہوا کہ عبادات اہل بدع کے نامقبول ہین قولہ جیسے تیر شکار سے یہ مثال آپ نے فرمائی ان کے عدم انتفاع کی اسلام سے کہ جیسے تیر مین شکار کا کچہ اثر نہین ویسے ہی دین اسلام کا انکو کچہ نفع نہین قولہ رصاف اسکی رصاف بکسر را مہملہ جمع رصفہ کی اور رصفہ اس پٹہے کو کہتے ہین جو مدخل نصل پر بندہا ہوتا ہے تیر مین قولہ قدح اسکا قدح بالکسر تیر کی لکڑی کو کہتے ہین کہ جسپر ابہی پر اور بہال نہ لگایا ہو اور قذذ بضم قاف وبفتح ذال معجمہ جمع ہے قذہ کی جو بالضم ہے اور وہ پر ہے تیر کا

عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَعْدِي مِنْ اُمَّتِي اَوْ سَيَكُوْنُ بَعْدِي مِنْ اُمَّتِي قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَلَاقِيْمَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّامِتِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَافِعِ بْنِ عَمْرٍو اَخِي الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ فَقَالَ وَاَنَا اَيْضًا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابی ذرؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے بعد میری اُمت سے ایک لوگ ہون گے جو پڑہینگے قرآن اور نہ اترے گا انکے حلقون سے یعنے دل مین اثر کا تو کیا ذکر ہے نکل جاوینگے دین سے جیسا کہ نکل جاتا ہے تیر اس شکار سے جسکو تیر مارا ہو پہر لوٹ کر نہ آوینگے وہ دین کیطرف وہ بدترین آدمیون اور جانورون کے ہین کہا عبداللہ بن صامت نے کہ ذکر کیا مینے اسکو رافع بن عمرو غفاری سے تو انہون نے کہا مین نے بہی سُنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اہل بدعت جانورون سے بہی بدتر ہین آدمی کا کیا ذکر اسلیے کہ خوارج بہی ایک فرقہ اہل بدعت کا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقْرَاَنَّ الْقُرْاٰنَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِي يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ابن عباسؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑہین گے بہت لوگ میری امت سے قرآن نکل جاوین گے اسلام سے جیسا تیر نکل جاتا ہے شکار سے **ف** اس حدیث سے استدلال کیا ہے ان لوگون نے جنہون نے اہل بدعت کی تکفیر مین توقف کیا ہے اسلیے کہ حضرتؐ نے انکو اپنی امت مین فرمایا

معلوم ہوا کہ وہ امت سے خارج نہیں ہیں اگرچہ فاسق و بدکار ہوں اور اکثر سلف کا یہی مذہب ہے چنانچہ خطابی نے کہا کہ اجماع ہے علمار مسلمین کا اس پر کہ خوارج باوجود گمراہی کے مسلمانوں کے فرقوں میں سے ہیں اور جائز ہے نکاح کرنا ان سے اور کہانا ان کے ذبائح کا اور قبول کرنا انکی گواہی کا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آیا وہ کافر ہیں انہوں نے فرمایا کہ کفر سے بھاگے ہیں وہ یعنی کافر نہیں پہر کہا کیا منافق ہیں فرمایا منافق نہیں یاد کرتے ہیں اللہ کو مگر تہوڑا اور خوارج یاد کرتے ہیں اللہ کو صبح و شام پہر کہا کون ہیں فرمایا ایک قوم ہیں کہ پہونچا انکو فتنہ پس اندہے اور بہرے ہوگئے انتہی کذا فی ترجمۃ المشکوۃ **عن** جابرِ بنِ عبدِ اللہِ قال کانَ رسولُ اللہِ صلی اللہُ علیہِ وسلَّمَ بالجِعْرانۃِ وھو یقسِمُ التِّبرَ والغنائمَ وھو فی حِجرِ بلالٍ فقالَ رجلٌ اعدِلْ یا محمدُ فانَّکَ لم تعدِلْ فقالَ ویلَکَ ومن یعدِلُ بعدی اِذا لم اعدِلْ فقالَ عمرُ دعْنی یا رسولَ اللہِ حتّی اضرِبَ عنقَ ھذا المنافقِ فقالَ رسولُ اللہِ صلی اللہُ علیہِ وسلَّمَ انَّ ھذا فی اصحابٍ او اُصَیحابٍ لہٗ یقرؤنَ القرآنَ لا یجاوزُ تراقیَھم یمرقونَ من الدّینِ کما یمرقُ السّھمُ من الرَّمیّۃِ جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں سونا اور غنیمت کا مال بانٹ رہے تہے اور بلال کی گود میں تہا کہ ایک شخص نے کہا عدل کرو اے محمدؐ کہ تمنے عدل نہیں کیا آپؐ نے فرمایا خرابی ہو تیری پہر کون عدل کرے گا میرے بعد اگر میں نے ہی عدل نہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اجازت دیجیے مجہے اے رسول اللہ کے کہ میں اس منافق کی گردن ماروں آپؐ نے فرمایا اسکے اور بہی اصحاب ہیں کہ وہ قرآن پڑہیں گے اور نہ اتریگا قرآن انکی ہنسلی سے نکل جاوینگے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے **ف** جعرانہ بتخفیف و تثقیل ایک مقام کا نام ہے مکہ سے آٹہ نو میل پر جہاں آپؐ نے غنائم حنین تقسیم کیے ہیں اور اس مردود شخص کا نام جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخی کی ذوالخویصرہ تہا اور دوبارہ اس نے یہ گستاخی کی ہے چنانچہ جمع روایات سے بخوبی واضح ہوتا ہے اور حضرتؐ نے اسکے قتل سے احتراز کیا کہ لوگوں کو نفرت اسلام سے نہ ہو جاوے یا کفار معترض ہوں کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں اور جب اسلام قوی اور راسخ ہو گیا تو فقہا کو انکے قتل میں دو قول ہیں **عن** ابنِ ابی اوفٰی قال قال رسولُ اللہِ صلی اللہُ علیہِ وسلَّمَ الخوارجُ کلابُ النّارِ ابن رضی اللہ عنہ ابی اوفی سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خوارج کتے ہیں دوزخ کے **عن** ابنِ عمرَ انَّ رسولَ اللہِ صلی اللہُ علیہِ وسلَّمَ قال ینشؤ نشؤٌ یقرؤنَ القرآنَ لا یجاوزُ تراقیَھم کلّما خرجَ قرنٌ قُطِعَ قال ابنُ عمرَ سمعتُ رسولَ اللہِ صلی اللہُ علیہِ وسلَّمَ یقولُ کلّما خرجَ قرنٌ قُطِعَ اکثرَ من عشرینَ مرّۃً حتّی یخرجَ فی اعراضِھمُ الدّجّالُ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت نئی پیدا ہوگی کہ وہ لوگ قرآن پڑہیں گے کہ نہ اتریگا انکی حنجر گردن سے جب نکلیگا انکا ایک فرقہ کاٹ ڈالا جاوے گا کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بیس بار سے زیادہ فرماتے تہے کہ جب نکلیگا انکا ایک فرقہ کاٹ ڈالا جاویگا یہاں تک کہ نکلیگا انہی کی گروہ سے دجال **ف** اس سے

معلوم ہوا کہ سلسلہ اہل بدعت کا دجال تک منتہی ہوگا **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم یخرج قوم فی اٰخر الزمان او فی ھذہ الامۃ یقرءون القراٰن لا یجاوز تراقیھم او حلوقھم سیماھم
التحلیق اذا رایتموھم او اذا لقیتموھم فاقتلوھم انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا نکلیگی ایک قوم آخر زمانہ مین یا فرمایا اس امت مین کہ پڑھینگے قرآن نہ تجاوز کریگا انکے گلون سے یا فرمایا انکے حلقوں
سے نشانی انکی سر منڈانا ہے جب تم انکو دیکھو یا فرمایا ملاقات کرو تو انکو قتل کرو **ف** معلوم ہوا کہ نشان انکا سر منڈانا ہے
اور استدلال کیا ہے اس سے بعض لوگون نے حلق کی کراہت پر **عن** ابی امامۃ یقول شر قتلی قتلوا تحت
ادیم السماء وخیر قتلی من قتلوا کلاب اھل النار قد کان ھؤلاء مسلمین فصاروا کفارا قلت
یا ابا امامۃ ھذا شیء تقولہ قال بل سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی امامہ کہتے تھے بدتر مقتول
آسمان کے چمڑے کے نیچے یہ لوگ ہین یعنے خوارج اور بہتر مقتول وہ ہین جنکو دوزخ کے کتون نے قتل کیا یعنے خوارج نے
اور یہ لوگ مسلمان تھے پہر کافر ہوگئے سو پوچھا مینے ان سے کہ اے ابوامامہ یہ بات تم از خود کہتے ہو انہون نے کہا نہین
مینے سنا ہے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **باب** فیما انکرت الجھمیۃ باب جہمیہ کے رد مین **ترجمہ**
کہتا ہے جہمیہ ایک فرقہ ہے مبتدعین سے کہ نفی کرتا ہے صفات کمال کی اللہ تبارک وتعالی سے اور منسوب ہے تعطیل کی
طرف اور ثابت ہوا ہے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالے علیہ سے کہ انہون نے فرمایا کہ جہم جو انکا رئیس الطائفہ ہے اس نے مبالغہ کیا
نفی تشبیہ مین یہانتک کہ کہا اللہ تعالی لیس بشیء ہے اور کرمانی نے تصریح کی ہے کہ جہمیہ ایک فرقہ مبتدعہ ہے کہ منسوب ہے جہم
بن صفوان کی طرف جو انکا مقدم طائفہ ہے اور وہ قائل تھے کہ بندہ کو قدرت مطلق نہین اور وہی لوگ جبریہ ہین اور جہم مقتول
ہوا ہشام بن عبدالملک کے زمانہ مین انتہی مگر جہمیہ پر جو طعن متوجہ ہوا ہے تو خاصہ جبر کی نظر سے نہین بلکہ باطباق سلف
وہ منسوب ہے ساتھہ انکار صفات کے یہانتک کہ جہمیون نے کہا ہے کہ قرآن کلام الٰہی نہین بلکہ وہ مخلوق ہے اور استاذ
ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر تمیمی بغدادی نے کتاب الفرق بین الفرق مین لکھا ہے کہ رؤس مبتدعہ چار ہین یہانتک کہ
کہا انہون نے کہ جہمیہ اتباع ہین جہم بن صفوان کے کہ قائل ہین وہ اجبار اور اضطرار الی الاعمال کے اور قائل ہین کہ فاعل کوئی
نہین سوا اللہ سبحانہ وتعالی کے اور نسبت فعل کی بندی کیطرف مجازا ہے بغیر اسکے کہ وہ فاعل ہو یا مستطیع لشیء اور عقیدہ
انکا ہے کہ علم اللہ کا حادث ہے اور موصوف نہین اللہ شے ہونیکے ساتھہ اور اسیطرح موصوف نہین علم وحیوۃ وارادہ اور
مشیت کے ساتھہ یہانتک کہ جہم نے کہا مین توصیف نہین کرتا اللہ کی کسی ایسی صفت سے جسکا اطلاق غیر پر جائز ہو اور کہا
اس نے کہ توصیف کرتا ہون مین کہ وہ خالق ہے اور محیی وممیت وموحد بفتح مہملہ ثقیلہ اسلیے کہ یہ اوصاف اسکے ساتھہ خاص
ہین اور زعم کیا اس نے کہ کلام اللہ حادث ہے اور اللہ کو متکلم نہین ٹھیرایا اور کہا ہے استاذ نے کہ جہم حمل سلاح کرکے
مرتکب جدال وقتال رہتا تھا اور نکلا اسکی ساتھہ حارث بن سریج اور سریج بجیم معجمہ مصغر ہے یہانتک کہ آل کار جہم کا

یہ ہوا کہ قتل کیا اسکو سلم بن احوز نے اور بخاری نے کتاب خلق افعال العباد مین نقل کیا ہے کہ جعد بن درہم جو استاذ جہم تہا وہ
کہتا تہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے خلیل نہین ٹہیرایا اور موسی علیہ السلام سے بات نہین کی اور وہ خلافت مین ہشام بن عبدالملک
کے تہا اور خالد قسری جو امیر عراق تہا اس نے خطبہ پڑہا کہ مین قربانی کرنیوالا ہون جعد کی اور بعد اسکے منبر سے اترا عید کے
دن اور اسکو ذبح کیا اور کرمانی کا ذہن جعد سے جہم کی طرف منتقل ہو گیا اسلیے کہ قتل جہم اسکے بعد ہوا اور بخاری نے نقل
کیا محمد بن مقاتل سے کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا مین جہم کی بات کا قائل نہین اسلیے کہ قول اسکا کبہی مشرکون کے برابر ہو جاتا
ہے اور کہا ابن مبارک نے کہ ہم نقل کرتے ہین کلام یہود و نصاری کا مگر قول جہم کا کہ اسکی نقل سے ڈر لگ جاتا ہے اور
عبداللہ بن شوذب نے کہا کہ جہم نے چالیس روز تک نماز نہین پڑہی اور شک مین پڑا رہا مترجم کہتا ہے کہ شاید خیال
ہو گیا ہو گا اپنی انوثیت اور حیض کا اور ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین خلف بن سلیمان بلخی کے طریق سے
نقل کیا ہے کہ جہم اہل کوفہ سے تہا نہایت فصیح و بلیغ اور علم مین رسوخ نہ رکہتا تہا سو ملا ایک قوم زنادقہ سے اور انہون
نے کہا کہ تم اپنے رب کا وصف کرو جسکی عبادت کرتے ہو سو وہ ایک مدت گہر مین رہا پہر نکلا اور کہا کہ معبود میرا یہی ہوا ہے
جو ہر چیز کے ساتہہ ہے اور ابن خزیمہ نے توحید مین اخراج کیا ہے اور انہی کے طریق سے بیہقی نے اسما مین کہا کہ سنا
مینے ابو قدامہ سے کہتے تہے سنا مین نے ابو معاذ سے کہتے تہے جہم معبر ترمذ پر تہا اور کوفی الاصل تہا اور ایک مرد فصیح تہا
بے علم کہ اسکو صحبت بہی علما کی نہ تہی اور سے لوگون نے کہا کہ وصف کر اپنے معبود کا سو گہر مین گیا اور ایک مدت کے بعد
نکلا اور کہا کہ معبود میرا یہ ہوا ہے کہ ہر چیز کے ساتہہ اور ہر چیز مین ہے اور کوئی چیز اس سے خالی نہین اور بخاری نے
عبدالعزیز بن ابی سلمہ سے نقل کیا ہے کہ انہون نے کہا کلام جہم کا صفت ہے ملا سمنے اور بنا ہے بغیر اساس اور کبہی وہ زمرہ
علما مین معدود نہین ہوا اور اس سے لوگون نے مسئلہ پوچہا کہ جسنے ایک عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول طلاق دیا اس
نے کہا عورت اسکی عدت بیٹہے غرض معلوم ہوا کہ بڑی گل خیر وہتی یہ بخاری نے بہت سے آثار سلف کے اسکی تکفیر مین
بیان کیے اور طبری نے اپنی تاریخ مین سن ستائیس کے حوادث مین ذکر کیا ہے کہ حارث بن سریج نکلا نصر بن سیار
عامل خراسان کی طرف اور حارث کتاب و سنت کی طرف بلاتا تہا اور جہم اسکا کاتب تہا اور بعد مقاتلہ عظیم کے دونون مین
گفتگو سے صلح ہوئی مگر نصر نے صلح قبول نکی اور رہا تک لڑا کہ سن اٹہائیس مین خلافت مروان حمار کی حارث کو قتل کیا
سو بعض لوگ کہتے ہین کہ جہم اسی معرکہ مین قتل ہوا اور بعضون نے کہا وہ مقید ہوا اور نصر بن سیار نے سلم بن احوز
کو حکم دیا اسکے قتل کا اور جہم نے امان مانگی تو سلم نے کہا کہ اگر تو میرے پیٹ مین ہوتا تو مین اپنا پیٹ چاک کر ڈالتا کہ
تجہے قتل کرون پہر قتل کیا اسکو اور نکالا ابن ابی حاتم نے محمد بن صالح کے طریق سے جو مولی ہے بنی ہاشم کا کہ سلم نے جب جہم
کو پکڑا اس سے کہا کہ مین تجہے اس نظر سے قتل نہین کرتا کہ تو مجہہ سے لڑا ہے اسلیے کہ تو میری نظرون مین اس لائق نہین
مگر مینے سنا ہے کہ تو ایسی باتین کرتا ہے کہ مینے اللہ تعالی سے عہد کیا تہا کہ جب تجہہ پر قدرت پاؤنگا تجہے قتل کرونگا

پہر اسے قتل کیا اور نکالا انہی نے معتمر بن سلیمان سے بروایت علاء طفاوی کے کہ پہونچا انکو کہ سلم بن احوز خراسان کی فوج پر حاکم تہا اور اسکو خبر لگی کہ جہم بن صفوان انکار کرتا ہے کہ موسی علیہ السلام سے اللہ سبحانہ وتعالی نے کلام کیا ہو پہر اسے قتل کیا اور انہی نے بکیر بن معروف کے طریق سے نکالا کہ کہا بکیر نے دیکہا مینے کہ جب سلم بن احوز نے گردن ماری جہم کی تو جہم کا مونہہ کالا ہو گیا اور ابو القاسم لالکائی نے کتاب السنۃ مین کہا کہ قتل جہم کا سن ایکسو تیئیس ۱۳۲ھ مین ہوا اور معتمد وہی ہے جو طبری نے ذکر کیا کہ قتل اسکا سن اٹہائیس مین ہوا اگر کرمانی نے جو کہا ہے کہ قتل جہم کا خلافت ہشام بن عبد الملک مین ہوا یہ بالکل وہم ہے لیئے کہ خروج حارث بن سریج کا کہ جہم اسکا کاتب تہا اسکے بعد ہوا اور ابن حزم نے کتاب ملل اور نحل مین کہا ہے کہ فرق مقرین بالاسلام پانچ ہین اول اہلسنت دوم معتزلہ اور انہی مین ہین قدریہ سیوم مرجیہ اور انہی مین ہین جہمیہ اور کرامیہ چہارم رافضہ اور انہی مین ہین شیعہ پنجم خوارج اور انہی مین ہین ازارقہ اور اباضیہ پہر انسے بہت سے فرقے نکلے سو اکثر افتراق اہلسنت کا فروع مین ہے رہا اعتقاد اس مین اختلاف بہت قلیل ہے باقی رہی اور لوگ سو ان مین اور اہل سنت مین خلاف قریب بہی ہے اور بعید بہی غرض اقرب فرق مرجیہ ہے وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ ایمان تصدیق قلب و لسان ہے فقط اور عبادت ایمان مین داخل نہین اور ابعد انکے جہمیہ ہین جو قائل ہین کہ ایمان فقط عقد قلبی ہے اگرچہ زبان سے اظہار کفر و تثلیث کرے یا عبادت وثن کرے بغیر تقیہ اور ضرورت کے اور اسیطرح کرامیہ کہ قائل ہین کہ ایمان قول باللسان ہے فقط اگرچہ دل سے اعتقاد کفر رکہے اسیطرح کلام کیا انہون نے سائر فرق مین پہر کہا کہ مرجیہ عمدہ کلام ان کا ایمان و کفر مین ہے سو جس نے کہا کہ ایمان مین عبادت داخل ہے اور ایمان مین زیادت و نقصان ہوتا ہے اور مومن کسی گناہ سے کافر نہین ہوتا اور کبہی مخلد فی النار نہ ہوگا وہ مرجی نہین ہے اگرچہ باقی مقالات مین انکا موافق ہو اور معتزلہ کا عمدہ کلام وعد و وعید و قدر مین ہے سو جو قائل ہوا کہ قرآن مخلوق نہین اور اثبات کیا اس نے قدر کا اور رویت الہی کا قیامت مین اور ثابت کیا صفات الہی کو جو وارد ہین کتاب و سنت مین اور قائل ہوا کہ صاحب کبیرہ ایمان سے خارج نہین سو وہ معتزلے نہین اگرچہ سائر اقوال مین انکے موافق ہو بعد اسکے کہا کہ صفات الہی مین یہ پانچون فرقے مختلف ہین کوئی انکا نافی ہے کوئی مثبت اور سردار نفاۃ کے معتزلہ اور جہمیہ ہین کہ مبالغہ کیا انہون نے انکار صفات مین یہانتک کہ پہونچ گئے تعطیل تک اور سردار مثبتین کا مقاتل بن سلیمان اور اسکے اتباع ہین روافض اور کرامیہ کہ انہون نے مبالغہ کیا اثبات مین یہانتک کہ تشبیہ دی اللہ تعالی کو اسکے مخلوق سے تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ اَقْوَالِهِمْ عُلُوًّا كَبِيْرًا اور تہا حق ان فرق کا دیکہیے کہ جہمیہ قائل ہین کہ بندیکو مطلق قدرت نہین اور قدریہ قائل ہین کہ وہ خود اپنے فعل کا خالق ہے اور بخاری نے خلق افعال عباد مین ایک تصنیف جداگانہ کی ہے کذا فی فتح الباری غرض بیہقی اور ایک جماعت نے ائمہ سنت کے جمیع اسماء و صفات الہیہ کو جو کتاب و سنت صحیحہ مین وارد ہوئے ہین دو قسم کیا ہے ایک صفات ذات کہ مستحق ہے وہ تعالی انکا لم یزل و لا یزال مین دوسرے صفات فعل کہ مستحق ہے وہ انکا لم یزل مین دون الازل اور کہا ہے کہ جائز نہین وصف اسکا

مگر اسی ہی کو دال ہو اسپر کتاب اور سنت صحیحہ ثابتہ یا اجماع اہل ایمان اور اسی قسم سی ہی کہ جسپر اقتران کیا دلالت عقل نے جیسے حیوۃ اور قدرت اور علم و ارادہ اور سمع اور بصر اور کلام اور یہ اسکے صفات ذاتیہ مین سی ہین اور اسیطرح خلق اور رزق اور احیا اور امانت اور عفو اور عقوبت کہ یہ اسکی صفات فعلیہ ہین اور ایک قسم ہے کہ ثابت ہوئی بنص کتاب و سنت جیسے وجہ و ید و عین کہ یہ صفات ذات ہین اور استوا اور نزول و مجی کہ یہ صفات فعل ہین غرض ضرور ہے اثبات ان صفات کا بسبب ثبوت خبر کے اسطرح پر کہ نفی کیجاوے اس سے تشبیہ کی پس صفات ذاتیہ ہمیشہ موجود بالذات ہین اور انکو زوال نہین اور صفات فعلیہ جو اسکے لیے ثابت ہین وہ مباشرت بالفعل کے محتاج نہین اسلیے کہ فرمایا اس نے اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ **فقیر مترجم** کہتا ہے خلاصہ یہ کہ اہل سنت کا مسلک یہی ہے کہ اثبات کیا جاوے اس تعالے کے لیے جمیع صفات کاملہ کا جو قرآن و حدیث مین مذکور ہین بلا تشبیہ و تمثیل و بلا تکییف و تعطیل اور نہ کہا جاوے اس مین کہ وہ کیونکر ہین اور کیسی ہین تصریح کی ہے اسی کے ساتھ اکابر محدثین اور ائمہ دین نے چنانچہ اقوال ان بزرگون کے ہم بطور استشہاد نقل کر دیتے ہین **اقوال اکابر محدثین درباب اثبات صفات رب العلمین۔** **ابن قدامہ** نے کہا ہے کہ مذہب اسلاف صالحین کا ایمان لانا ہے اسماء اللہ اور اسکی صفات پر کہ جس سے موصوف کیا اس نے اپنی ذات مقدس کو اپنی کتاب مین اور تنزیل مین یا رسول مقدس کی زبان سے بغیر زیادت و نقصان کے اور بغیر تجاوز و تفسیر و تاویل کے کہ جو اسکے ظاہر کے خلاف ہو اور بغیر تشبیہ کے ساتھ صفات مخلوقین کے یا ساتھ سمات محدثین کے بلکہ جاری کرو اسکو جیسے وارد ہوئے وہ اور رد کرو علم اسکا یعنے کیفیات اسکی اسکے قائل کی طرف اور معانی اسکی اسکے متکلم کیطرف اور بعضون نے کہا امام شافعی سے بھی یہی مروی ہے کہ انھون نے فرمایا ایمان لایا مین اسپر جو آئی ہے اللہ کی طرف سی علی مراد اللہ اور ایمان لایا مین اسپر جو آیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سی علی مراد رسول اللہ **محمد بن حسن** رضی سے مروی ہے کہ انھون نے کہا متفق ہوئے فقہاء مشرق سی مغرب تک اسپر کہ ضرور ہے ایمان لانا قرآن پر اور ان حدیثون پر کہ روایت کیا انکو ثقات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صفات الٰہی کے بارے مین بغیر تفسیر و وصف و تشبیہ کے پھر جس نے ان مین سے کسیکی تفسیر کی وہ نکل گیا اس مسلک سے جسپر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور جدا ہو گیا جماعت سے کہ انھون نے اس مین کچھ بڑھایا نہین ہے اور نہ اسکی تفسیر کی ولیکن ایمان لائے ان چیزون پر جو کتاب و سنت مین ہین پھر ساکت ہو گئے اور جو قائل ہوا جہم کے قول کا اس نے چھوڑ دی جماعت اس لیے کہ وصف کیا اس نے اللہ تعالی کا کہ وہ لاشئے ہے اور محمد بن حسن رضی نے کہا ان حدیثون کے بارہ مین جن مین وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالی اترتا ہے آسمان دنیا کی طرف اور اسیطرح کی اور جو حدیثین ہین کہ روایت کیا ہے ان حدیثون کو ثقات نے اور ہم اسے روایت کرتے ہین اور اسپر ایمان لے آتے ہین اور اسکی تفسیر نہین کرتے یعنے یہ نہین کہتے کہ مثلاً نزول و ہبوط سے نزول رحمت مراد ہے یا ید سے قدرت وغیر ذلک **اور حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب نے**

کہا ہے کہ کلام ان صفات مین جنکو روایت کیا ہے سنن صحاح مین ائمہ ثقات نے یہ ہے کہ مذہب سلف کا اثبات اسکا ہے اور جاری
کرنا اسکا ظاہر پر اور نفی کیفیت اور تشبیہ کی اس سے اور امام صابونی نے اپنے عقیدہ سفیدہ مین کہا ہے کہ اصحاب حدیث جو
متمسک ہین کتاب و سنت کے ساتھہ اللہ انکے زندون کی حفاظت کرے اور انکے مردون کی مغفرت اور رحمت وہ سب پہچانتے
ہین اپنے رب کو ان صفتون کے ساتھہ کہ ناطق ہوئی اسکی ساتھہ کتاب اور تنزیل اور وحی اور گواہی دی اسپر اسکے رسولؐ نے
کہ وارد ہوئے اسکی ساتھہ اخبار صحاح اور نقل کیا انکو عدول ثقات نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اور ثابت کرتے ہین اصحاب
حدیث اس تعالیٰ شانہ کے لیے جو ثابت کی اوس نے اپنے ذات مقدس کے لیے اپنی کتاب یا اپنے رسول کی زبان سے اور اس
کے صفات مین یہ اعتقاد نہین رکھتے کہ مشابہ ہین وہ صفات مخلوق سے اور قائل ہین کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آدم کو اپنے
ہاتھہ سے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اور بدل نہین دیتے وہ کلام کو اسکے مواضع سے کہ حمل کرین یدین
کا نعمتین پر یا قوتین پر جیسے تحریف کرتے ہین معتزلہ اور جہمیہ ہلاک کرے اللہ تعالیٰ انکو اور نہین بیان کرتے اسکی کچھہ
کیفیت اور نہین تشبیہ دیتے اسکو مخلوق کے ساتھہ جیسے مشبہ تشبیہ دیتے ہین مخذول کرے اللہ انکو اور پناہ مین رکھا اللہ عز
وجل نے اہل سنت کو تحریف اور تشبیہ اور تکییف سے اور سرفراز کیا انکو تفہیم اور تعریف سے یہانتک کہ چلے وہ سبیل توحید
اور تنزیہ کی اور چھوڑ دیا انہون نے تعطیل اور تشبیہ کو اور تابع ہوئے وہ اس تعالےٰ کے ارشاد سراسر رشاد کے کہ فرمایا اس نے
لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اور یہی قول ہے انکا جمیع صفات مین کہ نازل ہوا اسکے ساتھہ قرآن اور وارد
ہوئی اسکے ساتھہ اخبار صحاح سمع و بصر و عین و وجہہ و علم و قوۃ و قدرت و عزت و عظمت و ارادہ و مشیت و قول و کلام
و رضا و سخط و حب و بغض و فرح و ضحک و غیرہا بغیر اسکے کہ تشبیہ دین وہ انکو صفات مربوبین و مخلوقین سے بلکہ منتہی ہوتا
ہے قول انکا اسپر جتنا کہا ہے اللہ اور رسول نے بغیر زیادت اور اضافت کے طرف اسکی اور بغیر تکییف اور تشبیہ اور تحریف
اور تبدیل اور تغییر کے اور بغیر اسکے کہ زائل کرین وہ الفاظ خبر کو ان معنون سے کہ معروف ہین عرب کے نزدیک یا وضع کرین
اسکی لیے کوئی تاویل منکر کہ جو قابل انکار ہو اور جاری کرتے ہین وہ ان لفظون کو معانی ظاہرہ مین اور تفویض کرتے ہین
انکی علم حقیقت کو طرف اللہ تعالےٰ کے اور جانتے ہین کہ نہین معلوم کیفیت ان کی مگر اللہ کو جیسے کہ خبر دی اللہ تعالیٰ نے
راسخین فی العلم کی کہ وہ کہتے ہین اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور اسی عقیدہ پر گئے ہین
ذہبی کتاب العلو مین اور اسمعیل بن عبد الغافر نے کہا کہ سنا مین نے امام الحرمین سے کہ وہ کہتے تھے مین کہ مین متردد تہا کہ کس
مذہب پر ہون عقاید سے سو دیکہا مینے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین کہ فرمایا آپنے لازم کر تو اعتقاد ابن صابونی کا انتہیٰ
اور ابن قدامہ کی ایک تالیف جداگانہ ہے اثبات مین صفت علو کے کہ اس مین خوب دلائل بیان کیے ہین کتاب و سنت سے
ہر باب مین اور شیخ علامہ کامل محمد بن محسن العطاس کی ایک کتاب ہے صفات مین کہ نام اسکا تنزیہ الذات والصفات من
درن الالحاد والشبہات ہے کہ اس مین پہلے اللہ کی عبادت کا ذکر ہے اور اسکی شروط کا بیان ہے اور پہر تقسیم ہے توحید کی

ربوبیت اور توحید خالقیت کیطرف پھر ادلہ شرعیہ قائم کیے ہین سمع و استوا وغیرہا کے اثبات پر اور بعد ایراد احادیث کہا ہے کہ سنت طافحہ ہے اثبات علو پر پھر ذکر کیا وجہ و ید و عین و کف و اصابع و شمال و قدم و رجل و اتیان و مجی و نزول و کلام و قول و رویت کا اور کشف ساق اور معیت اور فوق و نفس و حقو وغیرہ کا اور دلائل و براہین بیان کیے ہین ہر ایک کے اثبات پر کلمہا من الجوائز و الصلات لسیدنا و مولانا خاتم المحدثین افضل المفسرین مولانا صدیق حسن خان رح است برکاتہم و فاضت افادتہم **ابن بطال** نے کہا لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ کی تفسیر مین کہ اس آیت سے ثابت ہوا اثبات یدین کا اللہ تعالے کے لیے اور معلوم ہوا کہ وہ دونون صفتین ہین ذات کی صفتون مین سے اور دونو جارحہ نہین ہین جیسا مشبہ کا قول ہے مثبتین صفات سے یا جیسا جہمیہ کا قول ہے منکرین صفات سے اور معطلیہ سے اور جو لوگ یدین کو بمعنے قدرت کہتے ہین انکو ردّ کو فقط اتنا ہی کافی ہے کہ اجماع کیا ہے علما نے کہ قدرت ایک ہے یعنے تثنیہ اسکا صحیح نہین انکے نزدیک بھی جو اثبات صفات کرتے ہین باقی رہے وہ لوگ جو نافیان صفات ہین وہ تو قدرت کی بھی نفی کرتے ہین اور وہ کہتے ہین کہ وہ تعالی قادر لذاتہ ہے اور دلالت کرتا ہے اسپر کہ یدین سے قدرت مراد نہین یہ امر بھی کہ اللہ تعالی نے ابلیس سے فرمایا کہ تجھکو کسنے باز رکھا کہ سجدہ کرے تو اُسکو جسکو بنایا مینے اپنے دونو ہاتھون سے تو اس مین صاف اشارہ ہے اس مضمون کی طرف جو وجب کرتا ہے سجدہ کو پس اگر یدین سے قدرت مراد ہوتی تو شیطان کہتا کہ آدم کو مجھپر کیا فضیلت ہے مین اور وہ دونو قدرت سے بنے ہین پھر جب اُسنے جانا کہ مین تو ہاتھ سے نہین بنا ہون استدلال کیا اس سے کہ مین نار سے بنا ہون اور وہ خاک سے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مراد یدین سے نعمتین نہین ہوسکتی اسلیے کہ محال ہے کہ ایک مخلوق آلہ ہو دوسری مخلوق کے بنانے کا اور ظاہر ہے کہ نعمت بھی مخلوق ہے اور یدین کے صفت ذات ہونے سے لازم نہین آتا کہ وہ جارحہ ہون انتہے **فقیر مترجم** کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ کے ہاتھون کے منکر ہین وہ انکار مین شیطان سے دو ہاتھ بڑھ کر ہین کہ وہ بھی اللہ کے ہاتھون کا منکر نہین اور معلوم ہوا کہ جہمیہ اور منکران صفات کے مذہب سے شیطان خبیث کو بھی انکار ہے پھر جو انکے مذہب کا اقرار کرے وہ شیطان ناہنجار سے زیادہ گرفتار انکار ہے **ابن عبد البر** نے کہا اہلسنت کا اجماع ہے اسپر کہ اقرار کرتے ہین وہ اُن صفات کا جو وارد ہوئی ہین کتاب و سنت مین اور بیان نہین کرتے اسکی کیفیت اور **امام الحرمین** نے کہا رسالہ نظامیہ مین کہ مختلف ہوئے مسالک علما کے ان ظواہر مین سو بعضون نے اسکی تاویل کی اور لازم پکڑا آیات کتاب و سنن مین تاویل کو اور ائمہ سلف نے کہا کہ لازم ہے انکفاف انکی تاویل سے اور ضرور ہے اجرا ظواہر کا اسکے موارد پر اور تفویض معانی کی اللہ عزوجل کیطرف اور ہمارے نزدیک جو رائے پسندیدہ اور جسپر ہم دین عتقاد کرتے ہین وہ اتباع سلف ہے بدلیل اسکے کہ اجماع امت حجت قاطعہ ہے غرض تاویل ان ظواہر کی اگر حتمی ہوتی تو اہتمام سلف کا اسکے لیے زیادہ ہوتا بنسبت اہتمام فروع کے اور جب زمانہ صحابہ اور تابعین کا منصرم ہوگیا کہ انہونے اضراب و اعراض کیا تاویل سے تو اسی کی اتباع ضرور ہے انتہے اسکی بعد کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری

مین کہ نقل کر چکے ہم یہی مذہب عصر ثالث والون کا یعنے تبع تابعین کا کہ وہ فقہائی مصار سے مین مثل سفیان ثوری اور اوزاعی اور امام مالک اور لیث اور انکے معاصرین کے اور ایسے ہی ان لوگون کا کہ جنہون نے انسے استفادہ کیا سو کیونکر وثوق نہ کیا جاوے جسپر اتفاق کیا قرون ثلثہ نے حالانکہ وہ خیر القرون ہین بشہادت صاحب شریعت انتہی اور اشارہ کیا اس قول مین حافظ موصوف نے طرف ان آثار کے جو ذکر کیے ہین قبل اسکے کہ منجملہ اسکے یہہ کہ اسناد کیا لالکائی نے **ولید بن مسلم** کے طریق سے کہ انہون نے کہا مین نے پوچھا اوزاعی اور مالک اور ثوری اور لیث بن سعد سے احادیث صفات کو سوان سبھون نے کہا امروہا کما جاءت بلا کیف یعنی جاری کرو انکو جیسا آئین بغیر بیان کیفیت کے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے یونس بن عبد الاعلی سے کہ انہون نے کہا سنا مین نے **امام شافعی** رحمۃ اللہ علیہ سے کہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کے اسما اور صفات ہین کہ کسیکو مجال نہین انکے رد کا اور جو بعد ثبوت حجت کے انکا خلاف کرے یعنے بعد ورود ان اوصاف کے کتاب وسنت مین اور پہونچ جانے احادیث صفات کے اسی تسلیم نہ کرے وہ کافر ہے مگر قبل قیام حجت البتہ وہ اپنے جہل معذور ہے اسلیے کہ علم ان صفات کا عقل اور رویت اور فکر سے حاصل نہین ہوتا سو ضرور ہے کہ اثبات کرے ان صفات کا اور نفی کرے ان سے تشبیہ کو جیسے کہ نفی تشبیہ کی پروردگار تعالی شانہ نے اپنی ذات مقدس سے اور فرمایا لیس کمثلہ شیء ماحصل ان اقوال مذکورہ کا یہہ ہے کہ جمیع صفات الہی مین نفی کیفیت اور تشبیہ اور تمثیل کی ضرور ہے باقی رہا ثبوت اصل صفات کا مثل ید و وجہ وساق وحقوہ وغیر ذلک کا ضرور ہے اور یہی منطوق ہے کتاب وسنت کا اور اسیپر اجماع کیا ہے قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر نے اور انکار صفات اس خوف سے کہ اس مین تشبیہ لازم آتی ہے محض خیال باطل اور عقیدہ فاسد ہے اور کمال سوء ظن ہے کتاب وسنت سے اور بدگمانی ہے شارع علیہ السلام اور صحابہ وتابعین اور اکابر محدثین کے ساتھ اور الزام لگانا ہے انکی معرفت اور بیان پر اور یہ صریح کفر ہے غرض منکر اصل صفات کا مطلقًا کافر ہے لورودہا فی الشریعۃ وصدورہا فی الکتاب والسنۃ اور مثبت انکا بالتشبیہ مشبہ ہے اور وہ بھی مردود ہے اسلیے کہ نفی تشبیہ اور تمثیل کی وارد ہو چکی ہے قرآن مین اور ماول انکا جیسے تاویل کرنے والا ید کو قدرت سے یا نعمت وغیرہ سے مخالف ہے قرون ثلثہ کے پس وہ بھی باطل ہے اور صحیح مذہب سلف کا اثبات اصل صفات کا ہے بغیر تاویل اور تشبیہ اور تمثیل اور تکییف اور تحریف اور تغییر اور تبدیل کے اور یہی اعتقاد صحیح اور مذہب قوی اور مشرب روی اور مسلک سنی اور منہج مقبول اور نہج عدول اور طریق مستقیم اور سبیل قویم ہے وہذا آخر ما اردنا ایرادہ فی المقدمۃ **عن** جریر بن عبد اللہ قال کنا جلوسا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر الی القمر لیلۃ البدر قال انکم سترون ربکم کما ترون ہذا القمر لا تضامون فی رؤیتہ فان استطعتم ان لا تغلبوا علی صلوۃ قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا فافعلوا ثم قرأ وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب جریر رض نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپنے دیکھا چودھوین رات کی چاند کیطرف اور فرمایا

تحقیق قریب ہے کہ دیکھو گے تم اپنے رب کو جیسا بلا تکلف دیکھتے ہو اس چاند کو نہین آڑ ہوتا ایک کو دوسرا اسکے دیکھنے مین سو اگر ہو سکے تم سے کہ نہ دل ہار دو تم اس نماز کے ادا کرنے مین جو قبل طلوع آفتاب ہے اور جو قبل غروب ہے تو کرو ایسا ہی پھر پڑہی آپنے یہ آیت وسبح سے آخر تک یعنی تسبیح کر تو اپنے رب کی قبل طلوع آفتاب اور قبل غروب کے **ف** اس حدیث سے ثابت ہوا دیدار الٰہی اور علو اسکا اور وجہ تشبیہ سا تہ چاند اور سورج کے یہی اثبات علو ہے لا غیر اور ثابت ہوئی فضیلت نماز صبح کی کہ قبل طلوع آفتاب ہے اور نماز عصر کی کہ قبل غروب ہے اور معلوم ہوا کہ تسبیح سے آیت قرآنی مین نماز مراد ہے **عن** ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تضامون في رؤية القمر ليلة البدر قالوا لا قال فكذلك لا تضامون في رؤية ربكم يوم القيامة ابی ہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ایک دوسرے کی آڑ ہوتا ہے تم مین سے چاند دیکھنے مین چودہوین رات کو صحابہ نے عرض کی کہ نہین آپنے فرمایا ایسا ہی ایک دوسرے کی آڑ نہ ہوگا کوئی تم مین سے اپنے رب کے دیکھنے مین قیامت کے دن **عن** ابی سعيد قال قلنا يا رسول الله انرى ربنا قال تضامون في رؤية الشمس في الظهيرة في غير سحاب قلنا لا قال فتضارون في رؤية القمر ليلة البدر في غير سحاب قالوا لا قال انكم لا تضارون في رؤيته الا كما تضارون في رؤيتهما ابی سعید نے کہا عرض کی ہمنے کہ یا رسول اللہ کیا دیکھین گے ہم اپنے پروردگار کو آپنے فرمایا کیا مزاحم ہوتا ہے ایک تم مین کا دوسرے کو سورج کے دیکھنے مین ٹھیک دوپہر کے وقت جب بدلی نہ ہو ہمنے کہا نہین آپنے فرمایا مزاحم ہوتا ہے کوئی تم مین کا دوسرے کو چاند کے دیکھنے مین چودہوین رات کو جب بدلی نہ ہو ہمنے کہا نہین آپنے فرمایا کچھ مزاحمت نہ ہوگی ایک سے دوسرے کو اللہ کے دیدار مین مگر اتنی جتنی ہوتی ہے ان دونون کے دیکھنے مین یعنے بالکل مزاحمت نہوگی **ف** ثابت ہوا اس سے بھی دیدار اور علو اس پروردگار کا بکمال وضوح اور باطل ہوا مذہب معتزلہ اور جہمیہ کا جو منکر دیدار و علو ذات مقدس باریتعالی ہین **عن** ابی رزين قال قلت يا رسول الله انرى الله يوم القيامة وما اية ذلك في خلقه قال يا ابا رزين اليس كلكم يرى القمر مخليا به قال قلت بلى قال فالله اعظم وذلك اية في خلقه ابی رزین نے کہا کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ کیا دیکھینگے ہم اللہ کو قیامت کے دن اور کیا نشانی ہے اسکے دیدار کی اسکی مخلوق مین آپنے فرمایا ای ابو رزین کیا ہر ایک تم مین کا نہین دیکھتا ہے چاند کو اس طرح کہ گویا وہ اکیلا ہے دیکھ رہا ہے مین نے کہا کیون نہین آپنے فرمایا پھر اللہ تو اس سے زیادہ عظمت والا ہے اور یہ چاند اسکے دیدار کی علامت ہے اسکی مخلوق مین **ف** ان احادیث سے استدلال کیا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اثبات رویت پر اور اثبات اسکا مذہب ہے سنت و جماعت کا اور انکار کیا ہے اسکا معتزلہ نے جیسے انکار کیا ہے اور صفات الٰہی کا اور مذہب انکا مردود ہے اور صحیح وہی ہے جو مسلک ہے اہل سنت اور جماعت کا اور دلالت کرتا ہے اسپر قرآن چنانچہ فرمایا اللہ سبحانہ و تعالے

نے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ اور حدیث چنانچہ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
سب سے قریب یعنے اللہ سے جنت والون مین از روئی منزلت کے وہ ہے کہ دیکھتا ہے ملک اپنا ہزار برس کی راہ تک اور افضل
اُن مین کا منزلت مین وہ شخص ہے کہ نظر کرتا ہے اپنے پروردگار کے مونہہ پر ہر دن مین دو بار پھر پڑھی آپنے وُہی آیت وجوہ
سے آخر تک یعنی بہت سے مونہہ اسدن تازہ مین اپنے رب کی طرف دیکھتے الحدیث روایت کیا اسکو عبد بن حمید اور ترمذی
اور طبری وغیرہم نے اور صحیح کہا اسکو حاکم نے اور طبری کے روایت مین یہ مضمون ہے کہ اکرم اُن مین کا اللہ کے آگے
وہ ہے جو نظر کرتا ہے اسکی وجہ کی طرف صبح اور شام اور ایسا ہی روایت کیا ترمذی نے عبد سے اور بیہقی نے آیت
مذکورہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ ناضرہ بضاد معجمہ بنضرت سی ہے جو سرور کے معنی مین ہے اور ناظرہ بظاء معجمہ سے اور
تحقیق مسئلہ یہ ہے کہ نظر کلام عرب مین چار طرح ہے ایک نظر تفکر اور عتبار کی جیسے قول تعالی اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ
اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ دوسری نظر انتظار کی جیسے فرمایا اللہ تعالی نے مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
تیسرے نظر تعطف ورحمت کی جیسی فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ چوتھی نظر رویت کی جیسے يَنْظُرُوْنَ
اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ اور آیت مذکورہ مین تینون نظرین اول کی مراد نہین **اول** اسلیے کہ آخرت
دار استدلال نہین **ثانی** اسلیے کہ انتظار مین تنغص عیش ہے اور تکدر رحمت اور آیت مذکور ہوئی مقام امتنان
اور بشارت مین اور اہل جنت ہرگز کسی شئے کی انتظار مین نہین بلکہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہین فورًا عنایت ہوتی
ہے **ثالث** اسلیے مراد نہین کہ جائز نہین مخلوق کو کہ تعطف اور ترحم کرے اپنے خالق پر اور جب یہ تینون منتفی
ہوئے تو اب باقی نرہی مگر نظر رابع اور وہی مراد ہے یعنے نظر رویت اور یہ بہی معلوم کرنا چاہیے کہ نظر جب وجہ کے
ساتھ مذکور ہو تو اس سے رویت عینین کی مراد ہوتی ہے جو وجہ مین داخل ہے اور وہی متعدی بالی بہی ہوتی ہے
جیسے فرمایا اللہ تبارک وتعالی نے ينظرون اليك اور جب یہ ثابت ہو گیا تو ثابت ہوا کہ قول اُن لوگون کا جو کہتے
ہین کہ اس سے نظر کرنا اللہ کی نعمتون کی طرف مراد ہے بالکل باطل ہے اس لیے کہ اصل عدم تقدیر ہے پس تقدیر
مضاف کی بغیر دلیل قطعی لغو ہے اور اس آیت کی جو مسلمانون کے حق مین ہے دوسری آیت بہی تائید کرتی ہے جو
کافرون کے حق مین ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ اور دونو کو یعنے رویت و
حجاب کو مقید کیا اللہ تعالے نے قیامت کے ساتھ اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ رویت اللہ کی مسلمانونکو حاصل ہوگی
قیامت مین نہ دنیا مین انتھے اور من حیث النظر بہی یہ امر ثابت ہے کہ رویت موجود کی صحیح ہے اور ابن بطال نے کہا ہے
کہ مذہب اہل علم اور جمہور امت کا اثبات رویت الہی ہے آخرت مین اور خوارج اور معتزلہ اور بعض مرجیہ نے اسکا انکار
کیا ہے اور تمسک کیا ہے انہون نے کہ رویت مستلزم ہے مرئی کے حدوث اور حلول فی المکان کی اور تاویل کی ہے
ناظرہ کی کہ وہ بمعنی منتظرہ کے ہے اور یہ قول انکا صریح خطا ہے اسلیے کہ وہ متعدی بالی نہین ہوتا اور تمسک

ان کا فاسد ہونا اسلیے کہ ادراک قائم ہی نہیں کیونکہ تعالیٰ موجود ہے اور جب تعلق علم کا معلوم سے مستلزم حدوث معلوم نہین تو تعلق رویت کا کیون حدوث مرئی کا مستلزم ہوگا اور تمسک کیا ہے انہون نے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ سے اور لَن تَرَانِي سے اور اول کا جواب یہ ہے کہ عدم ادراک دنیا کا مراد ہے جمعًا بین الدلیلین دوسرے یہ کہ نفی ادراک مستلزم نفی رویت نہین اسلیے کہ رویت بغیر احاطہ حقیقت ممکن ہے اور اسیطرح لن ترانی سے بھی عدم رویت دنیا مین مراد ہے جمعًا بین الآیتین اور اسلیے کہ نفی شے مستلزم اسکی استحالہ کی نہین باوجود ان حدیثون کے جو ثابت ہو چکی ہین موافق آیت کر اور مثبت رویت ہین کہ مسلمانون نے اسکو قبول کیا زمانہ صحابہ اور تابعین سے یہانتک کہ نکلے منکران رویت اور خلاف کیا انہون نے سلف کا انتہے ما فی فتح الباری فقیر کہتا ہے کہ جیسے احادیث مذکورہ اثبات رویت پر دال ہین ایسے ہی اثبات فوقیت پر بھی دال ہین اور تفصیل اس کی حدیث اوعال کی ایک حدیث کے بعد آویگی انشاء اللہ تعالیٰ اسی باب مین فانتظر ولا تعجل من قبل ان یقضی الیک

عَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ رَبُّنَا مِنْ قُنُوطِ عِبَادِهِ وَقُرْبِ غِيَرِهِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوَيَضْحَكُ الرَّبُّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لَنْ نَعْدَمَ مِنْ رَبٍّ يَضْحَكُ خَيْرًا ابی رزین نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسا پروردگار ہمارا اپنے بندون کی ناامید ہوجانے سے اور عذاب کے قریب ہونے سے مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا ہنستا ہے رب ہمارا آپ نے فرمایا ہان مینے عرض کی کہ ہرگز محروم نرہینگے ہم ایسے رب کی خیر سے جو ہنستا ہے **ف** اس حدیث سے استدلال کیا مولف رحمہ اللہ علیہ نے ثبوت ضحک پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے اور کلام اس مین آگے آتا ہے حدیث ابی ہریرہ مین دسوین حدیث کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ

عَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ قَالَ كَانَ فِي عَمَاءٍ مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ وَمَا ثَمَّ خَلَقَ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ ابی رزین نے کہا مینے عرض کی یا رسول اللہ کہان تھا پروردگار ہمارا قبل اسکے کہ پیدا کرے اپنی مخلوق کو فرمایا آپ نے تھا وہ عماء مین کہ نہ تھی اسکے نیچے ہوا اور نہ تھی اسکے اوپر ہوا پھر پیدا کیا اس نے عرش اپنا پانی پر **ف** عما بمد وقصر سحاب یعنی بدلی کو کہتے ہین رقیق ہو یا کثیف تہ برتہ قولہ نہ تھی اسکے نیچے ہوا الخ یعنے کوئی چیز اسکے ساتھ نہ تھی جیسے دوسری حدیث مین وارد ہوا ہے کہ فرمایا آپ نے كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ یعنی اللہ تھا اور اسکے ساتھ کوئی اور چیز نہ تھی اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے حدوث عالم پر کہ وہ ایک وقت مین موجود نہ تھا پھر بایجاد خالق کن فیکون کتم عدم سے ساحت وجود پر آیا پھر پیدا کیا عرش کو پانی پر باطل ہوا اس سے مذہب ان لوگون کا جو کہتے ہین کہ عرش اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ سے تھا اور قائل ہین قدم عرش کے اور یہی قول ہے فلاسفہ کا کہ وہ کہتے ہین کہ صانع جمیع اشیاء کا عرش ہے نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ هَذَا | اور بیہقی نے اسماء والصفات مین کہا ہے کہ عرش باجماع مفسرین تخت ہی اور وہ ایک جسم ہی کہ پیدا کیا ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے اور وہ مرکب ہے مولف ہے ذی ابعاض واجزاء اور حکم کیا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ملائکہ کو اسکے اٹھانے کا اور مامور ہین وہ اسکی تعظیم اور طواف کے جیسے کہ اہل

اہل ارض یا سوا ہین بہیبت اسکی تعظیم کے اور حدیث مین آیا ہے کہ عرش آسمانون پر قبہ کی مانند ہے اور وہ چرچراتا ہے اللہ کی عظمت سے جیسے پالان
سوار کے بوجھ سے اور وارد ہوا ہے کہ آفتاب بعد غروب تحت العرش سجدہ کرتا ہے اور اجازت الٰہی سے طلوع فرماتا ہے اور ایک
دن ایسا ہوگا کہ پہر اُسے اجازت نہوگی اور مروی ہے کہ مستقر اوسکا تحت العرش ہے اور وہ ذی ساق و ذی قوائم ہے اور
اسپر ایک کتاب ہے جس مین مرقوم ہے کہ رحمت اسکی سابق ہے اسکے غضب سے اور اسکو کبھی اہتزاز و حرکت ہوتی ہے چنانچہ سعد بن
معاذ کی وفات کیوقت اُسکو اہتزاز ہوا اور مراد اس سے استبشار و سرور ہے اور اسکے حاملین کا حال حدیث اور عمال مین عنقریب
مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے **عن** صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَهُوَ يَطُوفُ
بِالْبَيْتِ إِذْ عَرَضَ لَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ فِي النَّجْوَى قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ
ثُمَّ يُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أَعْرِفُ حَتَّى إِذَا بَلَغَ مِنْهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَبْلُغَ
قَالَ إِنِّي سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ قَالَ ثُمَّ يُعْطَى صَحِيفَةَ حَسَنَاتِهِ أَوْ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ
قَالَ وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيُنَادَى عَلَى رُءُوسِ الْأَشْهَادِ قَالَ خَالِدٌ فِي الْأَشْهَادِ شَيْءٌ مِنِ انْقِطَاعٍ هَؤُلَاءِ
الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ صفوان بن محرز سے روایت ہی کہ انہون نے کہا ہم عبد اللہ بن
عمر و کے ساتھ تھے اور وہ طواف کر رہے تہے کہ ایک شخص اُنکے آگے آیا اور اُس نے کہا اے ابن عمر کیونکر سُنا تو نے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ ذکر کرتے تھے نجوی مین انہون نے کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ
فرماتے تھے قریب ہوویگا مومن اپنے رب سے قیامت کے دن یہانتک کہ رکھدیگا باری تعالی اسپر کنف اپنا پہر اقرار لیگا
اس سے اسکے گناہون کا پہر فرماویگا اللہ تعالی جانتا ہے تو یعنے اس گناہ کو وہ عرض کرے گا کہ اے رب جانتا ہون
مین اسکو یہانتک کہ پہونچیگا وہ اس حال تک کہ چاہے گا اللہ اسکا پہونچنا یعنے یقین کرے گا کہ مین اب ہلاک ہون گا
فرماویگا اللہ عزوجل کہ چھپایا مینے تیرے گناہون کو دنیا مین اور مین بخشدون گا تجھے آجکے دن فرمایا آپنے کہ پہر دیا
جاویگا اسکو صحیفہ اسکی نیکیون کا یا یہ فرمایا کہ دیا جاوے گا نامہ اعمال اسکا اسکے داہنے ہاتھ مین اور فرمایا کہ رہا کافر
اور منافق سو پکارا جاوے گا حاضرین کے آگے خالد نے کہا کہ اشہاد کے لفظ مین کچھ انقطاع ہے یعنے باقی حدیث
کی سند موصول ہے غرض پکارا جاویگا کہ ان لوگون نے جھوٹ باندھا اپنے رب پر آگاہ ہو کہ لعنت ہے اللہ کی ظالمون پر
ف قولہ نجوی مین الخ نجوی یعنے سرگوشی ہے جسے ہندی مین کانا پھوسی کہتے ہین اور اس حدیث سے مولف رحمۃ
اللہ علیہ نے استدلال کیا اللہ تعالی کے ثبوت کلام پر اور معلوم ہوا کہ اُسکی کلام منزہ حروف و اصوات سے ہین اور مخاطب اسکی
کلام پاک کو بلا تکلف سمجھ سکتا ہے اور یہ امر بغیر حروف و اصوات ممکن نہین اور آگے کی دو حدیثون مین بھی
اسی کی تصریح ہے اور مروی ہے بیہقی سے کہ انہون نے بطریق ابی بن کعب روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

سلم کے پاس جبرئیل آئے اور کہا اللہ تعالی حکم فرماتا ہے کہ تمہاری امت قرآن ایک حرف پر پڑہے تو حضرت نے کہا مانگتا ہون مین اللہ تعالی سے معافاۃ و مغفرت اسکی میری امت مین یہ طاقت نہین پہر دوبارہ جبرئیل آئے اور کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالی حکم فرماتا ہے کہ امت تمہاری دو حرفونپر قرآن پڑہے پہر حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے وہی عرض کیا پہر تیسری بار آئے اور تین حرف کی اجازت لائے پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی عرض کیا پہر حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور سات حروف کی اجازت لائے اور کہا کہ ان سات مین سے جس حرف پر پڑہین مصیب ہین روایت کیا اسکو مسلم نے اور عمرو بن ہشام سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اتارا گیا قرآن سات حرفونپر سو پڑہو جو تمہیں آسان ہو روایت کیا اسکو بیہقی نے اپنی سند سے غرض اس سے صاف ثابت ہوا کہ قرآن حرف وصوت ہی اور جمیع کلام اللہ کا حرف وصوت کے ساتھ ہے اور یہی مذہب ہے اکابر محدثین اور اتباع کتاب وسنت کا اور کونسا استحالہ ہے اثبات حرف وصوت مین کلام قدیم مین باری تعالی کے بغیر تشبیہ وتمثیل کے اور مروی ہے عبداللہ بن انیس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالے جمع کریگا اپنے بندون کو پہر انکو ایسی آواز سے پکاریگا کہ سنینگے جو دور ہونگے اور جو نزدیک ہونگے الحدیث رواہ البیہقی بسندہ اور بخاری نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے ترجمہ باب مین اور مروی ہے ابن مسعودؓ سے موقوفًا اور مرفوعًا کہ جب اللہ سبحانہ وتعالی کلام کرتا ہے ساتھ وحی کے تو سنتے ہین آواز اسکی آسمان والے ایک آواز مثل آواز زنجیر کی کہ ماری جاتی ہو تہہ پر غرض ان سب روایات سے صراحۃً دلالت مطابقی اور التزامی سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کی کلام فرحت التیام مین صوت وحروف ہین اور موید ہے اسکا ندا کرنا اللہ کا اپنے انبیا کو مثل حضرت موسی علیہ السلام وغیرہ کی اور ایک حرف بہی جو دال ہو نفی صوت وحروف پر کلام الہی مین کتاب وسنت مین وارد نہین بلکہ وارد ہوا ہے اثبات ان دونون کا بوجہ اتم وبطریق اکمل اور خلاف کیا ہے اسکا اشاعرہ نے اور جہمیہ نے اور مذہب انکا باطل ہے قولہ رکہ دیگا باری تعالی اپنا کنف کنف بالتحریک جانب اور کنارہ ہے اور یہان مراد یہ ہے کہ ڈہانپ لیویگا اللہ تعالی اسکو اپنے سایہ رحمت اور ظل عطوفت مین **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَهْلُ الْجَنَّةِ فِي نَعِيْمِهِمْ إِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوا رُؤُوْسَهُمْ فَإِذَا الرَّبُّ قَدْ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالَ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيْمٍ قَالَ فَيَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ إِلَى شَيْءٍ مِنَ النَّعِيْمِ مَا دَامُوْا يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ حَتّٰى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقٰى نُوْرُهُ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْهِمْ فِي دِيَارِهِمْ جابرؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل جنت اپنی نعمتون مین ہونگے کہ یکبارگی انپر ایک نور چمکیگا اور وہ اپنا سر اٹہائین گے تو دیکہین گے کہ انکا رب اوپر سے جہانک رہا ہے اور فرماویگا پروردگار تعالے شانہ وعظم مجدہ سلام ہے تمپر اے جنت والو اور اسی کی خبر دیتا ہے اللہ تعالے اپنے قول پاک مین سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيْمٍ فرمایا آپنے کہ وہ نظر کرتا رہیگا انکی طرف اور یہ بہی نظر کرتے

رہین گے اسکیطرف اور ہرگز نہ دیکھینگے اپنی نعمتوں مین سے کسی چیز کو جبتک اسکیطرف نظر کرتے رہین گے یہانتک کہ پردہ مین ہوجاویگا وہ ان سے اور باقی رہیگا نور اور برکت اُسکی انکے گھرون مین **ف** اس حدیث مین چار طرح سے اللہ تعالےٰ کی فوقیت ثابت ہوئی اور علو اُسکا اوّل یہ کہ نور انکے اوپر سے چمکیگا یعنے جنت والون کے دوسرے یہ کہ وہ اپنا سر اوپر اٹھا کر اُس نور کو دیکھین گے تیسرے یہ کہ پروردگار اُنپر اشراف کرے گا اور اشراف اوپر سے نیچے دیکھنے کو کہتے ہین چوتھے یہ کہ علی اور فوق دونو صریح علو اور فوقیت مین اور ثابت ہوا اس سے کلام اُس تعالیٰ شانہ کا بحرف وصوت اور سماع اسکی حرف وصوت کا جنتیون کے لیے اور ثابت ہوئی اس سے رویت اُس تعالیٰ کی بچشم سر اور یہی مذہب ہے سنت اور جماعت کا اور مزید تفصیل اسکی ابھی اوپر گذری **عن** عدی بن حاتم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ عَنْ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ مِنْ اَيْسَرَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ ثُمَّ يَنْظُرُ اَمَامَهُ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ عدی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین ایسا نہین جو کلام نہ کرے اُسپر رب اسکا کہ نہ ہوگا اسکے اور رب کے بیچ مین کوئی ترجمہ کرنے والا یعنے ہر شخص سے وہ بلا واسطہ کلام کرے گا پھر دیکھیگا وہ اپنی داہنی طرف تو نہ پاویگا کچھ مگر جو آگے بھیجا اُس نے یعنے عملون سوا اور دیکھیگا اپنے بائین تو نہ پاویگا کچھ مگر جو اس نے آگے بھیجا پھر نظر کرے گا اپنے آگے تو سامنے دیکھیگا آگ یعنے دوزخ سو جس سے ہو سکے تم مین سے کہ بچے وہ ایک کھجور کا ٹکڑا اللہ کی راہ مین دیکر تو بھی کرے **ف** اس سے فضیلت صدقہ کی ثابت ہوئی **عن** عبد اللہ بن قیس الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ عبد اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو باغ ہین کہ برتن اور سب چیزین اسکی چاندی کی ہین اور دو باغ ہین کہ برتن اور جو چیزین ان مین ہین سب سونے کی اور نہین ہے قوم کے نظر کرنے مین اور انکے رب کے بیچ مین مگر چادر کبریائی کی کہ اوسکے مونہ پر ہے جنت عدن مین **ف** مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ جب جنت مین لوگ داخل ہونگے اللہ تعالےٰ کے اور انکے درمیان کوئی حجاب نہوگا صرف عظمت اور کبریا اور جلال اور ہیبت اُس ذات مقدس کا مانع ہوگا اُسکی طرف نظر کرنے سے پھر جب اللہ عزوجل اُنپر اپنی رافت اور رحمت اور فضل و احسان کا اظہار کرے گا تو وہ مانع رفع ہوجاوے گا اور دیدار مقدس سے مشرف ہونگے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا رُؤْيَتَكَ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ **عن** صہیب قال تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هٰذِهِ الْاٰيَةَ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ وَقَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ

النَّارِ النَّارَ نَادٰى مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ اِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَوْعِدًا يُرِيْدُ اَنْ يُنْجِزَكُمُوْهُ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا هُوَ
اَلَمْ يُثَقِّلِ اللّٰهُ مَوَازِيْنَنَا وَيُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا وَيُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَيُنْجِنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَيَنْظُرُوْنَ
اِلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا اَعْطَاهُمُ اللّٰهُ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلَيْهِ وَلَا اَقَرَّ لِاَعْيُنِهِمْ صہیب رضی نے کہا پڑہی رسو
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِیَادَةٌ یعنے جو لوگ نیک ہین انکو نیکی ہے اور زیادتی پہر
فرمایا یعنے اسکی تفسیر مین کہ جب جنت والے جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین داخل ہوجائینگے ایک پکارنیوالا پکاریگا
کہ اے جنت والو اللہ کے پاس تمہارا ایک وعدہ ہے اور وہ تمکو پورا کرنا چاہتا ہے سو وہ لوگ کہینگے کہ وہ کیا ہے
کیا نہین بہاری کیے اللہ تعالی نے اعمال نیک ہمارے اور نہین روشن کیا ہماری مونہون کو اور کیا نہین داخل کیا ہمکو
جنت مین اور نہین نجات دی ہمکو دوزخ سے یعنے اب کونسی نعمت باقی رہی پہر اوٹہا دیا جاویگا پردہ یعنے انکی نگاہون
سے سو نظر کرینگے وہ اُس تعالے شانہ کی طرف سو قسم ہے اللہ تعالی کی کہ نہ دی انکو اللہ نے کوئی چیز جو زیادہ پیاری ہو یا
زیادہ ٹھنڈی کرنے والی ہو انکے آنکھون کو اسکے طرف نظر کرنے سے یعنے اللہ کی طرف **ف** روایت کیا
اسحدیث کو مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسحدیث مین اور اوپر کی حدیث جابر اور عبد اللہ کی
تینون مین اثبات ہے رویت الہی کا اور دارقطنی نے احادیث رویت کی طرق کو جمع کیا ہے کہ جن سے ثبوت رویت آخرت
مین ہوتا ہے تو زیادہ ہوئین وہ بیس سے اور تتبع کیا انکا ابن قیم نے حادی الارواح مین تو پہونچ گئین وہ تیس تک اور اکثر
انکے جیاد ہین اور اسناد کیا دارقطنی نے یحیی بن معین سے کہ کہا انہون نے میرے پاس سترہ حدیثین ہین رویت کی اور
وہ سب صحیح ہین کذا فی فتح الباری اور مزید تفصیل رویت کی اور مذاہب اسکی اور زین کے پہلی روایت کے بعد اسی باب
مین اوپر گذری **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْاَصْوَاتَ لَقَدْ جَاءَتِ الْمُجَادِلَةُ
اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا فِيْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ تَشْكُوْ زَوْجَهَا وَمَا اَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ قَدْ سَمِعَ
اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا سب تعریف ہے اُس اللہ کو کہ گہیر لیا ہے
اسکی سمع نے جمیع آوازون کو البتہ ایک عورت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور مین گہر کے کونے مین تہی اور وہ
اپنے شوہر کی شکایت کررہی تہی اور مین نہ سنتی تہی کہ وہ کیا کہتی تہی پس اتاری اللہ تعالے نے یہ آیت قد سمع اللہ سے
آخر تک یعنے سن لی اللہ نے بات اُسکی جو جہگڑ رہی تہی تجہ سے اپنے شوہر کے باب مین **ف** یہ آیت نازل ہوئی خولہ
بنت ثعلبہ کے حق مین اور وہ بیوی تہین اوس بن صامت کی اور خوبصورت تہین ایک بار اُن کی شوہر نے انکو صحبت
کے لیے بلایا انہون نے عذر کیا وہ خفا ہوئے اور کہا کہ تم میرے اوپر ایسے ہو جیسے میری مان کی پیٹہ اور اسے ظہار
کہتے ہین پہر وہ نادم ہوئے اور ظہار وایلا طلاق تہا جاہلیت کا غرض انکے شوہر نے کہا تو مجہ پر حرام ہے اور وہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور حضرت عائشہ رض آپ کا سر مبارک دہو رہی تہین انہون نے کہا

یارسول اللہ میرے شوہر اوس بن صامتؓ نے مجھے جب بیاہا تو مین جوان تھی اور مالدار پھر جب اُسنے میرا مال کھالیا اور میری جوانی
مٹی کی اور میرے عزیز واقارب چھوٹ گئے اور مین بوڑھی ہوگئی تو مجھہ سے ظہار کیا اور اب نادم ہوا اپنے فعل سے اب کوئی
صورت ایسی ہے کہ مین اور وہ ملجاوین حضرتؐ نے فرمایا تو اُسپر حرام ہوگئی پھر انہون نے عرض کی کہ مین اپنے اللہ کے آگے جھکتی
ہون اپنے فاقہ اور تنہائی سے اور مین ایک مدت دراز اسکے پاس رہی اور مجھے اس سے پیٹ رہا اور وہ سب لوگون سے زیادہ
میرا پیارا ہے آپنے پھر فرمایا کہ تو اُسپر حرام ہے اور مجھے تیرے بارے مین کوئی حکم نہین ہوا پھر وہ بار بار حضرتؐ سے اپنا عرض حال
اور اپنا اظہار اضطرار کرنی لگی اور جب حضرتؐ فرماتے کہ تو اُسپر حرام ہوگئی تو وہ فریاد کرتین اور کہتین کہ مین عرض کرتی ہون اللہ
سے اپنے فاقہ اور شدت حال کو اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہین اگر مین انکو شوہر کے سپرد کرون تو برباد ہون اور اگر اپنے
پاس رکھون تو بھوکے مرین اور بار بار آسمان کیطرف اپنا سر اوٹھاتی تہین اور کہتی تہین کہ یا اللہ مین تیریطرف فریاد کرتی
ہون یا اللہ کوئی حکم اپنا تو اپنے نبی کی زبان پر اتار دی کہ جس سے میری مصیبت دور ہو اور یہہ اول ظہار تھا اسلام مین
اور کھڑی ہوئین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا دوسری طرف حضرت کا سر دہونے اور وہ عرض کرنے لگین اے
نبی اللہ کے میرے لیی کچھ غور کرو اللہ مجھے تمپر فدا کرے سو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے کہا کہ ذرا تم اپنی بات اور گفتگو
سے چپ ہو دیکھتی نہین ہو تم چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرتؐ کی عادت تھی کہ جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو
اونگھہ سی آجاتی تھی پھر جب آپ پر وحی اتر چکی آپنے فرمایا اپنے شوہر کو بلاؤ انہون نے بلایا اور آپنے انپر یہ آیتین پڑہین
یعنے سن لی اللہ نے بات اُسعورت کی جو تجھہ سے جھگڑتی تھی اپنے شوہر کے لیے اور اظہار حال کرتی تھی اللہ تعالی کیطرف
اور اللہ تعالی سنتا ہے گفتگو تمہاری بیشک اللہ سننے والا ہے دیکھنے والا انتہے کذا فی البغوی اور اس قصہ سے بڑے
فوائد عمدہ معلوم ہوئے **اول** شان نزول آیت کا کہ مشتمل ہے حکم ظہار پر اور تفصیل اسکی اسکے مقام پر آویگی انشاء اللہ
تعالی **دوم** عادت صحابہؓ کی کہ جب انپر کوئی حادثہ واقع ہوتا حضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوتے اور یہی حکم ہے ساری
امت کو کہ وقت حدوث حوادث کتاب وسنت کی طرف رجوع کرین کہ اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذار دنیا سے
تشریف لیگئے مگر انکی سنت اور کتاب منزل ہماری درمیان ہے اور وہی ترکہ اور میراث ہے انکی زمین مین فَمَنْ اَخَذَهٗ
اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ **سوم** بشریت اور مجبوری انبیا کی کہ وہ بہی ہر امر مین اللہ کے حکم اور امر کے منتظر رہتے ہین کہ
حضرتؐ نے انکو کچھ جواب نہ دیا جبتک کہ رب السموات نے حکم نہ اتارا **چہارم** حجت ہونا شرائع ماسبق کا ہمارے لیے
جبتک کہ نسخ اُسکا ہمکو نہ پہونچے اور اسی کے موافق حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تو انپر ابدا حرام ہوگئی پھر جب اللہ تبارک
وتعالی نے اُسکا نسخ اتارا آپنے ناسخ کے موافق حکم کیا **پنجم** فوقیت اللہ تعالی کی بالتصریح وباشارہ حسی کہ وہ بار بار سر
آسمان کی طرف اٹھاتی تہین اور کہتی تہین کہ مین اللہ کیطرف اپنا عرض حال کرتی ہون اور تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ان سے اس امر کو اور اعتراض نہ کرنا اور محالات سے ہے یہ امر کہ اللہ کے لیے کوئی جانب وجہت خاص نہ ہو اور حضرتؐ

کے آگے اسکی تخصیص کیجاوے اور آپ چپ ہیں اور اپنے اصحاب کے لیے اللہ تعالی کی معرفت میں جو اساس اسلام اور مبنائے ایمان ہے جہالت اور سوء عقیدت گوارا کریں نعوذ باللہ من ذلک اور یہ بھی محال تر ہو کہ اللہ تعالی اس عقیدہ فوقیت کو ناپسند رکھے اور حکم ظاہر اتارے اور حسن عقیدت تعلیم نفرماوے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ششم ثابت ہوئی محبت اصحاب اور صحابیات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ کس ادب اور تعظیم سے حضرت سے بات کرتے تھے اور بات بات میں اپنے تئیں آپ پر فدا کرتے تھے اور یہی نسبت ضرور ہے ہر محمدی کو آپ کی سنت سے اَللّٰهُمَّ اُرْزُقْنَا مَحَبَّتَهٗ فِی الدُّنْیَا وَرِفَاقَتَهٗ فِی الْعُقْبٰی ہفتم ثابت ہوئی سمع و بصر اللہ سبحانہ و تعالی کے لیے آیت سے اور مؤلف رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اثبات سمع ہی کے لیے لائے ہیں اور مذہب اہل سنت اور جماعت کا یہ ہے کہ سمع اور بصر دونوں صفتیں ہیں صفات ذات سے سوا علم کے کہ وارد ہوئی اسکے ساتھ کتاب و سنت چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ اور فرمایا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی اور مروی ہے ابی موسی رض سے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سفر میں تو جب بلندی پر چڑھتے اللہ اکبر کہتے تو آپ نے فرمایا نرمی کرو اپنی جانوں پر اسلیے کہ نہیں پکارتے تم کسی بہرے کو نہ غائب کو بلکہ پکارتے ہو سننے والے دیکھنے والے کو روایت کی یہ بخاری نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے سنی تیری قوم کی بات اور جو جواب دیا تجھکو انہوں نے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور بیہقی نے اپنی سند سے غرض ان روایات میں رد ہے اسکا جو کہتا ہے کہ سمع و بصر سے علم مراد ہے اور یہ مذہب باطل ہے چنانچہ کرمانی نے کہا ہے کہ مقصود ان حدیثوں سے اثبات صفت سمع و بصر ہے اور وہ دونو قدیم صفتیں ہیں صفات ذات میں سے اور تعلق اسکا ہر مسموع و مبصور سے بوقت حدوث ہو جاتا ہے انتہے غرض یہ ہے کہ مذہب معتزلہ کا باطل ہے جو کہتے ہیں کہ دونو صفتیں اللہ پاک میں حادث ہیں تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِهٖ بِیَدِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لکھا تمہارے رب نے اپنے لیے اپنے ہاتھ سے قبل پیدائش مخلوق کے کہ رحمت میری آگے بڑھ گئی میرے غضب سے **ف** مؤلف کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ ثابت ہو کتابت اللہ تعالی کی اسکے دست مبارک سے رحمت اور غضب دونو صفتیں ہیں اسکی صفات ذاتیہ سے کہ ہم اسکے اوپر ایمان لاتے ہیں اور اسکی کچھ تاویل نہیں کرتے اور اس میں رد ہے جہمیہ پر جیسا خود کہتا ہے کذا فی انجاح الحاجۃ اور نظر یابن بطال کی ید کی تحقیق میں مقدمہ میں گذری عَنْ جَابِرٍ یَقُوْلُ لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ یَوْمَ اُحُدٍ لَقِیَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا جَابِرُ اَلَا اُخْبِرُکَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ لِاَبِیْکَ وَقَالَ یَحْیٰی فِیْ حَدِیْثِهٖ فَقَالَ یَا جَابِرُ مَا لِیْ اَرَاکَ مُنْکَسِرًا قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتُشْهِدَ اَبِیْ وَتَرَکَ عِیَالًا وَدَیْنًا فَقَالَ اَلَا اُبَشِّرُکَ بِمَا لَقِیَ اللّٰهُ بِهٖ اَبَاکَ قَالَ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا کَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ وَکَلَّمَ اَبَاکَ

كِفَاحًا فَقَالَ يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِينِي فَأُقْتَلُ فِيكَ ثَانِيَةً فَقَالَ الرَّبُّ سُبْحَانَهُ
إِنَّهُ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يُرْجَعُونَ قَالَ يَا رَبِّ فَأَبْلِغْ مَنْ وَرَائِي قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ جابرؓ کہتے ہیں جب عبداللہ بن عمرو بن حرام یعنے
انکے والد قتل ہوئے جنگ احد میں ملاقات کی مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ اے جابرؓ کیا نہ خبر دوں میں
تجھ کو اس سے جو کہا اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ سے اور یحییٰ نے اپنی روایت میں کہا کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے جابر کیا سبب ہے کہ
میں تجھے شکستہ دل دیکھتا ہوں مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ شہید ہوئے میرے باپ اور چھوڑ گئے لڑکے بالے اور قرض سو
فرمایا آپنے کیا نہ بشارت دوں میں تمکو اس بات سے جو اللہ تعالیٰ نے کہی تمہارے باپ سے ملاقات کے وقت مینے عرض کی
کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ فرمایا کہ نہیں کلام کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آجتک کسی سے مگر پردہ کے پیچھے سے اور تمہارے باپ
سے جو کلام کیا تو بے پردہ بغیر کسی رسول اور ترجمان کے اور فرمایا کہ اے میرے بندے آرزو کر مجھسے کسی چیز کی کہ میں تجھے
عطا کروں تو عرض کی انہوں نے کہ اے رب میری آرزو ہے کہ تو پھر زندہ کرے مجھکو اور میں دوبارہ قتل کیا جاؤں
تیری راہ میں سو فرمایا حق سبحانہ نے کہ یہ بات تو پہلے ہی ٹھہر چکی ہماری طرف سے کہ جنت کے لوگ پھر دنیا میں نہ جاویں گے
پھر عرض کی انہوں نے کہ اے رب میرا پیام پہونچا دے میری طرف سے انکو جو میرے پیچھے ہیں یعنے خبر کر دے انکو ہمارے
حال سے پھر اتاریں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں وَلَا تَحْسَبَنَّ سے آخر تک یعنے مت گمان کر تو ان لوگوں کو کہ قتل ہوئے اللہ کی
راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی کھاتے ہیں **ف** اس حدیث سے استدلال کیا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ
نے کلام کے ثبوت پر اللہ تعالیٰ کے لیے اور کلام اسکی تحقیق میں حدیث صفوان کی ذیل میں اوپر گذرا فَلَا نُطِيلُ بِإِعَادَتِهَا
اور ثابت ہوئی اس حدیث سے حیوۃ اور فضیلت اور خصوصیت شہدا کی اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الشَّهَادَةَ فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ
مَوْتَنَا فِي بَلَدِ رَسُولِكَ آمين عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ
يَضْحَكُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا دَخَلَ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُسْتَشْهَدُ
ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَى قَاتِلِهِ فَيُسْلِمُ فَيُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُسْتَشْهَدُ ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ ہنستا ہے ان دو مردوں پر کہ قتل کرتا ہے ایک ان میں کا دوسرے کو اور دونوں داخل ہوتے
ہیں جنت میں ایک لڑتا ہے اللہ کی راہ میں اور شہید ہوتا ہے پھر توبہ عنایت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے قاتل کو اور وہ اسلام
لاتا ہے پھر لڑتا ہے اللہ کی راہ میں اور شہید ہوتا ہے **ف** استدلال کیا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے ابی رزین کی حدیث
سے اور اس روایت سے اوپر ثبوت ضحک کے باریتعالیٰ کے لیے اور وہ بھی ایک صفت ہے اُسکی صفات عالیہ سے کہ وارد ہوئی
ہے اُسکی ساتھ سنت اور ظاہر ہے کہ ضحک اہل تمیز سے دلالت کرتی ہے اوپر رضا اور خوشی کے اور وہ مقدمہ ہے قبول عذر
اور عفو اور صفح اور اظہار سرور اور بشر کا اور مذہب اہل سنت کا اس میں بھی وہی ہے جو جمیع صفات میں ہے کہ ایما

لاتے ہین وہ اسپر بلا تکییف و تعطیل و بلا تشبیہ و تمثیل و بلا تحریف و تبدیل اور یقین رکھتے ہین اسکی ظاہر معنے پر بلا تغییر و تاویل اور روایت کیا اسحدیث کو بخاری اور مسلم نے اور بیہقی نے اپنی سند سے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ کَانَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَطْوِی السَّمَآءَ بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِکُ اَیْنَ مُلُوْکُ الْاَرْضِ حضرت ابہیریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی اپنی مٹہی مین لے لیگا زمین کو قیامت کے دن اور لپیٹیگا آسمان کو اپنے داہنے ہاتہہ مین پہر فرماویگا مین بادشاہ ہون کہان ہین بادشاہ زمین کے **ف** اسحدیث سے استدلال کیا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اثبات یمین وقبض پر اللہ تعالے کے لیے اور کلام ہاتہہ مین اللہ تعالی کے ابن بطال کے قول مین مقدمہ مین گذرا اور حدیث مین آیا ہے کہ دونو ہاتہہ اس تعالی شانہ کے یمین ہین یعنے قوی ہین ایسے نہین کہ ایک ضعیف ہو دوسرا قوی جیسے ہم لوگون کے ہاتہہ اور اسی شبہہ کے رفع کے لیے دونو کو یمین فرمایا اور ثابت کیا اُس کے لیے دونو ہاتہہ کو چنانچہ ایک روایت مین یمین وشمال دونو وارد ہوے ہین تاکہ ایک ہاتہہ ہونیکا نقصان کسی کو خیال مین نہ آئے اور وارد ہوئی ہین صفات ید سے طی و اخذ وقبض وبسط وانفاق وغیرہ احادیث مین اور تعلق انکا ید سے ایسا ہے جیسے تعلق صفات کا ذات سے اور اس مین کچہ تشبیہ نہین بلکہ مراد اس سے وہی ہے جیسا اسکی شان کے لایق ہو خلاصہ ما فی الفتح عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ کُنْتُ بِالْبَطْحَآءِ فِیْ عِصَابَةٍ وَفِیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّتْ بِهٖ سَحَابَةٌ فَنَظَرَ اِلَیْهَا فَقَالَ مَا تُسَمُّوْنَ هٰذِهٖ قَالُوا السَّحَابَ قَالَ وَالْمُزْنَ قَالُوْا وَالْمُزْنَ قَالَ وَالْعَنَانَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ قَالُوْا وَالْعَنَانَ قَالَ کَمْ تَرَوْنَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّمَآءِ قَالُوْا لَا نَدْرِیْ قَالَ فَاِنَّ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهَا اِمَّا وَاحِدًا اَوِ اثْنَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا وَّسَبْعِیْنَ سَنَةً وَالسَّمَآءُ فَوْقَهَا کَذٰلِکَ حَتّٰی عَدَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ثُمَّ فَوْقَ السَّمَآءِ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَیْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ کَمَا بَیْنَ سَمَآءٍ اِلٰی سَمَآءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِکَ ثَمَانِیَةُ اَوْعَالٍ بَیْنَ اَظْلَافِهِنَّ وَرُکَبِهِنَّ کَمَا بَیْنَ سَمَآءٍ اِلٰی سَمَآءٍ ثُمَّ عَلٰی ظُهُوْرِهِنَّ الْعَرْشُ بَیْنَ اَعْلَاهُ وَاَسْفَلِهٖ کَمَا بَیْنَ سَمَآءٍ اِلٰی سَمَآءٍ ثُمَّ اللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِکَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عباسؓ نے کہا ہم بطحا مین تہے ایک گروہ صحابہ کے ساتہہ اور اُس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی تشریف رکہتے تہے اور انپر ایک ٹکڑا بادل کا گذرا اور آپنے اُسکے طرف دیکہا اور فرمایا کہ اسے تم کیا کہتے ہو لوگون نے عرض کی سحاب آپنے فرمایا کہ مزن بہی انہون نے عرض کی مزن بہی آپنے فرمایا عنان بہی کہتے ہو انہون نے عرض کی کہ عنان بہی آپنے فرمایا کتنا فرق جانتے ہو تم اپنے اور آسمان کے بیچ مین لوگون نے کہا ہمکو معلوم نہین آپنے فرمایا تمہارے اور اُسکے بیچ مین اکہتر یا بہتر یا تہتر برس کا فرق ہے اور اسکے اوپر کا آسمان بہی اس سے اتنا ہی دور ہے یہانتک کہ آپنے اسیطرح سات آسمان گنے پہر فرمایا کہ ساتوین آسمان کے اوپر ایک دریا ہے کہ اسکا اوپر کا کنارہ نیچے سے اتنا ہی دور ہے جتنا ایک آسمان دوسرے سے پہر اسکے اوپر آٹہہ فرشتے ہین پہاڑی بکرون کی شکل مین کہ اُنکے کہرون سے گہٹنون تک اتنی دوری ہے جتنی

ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پھر انکی پیٹھون پر عرش ہے کہ اوپر کا کنارہ اُسکا نیچے سے ایسا دور ہے کہ جیسے ایک آسمان سے دوسرا پھر اوسکے اوپر اللہ ہے بڑی برکت والا بلند ذات والا **ف** اس حدیث مین بڑا اہتمام کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالے کے علو ذات کے بیان مین اور پہلی کو کئی ناموں سے یاد کیا کہ یہ مضمون مخاطبین کے خوب ذہن نشین ہو جاوے اور کئی طرح ان سے سوال کیا تاکہ وہ خوب اسطرف متوجہ ہو جاوین اور اختلاف لغات موجب خفا نہ ہو اور پہلے بیان کیا علو اسکی مخلوقات کا آسمانوں اور فرشتوں سے تاکہ سمجھ مین آجاوے کہ خالق زیادہ تر مستحق علو اور رفعت اور بلندی کا ہے اور تنگ کر دیا بلکہ بند کیا باب تاویل کا کہ نہین ہو سکتی تاویل اسکی یہ کہ مراد علو الٰہی سے صرف علو معنوی ہے بلکہ تصریح کر دی کہ مراد علو سے علو حقیقی ہے کہ جس سے تعبیر کی جاتی ہے بلفظ فوق و بحرف علی اور حقیقۃً وہ ذات مقدس جانب علو مین ہے اور یہی بر مفطور ہوئے ہین طبائع بنی آدم کے اور یہی عقیدہ ہے ملئکہ کا کہ فرماتا ہے اللہ تعالی یَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ اور یہی عقیدہ ہے جمیع انبیا کا کہ تصریح کی اسکی ساتھ خاتم النبیین نے اور واقع ہوا ہے بیان علو ذات الٰہی کا کتاب و سنت مین اشارہ طور سے چنانچہ ایسا ہی فرمایا امیر المحدثین افضل المفسرین تاج المحققین شیخ ابن القیم رحمہ اللہ علیہ نے اعلام مین کہ **اول** ان مین سے تصریح ہے مقرون ایسے ادات سے جو معین ہین فوقیت ذات کے لیے جیسے يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ **دوم** ذکر فوقیت کا مجرد ادات سے جیسے وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ **سوم** تصریح اسکی اسطور سے کہ عروج کرتے ہین اسکیطرف اشیا جیسے فرمایا تَعْرُجُ الْمَلٰئِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ اور حدیث مین آیا ہے کہ فرشتے رات کے اس تعالی کی طرف چڑھتے ہین تَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ نَبِيًّا لَهُمْ رَبُّهُمْ **چہارم** اسطرح پر کہ تصریح کی صعود اشیا کیطرف اس تعالی شانہ کے إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ **پنجم** تصریح کی بعض مخلوقات کی اپنی طرف جیسے فرمایا حضرت عیسی کے لیے بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ اور فرمایا إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ **ششم** تصریح کی مطلق علو کی کہ شامل ہے جمیع اقسام علو کو ذاتاً ہو یا قدراً یا شرفاً هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ اور هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ اور إِنَّهُ عَلِيٌّ كَبِيرٌ **ہفتم** تصریح کی نزول کتاب کی اپنی طرف سے تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ اور تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ اور قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ اور ان آیتوں سے دو امر ثابت ہوئے اول یہ کہ قرآن اوسی سے ظاہر ہوا ہے نہ اسکے غیر سے اور اسی نے کلام کیا اسکے ساتھ نہ اسکے غیر نے جیسا عقیدہ ہے معتزلہ وغیرہ کا ثانی یہ کہ جس نے قرآن بھیجا ہے وہ اعلی ہے اپنی خلق سے اور جبرئیل اسی کا کلام لائے ہین لے علے مکان سے اسکیطرف **ہشتم** تصریح کی کہ بعض مخلوقات اسکے نزدیک ہے اور بعض اقرب ہین بعض سے جیسے فرمایا إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ اور فرمایا وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ اور خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے ایک کتاب لکھی اور وہ اسکے پاس ہے جس مین مرقوم ہے کہ رحمت میری آگے بڑھ گئی میرے غضب سے **نہم** تصریح کی کہ وہ

تعالی آسمان پر ہے اور اہل سنت کے نزدیک اسکی دو معنی ہین اول یہ کہ فی لفظ فی السماء مین بمعنے علی ہو دوم یہ کہ سماء سے
مطلق علو مراد ہو اور یہ دونو امر اتفاقی ہین اور جائز نہین حمل نصوص کا اُسکے غیر پر دہم تصریح کی ساتھہ استوا کے ایسے ادات
سے جو موضوع ہین واسطے علو کے اور خاص کیا اُسکو عرش کے ساتھہ کہ وہ اعلی مخلوقات ہے اور بیان کیا اس علو کو بہ ترتیب
کہ فہم سامعین کا اُس سے سوا علو کے اور کچہ سمجھ ہی نہین سکتا جیسا حدیث اوعال مین ابہی گذرا یازدہم تصریح کی ساتھہ
رفع ایدی کے اسکی طرف جیسے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تبارک وتعالے شرماتا ہے جب بندہ اسکا
اپنی دونو ہاتھہ اسکی طرف اٹہاتا ہے اس سے کہ خالی پہیر دے اُسکے ہاتہون کو یعنے قبول نہ کرے دعا اسکی دوازدہم
تصریح کی اُس تعالے کے نزول کی ہر شب مین آسمان دنیا کی طرف اور نزول تمامی ارباب عقول کے نزدیک اوپر سے نیچے
کو ہوتا ہے اور علو سے اسفل کو جیسے صعود و رفع اسکے بالعکس ہے سیزدہم اشارہ کیا اسکی طرف جانب علو مین حسّا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عارف ترین خلق ہین ساتھہ اللہ سبحانہ وتعالے کے ایک بڑے مجمع عام مین کہ اسکی برابر
زمین پر کوئی مجمع عارفین کا نہ تہا اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ تا کہ گواہ کرین انکو اور جس خدا وند تعالے
نے انکو بہیجا ہے وہ آسمانون کے اوپر اپنے عرش پر ہے اور اب جہمیہ اور معتزلہ اور فلاسفہ کے جوڑی اس سے منع کرتے
ہین خذلہم اللہ چہاردہم تصریح کی آپنے ساتھہ لفظ اَیْنَ کے اور وہ جہمیہ اور معتزلہ کے نزدیک بمنزلہ منّى کے اللہ پر
مستحیل ہے اور انکے نزدیک البتہ ان دونو مین کچہ فرق نہین اور انکے نزدیک اَیْنَ اللّٰهُ اور مَتٰی کَانَ اللّٰهُ دونو
کے قائل کفر مین برابر ہین حالانکہ تصریح کی اعرف خلق باللہ یعنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ اَیْنَ سے
جابجا اور اسکے مجیب کو مومن فرمایا پانزدہم گواہی دی اُس شخص کی ایمان کی جسنے کہا کہ رب میرا آسمان پر ہے
اور یہ افراخ فلاسفہ اور جہمیہ اُسکی تکفیر کرتے ہین اور امام شافعی نے اپنی کتاب مین کہا باب ایماندار لونڈی کی
آزادی کے بیان مین اور اس مین بیان کی حدیث اُس کالی عورت کی جس سے حضرت نے پوچہا کہ رب تیرا کہان
ہے اُس نے کہا آسمان پر اور آپنے اسے مومنہ فرمایا انتہے اور اُس کالی عورت نے جہمیہ اور معتزلہ اور فلاسفہ کو
مونہہ کالے کر دیے شانزدہم خبر دی اللہ سبحانہ وتعالے نے فرعون بے عون سے کہ اس نے ارادہ کیا آسمان
پر چڑہنے کا تا کہ دیکہے خدا سے موسی کو اور جہوٹلا دے انکو اس خبر مین کہ انہون نے دی تہی کہ میرا خدا آسمان پر ہے
چنانچہ فرمایا یَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰى اِلٰهِ مُوْسٰى وَ
اِنِّي لَاَظُنُّهُ كَاذِبًا غرض تکذیب کی فرعون ملعون نے حضرت موسٰی کی اس خبر مین کہ رب انکا آسمان پر ہے اور
جہمیہ کے نزدیک کہنا کہ اللہ تبارک وتعالی آسمان پر ہے اور یہ کہنا کہ وہ کہاتا پیتا ہے دونو برابر ہین یعنے مستلزم
کفر ہے پس موافق ہین وہ فرعون کے موسی علیہ السلام کی تکذیب مین اور جمیع انبیا کی تکذیب مین اور اسی لیے
ائمہ سنت نے انکو فرعونیہ کہا ہے ہفدہم خبر دی شارع علیہ السلام نے کہ انہون نے آمد و رفت کی شب معراج

مین موسی علیہ السلام اور اللہ تعالی کے درمیان اور ہر بار حضرت موسٰی فرماتے تھے اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ اور آپ اوپر چڑہتے تھے اور پھر نیچے اترتے تھے اور پھر حضرت موسٰی وہی فرماتے تھے ہجدہم خبر دی آپنے کہ مسلمان لوگ اوس تعالے کو قیامت مین ایسا دیکھین گے جیسے ٹھیک دوپہر کو سورج اور چودہوین رات کو چاند دیکھتے ہین اور یہہ بخوبی ظاہر ہے کہ تمامی ذوی العقول اس سے سوا رویت مقابلہ اور مواجہہ کے کچہ اور نہین سمجہ سکتے اور ضرور ہے اس رویت کے لیے کہ رائی اور مرئی کے درمیان ایسا فاصلہ ہو کہ نہ کمال قرب مانع رویت ہو نہ کمال بعد غرض اسکے سوا کوئی اور مضمون اہل عقول کے ذہنون مین ہرگز نہین آتا ہے غرض رویت جہات ستہ سے کسی جہت مین ہوگی اور خاص کر دیا اسکو اخبار رسولؐ نے جہت فوق مین اور تحت مین تو کمال سوادب ہے تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا اور یہ انواع ادلہ سمعیہ مین اور اگر بسط سے لکھے جاوین تو قریب ہزار دلیل کے ہو جاوین انتہے کلامہ رحمۃ اللہ علیہ یہ خلاصہ ادلہ فوقیت تہی اب حاملان عرش کا حال سنو عروہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا حملہ عرش سے ایک کی صورت انسان کی اور ایک کی کرگس کی اور ایک کی بیل کی اور ایک کی شیر کی اسناد کیا اسکو بیہقی نے اور یہہ آثار اپنے ثبوت کے لیے محتاج رفع ہین اور مولینا عبد العزیز محدث دہلوی نے فتح العزیز مین اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ کہ معلوم نہین کہ مراد اس سے آٹھ شخص ہین یا آٹھ ہزار صفوف ضحاک نے کہا کہ وہ آٹھ صفوف ہین اور عدد انکا کوئے نہین جانتا سوا اللہ تعالے کے اور فرمایا مولینا نے کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ حاملان عرش آج چار ہین اور قیامت کے دن اللہ تعالی چار فرشتون سے انکی اور مدد کرے گا اور ابن عباسؓ نے کہا عرش کا اندازہ اور مقدار کوئی نہین جان سکتا سوا اُسکے خالق کے اور ساتون آسمان عرش کے آگے ایسے ہین کہ ایک خیمہ لگا ہوا ایک بڑے میدان مین اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا عرش مطوق ہے ایک سانپ سے اور وحی اوترتی ہے سلاسل مین اور ربیع بن انس سے مروی ہے کہ سَقْفٍ مَّرْفُوْعٍ عرش ہے اور بَحْرٍ مَّسْجُوْرٍ وہ دریا ہے بلند کہ نیچے عرش کے ہے اور حضرت علی نے کہا وہ ایک دریا ہے عرش کے نیچے وَكُلُّ ذٰلِكَ يَحْتَاجُ اِلَى اَدِلَّةٍ مَّرْفُوْعَةٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ اَمْرًا فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰئِكَةُ اَجْنِحَتَهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ قَالَ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُو السَّمْعِ بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ فَيَسْمَعُ الْمَلٰئِكَةُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ فَرُبَّمَا اَدْرَكَهُ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ يُّلْقِيَهَا اِلَى الَّذِيْ تَحْتَهٗ فَيُلْقِيْهَا عَلٰى لِسَانِ الْكَاهِنِ اَوِ السَّاحِرِ فَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْ حَتّٰى يُلْقِيَهَا فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَتَصْدُقُ تِلْكَ الْكَلِمَةُ الَّتِيْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حکم فرماتا ہے اللہ تعالی کسی چیز کا آسمان مین فرشتے اپنے بازو بچھاتے ہین اسکی بات کے لیے عاجزی کرنے کو اور نزول حکم کے وقت ایسی آواز ہوتی ہے جیسے کوئی زنجیر ہلاتا ہو پتھر پر پھر جب

انکے دلون کی گھبراہٹ دور ہوجاتی ہے ایک دوسرے سے پوچھنے لگتے ہین کہ کیا فرمایا تمہارے پروردگار نے وہ جواب دیتے ہین کہ سچ فرمایا اس نے اور وہ بلند ذات والا ہے بڑای والا پھر فرمایا آپ نے کہ کان لگانے رہتے ہین باتون کے چرانیوالے یعنے جن تلے اوپر اوسن لیتے ہین وہ ایک آدہ بات فرشتون سے اور ڈالدیتے ہین نیچے والے کے کان مین سو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پالیتا ہے اسکو شعلہ قبل اسکے کہ وہ اپنے نیچے والے کے کان پر ڈالے اور وہ کاہن یا ساحر کو پہونچاوے اور کبھی نہین پاتا یہانتک کہ وہ ڈالدیتا ہے بات کو یعنے اپنے نیچے والے کے کان پر اور وہ اس مین سو جھوٹ ملاتا ہے پھر وہ ایک ہی بات جو آسمان سے سنی وہی سچی ہوتی ہے **ف** اس مین بھی تصریح ہوئی اللہ تعالی کی فوقیت کی کہ احکام اوپر ہی سے نازل ہوتے ہین پس احکم الحاکمین اوپر ہی ہے اور نیچے درجہ والے فرشتے اوپر کے درجہ والون سے پوچھتے ہین کہ کیا حکم ہوا وہ انکو جواب دیتے ہین کہ جو حکم ہے اس تعالی شانہ کا وہ حق ہے اور یہ جواب دینے والے جبرئیل اور میکائیل وغیرہما ہین اس حدیث سے بڑی عظمت اور ہیبت باریتعالے کی واضح ہوتی ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے باوجود قرب اور نورانیت اور معصومیت کے اسقدر اس تعالی سے لرزان اور ترسان ہین تو ہمکو بدرجہا اس سے زیادہ ڈرنا چاہیے **عن** ابی موسی قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخمس کلمات فقال ان اللہ لا ینام ولا ینبغی لہ ان ینام یخفض القسط ویرفعہ ویرفع الیہ عمل النہار قبل عمل اللیل وعمل اللیل قبل عمل النہار حجابہ النور لو کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ ابی موسی نے کہا ہم پر کھڑے ہوکر خطبہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ باتون کا اول یہ کہ فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی سوتا نہین اور اسکو لائق نہین کہ سووے دوسرے یہ کہ جھکاتا ہے ترازو کو اور بلند کرتا ہے اسکو یعنے رزق کسی کو زیادہ دیتا ہے کسیکو کم تیسرے یہ کہ بلند کیے جاتے ہین اسکیطرف عمل دن کے رات کے عمل سے پہلے اور عمل رات کے دن کے عمل سے پہلے حجاب اُسکا نور ہے اگر کھولدے وہ حجاب کو تو جلادوین اسکے مبارک مونہہ کی روشنیان جہانتک اُسکی نظر پہونچے اُسکی مخلوقات مین **ف** اس حدیث سے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اثبات کیا وجہ کا اللہ تعالے کے واسطے اور اثبات اسکا من حیث الصفۃ ہے نہ من حیث الصورت اور کلام اس مین ویسا ہی ہے جیسا جمیع صفات مین کہ ثابت ہین وہ اللہ کو بلا کیف اور تاویل اور وارد ہوا ہے لفظ وجہ کا کتاب و سنت مین بہت مواضع مین پس ضرور ہے اثبات اُسکا اور مراد حدیث یہ ہے کہ وہ اگر اپنے چہرہ کے پردہ دور کردے تو کسی مخلوق کو اسکے دیدار کی تاب نہو اور سب اسکی نظر کی روشنیون سے جل جاوین **عن** ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ ان اللہ لا ینام ولا ینبغی لہ ان ینام یخفض القسط ویرفعہ حجابہ النور لو کشفہا لاحرقت سبحات وجہہ کل شیء ادرکہ بصرہ ثم قرأ ابو عبیدۃ ان بورک من فی النار ومن حولہا وسبحان اللہ رب العالمین ابی موسی نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سوتا نہین اور لائق نہین اسکی شان کو کہ سووے

جھکاتا ہے ترازو یعنے رزق کی اور بلند کرتا ہے اُسکو حجاب اسکا نور ہے اگر کہولدیوے اُسکو جلادیوین اسکی مبارک مونہہ کی روشنیان ہر ایک چیز کو کہ اُسپر اُسکی نظر ہوپہونچی یعنے سبکو جلادین پہر پڑہی ابو عبیدہ نے جو راوی حدیث ہین یہ آیت اَنۢ بُوْرِكَ سے آخر تک یعنے برکت ڈالا ہے جو ہے آگ مین اور جو گرد اسکے ہے اور پاک ہو اللہ پالنے والا تمام جہانون کا **ف** اس آیت مین نار سے نور طور مراد ہے اور عبیدہ نے یہ آیت اسلیے پڑہی کہ نار اور نور دونون ایک دوسرے کی جگہہ مستعمل ہوتے ہین **عن** اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَمِيْنُ اللّٰهِ مَلْاٰى لَا يَغِيْضُهَا شَیْءٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَبِيَدِهِ الْاُخْرَى الْمِيْزَانُ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُ قَالَ اَرَاَيْتَ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مِمَّا فِيْ يَدَيْهِ شَيْئًا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا ہاتہہ داہنا بہرا ہوا ہے یعنی رزق اور عطیات سے نہین گہٹاتی ہر اسکو کوئی چیز رات دن کے خرچ کرنے سے اور اس کے دوسرے ہاتہہ مین ترازو ہے کہ بلند کرتا ہے تول کو اور جہکاتا ہے یعنے جسکو چاہتا ہے کم دیتا ہے جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے پہر فرمایا آپنے کہ بہلا خیال تو کرو کتنا خرچ کیا ہوگا جب سے آسمان وزمین بنایا اور نہین گہٹا اسکے ہاتہون مین سے کچہ **ف** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رزق آسمان وزمین والون کا اللہ تبارک وتعالے کے ہاتہون مین ہے اور وہی سب کو رزق دیتا ہے حلال ہو یا حرام اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ يَاْخُذُ الْجَبَّارُ سَمٰوٰتِهِ وَاَرْضَهُ بِيَدِهِ وَقَبَضَ بِيَدِهِ فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْجَبَّارُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ قَالَ وَيَتَمَيَّلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ اَسْفَلِ شَیْءٍ مِنْهُ حَتّٰى اِنِّیْ اَقُوْلُ اَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عبداللہ بن عمر نے کہا سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تہے اور وہ منبر پر تہے کہ لے لیگا اللہ تعالی اپنے آسمان اور زمین کو اپنے ہاتہہ مین اور مٹہی بند کی آپنے اپنے ہاتہہ کی اور اسکو کہولنے موندنے لگے پہر فرما دیگا کہ مین ہون جبار کہان ہین جبار اور کہان ہین تکبر کرنے والے کہا راوی نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہکنے لگے اپنی داہنے اور بائین یہانتک کہ دیکہا مینے منبر کو کہ ہلتا تہا نیچے سے یہانتک کہ مین کہتا تہا کہ کہین گر نہ پڑے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر **ف** اس حدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ اللہ کی صفتون مین جو ید مذکور ہے اس سے ہاتہہ ہی مراد ہے لا غیر اور باطل ہوئی تاویل قدرت کی اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مٹہی باندہکر اصحاب کو دکہادی اور معلوم ہوا کہ اصحاب کو اس سے کچہ استعجاب جو نہ ہوا تو انکا بہی یہی عقیدہ تہا ورنہ وہ ضرور حضرت سے سوال کرتے جیسے اور امور مین جب انکا فہم خلاف بیان رسول ہوتا ضرور حضرت سے اسکی تشریح اور توضیح طلب کرتے اور معلوم ہوا کہ جیسے ذات باری موصوف ہے ہاتہون سے ویسے اُسکے مبارک ہاتہہ موصوف ہین قبض و

بسط واخذ سی کو وارد ہوئی ہے اسکے ساتھ کتاب وسنت اور اسیطرح موصوف ہی اصابع وغیرہ سے چنانچہ حدیث آئندہ مین اُسکا
بیان ہی عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ قَلْبٍ
إِلَّا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ إِنْ شَاءَ أَقَامَهُ وَإِنْ شَاءَ أَزَاغَهُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا مُثَبِّتَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ قَالَ وَالْمِيزَانُ بِيَدِ الرَّحْمٰنِ يَرْفَعُ
أَقْوَامًا وَيَخْفِضُ آخَرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ نواس بن سمعان کلابی نے کہا سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے کہ کوئی دل ایسا نہین جو رحمن کی دو انگلیون مین نہو اُسکی انگلیون سے اگر چاہے تو قائم رکھے
یعنے دین حق پر اور اگر چاہے بچلا دے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے کہ اے ثابت رکھنے والے
دلون کے ثابت رکھ ہمارے دلون کو اپنے سچے دین پر اور فرمایا کہ ترازو رحمن کے ہاتھ مین ہی بلند کرتا ہے کتنی قومون
کو اور زیر کرتا ہے کتنی قومون کو قیامت تک **ف** ثابت ہوئین اس حدیث سے انگلیان اُس پروردگار کی اور کلام
اُس مین ویسا ہی جیسا جمیع صفات مین ہے عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَيَضْحَكُ إِلَى ثَلَاثَةٍ لِلصَّفِّ فِي الصَّلٰوةِ وَلِلرَّجُلِ يُصَلِّي فِي جَوْفِ اللَّيْلِ وَلِلرَّجُلِ
يُقَاتِلُ أُرَاهُ قَالَ خَلْفَ الْكَتِيبَةِ ابی سعیدؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی ہنستا ہی
تین شخصون پر ایک اُس صف کے لوگون پر جو نماز مین ہوتے ہین اور دوسرے اُسپر جو نماز پڑھتا ہے رات مین یعنے تہجد
کی تیسرے اُسپر جو لڑتا ہے یعنے جہاد مین راوی کہتا ہے کہ مین گمان کرتا ہون کہ آپنے یہ بھی فرمایا کہ لڑتا ہے وہ لشکر
کے پیچھے یعنے بعد بھاگ جانے لشکر کے **ف** ثابت ہوا اس سے ہنسنا پروردگار تعالی شانہ کا اور تحقیق اسکی اوپر
گذری ابوہریرہ کی روایت کے بعد عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُ
نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ فِي الْمَوْسِمِ فَيَقُولُ أَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي إِلَى قَوْمِهِ فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ
كَلَامَ رَبِّي جابرؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کو لوگون کے سامنے کرتے تھے اور فرماتے تھے موسم
حج مین کہ کوئی ایسا مرد ہے جو مجھے اپنی قوم مین لیجاوے اسلیے کہ قریش مجھے روکتے ہین کہ پہونچاؤن مین کلام اپنے
رب کا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن خاص اللہ کا کلام ہے جبرئیل وغیرہ کا نہین ہے اور رد ہوا مذہب معتزلہ
کا عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ قَالَ مِنْ
شَأْنِهِ أَنْ يَغْفِرَ ذَنْبًا وَيُفَرِّجَ كَرْبًا وَيَرْفَعَ قَوْمًا وَيَخْفِضَ آخَرِينَ ابی الدرداءؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی کہ آپنے فرمایا اس آیت کی تفسیر مین كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ یعنے ہر روز اُسکو نیا دھندا ہے فرمایا
آپنے کہ اُسکے دھندون مین سے یہ ہے کہ بخشتا ہی کسی گناہ کو اور کھولتا ہے کسی سختی کو اور بلند کردیتا ہے کسی
قوم کو اور پیچے کرتا ہے دوسری قوم کو **ف** اس حدیث مین تصریح ہوئی کہ یہ سب اُس تعالے کے صفات فعلیہ مین اور

اور تفصیل صفات فعلیہ اور ذاتیہ کی بقول بیہقی مقدمہ باب مین گذری **خاتمہ** اوراس مین کئی فواید ضروریہ ہین **اول** فرمایا
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السنہ ہین کہ جہمیہ نے کہا جو قائل ہوا کہ اللہ تعالی ہمیشہ اپنے اسمار اور صفات کی ساتہ ہے
تو وہ قائل ہوا نصاری کے قول کا اور اس نے اللہ کے ساتہ اورون کو بہی ثابت کیا اور قدیم مین اللہ کے شریک کیا اور اسکا
جواب اہل سنت نے یہ دیاہے کہ ہم کہتے ہین کہ وہ اکیلا ہے اپنے اسمار اور صفات کے ساتہ اور ہنین وصف کرتے ہم مگر ایک کا
بجمیع صفاتہ جیسے اللہ تعالے نے ایک شخص کے حق مین فرمایا ذَرْنِی وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا اور اللہ سبحانہ وتعالی نے
اسکو وحید یعنے اکیلا فرمایا باوجودیکہ اسکے دو ہاتہ تہے اور دو کان تہے اور دو آنکہین تہین اور زبان تہی اور سمع وبصر
تہی اور باوجود ان صفات متعددہ کے وہ واحد ہونے سے خارج ہوا وللہ المثل الاعلی خلاصہ یہ کہ بقول محدثین یہ سب
صفات زائد بر ذات ہین اور تعدد صفات کا وحدانیت ذات کو منافی ہنین اور اعتراض جہمیہ کا باطل ہے اور معتزلہ
بہی جہمیہ کے ساتہ ہین **دوم** ابن بطال نے کہا اسمار الہی تین قسم ہین اول یہ کہ راجع ہو صرف ذات کیطرف اور وہ لفظ
مبارک اللہ ہے دوسرے وہ کہ مثبت ہو کسی صفت کا جو قائم ہو اسکی ذات بابرکات کی ساتہ جیسے حیّ تیسرے کہ وہ
مثبت ہو اسکے کسی فعل کا جیسے خَالِقٌ اور طریق انکے اثبات کا سمع ہے یعنے عقل سے اثبات کسی نام کا ہنین کرسکتے
اسُ تعالے شانہ کے لیے انتہی **سوم** محدثین کا عقیدہ ہے کہ کلام الہی قدیم ہے مثل سائر صفات کے اور قرآن غیر
مخلوق قدیم ہے کہ وہ بہی کلام الہی ہے اور بخاری نے ایک باب اسمار الہی کے ساتہ سوال کرنے اور انکے ساتہ
استعاذہ کرنے مین منعقد کیاہے اور اس مین نو حدیثین ذکر کی ہین کہ سب دلالت کرتی ہین اسکے نام سے سوال واستعاذہ
کرنے پر اور استدلال کیا بخاری نے اس سے کہ اسم اور مسمی ایک ہو اسی لیے صحیح ہوا استعاذہ اسم کے ساتہ جیساکہ صحیح
ہے ذات کے ساتہ اور قدریہ نے جو شبہ کیاہے کہ بصورت اتحاد اسم ومسمی لازم آتاہے تعدد ذات کا بسبب تعدد
اسمار کے تو جواب اسکا یہ ہے کہ تم اس اتحاد کی مراد ہنین سمجھے حقیقت اسکی یہ ہے کہ کبہی اسم کا اطلاق کیا جاتاہے
اور مراد اس سے مسمی ہوتاہے اور کبہی اطلاق کیاجاتاہے اور مراد اس سے تسمیہ ہوتاہے غرض ثابت ہوا ہماری اس تقریر
سے کہ کلام الہی قدیم ہے اور حادث ہنین اور قرآن قدیم ہے اور یہی مذہب حق ہے اسلیے کہ اگر مخلوق ہوتا تو اسکے
ساتہ استعاذہ اور سوال جائز نہ ہوتا حالانکہ حدیث مین وارد ہوا بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ وَاَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ
اور اِذَا اسْتَعَذْتَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ **باب** مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً اَوْ سَیِّئَۃً باب اس شخص کے بیان مین
جو نیک طریق جاری کرے یا برا طریق **مقدمہ** سنت اصل لغت مین بمعنے رو یا رخسارہ یا دائرہ روی یا صورت وپیشانی
وہر دو جانب پیشانی وخو وطبیعت وروش وطریقہ وسیرت وارد ہواہے اور شریعت مین مراد اس سے وہ چیز ہے کہ حکم
کیا اسکا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یا منع فرمایا یا ترغیب وتحریض کی اسکی قولاً یا فعلاً مما لم یات بہ الکتاب کذا فی النہایۃ
اور کبہی مراد اس سے ایک امر مستحب ہوتاہے برابر ہے کہ دلالت کی ہو اسپر کتاب وسنت نے یا قیاس واجماع امت نے

اور اسی سے ہین سنن صلوٰۃ اور کبھی مراد ہوتی ہے اس سے وہ چیز کہ مواظبت کی اوسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو واجب نہین
غرض یہ تین اصطلاح ہین کہ سنت تینون پر مستعمل ہوتے ہین کذا فی التوسط لشرح سنن ابی داؤد اور سنت اللہ حکم خدا اور امر
و نہی اسکی اور سنت الاولین عذاب و عقاب اُنکا جو بسبب انکی معاصی کے انپر نازل ہوا اور سعد السنۃ ایک محدث کا لقب
ہے کہ نام انکا اسد بن موسی تھا اور سنن الطریق راہ پیدا و کشادہ روش وجہت عرب بولتے ہین امض علی سننک یعنے اپنے
سامنے چلا جا کذا فی المنتہی اور فتح الباری مین ہے کہ سنت وہ ہے جو وارد ہوئی ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے قول ہو آپ کا
یا فعل یا تقریر اور جسکا ارادہ کیا ہو آپنے اور یہ اصطلاح ہے اصولیین اور محدثین کی اور بعض فقہا کی اصطلاح یہ ہے کہ
سنت مرادف ہے مستحب کی انتہے اور حصول المامول مین ہے کہ سنت لغت مین طریقہ مسلوکہ ہے اور بعضون نے طریقہ
محمودہ کہا اور بعضون نے کہا طریقہ معتادہ حسنہ ہو یا سیئہ جیسا حدیث مین وارد ہوا مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً اِلٰی
اٰخِرِ الْحَدِیْثِ اور شرعاً قول ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور فعل اور تقریر اون کی اور اطلاق اسکا باعتبار عموم معنے
کے واجب وغیرہ پر بہی ہوتا ہے اہل لغت وحدیث کی عرف مین مگر عرف مین فقہا کے اطلاق سنت کا اسپر ہوتا ہے جو
واجب نہو یا مقابل ہو بدعت کے اور بعضون نے کہا سنت وہ ہے جسپر مواظبت کی ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مع
الترک احیاناً بلا عذر اور بعضون نے کہا عبادات مین سنت سے نافلہ مراد ہے اور ادلہ مین جو صادر ہوا نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے سوا قرآن کے قول ہو یا فعل یا تقریر انتہے **عَنْ** جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَعُمِلَ بِھَا کَانَ لَہٗ اَجْرُھَا وَمِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا لَا یَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِھِمْ
شَیْئًا وَمَنْ سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً فَعُمِلَ بِھَا کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا لَا یَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِھِمْ
شَیْئًا جریرؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے نیک سنت ڈالی اور اسپر عمل کیا گیا اوسکو ثواب ہے یعنی اسکو
عمل کا اور جسنے عمل کیا اسپر اسکے برابر بہی نہ گھٹیگا انکے ثوابون سے کچھ اور جسنے بری سنت ڈالی اور اسپر
عمل کیا گیا اسکو وبال ہے اسکا اور جسنے عمل کیا اوسپر انکا وبال بہی اسپر ہے کہ نہ گھٹیگا انکے وبالون سے کچھ یعنی
ہر متبوع کو اپنے تابعین کا بہی اجر و وبال ہے بغیر اسکے کہ تابعین کا اجر و وبال کچھ کم ہو **ف** اس مین اگر سنت
سے سنت شرعی مراد لی جاوے تو معنے یہ ہونگے جسنے مری ہوی سنت کو زندہ کیا اسکو اپنا بہی ثواب ہے اور اپنے
تابعین کا بہی اور اللہ تبارک و تعالی بڑا کریم ہے یہ نہین کہ تابعین کا ثواب کاٹ کر اسکو دے بلکہ اپنے پاس سے ہر ایک کو
عنایت کریگا اور سنت سیئہ سے شوقت بدعت مراد ہوگی کہ اس مین بہی ایسا ہی ہوگا کہ اپنے عمل کا اور اپنی توابع
دونون کا وبال اول پر ہے بغیر اسکے کہ تابعین کا وبال کچھ گھٹے اور اگر سنت سے طریقہ مسلوکہ یعنے معنے لغوی مراد ہون
تو جو طریقہ موافق کتاب و سنت یا اجماع امت کے ہوگا وہ حسن ہے ورنہ قبیح اور اس حدیث مین بڑی بشارت ہے انکو جو
محیی سنت ہین اور بڑی خسارت ہے انکی جو مروج بدعت ہین **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحَثَّ عَلَیْہِ فَقَالَ رَجُلٌ عِنْدِیْ کَذَا وَکَذَا قَالَ فَمَا بَقِیَ فِی الْمَجْلِسِ رَجُلٌ اِلَّا تَصَدَّقَ عَلَیْہِ بِمَا قَلَّ اَوْ کَثُرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَنَّ خَیْرًا فَاسْتُنَّ بِہٖ کَانَ لَہٗ اَجْرُہٗ کَامِلًا وَمِنْ اُجُوْرِ مَنِ اسْتَنَّ بِہٖ وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنِ اسْتَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً فَاسْتُنَّ بِہٖ فَعَلَیْہِ وِزْرُہٗ کَامِلًا وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْ اسْتَنَّ بِہٖ وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْئًا ابو ہریرہؓ نے کہا ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ نے ترغیب دی کہ اسکو لوگ صدقہ دین سو ایک شخص نے عرض کی کہ میرے پاس اتنا اتنا ہے یعنے صدقہ سے تما دونگا کہا ... نے کہ پہر نہ بچا مجلس مین کوئی شخص کہ صدقہ نہ دیا اُس نے اس آنے والے کو تہوڑا ہو یا بہت پہر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک اچھی راہ ڈالے اسکو ثواب ہوگا اسکی نیکی کا پورا اور انکا ثواب بہی ہوگا جو اس راہ پر چلے نہ گہٹے گا اُنکے ثوابون سے کچہ اور جس نے بری راہ ڈالی اور لوگ اسپر چلے سو اسپر گناہ ہوگا اسکا پورا اور انکا گناہ بہی جو اس راہ پر چلے نہ گہٹے گا اُنکے گناہون سے کچہ **ف** جو شخص آیا تہا وہ مفلس تہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو ترغیب دی کہ اسے صدقہ دین ایک شخص نے کہا کہ مینے اتنا اتنا مال دیا قبول کیا پہر اور لوگون کو ان کے دیکہا دیکہی غیرت ہوئی جب آپنے یہ حدیث فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ سنت خیر سے کوئی بدعت مراد نہین جیسے اہل بدعت نے سمجہا ہے کہ مراد اس سے بدعت حسنہ ہے بلکہ ظاہر ہے کہ اس سے ایک ایسی سنت کو جاری کرنا مراد ہے جس سے لوگ غافل ہون پہر ایک شخص اسکو بجا لاوے اور اور لوگ دیکہا دیکہی اسکی اتباع کرین **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اَیُّمَا دَاعٍ دَعَا اِلٰی ضَلَالَۃٍ فَاتُّبِعَ فَاِنَّ لَہٗ مِثْلَ اَوْزَارِ مَنِ اتَّبَعَہٗ وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْئًا وَاَیُّمَا دَاعٍ دَعَا اِلَی الْھُدٰی فَاتُّبِعَ فَاِنَّ لَہٗ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنِ اتَّبَعَہٗ وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا انس بن مالکؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بلانیوالا بلاوے گمراہی کیطرف اور لوگ اسکی تابع ہون اسکو گناہ ہوگا اپنے تابعون کا بہی اور نہ گہٹیگا انکے گناہون سے کچہ اور جس بلانیوالے نے بلایا ہدایت کی طرف اور لوگ اسکے تابع ہوئے اسکو ثواب ہوگا ان تابعون کا بہی اور نہ گہٹیگا انکے ثوابون سے کچہ **ف** گمراہی مین داخل ہے شرک و بدعت و محرمات شرعیہ اور تمامی فسق و فجور کے باتین کہ اسکے داعی پر تابعین کا بہی عذاب ہے اور اسیطرح ہدی مین توحید و اتباع سنن و واجبات و فرائض و مستحبات کہ انکے داعی کو تابعی ثواب ہے اور اپنے اتباع کا بہی **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ادَّعٰی اِلَی الْھُدٰی کَانَ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنِ اتَّبَعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَۃٍ فَعَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنِ اتَّبَعَہٗ لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اٰثَامِھِمْ شَیْئًا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بلاوے ہدایت کی طرف اسکو ثواب ہے مثل ان لوگون کے ثواب کے جو اسکے تابع ہوئے نہ گہٹیگا اُنکے ثوابون سے کچہ اور جو بلاوے گمراہی کی طرف اسکو اوپر گناہ ہے

انکے گناہون کی مثل جو اسکے تابع ہوئے نہ گھٹیگا انکے گناہون سے کچھ **عن** ابی جحیفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سن سنة حسنة عمل بها بعده كان له اجره ومثل اجورهم من غير ان ينقص من اجورهم شيئا ومن سن سنة سيئة فعمل بها بعده كان عليه وزره ومثل اوزارهم من غير ان ينقص من اوزارهم شيئا ابی جحیفہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک سنت ڈالی کہ اسپر عمل کیا گیا اسکے بعد ہوگا ثواب اسکو اپنے عمل کا اور ثواب انکے عملون کا بھی یعنے جنہون نے اسکے بعد عمل کیا نہ گھٹے گا انکے ثوابون سے کچھ اور جس نے بری عادت سکھائی اور عمل کیا گیا اسپر ہوگا اسپر گناہ اسکے عمل کا اور انکے گناہون کے برابر یعنے جنہون نے اسکی تابعداری کی بغیر اسکے کہ گھٹے انکے گناہون سے کچھ **عن** ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من داع يدعو الى شيء الا وقف يوم القيامة لازما لدعوته ما دعا اليه وان دعا رجل رجلا ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بلانے والا جو کسی چیز کیطرف بلاتا ہو ایسا نہیں جو کھڑا نہ کیا جاوے قیامت کے دن اور لازم نہ ہو اسکو جواب وہی جسے بلانیکی جسطرف اسنے بلایا اگرچہ بلایا ہو ایک شخص نے ایک ہی شخص کو **ف** اس مین بڑی تنبیہ ہے ان لوگون کو جو بدعات و شرور اور محدثات اسکیطرف لوگون کو بلاتے ہین اور آراے فاسدہ اور اقیسہ فاسدہ اور مذہب محدثہ اور مشارب مبتدعہ اور طرق سیئہ اور سبل قبیحہ کی طرف دعوت کرتے ہین کہ اگر ایک شخص بھی انکے اغوا اور اضلال سے گرفتار ضلالت ہو تو اسکی بھی جوابدہی انکو ضرور ہے

باب من احيى سنة قد اميتت جو شخص مری سنت کو زندہ کرے اسکی فضیلت کے بیان مین

عن كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف المزني حدثني ابي عن جدي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من احيى سنة من سنتي فعمل بها الناس كان له مثل اجر من عمل بها لا ينقص من اجورهم شيئا ومن ابتدع بدعة فعمل بها كان عليه اوزار من عمل بها لا ينقص من اوزار من عمل بها شيئا بسند مذکور مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے زندہ کیا کسی سنت کو میری سنتون سے پھر عمل کرنے لگے لوگ اسپر ہوگا اسکو ثواب برابر اسکے جس نے عمل کیا اسپر نہ گھٹیگا انکے ثوابون سے کچھ اور جس نے نکالی کوئی بدعت پھر عمل کیا اسپر لوگون نے ہوگا اسپر گناہ ان لوگون کا جنہون نے عمل کیا اسپر نہ گھٹیگا انکے گناہون سے کچھ **عن** كثير بن عبد الله عن ابيه عن جده قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من احيى سنة من سنتي قد اميتت بعدي فان له من الاجر مثل اجر من عمل بها من الناس لا ينقص من اجور الناس شيئا ومن ابتدع بدعة لا يرضاها الله ورسوله فان عليه مثل اثم من عمل بها من الناس لا ينقص من آثام الناس شيئا بسند مذکور مروی ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو زندہ کرے کسی سنت کو میری سنتوں سے کہ مرچکی ہو یعنے لوگوں نے اسپر عمل چھوڑ
دیا ہو پس اسکو ثواب ہے برابر ثواب ان لوگوں کے جنہوں نے عمل کیا اوسپر نہ گھٹیگا انکے ثوابوں سے کچھ اور جس نے بدعت نکالی
کہ پسند نہیں کرتا ہے کسی بدعت کو اللہ اور رسول اسکا اسپر گناہ ہے مثل گناہ ان لوگوں کے جنہوں نے عمل کیا اسپر نہ گھٹیگا
انکے گناہوں سے کچھ **ف** اس حدیث میں بڑی بشارت ہے ان لوگوں کو جو سنتوں کے جاری اور زندہ کرنے میں ساعی ہیں
اور بڑا انذار اور تنبیہ ہے ان لوگوں کو جو بدعتوں کی ترویج کرتے ہیں اور خناس اساس کیطرح بالقاے وسوسہ کثیر تار
کو راہ حق سے پھیر کر نسناس بناتے ہیں اور منافع دنیوی اور طلب جاہ کے لیے محدثات امور با فساد و شرور لوگوں میں
پھیلاتے ہیں اور اکثر مشائخان مبتدعین اور فقراے جاہلین اور صوفیہ بے علم اور زاہدان نافہم اسی مرض میں گرفتار
ہیں نعوذ باللہ منہم **باب** فضل من تعلم القرآن وعلمہ باب قرآن کے سیکھنے اور سکھانیوالے کی فضیلت میں

عن عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال شعبۃ خیرکم وقال سفیان
افضلکم من تعلم القرآن وعلمہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے شعبہ نے اپنی روایت میں کہا کہ تم میں سے بہتر اور سفیان نے کہا تم میں سے افضل وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھاوے **ف**
یعنے کلام اللہ چونکہ سب کلاموں سے افضل ہے اسلیے اسکا سیکھنے والا اور سکھانیوالا بھی افضل ہے **عن** عثمان
ابن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضلکم من تعلم القرآن وعلمہ حضرت عثمان
بن عفان رضے اللہ تعالی عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل تم میں کا وہ ہے جو قرآن سیکھے
اور سکھاوے **عن** عاصم بن بہدلۃ عن مصعب بن سعد عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم خیارکم من تعلم القرآن وعلمہ قال واخذ بیدی فاقعدنی مقعدی ھذا اقرئ عاصم
بن بہدلہ سے روایت ہے کہ مصعب بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک لوگ تم میں
کے وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھاویں عاصم نے کہا کہ مصعب نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے میری اس جگہ بٹھایا تاکہ میں قرآن
پڑھاؤں **ف** یہ عاصم امام القرا ہیں اپنے زمانہ کے اور تمام جہان میں قرأت انکی مشہور ہے **عن** ابی موسی
الاشعری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل المؤمن الذی یقرء القرآن کمثل الاترجۃ
طعمها طیب وریحها طیب ومثل المؤمن الذی لا یقرء القرآن کمثل التمرۃ طعمها طیب و
لا ریح لها ومثل المنافق الذی یقرء القرآن کمثل الریحانۃ ریحها طیب وطعمها مر ومثل
المنافق الذی لا یقرء القرآن کمثل الحنظلۃ طعمها مر ولا ریح لها ابموسے سے روایت ہے کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مثال اس مومن کی کہ قرآن پڑھتا ہے مانند ترنج کے ہے کہ مزا اسکا اچھا ہے اور بو بھی اچھی ہے
اور مثال اس مومن کی جو قران نہیں پڑھتا ہے مانند کھجور کے ہے کہ مزا اسکا اچھا ہے اور اسمیں خوشبو نہیں اور

مثال اس منافق کی کہ قرآن شریف پڑہتا ہے مانند ریحان کے ہے کہ بو اُسکی اچھی ہے اور مزا اسکا کڑوا ہے اور مثال اس منافق کی کہ قرآن نہین پڑہتا مانند اندرائن کی ہر کہ مزا بھی اُسکا کڑوا ہے اور خوشبو بھی ندارد **ف** ریحان کا اطلاق رزق اور رحمت اور رحمت سب پر ہوتا ہے اور باعتبار رزق کے لڑکے کو ریحان کہتے ہین کذا فی النہایہ اور اسی سے ہے حدیث وانہم لمن ریحان اللہ اور ریحان ہر گہانس خوشبودار کو کہتے ہین کہ داخل ہین اسمین پہول تمام جہان کے اور یہی معنے بیان مراد ہے اور اسی سے ہے حدیث اِذَا اُعْطِیَ اَحَدُکُمُ الرَّیْحَانَ فَلَا یَرُدَّہٗ یعنے جسکو خوشبودی جاوی تو نہ پہیرے غرض ہر نبات طیبۃ الریح انواع شموم سے اسمین داخل ہین اور مومن قرآن پڑہنے والیکا فیض چونکہ متعدی ہے کہ لوگ اس سے قرآن مجید سیکہتے ہین یا سنتے ہین اسیلیے اُسے ترنج سے مثال دی کہ خوشبو اسکی دور تک پہونچتی ہے اور مومن غیر قاری کا فیض چونکہ متعدی نہین اسیلیے گویا خوشبو نہین اگرچہ درستی عقیدت اور خوبی سریرت اسکی مثل تمر شیرین ہے اور منافق بسبب فساد عقیدت وخرابی سریرت تلخ باطن ہے مگر قرأت قرآن سے چونکہ دوسرون کو فائدہ ہے اسیلیے خوشبودار پہول ہے کہ دور سے سونگہو کہانے کے لائق نہین اور قرآن بہی نہ پڑہا تو کم بخت بالکل کریلا اور نیم چڑہا اندرائن ہے کہ ظاہر و باطن سب خراب ہے اور اس مین بہ ترتیب درجات اپنے چارون کی مثالین فرمائین کہ اول اُنکا سب سے افضل ہے اور آخر انکا سب سے بدتر **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ اَھْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ ھُمْ قَالَ ھُمْ اَھْلُ الْقُرْاٰنِ اَھْلُ اللّٰہِ وَخَاصَّتُہٗ حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچہ لوگ اللہ والے ہین آدمیون مین سے لوگون نے عرض کی کہ وہ کون لوگ ہین اے رسول اللہ کے فرمایا وہ لوگ قرآن والے ہین کہ وہ اللہ والے ہین اور اُسکے خاص ہین **ف** قرآن والے یعنے بخشوع وخضوع وآداب اوسکی تلاوت کرنیوالے اور اسکے وعدہ وعید پر ایمان لانے والے اور اسکے احکام پر چلنے والے وہ اللہ تعالے کے خاص لوگ ہین **عن** عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَحَفِظَہٗ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ وَشَفَّعَہٗ فِیْ عَشَرَۃٍ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ کُلُّھُمْ قَدِ اسْتَوْجَبَ النَّارَ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑہا اور اسکو یاد کیا داخل کرے گا اللہ اسکو جنت مین اور دس شخصون کے لیے اسکے گہر والون سے اسکی شفاعت قبول کرے گا کہ ہر ایک پر اُن مین سے واجب ہوگئی ہوگی دوزخ یعنے بسبب گناہان کبیرہ کے سوا شرک کے **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَاقْرَءُوْہُ وَارْقُدُوْا فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ تَعَلَّمَہٗ فَقَامَ بِہٖ کَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْکًا یَفُوْحُ رِیْحُہٗ کُلَّ مَکَانٍ وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَہٗ فَرَقَدَ وَھُوَ فِیْ جَوْفِہٖ کَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْکِیَ عَلٰی مِسْکٍ روایت ہے ابو ہریرہ رضی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سیکہو قرآن کو اور پڑہو اسکو اور سو رہو یعنے رات بہر نہ جاگو کہ

خلاف سنت ہو اسلیے کہ مثل قرآن کے اور جس نے سیکھا اسکو مانند ایک تھیلی کے ہے کہ بھری ہوئی ہے مشک سے اور خوشبو اسکی پھیل رہی ہے ہر جگہہ مین اور مثال اسکی جس نے قرآن سیکھا اور سو رہا یعنے تہجد وغیرہ مین نہ پڑھا مانند اس تھیلی کے ہے کہ بند من باندہ دیا اسکا منہ مشک بھر کر یعنے خوشبو اسکی پھیلتی نہین عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ اسْتَخْلَفَهُ عَلَى مَكَّةَ فَقَالَ عُمَرُ مَنِ اسْتَخْلَفْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِي قَالَ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أَبْزَى قَالَ وَمَنِ ابْنُ أَبْزَى قَالَ رَجُلٌ مِنْ مَوَالِينَا قَالَ عُمَرُ فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى قَالَ إِنَّهُ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ قَاضٍ قَالَ عُمَرُ أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ نافع بن عبد الحارث سے حضرت عمر ملے عسفان مین کہ نام ایک مقام کا ہے سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس کو خلیفہ کیا تمنے اہل وادی یعنے مکہ پر انہون نے کہا یعنے خلیفہ کیا انپر ابن ابزی کو انہون نے پوچھا کہ ابن ابزی کون ہے کہا وہ ایک شخص ہے ہماری موالی مین حضرت عمر نے فرمایا کہ تم نے انپر مولی کو خلیفہ کر دیا انہون نے کہا وہ قاری ہے کتاب اللہ کا اور عالم ہے فرائض کا اور بخوبی فیصلہ کرنے والا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی بلند کرتا ہے اس کتاب کی برکت سے بہت قومون کو اور زیر کرتا ہے دوسرون کو **ف** مولی کے معنے رفیق اور دوست اور غلام آزاد اور حلیف اور عزیز اور قریب کے ہین اور ظاہر یہ ہے کہ یہان غلام آزاد مراد ہے اسی سے حضرت عمر نے اسپر تعجب کیا عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ وَلَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهِ أَوْ لَمْ يُعْمَلْ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ أَلْفَ رَكْعَةٍ ابوذر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر اگر تو صبح کو ایک آیت سیکھے اللہ تعالی کی کتاب سے تو اس سے بہتر ہے کہ تو سو رکعت پڑھے اور اگر تو صبح کو ایک باب سیکھے علم کا عمل کرے یا نہ کرے تو ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ تفقہ قرأت سے افضل ہے اور وہ دونو ادائے نوافل سے افضل ہین

بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ

باب عالمون کی فضیلت اور طلب علم کی ترغیب مین عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی خیر چاہتا ہے اللہ تعالی سمجھ دیتا ہے اسکو دین کی عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْخَيْرُ عَادَةٌ وَالشَّرُّ لَجَاجَةٌ وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر انسان کی عادت ہے یعنے اسپر مجبول ہوا ہے اور شر نفس کی خصومت سے ہے اور اللہ تعالے جسکی بہتری

چاہتا ہے اسکو دین میں سمجھ دیتا ہے **ف** یعنے انسان مفطور ہوا ہے خیر پر جیسے اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ یعنے یہ اللہ سبحانہ وتعالی کی فطرۃ ہے کہ جسپر پیدا کیا اُس نے لوگوں کو اور اللہ تعالی کی پیدائش میں بدلنا نہیں ہے یہی ہے دین مضبوط اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ کوئی مولود ایسا نہیں جو فطرت پر پیدا نہ ہو پھر ماں باپ اسکی یہودی کردیتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی اور شر نفس کی خصوصیت سے ہے کہ وہ کھینچ لیجاتا ہے انسان کو شر کی طرف اور مضطر کردیتا ہے اور اسلیے نفس کو لجوج کہتے ہیں کہ وہ عداوت انسان پر مستعد ہے غرض ضرور ہے انسان کو کہ خیر کی عادت کرے اور شر کو حتی المقدور رفع دفع کرے اور مراد فقہ سے کتاب وسنت کا فہم ہے کہ مابین المتعارضین تطبیق دے یا جہاں وجوہ ترجیح موجود ہوں اسکو ترجیح دے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آرائے رجال اور قیل وقال پر مقدم رکھے اور ہر مسئلہ میں دلائل شرعیہ کا تابع رہے اور تمسک تام کتاب وسنت سے کرے نہ آرائے امام سے چنانچہ محدثین سے مروی ہے کہ فِقْهُ الرَّجُلِ بَصِيرَتُهُ بِالْحَدِيثِ یعنی فقہ آدمی کی یہ ہے کہ بصیرت حاصل کرے حدیث میں اور فقہ متعارف میں سے ہر مسئلہ کو کتاب وسنت پر عرض کرے جو کہ موافق ہو قابل قبول جانے ورنہ قابل رد وطرد یہی سمجھ ہے دین کی اگرچہ شاق گزرتا ہے یہ امر اس زمانے کے ناسمجھوں پر **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ ابن عباسؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فقیہ شیطان کو سخت ناگوار ہوتا ہے ہزار عابد سے **ف** یہاں فقیہ سے کامل الاتباع متمسک بالکتاب والسنة طارد راد تقلید فی دین اللہ طالب رشد وتحقیق سے اوامر اللہ راغب الے المولی اور راغب عن الدنیا مبصر فی الحدیث ممیز بین الطیب والخبیث حافظ علی السنة والکتاب ماشے علی سبیل الاسلاف دون الاخلاف مراد ہے جس کی تفصیل اوپر کی حدیث میں بھی گذری **عن** كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ أَتَيْتُكَ مِنَ الْمَدِينَةِ مَدِينَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُ بِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَمَا جَاءَ بِكَ تِجَارَةٌ قَالَ لَا قَالَ وَمَا جَاءَ بِكَ غَيْرُهُ قَالَ لَا قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانِ فِي الْمَاءِ وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ کثیر بن قیس نے کہا میں ابی الدرداءؓ کے پاس مسجد دمشق میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ اے ابو الدرداء

مین آپکے پاس مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہون ایک حدیث کیلیو کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ تم روایت کرتے ہو اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ابو الدرداؓ نے کہا کیا تم کسی تجارت کے لیے آئے ہو اُسنے کہا نہین انہون نے کہا سوا اسکے کسی اور کام کو آئے ہو اُسنے کہا نہین تب کہا ابو الدرداؓ نے بیشک مینے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو کوئی ایک راہ چلے اور اُس مین ڈہونڈہتا ہو کسی علم کو یعنے علوم دینیہ سے سہل کریگا اللہ تعالی اسکے لیئے ایک راہ جنت کی اور بیشک فرشتے اپنے بازو بچھاتے ہین طالب علم کی رضامندی کے لیے اور طالب علم کے لیے مغفرت مانگتے ہین جو لوگ آسمان و زمین مین ہین یہانتک کہ مچھلیان پانی مین اور بزرگی عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسے بزرگی چاند کی تمام تارون پر بیشک عالم لوگ وارث ہین پیغمبرون کے اور پیغمبرون نے اپنا ترکہ دینار و درہم نہین چھوڑا بلکہ اسکے کہ چھوڑا ہے انہون نے علم کو سو جسنے لیا اُسے لیا اس نے بڑا حصہ لیا **ف** اس حدیث سے کئی امور ثابت ہوئے آول قدر دانی سلف کی حدیث کے لیے کہ وہ شخص مدینہ سے دمشق کو ایک حدیث کے لیے گیا اللہ تعالی رحمت کرے اسکی علو ہمت اور رفع ہمت پر اور ہر مومن کو قیامت تک یہی ضرور ہے کہ علم حدیث کی طلب مین اپنے اوطان سے ہجرت کرین اور اسفار بعیدہ احادیث مطہرہ کے لیے اختیار کرین کہ دولت دارین پاوین دوم اخلاص طلب علم مین کہ ضرور ہے کہ اسکی طلب کو اور اغراض دنیوی کے ساتھ منسوب نکرین سوم فضیلت طالب علم کی جو اللہ کے لیے خاص علوم دینیہ کا طالب ہو کہ اسکے لیے جنت کی بشارت اور فرشتون کی خاطر داری اور گناہون کی مغفرت اور عابد پر مزید فضیلت ارشاد فرمائی اور چہارم یہ کہ وارث فرمایا علما محدثین کو انبیا و مرسلین کا اور یہ فضیلت خاص محدثین کو ہے کہ ورثہ انبیا کا سوا حدیث اور کتاب آسمانی کے اور کچھ نہین **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم وواضع العلم عند غیر اھلہ کمقلد الخنازیر الجوہر واللؤلؤ والذہب انس بن مالکؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب علم کی فرض ہے ہر مسلمان پر اور علم کو نالائق کے تئین سکہانے والا ایسا ہے جیسے موتی اور سونے کا ہار سورون کے گلے مین ڈالنے والا **ف** طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم اس حدیث کو نووی سے پوچھا انہون نے کہا ضعیف ہے اگرچہ مطلب صحیح ہے اور انکے شاگرد حافظ جمال الدین مزی نے کہا یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے کہ حد حسن کو پہونچتی ہے اور واقعی ایسا ہی ہے اور مین نے اسکو جمع کیا ایک جزء مین تو پچاس طرق سے وارد ہوئی ہے بیہقی نے مدخل مین کہا کہ واللہ اعلم شاید اس سے مراد یہ ہے کہ وہ علم سیکھنا فرض ہے جسکا جہل کسی بالغ کو درست نہین یا وہ علم مراد ہے جسکی ضرورت اس مسلمان کو ہے مثلاً تاجر کو مسائل بیع و شرا کا اور غازی کو مسائل جہاد کا یا یہ کہ فرض عین ہے ہر مسلمان پر علم کا حاصل کرنا مگر جب کچھ لوگ جنکو علم کفایت ہو تحصیل مین مشغول ہون تو باقی لوگ ترک طلب کے سبب معذور ہونگے پھر روایت کی انہون نے ابن مبارک سے کہ کسینے پوچھا ان سے اس حدیث کی تفسیر تو انہون نے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کو

کسی مسئلہ کی ضرورت پڑے سو اسے پوچھ لے تاکہ حاصل ہو علم اُسکا اور اسکی طرف اشارہ ہے آیت فاسئلوا اہل الذکر میں اور بیضاوی نے کہا مراد اس سے وہ علوم ہیں جنکا حصول ہر مسلمان کو فرض ہے جیسے حقیقت نبوت کی اور معرفت صانع کی اور وحدانیت اسکی اور کیفیت نماز کی کہ اسکے تعلم و تعلیم فرض عین ہے کذا فی الزجاجہ اور اس حدیث کو عقیلی اور ابن عدی نے انس سے مرفوعاً یوں روایت کیا ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ فَاِنَّ طَلَبَ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنے علم کو حاصل کرو اگرچہ ملک چین میں جاکر حاصل کرو کیونکہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور ابن حبان نے کہا یہ باطل ہے اسکی کچھ اصل نہیں اور اسکی اسناد میں ابو عاتکہ ہے اور وہ منکر الحدیث ہے اور بعض محدثین نے ابن حبان کا تعاقب کیا ہے کہ اس سے روایت کی ہے ترمذی نے اور بیہقی نے یہ حدیث شعب الایمان میں روایت کی ہے اور ابن عبد البر نے کتاب العلم میں اور مختصر میں کہا ہے کہ یہ حدیث ابن ماجہ اور بیہقی اور احمد نے روایت کی ہے اور لفظ اسکے مشہور ہیں اور اسانید اسکی ضعیف ہیں اور ابن الجوزی نے اسکو موضوعات میں ذکر کیا ہے کذا فی فوائد المجموعہ للعلامۃ الشوکانی قدس سرہ اور یہ جو فرمایا کہ علم نالائق کو سکھلانیوالا اس سے معلوم ہوا کہ ہر علم کی استعداد ہر شخص کو نہیں اور تعلیم حسب استعداد ضرور ہے ورنہ تضییع اوقات ہے اور دوسرا اور خرافات عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يَّسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ اَبْطَاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کھولدی مسلمان کی کوئی سختی دنیا کی سختیوں میں سے اللہ تعالیٰ کھولدے گا اُسکی ایک سختی قیامت کی سختیوں سے اور جو عیب ڈھانپے کسی مسلمان کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ عیب ڈھانپے گا اُسکا دنیا اور آخرت میں اور جو آسانی کرے کسی تنگ دست پر اللہ تبارک وتعالیٰ آسانی کرے گا اسپر دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ بندیکا مددگار رہے جب تک بندہ اپنے بہائی کا مددگار ہے اور جو چلا ایک راہ کہ ڈھونڈھتا ہو اس میں کوئی علم یعنے علوم دینیہ سے سہل کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے لیے ایک راہ جنت کی اور کوئی قوم ایسی نہیں جو کسی گھر میں اللہ کے گھروں سے جمع ہو کر اللہ کی کتاب پڑھیں اور ایک دوسرے کو پڑھاویں کہ گھیر نہیں لیتے انکو فرشتے اور اترتے ہیں ان پر تسکین اور ڈھانپ لیتی ہے انکو رحمت اور یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ انکو اپنے نزدیک والوں کے آگے یعنے فرشتوں کے آگے اور جو عمل میں پیچھے رہا اُسکا نسب پیش نہ جائیگا **ف** اس حدیث میں صلہ رحم اور سلوک خیر کی بڑی فضیلت ہے اور معلوم ہوا کہ جزا جنس عمل سے ہے اور تمیل

علم سبب دخول جنت ہی اور سبب خدا کی مدد درکار ہو بندگان الٰہی کا مددگار ہو اور جسے فرشتون کی صحبت اور رحمت اور سکینہ مطلوب ہو تو قرآن پڑہے اور پڑہاوے اور جو عمل مین قاصر ہے اسکا نسب اسکے کار ہے نسب پر فخر کرنا استخوان فروشی ہے

عن زر بن حبیش قال اتیت صفوان بن عسال المرادی فقال ما جاء بک قلت انبط العلم قال فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ما من خارج خرج من بیته فی طلب العلم الا وضعت له الملائکة اجنحتها رضا بما یصنع زر بن حبیش نے کہا آیا مین صفوان بن عسال مرادی کے پاس تو انہون نے پوچھا تم کیون آئے مینے کہا تحصیل علم کو انہون نے کہا مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کوئی نکلنے والا ایسا نہین جو اپنے گہر سے نکلے علم کی طلب مین مگر بچہاتے ہین اسکے لیے فرشتے اپنے بازو خوشی سے اسکے کام کے لیے **ف** انبط العلم انباط سے ہے اور انباط اظہار اور افشاء کو کہتے ہین اسی سے ہے استنباط کہ استخراج کے ہم معنے ہے اور نبط و نبیط اس پانی کو بہی کہتے ہین جو کنوئین کے گہراوے سے نکلتا ہے کہودنے کیوقت

عن ابی هریرة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من جاء مسجدی هذا لم یأته الا لخیر یتعلمه او یعلمه فهو بمنزلة المجاهد فی سبیل الله ومن جاء لغیر ذلک فهو بمنزلة الرجل ینظر الی متاع غیره حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو میری اس مسجد مین آیا کہ نہ آیا وہ مگر کسی خیر کے لیے کہ سیکہے یا سکہاوے وہ مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ہے اور جو اور کام کو آیا یعنے دنیا وغیرہ کی غرض سے وہ ایسا ہی جیسے کوئی دوسرے کی چیز کو تکتا ہے **ف** اس سے بڑی فضیلت ثابت ہوئی مسجد نبوی کی کہ اس مین درس و تدریس علوم دینیہ بمنزلہ جہاد کے ہے

عن ابی امامة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیکم بهذا العلم قبل ان یقبض وقبضه ان یرفع وجمع بین اصبعیه الوسطی والتی تلی الابهام هکذا ثم قال العالم والمتعلم شریکان فی الاجر ولا خیر فی سائر الناس ابی امامہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاصل کرو اس علم کو قبل اسکے کہ چہین لیا جاوے اور چہیننا اسکا یہ ہی کہ اٹہایا جاوے اور جمع کیا آپنے بیچ کی اور کلمہ کے انگلی کو جو اسکے پاس ہے اس طرح اور فرمایا استاد اور شاگرد دونو شریک ہین ثواب مین اور باقی لوگون مین کچہ خیر نہین

عن عبد الله ابن عمر قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات یوم من بعض حجره فدخل المسجد فاذا هو بحلقتین احدهما یقرؤن القرآن ویدعون الله والاخری یتعلمون ویعلمون فقال النبی صلی الله علیه وسلم کل علی خیر هؤلاء یقرؤن القرآن ویدعون الله فان شاء اعطاهم وان شاء منعهم وهؤلاء یتعلمون ویعلمون وانما بعثت معلما فجلس معهم عبداللہ بن عمر نے کہا نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے کسی حجرے سے اور مسجد مین آئے تو دو حلقہ دیکہے ایک حلقہ والے قرآن پڑہتے تہے اور اللہ پاک سے دعا کرتے تہے اور دوسرے علم سیکہتے سکہاتے

تھے سو آپ نے فرمایا دونوں گروہ نیکی کے کام میں ہیں قرآن پڑھتے ہیں اور اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں جو چاہے اللہ تعالی نہیں دیوے چاہے دیوے یعنے مدعا اور یہ لوگ سیکھتے سکھاتے ہیں اور میں بھی علم سکھانیوالا ہوں سو آپ انہیں کے ساتھ بیٹھ گئے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فضل علم افضل ہے فضل عبادت سے اور عالم کا رتبہ عابد سے بڑھکر ہے

باب مَنْ بَلَّغَ عِلْمًا

باب تبلیغ علم کی فضیلت میں **عَنْ** زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ زَادَ فِيهِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَلَاثٌ لَا يُغَلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ وَالنُّصْحُ لِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ زید بن ثابت نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تر و تازہ رکھے اسکو اللہ تعالے جو سنے میری بات اور اوروں کو پہونچا دے اسلیے کہ بہت لوگ فقہ کے اٹھانیوالے ایسے ہیں کہ وہ خود فقیہ نہیں اور بہت اٹھانے والے فقہ کے ایسے ہیں کہ وہ لے اٹھا کر اپنے سے زیادہ فقیہ کے پاس لے جاتے ہیں اور زیادہ کی علی بن محمد نے اس روایت میں یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں کہ آدمی مسلمان اس سے کبھی جی نہیں چراتا ایک تو خالص کرنا عمل کا اللہ تعالے کے لیے دوسرے خیر خواہی مسلمانوں کی سرداروں کی تیسرے انکی جماعت میں ملے رہنا **ف** اس حدیث میں ترغیب ہے حدیث و قرآن کی تعلیم و تبلیغ کی اور بشارت ہے کہ بعد زمان صحابہ کے بھی بہت لوگ دین میں تفقہ اور تحقیق پیدا کریں گے اور استنباطات احکام غامضہ حدیث و قرآن سے کیا کریں گے اور یہ معاملہ قیامت تک جاری رہے گا اور اشارہ ہے ان لوگوں کے رد کی طرف جو بلا دلیل دعوی ختم اجتہاد کے اور تقول علی اللہ کرتے ہیں اور اللہ کے فضل کو عباد معدودہ پر حصر کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے **عَنْ** جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَيْفِ مِنْ مِنًى فَقَالَ نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا خطبہ پڑھتے کھڑے ہوکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد خیف میں منے کے اور فرمایا اللہ ترو تازہ رکھے اسکو جو ہماری بات سنی باقی ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عَنْ** عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَضَّرَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَبَلَّغَهُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَحْفَظُ مِنْ سَامِعٍ عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی تر و تازہ رکھے اسکو جو ہماری کوئی حدیث سنے اور اسکو پہونچا دیوے یعنے اور لوگوں کو اسلیے کہ بہت لوگ جن پاس حدیث پہونچی ہے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں سننے والوں سے **عَنْ** أَبِي بَكْرَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلَّغٍ يَبْلُغُهُ أَوْعَى لَهُ مِنْ سَامِعٍ ابی بکرہ نے کہا خطبہ پڑھا ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ ذی الحجہ کی اور فرمایا پہونچا دیوے ان باتوں کو جو حاضر ہو غائب لوگوں کو اسلیے کہ بہت لوگ جنکو حدیث پہونچتی ہے وہ اسے سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں **ف** اس میں

بشارت ہو کہ بعد زمان صحابہ کے بھی ہزارون حافظان حدیث نبوی موجود ہونگے عَنْ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ معاویہ قشیری سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ ہو ضرور ہے کہ پہونچاوے حاضر غائب کو عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ پہونچا دین تمہارے حاضر لوگ غائب لوگون کو یعنے جو اب موجود ہین یا آگے پیدا ہونگے عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا ثُمَّ بَلَّغَهَا عَنِّي فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ انس بن مالک سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی تر و تازہ رکھے اس بندے کو کہ ہماری بات سُنے اور اسکو یاد رکھے اور پھر اورون کو پہونچا دیوے اسلیے کہ بہت سے روایت کرنیوالے فقہ کے خود فقیہ نہین اور بہت سے روایت کرنیوالے فقہ کے اس شخص کو روایت پہونچاتے ہین جو ان سے زیادہ دین مین سمجھ رکھتے ہین

بَابُ مَنْ كَانَ مِفْتَاحًا لِلْخَيْرِ باب بیان مین اس شخص کے جو نیکی سکھلاوے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلْخَيْرِ مَغَالِيقَ لِلشَّرِّ وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلشَّرِّ مَغَالِيقَ لِلْخَيْرِ فَطُوبَى لِمَنْ جَعَلَ اللهُ مَفَاتِيحَ الْخَيْرِ عَلَى يَدَيْهِ وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللهُ مَفَاتِيحَ الشَّرِّ عَلَى يَدَيْهِ انس بن مالک سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعضے لوگ کنجیان ہین بھلائی کی اور قفل ہین برائی کے یعنے بھلائی سکھاتے ہین برائی سے روکتے ہین اور بعضے لوگ کنجیان ہین برائی کی اور قفل ہین بھلائی کے سو مبارک باد ہے اسکو جسکے ہاتھ مین اللہ تعالی بھلائی کی کنجی دے اور خرابی ہے اسکی جسکے ہاتھ برائی کی کنجی دے **ف** یعنے بعضے صالحین اور علما اور محدثین اور زہاد اور عباد ایسے بنائے ہین کہ انکی صحبت سے لوگ فیضیاب ہوتے ہین اور علوم دینیہ اور برکات ایمانیہ حاصل کرتے ہین اور بدعات اور سیئات سے بچتے ہین اور بعضے ایسے مفسدین اور دغاباز اور رند مشرب ہین کہ انکی صحبت مین سوا فسق و فجور اور محدثات امور کے اور کچھ حاصل نہین نعوذ باللہ منہم ومن شرورہم عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَذَا الْخَيْرَ خَزَائِنُ لِتِلْكَ الْخَزَائِنِ مَفَاتِيحُ فَطُوبَى لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللهُ مِفْتَاحًا لِلْخَيْرِ مِغْلَاقًا لِلشَّرِّ وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللهُ مِفْتَاحًا لِلشَّرِّ مِغْلَاقًا لِلْخَيْرِ سہل بن سعد سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس خیر کے بھی خزانے ہین اور ان خزانون کی کنجیان بھی ہین سو مبارک باد ہے اُس بندے کو جسے اللہ خیر کی کنجی بناوے اور شر کا قفل اور خرابی ہے اس بندے کی جسے اللہ شر کی کنجی بناوے اور خیر کا قفل

بَابُ ثَوَابِ مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ باب اسکی فضیلت مین جو لوگون کو خیر سکھاوے

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ لَيَسْتَغْفِرُ

لِلْعَالِمِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى الْحِيْتَانِ فِي الْبَحْرِ ابی الدرداء سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے بیشک مغفرت مانگتے ہیں عالم کے لیے جو لوگ ہیں آسمانوں میں اور جو لوگ ہیں زمین میں یہانتک
کہ مچھلیاں دریا میں **ف** اس سے بڑی فضیلت عالم باعمل کی نکلی **عَنْ** مُعَاذِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا فَلَهٗ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهٖ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الْعَامِلِ معاذ بن انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی بات علم کی سکھائی اسکو ثواب ہے عمل کرنے والے کے برابر بے اسکے کہ عمل کرنیوالے کا ثواب کچھ
گھٹے **ف** اس میں بڑی فضیلت ہے ان علما کی جو امر معروف اور نہی منکر کرتے ہیں یا تدریس سے علوم دینیہ پھیلاتے
ہیں یا تحریر سے علوم حدیث و قرآن پھیلاتے ہیں **عَنْ** اَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِهٖ ثَلٰثٌ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْا لَهٗ وَصَدَقَةٌ تَجْرِيْ يَبْلُغُهٗ اَجْرُهَا وَعِلْمٌ
يُعْمَلُ بِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ حضرت ابی قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر ان میں کی جو آدمی
موت کے بعد دنیا میں چھوڑ جاتا ہے تین چیزیں ہیں اول اولاد نیک جو اسکے لیے دعاء خیر کرتی رہے دوسرے صدقہ
جاری ہے اور پہونچتا رہے ثواب اسکا تیسرے علم کہ اسکے بعد اسپر عمل ہوتا رہے **کہا** مولف نے اور روایت کی محمد بے
ابو حاتم نے ان سے یزید بن سنان نے انہوں نے زید بن ابی انیسہ سے انہوں نے فلیح بن سلیمان سے اونہوں نے زید
بن اسلم سے انہوں نے عبد اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور
ذکر کی حدیث مانند اول کی حدیث کے **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا
يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهٗ
وَمَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِيْ صِحَّتِهٖ وَ
حَيَاتِهٖ يَلْحَقُهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چیزیں جنکا ثواب
مومن کو ملتا رہتا ہے اسکی نیکیوں میں سے اسکی موت کے بعد بھی ایک علم ہے کہ سکھا گیا ہو اور پھیلا گیا ہو وہ اسکو
اور دوسری نیک اولاد ہے کہ چھوڑ گیا ہو اسکو اور تیسرے قرآن ہے کہ اسکا وارث کر دیا اس نے یعنے میراث میں چھوڑ گیا
اور چوتھی مسجد ہے کہ بنا گیا ہو یا کوئی گھر مسافروں کے لیے کہ بنا گیا ہو اور پانچویں کوئی نہر کہ جاری کر گیا ہو اور چھٹی
کوئی صدقہ کہ نکالا ہو اسکو اپنے مال حلال سے اپنی تندرستی اور زندگی میں ان سب کا ثواب اسکو بعد موت کے ملتا
رہتا ہے **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ
عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمَهٗ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر صدقہ یہ ہے کہ مسلمان
علم سیکھے اور اپنے بھائی کو سکھاوے **بَابٌ** مَنْ كَرِهَ اَنْ يُوْطَأَ عَقِبَاهُ باب ہمراہیوں کو پیچھے چلانے
کی کراہت میں **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَا رُئِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ

ولا یطأ عقبیه رجلان۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کبھی کسی نے نہ دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تکیہ لگاکر کھاتے ہوں یا انکے پیچھے دو آدمی بھی چلتے ہوں **ف** جیسے دنیا کے امرا کا دستور ہے کہ اس میں تکبر کی بو پائی جاتی ہے **عن** ابی امامة قال مر النبي صلى الله عليه وسلم في يوم شديد الحر نحو بقيع الغرقد وكان الناس يمشون خلفه فلما سمع صوت النعال وقر ذلك في نفسه فجلس حتى قدمهم امامه لئلا يقع في نفسه شيء من الكبر ابی امامہ نے کہا تشریف لیچلے ایک دن میں سخت گرمی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم بقیع غرقد کو اور کچھ لوگ آپکے پیچھے چلے آتے تھے جب آپنے اُنکے چپلوں کی آواز سنی تو آپکے دل میں خیال آیا سو بیٹھ گئے یہانتک کہ وہ لوگ آپ کے آگے نکل گئے کہ کہیں آپکے دلمیں کچھ تکبر نہ آجاوے **ف** اس سے ثابت ہوا کہ مومن کامل کو ضرور ہے کہ تکبر سے بہت احتراز کرے اور آدمی سے تکبر بالکل نہیں جاتا جب تک پورا متبع سنت نہو **عن** جابر بن عبد الله قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا مشى مشى اصحابه امامه وتركوا ظهره للملائكة جابرؓ نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو انکے اصحاب انکے آگے چلتے اور چھوڑ دیتے انکی پیٹھ فرشتوں کے لیے

باب الوصاة بطلبة العلم باب طالبان علم کی وصیت میں

عن ابی سعید الخدري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سيأتيكم اقوام يطلبون العلم فاذا رأيتموهم فقولوا لهم مرحبا مرحبا بوصية رسول الله صلى الله عليه وسلم واقنوهم قلت للحكم ما اقنوهم قال علموهم ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب آوینگے تمہارے پاس کتنے ڈھونڈتے ہوئے علم کو پھر جب تم انکو دیکھو تو مرحبا مرحبا کہو موافق وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور علم سکھاؤ انکو **ف** یعنے انکو مبارکباد اور شاباشی دو رسول ؐ کی طرف سے اور محبت سے علوم دینیہ سکھاؤ **عن** اسمعیل قال دخلنا على الحسن نعوده حتى ملأنا البيت فقبض رجليه ثم قال دخلنا على ابي هريرة نعوده حتى ملأنا البيت وهو مضطجع فقبض رجليه ثم قال دخلنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم نعوده حتى ملأنا البيت وهو مضطجع لجنبه فلما رآنا قبض رجليه ثم قال انه سيأتيكم اقوام من بعدي يطلبون العلم فرحبوا بهم وحيوهم وعلموهم قال فادركنا والله اقواما ما رحبوا بنا ولا حيونا ولا علمونا الا بعد ان كنا نذهب اليهم فيجفونا اسمعیل نے کہا داخل ہوئے ہم حسن کے پاس انکے عیادت کو یہانتک کہ بھر گئی ہم لوگ گھر میں سو سمیٹ لیے انہوں نے اپنے دونوں پیر پھر کہا انہوں نے کہ داخل ہوئے ہم ابو ہریرہؓ پہ عیادت کو انکے یہانتک کہ بھر گئے ہم گھر میں اور وہ لیٹے ہوئے تھے سو سمیٹ لیے انہوں نے اپنے دونوں پیر پھر کہا انہوں نے کہ داخل ہوئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عیادت کو انکے یہانتک کہ بھر گئے ہم گھر میں اور آپ لیٹے ہوئے تھے اپنے کروٹ پر پھر جب ہمکو دیکھا تو آپنے اپنے دونوں پیر سمیٹ لیے اور فرمایا کہ اب آوینگے تمہارے پاس

کتی قومین میرے بعد کہ ڈہونڈ ہتے ہونگے وہ علم کو سو مرحبا کہنا انکو اور مبارک باد دینا انکو اور علم سکہانا انکو پہر کہا حسن بصری نے جو راوی حدیث ہین کہ قسم ہے اللہ تعالی کی ہمنے پائین وہ قومین کہ جنہون نے نہ ہمین مرحبا کہا نہ مبارک باد دی نہ تعلیم کی لیکن بعد اسکے کہ ہم جب انکو پاس جاتے وہ ہمپر ظلم کرتے **ف** حسن بصری اپنے وقت کی علما کی شکایت کرتے ہین اور ظاہر ہے کہ یہ لوگ بعد زمان صحابہ کے تہے کہ انہون نے کام تعلیم کا اٹہا یا تہا مگر اخلاق حسنہ نہین حاصل کیے تہے اور طلبہ علوم پر انکو شفقت اور رافت اور لطف اور کرم نہ تہا جیسے اس زمانہ کے دنیا دار علما ہین ❊

عن اَبِي هٰرُوْنَ الْعَبْدِيِّ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا اِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَاِنَّهُمْ سَيَاْتُوْنَكُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ يَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ فَاِذَا جَاءُوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا ابی ہرون عبدی سے روایت ہے کہ انہون نے کہا جب ہم ابی سعید خدری کے پاس جاتے تو وہ فرماتے مرحبا موافق وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پہر کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا ہے کہ لوگ دین مین تمہاری تابع ہین اور وہ آوینگے تمہاری پاس زمین کے کنارون سے سمجھ حاصل کرنے کو دین مین سو جب آوین وہ تمہارے پاس تو ان سے بہلائی کرو **باب** الْاِنْتِفَاعِ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ بِهٖ باب علم کے نفع اور عمل کے بیان مین **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤن مین تہی یہ کہ اے اللہ مین پناہ مانگتا ہون اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس دعا سے جو سنی نہ جاوے یعنے قبول نہ ہو اور اس دل سے جو خدا سے نہ ڈرے اور اس جی سے جو کبہی نہ بہرے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مین کہتے تہے یا اللہ نفع دے تو مجہے اس چیز سے کہ سکہائی تو نے مجہکو اور سکہا مجہکو وہ چیز کہ نفع دے مجہکو اور زیادہ کر میرا علم اور سب تعریف ہے اللہ کو ہر حال مین **ف** علم دین کا نفع یہی ہے کہ آپ اسپر عمل کرے اور خلق کو اسکی طرف بلاوے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَعْنِيْ رِيْحَهَا ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سیکہا کوئی علم ایسا کہ طلب کیجاتی ہے اللہ کی رضامندی اسکے سبب سے اور نہین سیکہا وہ اسکو مگر اسلیے کہ ملے اسکو کوئی چیز دنیا کی تو وہ نہ پاوے گا بو جنت کی **عن** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ اَوْ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْ

يَصْرِفَ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ فَهُوَ فِي النَّارِ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے
ڈھونڈھا علم کو تاکہ تکرار کرے نادانون سے یا فخر کرے عالمون پر یا متوجہ کرے لوگون کو اپنی طرف سو وہ دوزخ مین ہے **ف**
یعنے اس نے کام تو دوزخ ہی کا کیا پہر اللہ تبارک وتعالے چاہے عذاب کرے یا نہ کرے اس سے ان لوگون کی برائی معلوم ہوئی جو
طلب جاہ اور شہرت وعزت کی نظر سے علم سیکھتے ہین **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوْا بِهِ الْعُلَمَاءَ وَلَا لِتُمَارُوْا بِهِ السُّفَهَاءَ وَلَا تَخَيَّرُوْا بِهِ الْمَجَالِسَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَالنَّارُ
النَّارُ جابرؓ سے روایت ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ سیکھو علم کو اسلیے کہ فخر کرو اسکے ساتھ علماء پر اور نہ اسلیے کہ قائل
کرتے پہرو اس سے نادانون کو اور نہ ڈھونڈھو علم سے عزت کی مجلسون کو اسلیے کہ جس نے ایسا کیا تو آگ ہی آگ ہے **ف**
یعنے مستحق ہے دوزخ کا یا وہ علم اسکے حق مین خود آگ ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اِنَّ اُنَاسًا مِنْ اُمَّتِيْ سَيَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ وَيَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَقُوْلُوْنَ نَاْتِي الْاُمَرَاءَ نُصِيْبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ
وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِيْنِنَا وَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ كَمَا لَا يُجْتَنٰى مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْكُ كَذٰلِكَ لَا يُجْتَنٰى مِنْ قُرْبِهِمْ
اِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ كَاَنَّهُ يَعْنِي الْخَطَايَا عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کچھ لوگ میری امت سے سمجھ پیدا کرینگے دین مین اور پڑھ لین گے قرآن کو اور کہین گے کہ جاوین ہم امیرون پاس سو حاصل
کرین ان سے کچھ انکی دنیا سے اور پہر چلے آوین اپنا دین لیکر اور یہ بات کبھی ہونے والی نہین جیسے کہ ببول کے درخت سے
کچھ نہین چنا جاتا مگر کانٹا ایسا ہی ان امیرون کی نزدیکی سے کچھ ملتا نہین مگر یعنے خطائین **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ
تَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَدْخُلُهُ قَالَ اُعِدَّ لِلْقُرَّاءِ الْمُرَائِيْنَ بِاَعْمَالِهِمْ
وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّاءِ اِلَى اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَاءَ قَالَ الْمُحَارِبِيُّ الْجَوَرَةَ ابو ہریرہؓ نے کہا فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگو اللہ سے غم کے کنوئین سے لوگون نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے غم کا کنوان کیسا
ہے آپنے فرمایا ایک نالہ ہے جہنم مین کہ جہنم اس سے ہر روز چار سو بار پناہ مانگتی ہے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
اس مین کون داخل ہوگا فرمایا کہ وہ طیار ہوا ہے قاریون کے لیے جو اپنے عملون سے دکھاوا چاہنے والے ہین اور
بدترین قاری اللہ کے آگے وہ ہین جو آمد ورفت رکہتے ہین امیرون سے محاربی نے کہا مراد ان امیرون سے ظالم
حاکم ہین **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْهُ عِنْدَ اَهْلِهِ لَسَادُوْا بِهِ
اَهْلَ زَمَانِهِمْ وَلٰكِنَّهُمْ بَذَلُوْهُ لِاَهْلِ الدُّنْيَا لِيَنَالُوْا بِهِ مِنْ دُنْيَاهُمْ فَهَانُوْا عَلَيْهِمْ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ اٰخِرَتِهِ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ
تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ فِيْ اَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِيْ اَيِّ اَوْدِيَتِهَا هَلَكَ عبد اللہ بن مسعودؓ نے

کہا کہ اگر علم والے حفاظت کرتے علم کی اور رکھتے اسکو اسکے اہل کے پاس تو بیشک سردار ہوجاتے وہ اسکی برکت سے اپنے زمانے کے لوگوں پر ولیکن ان لوگوں نے خرچ کیا علم کو دنیا والوں پر تاکہ ملے کچھ انکی دنیا سے سو ذلیل ہوگئے وہ انکی آگے سنا میں نے تمہارے نبی سے کہ فرماتے تھے جس نے اپنے سب کروں کو ایک فکر آخرت کی ٹھیرا لی اللہ تعالی کفایت کرے گا اسکی دنیا کی فکر اور جسکو احوال دنیا کی فکروں نے گھیرا اللہ کو کچھ پرواہ نہیں کہ وہ جس جنگل میں دنیا کے ہلاک ہوجاوے **ف** کہا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہمسے حازم بن یحیٰے نے ان سے ابوبکر نے اور محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے دونوں نے کہا روایت کی ہمسے ابن نمیر نے انہوں نے معاویہ نصری سے اور وہ ثقہ تھے پھر ذکر کی حدیث مانند اسکی اسی اسناد سے **مترجم** کہتا ہے قولہ جس نے اپنے سب کروں کو الخ یعنے دنیا سے محبت اور تعلق قلبی نہ رکھا اور آخرت کی تدبیر میں مشغول ہوا اور ہر طرح بہبودی آخرت کا طالب رہا اور دنیا کے کاموں کو تقدیر کے حوالہ کیا اور طلب دنیا میں حد شرع سے تجاوز نہ کیا اللہ تعالے اسکو تئیں اپنے فضل سے اوکار دنیوی سے آزاد کردیگا اور جو طلب دنیا میں ایسا مشغول ہوا کہ آخرت کو بھول گیا وہ ہلاکت میں پڑا **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من طلب العلم لغیر اللہ او اراد بہ غیر اللہ فلیتبوا مقعدہ من النار عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ڈھونڈھا علم کو غیر خدا کے لیے یا ارادہ کیا اس سے غیر خدا کا تو ڈھونڈھ لے وہ جگہ اپنی دوزخ سے **عن** حذیفۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تعلموا العلم لتباھوا بہ العلماء او لتماروا بہ السفھاء او لتصرفوا وجوہ الناس الیکم فمن فعل ذلک فھو فی النار حذیفہؓ نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے علم کو نہ سیکھو اسلیے کہ فخر کرو اسکے ساتھ عالموں میں یا تکرار اور بحث کرو اسکے ساتھ نادانوں سے یا متوجہ کرو لوگوں کو اپنی طرف سو جس نے یہ کیا وہ دوزخ میں پڑا **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تعلم العلم لیباھی بہ العلماء و یماری بہ السفھاء و یصرف بہ وجوہ الناس الیہ ادخلہ اللہ جھنم ابیہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے سیکھا علم اسلیے کہ فخر کرے اسکی ساتھ علما میں اور تکرار کرے اس سے نادانوں سے اور مونھ پھیرے لوگوں کے اپنی طرف داخل کرے گا اسکو اللہ تعالی جہنم میں **باب** من سئل عن علم فکتمہ باب کتمان علم کی برائی میں **عن** ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من رجل یحفظ علما فیکتمہ الا اتی یوم القیمۃ ملجما بلجام من النار ابیہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا نہیں کہ علم کو یاد کرکے چھپاوے یعنی اسکے اہل سے مگر آویگا قیامت کے دن کہ لگام لگی ہوگی اسکو دوزخ کی آگ کی **عن** ابی ھریرۃ یقول واللہ لولا ایتان فی کتاب اللہ تعالی ما حدثت عنہ یعنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئا ابدا لولا قول اللہ ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتاب الی

آخر الاٰیتین ابوہریرہ کہتے تھے قسم ہے اللہ کی اگر دو آیتیں اللہ کی کتاب کی نہ ہوتیں تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ روایت نہ کرتا کبھی اور وہ آیتیں یہ ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ سے آخر تک **ترجمہ** کہتا ہوں پوری آیتیں سورہ بقرہ میں یوں آئی ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَۃِ فَمَآ اَصْبَرَھُمْ عَلَی النَّارِ ۝ یعنے جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ نازل کی اللہ نے کتاب اور لیتے ہیں اسپر مول تھوڑا وہ نہیں کھاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ اور نہ بات کریگا ان سے اللہ تعالی قیامت کے دن اور نہ سنواریگا ان کو اور انکو دکھ کی مار ہے وہی ہیں جنہوں نے خریدی گمراہی بدلے راہ کے اور مار بدلے مغفرت کے سو کیا سہار ہے ان کو آگ کی انتہے اور یہ آیتیں اگرچہ یہود کے حق میں نازل ہوئیں کہ انہوں نے پیغمبر آخر الزمان کی صفت جو انکی کتاب میں ہے چھپا ڈالی مگر باعتبار عموم لفظ کے ہر علم کے چھپانے والے کو شامل ہیں **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا لَعَنَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَھَا فَمَنْ کَتَمَ حَدِیْثًا فَقَدْ کَتَمَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ جابرؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب لعنت کرنے لگے آخر امت اسکی اول کو سو جو شخص اسوقت میں ایک حدیث چھپاوے اس نے چھپائی وہ چیز جو اتاری اللہ نے یعنے وہ اوپر کی آیتوں میں داخل ہو گیا جو ابھی مذکور ہوئیں **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَکَتَمَہٗ اُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو پوچھا جاوے کسی علم سے اور پھر اسے چھپاوے لجام دیجاویگی اسکو آگ کی **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَتَمَ عِلْمًا مِّمَّا یَنْفَعُ اللّٰہُ بِہٖ فِیْ اَمْرِ الدِّیْنِ اَلْجَمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چھپایا کوئی ایسا علم جس سے نفع دیتا ہے اللہ تم دین کے کام میں لجام لگاویگا اللہ تعالی اسکو قیامت کے دن آگ کی **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ یَعْلَمُہٗ فَکَتَمَہٗ اُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ ابوہریرہ رضؓ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پوچھا گیا ایسے علم سے کہ جانتا ہے وہ اسکو پھر چھپایا اوسنے تو لجام دی جاویگی اسکو آگ کی

اَبْوَابُ الطَّھَارَۃِ وَسُنَنِھَا

یہ باب ہیں طہارت کے اور انکی سنتوں کے **بَابُ** مَا جَآءَ فِیْ مِقْدَارِ الْمَآءِ لِلْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَۃِ باب وضو اور غسل کے پانی کے مقدار میں **عَنْ** سَفِیْنَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَیَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ سفینہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے ایک مد سے اور غسل ایک صاع سے **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَیَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ **عَنْ** جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَوَضَّأُ

بالمُدِّ ويغتسل بالصاع ترجمہ دونوں حدیثوں کا مثل حدیث اول کے ہے عن عبد الله بن محمد بن عقيل بن
أبي طالب عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجزئ من الوضوء مُدٌّ ومن الغسل صاعٌ
فقال رجل لا يجزئنا فقال قد كان يجزئ من هو خير منك وأكثر شعرًا يعني النبي صلى الله عليه
وسلم عبداللہ سے بسند مذکور مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی ہوتا ہے وضو کو ایک مد اور غسل کو
ایک صاع تو ایک شخص نے کہا ہمکو اتنا پانی کافی نہیں ہوتا تو عبداللہ نے کہا کافی ہوجاتا تھا اسکو جو تجھ سے بہتر تھا
اور جسکے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے یعنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مترجم کہتا ہے یعنے اگر طہارت اور نظافت اور
احتیاط اور تقوی منظور ہو تو بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تجسے زیادہ متقی اور محتاط تھے اور اگر یہ خیال ہو کہ میرے
بالوں کو کافی نہ ہوگا تو حضرت کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے پھر سوائے وسواس اور لہانیت کے اور کونسی چیز مانع ہے انکو
اتباع سے اور صاع پانچ رطل ہے اور ایک ثلث بغدادی وزن سے اور مد ایک رطل اور ثلث ہے اور یہی قول ہے
امام شافعی کا اور یہی معتبر ہے تقریبًا **باب** لا يقبل الله صلوة بغير طهور باب فرضیت طہارت میں عن
أسامة بن عمير الهذلي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقبل الله صلوة إلا بطهور ولا
يقبل صدقة من غلول اسامہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں کرتا اللہ کوئی نماز مگر ساتھ طہارت
کے اور قبول نہیں کرتا صدقہ چوری کے مال سے عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا يقبل الله صلوة إلا بطهور ولا صدقة من غلول عبداللہ بن عمر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا نہیں قبول کرتا اللہ تعالی کوئی نماز مگر ساتھ طہارت کے اور نہ صدقہ چوری کے مال سے عن أنس بن مالك
قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يقبل الله صلوة بغير طهور ولا صدقة من غلول
عن أبي بكرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقبل الله صلوة بغير طهور ولا صدقة
من غلول ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا **باب** مفتاح الصلوة الطهور باب نماز کی کنجی طہارت ہونیکا بیان
میں عن محمد بن الحنفية عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مفتاح الصلوة
الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم محمد بن الحنفیہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کنجی نماز کی طہارت ہے اور احرام اسکا تکبیر اولے ہے اور تحلیل اسکی سلام ہے **ف** یعنے طہارت سے دروازہ نماز
کا کھل جاتا ہے تکبیر اولے سے منافیات نماز حرام ہوجاتے ہیں اور سلام سے پھر حلال ہوجاتے ہیں جیسے احرام سے
منافیات حج حرام ہوجاتے ہیں عن أبي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال مفتاح
الصلوة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا **باب** المحافظة
على الوضوء باب وضو کی محافظت میں عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استقيموا ولن

تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَيْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ ثوبان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدھے اور مضبوط رہو اور سب نیکیوں کو نہ گھیر سکوگے اور جان لو کہ بہتر تمہاری عملوں میں نماز ہے اور حفاظت نہیں کرتا ہے وضو کے مگر مومن **ف** یعنے عقائد اور اعمال میں اتباع حق اور صراط مستقیم اور طریق سنت کی پیروی پر قائم رہو اور توحید و سنت سے میل کر کے شرک اور بدعت کی طرف نہ جھکو قولہ اور نہ گھیر سکوگے اس میں اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف علم ان لن تحصوہ یعنے تمام نیکیاں ہرگز پوری پوری ہرگز ادا نہ کر سکوگے اسلیے نماز جو سب سے عمدہ اور افضل ہے اسکی زیادہ احتیاط کرو اور وضو کی حفاظت یہ ہے کہ اکثر اوقات باوضو رہنا اور اسکی سنن اور مستحبات اور فرائض کو بخوبی ادا کرنا اور تکلیفوں اور سردیوں میں پوری طرح سے اعضاء وضو کو دھونا اور حقیقت میں وضو بڑی نعمت ہے اور ایمان کو تازہ کرتا ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةَ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا **عَنْ** اَبِيْ اُمَامَةَ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ قَالَ اسْتَقِيْمُوْا وَنِعِمَّا اِنِ اسْتَقَمْتُمْ وَخَيْرُ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ ابی امامہ مرفوعاً روایت کرتے تھے کہ فرمایا قائم رہو اور کیا خوب ہے اگر قائم رہو تم باقی ترجمہ مثل سابق ہے

بَابٌ اَلْوُضُوْءُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ باب اس بیان میں کہ وضو نصف ایمان ہے

عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ شَطْرُ الْاِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيْزَانَ وَالتَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ مِلْاُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَالزَّكٰوةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا ابی مالک اشعری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پورا کرنا وضو کا آدھا ایمان ہے اور الحمد للہ بھر دیتی ہے میزان اعمال یعنے ثواب سے اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر بھرتی ہے آسمان و زمین کی اور نماز نور ہے اور زکوۃ دلیل ہے یعنے صدق ایمان کی اور صبر روشنی ہے یعنے دل کی اور قرآن حجت ہے تیری نجات کی اور تیرے ہلاک کی ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر اپنے نفس کو بیچتا ہے سو کوئی اُسے آزاد کرنے والا ہے اور کوئی ہلاک کرنے والا ہے **ف** جس نے اچھے عمل کیے اس نے آزاد کیا اور جس نے برے اس نے ہلاک کیا

بَابٌ ثَوَابُ الطُّهُوْرِ باب طہارت کے ثواب میں

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک تم میں کا جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کو آتا ہے کہ نہیں اٹھاتی اسکو مگر نماز یعنے سوائے نماز کے اور کوئی کام نہیں مقصود ہوتا دنیا کے کاموں سے تو نہیں اٹھاتا وہ کوئی قدم مگر بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے اسکا ایک درجہ

اور اتارتا ہے اسکا ایک گناہ یہانتک کہ داخل ہوتا ہے مسجد میں عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ الصُّنَابِحِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ فِیْہِ وَاَنْفِہٖ وَاِذَا غَسَلَ وَجْھَہٗ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ وَجْھِہٖ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَیْنَیْہِ فَاِذَا غَسَلَ یَدَیْہِ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ یَدَیْہِ فَاِذَا مَسَحَ بِرَأْسِہٖ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ رَأْسِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَیْہِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْہِ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ رِجْلَیْہِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ رِجْلَیْہِ وَکَانَتْ صَلٰوتُہٗ وَمَشْیُہٗ اِلَی الْمَسْجِدِ نَافِلَۃً عبداللہ صنابحی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے وضو کیا اور کلی کی اور ناک مین پانی دیا نکل جاتے ہین اسکے گناہ منہ اور ناک سے اور جب اسنے مونہہ دہویا نکل جاتے ہین اسکے گناہ اسکے مونہہ سے یہانتک کہ نکل جاتے ہین اسکی آنکھون کے پلکون کے نیچے سے پہر جب اس نے دونون ہاتہہ دہوئے تو نکل جاتے ہین گناہ اسکے دونو ہاتہون سے پہر جب اسنے سر پر مسح کیا تو نکل جاتے ہین گناہ اسکے سر سے یہانتک کہ نکل جاتے ہین اسکے دونو کانون سے پہر جب اسنے دونو پیر دہوئے نکل جاتے ہین گناہ اسکے دونون پیرون کے ناخونون کے نیچے سے اور ہوتی ہے نماز اسکی اور چلنا اسکا مسجد کو گھاٹے مین عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ یَدَیْہِ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ یَدَیْہِ فَاِذَا غَسَلَ وَجْھَہٗ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ وَجْھِہٖ فَاِذَا غَسَلَ ذِرَاعَیْہِ وَمَسَحَ بِرَأْسِہٖ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ ذِرَاعَیْہِ وَرَأْسِہٖ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْہِ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ رِجْلَیْہِ عمرو بن عبسہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ جب وضو کرتا ہے اور اپنے دونو ہاتہہ دہوتا ہے نکل جاتے ہین گناہ اسکے دونو ہاتہون سے پہر جب اپنا مونہہ دہوتا ہے نکل جاتے ہین گناہ اسکے مونہہ سے پہر جب دونو بانہین دہوتا ہے اور اپنے سر کا مسح کرتا ہے نکل جاتے ہین گناہ اسکی بانہون اور سر سے پہر جب دونو پیر اپنے دہوتا ہے نکل جاتے ہین گناہ اسکے دونو پیرون سے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ تَرَ مِنْ اُمَّتِکَ قَالَ غُرٌّ مُّحَجَّلُوْنَ بُلْقٌ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ عبداللہ بن مسعود نے کہا لوگون نے عرض کی اے رسول اللہ کے آپ کیونکر پہچانینگے یعنے قیامت مین ان لوگون کو اپنی امت کی جنکو آپ نے دنیا مین نہین دیکہا فرمایا وہ سفید پیشانی اور سفید ہاتہہ پاؤن جیت کبرے ہونگے وضو کے اثر سے یعنے جہانتک وضو کا اثر ہوتا ہے اتنا بدن نورانی ہوگا عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ رَاَیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَاعِدًا فِی الْمَقَاعِدِ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَقْعَدِیْ ھٰذَا تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِیْ ھٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِیْ ھٰذَا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَغْتَرُّوْا حمران جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام آزاد ہین انہون نے کہا کہ مینے عثمان بن عفان کو مقاعد مین بیٹہے دیکہا کہ انہون نے وضو کا پانی منگا

اور وضو کیا پہر کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے اپنی بیٹھک کی جگہہ مین دیکھا کہ انہون نے وضو کیا جیسے مین نے
وضو کیا پہر فرمایا کہ جسنے وضو کیا میری اس وضو کی مثل بخشے جاوینگے اسکے اگلے گناہ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس بشارت سے مغرور مت ہو **باب السواک** باب سواک کے بیان مین **عن** ابی وائل عن حذیفة
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام من اللیل یتہجد یشوص فاہ بالسواک حذیفہ نے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے اپنے دانت سواک سے ملتے **عن** ابی ھریرة قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوة ابی ہریرہ رضی
اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ مشقت ڈالون مین اپنی امت پر تو حکم کرتا مین
انکو سواک کا ہر نماز کیوقت **مترجم** کہتا ہے اس سے استحباب سواک کا ہر نماز کے وقت پوچھا گیا **عن** ابن عباس قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی باللیل رکعتین رکعتین ثم ینصرف فیستاک ابن عباس نے کہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے تھے دو دو رکعت اور ہر دوگانہ پر سواک کرتے جاتے **مترجم** کہتا ہے یہی سنت ہے
عن ابی امامة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تسوکوا فان السواک مطھرة للفم مرضاة
للرب ما جاءنی جبریل الا اوصانی بالسواک حتی لقد خشیت ان یفرض علی وعلی امتی
لولا انی اخاف ان اشق علی امتی لفرضتہ لھم وانی لاستاک حتی
لقد خشیت ان احفی مقادم فمی ابی امامہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواک کیا کرو اسلیے
کہ سواک پاک کرنے والی ہے مونہہ کو راضی کرنے والی ہے پروردگار کو میرے پاس جبرئیل جب آئے تو یہی وصیت کی کہ
سواک کرو یہانتک کہ مین ڈرتا ہون یہ کہین فرض نہ ہو جاوے مجھپر اور میری امت پر اور اگر مجھے خوف نہ ہوتا
اسکا کہ مین مشقت ڈالون اپنی امت پر تو بیشک مین اسکو فرض کر دیتا انپر اور مین خود اتنی سواک کرتا ہون کہ ڈرتا ہون
کہ چھیل نہ ڈالون اپنے مونہہ کے مسوڑون کو **مترجم** کہتا ہے اس سے کمال ہی فضیلت اور تاکید سواک کی ثابت ہوئی **عن**
شریح بن ھانی عن عائشة قال قلت اخبرینی بای شیء کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبدأ اذا دخل
علیک قالت کان اذا دخل یبدأ بالسواک شریح نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
پوچھا کہ مجھے بتایئے حضرت جب آپکے پاس آتے تو پہلے کیا کرتے انہون نے کہا پہلے سواک کرتے **عن** علی بن ابی
طالب قال ان افواھکم طرق القرآن فطیبوھا بالسواک حضرت علی نے کہا تمہارے مونہہ قرآن کے رستے
مین تو انہے پاک کیا کرو سواک سے **مترجم** کہتا ہے امام نووی نے کہا ہے کہ مستحب ہے جمیع اوقات مین مگر پانچ جگہہ
مین زیادہ مستحب ہے اول نماز کے وقت خواہ اسنے پانی سے طہارت کی ہو یا مٹی سے تیمم یا دونو کا فاقد ہو ثانی وضو
کے وقت ثالث قرأت قرآن کے وقت رابع نیند سے اٹھنے کیوقت خامس مونہہ کا مزہ بدل جانے کیوقت کہ ترک

اکل وشرب سے یا کسی بدبودار چیز کھانے یا بہت چپ رہنے سے یا بہت بات کرنے سے بدل گیا ہو اور اولہ تو یہ ثابت ہوئے ان وقتوں کے استحباب میں کذا فی النیل اور **فقیر** مترجم کہتا ہے کہ اسیطرح مسواک مسنون ہے گھر میں داخل ہونیوقت اور مسواک میں فقہا نے وہ آداب اور شرائط لگائے ہیں کہ انکا ثبوت کسی دلیل سے نہیں غرض انسے دہوکا نہ کہانا چاہئے

بَابُ الْفِطْرَةِ باب فطرت کے بیان میں **عَنْ** اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں اول ختنہ کرنا دوسرے زیر ناف کے بال مونڈنا تیسرے ناخون کترنا چوتھے بغل کے بال اکھیڑنا پانچویں لبیں لینا **مترجم** کہتا ہے فطرت کے معنو میں علما کا اختلاف ہے خطابی نے کہا اکثر علما کا قول ہے کہ مراد اس سے سنت ہے اور بعضوں نے کہا مراد اس سے دین ہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے فتح میں یہی کہا ہے اور ابو نعیم نے مستخرج میں اسی پر جزم کیا ہے اور ختنہ مرد کا یہ ہے کہ ساری کہال جس سے حشفہ چھپا یا ہوا ہے کاٹ ڈالیں اور عورت کا یہ کہ ادنیٰ جز اس جلد کا کاٹیں جو اعلے فرج میں ہے اور زیر ناف کے بال کترنا اور نورہ سے دور کرنا اور اکہاڑنا تینوں روا ہیں مگر مونڈنا افضل ہے اور امام شوکانی نے نیل میں لکھا ہے کہ دبر کے گرد کے بال دور کرنا یا مونڈنا حضرت سے یا کسی صحابی سے ثابت نہیں اور مجھے اسکی کسی دلیل پر اطلاع نہیں اور بغل کے بال اکہیڑنا ہی سنت ہے اور حلق اور نورہ سے بھی دفع کرنا روا ہے چنانچہ یونس بن عبد الاعلی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں امام شافعی کے پاس گیا اور انکے پاس حجام انکی بغل مونڈتا تہا تو امام شافعی نے کہا میں جانتا ہوں کہ سنت نتف ہی ہے مگر میں اسکے درد پر قادر نہیں اور مستحب ہے کہ پہلے داہنی بغل کے بال دور کرے کیونکہ تیامن مسنون ہے جوتا پہننے اور کنگہی کرنے اور طہور میں **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ وَالسِّوَاكُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ یَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ قَالَ زَکَرِیَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ الْمَضْمَضَةَ حضرت عائشہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس چیزیں فطرت سے ہیں لبوں کا کترنا اور ڈاڑہی کا بڑہانا اور مسواک کرنا اور ناک میں پانی دینا اور ناخون ترشنا اور انگلیوں کے جوڑ اوپر سے دہونا اور بغل کے بال اکہاڑنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا اور پانی خرچ کرنا یعنے پانی سے استنجا کرنا اور زکریا جو راوی حدیث ہیں انہوں نے کہا کہ مصعب نے کہا بہول گیا میں دسویں چیز مگر شاید کلی کرنا ہو **عَنْ** عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ الْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَالسِّوَاكُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَالْاِنْتِضَاحُ وَالْاِخْتِتَانُ عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فطرت سے ہے کلی کرنا

اور ناک مین پانی دینا اور مسواک کرنا اور لبین کترنا اور ناخون کاٹنا اور بغل کے بال اکھاڑنا اور زیر ناف کے بال مونڈنا اور اونگلیون کے اوپر کی گانٹھین دھونا اور پانی چھڑکنا اپنے ازار پر بعد وضو کے یعنے دفع وسوسہ کے لیے اور ختنہ کرنا **عن** انس بن مالک قال وُقِّتَ لنا فی قص الشارب وحلق العانة ونتف الابط وتقلیم الاظفار ان لا نترک اکثر من اربعین لیلة انس نے کہا وقت مقرر کردیا گیا ہماری لبین کترنے مین اور زیر ناف کے بال مونڈنے مین اور بغل کے بال اکھاڑنے مین اور ناخون کترنے مین کہ نہ تاخیر کرین ہم اس مین چالیس رات سے زیادہ **مترجم** کہتا ہے یعنے ان چیزون مین جب طول ہوجاوے کاٹ ڈالے اور چالیس روز سے زیادہ تاخیر نکرے غرض چالیس روز تک اگر کوئی حلق اور قص نکرے تو وہ مخالف سنت نہ گنا جاویگا ایسا ہی کہا امام شوکانی نے نیل مین اور یہ توقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے چنانچہ تصریح اسکی احمد اور نسائی اور ترمذی اور ابوداؤد کی روایت مین مذکور ہے اگرچہ اسکی سند مین صدقہ بن موسے ابوالمغیرہ ہے اور ضعیف ہے

باب ما یقول اذا دخل الخلاء باب پیخانے جانیوقت کی دعا کا

عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذہ الحشوش محتضرة فاذا دخل احدکم فلیقل اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث زید بن ارقم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پیخانے جنون کے حاضر ہونے کے مقام ہین پھر جب کوئی تم مین کا داخل ہو تو چاہیے کہ اللھم سے آخر تک کہے یعنے یا اللہ پناہ مانگتا ہون مین ساتھ تیرے ناپاک جنون سے اور ناپاک عورتون سے جنون کی **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستر ما بین الجن وعورات بنی ادم اذا دخل الکنیف ان یقول بسم اللہ علی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پردہ درمیان جنون کے اور بنی آدم کی شرمگاہون کے یہ ہے کہ جب داخل ہون وہ پیخانون مین تو بسم اللہ کہین **عن** انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء قال اعوذ باللہ من الخبث والخبائث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیخانے جانے لگتے تو کہتے اعوذ باللہ سے آخر تک یعنے پناہ مانگتا ہون ساتھ اللہ کے ناپاکی اور ناپاک جنون سے **عن** ابی امامة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یعجز احدکم اذا دخل مرفقه ان یقول اللھم انی اعوذ بک من الرجس النجس الخبیث المخبث الشیطان الرجیم ابی امامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ قصور کرے ایک تم مین کا جب داخل ہوا اپنے پیخانے مین اس کہنے مین اللھم سے آخر تک یعنے یا اللہ مین پناہ مانگتا ہون ناپاک گندے سے بری بدکار شیطان راندے ہوئے سے **ف** کہا مولف رحمة اللہ علیہ نے اور روایت کی ہمسے ابوحاتم نے انہون نے ابن ابی مریم سے اور ذکر کی حدیث مانند حدیث اول کے اور انہون نے اپنی حدیث مین من الرجس النجس نہین کہا فقط اتنا ہی کہا من الخبیث المخبث الشیطان الرجیم

باب ما یقول اذا خرج من الخلاء باب پیخانے سے نکلنے کی دعا کا **عن**

ابی بردة یقول دخلت علی عائشة فسمعتها تقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج من
الغائط قال غفرانک ابی بردہؓ کہتے ہین کہ مین حضرت عائشہؓ کے پاس گیا تو وہ کہتی تہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب پیخانے سے نکلتے تو غفرانک کہتے یعنے اے اللہ تیری مغفرت چاہتا ہون **عن** انس بن مالک قال کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج من الخلاء قال الحمد للہ الذی اذهب عنی الاذی وعافانی انسؓ نے کہا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پیخانے سے نکلتے تو الحمد للہ سے آخر تک پڑہتے یعنے سب تعریف ہر اس اللہ کو جس نے دور کی
مجہہ سے تکلیف اور عافیت دی مجہکو **ف** حقیقت مین پیخانہ و پیشاب بخوبی اترنا بڑی ہی نعمت ہے اسکا شکر بندے
کو نہایت ضرور ہے **باب** ذکر اللہ عز وجل علی الخلاء والخاتم فی الخلاء باب پیخانے مین اللہ کا ذکر
اور انگوٹہے کے بیان مین **عن** عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یذکر اللہ علی کل
احیانہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد کرتے تہے اللہ تعالی کو ہر وقت **مترجم** کہتا ہے ظاہر مراد اس سے
ذکر قلبی ہے کہ وہ تعلق ہے قلب کا اللہ تعالی سے **عن** انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان
اذا دخل الخلاء وضع خاتمه انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب جانے لگتے پیخانے تو اپنے
انگوٹہے اتار دیتے **مترجم** کہتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹہی مین تین سطرین کہدی تہین نیچے کی سطر محمد اوپر کی سطر
رسول اور اوپر کی سطر مین اللہ مرقوم تہا اور اسی لفظ اللہ کی تعظیم سے آپ اسکو اتار جاتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس
مین اللہ کا نام ہو اسے پیخانے وغیرہ نجس جگہہ مین نہ لیجاوے **باب** کراهة البول فی المغتسل باب
غسل خانے مین پیشاب کرنیکی کراہت مین **عن** عبد اللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا یبولن احدکم فی مستحمه فان عامة الوسواس منه عبد اللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہرگز نہ پیشاب کرے کوئی تم مین کا اپنے غسل کی جگہہ مین اسلیے کہ اکثر وسواس اسی سے پیدا
ہوتا ہے **کہا** ابو عبد اللہ ابن ماجہ نے کہ سنا مین نے علی بن محمد سے کہ فرماتے تہے کہ یہ نہی اسجگہہ ہے جہان نہانیکا
پانی ایک گڑہے مین جمع ہوتا ہو **ف** اسلیے کہ اس مین چہینٹی پڑنے کا یقین ہے انتہے مگر آجکے دنون مین جو
غسل خانون مین چونہ اور صاروج اور قیر ملا ہوا ہے ان مین اگر پیشاب کرے اور پانی بہاوے تو کچہ مضائقہ نہین •
مترجم کہتا ہے قیر ایک روغن ہے کہ اکثر کشتیون پر ملا جاتا ہے جسکو ڈامر کہتے ہین **باب** ما جاء فی البول
قائما باب کہڑے ہو کر پیشاب کرنے مین **عن** حذیفة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی سباطة
قوم فبال علیها قائما حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ایک قوم کے کہورے
پر اور کہڑے ہو کر پیشاب کیا **عن** المغیرة بن شعبة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی سباطة
قوم فبال قائما ترجمہ اوپر گذرا **کہا** شعبہ نے کہ کہا عاصم نے اس روایت مین یونہہ یعنے یون کہا کہ آئے ایک

قوم کے گھورے پر اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا اوسی دن اور یہ اعمش روایت کرتے ہین اسحدیث کو ابی وائل سے وہ حذیفہ سے
اور انھی یاد نہین رہا سو مین نے اسکو منصور سے دریافت کیا تو انھون نے ابی وائل سے اونھون نے حذیفہ سے روایت کی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ایک قوم کے گھورے پر اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا **باب** فِی الْبَوْلِ قَاعِدًا
باب بیٹھکر پیشاب کرنے کے بیان مین **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقْهُ أَنَا رَأَيْتُهُ يَبُوْلُ قَاعِدًا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا جو تجھ
سے کہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو تو اسے سچا نہ جان مین نے خود دیکھا ہے کہ وہ بیٹھ
کر پیشاب کرتے تھے **ف** گھورے پر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اس ضرورت سے تھا کہ کپڑون
مین نجاست نہ بھرے اور شاید حضرت عائشہؓ کو اسکی خبر نہ ہوا سلیے کہ وہ حادثہ باہر کا ہے باقی رہی عادت مبارک وہ
بیٹھ ہی کر پیشاب کرنے کی تھی جیسا ام المومنین نے روایت کیا رضی اللہ عنہا وعن والدیہا **عَنْ** عُمَرَ قَالَ رَآنِي
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبُوْلُ قَائِمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا فَمَا بُلْتُ قَائِمًا بَعْدُ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا
تو فرمایا کہ اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرنا سو پھر مین نے کبھی نہین کیا **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبُوْلَ قَائِمًا عبد اللہ کے بیٹے سے روایت ہے کہ انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا **سُنا** مین نے محمد بن یزید سے جنکی کنیت ابو عبداللہ ہے کہ فرماتے
تھے سنا مینے احمد بن عبدالرحمن مخزومی سے کہتے تھے کہ فرمایا سفیان ثوری نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت
مین یعنے جو اول باب مین گذری أَنَا رَأَيْتُهُ يَبُوْلُ قَاعِدًا کہ مرد اس حال سے زیادہ تر واقف ہین حضرت عائشہ
سے اسلیے کہ پیشاب کرنا حضرتؐ کا کسی قوم کے گھوری پر ظاہر ہے کہ گھر مین نہ تھا جو بیبیان اس سے واقف ہوتین
احمد بن عبدالرحمن نے کہا کہ عرب کی عادت تھی کہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے کیا دیکھا نہین تونے عبدالرحمن
بن حسنہ کی روایت مین کہ یہودی کہتے تھے کہ بیٹھ کر پیشاب کرنے لگے جیسے عورت پیشاب کرتی ہے اور یہ مقولہ یہود
کا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **باب** كَرَاهَةِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِيْنِ وَالْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِيْنِ باب داہنے
ہاتھ سے ذکر چھونے اور استنجا کرنیکی کراہت مین **عَنْ** أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِيْنِهِ ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ اونھون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جب تم مین سے کوئی پیشاب کرے تو اپنا ذکر داہنے ہاتھ
سے نہ چھوئے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے **عَنْ** عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ يَقُوْلُ مَا تَغَنَّيْتُ وَلَا تَمَنَّيْتُ وَ
لَا مَسِسْتُ ذَكَرِيْ بِيَمِيْنِيْ مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

فرماتے تھے کہ نہ گایا مین نے اور نہ جھوٹ بولا مین نے اور نہ اپنا ذکر داہنے ہاتھ سے چھوا جب سے کہ بیعت کی مین نے ان باتون
کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے **مترجم** کہتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین کی باتون مین جنکے ضرورت ہو اپر بیعت
لینا سنت ہے چنانچہ حضرت صلعم نے ان باتون کی بیعت حضرت عثمان رض سے لی اب جو بیعت کو بدعت کہے وہ اہل بدعت ہے

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا استطاب احدكم فلا يستطب
بيمينه ليستنج بشماله ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب طہارت کرے
کوئی تم مین سے یعنے استنجا تو داہنے ہاتھ سے نکرے چاہیے کہ بائین ہاتھ سے کرے **باب** الاستنجاء
بالحجارة والنهي عن الروث والرمة باب پتھر سے استنجا کرنے اور گوبر اور ہڈی سے استنجے کی کراہت مین

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما انا لكم مثل الوالد لولده اعلمكم
اذا اتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها وامر بثلاثة احجار ونهى عن الروث
والرمة ونهى ان يستطيب الرجل بيمينه ابہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مین تمہاری باپ کی جگہہ ہون اپنے بیٹے کے لیے یعنے براہ شفقت اور تعلیم کے سکھاتا ہون مین تمکو کہ جب تم پاخانے
جاؤ تو قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ نکرو اور حکم کیا آپ نے تین پتھرون سے استنجا کرنے کا اور منع کیا گوبر اور
ہڈی سے اور منع کیا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے **عن** عبد الله بن مسعود ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم اتى الخلاء فقال ائتني بثلاثة احجار فاتيته بحجرين وروثة فاخذ الحجرين و
القى الروثة وقال هي رجس عبد اللہ مسعود کے بیٹے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے گئے اور مجھ
سے فرمایا کہ تین پتھر لاؤ سو مین دو پتھر لایا اور ایک گوبر کا ٹکڑا تو آپ نے پتھر لے لیا اور گوبر پھینکدیا اور فرمایا یہ نجس ہے
مترجم کہتا ہے احتمال ہے کہ آپ نے تیسرا پتھر خود ڈھونڈہ لیا چنانچہ آگے کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تین پتھر لینا
سنت ہے **عن** خزيمة بن ثابت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في الاستنجاء ثلاثة
احجار ليس فيها رجيع خزیمہ ثابت کے بیٹے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ استنجا تین پتھرون سے
ہوتا ہے کہ جن مین گوبر وغیرہ نہو **مترجم** کہتا ہے امام شافعی کا مذہب یہی ہے کہ استنجے مین تین پتھر لینا سنت ہے

عن سلمان قال قال له بعض المشركين وهم يستهزؤن به اني ارى صاحبكم يعلمكم
كل شيء حتى الخراءة قال اجل امرنا ان لا نستقبل القبلة ولا نستنجي بايماننا ولا نكتفي بدون
ثلاثة احجار ليس فيها رجيع ولا عظم سلمان فارسی نے کہا کہ ان سے کسی مشرک نے ٹھٹھے کی راہ سے
کہا کہ مین تمہاری رفیق (یعنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو) دیکھتا ہون کہ وہ ہر چیز تمکو سکھاتے ہین یہانتک کہ پاخانے
مین جانا بھی تو سلمان رض نے جواب دیا کہ ہان حکم کیا آپ نے ہمکو کہ ہم منہ نہ کرین قبلے کی طرف یعنے استنجے کیوقت اور

یہ استنجا کریں نہ اپنے داہنے ہاتھوں سے اور نہ لیں ہم تین پتھروں سے کم اور وہ تین پتھر بھی ایسے نہ ہوں کہ ان میں گوبر اور ہڈی
ہو **باب** النھی عن استقبال القبلۃ بالغائط والبول باب پیشاب اور پیخانے کیوقت قبلہ رخ ہونیکی نہی میں
عن عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی یقول انا اول من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لا یبولن احدکم مستقبل القبلۃ وانا اول من حدث الناس بذلک عبداللہ حارث کے بیٹے کہتے
ہیں کہ میں نے سب سے اول یہ حدیث سنی کہ حضرت نے فرمایا پیشاب نہ کرے کوئی تم میں سے قبلہ کی طرف مونہ کر کے اور میں
ہی نے سب سے پہلے یہ حدیث لوگوں سے بیان کی **عن** ابی ایوب الانصاری یقول نھی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان یستقبل الذی یذھب الغائط القبلۃ وقال شرقوا او غربوا ابو ایوب انصاری
کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اسکو جو پیخانے جاوے قبلہ کی طرف مونہ کرنے سے اور فرمایا کہ
پورب یا پچھم کیطرف مونہ کر لو اور یہ حکم مدینہ والوں کو ہے کہ انکا مونہ جب پورب یا پچھم ہوتا ہے تو قبلہ ایک بغل رہجاتا ہے
ہے **عن** معقل بن ابی معقل الاسدی وقد صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نھی رسول
اللہ ان نستقبل القبلتین بغائط او ببول معقل سے کہ جو حضرت کی صحبت اٹھا چکے ہیں انہوں نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونو قبلوں کیطرف مونہ کرنے سے پیشاب اور پیخانے کیوقت منع فرمایا **عن**
ابی سعید الخدری انہ شھد علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی ان یستقبل القبلۃ
بغائط او ببول ابو سعید خدری نے حضرت سے روایت کی کہ آپ نے منع فرمایا پیخانے اور پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ
کرنے سے **عن** ابی سعید الخدری یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھانی ان اشرب قائما
وان ابول مستقبل القبلۃ ابی سعید خدری سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو
منع فرمایا کھڑے ہو کر پانی پینے سے اور قبلہ کیطرف پیشاب کرنے سے **باب** الرخصۃ فی ذلک فی الکنیف
واباحتہ دون الصحاری باب اسکی رخصت میں پیخانوں میں سوا جنگل کے **عن** عبد اللہ بن عمر قال
یقول اناس اذا قعدت للغائط فلا تستقبل القبلۃ ولقد ظھرت ذات یوم من الایام علی ظھر بیتنا فرایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعدا علی لبنتین مستقبل بیت المقدس عبداللہ بن عمر سے روایت
ہے کہ کہا انہوں نے لوگ کہتے ہیں کہ جب بیٹھے تو پیخانے کو تو قبلہ کی طرف منہ نکر حالانکہ میں ایک دن اپنے گھر کے کوٹھے
پر چڑھا تو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کچی اینٹوں پر بیٹھے بیت المقدس کیطرف مونہ کیے ہوے **ف** یعنی پیخانے
کے لیے **کہا** مؤلف نے کہ یہ روایت یزید بن ہارون کی ہے **عن** ابن عمر قال رایت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی کنیفہ مستقبل القبلۃ عبداللہ بن عمر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے
پیخانے میں قبلہ رخ بیٹھے تھے کہا عیسی نے میں نے یہ حدیث شعبی سے بیان کی تو انہوں نے کہا ابن عمر نے

سچ کہا اور ابوہریرہؓ نے بھی سچ کہا لیکن ابوہریرہ کا قول سو یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ صحرا میں نہ قبلے کیطرف مونہہ کرے نہ بیٹھ اور قول ابن عمرؓ کا یہ ہے کہ پیخانوں میں قبلہ کا لحاظ نہیں جدہر تیرا جی چاہے مونہہ کر **کہا** ابو الحسن نے بروایت کی ہم سے ابو حاتم نے انہوں نے روایت کی عبید اللہ بن موسی سے اور مثل اسکے ذکر کیا **عن** عائشۃ قالت ذُکِرَ عِندَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوم یکرھون ان یستقبلوا بفروجھم القبلۃ فقال اراھم قد فعلوھا استقبلوا بمقعدتی القبلۃ حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ذکر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک قوم کا کہ وہ کراہت کرتے ہیں کہ قبلے کیطرف اپنی فرج کریں تو آپ نے فرمایا کہ گمان کرتا ہوں میں کہ انہوں نے ایسا ہی کیا میرے پیخانے میں میرے بیٹھنے کی جگہہ قبلہ رخ کردو **کہا** ابو الحسن قطان نے روایت کی محمد سے یحییٰ نے انہوں نے عبدالعزیز بن مغیرہ سے انہوں نے خالد خداء سے انہوں نے خالد بن ابی الصلت سے مثل اسکے **عن** جابر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستقبل القبلۃ ببول فرأیتہ قبل ان یقبض بعام یستقبلھا جابرؓ نے کہا منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کیطرف مونہ کرنے سے پیشاب کے وقت پھر میں نے انکو دیکھا وفات سے ایک سال کے پہلے کہ آپ قبلہ رخ ہوتے تھے **مترجم** کہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں روایتیں مختلف ہیں اور آپ سے نہی استقبال و استدبار دونو وارد ہوئی ہیں اور فعل بھی اسکا مروی ہوا ہے پس عمدہ صورت تطبیق کی یہ ہے کہ نہی اگر تحریمی ہو تو مراد اس سے صحرا ہے یعنے کھلا میدان میں منع ہے اور اگر نہی تنزیہی ہو تو فعل بیان جواز کیلیے ہے اور یہی ظاہر ہے کذا فی حجۃ اللہ البالغہ

باب الاستبراء بعد البول باب پیشاب کے بعد طہارت کے بیان میں **عن** یزداد الیمانی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بال احدکم فلینتر ذکرہ ثلث مرات یزداد یمانی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پیشاب کرے کوئی تم میں کا تو چاہیے کہ جھاڑے ذکر اپنا تین بار یعنے نچوڑے **کہا** ابو الحسن بن سلمہ نے روایت کی ہمسے علی بن عبدالعزیز نے انہوں نے ابو نعیم سے انہوں نے زمعہ سے مانند اسکے **مترجم** کہتا ہے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں کہا ہے کہ اگرچہ نچوڑنا ذکر کا اور اسکا حکم کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے مگر ان دونو میں سے کوئی صحیح نہیں نہ کرنا آپ کا نہ حکم فرمانا اور جو وسوسہ میں مبتلا ہیں اور ذکر کو نچوڑتے ہیں اور کھنگھارتے ہیں اور اسکے دہون کو غور سے دیکھتے ہیں اور رسی پکڑ کر لٹکتے ہیں اور سیڑھی پر چڑھتے ہیں اور احلیل میں روئی رکھتے ہیں اور سوراخ میں پانی ٹپکاتے ہیں اور چہل قدمی کرتے ہیں ان سب ناپاک بدعتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاک تھے

باب من بال ولم یمس ماء باب اسکے بیان میں جو پیشاب کرے پانی نہ لے **عن** عائشۃ رضی اللہ تعالی عنھا قالت انطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبول فاتبعہ عمر بماء فقال ما ھذا یا عمر قال ماء قال ما امرت کلما بلت ان اتوضأ ولو فعلت لکانت

سُنّۃً حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم پیشاب کو گئے اور حضرت عمرؓ انکو ساتھ پانی لے گئے آپ نے پوچھا یہ کیا ہے اے عمرؓ انہوں نے عرض کی پانی ہے یعنے وضو کے لیے آپ نے فرمایا مجھے یہ حکم نہیں ہوا کہ جب پیشاب کروں وضو کروں اور اگر میں ایسا کرتا تو واجب ہوجاتا مترجم کہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر وقت باوضو رہنا واجب نہیں اگرچہ فضیلت سے خالی نہیں

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَلَاءِ عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ باب رستے میں پیشاب کرنیکی نہی میں

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يَتَحَدَّثُ بِمَا لَمْ يَسْمَعْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَسْكُتُ عَمَّا سَمِعُوا فَبَلَغَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا وَأَوْشَكَ مُعَاذٌ أَنْ يَفْتِنَكُمْ فِي الْخَلَاءِ فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاذًا فَلَقِيَهُ فَقَالَ مُعَاذٌ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو إِنَّ التَّكْذِيبَ بِحَدِيثٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِفَاقٌ وَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى مَنْ قَالَهُ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ وَالظِّلِّ وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ ابو سعید حمیری نے کہا معاذ بن جبل کی عادت تھی کہ وہ حدیثیں بیان کرتے تھے جو اور یاروں نے حضرتؐ سے نہ سنی تھیں اور جو سنی تھی انکو نہ بیان کرتے سو عبد اللہ بن عمروؓ کو انکی روایتیں پہونچی تو انہوں نے کہا قسم ہے اللہ سبحانہ وتعالی کی میں نے تو یہ نہیں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ایسا فرماتے ہوں اور شاید معاذ تمکو دھوکا دیتے ہوں چھپکر سو یہ بات پہونچی معاذؓ کو اور معاذؓ عبد اللہؓ سے ملے اور کہا اے عبد اللہ حضرتؐ کی حدیث کو جھٹلانا نفاق ہے اور اسکے جھٹلانیکا عذاب اسپر ہوتا ہے جس نے وہ روایت بیان کی البتہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے بچو تم لعنت کی تین چیزوں سے پہلے پیخانہ پھرنا مسافروں کے اترنے کی جگہہ میں دوسرے سایہ میں تیسرے بیچ رستے میں **ف** چونکہ ان تینوں جگہہ میں پیخانہ پھرنے سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اسلیے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِيسَ عَلَى جَوَادِّ الطَّرِيقِ وَالصَّلَاةَ عَلَيْهَا فَإِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ وَقَضَاءَ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا فَإِنَّهَا الْمَلَاعِنُ جابر عبد اللہؓ کے بیٹے سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم رستے کے بیچ میں رات کو ٹہرنے سے اور وہاں نماز پڑھنے سے اسلیے کہ وہ سانپوں اور درندوں کی جگہہ ہے اور بچو تم وہاں پیخانہ پھرنے سے اسلیے کہ یہ لعنت کا سبب ہے

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُصَلَّى عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ أَوْ يُضْرَبَ الْخَلَاءُ عَلَيْهَا أَوْ يُبَالَ فِيهَا سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ نماز پڑھی جاوے راہ کے بیچ میں یا پیخانہ پھرے یا پیشاب کرے وہاں

بَابُ التَّبَاعُدِ لِلْبَرَازِ فِي الْفَضَاءِ باب پیخانے کے لیے دور جانے کے بیان میں

عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نبی صلے اللہ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَتَنَحَّى الْحَاجَتِهِ ثُمَّ جَاءَ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ حضرت انسؓ نے کہا مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کسی سفر مین سو آپ قضائے حاجت کے لیے دور گئے اور پانی منگایا اور وضو کیا علیہ وسلم جب پاخانے کو تشریف لیجاتے تو دور جاتے عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا ذَهَبَ اِلَى الْغَائِطِ اَبْعَدَ یعلی بن مرہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچانے تشریف لاتے دور جاتے عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي قُرَادٍ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ فَاَبْعَدَ عبد الرحمنؓ نے کہا کہ حج کیا مینے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سو آپ قضائی حاجت کو دور گئے عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَاْتِي الْبَرَازَ حَتّٰى يَتَغَيَّبَ فَلَا يُرٰى جابرؓ نے کہا نکلے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچنے کو نہ بیٹھتے مگر جب ایسے غائب ہوجاتے کہ نظر نہ آتے عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ اَبْعَدَ بلالؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچانے جاتے دور جاتے

بَابُ الْاِرْتِيَادِ لِلْغَائِطِ وَالْبَوْلِ باب پہنچانے اور پیشاب کے لیے جگہہ ڈھونڈھنے کے بیان مین

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَمَنْ تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ وَمَنْ لَاكَ فَلْيَبْتَلِعْ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَمَنْ اَتَى الْخَلَاءَ فَلْيَسْتَتِرْ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ اِلَّا كَثِيْبًا مِنْ رَمْلٍ فَلْيَمْدُدْهُ عَلَيْهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ ابْنِ اٰدَمَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ ابو ہریرہؓ نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ڈھیلے لیے چاہیے کہ طاق لیوے جس نے ایسا کیا اچھا کیا اور جس نے نہ کیا تو کچھ مضائقہ نہین اور جس نے خلال کیا اور دانتون مین سے کچھ نکلا تو چاہیے کہ تھوک دیوے اور جو زبان کی حرکت سے نکلا اسے نگل جاوے جس نے ایسا کیا اچھا کیا ورنہ کچھ مضائقہ نہین اور جو پہنچانے جاوے تو آڑ مین ہو جاوے اگر آڑ کی جگہہ نہ پاوے سو ایک ڈھیر ریت کی تو اسکو زیادہ کرے اپنی پیٹھ کی طرف اسلیے کہ شیطان کھیلتا ہے مقعدون سے بنی آدم کے جس نے ایسا کیا اچھا کیا ورنہ کچھ مضائقہ نہین کہا مولف رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہم سے عبد الرحمن بن عمرؓ نے اُنہون نے عبد الملک بن صباح سے اپنے اسنادسے مانند اسکے اور اس مین یہ مضمون زیادہ ہے کہ جو سرمہ لگاوے تو طاق لگاوے جس نے ایسا کیا اچھا کیا ورنہ کچھ مضائقہ نہین اور جو زبان کی حرکت سے نکالے وہ نگل جاوے عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَاَرَادَ اَنْ يَقْضِيَ حَاجَتَهُ فَقَالَ لِي ائْتِ تِلْكَ الْاَشَاءَتَيْنِ قَالَ وَكِيْعٌ يَعْنِي النَّخْلَ الصِّغَارَ فَقُلْ لَهُمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكُمَا اَنْ تَجْتَمِعَا فَاجْتَمَعَتَا فَاسْتَتَرَ بِهِمَا فَقَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ قَالَ لِيَ ائْتِهِمَا فَقُلْ لَهُمَا لِتَرْجِعْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا اِلٰى مَكَانِهَا فَقُلْتُ لَهُمَا فَرَجَعَتَا

یعلی بن مرہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کسی سفر میں اور ارادہ کیا آپ نے قضائے حاجت کا تو مجھ سے فرمایا کہ جا ان دو درختوں کے پاس کھجور کے اور ان سے کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو حکم کرتے ہیں کہ تم دونوں ایک جگہہ ہو جاؤ سو وہ دونوں ایک جگہہ ہو گئے پس حضرت نے قضائے حاجت کی پھر مجھ سے فرمایا کہ جا انکے پاس اور کہہ کہ وہ دونوں اپنی جگہہ لوٹ جاویں سو میں نے اسنے کہا اور وہ لوٹ گئے **ف** یہ معجزہ تہا آپ کا کہ شجر لایعقل آپکے حکم کے موافق اپنی جگہہ چھوڑکر چلا آیا جو بشر کہ آپکے حکم سے اپنی عادت نہ چھوڑے وہ اسسے زیادہ لایعقل ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ کَانَ اَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِہٖ ھَدَفٌ اَوْ حَائِشُ نَخْلٍ عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا کہ سب سے زیادہ پیارے حضرت کو آڑ کے لیے پیخانے کے وقت زمین کا ٹیلہ یا بارہ کھجور کے تھے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَدَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الشِّعْبِ فَبَالَ حَتّٰی اِنِّیْ اٰوِیْ لَہٗ مِنْ فَکِّ وَرِکَیْہِ حِیْنَ بَالَ ابن عباس نے کہا کہ راہ سے مڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی کی طرف اور پیشاب کیا یہانتک کہ میں انکے پیروں کے بہت کشادہ ہونے پر رحم کہاتا تھا جب وہ پیشاب کرتے تھے **بَابُ** النَّھْیِ عَنِ الْاِجْتِمَاعِ عَلَی الْخَلَاءِ وَالْحَدِیْثِ عِنْدَہٗ باب دو شخصوں کے ملکر پیخانے جانے اور اسمیں باتیں کرنے کی نہی میں **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَتَنَاجَی اثْنَانِ عَلٰی غَائِطِھِمَا یَنْظُرُ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا اِلٰی عَوْرَۃِ صَاحِبِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَمْقُتُ عَلٰی ذٰلِکَ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ آپس میں باتیں کریں دو شخص پیخانہ پھرنے کے وقت کہ ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتے ہوں اسلیے کہ اللہ سبحانہ وتعالی غصے ہوتا ہے اسپر **کہا** مولف نے روایت کی ہم سے محمد بن یحیے نے انہوں نے سلم بن ابراہیم سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے یحیے سے انہوں نے عیاض بن ہلال سے کہا محمد بن یحیے نے اور یہی صواب ہے اور روایت کی ہمسے محمد بن حمید نے انہوں نے علی بن ابی بکر سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے عکرمہ بن عمار سے انہوں نے یحیے بن ابی کثیر سے انہوں نے عیاض بن عبداللہ سے مانند اسکے **بَابُ** النَّھْیِ عَنِ الْبَوْلِ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ باب ٹہیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنیکی نہی میں **عَنْ** جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَھٰی اَنْ یُّبَالَ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹہیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ النَّاقِعِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **بَابُ** التَّشْدِیْدِ فِی الْبَوْلِ باب پیشاب سے پرہیز کی تاکید میں **عَنْ** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ حَسَنَۃَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ یَدِہِ الدَّرَقَۃُ فَوَضَعَھَا ثُمَّ جَلَسَ

فَبَالَ اِلَيْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اُنْظُرُوْا اِلَيْهِ يَبُوْلُ كَمَا تَبُوْلُ الْمَرْاَةُ فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْحَكَ اَمَا عَلِمْتَ مَا اَصَابَ صَاحِبَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَانُوْا اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَرَضُوْهُ بِالْمَقَارِيْضِ فَنَهَاهُمْ فَعُذِّبَ فِيْ قَبْرِهٖ عبدالرحمان رضی اللہ عنہ نے کہا نکلے ہمپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور انکے ہاتھہ مین ایک ڈہال تہی پس اسکو رکہدیا پہر بیٹہے یعنے اسکی آڑ مین اور پیشاب کیا اسکی طرف سو بعضون نے کہا دیکہے کافرون مین سے کہ دیکہو اسکیطرف کہ پیشاب کرتا ہے جیسے عورت پیشاب کرتی ہے سو سُنا اسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا خرابی ہو تیری تجہے خبر نہین جو مصیبت پہونچی بنی اسرائیل کے ایک آدمی کو اور بنی اسرائیل کا قاعدہ تہا کہ جب ان کو پیشاب بہر جاتا تہا تو اس کپڑے وغیرہ کو کتر ڈالتے تہے قینچیون ہی سو اس آدمی نے اسکو منع کیا پس عذاب کیا گیا وہ اپنی قبر مین **کہا** ابوالحسن بن سلمہ نے روایت کی ہم سے ابو حاتم نے انہون نے عبیداللہ بن موسی سے انہون نے اعمش سے اور ذکر کی حدیث مانند اول کی **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ بِقَبْرَيْنِ جَدِيْدَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهٖ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو نئی قبرون پر گذرے اور فرمایا ان دونو پر عذاب ہوتا ہے اور عذاب نہین ہوتا کسی بڑے گناہ سے سوا ایک اُن مین کا پرہیز نہ کرتا تہا پیشاب سے اور دوسرا چغل خوری کرتا پہرتا تہا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر عذاب قبر کا پیشاب کیوجہ سے ہے **عَنْ** اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَيُعَذَّبُ فِي الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُعَذَّبُ فِي الْغِيْبَةِ ابی بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا گذرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبرون پر اور فرمایا اُن پر عذاب ہوتا ہے اور نہین عذاب ہوتا کسی بڑے گناہ پر سوا ایک اُن مین کا پیشاب سے نہ بچنے کے سبب سے عذاب مین ہے اور دوسرا غیبت کی وجہ سے

بَابُ الرَّجُلِ يُسَلَّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبُوْلُ باب پیشاب کرنیوالے کے سلام کے بیان مین

عَنْ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذِ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ جُدْعَانَ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَوَضَّاُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ وُضُوْئِهٖ قَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنْ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْكَ اِلَّا اَنِّيْ كُنْتُ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ مہاجر نے کہا آیا مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور وہ وضو کرتے تہے اور مین نے سلام کیا اُنکو تو آپ نے جواب نہین دیا پہر جب وضو کر چکے فرمایا مجہے اور کوئی مانع نہ تہا جواب دینے سے صرف اتنی بات تہی کہ مجہے وضو نہ تہا **کہا** ابوالحسن بن سلمہ نے ہمسے روایت کی ابو حاتم نے انہون نے انصاری سے انہون نے سعید بن ابی عروبہ سے اور ذکر کی حدیث مانند حدیث اول کے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا فَرَغَ ضَرَبَ بِكَفَّيْهِ

الارض فتیمم ثم ردّ علیہ السّلام ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا گذرا ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
سے اور آپ پیشاب کرتے تھے اور اس نے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا جب فارغ ہوئے دونو ہاتھ آپ نے زمین پر مارے
اور تیمم کیا پھر جواب دیا **عن** جابر بن عبد اللہ انّ رجلًا مرّ علی النّبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم وھو یبول
فسلّم علیہ فقال لہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اذا رأیتنی علی مثل ھذہ الحالۃ فلا تسلّم
علیّ فانّک ان فعلت ذلک لم اردّ علیک حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک مرد آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کے پاس سے گذرا اور اس نے سلام کیا اور آپ پیشاب کرتے تھے آپ نے فرمایا جب مجھے ایسے کام میں دیکھو تو سلام نکرو
اور اگر ایسے وقت تم سلام کروگے تو میں جواب نہ دونگا **عن** ابن عمر قال مرّ رجل علی النّبیّ صلّی اللہ علیہ
وسلّم وھو یبول فسلّم علیہ فلم یردّ علیہ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے
گذرا اور آپ پیشاب کرتے تھے اور اس نے سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا **باب** الاستنجاء بالماء باب پانی سے
استنجا کرنے کے بیان میں **عن** عائشۃ قالت ما رأیت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خرج من غائط
قطّ الّا مسّ ماءً عائشہ فقیہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ کبھی نہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو کہ پیخانے سے نکلے ہوں اور پانی نہ لیا ہو یعنے ہمیشہ پانی سے استنجا پاک کرتے تھے **عن** جابر بن عبد اللہ و
ابی ایّوب الانصاریّ وانس بن مالک انّ ھذہ الاٰیۃ نزلت فیہ رجال یحبّون ان یتطھّروا واللہ
یحبّ المطّھّرین قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یا معشر الانصار انّ اللہ قد اثنی علیکم فی
الطّھور فما طھورکم قالوا نتوضّأ للصّلوۃ ونغتسل من الجنابۃ ونستنجی بالماء قال فھو ذاک
فعلیکموہ جابر اور ابو ایوب اور انس رضی اللہ عنہم نے کہا یہ آیت فیہ رجال یحبون جب اتری رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ انصار کے اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف کی طہارت کی وجہ سے سو تمہاری طہارت کس
طور پر ہے انہوں نے عرض کی نماز کے لیے ہم وضو کرتے ہیں اور جنابت کے لیے غسل اور استنجا کرتے ہیں پانی سے
آپ نے فرمایا یہی سبب ہے تم اس طہارت کو لازم جانو مترجم کہتا ہے یعنے آیت یہ ہے اس میں ایسے لوگ ہیں کہ دوست
رکھتے ہیں کہ پاک رہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو اور ضمیر اس آیت میں مسجد قبا
یا مسجد نبوی کیطرف راجع ہے اور اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پاکوں کو یعنے ان سے معاملہ ایسا کرتا ہے جیسے
اپنے دوستوں سے اور مراد اس سے شاید پانی سے استنجا کرنا ہے کہ وہ مخصوص تھا ساتھ انصار کے اور غسل
جنابت اور وضو تو مہاجرین بھی جانتے تھے کذا فی المرقاۃ **عن** عائشۃ انّ النّبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم
کان یغسل مقعدتہ ثلاثًا قال ابن عمر فعلناہ فوجدناہ دواءً وطھورًا حضرت عائشہ ام المومنین رضی
اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دھوتے تھے اپنی مقعد تین بار ابن عمرؓ نے کہا ہم نے بھی ایسا ہی کیا

اور سکو دو اور پاکیزگی دونو پایئنے دو امراض خبیثہ یعنے بواسیر وغیرہ کی کہا ابو الحسن بن سلمہ نے روایت کی ہم سے ابو حاتم نے اور ابراہیم بن سلیمان نے دونوں نے کہا روایت کی ہم سے ابو نعیم نے انہوں نے کہا روایت کی ہم سے شریک نے مانند اسکے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَتْ فِیْ اَهْلِ قُبَاءَ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ قَالَ کَانُوْا یَسْتَنْجُوْنَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ فِیْهِمْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آیت فیہ رجال یحبون اتری ہے قباء والوں کے حق میں کہا راوی نے کہ وہ لوگ استنجا کرتے تھے پانی سے سوانکے شان میں یہ آیت اتری تمترجم کہتا ہے ترجمہ اس آیت کا اوپر گذرا

بَابُ مَنْ دَلَكَ یَدَهٗ بِالْاَرْضِ بَعْدَ الْاِسْتِنْجَاءِ باب استنجا کے بعد زمین سے ہاتھ ملکر دھونے کے بیان میں عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی حَاجَتَهٗ ثُمَّ اسْتَنْجٰی مِنْ تَوْرٍ ثُمَّ دَلَكَ یَدَهٗ بِالْاَرْضِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قضای حاجت کی پھر استنجا کیا لوٹے سے پھر ملا ہاتھ اپنا زمین سے کہا ابو الحسن بن سلمہ نے انہوں نے روایت کی ابو حاتم سے انہوں نے سعید بن سلیمان سے انہوں نے شریک سے مانند اسکے عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ جَرِیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْغَیْضَةَ فَقَضٰی حَاجَتَهٗ فَاَتَاهُ جَرِیْرٌ بِاِدَاوَةٍ مِّنْ مَّاءٍ فَاسْتَنْجٰی مِنْهَا وَمَسَحَ یَدَهٗ بِالتُّرَابِ ابراہیم نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے ایک درختوں کی جھاڑی میں اور قضای حاجت کی پھر جریر ان کے پاس پانی کی چھاگل لائے اور آپ نے استنجا کیا اس سے اور ملا ہاتھ اپنا مٹی سے مترجم کہتا ہے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بعد استنجا کے ہاتھ مٹی سے ملکر دھونا مسنون ہے

بَابُ تَغْطِیَةِ الْاِنَاءِ باب برتنوں کے ڈھانکنے کے بیان میں عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّوْكِیَ اَسْقِیَتَنَا وَنُغَطِّیَ اٰنِیَتَنَا حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا حکم کیا ہمکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ باندھ دیویں ہم مشکیں اپنی اور ڈھانپ دیویں ہم برتن اپنے

ف یعنے رات کو عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کُنْتُ اَضَعُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اٰنِیَةٍ مِّنَ اللَّیْلِ مُخَمَّرَةٍ اِنَاءً لِّطَهُوْرِهٖ وَاِنَاءً لِّسِوَاکِهٖ وَاِنَاءً لِّشَرَابِهٖ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رات کو تین برتن ڈھانپ کر رکھا کرتی تھی ایک انکی طہارت کے لیے ایک مسواک کے لیے ایک پینے کو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَکِلُ طُهُوْرَهٗ اِلٰی اَحَدٍ وَّلَا صَدَقَتَهُ الَّتِیْ یَتَصَدَّقُ بِهَا یَکُوْنُ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَلَّاهَا بِنَفْسِهٖ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طہارت میں کسی سے مدد نہ لیتے تھے اور نہ صدقہ میں جو بطور خیرات دیتے تھے بلکہ یہ کام بذات خود کرتے تھے

ف یعنے اکثر عادت ایسی ہی تھی کہ وضو کرنے میں اور پانی لانے اور کپڑے پاک کرنے میں کسی سے مدد نہ لیتے اور اگر کوئی بخوشی آپ کی خدمت بجا لاتا تو اس کو

منع بھی نہ کرتے چنانچہ اوپر کی روایت میں ابھی گذرا کہ حضرت عائشہؓ آپ کے وضو کا پانی رکھتیں اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
صاحب اداوۃ اور صاحب نعلین مشہور تھے اور ثوبانؓ نے ایک بار آپ کو وضو کروایا انجاح **باب** غسل الاناء
من ولوغ الکلب باب جس برتن میں کتا مونہہ ڈالدیوے اسکو دھونیمیں **عن** ابی رزین قال رایت اباھریرۃ
یضرب جبھتہ بیدہ ویقول یا اھل العراق انتم تزعمون انی اکذب علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لیکون لکم المھناء وعلی الاثم اشھد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات ابی رزین نے کہا ابوہریرہؓ کو میں نے دیکھا کہ
اپنا ماتھا ٹھوکا اور کہنے لگے کہ اے عراق والو تم خیال کرتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتا ہوں
کہ تم اچھے رہو اور گناہ مجھپر رہے گواہی دیتا ہوں میں کہ سُنا ہے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
جب کُتا مونہہ ڈالدے تمہاری کسی کے برتن میں اسکو سات بار دھوڈالے **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات ابوہریرہؓ نے کہا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مونہہ ڈالدے کتا تمہاری کسیکے برتن میں تو اسکو سات بار دھوڈالے **عن**
عبد اللہ بن المغفل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا ولغ الکلب فی الاناء فاغسلوہ
سبع مرات وعفروہ الثامنۃ بالتراب عبداللہ بن مغفل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا
مونہہ ڈالدے برتن میں تو اسکو سات بار دھوڈالو اور آٹھویں بار مٹی سے ملکر **باب** الوضوء بسؤر الھرۃ
والرخصۃ فی ذلک باب بلی کے جھوٹے بیان میں **عن** کبشۃ بنت کعب کانت تحت بعض ولد ابی
قتادۃ انھا صبت لابی قتادۃ ماء یتوضا بہ فجاءت ھرۃ تشرب فاصغی لھا الاناء فجعلت
انظر الیہ فقال یا ابنۃ اخی اتعجبین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھا لیست بنجس ھی من
الطوافین او الطوافات کبشہ کعب کے بیٹے کہ ابی قتادہ کی بہو تھیں انہوں نے ابی قتادہ کے وضو کے لیے
پانی اونڈیلا اور بلی آکر پینے لگی تو حضرت ابی قتادہؓ نے برتن جھکا دیا سو کبشہ کہتی ہیں کہ میں ان کیطرف تعجب سے دیکھنے
لگی تو انہوں نے فرمایا کہ تم تعجب کرتی ہو اے میری بھتیجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ ناپاک نہیں وہ تو تم پر گھومنے
والی ہے **عن** عائشۃ قالت کنت اتوضا انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اناء واحد
قد اصابت منہ الھرۃ قبل ذلک حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک برتن سے وضو کیا کرتے تھے کہ بلی اُس میں سے پیا ہوتا تھا **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الھرۃ لا تقطع الصلوۃ لانھا من متاع البیت ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلی نماز کو نہیں توڑتی اسلیے کہ وہ گھر کی چیزوں میں سے ہے **باب** الرخصۃ بفضل

وَضُوْءِ الْمَرْأَةِ باب عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے جواز میں عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَفْنَةٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَغْتَسِلَ أَوْ يَتَوَضَّأَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ الْمَاءُ لَا يُجْنِبُ ابن عباسؓ نے کہا کسی بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کٹھرے میں سے غسل کیا تھا ف اور اس میں کچھ پانی بچ رہا تھا) پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم آئے کہ اس سے غسل یا وضو کریں تو انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ میں جنب تھی تو آپ نے فرمایا پانی نجس نہیں ہوتا ف اس سے معلوم ہوا کہ جب غسل کے پانی بچے ہوئے سے عورت کے وضو اور غسل جائز ہے تو وضو کے بچے ہوئے سے بدرجہ اولی جائز ہوا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَتْ مِنْ جَنَابَةٍ فَتَوَضَّأَ أَوِ اغْتَسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِهَا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا کہ ایک بیوی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غسل کیا تھا جنابت سے پھر غسل کیا یا وضو کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے بچے ہوئے پانی سے عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ بِفَضْلِ غُسْلِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ میمونہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا انکے غسل جنابت کے بچے ہوئے پانی سے

بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ اسکی نہی میں عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وَضُوْءِ الْمَرْأَةِ حکم بن عمروؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو کرنے سے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وَضُوْءِ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَلٰكِنْ يَشْرَعَانِ جَمِيْعًا عبداللہ بن سرجسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ غسل کرے مرد عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے اور عورت مرد کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے ولیکن لازم ہے کہ دونوں شروع کریں ایک ساتھ نہانا کہا مؤلف رحمۃ اللہ علیہ ابو عبداللہ بن ماجہ نے کہ صحیح وہی اول ہے اور ثانی وہم ہے مترجم کہتا ہے مراد اول سے روایت اول ہے اور ثانی سے روایت ثانی یا مراد اول سے یہ ہے کہ عورت کو مرد کے بچے ہوئے پانی سے نہانا روا ہے اور مرد کو عورت کے پانی سے اور نہی اسکی جیسے اسباب میں مذکور ہے وہم ہے یعنی قابل اعتبار نہیں انتہے کہا ابو الحسن بن سلمہ نے انہوں نے روایت کی ابو الحاتم سے اور ابو عثمان المحاربی سے دونوں نے کہا روایت کی ہم سے معلے بن اسد نے مانند روایت سابق کے عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ يَغْتَسِلُوْنَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَلَا يَغْتَسِلُ أَحَدُهُمَا بِفَضْلِ صَاحِبِهِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور انکی بی بی غسل کرتے تھے ایک برتن سے اور نہ غسل کرتا تھا ایک شخص دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے مترجم کہتا ہے ظاہر یہ ہے کہ غسل ایک کا دوسرے کے بچے پانی سے جائز

ہے مگر نہی جو وار د ہوئی ہے تنزیہی ہے **بَابُ** الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ باب ایک برتن سے عورت اور مرد کے نہانے میں **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے نہاتے تھے **عَنْ** مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ میمونہؓ نے کہا کہ میں اور آن حضرت ایک برتن سے نہایا کرتے **عَنْ** أُمِّ هَانِئٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ وَمَيْمُوْنَةُ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ فِيْ قَصْعَةٍ فِيْهَا أَثَرُ الْعَجِيْنِ ام ہانی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور میمونہؓ ایک کٹرے میں نہائے کہ اُس میں آٹا لگا ہوا تھا **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجُهُ يَغْتَسِلُوْنَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی بیبیاں ایک برتن میں نہاتی تھی **عَنْ** أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا كَانَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ ام سلمہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے نہاتے تھے **بَابُ** الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ يَتَوَضَّآنِ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ باب عورت اور مرد کے ایک برتن سے وضو کرنے میں **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ ابن عمرؓ نے کہا کہ مرد اور عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں وضو کرتے تھے ایک برتن میں سے **عَنْ** أُمِّ صُبَيَّةَ الْجُهَنِيَّةِ قَالَتْ رُبَّمَا اخْتَلَفَتْ يَدِيْ وَيَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوُضُوْءِ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ ام صُبیہؓ نے کہا اکثر میرا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لگ گیا ایک برتن سے وضو کرتے ہوئے **کہا** ابو عبداللہ بن ماجہ نے سنا میں نے محمد سے کہ وہ کہتے تھے ام صبیہ خولہ بنت قیس ہیں اور کہا میں نے یہ ابوزرعہ سے تو انہوں نے کہا سچ ہے **عَنْ** عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمَا كَانَا يَتَوَضَّآنِ جَمِيْعًا لِلصَّلٰوةِ عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ دونوں وضو کرتے تھے نماز کے لیے ایک برتن سے **بَابُ** الْوُضُوْءِ بِالنَّبِيْذِ باب نبیذ سے وضو کرنے میں **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ لَيْلَةَ الْجِنِّ عِنْدَكَ طَهُوْرٌ قَالَ لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ نَبِيْذٍ فِيْ إِدَاوَةٍ قَالَ تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُوْرٌ فَتَوَضَّأَ هٰذَا حَدِيْثُ وَكِيْعٍ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا جن کی رات میں کہ تمہارے پاس وضو کا پانی ہے انہوں نے عرض کی کہ نہیں مگر تھوڑا شربت کھجور کا ایک چھاگل میں آپ نے فرمایا کھجور پاک ہے اور پانی پاک کرنیوالا ہے پھر آپ نے وضو کیا یہ حدیث وکیع کی ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَكَ مَاءٌ قَالَ لَا إِلَّا نَبِيْذًا فِيْ سَطِيْحَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُوْرٌ صُبَّ عَلَيَّ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ بِهِ عبداللہ بن

عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود سے کہا جنون کی رات مین کہ تمہارے ساتھ پانی ہے انہون نے عرض کی کہ نہین مگر شربت کھجور کا ایک چھاگل مین سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور پاک ہے اور پانی پاک کرنیوالا ہے پھر اور بڑا لو سو مین نے ڈالا اور آپنے وضو کیا اس سے **مترجم** کہتا ہے نبیذ یہ ہے کہ کھجور کو رات کو پانی مین بھگو دیا اور صبح کو اسکا پانی کہ قدرے شیرین ہوتا ہے اور کھجور کا رنگ بھی اس مین آتا ہے پینا شروع کیا اس سے حنفیہ کے نزدیک وضو درست ہے اور جمیع علما کے نزدیک درست نہین اور مذہب حنفیہ کا اس بارہ مین ضعیف ہے اور حدیث ابن مسعودؓ جو مثبت وضو بہ نبیذ ہے قابل استدلال نہین اسلیے کہ خود ابن مسعودؓ نے لیلۃ الجن مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے سے انکار کیا اور ابن مسعودؓ کی روایت اسلیے بھی قابل استدلال نہین کہ اس مین ابو زید راوی ہے اور وہ محدثین کے نزدیک مجہول ہے اور لیلۃ الجن وہ رات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنون کی ہدایت اور دعوت کے لیے مکہ سے باہر تشریف لے گئے تھے اور ان سے ملاقات کی اور انکو دعوت اسلام کی اور وہ مشرف باسلام ہوئے **باب** الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ باب دریا کے شور سے وضو کرنے کے بیان مین **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم لوگ دریا مین سوار ہو
میٹھا پانی تھوڑا اپنے ساتھ لیتے ہین اگر اس سے وضو کرین تو پیاسے رہین کیا دریا کے کھارے
کر لیا کرین آپنے فرمایا وہی تو پاک کرنے والا ہے اور مردہ اسکا حلال ہے **عن** ابْنِ الْفِرَا
أَصِيدُ وَكَانَتْ لِي قِرْبَةٌ أَجْعَلُ فِيهَا مَاءً وَإِنِّي تَوَضَّأْتُ بِمَاءِ الْبَحْرِ فَذَكَرْتُ ذَ
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ ابن فراسیؓ نے کہا مین شکا
مشک تھی کہ اس مین پانی لیجاتا تھا اور وضو کرتا تھا دریا کے پانی سے یعنے دریائے شور
اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپنے فرمایا وہی تو ایسا ہے کہ اسکا پانی پاک کر
ہے **عن** جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ مَاءِ الْبَحْ
الْحِلُّ مَيْتَتُهُ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے
وہی تو پاک کرنیوالا ہے پانی اسکا اور حلال ہے مردہ اسکا کہا ابو الحسن بن
انہون نے احمد بن حنبل سے انہون نے ابی القاسم سے انہون نے عبید
انہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مانند اسکے **مترجم** کہتا ہے اسحا

ہین سب حلال ہین اور یہی مذہب صحیح ہے اسلیے کہ قرآن سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے
اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ حلال کیا گیا تمہارے لیے شکار دریا کا اور کھانا اوس کا اور شکار وہ ہے کہ زندہ
پکڑ لیا جاوے اور کھانا مردہ ہے اور یہی مذہب صحیح ہے اگرچہ حنفیہ قائل ہین کہ سوا مچھلی کے اور جانور مردہ حلال
نہین مگر انکا مذہب مردود ہے کہ خلاف قرآن وحدیث ہے **بَاب** الرَّجُلِ يَسْتَعِينُ عَلَى وُضُوئِهِ فَيُصَبُّ
عَلَيْهِ باب وضو مین کسی سے مدد لینے کے بیان مین **عَنْ** الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ
وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتِ الْجُبَّةُ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا
وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى بِنَا مغیرہ بن شعبہ نے کہا نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کو پھر جب لوٹے تو ملا مین ان کو
چھاگل لیکر اور مینے اُنپر پانی ڈالا اور آپنے دونو ہاتھ دھوئے پھر مونھہ دھویا پھر باہین دھونی چاہین تو جبہ تنگ ہوا
آپنے دونو ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکال لیے اور ان دونو کو دھویا اور مسح کیا اپنے موزون پر پھر نماز پڑھی ہمارے
ساتھ **عَنْ** الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِيضَأَةٍ فَقَالَ اسْكُبِي
فَسَكَبْتُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَأَخَذَ مَاءً جَدِيدًا فَمَسَحَ بِهِ رَأْسَهُ مُقَدَّمَهُ وَمُؤَخَّرَهُ
وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ربیع بنت معوذ نے کہا آئی مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لوٹا لیکر آپ نے
مینے پانی ڈالا اور آپنے اپنا مونھہ اور دونو باہین دھوئین اور دوسرا تازہ پانی لیکر اپنے سر کا مسح
کیا آگے پیچھے سے اور اپنے دونو پیر دھوئے تین تین بار **عَنْ** صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ صَبَبْتُ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاءَ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فِي الْوُضُوءِ صفوان بن عسال نے کہا مین نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم پر سفر اور وطن مین وضو کیوقت **عَنْ** أُمِّ عَيَّاشٍ وَكَانَتْ أَمَةً لِرُقَيَّةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنْتُ أُوَضِّئُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا قَائِمَةٌ وَهُوَ
قَاعِدٌ ام عیاش سے جو لونڈی تہین رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہون نے کہا مین وضو کرواتی تہی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین کہڑی تہی اور وہ بیٹھے تہے **بَاب** الرَّجُلِ يَسْتَيْقِظُ مِنْ مَنَامِهِ هَلْ
يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا باب سو کے اٹھکر برتن مین ہاتھ ڈالنے کے بیان مین **عَنْ**
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ
فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرِغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي فِيمَ بَاتَتْ يَدُهُ
ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جاگے کوئی تم مین سے رات کو تو
اپنا ہاتھ برتن مین نہ ڈالے جب تک اوس پر دو بار یا تین بار پانی نہ ڈالدے اسلیے کہ وہ نہین جانتا کہ رات کو اسکا

ہاتھ کہاں ہا **مترجم** کہتا ہے رات کی قید اتفاقی ہے دن کو سو کر اوٹھے جب بھی یہی حکم ہے کہ بے ہاتھ دہوئے برتن میں نہ ڈالے
عن سالم عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا استیقظ احدکم من نومه فلا یدخل
یده فی الاناء حتی یغسلها سالم نے باپ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جاگے کوئی تم میں کا نیند سے
تو ہاتھ اپنا برتن میں نہ ڈالے جب تک نہ دہوئے **عن** جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قام
احدکم من النوم فاراد ان یتوضأ فلا یدخل یده فی وضوءه حتی یغسلها فانه لا یدری این باتت
یده ولا علی ما وضعها جابر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں کا سو کر اٹھے اور وضو
کرنا چاہے تو اپنا ہاتھ نہ دہوئے وضو کے پانی میں نہ ڈالے اسلیے کہ وہ نہیں جانتا کہ رات کو اسکا ہاتھ کہاں ہا
اور کس چیز پر رکھا **عن** الحارث قال دعا علی بماء فغسل یدیه قبل ان یدخلها الاناء ثم قال هكذا
رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم صنع حارث نے کہا حضرت علی نے پانی منگایا اور دونوں ہاتھ دہوئے برتن
میں ڈالنے سے پہلے پھر فرمایا کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا **باب** ما جاء فی التسمیة
فی الوضوء باب وضو میں بسم اللہ کہنے میں **عن** ابی سعید ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لا وضوء
لمن لم یذکر اسم الله علیه ابی سعید رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بسم اللہ نہ کرے
اسکا وضو نہیں **عن** سعید بن زید یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا صلوة لمن لا وضوء
له ولا وضوء لمن لم یذکر اسم الله علیه سعید زید کے بیٹے نے کہا رسول اللہ صلی
فرمایا جسکو وضو نہیں اسکی نماز نہیں اور جس نے بسم اللہ نہ کہی اسکا وضو نہیں **عن** ابی هریرة
الله صلی الله علیه وسلم لا صلوة لمن لا وضوء له ولا وضوء لمن لم یذکر اسم
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو وضو نہیں اسکی نماز نہیں اور جس نے اللہ کا نا
سعد الساعدی عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لا صلوة لمن لا وضو
یذکر اسم الله علیه ولا صلوة لمن لا یصلی علی النبی ولا صلوة لم
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو وضو نہیں اسکی نماز نہیں اور جس نے اللہ
وضو نہیں اور جس نے درود نہ بھیجا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اسکی نماز نہیں او
نہیں **ف** انصار صحابی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ
وسلم کی مدد کی اور دین کی تائید کی اسلیے انکی محبت دین کی ضرور
ابو الحسن بن سلمہ نے روایت کی ہمسے ابو حاتم نے انہوں نے عیسی
التیمن فی الوضوء باب داہنی طرف سے وضو کرنے کے با

كَانَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي الطُّهُورِ إِذَا تَطَهَّرَ وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ عائشہ ام المومنین
رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنے کو دوست رکھتے تھے طہارت کرنے میں جب
طہارت کرتے اور کنگھی کرنے میں جب کنگھی کرتے اور جوتہ پہننے میں جب جوتہ پہنتے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوا بِمَيَامِنِكُمْ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وضو کرو تم تو پہلے داہنے اعضا کو دہوو کہا ابو الحسن بن سلمہ نے روایت کی ہم سے ابو حاتم
نے ان سے ہر کلیبی اور ابن نفیل وغیرہما نے سب نے کہا روایت کی ہم سے زہیر نے اور ذکر کی حدیث مانند اسکے ترجمہ
کہتا ہے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ وضو میں پہلے داہنا ہاتھ دہووے اور پہلے داہنا پیر اور جوتا پہلے داہنے
پیر میں پہنے اسیطرح کنگھی پہلے سر کے داہنی طرف کرے پھر بائیں طرف یہی مسنون ہے اور حضرت کی یہی عادت تھی +

بَابُ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ باب ایک چلو میں کلی اور استنشاق کے بیان میں

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ ابن عباس رضی
اللہ تعالی عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک چلو سے عَنْ عَلِيٍّ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ علی رضی
تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور کلی کی اور ناک میں پانی دیا تین تین بار ایک ہی
ایک چلو میں پانی لیا اور آدہے سے کلی کی اور آدہا ناک میں ڈالا اسیطرح سے تین بار کیا
بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَنَا وَضُوءًا
وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ عبد اللہ بن زید کے بیٹے نے کہا آئے ہمارے پاس رسول
وضو کا پانی مانگا سو ہم پانی لایا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک چلو سے

الِاسْتِنْشَاقِ وَالِاسْتِنْثَارِ باب ناک میں پانی ڈالنے اور ناک جھاڑنے میں

قَيْسٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَثِرْ
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو وضو کرے تو ناک جھاڑ اور جب
اسات عَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ
الِاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا لقیط بن صبرہ نے کہا میں نے
سے آپ نے فرمایا وضو پورا کر اور مبالغہ کر ناک میں پانی دینے میں مگر
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنْثِرُوا مَرَّتَيْنِ
علیہ وسلم نے فرمایا ناک جھاڑو دو بار اچھی طرح یا تین بار +

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْیَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وضو کرے خوب ناک جھاڑے اور جو ڈھیلے لے طاق
لے **بَابُ** مَا جَاءَ فِی الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً باب ایک ایک بار اعضا دہونیکے بیان مین عَنْ ثَابِتِ بْنِ اَبِیْ
صَفِیَّةَ الثُّمَالِیِّ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ قُلْتُ لَهٗ حَدَّثْتَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَمَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ وَثَلٰثًا ثَلٰثًا قَالَ نَعَمْ ثابت بن ابی صفیہ سے
روایت ہو کہ انہون نے کہا مینے ابوجعفر سے پوچھا کہ تمنے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک
بار اعضائے وضو دہوئے انہوں نے کہا ہان مینے کہا دو دو بار انہون نے کہا ہان مینے کہا تین تین بار انہون نے
کہا ہان یعنے کبھی ایسا کیا کبھی ویسا اس مین امت کو بڑی آسانی ہے عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ تَوَضَّأَ وَاحِدَةً وَاحِدَةً ابن عباسؓ نے کہا دیکھا مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو جہاد مین تبوک کے کہ آپنے ایک ایک بار اعضا وضو دہوئے **بَابُ** الْوُضُوْءِ ثَلٰثًا ثَلٰثًا
باب تین تین بار اعضائے وضو دہونے مین عَنْ شَقِیْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ رَاَیْتُ عُثْمَانَ وَعَلِیًّا یَتَوَضَّآنِ ثَلٰثًا
ثَلٰثًا وَیَقُوْلَانِ هٰكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شقیق بن سلمہ نے کہا مین نے دیکھا حضرت
عثمان اور حضرت علیؓ کو کہ وضو کرتے تھے تین تین بار اور کہتے تھے ایسا ہی وضو تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا
کہا ابوالحسن بن سلمہ نے روایت کی ہمسے یہ حدیث ابوحاتم نے انہون نے ابونعیم سے انہون نے عبدالرحمن بن ثابت
بن ثوبان سے اور ذکر کی حدیث مانند اسکے عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ تَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا وَرَفَعَ ذٰلِكَ اِلَی النَّبِیِّ
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ابن عمرؓ نے وضو کیا تین تین بار اور نسبت کی اسکی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف
وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا عائشہ ام المومنین اور
سے روایت ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار یعنے ہر عضو کو تین تین بار دہویا
اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا
ابی اوفی سے مروی ہے کہ انہون نے کہا مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ
کیا اپنے سر کا ایکبار عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
ابی مالکؓ اشعری نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین تین بار اعضاء وضو دہو
ابن عفراء اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار **بَابُ** مَا جَاءَ فِی الْوُ
اور دو دو بار اور تین تین بار اعضائے وضو دہونے کے بیان مین عَ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاحِدَۃً وَّاحِدَۃً فَقَالَ ھٰذَا وُضُوْءُ مَنْ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَلٰوۃً اِلَّا بِہٖ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثِنْتَیْنِ ثِنْتَیْنِ فَقَالَ ھٰذَا وُضُوْءُ الْقَدْرِ مِنَ الْوُضُوْءِ وَتَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا وَقَالَ ھٰذَا اَسْبَغُ الْوُضُوْءِ وَھُوَ وُضُوْئِیْ وَوُضُوْءُ خَلِیْلِ اللّٰہِ اِبْرَاھِیْمَ وَمَنْ تَوَضَّأَ ھٰکَذَا ثُمَّ قَالَ عِنْدَ فَرَاغِہٖ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فُتِحَ لَہٗ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّھَا شَاءَ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار اور فرمایا یہ وضو ہے کہ اللہ تعالیٰ بے اسکے نماز قبول نہیں کرتا پھر وضو کیا دو دو بار اور فرمایا وہ ایک مناسب درجہ کا وضو ہے نماز کے لیے **ف** یعنی ایسے وضو والا ملامت نہیں کیا جاتا اسلیے کہ متوسط درجہ کا وضو کر لیا انتہے اور وضو کیا آپ نے تین تین بار اور فرمایا کہ یہ پورا وضو ہے اور یہ میرا وضو ہے اور خلیل اللہ ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا وضو ہے اور جس نے ایسا وضو کیا اور پھر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ سے رسولہ تک کہا اسکے لیے آٹھوں دروازے جنت کے کھل گئے جس میں سے چاہے چلا جاوے **ف** اور معنے اس کلمہ کے یہ ہیں کہ گواہی دیتا ہوں میں کہ کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں سوا اللہ کے اور محمد بندے اسکے اور رسول اسکے ہیں انتہی اس حدیث سے بڑی فضیلت وضو کی معلوم ہوئی اور معلوم ہوا کہ اگلی شریعتوں میں بھی وضو فرض تھا اور ایک بار وضو کے اعضا دھونے سے نماز صحیح ہو جاتی ہے اور دو دو بار دھونے میں خوبی ہو جاتی ہے اور تین بار دھولے تو کامل ہو گیا اب اس سے زیادہ وسوسہ ہے اور معلوم ہوا کہ توحید اور رسالت کا اعتقاد نجات ہے **عَنْ** اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مَرَّۃً مَرَّۃً فَقَالَ ھٰذَا وَظِیْفَۃُ الْوُضُوْءِ اَوْ قَالَ وُضُوْءُ مَنْ لَمْ یَتَوَضَّأْ وَلَمْ یُؤْجَرْ اَجْرًا ثُمَّ تَوَضَّأَ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ قَالَ ھٰذَا وُضُوْءُ مَنْ تَوَضَّأَہٗ اَعْطَاہُ اللّٰہُ کِفْلَیْنِ مِنَ الْاَجْرِ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا فَقَالَ ھٰذَا وُضُوْئِیْ وَوُضُوْءُ الْمُرْسَلِیْنَ قَبْلِیْ ابی بن کعبؓ قاریوں کے سردار نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار وضو کیا اور فرمایا کہ یہ روزمرہ کا ضروری وضو ہے کہ بدون اسکے نماز ہوہی نہیں سکتی انتہے یا آپ نے فرمایا کہ یہ اسکا وضو ہے جس نے وضو نہیں کیا اور نہیں ثواب ملا اسکو پھر وضو کیا آپ نے دو دو بار اور فرمایا یہ وضو ہے اسکا کہ جو ایسا وضو کرے اللہ اسکو دوگنا ثواب دے پھر تین تین بار اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور اگلے پیغمبروں کا **بَابُ** مَا جَاءَ فِی الْقَصْدِ فِی الْوُضُوْءِ وَکَرَاھِیَۃِ التَّعَدِّیْ فِیْہِ باب وضو میں میانہ روی کرنے میں اور زیادتی کی کراہت میں

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَیْطَانًا یُقَالُ لَہٗ وَلْھَانُ فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَاءِ ابی بن کعبؓ قاریوں کے سردار نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو کے لیے ایک شیطان ہے جس کو ولہان کہتے ہیں تو بچو پانی میں وسوسہ کرنے سے **ف** پانی کا وسوسہ یہ کہ اعضائے وضو کو بار بار دھوتا رہے کہ شاید تر نہ ہوئے ہوں یا تین بار سے زیادہ دھویا یا پانی بے فائدہ زیادہ ڈھلکانا یا قلتین کو پہونچا

باہمین بے خبر ہے یا طاہر ہے ان خیالات فاسدہ مین سوچ بچار کرتے رہنا اور حقیقت مین یہ وسوسہ اسی شیطان کا ہے مگر چونکہ
پانی مین وہ زیادہ وسوسہ ڈالتا ہے اسلیے پانی کا وسوسہ فرمایا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ
جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوءِ فَأَرَاهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ هٰذَا الْوُضُوءُ
فَمَنْ زَادَ عَلَى هٰذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدَّى وَظَلَمَ عمرو بن شعیب سے روایت ہو وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت
کرتے ہین کہ آیا ایک اعرابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور وضو کو پوچھا سو آپنے تین تین بار وضو کر کے دکھلا دیا
اور فرمایا کہ یہ پورا وضو ہے سو جسنے اس سے زیادہ کیا اس نے برا کیا اور زیادتی کی اور ظلم کیا عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ كُرَيْبًا
يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ
مِنْ شَنَّةٍ وُضُوءًا يُقَلِّلُهُ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ عمرو نے کہا کہ سنا انہون نے کریب سے وہ کہتے تھے سنا
مینے ابن عباس سے وہ کہتے تھے رات کو مین سویا اپنی خالہ میمونہ کے پاس اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم جاگے اور وضو
کیا ایک پرانی مشک سے بہت مختصر وضو پھر کھڑا ہوا مین اور مین نے بھی ویسا ہی کیا جیسے آپنے کیا تھا ف
یعنے بہت جلد اور تھوڑے سے پانی سے وضو کیا اور یہ وقت تہجد کا تھا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَتَوَضَّأُ فَقَالَ لَا تُسْرِفْ لَا تُسْرِفْ عبد اللہ بن عمر نے کہا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک مرد کو وضو کرتے ہوئے تو فرمایا اسراف نہ کر اسراف نہ کر ف اسراف وضو مین ایک یہ ہے کہ پانی زیادہ
ڈھلکائے دوسرے یہ ہے کہ کسی عضو کو تین بار سے زیادہ دھوئے عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ ا
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ فَقَالَ أَفِي الْوُ
قَالَ نَعَمْ وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهَرٍ جَارٍ عبد اللہ بن عمرو نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وضو کرتے تھے سو فرمایا کیا ہے یہ اسراف تو عرض کی انہون نے کہ کیا وضو مین بھی اسراف
اگرچہ تو بہتی نہر کے کنارے ہو یعنے بہتی نہر پر بھی تین بار سے کسی عضو کو زیادہ دھ
اوقات خراب کرنا اسراف ہے بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ باب وضو
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْ
اللہ عنہما نے کہا حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو خوب پورا کرنے
ہوتا ہے اول یہ کہ پورے عضو کو دھونا اور یہ فرض ہے اور تین بار دھونا ہر عض
زیادہ عضو کو دھونا مثلاً پیر کو ٹخنے سے اوپر نصف ساق تک دھونا اور کہ
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَ
اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ

كَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کیا بتاؤن مین تم کو ایسی چیز کہ اللہ اسکی برکت سے گناہون کو اتار دیتا ہے اور نیکیون کو بڑہا دیتا ہی
لوگون نے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وضو کا پورا کرنا تکلیفون مین یعنے سردی وغیرہ مین اور
بہت قدم چلنا مسجدون کی طرف اور انتظار کرنا ایک نماز سے دوسری نماز کا یعنے مسجد مین ایک نماز کے بعد دوسری
کا منتظر رہنا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَفَّارَاتُ الْخَطَايَا إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ
عَلَى الْمَكَارِهِ وَإِعْمَالُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْمَسَاجِدِ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہون کے
اتارنے کی چیزین وضو کا پورا کرنا تکلیفون مین اور قدم رکھنا مسجدون کیطرف **بَابُ** مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ
اللِّحْيَةِ باب ڈاڑہی کے خلال مین **عَنْ** عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ عمار یاسر کے بیٹے نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی ڈاڑہی مین خلال کرتے تہے
ف ڈاڑہی مین خلال کرنے پر حضرت کو مواظبت نہ تہی کبہی کبہی کر لیا کرتے تہے اور ائمہ حدیث نے اختلاف کیا
ہے اور ترمذی وغیرہ نے صحیح کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑہی مین خلال کیا کرتے تہے اور احمد اور ابو زرعہ
نے کہا ہے کہ ڈاڑہی کے خلال مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی اور ایسے ہی انگلیون کے خلال مین بہی اور
[illegible]ت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی محافظت نہ کرتے تہے اور سنن مین مستورد بن شداد سے مروی ہے کہ انہون نے
[illegible]نے دیکہا ہو [illegible]لے اللہ علیہ وسلم کو کہ جب وضو کرتے اپنے پیر کی انگلیان ملتے اپنے ہاتہ کی چہنگلیا سے اور
[illegible]ی ایسا کرتے ہونگے اور اسی لیے جن لوگون نے آپکے وضو کی کیفیت بیان کرنے مین
[illegible]ار علی اور عبد اللہ اور ربیعؓ وغیرہم مین ان مین سے کسی نے اسکو بیان نہین کیا
[illegible]نَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ عثمانؓ نے کہا
[illegible] وضو کیا اور اپنی ڈاڑہی مین خلال کیا **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ
[illegible] إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ لِحْيَتَهُ وَفَرَّجَ أَصَابِعَهُ مَرَّتَيْنِ انس بن مالکؓ نے کہا
[illegible] وضو کرتے اپنی ڈاڑہی مین خلال کرتے اور اپنی انگلیان دو بار کہولتے
[illegible] قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ عَرَكَ عَارِضَيْهِ
[illegible] أَصَابِعِهِ مِنْ تَحْتِهَا عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] خلال کرتے اپنی ڈاڑہی مین اپنی انگلیون سے نیچے سے
[illegible]تُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ
[illegible]لے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ آپنے وضو کیا اور ڈاڑہی مین خلال کیا

باب ما جاء في مسح الرأس باب سر کے مسح میں عن عمرو بن يحيى عن أبيه أنه قال لعبد الله بن زيد
وهو جد عمرو بن يحيى هل تستطيع أن تريني كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ
فقال عبد الله بن زيد نعم فدعا بوضوء فأفرغ على يديه فغسل يديه مرتين ثم تمضمض واستنثر ثلاثا
ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل يديه مرتين مرتين إلى المرفقين ثم مسح رأسه بيديه فأقبل بهما وأدبر
بدأ بمقدم رأسه ثم ذهب بهما إلى قفاه ثم ردهما حتى رجع إلى المكان الذي بدأ منه
ثم غسل رجليه عمرو بن یحییٰ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے عبداللہ بن زید سے کہا اور وہ دادا ہیں عمرو بن
یحییٰ کے کہ آپ سے یہ ہو سکتا ہے کہ مجھے دکھلا دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تھے تو عبداللہ بن زید نے کہا
ہاں پھر وضو کا پانی منگایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور انکو دو بار دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی دیا تین بار پھر
مونھ دھویا اپنا تین بار پھر دونوں ہاتھ دھوئیں دو دو بار کہنیوں تک پھر مسح کیا اپنے سر کا دونوں ہاتھوں سے پھر آگے رکھا
اندونوں کو اور پیچھے لیگئے دونوں ہاتھ اور شروع کیا سر کے آگے سے یہاں تک کہ لے گئے دونوں ہاتھ گدی تک پھر پھیر لائے
ہاتھوں کو جہاں سے شروع کیا تھا پھر دونوں پیر دھوئے عن عثمان بن عفان قال رأيت رسول الله صلى الله
عليه وسلم توضأ فمسح رأسه مرة عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے دیکھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے وضو کیا اور اپنے سر کا مسح کیا ایک بار عن علي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم
رأسه مرة حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اپنی ... ایک بار
سلمة بن الأكوع قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ فمسح ر...
نے کہا دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے وضو کیا اور اپنے سر کا مسح کیا ایک...
معوذ بن عفراء قالت توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم فمسح ر...
بن عفراء نے کہا کہ وضو کیا رسول اللہ علیہ وسلم نے اور مسح کیا سر کا دو بار باب ...
کانوں کے مسح میں عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم...
بالسباحتين وخالف إبهاميه إلى ظاهر أذنيه فمسح ظاهرهما وبا...
مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا اپنے دونوں کانوں...
دونوں انگوٹھوں کو کانوں کے اوپر غرض مسح کیا کانوں کے اوپر اور اندر عن...
توضأ فمسح ظاهر أذنيه وباطنهما ربیعؓ نے کہا کہ نبی صلے اللہ...
اندر عن الربيع بنت معوذ بن عفراء قالت توضأ النبي...
بحري أذنيه ربیعؓ بنت معوذ بن عفراء نے کہا وضو کیا نبی صلے

دونون کانون کی سوراخون مین عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ
فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا مقدام بن معدیکرب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو
اور مسح کیا اپنے سر کا اور اپنے دونو کانون کے اوپر اور اندر کا بَابٌ اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ باب بیان مین کہ کان
سر مین داخل ہین عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ عبد اللہ
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کان سر مین داخل ہین مترجم کہتا ہے یعنی انکے لیے جدا پانی لینا ضرور نہین
عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ وَكَانَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَكَانَ
يَمْسَحُ الْمَأْقَيْنِ ابی امامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کان سر مین شامل ہین مترجم کہتا ہے یعنی
انکے لیے پانی دوسرا نہ لینا چاہیے انتہی اور آپ مسح کرتے تھے اپنے سر کا ایک بار اور مسح کرتے تھے آپ ماقین کا۔
مترجم کہتا ہے ماقین تثنیہ ہے ماق کا اور ماق اندرونی گوشوں کو آنکھون کے کہتے ہین جو ناک کی طرف ہین اور کان کیطرف
اور ان کا مسح یعنی ملنا اسلیے ہے کہ ان مین اکثر چیپڑ وغیرہ جمع ہو جاتا ہے ف ابو امامہ کی روایت ابوداؤد
اور ترمذی نے بھی روایت کی ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ وہ مدرج ہے یعنی غیر کا کلام حدیث مین مل گیا ہے اور
ترمذی نے کہا ہے کہ اسکی اسناد کچھ خوب قائم نہین اور عبد اللہ بن زید کی حدیث کو منذری نے قوی کہا ہے اور ابن
العید نے بھی اور حافظ ابن حجر نے کہا ثابت ہو چکا ہے کہ وہ مدرج ہے اور ابن عباس سے جو روایت مروی ہے روایت
ارنے او ... نکالی اس مین دار قطنی نے اضطراب کی اور کہا کہ یہ حدیث وہم ہے اور صواب یہ ہے کہ وہ مرسل ہے
ہریرہ کی روایت جو آگے آتی ہے اسکی سند مین عمرو بن الحصین ہے اور وہ متروک ہے اور دار قطنی نے
کی ہے اور اسکے بھی وقف اور رفع مین اختلاف ہے اور صواب یہی ہے کہ وہ بھی موقوف
ہے اور ابن عمر سے بھی دار قطنی مین مروی ہے اور اس مین بھی علت ہے اور دار قطنی نے
روایت کی ہے اور اس مین محمد بن ازہر راوی ہے اور احمد نے اسکو کاذب کہا ہے اور
ہے اور اس مین عبد الحکیم انس سے راوی ہے اور وہ ضعیف ہے اور حدیث ابی
جود ہے اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی مین کہا ہے کہ حدیث انس کی اور
ہے اور بہرحال حدیث دلالت کرتی ہے کہ کان سر مین داخل ہین کہ اسی کے
کا اور بعض علما نے کہا ہے کہ وہ دونو منہ مین داخل ہین اور بعض کا قول
اسکے ساتھ دھو لیا جاوے اور پیچھے کا سر مین کہ اسکے ساتھ مسح کر لیا
نا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُلَاثَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاُذُنَانِ

من الثامنة ترجمہ اوپر گذر گیا **ف** عبدالکریم جزری کو تقریب میں کہا ہے کہ ثقہ ہیں متقن ہیں طبقہ سادسہ سے اور
منسوب ہیں جزیرہ کی طرف جو فرات اور دجلہ کے بیچ میں واقع ہے **باب** تخلیل الاصابع باب انگلیوں کے خلال
کا **عن** المستورد بن شداد قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ فخلل اصابع رجلیہ
بخنصرہ قال ابو الحسن بن سلمة ثنا خلاد بن یحیی الحلوانی ثنا قتیبة ثنا ابن لہیعة فذکر نحوہ مستورد نے کہا کہ
دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ نے وضو کیا اور خلال کیا اپنے دونو پیر کی انگلیوں کا اپنی چھنگلیا
سے اور ابن لہیعہ سے بھی یہی مضمون مروی ہوا **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا قمت الی الصلوة فاسبغ الوضوء واجعل الماء بین اصابع یدیک ورجلیک **عن** لقیط بن صبرة
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسبغ الوضوء وخلل بین الاصابع لقیط نے کہا کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کو پورا کرو اور انگلیوں کا خلال کرو **عن** ابی رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان اذا توضأ حرک خاتمہ جب آپ وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی ہلاتے **ف** ابی رافع کی روایت میں
معمر بن محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع جو اپنے باپ سے راوی ہیں یہ دونو ضعیف ہیں اور بخاری نے اس روایت کو
معلق ذکر کیا ہے ابن سیرین سے اور وصل کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس سے ہلانا انگوٹھے کا مسنون ہوا
کہ اس کے نیچے کا میل دور ہو جاوے اور چوڑی اور چھلے وغیرہ جو ہاتھوں میں ہوں عورتوں وغیرہ کے ان سب
کا یہی حکم ہے اور ابن عباسؓ کی روایت میں صالح مولی توامہ ہیں اور وہ ضعیف ہیں اور حاکم نے بھی اسے ذکر
کیا ہے مگر بخاری نے اس روایت کو حسن کہا ہے اسلیے کہ وہ موسی بن عقبہ سے مروی ہوئی ہے کہ وہ صالح سے
راوی ہیں اور سماع موسے کا صالح سے قبل انکے اختلاط حواس کے ہے اور حدیث مستورد بن شداد کی اسکی سند
میں ابن لہیعہ ہیں مگر اس روایت کا ایک متابع ہے لیث بن سعد اور عمرو بن حارث کہ روایت کی ہے بیہقی نے اور
اور ابو بشر دولابی اور دارقطنی نے غرائب میں مالک سے ابن وہب کے طریق سے روایت کی ہے اور صحیح کہا ہے اسکو
ابن قطان نے (دلیل) اور احادیث سب دال ہیں کہ انگلیاں خواہ پیر کی ہوں خواہ ہاتھ کی ان سب کا خلال مسنون
ہے اور یہ روایتیں ایک دوسرے کی مقوی ہیں اور مثبت ہیں وجوب تخلیل کے (دلیل) **باب** غسل العراقیب
باب ایڑیوں کے دھونے میں **ف** عراقیب عرقوب کی جمع ہے اور عرقوب وہ موٹی رگ ہے جو ایڑی کے اوپر پیر کے
پیچھے واقع ہے **عن** عبد اللہ بن عمرو قال رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوما یتوضئون و
اعقابہم تلوح فقال ویل للاعقاب من النار اسبغوا الوضوء عبد اللہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک قوم کو دیکھا کہ وضو کرتے ہیں اور انکی ایڑیاں سوکھی چمکتی ہیں تو فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ کی آگ سے
وضو پورا کرو (یعنے پیر خوب دھوؤ) **عن** عائشة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویل للاعقاب

مِنَ النَّارِ ترجمہ اوپر کی حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّهَا رَأَتْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَتْ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَيْلٌ لِّلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو (کے تئیں) وضو کرتے دیکھا (یہ انکے بھائی ہیں) تو فرمایا وضو پورا کرو کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے خرابی ہے عرقوبوں کی آگ سے (عرقوب کی تحقیق اوپر گذری) **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ پہلی روایت میں گذرا **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَيْلٌ لِّلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ ترجمہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں گذرا **عَنْ** خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَغَيْرِهِ اَنَّهُمْ سَمِعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتِمُّوا الْوُضُوْءَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ خالد بن ولید وغیرہ صحابیوں نے آپ سے سنا کہ فرماتے تھے پورا کرو وضو خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ کی آگ سے **ف** آگے کے باب میں اسکی تفصیل آتی ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ غَسْلِ الْقَدَمَيْنِ دونوں پیر وضو میں دھونے کا بیان

عَنْ اَبِيْ حَيَّةَ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ اَرَدْتُّ اَنْ اُرِيَكُمْ طُهُوْرَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابی حیہ نے کہا دیکھا میں نے حضرت علیؓ کو کہ وضو کیا اور دونوں پیر دھوئے ٹخنوں تک پھر کہا کہ میں نے چاہا کہ تمکو تمہارے نبی کی طہارت دکھا دوں **عَنْ** الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا مقدام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا کہ اپنے پیر تین تین بار دھوئے **عَنْ** الرُّبَيِّعِ قَالَتْ اَتَانِي ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَاَلَنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْنِيْ حَدِيْثَهَا الَّذِيْ ذَكَرَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ النَّاسَ اَبَوْا اِلَّا الْغَسْلَ وَلَا اَجِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا الْمَسْحَ ربیع نے کہا ابن عباسؓ آئے اور مجھ سے وہی حدیث پوچھی جو میں نے بیان کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور دونوں پیر دھوئے اور ابن عباس نے کہا کہ لوگ غسل ہی کیے جاتے ہیں (یعنی پیروں کو) اور میں کتاب اللہ میں نہیں پاتا مگر مسح کو **ف** عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہے ایک سفر میں اور ہم لوگ عصر پڑھنے لگے اور وضو کیا ہم نے ایسا کہ مسح کیا اپنے پیروں پر اور حضرتؐ آئے اور پکار کر فرمایا کہ خرابی ہے ایڑیوں کی دوزخ کی آگ سے دو بار فرمایا یا تین بار اور یہ روایت متفق علیہ ہے یعنے بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کی ہے اور بخاری نے اس سے ثابت کیا ہے کہ حضرتؐ کا عتاب فرمانا بسبب مسح کے تھا نہ اس سبب سے کہ دھونے میں ایڑی سوکھی رہ گئی تھی اسلیے کہ اس میں صاف موجود ہے کہ ہم نے پیروں پر مسح کیا تھا پس ثابت ہوا کہ موجب عتاب کا یہی تھا اور روایت متفق علیہ بطور ہے اور مسلم کی روایت میں یہ نہیں آیا ہے کہ ابو ہریرہؓ نے روایت کی کہ ایک شخص نے پیر نہیں دھوئے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ خرابی ہے ایڑیوں کی اور ان دونوں باب کی حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ پیر دھونا فرض ہے اور

جمہور کا یہی قول ہے نووی نے کہا ہے کہ لوگوں کے ہمیں کئی مذہب ہیں ایک مذہب وہ ہے کہ جسپر جمیع فقہا اور اہل فتوی تمامی بلاد و امصار کے اسپر گئے ہیں اور وہ وجوب غسل قدمین ہے کعبین سمیت اور مسح ہرگز انکے نزدیک کافی نہیں ہوتا اور نہ غسل کے ساتھ مسح واجب اور جن لوگوں کا اجماع میں اعتبار ہے ان میں سے کسی ایک سے بھی اسکے خلاف ثابت نہیں ہوا اور نہ کسی صحابی سے اسکے خلاف مروی ہوا ہے مگر علیؓ اور عباسؓ اور انسؓ سے اور ان سب سے رجوع کرنا اس قول سے ثابت ہو چکا اور عبد الرحمان بن ابی لیلے نے کہا کہ اجماع ہو چکا ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر کہ پیر دھونا واجب ہے روایت کی یہ اسنے سعید بن منصور نے اور طحاوی اور ابن حزم نے دعوی کیا ہے کہ حدیث مسح کی منسوخ ہے اور امامیہ نے کہا ہے کہ مسح ہی واجب ہے محمد بن جریر طبری اور جبائی اور حسن بصری نے کہا کہ آدمی مختار ہے چاہے دھووے چاہے مسح کرے اور بعض ظاہریہ نے کہا ہے کہ غسل اور مسح دونوں کرنا واجب ہے یعنے دونو جمع کرے اور جن لوگوں نے غسل کو واجب نہیں جانا ہے انہوں نے احتجاج کیا ہے قرأت جر کے ساتھ اس لفظ قرآن میں وَأَرْجُلِكُمْ اور وہ بِرُءُوسِكُمْ کے اوپر عطف ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ قرأت صحیحہ سبعیہ مشہورہ ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ عطف اسکا غسل وجوہ پر ہے اور اس میں جر جوار کا ہے اور یہ جائز ہے ائمہ اعراب کے نزدیک جیسے سیبویہ اور اخفش ہیں مگر صاحبان قول اول کا کہنا ہے کہ یہ قلیل و نادر ہے اور مخالف ظاہر ہے اور حمل متنازع فیہ کا اسپر جائز نہیں اب جواب اسکا جمہور کیطرف سے یہ ہے کہ واجب ہے حمل اسکا جر جوار پر اسلیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مداومت کی پیر دھونے پر اور نہیں آپ سے ثبوت مسح کا بنقل صحیح مروی نہیں ہوا اور مسح کو ڈراتا ہے یہ قول آپکا خرابی ہے ایڑیوں کی آگ سے اور واجب ہے اسلیے کہ آپنے امر فرمایا دھونیکا چنانچہ جابرؓ سے مروی ہے دارقطنی میں کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب وضو کریں پیر دھو دیں اور اسلیے کہ ثبوت دھونے کا آپکے قول سے ہو چکا ہے جیسا عمرو بن عبسہ اور ابی ہریرہؓ سے مروی ہوا ہے اور آپنے ایکبار وضو کر کے فرمایا کہ جو اس سے زیادہ کرے یا گھٹاوے اس نے ظلم کیا اور اس وضو میں پیر بھی دھوئے روایت کی یہ ابوداؤد اور نسائی نے اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے طرق صحیحہ سے اور صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ نے اور اس میں شک نہیں کہ مسح بہ نسبت غسل کے نقصان رکھتا ہے اور ایکبار آپنے ایک اعرابی سے فرمایا وضو کر جیسا حکم کیا اللہ پاک نے اور بتایا اسکو طریقہ وضو کا اور اس میں غسل ہی مذکور ہے اور صحابہ کا بھی اجماع ہے غسل پر غرض ان امور نے ہمکو مجبور کیا کہ ہم اپنے طہور پر نور یعنے وضو میں پیر دھوویں اور اس جر کو جر جوار کہیں اور اسیوجہ نادر پر اسکو محمول جانیں اور قائلان مسح نے کہا کہ روایت کی ابوداؤد نے اوس بن ابی اوس ثقفی سے کہ انہوں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ ایک گھورے پر آئے اور وضو کیا اور اپنی نعلین اور قدمین پر مسح کیا اور جواب اسکا یہ ہے کہ اسکی اسناد میں یعلی بن عطا ہے کہ وہ اپنے باپ سے راوی ہیں اور ابن قطان نے اسے مجہول کہا ہے اور بعضے اسناد میں اوس بن ابی اوس اپنے باپ سے راوی ہے پس معلوم ہوا کہ اوس تابعی ہے

تو اب اسکی حال مین نظر کرنا ضرور ہوا یعنے اگر صحابی ہوتا تو نظر کی حاجت نہ تہی اسلیئے کہ صحابہ سب عدول ہین اور اس اسناد مین
ہشیم بہی ہے جو یعلی سے راوی ہے اور امام احمد نے کہا ہے کہ ہشیم کو یعلی سے سماع نہین اور ہشیم کی تدلیس بہی مشہور ہے اور
اسکا جواب تو وہ یہہ دے سکتے ہین کہ اس ابن عطا کی توثیق ابو حاتم نے کی ہے اور اوس بن ابی اوس کو ابو عمر بن عبد البر نے
صحابہ مین شمار کیا ہے اور ہشیم نے تصریح کی ہے یعلے سے روایت کرنیکی سعید بن منصور کی سند مین غرض اشکال عنعنہ کا ہشیم
کی سند سے دور ہوگیا مگر ہم اسکا جواب یہ دیتے ہین کہ جہان اوس بن اوس کا ترجمہ لکہا ہے وہان یہی کہا ہے کہ ان کی حدیثون
مین سے ایک حدیث مسح علی القدمین کی ہے اور اسکی اسناد مین ضعف ہے اور اس سبب سے وہ حجت نہین علی الخصوص جب امام
احمد نے تصریح کردی ہو ہشیم کی عدم سماع کی یعلے سے اور قائلان مسح نے کہا ہے کہ روایت کی طبرانی نے عباد بن تمیم سے
انہون نے اپنے باپ سے کہ کہا انہون نے دیکہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے اور مسح کرتے اپنے دونون
پیرون پر ہم اسکا جواب دیتے ہین کہ ابو عمرو نے کہا ہے کہ اس تمیم کے صحابی ہونے مین تامل ہے اور ابو عمرو نے اسکی حدیث
کو بہی ضعیف کہا ہے اور کہا انہون نے کہ روایت کی دارقطنی نے رفاعہ بن رافع سے مرفوعاً کہ آپنے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم کہ
نماز تمام نہین ہوتی کسیکی اور اس مین مذکور ہے کہ مسح کرے اپنے سر پر اور دونون پیرون پر ہم کہتے ہین کہ اگر یہ روایت
صحیح بہی ہو معارض نہین ہوسکتی انکے جو ہم نے ذکر کیا تو اسکی بہی تاویل ضرور ہے جیسے آیت مین ہمنے ذکر کی اور ابن
سید الناس نے شرح ترمذی مین کہا ہے کہ حازمی نے اسکی حدیث ذکر کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث پہچانی نہین جاتی بعمدہ
اور متصل الاسناد ہو مگر یعلے کی روایت سے اور اس مین اختلاف ہے اور بتقدیر ثبوت حدیث مذکور بعض لوگ اسکی نسخ
کی طرف گئے ہین پہر اسی روایت کو ہشیم کے طریق سے لائے اور اسکے اخیر مین کہا کہ ہشیم نے کہا ہے کہ یہ اول اسلام مین تہا
یعنے مسح غرض جن لوگون نے مسح کو واجب کہا ہے اور وہ امامیہ لوگ ہین وہ باوجود مخالفت کتاب و سنت کے اور مخالفت
احادیث متواترہ کی جو قولاً اور فعلاً مروی ہوچکے ہین کوئی حجت روشن اور دلیل بین نہین لائے اور انہون نے کہا کہ قرأت
نصب کی عطف ہے برؤسکم کے محل پر اور بعضون نے کہا کہ با برؤسکم کی زائدہ ہے اور اصل یہ ہے امسحوا رؤسکم
وارجلکم اور ہم نہین جانتے کہ ان روایات متواترہ کا جواب کیا دینگے (کذا قال الامام الشوکانی فی النیل) اور ابوداؤد
اور نسائی مین مروی ہے انس رض سے کہ دیکہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہ اسکے قدم مین ایک ناخون برابر سوکہا
تہا کہ وہان پانی نہ پہونچا تہا تو فرمایا آپنے کہ جا اور اچہی طرح وضو کر اس سے بہی معلوم ہوا کہ مسح روا نہین ہے ورنہ ناخون
کیا کوئی انگلی بہر خشک بلکہ سارا پیر خشک رہیگا غرض قول ابن عباس رض کا اگر صحیح بہی ہو تو شاذ ہے کہ متفرد ہوئے وہ اسکے
ساتہ اور اجماع صحابہ کا اسکے خلاف پر ہوا اور ابن عباس رض خود اس اجماع کی طرف اشارہ فرماتے ہین (کہ لوگ غسل ہی
کرتے ہین) اور پہر ابن عباس رض سے کہین مذکور نہین کہ انہون نے کبہی بغیر موزے کے مسح پر اکتفا کی ہو وضو مین اور
لگے وہ مسح کے حالانکہ بیان کی انسے ربیع رض نے حدیث جسمین مذکور ہے غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور

اُنکی شان سے بعید ہے کہ مخالفت کریں وہ اُسکی جو بار ہا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسپر مداومت کرتے ہوئے **باب** مَا جَاءَ فِي الْوُضُوْءِ عَلٰى مَا أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى وضو اللہ کے حکم کے موافق کرنیکا بیان **عَنْ** عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوْءَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوْبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ عثمان رض روایت کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تمام کیا وضو کو جیسا حکم فرمایا ہے اللہ پاک نے اسکی فرض نمازیں ایک سے دوسری تک کفارہ ہیں اُسکے بیچ گناہوں کا **عَنْ** رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهَا لَا تَتِمُّ صَلٰوةُ لِأَحَدٍ حَتّٰى يُسْبِغَ الْوُضُوْءَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ رفاعہ بن رافع بیٹھے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپنے فرمایا کہ نماز پوری نہیں ہوتی کسی کی جبتک پورا وضو نکرے جیسا اللہ پاک نے حکم کیا ہے اسکو کہ مونہہ اپنا دھووے اور دونو ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرے اپنے سر کا اور اپنے دونو پیروں کا ٹخنوں تک **ف** اس میں بھی رِجْلَيْهِ کا لفظ يَدَيْهِ پر معطوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ مونہہ اور ہاتھ اور پیروں کو دھووے اور سر کا مسح کرے اور تحقیق اسکی اوپر جو ب گذری **باب** مَا جَاءَ فِي النَّضْحِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ وضو کے بعد ستر پہ پانی چھڑکنے کا بیان **عَنْ** الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثُمَّ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَنَضَحَ بِهِ فَرْجَهُ حکم نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کیا آپنے اور ایک چلو پانی لیکر اپنے ستر پر چھڑکا **ف** اس سے مستحب ہونا ثابت ہوا **عَنْ** زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنِيْ جِبْرَئِيْلُ الْوُضُوْءَ وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَنْضَحَ تَحْتَ ثَوْبِيْ لِمَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَوْلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ زید نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حضرت جبرئیل ع نے وضو سکھایا اور حکم کیا میں پانی چھڑکوں اپنے کپڑے کے نیچے کہ احتمال ہے کہ بعد وضو کے کوئی قطرہ پیشاب کا آگیا ہو **ف** غرض یہ ہے کہ اس پانی چھڑکنے سے پیشاب کا قطرہ رک جاویگا اور نہ نکلیگا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ احلیل مرد کا مثل پستان زن کے ہے اور مثل پستان گاؤ وغیرہ کے کہ اُس میں جب دودھ کو روکنا منظور ہوتا ہے تو پانی چھڑک دیتے ہیں ابو الحسن بن سلمہ نے کہا کہ روایت کی ہمسے ابو حاتم نے انسے عبد اللہ بن یوسف نے انسے ابن لہیعہ نے مثل اس روایت کے **عَنْ** أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ فرمایا جب تو وضو کرے تو پانی چھڑک **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَضَحَ فَرْجَهُ آپ نے وضو کیا اور پانی چھڑکا **باب** الْمِنْدِيْلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ وَبَعْدَ الْغُسْلِ غسل اور وضو کے بعد رومال سے بدن پونچھنے کا بیان **عَنْ** أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى غُسْلِهِ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ ثُمَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ام ہانی نے روایت کی کہ سال فتح مکہ میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نہانے کو مرے ہوا ور حضرت فاطمہؓ پردہ کیے ہوئے تہی پہر آپ نے نہا کر چادر اپنی اوپر لپیٹ لی **عن** قیس بن سعدٍ قال اتانا النبی صلے اللہ علیہ وسلم فوضعنا لہ ماءً فاغتسل ثم اتیناہ بملحفۃٍ ورسیۃٍ فاشتمل بھا فکانی انظر الی اثر الورس علی عکنہٖ قیس بن سعدؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہمارے پاس اور ہمنے آپکے نہانے کو پانی رکہا پہر ہم ایک چادر لائے جو ورس مین رنگی ہوئی تہی (ورس ایک گہانس ہے زرد رنگ جو یمن مین ہوتی ہے) اور آپنے اسے اوڑہ لیا تو گویا میری آنکہون مین پہر رہا ہے اثر ورس کا آپکے پیٹ کے شکنون پر **عن** میمونۃ قالت اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثوبٍ حین اغتسل من الجنابۃ فردہ وجعل ینفض الماء میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مین ایک کپڑا لائی جب آپ نہا چکے جنابت سے تو آپ نے پہیر دیا اور پانی بدن سے جہٹکنے لگے **عن** سلمان الفارسی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ فقلب جبۃ صوفٍ کانت علیہ فمسح بھا وجھہ سلمان فارسیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے اُون کے کرتے کو الٹ کر جو پہنے ہوئے تہے اپنا مونہہ پونچہہ لیا **ف** زاد المعاد مین ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حدیث حضرت عائشہؓ کی جو اس باب مین آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کپڑا تہا کہ اس سے اعضاء وضو پونچہا کرتے تہے بعد وضو کے اور معاذ بن جبلؓ کی حدیث کہ دیکہا مینے آپکو جب وضو کیا تو اپنا مونہ پونچہا اپنے کپڑے کے کونے سے یہ دونو ضعیف ہین کہ قابل حجت نہین اسلیے کہ حدیث اول مین سلیمان بن ارقم ہے اور وہ متروک ہے اور دوسری مین افریقی اور وہ ضعیف ہین اور ترمذی نے کہا ہے کہ اس باب مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کچہ صحیح نہین ہوا انتہے اور امام شوکانی نے نیل مین کہا ہے کہ حدیث قیس کو روایت کیا ہے نسائی نے عمل الیوم واللیلہ مین اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اسکی وصل اور ارسال مین اختلاف ہے اور رجال اسناد ابو داؤد کے رجال صحیح ہین اور تصریح کی ہے اس مین ولید نے سماع کی اور اسکی ساتہہ یہ ہے کہ ذکر کیا ہے اسکو نووی نے خلاصہ مین ضعیف کی فصل مین اور بہرحال حدیث دلالت کرتی ہے کہ پونچہنا مکروہ نہین اور قائل ہین اسکے حسن بن علیؓ اور انسؓ اور عثمانؓ اور ثوری اور مالک اور تمسک کیا ہے انہون نے اسی حدیث قیس سے اور عمر و بن ابی لیلے اور امام یحیے اور ہادویہ نے کہا ہے کہ مکروہ ہے اور استدلال کیا ہے انہون نے اوس روایت سے جو ابن شاہین لائے ہین ناسخ اور منسوخ مین انسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا مونہ نہین پونچہتے تہے مندیل (رومال) سے بعد وضو کے اور نہ ابو بکرؓ نہ عمرؓ نہ علیؓ نہ عبد اللہؓ بن مسعود اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اسناد اسکی بہی ضعیف ہے اور ترمذی مین روایت حضرت عائشہؓ کی اسکی مخالف موجود ہے پہر روایت حضرت عائشہؓ کی ذکر کی جو ہم اوپر لکہہ آئے ہین اور اسکے بعد فرمایا کہ اوس مین ابو معاذ ہے اور وہ ضعیف ہے اور ترمذی نے اس حدیث کے بعد کہا کہ یہ قائم نہین اور اس بارہ مین کچہ صحیح نہین ہوا اور روایت کی یہی حدیث حاکم

نے پھر اسکے بعد نقل کی روایت معاذ کی جو ترمذی سے اوپر گذری پھر فرمایا اور حافظ نے کہا ہے کہ اسناد اسکی ضعیف ہے اور اس باب میں سلمانؓ کی روایت ہو جسے ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے (جسکا ترجمہ بھی ہو چکا) اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ مروی ہوئی ہے یہ روایت انسؓ سے اور اسکے سند ہونیکا گمان نہیں اور روایت کی بیہقی نے انسؓ سے انہوں نے ابی بکرؓ سے اور کہا محفوظ مرسل ہے اور روایت کی یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے موقوفاً علی انسؓ اور خطیب نے روایت کی مرفوعاً اور یہہ دونوں حدیث کی طریق سے مروی ہوئے کہ وہ رزین ہے وہ انسؓ سے راوی ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جب تم وضو کرو تو ہاتھ نہ جھٹکو اسلیے کہ ہاتھ جھٹکنا پنکھا ہے شیطان کا ذکر کی ہے یہ روایت ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں بختری کی روایت سے کہ وہ اپنے باپ عبید سے اور وہ ابوہریرہؓ سے راوی ہیں اور زیادہ کیا اسکے اول میں کہ جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھوں کو پانی پلاؤ اور روایت کی یہ ابن حبان نے ضعفا میں ترجمہ میں بختری کے اور کہا اس سے استدلال حلال نہیں ہے اور بختری اسکے ساتھ منفرد نہیں ہے بلکہ روایت کی ہے یہ ابن طاہر نے بھی صفوۃ التصوف میں ابن ابی السری کے طریق سے اور ابن صلاح نے کہا ہے کہ میں نے کسی جماعت کو نہیں پایا کہ انہوں نے اسکے حال سے بحث کی ہو اور نووی نے بھی ابن صلاح کی متابعت کی ہے انتہے اور زیلعی نے بھی کہا ہے کہ رومال کا استعمال بعد وضو کے مکروہ نہیں اور یہہ قول ہے عثمانؓ اور انسؓ اور حسن کا انتہے

باب مَا يُقَالُ بَعْدَ الْوُضُوْءِ وضو کے بعد کی دعاؤں کا بیان **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فُتِحَ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ مِنْ اَيِّهَا شَآءَ دَخَلَ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اچھی طرح اور تین بار کہا اشہد سے ورسولہ تک کھل جاتے ہیں اسکے لیے آٹھوں دروازے جنت کے جس میں سے چاہے جاوے کہا ابوالحسن نے (یہ شاگرد ہیں ابن ماجہ کے) جو بیٹھے ہیں سلمہ قطان کے کہ روایت کی ابراہیم بن نصر نے ان سے ابو نعیم نے مانند اسکی **عَنْ** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَآءَ حضرت عمرؓ سے وہی مضمون مروی ہے **ف** روایت کی حدیث حضرت عمرؓ کی امام احمد نے اور مسلم اور ابوداؤد اور احمد اور ابی داؤد میں یہ مضمون ہے کہ جس نے وضو کیا اچھی طرح اور نظر اپنی آسمان کیطرف بلند کی آگے وہی مضمون ہے اور احمد اور ابی داؤد کے اسناد میں ایک مرد مجہول ہے اور ترمذی نے بھی اسکو بزیادت ان کلمات کے روایت کیا ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ لیکن ترمذی نے کہا ہے اسکی اسناد میں اضطراب ہے اور اس باب میں کچھ زیادہ سے صحیح نہیں اور حافظ نے کہا ہے کہ روایت مسلم کی اس اعتراض سے سالم ہے اور ترمذی کے کلمات زائدہ کو بزار اور طبرانی نے اوسط میں ذکر کیا ہے اور اس حدیث کو ابن حبان نے بھی ذکر کیا ہے اور زیادہ

کیا ہے نسائی نے عمل الیوم واللیلہ میں مُتَطَہِّرِیْنَ کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی ابی سعید رض سے اور یہ مضمون اس میں زیادہ ہے کہ یہ کلمات ایک ورق میں لکھے جاتے ہیں اور اسپر مُہر لگائی جاتی ہے پھر وہ کھلتا نہیں قیامت تک اور اسکے مرفوع اور موقوف ہونیمیں اختلاف کیا ہے اور نسائی نے اسکا موقوف ہونا صحیح کہا ہے اور ضعیف کہا حازمی نے روایت مرفوعہ کو اسلیے کہ طبرانی نے اوسط میں کہا ہے کہ مرفوع نہیں کیا اسکو شعبہ سے مگر یحیے بن کثیر نے کہا حافظ نے اور روایت کی یہ ابو اسحاق مزکی نے جزء ثانی میں دارقطنی کی تخریج سے کہ انہوں نے روح بن قاسم سے انہوں سے شعبہ سے روایت کی ہے اور کہا متفرد ہوا ہے اسکے ساتھ عیسے بن شعیب کہ وہ راوی ہے روح بن قاسم سے اور ترجیح دی دارقطنی نے علل میں روایت موقوفہ کو اور نووی نے اذکار میں کہا ہے کہ یہ روایت ابو سعید رض کی ضعیف الاسناد ہے خواہ موقوف ہو یا مرفوع حافظ نے کہا کہ مرفوع البتہ ضعیف ہوسکتی ہے بسبب اختلاف وشذوذ کے اور موقوف میں تو کسیطرح کا شک نہیں کہ وہ صحیح ہے اور رجال اسکے رجال صحیحین میں ہیں تو اسکو ضعیف کہنے کے تو کچھ معنی ہی نہیں غرض بہرحال حدیث دلالت کرتی ہے اس دعا کے مستحب ہونے پر اور اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث وضو کی دعا کی باب میں صحیح نہیں ہوئی اور جو ذکر کیا ہے ہمارے اصحاب اور شافعیہ نے اپنی کتابوں میں بعض دعاؤں کو ہر عضو کے واسطے الگ الگ تو رافعی نے [illegible] کہ وارد ہوا ہے ان دعاؤں کے ثبوت میں اثر صالحین کا غرض کوئی حدیث مرفوع انکی مثبت نہیں (اور نووی نے روضہ میں فرمایا ہے کہ ان دعاؤں کی کچھ اصل نہیں (بس بدعت ہوئیں) اور ابن الصلاح نے کہا کہ نہیں صحیح اس دعا کے باب میں کوئی حدیث اور حافظ نے کہا ہے مروی ہوئے کئی طریقوں سے حضرت علی سے تین دعائیں اور وہ طرق نہایت ضعیف ہیں کہ لائے ہیں اسکو مستغفری دعوات میں اور ابن عساکر امالی میں اور وہ احمد بن مصعب مروزی کی روایت سے ہیں کہ وہ حبیب بن ابی حبیب شیبانی سے روایت کرتے ہیں وہ ابی اسحاق سبیعی سے وہ حضرت علی رض سے اور اسکی اسناد میں راوی غیر معروف ہیں اور روایت کی صاحب مسند الفردوس نے ابی زرعہ راوی کی سند سے کہ وہ راوی ہے احمد بن عبد اللہ بن داؤد سے اور پہونچائی ہے انہوں نے اپنی سند سے حضرت علی تک اور روایت کی یہ ابن حبان نے ضعفا میں انس رض کی روایت سی مانند اسی روایت کے اور اس میں عباد بن صہیب ہے اور وہ متروک ہے اور روایت کی مستغفری نے براء بن عازب اور انس رض سے بڑے طول کے ساتھ اور اسناد اسکی واہی ہے ولیکن توثیق کی ہے عباد کی یحیے بن معین نے اور نفی کی ہے اس سے کذب کی احمد بن حنبل نے اور سچا کہا اسکو ابو داؤد نے اور ترک کیا اسکو باقی محدثوں نے اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ہدی میں کہا ہے کہ آپ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یاد نہیں کیا گیا ہے کہ وہ وضو پر سوائے بسم اللہ کے اور کچھ پڑھتے ہوں اور جو حدیث اذکار وضو میں آئی ہے کذب اور بنائی ہوئی ہے اس میں سے ایک بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی اور نہ اپنی امت کو

سکھائی اور نہ آپ سے ثابت ہوئی سوا بسم اللہ کے اسکو اول میں اور کلمہ شہادت اور اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ
اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ کی اسکے آخر میں (نیل) **بَابُ** الْوُضُوْءِ بِالصُّفْرِ پیتل کے برتن میں وضو کرنیکا بیان **عَنْ**
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ صَاحِبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْرَجْنَا
لَہٗ مَاءً فِیْ تَوْرٍ مِنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّأَ بِہٖ عبد اللہ نے کہا آئے رسول اللہ صلعم ہمارے پاس اور نکالا ہمنے پانی ایک پیتل کے
پیالے میں اور آپنے اس سے وضو کیا **عَنْ** زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّہٗ کَانَ لَنَا مِخْضَبٌ مِنْ صُفْرٍ قَالَتْ کُنْتُ اُرَجِّلُ رَاْسَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ فِیْہِ زینبؓ نے کہا ہماری ایک لگن تھی پیتل کی کہ میں اسمیں حضرت کے سر کو کنگھی کیا کرتی **ف**
یعنے اس میں پانی ڈالکر **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فِیْ تَوْرٍ ابوہریرہ رضی اللہ
تعالی عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پیالے میں (شاید وہ بھی پیتل کا ہوگا **مترجم** کہتا ہے تور ایک برتن ہے
مشابہ طشت کے اور مخضب ایک برتن ہے کہ اس میں کپڑے دھوتے ہیں وہ بھی مثل طشت کے ہے اور عبد اللہ بن زید کی
روایت کو بخاری اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور زینبؓ کی روایت کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور
ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ برتن پیتل کے گھر میں رکھنا اور استعمال کرنا روا ہے بلا کراہت کے اور جیسا عوام میں اسکا
مکروہ ہونا مذکور ہے وہ خلاف حدیث ہے **بَابُ** الْوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ باب نیند سے وضو ٹوٹنے کا **عَنْ** عَائِشَۃَ
قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنَامُ حَتّٰی یَنْفُخَ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ وَلَا یَتَوَضَّأُ قَالَ الطَّنَافِسِیُّ
قَالَ وَکِیْعٌ تَعْنِیْ وَھُوَ سَاجِدٌ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے یہانتک کہ
خراٹے لیتے تھے پھر کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے طنافسی نے کہا کہ وکیع نے کہا مراد آپکی یہ تھی
کہ سجدہ میں سو جاتے تھے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ نَامَ حَتّٰی نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی عبد اللہ
راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو جاتے تھے اور خراٹے لیتے پھر اٹھکر نماز پڑھتے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ کَانَ نَوْمُہٗ ذٰلِکَ وَھُوَ جَالِسٌ ابن عباسؓ نے کہا یہ سونا آپکا بیٹھے بیٹھے تھا **عَنْ** عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَیْنُ وِکَاءُ السَّہِ فَمَنْ نَامَ فَلْیَتَوَضَّأْ حضرت علی نے کہا کہ رسو
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنکھ بندھن ہے دبر کا جو سو جاوے وضو کرے **عَنْ** صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ
کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُنَا اَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا مِنْ جَنَابَۃٍ لٰکِنْ مِنْ
غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ صفوانؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو حکم فرماتے تھے کہ ہم موزے نہ اتاریں تین دن
تک پیخانے اور پیشاب اور سونے کے سبب سے (یعنے انپر مسح کرتے رہیں وضو میں) مگر جنابت کیوقت اسکو اتار کر
نہاویں) **ف** حدیث صفوان کو روایت کیا ہے احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور صحیح کہا ہے ترمذی نے
اور مدار اس روایت کا عاصم پر ہے اور انکی متابعت کی ہے ایک جماعت نے اور راوی نے حدث کی دو قسمیں کیں

ایک وہ کہ جس سے موزی اتارنی کی ضرورت ہو وہ تو جنابت ہے دوسرے وہ جس مین وضو کی حاجت ہو اور نیند کو اسمین شمار کیا
پس معلوم ہوا کہ نیند نواقض وضو سے ہے اور اس مین آٹھ مذہب ہین امت کے کہ ذکر کیا ہے انکو نووی نے اول یہ کہ نیند
کسی حال مین ناقض وضو نہین اور یہ مروی ہے ابی موسی اشعری اور سعید بن مسیب اور ابی مجلز اور حمید اعرج اور شیعہ
یعنے امامیہ سے اور بحر مین ان لوگون کے ساتھ عمرو بن دینار کو بھی گنا ہے اور استدلال کیا ہے انہون نے حدیث انس رض سے
کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتظار عشا کرتے تھے یہانتک کہ انکے سر جھک جاتے تھے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ
کرتے روایت کی یہ ابو داؤد نے دوسرا یہ ہے کہ نیند بہر حال ناقض وضو ہے قلیل ہو خواہ کثیر نووی نے کہا ہے کہ یہ مذہب
ہے حسن بصری اور مزنی اور ابو عبید قاسم بن سلام اور اسحاق بن راہویہ کا اور ایک قول غریب ہے شافعی کا اور ابن منذر
نے کہا ہے کہ میرا بھی یہی قول ہے اور کہا ہے کہ ایسا ہی مضمون روایت کیا گیا ہے ابن عباس رض اور ابی ہریرہ رض سے اور
منسوب کیا ہے اسکو اہل بیت کی طرف مگر وہ ایک دو بار اونگھہ جانے کو ناقض نہین جانتے اور انہون نے استدلال کیا
ہے انہی روایتون سے جو اس باب مین مذکور ہوئین اور حدیث علی رض سے جو اوپر گذری اور حدیث علی مین قلیل و
کثیر کی تفصیل نہین تیسرا یہ ہے کہ کثیر بہر حال ناقض ہے بخلاف قلیل کے کہ وہ کسی حال مین ناقض نہین امام نووی نے
کہا ہے کہ یہ مذہب ہے زہری اور ربیعہ اور اوزاعی اور مالک اور احمد کا کہ احمد کی دو روایتون مین سے یہ ایک روایت
ہے کہ انہون نے استدلال کیا ہے حدیث انس رض سے جو ہمنے اوپر بیان کی بروایت ابو داؤد اور اس روایت مین قلیل
کا بیان ہے اور استدلال کیا ہے حدیث بیہقی سے کہ جسکو خوب نیند آوے اسپر وضو ہے چوتھا یہ کہ جب کسی ہیئت
نماز پر سو جاوے جیسے رکوع یا سجود یا قیام یا جلوس مین تو ناقض نہین نماز مین ہو یا غیر نماز مین اور اگر پٹ یا چیت یا کروٹ
سے سو جاوے تو ناقض ہے اور یہ مذہب ابو حنیفہ رح اور داؤد کا ہے اور یہ ایک قول غریب ہے شافعی کا اور استدلال
کیا ہے انہون نے بیہقی کی روایت سے کہ جب آدمی سجدہ مین سو جاتا ہے تو اللہ تعالے اسکے ساتھ فخر کرتا ہے فرشتون پر
اور یہ حدیث ضعیف ہے اور ان لوگون نے ساری ہیئتون کو نماز کے سجدہ پر قیاس کیا ہے پانچوان یہ کہ ناقض وضو
نہین مگر نوم راکع اور ساجد کا اور ایسکی مثل احمد سے مروی ہوا ہے اور شاید وجہ اسکی یہ ہو کہ ہیئت رکوع اور سجود کی
محل ہے گمان کا کہ کوز نکل جاوے اور یہ مذہب وہ ہے کہ ذکر کیا ہے اسکو صاحب بدر تمام نے اور صاحب سبل السلام
نے اور استدلال کیا ہے انہون نے اس حدیث سے کہ جب بندہ سو جاوے اپنے سجدہ مین جو ہمنے اوپر بیان کی اور انہون نے
قیاس کر لیا رکوع کو سجود پر چھٹا یہ ہے کہ وضو نہین جاتا مگر نوم ساجد سے نووی نے کہا یہ بھی مروی ہے احمد سے اور شاید
اسکی بھی وجہ وہی گمان ہو جو ہمنے پانچوین مین ذکر کیا اور سجود مین رکوع سے زیادہ گمان ہے ساتوان یہ کہ نماز مین
نوم کسیطرح ناقض وضو نہین اور خارج صلوۃ ناقض ہے اور بحر مین اس مذہب کو زید بن علی رض اور ابی حنیفہ کیطرف
منسوب کیا ہے اور استدلال کیا ہے ان لوگون نے بھی اسی حدیث سے کہ بندہ جب سجدے مین سو جاتا ہے الحدیث اور

اور انھوں نے تمام ہیئتوں کو نماز کی سجدہ پر قیاس کر لیا آٹھواں مذہب یہ ہے کہ جب اس طرح بیٹھ کر سووے کہ چوتڑ اسکے جمی رہیں زمین پر تو وضو نہیں جاتا خواہ نوم قلیل ہو یا کثیر اور خارج نماز میں ہو یا داخل نماز ہو نووی نے کہا کہ یہ مذہب ہے شافعی کا اور انکے نزدیک نیند بذاتہ حدث نہیں اور صرف دلیل ہے خروج ریح کی اور دلیل اس قول کی حدیث علیؓ اور ابن عباسؓ کی ہے جو اوپر گذری اور روایت معاویہؓ کی اور امام شوکانی نے فرمایا ہے کہ یہ اقرب مذاہب ہے میرے نزدیک اور اس میں سب دلیلوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور یہ جو کہا کہ نیند بذاتہ حدث نہیں یہ بہت ظاہر ہے اور حدیث صفوان کی اگرچہ مشعر ہے کہ وہ احداث سے ہے اسلیے کہ اور احداث اتفاقی کے ساتھ اسکو قرین کیا ہے مگر ائمہ اصول کے نزدیک دلالت اقتران دلالت ضعیفہ ہے اور یہ جو تصریح کی ہے کہ نوم دلیل ہے خروج ریح کی تو معاویہؓ کی روایت اور حضرت علیؓ کی روایت کہ آنکھ بند من ہے دبر کا بخوبی اسپر دال ہے کہ نیند نفس ذاتہ حدث نہیں اور اسیطرح وہ روایت کہ صحابہ نماز کی انتظار میں سو جاتے تھے اور پھر نماز پڑھتے اور وضو نکرتے اسکی مؤید ہے اور اسیطرح ابن عباسؓ کی روایت کہ تہجد میں جب میں سو جاتا تو حضرت میرے کان کی لو دباتے اسکے بعد امام شوکانی نے کہا ہے کہ نووی نے تصریح کی ہے بعد ان مذاہب نقل کرنے کے کہ اتفاق کیا ہے ان سبھوں نے کہ زوال عقل ہی ناقض وضو ہے خواہ جنون سے ہو یا بیہوشی یا نشہ ایسے نشہ سے یا نیند اور بھنگ یا اور کسی دوا کے نشہ سے سب وضو کو توڑتے ہیں برابر ہے کہ بیہوشی قلیل ہو یا کثیر اور برابر ہے کہ مقعد اسکی زمین پر جمی ہو یا نہ جمی ہو اور بحر میں ہے کہ سکر مانند جنون کے ہے نزدیک اکثر کے اور مسعودی کے نزدیک سکر ناقض نہیں اگر غشی نہ ہو اور نووی نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارے صحاب نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا کہ آپ کا وضو لیٹ کر سونے سے بھی نہیں جاتا تھا بمنطوق حدیث صحیح کے جو ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا سوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ سنی میں نے آواز خراٹے کی پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا تمام ہوا قول نووی کا اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ میں فرمایا ہے کہ نواقض وضو تین قسم ہیں اول وہ کہ اجماع کیا ہے اسپر جمہور صحابہ اور تابعین نے اور اسپر عمل ہی رہا اور روایت بھی ہو چکی اور وہ پیشاب اور پخانہ اور مذی اور نوم ثقیل یعنے بھاری نیند اور جو اسکے معنے میں ہے (یعنے نشہ وغیرہ) دوسرے وہ کہ سلف کے لوگ صحابہ و تابعین نے اس میں اختلاف کیا اور روایتیں اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعارض ہوئیں جیسے چھونا ذکر کا تیسرے وہ کہ اس باب میں لفظ حدیث میں شبہ پایا گیا اور فقہا صحابہ و تابعین نے اجماع کیا ہے اسکی ترک پر جیسے وضو آگ کی پکی چیز سے پھر ان میں کلام کیا ہے ایک طویل انتہے **بَابُ** الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ ذکر کے چھونے سے وضو کرنے کا بیان **عَنْ** بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَسَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ بسرہؓ صفوان کی بیٹی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی ذکر اپنا چھوئے تو وضو کرے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ اِذَا مَسَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ جابرؓ سے وہی مضمون مروی ہوا **عَنْ** اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَسَّ فَرْجَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ ام حبیبہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو اپنے
ستر کو چھوئے وضو کرے **عَنْ** اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَّ فَرْجَهٗ
فَلْيَتَوَضَّأْ ابو ایوبؓ سے وہی مضمون مروی ہوا **ف** شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہے کہ قائل ہیں اس
کے عبداللہ بن عمرؓ اور سالم اور عروہ وغیرہم اور رد کیا ہے اسکو حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ اور فقہائے کوفہ نے اور انہوں نے
استدلال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر بھی ایک ٹکڑا ہے آدمی کے بدن کا اور ان دونوں میں سے
کونسا حکم منسوخ ہے اسپر کوئی تسلی کی بات ثابت نہیں ہوئی انتہی **باب** الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ مس ذکر کی رخصت
کے بیان میں **عَنْ** طَلْقٍ الْحَنَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ فَقَالَ
لَيْسَ فِيْهِ وُضُوْءٌ اِنَّمَا هُوَ مِنْكَ طلقؓ نے جو قبیلہ بنی حنیف سے ہیں انہوں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
کہ کسی نے پوچھا آپ سے کہ ذکر کے چھونے سے وضو ہے آپ نے فرمایا نہیں وہ تو تیرا ایک ٹکڑا ہے **عَنْ** اَبِيْ اُمَامَةَ
قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ جُزْءٌ مِّنْكَ ابو امامہؓ سے وہی مضمون
مروی ہوا **ف** امام شوکانی نے نیل میں فرمایا ہے کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کے قائل ہیں حضرت عمرؓ اور ابو ہریرہؓ
اور ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ اور سعد بن ابی وقاص اور عطا اور زہری اور ابن مسیب اور مجاہد اور ابان بن عثمانؓ
اور سلیمان بن یسار اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور مالک مشہور روایت میں اور ان کے سوا اور فقہا بھی اور اسیطرح مس
فرج میں عورت کے لیے بھی ام حبیبہ کی حدیث کی نظر سے اور خلاف کیا ہے اسکا حضرت علی اور ابن مسعود اور عمار اور
حسن بصری اور ربیعہ اور عترت اور سفیان ثوری اور ابوحنیفہ نے اور انکے یاروں نے اور کہا ہے کہ وہ ناقض وضو
نہیں کہ انہوں نے استدلال کیا ہے حدیث طلق سے اور ایک کلام طویل کے بعد پھر شوکانی نے مذہب اول کو ظاہر کیا
ہے اور امام مالک سے مروی ہے کہ مستحب ہے وضو مس ذکر سے مگر رد کیا ہے اسکو ابو ہریرہؓ کی روایت سے کہ اس میں وجوب
کی تصریح وارد ہوئی ہے اور یہ فرق جو باطن کف اور ظاہر کف میں فقہا نے بیان کیا ہے یہ بھی ابو ہریرہ کی
روایت سے رد ہوتا ہے الی آخر ما قال الشوکانی **باب** الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ جو آگ میں پکا ہو اس
سے وضو جب ہونیکا بیان **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَوَضَّئُوْا مِمَّا غَيَّرَتِ
النَّارُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَتَوَضَّأُ مِنَ الْحَمِيْمِ فَقَالَ لَهٗ يَا ابْنَ اَخِيْ اِذَا سَمِعْتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَدِيْثًا فَلَا تَضْرِبْ لَهُ الْاَمْثَالَ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کرو اس چیز کے
استعمال سے جسکو بدل دیا ہے آگ نے (یعنے پکا کر) تو ابن عباسؓ نے کہا کہ کیا ہم گرم پانی کے چھونے سے بھی وضو
کریں (یعنے اسکا چھونا بھی ناقض وضو ہے حالانکہ ہم خود اس سے وضو کرتے ہیں بعض اوقات) تو ابو ہریرہؓ نے

فرمایا اور خوب فرمایا ایمان کی بات بتائی) کہ اے میرے بھتیجے جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنو تو اُس پر باتیں مت بنا ؤ (یعنے تقریرین مت چھانٹو اعتراض مت کرو اسکی بجا آوری مین حیلہ مت نکالو) **ف** مثل مشہور ہے باہمہ بازی بابر نیز با باہم بازی خدا و رسول کی بات تو ایمان لانے اور تسلیم کرنے اور سر جھکانے اور دل وجان سے ماننے کے لیے ہے تقریریں چھانٹنا اور لم ولا نسلم کہنا اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا اور محل اعتراض جاننا اور رد و بدل کرنا اسکے لیے اقوال فقہاء مجتہدین ہین کہ اُن مین آدمی کلام کرسکتا ہے اس روایت مین بڑی تعلیم ہے اور زجر ہی اُن مقلدان متعصبین کو جو حدیث نبوی سُنکر باتیں بنایا کرتے ہین اور سر ملایا کرتے ہین اور اُنکے قلوب مریضہ بغیر اقوال ائمہ کے تسکین نہیں پاتے حالانکہ فِي قُلُوبِهِم مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا اُنہی کیطرف مشیر ہے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اُس چیز کے استعمال سے جس مین آگ لگی ہو **عن** اَنَسٍ قَالَ كَانَ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلٰى اُذُنَيْهِ وَيَقُوْلُ صُمَّتَا اِنْ لَّمْ اَكُنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ انس رضی اپنے کانوں پر ہاتھ دھرتے اور کہتے کہ بہری ہو جاوین اگر مینے نہ سُنا ہو یہ قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ فرماتے تہے وضو کرو اس چیز کے استعمال سے جس مین آگ لگی ہو **ف** امام شوکانی نے نیل مین کہا ہے کہ یہ احادیث دلالت کرتی ہین کہ آگ کی پکی چیز کہانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور لوگون نے اس مین اختلاف کیا ہے سو ایک جماعت صحابہ کی کہ اُن مین خلفاے اربعہ ہین اور عبداللہ رضی بن مسعود اور ابوالدرداء رضی اور ابن عباس رضی اور عبداللہ رضی بن عمر اور انس رضی اور جابر رضی اور زید بن ثابت رضی اور ابو موسی اشعری رضی اور ابوہریرۃ رضی اور ابی بن کعب رضی اور ابو طلحہ رضی اور عامر بن ربیعہ رضی اور ابو امامہ رضی اور مغیرہ بن شعبہ رضی اور جابر رضی بن عبداللہ اور حضرت عائشہ رضی اور جماہیر تابعین ہین اور وہی مذہب ہے مالک اور ابو حنیفہ رح اور شافعی کا اور ابن مبارک اور احمد اور اسحاق بن راہویہ اور یحیے بن یحیے اور ابو ثور اور ابی خیثمہ اور سفیان ثوری اور اہل حجاز اور اہل کوفہ کا کہ اس سے وضو نہین ٹوٹتا اور ایک طائفہ وضو شرعی کے وجوب پر گئے ہین اور گروہ ثانی نے روایات باب سے استدلال کیا ہے اور گروہ اول نے انکے جواب دیے ہین اول یہ کہ یہ روایتین جو وجوب وضو پر دال ہین منسوخ ہین حدیث جابر رضی سے جو آگے کے باب مین آتی ہے دوسرے یہ کہ مراد وضو سے ان روایتون مین مونہ ہاتھ دھونا ہے اور نووی نے کہا ہے کہ یہ اختلاف ہے صدر اول مین تھا پھر بعد صدر اول کے علما نے اجماع کیا ہے اسپر کہ وضو واجب نہین اور پکی چیز کہانے سے وضو ٹوٹتا نہین انتہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ مین فرمایا ہے کہ اجماع کیا ہے فقہائے صحابہ اور تابعین نے ترک وضو پر اُس چیز کے کہانے سے جو آگ مین پکی ہو اسلیے کہ ظاہر ہوا عمل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اور خلفا کا اور ابن عباس رضی اور ابی طلحہ رضی وغیرہم کا وضو نکرنے پر اور بیان کردیا جابر رضی نے کہ وہ منسوخ ہے (چنانچہ روایت انکی آگے آتی ہے) **باب** الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ آگ کی پکی چیز کہانے

سے وضو نہ کرنے کی رخصت عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتِفًا ثُمَّ مَسَحَ يَدَيْهِ بِمِسْحٍ كَانَ تَحْتَهُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلَّى عبداللہ بن عباسؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہایا گوشت دست کا پھر دونوں ہاتھ پونچھ ڈالے اس چادر سے جو آپ کے نیچے بچھی تھی اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے (یعنی وضو نہیں کیا) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ خُبْزًا وَلَحْمًا وَلَمْ يَتَوَضَّؤُوا جابرؓ نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے گوشت روٹی کھائی اور وضو نہیں کیا عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَضَرْتُ عَشَاءَ الْوَلِيْدِ وَعَبْدِ الْمَلِكِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قُمْتُ لِأَتَوَضَّأَ فَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَكَلَ طَعَامًا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي بِمِثْلِ ذٰلِكَ زہری رحو کبار تابعین سے ہیں) نے کہا کہ میں رات کے کھانے میں ولید اور عبدالملک کے ساتھ تھا پھر جب نماز کا وقت آیا تو میں وضو کو اٹھا اور جعفر بن عمرو بن امیہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میرے باپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آگ کا پکا ہوا کھانا کھایا اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اور علی بن عبداللہ بن عباس نے بھی کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میرے باپ نے بھی (یعنی عبداللہ بن عباس نے) ایسا ہی کہا ہے عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فَأَكَلَ مِنْهُ وَصَلَّى وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً ام سلمہؓ مسلمانوں کے ماں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری آئی (یعنے پکی ہوئی) اور آپ نے اس میں سے کھایا اور نماز پڑھی اور پانی چھوا تک نہیں عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِأَطْعِمَةٍ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَأَكَلُوْا وَشَرِبُوْا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ فَاهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ سوید انصاریؓ نے کہا کہ وہ لوگ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کو اور جب صہبا میں پہونچے (وہ ایک مقام ہے ایک منزل پر خیبر سے) تو وہاں عصر کی نماز پڑھی پھر کھانا منگایا اور سوا ستو کے اور کچھ نہ آیا اور سب نے کھایا پیا پھر پانی منگایا اور کلی کی سونہ سے اور کھڑے ہو کر مغرب پڑھی **ف** اس حدیث سے مردود ہو گیا زعم ان صوفیان جاہلین کا جو عصر کے کھانے پینے سے پرہیز کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ ایک روزہ ہے اور امیدوار ثواب کے رہتے ہیں عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ فَمَضْمَضَ وَغَسَلَ يَدَيْهِ وَصَلَّى ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا دست کھایا اور کلی کی اور دونوں ہاتھ دھوئے اور نماز پڑھی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ مراد وضو سے شاید یہی ہو منہ ہاتھ دھونا ہو جن روایتوں میں وضو کا حکم آیا ہے مگر شوکانی نے کہا ہے نیل میں کہ یہ بات نہیں ہو سکتی اسلیے

کہ اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ حقائق شرعیہ مقدم ہیں غیر پر اور حقیقت وضو کی شرعی حقیقت یہ ہے پس لفظ وضو کو حقیقت شرعیہ سے کسی دلیل پر محمول کرنا
بغیر دلیل کے جائز نہیں اور جن لوگوں نے ترک وضو پر اجماع نقل کیا ہے تو اجماع کے لفظ سے تو وہی ڈرتا ہے جو طالب حق نہیں
ہے اور طالب حق ہرگز اسکے سبب سے اپنی مراد سے باز نہیں رہتا ہاں البتہ اتنی بات ہے کہ جو حدیثیں بکری کے گوشت کھا کر
وضو نہ کرنیکے بیان میں آئی ہیں وہ مخصص ہیں ان روایتوں کی جن میں علی العموم حکم ہے وضو کرنے کا آگ کے پکی چیز سے
اور بکری کے گوشت کے سوا جتنی اور چیزیں ہیں پکی ہوئی ہیں ان میں وہی حکم ہے کہ وضو کرے اسلیے کہ وہ اسی عموم میں داخل
ہیں **باب ما جاء في الوضوء من لحوم الإبل** اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنیکے بیان میں **عن** البراء
بن عازب قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الوضوء من لحوم الإبل فقال توضؤوا منها
براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کریں آپ نے فرمایا
ہاں وضو کر لو اسے کھا کر **عن** جابر بن سمرة قال أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نتوضأ من
لحوم الإبل ولا نتوضأ من لحوم الغنم جابرؓ نے کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم وضو کریں اونٹ
کا گوشت کھا کر اور وضو نہ کریں بکری کا گوشت کھا کر **عن** أسيد بن حضير قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا توضؤوا من ألبان الغنم وتوضؤوا من ألبان الإبل اسیدؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو
نہ کرو بکری کا دودھ پیکر اور وضو کرو اونٹ کا دودھ پیکر **عن** عبد الله بن عمرو يقول سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول توضؤوا من لحوم الإبل ولا توضؤوا من لحوم الغنم وتوضؤوا من ألبان الإبل و
لا توضؤوا من ألبان الغنم وصلوا في مراح الغنم ولا تصلوا في معاطن الإبل عبد اللہؓ نے سنا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے وضو کرو اونٹ کا گوشت کھا کر اور نہ کرو بکری کا گوشت کھا کر اور وضو کرو
اونٹ کا دودھ پیکر اور نہ کرو بکری کا دودھ پیکر اور نماز پڑھو بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ میں اور
نہ پڑھو اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں **ف** یہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانا ناقض وضو
ہے اور اس میں فقہا نے اختلاف کیا ہے چنانچہ نووی نے کہا ہے کہ خلفاء اربعہ اور ابن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ اور
ابن عباسؓ اور ابو الدرداءؓ اور ابو طلحہؓ اور عامر بن ربیعہؓ اور ابو امامہؓ اور جماہیر تابعینؒ اور مالکؒ اور ابو حنیفہ اور شافعی اور
انکے تلامذہ کا مذہب یہ ہے کہ اس سے وضو نہیں جاتا اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ بن یحییٰ اور ابو بکر
بن منذر اور ابن خزیمہ کا قول ہے کہ اس سے وضو جاتا رہتا ہے اور حافظ ابو بکر بیہقی نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے
مطلقاً اصحاب حدیث کا یہی قول نقل کیا ہے اور ایک جماعت صحابہ سے بھی اسکو نقل کیا ہے یہ قول ہے نووی کا
نے النیل اور نیل میں کہا ہے کہ بحر میں اسی قول کو ایک قول شافعی کا قرار دیا ہے اور منسوب کیا ہے اسکو
بن حسن کیطرف اور بیہقی نے کہا کہ بعض اصحاب سے ہمارے منقول ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ اگر صحیح ہو جاوے

حدیث ابل کی تو ہم بھی اسکے قائل ہوجاوین اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس بارہ مین دو حدیثین صحیح ہو چکین ایک حدیث جابرؓ بن سمرہ کی دوسری حدیث براء بن عازبؓ کی (اور یہ دونو حدیثین اس باب مین گذر چکین) یہ مقولہ ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا اور قائلان نقض وضو باب کی روایتون سے استدلال کرتے ہین اور قائل عدم نقض کی حدیث جابرؓ سے کہ انہون نے کہا اخیر امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی تھا کہ وضو نہ کرنا جو چیز آگ مین پکی ہو اور سے کہا امام نوویؒ نے شرح مسلم مین کہا ہے مگر یہ حدیث جابرؓ کی عام ہے اور حدیث اونٹون کی گوشت کی خاص ہے اور خاص مقدم ہے عام پر اور یہ مسئلہ مبنی ہے اس پر کہ عام بنا کیا جاتا ہے خاص پر مطلقاً جیسے گئے ہین اسی طرف شافعی اور ایک جماعت ائمہ اصول مین سے اور یہی حق ہے اسکے بعد ایک کلام طویل کیا ہے شوکانی نے پھر کہا ہے کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ آگ کی پکی چیز کھا کر وضو کرین اور آپ وضو نہ کیا مثلاً تو ہم کہہ سکتے ہین کہ آپکے وضو نہ کرنے سے وہ حکم جو ہمکو دیا ہے منسوخ نہین ہوا اور ہوسکتا ہے کہ وضو نہ کرنا آپکے لیے خاص ہوا اور اس مذہب مین کہ پھر وضو ضرور ہے اور آپ کو ترک وضو اس پکی چیز سے روا ہے کیا مضائقہ اسلیے کہ ابن عمرؓ اور ابو طلحہؓ اور انسؓ اور ابو موسیٰؓ اور حضرت عائشہؓ اور زید بن ثابت اور ابو ہریرہؓ اور ابو عزہ ہذلی اور عمر بن عبد العزیز اور ابو مجلز لاحق بن حمید اور ابو قلابہ اور یحییٰ بن یعمر اور حسن بصری اور زہری کا یہی مذہب ہے اور اسکی تصریح کی ہے حازمی نے ناسخ ومنسوخ مین انتہی ما قال الشوکانی فی النیل غرض بہرحال اونٹ کی گوشت سے وضو کرنے مین احتیاط ہے اور آدمی کو اپنے دین کی احتیاط ضرور ہے اسکے سوا اور پکی چیزون مین اگر وضو نہ کرے تو مضائقہ نہین

باب المضمضۃ من شرب اللبن دودھ پی کر کلی کرنیکا بیان

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مضمضوا من اللبن فان لہ دسما عبد اللہؓ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلی کرو دودھ پیکر کہ اس مین چکنائی ہے ۱ معلوم ہوا کہ سب چکنائیون کا یہی حکم ہے **عن** ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا شربتم اللبن فمضمضوا فان لہ دسما وہی مضمون ہے **عن** انس بن مالک قال حلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاۃ وشرب ثم دعا بماء فمضمض فاہ وقال ان لہ دسما انسؓ راوی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا دودھ دوہا اور پیا اور کلی کی اور فرمایا کہ اس مین چکنائی ہے

باب الوضوء من القبلۃ بوسہ لیکر وضو کرنے کے بیان مین

عن عروۃ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعض نسائہ ثم خرج الی الصلوۃ ولم یتوضأ قلت من ھی الا انت فضحکت عروہ سے روایت ہے کہ جناب صدیقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بی بی صاحبہ کا بوسہ لیا پھر نماز کو چلے گئے اور وضو نہ کیا تو انہون نے عرض کی کہ وہ اور کون ہونگی سوا آپکے تو آپ ہنسین **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتوضأ ثم یقبل ویصلی ولا یتوضأ وربما فعلہ بی جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور پھر بوسہ لیتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اور وضو نہ کرتے اور کبھی میرے ساتھ یہی معاملہ ہوتا **ف** امام شوکانی نے فرمایا ہے نیل میں کہ مروی ہوئی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کے بروایت احمد اور ترمذی اور ترمذی نے کہا ہے کہ سُنا میں نے محمد بن اسمٰعیل بخاری سے کہ وہ اس حدیث کو ضعیف کہتے تھے اور روایت کی ہے یہ ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے جناب عائشہ رضؓ سے اور روایت کی ہے ابوداؤد نے عروہ مزنی سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے اور قطان نے (یعنے یحییٰ بن سعید قطان جو امام ہیں فن جرح و تعدیل کے) کہا ہے کہ یہ حدیث شبیہ ہے اور کچھ نہیں (یعنے ضعیف ہے) اور ترمذی نے کہا ہے کہ حبیب بن ابی ثابت کو عروہ سے سماع نہیں (اور حبیب اس پہلی روایت کی سند میں ہیں جس میں حضرت عائشہ رضؓ کا ہنسنا مذکور ہے کہ وہ عروہ سے روایت کرتے ہیں لہذا اس صورت میں وہ روایت منقطع ٹھیری) اور ابن حزم نے کہا کہ اس باب میں کچھ صحیح نہیں اور اگر صحیح ہوا ہے تو وہ محمول ہے اسپر کہ یہ حکم اسکے قبل کا ہے جب لمستم النساء کی آیت نہیں اتری تھی (اور اس آیت کی تحقیق آگے آتی ہے) اور روایت کی یہ روایت امام شافعی نے معبد بن نباتہ کے طریق سے کہ وہ محمد بن عمر سے راوی ہیں وہ ابن عطا سے وہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ بوسہ لیتے تھے بعض بیبیوں کا اور وضو نہیں کرتے تھے اور کہا امام شافعی نے کہ میں نہیں جانتا حال معبد کا اور اگر وہ ثقہ ہے تو حجت ہے وہ بات جو روایت کی اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ مضمون دس طریقوں سے (یعنے سندوں سے) مروی ہوا ہے کہ لائے ہیں اسکو بیہقی خلافیات میں اور ضعیف کہا ہے اسکو تمام ہوا قول حافظ کا اور صحیح کہا ہے انکو تمام ہوا قول حافظ کا اور صحیح کہا ہے اسکو ابن عبد البر نے اور ایک جماعت نے اور بہر حال حدیث دلالت کرتی ہے کہ عورت کے چھونے سے وضو نہیں جاتا اور اس سے اوپر ذکر کیا ہے شوکانی نے کہ آیۃ لمستم النساء سے استدلال کیا ہے ان لوگوں نے جو قائل ہیں کہ عورت کے چھونے سے وضو جاتا ہے اور معروف گئے ہیں ابن مسعود رحؓ اور ابن عمر رضؓ اور زہری اور شافعی اور انکے اصحاب اور زید بن اسلم وغیرہم اور وضو نہ جانے کے قائل ہیں علی رضؓ اور ابن عباس رضؓ اور عطا اور طاؤس اور عترت سب کے سب اور ابوحنیفہ اور ابویوسف اور ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا قول ہے کہ عورت کے چھونے سے وضو نہیں جاتا مگر جب دونو کی فرجیں مل جائیں اور مرد کو انتشار بھی ہو اگرچہ مذی نہ نکلے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے گروہ اول نے کہا ہے کہ آیۃ مذکورہ دلالت کرتی ہے کہ لمس من جملہ احداث کے ہے کہ واجب کرتا ہے وضو کو اور حقیقی معنے اسکے یہی ہیں کہ ہاتھ سے چھونا اور مؤید ہے اس معنی کا قرارت اولمستم کی (یعنے جس میں لام کو بڑا زیر ہے) کہ ظاہر معنے اسکے صرف چھونا ہے بغیر جماع کے اور گروہ ثانی نے کہا کہ ضرور ہے اسکو مجاز کی طرف پھیرنا یعنے لمس سے جماع مراد لینا بسبب قرینہ کے اور وہ قرینہ حدیث ہے حضرت عائشہ رضؓ کی (جو قبلہ کے باب میں اوپر مذکور ہوئی) اور دوسری حدیث حضرت صلعم کے قدم چھونے کی (یعنے جس میں حضرت عائشہ رضؓ سے مذکور ہے کہ میں نے رات کو ٹٹولا اور حضرت صلعم کے

قدم پر ہاتھ پڑا اور آپ نماز میں تھے) اور اسکا جواب دیا ہے کہ حدیث بوسہ میں ضعف ہے اور وہ مرسل بھی ہے اور یہ جواب رد کیا
ہے اسطور سے کہ ضعف اسکا دور ہو گیا ہے کثرت طرق کی وجہ سے اور حدیث سے قدم چھونے کی اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اوپر
مذکور ہو چکی ہے اور وہ روایت موقوفاً اور مرفوعاً دونو طرح مروی ہوئی ہے اور مرفوع ہونے سے اسکو لازم ہوا اسی پر اعتماد کرنا
جیسا کہ مذہب ہے اہل اصول کا اور حدیث مس قدم میں یہ عذر پیش کرنا کہ وہ کسی حائل پر سے ہوا سو کا کپڑے وغیرہ سے
یہ حضرت کے ساتھ خاص ہے جیسا ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے محض تکلف ہے اور مخالف ہے ظاہر حدیث کی
اور ابو حبان وضو نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اسکے حق میں جو ایک
عورت کے پاس جاوے اور ایسا کرے جیسے اپنی عورت سے کرتا ہے بجز اسکے کہ جماع کرے اس سے تو اللہ تعالی نے یہ آیت
اتاری وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ آخر تک اور آپ نے اس سے فرمایا کہ وضو کر پھر نماز پڑھ روایت
کی ہے یہ احمد اور دارقطنی نے معاذ بن جبل رضی سے تو آپ نے وضو کا حکم دیا اور تصریح کی ابن عمر نے کہ جو اپنی عورت کو بوسہ
دیوے اور ہاتھ سے چھوے اسپر وضو ہے روایت کی یہ ان سے مالک نے اور شافعی نے اور روایت کی یہ بیہقی نے ابن مسعود
سے اور ہاتھ سے چھونا جسکو عربی میں لمس کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اس سے جماع مراد نہیں اور استدلال کیا ہے
حاکم نے کہ لمس سے ما دون جماع مراد ہے اس حدیث سے جو مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرماتی ہیں نہیں کوئی دن
ایسا نہیں تھا یا کم دن ایسا ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نہ آتے ہوں اور بوسہ نہ لیتے ہوں اور
لمس نہ کرتے ہوں اور استدلال کیا ہے بیہقی نے اس حدیث سے کہ ابوہریرہ رضی نے روایت کی کہ زنا ہاتھ کا لمس ہے اور قصہ
ماعز میں مذکور ہے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہو شاید تو نے لمس کیا ہو اور عمر کی روایت سے کہ کہا انہوں نے کہ قبلہ لمس میں سے
ہے سو اس سے وضو کرو اور ان سب روایتوں سے جواب دیا ہے کہ اس پوچھنے والے کو جو آپ نے وضو فرمایا وہ
کفارہ گناہ کے لیے تھا اسلیے کہ وضو کفارہ ذنوب ہے بغیر اسکے کہ وہ فعل اسکا ناقض وضو ہو اور جب احتمال ہوا
ہوا تو استدلال باطل ہوا اور ابن عمر اور ابن مسعود سے جو مروی ہے اور حاکم اور بیہقی نے جو ذکر کیا ہے تو اس میں ہم
کہتے ہیں کہ ہم کو انکار نہیں ہے اس سے کہ اطلاق لمس کا ہاتھ سے چھونے پر آتا ہے بلکہ معنے حقیقی لمس کے وہی ہیں مگر
ہم کہتے ہیں کہ یہاں قرائن ایسے پائے جاتے ہیں کہ انکے لحاظ سے مجاز کی طرف پھیرنا لمس کا ضرور ہے یعنے آیت
لامستم میں اور یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ قبلہ سے وضو لازم آتا ہے تو قول صحابی اس باب میں حجت نہیں ہو سکتا علی
الخصوص اس وقت میں کہ جب شارع معصوم کے قول کے خلاف ہو اور تصریح کی ہے امام المفسرین ابن عباس رضی نے
کہ مراد لمس سے آیت مذکورہ میں جماع ہے اور یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ تفسیر کے باب میں انکا قول سب کے قولوں پر ترجیح
رکھتا ہے غرض آخر میں اس بیان کے شوکانی نے تصریح کی ہے کہ اوسط مذہب جس میں سب حدیثوں میں
تطبیق ہو جاتی ہے وہ یہ ہے کہ صرف ہاتھ سے چھونے کو ناقض وضو نہ کہیں مگر جب چھونا شہوت سے ہو انتہی

باب الوضوء من المذي مذی سے وضو واجب ہونے کا بیان **عن** علی قال سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن المذي فقال فيه الوضوء وفي المني الغسل حضرت علیؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا مذی کا حال تو آپ نے فرمایا اسکے نکلنے سے وضو واجب ہوتا ہے اور منی سے غسل **عن** المقداد بن الاسود انه سال النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يدنو من امراته فلا ينزل قال اذا وجد احدكم ذلك فلينضح فرجه يعني يغسله ويتوضأ مقدادؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو شخص اپنی عورت سے قریب ہو اور انزال نہ کرے تو آپ نے فرمایا جب کسیکو ایسا ہو تو اپنے ستر پر پانی چھڑکے یعنے دھو ڈالے اور وضو کرے **عن** سهل بن حنيف قال كنت القى من المذي شدة فاكثر منه الاغتسال فسالت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انما يجزيك من ذلك الوضوء قلت يا رسول الله كيف بما يصيب ثوبي قال انما يكفيك كف من ماء تنضح به من ثوبك حيث ترى انه اصاب سہل بن حنیف نے کہا مجھے مذی سے بہت تکلیف ہوتی تھی اور میں اس میں نہایا کرتا تھا پھر مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس سے تو وضو کافی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے کپڑے میں لگ جاوے تو کیا کروں آپ نے فرمایا ایک چلو پانی چھڑکنا اپنے کپڑے پر کافی ہے جہاں دیکھو کہ مذی لگ گئی ہے **عن** ابن عباس انه اتى ابي بن كعب ومعه عمر فخرج عليهما فقال اني وجدت مذيا فغسلت ذكري وتوضأت فقال عمر او يجزئ ذلك قال نعم قال سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ میں ابی بن کعبؓ کے گھر گیا اور میرے ساتھ حضرت عمرؓ بھی تھے اور ابیؓ گھر سے نکلے اور کہا کہ میری مذی نکلی اور میں نے اپنا ستر دھویا اور وضو کیا تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہی کافی ہے انہوں نے کہا کہ ہاں حضرت عمرؓ نے کہا تمنے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہا کہ ہاں **ف** مذی اور اسیطرح جو بیخانے اور پیشاب کی راہ سے نکلو اس سے وضو ٹوٹنے میں کسیکا خلاف نہیں **باب** وضوء النوم سونے کے بعد وضو کا بیان **عن** ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قام من الليل فدخل الخلاء فقضى حاجته ثم غسل وجهه وكفيه ثم نام عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے اور پیخانے گئے جب فارغ ہوئے تو مونھ دھویا اور دونو ہاتھ پھر سو گئے **عن** كريب قال حدثني ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم فذكر نحوه وہی مضمون ہے

باب الوضوء لكل صلوة والصلوات كلها بوضوء واحد ہر نماز کے لیے تازہ وضو اور ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا بیان **عن** انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ لكل صلوة وكنا نحن نصلي الصلوات كلها بوضوء واحد انسؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور ہم لوگ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیتے تھے **عن** سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ سلیمانؓ اپنے باپ بریدہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور فتح مکہ کے دن کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں **عن** الْفَضْلِ بْنِ مُبَشِّرٍ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ هٰذَا فَأَنَا أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فضل بن مبشرؓ کی صاحب رائے نے کہا کہ میں نے جابرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں تو میں نے کہا یہ کیا ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا تو میں بھی ویسا ہی کرتا ہوں جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے **ف** انسؓ کی روایت سے معلوم ہوا کہ آپ کی عادت یہی تھی کہ ہر نماز پر وضو کریں طحاوی نے کہا ہے کہ احتمال ہے کہ شاید آپ پر واجب ہو خاصۃً پھر فتح مکہ کے دن اُسکا وجوب منسوخ ہوگیا حدیث بریدہؓ سے اور بریدہؓ کی روایت مسلم میں بھی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ مستحب جانکر ایسا کرتے ہوں پھر اس خوف سے ترک کر دیا کہیں واجب نہو جاوے جیسے قیام رمضان بخوف وجوب بجماعت ترک کر دیا غرض ترک کرنا آپ کا بیان جواز کے لیے تھا حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ احتمال عقل کے رو سے قریب ہے اور بر تقدیر اول نسخ قبل فتح مکہ کے تھا سویدؓ بن نعمان کی روایت کی رو سے کہ انکی روایت خیبر کی ہے اور وہ فتح مکہ سے بہت پیشتر تھا یعنے غزوہ خیبر غرض ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ ہر نماز کے وقت وضو کرنا واجب نہیں مستحب البتہ ہے چنانچہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وضو پر وضو کرے اسکے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا ہے کہ اجماع امت ہے اسپر کہ طہارت شرط ہے صحت نماز کی اور قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اختلاف ہے کہ طہارت کب نماز کے لیے فرض ہوئی تو ابن جہم کا قول ہے کہ وضو ابتدائے اسلام میں سنت تھا پھر آیت تیمم میں اسکی فرضیت نازل ہوئی اور جمہور نے کہا پہلے سے فرض تھا اور سلف میں بعض لوگ اس طرف بھی گئے ہیں کہ ہر نماز کے لیے وضو فرض ہے اور استدلال کیا ہے آیۃ اذا قمتم الی الصلوۃ سے اور ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ پہلے ایسا ہی تھا پھر منسوخ ہوگیا اور بعضوں نے کہا اس آیت میں بطور استحباب کے حکم ہے کہ جب نماز پر کھڑا ہو تازہ وضو کرے اور فرضیت وضو کی حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ خطاب آیت کا اسی کے لیے ہے جو بے وضو ہو مگر تازہ وضو بہر حال ہر نماز کے لیے مستحب ہے قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اسپر اجماع ہوگیا ہے اب تمام اہل فتوی کا اور کسی کا خلاف باقی نہیں رہا +

باب الْوُضُوْءِ عَلَى الطَّهَارَةِ وضو پر وضو کرنے کا بیان **عن** أَبِي غُطَيْفٍ الْهُذَلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِی مَجْلِسِہٖ فِی الْمَسْجِدِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلّٰی ثُمَّ عَادَ اِلٰی مَجْلِسِہٖ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلّٰی ثُمَّ عَادَ اِلٰی مَجْلِسِہٖ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلّٰی ثُمَّ عَادَ اِلٰی مَجْلِسِہٖ فَقُلْتُ اَصْلَحَکَ اللّٰہُ اَفَرِیْضَۃٌ اَمْ سُنَّۃٌ اَلْوُضُوْءُ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ قَالَ اَوَفَطِنْتَ اِلَیَّ وَاِلٰی ھٰذَا مِنِّیْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَا لَوْ تَوَضَّأْتُ لِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ لَصَلَّیْتُ بِہِ الصَّلَوَاتِ کُلَّھَا مَالَمْ اُحْدِثْ وَلٰکِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰی طُھْرٍ فَلَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَاِنَّمَا رَغِبْتُ فِی الْحَسَنَاتِ ابی غطیف ہذلی نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ اپنی جگہہ مین بیٹھے تھے مسجد مین کہ جب نماز کا وقت آیا تو وضو کیا اور نماز پڑہی اور پہر اپنی جگہہ مین آ بیٹھے پہر جب عصر کا وقت ہوا پہر وضو کیا اور نماز پڑہی پہر آ بیٹھے پہر جب مغرب کا وقت ہوا پہر وضو کیا اور نماز پڑہی اور پہر اپنی جگہہ مین آ بیٹھے مینے اُنسے کہا کہ اللہ تعالی تم کو سلامت رکہے کیا ہر نماز کے لیے وضو کرنا فرض ہے یا سنت ہے تو انہون نے کہا کہ کیا تم میرے حال سے یہ بات سمجھ گئے مینے کہا ہان تو انہون نے کہا نہین یہ بات نہین ہے (یعنے یہ فرض نہین ہے) اور اگر مین صبحکو وضو کرون تو اس سے پانچون نمازین پڑہ سکتا ہون جبتک حدث نہ کرون مگر مین نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو وضو ہوتے ہوی وضو کرے اسکی لیے دس نیکیان ہین اور مینے نیکیون کی خواہش سے یہ کام کیا ہے **ف** اسحدیث سے بخوبی معلوم ہوا کہ ہر نماز کے وقت وضو مستحب ہے فرض و واجب نہین وھو الصحیح

باب لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ باب اس بیان مین کہ وضو واجب نہین ہے بغیر حدث کے

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّہٖ قَالَ شُکِیَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ یَجِدُ الشَّیْءَ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ لَا حَتّٰی یَجِدَ رِیْحًا اَوْ یَسْمَعَ صَوْتًا عباد بن تمیمؓ نے اپنے چچا سے روایت کی کہ انہون نے شکایت کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکی جسکو نماز مین شبہ ہوتا ہے حدث کا تو آپ نے فرمایا کچھ خیال نہ کرے جب تک نہ پاوے بدبو حدث کی یا نہ سنے آواز اسکی **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّشَبُّہِ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ لَا یَنْصَرِفْ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ یَجِدَ رِیْحًا مضمون وہی ہے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ صَوْتٍ اَوْ رِیْحٍ فرمایا وضو واجب نہین ہوتا مگر آواز سے یا بدبو سے **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ رَاَیْتُ السَّائِبَ بْنَ یَزِیْدَ یَشُمُّ ثَوْبَہٗ فَقُلْتُ مِمَّ ذٰلِکَ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ رِیْحٍ اَوْ سَمَاعٍ محمد بن عمرو سے روایت ہے کہ انہون نے کہا دیکھا مین نے سائب بن یزید کو کہ وہ اپنا کپڑا سونگھتے تھے (یعنے جب شبہ ہوتا تہا گوز کا) تو مین نے اسکا سبب پوچھا تو انہون نے فرمایا کہ سنا ہے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے وضو واجب نہین مگر بدبو سے یا اسکی آواز (یعنے گوز کی) سننے سے **ف** یہ سب روایتین شک کی صورت پر محمول ہین کہ جب گوز مین شک ہو تو شک سے وضو نہین جاتا جب تک یقین حاصل نہ ہو اور یقین کے حصول

کے وہی سبب ہین یا آواز سننا یا بو معلوم ہونا اور بعض لوگون نے ابوہریرہ کی روایت سے دلیل پکڑی ہے کہ سوا اس
چیز کے جو سبیلین (یعنے پیشاب پیخانہ کی راہ) سے خارج ہوتی ہے اور کوئی شئے وضو نہین توڑتی مگر شوکانی نے
لکھا ہے کہ یہ استدلال صحیح نہین اسلیے کہ دوسری روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ اور چیزین بھی وضو کے توڑنے والی ہین
اور اسلیے ضرور ہوا کہ اس روایت کو بھی حالت شک ہی پر محمول سمجھین اور نواقض وضو مین سے ایک قی ہے کہ
ابو حنیفہ اور انکے اصحاب اور عترت کا مذہب ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر جب تین باتین ہون اول یہ کہ
معدہ سے آوے (یعنے غذا نکلی) دوسرے یہ کہ مونہہ بھر کر آوے تیسرے یہ کہ دفعۃً واحدۃً آوے اور شافعی اور انکے
اصحاب اور ناصر اور امام باقر اور امام صادق کا مذہب ہے کہ اس سے وضو نہین ٹوٹتا اور حنفیہ نے استدلال کیا ہے
اس روایت سے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو قی آوے یا
نکسیر پھوٹے یا اوکائی آجاوے یا مذی نکل جاوے لوٹ کر وضو کرے مگر اس روایت مین اسمعیل بن عیاش ابن جریج سے
راوی ہے اور ابن جریج حجازی ہے اور اسمعیل کی روایت حجازیون سے ضعیف ہے اور اور حفاظ حدیث نے اسمعیل
کا خلاف کیا ہے اور اسکو مرسل روایت کیا ہے اور اس طریق مرسل کو ذہلی نے صحیح کہا ہے علل مین
اور ابوحاتم نے اور کہا ہے کہ روایت اسمعیل کی خطا ہے اور ابن معین نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور دارقطنی نے اسمعیل
کے بعد عطا کا نام لیا ہے اور کہا ہے کہ یہ دونو ضعیف ہین اور بیہقی نے کہا ہے کہ مرسل ہونا اوسکا صحیح ہے اور مرفوع
کیا ہے اسکو سلیمان بن ارقم نے اور وہ متروک ہے اور نکسیر کے بارے مین ایک روایت ابن عباس رض سے بھی آئی ہے اور
اس مین سلیمان بن ارقم ہے اور وہ متروک ہے اور ایک روایت ابوسعید رض سے آئی ہے کہ جس کو نماز مین قے آوے یا نکسیر
پھوٹے یا حدث ہو وہ جاوے اور وضو کرے آخر حدیث تک اور اس مین ابوبکر زاہری ہے اور وہ بھی متروک ہے
غرض مدار حنفیہ کا قے سے وضو ٹوٹنے مین انہی روایتون پر ہے جنکا حال تو دیکھ چکا از نیل مع زیادہ شئے ونقصان

باب مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِی لَا یَنْجَسُ کتنا پانی ہو تو نجس نہین ہوتا **ف** یعنے باوجود وقوع نجاست کے۔

عن عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ یَکُوْنُ بِالْفَلَاۃِ
مِنَ الْاَرْضِ وَمَا یَنُوْبُہٗ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ
قُلَّتَیْنِ لَمْ یُنَجِّسْہُ شَیْءٌ عبد اللہ نے کہا کہ مینے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ سے کسی نے پوچھا اس پانی کو
جو کھلے میدان مین ہوتا ہے اور اسپر بار بار آتے ہین چارپائے اور درندے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
جب ہووے پانی دو کلہال (یا دو مٹکے) تو اسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی **کہا** مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے کہ روایت
کی ہمسے عمرو بن رافع نے ان سے عبد اللہ بن مبارک نے ان سے محمد بن اسحاق نے ان سے محمد بن جعفر نے ان سے
عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر نے ان سے عبد اللہ انکے باپ نے انہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مثل اسکی

اور کہا روایت کی ہم سے علی بن محمد نے اُن سے حماد بن سلمہ نے ان سے عاصم بن منذر نے ان سے عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر نے ان سے انکے باپ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پانی دو مٹکے ہو جاتین تو اسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی اور کہا ابوالحسن بن سلمہ نے (یہ شاگرد مین مؤلف ابن ماجہ کے اوپر کی سند مین حماد مین اور ابوالحسن مین تین واسطہ تھے اسلیے دوسری سند جو اس سے عالی ہے اور اس مین دو واسطے ہین بیان کرتے ہین) روایت کی ہم سے ابوحاتم نے ان سے ابوالولید اور ابوسلمہ اور ابن عائشہ القرشی نے ان تینون سے روایت کی حماد بن سلمہ نے یہی حدیث جو اوپر گذری **ف** حدیث قلتین کو روایت کیا ہے امام احمد نے اپنی مسند مین اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اور امام شافعی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور دارقطنی اور بیہقی نے اور حاکم نے کہا ہے صحیح ہے یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر اور شیخین نے اسکے تمام راویون سے استدلال کیا ہے اور ابوداؤد کی روایت مین لم ینجس آیا ہوا ہے اور ابن حبان نے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے اور ابن مندہ نے کہا ہے کہ اسناد حدیث قلتین کی مسلم کی شرط پر ہے اور اسکی سند اور متن مین جو اضطراب ہے اسکے جواب معقول دیے گئے ہین نیل الاوطار مین جسکا جی چاہے دیکھ لے اور ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ اس حدیث کو صحیح کہا ہے بعض لوگوں نے اور وہ فقہا کے نزدیک صحیح ہے انکے طور پر بہر بخوبی جواب دیا ہے اضطراب کے اور قید قلال ہجر کی (یعنے ہجر کے مٹکون کی اور ہجر ایک شہر کا نام ہے کہ وہان کے مٹکے مشہور ہین اور بڑے ہوتے ہین) کسی مرفوع روایت مین وارد نہین ہوئی سوا مغیرہ بن صقلاب کے روایت کی جو ابن عدی کے پاس ہے اور وہ منکر الحدیث ہے اور نفیلی نے کہا ہے کہ وہ امانت دار نہین حدیث پر اور ابن عدی نے کہا ہے کہ انکی عام حدیثون کے مطابق اور راوی نہین بیان کرتے مگر اصحاب شافعی نے قوت دی ہے اس امر کو کہ ہجر کے مٹکے مراد ہین اس حدیث مین اسلیے کہ وہ عرب مین بہت مشہور و معروف تھے اور اکثر شاعرون نے اپنے اشعار مین انکا ذکر کیا ہے جیسے کہ ابو عبید نے کتاب الطہور مین کہا ہے اور یہ قید ایک حدیث صحیح مین وارد ہوئی ہے اور بیہقی نے کہا ہے کہ قلال ہجر عرب مین مشہور تھے اسلیے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سدرۃ المنتہی کے بیرون کو شب معراج مین ان سے تشبیہ دی ہے اور یہ حدیث بہر حال دلالت کرتی ہے کہ پانی جب دو مٹکے ہو تو نجاست گرنے سے ناپاک نہین ہوتا اور جب اس سے زائد ہوا تو بدرجہ اولی ناپاک نہ ہوگا مگر جبکہ رنگ اور بو اور مزہ ان تینون صفتون مین سے کسی صفت مین بسبب نجاست کے تغیر آجاوے جیسا دوسری روایت مین آچکا ہے کہ وہ گویا اس حدیث کی مخصص ہے اور پانی کے قلیل اور کثیر مین لوگون نے اختلاف کیا ہے سو ابوحنیفہ اور مؤید باللہ اور ابوطالب کا قول یہ ہے کہ قلیل وہ پانی ہے کہ گمان ہو آدمی کو کہ اس پانی کے استعمال کرنے سے نجاست کا استعمال ہو جاوے گا اور شافعی کا قول ہے کہ وہ قلتین سے کم ہے اور یہی قول ہے انکے اصحاب اور ناصر اور منصور باللہ کا اور ابوحنیفہ کے رد مین تو ہم کہتے ہین کہ انکے قول مین دور لازم آتا ہے کہ گمان پانی کے

نجس ہو نیکا تو جب ہوگا کہ جب اسکی قلت ثابت ہو جاوے اور قلت جب ثابت ہوگی کہ گمان پیدا ہو پس قول ان کا
تو معرض فقاہت میں غیر نافق ہے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ پانی طاہر ہے اور اسکو کوئی شے نجس نہیں کرتی
اس میں اور حدیث قلتین میں کچھ تناقض نہیں ہے اسلیے کہ جو قلتین سے زیادہ ہو اور نجاست کے سبب سے متغیر
نہ ہو جاوے کوئی وصف اسکا تو وہ پاک ہے اور جب کوئی وصف متغیر ہوگیا تو وہ نجس ہے بالاجماع اور اس اجماع
کے سبب سے حدیث قلتین اور یہ حدیث کہ کوئی چیز اسکو نجس نہیں کرتی دونوں میں تخصیص آجاویگی اور جو قلتین
سے کم ہو اور نجاست سی متغیر ہو جاوے تو طہارت اسکی بالاجماع جاتی رہی اور مفہوم حدیث قلتین کا بھی یہی
ہے اور اس سے تخصیص کر لیجاوے گی اس حدیث کی جس میں مذکور ہے کہ کوئی چیز اسکو نجس نہیں کرتی اور اتنی نجاست
گرے کہ اس میں تغیر نہ آیا تو اس حدیث کی رو سے جس میں مذکور ہے کہ کوئی شے اسکو نجس نہیں کرتی وہ پانی پاک ہے
اور یہ حدیث بھی اپنے عموم پر باقی رہی اور اس صورت میں حدیث قلتین اپنے مفہوم کے رو سے دلالت کرتی
ہے کہ وہ ناپاک ہو جاویگا پھر جسنے اس مفہوم کو مخصص قرار دیا ہے اسنے تخصیص کی ہے اور جسنے نہیں قرار دیا اسنے تخصیص نہیں کی اور تخصیص کی
جواز کی مؤید ہیں وہ دلیلیں جو دلالت کرتی ہیں کہ آب قلیل وقوع نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے اگرچہ اس میں تغیر
نہ آوے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ میں کہا ہے کہ جب دو قلہ پانی کسی حوض میں جسکی زمین برابر ہو جمع
کریں تو غالباً سات بالشت طول اور پانچ بالشت عرض ہوگا اور یہ ادنے درجہ ہے حوض کا اور اعلی درجہ ہے
برتنوں کا اور اس سے بڑا برتن کوئی عرب میں نہیں پایا جاتا پس یہ ایسی حد ہے کہ برتن اس سے زیادہ نہیں ہوتے اور معادن
آب مثل چاہ و حوض اس سے کم نہیں ہوتے اسی لیے شارع نے یہ اندازہ فرمایا اور یہ مجرد تحکم اور حاکمانہ طور سے بلا
سمجھی بوجھے حکم دینا نہیں اور محض اندازہ اور تخمینہ نہیں بلکہ ایک امر ضروری ہے اور تمام مقادیر شرعیہ ایسی
ہی ہیں اور جس نے اس حدیث قلتین سے تمسک نہیں کیا ہے وہ قلیل و کثیر کی حد مقرر کرنے میں نہایت پریشان اور
مضطرب ہوا ہے اسلیے آدمی کو ضرور ہے کہ حدود شرعیہ کو پہچانے اور اسکو لابدی اور ضروری جانے کہ عقل میں
اس سے بہتر کوئی چیز نہیں اور کہا ہے شاہ صاحب نے کہ ہماری قوم نے بہت زبان درازی کی اور کمال درازنفسی
برتی ہے کہ کنوئیں میں اگر فلان جانور مرے تو اتنے ڈول نکالو اور فلان مرے تو اتنے ڈول اور کہیں حد باندھی
کہ دس ہاتھ طول ہو اور دس ہاتھ عرض جب وہ آب کثیر ہے اور حال یہ ہے کہ اس بارہ میں ایک ہی حدیث نبی معصوم
صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی نہیں اور جو آثار صحابہ اور تابعین سے مروی ہیں جیسے اثر ابن الزبیر کا زنگی کے زمزم میں
گرنے کے بارے میں اور اسیطرح اثر حضرت علیؓ کا چوہے کے باب میں اور اثر نخعی اور شعبی وغیرہ کے بلی کے مقدمہ
میں وہ سب ایسی ہیں کہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں اور نہ اسپر اجماع کیا ہے قرون اولی کے لوگوں نے اور اگر
صحیح بھی ہوں تو یہ لوگوں کے دل خوشی کے لیے ہونگے نہ وجوب شرعی کی نظر سے جیسے کتب مالکیہ میں مذکور

ہے اور اسکی سوا خیالی پلاؤ پکانا دیوانے کی طرح کانٹے تنا ہے غرض اس بارہ مین کوئی شے قابل اعتماد کے نہین اور حدیث قلتین ان سب کی نسبت کر ثابت زیادہ ہو اور محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مسائل کے لیے کوئی شرع بندون کے واسطے رکھی اور باوجود اسکے کہ یہ معاملہ کثرت سے واقع ہوتا ہے پھر اسپر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی نص جلی منقول نہ ہو اور صحابہ اور تابعین مین وہ مشہور و معروف نہو اور نہ کوئی حدیث اس بارہ مین پائی جاوے تمام ہوا کلام شاہ صاحب مرحوم کا اور معلوم ہوا اس سے کہ مسائل حنفیہ کے اس بارہ مین جیسے کنوؤن کے ڈولون کے تعداد یا دہ در دہ گز میں یا محض لغو ولاطائل اور سراسر بوچ و باطل ہے **باب الحیاض حوضون کا بیان** عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْحِيَاضِ الَّتِي بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ تَرِدُهَا السِّبَاعُ وَالْكِلَابُ وَالْحُمُرُ وَعَنِ الطَّهَارَةِ مِنْهَا فَقَالَ لَهَا مَا حَمَلَتْ فِي بُطُونِهَا وَلَنَا مَا غَبَرَ طَهُورٌ ابو سعید خدری رضی سے روایت ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کسینے ان حوضون کا حکم پوچھا جو کہ اور مدینہ کے بیچ مین ہین کہ انپر درندے بھی آتے ہین (جیسے شیر بھیڑیا چیتا وغیرہ) اور کتے بھی اور گدہے بھی (خواہ جنگلی ہون خواہ شہری) اور انکے پانی سے طہارت کرنے کو پوچھا تو آپنے فرمایا جو وہ اپنی پیٹ مین اٹھا لیگئے وہ انکا ہے جو حوض مین بچ گیا وہ ہمارے لیے پاک کرنیوالا ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ انْتَهَيْنَا إِلَى غَدِيرٍ فَإِذَا فِيهِ جِيفَةُ حِمَارٍ قَالَ فَكَفَفْنَا عَنْهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ فَاسْتَقَيْنَا وَأَرْوَيْنَا وَحَمَلْنَا جابر رضی نے کہا ہم ایک جوہر پر پہنچے اور اس مین ایک گدہا مرا پڑا تہا ہم اسکے استعمال سے رکے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہونچے تو آپنے فرمایا پانی ایسی چیز ہے کہ اسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی پہر ہمنے اس مین سے پیا اور آسودہ ہوئے اور لاد لیا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَلَوْنِهِ ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانیکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی مگر جو غالب ہو اسکی بو اور رنگت اور مزہ پر **ف** حدیث ابی امامہ باہلی کی جو ہمنے ذکر کی اسکی سند مین رشدین بن سعد ہین اور وہ متروک ہے اور یہ روایت طبرانی مین بھی آئی ہے اور اس مین بھی رشدین ہین اور روایت کی بیہقی نے ان لفظون سے ان الماء طہور الا ان تغیر ریحہ او لونہ او طعمہ بنجاسۃ تحدث فیہ عطیہ بن بقیہ کی سند سے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین وہ ثور سے وہ رشدین بن سعد سے وہ ابی امامہ سے اور اس روایت سے ثابت ہوا کہ صرف رشدین بن سعد ہی نے اسکو موصول نہین کیا ہے بلکہ رشد بن نے بھی موصول کیا ہے اور روایت کی یہی طحاوی اور دارقطنی نے رشدین بن سعد کی سند سے مرسلاً اور ابو حاتم نے اسکی مرسل ہونے کو صحیح کہا ہے اور امام شافعی نے فرمایا ہے کہ اسکے مثل اہل حدیث ثابت نہین کرتے

یعنے یہ مضمون اسکے آگے صحت کو نہین پہونچا اور دارقطنی نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہین اور نووی نے کہا متفق ہین محدثین اسکے ضعیف کہنے پر اور بدر منیر مین کہا ہے کہ ملخص کلام یہ ہے کہ حدیث مین جو استثناء مذکور ہے (یعنے الا ان تغیر سے آخر تک) وہ ضعیف ہے اب ضرور ہوا کہ اجماع سے استدلال کرین جیسے کہ امام شافعی اور بیہقی نے کہا ہے یعنے اجماع ہے اسپر کہ جو پانی ایسا ہو کہ اسکا رنگ یا مزا یا بو نجاست سے بدل گئی ہو وہ ناپاک ہے اور یہی اجماع ابن منذر نے بھی نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اجماع ہے علماء کا اسپر کہ پانی قلیل ہو یا کثیر اور اس مین نجاست گر گئی اور اسکا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا تو وہ نجس ہے تمام ہوا قول ابن منذر کا اور اسی اجماع کو نقل کیا ہے مہدی نے بحر مین (کذا قال شیخنا و برکتنا الامام الشوکانی فی النیل) اور بعد اسکے فرمایا ہے کہ ان روایتون سے معلوم ہوا کہ پانی کسی چیز نجس کے گرنیسے ناپاک نہین ہوتا خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور اگرچہ اسکے بعض یا سب اوصاف بھی بدل جاوین مگر اجماع اسپر ہو چکا ہے کہ جب کوئی وصف بدل جاوے بسبب نجاست کے سبب سے تو وہ پاک کرنیوالا نہین رہتا غرض احتجاج اسپر اسی اجماع سے ہے نہ اس زیادت سے (یعنے الا ان تغیر سے آخر تک) جیسے اوپر مذکور ہوا غرض پانی ناپاکی کے گرنے سے نجس نہین ہوتا تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کوئی وصف اسکا بدل جاوے اور یہی مذہب ہے ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اور حسن بصری اور ابن مسیبؒ اور عکرمہؒ اور ابن ابی لیلےؒ کا اور یہی قول ہے ثوری اور داؤد ظاہریؒ اور نخعی اور جابرؓ بن زید اور امام مالکؒ اور غزالی کا اور اہل بیت مین سے اسکے قائل ہین قاسم اور امام یحیے تمام ہوا مضمون نیل کا اور یہی مذہب صحیح اور معتبر ہے اور ان امامون مین ہر ایک بڑھکر ہے امام اعظم اور انکے اتباع احناف سے اور خاک اڑ گئی اس مذہب کے روسے وہ در دہ کی جسکے قائل ہین مقلدین متاخرین حنفیہ والحمد للہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ الصَّبِيِّ الَّذِي لَمْ يَطْعَمْ باب اس لڑکے کے پیشاب کے بیان مین جو کھانا نہین کھاتا

عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ بَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي حِجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَعْطِنِي ثَوْبَكَ وَالْبَسْ ثَوْبًا غَيْرَهُ فَقَالَ اِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ وَيُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْاُنْثٰى لبابہؓ حارث کی بیٹی نے کہا کہ امام حسین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گود مین پیشاب کر دیا تو مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ اپنا کپڑا مجھے عنایت کیجیے (کہ مین دھو دون) اور آپ اور کوئی کپڑا پہن لیجیے تو آپنے فرمایا کہ لڑکے کے پیشاب پر فقط پانی چھڑکا جاتا ہے اور لڑکی دختر کا پیشاب دھویا جاتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَاَتْبَعَهُ الْمَاءَ وَلَمْ يَغْسِلْهُ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکے کو لائے اور اس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپنے اسپر کچھ پانی چھڑک دیا اور دھویا نہیں

عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ ام قیس نے کہا مین اپنے ایک لڑکے کو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی کہ وہ کھانا نہین کھاتا تھا اور اس نے آپ پر پیشاب کر دیا سو آپنے پانی منگا کر اوسپر چھڑک دیا

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي بَوْلِ الرَّضِيعِ يُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دودھ پیتی لڑکی کے بول کے حکم میں لڑکے کا پیشاب ایسا ہی کہ اسپر پانی چھڑک دیا جاوے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جاوی کہا ابو الحسن بن سلمہ نے کہ روایت کی ہمسے احمد بن موسی نے ان سے ابو الیمان مصری نے کہ انہوں نے کہا پوچھا میں نے امام شافعی رحمہ سے مطلب اس حدیث نبوی کا کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاوے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جاوے حالانکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں (پھر ان میں فرق کیوں ہوا) تو فرمایا انہوں نے کہ لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے ہے پھر مجھ سے کہا کہ تم سمجھے میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا کہ اللہ تعالی نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو حوا علیہا السلام انکی چھوٹی پسلی سے پیدا ہوئیں تو ثابت ہوا کہ لڑکے کا پیشاب تو پانی اور مٹی سے ہے (جس سے آدم بنے تھے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور پوست سے ہے (جس سے حوا نکلیں تھیں) پھر فرمایا کہ اب سمجھے میں نے کہا ہاں تو فرمایا کہ اللہ تعالے اس بات سے تجھے نفع دیوے **ف** اس عالیشان اور غور اور تفکر حضرت امام شافعی کی معلوم ہوئی اللہ انکو جزائے خیر دیوے **عَنْ** أَبِي السَّمْحِ قَالَ كُنْتُ خَادِمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِيءَ بِالْحَسَنِ أَوِ الْحُسَيْنِ فَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ فَأَرَادُوا أَنْ يَغْسِلُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُشَّهُ فَإِنَّهُ يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ ابی السمح رض نے کہا کہ میں خادم تہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ امام حسن یا امام حسین کو لائے اور انہوں نے آپکے سینے پر پیشاب کر دیا اور لوگوں نے چاہا کہ دھوویں تو آپنے فرمایا کہ لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کا پیشاب ایسا ہے کہ اسپر صرف پانی چھڑکا جاتا ہے **عَنْ** أُمِّ كُرْزٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضَحُ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ ام کرز سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکے کا پیشاب ایسا ہی کہ اسپر پانی چھڑک دیا جاتا ہے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے **ف** ابی السمح کی روایت کو بزار نے بھی روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے بھی اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے اور ابو زرعہ اور بزار نے کہا ہے کہ ابی السمح کی اور کوئی حدیث نہیں پائی جاتی سوا اسکے اور انکا نام بھی معلوم نہیں اور بخاری نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور ام کرز کی روایت میں انقطاع ہے اسلیے کہ عمرو بن شعیب ام کرز سے روایت کرتے ہیں اور عمرو بن شعیب نے ام کرز کو نہیں پایا اور حدیث لبابہ بنت حارث کی ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور طبرانی نے بھی روایت کی ہے اور حدیث حضرت علی رض کی روایت کی ہے ابو داود نے اور ابن ماجہ کی اور ابو داود کی دونوں کی سند صحیح ہے اور ابو داود نے اسکو موقوفا بھی روایت کیا ہے اور کہانا نہ کہاتا ہوا اس سے مراد یہ ہے کہ سوا دودہ کے اور سوا اس کھجور کے جس سے تحنیک کرتے ہیں اور سوا شہد وغیرہ کے جو دوا کے لیے دیتے ہیں یا اور گہٹی وغیرہ لڑکوں کو بچپن میں دیجاتی ہے اسکے سوا اس نے اور کچھ نہ کہایا ہو اور یہی قول صحیح ہے اور حافظ ابن حجر نے اسی قول کو اظہر کہا ہے اور موفق ابن قدامہ وغیرہ نے اسیپر اعتماد کیا ہے اور

حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ نضح اور رش یہ دونو لفظ جو حدیثون مین وارد ہوئے ہین ان مین تناقض نہین بلکہ مراد یہ ہے
کہ پہلے کچھ پانی چھڑکا یہ رش ہوا پھر بہا دیا یہ نضح ہوا اور ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ لڑکی اور لڑکے کے پیشاب مین فرق ہے اور
اس مین تین مذہب ہین اول یہ کہ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا نہ لڑکی کے پیشاب پر اور یہ قول ہے حضرت علی رض
اور عطا اور حسن اور زہری اور احمد اور اسحاق اور ابن وہب وغیرہ کا اور امام مالک سے بھی مروی ہے اور انکے اصحاب نے
کہا ہے کہ یہ امام مالک سے روایت شاذ ہے اور ابن حزم نے اس مذہب کو ام سلمہ رض اور ثوری اور اوزاعی اور نخعی اور داؤد
اور ابن وہب سے نقل کیا ہے اور ظاہر یہی مذہب حدیث کے مطابق معلوم ہوتا ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونو کے پیشاب
پر پانی چھڑکنا کافی ہے اور یہ مذہب ہے اوزاعی کا اور منقول ہوا ہے مالک سے اور شافعی سے (اگرچہ صاحب نیل نے بیان
امام شافعی کو گنا ہے مگر انکا مذہب موافق قول اول معلوم ہوتا ہے جیسے کہ ابو الیمان مصری کے قول سے اوپر مذکور ہوا کہ
امام شافعی نے لڑکے اور لڑکی دونو کے پیشاب مین فرق بیان فرمایا) اور تیسرا یہ ہے کہ دونو کو دھونا واجب ہے اور یہ مذہب
ہے عترت کا اور حنفیہ کا اور تمام کوفیون کا اور یہ سب حدیثین دوسرے اور تیسرے مذہب کو رد کر رہے ہین انتہے ما
فی النیل للشوکانی) غرض غربائے حنفیہ کے حصہ مین وہی مذہب آیا جو حدیثون کے رو سے مردود ہے انا للہ وانا
الیہ راجعون **باب** الارض یصیبھا البول کیف تغسل زمین پر جو پیشاب پڑے کیونکر دھوئی جاوے

عن انس ان اعرابیا بال فی المسجد فوثب الیہ بعض القوم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم لا تزرموہ ثم دعا بدلو من ماء فصب علیہ انس راوی ہین کہ ایک باہر کا آدمی آیا اور اس نے مسجد مین
پیشاب کر دیا اور کچھ لوگ اسے منع کرنے کو دوڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکا پیشاب مت روکو (کہ اس
سے سخت تکلیف ہوتی ہے) اور آپ نے ایک ڈول پانی منگوایا اور اسپر بہا دیا (چلو چھٹی ہوگئی اسوقت کو سواسی ملائی
مسجدی ہوتے تو خدا جانے کیا خاک اڑاتے) **عن** ابی ہریرۃ قال دخل اعرابی المسجد ورسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جالس فقال اللھم اغفرلی ولمحمد ولا تغفر لاحد معنا فضحک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وقال لقد احتظرت واسعا ثم ولی حتی اذا کان فی ناحیۃ المسجد فشج یبول فقال
الاعرابی بعد ان فقہ فقام الی بابی وامی فلم یؤنب ولم یسب فقال ان ھذا المسجد لا یبال
فیہ وانما بنی لذکر اللہ والصلاۃ ثم امر بسجل من ماء فافرغ علی بولہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے
کہا ایک گاؤن کا آدمی مسجد مین آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور اس نے کہا کہ یا اللہ مجھے اور محمد کو
بخش دے اور کسی کو نہ بخش ہمارے ساتھ (یہ بھی آپ کی عنایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے مغفرت مین شریک
کر لیا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور آپ نے فرمایا تو نے تنگ کر دیا ایک لمبی چوڑی چیز کو (یعنے اللہ کی
مغفرت اور رحمت کو تنگ سمجھا اور اس مین تو بڑی چوڑائی ہے) یہانتک کہ جب مسجد کے کونے مین آیا تو ٹانگین

چیر کر پیشاب کرنے لگا پھر وہ اعرابی جب دین میں سمجھ دار ہو گیا تو کہنے لگا کہ میرے ماں باپ فدا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ وہ نہ مجھ پر خفا ہوئے نہ گالی دی (حالانکہ کام پٹنے کا کیا تھا) اور آپ نے اتنا ہی فرمایا کہ یہ مسجد ایسی جگہہ ہے کہ اس میں پیشاب نہیں کرتے اور یہ تو اللہ کے یاد کے لیے بنی ہے اور نماز کے لیے پھر آپ نے حکم دیا کہ ایک ڈول پانی کا اسکے پیشاب پر بہا دیا گیا عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِيْ رَحْمَتِكَ اِيَّانَا اَحَدًا فَقَالَ لَقَدْ حَظَرْتَ وَاسِعًا وَيْحَكَ اَوْ وَيْلَكَ قَالَ فَشَجَّ يَبُوْلُ فَقَالَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ ثُمَّ دَعَا بِسَجْلٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ واثلہ بن اسقع سے وہی مضمون مروی ہوا یہ زیادہ ہو کہ آپ نے فرمایا اس اعرابی کو کہ افسوس ہے تجھپر اور خرابی ہے تیری اور جب اس نے پیشاب کیا تو یاروں نے کہا ہاں ہاں آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو باقی مضمون وہی ہے **ف** روایت کی ہے یہ حدیث بخاری اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور امام احمد نے اپنے مسند میں اور ترمذی کی روایت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ اس نے نماز پڑھ کے پھر یہ دعا کی جو حدیث میں گذری اور یہ زیادت بخاری نے ادب میں اپنے صحیح کے ذکر کی ہے اور یہ حدیث ابوموسی مدینی نے بھی روایت کی ہے سلیمان بن یسار سے اور اعرابی کے نام میں دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ ذوالخویصرہ یمانی ہے یہ ابوموسی نے ذکر کیا ہے دوسرے وہ اقرع بن حابس تمیمی ہے نقل کی یہ تاریخی نے عبداللہ بن نافع سے اور بعضوں نے کہا کہ وہ عیینہ بن حصن ہے اور یہ قول ہے ابوالحسین فارس کا اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ناپاک زمین پر پانی بہانا کافی ہے اور اسی سے پاک ہو جاتی ہے مگر خلاف کیا ہے اسکا حنفیہ نے ذکر کیا ہے یہ نووی نے اور حنفیہ کے کتب میں مذکور ہے کہ یہ پانی بہانا زمین سخت میں کافی ہے نہ نرم میں حالانکہ یہ صریح مخالفت حدیث کی ہے اسلیے کہ نہیں ثابت ہوا کہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسوقت تک پکی گچ بنی ہوئی تھی بلکہ حدیثوں میں صاف مذکور ہے کہ پانی پڑنے سے وہاں کیچڑ ہو جاتی تھی چنانچہ شب قدر کی روایتوں میں موجود ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی صبح کو نماز پڑھی اور آپ کی ناک میں کیچڑ بھری تھی اور مسجد رات کو ٹپکی تھی پس یہ تفریق حنفیہ کی لغو و باطل ہے نہیں معتمد صحیح اسکا کوئی قابل اعتماد و اعتبار کے اور ثابت ہوا اس حدیث سے کہ زمین کا کھودنا اور مٹی کا نکالنا وہاں سے کچھ ضرور نہیں اور اس بارہ میں حنفیہ جو روایتیں لائے ہیں سب بے اعتماد ہیں چنانچہ دارقطنی کی روایت میں زمین کھودنیکا حکم ہے اور اس میں عبدالجبار متفرد ہے سوا اور یاران ابن عیینہ کے جو بڑے حفاظ ہیں اور اسیطرح روایت سعید بن منصور کی کہ اسکو ابوداؤد نے بھی مرفوعًا ذکر کیا ہے وہ بھی صحیح نہیں اور اسیطرح روایت کی ہے طحاوی نے مرسلًا اور اس میں بھی ہے کہ اسکی جگہہ کھود ڈالو اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اسکی دو اسناد موصول ہیں ایک ابی مسعود سے جسکو دارمی نے اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس میں سمعان

بن ایک راوی ہے کہ وہ قوی ہے یہ قول ہے ابو زرعہ کا اور ابن ابی حاتم نے علل مین ابو زرعہ سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اور ایسا ہی کہا ہے امام احمد نے اور ابو حاتم نے کہا ہے لا اصل لہ یعنے اس حدیث کی کچھ اصل نہین اور دوسری سند اسکی واثلہ بن اسقع سے ہے کہ روایت کی وہ احمد نے اور طبرانی نے اور اس مین عبید اللہ بن ابی حمید الہذلی ہے اور وہ منکر الحدیث ہے اسکو منکر الحدیث بخاری نے کہا ہے اور ابو حاتم نے کہا یہ حال ہے ان روایتون کا جو حنفیہ کی بضاعت مزجاۃ ہے زمین کہودنے اور اصل اشیا مین طہارت ہے جبتک ثابت نہو حکم شارع کا پہر جب وارد ہوا حکم نبی معصوم کا تو نہین گہٹا بڑہا سکتا اسکو قول کسی امتی کا نہ اجتہاد کسی مجتہد کا اور نہین نفیس و پاکیزہ اور مطہر ہو سکتی کوئی مسجد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے بڑہکر کہ جگہہ ہے وحی کے اوترنے کی اور ملئکہ کے نزول کی اور اس مین ایک وضعہ ہے باغ جنت کا اور اس روایت سے ثابت ہوئی نجاست آدمی کے پیشاب کی اور وہ متفق علیہ ہے اور ثابت ہوا کہ زمین نجس پانی سے پاک ہوتی ہے نہ خشک ہونے سے اور نہ ہوا سے نہ دہوپ سے اور یہ مذہب ہے اہل بیت کا اور شافعی اور مالک اور زفر کا اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف یہ دونو فرماتے ہین کہ ہوا اور دہوپ یہ دونو پاک کرنیوالے ہین اور خراسانیونکا بہی یہی قول ہے اگرچہ وہان سایہ ہو اور انہون نے استدلال کیا ہے حدیث زکوۃ الارض یبسہا سے (یعنے زمین کا پاک ہونا اسکا خشک ہونا ہے) حالانکہ یہ روایت مرفوع نہین ہے بلکہ یہ قول ہے محمد بن علی الباقر کا یا ابی قلابہ کا اور ظاہر ہے کہ قول کسیکا معارض نہین ہو سکتا حدیث مرفوع کے اور نہ ثابت کر سکتا ہے کوئی حکم شرع کا جب تک نص صریح نہو نبی معصوم کا (کذا فی النیل بزیادۃ ونقصان) اور ثابت ہوا اس حدیث سے احترام اور ادب مساجد کا اور نرمی کرنا جاہلون پر اور اطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **باب** الارض یطھر بعضھا بعضاً زمین پاک زمین کی پلیدی دور کر دیتی ہے **عن** ام ولد لابراھیم بن عبد الرحمن بن عوف انھا سالت ام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت انی امرأۃ اطیل ذیلی فامشی فی المکان القذر فقالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطھرہ ما بعدہ ام ولد ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کی روایت کرتے ہین کہ انہون نے ام سلمہ جو بی بی صاحبہ ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ان سے پوچھا کہ مین اپنا دامن لمبا رکھتی ہون اور ناپاک جگہہ مین چلتی ہون تو انہون نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس دامن کو پاک کر دیتی ہے وہ زمین جو ناپاک زمین کے بعد آتی ہے **ف** یہ حال ہے لٹکتے ہوئے دامن کا اور ایسی آسان اور عمدہ اور سہل ہے طہارت ان پاک دامنون کی کہ ہم اپنے دین مین اونہی کے دست بدامن ہین بر خلاف ہمارے بیان کے وسواسیون کے جنہون نے دامان محمدی چہوڑ کر شیطان کے گریبان وسواس مین سر ڈالا ہے اور ادنی سے چہینٹون کو دہو دہو کر کپڑون کا ناس نکالا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الوسواس **عن** ابی ھریرۃ قال قیل یا رسول اللہ انا نرید المسجد فنطاء الطریق النجسۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم الارض یطہر بعضہا بعضا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کسی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم ارادہ کرتے ہین مسجد کا اور پیر پڑ جاتا ہے ہمارا ناپاک رستون مین بہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین ایسی چیز ہے کہ ایک دوسرے کو پاک کر دیتی ہے **ف** یعنے ناپاک زمین پر چلا اور پہر پاک پر تو اب پیر دہونے کی ضرورت نہین بلا تکلف انہی پیرون سے نماز پڑہ سکتے ہین مسجد مین آسکتے ہین الحمد للہ کہ وسواسیون کا ستیاناس کر دیا

عن امرأة من بنی عبد الاشہل قالت سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ان بینی وبین المسجد طریقا قذرة قال فبعدها طریق انظف منها قلت نعم قال فہذہ بہذہ نبی عبد الاشہل کے قبیلہ کی ایک بی بی سے روایت ہے کہ انہون نے پوچہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ میرے اور مسجد کے بیچ مین ایک راہ ناپاک ہے اور آپنے فرمایا کہ اسکے بعد تو پاک راہ ہے انہون نے عرض کی ہان آپنے فرمایا وہ اسکا بدلا ہو جاتی ہے

ف ان روایتون سے معلوم ہوا جو وضو کرکے مسجد مین اپنے گہر سے ننگے پاؤن آوے اسکو پیر دہونا کچہ ضرور نہین اسلیے کہ ناپاک راہ کا کفارہ پاک راہ مین قدم رکہنا ہے اور جو کپڑا لٹک گیا ہو یا ہمیشہ لٹکتا ہو اسکے لیے دہونے کی ضرورت نہین سبحان اللہ شریعت محمدیہ مین کیسی آسانی ہے اگرچہ وسوسیان فقہاے متاخرین کی اور تفریعات مقلدان متعصبین کی اور آراء باطلہ متعلمان موسوسین کی اس مین تنگ ڈالتی جاتی ہین

باب مصافحۃ الجنب جنب کے مصافحہ کا بیان

عن ابی ہریرۃ انہ لقیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی طریق من طرق المدینۃ وھو جنب فانسل ففقدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما جاء قال این کنت یا ابا ہریرۃ قال یا رسول اللہ لقیتنی وانا جنب فکرھت ان اجالسک حتی اغتسل فقال رسول اللہ المؤمن لا ینجس ابوہریرہ نے روایت کی کہ ملاقات کی ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے کسی راہ مین اور ابوہریرہ رض جنب تہے سو آنکہہ بچا کر چلدیے اور حضرت نے انکو نہ پایا اور ڈہونڈہا پہر آئے تو فرمایا کیون جی تم کہان تہے اے ابوہریرہ انہون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین آپسے ملا تو جنب تہا اور برا معلوم ہوا کہ بے غسل کیے آپکے پاس بیٹہون آپنے فرمایا کہ مومن کبہی ناپاک نہین ہوتا

عن حذیفۃ قال خرج النبی صلی اللہ فلقینی وانا جنب فحدت عنہ فاغتسلت ثم جئت فقال ما لک قلت کنت جنبا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المسلم لا ینجس حذیفہ رض نے کہا کہ نکلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور مجہہ سے ملے اور مین جنب تہا تو مین ان سے الگ ہو گیا اور نہایا پہر آیا تو آپنے فرمایا تجہے کیا ہوا تہا مین نے عرض کی کہ جنب تہا آپنے فرمایا مسلمان نجس نہین ہوتا **ف** یہ روایت ایک بڑی اصل عظیم الشان ہے طہارت مسلمان کے لیے خواہ مردہ ہو خواہ زندہ اور زندہ تو باجماع مسلمین پاک ہے یہانتک کہ بچہ بہی جو ماں کے پیٹ سے نکلا پاک ہے اگرچہ اسکے اوپر رطوبت فرج کی ہو اور میت مین اختلاف ہے اور امام شافعی کے اس مین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ پاک ہے اسلیے

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان نجس نہین ہوتا اور بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ مسلمان نجس نہین ہوتا میت ہو یا حی اور یہ منقول ہوا ابن عباس سے اور کافر کو بھی پاک کہا ہے جماہیر سلف وخلف نے اور کہا ہے کہ اللہ پاک جو فرماتا ہے انما المشرکون نجس مراد اس سے نجاست اعتقادی ہے یا یہ مراد ہے کہ اس سے دور رہو جیسے نجاستون سے دور رہتے ہو اور یہ مراد نہین کہ بدن اُسکا نجس ہے جیسے بول اور غائط نجس ہے اور جب آدمی کی طہارت ثابت ہوگئی مسلمان ہو خواہ کافر تو اب اُسکا تھوک اور پسینا اور آنسو پاک ہوئی بےوضو ہو خواہ بےغسل حائض یا نفساء اور یہ سب باجماع مسلمین ثابت ہے اور یہی حال ہے لڑکون کا کہ انکا ناک تھوک رینٹ طاہر ہے جب تک کوئی نجاست اور یقیناً اس مین نہ ملے اور جب یہ ثابت ہوچکا تو انکے کپڑون مین نماز روا ہوئی اور انکے ساتھ کھانا درست ہوا اور جس ہاتھ مین انکی نجاست نہو اور پانی مین ڈالدین وہ پانی پاک ہے برابر ہین اس مین ڈھیر اور چار اور سارے جہان کے لوگ اور اسحدیث سے ثابت ہوا احترام بزرگون کا اور توقیر انکی مجلس کی اور عزت انکی مصاحبت کی کہ جب نیکون کے ساتھ بیٹھے تو کپڑے اور بدن پاک رکھے اور ناخون کترے ہوئے ہوون اور خوشبو لگائی ہو اور کوئی بدبو نہ رکھتا ہو اور بزرگی کرے علما کی اور ثابت ہوا کہ عالم اپنے شاگردون کا حال پوچھے اور انکے چلے جانیکے سبب دریافت کرے یہ خلاصہ ہے نووی کا اور قسطلانی نے کہا ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ ابدان کافرون کے مثل کتون کے نجس ہین اور ابن حزم کا بھی یہی قول ہے مگر اسکا معارضہ کیا ہے اور جواب دیا ہے کہ آخر کتابیات عورتون سے نکاح درست ہے اور انکے پسینے سے بچنا محال ہے اور اسکے دھونیکا حکم نہین آیا پس معلوم ہوا کہ مرد و عورت اس مین برابر ہے یہ مضمون ہے قسطلانی کا

باب المنی یصیب الثوب منی کا بیان جو کپڑے مین بہجاوے **عن** عمرو بن میمون قال سألت سلیمان بن یسار عن الثوب یصیبه المنی انغسله او نغسل الثوب کله قال سلیمان قالت عائشة کان النبی صلی الله علیه وسلم یصیب ثوبه فنغسله من ثوبه ثم یخرج فی ثوبه الی الصلوة وانا اری اثر الغسل فیه عمرو بن میمون نے کہا کہ پوچھا مین نے سلیمان بن یسار سے کہ جس کپڑے مین منی ہو جاوے کیا اتنا ہی دھو ڈالین یا سب کپڑا دھو دین انھون نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جامہ مبارک مین منی لگ جاتی تھی تو ہم اوتنا ہی دھوتے تھے پھر آپ وہی کپڑا پہنکر نماز کو باہر جاتے تھے اور مین دھونیکا اثر اس کپڑے مین دیکھتی تھی (یعنے دھبا) **ف** تحقیق اسکے آگے کے باب مین آویگی انشاء اللہ تعالے

باب فی فرك المنی من الثوب منی کے کھرچ ڈالنے کا بیان۔ **عن** عائشة قالت ربما فرکته من ثوب رسول الله صلی الله علیه وسلم بیدی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا کہ مین اکثر کھرچ ڈالتی تھی اُسکو (یعنے منی کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اپنے ہاتھون سے **عن** همام بن الحارث قال نزل بعائشة ضیف فامرت له بملحفة

لها صفراء فاحتلم فيها فاستحيى ان يرسل بها وفيها اثر الاحتلام فغمسها في الماء ثم ارسل بها فقالت عائشة لم افسد علينا ثوبنا انما كان يكفيه ان يفركه باصبعه ربما فركته من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم باصبعي ہمام بن حارث نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بیان کہ کوئی مہمان آیا اور آپنے حکم کیا اسکے لیے ایک لحاف کا جو زرد رنگا ہوا تہا اور اسکو اس میں احتلام ہو گیا وہ شرمایا کہ اسکو آپکے پاس بہیجے اور اس میں احتلام کا دہبا ہو سو اسکو پانی سے دہو ڈالا اور بہیجدیا آپنے فرمایا کہ کیوں خراب کردیا ہمارا کپڑا اسکو کافی تہا کہ کہرچ ڈالتا انگلی سے میں اکثر اپنی انگلی سے کہرچ ڈالتی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے عن عائشة قالت رايتني اجده في ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحته عنه حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ مینے اپنی کو بہت دیکہا ہے کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میں منی پائی اسکو کہرچ ڈالا **ف** حدیث کہرچ ڈالنے کی جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے اسکو روایت کیا ہے مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور مسند میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذخر کی لکڑی سے کہرچ ڈالتے تہے اور پہر اسمیں نماز پڑہتے تہے اور خشک کو کہرچکر نماز پڑہتے تہے اور دار قطنی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اگر خشک ہوتی تہی تو کہرچ ڈالتی تہی منی کو اور دہوتی تہی اگر تر ہوتی تہی اور بروایت اسحاق مروی ہے ابن عباس سے کہ انسے پوچہا کپڑے کے منی کو تو انہوں نے فرمایا وہ رینٹ اور تہوک کے برابر ہے اور کافی ہے کہ تو اسی کپڑے سے پونچہ ڈالے یا اذخر کی لکڑی سے روایت کی یہ دار قطنی نے اور کہا کہ مرفوع نہیں کیا اسکو مگر اسحق ازرق نے شریک سے اور اس میں ضرر نہیں اسلیے کہ اسحاق امام ہے اور روایت کی جاتی ہیں ان سے حدیثیں صحیحین میں اور انکی مرفوعات اور زیادات مقبول ہیں اور حضرت عائشہ کی حدیث موقوفاً روایت کی ہے بخاری نے ترجمہ باب میں اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اسکی کہرچنے کا حکم آیا ہے بطریق صحیح اور روایت کیا ہے اسکو جارود نے اور بیان کی وہی حدیث مہمان کی اور اسکے آخر میں کہا کہ حکم فرمانا منی کے دہونے کا اسکی کچہ اصل نہیں اور حدیث ابن عباس کی جو ہے اسکو بیہقی اور طحاوی نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور بیہقی نے موقوفاً بہی روایت کیا ہے ابن عباس تک اور کہا ہے کہ موقوف ہونا اسکا صحیح ہے اور استدلال کیا ہے ان حدیثوں سے فقہاء نے کہ منی کے دور کرنے کو دہونا بہی کافی ہے اور کہرچنا اور چہیلنا بہی اور اہل علم نے اس میں اختلاف کیا ہے سو اہل بیت اور ابو حنیفہ اور مالک اسکی نجاست کے قائل ہیں مگر ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر خشک ہو تو کہرچنے سے پاک ہو جاتی ہے اور ایک روایت امام احمد کی بہی ایسی ہی ہے اور اہل بیت اور مالک کا قول یہ ہے کہ تر و خشک دونوکو دہونا ضرور ہے اور لیث نے کہا وہ نجس ہے مگر نماز اگر پڑہ لی ہے تو پہر دوبارہ پڑہنا اسکا ضرور نہیں اور حسن بن صالح

نے بہی کہاہے کہ نماز اس سے دوہرائی نہین جاتی اگر کپڑے مین بہری ہو اور اس سے نماز پڑہ لی ہو اگرچہ بہت ہو اور اگر بدن مین لگی ہو تو نماز دوہرائے اگرچہ تہوڑی بہی ہو ابن حزم نے محلی مین فرمایا ہے کہ مروی ہوا ہے دہونا اسکا عمر رض بن خطاب اور ابوہریرہ اور انس اور سعید بن مسیب سے اور امام شافعی اور داؤد نے کہاہے کہ یہی صحیح روایت ہی احمد سے اسکی طہارت کی یعنے وہ پاک ہے اور نسبت کی ہے اس قول کی نووی نے بہت سی فقہا کی طرف اور اہلحدیث کی جانب اور کہاہے نووی نے کہ مروی ہے یہ علی بن ابی طالب اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور حضرت عائشہ سی اور کہاہے نووی نے کہ دہوکا کہایاہے اس نے جسکی خیال مین آیاہے کہ صرف امام شافعی اسکو پاک کہتے ہین الغرض یہ سب لوگ اسکے پاک ہونیکی قائل ہین اور کیون نہ پاک ہوگی کہ اللہ تعالی نے پیدا کیاہے اس سے انبیاعلیہم السلام کو) جو لوگ نجس کہتے ہین انکی حجت یہ ہے کہ اسکا دہونا مروی ہے اور دہونا نہین ہوتا مگر نجاست سی اور جواب دیاہے کہ ان حدیثون مین جو گذرین کہین دہونے کا حکم رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین باقی رہا حضرت عائشہ کا کبہی دہوڈالنا یہ نجاست کا مثبت نہین ہوسکتا جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ حضرت صلعم کو دہونے کی خبر ہوئی اور آپنے اسکو قرار دیا اور اگر یہہ ثابت بہی ہوجاوے تو اتنی ہی بات معلوم ہوگی کہ دہونا بہی روا ہے مگر نجاست کہان سے ثابت ہوگی اس لیے کہ دہونا بالاتفاق جائز ہے اور بہت سی پاک چیزین دہوئی جاتی ہین جیسے مٹی پاک کیچڑ سالن کے دہبے غرض صواب یہ ہے منی نجس ہے مگر پاک ہوجاتی ہے تینون طرح سے خواہ دہو ڈالے خواہ کہرچ ڈالے ناخون سے خواہ دور کردے لکڑی وغیرہ سے اور یہہ خلاصہ ہی اس مسئلہ کا اور حافظ ابن حجر نے کہاہے کہ دہونے اور کہرچنے مین کچہ مخالفت نہین اسلیے کہ اگر ہم طہارت منی کے قائل ہون جب بہی دہونا بطریق استحباب اور بطور نظافت ہوگا اور کہرچنا بطور جواز کے اور یہہ طریقہ شافعی اور احمد اور اسحاق کاہے اور اصحاب حدیث کا اور اگر ہم اسکے نجاست کے قائل ہون تو بہی دونو قسم کی روایتون مین جمع ممکن ہے اسطرح کہ دہونا تر مین ہو اور کہرچنا خشک مین اور یہ طریقہ حنفیہ کاہے پہر کہاہی حافظ نے کہ پہلی طریقہ کو بہت ترجیح ہے اسلیے کہ اس مین قیاس اور حدیث دونون پر عمل ہوتاہے اسلیے کہ اگر نجس ہوتی تو دہونا واجب ہوتا اور قیاس کا مقتضی یہی تہا اور اکتفا کہرچنے پر روا نہ ہوتے جیسے خون وغیرہ مین کہرچنا کافی نہین اور یہ طریقہ حنفیون کا اس طرح بہی رد ہوتاہے کہ ابن خزیمہ نے روایت کیاہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ وہ منی کو پونچہ ڈالتے تہین اذخر کی لکڑی سے (یعنے جب تر ہوتی) اور جب خشک ہوتی تو کہرچ ڈالتی تہین پہر آپ اس مین نماز پڑہتے تو اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ نہ تر کو دہوتی تہین نہ خشک کو غرض اس سے بالکل طریقہ حنفیون کا رد ہوگیا اور نجاست کا قول معتبر نہ رہا یہ ہے تقریر ذیل کی اور یہہ آخر مضمون ہے حافظ کا **باب** الصَّلٰوۃِ فِی الثَّوۡبِ الَّذِیۡ یُجَامَعُ فِیۡہِ جس کپڑے مین جماع کرتے ہین اس سے نماز پڑہنے کا بیان مین **عن** مُعَاوِیَۃَ بۡنِ اَبِیۡ سُفۡیَانَ اَنَّہٗ سَاَلَ اُخۡتَہٗ اُمَّ حَبِیۡبَۃَ زَوۡجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

عليه وسلم هل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي في الثوب الذي يجامع فيه قالت نعم
اذا لم يكن فيه اذى حضرت معاویہؓ نے اپنی بہن سے پوچہا ام حبیبہؓ سے جو بی بی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کپڑے مین جماع کرتے تہے اس سے نماز پڑہتے تہے انہون نے فرمایا کہ اگر اس مین
کوئی نجاست ہوتی تو ہان اس کپڑے مین نماز پڑہتے تہے **عن** ابی الدرداء قال خرج علینا رسول الله صلى الله عليه
وسلم ورأسه يقطر ماء فصلى بنا في ثوب واحد متوشحا به قد خالف بين طرفيه فلما انصرف
قال عمر بن الخطاب يا رسول الله تصلي بنا في ثوب واحد قال نعم اصلي فيه وفيه اي قد جامعت
فيه ابی الدرداءؓ نے کہا نکلے ہمپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے سر مین سے پانی ٹپکتا تہا پہر آپ نے ہمارے
ساتہہ نماز پڑہی ایک کپڑے مین لپیٹے ہوئے کہ اسکے ایک کونے کو ادہر اور ایک کو ادہر ڈال لیا تہا پہر جب آپ
نماز پڑہ چکے تو عمر بن خطابؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے امامت کرتے ہین آپ ایک کپڑے سے آپ نے فرمایا
کہ ہان اسیمین نماز پڑہتا ہون اور اسیمین اور بہی کچہ (یعنے جماع بہی کرتا ہون **عن** جابر بن سمرة قال سأل
رجل النبي صلى الله عليه وسلم يصلي في الثوب الذي ياتي فيه اهله قال نعم الا ان يرى
فيه شيئا فيغسله جابر بن سمرہ نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ آیا نماز پڑہون اس
کپڑے مین جس مین صحبت کرتا ہون اپنی بی بی سے تو آپ نے فرمایا کہ ہان مگر جب دیکہے اس مین کوئی چیز (یعنے
نجس) تو اسکو دہو ڈال **ف** ان روایتون سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی کپڑا خاص
نماز کے لیے نہین رہتا تہا بلکہ روزمرہ کے کپڑون سے ہی نماز بہی ادا کر لیتے تہے اب کٹہ ملاؤن نے اور بناؤٹی از
متکلفین نے جو سجادہ اور ہمت ادرا اور کپڑے نماز کے لیے خاص کر لیے ہین یہ بدعات ومحدثات مین داخل
ہین پہر اگر کوئی انکو چہوے تو ہندوؤن کیطرح چہوت سمجہتے ہین اور بہوت کی طرح الگ رہتے ہین انکو وسواس خناس
نے مبہوت کر دیا ہے **باب** ما جاء في مسح الخفين موزون کے مسح کا بیان **عن** همام بن الحارث
قال بال جرير بن عبد الله ثم توضأ ومسح على خفيه فقيل له اتفعل هذا قال وما يمنعني وقد
رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعله قال ابراهيم كان يعجبهم حديث جرير لان
اسلامه كان بعد نزول المائدة ہمام بن حارث نے کہا جریر بن عبد اللہ نے وضو کیا اور مسح کیا اپنے موزون پر
تو ان سے کہا گیا کہ تم یون کرتے ہو تو انہون نے کہا کہ مجہے کون روکتا ہے اس سے اور مین نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکہا ہے ابراہیم جو ہمام کے شاگرد ہین وہ کہتے ہین کہ لوگون کو جریر کی حدیث بہت پسند
آتی تہی اسلیے کہ اسلام جریر کا سورہ مائدہ کے اترنے کے بعد تہا **ف** روایت کی یہ حدیث ابو داود نے
بہی اور اس مین یہ بہی ہے کہ جب جریر سے پوچہا گیا قبل نزول مائدہ ہے یا بعد تو انہون نے کہا کہ مین تو بعد نزول

مائدہ مسلمان ہوا ہون اور ایسی ہی روایت کی ہے ترمذی نے شہر بن حوشب کی سند سے اور اس مین یہی مضمون ہے اور طبرانی
نے بھی روایت کی محمد بن سیرین کی روایت سے جریر سے کہ یہ حجۃ الوداع مین ہوا اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث مفسر ہے
کہ بعضے لوگون نے جو مسح خفین کا انکار کیا ہے تو حضرت جریرؓ کے مسح کی تاویل کی ہے کہ آپنے سورۂ مائدہ کی آیت وضو کی اترنے
سے قبل مسح کیا ہے اور اس آیت کے اترنے سے منسوخ ہوگیا غرض یہ تاویل انکی جریر کی روایت سے باطل ہوگئی اور حدیث
نے مشروعیت اسکی ثابت کردی اور ابن منذر نے ابن مبارک سے نقل کیا ہے کہ مسح خفین مین صحابہ کا اختلاف نہ تھا اس
لیے کہ جس سے انکار مذکور ہے اس سے اقرار اور اثبات بھی مذکور ہے ابن عبد البر نے کہا ہے کہ فقہائے سلف سے کوئی
ایسا نہین جس سے اسکا انکار مروی ہو سوا امام مالک کی باوجودیکہ روایات صحیحہ اسکے اثبات کے ان سے مذکور ہین
اور اشارہ کیا امام شافعی نے اُمّ مین مالکیہ کے انکار کا اور اب مالکیہ معروف اور مستقر ان کے نزدیک دو قول
ہین اول یہ کہ مطلق مسح موزہ جائز ہے دوسرے یہ کہ مسافر کو جائز ہے مقیم کو نہین اور ابن نافع سے مبسوطہ مین مروی
ہے کہ امام مالک اگرچہ اسکے جواز کا فتوی دیتے تھے مگر آپ اپنی ذات کے لیے توقف کرتے تھے اور ابن منذر
نے کہا ہے کہ اس مین اختلاف ہے کہ مسح موزے پر افضل ہے یا اتار کر پیر دھونا افضل ہے اور ابن منذر نے مسح کو
پسند کیا ہے اسلیے کہ اہل بدعۃ خوارج و روافض اسپر طعن کرتے ہین تو اس سنت کو ضرور جاری کرنا چاہیے تمام
ہوا قول ابن منذر کا اور نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ موزون کے مسح کو اتنے لوگون نے روایت کیا ہے صحابہ سے
کہ انکی گنتی مشکل ہے چنانچہ حسن بصری نے فرمایا ہے کہ مجھ سے ستر صحابیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسح کرتے تھے موزون پر روایت کی یہ ابن ابی شیبہ نے حافظ ابن حجر نے
فتح الباری مین کہا ہے کہ تصریح کی ہے بہت سے حافظان حدیث نے کہ مسح موزہ متواتر ثابت ہوا ہے اور جمع کی بعضون
نے روایتین انکی تو معلوم ہوا کہ اسی روایتین ہین جو صحابہ سے منقول ہین کہ ان مین دس تو عشرہ مبشرہ ہین اور امام
احمد نے فرمایا ہے کہ اس مین چالیس حدیثین ہین صحابہ سے مرفوع اور ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ اس مین اکتالیس
شخصون سے روایت آئی ہے اور ابن عبد البر نے استذکار مین کہا ہے کہ روایت کیا ہے مسح موزیکو نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے چالیس صحابیون نے اور ابو القاسم ابن مندہ نے انکے نامون کا ذکر کیا ہے اپنے تذکرہ مین تو وہ
اسی صحابی ہوئے اور ترمذی اور بیہقی نے اپنی سنن مین ذکر کیا ہے ان مین سے ایک جماعت کو اور منسوب کیا
ہے مسح موزیکے جائز ہونیکو تمام صحابہ کی طرف جیسے ابن مبارک سے اوپر گذرا اور جو حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے
انکار مسح موزہ کا مروی ہے اور ابو ہریرہؓ سے تو ابن عبد البر نے کہا ہے کہ وہ ثابت نہین اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا
ہے کہ حدیث ابو ہریرہؓ کی مسح موزہ کے باب مین صحیح نہین اور باطل ہے اور دارقطنی نے قائل ہونا حضرت عائشہؓ کا مسح
موزہ کے جائز ہونے پر روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے جو حضرت علیؓ سے روایت کیا کہ انہون نے فرمایا کہ خفین یعنے

سوزے سے کتاب آگے ہوگئی (یعنے کتاب اللہ سے) مسح موزہ منسوخ ہوگیا ہے یہ روایت منقطع ہے اور مسلم نے قائل ہونا مسح موزے
کا ان سے روایت کیا ہے اور نسائی نے بھی کہ بعد موت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ قائل ہوگئے جب اور صحابیون
سے اسکی روایتین سُنین اور یہ جو حضرت عائشہؓ کا قول مروی ہے کہ میرے پیر کٹ جانا اچھا ہے اس سے کہ مین انپر
مسح کرون تو اس مین محمد بن مہاجر راوی ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ اپنے دل سے حدیثین بنایا کرتا تھا اور جو
قصہ امیر الحسین نے شفا مین ذکر کیا ہے کہ علی او عمر رضی اللہ تعالی عنہما مین تکرار ہوئی اور حضرت علیؓ نے بائیس صحابیونؓ
کی گواہی گذرانی کہ مسح موزہ سورہ مائدہ کے قبل تھا اور سورہ مائدہ کے اترنے سے منسوخ ہوگیا اسکو ابن بہران نے
کہا ہے کہ مین نے کسی حدیث کی کتاب مین یہ قصہ نہین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ روافض وخوارج کی زٹل ہے اور اس قصہ
کی صحیح نہونے پر ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ امام مہدی نے مسح موزے کے قائلون مین سے حضرت علیؓ کو بھی گنا ہے
اور بحر مین اسبات کو لکھا ہے اور عترت اور امامیہ اور خوارج اور ابوبکر بن داؤد ظاہری کا قول ہے کہ مسح بغیر پیر دھوئے
کافی نہین ہوسکتا اور آیت سورہ مائدہ سے انہون نے استدلال کیا ہے اور حضرتؐ کے اس قول سے دلیل پکڑی ہے
کہ جسکو آپنے وضو سکھایا تھا اس سے فرمایا کہ اپنے پیر دھو اور اس حدیث مین مسح کا ذکر نہین اور ایک حدیث مین آپنے وضو کرکے
فرمایا کہ اس سے کم مین نماز اللہ قبول نہین کرتا اور اس مین پیر دھوئے تھے اور اس سے بھی دلیل پکڑی ہے کہ آپنے فرمایا
خرابی ہے ایڑیون کی دوزخ کی آگ سے اور کہا ہے کہ جتنی حدیثین مسح موزے کے باب مین آئی ہین وہ سب مائدہ کی
آیت سے منسوخ ہوگئین اور اسکے جواب اہلحدیث نے یہ دیے ہین کہ آیت جو تم نے ذکر کی اسکا جواب یہہ ہے کہ بعد
نزول آیت کے حضرتؐ نے مسح کیا چنانچہ جریر کی روایت اوپر گذری اور ان کا اسلام ہی بعد مائدہ کے تھا اور پیر دھونے
کا حکم جو تمنے روایت کیا اس سے وجوب پیر دھونیکا ثابت ہے جب موزہ نہو اور اسکے تو ہم بھی قائل ہین غرض اس
مین موزہ کا بیان ہی نہین پھر مسح کا کیا ذکر ہے اور اگر وہ حکم عام ہی قبول کیا جاوے تو مسح موزیکی روایتین اسکی
تخصیص کردینگی اور کیون نہون کہ وہ روایتین متواتر ہین اور وہ روایت جس مین نماز کا قبول نہونا مذکور ہے وہ
قابل احتجاج نہین نہ قابل استدلال ہے بسبب ضعف کے علے الخصوص جب روایات معتبرہ صحیحہ متواترہ کے خلاف
ہو اور اسکی کوئی سند قابل اعتبار اور لائق اعتماد بھی نہین ملتی اور جس حدیث مین خرابی ایڑیون کی مذکور ہے اگرچہ
وہ صحیح ہے مگر وہ محمول ہے اسوقت پر جسوقت ایڑیان کھلی ہون اور موزہ نہون اور جب آپنے فرمائی ہے انہی
لوگون کے واسطے فرمائی ہے جو موزہ نہین پہنے تھے ورنہ ایڑیان آپکو نظر کیونکر آتین اور اگر تم کہو کہ موزہ پہنے
تھے تو ہم کہینگے پھر ایڑیون کی تخصیص آپنے کیون کی بلکہ آپ ساری پیر کو فرماتے کہ دوزخ سے خرابی ہے اور اگر کہو کہ
حدیث مسح موزہ منسوخ ہین تو ہم کہتے ہین کہ آیت دو حال سے خالی نہین یا عام ہے یا مطلق اگر عام ہے تو احادیث
مسح مخصص ہین اور تخصیص کتاب کی سنت سے روا ہے اور اگر مطلق ہے تو احادیث مسح نے اسکو مقید کردیا اور

اصول مین ٹھہر چکا ہے کہ اوتارنا عام کا خاص پر ضرور ہے اور اس کا قائل ہو کہ آیت احادیث مسح کے بعد نازل ہوئی اور عام
ہے لہذا ناسخ احادیث ہے تو یہ دعوی پورا نہین ہو سکتا جب تک بخوبی ثابت نکرین کہ نزول آیت ان حدیثون کے بعد ہے
بلکہ حدیث جریر کی اس دعوی کے بنیاد ڈہا رہی ہے اور جریر کی روایت مین جو بعضون نے کہا ہے کہ مقبول نہین اسلیئے کہ
جریر نے حضرت علی رض کی رفاقت چھوڑ دی یہ عذر بیجا ہے اسلیئے کہ جب معاویہ کی روایت مقبول ہے جو ان سے لڑ رہے
ہین تو جریر کا اس پر کیا قصور ہے کہ اسکی روایت قبول نہو بلکہ یہ بھی آیا ہے کہ وہ کسی عذر سے رہ گئے اور
حضرت علی رض نے انکو حضرت معاویہ کے پاس بھیجا تہا اور حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر نے اجماع نقل کیا ہے کہ روایت فاسق
کی قبول ہے اور اکابر ائمہ اہل بیت سے اور انکے اتباع سے نقل کیا ہے کہ روایت صحابہ کی فتنہ کے قبل اور بعد دونو
وقت مقبول ہو اور حافظ ابن حجر نے فتح مین تصریح کی ہے کہ مائدہ غزوہ مریسیع مین نازل ہوئی اور حدیث مغیرہ رض
کی جو آگے آتی ہے وہ غزوہ تبوک مین واقع ہوئی ہے اور غزوہ تبوک مریسیع غزوہ کے بعد ہے بالاتفاق اور تصریح کی ہے
ابوداؤد نے کہ حدیث مغیرہ کی غزوہ تبوک مین ہے اور بزار نے ذکر کیا ہے کہ مغیرہ سے احادیث مسح کو ساٹھ آدمیون نے
روایت کیا ہے (یہ مضمون ہے نیل کا) اور جب مسح ثابت ہوگیا تو اب جو لوگ قائل ہین انکے نزدیک جواز مسح کی دو
شرطین ہین **اول** یہ کہ طہارت کامل پر پہنا ہو اور اسکے بعد اگر حدث ہو تو وضو کرے اور مسح کرے **دوسرے**
یہ کہ خف اور موزے کے لفظ سے ثابت ہو چکا کہ پورا موزہ ہو اور کٹا پھٹا نہو اور ٹخنون تک کو ڈہانپتا ہو اگر زیادہ ہو
تو مضائقہ نہین مگر اس سے کم نہو اور باقی اسکے اندر نہ ہو چنانچہ مصفی مین کہا ہے کہ حد موزہ یہ ہے کہ
ساتر ہو موضع فرض کا اور آدمی اس مین چل پھر سکتا ہو اور اس قید سے پائتابہ کپڑے کا نکل گیا اور جرموق یعنی
جو موزے کے اوپر پہنتے ہین اور جوتی اور چپل یہ سب خارج ہوگئے انتہے **عن** جابر قال مر رسول الله صلى
الله عليه وسلم برجل يتوضأ ويغسل خفيه فقال بيده كأنه دفعه إنما أمرت بالمسح وقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم بيده هكذا من أطراف الأصابع إلى أصل الساق وخطط بالأصابع جابر رض نے
کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گذرے ایک شخص پر کہ وضو کرتا تہا اور اپنا موزہ دہو رہا تہا (یعنے وہ سمجہا کہ پیر دہونا
فرض ہے پھر جب موزہ پیر پر ہو تو موزہ دہونا فرض ہے) تو آپنے ہاتہہ سے اشارہ کیا گویا اسکے خیال کو دور کیا
اور فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے مسح کا اور فرمایا آپنے اپنے ہاتہہ سے (یعنے اشارہ کیا) انگلیون کی نوکون سے پنڈلی
کی جڑ تک اور انگلیون سے لکیر کھینچی **ف** یعنے ہاتہہ کی انگلیان پیر کی انگلیون پر رکھہ کر وہان سے
پنڈلی کی جڑ تک کھینچیں بس یہی مسح کی شکل ہے **عن** أبي هريرة قال قالوا يا رسول الله ما الطهور على
الخفين قال للمسافر ثلاثة أيام ولياليهن وللمقيم يوم وليلة ابوہریرہ سے مروی ہے کہ لوگون
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیونکر طہارت موزون کی آپنے فرمایا مسافر کو تین دن تک مسح کرنا روا ہے اور مقیم کو ایک رات دن

عن عبد الرحمن ابن ابی بکرۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ رخص للمسافر
اذا توضأ ولبس خفیہ ثم احدث وضوءا ان یمسح ثلاثۃ ایام ولیالیھن وللمقیم یوما ولیلۃ
عبدالرحمن بن ابی بکرہ اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی مسافر کو کہ جب وضو کرے اور
وضو کرکے موزہ پہنے پھر تازہ وضو کرے تو مسح کرتا رہے تین دن اور انکی راتین اور مقیم ایک دن رات **عن** ابی
مسلم مولی زید بن صوحان قال کنت مع سلمان فرای رجلا ینزع خفیہ للوضوء فقال لہ سلمان
امسح علی خفیک وخمارک وبناصیتک فانی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین
والخمار ابو مسلم مولی زید بن صوحان کے راوی ہین کہ مین سلمان کے ساتھ تھا سو انہون نے ایک شخصکو دیکھا
کہ اُس نے وضو کے لیے موزہ اُتارا سلمان نے کہا مسح کر لو اپنے موزے پر اور عمامے اور پیشانی کے بالون پر اسلیے
کہ مینے دیکھا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ مسح کرتے تھے موزون پر اور عمامہ پر **ف** یہ حدیث سلمان کی ترمذی
نے علل مین روایت کی ہے مگر خمار کے عوض کہا ہے کہ مسح کیا اپنے موزے پیشانی پر اور اسحدیث کی اسناد مین
ابو شریح مین ترمذی نے کہا ہے کہ مینے محمد بن اسمعیل بخاری سے پوچھا کہ انکا نام کیا ہے تو انہون نے فرمایا کہ مین
نہین جانتا اور نہ انکا نام پہچانتا ہون اور نہ اسحدیث کے سوا انکی کوئی حدیث جانتا ہون اور مسح عمامہ کو روایت
کیا ہے طبرانی نے ابی امامہ سے غزوہ تبوک مین اور ابی موسی اشعری سے روایت کی ہے طبرانی نے کہ آیا مین نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ نے مسح کیا جوربین اور نعلین اور عمامہ پر اور طبرانی نے کہا کہ یہ روایت فقط
عیسے بن سنان نے روایت کی ہے اور اسیطرح طبرانی نے خزیمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
موزون اور خمار (یعنے عمامہ) پر مسح کرتے تھے غرض مسح عمامہ ایک جماعت صحابہ سے مروی ہوا اور لوگون نے
اس مین اختلاف کیا ہے اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق اور ابی ثور اور داؤد بن علی نے اسکو جائز
کہا ہے اور امام شافعی سے منقول ہے کہ انہون نے کہا اگر خبر اسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوجاوی
تو ہم مان لین گے اور ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ قول ہے کتنے ہی علما کا اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
کہ انہی مین ہین ابوبکرؓ اور عمرؓ اور انسؓ اور روایت کرتے ہین ابن رسلان نے ابی امامہ سے اور سعدؓ بن مالک
اور ابی الدرداءؓ اور عمرؓ بن عبد العزیز سے اور حسن اور قتادہ اور مکحول سے کہ یہ سب مسح عمامہ کو جائز کہتے ہین اور
روایت کی ہے خلال نے اپنی اسناد سے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انہون نے فرمایا عمامہ پر مسح کرنے سے جو پاک نہو اللہ اسکو
کبھی پاک نہ کرے اور فتح الباری مین روایت کیا ہے اسیمذہب کو طبری اور ابن خزیمہ اور ابن منذر سے اور
اس مین بھی اختلاف ہے کہ مسح عمامہ کے لیے اسکا پہننا طہارت کے اوپر ضرور ہے جیسے مسح موزے مین یا نہین
تو ابو ثور نے کہا جب تک طہارت پر نہ پہنا ہو مسح روا نہین گویا انہون نے موزے پر قیاس کیا اور باقی لوگون

ف: قول الائمہ فی مسح العمامہ

ف: بیان مدت مسح

کے نزدیک طہارت شرط نہین اور ایسا ہی اختلاف ہے اسکے وقت مین تو ابو ثور نے کہا کہ مسافر تین دن رات اور مقیم ایک دن رات عمامہ پر مسح کرے مثل موزے کے اور حضرت عمرؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور باقی لوگون نے وقت مقرر نہین کہا چنانچہ ابن حزم نے فرمایا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عمامہ اور خمار پر مسح کیا اور کوئی وقت مقرر نہین کیا اور ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موزے اور عمامہ پر مسح کرتے تھے تین دن سفر مین اور ایک دن حضر مین مگر اسکے اسناد مین مروان ابو سلمہ ہین کہ ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ وہ قوی نہین اور بخاری نے انکو منکر الحدیث کہا ہے اور ازدی نے کہا ہے لیس بشیئ (یعنے کچھ نہین) اور احمد بن حنبل سے یہ حدیث پوچھی انہون نے فرمایا یہ صحیح نہین غرض قائلان جواز مسح عمامہ کے دلائل یہی ہین اور جمہور جائز نہ ہونے کی طرف گئے ہین جیسے حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین کہا ہے اور مہدی نے اسقول کو اکثر علما کے طرف منسوب کیا ہے ترمذی نے کہا ہے کہ کتنے ہی صحابہ کا قول ہے کہ جب عمامہ پر مسح کرے تو اپنے سر پر بھی مسح کرے اور بغیر اسکے نہ کرے اور سفیان ثوری اور مالک بن انس اور شافعی کا یہی قول ہے اور ان لوگون نے کہا ہے کہ حدیث مسح عمامہ کی ایسی ہے کہ اس مین تاویل ہو سکتی ہے اور اس مین احتمال ہے بخلاف مسح سر کے کہ اللہ پاک نے اسکو فرض کیا ہے اور وہ یقینی ہے پھر یقینی بات کو چھوڑکر احتمال کیطرف نہین جا سکتے غرض یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا اور اسکا جواب یون دیا ہے کہ اصل مین مسح ہوا کرتا ہے بالون پر اور اسکو مجازاً مسح سر کہتے ہین پھر اگر کہو کہ یہ مجاز بسبب علاقہ کے روا ہے اور صحیح ہے تو ہم کہین گے کہ ایسا ہی عمامہ کے مسح کو بھی مجازاً سر کا مسح بول سکتی ہین کہ اسکو بھی سر سے علاقہ ہے جیسے بالون کو اور اسی لیے عرب کہتے ہین قبلت راسہ یعنے بوسہ دیا مینے اسکے سر پر حالانکہ بوسہ دیتا ہے عمامہ پر غرض عمامہ کے مسح کو بھی سر کا مسح بول سکتے ہین جیسے بالون کے مسح کو سر کا مسح بولتے ہین اور حاصل یہ ہے کہ ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فقط عمامہ کا مسح بغیر چھونے بالون کے اور فقط سر کا مسح بغیر عمامہ کے اور عمامہ اور سر دونو کا مسح ملا کر اور یہ تینون طریقہ بلا تامل جائز ہین اور نہین ان مین سے کوئی قابل انکار کے یہ خلاصہ تقریر ہے امام شوکانی کی نیل مین اور **مدت مسح** مین لوگون کا اختلاف ہے چنانچہ امام مالک اور لیث بن سعد نے کہا ہے کہ مسح موزے کے لیے کوئی مدت معین نہین جب تک چاہے کرتا رہے غرض جس نے طہارت کی حالت مین پہنا ہے جب تک چاہے مسح کرے اور مسافر و مقیم اس مین برابر ہے اور ایسا ہی مروی ہے عمر بن خطابؓ اور عقبہ بن عامرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور حسن بصری سے اور کہا ہے ابو حنیفہ اور انکے یارون نے اور ثوری اور اوزاعی اور حسن بن صالح بن حی اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور داؤد ظاہری اور محمد بن جریر طبری نے کہ اسکی مدت معین ہے مقیم کے لیے ایک رات دن اور مسافر کے لیے تین دن اور انکی راتین اور ابن سید الناس نے کہا ہے شرح ترمذی مین کہ ثابت ہوا ہے تقرر مدت کا عمر بن خطابؓ اور علی بن ابی طالبؓ

اور ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور حذیفہؓ اور مغیرہؓ اور ابی زید انصاریؓ سے اور یہ لوگ سب صحابی ہیں اور تابعین کی بھی ایک جماعت سے جیسے شریح قاضی ہیں اور عطا بن ابی رباح اور شعبی اور عمر بن عبدالعزیز ہیں ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ اکثر تابعین اور فقہاء اسی کے قائل ہیں اور احوط انکے نزدیک تقرر مدت ہے غرض ان حدیثوں میں سے جو تقرر مدت پر دال ہیں حدیث ابوہریرہؓ اور حدیث ابی بکرہؓ اور یہ دونوں اوپر گذریں اور اسی پر دال ہے حدیث علیؓ کی اور خزیمہ بن ثابتؓ کی اور اسکے سوا اور بھی حدیثیں ہیں اور جو لوگ تقرر مدت کے قائل نہیں شاید وہ حدیث ابی بن عمارہؓ کو دلیل لاتے ہیں جو آگے کے باب میں آویگی اور ابوداؤد نے بھی اسکو روایت کیا مگر اسکی اسناد میں اختلاف ہے اور وہ روایت قوی نہیں اور بخاری نے ایسا ہی کہا ہے (یعنے قوی نہیں) اور امام احمد نے فرمایا ہے کہ اسکی رجال معروف و مشہور نہیں (یعنے مجہول ہیں) اور دارقطنی نے اسکو روایت کر کے کہا ہے کہ اسناد اسکی ثابت نہیں اور اسکی اسناد میں تین مجہول ہیں عبدالرحمن اور محمد بن یزید اور ایوب بن قطن اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ اس میں یحیےٰ بن ایوب پر بہت اختلاف کیا گیا ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ اسکی اسناد پر بھروسہ نہیں رکھتا اور ابن عبدالبر نے کہا وہ ثابت نہیں اور اسکی اسناد قائم نہیں اور جوزقانی نے مبالغہ کر کے اسی موضوعات میں ذکر کیا ہے غرض جس روایت کا یہ حال ہو اوسپر اعتماد کرنا ٹھیک نہیں غرض حق یہی ہے کہ تقرر مدت مسح کے لیے صحیح ہے مسافر کو تین دن مقیم کو ایک دن (نیل باختصار) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِهٖ وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ انس بن مالکؓ نے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ وضو کیا اور آپ پر ایک عمامہ قطریہ تھا (وہ ایک چادر کی قسم ہے کہ اس میں سرخی ہوتی ہے اور اس میں لمبی لمبی دھاریاں ہوتی ہیں اور بحرین سے آتی ہیں) پھر آپنے عمامہ کے نیچے سے ہاتھ ڈالکر اپنے سر کے آگے سے مسح کیا اور عمامہ توڑا نہیں (تفصیل مسح عمامہ کی اوپر خوب گذری) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّهٗ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنْ مِصْرَ فَقَالَ مُنْذُ كَمْ لَمْ تَنْزِعْ خُفَّيْكَ قَالَ مِنَ الْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ قَالَ اَصَبْتَ السُّنَّةَ عقبہ بن عامر جہنی آئے حضرت عمرؓ کے پاس مصر سے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تم کب سے کب تک موزہ نہیں اتارتے (اور اسپر مسح کرتے رہتے ہو) تو انہوں نے کہا کہ جمعہ سے جمعہ تک تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمنے پایا سنت کو **ف** چونکہ یہ حدیث موقوف ہے لہذا معارض نہیں ہو سکتی اُن احادیث صحیحہ مرفوعہ کے جن میں تقرر مدت ہو چکا ہے اور اس میں فہم صحابی مذکور ہے اور فہم کسیکا حجت نہیں علے الخصوص جب روایات مرفوعہ کے خلاف ہو عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ قَالَ الْمُعَلّٰى فِيْ حَدِيْثِهٖ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا قَالَ وَالنَّعْلَيْنِ ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے وضو کیا اور مسح کیا جوربین پر اور چپلوں پر **ف** پیروں پر جو چیزیں پہنی جاتی ہیں وہ یہ ہیں **خف و نعل و جورب و جرموق** خف تو موزہ ہے کہ ٹخنوں سے اونچا اور کبھی ٹخنوں کے قریب تک ہوتا ہے جیسے سواروں کا اور نعل وہ ہے کہ ساری قدم کو ٹخنوں تک نہ ڈھانپے اور اس سے چپل اور جوتا مراد ہو سکتا ہے اور جورب کپڑے اور بنات وغیرہ کا پائتابہ ہے جو موزہ پر پہنتے ہیں اور کبھی بے موزہ کے بھی اور جرموق ایک موزہ ہے چمڑے کا کہ موزے کے اوپر پہنتے ہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب نے مصفے میں کہا ہے کہ جو موزہ عمدہ کا بنا دیں اور نیچے اسکے چمڑا لگا دیں خوب گندہ تو وہ بھی حکم میں موزہ کے ہے اور اسپر مسح روا ہے انتہے **کہا** علمے نے جو راوی حدیث ہیں کہ میں یہی جانتا ہوں کہ نعلین کا لفظ بھی میرے شیخ نے کہا ہے **نیل** میں ہے کہ مسح کیا ہے جوربین (پائتابہ) پر علی بن ابیطالب اور ابن مسعود اور براء بن عازب اور انس بن مالک اور ابو امامہ اور سہل بن سعد اور عمرو بن حریث نے اور مروی ہوا ہے یہ عمر بن خطاب اور ابن عباس سے اور یہ قول ہے ابوداؤد کا اور کہا ہے ابوداؤد نے اور مروی ہوئی ہے حدیث جوربین کے مسح کی ابی موسے اشعری سے (جیسا اوپر ابھی گذری) اور اسکی سند متصل نہیں ہے اور نہ وہ روایت قوی ہے مگر اخراج کیا ہے اسکا ابن ماجہ نے (جیسے ابھی اوپر گذری) اور ابوداؤد نے جو کہا کہ متصل نہیں ہے اسوجہ سے کہ روایت کی اسکی ضحاک بن عبدالرحمن نے ابی موسے سے اور بیہقی نے کہا ہے کہ ضحاک کو ابیموسے سے سماع نہیں ہے (یعنے بیچ میں کوئی راوی چھوٹ گیا ہے) اور ابوداؤد نے جو کہا کہ وہ قوی نہیں اسوجہ سے کہ اسکی سند میں عیسے بن سنان ہے اور وہ ضعیف ہے کہ اس سے دلیل نہیں پکڑی جاتی اور یحیی بن معین نے اسکو ضعیف کہا ہے اور اسباب میں ابن عباس سے بھی روایت ہے بیہقی میں اور اوس بن اوس سے ابی داؤد میں اور مسح علی الخفین مجمع علیہ ہے صحابہ کا اور مسح نعلین کیطرف بعض لوگ گئے ہیں اور نعلین پر مسح روا ہے کہ جوربین کے اوپر پہنے امام شافعی مجتہد محدثین نے کہا ہے کہ مسح جوربین پر روا نہیں ہے جبتک ان میں چمڑا نیچے نہ لگا ہو کہ آدمی اسکو پہن کر چل سکے اور سند اس حدیث کی جسکا ترجمہ ہوا پوری یہ ہے کہ روایت کی محمد بن یحیے نے ان سے معلے نے اور بشر بن آدم نے دونو سے روایت کی عیسے بن یونس نے ان سے عیسے بن سنان نے ان سے ضحاک بن عبدالرحمن نے ان سے ابیموسے نے آخر حدیث تک یہ سند ہم نے اسلیے ذکر کردی کہ تم پہچان لو اس سے انقطاع اور ضعف راوی کو جو اوپر گذرا **عن** اَبِی وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْہِ ترجمہ اسکا اوپر کی روایتوں سے معلوم ہو سکتا ہے **عَنِ** الْمُغِیْرَۃِ ابْنِ شُعْبَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ خَرَجَ لِحَاجَتِہٖ فَاتَّبَعَہُ الْمُغِیْرَۃُ بِاِدَاوَۃٍ فِیْہَا مَاءٌ حَتّٰی فَرَغَ مِنْ حَاجَتِہٖ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ مغیرہ بن شعبہ نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کو نکلے اور مغیرہ انکے پیچھے پانی کا لوٹا یا چھاگل لیکر ساتھ ہوئے جب آپ فارغ ہوئے حاجت سے

وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا **ف** یہ معاملہ غزوہ تبوک کا ہے چنانچہ موطا میں اسکی تصریح ہے **عن** ابن عمر انہ رای سعد
ابن مالک وھو یمسح علی الخفین فقال انکم لتفعلون ذلک فاجتمعا عند عمر فقال سعد لعمر افت ابن
اخی فی المسح علی الخفین فقال عمر کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمسح علی خفافنا لا نری
بذلک باسا فقال ابن عمر وان جاء من الغائط قال نعم عبداللہ بن عمر نے سعد کو دیکھا موزوں پر مسح کرتے
ہوئے اور کہا کہ تم یہ کیا کرتے ہو اور یہ دونوں جمع ہوئے حضرت عمرؓ کے پاس اور سعد نے عمرؓ سے کہا کہ فتوی دو میرے بھتیجے
کو موزوں کے اوپر مسح کرنیکا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسح کیا کرتے تھے اپنے موزوں
پر اور اس میں کچھ برائی نہ جانتے تھے ابن عمرؓ نے کہا اگرچہ پاخانے سے بھی آوے انہوں نے کہا ہاں (یعنے جب
بھی مسح درست ہے **عن** سہل بن سعد الساعدی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الخفین وامرنا
بالمسح علی الخفین سہل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا اور ہمکو بھی حکم دیا کہ مسح کریں موزوں پر
عن انس بن مالک قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فقال ھل من ماء فتوضا
ومسح علی خفیہ ثم لحق بالجیش فامھم انسؓ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ آپ نے فرمایا
کہیں پانی ہے پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا اور پھر لشکر سے جا ملے اور انکی امامت کی **عن** بریدۃ ان النجاشی
اھدی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خفین اسودین ساذجین فلبسھما ثم مسح علیھما بریدہؓ نے
کہا کہ نجاشی بادشاہ حبش نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دو موزے سیاہ سادے ہدیہ بھیجے اور آپ نے انکو پہنا اور
انپر مسح کیا **ف** کاش وہ ہماری آنکھوں کے چمڑے کے ہوتے

باب المسح علی الخف واسفلہ

مسح موزے کے اوپر کرنیکا بیان **عن** المغیرۃ بن شعبۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الخف
واسفلہ مغیرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزے کے اوپر اور نیچے **ف** منتقی میں
کہا ہے کہ روایت کی یہ حدیث امام احمد نے اور ترمذی نے اور ابوداؤد نے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ معلول
ہے اور اسکو مسند نہیں کیا ثور سے سوا ولید کے اور کسی نے اور پوچھا میں نے ابوزرعہ سے اور محمد بن اسمعیل بخاری سے
اس حدیث کو تو ان دونوں نے کہا صحیح نہیں اور نیل میں کہا ہے کہ روایت کی یہ دارقطنی نے اور بیہقی اور ابن جارود نے
اور اثرم نے احمد سے روایت کی اور وہ اسکو ضعیف کہتے تھے اور ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے
اور ابوزرعہ نے کہا کہ حدیث ولید کی محفوظ نہیں اور موسی بن ہارون نے کہا کہ ثور نے یہ حدیث رجاء سے نہیں سنی
اور ثوری اور ابوحنیفہ اور اوزاعی اور احمد بن حنبل کا مذہب ہے کہ فقط موزے کے اوپر مسح کرے نہ نیچے اور امام مالک
اور شافعی اور ان دونوں کے شاگرد اور زہری اور ابن مبارک اور سعد بن ابی وقاص اور عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے کہ دونوں
طرف کرے اوپر اور نیچے اور مالک اور شافعی نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر فقط اوپر کرے تو کافی ہے اور مالک نے کہا اگر

کہ جسنے صرف نیچے کیا اور اوپر نہ کیا کافی نہیں اور اسکو لازم ہے کہ وقت نماز تک اگر یاد آوے اعادہ کرے اور بعد وقت
کے بھی اور ایک روایت ان سے اسکے سوا بھی ہے اور مشہور امام شافعی سے یہ ہے کہ اگر اوپر مسح کیا اور اندر نہ کیا تو بھی کافی
ہے اور جسنے اندر کیا اور اوپر نہ کیا وہ کافی نہیں ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک تین انگلی کے موافق کافی ہے ہاتھ
کی انگلیوں سے اور احمد کے نزدیک اکثر حصہ پر ضرور ہے اور امام شافعی کے نزدیک جسپر بولنا مسح کے لفظ کا صحیح
ہو جاوے حافظ ابن حجر نے جب حدیث حضرت علیؓ کی روایت کی تو کہا کہ ابن عمرؓ سے محفوظ ہے کہ وہ اوپر اور نیچے
دونو طرف کرتے تھے ایسی ہی روایت کی شافعی اور بیہقی نے ان سے غرض حدیث مغیرہ کی جس میں نیچے اور پر دونو کا
مسح مذکور ہے قابل احتجاج نہیں غایتہ ملخص الباب یہ ہے کہ کبھی حضرتؐ نے نیچے بھی ہاتھ پھیر لیا ہو **باب** ما
جاء فی التوقیت فی المسح للمقیم والمسافر مسافر اور مقیم کے لیے مدت مسح کا بیان **عن** شریح بن هانیء
قال سألت عائشة رضی الله عنها عن المسح علی الخفین فقالت ائت علیا فسله فانه اعلم بذلک
منی فاتیت علیا فسألته عن المسح فقال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یامرنا ان نمسح
للمقیم یوما وللمسافر ثلاثة ایام شریحؒ نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے موزے کے مسح کو
پوچھا تو انہوں نے کہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں پھر میں انکے پاس گیا
تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمکو حکم دیتے تھے کہ مقیم ایک دن اور مسافر تین دن تک مسح کرے
ف تحقیق اسکی خوب اوپر کے باب میں گذری **عن** خزیمة بن ثابت قال جعل رسول الله صلی الله علیه
وسلم للمسافر ثلاثا ولو مضی السائل علی مسئلته لجعلها خمسا خزیمہ بن ثابت نے کہا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن مقرر کر دیے اور اگر سائل اور زیادہ سوال کرتا تو آپ پانچ دن بھی فرماتے
عن خزیمة بن ثابت عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ثلاثة ایام احسبه قال ولیالیهن للمسافر
فی المسح علی الخفین خزیمہ نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دن میں یہی خیال کرتا ہوں کہ آپ نے ان کی
راتیں بھی فرمائیں مسافر کے لیے مسح موزے کے واسطے **باب** ما جاء فی المسح بغیر توقیت مسح کے لیے کچھ
مدت کی حد نہ ہونیکا بیان **عن** ابی بن عمارة وکان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد صلی فی
بیته القبلتین کلتیهما انه قال لرسول الله صلی الله علیه وسلم أمسح علی الخفین قال نعم قال
یوما قال ویومین قال وثلاثا حتی بلغ سبعا قال له وما بدا لک ترجمہ ابی بن عمارہ سے روایت ہے اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے گھر میں دونو قبلوں کی طرف (بیت المقدس اور کعبہ) نماز پڑھی انہوں نے آپ سے عرض
کیا میں موزوں پر مسح کروں آپ نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا ایک دن تک آپ نے فرمایا دو دن تک اور تین دن
تک یہاں تک کہ سات دن تک فرمایا اور فرمایا جہاں تک تجھے مناسب معلوم ہو **ف** یہی قول ہے مالک کا اسمیں

کی کوئی میعاد مقرر نہین اور شافعی کا بھی ایک قول قدیم یہی تہا اور جمہور کہتے ہین کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور میعاد کا تعین
احادیث صحیحہ سے ثابت ہی جیسے اوپر گذرا **باب** المسح علی الجوربین والنعلین جرابون اور جوتون پر مسح کرنا
عن المغیرۃ بن شعبۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ ومسح علی الجوربین والنعلین
مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مسح کیا جرابون اور جوتون پر **ف** یعنے جب انکو
طہارت کرکے پہنے تو پھر انپر مسح درست ہی اتارنا ضرور نہین اور جن لوگون نے اس مین قیدین لگائی ہین کہ پاتابے
چمڑے کے ہون یا موٹے ہون اتنے کہ خود بخود تھم رہین یہ سب خیالی باتین ہین جنکی شرع مین کوئی دلیل نہین اصل
یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے اپنی امت پر آسانی کے لیے پاؤن کا دہونا ایسی حالت مین جب موزہ یا جراب یا جوتا
چڑہا ہو معاف کردیا جیسے سر کا مسح عمامہ بندہے ہوئے حالت مین پھر اس آسانی کو نہ قبول کرنا اور اس مین عقلی گھوڑے
دوڑانا کیا ضرور ہے **باب** المسح علی العمامۃ عمامہ پر مسح کرنیکا بیان **عن** بلال ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الخفین والخمار بلال سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسح کیا دونو موزون پر اور سربندہن پر **عن** جعفر بن عمرو عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یمسح علی الخفین والعمامۃ جعفر بن عمرو سے روایت ہی انہون نے اپنے باپ سے کہ مین نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ مسح کرتے تہے موزون پر اور عمامہ پر **ف** عمامہ پر مسح مغیرہ رضی سے بہی مروی ہے
اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا اور ان حدیثون مین یہ ذکر نہین ہے کہ پیشانی پر مسح کرکے باقی ہاتہ عمامہ پر پہیرا حنفیون
کی تاویل ہے جسپر کوئی دلیل نہین اور روایت کیا عمامہ کے مسح کو امام احمد نے سلمان رض سے اور ابوداؤد نے ثوبان رض
سے اور حاصل یہ ہے کہ مسح کرنا سر پر اور عمامہ پر اور سر اور عمامہ دونون پر تینون طرح صحیح اور ثابت ہی اور اسکے خلاف
کہنے والا احادیث کا منکر ہے **باب** ما جاء فی التیمم تیمم کا بیان **عن** عمار بن یاسر انہ قال
سقط عقد عائشۃ فتخلفت لالتماسہ فانطلق ابوبکر الی عائشۃ فتغیظ علیہا فی حبسہا الناس
فانزل اللہ عز وجل الرخصۃ فی التیمم قال فمسحنا یومئذ الی المناکب قال فانطلق ابوبکر
الی عائشۃ فقال ما علمت انک لمبارکۃ عمار بن یاسر سے روایت ہی حضرت عائشہ رض کا ایک ہار گر گیا مین پیچھے
رہ گیا اسکے ڈہونڈہنے کے لیے پھر ابوبکر صدیق رض حضرت عائشہ رض کے پاس گئے اور انپر غصے ہوئے اسوجہ سے کہ انہون نے
لوگون کو روک رکہا اپنے ہار ڈہونڈہنے کے لیے تب اللہ پاک جل جلالہ نے تیمم کی اجازت اتاری عمار رض نے کہا
تو اس دن ہمنے مسح کیا (ہاتہون کا) مونڈہون تک عمار رض نے کہا پھر ابوبکر حضرت عائشہ رض پاس گئے اور کہنے لگے
مین یہ نہین جانتا تہا کہ تو برکت والی ہے **ف** یعنے گو تیرے ہار کی وجہ سے لوگ رک گئے اور پہلے مجھکو یہ ناگوار
ہوا کہ اس رکنے کے سبب سے لوگون کی نماز مین خلل آویگا لیکن اب یہ معلوم ہوا کہ اس مین خداوند کریم کی حکمت

تھی اور تیمم کا حکم اتارنا منظور تھا جس سے قیامت تک لوگوں کو آسانی ہوگئی تو درحقیقت یہ تیری برکت تھی اور حدیث میں جو مونڈھوں تک مسح کرنا مذکور ہے یہ منسوخ ہوگیا عمارؓ کی دوسری حدیث سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا تیمم میں مسح کرنے کا مونھ اور دونوں پہونچوں پر نکالا اسکو ترمذی نے اور صحیح کہا اور یہی مذہب ہے محققین اہلحدیث کا اور امام احمد اور اسحاق کا **عن** عمار قال تيممنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المناكب عمارؓ سے روایت ہے ہمنے تیمم کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مونڈھوں تک **عن** ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال جعلت لي الارض مسجدا وطهورا ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے زمین مسجد بنائی گئی اور پاک کرنیوالی **ف** یعنی ساری زمین پر نماز پڑھنا درست ہے اور پاک کرنیوالی سے یہ مطلب ہے کہ ہر ایک قسم کی زمین پر تیمم درست ہے اور آنحضرتؐ سے دیوار پر تیمم کرنا ثابت ہے لیکن شافعی اور احمد اور داؤد نے زمین سے مٹی مراد رکھی ہے اور مالک اور ابوحنیفہ اور عطا اور اوزاعی اور ثوری کا یہ قول ہے کہ تیمم زمین پر اور زمین کی ہر جز پر درست ہے مگر امام مسلم کی ایک روایت میں تربت کا لفظ ہے اور ابن خزیمہ کی روایت میں تراب کا اور امام احمد اور بیہقی نے باسناد حسن حضرت علیؓ سے نکالا وجعل التراب لي طهورا یعنے مٹی میرے لیے پاک کرنیوالی کی گئی اس سے ان لوگوں کی تائید ہوتی ہے جو تیمم کو مٹی سے خاص کرتے ہیں اور زمین کے باقی اجزا پر جائز نہیں رکھتے اور قرآن میں جو صعید کا لفظ ہے اس کو بھی بعضوں نے مٹی مراد لی ہے اور لغت والوں کا اس میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا صعید کہتے ہیں روئے زمین کو پس وہ عام ہوگا تمام اجزائے زمین کو ایسی حالت میں احتیاط یہ ہے کہ تیمم پاک مٹی ہی پر کیا جاوے تاکہ سب لوگوں کے نزدیک درست ہووے واللہ اعلم **عن** عائشة انها استعارت من اسماء قلادة فهلكت فارسل النبي صلى الله عليه وسلم اناسا في طلبها فادركتهم الصلوة فصلوا بغير وضوء فلما اتوا النبي صلى الله عليه وسلم شكوا ذلك اليه فنزلت اية التيمم فقال اسيد بن حضير جزاك الله خيرا فوالله ما نزل بك امر قط الا جعل الله لك منه مخرجا وجعل للمسلمين بركة ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے انہوں نے ایک ہار اپنی (بہن) اسماء بنت ابی بکرؓ سے مانگ کر لیا تھا وہ گر گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی آدمی روانہ کیے اسکے ڈھونڈھنے کو (اس خیال سے کہ پرایا مال ہے دوسرے حضرت عائشہؓ کی خاطر کے لیے کہ انکو رنج نہ ہو) ان لوگوں پر نماز کا وقت آگیا (اور پانی نہ ملا) تو انہوں نے بےوضو نماز پڑھ لی جب آنحضرتؐ کے پاس آئے تو آپ سے یہ شکایت پیش کی اسوقت تیمم کی آیت اتری اسید بن حضیر نے کہا (حضرت عائشہؓ سے) اللہ تمکو جزائے خیر دیوے قسم خدا کی جب تمپر کوئی آفت آئی ہے تو اللہ نے تم کو اس سے نکال دیا اور مسلمانوں کے لیے اس میں برکت ہوئی **ف** جیسے بہتان کا قصہ جو حضرت عائشہؓ پر ہوا تھا اس میں بھی اللہ

تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی پاکی ظاہر کر دی اور مومنات کے لیے احکام معلوم ہوئے غرض اُسیدؓ کی یہ تھی کہ ہمیشہ حضرت
عائشہ رضؓ پر اللہ کریم کی عنایت ہی رہتی ہے اور ہر تکلیف میں ایک برکت پیدا ہوتی ہے اور یہ سب اسوجہ سے تھا کہ وہ محبوبہ
تھیں جناب رسالت مآب کی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

باب مَا جَاءَ فِي التَّيَمُّمِ ضَرْبَةً وَاحِدَةً
تیمم میں ایک ہی ہے

عن ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَقَالَ عُمَرُ لَا تُصَلِّ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ أَمَا تَذْكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدِ الْمَاءَ فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ وَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمَا وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ

ابن عبد الرحمن بن ابزی سے روایت ہے ایک شخص حضرت عمرؓ پاس آیا اور کہنے لگا میں جنب ہوا اور پانی نہ پایا (تو کیا کروں) حضرت عمرؓ نے کہا نماز مت پڑھ (جبتک پانی نہ ملے اور غسل نہ کرے) یہ سنکر عمار بن یاسرؓ نے کہا تمکو یاد نہیں اے امیر المومنین جب ہم تم دونو ایک ٹکڑے میں تھے فوج کے اور ہم کو جنابت ہوئی تھی تمنے تو نماز نہیں پڑھی اور میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھ لی پھر جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا تو آپ سے اسکا ذکر کیا آپنے فرمایا تجھے یہ کافی تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر ان میں پھونکا (جو زیادہ غبار لگ گیا تھا اُسکو اڑانے کے لیے) اور مسح کیا ان سے اپنے مونہہ اور دونو پہونچوں پر **ف** پس تیمم یہی ہے ایک بار مارنا اور مونہہ اور دونو پہونچوں پر مسح کرنا اس سے زیادہ جتنی قیدیں پچھلے علما نے لگائی ہیں وہ سب دین کو مشکل کرنا ہے اور تیمم جیسا حدث سے درست ہے ویسا ہی جنابت سے بھی درست ہے اور حضرت عمرؓ کو باوصف اتنے علم کے اس مسئلہ کی خبر نہ تھی اسیطرح عبد اللہ بن مسعودؓ کو یہ دونو جنب کے لیے تیمم جائز نہیں رکھتے تھے اس سے یہ بھی نکلا کہ کبھی بڑے عالم پر دین کی ذرا سی بات پوشیدہ رہجاتی ہے اور رد ہوا ان احناف بے انصاف کا جو کہتے ہیں ممکن نہیں کہ یہ حدیث ابو حنیفہ کو نہ پہونچی ہو ابو حنیفہ رح حضرت عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے زیادہ علم نہیں رکھتے تھے جب حضرت عمرؓ پر دین کی کئی باتیں پوشیدہ رہیں تو ابو حنیفہ پر پوشیدہ رہنا کیا بعید ہے دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے عمارؓ کی اس حدیث کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ خدا سے ڈر اے عمارؓ لیکن ہم عمارؓ کی حدیث کو قبول کرتے ہیں اور وہ ایک جلیل القدر صحابی محب اہل بیت میں اور قبول کیا اُنکی حدیث کو تمام ائمہ دین نے جیسے امام احمد اور اسحاق وغیرہم نے اور حضرت عمرؓ کے انکار پر کسینے لحاظ نہیں کیا ہمیں جو کچھ کام ہے وہ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے اور حضرت عمرؓ کی جلالت شان میں کسیکو کلام نہیں ہے لیکن حدیث اور قرآن کے خلاف اُنکا قول بھی پھینک دینے کے لائق ہے پھر اور مجتہدوں کے اقوال کی کیا بساط ہے **ف** اہلحدیث

کے نزدیک جسوقت کوئی نماز کا ارادہ کرے اور وہان پانی نہ پاوے تو اسکو تیمم درست ہے یہ ضرور نہین ہے کہ پانی کی تلاش ایک
میل تک کرے یا پانی ملنے کی امید مین نماز مین تاخیر کرے **عَنِ** الْحَكَمِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ أَنَّهُمَا سَأَلَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
أَبِي أَوْفَى عَنِ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّارًا أَنْ يَفْعَلَ هَكَذَا وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ
عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهُمَا وَمَسَحَ عَلَى وَجْهِهِ قَالَ الْحَكَمُ وَيَدَيْهِ وَقَالَ سَلَمَةُ وَمِرْفَقَيْهِ حکم اور سلمہ بن کہیل نے
عبداللہ رض بن ابی اوفی سے تیمم کو پوچھا انہون نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا عمار رض کو اسطرح کرنیکا اور مارا
عبداللہ رض نے اپنے دونو ہاتھون کو زمین پر پہر انکو جہاڑ دیا اور اپنے مونہہ پر پہیرا حکم نے کہا اور دونون ہاتھون پر اور سلمہ نے
کہا اور دونو کہنیون پر **ف** دونو کہنیون کی روایت شاذ ہے اور صحیحین مین عمار رض سے صرف مونہہ اور دونون
پہونچون کا مسح مذکور ہے اور وہی مختار ہے اہل حدیث کے نزدیک اگر کوئی یہ کہے کہ کہنیون تک مسح کرنے مین زیادہ
احتیاط ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ جو کچہ صحیح حدیث مین آیا ہے اسپر عمل کرنا کافی ہے ورنہ بغلون تک مسح کرنے
مین اور زیادہ احتیاط ہے جیسے زہری کا قول ہے **بَابُ** التَّيَمُّمِ ضَرْبَتَيْنِ تیمم مین دو مار کا بیان ◆
عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ حِينَ تَيَمَّمُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ الْمُسْلِمِينَ فَضَرَبُوا
بِأَكُفِّهِمُ التُّرَابَ وَلَمْ يَقْبِضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا فَمَسَحُوا بِوُجُوهِهِمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً ثُمَّ عَادُوا
فَضَرَبُوا بِأَكُفِّهِمُ الصَّعِيدَ مَرَّةً أُخْرَى فَمَسَحُوا بِأَيْدِيهِمْ عمار رض بن یاسر سے روایت ہے جب مسلمانون نے
تیمم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تو آپنے حکم دیا مسلمانون کو انہون نے اپنی ہتہیلیان مٹی پر مارین اور
مٹی کو جہاڑا انہین کچہ پہر اپنے مونہون پر ایک ہی بار مسح کیا پہر دوبارہ مٹی پر ہتہیلیان مارین اور ہاتہون پر مسح
کیا **ف** ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی نے اسی حدیث سے دلیل لی ہے اور تیمم مین دو مار لازم کیے ہین لیکن
عمار سے صحیحین مین اسکے خلاف مروی ہے اور ایک ہی بار منقول ہے اور امام احمد نے باسناد صحیح عمار رض سے
نکالا کہ آنحضرت نے فرمایا تیمم ایک مار ہے مونہہ اور دونو ہتہیلیون کے لیے اور ابن مسیب اور ابن سیرین کا یہ
قول ہے کہ تیمم مین تین ضرب لازم ہین ایک مونہہ کے لیے دوسری پہونچون کے لیے تیسرے دونو باہون کے لیے
بَابٌ فِي الْمَجْرُوحِ يُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ فَيَخَافُ عَلَى نَفْسِهِ إِنِ اغْتَسَلَ اگر کوئی شخص زخمی ہو اور
جنابت کا غسل کرنے مین اسکو ڈر ہو ہلاکت کا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَهُ جُرْحٌ فِي رَأْسِهِ عَلَى
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَصَابَهُ احْتِلَامٌ فَأُمِرَ بِالِاغْتِسَالِ فَاغْتَسَلَ فَكُزَّ فَمَاتَ
فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ أَوَلَمْ يَكُنْ شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ
قَالَ عَطَاءٌ وَبَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ غَسَلَ جَسَدَهُ وَتَرَكَ رَأْسَهُ حَيْثُ
أَصَابَهُ الْجِرَاحُ ابن عباس رض سے روایت ہے ایک شخص کو سر مین زخم لگا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے

مین پہر اسکو احتلام ہوا تو لوگون نے اسکو حکم دیا غسل کرنیکا اس نے غسل کیا تو کزاز کی بیماری ہوگئی پہر مرگیا یہ خبر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی آپنے فرمایا مار ڈالا اسکو لوگون نے خدا انکو مارے کیا جاہل کا علاج یہ نہ تہا کہ جاننے والے سے پوچہتا عطا نے کہا زہری اوی ہے اس حدیث کا ابن عباس سے کہ ہمکو پہونچا کہ آن حضرت نے فرمایا کاش وہ اپنا سارا بدن دہوتا اور سر کا مقام چہوڑ دیتا جہان اسکو زخم لگا تہا **ف** دوسری روایت مین ابو داؤد اور دارقطنی کی جابر سے یون ہے کہ اس شخص کے سر مین پتہر لگا تو زخم ہوگیا پہر اسکو احتلام ہوا تو اس نے اپنے لوگون سے پوچہا کیا میرے لیے تم تیمم کی اجازت پاتے ہو انہون نے کہا ہم تو تیرے لیے تیمم کی رخصت نہین پاتے اور تو قادر ہے پانی پر آخر اس نے غسل کیا اور مرگیا جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپسے اسکا حال بیان کیا آپنے فرمایا مار ڈالا اسکو اللہ مارے انکو جب نہین جانتے تہے تو پوچہا کیون نہین کیونکہ نہ جاننے والے کا علاج یہی ہے کہ جاننے والے سے پوچہے اور اسکو کافی تہا تیمم کرنا اور اپنے زخم پر پٹی باندہنا پہر اسپر مسح کرنا اور باقی تمام بدن کا دہونا متفرد ہوا اسکے ساتہہ زبیر بن خریق وہ قوی نہین ہے لیکن ابن السکن نے اسکو صحیح کہا اور اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ جب پانی کے استعمال سے ضرر ہوتا ہو تو تیمم کرے گو پانی موجود ہو اور جمہور علما کا یہی قول ہے لیکن امام احمد اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ ایسی حالت مین تیمم درست نہین ہے اور مین نہین جانتا کہ ان دونون صاحبون نے یہ کیسی کہا جو برخلاف ہے اس حدیث کے اور اس آیت کے وان کنتم مرضے اخیر تک اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہی پٹی پر مسح کرنے کے باب مین ایک حدیث مروی ہے اور امام احمد اور دارقطنی اور ابن حبان اور حاکم نے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص کو غزوہ ذات السلاسل مین بہیجا ان کو احتلام ہوا سردی کی رات مین تو انہون نے تیمم کیا اور اپنے اصحاب کی نماز پڑہائی جب لوگ لوٹ کر آئے تو آن حضرت سے اسکا ذکر کیا آپنے فرمایا اے عمرو تونے اپنے ساتہیون کی نماز پڑہائی جنب ہوکر عمرو نے کہا مین نے اللہ تعالی کے اس قول پر خیال کیا وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا یعنے مت ہلاک کرو اپنی جانون کو بیشک اللہ تعالی تمپر مہربان ہے تو مینے تیمم کیا پہر نماز پڑہائی یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور کچہ نہین فرمایا ہمارے زمانے مین بہت ایسے لوگ ہین جنکو جاڑے کی راتون مین جنابت ہوتی ہے اور وہ گرم پانی نہین پاتے یا گرم پانی سے بہی سردی میں نہانے مین خوف کرتے ہین بوجہ ضعف پیری یا بیماری کے اور نماز کو قضا کر دیتے ہین یہ انکی صریح غلطی ہے اللہ تعالی نے دین اسلام مین کوئی سختی نہین رکہی اور فرمایا ما جعل علیکم فی الدین من حرج اور فرمایا یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور فرمایا حضرت نے الدین یسر یسر ایسے لوگون کو چاہیے کہ تیمم سے نماز پڑہ لیوین اور جب دن چڑہ جاوے اسوقت یا جب گرم پانی ملے اسوقت غسل کرلین **ف** تیمم مین بہی شروع مین نیت اور بسم اللہ کہنا ضرور ہے اور جن چیزون سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بہی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی ملجانے سے تیمم ٹوٹ

پر کوئی دلیل نہین ہے اور اگر پانی کی راہ مین خوف ہو درندی کا یا دشمن کا یا اور کسی موذی جانور کا تب بھی تیمم درست ہے اسیطرح اگر پانی تھوڑا ہو اور پینے کے لیے اسکی احتیاج ہو اسیطرح اگر قیمت پانی کی بہت ہو اور اتنی قیمت پر وہ قادر نہ ہو کیونکہ ان سب صورتون مین پانی کا نہ پانا پایا گیا اور جب نماز کا وقت اخیر ہو تا کہ وضو کرنے مین فوت ہو جانیکا ڈر ہو تو تیمم درست نہین ہے بلکہ وضو کرنا چاہیے گو نماز فوت ہو جاوے واللہ اعلم اور اگر کسینے تیمم سے نماز پڑھ لی پھر نماز کا وقت باقی ہے اور پانی پایا تو نماز کا اعادہ لازم نہین یہ مسئلہ دوسری حدیث مین صراحۃً موجود ہے جب ایک شخص نے اعادہ نہین کیا تھا تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا تونے سنت پر عمل کیا اور جسنے اعادہ کیا تھا اس سے فرمایا تجھے دوسرا ثواب ہوا **باب ما جاء فی الغسل من الجنابۃ** جنابت کے غسل کا بیان **عن** میمونۃ قالت وضعت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم غسلا فاغتسل من الجنابۃ فاکفأ الاناء بشمالہ علی یمینہ فغسل کفیہ ثلثا ثم افاض علی فرجہ ثم دلک یدہ بالارض ثم مضمض واستنشق وغسل وجہہ ثلثا وذراعیہ ثلثا ثم افاض الماء علی سائر جسدہ ثم تنحی فغسل رجلیہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی رکھا آپنے جنابت کا غسل کیا اسطرح کہ برتن کو بائین ہاتھ سے داہنے ہاتھ پر جھکایا اور دونو پہونچون کو تین بار دھویا پھر اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا پھر کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا اور اپنے مونہہ کو تین بار دھویا اور اپنی باہنون کو تین بار پھر اپنے ساری بدن پر تین بار پانی بہایا پھر اس مقام سے سرک گئے اور دونون پاؤن دھوئے **ف** یہ طریقہ مسنون ہے غسل کا اور اہلحدیث کے نزدیک غسل مین یہ ضرور ہے کہ ساری بدن پر پانی پہونچ جاوے یا پانی مین ڈوب جاوے اور کلی کرنی اور ناک مین پانی ڈالنا بھی ضرور ہے اور بدن کا ملنا بھی ضرور ہے جس قدر ممکن ہو باقی امور آداب اور سنن مین **عن** جمیع بن عمیر التیمی قال انطلقت مع عمتی وخالتی فدخلنا علی عائشۃ فسألناها کیف کان یصنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند غسلہ من الجنابۃ قالت کان یفیض علی کفیہ ثلاث مرات ثم یدخلها الاناء ثم یغسل رأسہ ثلاث مرات ثم یفیض علی جسدہ ثم یقوم الی الصلوۃ واما نحن فانا نغسل رؤسنا خمس مرار من اجل الضفر جمیع بن عمیر تیمی سے روایت ہے مین اپنی پھوپھی اور خالہ کے ساتھ حضرت عائشہؓ پاس گیا اور ہمنے اُن سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل کیونکر کرتے تھے انھون نے کہا آپ اپنے دونو پہونچون پر تین بار پانی ڈالتے تھے پھر انکو برتن کے اندر ڈالتے تھے پھر اپنا سر دھوتے تھے تین بار پھر پانی بہاتے اپنے بدن پر پھر نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور لیکن ہم لوگ تو اپنے سرون کو پانچ بار دھوتی ہین چوٹیون کی وجہ سے **ف** اس خیال سے کہ کہین ساری سر کو پانی نہ پہونچے دوسری حدیث مین عورتون کے لیے بھی یہ وارد ہے کہ دونو لپ بھر کر تین بار اپنے سر پر پانی ڈالین مگر حضرت عائشہؓ احتیاط کی راہ سے

پانچ بار ڈالتیں بہرحال سارا سر تر ہونا ضرور ہے اور لٹکتے ہوئے بالوں کا تر کرنا ضرور نہیں نہ چوٹیوں کا کھولنا **عَنْ** جابر بن مطعم تماروا فی الغسل من الجنابۃ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انا فافیض علی راسی ثلاث اکف جابر بن مطعم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے صحابہ نے جھگڑا کیا غسل جنابت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تو آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتا ہوں **عَنْ** جابر قال قلت یا رسول اللہ انا فی ارض باردۃ فکیف الغسل من الجنابۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم اما انا فاحثو علی راسی ثلاثا جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سرد ملک میں ہیں تو جنابت سے غسل کیونکر کریں آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین لپ پانی کے ڈالتا ہوں **عَنْ** ابی سعید ان رجلا سالہ عن الغسل من الجنابۃ فقال ثلاثا فقال الرجل ان شعری کثیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اکثر شعرا منک واطیب ابو سعید خدری سے ایک شخص نے پوچھا جنابت کے غسل کو انہوں نے کہا تین بار (یا پانی ڈالنا کافی ہے) وہ کہنے لگا میرے بال بہت ہیں ابو سعید نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تجھ سے زیادہ تھے اور تجھ سے زیادہ پاکیزہ تھے **عَنْ** ابی ہریرۃ سالہ رجل کم افیض علی راسی وانا جنب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحثو علی راسہ ثلاث حثیات فقال الرجل ان شعری طویل قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر شعرا منک واطیب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک شخص نے پوچھا میں کتنی بار اپنے سر پر پانی ڈالوں جنابت کی حالت میں انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک سر پر تین لپ پانی کی ڈالتے تھے وہ شخص بولا میرے بال لنبے ہیں ابو ہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے زیادہ بال رکھتے تھے اور تجھ سے زیادہ پاکیزہ تھے **ف** جب بھی آپ کو تین لپ پانی کی کفایت کرتی حقیقت یہ ہے کہ تین لپوں میں سارا سر بخوبی تر ہو جاتا ہے اور وہ کافی ہے غسل میں اب وہم کی دوا تو لقمان پاس بھی نہیں ہے ہزاروں چلو ڈالو تب بھی وہمی کا وہم نہ جاویگا خدا سے پناہ مانگے وہم سے اور سنت کی پیروی کو کافی سمجھے **بَاب** فی الوضوء بعد الغسل غسل کے بعد وضو کرنی کی ضرورت نہیں ہے **عَنْ** عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتوضا بعد الغسل من الجنابۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کے بعد وضو نہیں کرتے تھے **ف** اسکو امام احمد اور اصحاب سنن نے بھی نکالا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بیہقی نے اسکو باسانید جیدہ نکالا اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمرؓ سے موقوفا اور مرفوعا نکالا ان سے پوچھا گیا غسل کے بعد وضو کرنا انہوں نے کہا غسل سے زیادہ عام کون سا وضو ہے اور حذیفہؓ سے نکالا انہوں نے کہا تم میں سے کسی کو یہ کافی نہیں ہے کہ اپنے سر سے پاؤں تک غسل کرے پھر وضو کیوں کرے اور ایسا ہی مروی

ہے ایک جماعت صحابہ سے اور تابعین سے ابو بکر بن عربی نے کہا اس مین علما کا اختلاف نہین ہے کہ وضو غسل مین داخل ہو جاتا
ہے اور جنابت کے رفع کی نیت حدث سے طہارت کو بھی کافی ہے اور ابن بطال نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوا
کہ ایک جماعت علما رجیسے ابو ثور اور داؤد وغیرہما کا یہ قول ہے کہ غسل وضو سے کافی نہ ہوگا **ف** اہلحدیث کے نزدیک غسل
مین پہلے اعضائے وضو کا دہونا مستحب ہے سوا قدمون کے انکو غسل کے بعد دہو وے جیسے حدیث سے ثابت ہے صحیحین مین کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونو ہاتھ دہوتے پھر داہنے ہاتھ سے بائین پر پانی ڈالتے اور شرمگاہ
کو دہوتے پھر نماز کا سا وضو کرتے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے پھر دونون پاؤن دہوتے اسیطرح غسل مین داہنے طرف
سے شروع کرنا مستحب ہے کیونکہ قولاً اور فعلاً اور عموماً اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ثابت ہے
صحیح حدیث مین ہے کہ آن حضرت کو داہنی طرف سے شروع کرنا پسند تھا جوتا پہننے اور کنگھی کرنے اور طہارت کرنے اور سب
کامون مین اور صحیحین کی روایت مین ہے کہ آپنے پہلے سر کا داہنا حصہ دہویا پھر بایان حصہ غسل مین اور اس مین کسیکا
خلاف نہین ہے **بَابٌ** فِی الْجُنُبِ یَسْتَدْفِئُ بِامْرَاَتِهٖ قَبْلَ اَنْ تَغْتَسِلَ جنب غسل کے بعد اپنی عورت سے لپٹ
سکتا ہے جسنے ابھی غسل نہ کیا ہو **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَغْتَسِلُ مِنَ
الْجَنَابَةِ ثُمَّ یَسْتَدْفِئُ بِیْ قَبْلَ اَنْ اَغْتَسِلَ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل
کرکے میرے بدن سے گرمی لیتے تھے اور ابھی مینے غسل نہین کیا ہوتا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ جنابت ایک نجاست حکمی
ہے اور جنب کا بدن اگر اس پر اور کوئی نجاست نہ لگی ہو پاک ہے **بَابٌ** فِی الْجُنُبِ یَنَامُ کَهَیْئَتِهٖ لَا یَمَسُّ مَاءً
جنب غسل سے پہلے سو سکتا ہے ویسی ہی **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ نَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ
عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُجْنِبُ
ثُمَّ یَنَامُ وَلَا یَمَسُّ مَاءً حَتّٰی یَقُوْمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَیَغْتَسِلَ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جنب ہوتے تھے پھر سو رہتے اور پانی کو ہاتھ نہ لگاتے یہانتک کہ پھر اٹھتے اسکے بعد پھر غسل کرتے **ف** جنب اگر سونے
کا ارادہ کرے بغیر غسل کے تو اسکو وضو کر لینا مستحب ہے اگر نہ کرے تو بھی جائز ہے جیسے اس حدیث مین مذکور ہے **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْ کَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلٰی اَهْلِهٖ قَضَاهَا ثُمَّ یَنَامُ
کَهَیْئَتِهٖ لَا یَمَسُّ مَاءً ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے جناب رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم کو اگر اپنی بی بی سے صحبت کی حاجت ہوتی تو آپ صحبت کرتے پھر اسیحال سے سو جاتے پانی کو ہاتھ نہ لگاتے
عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُجْنِبُ ثُمَّ یَنَامُ کَهَیْئَتِهٖ لَا یَمَسُّ مَاءً قَالَ
سُفْیَانُ فَذَکَرْتُ الْحَدِیْثَ یَوْمًا فَقَالَ لِیْ اِسْمٰعِیْلُ یَا فَتٰی یُشَدُّ هٰذَا الْحَدِیْثُ بِشَیْءٍ ام المومنین جناب
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنب ہوتے تھے پھر اسیحال پر سو جاتے پانی

پانی کو ہاتھ نہ لگانے سفیان نے جو راوی ہے حدیث کا ابواسحاق سے میں نے یہ حدیث ایک دن بیان کی تو اسماعیل نے کہا
ای جوان اس حدیث کی مضبوطی کرنا چاہیے کسی چیز سے **ف** کیونکہ اسکا راوی ابو اسحاق ہی ہے تینوں سندوں میں
اور وہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن اخیر عمر میں اسکا حافظہ بگڑ گیا تھا پس حدیث میں غلطی کا شبہ ہوتا ہے خاص کر جب اسکی خلاف
دوسری صحیح روایتیں وارد ہوں جو آگے مذکور ہونگی **باب** من قال لا ینام الجنب حتی یتوضأ وضوءہ للصلوۃ
جو کہتا ہے کہ جنب سووے جب تک نماز کی طرح وضو نہ کر لیوے **عن** عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اذا اراد ان ینام وھو جنب توضأ وضوءہ للصلوۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی
عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سونیکا ارادہ کرتے اور آپ جنب ہوتے تو نماز کا سا وضو کر لیتے۔
عن ابن عمر بن الخطاب قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرقد احدنا وھو جنب قال نعم
اذا توضأ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا ہم میں
سے کوئی سو جاوے اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا ہاں جب وضو کر لیوے **عن** ابی سعید الخدری انہ کانت
تصیبہ الجنابۃ من اللیل فیرید ان ینام فامرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتوضأ ثم
ینام ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو رات کو جنابت ہوتی پھر وہ سونیکا قصد کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو
حکم دیا کہ وضو کریں پھر سو رہیں **باب** فی الجنب اذا اراد العود توضأ جنب اگر دوبارہ جماع کرنا چاہے تو
وضو کر لیوے **عن** ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی احدکم اھلہ
ثم اراد ان یعود فلیتوضأ ابو سعیدؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی
اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ صحبت کرنا چاہے تو وضو کر لیوے **ف** اس میں نفاست اور نظافت اور صفائی
بھی ہے اور لذت بھی زیادہ ہوتی ہے علما نے کہا ہے کہ جنب جب کھانے یا پینے یا جماع کا یا سونیکا ارادہ کرے تو
اپنا عضو تناسل دھو ڈالے اور نماز کا سا وضو کر لیوے اور بعضوں نے کہا کھانے یا پینے کا ارادہ کرے تو صرف
ہاتھ دھو ڈالنا کافی ہے اور وضو سے یہی مراد ہے اور جمہور کا یہی قول ہے واللہ تعالی اعلم **باب** ما جاء
فیمن یغتسل من جمیع نسائہ غسلا واحدا اپنی سب عورتوں سے صحبت کرے ایک ہی غسل سے تو کیسا
ہے **ف** یعنی کسی شخص کی کئی عورتیں ہوں اور سب سے جماع کرکے اخیر میں ایک ہی غسل کرے تو جائز ہے ضرور
نہیں ہے کہ ہر عورت سے صحبت کرنیکے بعد غسل کرے **عن** انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یطوف
علی نسائہ فی غسل واحد انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی غسل سے اپنی
ساری بی بیوں کا دورہ کر لیتے **ف** یہ باری کے خلاف نہیں ہے کیونکہ باری میں ایک عورت کے پاس رات
کو صرف رہنا کافی ہے صحبت کرنا ضرور نہیں دوسرے یہ کہ جب سب عورتوں سے صحبت کی تو یہ بھی باری کیطرح

ہوگیا اور بعضون نے کہا آپ پر باری واجب نہ تہی دوسری حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین چالیس مردون کی قوت تہی اور ہر ایک مرد جنت کا جسکو سو مردون کی قوت ہوگی تو اس حساب سے آنحضرت کو چار ہزار مردون کی قوت ہوئی پس آپ حضرت سلیمان علیہ السلام سے افضل ہون گے اسلیے کہ انمین سو مردون کی یا ہزار مردون کی قوت تہی اور کمال مردیت اور رجولیت دنیا کی فضیلت ہے اور دلالت کرتی ہے کمال شجاعت اور صحت مزاج پر اور اللہ سبحانہ و تعالی نے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو دین اور دنیا دونون کے فضائل دیے تہے اور ایک قدرت الٰہی کا یہی اس مین ظہور ہے کہ باوجودیکہ آپ کا سن پچاس سے زائد تہا جب آپ مدینہ منورہ مین تشریف لائے تہے اور آپ کو وقت پر غذا بہی پیٹ بہر کر نہین ملتی تہی نہ عمدہ غذا اسپر بہی آپ کی قوت اور طاقت کا یہ حال تہا غرض آپ جمال کمال ظاہری اور باطنی دونون سے مشرف تہے بلکہ جمال اور کمال دونون کو آپ سے شرف تہا سبحان اللہ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ✦ حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری ✦ یارب صل وسلم دائما ابدا ✦ علی حبیبک خیر الخلق کلہم ✦ افسوس ہے کہ بعض بے وقوف عقل کے اندہے کمال کو عیب سمجہتے ہین اور ان باتون کی وجہ سے سچے پیغمبر پر طعن کرتے ہین حالانکہ یہ ایک کہلی نشانی ہے آپکے پیغمبر برحق اور مؤید من عند اللہ ہونے کی لیکن یہ بیوقوف اس شعر کے مصداق ہین ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✦ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ✦ اس تقریر سے وہ اعتراض بہی غیر مذہب والون کا دفع ہوگیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قوت نفسانی کو زور کیون دیا جب وہ سچے پیغمبر تہے کیونکہ قوت نفسانی کا دبانا اس سے زیادہ ہو ہی نہین سکتا کہ ایک شخص کو چار ہزار مردون کی طاقت ہو اور وہ عین شباب مین صرف ایک بیوہ مسن عورت پر قناعت کرے جیسے حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا اور انکے مرنیکے بعد بہی آپ کی بی بیون کی تعداد گیارہ سے زائد نہ تہی اور اسقدر تعداد مین بہی اور حکمتین اور مصلحتین تہین کئی آدمیون کا دل قابو مین رکہنا عورتون کے متعلق مسائل اچہی طرح معلوم ہونا اپنے صحابہ مین کسی عورت کی وجہ سے رنج نہ ہونے دینا اپنے بعض عزیزون کی پرورش اپنے ذمہ لینا انکے سوا عرب مین یہ بات بزرگی کی گنی جاتی تہی کہ متعدد بی بیان اور حرم مین ہون واللہ اعلم **عن** انس قال وضعت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسلا فاغتسل من جمیع نسائہ واحدا فی لیلۃ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی رکہا آپنے سب عورتون سے اپنی صحبت کرکے ایک ہی غسل کیا ایک رات مین (صدقے آپ کے حسن اور جمال اور طاقت اور قوت کے)

باب فیمن یغتسل عند کل واحدۃ غسلا

ہر عورت کے پاس ایک غسل کرنیکا بیان **ف** یہ افضل اور اعلے ہے اور اس مین صفائی اور لذت زیادہ ہے اور اگلے باب مین جو بیان ہوا وہ رخصت ہے اللہ تعالے نے اپنے دین کو آسان کردیا ہے جیسا جسکا مزاج ہوا اور جیسا موقع ہو اس موافق آدمی کو عمل کرنے کی گنجائش ہے اور یہ مختلف افعال

آپ کے اسی مصلحت کیوجہ سے ظاہر ہوئی کہ امت پر دشواری نہ ہو بعض بے وقوف اُسکو تعارض خیال کرتے ہین حالانکہ یہ تعارض نہین ہے اور جو کوئی اس حکمت کو سمجہ لیگا اسپر اکثر حدیثون کا اختلاف جاتا رہیگا اور یہ بہی ایک بیوقوفی کا خیال بعض مقلدون کو پیدا ہوا ہے کہ اگر احادیث پر عمل کیا جاوے تو انسان کو تردد پیدا ہو جاوے گا حلت اور حرمت مین اور وہ حکم ایک حکم پر قائم نہین رہے گا حالانکہ یہ نرا دہوکا اور محض اغواے شیطانی ہے اور جو چیزین قطعاً حرام یا حلال ہین ان مین تو تردد کی کوئی وجہ ہی نہین ہے جیسے مردار اور سور وغیرہ اور جو چیزین مختلف فیہ ہین جیسے گوہ یا طافی مچہلی ان مین تردد مضر نہین ہے اور نہ یہ مضر ہے کہ ایک ہی آدمی کبہی رفعیدین کرے اور کبہی نہ کرے کبہی سینہ پر ہاتہ باندہے کبہی ناف پر کبہی آمین پکار کر کہے کبہی آہستہ کیونکہ یہ سب فعل آنحضرتؐ سے منقول ہین اور اس باب مین وسعت ہے بلکہ ایسا کرنیوالا اُن مقلدین سے بہت افضل ہے جنہون نے ایک ہی سنت پر ساری عمر عمل کیا اور دوسری سنت کو بالکل ترک کیا اور ایک جواب دندان شکن ان لوگون کا یہ ہے کہ تمہارے امام یا مجتہد بہی بعض مسائل مین متردد تہے اور ایک ایک مسئلہ مین انکے نو نو اقوال تک منقول ہین پہر انکا ایمان تمہارے نزدیک صحیح تہا یا نہ تہا **عَنْ** اَبِیْ رَافِعٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَافَ عَلٰی نِسَائِہٖ فِیْ لَیْلَۃٍ وَّکَانَ یَغْتَسِلُ عِنْدَ کُلِّ وَاحِدَۃٍ مِّنْھُنَّ فَقِیْلَ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا تَجْعَلُہٗ غُسْلًا وَّاحِدًا فَقَالَ ھُوَ اَزْکٰی وَاَطْیَبُ وَاَطْھَرُ ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مین اپنی تمام بی بیون کا دورہ کیا اور ہر ایک بی بی کے پاس آپ غسل کرتے کسینے کہا یا رسول اللہ آپ ایسا کیون کرتے ہین سب کے بعد ایک غسل کیون نہین کرتے آپنے فرمایا یہ زیادہ پاکیزہ ہی اور زیادہ نفیس ہے اور اس مین زیادہ طہارت ہے **ف** سبحان اللہ ہمارے آقا نہایت نفیس المزاج اور صفائی پسند تہو اور اسیوجہ سے آپ کو خوشبوی بہت مرغوب تہی اور بدبو سے آپ بہت متنفر رہتے تہے آپکو اپنے لباس اور گہر اور بدن اور سب کی طہارت اور پاکیزگی کا بڑا خیال رہتا تہا جیسے دوسری حدیثون سے ثابت ہی یہانتک کہ آپ ان چیزون کے کہانے سے بہی پرہیز کرتے تہے جنکی بو ناگوار ہوتی ہے جیسے کچی پیاز یا لسن اور ہمیشہ صفائی دہن کے لیے مسواک پر مواظبت فرماتے یہ بہی علامت ہے سچی نبوت کی **بیت**

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

بَابُ فِی الْجُنُبِ یَاْکُلُ وَیَشْرَبُ جب کہانا کہاوے اور پانی پیوے **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْکُلَ وَھُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہانیکا ارادہ کرتے اور آپ جنب ہوتے تو وضو کر لیتے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجُنُبِ ھَلْ یَنَامُ اَوْ یَاْکُلُ اَوْ

يَشْرَبُ قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا جنب سوئے یا کھاوے یا پیوے آپ نے فرمایا ہاں جب نماز کی طرح وضو کر لیوے

بَابُ مَنْ قَالَ يُجْزِئُهُ غَسْلُ يَدَيْهِ جس شخص نے کہا کہ جنب اگر کھانا کھانے کا قصد کرے تو صرف ہاتھ دھونا کافی ہے اسکی دلیل **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانیکا ارادہ کرتے اور آپ جنب ہوتے تو اپنے دونو ہاتھ دھوتے +

ف کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا مستحب ہے اگرچہ جنب نہ ہو لیکن جب جنب ہو تو ہاتھ دھونا ضرور ہے اور وضو کر لینا مستحب ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ عَلٰی غَيْرِ طَهَارَةٍ قرآن بے وضو پڑھنے کا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلِمَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِی الْخَلَاءَ فَيَقْضِی الْحَاجَةَ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَاْكُلُ مَعَنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ وَيَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَلَا يَحْجُبُهُ وَرُبَّمَا قَالَ وَلَا يَحْجُزُهُ عَنِ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ اِلَّا الْجَنَابَةُ عبداللہ بن سلمہ سے روایت ہے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پاس گیا انہوں نے کہا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے جاتے اور حاجت سے فارغ ہوتے پھر باہر نکلتے اور ہمارے ساتھ روٹی اور گوشت کھاتے اور قرآن پڑھتے اور آپ کو قرآن پڑھنے سے کوئی چیز نہ روکتی مگر جنابت **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنب اور حائض قرآن نہ پڑھیں **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْرَاُ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنب اور حائض قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں **ف** یعنے قلیل نہ کثیر شافعی کا یہی قول ہے لیکن بہ قصد ذکر بسم اللہ یا الحمد للہ کہنا درست ہے نہ بقصد تلاوت اور امام مالک نے حائضہ عورت کے لیے تلاوت جائز رکھی ہے اگر قرآن بھول جانیکا ڈر ہو اور جنب کے لیے ایک آیت سے کم پڑھنا درست رکھا ہے اور ابوحنیفہ سے اس باب میں دو روایتیں ہیں اور امام احمد کا قول شافعی کیطرح ہے اور بعضوں نے کہا مالک کیطرح (مرقاة)

بَابُ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ ہر بال کے تلے جنابت ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَاَنْقُوا الْبَشَرَةَ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ہر بال کے تلے جنابت ہے تو بالوں کو دھوؤ اور بدن کو صاف کرو

ف تو اگر ایک بال کے تلے بھی پانی نہ پہنچے گا جنابت کا غسل ادا نہ ہوگا اس حدیث سے یہ نکلا کہ غسل میں ساری بدن کا بھیگنا ضرور ہے **عَنْ** اَبِیْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهَا قُلْتُ وَمَا أَدَاءُ الْأَمَانَةِ قَالَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ فَإِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازیں اور جمعہ اور امانت کا ادا کرنا یہ کفارہ ہیں اُن گناہوں کا جو ان کے بیچ میں ہوں میں نے عرض کیا امانت کے ادا کرنے سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا جنابت کا غسل کرنا اسلیے کہ ہر بال کے تلے جنابت ہے **ف** پانچوں نمازیں کفارہ ہیں گناہوں کے یعنے صغیرہ گناہوں کے اور کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتی اور اگر کسی کے صغیرہ گناہ بھی نہ ہوں تو نماز سے اسکے درجے بلند ہونگے **عَنْ** عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَسَدِهِ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهِ كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِيٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ شَعْرِي وَكَانَ يَجُزُّهُ جناب امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک بال برابر اپنے بدن میں سے چھوڑ دیا غسل جنابت میں اور اسکو دھویا نہیں اسکو انگار کا عذاب ایسا ایسا ہوگا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اسی وجہ سے میں اپنے بالوں کا دشمن ہوں وہ اپنے بال کتراتے تھے **ف** کیونکہ جب بال بڑے بڑے ہوں تو اکثر احتمال رہتا ہے کہ شاید سارا سر نہ بھیگا ہو کوئی مقام سوکھا رہ گیا ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ بالوں کو کتراتے تھے اور یہ افضل ہے سارا سر منڈانے سے مگر حج میں سارا سر منڈانا افضل ہے اور غیر حج میں بال رکھنا افضل ہے سارا سر ہر وقت منڈانا خارجیوں کی علامت ہے گو جائز ہے **بَابٌ** فِي الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ اگر عورت کو احتلام ہو تو کیا حکم ہے **عَنْ** أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ فَسَأَلَتْهُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ قَالَ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ فَقُلْتُ فَضَحْتِ النِّسَاءَ وَهَلْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِبَتْ يَمِينُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا إِذًا ام المومنین جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ام سلیم (حضرت انس کی ماں) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ سے پوچھا اگر عورت خواب میں ایسا ہی دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے آپ نے فرمایا جب عورت جاگنے کے بعد تری دیکھے تو غسل کرے میں نے کہا تو نے فضیحت کردیا عورتوں کو بھلا عورت کو بھی کہیں احتلام ہوتا ہے یہ سنکر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے داہنے ہاتھ کو مٹی لگے پھر عورت کا بچہ اُسکی صورت پر کیوں ہوتا ہے **ف** تو معلوم ہوا کہ بچہ کی پیدائش میں مرد اور عورت دونو کا نطفہ شریک ہوتا ہے اور جب عورت کی منی بھی ثابت ہوئی تو خواب میں اسکا نکلنا کیا بعید ہے جیسے مرد کی منی نکلتی ہے **عَنْ** أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سلم اذا رأت ذلك فانزلت فعليها الغسل فقالت ام سلمة يا رسول الله أيكون هذا قال نعم
ماء الرجل غليظ ابيض وماء المرأة رقيق اصفر فأيهما سبق او علا اشبهه الولد انس رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عورت اگر خواب مین اسطرح دیکھے جیسے
مرد دیکھتا ہے آپنے فرمایا عورت اگر ایسا دیکھے اور اسکو انزال ہو تو اسپر غسل کرنا لازم ہے بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے
عرض کیا یا رسول اللہ کیا ایسا ہوتا ہے آپنے فرمایا ہان مرد کا پانی گاڑھا اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا
اور زرد پھر جو اُن مین سے آگے بڑھجاتا ہے یا اوپر ہوجاتا ہے بچہ اسی کی صورت پر ہوتا ہے **عن** خولة بنت
حكيم انها سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل فقال
ليس عليها غسل حتى تنزل كما انه ليس على الرجل غسل حتى ينزل خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے انہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عورت اگر خواب مین ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے آپنے فرمایا
اسپر غسل نہین ہے جب تک اسکو انزال نہ ہو جیسے مرد پر غسل نہین ہے جبتک اسکو انزال نہ ہو **ف** یعنے مرد کو اگر
صرف خواب پڑے لیکن منی نہ نکلے تو غسل لازم نہین یہی حکم عورت کا بھی ہے اور تری یا پانی سے دوسری حدیث
مین منی ہی مراد ہے اگر منی کے سوا اور کسی چیز کی تری ہو تب غسل لازم نہ آوے گا اکثر علما کا یہی قول ہے

باب ما جاء في غسل النساء من الجنابة عورتین غسل جنابت کیونکر کرین **عن** ام سلمة قالت
قلت يا رسول الله اني امرأة اشد ضفر رأسي أفأنقضه لغسل الجنابة فقال انما يكفيك ان
تحثي عليه ثلث حثيات من ماء ثم تفيضي عليك من الماء فتطهرين او قال فاذا انت قد طهرت
ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ مین ایسی عورت ہون جو اپنی چوٹی مضبوط باندھتی
ہون کیا مین اسکو توڑ دون غسل جنابت کے لیے آپنے فرمایا کافی ہے تجھکو اسپر تین لپ پانی ڈالنا پھر تو اپنے بدن
پر پانی بہائے تو پاک ہوجاوے گی یا یون فرمایا جب تو پاک ہو گئی **ف** یعنے جب ایسا کیا تو پاک ہو گئی **عن**
عبيد الله بن عمير قال بلغ عائشة ان عبد الله بن عمرو يأمر نساءه اذا اغتسلن ان ينقضن
رؤوسهن فقالت يا عجبا لابن عمرو هذا أفلا يأمرهن ان يحلقن رؤوسهن لقد كنت انا و
رسول الله صلى الله عليه وسلم نغتسل من اناء واحد فلا ازيد على ان افرغ على رأسي ثلث
افراغات عبید اللہ بن عمیر سے روایت ہے حضرت عائشہ کو خبر پہونچی کہ عبد اللہ بن عمرو اپنی عورتون کو حکم کرتے مین
سر کھولنے کا (غسل جنابت کے لیے) تو انہونے کہا تعجب ہے عبد اللہ بن عمرو سے وہ یہ حکم کیون نہین دیتے کہ عورتین
اپنے سر منڈوا ڈالین (تاکہ بار بار سر کھولنے کی تکلیف سے بچین) مین اور آنحضرت دونو غسل کیا کرتے تھے
ایکہی برتن سے پھر مین اسپر زیادہ نہین کرتی تھی کہ اپنے سر پر تین لپ بھر کر پانی کے ڈال لیتے **ف** کیونکہ

مقصود ساری سر کا بھیگ جانا ہے اور تین لپوں میں یہ کام پورا ہوجاتا ہے اگر پورا نہ ہو تو اس سے زیادہ بھی ڈال سکتی ہے مگر بندھی ہوئی چوٹی کا کھولنا ضرور نہیں اکثر علما کے نزدیک یہ حکم عورتوں سے خاص ہے رفع تکلیف کے لیے اور اگر مرد کی چوٹی بندھی ہو تو اسکو کھولنا چاہیے **باب** الجنب ینغمس فی الماء الدائم یجزئہ اگر تھمے پانی میں جنب غوطہ لگا وے تو کافی ہوگا **عن** ابی ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یغتسل احدکم فی الماء الدائم وھو جنب فقال کیف یفعل یا ابا ھریرۃ رض قال یتناولہ تناولا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے غسل نہ کرے تھمے پانی میں جب وہ جنب ہو ابو السائب نے کہا پھر کیونکر کرے اے ابوہریرہ انہوں نے کہا پانی لے کر اس میں سے اپنے بدن پر ڈالے **ف** تھمے پانی میں اگر جنب غوطہ لگا دے تو دوسرے لوگوں کو اس پانی سے نفرت پیدا ہوگی اسوجہ سے آپ نے منع فرمایا اور اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ وہ پانی نجس ہو جاویگا جیسے حنفیہ نے سمجھا ہے اگر یہ مطلب ہو تو دہ دردہ پانی بھی یا اس سے زیادہ جنب کے غوطہ لگانے سے نجس ہو جاویگا حالانکہ خود حنفیہ اسکی نجاست کے قائل نہیں ہیں اگر یہ کہیں کہ دہ دردہ یا زیادہ پانی کا نجس نہ ہونا دوسری دلیل سے نکلتا ہے تو ہم یہ کہینگے کہ دو کہال یا اس سے زیادہ پانی کا بھی نجس نہ ہونا دوسری حدیث سے ثابت ہے اگر حنفیہ اس حدیث پر کوئی اعتراض کریں تو ہم یہ کہیں گے کہ دہ دردہ کی جو دلیل انہوں نے بیان کی ہے وہ اس سے بھی زیادہ قابل اعتراض ہے اس حالت میں اس صحیح حدیث پر عمل کرنا لازم ہے کہ پانی پاک ہے اسکو کوئی چیز نجس نہیں کرتی واللہ اعلم **باب** الماء من الماء پانی پانی سے چاہیے یعنے غسل منی نکلنے سے لازم ہوتا ہے **عن** ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی رجل من الانصار فارسل الیہ فخرج و راسہ یقطر فقال لعلنا اعجلناک قال نعم یا رسول اللہ قال اذا اعجلت او اقحطت فلا غسل علیک وعلیک الوضوء ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک مرد پر سے گذرے (اسکا نام عتبان تھا) آپ نے اسکو بلوایا وہ نکلا (اپنے گھر میں سے) اسکے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے فرمایا ہمنے تجھکو جلدی میں ڈالا اس نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جب تو جلدی میں پڑ جاوے (اور انزال ہونے سے پہلے جماع موقوف کر دی) یا تو جماع کرے اور تجھے انزال نہ ہو تو تیرے اوپر غسل نہیں ہے صرف وضو کرے **عن** ابی ایوب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الماء من الماء ابو ایوب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی پانی سے ہے **ف** پہلی پانی سے غسل مراد ہے اور دوسرے سے منی نکلنا یعنے جب منی نکلے جب ہی غسل واجب ہوگا صرف دخول سے غسل واجب نہ ہوگا اور یہی قول ہے حضرت عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور ابی بن کعب اور ابو ایوب رضی اللہ عنہم کا لیکن اکثر علما اسکے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں منسوخ ہیں

یا دوسری حدیث احتلام کے باب میں ہے اور اسکی دلیل وہ حدیثیں ہیں جو آگے آتی ہیں **بَابُ** مَاجَاءَ فِي وُجُوبِ الْغُسْلِ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ جب ختنہ ختنہ سے ملجاوے (یعنے دخول ہوجاوے) تو غسل واجب ہوگیا **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ فَعَلْتُهُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ فَاغْتَسَلْنَا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا جب دونوں ختنے ملجاویں تو غسل واجب ہوا میں نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا پھر ہم دونوں نے غسل کیا **عَنْ** أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ إِنَّمَا كَانَتْ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أُمِرْنَا بِالْغُسْلِ بَعْدُ ابی بن کعب نے کہا پہلے شروع اسلام میں یہ رخصت تہی (کہ صرف دخول سے غسل واجب نہ ہوتا جب تک انزال نہ ہوتا) پہر ہمکو حکم دیا گیا غسل کرنے کا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں شاخوں کے درمیان بیٹھے پہر اس سے جماع کرے تو غسل واجب ہوگیا **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَتَوَارَتِ الْحَشَفَةُ وَجَبَ الْغُسْلُ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دونوں ختنے ملجاویں اور حشفہ (سر ذکر جو ختنے کی وجہ سے کہل جاتا ہے) غائب ہوجاوے تو غسل واجب ہوگیا

ف گو انزال نہ ہوا ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا کا یہی قول ہے اور امام شوکانی نے دررِ بہیہ میں اہل حدیث کا مذہب یہی قرار دیا ہے اور امام بخاری نے کہا کہ اسمیں احتیاط ہے اگرچہ صحابہ میں اس مسئلہ میں خلاف تہا اور جو حدیثیں اس باب میں مذکور ہوئیں وہ ناسخ ہیں ان حدیثوں کی جن سے یہ نکلتا ہے کہ غسل صرف منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے اور دلیل نسخ کی ابی کی حدیث ہے کہ یہ فتوی انما الماء من الماء رخصت تہی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تہی شروع اسلام میں پہر ہمکو حکم ہوا غسل کرنیکا اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکالا ایک شخص نے آنحضرت سے پوچہا اگر مرد جماع کرے اپنی بی بی سے پہر ذکر نکال لیوے (انزال نہ ہو پہلے) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہان بیٹہی ہوئی تہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یہ (اشارہ کیا آپ نے حضرت عائشہ کی طرف) ایسا کرتے ہیں پہر غسل کرتے ہیں اور تفصیل کی میں نے اس مسئلہ کی تسہیل القاری شرح صحیح بخاری میں جسکا جی چاہے اسکو مطالعہ کرے **بَابُ** مَنِ احْتَلَمَ وَلَمْ يَرَ بَلَلًا جب احتلام ہو اور تری نہ دیکہے

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَرَأَى بَلَلًا وَلَمْ يَرَ أَنَّهُ احْتَلَمَ اغْتَسَلَ وَإِذَا رَأَى أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَمْ يَرَ بَلَلًا فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جاگے سو کر اور تری دیکہی

لیکن خواب اسکو یاد نہ ہو تو غسل کرے اور جب خواب یاد ہو لیکن تری نہ دیکھے تو اسپر غسل نہیں ہے **ف** اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں سوا عبد اللہ بن عمر عمری کے اسمین کچھ گفتگو ہے لیکن تری سے مراد منی ہے اگر تری معلوم ہو لیکن منی کا یقین نہ ہو تو اکثر اہل علم کے نزدیک غسل واجب نہ ہوگا

باب مَا جَاءَ فِي الِاسْتِتَارِ عِنْدَ الْغُسْلِ غسل کے وقت پردہ یعنے آڑ کرنا **عن** اَبِي السَّمْحِ قَالَ كُنْتُ اَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَغْتَسِلَ قَالَ وَلِّنِي قَفَاكَ فَاُوَلِّيهِ قَفَايَ وَاَنْشُرُ الثَّوْبَ فَاَسْتُرُهُ بِهِ ابو السمح سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا آپ جب غسل کا ارادہ کرتے تو مجھ سے فرماتے اپنی پیٹھ موڑ میری طرف میں پیٹھ موڑ دیتا اور کپڑا پھیلا دیتا اور آپ کو اُس سے چھپا لیتا **عن** عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ نَوْفَلٍ اَنَّهُ قَالَ سَاَلْتُ فَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا يُخْبِرُنِي اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ فِي سَفَرٍ فَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا يُخْبِرُنِي حَتّٰى اَخْبَرَتْنِي اُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ اَبِي طَالِبٍ اَنَّهُ قَدِمَ عَامَ الْفَتْحِ فَاَمَرَ بِسِتْرٍ فَسُتِرَ عَلَيْهِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ سَبَّحَ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ عبد اللہ بن عبید اللہ بن نوفل سے روایت ہے میں نے پوچھا تو کسی کو نہ پایا جو مجھ سے یہ بیان کرتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں نفل پڑھے یا نہیں یہانتک کہ ام ہانی رضی بنت ابی طالب نے مجھ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جس سال مکہ فتح ہوا اور آپ نے حکم کیا ایک پردہ لگانے کا پھر پردہ کیا گیا آپ پر آپ نے غسل کیا پھر آٹھ رکعتین نفل پڑھیں **ف** یعنے صلوٰۃ الضحی اور وہ نفل ہے تو سفر میں نفل پڑھنا ثابت ہوا بعضون نے کہا یہ صلوٰۃ الضحی نہیں تھی بلکہ بشکریہ فتح مکہ یہ نماز آپ نے ادا کی اور سعد رضی بن ابی وقاص نے بھی ایسا ہی کیا جب کسری کا خزانہ اُنہوں نے فتح کیا **عن** عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلَنَّ اَحَدُكُمْ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ وَلَا فَوْقَ سَطْحٍ لَا يُوَارِيهِ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ يَرٰى فَاِنَّهُ يُرٰى عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے غسل نہ کرے صاف میدان میں (جہان جھاڑ یا ٹیلا نہ ہو) اور نہ چھت کے اوپر کیونکہ اگر وہ کسیکو نہیں دیکھتا تو دوسرے تو اسے دیکھینگے **ف** اور ستر پر انکی نگاہ پڑے گی جو کراہت سے خالی نہیں پس اگر ایسے مقام میں غسل کی ضرورت پڑے تو کسی چیز کی آڑ کرلے پھر غسل کرے ان حدیثون سے یہ بھی نکلتا ہے کہ ننگے ہوکر غسل کرنا درست ہے اور محققین علما کا یہی مذہب ہے اور حضرت موسی علیہ السلام ایسا کیا کرتے تھے اور ہمارے حضرت سے بھی ثابت ہے

باب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ لِلْحَاقِنِ اَنْ يُصَلِّيَ جو شخص پائخانہ یا پیشاب روکے ہوئے ہے اسکو نماز پڑھنے کی ممانعت **عن** عَبْدِ اللهِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمُ الْغَائِطَ وَاُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيَبْدَاْ بِهِ عبد اللہ بن ارقم سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پائخانہ کا قصد رکھتا ہو اور نماز کی تکبیر ہو تو پہلے پائخانہ کو جاوے (تا کہ نماز اطمینان سے پڑھی جاوے

اسیطرح اگر کہانا آجاوے اور آدمی بہوکا ہو تو پہلے کہانا کہالیوے پہر نماز پڑہے اگرچہ جماعت فوت ہوجاوے عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ وَھُوَ حَاقِنٌ ابو امامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا آدمی کو نماز پڑہنے سے جب وہ پائخانہ پیشاب روکے ہوئے ہو عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْمُ اَحَدُکُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَبِہٖ اَذًی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے نماز کو نہ کہڑا ہو اُس حالت میں جب اسکو تکلیف ہو (پیشاب یا پہانے کی) عَنْ ثَوْبَانَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لَا یَقُوْمُ اَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَھُوَ حَاقِنٌ حَتّٰی یُخَفِّفَ ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان نماز کو نہ کہڑا ہو اسحالت میں جب وہ پیشاب یا پائخانے کو بند کیے ہو جب تک اسکو بوجہ ہلکا نہ ہوجاوے (یعنے حاجت سے فارغ نہ ہو) بَابُ مَا جَآءَ فِی الْمُسْتَحَاضَۃِ الَّتِیْ قَدْ عَدَّتْ اَیَّامَ اَقْرَائِھَا قَبْلَ اَنْ یَّسْتَمِرَّ بِھَا الدَّمُ اس مستحاضہ کا بیان جسکے حیض کی مدت معین ہو اس عارضی سے پہلے ف استحاضہ ایک بیماری ہے کہ عورت کا خون بند نہ ہو ہمیشہ جاری رہے جسعورت کو یہ بیماری ہو اسکو مستحاضہ کہتے ہین اسکی دو قسمین ہین ایک وہ مستحاضہ جسکے حیض کی مدت اس بیماری کے شروع ہونے سے پہلے معین اور معلوم ہو دوسرے وہ جسکو شروع ہی سے یہ عارضہ ہوجاوے اور حیض کی مدت معین نہ ہوئی ہو عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنِّیْ امْرَاَۃٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْھُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوۃَ قَالَ لَا وَلٰکِنْ دَعِیْ قَدْرَ الْاَیَّامِ وَاللَّیَالِیْ الَّتِیْ کُنْتِ تَحِیْضِیْنَ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فِیْ حَدِیْثِہٖ وَقَدْرُھُنَّ فِی الشَّھْرِ ثُمَّ اغْتَسِلِیْ وَاسْتَثْفِرِیْ بِثَوْبٍ وَصَلِّیْ ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے انہون نے پوچہا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تو عرض کیا مین ایک عورت ہون ایسی کہ مجہہ کو استحاضہ ہوتا ہے پہر پاک نہین ہوتی۔ (یعنے خون بند ہی نہین ہوتا) کیا مین نماز چہوڑ دون آپنے فرمایا نہین تو نماز چہوڑ دے اتنے دنون اور راتون تک جتنے دن رات تجہے (اس بیماری سے پہلے) حیض آیا کرتا تہا (ابو بکر بن ابی شیبہ کی روایت مین یون ہے کہ ان دنون اور راتون کا اندازہ کرلے مہینے مین پہر غسل کر اور لنگوٹ کس لے اور نماز پڑہ ف اگرچہ خون آیا کرے کیونکہ وہ حیض کا خون نہین ہے اسحدیث سے اور حدث والون کا بہی حکم نکلا جیسے کسیکو پیشاب کی بیماری ہوجاوے یا ریاح کی وہ بہی نماز ترک نہ کرے بلکہ ہر نماز کے لیے وضو کرے اور جبتک وقت باقی رہے ایک ہی وضو سے فرض اور نفل ادا کرے گو حدث ہوتا رہے اور یہ حدیث عمدہ ہے حجت لینے کے لائق ہے اسیطرح زینب بنت جحش کی حدیث جسکو امام نسائی نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مستحاضہ کے باب مین وہ اپنے حیض کے دنون مین بیٹہہ رہے اور اس باب مین بہت حدیثین ہین عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ جَآءَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ

اِبْنِ حُبَيْشٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي امْرَأَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ اِجْتَنِبِي الصَّلٰوةَ اَيَّامَ مَحِيْضِكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَتَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلٰوةٍ وَاِنْ قَطَرَ الدَّمُ عَلَى الْحَصِيْرِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک عورت ہوں مجھے استحاضہ ہوتا ہے پھر پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نہیں یہ ایک رگ کا خون ہے اور حیض نہیں ہے تو ایسا کر کہ حیض کے دنوں میں نماز مت پڑھ پھر غسل کر اور ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کر اگرچہ خون بہکر بوریے پر ٹپکے **ف** ہر نماز کے لیے وضو کرنا یہی صحیح طریقہ ہے اور اگر مستحاضہ دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا چاہے تو اصطلاح کرے کہ ایک نماز میں دیر کرے اوسکو اخیر وقت پر ادا کرے اور دوسری میں جلدی کرے اسکو اول وقت پر ادا کرے اور دونو نمازوں کے لیے ایک ہی وضو کر لیوے اور کسی صحیح حدیث میں یہ نہیں ہے کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنا واجب ہے یا ہر دو نماز کے لیے یا ہر روز ایک بار بلکہ غسل اسیوقت کافی ہے جب عادت کے موافق حیض سے پاک ہونیکا وقت آوے یا خون کی رنگت کے لحاظ سے معلوم ہو جاوے کہ اب حیض کا خون جا چکا صحیحین کی حدیث میں صاف یوں ہے جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے پھر جب حیض چلدیوے تو خون دھو ڈال اپنے بدن سے اور نماز پڑھ اور صحیح مسلم میں جو ہے کہ ام حبیبہؓ ہر نماز کے لیے غسل کرتی تھیں اس سے کوئی دلیل پوری نہیں ہوتی کیونکہ یہ خود انکا فعل تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ایسا نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان سے یہی فرمایا تھا کہ حیض کے دنوں کے موافق ٹھیری رہ پھر غسل کر ڈال اور یہ غسل وہی حیض کا غسل ہے یہ غرض نہیں کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے اگر نماز کے لیے غسل کرنیکی حدیثیں صحت لینے کے لائق نہیں ہیں اور معارض ہیں انکے صحیح حدیثیں اسکے سوا ضعیف اور ناتوان عورات پر یہ بہت شاق بھی ہے کہ ہر نماز کے لیے غسل کریں اور یہ دین اللہ کے فضل سے سہل اور آسان ہے **عن** فَاطِمَةَ بِنْتِ اَبِي حُبَيْشٍ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَتْ اِلَيْهِ الدَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَانْظُرِي اِذَا اَتَى قُرُوْؤُكِ فَلَا تُصَلِّي فَاِذَا مَرَّ الْقُرْءُ فَتَطَهَّرِي ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقُرْءِ اِلَى الْقُرْءِ فاطمہ بنت ابی حبیش آئیں جناب سرور انبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور شکایت کی آپ سے خون بہنے کی آپ نے فرمایا یہ ایک رگ کا خون ہے تو دیکھتی رہ جب حیض کا خون آوے تو نماز مت پڑھ پھر جب حیض گزر جاوے تو طہارت کر (یعنے غسل کر) پھر نماز پڑھ دوسرے حیض تک **عن** عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَحَاضَةُ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ

صَلٰوۃٍ وَتَصُومُ وَتُصَلِّیْ عدی بن ثابت نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مستحاضہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دیوے پھر غسل کرے اور وضو کرے ہر نماز کے لیے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے

بَابٌ مَاجَاءَ فِی الْمُسْتَحَاضَۃِ اِذَا اخْتَلَطَ عَلَیْھَا الدَّمُ فَلَمْ تَقِفْ عَلٰی اَیَّامِ حَیْضِھَا

اس مستحاضہ کا بیان جسکو حیض کے خون میں شبہ ہوجاوے اور وہ اپنے حیض کے دن معلوم نہ کرسکے

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَیْشٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ امْرَاَۃٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْھُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوۃَ قَالَ لَا اِنَّمَا ذٰلِکِ عِرْقٌ وَلَیْسَ بِالْحَیْضَۃِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَیْضَۃُ فَدَعِی الصَّلٰوۃَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِیْ عَنْکِ الدَّمَ وَصَلِّیْ ھٰذَا حَدِیْثُ وَکِیْعٍ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اور عرض کیا یارسول اللہ میں ایک عورت ہوں استحاضے میں گرفتار پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نہیں یہ ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے پھر جب حیض چلدیوے تو خون دھو ڈال اپنے بدن سے اور نماز پڑھ

عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اسْتُحِیْضَتْ اُمُّ حَبِیْبَۃَ بِنْتُ جَحْشٍ وَھِیَ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ سَبْعَ سِنِیْنَ فَشَکَتْ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذِہٖ لَیْسَتْ بِالْحَیْضَۃِ وَاِنَّمَا ھُوَ عِرْقٌ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَیْضَۃُ فَدَعِی الصَّلٰوۃَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِیْ وَصَلِّیْ قَالَتْ عَائِشَۃُ فَکَانَتْ تَغْتَسِلُ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ ثُمَّ تُصَلِّیْ وَکَانَتْ تَقْعُدُ فِیْ مِرْکَنٍ لِاُخْتِھَا زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰی اَنَّ حُمْرَۃَ الدَّمِ لَتَعْلُوا الْمَآءَ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش استحاضے میں مبتلا رہی سات برس تک اور وہ عبد الرحمان بن عوف کے نکاح میں تھی آخر اوس نے یہ شکوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے جب حیض آوے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض چلا جاوے تو غسل کر اور نماز پڑھتی رہ حضرت عائشہ نے کہا وہ ہر نماز کے لیے غسل کرتی تھی پھر نماز پڑھتی تھی اور اپنی بہن زینب بنت جحش ام المومنین کی ایک ناندے میں بیٹھتے تو خون کی سرخی پانی کے اوپر آجاتی

ف اس کثرت سے خون نکلتا ان روایتوں سے باب کا مطلب ظاہر نہیں ہوتا بلکہ یہ اسی مضمون کی حدیثیں ہیں جو اگلے باب میں گذریں اور شاید مؤلف نے اشارہ کیا اس لفظ کی طرف جو ابوداؤد اور نسائی نے نکالا فاطمہ بنت ابی حبیش سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے پہچانا جاتا ہے صحیح کہا اسکو ابن حزم نے اور نسائی نے حضرت عائشہ سے مرفوعًا ایسا ہی نکالا اور طبرانی اور دارقطنی نے ابوامامہ سے مرفوعًا نکالا کہ حیض کا خون نہیں ہوتا مگر سیاہ ان حدیثوں سے یہی

نکلتا ہے کہ زردی اور خاکی رنگ کو حیض نہین کہینگے خواہ حیض کی مدت مین ہو یا اسکے بعد البتہ اگر حیض کے بیچ مین یہ رنگ ہون تو انکو حیض کہینگے کیونکہ اول اور آخر حیض ہے تو بیچ کا خون بہی حیض ہوگا یہ وجہ نہین ہے کہ یہ رنگ حیض مین ہین اب وہ حدیث جو موطا مین ہے کہ عورتین حضرت عائشہؓ پاس ایک ڈبی بہیجتین اس مین زردی اور خاکی ہوتی حیض کے خون کی اور پوچہتین اسنے نماز پڑہنے کے لیے حضرت عائشہؓ انسے کہتین بہت جلدی کرو یہانتک کہ چونے کی طرح سپیدی دیکہو ان حدیثون کے معارض نہ ہوگی کیونکہ یہ صرف رای ہے حضرت عائشہؓ کی اور علاوہ اسکے حضرت عائشہؓ نے ان رنگون کو حیض نہین کہا بلکہ عورتون کو ٹہیرنے کا حکم دیا سپیدی نکلنے تک کیونکہ وہ دلیل ہے حیض ختم ہوجانے کی بس حاصل یہ ہے کہ مستحاضہ کی اگر کوئی عادت پیشتر سے حیض کے ہو تو اتنے دن حیض کے سمجہ لے اگر عادت نہ ہو مثلاً نئی عورت ہو یا عادت مین شبہ پڑ جاوے تو رنگ سے حیض کا خون دریافت کر لیوے یعنے سیاہی رنگ سے جیسے اوپر کی حدیثون سے معلوم ہوا پس جب تک سیاہ خون ہے حیض سمجہے نماز نہ پڑہے جب یہ رنگ نہ رہے غسل کرے اور نماز شروع کرے اور لوگون نے اس مسئلہ مین ناحق طول کیا ہے اور ایسی باریکیان نکالی ہین کہ ذی علم مردون کو ان کا سمجہنا دشوار ہوتا ہے بہلا ناقص العقل عورتین کیونکر سمجہین گی حالانکہ شریعت کا حکم نہایت آسان ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِكْرِ إِذَا ابْتَدَأَتْ مُسْتَحَاضَةً أَوْ كَانَ لَهَا أَيَّامُ حَيْضٍ فَنَسِيَتْهَا اگر باکرہ کو شروع ہی سے استحاضہ ہو جاوے یا اپنے ایام حیض کو بہول جاوے تو کیا کرے ✤

عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهَا اسْتُحِيضَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي اسْتُحِضْتُ حَيْضَةً مُنْكَرَةً شَدِيدَةً قَالَ لَهَا احْتَشِي كُرْسُفًا قَالَتْ إِنَّهُ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ إِنِّي أَثُجُّ ثَجًّا قَالَ تَلَجَّمِي وَتَحَيَّضِي فِي كُلِّ شَهْرٍ فِي عِلْمِ اللَّهِ سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ اغْتَسِلِي غُسْلًا فَصَلِّي وَصُومِي ثَلَاثَةً وَعِشْرِينَ أَوْ أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ وَأَخِّرِي الظُّهْرَ وَقَدِّمِي الْعَصْرَ وَاغْتَسِلِي لَهُمَا غُسْلًا وَأَخِّرِي الْمَغْرِبَ وَعَجِّلِي الْعِشَاءَ وَاغْتَسِلِي لَهُمَا غُسْلًا وَهُوَ أَحَبُّ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ حمنہ بنت جحشؓ سے روایت ہے انکو استحاضہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین وہ آپ پاس آئین اور عرض کیا مجہے نہایت خراب اور سخت استحاضہ ہو گیا ہے آپنے فرمایا تہوڑی روئی شرمگاہ کے اندر رکہہ لے وہ بولی پہر اخون اس سے زیادہ ہے وہ تو اچہی طرح بہتا ہے آپنے فرمایا تو ایک کپڑا لنگوٹ کیطرح کس لے اور اللہ کو جیسا معلوم ہے اس موافق چہہ یا سات روز تک حیض شمار کر پہر ایک غسل کر روزہ رکہہ اور نماز پڑہ تئیس دن یا چوبیس دن تک (ہر ماہ مین اگر چہہ دن حیض کے سمجہے تو چوبیس دن ہونگے اگر سات دن سمجہے تو تئیس ہونگے) اور تو ظہر کی نماز مین دیر کر اور عصر کو جلدی پڑہ اور دونو نمازون کے لیے ایک غسل کرے اسیطرح مغرب مین دیر کر اور عشا مین جلدی کر اور دونو نمازون کے لیے

ایک غسل کر ڈال (اور فجر کی نماز کے لیے ایک غسل کر) اور یہ زیادہ پسند ہے مجھکو دونون امرون مین **ف** وہ دوسرا امر یہ ہے
کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے تو دن رات مین پانچ بار غسل کرنا ہوتا ہے اور اسصورت مین صرف تین بار غسل کرنا پڑے گا
اسحدیث سے ان لوگون نے دلیل لی ہے جنہون نے مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے غسل کرنیکا حکم دیا ہے مگر یہ حکم نہایت سخت ہے
اور ضعیف عورتون سے یہ بار اٹھانا مشکل ہے خصوصاً سرد ملکون مین پس عمدہ طریقہ وہی ہے جو دوسری حدیثون سے ثابت
ہے کہ حیض کے جانے پر صرف ایک بار غسل کرے پھر ہر نماز کے لیے وضو کرتی رہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اسکے راویون
مین محدثین کو کلام ہے شریک اور عبداللہ بن محمد بن عقیل دونو ضعیف ہین واللہ اعلم **عَنْ** اُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ جَحْشٍ
قَالَتْ كُنْتُ اُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً طَوِيلَةً قَالَتْ فَجِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْتَفْتِيهِ
وَاُخْبِرُهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ عِنْدَ اُخْتِي زَيْنَبَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ لِي اِلَيْكَ حَاجَةً قَالَ وَمَا هِيَ
اَيْ هَنْتَاهُ قُلْتُ اِنِّي اُسْتَحَاضُ حَيْضَةً طَوِيلَةً كَبِيرَةً وَقَدْ مَنَعَتْنِي الصَّلٰوةَ وَالصَّوْمَ فَمَا تَاْمُرُنِي
فِيهَا قَالَ اَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ فَاِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ قُلْتُ هُوَ اَكْثَرُ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ شَرِيكٍ
ام حبیبہ بنت جحش سے روایت ہے مجھے بڑا لنبا استحاضہ ہوا کرتا تھا آخر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی آپ سے
مسئلہ پوچھنے کو اور اپنا حال بیان کرنے کو مینے آپ کو پایا اپنی بہن زینب بنت جحشؓ (ام المومنین) پاس مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے آپنے فرمایا کیا ہے اری فلانے مین نے عرض کیا مجھے بڑا لنبا استحاضہ
آتا ہے ایسا کہ نماز اور روزے سے اس نے روک دیا ہے تو آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہین آپنے فرمایا مین تیرے لیے
روئی رکھنے کی صلاح دیتا ہون مینے عرض کیا حضرتؐ وہ اس سے زیادہ ہے پھر بیان کیا اگلی حدیث کی طرح جسکو
شریک نے روایت کیا **بَاب** مَا جَاءَ فِي دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ حیض کا خون کپڑے مین لگ جاوے
تو کیا کرنا چاہیے **ف** حیض کا خون تو باتفاق علما نجس ہے اور اسکی نجاست کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے
نے اسکو اذی یعنے پلیدی فرمایا اور کئی حدیثین اسکی نجاست کے ثبوت مین وارد ہین لیکن اور خونون کی نجاست
پر کوئی دلیل معلوم نہین ہوتی بلکہ متعدد احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ صحابہ زخمی ہوئے اور خون انکے بدن اور کپڑے
سے ضرور لگا ہوگا لیکن وہ نماز پڑھی گئی اور جب تک نجاست پر کوئی دلیل معارضے سے خالی قائم نہ ہو اسوقت
تک اصل ہر شے مین طہارت ہے اب قرآن شریف مین جو فانہ رجس وارد ہے اس سے بھی خون کی نجاست نہین نکلتی
کیلیے کہ اوپر کئی چیزون کا ذکر ہے جیسے مردار سور کا گوشت خون اور ظاہر یہ ہے کہ ضمیر فانہ مین قریب کیطرف پھرتی
ہے یعنے سور کے گوشت کی طرف پس سور کے گوشت کی نجاست یقینی ہے اور مردار اور خون کی نجاست مین شبہ
ہے اور دوسری صحیح حدیث مین وارد ہے کہ مردار کا صرف کھانا حرام ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مردار سے اور منفعت
لے سکتے ہین پس وہ پاک ہوگا بہرحال اہلحدیث کے نزدیک سوا حیض کے خون کے اور خونون کی اسیطرح مردار کی

اسیطرح خراب کی نجاست ثابت نہین ہے اگرچہ انکے حرام ہونے مین شبہ نہین ہی **عن** اُمّ قیس بنت محصن قالت
سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن دم الحیض یصیب الثوب قال اغسلیہ بالماء والسدر
وحکّیہ ولو بضلع ام قیسؓ بنت محصن سے روایت ہی مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض کے
خون کو جب وہ کپڑے مین لگ جاوے آپنے فرمایا اسکو دہو ڈال بیری کے پتے اور پانی سے اور کہرچ ڈال اس کو
اگرچہ لکڑی سے سہی **ف** نکالا اسکو امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بہی
ابن قطان نے کہا اسکا اسناد نہایت صحیح ہے **عن** اسماء بنت ابی بکر الصدیق قالت سئل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن دم الحیض یکون فی الثوب قال اقرصیہ واغسلیہ وصلی فیہ
اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچہے گئے حیض کے خون سے جو کپڑے مین لگا ہو
آپنے فرمایا انگلیون سے رگڑ ڈال اسکو پہر دہو ڈال اسکو پہر نماز پڑہ اس کپڑے مین **ف** صحیحین مین یہ حدیث یون
ہے ایک عورت آنحضرتؐ پاس آئی اور عرض کیا کہ ہم مین سے ایک کے کپڑے مین حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ
کیا کرے آپنے فرمایا اسکو کہرچ ڈالے پہر پانی لگا کر رگڑ ڈالے پہر اسکو دہو ڈالے پہر اس مین نماز پڑہے **عن**
عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت ان کانت احدانا لتحیض ثم تقترص
الدم من ثوبہا عند طہرہا فتغسلہ وتنضح علی سائرہ ثم تصلی فیہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہی انہون نے کہا ہم مین سے ایک عورت کو حیض آیا پہر وہ خون کو رگڑ ڈالتی اپنے کپڑے سے
جب پاک ہوجاتی حیض سے اور اسکو دہو ڈالتی اور باقی کپڑے پر پانی چہڑک دیتی بعد اسکے نماز پڑہتی اس کپڑے
مین **باب** الحائض لا تقضی الصلوۃ حائضہ عورت نماز کی قضا نہ پڑہے **ف** حیض کی حالت مین
عورت نماز نہ پڑہے نہ روزہ رکہے پہر جب حیض سے پاک ہو تو نماز کی قضا بہی واجب نہین ہے لیکن روزون کی
قضا کرے ابن منذر اور نووی نے کہا اسپر اجماع ہے مسلمانون کا اور ابن عبد البر نے ایک طائفہ خوارج سے
نقل کیا ہے کہ حائضہ عورت پر نماز کی قضا کرنا واجب ہے اور اجماع کے خلاف ان لوگون کا قول معتبر نہین ہے
جو دوزخ کے کتے ہین اور معاذ اللہ اہل بیت رسالت کے دشمن صحیحین مین ابو سعیدؓ کی حدیث مین ہے عورت
جب حائضہ ہوتی ہے تو نماز نہین پڑہتی اور روزہ نہین رکہتی اور اسپر اجماع کیا صحابہ و من بعدہم نے **عن**
عائشۃ ان امرأۃ سألتہا اتقضی الحائض الصلوۃ قالت لہا عائشۃ احروریۃ انت قد کنا
نحیض عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم نطہر ولم یامرنا بقضاء الصلوۃ حضرت ام المومنین عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی ایک عورت نے ان سے پوچھا کیا حائضہ عورت نماز کی قضا کرے انہون نے
کہا کیا تو خارجی ہے (حرورا والی جو ایک مقام تہا کوفہ مین وہان خارجی مرد اکٹھے تہے جناب امیرؓ نے انکو وصل

جہنم کیا ا ہمکو توحیض آتا تہا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہر ہم پاک ہوجاتی تہین اور آپ نے ہمکو حکم نہین کیا
نماز کے قضا کرنیکا **ف** صحیحین مین حضرت عائشہ کی حدیث سے یون ہے ہمکو حکم ہوتا روزون کے قضا کرنیکا اور
نماز کے قضا کرنے کا حکم نہین ہوتا اور اسپر اتفاق ہی تمام اہل اسلام کا جیسے اوپر گذرا **بَابُ الْحَائِضِ تُنَاوِلُ**
الشَّيْءَ مِنَ الْمَسْجِدِ حائضہ عورت مسجد سے کوئی چیز اٹہا لیوے ہاتہہ بڑہا کر توجائز ہے اگر مسجد کے اندر جانا حائضہ کو
درست نہین ا **عَنْ عَائِشَةَ** قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ
الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ لَيْسَتْ حَيْضَتُكِ فِي يَدِكِ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجہے مسجد سے چہوٹا مصلے (یا سجدہ گاہ) اوٹہادے مین نے کہا
حائضہ ہون آپ نے فرمایا حیض تیرے ہاتہہ مین تہوڑے رکہا ہے **عَنْ عَائِشَةَ** قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْنِي رَأْسَهُ إِلَيَّ وَأَنَا حَائِضٌ وَهُوَ مُجَاوِرٌ تَعْنِي مُعْتَكِفًا فَأَغْسِلُهُ وَأُرَجِّلُهُ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری طرف جہکا دیتے تہے اور مین حائضہ
ہوتی اور آپ اعتکاف مین ہوتے تو مین آپ کا سر دہو دیتی اور اس مین کنگی کر دیتی **ف** حجرہ کا دروازہ
مسجد ہی مین تہا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرے کے اندر اپنا سر مبارک کر دیتے حضرت عائشہ کنگہی کر دیتین
بال دہو دیتین ہمارے آقا ہمیشہ سر مبارک پر بال رکہتے تہے صرف حج مین آپنے بال منڈائے ہین اور ہمیشہ
سر منڈے رہنا خوب نہین ہے خوارج کی نشانی ہے خذلہم اللہ تعالے **عَنْ عَائِشَةَ** لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ رَأْسَهُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ حضرت عائشہ رضی
اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنا سر میری گود مین رکہتے اور مین حائضہ ہوتی اور
آپ قرآن پڑہتے اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ کی نجاست حکمی ہے نہ حقیقی ا **بَابُ** مَا لِلرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ
إِذَا كَانَتْ حَائِضًا جب عورت حائضہ ہو تو مرد اس سے کہانتک فائدہ اٹہا سکتا ہے **عَنْ عَائِشَةَ** قَالَتْ
كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَأْتَزِرَ فِي فَوْرِ
حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهُ ام المومنین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی ہم مین سے ایک کو جب حیض آتا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو
حکم کرتے تہ بند باندہنے کا حیض کے زور کے وقت مین پہر اس سے مباشرت کرتے (یعنے بوسہ اور معانقہ وغیرہ)
اور تم مین سے کون اپنی حاجت کو روک سکتا ہے جیسے آپ روک سکتے تہے **ف** کیونکہ آپ کو اپنے نفس کے
اوپر پورا اختیار حاصل تہا جس مین یہ صفت نہو اسکو حائضہ سے مباشرت کرنا اچہا نہین ایسا نہو کہ جماع کر بیٹہے
اور گنہگار ہو حائضہ سے جماع کی ممانعت تو قرآن مین ہے فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ

حَتّٰی یَطْهُرْنَ لیکن ناف کے اوپر مباشرت کو درست کہا ہے ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی نے اسی حدیث سے اور ناف کے نیچے جائز نہیں رکھا اور بعضوں نے کہا سوا جماع کے ہر شے درست ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے سب باتیں کرو سوا جماع کے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا حَاضَتْ اَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَتَّزِرَ بِاِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا حضرت عائشہ رضی نے کہا ہم میں سے کسی بی بی کو جب حیض آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے ایک تہ بند باندھنے کا پھر اس سے مباشرت کرتے **ف** یعنی مساس معانقہ بوسہ وغیرہ ابوداؤد نے معاذ بن جبل سے روایت کیا میں نے عرض کیا یا حضرت مجھ کیا درست ہے اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو آپ نے فرمایا ازار کے اوپر فائدہ اٹھانا اور اس سے بھی بچنا افضل ہے عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لِحَافِهٖ فَوَجَدْتُ مَا يَجِدُ النِّسَاءُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَانْسَلَلْتُ مِنَ اللِّحَافِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ وَجَدْتُ مَا تَجِدُ النِّسَاءُ مِنَ الْحَيْضَةِ قَالَ ذَاكِ مَا كَتَبَ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَانْسَلَلْتُ فَاَصْلَحْتُ مِنْ ثِيَابِيْ ثُمَّ رَجَعْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَيْ فَادْخُلِيْ يَعْنِيْ فِي اللِّحَافِ قَالَتْ فَدَخَلْتُ مَعَهٗ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی لحاف میں اتنے میں مجھ کو معلوم ہوا وہ جو عورتوں کو ہوا کرتا ہے یعنے حیض میں لحاف میں سے نکل گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھکو حیض آیا میں نے کہا جی ہاں مجھے معلوم ہوا وہ جو عورتوں کو ہوا کرتا ہے یعنے حیض آپ نے فرمایا یہ تو وہ چیز ہے جو اللہ تعالے نے آدم کی بیٹیوں کی تقدیر میں لکھدی ہے خیر بی بی ام سلمہ نے کہا میں کھسک گئی اور اپنے کپڑے درست کرکے پھر آگئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے آ اندر آ یعنے لحاف کے میں پھر اندر ہوگئی آپ کے ساتھ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَاَلْتُهَا كَيْفَ كُنْتِ تَصْنَعِيْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَيْضِ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا فِيْ فَوْرِهَا اَوَّلَ مَا تَحِيْضُ تَشُدُّ عَلَيْهَا اِزَارًا اِلٰى اَنْصَافِ فَخِذَيْهَا ثُمَّ تَضْطَجِعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی بہن ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو بی بی تھیں آنحضرت صلعم کی پوچھا تم آنحضرت صلعم کے ساتھ کیسی کرتی تھیں حیض کی حالت میں انہوں نے کہا ہم میں سے ایک اپنے حیض کے شروع جوش کی حالت میں ایک تہ بند باندھ لیتے رانوں کے نصف تک پھر ہم لیٹتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِتْيَانِ الْحَائِضِ

حائضہ عورت سے صحبت کرنے کی ممانعت عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰى حَائِضًا اَوِ امْرَاَةً فِيْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا

اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماع کرے حائضہ عورت سے یا جماع کرے عورت کی دبر مین یا نجومی پاس جاوے اور اسکی بات کو سچ مانے تو اس نے انکار کیا اسلام کا یا اس دین کا جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اوترا **ف** ظاہر مین بیان ایک اشکال ہو وہ یہ کہ حیض کیحالت مین جماع کرنا یا دبر مین جماع کرنا حرام ہوگا پھر اس سے کفر کیون لازم آویگا بعضون نے یہ جواب دیا ہے کہ مراد وہ شخص ہے جو حیض کیحالت مین جماع کو حلال سمجھ کر جماع کرے اسیطرح دبر مین جماع کرنے کو حلال سمجھ کر ایسا کرے ایسا شخص تو بیشک کافر ہوگا اسیطرح وہ شخص جو نجومی کی تصدیق کرے وہ بھی کافر ہوگا کیونکہ اس نے غیب کا علم سوا خدا کے دوسرے کی لیے ثابت کیا اور یہ قرآن کے خلاف ہی اس جواب پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بیشک حیض کی حالت مین وطی کو حلال جاننے والا اسیطرح نجومی کی بات کو سچ ماننے والا کافر ٹہیر سکتا ہے اسوجہ سے کہ قرآن شریف مین حیض کی حالت مین وطی سے منع کیا ہے تو وہ حرام ٹہیری اسیطرح نجومی کا جھوٹا ہونا قرآن سے ثابت ہے قُلْ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا لیکن اپنی بی بی سے یا لونڈی سے دبر مین صحبت کرنا قطعی حرام نہین ہے یعنے ایسا حرام کہ اسکا منکر کافر ٹہیرے کیونکہ کسی آیت یا متواتر حدیث سے اسکی حرمت صاف ثابت نہین ہے اور اسیوجہ سے ایک طائفہ علماء نے فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ سے وطی فی الدبر کو جائز رکھا ہے اگرچہ وہ مذہب صحیح نہین ہے اسلیے کہ دبر حرث یعنی کھیتی نہین ہے بلکہ فرث یعنے نجاست ہے لیکن تو بھی دبر مین وطی کرنے کی حرمت مشتبہ ٹہیری پھر اسکا حلال جاننے والا بھی کرنیوالا کافر نہین ہوسکتا اور انجاح الحاجۃ مین ہے کہ حیض کیحالت مین بھی وطی کو حلال جاننے والا کافر نہین ٹہیر سکتا کسلیے کہ وہ لغیرہ حرام ہے اور مسلمان کے کفر کا فتویٰ نہ دینا چاہیے جب تک ایک ضعیف روایت سے بھی اسکا اسلام قائم رہ سکے پس صحیح جواب یون دینا چاہیے کہ اس حدیث مین کفر سے لغوی کفر مراد ہے نہ شرعی یعنے جس نے ایسی حرکتین کین اسنے گویا انکار کیا شریعت محمدی کا یا یہ بطور تشدد اور تغلیظ کے فرمایا کہ لوگ ان باتون سے ضرور بچے رہین **بَابُ** مَا جَاءَ فِیْ کَفَّارَۃِ مَنْ اَتٰی حَائِضًا جو شخص حائضہ سے صحبت کرے اسکا کفارہ کیا ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ الرَّجُلُ اِذَا وَقَعَ عَلٰی امْرَاَتِہٖ وَھِیَ حَائِضٌ اَمَرَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِنِصْفِ دِیْنَارٍ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا جب کوئی مرد اپنی جورو سے حیض کی حالت مین صحبت کر بیٹھتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے آدہی اشرفی خیرات کرنیکا **ف** ایک دینار بیس درم کا ہوتا ہے تو آدہی دینار کے ۱۰ درم ہوئے اور ایک درم ساڑہے تین ماشہ کا اس حساب سے ۱۰ درم کے تین یا کچھ کم تین روپیہ ہوئے آدہی اشرفی سے یہی مراد ہے پس جو کوئی حیالت سے حائضہ سے صحبت کر بیٹھے وہ تین روپیہ اللہ کی راہ مین خیرات کرے امید ہے

کہ اسکا گناہ معاف ہو جاوے گا **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الذی یاتی امرأتہ و ھی حائض قال یتصدق بدینار او بنصف دینار ابن عباسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی عورت سے جماع کرے اور وہ حائضہ ہو تو ایک دینار خیرات کرے یا آدھا دینار **ف** خطابی نے کہا اکثر علماء کے نزدیک یہ کفارہ واجب نہیں ہے وہ کہتے ہیں یہ حدیث مرفوعاً صحیح نہیں بلکہ موقوفاً صحیح ہے یعنے ابن عباسؓ کا قول ہے اور مرفوع روایت متصل نہیں ہے بلکہ مرسل ہے اور شافعی کہتے ہیں کہ اگر شدت حیض کے زمانے میں جماع کرے تو ایک دینار خیرات کرے اور جو اخیر حیض میں کرے تو آدھا دینار خیرات کرے اور یہ حکم استحبابًا ہے اور حائضہ سے وطی کرنا فرج میں حرام ہے بالاتفاق اگر کسینے کی تو ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک توبہ اور استغفار کرے اور کچھ خیرات کرنا واجب نہیں ہے اور شافعی اور احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے **مترجم** کہتا ہے حدیث پر عمل کرنا افضل ہے ان مجتہدین کی باتیں سننے سے اگر مقدور ہے تو ایک دینار یا آدھا دینار خیرات کرنا بہتر ہے +

باب فی الحائض کیف تغتسل حائضہ عورت کیونکر غسل کرے **عن** عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لھا وکانت حائضا انقضی شعرک واغتسلی قال علی فی حدیثہ انقضی رأسک ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اور وہ حائضہ تھیں اپنے بال کھولڈال اور غسل کر علی بن محمد کی روایت میں یوں ہے اپنا سر کھولڈال **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل حیض میں سر کا کھولنا ضرور ہے اور اس میں بہ نسبت غسل جنابت کے زیادہ صفائی کی ضرورت ہے یہ بھی اسمر جل جلالہ کا فضل اور احسان ہے کہ جنابت کے غسل میں سر کا کھولنا ضرور نہ رکھا کیونکہ وہ اکثر ہوا کرتا ہے عورتوں کو تکلیف ہوتی اور حیض کا غسل مہینے میں ایک بار ہوتا ہے اس میں سر کھولنے سے کسیطرح کا حرج نہیں بلکہ ہر ایک عورت مہینے میں ایک دوبار اپنا سر کھولتی ہے اور بالوں کو دھوتی ہے **عن** عائشۃ ان اسماء سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الغسل من المحیض فقال تاخذ احداکن ماءھا وسدرتھا فتطھر فتحسن الطھور او تبلغ فی الطھور ثم تصب علی رأسھا فتدلکہ دلکا شدیدا حتی یبلغ شؤون رأسھا ثم تصب علیھا الماء ثم تاخذ فرصۃ ممسکۃ فتطھر بھا قالت اسماء کیف اتطھر بھا قال سبحان اللہ تطھری بھا قالت عائشۃ کانھا تخفی ذلک تتبعی بھا اثر الدم قالت وسألتہ عن الغسل من الجنابۃ فقال تاخذ احداکن ماءھا فتطھر فتحسن الطھور او تبلغ فی الطھور حتی تصب الماء علی رأسھا فتدلکہ حتی تبلغ شؤون رأسھا ثم تفیض الماء علی جسدھا فقالت عائشۃ نعم النساء نساء الانصار لم یمنعھن الحیاء ان یتفقھن فی الدین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسماء (بنت شکل یا اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ)

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض کا غسل کیونکر کروں آپ نے فرمایا تم میں سے ایک عورت اپنا پانی اور بیری
کا لیوے اور طہارت کرے اچھی طرح یا مبالغہ کرے طہارت میں (یعنے شرمگاہ ملکر دھووے) پھر اپنے سر پہ پانی
ڈالے اسکو خوب زور سے رگڑے یہانتک کہ پانی بالوں کی جڑوں میں پہونچ جاوے پھر اپنے ساری بدن پر پانی بہاوے
پھر ایک کپڑا روئی یا کپڑے کا لیوے جس میں مشک لگی ہو اگر مشک نہ مل سکے تو اور کوئی خوشبو ہی جیسے عطر
عود وغیرہ) اس سے پاکی کرے اسمار نے کہا کیونکر اس سے پاکی کروں آپ نے فرمایا سبحان اللہ (تعجب سے) پاکی کر اس
سے حضرت عائشہ نے چپکے سے اس سے کہدیا خون کے مقاموں پر اسکو پھیر تاکہ بدبوی رفع ہوجاوے) حضرت عائشہ
نے کہا اور اسمار نے آپ سے پوچھا غسل جنابت کو آپ نے فرمایا تم میں سے ایک اپنا پانی لیوے اور اچھی طرح
طہارت کرے (شرمگاہ کو دھووے) یا مبالغہ کرے طہارت میں یہانتک کہ اپنے سر پر پانی ڈالے اور اسکو
خوب رگڑے یہانتک کہ پانی بالوں کی جڑوں تک (یعنے مانگوں تک) پہونچ جاوے پھر اپنے ساری بدن پر پانی بہاوے
حضرت عائشہ نے کہا انصار کی عورتیں بھی کیسب عمدہ عورتیں تھیں انکو دین کی بات پوچھنے میں کچھ شرم نہ تھی
ف حق بات کہنا اور دین کی بات پوچھنا یہ شرم کے خلاف نہیں
ہے اور جو کوئی اسکو شرم کے خلاف سمجھے وہ خود بیوقوف ہے شرم بری کام میں کرنا چاہیے اور معصیت
میں یہ پاک عورتیں ان ناپاک باتوں سے پرہیز کرتی تھیں اور اس زمانے کی عورتیں گناہ میں شرم نہیں
کرتیں اور دین کی بات دریافت کرنے میں شرم کرتی ہیں انکی شرم پر خاک پڑے **بَابُ** مَا جَاءَ فِي
مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَفِي سُؤْرِهَا حائضہ کے ساتھ کہانا کہانا اور حائضہ کا جوٹھا کہانا **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَتَعَرَّقُ الْعَظْمَ وَأَنَا حَائِضٌ فَيَأْخُذُهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ كَانَ فَمِي وَأَشْرَبُ مِنَ الْإِنَاءِ فَيَأْخُذُهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ كَانَ فَمِي وَأَنَا حَائِضٌ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں
ہڈی کو چوستی تھی اور میں حائضہ ہوتی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ہڈی کو لے لیتے اور وہیں مونہہ لگاتے
جہاں میں نے لگایا تھا اور میں برتن میں سے پانی پیتی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسکو لیتے اور وہیں منہ
لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا اور میں حائضہ ہوتی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ کا بدن ناپاک نہیں ہے
اسیطرح اسکا مونہہ یا لعاب اور حیض کی نجاست حکمی ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ فَقَالَ وَاكِلْهَا عبداللہ بن سعد رضی سے روایت ہے میں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حائضہ کے ساتھ کہانا کیسا ہے آپ نے فرمایا کہا اسکے ساتھ **عَنْ**
أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا لَا يَجْلِسُونَ مَعَ الْحَائِضِ فِي بَيْتٍ وَلَا يَأْكُلُونَ وَلَا يَشْرَبُونَ قَالَ

فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا الْجِمَاعَ انس بن مالک سے روایت ہے یہودی لوگ حائضہ عورت کے ساتھ ایک گھر میں نہ بیٹھتے نہ اسکے ساتھ کھانا کھاتے نہ پانی پیتے لوگوں نے اسکا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری تجھ سے پوچھتے ہیں حیض کو تو کہہ وہ پلیدی ہے تو جدا رہو عورتوں سے حیض میں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب باتیں کرو سوا جماع کے **ف** یعنے دخول مت کرو اور سب باتیں جیسے لپٹانا پیار کرنا ساتھ سلانا کھانا پینا جائز ہیں اس حدیث سے امام شافعی نے دلیل لی ہے اور حائضہ سے سوا جماع کے سب باتیں یہاں تک کہ ناف کے نیچے بھی مباشرت جائز رکھی ہے **باب** مَا جَآءَ فِي اجْتِنَابِ الْحَائِضِ الْمَسْجِدَ حائضہ عورت مسجد میں نہ جاوے **عن** اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْحَةَ هٰذَا الْمَسْجِدِ فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهِ اِنَّ الْمَسْجِدَ لَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَلَا لِحَائِضٍ حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد کے آنگن میں آئے اور بلند آواز سے پکارا کہ مسجد میں جنبی اور حائض کو آنا درست نہیں ہے **باب** مَا جَآءَ فِي الْحَائِضِ تَرٰى بَعْدَ الطُّهْرِ الصُّفْرَةَ اَوِ الْكُدْرَةَ اگر حائضہ پاک ہونے کے بعد زردی اور خاکی رنگ دیکھے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَرْاَةِ تَرٰى مَا يَرِيْبُهَا بَعْدَ الطُّهْرِ قَالَ اِنَّمَا هِيَ عِرْقٌ اَوْ عُرُوْقٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى يُرِيْدُ بَعْدَ الطُّهْرِ بَعْدَ الْغُسْلِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پاکی کے بعد وہ دیکھے جو اسکو شک میں ڈالے جیسے زردی یا خاکی رنگ اور شک میں پڑ جاوے کہ شاید پھر حیض آیا آپ نے فرمایا (یہ حیض نہیں ہے) ایک رگ یا رگوں کا مادہ ہے محمد بن یحیے نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے پاکی سے غسل مراد ہے **ف** تو مطلب یہ ہے کہ جب عورت کے حیض کی مدت ختم ہو جاوے اور وہ غسل کر ڈالے اب اسکے بعد زردی یا خاکی یا سفیدی نکلتی دیکھے تو شک میں نہ پڑے وہ حیض نہیں ہے البتہ حیض کی مدت کے اندر جب اول اور آخر حیض آوے اور بیچ میں اس قسم کے رنگ دیکھے تو وہ حیض ہی میں شمار ہوگا اہلحدیث کا یہی قول ہے اور یہی صحیح ہے **عن** اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمْ نَكُنْ نَرَى الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا ام عطیہ رضی نے کہا ہم خاکی اور زردی کو کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے **عن** اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا لَا نَعُدُّ الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ شَيْئًا ترجمہ وہی جو اوپر گذرا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وُهَيْبٌ اَوْلَاهُمَا عِنْدَنَا بِهٰذَا محمد بن یحیے نے کہا اس حدیث کو ایوب سے معمر اور وہیب دونوں نے روایت کیا اور وہیب کی روایت ہمارے نزدیک بہتر ہے (دونوں اسنادوں میں اختلاف ہے) **باب** النُّفَسَآءِ كَمْ تَجْلِسُ نفاس والی عورت کتنے دن بیٹھے (یعنے نماز روزہ موقوف رکھے نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو زچگی کے بعد عورت کو آتا ہے **عن** اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتِ النُّفَسَآءُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجْلِسُ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَّكُنَّا نَطْلِيْ وُجُوْهَنَا بِالْوَرْسِ عَنِ الْكَلَفِ ام سلمہ سے روایت ہے انہوں نے
کہا نفاس والی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چالیس دن تک بیٹھتی اور ہم (زچگی میں) اپنے مونہوں پر ورس
(ایک گھانس ہے) ملتی تھی چھائیں کیوجہ سے **ف** یہ گھاس چھائیں کے لیے مفید ہے اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد
اور ترمذی اور دارقطنی اور حاکم نے بھی نکالا اور اسکے کئی طریق ہیں جو قوی کرتے ہیں ایک دوسرے کو اور جمہور علما کا
قول یہی ہے اور بعضوں نے کہا اکثر مدت نفاس کی ساٹھ دن ہیں بعضوں نے کہا ستر دن بعضوں نے کہا پچاس
دن بعضوں نے کہا بیس پر کئی دن اور حق یہ ہے کہ چالیس دن ہیں اور یہ نفاس کی اکثر مدت ہے اور کم کی کوئی حد نہیں
ہے جب خون بند ہو جاوے تو عورت پاک ہو گئی اب وہ غسل کر کے نماز روزہ شروع کرے لیکن اگر چالیس دن کے بعد
بھی خون جاری ہے تو اسکا حکم استحاضہ کا سا ہے اور نفاس کا حکم حیض کا سا ہے وطی کی حرمت میں اور نماز اور
روزہ نہ کرنے میں پھر جب نفاس سے پاک ہو تو نماز کی قضا نہ کرے اور روزوں کی قضا کرے ابوداؤد کی ایک روایت
میں یوں ہے ام سلمہ سے کہ حضرت کے عورتوں میں سے کوئی عورت نفاس میں بیٹھتی چالیس راتوں تک آپ اسکو
نمازوں کی قضا کا حکم دیتے اور اسپر اجماع ہے مسلمانوں کا اور شاید خوارج نے یہاں بھی خلاف کیا ہے جیسے حیض
میں کیا ہے لیکن انکے خلاف کا اعتبار نہیں ہے **عَنْ** أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ
لِلنُّفَسَاءِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذٰلِكَ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے نفاس والی عورت کے لیے چالیس دن کی میعاد مقرر کی مگر جب اس سے پہلے پاک ہو جاوے تو وہی مدت
ہوگی اسکے نفاس کی غرض یہ ہے کہ یہ مدت اکثر نفاس کی ہے اور کم کی کوئی مدت مقرر نہیں جیسے اوپر گذر چکا۔

بَاب فِي الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبِ الْحَائِضِ حائضہ عورت کے کپڑے میں نماز پڑھنا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا إِلٰى جَنْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَيَّ مِرْطٌ لِيْ وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے
تھے اور میں آپکے پہلو میں تھی اور میں حائضہ تھی اور ایک چادر اوڑھی تھی اس میں سے کچھ حصہ آنحضرت پر بھی تھا
ف یعنی اس چادر کا ایک گوشہ آپکے مبارک جسم پر بھی تھا اس سے یہی معلوم ہوا کہ حائضہ کا بدن اور کپڑا پاک ہے
ورنہ ایک نجس کپڑے میں سے آپ اپنے بدن پر نماز میں کیونکر رکھ سکتے تھے **عَنْ** مَيْمُوْنَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى وَعَلَيْهِ مِرْطٌ عَلَيْهِ بَعْضُهُ وَعَلَيْهَا بَعْضُهُ وَهِيَ حَائِضٌ ام المومنین میمونہ رضی سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور آپکے بدن پر چادر کا ایک حصہ تھا اسی چادر کا ایک حصہ میمونہ پر
بھی تھا اور وہ حائضہ تھیں **بَاب** إِذَا حَاضَتِ الْجَارِيَةُ لَمْ تُصَلِّ إِلَّا بِخِمَارٍ جب لڑکی کو حیض آنے لگے
(یعنے جوان ہو جاوے) تو بغیر سر بند ہن (اوڑھنی) کے نماز نہ پڑھے **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ دَخَلَ

عَلَيْهَا فَاخْتَبَأَتْ مَوْلَاةٌ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ فَشَقَّ لَهَا مِنْ عِمَامَتِهِ فَقَالَ اخْتَمِرِي بِهٰذَا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس گئے وہاں انکی ایک لونڈی تھی آزاد کی ہوئی وہ چھپ گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اسکو حیض آیا آنحضرت عائشہؓ نے کہا جی پھر آپ نے اپنے عمامہ میں سے ایک ٹکڑا پھاڑا اسکے لیے اور فرمایا اسکا گلہ بن بنا لے **ف** جب عورت جوان ہوئی تو سر ڈھانپنا فرض ہوگیا اسیواسطے وہ لونڈی آپ سے چھپ گئی آپ نے اپنے عمامہ کا ایک ٹکڑا اسکو عنایت فرمایا اوڑھنی بنانے کو زہے قسمت اس چھوکری کی اور تصدق آپکے اخلاق اور شفقت کے **عَنْ** عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جوان عورت کی نماز نہیں قبول کرتا مگر سربند میں سے یعنے نماز میں سر ڈھانپنا اسکو ضرور ہے

بَابُ الْحَائِضِ تَخْتَضِبُ حائضہ عورت مہندی لگا وے

عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَخْتَضِبُ الْحَائِضُ فَقَالَتْ قَدْ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَخْتَضِبُ فَلَمْ يَكُنْ يَنْهَانَا عَنْهُ معاذہ سے روایت ہے ایک عورت نے حضرت عائشہ سے پوچھا حائضہ عورت مہندی لگا وے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے تھے اور مہندی لگاتی تھی آپ اس سے منع نہ فرماتے **ف** پس اس سے معلوم ہوا کہ مہندی لگانا عورت کو ہر وقت درست ہے اگرچہ حیض کی حالت ہو بلکہ عورت کو مہندی لگانا مسنون ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت پر انکار کیا اور فرمایا میں نہیں جانتا تو مرد ہے یا عورت اگر عورت ہوتی تو ناخونوں میں مہندی لگاتی نکالا اسکو ابوداؤد اور نسائی نے اور فقہاء نے کہا ہے کہ حائضہ عورت اور جنب عورت کو درست ہے مہندی لگانا پھر اسکے بعد نہانا

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَبَائِرِ ٹکلی پر مسح کرنیکا بیان

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ انْكَسَرَتْ إِحْدَى زَنْدَيَّ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَمْسَحَ عَلَى الْجَبَائِرِ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ أَنْبَأَنَا الدَّبَرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ نَحْوَهُ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے میرا ایک پہونچہ ٹوٹ گیا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے مجھ کو حکم کیا مسح کرنے کا ٹکلیوں پر **ف** ٹکلی وہ لکڑیاں یا کھپاچیں ہیں جنکو رکھ کر ٹوٹی ہڈی کو باندھ دیتے ہیں اس حدیث کا اسناد صحیح نہیں ہے مگر اہلحدیث نے یہ مسح جائز رکھا ہے عذر کی وجہ سے پس باقی اعضا کو دھوے اور ٹکلی پر مسح کر لیوے اب تیمم کرنے کی بھی ضرورت ہے یا نہیں اس میں دو روایتیں ہیں اور تیمم کرنا اولے ہے

بَابُ اللُّعَابِ يُصِيبُ الثَّوْبَ اگر کپڑے میں لعاب لگ جاوے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ وَلُعَابُهُ يَسِيلُ عَلَيْهِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے میں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ امام

حسین علیہ السلام کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوتے اور انکی رال آپ کے اوپر بہہ رہی تھی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کا لعاب پاک ہے اسیطرح بڑے آدمی کا بھی لعاب پاک ہے

باب المج فی الاناء برتن کے اندر کلی کرنا **عن** وائل قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بدلو فمضمض منہ فمج فیہ مسکا او اطیب من المسک واستنثر خارجا من الدلو وائل بن حجر سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کا پاس ایک ڈول لایا گیا آپ نے اس میں سے کلی کی اور اسمیں کر دی گویا آپ نے اس میں مشک اگلدی یا مشک سے بھی زیادہ خوشبودار اور ناک سنکی ڈول سے باہر **ف** صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی کلی سے برکت لیتے اور کبھی آپ کی کلی کی وجہ سے کھاری پانی میٹھا ہو جاتا اسوجہ سے آپ برتن کے اندر ہی کلی کر دیتے اور کسیکو ایسا کرنا بہتر نہیں تا لوگوں کو نفرت نہ پیدا ہو اور آپ نے برتن میں پھونکنے سے منع کیا ہے اس خیال سے کہ منہ سے لعاب وغیرہ نکلکر اس میں گرے البتہ اگر کوئی شخص ایسا صالح ہو کہ لوگ اسکے جھوٹے سے برکت لیتے ہوں تو اسکا ایسا کرنا درست ہوگا اور ایک بات اور بھی تھی وہ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سارا بدن اور پسینہ معطر اور خوشبودار تھا آپ کا جوٹھا پانی بھی مشک اور عنبر سے بہتر ہوتا پس اور کوئی یہ صفت کہاں سے لا سکتا ہے جو برتن کے اندر کلی کرے **عن** محمود بن الربیع وکان قد عقل مجۃ مجہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دلو من بئر لھم محمود بن ربیع کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بار کلی کرنا یاد رہتا جو آپ نے ایک ڈول میں پانی کے کردی تھی اور وہ ڈول محمود کی قوم کے ایک کنوئیں سے بھرا گیا تھا

باب النھی ان یری عورۃ اخیہ اپنے بھائی مسلمان کا ستر دیکھنے کی ممانعت **عن** ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ قال لا تنظر المرأۃ الی عورۃ المرأۃ ولا ینظر الرجل الی عورۃ الرجل ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت دوسری عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ستر کو دیکھے **ف** ستر کیا ہے شرمگاہ قبل اور دبر اور فوطے اور سرین انکا دیکھنا درست نہیں ہے بالاتفاق اور ناف اور ران اور گھٹنے میں اختلاف ہے علما کا احتیاط تو یہی ہے کہ ان اعضا کو بھی نہ دیکھے اور جیسے مرد کو دوسرے مرد سے اپنا ستر چھپانا ضرور ہے ویسے ہی عورت کو بھی دوسری عورت سے پردہ پوشی ستر کی ضرور ہے اور ہندوستان میں جو یہ رواج ہو گیا ہے کہ ایک عورت دوسری عورت سے ستر نہیں چھپاتی یہ بڑی خراب رسم ہے اور صریح بیحیائی اور بیشرمی ہے **عن** عائشۃ قالت ما نظرت او ما رأیت فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط قال ابو بکر ابن ابی شیبۃ کان ابو نعیم یقول عن مولاۃ لعائشۃ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کو کبھی نہیں دیکھا **ف** باوصف اسکے کہ ایسی لاڈلی اور پیاری محبوبہ تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رات دن انکے ساتھ یکجائی اور صحبت تھی - ہماری حضور کو شرم

وحیا بدرجہ کمال تھی دوسری حدیث مین ہے کہ کنواری لڑکی سے زیادہ آپ کو شرم تھی اسلیے پیاری بی بی کے سامنے بھی کشف ستر نہین کیا آفرین صد آفرین آپکے اخلاق اور عادات پر **بیت** یا رب صلّ وسلّم دائماً ابداً + علی نبیک خیر الخلق کلھم اس قسم کی حدیثین کھلی نشانیان ہین آپ کی نبوت کی اخلاق و عادات کی درستی اوقات کی پابندی ہمت اور عزیمت شجاعت اور سخاوت یہ چیزین ہزار معجزے اور کرامت سو بڑہکر ہین جو لوگ دانا اور عقلمند ہوتے تھے وہ آپکا چہرہ مبارک ہی دیکھکر آپ کی سچائی کا یقین کر لیتے اور کسی معجزہ اور نشانی کے طلبگار نہوتے ایک شخص نے جو پہلے مشرک تھا آپکا جمال دیکھتے ہی کہا ما ھذا الوجہ بکذاب یہ منہ جھوٹا نہین ہوسکتا اور اسیوقت مشرف باسلام ہوا ع حسن یوسف دم عیسٰی ید بیضا داری + آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری صلی اللہ علیہ وآلہ وعترتہ سیما علی ابا ئنا الحسن بن علی والحسین بن علی علیھما السلام الی یوم القیام **باب** من اغتسل من الجنابۃ فبقی من جسدہ لمعۃ لم یصبھا الماء کیف یصنع اگر کوئی جنابت کا غسل کرے پہر بدن مین سے کوئی مقام سوکھا معلوم ہو تو کیا کرے **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغتسل من جنابۃ فرای لمعۃ لم یصبھا الماء فقال بجمتہ فبلھا علیہ قال اسحاق فی حدیثہ فعصر شعرہ علیھا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل کیا پہر ایک سوکھا دہبہ پایا جہان پانی نہین پہونچا تھا آپنے اپنے بالون کو دبایا اور اس مقام کو تر کر دیا اسحاق کی روایت مین یون ہے اپنے بالون کو اس مقام پر نچوڑ دیا **عن** علی قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اغتسلت من الجنابۃ وصلیت الفجر ثم اصبحت فرایت قدر موضع الظفر لم یصبہ الماء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت مسحت علیہ بیدک اجزاک جناب امیر المومنین علی مرتضےؓ سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا مینے جنابت کا غسل کیا اور فجر کی نماز پڑہی پہر صبح ہوئی تو مینے دیکھا ایک ناخون برابر جاے میری بدن مین ایسی رہگئی جسکو پانی نہین پہونچا تھا آپنے فرمایا اگر تو پہلے ہی اپنا ہاتھ اس جاے پر پہیر دیتا تو تجکو کافی ہوجاتا **ف** لیکن اب تو نماز دہرانا ضرور ہے کیونکہ غسل پورا نہین ہوا البتہ غسل کا دہرانا ضرور نہین بلکہ صرف اس مقام کا تر کر لینا کافی ہے لیکن امام مالک کے نزدیک غسل کا دہرانا بھی ضرور ہے کیونکہ انکے نزدیک ولا یعنی لگاتار کرنا فرض ہے وضو اور غسل دونون مین ان حدیثون سے حنفیہ کا یہ مذہب رد ہوتا ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے لیکن پاک نہین کرتا اہل حدیث کے نزدیک مستعمل پانی پاک ہے اور پاک بھی کرتا ہے اور وہی ان حدیثون سے ثابت ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو پانی سر کے بالون مین باقی رہ گیا تھا اسی سے اس مقام کو پاک کر لیا جو سوکھا رہ گیا تھا اور دوسری حدیث مین مستعمل پانی ہی سے ہسکو حکم کر دیا سوکھے مقام کے تر کر لینے کے لیے

اور یہی قول ہے عطا اور سفیان ثوری اور ابو ثور اور تمام علما ظاہر کا اور بعضون نے اسکو نقل کیا ہے حسن بصری اور زہری
اور نخعی اور مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ سے بہی اور صحابہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مستعمل پانی برکت کے طور پر لینی
اور محال ہے کہ متبرک پانی پاک کرنیوالا نہو لیکن مشہور مذہب امام احمد اور لیث اور اوزاعی اور شافعی اور مالک اور
ابو حنیفہ کا یہ ہے کہ مستعمل پانی پاک کرنیوالا نہین ہے گو پاک ہو اور ابو حنیفہ رح سے اسباب مین تین قول مروی ہین انکو اس
مسئلہ مین تردد رہا **باب** مَنْ تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعًا لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ جس نے وضو مین کوئی مقام سوکہا چہوڑ دیا
اسکا حکم **عن** أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَوَضَّأَ وَتَرَكَ مَوْضِعَ الظُّفُرِ
لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ انس رض سے روایت ہو ایک
شخص آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس نے وضو کیا تہا اور ناخون برابر ایک جگہہ سوکہی چہوڑ دی تہی وہان
پانی نہین پہونچا تہا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا لوٹ جا اور اچہی طرح وضو کر **ف** وضو لوٹانے کا
حکم آپ نے تہدیدا دیا تاکہ دوبارہ ایسی بے احتیاطی نہ کرے حالانکہ صرف اس مقام کا تر کر لینا کافی تہا اور امام مالک
کی دلیل اس حدیث مین ہو کہ دلاک شرط ہو وضو اور غسل مین اور انکے نزدیک اعادہ وضو کا حکم وجوبا تہا **عن** عُمَرَ
ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ الظُّفُرِ عَلَى قَدَمِهِ
فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَالصَّلٰوةَ قَالَ فَرَجَعَ حضرت عمر رض سے روایت ہو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
شخص کو دیکہا اس نے وضو کیا اور ناخون برابر اپنے پاؤن پر سوکہی جگہہ چہوڑ دی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
حکم دیا وضو اور نماز کے دہرانے کا وہ لوٹ گیا **ف** یہ حدیث ضعیف ہے اسکے اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور وضو
دہرانے کا حکم تہدیدا کیا ورنہ اگلے باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس مقام کا تر کر لینا کافی تہا البتہ نماز کا
اعادہ ضرور ہوگا اس لیے کہ جب وضو کامل نہ ہوا تو گویا نماز بغیر وضو کے پڑہے گئی اور دوسری حدیث مین ہے کہ نماز
قبول نہین ہوتی بغیر طہارت کے **ابواب** مَوَاقِيتِ الصَّلٰوةِ نماز کے اوقات کا بیان **عن** بُرَيْدَةَ
قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ
الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ
مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ
الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي أَمَرَهُ فَأَذَّنَ الظُّهْرَ فَأَبْرَدَ
بِهَا وَأَنْعَمَ أَنْ يُبْرِدَ بِهَا ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ أَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِي كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ
قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ
أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ بریدہ رض

سے روایت ہے ایک شخص آیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور آپ سے پوچھا نماز کا وقت آپ نے فرمایا دو دن تک ہمارے ساتھ نماز پڑھ رہ آپ نے بہتر سمجھا اسکو زبانی اوقات بتانے سے کیونکہ دیکھنے سے انسان خوب سمجھ جاتا ہے جب سورج ڈہل گیا تو بلال کو حکم کیا انہوں نے اذان دی پہر بلال کو حکم دیا انہوں نے تکبیر کہی ظہر کی **ف** اور آپ نے ظہر کی نماز پڑہائی پہلے روز سورج ڈہلتے ہی ظہر کی اذان دلوائی اس سے معلوم ہوا کہ ظہر کا اول وقت زوال یعنے سورج ڈہلنے سے شروع ہوتا ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ پورب کی جانب دیوار پر سنہری آتی ہے اور ہر ایک آنکھ والا اسکو پہچان لیتا ہے اور ڈہلنا سورج کا اس سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے صبح سے لیکر دوپہر تک سایہ پچھم کی جانب ہٹتا ہے اور یہ سایہ پورب کی طرف ہٹتا آتا ہے یہان تک کہ ایک مقام پر آنکر تہم جاتا ہے یہ ٹہیک دوپہر کا وقت ہے اسوقت جتنا سایہ رہجاتا ہے اسکو سایہ اصلی اور سایہ زوال بولتے ہین اب اسکے بعد یہ سایہ پورب کی جانب منہ کر لیتا ہے اور ادہر سے پچہم کی جانب ہٹنا شروع ہوتا ہے ایسا ہوتے ہی سمجہنا چاہیے کہ سورج ڈہل گیا **ف** پہر آپ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے عصر کی تکبیر کہی اسوقت سورج بلند اور سفید اور صاف تہا **ف** اس حدیث مین یہ تصریح نہین ہے کہ سایہ اُسوقت کتنا تہا دوسری حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا سایہ زوال کے جب ہر چیز کا سایہ اسکے برابر ہوجاوے تو ظہر کا وقت آخر ہوگیا اور عصر کا وقت شروع ہوا **ابن قیم** نے کہا صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ عصر کی نماز پڑہتے تہے پہر ان مین سے ایک شخص عوالی کو جاتا جو مدینہ سے چار میل پر تہی اور سورج بلند رہتا اور انس نے کہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتہ عصر کی نماز پڑہی پہر ایک شخص آیا بنی سلمہ مین سے اس نے کہا یا رسول اللہ ہم ایک اونٹ نحر کرنا چاہتے ہین آپ بہی وہان تشریف لے چلین آپ نے فرمایا اچہا پہر آپ چلے ہم بہی آپکے ساتہ گئے دیکہا تو اونٹ نحر ہو رہا تہا آخر وہ نحر ہوا پہر اسکا گوشت کاٹا گیا اور پکایا گیا پہر ہمنے اس گوشت مین سے کہایا سورج ڈوبنے سے پہلے اور محال ہے کہ دو مثل سایہ پر عصر کی نماز پڑہی جاوے اور اسکے بعد یہ سب کام غروب آفتاب سے پہلے ختم ہوجاوین اور صحیح مسلم مین ہے کہ ظہر کی نماز کا وقت جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہ آوے اور ان حدیثون کا معارضہ کسی حدیث سے نہین ہوا اب ان کہلی حدیثون کا معارضہ کرنا ایک مجمل حدیث سے جس مین یہود اور نصاری کی مزدوری کا ذکر ہے ایک ایک قیراط پر صریح نا انصافی ہے اور اسکے سوا اس حدیث مین یہ کہان مذکور ہے کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے اس حدیث سے صرف اتنا نکلتا ہے کہ عصر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد غروب آفتاب تک وقت کم ہے بہ نسبت اسوقت کے جو دوپہر سے عصر تک ہے اور اس مین کوئی شک نہین ہے **ف** پہر آپ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے مغرب کی اقامت کہی جب سورج ڈوب گیا **ف** یعنے قرص آفتاب افق کے نیچے چلا گیا اور یہی وقت مغرب کا مختار ہے جس مین نماز بغیر کراہت کے ادا ہوتی ہے اور اسکا ثبوت ایک اسی بریدہؓ کی حدیث سے ہے دوسری امامت جبرئیل کی حدیث

سے اور بریدہؓ کی حدیث متاخر ہے جبرئیلؑ کی حدیث سے کیونکہ بریدہؓ کی حدیث مدینہ کا واقعہ ہے اور جبرئیلؑ کی حدیث مکہ کا اور ہمیشہ اخیر حکم کی پیروی لازم ہے **ف** پھر آپ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے عشا کی نماز کھڑی کی جب شفق غائب ہو گئی **ف** اجماعاً عشا کا وقت شفق ڈوبنے سے شروع ہوتا ہے اور شفق سے مراد سرخی ہے اور ہر نماز کا وقت مستحب یہی ہے کہ اول وقت میں پڑھی جاوے سوا عشا کی نماز کے اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے جیسا آگے آویگا **ف** پھر حکم کیا بلال کو انہوں نے فجر کی تکبیر کہی جب صبح صادق طلوع ہوئی **ف** صبح صادق پھیلی ہوئی روشنی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا بیان بہت صاف طور سے کر دیا ہے فرمایا وہ چوڑی نمود ہوتی ہے افق میں اور وہ وہ نہیں ہے جسکی سفیدی بھیڑیے کی دم کی طرح نمود ہوتی ہے اور یہ وہ چیز ہے جسکو آدمی آنکھ سے دریافت کرسکتا ہے اور فرمایا اللہ سبحانہ وتعالے نے کھاؤ اور پیو یہانتک کہ سفید دھاری فجر کی سیاہ دھاری سے تمکو نمود ہو اور نمود ہونے سے یہ غرض ہے کہ نمازی کو صاف طرح سے دکھلائی دیوے اسلیے کہ اخیر رات میں پہلے ایک روشنی نمود ہوتی ہے اسکے بعد تاریکی ہوجاتی ہے اسکے بعد بھیڑیے کی دم کی طرح ایک روشنی دکھلائی دیتی ہے وہ صبح کاذب ہے اوسکے بعد دن کی روشنی نکلتی ہے جسکو پوپھٹنا کہتے ہیں یہ صبح صادق ہے اور فجر کی نماز کا وقت اس روشنی سے شروع ہوتا ہے اور روزہ دار پر کھانا پانی بھی اسیوقت سے حرام ہوجاتا ہے ابن قیم نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ساٹھ آیتوں سے لیکر سو آیتوں تک پڑھتے پھر نماز سے فارغ ہوجاتے اسوقت عورتیں پہچانی نہ جاتیں تاریکی سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تاریکی میں نماز پڑھتے رہے یہانتک کہ آپ کی وفات ہوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک بار فجر کی نماز روشنی میں پڑھی ہے (وہ بھی تعلیم اوقات کے لیے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سحری کے کھانے اور فجر کی نماز میں پچاس آیتیں پڑھنے کے موافق فاصلہ ہوتا (یعنے تخمیناً ۵ منٹ یا دس منٹ کا) اب ان کھلی حدیثوں کا رد کرنا صرف رافعؓ بن خدیج کی مجمل حدیث سے کہ اسفار کرو فجر میں اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکر جائز ہوگا حالانکہ رافعؓ کی حدیث اگر ثابت ہو تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ فجر کی نماز اتنی لنبی کرو کہ نماز ختم ہوتے ہوتے اسفار ہوجاوے نہ یہ کہ نماز کو شروع کرو اسفار کی حالت میں پس فجر کی نماز تاریکی میں شروع کرے اور اسفار کی حالت میں اس سے فارغ ہو جیسے آنحضرتؐ کرتے تھے اور اس صورت میں آپ کا قول آپکے فعل کے خلاف نہ ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ گمان کیونکر ہوسکتا ہے کہ آپ ہمیشہ اس فعل کو کیا کرتے جس میں ثواب کم تھا اور اسکو ترک کرتے جس میں ثواب زیادہ تھا اور اہلحدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث اور اقوال اور افعال کا یکسان خیال ہے اور جہانتک ممکن ہوتا ہے تطبیق کرتے ہیں آپ کی سب حدیثوں میں اور اگر کہیں یہ نہیں ہوسکتا تو دونوں امروں کو جائز اور فضل اور مسنون جانتے ہیں برخلاف مقلدین بے انصاف کے کہ یہ انہی احادیث کو لیتے ہیں

جو انکے امام کے مذہب کے موافق ہوں اور دوسری احادیث کو معاذاللہ پسند نہیں کرتے اور کبھی یہ بکتے ہیں کہ ہمارے حدیثیں یہ ہیں اور مخالفین کی حدیثیں یہ ہیں ہائے کم بختی اُنکی سب حدیثیں ہماری حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی سر اور انکھوں پر ہیں اور ہر ایک حدیث پر عمل کرنا ہماری نجات اور سرخروئی ہے دنیا اور آخرت میں اور جو کوئی اسکے خلاف سمجھتا ہے اسکا اور اہل حدیث کا فیصلہ قریب ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود حوض کوثر پر تشریف فرما ہونگے اور مومنین کی جماعتیں آپکے حضور میں لائے جاتے ہوں گے اور فرشتے بعض جماعتوں کو پیچھے ہٹا وینگے اور حوض کوثر سے ہانک دیوینگے آپ ارشاد فرماوینگے یہ تو میرے لوگ ہیں فرشتے عرض کرینگے آپ نہیں جانتے جو کُن انہوں نے آپکے بعد کیے ہیں خدا تعالی ہمکو اور تمام اہل توحید کو اتباع حدیث کی توفیق عطا فرما دے اور جیتے تک حدیث کی پیروی پر قائم اور مستقیم رکھے آمین یا الہ العلمین **ف** جب دوسرا دن ہوا تو آپنے بلال کو حکم دیا اُنہوں نے ظہر کی اذان دی اور ٹھنڈا کیا اُسکو اور خوب ٹھنڈا کیا اُسکو **ف** یعنے خوب دیر میں اخیر وقت پر پڑھی تاکہ پوچھنے والے کو نماز کا اول اور اخیر وقت معلوم ہوجاوے اور ٹھنڈا کرنے سے مقصود یہ ہے کہ بہ نسبت دوپہر کے ٹھنڈک ہوگئی اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ظہر کی نماز دوسرے دن ایک مثل سایہ ہوجانے کے بعد پڑھی کیونکہ ایک مثل سایہ پر تو ظہر کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور اسکے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور دلیل اسکی دوسری حدیثیں ہیں اگر کوئی اعتراض کرے کہ نسائی اور ابوداؤد نے ابن مسعودؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرمیوں میں ظہر کی نماز اُس وقت پڑھتے جب سایہ تین قدم سے پانچ قدم تک ہوتا اور جاڑوں میں جب پانچ قدم سے سات قدم تک ہوتا تو اُسکا جواب یہ ہے کہ یہ ہمیشہ کا وقت نہ تھا بلکہ جب آپ ظہر کی نماز میں ابراد یعنے ٹھنڈک کرتے تو اتنے سایہ پر پڑھتے اور ہمیشہ کا وقت آپ کا یہی تھا کہ زوال ہوتے ہی ظہر ادا کرتے جیسے دوسری بہت حدیثوں سے ثابت ہے ایسا ہی کہا ابن عربی مالکی نے قبس میں اور متابعت کی اُنکی حافظ سیوطی نے ودکر یہ کہ اس حدیث میں ضعف ہے عبیدہ نے اسکو روایت کیا ابو مالک سے اور ان دونوں میں کلام ہے لیکن ثقہ کہا ابو مالک کو امام احمد اور ابن معین نے اور عقیلی نے کہا نہیں متابعت کی جاویگی اسکی حدیث پر اور قبول نہ کی جاویگی اور عبدالحق نے احکام میں اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور تعجب ہے کہ حافظ ابن حجر نے تلخیص میں اس حدیث پر کوئی گفتگو نہیں کی نہ اسکے متن پر اور نہ اسکی سند پر اور ابن عربی کا کلام ذکر کیا اور اسکو باطل کیا سید محمد امیر نے یواقیت میں اتنی بات ہے کہ جاڑوں کے دنوں میں ظہر کی نماز میں اسقدر دیر کرنا چاہیے کہ زوال کا یقین ہوجاوے واللہ اعلم **ف** پھر عصر کی نماز پڑھی اور سورج بلند تھا لیکن پہلے روز کی نسبت اس میں دیر کی **ف** عصر کا اخیر وقت یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اسکے دوا تنا ہوجاوے شافعی نے کہا وقت مختار کا آخر یہی ہے اور بعضوں نے کہا اخیر وقت عصر کا یہ ہے کہ آفتاب زرد ہوجاوے اور ضرورت کی حالت میں اخیر وقت جب تک ہے کہ سورج ڈوب جاوے اور بہت حدیثوں

سے یہ نکلتا ہے کہ عصر کا اخیر وقت جبتک ہے کہ سورج کا رنگ بدل جاوے اور اسی پر اتفاق کیا ہے فقہانے تو دو مثل سایہ وقت مختار کا اخیر ہے یا وقت مستحب کا اور ہماری شریعت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر امر مین آسانی رکھی ہے پس عصر کا اخیر وقت اس امر سے قرار دیا جسکو ہر ایک آدمی آنکھ سے دریافت کرسکتا ہے وہ کیا ہے سورج کا رنگ بدلجانا اب جب سورج زرد ہوجاوے تو عصر کا وقت گذر گیا عبد اللہ بن عمرو کی حدیث مین ہے کہ عصر کی نماز کا وقت جبتک ہے کہ سورج زرد نہ ہو اور ظہر کا وقت جبتک ہے کہ عصر کا وقت نہ آوے اور مغرب کا وقت جب تک ہے کہ شفق کی روشنی غائب نہ ہو اور عشا کا وقت آدھی رات تک ہے اور فجر کی نماز کا وقت سورج نہ نکلنے تک ہو نکالا اسکو مسلم اور امام احمد اور نسائی اور ابو داؤد نے اور یہ مخالف نہین ان حدیثون کے جن مین عصر کا اخیر وقت دو مثل سایہ تک اور عشا کا اخیر وقت تہائی رات تک مذکور ہے کیونکہ سورج دو مثل کے بعد زرد ہوتا ہے اسیطرح آدھی رات تہائی کے بعد ہوتی ہے پس اس حدیث مین وقت کی وسعت اور زیادت ہے جسکا قبول کرنا واجب ہے **ف** اور مغرب کی نماز شفق ڈوبنے سے پہلے پڑھی **ف** لیکن غروب کے بعد اس مین تاخیر کی اسحدیث سے صاف نکلتا ہے کہ مغرب کا وقت ممتد ہے شروع اسکا غروب آفتاب سے ہے اور اخیر اسکا غروب شفق تک ہے یہی قول ہے اہلحدیث کا اور تمام لغت کی کتابون سے یہ نکلتا ہے کہ شفق سرخی کا نام ہے اور جس نے کہا کہ شفق سفیدی کا نام ہے اسکو دلیل بیان کرنا چاہیے اگر کوئی دلیل نکلے بھی تو وہ نادر ہوگی اور قاعدہ یہ ہے کہ لفظ کو مشہور معنی پر حمل کرتے ہین اور وہ سرخی ہے علامہ ابن قیم نے کہا مغرب کے وقت کا ممتد ہونا صحیح مسلم کیحدیث سے نکلتا ہے جو اوپر گذری اور صحیح مسلم مین ابو موسیٰ رض سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت سے نماز کیوقت پوچھے پھر بیان کیا اخیر حدیث تک اس مین یون ہے قائم کیا مغرب کو جب سورج ڈوبا اور دوسرے دن مغرب مین دیر کی جب شفق ڈوبنے کے قریب ہوئی اسوقت ادا کی اور فرمایا وقت ان دونون کے بیچ مین ہے اور یہ حدیث جبرئیل کی امامت کے بعد کی ہے جس مین دونو دن مغرب کا ایک ہی وقت مذکور ہے اور اس سے دلیل لی ہے ان لوگون نے جو مغرب کا وقت ممتد نہین کہتے اور ابو موسیٰ رض کیحدیث کی ترجیح کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ قولی حدیث ہے اور جبرئیل کیحدیث فعل ہے دوسرے یہ کہ ابو موسیٰ کی حدیث صحیح مین ہے اور جبرئیل کی حدیث صحیح مین نہین ہے تیسرے یہ کہ ایک حدیث مین ہے کہ ہر نماز کا وقت جب تک ہے کہ دوسری نماز کا وقت نہ آوے اس مین سے کوئی نماز مستثنیٰ نہین سوا فجر کی نماز کے باقی نمازین سب اس عموم مین داخل ہین اور فعل صرف استحباب پر دلالت کرتا ہے نہ وہ عام کا معارضہ کرے گا نہ خاص کا انتہے مختصرًا **ف** اور عشا کی نماز اسوقت پڑھی جب تہائی رات گذر گئی یعنے اسکے بعد **ف** کیونکہ عشا کا اخیر وقت آدھی رات تک ہے اور عشا مین تاخیر کرنا مستحب ہے دوسری حدیث مین ہے اگر میری امت پر شاق نہوتا تو مین انکو حکم کرتا عشا مین دیر کرنے کا اور جب عشا مین دیر کی جاوے گی تو دل سے دنیا کے خیالات دور ہونگے اور نماز

کے بعد دنیا کی باتیں کرنیکا موقع نہ رہیگا مگر ایک نقصان بھی ہے وہ یہ ہے کہ جماعت کم ہو جاویگی اور لوگوں پر دشواری ہوگی اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگ جلدی جمع ہو جاتے تو عشا کی نماز جلد پڑھ لیتے اور جب لوگ کم ہوتے تو اس میں دیر کرتے **ف** اور فجر کی نماز روشنی میں پڑھی **ف** فجر کا اخیر وقت بالاتفاق سورج نکلنے تک ہے اس موقع پر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ جل جلالہ نے نماز کے اوقات پہچاننے میں دشواری نہیں رکھی بلکہ یہ دین آسان ہے اور یہ شریعت نہایت صاف اور سیدھی ہے اسی لیے اوقات کی نشانیاں سہل اور صاف مقرر ہوئیں کہ انکو ہر کوئی پہچان لیوے جیسے فجر کے لیے صبح صادق کی روشنی اسکو ہر شخص معلوم کرسکتا ہے اور ظہر میں سورج ڈھلنا اور عصر میں سورج کا سفید اور صاف رہنا اور مغرب میں فرمایا کہ جب رات ادہر سے آوے اور دن ادہر سے جاوے اور عشا کی نماز میں بعضوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا یہ اندازہ کیا ہے کہ تیسری تاریخ جس وقت چاند ڈوبتا ہے اور بعض حدیثوں میں شفق کا ذکر ہے بعضوں میں تہائی رات کا بعضوں میں آدھی رات کا یہ سب نشانیاں کسی پر مخفی نہیں رہ سکتیں سوا اسکے کہ جو اندھا ہو پس معرفت اوقات کے لیے تاروں کا علم حاصل کرنا ضرور نہیں ہے اور ہماری شریعت میں اس علم سے ممانعت کی ہے اور نجومی پاس جانے کو کفر فرمایا ہے اور اگر وہ علم ضرور ہوتا معرفت اوقات کے لیے تو اس سے ممانعت نہ کی جاتی پھر جو کوئی یہ سمجھے کہ شریعت کا علم محتاج ہے علم نجوم کا وہ یا جاہل ہے یا مغالطہ میں لوگوں کو ڈالنا چاہتا ہے اور اپنے لیے بہانہ نکالتا ہے کہ میں نے علم نجوم جس کا سیکھنا شریعت میں منع تھا اس ضرورت کے واسطے حاصل کیا ہے کہ اس سے نماز کے اوقات کی شناخت ہوتی ہے اور بہت لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ علم نجوم میں مشغول ہونیکا یہ بہانہ کرتے ہیں اور جو شخص شریعت میں کامل نہیں وہ ان کی بات کو سچ جان لیتا ہے اور یہ بڑی بلا ہے اور اس سے بڑی بلا یہ ہے کہ بعض فقہا نجوم کی شمار اور منازل کے دریافت میں مصروف ہوئے ہیں حالانکہ اسکا زیادہ حاصل کرنا محض بے کار ہے اور نجومیوں کو خوش کرنا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اور حاصل یہ ہے کہ ہماری شریعت میں جو نماز کے اوقات قرار پائے ہیں وہ ایسے سہل ہیں کہ انکو ہر کوئی پہچان سکتا ہے عالم اور جاہل اور گاؤں والا اور جنگل والا اور غلام اور آزاد اور مرد اور عورت اور انکا پہچاننا کسی دوسرے علم پر موقوف نہیں ہے سبل السلام میں ہے کہ ایام اور شہور کی توقیت اور سنوات کا حساب منازل قمریہ سے یہ سب بدعت ہے باتفاق امت اور کوئی عالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ آنحضرت صلعم یا خلفاء کے عہد میں یہ بات مروج تھی بلکہ یہ بدعت ہے جو عباسیوں کے زمانے میں نکلی اور انہوں نے فلسفہ اور منطق کی کتابوں کا ترجمہ عربی میں کرایا اور یہ علوم ان لوگوں کے ہیں جنکے شان میں یہ آیت ہے فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ اور ان لوگوں کا کم درجہ یہ ہے کہ یہ بدعتی ہیں اور ہر ایک بدعت گمراہی ہے اور یہ بدعت حرمین میں بھی ہے

رائج ہوگئی ہے اور انہون نے اس باب مین کتابین لکہین ہین جیسے ربع مجیب وغیرہ انکو پڑہاتی ہین اور یہ وہ علم ہے جس کے شان مین حضرت نے فرمایا کہ ایک بیکار علم ہے اور آنحضرت نے اسوقت وفات فرمائی جب یہ آیت اتری تمہارا دین پورا ہوگیا اور آپکے اہل بیت اور اصحاب کرام نے کبہی اس علم کی طرف توجہ نہین کی اور نہ کسی کو اسکے حاصل کرنیکی رغبت دی بلکہ سلف نہایت غصے ہوتے تہے اس شخص پر جو سوا قرآن اور حدیث کے دوسرا کوئی علم حاصل کرتا واللہ اعلم

ف پہر فرمایا کہان ہے نماز کیوقت پوچہنے والا وہ شخص بولا حاضر ہون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تمہاری نماز کا وقت اسکے درمیان ہے جسکو تمنے دیکہا یعنے اول و آخر وقت مین نے تجہکو تبلا دیا اس سے بیچ کا وقت خوب معلوم ہوگیا ۔

عن ابن شہاب انہ کان قاعدا علی میاثر عمر بن عبد العزیز فی امارتہ علی المدینۃ ومعہ عروۃ بن الزبیر فاخر عمر العصر شیئا فقال لہ عروۃ اما ان جبرئیل نزل فصلی امام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ عمر اعلم ما تقول یا عروۃ قال سمعت بشیر بن ابی مسعود یقول سمعت ابا مسعود یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نزل جبرئیل فامنی فصلیت معہ ثم صلیت معہ ثم صلیت معہ ثم صلیت معہ ثم صلیت معہ یحسب باصابعہ خمس صلوات

ابن شہاب زہری سے روایت ہے وہ عمر بن عبد العزیز (خلیفہ عادل) کے جار جامی پر بیٹہے ہوئے تہے جب عمرؓ امیر تہے مدینہ طیبہ کے اور انکے ساتہ عروہ بن زبیر (فقیہ تابعی مشہور) بہی تہے تو عمر نے عصر کی نماز مین کچہ دیر کی (یعنے وقت مختار سے وہ مثل سائے تک ہے اور بعضی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر نے عصر کی نماز مین بہت دیر کی تہی اور اکثر خلفای بنی امیہ کی عادت تہی کہ وہ نماز مین دیر کیا کرتے) عروہ نے ان سے کہا تم جان لو کہ جبریل علیہ السلام اترے انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑہی (یعنے امامت کی) یہ سنکر عمر نے کہا تم سمجہ لو اے عروہ کیا کہتے ہو (عمر کو اس مین شبہ ہوا کہ جبریلؑ نے آنحضرت کو نماز کے اوقات سکہلائے) عروہ نے کہا مینے بشیر بن ابی مسعود سے سنا وہ کہتے تہے مینے ابو مسعودؓ سے سنا وہ کہتے تہے مینے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے حضرت جبریلؑ اترے اور انہون نے میری امامت کی مینے انکے ساتہ نماز پڑہی پہر انکے ساتہ نماز پڑہی پہر انکے ساتہ نماز پڑہی پہر انکے ساتہ نماز پڑہی پہر انکے ساتہ نماز پڑہی وہ اپنی انگلیون سے گنتے تہے پانچون نمازون کو

ف تو عروہ نے حدیث کا اسناد بیان کرکے عمر بن عبد العزیز کی تسلی کردی دوسری روایت مین ہے کہ عروہ نے ایک اور حدیث بہی بیان کی حضرت عائشہؓ کی جو آگے مذکور ہوگی اور غرض عروہ کی یہ تہی کہ نماز کے اوقات مقرر ہین اور حضرت جبریلؑ نے بموجب حکم خداوندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی تعلیم کیا تہی اور آپ انہی اوقات مین نماز ادا فرماتے تہے پس نماز مین تاخیر کرنا ناجائز ٹہیرا ایک روایت مین

ہے کہ اوس زور سے عمر بن عبد العزیز نے کبھی نماز میں دیر نہین کی **باب** وَقْتِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فجر کی نماز کا وقت **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يُصَلِّيْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ يَرْجِعْنَ اِلٰى اَهْلِهِنَّ فَلَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ تَعْنِيْ مِنَ الْغَلَسِ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی مسلمان عورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتیں پہر اپنے گہرون کو لوٹ جاتین اور اندہیری کی سبب سے کوئی انکو پہچان نہ سکتا **ف** اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ فجر کی نماز اندہیرے مین پڑہنا چاہیے اور یہی دائمی طریقہ تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا قَالَ تَشْهَدُهٗ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر کی اس آیت کی اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا تو فرمایا کہ فجر کے قرات کی وقت رات اور دن دونوں کے فرشتے حاضر رہتے ہیں **ف** تو رات اور دن دونو کے فرشتے جمع ہوجاتے ہین فجر اور عصر کے وقت اور یہ مضمون دوسری حدیث مین تصریح سے وارد ہے **عَنْ** مُغِيْثِ بْنِ سُمَيٍّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَلَمَّا سَلَّمَ اَقْبَلْتُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَالَ هٰذِهٖ صَلٰوتُنَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا طُعِنَ عُمَرُ اَسْفَرَ بِهَا عُثْمَانُ مغیث بن سمی سے روایت ہے مین نے عبد اللہ بن زبیرؓ کے ساتھ صبح کی نماز تاریکی مین پڑہی جب انہون نے سلام پہیرا تو مین نے مونہ کیا عبد اللہ بن عمرؓ کے طرف اور مینے کہا کیسی نماز ہے (یعنے اتنے سویرے اندہیرے منہ) انہون نے کہا یہی ہماری نماز تہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ جب حضرت عمرؓ زخمی کیے گئے (ابولولو ملعون نے عین فجر کی نماز میں آپ کو زخمی کیا) تو اسوقت سے حضرت عثمانؓ روشنی مین یہ نماز پڑہنے لگے **ف** اس خیال سے کہ اندہیرے مین پہر کوئی ایسا قصد نہ کرے اور اسکے بعد سے بعض تابعین کو یہ گمان پیدا ہوگیا کہ صحابہ کا طریق یہی تہا کہ وہ روشنی مین فجر کی نماز پڑہا کرتے جیسے ابراہیم نخعی سے منقول ہے حالانکہ روشنی مین پڑہنے کا باعث جان کا ڈر تہا ورنہ اصلی وقت اس نماز کا وہی تہا جو ابن عمرؓ نے بیان کیا اندہیری منہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین ایسا ہی کرتے رہے **عَنْ** رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ اَوْ لِاَجْرِكُمْ رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا صبح کرو فجر کی نماز مین اس مین تمکو زیادہ ثواب ہے **ف** اس حدیث کی اسناد مین محدثین کو کلام ہے اور اگر یہ حدیث ثابت بہی ہو تو اسکا یہ مطلب نہین کہ فجر کی نماز روشنی مین پڑہو جیسے حنفیہ نے سمجہا ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ فجر کی نماز مین قرات کو طول دو تا نماز ختم ہوتے ہوتے روشنی ہوجاوے

اور سب لوگوں کو جماعت مل جاوے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر روشنی میں صبح کی نماز شروع کرنا افضل ہوتا تو آنحضرت ؐ
اسکا خلاف کیوں کرتے اور ہمیشہ اندھیرے میں نماز کیوں پڑھتے اور سوا ایک بار کے کبھی آپ سے اسفار منقول نہیں ہے اور
امام احمد اور شافعی اور اسحاق نے اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہے کہ جب اچھی طرح فجر کے طلوع کا یقین ہو جاوے
اُسوقت نماز شروع کرو واللہ اعلم **باب** وَقْتِ صَلٰوةِ الظُّهْرِ ظہر کی نماز کا وقت **عن** جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ اِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اُسوقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا **عن** اَبِي بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ كَانَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلٰوةَ الْهَجِيْرِ الَّتِي تَدْعُوْنَهَا الظُّهْرَ اِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ ابوبرزہ رضؓ
اسلمی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوپہر کی نماز جسکو تم ظہر کہتے ہو اُسوقت پڑھتے جب سورج ڈھلجاتا **عن**
خَبَّابٍ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا قَالَ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا
اَبُوْحَاتِمٍ ثَنَا الْاَنْصَارِيُّ ثَنَا عَوْفٌ نَحْوَهٗ خباب رضؓ سے روایت ہے ہم نے شکایت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے ریتے کی گرمی کی آپ نے اس شکایت پر لحاظ نہیں کیا (اور ظہر کی نماز میں دیر کرنا گوارا نہیں فرمایا) **عن**
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا عبد اللہ بن مسعود
سے روایت ہے ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی ریت کے جلنے کی (اور مطلب یہ تھا کہ آپ ظہر کی نماز میں
تھوڑی دیر کریں تاکہ ٹھنڈک ہو جاوے) آپنے اس شکایت کو دور نہیں کیا **باب** الْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِيْ شِدَّةِ
الْحَرِّ جب سخت گرمی ہو تو ظہر کی نماز کا ٹھنڈا کرنا **ف** اس سے یہ مطلب ہے کہ زوال کے بعد تھوڑی دیر کریں نہ یہ کہ ایک
مثل کے بعد پڑھیں ایک مثل کے بعد تو ظہر کا وقت ہی نہیں رہتا اور ٹھنڈک سے غرض ہے کہ بنسبت ٹھیک دوپہر
کی دھوپ میں ذرا نرمی آجاوے بالکل ٹھنڈک تو شام تک بھی نہیں ہوتی) **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ابوہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گرمی کی سختی ہو تو ٹھنڈا کرو نماز کو اسلیے کہ
گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے **ف** بہت علمائنے اس حدیث کا معنے یوں ہی کیا ہے اور ظہر میں دیر کرنا
مستحب کہا ہے جب شدت کی گرمی ہو اور میں کہتا ہوں کہ حدیث کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جب گرمی کی شدت ہو تو
اسکو ٹھنڈا کرو نماز سے اسلیے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہے اور دوزخ کی بھاپ بجھانے کے لیے نماز سے
بہتر کوئی عمل نہیں ہے اور اس مطلب پر یہ تعلیل فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ درست ہو جاویگی اور یہ حدیث اگلے باب کی حدیثوں
کے خلاف نہ رہیگی **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا
بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جب گرمی کی شدت ہو تو ٹھنڈا کرو ظہر کو (یا ٹھنڈا کرو اپنے تئیں ظہر کی نماز پڑھکر) اسلیے کہ گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّھْرِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا کرو ظہر کی نماز کو اسلیے کہ گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الظُّھْرِ بِالْھَاجِرَۃِ فَقَالَ لَنَا اَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز دوپہر کو پڑھا کرتے تھے (یعنے دوپہر کے کچھ ہی بعد زوال ہوتے ہی) تو آپنے فرمایا ہم سے ٹھنڈا کرو نماز کو (یا ٹھنڈا کرو اپنے تئیں نماز سے) اسلیے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہے **ف** دوزخ اندر سانس لیتی ہے جاڑے کے دنون مین اور گرمی کے دنون مین اپنی سانس باہر نکالتی ہے جیسے دوسری حدیث مین وارد ہے اور اصل وجہ گرمی اور جاڑے کی یہ ہے آفتاب کا نکلنا اوسکی علت نہین ہے جیسا بعضون نے سمجھا ہے کیونکہ اونچے مقام پر گرمی کم ہوتی ہے حالانکہ آفتاب وہان سے قریب ہوتا ہے تو صحیح علت یہی ہو کہ زمین گرم ہو کر اپنی سانس یعنے بخارات باہر نکالتی ہے اس سے گرمی معلوم ہوتی ہے اور کوئی مانع اس سے نہین ہے کہ دوزخ کا ایک ٹکڑا زمین کے اندر ہو اور جیالوجی سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے اندر ہزار فٹ پر ایسی حرارت ہو کہ حیوان اگر وہان پہونچے تو فوراً مر جاوے اور اس سے زیادہ نیچے تو ایسی گرمی ہے کہ لوہا اور تانبا اور شیشہ وہان ہمیشہ پگھلا ہوا رہتا ہے اللہ تعالی ہمکو دوزخ سے بچاوے آمین یا رب العلمین عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّھْرِ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا کرو ظہر کی نماز کو (یا ٹھنڈا کرو ظہر کی نماز سے) **ف** دوسرا معنے زیادہ مناسب ہے کسلیے کہ آگے جو اسکی وجہ بیان کی ہے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے وہ اسی مطلب پر خوب چسپان ہوتی ہے دوزخ اللہ جل جلالہ کا عذاب ہے جب عذاب کی سختی ہو تو نماز اور دعا اور تضرع اور عجز و انکسار سے بہتر دوسری دوا نہین اور یہ ضرور نہین ہے کہ عذاب کی شدت کے وقت نماز جیسی عبادت سے پرہیز کیا جاوے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ دوسری روایتون مین اوپر گذرا کہ آنحضرت سورج ڈھلتے ہی ظہر کی نماز ادا کرتے اور یہ بھی گذرا کہ صحابہ نے ریتی کے گرم ہونے کی شکایت کی اور چاہا کہ آپ ظہر کی نماز مین کچھ دیر فرماوین لیکن آپنے اس شکایت پر التفات نہ فرمایا اب اگر پہلا معنے لیا جاویگا تو وہ حدیثین اسکے خلاف ہونگی اور تاویل یا تطبیق کی ضرورت واقع ہوگی برخلاف اسکے کہ دوسرا معنے لیا جاوے اسوقت سب حدیثین ایک ہو جاتی ہین واللہ ورسولہ اعلم

بَابُ وَقْتِ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ عصر کی نماز کا وقت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَۃٌ حَیَّۃٌ فَیَذْھَبُ الذَّاھِبُ اِلَی الْعَوَالِیْ وَالشَّمْسُ

مرتفعۃ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے اور سورج بلند چمکتا ہوتا پھر عصر کی نماز پڑھکر کوئی جانے والا عوالی (گانون مین مدینہ کے قریب تین میل یا پانچ میل پر) کو جاتا اور سورج بلند رہتا عن عائشۃ قالت صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم العصر والشمس فی حجرتی لم یظھرھا الفیء بعد ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی اور سورج میرے حجرے مین تھا (یعنے دھوپ) ابھی سایہ حجرے کے اوپر نہین چڑھا تھا ف یہ حدیث دلیل ہے عصر کی نماز بہت سویرے پڑھنے کی کیونکہ اگر دیر مین پڑھی جاوے تو دھوپ حجرے کے اندر نہین رہ سکتی اور سایہ ضرور اوپر چڑھ جاویگا باب المحافظۃ علی صلوۃ العصر عصر کی نماز کی حفاظت ضروری ہے عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم الخندق ملأ اللہ بیوتھم وقبورھم نارا کما شغلونا عن الصلوۃ الوسطی حضرت علی مرتضے رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خندق کے دن اللہ تعالے کافرون کے گھرون اور قبرون کو انگار سے بھر دے جیسے انہون نے ہمکو باز رکھا صلوٰۃ وسطی یعنے بیچ کی نماز سے + ف تو معلوم ہوا کہ عصر کی نماز یہی صلوٰۃ وسطے ہے اور قرآن شریف مین سب نمازون پر محافظت کرنے کا حکم دیا خصوصًا صلوٰۃ وسطے پر تو عصر کی محافظت کی زیادہ تاکید نکلی اور صلوٰۃ وسطی مین علما کا اختلاف ہے لیکن احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے اور یہی مختار ہے اور شافعی نے کہا کہ وہ صبح کی نماز ہے لیکن شافعی کا قول ہے کہ جب حدیث صحیح ہو جاوے تو اسی کے موافق میرا مذہب ہے پس انکا مذہب احادیث صحیحہ کے موافق یہی ٹھیریگا کہ وہ عصر کی نماز ہے یہ ماوردی نے کہا اور یہی قول ہے اکثر صحابہ اور تابعین کا اور وہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور احمد اور داؤد کا اور بعضون نے کہا وہ صبح کی نماز ہے مالک اور شافعی سے ایسا ہی منقول ہے بعضون نے کہا ظہر کی نماز بعضون نے کہا مغرب کی نماز بعضون نے عشا بعضون نے کہا وہ مخفی رکھی گئی جیسے شبقدر اور ساعت جمعہ بعضون نے کہا تہجد کی نماز بعضون نے کہا چاشت کی نماز بعضون نے کہا اوابین کی بعضون نے کہا جمعہ کی بعضون نے کہا عید کی بعضون نے کہا جنازے کی واللہ اعلم عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الذی تفوتہ صلوۃ العصر فکانما وتر اھلہ ومالہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک جسکی عصر کی نماز قضا ہو جاوے تو گویا اسکا گھر بار مال اسباب سب لٹ گیا ف یعنے سخت نقصان مین پڑا اس حدیث سے عصر کی نماز کی بڑی تاکید نکلی چونکہ یہ وقت بازار کا اور کاروبار کا ہوتا ہے اس وجہ سے بعض لوگون سے غفلت ہو جاتی ہے اور عصر کی نماز قضا ہو جاتی ہے وہ سمجھتے ہین کہ دنیا کا نفع حاصل ہوا نماز کی قضا پڑھ لیوینگے آن حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ نفع نماز کی منفعت کے مقابل محض بے حقیقت ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ کسی کے عزیز و اقربا جورو جاتا کنبے والے سب مارے جاوین مال و اسباب سب لٹ جاوے اور ایک روپیہ کسی کام مین اسکو فائدہ ہوا پس

فائدے پر نزول لعنت جس کے ساتھ آتا بڑا سخت نقصان آدمی کو ہووے بہر حال عصر کی نماز کا بڑا خیال رکھنا چاہیے اور جسطرح سے ہو سکے دنیا کے تمام کاروبار پر اسکو مقدم رکھنا چاہیے اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ عصر کی نماز مین اتنی دیر کرنا کہ آفتاب زرد ہو جاوے مثل قضا کرنے کے ہے دوسری حدیث مین ایسے شخص کو منافقیت کا تمغہ دیا ہے خدا اس سے بچاوے عصر کی نماز کچھ مشکل نہین ہر جگہہ اور ہر مقام مین اسکو پڑھ سکتے ہین پانی نہ ملے تو تیمم ہی سے سہی جماعت نہ ملی تو اکیلے ہی سہی مسجد نہ ملے تو بازار یا دوکان ہی مین سہی سنت نہ پڑھ سکے تو فرض ہی سہی غرض چار رکعتین فرض کی جیسے ہو سکے ایک مثل سایہ سے دو مثل سایہ تک ادا کر لیوے اس سے تاخیر نہ کرے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَبَسَ الْمُشْرِكُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ حَبَسُونَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا عبداللہ بن مسعود رضی سے روایت ہے مشرکون نے رجنگ خندق مین) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روک رکھا عصر کی نماز پڑھنے سے یہانتک کہ سورج ڈوب گیا آپ نے فرمایا روک رکھا انہون نے ہمکو وسطی یعنے بیچ والی نماز سے اللہ جل جلالہ انکی قبرون اور گھرون کو آگ سے بھر دیوے ف قبرونکو تو برزخ مین اور گھرون کو آخرت مین

بَاب وَقْتِ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مغرب کی نماز کا وقت

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيَنْظُرُ إِلٰى مَوَاقِعِ نَبْلِهِ رافع بن خدیج سے روایت ہے ہم مغرب کی نماز پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین پھر ہم مین سے کوئی نماز سے فارغ ہو کر لوٹتا وہ اپنے تیر گرنے کے مقامون کو دیکھتا ف معلوم ہوا کہ مغرب کی نماز جلد پڑھنا چاہیے غروب ہوتے ہی اور اسپر اتفاق ہے تمام فقہا کا عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ سلمہ بن اکوع سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے جب سورج پردے مین چھپ جاتا یعنے قرص آفتاب افق کے تلے چلا جاتا اور غروب سے یہی مراد ہے کہ سارا آفتاب افق کے نیچے چلا جاوے عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ أُمَّتِي عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتّٰى تَشْتَبِكَ النُّجُومُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ مَاجَةَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيٰى يَقُولُ اضْطَرَبَ النَّاسُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ بِبَغْدَادَ فَذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ الْأَعْيَنُ إِلَى الْعَوَّامِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ فَأَخْرَجَ إِلَيْنَا أَصْلَ أَبِيهِ فَإِذَا الْحَدِيثُ فِيهِ حضرت عباس رضی عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت ہمیشہ سنت پر قائم رہیگی جب تک مغرب کی نماز مین اتنی دیر نہ کرین گے کہ تارے گھن جاوین ف اس سے معلوم ہوا کہ ایک آدھ تارا نکلنا کچھ برا نہین دوسری حدیث مین ہے کہ شاہد کا نکلنا غروب کی علامت ہے اور شاہد ایک تارہ ہے شرح سنۃ مین ہے کہ اہل علم نے صحابہ اور تابعین مین سے

یہی اختیار کیا ہے کہ مغرب کی نماز جلد پڑھی جاوے اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مغرب کی تاخیر منقول ہے وہ بیان جواز کے لیے ہے **مترجم** کہتا ہے ہمارے زمانے میں مغرب کی تاخیر دو ہی فرقے کرتے ہیں ایک تو بدعتی فرقہ دوسرے روافض خدا ان دونوں سے بچاوے اور طریقہ سنت اور اتباع حدیث اور محبت اہل بیت اور صحابہ پر ہمکو قائم رکھے آمین یا رب العلمین امام ابو عبداللہ بن ماجہ نے کہا میں نے محمد بن یحیی سے سنا وہ کہتے تھے بغداد میں لوگوں نے اس حدیث میں اضطراب کیا تو میں اور ابوبکر بن اعین دونوں عوام بن عباد بن عوام پاس گئے انہوں نے اپنے باپ کا یعنے عباد بن عوام کا جو راوی ہے اس حدیث کا اصل نسخہ نکالا اس میں یہ حدیث نکلی)

باب وقت صلوة العشاء عشا کی نماز کا وقت

عن ابی ھریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بتاخیر العشاء ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انکو حکم کرتا عشا میں دیر کرنے کا

عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان اشق علی امتی لاخرت صلوة العشاء الی ثلث اللیل او نصف اللیل ابوہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انکو حکم کرتا عشا میں دیر کرنے کا تہائی رات تک یا آدھی رات تک **ف** یہ شک ہے راوی کا اور دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ عشا کی تاخیر تہائی رات تک بہتر ہے اس سے زیادہ تاخیر بہتر نہیں ہے گو عشا کا وقت آدھی رات تک ہے

عن حمید قال سئل انس بن مالک ھل اتخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتما قال نعم اخر لیلة صلوة العشاء الی قریب من شطر اللیل فلما صلی اقبل علینا بوجھہ فقال ان الناس قد صلوا وناموا وانکم لن تزالوا فی صلوة ما انتظرتم الصلوة قال انس کانی انظر الی وبیص خاتمہ حمید سے روایت ہے انس رض بن مالک پوچھے گئے کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری پہنی ہے انہوں نے کہا ہاں آپ نے ایک رات عشا کی نماز آدھی رات کے قریب پڑھی جب نماز پڑھ چکے تو ہماری طرف مونہہ کیا اور فرمایا لوگوں نے نماز پڑھی اور سو رہے اور تم ہمیشہ نماز ہی میں رہو گے جب تک نماز کا انتظار کرتے رہو گے انس رض نے کہا گویا میں آپ کی انگشتری کی چمک کو دیکھ رہا ہوں **ف** نماز کا انتظار کرنا اتنا بڑا ثواب ہے کہ جو کوئی نماز کا انتظار کر رہا ہے گویا وہ نماز ہی میں ہے اور علما کا اختلاف ہے اس مسئلہ میں کہ عشا میں تاخیر کرنا افضل ہے یا عشا جلدی پڑھنا جو لوگ تاخیر کو افضل جانتے ہیں وہ ان حدیثوں سے حجت لیتے ہیں اور جو لوگ جلدی پڑھنا افضل جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ عادت یہی تھی کہ عشا اول وقت پڑھتے اور تاخیر آپ نے شاذ و نادر کی ہے کسی ضرورت کی وجہ سے اور جمع روایات میں اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ اگر مقتدی سب جاگتے بیٹھے ہوں اور تاخیر میں انکو تکلیف نہ ہو تو تاخیر کرنا افضل ہے ورنہ اول وقت پڑھ لینا افضل ہے واللہ اعلم

عن ابی سعید

قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ المغرب ثم لم یخرج حتی ذھب شطر اللیل فخرج فصلی بھم ثم قال ان الناس قد صلوا وناموا وانتم لم تزالوا فی صلوۃ ما انتظرتم الصلوۃ ولولا الضعیف والسقیم احببت ان اؤخر ھذہ الصلوۃ الی شطر اللیل ابوسعید رضی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھی پھر آپ برآمد نہیں ہوئے (اندر کچھ کام میں مصروف رہے) یہاں تک کہ آدھی رات گذر گئی (یعنے آدھی کے قریب) پھر آپ نکلے اور نماز پڑھائی بعد اسکے فرمایا لوگوں نے تو نماز پڑھ لی اور سو رہے اور تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کا انتظار کرتے رہو گے اور اگر ناتوان اور بیمار نہ ہوتے (یعنے لوگوں میں بعضے ناتوان ہوتے ہیں بعضے بیمار) تو مجھے یہ پسند تھا کہ اس نماز میں دیر کرتا آدھی رات تک

باب میقات الصلوۃ فی الغیم ابر میں نماز جلدی پڑھنا

عن بریدۃ الاسلمی قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ فقال بکروا بالصلوۃ فی الیوم الغیم فانہ من فاتتہ صلوۃ العصر حبط عملہ بریدہ اسلمی سے روایت ہے ہم جناب رسالت مآب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک جہاد میں آپ نے فرمایا جلدی پڑھو نماز ابر کے دن اسلیے کہ جس شخص کی عصر کی نماز قضا ہو گئی اسکا عمل لغو ہو گیا **ف** یعنے اس دن کے اعمال کا پورا ثواب اسکو نہیں ملیگا کیونکہ عصر کی نماز بھی ان اعمال میں ایک بڑا عمل تھا اسکو اس نے تلف کر دیا یا اسدن کے کل اعمال لغو ہو جاویں گے اور مطلق ثواب اسکو نہیں ملیگا یا عمل سے وہ عمل مراد ہے جس میں وہ مصروف رہا اور نماز اسکی وجہ سے قضا کی اور مطلب یہ ہے کہ اس عمل میں برکت نہ ہوگی اور منفعت بھی نہ ہوگی بلکہ نحوست پیدا ہوگی اس حدیث سے یہ نکلا کہ ابر کے دن نماز میں جلدی کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ وقت گذر جاوے اور خبر نہ ہو بعضوں نے کہا ابر کے دن عصر اور عشا میں جلدی کرے واللہ اعلم

باب من نام عن الصلوۃ او نسیھا جو شخص بھول جاوے یا سو جاوے اور نماز کا وقت گذر جاوے

عن انس بن مالک قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الرجل یغفل عن الصلوۃ او یرقد عنھا قال یصلیھا اذا ذکرھا انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے اس شخص سے جو غافل ہو جاوے نماز سے (یعنے بھول جاوے) یا سو جاوے نماز سے آپ نے فرمایا پڑھ لے اسکو جب یاد کرے اسکو **ف** ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے وہی اسکا وقت ہے یعنے جس وقت جاگ کر اٹھے یا جب نماز یاد آوے اسی وقت پڑھ لیوے اگرچہ اسوقت طلوع یا غروب کا وقت ہو یا ٹھیک دوپہر کا وقت ہو یا فجر یا عصر کے بعد یاد آوے کیونکہ یہ حدیث عام ہے اور اس سے تخصیص ہو گئی ان احادیث کی جن میں ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور یہی قول ہے امام احمد کا اور بعضوں نے کہا نماز نہ پڑھے جب تک سورج نہ نکلے یا غروب نہ ہو جاوے اور یہی قول ہے حنفیہ کا کیونکہ بخاری نے ابن عمر رض

سے روایت کیا کہ آنحضرت نے فرمایا جب سورج کی ابرو نکلے تو نماز میں دیر کرو یہانتک کہ سورج اونچا ہو جاوے اور جب
سورج کی ابرو غائب ہو جاوے تو نماز میں دیر کرو یہانتک کہ بالکل غائب ہو جاوے **عن** انس بن مالک قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم من نسي صلوة فليصلها اذا ذكرها انسؓ بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز بھول جاوے وہ اسکو پڑھ لیوے جب یاد کرے اسکو **عن** ابی هريرة ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم حين قفل من غزوة خيبر فسار ليلة حتى اذا ادركه الكرى
عرس وقال لبلال اكلا لنا الليل فصلى بلال ما قدر له ونام رسول الله صلى الله عليه وسلم
واصحابه فلما تقارب الفجر استند بلال الى راحلته مواجه الفجر فغلبت بلالا عيناه
وهو مستند الى راحلته فلم يستيقظ بلال ولا احد من اصحابه حتى ضربتهم الشمس فكان
رسول الله صلى الله عليه وسلم اولهم استيقاظا ففزع رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال اى بلال فقال بلال اخذ بنفسي الذي اخذ بنفسك بابي انت وامي يا رسول الله قال اقتادوا
فاقتادوا رواحلهم شيئا ثم توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم وامر بلالا فاقام الصلوة فصلى
بهم الصبح فلما قضى النبي صلى الله عليه وسلم الصلوة قال من نسي صلوة فليصلها اذا
ذكرها فان الله عز وجل قال اقم الصلوة لذكري قال وكان ابن شهاب يقرؤها للذكرى

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر کی لڑائی سے لوٹے تو رات کو چلے
جب آپکو نیند آنے لگی تو آپ اتر پڑے اور بلالؓ سے فرمایا تم رات کی ہوشیاری کرو (یعنے صبح ہوتے ہی جگا دو
ہمارے لیے خیر بلال نے (نفل) نماز پڑھی جتنی انکی قسمت میں تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب
سو گئے جب فجر نزدیک ہوئی تو بلال نے اپنی اونٹنی پر ٹیکا دیا فجر کی طرف منہ کرکے (یعنے پورب کیجانب
منہ کیا) انکی آنکھ لگ گئی اسی حال میں (یعنے ٹیکا دیے ہوے اپنی اونٹنی پر) نہ وہ جاگے نہ حضرت کے اصحاب
میں سے کوئی جاگا یہانتک کہ دہوپ کی مار انپر لگی تو سب سے پہلے آنحضرتؐ جاگے اور گھبرا کر فرمایا اے بلالؓ
(یہ کیا ہوا) بلالؓ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر صدقے یا رسول اللہ اوسی نے میری جان کو روک
رکھا جس نے آپ کی جان کو روک رکھا (یعنے پروردگار عالم نے) آپ نے فرمایا اونٹوں کو چلاؤ لوگوں نے تھوڑی
دور اپنی اونٹوں کو چلایا (آپ اس جگہہ سے چلے گئے کیونکہ وہاں شیطان تھا جیسے دوسری روایت میں ہے
پھر آپ نے وضو کیا اور بلالؓ کو حکم دیا انہوں نے نماز کی تکبیر کہی آپ نے صبح کی نماز پڑھائی جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا
جو شخص نماز کو بھول جاوے تو جب اسکو یاد آوے پڑھ لیوے اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا قائم کر تو نماز کو یاد کے
وقت **ف** یعنے نماز کی یاد جب آوے اسوقت نماز پڑھ تو لام بمعنے وقت کے ہے اور ابن شہاب اس

آیت کو یون پڑہتے تہے اقم الصلوۃ للذکری اور جمہور کی قرات مین لذکری ہے یعنے قائم کر نماز کو میری یاد کے لیے اس حدیث سے بہی امام احمد کے مذہب کی تائید ہوتی ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ حدیث ہماری دلیل ہے کیونکہ آپنے دیر کی قضا پڑہنے مین اور آگے چلنے کا حکم دیا اسکی وجہ یہی تہی کہ اسوقت تک سورج خوب نہ نکلا ہوگا پس آپنے چاہا کہ وقت مکروہ گذر جاوے اور حنفیہ کی یہ تقریر رد ہو جاتی ہے دوسری روایت سے جس مین تصریح ہے اسکی کہ آپنے فرمایا اس وادی مین شیطان ہے اور اس حدیث سے بہی رد ہوتی ہے کیونکہ اس مین یہ مذکور ہے کہ دہوپ کی مار اونپر لگی اور ظاہر ہے کہ دہوپ کی مار اسی وقت پڑے گی جب سورج پورا نکل آوے اور کسیقدر اونچا بہی ہو جاوے اسوقت مکروہ وقت کہان باقی رہا **عن** ابی قتادۃ قال ذکروا تفریطھم فی النوم فقال ناموا حتی طلعت الشمس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظۃ فاذا نسی احدکم صلوۃ او نام عنھا فلیصلھا اذا ذکرھا ولوقتھا من الغد قال عبد اللہ بن رباح فسمعنی عمران بن الحصین وانا احدث بالحدیث فقال یا فتی انظر کیف تحدث فانی شاھد للحدیث مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فما انکر من حدیثہ شیئا ابو قتادہ رض سے روایت ہے لوگون نے سوجانے کی تقصیر کا ذکر کیا ابو قتادہؓ نے کہا لوگ سو گئے یہانتک کہ سورج نکل آیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوجانے مین کچہ تقصیر نہین ہے تقصیر جاگنے کی حالت مین ہے (کہ آدمی جاگتا ہو اور نماز مین دیر کرے یہانتک کہ اسکا وقت گذر جاوے) پہر جب کوئی تم مین سے کسی نماز کو بہول جاوے یا سو جاوے اُس نماز سے تو جب یاد آوے اُسکو پڑہ لیوے اور دوسرے دن اپنے وقت پر اسکو پڑہے **ف** یعنے دوسرے دن وقتی نماز اپنے وقت پر ادا کرے اور دوبارہ نہ بہولے اور نہ سووے یعنے آیندہ احتیاط کرے کہ وقت ٹلنے نہ پاوے اور بعضون نے اس حدیث کا مطلب یہ کہا ہے کہ جب نماز کو بہول جاوے یا سو جاوے تو جاگ کر یا جب یاد آوے اسکو پڑہ لیوے اور دوسرے دن وقت پر بہی اُسکو پڑہے اور کسینے اسپر عمل نہین کیا سب کے نزدیک دوسرے دن وقت پر پہر پڑہنا ضرور نہین اور دلیل اُن کی دوسری حدیثین ہین اور بعض کہتے ہین کہ اس حدیث مین راوی نے سہو کیا جو کہا کہ دوسرے دن وقت پر بہی اسکو پڑہے بہر حال سلف علما مین سے کوئی اسکا قائل نہین ہوا کہ قضا نماز دوبار پڑہی جاوے **ف** عبد اللہ بن رباح نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا ابو قتادہؓ سے مین یہ حدیث بیان کر رہا تہا کہ عمرانؓ بن حصین صحابی نے سنا تو کہا اے جوان سمجہ لے تو کیا حدیث بیان کرتا ہے مین اس حدیث کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ موجود تہا عبد اللہ نے کہا پہر عمرانؓ نے اس حدیث مین سے کسی بات کا انکار نہین کیا (تو حدیث اور قوی ہوگئی دو صحابہ کی شہادت سے)

باب وقت الصلوۃ فی العذر والضرورۃ

عذر اور ضرورت کے وقت نماز کے وقت کا بیان **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ادرک من العصر رکعۃ قبل ان تغرب الشمس فقد ادرکھا ومن ادرک من الصبح رکعۃ قبل

اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عصر کی نماز میں سے ایک رکعت پالیوے سورج ڈوبنے سے پہلے اس نے عصر کی نماز پالی اور جو شخص صبح کی نماز میں سے ایک رکعت پالیوے سورج نکلنے سے پہلے اس نے صبح کی نماز پالی **ف** اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ عصر کا وقت سورج کے غروب تک ہے اور یہ ان حدیثوں کے خلاف نہیں ہے جن میں عصر کا وقت سورج زرد ہونے تک مذکور ہے کیونکہ وقت مختار عصر کا سورج کے زرد ہونے تک ہی ہے اور وقت جائز اور مکروہ سورج کے غروب تک ہے اس حدیث سے عصر اور فجر دونوں نمازوں کا ایک حکم ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک رکعت بھی انکی وقت گذرنے سے پہلے پالے تو گویا ساری نماز پالی اور جمہور ائمہ اور علما کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ نے ایک عجیب مذہب اختیار کیا وہ یہ ہے کہ عصر کی نماز تو جائز ہو جاوے گی لیکن فجر کی نماز جائز نہ ہوگی اور اسکے لیے ایک عقلی گھوڑا دوڑایا کہ فجر کا وقت کل عمدہ اور کامل ہے تو وہ ناقص طور سے ادا نہ ہوگی برخلاف عصر کے کہ وہ سورج زرد ہو جانے پر ناقص ہی طور سے واجب ہوئی تھی تو ناقص طور سے ادا بھی ہو جاویگی اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جب حدیث صحیح میں صاف یہ حکم موجود ہے کہ فجر کی نماز بھی ادا ہو جاویگی تو نص کے مقابلہ میں قیاس کرنا اور عقلی گھوڑا دوڑانا خود تمہاری اصول کے خلاف ہے کیونکہ تمہارے امام نے تو خبر واحد اور حدیث ضعیف اور مرسل بلکہ قول صحابی کو بھی حجت قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ قیاس ترک کیا جاویگا ان سب کے مقابل پھر حدیث صحیح اور متصل کے خلاف یہ قیاس کیونکر مقبول ہوگا بلکہ جو قیاس حدیث یا قرآن کے خلاف ہو وہ مردود ہے اور ایسے ہی قیاس کے شان میں یہ حدیث وارد ہے اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِيْسُ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس لعین تھا ورنہ وہ قیاس جو نص نہ ملنے کی حالت میں کیا جاوے سب کے نزدیک عمدہ اور بہتر بات ہے حنفی اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ ہمارا قیاس حدیث کے خلاف نہیں ہے اسلیے کہ حدیث کے مطلب میں اختلاف ہے اسکا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر لڑکا بالغ ہو گیا یا حائضہ پاک ہو گئی یا کافر مسلمان ہو گیا اور نماز میں سے ایک رکعت کے موافق اس نے پالیا تو گویا سارا وقت اسنے پالیا اب اسپر اس نماز کی قضا واجب ہوگی اسیطرح اور کئی مطلب اس حدیث کے بیان کیے گئے ہیں اہلحدیث کہتے ہیں کہ یہ نری نفسانیت اور ہٹ دھرمی ہے اگر یہ مطلب ہوتا تو عصر اور فجر کی کیا خصوصیت تھی صلوٰۃ کا لفظ ہونا تھا جیسے دوسری روایت میں ہے اسکا مطلب یہ ہو سکتا ہے اور علاوہ اسکے قیاس تو یہ ہے کہ جب نماز کے اندر وقت گذر گیا تو وہ نماز ادا نہ کہلاوے اگرچہ ایک رکعت نہیں دو یا تین رکعتیں بھی پڑھ چکا ہو پھر حنفیہ نے اس قیاس کو ترک کیا عصر کی نماز میں اس حدیث سے آخر اور حدیث کونسی ہے اور نہیں ترک کیا اسکو فجر کی نماز میں اور یہ عمل کرنا ہے آدھی حدیث پر اور ترک کرنا ہے آدھی حدیث کا نؤمن ببعض ونکفر ببعض لاحول ولا قوۃ کسی مومن کا دل یہ قبول نہ کرے گا ملا علی قاری حنفی نے حنفیہ کیطرف سے یہ توجیہ کی کہ دوسری حدیثوں میں ان اوقات میں نماز کی ممانعت آئی ہے پس وہ معارض ہوئیں اسکے اور جب معارضہ ہوا تو ہمنے قیاس کیطرف رجوع

کیا اور قیاس اسکو مقتضی ہے کہ عصر کی جائز ہوجاوے اور اور نمازین جائز نہ ہون لہذا ہمنے بہی حکم دیا انتہے مختصراً اور یہہ توجیہ محض مغالطہ ہے احادیث مین معارضہ قائم کرنا مومن کا کام نہین جہانتک ہوسکے تطبیق کرنا چاہیے پس سب حدیثون کے ملانے سے یہ بات نکلتی ہے کہ ان اوقات مین جو نماز کی ممانعت ہے وہ بلا ضرورت اور بلا سبب نوافل سے ہے اور فرائض اور سنن رواتب اور سبب دار نوافل مستثنےٰ ہین دوسری حدیثون سے اور علاوہ اسکے حنفیہ نے قیاس پر کہان عمل کیا قیاس تو یہ تہا کہ عصر کی نماز کو بہی ادا نہ کہتے اسلیے کہ آخر کا وقت مکروہ اور ناقص ہونے سے وجوب مین نقصان نہین ہوا وجوب تو اسپر کامل تہا عصر کا وقت شروع ہوتے ہی یہ وجوب ہوگیا تہا اور اگر ہم مان بہی لین کہ وجوب ناقص تہا تو ناقص کا مقتضے یہ ہے کہ ناقص وقت کے اندر ادا ہوجاوے نہ یہ کہ وقت کے باہر ادا ہوجاوے واللہ اعلم عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے صبح کی نماز مین سے ایک رکعت پالی سورج نکلنے سے پیشتر اُس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے عصر کی نماز مین سے ایک رکعت پالی سورج ڈوبنے سے پہلے اُس نے عصر کی نماز پالی عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت ہے جیسے اوپر گذری

بَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّوْمِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَعَنِ الْحَدِيثِ بَعْدَهَا

عشا کی نماز سے پہلے سوجانا اور عشا کی نماز کے بعد باتین کرنا منع ہے عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز مین دیر کرنا پسند فرماتے تہے اور عشا کی نماز سے پہلے سونا اور عشا کی نماز کے بعد باتین کرنا برا جانتے تہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا نَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَلَا سَمَرَ بَعْدَهَا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا سے پہلے نہین سوئے نہ عشا کے بعد باتین کین **ف** دنیا کی بیکار باتین عشا کے بعد کرنا مکروہ ہے اور علت کراہت کی یہ ہے کہ شاید رات زیادہ گذر جاوے اور تہجد کے لیے آنکھ نہ کہلے یا فجر کی نماز اول وقت ادا نہ ہوسکے اور یہ وجہ بہی ہے کہ سوتے مین گویا آدمی مرجاتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ خاتمہ عبادت پر ہو نہ دنیا کی باتون پر۔ اگر ضروری باتین ہون دین یا دنیا کی تو ان کا کرنا جائز ہے دوسری حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے باتین کین مسلمانون کے کامون مین عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ جَدَبَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمَرَ بَعْدَ الْعِشَاءِ يَعْنِي زَجَرَنَا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ڈانٹا ہم کو

ف
باب حدیثین ہین
تشیل القاری ہین
بیان کی گئی ہین یہان بہی
بیان کی گئی ہین ۱۲

باب النَّهْيِ أَنْ يُقَالَ صَلٰوةُ الْعَتَمَةِ عشا کی نماز کو عتمہ کہنے کی ممانعت **ف** عرب لوگ غروب آفتاب کی بعد جب اندہیرا ہوجاتا تو اپنے جانوروں کا دودہ دوہتے تاکہ مانگنے والے اور محتاج دیکہہ سکیں اور انکو دودہ دینا پڑے بہروہی لوگ عشا کی نماز کو عتمہ کہنے لگے کیونکہ اسکا وقت یہی تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو مکروہ جانا کیونکہ محتاجوں کو نہ دینا اور صدقے کے ڈر سے مال کو چہپانا بخل ہے اور ایک بری صفت ہے اور نماز ایک عمدہ عبادت ہے لہذا اسکا یہ نام بالکل غیر موزوں ہے اور حق تعالیٰ نے قرآن مین بہی اس نماز کو عشا کہا ہے نہ عتمہ پس وہی نام بہتر ہے اسپر بہی علما نے کہا ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے اور بعض حدیثون مین خود عتمہ کا لفظ عشا کی نماز کے لیے آیا ہے **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلٰوتِكُمْ فَاِنَّهَا الْعِشَاءُ وَاِنَّهُمْ لَيُعْتِمُوْنَ بِالْاِبِلِ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے دیہاتی لوگ تم پر غالب نہ ہوجاوین اس نماز کے نام مین اس نماز کا نام عشا ہے اور وہ عتم کرتے ہین اپنے اونٹون کے ساتہ یعنے اندہیرے مین انکو دوہتے مین تو اس نماز کو بہی عتمہ کہنے لگے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلٰوتِكُمْ زَادَ ابْنُ حَرْمَلَةَ فَاِنَّمَا هِيَ الْعِشَاءُ وَاِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ الْعَتَمَةَ لِاِعْتَامِهِمْ بِالْاِبِلِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیہاتی لوگ تمہاری نماز کے نام پر غالب نہوں ابن حرملہ کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ وہ عشا کی نماز ہے وہ اسکو عتمہ اسلیے کہتے ہین کہ اونٹون کو دوہنے مین وہ اندہیرا کردیتے ہین **اَبْوَابُ الْاَذَانِ** وَالسُّنَّةُ فِيْهَا اذان کے باب اور اذان کا طریقہ

ف اذان ایک بڑی نشانی ہے اسلام کی اور عمدہ علامت ہے دین کی اور جب سے اذان شروع ہوئی اسوقت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک کبہی اسکا ترک ثابت نہین ہوا نہ سفر مین نہ حضر مین نہ رات مین نہ دن مین اور مشہور یہ ہے کہ اذان ہجرت کے پہلے سال مین شروع ہوئی اور بعضون نے کہا دوسرے سال مین اور عبد اللہ بن زید صحابی نے اُسکو خواب مین دیکہا اور حضرت عمر رضے اللہ عنہ نے بہی اور طبرانی نے روایت کیا کہ ابو بکر نے بہی اور بعضون نے کہا کہ چودہ صحابہ نے اُسکو خواب مین دیکہا لیکن حافظ نے کہا کسی سے ثابت نہین سوا عبد اللہ بن زید کے اور بعض طریقون مین حضرت عمرؓ اور جابرؓ کا بہی ذکر ہے اور اذان کا ثبوت وحی سے ہوا خواب کے بعد جیسے ابو داود نے مراسیل مین نکالا کہ جب حضرت عمرؓ نے اذان کا خواب بیان کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے اسکے وحی آچکی اور اذان واجب ہے اور بعضون نے کہا سنت ہے لیکن وجوب کا قول قوی ہے اور ہر شہر والون پر واجب ہے ایک موذن مقرر کرنا اور ظاہر یہ ہے کہ موذن بالغ اور مرد ہو کیونکہ سلف سے یہ منقول نہین کہ کبہی اذان عورت نے دی ہو البتہ اگر بڑی عورتون کی جماعت ہو اور کوئی عورت خاص اپنے لیے یا عورتون

عورتوں کے لیے متوسط آواز سے اذان دے لیوے تو کچھ ممانعت نہیں ہے، اور اذان کے لیے باوضو ہونا شرط نہیں
اور جنب کی بھی اذان صحیح ہے مگر بہتر یہ ہے کہ باوضو اذان دیوے اور ترمذی نے جو روایت کی اذان نہ دیوے مگر با
وضو یہ حدیث منقطع ہے البتہ اس حدیث سے کہ مجھے برا معلوم ہوا اللہ کا ذکر بغیر طہارت کے جسکو نکالا ابوداؤد اور ابن
خزیمہ اور ابن حبان نے یہ نکال سکتے ہیں کہ باوضو ہو کر اذان دینا افضل ہے واللہ اعلم **باب** بَدْءِ الْاَذَانِ
اذان کیونکر شروع ہوئی اسکا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ هَمَّ بِالْبُوْقِ وَاَمَرَ بِالنَّاقُوْسِ فَنُحِتَ فَاُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ فِي الْمَنَامِ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ
ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقُلْتُ لَهٗ يَا عَبْدَ اللّٰهِ تَبِيْعُ النَّاقُوْسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قُلْتُ
اُنَادِيْ بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكَ قُلْتُ وَمَا هُوَ قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ
اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ
بِمَا رَاٰى قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقَصَّ عَلَيْهِ الْخَبَرَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ رَاٰى رُؤْيَا فَاخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاَلْقِهَا
عَلَيْهِ وَلْيُنَادِ بِلَالٌ فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِّنْكَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهَا
عَلَيْهِ وَهُوَ يُنَادِيْ بِهَا قَالَ فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالصَّوْتِ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ
مِثْلَ الَّذِيْ رَاٰى - قَالَ اَبُوْ عُبَيْدٍ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ الْحَكَمِيُّ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ
فِيْ ذٰلِكَ اَحْمَدُ اللّٰهَ ذَا الْجَلَالِ وَذَا الْاِكْرَامِ حَمْدًا عَلَى الْاَذَانِ كَثِيْرًا اِذْ اَتَانِيْ بِهِ الْبَشِيْرُ مِنَ
اللّٰهِ فَاَكْرِمْ بِهٖ لَدَيَّ بَشِيْرًا فِيْ لَيَالٍ وَالٰى بِهِنَّ ثَلٰثٌ كُلَّمَا جَاءَ زَادَنِيْ تَوْقِيْرًا عبداللہ بن زید
(بن عبد ربہ انصاری) سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا نرسنگا بجوانے کا (جیسے یہود
بجاتے ہیں نماز کے لیے جمع ہونے کو) اور حکم دیا ناقوس کی طیاری کا (جسے نصاری بجاتے ہیں) وہ تراشا گیا پھر
عبداللہ بن زید کو خواب پڑا انہوں نے کہا مینے ایک شخص کو دیکھا دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ناقوس اٹھائے ہوئے مینے
اس سے کہا او اللہ کے بندے ناقوس بیچتا ہے اس نے کہا تم کیا کروگے مینے کہا آواز کرونگا اس سے نماز کے لیے
اس نے کہا مین تجھکو اس سے اچھی بات نہ بتاؤں مینے کہا وہ کیا اس نے کہا تو یوں کہے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر
اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ حی علی الصلوۃ
حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ راوی نے کہا یہ خواب عبداللہ بن زید

ایمن راتوں تک) دیکھکر نکلو اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئ آپ سے بیان کیا جو دیکھا تھا کہا یا رسول اللہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو دو سبز کپڑے پہنا تھا ناقوس اٹھائے ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے صاحب نے ایک خواب دیکھا تو جا بلال کے ساتھ مسجد کو اور بلال کو یہ سکھلا دے وہ اذان دیوے کیونکہ اسکی آواز تجھ سے بلند ہے عبد اللہ نے کہا تو میں بلال کے ساتھ مسجد کو گیا اور انکو اذان سکھلاتا جاتا تھا وہ پکارتے جاتے تھے حضرت عمرؓ نے یہ آواز سنی وہ نکلے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے بھی عبد اللہ کی طرح خواب دیکھا **ف** دوسری روایت میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب سچا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اور حضرت عمرؓ کے دیکھنے سے اسکی سچائی کا اور زیادہ یقین ہوا مگر بھی آں حضرت نے صرف خواب پر حکم نہیں دیا بلکہ آپ پر وحی آئی اسکے بعد کیونکہ دین کے احکام خواب سے ثابت نہیں ہو سکتے مگر پیغمبروں کی خواب البتہ وحی میں داخل ہیں **ف** ابو عبید نے کہا (جو شیخ ہے ابن ماجہ کا اور راوی ہے اس حدیث کا) کہ مجھ سے بیان کیا ابو بکر حکمی نے کہ عبد اللہ بن زید انصاری نے اس باب میں چند شعر کہے میں احمد اللہ ذا الجلال وذا الاکرام حمدًا تک انکا ترجمہ یہ ہے میں تعریف کرتا ہوں اللہ کی جو بزرگی اور احسان والا ہے اور بہت تعریف اذان بتلانے پر جب خوشخبری دینے والا (فرشتہ) میرے پاس آیا اللہ کیطرف سے کیا عزت والا وہ فرشتہ تھا میرے نزدیک میں راتوں تک پے در پے وہ میرے پاس آیا اور جب وہ میرے پاس آیا میری عزت بڑھائی **ف** تو عبد اللہ بن زیدؓ نے جس شخص کو خواب میں دیکھا وہ اللہ جل جلالہ کا فرشتہ تھا اور صرف وحی پر جو اکتفا نہیں ہوئی اور اذان کئی شخصوں کو خواب میں دکھلائی گئی اس میں یہ بھید تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت کا زیادہ ثبوت ہو فرشتوں کو اکثر لوگوں نے خواب میں دیکھا ہے **مترجم** نے بھی ایک طویل خواب میں فرشتوں کو بصورت انسان دیکھا اور کبھی ایک عجیب جانور کی صورت پر اور ایک بار دو فرشتوں نے مترجم کو عالم برزخ کی سیر کرائی اور اس سیر میں مترجم نے حضرت شاہ نظام الدین اولیا قدس سرہ اور حضرت سید محمد مکی سے جو حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ ہیں ملاقات کی اور امام محمد بن اسمعیل بخاری سے ملنے کی درخواست کی لیکن فرشتے نے کہا وہ یہاں سے دور ہیں اور یہ خواب تمام ہو گیا اسکا قصہ بہت طویل ہے وللہ الحمد **عن** سالم

عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَشَارَ النَّاسَ لِمَا يُهِمُّهُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَذَكَرُوا الْبُوْقَ فَكَرِهَهُ مِنْ اَجْلِ الْيَهُوْدِ ثُمَّ ذَكَرُوا النَّاقُوْسَ فَكَرِهَهُ مِنْ اَجْلِ النَّصَارٰى فَاُرِيَ النِّدَاءَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَطَرَقَ الْاَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلًا فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا بِهٖ فَاَذَّنَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَزَادَ بِلَالٌ فِيْ نِدَاءِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاَقَرَّهَا رَسُوْلُ

اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى ذٰلِكِنَّهٗ سَبَقَنِي عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ لیا اس چیز کے باب میں جو لوگوں کو متوجہ کردیوے نماز کیطرف بعض لوگوں نے بوق (نرسنگھے) کا ذکر کیا آپ نے اسکو برا جانا یہود کیوجہ سے پھر لوگوں نے ناقوس کا ذکر کیا آپ نے اسکو برا جانا نصاریٰ کی وجہ سے پھر اسی رات کو اذان بتلائی گئی خواب میں ایک انصاری شخص کو جس کو عبداللہ بن زید کہتے تھے اور حضرت عمرؓ کو انصاری نے رات ہی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا آپ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان دی زہری نے کہا بلال نے صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم بڑھا دیا آنحضرتؐ نے اسکو قائم رکھا (پس شیعہ کا یہ خیال باطل ہوا کہ اس کلمے کو حضرت عمرؓ نے اذان میں جاری کیا) حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا جیسا عبداللہ بن زیدؓ نے دیکھا لیکن انہوں نے مجھ سے پہلے بیان کر دیا

بَابُ التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانِ اذان میں ترجیع کا بیان **ف** ترجیع یہ ہے کہ مؤذن پہلے شہادتین کو دو دو بار آہستہ سے کہہ لیوے پھر پکار کر کہے یہ سنت ہے امام شافعی کے نزدیک اور ابوحنیفہ کے نزدیک سنت نہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ترجیع ایک زیادت ہے جو صحیح حدیث سے ثابت ہے اور زیادت کا قبول کرنا واجب ہے باتفاق علماء

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ وَكَانَ يَتِيمًا فِي حِجْرِ أَبِي مَحْذُورَةَ بْنِ مِعْيَرٍ حِينَ جَهَّزَهُ إِلَى الشَّامِ فَقُلْتُ لِأَبِي مَحْذُورَةَ أَيْ عَمِّ إِنِّي خَارِجٌ إِلَى الشَّامِ وَإِنِّي أُسْأَلُ عَنْ تَأْذِينِكَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ قَالَ خَرَجْتُ فِي نَفَرٍ فَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَا صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ وَنَحْنُ عَنْهُ مُتَنَكِّبُونَ فَصَرَخْنَا نَحْكِيهِ نَهْزَأُ بِهِ فَسَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا قَوْمًا فَأَقْعَدُونَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ أَيُّكُمُ الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهٗ قَدِ ارْتَفَعَ فَأَشَارَ إِلَيَّ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَصَدَقُوا فَأَرْسَلَ كُلَّهُمْ وَحَبَسَنِي وَقَالَ لِي قُمْ فَأَذِّنْ فَقُمْتُ وَلَا شَيْءَ أَكْرَهُ إِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِمَّا يَأْمُرُنِي بِهِ فَقُمْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْقَى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ التَّأْذِينَ هُوَ بِنَفْسِهٖ فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِي ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ دَعَانِي حِينَ قَضَيْتُ التَّأْذِينَ فَأَعْطَانِي صُرَّةً فِيهَا شَيْءٌ مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلَى

ناصية أبي محذورة ثم أمرها على وجهه من بين ثدييه ثم على كبده ثم بلغت يد رسول
الله صلى الله عليه وسلم سرة أبي محذورة ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بارك
الله لك وبارك عليك فقلت يا رسول الله أمرتني بالتأذين بمكة قال نعم قد أمرتك فذهب
كل شيء كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم من كراهية وعاد ذلك كله محبة لرسول الله
صلى الله عليه وسلم فقدمت على عتاب بن أسيد عامل رسول الله صلى الله عليه وسلم
بمكة فأذنت معه بالصلوة عن أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وأخبرني ذلك من
أدرك أبا محذورة على ما أخبرني عبد الله بن محيريز عبداللہ بن محیریز سے روایت ہے وہ یتیم تھے ابو
محذورہ (اوس یا سمرہ یا سلمہ یا سلمان) بن معیر (یا عمرو بن لوذان) کی گود میں جب ابو محذورہؓ نے عبداللہ
کو سامان دیکر شام کیطرف روانہ کیا تو عبداللہ نے کہا مینے ابو محذورہؓ سے کہا اے چچا مین شام کو جاتا ہون
مین تم سے اذان پوچھتا ہون مجھ سے بیان کرو (اپنے اذان کا قصہ) تو ابو محذورہ نے کہا مین چند آدمیون
کے ساتھ نکلا ایک رستے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن نے اذان دی نماز کے لیے آپکے پاس
ہمنے موذن کی آواز سنی اسوقت ہم اذان سے یا اسلام سے پھرے ہوئے تھے (یعنے کفر کی حالت مین تھے)
تو ہمنے چلانا شروع کیا موذن کی نقل کرتے تھے ٹھٹے سے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا تو ہمارے بلانے
کے لیے کچھ لوگ بھیجے (اور ہمکو زبردستی آپکے پاس جانا پڑا) پھر ان لوگون نے ہمکو بٹھلایا آپکے سامنے
آپنے فرمایا تم مین وہ شخص کون ہے جسکی آواز مینے سنی تھی بلند آواز تھی سب لوگون نے میری طرف اشارہ کیا
اور سچ کہا انہون نے آپنے میرے سب ساتھیون کو چھوڑ دیا اور مجھکو قید رکھا اور فرمایا اوٹھ اور اذان
دے مین اٹھا اسوقت میرے نزدیک آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور آپکے حکمون سے زیادہ کوئی
چیز بری نہ تھی **ف** ابو محذورہؓ نے نقل کی تھی دین کا ٹھٹا کیا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب انکو
قید کر رکھا تو وہ ڈرے ہونگے دیکھیے کیا سزا ملتی ہے مگر انکو اپنی قسمت کا حال معلوم نہ تھا کہ دین اسلام سے
مشرف ہونیوالے ہین اور آنحضرت ﷺ کی محبت اور پیار سے واہ رے قسمت کی دھنی کیا گیا تھا ہو کیا گیا حضرت موسی
علیہ السلام کوہ طور پر آگ لینے گئے نبوت سے اور کلام سے سرفراز ہوئے جب مالک کی کشش ہوتی ہے تو بن محنت
وصال کی نعمت ملجاتی ہے ع تو وہ داتا ہے کہ سیری نہین دینے سے تجھے + لذت جود سے پھر مانگ سکھایا مجھکو +
اور آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا حال اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کے ساتھ کسطرح نرمی اور شفقت سے برتاو کرتے تھے
کہ انکا دل خود پگھل جاتا اور وہ اپنے کیے سے شرمندہ ہوتے جو کوئی برائی کرے اسکے ساتھ بھلائی کرنا یہی اسکو
شرمندہ کرنا ہے قربان آپکے اخلاق حمیدہ کے **ف** خیر مین آنحضرت کے سامنے کھڑا ہوا آپنے خود اپنی ذات سے مجھکو اذان

اذان سکھلائی تو فرمایا کہہ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر فرمایا بلند آواز سے کہہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ **ف** اسکو ترجیع کہتے ہیں یعنے شہادتین کو پہلے آہستہ سے کہنا پھر بلند آواز سے کہنا اور یہ سنت ہے اذان میں اہلحدیث کے نزدیک اور شافعی کا بھی یہی قول ہے ❊ **ف** حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جب میں اذان دے چکا تو مجھکو بلایا اور ایک تھیلی عنایت کی جس میں کچھ چاندی تھی بعد اسکے اپنا ہاتھ ابو محذورہ رضی کی پیشانی پر رکھا (شفقت سے انکے دل میں نور ایمان کا ڈالنے کے لیے اور کفر کی نجاست باہر کرنے کے لیے) پھر اسکو پھرایا انکے منہ پر دونوں چھاتیوں کے بیچ میں پھر انکے کلیجے پر یہانتک کہ آپ کا ہاتھ ابو محذورہ رضی کی ناف تک پہونچا بعد اسکے آپنے فرمایا اللہ تجھے برکت دیوے اور تجھپر اور برکت دیوے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے مجھے مکہ میں اذان دینے پر مقرر فرمایا آپنے فرمایا ہاں میں نے تجھے مقرر کیا پس اسکے ساتھ ہی جتنی برائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (میرے دل میں تھی) وہ جاتی رہی اور اسکے بدل آپ کی محبت دل میں سما گئی (یہ آپ کا معجزہ تھا اور ہاتھ پھیرنے کی برکت تھی حضرت عمر رضی کا بھی یہی حال ہوا مارنے کی نیت سے آئے تھے معانقہ کرتے ہی غلام بن گئے) ابو محذورہ رضی نے کہا پھر میں عتاب بن اسید پاس آیا جو آنحضرت کے عامل تھے مکہ میں اور انکے ساتھ اذان دی نماز کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عبد العزیز بن عبد الملک بن ابی محذورہ نے کہا (جو راوی ہے حدیث کا) مجھ سے ایسا ہی قصہ بیان کیا اس شخص نے جو ابو محذورہ رضی سے ملا تھا جیسے عبد اللہ بن محیریز نے بیان کیا **ف** سبحان اللہ ابو محذورہ کی خوش قسمتی پر رشک آتا ہے دنیا اور دین دونوں ہاتھ آئے یا اللہ مجھ غلام روسیاہ کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی زیارت نصیب کر عالم رؤیا اور عالم برزخ میں تاکہ میں اپنی آنکھیں بار بار آپکے قدموں سے ملوں اور دین اور دنیا کے برکات حاصل کروں اور یہ شعر پڑھوں مرحبا سید مکی مدنی العربی ❊ دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی ❊ آمین آمین **عَنْ** اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً الْاَذَانُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْاِقَامَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ
الصَّلٰوةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ابومحذورہؓ روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اذان مین مجہ
کو انیس کلمے سکہلائے اور اقامت مین سترہ کلمے اذان اسطرح سے ہے اللہ اکبر چار بار اشہدان لا الہ الا اللہ دو بار اشہد
ان محمدا رسول اللہ دو بار پہر اشہدان لا الہ الا اللہ (بلند آواز سے) دو بار اشہدان محمدا رسول اللہ دو بار حی علی الصلوہ
دو بار حی علی الفلاح دو بار اللہ اکبر دو بار لا الہ الا اللہ ایکبار سب انیس[19] کلمے ہوئے اور اقامت اسطرح سے ہے اللہ
اکبر چار بار اشہدان لا الہ الا اللہ دو بار اشہدان محمد رسول اللہ دو بار حی علے الصلوہ دو بار حی علی الفلاح دو بار
قد قامت الصلوہ دو بار اللہ اکبر دو بار لا آلہ الا اللہ ایک بار سب سترہ کلمے ہوئے **ف** اور دوسری صحیح روایتون
مین یون بہی آیا ہے کہ اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہے سوا قد قامت الصلوۃ کے اور اللہ اکبر کے وہ دو دو بار
کہے تو اقامت اسطرح سے ہوگی اللہ اکبر اللہ اکبر اشہدان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمدًا رسول اللہ حی علی الصلوہ حی
علے الفلاح قد قامت الصلوہ قد قامت الصلوہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اور بعضون کے نزدیک قد قامت الصلوۃ
اور اللہ اکبر بہی اقامت مین ایک ہی ایک بار کہے اور بعض روایتون مین اذان اور اقامت مین حی علی الفلاح
کے بعد حی علی خیر العمل بہی منقول ہے جو لوگ متبعین حدیث ہین وہ ان سب طرحون کو جائز کہتے ہین اور کبہی ایسا
کرتے ہین کبہی ویسا اور سب سنتون کا مزا اور ثواب لوٹتے ہین **بَابُ** السُّنَّةِ فِي الْاَذَانِ اذان کی ۳
سنتون کا بیان **عَنْ** سَعْدِ الْمُؤَذِّنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَالًا اَنْ يَّجْعَلَ اِصْبَعَيْهِ
فِيْ اُذُنَيْهِ وَقَالَ اِنَّهٗ اَرْفَعُ لِصَوْتِكَ سعد قرظی سے روایت ہے جو موذن تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آنحضرت ص
نے بلال رضؓ کو حکم دیا اذان مین دونون انگلیان اپنے کانون مین ڈالے اور فرمایا ایسا کرنے سے تیری آواز خوب بلند
ہوگی **ف** اذان مین بالاتفاق یہ امر مسنون ہے **عَنْ** اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْطَحِ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ فَخَرَجَ بِلَالٌ فَاَذَّنَ فَاسْتَدَارَ فِيْ اَذَانِهٖ وَجَعَلَ
اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ ابو جحیفہؓ سے روایت ہے مین آنحضرت پاس آیا ابطح مین (جو ایک مقام ہے منا مین اسکو محصب
بہی کہتے ہین) آپ ایک لال ڈیرے مین تہے پہر بلالؓ باہر نکلے اور انہون نے اذان دی تو گہوم گئے اپنی اذان
مین (حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کے وقت) اور اپنی دونون انگلیان اپنے دونو کانون مین ڈالین **ف**
موذن جب حی علی الصلوۃ کہے تو داہنے طرف مونہہ پہیرے اور جب حی علی الفلاح کہے تو بائین طرف مونہہ پہیرے
اگر اذان کے مینار مین مونہہ پہیرنے کی گنجایش نہ ہو تو صرف گہوم جاوے ترمذی کی روایت مین ہے مینے بلالؓ
کو دیکہا وہ اذان دیتے تہے اور گہومتے تہے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ

مُعَلَّقَتَانِ فِي أَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِينَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلٰوتُهُمْ وَصِيَامُهُمْ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانون کے دو کام موذنون کی گردنون مین لٹکے ہین نماز اور روزہ **ف** تو موذنون کو ہوشیار رہنا چاہیے کہ وقت پر اذان دین ایسا نہ ہو کہ لوگ اذان پر بھروسا کر کے نماز پڑھ لین یا روزہ کھولڈالین اور وقت نہ آیا ہو ایسی حالت مین لوگون کی نماز اور روزہ خراب ہو اسکا وبال موذنون کی گردن پر ہوگا **عن** جابر بن سمرۃ قال کان بلال لا یؤخر الاذان عن الوقت وربما اخر الاقامۃ شیئا جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے بلال وقت آتے ہی اذان دیدیتے اذان مین دیر نہ کرتے لیکن اقامت مین کبھی دیر کرتے **ف** کیونکہ اقامت اسوقت تک نہ ہوتی جب تک آنحضرت ﷺ برآمد نہ ہوتے آپکو دیکھکر بلال رضی اللہ تعالے عنہ اقامت شروع کرتے **عن** عثمان بن ابی العاص قال کان اخر ما عھد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لا اتخذ مؤذنا یاخذ علی الاذان اجرا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اخیر نصیحت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو کی وہ یہ تھی کہ ایسا موذن مت مقرر کرنا جو اذان کی اجرت لیوے **ف** اذان ایک عبادت ہے جو اسپر اجرت مقرر کرنا اکثر علما نے مکروہ رکھا ہے اور بعضون نے اس زمانے مین جائز قرار دیا ہے کیونکہ ایسے موذن کہان ملتے ہین جو خالص خدا کے لیے اذان دیوین اہلحدیث نے کہا ہے کہ مسلمانون کی جماعت مین سے کوئی ایسا شخص اذان دینے کے لیے مقرر کیا جاوے جو اپنے روٹی محنت یا تجارت سے پیدا کرتا ہو اور خالص خدا کے لیے اذان دیوے اگر ایسا شخص نہ مل سکے تو اذان کی اجرت مقرر کرین بلکہ یون ہی سب مسلمان ملکر موذن سے کچھ سلوک کیا کرین تاکہ اسکو روٹی کپڑے کی فراغت رہے اور وہ پابندی اوقات کے ساتھ اذان دیتا رہے اس زمانے مین مسلمانون نے عادت کر لی ہے کہ اور نوکرون کیطرح موذن اور امام کی تنخواہ مقرر کرتے ہین اور بادشاہ بھی موذنون اور اماموں کو تنخواہ دیا کرتے ہین یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کے خلاف ہے اسکو موقوف کرنا چاہیے **عن** بلال قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اثوب فی الفجر ونھانی ان اثوب فی العشاء بلالؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو حکم کیا تثویب کا فجر کی اذان مین اور منع کیا تثویب سے عشا کی اذان مین **ف** تثویب سے مراد الصلوۃ خیر من النوم کہنا ہے یہ فجر کی اذان مین مسنون ہے خواہ اذان کے بعد کہے یا حی علی الفلاح کے بعد اور اذانون مین یہ کلمہ کہنا خلاف سنت ہے اور اسکا موقع بھی اور اذانون مین نہین ہے اور تثویب سے مراد وہ فعل نہین ہے جو اس زمانہ مین اہل بدعت نے نکالا ہے کہ جب اذان کے بعد لوگ آنے مین دیر کرتے ہین تو پکار پکار تے ہین الصلوۃ الصلوۃ یا اقامت کے وقت پکارتے ہین الصلوۃ فرض الظھر یا الصلوۃ واجب الوتر یا الصلوۃ سنۃ التراویح یہ سب امور بدعت اور گمراہی ہین جن سے باز رہنا چاہیے اور جو لوگ ایسی بدعتون مین مبتلا

ہون انکی صحبت سے دور رہنا چاہیے اگرچہ ان بدعات سے باز نہ آوین ترمذی نے مجاہد سے روایت کیا کہ عبد اللہ بن عمرؓ ایک مسجد مین گئے جہان اذان ہو چکی تھی موذن نے تثویب کہی عبد اللہ نے کہا اس بدعتی کے پاس سے ہمکو نکال لے چل اور وہان نماز نہین پڑہی اس حدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ کیطرف خوب نہین ہے اور ہمارے شیخ فی السلسلۃ القادریہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے بہی ایسا ہی فرمایا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور کسی بدعت مین نور نہین ہے واللہ اعلم **عَنْ** بِلَالٍ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْذِنُهٗ بِصَلٰوةِ الْفَجْرِ فَقِيْلَ هُوَ نَائِمٌ فَقَالَ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاُقِرَّتْ فِيْ تَاْذِيْنِ الْفَجْرِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ بلال سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم پاس آئے آپ کو خبر دینے کے لیے کہ فجر کی نماز طیار ہے لوگون نے کہا آپ آرام فرمارہے ہین بلال نے کہا (بلند آواز سے) الصلوۃ خیر من النوم یعنے نماز بہتر ہے سونے سے الصلوۃ خیر من النوم پہر یہ کلمہ مقرر ہوا فجر کی اذان مین اور یہی حکم جاری رہا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ الصلوۃ خیر من النوم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی اذان مین جاری کیا اور شیعہ جو کہتے ہین کہ حضرت عمرؓ نے اس کلمہ کو اذان مین بڑہایا یہ انکا افترا ہے حضرت عمرؓ کا یہ منصب نہین تہا کہ وہ اذان کی سی عبادت اپنی رائے سے گہٹاتے اور بڑہاتے یہ منصب تو اللہ اور اسکے رسول ہی کا ہے پس اور بعضی روایتون مین جو یہ آیا ہے کہ موذن حضرت عمرؓ کو جگانے کے لیے آیا اور اس نے کہا الصلوۃ خیر من النوم حضرت عمرؓ نے کہا اس کلمے کو اپنی اذان مین کر اس سے یہ نہین نکلتا کہ حضرت عمرؓ نے اس کلمے کو ایجاد کیا بلکہ احتمال ہے کہ لوگون نے یہ کلمہ فجر کی اذان مین کہنا چہوڑ دیا ہوگا تو حضرت عمرؓ نے تنبیہ کی اس سنت کے جاری کرنے کے لیے یا مطلب یہ ہوگا کہ یہ کلمہ اذان مین کہا کر اذان کے باہر اسکے کہنے کا کیا موقع ہے بہرحال حضرت عمرؓ تو سب صحابہ سے زیادہ سخت تھے اتباع سنت مین اور بڑے دشمن تھے بدعت کے انکے ساتھ یہ احتمال کبہی نہین ہوسکتا کہ دین مین انہون نے کوئی بات اپنی طرف سے بڑہائی ہو جسکی دلیل کتاب و سنت سے نہ ہو جب حضرت عمرؓ کو یہ منصب نہ ہوا حالانکہ دوسری حدیث مین حکم ہے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کا اور ایک حدیث مین ہے کہ میری سنت کو لازم کرو اور خلفای راشدین کی سنت کو تو اور کسی صحابی یا امام یا مجتہد یا پیر یا ولی یا فقیر یا غوث یا قطب کو یہ منصب کیونکر حاصل ہوگا ؎ بجز ابروی تو محراب دل حافظ نیست + طاعت غیر تو در مذہب ما نتوان کرد + **عَنْ** زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَمَرَنِيْ فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ يُّقِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ زیاد بن حارث صدائیؓ سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہا ایک سفر مین آپ نے مجہہ کو حکم دیا مینے اذان دی پہر بلال نے قصد

کیا تکبیر کہنے کا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدا کے بھائی نے اذان دی ہے اور جو کوئی اذان دے وہی تکبیر کہے **ف** البتہ اگر کوئی عذر ہو یا ضرورت واقع ہو تو دوسرا شخص تکبیر کہہ سکتا ہے بلا ضرورت ایسا کرنا کہ اذان کوئی دیوے اقامت کوئی مکروہ ہے امام شافعی کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے (مرقاۃ) **باب**

مَا يُقَالُ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ جب موذن اذان دے تو سننے والا کیا کہے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقُولُوا مِثْلَ قَوْلِهِ ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب موذن اذان دیوے تو تم بھی وہی کہو **ف** یعنے موذن جو کلمے کہتا جاوے سننے والا بھی وہی کہتا جاوے دوسری روایت میں یوں ہے کہ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ جب سنے تو لاحول ولا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہے اذان کا جواب اسکو کہتے ہیں اور یہ مسنون ہے اکثر علما کے نزدیک اور بعضوں کے نزدیک واجب ہے اسیطرح اقامت کا جواب بھی دیوے مگر جب قد قامت الصلوۃ سنے تو یوں کہے أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا اسیطرح فجر کی اذان میں جب الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سنے تو یوں کہے صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ امام مسلم نے حضرت عمرؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب موذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور تم میں سے کوئی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے پھر وہ اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے یہ بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے پھر وہ اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے یہ بھی اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے پھر وہ حی علی الصلوۃ کہے یہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے پھر حی علی الفلاح کہے یہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے پھر وہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہے یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہے پھر وہ لا الہ الا اللہ کہے یہ بھی دل سے لا الہ الا اللہ کہے تو جنت میں جاوے گا اور بعض علما نے کہا ہے کہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کے وقت سننے والا دونوں کلمے کہے یعنے حی علی الصلوۃ اور لاحول دونوں اور یہ جمع اچھا ہے **عَنْ** أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا كَانَ عِنْدَهَا فِي يَوْمِهَا وَلَيْلَتِهَا فَسَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يُؤَذِّنُ قَالَ كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ ام المومنین ام حبیبہؓ سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس رہتے انکی باری میں دن اور رات اور موذن کی اذان سنتے تو وہی فرماتے جو موذن کہتا ہے **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اذان سنو تو وہی کہو جو موذن کہتا ہے یعنے اذان کے کلمات تم بھی موذن کے ساتھ ساتھ کہتے جاؤ **عَنْ** سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے آنحضرت

نے فرمایا جس شخص نے موذن کی اذان سنی اور یہ دعا پڑہی و انا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ اخیر تک یعنے مین بہی گواہی دیتا ہون کوئی سچا معبود نہین ہے مگر اللہ ہی وہ اکیلا ہی اسکا کوئی شریک نہین اور مین گواہی دیتا ہون کہ محمد صلعم اسکے بندے ہین اور اسکے بہیجے ہوئے اور مین راضی ہوا اللہ کے رب ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت محمدؐ کے نبی ہونے سے اسکا گناہ بخشدیا جاوے گا **ف** یعنی صغیرہ گناہ اور کیا عجب ہے کہ اللہ جل جلالہ کبائر بہی بخشدیوے ہو ارحم الراحمین

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال حين يسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدا الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذي وعدته الا حلت له الشفاعة يوم القيمة جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سننے کیوقت یہ دعا پڑہے اللہم رب ہذہ الدعوۃ اخیر تک یعنے ای اللہ مالک اس پوری دعا کے اور مالک نماز کے جو قائم ہے حضرت محمد کو وسیلہ عطا فرما اور فضیلت اور اٹہا آپ کو مقام محمود پر جسکا تونے وعدہ کیا ہے آپکے لیے اس آیت مین عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا تو اس کے لیے واجب ہو گئی شفاعت قیامت کے دن **ف** وسیلہ ایک مرتبہ ہے جو اللہ تعالی نے ہماری پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے رکہا ہے اسیطرح مقام محمود شفاعت عظمی کا مقام ہے جو خاص ہے ہماری پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت نے فرمایا مقام محمود وہ مقام ہے کہ رشک کرینگے اسکے لیے مجہہ سے اگلے اور پچہلے بعضون نے کہا مقام محمود یہ ہی کہ اللہ جل جلالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹہا لیگا بہرحال مقام محمود وہ درجہ ہے کہ اور پیغمبرون کو بہی نملیگا اور وہ اسکے لیے رشک کرین گے پہر کسی ولی یا غوث یا قطب یا درویش کی رسائی اس مقام تک کیونکر ہو سکتی ہے کیونکہ کوئی ولی نبی کے درجہ کو نہین پہونچ سکتا اور بڑا بے ادب ہے وہ شخص جو اپنے پیر و مرشد کی ایسی تعریف کرے کہ مقام محمود انکا ادنے مقام ہے بلکہ معاذ اللہ اسکے کفر کا خوف ہے اللہ تعالے اسکو ہدایت کرے +

باب فضل الاذان وثواب المؤذنين اذان کی فضیلت اور موذنون کا ثواب **عن** عبد الله بن عبد الرحمن بن ابي صعصعة عن ابيه وكان ابوه في حجر ابي سعيد قال قال لي ابو سعيد اذا كنت في البوادي فارفع صوتك بالاذان فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يسمعه جن ولا انس ولا شجر ولا حجر الا شهد له عبد الرحمان بن ابی صعصعہ سے روایت ہی وہ ابو سعیدؓ خدری کی گود مین پرورش پاتے تہے انہون نے کہا ابو سعیدؓ نے مجہہ سے کہا جب تو جنگلون مین ہو تو بلند آواز سے اذان دی اسلیے کہ مین نے سنا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے اذان کو کوئی نہ سنیگا جن ہو یا آدمی یا درخت یا پتہر مگر وہ گواہی دیگا اسکے لیے **ف** تو جتنے دور آواز پہونچیگی گواہ زیادہ ہونگے اور جنگلون کی قید اسلیے کی کہ بستی مین گواہون کی کمی نہین ہوتی آدمی ہی بہت ہوتے ہین اسلیے

زیادہ آواز بلند کرنے کی ضرورت نہیں اگرچہ آواز بلند کرنا اذان میں مستحب ہے مگر اسقدر کہ لوگ دور جاویں عن ابی ھریرۃ قال سمعت من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المؤذن یغفر لہ مدی صوتہ ویستغفر لہ کل رطب ویابس وشاھد الصلوۃ یکتب لہ خمس وعشرون حسنۃ ویکفر لہ ما بینھما ابوہریرہ رض سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا آپ فرماتے تھے موذن کی مغفرت ہوگی جہانتک اسکی آواز پہنچیگی (یعنے اسکی مغفرت اتنی وسیع ہوگی کہ اگر آواز پہونچنے کی مقام تک اسکی گناہ بھرے ہوئے ہون تو وہ سب بخشدیے جاوینگے) اور مغفرت مانگیگا اسکے لیے ہر گیلا (تازہ درخت) اور سوکھا اور جو اسکے ساتھ نماز میں حاضر ہوگا تو اسکے لیے پچیس نیکیان لکھی جاوینگی اور ایک اذان سے دوسری اذان تک جو گناہ ہونگے انکا کفارہ ہوجاویگا عن معاویۃ بن ابی سفیان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤذنون اطول الناس اعناقا یوم القیمۃ معاویہ بن ابی سفیان رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موذنون کی گردنیں سب لوگون سے زیادہ لنبے ہون گے قیامت کے دن **ف** یعنے انکے اعمال زیادہ ہونگے یا فی الحقیقت گردنیں لنبی ہونگی اور وہ جنت کو دیکھتے ہونگے یا وہ سردار ہونگے لوگون کے عرب لوگ سردار کو لنبی گردن والا کہتے ہیں یا وہ پیاسے نہ ہونگے اسوجہ سے گردن اٹھی ہوگی اور لوگ پیاس کے مارے گردن موڑے ہونگے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیؤذن لکم خیارکم ولیؤمکم قراؤکم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان دیوین تمہارے واسطے وہ لوگ جو تم میں بہتر ہون (یعنے نیک اور صالح ہون) اور امامت کرین تمہاری وہ لوگ جو قاری ہون تم مین **ف** یعنی قرآن کو زیادہ جانتے ہون یا قرات اور تجوید انکی اچھی ہو عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذن محتسبا سبع سنین کتب لہ براءۃ من النار عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ثواب کے واسطے سات برس تک اذان دیوے اسکے لیے دوزخ سے نجات لکھی جاویگی **ف** ثواب سے یہ غرض ہے کہ خالص خدا کے لیے اذان دیوے نہ تنخواہ کے بدل عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اذن ثنتی عشرۃ سنۃ وجبت لہ الجنۃ وکتب لہ بتاذینہ فی کل یوم ستون حسنۃ ولکل اقامۃ ثلثون حسنۃ عبداللہ بن عمر رضے اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بارہ برس تک اذان دیوے اسکے لیے جنت واجب ہوجاویگی اور ہر روز کی اذان کے بدل اسکے واسطے ساٹھ نیکیان لکھی جاوین گی اور ہر روز کی اقامت کے بدل تیس نیکیان **ف** اگلی حدیث مین سات برس کا ذکر ہے اس مین بارہ برس کا یہ تعارض نہیں ہے کیونکہ سات برس کی اذان دینے مین جب دوزخ سے برات حاصل ہوگئی تو بارہ برس کے اذان دینے مین ضرور حاصل ہوگی اور بعضوں نے کہا سات برس

خلوص کے ساتھ کافی ہیں اور بارہ برس ہر طرح کافی ہیں اگرچہ نیت میں صفائی کامل نہ ہو واللہ اعلم **باب** افراد الاقامۃ اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنا **عن** انس بن مالک قال التمسوا شیئا یؤذنون بہ علم الصلوٰۃ فامر بلال ان یشفع الاذان و یوتر الاقامۃ انس بن مالک سے روایت ہے لوگوں نے تلاش کی کوئی چیز جس سے خبر کر دیا کریں نماز کی لوگوں کو معلوم ہونے کے لیے آخر بلال حکم دیے گئے اذان کے کلمات دو دو بار کہنے کے لیے اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنے کے لیے **ف** اس حدیث سے نکلا کہ اقامت کے کلمات ایک ایک بار بھی کہے تو کافی ہے کیونکہ اقامت حاضرین کے سنانے کے لیے ہوتی ہے اس میں تکرار کی ضرورت نہیں اور عبد اللہ بن زید کی حدیث میں جسکو طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے نکالا یہ موجود ہے کہ فرشتے نے اذان دی دو دو بار اور اقامۃ کہی دو دو بار مگر اس سے یہ نہیں نکلتا کہ اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہنا کافی نہیں اور اہل حدیث کے نزدیک تو دونوں امر جائز ہیں انہوں نے کسی حدیث کا خلاف نہیں کیا لیکن حنفیہ پر یہ الزام قائم ہوتا ہے کہ افراد اقامت کی حدیثیں صحیح ہیں اور وہ افراد کو جائز نہیں کہتے **عن** انس قال امر بلال ان یشفع الاذان و یوتر الاقامۃ انس سے روایت ہے بلال کو حکم ہوا اذان کے کلمے دو دو بار کہنے کا اور اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہنے کا **عن** سعد المؤذن ان اذان بلال کان مثنی مثنی و اقامتہ مفردۃ سعد مؤذن سے روایت ہے کہ بلال اذان کے کلمے دو دو بار کہتے اور اقامت کے کلمے ایک ایک بار **ف** اور اس سے باطل ہو گئی طحاوی اور ابن جوزی کی روایت کہ بلال دو دو بار کہتے اقامت کے کلمے یہاں تک کہ مر گئے یعنے ایک ایک بار اقامت کے کلمات انہوں نے نہیں کہی کیونکہ یہ شہادت ہے نفی پر اور جائز ہے کہ بلال کبھی اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہتے ہوں کبھی دو دو بار اور اس راوی نے ایک ایک بار کہنا نہ سنا ہو اور اسصورت میں دونوں طرح کی روایتیں منطبق ہو جاوینگی **عن** ابی رافع قال رأیت بلالا یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثنی مثنی و یقیم واحدۃ ابو رافع سے روایت ہے میں نے بلال کو دیکھا وہ اذان دیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو دو بار اور اقامت کہتے تھے ایک ایک بار **باب** اذا اذن و انت فی المسجد فلا تخرج جب کوئی مسجد میں ہو اور اذان ہو جاوے تو مسجد سے نہ نکلے جب تک نماز نہ پڑھ لیوے

عن ابی الشعثاء قال کنا قعودا فی المسجد مع ابی ھریرۃ رض فاذن المؤذن فقام رجل من المسجد یمشی فاتبعہ ابو ھریرۃ بصرہ حتی خرج من المسجد فقال ابو ھریرۃ اما ھذا فقد عصی ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم ابو الشعثاء سے روایت ہے ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ابو ہریرۃ کے ساتھ اتنے میں مؤذن نے اذان دی ایک شخص مسجد میں سے اٹھ چلنے لگا ابو ہریرۃ اسکو دیکھتے رہے یہانتک کہ وہ مسجد سے نکل گیا اسوقت ابو ہریرۃ نے کہا اس شخص نے نافرمانی کی جناب ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم کی **ف** اور جو لوگ

مسجد میں ٹھیرے رہے نماز سے فارغ ہوئے تک اُنہوں نے آپکی فرمانبرداری کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے کہ جب مسجد میں نماز کی اذان ہوجاوے تو پھر بغیر نماز پڑہے نہ نکلے اگر وہ شخص دوسری جگہہ کا امام ہو یا اور کوئی سخت عذر ہو تو نکلنا جائز رکہا ہے جب بہی اگر کوئی نماز پڑہکر جاوے تو بہتر ہے اور اہلحدیث کی نزدیک یہ امر جائز ہے کہ ایک شخص جماعت کے ساتہہ نماز پڑہ لیوے پہر اُسی نماز میں دوسرے لوگون کی امامت کرے حضرت معاذ رض ایسا ہی کیا کرتے تہے اور اسکا ذکر آگے آویگا عَنْ عُثْمَانَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَکَہُ الْاَذَانُ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ یَخْرُجْ لِحَاجَۃٍ وَّھُوَ لَا یُرِیْدُ الرَّجْعَۃَ فَھُوَ مُنَافِقٌ حضرت عثمان رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان کو پالیوے اور وہ مسجد مین ہو پہر نکلجاوے بغیر کسی ضرورت کے اور لوٹنے کا قصد نہ رکہتا ہو تو وہ منافق ہے ف یعنے اُسکا عمل منافقون کا سا ہے کہ نماز پڑہنے کا خیال نہین کرتا اور اُسمین سستی کرتا ہے یہ منافقون کی نشانی ہے اللہ تعالے نے فرمایا اِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی اور کیا عجب ہے کہ اُسکے اعتقاد مین بہی فتور ہو اور سچا منافق ہو اَبْوَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ مسجدون اور جماعتون کے باب بَابُ مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا جو شخص اللہ کے واسطے مسجد بناوے اُسکی فضیلت عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا یُذْکَرُ فِیْہِ اسْمُ اللّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ حضرت عمر رض سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو شخص مسجد بناوے اُسمین اللہ کا نام لیا جاوے (یعنے نماز اور ذکر الٰہی ہو) تو اللہ اُسکے لیے جنت مین ایک گہر بناویگا عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ مِثْلَہٗ فِی الْجَنَّۃِ حضرت عثمان رض سے روایت ہے مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جو شخص اللہ کے لیے مسجد بناوے اللہ اُسکے لیے ویسا ہی گہر بناویگا جنت مین ف یعنے ویسا ہی فضیلت کا جیسے مسجد کو اور دنیا کے گہرون پر فضیلت ہوتی ہے ویسے ہی اُس گہر کو جنت کی اور گہرون پر فضیلت ہوگی اور یہ غرض نہین ہے کہ مسجد کے برابر ہی جنت مین گہر ہے گا عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ حضرت علی رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے لیے مسجد بناوے اللہ اُسکے لیے جنت مین گہر بناویگا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰہِ کَمَفْحَصِ قَطَاۃٍ اَوْ اَصْغَرَ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے لیے مسجد بناوے چڑیا کے گہونسلے کے برابر یا اُس سے چہوٹی تو اللہ اُسکے لیے ایک گہر بناویگا جنت مین ف حدیث مین قطاۃ کا لفظ ہے وہ ایک چڑیا ہے جو دور

در از جنگل مین جاکر جو نجہ لگاتی ہے اور اسکا جو نجہ نہایت مختصر ہوتا ہے اور یہہ مبالغہ ہے مسجد کے چھوٹے ہونے مین ورنہ چھونجہ
کے برابر تو مسجد کوئی بنانے ہی کا نہین کیونکہ کم سے کم مسجد مین تین آدمیون کے نماز پڑہنے کی جاے ہوتی ہے اور غرض یہ
ہے کہ چھوٹی بڑی مسجد پر منحصر نہین خالص نیت سے اگر کوئی نہایت مختصر بہی مسجد بناوے گا تو اللہ تعالی اسکو اجر دے گا
اور جنت مین اسکے لیے مکان بنایا جاویگا

باب تشییدِ المَسَاجِدِ مسجدون کو آراستہ اور بلند کرنا

عن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي
المَسَاجِدِ انس رض بن مالک سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ لوگ فخر
کرینگے مسجدون کیوجہ سے **ف** اور کہین گے ہماری مسجد انکی مسجد سے عمدہ ہے اور بلند ہے اس حدیث سے صرف یہ نکلتا
ہے کہ مسجدون پر فخر کرنا قیامت کی نشانی ہے لیکن مسجدون کو آراستہ اور بلند کرنے کی ممانعت نہین نکلتی پر دوسری
حدیثون سے اس امر کی کراہت ثابت ہے مگر علما نے کہا ہے کہ اس زمانہ مین بمصلحۃ مساجد کی بلندی پر سکوت
کرنا چاہیے کیونکہ یہود اور نصارے نے اپنے گرجاؤن کو بہت بلند اور عمدہ بنانا شروع کیا ہے اب اگر مسجدین اگلی
حالت پر رکہی جاوین تو عوام کی نظر مین اسلام کی تحقیر ہوگی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تو
مسجد نبوی کچی اینٹون سے بنی تہی اور اسکی چہت پر کہجور کی شاخین پڑی تہین برسات مین پانی ٹپکتا اور
اسکے ستون بہی کہجور کے لکڑی کے تہے حضرت عمر رض نے اپنے زمانے مین اسکی مرمت کی اور ستون نئی لکڑی
کے لگائے لیکن دیوارین ویسی ہی رکہین حضرت عثمان رض نے اپنے وقت مین مسجد کی بہت درستی کی دیوارین
پتہر اور چونے سے بنوائین اور نقشی پتہر اس مین لگائے اور چہت ساگوان کا طیار کیا اور دوسرے صحابہ رض نے
اُسپر سکوت کیا تو گویا اجماع ہوگیا اسپر کہ مسجد پختہ اینٹ اور پتہر اور چونے سے بنانا اسی طرح ساگوان کی
لکڑی اور نقشی پتہر اس مین لگانا درست ہے خیر یہانتک مضائقہ نہین اگرچہ یہ امر بہی آنحضرت صلعم کی مبارک
عہد مین نہ تہا مگر خلفاے راشدین کے وقت جاری ہوا تو یہی بدعت سیئہ نہین ہوسکتا خرابی تو یہ ہے کہ ضرورت
سے زیادہ نقش و نگار مسجد مین کرنے لگے اور سونے چاندی کے پانی پہرانے لگے اور دوسری طرح کے بہت تکلفات
جنکی وجہ سے نمازیون کے خشوع مین خلل پیدا ہوتا ہے اور یہ آرایشین ظاہری تو بڑہا دین مگر اصلی آرایش کا
خیال بالکل چہوڑ دیا نماز کو شرائط اور آداب سے پڑہنا موقوف کر دیا جماعت کا اہتمام بالکل جاتا رہا پس ایسی
حالت مین یہ ظاہری آرایشین سب کے نزدیک بدعت اور مکروہ ہونگی مسجد کی تعمیر بقدر ضرورت کافی ہے اسی
طرح اور سامان بہی سادہ اور بے تکلف ہی مناسب ہے تاکہ نماز مین خیال اودہر نہ جاوے اور جو مزا آنحضرت
کی سنت کی پیروی مین ہے وہ کسی امر مین نہین اگر یہود اور نصاری ہماری مسجدون کو بہ نگاہ تحقیر دیکہین تو
دیکہا کرین دنیا کی ظاہری طمطراق انہی کو مبارک رہے ہمارا دین غریب ہے غریبی ہی سے شروع ہوا ہے

مقصود مسجد سے خدا کی عبادت ہے جس مسجد میں نماز اور جماعت سنت کے موافق ہوتی ہو وہی مسجد سب مسجدون سے افضل ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاکُمْ سَتُشَرِّفُوْنَ مَسَاجِدَکُمْ بَعْدِیْ کَمَا شَرَّفَتِ الْیَهُوْدُ کَنَائِسَهَا وَکَمَا شَرَّفَتِ النَّصَارٰی بِیَعَهَا عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہون تم میرے بعد اپنی مسجدین بلند کرو گے جیسے یہود اور نصاریٰ نے اپنے گرجاؤن کو بلند کیا ہے **ف** اس حدیث میں بھی ایک پیشین گوئی ہے لیکن صراحۃً مسجدون کو بلند کرنے سے ممانعت نہین فرمائی **عن** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا سَاءَ عَمَلُ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا زَخْرَفُوْا مَسَاجِدَهُمْ حضرت عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کے اعمال کبھی خراب نہین ہوئے مگر انہون نے اپنی مسجدون کو آراستہ کیا **ف** سبحان اللہ آپ کا ارشاد کیسا درست اور سچ نکلا جب سے مسلمانون نے بلا ضرورت مسجدون کی آراستگی مین مبالغہ شروع کیا اسوقت سے ان کے اعمال خراب ہوگئے علم دین کے تعلیم بالکل موقوف کردی گئی دینی مدرسے بالکل اٹھا دیے گئے دینی طالب علمون کی خوراک اور پارچہ کی خبرگیری بالکل چھوڑ دی گئی جہالت کا بازار گرم ہوگیا بدعات کا رواج ہوگیا لیکن مسجدون کی آرایش روز بروز بڑھتی جاتی ہے ہر ایک مسجد والا اپنی مسجد کو دوسری مسجدون سے بڑھاتا ہے سطرح سے کہ ہر سال ایک نئی طور سے اسکی آرایش کرتا ہے واہ سبحان اللہ مسجد کیا ٹھری بچون کا کھلونا ٹھیرا جیسے لے دو نون کے ہاتھ ڈاڑھی لگی ارے بھائی مسجد کی بڑی آراستگی یہی ہے کہ وہان اول وقت اذان دیجاوے امام دیندار اور عالم ہو نماز سنت کے موافق شرائط اور آداب کے ساتھ ادا کی جاوے روشنی بقدر ضرورت کی جاوے کہ نمازیون کو اندھیرے کی تکلیف نہو اس سے زیادہ جو روپیہ بچے وہ علم دین کی ترقی مین صرف کیا جاوے دینی کتابین چھاپی جاوین دینی واعظون کو تنخواہ دی جاوے کہ وہ کفار کو اسلام کی دعوت دین طالب علمون کی خبرگیری کی جاوے مدرسین نوکر رکھے جاوین مدرسے بنوائے جاوین اگر یہ جانتے ہوئے بھی کوئی شخص اپنا روپیہ ان کامون مین صرف نہ کرے اور مسجد کے نقش و نگار اور آراستگی اور روشنی اور فرش فروش مین فضول مصارف کرے تو وہ گنہگار رہوگا اور بعوض ثواب کے آخرت مین اس سے بازپرس ہوگی کیونکہ اس نے ظاہر کو آراستہ کیا اور باطن کو خراب اور اوجاڑ کیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ **باب** اَیْنَ یَجُوْزُ بِنَاءُ الْمَسَاجِدِ مسجد کن مقامون مین بنانا درست ہے **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مَوْضِعُ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِبَنِي النَّجَّارِ وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ وَمَقَابِرُ لِلْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَامِنُوْنِيْ بِهِ قَالُوْا لَا نَأْخُذُ لَهُ ثَمَنًا اَبَدًا قَالَ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَبْنِيهِ وَهُمْ يُنَاوِلُوْنَهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ

الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ
حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (جو مدینہ منورہ مین ہے) اُنکی
زمین بنی نجار (ایک قوم ہے انصار مین سے آنحضرتؐ کا ننہالی رشتہ بہی اُسی قوم سے تہا) کی ملک تہی اُسمین کہجور کے
درخت تہے اور مشرکون کی قبرین تہین تو آنحضرتؐ نے بنی نجار سے فرمایا تم اس زمین کی قیمت مجھسے لو اُنہون نے کہا
ہم تو کبھی سکی قیمت نہ لینگے راوی نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کو بناتے تہے اور صحابہ آپ کو سامان
(پتھر اینٹ وغیرہ) دیتے جاتے تہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تہے نہین ہے عیش مگر آخرت کا عیش
یا اللہ بخشدے انصار اور مہاجرین کو راوی نے کہا مسجد بننے سے پہلے آنحضرتؐ ہر جگہ نماز پڑہ لیتے جہانپر وقت
آجاتا **ف** کوئی خاص جگہ معین نہ تہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانے کی لیے قبرون کو کہود ڈالا
کیونکہ وہ مشرکون کی قبرین تہین اُنکی حرمت ضرور نہ تہی اگر مسلمانون کی قبرین ہوتین تو آپؐ کہودواتے اور یہ جو
فرمایا کہ عیش نہین ہے مگر عیش آخرت کا یہ نہایت درست کلام ہے اگر سچ پوچھو تو دنیا مین عیش ہی نہین ہے
کیونکہ اگر کوئی فکر نہ ہو جب بھی بڑہاپے اور دکھ بیماری کی فکر لگی ہے عیش تو اُسی وقت سے شروع ہوگا جب کسی کو جنت
مین جانیکا حکم ہوجاویگا یا اللہ ہمکو جنت نصیب کر اپنے حبیب پاک اور اُنکے آل اطہار کی طفیل سے عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي
الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَاغِيَتُهُمْ
ف عثمان بن عفان رضہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو حکم دیا طائف مین مسجد بنانے کا
اُسی مقام پر جہان طائف والون کا پہلے بت تہا **ف** تو بتخانہ کو توڑکر اُسی مقام مین مسجد بنانے کا
حکم دیا ایک دوسری حدیث مین بھی ہے کہ آپنے ایک صحابی کو تہوڑا پانی دیا اُس مین آپنے کلی کر دی تہی
اور فرمایا کہ اس پانی کو اپنے ملک تک لیجا جہان تیری قوم کا گرجا ہے اور اُسکو توڑکر وہان یہ پانی چہڑک دے پہر اُسکو
مسجد بنا ڈال ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ بتخانہ یا گرجا کو توڑکر اُسی مقام پر مسجد بنانا درست ہے بلکہ اس مین
زیادہ ثواب ہے کیونکہ کفر کی بے عزتی ہوتی ہے اور جہانپر غیر اللہ کی پرستش ہوتی تہی وہان اللہ جل جلالہ کی
پرستش جاری ہوتی ہے اور بہت اولیاء اور سلاطین اسلام نے اگلے زمانون مین ایسا کیا ہے جیسے حضرت سید
سالار مسعود غازی نے سورج کہنڈ کو توڑکر باغ اور مسجد بنایا اور سلطان محمود غزنوی اور سلطان اورنگ زیب عالمگیر
نور اللہ مرقدہما نے بہت بتخانون کو توڑکر بجائے اُنکے مسجدین بنوائین عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض وَسُئِلَ عَنِ
الْحِيطَانِ تُلْقَى فِيهَا الْعَذِرَاتُ فَقَالَ إِذَا سُقِيَتْ مِرَارًا فَصَلُّوا فِيهَا يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عبد اللہ بن عمر رضہ سے پوچھا باغون مین نماز پڑہنا کیسا ہے جہان کہاد نجاست کا ڈالا جاتا ہے عبد اللہ رضہ
نے کہا جب کئی بار وہ سینچے دیے جاوین (اور پانی اوپر سے بہ جاوے) تو وہان نماز پڑہو عبد اللہ رضہ کہتے ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا **ف** تو جس زمین پر نجاست ڈالی گئی لیکن اسکو بعد کئی بار اوپر سے پانی بہایا گیا اور نجاست کا اثر چلا گیا تو وہ زمین پاک ہوگئی اب اسپر نماز پڑھنا درست ہی باغ کا بھی یہی حکم ہے بلکہ باغ مین نماز پڑھنا مسنون ہے اور دوسری حدیثون سی ثابت ہی **بَابُ** الْمَوَاضِعِ الَّتِیْ تُکْرَهُ فِیْهَا الصَّلٰوةُ جن مقامون مین نماز پڑھنا مکروہ ہے انکا بیان **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْضُ کُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبُرَةَ وَالْحَمَّامَ ابو سعید سے مروی ہی حضرت نے فرمایا ساری زمین مسجد ہے (یعنے ہر جگہ نماز پڑھ سکتے ہین) سوا مقبرہ اور حمام کے **ف** مقبرہ اور حمام مین نماز پڑھنا مکروہ ہی تو ہمارا حنفیہ کے نزدیک اور امام احمد کے نزدیک حرام ہے اور نماز جائز نہ ہوگی اور یہی صحیح ہے اور حنفیہ کے علمانے لکھا ہے کہ اگر قبرستان مین کوئی جگہ ایسی ہو جہان قبرین نہون اور وہ نماز کے لیے بنائی گئی ہو تو اسمین نماز پڑھنا درست ہوگا مگر ظاہر حدیث کے یہ قول خلاف ہی اور حمام مین بھی نماز سی ممانعت کی اسلیے کہ وہان لوگ نہاتے ہین طہارت کرتے ہین وہان کی زمین اکثر نجس ہوتی ہے بعض علمانے کہا ہی کہ قبرستان مین اسوقت نماز مکروہ ہے جب وہان قبرین کھدی پڑی ہون کیونکہ مٹی نجس ہوگی مردون کی پیپ اور نجاست ملجانے سی لیکن اگر پاک جگہ ہو تو نماز پڑھنے مین کچھ قباحت نہین ہے یہ قول بھی حدیث کی خلاف ہی اور قاضی بیضاوی نے کہا اگر کوئی شخص کسی صالح اور بزرگ کی قبر کے پاس مسجد بنالیوے اور وہان نماز پڑھنے سے میت کی تعظیم کا قصد نہ کرے نہ اسکی قبر کی طرف منہ کرے بلکہ اسکی نیت یہ ہو کہ اس بزرگ کے روح سے فیوض پہونچین اور عبادت مین لذت حاصل ہو تو اسمین کوئی قباحت نہین ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ خود حطیم مین حضرت اسمعیل علیہ السلام کی قبر ہے اور وہان نماز پڑھنا سب مقامون سے زیادہ افضل ہے انتہے **مترجم** کہتا ہی گرچہ قاضی کا یہ قول صحیح ہے اور حدیث مین مقبرہ مین نماز پڑھنے کی ممانعت ہی نہ اس مقام مین جہان ایک یا دو قبرین ہون اور خود مسجد نبوی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی قبرین موجود ہین لیکن اس زمانہ مین جبکہ شرک اور کفر کی گرم بازاری ہو رہی ہے احتیاطاً بزرگون کی قبر کے پاس بھی مسجد بنانے سی روکنا چاہیے تاکہ لوگ رفتہ رفتہ قبر کی ناجائز تعظیم نہ کرنے لگین اور حطیم مین جو قبر ہے وہ نمایان نہین ہے اور ایسی قبر ضرر نہین کرتی کیونکہ ایسی قبر سے تو غالباً کوئی جگہ زمین مین خالی نہ ہوگی اب ہی مسجد نبوی وہان بھی حجرہ شریف مسجد سے خارج تھا اور قبرین مسجد کے باہر تھین جب سے مسجد وسیع کی گئی اور حجرہ شریف مسجد کے اندر آگیا تو علمانے قبرون کو بالکل بند کروا دیا اب کسی شخص کو آنحضرت و شیخین کی قبر دکھہ نہین سکتی اور ظاہر ہی کہ ایسی قبر ضرر نہین کرتی جو دکھلائی نہ دیوے اسپر بھی اگر کوئی نماز مین آنحضرت کی قبر کیطرف توجہ کرے یا اسکی تعظیم کی نیت کرے نماز مین تو وہ کافر ہو جاویگا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت خاص ہے خداوند کریم سے جو کوئی سوا خدا کے اور کسی کی عبادت کرے اگرچہ وہ کتنا ہی بڑا شخص ہو وہ کافر ہو جاویگا اور دوسری حدیث مین ہے

کہ آنحضرتؐ نے دعا فرمائی یا اللہ میری قبر کو بت مت بنائیو جسکی پرستش کی جاوے اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے یہود اور نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا اور جب قبر کو مسجد بنانیوالے پر لعنت ہوئی حالانکہ مسجد میں خدا کی عبادت ہوتی ہے تو جو کوئی خود قبر کی عبادت کرے جیسے اُسکو سجدہ کرے عبادت کی نیت سے یا اسکا طواف کرے عبادت کی نیت سے یا صاحب قبر سے دعا مانگے وہ بطریق اولیٰ ملعون اور مردود اور کافر ہوگا اللہ تعالیٰ ہمکو شرک اور کفر سے بچاوے آمین یا رب العلمین **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلّٰى فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَالْحَمَّامِ وَمَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ الْكَعْبَةِ عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سات جگہ نماز پڑھنے سے گھورے میں (جہاں نجاست اور لید اور کچرا پڑا رہتا ہے) اور کمیلے میں (جہاں جانور کاٹے جاتے ہیں) اور مقبرے میں اور بیچ سڑک میں اور حمام میں اور اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں اور کعبے کی چھت پر **ف** گھورے میں تو نجاست ہی ہوتی ہے اسیطرح کمیلے میں اور مقبرے میں بھی نجاست کا گمان ہے اور یہ بھی وجہ ہے کہ لوگ قبروں کی عبادت نہ کرنے لگیں اور بیچ سڑک میں نماز پڑھنے سے اس لیے منع کیا کہ چلنے والوں کو حرج نہ ہو اور خود نمازی کو بھی تکلیف نہ پہونچے رات کو اکثر سانپ اور موذی جانور بھی سڑک پر سے جاتے ہیں اور حمام کی زمین اکثر نجس ہوتی ہے اور اونٹوں کا تھان بھی اکثر نجاست سے خالی نہیں ہوتا اور اگر اونٹ وہاں موجود ہوں تو ڈر ہے کہ وہ بھڑکیں اور نمازی کو صدمہ پہونچے اور کعبے کی چھت پر نماز پڑھنے میں بے ادبی ہے کعبے کی اسلیے منع کیا واللہ اعلم **عَنْ** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعُ مَوَاطِنَ لَا تَجُوْزُ فِيْهَا الصَّلٰوةُ ظَهْرُ بَيْتِ اللّٰهِ وَالْمَقْبَرَةُ وَالْمَزْبَلَةُ وَالْمَجْزَرَةُ وَالْحَمَّامُ وَعَطَنُ الْاِبِلِ وَمَحَجَّةُ الطَّرِيْقِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات مقاموں میں نماز جائز نہ ہوگی ایک تو بیت اللہ کی چھت پر دوسرے مقبرے میں تیسرے گھورے میں چوتھے کمیلے میں پانچویں حمام میں چھٹے اونٹوں کے تھان میں ساتویں چلتے رستے میں **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ رض عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِصَالٌ لَا يَنْبَغِيْ فِي الْمَسْجِدِ لَا يُتَّخَذُ طَرِيْقًا وَلَا يُشْهَرُ فِيْهِ سِلَاحٌ وَلَا يُنْبَضُ فِيْهِ بِقَوْسٍ وَلَا يُنْثَرُ فِيْهِ نَبْلٌ وَلَا يُمَرُّ فِيْهِ بِلَحْمٍ نِيٍّ وَلَا يُضْرَبُ فِيْهِ حَدٌّ وَلَا يُقْتَصُّ فِيْهِ مِنْ اَحَدٍ وَلَا يُتَّخَذُ سُوْقًا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چند باتیں مسجد میں نہ کرنا چاہییں اُسکو رستہ نہ بنانا چاہیے وہاں ہتیار نہ کھینچنا چاہیے (جیسے تلوار وغیرہ کو ننگا نہ کرنا) کمان نہ پکڑنا چاہیے (تیر مارنے کے لیے) تیر نہ نکالنا چاہیے کچا گوشت لیکر مسجد میں سے نہ گذرنا چاہیے وہاں کسیکو حد نہ مارنا چاہیے وہاں کسی سے قصاص نہیں لینا چاہیے اوسکو بازار نہ بنانا چاہیے **ف** مسجد کا بازار بنانا یہ ہے کہ وہاں خرید اور فروخت کے جاوے اور کچا گوشت مسجد میں لانے سے منع کیا اسلیے کہ اس چیز

بو ہوتی ہے دوسری حدیث مین ہے کہ جو کوئی پیاز یا گندنا کہاوے وہ ہماری مسجدون مین نہ آوے پس پیاز اور لہسن
کا بھی لانا مسجد مین منع ہوگا اور اسیحکم مین ہے وہ ترکاری جس مین بدبو ہو جیسے مولی وغیرہ گو اسکی تصریح حدیث مین
نہین ہے اور ایک بار مین گنج مراد آباد مین حضرت مولانا فضل رحمان صاحب نقشبندی کی مسجد مین حاضر تہا
ایک شخص میرے ساتہیون مین سے مولیان لیکر مسجد مین آئے مولانا بہت غصے ہوئے اور فرمایا کہ مسجد مین کوئی
مولیان لاتا ہے مجہکو اسوقت یہ شبہ ہوا کہ حدیث مین مولیان لانے کی ممانعت نہین آئی ہے لیکن جب
کچی گوشت لانیکی اور پیاز اور لہسن کی ممانعت ہوئی تو مولی کا حکم بہی اسپر قیاس کر سکتے ہین واللہ اعلم ✦
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَيْعِ وَ
الْاِبْتِيَاعِ وَعَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِي الْمَسَاجِدِ عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے منع کیا مسجد مین بیچنے اور خریدنے سے اور مسجد مین شعر پڑہنے سے **ف** علما حنفیہ نے کہا ہے کہ مسجد
مین وہ ہر کام منع ہے جسکے لیے مسجد نہین بنائی گئی جیسے سیکہنا لکہنا بچون کا پڑہانا اور بیچنا اور خریدنا
مگر جو شخص اعتکاف مین ہو اسکو مسجد مین خریدا اور فروخت درست ہے پر اسباب تجارت کا مسجد مین نہ لاوے اور یہی
بدعتون مین سے ہے کعبہ کا پردہ بیچنا مقام ابراہیم کے پیچہے اسیطرح کتابون وغیرہ کا بیچنا مسجد مین اور ابن
حجر نے کہا کہ سلائی کے لیے بہی مسجد مین بیٹہنا مکروہ ہے لیکن اگر کبہی کوئی چیز مسجد مین سے لیوے تو قباحت
نہین ہے اور حضرت عمرؓ نے مسجد مین ایک درزی کو دیکہا تو حکم دیا اسکے نکالدینے کا اور عطا بن یسار کے سامنے
جب کوئی بیچنے والا مسجد مین آتا تو کہتے تو دنیا کے بازار مین جا اور شعر وہ منع ہین جنکے مضامین خلاف
شرع اور مذموم ہون لیکن عمدہ مضمون کی شعر جن مین اللہ اور اسکے رسولؐ کی تعریف ہو یا ان دونوکی محبت اور عشق
کے ترغیب ہو یا ترک دنیا اور توجہ الی اللہ کے مضمون ہون انکا پڑہنا مسجد مین درست ہے حسان بن ثابت رضہ
آنحضرت صلعم کے سامنے مسجد مین شعر پڑہتے جن مین مشرکون کی ہجو ہوتی اور اللہ اور رسول کیطرف سے ان کا
جواب ہوتا اور کعب بن زہیرؓ نے اپنا قصیدہ آنحضرت صلعم کو مسجد مین سنایا اور امام احمد نے مسند مین نکالا کہ آن
حضرت صلعم نے فرمایا شعر مثل اور کلام کے ہے جو عمدہ ہے وہ عمدہ ہے اور جو بری ہے وہ بری ہے اور ایک بار
حضرت عمرؓ نے حسان کو دہمکایا مسجد مین شعر پڑہنے پر تو حسانؓ نے جواب دیا کہ مین انکے سامنے پڑہا کرتا تہا جو تم
سے بہتر تہے یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ سنکر حضرت عمرؓ چپ ہو رہے اور شعرون پر قیاس کیا ہے دنیا کی
باتون کو اگر ضرورت سے کوئی دنیا کی بات کرے تو اس مین قباحت نہین ہے البتہ فضول اور بیکار دنیا کی باتین
کثرت سے مسجد مین کرنا خوب نہین ہے گو اسکی ممانعت مین کوئی صحیح حدیث وارد نہین ہے واللہ اعلم **عَنْ** وَاثِلَةَ
بْنِ الْاَسْقَعِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِيْنَكُمْ وَ

شِرَاءَكُمْ وَبَيْعَكُمْ وَخُصُومَاتِكُمْ وَرَفْعَ اَصْوَاتِكُمْ وَاِقَامَةَ حُدُودِكُمْ وَسَلَّ سُيُوفِكُمْ وَاتَّخِذُوا عَلٰى اَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ وَجَمِّرُوهَا فِي الْجُمَعِ واثلہ بن اسقع رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچاؤ اپنی مسجدون کو بچون سے اور دیوانون سے اور خریدنے سی اور بیچنے سی اور جھگڑون سے اور آوازین بلند کرنے سے اور حدین قائم کرنے سی اور تلوارین کھینچنے سی اور مسجد کے دروازون پر طہارت کے واسطے جائین رکھو اور جمعہ کے دن مسجدین دہونی کرو خوشبو کی **ف** اس حدیث کے اسنادین محدثین کو کلام ہے کئی راوی اسمین ضعیف ہین اور بچون کو مسجدین لانا اُسوقت مکروہ ہے جب وہ روتے چلاتے ہون یا انکے پیشاب اور پاخانہ کردینے کا ڈر ہو ورنہ دوسری صحیح حدیثون سے بچون کا مسجدین آنا ثابت ہی اسی طرح آواز بلند کرنا مسجدین منع ہے کیونکہ ادب کے خلاف ہی اور اس سے تکلیف ہوگی دوسرے لوگون کو اور مسجد نبوی مین آواز بلند کرنا حرام ہے بموجب نص قرآنی وَلَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اور آنحضرت کی حرمت اور عظمت وفات کے بعد بھی ویسی ہی ہے جیسے دنیاوی حیات مین تھی کیونکہ آپ قبر شریف مین زندہ ہین اور آپ کا جسم مبارک صحیح وسلامت ہی اور سلام سنتے ہین سلام کرنے والے کا اور درود سنتے ہین درود پڑھنے والے کا صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم

بَابُ النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ مسجدین سونے کا بیان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ كُنَّا نَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے اُنہون نے کہا ہم مسجدین سویا کرتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین **ف** مسجدین سونا جائز ہے خصوصًا مسافر کے واسطے مگر جن لوگون کا گھربار موجود ہو انکے لیے ہمیشہ مسجدین سونے کی عادت کرنا بعضون نے مکروہ رکھا ہی اور جو لوگ نماز کے لیے مسجدین آوین وہ اگر وہان سو جاوین تو درست ہی صحابہ نے ایسا کیا ہے

عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ يَعِيشَ بْنَ قَيْسِ بْنِ طِخْفَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقُوا فَانْطَلَقْنَا اِلٰى بَيْتِ عَائِشَةَ فَاَكَلْنَا وَشَرِبْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتُمْ نِمْتُمْ هٰهُنَا وَاِنْ شِئْتُمْ انْطَلَقْتُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ فَقُلْنَا بَلْ نَنْطَلِقُ اِلَى الْمَسْجِدِ ابو سلمہ بن عبد الرحمن رض سے روایت ہی یعیش بن قیس بن طخفہ نے اُنسے حدیث بیان کی اپنے باپ قیس بن طخفہ سے کہ وہ اصحاب صفہ مین سے تہی (اصحاب صفہ وہ لوگ تھے جو مسجد نبوی کے صفہ یعنے سائبان مین پڑے رہتے انکا گھربار نہ تہا نہ مال واسباب اُنکے پاس تہا مسکین تھے کوئی کھلا دیتا تو کھا لیتے بعضون نے کہا صوفی صفہ سے نکلا ہے اصل مین صفی تہا بہ تشدید فا ایک فا کو واو سے بدل دیا) اُنہون نے کہا ہمسے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چلو ہم چلے حضرت عائشہ رض کے حجرے کی طرف وہان ہمنے کھایا اور پیا بعد اسکے آپنے فرمایا اگر تم چاہو تو یہین سو جاؤ چاہو تو مسجدین

جاؤ (وہاں سو رہو) ہمنے کہا ہم مسجد میں جاتے ہیں (اور میں سو رہیں گے) تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ ہو)

باب اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلَ کونسی مسجد پہلے بنائی گئی **عن** اَبِی ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلَ قَالَ اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ کَمْ بَیْنَہُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَکَ مُصَلًّی فَصَلِّ حَیْثُ اَدْرَکَتْکَ الصَّلٰوۃُ ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے میںنے عرض کیا یارسول اللہ کون سی مسجد (دنیا میں) پہلے بنائی گئی آپنے فرمایا مسجد حرام (یعنے مکہ معظمہ کی مسجد) میںنے عرض کیا پھر کونسی آپنے فرمایا مسجد اقصے (یعنے بیت المقدس) میںنے عرض کیا دونو مسجدوں میں کتنا فاصلہ تھا آپنے فرمایا چالیس برسکا پھر ساری زمین تیرے لیے نماز کی جگہہ ہے جہاں نماز کا وقت آجاوے وہاں نماز پڑھ لے **ف** ظاہرًا اس میں اشکال ہے کہ کعبہ اور بیت المقدس میں چالیس برسکا فاصلہ ہے کیونکہ کعبہ کو حضرت ابراہیمؑ نے بنا کیا اور بیت المقدس کو حضرت سلیمانؑ نے اور ان دونوں میں ہزار برس سے زیادہ فاصلہ تھا اور جواب اس کا یہ ہے کہ کعبہ اور بیت المقدس دونوں کو حضرت آدم علیہ السلام نے بنا کیا تھا اور ممکن ہے کہ ان دونو کی بنا میں چالیس برسکا فاصلہ ہو پھر حضرت ابراہیمؑ اور سلیمان علیہما السلام نے اپنے وقت میں ان بناؤں کو جو برٹ گئی تھیں تازہ کیا اور ابن ہشام نے تاریخ میں بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے کہ پہلے حضرت آدم نے کعبہ کو بنایا پھر اللہ تعالے انکو ملک شام میں لے گیا وہاں انہوں نے بیت المقدس کو بنایا بہر حال جو حضرتؐ نے فرمایا وہ صحیح ہے اگرچہ تاریخ والے اسکے خلاف بھی لکھیں نہ کہ جب تاریخ والے بھی اسکے موافق لکھیں

باب الْمَسَاجِدِ فِی الدُّوْرِ گھروں میں مسجد بنانیکا بیان **عن** مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیِّ وَکَانَ قَدْ عَقَلَ مَجَّۃً مَجَّہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ دَلْوٍ فِیْ بِئْرٍ لَہُمْ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِکٍ السَّالِمِیِّ وَکَانَ اِمَامَ قَوْمِہٖ بَنِیْ سَالِمٍ وَکَانَ شَہِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ اَنْکَرْتُ مِنْ بَصَرِیْ وَاِنَّ السَّیْلَ یَاْتِیْ فَیَحُوْلُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ مَسْجِدِ قَوْمِیْ وَیَشُقُّ عَلَیَّ اجْتِیَازُہٗ فَاِنْ رَاَیْتَ اَنْ تَاْتِیَنِیْ فَتُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِیْ مَکَانًا اَتَّخِذُہٗ مُصَلًّی فَافْعَلْ قَالَ اَفْعَلُ فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّہَارُ وَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنْتُ لَہٗ وَلَمْ یَجْلِسْ حَتّٰی قَالَ اَیْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ لَکَ مِنْ بَیْتِکَ فَاَشَرْتُ لَہٗ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ اُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ فِیْہِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَہٗ فَصَلّٰی بِنَا رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ احْتَبَسْتُہٗ عَلٰی خَزِیْرَۃٍ تُصْنَعُ لَہُمْ محمود بن ربیع انصاری سے روایت ہے انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کلی یاد تھی جو آپنے انکے ڈول سے لیکر انکے کنوئے میں کردی تھی انہوں نے روایت کی عتبان

بن مالک سالمی سے وہ امام تھے اپنی قوم بنی سالم کی اور بدر کی لڑائی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے ہو انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنی نگاہ میں فرق پاتا ہوں اور بانی کی سیلا مجھہ میں اور میری قوم کی مسجد میں حائل ہوتی ہے اسکے پار جانا مجھہ کو مشکل ہوتا ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو میرے پاس تشریف لاویں اور میرے گھر میں کسی جگہ پر نماز پڑھ دیویں میں اسکو نماز کی جگہہ مقرر کرون آپ نے فرمایا اچھا میں آؤنگا دوسرے دن آنحضرت اور ابوبکر چلے جب دن چڑھ گیا تھا (اور میرے مکان پر آکر) اذن مانگا آپ نے اندر آنے کے لیے میں نے اذن دیا آپ بیٹھے نہیں اور فرمایا تو کونسے مقام پر چاہتا ہے وہاں میں نماز پڑھوں میں نے گھر میں ایک جگہہ بتلادی جہاں میں نماز پڑھا کرنا چاہتا تھا آپ کھڑے ہوئے اور ہمنے آپکے پیچھے صف باندھی آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں ہمکو پھر ہمنے آپ کو روک رکھا حلیم کھانے کے لیے جو طیار ہو رہا تھا لوگوں کے لیے ۔

ف حدیث میں خزیرہ ہے وہ یہ ہے کہ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے بہت سے پانی میں پکاوین جب پک جاوے تو اسپر آٹا چھڑک دین اگر آٹا اس میں نہ ہو تو اسکو عصیدہ کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا خزیرہ بھوسی کا ہوتا ہے اور جس میں آٹا پڑتا ہے اسکو حریرہ کہتے ہیں اور حدیث سے بہت سی باتیں نکلتی ہیں گھر میں مسجد بنانا چاشت کی نماز جماعت سے پڑھنا نیک لوگوں کے آثار سے برکت لینا اندھے کو جماعت معاف ہونا غیر کے گھر میں جانے سے پہلے اذن لینا نفل نماز جماعت سے جائز ہونا وغیرہ وغیرہ **عن** اَبِی ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَرْسَلَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تَعَالَ فَخُطَّ لِیْ مَسْجِدًا فِیْ دَارِیْ اُصَلِّیْ فِیْہِ وَذٰلِکَ بَعْدَ مَا عَمِیَ فَجَآءَ فَفَعَلَ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے ایک انصاری مرد (عتبان بن مالک) نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہلا بھیجا کہ آپ میرے پاس تشریف لائے اور میرے گھر میں ایک مسجد کا خط کر دیجیے میں وہاں نماز پڑھا کروں یہ اس شخص نے جب کہلا بھیجا کہ وہ اندھا ہوگیا تھا آپ اسکے گھر میں تشریف لے گئے اور ایسا ہی کیا **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ صَنَعَ بَعْضُ عُمُوْمَتِیْ لِلنَّبِیِّ صلعم طَعَامًا فَقَالَ لِلنَّبِیِّ صلعم اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ تَاْکُلَ فِیْ بَیْتِیْ وَتُصَلِّیَ فِیْہِ قَالَ فَاَتَاہُ وَفِی الْبَیْتِ فَحْلٌ مِنْ ھٰذِہِ الْفُحُوْلِ فَاَمَرَ بِنَاحِیَۃٍ مِنْہُ فَکُنِسَ وَرُشَّ فَصَلّٰی وَصَلَّیْنَا مَعَہٗ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ بْنُ مَاجَۃَ اَلْفَحْلُ ھُوَ الْحَصِیْرُ الَّذِیْ قَدِ اسْوَدَّ انس رضہ بن مالک سے روایت ہے میرے ایک چچا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا طیار کیا اور عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے گھر میں چلکر کھانا کھائیے اور وہیں نماز پڑھیے آپ تشریف لے گئے گھر میں وہاں ایک فحل پڑا تھا ان فحلوں میں سے آپ نے حکم دیا اسکا ایک کونا جھاڑا گیا پھر پانی اسپر چھڑکا گیا بعد اسکے آپ نے نماز پڑھی اسی فحل پر اور ہمنے بھی آپکے ساتھ نماز پڑھی امام ابوعبداللہ بن ماجہ نے کہا فحل اس بوریے کو کہتے ہیں جو کالا ہوگیا ہو **ف** بچھے بچھے اس حدیث سے بوریے پر نماز پڑھنا ثابت ہوا اور پرانے بوریے

پر بہی جو بجھنے بجھتے کالا ہو گیا تہا صرف صفائی کے لیے آپ نے اسکا ایک کونہ جہڑوا دیا اور تہوڑا پانی اُسپر چہڑک دیا اہلحدیث کا طرز یہی ہے کہ وہ ہر فرش پر نماز پڑہ لیتے ہین گو کتنا ہی پرانا ہو بشرطیکہ اسکی نجاست کا یقین نہ ہو اور جب تک نجاست کا یقین نہ ہو وہ پاک ہی سمجہا جاویگا اسلیے کہ اصل ہر شے مین پاکی ہی ہے +

باب تَطْهِيرِ الْمَسَاجِدِ وَتَطْيِيبِهَا مسجدون کو پاک صاف رکہنے کا بیان **عن** اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخْرَجَ اَذًى مِنَ الْمَسْجِدِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد مین سے کچرا نکالے تو اللہ جل جلالہ اُسکے لیے ایک گہر بناویگا جنت مین **عن** عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِالْمَسَاجِدِ اَنْ تُبْنٰى فِي الدُّوْرِ وَاَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا محلون مین مسجدین بنانیکا اور حکم دیا مسجد کو پاک اور خوشبودار رکہنے کا **ف** یعنے اگر ایک محلہ مین ایک مسجد بنائی جاوے تو اس مین قباحت نہین ہے کیونکہ ہر نماز کے لیے ساری بستی والے ایک مسجد مین جمع ہوا کرین یہ اکثر دشوار ہوتا ہے مگر جمعہ کی نماز ایک ہی مسجد مین بہتر ہے اسیطرح عید کی نماز بستی کے باہر پڑہی جاوے اور سب مسلمان وہان جمع ہون اس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ مسجد مین خوشبو کی دہونی کرنا جیسے لوبان عود کی مستحب ہے اور امام مالک نے اسکو مکروہ رکہا ہے اور عبداللہ بن عمر رضہ سے دہونی کرنا منقول ہے جب حضرت عمرؓ منبر پر بیٹہتے خطبہ کے لیے اور بعضون نے زعفران اور عطر سے مسجد کا معطر کرنا مستحب کہا ہے اور آنحضرت سے مسجد مین زعفران لگانا منقول ہے جب آپنے بلغم کو مسجد مین سے صاف کیا تہا اور ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے جب کعبہ بنایا تو اسکی دیوارون پر مشک ملی اور مسجد مین جہاڑو دینا اور اسکو صاف رکہنا بالاتفاق مستحب ہے اور ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد کی خاک ایک شاخ سے صاف کرتے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا مسجدین بنانیکا محلون مین اور اُنکے پاک اور معطر رکہنے کا **عن** اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَوَّلُ مَنْ اَسْرَجَ فِي الْمَسَاجِدِ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ ابو سعید خدریؓ نے کہا سب سے پہلے جس نے مسجد مین چراغ لگایا وہ تمیم داری صحابی تہے رضی اللہ عنہ

باب كَرَاهِيَةِ النُّخَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ مسجد مین تہوکنے کی کراہت **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا ثُمَّ قَالَ اِذَا تَنَخَّمَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَبْزُقْ عَنْ شِمَالِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى ابو ہریرہ اور ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار مین بلغم دیکھا (منہ سے نکلا ہوا یا ناک سے نکلا ہوا جسکو رینٹ کہتے ہین) آپنے ایک کنکری سے
اسکو رگڑ ڈالا یہ انتہا کا تواضع ہے قربان آپکے اخلاق کے) پہر فرمایا جب تم مین سے کوئی تہوکے یا سنکے تو اپنے مونہہ کے
سامنے نہ تہوکے نہ سنکے نہ داہنی طرف بلکہ بائین طرف تہوکے یا اپنے بائین پاؤن کے نیچے **عن** انس رض
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای نخامۃ فی قبلۃ المسجد فغضب حتی احمر وجہہ فجاءتہ امراۃ
من الانصار فحکتہا وجعلت مکانہا خلوقا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احسن ہذا
انس رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلے مین (یعنے قبلے کی دیوار مین) بلغم دیکھا تو آپ غصے
ہوئے یہانتک کہ چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اتنے مین انصاری ایک عورت آئی اُس نے بلغم کو مل ڈالا اور اسکی جگہ
خوشبو لگادی آپنے فرمایا یہ کیا اچہا کام ہے **ف** یعنے عورت کی تعریف کی کہ اُس نے مسجد مین سے کراہت
کی چیز نکال ڈالی اور اسکے بدل خوشبو لگائی قبلہ کیطرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین صاف
دیوار تہی محراب نہ تہے اور ایک جماعت سلف نے محراب بنانے کو مکروہ رکہا ہے کیونکہ وہ بدعت ہے اور سب سے
پہلے محراب مسجد مین عمر بن عبد العزیز نے نکالی جب وہ عامل تہے ولید بن عبد الملک کے انہون نے مسجد نبوی
کو از سر نو بنایا اسیطرح آنحضرت کی مسجد مین منبر بنا ہوا نہ تہا بلکہ منبر لکڑی کا علاحدہ طیار کیا گیا تہا جب خطبہ کی ضرورت
ہوتی تو اسکو لاتے بعد اسکے اٹہا ڈالتے پس جو شخص سنت کی پیروی چاہے وہ مسجد مین محراب اور منبر نہ بناوے
افسوس ہے کہ اس زمانہ مین ایک مسجد بہی سنت کے طریق پر بنی ہوئی نہین ملتی البتہ بنگلور مین ایک مسجد اہلحدیث
کی اسیطرح سے طیار ہوئی ہے اللہ جل جلالہ اسکو آباد رکہے **عن** عبد اللہ بن عمر رض قال رای رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نخامۃ فی قبلۃ المسجد وہو یصلی بین یدی الناس فحتہا ثم قال حین
انصرف من الصلوۃ ان احدکم اذا کان فی الصلوۃ کان اللہ قبل وجہہ فلا یتنخمن احدکم
قبل وجہہ فی الصلوۃ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلے مین بلغم دیکہا
اور آپ نماز پڑہا رہے تہے لوگون کے سامنے آپنے اسکو رگڑ ڈالا پہر فرمایا جب نماز سے فارغ ہوئے جب کوئی تم
مین سے نماز مین ہو تو گویا اللہ جل جلالہ اسکے مونہہ کے سامنے ہے (اگرچہ وہ اپنے ذات سے عرش مقدس پر ہے پہر
اسکو چاہیے کہ نماز مین اپنے مونہہ کے سامنے بلغم نہ پہینکے **ف** اسلیے کہ اس مین بڑی بے ادبی ہے مالک جب
سامنے ہو اور اسیطرف تہوکے۔ اسحدیث مین جہمیہ اور مبتدعہ کی کوئی دلیل نہین ہے کہ معاذاللہ اللہ جل جلالہ ہر مکان
اور ہر جہت مین ہے کیونکہ یہ تشبیہ ہے اور گویا کا لفظ اسپر دلالت کرتا ہے اور ترمذی کی روایت مین یون ہے
فان الرحمۃ تواجہہ یعنے خدا کی رحمت نمازی کے سامنے ہے پس معلوم ہوا کہ خدا کے سامنے ہونے
سے اسکی رحمت کا سامنے ہونا مراد ہے اور اگر خدا ہر جگہہ اور ہر مکان مین ہوتا جیسے اہل بدعت کا اعتقاد ہے

تو بائیں طرف بھی تھوکنا ویسا ہی منع ہوتا ہے جیسے سامنے تھوکنا عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكَّ بُزَاقًا فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آنحضرتؐ نے مسجد کے قبلے میں جو تھوک لگا تھا اسکو گرڈالا بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِنْشَادِ الضَّوَالِّ فِي الْمَسْجِدِ مسجد میں گمی ہوئی چیز پکار کر ڈھونڈھنے کی ممانعت ف یعنے جو چیز باہر گم ہوگئی ہو جیسے جانور وغیرہ اسکی تلاش مسجد میں کرنا چلا کر جیسے اونٹ والے نے کیا اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر کسی کی کوئی چیز جیسے جوتا وغیرہ خود مسجد میں گم ہوگیا ہو تو وہ اسکی تلاش نہ کرے غرض یہ ہے کہ مسجد میں چلانا اور پکارنا منع ہے اور عرب کا قاعدہ یہ تھا کہ گمی ہوئی چیز کے لیے وہ آواز بلند کرتے لہذا اس سے منع کیا عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ دَعَا اِلَى الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَجَدْتَهُ اِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ بریدہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک شخص نے پکارا کس نے مجھکو بلایا تھا لال اونٹ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اونٹ تجھے نہ ملے مسجدیں جس کام کے لیے بنی ہیں اسی کے لیے بنی ہیں ف یعنے اللہ جل جلالہ کی یاد کے لیے اور تلاوت قرآن اور وعظ اور تعلیم قرآن اور حدیث کے لیے اور امام مالک نے مسجد میں علمی بحث کرنا بھی مکروہ رکھا ہے اور ابو حنیفہؒ نے اسکو جائز رکھا ہے اور ہمارے مشائخ حدیث رضوان اللہ علیہم ہمیشہ مسجد میں علوم دینی کی تعلیم کرتے رہے اور تعلیم میں کبھی بحث کی بھی ضرورت ہوتی ہے حافظ نے کہا نکاح مسجد میں پڑھانا درست ہے بلکہ سنت ہے عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں گمی ہوئی چیز کے لیے چلانے سے منع کیا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے مینے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص سنے کوئی شخص مسجد میں چلا رہا ہے گمی ہوئی چیز کے لیے تو کہے اللہ کرے تیری چیز نہ ملے اسلیے کہ مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنیں ف اور بعض علما نے مسجد میں خیرات کرنے سے بھی منع کیا ہے ملا علی قاری حنفی نے کہا اس میں کچھ قباحت نہیں ہے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت سے عرض کیا میں مسجد میں آیا ایک سائل ملا تو مینے ایک روٹی کا ٹکڑا جو عبدالرحمن کے ہاتھ میں تھا اس سے لیکر سائل کو دیدیا اور بیہقی نے روایت کیا کہ آنحضرتؐ نے سلیک غطفانی کو نماز کا حکم دیا خطبہ کی حالت میں تا کہ لوگ اسکو دیکھیں اور اسکو صدقہ دیں اور آپنے حکم دیا لوگوں کو صدقہ دینے کا منبر پر لیکن اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ سلیک سائل تھا اور بعض علما کے نزدیک مسجد میں خیرات کرنا درست نہیں وہ کہتے ہیں حدیث میں ہے

قیامت کے دن آواز دیجاویگی اللہ کے دشمن اٹھیں تو وہ لوگ اٹھینگے جو مسجد مین سوال کیا کرتے تھے اور بعضون نے کہا جو سائل مسجد مین لوگون کو تکلیف دیوے اسکو نہ دینا چاہیے اور جو تکلیف نہ دے اسکو دینا بہتر ہے اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین لوگ مسجد مین سوال کیا کرتے تھے اور حضرت علی مرتضیٰ نے اپنی انگوٹھی خیرات کی نماز کے اندر جب یہ آیت اتری یؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون مین کہتا ہون حدیث مین یہ کہان ہے کہ حضرت علی اسوقت مسجد مین تھے بہر حال یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے **باب** الصّلوٰۃ فی اعطان الابل اونٹون کے بیٹھنے کی جگہہ مین نماز پڑھنا منع ہے **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لم تجدوا الا مرابض الغنم واعطان الابل فصلوا فی مرابض الغنم ولا تصلوا فی اعطان الابل ابو ہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمکو اور جگہہ نہ ملے (نماز پڑھنے کے لیے) سوا بکریون کے تہان کے اور اونٹون کے تہان کے تو بکریون کے تہان مین نماز پڑھ لو اور اونٹون کے تہان مین نماز مت پڑھو **ف** ہر چند بکری اور اونٹ دونون حلال جانور ہین مگر فرق یہ ہے کہ بکریون سے ضرر کا اندیشہ نہیں اور اونٹون سے جان کا اندیشہ ہے اگر وہ بھڑکین تو نمازی کو چوٹ آوے اسکا ڈر ہے اور بعضون نے کہا اونٹ کی خلقت شیطان سے ہے جیسا آگے آویگا **عن** عبد اللہ بن مغفل المزنی قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوا فی مرابض الغنم ولا تصلوا فی اعطان الابل فانها خلقت من الشیاطین عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکریون کے تہانون مین نماز پڑھ لو اور اونٹون کے تہان مین نماز مت پڑھو انکی خلقت مین شیطنت ہے **ف** یعنے شرارت ہے اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اونٹ شیطان سے پیدا ہوا ورنہ وہ حلال نہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسپر نماز ادا نکرتے لیکن شافعی کی روایت مین یون ہے کہ جب تم اونٹون کے تہان مین ہو اور نماز کا وقت آجاوے تو وہان سے نکل جاؤ کیونکہ اونٹ جن ہین اور جنون سے پیدا ہوئے ہین اسکا مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اونٹون مین شرارت کا مادہ زیادہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہان نماز پڑھنا منع ہوا اب اختلاف ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے یا تحریمی لمعات مین ہے کہ دوسرا قول صحیح ہے پس اگر کوئی اونٹون کے تہان مین نماز پڑھ لے اور جگہہ پاک ہو تو نماز صحیح ہو جاویگی اکثر علما کے نزدیک واللہ اعلم **عن** سبرۃ بن معبد الجھنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یصلی فی اعطان الابل ویصلی فی مراح الغنم سبرہ بن معبد جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹون کے تہان مین نماز نہ پڑھی جاوے اور بکریون کے تہان مین نماز پڑھی جاوے **باب** الدعاء عند دخول المسجد مسجد مین جاتے وقت کیا دعا پڑھے **عن** فاطمۃ رض بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل المسجد یقول بسم اللہ

وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاِذَا خَرَجَ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ حضرت فاطمہ زہرا جگر گوشہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لیجاتے تو فرماتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک یعنے جاتا ہوں میں اللہ کا نام لیکر سلام ہو اللہ کے رسول پر یا اللہ بخشدے میرے گناہ اور کھولدے میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو یہی فرماتے لیکن رحمت کے بدل فضل کہتے عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِیَقُلْ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ ابوحمید ساعدی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں جاوے تو اللہ کے پیمبر پر سلام بھیجے پھر کہے اللھم افتح لی ابواب رحمتک اور جب مسجد سے باہر نکلے تو کہے اللھم انی اسالک من فضلک عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلْیَقُلِ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلْیَقُلِ اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں جاوے تو سلام بھیجے اللہ کے نبی پر اور کہے اللھم افتح لی ابواب رحمتک اور جب مسجد سے باہر نکلے تو سلام بھیجے اللہ کے نبی پر اور کہے اللھم اعصمنی من الشیطان الرجیم یا اللہ مجھکو بچا شیطان مردود سے

ف مسجد سے نکلتے وقت شیطان سے پناہ مانگنے کی وجہ وہ ہے جو ابن السنی نے روایت کی کہ تم میں سے کوئی جب مسجد سے نکلنا چاہتا ہے تو ابلیس کے لشکر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں اور شہد کی مکھیوں کی مثال شہد پر جمع ہوتی ہیں پھر جب تم میں سے کوئی مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو تو کہے یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ابلیس سے اور اسکے لشکر سے جب یہ کہہ لیگا تو اسکو نقصان نہوگا **باب** الْمَشْیِ اِلَی الصَّلٰوۃِ نماز کے لیے چلنے کی فضیلت عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُکُمْ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَی الْمَسْجِدَ لَا یَنْھَزُہٗ اِلَّا الصَّلٰوۃُ لَا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلٰوۃَ لَمْ یَخْطُ خُطْوَۃً اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ بِھَا دَرَجَۃً وَحَطَّ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃً حَتّٰی یَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَانَ فِیْ صَلٰوۃٍ مَا کَانَتِ الصَّلٰوۃُ تَحْبِسُہٗ ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں آوے اور نہ اٹھاوے اسکو کوئی چیز

سوا نماز کے نیت ہو کسی اور چیز کی سوا کے نماز کے تو وہ جو قدم اٹھاویگا ہر قدم کے بدل ایک درجہ اسکا بلند ہوگا اور ایک گناہ اسکا مٹ جاویگا یہانتک کہ مسجد مین داخل ہو جاوے تو نماز ہی مین ہے گا جبتک نماز اسکو روکے رہے (یعنے نماز کی انتظار مین اگر بیٹھا بھی رہے گا تو نماز کا ثواب ملتا رہیگا یہ اللہ عزوجل کی عنایت ہے اپنے ناتوان بندون پر عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَیْكُمُ السَّكِیْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا

ابو ہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہو تو تم دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ (معمولی چال سے) چلتے ہوئے آؤ اور لازم کر اپنے اوپر اطمینان اور سہولت کو پھر جتنی نماز تم کو ملے اسکو پڑھ لو اور جتنی جاتی رہے اسکو پورا کر لو **ف** امام ترمذی نے کہا علما نے اس مسئلہ مین اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا جب تکبیر اولے کے فوت ہونیکا ڈر ہو تو جلد چلے اور بعضون سے دوڑنا بھی منقول ہے اور بعضون نے جلد چلنا اور دوڑنا دونو مکروہ رکھا ہے اور کہا ہے کہ سہولت اور اطمینان سے چلنا چاہیے امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے - **مترجم** کہتا ہے یہی صحیح ہے اور اس حدیث مین ایسا ہی حکم ہے دوڑنے اور جلدی کرنے مین کوئی فائدہ نہین بجز اسکے کہ ایک بری عادت جلدی کی پیدا ہو جاویگی یہ ایسی عادت بد ہے کہ برسون مین نہین چھٹتی مین سچ کہتا ہون کہ میری عمر ۳۴ سال کو پہونچی تو آج تک مین نے کوشش کی کہ دو صفتین مجھسے دور ہو جاوین ایک جلدی دوسرے غصہ لیکن اب تک کامیابی نہین ہوئی اللہ ہی سے امید ہے کہ وہ ان بدعادتون کو دور کر دیوے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الْحِلْمَ وَالتُّؤَدَةَ وَالْوَقَارَ بِجَاهِ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَا یُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَزِیْدُ بِهٖ فِی الْحَسَنَاتِ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ابو سعید خدری سے روایت ہے انہون نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کیا تم کو نہ بتاؤن وہ بات جسکی وجہ سے اللہ جل جلالہ گناہ معاف کر دیوے اور نیکیان زیادہ کر دیوے صحابہ نے عرض کیا کیون نہین حضرت بتلایے آپنے فرمایا وضو کا پورا کرنا تکلیف کے وقتون مین اور مسجدون تک بہت قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسرے نماز کا انتظار کرنا **ف** وضو کا پورا کرنا یہ ہے کہ سب اعضا کو پانی پہونچ جاوے کوئی مقام سوکھا نہ رہے اور آداب وسنن کے ساتھ وضو کرے اور مسجدون تک بہت قدم اٹھانے سے یہہ مطلب ہے کہ مسجد مکان سے دور ہو اور جماعت کے لیے وہان جاوے جتنی مسجد زیادہ دور ہوگی اوتنے ہی قدم زیادہ اٹھانا پڑین گے اور ہر قدم پر ثواب ملیگا اور ایک نماز کے بعد دوسرے نماز کی انتظار مین مسجد مین بیٹھا

رہنا بڑا ثواب ہے دوسری حدیث میں ہے کہ انتظار میں برابر نماز کا ثواب ملتا رہیگا اور یہی مراد ہے رباط سے جسکا ذکر قرآن
شریف میں آتا ہے ورابطوا **عن** عبد الله قال من سره ان يلقى الله غدا مسلما فليحافظ على هؤلاء
الصلوات الخمس حيث ينادى بهن فانهن من سنن الهدى ولعمرى لو ان كلكم صلى فى
بيته لتركتم سنة نبيكم ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم ولقد رأيتنا وما يتخلف عنها الا
منافق معلوم النفاق ولقد رأيت الرجل يهادى بين الرجلين حتى يدخل فى الصف وما من
رجل يتطهر فيحسن الطهور فيعمد الى المسجد فيصلى فيه فما يخطو خطوة الا رفع الله بها درجة
وحط عنه بها خطيئة ت عبد اللہ بن مسعود رض نے کہا جس شخص کو خوشی ہو اسکی کہ کل اللہ جل جلالہ سے ملے اسلام
کی حالت میں تو وہ محافظت کرے ان پانچوں نمازوں کی جہاں ان کی اذان دیجاوے اسلیے کہ یہ پانچوں نمازیں
ہدایت کی راہیں ہیں اور قسم میری زندگی کی اگر تم میں سے ہر ایک اپنے گھر میں نماز پڑھ لیوے (اور سب جماعت کو ترک
کر دیویں) تو تم نے اپنے نبی کا رستہ چھوڑ دیا اور جب تم نے اپنے نبی کی راہ چھوڑی تو گمراہ ہوگئے اور بے شک
اپنے لوگوں کو دیکھتے تھے اور جماعت سے وہی پیچھے رہتا جو کھلا منافق ہوتا اور میں نے دیکھا کہ ایک شخص دو مردوں
پر ٹیکا دیے آتا یہاں تک کہ صف میں داخل ہو جاتا (یعنے بیماری میں بھی جماعت کو نہ چھوڑتا) اور جو شخص اچھے
طرح وضو کرے اور مسجد کا قصد کرے پھر وہاں نماز پڑھے تو جو قدم وہ اٹھاویگا اللہ اسکی ہر ایک قدم پر ایک درجہ
اسکا بلند کرے گا اور ایک گناہ اسکا میٹ دیگا **ف** عبد اللہ بن مسعود کے اس قول سے جماعت کا وجوب
نکلتا ہے اور یہی صحیح ہے گو جمہور علما کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے اور ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے
اگر تم اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو تو کافر ہو جاؤ گے اور امام احمد نے مرفوعاً نکالا کہ جفا ہے بالکل جفا اور کفر ہے
اور نفاق ہے یہ کہ آدمی اذان کی آواز سنے اور نماز کے لیے حاضر نہ ہو اور ابن ہمام نے کہا کہ جماعت کے تارک
کو منافق کہا اس سے یہ غرض ہے کہ ترک جماعت سے نفاق پیدا ہوتا ہے نہ یہ کہ جو کوئی جماعت ترک کرے وہ منافق
ہے اسلیے کہ بعض وقت سچا مسلمان بھی جماعت سے پیچھے رہ جاتا ہے سستی اور کاہلی کی وجہ سے واللہ اعلم **عن**
ابى سعيد الخدرى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من خرج من بيته الى الصلوة فقال
اللهم انى اسألك بحق السائلين عليك واسألك بحق ممشاى هذا فانى لم اخرج اشرا
ولا بطرا ولا رياء ولا سمعة وخرجت اتقاء سخطك وابتغاء مرضاتك فاسألك ان تعيذنى
من النار وان تغفر لى ذنوبى انه لا يغفر الذنوب الا انت اقبل الله اليه بوجهه واستغفر
له سبعون الف ملك ت ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے نکلے نماز
کے لیے اور یہ دعا پڑھے اللھم انی اسالک اخیر تک تو اللہ جل جلالہ اسکی طرف مونھ کرے گا اور اسکے لیے ستر

ہزار فرشتے دعا کرین گے - اس دعا کا ترجمہ یہ ہی یا اللہ مین تجہہ سی مانگتا ہون اُس حق کی وجہ سی جو مانگنے والون کا تجہپر ہے
اور اس چلنے کے حق کیوجہ سی کیونکہ مین نہین نکلا غرور اور اترانے اور دکہلانے اور سُنانیکی نیت سی بلکہ مین نکلا تیرے
غصے سی بچنے اور تیری رضامندی حاصل کرنیکے لیے پس مین مانگتا ہون تجہہ سے یہ کہ بچاوے تو مجہکو دوزخ سے
اور میرے گناہون کو بخشدے کیونکہ کوئی نہین بخشتا گناہون کو سوا تیرے **ف** اگرچہ اللہ جل جلالہ پر کسیکا کوئی ایسا حق
لازم نہین ہے جسکا کرنا اسکو ضرور ہو کیونکہ وہ ہمارا مالک مختار ہے جو چاہے سو کرے اس سے کسی کی مجال نہین کہ
کچہ پوچہہ بہی سکے پر ہمارے مالک نے اپنی عنایت اور فضل سے بندون کے حق اپنے ذمے لیے ہین جنکو وہ ضرور پورا کریگا
اسلیے کہ وہ سچا ہے اسکا وعدہ بہی سچا ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے اور معتزلہ اپنی گمراہی سے یہ خیال کیے ہین کہ
اللہ جل جلالہ پر واجب ہے نیک بندون کو جنت مین لیجانا اور برون کو سزا دینا اور ہم یہ کہتے ہین کہ اس نے ایسا وعدہ
کیا ہے لیکن واجب اسپر کچہ نہین ہے نہ کسیکا کوئی زور ذرا سا بہی اسپر چلسکتا ہے نہ کسی کی مجال ہے کہ اس کے
سامنے کوئی ذرا سا بہی ہچر مچر یا چون وچرا کر سکے اگر وہ چاہے تو دم بہر مین سب بدکارون اور کافرون اور منافقون
کو بخشدیوے اور انکو جنت مین لیجاوے اور جتنے نیک اور عابد اور متقی بندے ہین ان سب کو دوزخ مین ڈالدیوے
غرض یہ سب اسکی قدرت کے لحاظ سے ممکن ہین اور اسکو ایسا اختیار ہے اگرچہ ایسا ظہور مین نہ آوے گا کیونکہ اسکا
وعدہ سچا ہے اور اسنے وعدہ کیا ہے کہ نیک بندون کو جنت مین لیجاؤن گا اور کافرون کو دوزخ مین پس
ایسا ہی ہوگا اور اسکی بعینہ مثال یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے وعدہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم
النبیین ہین اور آپکا مثل مین نہین بنانیکا لیکن اگر وہ چاہے تو دم بہر مین حضرت کی مثل ہزارون لاکہون بندے
بناڈالے کیونکہ اسکی قدرت بے انتہا وسیع ہے اور افسوس ہے کہ ایک ایسی کہلی بات کو بعضے لوگون نے نہین
سمجہا اور مولوی فضل حق خیرآبادی نے جنکو علوم دینی مین کافی لیاقت نہ تہی ایک رسالہ اس باب مین لکہدیا
کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ممتنع بالذات اور اللہ جل جلالہ کی قدرت سی باہر ہے جو کوئی ایسا اعتقاد
رکہی اسنے معتزلہ کا مذہب اختیار کیا اور اللہ جل جلالہ کی قدرت کاملہ پر اوسنے غور نہین کیا اگرچہ اس مین کچہ
شک نہین کہ اللہ جل جلالہ کا وعدہ سچا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل نہین بنانے کا اور نہ آپکے بعد دوسرا
کوئی نیا نبی دنیا مین پیدا ہوگا مگر کام کا واقع ہونا اور بات ہی اور اسپر قدرت ہونا یہ دوسری بات ہے دونون امرون
مین بڑا فرق ہے اللہ جل جلالہ جزاے خیر دیوے مولانا اسمعیل شہید کو انہون نے جو جواب مولوی فضل حق کا دیا ہے
وہ عقلاً اور نقلاً دونون طرح درست ہے اور مولوی فضل حق صاحب کو سوا معقولات کے علم قرآن اور حدیث مین
بالکل بہرہ نہ تہا پس جو کچہ انہون نے لکہا ہے وہ سب عقلی اٹکل پچو ڈہکوسلے ہین اور بعض بے وقوف اب تک
انکی پیروی اور تائید کر رہے ہین اور برعکس نہند نام زنگی کافور مولوی اسمعیل صاحب کی تحریر کو خلاف شرع سمجہتے

ہین لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ کسی بزرگ کے حق کے وسیلہ سے دعا مانگنا درست ہے
اور بہت حدیثوں مین حق کا لفظ وارد ہے ہے پس جس فقیہ نے اس لفظ کو مکروہ جانا ہے اسکو ان حدیثون کی خبر نہین
ہوئی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَشَّاؤُوْنَ اِلَی الْمَسَاجِدِ فِی الظُّلَمِ
اُولٰٓئِكَ الْخَوَّاضُوْنَ فِیْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا جو لوگ اندہیرون مین
مسجدون کو جاتے ہین وہی غوطہ مارنے والے ہین اللہ جل جلالہ کی رحمت مین عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِنُوْرٍ تَامٍّ یَوْمَ
الْقِیٰمَةِ سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اندہیرون مین مسجدون
کو جاتے ہین جاکر انکو خوشخبری دے پوری روشنی کی قیامت کے دن یعنے قیامت کے دن انکو نور ملیگا اس
اندہیرے کے عوض جیسے فرمایا اللہ تعالی نے نورہم یسعی بین ایدیہم وبایمانہم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا اور منافق
انسے کہینگے انظرونا نقتبس من نورکم عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ انس رضی اللہ عنہ سے بہی ایسے ہی روایت ہے

باب

اَلْاَبْعَدُ فَالْاَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ اَعْظَمُ اَجْرًا مسجد سے جو کوئی زیادہ دور ہو اسکو ثواب زیادہ ہوگا عَنْ اَبِیْ
هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَبْعَدُ فَالْاَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ اَعْظَمُ اَجْرًا ابوہریرہ رض
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا مکان مسجد سے زیادہ دور ہے اسکو زیادہ ثواب
ہے پہر جس شخص کا مکان اس سے بہی زیادہ دور ہے اسکو اور زیادہ ثواب ہے اسیطرح جتنی دوری بڑہتی جاویگی
ثواب زیادہ ہوتا جاویگا عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بَیْتُهٗ اَقْصٰی بَیْتٍ بِالْمَدِیْنَةِ
وَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ الصَّلٰوةُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَوَجَّعْتُ لَهٗ فَقُلْتُ یَا فُلَانُ
لَوْ اَنَّكَ اشْتَرَیْتَ حِمَارًا یَقِیْكَ الرَّمَضَ وَیَرْفَعُكَ مِنَ الْوَقَعِ وَیَقِیْكَ هَوَامَّ الْاَرْضِ فَقَالَ وَاللّٰهِ
مَا اُحِبُّ اَنَّ بَیْتِیْ بِطُنُبِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحَمَلْتُ بِهٖ حِمْلًا حَتّٰی اَتَیْتُ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَدَعَاهُ فَسَاَلَهٗ فَذَكَرَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ اَنَّهٗ یَرْجُوْ فِیْ اَثَرِهٖ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انصار مین سے ایک
شخص تہا جسکا مکان مدینہ کے اخیر مین تہا اور باوجود اسکے اسکی کوئی نماز آنحضرت صلعم کے ساتھ ناغہ نہ ہوتی یعنے
پانچون وقت جماعت مین شریک ہوتا آفرین اسکے شوق پر مجہے اسکا حال دیکھکر رحم آیا مینے کہا اے فلانے کاش
تو ایک گدہا خرید لیتا جو تجہے بچاتا گرم زمین پر چلنے سے اور تجہے اٹہائے رہتا پہر کی مار اور پر لگنے سے اور
تجہے بچاتا زمین کے کیڑون مکوڑون سے اس شخص نے کہا قسم خدا کی مین تو اسکو بہی پسند نہین کرتا کہ میرا گہر حضرت محمد

صلے اللہ علیہ وسلم کے بازو ہوتا (یعنے آپکے گھر سے ملا ہوا) اس کلمے سے میرے دل پر ایک بوجھ ہوا (کیونکہ مینے یہ خیال کیا کہ ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنا پسند نہ ہو اور یہ شخص اسکو بھی پسند نہیں کرتا یہ کیسا مسلمان ہے) اور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپسے ذکر کیا آپنے اس شخصکو بلایا اور اس سے پوچھا اس نے آپکے سامنے بھی یہی کہا اور کہا کہ مجھے امید ہے قدمون کا ثواب ملنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ثواب تو چاہتا ہے وہ تجھکو ملیگا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَرَادَتْ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَتَحَوَّلُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ اِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُعْرُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ يَا بَنِي سَلِمَةَ اَلَا تَحْتَسِبُوْنَ اٰثَارَكُمْ فَاَقَامُوْا انس بن مالک رضؓ سے روایت ہے بنو سلمہ (جو انصار مین سے ایک قوم تھی) نے چاہا کہ اپنے (قدیمی) گھر (جو مسجد نبوی سے بہت فاصلہ پر تھے) چھوڑکر مسجد کے قریب آ رہین لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو برا معلوم ہوا کہ مدینہ اجاڑ ہو جاوے آپنے فرمایا اے بنی سلمہ تم اپنے قدمون کے ثواب نہین چاہتے یہ سنکر وہ وہین رہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ بَعِيْدَةً مَنَازِلُهُمْ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادُوْا اَنْ يَقْتَرِبُوْا فَنَزَلَتْ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ قَالَ فَثَبَتُوْا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انصار کے لوگون کے مکان مسجد سے دور تھے انہون نے چاہا مسجد کے قریب آ جانا اسوقت یہ آیت اتری نکتب ما قدموا و آثارہم یعنے ہم لکھینگے ان کے کام جو انہون نے آگے بھیجے اور انکے قدم تب وہ لوگ تھم گئے اپنے مکانون مین **ف** ان حدیثون کے خلاف وہ حدیث نہین ہے کہ گھر کی نحوست یہ ہے کہ وہان اذان سنائی نہ دیوے کیونکہ یہ نحوست اسوجہ سے ہے کہ اکثر ایسی گھر مین رہنے سے جماعت ناغہ ہو جاتی ہے نماز کا وقت معلوم نہین ہوتا اور ان حدیثون مین اس شخصکی فضیلت ہے جو دور سے مسجد کو آوے اور جماعت مین شریک ہو اور ابن عمادنے تصریح کی کہ جو گھر مسجد سے زیادہ دور ہو وہی افضل ہے امام مسلم نے جابرؓ سے نکالا کہ ہمارے گھر مسجد سے دور تھے ہمنے چاہا انکو بیچ ڈالین اور مسجد کے قریب آ رہین آپنے ہمکو منع کیا اور فرمایا تم کو ہر قدم پر ایک درجہ ملیگا اور امام احمدنے روایت کیا کہ مسجد سے دور جو گھر ہو اسکی فضیلت مسجد سے قریب والے گھر پر ایسی ہے جیسے سوار کی فضیلت بیٹھے ہوئے شخص پر **باب** فَضْلِ الصَّلٰوةِ فِي جَمَاعَةٍ جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِي بَيْتِهٖ وَصَلٰوتِهٖ فِي سُوْقِهٖ بِضْعًا وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی نماز جماعت سے زائد ہے اسکی نماز پر گھر مین اور اسکی نماز پر بازار مین بیس پر کئی درجہ **ف** یہ جب ہے کہ گھر مین وہ اکیلے نماز ادا کرے اسیطرح بازار مین دوسری روایت مین یون ہے ستائیس درجے زیادہ ہے عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ

الْجَمَاعَةِ عَلٰی صَلٰوةِ اَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جُزْءًا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے فضیلت تم مین سے کسی کی اکیلی نماز پر پچیس حصے ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰی صَلٰوتِهٖ فِیْ بَيْتِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً ابوسعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کی نماز جماعت مین زائد ہے اُسکی نماز پر جو وہ اپنے گہر مین پڑہے پچیس درجے ف ابن عمرؓ کی روایت مین ستائیس درجے مذکور ہین اور بعض رواتیون مین چوبیس درجے اور یہ ایک دوسرے کے خلاف نہین ہین کیونکہ کم سے کم چوبیس درجے زائد ثواب ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ ستائیس درجے تک ہوتا ہے ابعضون نے کہا کسی نمازی کو چوبیس درجے کسیکو پچیس کسیکو ستائیس درجے زائد ثواب ملتا ہے جیسے جس کی نماز عمدہ اور شرائط اور آداب اور خشوع اور خضوع کے ساتھ ہو واللہ اعلم عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تَفْضُلُ عَلٰی صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَحْدَهٗ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً ابن عمر رضے اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کی نماز جماعت کی ساتھ اسکی اکیلی نماز سے ستائیس درجے فضیلت رکہتی ہے عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰی صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَحْدَهٗ اَرْبَعًا وَّعِشْرِيْنَ اَوْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً ابی بن کعب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کی نماز جماعت مین زائد ہے اسکے اکیلی نماز سے چوبیس یا پچیس درجے

بَابُ التَّغْلِيْظِ فِی التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ جماعت مین شریک ہونے کی سزا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اَنْطَلِقَ بِرِجَالٍ مَّعَهُمْ حُزَمٌ مِّنْ حَطَبٍ اِلٰی قَوْمٍ لَّا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مینے قصد کیا کہ نماز کا حکم دون وہ کہڑی کیجاوے یعنے تکبیر ہو پہر ایک شخص کو کہون وہ نماز پڑہاوے لوگون کو (یعنے میرے بدل امامت کرے) پہر مین کئی مردون کو لیکر چلون جنکے ساتھ لکڑی کے گٹہے ہون ان لوگون کی طرف جو نماز مین حاضر نہین ہوتے اور انکے گہرون کو جلوا دون انکار سے ف ابن قیم نے کہا ظاہر ہے کہ گہر کا جلانا صغیرہ گناہ پر نہین ہوتا تو جماعت کا ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے اور آنحضرتؐ نے شروع سے بنی وفات تک جماعت پر مواظبت فرمائی اور جماعت کے ترک کی اجازت نہ دی اسکو جو کوئی اذان سنے اگرچہ وہ اندہا ہو اور یہ سب صحیح حدیثون مین وارد ہے اور ابن مسعودؓ نے کہا جماعت سے وہی باز رہتا جو کہلا منافق ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کا ترک کبیرہ گناہ سے بہی زیادہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبوقت

مین ایک شخص کو جماعت مین لاتے اور وہ دو مردون پر ٹیکا دیئے ہوئے آتا اور ظاہر احادیث سے تو یہ نکلتا ہے کہ جماعت فرض ہے لیکن جو حدیثین جماعت کی فضیلت مین وارد ہین ان سے یہ نکلتا ہے کہ اکیلے شخص کی بھی نماز صحیح ہے اور ایسی بہت حدیثین ہین جیسے یہ حدیث جو کوئی انتظار کرتا ہے امام کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے وہ افضل ہے اس سے جو نماز پڑھکر سو رہے اور وہ حدیث جس مین آپنے حکم دیا ایک شخص کو دوبارہ نماز پڑھنے کا جب اُسنے بری طرح نماز پڑھی تھی کیونکہ آپنے اسکو دوبارہ اکیلے پڑھنے کا حکم دیا اور وہ حدیث کہ کون صدقہ کرتا ہے اسپر اسکے ساتھ نماز پڑھ لیوے جب ایک شخص کو اکیلے نماز پڑھتے دیکھا اور وہ حدیث جس مین ارکان اسلام کی تعلیم کی اس مین یہ نہین فرمایا کہ نماز جماعت سے پڑھیو حالانکہ اس شخص نے کہا مین اس سے زیادہ اور کم نہ کرونگا اور ایسی بہت حدیثین ہین اب جن حدیثون مین یہ ہے کہ جماعت کے بغیر نماز نہ ہوگی انکا یہی مطلب ہوگا کہ نماز کامل نہ ہوگی نہ یہ کہ صحیح نہوگی اور یہ جو حدیث جلانے کی ہے اس سے البتہ جماعت کا وجوب نکلتا ہے کیونکہ جو امر واجب نہو اسکی ترک پر گھر جلانے کی کوئی وجہ نہین رہتی لیکن اسکا جواب علامہ شوکانی نے شرح منتقے مین دیا ہے اور عمدہ توجیہ اس حدیث کی یہ ہے کہ گھر جلانا جماعت کی ترک پر نہ تھا بلکہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ منافق تھے اور نماز کا اہتمام انکے دلون مین نہ تھا اور امام احمد اور امام داؤد نے اس حدیث سے دلیل لی ہے وجوب جماعت پر حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ جماعت کی ترک کی رخصت دی گئی کئی وجہون سے ایک تو یہ کہ سردی یا بارش کی رات ہو دوسرے یہ کہ ضروری کام درپیش ہو جاوے جیسے کھانا طیار ہو تیسرے یہ کہ پخانہ یا پیشاب کی حاجت ہو چوتھی یہ کہ فتنے کا خوف ہو جیسے عورت کے لیے جب وہ خوشبو لگائے ہو اور اس مین اختلاف نہین ہے کہ عورت کو جماعت سے روکنا جائز نہین بموجب لفظ حدیث کہ جب تم مین سے کسیکی عورت مسجد مین جانے کی اجازت مانگے تو اسکو منع نکرے پانچوین یہ کہ خوف یا مرض ہو انتہے مختصراً

عن ابن ام مکتوم قال قلت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم انی کبیر ضریر شاسع الدار ولیس لی قائد یلاومنی فھل تجد من رخصۃ قال ھل تسمع النداء قلت نعم قال ما اجد لک رخصۃ

عبداللہ بن ام مکتوم سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مین بوڑھا ہون اندھا ہون میرا گھر بھی مسجد سے دور ہے اور میری مرضی کے موافق کوئی شخص بھی میرے پاس نہین ہے جو کھینچکر مجھکو لایا کرے تو آپ میرے واسطے رخصت پاتے ہین (جماعت کے ترک کی) آپنے فرمایا تو اذان سنتا ہے عبداللہ نے کہا جی ہان سنتا ہون آپنے فرمایا پھر تو مین تیرے لیے رخصت نہین پاتا (جماعت کے ترک کی) **ف** اس حدیث سے جماعت کی بڑی تاکید نکلی اور آپنے عبداللہ کو اجازت ندی حالانکہ وہ اندھے تھے اور انہون نے کہا کہ میرے پاس کوئی آدمی بھی نہین ہے جو مجھکو پکڑ کر لاوے کیونکہ انکا گھر مسجد سے بہت دور تھا اور اسیلیے وہ اذان کی آواز سنتے تھے تو

بغیر آدمی کے بھی وہ آسکتے تھے اور بعضوں نے کہا حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمکو جماعت کا ترک جائز نہیں کیونکہ اندھا ہونا
تو بڑی عذر ہے معافی جماعت کے واسطے اور آپ نے عتبان بن مالک کو جماعت معاف کی اندھے ہونے کی وجہ سے بلکہ حدیث
کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہارے لیے ایسی رخصت نہیں پاتا کہ تم جماعت میں حاضر نہ ہو اور جماعت کا ثواب پاؤ واللہ
اعلم **عن** ابن عباس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من سمع النداء فلم یأتہ فلا صلوۃ
لہ الا من عذر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان
سنے پھر نماز کو نہ آوے تو اسکی نماز نہ ہوگی مگر جب کوئی عذر ہو **عن** ابن عباس رض و ابن عمر انہما سمعا
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی اعوادہ لینتہین اقوام عن ودعہم الجماعات
او لیختمن اللہ علی قلوبہم ثم لیکونن من الغافلین عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت
ہے ان دونوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے منبر کی لکڑیوں پر لوگوں کو چاہیے
کہ جماعت کی ترک سے باز رہیں ورنہ اللہ تعالیٰ انکے دلوں پر مہر کردیگا پھر وہ غافلوں میں سے ہوجاوینگے **ف**
یعنے نور ایمان انکے دلوں سے جاتا رہیگا اور عبادت کی لذت اور حلاوت انکو حاصل نہ ہوگی یا عبادت کا اثر
انکے دلوں پر نہ ہوگا اور دل میں غفلت اور تاریکی جاویگی یہ فرمودہ آپ کا مجرب ہے **عن** اسامۃ بن زید
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لینتہین رجال عن ترک الجماعۃ او لاحرقن
بیوتہم اسامہ بن زید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو چاہیے کہ جماعت کی ترک سے
باز رہیں ورنہ میں انکے گھروں کو جلا دوں گا **باب** صلوۃ العشاء والفجر فی جماعۃ عشا اور فجر کی
نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیلت **عن** عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو
یعلم الناس ما فی صلوۃ العشاء وصلوۃ الفجر لاتوہما ولو حبوا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوجاوے جو ثواب عشا اور فجر کی نماز میں
ہے البتہ آویں ان دونوں نمازوں کے لیے سرین پر گھسٹتے ہوئے **ف** یعنے اگر چل نہ سکیں تو ہاتھ اور سرین
کے بل جماعت میں آویں اس حدیث سے عشا اور فجر کی بڑی فضیلت نکلی اور سبب اسکا یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں کا
وقت نیند اور سستی کا وقت ہوتا ہے اور نفس پر بہت شاق ہوتا ہے کہ آرام چھوڑکر نماز کے لیے حاضر ہو اور
جو عبادت نفس پر زیادہ شاق ہو اسمیں زیادہ ثواب ہے **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اثقل الصلوۃ علی المنافقین صلوۃ العشاء وصلوۃ الفجر ولو یعلمون
ما فیہما لاتوہما ولو حبوا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک
سب بھاری نماز منافقوں پر عشا اور فجر کی نماز ہے اور اگر انکو معلوم ہوجاوے جو فضیلت یا ثواب ان

دونوں میں ہے البتہ حاضر ہوں ان میں سرین پر گھسٹتے ہوئے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدٍ جَمَاعَةً اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً لَا تَفُوْتُهُ الرَّكْعَةُ الْاُوْلٰى مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا عِتْقًا مِنَ النَّارِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت کی مسجد میں چالیس راتوں تک نماز پڑھے اسطرح سے کہ عشا کی پہلی رکعت فوت نہ ہو تو اللہ اسکے بدل آزادی لکھدے گا اسکے لیے دوزخ سے **ف** معلوم ہوا کہ چالیس کا عدد خداوند کریم کے نزدیک مقبول ہے دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی چالیس دن تک اللہ کے لیے خلوص کرے تو اسکے دل سے حکمت کے چشمے جاری ہونگے اوسکی زبان پر اور اسی وجہ سے صوفیوں نے ریاضت اور عبادت کے لیے چلے اختیار کیے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک چلہ انتظار کرنے کا حکم دیا جب انکو بلایا توراۃ شریف دینے کے لیے وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً اخیر تک نبار اور ابو داؤد نے نکالا ہر شے کی ایک عمدگی ہے اور نماز کی عمدگی تکبیر اولیٰ ہے تو محافظت کرو اسپر اور سلف کا یہ حال تھا کہ جب انکی تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تو تین دن تک مجاہدہ کرتے نفس کے ساتھ اور جب جماعت فوت ہو جاتی تو سات دن تک اور اگر جمعہ فوت ہو جاتا تو ستر دن تک اور اس حدیث سے یہ بھی بعضوں نے نکالا ہے کہ جس شخص نے جماعت کی پہلی رکعت پائی اوس نے گویا تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ پائی کیونکہ دوسری روایت میں رکعت اولیٰ کے بدل تکبیر اولیٰ ہے اور تکبیر اولیٰ پانے میں تین قول ہیں ایک یہ کہ امام کی تکبیر کے ساتھ ہی شریک ہو دوسرے یہ کہ امام کی قرأت سے پہلے نماز میں شریک ہو جاوے تیسرے یہ کہ رکوع سے پہلے شریک ہو جاوے اور اخیر قول میں آسانی ہے مترجم کہتا ہے صرف رکعت پانے سے بہت اہلحدیث کے نزدیک رکعت نہیں ملتی پس تکبیر اولیٰ بھی نہ پاوے گا لیکن اگر اتنی مہلت پاوے کہ سورہ فاتحہ پڑھ لے تو وہ رکعت ملجاوے گی اور اسصورت میں گویا تکبیر اولیٰ اوس نے پالی واللہ اعلم

بَابُ لُزُوْمِ الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلٰوةِ مسجد میں بیٹھے رہنے کی فضیلت عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم میں سے کوئی جب مسجد میں جاوے تو وہ نماز ہی میں رہیگا جب تک نماز اسکو روکے رہے اور فرشتے تم میں سے ایک کے لیے دعا کرتے ہیں جب تک اسمقام میں رہتا ہے جہاں اُس نے نماز پڑھی فرشتے یوں کہتے ہیں یا اللہ بخش دے اسکو یا اللہ رحم کر اوسپر یا اللہ معاف کر دے گناہ اسکے جب تک اسکو حدث نہ ہو (یعنی وضو نہ ٹوٹے) اور جب تک وہ ایذا نہ دیوے (کسی مسلمان کو) +

ف ہاتہ یا زبان سے مسلمان کو ایذا دینا اور ستانا حدث کے حکم مین ہے کہ فرشتے ساتھ چھوڑ دیتے ہین ابوہریرہ
سے پوچھا حدث کیا ہے انہون نے کہا ہیسکی یا گوز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدث فرشتون کو مرغوب نہین ہے اور اسیلیے
ہر وقت باوضو رہنا بہتر ہے اور طریقہ ہے صالحین کا گو مسجد مین بیوضو بیٹھنا درست ہے اور بعضون نے کہا مکروہ ہے
عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما توطن رجل مسلم المساجد للصلوۃ والذکر
الا تبشبش اللہ کما یتبشبش اہل الغائب بغائبہم اذا قدم علیہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمان مسجد کو گھر بنا دے (یعنے اکثر وہان رہا کرے عبادت کے لیے نماز
اور ذکر الہی کے واسطے) تو اللہ جل جلالہ اس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے اس شخص کے گھر والے جو غائب ہو گیا ہو اسکے
آنے سے خوش ہوتے ہین **ف** اللہ کی خوشی اپنے ظاہری معنون پر ہے لیکن اسکی کیفیت اور حقیقت وہی جانتا
ہے تاویل کی ضرورت نہین اہل الحدیث کا تمام صفات الہیہ مین یہی طریقہ ہے **عن** عبد اللہ بن عمرو قال صلینا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المغرب فرجع من رجع وعقب من عقب فجاء رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مسرعا قد حفزہ النفس وقد حسر عن رکبتیہ فقال ابشروا ہذا ربکم
قد فتح بابا من ابواب السماء یباہی بکم الملائکۃ یقول انظروا الی عبادی قد قضوا فریضۃ
وہم ینتظرون اخری عبد اللہ بن عمرو رض سے روایت ہے ہمنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑہی
پہر کوئی لوٹ گیا اور کوئی پیچھے رہ گیا اتنے مین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوڑتے ہوئے آئے آپ کا دم چڑہ گیا
تہا دوڑنے سے) اور آپنے اپنے گھٹنے کہولدیے تہے (معلوم ہوا کہ گھٹنا ستر نہین ہے) آپنے فرمایا خوش
ہو جاؤ (سبحان اللہ صدقے مالک کے) یہ تمہارا مالک ہے (آپنے اشارہ کیا مالک کیطرف وہ اسوقت برآمد ہوا تہا)
اُس نے ایک دروازہ کہولا ہے آسمان کے دروازون مین سے اور فخر کرتا ہے تمہاری وجہ سے فرشتون پر فرماتا ہے
میرے بندون کو دیکھو ایک فرض نماز ادا کر چکے اور دوسرے فرض کا انتظار کر رہے ہین **ف** اور تم کہتے تہے
کہ آدم کی اولاد تیری نافرمانی کرے گی اور خون اور فساد کرین گے وہ تو عبادت مین مصروف ہین یا اللہ صدقے تیرے
کرم اور فضل اور عنایت کے ہماری عبادت کیا اور ہم کیا لیکن تو جسکو چاہے عزت دیتا ہے یہانتک کہ فرشتون سے
بڑہا دیتا ہے اور جسکو چاہے ذلت دیتا ہے یہانتک کہ جانورون سے بہی گہٹا دیتا ہے غرض سب تیرا فضل ہی فضل
ہے تو چاہے تو ہمسے عبادت کرادے چاہے گناہ کرادے لیکن ہم بڑی عاجزی سے تجہ سے یہ سوال کرتے ہین کہ تو
اپنی رضامندی ہمکو عطا فرما گو ہم اسکے لائق نہین ہین اور جنت حور وقصور سب تیری رضامندی پر سے تصدق
ہین اس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ اللہ جل جلالہ حقیقۃ کلام کرتا ہے اور وہ جہان اور جس مقام پر چاہے برآمد ہو سکتا ہے
دوسری حدیث مین ہے کہ ہر پچہلی رات کو عرش سے اتر کر دنیا کے آسمان پر تشریف لاتا ہے غرض یہ سب صفات

ہمارے مالک کی ہین جو اسکے حبیب نے بیان کی ہین اور ہم دل سے انکو مانتے ہین ان مین چون چرا اور تاویل اور تحریف
نہین کرتے خدا ناس کرے جہمیہ اور معتزلہ اور منکرین صفات کا ایسی حدیثین سنکر انکی جان نکلتی ہے مرین خدا کرے
تباہ ہون کالا مونہہ کرین دنیا اور آخرت مین عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا
رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ قَالَ اللهُ تَعَالَى إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ
آمَنَ بِاللهِ الْآيَةَ ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی کو دیکھو وہ عادت
رکھتا ہے مسجد مین آنیکی (یعنے نماز کے لیے اور مسجد کی خدمت کے لیے بوریے بدہنے چراغ پانی وغیرہ سے) تو گواہی
دو اسکے مومن ہونے کی فرمایا اللہ تعالے نے آباد رکہتے ہین مسجد کو وہی لوگ جو ایمان لائے اللہ جل جلالہ پر اور پچہلے
دن پر اور قائم کی انہون نے نماز اور ادا کی زکوۃ اور سوا خدا کے کسی سے نہین ڈرے **ف** یہان یہ اشکال ہوتا
ہے کہ ایمان کی گواہی ایسے شخص کے لیے کیونکر دے سکتے ہین کیونکہ شاید اسکا خاتمہ کفر پر ہو اور اسیواسطے آپ نے انکار
کیا اس شخص پر جس نے ایک بچے کی نسبت کہا تہا وہ جنت کی چڑیون مین سے ایک چڑیا ہے اور شاید اس حدیث کا
مطلب یہ ہو کہ ظن کے ساتہ شہادت دو یعنے ایسے شخص کے ساتہ نیک گمان رکھو کہ وہ جنتی ہے کیونکہ عمدہ کامون
مین مصروف ہے گو یقین کے ساتہ معلوم نہین کہ وہ جنتی ہوتا ہے یا نہین ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر نے اور مین کہتا ہون
حدیث مین کچہ اشکال نہین ہے کیونکہ جو کوئی مسجد کو آباد رکہے نماز پنجگانہ اور سامان ضروری سے اسکی نسبت ایمان
کی شہادت دینے کا حکم ہے پس جسوقت وہ ایسے کام کر رہا ہے تو یقینی وہ مومن ہے اب خاتمہ کا علم اللہ جل جلالہ
کو ہے اور اس سے اسکا جنتی ہونا لازم نہین آتا جنت تو اسوقت ملیگی جب خاتمہ ایمان پر ہو (یا اللہ تو اپنے فضل و
کرم سے ہمارا خاتمہ ایمان پر کر اور اپنے نیک بندون کی طفیل سے ہم بدون اور روسیاہون کی بہی مغفرت کر یا اللہ
حشر کر ہمکو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین اور محبان اہل بیت رسالت مین اور متبعان حدیث نبوی مین اور
طائفہ اہلحدیث اور زمرہ امام احمد بن حنبل اور امام بخاری علیہما الرحمۃ مین اور ساتہ رکہ ہمکو میدان حشر اور برزخ مین
ہمارے امام عالی مقام امام حسن بن علی علیہ السلام کے یا اللہ ہمکو امام حسن بن علی علیہما السلام کی کفش برداری کیخدمت
عطا فرما جنت مین بس یہی عزت ہمارے لیے بس ہے اور یہی ہمکو زیادہ محبوب ہے حور و قصور اور تمام نعماء جنت
سے آمین یارب العلمین **ف** جماعت دو شخصون سے ادا ہوجاتی ہے اگرچہ دوسرا شخص لڑکا ہو یا عورت اور جتنی
جماعت زیادہ ہوگی ثواب زیادہ ہوگا اور افضل کے ہوتے ہوئے اس سے کم درجہ والے کی امامت صحیح ہے لیکن
افضل کی اجازت سے اور افضلیت کے لیے قراءت قرآن پہر علم دین پہر عمر حدیث شریف سے ثابت ہے اور بہتر یہ ہے
کہ امام ذی علم اور نیک اور پرہیزگار ہو تاکہ نماز مین نور پیدا ہو اور نمازیون کا دل لگے اور احمق ہے وہ شخص جو
کسی کے پیچہے نماز نہین پڑہتا اور ہر ایک امام مین ایک عیب نکالتا ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے

امام نماز پڑہاتی ہین تمہاری پہر اگر ٹہیک کرینگے تو تم کو انکو دونو کو فائدہ ہے اگر غلط کرینگے تو اسکا وبال انہی پر ہوگا یعنی تمہاری نماز صحیح ہوجاویگی اور ہمیشہ صحابہ اور تابعین ظالم اور فاسق حاکمون کے پیچہے نماز پڑہتے رہے ہے اور مرد عورتون کی امامت کرے لیکن عورت مرد کی امامت نکرے اور فرض پڑہنے والا نفل پڑہنے والے کی اقتدا کرسکتا ہے اسیطرح نفل پڑہنے والا فرض پڑہنے والے کی اور امام کی متابعت افعال نماز مین واجب ہے اور جب مقتدی اسکی امامت سے ناراض ہون تو امامت نکرے اور امام کو چاہیے کہ ہلکی نماز ادا کرے تعدیل ارکان اور شرائط کے ساتھہ اور امام اگر مقتدیون سے اونچا ہو تو کچہ قباحت نہین ہے اور صاحب خانہ اور بادشاہ کو امامت کا حق ہے کوئی دوسرا انکی اجازت کے بغیر امامت نکرے اگر امام کی نماز مین کوئی خلل پیدا ہو تو مقتدیون کی نماز مین خلل نہوگا جیسے امام بیوضو یا جنب نکلے اگر ایک ہی مقتدی ہو تو امام کی داہنی طرف اسکے برابر کہڑا ہو اگر دو ہون تو امام کے پیچہے کہڑے ہون اور نری عورتین اگر ہون تو عورت انکی امامت کرسکتی ہے لیکن وہ صف کے اندر برابر بیچ مین کہڑی ہو اور صفون کو برابر کرنا ضرور ہے اور جو جگہہ صف مین خالی ہو اسکو بہرنا چاہیے اور پہلا اول صف کو پورا کرنا چاہیے پہر دوسری صف شروع کرنا اور جسنے صرف رکوع پایا اُسنے وہ رکعت نہین پائی یہ سب مسائل اہلحدیث کے مذہب کے موافق لکہی گئی ہین جو صحیح حدیثون سے ثابت ہین **ابواب** اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ وَالسُّنَّۃِ فِیْھَا نماز کا بیان اور اسکا طریقہ **باب** اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ نماز شروع کرنے کا بیان **عن** اَبِی حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیِّ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَقَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ ابو حمید ساعدی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کو اُٹہتے قبلے کی طرف مونہہ کرتے اور دونو ہاتہہ اٹہاتے اور فرماتے اللہ اکبر **ف** اس تکبیر کو تحریمہ کہتے ہین یہ فرض ہے نماز مین باتفاق علما اہلحدیث کے نزدیک نماز کے تمام ارکان جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین فرض ہین سوا جلسہ اولی کے اور جلسہ استراحت کے اور اذکار نماز مین سے کوئی ذکر واجب نہین ہے سوا تکبیر تحریمہ کے اور سورہ فاتحہ کی ہر رکعت مین اور تشہد اخیر کے اور سلام کے اسکے سوا اور اذکار سنت ہین اب تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتہہ اٹہانا کانون تک یا مونڈہون تک دونو طرح وارد ہے اور یہ سنت ہے **عن** اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ صَلٰوتَہٗ یَقُوْلُ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ ابو سعید خدری سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز شروع کرتے تہے تو فرماتے تہے (تکبیر تحریمہ کے بعد) سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک **ف** ابو حنیفہ نے اسی دعا کو اختیار کیا ہے لیکن اسکا اسناد قوی نہین ہے اور قوی روایت سے جو دعا ثابت ہے اسکا پڑہنا بہتر ہے وہ یہ ہے اللہم باعد بینی وبین خطایای اخیر تک یا انی وجہت وجہی اخیر تک اگرچہ ہر ایک دعا پڑہ سکتا ہے

امام شافعی نے انی وجہت وجہی کو اختیار کیا ہے اور امام مالک نے کہا کوئی دعا پڑھنا ضرور نہیں اور اہل حدیث نے
اس دعا کو اختیار کیا ہے اللہم باعد بینی وبین خطایای اخیر تک جو آگے آویگی اسکا اسناد نہایت صحیح ہو نکالا اسکو بخاری
اور مسلم نے **عن** اَبِی ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَبَّرَ سَکَتَ بَیْنَ التَّکْبِیْرِ
وَالْقِرَاءَۃِ قَالَ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَرَاَیْتَ سُکُوْتَکَ بَیْنَ التَّکْبِیْرِ وَالْقِرَاءَۃِ فَاَخْبِرْنِیْ مَا تَقُوْلُ قَالَ
اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنْ
خَطَایَایَ کَالثَّوْبِ الْاَبْیَضِ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ابوہریرہ رض
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے یعنے تکبیر تحریمہ تو سکوت کرتے تھوڑی دیر تک تکبیر
وقراءت کے بیچ میں میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ سکوت فرماتے ہیں تکبیر اور قراءت کے بیچ میں تو
مجھکو بتلایئے آپ کیا پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا میں یہ پڑھتا ہوں اللہم باعد بینی اخیر تک یعنے یا اللہ دوری کردے
مجھ میں اور میرے گناہوں میں جتنی دوری کی تونے پورب اور پچھم میں یا اللہ صاف کردے مجھکو میرے گناہوں
سے سفید کپڑے کیطرح میل سے یا اللہ دھو ڈال میرے گناہ پانی اور برف اور اولے سے **ف** برف اور اولے
سے دھونا اسکا مطلب یہ ہے کہ خوب صفائی کردے کیونکہ برف اور اولے کا پانی بالکل خالص اور صاف ہوتا ہے
اُس میں میل اور کچیل بالکل نہیں ہوتا تو اس سے طہارت بہت اچھی ہوگی اس قسم کی حدیثیں بہت وارد ہیں اور
قرآن میں بھی موجود ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر جن سے یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت اپنی گناہوں
کی مغفرت چاہتے تھے حالانکہ آپ معصوم تھے تمام گناہوں سے اسکے عالموں نے کئی جواب دیے ہیں بعضوں
نے کہا مراد وہ گناہ ہیں جو نبوت سے پہلے آپ سے ہوئے بعضوں نے کہا صغائر مراد ہیں اور صغائر سے آپ معصوم
نہ تھے اور حق یہ ہے کہ آپ پاک تھے صغائر اور کبائر دونوں سے اور اس قسم کی دعاؤں میں آپ نے امت کو
تعلیم کیا اور مقام تعلیم میں اپنے آپکو بھی براہ تواضع مثل امت کی ایک شخص کے قرار دیا اور بعضوں نے کہا
پیغمبروں کے گناہ اس قسم کے ہیں کہ عوام کے حق میں وہ گناہ ہی نہیں ہیں لیکن انکے تقرب کی وجہ سے انکے
حق میں وہ گناہ گنے جاتے ہیں ایک بزرگ کا قول ہے حسنات الابرار سیئات المقربین اور کسی نے کہا ہے
ع نزدیکان را بیش بود حیرانی * اور صحیح یہ ہے کہ اولیاء اللہ دم بھر کی غفلت کو بھی جو خدا کی یاد سے ہوجاتی ہے
گناہ سمجھتے ہیں حالانکہ عوام پہروں خدا سے غافل رہتے ہیں **عن** عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ قَالَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ
وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو فرماتے سبحانک
اللہم وبحمدک اخیر تک یعنے پاکی بیان کرتا ہوں میں تیری اور تیری تعریف کرتا ہوں یا اللہ برکت والا ہے تیرا

نام اور بلند ہے تیری عظمت اور کوئی معبود نہیں سوا تیرے یعنے یا معبود **باب** الاستعاذة في الصلوة نماز
میں اعوذ پڑھنا **ف** یعنے دعائے استفتاح کے بعد قرأت سے پہلے **عن** جبیر بن مطعم قال رأیت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین دخل فی الصلوۃ قال اللہ اکبر کبیرا اللہ اکبر کبیرا ثلثا الحمد
للہ کثیرا الحمد للہ کثیرا ثلثا سبحان اللہ بکرۃ واصیلا ثلاث مرات اللھم انی اعوذ بک
من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ قال عمرو رض ھمزہ الموتۃ ونفثہ الشعر ونفخہ
الکبر۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب نماز میں گئے تو فرمایا اللہ اکبر کبیرا
اللہ اکبر کبیرا تین بار اور الحمد للہ کثیرا الحمد للہ کثیرا تین بار اور سبحان اللہ بکرۃ واصیلا تین بار **ف** یہ بھی ایک
دعاء استفتاح ہے جسکو تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھ سکتے ہیں جو شخص متبع سنت ہو اسکو چاہیے کہ کبھی سبحانک
اللھم پڑھے کبھی اللھم باعد بینی کبھی انی وجہت کبھی یہ دعا تاکہ ہر ایک سنت کا ثواب ہاتھ آوے یہ ایسی
نعمت غیر مترقبہ ہے جس سے متعصب مقلدین ہمیشہ محروم رہتے ہیں ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر متعدد بار
نہ ہو سکے تو ایک ہی بار آنحضرت کی ہر ایک سنت پر عمل کرے شاید اللہ جل جلالہ اسکو قبول فرماوے اور اسکی وجہ
سے مغفرت ہو جاوے اور اتباع سنت کے ساتھ تھوڑی عبادت میں جو اثر ہوتا ہے وہ بڑی عبادت میں نہیں
ہوتا جب سنت کے خلاف ہو بڑے بڑے محققین صوفیہ کرام جیسے حضرت جنید بغدادی حضرت بایزید بسطامی
حضرت ذو النون مصری حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند حضرت سلطان نظام الدین اولیاء قدس سرہم نے تصریح
کی ہے کہ قرب الی اللہ حاصل نہیں ہوتا بغیر پیروی کتاب اور سنت کے **ف** پھر فرمایا اللھم انی اعوذ بک من
الشیطان الرجیم من ہمزہ ونفخہ ونفثہ **ف** یہی استعاذہ ہے اور امام احمد اور اہل سنن کی روایت میں یوں ہے
اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ہمزہ ونفخہ ونفثہ اور صرف اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور
استعیذ باللہ من الشیطان الرجیم بھی منقول ہے **ف** حضرت عمر نے کہا ہمز شیطان کا موتہ ہے وہ ایک بیماری
ہے مرگی اور جنون کی طرح اور نفث شعر ہے اور نفخ کبر اور غرور ہے **ف** مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس استعاذے میں شیطان کی تین چیزوں سے پناہ مانگی اسکے ہمز اور نفخ اور نفث سے تو حضرت
عمر نے ان تینوں کی تفسیر کی اور شعر سے مراد وہ شعر ہے جس کا مضمون خراب ہو ورنہ عمدہ شعر تو حکمت میں داخل
ہے اور نفخ کے معنے پھونکنا غرور اور تکبر کیا ہے شیطان کا پھونک دینا ہے **عن** ابن مسعود عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم انی اعوذ بک من الشیطان الرجیم وھمزہ ونفخہ ونفثہ قال
فھمزہ الموتۃ ونفثہ الشعر ونفخہ الکبر عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اللھم انی اعوذ بک من الشیطان الرجیم وہمزہ ونفخہ ونفثہ تو ہمز تو موتہ کی بیماری ہے اور نفث

شعر ہے اور نفخ کبر ہے **ف** طیبی نے کہا اگر یہ تفسیر حدیث مین داخل ہے تو اسکے سوا دوسری تفسیر نہین ہو سکتی
اور جو راوی نے یہ تفسیر کی ہے تو نفث سے سحر بھی مراد ہو سکتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ومن شر النفاثات فی
العقد اور ہمز سے شیطان کا وسوسہ بھی مراد ہو سکتا ہے جیسے قرآن مین ہے قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ
الشَّيٰطِيْنِ **بَابُ** وَضْعِ الْيَمِيْنِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلٰوةِ نماز مین داہنا ہاتھ بائین پر رکھنا **ف**
اس باب مین اٹھارہ صحابیون نے روایت کی ہے اور ارسال یعنے ہاتھون کا چھوڑ دینا نہ بروایات صحیحہ آنحضرت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ سے اب اختلاف ہے علما کا کہ ناف کے اوپر باندھے یا ناف کے
نیچے ترمذی نے کہا اور دونو طرح درست ہے علما کے نزدیک اور ابن ابی شیبہ نے حسن اور ابراہیم اور ابن مسیب
اور ابن سیرین اور سعید بن جبیر سے ارسال بھی نقل کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے عمرو بن دینار سے نکالا کہ
عبد اللہ بن زبیر جب نماز پڑھتے تھے تو دونو ہاتھ چھوڑ دیتے تھے یہ روایت شاذ ہے ابو داؤد نے ابن زبیر
سے نکالا انہون نے کہا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر باندھنا سنت ہے اور امام مالک سے اس باب مین مختلف
روایتین ہین اہل مدینہ نے ہاتھ باندھنا اور اہل بصرہ نے ہاتھ چھوڑنا اُن سے نقل کیا ہے اور ابن قاسم نے
مطلقا ارسال نقل کیا ہے اور مالکیہ کا اسی پر عمل ہے اور ابن قیم نے اعلام الموقعین مین کہا کہ ہاتھ
باندھنے کی متعدد حدیثین چھوڑ دی گئین امام مالک کے اس قول سے جسکو روایت کیا ابن قاسم نے کہ ہاتھ
نہ باندھنا مجھکو زیادہ پسند ہے غرض اہل حدیث نے ہاتھ باندھنا اختیار کیا ہے اور وہ بھی سینے پر کیونکہ سینے پر ہاتھ باندھنے
کی روایت صحیح ابن خزیمہ مین موجود ہے اور ناف کے نیچے باندھنے مین اسیطرح کی بے ادبی ہے اور صحیح مرفوع
روایت سے وہ ثابت بھی نہین ہے حضرت علی کا قول ہے اسکو نکالا رزین اور ابو داؤد نے مگر اسکا اسناد ضعیف
ہے اسپر بھی اگر کوئی ناف کے نیچے ہاتھ باندھے یا ناف کے اوپر سینے کے نیچے تو اسپر کوئی اعتراض کرنا چاہیے
کیونکہ امام ترمذی نے کہا والکل واسع عندہم یعنے ہر ایک مین وسعت ہے علما کے نزدیک **عَنْ**
قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَاْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ
قبیصہ بن ہلب سے روایت ہے اُنسے روایت کی اپنے باپ ہلب سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت
کرتے تھے تو بایان ہاتھ داہنے ہاتھ سے تھامتے تھے (یعنے داہنا بائین کے اوپر رکھتے تھے) **عَنْ**
وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَاَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ وائل بن
حجر سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے آپنے اپنے بائین ہاتھ کو داہنے
ہاتھ سے تھاما **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاضِعٌ
يَدِيَ الْيُسْرٰى عَلَى الْيُمْنٰى فَاَخَذَ بِيَدِيَ الْيُمْنٰى فَوَضَعَهَا عَلَى الْيُسْرٰى عبد اللہ بن مسعود نے

کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر سے گذرے میں نے بایاں ہاتھ داہنے ہاتھ کے اوپر باندھا تھا آپ نے میرا ہاتھ داہنا پکڑا
اور اسکو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھدیا **باب** افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِ قرارت شروع کرنے کا بیان **ف** قرارت
یعنے قرآن کا پڑھنا نماز میں فرض ہے اہلحدیث کے نزدیک ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور یہی قول
ہے شافعی اور احمد کا اور امام مالک کے نزدیک تین رکعتوں میں فرض ہے کیونکہ اکثر کا حکم کل کا ہے اور بعض
علما کے نزدیک قرارت مطلقاً سنت ہو وہ کہتے ہیں کہ نماز میں افعال فرض ہیں نہ اقوال لیکن یہ مذہب شاذ ہے
عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قررت کو شروع کرتے
تھے الحمد للہ رب العلمین سے **ف** یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو پکار کر نہیں پڑھتے تھے بلکہ آہستہ سے پڑھکر الحمد للہ رب
العلمین بلند آواز سے پڑھتے امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے اور اکثر اہلحدیث نے بھی اسکو اختیار کیا ہے لیکن امام
شافعی کا یہ قول ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ اور ہر ایک سورت کا جزو ہے پس جہری نماز میں بسم اللہ جہر سے
پڑھے اور سری نماز میں آہستہ سے پڑھے امام شوکانی نے نیل الاوطار میں اسکو راجح قرار دیا ہے اور کہا ہو
کہ عدم جہر بسم اللہ کی حدیثیں گو صحیح ہیں لیکن جہر کی احادیث بکثرت وارد ہیں اور اثبات مقدم ہے نفی پر
اور انسؓ اور عبد اللہؓ بن مغفل کم سن صحابہ میں سے ہیں احتمال ہے کہ یہ اخیر صف میں پڑھتے ہوں اور بسم اللہ کا
جہر انہوں نے نہ سنا ہو **مترجم** کہتا ہے یہ تقریر شوکانی کی مسلم نہیں کس لیے کہ جہر کی احادیث اگرچہ بکثرت وارد ہیں
پر سب ضعیف ہیں اور عدم جہر کی احادیث صحیح ہیں اور انسؓ اور عبد اللہ بن مغفل کا کم سن ہونا مسلم ہے پر یہ کہاں
سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ وہ اخیر صف میں ہی رہتے تھے اور قرارت کی آواز نہیں سنتے تھے اور انہوں نے اگر
بسم اللہ نہیں سنی تو یہ کیسے سنا کہ آپ قرارت کو الحمد رب العلمین سے شروع کرتے تھے اسکے علاوہ انسؓ اور عبد اللہؓ
مغفل خلفاے راشدین کیوقت میں کم سن نہتھے وہ اس وقت بھی بیان کرتے ہیں کہ کوئی بسم اللہ کا جہر نہیں کرتا
تھا جیسا کہ آگے آویگا پس مولانا اسمٰعیل صاحب نے تنویر العینین میں جو لکھا ہے کہ بسم اللہ کا جہر نہ کرنا اولے
ہے میں بھی اسکو اختیار کرتا ہوں اور سید علامہ نے روضہ ندیہ میں امام شوکانی کی کلام کو نقل کیا اور اسپر
سکوت کیا پس اگر کوئی بسم اللہ جہر سے بھی پڑھے تب بھی کوئی قباحت نہیں ہے اور طالب سنت کو لازم ہے کہ
دونوں طرح کیا کرے بہر حال بسم اللہ کا پڑھنا ضرور ہے سورہ فاتحہ کے اول اسیطرح ہر سورت کو شروع میں گو
آہستہ سے سہی **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ
يَفْتَتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضے اللہ عنہما قرارت شروع کرتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَفْتَتِحُ الْقِرَاءَۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرارت شروع کرتے تھے الحمد للہ رب العلمین سے **ف** امام شافعی نے اسکا مطلب یہ کہا ہے کہ سورۃ فاتحہ پہلے پڑھتے تھے پھر اسکے بعد دوسری سورت اور یہ مطلب نہیں ہو کہ بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے اس صورت میں یہ حدیث اور اسکے مثل دوسری حدیثیں عدم جہر کی دلیل نہ ہونگی عَنْ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُغَفَّلِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ وَقَلَّ مَا رَاَیْتُ رَجُلًا اَشَدَّ عَلَیْہِ فِی الْاِسْلَامِ حَدَثًا مِنْہُ فَسَمِعَنِیْ وَاَنَا اَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَقَالَ اَیْ بُنَیَّ اِیَّاکَ وَالْحَدَثَ فَاِنِّیْ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ رَجُلًا مِنْہُمْ یَقُوْلُہٗ فَاِذَا قَرَأْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عبد اللہ بن مغفل کے بیٹے سے روایت ہے وہ کہتے تھے میں نے کم ایسا آدمی دیکھا ہے جسکو دین میں نئی بات نکالنا عبد اللہ بن مغفل سے زیادہ ناگوار ہوتی ہو (یعنی ان کو بدعت سے نہایت نفرت تھی اور تمام صحابہ کرام کا یہی حال تھا سنت کے عاشق تھے اور بدعت کے قاتل تھے) انہوں نے سنا مجھکو بسم اللہ الرحمن الرحیم (پکار کر) پڑھتے ہوئے تو کہا اے بیٹے میرے تو نئی بات سے بچا رہ (یعنی بدعت سے پرہیز کر) کیونکہ میں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رض اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ میں نے ان میں سے کسی کو نہیں سنا جو بسم اللہ کہتا ہو (یعنی پکار کر پڑھتا ہو) پھر جب تو قرات کرے تو کہہ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ **ف** اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ تعوذ اور تسمیہ دونوں نہ پڑھے اور امام احمد وغیرہ نے بیس صحابہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت سورہ فاتحہ کے شروع میں پکار کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے اور ان میں سے ہر ایک روایت گو ضعیف ہو مگر سب ملکر حدیث قوی ہوجاتی ہے اور شافعی کا یہی قول ہے اور تعجب ہے کہ امام مالک نے متعدد حدیثوں کے خلاف بسم اللہ کا مطلق نہ پڑھنا کیسے اختیار کیا اگرچہ امام مالک نے ایسا کیا ہو پر مالکیہ کو حدیث پر چلنا لازم ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا چاہیے اور عاشق سنت کو لازم ہے کہ کبھی بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ سے پڑھے اور قرات الحمد للہ رب العلمین سے شروع کرے اور کبھی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے قرات شروع کرے پکار کر اس میں دونوں طرف کی حدیثوں پر عمل ہوجاتا ہے اور پوری پیروی ہوتی ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی بَابُ الْقِرَاءَۃِ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فجر کی نماز میں کونسی سورت پڑھے عَنْ قُطْبَۃَ بْنِ مَالِکٍ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الصُّبْحِ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّھَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ قطبہ بن مالک سے روایت ہے انہوں نے سنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھ رہے تھے وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّھَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ **ف** یہ آیت سورہ ق میں ہے

مطلب یہ ہے کہ سورہ قاف اور اسکے برابر سورتین فجر کی نماز مین پڑہتے **عن** عمرو بن حریث قال صلیت مع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقرأ فی الفجر کانی اسمع قراءتہ فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس
عمرو بن حریث سے روایت ہے مینے نماز پڑہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ فجر کی نماز مین یہ آیت پڑہ رہے
تھے گویا مین آپ کی قرأت کو سن رہا ہون فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس **ف** یہ آیت سورہ اذا الشمس کورت مین
ہے مطلب یہ ہے کہ سورت پڑہی اور مجہے اس آیت کا پڑہنا اب تک یاد ہے **عن** ابی برزۃ رض ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی الفجر ما بین الستین الی المائۃ ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز مین ساٹھ آیتون سے لیکر سو آیتون تک پڑہتے تھے **عن** ابی قتادۃ قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بنا فیطیل فی الرکعۃ الاولی ویقصر فی الثانیۃ
وکذلک فی الصبح ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہاتے تھے ہماری ساتھ
تو لنبا کرتے تھے پہلی رکعت کو اور چہوٹا کرتے تھے دوسری رکعت کو اور ایسا ہی کرتے تھے آپ صبح کی نماز مین +
ف پہلی رکعت مین قرأت کو طول دینا بہ نسبت دوسری رکعت کے مستحب ہے اور بڑا فائدہ اس مین یہ ہے کہ لوگون
کو جماعت ملجاوے اور پہلی رکعت فوت نہ ہو اور بعضون نے کہا یہ امر فجر کی نماز سے خاص ہے واللہ اعلم **عن**
عبد اللہ بن السائب قال قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الصبح بالمؤمنین فلما
اتی علی ذکر عیسی اصابتہ شرقۃ فرکع یعنی سعلۃ عبد اللہ بن السائب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فجر کی نماز مین سورہ مومنون پڑہی جب حضرت عیسیٰ کا ذکر آیا یعنے اس آیت پر پہونچے وجعلنا ابن مریم
وامہ آیۃ اخیر تک تو آپ کو ٹہسکا لگا (یعنے کہانسی) آپ نے رکوع کر دیا **ف** اس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ
ہر سورت کا پورا پڑہنا ضرور نہین آپ جب اس سورت کو پڑہ رہے تھے تو روتے جاتے تھے نماز مین آخر روتے
روتے کہانسی آئی آواز بند ہوگئی آپ نے رکوع کر دیا صلے اللہ علیہ وسلم **باب** القراءۃ فی صلاۃ الفجر
یوم الجمعۃ جمعہ کے دن فجر کی نماز مین کونسی سورت پڑہے **عن** ابن عباس رض قال کان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقرأ فی صلوۃ الصبح یوم الجمعۃ الم تنزیل السجدۃ وھل اتی علی الانسان عبد اللہ
بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز مین جمعہ کے دن یہ سورتین پڑہتے تھے الم تنزیل السجدہ
اور ہل اتی علی الانسان یعنے سورہ دہر **ف** اس مین شاید یہ حکمت ہوگی کہ ان دونو سورتون مین انسان
کی پیدایش اور خاتمہ اور آدم اور جنت اور دوزخ کا ذکر ہے اور قیامت کا حال ہے اور یہ سب باتین جمعہ کے
دن ہونیوالی ہین اور کچھ ہو چکین **عن** سعد قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی صلوۃ
الفجر یوم الجمعۃ الم تنزیل وھل اتی علی الانسان سعد بن ابی وقاص سے بہی ایسی ہی روایت ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ وَهَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ وَهَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ قَالَ اِسْحَاقُ هٰکَذَا حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا اَشُکُّ فِیْهِ وہی جو اوپر گذرا عبد اللہ بن مسعودؓ سے بھی مروی ہے

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ظہر اور عصر کی قرأت کا بیان

عَنْ قَزَعَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَیْسَ لَكَ فِیْ ذٰلِكَ خَیْرٌ قُلْتُ لَهٗ بَیِّنْ رَحِمَكَ اللّٰهُ قَالَ کَانَتِ الصَّلٰوةُ تُقَامُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرُ فَیَخْرُجُ اَحَدُنَا اِلَی الْبَقِیْعِ فَیَقْضِیْ حَاجَتَهٗ وَیَجِیْءُ فَیَتَوَضَّاُ فَیَجِدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی مِنَ الظُّهْرِ قزعہ بن سوید سے روایت ہے میں نے ابو سعید خدری سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو انہوں نے کہا تم کو اس کے پوچھنے میں بھلائی نہ ہوگی اسوجہ سے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل یعنی نماز نہ پڑھ سکو گے اپنے کہا بیان کرو اللہ جل جلالہ تم پر رحم کرے انہوں نے کہا ظہر کی نماز کی تکبیر ہوتی تھی آنحضرت ؐ کے لیے پھر ہم میں سے ایک شخص بقیع کو جاتا اور اپنی حاجت رفع کرتا یعنی پیشاب سے فارغ ہوتا پھر آنکر وضو کرتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ظہر کے پہلی رکعت میں پاتا ف شاید کبھی کبھی آپ ایسا کرتے ہوں اس خیال سے کہ لوگوں کو جماعت مل جاوے ورنہ آپنے تو حکم فرمایا ہے نماز کو ہلکا کرنے کا اور دوسری روایت میں ہے کہ ظہر کی پہلی رکعت میں آپ تیس آیتوں کے مقدار قیام فرماتے پس اوروں کو اسی کی پیروی سنت ہے اور آنحضرت صلعم ہر وقت کی مصلحت خوب جانتے تھے جب مناسب ہوتا تو نماز کو مختصر بھی کر دیتے تھے بعضوں نے کہا طول کرنا اسوجہ سے مکروہ ہے کہ مقتدیوں پر شاق نہ ہو اور جب سب مقتدی صحیح اور توانا اور عبادت کے شوقین ہوں تو طول کرنے میں قباحت نہیں بعضوں نے کہا آنحضرت صلعم کو طول کرنا سزاوار تھا کس لیے کہ آپ کے پیچھے نماز میں دل لگتا اور طول ناگوار نہ ہوتا واللہ اعلم اور یہ جو حدیث میں ہے کہ حاجت کے لیے بقیع کو جاتا تو بقیع اسوقت خالی میدان تھا وہاں اتنی قبریں نہ تھیں جتنی اب ہیں پس لوگ حاجت کو وہاں جایا کرتے

عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ قَالَ قُلْتُ لِخَبَّابٍ بِاَیِّ شَیْءٍ کُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِهٖ ابو معمر عبد اللہ بن سخبرہ سے روایت ہے میں نے خباب بن ارت صحابی مشہور سے کہا تم کیسے پہچانتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قرأت کو ظہر اور عصر میں انہوں نے کہا آپ کی مبارک ڈاڑھی کی حرکت سے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فُلَانٍ قَالَ وَکَانَ یُطِیْلُ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَیُخَفِّفُ

الأخريين ويخفف العصر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مینے نماز مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ
فلان شخص سے زیادہ کسیکو نہین دیکہا (وہ شخص حضرت علیؓ تہے یا عمر بن عبد العزیز یا عمرو بن سلمہ) ابوہریرہؓ نے کہا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے پہلے دو رکعتون کو لمبا کرتے تہے اور پچہلی دو رکعتون کو ہلکا کرتے تہے اور عصر کی
نماز کو بہی ہلکا کرتے تہے **ف** اس خیال سے کہ وہ کام کاج کا بازار کا وقت ہوتا ہے لوگون کو تکلیف نہو فرباز
آپکے عنایت اور شفقت کے **عن** ابي سعيد الخدري قال اجتمع ثلاثون بدريا من اصحاب رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقالوا تعالوا حتى نقيس قراءة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فيما لم يجهر فيه من الصلوة فما اختلف منهم رجلان فقاسوا قراءته في الركعة الاولى من
الظهر بقدر ثلثين اية وفي الركعة الاخرى قدر النصف من ذلك وقاسوا ذلك في العصر على
قدر النصف من الركعتين الاخريين من الظهر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تیس بدری صحابی
(یعنے وہ صحابہ جو جنگ بدر مین آپکے ساتہ شریک تہے) جمع ہوئے اور انہون نے کہا آؤ ہم اندازہ کرین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سری نماز مین کسقدر قرارت کرتے تہے (سری وہ نماز جس مین آہستہ سے قرءت کی جاتی ہے دو
نمازین ہین ظہر اور عصر) پہر ان مین سے دو آدمیون نے بہی اختلاف نہین کیا اور ظہر کی پہلی رکعت مین آپ کی
قرارت کا اندازہ تیس آیتون کے موافق اور دوسری رکعت مین اسکے نصف اور عصر مین اندازہ کیا ظہر کی
پچہلی دو رکعتون کے نصف کے موافق **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ظہر اور عصر کے اخیر کی دو رکعتون مین بہی
آپ فاتحہ اور سورت دونو پڑہتے تہے اور امام شافعی کا جدید قول یہی ہے اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ اخیر کے
دو رکعتون مین صرف سورہ فاتحہ پڑہے اور اہلحدیث یہ کہتے ہین کہ اخیر کی دو رکعتون مین سورت کا پڑہنا واجب
نہین ہے لیکن اگر کوئی پڑہے تو کچہ قباحت نہین بلکہ زیادہ ثواب ہے اور حدیث سے بہی ثابت ہے اور یہی صحیح ہے

باب الجهر بالاية احيانا في صلوة الظهر والعصر ظہر یا عصر کی نماز مین کبہی ایک آدہ آیت پکار کر
پڑہ دینا **عن** ابي قتادة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ بنا في الركعتين الاوليين
من صلوة الظهر ويسمعنا الاية احيانا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے
ساتہ قرارت کرتے تہے ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتون مین اور کبہی ایک آدہ آیت ہمکو سنا دیتے **ف** یعنے
اگرچہ ان رکعتون مین آپ قرارت بالسر کرتے لیکن پڑہتے پڑہتے کبہی ایک آدہ آیت آپ پکار کر بہی پڑہ دیتے
بعضون نے کہا یہ فعل عمداً نہ ہوتا بلکہ قرارت مین استغراق کی وجہ سے خیال نہ رہتا اور ایک آدہ آیت آواز
کے ساتہ نکل جاتی بعضون نے کہا عمداً ایسا کرتے تہے تاکہ لوگون کو معلوم ہو جاوے کہ آپنے فلان سورت
پڑہی اور لوگ اسکی پیروی کرین مینے ایک بار ظہر یا عصر مین اسیطرح قرءت کی کہ ایک آدہ آیت جا بجا سے

پکار کر زبان سے نکلے تو حافظ عبد العزیز صاحب محدث لکھنوی نے اسپر اعتراض کیا اور میں نے اور ملا محمد صدیق صاحب پشاوری نے یہی حدیث استدلال کے لیے پیش کی حافظ صاحب نے کہا اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمیشہ ایسا کیا کرے بلکہ کبھی شاذ و نادر کوئی لفظ پکار کر نکل جاوے تو اس میں قباحت نہیں ہے لیکن میں نے اور ملا صاحب نے اس سے اتفاق نہیں کیا اور ظاہر حدیث کی پیروی اختیار کی اور اللہ جل جلالہ کو معلوم ہے کہ حق کیا ہے بہرحال سر سے یہ مطلب نہیں ہے کہ بالکل آواز ہی نہ نکلے جیسا عوام کیا کرتے ہیں سر یہ ہے کہ انسان خود اپنی آواز سنے بلکہ پاس والا بھی سن لیوے اور جہر یہ ہے کہ پاس اور دور والے سب سنیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا اور یہ آیت اگرچہ تہجد کی نماز میں وارد ہے لیکن لفظ عام ہے اور حاصل یہ ہے کہ مبالغہ کرنا جہر میں اسیطرح مبالغہ کرنا سر میں جیسا ہمارے زمانے کے لوگوں نے اختیار کیا ہے کہ خود بھی اپنی آواز نہیں سنتے بالکل خلاف سنت ہے عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا الظُّهْرَ فَنَسْمَعُ مِنْهُ الْآيَةَ بَعْدَ الْآيَاتِ مِنْ سُورَةِ لُقْمَانَ وَالذَّارِيَاتِ براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تھے ہماری ظہر کی پھر ہم سنتے تھے ایک آیت کئی آیتوں کے بعد سورہ لقمن اور سورہ ذاریات میں سے **ف** مطلب یہ ہے کہ دس بارہ آیتیں آہستہ پڑھکر ایک آیت ذرا آواز سے پڑھ دیتے اسیطرح اخیر سورت تک کرتے یہ آپ کی قرارت کا طرز تھا سری نماز میں پس جو کوئی سنت کی پیروی چاہے وہ ایسا ہی کیا کرے اگرچہ تمام جہان کے مجتہد اور علماء اوسکے خلاف کہیں بخدای عز و جل کہ ہمکو قرآن یا حدیث کے خلاف کسیکا قول ایک پر پشہ کے برابر بھی نہیں جنچتا ہم کیا کریں ہمارا دل ہی ہمارے مالک نے ایسا بنایا

باب الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مغرب کی نماز میں کونسی سورتیں پڑھے

عَنْ لُبَابَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا لبابہ ام فضل سے روایت ہے انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب میں والمرسلات عرفا پڑھتے تھے **ف** دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے مغرب میں سورہ والطور پڑھی اور ایک روایت میں یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے مغرب میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھا مگر ہمیشہ مغرب کی نماز میں چھوٹی ہی سورتیں پڑھنا اسکی کوئی اصل نہیں ہے حنفیہ صاف لکھتے ہیں کہ مغرب میں چھوٹی سورتیں پڑھنا مستحب ہے مگر یہ استحباب انہوں نے کہاں سے نکالا ہے وہ معلوم نہیں ہوتا علامہ ابن قیم زاد المعاد میں فرماتے ہیں کہ مغرب میں ہمیشہ چھوٹی سورتوں کا التزام کرنا مروان اور اسکے متبعین کی سنت ہے اور سنت نبویہ تو اس کے برخلاف ہے کبھی والمرسلات اور والطور کے موافق سورتیں پڑھے کبھی قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد کے موافق ہم کو تو مروان اور تمام بنی امیہ سے ضد ہے کئی بار میں نے مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھی اور

نماز کے بعد مین نے لوگون سے کہا کہ آج مروان کی سنت ہمنے میٹئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا
خدا انکو ایسے سمجھے جیسا انہون نے ہمارے آقا کے اہل بیت کے ساتھ برتاؤ کیا ہے اسکے خیال سے ہماری آنکھون
مین خون اترآتا ہے باللہ العظیم اگر یزید اور عبد الملک اور مروان اسوقت ہوتے تو جبتک ہم ان سے اپنے
پیارے سادات بلکہ سید السادات کا بدلہ نہ لے لیتے اسوقت تک ہمکو چین نہ آتا اللہ انکے طریق سے ہمکو
بچاوے اور جو کوئی مومن راسخ الایمان ہوگا وہ ان بنی امیہ کے طریق سے نفرت کرے گا جنہون نے دنیا پر
ظالمون کی پیشوائی کی اور اہل بیت رسالت کو ایذا دی اگرچہ ان کے طریق پر حنفیہ نہ سہی بلکہ ساری
زمانے کے مولوی اور ملا چلتے ہون ہم تو ادہر ہی جاوینگے جدہر ہمارے سردار گئے ہین یعنے حضرت رسول
کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے بعد امیر المومنین حضرت علی مرتضے اور انکے بعد امام حسن اور امام حسین علیہما
السلام اور انکے بعد اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم یا اللہ ہم کو جلا انکی محبت پر اور مار ان کی محبت پر اور اٹھا
انکی محبت پر اور ساتھ کر ہمارا برزخ اور حشر مین اہل بیت رسالت کا اور دور رکھ ہمکو دنیا اور آخرت مین بنی امیہ
کی صحبت اور انکے طریق سے الا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ قَالَ جُبَيْرٌ فِي غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمَّا سَمِعْتُهُ
يَقْرَأُ أَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ إِلٰى قَوْلِهِ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ
كَادَ قَلْبِيْ يَطِيْرُ جبیر بن مطعم سے روایت ہے مینے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز مین سورہ طور پڑہا
کرتے تہے جبیر نے ایک دوسری حدیث مین کہا جب مینے سنا آپ سورہ طور مین سے یہ آیتین پڑہ رہے تہے
ام خلقوا من غیر شئ اخیر تک تو میرے دلکا یہ حال تہا کہ اڑنے کو تہا ف ان آیتون کے عمدہ مضمون کا
اثر دل پر ایسا ہوا کہ دل ہی ہاتہ سے جانیکو تہا سبحان اللہ ایک تو قرآن کا اثر کیا کم ہے دوسرے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے آیتون کا مضمون یہ ہے کیا وہ بے کسی چیز کے خود پیدا ہوگئے یا انہون نے اپنے
تئین خود پیدا کیا حالانکہ یہ دونون باتین نہین ہین پس معلوم ہوا کہ ان سب کو خالق واحد نے پیدا کیا صدقے
اسکی قدرت اور کبریائی کے۔ ہماری پاس ہی کیا جو فدا کرین تجہپر مگر یہ ایک زندگی مستعار رکھتے ہین۔ اس حدیث
سے یہ بہی نکلا ہے کہ مغرب کا وقت ممتد ہے غروب شفق تک عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز مین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑہتے تہے

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلٰوةِ الْعِشَاءِ

عشا کی نماز مین کونسی سورتین پڑہے عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ براء بن عازب نے آنحضرت صلی

عَنِ الْبَرَاءِ مِثْلَهُ اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی انہون نے کہا مین نے سنا آپ سورہ والتین پڑھتے تھے
فَمَا سَمِعْتُ اِنْسَانًا اَحْسَنَ صَوْتًا اَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ ترجمہ وہی اتنا زیادہ ہو کہ براء نے کہا مین نے کوئی آدمی
آپ سے زیادہ خوش آواز یا آپ سے بہتر قراءت کرنیوالا نہین دیکھا **ف** سبحان اللہ آپ مجموعہ تھے تمام کمالات
اور صفات انسانی اور جمال ظاہری اور باطنی کے حسن صورت اور حسن صوت دونون مین آپ بے نظیر تھے اور
حسن خلق ان سب پر طرہ تھا ایسے انسان کہان پیدا ہوتے ہین ؎ حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری ٭
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ٭ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ٭ عَلٰی نَبِیِّكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ فِی الْمَنَامِ اَوْ فِی الْعِیَانِ وَجْهَ نَبِیِّكَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جَابِرٍ
اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ صَلّٰی بِاَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ فَطَوَّلَ عَلَیْهِمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اقْرَاْ
بِالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَاقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ جابر رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے یارون کو عشا کی نماز پڑھائی تو لنبا کیا نماز کو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غصے ہوئے) فرمایا آپ نے پڑھ والشمس وضحٰہا یا سبح اسم ربک الاعلی یا واللیل اذا یغشی
یا اقرا باسم ربک الاعلی **ف** یعنی انکے برابر سورتین سورہ بروج اور انشقت اور سورہ طارق اور سورہ غاشیہ
اور سورہ فجر اور لم یکن بھی انہی کے قریب قریب ہین عشا کی نماز مین ایسی ہی سورتین پڑھنا سنت ہے تاکہ مقتدیون
پر بار نہ ہو **بَابُ** الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ امام کے پیچھے قراءت کرنا کیا ہے عَنْ عُبَادَةَ بْنِ
الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَاْ فِیْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز نہین اس شخص کی جس نے سورہ فاتحہ
نہین پڑھی **ف** یعنے ہر حال مین ہر شخصکو ہر رکعت مین سورہ فاتحہ پڑھنا چاہیے امام ہو یا مقتدی ہو سری
نماز ہو یا جہری نماز ہو اور یہی مذہب ہے اہلحدیث کا اور یہی قوی ہے از روے دلائل کے اور امام بخاری نے
اس مسئلہ مین ایک جزو لطیف لکہا ہے جو اس زمانہ مین چھپ گیا ہے اور شافعی کا بھی یہی قول ہے ابوحنیفہ
کہتے ہین کہ مقتدی کسی نماز مین قراءت نہ کرے نہ سری نماز مین نہ جہری نماز مین اور دلیل انکی یہ ہے کہ اللہ
تعالی نے فرمایا وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا یعنے جب قرآن پڑھا جاوے تو خاموش ہو رہو اور ہم یہ
جواب دیتے ہین کہ اس آیت سے سورہ فاتحہ کا نہ پڑھنا ثابت نہین ہوتا کس لیے کہ مقتدی کو آہستہ سے سورہ
فاتحہ پڑھنا چاہیے جیسے ابو ہریرہؓ نے کہا اپنے دل مین پڑھ لے اور یہ مثل خاموش رہنے کی ہے خاموش رہنے
سے یہ غرض ہے کہ آواز بلند نہ کرو تاکہ امام کی قراءت مین ہرج نہ ہو اور دوسری حدیث مین صاف صراحت ہے
کہ جب امام کے پیچھے ہو تو کچھ نہ پڑھو سوا سورہ فاتحہ کے تنویر العینین مین ہے کہ بہر حال سورہ فاتحہ کا پڑھنا

مقتدی کے لیے بہتر ہے اور کئی ایک حنفی بہی سورہ فاتحہ امام کے پیچہے نماز مین پڑہا کرتے تہے منجملہ انکے ایک حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ بہی تہے اور بیہقی نے یزید بن شریک سے نکالا انہون نے حضرت عمرؓ سے پوچہا قرارت خلف الامام کو حضرت عمرؓ نے کہا سورہ فاتحہ پڑہا کر یزید نے کہا اگرچہ جہری نماز مین ہو حضرت عمر رضہ نے کہا اگرچہ جہری نماز مین ہو ابو حنیفہؒ نے دوسری دلیل لی اسحدیث سی جس مین فرمایا آپ نے مالی انازع القرآن اور اسکا جواب یہ ہے کہ اس سے بہی تمہارا مطلب ثابت نہین ہوتا کیونکہ منازعت اسوقت ہوگی جب مقتدی پکار کر قررت کرے اور آہستہ سے صرف سورہ فاتحہ پڑہ لینے مین کسی منازعت کا اندیشہ نہین اور اسیحدیث مین یہ وارد ہے کہ آپ نے فرمایا سوا سورہ فاتحہ کے اور کچہ نہ پڑہو اور ممکن ہے کہ مقتدی امام کے سکتون مین سورہ فاتحہ پڑہے پس آیت اور حدیث دونون کی تعمیل ہوگئی امام مالک کا یہ قول ہے کہ جہری نماز مین مقتدی سورہ فاتحہ نہ پڑہے اور سری مین پڑہے اور کئی ایک حنفیہ نے اسکو اعدل الاقوال کہا ہے اور اس باب مین مستقل رسالے تالیف کیے ہین اور بہت طول کیا ہے لیکن فقیر کے نزدیک مختار یہ ہے کہ مقتدی ہر نماز مین جہری ہو یا سری سورہ فاتحہ ضرور پڑہے اور اسیکو ترجیح دی ہے ہمارے مشائخ الحدیث نے رحمہم اللہ تعالی اسیحدیث سے یہ بہی نکلتا ہے کہ سورہ فاتحہ کا پڑہنا فرض ہے جس کے بغیر نماز نہین ہوتی ابو حنیفہ نے اسکا بہی خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ فرض ایک آیت کا پڑہنا ہے بدلیل فاقرؤا ما تیسر من القرآن کے اور ہم کہتے ہین کہ یہ آیت نماز مین وارد نہین ہے باقی تہجد کے باب مین ہے اب اعرابی کی حدیث ثم اقرا ما تیسر معک من القران مین کئی احتمال ہین ایک یہ کہ تعیین فاتحہ سے پہلے کی ہو دوسری یہ کہ شاید اعرابی سورہ فاتحہ کو اچہی طرح پڑہ نہ سکتا ہو تیسرے یہ کہ مراد یہ ہو کہ سورہ فاتحہ کے بعد جو قرآن تو پڑہ سکے وہ پڑہ اور سورہ فاتحہ پڑہنے مین اسنے خرابی نہ کی ہو اسوجہ سے اسکا ذکر نہین کیا پہر ان احتمالات کے ساتہ اسحدیث سے دلیل لینا اور صحیح اور صاف حدیث کو چہوڑ دینا انصاف کے خلاف ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی صَلٰوةً لَمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ غَیْرُ تَمَامٍ فَقُلْتُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ فَاِنِّیْ اَکُوْنُ اَحْیَانًا وَرَآءَ الْاِمَامِ فَغَمَزَ ذِرَاعِیْ وَقَالَ یَا فَارِسِیُّ اقْرَأْ بِهَا فِیْ نَفْسِکَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نماز پڑہی اور اس مین سورہ فاتحہ نہین پڑہی تو اسکی نماز ناقص ہے پوری نہین ہے (کیونکہ نماز کا ایک رکن اس سے چہوٹ گیا) ابو السائب نے کہا جو راوی ہے اسحدیث کا مینے کہا ای ابو ہریرہؓ کبہی مین امام کے پیچہے ہوتا ہون (تو سورہ فاتحہ کیونکر پڑہون اگر نہ پڑہون تو میری نماز ناقص رہیگی اسحدیث کی روسے) یہہ سنکر ابو ہریرہؓ نے میری بانہہ مین چٹکی لی (یعنے اسکو دبایا) اور کہا اے فارسی اپنے دلمین اسکو پڑہ لے (یعنے چپکے سے پڑہ پکار کر پڑہنا کیا ضرور ہے) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ فی کل رکعۃ بالحمد وسورۃ فی فریضۃ او غیرھا ابو سعید سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص الحمد اور ایک سورت ہر رکعت مین نہ پڑہے اسکی نماز نہین ہوئی فرض
نماز ہو یا دوسری کوئی نماز ہو **ف** یعنی فرض اور نفل دونون مین سورہ فاتحہ اور ضم سورہ دونون واجب ہین اور مراد
اس حدیث مین دو رکعتی نماز ہے اور چار رکعتی نماز مین اخیر کی دو رکعتون مین سورت کا پڑہنا واجب نہین جیسے اوپر
گذر چکا گو پڑہنے مین کوئی قباحت نہین ہے بعضون نے کہا یہ روایت ضعیف ہے اسکے راویون مین کلام ہوا ہے
واللہ اعلم **عن** عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل صلوٰۃ لا
یقرأ فیھا بام الکتاب فھی خداج ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس نماز مین سورہ فاتحہ نہ پڑہی جاوے وہ ناقص ہے **ف** کیونکہ ایک رکن گھٹ
گیا پس معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ کا پڑہنا فرض ہے **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال کل صلوٰۃ لا یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب فھی خداج فھی خداج عبداللہ بن
عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نماز مین سورہ فاتحہ نہ پڑہی جاوے وہ ناقص
ہے وہ ناقص ہے **عن** ابی الدرداء قال سألہ رجل قال اقرأ والامام یقرأ قال سأل رجل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم افی کل صلوٰۃ قراءۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم فقال
رجل من القوم وجب ھذا ابو الدرداء (صحابی مشہور) سے ایک شخص نے پوچھا کیا مین قرأت کرون جس
وقت امام قرأت کر رہا ہو انہون نے کہا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہر نماز مین قرأت ہے
تو آپنے فرمایا ہان یہ سنکر لوگون مین سے کوئی بولا اب تو قرأت واجب ہو گئی **ف** اس حدیث سے یہی نکلا کہ امام
کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑہنا چاہیے اور حنفیہ نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑہنے پر دلیل لی اس حدیث سے کہ جسکا امام
ہو تو امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے اور اہلحدیث یون جواب دیتے ہین کہ یہ حدیث مرسلاً مروی ہے عبداللہ بن شداد
سے اور سنداً صحیح نہین ہے اور نہین مسند کیا اسکو مگر ابو حنیفہ اور حسن بن عمارہ نے اور اہلحدیث کے نزدیک وہ
دونو ضعیف ہین اور اسکے سوا اس حدیث کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ مقتدی سورت نہ پڑہے کیونکہ امام کی قرأت
اسکی طرف سے کافی ہے اور یہی مطلب لینا اولیٰ ہے تاکہ دوسری حدیثون کے خلاف نہ ہو جن مین مقتدی کو سورہ
فاتحہ پڑہنے کا صاف حکم ہے اور ایک دلیل اسکی یہ ہے کہ جابر اس حدیث کے راوی ہین اور ان سے خود سورہ فاتحہ
کا امام کے پیچھے پڑہنا ثابت ہے یہ روایت آگے آتی ہے **عن** جابر بن عبد اللہ قال کنا نقرأ فی الظھر
والعصر خلف الامام فی الرکعتین الاولیین بفاتحۃ الکتاب وسورۃ وفی الاخریین بفاتحۃ
الکتاب جابر بن عبداللہ سے روایت ہے انہون نے کہا ہم ظہر اور عصر کی نماز مین امام کے پیچھے پہلی دو رکعتون

مین سورہ فاتحہ اور ایک سورت پڑہتے تہے اور اخیر کی دو رکعتون مین صرف سورۂ فاتحہ پڑہتے تہے **ف** یہی جائز ہے کہ امام
کے پیچہے مقتدی سورت بہی پڑہے پہر سورۂ فاتحہ کا پڑہنا کیونکر جائز نہ ہوگا لیکن اولے یہ ہے کہ امام کے پیچہے مقتدی صرف
سورۂ فاتحہ پر قناعت کرے امام محمد نے موطا مین عبد اللہ بن شداد سے مرسلاً نکالا کہ آنحضرت ؐ نے امامت کی عصر کی نماز مین
ایک شخص نے آپکے پیچہے قرارت کی تو اسکے پاس والے نے اسکی چٹکی لی جب وہ نماز پڑہ چکا تو بولا تو نے کیون چٹکی لی پاس والے
نے کہا آنحضرت ؐ تیرے سامنے تہے تو مجہے برا معلوم ہوا کہ تو قرارت کرے آپکے پیچہے یہ سنکر آنحضرت ؐ نے فرمایا جسکا امام ہو
تو امام کی قرارت مقتدی کے لیے بہی کافی ہے انتہے اس سے یہی مراد ہے کہ سوا سورۂ فاتحہ کے مقتدی اور قرارت نکرے
اور جسوقت امام اہل بدعت یا ظلم مین سے ہو اور مقتدی اسکی اقتدا پر مجبور ہو تو بہتر یہ ہے کہ اسکے پیچہے فاتحہ اور سورت
دونو پڑہ لیا کرے تاکہ مقتدی کی نماز علاحدہ بہی پوری رہے اور دوسری صحیح حدیث مین وارد ہے کہ امام کی بے اعتدالی
اور غلطی سے مقتدی کی نماز مین خلل نہ ہوگا سبحان اللہ ہماری شریعت مین کیا آسانی ہے ہر موقع ایک رستہ مخلصی کے
لیے موجود ہے **باب** فی سکتتی الامام امام کے دونون سکتون کا بیان **عن** سمرۃ بن جندب رض
قال سکتتان حفظتہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانکر ذلک عمران بن الحصین فکتبنا الی ابی
بن کعب بالمدینۃ فکتب ان سمرۃ قد حفظ قال سعید فقلنا لقتادۃ ما ہاتان السکتتان قال اذا دخل
فی صلوتہ واذا فرغ من القراءۃ ثم قال بعد واذا قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال وکان
یعجبہم اذا فرغ من القراءۃ ان یسکت حتی یتراد الیہ نفسہ سمرہ بن جندب رض سے روایت ہے انہون نے کہا دو سکتے
ہین جنکو ہمنے یاد رکہا تہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکا انکار کیا عمران بن حصین رض نے پہر ہمنے ابی بن کعب کو
لکہا مدینہ مین انہون نے جواب مین لکہا کہ سمرہ رض کی یاد ٹہیک ہے سعید رح نے کہا ہمنے قتادہ رض سے پوچہا یہ دو سکتے کیسے ہین انہون
نے کہا ایک تو آپ جب نماز مین جاتے (یعنے تکبیر تحریمہ کے بعد تہوڑی دیر سکوت فرماتے دعای استفتاح پڑہنے کے لیے)
اور دوسرے جب آپ قرارت سے فارغ ہوتے (یعنے رکوع کے قریب) پہر قتادہ رض نے کہا دوسرا سکتہ اسوقت ہوتا جب آپ
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہہ لیتے (تو سکتہ کرتے آمین کہنے کے لیے اور مقتدی بہی آمین کہہ لین اسوسطے) قتادہ
نے کہا صحابہ کو پسند تہا کہ جب قرارت سے امام فارغ ہو تو تہوڑی دیر خاموش رہے تاکہ اسکا دم ٹہیر جاوے **ف** پہلا
سکتہ تو باتفاق علما سنت ہے دعای استفتاح پڑہنے کے لیے اور دوسرا بہی سنت ہے امام شافعی اور ہمارے امام احمد
بن حنبل کے نزدیک اور ایک تیسرا سکتہ اور ہے قرارت سے فارغ ہونیکے بعد جب رکوع کا ارادہ کرے **عن** الحسن
قال قال سمرۃ حفظت سکتتین فی الصلوۃ سکتۃ قبل القراءۃ وسکتۃ عند الرکوع فانکر ذلک عمران
بن الحصین فکتبوا الی المدینۃ الی ابی بن کعب فصدق سمرۃ امام حسن بصری رح سے روایت ہے سمرہ بن جندب
رض صحابی مشہور نے کہا مجہے دو سکتے یاد تہے نماز مین ایک تو قرات سے پہلے دوسرے قرات کے بعد رکوع کے وقت لیکر

عمران بن حصین نے اسکا انکار کیا تو لوگوں نے ابی بن کعب کو لکھا انہوں نے سمرہ کی بات کو سچ کہا **باب** اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا جب امام قرأت کرے یعنی جہری نماز میں تو مقتدی چپ رہیں یعنی مقتدی سورت نہ پڑھیں اور سورۃ فاتحہ کو بھی پکار کر نہ پڑھیں بلکہ آہستہ سے پڑھ لیں کہ امام کو تکلیف نہ ہو **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعِیْنَ ابوہریرہ رض سے روایت ہے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اسلیے ہے کہ اسکی پیروی کیجاوے پھر جب وہ تکبیر کہے یعنی تکبیر تحریمہ تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو **ف** اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم سورۃ فاتحہ بھی نہ پڑھو کیونکہ دوسری حدیث سے جو خود ابی ہریرہ رض سے مروی ہے ثابت ہے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ ہر ایک نماز میں پڑھنا چاہیے ابھی اوپر گذر اکہ ابو السائب نے ابوہریرہ رض سے کہا کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں انہوں نے کہا اے فارسی اپنے دل میں پڑھ لے بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام کی قرأت کے وقت مقتدی پکار کر قرأت نہ کرے کیونکہ ایسا کرنے سے امام کو تکلیف ہوتی ہے کبھی وہ بھول جاتا ہے **ت** اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللہم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو **ف** یہ اخیر کا فقرہ اکثر علماء کے نزدیک منسوخ ہے مرض موت کی حدیث سے اس میں آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ آپ کے پیچھے کھڑے تھے اور میرے نزدیک یہ فقرہ منسوخ نہیں ہے بلکہ جب امام شروع ہی سے نماز بیٹھ کے پڑھنا چاہے تو مقتدی بھی سکے پیچھے بیٹھ ہی کر ادا کریں اور مرض موت میں یہ امر نہ تھا بلکہ صحابہ نے کھڑے ہو کر حضرت ابوبکر رض کے پیچھے نماز شروع کر دی تھی اور آنحضرت ﷺ بعد کو تشریف لائے اسوجہ سے صحابہ نہیں بیٹھے بلکہ کھڑے رہکر اپنی نماز کو پورا کیا اور تفصیل اس مسئلہ کی تسہیل القاری میں ہے **عَنْ** اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا فَاِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْیَكُنْ اَوَّلَ ذِكْرِ اَحَدِكُمُ التَّشَهُّدُ ابوموسیٰ اشعری رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو جب امام قعدہ میں جاوے یعنی بیٹھے تو تم میں سے ہر ایک پہلے تشہد پڑھے **ف** اسکے بعد دعا وغیرہ مانگے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ صَلَّى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَصْحَابِهٖ صَلٰوةً نَظُنُّ اَنَّهَا الصُّبْحُ فَقَالَ هَلْ قَرَاَ مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ ابوہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ ایک نماز پڑھی ہم خیال کرتے ہیں وہ صبح کی نماز تھی آپ نے فرمایا تم میں سے کسی نے قرأت کی ہے ایک شخص بولا میں نے یا رسول اللہ آپ

فرمایا مین کہتا تھا مجھے کیا ہوا ہے کوئی قرآن مجھ سے چھینے لیتا ہے (یعنے تیرے منہ سے نکالے لیتا ہے جب پڑھتے ہین
کوئی دوسرا بھی آواز سے پڑھے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اکثر آدمی بھول جاتا ہے) **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض
قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ نَحْوَهٗ وَزَادَ فِیْهِ قَالَ فَسَکَتُوْا بَعْدُ فِیْمَا جَهَرَ
فِیْهِ الْاِمَامُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ویسی ہی روایت ہے جو اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ پھر لوگون نے خاموشی
اختیار کی جہری نمازون مین **ف** یعنی جہری نمازون مین لوگون نے پکار کر پڑھنا چھوڑ دیا یا سورت کا پڑھنا ہی
چھوڑ دیا اور یہ مطلب نہین ہے کہ سورت فاتحہ کا پڑھنا چھوڑ دیا جیسا حنفیہ نے سمجھا ہے کیونکہ اسکے بغیر تو نماز ہی نہین
ہوتی - اس حدیث کا اسناد بھی ضعیف ہے ابن اکیمہ مجہول ہے اور یہ اخیر کا جملہ مدرج ہے زہری کا کلام ہے **عَنْ** جَابِرٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ جابر بن عبد اللہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا امام ہے (نماز مین) تو امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے +
ف اب اسکو علاحدہ سورت پڑھنے کی ضرورت نہین صرف سورہ فاتحہ پڑھ لینا کافی ہے حافظ نے کہا اس حدیث کی
اور طریق بھی ہین اور سب معلول ہین اور دلیل اہلحدیث کی یہ ہے کہ امام احمد اور بخاری نے جزء القرأت مین نکالا
اور ابوداؤد اور ترمذی اور دارقطنی اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے اسکو صحیح کہا عبادہ بن صامت سے کہ ہم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے فجر کی آپ پر قرأت بھاری ہوئی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا شاید
تم قرأت کرتے ہو میرے پیچھے ہمنے عرض کیا جی ہان آپنے فرمایا مت پڑھو سوا سورہ فاتحہ کے کیونکہ نماز نہین ہوتی
اسکی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے **باب** الْجَهْرِ بِاٰمِیْنَ پکار کر آمین کہنے کا بیان **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْقَارِیُّ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ
وَافَقَ تَاْمِیْنُهٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِکَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ابوہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قاری (یعنے امام) آمین کہے تم بھی آمین کہو اسلیے کہ فرشتے بھی آمین کہتے ہین پھر جسکی
کی آمین فرشتون کی آمین سے لڑجاوے گی اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّنَ الْقَارِیُّ فَاَمِّنُوْا فَمَنْ وَافَقَ تَاْمِیْنُهٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِکَةِ
غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ تَرَکَ النَّاسُ التَّاْمِیْنَ وَکَانَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ حَتّٰی یَسْمَعَهَا
اَهْلُ الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَیَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہون نے کہا لوگون نے آمین کہنا
چھوڑ دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہہ لیتے تو آمین کہتے یہانتک کہ پہلی
صف کے لوگ اسکو سن لیتے پھر مسجد گونج جاتی اسکی آواز سے **ف** یعنے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آمین کہتے پکار کر اسکے بعد صحابہ کہتے پکار کر اور قاعدہ ہی کہ جب آواز بلند ہو تو مکان گونج جاتا ہے اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ امام پکار کر آمین کہے اور مقتدی بھی پکار کر کہین اور اسکی دلیل یہی حدیثین ہین اور حنفیہ کہتے ہین کہ آمین آہستہ سے کہنا چاہیے اور دلیل لیتے ہین وائل کی حدیث سے جس مین یہ ہے کہ آپ نے آمین کہی جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہونچے آہستہ سے نکالا اسکو امام احمد اور ابو یعلے اور طبرانی اور دارقطنی اور حاکم نے مستدرک مین اور ہم کہتے ہین کہ خود اس حدیث سے پکار کر آمین کہنا ثابت ہوتا ہے ورنہ وائل نے کیونکر سنا اور سفیان نے اسکو ٹہیک وائل سے روایت کیا اس مین یہ ہے کہ آپ نے آمین کہی بلند آواز سے اور صاحب ہدایہ نے اخفاء آمین پر دلیل لی ابن مسعودؓ کے قول سے اور ہم کہتے ہین کہ وہ روایت ضعیف ہے علاوہ اسکے صحابی کا قول مرفوع حدیثون کا مقابلہ نہین کرسکتا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ابن مسعودؓ کی مراد اخفاء سے یہ ہو کہ مبالغہ نکرے پکارنے مین واللہ اعلم **عَنْ** عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ حضرت علی مرتضے علیہ السلام سے روایت ہی مینے سنا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے جب کہا ولا الضالین تو کہا آمین **ف** آمین کا معنے یہ ہے کہ قبول کر اور بعضون نے کہا کہ آمین اللہ جل جلالہ کے نامون مین سے ایک نام ہے اور بہرحال پکار کر آمین کہنا سنت نبوی اور باعث اجر ہے اور جو کوئی اسکو برا سمجھے وہ خبیث ہی **عَنْ** وَائِلٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ فَسَمِعْنَاهَا مِنْهُ وائل بن حجرؓ سے روایت ہی مینے نماز پڑہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ نے جب ولا الضالین کہا تو فرمایا آمین اور ہمنے اسکو سنا آپ سے (یعنے آپنے پکار کر آمین کہی تہی) **عَنْ** عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودیون نے تمپر اتنا حسد کسی امر کی وجہ سے نہین کیا جتنا سلام اور آمین کی وجہ سے کیا **ف** یہ کلمے انکو بھی بہت پسند آئے مگر مسلمانون کی ضد سے اسپر عمل نکرسکے اور حسد مین جلتے رہ گئے قل موتوا بغیظکم **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى آمِينَ فَأَكْثِرُوا مِنْ قَوْلِ آمِينَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود نے اتنا حسد تم سے کسی بات پر نہین کیا جتنا آمین پر کیا تو بہت آمین کہو **ف** تاکہ یہود اور زیادہ جلین اسیطرح جو احناف آمین پکار کر کہنے سے جلتے ہین انکو اور جلانا چاہیے اور ہر جماعت مین پکار کر بلند آواز سے آمین کہنا چاہیے یہ سنت نبوی پر چلنا کیا معنے معاذ اللہ کفر صریح ہے اور جو کوئی بے ایمان جلے اس مردود کو اور جلاوین گے یہانتک کہ اپنے غصے مین آپہی مر جاوے اور خسر الدنیا والآخرہ ہو

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹہاتے وقت ہاتہون کا اٹہانا **ف** یہ سنت ہی تمام علماء اہلحدیث اور فقہ کے نزدیک اور نہین خلاف کیا اس مین کسینے سوا اہل کوفہ کے اور

دلیل لی انہوں نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے کہ وہ رفعیدین نہین کرتے تہے رکوع اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور ہم کہتے ہین کہ رفعیدین کے اثبات مین صدہا احادیث اور آثار وارد ہین ان سب کو چھوڑ کر ایک ابن مسعودؓ کی حدیث پر جمے رہنا کیا اچھا انصاف ہے اور علاوہ اسکے یہ حدیث ثابت بہی نہین ہے طعن کیا اس مین عبداللہ بن مبارک نے اور اگر ثابت بہی ہو جب بہی ابن مسعودؓ کی ترک سے نفی استحباب بالازم نہین آتی کیونکہ مستحب کا ترک جائز ہے اور رفع کے راوی عشرہ مبشرہ ہین اور ایسی کوئی سنت نہین ہے جسکو تمام عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو سوا اسکے اور امام بخاری نے ایک کتاب علاحدہ اس مسئلہ مین بنائی ہے اور مین نے خواب مین جناب امام حسن علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑہی آپ نے رفع یدین کیا رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت عن ابن عمرؓ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بمنکبیہ واذا رکع واذا رفع رأسہ من الرکوع ولا یرفع بین السجدتین عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے جب نماز شروع کی تو اپنے دونو ہاتہون کو اوٹھایا یہانتک کہ مونڈہون کے برابر کر دیا اسیطرح جب رکوع کیا اسیطرح جب رکوع سے سر اٹھایا اور دونون سجدون کے درمیان آپ ہاتہ نہین اٹھاتے تہے عن مالک بن الحویرث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا کبر رفع یدیہ حتی یجعلھما قریبا من اذنیہ واذا رکع صنع مثل ذلک واذا رفع رأسہ من الرکوع صنع مثل ذلک مالک بن حویرث سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر تحریمہ کہتے تو دونو ہاتہ اٹھاتے کانون کے قریب تک اور جب رکوع کرتے تو ایسا ہی دونو ہاتہون کو اٹھاتے اسیطرح جب رکوع سے سر اٹھاتے عن ابی ہریرۃ رضؓ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ حذو منکبیہ حین یفتتح الصلوٰۃ وحین یرکع وحین یسجد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہون نے کہا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے دونو ہاتہ اٹھاتے تہے نماز مین مونڈہون کے برابر جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے ف سجدے کے وقت بہی رفعیدین کرنا اس روایت مین وارد ہے لیکن صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپ سجدے مین رفعیدین نہین کرتے تہے پس شاید پہلے ایسا کرتے ہون پہر یہ حکم منسوخ ہوگیا عن عمیر بن حبیب رضؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ مع کل تکبیرۃ فی الصلوٰۃ المکتوبۃ عمیر بن حبیب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے وقت ہاتہون کو اٹھاتے تہے فرض نماز مین ف اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور علما نے کہا ہے کہ دوسری صحیح حدیثون سے یہ ثابت ہے کہ صرف چار مقام مین رفعیدین کرنا چاہیے ایک تکبیر تحریمہ کے وقت دوسرے رکوع کے وقت تیسرے رکوع سے سر اٹھاتے وقت چوتہے قعدہ اولے سے کہڑے ہونے پر چار رکعتی اور تین رکعتی نماز مین ان کے سوا اور مقامون مین رفع کرنا شاید پہلے ہوگا پہر منسوخ ہوگیا اور حنفیہ جو یہ کہتے ہین کہ سوا تکبیر تحریمہ کے اور سب مقامون مین منسوخ ہوگیا اسکی دلیل قوی نہین ہے اور اگر منسوخ ہو

تو تمام صحابہ سننے سے کیونکر غافل رہتے **عن** أبي حميد الساعدي قال سمعته وهو في عشرة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أحدهم أبو قتادة بن ربعي قال أنا أعلمكم بصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا قام إلى الصلوة اعتدل قائما ورفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه ثم قال الله أكبر وإذا أراد أن يركع رفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه فإذا قال سمع الله لمن حمده رفع يديه فاعتدل فإذا قام من الثنتين كبر ورفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه كما صنع حين افتتح الصلوة ابوحمید ساعدی سے روایت ہے محمد بن عمرو بن عطا نے کہا میں نے ان سے سنا اس وقت وہ دس صحابیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے تھے ان میں سے ایک ابوقتادہؓ بھی تھے خیر ابوحمیدؓ نے کہا میں تم سب میں زیادہ جانتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو آپ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے یہانتک کہ مونڈھوں کے برابر کرتے پھر فرماتے اللہ اکبر اور جب رکوع کا قصد کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے یہانتک کہ مونڈھوں کے برابر کردیتے پھر جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے پھر جب دو رکعتیں پڑھکر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے یہانتک کہ انکو مونڈھوں کے برابر کردیتے جیسے شروع نماز میں کیا تھا **ف** یہ حدیث بہت صحیح ہے اور اس میں دس صحابہ کی گواہی ہے رفع یدین پر کیونکہ سب نے سکوت کیا اور کسی نے انکار نہ کیا ابوحمیدؓ پر ان دس میں امام حسن بن علی علیہما السلام بھی تھے اور شیخ ابن الہمام حنفی نے ایک حکایت بلا اسناد فتح القدیر میں لکھی ہے کہ امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ سے صحبت ہوئی رفعیدین میں تو اوزاعی نے ابن عمر کی حدیث روایت کی اور ابوحنیفہ نے ابن مسعود کی اوزاعی نے کہا میری حدیث تو زہری کی ہے سالم سے انہوں نے ابن عمر سے اور تم اسکے مقابل حماد بن ابی سلیمان کی حدیث لاتے ہو ابراہیم سے ابوحنیفہ نے کہا حماد زہری سے زیادہ فقیہ ہیں اور ابراہیم سالم سے زیادہ اسیطرح اخیر تک اور ہم کہتے ہیں کہ اول تو یہ حکایت بلا سند ہی اعتبار کے لائق نہیں اور اگر مان لیں تو ابوحنیفہ کی روایت حماد بن ابی سلیمان سے زہری کی روایت کو مقابل نہیں ہو سکتی کسلیے کہ زہری کی روایت سالم سے انہوں نے ابن عمر سے یہ اعلی درجہ کی سند ہے محدثین کے نزدیک اور ابوحنیفہ اور انکے شیخ حماد بن ابی سلیمان میں دونوں میں اہل الحدیث نے کلام کیا ہے اور اگر اسکو بھی ہم مان لیویں تو ابوحنیفہ نے جو حدیث روایت کی وہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر ہاتھ نہ اٹھائے مگر شروع نماز میں اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رفعیدین مستحب نہیں ہے بلکہ صرف اسقدر نکلتا ہے کہ آنحضرت نے کبھی کبھی اسکو ترک کیا اور مستحب وہی کام ہوتا ہے جسکو کبھی آپ نے کیا کبھی ترک کیا کیونکہ اگر ہمیشہ آپ اس کو کرتے اور کبھی ترک منقول نہ ہوتا تو رفعیدین واجب ہو جاتا اور تعجب ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اتنے بڑے مجتہد ہو کر ایسی دلیل پیش کریں جس سے انکا استدلال صحیح نہ ہو بلکہ مخالف کے لیے وہ سند ہو علاوہ اسکے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک

نفی پر شہادت جائز نہیں ہے خصوصاً صاحب اثبات اور نفی دونوں پر شہادت دیجاوی تو اثبات کی روایت مقدم ہوتی ہے اس صورت میں عدم رفع کی روایت اعتبار کے لائق نہ ہوگی اور امام طحاوی علماء حنفیہ میں سے اس مطلب کو سمجھ گئے اور انہوں نے ابن مسعودؓ کی حدیث سے استدلال کیا عدم وجوب رفع پر اور یہ استدلال صحیح ہے اور اہلحدیث رفع یدین کے استحباب کے قائل ہیں انکے مقابلہ میں حنفیہ جتنی حدیثیں لاتے ہیں ترک رفع کی ان سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ اولٹا اہل حدیث ہی کے مذہب کی تائید ہوتی ہے **عَنْ** عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ حِينَ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاسْتَوَى حَتَّى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ عباس بن سہل ساعدی سے روایت ہے ابو حمید اور ابو اسید ساعدی اور سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کیا ابو حمیدؓ نے کہا میں تم سب میں حضرتؐ کی نماز کو زیادہ جانتا ہوں آپ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور دونوں ہاتھ اٹھائے پھر جب رکوع کی تکبیر کہی تو دونوں ہاتھ اٹھائے پھر کھڑے ہوئے (رکوع سے فارغ ہوکر) اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور سیدھے کھڑے ہوئے کہ ہر ایک جوڑ اپنے ٹھکانے پر آگیا **عَنْ** عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ حضرت علیؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے مونڈھوں کے برابر تک اور جب رکوع کرتے تو بھی ایسا ہی کرتے (یعنے ہاتھوں کو اٹھاتے مونڈھوں تک) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی ایسا ہی کرتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو بھی ایسا ہی کرتے **ف** سبحان اللہ حضرت علیؓ کی روایت سب پر مقدم ہے اور اہلحدیث حضرت علیؓ کے تابع ہیں اور اہلبیت کے پیرو ہیں اب وہ جو عاصم بن کلیب نے حضرت علیؓ سے روایت کی کہ وہ رفع یدین نہ کرتے تھے مگر تکبیر اولی کے وقت ضعیف ہے اعتماد کے لائق نہیں اور شاید حضرت علیؓ نے کبھی رفع یدین کو ترک کیا ہو اور راوی نے اسی کو نقل کیا اور سوا حضرت علیؓ کے باقی تینوں خلیفے اور عشرہ مبشرہ کے باقی صحابہ سے بھی رفع یدین روایت کیا ہے اور تفصیل ان سب روایتوں کی ہم نے تسہیل القاری میں کی ہے جس کا جی چاہے وہ دیکھ لیوے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ ابن عباسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے ہر تکبیر پر **عن** انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه اذا دخل
في الصلوة واذا ركع انس بن مالک رض سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے
جب نماز میں جاتے اور جب رکوع کرتے **عن** وائل بن حجر قال قلت لانظرن الى رسول الله صلى الله
عليه وسلم كيف يصلي فقام فاستقبل القبلة فرفع يديه حتى حاذتا باذنيه فلما ركع رفعهما
مثل ذلك فلما رفع راسه من الركوع رفعهما مثل ذلك وائل بن حجر رض سے روایت ہے میں نے اپنے دل میں
کہا میں دیکھوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر نماز پڑھتے ہیں تو آپ کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف مونہہ کیا اور دونوں
ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ کانوں کے برابر ہو گئے جب رکوع کیا تو بھی اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور جب رکوع
سے سر اٹھایا تو بھی اسی طرح دونوں ہاتھوں کو اٹھایا **ف** تعجب ہے کہ حنفیہ نے وائل بن حجر کی اس حدیث سے دلیل لی
کہ شروع نماز میں ہاتھ کانوں تک اٹھانا چاہیے اور خود اسی حدیث میں جو رکوع اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھ
اٹھانا مذکور ہے اسکا انکار کیا اکثر مقلدین بے انصاف کا یہ شیوہ ہے کہ آدھی حدیث کو لے لیتے ہیں اور آدھے
کو ترک کرتے ہیں اور خدا اور رسول سے نہیں شرماتے انکو حدیث کے پڑھنے اور دیکھنے سے یہ تھوڑی غرض ہے کہ اوسپر
عمل کریں گے نہ وہ حدیث پر عمل کرنا جائز سمجھتے ہیں انکو تو عبد النبی اور قہستانی اور کیدانی اور قاضی خان کے اقوال چاہییں
معاذ اللہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال جو سند صحیح کے ساتھ مروی ہیں وہ تو
حجت نہوں اور ان بیچاروں گوگھوں کی ہر بات آنکھ بند کر مان لی جاوے خیر بروز حشر خداوند کریم کے سامنے یہ حضرات
مقلدین اپنے کیے کا جواب دیں گے لنا اعمالنا ولكم اعمالكم لا حجة بيننا وبينكم الله يجمع بيننا
وبينكم واليه المصير وفقیر نے بچشم خود ایک شخص کو دیکھا جو کہتا تھا ہم حدیث اور قرآن کو صرف برکت کے لیے پڑھتے ہیں
نہ عمل کرنے کے لیے معاذ اللہ ایسا کہنا کفر صریح ہے اور ایک اور لطف سنیے کہ حنفیہ نے وائل رض کی اسی حدیث سے اپنے مطلب
پر سند لی اور جب رفع یدین عند الرکوع وعند القیام من الرکوع کا ذکر آیا تو کہنے لگے کہ وائل رض ایک اعرابی ہے
اور گنوار ہے اور کیا وہ زیادہ جاننے والا ہے عبد اللہ بن مسعود رض سے یہ وہی مثل ہے کہ پرائے شگون کے لیے
اپنی ناک کٹائی تقلید میں ایسے غرق ہوئے کہ لگے صحابہ کے ساتھ بھی بے ادبی کرنے امام بخاری نے اپنے
رسالہ میں اسکو رد کیا اور کہا جنہوں نے وائل کے ساتھ ایسا گمان کیا انہوں نے غلطی کی وائل اعرابی اور بدوی
نتھے بلکہ اپنے ملک کے بڑے رئیس تھے اور خاندان شاہی میں سے تھے اور آنحضرت صلعم نے بھی اسی خیال سے انکو حضرموت
میں ایک بڑا مقطعہ دیا تھا اور جیسے وائل نے اپنے دل میں کہا کہ میں آنحضرت صلعم کی نماز کو دیکھوں گا ویسا ہی فقیر
مترجم نے اپنے دل میں کہا کہ میں امام حسن بن علی رض فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وارث اور جانشین رسالت
کی نماز کو دیکھوں گا پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت اور خوب وقفہ کیا رکوع کے بعد

قیام میں اسطرح میں سجدتین عن ابی الزبیر ان جابر بن عبد اللہ کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ واذا رکع واذا رفع راسہ من الرکوع فعل مثل ذلک ویقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل ذلک ورفع ابراہیم ابن طہمان یدیہ الی اذنیہ ابو الزبیر سے روایت ہے جابر بن عبد اللہ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونو ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی ایسا ہی کرتے (یعنے دونو ہاتھ اٹھاتے) اور کہتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے ایسا ہی کیا کرتے ہوئے ابراہیم بن طہمان جو اس حدیث کے راوی ہین ابو الزبیر سے انہون نے اپنے ہاتھ اٹھائے دونون کانون تک (یعنی رفع یدین کی حد بتلائی)

باب الرکوع فی الصلوۃ نماز مین رکوع کیونکر کرے

عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رکع لم یشخص راسہ ولم یصوبہ ولکن بین ذلک ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے سر کو اونچا نہ رکھتے (گردن کیطرف) اور نہ نیچا رکھتے لیکن بیچ بیچ مین رکھتے **ف** اسطرح کہ پیٹھ اور گردن برابر رہتی اور اسطرح سے رکوع کرنا سنت ہے بالاجماع اور اہلحدیث کے نزدیک یہ تعدیل ارکان مین داخل ہے اور وہ فرض ہے یہی قول ہے ائمہ ثلاثہ اور ابو یوسف کا بھی لیکن ابو حنیفہ اور محمد نے اسکو واجب کہا ہے مینے امام حسن علیہ السلام کو دیکھا خواب مین آپنے رکوع اور سجود مین ہین تسبیح کے موافق توقف کیا لیکن رکوع کے بعد قیام اور دونو سجدون کے بیچ مین قعدہ چند تسبیح کے موافق کیا اہل حدیث کا یہی طریق ہے اور بعض احناف بے انصاف کا یہ حال ہے کہ نہ رکوع سیدہی طرح کرتے ہین نہ رکوع مین توقف کرتے ہین نہ دونو سجدون مین رکوع سے اٹھکر سیدہے بھی نہین ہوتے کہ سجدہ مین چلے جاتے ہین اور دونو سجدون کے درمیان سیدہے ہوکر بیٹھتے بھی نہین ایسی نماز پڑھنے سے مین نہین جانتا کہ حاصل ہی کیا ہے بجز اسکے کہ پروردگار عالم کا غصہ زیادہ ہو اور بے ادبی کی سزا ملے اور نماز اولٹی مونہہ پر ماری جاوے نماز پڑھتے ہین ثواب کے واسطے نہ کہ عذاب کے لیے اسطرح سے اگر سو رکعتین پڑھے تو بیکار ہے اور شرائط اور آداب اور سنن کے ساتھ دو رکعت پڑھنا بہتر ہے اللہ سب مسلمانون کو نیک توفیق دیوے **فقیر** کا حال یہ ہے کہ جب کبھی احناف کی جماعت مین گتھ جاتا ہو تو نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ دوبارہ اس نماز کو ادا کرون عن ابی مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجزی صلوۃ لا یقیم الرجل فیہا صلبہ فی الرکوع والسجود ابو مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نماز درست نہوگی جس مین آدمی اپنی پیٹھ سیدہی نہ کرے رکوع اور سجدے مین **ف** حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ تعدیل ارکان نماز مین فرض ہے اور یہی قول ہے اہلحدیث کا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک محمول ہے نفی کمال پر اور انکا یہی قاعدہ ہے وہ اکثر حدیثون کو جو اس مضمون کی آئی ہین نفی کمال پر ہی محمول کرتے ہین جیسے لا صلوۃ بفاتحۃ الکتاب وغیرہ عن علی بن شیبان وکان من الوفد قال خرجنا حتی قدمنا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبایعناہ وصلینا خلفہ فلمح بموخر عینیہ

رَجُلًا لَا يُقِيْمُ صَلٰوتَهٗ يَعْنِيْ صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا يُقِيْمُ صُلْبَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ علی بن شیبان سے روایت ہے وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اپنی قوم کی طرف سے قاصد بنکر آئے تھے انہوں نے کہا ہم نکلے یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئے ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپکے پیچھے نماز پڑھی آپ نے کنکیوں سے ایک شخص کو دیکھا جو اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا تھا رکوع اور سجدے میں جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا اے گروہ مسلمانوں کے نماز نہیں ہوتی اس شخص کی جو اپنی پیٹھ سیدھی نکرے رکوع اور سجدے میں **عَنْ** وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَكَانَ إِذَا رَكَعَ سَوّٰى ظَهْرَهٗ حَتّٰى لَوْ صُبَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ لَاسْتَقَرَّ وابصہ بن معبد سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نماز پڑھتے تھے تو جب رکوع کرتے اپنی پیٹھ کو برابر کرتے اسقدر کہ اگر اس پر پانی ڈالیں تو تھم جاوے **ف** سبحان اللہ نماز اسکو کہتے ہیں یہ تو ظاہری آداب ہیں اور باطنی اس کے سوا ہیں بڑا ادب یہ ہے کہ نماز میں ادہر ادہر کے دنیاوی خیالات نہ کرے اور یہ سمجھے کہ میں اللہ جل جلالہ کو دیکھ رہا ہوں وہ سامنے اجلاس کیے ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو یہی سمجھے کہ اللہ جل جلالہ مجھکو دیکھ رہا ہے اور میری ہر ایک حرکت کو **باب** وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ دونو گھٹنوں پر دونو ہاتھ رکھنا رکوع میں **عَنْ** مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَكَعْتُ إِلٰى جَنْبِ أَبِيْ فَطَبَّقْتُ فَضَرَبَ يَدَيَّ وَقَالَ قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ أُمِرْنَا أَنْ نَرْفَعَ إِلَى الرُّكَبِ مصعب بن سعد سے روایت ہے میں نے اپنے باپ (سعد بن ابی وقاص) کے بازو نماز پڑھی تو میں نے رکوع میں تطبیق کی (تطبیق یہ ہے کہ دونو ہاتھ ملا کر رانوں کے بیچ میں رکھ لینا) انہوں نے میرے ہاتھ پر مارا اور (نماز کے بعد) کہا پہلے ہم ایسا کرتے تھے پھر ہمکو حکم ہوا گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا **ف** اور تطبیق منسوخ ہو گئی مگر عبداللہ بن مسعودؓ کو اسکا نسخ نہیں پہونچا وہ تطبیق کے قائل رہے عبداللہ بن مسعود بڑے درجہ کے صحابی جلیل الشان تھے پر بعض مسائل میں انکو ناواقفیت رہی جیسے رفع یدین کا مسئلہ تطبیق کا مسئلہ جنب کے تیمم کا مسئلہ عورت کے بوسہ اور مساس کا مسئلہ اور ان سب مسائل میں حنفیہ نے عبداللہ بن مسعود کی تقلید ترک کی پھر معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے کہ رفع یدین میں انکا قول کیوں ترک نہیں کرتے حالانکہ بہت احادیث عبداللہ کے خلاف وارد ہیں رضی اللہ عنہ وارضاہ حضرت عمرؓ پر بھی کے چند مسائل پوشیدہ رہ گئے تھے اور کسی عالم اور مجتہد کی کیا حقیقت ہے **عَنْ** عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَيُجَافِيْ بِعَضُدَيْهِ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کرتے تھے تو اپنے دونو ہاتھوں کو دونو گھٹنوں پر رکھتے تھے اور دونو بازوں کو جدا رکھتے (یعنے پسلیوں سے یا پیٹ سے نہ لگاتے بلکہ الگ رکھتے سیدھا تیر کی طرح) **باب** مَا يَقُوْلُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ جب رکوع سے سر اٹھاوے تو کیا کہے **عَنْ** أَبِيْ هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ابوہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فرماتے

سمع اللہ لمن حمدہ تو اسکے بعد فرماتے ربنا ولک الحمد **ف** اس حدیث سے اور کئی حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ امام سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا ولک الحمد دونوں کہے اور مقتدی صرف ربنا ولک الحمد اور امام ابو حنیفہ نے اسکا خلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور دلیل لیتے ہیں اس حدیث سے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور ہم کہتے ہیں اس سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ امام ربنا ولک الحمد نہ کہے اور دوسرے متعدد صحیح حدیثوں سے یہ ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کلمے کہتے تھے تو امام ابو حنیفہ کا قول بالکل رد ہوگیا اور اسیلیے امام طحاوی حنفی نے بھی اس مسئلہ میں ابو حنیفہ کے قول کو نہیں لیا اور باتباع حدیث یہ حکم دیا ہے کہ امام دونوں کلمے کہے **عن** انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا ولک الحمد انس بن مالک سے روایت ہو آنحضرت نے فرمایا جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو **عن** ابی سعید الخدری رض انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربنا ولک الحمد ابو سعید خدری سے روایت ہو انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا ولک الحمد کہو **عن** ابن ابی اوفی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع راسہ من الرکوع قال سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا لک الحمد ملاء السموت وملاء الارض وملاء ما شئت من شیء بعد ابن ابی اوفی سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھاتے تو فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا لک الحمد ملاء السموات وملاء الارض وملاء ما شئت من شیء بعد یعنے سنتا ہے اللہ جل جلالہ اسکی جو تعریف کرے اسکی یا اللہ مالک ہمارے تیری تعریف کرتا ہوں آسمانوں بھر اور زمین بھر اور انکے بعد جو چیز تو چاہے اس بھر **عن** ابی جحیفۃ یقول ذکرت الجدود عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی الصلوۃ فقال رجل جد فلان فی الخیل وقال اخر جد فلان فی الابل وقال اخر جد فلان فی الغنم وقال اخر جد فلان فی الرقیق فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوتہ ورفع راسہ من اخر الرکعۃ قال اللھم ربنا لک الحمد ملاء السموت وملاء الارض وملاء ما شئت من شیء بعد اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد وطول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوتہ بالجد لیعلموا انہ لیس کما یقولون ابو جحیفہ سے روایت ہو صحابہ نے لوگوں کی مالداری کا ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ نماز پڑھ رہے تھے ایک شخص بولا فلانے کے پاس گھوڑوں کی دولت ہو دوسرا بولا فلانے کے پاس اونٹوں کی دولت ہو تیسرا بولا فلانے کے پاس بکریوں کی دولت ہے چوتھا بولا فلان کے پاس غلام لونڈیوں کی دولت ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر چکے اور اخیر رکعت پڑھکر اپنا سر اٹھایا تو فرمایا اللھم ربنا لک الحمد اخیر تک یعنی اے اللہ مالک ہمارے تیری تعریف ہو آسمانوں بھر اور

زمین بھر اور اسکے بعد جو چیز تو چاہے اس بھر یا اللہ کوئی رد کرنے والا نہیں اسکا جو تو دیوے اور کوئی دینے والا نہیں اسکا جو تو روکے ... بجو ... ہیں اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونچی آواز سے مالداری
کا ذکر کیا تاکہ صحابہ جان لیں کہ جیسا وہ کہتے ہیں ویسا نہیں ہے **ف** یعنے غنا اور تونگری کوئی کام کی چیز نہیں ہے دنیا
کی سب چیزیں محض لغو اور فانی ہیں اگر کسی پاس مال زیادہ ہو تو کیا ہوا اللہ جل جلالہ کے عذاب سے مال بچا نہیں سکتا پھر کیا
فائدہ مال سے بڑا نفع تو یہی ہے کہ صاحب مال تو تکلیف نہ ہو جب تکلیف ہوئی اور مال کام نہ آیا تو ایسے مال پر سو
لعنت ہو اس سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ مال حلال بیکار لغو ہے مال حلال اسوقت بیشک کام کا ہے جب وہ اللہ جل جلالہ کی
مرضی میں صرف کیا جاوے **بَابُ** السُّجُودِ باب سجدے کے بیان میں **عَنْ** مَيْمُونَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَجَدَ جَافٰى يَدَيْهِ فَلَوْ اَنَّ بُهْمَةً اَرَادَتْ اَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ ام المومنین
میمونہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (پیٹ سے جدا رکھتے) پھر اگر بھیڑ کا
بچہ آپکے ہاتھوں کے بیچ میں سے گذرنا چاہتا تو گذر جاتا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَقْرَمَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ اَبِيْ بِالْقَاعِ مِنْ
نَمِرَةَ فَمَرَّ بِنَا رَكْبٌ فَاَنَاخُوْا بِنَاحِيَةِ الطَّرِيْقِ فَقَالَ لِيْ اَبِيْ كُنْ فِيْ بَهْمِكَ حَتّٰى اٰتِيَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ
فَاَسْاَلَهُمْ قَالَ فَخَرَجَ وَجِئْتُ يَعْنِيْ دَنَوْتُ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ
فَصَلَّيْتُ مَعَهُمْ فَكُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰى عُفْرَتَيْ اِبْطَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا سَجَدَ قَالَ اَبُوْبَكْرِ
بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ يَقُوْلُ النَّاسُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عبد اللہ بن اقرم خزاعی سے روایت ہے میں اپنے باپ کے ساتھ
تھا نمرہ (ایک مقام ہے عرفات کے قریب) کے میدان میں کئی سوار ہماری سامنے سے نکلے اور انہوں نے اپنی سواریوں
کو راہ کی ایک کونے میں بٹھایا میرے باپ نے مجھ سے کہا تو اپنے جانوروں میں رہ میں ان لوگوں پاس جا کر ان سے پوچھوں خیر
میرے باپ گئے اور میں آیا یعنے نزدیک ہوا دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اتنے میں نماز کا وقت
آیا میں نے بھی لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں مبارک بغلوں کی سفیدی کو دیکھتا تھا
جب آپ سجدہ کرتے **ف** کیونکہ سجدے میں آپ دونوں بازوؤں کو پسلی سے جدا رکھتے اسقدر کہ بغل صاف نظر
آتی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الوف صلوٰۃ وسلام الی یوم القیام **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَقْرَمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نَحْوَهُ دوسری روایت بھی عبد اللہ بن اقرم سے ایسی ہی ہے **عَنْ** وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَامَ مِنَ السُّجُوْدِ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ وائل
بن حجر سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے جب سجدہ کیا تو اپنے دونوں گھٹنوں کو ہاتھوں
سے پہلے زمین پر رکھا اور جب سجدے سے کھڑے ہوئے تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھایا **ف** اکثر اہل علم کا عمل اسی
حدیث پر ہے ان میں سے ہیں ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد بن حنبل اور مالک اور اوزاعی کا قول یہ ہے کہ پہلے ہاتھوں کو

زمین پر ٹیکے اور امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے کیونکہ ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے اور اس حدیث میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ جب ہاتھ پہلے رکھے تو اونٹ کی مشابہت ہو گئی کیونکہ اونٹ بیٹھنے میں پہلے ہاتھ ہی ٹیکتا ہے اور اسکا جواب یوں دیا ہے کہ اونٹ کے گھٹنے وہی ہیں اسکے دونوں ہاتھ تو جب گھٹنے پہلے رکھے تو اونٹ سے مشابہت ہوئی دوسرے علما نے اس جواب کو رد کیا ہے بعضوں نے کہا ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث منسوخ ہے سعد بن ابی وقاص کی روایت سے انہوں نے کہا پہلے ہم ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے بعد اسکے حکم ہوا گھٹنے پہلے رکھنے کا اور ہاتھوں کو بعد نکالا اسکو ابن خزیمہ نے **عن** ابن عباسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت ان اسجد علی سبعۃ اعظم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا (انکا بیان آگے آتا ہے) **عن** ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اسجد علی سبع ولا اکف شعرا ولا ثوبا قال ابن طاؤس فکان ابی یقول الیدین والرکبتین والقدمین وکان یعد الجبھۃ والانف واحدا ابن عباسؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا سات اعضا پر سجدہ کرنیکا اور حکم ہوا بالوں اور کپڑے کو نہ سمیٹنے کا ابن طاؤس نے کہا میرے باپ کہتے تھے (سات اعضا یہ ہیں) دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے دونوں پاؤں اور پیشانی اور ناک کو ایک ہی عضو شمار کرتے تھے (دونوں سونگھنے میں داخل ہیں) **عن** العباس بن عبد المطلب انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا سجد العبد سجد معہ سبعۃ اراب وجھہ وکفاہ ورکبتاہ وقدماہ حضرت عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اسکے ساتھ سات اعضا سجدہ کرتے ہیں منہ اسکا اور دونوں ہتھیلیاں اسکی اور دونوں گھٹنے اسکے اور دونوں قدم اسکے **عن** احمر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان کنا لناوی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما یجافی بیدیہ عن جنبیہ اذا سجد احمر بن جزء صحابی سے روایت ہے کہ ہمکو رحم آتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آپ سجدہ کرتے اس وجہ سے کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو پسلیوں سے جدا رکھتے اور اس طرح سجدہ کرنے میں بہت مشقت ہوتی ہے برخلاف اسکے کہ عورتوں کی طرح سجدہ کرے وہ آسان ہے

باب التسبیح فی الرکوع والسجود رکوع اور سجدے میں کیا کہے

عن عقبۃ بن عامر الجھنی یقول لما نزلت فسبح باسم ربک العظیم قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجعلوھا فی رکوعکم فلما نزلت سبح اسم ربک الاعلی قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعلوھا فی سجودکم عقبہؓ بن عامر جہنی سے روایت ہے جب یہ آیت اتری فسبح باسم ربک العظیم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو رکوع میں کہا کرو (یعنے سبحان ربی العظیم) پھر جب یہ آیت اتری سبح اسم ربک الاعلی

تو آپ نے فرمایا اسکو سجدے میں کہا کرو یعنے سبحان ربی الاعلی **عن** حُذَیفَۃَ بنِ الیَمانِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ اِذَا رَکَعَ سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیمِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاِذَا سَجَدَ قَالَ سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی ثَلٰثَ مَرَّاتٍ حذیفہ بن یمان سے روایت ہے انہوں نے سُنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو تین بار فرماتے سبحان ربی العظیم اور جب سجدہ کرتے تو تین بار فرماتے سبحان ربی الاعلی **ف** یہ ادنی درجہ ہے کم سے کم تین بار کہنا چاہیے **عن** عَائِشَۃَ رض قَالَت کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یُکثِرُ اَن یَقُولَ فِی رُکُوعِہٖ وَسُجُودِہٖ سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمدِکَ اللّٰھُمَّ اغفِرلِی یَتَاَوَّلُ القُراٰنَ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رکوع اور سجدے میں یہ فرماتے سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی گویا آپ قرآن شریف پر عمل کرتے تھے **ف** قرآن شریف میں ہے فسبح بحمد ربک واستغفرہ اسکا مطلب یہی ہے کہ نماز میں یوں کہہ سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی اگر یوں کہے سبحان اللہ وبحمدہ اللھم اغفرلی تو بھی اچھا ہے پر جو لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے اسکی پیروی بہتر ہے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ رکوع اور سجدے میں دعا کرنا درست ہے اور نماز میں جہاں تک اللہ جل جلالہ کی حمد و ثنا اور دعا ہو سکے کرے اور دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی مانگے اور جو دعائیں حدیث میں وارد ہیں انکے سوا بھی جو دعا چاہے کرے کوئی ممانعت نہیں ہے، اور جس نے اس سے منع کیا ہے اُسکا قول بے دلیل ہے **عن** ابنِ مَسعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَکَعَ اَحَدُکُم فَلیَقُل فِی رُکُوعِہٖ سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیمِ ثَلٰثًا فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَد تَمَّ رُکُوعُہٗ وَاِذَا سَجَدَ اَحَدُکُم فَلیَقُل فِی سُجُودِہٖ سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی ثَلٰثًا فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِکَ فَقَد تَمَّ سُجُودُہٗ وَذٰلِکَ اَدنَاہُ عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے رکوع کرے تو رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کہے جب یہ کیا تو رکوع اسکا پورا ہو گیا اور جب کوئی تم میں سے سجدہ کرے تو سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلی کہے جب ایسا کیا تو اسکا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ ادنے درجہ ہے **ف** امام ترمذی نے کہا مستحب ہے کہ آدمی تین بار سے کم تسبیح نہ کہے اور ابن مبارک نے کہا کہ امام کو پانچ بار کہنا مستحب ہے تاکہ مقتدی تین بار کہہ سکیں اور اس سے زیادہ جہاں تک چاہے کہہ سکتا ہے بشرطیکہ اکیلا نماز پڑھتا ہو کیونکہ جماعت میں ہلکی نماز پڑھانا سنت ہے تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو

باب الاعتدال فی السجود سجدہ کیونکر کرنا چاہیے

عن جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ اَحَدُکُم فَلیَعتَدِل وَلَا یَفتَرِش ذِرَاعَیہِ افتِرَاشَ الکَلبِ جابر رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سجدہ کرے تو درمیانی حال پر رہے اور اپنے بازو زمین پر نہ بچھاوے جیسے کتا بچھا دیتا ہے **ف** حافظ نے کہا ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ خشوع اور ادب کے خلاف ہے البتہ اگر کوئی دیر تک سجدے میں ہے تو وہ اپنی باہوں کا ٹیکہ گھٹنوں پر دے سکتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ صحابہ نے شکایت کی آن حضرت سے سجدے کی مشقت کی آپ نے

فرمایا گھٹنوں سے مدد لو نکالا اسکو جماعت نے اور درمیانی حال پر رہنا یہ ترجمہ ہے اعتدال کا اور اعتدال سجدہ میں یہ ہے کہ توسط افتراش اور قبض میں اور وضع کفین زمین پر اور گھٹنوں کا اٹھا رہنا زمین سے اور پسلیوں سے اور پیٹ کا الگ رکھنا رانوں سے **عن** انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اعتدلوا في السجود ولا يسجد احدكم وهو باسط ذراعيه كالكلب انس بن مالکؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعتدال کرو سجدے میں اور کوئی تم میں سے سجدہ نکرے اپنے بازو زمین پر بچھائے ہوئے کتے کی طرح

باب الجلوس بين السجدتين دونو سجدوں کے درمیان بیٹھنا **عن** عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رفع راسه من الركوع لم يسجد حتى يستوي قائما فاذا سجد فرفع راسه لم يسجد حتى يستوي جالسا وكان يفترش رجله اليسرى ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدے میں نہ جاتے یہانتک کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے (اور سمع اللہ لمن حمدہ اللہم ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ وغیرہ اذکار پڑھتے) پھر جب سجدہ کرکے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ کرتے یہانتک کہ سیدھے بیٹھ جاتے (اور رب اغفرلی یا اللہم اغفرلی وارحمنی وعافنی واہدنی واجبرنی کہتے) اور بیٹھتے میں بایاں پاؤں بچھا دیتے **عن** علي قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقع بين السجدتين حضرت علیؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مت گوٹ مار کر بیٹھ دونو سجدوں میں (وہ یہ ہے کہ اپنے دونو سرین زمین پر ٹکا دیوے اور دونو پنڈلیاں کھڑی کر دیوے) **عن** علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي لا تقع اقعاء الكلب حضرت علیؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ مت گوٹ مار کر بیٹھ کتے کی طرح **ف** اسطرح بیٹھنا نماز میں ہمیشہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں ستر کھلنے کا ڈر ہوتا ہے اگر یہ ڈر نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے نماز کے باہر **عن** انس بن مالك يقول قال لي النبي صلى الله عليه وسلم اذا رفعت راسك من السجود فلا تقع كما يقعي الكلب ضع اليتيك بين قدميك والزق ظاهر قدميك بالارض انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تو اپنا سر سجدہ سے اٹھاوے تو مت بیٹھ گوٹ مار کر جیسے کتا بیٹھتا ہے ملا اپنے دونو سرین دونو پاؤں کے بیچ میں رکھ اور اپنے پاؤں کے اوپر کی جانب زمین سے لگا

باب ما يقول بين السجدتين دونو سجدوں کے درمیان کیا کہے **عن** حذيفة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول بين السجدتين رب اغفرلي رب اغفرلي حذیفہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونو سجدوں کے درمیان فرماتے (یعنے جب بیٹھتے دونو سجدوں کے بیچ میں) رب اغفرلے رب اغفرلے یا اللہ بخش مجھکو یا اللہ بخش مجھ کو **عن** ابن عباسؓ قال كان رسول الله صلى الله عليه و

سالم یقول بین السجدتین فی صلوٰۃ اللیل رب اغفر لی وارحمنی واجبرنی وارزقنی وارفعنی ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے بیچ میں رات کی نماز میں (یعنے تہجد میں) فرماتے تھے یا اللہ بخش مجھ کو اور رحم کر مجھ پر اور میری مصیبت کا تدارک کر اور روزی دے مجھ کو اور بلند کر مجھکو **باب** ما جاء فی التشھد تشہد کیونکر پڑھنا چاہیے **عن** عبد اللہ بن مسعود قال کنا اذا صلینا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلنا السلام علی اللہ قبل عبادہ السلام علی جبریل ومیکائیل وعلی فلان وفلان یعنون الملئکۃ فسمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ ھو السلام فاذا جلستم فقولوا التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین فانہ اذا قال ذلک اصابت کل عبد صالح فی السماء والارض اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے پہلے ہم جب آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھتے تو یون کہا کرتے سلام اللہ پر اسکے بندون کیطرف سے سلام جبریل پر سلام میکائیل پر اور فلانے پر فلانے پر یعنے فرشتون پر آنحضرت نے یہ سنا ہمکو کہتے ہوئے تو فرمایا اللہ جل جلالہ تو خود سلام ہے (یعنے سلام اسکا ایک نام ہے اور السلام علیکم کے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے تمہارا نگہبان ہو پھر یہ کہنا درست نہوگا کہ سلام اللہ جل جلالہ پر) جب تم نماز مین بیٹھو تو یون کہو التحیات للہ اخیر تک یعنے عمدہ آداب اور تسلیمات خدا کے لیے ہین اور نمازین اور اچھی باتین بھی سب اسی کے لیے ہین سلام ہو تجھپر اے نبی اللہ کے اور اسکی رحمت اور برکتین سلام ہو ہمپر اور اللہ جل جلالہ کے نیک بندونپر جب ایسا کہا تو ہر ایک نیک بندے کو آسمان اور زمین مین سلام پہونچ گیا گواہی دیتا ہون مین اسکی کہ کوئی سچا معبود نہین ہے سوا اللہ کے اور گواہی دیتا ہون مین اسکی کہ حضرت محمد صلعم بندے ہین اور اسکے بھیجے ہوئی ہین **ف** یہ عبد اللہ بن مسعود کا تشہد ہے اور اسیکو اختیار کیا ہے ابو حنیفہ اور جمہور علما نے اور امام مالک رح نے حضرت عمر کا تشہد اختیار کیا ہے اور امام شافعی نے ابن عباس کا اور امام احمد نے بھی ابن عباس کا ابن ہمام نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود کے تشہد پر چھون عالمون نے اتفاق کیا لفظاً اور معنیً تو وہ اعلی درجہ مین ہے صحیح کے اسلیے کہ اہل حدیث کے نزدیک اعلی درجہ صحیح کا یہ ہے کہ بخاری اور مسلم دونون اسپر اتفاق کرین پھر جسپر چھون اتفاق کرین وہ تو بطریق اولی اعلی درجہ کی صحیح ہوگی اور ابن عباس کے تشہد کو امام مسلم نے نکالا اور امام بخاری نے نہین نکالا اور امام محمد نے موطا مین کہا کہ ابن مسعود رض مکروہ جانتے تھے اس تشہد مین ایک حرف گھٹانا یا بڑھانا اس سے بھی نکلتا ہے کہ انھون نے اسکو اچھی طرح سے یاد رکھا تھا امام ابو حنیفہ نے کہا میرا ہاتھ حماد نے پکڑا حماد نے کہا میرا ہاتھ ابراہیم نے پکڑا ابراہیم نے کہا میرا ہاتھ علقمہ نے پکڑا علقمہ نے کہا میرا ہاتھ عبد اللہ بن مسعود نے پکڑا عبد اللہ بن مسعود نے کہا میرا ہاتھ آنحضرت صلعم نے پکڑا اور تشہد سکھلایا جیسے قرآن کی سورت سکھلاتے ہین اور حاصل یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کا تشہد بنسبت اوروں کے زیادہ صحیح ہے لیکن دوسرے تشہد بھی صحیح سندون سے مروی ہین اور اہل حدیث ہر ایک کو باری باری پڑھتے ہین

اور ہر ایک کا پڑھنا کافی جانتے ہیں عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ عبد اللہ بن مسعود رض
سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عن عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلمھم
التشھد فذکر نحوہ عبد اللہ بن مسعود رض سے ایسی ہی روایت ہے جیسا اوپر گذری عن ابن عباس رض قال کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا التشھد کما یعلمنا السورۃ من القرآن فکان یقول التحیات المبارکات
الصلوات الطیبات للہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد
اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ عبد اللہ بن عباس رض سے روایت ہے
کہ آنحضرت ہمکو تشہد سکھلاتے تھے جیسے قرآن کی ایک سورت سکھلاتے تھے (کمال احتیاط اور اہتمام کے ساتھ) تو فرماتے
تھے التحیات المبارکات الصلوات الطیبات للہ اخیر تک عن ابی موسی الاشعری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم خطبنا وبین لنا سنتنا وعلمنا صلوتنا فقال اذا صلیتم فکان عند القعدۃ فلیکن من اول قول
احدکم التحیات الطیبات الصلوات للہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام
علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ سبع کلمات
ھن تحیۃ الصلوۃ ابو موسی اشعری رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا ہمکو (یعنے وعظ) اور دین کے
طریقے بیان کیے اور نماز سکھلائی تو فرمایا جب تم نماز پڑھو اور بیٹھو تو بیٹھتے ہی پہلے یوں کہو التحیات الطیبات الصلوات للہ
اخیر تک یہ سات کلمے نماز کی تحیہ ہیں عن جابر بن عبد اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعلمنا التشھد کما یعلمنا السورۃ من القرآن باسم اللہ وباللہ التحیات للہ والصلوات و
الطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین
اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اسال اللہ الجنۃ واعوذ باللہ من
النار جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تشہد اسطرح سکھلاتے تھے جیسے قرآن کی ایک سورت
سکھلاتے اسطرح سے بسم اللہ وباللہ التحیات للہ والصلوات والطیبات اخیر تک اتنا زیادہ ہے اخیر میں اسال اللہ الجنۃ
واعوذ باللہ من النار **ف** یعنی میں اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں ان سب تشہدوں میں
سے جونسا تشہد چاہے پڑھے کیونکہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اور تشہد میں جو یہ لفظ ہے السلام
علیک ایھا النبی تو اسی کلمہ ندا کا ہے جو شخص حاضر کے لیے کیا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت یہ
کلمہ سکھلایا تھا اسوقت آپ حاضر تھے اور صحابہ آپکے پیچھے حالت حیات آنحضرت میں اسیطرح تشہد پڑھا کرتے لیکن جب
آپکی وفات کے بعد بعض اسطرح سے پڑھنے لگے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بعض اسیطرح پڑھتے رہے
جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو تعلیم فرمایا تھا کیونکہ تشہد کی تعلیم قرآن کی ایک سورت کی طرح تھی تو اس میں تغیر

اور تبدل مناسب نہیں سمجھا اب ہمارے زمانہ میں بھی ایسا ہی پڑھنا بہتر ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور مقصود
اس سے ندا نہیں ہے بلکہ یہ بطریق تعبد اور حکایت کلام نبوی کے ہے جیسے قرآن میں ہے یا ایہا النبی اسپر بھی اگر کوئی یون
پڑھے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو کچھ مضائقہ نہیں ہے صحابہ سے ایسا منقول ہے اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف مین زندہ ہین اور جو کوئی قبر شریف کے پاس درود یا سلام پڑھے تو آپ خود سُن
لیتے ہین اور جو کوئی اور مقامون اور دور دراز ملکون مین درود یا سلام پڑھے تو اللہ جل جلالہ کے فرشتے آپکو پہونچا دیتے
ہین یہ مضمون بعینہ ایک حدیث مین وارد ہے اور اس مین بھی کوئی شک نہین کہ آن حضرت صلعم کی روحانیت مقدسہ جہان
چاہے وہان تشریف فرما ہوسکتی ہے اور اور اولیائے کرام اور عرفائے عالی مقام کو اسطرح کی ملاقاتین آپ سے عالم
بیداری مین ہوئے ہین اور کیا عجب ہے کہ بعض خاص بندونکو نماز مین بھی ایسا حضور ہوتا ہو کہ سلام کے وقت ندا اپنی
ظاہری معنون مین درست ہوجاتی ہو لیکن اسکے ساتھ یہ بھی یقین کرنا چاہیے کہ آپ بشر تھے اور لوازم بشریت سے
پاک نہ تھے اور ہر مقام یا ہر جای مین حاضر اور ناظر ہونا اور ہر بات پر مطلع ہونا یہ صفت خاص ہے اللہ جل جلالہ کے لیے
کسی بندے کو حاصل نہین ہوسکتی مگر جسقدر وہ چاہتا ہے اپنے کسی بندے کو (یعنے حضور صلے اللہ) سمع اور بصر کی قوت زیادہ عطا فرماتا ہے
ایک شخص نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین انہی بندون پر سلام بھیجا جو نیک اور صالح تھے اور
گنہگاران امت پر التفات نہ فرمایا حالانکہ آپ دریائے فیض اور رحمۃ للعالمین تھے ان بزرگ نے اسکے جواب مین کہا
کہ واہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نیک بندون سے زیادہ گنہگارون کا خیال رکھا اور پہلی السلام علینا مین اپنے ساتھ
گنہگارون کو شامل کرلیا تاکہ انکی مغفرت ہوجاوے سبحان اللہ آپکا رحم اور کرم کس درجے کا تھا قربان آپکے عنایت
اور شفقت کے صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین **بَابُ** الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر درود کیونکر پڑھے نماز مین **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا السَّلَامُ
عَلَیْکَ قَدْ عَرَفْنَاہُ فَکَیْفَ الصَّلٰوۃُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ ابو سعید خدری سے روایت ہے
ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر سلام کرنا تو ہمکو معلوم ہوگیا (نماز مین اسطرح سے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ)
اب درود کیونکر بھیجین آپ پر (اور اللہ تعالے نے درود اور سلام دونو کا حکم دیا قرآن مین) آپنے فرمایا یون کہو اللھم
صل علی محمد اخیر تک یعنی یا اللہ اپنی رحمت اتار حضرت محمد صلعم پر جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہین جیسے تونے رحمت اتاری
حضرت ابرہیم پر اور برکت اتار حضرت محمد صلعم اور انکی آل پر جیسے تونے برکت اتاری حضرت ابراہیم علیہ السلام پر **ف**
درود شریف کی کئی الفاظ وارد ہین حدیث مین جونسا لفظ چاہے پڑھے اور سب مین صحیح وہ روایت ہے جو صحیحین مین
ہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما

بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید تک اسکے بعد جو مذکور ہوگی کعب بن عجرہ سے اور ابو حمید سے اور اکثر اہل علم کا یہ
قول ہے کہ درود پڑھنا اخیر تشہد میں مستحب ہے اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے اگر درود نہ پڑھیگا تو نماز صحیح نہ ہوگی ❊

عن ابن ابی لیلی قال لقینی کعب بن عجرة فقال الا اهدی لك هدیة خرج علینا رسول الله صلی
الله علیه وسلم فقلنا قد عرفنا السلام علیك فكیف الصلوة علیك قال قولوا اللهم صل علی محمد
وعلی ال محمد كما صلیت علی ابراهیم انك حمید مجید اللهم بارك علی محمد وعلی ال محمد
كما باركت علی ابراهیم انك حمید مجید ابن ابی لیلے سے روایت ہے کعب بن عجرہ مجھ سے ملے اور کہا میں تجھکو
ایک ہدیہ نہ دوں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے ہمپر ہمنے عرض کیا سلام تو ہمنے معلوم کر لیا آپ پر لیکن درود
کیونکر بھیجیں آپ پر آپنے فرمایا کہو اللهم صل علی محمد اخیر تک **عن** ابی حمید الساعدی انهم قالوا یا رسول
الله امرنا بالصلوة علیك فكیف نصلی علیك قال قولوا اللهم صل علی محمد وازواجه وذریته
كما صلیت علی ابراهیم وبارك علی محمد وازواجه وذریته كما باركت علی ابراهیم فی العلمین
انك حمید مجید ابو حمید ساعدی سے روایت ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو حکم ہوا (قرآن میں) آپپر درود
بھیجنے کا تو کیونکر درود بھیجیں آپ پر آپنے فرمایا کہو اللهم صل علی محمد اخیر تک **عن** عبد الله بن مسعود قال
اذا صلیتم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاحسنوا الصلوة علیه فانكم لا تدرون لعل
ذلك یعرض علیه فقالوا له فعلمنا قال قولوا اللهم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك علی سید
المرسلین وامام المتقین وخاتم النبیین محمد عبدك ورسولك امام الخیر وقائد الخیر ورسول
الرحمة اللهم ابعثه مقاما محمودا یغبطه به الاولون والاخرون اللهم صل علی محمد وعلی
ال محمد كما صلیت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انك حمید مجید اللهم بارك علی محمد وعلی ال محمد
كما باركت علی ابراهیم وعلی ال ابراهیم انك حمید مجید عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے کہا جب تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو اچھی طرح کا درود بھیجو تم کو معلوم نہیں شاید تمہارا درود
آنحضرت کے سامنے پیش کیا جاوے لوگوں نے کہا تو ہم کو سکھلاؤ کیونکر درود بھیجیں عبد اللہ نے کہا کہو اللهم اجعل صلوتك
ورحمتك اخیر تک یعنی یا اللہ اپنی عنایتیں اور رحمت اور برکتیں اتار پیغمبروں کے سردار اور پرہیزگاروں کے امام اور
نبیوں کے خاتم حضرت محمد پر جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں نیکی کے امام ہیں اور بھلائی کی طرف لیجانے والے ہیں
اور رسول ہیں رحمت کے یا اللہ انکو عنایت فرما مقام محمود جس پر رشک کرینگے انپر اگلے اور پچھلے یا اللہ رحمت اتار
اپنی حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل پر جیسے تونے رحمت اتاری حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر یا اللہ برکت اتار
حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل پر جیسے تونے برکت اتاری حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر بیشک تو خوبیوں

والا ہے اور بزرگی والا **ف** بہتر درود بعضون نے کہا وہی ہے جو صحیح روایت سے آپ سے مروی ہے اور بعضون نے کہا جس کے الفاظ زیادہ جامع اور زیادہ عمدہ ہون اور یہ جو عبداللہ نے کہا شاید تمہاری درود پیش کی جاوے آپ پر حالانکہ دوسری حدیث مین ہے کہ تمہاری درود ہمیشہ آپ پر پیش کیے جاتے ہین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جس درود مین اخلاص اور صدق نہو وہ قبول نہین ہوتی اور جب قبول نہوئی تو پیش بہی نکی جاوے گی بلکہ واپس کیجاویگی درود بہیجنے والے پر جیسے تحفہ جب قبول نہین ہوتا تو واپس کردیا جاتا ہے اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے ہماری نیکیان قبول فرماوے تو ہوسکتا ہے ورنہ ایک نیکی بہی ہماری اس قابل نہین ہے کہ اسکی درگاہ عالی جاہ تک چڑہائی جاوے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

عن عامر بن ربیعۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یصلی علی الا صلت علیہ الملئکۃ ما صلی علی فلیقل العبد من ذلک او لیکثر عامر بن ربیعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جو میرے اوپر درود بہیجے مگر فرشتے اسکے لیے دعا کرتے ہین جب تک وہ مجہپر درود بہیجتا رہے اب اختیار ہے بندے کا چاہے درود کم پڑہے چاہے بہت پڑہے (یعنے جہانتک زیادہ پڑہے گا اتنے ہی فرشتون کی دعا اسکے لیے زیادہ ہوگی) **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نسی الصلوۃ علی خطئ طریق الجنۃ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے اوپر درود بہیجنا موقوف کیا (یعنے ترک کیا) اس نے جنت کا رستہ بہلا دیا یعنی جنت کی راہ چوک گیا دوسری راہ چلا گیا اب جنت تک پہونچنا مشکل ہے۔

باب ما یقال بعد التشہد والصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اور درود کے بعد کیا دعا پڑہے نماز مین

عن ابی ہریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ احدکم من التشہد الاخیر فلیتعوذ باللہ من اربع من عذاب جہنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات ومن فتنۃ المسیح الدجال ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے اخیر تشہد سے فارغ ہو تو چار چیزون سے اللہ کی پناہ مانگے دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور کانے دجال کے فتنے سے **ف** زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ دنیا مین مشغول ہوکر خدا سے غافل ہوجاوے یا گناہون مین مبتلا ہوجاوے اور موت کا فتنہ یہ ہے کہ معاذ اللہ خاتمہ برا ہو شیطان کے اغوا مین آجاوے کلمہ توحید اخیر وقت نہ پڑھ سکے اور کانے دجال کا فتنہ تو مشہور ہے اور اسکا ذکر قیامت کی نشانیون مین آویگا انشاء اللہ تعالے غرض یہ ہے کہ تشہد اور درود کے بعد یہ دعا پڑہے اللہم انی اعوذ بک من عذاب جہنم و اعوذ بک من عذاب القبر و اعوذ بک من فتنۃ المحیا والممات و اعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال اور بعض روایتون مین یہ زیادہ ہے اللہم انی اعوذ بک من الماثم والمغرم اور بعض روایتون مین یہ دعا وارد ہے اللہم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا

ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم اور بعض روایتوں میں یہ دعا وارد ہے اللھم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الٰہ الا انت ان سب دعاؤں میں سے جونسی دعا چاہے پڑھے اور جونسی دعا چاہے وہ اللہ جل جلالہ سے کرے کچھ ممانعت نہیں ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مَا تَقُوْلُ فِی الصَّلٰوةِ قَالَ اَتَشَهَّدُ ثُمَّ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِهٖ مِنَ النَّارِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا اُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ فَقَالَ حَوْلَهُمَا نُدَنْدِنُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص سے تو نماز میں کیا کہتا ہے وہ بولا پہلے تشہد پڑھتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے جنت مانگتا ہوں اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں لیکن قسم خدا کی میں آپکا گنگنانا نہیں سمجھتا نہ معاذ کا (یعنی مجھے اچھی طرح معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کیا دعا مانگتے ہیں آہستہ آواز سے نہ معاذ کی دعا معلوم ہوتی ہے) آپنے فرمایا ہم بھی اسیکے گرد گنگناتے ہیں **ف** یعنی جنت کا سوال اور دوزخ سے بچاؤ یہی ہماری دعاؤں کا بھی مطلب ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی جنت کی طلب کرتے تھے اور دوزخ سے پناہ مانگتے تھے اب جن صوفیوں نے جنت کا سوال ادنیٰ درجہ قرار دیا ہے انکی کلام کا مطلب معلوم نہیں ہوتا اس میں کچھ شک نہیں کہ معشوق کا دیدار سب نعمتوں سے زیادہ ہے اور جمال یار کے سامنے سب لے حقیقت ہے مگر یہ دیدار حبیب ہی حاصل ہوگا کہ آدمی اہل جنت میں سے ہو اور اسیلیے متعدد حدیثوں میں یہ منقول ہے کہ آپنے جنت کا سوال کیا اور دوزخ سے پناہ مانگی پس اتباع حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سب پر مقدم ہے اور تصوف اور درویشی بغیر اتباع شریعت اور پیروی حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محض گمراہی اور بطالت ہے **باب** الْاِشَارَةِ فِی التَّشَهُّدِ تشہد پڑھتے وقت کلمے کی انگلی سے اشارہ کرنا **عَنْ** نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلٰی فَخِذِهِ الْیُمْنٰی فِی الصَّلٰوةِ وَیُشِیْرُ بِاِصْبَعِهٖ نمیر خزاعی سے روایت ہے میں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھے ہوئے نماز میں اور اشارہ کر رہے تھے آپ اپنی انگلی سے **ف** یعنی کلمے کی انگلی کو اٹھائے ہوئے تھے جیسے وائل کی حدیث میں ہے جو آگے آویگی مطلب یہ ہے کہ آپ جب نماز میں بیٹھتے تو شروع ہی سے اسیطرح بیٹھتے کہ داہنا ہاتھ داہنے گھٹنے یا ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور چھنگلیا اور اسکے پاس والی انگلی کو داہنے ہاتھ کے بند کر لیتے اور بیچ والی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ کر لیتے اور کلمے کی انگلی کو اٹھائے رہتے ظاہر یہ ہے کہ سلام تک آپ اسی ہیأت سے بیٹھے رہتے اہلحدیث کا یہی قول ہے اور یہی عمل ہے اور امام محمد نے موطا میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تو داہنی کف کو داہنی ران پر رکھتے اور سب انگلیوں کو بند کر لیتے اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کرتے اور بائیں

کف کو بائیں ران پر رکھتے اور ہمارا عمل اسی پر ہے اور ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے ملا علی قاری نے کہا امام مالکؒ اور شافعیؒ اور امام احمدؒ کا بھی یہی قول ہے اور سلف میں اس مسئلہ میں خلاف معلوم نہیں ہوتا لیکن بعض متاخرین فقہا نے اس میں خلاف کیا ہے ہمارے مذہب میں سو ابن ہمام نے کہا ہمارے بہت مشائخ حنفیہ سے منقول ہے کہ بالکل اشارہ نہ کرے اور یہ خلاف ہے روایت اور درایت دونوں کے طیبی نے کہا الا اللہ کے وقت کلمے کی انگلی اٹھا دے اور بعض حنفیہ نے کہا کہ لا الہ کے وقت اٹھا دے اور الا اللہ کے وقت رکھ لیوے **مترجم** کہتا ہے مجھے اسکی کوئی دلیل معلوم نہیں ہوئی کہ انگلی کو لا الہ یا الا اللہ کے وقت اٹھاوے پھر رکھ لیوے حدیث سے جو ثابت ہے وہ یہی ہے کہ ساری جلسے میں شروع سے اخیر تک کلمے کی انگلی کو اٹھاتے رہے اور امام محمد نے اپنا اور امام ابو حنیفہ کا عمل بھی یہ بیان کیا اور اہل حدیث کا بھی عمل اسی پر ہے اب بعض حنفیہ نے جو اس سے منع کیا ہے انکا قول محض لغو اور بے دلیل ہے اور قطع نظر اسکے کہ حدیث کے خلاف کسی کا قول اعتبار کے لائق نہیں ہے خود امام محمد اور امام ابو حنیفہ کی بھی یہ قول خلاف ہے اور غضب یہ ہے کہ کیدانی نے جو متاخرین حنفیہ میں سے ایک شخص ہے اپنے رسالہ میں لکھ دیا ہے کہ نماز میں کلمہ کی انگلی اٹھانا اہلحدیث کی طرح حرام ہے اور بہت سے جاہل حنفی افغان وغیرہ کیدانی کی تقلید کرتے ہیں حالانکہ اسکا کید اظہر من الشمس ہے افسوس ہے کہ کیدانی کو بھلا حدیث کی خبر نہ ہوئی تو نہ ہوئی اپنے امام کے قول کی بھی خبر نہ ہوئی اور اہلحدیث کو اس نے ایسا ذلیل سمجھا کہ نماز میں انکی مشابہت کو حرام قرار دیا حالانکہ اہلحدیث سب سے زیادہ مشابہ ہیں نماز میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پھر کیا کیدانی کے نزدیک آنحضرت کی مشابہت اور پیروی بھی حرام ہے معاذ اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ع برین عقل و دانش بباید گریست ⁂ ملا علی قاری حنفی نے لکھا ہے کہ کیدانی کی تکفیر کے لیے صرف یہ فقرہ کافی ہے جس سے حدیث اور اہلحدیث کی توہین نکلتی ہے **عَنْ** وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَلَّقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى وَرَفَعَ الَّتِي تَلِيهِمَا يَدْعُو بِهَا فِي التَّشَهُّدِ وائل بن حجر سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے حلقہ بنایا انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا اور اسکے پاس والی انگلی یعنے کلمے کی انگلی کو اٹھایا آپ اس سے دعا کرتے تھے تشہد میں **ف** طیبی نے کہا فقہا نے اس حلقہ کی کیفیت میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا ۵۳ کی شکل بناوے وہ یہ ہے کہ خنصر اور بنصر اور وسطے کو بند کر لیوے اور کلمے کی انگلی کو چھوڑ دیوے اور انگوٹھے کو کلمے کی انگلی کی جڑ سے لگا دے ابن عمرؓ نے ایسا ہی نقل کیا ہے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے کو بیچ کی انگلی سے ملا دے اور بیچ کی انگلی بندھی رہے ۲۳ کی شکل پر ابن زبیرؓ سے ایسا ہی منقول ہے تیسرا طریقہ یہ ہے کہ خنصر اور بنصر کو بند کرے اور کلمے کی انگلی کو چھوڑ دے اور انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ کر لیوے جیسے وائل بن حجر نے نقل کیا اور اخیر طرز مختار ہے ہمارے نزدیک **مترجم** کہتا ہے ہمارے مشائخ کا بھی عمل اخیر قول پر ہے اور شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طوروں سے کیا اور ہر ایک نے جیسا دیکھا وہ نقل کیا واللہ اعلم **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا

جلس فی الصلوٰۃ وضع یدیہ علی رکبتیہ ورفع اصبعہ الیمنی التی تلی الابہام فیدعو بہا والیسریٰ علی رکبتیہ باسطہا علیہا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز مین بیٹھتے تو اپنے دونون ہاتھ دونو گھٹنون پر رکھتے اور داہنی انگلی کو جو انگوٹھے کے پاس ہے (یعنے داہنے ہاتھ کی کلمے کی انگلی کو) اٹھاتے اس سے دعا کرتے اور بایان ہاتھ بائین گھٹنے پر رکھتے پھیلائے ہوئے گھٹنے پر **باب** التسلیم سلام کا بیان **عن** عبداللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسلم عن یمینہ وعن شمالہ حتی یُری بیاض خدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داہنے طرف اور بائین طرف سلام کرتے یہانتک کہ آپکی گال کی سفیدی دکھلائی دیتی آپ فرماتے (دونو طرف) السلام علیکم ورحمۃ اللہ **عن** سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسلم عن یمینہ وعن یسارہ سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داہنے اور بائین طرف سلام پھیرتے **عن** عمار بن یاسر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلم عن یمینہ وعن یسارہ حتی یُری بیاض خدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داہنے اور بائین طرف سلام پھیرتے یہانتک کہ آپکے رخسارہ مبارک کی سفیدی دکھلائی دیتی (مقتدیون کو منہ پھیرانے کی وجہ سے) آپ فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ **عن** ابی موسیٰ قال صلی بنا علیؓ یوم الجمل صلوٰۃ ذکرنا صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاما ان نکون نسیناھا واما ان نکون ترکناھا فسلم علی یمینہ وعلی شمالہ ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے حضرت امیرالمومنین علی مرتضے علیہ السلام نے نماز پڑھائی ہمارے ساتھ جمل کے دن (جسدن معرکہ ہوا اور میان جناب امیرؓ اور جناب عائشہ صدیقہؓ کے قاتلین عثمانؓ پر) تو یاد دلائی ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اب دو حال سے خالی نہین یا تو ہم اسکو بھول گئے تھے یا چھوڑ دی تھی پھر سلام پھیرا انہون نے داہنی طرف اور بائین طرف سلام پھیرا **ف** جب ہی اہلحدیث کے نزدیک نماز سے باہر آنیکے لیے اور دوسری حدیث مین ہے کہ نماز کی تحلیل سلام ہے اصحیح اور مشہور یہی ہے کہ داہنے اور بائین طرف دو سلام کرے ابن قیم نے کہا کہ پندرہ صحابہ نے دو سلام نقل کیے ہین ان مین سے ہین ابن مسعودؓ اور سعدؓ اور جابرؓ اور ابوموسےؓ اور عمارؓ اور ابن عمرؓ اور براءؓ اور وائلؓ اور ابومالکؓ اور عدیؓ اور طلقؓ اور اوسؓ اور ابورمثہؓ اور ان مین بعض صحیح مین بعض حسن ہین ان سب کا خلاف کیا گیا ہے پانچ حدیثون سے جن مین ایک سلام مذکور ہے اور انکی صحت مین اختلاف ہے ابن مسعودؓ کی ایک روایت مین وبرکاتہ کا لفظ زیادہ ہے اسیطرح وائل بن حجر کی روایت مین اسکو ابوداؤد نے نکالا اور امام مالک کا قول یہ ہے کہ ایک ہی سلام کرنا کافی ہے اور ہم کہتے ہین کہ دو سلام کی حدیثین بہت ہین اور ان مین زیادت ہے پس واجب ہے قبول کرنا اسکا **باب** من یسلم تسلیمۃ واحدۃ ایک سلام کرنے کا بیان **عن** سہل

بن سعد الساعدی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلم تسلیمۃ واحدۃ تلقاء وجھہ سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سلام کیا اپنے منہ کے سامنے **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسلم تسلیمۃ واحدۃ تلقاء وجھہ حضرت ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سلام کرتے تھے اپنے منہ کے سامنے **عن** سلمۃ بن الاکوع قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی فسلم مرۃ واحدۃ سلمہؓ بن اکوع سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے نماز پڑھی تو ایک بار سلام کیا **ف** یہ حدیثیں امام مالک کی دلیل ہیں لیکن دو سلام کی حدیثیں زیادہ صحیح اور راجح ہیں اور ان حدیثوں کا یہ مطلب کیا ہے کہ شاید آپ نے جہر سے ایک ہی سلام کیا ہو اور دوسرا سلام اخفا کے ساتھ کیا ہو پس ان لوگوں نے ایک ہی سلام سنا اور سامنے سلام کرنے کا معنے یہ ہے کہ شروع کرتے تھے سلام اور منہ قبلہ کی طرف ہوتا ہے پھر منہ کو داہنی طرف موڑتے **باب** رد السلام سلام کا جواب دینا

عن سمرۃ بن جندب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا سلم الامام فردوا علیہ سمرہ بن جندب سے روایت ہے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سلام کرے تو اسکا جواب دو **ف** یعنی جس جانب میں امام ہو اودھر کے سلام میں امام کی نیت کرو **عن** سمرۃ بن جندب قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نسلم علی ائمتنا وان یسلم بعضنا علی بعض سمرہؓ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا اپنے اماموں پر سلام کرنیکا اور ایک دوسرے کو سلام کرنیکا **ف** مقتدی جب داہنی طرف سلام پھیرے تو اودھر جو لوگ ہوں انپر سلام کرنے کی نیت کرے اگر کوئی نہ ہو تو فرشتوں ہی کی نیت کرے اسیطرح جب بائیں طرف سلام پھیرے اور امام جدھر ہو اودھر کے سلام میں امام کی بھی نیت کرے **باب** لا یخص الامام نفسہ بالدعاء امام اپنے تئیں خاص نہ کرے دعا کے ساتھ **عن** ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤم عبد فیخص نفسہ بدعوۃ دونھم فان فعل فقد خانھم ثوبانؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص جو امام ہو اپنے لیے خاص دعا نہ کرے (بلکہ اپنے اور مقتدیوں سب کے لیے عام دعا کرے) اگر ایسا کرے گا تو اس نے خیانت کی اپنے لوگوں کی **باب** ما یقال بعد التسلیم سلام کے بعد کیا کہے **عن** عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو پھر وہاں نہ بیٹھتے (جہاں نماز پڑھی ہوتی) مگر اتنی دیر کہ آپ فرماتے اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام **عن** ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اذا صلی الصبح حین یسلم اللھم انی

اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھکر سلام پھیرتے تو فرماتے اللھم انی اسألک علماً نافعاً ورزقاً طیباً وعملاً متقبلاً یعنے یا اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں فائدہ دینے والا علم اور پاک یعنے حلال روزی اور مقبول عمل **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ اللھم انت السلام کے بعد دوسری دعا بھی پڑھ سکتے ہیں اسی جگہ بیٹھے ہوئے جہاں نماز پڑھی ہے اور اول حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کبھی آپنے ایسا بھی کیا کہ اللھم انت السلام کے بعد اوٹھ گئے دوسری حدیث میں آیۃ الکرسی اور تسبیحات کا پڑھنا نماز کے بعد وارد ہے اور ممکن ہے کہ فرض کے بعد آپ یہ چیزیں نہ پڑھتے ہوں بلکہ سنتوں کے بعد پڑھتے ہوں **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُمَا يَسِيْرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَيُكَبِّرُ عَشْرًا وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهٖ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ وَإِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ سَبَّحَ وَحَمِدَ وَكَبَّرَ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوْا وَكَيْفَ لَا يُحْصِيْهِمَا قَالَ يَأْتِيْ أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا حَتّٰى يَنْفَكَّ الْعَبْدُ لَا يَعْقِلُ وَيَأْتِيْهِ وَهُوَ فِيْ مَضْجَعِهٖ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتّٰى يَنَامَ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں ہیں اگر جو کوئی مسلمان حفاظت کرے وہ جنت میں جاویگا اور وہ دونوں آسان ہیں لیکن انپر عمل کرنیوالے تھوڑے ہیں ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ کہے دس بار اللہ اکبر دس بار الحمد للہ میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکا شمار کرتے تھے اپنے ہاتھ سے تو فرمایا یہ ایک سو پچاس کلمے ہوئے زبان سے (کیونکہ ہر نماز کے بعد تیس کلمے ہوئے دن رات میں پانچوں نمازوں کے بعد ڈیڑھ سو ہوئے) اور اعمال کے ترازو میں ڈیڑھ ہزار ہونگے (ایک کے بدلے دس) اور جب سونے لگے اپنے بچھونے پر تو سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر کہے سو بار زبان سے یہ اعمال کے ترازو میں ایک ہزار لکھی جاوینگے (اب کل ملاکر رات دن میں دو ہزار پانسو کلمے ہوئے) بھلا تم میں سے کون رات دن میں دو ہزار پانسو گناہ کرتا ہے لوگوں نے عرض کیا مسلمان انکی حفاظت کیسے نہیں کرتا (اور کیونکر غافل ہوجاتا ہے حالانکہ یہ عمل بہت آسان ہے) آپنے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو شیطان اسکے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے فلانی بات یاد کر فلانی بات یاد کر یہانتک کہ اسکی عقل ہٹ جاتی ہے (اور خود نماز کا خیال نہیں رہتا نماز کے بعد تسبیحات کا کیونکر خیال رہیگا) اسیطرح جب آدمی اپنے بستر پر جاتا ہے سونیکے لیے تو شیطان اسکے پاس آتا ہے اور اسکو سلانے لگتا ہے یہانتک کہ وہ سو جاتا ہے (اور تسبیحات نہیں پڑھ سکتا) **عَنْ** أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ أَهْلُ الْأَمْوَالِ وَالدُّثُوْرِ بِالْأَجْرِ يَقُوْلُوْنَ كَمَا نَقُوْلُ وَ

يُنْفِقُوْنَ وَلَا نُنْفِقُ قَالَ اَفَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَمْرٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ اَدْرَكْتُمْ مَنْ قَبْلَكُمْ وَفُتُّمْ مَنْ بَعْدَكُمْ تَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَتُسَبِّحُوْنَهٗ وَتُكَبِّرُوْنَهٗ ثَلٰثًا وَثَلٰثِيْنَ ثَلٰثًا وَثَلٰثِيْنَ وَاَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ قَالَ سُفْيَانُ لَا اَدْرِيْ اَيَّتُهُنَّ اَرْبَعٌ ابوذر غفاری سے روایت ہے لوگوں نے عرض کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کبھی سفیان نے جو راوی ہیں اس حدیث کے یوں کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ روپیہ والے اور دولتمند آپ ثواب لوٹ لے گئے زبان کی جو عبادت ہم کرتے ہیں (نماز وغیرہ) وہ بھی کرتے ہیں اور وہ اپنا مال اللہ جل جلالہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ہم خرچ نہیں کرتے آپ نے فرمایا میں تمکو ایسی بات نہ بتلاؤں جب تم اُسکو کرو تو اگلے لوگوں کے برابر ہو جاؤ اور پچھلوں سے سبقت لیجاؤ تم الحمدللہ کہو ہر نماز کے بعد اور سبحان اور اللہ اکبر ۳۳ بار اور ۳۳ بار اور ۳۴ بار سفیان نے کہا مجھے یاد نہیں ان تین کلموں میں سے کون سے کلمہ کو ۳۴ بار فرمایا (غرض ان میں سے ایک کلمہ ۳۴ بار ہے اور باقی دو ۳۳-۳۳-بار تاکہ سو پوری ہو جاویں) دوسری روایت میں اللہ اکبر ۳۴ بار مذکور ہے **عَنْ** ثَوْبَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اسْتَغْفَرَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے پھر فرماتے اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام +

بَابُ الْاِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلٰوةِ نماز سے فارغ ہو کر کس جانب کو پھرے **عَنْ** هُلْبٍ قَالَ اَمَّنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ جَانِبَيْهِ جَمِيْعًا ہلب طائی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری امامت کی تو آپ فارغ ہو کر داہنے اور بائیں دونو طرف پھرے **ف** مطلب یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر جدھر چاہے اودھر پھرے ضرور نہیں کہ داہنی ہی طرف مڑے اگرچہ داہنے طرف مڑنا بہتر ہے پر کچھ واجب نہیں ہے کہ ہمیشہ ایسا کرنا لازم سمجھے عبداللہ بن مسعود نے کہا شیطان کا حصہ مقرر کرو یعنے اس بات کو لازم نہ سمجھو کہ ہمیشہ نماز سے فارغ ہو کر داہنی ہی طرف پھرو طیبی نے کہا جو کوئی مستحب امر پر اصرار کرے اور اسکو واجب اور ضروری بنالیوے اور رخصت پر عمل نہ کرے تو شیطان نے ایک حصہ پایا اسکی گمراہی میں سے لکھتے **مترجم** کہتا ہے اس گمراہی میں بہت لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں کہ مستحب امر کو واجب ٹھیرا لیتے ہیں اور جو کوئی اسکو نہ کرے تو اسکو مطعون کرتے ہیں مثلاً رفع یدین مستحب ہے اگر کوئی نہ کرے تو اُسپر کچھ الزام نہیں ہے کرے تو ثواب ہے اور جب مستحب کا واجب اور ضروری ٹھیرالینا گمراہی ہوا تو جو امر مستحب بھی نہیں ہے اسکا واجب اور ضروری ٹھیرانا سخت گمراہی ہو گا مثلاً قیام تعظیمی مولود شریف میں کہ اسکا استحباب دلائل قطعی سے ثابت نہیں ہوا اسیطرح انگوٹھوں کا چومنا اور آنکھوں سے لگانا اذان میں اسکا بھی استحباب حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہوا جو کوئی ان امور کو ضروری اور

واجب سمجھی اور نہ کرنے والے پر اعتراض کرے وہ خود گمراہ ہے اور غضب تو یہ ہے کہ اس زمانہ میں لوگ بدعت اور ناجائز امر کو واجب اور ضروری سمجھ لیتے ہیں اور اسپر اصرار کرتے ہیں اور نہ کرنے والے کو مورد ملامت بناتے ہیں جیسے تیجا دسواں چہلم عرس وغیرہ یہ سب امور بدعت ہیں اور شرع شریف میں انکی کوئی اصل نہیں ہے عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَجْعَلَنَّ اَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ فِي نَفْسِهِ جُزْءًا يَرَى اَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ لَا يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَمِينِهِ قَدْ رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرَ انْصِرَافِهِ عَنْ يَسَارِهِ عبداللہ بن مسعود نے کہا کوئی تم میں سے اپنی کاموں میں شیطان کا ایک حصہ نہ لگاوے وہ یہ سمجھے کہ نماز کے بعد داہنے ہی طرف سے پھرنا ضرور ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اکثر بائیں طرف سے مڑتے تھے عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْفَتِلُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ فِي الصَّلٰوةِ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نماز میں داہنے اور بائیں دونوں طرف سے مڑتے تھے (یعنی نماز پڑھ کر کبھی داہنے طرف جاتے کبھی بائیں طرف) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ ثُمَّ يَلْبَثُ فِي مَكَانِهِ يَسِيرًا قَبْلَ اَنْ يَقُومَ ام المومنین ام سلمہ رضی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب سلام پھیرتے تو عورتیں کھڑی ہوتیں آپ کے سلام پھیرتے ہی اور آپ نماز ہی کے مقام میں تھوڑی دیر تک ٹھیرے رہتے کھڑے ہونے سے پہلے **ف** آپکا مطلب اس سے یہ ہوتا ہے کہ عورتیں چلی جاویں بعد اسکے مرد اٹھیں

بَابُ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَوُضِعَ الْعَشَاءُ جب نماز طیار ہو اور کھانا سامنے لایا جاوے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَاُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ انس بن مالک رضی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانا سامنے رکھا جاوے اور نماز طیار ہو تو پہلے کھانا شروع کرو **ف** جمہور علماء کے نزدیک حکم استحباباً ہے اور بعضوں نے کہا وجوباً ہے اور ظاہریہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے اور بعضوں نے کہا اگر آدمی بھوکا ہو ایسا کہ نماز میں کھانے کا خیال رہے تو یہ امر وجوباً ہے ورنہ استحباباً اور دلیل اسکی یہ ہے کہ دوسری صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آپ بکری کے دست کا گوشت کھانے کے لیے کاٹ رہے تھے اتنے میں نماز کی اذان ہوئی آپنے چھری ڈالدی اور نماز کے لیے چلے گئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فاذا فرغت فانصب یعنے جب دل فارغ ہو اسوقت عبادت کر عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَاُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ قَالَ فَتَعَشَّى ابْنُ عُمَرَ لَيْلَةً وَهُوَ يَسْمَعُ الْاِقَامَةَ عبداللہ بن عمر رضی سے روایت ہے ان حضرت صلعم نے فرمایا جب شام کا کھانا رکھا جاوے اور نماز طیار ہو تو پہلے کھانا کھا لو راوی نے کہا

ایک بار عبداللہ بن عمرؓ نے شام کا کھانا کھایا اور وہ تکبیر سن رہے تھے (اسی حدیث پر عمل کیا) **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شام کا کھانا سامنے آوے اور نماز کی تکبیر ہو تو پہلے کھانا کھا لو (تاکہ نماز فراغت قلب کے ساتھ ادا ہو کھانے کا خیال نہ رہے) **بَابُ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيْرَةِ** بارش کی رات میں جماعت معاف ہونا **عَنْ** اَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ خَرَجْتُ فِي لَيْلَةٍ مَطِيْرَةٍ فَلَمَّا رَجَعْتُ اسْتَفْتَحْتُ فَقَالَ اَبِيْ مَنْ هٰذَا قَالَ اَبُو الْمَلِيْحِ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَاَصَابَتْنَا سَمَاءٌ لَمْ تَبُلَّ اَسَافِلَ نِعَالِنَا فَنَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ ابو الملیح سے روایت ہے میں بارش کی رات میں (جماعت کے لیے) نکلا جب لوٹ کر آیا تو میں نے دروازہ کھلوایا میرے باپ نے کہا کون ہے میں نے کہا ابو الملیح انہوں نے کہا ہم نے اپنے آپ کو آنحضرتؐ کے ساتھ حدیبیہ کے دن دیکھا اور پانی پڑا اتنا کہ ہمارے جوتوں کے تلے بھی نہ بھیگے پھر آپ کے منادی نے پکارا کہ نماز اپنی ٹھکانوں میں پڑھ لو **ف** اور جماعت میں حاضر ہونا آپ نے معاف کر دیا تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو قربان حضرت سید عالم سلطان اقلیم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی شفقت اپنی ضعیف امت پر ماں باپ سے زیادہ تھی **عَنْ** اِبْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ مُنَادِيْهِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيْرَةِ اَوِ اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ ذَاتِ الرِّيْحِ صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی بارش یا سرد ہوا کی رات میں پکارتا تاکہ نماز پڑھ لو اپنے ٹھکانوں میں **ف** جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ذری سی بارش میں جماعت کے ترک کی رخصت دی تو اب ابو حنیفہ کا یہ قول جو ابو یوسف سے مروی ہے کہ انہوں نے بوچھاٹی اور کیچڑ میں جماعت کو ابو حنیفہ نے کہا میں جماعت کا ترک پسند نہیں کرتا اعتبار کے لائق نہ ہوگا البتہ اگر کسی کا مکان جماعت کے مقام سے قریب ہو اور اسکو آنے میں تکلیف نہ ہو تو وہ آوے مگر وجوب اسپر بھی نہ ہوگا موجب نص حدیث کے اور اہل اللہ کا عمل ہمیشہ حدیث شریف پر رہا ہے اور حدیث کے خلاف انہوں نے کسی کا قول نہیں مانا اور یہ جو بعض مقلدین سند لاتے ہیں کہ بہت سے اولیاء اللہ حنفی المذہب گذرے ہیں انکا جواب یہ ہے کہ اول تو اس میں اختلاف ہے حضرت غوث الاعظم سے منقول ہے کہ کوئی ولی مشرق سے لیکر مغرب تک حنفی المذہب نہیں سوا فلانے اور فلانے کی اور اگر مان بھی لیا جاوے کہ وہ حنفی المذہب تھے تو حنفی وہی ہے جو حدیث صحیح پر عمل کرے کیونکہ ابو حنیفہؒ کا اصول یہی ہے کہ حدیث مرسل بلکہ ضعیف بلکہ قول صحابی بھی قیاس پر مقدم ہے اور اسی لیے بعض اکابر اولیاء جیسے حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ چشتی اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں وغیرہما سے منقول ہے کہ وہ نام کے حنفی تھے اور درحقیقت حدیث شریف پر عمل کرتے تھے بلکہ جب سماع کے معاملہ میں حضرت محبوب الٰہی سے بحث کی ٹھیری تو آپ نے صحیح

بخاری کی حدیث سے استناد کیا اسوقت کہ عالم جوزی کٹہ ملانتی بولے کہ آپ مقلد ہو آپ کو فقہا کا قول پیش کرنا چاہیے حضرت محبوب الٰہی کو کمال غصہ آیا اور آپ اس مجلس سے لوٹے اور ان کٹہ ملاؤن کو سلام بھی نہ کیا حضرت وکیع بن جراح نے اشعار کی حدیث سنائی ایک شخص بولا ابوحنیفہ تو اسکو مثلہ کہتے ہین انہون نے کہا مین حدیث سناتا ہون آنحضرت کی تو ابوحنیفہ کا قول لاتا ہے تو اس لائق ہے کہ قید کیا جاوے اور جب تک توبہ نہ کرے قید سے نہ چھوٹے حضرت مولانا اسماعیل شہید نور اللہ مرقدہٗ نے ایک مولوی سے بحث کی آپ آیتین اور حدیثین لانے لگے وہ مولوی قہستانی اور قاضی خان کے اقوال لانے لگا مولانا نے فرمایا مین تو عطر کے بجائے ایک سے ایک عمدہ تجھکو سنگھاتا ہون اور تو حیض کے لتے اسکے جواب مین مجھکو سنگھاتا ہے لاحول ولا قوۃ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يَوْمِ مَطَرٍ صَلُّوْا فِي رِحَالِكُمْ ابن عباس ؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن جب برسات ہو رہی تھی کہ نماز پڑہ لو اپنے ٹھکانون مین عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَمَرَ الْمُؤَذِّنَ يُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَطِيْرٌ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ نَادِ فِي النَّاسِ فَلْيُصَلُّوْا فِي بُيُوْتِهِمْ فَقَالَ لَهُ النَّاسُ مَا هٰذَا الَّذِيْ صَنَعْتَ قَالَ قَدْ فَعَلَ هٰذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ تَاْمُرُنِيْ اَنْ اُخْرِجَ النَّاسَ فَيَاْتُوْنِيْ يَدُوْسُوْنَ الطِّيْنَ اِلٰى رُكَبِهِمْ عبد اللہ بن حارث بن نوفل سے روایت ہے عبد اللہ بن عباس ؓ نے موذن کو حکم دیا اذان دینے کا جمعہ کے دن جب پانی برس رہا تھا تو کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمداً رسول اللہ اسکے بعد کہا یون پکار نماز پڑہ لو اپنے گہرون مین (یعنے حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کے بدل یہ کلمہ پکارے صلوا فی بیوتکم اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مکان مین جمعہ درست ہے) لوگون نے کہا یہ تم نے کیا کیا انہون نے کہا مجھ سے جو بہتر تھے (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) انہون نے ایسا کیا اور تم یہ چاہتے ہو کہ مین لوگون کو گہرون سے نکالون وہ میرے پاس آوین کیچڑ سانتے ہوئے اپنی گہٹنون تک

بَابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّيْ سترے کا بیان (سترہ وہ آڑ جو نمازی اپنے سامنے کسی شی کی کر لیتا ہے اسکے پرے لوگ سامنے سے گذر سکتے ہین) عَنْ طَلْحَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ وَالدَّوَابُّ تَمُرُّ بَيْنَ اَيْدِيْنَا فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيْ اَحَدِكُمْ وَلَا يَضُرُّهٗ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ طلحہ ؓ سے روایت ہے ہم نماز پڑہتے تھے اور جانور ہماری سامنے سے نکلتے تھے تو ذکر آیا اسکا حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر اگر کوئی شے تمہاری سامنے ہو تو اب جو کوئی سامنے سے گذرے نمازی کو کچھ نقصان نہ ہوگا **ف** پالان کی پچھلی لکڑی کا اندازہ بقدر ایک ہاتہ کے کیا ہے اور موٹا پن بقدر ایک انگلی کے کافی ہے اور سترے کے نزدیک کھڑا ہونا نمازی کے لیے بہتر ہے اسیطرح سترے کو داہنے یا بائین ابرو کے مقابل کرنا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْرَجُ لَهٗ حَرْبَةٌ فِي السَّفَرِ فَيَنْصِبُهَا

فَيُصَلِّي إِلَيْهَا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور ایک ہتیار (برچھی) نکالا جاتا وہ آپ کے سامنے کہڑا کیا جاتا آپ اسکی طرف نماز پڑہتے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصِيرٌ يُبْسَطُ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهُ بِاللَّيْلِ يُصَلِّي إِلَيْهِ ام المومنین عائشہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بوریا تہا آپ اسکو دن کو بچہاتے اور رات کو اس بوریا کا حجرہ کر لیتے اور اسطرف نماز پڑہتے ف بعضوں نے کہا اعتکاف کا یہ ذکر ہے بہر حال سترے کے طرف نماز پڑہنا اسحدیث سے ہی نکلتا ہے اور اسیلیے مؤلف اسکو اس باب میں لائے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَخُطَّ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑہے تو اپنے موںہہ کو سامنے کوئی چیز رکہہ لیوے اگر کچہ نہ ملے تو ایک لکڑی کہڑی کرے اگر لکڑی بہی نہ ملے تو ایک لکیر کر لیوے زمین پر پہر جو چیز اسکے سامنے سے نکلے تو اسکو ضرر نہ کریگی ف اہلحدیث اور شافعی کا قول یہی ہے کہ اگر لکڑی بہی نہ ملے تو زمین پر خط کر لیوے اور ابو حنیفہ خط کو کافی نہیں سمجہتے وہ کہتے ہیں اسحدیث کا اسناد ضعیف ہی اور ہم کہتے ہین اگر ضعیف بہی ہو تب بہی قیاس پر مقدم ہے تمہارے اصول کے موافق

بَابُ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي نمازی کے سامنے سے گذرنا کیسا ہے

عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَرْسَلُونِي إِلَى زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي فَأَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَقُومَ أَرْبَعِينَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ سُفْيَانُ فَلَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ سَنَةً أَوْ شَهْرًا أَوْ صَبَاحًا أَوْ سَاعَةً بسر بن سعید سے روایت ہی لوگوں نے مجہکو بہیجا زید بن خالد جہنی صحابی پاس یہ پوچہنے کو کہ نمازی کے سامنے سے گذرنا کیسا ہے انہوں نے مجہ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ چالیس تک کہڑا رہے تو بہتر ہے اسکے لیے سامنے گذرنے سے سفیان جو راوی ہے اس حدیث کا اس نے کہا مجہے یاد نہیں چالیس برس کہا یا چالیس مہینہ یا چالیس دن یا چالیس ساعت عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَرْسَلَ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ الْأَنْصَارِيِّ يَسْأَلُهُ مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا لَهُ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَخِيهِ وَهُوَ يُصَلِّي كَانَ لَأَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ قَالَ لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ عَامًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ ذَلِكَ بسر بن سعید سے روایت ہی کہ زید بن خالد نے ابو جہیم انصاری پاس اسکو بہیجا یہ پوچہنے کے لیے کہ انہوں نے کیا سنا ہے آنحضرت سے اس شخص کے بارے میں جو نمازی کے سامنے سے گذرے انہوں نے کہا میں نے سنا آنحضرت سے آپ فرماتے تہے اگر کوئی تم میں جان لیوے جو اپنے بہائی

کے سامنے سے گذرنے میں گناہ ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہو البتہ اگر وہ چالیس تک ٹھیرا رہے تو یہ اسکے لیے بہتر ہے گذر جانے سے راوی نے کہا مجھے معلوم نہیں چالیس برس کہا یا چالیس مہینے یا چالیس دن **ف** بہرحال نمازی کے سامنے سے گزرنا سخت گناہ ٹھیرا علما نے کہا ہے یہ گناہ اسوقت ہے جب نمازی کے قریب سے گذرے یعنے تین ہاتھ کے اندر اور بعضوں نے کہا پانچ ہاتھ کے اندر بعضوں نے کہا چالیس ہاتھ کے اندر بعضوں نے کہا نمازی اگر سجدے کے مقام پر دیکھے تو جہاں تک اسکی نظر جاتی ہے اسکو اندر گذرنا گناہ ہے اسکے پرے اگر گذرے تو قباحت نہیں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث مطلق ہے اور اس تعیین کی دلیل کیا ہے وہ بیان کرنا چاہیے **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُكُمْ مَا لَهُ فِيْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْ اَخِيْهِ مُعْتَرِضًا فِي الصَّلٰوةِ كَانَ لَاَنْ يُّقِيْمَ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْخُطْوَةِ الَّتِيْ خَطَاهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی جان لیوے اس گناہ کو جو اپنے بھائی کے سامنے آڑا گذرنے میں ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہو البتہ اگر سو برس تک ٹھیرا رہے تو یہ اسکے لیے بہتر ہے اس ایک قدم سے جو اس نے اٹھایا **بَابُ** مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ کس چیز کے سامنے نکلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِعَرَفَةَ فَجِئْتُ اَنَا وَالْفَضْلُ عَلٰى اَتَانٍ فَمَرَرْنَا عَلٰى بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْنَا عَنْهَا وَتَرَكْنَاهَا ثُمَّ دَخَلْنَا فِي الصَّفِّ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں نماز پڑھ رہے تھے میں اور فضل دونوں ایک گدہی پر سوار ہو کر آئے اور کچھ صف کے سامنے سے ہم گذرے پھر ہم اس سے اترے اور گدہی کو چھوڑ دیا (وہ چرنے لگی) بعد اسکے ہم صف میں شریک ہو گئے **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ گدہی کے سامنے نکلنے سے نماز نہیں ٹوٹتی اکثر علما کا یہ قول ہے کہ کسی چیز کے سامنے نکل جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ کالا کتا اور حائضہ عورت اگر سامنے سے نکلے تو نماز ٹوٹ جاویگی اور یہی راجح ہے باعتبار قوت دلیل کے یہ جب ہے کہ نمازی کے سامنے سترہ نہ ہو اور اگر سترہ ہو تو اسکے پرے کوئی چیز بھی نکلا کرے نماز میں کچھ خلل نہ ہوگا **عَنْ** اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ حُجْرَةِ اُمِّ سَلَمَةَ فَمَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ عَبْدُ اللهِ اَوْ عُمَرُ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ بِيَدِهٖ فَرَجَعَ فَمَرَّتْ زَيْنَبُ بِنْتُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَمَضَتْ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُنَّ اَغْلَبُ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپکے سامنے سے عبداللہ یا عمر بن ابی سلمہ نے گذرنا چاہا آپنے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ لوٹ گئے پھر زینب بنت ام سلمہ نے گذرنا چاہا آپنے ہاتھ سے اشارہ کیا لیکن انہوں نے نہ سنا اور سامنے سے نکل گئیں جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا عورتیں نہیں مانتیں **ف** اور مردوں پر غالب آجاتی ہیں اپنی جہالت اور ناسمجھی کی وجہ سے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ الْاَسْوَدُ وَالْمَرْاَةُ الْحَائِضُ عبداللہ بن عباس سے

روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیاہ کتا اور حائضہ عورت نماز کو توڑ دیتی ہیں **ف** جب نمازی کے سامنے سے گذریں اور سترہ نہ ہو یہ حدیث صحیح ہے اسکا نسخ مخالفین جس حدیث سے بیان کرتے ہیں وہ ضعیف ہے اور منسوخ ہونا قیاس ہی نہیں ہے کس لیے کہ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے اور انہوں نے بہت آخر زمانہ میں آنحضرت کی حدیثیں سنی ہیں بوجہ کم سنی کے **عن** ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقطع الصلوۃ المراۃ والکلب والحمار ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کو توڑ دیتا ہے عورت کا گذر جانا اور کتے کا اور گدہے کا **ف** لیکن گدہے اور عورت کا گذرنا دوسری صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور آپ نے نماز کا اعادہ نہ کیا البتہ کالے کتے اور حائضہ عورت کا گذرنا اور پھر نماز کا اعادہ نہ کرنا کسی روایت سے ثابت نہیں پس ان کا گذرنا بدستور ناقض صلوۃ رہا واللہ اعلم **عن** عبداللہ بن مغفل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقطع الصلوۃ المراۃ والکلب والحمار عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توڑ دیتا ہے نماز کو عورت کا نکلجانا اور کتے کا اور گدہے کا **عن** ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقطع الصلوۃ اذا لم یکن بین یدی الرحل مثل مؤخرۃ الرحل المراۃ والحمار والکلب الاسود قال قلت ما بال الاسود من الاحمر فقال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما سالتنی فقال الکلب الاسود شیطان ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی نماز ٹوٹ جاویگی اگر اسکے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی شے نہو اور سامنے سے عورت یا گدہا یا کالا کتا گذرے۔ راوی نے کہا مینے ابوذرؓ سے پوچھا یہ کالے کتے کی تخصیص کیا ہے اگر لال کتا ہو انہوں نے کہا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جیسے تو نے مجھ سے پوچھا آپ نے فرمایا کالا کتا شیطان ہے **ف** یعنے شیطان کالے کتے کی صورت میں بنکر نماز توڑنے کے لیے آتا ہے یا خود کالا کتا شیطان ہوتا ہے یعنی شریر اور منحوس ہوتا ہے غرض نماز کا اس سے ٹوٹ جانا حکم شرعی ہے اس میں قیاس کو دخل نہیں اور تعجب ہے کہ حنفیہ ایک ضعیف حدیث سے قہقہہ کو ناقض وضو جانتے ہیں اور قیاس کو ترک کرتے ہیں اور یہاں صحیح حدیثکو قیاس کے خلاف نہیں مانتے

باب ادرا ما استطعت جو کوئی شے نمازی کے سامنے گذرنے لگے اسکو جہانتک ہوسکے روکے

عن الحسن العرنی قال ذکر عند ابن عباس ما یقطع الصلوۃ فذکروا الکلب والحمار والمراۃ فقال ما تقولون فی الجدی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی یوما فذھب جدی یمر بین یدیہ فبادرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القبلۃ حسن عرنیؓ سے روایت ہے عبداللہ بن عباسؓ پاس ذکر آیا ان چیزوں کا جو نماز کو توڑ دیتی ہیں لوگوں نے کتے اور گدہے اور عورت کا ذکر کیا عبداللہ بن عباسؓ نے کہا تم بکری کے بچے کے باب میں کیا کہتے ہو ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہ رہے تھے تو ایک

بکری کا بچہ آپ کے سامنے سے نکلنے لگا آپ نے جلدی کی اس سے قبلے کی طرف **ف** یعنی آپ قبلے کی دیوار کی طرف جلدی سے بڑھ گئے تا کہ وہ سامنے سے نکل نہ سکے گو بکری کا بچہ اگر سامنے سے نکل جاوے تو نماز میں خلل نہیں آتا پر خشوع میں خلل آتا ہے اسوجہ سے ہر چیز کے سامنے نکلنے کو روکے یہانتک کہ آدمی کو بھی **عن** ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم فلیصل الی سترۃ ولیدن منھا ولا یدع احدا یمر بین یدیہ فان جاء احد یمر فلیقاتلہ فانہ شیطان ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے سترہ کی طرف تو اس سے نزدیک کھڑا ہو اور کسیکو اپنے سامنے سے (سترے کے ادھر) گذرنے نہ دے اگر کوئی آوے گذرنے کے لیے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے **ف** شیطان کا کام شرارت ہے یہ بھی نری شرارت ہے کہ سترہ ہوتے ہوئے اسکے پرے سے نہ گذرے اندر سے گذرتا ہے دوسرے کی نماز میں خلل ڈالنے کو حدیث میں یقاتلہ کا لفظ ہے یعنے اس سے قتال کرے مطلب یہ ہے کہ زور سے روکے اگر نہ مانے تو ایک آدھ مار لگا دے اسپر بھی نہ مانے اور نمازی اسکو مار ڈالے تو قصاص نہ ہوگا کیونکہ اس نے حق پر مارا **عن** عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان احدکم یصلی فلا یدع احدا یمر بین یدیہ فان ابی فلیقاتلہ فان معہ القرین وقال المنکدری فان معہ العزی عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہو تو کسیکو اپنے سامنے سے نہ گذرنے دے اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے کیونکہ اسکے ساتھ شیطان ہے منکدری نے کہا (جو راوی ہے محمد بن یحییٰ کا) اسکے ساتھ عزیٰ ہے یعنے چھوٹا شریر بلا شیطان سے ہے **ف** ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہے سوا ایک فرشتہ شیطان برے کام کراتا ہے یہ بھی ایک شرارت ہے کہ راہ ہوتے ہوئے نمازی کے سامنے سے خواہ مخواہ گذرنا چاہتا ہے منع کرنے سے بھی باز نہیں آتا **باب** من صلی وبینہ وبین القبلۃ شیء اگر آدمی اور قبلے کے درمیان کوئی شے حائل ہو تو نماز جائز ہے **عن** عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی من اللیل وانا معترضۃ بینہ وبین القبلۃ کاعتراض الجنازۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے سامنے آڑی پڑی ہوتی قبلے کے اور آپ کے بیچ میں جنازے کی طرح **عن** ام سلمۃ قالت کان فراشھا بحیال مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے انکا بچھونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ کے سامنے ہوتا (تو نماز میں کبھی وہ آپ کے سامنے ہوتیں) **عن** میمونۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وانا بحذائہ وربما اصابنی ثوبہ اذا سجد ام المومنین میمونہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے برابر ہوتی اور کبھی آپ کا کپڑا مجھ سے لگ جاتا جب آپ سجدہ کرتے **عن** ابن عباس قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلی خلف المتحدث والنائم ابن عباس سے روایت ہے منع کیا آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے سے اس شخص کے پیچھے جو باتین کر رہا ہو یا سو رہا ہو **ف** یہ ممانعت تنزیہی ہے یا اس صورت
مین ہے کہ مسجد وسیع ہو اور جا بہت ہو لیکن خواہ مخواہ بالارادہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھے جو باتین کر رہا ہو یا سو رہا ہو ورنہ
اوپر حدیث مین گذرا کہ حضرت عائشہ آپکے سامنے پڑی ہوتین اور آپ نماز پڑھتے **باب** النہی ان یسبق الامام بالرکوع
والسجود امام سے پہلی رکوع اور سجدے مین جانا منع ہے عن ابی ھریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا ان
لا نبادر الامام بالرکوع واذا کبر فکبروا واذا سجد فاسجدوا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہمکو سکھلاتے تھے کہ ہم امام سے پہلے رکوع نہ کرین اور جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ سجدہ کرے
تم بھی سجدہ کرو **ف** مطلب یہ ہے کہ مقتدی کو ہر ایک رکن امام کے بعد کرنا چاہیے اور یہی صحیح ہے اور بعضوں نے کہا امام
کے ساتھ **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا یخشی الذی یرفع راسہ
قبل الامام ان یحول اللہ راسہ راس حمار ابوہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ شخص
جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اسے نہین ڈرتا کہ اللہ اسکا سر گدہے کا سر کر دیوے **ف** یعنے گدہے کی طرح اسکو
بیوقوف کر دیوے یا آخرت مین وہ گدہے کی طرح اٹھے گا بعضون نے کہا دنیا مین بھی گدہے کی طرح مسخ ہو سکتا ہے
اسلیے کہ یہ مسخ خاص ہے اور اس امت مین وہ ہو سکتا ہے البتہ مسخ عام نہین ہوگا اور بعض بزرگون نے دمشق مین ایک شخص کا
حال نقل کیا ہے کہ وہ اپنا مونہ ڈھانپے رہتا تھا ایک روز کھولا تو گدہے کیطرح تھا پوچھا تو معلوم ہوا کہ اُس نے یہ حدیث
سنکر شبہ کیا اور عمداً امام سے پہلے سر اٹھایا تب اسکا سر گدہے کیطرح ہو گیا نعوذ باللہ منہ حدیث شریف سے بے ادبی کرنیکی
سزا یہی ہے دنیا مین اور آخرت مین جدا عذاب ہے خدا بچاوے **عن** ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
انی قد بدنت فاذا رکعت فارکعوا واذا رفعت فارفعوا واذا سجدت فاسجدوا ولا الفین رجلا
یسبقنی الی الرکوع ولا الی السجود ابوموسیٰ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین موٹا ہو گیا ہون تو جب
مین رکوع کرون اُسوقت تم رکوع کرو اور جب مین سر اٹھاؤن اُسوقت تم بھی سر اٹھاؤ اور جب مین سجدہ کرون اُسوقت
تم بھی سجدہ کرو اور مین کسی شخصکو نہ دیکھون جو مجھ سے پہلے رکوع یا سجدے مین جاوے **ف** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
جسم شریف جوانی مین ہلکا تھا پھر جب عمر شریف زیادہ ہوئی تو ذرا موٹاپا آگیا تھا جیسے حضرت عائشہ رض کی حدیث مین ہے
اور موٹاپے اور ضعف کی وجہ سے آپ ان جوان لوگون کے موافق جلدی جلدی رکوع اور سجدہ نہین کر سکتے تھے اس لیے
یہ حدیث فرمائی **عن** معاویۃ بن ابی سفیان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبادرونی بالرکوع
ولا بالسجود فمهما اسبقکم بہ اذا رکعت تدرکونی بہ اذا رفعت ومهما اسبقکم بہ اذا سجدت
تدرکونی بہ اذا رفعت انی قد بدنت معاویہ بن ابی سفیان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مت جلدی کرو مجھ پر رکوع اور سجدے مین اگر مین رکوع مین تم سے آگے جاؤن گا تو تم مجھکو پالوگے جب مین رکوع سے سر اٹھاؤن گا

اور اگر میں سجدہ میں تم سے آگے جاؤں گا تو تم مجھکو پالوگے جب میں سجدے سے سر اٹھاؤں گا کیونکہ میں موٹا ہو گیا ہوں

باب مَا يُكْرَهُ فِي الصَّلٰوةِ نماز میں کون سی چیز مکروہ ہے **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ يُكْثِرَ الرَّجُلُ مَسْحَ جَبْهَتِهٖ قَبْلَ الْفَرَاغِ مِنْ صَلٰوتِهٖ ابوہریرہ رض سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم کی بات ہی یا گنوارپنی اور جہالت کی کہ آدمی اپنی پیشانی پر بار بار یا بہت بار ہاتھ پھیرے نماز ختم کرنے سے پہلے **ف** پیشانی میں اکثر نماز میں خاک لگ جاتی ہے اگر آدمی اسکو پونچھنا چاہے تو نماز سے فراغت پاکر پونچھے نماز کے اندر اسکا بہت پونچھنا خشوع اور خضوع اور ادب کے خلاف ہے **عَنْ** عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقَعْقِعْ اَصَابِعَكَ وَاَنْتَ فِي الصَّلٰوةِ حضرت علی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت چٹخا اپنی انگلیوں کو نماز میں **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ فِي الصَّلٰوةِ ابوہریرہ رض سے روایت ہے منع کیا آن حضرت نے اپنا مونہہ ڈھانپنے سے نماز میں **عَنْ** كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا قَدْ شَبَّكَ اَصَابِعَهٗ فِي الصَّلٰوةِ فَفَرَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ کعب بن عجرہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا تھا عربی میں اسکو تشبیک کہتے ہیں) آپ نے اسکی انگلیاں کھولدیں (یعنے الگ الگ کردیں ہر ہاتھ کی **ف** نماز میں تشبیک مکروہ ہے کیونکہ یہ بے ادبی ہے اور خلاف ہے خشوع کے **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهٗ عَلٰى فِيْهِ وَلَا يَعْوِيْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْهُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم سے جمائی لیوے تو اپنا ہاتھ مونہہ پر رکھے اور آواز نکرے شیطان ہنستا ہے اسپر **ف** یعنے جمائی میں آواز کرنے پر اور مونہہ کھلا رہنے پر جمائی مکروہ ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک کیونکہ وہ علامت ہے کاہلی اور سستی کی اور چھینک محبوب ہے وہ علامت ہے چالاکی اور چستی کی **عَنْ** عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبُزَاقُ وَالْمُخَاطُ وَالْحَيْضُ وَالنُّعَاسُ فِي الصَّلٰوةِ مِنَ الشَّيْطَانِ عدی بن ثابت نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوکنا اور رینٹ نکالنا اور حیض و نعاس نماز کے اندر شیطان کیطرف سے ہیں **ف** کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ بندے کی نماز میں خلل آوے اور خدا کی طرف جو توجہ ہے وہ بگڑ جاوے

باب مَنْ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ جو شخص لوگوں کی امامت کرے اور وہ اسکی امامت سے ناراض ہوں **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلٰوةٌ اَلرَّجُلُ يَؤُمُّ الْقَوْمَ وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَالرَّجُلُ لَا يَاْتِي الصَّلٰوةَ اِلَّا دِبَارًا يَعْنِيْ بَعْدَ مَا يَفُوْتُهُ الْوَقْتُ وَمَنِ اعْتَبَدَ مُحَرَّرًا عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی ایک تو اسکی جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ اسکی امامت سے ناراض ہوں دوسرے وہ جو وقت گذر جانے کے بعد نماز کو آوے تیسرے وہ جو آزاد شخص کو غلام بنالیوے (زور زبردستی سے یا فریب سے) عن ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاثۃ لا ترتفع صلوتھم فوق رؤسھم شبرا رجل ام قوما وھم لہ کارھون وامرأۃ باتت وزوجھا علیھا ساخط واخوان متصارمان عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی نماز اوپر نہیں جاتی (یعنے اللہ جل جلالہ کے پاس اور قبول نہیں ہوتی بلکہ بیچ ہی میں سر لوٹا دی جاتی ہے) ان کے سروں کے ایک بالشت برابر بھی ایک تو اسکی جو امامت کرے اور لوگ اسکی امامت سے ناراض ہوں دوسرے اس عورت کی جو رات گذارے اسحالت میں کہ اس کا خاوند اس پر غصے ہو تیسرے دو بھائی جنہوں نے محبت قطع کردی ہو ف اور آپس میں سلام ترک کردیا ہو خواہ یہہ سگے بھائی ہوں یا دینی بھائی ہوں اور جورو کا قصور سو وقت ہے جب اسکی بداخلاقی اور شرارت اور عدول حکمی کی وجہ سے خاوند اسپر غصے ہوا ہو اگر دوسرے کسی وجہ سے غصے ہو یا اپنی بدمزاجی سے بلا وجہ جورو پر غصے ہو تو جورو پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور اسکی نماز قبول ہوگی باب الاثنان جماعۃ دو آدمی جماعت ہیں ف اگرچہ ان دو میں سے ایک نابالغ یا عورت ہو جب بھی جماعت کا ثواب ملجاوے گا اور جماعت درست ہو جاویگی اب یہ حکم عام ہے ہر نماز کی جماعت کو شامل ہے جمعہ کی ہو یا عیدین کی یا اور کسی نماز کی اہلحدیث کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک جمعہ کے لیے امام کے سوا تین مرد اور ہونا چاہییں اور مجھے معلوم نہیں ہوا کہ اسپر دلیل کیا ہے عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنان فما فوقھما جماعۃ ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمی اور دو سے زیادہ جماعت ہیں (زیادہ کی انتہا نہیں لیکن کم سے کم جماعت کے لیے دو آدمی کافی ہیں) عن ابن عباس رض قال بت عند خالتی میمونۃ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل فقمت عن یسارہ فاخذ بیدی فاقامنی عن یمینہ ابن عباسؓ سے روایت ہے میں رات کو اپنی خالہ ام المومنین پاس رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے نماز پڑھنے لگے (تہجد کی) میں آپ کی بائیں طرف کھڑا ہوا آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے داہنے طرف مجھکو کھڑا کیا ف اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ نفل نماز میں جماعت درست ہے دوسرے یہ کہ ایک لڑکے کے ساتھ ہونے سے جماعت ہو جاتی ہے تیسرے یہ کہ اگر مقتدی اکیلا ہو تو امام کے داہنے طرف کھڑا ہو چوتھی یہ کہ جس نے امامت کی نیت نکی ہو اسکے پیچھے اقتدا درست ہے عن جابر بن عبداللہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المغرب فجئت فقمت عن یسارہ فاقامنی عن یمینہ جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے میں آیا تو آپ کی بائیں طرف کھڑا ہوا آپ نے مجھے داہنی طرف کھڑا کیا ف ابن عباسؓ کو بھی آپ نے

اسیطرح داہنے طرف کر لیا ایک ہاتہہ سے پکڑ کر پیچہے کیطرف سے گہما کر اس سے یہ بہی نکلا کہ نماز بقدر عمل کرنے سے فاسد نہین ہوتی

عن انس رض قال صلّی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بامرأۃ من اھلہ وبی فاقامنی عن یمینہ وصلّت المرأۃ خلفنا انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی اپنی ایک بی بی کے ساتہہ اور میرے ساتہہ تو مجہکو اپنی داہنی طرف کہڑا کیا اور بی بی ہمارے پیچہے کہڑی ہوئین **ف** یہ بہی نفل نماز ہوگی کیونکہ فرض تو آپ مسجد مین ادا کرتے تہے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ اگر مقتدی ایک عورت اور ایک لڑکا ہو تو لڑکا امام کے داہنے طرف کہڑا ہو اور عورت پیچہے کہڑی ہو

باب من یستحب ان یلی الامام امام سے قریب یعنے پہلی صف مین کن لوگون کا رہنا مستحب ہے

عن ابی مسعود الانصاری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح مناکبنا فی الصلوۃ و یقول لا تختلفوا فتختلف قلوبکم لیلینی منکم اولوا الاحلام والنھی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ابو مسعود انصاری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مونڈہون پر ہاتہہ پہیرتے تہے نماز مین اور فرماتے تہے مت آگے پیچہے ہو نہین تو تمہارے دلون مین بہی اختلاف پیدا ہوگا (کیونکہ ظاہری اختلاف دلیل ہے باطنی اختلاف کی) اور جو لوگ تم مین عقل او شعور والے ہون وہ میرے نزدیک کہڑے ہون (یعنی پہلی صفین) پہر جو لوگ انسے قریب ہون پہر جو لوگ انسے قریب ہون **ف** یعنے پہلی صف مین عمدہ ذی علم اور ذی عقل اور سن اور تجربہ کار لوگ کہڑے ہون پہر جنکا درجہ انکے بعد ہو وہ دوسری صف مین کہڑے ہون اسیطرح جنکا درجہ ان سے بہی کم ہو وہ تیسری صف مین اور لڑکے اخیر صف مین کہڑے ہون عورتین انکے بعد کہڑی ہون

عن انس رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب ان یلیہ المھاجرون والانصار لیاخذوا عنہ انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تہے کہ مہاجرین اور انصار (نماز مین) آپکے قریب ہون (یعنے اول صفون مین) تاکہ دین کے احکام حاصل کرین آپ سے اور گنوار ناواقف کم عقل لوگ پیچہے کی صفون مین رہین وجہ یہ ہے کہ مہاجرین اور انصار عقل اور حافظہ عام لوگون سے زیادہ رکہتے تہے تو وہ شرع کی باتون کو خوب سمجہینگے اور یاد بہی رکہینگے

عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای فی اصحابہ تأخرا فقال تقدموا فأتموا بی ولیأتم بکم من بعدکم لا یزال قوم یتأخرون حتی یؤخرھم اللہ ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو دیکہا وہ پیچہے کی صفون مین رہتے ہین آپنے فرمایا آگے بڑہو اور تم میری پیروی کرو (نماز مین) اور تمہارے بعد والے تمہاری پیروی کرین ہمیشہ کچہہ لوگ پیچہے ہٹتے جاوینگے یہانتک کہ اللہ جل جلالہ انکو پیچہے ہی ڈالدیگا **ف** یعنی آخرت مین وہ پیچہے رہجاوینگے اور جنت مین لوگون کے بعد جاوینگے یا دنیا مین انکا درجہ گہٹ جاویگا اور علم اور عقل اور خدا کی عنایت اور رحمت مین پیچہے رہینگے

باب من احق بالامامۃ امامت کا زیادہ حقدار کون ہے

عن مالک بن الحویرث قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا وصاحب لی فلما اردنا الانصراف

قَالَ لَنَا اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا ۔ مالک بن حویرث سے روایت ہے میں اور میرا ایک ساتھی دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جب ہم لوٹنے لگے (اپنے ملک کو) تو آپ نے فرمایا جب نماز کا وقت آوے تو دونوں اذان دو اور تکبیر کہو (یعنے تم دونوں میں سے ہر ایک اذان اور تکبیر کہہ سکتا ہے) اور امامت وہ کرے جو تم دونوں میں بڑا ہو عمر میں (کیونکہ اور باتوں میں دونوں برابر ہونگے دونوں نے برابر علم آنحضرت سے حاصل کیا تھا) **عَنْ** اَبِیْ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانَتِ الْهِجْرَةُ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِیْ اَهْلِهٖ وَلَا فِیْ سُلْطَانِهٖ وَلَا يُجْلَسُ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ فِیْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنٍ اَوْ بِاِذْنِهٖ ۔ ابومسعود انصاری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امامت کرے لوگوں کی وہ شخص جو زیادہ قاری ہو اللہ کی کتاب کا **ف** یعنی قرآن زیادہ جانتا ہو یا قرآن کو اچھی طرح پڑھتا ہو یہ حدیث صحیح ہے اور اہلحدیث نے اسی کے موافق یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص قرآن زیادہ جانتا ہو وہی امامت کا حقدار ہے اگرچہ نابالغ یا کم عمر ہو اور اسی بنا پر صحابہ نے عمر بن ابی سلمہ کو امام بنایا تھا حالانکہ انکی عمر چھ یا سات برس کی تھی اور فقہاء نے کہا ہے کہ نابالغ کی امامت صحیح نہیں ہے بالغ مردوں کے لیے اور بعضوں نے کہا فرائض میں صحیح نہیں ہے اور نوافل میں صحیح ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ افقہ یعنے جو علم فقہ زیادہ رکھتا ہو مقدم ہے اقرا پر **ف** پھر اگر قرأت میں برابر ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو وہ امامت کرے اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں تو جسکی عمر زیادہ ہو وہ امامت کرے اور کوئی شخص امامت نہ کرے کسی شخص کی اسکے گھر والوں میں یا اوسکی حکومت کی جگہ میں **ف** یعنے صاحب خانہ اور حاکم امامت کا زیادہ حقدار ہے اگرچہ وہ قرأت اور علم میں کم بھی ہو اور دوسرے شخص کو بغیر اسکی اجازت کے امامت نکرنا چاہیے **ف** اور کوئی شخص دوسرے شخص کی عزت کی جائے پر اسکے گھر میں نہ بیٹھے مگر اسکی اجازت سے **ف** گھر میں ایک جای پر مسند تکیہ لگا ہوتا ہے یا ایک کرسی خاص ہوتی ہے صاحب خانہ کی نشست کے لیے آپ نے لوگوں کو ادب سکھلایا کہ ایسی جای پر بغیر اجازت صاحب خانہ کے نہ بیٹھنا چاہیے ورنہ احتمال ہے کہ اسکو رنج ہو البتہ اگر وہ خود کسیکو بٹھلا دے تو قباحت نہیں ہے **ف** ابومسعود کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ اگر قرأت میں برابر ہوں تو جسکو سنت کا علم زیادہ ہو وہ امامت کرے اگر اس میں بھی برابر ہوں تو جسکی ہجرت پہلے ہو وہ امامت کرے

بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْاِمَامِ امام کا جو اہد ار ہونا

عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِیُّ يُقَدِّمُ فِتْيَانَ قَوْمِهٖ يُصَلُّوْنَ بِهِمْ فَقِيْلَ لَهٗ تَفْعَلُ وَلَكَ مِنَ الْقِدَمِ مَا لَكَ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ فَاِنْ اَحْسَنَ فَلَهٗ وَلَهُمْ وَاِنْ اَسَاءَ يَعْنِیْ فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ ۔ ابو حازم سے روایت ہے سہل بن سعد ساعدی اپنی قوم کے جوانوں کو آگے کرتے وہ نماز پڑھاتے لوگوں نے سہل سے کہا تم لوگوں کو آگے کرتے ہو حالانکہ تم کو سبقت اسلام کا کیسا کچھ رتبہ حاصل ہے انہوں نے کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے امام ضامن ہے (مقتدیون کی نماز کا) پہر اگر اچھی طرح نماز پڑہاوے تو اسکو بھی ثواب ہوگا اور
مقتدیون کو بھی اور اگر بری طرح پڑہاوے (مثلا بے وضو یا جنب ہکر) تو امام پر عذاب ہوگا مقتدیون پر کچہ نہ ہوگا **ف** بلکہ مقتدیون
کی نماز صحیح ہوجاوے گی گو امام کی فاسد ہے اہلحدیث کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب امام کی نماز مین فساد ظاہر ہو تو
مقتدی بھی دہراوین اہلحدیث کے نزدیک دلیل صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ امام نماز پڑہاتے ہین تمہاری پہر اگر ٹہیک کرین
تو تم کو انکو دونون کو اجر ہے اور اگر غلطی کرین تو اسکا وبال انہی پر ہوگا عبداللہ بن وہب کی مسند مین ہے کہ فرمایا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے امام سپر ہے اگر نماز کو پورا کرے تو تم کو اسکو دونون کو ثواب ہے اگر کمی کرے تو اسی پر وبال ہوگا
عن سلامة بنت الحر اخت خرشة قالت سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول يأتي على
الناس زمان يقومون ساعة لا يجدون اماما يصلي بهم سلامہ بنت حر سے روایت ہے مین نے جناب رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ایک زمانہ لوگون پر آویگا کہ گہڑی بہر کہڑے رہینگے کوئی امام نہ ملیگا جو
انکی نماز پڑہاوے **ف** اسکی وجہ یہ ہوگی کہ جہالت پہیل جاوے گی امامت کے لائق بہت کم لوگ ہون گے ۔ اسی کو
دیکہکر بعض متاخرین علماء نے امامت اور اذان پر اجرت لینا جائز رکہا ہے اگرچہ سلف مین اسکا رواج نہ تہا اور سنت
یہی ہے کہ امام اللہ کے واسطے نماز پڑہاوے اسیطرح موذن اللہ کے واسطے اذان دیوے لیکن اگر وہ محتاج ہون تو نمازی
لوگ دوسری طرح سے ان کے ساتھ سلوک کرین امامت اور اذان کی تنخواہ نہ ٹہراوین **عن** ابي علي الهمداني
انه خرج في سفينة فيها عقبة بن عامر الجهني فحانت صلوة من الصلوات فأمرناه ان يؤمنا
وقلنا له انك احقنا بذلك انت صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فابى فقال اني سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول من ام الناس فاصاب فالصلوة له ولهم ومن انتقص من ذلك نعليه
ولا عليهم ابو علی ہمدانی سے روایت ہے وہ ایک کشتی مین نکلے اس مین عقبہ بن عامر جہنی بہی تہے اتنے مین نماز کا وقت
آیا ہمنے انکو حکم کیا نماز پڑہانے کا اور ہمنے انسے کہا تم زیادہ حقدار ہو امامت کے کیونکہ تم صحابی ہو آنحضرت کی انہون
نے امامت سے انکار کیا اور کہا مینے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جس نے امامت کی لوگون
کی اور ٹہیک کیا تو نماز کا ثواب اسکو بھی ملیگا اور لوگون کو بھی اور جس نے نماز مین نقصان کیا تو اسکا وبال امام ہی
پر ہوگا مقتدیون پر کچہ نہ ہوگا **باب** من ام قوما فليخفف جو شخص امامت کرے وہ ہلکی نماز پڑہاوے
ف تاکہ مقتدیون کو تکلیف نہو ہلکی سے یہ غرض ہے کہ سنت کے موافق نماز پڑہے جیسے آنحضرت سے منقول ہے
اور جو سورتین آپ جماعت کی نماز مین پڑہا کرتے تہے وہ پڑہے اور یہ غرض نہین ہے کہ سنت سے زیادہ نماز کو گہٹادیوے
یا تعدیل ارکان مین خلل کرے ایسی تخفیف کسی کے نزدیک جائز نہین ہے **عن** ابي مسعود قال اتى النبي
صلى الله عليه وسلم رجل فقال يا رسول الله اني لاتأخر في صلوة الغداة من اجل فلان لما يطيل بنا فيها قال

فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ فِي مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ
اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيُجَوِّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ ابو مسعود رض
انصاری سے روایت ہے جناب شاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین تو صبح کی
نماز مین حاضر نہین ہوتا فلان شخص کے سبب سے جو لنبا کرتا ہے اُسکو۔ ابو مسعودؓ نے کہا یہ سُنکر آپ کو غصہ آیا مین نے آپکو
اتنا غصے کسی وعظ مین نہین دیکھا جتنا اس دن دیکھا آپ نے فرمایا اے لوگو تم مین سے بعض لوگ نفرت دلانے والے
ہین (دین سے) اب جو کوئی تم مین سے جب نماز پڑہا وے لوگون کی تو مختصر نماز پڑہے اسلیے کہ لوگون مین کوئی کم طاقت
ہوتا ہے (قدرتی یا بیماری کی وجہ سے) کوئی بوڑہا ہوتا ہے کوئی کام والا ہوتا ہے **ف** سبحان اللہ کلام
الملوک ملوک الکلام یہ تین صورتین آپ نے ایسی فرمائین کہ تمام جہان کے معذور لوگ ان مین آگئے اب جسقدر سوچو
کوئی معذور ایسا نہین نکلے گا جو ان تین سے خارج ہو۔ اس حدیث سے آپ کا کمال رحم اور کرم بہی ثابت ہوتا ہے اگر کوئی
اور ہوتا تو سنتے ہی اس شخص پر عتاب کرتا کہ تو صبح کی نماز مین کیون شریک نہین ہوتا شاید منافق ہے یا بے ایمان
مگر آپ نے بڑی توجہ سے اسکا بیان سُنا اور اسکے عذر پر التفات فرمایا ہم گنہگارون کو آپکے رحم اور کرم سے
بڑی امید ہے گو ہمارے اعمال اس لائق نہین پر قیامت کے دن ہماری سخت تکالیف کو دیکھکر یقین ہے کہ آپ ضرور
رحم فرماوینگے اور ہمارے مالک جل جلالہ سے عرض کر کے خلاصی کی شکل کوئی ضرور نکالینگے **بیت**

ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات   رحم فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْجِزُ وَيُتِمُّ الصَّلٰوةَ انس بن
مالک سے روایت ہے حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم مختصر اور پوری نماز پڑہتے تہے **ف** مختصر تو اسوجہ سے ہوتی
کہ سورتین بہت لمبی نہ پڑہتے اور پوری اسطرح سے ہوتی کہ سجدہ اور رکوع اور قیام اور قعدہ اچھے طور سے ادا کرتے
کم سے کم سجدہ اور رکوع مین پانچ یا تین تسبیحون کے برابر ٹہیرتے اسیطرح رکوع سے اٹھکر سیدھا کھڑا ہو اور سمع اللہ
لمن حمدہ ربنا ولک الحمد حمدًا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کہے اسیطرح دونو سجدون کے بیچ مین تین یا پانچ تسبیحون کے
برابر اطمینان سے بیٹھے اور رب اغفرلی کہتا رہے یا اللھم اغفرلی واھدنی وارزقنی وارحمنی واجبرنی وارفعنی
جیسا اوپر گذر چکا پس تخفیف اسکا معنے ہے کہ سورتین بہت لمبی نہ پڑہے جیسے سورہ بقرہ اور آل عمران اور نساء اور مائدہ
اور انعام اور اعراف وغیرہ بلکہ وہ سورتین پڑہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین ہر نماز کے لیے یا ان
کے برابر والے دوسری سورتین اور سجدہ اور رکوع اور قعدہ مین اور سجدتین مین ہرگز تخفیف نہ کرے ورنہ نماز پوری
نہوگی مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ مین خدا رحم کرے نماز کی تخفیف کا کچہ اور معنے بیوقوفون نے سمجہ لیا ہے ان کا یہ
حال ہے کہ رکوع مین ٹہیرتے ہین نہ رکوع سے کہڑے ہوکر نہ دونون سجدون کے بیچ مین یہ تخفیف کیا ہے نماز کو

تباہ کرنا ہے اور ایسی نماز خلاف سنت ہرگز قبول نہین ہوسکتی خلاصہ یہ ہے کہ ہر امر مین سنت کی پیروی لازم اور ضرور ہے اتباع مصطفے اتباع مصطفی اتباع مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کام آویگا وہ یہی ہے باقی سب ڈھکوسلے ہین۔ علما نے لکھا ہے کہ اگر مقتدیون مین کوئی ناتوان اور ضرورت والا نہ ہو اور وہ لوگ راضی اور خوش ہون تو نماز مین لنبی سورتیں بھی پڑھ سکتے ہین خلفای راشدین سے ایسا منقول ہے کہ انہون نے سورہ بقرہ پڑھی فجر کی نماز مین اور ہم یہ کہتے ہین کہ ممکن ہے کہ شروع جماعت مین کوئی ایسا شخص نہ ہو لیکن شاید بعد کو آجاوے اور ایسی تطویل قرارت کا متحمل نہ ہو لہذا ارشاد نبوی کی تعمیل سب پر مقدم ہے اور جماعت کی نماز مین اختصار ہی بہتر ہے البتہ اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو جہانتک چاہے نماز کو طول دیوے **عن** جَابِرٍ قَالَ صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيُّ بِأَصْحَابِهِ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِنَّا فَصَلّٰى فَأُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ مَا قَالَ لَهُ مُعَاذٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ إِذَا صَلَّيْتَ بِالنَّاسِ فَاقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى الَّذِيْ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ جابرؓ سے روایت ہے معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیون کے ساتھ عشا کی نماز پڑھائی تو نماز کو لنبا کیا انپر ایک شخص ہم مین سے چلدیا اور (اکیلے) نماز پڑھ لی یہ خبر معاذؓ کو ہوئی انہون نے کہا وہ منافق ہے اس شخص کو معاذؓ کی بات جب پہونچی تو وہ حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا اور معاذؓ نے جو کلمہ اسکے لیے کہا تہا وہ آپ سے عرض کیا آپنے فرمایا اے معاذؓ تم لوگون کو فتنے مین ڈالنے والا بنا چاہتے ہو (ایسے کام کرتے ہو کہ لوگ دین سے پہر جاوین اور جب دین سے پہرے تو فتنے مین پڑے گمراہ ہوئے) جب لوگون کو تم نماز پڑہاؤ تو والشمس اور سبح اسم اور واللیل اور اقرا باسم ربک پڑہو **ف** دوسری روایت مین ہے بروج یا والنشقت پڑہو یہ سب سورتین قریب قریب برابر کی ہین عشا کی نماز مین جماعت سے یہی سورتین پڑہنا مسنون ہے اور والتین بہی حضرتؐ نے عشا کی نماز مین پڑہی ہے **عن** عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ يَقُوْلُ كَانَ آخِرُ مَا عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَمَّرَنِيْ عَلَى الطَّائِفِ قَالَ لِيْ يَا عُثْمَانُ تَجَاوَزْ فِي الصَّلٰوةِ وَاقْدُرِ النَّاسَ بِأَضْعَفِهِمْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَالسَّقِيْمَ وَالْبَعِيْدَ وَذَا الْحَاجَةِ عثمانؓ بن ابی العاص سے روایت ہے وہ کہتے تہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو طائف کی حکومت پر مقرر کیا تو اخیر نصیحت یہ فرمائی کہ اے عثمان نماز مین اختصار کرنا اور لوگون کو اس شخص کے برابر سمجھنا جو ان سب مین زیادہ ناتوان ہو اسلیے کہ لوگون مین کوئی بوڑہا ہوتا ہے کوئی عارضے والا کسی کا مکان دور ہوتا ہے کسی کو کام ہوتا ہے **عن** عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّ آخِرَ مَا قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَمْتَ قَوْمًا فَأَخِفَّ بِهِمْ

عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے اخیر بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمائی وہ یہ تھی کہ جب تو لوگوں کی امامت کرے تو تخفیف کر دن پر

باب الامام یخفف الصلوٰۃ اذا حدث امر جب کوئی واقعہ نماز میں پیش آوے تو امام نماز کو ہلکا کر سکتا ہے

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لادخل فی الصلوٰۃ و انی ارید اطالتھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوتی مما اعلم لوجد امہ ببکائہ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز شروع کرتا ہوں اور میرا قصد یہ ہوتا ہے کہ نماز کو لنبا کروں پھر میں نماز ہی میں بچہ کے رونیکی آواز سنتا ہوں تو نماز کو ہلکا کر دیتا ہوں اس خیال سے کہ بچے کی ماں کو رنج ہوگا اسکی رونے سے **ف** اور نماز میں اسکا دل نہ لگے گا اور نماز کا لنبا کرنا اسپر ناگوار گذرے گا۔ اس حدیث سے بعض شافعیہ نے دلیل لی اسپر کہ اگر امام رکوع میں ہو اور کسی کے آنیکی آہٹ پاوے تو رکوع کو لنبا کر سکتا ہے اس غرض سے کہ آنیوالا وہ رکعت پالیوے کیونکہ جب دنیاوی حاجت کیوسطے نماز کا مختصر کرنا درست ہوا تو دینی فائدے کے لیے اسکا لنبا کرنا بطریق اولی درست ہوگا اور شعبی اور حسن اور ابن ابی لیلے نے بھی اسکو جائز کہا ہے اور ابو حنیفہ نے کہا یہ ناجائز ہے اور میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا کرنیوالا شرک میں نہ پڑ جاوے اور امام مالک نے کہا ہرگز رکوع کو لنبا نہ کرے کیونکہ یہ دوسرے مقتدیوں کو ناگوار ہوگا اور ابو حنیفہ اور شافعی سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد اور اسحاق نے کہا کہ اگر دوسرے مقتدیوں کو ناگوار نہ ہو تو رکوع کو لنبا کر سکتا ہے مترجم کہتا ہے محققین اہلحدیث کے نزدیک صرف رکوع ملجانے سے رکعت نہیں ملتی جب تک سورہ فاتحہ نہ پڑھے پس انتظار کرنا بے فائدہ ہے اور ضرور ہی یہ دوسرے مقتدیوں پر شاق ہوگا اور حدیث سے نماز کا کم کرنا کسی ضروری کام کی وجہ سے نکلتا ہے نماز کا بڑہانا اس سے ثابت نہیں ہوتا اور قیاس ایسے امور میں کچھ عمدہ نہیں ہے جتنا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے اسیپر عمل کرنا کافی ہے

عن عثمان بن ابی العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی الصلوٰۃ عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں

عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاقوم فی الصلوٰۃ وانا ارید ان اطول فیھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز کراھیۃ ان یشق علی امہ ابو قتادہ سے روایت ہے حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ اسکو لنبا کروں پھر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ اسکی ماں پر دشواری ہو **ف** سبحان اللہ آپ کا رحم وکرم بے انتہا تھا نماز ایسی عبادت میں بھی آپ ادنے ادنے عورتوں تک کا خیال رکھتے اور یہ منظور نہ ہوتا کہ کسی امتی پر سختی گذرے ایسا مہربان پیغمبر جو ہم کو ماں باپ سے بھی زیادہ چاہتا ہے اور کس امت کو ملا ہے امید ہے کہ آپ بروز قیامت بھی اپنی امت کے گنہگاروں پر ایسا ہی رحم وکرم فرمادینگے پروردگار جل شانہ ایسا رحیم وکریم اور پیغمبر ایسے حلیم ورحیم ہم کو دیا ہے

خدا جانے تو بڑا مارا ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الی یوم القیام **باب** اِقَامَۃِ الصُّفُوفِ صفوں کا برابر کرنا

عن جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ السُّوَائِیِّ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تَصُفُّونَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِکَۃُ عِنْدَ رَبِّہَا قَالَ قُلْنَا وَکَیْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِکَۃُ عِنْدَ رَبِّہَا قَالَ یُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْاُوَلَ وَیَتَرَاصُّونَ فِی الصَّفِّ

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اسطرح صفیں نہیں باندھتے جیسے فرشتے صفیں باندھتے ہیں اپنے مالک جل وعلا کے سامنے ہمنے عرض کیا فرشتے کیونکر صفیں باندھتے ہیں آپنے فرمایا پورا کرتے ہیں اول صف کو اور صف میں خوب ملکر کھڑے ہوتے ہیں تاکہ بیچ میں خالی جا نہ رہے پاؤں پاؤں سے اور مونڈھا مونڈھے سے ملاکر

عن اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَوُّوا صُفُوفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ انس بن مالک سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برابر کرو اپنے صفوں کو اسلیے کہ صفوں کا برابر کرنا نماز کے پورا کرنے میں داخل ہے **ف** دوسری روایت میں یوں ہے فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوفِ مِنْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ حرمین شریفین میں مکبر صف بندی کیوقت یہ حدیث بلند آواز سے پڑھکر سنا دیتا ہے لیکن اسپر عمل نہیں ہوتا اور صفوں کا اہتمام جیسا چاہیے ویسا نہیں کیا جاتا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود امامت کے وقت صفوں کو ملاحظہ فرماتے اور جب خبر آتی کہ صفیں برابر ہوگئیں اسوقت آپ تکبیر کہتے اور کبھی اپنے ہاتھ سے صف میں لوگوں کو آگے اور پیچھے کرتے مطلب یہ ہے کہ ہر ایک امام کو بذات خاص صفوں کے برابر کرنیکی طرف توجہ کرنا چاہیے اور مقتدیوں کو دیکھنا چاہیے کہ وہ برابر کھڑے ہوئے ہیں یا آگے پیچھے ہیں اور صف بندی میں یہ ضرور ہے کہ لوگ برابر کھڑے ہوں آگے پیچھے نہ ہوں اور قدم سے قدم مونڈھے سے مونڈھا ملاکر کھڑے ہوں اور جب تک اول صف پوری نہ ہولے دوسری صف میں کوئی کھڑا نہ ہو اسیطرح سے اخیر صف تک لحاظ رکھا جاوے

عن النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیرٍ یَقُولُ کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَوِّی الصَّفَّ حَتّٰی یَجْعَلَہُ مِثْلَ الرُّمْحِ اَوِ الْقِدْحِ قَالَ فَرَاٰی صَدْرَ رَجُلٍ نَاتِئًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَوُّوا صُفُوفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰہُ بَیْنَ وُجُوہِکُمْ نعمان بن بشیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صف کو برابر کرتے تھے برچھے یا تیر کی طرح ایکبار آپنے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا سینہ آگے بڑھائی ہوئے تھا تو فرمایا برابر کرو اپنی صفوں کو نہیں تو اللہ جل جلالہ تم میں پھوٹ ڈالدے گا **ف** اور اختلاف باطنی پیدا ہوگا اختلاف ظاہری کی سزا میں شاید یہی وجہ ہو وے کہ مسلمانوں میں جتنا نفاق اور شقاق اور اختلاف ہوا اتنا شاید حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک کسی امت میں نہ ہوا ہوگا افسوس ہے کہ یہی مسلمان سب ایک زمانہ میں ایسے متحد اور متفق تھے کہ مخالف قومیں انکے اتفاق سے گھبراتی تھیں اور اب وہی مسلمان پھوٹ اور اختلاف کے ساتھ ضرب المثل ہیں **مصرع**

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ فقیر کے نزدیک اس اختلاف کا بڑا باعث یہ ہوا ہے کہ مسلمانوں نے حدیث اور قرآن کی پیروی چھوڑ کر جدا جدا مجتہد اور امام مقرر کیے ہیں کہ ہر ایک فرقہ اپنے امام اور مجتہد کی پیروی کرتا ہے یہاں تک

کہ بیت اللہ اور حرم محترم مین بہی مسلمانون کی جماعتین جدا جدا ہو گئین ہین چار جماعتین تو بلا ضرورت ہر وقت کی جاتی ہین اور اگر شیعون اور خوارج اور معتزلہ اور مہدویہ وغیرہم اقوام کا بہی زور ہو تو اس سے بہی زیادہ جماعتین ہوا کرین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور خلفای راشدین کے عہد مین یہ طرز نہ تہا بلکہ سب مسلمان مل جلکر ایک ہی جماعت کرتے تہے اور صحابہ اور تابعین باوجود اسکے کہ فروع مسائل مین بہت اختلاف رکہتے تہے لیکن سب ملے جلے تہے اور ایک ہی جگہہ ایک ہی جماعت مین نماز پڑہتے تہے کوئی دوسرے کو نہ کافر جانتا نہ فاسق نہ گمراہ اور اب یہ حال ہے ماشاء اللہ کہ حنفی شافعی کے قتل اور ہتک حرمت کو بہی مستعد ہے اور بالعکس اور حضرات مقلدین اہلحدیث کی دشمنی پر تلے ہوئے ہین یہ تمام شیطان کا اغوا ہے اور کچہ امید نہین ہی کہ مسلمانون کو کسی زمانہ مین بہی اس آفت سے مخلصی حاصل ہو یہانتک کہ حضرت صاحب الزمان امام مہدی علیہ وعلی آبائہ السلام کا ظہور ہو اور یہ سب اختلاف بزور شمشیر محمدی میٹ جاوین اور جو کٹہ ملا اور نیم مولوی اس اختلاف کے بانی ہین وہ طعمہ تیغ محمدی ہون اور زمانہ انکی نحوست اور مصیبت اور فتنے سے نجات پاوے یا اللہ وہ زمانہ جلد دکہلادے اور ایک مرتبہ ہمکو بہی مسلمانون کا اتفاق اور عروج ان آنکہون سے دیکہنا نصیب کر اگر ہم دنیا سے گذر جاوین اور ہمارے بعد جناب امام عالی مقام ظاہر ہون تو ہر ایک بہائی مسلمان کو ہماری یہ وصیت ہی کہ وہ ہمارا اسلام آپ کی خدمت مین پہونچاوی اور یہ کتابین جو تراجم صحاح ستہ اللہ کے فضل سے تالیف ہوئین ہین آپکے ملاحظہ مین پیش کرے انشاء اللہ تعالی مقبول خاطر اقدس ہونگی وَمَا تَوْفِيقُنَا اِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْهِ اَنَبْنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ **عَنْ** عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللهُ بِهَا دَرَجَةً حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ جل جلالہ رحمت اتارتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہین ان لوگون کے لیے جو صفون کو جوڑتے ہین اور جو شخص صف مین خالی جگہہ کو بہر دیوے تو اللہ جل جلالہ اسکے سبب سے اسکا ایک درجہ بلند کرے گا

بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ صف اول کی فضیلت

عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلٰثًا وَلِلثَّانِيْ مَرَّةً عرباض بن ساریہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صف کیلیے تین بار استغفار کرتے تہے اور دوسری صف کیلیے ایک بار **عَنْ** الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ براء بن عازب سے روایت ہی مین نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے بیشک اللہ جل جلالہ رحمت اتارتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہین صف اول کے لیے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الصَّفِّ الْاَوَّلِ لَكَانَتْ قُرْعَةً ابو ہریرہ رض سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ جانتے جو ثواب صف اول مین ہے البتہ اسکے لیے قرعہ کرتے (اور جسکا نام قرعہ مین نکلتا وہ صف اول مین کہڑا ہوتا مطلب یہ کہ لوگ اسکے لیے بہت

حرص او خواہش کرتے اور آخر جھگڑا رفع کرنیکے لیے قرعہ کرتے عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الصَّفِّ الْاَوَّلِ عبدالرحمن بن عوف رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی رحمت اتارتا ہے اور اسکے فرشتے دعا کرتے ہیں صف اول کے لیے

باب صُفُوْفِ النِّسَاءِ عورتوں کی صفوں کا بیان عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ اٰخِرُھَا وَشَرُّھَا اَوَّلُھَا وَخَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُھَا وَشَرُّھَا اٰخِرُھَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر صف عورتوں کی اخیر صف ہے (کیونکہ مردوں سے بہت دور ہوتی ہے) اور بری صف عورتوں کی اول صف ہے (کیونکہ مردوں سے نزدیک ہوتی ہے) اور بہتر صف مردوں کی اول صف ہے (کیونکہ عورتوں سے بہت دور ہوتی ہے) اور بری صف مردوں کی اخیر صف ہے کیونکہ عورتوں سے نزدیک ہوتی ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ مُقَدَّمُھَا وَشَرُّھَا مُؤَخَّرُھَا وَخَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ مُؤَخَّرُھَا وَشَرُّھَا مُقَدَّمُھَا جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر صف مردوں کی آگے کی صف ہے اور بری صف اخیر کی صف ہے اور بہتر صف عورتوں کی اخیر صف ہے اور بری آگے کی ہے

باب الصَّلٰوۃِ بَیْنَ السَّوَارِیْ فِی الصَّفِّ ستونوں کے بیچ میں صف کرنا عَنْ قُرَّۃَ قَالَ کُنَّا نُنْھٰی اَنْ نَصُفَّ بَیْنَ السَّوَارِیْ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنُطْرَدُ عَنْھَا طَرْدًا قرہ رض سے روایت ہے ہمکو ممانعت ہوئی تھی ستونوں کے بیچ میں صف باندھنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ہم بازرکھے جاتے تھے اس سے **ف** ستونوں کے بیچ میں صف باندھنے سے منع کیے جاتے تھے کیونکہ ان میں صف ٹوٹ جاتی ہے اور ستون بیچ میں حائل ہوجاتے ہیں بعضوں نے کہا اگر جاء کی قلت ہو تو ستونوں کے بیچ میں بھی صف کرلیں ترمذی نے کہا امام احمد اور اسحاق نے ستونوں کے بیچ میں صف کرنا مکروہ رکھا ہے اور دوسرے عالموں نے اجازت دی ہے اور اگر ایک دو آدمی ہوں تو بالاتفاق ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنا جائز ہے

باب صَلٰوۃِ الرَّجُلِ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَہٗ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا کیسا ہے عَنْ عَلِیِّ بْنِ شَیْبَانَ وَکَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَایَعْنَاہُ وَصَلَّیْنَا خَلْفَہٗ قَالَ ثُمَّ صَلَّیْنَا وَرَاءَہٗ صَلٰوۃً اُخْرٰی فَقَضَی الصَّلٰوۃَ فَرَاٰی رَجُلًا فَرْدًا یُصَلِّیْ خَلْفَ الصَّفِّ قَالَ فَوَقَفَ عَلَیْہِ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ انْصَرَفَ قَالَ اسْتَقْبِلْ صَلٰوتَکَ لَا صَلٰوۃَ لِلَّذِیْ خَلْفَ الصَّفِّ علی بن شیبان رض سے روایت ہے وہ قاصدوں میں سے تھے کہ ہم نکلے یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ سے بیعت کی اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی پھر دوسری نماز آپ کے پیچھے پڑھی جب آپ نماز پڑھ چکے تو ایک شخص کو دیکھا اکیلے صف کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا آنحضرت م اسکے پاس

ٹہیر رہے جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا پھر سرے سے نماز پڑھ جو صف کے پیچھے نماز پڑھے اُسکی نماز نہین ہوتی۔
ف یہ جب ہے کہ صف مین جا ہو اور وہ بلا عذر اکیلے رہکر صف کے پیچھے نماز پڑھے تو اسکی نماز جائز نہ ہوگی اہل حدیث اور امام احمد کا یہی قول ہے اور جمہور علما کے نزدیک نماز مکروہ ہوگی اور ہم کہتے ہین کہ اگر مکروہ ہوتی تو آپ اعادہ کا حکم نہ فرماتے اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ أَخَذَ بِيَدِي زِيَادُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ فَأَوْقَفَنِي عَلَى شَيْخٍ بِالرَّقَّةِ يُقَالُ لَهُ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ فَقَالَ صَلَّى رَجُلٌ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعِيدَ ہلال بن یساف سے روایت ہے میرا ہاتھ پکڑا زیاد بن ابی الجعد نے اور ایک بوڑھے کے پاس کھڑا کیا رقہ مین (ایک مقام کا نام ہے) جسکا نام وابصہ بن معبد تھا اوس نے کہا کہ ایک شخص نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا
ف اس سے بھی معلوم ہوا کہ اکیلے نماز جائز نہین ہوئی مخالفین کہتے ہین کہ اعادہ کا حکم استحبابًا تھا رفع کراہۃ کے لیے اور دلیل لیتے ہین ابو بکرہؓ کی حدیث سے کہ انہون نے صف مین پہونچنے سے پہلے رکوع کر دیا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا اللہ تیری حرص (نماز پر) اور زیادہ کرے لیکن دوبارہ ایسا نہ کیجیو روایت کیا اسکو بخاری نے پس اگر صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والے کی نماز ناجائز ہوتی تو آپ ابو بکرہؓ کو بھی نماز دوہرانیکا حکم دیتے اور ہم یہ کہتے ہین کہ ابو بکرہؓ نے صف کے پیچھے اکیلے نماز کب پڑھی بلکہ جلدی کے مارے انہون نے نماز صف مین پہونچنے سے پہلے شروع کر دی پھر صف مین مل گئے ہونگے اور آنحضرتؐ نے اس سے بھی منع کیا باب فَضْلِ مَيْمَنَةِ الصَّفِّ صف مین داہنی جانب کی فضیلت عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوفِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی اور اسکے فرشتے صلوۃ بھیجتے ہین صفون کی داہنی رخون پر ف اللہ جل جلالہ کی صلوۃ رحمت اور فرشتون کی صلوۃ دعا ہے یہ جب ہے کہ داہنے اور بائین جانب دونون برابر ہون اور دونون طرف نمازی ہون اگر بائین جانب خالی ہو اور وہر نمازی نہ ہون تو بائین جانب مین بھی وہی فضیلت ہوگی جو داہنے جانب مین ہے عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِسْعَرٌ مِمَّا نُحِبُّ أَوْ مِمَّا أُحِبُّ أَنْ نَقُومَ عَلَى يَمِينِهِ براءؓ سے روایت ہو جب ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو اس بات کو چاہتے تھے کہ آپ کے داہنے طرف کھڑے ہون ف اسلیے کہ داہنا جانب عموماً افضل ہے بائین جانب سے اور ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ داہنے جانب مین روئے مبارک کا جمال پہلے نظر آتا اور عاشقون کے لیے اسقدر تقدم بھی نعمت عظمی ہے ؎ عاشقان سار فرد محشر باقیامت کار نیست ❖ کار عاشق جز تماشای جمال یار نیست

مترجم نے جب عالم رویا میں جمال مبارک جناب امام حسن علیہ السلام کا دیکھا تو اسوقت دلمیں یہ خیال بھی آیا کہ امام علیہ السلام سے نیکر تا حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمال مشابہ تھے پس یہی صورت آپکی بھی ہوگی اور اسی تصور میں بار بار آپکے چہرہ مبارک کو دیکھتا اور بار بار آپکے قدموں کو آنکھوں سے لگاتا اور آپ تبسم فرماتے کچھ عجب نہیں کہ چند روز میں حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی دیدار مبارک سے مشرف ہو گو عالم رویا ہی میں سہی من رانی فی المنام فقد رانی ے یارب صل وسلم دائما ابدا ❊ علی نبیک خیر الخلق کلھم ❊ امام حسن علیہ السلام نے مجھ سے سوال کیا کہ صحیح مسلم شریف کا ترجمہ تمنے کیا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں اور باقی کتابوں کا ذکر میں نے خود نہیں کیا کیونکہ سوال سے زیادہ عرض کرنا خلاف ادب سمجھا اور اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ حدیث شریف کی تراجم مقبول بارگاہ نبوی ہو گئے ہیں اور عالم برزخ میں ادنی ادنی اعمال کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیجاتی ہے یہ تو ایک بڑا معاملہ ہے اور حقتعالی سے امید ہے کہ وہ اس خدمت کو قبول فرماویگا اور اسکے طفیل میں فقیر کی مغفرت فرماویگا ے بر کریماں کارہا دشوار نیست ❊ **عن** ابن عمر رض قال قیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان میسرۃ المسجد تعطلت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من عمر میسرۃ المسجد کتب لہ کفلان من الاجر عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مسجد کا بایاں جانب خالی ہو گیا (کیونکہ سب لوگ داہنے ہی جانب میں کھڑے ہوتے ہیں فضیلت کے خیال سے) آپ نے فرمایا جو کوئی مسجد کا بایاں جانب آباد کریگا اسکو دوہرا ثواب ملیگا ایک تو نماز کا دوسرے مسجد آباد کرنے کا حدیث سے یہ نکلا کہ مقتدیوں کو داہنے اور بائیں دونوں جانب کھڑا ہونا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ امام مقتدیوں کے بیچ میں رہے اور دونوں جانب لوگ برابر ہوں

باب القبلۃ قبلے کا بیان **عن** جابر انہ قال لما فرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من طواف البیت اتی مقام ابراھیم فقال عمر یا رسول اللہ ھذا مقام ابینا ابراھیم الذی قال اللہ تع واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی قال الولید فقلت لمالک ھکذا قرئ واتخذوا قال نعم

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم پاس آئے حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مقام ہے ہماری باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جسکے باب میں اللہ تعالے فرماتا ہے واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی یعنے مقام ابراہیم کو نماز کی جگہہ بناؤ۔ ولید نے کہا میں نے امام مالک سے کہا جو راوی ہیں اس حدیث کے کیا یہ آیت یوں ہی پڑھی گئی ہے واتخذوا بکسر خا صیغہ امر سے انہوں نے کہا ہاں

ف یہی قرارت اب رائج ہے اور دوسری قرارت واتخذوا ہے بفتح خا صیغہ ماضی سے مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کا نشان ہے اور اس پتھر پر چڑھکر آپ خانہ کعبہ کو بناتے بعضوں نے کہا مقام ابراہیم اس جگہہ کا نام ہے جہاں پر حضرت ابراہیم نے کھڑے ہو کر لوگوں کو حج کے لیے بلایا تھا بعضوں نے

نے کہا سارا حرم مقام ابراہیم ہے اور اس آیت میں حکم دیا گیا کعبہ کیطرف نماز پڑھنے کا بعضوں نے کہا یہ آیت طواف کی دوگانہ
میں وارد ہوئی اور طواف کا دوگانہ مقام ابراہیم میں ادا کرنا مسنون ہے واللہ اعلم **عن** انس بن مالک قال قال عمر قلت
یا رسول اللہ لو اتخذت من مقام ابراھیم مصلی فنزلت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی انس بن مالکؓ سے
روایت ہے حضرت عمرؓ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ مقام ابراہیم کو مصلے بناتے پھر یہ آیت اتری مقام ابراہیم کو
مصلے بناؤ **ف** تو حضرت عمرؓ نے جو صلاح دی ویسا ہی حکم الٰہی صادر ہوا بلکہ اسی لفظ سے اور بہی کئی مقدموں میں حضرت
عمرؓ کی رائے کے موافق قرآن اترا ہے یہ بڑی فضیلت ہے حضرت عمر کی اور دلیل ہے اسکی کہ انکی رائے دنیاوی اور دینی دونو
معاملات میں نہایت صائب ہوتی اور خلافت تو ایسی چلائی کہ سبحان اللہ مجال کیا تھی کہ کوئی چون کرسکتا جب تک
حضرت عمرؓ شہید ہوئے وہ رعب و داب جاتا رہا اور جیسے کوتوال کے چلے جانے سے اُچکے بدمعاش سر اٹھاتے ہیں ایسی ہی بدمعاشوں
نے سر اٹھایا اور فتنے پر فتنے پے درپے ہونے لگے **عن** البراء قال صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نحو بیت المقدس ثمانیۃ عشر شھرا وصرفت القبلۃ الی الکعبۃ بعد دخولہ الی المدینۃ بشھرین
وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الی بیت المقدس اکثر تقلب وجھہ فی السماء و
علم اللہ من قلب نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ یھوی الکعبۃ فصعد جبرئیل فجعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یتبعہ بصرہ وھو یصعد بین السماء والارض ینظر ما یاتیہ بہ فانزل اللہ تعالی
قد نری تقلب وجھک فی السماء الآیۃ فاتانا آت فقال ان القبلۃ قد صرفت الی الکعبۃ وقد صلینا
رکعتین الی بیت المقدس ونحن رکوع فتحولنا فبنینا علی ما مضی من صلوتنا فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یا جبرئیل کیف حالنا فی صلوتنا الی بیت المقدس فانزل اللہ عز وجل وما کان
اللہ لیضیع ایمانکم براء بن عازبؓ سے روایت ہے ہمنے جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کیطرف
اٹھارہ مہینوں تک نماز پڑھی اور کعبہ کیطرف قبلہ پھرا گیا جب آپ مدینہ میں تشریف لائے دو مہینے کے بعد اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال تھا کہ آپ جب بیت المقدس کیطرف نماز پڑھتے تو اکثر آسمان کیطرف دیکھتے اور اللہ جل جلالہ کو اپنے
پیغمبر کے دل کا حال معلوم ہوگیا کہ آپ کعبے کی طرف مونہہ کرنا پسند کرتے ہیں ایک بار حضرت جبرئیل علیہ السلام اوپر چڑھے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف آنکھ لگائے رہے وہ چڑھ رہے تھے آسمان اور زمین کے درمیان اور آپ انتظار
میں تھے کہ حضرت جبرئیل کیا حکم لاتے ہیں پھر اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری قد نری تقلب وجھک فی السماء اخیر تک
یعنے ہم دیکھتے ہیں تمہارا بار بار مونہہ پھرانا آسمان کیطرف سر اٹھا کے ہیں (قبلے کے بدلنے کے بعد) ہمارے پاس ایک
شخص آیا اور کہنے لگا قبلہ کعبہ کیطرف پھیر اگیا اسوقت ہم (نماز میں تھے) دو رکعتیں پڑھ چکے تھے بیت المقدس
کیطرف ہم رکوع میں تھے سنتے ہی ہم پلٹ گئے اور ہمنے بنا کی اپنی اگلی نماز پر یعنے جسقدر نماز بیت المقدس کیطرف

پڑھ چکے تھے اسکو قائم رکھکر آگے نماز پڑھی اور سرے سے شروع نہین کی پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل جو نماز ہم بیت المقدس کیطرف پڑھ چکے ہین اسکا کیا حال ہوگا یعنے وہ نماز بیکار جاویگی یا اسکا ثواب ملیگا تب اللہ تعالی نے یہہ آیت اتاری وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ یعنے اللہ جل جلالہ تمہاری نماز کو ضائع نہین کریگا **ف** آپ کعبہ کی طرف قبلہ ہونا پسند کرتے تھے اس خیال سے کہ عربون کا معبد وہی تہا اور اس مین امید تہی کہ عرب لوگ جلد اسلام کو قبول کرینگے اور یہود آنحضرتؐ کے سخت دشمن تہے انکا قبلہ بیت المقدس تہی اسوجہ سے بہی آپ کو انکی موافقت پسند نہین تہی اور یہہ آپکا کمال ادب تہا کہ بارگاہ الٰہی مین قبلے کے بدلنے کے لیے عرض نہ کی بلکہ دل ہی دلمین یہ آرزو مخفی رکھی اس خیال سے کہ پروردگار دلون کی بات بہی خوب جانتا ہے صحیح بخاری مین ہے کہ یہ عصر کی نماز تہی جب قبلہ بدلنے کا حکم ہوا مجاہد نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی مع صحابہ کے نماز ہی مین لوٹ گئے کعبہ کیطرف اور جس مسجد مین یہ واقعہ ہوا اسکا نام اسیواسطے مسجد القبلتین ہے واللہ اعلم **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق اور مغرب کے بیچ مین قبلہ ہے **ف** یہ حکم مدینہ والون کے لیے ہے کیونکہ انکا قبلہ جنوب کیطرف ہے اور وہ درمیان ہے مشرق اور مغرب کے

باب مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ جب مسجد مین جاوے تو دو رکعتین پڑہے اوسکے بعد بیٹھے بغیر دو رکعتین پڑہے نہ بیٹھے مراد تحیۃ المسجد کا دوگانہ ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین جاوے تو نہ بیٹھے جب تک دو رکعتین نہ پڑہے **ف** تحیۃ المسجد کی اور اگر دوسری کوئی سنت یا فرض جاتے ہی شروع کرے تب بہی تحیۃ المسجد ادا ہو جاویگا اب اسکو علاحدہ پڑہنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ حدیث سے یہ نکلا کہ جب مسجد مین جاوی تو دو رکعت پڑہے اور یہ عام ہے ہر حالت کو شامل ہے چنانچہ اگر امام خطبہ پڑہ رہا ہو اسوقت کوئی مسجد مین پہونچے تب بہی دو رکعتین پڑہکر بیٹھے اور دوسری حدیث مین سلیک غطفانی کے اسکی تصریح ہے اور اہلحدیث کا یہی قول ہے افسوس ہے کہ جاہلون نے برخلاف حدیث کے اس زمانے مین یہ عادت کرلی ہے کہ مسجد مین پہونچتے ہی پہلے بیٹھ جاتے ہین پہر تہوڑی دیر بعد کہڑے ہوکر دو رکعتین پڑہتے ہین یہ نری بیوقوفی ہے اور غضب ہے کہ اس زمانے کے مولوی ملا ان باتون کو دیکہکر خاموش ہو جاتے ہین اور جاہلون کو نصیحت نہین کرتے خلاف پیمبر کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ؛ **عَنْ** اَبِيْ قَتَادَةَ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَجْلِسَ ابوقتادہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین جاوی تو دو رکعتین پڑہے بیٹھنے سے پہلے **ف** یہ حکم استحبابًا ہے جمہور علماء کے نزدیک اور اہل ظاہر کے نزدیک وجوبًا ہے اب دوسری حدیث مین جو ممانعت آئی ہے نماز پڑہنے سے طلوع اور غروب اور استواء کے وقت وہ

خاص ہوگی اور عالموں سے اور مسجد میں جس وقت جاوے اگرچہ ان اوقات میں بھی تو تحیۃ المسجد ادا کر لیوے شافعیہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور حنفیہ کے نزدیک اوقات مکروہہ میں نہ پڑھے بعضوں نے کہا نماز کے بدل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر چار بار کہہ لیوے

باب مَنْ اَکَلَ الثُّوْمَ فَلَا یَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ جو شخص لہسن کھاوے وہ مسجد میں نہ آوے

عن مَعْدَانَ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ الْیَعْمَرِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ خَطِیْبًا اَوْ خَطَبَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ یَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنَّکُمْ تَاْکُلُوْنَ شَجَرَتَیْنِ لَا اَرَاہُمَا اِلَّا خَبِیْثَتَیْنِ ہٰذَا الثُّوْمُ وَہٰذَا الْبَصَلُ وَلَقَدْ کُنْتُ اَرَی الرَّجُلَ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْجَدُ رِیْحُہٗ مِنْہُ فَیُؤْخَذُ بِیَدِہٖ حَتّٰی یُخْرَجَ اِلَی الْبَقِیْعِ فَمَنْ کَانَ اٰکِلَہَا لَا بُدَّ فَلْیُمِتْہَا طَبْخًا معدان بن ابی طلحہ سے روایت ہے حضرت عمر جمعہ کے دن کھڑے ہوئے خطبہ پڑھنے کو تو اللہ جل جلالہ کی تعریف کی اور اسکی ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو تم دو درخت کھاتے ہو اور میں تو انکو پلید جانتا ہوں لہسن اور پیاز اور میں نے دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس شخص کے منہ سے اسکی بو آتی تو اسکا ہاتھ پکڑ کر بقیع کو نکالدیتے اب اگر کوئی انکو کھانا چاہے تو خوب پکاکر کھاوے **ف** کیونکہ پکانے سے بو نکل جاتی ہے بعضوں نے کہا یہ ممانعت خاص ہے مسجد نبوی سے لیکن جمہور کے نزدیک خاص نہیں ہر ایک مسجد کا یہی حکم ہے حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لہسن اور پیاز حلال ہے اور اہل ظاہر سے انکی حرمت بھی منقول ہے کیونکہ وہ روکتے ہیں جماعت میں حاضر ہونے سے یہ عجیب ہے کہ کچی لہسن یا پیاز کھاوے دوسری حدیث میں گندنا بھی وارد ہے اور علما نے ہر بدبودار ترکاری کا یہی حکم رکھا ہے جیسے مولی وغیرہ گو مولی کے باب میں خاص کوئی حدیث وارد نہیں ہے

عن اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ہٰذِہِ الشَّجَرَۃِ الثُّوْمِ فَلَا یُؤْذِیْنَا بِہَا فِیْ مَسْجِدِنَا ہٰذَا قَالَ اِبْرَاہِیْمُ وَکَانَ اَبِیْ یَزِیْدُ فِیْہِ الْکُرَّاثَ وَالْبَصَلَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ اَنَّہٗ یَزِیْدُ عَلٰی حَدِیْثِ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ فِی الثُّوْمِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس درخت یعنی لہسن میں سے کھاوے وہ ہمکو تکلیف نہ دیوے ہماری اس مسجد میں۔ ابراہیم نے کہا میرے باپ اس حدیث میں لہسن کے سوا گندنے اور پیاز کو بھی بڑھاتے تھے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو بھی نقل کرتے تھے

عن ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ہٰذِہِ الشَّجَرَۃِ شَیْئًا فَلَا یَاْتِیَنَّ الْمَسْجِدَ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس درخت میں سے کچھ کھاوے وہ مسجد میں نہ آوے **ف** کیونکہ اور نمازیوں کو اس کی بو سے ایذا ہوگی یا فرشتوں کو ایذا ہوگی۔ شاہ عبد الغنی صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ تنباکو لہسن یا پیاز سے بھی زیادہ سخت ہے اور جو شخص تنباکو پیے یا سونگھے اسکو بھی مسجد میں آنا منع ہوگا اور تعجب ہے کہ لوگ اس سے غافل ہیں اور اکثر تنباکو پیکر مسجد میں آجاتے ہیں **مترجم** کہتا ہے اگر تنباکو پینے میں بدبو نہ ہو یا منہ پاک کرکے مسجد میں آوے

تو ان کا منع نہوگا اور چونکہ اس زمانہ میں مُتبعانِ کو کی عادت اکثر لوگوں نے کر لی ہے لہذا ممانعت میں تساہل کرنے لگے ہیں اللہ رحم کرے ✤

باب المُصَلِّیْ یُسَلَّمُ عَلَیْہِ کَیْفَ یَرُدُّ نمازی کو اگر سلام کیا جاوے تو وہ کیونکر جواب دیوے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَ قُبَاءَ یُصَلِّیْ فِیْہِ فَجَاءَتْ رِجَالٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یُسَلِّمُوْنَ عَلَیْہِ فَسَاَلْتُ صُھَیْبًا وَکَانَ مَعَہٗ کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرُدُّ عَلَیْھِمْ قَالَ کَانَ یُشِیْرُ بِیَدِہٖ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد قبا میں تشریف لائے آپ وہاں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں انصار کے کچھ لوگ آئے اور آپ کو سلام کرتے تھے میں نے صہیب سے کہ جو اس وقت آپ کے ساتھ تھے پوچھا کہ آپ نے سلام کا جواب انکو کیونکر دیا صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ہاتھ سے اشارہ کر رہے تھے **ف** اکثر علما کا یہ قول ہے کہ نماز میں سلام کا جواب زبان سے نہ دیوے ورنہ نماز فاسد ہوجاویگی البتہ انگلی یا ہاتھ کے اشارے سے جواب دے سکتا ہے جیسے اس حدیث میں مروی ہے اور شرح منیہ میں جو حنفی فقہ کی کتاب ہے لکھتا ہے کہ اگر ہاتھ یا انگلی کے اشارے سے سلام کا جواب دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے انتہی اور ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ثابت ہوا کہ آپ نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دیا نماز میں تو اب یہ فعل مکروہ نہیں ہو سکتا اور شاید شرح منیہ والے کو یہ حدیث نہیں پہونچی اور جو شخص جان بوجھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو مکروہ یا خلاف اولی جانے وہ کم بخت گمراہ اور بیوقوف ہے جو رسول نے کیا وہی اولی ہے اب نماز کے بعد زبان سے جواب دیوے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے ابن مسعودؓ کی سلام کا جواب نماز سے فارغ ہونے کے بعد دیا اور یہی قول ہے امام احمد اور جماعت تابعین کا **عن** جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحَاجَۃٍ ثُمَّ اَدْرَکْتُہٗ وَھُوَ یُصَلِّیْ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَاَشَارَ اِلَیَّ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِیْ فَقَالَ اِنَّکَ سَلَّمْتَ عَلَیَّ اٰنِفًا وَاَنَا اُصَلِّیْ جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام کے لیے بھیجا پھر میں آپ پاس آیا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے اشارے سے جواب دیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھکو بلایا اور فرمایا تو نے ابھی مجھکو سلام کیا تھا لیکن میں نماز پڑھ رہا تھا **ف** یہ آپ نے اسلیے فرمایا کہ جابرؓ کو جواب نہ دینے کی وجہ معلوم ہوجاوے اور ان کے دل کو رنج نہ ہو سبحان اللہ آپکو اپنے اصحاب کا کسقدر خیال تھا قربان آپ کے اخلاق کریمہ کے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا نُسَلِّمُ فِی الصَّلٰوۃِ فَقِیْلَ لَنَا اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ لَشُغْلًا عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ہم سلام کیا کرتے تھے نماز میں (یعنے زبان سے ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے) پھر ارشاد ہوا کہ نماز میں ایک بڑا کام ہے **ف** جس میں نمازی کو مصروف رہنا چاہیے اور دوسرا کام نہیں کرنا چاہیے وہ کام جس میں نمازی کو مصروف رہنا چاہیے حق سبحانہ وتعالی کی یاد ہے اور اس میں دل لگانا خشوع کے ساتھ **باب** مَنْ صَلّٰی لِغَیْرِ الْقِبْلَۃِ وَھُوَ لَا یَعْلَمُ جو شخص نہ جانکر قبلے کے سوا اور طرف نماز پڑھ لیوے **عن** عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَۃَ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فتغیمت السماء واشکلت علینا القبلۃ فصلینا واعلمنا فلما طلعت
الشمس اذا نحن قد صلینا لغیر القبلۃ فذکرنا ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ فاینما
تولوا فثم وجہ اللہ ۔ عامر بن ربیعہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر میں تو آسمان پر ابر آیا
اور قبلہ کی سمت ہمکو معلوم نہ ہوئی آخر ہمنے نماز پڑھ لی اور جدھر نماز پڑھی تھی اودھر ایک نشانی رکھدی جب سورج نکلا
تو معلوم ہوا کہ ہمنے قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی اور طرف پڑھی یہ ذکر ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا پھر اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت اتاری وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنے اللہ ہی کی ہے پورب اور پچھم تو جدھر تم مونہہ کرو اودھر
ہی اللہ کی جہت ہے ف یعنے وہ جہت جدھر ہمکو نماز پڑھنے کا حکم دیا اس شان نزول سے آیت کا مطلب معلوم
ہوگیا کہ جب قبلہ کی پہچان نہ ہو سکے تو سوچ بچار کر ایک طرف نماز پڑھ لیوے اب اگر غلطی کرے تو نماز کا اعادہ لازم نہ
ہوگا اور آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قبلہ معلوم ہوتے ہوئے اور طرف نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ دوسری آیت میں
حکم ہے مسجد حرام کی طرف مونہہ کرنیکا ف اس آیت سے بعض جہمیہ نے حجت لی ہے کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ہر جہت میں
ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت سے نہیں نکلتا اور فثم وجہ اللہ کی تفسیر اہل علم نے جہۃ اللہ کے ساتھہ کی ہے اور بعضوں نے
کہا فثم اللہ یعلم و یری اور اگر یہاں یہی لیں کہ آیت کا معنے ظاہری مراد ہے تب بھی جہمیہ کا مطلب ثابت نہ ہوگا اسلیے
کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عرش مقدس پر ہے اور عرش چاروں طرف سے زمین کو محیط ہے پس کہنا صحیح ہوا کہ نمازی جدھر
مونہہ کریگا اودھر اللہ ہے اور تفصیل اسکی ہمارے رسالہ انتہاء فی الاستواء میں ہے

باب المصلی یتنخم

نمازی بلغم تھوکے تو کدھر تھوکے عن طارق بن عبد اللہ المحاربی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم اذا صلیت فلا تبزقن بین یدیک ولا عن یمینک ولکن ابزق عن یسارک او تحت قدمک
طارق بن عبد اللہ محاربی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نماز پڑھے تو اپنے سامنے مت
تھوک اور نہ داہنی طرف لیکن بائیں طرف تھوک لے یا اپنے پاؤں کے نیچے عن ابی ہریرۃ رض ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رای نخامۃ فی قبلۃ المسجد فاقبل علی الناس فقال ما بال احدکم یقوم
مستقبل ربہ فیتنخع امامہ ایحب احدکم ان یستقبل فیتنخع فی وجہہ اذا بزق احدکم
فلیبزق عن شمالہ او لیقل ھکذا فی ثوبہ ثم ارانی اسمعیل یبزق فی ثوبہ ثم یدلکہ ۔
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلے میں بلغم دیکھا تو لوگوں کیطرف متوجہ
ہوئے اور فرمانے لگے کیا حال ہے تم میں سے ایک کا وہ کھڑا ہوتا ہے اپنے مالک کیطرف مونہہ کرکے پھر اسی کے
سامنے بلغم نکالتا ہے کیا تم میں سے کوئی اسکو پسند کرتا ہے کہ دوسرا شخص اسکی طرف مونہہ کرے اور اسکے مونہہ
پر تھوکے جب تم میں سے کوئی تھوکے اپنی نماز میں تو بائیں طرف تھوکے یا اپنے کپڑے میں اسطرح سے تھوک لیوے

ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا جو راوی ہین اس حدیث کے اسماعیل بن علیہ نے مجھکو دکھلایا اپنے کپڑے مین تھوکتے تھے پھر اسکو مل ڈالتے
تھے **عن** حذیفۃ انہ رای شبث بن ربعی بزق بین یدیہ فقال یا شبث لا تبزق بین
یدیک فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ینھی عن ذلک وقال ان الرجل اذا قام یصلی
اقبل اللہ علیہ بوجہہ حتی ینقلب او یحدث حدث سو حذیفہؓ سے روایت ہے انھون نے شبث بن ربعی
کو دیکھا اس نے اپنے سامنے تھوکا تو حذیفہؓ نے کہا اے شبث اپنے سامنے مت تھوک اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے مرد جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تقدس وتعالی اسکی طرف منہ
کرتا ہے یہانتک کہ وہ نماز پڑھکر لوٹ جاوے یا برا حدث کرے **ف** برے حدث سے مراد کوئی نیا امر ہے جو خشوع
کے خلاف ہو جیسے سامنے تھوکنا یہ بھی ایک بڑی بے ادبی ہے یا گوز وغیرہ مراد ہے۔ اس حدیث سے بعض جہمیہ نے
دلیل لی ہے کہ اللہ جل جلالہ کی ذات مقدس زمین پر بھی ہے ہر جگہ اور ہر مکان مین اور ہم کہتے ہین کہ اس حدیث
سے یہ نہین نکلتا اس مین صرف یون ہے کہ اللہ جل جلالہ نمازی کے مونہہ کے سامنے ہے یا نمازی کیطرف مونہہ
کرتا ہے اور یہ امر عرش برین پر سے ممکن ہے اور اگر اللہ جل جلالہ ذات سے زمین پر ہر جگہ مین ہوتا تو آپ یہ کیون
اجازت دیتے کہ بائین طرف تھوکو یا اپنے قدمون کے نیچے تو خود یہی حدیث انکے مذہب کو رد کرتی ہے اب بعض
عوام یہ شبہ کرتے ہین کہ صوفیہ کرام وحدت وجود کے قائل ہین اور اس حالت مین سب کچھ اللہ ہی اللہ ہے پس
وہ ہر جگہ اور ہر مکان مین ہوا اور ہم کہتے ہین کہ تمام قدمائے صوفیہ نے اللہ جل جلالہ کا عرش پر ہونا تسلیم کیا ہے۔
چنانچہ یہ اقوال انکے ہمنے کتاب انتہاء فی الاستواء مین بیان کیے ہین اور وحدت وجود کا مسئلہ عوام کے فہم سے
باہر ہے بلکہ خواص بھی اس مین چکراتے ہین اور حاصل وحدت وجود کا یہ ہے کہ وجود اور تحقق اور مابہ الموجودیۃ عین
خدا ہے اور تمام ممکنات اس موجود اور وجود حقیقی کے ایک پرتو اور عکس کی طرح ہین پرتو اور عکس کی مثال وحدت شہود مین دو اور
وحدت وجود مین یون کہو کہ وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے لیکن ممکنات کا وجود مقید ہے اور پروردگار
وجود مطلق ہے جو تمام تعینات سے خالی اور پاک ہے اس صورت مین تو عرش کا مسئلہ بڑے عمدہ طور سے ثابت
ہوگا یعنے ما دون العرش سب تعینات اور تقییدات ہین اور عرش حد ہے تمام تعینات کی اسکے اوپر کسی قسم
کا تعین امکانی نہین ہے اور وہان پر ذات بحت کا ظہور ہے پس ثابت ہوا کہ پروردگار عالم عرش کے اوپر اور
دائرہ امکان سے خارج ہے یعنے وراء الوراء اور یہی مذہب ہے تمام سلف اہلحدیث کا جن مین اکثر اہل تصوف
کے پیشوا بھی ہین کہ پروردگار عالم خارج عالم ہے یعنے فوق العرش اور زیادہ تفصیل کی اس مقام مین گنجایش
نہین ہے لیکن عاقل کو اسقدر اشارہ کافی ہے **عن** انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بزق فی ثوبہ وھو فی الصلوۃ ثم دلکہ انسؓ بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے نماز میں اپنے کپڑے میں تہوکا پہر اسکو مل ڈالا **باب** مسح الحصی فی الصلوۃ نماز میں کنکریاں ہٹانا کیسا ہے **ف**
کنکریاں کبہی اونچی نیچے ہوتی ہیں اور سجدے میں انسے تکلیف ہوتی ہے تو ایک بار ہاتہ پہیر دینا انپر کافی ہے بار بار ہٹانا
یعنے انپر ہاتہ پہیرنا منع ہے اور ادب کے خلاف ہے **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من مس الحصی فقد لغا ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے کنکریوں کو چہوا اسنے
لغو کام کیا نماز میں **عن** معیقیب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسح الحصی فی
الصلوۃ ان کنت فاعلا فمرۃ واحدۃ معیقیب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں کنکریاں ہٹانے
میں کو اگر ایسا کرنے کی ضرورت ہو تو ایک بار کرے **عن** ابی ذر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا قام احدکم الی الصلوۃ فان الرحمۃ تواجہہ فلا یمسح الحصی ابوذر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز کو کہڑا ہو تو کنکریوں پر ہاتہ نہ پہیرے خدا کی رحمت اسکے سامنے ہوتی ہے **ف** یہ حدیث
تفسیر ہے اس حدیث کی جس میں یوں ہے کہ اللہ جل جلالہ نمازی کے مونہہ کے سامنے ہے اور مراد یہ ہے کہ اسکی رحمت نمازی کے
سامنے ہے امام ترمذی نے کہا اللہ جل جلالہ عرش پر ہے جیسے اسنے اپنی کتاب میں بیان کیا اور اسکا علم اور قدرت ہر جگہ
ہے **باب** الصلوۃ علی الخمرۃ سجدہ گاہ پر نماز پڑہنے کا بیان **ف** خمرہ یعنے سجدہ گاہ سے مراد بوریے کا ایک
ٹکڑا ہے یا خرمے کی چہال جسپر نمازی کا مونہ آتا ہے سجدے میں اور بعضوں نے کہا خمرہ اس سے بڑا ہوتا ہے اور بہتر یہی
ہے کہ زمین پر نماز پڑہے یا اس چیز پر جو زمین سے اُگتی ہے جیسے بوریا وغیرہ اگرچہ نماز ہمارے نزدیک فرش پر بہی درست
ہے مگر امام مالک نے مکروہ کہا ہے سجدہ کرنا اس چیز پر جو زمین کی جنس سے نہ ہو اور بہت حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ اکثر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز زمین ہی پر ہوتی چنانچہ مٹی پیشانی مبارک سے لگ جاتی اور امامیہ اثنا عشریہ کے نزدیک جو چیز
کہانے یا پہننے کی قسم سے ہو اسپر سجدہ حرام ہے **عن** میمونۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی علی الخمرۃ ام المومنین میمونہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خمرہ پر (یعنے چہوٹے سجادے پر) نماز پڑہتے **عن** ابی سعید قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی
حصیر ابوسعید رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی بوریے پر **ف** بوریے پر نماز سب کے نزدیک
درست ہے اہل سنت اور شیعہ دونوں کے نزدیک اور امام مالک کے مذہب پر بہی بوریے پر نماز پڑہنا مکروہ نہیں ہے بلکہ
مستحب ہے پس بہتر یہی ہے کہ سجادہ بوریا ہو **عن** عمرو بن دینار قال صلی ابن عباس وھو بالبصرۃ علی
بساطہ ثم حدث اصحابہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی علی بساطہ عمرو بن دینار سے
روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز پڑہی بصرے میں بچہونے پر پہر حدیث بیان کی اپنے یاروں سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچہونے پر نماز پڑہتے تہے **ف** حدیث میں تصریح نہیں ہے کہ بچہونا کس چیز کا تہا غالبا

روئی کا ہوگا تو کپڑے پر نماز پڑھنا جائز ہوگا دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ گرمی کی شدت سے زمین پر اپنا کپڑا بچھاتے پھر اُس پر سجدہ کرتے **باب السجود على الثياب في الحر والبرد** گرمی یا سردی کی حالت میں کپڑوں پر سجدہ کرنا **عن** عبد الله بن عبد الرحمن قال جاءنا النبي صلى الله عليه وسلم فصلى بنا في مسجد بني عبد الاشهل فرأيته واضعا يديه على ثوبه اذا سجد عبد اللہ بن عبد الرحمان سے روایت ہے جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہمارے پاس اور نماز پڑھائی ہمارے ساتھ بنی عبد الاشہل کی مسجد میں تو میں نے دیکھا آپ سجدہ کے وقت اپنے دونوں ہاتھ کپڑے پر رکھے ہوئے تھے **عن** عبد الله بن عبد الرحمن بن ثابت بن الصامت عن ابيه عن جده ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى في بني عبد الاشهل وعليه كساء متلفف به يضع يديه عليه يقيه برد الحصى عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ثابت بن صامت سے روایت ہے اُس نے روایت کی اپنے باپ سے اس نے دادا سے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بنی عبد الاشہل میں اس وقت آپ ایک کمل لپیٹے ہوئے تھے اپنے بدن پر اور اپنے ہاتھ (سجدہ کے وقت) کمل پر رکھتے سردی سے بچنے کو یعنے کنکریوں کی سردی سے) **عن** انس بن مالك قال كنا نصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم في شدة الحر فاذا لم يقدر احدنا ان يمكن جبهته بسط ثوبه فسجد عليه انس بن مالک سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے سخت گرمی میں تو جب کوئی ہم میں سے اپنی پیشانی کو زمین پر نہ رکھ سکتا (گرمی کی شدت سے) تو اپنا کپڑا بچھا لیتا اور اُس پر سجدہ کرتا **ف** پہلی اور دوسری حدیث سے صرف ہاتھ کا رکھنا کپڑے پر نکلتا ہے یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے پیشانی بھی کپڑے پر رکھی اور تیسری حدیث میں صحابہ کا فعل مذکور ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہیں ہے پس جائز ہے کہ یہ فعل بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کے ہو اور ایسی حالت میں امامیہ کو کلام کی بڑی گنجایش ہے اور جیسے اوپر ہم کہہ چکے بہتر یہی ہے کہ سجدہ زمین پر کرے یا بوریا پر اور اگر فرش پر نماز پڑھتا ہو تو بھی ایک چھوٹا سجادہ (سجدہ گاہ) بوریا کی رکھے اور سجدہ اُس پر کرے اور سجادہ کا رکھنا مستحب ہوگا نہ مکروہ اور تعجب ہے ان لوگوں سے جو سجادی کو روافض کی رسم جانتے ہیں اور جو کوئی ایسا کرے اُس پر طعن کرتے ہیں قاضی عیاض نے کہا نماز زمین ہی پر پڑھنا افضل ہے مگر جب ضرورت ہو سردی یا گرمی کی وجہ سے یا زمین نجس ہو تب **باب التسبيح للرجال في الصلوة والتصفيق للنساء** نماز میں مرد تسبیح کہیں اور عورتیں دستک دیویں **عن** ابي هريرة رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال التسبيح للرجال والتصفيق للنساء ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تسبیح مردوں کے لیے ہے اور دستک عورتوں کے لیے ہے **ف** یعنے جب نماز میں کوئی حادثہ ہو یا امام سہو کرے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں دستک دیویں **عن** سهل بن سعد الساعدي رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال التسبيح للرجال والتصفيق للنساء سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تسبیح مردوں کے لیے ہے اور دستک عورتوں کے لیے ہے عَنْ نَافِعٍ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ فِي التَّصْفِيْقِ وَلِلرِّجَالِ فِي التَّسْبِيْحِ نافع سے روایت ہے ابن عمرؓ نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی عورتوں کو دستک دینے کی اور مردوں کو سبحان اللہ کہنے کی **بَاب** الصَّلٰوةِ فِي النِّعَالِ جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا بیان عَنْ ابْنِ اَبِي اَوْسٍ قَالَ كَانَ جَدِّيْ اَوْسٌ اَحْيَانًا يُصَلِّيْ فَيُشِيْرُ اِلَيَّ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَاُعْطِيْهِ نَعْلَهُ وَيَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ ابن ابی اوس سے روایت ہے میرے دادا اوس کبھی نماز پڑھتے میں مجھکو اشارہ کرتے میں انکی جوتیاں دیدیتا وہ پہن لیتے نماز کے اندر اور نماز پڑھتے رہتے وہ کہتے تھے میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی جوتیاں پہنکر نماز پڑھتے **ف** اس باب میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں بلکہ علماء نے خاص اس مسئلہ میں جداجدا رسالے لکھے ہیں اور حاصل یہ ہے کہ جوتیاں پہنکر نماز پڑھنا مستحب اور مسنون ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ جوتیاں اتار کر پڑھنا ادب ہے اسکا قول غلط ہے کس لیے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل خلاف ادب نہیں ہو سکتا دوسرے حدیث میں ہے کہ جوتیاں پہنکر نماز پڑھو اور یہود کی مخالفت کرو وہ جوتیاں پہنکر نماز نہیں پڑھتے البتہ یہ ضرور ہے کہ جوتیاں پاک ہوں مگر ہماری شریعت میں جوتوں کی پاکی یہی رکھی گئی کہ انکو زمین سے رگڑ دیوے اور جوتیوں کا دھونا کسی حدیث سے ثابت نہیں نہ سلف سے منقول ہے گو فقہاء یہہ کہتے ہیں کہ اگر نجاست جرمدار ہو جیسے پیشاب یا شراب اور وہ جوتیوں کو لگ جاوے تو ان کا دھونا ضرور ہے عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَافِيًا وَمُنْتَعِلًا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نماز پڑھتے تھے جوتیاں اتار کر اور جوتیاں پہنکر عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَقَدْ رَاَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِي النَّعْلَيْنِ وَالْخُفَّيْنِ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ہم نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جوتے اور موزے پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے **بَاب** كَفِّ الشَّعْرِ وَالثَّوْبِ فِي الصَّلٰوةِ بالوں اور کپڑوں کا سمیٹنا نماز میں کیسا ہے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ لَا اَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا کہ بال کو اور کپڑے کو نہ سمیٹوں نماز میں **ف** سمیٹنے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ بالوں کو اور کپڑوں کو مٹی نہ لگے تو اس سے منع کیا نمازی کو لازم ہے کہ بالوں اور کپڑوں کو اپنے حال پر رہنے دے اور مٹی لگے تو لگی اور بہتر ہے تواضع اور عجز کی نشانی ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اُمِرْنَا اَنْ لَا نَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا وَلَا نَتَوَضَّاَ مِنْ مَوْطِئٍ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہمکو حکم ہوا کہ نہ بال سمیٹیں نہ کپڑا اور نہ وضو کریں زمین پر چلنے سے **ف** یعنی اگر وضو کر کے زمین پر چلیں اور پاؤں میں نجاست بھی لگ جاوے تو وضو کا دہرانا ضرور نہیں صرف پاؤں دھو ڈالنا کافی ہے ✦

عَنْ مَخْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعْدٍ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ رَاَيْتُ اَبَا رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي وَقَدْ عَقَصَ شَعْرَهُ فَأَطْلَقَهُ أَوْ نَهَى عَنْهُ وَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَاقِصٌ شَعْرَهُ مخول سے روایت ہے ابوسعد سے سنا جو مدینہ کا ایک شخص تھا وہ کہتا تھا میں نے ابو رافعؓ کو دیکھا جو مولی (غلام آزاد) تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہوں نے امام حسن بن علی علیہ السلام کو دیکھا وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جوڑا باندھ لیا تھا اپنے بالوں کا تو ابو رافعؓ نے اسکو کھول دیا یا منع کیا اس طرح نماز پڑھنے سے اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اس سے کہ آدمی نماز پڑھے جوڑا باندھے ہوئے **ف** کیونکہ سجدے میں بال بھی سجدہ کریں گے اگر وہ کھلے ہونگے اور جب جوڑا باندھ لیا تو بال زمین پر نہ گرینگے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مرد کے بال لمبے ہوں تو وہ انکا جوڑا باندھ سکتا ہے لیکن نماز کے وقت کھولڈالے **بَابُ** الْخُشُوعِ فِي الصَّلٰوةِ نماز میں نگاہ قبلے کی طرف رکھنا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْفَعُوا أَبْصَارَكُمْ إِلَى السَّمَاءِ أَنْ تَلْتَمِعَ يَعْنِي فِي الصَّلٰوةِ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت اٹھاؤ اپنی نگاہوں کو (نماز میں) آسمان کیطرف ایسا نہ ہو کہ وہ اچک لئے جاویں یعنے بے ادبی کی سزا میں نگاہ چھین نہ لیجاوے) **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِأَصْحَابِهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى اشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذٰلِكَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ لَيَخْطِفَنَّ اللهُ أَبْصَارَهُمْ انس بن مالکؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز پڑھی اپنے اصحاب کے ساتھ جب نماز پڑھ چکے تو لوگوں کیطرف اپنا منہ کیا اور فرمایا کیا حال ہے اُن لوگوں کا جو اپنے نگاہیں آسمان کیطرف اٹھاتے ہیں یہانتک کہ سخت فرمایا اس بارے میں اور فرمایا کہ باز آویں وہ لوگ اس سے ورنہ اللہ تعالی انکی نگاہیں اوچک لیگا **ف** اوائل اسلام میں نماز کے اندر آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا جائز تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اٹھایا کرتے پھر یہ آیت اوتری الذین ہم فی صلوتہم خاشعون اس وقت سے آپ سر جھکانے لگے نماز میں اور لوگوں کو بھی اسکی تاکید کی آدمی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو گویا حقتعالی کے سامنے کھڑا ہوتا ہے پھر اپنے مالک کے سامنے غلام کھڑا ہو تو نیچے دیکھنا سر جھکائے رہنا یہی ادب ہے اور اوپر دیکھنا ادب کے خلاف ہے گو اس میں شک نہیں کہ اللہ جل جلالہ اوپر ہے کی جانب ہے اور جیسا متکلمین خیال کرتے ہیں کہ آسمان صرف دعا کا قبلہ ہے اور مدعو اوپر نہیں ہے یہ درست نہیں ہے اہل حدیث کے نزدیک مدعو یعنی اللہ تعالی بھی جہت فوق میں ہے اور اسی کے پاس سے تمام حکم احکام اور فرشتے اوترتے ہیں اور اسی کی طرف نیک اعمال اور فرشتے چڑھتے ہیں **عَنْ** جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَا تَرْجِعُ أَبْصَارُهُمْ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ باز آویں وہ لوگ جو اپنے نگاہیں آسمان کیطرف اٹھاتے ہیں نہیں تو انکی نگاہیں سلامت نہ لوٹیں گی **ف** یعنے نماز کے اندر اس سے باز آویں اور بعضوں نے

کہا کہ خارج نماز میں بھی نگاہ اوپر اٹھانا ناکروہ ہے جب دعا کرتا ہو اور اکثر لوگوں نے اسکو جائز رکھا ہے اس بنا پر کہ دعا کا قبلہ
آسمان ہے جیسے نماز کا قبلہ کعبہ ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ امْرَأَةٌ تُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَسْنَاءَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْتَقْدِمُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِأَنْ لَا يَرَاهَا وَيَسْتَأْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتَّى
الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَإِذَا رَكَعَ قَالَ هٰكَذَا يَنْظُرُ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ فَأَنْزَلَ اللهُ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ
وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاخِرِيْنَ فِي شَأْنِهَا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہو ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی جو خوبصورت تھی بہت خوبصورت لوگوں میں سے تھی بعضے لوگ اول صف میں بڑھ جاتے
تاکہ اسکو دیکھ نہ سکیں اور بعضے پیچھے رہتے یہاں تک کہ اخیر صف میں کھڑے ہوتے (جو عورتوں کے قریب ہوتی ہے)
جب رکوع میں جاتے تو اس طرح سے کرتے یعنے بغل کے تلے سے اس عورت کو دیکھتے تب اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ آیت اتاری
بیشک ہمنے جان لیا آگے بڑھنے والوں کو اور بیشک ہم نے جان لیا پیچھے ہٹنے والوں کو اس عورت کی باب میں ف
نفس وشیطان ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا ہے صحابہ کے بھی ساتھ تھا باوجود اسکے کہ آنحضرت کی صحبت انکو حاصل تھی
مگر شیطان کے شر سے وہ معصوم نہ تھے اور اس قسم کے واقعات عوام صحابہ سے کئی مقام میں منقول ہوئے ہیں جیسے
قہقہہ نماز کے اندر اندھے کے گرنے پر خطبہ پڑھنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑکر چلے جانا وغیرہ وغیرہ جب صحابہ کا یہ
حال ہو جو خیر القرون تھے تو اور لوگوں کو اپنے نفس پر کیا اطمینان ہو سکتا ہے ہمیشہ خدا کی پناہ مانگنا چاہیے شیطان کے
شر سے **بَابُ** الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَحَدُنَا يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَكُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ ابوہریرہؓ سے روایت ہے ایک شخص آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور عرض
کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی نماز پڑھ سکتا ہے ایک کپڑے میں آپ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر شخص کو دو کپڑے
مل سکتے ہیں ف اور ظاہر ہے کہ ہر شخص کو دو کپڑے نہیں مل سکتے بہتوں کے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا ہے اور نماز
سب پر فرض ہے تو ضرور ایک کپڑے میں نماز جائز ہوگی جمہور علما کے نزدیک نماز ایک کپڑے میں جائز ہے گو اسکے
پاس دوسرے کپڑے بھی ہوں اور بعضوں نے اسکو مکروہ رکھا ہے لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے اور بعضوں نے کہا افضل
یہ ہے کہ دو کپڑے میں نماز پڑھے گو ایک کپڑے میں بھی جائز ہے عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُوْلِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گئے آپ نماز پڑھ رہے تھے ایک کپڑے میں توشیح کیے ہوئے ف توشیح
ہے کہ کپڑے کا جو کنارہ داہنے کندھے پر ہو اسکو بائیں بغل کے نیچے سے لیجاوے اور جو بائیں کندھے پر ہو اسکو
داہنی بغل کے نیچے سے لے جاوے پھر دونو کناروں کو ملا کر سینے پر گرہ دے لیوے مخالفت اور اشتمال بھی اسیکو

کئیے میں عن عمرو بن ابی سلمۃ رض قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی ثوب واحد متوشحا به واضعا طرفیه علی عاتقیه عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک کپڑے مین نماز پڑھتے ہوئے آپ توشیح کیے ہوئے تھے اسکی دونون کنارے دونون کاندھے پر ڈالے ہوئے تھے عن عبد الرحمن بن کیسان عن ابیه قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بالبیر العلیا فی ثوب عبد الرحمان بن کیسان سے روایت ہے اُس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا بیر علیا پر نماز پڑھتے ہوئے ایک کپڑے مین عن ابن کیسان عن ابیه قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظهر والعصر فی ثوب متلببا به کیسان سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ظہر اور عصر پڑھتے ہوئے ایک کپڑے مین آپ اُسکو لپیٹے ہوئے تھے

باب سجود القرآن

قرآن کے سجدون کا بیان ف یعنی سجدہ تلاوت کا اکثر ائمہ کے نزدیک یہ سجدہ سنت ہے اگر کوئی ترک کرے تو گنہگار نہ ہوگا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے عن ابی هریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ابن آدم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی یقول یا ویله امر ابن آدم بالسجود فسجد فله الجنة وامرت بالسجود فابیت فلی النار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب آدمی سجدہ کی آیت پڑھکر سجدہ کرتا ہے تو شیطان جدا ہوجاتا ہے روتا ہوا اور کہتا ہے ہائے خرابی آدمی کو سجدے کا حکم ہوا اُس نے سجدہ کیا اب وہ جنت مین جاویگا اور مجھکو سجدے کا حکم ہوا مین نے انکار کیا اب میرے لیے دوزخ ہے ف ان لوگون سے جنکو ذرا بھی خدا کا خوف نہین نہ جنت اور دوزخ سے کچھ غرض ہے شیطان ہی اچھا ہے کہ کبھی کبھی اپنے حال پر روتا تو ہے اور اپنے افعال پر پچھتاتا تو ہے ہماری زمانہ مین ایک فرقہ بہت شائع ہوا ہے جسکو نیچر کہتے ہین یہ نہ خدا کا قائل ہے نہ جنت دوزخ کا بس دنیا کی زندگی ہے اور کچھ نہین اسکا قائل ہی آدمی اور جانور مین کچھ فرق نہین کرتا مذہب اور ملت کو ایک ڈھکوسلا جانتا ہے خدا اس فرقہ سے بچاوے شیطان بھی اُس سے گھبراتا ہے عن ابن عباس قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتاه رجل فقال انی رأیت البارحة فیما یری النائم کانی اصلی الی اصل شجرۃ فقرأت السجدۃ فسجدت فسجدت الشجرۃ لسجودی فسمعتها تقول اللهم احطط عنی بها وزرا واکتب لی بها اجرا واجعلها لی عندک ذخرا قال ابن عباس فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ السجدۃ فسجد فسمعته یقول فی سجوده مثل الذی اخبره الرجل عن قول الشجرۃ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اتنے مین ایک شخص آپکے پاس آیا اور کہنے لگا گذشتہ رات کو مین نے خواب مین دیکھا کہ مین ایک درخت کی جڑ مین نماز پڑھ رہا ہون تو مینے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا درخت نے بھی میرے

سجدے کی ساتھ ہی سجدہ کیا مینے سنا درخت یہ کہتا تہا یا اللہ اس سجدہ کی وجہ سی میرا بوجہہ ہلکا کردے اور میرے لیے اجر لکھدے اور اس اجر کو اپنے پاس جمع رکھہ میرے لیے ابن عباسؓ نے کہا پہر مینے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کی آیت پڑہی اور سجدہ کیا مینے سُنا تو آپ سجدے مین یہی دعا کرتے تہے جو اُس آدمی نے درخت سی سنکر بیان کی تہی **ف** یہ شخص ابوسعید خدری تہے جیسی دوسری روایت مین تصریح ہے سجدۂ تلاوت مین یہ دعا پڑہے یا سبحان ربی الاعلی کہے یا وہ دعا جو آگے آتی ہے بعضون نے کہا یہ کہے سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا واللہ اعلم **عَنْ** عَلِیٍّ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا سَجَدَ قَالَ اللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُّ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ اَنْتَ رَبِّیْ سَجَدَ وَجْھِیْ لِلَّذِیْ شَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ امیر المومنین حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو فرماتے یا اللہ مینے تیرے لیے سجدہ کیا اور تجہپر ایمان لایا اور تیرا مطیع ہوا تو میرا مالک ہے میرے مونہ نے سجدہ کیا اُسکے لیے جس نے جیرا کان اور آنکھہ کو اُسکے برکت والا ہے اللہ جو بنانے والون مین اچہا بنانے والا ہے

عَدَدُ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ قرآن مین کتنے سجدے ہین **عَنْ** اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّہٗ سَجَدَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی عَشْرَۃَ سَجْدَۃً مِنْھُنَّ النَّجْمُ ابوالدرداءؓ سے روایت ہے انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ گیارہ سجدے کیے اُن مین ایک سورہ نجم مین تہا **ف** اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور اگر ثابت بہی ہو تب بہی اس سے دوسرے سجدون کی نفی نہین نکلتی کل قرآن شریف مین ۱۵ سجدے ہین امام احمد اور اہلحدیث کا یہی قول ہے منجملہ انکے سورہ حج مین دو سجدے ہین اور ص مین ایک سجدہ ہے اور شافعی کے نزدیک ص مین سجدہ نہین اور ابوحنیفہ کے نزدیک حج مین ایک ہی سجدہ ہے **عَنْ** اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَجَدْتُّ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی عَشْرَۃَ سَجْدَۃً لَیْسَ فِیْھَا مِنَ الْمُفَصَّلِ شَیْءٌ اَلْاَعْرَافُ وَالرَّعْدُ وَالنَّحْلُ وَبَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَمَرْیَمُ وَالْحَجُّ وَسَجْدَۃُ الْفُرْقَانِ وَسُلَیْمَانَ سُوْرَۃُ النَّمْلِ وَالسَّجْدَۃُ وَفِیْ صٓ وَسَجْدَۃُ الْحَوَامِیْمِ ابوالدرداءؓ سے روایت ہے مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ گیارہ سجدہ کیے جن مین سے مفصل مین کوئی نہ تہا **ف** مفصل مین تین سجدے دوسری روایت مین منقول ہین نجم اور انشقت اور اقرا مین شاید ابوالدرداءؓ نے یہ سجدے آنحضرتؐ سے نہ سنے ہون یا آنحضرتؐ نے سجدہ اُن مین نہ کیا ہو اس وجہ سے کہ سجدہ سنت ہے کچہ واجب نہین ہے **ف** سورہ اعراف اور سورہ رعد اور سورہ نحل اور سورہ بنی اسرائیل اور سورہ مریم اور سورہ حج اور سورہ نمل اور سورہ فرقان اور سورہ سجدہ اور سورہ ص اور حم سجدہ مین **عَنْ** عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْرَاَہٗ خَمْسَ عَشْرَۃَ سَجْدَۃً فِی الْقُرْاٰنِ مِنْھَا ثَلَاثٌ فِی الْمُفَصَّلِ وَفِی الْحَجِّ سَجْدَتَیْنِ عمروؓ بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو پندرہ سجدے قرآن مین پڑہائے ان مین سے تین مفصل مین (یعنے نجم اور انشقت اور اقرا مین) اور سورہ حج مین دو سجدے **ف** دوسری حدیث مین ہے کہ سورہ حج کو فضیلت دی گئی دو سجدون سے اور اہل حدیث نے اسی کے موافق قرآن

شریف مین پندرہ سجدے رکہے ہین لیکن ابوحنیفہ چودہ کہتے ہین وہ سورہ حج کے دوسرے سجدے کو نماز کا سجدہ تبلاتے ہین اور ہم کہتے ہین کہ قرآن شریف جنپر اترا تہا وہ اس امر کو تم سے زیادہ جانتے تہے اور جب اُنہون نے خود حج مین دو سجدے تبلائے تو تم کو اسپر عمل کرنا چاہیے ان بیفائدہ تاویلات سے کیا حاصل ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہون نے کہا ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتہ سجدہ کیا اذا السماء انشقت مین اور اقرأ باسم ربک مین **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِیْ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ قَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ مَا سَمِعْتُ اَحَدًا يَذْكُرُهُ غَيْرَهُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اذا السماء انشقت مین ابن ابی شیبہ نے کہا یہ حدیث یحیی بن سعید سے مروی ہے مینے اور کسی کو یہ حدیث بیان کرتے نہین سُنا **باب** اتمام الصلوۃ نماز کو پورا کرنا **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ بَعْدُ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ فَعَلِّمْنِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ حَتّٰى تَسْتَوِیَ قَاعِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص مسجد مین آیا اس نے نماز پڑہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کونے مین تشریف رکہتے تہے جب نماز پڑہ چکا تو وہ آپ پاس آیا اور سلام کیا آپنے فرمایا وعلیک (یعنے تجہپر ہی سلام) جا نماز پڑہ تونے نماز نہین پڑہی وہ لوٹ گیا اور نماز پڑہی پہر آیا اور آپ کو سلام کیا اور آپنے فرمایا وعلیک جا نماز پڑہ تونے نماز نہین پڑہی ابہی تک آخر تیسرے مرتبہ اسنے عرض کیا یارسول اللہ مجہکو سکہلایے آپنے فرمایا جب تو نماز کے لیے کہڑا ہو تو وضو کو پورا کر پہر قبلے کی طرف مونہ کر اور اللہ اکبر کہہ پہر جتنا قرآن تجہہ سے ہو سکے پڑہ **ف** یعنی سوا سورہ فاتحہ کے اور سورہ فاتحہ تو فرض ہے اسکا فرض ہونا اسکو بہی معلوم ہوگا اور وہ پڑہتا ہوگا اسلیے آپنے اسکا ذکر نہین کیا جیسے نیت کا ذکر نہین کیا اور قعدہ اخیرہ وغیرہ کا حالانکہ یہ سب چیزین حنفیہ کے نزدیک بہی فرض ہین اور دلیل اسکی یہ ہے کہ دوسری حدیث مین صاف وارد ہے نماز نہین ہوتی بغیر سورہ فاتحہ کے پس اسحدیث سے جو حنفیہ نے نکالا ہے کہ سورہ فاتحہ فرض نہین ہے اور صرف ایک آیت پڑہنا فرض ہے یہ استدلال درست نہین ہے **ف** پہر رکوع کر یہانتک کہ اطمینان ہو جاوے رکوع مین پہر سر اٹہا یہانتک کہ اطمینان ہو جاوے قیام مین پہر سجدہ کر یہانتک کہ اطمینان ہو جاوے سجدہ مین پہر سر اٹہا یہانتک کہ سیدہا بیٹہ جاوے پہر ایسا ہی کر ساری نمازین **ف** یعنے ساری نماز کو اسیطرح اطمینان اور تعدیل ارکان کے ساتہ ادا کر ابن ابی شیبہ کی روایت مین ہے کہ اس شخص نے ہلکی نماز پڑہی تہی اور رکوع اور سجدے کو پورا

نہیں کیا تھا۔ اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ تعدیل ارکان یعنے اطمینان کے ساتھ قومہ اور جلسہ کو ادا کرنا فرض ہے نماز میں جب تو آپ نے فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی اور افسوس ہے کہ امام محمد اور امام ابو حنیفہ نے تعدیل ارکان کو فرض نہیں کہا بلکہ کرخی کی روایت میں واجب کہا اور جرجانی کی روایت میں سنت کہا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر حنفی اس شخص کیطرح نماز ادا کرتے ہیں نہ رکوع اور سجدے میں توقف کرتے ہیں اور نہ رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہوتے ہیں نہ دونو سجدون میں اچھی طرح اطمینان کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور انکا گمان یہ ہے کہ تعدیل ارکان کچھ فرض تو ہے نہیں بلکہ سنت ہے یا واجب ہے پس لاٹھی چار ٹکرین مار لین اور جلدی سے نماز پوری کر لین اور ہم کہتے ہیں کہ امام محمد اور امام ابو حنیفہ کا قول اس باب میں صحیح نہیں ہے حدیث سے صاف تعدیل ارکان کا فرض ہونا پایا جاتا ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور علماء حدیث کا بلکہ حنفیہ میں سے امام ابو یوسف بھی اسکی فرضیت کیطرف گئے ہیں اور وجوب بھی مثل فرضیت کے ہے عمل میں اور قرینہ اسکا یہ ہے کہ اس حدیث میں جتنی باتیں مذکور ہیں وہ سب فرائض ہیں نماز کے جیسے وضو اور استقبال قبلہ اور تکبیر تحریمہ اور قراءت وغیرہ پھر صرف تعدیل ارکان فرض نہ ہو اسکے کیا معنے اور اگر وہ فرض نہ ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ اسکو کیون لوٹاتے اور دوبارہ نماز پڑھنے کا کیون حکم دیتے اور یہ کیون فرماتے کہ تو نے ابھی نماز نہیں پڑھی گویا جو نماز اس نے پڑھی تھی ترک فرض کے سبب سے اسکو کالعدم کر دیا اور احناف با انصاف کو ضرور ہے کہ حدیث شریف پر عمل کرین اور تعدیل ارکان کا خیال رکھین اور نہایت آہستگی اور اطمینان کے ساتھ نماز کے ارکان ادا کرین ورنہ ہمارا کیا جاوے گا انہی کی نماز قبول نہ ہوگی اور منہ پر ماری جاویگی اور آخرت میں ہرگز یہ عذر کام نہ آویگا کہ ہمارے امام کے نزدیک تعدیل ارکان فرض نہ تھے کیونکہ پیغمبر کا ارشاد امام کیا بلکہ سارے جہان کے اقوال پر مقدم ہے اور امت کو اسکی پیروی ضرور اور لازم ہے ❊

مترجم کہتا ہے میں نے احناف میں فیصدی ایک شخص کو بھی نہیں دیکھا جو نماز کو سنت کے موافق ادا کرتا ہو اور نماز کو سنت کے موافق ادا کرنے والے اگر اس زمانہ میں کچھ دکھلائی دیتے ہیں تو طائفہ ناجیہ مبارکہ اہلحدیث ہی میں دکھلائی دیتے ہیں اللہ جل جلالہ اس طائفہ میں برکت دیوے اور قیامت تک اسکو قائم رکھے آمین یا رب العلمین **عن** مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشَرَةٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ اَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ اَبُو حُمَيْدٍ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِمَ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ بِاَكْثَرِنَا لَهُ تَبِعَةً وَلَا اَقْدَمِنَا لَهُ صُحْبَةً قَالَ بَلٰى قَالُوا فَاعْرِضْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ وَيُقِرَّ كُلَّ عُضْوٍ مِنْهُ فِي مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ مُعْتَمِدًا لَا يُصَبُّ رَاْسَهُ وَلَا يُقْنِعُ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ حَتّٰى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ اِلٰى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَهْوِي اِلَى الْاَرْضِ وَيُجَافِي بَيْنَ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ

رأسه ويثني رجله اليسرى فيقعد عليها ويفتح أصابع رجليه إذا سجد ثم يسجد ثم يكبر ويجلس على رجله اليسرى حتى يرجع كل عظم منه إلى موضعه ثم يقوم فيصنع في الركعة الأخرى مثل ذلك ثم إذا قام من الركعتين رفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه كما صنع عند افتتاح الصلوة ثم يصلي بقية صلوته هكذا حتى إذا كانت السجدة التي ينقضي فيها التسليم أخر إحدى رجليه وجلس على شقه الأيسر متوركا قالوا صدقت هكذا كان يصلي رسول الله صلى الله عليه وسلم محمد بن عمرو بن عطا

نے روایت ہے مینے ابوحمید ساعدی سے سنا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ مین بیٹھے تھے ان مین سے ایک ابوقتادہ بھی تھے (اور امام حسن علیہ السلام بھی تھے اور ابوامامہ اور ابواسید اور محمد بن مسلمہ وغیرہم رضی اللہ عنہم) تو ابوحمید نے کہا مین تم سب مین زیادہ جانتا ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو اور صحابہ نے کہا کیون قسم خدا کی تم ہم سے زیادہ آنحضرت کے ساتھ نہین رہے اور نہ تمہاری صحبت ہم سے پہلی تھی ابوحمید نے کہا بیشک یہ سچ ہے آخر اور صحابہ نے کہا اچھا بیان کرو انہون نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر دونون ہاتھ اٹھاتے مونڈھون کے برابر اور ہر ایک عضو اپنی جگہہ پر آجاتا پھر قرأت کرتے پھر اللہ اکبر کہتے اور دونو ہاتھ اٹھاتے مونڈھون کے برابر پھر رکوع کرتے اور دونو ہتھیلیان اپنے دونون گھٹنون پر زور دیکر رکھتے نہ اپنا سر پیٹھ سے نیچا رکھتے نہ اونچا بلکہ پیٹھ اور سر دونون برابر رکھتے پھر فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ اور دونو ہاتھ اٹھاتے مونڈھون کے برابر یہان تک کہ ہر ایک ہڈی اپنی جگہہ پر قرار پکڑتی پھر زمین کی طرف جھکتے اور اپنے دونو ہاتھ دونو پسلیون سے جدا رکھتے پھر اپنا سر اٹھاتے اور بایان پاؤن موڑتے اسپر بیٹھتے اور پاؤن کی انگلیان کھلی رہنے دیتے سجدے مین پھر سجدہ کرتے پھر اللہ اکبر کہتے اور بائین پاؤن پر بیٹھتے یہان تک کہ ہر ایک ہڈی اپنی جگہہ پر آجاتی پھر کھڑے ہوتے اور دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کرتے پھر جب دو رکعتین پڑھکر کھڑے ہوتے تو اپنے دونو ہاتھ اٹھاتے مونڈھون کے برابر جیسے شروع نماز مین اٹھائے تھے پھر باقی نماز اسیطرح سے پڑھتے جب اس سجدے سے فارغ ہوتے جسکے بعد سلام ہے تو ایک پاؤن کو ایک طرف نکالدیتے اور بائین پہلو پر سرین کے بل بیٹھتے اسکو تورک کہتے ہین یہ سنکر اور صحابہ نے کہا تم سچ کہتے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسیطرح نماز پڑھتے تھے **ف** گویا حدیث دس صحابہ نے روایت کی کیونکہ ان سبھون نے ابوحمید کی کلام کی تصدیق کی اب اختلاف ہے اس مسئلہ مین کہ تورک یعنے سرین کے بل بیٹھے نماز مین یا نہین بعضون نے کہا دونو قعدون مین اسیطرح سے بیٹھے امام مالک کا یہی مذہب ہے اور بعضون نے کہا کسی قعدے مین تورک نہ کرے بلکہ بایان پاؤن بچھا کر اسپر بیٹھے ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے اور بعضون نے کہا جس قعدے کے بعد سلام ہو اس مین تورک کرے خواہ وہ قعدہ اولی ہو (مثلاً دو رکعتی نماز مین) یا قعدہ ثانی اور جس قعدے کے بعد سلام نہ ہو اس مین بایان پاؤن بچھا کر اسپر بیٹھے امام شافعی کا یہی مذہب ہے اور بعضون نے کہا

جس نماز میں دو قعدے ہوں تو اسکے قعدۂ ثانی میں تورک کرے اور جس نماز میں ایک ہی قعدہ ہو تو اس میں بایاں پاؤں بچھاکر اسپر بیٹھے امام احمد کا یہی مذہب ہے اور اہلحدیث نے بھی اسیکو اختیار کیا ہے اور یہی حق ہے اور اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے اور حنفیہ اسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ بائیں پاؤں پر بیٹھنا شاق ہے بہ نسبت تورک کے اور جو عمل شاق ہو اس میں زیادہ ثواب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تورک منقول ہے وہ کسی عذر کی وجہ سے ہوگا مثلا بڑھاپے یا ضعف کیوجہ سے اور ہم کہتے ہیں کہ نماز کے اعمال میں ایسے قیاسات پر عمل نہیں ہو سکتا ورنہ لازم ہے کہ اگر کوئی سجدہ اور رکوع بھی ایک نئے طور سے کرے جو زیادہ شاق ہو تو اس میں زیادہ ثواب ہو حالانکہ ایسا کرنے میں کچھ ثواب نہ ہوگا بلکہ عذاب ہوگا اور حدیث میں جو آیا ہے کہ افضل عملوں میں وہ ہے جس میں زیادہ مشقت ہو اسکا مطلب یہ ہے کہ جب دونو عمل سنت ہوں تو جس میں نفس کو زیادہ تکلیف ہو اس میں زیادہ ثواب ہوگا اور بڑھاپے اور عذر کے سبب سے اگر آپ نے ایسا کیا ہوتا تو قعدہ اولی میں بھی اسیطرح بیٹھتے علاوہ اسکے ہمیشہ کیوں ایسا کرتے بلکہ کبھی کبھی اور اگر ایسا ہوتا تو ابوحمیدؓ اسکو ضرور نقل کرتے

عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رض كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ سَمَّى اللّٰهَ وَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَيُجَافِي بِعَضُدَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيُقِيْمُ صُلْبَهُ وَيَقُوْمُ قِيَامًا هُوَ أَطْوَلُ مِنْ قِيَامِكُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ وَيُجَافِي بِعَضُدَيْهِ مَا اسْتَطَاعَ فِيْمَا رَأَيْتُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَجْلِسُ عَلٰى قَدَمِهِ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ الْيُمْنٰى وَيَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ

عمرہ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا آپ جب وضو کرتے اور اپنا ہاتھ برتن میں ڈالتے تو بسم اللہ کہتے اور وضو کو پورا کرتے پھر قبلے کیطرف منہ کرکے کھڑے ہوتے اور اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اوٹھاتے مونڈھوں کے برابر پھر رکوع کرتے اور دونو ہاتھ دونو گھٹنوں پر رکھتے اور بازوؤں کو پسلیوں سے جدا رکھتے پھر سر اٹھاتے اور پیٹھ کو سیدھا کرتے اور تمھاری قیام سے کچھ لمبا قیام کرتے پھر سجدہ کرتے اور اپنے دونو ہاتھ قبلے کی طرف رکھتے اور بازوؤں کو کشادہ رکھتے جہانتک ہو سکتا میں نے ایسا ہی دیکھا پھر سر اٹھاتے اور بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور داہنے پاؤں کو کھڑا کرتے اور آپ برا جانتے بائیں جانب پر گر پڑنے کو (یعنی سرین زمین سے لگا دینے کو (یعنی قعدہ اولی میں پس یہ خلاف نہ ہوگا اگلی حدیث کے)

باب تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ سفر میں نماز کا قصر کرنا **عَنْ** عُمَرَ قَالَ صَلٰوةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ وَالْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْعِيْدِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت عمر رض نے کہا سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں اور جمعہ کی دو رکعتیں ہیں اور عید کی دو رکعتیں ہیں اور یہ پوری ہیں کم نہیں ہیں (یعنے ان میں قصر نہیں ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایسا ہی سنا ہے **ف** یعنی سفر

ہیں دو ہی رکعتیں واجب ہیں اور یہ نہیں ہو کہ چار واجب تھے سفر کی وجہ سے دو رہ گئے اب قرآن میں جو آیا ہے فلیس علیکم جناح
ان تقصروا من الصلوٰۃ بیان قصر سے نماز کا مختصر پڑھنا مراد ہے یا رکوع اور سجود اشارہ سے کرنا اور امام بخاری نے حضرت
عائشہ سے روایت کیا انہوں نے کہا نماز پہلی دو ہی دو رکعتیں فرض ہوئیں تھیں پھر سفر کی نماز اسی حال پر رہی اور حضر میں دو
دو رکعتیں بڑھادی گئیں جب یہ بات ہو کہ سفر کی نماز دو ہی رکعتیں ہے تو اب سفر میں چار رکعت پڑھنا یعنے اتمام کرنا جائز
نہ ہوگا امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے اور شافعی کے نزدیک سفر میں اتمام بھی جائز ہے اور اہلحدیث کے نزدیک قصر واجب
ہے اور اتمام درست نہیں ہو اور احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے **عن** عمر رض قال صلوٰۃ السفر رکعتان و
صلوٰۃ الجمعۃ رکعتان والفطر والاضحیٰ رکعتان تمام غیر قصر علی لسان محمد صلی اللہ علیہ و
سلم حضرت عمرؓ نے کہا سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں اور جمعہ کی دو رکعتیں ہیں اور عید الفطر او عید الضحیٰ کی دو رکعتیں
ہیں اور یہ پوری ہے اس میں قصر نہیں ہے آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر **عن** یعلی بن
امیۃ قال سالت عمر بن الخطاب قلت لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم
ان یفتنکم الذین کفروا وقد امن الناس فقال عجبت مما عجبت منہ فسالت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال صدقۃ تصدق اللہ بھا علیکم فاقبلوا صدقتہ
یعلے بن امیہ سے روایت ہے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
تمہارے اوپر کچھ گناہ نہیں نماز میں قصر کرنا اگر تم کو ڈر ہو کہ کافر تم کو ستاویں گے اب اس زمانہ میں تو لوگ بیڈر ہو گئے
ہیں (کیونکہ اسلام کا غلبہ ہوگیا پس اب قصر جائز نہ ہوگا) حضرت عمرؓ نے کہا میں نے بھی اسی سے تعجب کیا جس سے
تونے تعجب کیا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپنے فرمایا یہ ایک صدقہ ہے اللہ تعالی کا جو اس نے
تصدق کیا تم پر تو قبول کرو صدقہ اسکا **ف** سبحان اللہ ہمارے مالک کا صدقہ ہم تو رات اور دن اسکا
تصدق کھاتے ہیں اسی کے تصدق سے جیتے ہیں اسکے احسان لاکھوں کروڑوں شمار سے باہر ہیں یہ بھی اسکا
ایک صدقہ ہمارے اوپر ہے کہ سفر میں گو کافروں کا ڈر اب نہیں رہا لیکن نماز کا قصر جاری رہا اس حدیث سے بھی اہل
حدیث کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ سفر میں قصر کرنا واجب ہو اور میرے نزدیک سفر میں اتمام کرنے والا عمدہ
نہیں کیونکہ وہ اپنے مالک کا صدقہ قبول کرنے میں گویا انکار کرتا ہے **عن** امیۃ بن عبد اللہ بن خالد
انہ قال لعبد اللہ بن عمر انا نجد صلوٰۃ الحضر وصلوٰۃ الخوف فی القرآن ولا نجد صلوٰۃ
السفر فقال لہ عبد اللہ ان اللہ بعث الینا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم ولا نعلم شیئا فانما
نفعل کما رأینا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم یفعل امیہ بن عبد اللہ بن خالد نے عبد اللہ بن عمر رض سے
کہا ہم حضر کی نماز اور خوف کی نماز قرآن میں پاتے ہیں اور سفر کی نماز قرآن میں نہیں پاتے عبد اللہ بن عمر رض

نے کہا اللہ جل جلالہ نے ہماری طرف حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ہم دین کی کوئی بات نہین جانتے تھے تو ہم ویسا ہی کرینگے جیسے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا **ف** حالانکہ قرآن مین یہ آیت موجود ہے واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰة ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا اخیر تک یعنی جب تم زمین مین سفر کرو تو تم پر گناہ نہین نماز کے قصر کرنے مین اگر تمکو ڈر ہو کہ کافر تمکو ستاوینگے اور اس آیت سے سفر کی نماز کا حکم نکلتا ہے مگر چونکہ اس مین قید ہے کہ اگر تم کو ڈر ہو کافرون کا تو امیہ بن عبد اللہ نے خوف کی نماز سے اُسکو خاص کیا اور صرف سفر کا حکم جس مین ڈر نہ ہو قرآن مین نہین پایا۔ عبد اللہ بن عمرؓ کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ گو یہ حکم صاف طور سے قرآن مین نہ ہو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے مطلق سفر مین قصر کرنا ثابت ہوا پس حدیث شریف سے جو امر ثابت ہو اُسکی پیروی ویسے ہی ضرور ہے جیسے اُس امر کی جو قرآن شریف سے ثابت ہو ہمکو قرآن اور حدیث دونون حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پہونچے اور قرآن مین صاف حکم ہے حدیث کی پیروی کا پس جو کوئی صرف قرآن پر عمل کرنیکا دعوی کرے اور حدیث شریف کو نہ مانے وہ مردود اور گمراہ ہے اور اس نے قرآن کو بھی نہین مانا کسلیے کہ قرآن مین صاف حکم ہے ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتھوا اور فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور ممکن نہین کہ کوئی قرآن پر عمل کر سکے بدون حدیث شریف کے اسلیے کہ قرآن مجمل ہے اور حدیث شریف اسکی تفسیر ہے مثلاً قرآن مین حکم ہے نماز پڑھنے کا لیکن نماز کے شرائط ارکان کیفیت کچھ مذکور نہین ہے اسیطرح زکوٰۃ اسیطرح حج بس دین کے ارکان بھی صرف قرآن دیکھکر ادا نہین ہو سکتے اور آپنے فرمایا کہ خبردار رہو مین قرآن دیا گیا اور اسکی مثل ایک اور یعنے حدیث شریف **عن** ابن عمر رض قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا خرج من ھذہ المدینۃ لم یزد علی رکعتین حتی یرجع الیھا عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ طیبہ سے باہر نکلتے سفر مین تو دو رکعتون سے زیادہ نہ پڑھتے یعنے قصر کرتے یہانتک کہ مدینہ کو لوٹ آتے **ف** حالانکہ مدینہ سے نکلنے مین کافرون کا ڈر نہ ہوتا پس معلوم ہوا کہ بغیر ڈر کے بھی سفر مین قصر درست ہے اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مسافر جب شہر سے نکلے اوسی وقت سے قصر شروع کرے **عن** ابن عباس رض قال افترض اللّٰہ الصلوٰۃ علی لسان نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الحضر اربعا وفی السفر رکعتین عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے اللہ جل جلالہ نے تمہارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر حضر مین چار رکعتین فرض کین اور سفر مین دو رکعتین **باب** الجمع بین الصلوتین فی السفر سفر مین دو نمازون کو جمع کرنا **ف** یعنے ظہر کے وقت مین ظہر اور عصر پڑھنا اور مغرب کے وقت مغرب اور عشا اسکو جمع تقدیم کہتے ہین یا عصر کے وقت مین ظہر اور عصر اور عشا کیوقت مین مغرب اور عشا اسکو جمع تاخیر کہتے ہین دونون طرح مسافر کو درست ہے شافعی اور احمد اور اہل حدیث اور جمہور علما کا یہی قول ہے صرف ابو حنیفہؒ نے سفر مین بھی جمع کو ناجائز رکھا ہے اور جو صحیح حدیثین اس باب مین وارد ہوئی ہین اُنکی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ قرآن مین یہ آیت ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا پس اگر جمع کیا جاوے (یعنے ان کے) خلاف ہوگا اور ہم کہتے ہین کہ آیت کے خلاف تو تمنے بھی کیا کیونکہ سفر مین قصر کو جائز رکھا حالانکہ قرآن مین

قصر اسیوقت جائز ہے جب ڈیرے ہو اب اگر کہو گے کہ حدیث سے یہ نکلا ہے تو بہت حدیثون سے سفر مین جمع بھی ثابت ہوتا ہے علاوہ اسکے عرفات اور مزدلفہ مین حنفیہ بھی جمع کو جائز کہتے ہین پھر بیان آیت کا خلاف کیسی کرتے ہین اور اس زمانہ مین اکثر حنفیہ مدینہ منورہ کے سفر مین جمع کیا کرتے ہین اور ضرورت کی وجہ سے اپنے امام کا قول ترک کرتے ہین اور ہم یہہ بھی کہتے ہین کہ سفر مین جمع کرنا آیت کے خلاف نہین کیسلیے کہ آیت سے صرف یہی نکلتا ہے کہ نماز کا ایک وقت ہے اور جمع کرنے سے بھی آخر وقت تو باقی رہتا ہے اور احتمال ہے کہ آیت خاص ہو حضر سے اور اہلحدیث کے نزدیک تو حضر مین بھی جمع درست ہے بعذر بیماری یا بارش وغیرہ اور دلائل انکے مفصل طور سے تسہیل القاری مین ہمنے بیان کیے ہین **عن** ابنِ عبّاسٍ رض انّ رسُولَ اللہِ صلّے اللہُ علیہِ وسلّم کانَ یجمعُ بینَ المغربِ والعشاءِ فی السّفرِ من غیرِ ان یُعجلہ شیءٌ ولا یطلبہُ عدوٌّ ولا یخافُ شیئًا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے مغرب اور عشا مین سفر مین اور آپ کو جلدی کی کوئی ضرورت نہوتی اور نہ کسی دشمن کی فکر ہوتی اور نہ کسی چیز کا ڈر ہوتا **ف** معلوم ہوا کہ حالت امن مین بھی نماز کو قصر کرتے **عن** مُعاذِ بنِ جبلٍ انّ النّبیّ صلّے اللہُ علیہِ وسلّم جمعَ بینَ الظّھرِ والعصرِ والمغربِ والعشاءِ فی غزوۃِ تبوکَ فی السّفرِ معاذ بن جبل رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے ظہر اور عصر مین اور مغرب اور عشا مین سفر مین غزوہ تبوک مین

باب التّطوّعِ فی السّفرِ سفر مین نفل پڑہنے کا بیان

عن حفصِ بنِ عاصمِ بنِ عمرَ بنِ الخطّابِ رض قالَ کُنّا معَ ابنِ عمرَ فی سفرٍ فصلّی بنا ثمّ انصرفنا معہ وانصرفَ قالَ فالتفتَ فرای ناسًا یُصلّونَ فقالَ ما یصنعُ ھؤلاءِ قُلتُ یُسبّحونَ قالَ لو کُنتُ مُسبّحًا لاتممتُ صلوتی یا ابنَ اخی انّی صحبتُ رسُولَ اللہِ صلّے اللہُ علیہِ وسلّم فلم یزد علی رکعتینِ فی السّفرِ حتّی قبضہُ اللہُ ثمّ صحبتُ ابا بکرٍ فلم یزد علی رکعتینِ ثمّ صحبتُ عمرَ فلم یزد علی رکعتینِ ثمّ صحبتُ عُثمانَ فلم یزد علی رکعتینِ حتّی قبضھُمُ اللہُ واللہُ یقولُ لقد کانَ لکم فی رسُولِ اللہِ اُسوۃٌ حسنۃٌ حفص بن عاصم بن عمر رض سے روایت ہے ہم عبداللہ بن عمر رض کے ساتھ تھے ایک سفر مین تو انہون نے نماز پڑہائی ہمارے ساتھ پھر ہم لوٹے وہ بھی لوٹے انہون نے مڑ کر دیکھا تو کچھ لوگ نماز پڑہ رہے تھے پوچھا یہ لوگ کیا کرتے ہین مینے کہا نفل پڑہتے ہین انہون نے کہا اگر مین نفل پڑہنے والا ہوتا تو اپنی نماز کو پورا کرتا (یعنے فرض کو اور قصر نکرتا) اے بھتیجے میرے مین ساتھ رہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ نے دو رکعتون سے زیادہ نہین پڑہین سفر مین (یعنے صرف فرض کی دو رکعتین ادا کین) یہانتک تک کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کو اٹھا لیا پھر مین ساتھ رہا ابوبکر صدیق رض کے انہون نے بھی دو رکعتون سے زیادہ نہین کیا پھر مین ساتھ رہا عمر بن خطاب رض کے انہون نے بھی دو رکعتون سے زیادہ نہین کیا پھر مین ساتھ رہا عثمان بن عفان رض کے انہون نے بھی دو رکعتون سے زیادہ نہین کیا یہانتک کہ اللہ جل جلالہ نے ان سبھون کو اٹھا لیا اور اللہ جل جلالہ فرماتا ہے تم کو اللہ کے رسول کی پیروی اچھی ہے **ف** تو نماز ایسی عبادت مین بھی عبداللہ بن عمر رض نے سنت سے زیادہ پڑہنا مناسب نہ جانا یہ

کمال اتباع ہے عبداللہ بن عمرؓ کا اور وہ سخت تہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی مین یہانتک کہ ڈہونڈہکر اوسی مقام مین ٹہیرتے جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ٹہیرتے تہے اور وہین نماز پڑہتے جہان آپ نماز پڑہتے تہے راضی ہو اللہ تبارک وتعالی ان سے علمانے اس مسئلہ مین اختلاف کیا ہی کہ سفر مین نوافل ادا کرے یا نہین اکثر کا یہ قول ہے کہ اگر پڑہے گا تو ثواب ہو گا اور خود ابن عمرؓ سے بہی ترمذی کی روایت مین سفر مین ظہر کی سنتین پڑہنا منقول ہے اور بعض علما کا یہ قول ہی کہ سفر مین صرف فرض ادا کرے سنتین نہ پڑہے **عن** اُسامۃَ بنِ زیدٍ قالَ سألتُ طاؤسًا عنِ السُّبحۃِ فی السَّفرِ والحسنُ بنُ مُسلمِ بنِ یَنّاقٍ جالسٌ عندہٗ فقالَ حدّثنی طاؤسٌ انّہٗ سمعَ ابنَ عبّاسٍ رض یقولُ فرضَ رسولُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ صلوٰۃَ الحضرِ وصلوٰۃَ السّفرِ فکنّا نُصلّی فی الحضرِ قبلَھا وَلا بعدَھا وکنّا نُصلّی فی السّفرِ قبلَھا وبعدَھا اسامہ بن زید سے روایت ہی مینے طاؤس سے پوچہا سفر مین نفل پڑہنے کو اسوقت حسن بن مسلم انکے پاس بیٹہے تہے تو حسن نے کہا حدیث بیان کی مجہ سے طاؤس نے انہون نے سنا ابن عباسؓ سے وہ کہتے تہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضر اور سفر دونون کی نماز فرض کی اور ہم حضر مین بہی فرض سے پہلے اور فرض کے بعد نماز پڑہتے تہے (یعنے سنت) اور سفر مین بہی فرض سے پہلے اور فرض کے بعد نماز پڑہتے تہے **ف** اس حدیث سے بہی سفر مین نوافل ادا کرنا نکلتا ہے اور یہی مختار ہے بشرطیکہ ضرورت اور اضطراب نہ ہو اگر ضرورت ہو اور جلدی ہو تو صرف فرض ادا کرلیوے اور سنتین نہ پڑہے **باب** کم یقصرُ الصّلوٰۃَ المسافرُ اذا اقامَ ببلدٍ جب مسافر کسی شہر مین اقامت کی نیت کرے تو کتنے روز تک قصر کرسکتا ہے **عن** عبدِ الرّحمٰنِ بنِ حُمیدٍ الزّھریِّ قالَ سألتُ السّائبَ بنَ یزیدَ ماذا سمعتَ فی سُکنیٰ مکّۃَ قالَ سمعتُ العلاءَ بنَ الحضرمیِّ یقولُ قالَ النّبیُّ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ ثلاثًا للمھاجرِ بعدَ الصّدرِ عبدالرحمن بن حمید زہری سے روایت ہی مینے سائب بن یزید سے پوچہا تمنے مکہ کی سکونت کی باب مین کیا سنا ہے انہون نے کہا مینے علاء بن حضرمی سے سنا وہ کہتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو منا سے لوٹنے کے بعد تین دن تک مکہ مین رہنے کی اجازت دی **ف** مہاجرین وہ لوگ تہے جنہون نے اللہ کے لیے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تہی اور جب کوئی شخص کسی ملک سے ہجرت کرے تو پہر وہان رہنا خوب نہین ایسا نہ ہو کہ اسی ملک مین مرجاوے یا پہر وہین دل لگ جاوے اور ہجرت مین خلل پڑے اسی خیال سے آپنے مہاجرین کو تین دن سے زیادہ مکہ مین رہنے کی اجازت نہ دی۔ اس حدیث کا تعلق ترجمہ باب سے معلوم نہین ہوتا مگر یون کہہ سکتے ہین کہ جب مہاجرین کو جو مکہ مین مسافر تہے تین دن رہنے کی آپنے اجازت دی تو معلوم ہوا کہ تین دن کی اقامت سے سفر کا حکم باطل نہین ہوتا پس اگر کوئی مسافر کسی شہر مین تین دن ٹہیرنے کی نیت کرے تو قصر کرتا رہے اور اس مسئلہ مین علما کا بہت اختلاف ہے لیکن اہلحدیث نے اسکو اختیار کیا ہے کہ اگر تردد کے ساتہہ مسافر کو کہین ٹہیرنے کا اتفاق ہو تو بیس دن تک قصر کرتا رہے بعد اسکے پوری نماز پڑہے کیونکہ جابرؓ کی حدیث مین ہے کہ آپ تبوک مین بیس راتون تک رہے نماز کو قصر کرتے تہے اور یہ زیادہ سے

زیادہ مدت ہے جو منقول ہوئی پس تک کیا ہمنے قیاس کو ۲۰ دن تک کی اقامت مین اور قصر کا حکم دیا اور اگرچہ حدیثین متواترہ
توہم مجرد اقامت کے نماز کے پورے کرنیکا حکم دیتے کسو سطح کہ قصر حالت سفر مین مشروع تھا اور جب اقامت کی تو سفر نہ رہا اور اگر
یقین کے ساتھ مسافر کہین ٹھہرنیکا ارادہ کرے تو اگر چار دن یا زیادہ کی اقامت کی نیت کرے تو چار دن کے بعد نماز پوری
پڑھے اور جو چار دن سے کم رہنے کی نیت کرے تو قصر کرے اور دلیل اسکی یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذیحجہ
کی چوتھی تاریخ صبحکو مکہ مین تشریف لائے اور ساتوین تک قیام فرمایا آٹھوین تاریخ صبح کی نماز پڑھکر منا تشریف لیگئے
اور ان چار دنوں مین قصر کرتے رہے مکہ مین اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک جبتک مسافر کسی مقام مین پندرہ دن تک رہنے
کی نیت نہ کرے تو قصر کرتا رہے اور اگر تردد کے ساتھ برسوں رہنے کا اتفاق ہو تو قصر کرتا رہے **عن** عطاء حدثنی
جابر بن عبد اللہ فی اناس معی قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ رابعۃ مضت من ذی الحجۃ
عطا سے روایت ہی جابر بن عبد اللہ نے مجھ سے حدیث بیان کی کئی لوگون مین جو میرے ساتھ تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین
تشریف لائے ذیحجہ کی چوتھی تاریخ **ف** صبحکو اور مکہ مین چار دن مقیم رہے پھر منا کو گئے اور ان دنون مین قصر کرتے رہے
پس معلوم ہوا کہ اگر مسافر چار دن تک رہنے کی نیت کرے تو قصر کرتا رہے **عن** ابن عباس رض قال اقام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تسعۃ عشر یوما یصلی رکعتین رکعتین فنحن اذا اقمنا تسعۃ عشر یوما نصلی
رکعتین فاذا اقمنا اکثر من ذلک صلینا اربعا عبد اللہ بن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انیس
دن تک (مکہ مین رہے جب مکہ فتح ہوا) دو دو رکعتین پڑھتے رہے تو ہم جب انیس دن تک قیام کرتے ہین تو دو رکعتین پڑھتے
ہین (یعنے قصر کرتے ہین) اور جب انیس دن سے زیادہ قیام کرتے ہین تو چار رکعتین پڑھتے ہین **ف** لیکن ابن
عباس کو اُس حدیث کی خبر نہ ہوئی جو امام احمد اور ابو داؤد نے نکالی کہ آپ تبوک مین بیس راتون تک رہے نماز کو قصر کرتے
تھے ورنہ وہ بعوض انیس دن کے بیس دن کے مدت مقرر کرتے اور یہ قیام آپ کا تردد کے ساتھ تھا لڑائی کے موقعہ پر
لیکن اگر اطمینان کے ساتھ قیام ہو تو چار دن سے زیادہ قصر جائز نہین ہے جیسے اوپر گذر چکا **عن** ابن عباس
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقام بمکۃ عام الفتح خمس عشرۃ لیلۃ یقصر الصلوۃ عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہی آنحضرتؐ مکہ مین جس سال مکہ فتح ہوا پندرہ راتون تک مقیم رہے اور نماز کو قصر کرتے تھے (یہ
اگلی روایت کے خلاف نہین ہے کیونکہ جب انیس دن قیام ہوا تو پندرہ دن قیام بطریق اولے ہوگا **عن** انس رض قال
خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الی مکۃ نصلی رکعتین رکعتین حتی جئنا
قلت کم اقام بمکۃ قال عشرا انس رضہ سے روایت ہی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کو گئے
دو دو رکعتین پڑھتے رہے لوٹتے وقت تک یحیی نے کہا مینے انس سے پوچھا آپ کتنے دنون تک مکہ مین رہے انہون
نے کہا دس دن تک **باب** ما جاء فیمن ترک الصلوۃ جو شخص نماز کو ترک کرے اُسکی سزا **عن** جابر

ابن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کے بیچ میں نماز کا چھوڑنا ہے **ف** یعنے نماز ہی حائل ہے کفر اور بندے میں جب اس نے نماز چھوڑ دی حائل اٹھ گیا اور آدمی کافر ہوگیا یہی مذہب ہے امام احمد اور اصحاب حدیث کا اور حماد بن زید اور مکحول اور مالک اور شافعی نے کہا کہ تارک صلوٰۃ کا حکم مثل مرتد کے ہے یعنے وہ واجب القتل ہے اگر توبہ نہ کرے اور ابو حنیفہ کے نزدیک تارک صلوٰۃ کافر نہ ہوگا لیکن کفر کے قریب ہو جاویگا حالانکہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ نماز کا ترک کفر ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ سے اور معلوم نہیں ہوتا کہ ابو حنیفہؒ نے اس مسئلہ میں حدیث کو اور عبد اللہ بن مسعود کے قول کو دونوں کو کیونکر ترک کیا اور تفصیل اس مسئلہ کی تسہیل القاری میں ہے **عن** بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العھد الذی بیننا وبینھم الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر بریدہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے یعنے جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں گے تو ہم ظاہر میں انپر اسلام کے احکام جاری رکھیں گے اسلیے کہ دل کا حال اللہ تعالے جانتا ہے جس نے نماز کو ترک کیا وہ کافر ہوگیا **عن** انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس بین العبد والشرک الا ترک الصلوٰۃ فاذا ترکھا فقد اشرک انس بن مالکؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور شرک کے درمیان کچھ نہیں ہے مگر نماز کا چھوڑ دینا جب اسنے نماز چھوڑ دی تو مشرک ہوگیا **ف** یعنی کافر کیونکہ مشرک اور کافر دونوں کا ایک حکم ہے دونو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ معاذ اللہ اتنے صاف حدیثوں کو دیکھکر بہی کوئی نماز ترک کرے تو اس سے زیادہ بدبخت کون ہوگا کہ کم بخت مشرک اور کافر ہوگیا اور دین محمدی سے نکل گیا خدا بچاوے

باب فرض الجمعۃ جمعہ کی نماز فرض ہے **عن** جابر بن عبد اللہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یایھا الناس توبوا الی اللہ قبل ان تموتوا وبادروا بالاعمال الصالحۃ قبل ان تشغلوا وصلوا الذی بینکم وبین ربکم بکثرۃ ذکرکم لہ وکثرۃ الصدقۃ فی السر والعلانیۃ ترزقوا وتنصروا وتجبروا واعلموا ان اللہ قد افترض علیکم الجمعۃ فی مقامی ھذا فی یومی ھذا فی شھری ھذا من عامی ھذا الی یوم القیامۃ فمن ترکھا فی حیاتی او بعدی ولہ امام عادل او جائر استخفافا بھا او جحودا لھا فلا جمع اللہ لہ شملہ ولا بارک لہ فی امرہ الا ولا صلوٰۃ لہ ولا زکوٰۃ لہ ولا حج لہ ولا صوم لہ ولا بر لہ حتی یتوب فمن تاب تاب اللہ علیہ الا لا تؤمن امرأۃ رجلا ولا یؤم اعرابی مھاجرا ولا یؤم فاجر مؤمنا الا ان یقھرہ بسلطان یخاف سیفہ وسوطہ جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو خطبہ سنایا تو فرمایا اے لوگو توبہ کرو اللہ کی طرف مرنے سے پہلے اور جلدی کرو نیک عملوں میں مشغول ہونے سے پہلے یعنے ایسا نہ ہو کہ دنیا کے اور کاموں میں پہنس کر نیک عملوں سے

باز رہ جاؤ) اور جو علاقہ تم میں اور تمہارے پروردگار میں ہے اسکو جوڑو اسطرح سے کہ اللہ کی یاد بہت کرو اور صدقہ بہت دو چھپا کر
اور کھلکر تمکو روزی ملیگی اور تمہاری مدد ہوگی اور تمہارے نقصان کی تلافی ہوگی (یہ سب صدقہ کی برکتیں ہیں) اور
جان لو کہ اللہ جل جلالہ نے تم پر جمعہ فرض کیا اس میری جگہ میں اور اس دن میں اس مہینہ میں اس سال سے لیکر قیامت
تک پھر جو کوئی جمعہ کو ترک کرے میری زندگی میں یا میرے بعد اور اسکا کوئی امام ہو عادل یا ظالم اب ترک کرے خواہ
جمعہ کو حقیر جانکر خواہ اسکا انکار کرکے تو اللہ تعالی اسکے پھیلاؤ کو کبھی نہ سمیٹے اور اسکے کام میں برکت نہ دے آگاہ رہو
نہ اسکی نماز ہوگی نہ زکوۃ نہ حج نہ روزہ نہ کوئی نیکی (یعنے کوئی عبادت قبول نہ ہوگی) یہانتک کہ توبہ کرے پھر جو کوئی
توبہ کرے تو اللہ اسکی توبہ قبول کرے گا آگاہ ہو نہ امامت کرے عورت مرد کی اور نہ گنوار مہاجر کی اور نہ فاجر (بدکار
بدعتی) مومن کی لیکن جب ڈر ہو بادشاہ کے کوڑے یا تلوار کا **ف** یعنے ظالم حاکم کیطرف سے کوئی امام ایسا ہو
یا وہ خود امامت کرے اور لوگوں کو ڈر ہو کہ اگر اسکی اقتدا نہ کریں گے تو جان یا آبرو کو ضرر پہونچے گا تو بہ مجبوری
فاسق کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ امام ہمیشہ صالح اور نیک اور ذی علم ہونا چاہیے اور
اسیوجہ سے گنوار کو مہاجر کی امامت سے منع کیا کیونکہ مہاجر ذی علم اور نیک اور صالح ہوتے تھے بہ نسبت گنواروں
کے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جمعہ فرض ہے اور جمعہ کی فرضیت پر علماء کا اتفاق کا ہے لیکن اختلاف ہے کہ فرض
عین ہے یا فرض کفایہ اور اکثر علما کے نزدیک فرض عین ہے بدلیل حدیث ابن مسعودؓ کی جو صحیح ہے کہ باز آدیں
لوگ جمعہ کے ترک سے ورنہ اللہ انکے دلوں پر مہر کردے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جاوینگے اور نسائی نے
ام المومنین حفصہؓ سے نکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا جمعہ کو جانا واجب ہے ہر بالغ پر اور ابوداؤد نے طارق بن شہاب سے
نکالا کہ جمعہ حق ہے واجب ہے ہر مسلمان پر اور آنحضرتؐ نے ہمیشہ اسکو پڑھا جب سے فرض ہوا کبھی ترک نہیں کیا
یہ بھی وجوب کی دلیل ہے اب اختلاف ہے اس میں کہ جمعہ کے لیے امام اور حاکم کا ہونا شرط ہے اسیطرح شہر
یا حوالی شہر یا مسجد جامع کا ہونا امام شافعی نے کہا کہ جس گاؤں میں چالیس آزاد آدمی مقیم ہوں تو ان پر جمعہ واجب
ہوگا اور حاکم کا ہونا شرط نہیں ہے اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ جمعہ درست نہیں ہوتا مگر شہر میں یا حوالی شہر میں اور
چار آدمیوں سے کم میں جمعہ نہیں ہوتا یعنے امام کے سوا تین آدمی چاہییں اور شافعی کے نزدیک چالیس آدمی
چاہییں اور امام مالک نے کہا جس گاؤں میں بازار اور مسجد ہو اور متصل گھر ہوں تو وہاں جمعہ پڑھا جاوے لیکن بادشاہ
کا ہونا شرط نہیں ہے اور اہل حدیث کے نزدیک جمعہ مثل دوسری نماز کے ہے پس اگر کسی جگہ دو آدمی ہوں اور جمعہ پڑھ
لیں تو جمعہ ادا ہو جاوے گا اگر ان میں سے ایک خطبہ پڑھے تو بہتر ہے اگر نہ پڑھے تو خیر کیونکہ خطبہ سنت ہے اور شہر یا حاکم
یا مخصوص عدد یا مسجد جامع یہ کوئی چیز شرط نہیں ہے اسلیے کہ کوئی دلیل نہیں ہے ان چیزوں کے شرط ہونے پر اور
انسؓ بن مالک اپنے گھر میں بصرے میں جمعہ ادا کیا کرتے تھے اور حنفیہ نے بھی گھر میں جمعہ ادا کرنا درست رکھا ہے

میں کہتا ہوں شاید ابو حنیفہ نے حاکم کی شرط جمعہ میں اسی حدیث سے لگائی ہوگی کیونکہ اس میں یہ ہے کہ اسکا کوئی امام ہو عادل یا ظالم مگر اس حدیث سے امام کا شرط ہونا نہیں نکلتا اور علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف ہے اسکی اسناد میں عبداللہ بن محمد بلوی واہی الحدیث ہے اور علی بن زید بن جدعان بھی ضعیف ہے اور بزار نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا اس میں بھی علی بن زید بن جدعان ہے دارقطنی نے کہا دونوں طریق ثابت نہیں ہیں اور ابن عبدالبر نے کہا یہ حدیث واہی الاسناد ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ قَائِدَ اَبِيْ حِيْنَ ذَهَبَ بَصَرُهٗ فَكُنْتُ اِذَا خَرَجْتُ بِهٖ اِلَى الْجُمُعَةِ فَسَمِعَ الْاَذَانَ يَسْتَغْفِرُ لِاَبِيْ اُمَامَةَ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ وَدَعَا لَهٗ فَمَكَثْتُ حِيْنًا اَسْمَعُ ذٰلِكَ مِنْهُ ثُمَّ قُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ وَاللّٰهِ اِنَّ ذَا لَعَجْزٌ اِنِّيْ اَسْمَعُهٗ كُلَّمَا سَمِعَ اَذَانَ الْجُمُعَةِ يَسْتَغْفِرُ لِاَبِيْ اُمَامَةَ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَلَا اَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ لِمَ هُوَ فَخَرَجْتُ بِهٖ كَمَا كُنْتُ اَخْرُجُ اِلَى الْجُمُعَةِ فَلَمَّا سَمِعَ الْاَذَانَ اسْتَغْفَرَ كَمَا كَانَ يَفْعَلُ فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَبَتَاهُ اَرَاَيْتَكَ صَلٰوتَكَ عَلٰى اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ كُلَّمَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ بِالْجُمُعَةِ لِمَ هُوَ قَالَ اَيْ بُنَيَّ كَانَ اَوَّلَ مَنْ صَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ فِيْ نَقِيْعِ الْخَضِمَاتِ فِيْ هَزْمٍ مِنْ حَرَّةِ بَنِيْ بَيَاضَةَ قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا ۔ عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے روایت ہے جب میرا باپ کی بینائی جاتی رہی تو میں انکو پکڑ کر لے چلتا تھا جب میں انکو لیکر جمعہ کے لیے نکلتا اور وہ اذان سنتے تو . ابوامامہ اسعد بن زرارہ کے لیے استغفار اور دعا کرتے میں ایک زمانے تک ان سے یہی سنتا رہا بعد اسکے میں نے اپنے دل میں کہا یہ تو واللہ بے وقوفی ہے کہ جب وہ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابوامامہ کے لیے استغفار اور دعا کرتے ہیں اور میں اسکا سبب ان سے نہیں پوچھتا خیر ایک روز میں معمول کے موافق انکو جمعہ کے لیے لیکر نکلا جب انہوں نے اذان سنی تو استغفار کیا (اسعد بن زرارہ کے لیے) جیسے ہمیشہ کیا کرتے تھے میں نے کہا باوا یہ کیا ہے جب تم جمعہ کی اذان سنتے ہو تو اسعد بن زرارہ کے لیے دعا کرتے ہو اسکی وجہ کیا ہے انہوں نے کہا بیٹا اسعد نے سب سے پہلے ہمکو جمعہ کی نماز پڑھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (مدینہ میں) تشریف لانے سے پہلے نقیع الخضمات میں بنی بیاضہ کے ہزم میں (یہ مقام ہیں مدینہ میں) میں نے کہا اسدن تم کتنے آدمی تھے انہوں نے کہا چالیس آدمی **ف** بظاہر یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ جمعہ تو مدینہ منورہ میں فرض ہوا پھر اسعد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے کیونکر جمعہ ادا کیا اسکا جواب علما نے یہ دیا ہے کہ جمعہ مکہ ہی میں فرض ہو گیا تھا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے ڈر سے اسکو ادا نہ کر سکتے تھے اور مدینہ میں اسکی فرضیت قرآن میں اتری۔ اس حدیث سے حنفیہ کا رد ہوتا ہے کہ جمعہ کے لیے حاکم اسلام شرط ہے کیونکہ مدینہ طیبہ میں اسوقت کوئی حاکم اسلام نہ تھا اور باوجود اسکے اسعد نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جمعہ ادا کیا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا كَانَ لِلْيَهُوْدِ يَوْمُ السَّبْتِ وَالْاَحَدُ لِلنَّصَارٰى فَهُمْ لَنَا تَبَعٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ

مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاَوَّلُوْنَ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے جمعہ سے بہکا دیا اگلی امتوں کو **ف** اُن پر جمعہ فرض ہوا تھا لیکن دن کا معین کرنا انکی رائے پر چھوڑ دیا گیا تھا **ف** تو یہود نے ہفتے کا دن اختیار کیا (کیونکہ اسدن اللہ سبحانہ وتعالی عالم کی پیدائش سے فارغ ہوا تھا یہود نے خیال کیا کہ ہم بھی اسیدن اپنے کاموں سے فارغ ہوکر اسکی عبادت کریں) اور نصاری نے اتوار کا دن اختیار کیا (اس خیال سے کہ اسدن اللہ تعالی نے عالم کا بنانا شروع کیا تھا) تو یہود اور نصاری دونوں ہمارے پیچھے ہوئے اور بعد میں ہونگے قیامت تک (جیسے ہفتہ اور اتوار جمعہ کے بعد ہوتا ہے) ہم دنیا والوں میں آخر میں ہیں (یعنے اور امتوں کے بعد دنیا میں آئے) اور آخرت میں اول ہیں یعنے مخلوقات سے پہلے ہمارا حساب کتاب ہو جاویگا **ف** یہ مالک کی عنایت ہوگی امت محمدی پر کہ دنیا میں سب کے بعد رکھا اور آخرت میں اول رکھیگا دنیا میں بعد رکھنے کی وجہ یہی ہے کہ یہ امت گواہ ہو اور امتوں پر جیسے قرآن میں وارد ہے بہرحال جمعہ کی فضیلت یہود اور نصاری کو سمجھ میں نہ آئی انہوں نے دن پہچاننے میں غلطی کی اور امت محمدی کو اللہ تعالی نے صاف کھول کر یہ دن بیان کر دیا اور جمعہ کی تخصیص کیوجہ یہ ہوئی کہ اللہ تعالی نے انسان کی پیدائش اسیدن کی یعنے آدم کو اسیدن بنایا پس ہر ایک انسان پر اسدن اپنے مالک کا شکر ادا کرنا فرض ہوا اور قیامت بھی اسیدن آویگی گویا شروع اور خاتمہ دونو اسیدن ہیں

بَاب فِي فَضْلِ الْجُمُعَةِ جمعہ کی فضیلت

عَنْ اَبِي لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رض قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْاَيَّامِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ يَوْمِ الْاَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰهُ فِيْهِ اٰدَمَ وَاَهْبَطَ اللّٰهُ فِيْهِ اٰدَمَ اِلَى الْاَرْضِ وَفِيْهِ تَوَفَّى اللّٰهُ اٰدَمَ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يَسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا الْعَبْدُ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْاَلْ حَرَامًا وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا اَرْضٍ وَلَا رِيَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا هُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ابولبابہ بن عبدالمنذر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کا دن سردار ہے دنوں کا اور سب سے بڑا دن ہے اللہ کے نزدیک اور وہ بڑا ہے اللہ کے نزدیک عید الضحی اور عید الفطر کے دن سے اس میں پانچ فضیلتیں ہیں ایک تو یہ کہ اللہ نے اسدن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا دوسرے یہ کہ اسدن اللہ تعالی نے آدمؑ کو زمین کی طرف اتارا تیسرے یہ کہ اسدن اللہ تعالی نے آدم کو دنیا سے اٹھا لیا (یعنے وفات ہوئی) چوتھے یہ کہ اسدن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس ساعت میں جو اللہ سے مانگے اللہ اسکو دیگا جب تک حرام کا سوال نہ کرے پانچویں یہ کہ اسیدن قیامت ہوگی اور کوئی فرشتہ مقرب ایسا نہیں نہ آسمان نہ زمین نہ ہوا نہ پہاڑ جو جمعہ کے دن سے ڈرتا نہ ہو **ف** کیونکہ جمعہ ہی کے دن ان سب کی تباہی ہوگی اور قیامت آویگی یہ جو فرمایا کہ جمعہ عید کے دن سے افضل ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ عید کا شرف عارضی ہے وہ کسی عید سے خاص نہیں اور عید کھیل کود خوشی کا دن بھی ہوتا ہے اور جمعہ کا شرف ذاتی ہے اور وہ عبادت کا دن ہے اور جمعہ کی ساعت اجابت میں بہت اختلاف ہے اور اکثر کا یہ قول ہے کہ وہ ساعت وہ ہے جب

امام خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھتا ہے تکبیر تک یہ جو فرمایا جب تک حرام کا سوال نہ کریں یعنے گناہ کے کام کے لیے دعا نہ کرے جیسے زنا یا چوری یا ڈاکہ یا قتل کے لیے ایسی دعا کا قبول نہ ہونا بھی فضل ہے بندے پر اور ہر دعا کا یہی حال ہے جو قبول نہ ہو معلوم ہوتا ہے کہ مالک نے بندے کی بہتری اسی میں رکھی ہے بندہ اپنے انجام سے مطلع نہیں ایک چیز اسکے لیے مضر ہوتی ہے لیکن وہ بہتر خیال کر کے اسکی لیے دعا کرتا ہے **عن** شداد بن اوس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی فقال رجل یا رسول اللہ کیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت یعنی بلیت فقال ان اللہ قد حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء شداد بن اوس رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے بہتر دنوں میں جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسیدن صور پھونکا جاوے گا اسی دن لوگ بیہوش ہو جاوینگے تو اسدن بہت درود بھیجو مجھپر اسلیے کہ تمہاری درود پیش کی جاویگی میرے سامنے ایک شخص بولا یا رسول اللہ ہماری درود کیونکر آپکے سامنے پیش کی جاوے گی اور آپ (قبر میں) گلجاوینگے آپ نے فرمایا اللہ تعالی نے حرام کر دیا زمین پر پیغمبروں کے جسموں کو کھانا **ف** تو کل پیغمبروں کے جسم زمین کے اندر صحیح وسالم ہیں اور روح تو سب کی سلامت رہتی ہے پس آنحضرت مع جسم صحیح وسالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر کے پاس درود بھیجے یا سلام کرے تو آپ خود سن لیتے ہیں اگر دور سے درود بھیجے تو فرشتے آپ تک پہونچا دیتے ہیں اہل حدیث کا یہی اعتقاد ہے اگرچہ یہ زندگی دنیا کی سی زندگی نہیں جس میں کھانے اور پینے کی احتیاج ہو لیکن جو باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیاوی حیات کی حالت میں عرض کر سکتے تھے وہ اب بھی عرض کر سکتے ہیں اور جو فیوض اور برکات آپ سے پہلے ہوتے تھے وہ اب بھی ہوتے ہیں کمال نحوست اور شامت ہے اس شخص کی جو حج کو جاوے اور آپ کی زیارت سے مشرف نہ ہو ؎

ان نلت یا ریح الصبا یوما الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضۃ فیہا النبی المحترم

عن ابی ہریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الجمعۃ الی الجمعۃ کفارۃ لما بینہما ما لم تغش الکبائر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ دوسرے جمعے تک کفارہ ہے ان گناہوں کا جو دونوں کے درمیان ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے **باب** ما جاء فی الغسل یوم الجمعۃ جمعہ کے دن غسل کرنیکا بیان **ف** ایک جماعت علما کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے اہل ظاہر کا یہی قول ہے اور ابن منذر نے ابوہریرہ اور عمار سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور خطابی نے حسن بصری سے اور ابن حزم نے تمام صحابہ سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور جمہور علما اسکو مستحب کہتے ہیں **عن** اوس بن اوس الثقفی قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من غسل یوم الجمعۃ واغتسل وبکر وابتکر ومشی ولم یرکب ودنا

مِنَ الْاِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا اوس بن اوس ثقفی سے روایت ہی
انہوں نے کہا میں نے جناب رسالت مآب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جو شخص غسل کراوے (اپنی عورت کو یعنی
اس سے صحبت کرے) جمعہ کے دن اور غسل کرے اور سویرے آوے اور خطبہ کا شروع پاوے اور پاؤں سے چلے سوار نہ ہووے
اور امام کے نزدیک بیٹھے پھر خطبہ سُنے اور لغو حرکت نہ کرے (جیسے گردن پھاندنا فضول بات کرنا) تو اسکو ہر قدم پر گھر سے مسجد
تک ایک سال کے عمل کا ثواب ملیگا اور عمل بھی کیسا سال بھر روزے رکھنے اور عبادت کرنیکا **ف** سبحان اللہ کیا عنایت
ہے اللہ جل جلالہ کی اس امت پر کہ تھوڑی تھوڑی باتوں میں اس نے اتنا ثواب عنایت فرمایا سب سے زیادہ شب قدر کی عبادت
میں ثواب رکھا ہزار مہینوں سے بہتر اسکو کردیا اس میں یہ بھید ہے کہ اس امت کے لوگوں کی عمریں چھوٹی ہیں اور اگلی امتوں
کی عمریں زیادہ تھیں پس بغیر اسکے یہ امت عبادت میں اگلی امتوں کے برابر نہیں ہوسکتی تھی **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ مَنْ اَتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ ابن عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے میں نے سُنا آپ فرماتے تھے منبر پر جو کوئی جمعہ کے لیے آوے وہ غسل کرے **عَنْ** اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُولَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ ابو سعید خدری رض سے روایت ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے ہر بالغ پر **بَابُ** مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ جمعہ کے
دن غسل کے ترک کی رخصت **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ
الْوُضُوءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَدَنَا وَاَنْصَتَ وَاسْتَمَعَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرَى وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ
اَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا ابوہریرہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اچھی طرح وضو کرے
پھر جمعہ کو آوے اور امام کے نزدیک بیٹھے اور خاموش رہے اور خطبہ سُنے تو اسکے گناہ بخشدیے جاوینگے اس جمعہ سے لیکر دوسرے
جمعہ تک کے اور تین دن اور زیادہ کے اور جس شخص نے کنکریوں پر ہاتھ پھیرا اُس نے لغو حرکت کی **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ يُجْزِئُ عَنْهُ الْفَرِيضَةُ وَمَنِ اغْتَسَلَ
فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ انس بن مالک رض سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا جمعہ کے دن تو بہتر اور اچھا
ہے فرض ادا ہو جاویگا (یعنے جمعہ کی نماز درست ہو جاویگی) اور جو کوئی غسل کرے تو غسل افضل ہے **بَابُ** مَا جَاءَ فِي
التَّهْجِيرِ اِلَى الْجُمُعَةِ جمعہ کے لیے سویرے جانے کا بیان **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ مَنَازِلِهِمُ
الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَاسْتَمَعُوا الْخُطْبَةَ فَالْمُهَجِّرُ اِلَى الصَّلَاةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً
ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَمُهْدِي بَقَرَةٍ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَمُهْدِي كَبْشٍ حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ زَادَ سَهْلٌ فِي
حَدِيثِهِ فَمَنْ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ فَاِنَّمَا يَجِيءُ بِحَقٍّ اِلَى الصَّلَاةِ ابوہریرہ رض سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے رہتے ہین جو لوگون کا نام لکھتے ہین انکے درجون کے موافق جو کوئی پہلے آتا ہے اسکا نام پہلے پہر جو اسکے بعد آتا ہے اسکا نام پہر جو بعد آتا ہے اسکا نام (جب امام خطبہ کے لیئے نکلتا ہے تو فرشتے یہ دفترین لپیٹ لیتے ہین (یعنے اب نام نہین لکھتے) اور خطبہ سنتے ہین پہر جو کوئی سویرے سے نماز کو جاوے (یعنے زوال ہوتے ہی یا زوال سے پہلے) اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو اسکے بعد آوے اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک گائے قربان کی اور جو اسکے بعد آوے اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک مینڈھا قربانی کیا یہانتک کہ مرغی اور انڈے کا بہی ذکر کیا (یعنے یون فرمایا جو کوئی اسکے بعد آوے اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک مرغی کی قربانی کی پہر اسکے بعد آوے اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک انڈہ اللہ کی راہ مین دیا) سہل کی روایت مین اتنا زیادہ ہے جو کوئی اسکے بہی بعد آوے (یعنے جب امام نکل چکے اور خطبہ شروع ہو جاوے) تو وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لیے آیا یعنے نماز کو **ف** اور فرض کے ادا کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ عذاب سے بچ جاوے گا لیکن ثواب اور درجے اسکو نہ ملین گے جیسے ان لوگون کو ملتے ہین جو سویرے آتے ہین

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ مَثَلَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ التَّبْكِيْرِ كَنَاحِرِ الْبَدَنَةِ كَنَاحِرِ الْبَقَرَةِ كَنَاحِرِ الشَّاةِ حَتّٰى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت نے جمعہ کی مثال بیان کی اور جمعہ کے لیے سویرے جانے کی اس شخص سے جو اونٹ قربانی کرے گائے کی قربانی کرے جو بکری کو ذبح کرے یہانتک کہ مرغی کا بہی ذکر کیا

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ اِلَى الْجُمُعَةِ فَوَجَدَ ثَلٰثَةً قَدْ سَبَقُوْهُ فَقَالَ رَابِعُ اَرْبَعَةٍ وَمَا رَابِعُ اَرْبَعَةٍ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ يَجْلِسُوْنَ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى قَدْرِ رَوَاحِهِمْ اِلَى الْجُمُعَاتِ الْاَوَّلَ فَالثَّانِيَ وَالثَّالِثَ ثُمَّ قَالَ رَابِعُ اَرْبَعَةٍ وَمَا رَابِعُ اَرْبَعَةٍ بِبَعِيْدٍ علقمہ سے روایت ہے مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا جمعہ کے لیے انہون نے تین آدمیون کو پایا جو ان سے آگے آگئے تہے تو کہا چار آدمیون مین چوتہا اور چار آدمیون مین چوتہا کچھ دور نہین ہے **ف** یعنے دور ہے تو تنبیہ کی اپنے نفس کو دیر مین آنے پر اور دہمکایا اسکو اور بعضون نے کہا تسلی دی اپنے نفس کو کہ تو تین ہی آدمیون سے پیچہے رہا تو چوتہے درجے مین ہوا اپنے مالک کے قرب مین اور یہ درجہ بہی غنیمت ہے چندان دور نہین ہے امام غزالی نے کہا اول بدعت جو اسلام مین نکلی وہ یہ تہی کہ لوگ جمعہ کے لیے جانے مین دیر کرنے لگے خدا اس سے بچاوے **ت** مین نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تہے بیشک قیامت کے دن اللہ جل جلالہ کے پاس بیٹہنے مین آدمی درجہ بدرجہ ہین گے جو جمعہ کے لیے جانے مین انکا درجہ ہوگا جو جمعہ کو اول جاویگا وہ وہان بہی اول ہیگا اور دوسرا دوسرے درجہ مین تیسرا تیسرے درجہ مین پہر فرمایا چوتہا چار مین کا اور چوتہا چار مین کا کچہ دور نہین ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي الزِّيْنَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جمعہ کے دن زینت کرنا (یعنے اچہے کپڑے پہننا خوشبو لگانا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ لَوِ اشْتَرٰى

ثوبين ليوم الجمعة سوى ثوبي مهنته عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ منبر
پر فرماتے تھے جمعہ کے دن تم میں سے کسی کو کیا نقصان ہے اگر جمعہ کے لیے دو کپڑے خرید کر لیوے روزمرہ کے کپڑوں کے سوا۔
ف جو اکثر میلے کچیلے یا کم قیمت رہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی عزت کرے اور اپنے مقدور کے موافق عمدہ کپڑے پہنے
صاف اور ستھرے جیسے کوئی دربار میں جاتا ہے **عن** عبد الله بن سلام قال خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم فذكر
ذلك عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو خطبہ سنایا پھر بیان کیا ایسا ہی جو اوپر گذرا۔
عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم خطب الناس يوم الجمعة فرأى عليهم ثياب النمار
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما على احدكم ان وجد سعة ان يتخذ ثوبين لجمعته سوى
ثوبي مهنته ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا لوگوں کو
جمعہ کے دن تو دیکھا وہ پوستینیں پہنے ہوئے ہیں (اور پوستین میں جب پسینہ آتا ہے تو بدبو پھیلتی ہے) فرمایا آپ نے
کیا مشکل ہے تم میں سے کسی کو اگر اسکو مقدور ہو یہ کہ دو کپڑے جمعہ کے لیے بنا وے روزمرہ کے کپڑوں کے سوا یعنے
جمعہ کے لیے خاص ایک جوڑہ الگ رکھے صاف پاک اور جمعہ کے دن اسکو پہنا کرے **عن** ابي ذر عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال من اغتسل يوم الجمعة فاحسن غسله وتطهر فاحسن طهوره ولبس
من احسن ثيابه ومس ما كتب الله له من طيب اهله ثم اتى الجمعة ولم يلغ ولم يفرق بين
اثنين غفر له ما بينه وبين الجمعة الاخرى ابوذر غفاری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو
شخص جمعہ کے دن غسل کرے اچھی طرح اور پاک کرے اپنا بدن اچھی طرح اور عمدہ کپڑے پہنے (یعنے جو کپڑے اسکے
پاس ہوں ان سب میں عمدہ) اور جو اللہ جل جلالہ نے اسکے گھر والوں کو خوشبو عنایت کی ہے اسکو لگاوے پھر جمعہ کے لیے
آوے اور لغو کام یا بات نہ کرے نہ دو آدمیوں کو جو ملکر بیٹھے ہوں جدا کرے (اسطرح سے کہ انکے بیچ میں گھسکر بیٹھے)
تو اسکے گناہ بخشدیے جاویں گے جو اس جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ تک ہوں **عن** ابن عباس قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان هذا يوم عيد جعله الله تعالى للمسلمين فمن جاء الى الجمعة فليغتسل
وان كان طيب فليمس منه وعليكم بالسواك عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دن (یعنے جمعہ کا) عید ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو مقرر کیا مسلمانوں کے لیے پھر جو کوئی جمعہ کے
لیے آوے وہ غسل کرے اگر اسکے پاس خوشبو ہو تو لگاوے اور لازم کرلو اپنے اوپر مسواک کو **ف** اس حدیث سے نکلتا
ہے کہ غسل نماز جمعہ کے لیے مسنون ہے نہ جمعہ کے دن کے لیے اور بعضوں نے کہا جمعہ کے دن کے لیے مسنون ہے پس
جس پر جمعہ فرض نہو جیسے عورت یا مریض یا مسافر یا نابالغ اور وہ جمعہ کی نماز کے لیے آنیکا بھی ارادہ نہ رکھتا ہو اس کو
بھی غسل کرنا مستحب ہوگا اور اول قول کے موافق اسکو مستحب نہ ہوگا **باب** ما جاء في وقت الجمعة جمعہ کا

وقت کیا ہی **عن** سَہلِ بنِ سَعدٍ قَالَ مَا کُنَّا نَقِیلُ وَلَا نَتَغَدّٰی اِلَّا بَعدَ الجُمُعَۃِ سہل بن سعد سے روایت ہے ہم
قیلولہ (یعنے دوپہر کا سونا) اور صبح کا کہانا نہین کہاتے تہی مگر جمعہ کے بعد **ف** اور جابر کی روایت مین ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ پڑھ لیتے تہی پہر لوگ اپنے اونٹون کی طرف جاتے اور انکو چلاتے سورج ڈہلنے کیوقت اور سلمہ اور انس
کی حدیثین آگے آتی ہین ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین جمعہ زوال سے پہلے پڑھ لیتے
تہے امام احمد کے نزدیک یہ جائز ہے روضہ مین ہے کہ یہی حق ہے اور جمہور علما کے نزدیک جمعہ کا وقت زوال کے بعد سے
ہے جو ظہر کا وقت ہے کیونکہ جمعہ بدل ہے ظہر کا شوکانی نے درر مین اہلحدیث کا یہی مذہب یہی قرار دیا ہے وہ ان حدیثون
کی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن صبح کا کہانا اور دن کا سونا موقوف رکھتے اور جمعہ کی نماز
کا اہتمام کرتے پہر نماز پڑھکر یہ کام کرتے اور یہ مطلب نہین ہے کہ زوال سے پہلے جمعہ پڑھ لیتے اور موید ہے امام احمد کے
مذہب کی ابن سیدان کی روایت کہ مین ابوبکر صدیق کے ساتھ جمعہ مین حاضر تہا انہون نے خطبہ پڑہا زوال سے پہلے
اور حضرت عمر اور حضرت عثمان سے بہی ایسا ہی نقل کیا اسکو نکالا دارقطنی نے لیکن ابن سیدان کو ضعیف کیا
لوگون نے **عن** سَلَمَۃَ بنِ الاَکوَعِ قَالَ کُنَّا نُصَلِّی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ الجُمُعَۃَ
ثُمَّ نَرجِعُ فَلَا نَرٰی لِلحِیطَانِ فَیئًا نَستَظِلُّ بِہٖ سلمہ بن اکوع سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑہتے تہے پہر لوٹ کر آتے تہے تو دیوارون کا سایہ نہین پاتے تہے کہ ہم سایہ مین چلین ۔
ف یاٹہرین یہ حدیث بہی بظاہر امام احمد کے مذہب کی تائید کرتی ہے کس لیے کہ اگر جمعہ زوال کے بعد پڑہا
جاوے تو کم سے کم جمعہ مین خطبہ اور نماز سے ایک گہنٹہ مین فراغت ہوگی اور اسوقت دیوارون کا سایہ خوب
پڑنے لگیگا مخالفین یہ جواب دیتے ہین کہ سلمہ کی مراد یہ ہے کہ سایہ بہت نہ ہوتا جو چلنے یا آرام کرنے کے لائق ہو اور
یہ مطلب نہین ہے کہ بالکل سایہ نہ ہوتا **عن** عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ سَعدِ بنِ عَمَّارِ بنِ سَعدٍ مُؤَذِّنِ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِی اَبِی عَن اَبِیہِ عَن جَدِّہٖ اَنَّہٗ کَانَ یُؤَذِّنُ یَومَ الجُمُعَۃِ عَلٰی عَہدِ رَسُولِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ مِثلَ الشِّرَاکِ سعد موذن سے روایت ہے کہ وہ جمعہ کی اذان دیتے تہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین جب سایہ جوتی کے تسمے کے برابر ہوتا **ف** یعنے ٹہیک دوپہر کے وقت کیونکہ
یہ مقدار سایہ اصلی کی ہے لیکن اسکے بعد خطبہ ہوتا تو شاید نماز تک زوال ہوجاتا ہو۔ ان حدیثون سے اگر زوال
سے پہلے جمعہ پڑہنا ثابت نہ ہو تو یہ تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد زوال کے جمعہ پڑھتے
اور جمعہ مین دیر نہ کرتے جیسے اس زمانے مین لوگون نے اختیار کیا ہے کہ جمعہ مین نہایت دیر کرتے ہین بعضے دو بجے
بعضے تین بجے پڑہتے ہین یہ بالکل خلاف سنت ہے ایک بجے تک جمعہ کی نماز سے فارغ ہوجانا چاہیے اور خطبہ
مختصر سنانا چاہیے اور نماز لمبی کرنا اب الٹا ہوگیا ہے خدا رحم کرے **عن** اَنَسٍ قَالَ کُنَّا نُجَمِّعُ

ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَقِيْلُ انس نے کہا کہ ہم جمعہ پڑھتے تھے (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ) پھر لوٹ کر آنکر سوتے تھے دوپہر کا سونا (یعنے قیلولہ) **باب** مَا جَاءَ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جمعہ کے دن خطبہ کا بیان **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا زَادَ بِشْرٌ وَهُوَ قَائِمٌ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھتے تھے اور دونوں کے بیچ میں بیٹھتے بشر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ دونو خطبے کھڑے ہوکر پڑھتے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ عمرو بن حریث سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ منبر پر خطبہ سُنا رہے تھے اور آپکے سر مبارک پر کالا عمامہ تھا **ف** سبحان اللہ گورے رنگ پر کالا عمامہ کیا خوبصورت معلوم ہوتا ہوگا حسن یوسف دم عیسے ید بیضا داری ✦ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ✦ **عَنْ** جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا غَيْرَ اَنَّهُ كَانَ يَقْعُدُ قَعْدَةً ثُمَّ يَقُومُ جابر بن سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ پڑھتے اتنی بات تھی کہ آپ ایک بار بیٹھتے (ایک خطبہ پڑھکر) پھر کھڑے ہوجاتے (اور دوسرا خطبہ سُناتے لیکن زبانی بطور وعظ کے نہ کتاب میں دیکھکر جیسا اس زمانے کے لوگ کرتے ہیں) **عَنْ** جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رض قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْرَاُ آيَاتٍ وَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا وَصَلٰوتُهُ قَصْدًا جابر بن سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ سُناتے پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہوتے اور کئی آیتیں پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے آپ کا خطبہ بھی میانہ ہوتا اور نماز بھی متوسط ہوتی (یعنے نہ خطبہ لمبا ہوتا نہ بہت مختصر اسیطرح نماز بھی نہ بہت لمبی ہوتی نہ مختصر اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ خطبہ نماز کے برابر ہوتا بلکہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ خطبہ آپکا بنسبت نماز کے مختصر ہوتا) **عَنْ** سَعْدٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَطَبَ فِي الْحَرْبِ خَطَبَ عَلٰى قَوْسٍ وَاِذَا خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ خَطَبَ عَلٰى عَصًا سعد موذن سے روایت ہے آپ جب لڑائی میں خطبہ سُناتے (لوگوں کو جنگ پر مستعد کرنے کے لیے اور جہاد پر رغبت دلانے کے لیے) تو کمان پر ٹیکا دیتے اور جب جمعہ کا خطبہ سناتے تو لکڑی پر ٹیکا دیتے **ف** یعنے عصا پر فقہا نے لکھا ہے کہ خطیب کو خطبہ کے وقت بائیں ہاتھ میں عصا رکھنا سنت ہے اور جو شہر بزور فتح ہوا اس میں اگر خطبہ پڑھے تو بائیں ہاتھ میں تلوار رکھے ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نکالا عطا سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عید کا خطبہ سُنایا اور آپکے ہاتھ میں کمان تھی یا لکڑی اور عمر بن عبد العزیز نے خطبہ پڑھا ان کے ہاتھ میں چھڑی تھی **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سُئِلَ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا اَوْ قَاعِدًا قَالَ اَمَا تَقْرَاُ وَتَرَكُوكَ قَائِمًا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ آنحضرت کھڑے ہوکر (جمعہ کا) خطبہ پڑھتے تھے یا بیٹھکر انہوں نے کہا تونے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی وترکوک قائما **ف** پوری آیت یوں ہے واذا رأوا تجارة او لهوا انفضوا

الیہا وترکوک قائما یعنے جب کوئی سوداگری یا تماشا دیکھتے ہیں تو ادہر چلدیتے ہیں اور تجہکو کہڑا ہوا چہوڑ جاتے ہیں۔ اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ آپ جمعہ کا خطبہ کہڑے ہوکر پڑہتے تہے اور ہمارے زمانے میں اس میں اختلاف ہوا ہے کہ اکثر خطبے جیسے نکاح کا خطبہ ہے بیٹہکر پڑہتے یا کہڑے ہوکر اور مجہے اس باب میں صاف کوئی حدیث ابتک نہیں ملی ہے لیکن میں نے اپنی مشائخ کو نکاح کا خطبہ بیٹہے بیٹہے پڑہتے دیکہا ہے واللہ اعلم **عن** جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صعد المنبر سلم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر چڑہتے (خطبہ سنانے کے لیے) تو السلام علیکم فرماتے **ف** یعنی حاضرین کو سلام کرتے امام شافعی نے اس حدیث سے دلیل لیکر یہ کہا ہے کہ امام جب منبر پر جاوے تو کل حاضرین کو مخاطب کرکے کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اسکی اسناد میں ابن لہیعہ ہے اور اثرم نے روایت کیا مرسلا شعبی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر چڑہتے جمعہ کے دن تو لوگوں کی طرف مونہہ کرتے اور فرماتے السلام علیکم اور ابن عدی نے نکالا ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر کے نزدیک ہوتے تو جو لوگ منبر کے پاس ہوتے انکو سلام کرتے پہر جب منبر پر چڑہ جاتے اور لوگوں کی طرف مونہہ کرتے تو سلام کرکر اسکے بعد بیٹہتے کذا فی التلخیص

باب ما جاء فی الاستماع للخطبۃ والانصات خطبہ سننا اور خطبہ ہوتے وقت خاموش رہنے کا بیان

عن ابی ہریرۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قلت لصاحبک انصت یوم الجمعۃ والامام یخطب فقد لغوت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تونے اپنے ساتہی سے کہا جمعہ کے دن چپ رہ جسوقت امام خطبہ پڑہ رہا ہو تو تونے لغو کیا **ف** یعنے نضول حرکت تجہہ سے صادر ہوئی کیونکہ خطبہ ہوتے وقت خاموش رہنا اور خطبہ سننا ضرور ہے اگر کوئی بات کرے تو اشارے سے اسکو منع کرے زبان سے جب کہا خاموش رہ تو خود اسنے بات کی اور دوسرے کو بات سے منع کرتا ہے یہ ایک لغو حرکت ہے **عن** ابی بن کعب رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرا یوم الجمعۃ تبارک وھو قائم فذکرنا بایام اللہ وابو الدرداء او ابو ذر یغمزنی فقال متی انزلت ھذہ السورۃ انی لم اسمعھا الا الان فاشار الیہ ان اسکت فلما انصرفوا قال سالتک متی انزلت ھذہ السورۃ فلم تخبرنی فقال ابی لیس لک من صلوتک الیوم الا ما لغوت فذھب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ واخبرہ بالذی قال ابی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدق ابی ابی بن کعب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن سورہ تبارک پڑہی کہڑے رہکر (خطبے میں) اور نصیحت کی ہمکو اللہ جل جلالہ کے دنوں سے (یعنے واقعات سے) اور ابو الدرداء یا ابو ذر میری چٹکی لینے لگے اور کہنے لگے یہ سورت کب اتری یہ تو مینے ابہی سنی ابی بن کعب نے انکو اشارہ کیا خاموش رہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابو درداء یا ابو ذر نے (ابی سے) کہا مینے تم سے پوچہا یہ سورت کب اتری تو تم نے بیان نہیں کیا ابی نے کہا تم کو آج کے دن نماز میں سے کچہ حصہ نہ ملیگا مگر یہی لغو بیکار بات یہ سنکر ابو الدرداء یا ابو ذر

آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گئے اور جو اُبی نے کہا تھا وہ بیان کیا آپؐ نے فرمایا اُبیؓ نے سچ کہا **ف** امام احمد اور ابو داؤد نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکالا جو شخص امام کے نزدیک بیٹھا لیکن اُس نے لغو حرکت کی اور خطبہ نہیں سُنا اور خاموش نہیں رہا
تو اُسکو وبال کا ایک حصہ ہوگا اور جس نے کہا خاموش رہ اُس نے لغو کیا اور جس نے لغو کیا اسکا جمعہ نہوا ایسا ہی سنا مین نے تمہارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ حاصل ان سب حدیثون کا یہ ہے کہ خطبہ کیحالت مین بات کرنا منع ہے سوا اسکے کہ تحیۃ المسجد پڑھے
کیونکہ اسکا جواز دوسری حدیث سے ثابت ہی اور بعضون نے کہا ممانعت اس کلام سے ہی جو بیکار ہو اگر ذکر الٰہی کرے یا دعا مانگے
یا درود شریف پڑہے تو منع نہیں ہے ابو یعلی اور بزار نے نکالا جابرؓ سے کہ سعد بن ابی وقاص نے ایک شخص سے کہا تیرا
جمعہ نہین ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیون ری سعد انہون نے عرض کیا اس نے بات کی جب آپ خطبہ پڑہ رہے تہے
آپ نے فرمایا سعد نے سچ کہا اس حدیث کی اسناد مین مجالد بن سعید ضعیف ہے اور نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے بھی **مترجم**
کہتا ہے ظاہر احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ خطبہ مین ہر ایک قسم کی بات کرنا منع ہے اگرچہ دین ہی کی بات ہو کیونکہ اُبی نے ابو الدرداؓ
پر انکار کیا اور جس نے دوسرے سے کہا چپ رہ اس نے بھی اچھی بات کا حکم کیا مگر آن حضرتؐ نے اُسکو لغو فرمایا اور شاید
لغو سے یہ مراد ہو کہ بے ضرورت بات کرنا کیونکہ اشارے سے بھی منع کر سکتا ہے پہر زبان سے کہنے کی کیا ضرورت ہی یہ مقتدیون
کے لیے ہے لیکن خطیب کو اثنائے خطبہ مین بات کرنا درست ہی امام احمد اور نسائی اور بیہقی نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک اعرابی سے بات کی اور آپ خطبہ پڑہ رہے تہے جمعہ کے دن جب اُس نے پوچھا قیامت کب ہے اور ابن ابی الحقیق
یہودی کے قاتلون سے بات کی خطبے مین اسکو نکالا بیہقی نے اور مسلم نے ابو رفاعہ سے نکالا کہ مین آن حضرتؐ پاس پہنچا
آپ خطبہ پڑہ رہے تہے مین نے کہا یا رسول اللہ مین مسافر ہون اور دین کی بات پوچھنے آیا ہون آپ میری طرف متوجہ ہوئے
اور خطبہ چھوڑ دیا اور مجھکو سکھلانے لگے پہر خطبہ کو تمام کیا اور اصحاب سنن نے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کی
حالت مین امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو منبر پر سے اتر کر اٹھا لیا اور خطبہ قطع کر دیا اور مسلم نے نکالا کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے سلیک غطفانی سے بات کی خطبہ مین اور طبرانی نے نکالا کہ نعمان بن قوقل سے بات کی اور ابو ذرؓ سے بات کی
اور حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان سے بات کی جب وہ دیر مین آئے نماز کے لیے خطبے کی حالت مین۔ ان حدیثون سے یہ
بھی نکلتا ہے کہ امام اگر کوئی بات پوچھے تو اُسکا جواب مقتدی بھی دے سکتا ہے **بَابُ** مَا جَاءَ فِي مَنْ دَخَلَ
الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ جو کوئی مسجد مین آوے اور امام خطبہ پڑہ رہا ہو (دو رکعتین پڑہکر بیٹھے) **عَنْ** جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللهِ قَالَ دَخَلَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ أَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ فَصَلِّ
رَكْعَتَيْنِ وَأَمَّا عَمْرٌو فَلَمْ يَذْكُرْ سُلَيْكًا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی سلیک غطفانی مسجد مین آئے اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑہ رہے تہے تو فرمایا کیا تو نے نماز پڑہی (تحیۃ المسجد کی) سلیک نے کہا نہین آپ نے فرمایا دو رکعتین پڑہ
لے (عمرو بن دینار نے جو اس حدیث کا راوی ہے سلیک کا ذکر نہین کیا) **ف** سلیک کا نام ابو الزبیر نے لیا یہ دونو حدیث

کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اس حدیث سے یہ نکلا کہ خطبہ کی حالت میں تحیۃ المسجد کا دوگانہ پڑھنا منع نہیں بلکہ ضرور ہے یہی مذہب ہے اہلحدیث اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا اور مالک اور لیث اور ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ نہ پڑھے اور خاموش بیٹھ جاوے حنفیہ کی فقہ میں لکھا ہے کہ جب امام خطبہ کے لیے منبر پر چڑھا تو کلام اور نماز دونوں حرام ہو گئے اور سلیک کی حدیث اسکا رد کرتی ہے بعض حنفیہ نے یہ توجیہ کی ہے کہ سلیک مفلس تھا اور ننگا تو آنحضرت نے حکم کیا اسکو نماز پڑھنے کا تاکہ وہ کھڑا ہو لوگ اسکو دیکھ لیویں اور اسکو صدقہ دیویں اور یہ بھی توجیہ باطل ہوتی ہے الفاظ مسلم کی اس حدیث سے کہ جب کوئی تم میں سے جمعہ کے دن آوے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو دو رکعتیں ہلکی پڑھ لیوے یہ حکم عام ہے سب لوگوں کو شامل ہے اور بعض حنفیہ نے یہ توجیہ کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر تک خاموش ہو رہے اور خطبہ موقوف رکھا جبتک سلیک نے دو رکعتیں پڑھیں دارقطنی اور ابن ابی شیبہ نے ایسا ہی روایت کیا ہے محمد بن قیس سے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے اور قطع نظر اسکے آپنے ابوذر اور نعمان بن نوفل کو بھی ایسا ہی حکم دیا جیسے طبرانی نے نکالا اور اُس میں یہ نہیں ہے کہ آپنے خطبہ اسوقت تک موقوف رکھا اور یہ امر ممکن بھی نہیں ہے کہ امام ہر ایک آنیوالے کے لیے خطبہ موقوف رکھے ورنہ وقت گذر جاویگا اور خطبہ تمام نہ ہوگا اور صحیح مسلم کی حدیث سے اسکا پڑھنا ضرور نکلتا ہے پس لامحالہ خطبہ کیوقت اسکا پڑھنا یعنے تحیۃ المسجد کا جائز ہوگا بعض حنفیہ نے یہ توجیہ کی ہے کہ سلیک خطبہ شروع کرنے سے پہلے آیا تھا اور باطل کرتی ہے اس کو یہ روایت کہ جاء رجل والنبی یخطب ایسا ہی ہے ابوذر اور نعمان کی روایت میں بعض حنفیہ نے یہ توجیہ کی ہے کہ سلیک کی حدیث منسوخ ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ ناسخ کون سی حدیث ہے وہ بیان کرو اور پھر تقدم اور تاخر تاریخ سے ثابت کرو ورنہ نسخ کا دعوی بے دلیل ہوگا اور یہ دلیل کہ جب کوئی تم میں سے مسجد میں آوے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو نہ نماز ہے نہ کلام یہانتک کہ امام فارغ ہو ضعیف ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں نکالا ابن عمر سے البتہ مالک نے زہری سے اور بیہقی نے سعید بن المسیب سے نکالا کہ امام کا نکلنا قطع کرتا ہے نماز کو لیکن تابعی کا قول حجت نہیں ہے خصوصاً حدیث مرفوع کے خلاف اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد سعید اور زہری کی دوسرے نفل نماز ہوں سوا تحیۃ المسجد کے اور بیہقی نے ابوہریرہؓ سے اس مضمون کو مرفوعاً بھی نکالا لیکن یہ کہا کہ وہ خطا ہے **عن** أبي سعيد قال جاء رجل والنبي صلى الله عليه وسلم يخطب فقال أصليت قال لا قال صل ركعتين ابوسعید سے روایت ہے ایک شخص آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے آپنے فرمایا تونے نماز پڑھی وہ بولا نہیں آپنے فرمایا دو رکعتیں پڑھ لے **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ امام خطبہ میں بات کر سکتا ہے اور مقتدی بھی امام کا جواب دے سکتا ہے لیکن از خود مقتدی کو خطبہ کی حالت میں بات کرنا درست نہیں ہے **عن** أبي هريرة وعن جابر قالا جاء سليك الغطفاني ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب فقال له النبي صلى الله عليه وسلم أصليت ركعتين قبل أن تجيء قال لا قال فصل ركعتين وتجوز فيهما ابوہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے دونوں نے کہا سلیک غطفانی آئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے آپنے فرمایا تونے دو رکعتیں پڑھیں آنے سے پہلے اُس نے کہا نہیں آپنے فرمایا دو رکعتیں پڑھ لے اور ہلکی پڑھ **ف** تحیۃ المسجد تو مسجد میں آنے کے

بعد پڑھا جاتا ہے پھر آپ نے کیسے فرمایا کہ آنے سے پہلے تو پڑھ چکا ہے ابن تیمیہ نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ جمعہ کی سنت تھی نہ تحیۃ المسجد اور مزی نے کہا کہ راوی نے غلطی کی اس روایت میں اور صواب یہ ہے کہ اصلیت رکعتین قبل ان تجلس تو تجلس کو اس نے تجیی کر دیا اور شاید مراد یہ ہو کہ میرے پاس آنے سے پہلے اب اختلاف ہے علما کا کہ تحیۃ المسجد سنت ہے یا واجب بظاہر حدیث سے تو اسکا وجوب نکلتا ہے اور شوکانی نے ایک رسالہ مستقل میں اسکا وجوب ثابت کیا ہے اور سید علامہ نے دلیل الطالب میں اور روضہ میں اسکو حق کہا ہے **باب** مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ تَخَطِّي النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جمعہ کے دن لوگوں کو پھاندنے کی ممانعت **ف** بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن دیر میں آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو لوگوں کی گردنوں پر سے پھاندتے پھوندتے آگے بڑھتے ہیں یہ منع ہے بلکہ حرام ہے ابن قیم نے اسکو کبیرہ گناہوں میں سے لکھا ہے لیکن ہمارے زمانے میں لوگوں نے اس امر کو ہلکا گناہ سمجھ لیا ہے اور اکثر مسجدوں میں ایسا دیکھا جاتا ہے اللہ رحم کرے آدمی کو چاہیے کہ جہاں جگہ پاوے بیٹھ جاوے جب دیر میں آیا تو پیچھے ہی بیٹھے آگے بڑھنا کیا ضرور ہے اور لوگوں کو ستانا **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَتَخَطَّى النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ وَاٰنَيْتَ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے ایک شخص مسجد میں آیا جمعہ کے دن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے تو وہ لوگوں پر سے پھاندنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جا تو نے ایذا دی (لوگوں کو) اور دیر بھی کی (آنے میں) **عن** مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ معاذ بن انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کی گردنیں پھاندے جمعہ کے دن اس نے جہنم تک ایک پل بنایا **ف** یعنی لوگوں کی گردنیں اسکے لیے مثل ایک پل کے ہو جاویں گی جو قیامت کے دن اسکو جہنم کا رستہ ہوگا فقہا نے کہا ہے کہ اگر لوگوں کو ایذا نہ ہو تو امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے پھاندنا درست ہے لیکن حدیث سے مطلق اسکی ممانعت نکلتی ہے اور یہی صحیح ہے **باب** مَا جَاءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ نُزُوْلِ الْاِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ (جب امام منبر پر سے اترے خطبہ سے فارغ ہو کر تو نماز شروع کرنے سے پہلے) بات کر سکتا ہے **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَلَّمُ فِي الْحَاجَةِ اِذَا نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت سے بات کرتے تھے جب منبر پر سے اترتے جمعہ کے دن **ف** اس حدیث سے ابوحنیفہ کا رد ہوا جنہوں نے نماز سے فارغ ہونے تک کلام ناجائز کہا ہے اور صاحبین کا مذہب حدیث کے موافق ہے **باب** مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جمعہ کی نماز میں کونسی سورتیں پڑھے **عن** عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى بِنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَاَ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الْاٰخِرَةِ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَاَدْرَكْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ حِيْنَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهٗ

اِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُوْرَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوْفَةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا عبیداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے مروان نے (جو حاکم تھا مدینہ کا بنی امیہ کی طرف سے) ابوہریرہ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور خود مکہ کو گیا تو ابوہریرہؓ نے جمعہ کے دن نماز پڑھائی ہماری اور پہلی رکعت میں سورہ جمعہ پڑھی اور دوسری رکعت میں اذا جاءک المنافقون عبیداللہ نے کہا میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے اور میں نے کہا تم نے وہ سورتیں پڑھیں جنکو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کوفہ میں پڑھا کرتے تھے (جمعہ کی نماز میں اپنی خلافت کے زمانے میں) انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا یہ سورتیں پڑھتے ہوئے **عَنْ** عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ اِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَخْبِرْنَا بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْهَا هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر کو لکھا ہمسے بیان کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جمعہ کی نماز میں) سورہ جمعہ کے ساتھ دوسری کونسی سورت پڑھتے تھے نعمان نے کہا آپ ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے (دوسری رکعت میں اور پہلی رکعت میں سورہ جمعہ) **عَنْ** اَبِيْ عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ابوعنبہ خولانی (کمبر عین اور فتح نون اور بائے موحدہ عبداللہ بن عتبہ یا عمارہ بن عتبہ) سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے **ف** دوسری حدیث میں ہے کہ آپنے جمعہ میں سورہ قاف پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ سورہ قمر پڑھی

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً جو شخص جمعہ کی نماز میں سے امام کے ساتھ ایک ہی رکعت پاوے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضـ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيُصَلِّ اِلَيْهَا اُخْرٰى ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جمعہ میں سے ایک رکعت پاوے تو وہ اسکے ساتھ دوسری رکعت ملا لیوے **ف** یعنے جمعہ اسکا صحیح ہو گیا اب ایک رکعت اور پڑھ لیوے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر ایک رکعت بھی نہ پاوے مثلاً سجدے میں دوسری رکعت کے شریک ہو یا قعدے میں تو جمعہ نہیں ملا اب ظہر کی چار رکعتیں پڑھنا چاہیے **روضہ** میں ہے کہ یہ حدیث کئی صحابہ سے مروی ہوئی ابوہریرہؓ سے تیرہ طریقوں سے مروی ہوئی اور ابن عمر سے تین طریقوں سے تو اسکا درجہ حسن سے کم نہ ہوگا گو بعضوں نے اس میں گفتگو کی ہے اور حاکم نے اسکو بخاری اور مسلم کی شرط پر کہا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضـ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز میں سے ایک رکعت پائی تو اُس نے وہ نماز پالی **ف** اب یہ تمام نمازوں کو شامل ہے امام کے ساتھ ایک رکعت پاوے تو جماعت کا ثواب پالیگا وقت کے اندر ایک رکعت پالیوے تو نماز ادا ہوگی نہ قضا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

اللهِ صلّى اللهُ عليه وسلّم من ادرك ركعة من صلوة الجمعة او غيرها فقد ادرك الصلوة عبد اللہ بن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کی نماز میں سے یا اور کسی نماز میں سے ایک رکعت پا لیوے اسنے وہ نماز پا لی

باب ما جاء من اين توتى الجمعة جمعہ کی نماز کو کتنی دور سے آنا چاہیے **عن** ابن عمر قال ان اهل
قباء كانوا يجمعون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے قبا والے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے جمعہ کے دن **ف** حالانکہ قبا مدینہ سے دو میل یا تین میل کے فاصلہ
پر ہے تو جو لوگ جامع مسجد سے اتنی دور بھی ہوں انکو جمعہ کے لیے آنا چاہیے اور ابو حنیفہ نے کہا جو کوئی جمعہ پڑھکر رات ہونے
سے پہلے اپنے گھر پہونچ جاوے اسکو جمعہ کے لیے آنا واجب ہے

باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر جو کوئی بے
عذر جمعہ کی نماز میں شریک نہو اسکا گناہ **عن** ابي الجعد الضمري وكان له صحبة قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من ترك الجمعة ثلاث مرات تهاونا بها طبع على قلبه ابو الجعد ضمری سے روایت ہے وہ صحابی تھے کہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسنے تین بار جمعہ کی نماز چھوڑ دی اُسکے دل پر مہر ہو جاویگی **ف** یعنے غفلت چھا جاویگی
اور عبادت کا ذوق وشوق اسکے دل سے جاتا رہیگا اور بعضوں نے کہا نفاق اسمیں آجاویگا اور ایمان کا نور جاتا رہے گا
ابن عباس سے ایک شخص نے پوچھا تم کیا کہتے ہو اُس شخص کے بارے میں جو دن کو روزہ دار رہے اور رات بھر عبادت کرے
لیکن جمعہ اور جماعت میں شریک نہو انہوں نے کہا وہ جہنمی ہے تین بار یہی جواب دیا غرض جمعہ فرض عین ہے اور اسکا پڑھنا
ہر مسلمان پر ضرور ہے اور خدا کا مقبول بندہ وہ ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت نہ چھوٹے بھلا فرض کو
جو کوئی چھٹ کرے وہ مقبول کیسے ہو سکتا ہے بلکہ مردود ہے **عن** جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم من ترك الجمعة ثلاثا من غير ضرورة طبع الله على قلبه جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین جمعے چھوڑ دیوے بغیر عذر کے تو اللہ جل جلالہ اسکے دل پر مہر کر دے گا **عن**
ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا هل عسى احدكم ان يتخذ الصبة من الغنم
على راس ميل او ميلين فيتعذر عليه الكلاء فيرتفع ثم تجيء الجمعة فلا يجيء ولا يشهدها
وتجيء الجمعة فلا يشهدها وتجيء الجمعة فلا يشهدها حتى يطبع على قلبه ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار رہو تم میں سے کوئی ایک گلہ بکریوں کا جسکی تعداد بیس سے چالیس تک ہو
ایک میل یا دو میل پر مقرر کرے گا پھر وہاں گھاس مشکل سے ملیگی تو دور چلا جاویگا اب ایک جمعہ آویگا وہ نہ آوے گا
اور جمعہ میں شریک نہ ہوگا پھر دوسرا جمعہ آویگا جب بھی شریک نہ ہوگا پھر تیسرا جمعہ آوے گا جب بھی شریک نہ ہوگا یہاں
تک کہ اسکے دل پر مہر کر دیجاویگی **عن** سمرة بن جندب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من ترك
الجمعة متعمدا فليتصدق بدينار فان لم يجد فبنصف دينار سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قصداً جمعہ کو ترک کرے وہ ایک دینار (اشرفی) خیرات کرے اگر یہ نہ ہو سکے تو آدھا دینار خیرات کرے **ف** آدھے دینار کے ڈھائی درم ہوتے ہیں تین روپیہ کے قریب بعض روایتوں میں گیہوں کا ایک صاع یا آدھا صاع مذکور ہے حافظ نے کہا اس کفارے سے جمعہ کے ترک کا گناہ نہ جاویگا لیکن امید ہے کہ گناہ میں تخفیف ہو **باب** مَاجَاءَ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ جمعہ سے پہلے سنت کا بیان **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے ایک سلام سے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کا اسناد بہت ضعیف ہے اور طبرانی نے اوسط میں ابن مسعود اور علی سے ایسا ہی روایت کیا اور عبدالرزاق نے باسناد صحیح ابن مسعود سے روایت کیا کہ وہ جمعہ سے پہلے چار رکعت سنت پڑھتے تھے اور طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور جمعہ کے بعد بھی دو رکعتیں **باب** مَاجَاءَ فِي الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ جمعہ کے بعد سنت کا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے وہ جمعہ پڑھ لیتے تو اپنے گھر میں چلے آتے اور وہاں دو رکعتیں پڑھتے اور کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے **ف** سنت یہی ہے کہ جمعہ پڑھتے ہی مسجد سے چل دیوے اور گھر میں آکر دو رکعت پڑھے اور مسجد میں اسکا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوا أَرْبَعًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جمعہ کے بعد نماز پڑھو تو چار رکعتیں پڑھو **باب** مَاجَاءَ فِي الْحِلَقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَالْاِحْتِبَاءِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ جمعہ کے دن نماز سے پہلے مسجد میں حلقے باندھکر بیٹھنا منع ہے اسیطرح جب امام خطبہ پڑھے اسوقت گوٹ مارکر بیٹھنا منع ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُحَلَّقَ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا حلقے باندھنے سے مسجد میں جمعہ کے دن نماز سے پہلے **ف** اسلیے کہ جب لوگ ایسے حلقے باندھکر بیٹھیں گے تو ضرور فضول باتیں کریں گے اور لوگوں کی نماز میں خلل ہوگا **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَعْنِي وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن گوٹ مارکر بیٹھنے سے (یعنے سرین پر دونوں پاؤں کھڑے کرکے) جسوقت امام خطبہ پڑھ رہا ہو **ف** کیونکہ یہ ادب کے خلاف ہے اور کبھی اسطرح بیٹھنے سے نیند آجاتی ہے اور

باب ماجاء فی الاذان یوم الجمعۃ جمعہ کے دن اذان کا بیان عن السائب بن یزید قال ما کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا مؤذن واحد فاذا خرج اذن واذا نزل اقام وابوبکر وعمر کذلک فلما کان عثمان وکثر الناس زاد النداء الثالث علی دار فی السوق یقال لھا الزوراء فاذا خرج اذن واذا نزل اقام سائب بن یزید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی موذن تھا **ف** یعنے جمعہ کے دن اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ ابن ام مکتوم بھی آپکے موذن تھے کیونکہ وہ صرف فجر کی اذان دیا کرتے تھے بلال کی اذان کے بعد اور ابو محذورہ مکہ میں اذان دیتے تھے اور سعد قرظ قبا میں اذان دیتے تھے اور حارث صدائی کبھی کبھی سفر وغیرہ میں اذان دیا کرتے تھے انہوں نے صرف اذان سیکھی تھی **ت** تو آپ جب باہر نکلتے (خطبہ پڑھنے کے لیے) وہ اذان دیتا اور جب آپ منبر پر سے اترتے تو اقامت کہتا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانے میں بھی ایسا ہی رہا جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے اور لوگ بہت ہو گئے تو انہوں نے ایک تیسرے اذان بڑھائی بازار کے ایک مکان پر جسکو زوراء کہتے تھے پھر جب حضرت عثمان نکلتے (خطبہ کے لیے) تو موذن (دوبارہ) اذان دیتا اور جب منبر پر سے اترتے تو تکبیر کہتا **ف** اسی تکبیر کو تیسری اذان کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر سب کی سنت یہی ہے کہ جمعہ میں ایک ہی اذان دی جاوے جب امام منبر پر چڑھے خطبے کے لیے اور اس زمانہ میں جو رواج ہے کہ ایک اذان پہلے پکار کر دیتے ہیں پھر جب امام منبر پر جاتا ہے تو دوسری اذان آہستہ سی دیتے ہیں یہ سنت نبوی کے خلاف ہو گو حضرت عثمان نے ایسا کیا ہو لیکن آنحضرت اور ابوبکر اور عمر کی تقلید انکی تقلید پر مقدم ہے علاوہ اسکے ہمکو اس میں بھی کلام ہے کہ حضرت عثمان نے ایک نئی اذان نکالی ہو اور امام شافعی نے عطا سے نکالا کہ وہ انکار کرتے تھے اسکا کہ حضرت عثمان نے نئی اذان نکالی اور کہتے تھے کہ حضرت عثمان نے صرف ایک تذکیر کا حکم دیا تھا خاص جمعہ کے دن اذان سے پہلے اس خیال سے کہ لوگ بہت ہو گئے تھے وہ مستعد ہو جاویں خطبہ اور نماز کے لیے البتہ معاویہ بن ابی سفیان نے ایک نئی اذان کا حکم دیا لیکن ان کا فعل حجت نہیں ہو سکتا اور عبدالرزاق نے ابن جریج سے نکالا کہ سلیمان بن موسے نے کہا اول جس نے مدینہ میں ایک اذان زیادہ کی وہ حضرت عثمان تھے یہ سنکر عطاء نے کہا ہرگز نہیں وہ لوگوں کو بلوا دیتے تھے اور اذان ایک ہی ہوتی تھی انکے وقت میں بھی پس جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہو اور آپکی سنت کا شیدا ہو وہ جمعہ میں ایک ہی اذان دے جس وقت امام منبر پر جاوے پکار کر بلند آواز سے اور جو بنی امیہ اور معاویہ کا مقلد ہو وہ دو اذانیں دیا کرے جیسے اس زمانہ کے اکثر لوگ کیا کرتے ہیں اللہ رحم کرے اور تعجب ہے کہ فقہا مجتہدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی تقلید اس مسئلہ میں چھوڑ کر بنی امیہ کا طریق اختیار کیا اور ہم تو وہی کریں گے جو ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا اگرچہ سارا زمانہ ہمارے خلاف ہو عینی نے کہا

کہ اگرچہ تیسری اذان حضرت عثمان نے نکالی لیکن انہوں نے اجتہاد کیا اور تمام صحابہ نے ان سے موافقت کی اور سکوت کیا تو گویا اجماع
سکوتی ہو گیا اور ہم کہتے ہیں کہ نئی اذان نکالنا یا نئی نماز نکالنا یہ اجتہاد سے نہیں ہو سکتا اور نہ ایسے امور میں اجتہاد جائز
ہے یہ تو صرف شارع علیہ السلام کا منصب ہے اور دوسرے یہ کہ اوپر گذرا کہ حضرت عثمان نے یہ اذان نہیں نکالی بلکہ معاویہ
بن ابی سفیان نے اب اگر تمہارا جی چاہتا ہے تو معاویہ کے مقلدوں میں رہو ہم نہ انکی تقلید کرتے ہیں نہ ہمکو حکم ہے انکی تقلید
کرنیکا **باب** مَا جَاءَ فِي اسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ وَهُوَ يَخْطُبُ امام جب خطبہ پڑھے تو لوگ اسکی طرف مونہہ کریں **عن**
عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلَهُ أَصْحَابُهُ
بِوُجُوهِهِمْ عدی بن ثابت نے اپنے باپ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر کھڑے ہوتے تو آپکے
اصحاب مونہہ کرتے آپ کی طرف **ف** خطبہ سننے کے لیے آسکے استحباب پر اتفاق ہے **باب** مَا جَاءَ فِي السَّاعَةِ
الَّتِي تُرْجَى فِي الْجُمُعَةِ جمعہ میں ساعت اجابت کا بیان **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ وَقَلَّلَهَا
بِيَدِهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے جو کوئی مسلمان
اسکو پاوے نماز میں کھڑا ہوا اور اللہ سے اپنی بہتری مانگے تو اللہ جل جلالہ اسکو عنایت فرماویگا اور آپنے ہاتھ سے اشارہ
کیا کہ یہ ساعت تھوڑی ہے یعنے زمانہ اسکا قلیل ہے **عن** عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ مِنَ النَّهَارِ لَا يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا الْعَبْدُ شَيْئًا إِلَّا أُعْطِيَ سُؤْلَهُ قِيلَ أَيُّ
سَاعَةٍ قَالَ حِينَ تُقَامُ الصَّلَاةُ إِلَى الِانْصِرَافِ مِنْهَا عمرو بن عوف مزنی سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جمعہ میں ایک ساعت ہے دن کی اس میں جو کچھ بندہ اللہ جل جلالہ سے مانگے اسکی دعا
قبول ہوگی لوگوں نے کہا وہ کون سی ساعت ہے آپنے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے نماز سے فراغت تک **ف**
تو نماز ہی میں جو کچھ مطلوب ہو اسکی دعا مانگے اول حدیث سے بھی یہی نکلتا ہے کہ بندہ اسوقت نماز میں ہو اس حدیث سے
یہ بھی نکلتا ہے کہ نماز میں ہر ایک قسم کی دعا کرنا درست ہے اور جنہوں نے تخصیص کی ہے کہ فلان قسم کی دعا کر سکتا ہے
انکا دعوی بے دلیل ہے دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ بندہ ہر چیز کو اپنے مالک سے مانگ سکتا ہے یہاں تک کہ جوتی کے
تسمے کو بھی **عن** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قُلْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ إِنَّا لَنَجِدُ فِي كِتَابِ
اللَّهِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا قَضَى لَهُ حَاجَتَهُ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ فَأَشَارَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ فَقُلْتُ صَدَقْتَ أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ قُلْتُ
أَيُّ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ آخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ قُلْتُ إِنَّهَا لَيْسَتْ سَاعَةَ صَلَاةٍ قَالَ بَلَى إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا
صَلَّى ثُمَّ جَلَسَ لَا يَحْبِسُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ عبداللہ بن سلام سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

سلم بیٹھے ہوئے تھے یہ کہا کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے اُس وقت جو کوئی مومن بندہ نماز پڑھتا ہو اور اللہ سے کچھ مانگے تو اُس
کی دعا قبول ہوگی یہ سُنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف اشارہ کیا یا ساعت سے کم ریعنے ایک ساعت ہے یا ساعت کا
ایک حصہ ہے) مینے عرض کیا آپنے سچ فرمایا ساعت یا ساعت کا ایک حصہ پھر مینے عرض کیا یہ ساعت کس وقت ہے آپنے فرمایا دن کی
اخیر ساعت مین نے عرض کیا وہ تو نماز کا وقت نہین ہے آپنے فرمایا بیشک لیکن مومن جب نماز پڑھے پھر بیٹھا رہے نماز ہی
کے انتظار مین تو گویا وہ نماز مین ہے **ف** اوپر کی حدیث مین ہے کہ یہ ساعت نماز جمعہ کی اقامت سے فراغت نماز تک ہے اور
اس حدیث مین ہے اخیر دن مین ہے اور سب سے زیادہ صحیح حدیث اس باب مین ابو موسیٰ کی ہے جسکو امام مسلم نے نکالا اُس مین یہ
ساعت اُس وقت ہے جب امام منبر پر بیٹھے نماز کی تکبیر ہونے تک غرض اس ساعت کی تعیین مین بہت اختلاف ہے یہانتک کہ
پینتالیس اقوال ہین اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب جانتا ہے اور اس مین بھی اختلاف ہے کہ اب یہ ساعت باقی ہے یا اُٹھ گئی
اور ہر جمعہ مین ہے یا سال مین ایک جمعہ مین آبن حجر نے کہا عبد اللہ بن سلام کا قول اس باب مین سب سے زیادہ مشہور ہے اور
ابو موسیٰ کی روایت سب سے زیادہ صحیح ہے اور دوسرے باقی اقوال ضعیف ہین یا موقوف اور بیہقی اور ابن عربی اور قرطبی اور
نووی نے ثانی کو ترجیح دی ہے اور امام احمد اور اسحاق اور ابن عبد البر نے اول کو واللہ اعلم **باب** مَا جَاءَ فِي ثِنْتَي
عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ سنت کی بارہ رکعتوں کا بیان **عَنْ** عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ
وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت
ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سنت کی بارہ رکعتین ہمیشہ پڑھا کرے تو اُسکے لیے جنت مین گھر بنایا جاویگا
چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشا کے بعد اور دو فجر سے پہلے **ف** یہی معمولی سنتین ہین جن
کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر پڑھا کرتے اور اُن مین زیادہ تاکید فجر کی سنتون کی ہے اسکے بعد مغرب کے دوگانہ کی اسکے
بعد ظہر کے دوگانہ کی اسکے بعد عشا کے دوگانہ کی اسکے بعد ظہر سے پہلے چار سنتون کی اور افضل یہ ہے کہ ان سب سنتون کو
گھر مین پڑھے اور مسجد مین بھی پڑھنا جائز ہے لیکن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ سنتون کا گھر مین پڑھنا منقول
ہے اسکے سوا اور سنتین بھی احادیث سے ثابت ہین جیسے ظہر کے بعد چار رکعتین اور عصر کے قبل چار رکعتین اور مغرب سے
پہلے دو رکعتین لیکن چار سنتین جہان ہین وہ دو سلام سے پڑھنا چاہئیں جیسے ظہر کے اول یعنے دوگانے کے بعد سلام پھیرنا
چاہیے امام احمد اور ترمذی نے حضرت علی سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور یہی قول ہے اہلحدیث اور شافعی اور احمد کا اور
ابو حنیفہ کے نزدیک ایک سلام سے پڑھنا چاہیے **عَنْ** أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر دن رات مین بارہ رکعتین سنت کی پڑھے اُسکے لیے جنت مین

گھر بنایا جاویگا عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی فی یوم ثنتی عشرۃ رکعۃ بنی لہ بیت فی الجنۃ رکعتین قبل الفجر و رکعتین قبل الظہر و رکعتین بعد الظہر و رکعتین اظنہ قال قبل العصر و رکعتین بعد المغرب اظنہ قال و رکعتین بعد العشاء الآخرۃ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن میں بارہ رکعتیں پڑھے (یعنے سنت کی) اسکے لیے جنت میں گھر بنایا جاویگا دو فجر سے پہلے اور دو ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور میں سمجھتا ہوں کہ دو عصر سے پہلے فرمائیں اور دو مغرب کے بعد اور میں سمجھتا ہوں کہ دو عشا کے بعد فرمائیں **ف** اس حدیث سے ظہر سے پہلے دو سنتیں ثابت ہیں اور نمازی کو اختیار ہے دو پڑھے یا چار لیکن اگر چار پڑھے تو دو سلام سے پڑھے جیسے اوپر گذرا یا ایک سلام سے جیسا آگے آویگا اور راجح چار پڑھنا ہے اور بعضے اہلحدیث کا مذہب یہی قرار دیا ہے

باب ما جاء فی الرکعتین قبل الفجر فجر کی سنتوں کا بیان عن ابن عمر رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اضاء لہ الفجر صلی رکعتین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی روشنی دیکھتے تو دو رکعتیں پڑھتے (سنت فجر کی) عن ابن عمر رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الرکعتین قبل الغداۃ کان الاذان باذنیہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے گویا آپ تکبیر سن رہے ہیں **ف** نماز کی تکبیر کے وقت جیسی جلدی ہوتی ہے ویسی جلدی آپ ان رکعتوں میں کرتے مطلب یہ کہ ان رکعتوں میں طول نہ کرتے مختصر سورتیں پڑھتے جیسے کافرون اور اخلاص عن حفصۃ بنت عمر رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا نودی لصلوۃ الصبح رکع رکعتین خفیفتین قبل ان یقوم الی الصلوۃ ام المومنین حضرت حفصہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی اذان ہوتی تو دو ہلکی رکعتیں پڑھتے نماز کو جانے سے پہلے (یعنے فرض کے لیے جانے سے پہلے) عن عائشۃ رض قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ صلی رکعتین ثم خرج الی الصلوۃ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے دو رکعتیں پڑھکر نماز کے لیے نکلتے عن علی رض قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الرکعتین عند الاقامۃ جناب امیر علی مرتضے رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقامت کے نزدیک دو رکعتیں پڑھتے **ف** یعنے تکبیر کے قریب مطلب نہیں ہے کہ تکبیر ہوتے وقت کیونکہ جب تکبیر شروع ہو تو سنت پڑھنا درست نہیں ہے اور یہ حدیث کا اسناد ضعیف ہے اسکے اسناد میں حارث اعور ہے اسکو بعضوں نے کذاب کہا ہے۔

باب ما جاء فیما یقرأ فی الرکعتین قبل الفجر فجر کی سنتوں میں کون سی سورتیں پڑھے عن ابی ہریرۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ فی الرکعتین قبل الفجر قل یایہا الکفرون و قل ہو اللہ احد ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی سنتوں میں کافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھا عن ابن عمر رض قال رمقت

النبی صلی اللہ علیہ وسلم شھرا فکان یقرأ فی الرکعتین قبل الفجر قل یا ایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد عبد اللہ
بن عمر سے روایت ہے مین ایک مہینہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکتا رہا آپ کی فجر کی سنتون مین قل یاایہا الکافرون اور قل ہو اللہ
احد پڑھتے تھے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتون مین ہمیشہ آپ انہی سورتون کو پڑھتے تھے پس جو سنت کا پیرو ہو اسکو
بھی فجر کی سنتون مین یہی دو سورتین پڑھنا بہتر ہے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ آپ نماز سری مین ایسی قرأت نہین کرتے تھے کہ
پاس والے کو بھی سنائی نہ دیوے **عن** عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی رکعتین
قبل الفجر وکان یقول نعم السورتان ھما یقرأ بھما فی رکعتی الفجر قل ھو اللہ احد وقل یا ایھا
الکفرون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتین پڑھتے تھے اور
فرماتے تھے یہ دو سورتین اچھی ہین جو فجر کی سنتون مین پڑھی جاتی ہین کافرون اور اخلاص **باب** ما جاء اذا اقیمت
الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ جب فرض کی تکبیر ہو تو اسوقت کوئی نماز نہین چاہیے سوا فرض کے **عن** ابی ھریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب فرض کی تکبیر ہو تو اب کوئی نماز نہین ہے سوا فرض کے **ف** یعنی
اسی فرض کی جسکی تکبیر کہی جاوے مطلب یہ ہے کہ تکبیر شروع ہونے کے بعد کوئی سنت نہ پڑھے بلکہ فرض مین شریک ہو جاوے
اگر تکبیر سے پہلے سنت شروع کر چکا ہو تو تکبیر ہوتے ہی سنت توڑ ڈالے اور بعض کہتے ہین کہ جلدی سے پورا کر لیوے اہل
حدیث اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کا یہی قول ہے یہانتک کہ فجر کی سنتین بھی نہ پڑھے جب تکبیر شروع ہو مگر ابو حنیفہ رح
یہ کہتے ہین کہ اگر ایک رکعت بھی جماعت سے ملنے کی توقع ہو تو فجر کی سنتین پڑھ لیوے اور یہ قول ابوحنیفہ کا فاسد ہے
اور مخالف ہے صحیح حدیث کے اور امام بیہقی اور ابن عدی نے نکالا باسناد حسن اس حدیث مین کہ لوگون نے عرض کیا یا
رسول اللہ فجر کی سنتین بھی نہ پڑھے آپ نے فرمایا نہین اب تو تصریح ہوگئی فجر کی سنتون کی بعض حنفیہ نے کہا بیہقی کی
روایت مین اس حدیث مین اتنا زیادہ ہے الا رکعتی الفجر اور ہم کہتے ہین کہ خود بیہقی نے اس زیادت کو باطل کہا اور
اسکی اسناد مین عباد بن کثیر اور حجاج بن نصیر دونو متروک ہین **عن** ابی ھریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بمثلہ وہی جو اوپر گذرا **عن** عاصم بن عبد اللہ بن سرجس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای
رجلا یصلی الرکعتین قبل صلوۃ الغداۃ وھو فی الصلوۃ فلما صلی قال لہ بای صلوتیک اعتددت عاصم
بن عبد اللہ بن سرجس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتین پڑھتے ہوئے
اسوقت آپ صبح کی فرض پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ان دو نمازون مین سے کس نماز کا تو اعتبار کرتا
ہے **ف** یعنے وہ جو تو نے اکیلے پڑھی یا وہ جو امام کے ساتھ پڑھی مطلب آپکا یہ تھا کہ جب امام نماز کے لیے کھڑا ہو تو اب دوسری
نماز نہ پڑھنا چاہیے اس حدیث سے بھی اہلحدیث کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو اسوقت فجر کی سنتین بھی

پڑھے عن عبد اللہ بن مالک ابن بحینة قال مرّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم برجل وقد اقیمت صلوة الصبح وهو یصلی فکلّمه بشیء لا ادری ما هو فلما انصرف احطنا نقول ماذا قال لك رسول الله صلی الله علیه وسلم قال قال لی یوشك احدکم ان یصلی الفجر اربعًا عبد اللہ بن مالک بن بحینہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر سے گذرے سو وقت صبح کی نماز کی تکبیر ہو رہی تھی وہ نماز پڑھ رہا تھا آپ نے اس سے کچھ فرمایا جو میری سمجھ میں نہیں آیا جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو ہم اسکے گرد ہوئے اور پوچھنے لگے کہ آنحضرت نے تجھ سے کیا فرمایا وہ بولا آپ نے یہ فرمایا قریب ہے کہ اب تم میں سے کوئی فجر کی چار رکعتیں پڑھے **باب** ماجاء فیمن فاتته الرکعتان قبل صلوة الفجر متی یقضیهما اگر کسی شخص کی فجر کی سنتیں قضا ہو جاویں تو وہ کب قضا پڑھے **عن** قیس بن عمرو قال رای النبیّ صلی الله علیه وسلم رجلا یصلی بعد صلوة الصبح رکعتین فقال النبیّ صلی الله علیه وسلم اصلوة الصبح مرتین فقال له الرجل انی لم اکن صلیت الرکعتین اللتین قبلها فصلیتهما قال فسکت النبیّ صلی الله علیه وسلم قیس بن عمرو سے روایت ہے جناب شاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا کیا صبح کی نماز دوبارہ پڑھتا ہے اُس نے عرض کیا کہ میں نے وہ دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں (یعنے فجر کی سنتیں) تو میں نے اب ان کو پڑھ لیا یہ سنکر آپ خاموش ہو رہے **ف** اہلحدیث اور شافعی کا یہی قول ہے کہ فجر کی سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھ سکے تو فرض کے بعد انکو پڑھ لیوے لیکن حنفیہ نے اس سے منع کیا ہے وہ کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ محمد بن ابراہیم تیمی نے قیس سے نہیں سنا اور ہم کہتے ہیں کہ غایة ما فی الباب یہ ہے کہ حدیث مرسل ہوگی اور وہ حجت ہے ابوحنیفہ کے نزدیک اس صورت میں ملا علی قاری کا یہ کہنا باطل ہوگا کہ حدیث حجت نہ ہوگی ابوحنیفہ پر **عن** ابی هریرة رضه ان النبیّ صلی الله علیه وسلم نام عن رکعتی الفجر فقضاهما بعد ما طلعت الشمس ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور فجر کی سنتیں نہ پڑھ سکے تو آپ نے انکی قضا پڑھی سورج نکلنے کے بعد **ف** ثوری اور احمد اور اسحاق اور ابن مبارک کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ سنت کی قضا نہ پڑھے نہ سورج نکلنے کے بعد نہ اس سے پہلے اور یہ مخالف ہے بہت احادیث صحیحہ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فجر کی سنتوں کی قضا کی اسیوسطے امام محمد نے کہا کہ ہمارے نزدیک زوال تک انکی قضا پڑھ لینا پسند ہے اور اپنے استاذ کا قول ترک کیا اور تعجب ہے ان حنفیہ سے جو حدیث کو رد کرتے ہیں قیاس سے اور یہ نہیں جانتے کہ اُن کے امام کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے **باب** فی الاربع الرکعات قبل الظهر ظہر کے اول چار رکعتیں سنت پڑھنا **عن** قابوس عن ابیه قال ارسل ابی الی عائشة ای صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم کان احبّ الیه ان یواظب علیها قالت کان یصلی اربعًا قبل الظهر یطیل فیهنّ القیام ویحسن فیهنّ الرکوع و

الشجی کہ قابوس بن ابی ظبیان سے روایت ہی میرے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھوا بہیجا کون سی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (یعنے سنتون مین سی) آپ کو ہمیشہ پڑہنا پسند تہی انہون نے کہا آپ ظہر سے پہلے چار رکعتین پڑہتے تہے اور ان مین قیام کو طول دیتے تہے اور رکوع اور سجدہ انمین اچہی طرح سے کرتے تہے **ف** یہ ظہر کی سنتین ہین اور بعضون نے کہا یہ زوال کی نماز ہی جو علاحدہ مسنون ہی امام محمد نے موطا مین نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتین پڑہتے تہے جب سورج ڈہل جاتا ابوایوب نے پوچہا آپ اس نماز کو آپ نے فرمایا اسوقت آسمان کے دروازے کہلتے ہین تو مجہے پسند ہی کہ میرا کوئی عمل اسوقت مین اوپر چڑہے انہون نے کہا کیا اسکو دو سلام سے پڑہے آپ نے فرمایا نہین اور ظاہر حدیث اسکو مقتضی ہے کہ زوال کی نماز کوئی علاحدہ نماز نہین ہے کس لیے کہ کئی حدیثون مین ہے کہ آپ ظہر کی نماز سورج ڈہلتے ہی پڑہتے تہے تو ظاہر ہے کہ دوسری نماز کی گنجایش کہان ہوتی اور جو ہوتی وہ ظہر کی سنتون نے لیے تہی واللہ اعلم **عَنْ** اَبِي اَيُّوبَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ وَقَالَ اِنَّ اَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ابوایوب سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتین پڑہتے تہے جب سورج ڈہل جاتا انکے بیچ مین سلام نہ پہیرتے اور فرماتے کہ جب سورج ڈہلتا ہے اسوقت آسمان کے دروازے کہلتے ہین **ف** یہ حدیث ابوحنیفہ کی دلیل ہے کہ ظہر کی چار سنتین ایک ہی سلام سے پڑہے

باب مَنْ فَاتَتْهُ الْاَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ جو شخص ظہر سے پہلے چار سنتین نہ پڑہ سکے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَاتَتْهُ الْاَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ حضرت عائشہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب ظہر سے پہلے چار سنتین فوت ہوجاتین تو آپ انکو ظہر کی دو رکعت سنت کے بعد پڑہ لیتے **ف** اس حدیث سے بہی ابوحنیفہ کا رد ہوتا ہے کہ سنت کی قضا نہین پڑہنا چاہیے اب امام محمد نے جو کہا ہے کہ ان سنتون کو ظہر کے سنت کی دوگانہ سے پہلے پڑہ لینا چاہیے یہ حدیث کے خلاف ہی اور حنفیہ نے جو اسکو سنت قرار دیا ہے یہ دوسری غلطی ہے

باب فِيمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ جسکی ظہر کے بعد کی سنت فوت ہوجاوے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ اَرْسَلَ مُعَاوِيَةُ اِلَى اُمِّ سَلَمَةَ فَانْطَلَقْتُ مَعَ الرَّسُولِ فَسَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ يَتَوَضَّاُ فِي بَيْتِي لِلظُّهْرِ وَكَانَ قَدْ بَعَثَ سَاعِيًا وَكَثُرَ عِنْدَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَقَدْ اَهَمَّهُ شَاْنُهُمْ اِذْ ضُرِبَ الْبَابُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ جَلَسَ يَقْسِمُ مَا جَاءَ بِهِ قَالَتْ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتَّى الْعَصْرِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَنْزِلَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ شَغَلَنِي اَمْرُ السَّاعِي اَنْ اُصَلِّيَهُمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّيْتُهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ عبداللہ بن حارث سے روایت ہی معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا پاس کسیکو بہیجا مین بہی اسکے ساتھ گیا اس نے ان سے پوچہا تو انہون نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار وضو کر رہے تہے میرے گہر مین ظہر کے

لیے اور آپ نے ایک صدقہ وصول کرنیوالے کو روانہ کیا تھا اور آپ پاس مہاجرین بہت ہوگئے تھے (جو بالکل محتاج تھے) آپ کو
اُنکی فکر تھی اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا آپ باہر نکلے اور ظہر کی نماز پڑھی پھر بیٹھ کر وہ مال بانٹنے لگے جسکو وہ لایا تھا یعنی
صدقہ وصول کرنیوالا) اور بانٹتے رہے عصر تک پھر عصر پڑھکر (گھر میں تشریف لائے اور آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا کہ میں
صدقہ لانیوالے کے کام میں مصروف رہا اور ظہر کے بعد دو رکعتیں نہ پڑھ سکا تو میں نے انکو عصر کے بعد پڑھ لیا **ف** اس حدیث
سے بھی ابوحنیفہ کا رد ہوا کہ سنت کی قضا نہ پڑھنا چاہیے اور یہ معلوم ہوا کہ عصر کے بعد اسیطرح اور اوقات مکروہہ میں سببدار
نوافل کا پڑھنا منع نہیں اور یہی مختار ہے اہلحدیث کا اور امام داؤد کے نزدیک مطلقاً ان اوقات میں نماز درست ہے اور
تفصیل اس مسئلہ کی تسہیل القاری میں ہے **باب** ما جاء فیمن صلی قبل الظهر اربعا وبعدها اربعا ظہر کے
اول اور ظہر کے بعد چار چار رکعتیں سنت پڑھنا **عن** ام حبیبة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من صلی
قبل الظهر اربعا وبعدها اربعا حرمه الله تعالی علی النار ام المؤمنین ام حبیبہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے اور ظہر کے بعد چار تو اللہ تعالی اسکو حرام کر دیگا دوزخ پر **باب**
ما جاء فیما یستحب من التطوع بالنهار دن کو کون سی نفل پڑھنا مستحب ہے **عن** عاصم بن ضمرة السلولی قال
سألنا علیا عن تطوع رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال انكم لا تطیقونه فقلنا اخبرنا به نأخذ منه
ما استطعنا قال كان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا صلی الفجر یمهل حتی اذا كانت الشمس من
ههنا یعنی من قبل المشرق مقدارها من صلوة العصر من ههنا یعنی من قبل المغرب قام فصلی ركعتين
ثم یمهل حتی اذا كانت الشمس من ههنا یعنی من قبل المشرق مقدارها من صلوة الظهر من ههنا قام
فصلی اربعا واربعا قبل الظهر اذا زالت الشمس وركعتين بعدها واربعا قبل العصر یفصل بين كل ركعتين
بالتسليم على الملائكة المقربين والنبيين ومن تبعهم من المسلمين والمؤمنين قال علی فتلك ست عشرة
ركعة تطوع رسول الله صلی الله علیه وسلم بالنهار وقل من يداوم عليها قال وكيع زاد فيه ابی فقال حبيب
بن ابی ثابت یا ابا اسحاق ما احب ان لی بحدیثك هذا ملاء مسجدك هذا ذهبا عاصم بن ضمرہ سلولی سے
روایت ہے ہمنے جناب امیر علی مرتضے علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کون کون سی نفل پڑھتے تھے
انہوں نے کہا تم سے وہ ادا نہ ہوسکیں گے (پھر پوچھنے سے کیا فائدہ) ہمنے کہا آپ بیان تو فرمائیے جتنی ہمسے ہوسکیں اُتنی ہی
ادا کریں گے تب انہوں نے کہا آنحضرت شاہ رسالت علیہ الصلوۃ والسلام جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو ٹھیر جاتے جب آفتاب
پورب کیجانب اتنا بلند ہوتا جتنا عصر کے وقت پچھاں کی جانب بلند ہوتا ہے تو آپ کھڑے ہوتے اور دو رکعتیں پڑھتے
(یہ اشراق کی نماز ہے) پھر ٹھیر جاتے جب آفتاب پورب کی طرف اتنا بلند ہوتا جتنا ظہر کے وقت پچھاں کی طرف ہوتا ہے
تو آپ کھڑے ہوتے اور چار رکعتیں پڑھتے (یہ چاشت کی نماز ہے) اور چار رکعتیں پڑھتے ظہر سے پہلے جب سورج ڈھل

جاتا ہے ظہر کی سنتین یتین یا زوال کی نماز) اور دو رکعتین ظہر کی بعد پڑہتے اور چار رکعتین عصر سے پہلے اور ہر دو رکعت کی بعد سلام کرتے مقرب فرشتون اور پیغمبرون اور انکے تابعدارون پر مسلمانون اور مومنون مین سے جناب امیر علیہ السلام نے کہا یہ سب سولہ رکعتین ہوئین نفل کی دن کو اور ایسے لوگ بہت کم ہین جو انکو ہمیشہ پڑہین۔ وکیع نے کہا جو راوی ہین اسحدیث کے میرے باپ نے احدیث مین اتنا زیادہ کیا کہ حبیب بن ابی ثابت نے ابو اسحاق سے کہا جو راوی ہے اسحدیث کا عاصم بن ضمرہ سے اے ابو اسحاق اگر اس حدیث کے بدل مجھے تمہاری اس مسجد بہر سونا ملے تو مین نہین چاہتا **باب** ماجاء فی الرکعتین قبل المغرب مغرب سے پہلے دو رکعتین پڑہنے کا بیان **عن** عبد اللہ بن مغفل قال قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین کل اذانین صلوٰۃ قالہا ثلثا قال فی الثالثۃ لمن شاء عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر دو اذانون کے بیچ مین نماز ہے (یعنے اذان اور اقامت کے بیچ مین) تین بار یہ فرمایا اور تیسری بار مین فرمایا جو کوئی چاہے **ف** یعنے یہ نماز نفل ہے فرض نہین ہے پس حکم عام ہے اس مین مغرب کی نماز بہی آگئی اور مغرب کی سنتین پڑہنا مستحب ہے بہت صحابہ سے اسکا پڑہنا ثابت ہے اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہین کیا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ مغرب سے پہلے نفل پڑہنا مکروہ ہے اور دلیل انکی یہ ہے جو بریدہ کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر نے اسکو نہین پڑہا اور ہم کہتے ہین کہ یہ نفی پر شہادت ہے اور قطع نظر اسکے مستحب کے ترک سے اسکے استحباب مین خلل نہین آتا اور انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو گہر مین پڑہتے ہونگے کیونکہ آپ کی عادت شریفہ تہی کہ سنتین مسجد مین نہین پڑہتے تہے اسوجہ سے بریدہ نے نہ پڑہنا نقل کیا **عن** انس بن مالک یقول کان المؤذن لیؤذن علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیری انہا الاقامۃ من کثرۃ من یقوم فیصلی الرکعتین قبل المغرب انس بن مالک رض کہتے تہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین موذن اذان دیتا اور معلوم ہوتا کہ وہ تکبیر ہے کیونکہ بہت سے لوگ کہڑے ہوتے اور دو رکعتین سنت کی مغرب کے پہلے پڑہتے **ف** یہ دو رکعتین ہلکی ہوتین جبتک اذن ان سے فراغت ہوتی اور موذن تکبیر شروع کرتا تو ان سے فراغت ہو جاتی اب یہ اعتراض نہ ہوگا جو بعض حنفیہ نے کیا ہے کہ اسصورت مین مغرب کی تاخیر لازم آویگی اور وہ مکروہ ہے **باب** ماجاء فی الرکعتین بعد المغرب بعد مغرب کے دوگانے کا بیان **عن** عائشۃ رض قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی المغرب ثم یرجع الی بیتی فیصلی رکعتین۔
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز پڑہتے تہے پہر میرے گہر مین آتے اور دو رکعتین پڑہتے **عن** رافع بن خدیج قال اتانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بنی عبد الاشہل فصلی بنا المغرب فی مسجدنا ثم قال ارکعوا ہاتین الرکعتین فی بیوتکم رافع بن خدیج سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پاس آئے بنی عبد الاشہل کی مسجد مین آپنے مغرب کی نماز پڑہائی مسجد مین پہر فرمایا یہ دو رکعتین (یعنے مغرب کی سنتین) اپنے گہرون مین پڑہو **ف** کیونکہ مسجد فرض پڑہنے کے لیے ہے اور نوافل

کے لیے گھر بہتر ہے اس مین ریاسے بھی بچاؤ ہوتا ہے اور گھر مین برکت ہوتی ہے افسوس ہے کہ ہماری زمانے مین لوگون نے اس سنت کو بالکل چھوڑ دیا ہے کہ ہمیشہ سنتون کو مسجد ہی مین پڑھا کرتے ہین اور جمعہ کے بعد فیصدی ایک آدمی بھی ایسا نہین دیکھا جاتا جو جمعہ پڑھتے ہی مسجد سے جلد یوے اور سنتین گھر مین جاکر ادا کرے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا **باب** مَا يُقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ مغرب کے بعد کے دوگانے مین کونسی سورتین پڑھے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد دو رکعتون مین سنت کی قل یا یہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتین پڑھے اور ان کے بیچ مین کوئی بری بات زبان سے نہ نکالے تو وہ بارہ برس کی عبادت کے برابر ہونگی **ف** ان چھ رکعتون مین مغرب کا دوگانہ بھی داخل ہے یا دوگانہ خارج ہے تو کل آٹھ رکعتین پڑھے بعضون نے کہا اوابین کی نماز یہی ہے اور صحیح یہ ہے کہ اوابین کی نماز وہ ہے جو دوپہر سے قریب ہے جسکو چاشت کی نماز کہتے ہین یا زوال کی نماز اوابین کی نماز ہے واللہ اعلم اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اسکی اسناد مین عمر بن ابی خثعم ضعیف ہے اور باب کے ترجمہ سے اسکو تعلق بھی نہین ہے شاید مولف نے اسکو ادنی مناسبت کی وجہ سے بیان کردیا **باب** مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ وتر کا بیان **عن** خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلٰوةٍ لَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوِتْرُ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ خارجہ بن حذافہ عدوی سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے اوپر برآمد ہوے اور فرمایا بیشک اللہ جل جلالہ نے ایک نماز تم کو بڑھا دی وہ بہتر ہے تمہارے لیے لال اونٹون سے وہ کیا ہے وتر اللہ جل جلالہ نے اسکو مقرر کیا عشا کی نماز سے لیکر طلوع فجر تک **عن** عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ وَلَا كَصَلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلٰكِنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْتَرَ ثُمَّ قَالَ يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ أَوْتِرُوا فَإِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ عاصم بن ضمرہ سلولی سے روایت ہے جناب امیر علی مرتضے علیہ السلام نے فرمایا وتر واجب نہین ہے اور نہ وہ فرض نماز کیطرح ہے بلکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھا پھر فرمایا اسے قرآن والو وتر پڑھو اسلیے کہ اللہ وتر ہے اور دوست رکھتا ہے وتر کو **ف** یعنے خود طاق ہے اور طاق عدد کو دوست رکھتا ہے جناب امیر کے قول پر اہلحدیث اور شافعی اور تمام مجتہدین نے یہ حکم دیا کہ وتر سنت ہے واجب نہین ہے اور عبد اللہ بن مسعود کے قول سے بھی یہی نکلتا ہے جو آگے آویگا اور تعجب ہے کہ امام ابو حنیفہ نے تمام جہان کے علما کا اس باب مین خلاف کیا اور وتر کو واجب قرار دیا اور امام ابو حنیفہ اکثر مسائل مین جناب

امیر اور عبداللہ بن مسعود کی تقلید کرتے ہیں لیکن اس مسئلہ میں ان دونوں کا بھی خلاف کیا شاید ابو حنیفہ کو ان حدیثوں کو دیکھ کر
شبہ ہوا کہ وتر واجب ہے ہر مسلمان پر نکالا اسکو اصحاب سنن اور ابن حبان اور حاکم نے اور ہم کہتے ہیں کہ جمعہ کے غسل کے
باب میں بھی یہی لفظ وارد ہے مگر ابو حنیفہ اسکو واجب نہیں کہتے اسیطرح اس حدیث سے کہ جو کوئی وتر سے سو جاوے یا اسکو بھول جاوے
تو جب یاد آوے یا صبح کو پڑھ لیوے وجوب نہیں نکلتا کس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتوں کی بھی قضا منقول
ہے جیسے اوپر متعدد احادیث میں گذرا اور امام محمد بن نصر مروزی نے جو بڑے محدث ہیں ایک خاص کتاب بنائی ہے وتر اور
نوافل کے بیان میں اور وجوب وتر کو بہت حدیثوں سے رد کیا ہے اور یہ بھی جان لینا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے جو وتر منقول ہے وہ یہی تھا کہ آپ رات کی نماز کو وتر پڑھکر طاق کر لیتے اور اکثر اخیر رات میں اسکو پڑھتے اور کبھی
اول رات میں بھی پڑھتے اب یہ جو لوگوں نے عموما اختیار کیا ہے کہ وتر کو ہمیشہ شروع رات میں ادا کر لیتے ہیں اور تہجد
وغیرہ وتر کے بعد پڑھا کرتے ہیں یہ خلاف سنت ہے وتر کے بعد پھر فجر کی سنت ہی ہے اور کوئی نماز نہیں ہے اور وتر
کی ایک رکعت تین رکعت پانچ رکعت سات رکعت تک ہو سکتی ہے اور یہ سب صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور ابو حنیفہ
نے ان سب صحیح حدیثوں کو چھوڑ کر وتر کی ہمیشہ تین ہی رکعتیں قرار دی ہیں حالانکہ بعض احادیث میں تین رکعت وتر پڑھنے
سے ممانعت آئی ہے تاکہ مغرب کی نماز سے مشابہت نہ ہو اور اگر کوئی تین رکعت وتر کی پڑھے تو دو سلام سے پڑھے
یعنے دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر پھر ایک رکعت پڑھے اور صحیح حدیث سے ثابت ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ تین رکعت ایک سلام
سے پڑھے لیکن ابو حنیفہ نے اسکا بھی خلاف کیا ہے اور ہمیشہ تینوں رکعتوں کو ایک ہی سلام سے پڑھنے کا حکم دیا ہے عن
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ
اَعْرَابِيٌّ مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ لَكَ وَلَا لِاَصْحَابِكَ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی وتر (طاق یعنے ایک) ہے تو وتر پڑھو اے قرآن والو (یعنے قرآن
کے جاننے والو خطاب خاص لوگوں کو ہے یعنے علما والوں کو مہاجرین اور انصار میں سے) ایک گنوار بولا کیا فرماتے ہیں آنحضرت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ حکم تیرے لیے نہیں ہے نہ تیرے ساتھیوں کے لیے **ف** اس سے صاف
نکلتا ہے کہ وتر واجب نہیں ہے اگر واجب ہوتا تو عبداللہ بن مسعود اس گنوار کو بھی وتر پڑھنے کا حکم دیتے اسیطرح
دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ آپ نے ایک اعرابی سے فرمایا نہیں ہے فرض تجہپر مگر پانچ نمازیں اسنے کہا اور کوئی نماز
آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ عید اور کسوف اور خسوف اور استسقا کی بھی
نمازیں سنت ہیں واجب نہیں ہیں اہلحدیث کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ نے عید کی نماز کو واجب کہا ہے **باب**
مَا جَاءَ فِيْمَا يُقْرَاُ فِي الْوِتْرِ وتر میں کونسی سورتیں پڑھے **عن** اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ابی بن کعب

ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر میں سبح اسم ربک الاعلی اور قل یایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے **عن** ابن عباس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ ابن عباسؓ سے ایسی ہی روایت ہے **عن** عبد العزیز بن جریج قال سالنا عائشۃ رض بای شیء کان یوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یقرا فی الرکعۃ الاولی سبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ قل یایہا الکفرون وفی الثالثۃ قل ہو اللہ احد والمعوذتین عبد العزیز بن جریج سے روایت ہے ہمنے حضرت عائشہ سے پوچھا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز مین کیا پڑھتے تھے انہون نے کہا پہلی رکعت مین سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے تھے اور دوسری مین قل یایہا الکافرون اور تیسری مین قل ہو اللہ احد اور معوذتین **ف** یعنے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی وتر کی تین رکعتین پڑھتے تھے اور اس مین خلاف نہین ہے لیکن یہ ثابت نہین ہوتا کہ آپ ان تینون رکعتون کو ایک سلام سے پڑھتے تھے جیسے حنفیہ کا قول ہے **باب** ماجاء فی الوتر برکعۃ ایک رکعت وتر پڑھنے کا بیان **عن** ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل مثنی مثنی ویوتر برکعۃ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتین پڑھا کرتے تھے (یعنے تہجد کی) اور ایک رکعت وتر کی پڑھتے تھے **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ اللیل مثنی مثنی والوتر رکعۃ قلت ارایت ان غلبتنی عینی ارایت ان نمت قال اجعل ارایت عند ذلک النجم فرفعت راسی فاذا السماک ثم اعاد فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ اللیل مثنی مثنی والوتر رکعۃ قبل الصبح عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتین ہین (یعنے ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیرنا چاہیے) اور وتر کی ایک رکعت ہے ابومجلز نے کہا مین نے ان سے کہا اگر میری آنکھ لگ جاوے اگر مین سو جاؤن انہون نے کہا اگر مگر اس تارے کے پاس لیجا پھر مینے اپنا سر اٹھایا دیکھا تو سماک تارہ ہے پھر عبداللہ بن عمر نے حدیث بیان کی اور کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کی نماز دو دو رکعتین ہین اور وتر کی ایک رکعت ہے صبح سے پہلے **ف** یہی حال تھا صحابہ کرام کا کہ جب کسی سے کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا اور کوئی شخص اس مین شبہ کرتا یا مخالفت کرتا یا اگر مگر نکالتا تو اس پر کمال غصہ کرتے ایک بار عبداللہ بن عمر نے یہ حدیث بیان کی کہ مت منع کرو اللہ کی لونڈیون کو اللہ کی مسجدون مین جانے سے ان کے بیٹے بلال نے کہا ہم تو منع کرینگے عبداللہ نے انکو گالی دی اور سخت کہا اور ساری عمر بات نکی ایسے ہی ابوہریرہؓ نے جب حدیث بیان کی وضو کرو اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو تو ابن عباس نے کہا کیا ہم وضو کرین گرم پانی سے ابوہریرہ رض نے کہا اے بھتیجے میرے جب تو آنحضرت کی حدیث سنے تو اسکے مثالین مت بیان کر افسوس ہے کہ اس زمانہ مین بہت لوگ ایسے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صحیح حدیثین سنتے ہین لیکن ان کو قبول نہین کرتے اور اپنے امام یا مجتہد

باپ پر باپ رشد کا قول اُنکے معارضہ مین لاتے ہین اگر صحابہ اُس وقت زندہ ہوتے تو ایسے لوگون پر کمال غصہ ہوتے بلکہ کچھ
عجب نہین کہ انکی ضرب اور حبس کا حکم دیتے **عَنِ** الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَجُلٌ فَقَالَ كَيْفَ أُوتِرُ
قَالَ أَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ قَالَ إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَقُولَ النَّاسُ الْبُتَيْرَاءُ فَقَالَ سُنَّةُ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ يُرِيدُ هٰذِهِ سُنَّةُ
اللّٰهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مطلب بن عبداللہ سے روایت ہے ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا مین وتر کیسے
پڑہون عبداللہ نے کہا ایک رکعت وتر کی پڑہ وہ بولا مین ڈرتا ہون لوگ اسکو بُتَیرا کہینگے (یعنے دم کٹی) عبداللہ نے
کہا سنت ہے اللہ کی اور اُسکے رسول کی یعنے ایک رکعت وتر کی پڑہنا سنت ہے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی **ف** اور جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بُتَیرا کہے وہ خود دم کٹا بلکہ بے دم ہے اگر حاکم ایسا کہتا
ہے بعض حنفیہ نے ایک رکعت وتر کی ممانعت مین ایک حدیث نقل کی ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بُتَیرا سے اور یہ حدیث صحیح نہین ہے برخلاف اسکے ایک رکعت وتر کی اثبات کی صحیح صحیح حدیثین قولی اور فعلی دونون
وارد ہین **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ فِي كُلِّ ثِنْتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ
اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے (تہجد کی نماز مین) اور ایک رکعت
وتر کی پڑہتے **باب** مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ وتر کی نماز مین قنوت پڑہنے کا بیان **عَنِ** الْحَسَنِ
ابْنِ عَلِيٍّ قَالَ عَلَّمَنِي جَدِّي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ اللّٰهُمَّ
اعْفُنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَاهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ وَبَارِكْ
لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّنَا تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ
امام حسن بن علی علیہ السلام سے روایت ہے میرے نانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو چند کلمے سکھلائے جن کو
مین وتر کی قنوت مین کہا کرتا ہون اللهم اعفني فيمن عافيت اخیر تک **ف** حاکم کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ
جب مین رکوع سے سر اٹھاتا ہون اور صرف سجدہ باقی رہ جاتا ہے اسوقت ان کلمات کو کہتا ہون ترمذی نے
کہا قنوت کی باب مین یہ دعا سب دعاؤن سے زیادہ صحیح ہے اور اکثر طریقون مین یہ دعا یون ہے اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي
فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي
شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اور بیہقی
کی روایت مین والیت کے بعد اتنا زیادہ ہے ولا يعز من عاديت اور نسائی کی روایت مین اخیر مین اتنا زیادہ ہے
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ نووی نے خلاصہ مین کہا اسکا اسناد صحیح ہے یا حسن ہے اور قنوت مین ایک اور دعا مروی
ہے حضرت علی سے اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ
أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ نکالا اسکو چارون سنن والون نے ترمذی نے کہا اسکا اسناد حسن ہے پس ان صحیح

اور حسن حدیثون کو چھوڑ کر تو دعا پڑھنا اللهم انا نستعینک و نستغفرک اخیر تک جو ایک ضعیف روایت مین وارد ہی منصف کا کام نہین گو حنفیہ نے ایسا ہی کہا ہو اور ہر ایک مومن اُس دعا کو زیادہ پسند کریگا جسکو ائمہ اہل بیت یعنی حضرت علی مرتضے اور جناب امام حسن نے روایت کیا ہو خصوصاً جب اسکا اسناد بھی زیادہ صحیح ہو اسکے علاوہ جس روایت مین یہ دعا مروی ہے اللهم انا نستعینک اخیر تک وہ موقوف ہی حضرت عمر پر اس مین یہ بھی ہی کہ حضرت عمر نے اسکو رکوع کے بعد پڑھا اور حنفیہ رکوع سے اول پڑھتے ہین تو انہون نے خلاف کیا اس روایت کا بھی بیہقی نے کہا سوا ابن ابزی کے اور کسی نے رکوع سے پہلے پڑھنا نقل نہین کیا البتہ ابو داؤد نے مراسیل مین اسکو مرفوعاً روایت کیا لیکن مرسل حدیث اکثر علماء کے نزدیک حجت نہین ہی حافظ نے کہا محب طبری نے وہم کیا جو کہا نسائی نے نکالا اگلی دعا کو اس زیادت کے ساتھہ وصلی الله علی النبی محمد اور نووی نے شرح مہذب مین کہا اس زیادت کی سند صحیح ہو یا حسن ہے اور مین کہتا ہون اسکی سند منقطع ہے اور اصبہانی نے فوائد مین نکالا امام حسن علیہ السلام سے کہ انحضرت صلعم نے مجھکو سکھلایا کہ مین وتر مین رکوع سے پہلے یہ کہا کرون اللهم اہدنی فیمن ہدیت اخیر تک اسکے اخیر مین یہ زیادہ ہی لا منجا منک الا الیک ؁

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ الْوِتْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ جناب امیر حضرت علی مرتضے سے روایت ہی انحضرت صلی الله علیہ وسلم اخیر وتر مین یہ دعا پڑھتے تھے اللهم انی اعوذ برضاک من سخطک اخیر تک عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا عِنْدَ الِاسْتِسْقَاءِ فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ انس بن مالک سے روایت ہی آن حضرت صلے الله علیہ وسلم کسی دعا مین ہاتھہ نہین اٹھاتے تھے مگر پانی مانگتے وقت یعنی استسقاء کی دعا مین اسوقت آپ اپنے دونون ہاتھہ اٹھاتے تھے یہانتک کہ آپ کی بغلون کی سفیدی دکھلائی دیتی **ف** اس حدیث کو مصنف اسلیے لایا کہ وتر مین قنوت پڑھتے وقت ہاتھون کو نہ اٹھاوے کیونکہ قنوت ایک دعا ہے اور انس کی حدیث مین یہ ہے کہ آپ دعا کیوقت ہاتھہ نہین اٹھاتے تھے مگر دوسری بہت سی حدیثون سے دعا مین ہاتھہ اٹھانا ثابت ہی اور انس کو شاید اسکی خبر نہ ہوئی ہوگی چنانچہ ابن عباس کی حدیث کو آگے خود مولف نے بیان کیا اس سے ہاتھہ اٹھانا دعا مین ثابت ہوتا ہے اور امام بیہقی نے انس سے نکالا کہ انہون نے اپنی دونو ہاتھہ اٹھائے قنوت مین امام بخاری نے کہا بہت حدیثون مین دعا مین ہاتھہ اٹھانا آیا ہے تو انس کی اس حدیث کے معنی یہ ہون گے کہ مبالغہ کے ساتھہ ہاتھہ نہین اٹھاتے تھے مگر استسقاء مین اور اس صورت مین یہ کلام صحیح ہوگا اور امام شافعی کا مذہب یہی ہے کہ قنوت پڑھتے وقت دونو ہاتھہ اٹھا کر دعا کرے اور یہی صحیح ہے کیونکہ خود انس سے بھی ایسا ہی ثابت ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتَ اللهَ فَادْعُ بِبَاطِنِ كَفَّيْكَ وَلَا تَدْعُ بِظُهُورِهِمَا فَإِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ عبد الله بن عباس سے روایت ہی آن حضرت صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا جب تو الله سے دعا کرے تو اپنی دونو ہتھیلیان مونہ کیطرف رکھہ اور دعا کر اور ہتھیلیون

کی پیٹہ مونہہ کی طرف کر پہر جب تو دعا سی فارغ ہو تو دونون ہتیلیون کو اپنے مونہہ پر پہیر لے **ف** پس یہ عام ہی شامل ہے قنوت کی دعا کو بہی

باب مَاجَاءَ فِي الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونو طرح قنوت پڑہ سکتے ہین

ف اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ کبہی رکوع سے پہلے قنوت پڑہے کبہی رکوع کے بعد کیونکہ محدثین دونو طرح نارد ہین اور صحابہ سی بہی دونو طرح منقول ہے گو رکوع کے بعد پڑہنے کی حدیثین زیادہ صحیح ہین اور ابوحنیفہ کہتے ہین کہ ہمیشہ رکوع سی پہلے پڑہے اور شافعی کہتے ہین کہ ہمیشہ رکوع کے بعد پڑہے ان دونو قولون پر مخالف احادیث کا ترک لازم آتا ہے اور مقلدین ہمیشہ اسی آفت مین مبتلا ہوتے ہین اور اہلحدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سنتون کا مزا لوٹتے ہین **عَنْ** اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ ابی بن کعب سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر پڑہتے تہے تو قنوت رکوع سے پہلے پڑہتے تہے **ف** نسائی نے اس حدیث مین طعن کیا اور کہا کہ بہت لوگون نے اسکو زبید یامی سے روایت کیا لیکن کسینے یہ نہین کہا کہ رکوع سے پہلے قنوت پڑہتے تہے ابوداؤد نے کہا اسکو روایت کیا عمش اور شعبہ اور عبدالملک اور جریر سبہون نے زبید سی اور ذکر نہین کیا قنوت کا اور روایت کیا اسکو ہشام اور شعبہ نے قتادہ سے اور قنوت کا ذکر نہین کیا اور روایت کیا اسکو یزید بن زریع نے اور نہ ابی بن کعب کا ذکر کیا نہ قنوت کا اور روایت کیا اسکو عبدالاعلی اور محمد بن بشر عبدی نے اور ذکر نہین کیا قنوت کا اور اس باب مین ابن مسعود سے مروی ہی نکالا اس کو ابن ابی شیبہ اور دارقطنی اور خطیب نے اسکے اسناد مین ابان بن ابی عیاش متروک ہے اور ایک سند مین شریک قاضی ہے جو کثیر الغلط ہی اور ابن عباس سے نکالا اسکو ابونعیم نے حلیہ مین اور کہا غریب ہے متفرد ہوا اسکے ساتہہ عطار بن مسلم اور ابن عمر سے اسکو طبرانی نے نکالا اور کہا نہین روایت کیا اسکو عبیداللہ سی مگر سعید بن سالم نے **عَنْ** اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَقَالَ كُنَّا نَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ انس بن مالک سے پوچہا گیا فجر کی نماز مین قنوت کب پڑہے انہون نے کہا ہم رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونو طرح قنوت پڑہا کرتے تہے **ف** اہلحدیث نے اسی پر عمل کیا ہے اور فجر کی نماز کی طرح وتر مین بہی یہ جائز رکہا ہے کہ خواہ رکوع سے پہلے قنوت پڑہے یا رکوع کے بعد مگر رکوع کے بعد پڑہنی کی حدیثین زیادہ قوی اور زیادہ صحیح ہین **عَنْ** مُحَمَّدٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ محمد سے روایت ہی مینے انس بن مالک سے پوچہا قنوت کو انہون نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑہا رکوع کے بعد **ف** اور حاکم نے امام حسن سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہے قنوت سکہلایا وتر مین جب مین اپنا سر اٹہاؤن اور نہ باقی رہی مگر سجدہ اور کہا کہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر مگر اسمعیل کی مخالفت کی محمد بن جعفر نے اور دارقطنی نے نکالا سعید بن غفلہ سے کہ مینے سنا ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی سے وہ کہتے تہے کہ آنحضرت نے قنوت پڑہا وتر کے آخر مین اور وہ بہی ایسا ہی کرتے تہے حافظ نے کہا اسکی اسناد مین عمرو بن شمر متروک ہے اور امام بیہقی نے ضعیف کیا ابی بن کعب اور ابن مسعود اور ابن عباس کی حدیثون

کو جن میں رکوع سے پہلے قنوت آیا ہے اور ان سب سے پہلے ضعیف کیا ان حدیثوں کو امام احمد اور ابن خزیمہ اور ابن المنذر نے اور خلال نے
کہا امام احمد نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ صحیح نہیں ہے **باب** مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ آخِرَ اللَّيْلِ اخیر
رات میں وتر پڑھنا **عَنْ** مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مِنْ كُلِّ
اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ أَوَّلَهُ وَأَوْسَطَهُ وَانْتَهَى وِتْرُهُ حِينَ مَاتَ فِي السَّحَرِ مسروق سے روایت ہے میں نے ام المومنین عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کو انہوں نے کہا آپ نے رات کو ہر حصے میں وتر پڑھا شروع
میں اور بیچ میں اور قریب وفات کے آپ کا وتر ختم ہوا سحر کے قریب **ف** یعنی رات کے اخیر چھٹے حصے میں پڑھا حدیث
سے یہ نکلتا ہے کہ آپ نے اخیر عمر میں وتر کو اخیر رات میں پڑھا تو ایسا ہی کرنا افضل ہوگا خصوصاً ان لوگوں کے لیے جو اخیر رات
میں تہجد کے لیے اٹھا کرتے ہیں اور اوسط اور اول شب میں جو آپ نے کبھی وتر پڑھا اس سے یہ مقصود تھا کہ اسکا جواز ثابت
ہو اور امت پر آسانی ہو واللہ اعلم **عَنْ** عَلِيٍّ قَالَ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِهِ
وَأَوْسَطِهِ وَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ جناب امیر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری
رات وتر پڑھا ہے شروع رات میں اور بیچ رات میں اور اخیر وتر آپ کا سحر تک تھا **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ خَافَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ لِيَرْقُدْ وَمَنْ طَمِعَ
مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ جابر بن عبداللہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے ڈرے اس بات سے کہ اخیر رات میں اسکی آنکھ نہ کھلے گی تو وہ
شروع رات میں وتر پڑھ لیوے پھر سو رہے اور جو کوئی تم میں سے امید رکھتا ہو اخیر رات میں جاگنے کی تو اخیر رات میں وتر پڑھے
کیونکہ اخیر رات کو قرآن پڑھا جاوے تو فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے **باب** فِيمَنْ نَامَ عَنْ وِتْرٍ أَوْ نَسِيَهُ
جو شخص وتر سے سو جاوے یا بھول جاوے **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنِ
الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَ ابوسعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی وتر سے سو
جاوے یا وتر کو بھول جاوے وہ صبح کے وقت یا جب یاد آوے وتر پڑھ لیوے **ف** اس حدیث سے ابوحنیفہ نے وتر کا وجوب نکالا
ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے جیسا آگے مصنف نے خود کہا **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى فِي هَذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ حَدِيثَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
وَاهٍ ابوسعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لو محمد بن یحییٰ نے کہا اس حدیث سے
یہ ثابت ہوتا ہے کہ عبدالرحمان بن زید بن اسلم کی روایت یعنی اگلی حدیث واہی (ضعیف) ہے **ف** تو صبح کی نماز
کے بعد پھر وتر نہیں ہے عطاء اور امام احمد کا یہی قول ہے اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ وتر کی قضا پڑھ لیوے صبح کے بعد
بھی اور ابوحنیفہ کے نزدیک وتر کی قضا پڑھنا ضرور ہے اور اگر کسی کو یاد ہو کہ اس نے وتر نہیں پڑھا اور وہ صاحب ترتیب

ہوا اور صبح کی نماز پڑھ لی تو وہ صحیح ہوگی

باب مَا جَاءَ فِي الْوِتْرِ بِثَلَاثٍ وَخَمْسٍ وَسَبْعٍ وَتِسْعٍ وتر کی تین اور پانچ اور سات اور نو رکعتیں پڑھنا

عن أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ ابوایوب انصاری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر ضرور ہے (یعنے سنت مؤکدہ ہے) پھر جو کوئی چاہے پانچ رکعتیں وتر کی پڑھے اور جو کوئی چاہے تین رکعتیں پڑھے اور جو کوئی چاہے ایک رکعت پڑھے **ف** حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور نکالا اسکو اصحاب سنن اور امام احمد اور ابن حبان نے اور بعض حنفیہ نے اس حدیث سے دلیل لی وتر کے وجوب پر کیونکہ اس میں حق کا لفظ ہے اور ہم کہتے ہیں کہ غسل جمعہ میں بھی حق کا لفظ آیا ہے حالانکہ حنفیہ اسکو واجب نہیں کہتے دوسرے یہ کہ حنفیہ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کی ایک جز سے استدلال کیا اور دوسری جز کو ترک کیا اور تین رکعت سے کم و بیش وتر کا پڑھنا جائز نہیں کہا اور یہ بڑے ظلم کی بات ہے

عن سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْتِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ فِيمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ فَيَدْعُو رَبَّهُ وَيُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ سعد بن ہشام سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اے ام المومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کا حال مجھ سے بیان کیجیے انہوں نے کہا ہم آپ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی طیار رکھتے تھے پھر اللہ تعالیٰ جس وقت چاہتا رات کو آپ کو جگا دیتا آپ مسواک کرتے اور وضو کرتے پھر نو رکعتیں پڑھتے ان کے بیچ میں نہ بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت پڑھ کر **ف** یہ آٹھ رکعتیں تہجد کی ہوتیں یا وتر کی اور کل تہجد کی نماز کو وتر بھی کہا ہے اس وجہ سے کہ وتر کہتے ہیں طاق کو اور تہجد کی رکعتیں وتر ملا کر طاق ہو جاتیں **ف** اس وقت دعا کرتے اپنے مالک سے اور درود بھیجتے اسکے نبی پر (یعنے خود اپنے لیے دعا فرماتے) پھر سلام پھیرتے پکار کر کہ ہم کو آواز سنائی دیتی پھر دو رکعتیں پڑھتے سلام کے بعد بیٹھ کر یہ سب گیارہ رکعتیں ہوئیں **ف** آٹھ رکعتیں تہجد کی اور ایک رکعت وتر کی اور دو رکعت نفل کی وتر کے بعد **ف** جب آپکی عمر زیادہ ہوئی اور آپ موٹے ہو گئے تو آپ سات رکعتیں وتر کی پڑھنے لگے اور دو رکعتیں سلام کے بعد

عن أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِسَبْعٍ أَوْ بِخَمْسٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ وَلَا كَلَامٍ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات رکعتیں یا پانچ رکعتیں وتر کی پڑھتے اور ان کے بیچ میں نہ سلام پھیرتے نہ بات کرتے **ف** اور نسائی نے سنن میں نکالا حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت وتر کی پڑھ کر سلام نہیں پھیرتے تھے اور حاکم نے مستدرک میں نکالا اور کہا کہ صحیح ہے

بخاری اور مسلم کی شرط پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعتین وتر کی پڑھتے اور سلام پہیرتے مگر اخیر مین لیکن دارقطنی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت پڑھو وتر کی تین رکعتین بلکہ پانچ یا سات رکعتین پڑھو اور مت مشابہ کرو اوسکو مغرب کی نماز سے۔ دارقطنی نے کہا اسکی راوی ثقہ مین **باب** مَاجَاءَ فِي الْوَتْرِ فِي السَّفَرِ سفر مین وتر پڑھنے کا بیان **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ لَا يَزِيدُ عَلَيْهِمَا وَكَانَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ قُلْتُ وَكَانَ يُوتِرُ قَالَ نَعَمْ عبداللہ بن عمر سے روایت ہو آنحضرت سفر مین دو رکعتین (فرض نماز کی) پڑھتے تھے اپر زیادہ نہین کرتے تھے (یعنے سنن اور نوافل نہین پڑھتے تھے) اور رات کو تہجد پڑھتے تھے سالم نے کہا مینے پوچھا وتر پڑھتے تھے انہون نے کہا ہان **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ وَالْوَتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ ابن عباس اور ابن عمر سے روایت ہو دونون نے کہا آنحضرتؐ نے سفر مین دو رکعتین مقرر کین اور یہ پوری ہین قصر نہین ہے اور سفر مین وتر پڑھنا سنت ہو **باب** مَاجَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوَتْرِ جَالِسًا وتر کے بعد دو رکعتین بیٹھکر پڑھنا **عن** أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوَتْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعتین ہلکی پڑھتے بیٹھکر **ف** اور بعض فقہا کو اسکی خبر نہین ہوئی انہون نے وتر کے بعد اس نفل دوگانے سے منع کیا اور شاید کبھی کبھی آپنے ایسا کیا ہوگا کیونکہ اکثر تو وتر آپ کا اخیر رات مین ہوتا جیسے اوپر گذرا اور وتر کے بعد آپ دوسری کوئی نماز نہ پڑھتے یہانتک کہ فجر طلوع ہوتی جب فجر کی سنتین پڑھتے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرتؐ ایک رکعت وتر کی پڑہتے پہر دو رکعتین پڑھتے بیٹھکر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوتے پہر رکوع کرتے **ف** امام احمد نے کہا مین وتر کے بعد اس دوگانے سے نہ منع کرتا ہون نہ مین اسکو پڑھتا ہون اور امام مالک نے اسکا انکار کیا ہے نووی نے کہا یہ دو رکعتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر پڑھین بیان جواز کے لیے اس امر کو ظاہر کرنے کے لیے کہ وتر کے بعد نفل پڑھنا درست ہو اور ہمیشہ آپنے انکو نہین پڑھا اور قاضی عیاض نے ان حدیثون کو قبول نہین کیا حافظ نے کہا شاید یہ مسافر کے لیے ہے کہ جب تہجد کے لیے جاگنے کی امید نہ ہو تو وتر کے بعد یہ دوگانہ پڑھکر سو رہے جیسے ثوبان سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر مین آپنے فرمایا سفر ایک تکلیف ہے پہر جب کوئی تم مین سے وتر پڑھے تو دو رکعتین پڑھ لیوے اگر جاگا تو خیر ورنہ یہ دو رکعتین اسکے لیے ہو جاوین گی یعنے تہجد کے قائم مقام واللہ اعلم **باب** مَاجَاءَ فِي الضَّجْعَةِ بَعْدَ الْوَتْرِ وَبَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وتر کے بعد لیٹنا

اور فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا عن عائشة قالت ما كنت ألفى أو ألقى النبي صلى الله عليه وسلم من آخر الليل إلا وهو نائم عندي قال وكيع تعني بعد الوتر ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اخیر رات میں پاتی تو اپنے پاس سوتا ہوا پاتی یعنے وتر کے بعد ف مطلب ہے کہ وتر پڑھکر آپ لیٹ جاتے اور تھوڑی دیر آرام فرماتے پھر فجر کی سنتوں کے لیے اُٹھتے عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا صلى ركعتي الفجر اضطجع على شقه الأيمن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو داہنے کروٹ پر لیٹ جاتے ف یہ ایک خفیف سا لیٹنا تھا ذرا آرام کرنیکے لیے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تو مسنون اور مستحب ہوا اور یہی قول ہے اہلحدیث اور شافعی کا اور بعضوں نے اسکو واجب کہا ہے ابن حزم کا یہی قول ہے لیکن وجوب کی دلیل معلوم نہیں ہوتی اور بعضوں نے بدعت یا مکروہ کہا ہے یہ قول بالکل غلط ہے عن أبي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا صلى ركعتي الفجر اضطجع ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی سنتیں پڑھ لیتے تو کروٹ پر لیٹتے

باب ما جاء في الوتر على الراحلة اونٹنی پر وتر پڑھنا

عن سعيد بن يسار قال كنت مع ابن عمر فتخلفت فأوترت فقال ما خلفك قلت أوترت فقال أما لك في رسول الله صلى الله عليه وسلم أسوة حسنة قلت بلى قال فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يوتر على بعيره سعید بن یسار سے روایت ہے میں عبد اللہ بن عمر کے ساتھ تھا (سفر میں) تو میں پیچھے رہ گیا میں نے وتر پڑھا ابن عمر نے پوچھا تو پیچھے کیوں رہ گیا تھا میں نے کہا میں وتر پڑھتا تھا انہوں نے کہا کیا تجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اچھی معلوم نہیں ہوتی میں نے کہا کیوں نہیں ابن عمر نے کہا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی اونٹ پر سوار رہکر وتر پڑھ لیتے۔ ف بیشک ہمکو تو آپ کی پیروی بدل و جان منظور ہے بلکہ پروردگار عالم سے ہمارا یہی سوال ہے کہ آپ ہی کی پیروی پر چلادے اور آپ ہی کی پیروی پر مارے اور آپ ہی کی پیروی پر اٹھا دے سارا جہان اگر ایک طرف ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طرف تو ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے اور دوسرے کسی کا قول اور فعل سننے کی بھی نہیں پیروی کرنیکا کیا ذکر ہے عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يوتر على راحلته ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹنی پر وتر پڑھتے

باب ما جاء في الوتر أول الليل شروع رات میں وتر پڑھنے کا بیان

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأبي بكر أي حين توتر قال أول الليل بعد العتمة قال فأنت يا عمر فقال آخر الليل فقال النبي صلى الله عليه وسلم أما أنت يا أبا بكر فأخذت بالوثقى وأما أنت يا عمر فأخذت بالقوة جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر صدیق سے تم کس وقت وتر پڑھتے ہو انہوں نے کہا شروع رات میں عشا کی نماز کے بعد پھر آپ نے فرمایا اے عمر تم کس وقت

پڑھتے ہوا وہنوں نے کہا اخیر رات میں تب آپ نے فرمایا اے ابوبکر تم نے تو مضبوط کام اختیار کیا (یعنے بہروسہ کا کہ اگر اخیر رات کو کو آنکھ نہ کھلے تو بھی وتر ناغہ نہ ہو) اور اے عمر تم نے زور اور قوت کا کام اختیار کیا **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر ذلک نحوہ ابن عمر سے بھی ایسی ہی روایت ہے جیسے اوپر گذری

باب السہو فی الصلوۃ نماز میں بہولنے کا بیان

عن عبد اللہ قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فزاد او نقص قال ابراھیم الوھم منی فقیل لہ یا رسول اللہ ازید فی الصلوۃ شیء قال انما انا بشر انسی کما تنسون فاذا نسی احدکم فلیسجد سجدتین وھو جالس ثم تحول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسجد سجدتین عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پہر کچھ زیادہ کردیا یا کم کردیا ابراہیم نخعی نے کہا (جو راوی ہیں حدیث کے) یہ شک مجکو ہوئی لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا نماز میں کچھ زیادہ ہوگیا ہے آپ نے فرمایا میں ایک آدمی ہوں بہولتا ہوں جیسے تم بہولتے ہو پہر جب تم میں سے کوئی بہولجاوے تو دو سجدے کرے بیٹھ کر بعد اسکے آپ مڑے اور دو سجدے کیے **عن** عیاض انہ سأل ابا سعید الخدری قال احدنا یصلی فلا یدری کم صلی فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم فلم یدر کم صلی فلیسجد سجدتین وھو جالس عیاض سے روایت ہے انہوں نے ابو سعید خدری سے پوچھا ہم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے پہر اسکو یاد نہیں رہتا کتنی رکعتیں پڑھی ہیں ابو سعید نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے پہر اسکو یاد نہ رہے کتنی رکعتیں پڑہیں ہیں تو وہ دو سجدے کرلیوے بیٹھے بیٹھے **ف** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوا نماز میں تاکہ آپ کی امت کو اسکا مسئلہ معلوم ہو اور اللہ تعالے نے اس سہو کے تدارک میں دو سجدے مقرر کیے کیونکہ بہول چوک شیطان کے اغوا سے ہوتی ہے اور سجدہ کرنے سے شیطان بہت ناراض ہوتا ہے تو اس میں یہ حکمت ہے کہ شیطان بہلانے سے باز آویگا جب دیکھیگا کہ میرے بہلانیکی وجہ سے اور بندے کو زیادہ ثواب ملا اور اہل حدیث کے نزدیک سجدہ سہو خواہ سلام کے پہلے کرے خواہ سلام کے بعد اور سجدہ سہو کے بعد پہر تشہد پڑھے پہر سلام پہیرے اور سجدہ سہو سنت کی ترک سے بھی مشروع ہے اسیطرح جب نماز میں زیادت ہوجاوے یا شک ہو کہ کتنی رکعتیں پڑہیں اور جب امام سجدہ سہو کرے تو مقتدی بھی اس کی پیروی کرے (روضہ ندیہ)

باب من صلی الظھر خمسا وھو ساہ جو شخص بہولے سے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھ لیوے

عن عبد اللہ قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الظھر خمسا فقیل لہ ازید فی الصلوۃ قال وما ذاک فقیل لہ فثنی رجلہ فسجد سجدتین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑہیں لوگوں نے کہا کیا نماز میں زیادتی ہوگئی ہے آپ نے فرمایا کیوں (لوگوں نے بیان کیا کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑہیں تب آپ نے اپنا پاؤں موڑا اور دو سجدے کیے سہو کے

باب ما جاء فیمن قام من اثنتین ساھیا جو شخص دو رکعتیں پڑھکر بہولے سے کھڑا ہوجاوے (یعنے پہلا قعدہ نہ کرے)

عن ابن بحينة ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى صلوة اظن انها العصر فلما كان في الثانية قام قبل ان يجلس فلما كان قبل ان يسلم سجد سجدتين ابن بحینہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی میں سمجھتا ہوں عصر کی نماز تھی جب آپ نے دوسری رکعت پڑھی تو بیٹھنے سے پہلے کھڑے ہوگئے پھر آپ نے سلام سے پہلے دو سجدے کیے

عن ابن بحينة ان النبي صلى الله عليه وسلم قام في ثنتين من الظهر نسي الجلوس حتى اذا فرغ من صلوته الا ان يسلم سجد سجدتي السهو وسلم۔ ابن بحینہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی دو رکعتیں پڑھکر کھڑے ہوگئے اور بیچ کا قعدہ بھول گئے جب نماز سے فارغ ہوئے صرف سلام باقی رہا تو آپ نے سہو کے دو سجدے کیے اور سلام پھیرا **ف** اس حدیث سے نکلا کہ ترک سنت سے بھی سجدہ سہو ہوتا ہے کیونکہ قعدہ اولی سنت ہے اہل حدیث کے نزدیک اور ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے

عن المغيرة بن شعبة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قام احدكم من الركعتين فلم يستتم قائما فليجلس فاذا استتم قائما فلا يجلس ويسجد سجدتي السهو مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی تم میں سے دو رکعتیں پڑھکر کھڑا ہو پھر پورا نہ کھڑا ہوا ہو (یعنی ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا ہو) تو بیٹھ جاوے (اور تشہد پڑھے) اگر پورا کھڑا ہوگیا ہو (پھر یاد آوے کہ بیچ کا قعدہ نہیں کیا) تو اب نہ بیٹھے اور (نماز تمام کرے) دو سجدے سہو کے کرے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک سیدھا کھڑا نہ ہو اس وقت تک بیٹھ سکتا ہے اگرچہ قیام کیطرف قریب ہوگیا ہو اور بعض فقہا نے کہا کہ اگر قیام کے قریب ہوگیا ہو تو بھی نہ بیٹھے اور حدیث میں اسکی کوئی دلیل نہیں ہے گو مشائخ بخارا اور اصحاب متون نے اسکو اختیار کیا ہے

باب ما جاء فيمن شك في صلوته فتحرى الصواب جس شخص نے نماز میں شک کی (یعنے رکعتوں کی عدد میں کہ کتنی رکعتیں پڑھیں) تو وہ سوچے اور جو صحیح معلوم ہو اسپر عمل کرے

عن عبد الله قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة لا ندري ازاد او نقص فسأل فحدثناه فثنى رجله واستقبل القبلة وسجد سجدتين ثم سلم ثم اقبل علينا بوجهه فقال لو حدث في الصلوة شيء لانبأتكموه وانما انا بشر انسى كما تنسون فاذا نسيت فذكروني وايكم ما شك في الصلوة فليتحر اقرب ذلك من الصواب فيتم عليه ويسلم ويسجد سجدتين عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھائی ہمکو یاد نہیں کہ آپ نے اس میں زیادتی کی تھی یا کمی پھر آپ نے پوچھا ہمنے آپ سے بیان کیا آپ نے اپنا پاؤں موڑا اور قبلے کیطرف مونہہ کیا اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا بعد اسکے ہماری طرف مونہہ کیا اور فرمایا اگر نماز کے باب میں کوئی نیا حکم اترتا تو میں اسکی خبر تم کو کردیتا لیکن میں آدمی ہوں اور جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں پھر جب میں بھول جاؤں تو مجھ کو یاد دلا دو (نماز کے اندر بھی سبحان اللہ کہکر اور صحابہ نے نماز کے اندر اس خیال سے آپ کو یاد دلایا نہ ہوگا کہ آپ بھول چوک سے پاک ہیں اور اس خیال سے کہ شاید نماز میں کمی یا زیادتی کا حکم نیا اترا ہو آپ نے ان دونوں خیالوں کا رد کیا) اور تم میں سے کوئی جب شک

کرے نماز میں تو سوچے جو قریب ہو صواب کیطرف اسپر عمل کرے اور نماز کو اسی حساب سے پورا کرے اور سلام پھیر کے اور دو سجدے کرے
ف مثلاً شک ہوئی کہ تین رکعتیں پڑہیں یا چار تو سوچکر جسعدد پر رائے ٹہیری اسپر عمل کرے اگر کسیطرف غلبۂ ظن ہو تو
احتیاطاً کم عدد اختیار کرے اور ہر حال میں سجدہ سہو کرے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَالَ الطَّنَافِسِيُّ هَذَا الْأَصْلُ وَلَا يَقْدِرُ
أَحَدٌ يَرُدُّهُ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز میں شک کرے
تو سوچے ٹہیک کیا ہے پہر دو سجدے کرے۔ علی بن محمد طنافسی نے کہا (جو ابن ماجہ کے شیخ ہیں) اس حدیث کا مضمون اصل ہے (یعنی
قاعدہ کلیہ ہے) جسکے خلاف کرنیکی کسیکو قدرت نہیں ہے ف یعنی سجدہ سہو سب کے نزدیک لازم آویگا اب اختلاف اور
امور میں ہے کہ سجدہ سہو سلام کے بعد کرے یا سلام سے پہلے

باب مَا جَاءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَرَجَعَ إِلَى الْيَقِينِ

جو شخص نماز میں شک کرے تو یقین کیطرف رجوع کرے عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالْوَاحِدَةِ فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً فَإِذَا شَكَّ فِي
الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهَا ثِنْتَيْنِ وَإِذَا شَكَّ فِي الثَّلَاثِ وَالْأَرْبَعِ فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا ثُمَّ لِيُتِمَّ مَا بَقِيَ مِنْ
صَلَاتِهِ حَتَّى يَكُونَ الْوَهْمُ فِي الزِّيَادَةِ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ عبدالرحمان بن عوف سے
روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے شک کرے کہ دو رکعتیں پڑہیں
یا ایک تو ایک کو اختیار کرے (کیونکہ وہ یقینی ہے) اور جب شک کرے دو اور تین میں تو دو کو اختیار کرے اور جب شک
کرے تین اور چار میں تو تین کو اختیار کرے پہر جو نماز باقی رہے اسکو پورا کرے اب جو وہم رہے وہ یہی کہ نماز زیادہ ہوئی
(اور کمی کا بالکل وہم ہی نہ رہے) پہر دو سجدے کرے بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے ف اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ جب رائے
اسکی کسیطرف قرار نہ پکڑے اور دونوں جانب مساوی ہوں یعنے غلبۂ ظن کسیطرف نہ ہو تو کم کا عدد اختیار کرے کیونکہ اس
میں احتیاط ہے اگر غلطی ہوگی تو یہی ہوگی کہ نماز زیادہ ہو جاویگی اور وہ بہتر ہے کم ہو جانے سے اور اس حالت میں یہ
حدیث اگلی حدیثوں کے خلاف نہ ہوگی جن میں سوچنے کا ذکر ہے اور بعضوں نے کہا سوچنا چاہیے بلکہ ہر حال میں یقین
کیطرف رجوع کرنا چاہیے اور کم کا عدد اختیار کرنا چاہیے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر پہلے پہل ایسا اتفاق ہو تو نماز کو سر
سے پڑہے اگر دوسری یا تیسری بار ہو تو سوچے اور جو رائے قرار پاوے اسپر عمل کرے اگر کسیپر اسے قرار نہ پاوے تو کم
کو اختیار کرے عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي
صَلَاتِهِ فَلْيُلْغِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ فَإِذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً
كَانَتِ الرَّكْعَةُ نَافِلَةً وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ لِتَمَامِ صَلَاتِهِ وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ رَغْمَ أَنْفِ الشَّيْطَانِ
ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اپنی نماز میں شک کرے تو شک کو

لگا لڑانے اور یقین پر بنا کرے جب اسکو یقین ہو جاوے کہ نماز پوری ہوگئی ہے تو دو سجدے کرے اگر اسکی نماز (واقع میں) پوری ہوگئی ہو گی تو جو رکعت زائد پڑھی ہے وہ نفل ہو جاویگی اور اگر کوئی رکعت کم ہوگئی ہو تو یہ رکعت نماز کو پورا کر دیگی اور دو سجدے شیطان کی ناک کو خاک لگا دینگے

باب فيمن سلم من ثنتين او ثلث ساهيا جو شخص دو یا تین رکعتیں پڑھکر سہو سے سلام پھیر دیوے

عن ابن عمر رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سها فسلم في الركعتين فقال له رجل يقال له ذو اليدين يا رسول الله اقصرت الصلوة ام نسيت قال ما قصرت وما نسيت قال اذا فصليت ركعتين قال اكما يقول ذو اليدين قالوا نعم فتقدم فصلى ركعتين ثم سلم ثم سجد سجدتي السهو عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کیا اور سلام پھیر دیا دو رکعتوں کے بعد ایک شخص نے آپ سے عرض کیا جسکو ذوالیدین کہتے تھے (اسکے دونوں ہاتھ لمبے تھے اسوجہ سے ذوالیدین لقب ہوا) یا رسول اللہ کیا نماز کم ہوگئی یا آپ بھول گئے آپنے فرمایا نہ نماز کم ہوگئی نہ میں بھولا ذوالیدین نے عرض کیا تو اس حالت میں تو آپنے دو رکعتیں پڑھیں (اور دو چھوڑ دیں) آپنے فرمایا (اور لوگوں کیطرف دیکھکر) کیا ذوالیدین جیسا کہتا ہے ایسا ہی ہوا (یعنے فی الحقیقت میں نے دو رکعتیں پڑھیں) لوگوں نے عرض کیا جی ہاں (یعنے ذوالیدین سچ کہتا ہے) یہ سنکر آپ آگے بڑھے آپنے دو رکعتیں اور پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے سہو کے **ف** اس حدیث سے کئی باتیں نکلیں ایک یہ کہ نماز کے اندر سے بھولے سے بات کرے تو نماز نہیں جاتی دوسرے یہ کہ ایک شخص کی گواہی میں شبہ رہتا ہے تو اسکی خبر کو تحقیق کرنا چاہیے تیسرے یہ کہ جب نماز میں نقصان ہو جاوے سہو سے تو سجدہ سلام کے بعد کرنا چاہیے اور اسکی بحث آگے آویگی

عن ابي هريرة قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم احدى صلاتي العشي ركعتين ثم سلم ثم قام الى خشبة كانت في المسجد يستند اليها فخرج سرعان الناس يقول قصرت الصلوة وفي القوم ابوبكر وعمر فهاباه ان يقولا له شيئا وفي القوم رجل طويل اليدين يسمى ذا اليدين فقال يا رسول الله اقصرت الصلوة ام نسيت فقال لم تقصر ولم انس قال فانما صليت ركعتين فقال اكما يقول ذو اليدين قالوا نعم قال فقام فصلى ركعتين ثم سلم ثم سجد سجدتين ثم سلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی ہمارے ساتھ (یعنے ظہر کی یا عصر کی ابو ہریرہ کو یاد نہیں رہا) تو دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا بعد اسکے ایک لکڑی کیطرف کھڑے ہوئے جو مسجد میں تھی اسپر ٹیکا دیتے تھے اب جلد باز لوگ چلدیے یہ کہتے ہوئے کہ نماز میں قصر ہوگیا اور مقتدیوں میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے لیکن وہ ڈرے آپ سے کچھ عرض کرنے ہوئے (دوسری روایت میں ہے کہ اسوقت آپکے مبارک چہرے پر ذرا غصے کے آثار نمایاں تھے پس ابوبکر یا عمر یا اور کسی کی کیا مجال تھی کہ ایسے وقت میں کچھ عرض کرتا کیونکہ جو لوگ مقرب ہوتے ہیں انکو ان باتوں کا اور زیادہ خیال رہتا ہے بہ نسبت عام لوگوں کے دوسرے یہ کہ انکو اطمینان تھا کہ اگر قصر

اگر آپ سے سہو ہوا ہے تو سہو قائم نہیں کہیگا ضرور کوئی صورت نکالیگا) ایک شخص تہا مقتدیوں میں لنبے ہاتہ والا اسکا نام ذوالیدین تہا اُسنے عرض کیا (جرات کرکے اور نیت اسکی بخیر تہی کہ نماز کا مسئلہ معلوم ہوجاوے یا اگر سہو ہوا ہے تو نماز پوری ہوجاوے) یارسول اللہ کیا نماز میں قصر کا حکم ہوا یا آپ بہول گئے آپنے فرمایا نہ قصر کا حکم ہوا ہے نہ میں بہولا ذوالیدین نے کہا آپنے دو رکعتیں پڑہیں یہ سنکر آپنے (لوگون کیطرف مخاطب ہوکر) فرمایا کیا ایسا ہی ہے جیسے ذوالیدین کہتا ہے لوگون نے عرض کیا جی ہان پہر آدمی نے کہا پہر آپ کہڑے ہوئے یعنے امامت کے مقام میں آنکر یا سیدہے کہڑے ہوگا اور دو رکعتیں پڑہیں پہر سلام پہیرا پہر دو سجدے کیے (سہو کے) پہر سلام پہیرا **عن** عمران بن الحصین قال سلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاث رکعات من العصر ثم قام فدخل الحجرۃ فقام الخرباق رجل بسیط الیدین فنادی یا رسول اللہ اقصرت الصلوۃ فخرج مغضبا یجر ازارہ فسأل فاخبر فصلی تلک الرکعۃ التی کان ترک ثم سلم ثم سجد سجدتین ثم سلم عمران بن حصین سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی تین رکعتیں پڑہکر سلام پہیر دیا بعد اسکے آپ کہڑے ہوئے اور حجرہ کے اندر تشریف لیگئے ایک شخص کہڑا ہوا اسکا نام خرباق تہا (یا ذوالیدین یہ لقب تہا اور نام عمیر تہا) وہ لنبے ہاتہون والا تہا اس نے پکارا یا رسول اللہ کیا نماز میں قصر ہوگیا یہ سنکر آپ غصے کی حالت میں نکلے اپنی تہ بند گہسیٹتے ہوئے اور لوگون سے پوچہا انہون نے بیان کیا (یعنے خرباق کی تصدیق کی) آپنے وہ رکعت ادا کی جو چہوڑ دی تہی پہر سلام پہیرا پہر دو سجدے کیے پہر سلام پہیرا **ف** ان حدیثون سے مالک اور ربیعہ اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور اہل حدیث نے یہ دلیل لی ہے کہ اگر نماز میں بہولے سے بات کی جاوے خواہ امام کرے یا مقتدی تو نماز فاسد نہ ہوگی اور ابوحنیفہ اور ثوری کہتے ہیں کہ نماز فاسد ہوجاویگی وہ کہتے ہیں یہ حدیث منسوخ ہے لیکن نسخ کی دلیل کافی بیان نہیں کرتے اور صحابی کا فعل حدیث کو نسخ نہیں کرسکتا

باب ما جاء فی سجدتی السہو قبل السلام سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنا

عن ابی ہریرۃ رض ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان الشیطان یاتی احدکم فی صلوتہ فیدخل بینہ وبین نفسہ حتی لا یدری زاد او نقص فاذا کان ذلک فلیسجد سجدتین قبل ان یسلم ثم یسلم ابوہریرہ رض سے روایت ہی جناب شاہ رسالت علیہ الصلوۃ والتحیۃ نے فرمایا بیشک شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اسکی نماز میں اور نمازی اور اسکے دلمین گہسکر سما جاتا ہے وہ نہیں جانتا کہ یعنے کتنی رکعتیں پڑہیں زیادہ یا کم جب ایسا ہو تو دو سجدے کرے سلام سے پہلے پہر سلام پہیرے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شک کی صورت میں سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے امام احمد نے عبدالرحمن بن عوف سے اور بخاری اور مسلم نے ابوسعید سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور مغیرہ کی حدیث میں نقصان کی صورت میں بہی سلام کے بعد سجدہ منقول ہے غرض اسباب میں مختلف حدیثیں

وارد ہین کسی مین سلام سے پہلے سجدہ سہو منقول ہے کسی مین سلام کے بعد پس اہلحدیث نے دونو طرح جائز رکھا ہے اور دررمین اسیکو
مذہب قرار دیا ہے تاکہ سب حدیثون پر عمل ہوجاوے امام احمد کہتے ہین کہ جہان پر آنحضرت صلعم نے سلام سے پہلے سجدہ کیا ہے
وہان سلام سے پہلے کرے اور جہان پر سلام کے بعد سجدہ کیا ہے وہان سلام کے بعد کرے اور یہ ایک نہایت معقول اور
درست بات ہے کیونکہ نماز کے ارکان اور افعال مین قیاس کو دخل نہین ہے پس جہان پر نص وارد ہے وہان تو اسیطرح
کرنا بہتر ہے جیسا نص آیا ہے اور جس مقام مین نص نہین آیا تو وہان سلام کے بعد کرے اور امام داود ظاہری کہتے ہین کہ
بس پانچ مقامون مین آنحضرت صلعم سے سجدہ سہو ثابت ہے انہی مین سجدہ سہو کرے اور دوسرے مقامون مین ضرور نہین لیکن شبہ
کو دور کرکے یقین پر بنا کرے اور ہم کہتے ہین کہ ثوبان کی حدیث مین یون آیا ہے کہ ہر سہو مین دو سجدے ہین سلام کے
بعد اور اس سوا ان پانچ کے سوا اور مقامون مین بھی سجدہ ثابت ہوتا ہے لہذا عمدہ قول اہلحدیث کا ہے کہ چاہے سلام سے
پہلے کرے چاہے سلام کے بعد اور شافعی کے نزدیک ہمیشہ سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے اور ابوحنیفہ کے نزدیک ہمیشہ
سلام کے بعد کرے اور ان دونو مذہبون پر قباحت لازم آتی ہے کہ مخالف حدیثون کو رد کرنا پڑیگا یا کچھ تاویل
کرنا ہوگی **عن** ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشیطان یدخل بین ابن آدم وبین
نفسہ فلا یدری کم صلی فاذا وجد ذلک فلیسجد سجدتین قبل ان یسلم ابوہریرہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ شیطان آدمیون مین اور انکے دلون مین سما جاتا ہے پھر یاد نہین رہتا کے
رکعتین پڑھین جب ایسا ہو تو دو سجدے کرے سلام سے پہلے **باب** ماجاء فیمن سجدھما بعد السلام جو
لوگ سجدہ سہو کو سلام کے بعد کہتے ہین انکی دلیل **عن** علقمۃ ان ابن مسعود سجد سجدتی السھو بعد
السلام وذکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعل ذلک علقمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سہو
کا سجدہ سلام کے بعد کیا اور بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے **عن** ثوبان قال سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی کل سھو سجدتان بعد ما یسلم ثوبان سے روایت ہے انہنے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ہر سہو مین دو سجدے ہین سلام کے بعد **باب** ماجاء فی البناء
علی الصلوۃ نماز پر بنا کرنیکا بیان **عن** ابی ھریرۃ رض قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الصلوۃ
وکبر ثم اشار الیھم فمکثوا ثم انطلق فاغتسل فکان رأسہ یقطر ماء فصلی بھم فلما انصرف قال انی
خرجت الیکم جنبا وانی نسیت حتی قمت فی الصلوۃ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے نماز کے لیے اور اللہ اکبر کہا اور مسلم کی روایت مین ہے کہ اللہ اکبر نہین کہا تھا اور بخاری کی روایت
مین ہے کہ ہم انتظار مین تھے اللہ اکبر کہنے کے پھر اشارہ کیا لوگون کیطرف کہ ٹھیرے رہو بعد اسکے آپ تشریف
لے گئے اور غسل کیا آپکے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا

میں نکل آیا تھا جنابت کی حالت میں اور میں بھول گیا تھا غسل کرنا یہاں تک کہ نماز کے لیے کھڑا ہو گیا **ف** اُس وقت یاد آیا کہ غسل
نہیں کیا تھا جس روایت میں یہ ہے کہ آپ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد تشریف لے گئے اسی سے مؤلف نے یہ نکالا کہ اگلی نماز پر بنا کیا مگر یہ
مشکل ہے کیونکہ جنابت کی حالت میں نماز درست نہیں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ مقتدیوں کی نماز درست ہوئی اہلحدیث کے مذہب کے
موافق کہ امام کے سہو سے مقتدیوں کی نماز میں خلل نہیں آتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید دوبارہ تکبیر کہہ لی ہو گی
لیکن مقتدی اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہے اور سابق کی نماز پر بنا کیا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَهُ قَيْءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهٖ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ
لَا يَتَكَلَّمُ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا جسکو نماز میں قے آوے یا نکسیر پھوٹے یا
مونہہ بھر کر پانی نکلے مونہہ سے یا مذی نکلے تو وہ چلا جاوے اور وضو کرے پھر بنا کرے اپنی نماز پر اور وہ اس بیچ میں بات
نہ کرے **ف** کیونکہ اگر قصداً بات کریگا تو نماز فاسد ہو جاویگی یہ حدیث موقوف ہے اور وہ حجت نہیں ہے علاوہ اسکے
اسکا اسناد ضعیف ہے اور بظاہر اس میں حنفیہ کی دلیل ہے کہ نکسیر پھوٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اہلحدیث کے نزدیک خون
نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا ان کی دلیل دوسری صحیح حدیثیں ہیں **بَاب** مَا جَاءَ فِيْمَنْ اَحْدَثَ فِي الصَّلٰوةِ كَيْفَ
يَنْصَرِفُ جس شخص کو نماز میں حدث ہو وہ کس طرح سے جاوے **عَنْ** عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلّٰى
اَحَدُكُمْ فَاَحْدَثَ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى اَنْفِهٖ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہو اور اسکو حدث ہو تو اپنی ناک تھامے اور چلا جاوے **ف** وضو
کرنے کے لیے ناک تھامنے کو اسلیے فرمایا کہ لوگوں کو گمان ہو کہ اسکی نکسیر پھوٹی ہے اور وہ جانے میں شرم نہ کرے اس لیے
کہ گوز لگانا شرم کی بات ہے **عَنْ** عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **بَاب** مَا جَاءَ
فِيْ صَلٰوةِ الْمَرِيْضِ بیمار کی نماز کے بیان میں **عَنْ** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَ بِيَ النَّاصُوْرُ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ عمران بن حصین سے روایت ہے
مجھے ناسور کا عارضہ تھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا نماز کو آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھ اگر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ
کر پڑھ اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو کروٹ پر لیٹ کر پڑھ **ف** اس سے حنفیہ کا رد ہوتا ہے کہ چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے وہ یہ کہتے
ہیں کہ ناسور کی مرض میں چت لیٹنا دشوار ہوتا ہے اسواسطے آپ نے عمران کو کروٹ پر لیٹنے کا حکم دیا اور ہم کہتے ہیں کہ ناسور
میں چت لیٹنا دشوار نہیں ہوتا کیونکہ ناسور یعنی بواسیر مقعد کا عارضہ ہے اور بعض روایتوں میں باسور ہے یعنی بواسیر
کے اور دوسرے یہ کہ امام نسائی کی روایت میں صاف ہے اگر کروٹ پر نہ لیٹ سکے تو چت لیٹ اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا
اسکی طاقت سے زیادہ پس اس سے یہ نکلتا ہے کہ کروٹ پر لیٹنا افضل ہے اور حاکم نے مستدرک میں کہا کہ یہ حدیث صحیح
ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور دونوں نے اسکو نہیں نکالا حالانکہ بخاری نے اسکو نکالا ہے اور ملا علی قاری حنفی نے

مرقاۃ میں کہا کہ عمران بن حصین کی حدیث سے عموم نہیں نکلتا کہ ہر حالت میں کروٹ پر لیٹنا چت لیٹنے سے افضل ہے اور ہمارے مذہب میں چت لیٹنا افضل ہے کیونکہ دارقطنی نے نکالا کہ مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر کھڑا نہ ہو سکے تو چت پڑھے اور پاؤں قبلے کیطرف کرے انتہے اور ہم کہتے ہیں کہ ملا علی قاری نے اس مقام میں ناانصافی بھی کی اور خیانت بھی اللہ انکی خطا معاف کرے عمران بن حصین کی حدیث میں نسائی کی روایت میں صاف ہے کہ اگر کروٹ پر نہ لیٹ سکے تو چت لیٹے اس سے معلوم ہوا کہ کروٹ پر لیٹنا چت لیٹنے سے ہر حال میں افضل ہے اور دارقطنی کی روایت میں حضرت علی سے یوں ہے کہ بیمار کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر یہ نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھے اگر سجدہ نہ ہو سکے تو اشارہ کرے اور سجدے میں رکوع سے زیادہ جھکے اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو اپنے داہنے کروٹ پر لیٹ کر پڑھے قبلہ کیطرف مونہہ کرکے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو چت لیٹ کر پڑھے اور پاؤں قبلے کیطرف رکھے انتہے اور ملا علی قاری نے اس حدیث کو مختصر کر دیا اور کروٹ پر لیٹنے کا ذکر اس میں سے نکال ڈالا اب معلوم نہیں کہ حنفیہ نے یہ کہاں سے نکالا ہے کہ چت لیٹکر پڑھنا کروٹ پر لیٹ کر پڑھنے سے افضل ہے ہدایہ میں ایک حدیث لکھی ہے کہ اگر بیمار بیٹھکر بھی نماز نہ پڑھ سکے تو اپنی پشت پر لیٹ کر اشارے سے پڑھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اللہ تعالی اسکا عذر قبول کرے گا مگر اس حدیث کا کہیں نشان نہیں ملتا اور صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ بے ڈھنگ حدیثیں لکھدیتے ہیں اللہ تعالی انکی خطا معاف کرے **عن** وائل بن حجر قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی جالسا علی یمینہ وھو وجع وائل بن حجر سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے نماز پڑھی داہنی طرف بیٹھکر اور آپ بیمار تھے

باب فی صلوۃ النافلۃ قاعدًا (نفل نماز بیٹھکر پڑھنا بلا عذر)

عن ام سلمۃ رض قالت والذی ذھب بنفسہ صلی اللہ علیہ وسلم ما مات حتی کان اکثر صلوتہ وھو جالس وکان احب الاعمال الیہ العمل الصالح الذی یدوم علیہ العبد وان کان یسیرا ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا قسم اسکی جو آنحضرت کو لیگیا (یعنے اللہ تعالی شانہ کی) آپنے انتقال نہیں فرمایا یہاں تک کہ اکثر نماز آپ کی (نفل) بیٹھکر ہوتی اور آپ کو سب عملوں میں وہ نیک عمل زیادہ پسند تھا جسکو بندہ ہمیشہ کرے گو وہ تھوڑا ہو **ف** عمل اگرچہ تھوڑا ہو پر جب وہ ہمیشہ کیا جاوے تو اسکی برکت اور ہی ہوتی ہے اور ہمیشگی کی وجہ سے وہ اس کثیر عمل سے بڑھ جاتا ہے جو چند روز کے لیے کیا جاوے ہر کام کا یہی حال ہے مواظبت اور دوام عجب چیز ہے اگر کوئی شخص ایک سطر قرآن شریف کی ہر روز حفظ کیا کرے تو سال میں دو پارے ہو جاویں گے اور پندرہ سال میں سارا قرآن حفظ ہو جاوے گا اور معلوم نہ ہوگا علم کا بھی یہی حال ہے کہ تھوڑا سا پڑھو جو دل پر بار نہ ہو پر ہمیشہ پڑھو ناغہ نہ کرو دیکھو اس میں کیا برکت ہوتی ہے ایک کتاب کا روز ایک صفحہ لکھو سال میں ۳۶۰ صفحے ہو جاویں گے اور دو سال میں بڑی کتاب بن جاوے گی برخلاف اسکے اگر تین چار روز محنت شاقہ کرکے روز ایک جز لکھے پھر چھوڑ دے تو بھی کچھ فائدہ نہیں بلکہ محنت مفت برباد ہوگی ہمیشہ دنیا میں بڑے کام اور مشکل مقاصد انہوں ہی نے اتمام کو پہونچائے ہیں جنہوں نے ہمیشہ اعتدال سے

اسکو کیا ہے اور جلدی نہیں کی مین کیا کہون اس حدیث پر ساری حکمتین قربان ہین اور دین اور دنیا دونون کے فائدے اس پر
بہرے ہوئے ہین نفس پر زور ڈالو اور ہمیشہ کام کرنا سیکھو اور ہر کام کے لیے وقت مقرر کرو اور کسی کام کو ناغہ نہ کرو اور تہوڑا
کام ہر روز اختیار کرو کہ دلپر بار نہ ہو پہر دیکھو کیا برکت ہوتی ہے کہ تم خود تعجب کروگے یہی حدیث شریف کہ ترجمے مین جسکو مین
پندرہ سال سے لکھتا ہون اور اکثر ناغہ ہی ہوا اسپر برکت دیکھو کہ ۱۸ بڑے بڑے مجلد لکھے گئے اور تمام ہوگئی یا اللہ
برکت عطا فرما ہماری نیک عملون مین اور ہمیشگی اور استقلال عطا فرما ہماری سب کامون مین یا اللہ جلدی اور تلون سے
بچا دے ہمکو آمین یا رب العالمین **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَإِذَا
أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ إِنْسَانٌ أَرْبَعِينَ آيَةً ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آنحضرت بادشاہ
ملک نبوت صلی اللہ علیہ وسلم (نفل نماز) بیٹھکر پڑہتے تھے جب رکوع کا قصد کرتے تو کہڑے ہو جاتے اتنی دیر کے لیے
جتنی دیر مین آدمی چالیس آیتین پڑہتا ہے **ف** اور اتنی قرأت کہڑے کہڑے کرکے پہر رکوع کرتے نفل مین ایسا
کرنا درست ہے **عَنْ** عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ
اللَّيْلِ إِلَّا قَائِمًا حَتَّى دَخَلَ فِي السِّنِّ فَجَعَلَ يُصَلِّي جَالِسًا حَتَّى إِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ أَرْبَعُونَ آيَةً أَوْ ثَلَاثُونَ قَامَ فَقَرَأَ
وَسَجَدَ حضرت عائشہ سے روایت ہے مینے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی نماز پڑہتے ہوئے نہین دیکھا
مگر کہڑے ہوکر یہانتک کہ آپ بوڑہے ہوئے اسوقت بیٹہ کر پڑہنے لگے جب آپکی قرأت مین سے تیس یا چالیس آیتین
رہجاتین اسوقت آپ کہڑے ہوتے پہر انکو پڑہتے (اور رکوع) اور سجدہ کرتے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ
قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رض عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا
طَوِيلًا قَاعِدًا فَإِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا عبد اللہ بن شقیق عقیلی سے روایت ہے مینے حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رات کی انہون نے کہا آپ بڑی رات تک کہڑے ہوکر پڑہتے
اور بڑی رات تک بیٹہ کر جب کہڑے ہوکر قرأت کرتے تو رکوع بہی کہڑے کہڑے کرتے اور جب بیٹہکر قرأت کرتے تو رکوع
بہی بیٹہکر کرتے **ف** غرض نفل مین ہر طرح اختیار ہے چاہے بیٹہکر پڑہے چاہے کہڑی ہوکر چاہے کہڑی ہوکر شروع کرے پہر بیٹہ جاوے
چاہے بیٹہ کر شروع کرے پہر کہڑا ہو جاوے **باب** صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ بیٹہ کر نماز پڑہنے
مین آدہا ثواب ہے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي جَالِسًا فَقَالَ
صَلَاةُ الْجَالِسِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ عبد اللہ بن عمرو کو دیکہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹہکر نماز پڑہتے
ہوئے تو فرمایا بیٹہ کر نماز پڑہنے والے کو کہڑے ہوکر پڑہنے والے کا آدہا ثواب ہے **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَرَأَى نَاسًا يُصَلُّونَ قُعُودًا فَقَالَ صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ
انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو بعضے لوگون کو دیکہا بیٹہ کر نماز پڑہتے ہوئے آپنے فرمایا

ٹھکر پڑھنے والوں کو کھڑے ہوکر پڑھنے والیکا آدھا ثواب ہے عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّہٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ یُصَلِّیْ قَاعِدًا قَالَ مَنْ صَلّٰی قَائِمًا فَھُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ
صَلّٰی نَائِمًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ عمران بن حصین سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر آدمی بیٹھکر
نماز پڑھے تو کیسا آپ نے فرمایا جو کوئی کھڑے ہوکر پڑھے تو افضل ہے اور بیٹھکر پڑھنے والیکو کھڑے ہوکر پڑھنے والیکا آدھا ثواب ہے
اور لیٹ کر پڑھنے والیکو بیٹھکر پڑھنے والیکا آدھا ثواب ہے باب مَا جَاءَ فِیْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا بیان بیماری میں عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَضَہُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَقَالَ اَبُوْ مُعَاوِیَۃَ لَمَّا ثَقُلَ جَاءَ بِلَالٌ یُؤْذِنُہٗ بِالصَّلٰوۃِ فَقَالَ مُرُوْا
اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ رَجُلٌ اَسِیْفٌ یَعْنِیْ رَقِیْقٌ وَمَتٰی مَا یَقُوْمُ مَقَامَکَ یَبْکِیْ فَلَا
یَسْتَطِیْعُ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّکُنَّ صَوَاحِبَاتُ یُوْسُفَ قَالَتْ
فَاَرْسَلْنَا اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِہٖ خِفَّۃً فَخَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ یُھَادٰی
بَیْنَ رَجُلَیْنِ وَرِجْلَاہُ تَخُطَّانِ فِی الْاَرْضِ فَلَمَّا اَحَسَّ بِہٖ اَبُوْ بَکْرٍ ذَھَبَ لِیَتَاَخَّرَ فَاَوْمٰی اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ مَکَانَکَ قَالَ فَجَاءَ حَتّٰی اَجْلَسَاہُ اِلٰی جَنْبِ اَبِیْ بَکْرٍ فَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ یَاْتَمُّ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ یَاْتَمُّوْنَ بِاَبِیْ بَکْرٍ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں مبتلا
ہوئے جس میں انتقال فرمایا ابو معاویہ نے کہا جب آپ بیمار ہوئے تو بلال آئے آپ کو خبر کرنے کے لیے نماز کے واسطے آپ نے فرمایا
حکم کرو ابو بکر کو وہ نماز پڑھاویں لوگوں کو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر ایک نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے
ہونگے تو آپ کو یاد کر کے (رونے لگیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے تو کاش آپ عمرؓ کو حکم دیتے نماز پڑھانیکا آپ نے فرمایا ابو بکر
کو حکم کرو وہ نماز پڑھاویں لوگوں کو تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ والیاں ہو (جیسے یوسف کی ساتھ والیاں یعنے زلیخا کی
سہیلیاں دعوت کا بہانہ کیا اور مطلب یہ تہا کہ وہ یوسف کے حسن و جمال کو دیکھیں اور زلیخا کو انکے عشق میں معذور رکھیں
ویسے ہی تم ظاہر میں یہ بہانہ کرتی ہو کہ ابو بکر نرم دل آدمی ہیں رونے لگیں گے نماز میں اور اصل مقصود یہ ہے کہ ابو بکرؓ
کو لوگ منحوس سمجھیں گے اگر میری وفات ہوگئی اور انکو پسند نہ کریں گے تو اس سے انکو بچانا چاہتے ہو) حضرت عائشہ نے کہا
پھر ہم نے ابو بکر کو کہلا بھیجا انہوں نے نماز پڑھائی لوگوں کو پھر آنحضرتؐ نے ذرا اپنا مزاج ہلکا پایا آپ نماز کے لیے نکلے دو
آدمیوں پر ٹیکا دیے ہوئے اور آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے (ضعف و ناتوانی کی وجہ سے) جب ابو بکرؓ نے آپ
کی آہٹ پائی تو وہ پیچھے ہٹنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو آخر وہ دونو مرد جنہیں آپ
ٹیکے ہوئے تھے) آئے اور آپ کو ابو بکر کے (بائیں) پہلو میں بٹھا دیا تو ابو بکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے تھے
اور لوگ ابو بکر کی اقتدا کرتے تھے ف یعنے ابو بکرؓ کی آواز سنکر رکوع اور سجدہ کرتے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و

سلم بیٹھے ہوئے تھے اکثر مقتدیوں کو آپ نظر نہ آتے ہونگے اور آپ کی آواز میں بیماری کی وجہ سے ضعف تھا لوگ آپ کی آواز بھی نہ سنتے ہونگے اور حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نماز میں دو امام تھے ایک آپ دوسرے ابوبکرؓ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اگر ایک شخص امامت شروع کردے پھر دوسرا شخص اس سے افضل آجاوے تو وہ امام پیچھے سرک سکتا ہے اور اس افضل شخص کو امام بنا سکتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیماری میں ایک ہی بار برآمد ہوئے اور مسجد میں بیٹھکر نماز پڑھائی اور بعض کہتے ہیں کہ دو بار برآمد ہوئے ایک بار حضرت علی اور عباس پر ٹیکا دیئے ہوئے اور دوسری بار بریرہ اور ایک عورت پر اور ایک بار آپ نے ابوبکر کی اقتدا کی اور ایک بار آپ نے امامت کی اور ابوبکر پیچھے ہٹ گئے اسکے بعد پھر آپ برآمد نہیں ہوئے بلکہ پیر کے روز پردہ اٹھا کر صحابہ کو نماز میں دیکھا صبح کے اور پھر پردہ ڈال لیا اسی روز آپ کا وصال ہوا ؎ یا ربّ صلّ وسلّم دائماً ابداً + علی نبیّک خیر الخلق کلّہم

عن عائشۃ قالت امر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابا بکر یصلّی بالنّاس فی مرضہ فکان یصلّی بہم فوجد رسول اللہ خفّۃ فخرج واذا ابوبکر یؤمّ النّاس فلمّا راٰہ ابوبکر استاخر فاشار الیہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ای کما انت فجلس رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حذاء ابی بکر الی جنبہ فکان ابوبکر یصلّی بصلوٰۃ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم والنّاس یصلّون بصلوٰۃ ابی بکر ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو حکم دیا نماز پڑھانے کا اپنی بیماری میں وہ نماز پڑھایا کرتے تھے ایک بار آنحضرت نے اپنا مزاج ذرا ہلکا پایا تو باہر آپ نکلے دیکھا تو ابوبکر امامت کر رہے ہیں ابوبکر آپ کو دیکھکر پیچھے ہٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اشارہ کیا کہ اپنی جائے پر رہو پھر آپ ابوبکر کے برابر بیٹھے انکے پہلو میں تو ابوبکر نماز پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھکر اور لوگ ابوبکر کی نماز کو دیکھکر

عن سالم ابن عبید قال اغمی علی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فی مرضہ فقال احضرت الصّلوٰۃ قالوا نعم قال مروا بلالاً فلیؤذّن ومروا ابابکر فلیصلّ بالنّاس ثمّ اغمی علیہ فافاق فقال احضرت الصّلوٰۃ قالوا نعم قال مروا بلالاً فلیؤذّن ومروا ابابکر فلیصلّ بالنّاس ثمّ اغمی علیہ فافاق فقال احضرت الصّلوٰۃ قالوا نعم قال مروا بلالاً فلیؤذّن ومروا ابابکر فلیصلّ بالنّاس فقالت عائشۃ انّ ابی رجل اسیف فاذا قام ذلک المقام یبکی لا یستطیع فلو امرت غیرہ ثمّ اغمی علیہ فافاق فقال مروا بلالاً فلیؤذّن ومروا ابابکر فلیصلّ بالنّاس فانّکنّ صواحب یوسف او صواحبات یوسف قال فامر بلال فاذّن وامر ابوبکر فصلّی بالنّاس ثمّ انّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وجد خفّۃ فقال انظروا الی من اتّکئ علیہ فجاءت بریرۃ ورجل اٰخر فاتّکأ علیہما فلمّا راٰہ ابوبکر ذہب لینکص فاومیٰ الیہ ان اثبت مکانک ثمّ جاء رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حتّی جلس الی جنب ابی بکر حتّی قضی ابوبکر صلوٰتہ ثمّ انّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قبض سالم بن عبید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیہوشی ہوگئی بیماری میں آپ نے

فرمایا کیا نماز کا وقت آگیا سبحان اللہ کیا خیال تھا نماز کا لوگون نے عرض کیا جی ہان آپنے فرمایا بلال کو حکم دو وہ اذان کہین اور ابوبکر کو حکم دو وہ نماز پڑہا دین پہر آپ کو بیہوشی ہوگئی بعد اسکے ہوش مین آئے اور فرمایا کیا نماز کا وقت آگیا لوگون نے کہا جی ہان آپنے فرمایا بلال کو حکم دو وہ اذان دیوین اور ابوبکر کو حکم دو وہ نماز پڑہا دین پہر آپ کو بیہوشی ہوگئی بعد اسکے ہوش آیا آپنے فرمایا کیا نماز کا وقت آیا لوگون نے عرض کیا جی ہان آپنے فرمایا بلال کو حکم دو وہ اذان دیوین اور ابوبکر کو حکم دو وہ نماز پڑہا دین اسوقت حضرت عائشہ نے عرض کیا میرے باپ نرم دل آدمی ہین وہ جب امامت کیجگہہ کہڑے ہونگے تو آپکو یاد کرکے (روئے لگینگے اور نماز نہ پڑہا سکینگے اسلیے کاش آپ اور کسیکو حکم دیجیے (امامت کا) اسکے بعد پہر آپ بیہوش ہوگئے پہر ہوش آیا تو فرمایا بلال کو حکم دو وہ اذان دیوین اور ابوبکر کو حکم دو وہ نماز پڑہا دین اور تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھہ والیان ہو۔ راوی نے کہا آخر بلال کہڑے ہوئے اور اذان دی اور ابوبکر کو امامت کا حکم دیا گیا انہون نے نماز پڑہائی لوگون کو اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا اپنا مزاج ہلکا پایا تو فرمایا دیکہو کسیکو لاؤ جسپر مین ٹیکا دون لتنے مین بریرہ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی) آئی اور ایک شخص اور (وہ حضرت عباس یا حضرت علی رضی اللہ عنہما تہے) آپنے ان دونون پر ٹیکا دیا جب ابوبکر (نماز کے اندر ہی) آپ کو دیکہا (یعنے آپ کی آہٹ پائی) تو وہ پیچہے ہٹنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اشارہ کیا اپنی جائے پر رہو (اس مین اشارہ ہی کہ ابوبکر خلافت کے لائق تہے اور دوسرے صحابہ پر مقدم تہے خلافت کیلیے) اور آپ تشریف لائے اور ابوبکر کے بازو بیٹہ گئے یہانتک کہ ابوبکر نے اپنی نماز پوری کی اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا (یعنے پہر اسکے بعد آپ نماز کے لیے باہر تشریف نہین لائے)

عن ابن عبّاسٍ قال لمّا مرض رسول الله صلّى الله عليه وسلّم مرضه الّذي مات فيه كان في بيت عائشة فقال ادعوا لي عليًّا قالت عائشة يا رسول الله ندعو لك أبا بكرٍ قال ادعوه قالت حفصة يا رسول الله ندعو لك عمر قال ادعوه قالت أمّ الفضل يا رسول الله ندعو لك العبّاس رض قال نعم فلمّا اجتمعوا رفع رسول الله صلّى الله عليه وسلّم رأسه فينظر فسكت فقال عمر قوموا عن رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ثمّ جاء بلالٌ يؤذنه بالصّلوة فقال مروا أبا بكرٍ فليصلّ بالنّاس فقالت عائشة رض يا رسول الله إنّ أبا بكرٍ رجلٌ رقيقٌ حصرٌ ومتى لا يراك يبكي والنّاس يبكون فلو أمرت عمر يصلّي بالنّاس فخرج أبو بكرٍ فصلّى بالنّاس فوجد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم من نفسه خفّةً فخرج يهادى بين رجلين ورجلاه تخطّان في الأرض فلمّا رآه النّاس سبّحوا بأبي بكرٍ فذهب ليتأخّر فأومأ إليه النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم أي مكانك فجاء رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فجلس عن يمينه وقام أبو بكرٍ وكان أبو بكرٍ يأتمّ بالنّبيّ صلّى الله عليه وسلّم والنّاس يأتمّون بأبي بكرٍ قال ابن عبّاسٍ وأخذ رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلّم من القراءة من حيث كان بلغ أبو بكرٍ قال وكيعٌ وكذا السّنّة قال فمات رسول

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِہٖ ذٰلِکَ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بیمار ہوئے اُس بیماری میں جس میں انتقال فرمایا تو آپ حضرت عائشہ کے گھر میں تھے آپنے فرمایا علی بن ابی طالب کو میرے لیے
بلاؤ حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپکے لیے ابوبکر کو بلادین آپنے فرمایا بلاؤ انکو حضرت حفصہ نے عرض کیا یا رسول
اللہ ہم آپکے لیے عمر کو بلادین آپنے فرمایا بلاؤ ام الفضل نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپکے لیے عباس کو بلائین آپنے فرمایا
ہان جب یہ سب لوگ جمع ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور ان لوگون کیطرف دیکھا اور خاموش ہو رہے
حضرت عمر نے کہا چلو اٹھو آنحضرت کے پاس سے (کیونکہ بیماری مین ہمارے بیٹھنے سے آپ کو تکلیف ہوگی) پھر بلال آئے
آپ کو خبر دینے کو نماز کی آپنے فرمایا ابوبکر کو حکم کرو وہ نماز پڑھا دین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول
اللہ ابوبکر نرم دل آدمی ہین اور پڑھنے مین رک جاتے ہین (یا کم گو ہین انکی زبان مین زیادہ طلاقت نہین ہے) اور وہ
جب آپکو امامت کے مقام پر نہ دیکھینگے تو رونے لگینگے اور لوگ بھی رووینگے تو کاش آپ عمر کو حکم دیجیے نماز
پڑھانیکا آخر ابوبکر نکلے اور انہونے نماز پڑھائی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مزاج ذرا ہلکا پایا تو آپ باہر نکلے دو
مردون پر ٹیکا دیے ہوئے اور آپکے پاؤن زمین پر گھسٹتے جاتے تھے (بخار کی شدت اور ناطاقتی سے) جب لوگون
نے آپکو دیکھا تو سبحان اللہ کہا ابوبکر کو خبر کرنے کے لیے انہونے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو
اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو اور آپ آئے اور ابوبکر کے داہنی طرف بیٹھے (یہ وہم ہے راوی کا اس روایت مین اور صحیح
یہ ہے کہ ابوبکر کی بائین طرف آپ بیٹھے) اور ابوبکر کھڑے رہے غرض ابوبکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے تھے
اور لوگ ابوبکر کی اقتدا کرتے تھے۔ ابن عباس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی مقام سے قرأت شروع کی
جہانتک ابوبکر پہونچے تھے وکیع نے کہا ایسا ہی سنت ہے (یعنے جب دوسرا امام امامت شروع کرے تو اُسی جگہ سے
پڑھے جہانتک اگلا امام پہونچا تھا) راوی نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا اُسی بیماری مین ف
اس حدیث سے یہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنی خواہش سے بلایا تھا لیکن بی بیون کے اصرار سے اور لوگون
کو بھی بلا لیا تاکہ اُن کا دل ناخوش نہ ہو اور چونکہ لوگ بہت سے جمع ہو گئے اسلیے آپ دل کی بات نہ کہنے پائے اور سکوت فرمایا
اور حضرت ابوبکر کی فضیلت اور صحابہ پر ثابت ہوئی کہ آپنے نماز کی امامت کے لیے انکو منتخب کیا اور امامت صغریٰ
قرینہ ہے امامت کبریٰ کا اور یہ بھی نکلا کہ جماعت مین شریک ہونا کیسا ضروری کام ہے کہ باوصف ایسی بیماری اور
ناتوانی کے آپ باہر تشریف لائے **باب** مَاجَآءَ فِیْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلْفَ رَجُلٍ مِّنْ
اُمَّتِہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا اپنی ایک امتی کے پیچھے **عَنِ** الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَیْنَا اِلَی الْقَوْمِ وَقَدْ صَلّٰی بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَکْعَۃً فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ یَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰی اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّتِمَّ الصَّلٰوۃَ وَقَالَ قَدْ

احسنت کذلک فافعل مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے رہ گئے (سفر میں) تو ہم لوگوں میں اُس وقت پہنچے جب جماعت کھڑی ہو گئی تھی) اور عبدالرحمن بن عوف ایک رکعت پڑھا چکے تھے عبدالرحمن نے جب آن حضرت کی آہٹ پائی تو انہوں نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آن حضرت نے اشارہ کیا کہ نماز کو پورا کرو اور نماز کے بعد فرمایا تم نے اچھا کیا ایسا ہی کیا کرو **ف** یعنے جب نماز کا وقت آجایا کرے تو نماز شروع کر دیا کرو اور میری انتظار میں تاخیر کرو یہ حکم آپ نے سفر میں دیا لیکن حضر میں تو آپ ہر نماز کو افضل وقت پر پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھی لوگ آپکا انتظار بھی کرتے

باب مَا جَاءَ فِي إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ امام اسلیے مقرر ہوا ہے کہ اسکی پیروی کی جاوے **عن** عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَكَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَعُودُونَهُ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو کچھ لوگ آپ کے اصحاب میں سے آپکی عیادت (بیمار پرسی) کو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھکر نماز پڑھی لیکن لوگوں نے آپکے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھی آپ نے انکو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اسلیے ہے کہ اسکی پیروی کیجاوے جب امام رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب امام سر اٹھاوے تم بھی سر اوٹھاؤ اور جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو **ف** امام احمد نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ امام جب بیٹھکر نماز پڑھے تو مقتدی بھی اُسکے پیچھے بیٹھکر پڑھیں گے مقتدیوں کو عذر نہ ہو اور محققین اہلحدیث کا بھی یہی قول ہے لیکن جمہور علماء جیسے ابو حنیفہ اور شافعی وغیرہ اسکے خلاف ہیں اور دلیل لیتے ہیں مرض موت کی حدیث سے جو ابھی گذری اور ہم کہتے ہیں کہ اول تو اس حدیث میں اختلاف ہے راویوں کا بعضوں نے روایت کیا کہ ابوبکر صدیق امام تھے اور بعضوں نے روایت کیا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام تھے اگر اس اختلاف سے قطع نظر کریں تب بھی مرض موت کی حدیث حجت نہیں کیونکہ اس میں ابوبکر نماز کھڑے رہکر شروع کر چکے تھے اور صحابہ بھی کھڑے رہکر شروع کر چکے تھے اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بیٹھنے کا حکم نہیں کیا اور کلام صورت میں ہے جب امام شروع سے بیٹھکر نماز شروع کرے اور بعضوں نے یہ جواب دیا ہے کہ مرض موت کی حدیث میں یہ کہاں ہے کہ صحابہ آپکے پیچھے کھڑے تھے وفیہ ما فیہ **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُرِعَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا نَعُودُهُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا وَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعِينَ انس بن مالک سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے آپکے داہنے طرف کا جسم چھل گیا تو ہم

گئے آپکو پوچھنے کے لیے اور نماز کا وقت آگیا آپنے بیٹھکر نماز پڑہائی اور ہمنے بہی آپکے پیچھے بیٹھکر پڑہی (اگلی روایت میں یون ہے کہ کہڑے ہوکر پڑہی جب آپنے اشارہ کیا تو بیٹھ گئے اور اس روایت میں اختصار ہے یا یہ دوسرا واقعہ ہے یا بعض لوگون نے اول سے بیٹھکر پڑہی بعضون نے کہڑے ہوکر اور آپنے اُن لوگون کو اشارہ کیا جو کہڑے تہے) جب آپ نماز پڑہ چکے تو فرمایا امام اسلیے ہی کہ اُسکی پیروی کیجاوے جب وہ تکبیر کہے تو تم بہی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بہی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہٗ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بہی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھکر نماز پڑہے تو تم سب بیٹھکر پڑہو (یہ حدیث بہی امام احمد کی دلیل ہے) **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ وَاِنْ صَلّٰی قَائِمًا فَصَلُّوْا قِیَامًا وَاِنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اسلیے ہی کہ اُسکی پیروی کیجاوے جب وہ تکبیر کہے تم بہی تکبیر کہو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہٗ کہے تم ربنا ولک الحمد کہو اور اگر وہ کہڑے ہوکر نماز پڑہے تو تم بہی کہڑے ہوکر پڑہو اگر وہ بیٹھ کر پڑہے تو تم بہی بیٹھکر پڑہو (یہ حدیث بہی امام احمد کی دلیل ہے)۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اشْتَکٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلَّیْنَا وَرَآءَہٗ وَھُوَ قَاعِدٌ وَاَبُوْ بَکْرٍ یُسْمِعُ النَّاسَ تَکْبِیْرَہٗ فَالْتَفَتَ اِلَیْنَا فَرَآنَا قِیَامًا فَاَشَارَ اِلَیْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّیْنَا بِصَلَاتِہٖ قُعُوْدًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اِنْ کِدْتُّمْ اٰنِفًا تَفْعَلُوْا فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ یَقُوْمُوْنَ عَلٰی مُلُوْکِھِمْ وَھُمْ قُعُوْدٌ فَلَا تَفْعَلُوْا ائْتَمُّوْا بِاَئِمَّتِکُمْ اِنْ صَلّٰی قَائِمًا فَصَلُّوْا قِیَامًا وَاِنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا جابر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوے ہمنے آپکے پیچھے نماز پڑہی آپ بیٹھے ہوئے پڑہ رہے تہے اور ابوبکر تکبیر کہتے تہے (پکار کر) لوگون کو آپ کی تکبیر سناتے تہے آپنے ہماری طرف التفات کیا تو ہم کو کہڑا ہوا پایا آپنے ہمکو اشارہ کیا (بیٹھنے کے لیے) ہم بیٹھ گئے پہر ہمنے نماز پڑہی آپ کی نماز کے ساتھ بیٹھکر جب آپنے سلام پہیرا تو فرمایا اسوقت تو تم فارس اور روم والون کیطرح کرنیوالے تہے وہ لوگ اپنے بادشاہون کے سامنے کہڑے رہتے ہین اور بادشاہ بیٹہے رہتے ہین (لیکن ہمارے بادشاہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ نہین کہ بادشاہ بیٹھے ہون اور غلام کہڑے ہون بلکہ غلام اور خادم بہی بیٹھ جاوینگے جب بادشاہ بیٹھ گئے قربان اپنے بادشاہ کے کرم اور رحم اور تواضع کے) ایسا مت کرو بلکہ اپنے امامون کی پیروی کرو اگر امام کہڑے ہوکر نماز پڑہے تو تم بہی کہڑے ہوکر پڑہو اگر وہ بیٹھ کر پڑہے تو تم بہی بیٹھکر پڑہو (یہ حدیث بہی امام احمد کی دلیل ہے)۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْقُنُوْتِ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فجر کی نماز مین قنوت پڑہنے کا بیان **عَنْ** اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْجَعِیِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ اِنَّکَ قَدْ صَلَّیْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ

وعمر وعثمان وعلی ههنا بالکوفة نحوا من خمس سنين أكانوا يقنتون في الفجر فقال أي بني محدث
ابو مالک اشجعی سعد بن طارق سے روایت ہے مینے اپنے باپ سے کہا باوا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان کے
پیچھے نماز پڑہی اور حضرت علی کے پیچھے بھی پڑہی کوفہ مین پانچ برس تخمینا کیا یہ لوگ فجر کی نماز مین قنوت پڑہتے تھے انہون نے
کہا اے بیٹے میرے یہ ایک نئی بات ہے **ف** یہ طارق کا خیال تھا مگر اور کئی صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فجر کی نماز
مین قنوت پڑہنا نقل کیا ہے اور عبد الرزاق نے انس سے روایت کیا باسناد صحیح کہ آنحضرت قنوت پڑہتے رہے فجر کی نماز مین
یہانتک کہ دنیا سے انتقال فرمایا شافعی اور اکثر علما کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ نے اس سے منع کیا ہے وہ کہتے ہین اگر کوئی
آفت مسلمانون پر اترے تو فجر کی نماز بلکہ ہر ایک نماز مین قنوت پڑہے اور اہل حدیث نے دونون طرف کی حدیثون پر عمل کیا ہے
کبھی پڑہتے ہین اور کبھی نہین پڑہتے اور یہی طریق اولی ہے **عن** ام سلمة قالت نهى رسول الله صلى الله عليه
وسلم عن القنوت في الفجر حضرت بی بی ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا فجر کی نماز مین قنوت
پڑہنے سے **ف** اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو حنفیہ کی عمدہ دلیل تھی لیکن دار قطنی نے کہا کہ اس کے اسناد مین محمد بن یعلی اور
عنبسہ اور عبد اللہ بن نافع یہ سب ضعیف ہین اور نافع کا سماع بھی ام سلمہ سے ثابت نہین ہے اور عقیلی نے بخاری سے نقل کیا کہ عنبسہ
متروک ہے اور ابو حاتم اور یحیی بن معین نے کہا کہ عنبسہ حدیث بنا لیتا تھا اور عبد اللہ بن نافع بہت ضعیف ہے **عن** انس
بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقنت في صلوة الصبح يدعو على حي من احياء العرب
شهرا ثم ترك انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز مین قنوت پڑہتے تھے آپ بد دعا کرتے تھے
عرب کے ایک قبیلے پر (جنھون نے چند قاریون کو فریب سے مار ڈالا تھا) ایک مہینے تک پھر ترک کر دیا اسکو **عن** ابی هريرة رض
قال لما رفع رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه من صلوة الصبح قال اللهم انج الوليد بن الوليد وسلمة
بن هشام وعياش بن ابي ربيعة والمستضعفين بمكة اللهم اشدد وطأتك على مضر واجعلها عليهم
سنين كسني يوسف ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سر اوٹھایا صبح کی نماز سے یعنے رکوع کر کر
سر اٹھایا دوسری رکعت مین) تو فرمایا اللهم انج الوليد بن الوليد اخیر تک یعنے یا اللہ نجات دے ولید بن ولید کو (یہ خالد بن
ولید کے بھائی تھے) اور سلمہ بن ہشام کو (یہ بھائی تھے ابو جہل کے بہت پرانے مسلمان تھے) اور عیاش بن ابی ربیعہ کو
(یہ بھی ابو جہل کے بھائی تھے) اور ان مسلمانون کو جو کمزور ہین مکہ مین یا اللہ سخت کر پکڑ اپنی مضر پر (ایک قبیلہ ہے عرب
مین) اور انکے سالون کو حضرت یوسف کے سالون کی طرح کر دے **ف** جیسے سات سال حضرت یوسف کے عہد مین قحط
مین گذرے تھے کہ پانی بالکل نہین برسا اور قحط ہو گیا تھا ویسا ہی مضر کے کافرون پر قحط بھیج تاکہ بھوکون کے مارے
تباہ اور برباد ہو جاوین دوسری روایت مین دعای قنوت یون وارد ہے اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات و
المسلمين والمسلمات وألف بين قلوبهم وأصلح ذات بينهم وانصرهم على عدوك وعدوهم

اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَیُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَاءَکَ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَاَنْزِلْ بِھِمْ بَاْسَکَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ جب کافر مسلمانوں کو ستاویں یا مسلمانوں پر کوئی آفت کافروں کی طرف سے آوے تو اس دعائے قنوت کو پڑھے اور اس کے بعد یوں کہے اَللّٰھُمَّ اَنْجِ فُلَانًا وَفُلَانًا اور فلان فلان کی جگہہ اُن مسلمانوں کا نام لیوے جنکا چھڑانا کافروں سے منظور ہو وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنْ مَکَّۃَ کی جگہہ پر اُس جاے کا نام لیوے جہاں یہ مسلمان تکلیف اٹھا رہے ہوں کافروں کے ہاتھ سے جیسے ہمارے زمانے میں لیورپول میں مسلمان تکلیف اٹھا رہے ہیں نصاریٰ کے ہاتھ سے اَللّٰھُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَکَ عَلٰی مُضَرَ مضر کی جگہہ بھی اُن کافروں کا نام لیوے جو مسلمانوں کو تکلیف دیتے ہوں جیسے یوں کہے اَللّٰھُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَکَ عَلَی النَّصَارٰی وَالتَّیَاچِرَۃِ وَاجْعَلْھَا عَلَیْھِمْ سِنِیْنَ کَسِنِیْ یُوْسُفَ حدیث میں ولید اور سلمہ اور عیاش کے لیے آپ نے دعا کی یہ سب مسلمان ہو گئے تھے لیکن مکہ میں ابو جہل ملعون اور دوسرے کافروں نے اُسکو سخت قید اور تکلیف میں رکھا تھا

باب مَاجَاءَ فِیْ قَتْلِ الْحَیَّۃِ وَالْعَقْرَبِ فِی الصَّلٰوۃِ نماز میں سانپ اور بچھو مارنے کا بیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْاَسْوَدَیْنِ فِی الصَّلٰوۃِ الْعَقْرَبِ وَالْحَیَّۃِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا دو کالوں کے (یعنے سانپ اور بچھو کے) مار ڈالنے کا نماز میں **ف** کیونکہ یہ دونوں سخت موذی ہیں اور اگر نماز کے تمام ہونے کا انتظار کیا جاویگا تو احتمال ہے کہ بھاگ جاویں اور پھر ہاتھ نہ آویں اسلیے نماز کے اندر ہی انکا مارنا درست ہوا اگرچہ چلنے کی اور عمل کثیر کی حاجت پڑے اور نماز فاسد نہ ہوگی اور پھر مار کے آنکر نماز وہیں سے شروع کردے جہاں تک پڑھی تھی اور حنفیہ نے جو قیدیں اس میں لگائیں ہیں کہ ایک مار یا تین مار میں مار ڈالے اور زیادہ نہ چلے اسکی کوئی دلیل نہیں ہے اور حدیث مطلق ہے پس اُنکے مارنے میں جو جو ضرور ہو اُسکو کرے جیسے لکڑی لانا اُنکے پیچھے دوڑنا اگر بھاگیں مار لگانا ان سب کاموں سے نماز فاسد نہ ہوگی بشرطیکہ اور کوئی غیر ضروری کام نہ کرے اور حنفیہ جو کہتے ہیں کہ عمل کثیر مفسد ہے نماز کا تو وہ خود متردد ہیں عمل کثیر میں کہ اسکے معنی کیا ہیں کسی نے کچھ کہا ہے کسی نے کچھ اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ عمل کثیر اور قلیل سے کچھ نہیں ہوتا جو باتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کی ہیں یا اُنکے کرنے کی اجازت دی ہے اُن سے نماز فاسد نہیں ہوتی جیسے سانپ بچھو مارنا اگر کوئی اور گھر میں نہ ہو تو زنجیر کھولدینا اشارے سے سلام کا جواب دینا ضرورت کیوقت کھنکار دینا مثلاً باہر سے کوئی پکارے اور یہ گھر کے اندر نماز میں ہو تو کھنکار دیوے قیام اور رکوع منبر پر کرنا اور سجدے کے لیے نیچے اترنا پھر منبر پر چلے جانا بچہ کا کاندھے پر اٹھا لینا رکوع اور سجدے کیوقت اُسکو زمین پر بٹھا دینا پھر قیام کے وقت اوٹھا لینا بھولے سے بات کرنا اپنے امام کو اگر وہ بھولے تو بتانا یعنے لقمہ دینا نفل نماز میں قرآن مصحف میں دیکھکر پڑھنا کوئی نمازی کے سامنے سے گذرتا ہو تو ہاتھ سے اُسکو ہٹانا یا ہاتھ سے اُسکو ضرب لگانا

عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ لَدَغَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَقْرَبٌ وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰہُ الْعَقْرَبَ

مَا تَدَعُ الْمُصَلِّيَ وَغَيْرَ الْمُصَلِّي اُقْتُلُوْهَا فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بچھونے
کاٹا آپ نماز میں تھے جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا لعنت کرے اللہ بچھو پر نہ نمازی کو چھوڑتا ہے نہ بے نمازی کو ف

نیش عقرب نہ از پے کین است + مقتضای طبیعتش این است

ت مار ڈالو اسکو حل میں ہو یا حرم میں (حل مکہ اور مدینہ کے حرم کے سوا اور مقاموں کو کہتے ہیں چونکہ وہاں کا جانور شکار کرنا حلال
ہے) عَنْ ابْنِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ عَقْرَبًا وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ ابن
ابی رافع نے اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے دادا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچھو کو نماز میں قتل کیا **باب**
النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نماز کی ممانعت **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صَلٰوتَيْنِ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى
تَغْرُبَ الشَّمْسُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو نمازوں سے ایک تو فجر کی نماز
کے بعد نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ سورج نکل آوے دوسرے عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ سورج ڈوب جاوے
ف اوقات مکروہ میں کہ اس حدیث میں دو وقت مذکور ہیں اور دوسری حدیثوں میں تین وقت اور مذکور ہیں ایک طلوع
شمس کا وقت دوسرے غروب شمس کا وقت تیسرے ٹھیک دوپہر کا وقت اور علماء نے اس مسئلہ میں بہت اختلاف کیا ہے
اور دلائل متعارض ہیں اور اہلحدیث نے اسکو ترجیح دی ہے کہ ان اوقات میں بلا ضرورت اور بلا سبب نوافل پڑھنا مکروہ
ہے لیکن سبب اور ضرورت سے جیسے طواف کا دوگانہ یا تحیۃ المسجد کا یا سنت اور واجب کی قضا جیسے وتر یا فجر یا ظہر
کے دوگانہ کی قضا ان اوقات میں درست ہے اسیطرح مکہ مستثنے ہے وہاں ہر وقت نماز درست ہے اسیطرح جمعہ کی نماز مستثنے
ہے وہ ٹھیک دوپہر بھی درست ہے اور تفصیل اس مسئلہ کی تسہیل القاری میں ہے واللہ اعلم **عَنْ** اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ
ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصر کی نماز کے بعد پھر نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج ڈوب جاوے
اور فجر کی نماز کے بعد نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج نکل آوے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عِنْدِيْ رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ فِيْهِمْ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِيْ عُمَرُ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْفَجْرِ
حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے انہوں نے کہا میرے پاس
کئی عمدہ آدمیوں نے گواہی دی اور ان سب میں زیادہ عمدہ میرے نزدیک حضرت عمر تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا فجر کے بعد پھر نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج نکلے اور عصر کے بعد پھر نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج ڈوب جاوے +

باب مَا جَاءَ فِي السَّاعَاتِ الَّتِيْ تُكْرَهُ فِيْهَا الصَّلٰوةُ جن ساعتوں میں نماز مکروہ ہے انکا بیان **عَنْ**
عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ هَلْ مِنْ سَاعَةٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْاُخْرٰى

قال نعم جوف اللیل الاوسط فصل ما بدا لك حتی یطلع الصبح ثم انهه حتی تطلع الشمس وما دامت
كانها حجفة حتی تبتبش ثم صل ما بدا لك حتی تقوم العمود علی ظله ثم انهه حتی تزیغ الشمس فان
جهنم تسجر نصف النهار ثم صل ما بدا لك حتی تصلی العصر ثم انهه حتی تغرب الشمس فانها
تغرب بین قرنی الشیطان وتطلع بین قرنی الشیطان عمرو بن عنبسہ سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پاس آیا مینے عرض کیا کوئی وقت اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ پسند ہے دوسری وقت سے آپنے فرمایا ہان رات کا بیچ کا حصہ
یعنے آدہی رات کے بعد تو اسوقت نماز پڑہ جتنی تو چاہے یہانتک کہ صبح صادق طلوع ہو پہر نماز سے باز رہ یہانتک کہ
سورج نکلے اور جب تک سورج ڈہال کیطرح رہے یہانتک کہ خوب کہلجاوے پہر نماز پڑہ جتنی تو چاہے یہانتک کہ سیدہا
آفتاب سر آوے اسوقت باز رہ نماز سے یہانتک کہ وہ ڈہل جاوے اسلیے کہ دوپہر کیوقت جہنم سلگایا جاتا ہے پہر نماز پڑہ
جتنی تو چاہے یہانتک کہ عصر کی نماز پڑہے پہر عصر کی نماز کے بعد باز رہ نماز سے یہانتک کہ سورج ڈوب جاوے کیونکہ وہ ڈوبتا
ہے شیطان کی دو زلفون کے بیچ مین اور نکلتا ہے شیطان کی دو زلفون کے بیچ مین **عن** ابی هریرة قال سال
صفوان بن المعطل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انی سائلك عن امر انت به عالم
وانا به جاهل قال وما هو قال هل من ساعات اللیل والنهار ساعة تكره فیها الصلوة قال نعم اذا
صلیت الصبح فدع الصلوة حتی تطلع الشمس فانها تطلع بقرنی الشیطان ثم صل فالصلوة محضورة
متقبلة حتی تستوی الشمس علی راسك كالرمح فدع الصلوة فان تلك الساعة تسجر فیها جهنم و
تفتح فیها ابوابها حتی تزیغ الشمس عن حاجبك الایمن فاذا زالت فالصلوة محضورة متقبلة حتی
تصلی العصر ثم دع الصلوة حتی تغیب الشمس ابوہریرہ سے روایت ہے کہ صفوان بن معطل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے پوچہا تو عرض کیا یا رسول اللہ مین آپ سے ایک بات پوچہتا ہون جسکو آپ جانتے ہین اور مین نہین جانتا آپ نے
فرمایا وہ کیا ہے صفوان نے کہا رات اور دن مین کوئی وقت ایسا بہی ہے جس مین نماز مکروہ ہو آپنے فرمایا ہان جب تو صبح
کی نماز پڑہ چکے تو اب نماز چہوڑ دے یہانتک کہ سورج نکلے کیونکہ وہ نکلتا ہے شیطان کے دو زلفون کے بیچ مین اب پہر نماز
پڑہ اس مین فرشتے حاضر ہون گے اور وہ قبول ہوگی یہانتک کہ آفتاب سیدہا سر پر آجاوے نیزے کیطرح جب نیزے
کیطرح سیدہا تیرے سر پر آجاوے تو نماز چہوڑ دے کیونکہ اسوقت جہنم سلگایا جاتا ہے اور جہنم کے دروازے اسوقت کہلتے
ہین یہانتک کہ سورج ڈہل جاوے تیرے داہنے ابرو سے جب ڈہل جاوے تو اب نماز مین فرشتے حاضر ہون گے اور وہ قبول
ہوگی یہانتک کہ تو عصر کی نماز پڑہے پہر نماز چہوڑ دے یہانتک کہ سورج ڈوب جاوے **ف** اس مسئلہ مین اہلحدیث کا قول
اوپر گذر چکا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ان تینون وقتون مین ہر ایک نماز ناجائز ہے البتہ اسیدن کی عصر پڑہ لیوے گو
آفتاب زرد ہوگیا ہو اور نذر کی نماز اور نفل نماز صبح اور عصر کی نماز کے بعد منع ہے مگر جو فرض قضا ہوگئی ہو اسکا پڑہنا

منع نہین اسیطرح سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ بھی منع نہین اور امام مالک نے کہا کہ ان اوقات مین نوافل منع ہین فرض پڑہنا منع نہین اور امام احمد نے کہا کہ طواف کا دوگانہ بھی ان اوقات مین پڑہنا جائز ہے **عن** ابی عبد اللہ الصنابحی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشمس تطلع بین قرنی الشیطان او قال یطلع معها قرنا الشیطان فاذا ارتفعت فارقها فاذا کانت فی وسط السماء قارنها فاذا دلکت او قال زالت فارقها فاذا دنت للغروب قارنها فاذا غربت فارقها فلا تصلوا هذه الساعات الثلث ابو عبداللہ صنابحی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک سورج نکلتا ہے شیطان کی دونو زلفون کے بیچ مین یا یون فرمایا کہ سورج کے ساتھ شیطان کی دونون زلفین بھی نکلتی ہین اور اس سے شیطان کی یہ غرض ہے کہ جو لوگ سورج کی پرستش کرتے ہین وہ اسکی پرستش کرین ا جب سورج بلند ہوجاتا ہے تو شیطان اُس سے الگ ہوجاتا ہے پہر جب سورج بیچ آسمان مین آتا ہے تو شیطان اُسکے نزدیک ہوجاتا ہے جب وہ ڈہل جاتا ہے تو شیطان اُس سے جدا ہوجاتا ہے پہر جب سورج ڈوبنے کو ہوتا ہے تو شیطان اُسکے نزدیک ہوجاتا ہے جب ڈوب جاتا ہے تو اس سے جدا ہوجاتا ہے تو مت نماز پڑہو ان تینون وقتون مین **ف** اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ اوقات مشرکین کی عبادت کے اوقات ہین جو اللہ کے سوا سورج کی پرستش کرتے ہین تو ان اوقات مین گو خدا کی عبادت کیجاوے لیکن مشرکین کی مشابہت کیوجہ سے مکروہ اور منع ٹہیری یہان ایک اعتراض ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ زمین گردی ہے اور وہ سورج کے گرد گھومتی ہے اب جو لوگ منطقة البروج کے تحت مین زمین کے چارون طرف رہتی ہین ان مین کوئی وقت اس سے خالی نہ ہوگا یعنے کہین دوپہر ضرور ہوگی اور کہین طلوع ہوتا ہوگا اور کہین غروب ہو رہا ہوگا پس ہروقت مین نماز منع ٹہیرے گی اور اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک ملک والون کو اپنے اپنے طلوع اور غروب اور استوا سے غرض ہے دوسرے ملکون سے غرض نہین پس جسوقت ہماری ملک مین زوال ہوجاوے تو نماز درست ہوگی حالانکہ جسوقت ہمارے یہان زوال ہوا ہے اُسوقت اُن لوگون پاس جو مغرب کیطرف مٹی ہوئی ہین استوا کا وقت ہوگا اب ایک اور اعتراض ہوتا ہے وہ یہ کہ جب آفتاب کسی وقت مین خالی نہوا یعنے کسی نہ کسی ملک مین اُسوقت استوا ہوگا اور کسی نہ کسی ملک مین طلوع کا وقت ہوگا اور کسی نہ کسی ملک مین غروب کا تو شیطان آفتاب سے جدا کیونکر ہوگا بلکہ ہروقت آفتاب کے ساتھ رہیگا اور اسکا جواب یہ ہے کہ بیشک جو شیطان آفتاب پر معین ہے وہ ہروقت اسکی ساتھ رہتا ہے اور آفتاب کے ساتھ ہی ساتھ پہرتا ہی لیکن جدا ہونے سے یہ غرض ہے کہ آفتاب کے ساتھ ہی وہ ہماری سمت سے ہٹ جاتا ہے اور مشرکون کی عبادت کا وقت ہماری ملک مین ختم ہوجاتا ہے اور ہمکو نماز پڑہنا اور عبادت کرنا درست ہوجاتا ہے گو نفس الامر مین وہ آفتاب سے جدا نہو کس لیے کہ ہر ساعت کہین نہ کہین طلوع اور غروب اور استوا کا وقت ہی واللہ اعلم

باب ما جاء فی الرخصة فی الصلوة بمکة فی کل وقت مکہ مین ہروقت نماز پڑہنا درست ہی اسکی دلیل **عن** جبیر بن مطعم ان

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا اَحَدًا طَافَ بِھٰذَا الْبَیْتِ وَصَلّٰی اَیَّۃَ سَاعَۃٍ شَاءَ مِنَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ جبیر بن مطعم سے روایت ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای عبد مناف کو بیٹو (یہی لوگ مکہ مین حرم کے متولی تہے) مت منع کرو کسی کو اس گہر کے طواف کرنے سی اور جسوقت چاہے نماز پڑہنے سے دن کو یا رات کو **ف** اسحدیث سی اہل حدیث اور شافعی اور احمد اور اسحاق نے مکہ کو ممانعت کی حدیثون سی مستثنے کیا ہی اور مسجد حرام مین ہر وقت طواف اور نماز کو جائز رکہا ہے لیکن ابوحنیفہ مکہ کو بہی مستثنے نہین کرتے وہ کہتے ہین اسحدیث سے یہ غرض ہے کہ سوا اوقات مکروہہ کے اور وقتون مین نماز سے منع مت کرو اور مخالف اسکو کیون ملنے لگا اور جس صورت مین ہم مکہ کو مستثنے کردین تو سب حدیثون پر عمل ہو جاتا ہے **بَاب** مَا جَاءَ اِذَا اَخَّرُوا الصَّلٰوۃَ عَنْ وَقْتِھَا جب لوگ نماز مین تاخیر کرین توکیا کرنا چاہیے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَعَلَّکُمْ سَتُدْرِکُوْنَ اَقْوَامًا یُصَلُّوْنَ الصَّلٰوۃَ لِغَیْرِ وَقْتِھَا فَاِنْ اَدْرَکْتُمُوْھُمْ فَصَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ لِلْوَقْتِ الَّذِیْ تَعْرِفُوْنَ ثُمَّ صَلُّوْا مَعَھُمْ وَاجْعَلُوْھَا سُبْحَۃً عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شاید ایسے لوگون کو پاؤ گے جو نماز کو بیوقت پڑہین گے پہر اگر تم ایسے لوگون کو پاؤ تو اپنے گہر ون مین نماز پڑہ لو اسوقت پر جسکو تم پہچانتے ہو (یعنے ساتہ پڑہا کرتے ہو اسوقت مین) بعد اس کے اُن لوگون کے ساتہ بہی پڑہ لو اور اسکو نفل سمجہو **ف** یعنے دوسری نماز کو کیونکہ وہ بے وقت ہی گو جماعت سے ہی اور بعضون نے کہا ہے کہ اول نماز نفل ہو جاویگی اور یہ فرض اور بعضون نے کہا اللہ جل جلالہ کو اختیار ہے جسکو چاہے فرض کر دیوی اور جسکو چاہے نفل کر دیوے اب یہ حدیث عام ہے اور ہر ایک نماز کو شامل ہے کہ جماعت کے ساتہ اسکو دوبارہ پڑہ سکتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ صرف ظہر اور عشا کو دوبارہ پڑہے اور نمازون کو دوبارہ نہ پڑہے واللہ اعلم۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِھَا فَاِنْ اَدْرَکْتَ الْاِمَامَ یُصَلِّیْ بِھِمْ فَصَلِّ مَعَھُمْ وَقَدْ اَحْرَزْتَ صَلٰوتَکَ وَاِلَّا فَھِیَ نَافِلَۃٌ لَکَ ابوذر سے روایت ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑہ پہر اگر امام کو پاوے وہ نماز پڑہ رہا ہو لوگون کے ساتہ تو نماز پڑہ لے اسکے ساتہ بہی اور تو تو اپنی نماز جمع کر چکا نہین تو یہ نماز نفل ہو جاویگی **عَنْ** عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَیَکُوْنُ اُمَرَاءُ تَشْغَلُھُمْ اَشْیَاءُ یُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوۃَ عَنْ وَقْتِھَا فَاجْعَلُوْا صَلٰوتَکُمْ مَعَھُمْ تَطَوُّعًا عبادہ بن صامت سے روایت ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ ایسے لوگ کامون مین مشغول رہین گے اور نماز مین دیر کرین گے اسکو وقت سے (یعنے افضل وقت سے) تو تم انکے ساتہ جو نماز پڑہو اسکو نفل کر دو (اور فرض نماز علاحدہ اکیلے اپنے وقت پر پڑہ لو) **بَاب** مَا جَاءَ فِیْ صَلٰوۃِ الْخَوْفِ خوف کی نماز کے بیان مین **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فِي صَلٰوةِ الْخَوْفِ اَنْ يَّكُوْنَ الْاِمَامُ يُصَلِّيْ بِطَائِفَةٍ مَعَهُ فَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَةً وَّاحِدَةً وَّتَكُوْنُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ ثُمَّ يَنْصَرِفُ الَّذِيْنَ سَجَدُوا السَّجْدَةَ مَعَ اَمِيْرِهِمْ ثُمَّ يَكُوْنُوْا مَكَانَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا وَيَتَقَدَّمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْا مَعَ اَمِيْرِهِمْ سَجْدَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ اَمِيْرُهُمْ وَقَدْ صَلّٰى صَلٰوتَهُ وَيُصَلِّيْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ بِصَلٰوتِهِ سَجْدَةً لِّنَفْسِهِ فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ اَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا قَالَ يَعْنِيْ بِالسَّجْدَةِ الرَّكْعَةَ

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوف کی نماز میں کہ امام ایک گروہ کے ساتھ نماز پڑھے اور وہ ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے اور دوسرا گروہ اُن میں سے دشمن کے مقابل ہو پھر جس گروہ نے ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھی وہ چلا جاوے اور اُس گروہ کی جگہ پر کھڑا ہو جس نے نماز نہیں پڑھی وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اب امام تو نماز سے فارغ ہو جاوے (چار رکعتی یا دو رکعتی نماز میں چار رکعتیں ہیں اسواسطے کہ قصر کے سبب سے وہ بھی دو رکعتیں رہ گئیں) وہ اپنی نماز پڑھ چکا اور دونوں گروہوں میں سے ہر ایک ایک ایک رکعت اپنی ذات کے لیے پڑھے اگر اس سے زیادہ خوف ہو (مثلاً حملہ ہو رہا ہو اور جماعت اور صف نکر سکیں) تو ہر ایک شخص پیدل یا سواری پر پڑھ کر نماز پڑھ لیوے ف گو منہ قبلہ کی طرف نہ ہو اور سجدہ اور رکوع اشارے سے ادا کرے امام بخاری نے ابن عمر سے نکالا کہ منہ قبلہ کی طرف ہو یا نہ ہو جاننا چاہیے کہ خوف کی نماز کا ذکر قرآن مجید میں ہے پر وہ مجمل ہے اور احادیث میں اسکی تفصیل کئی طرح سے وارد ہے ایک تو وہ جو ابن عمر سے روایت گذری اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے بھی دوسرے یہ کہ ہر گروہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے تو امام کی چار رکعتیں ہوں اور مقتدیوں کی دو دو رکعتیں یہ صحیحین میں جابر سے منقول ہے تیسرے جو جابر کی روایت میں آگے آتی ہے اسکو امام مسلم نے بھی نکالا چوتھے سہل بن ابی حثمہ نے جو روایت کی یہ بھی آگے مذکور ہوگی اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا پانچویں جو احمد اور نسائی اور ابوداؤد نے نکالا کہ ایک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوا اور ایک گروہ دشمن کے مقابل انکی پیٹھ قبلہ کیطرف تھی تو حضرت نے تکبیر کہی اور دونوں گروہوں نے تکبیر کہی پھر آپ نے ایک رکعت پڑھی اور جو گروہ آپکے ساتھ تھا اُس نے بھی ایک رکعت پڑھی پھر آپنے سجدہ کیا اور اُس گروہ نے بھی سجدہ کیا جو آپکے قریب تھا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہا پھر آپ کھڑے ہوئے اور وہ گروہ جو آپکے ساتھ تھا وہ بھی کھڑا ہوا اور دشمن کیطرف گیا اور دوسرا گروہ جو دشمن کے مقابل تھا وہ آیا اس نے (تکبیر تحریمہ تو پہلے ہی کہہ لی تھی) اب رکوع اور سجدہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے پھر یہ گروہ کھڑا ہوا اور ایک رکعت دوسری ادا کی تو حضرت کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا اب وہ گروہ آیا جو دشمن کے مقابل چلا گیا تھا اُنہوں نے (دوسری رکعت کا) رکوع اور سجدہ کیا اور حضرت بیٹھے رہے اور جو لوگ آپکے ساتھ تھے وہ بھی بیٹھے رہے جب وہ رکوع اور سجدہ سے فارغ ہوئے تو اب سلام ہوا اور سب نے سلام پھیرا اس صورت میں حضرت کی بھی دو رکعتیں ہوئیں اور لوگوں کی بھی دو دو رکعتیں (روضہ) میں ہے کہ یہ سب صورتیں صحیح سندوں سے مروی ہیں اور ان کے سوا اور صورتیں بھی منقول ہیں سب سولہ ہیں یا سترہ یا اٹھارہ اور اہل حدیث کے نزدیک ہر ایک صورت جائز ہے اور فقہا نے جو ایک خاص صورت جائز رکھی ہے اور دوسری صورتوں کا انکار کیا ہے یہ ان کا

قصور علم ہے احادیث کی ساتھ اور بہتر یہ ہے کہ ہر ایک صورت کو موقع اور محل دیکھکر اختیار کرے بعضا موقع ایسا ہوتا ہے کہ وہاں ایک صورت مناسب ہوتی ہے اور دوسری مناسب نہیں ہوتی اسلیے آنحضرت ؐ نے اپنی امت پر آسانی کرنے کے لیے اس نماز کو مختلف طریقوں سے ادا کیا اب مغرب کی نماز میں تو قصر نہیں ہوسکتا تو اس میں اختلاف ہے کہ امام پہلے گروہ کی ساتھ دو رکعتیں پڑھے اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک رکعت یا اسکا الٹا کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس باب میں کچھ ثابت نہیں ہے مگر حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے منقول ہے اور ظاہر یہ ہے کہ دونوں طرح جائز ہے اور جو ہر گروہ کے ساتھ تین تین رکعتیں پڑھے تب بھی سکتا ہے امام کی چھ رکعتیں ہونگی اور مقتدیوں کی تین تین رکعتیں اور ہماری نزدیک تو فرض پڑھنے والی کی اقتدا نفل پڑھنے والے کی ساتھ درست ہو انتہی مختصراً امام ابوحنیفہ نے ابن عمر کی روایت کو اختیار کیا جو مؤلف نے ذکر کی اور ابن ہمام نے کہا یہ بھی جب ہے کہ لوگ امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے جھگڑا کرتے ہوں ورنہ بہتر یہ ہے کہ امام ایک گروہ کی ساتھ پوری نماز پڑھ لیوے اور دوسرا گروہ کسی اور امام کے پیچھے اپنی نماز ادا کرے **عن** سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَتَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وُجُوهُهُمْ إِلَى الصَّفِّ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ وَيَسْجُدُونَ لِأَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُونَ إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ وَيَجِيءُ أُولَئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فَهِيَ لَهُ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ ثُمَّ يَرْكَعُونَ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فَسَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ لِي يَحْيَى اكْتُبْهُ إِلَى جَنْبِهِ وَلَسْتُ أَحْفَظُ الْحَدِيثَ وَلَكِنْ مِثْلُ حَدِيثِ يَحْيَى سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے انھوں نے کہا خوف کی نمازیں کہ امام قبلے کیطرف منہ کرکے کھڑا ہو اور ایک گروہ لوگوں میں سے امام کے ساتھ کھڑا ہو اور ایک گروہ دشمن کیطرف لیکن منہ اپنے صف کیطرف رکھے اب امام پہلے گروہ کی ساتھ ایک رکعت پڑھے بعد اسکے وہ گروہ الگ الگ اپنی لیے ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے کریں اسیجگہہ میں یعنے دوسری رکعت امام سے علیحدہ اکیلے اکیلے پڑھ لیں اب یہہ گروہ دوسرے گروہ کی جای پر چلا جاوے (جو دشمن کے مقابل تھا) اور دوسرا گروہ آوے اب امام اسکے ساتھ ایک رکوع کرے اور دو سجدے تو امام کی تو دو رکعتیں ہوگئیں اور دوسرے گروہ کی ابھی ایک ہی رکعت ہوئی پھر دوسرا گروہ ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے الگ الگ علاحدہ اپنے لیے کریں یعنے دوسری رکعت ادا کریں) **ف** اور اتنی دیر تک کہ دوسرا گروہ دوسری رکعت سے فارغ ہو امام خاموش بیٹھا رہے جب دوسری رکعت سے فارغ ہوں تو امام سلام پھیرے اور دونوں گروہ سلام پھیریں کیونکہ دونوں کی نماز ختم ہوگئی اور پہلے گروہ کو لازم ہے کہ چپکے دشمن کے سامنے کھڑے رہیں بات نکریں یہاں تک کہ سلام پھیریں **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْخَوْفِ

فرکع بھم جمیعا ثم سجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصف الذین یلونھم والاخرون قیام حتی اذا نھض سجد اولئک بانفسھم سجدتین ثم تاخر الصف المقدم حتی قاموا مقام اولئک وتخلل اولئک حتی قاموا مقام الصف المقدم فرکع بھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمیعا ثم سجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصف الذی یلونہ فلما رفعوا رءوسھم سجد اولئک سجدتین وکلھم قد رکع مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسجد طائفۃ بانفسھم سجدتین وکان العدو مما یلی القبلۃ جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کی نماز اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھی (یہ صورت اسوقت موزون ہے جب دشمن قبلے کی طرف ہو) تو پہلے سب لوگوں کے ساتھ رکوع کیا پھر آپ نے سجدہ کیا اور اس صف نے جو آگے تھی اور پچھلی صف کھڑی رہی جب اگلی صف سجدے سے اٹھی تو پچھلی صف نے اپنے لیے دو دو سجدے کر لیے بعد اسکے اگلی صف پیچھے ہٹ گئی یہانتک کہ پچھلی صف کے مقام میں آ گئے اور پچھلی صف بیچ میں آکر آگے بڑھ گئی اور اگلی صف کے مقام میں کھڑے ہوئے اب پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں کے ساتھ رکوع کیا پھر آپ نے سجدہ کیا اور اگلی صف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تھی جب انہوں نے اپنا سر اوٹھایا تو پچھلی صف والوں نے دو سجدے کیے (الگ اپنی ذات کے لیے رکوع تو سبھوں نے آنحضرت کے ساتھ کیا لیکن وہ دو سجدے ہر گروہ نے اپنی ذات کے لیے علاحدہ ادا کیے یعنے امام سے علاحدہ) اور دشمن اسوقت قبلے کی طرف تھا **ف** یہاں اسکی ضرورت نتھی کہ ایک گروہ جاوے اور دوسرا آوے صرف یہ بات ضرور تھی کہ سب لوگ ایکساتھ سجدہ نہ کریں ورنہ احتمال ہے کہ دشمن غفلت میں کچھ کر بیٹھے لہذا سجدے میں تفریق ہوئی باقی ارکان سب نے ایک ساتھ ادا کیے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جیسا موقع ہو اسطرح سے خوف کی نماز پڑھنا اولے ہے اور ہر ایک صورت جائز ہے جیسے اوپر گذر چکا

باب ما جاء فی صلوۃ الکسوف سورج گہن کی اور چاند گہن کی نماز کا بیان

ف اہلحدیث نے کہا ہے کہ یہ نمازیں سنت ہیں کیونکہ وجوب کی کوئی دلیل نہیں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ قوموا فصلوا اور فصلوا اور ادعوا اور فافزعوا الی المساجد یہ الفاظ بظاہر وجوب پر دلالت کرتے ہیں اور مختار یہ ہے کہ جہر کرے ان نمازوں میں کیونکہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے جہر منقول ہے اور یہی قول ہے اہلحدیث اور صاحبین اور احمد اور اسحاق کا اور بعضوں نے کہا ستر کرے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ اور شافعی کا اور دلیل انکی سمرہ کی حدیث ہے جو آگے آویگی لیکن امام بخاری نے کہا کہ حضرت عائشہ کی حدیث اس سے زیادہ صحیح ہے **عن** ابی مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد من الناس فاذا رایتموہ فقوموا فصلوا ابو مسعود سے روایت ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جب سورج میں گہن لگا اور آپکے صاحبزادے حضرت ابراہیم نے انتقال فرمایا اور لوگوں نے گمان کیا کہ انکے انتقال کی وجہ سے یہ گہن لگا ہے) بیشک سورج اور چاند میں کسی کے مرنے سے گہن نہیں لگتا **ف** بلکہ یہ دونوں نشانیاں ہیں اسکی نشانیوں میں سے یعنے اسکی قدرت کی نشانی ہیں

اور یہ بھی حکمت تھی جو آپ نے لوگوں کو تعلیم فرمائی اور اُنکے غلط خیال کو کہ گہن کسی بڑے کی موت کی وجہ سے لگتا ہے باطل کیا اگر ایسا ہوتا تو گہن سورج اور چاند کا اپنے مقرری اوقات پر نہ ہوتا بلکہ جب دنیا مین کسی بڑے کی موت کا حادثہ پیش آتا اُسوقت گہن لگتا حالانکہ اب کاملین علم ہیات نے سورج اور چاند کے گہن کے اوقات ایسے دریافت کیے ہین کہ ایک منٹ اُن سے آگے پیچھے گہن نہین ہوتا اور سال بھر کے پیشتر یہ لکھدیتے ہین کہ اس سال مین سورج گہن فلان تاریخ اور فلان وقت مین ہوگا اور چاند گہن فلان تاریخ اور فلان وقت مین اور یہ بھی بتلا دیتے ہین کہ سورج یا چاند کا قرص گہن سے کل چھپ جاویگا یا اسقدر حصہ اور یہ بھی دکھلا دیتے ہین کہ کسی ملک مین کتنا گہن ہوگا انکے نزدیک علت گہن کی حرکت ہے زمین کی اور چاند کی اور حائل ہو جانا زمین کا سورج اور چاند مین یا حائل ہو جانا چاند کا سورج اور زمین مین واللہ اعلم **ف** پھر جب تم گہن کو دیکھو تو کھڑے ہو اور نماز پڑھو **ف** اور دوسری حدیثون مین دعا اور تکبیر اور صدقہ اور استغفار بھی وارد ہے جب تک گہن کھل نہ جاوے **عن** النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي حَتَّى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهٖ فَإِذَا تَجَلَّى اللّٰهُ لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهٖ خَشَعَ لَهُ نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے سورج مین گہن لگا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین آپ گھبرا کر نکلے اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے یہانتک کہ مسجد مین آئے اور برابر نماز پڑھتے رہے (کسوف کی یعنے قرأت کو طول دیا اس مین) یہانتک کہ سورج صاف روشن ہوگیا پھر فرمایا کہ بعضے لوگ گمان کرتے ہین کہ سورج اور چاند گہن نہین لگتا مگر کسی بڑے شخص کے مرنے سے حالانکہ ایسا نہین ہے سورج اور چاند مین کسیکے مرنے یا جینے سے گہن نہین لگتا بلکہ اللہ جل شانہ جب کسی چیز پر اپنی تجلی کرتا ہے تو وہ عاجزی سے اطاعت کرتی ہے **ف** جیسے اللہ جل شانہ نے کوہ طور پر تجلے فرمائی تھی تو وہ پاش پاش ہوگیا وہ ذرا سا پہاڑ تھا سورج اتنا بڑا جسم ہے کہ ہماری زمین سے تیرہ چودہ لاکھ حصے بڑا ہے مگر خداوند کریم کے تجلے کے سامنے اُسکی نور کی حقیقت نہین رہتی اور وہ کالا پڑ جاتا ہے اور چاند کا بھی یہی حال ہے چاند تو زمین سے بھی چھوٹا ہے۔ اس مقام پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ گہن تو زمین چاند کے حائل ہو جانے کسی وجہ سے ہوتا ہے جیسے اوپر گذرا پھر تجلے کے کیا معنے ہونگے اور اگر گہن تجلے کی وجہ سے ہوتا تو اُسکا وقت مقرر نہ ہوتا دوسرے یہ کہ سب ملکون مین ایک سا گہن ہوتا کم و بیش نہ ہوتا کیونکہ تجلے ہر ملک مین یکسان ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ خداوند کریم کی تجلی یہ ایک ایسا لفظ ہے جسکے معنے اور مقصد کا ادراک ہماری افہام سے باہر ہے صرف ان لفظون کے لغوی معنے ہم سمجھتے ہین مگر حقیقی مطلب اور مراد کو وہی جانتا ہے تو جائز ہے کہ اجرام علویہ کا حائل ہو جانا بھی مدلول ہو اسکی تجلے کا دیا علامت ہو علاوہ اسکے احتمال ہے کہ کبھی گہن تجلی الٰہی کی وجہ سے ہوتا ہو اور کبھی حائل ہو جانے کی وجہ سے اب اوقات کا مقرر ہونا یہ تجلی کے خلاف نہین ہے شاید تجلے کے بھی اوقات مقرر ہون اسیطرح کم و بیش ہونا گہن کا اسکا کوئی

اور سبب ہو جسکو ہم نہ سمجھے ہوں علاوہ اسکے یہ خیال کہ گہن ہمیشہ چاند یا زمین کے حائل ہوجانے سے ہوتا ہے علماء ہیئات نے نکالا ہے اور ہیئات کا علم یقینی نہیں ہے حکیم دیوجانس کلبی کا یہ حال تھا کہ جب اسکے سامنے کوئی علم ہیئات کو مسائل بیان کرتا تو وہ کہتا آپ آسمان سے کب اترے ہیں اس صورت میں جائز ہے کہ اہل ہیئات نے جو گہن کی علت سمجھی ہے وہ نہ ہو اور تجلی الٰہی اسکی علت ہو جیسے حدیث میں ہے اور مخبر صادق کا فرمانا یقینی ہے واللہ اعلم **عن** عائشة قالت كسفت الشمس في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المسجد فقام فكبر نصف الناس وراءه فقرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم قراءة طويلة ثم كبر فركع ركوعا طويلا ثم رفع فقال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد ثم قام فاقترأ قراءة طويلة هي أدنى من القراءة الأولى ثم كبر فركع ركوعا طويلا هو أدنى من الركوع الأول ثم قال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد ثم فعل في الركعة الأخرى مثل ذلك فاستكمل أربع ركعات وأربع سجدات وانجلت الشمس قبل أن ينصرف ثم قام فخطب الناس فأثنى على الله بما هو أهله ثم قال إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله لا ينكسفان لموت أحد ولا لحياته فإذا رأيتموه فافزعوا إلى الصلاة ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورج گہن ہوا آپ مسجد کی طرف نکلے اور کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے آپکے پیچھے صف باندھی آپ نے لمبی قرأت کی پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا بعد اسکے سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہا پھر کھڑے ہوئے اور لمبی قرأت کی لیکن پہلی قرأت سے کم پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم پھر فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد بعد اسکے دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا تو چار رکوع کیے (ساری نماز میں ہر رکعت میں دو رکوع) اور چار سجدے کیے اور سورج روشن ہوگیا آپ کے فارغ ہونے سے پہلے بعد اسکے آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ سنایا تو اللہ جل جلالہ کی تعریف بیان کی جیسے اسکے لائق ہے پھر فرمایا بیشک سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے کسی کے مرنے اور جینے سے ان میں گہن نہیں لگتا جب تم گہن کو دیکھو تو جھٹ نماز کی طرف متوجہ ہو **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ گہن کی نماز کی دو رکعتیں ہیں اور انکو جماعت سے ادا کرنا چاہیے اور ہر رکعت میں دو رکوع ہیں اور یہ روایت سب سے زیادہ صحیح ہے اور بعض روایتوں میں ہر رکعت میں تین رکوع وارد ہیں بعضوں میں چار بعضوں میں پانچ امام ابن القیم نے فرمایا کہ صحیح حدیثوں سے گہن کی نماز میں متعدد رکوع ثابت ہیں نقل کیا انکو ابن عمر اور عائشہ اور ابن عباس اور جابر اور ابی بن کعب اور عبداللہ بن عمرو بن عاص اور اسماء اور ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہم نے اور یہ راجح ہیں اس روایت پر جس میں ایک ہی رکوع مذکور ہے کیونکہ ہر رکعت میں ایک رکوع سمرہ نے نقل کیا ہے اسکو نکالا مسلم نے اور نعمان بن بشیر نے اسکو نکالا ابوداؤد اور نسائی اور حاکم نے اور صحیح کہا اسکو ابن عبدالبر اور

حاکم نے اور قبیصہ نے اسکو نکالا ابوداؤد اور نسائی اور حاکم نے اور ان سب حدیثوں سے عبداللہ بن عمرو کی حدیث زیادہ صحیح ہے جو صحیحین میں ہے اور اس میں تعدد رکوع مذکور ہے اور تعدد رکوع کے راوی صحابہ میں سے بڑے درجے کے ہیں بہ نسبت نعمان اور سمرہ اور قبیصہ کے اور ان میں ایک زیادت ہے جسکا قبول کرنا واجب ہے اور اہلحدیث اور شافعی اور احمد کا یہی قول ہے کہ ہر رکعت میں دو رکوع کرنا بہتر ہے اور اہل حدیث کے نزدیک ہر رکعت میں تین اور چار اور پانچ رکوع بھی جائز ہیں اور ایک رکوع بھی جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ ادا کریں اگر جماعت نہ ملے تو اکیلے پڑھ لیوے عن سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُسُوْفِ فَلَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی گہن کی ہمارے ساتھ تو ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے ف اسی حدیث سے ابوحنیفہ نے دلیل کی کہ کسوف کی نماز میں جہر نہ کرے اور ہم کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ صحیح روایت میں جہر منقول ہے اور احتمال ہے کہ سمرہ دور کھڑے ہوں اور لوگوں کی کثرت کی وجہ سے انکو آواز نہ پہونچی ہو عن اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْكُسُوْفِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ لَقَدْ دَنَتْ مِنِّي الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوِ اجْتَرَاْتُ عَلَيْهَا لَجِئْتُكُمْ بِقِطَافٍ مِّنْ قِطَافِهَا وَدَنَتْ مِنِّي النَّارُ حَتّٰى قُلْتُ اَيْ رَبِّ وَاَنَا فِيْهِمْ قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ وَرَاَيْتُ امْرَاَةً تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ لَهَا فَقُلْتُ مَا شَاْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ اَرْسَلَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ اسماء بنت ابوبکر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ہمکو گہن کی تو آپ کھڑے ہوئے اور لمبا کیا قیام کو پھر رکوع کیا تو لمبا کیا رکوع کو پھر سر اٹھایا اور کھڑے ہوئے اور لمبا کیا قیام کو پھر رکوع کیا اور لمبا کیا رکوع کو پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا تو لمبا کیا سجدے کو پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا تو لمبا کیا سجدے کو پھر سر اٹھایا اور کھڑے ہوئے اور لمبا کیا قیام کو پھر رکوع کیا تو لمبا کیا رکوع کو پھر سر اوٹھایا اور کھڑے ہوئے اور لمبا کیا قیام کو پھر رکوع کیا تو لمبا کیا رکوع کو پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا تو لمبا کیا سجدے کو پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا تو لمبا کیا سجدے کو پھر فارغ ہوئے (نماز سے) اور فرمایا جنت مجھ سے نزدیک ہوگئی اسقدر کہ اگر میں جرات کرتا تو ایک خوشہ اسکے خوشوں میں سے لے آتا تمہارے پاس اور دوزخ مجھ سے نزدیک ہوگئی یہاں تک کہ میں نے کہا اے پروردگار کیا میں بھی دوزخ والوں میں سے ہوں نافع نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا مجھ

گمان ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا میں نے ایک عورت کو دیکھا جسکو ایک بلی نوچ رہی تھی اُسکی پینے کہا اسکا سبب کیا ہے لوگوں نے کہا (یعنے فرشتوں نے) اس عورت نے اس بلی کو قید کر کے کہانا تہا یہانتک کہ وہ بہوک سے مرگئی نہ اسکو کہانا کہلایا نہ چہوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے کہاتی **ف** حدیث میں خشاش کا لفظ ہے خاء معجمہ سے یعنے زمین کے کیڑے اور بعضوں نے حشاش کہا ہے حاء حطی سے اور یہ سہو ہے کیونکہ حشاش سوکہی گہانس کو کہتے ہیں اسی کو حشیش بہی کہتے ہیں اور وہ بلی کی غذا نہیں ہے۔ اس حدیث سے بہی ہر رکعت میں دو رکوع ثابت ہوتے ہیں اور یہ بہی نکلتا ہے کہ جاندار کو قید کر رکہنا اور اسکو خوراک نہ دینا کہ وہ ہلاک ہوجاوے بہت بڑا گناہ ہے جسکی وجہ سے آدمی دوزخ میں جاویگا

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلوٰةِ الْاِسْتِسْقَاءِ استقاء کی نماز کا بیان

عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كِنَانَةَ قَالَ اَرْسَلَنِي اَمِيْرٌ مِّنَ الْاُمَرَاءِ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَسْاَلُهُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا مَنَعَهُ اَنْ يَّسْاَلَنِيْ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا مُتَخَشِّعًا مُتَرَسِّلًا مُتَضَرِّعًا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيْدِ وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهٖ اسحاق بن عبد اللہ بن کنانہ سے روایت ہے مجہے ایک امیر نے امیروں میں سے عبد اللہ بن عباس پاس بہیجا استقاء کی نماز پوچہنے کو ابن عباس نے کہا امیر کو کیا ہوا تہا اس نے خود مجہ سے کیوں نہ پوچہا پہر کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاجزی سے سادی وضع سے (بغیر آرایش اور زینت کے) خشوع کے ساتہ آہستگی کے ساتہ تضرع کے ساتہ نکلے اور دو رکعتیں پڑہیں جیسے عید میں پڑہتے تہے اور اسطرح سے خطبہ نہیں پڑہا جیسے تم خطبہ پڑہتے ہو **ف** حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کیلئے استقاء (یعنے پانی مانگنا) کیا کئی بار مختلف طریقوں سے لیکن جو طریقہ سنت کیا اپنی امت کیلیے وہ یہ ہے کہ لوگوں سمیت نہایت عاجزی کے ساتہ عیدگاہ کو تشریف لیگیے اور دو رکعتیں پڑہیں ان میں پکار کر قرارت کی پہر خطبہ پڑہا اور قبلے کیطرف مونہہ کیا خطبہ میں اور دعا مانگی اور دونوں ہاتہ اٹہائے اور چادر اولٹی وغیرہ میں ہے کہ استقا کی نماز مسنون ہے دو رکعتیں اُسکے بعد خطبہ ہے کیونکہ وجوب کی کوئی دلیل نہیں ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک استقاء میں صرف دعا اور استغفار کافی ہے نماز مسنون نہیں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ متعدد احادیث میں نماز وارد ہے اور جن حدیثوں میں نماز کا ذکر نہیں ان سے نفی نماز کی لازم نہیں آتی اور ابن ابی شیبہ نے جو حضرت عمر سے روایت کیا کہ وہ استقاء کو نکلے پہر نہ زیادہ کیا استغفار پر یہ ایک موقوف اثر ہے صحابی کا اور قطع نظر اسکے سنت کی ترک سے اسکی سنیت باطل نہیں ہوتی اور اسی پر محمول ہوگی وہ مرفوع حدیث بہی جس میں نماز کا ذکر نہیں ہے اور صحابہ کرام استقاء میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لیتے اور حضرت عمر نے آپکی وفات کے بعد حضرت عباس آپکے چچا کا وسیلہ لیا اب بہی جو اہل صلاح اور تقوی ہوں انکا توسل استقاء میں بہتر ہے اور بعضی روایتوں میں نماز کے قبل خطبہ وارد ہے اور دونوں طرح درست ہیں (روضہ مختصرًا) **عَنْ** عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهٖ اَنَّهٗ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِي فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهٗ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ عبد اللہ بن زید بن عاصم سے روایت ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ نکلے عیدگاہ کو استقاء کے لیے

تو آپ نے قبلے کی طرف مونھہ کیا اور چادر کو اولٹا اور دو رکعتین پڑہین **ف** چادر کو اولٹا اسطرح سے کہ داہنا کنارہ اُسکا بائین کاندہے پر کرلیا اور بایان کنارہ داہنے کاندہے پر فعل استسقا مین سنت ہی کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہی اور اسکا بہید خدا ہی جانتا ہے جیسے اور ارکان اور افعال شرعیہ کا سر اللہ ہی کو معلوم ہے مگر ابو حنیفہ نے قیاس کے رو سے اسکا انکار کیا ہی حالانکہ نص کے سامنے قیاس کا کیا کام ہے اور تعجب ہے کہ ابو حنیفہ نے قہقہ وغیرہ مین ضعیف حدیثون کو لیکر قیاس کو ترک کیا ہے اور یہان حدیث صحیح کو نہین لیا حاکم نے مستدرک مین نکالا جابر سے کہ چادر کو اولٹا تاکہ قحط اولٹ جاوے

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ قَالَ سُفْيَانُ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو جَعَلَ أَعْلَاهُ أَسْفَلَهُ أَوِ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ قَالَ لَا بَلِ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اتنا زیادہ ہے کہ سفیان نے سعودی سے روایت کیا مینے ابو بکر بن محمد بن عمرو سے پوچہا چادر کو کیونکر اولٹا کیا اوپر کا جانب نیچے کرلیا یا داہنا جانب بائین طرف کرلیا اُنہون نے کہا اوپر کا جانب نیچے نہین کیا بلکہ داہنا جانب بائین طرف کرلیا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَسْتَسْقِي فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ وَخَطَبَنَا وَدَعَا اللّٰهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ ثُمَّ قَلَبَ رِدَاءَهُ فَجَعَلَ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے استسقا کے لیے تو دو رکعتین پڑہین ہمارے ساتھہ نہ اذان ہوئی نہ اقامت اور خطبہ سُنایا ہمکو اور اللہ سے دعا کی اور اپنا مونھہ قبلے کیطرف پہرا (یا رخطبہ کے بعد) دونو ہاتھہ اٹھائے ہوئے تھے (دعا مین) پہر چادر کو اولٹا تو داہنا جانب بائین کاندہے پر کرلیا اور بایان داہنے پر **ف** استسقا مین جہانتک ہوسکے امام کو اور رعایا کو دونون کو خدا کی درگاہ مین گڑگڑا کر رو رو کر دعا مانگنا چاہیے اور سب لوگون کو اپنی گناہون سے توبہ اور استغفار کرنا چاہیے کیونکہ پاپ گناہون کی نحوست سے رک جاتا ہے مولوی روم فرماتے ہین ؎

ابر ناید از پے منع زکوۃ وز زنا خیزد وبا اندر جہات

اور مین خیال کرتا ہون کہ اس زمانہ مین جو باوصف صفائی طرق اور شوارع اور پاکیزگی مکانات کی وبا کثرت سے آتی ہے شاید اسکا سبب یہی ہو کہ لوگون نے زنا سے پرہیز کرنا چہوڑ دیا ہے اور علانیہ زنا اور شرب خمر اور تمام معاصی کا ارتکاب ہوتا ہے اس موقعپر اسباب کو بہی یاد رکہنا چاہیے کہ گناہون کا اثر زیادہ مسلمانون پر اور مسلمانون کے ملکون پر ہوتا ہے کیونکہ کافرون کو تو آخرت کا عذاب بس ہے اور مسلمانون کو تنبیہ کی بہی ضرورت ہے نہ کافرون کو اب یہ شبہ ہوگا کہ زنا تو کافرون کے ملکون مین زیادہ ہے اور کفر بہی ہے تو وہان زیادہ وبا ہونا چاہیے

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ استسقا مین دعا کا بیان

عَنْ شُرَحْبِيلِ السِّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِكَعْبٍ يَا كَعْبُ بْنَ مُرَّةَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ

اللهِ فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه فقال اللهم اسقنا غيثا مريئا طبقا عاجلا غير رائث نافعا غير ضار قال فما جمعوا حتى أحيوا قال فأتوه فشكوا إليه المطر فقالوا يا رسول الله تهدمت البيوت فقال اللهم حوالينا ولا علينا قال فجعل السحاب يتقطع يمينا وشمالا شرحبيل بن سمط نے کعب سے کہا اے کعب ہم سے حدیث بیان کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور احتیاط رکھو (کہ کمی بیشی نہ ہونے پاوے) انہوں نے کہا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ سے پانی مانگیے آپ نے یہ سنکر اپنے دونو ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ پلا ہم کو پانی اگانے والا زمین کو بھر دینے والا (یعنی خوب زور کا کہ گڈھے اور کنڈے سب بھر جاویں) جلد برسنے والا نہ دیر میں برسنے والا فائدہ دینے والا نہ نقصان دینے والا کعب نے کہا اتنا فرماتا تھا کہ لوگ جمعہ سے فارغ نہیں ہوئے تھے اور پانی برسنے لگا آخر لوگ آپکے پاس آئے (دوسری روایت میں ہے کہ دوسرے جمعہ تک پانی برسا کیا آخر وہی شخص آیا) اور شکایت کی پانی بہت برسنے کی اور عرض کیا یا رسول اللہ گھر گر گئے تب آپنے فرمایا یا اللہ ہمارے گرداگرد برسے اور ہم پر نہ برسے کعب نے کہا یہ فرماتا تھا کہ ابر پھٹنے لگا داہنے اور بائیں طرف۔

ف اس حدیث میں آپکے دو معجزے منقول ہیں ہمارے زمانہ میں نصاری نے شہر نیویارک واقع امریکہ میں توپوں کے چھوڑنے سے اور ڈائنامیٹ اڑانے سے پانی برسانا چاہا لیکن ایک بار نیویارک میں تو کامیابی ہوئی پانی برسا مگر حیدرآباد میں بہت کچھ محنت کی اور کے لگے تو آئے پر پانی نہیں برسا اس سے معلوم ہوا کہ نیویارک میں بھی پانی انکی تدبیر سے نہیں برسا تھا بلکہ پانی برسنے والا تھا یہ ایک حیلہ ہوگیا کیونکہ پانی برسانا خاص اللہ تعالی کا کام ہے بندے کے اختیار سے باہر ہے فرمایا اللہ تعالے نے هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ گو ابر کا اٹھانا سامان سے ہوسکتا ہے کیونکہ ابر زمین کا بخار ہے واللہ اعلم **عن** ابن عباس رض قال جاء أعرابي إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله لقد جئتك من عند قوم ما يتزود لهم راع ولا يخطر لهم فحل فصعد المنبر فحمد الله ثم قال اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريئا طبقا مريعا غدقا عاجلا غير رائث ثم نزل فما يأتيه أحد من وجه من الوجوه إلا قالوا قد أحيينا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک گنوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پاس ایسی قوم کے پاس سے آتا ہوں جنکے یہاں کسی چرواہے کو توشہ نہیں (یعنے جانور ہلاک ہوگئے اسوجہ سے چرواہا ہی نہیں رہا کہ اسکو توشہ دیا جاوے) اور کوئی نر انکا دم نہیں اوچھالتا (بوجہ ناطاقتی کے مادہ کے ساتھ جفتی کرنے کا قصد بھی نہیں کرتا) یہ سنکر آپ منبر پر چڑھے اور اللہ جل جلالہ کی تعریف کی پھر فرمایا یا اللہ ہمکو پلا ایسا پانی جو سیراب کر دیوے اور فائدہ دیوے ساری زمین میں برسے گھانس اگا دے خوب زور کا جلد برسنے والا دیر میں نہ برسنے والا پھر منبر پر سے اترے بعد اسکے جو کوئی آپکے پاس آتا کسیطرف سے وہ کہتا ہمارے یہاں بارش ہوئی **عن** أبي هريرة رض أن النبي صلى

اللہ علیہ وسلم استسقی حتی رأیت او رأی بیاض ابطیہ قال معتمر اراہ فی الاستسقاء ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کی دعا مانگی یہانتک کہ مین نے آپکی بغلون کی سفیدی دیکھی یا یون کہا یہانتک کہ آپ کی بغلون کی سفیدی دکھائی دی یعنے سقدر بلند ہاتھ اٹھائے معتمر نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا مین سمجھتا ہون یہ استسقا کا باب مین ہے **عن** سالم عن ابیہ قال ربما ذکرت قول الشاعر وانا انظر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فما نزل حتی جیش کل میزاب بالمدینۃ فاذکر قول الشاعر ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ + ثمال الیتامی عصمۃ للارامل + وھو قول ابیطالب عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کبھی مجھکو یہ شعر یاد آتی تھی اور مین جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روی مبارک کو دیکھتا منبر پر اور نہ اترتے آپ منبر پر سے نہ اوترے یہانتک کہ مدینہ کی ہر ایک پرنالے مین پانی بہنے لگا وہ شعر یہ ہے وابیض یستسقی الغمام بوجھہ + ثمال الیتامی عصمۃ للارامل اور یہ حضرت ابوطالب کا کلام ہے **ف** جو حضرت سید عالم کے عم بزرگوار تھے اور جناب امیر کے والد ماجد حضرت ابوطالب نے ایک بڑا قصیدہ کہا ہے اسکا مطلع یہ ہے ولما رایت القوم لا ودفیھم وقد قطعوا کل العری والوسائل اس قصیدہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت مدح کی ہے منجملہ اسکے ایک یہ شعر بھی ہے جسے عبداللہ نے نقل کی اس شعر کا معنے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گورے رنگ والے ہین اور آپکے روی مبارک کے وسیلے سے لوگ پانی مانگتے ہین (تو خدائے عزوجل پانی برساتا ہے صغرسن مین آپکے ابوطالب نے آپکے وسیلے سے پانی مانگا تہا تو خوب پانی برسا) آپکے ذات بابرکات پرورش کرنیوالی ہے یتیمون کی اور بچاؤ ہے بیوہ عورتون کی یعنی آپ بیوون کی دستگیری اور امداد فرماتے ہین تو وہ بچتے ہین سوال کرنے سے یا حرام کرنے سے اسبحان اللہ آپکا حسن ظاہری اس درجہ تہا کہ جو کوئی ایک بار جمال باکمال دیکھتا دل وجان سے فدا ہوجاتا اور حسن باطنی اس درجہ تہا کہ تمام یتیمون اور بیوون اور بیکسون کے آپ پشت پناہ تھے ایسی ذات جامع الکمالات دنیا مین سوا آپکے کس کی ہے صدقے آپکے حسن اور جمال اور اخلاق جمیلہ کے اس قصیدے سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آپ سفید رنگ تھے دوسری حدیث مین ہے ھذا الابیض المتکی اور ایک حدیث مین ہے کہ گو سرخی بھی اس سفیدی مین ملی تھی لیکن سفیدی غالب تھی ہمیشہ سے سردارون اور بادشاہون کا رنگ یہی ہے اور متنبی نے سیاہی رنگ ارازل کی نشانی قرار دی ہے اور کہتا ہے فان الفحول البیض عاجزۃ عن الجمیل فکیف الخصیۃ السود غرض ہمیشہ سفید رنگ والے کالون کے بادشاہ اور حاکم رہے ہین اور کالون کو کبھی گورون کی حکومت نہین ملی ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء **باب**

ماجاء فی صلوۃ العیدین عیدین کی نماز کا بیان **عن** عطاء قال سمعت ابن عباس یقول اشھد علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ صلی قبل الخطبۃ ثم خطب فرای انہ لم یسمع النساء فاتاھن فذکرھن ووعظھن وامرھن بالصدقۃ وبلال قائل بیدیہ ھکذا فجعلت المرأۃ تلقی الخرص والخاتم

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے وہ کہتے تھے مین گواہی دیتا ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپنے نماز پڑہی (عید کی) خطبہ سے پہلے پہر خطبہ پڑہا بعد اسکے آپنے خیال کیا کہ عورتون کو خطبہ کی آواز نہین پہونچی (کیونکہ وہ دور ہونگی مردون سے پیچہے) تو آپ عورتون کے پاس آئے اور انکو نصیحت کی اور وعظ اور حکم کیا انکو صدقہ دینے کا اور بلال اسوقت اپنے دونون ہاتہہ پہیلائے ہوئے تہے اسطرح سے تو کوئی عورت چہلہ ڈالنے لگی کوئی انگوٹہی کوئی اور چیز **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتون کو عید کی نماز کے لیے عیدگاہ مین جانا درست ہے دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے پردہ والی اور کنواری عورتون کو بہی عیدگاہ مین جانے کا حکم دیا یہانتک کہ حائضہ عورتون کو بہی اور فرمایا وہ دعا مین شریک ہون مسجد کے باہر رہکر اور یہ بہی معلوم ہوا کہ اجنبی عورت سے بات کرنا درست ہے اسیطرح عورت کو اجنبی مرد کا کلام سننا اور یہ بہی معلوم ہوا کہ پہلے عید کی نماز پڑہے اسکے بعد خطبہ پڑہے اور عید کی نماز مین اختلاف ہے کہ واجب ہے یا سنت اور حق یہ ہے کہ واجب ہے اور بعضون نے کہا اس آیت مین فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ عید کی نماز مراد ہے اور جب عید کے دن جمعہ آجاوے تو عید کی نماز پڑہنے سے جمعہ واجب نہین رہتا یعنے جمعہ کا وجوب ساقط ہوجاتا ہے اور جو چیز واجب نہ ہو وہ واجب کو ساقط نہین کرسکتی **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْعِيدِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑہی بغیر اذان اور بغیر اقامت کے **ف** اس پر سب کا اتفاق ہے اور صحیح مین جابر بن سمرہ سے بہی ایساہی روایت ہے پہر جو کوئی عید کی نماز مین اذان دیوے یا تکبیر کہے **عَنْ** اَبِي سَعِيدٍ قَالَ اَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْعِيدِ فَبَدَاَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ اَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهِ وَبَدَاْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَاُ بِهَا فَقَالَ اَبُو سَعِيدٍ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَاٰى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ اَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيمَانِ ابوسعید سے روایت ہے مروان نے عید کے دن منبر نکالا (یعنے منبر کو مسجد مین سے عیدگاہ لیگیا اسپر خطبہ پڑہنے کو اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگلے زمانہ مین منبر لکڑی کا ہوتا جو جمعہ کے دن مسجد مین رکہا جاتا اور چونہ اینٹ سے مسجد کے اندر نہ بنایا جاتا جیسا اس زمانہ مین مروج ہے) پہر خطبہ پڑہا نماز سے پہلے تب ایک شخص کہڑا ہوا (اللہ تبارک وتعالی اسکو جزائے خیر دیوے کہ مروان کا خوف نہ کیا اور حق بات کہدی) اور بولا اے مروان تونے خلاف سنت کیا منبر کو نکالا عید کے دن حالانکہ (اسگلے زمانے مین یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفای راشدین کے عہد مین) منبر کو نہین نکالتے تہے اور عید کی نماز سے پہلے خطبہ پڑہا (گویا مروان نے جمعہ پر عید کو قیاس کیا) حالانکہ پہلے خطبہ نہین پڑہتے تہے یہ سنکر ابوسعید نے کہا اس شخص نے تو اپنا حق ادا کردیا مینے جناب سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جو شخص تم مین سے کوئی بات شرع کے خلاف دیکہے پہر ہاتہہ

سے اسکو میٹ سکتا ہو تو میٹ دیوے اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے منع کرے اگر زبان سے بھی نہ ہو سکے تو دل سے اسکو برا جانے (اس سے بیزار رہو) اور یہ نہایت ضعیف ایمان ہے **ف** یعنے اخیر درجہ ہے ایمان کا اگر خلاف شرع کام کو دل سے بھی برا نہ جانے بلکہ ایسے کاموں پر چپ ہو رہے اور دل میں بھی نفرت نہ لاوے تو اس شخص میں ذرا بھی ایمان نہیں ہے اس حدیث کو یاد رکھنا چاہیے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يُصَلُّونَ الْعِيدَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ کے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھتے تھے

باب مَا جَاءَ كَمْ يُكَبِّرُ الْإِمَامُ فِي صَلٰوةِ الْعِيدَيْنِ عیدین کی تکبیرون کا بیان

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ سعد موذن سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز مین پہلی رکعت مین قرات سے پہلے سات تکبیرین کہتے تھے اور دوسری رکعت مین بھی قرات سے پہلے پانچ تکبیرین کہتے تھے **ف** تو کل بارہ تکبیرین ہوئین اگرچہ اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے جیسے عراقی نے کہا لیکن شاہد ہین اسکی دوسری روایتین جن مین سے بعض آگے مذکور ہون گی اور سب مین بارہ تکبیرین ہین سات پہلی رکعت مین اور پانچ دوسری رکعت مین امام احمد نے کہا میرا مذہب یہی ہے اور اہلحدیث نے بھی اسیکو اختیار کیا ہے اور اس مسئلہ مین کل ۱۰ مذہب ہین اور سب مین راجح یہی ہے جو امام احمد نے اختیار کیا اور اہل کوفہ کا یہ قول ہے کہ پہلی رکعت مین قرات سے پہلے تین تکبیرین کہے اور دوسری رکعت مین قرات کے بعد تین تکبیرین کہے اور تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیرین انکے سوا ہین تو کل نو تکبیرین ہوئین انکے نزدیک پانچ پہلی رکعت مین اور چار دوسری رکعت مین اور حنفیہ نے اسیکو اختیار کیا ہے اور عبداللہ بن مسعود سے ایسا ہی مروی ہے نکالا اسکو امام محمد نے کتاب الآثار مین اور عبدالرزاق نے مصنف مین اور ابوداؤد نے ابوموسے اور حذیفہ سے مرفوعاً ایسا ہی نقل کیا لیکن عبداللہ بن مسعود کی روایت موقوف ہے تو مرفوع احادیث کا مقابلہ کیونکر کرین گی اور ابوموسی کی روایت مین عبدالرحمن بن ثوبان ضعیف ہے اور ابوعائشہ مجہول ہے اسیطرح اہلحدیث کہتے ہین کہ دونو رکعتون مین قرات سے پہلے تکبیرین کہی جاوین اور حنفیہ جو کہتے ہین کہ پہلی رکعت مین قرات سے پہلے اور دوسری رکعت مین قرات کے بعد روضہ مین ہے کہ اسکی کوئی دلیل نہین ہے اور مستحب ہے کہ ہر تکبیر کے بعد بقدر ایک آیت کے یعنے متوسط آیت کے وقفہ کرے طبرانی اور بیہقی نے ابن مسعود سے موقوفاً ایسا ہی روایت کیا ہے اور اسکی سند قوی ہے اور بیہقی نے حضرت عمر سے نکالا کہ وہ ان تکبیرون مین رفع یدین کرتے تھے لیکن اسکے اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور ظاہر یہ ہے کہ عیدین کی تکبیرات واجب نہین ہین بلکہ سنت ہین تو اگر کوئی انکو عمداً ترک کرے تو نماز باطل نہ ہوگی اور اگر سہواً ترک کرے تو سجدہ سہو

نہ کرے اور مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک سجدہ سہو کرے واللہ اعلم **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی صلوۃ العید سبعا وخمسا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں **ف** یعنی سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں جیسے اہلحدیث کا قول ہے عراقی نے کہا اس حدیث کا اسناد اچھا ہے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابوداؤد اور دارقطنی کی روایت میں یوں ہے کہ تکبیر عید الفطر میں سات ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ ہیں دوسری رکعت میں اور دونوں رکعتوں میں تکبیروں کے بعد قرات کرے **عن** کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی العیدین سبعا فی الاولی وخمسا فی الاخرۃ عمرو بن عوف مزنی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کی نماز میں سات تکبیریں کہیں پہلی رکعت میں اور پانچ تکبیریں دوسری رکعت میں **ف** اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ کثیر بن عبداللہ اسکی اسناد میں متروک ہے نووی نے کہا شاید ترمذی نے اس خیال سے اسکو حسن کہا کہ اسکی تائید دوسری روایتوں سے ہوئی اور عراقی نے کہا کہ ترمذی نے بخاری کی متابعت کی اور کتاب العلل میں انہوں نے کہا میں نے بخاری سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے کہا اس باب میں اس سے زیادہ صحیح دوسری کوئی حدیث نہیں آئی اور میں اسیکی پیروی کرتا ہوں اور نکالا اسکو دارقطنی نے اور بیہقی اور ابن عدی نے بھی اور سب کے اسناد میں یہی کثیر بن عبداللہ ہے شافعی اور ابوداؤد نے کہا کہ وہ جھوٹ کا ایک رکن ہے اور ابن حبان نے کہا کہ اسکا ایک نسخہ ہے بنائی ہوئی حدیثوں کا اپنے دادا عمرو بن عوف سے **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی الفطر والاضحی سبعا وخمسا سوی تکبیرتی الرکوع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحی میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں رکوع کی دو تکبیروں کے سوا **ف** اسکی اسناد میں ابن لہیعہ ضعیف ہے اور دارقطنی نے علل میں کہا کہ اس حدیث میں اضطراب ہے اور ترمذی نے علل کبری میں کہا کہ میں نے بخاری سے پوچھا اس حدیث کو انہوں نے اسکو ضعیف کیا اور کہا میں نہیں سمجھتا کہ اسکو کسی نے روایت کیا ہو سوا ابن لہیعہ کے اور دارقطنی نے عمار اور ابن عمر سے بھی ایسا ہی نکالا لیکن دونوں کے اسناد ضعیف ہیں **مترجم** کہتا ہے عمدہ اس باب میں وہ روایت ہے جسکو عبدالرزاق نے نکالا مصنف میں امام جعفر صادق سے اونہوں نے اپنے باپ امام محمد باقر سے کہ حضرت علی نے کہا اضحی اور فطر اور استسقا کی نمازوں میں سات تکبیریں پہلی رکعت میں کہے اور پانچ دوسری رکعت میں اور خطبے سے پہلے نماز پڑھے اور قرات پکار کر کرے امام محمد باقر نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ایسا ہی کرتے تھے اور یہ روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن اہل بیت کی روایت ہے اسکا اتباع اولی ہے اور سید علامہ نے جو روضہ میں کہا کہ حنفیہ نے پہلی رکعت میں قرات سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرات کے بعد

تکبیریں کو کہا اسکی کوئی دلیل نہیں ہے تو اوسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے اور عبدالرزاق نے حذیفہ اور ابو موسیٰ سے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے اور عبدالرزاق نے مغیرہ بن شعبہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے اگرچہ یہ سب روایتیں موقوف ہیں اور شاید مراد سید علامہ کی یہ ہو کہ مرفوع روایت اس بابمیں کوئی نہیں ہے **باب** ماجاء فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلٰوةِ الْعِيدَيْنِ عیدین کی نماز میں کون سی سورتیں پڑہے **عن** النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ نعمان بن بشیر سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑہتے تہے **عن** عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجَ عُمَرُ يَوْمَ عِيدٍ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي مِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ بِقَافٍ وَاقْتَرَبَتْ عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہو عمر بن عبد العزیز عید کے دن نکلے تو ابو واقد لیثی سے پوچھوا بہیجا آج کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسی سورتیں پڑہتے تہے اُنہوں نے کہا قاف والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑہتے تہے **باب** ماجاء فِي الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ عیدین کی نماز میں خطبے کا بیان **عن** اِسْمٰعِيلَ بْنِ اَبِي خَالِدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا كَاهِلٍ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ فَحَدَّثَنِي اَخِي عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى نَاقَةٍ وَحَبَشِيٌّ اٰخِذٌ بِخِطَامِهَا اسمعیل بن ابی خالد سے روایت ہو میں نے ابو کاہل (عبد اللہ بن مالک یا قیس بن عائذ) کو دیکھا وہ صحابی تہے تو میرے بہائی نے اُن سے حدیث روایت کی اُنہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ خطبہ پڑہتے تہے ایک اونٹنی پر اور ایک حبشی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تہا **عن** قَيْسِ بْنِ عَائِذٍ هُوَ اَبُو كَاهِلٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى نَاقَةٍ حَسْنَاءَ وَحَبَشِيٌّ اٰخِذٌ بِخِطَامِهَا قیس بن عائذ سے روایت ہو اُنکی کنیت ابو کاہل تہی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایک خوبصورت اونٹنی پر خطبہ پڑہ رہے تہے اور ایک حبشی اسکی نکیل تہامے تہا **عن** سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ حَجَّ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى بَعِيرِهِ سلمہ بن نبیط سے روایت ہو اُنہوں نے اپنے باپ سے کہ اُنہوں نے حج کیا تو کہا میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ اپنے اونٹ پر خطبہ پڑہتے تہے **عن** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ الْمُؤَذِّنِ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ بَيْنَ اَضْعَافِ الْخُطْبَةِ يُكْثِرُ التَّكْبِيرَ فِي خُطْبَةِ الْعِيدَيْنِ سعد موذن سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے بیچ میں تکبیر کہتے تہے اور عیدین کے خطبہ میں بہت تکبیر کہتے تہے **عن** اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج یوم العید فیصلی بالناس رکعتین ثم یسلم فیقف علی رجلیہ فیستقبل
الناس وھم جلوس ویقول تصدقوا تصدقوا فکان اکثر من یتصدق النساء بالقرط والخاتم والشیء فان
کانت حاجۃ یرید ان یبعث بعثا یذکرہ لھم والا انصرف ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم عید کے دن نکلتے تھے اور لوگوں کو دو رکعتیں پڑھاتے تھے پھر سلام پھیرتے تھے بعد اسکے پاؤں پر کھڑے رہتے
اور لوگوں کیطرف مونہہ کرتے وہ بیٹھے رہتے (یہی طریقہ وعظ اور تقریر کا ہے کہ واعظ لوگوں سے اونچا رہے خواہ منبر میں بیٹھے
یا کھڑا ہو کر وعظ کہے) پھر فرماتے صدقہ دو صدقہ دو تو عورتیں بہت صدقہ دیتیں کوئی بالی ڈالتی کوئی انگوٹھی کوئی کچھ
اور پھر اگر آپکو کہیں لشکر بھیجنا ہوتا تو لوگوں سے اسکا ذکر کرتے اور نہیں تو تشریف لے جاتے **عن** جابر قال خرج رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فطر او اضحی فخطب قائما ثم قعد قعدۃ ثم قام جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر یا عید الاضحی کے دن نکلے تو آپ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا پھر ذری دیر بیٹھے پھر کھڑے ہو
(اور دوسرا خطبہ پڑھا) **باب** ما جاء فی انتظار الخطبۃ بعد الصلوۃ نماز کے بعد خطبے کا انتظار کرنا ضرور ہے
یا نہیں **عن** عبد اللہ بن السائب قال حضرت العید مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی بنا العید
ثم قال قد قضینا الصلوۃ فمن احب ان یجلس للخطبۃ فلیجلس ومن احب ان یذھب فلیذھب عبد اللہ
بن السائب سے روایت ہے میں عید کی نماز میں حاضر ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ نے عید کی نماز پڑھائی
پھر فرمایا ہم تو نماز ادا کر چکے اب جسکا جی چاہے خطبے کے لیے بیٹھنا تو بیٹھے اور جسکا جی چاہے جانے کو وہ چلا جاوے
ف اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ عید کا واجب نہیں ہے اور نہ اسکا سننا واجب ہے **باب** ما جاء فی الصلوۃ قبل
صلوۃ العید وبعدھا عید کی نماز سے قبل یا اسکے بعد نماز پڑھنا کیسا ہے **عن** ابن عباس رض ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خرج فصلی بھم العید لم یصل قبلھا ولا بعدھا عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور نماز پڑھائی لوگوں کو عید کی اور اس سے پہلے یا اسکے بعد نماز نہیں پڑھی **ف**
یعنے عیدگاہ میں تو مستحب یہی ہے کہ عید کی نماز سے پہلے اور اسکے بعد بھی عیدگاہ میں نفل نہ پڑھے اور ابن حجر نے کہا
اگر کسی نے نفل پڑھا اور وقت مکروہ نہیں ہے مکروہ نہ ہوگا کیونکہ انس وغیرہ سے ایسا ثابت ہے اسکو بیہقی نے نکالا اور مالک اور احمد
کا یہی قول ہے کہ عید کی نماز کے اول اور بعد نفل نہ پڑھے اور ابو حنیفہ سے یہ منقول ہے کہ نماز کے بعد نفل پڑھ سکتا ہے
اور بہر حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سب پر مقدم ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس نے ایک شخص کو عید کی
نماز سے پہلے نفل پڑھتے دیکھا تو انہوں نے اسکو منع کیا وہ شخص بولا اللہ تعالے مجھکو عذاب نہ کرے گا نماز پڑھنے پر ابن عباس
نے کہا اللہ تعالی تجھ کو عذاب کرے گا سنت کی مخالفت پر نقل کیا یہ ابن الساعاتی نے مجمع میں **عن** عمرو بن شعیب
عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یصل قبلھا ولا بعدھا فی عید عبد اللہ بن عمرو بن

عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید میں نماز سے پہلے اور نماز کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی **عن** ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلی قبل العید شیئا فاذا رجع الی منزلہ صلی رکعتین ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے لیکن جب (نماز پڑھکر) اپنے گھر میں لوٹ آتے تو دو رکعتیں پڑھتے

باب ما جاء فی الخروج الی العید ماشیا عید کی نماز کے لیے پیدل جانا

عن عبد الرحمن بن سعد بن عمار بن سعد حدثنی ابی عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج الی العید ماشیا ویرجع ماشیا عبدالرحمان بن سعد بن عمار بن سعد سے روایت ہے مجھ سے میرے باپ نے روایت کی اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے (یعنے سعد موذن سے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کو پیدل جاتے اور لوٹ کر بھی پیدل آتے **عن** ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الی العید ماشیا ویرجع ماشیا ابن عمر سے ایسی ہی روایت ہے **عن** علی قال من السنۃ ان تمشی الی العید حضرت علی رضی نے کہا سنت یہ ہے کہ آدمی عید کی نماز کے لیے پاؤں سے چلکر جاوے **عن** ابی رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی العید ماشیا ابو رافع سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لیے پیدل آتے **ف** ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ عیدگاہ کو پیدل جاوے اگر عیدگاہ دور ہو یا کوئی پیدل نہ چل سکے تو سواری پر جاوے

باب ما جاء فی الخروج یوم العید من طریق والرجوع من غیرہ عیدگاہ کو ایک راہ سے جاوے اور لوٹتے وقت دوسری راہ سے آوے

عن عبد الرحمن بن سعد بن عمار بن سعد اخبرنی ابی عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خرج الی العیدین سلک الی دار سعید بن العاص ثم علی اصحاب القساطیط ثم انصرف فی الطریق الاخری طریق بنی زریق ثم یخرج علی دار عمار بن یاسر و دار ابی ہریرۃ الی البلاط سعد موذن سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عیدین کی نماز کے لیے نکلتے تو سعید بن عاص کے گھر پر سے جاتے پھر خیمے والوں پر سے گذر کر بعد اسکے جب لوٹتے (نماز پڑھ کر) تو دوسرے طریق سے آتے بنی زریق کی راہ سے اور عمار بن یاسر کے گھر پر نکلتے اور ابوہریرہ کے گھر پر بلاط میں **ف** بلاط ایک مقام کا نام ہے مدینہ میں مسجد نبوی اور بازار کے درمیان اور یہ امر یعنے ایک راہ سے جانا اور دوسری راہ سے آنا عیدین میں مستحب ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ ہر ایک محلہ والے عید کی شان اور شوکت دیکھ لیں اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر دشمن نے راہ میں ستانے کی فکر کی ہو تو راہ بدلنے سے اسکا منصوبہ نہ چل سکے **عن** ابن عمر انہ کان یخرج الی العید فی طریق ویرجع فی اخری ویزعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل ذلک عبداللہ بن عمر سے روایت ہے وہ عیدگاہ کو ایک راہ سے جاتے اور دوسری راہ سے لوٹتے اور کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے **ف** اور آپ کی ایک ادنی سنت پر عمل کرنا جیسے یہ ہے ایک بڑی بدعت حسنہ سے جیسے مدرسہ کا بنانا ہے

ثواب مین زیادہ ہے **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي الْعِيدَ مَاشِيًا وَيَرْجِعُ فِي غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّذِي ابْتَدَأَ فِيهِ ابورافع سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لیے پیدل آتے اور لوٹتے دوسری راہ سے یعنے اس راہ کے سوا جہان سے پہلے آئے تھے **بَابُ** مَا جَاءَ فِي التَّقْلِيسِ يَوْمَ الْعِيدِ عید کے دن گانا بجانا کھیل کود **عَنْ** عَامِرٍ قَالَ شَهِدَ عِيَاضٌ الْأَشْعَرِيُّ عِيدًا بِالْأَنْبَارِ فَقَالَ مَا لِي لَا أَرَاكُمْ تُقَلِّسُونَ كَمَا كَانَ يُقَلَّسُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عامر سے روایت ہے عیاض اشعری سے عید کی انبار مین (ایک شہر ہے عراق مین) تو کہا مجھے کیا ہوا ہے مین نہین دیکھتا تمہارے پاس گانا بجانا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گایا بجایا جاتا تھا **ف** یعنے عید کے دن خوشی کے طور پر دف بجاتے اور گاتے آنحضرتؐ بھی اسکو سنتے اور انکار نہ فرماتے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ یہ دیکھکر خفا ہوئے تو فرمایا چھوڑدے انکو اے عمر ہر قوم کی ایک عید ہے یعنے خوشی کا دن ہے اور یہ ہماری عید ہے - اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ گانے اور بجانے مین قباحت نہین بشرطیکہ اور محرمات شرعیہ سے خالی ہو جیسے جوان اجنبی عورت کا گانا یا مرد خوبرو کا گانا یا زنا اور کفر کے مضامین گانا اور قرآن شریف مین جو آیا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ اور علماء نے گانے کو لہو الحدیث مین داخل کیا ہے تو اس سے گانے کی حرمت نہین نکلتی کیونکہ خود اسی آیت مین آگے ہے لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ یعنے تاکہ گمراہ کردیوے اللہ کی راہ سے اور جس گانے مین یہ ڈر نہ ہو بلکہ خوشی کے طور پر ہو یا جس گانے مین اللہ ہی کے عشق اور محبت کی طرف لیجاوین وہ تو درست ہوگا اور حضرت داؤد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بہت سے صلحا اور اولیاے گانا اور گانا سننا منقول ہے اور ہماری شریعت مین بہت احادیث سے اسکی اباحت ثابت ہے اور حرمت کی حدیثین ضعیف ہین اسپر بھی گانا مختلف فیہ ہے اور ابن قیم کراہت اور حرمت کی طرف مائل ہوئے ہین اور ابن حزم اور غزالی اور ایک جماعت علما اسکی اباحت کیطرف گئی ہین اب جو گانا مزامیر کے ساتھ ہو اس مین بھی اختلاف ہے علما کا اور اس مسئلہ کی تفصیل سید علامہ نے دلیل الطالب مین خوب کی ہے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ گانا مع المزامیر بھی مختلف فیہ ہے صرف گانے کا تو کیا ذکر ہے اسکی حرمت کی تو کوئی عمدہ وجہ نہین ہے اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عیدین اور شادی مین گانا اور دف بجانا جائز رکھا جو کہ بطریق لہو ولعب کے ہوتا ہے تو جس گانے مین اللہ جل جلالہ کی تعریف اور اسکی رسول کی تعریف ہو اور مقصود اس سے خدا و رسول کی محبت بڑہنا ہو جیسے بعض حضرات صوفیہ سے منقول ہے اوسکو کیونکر حرام کہہ سکتے ہین لیکن یہ ضرور ہے کہ محرمات شرعیہ سے خالی ہو اگرچہ اس مین شک نہین کہ بہت علماء ظاہر نے اسکو بھی ناجائز قرار دیا ہے مگر اسکے جواب مین یہ کہہ سکتے ہین کہ بہت علماے ظاہر نے جائز بھی قرار دیا ہے اب مسئلہ اختلافی ہوا بین العلماء اور مسائل اختلافی مین تشدد اور غلو کرنا اور مسلمان کو برا کہنا یا اس سے دشمنی کرنا ہرگز جائز نہین ہے بلکہ گناہ عظیم ہے پس سکوت اولی ہوا البتہ محتاط کا یہ کام ہے کہ جس امر کی اباحت اور حرمت مین اختلاف ہو اوس سے

بازرہے اور یہ دوسرا امر ہے اور افسوس ہے کہ ہمارے زمانے مین بہت سی عوام جو اپنے کو اہلحدیث مین گنتی ہین اس مسئلہ اختلافی
مین حد سے گذر جاتے ہین اور مسلمانون کی تکفیر اور سب وشتم پر مستعد ہوجاتے ہین یا اسمانکو ہدایت کرا ب کوئی یہ نہ سمجھے کہ
اختلاف نفس سماع مین ہے نہ سماع مع المزامیر مین وہ تو بالاتفاق حرام ہے کیونکہ سماع مع المزامیر مین بھی اختلاف ہے
اور ابن حزم اور ایک جماعت علما محققین مزامیر کی اباحت کیطرف گئی ہین دف پر قیاس کر کے اور اسحدیث کر روسے
لقد اعطیت مزمارا من مزامیر آل داؤد زیادہ تفصیل کی یہان گنجایش نہین ہے واللہ اعلم **عن** قیس بن سعد
قال ما کان شیئ علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وقد رایتہ الا شیئ واحد فان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقلس لہ یوم الفطر قال ابو الحسن بن سلمۃ القطان ثنا ابن
دیزیل ثنا آدم ثنا شیبان عن جابر عن عامر ح وثنا ابراھیم بن نصر ثنا اسرائیل عن جابر عن عامر
ح وثنا ابراھیم بن نصر ابو نعیم ثنا شریک عن ابی اسحاق عن عامر نحوہ قیس بن سعد سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین جتنی چیزین تہین وہ سب مین نے دیکھین مگر ایک بات نہین دیکھی وہ یہ ہے
کہ عید الفطر کے روز آپ کے لیے گانا بجانا ہوتا ۔ حافظ ابن ماجہ نے اسحدیث کو اور تین طریقون سے روایت کیا ۔
ف لیکن حنفیہ احادیث صحیحہ کے برخلاف عید اور شادی مین بہی گانا بجانا حرام جانتے ہین اور انکے فقہانے تصریح
کی ہے حرمت کی اپنی کتابون مین اب جو سخت مقلد ہے ابو حنیفہ کا وہ گانا کیونکر سن سکتا ہے اور حضرات صوفیہ
کے لیے جنہون نے گانا سنا ہو وہ کیا توجیہ کر سکتا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ اہلحدیث اس آفت سے پاک ہین اور حدیث
کی پیروی ان کے نزدیک سب پر مقدم ہے اور اگلی زمانہ کے حنفی شافعی بہی ایسے ہی تہے مگر اسوقت مین تو حنفی
شافعی کا ایک نیا معنے نکلا ہے کہ حدیث اور قرآن پر عمل ہی نکرے اور فقہا نے اور کیدانی جو لکہدین اسکو آنکھ
بند کر مان لیوے ایسی حنفیت اگلی زمانہ مین نہین تہی اور نہ اگلے اولیاء اللہ معاذ اللہ اس قسم کے حنفی تہے حضرت بابا فرید الدین
گنج شکر نے اجودہن مین جنازے کی نماز حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی پر پڑہی حالانکہ نماز جنازہ میت غائب پر احناف کے نزدیک
درست نہین ہے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے گانے کی اباحت پر صحیح بخاری سے دلیل لی اور
کٹے احناف بے انصاف اس زمانے کے ان پر بہت ناراض ہوئے حضرت انپر غصے ہوئے اور انکی مجلس سے اوٹھ گئے اور انکو
سلام بہی نہین کیا حضرت مرزا مظہر جانجانان حنفی رہکر ہمیشہ ہاتھ سینے پر باندہتے تہے قرات خلف الامام کرتے تہے
اور تعجب تو ان اہل حدیث سے ہوتا ہے جو آمین اور رفع یدین اور اکثر مسائل مین ابو حنیفہ کا خلاف کرتے ہین مگر گانے
مین اور سماع سوتی مین جب بحث ہوتی ہے تو فقہای حنفیہ کا قول لاتے مین لاحول ولا قوۃ یہ دینداری ہے یا اتباع
ہوا و نفسانی اللہ ایسے افراط اور تفریط سے بچاوے آمین **باب** ما جاء فی الحربۃ یوم العید عید کے دن
برچھی نکالنا **عن** ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یغدو الی المصلی فی یوم عید

وَالْعَنَزَةُ تُحْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا بَلَغَ الْمُصَلَّى نُصِبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَصَلَّى إِلَيْهَا وَذَٰلِكَ أَنَّ الْمُصَلَّى كَانَ فَضَاءً لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ يُسْتَتَرُ بِهِ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو عیدگاہ کو تشریف لیجاتے تھے عید کے دن اور برچھی آپ کے سامنے لیجاتے تھے جب آپ عیدگاہ کو پہنچتے تو برچھی آپ کے سامنے گاڑ دیجاتی (بطور سترہ کے) کیونکہ عیدگاہ میں آڑ نہ تھی صرف کھلا میدان تھا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى يَوْمَ عِيدٍ أَوْ غَيْرِهِ نُصِبَتِ الْحَرْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ مِنْ خَلْفِهِ قَالَ نَافِعٌ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن نماز پڑھتے یا اور کسی دن (عیدگاہ میں) تو برچھی گاڑی جاتی آپ کے سامنے آپ اسکی طرف نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے نافع نے کہا اسی وجہ سے امیروں نے برچھی نکالنا لازم کر لیا ہے **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِيدَ بِالْمُصَلَّى مُسْتَتِرًا بِحَرْبَةٍ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن نماز پڑھائی عیدگاہ میں اپنی برچھی کی آڑ کر کے ۔

باب مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدَيْنِ عیدین میں عورتوں کے نکلنے کا بیان **عَنْ** أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ النَّحْرِ قَالَ قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ فَقُلْنَا أَرَأَيْتَ إِحْدَاهُنَّ لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ فَلْتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا ام عطیہ سے روایت ہے حکم کیا ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے نکالنے کا عید الفطر اور عید النحر میں (عیدگاہ تک) ام عطیہ نے کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سے بیان فرمایئے اگر کسی عورت پاس چادر نہ ہو (تو وہ کیونکر نکلے) آپ نے فرمایا اسکی بہن اپنی چادر اسکو اوڑھا دے

ف مطلب یہ ہے کہ جو کوئی عورت غریب ہو وہ بھی نکلے اگر کپڑے نہ ہوں تو اپنے دوست یا عزیز عورت سے مانگ لیوے اس حدیث سے عورتوں کی عیدین میں نکلنے کی بڑی تاکید ثابت ہوئی بعضوں نے کہا یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا اور اب جب زمانہ خراب ہو گیا ہے اور فسق و فجور پھیل گیا ہے تو عورتوں کا باہر نکلنا مناسب نہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو وہ کام دیکھتے جو انہوں نے نکالے البتہ ان کو منع کرتے مسجد میں جانے سے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کی گئیں اور اس اثر سے خود ان لوگوں کے قول کے خلاف ثابت ہوتا ہے یعنے یہ کہ عورتوں کو باہر نکلنا منع نہیں ہوا **عَنْ** أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ لِيَشْهَدْنَ الْعِيدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَلْيَجْتَنِبْنَ الْحُيَّضُ مُصَلَّى النَّاسِ ام عطیہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواریوں اور پردہ والی عورتوں کو نکالو وہ حاضر ہوں عیدگاہ میں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور عورتیں حیض کی حالت میں ہوں وہ نماز کی جگہ سے الگ رہیں **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْرِجُ بَنَاتِهِ وَنِسَاءَهُ فِي الْعِيدَيْنِ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادیوں کو اور بی بیوں کو نکالتے تھے عیدین میں **ف** اور جب

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیان اور بی بیان نکلین تو اب اور کسی شریف یا امیر کی حقیقت ہی کیا ہی تمام دنیا کی نواب
اور شریف اور امیر آپ کے لونڈی اور غلام سے بھی درجہ اور عزت مین کم ہین تو حدیث سے وہ شبہہ بھی دفع ہو گیا کہ حجاب کا
حکم جب اترا اس کے پہلے کا یہ واقعہ ہی کیونکہ ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین بہت کم عمر تھے تو ضرور یہ واقعہ
حجاب کے بعد کا ہوگا اور اگر مان لیا جاوے تب بھی حجاب خاص تہا ازواج مطہرات سے تمام جہان کی عورتون کو یہہ
حکم نہ تہا اور ازواج مطہرات کا بھی نکلنا متعدد حدیثون سے ثابت ہی حضرت عائشہ تو بصرے تک تشریف لیگئی تہین
جناب علی مرتضے کی خلافت مین اور جنگ جمل مین موجود تہین البتہ یہ ضرور ہی کہ عورتین جب باہر نکلین تو ساتر لباس پہنکر
نکلین جیسے برقع یا چادر اوڑہکر اس طرح سے کہ انکا کوئی عضو کہلا نرہے سوا ہاتہ اور پاؤن کے پنجون کے اور بعضون نے
کہا سوا دونون آنکہون کے اور بعضون نے کہا سوا چہرے کے اور حنفیہ کی فقہ کی کتابون مین لکہا ہوا ہے کہ عورت کا
مونہہ اور دونون کف دست اور پاؤن ستر نہین ہین تو وہ نکل سکتی ہے اپنے ضروری کامون کے لیے اور جماعت کی نماز
مین شریک ہو سکتی ہے اور بعضون نے فتنے کے ڈر سے بنظر مصلحت اس سے منع کیا ہے یہ اور بات ہی لیکن حکم شرعی
اس پردے کے لیے جو ہندوستان مین مروج ہے کہ ساری عمر یہانتک کہ عیدین مین بھی گہر کے باہر قدم نہ رکہین اور ایک
ہی کوٹہری یا احاطہ کو اپنی زندگی کی چار دیواری تصور کرین کوئی نہین ہے اور یہی وجہ ہے کہ سوا ہندوستان کے تمام
بلاد اسلام جیسے عرب مصر روم شام ایران توران افغانستان کہین ایسے پردے کا رواج نہین ہے پس یقیناً معلوم ہوا کہ یہ پردہ
بھی منجملہ رسومات اہل ہند مسلمانون نے اختیار کر لیا ہے اب رسم کی پیروی اور بات ہی اور شریعت کا حکم دوسری بات
اور جو کوئی شریعت کے حکم پر طعن کرے وہ مردود اور گمراہ ہے **باب** مَا جَاءَ فِي إِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدَانِ فِي يَوْمٍ
(جب ایک دن مین دو عیدین جمع ہون یعنے جمعہ کے دن عید آوے) **عَنْ** اَيَاسِ بْنِ اَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قَالَ سَمِعْتُ
رَجُلًا سَأَلَ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ هَلْ شَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيدَيْنِ فِي يَوْمٍ قَالَ نَعَمْ
قَالَ فَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ قَالَ صَلَّى الْعِيدَ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَالَ مَنْ شَاءَ اَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ ایاس
بن ابی رملہ شامی سے منقول ہے مینے ایک شخص سے سنا اس نے زید بن ارقم سے پوچہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ایسے دن مین تہے جس دن دو عیدین جمع ہون یعنے جمعہ کے دن عید آوے زید نے کہا ہان اس شخص نے کہا تو آن
حضرت ایسے دن مین کیا کرتے تہے زید نے کہا آپ نے عید کی نماز پڑہی پہر جمعہ کے لیے رخصت دی جسکا جی چاہے جمعہ
پڑہے **ف** اور جسکا جی چاہے جمعہ مین نہ آوے لیکن جمعہ اور عید دونو پڑہنا افضل ہے اور صرف نماز عید پر بھی اکتفا
ہو سکتا ہے اس صورت مین ظہر پڑہ لیوے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ
اجْتَمَعَ عِيدَانِ فِي يَوْمِكُمْ هٰذَا فَمَنْ شَاءَ اَجْزَاَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ وَاِنَّا مُجَمِّعُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عبد اللہ بن عباس
سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اس دن مین دو عیدین جمع ہو گئین ہین اب جو کوئی چاہے اسکو

عید کی نماز کافی ہو جاویگی جمعہ سے اور ہم تو ضرور جمعہ پڑھیں گے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اجْتَمَعَ عِیْدَانِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ ثُمَّ قَالَ مَنْ شَاءَ اَنْ یَّاْتِیَ الْجُمُعَۃَ فَلْیَاْتِھَا وَمَنْ شَاءَ اَنْ یَّتَخَلَّفَ فَلْیَتَخَلَّفْ
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے دو عیدیں جمع ہوئیں آنحضرت کے زمانے میں آپ نے عید کی نماز پڑھائی لوگوں
کو پھر فرمایا جس کا جی چاہے وہ جمعہ میں آوے اور جس کا جی نہ چاہے وہ نہ آوے **بَاب** مَاجَاءَ فِیْ صَلٰوۃِ الْعِیْدِ فِی الْمَسْجِدِ
اِذَا کَانَ مَطَرٌ جب بارش ہووے تو عید کی نماز مسجد میں پڑھ سکتے ہیں عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِیْ
یَوْمِ عِیْدٍ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی بِھِمْ فِی الْمَسْجِدِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
ہے ایک بار عید کے دن بارش ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو آپ نے مسجد میں (عید کی) نماز پڑھائی لوگوں
کے ساتھ **ف** اور عیدگاہ کو تشریف نہیں لے گئے کیونکہ بارش میں لوگوں کو تکلیف ہوتی اور ہمیشہ آپ کی عادت شریف
یہ تھی کہ عید کی نماز شہر سے باہر نکلکر جنگل میں پڑھتے اور کسی حدیث میں یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے بلا عذر عید کی نماز شہر کے
اندر مسجد میں پڑھی اب جو لوگوں نے یہ اختیار کیا ہے کہ بلا عذر بھی عیدگاہ کو نہیں جاتے اور اپنے اپنے محلوں میں الگ
الگ مسجدوں میں عید کی نماز پڑھ لیتے ہیں یہ خلاف سنت ہے اور عجب نہیں کہ ان لوگوں سے روز قیامت اسکا مواخذہ
ہو کیونکہ عید کی نماز سے جو بڑی غرض ہے وہ پوری نہیں ہوتی جب تک سب مسلمان ایک جگہ جمع نہوں اور شہر
کے باہر کسی کھلے میدان یعنے عیدگاہ میں نہ جاویں **بَاب** مَاجَاءَ فِیْ لُبْسِ السِّلَاحِ فِیْ یَوْمِ الْعِیْدِ عید کے دن
ہتیار باندھکر جانا کیسا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یُّلْبَسَ السِّلَاحُ فِیْ
بِلَادِ الْاِسْلَامِ فِی الْعِیْدَیْنِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنُوْا بِحَضْرَۃِ الْعَدُوِّ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے منع کیا عیدین میں ہتیار باندھکر جانے سے اسلام کے شہروں میں مگر جب دشمن کا مقابلہ ہو **ف** یعنے کافر بھی
وہیں موجود ہوں اور ان سے لڑائی ہوتی ہو تو عیدین میں بھی ہتیار باندھکر نکلیں ایسا نہ ہو کہ کافر اسوقت مسلمانوں کو
نہتا دیکھکر حملہ کر بیٹھیں لیکن جب یہ ڈر نہ ہو اور مسلمانوں کا شہر ہو تو عیدین میں ہتیار باندھکر نہ جاوے اور اس میں
حکمت یہ ہے کہ عید کا دن خوشی اور خرمی کا ہے اور ہتیار جنگ کی نشانی ہے اور دوسرے یہ کہ عید میں عورتوں اور بچوں
اور لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے تو احتمال ہے کہ ہتیار سے کسیکو ایذا پہونچے یا کوئی ڈر جاوے **بَاب** مَاجَاءَ فِی
الْاِغْتِسَالِ فِی الْعِیْدَیْنِ عیدین میں غسل کرنیکا بیان عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمَ الْاَضْحٰی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم غسل کرتے تھے عید الفطر اور عید الاضحی کے دن عَنِ الْفَاکِہِ بْنِ سَعْدٍ وَکَانَتْ لَہٗ صُحْبَۃٌ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمَ النَّحْرِ وَیَوْمَ عَرَفَۃَ وَکَانَ الْفَاکِہُ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ

بِالْغُسْلِ فِي هٰذِهِ الْاَيَّامِ فاکہ بن سعد سے روایت ہے وہ صحابی تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے عید الفطر اور عید النحر کے دن اور عرفہ کے دن اور فاکہ حکم کرتے تھے اپنے گھر والوں کو ان دنوں غسل کرنے کا **ف** حدیث سے صرف اسیقدر ثابت ہے کہ آپ عیدین کے روز غسل کرتے تھے اور بزار نے ابو رافع سے بھی ایسا ہی نکالا اور ان حدیثوں کی سندیں ضعیف ہیں لیکن ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں اور صحابہ سے صحیح آثار اس باب میں وارد ہیں روضہ میں ہے کہ غسل عیدین میں کوئی حدیث نہ صحیح ہے نہ حسن لذاتہ اب یہ بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ اسی غسل سے عیدین کی نماز ادا کرے پس سنت یہی ہے کہ عید کے دن غسل کر لیوے اگرچہ نماز کے بعد ہی ہو یا نماز سے پہلے لیکن اسکے بعد حدث ہو اور وضو کر کے نماز پڑھے تب بھی سنت کی پیروی ہو جاوے گی اب عرفہ کے دن غسل کرنا یہ اور دوسری حدیث میں وارد نہیں ہے اور بعضوں نے کہا یہ غسل اس وقت مسنون ہے جب آدمی عرفہ کے دن عرفات میں ہووے یعنی حج میں تو میں کہتا ہوں ہر غسل کرے واللہ اعلم **بَاب** مَا جَاءَ فِي وَقْتِ صَلٰوةِ الْعِيدَيْنِ عیدین کی نماز کا وقت **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ يَوْمَ فِطْرٍ اَوْ يَوْمَ اَضْحٰى فَاَنْكَرَ اِبْطَاءَ الْاِمَامِ وَقَالَ اِنْ كُنَّا لَقَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهِ وَذٰلِكَ حِيْنَ التَّسْبِيْحِ عبد اللہ بن بسر سے روایت ہے وہ لوگوں کے ساتھ نکلے عید الفطر یا عید الضحی کے دن اور انہوں نے انکار کیا امام کے دیر کرنے پر (نماز میں) اور کہا کہ ہم اسوقت تو فارغ ہو جاتے تھے سوقت نفل نماز کا وقت تھا **ف** اور نفل نماز صبح کی نماز کے بعد اسوقت درست ہوتی ہے جب سورج اچھی طرح نکل آوے یعنی جسوقت لوگ اشراق کی نماز پڑھتے ہیں یہی وقت ہے عید کی نماز کا بھی جب سورج ایک نیزے کے مقدار بلند ہو جاوے احمد بن حسن بنا نے نکالا کتاب الاضاحی میں جندب سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ عید الفطر کی نماز سوقت پڑھتے جب سورج دو نیزوں کے برابر بلند ہو جاتا اور عید الضحی کی اسوقت پڑھتے جب سورج ایک نیزے کے برابر بلند ہو جاتا اور شافعی نے مرسلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو لکھا وہ نجران میں تھے کہ عید الضحی کی نماز جلد پڑھ اور عید الفطر کی دیر کر کے اسکی اسناد میں ابراہیم بن محمد ضعیف ہے اور اسپر تمام علما کا اتفاق ہے کہ عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے سورج کی ایک نیزہ برابر بلند ہونے سے اور ختم ہوتا ہے زوال پر اور عید الضحی کی نماز جلد پڑھنا اولی ہے تاکہ لوگوں کو قربانی کے لیے جلد فراغت ہو اور وہ سنت کے موافق اسدن پہلے قربانی کا گوشت کھا سکیں گو عیدین کا وقت زوال تک ہے مگر سنت وہی وقت ہے جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی یعنے عید الضحی کی ایک نیزے پر اور عید الفطر کی دو نیزے پر اور اس سے تاخیر کرنا مکروہ ہے اور افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ میں لوگوں نے اس سنت کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہے ایک تو عید کی نماز میں سب عیدگاہ میں بستی کے باہر جمع نہیں ہوتے دوسری نماز میں دیر کرتے ہیں ۱۰-۱۱ ساعت پر پڑھتے ہیں اور سنت یہ ہے کہ ۷ و ۸ ساعت پر پڑھیں **بَاب** مَا جَاءَ فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رات کو تہجد) دو دو رکعت کر کے پڑھنا چاہیے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ رضقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتین پڑہتے تہے **ف** یعنے ہر دوگانہ کے بعد سلام پہیرتے تہے یہی اولی ہے رات اور دن
مین کیونکہ اس باب مین قولی حدیث موجود ہے صلوۃ اللیل والنہار مثنے مثنے اور وہ راجح ہے فعلی احادیث پر اگرچہ دوسری
فعلی حدیثون سے تہجد کی چار چار رکعتین بہی پڑہنا ثابت ہی اور ہر طرح جائز ہے ابو یوسف اور محمد اور مالک اور شافعی اور احمد
کا یہ قول ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعت پڑہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک رات اور دن دونون مین چار چار پڑہنا افضل ہے
عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی عبداللہ بن عمر سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتین ہین **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ يُصَلِّيْ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا خَافَ الصُّبْحَ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا رات کی نماز کو آپنے فرمایا دو دو رکعتین پڑہے جب صبح کا ڈر ہو تو ایک رکعت وتر کی پڑہ لیوے
ف اُس ایک رکعت سے ساری نماز جو اُس نے پڑہی ہے وتر ہو جاویگی اور رات کی نماز کبہی وتر مین داخل ہو جاتی ہے جیسے
ام سلمہ کی حدیث مین ہے کہ آپ سات رکعتین اور پانچ رکعتین وتر کی پڑہتے تہے ان کے بیچ مین نہ سلام پہیرتے تہے نہ
کلام کرتے تہے اور کبہی الگ ہوتی ہے جیسے حضرت عائشہ کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ
رکعتین پڑہتے تہے اور پانچ رکعتین ان مین وتر کی ہوتین ان مین جلسہ نکرتے مگر اخیر مین اور ایک حدیث مین ہے کہ آپ
رات کو نو رکعتین پڑہتے تہے اور آٹہوین کے بعد بیٹہتے تہے پہر سلام پہیرتے تہے پہر دو رکعتین بیٹہکر پڑہتے تہے
تو کل گیارہ رکعتین ہوئین پہر اخیر عمر مین سات رکعتین وتر کی پڑہنے لگے اور چہٹی یا ساتوین رکعت مین بیٹہتے تہے اور
ایک روایت مین ہے کہ سات رکعتین پڑہین نہ بیٹہے مگر اخیر مین اور ایک روایت مین ہے کہ آپ رمضان اور غیر رمضان
مین آٹہہ رکعتون پر زیادہ نہ کرتے اور تین وتر کی تو کل گیارہ رکعتین ہوئین ابن حزم نے کہا احادیث مین رات کی
نماز وتر سمیت تیرہ طرح پر آئی ہے اور ہر ایک طرح سنت ہے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم رات کو دو دو رکعتین پڑہتے تہے یعنے ہر دوگانہ کے بعد سلام پہیرتے تہے

باب مَا جَاءَ فِيْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی

رات اور دن کی نماز دو رکعتین ہین **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن دونون کی نماز دو دو رکعت ہے **ف** شافعی کا یہی قول ہے اور ترمذی نے
ابن عمر سے نقل کیا کہ وہ رات کو دو دو رکعتین پڑہتے تہے اور دن کو چار چار صاحب ہدایہ نے کہا ابو یوسف اور محمد
کے نزدیک یہی افضل ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک رات اور دن دونون مین چار چار رکعت پڑہنا افضل ہے اور اسکی بحث
اوپر گذر چکی مترجم کہتا ہے مختار شافعی کا مذہب ہے مگر جس مقام مین آنحضرت سے چار رکعتین ایک ہی سلام سے ثابت

ہین انکو ایک سلام سے پڑہنا افضل ہے باقی نوافل دو دو رکعت کرکے پڑہنا افضل ہے اور یہ خلاف فضلیت مین ہی نہ جواز مین
جائز تو ہر طرح ہے سب کے نزدیک بلکہ اہل حدیث کے نزدیک تہجد کی آٹھون رکعتین ایک ہی سلام سے اور ایک ہی قعدے سے
درست ہین جیسے اوپر گذرا کیونکہ حدیث سے ثابت ہین اور حنفیہ نے اسکا انکار کیا ہے کہ چار سے زیادہ ایک سلام سے پڑہے
اور ہر حال مین حدیث کی پیروی سارے جہان کے اقوال پر مقدم ہے اور جو لوگ عاشق رسول ہین وہ تہجد کو تیرہ طرحون مین سے
ہر ایک طرح پر باری باری پڑہتے ہین تاکہ آنحضرت کی سنت پر عمل ہو جاوے ان تیرہ طرحون کو امام ابن حزم رحمۃ اللہ تعالی
نے محلی مین بیان کیا ہے اور ابن حزم اور شوکانی اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور ابن منذر اور ابن جریر اور ابن حجر اور
سیوطی اور ابن دقیق العید اور ابن جوزی یہ سب اہلحدیث کے پیشوا ہین اور امام داؤد ظاہری اور امام احمد حنبل اور
اسحاق اور امام بخاری یہ اہلحدیث کے امام ہین یعنے مجتہد اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام اہلحدیث کے امام ہین یعنے آقا
اور دحبب لاطاعت خدای کریم اُنکی پیروی مین اور اُنکے ساتھ ہمارا حشر کرے اور مقلدین مجتہدین اربعہ کو اپنی تقلید
مبارک رہے **عَنْ** أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى سُبْحَةَ الضُّحٰى
ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ سَلَّمَ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت
کی نماز کی آٹھ رکعتین پڑہین اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پہیرا **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ تَسْلِيمَةٌ ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دو رکعتون کے
بعد سلام ہے **عَنْ** الْمُطَّلِبِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ اللَّيْلِ
مَثْنٰى مَثْنٰى وَتَشَهَّدُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَبَأَّسُ وَتَمَسْكَنُ وَتُقْنِعُ يَدَيْكَ وَتَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي فَمَنْ
لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ مطلب بن ابی وداعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی (نفل)
نماز دو دو رکعتین ہین اور ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے اور اللہ جل جلالہ کے سامنے اپنی محتاجی اور مسکینی ظاہر کرنا اور
اپنے دونو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور کہنا یا اللہ بخشدے مجھکو جو کوئی ایسا نکرے اُسکی نماز ناقص ہے **ف** یعنے مقصود اصلی نماز
سے تضرع اور نیاز ہے جب یہی نہ ہو تو جزو اعظم نماز کا جاتا رہا اور نماز ناقص رہ گئی باقی ظاہری ارکان اور شروط مین اُن کا
بہی خیال رکھنا چاہیے جیسے دربار کے آداب اور رسوم ہوتے ہین اگر کوئی اُنکے خلاف کرے نکالا جاوے۔ حدیث سے یہ
بہی نکلا کہ نماز مین ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے خصوصاً نوافل مین اور اس زمانہ مین لوگون نے اس سنت کو بالکل ترک کر دیا
ہے دعای قنوت پڑہتے وقت بہی ہاتھ نہین اٹہاتے **بَاب** مَا جَاءَ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ تراویح کا بیان۔
ف رمضان مین رات کو عبادت کرنا سنت ہے خواہ اخیر رات مین کرے یا شروع رات مین اور قیام رمضان تہجد پڑہنے
سے ادا ہو جاتا ہے یہ ضرور نہین کہ تراویح ہی پڑہے اگر شروع رات مین پڑہے تو تہجد کیطرح آٹھ رکعتین تراویح کی ادا کرے
آنحضرت سے یہی ثابت ہے اور بیس رکعتون کی روایت منکر اور ضعیف ہے البتہ حضرت عمر سے بیس رکعتین ثابت ہین اور

شیخ ابن الہمام نے جو حنفی مذہب کے بڑے عالم ہین حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ آٹھہ رکعتین تراویح سنت ہین اور بیس رکعتین مستحب افسوس ہے ہمارے زمانہ مین بعض جاہلون کو شاید جنون ہوگیا ہے کہ جو کوئی سنت نبوی کے موافق آٹھہ رکعتین تراویح کی ادا کرین اسکو مطعون کرتے ہین اور اسکے دشمن ہو جاتے ہین مگر اہلحدیث ایسے جاہلون کی عداوت اور دشمنی سے نہین ڈرتے اور آنحضرت کی سنتون کو بے کھٹکے ادا کرتے ہین جو ہونا ہو سو ہو ؎ ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم * **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهٗ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور رمضان کی رات کو عبادت کرے ایمان کے ساتھہ اور ثواب کی نیت سے (نہ ریا اور دکھلانے کی نیت سے) تو اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ یَقُمْ بِنَا شَیْئًا مِّنْهُ حَتّٰی بَقِیَ سَبْعُ لَیَالٍ فَقَامَ بِنَا لَیْلَةَ السَّابِعَةِ حَتّٰی مَضٰی نَحْوٌ مِّنْ ثُلُثِ اللَّیْلِ ثُمَّ کَانَتِ اللَّیْلَةُ السَّادِسَةُ الَّتِیْ تَلِیْهَا فَلَمْ یَقُمْهَا حَتّٰی کَانَتِ الْخَامِسَةُ الَّتِیْ تَلِیْهَا ثُمَّ قَامَ بِنَا حَتّٰی مَضٰی نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ اللَّیْلِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِیَّةَ لَیْلَتِنَا هٰذِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ مَنْ قَامَ مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ فَاِنَّهٗ یَعْدِلُ قِیَامَ لَیْلَةٍ ثُمَّ کَانَتِ الرَّابِعَةُ الَّتِیْ تَلِیْهَا فَلَمْ یَقُمْهَا حَتّٰی کَانَتِ الثَّالِثَةُ الَّتِیْ تَلِیْهَا قَالَ فَجَمَعَ نِسَاءَهٗ وَاَهْلَهٗ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ قَالَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰی خَشِیْنَا اَنْ یَّفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قِیْلَ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ قَالَ ثُمَّ لَمْ یَقُمْ بِنَا شَیْئًا مِّنْ بَقِیَّةِ الشَّهْرِ ابوذر سے روایت ہی ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ روزے رکھے رمضان کے (سبحان اللہ ہی قسمت ابوذر کی) آپ ساری رمضان کسی رات مین نہین کھڑے ہوئے (تراویح پڑھنے کو) یہانتک کہ رمضان کی سات راتین رہ گئین ساتوین رات کو (اخیر کے حساب سے اور شروع کے حساب سی ۲۳ رات ہوئی) آپ کھڑے ہوئے ہمارے ساتھہ یہانتک کہ تہائی رات کے قریب گذر گئی پہر چھٹی رات کو (یعنے چوبیسوین رات کو) آپ نہین کھڑے ہوئے (یعنے تراویح نہین پڑہی جماعت کے ساتھہ) جب پانچوین رات ہوئی جو اسکے بعد تہی (یعنے پچیسوین رات) تو آپ پہر کھڑے ہوئے ہمارے ساتھہ یہانتک کہ آدہی رات کے قریب گذر گئی مینے عرض کیا یا رسول اللہ کاش جسقدر رات باقی رہی ہے اس مین بہی آپ نفل پڑہین ہمارے ساتھہ آپنے فرمایا جو کوئی امام کے ساتھہ کہڑا رہے (نماز مین) یہانتک کہ وہ فارغ ہو تو وہ ساری رات کے عبادت کے برابر ہے خیر پہر چوتہی رات آئی جو اسکے بعد تہی (یعنے چھبیسوین[26] رات) اس رات کو آپ نہین کھڑے ہوئے جب تیسری رات آئی جو اسکے بعد تہی (یعنے ستائیسوین رات) تو آپنے اپنی بی بیون اور گھر والون کو جمع کیا اور لوگ بہی بہت) جمع ہوئے ابوذر نے کہا پہر آپ کھڑے ہوئے ہمارے ساتھہ یہانتک کہ ہمکو ڈر ہوا کہ فلاح فوت ہو جاویگا لوگون نے کہا فلاح کیا ابوذر نے کہا سحر کا کھانا پہر آپ نہین کھڑے ہوئے باقی مہینے مین **ف** تو آپنے صرف تین راتون مین تراویح پڑہی یعنے ۲۳ اور ۲۵ اور ۲۷ کو اسوجہ سے کہ یہ طاق راتین ہین اور گمان ہے کہ شب قدر ان مین ہو اور سب

راتون سے زیادہ ۲۷ رات کو عبادت کی اس سے معلوم ہوا کہ ستائیسوین رات کا شبقدر ہونا راجح ہے اور شبقدر مین لوگون کا بہت اختلاف ہے اور بالیقین یہ کسی کو معلوم نہین البتہ جو سال بھر کامل ہر شب کو عبادت کرے وہ شبقدر بہی ضرور پاویگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین راتین تراویح پڑہی دوسری حدیث مین ہے کہ چوتہی رات کو بہی لوگ جمع ہوے لیکن آپ باہر برآمد نہین ہوئے اور صبح کو فرمایا کہ مین ڈرا ایسا نہو یہ نماز تمپر فرض ہوجاے ہدایہ مین ہی کہ آپنے تراویح پر گویا مواظبت کی کیونکہ آپنے ترک مواظبت مین جو عذر تہا وہ بیان کردیا اور ہم کہتے ہین کہ اگرچہ آپنے اسی عذر سے مواظبت نہ کی ہو تاہم بغیر مواظبت کے تراویح کا سنت ہونا ثابت نہین ہو سکتا یعنے سنت مؤکدہ ہونا اور دوسرے یہ کہ ابوذر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور راتون مین عمداً برآمد نہین ہوئے نہ اس ڈر سے کہ یہ نماز فرض ہوجاے اور خلفای راشدین کی مواظبت سے سنیت ثابت نہین ہو سکتی پس غایۃ ما فی الباب یہ ہوگا کہ تراویح مستحب ہوگی جس کا جی چاہے پڑہے اور جسکا جی چاہے نہ پڑہے اور حدیث سے یہ بہی ثابت نہین ہی کہ تہجد تراویح کے سواے ہے پس بہتر یہی ہے کہ رمضان مین بہی اخیر رات مین تہجد پڑہا کرین اور اسی مین قرآن کا ایک ختم کرلیا کرین لیکن اگر مقتدی زیادہ ہون اور انپر تہجد پڑہنا شاق ہو تو شروع رات مین تراویح پڑہ لیا کرین اب تہجد کی ضرورت نہین ہے غرض تراویح اور تہجد دونو پڑہنا حدیث سے ثابت نہین ہے اور حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ آنحضرت نہ رمضان نہ غیر رمضان مین کبہی گیارہ رکعتون سے زیادہ پڑہتے تہے واللہ اعلم

عن النضر بن شيبان قال لقيت ابا سلمة بن عبد الرحمن فقلت حدثني بحديث سمعته من ابيك يذكره في شهر رمضان فقال حدثني ابي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر شهر رمضان فقال شهر كتب الله عليكم صيامه وسننت لكم قيامه فمن صامه وقامه ايمانا واحتسابا خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه

نضر بن شیبان سے روایت ہی مین ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے ملا مینے کہا مجہسے ایک حدیث بیان کرو جو تم نے اپنے باپ سے سنی ہو انکو بیان کرتے ہوے رمضان کے باب مین انہون نے کہا میرے باپ نے مجہسے حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے مہینے کا ذکر کیا اور فرمایا یہ وہ مہینہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اسکے روزے تمپر فرض کیے ہین اور مینے (اللہ جل جلالہ کی مرضی پاکر) تمہارے لیے رمضان کا قیام سنت کیا (یعنے مستحب کیا رات کو تراویح پڑہنا) پہر جو کوئی رمضان کے روزے رکہے اور راتون کو قیام بہی کرے مومن رہکر خدا کے واسطے ثواب کے لیے تو وہ اپنے گناہون سے اسطرح نکل جاوے گا جیسے اس دن تہا جس دن اسکی مان نے اسکو جنا تہا

ف یعنی پاک صاف گناہون سے ہو جاویگا اور اگلے گناہ سب معاف ہو جاوینگے اس حدیث سے صیام اور قیام رمضان کی بڑی فضیلت نکلی اور یہ جو فرمایا کہ رمضان کا قیام مینے سنت کیا یہ اسکے خلاف نہین ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا وما ینطق عن الہوی اسلیے کہ آپنے وحی سے قیام رمضان کی فضیلت معلوم کرلی ہوگی اسکے بعد حکم دیا ہوگا لیکن چونکہ روزے کی طرح وحی ظاہر اس مین نہ تہی لہذا اپنی طرف سنیت دی

باب ما جاء في قيام الليل

رات مین تہجد پڑہنے کا بیان

عن ابي هريرة رض قال قال رسول

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِاللَّيْلِ بِحَبْلٍ فِيهِ ثَلَاثُ عُقَدٍ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِذَا قَامَ فَتَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ انْحَلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّهَا فَيُصْبِحُ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ قَدْ أَصَابَ خَيْرًا وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ أَصْبَحَ كَسِلًا خَبِيثَ النَّفْسِ لَمْ يُصِبْ خَيْرًا

ابوہریرہ رضسے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم میں سے ایک کے اخیر سر پر (یعنے گدی پر) رات کو گرہ باندھتا ہے ایک رسی سے اس میں تین گرہیں ہوتی ہیں پھر اگر وہ جاگا اور اللہ کی یاد کی تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب کھڑا ہوا اور وضو کیا تو اور ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب نماز کے لیے کھڑا ہوا تو اور ایک گرہ کھل جاتی ہے اب صبح کو خوش نیک نفس رہتا ہے اور بھلائی حاصل کرتا ہے اور جو ایسا نہ کیا تو صبح کو سست اور بدنفس رہتا ہے بھلائی حاصل نہیں کرتا **ف** مؤلف نے اس حدیث میں قیام لیل مراد رکھا اور ممکن ہے کہ صبح کی نماز کے لیے اوٹھنے سے اور وضو کرنے سے بھی یہ گرہیں کھل جاتی ہوں والعلم عند اللہ ہمکو گرہ کی تاویل کرنا ضرور نہیں درحقیقت شیطان یہ گرہیں لگاتا ہے اور بعضوں نے تاویل کی اور رسی سے غفلت کی رسی مراد لی اور گرہوں سے اس غفلت کو مضبوط کردینا اور رات لمبی ہونے کا بہانہ جمادینا اور بخاری کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ شیطان اس سے کہتا ہے جب وہ اوٹھنے کا ارادہ کرتا ہے ابھی رات بہت ہے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ ذَاكَ الشَّيْطَانُ بَالَ فِي أُذُنَيْهِ عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر آیا ایک شخص کا جو ساری رات سوتا رہا یہانتک کہ صبح ہوگئی آپنے فرمایا شیطان نے اسکے کانوں میں پیشاب کردیا ہے +

ف ہم تو اسکی بھی تاویل نہیں کرتے کیونکہ شیطان کھاتا پیتا ہے تو پیشاب بھی کرتا ہوگا اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ وہ شیطان کا مطیع بن گیا ہے افسوس ہے کہ ہم سب رات کو نہیں اٹھتے تہجد نہیں پڑھتے سب شیطان کے افسون میں آگئے ہیں خدای کریم اوسکے افسون سے نجات دیوے اور رات کو اٹھنے کی اور تہجد پڑھنے کی توفیق عطا فرماوے چند روز تک میں نے سحر رات سے اٹھنا اختیار کیا تھا اور تہجد پڑھکر جاگتا رہتا پھر صبح کی نماز پڑھتا لیکن افسوس ہے کہ نبھ نہ سکا اور میرے قوی میں کچھ ایسا ضعف ہوگیا ہے کہ دن کو کمال پژمردگی ہونے لگی اور ضروری کاموں میں قاصر رہنے لگا اسکا سبب یہ ہے کہ دنیاوی کام بہت کثرت سے اللہ جل جلالہ نے جھمیلے ڈالدیے ہیں باوجودیکہ میں سرکاری خدمات اور عہدوں سے بھاگتا ہوں اور جہانتک ہوسکتا ہے انکو ٹالتا ہوں لیکن وہ جبرا میرے سر پر ڈالے جاتے ہیں اور بوجہ کثرت عیال کے یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ بالکلیہ قطع علائق کروں اور بقیۃ العمر مجردانہ بسر کروں خیر جو مرضی میرے مالک کی لیکن میری بڑی آرزو ہے کہ اخیر عمر میں کچھ دن مجھکو ایسے بھی ملیں جنمیں سوا خدا کے کسیکا خیال نہ ہو اور جی بھر کر آنحضرتؐ کی سنتوں کو خوب ادا کرلوں واللہ الموفق وبہ نستعین **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت نے

فرمایا فلانے کی مثل مت ہو پہلے وہ رات کو تہجد پڑھتا تھا پھر اُس نے چھوڑ دیا **ف** مطلب یہ ہو کہ وہ زیادہ محنت کرنے لگا تو اُس سے نبھ نہ سکے تو ایسا مت کیجیو اگر تھوڑی عبادت کرے تو بہتر ہے بشرطیکہ ہمیشہ کرے چھوڑ نہ دے ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالی نے کہا ہی کہ اگر رات کو اُٹھکر تہجد کی نماز نہ پڑھ سکے تو صرف تھوڑی سی اللہ تعالی کی یاد سوتے ہی پڑھ لیا کرے اور بہتر یہ ہے کہ استغفار پڑھا کرے تو بھی قیام لیل کا ثواب حاصل ہوجاویگا بہرحال رات کا اٹھنا بالکل ترک نہ کرے کیونکہ تمام صالحین کا یہ طریقہ ہے اور اسکے بغیر وصول الی اللہ مشکل ہے **عن** جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت ام سليمان بن داود لسليمان يا بني لا تكثر النوم بالليل فان كثرة النوم بالليل تترك الرجل فقيرا يوم القيامة جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام کی ماں نے اُن سے کہا اے بیٹا رات کو بہت مت سو کیونکہ رات کا بہت سونا آدمی کو فقیر کر دیگا قیامت کے دن **ف** قیامت کی فقیری یہ ہے کہ انسان پاس عبادت اور نیکی کی بضاعت کم ہو سو جو کوئی رات بھر سوویگا اُسکی نیکیاں لامحالہ کم ہونگی بہ نسبت اُن لوگوں کے جو شب بیدار رہتے ہیں **عن** جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كثرت صلوته بالليل حسن وجهه بالنهار جابر سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو زیادہ نماز پڑھیگا اُسکا منہ دن کو زیادہ اچھا ہوگا **ف** یعنے اُسکے منہ پر دن کو نور زیادہ ہوگا عبادت کا۔ یہ حدیث کو محدثین نے موضوع کہا ہے اور کہا ہے کہ ثابت بن موسی کو اسکی روایت میں دھوکا ہوا وہ شریک کے پاس گئے شریک حدیث بیان کر رہے تھے ایک حدیث کا اسناد ذکر کیا تھا متن بیان نہیں کیا تھا کہ ثابت کا چہرہ دیکھکر شریک نے یہ کلام کہا ثابت یہ سمجھے کہ شاید یہ حدیث شریک نے بیان کی اور حدیث کی طرح اسکو شریک سے نقل کرنے لگے تو ثابت نے عمداً یہ حدیث کو نہیں بنایا بلکہ اُن سے دھوکا ہوا **عن** عبد الله بن سلام قال لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة انجفل الناس اليه وقيل قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم فجئت في الناس لانظر اليه فلما استبنت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم عرفت ان وجهه ليس بوجه كذاب فكان اول شيء تكلم به ان قال يا ايها الناس افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا بالليل والناس نيام تدخلوا الجنة بسلام عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئے تو لوگ آپکی طرف جھپٹے اور لوگوں نے کہا اللہ کے رسول آئے ہیں میں بھی لوگوں میں آیا آپ کو دیکھنے کے لیے جب میں نے آپ کا چہرہ دیکھا تو میں پہچان گیا کہ آپ کا چہرہ جھوٹا نہیں ہے یعنے آپ نبوت کا دعوی جھوٹ موٹ نہیں کرتے بلکہ آپ سچے اللہ تعالی کے نبی ہیں پھر پہلے جو بات آپ نے کی وہ یہ تھی اے لوگو سلام کو فاش کرو یعنے سلام علیکم پکارا کیا کرو آپس میں ایک دوسرے کو یہ سلام کی نشانی ہے اور آداب تسلیم مجرا کورنش یہ سب خلاف سنت ہیں اور کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہوں جب تم یہ کام کروگے تو جنت میں سلامتی کے ساتھ جاؤگے **باب**

مَاجَاءَ فِیمَنْ اَیْقَظَ اَھْلَہٗ مِنَ اللَّیْلِ جو شخص اپنے گھر والوں کو رات کو جگا دے تہجد کے لیے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَیْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّیْلِ وَاَیْقَظَ امْرَاَتَہٗ فَصَلَّیَا رَکْعَتَیْنِ کُتِبَا مِنَ الذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ ابو سعید اور ابوہریرہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی رات کو جاگے اور اپنی عورت کو جگا دے پھر دونوں دو رکعتیں پڑھیں تو اللہ کی یاد کرنے والے اور یاد کرنیوالیوں میں لکھے جاویں گے **ف** جنکے شان میں قرآن میں آیا ہے اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقل درجہ رات کی نماز کے لیے دو رکعتیں ہی کافی ہیں اور سنت آٹھ ہیں اور دس اور بارہ اگر دو رکعتیں بھی نہ ہو سکیں تو صرف بستر ہی پر رہکر تھوڑی دیر دعا اور استغفار کرلیوے اور اللہ کی یاد یہ بھی غنیمت ہے جیسے اوپر ہم نے اپنے مشائخ سے نقل کیا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی وَاَیْقَظَ امْرَاَتَہٗ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ رَشَّ فِیْ وَجْھِھَا الْمَاءَ رَحِمَ اللّٰہُ امْرَاَۃً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَاَیْقَظَتْ زَوْجَھَا فَصَلّٰی فَاِنْ اَبٰی رَشَّتْ فِیْ وَجْھِہِ الْمَاءَ ابوہریرہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے اُس شخص پر جو رات کو اُٹھے اور نماز پڑھے اور اپنے عورت کو جگا دے وہ بھی نماز پڑھے اگر نہ اُٹھے تو اُسکے مونہہ پر پانی چھڑک دیوے اللہ رحم کرے اُس عورت پر جو رات کو اُٹھے پھر نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو جگا دے وہ بھی نماز پڑھے اگر نہ اُٹھے تو اُسکے مونہہ پر پانی چھڑک دیوے **باب** مَاجَاءَ فِیْ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ قَدِمَ عَلَیْنَا سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَّقَدْ کُفَّ بَصَرُہٗ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنِ اَخِیْ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ حَسَنُ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ نَزَلَ بِحُزْنٍ فَاِذَا قَرَاْتُمُوْہُ فَابْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا وَتَغَنَّوْا بِہٖ فَمَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِہٖ فَلَیْسَ مِنَّا عبد الرحمان بن السائب سے روایت ہے سعد بن ابی وقاص ہمارے پاس آئے اُنکی آنکھیں جاتی رہی تھیں (یعنے بینائی) میں نے اُنکو سلام کیا اُنہوں نے کہا تو کون ہے میں نے بیان کیا اُنہوں نے کہا مرحبا میرے بھتیجے میں نے سنا ہے کہ تو قرآن خوش آوازی سے پڑھتا ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے یہ قرآن غم کے ساتھ اترا ہے (یعنے اسکی تلاوت سے مومن کو غم پیدا ہوتا ہے آخرت کا) پھر جب تم قرآن کو پڑھو تو روؤ اگر رونہ سکو (یعنے رونا نہ آوے دل سخت ہو) تو رونے کی صورت بناؤ قرآن پڑھتے وقت اور اُسکو غنا کے ساتھ پڑھو جو قرآن میں غنا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے **ف** حدیث میں تغنی کا لفظ ہے اور تغنی کے معنے گانا قرآن میں گانا نہیں ہو سکتا تو تغنی سے یہ مراد ہوگا کہ باریک آواز سے درد کے ساتھ اُسکو پڑھنا کہ پڑھنے والے پر اور سننے والوں پر سب پر اثر ہو اور دلوں میں خدا کا خوف اور خشوع پیدا ہو بشرطیکہ تجوید کے قواعد کی رعایت باقی رہے اور کلمات اور حروف میں کمی اور بیشی

ذکر سے یہی قول ہے شافعی اور اکثر علماء کا اور سفیان بن عیینہ نے کہا تغنی بالقرآن کا یہ معنے ہیں کہ قرآن کو دولت لازوال سمجھے اور دنیادار وں سے غنی یعنے بے پرواہ رہے اور زہری نے کہا جہر کرے قرآن کے ساتھ اب قرآن میں گانا موسیقی کی طرح یعنے تال اور سُر کے ساتھ تو وہ بالاتفاق مکروہ اور منع ہے اور اگر قرآن میں اُسکی وجہ سے تغیر پیدا ہو جاوے تو حرام ہے کذا فی اللمعات **عن** عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت أبطأت على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة بعد العشاء ثم جئت فقال أين كنت قلت كنت أستمع قراءة رجل من أصحابك لم أسمع مثل قراءته وصوته من أحد قالت فقام وقمت معه حتى استمع له ثم التفت إلي فقال هذا سالم مولى أبي حذيفة الحمد لله الذي جعل في أمتي مثل هذا حضرت ام المومنين حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے ایک بار دیر کی رات کو عشا کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں پھر میں آئی اور آپ نے فرمایا تو کہاں تھی میں نے عرض کیا کہ میں آپکے اصحاب میں سے ایک شخص کی قرءت سنتی تھی ویسی قرءت اور ویسی آواز میں نے کسی سے نہیں سنی یہ سنتے ہی آپ کھڑے ہوئے اور میں بھی آپکے ساتھ کھڑی ہوئی اور اُس شخص کی قرءت سُنی پھر آپ نے میری طرف منہ کیا اور فرمایا یہ شخص سالم ہے مولی (غلام آزاد) ابو حذیفہ کا خدا کا شکر کہ اُس نے میری امت میں ایسا شخص پیدا کیا **ف** کہ قاری بھی ہے اور خوش آواز بھی ہے یہ دونوں صفتیں کم جمع ہوتی ہیں اکثر لوگ خوش آواز ہوتے ہیں پر تجوید (یعنے قواعد قرارت) سے ناواقف ہوتے ہیں اور بعضے قاری ہوتے ہیں لیکن اُن کی آواز اچھی نہیں ہوتی۔ افسوس ہمارے دوست ولی قاری حافظ محمد جان صاحب لکھنوی جو خوش آواز بھی تھے اور قاری بھی تھے اسکے سوا خوشنویس اور ذی استعداد بھی تھے اور خط نسخ اور نستعلیق دونو بہت عمدہ لکھتے تھے کئی ایک کتابیں اور قرآن اُنکے ہاتھ کے لکھے ہوئے چھاپ ہو چکے ہیں سراج الوہاج شرح صحیح مسلم مولفہ نواب صاحب مرحوم بھی انہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے شہر حیدر آباد دکن میں ۱۳۰۸ ہجری میں گذر گئے یہ بھی سالم کا ایک نمونہ تھے اور نہایت متقی اور پرہیزگار اور باخیر اور جماعت اور مساجد کے شائق اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور عالم برزخ میں پھر ہماری اور انکی یکجائی کرے۔ یہ سالم مولی ابو حذیفہ مشہور قراء اصحاب میں سے تھے اور حدیث سے یہ نکلا کہ عورت کو اجنبی مرد کی آواز سننا درست ہے **عن** جابر رضی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من أحسن الناس صوتا بالقرآن الذي إذا سمعتموه يقرأ حسبتموه يخشى الله جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمدہ خوش آواز قرآن پڑھنے والا وہ ہے کہ جب تم اسکی قرارت سنو تو یہ معلوم ہو کہ اللہ جل جلالہ سے ڈرتا ہے (یعنے دردناک سی آواز پڑھتا ہو اور رقت اسپر طاری ہو) **عن** فضالة بن عبيد رضی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لله أشد أذنا إلى الرجل الحسن الصوت بالقرآن يجهر به من صاحب القينة إلى قينته فضالہ بن عبید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ اللہ جل جلالہ خوش آواز شخص کا قرآن اس سے زیادہ متوجہ ہو کر سنتا ہے جو اپنے گانیوالے کا گانا سنتا ہے

یعنے گانا سننے والا جتنی توجہ گانیوالی رنڈی کیطرف کرتا ہے اس سے زیادہ توجہ اللہ جل جلالہ کو خوش آواز قرآن پڑھنے والے کیطرف ہوتی ہے (عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَسَمِعَ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقِیْلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَیْسٍ فَقَالَ لَقَدْ اُوْتِیَ هٰذَا مِنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے وہاں ایک شخص کی قرأت سنی تو پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا عبداللہ بن قیس (ابو موسی اشعری رض) آپنے فرمایا اسکو حضرت داؤد علیہ السلام کے مزامیر میں سے کچھ ملا ہے **ف** مزامیر جمع مزمار کی مزمار کہتے ہیں ستار کو یا اور کوئی آلہ بجانے کا یہاں مزمار سے مراد خوش آوازی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام بہت خوش آواز تھے اور گا بجا کر اللہ کی تعریف کرتے آدمی تو آدمی جانور بھی مست ہو کر کھڑے رہجاتے زبور شریف میں یہ ساری گیت حضرت داؤد علیہ السلام کے موجود ہیں عَنِ الْبَرَاءِ یُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ براء سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زینت دو قرآن کو اپنی آوازوں سے **ف** یعنے خوش آوازی کے ساتھ پڑھو اور یہ مطلب نہیں ہے کہ موسیقی کیطرح آوازیں نکالو **بَابُ** مَا جَاءَ فِیْمَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ مِنَ اللَّیْلِ جو کوئی اپنا رات کا وظیفہ مقرری نہ پڑھ سکے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ فَقَرَاَ مَا بَیْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَاَهٗ مِنَ اللَّیْلِ حضرت عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے وظیفہ سے سو جاوے کل وظیفہ نہ ہو سکے یا اس میں کا کچھ حصہ رہجاوے پھر وہ اسکو پڑھ لیوے فجر کی نماز کے اور ظہر کی نماز کے بیچ میں تو ایسا لکھا جاویگا گویا اُسنے رات ہی کو پڑھا (رات کا ثواب کم نہ ہوگا یہ اللہ جل جلالہ کی عنایت ہے اپنے ناتوان بندوں پر) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَتٰی فِرَاشَهٗ وَهُوَ یَنْوِیْ اَنْ یَّقُوْمَ فَیُصَلِّیَ مِنَ اللَّیْلِ فَغَلَبَتْهُ عَیْنُهٗ حَتّٰی یُصْبِحَ كُتِبَ لَهٗ مَا نَوٰی وَكَانَ نَوْمُهٗ صَدَقَةً عَلَیْهِ مِنْ رَبِّهٖ ابو الدرداء سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بچھونے پر آوے اور اسکی نیت ہو رات کو اٹھکر نماز پڑھنے کی لیکن اسکی آنکھ لگ جاوے اور صبح تک نہ جاگے تو نیت کے موافق اسکے لیے ثواب لکھا جاویگا اور اسکا سونا ایک صدقہ ہوگا پروردگار کی طرف سے اسکے اوپر **بَابُ** فِیْ كَمْ یُسْتَحَبُّ یُخْتَمُ الْقُرْاٰنُ قرآن کتنے دن میں ختم کرنا چاہیے عَنْ اَوْسِ بْنِ حُذَیْفَةَ قَالَ قَدِمْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ وَفْدِ ثَقِیْفٍ فَنَزَلُوا الْاَحْلَافَ عَلَی الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَاَنْزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَنِیْ مَالِكٍ فِیْ قُبَّةٍ لَّهٗ فَكَانَ یَاْتِیْنَا كُلَّ لَیْلَةٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فَیُحَدِّثُنَا قَائِمًا عَلٰی رِجْلَیْهِ حَتّٰی یُرَاوِحَ بَیْنَ رِجْلَیْهِ وَاَكْثَرُ مَا یُحَدِّثُنَا مَا لَقِیَ مِنْ قَوْمِهٖ قُرَیْشٍ وَیَقُوْلُ وَلَا سَوَاءً كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ مُسْتَذَلِّیْنَ فَلَمَّا خَرَجْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ كَانَتْ سِجَالُ الْحَرْبِ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ نُدَالُ عَلَیْهِمْ وَیُدَالُوْنَ عَلَیْنَا فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَیْلَةٍ اَبْطَاَ

عَنِ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يَأْتِينَا فِيهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ أَبْطَأْتَ عَلَيْنَا اللَّيْلَةَ قَالَ إِنَّهُ طَرَأَ عَلَيَّ حِزْبِي
مِنَ الْقُرْآنِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَخْرُجَ حَتَّى أُتِمَّهُ قَالَ أَوْسٌ فَسَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ
تُحَزِّبُونَ الْقُرْآنَ قَالُوا ثَلَاثٌ وَخَمْسٌ وَسَبْعٌ وَتِسْعٌ وَإِحْدَى عَشْرَةَ وَثَلَاثَ عَشْرَةَ وَحِزْبُ الْمُفَصَّلِ اوس بن
حذیفہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ثقیف (ایک مشہور قبیلہ ہے طائف کی طرف) کے لوگون مین تو جو
لوگ حلیف تھے قریش کے انکو مغیرہ بن شعبہ کے پاس اوتارا (حلیف کہتے ہین اسکو جس سے حلف کے ساتھہ عہد کیا جاتا ہے کہ ہم تم
ہمیشہ ایک دوسرے کے مددگار رہین گے قریش کے حلیف کئی قبیلے تھے جیسے اسد اور زہرہ اور تیم اور کعب اور سہم اور مخزوم وغیرہ)
اور بنی مالک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ڈیرے مین اوتارا پھر آپ ہر رات کو عشا کے بعد ہمارے پاس تشریف لاتے
اور کھڑے کھڑے ہمسے باتین کرتے یہانتک کہ پاؤن بدلتے (اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ پہلے ایک پاؤن پر ٹیکا دیکر کھڑے
ہوتے پھر دوسرے پاؤن پر ٹیکا دیتے) اور اکثر آپ وہ حالات بیان کرتے جو اپنی قوم قریش کے ساتھہ گذرے تھے اور فرماتے
ہم اور وہ برابر نہ تھے (وہ زبردست تھے اور) ہم ضعیف تھے ذلیل جب ہم مدینے کو آئے تو لڑائی کے ڈول ہمارے اور انکے بیچ مین
رہے ہم انکے اوپر ڈول نکالتے تھے (یعنے فتح پاتے تھے) اور ہمارے اوپر ڈول نکالتے تھے ایک رات کو آپنے دیر لگائی
اسوقت سے جسوقت ہمارے پاس آیا کرتے تھے مینے کہا یا رسول اللہ آج کی رات آپنے دیر لگائی آپنے فرمایا میرا قرآن کا
ورد آگیا تھا تو مینے برا جانا اسکو پورا کیے بغیر نکلنا اُسنے کہا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے پوچھا تم قرآن کی
حزب (یعنے حصے تلاوت کیلیے) کیونکر کرتے ہو انہون نے کہا پہلا حزب تین سورتون کا سورہ بقر اور آل عمران اور نساکا
اور دوسرا حزب پانچ سورتون کا (مائدہ اور انعام اور اعراف اور انفال اور برأت کا) اور تیسرا حزب سات سورتون کا (یونس اور
ہود اور یوسف اور رعد اور ابراہیم اور حجر اور نحل کا) اور چوتھا حزب نو سورتون کا (بنی اسرائیل اور کہف اور مریم اور
طہٰ اور انبیا اور حج اور مومنون اور نور اور فرقان کا) اور پانچوان حزب گیارہ سورتون کا (شعرا اور نمل اور قصص اور
عنکبوت اور روم اور لقمان اور سجدہ اور احزاب اور سبا اور فاطر اور یٰسین کا) اور چھٹا حزب تیرہ سورتون کا صافات
اور صاد اور زمر اور ساتون حمیم اور سورہ محمد اور فتح اور حجرات کا) اور ساتوان حزب مفصل کا (یعنے سورہ ق سے اخیر قرآن
تک ان منزلون کو قاریون کی اصطلاح مین فمی بشوق کی منزلین کہتے ہین) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَمَعْتُ
الْقُرْآنَ فَقَرَأْتُهُ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَطُولَ عَلَيْكَ الزَّمَانُ وَأَنْ
تَمَلَّ فَاقْرَأْهُ فِي شَهْرٍ قُلْتُ دَعْنِي أَسْتَمْتِعُ مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي عَشْرَةٍ قُلْتُ دَعْنِي أَسْتَمْتِعُ
مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ قُلْتُ دَعْنِي أَسْتَمْتِعُ مِنْ قُوَّتِي وَشَبَابِي فَأَبَى عبداللہ بن عمرو سے روایت
ہے انہون نے کہا قرآن جمع کیا گیا (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین) تو مینے سارا قرآن ایک رات مین پڑھ لیا آنحضرت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ زمانہ زیادہ گذرے تجھپر اور تو تھک جاوے (روز ایک ختم کرنے سے) تو ایک

مہینے مین قرآن ختم کیا کر (یعنے روز ایک پارہ پڑہا کر) مینے عرض کیا مجھے اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھانے دیجیے تاکہ
جوانی مین خوب عبادت کرلون کیونکہ بڑہاپے مین زیادہ عبادت کی طاقت نہین رہتی) آپنے فرمایا تو دس دن مین ختم کر مینے عرض
کیا مجھکو اپنی طاقت اور جوانی سے فائدہ اٹھانے دیجیے آپنے فرمایا تو سات دن مین ختم کر مینے کہا مجھے اپنی طاقت اور جوانی
سے فائدہ اٹھانے دیجیے آپنے نمانا **ف** یعنی سات دن سے کم مین قرآن کے ختم کی اجازت نہ دی صحیح بخاری کی روایت مین ہے
سات دن سے کم مت کر قسطلانی نے کہا یہ نہی حرمت کے لیے نہین ہے اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک تین دن سے کم مین قرآن
ختم کرنا حرام ہے نووی نے کہا اسکی کوئی حد نہین جب تک جی لگے اور جیسی طاقت ہو اوسکے لحاظ سے قرآن پڑہے اور بہتر یہی
ہے کہ سات دن سے کم مین ختم نہ کرے انتہا تین دن مین اور قرآن کے معانی اور مطالب مین فکر کرکے پڑہے جو کوئی معنے
سمجھتا ہو اور اس زمانہ مین تو قرآن کا ترجمہ ہر زبان مین ہوگیا ہے پس ترجمہ کے ساتھ تلاوت کرنا زیادہ ثواب ہے فقیہ ابو اللیث
نے کہا اقل درجہ یہ ہے کہ آدمی سال بھر مین قرآن کے دو ختم کرے اور حسن بن زیاد نے ابوحنیفہ سے نقل کیا کہ جسنے سال بھر
مین قرآن کے دو ختم کیے اُسنے قرآن کا حق ادا کیا کیونکہ حضرت جبرئیل نے جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی دو
بار قرآن کا دور کیا اور بعضون نے کہا چالیس دن سے زیادہ ختم قرآن مین تاخیر کرنا مکروہ ہے اور یہ سب فقہا کے قول مین سند
وہی ہے جو حدیث اور قرآن مین مذکور ہو **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسنے
قرآن کو تین دن سے کم مین پڑہا اوسنے سمجھ کر نہین پڑہا **ف** بلکہ صرف الفاظ طوطے کی طرح رٹ گیا اگرچہ یہ بھی ثواب
سے خالی نہین پر ادب کے خلاف ہے اور بعض اگلے بزرگون سے منقول ہے کہ وہ رات اور دن مین ایک ختم کرتے تھے بعضے
تین ختم کرتے تھے اور ابن کاتب صوفی چار ختم دن کو کرتے تھے اور چار رات کو اسپر بھی اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب
پر مقدم ہے اور مناسب یہ ہے کہ تین دن سے کم مین قرآن ختم نکیا جاوے **عَنْ** عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَا اَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ حَتَّى الصَّبَاحِ جناب ام المومنین عائشہ فرماتی ہین مین نہین جانتی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سارا قرآن پڑہا ہو صبح تک **بَابُ** مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ رات کی نماز مین
قرأت کا بیان **عَنْ** اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَتْ كُنْتُ اَسْمَعُ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ
وَاَنَا عَلٰى عَرِيْشِيْ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت رات کو سنتی اور مین اپنے
تخت پر ہوتی (اس سے معلوم ہوا کہ آپ تہجد کی نماز مین پکار کر قرأت کرتے) **عَنْ** اَبِيْ ذَرٍّ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاٰيَةٍ حَتّٰى اَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا وَالْاٰيَةُ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ابوذر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (تہجد کی نماز مین) کھڑے ہوئے ایک آیت کو بار بار پڑہتے رہے یہانتک
کہ صبح ہوگئی وہ آیت یہ تھی ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم **ف** یہ آیت سورۂ مائدہ کے اخیر

ہین ہو اور حضرت عیسیٰ کی زبان پر وارد ہوئی وہ قیامت کیدن کہینگے یا اللہ اگر تو انکو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہین اور
جو انکو بخشدے تو تو غالب ہے حکمت والا عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فَکَانَ اِذَا مَرَّ بِاٰیَۃِ
رَحْمَۃٍ سَاَلَ وَاِذَا مَرَّ بِاٰیَۃِ عَذَابٍ اسْتَجَارَ وَاِذَا مَرَّ بِاٰیَۃٍ فِیْہَا تَنْزِیْہٌ لِلّٰہِ سَبَّحَ حذیفہ سے روایت ہے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تھے اور نماز کے اندر تلاوت قرآن مین جب رحمت کی آیت آتی تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے اور جب عذاب
کی آیت آتی تو اللہ سے پناہ مانگتے اور جب ایسی آیت آتی جس مین اسکی پاکی ہوتی تو تسبیح کہتے **ف** یہی ادب ہے تلاوت کا
کہ قرآن شریف سمجھکر پڑہے اور رحمت اور وعد کی آیتون پر دعا کرے اور عذاب اور وعید کی آیتون پر استغفار کرے
اور اللہ سے پناہ مانگے عَنْ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ صَلَّیْتُ اِلٰی جَنْبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہُوَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ
تَطَوُّعًا فَمَرَّ بِاٰیَۃٍ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ وَوَیْلٌ لِاَہْلِ النَّارِ ابو لیلیٰ سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ
سلم کے بازو نماز پڑہی آپ رات کو نفل نماز پڑہ رہے تھے تو ایک آیت پڑہی اور فرمایا پناہ مانگتا ہون مین تیری دوزخ کے عذاب
سے اور خرابی ہے دوزخ والوں کی عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ عَنْ قِرَاءَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ کَانَ یَمُدُّ صَوْتَہٗ مَدًّا قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مینے انس بن مالک سے پوچہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی قرات کو انہون نے کہا آپ بلند آواز سے پڑہتے تھے اور بعضون نے کہا مد سے یہ مراد ہے کہ آواز کو دراز کرتے تھے یعنی
ٹہر ٹہر کر ترتیل کے ساتھ قرآن پڑہتے تھے عَنْ غُضَیْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ اَتَیْتُ عَائِشَۃَ فَقُلْتُ اَکَانَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْہَرُ بِالْقُرْاٰنِ اَوْ یُخَافِتُ بِہٖ قَالَتْ رُبَّمَا جَہَرَ وَرُبَّمَا خَافَتَ قُلْتُ اللّٰہُ اَکْبَرُ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ ہٰذَا الْاَمْرِ سَعَۃً غضیف بن حارث سے روایت ہے مین حضرت عائشہ کے پاس آیا اور مینے
پوچہا کیا جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن پکار کر پڑہتے تھے یا آہستہ سے انہون نے کہا کبھی پکار کر پڑہتے تھے کبھی
آہستہ سے مینے کہا اللہ اکبر شکر ہے اس خداوند کا جس نے اس کام مین وسعت اور کشائش کی **ف** تو نفل نماز مین اختیار
ہے چاہے پکار کر قرات کرے چاہے آہستہ اور نماز کی بابت علما کا اختلاف ہے کہ کونسا امر افضل ہے اور حق یہ ہے کہ دونون برابر
ہین فضیلت مین اور افضل وہی ہے جس مین زیادہ خشوع ہو اور ریا سے دور ہو **باب** مَا جَاءَ فِی الدُّعَاءِ اِذَا قَامَ
الرَّجُلُ مِنَ اللَّیْلِ جب آدمی رات کو جاگے تو کیا دعا پڑہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ اِذَا تَہَجَّدَ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ اَللّٰہُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْہِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ
اَنْتَ قَیَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْہِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْہِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ
اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُکَ حَقٌّ وَقَوْلُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ
حَقٌّ اَللّٰہُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ
فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ

ولا الٰہ غیرک ولا حول ولا قوۃ الا بک عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو جاگتے تو
فرماتے اللھم لک الحمد اخیر تک معنے یا اللہ تجھکو تعریف ہے تو نور ہے آسمانون کا اور زمین کا اور ان چیزون کا جو آسمان اور زمین کے بیچ
مین ہین شکر تیرا تو بندوبست کرنیوالا ہے آسمانون کا اور زمین کا اور اُن چیزون کا جو ان دونون کے بیچ مین ہین شکر تیرا تو
بادشاہ ہے آسمانون کا اور زمین کا اور اون چیزون کا جو ان دونون کے بیچ مین ہے شکر تیرا تو سچا تیرا وعدہ سچا تیرا ملنا برحق
تیری بات سچی جنت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے اور قیامت سچ ہے اور پیغمبر سچ ہین اور محمد سچ ہین یا اللہ مین نے تیرے
لیے گردن جھکائی اور تجھپر ایمان لایا اور تجھپر بھروسا کیا اور تیری طرف رجوع ہوا اور تیرے زور سے مین لڑا اور تیرے ہی طرف
انصاف کے لیے آیا تو بخشدے میرے اگلے اور پچھلے اور کھلے اور چھپے گناہ تو آگے کرنیوالا ہے اور تو پیچھے کرنے والا سوا
تیرے کوئی سچا خدا نہین نہ کسی کو زور اور طاقت ہے سوا تیرے **عن** ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اذا قام من اللیل للتھجد فذکر نحوہ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے
تہجد کے لیے پھر ذکر کیا وہی جو اوپر کی روایت مین گذرا **عن** حمید قال سالت عائشۃ ما ذا کان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم یفتتح بہ قیام اللیل قالت لقد سالتنی عن شیء ما سالنی عنہ احد قبلک کان یکبر عشرا ویحمد
عشرا ویسبح عشرا ویستغفر عشرا ویقول اللھم اغفرلی واھدنی وارزقنی وعافنی ویتعوذ من ضیق
المقام یوم القیامۃ حمید سے روایت ہے مین نے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کا قیام کس دعا سے
شروع کرتے تھے انہون نے کہا تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی کسی نے مجھ سے نہین پوچھی تجھ سے پہلے آپ اللہ اکبر کہتے تھے دس بار اور الحمد للہ دس بار اور
سبحان اللہ دس بار اور استغفار دس بار اور فرماتے تھے یا اللہ بخشدے مجھکو اور راہ بتلا دے مجھکو اور روزی دے مجھکو
اور تندرست رکھ مجھکو اور پناہ مانگتے تھے آپ جگہ کی تنگی سے قیامت کے دن **ف** اللھم انی اعوذ بک من
ضیق الدنیا وضیق الاخرۃ یا ضیق یوم القیمۃ **عن** ابی سلمۃ بن عبد الرحمن قال سالت عائشۃ بم
کان یفتتح النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوتہ اذا قام من اللیل قالت کان یقول اللھم رب جبرائیل
ومیکائیل واسرافیل فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا
فیہ یختلفون اھدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک لتھدی الی صراط مستقیم قال عبد الرحمن
ابن عمر احفظوہ جبرئیل مھموزۃ فانہ کذا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ بن عبد الرحمان سے روایت ہے
مین نے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس دعا سے اپنی نماز شروع کرتے تھے جب رات کو اٹھتے انہون نے کہا
آپ فرماتے اے مالک جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کے اے پیدا کرنےوالے آسمانون اور زمین کے جاننے والے غائب اور
حاضر کے تو فیصلہ کرتا ہے اپنے بندون مین اُن باتون کا جن مین وہ اختلاف کرتے ہین مجھے راہ بتلا اس امر حق مین جسمین اختلاف
ہے اپنے حکم سے تو سیدھی راہ بتلاتا ہے عبد الرحمان بن عمر نے کہا یاد رکھو جبرئیل ہمزہ کے ساتھ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سے ایسا ہی منقول ہے **ف** اور قرآن میں جو جبریل کا لفظ آیا ہے اس میں بھی قرارت کا اختلاف ہے بعضے جبریل پڑھتے ہیں بعضے جبرائیل بعضے جبرئیل عبرانی لفظ ہے اسکے معنے اللہ کا بندہ اور جبرئیل وحی کے فرشتے ہیں میکائیل روزی کے اسرافیل صور پھونکنے کے

باب مَا جَاءَ فِي كَمْ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ رات کو تہجد کی کتنی رکعتیں پڑھے

عن عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ فِي كُلِّ اثْنَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَيَسْجُدُ فِيهِنَّ سَجْدَةً بِقَدْرِ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ الْأَوَّلِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کے بعد فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے اور ہر دوگانے کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور ان رکعتوں میں سجدہ آپ اتنا بڑا کرتے تھے جتنی دیر میں تم میں سے کوئی پچاس آیتیں پڑھتا ہے سر اٹھانے سے پہلے جب موذن خاموش ہو رہتا صبح کے پہلی اذان دیکر تو آپ اٹھتے اور دو رکعتیں ہلکی پڑھتے (یعنے فجر کی سنتیں)

عن عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے (دس تہجد کی اور تین وتر کی تو یہ مطابق ہوا پہلی حدیث کے کہ گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے ان میں ایک رکعت وتر کی ہوتی)

عن عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نو رکعتیں پڑھتے تھے **ف** تو آٹھ تہجد کی ہوئیں اور ایک رکعت وتر کی قسطلانی نے کہا اس باب میں مختلف روایتیں وارد ہوئیں کسی میں سات رکعتیں کسی میں نو کسی میں گیارہ کسی میں تیرہ اور جیسا موقع ہوا ویسا آپ نے پڑھا وقت کی گنجائش کے لحاظ سے اور مزاج کی حالت کے لحاظ سے **مترجم** کہتا ہے روایات کی تطبیق ممکن ہے اس طرح سے کہ تہجد کی آپ ہمیشہ آٹھ رکعتیں پڑھتے اور یہ اختلاف ہے وتر میں کبھی وتر کی ایک رکعت پڑھتے تو کل نو رکعتیں ہوتیں کبھی تین رکعتیں پڑھتے تو گیارہ رکعتیں سب ہوتیں کبھی پانچ رکعتیں وتر کی پڑھتے تو سب ۱۳ رکعتیں ہو جاتیں اور بعضوں نے کہا ۱۳ رکعتیں اس طرح سے ہوتیں کہ آٹھ تہجد کی اور تین وتر کی اور دو فجر کی سنتیں جیسے آگے کی حدیث میں آتا ہے واللہ اعلم

عن عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَا ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثَمَانٍ بِاللَّيْلِ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ عامر شعبی سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو رات میں ان دونوں نے کہا آپ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے آٹھ رات کو (تہجد کی) اور تین رکعتیں وتر کی پڑھتے تھے اور دو رکعتیں فجر طلوع ہونے کے بعد پڑھتے تھے

عن زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قُلْتُ لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ قَالَ فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ أَوْ فُسْطَاطَهُ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ

خفيفتين ثم ركعتين طويلتين طويلتين طويلتين ثم ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم ركعتين وهما دون اللتين قبلهما ثم أوتر فتلك ثلاث عشرة ركعة زید بن خالد جہنی سے روایت ہے میں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو آج کی رات دیکھوں گا تو میں نے تکیہ لگایا آپ کی چوکھٹ یا خیمہ پر پھر آپ کھڑے ہوئے تو آپ نے دو رکعتیں ہلکی پڑھیں بعد اسکے دو رکعتیں لمبی لمبی لمبی (یعنی بہت لمبی ہر کو بہت طول دیا ان میں) پھر دو رکعتیں اگلی دو رکعتوں سے کم پھر دو رکعتیں ان سے کم پھر دو رکعتیں ان سے کم پھر دو رکعتیں ان سے کم پھر دو رکعتیں پھر وتر پڑھا (ایک رکعت) تو یہ تیرہ رکعتیں ہوئیں **ف** اس روایت سے بارہ رکعتیں تہجد کی نکلتی ہیں اور ایک رکعت وتر کی اور احتمال ہے کہ تہجد کی آٹھ ہی رکعتیں ہوں اور پانچ وتر کی ہوں لیکن دو دو رکعتیں الگ الگ پڑھنے سے راوی کو گمان ہوا ہو کہ یہ بھی تہجد ہے واللہ اعلم **عن** ابن عباس رض أخبره أنه نام عند ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم وهي خالته قال فاضطجعت في عرض الوسادة واضطجع رسول الله صلى الله عليه وأهله في طولها فنام النبي صلى الله عليه وسلم حتى إذا انتصف الليل أو قبله بقليل أو بعده بقليل استيقظ النبي صلى الله عليه وسلم فجعل يمسح النوم عن وجهه بيده ثم قرأ العشر الآيات من آخر سورة آل عمران ثم قام إلى شن معلقة فتوضأ فأحسن وضوءه ثم قام يصلي قال عبد الله بن عباس فقمت فصنعت مثل ما صنع ثم ذهبت فقمت إلى جنبه فوضع رسول الله صلى الله عليه وسلم يده اليمنى على رأسي وأخذ أذني اليمنى يفتلها فصلى ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم أوتر ثم اضطجع حتى جاءه المؤذن فصلى ركعتين خفيفتين ثم خرج إلى الصلاة عبداللہ بن عباس سے روایت ہے میں ام المومنین میمونہ پاس سویا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی اور میری خالہ تھیں تو میں تکیہ کے عرض میں لیٹا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بی اسکے طول میں خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے جب آدھی رات گذری یا اس سے کچھ تھوڑی ہی پہلے یا اس سے کچھ تھوڑے ہی بعد تو آپ جاگے اور اپنے ہاتھوں کو منہ پر پھیرنے لگے نیند کو دفع کرنے کے لیے پھر سورہ آل عمران کے اخیر کی دس آیتیں پڑھیں (ان فی خلق السموات سے اخیر سورہ تک) پھر ایک مشک لٹکی ہوئی تھی اسکی طرف گئے اور وضو کیا اچھی طرح سے بعد اسکے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے عبداللہ بن عباس نے کہا میں نے بھی وہی کیا جو آپ نے کیا پھر میں گیا اور آپ کے بازو کھڑا ہوا آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کے اسکو ملنا شروع کیا آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر وتر پڑھا پھر لیٹ رہے یہاں تک کہ موذن آپ پاس آیا اسوقت آپ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں (فجر کی سنت) پھر نماز کے لیے باہر نکلے **ف** یہ حدیث باب کی حدیثوں میں بہت صحیح ہے اور اس سے آٹھ رکعتیں تہجد کی پڑھنا ثابت ہے

باب ما جاء في أي ساعات الليل أفضل رات کی کونسی ساعت افضل ہے

عن عمرو بن عنبسة قال أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله من أسلم معك قال حر

عَبَسَۃَ قُلْتُ ھَلْ مِنْ سَاعَۃٍ اَقْرَبُ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اُخْرٰی قَالَ نَعَمْ جَوْفُ اللَّیْلِ الْاَوْسَطُ عمرو بن عبسہ سے روایت ہے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور میں نے عرض کیا کون کون اسلام لائے آپ کے ساتھ آپ نے فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام (ابوبکر صدیق اور بلال یہ شروع زمانہ کا ذکر ہے) میں نے عرض کیا کیا کوئی ساعت دوسری ساعت کی نسبت ایسی ہے جس میں اللہ کا قرب زیادہ ہوتا ہو آپ نے فرمایا رات کی بیچا بیچ کی ساعت **ف** یعنی آدھی رات کی وقت دوسری حدیث میں ہے کہ اخیر تہائی رات میں اللہ جل جلالہ اترتا ہے اس سے نکلتا ہے کہ اخیر کی تہائی رات زیادہ افضل ہے اور ممکن ہے کہ بیچا بیچ سے یہی وقت مراد ہو کیونکہ شروع اور آخر کے اندر سب بیچا بیچ ہے واللہ اعلم **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنَامُ اَوَّلَ اللَّیْلِ وَیُحْیِیْ اٰخِرَہٗ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع رات میں سو جاتے تھے اور اخیر رات میں عبادت کرتے تھے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ کُلَّ لَیْلَۃٍ فَیَقُوْلُ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَہٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَہٗ حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ فَلِذٰلِکَ کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ صَلٰوۃَ اٰخِرِ اللَّیْلِ عَلٰی اَوَّلِہٖ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا پروردگار جو برکت والا اور بلند ہے اترتا ہے جس وقت اخیر کی تہائی رات رہ جاتی ہے ہر رات کو اور فرماتا ہے کون مجھ سے مانگتا ہے تا میں اسکو دوں اور کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اسکی دعا قبول کروں کون مجھ سے بخشش مانگتا ہے تا میں اسکو بخشدوں فجر نکلنے تک ایسا ہی رہتا ہے اور اسلیے صحابہ کرام مستحب جانتے تھے اخیر رات کو عبادت کرنا بنسبت اول رات کے **ف** یہ حدیث بڑے معرکہ کی حدیث ہے امام ہمام ابن تیمیہ نے اس کی شرح میں ایک الگ کتاب بنائی ہے اسکا نام ہے کتاب النزول اور علما اہل حدیث قدیماً وحدیثاً اس قسم کی احادیث پر ایمان لاتے ہیں اور اسکی تحریف اور تاویل نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ نزول ایک صفت ہے ہمارے مالک کی جیسے اور صفات ہیں سمع اور بصر اور کلام اور ضحک اور تعجب اور صعود وغیرہ اسکے ظاہری معنے یعنے اترنے پر ہمارا ایمان ہے اور اسکی کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے اور متاخرین اہل کلام نے واہی تاویلیں کی ہیں جیسے اسکی رحمت اترتی ہے یا اسکا فرشتہ اترتا ہے اور جہمیہ اور منکرین صفات خذلہم اللہ تعالٰے نے بھی یہی کہا ہے اور اہلحدیث ہمیشہ سے انکے مخالف اور راد رہے ہیں امام الائمہ احمد بن حنبل نے ایک جہمی سے کہا اچھا اللہ کی رحمت یا اسکا امر کہاں سے اترتا ہے جب تو اسی بات کا قائل نہیں ہے کہ خدا اوپر ہے اور رحمت اور امر کس کے پاس سے اترتی ہے اور یہ حدیث منجملہ دلائل فوقیت باریتعالی ایک قوی دلیل ہے اور ہم نے ان سب دلیلوں کو تفصیل سے کتاب ابتہاج فی الاستواء میں بیان کیا ہے **عَنْ** رِفَاعَۃَ الْجُھَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یُمْھِلُ حَتّٰی اِذَا ذَھَبَ مِنَ اللَّیْلِ نِصْفُہٗ اَوْ ثُلُثَاہُ قَالَ لَا یَسْاَلَنَّ عِبَادِیْ غَیْرِیْ مَنْ یَّدْعُنِیْ اَسْتَجِبْ لَہٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ اُعْطِہٖ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ اَغْفِرْ لَہٗ حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ رفاعہ جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ مہلت

دیتا ہے (اپنے بندون کو سونے کی اور آرام کرنے کی) جب رات کا آدہا حصہ یا رات کے دو ثلث گذر جاتے ہین تو فرماتا ہے میرے
بندے میرے سوا اور کسی سے نہ مانگین (یا اللہ تو اس غلام کو بہی اپنی بندگی مین قبول فرما اور اپنے سوا کسیکے در پر اسکو نہ لیجا) کون مجہ
سے دعا کرتا ہے مین اسکی دعا قبول کرون کون مجہ سے مانگتا ہے مین اسکو دون (مالک میرے مین تیری رضامندی تجہہ سے مانگتا
ہون یہی مجہکو عنایت فرما) کون مجہ سے بخشش چاہتا ہے مین اسکو بخشدون (مالک میرے مین تیری بخشش چاہتا ہون مجہکو
بخشدے بتصدق تیرے کبریائی اور جاہ وجلال کے) پہر طلوع فجر تک یہی حال رہتا ہے **ف** تو یہ وقت ہے قبولیت دعا کا لوگ
اپنے مطلبون اور مرادون کے لیے معلوم نہین کیا کیا چلے کرتے ہین کیا کیا عمل پڑہتے ہین عمدہ عمل یہ ہے جو حضرت نے ارشاد
فرمایا پچہلی رات کو اوٹہکر تہجد کی نماز پڑہکر گڑگڑا کر اپنے مالک سے دعا مانگے اور اسی حدیث کا حوالہ دیوے کہ تیرے حبیب نے
یون فرمایا ہے اب میری دعا قبول فرما خدا چاہے تو ضرور قبول ہوگی لیکن ایک ات دو رات مین مایوس ہو جاوے بلکہ برابر ہر
رات کو یون ہی کیے جاوے انشاء اللہ چالیس راتون تک نوبت نہ پہونچیگی کہ دعا قبول ہو جاویگی بشرطیکہ گناہ اور خلاف شرع
کام کے لیے دعا نکرے اور نہ کسی مسلمان کے ضرر کے واسطے اور نہ اس امر مین جو انتظام عالم سے متعلق ہے ایسے امور مین دخل
دینا بندگی کے خلاف ہے **ع** جہاندار داند جہانداشتن گدا را بدین ہیچ کار نیست بندے کو اپنی
ضروری حاجتین اپنے مالک سے اپنی لیاقت اور حیثیت کے موافق مانگ لینا کافی ہے باقی اسکی سلطنت کی مصلحتون کو
وہی جانتا ہے جو کچہ مناسب سمجہتا ہے وہ کرتا ہے بندے کو اس سے کیا مطلب اور اگر بندہ اس مین دخل دیگا تو عتاب کا
اندیشہ ہے اور ایسا بہت اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ انپر ایسی باتون مین عتاب ہوا جو انتظام عالم سے متعلق ہین بس ان
مین خاموشی اور رضا بقضاء خداوندی یہی بہتر طریقہ ہے **باب** مَا جَاءَ فِيمَا يُرْجَى أَنْ يَكْفِيَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ
اگر رات کو اٹہنا نہ ہو سکے تو کونسا امر اسکے بدل کافی ہو جانیکی امید ہے **عَنْ** أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآيَتَانِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ قَالَ حَفْصٌ فِي حَدِيثِهِ قَالَ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ فَحَدَّثَنِي بِهِ ابو مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا دو آیتین اخیر سورہ بقر کی (یعنی آمن الرسول سے اخیر سورت تک) جو کوئی انکو رات کو پڑہیگا اسکو کافی ہونگی۔
عبد الرحمان نے کہا (جس نے اس حدیث کو علقمہ سے روایت کیا انہون نے ابو مسعود سے) کہ پہر مین خود ابو مسعود سے ملا وہ طواف
کر رہے تہے انہون نے یہ حدیث مجہ سے بیان کی **ف** کافی ہونے سے کیا مراد ہے اس مین اختلاف ہے بعضون نے کہا رات کے
قیام اور عبادت کے بدل کافی ہو جاوینگے جیسے ترجمہ باب مین مذکور ہے اور بعضون نے کہا سورہ کہف اور آیۃ الکرسی کے بدل
کافی ہونگے یا قرأت کے بدل کافی ہونگے رات کی نماز مین بعضون نے کہا کافی ہونے سے یہ غرض ہے کہ آدمی ان آیتون کی
برکت سے آدمی اور جن کے تمام شرور اور آفات سے محفوظ رہیگا **عَنْ** أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **باب**

فِي الْمُصَلّٰى إِذَا نَعَسَ اگر نمازی اونگھنے لگے تو کیا کرے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکوئی تم میں سے اونگھ جاوے تو سو رہے یہانتک کہ نیند جاتی رہے اسلیے کہ اگر اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو اسکو خبر ہوگی شاید وہ استغفار کرنا چاہے اور اپنے تئیں کوسنے لگے ف یعنے معلوم نہیں نیند کے غلبہ میں زبان سے کیا نکل جاوے دعا کی بدل بددعا کرنے لگے تو بہتر یہ ہے کہ سو رہے جب نیند جاتی رہے اسوقت ہوشیاری کے ساتھ اسکی عبادت کرے عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى حَبْلًا مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَبْلُ قَالُوا لِزَيْنَبَ تُصَلِّي فِيهِ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ فَقَالَ حُلُّوهُ حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے ایک رسی تنی ہوئی دیکھی دو ستونوں میں فرمایا یہ رسی کیسی ہے　　لوگوں نے کہا بی بی زینب کی ہے وہ وہاں نماز پڑھتی ہیں جب تھک جاتی ہیں تو اس رسی سے لٹک جاتی ہیں (لیکن نماز موقوف نہیں کرتیں) آپ نے فرمایا کھولو کھولو اس رسی کو تم میں سے ہر ایک اتنی نماز پڑھے جہانتک خوشی سے پڑھ سکے جب تھک جاوے تو بیٹھ رہے ف یعنے نماز موقوف کر دیوے آرام کرے غرض یہ ہے کہ طاقت سے زیادہ عبادت ضرور نہیں ہے جب تک دل لگے اسوقت تک کرے بیدلی اور نفرت کے ساتھ عبادت کرنے سے بچتا رہے اور اگر عبادت سے تنگ کر جو کوئی راحت کرے پھر عبادت کی قوت حاصل ہونے کی نیت سے تو اسکی راحت بھی مثل عبادت کے ہوگی اور اسیلیے کسی نے کہا ہے عالم کا سونا بھی عبادت ہے (مرقاۃ) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ اضْطَجَعَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکوئی تم میں سے رات میں کھڑا ہو (نماز میں) پھر قرآن اسکی زبان سے نہ نکل سکے (نیند کی وجہ سے پڑھتے پڑھتے تھک جاوے) اور اسکو معلوم نہ رہے کہ زبان سے کیا نکلتا ہے تو لیٹ جاوے

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلٰوةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ مغرب اور عشا کے بیچ میں نماز پڑھنے کی فضیلت ف یعنے نفل نماز کی بعضے اسکو صلوۃ الاوابین سمجھتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ زوال کے وقت ہے جیسے اوپر گذرا اور ایک حدیث میں ہے کہ اوابین کی نماز اسوقت ہوتی ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلتے ہیں زمین کی گرمی سے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مغرب اور عشا کے بیچ میں بیس رکعتیں پڑھے اسکے لیے ایک گھر بناویگا جنت میں عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى سِتَّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ

بِسُوْءٍ عُدِلَتْ لَهٗ عِبَادَةَ اثْنَتَيْ عَشَرَ سَنَةً ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مغرب کے بعد چھ
رکعتیں پڑھے اور انکے بیچ میں بری بات نکرے تو بارہ برس کی عبادت کا ثواب ہوگا **ف** ظاہر یہ ہے کہ مغرب کے دوگانہ بھی انمین داخل ہے ترمذی
نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے عمر بن ابی خثعم یمامی کیوجہ سے لیکن فضائل اعمال مین حدیث ضعیف پر عمل کرنا درست ہے ایک حدیث مین
ہے جو کوئی مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اسکے گناہ بخشدیے جاوینگے اگرچہ سمندر کی پھین کے برابر ہوان اسکو طبرانی نے نکالا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ گھر مین نفل پڑھنے کا بیان **عَنْ** عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ نَفَرٌ مِّنْ
اَهْلِ الْعِرَاقِ اِلٰى عُمَرَ فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلَيْهِ قَالَ لَهُمْ مِمَّنْ اَنْتُمْ قَالُوْا مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ فَبِاِذْنٍ جِئْتُمْ قَالُوْا
نَعَمْ قَالَ فَسَأَلُوْهُ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهٖ فَقَالَ عُمَرُ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَّا صَلٰوةُ
الرَّجُلِ فِي بَيْتِهٖ فَنُوْرٌ فَنَوِّرُوْا بُيُوْتَكُمْ عاصم بن عمرو سے روایت ہے کچھ لوگ عراق والے حضرت عمر پاس گئے جب انکے پاس پہونچے
تو انہون نے کہا تم کون لوگ ہو انہون نے کہا عراق والے حضرت عمر نے کہا تم حکم سے آئے انہون نے کہا ہان خیر ان لوگون نے
حضرت عمر سے گھر مین نماز پڑھنے کو پوچھا انہون نے کہا مینے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا آپنے فرمایا مرد کی نماز
اپنے گھر مین نور ہے تو منور (روشن) کرو اپنے گھرون کو **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفل گھر مین ہی پڑھنا بہتر ہے اور
دوسری حدیث مین ہے کہ افضل نماز مرد کی اُسکے گھر مین ہے سوا فرض نماز کے یعنے فرض کا مسجد مین پڑھنا جماعت سے ضرور ہے **عَنْ**
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ حضرت عمر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** اَبِي سَعِيْدِ
الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهٗ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ مِنْهَا نَصِيْبًا فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ
فِي بَيْتِهٖ مِنْ صَلٰوتِهٖ خَيْرًا ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے اپنی نماز ادا
کرے تو کچھ حصہ اسمین سے اپنے گھر کے لیے بھی کرے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ اسکی نماز کی وجہ سے اسکے گھر مین بھلائی کرے گا **عَنْ** ابْنِ
عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھرون کو قبرین مت بناؤ **ف** جیسے قبر مین نماز نہین ہوتی ویسا ہی گھر کو مت کرو اور بعضون نے کہا جو اللہ کی
یاد نہین کرتا وہ مردہ ہے اور اسکا گھر اسکے لیے قبر ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا
اَفْضَلُ الصَّلٰوةُ فِي بَيْتِي اَوِ الصَّلٰوةُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ اَلَا تَرٰى اِلٰى بَيْتِي مَا اَقْرَبَهٗ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَاَنْ اُصَلِّيَ فِي بَيْتِي
اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً عبداللہ بن سعد سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا کونسا امر افضل ہے گھر مین نماز پڑھنا یا مسجد مین آپنے فرمایا تو میرے گھر کو نہین دیکھتا کس قدر مسجد سے قریب ہے اسپر بھی مجھے
گھر مین نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے مسجد مین پڑھنے سے مگر یہ کہ فرض نماز ہو **ف** اسکا پڑھنا مسجد مین افضل ہے **بَابُ** مَا
جَاءَ فِي صَلٰوةِ الضُّحٰى چاشت کی نماز کا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَأَلْتُ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ
وَالنَّاسُ مُتَوَافِرُوْنَ اَوْ مُتَوَافُوْنَ عَنْ صَلٰوةِ الضُّحٰى فَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا يُخْبِرُنِي اَنَّهٗ صَلَّاهَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

غَيْرُ اُمِّ هَانِئٍ فَاَخْبَرَتْنِيْ اَنَّهُ صَلَّاهَا ثَمَانَ رَكَعَاتٍ عبداللہ بن حارث سے روایت ہے میں نے حضرت عثمان کے زمانے میں پوچھا اسوقت لوگ بہت تھے چاشت کی نماز کو تو کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ یہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی سوا ام ہانی کے انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی آٹھ رکعتیں پڑھیں **ف** اور بہت احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز پڑھی اور اسکے پڑھنے کی فضیلت بیان کی اتنی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر مواظبت نہیں کی اور اسیوجہ سے بعض لوگوں نے اسکو نہیں دیکھا دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ اسکو گھر میں ادا کرتے ہونگے اور نوافل کیطرح پس اکثر لوگوں کو خبر نہ ہوئی عینی نے شرح صحیح بخاری میں پچیس حدیثیں چاشت کی نماز کے باب میں نقل کی ہیں اور ابن بطال نے کہا کہ یہ روایت کوئی حجت نہیں ہے اور اسکا رد کرتی ہے وہ روایت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز پڑھی اور اسکی پڑھنے کا حکم دیا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الضُّحٰى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ انس بن مالک سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے چاشت کی نماز پڑھی بارہ رکعتیں اسکے لیے اللہ تعالے ایک محل بناویگا سونیکا جنت میں **عَنْ** مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى قَالَتْ نَعَمْ اَرْبَعًا وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ معاذہ عدویہ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا ہاں چار رکعتیں اور زیادہ بھی پڑھتے جتنا اللہ تعالی چاہتا **ف** چاشت کی نماز کے اقل درجہ دو رکعتیں ہیں اور زیادہ بارہ رکعتیں **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافَظَ عَلٰى شُفْعَةِ الضُّحٰى غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاشت کی نماز پر محافظت کرے تو اسکے گناہ بخشدیے جاوینگے اگرچہ سمندر کی پھین کے برابر ہوں

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صَلٰوةِ الْاِسْتِخَارَةِ استخارہ کی نماز کا بیان

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فَيُسَمِّيْهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ خَيْرًا لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ خَيْرًا لِّيْ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ يَقُوْلُ مِثْلَ مَا قَالَ فِي الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى وَاِنْ كَانَ شَرًّا لِّيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو استخارہ سکھلاتے تھے اسطرح سے جیسے ایک سورت قرآن کی سکھلاتے آپ فرماتے جب کوئی تم میں سے ارادہ کرے (کسی بڑے کام کا قصد کرے جیسے شادی یا سفر یا نوکری یا گھر کی خریدی یا کرایہ یا تجارت وغیرہ) تو دو رکعتیں پڑھے فرض کے سوا پھر کہے اللّٰہم انی

استخیرک اخیر تک یعنی یا اللہ مین تجھ سے بھلائی مانگتا ہون اسلیے کہ تو جانتا ہی اور قدرت مانگتا ہون اسوجہ سے کہ تو قدرت رکھتا ہی اور تیرے فضل سے جو بڑا ہے تجھسے مانگتا ہون کیونکہ تو قدرت رکھتا ہی اور مین قدرت نہین رکھتا اور تو جانتا ہی اور مین نہین جانتا اور تو غیب کی باتون کا خوب جاننے والا ہی یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (یہانپر اس کام کا نام لیوے جسکا ارادہ ہی جو کچھ ہو) بہتر ہے میرے لیے دین دنیا اور انجام مین یا یون فرمایا بہتر ہے میرے لیے حال اور مآل مین (اسکے بھی وہی معنے ہین یعنے دنیا اور دین مین کیونکہ دنیا حال ہے اور آخرت مآل ہے) تو مقدر کر دیوے اسکو میرے لیے (یعنے میری نصیب مین لکھدے کہ مین اسکو کرون) اور آسان کر اسکو میرے لیے اور برکت دے مجھکو اس مین اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام برا ہے میرے لیے ویسا ہی کہکے جیسے پہلی بار کہا (یعنے برا ہی دین اور دنیا اور انجام مین) تو اسکو پھیر دے مجھسے اور مجھکو پھیر دے اس سے اور مقدر کر میرے لیے بھلائی جہان پر ہو پھر مجھکو راضی کر دی اس سے **ف** جب اس طرح سے نماز پڑھکر یہ دعا صدق دل سے پڑھے گا تو اب ضرور جو کام اسکے حق مین بھلا ہو گا وہی اسکے لیے لکھا جاویگا اور بری کام سے حق تعالی اسکو بچاوے گا اور بعضون نے کہا کہ حقتعالی کیطرف سے اسکے دل مین الہام ہو جاویگا کہ کام کرے یا نکرے بعضون نے کہا خواب مین معلوم ہو جاویگا غرض استخارہ کرنا سنت ہی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اور یہ ضرور ہے کہ جس کام مین استخارہ کرے وہ مباحات کی قسم مین سے ہو اگر ثواب کا کام ہے تو فورًا اسکو بجا لاوے ؎ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ؏ اور شیعہ امامیہ نے اپنی کتابون مین ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے اور بھی کئی طرح مین استخارہ کی نقل کی لیکن حدیث کی کتابون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کوئی طرح منقول نہین ہے اسپر بھی اللہ جل جلالہ سے استخارہ کرنا ہر طرح سے جائز ہے بعضے تسبیح پر دیکھتے ہین بعضے کاغذ کے پرچون پر بعضے قرآن شریف سے دوسری حدیث مین ہے کہ آدمی کی سعادت ہے اللہ سے استخارہ کرنا اور اسکی بدبختی ہے استخارہ کا ترک کرنا اور افسوس ہے ان سنیون پر جو مطلق استخارہ کو برا جانتے ہین اور شیعہ کا طریق سمجھتے ہین

باب ما جاء فی صلوۃ الحاجۃ حاجت کی نماز کا بیان

عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفَی الْاَسْلَمِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ کَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلَی اللّٰهِ اَوْ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ فَلْیَتَوَضَّأْ وَلْیُصَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ لْیَقُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ اَسْاَلُكَ اَنْ لَا تَدَعَ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَا لِیْ ثُمَّ یَسْاَلُ مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مَا شَآءَ فَاِنَّهٗ یُقَدَّرُ عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمپر برآمد ہوئی اور فرمایا جسکو اللہ جل جلالہ سے کچھ حاجت ہو یا اللہ کی مخلوق مین کسی سے حاجت ہو تو وہ وضو کرے اور دو رکعتین پڑھے پھر کہے لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم اخیر تک بعد اسکے دنیا اور آخرت کا جو مطلب ہو اسکو مانگے وہ اسکے حصے مین کر دیا جاویگا دعا کا معنے یہ ہین کوئی سچا معبود نہین بجز اللہ کے جو حلم اور کرم والا ہے پاکی ہے اس اللہ کی جو صاحب ہے بڑی تخت کا سب تعریف اللہ ہی کو ہے جو صاحب ہے ساری جہان کا یا اللہ مین تجھسے مانگتا ہون ان باتون

کو جو تیری رحمت کا سبب ہیں اور تیری مغفرت کو لازم کردیں اور ہر نیکی کی لوٹ اور ہر گناہ سے بچاؤ میں تجھ سے مانگتا ہوں کوئی گناہ میرے لیے نہ چھوڑ مگر تو اسکو بخشدے اور کوئی رنج مگر تو اسکو کھولدے (اپنے سے دور کردے) اور کوئی حاجت جس میں تیری رضا ہو مگر اسکو روا کردے **عن** عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ لی ان یعافینی فقال ان شئت اخرت لک وھو خیر وان شئت دعوت فقال ادعہ فامرہ ان یتوضأ فیحسن وضوءہ ویصلی رکعتین ویدعو بھذا الدعاء اللھم انی اسألک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی اللھم شفعہ فی عثمان بن حنیف سے روایت ہے ایک شخص آنکھوں کا اندھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا میرے لیے اللہ سے دعا فرمایئے تندرستی کی (یعنے آنکھیں اچھی ہوجانے کی) آپنے فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے آخرت کی بھلائی چاہوں اور وہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اسنے کہا آپ دعا فرمایئے تب آپنے اسکو حکم دیا وضو اچھی طرح کرنے کا اور دو رکعتیں پڑھنے کا اسکے بعد یہ دعا پڑھنے کا اللھم انی اسألک واتوجہ اخیر تک یعنے یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو نبی ہیں رحمت کے اے محمد میں نے توجہ کی تمہارے ذریعہ سے اپنے رب کیطرف اس کام میں تاکہ میرا کام پورا ہوجاوے یا اللہ تو قبول فرما شفاعت محمدؐ کی میرے باب میں **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو جزری نے حصن حصین میں ذکر کیا اور نکالا اسکو نسائی اور ترمذی نے بھی تھوڑے اختلاف کے ساتھ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بیہقی نے بھی اسکو صحیح کیا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر وہ اندھا کھڑا ہوا تو اسکی بینائی اچھی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ اس شخص نے ایسا ہی کیا تو تندرست ہوگیا اور شیخ عابد سندی مدنی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے توسل آنحضرت کا جائز ہونا نکلتا ہے اور یہہ عام ہے آپکے حیات میں ہو یا وفات کے بعد اور بعضوں نے کہا کہ آپ کی وفات کے بعد آپکے ساتھ توسل جائز نہیں کیونکہ حضرت عمرؓ نے آپ کی وفات کے بعد توسل کیا آپکے چچا حضرت عباسؓ سے اور ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت بعد وفات بھی اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں تو جیسے توسل پہلے جائز تھا اب بھی جائز ہوگا اور حضرت عمرؓ کے کلام سے اسکا عدم جواز نہیں نکلتا بلکہ انکا مقصود زندوں سے توسل کرنا تھا اور دلیل ہماری وہ روایت ہے جو طبرانی نے نکالی کبیر میں عثمان بن حنیف سے کہ ایک شخص حضرت عثمانؓ پاس کسی کام کے لیے آتا جاتا تھا لیکن وہ اسکیطرف التفات نہیں کرتے تھے آخر وہ شخص ابن حنیف سے ملا اور ان سے شکایت کی انھوں نے کہا وضو کرنے کے مقام پر جا اور وضو کر پھر مسجد میں آ اور دو رکعتیں پڑھ پھر کہہ اللھم انی اسالک واتوجہ الیک بنبینا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک فتقضی حاجتی اور اپنی حاجت کا خیال کر وہ شخص گیا اور اسنے ایسا ہی کیا بعد اسکے حضرت عثمانؓ کے دروازے پر آیا بواب اسیوقت آیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کے حضرت عثمانؓ پاس لے گیا حضرت عثمانؓ نے اپنی سوزنی پر اسکو بٹھایا اور پوچھا کیا مطلب ہے تیرا پھر اسکے مطلب کو روا کیا اور کہا تو نے ابھی تک اپنا مطلب بیان نہیں کیا تھا اب جو تیرا مطلب ہو اکرے اسکو کہدیا کر پھر وہ شخص

وہان سے نکلا اور ابن حنیف سے ملکر بولا جزاک اللہ خیرا پہلے تو حضرت عثمان کا یہ حال تہا کہ میری طرف دیکہتے ہی نہ تہے نہ التفات کرتے
تہے یہانتک کہ تمنے اُن سے بات کرائی مجہسے ابن حنیف نے کہا قسم خدا کی مینے اُن سے بات نہین کرائی لیکن مین آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تہا اتنے مین ایک اندہا آیا اور اپنی نابینائی کا شکوہ کیا آپنے فرمایا کیا تو صبر کریگا ہے وہ بولا میرا
کوئی لے چلنے والا بہی نہین ہے اور مجہے بہت تکلیف ہے تب آپنے فرمایا اچہا وضو کے مقام پر جا اور وضو کر پہر دو رکعتین
پڑہ پہر یہی دعا اسکو سکہلائی ابن حنیف نے کہا قسم خدا کی پہر ہم جدا نہین ہوئے تہے اور باتین کر رہے تہے اتنے مین وہی
نابینا شخص ہمارے پاس آیا گویا اسکی بینائی مین کبہی کچہ خلل نہین تہا اور امام بیہقی نے اس حدیث کو کئی طریقون سے نکالا
اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط مین اور اسکی اسناد مین روح بن صلاح ہے ثقہ کہا اسکو ابن حبان اور حاکم نے اور اس
مین کچہ ضعف ہے باقی راوی صحیح کے راوی ہین اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے مالک دار سے روایت کیا کہ حضرت عمر کے
زمانے مین قحط ہوا تو ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ پانی کی دعا فرمایے
اپنی امت کے لیے کیونکہ وہ ہلاک ہو رہے ہین پہر خواب مین اسکو حضرت کی زیارت ہوئی اور آپنے ارشاد فرمایا عمر کے
پاس جا وہ آیا اور حضرت عمر نے یہ قصہ بیان کیا انتہے اور ذکر کیا اس قصے کو ابن عبد البر نے استیعاب مین مترجم کہتا
ہے اس حدیث مین یا محمد کا لفظ ہے جو ندا ہے اور وجہ ندا کی یہ تہی کہ وہ اندہا آنحضرت کے پاس ہی دعا کرتا تہا لیکن طبرانی
اور بیہقی کی روایت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہی ندا کا لفظ وارد ہے اور شاید یہ ندا اس قبیل سے ہو
جیسے التحیات مین ہے السلام علیک ایہا النبی کیونکہ ادعیہ ماثورہ مین جو الفاظ وارد ہین انہی کا اتباع بہتر ہے اور بعضون
نے کہا کہ ندا بوجہ محبت اور شوق اور ولولہ درست ہے اور اگلے بزرگون کی کلام مین اسکی بہت نظیرین ملتی ہین بلکہ
نواب صاحب مرحوم نے تو اپنے دیوان مین یون کہا ہے قاضی شوکان مددی اور اصل یہ ہے کہ اگر ندا اس اعتقاد کے ساتہ
ہو کہ سوا اللہ کے کوئی بندہ بہی ایسا ہے جو ہر جگہہ اور ہر مقام مین پکارنے والے کی سنتا ہے تو وہ شرک ہے اور بغیر اس اعتقاد
کے ندا یا سفارت ہے یا غلبہ عشق ومحبت ہے وہ شرک نہین ہے اسیطرح مدد کا طلب کرنا اگر اس اعتقاد سے ہے کہ سوا اللہ کے
کوئی بندہ اپنی ذات سے کچہ کر سکتا ہے تو وہ شرک ہے اور جو یہ اعتقاد ہو کہ اگر اللہ کا حکم ہوگا تو وہ مدد کرینگے تو یہ شرک
نہین ہے جیسے دوا کی تاثیر کہ اگر کوئی یہ سمجہے کہ دوا جو چاہے گی سو کریگی یا ہر طرح اثر کرے گی تو وہ مشرک ہے اور جو یہ
اعتقاد ہو کہ اللہ کے حکم سے اثر کریگی تو شرک نہین ہے اس نکتے کو سمجہ لینا چاہیے اب اکثر مقامات ہین جو شبہے ہوتے
ہین وہ باقی نہ رہینگے ایک اور بات بہی سن لینا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف مین زندہ ہین پس
آپ کی قبر کے پاس اسیطرح اور اولیا اور عرفا کی قبور پر ندا کے ساتہ سلام کرنا درست ہے جیسے السلام علیک یا رسول اللہ کیونکہ
آپکی حیات مین بہی آپکے پاس ندا کرنا درست تہا حاصل یہ ہے کہ جو دنیاوی حیات مین آپسے درخواست کر سکتے تہے
جیسے اسکی درگاہ مین دعا کرنے کی نظر توجہ کرنیکی شفاعت کرنیکی یہ درخواستین اب بہی کر سکتے ہین اور جو درخواستین

حالت حیات دنیاوی مین آپ سے جائز ہتین جیسے اولاد کا و دنیا رزق کا وسیع کرنا پانی برسانا مارنا جلانا غیب کی بات تبلانا
چنگا کرنا وہ درخواستین اب بہی جائز نہین ہین بلکہ یہ درخواستین خاص خداوند کریم سے کرنا چاہیے اور آن حضرت کا ذرداور انبیا
اور صلحا کا وسطہ اور وسیلہ البتہ کرسکتی ہین جیسے کوئی یون کہے یا اللہ بحق حضرت محمد کے یا یہ وسیلہ حضرت محمد مجھکو شفا عطا فرما یہ ہمارے
نزدیک درست ہے اگرچہ بعض لوگون کو اس مین کلام ہو واللہ اعلم **باب** مَا جَاءَ فِي صَلٰوةِ التَّسْبِيْحِ صلوۃ التسبیح کا بیان

عن اَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ يَا عَمِّ اَلَا اَحْبُوْكَ اَلَا اَنْفَعُكَ اَلَا اَصِلُكَ
قَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَصَلِّ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ فَاِذَا انْقَضَتِ
الْقِرَاءَةُ فَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ اَنْ تَرْكَعَ ثُمَّ ارْكَعْ
فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا
ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ فَتِلْكَ خَمْسٌ وَسَبْعُوْنَ فِي كُلِّ
رَكْعَةٍ وَهِيَ ثَلٰثُمِائَةٍ فِي اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فَلَوْ كَانَ ذُنُوْبُكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ غَفَرَهَا اللّٰهُ لَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ يَقُوْلُهَا فِي يَوْمٍ قَالَ قُلْهَا فِي جُمُعَةٍ فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُلْهَا فِي شَهْرٍ حَتّٰى قَالَ فَقُلْهَا فِي سَنَةٍ

ابورافع سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا اے چچا کیا مین تم کو ندون کیا مین تمکو
فایدہ نہ پہونچاؤن کیا مین تمسے ملاپ کرون یا تمکو صلہ دون اونہون نے عرض کیا کیون نہین یا رسول اللہ (یعنے ضرور عنایت
فرمایئے احسان کیجیے) آپنے فرمایا تو چار رکعتین پڑہ اور ہر رکعت مین سورۂ الحمد اور ایک اور سورت پڑہ جب قراۃ ختم
ہوجاوے تو کہہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ بار رکوع سے پہلے پہر رکوع کر اور رکوع مین اسکو دس بار
کہہ پہر سر اوٹہا اور اسکو دس بار کہہ پہر سجدہ کر اور اس مین دس بار کہہ پہر سجدے سے سر اوٹہا اور دس بار کہہ پہر سجدہ کر اور اس
مین دس بار کہہ پہر سر اٹہا اور کہڑے ہونے سے پہلے دس بار کہہ تو یہ پچہتر بار ہوئے ہر رکعت مین اور چار رکعتون مین تین
سو بار ہوئے پہر اگر تیرے گناہ ریت کے ٹیلے کی طرح ہون تو بہی اللہ تعالیٰ انکو بخشدیگا حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ
جو شخص اس نماز کو روز نہ پڑہ سکے (وہ کیا کرے) آپنے فرمایا ہر جمعہ مین ایکبار پڑہ لیوے اگر یہ بہی نہ ہو سکے تو ہر مہینے مین
پڑہ لے یہانتک کہ فرمایا ہر برس مین **ف** حدیث مین یہ نماز اسیطرح وارد ہے لیکن عبداللہ بن مبارک قرات سے پہلے
پندرہ بار تسبیح پڑہتے تہے پہر قرات کے بعد دس بار اور دوسرے سجدے سے اوٹہکر تسبیح نہین کہتے تہے اس صورت مین بہی
ہر رکعت مین ۷۵ بار تسبیح ہوئی اور ہر حال مین حدیث کی پیروی مقدم ہے اور اختیار ہے کہ جس وقت چاہے یہ نماز
پڑہے مگر مشائخ صوفیہ سے منقول ہے کہ زوال کے بعد ظہر سے پہلے پڑہے اور علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ حدیث کیسی ہے
تو ابن خزیمہ اور حاکم نے اسکو صحیح کہا اور ایک جماعت نے اسکو حسن کہا اور ابن جوزی نے اسکو موضوعات مین ذکر کیا حافظ
نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابن جوزی نے برا کیا جو اسکو موضوع قرار دیا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم للعباس بن عبد المطلب یا عباس یا عماہ الا اعطیک امنحک الا احبوک الا افعل لک عشر خصال اذا انت فعلت ذلک غفر اللہ ذنبک اولہ واخرہ وقدیمہ وحدیثہ وخطاہ وعمدہ وصغیرہ وکبیرہ وسرہ وعلانیتہ عشر خصال ان تصلی اربع رکعات تقرأ فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وسورۃ فاذا فرغت من القراءۃ فی اول رکعۃ قلت وانت قائم سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر خمس عشرۃ مرۃ ثم ترکع فتقول وانت راکع عشرا ثم ترفع راسک من الرکوع فتقولہا عشرا ثم تہوی ساجدا فتقول وانت ساجد عشرا ثم ترفع راسک من السجود فتقولہا عشرا ثم تسجد فتقولہا عشرا ثم ترفع راسک من السجود فتقولہا عشرا فذلک خمسۃ وسبعون فی کل رکعۃ تفعل فی اربع رکعات ان استطعت ان تصلیہا فی کل یوم مرۃ فافعل فان لم تستطع ففی کل جمعۃ مرۃ فان لم تفعل ففی کل شہر مرۃ فان لم تفعل ففی عمرک مرۃ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عباس بن عبد المطلب سے ای عباس اے چچا مین تم کو دون نہین مہاری ساتھ سلوک نکرون تمکو عطا نکرون مین تم کو دہ بات نہ بتلاؤن جو دسون خصلتون کو میٹ دیوے (یعنے دسون طرح کے گناہون کو جنکا ذکر آگے آتا ہے اور بعضون نے کہا ترجمہ یون ہے مین تم کو دس خصلتین نہ بتلاؤن یعنے دس دس بار تسبیح کہنا) جب تو اسکو کرے تو اللہ جل جلالہ تیرے اگلے اور پچھلے اور نئے اور پرانے اور بھولے اور جانے بوجھے اور چھوٹے اور بڑے اور چھپے اور کھلے گناہون کو بخشدیوے وہ بات یہ ہے کہ تو چار رکعتین پڑھ ہر رکعت مین فاتحہ اور سورت پڑھ جب پہلے رکعت مین قرأت سے فارغ ہو تو کھڑے کھڑے کہہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ بار پھر رکوع کر اور دس بار کہہ (اسی تسبیح کو) پھر رکوع سے سر اٹھا اور دس بار کہہ پھر سجدے مین جھک اور سجدے مین دس بار کہہ پھر سجدے سے سر اوٹھا اور دس بار کہہ پھر سجدہ کر اور دس بار کہہ پھر سجدے سے سر اوٹھا اور دس بار کہہ تو یہ ۷۵ بار ہوئے ہر رکعت مین چارون رکعتون مین اسیطرح کر اگر تجھ سے ہو سکے تو ہر روز ایک بار یہ نماز پڑھ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ مین ایک بار پڑھ اگر یہ نکرے تو ہر مہینے مین ایک بار پڑھ اگر یہ نکرے تو اپنے عمر مین ایک بار پڑھ

باب ما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان

شعبان کی پندرہوین رات کی فضیلت ف یہ رات بہی متبرک ہے اور اسکی فضیلت مین کئی حدیثین وارد ہین گو اسکے اسناد مین ضعف ہے بعض روایتون مین ہے کہ یہ رات جائزہ کی ہے سال بھر جو کچھ ہونا ہوتا ہے جینا مرنا پیدا ہونا سب اس رات کو لکھدیا جاتا ہے بہرحال اس رات کو عبادت اور ذکر الٰہی کرنا چاہیے افسوس ہے کہ جاہلون نے اسکے بدل یہ نکالا ہے کہ اس رات کو آتشبازی چھوڑتے ہین جو محض اسراف اور حرام ہے اور بعضے حلوا پکا کر مردون کے فاتحہ دیتے ہین اور دکن مین ملیدہ پکاتے ہین ان باتون کی شریعت سے کوئی اصل نہین ہے اور جو فعل شریعت سے ثابت نہ ہو وہ مردود ہے شب برات کا حلوا اور عید کی سنویان اور آخری چہار شنبہ کی گھونگنیان یہ سب واہیات ہین

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان

قوموا ليلتها وصوموا نهارها فان الله ينزل فيها لغروب الشمس الى سماء الدنيا فيقول الا من مستغفر لي فاغفر له الا مسترزق فارزقه الا مبتلى فاعافيه الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان مہینے کی نصف کی رات ہو یعنے پندرہ شب تو اس رات کو عبادت کرو اور اسکے دوسرے دن روزہ رکھو اسلیئے کہ اللہ جل جلالہ اس رات کو اترتا ہے (عرش مجید سے) دنیا کے آسمان کیطرف آفتاب ڈوبتے ہی (اور اور راتوں کو پچھلی رات مین اترتا ہے) تو فرماتا ہے کوئی ہے جو بخشش چاہتا ہو مجھ سے مین اسکو بخشدون کوئی ہے جو روزی مانگتا ہو مجھ سے مین اسکو روزی دون کوئی بیمار ہے تو مین اسکو چنگا کرون کوئی ایسا ہے کوئی ویسا ہے یہی فرماتا رہتا ہے یہانتک کہ صبح طلوع ہو **ف** یعنے پندرہوین تاریخ کی بعض اگلے بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ شب برات مین یہ دعا مانگتے تھے اللهم انك عفو تحب العفو فاعف عنا اور حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے یہ دعا منقول ہے اللهم ان كنت كتبتنا اشقياء فامحه واكتبنا سعداء وان كنت كتبتنا سعداء فاثبتنا فانك تمحو من تشاء وعندك ام الكتاب **عن** عائشة قالت فقدت النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فخرجت اطلبه فاذا هو بالبقيع رافع رأسه الى السماء فقال يا عائشة اكنت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله قالت قد قلت وما بي ذلك ولكني ظننت انك اتيت بعض نسائك فقال ان الله تعالى ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم كلب حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہین ایکرات مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بستر پر نہین پایا تو مین آپ کو ڈھونڈھنے نکلی دیکھا تو آپ بقیع مین ہین (مدینہ منورہ کا قبرستان یا اللہ تو ہمکو وہان دفن ہونا نصیب کر) اور اپنا سر مبارک آسمان کیطرف اٹھائے ہوئے ہین آپنے فرمایا اے عائشہ تو یہ ڈرتی تھی کہ اللہ اور اسکا رسول تجھ پر ظلم کرے گا (یعنے تو یہ سمجھتی تھی کہ مین تیری باری مین اور کسی بی بی کے پاس چلا گیا ہون) حضرت عائشہؓ نے کہا مینے عرض کیا ہرگز مجھے ایسا گمان نہ تھا کہ آپ ظلم کا ارتکاب کرینگے معاذ اللہ بلکہ مینے یہ گمان کیا کہ شاید آپ کسی ضرورت سے آپ کسی اور بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہین آپنے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ شعبان کے نصف کی رات مین اترتا ہے دنیا کے آسمان کیطرف اور بخشدیتا ہے اتنے لوگون کو جنکا شمار کلب کی بکریون کے بالون سے زیادہ ہے (کلب ایک قبیلہ ہے اور انکے پاس بکریاں بہت تھین) **عن** ابي موسى الاشعري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله ليطلع في ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه الا لمشرك او مشاحن ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ برآمد ہوتا ہے شعبان کی پندرہوین رات کو اور اپنے سارے بندون کو بخشدیتا ہے مگر مشرک کو اور اسکو جو بغض رکھے مسلمان سے **عن** ابي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه ترجمہ وہی جو اوپر گذرا

باب ما جاء في الصلوة والسجدة عند الشكر شکر کی نماز اور شکر کے سجدے کا بیان **عن** عبد الله بن ابي اوفى ان رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی یوم بُشّر برأس ابی جہل رکعتین عبد اللہ بن ابی اوفے سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب خوشخبری دیگئی ابوجہل ملعون کا سر لانے کی تو آپ نے دو رکعتین پڑہین **ف** شکرانے کی کیونکہ ابوجہل مردود بڑا دشمن تہا اللہ اور رسول کا اور وہ مردود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذا دیتا تہا اور لوگون کو اسلام سے روکتا تہا اور اسکے ساتھہ مغرور اور متکبر بہی تہا مسلمانون کو ذلیل سمجہتا اللہ تعالی نے خود اسکو ذلیل کیا کہ غریب لوگون کے ہاتہون سے مارا گیا اور اسکا سر کاٹا گیا اور لاشہ ایک گڈہے مین پہینک دیا گیا ہاتہہ تیرے کی بے ادبی کی یہی سزا ہے اور اب آخرت مین آگ جو تیار کہا ہوگا ایک روایت مین ہے کہ ابوجہل احول تہا یعنے ترچہا اور بابون یعنے مفعول بہی تہا لاحول و لاقوۃ **عن** انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بُشّر بحاجۃ فخر ساجدًا انس بن مالک سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دیگئی ایک کام ہوجانیکی تو آپ سجدے مین گرے **ف** یہ شکر کا سجدہ تہا علمانے اختلاف کیا ہے کہ نماز کے باہر صرف اکیلا سجدہ کرنا کیسا ہے جائز ہے یا نہین بعضون نے کہا بدعت ہے اور حرام ہے اور شریعت مین اسکی اصل نہین اور منع کیا ہے وتر کے بعد بہی سجدہ کرنے سے جیسے بعضے لوگون کی عادت ہوتی ہے البتہ سجدہ سہو اور سجدہ تلاوت بالاتفاق ثابت ہے اور بعضون نے کہا نماز کے بعد سجدہ مناجات درست ہے اسیطرح سجدہ شکر جب کوئی خوشی کی بات ہو شافعی اور احمد اور محمد اسکو سنت کہتے ہین اور ابوحنیفہ اور مالک مکروہ کہتے ہین اور حق شافعی اور احمد کا قول ہے اور متعدد احادیث سے سجدہ شکر ثابت ہے واللہ اعلم (لمعات مختصرا) **عن** کعب بن مالک قال لما تاب اللہ علیہ خر ساجدًا کعب بن مالک کی جب توبہ قبول ہوئی (اور یہ آیت اتری وعلی الثلثۃ الذین خلفوا اخیر آیت تک) تو وہ سجدے مین گرے **ف** کعب بن مالک اور دو شخصون کے غزوہ تبوک مین حضرت کے ہمراہ رکاب نہین گئے جب آپ نے مراجعت فرمائی تو یہ لوگ شرمندہ ہوئے اپنے قصور کا اقرار کیا انکا قصہ بہت طویل ہے جو دوسری روایتون مین موجود ہے آخر اللہ تعالی نے انکی توبہ قبول کی اور کعب نے یہ خبر سنتے ہی سجدہ شکر کیا **عن** ابی بکرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اتاہ امر یسرہ او بُشّر بہ خر ساجدًا شکرًا للہ تبارک وتعالی ابوبکرہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی خوشی کی خبر آتی تو آپ سجدہ مین گرتے اللہ سبحانہ وتعالی کا شکر کرتے

باب ما جاء فی ان الصلوۃ کفارۃ نماز گناہون کا کفارہ ہے

عن علی بن ابی طالب قال کنت اذا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا ینفعنی اللہ بما شاء منہ واذا حدثنی عنہ غیرہ استحلفتہ فاذا حلف صدقتہ وان ابابکر حدثنی وصدق ابوبکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من رجل یذنب ذنبا فیتوضا فیحسن الوضوء ثم یصلی رکعتین وقال مسعر ثم یصلی ویستغفر اللہ الا غفر اللہ لہ جناب علی مرتضے رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو جتنا اللہ چاہتا اُس سے مجہکو نفع دیتا اور جب آنحضرت کی حدیث کوئی اور مجہسے بیان کرتا تو مین اسکو قسم دیتا (زیادہ مضبوطی کے لیے ورنہ صحابہ سب سچے تہے) اگر وہ قسم کہا لیتا تو مین اسکو سچا جانتا اور ابوبکر صدیق

نے مجھ سے حدیث بیان کی اور وہ سچے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شخص کوئی گناہ کرے پھر اچھی طرح وضو کرے
پھر دو رکعتیں پڑھے اور اللہ جل جلالہ سے استغفار کرے (اپنے گناہ کی بخشش چاہے) تو اللہ جل جلالہ اسکو بخشدیگا **عن**
عاصم بن سفیان الثقفی انہم غزوا غزوۃ السلاسل ففاتہم الغزو فرابطوا ثم رجعوا الی معاویۃ وعندہ ابو ایوب
الانصاری وعقبۃ بن عامر الجهنی فقال عاصم یا ابا ایوب فاتنا الغزو العام وقد اخبرنا انہ من صلی
فی المساجد الاربعۃ غفر لہ ذنبہ فقال یا ابن اخی ادلک علی ایسر من ذلک انی سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول من توضأ کما امر وصلی کما امر غفر لہ ما تقدم من عمل اکذلک یا عقبۃ قال نعم
عاصم بن سفیان ثقفی سے روایت ہے لوگوں نے سلاسل کا جہاد کیا جو معاویہ کے زمانے میں ہوا سلاسل کہتے ہیں ریت کی ٹیلوں
کو جو ایک سے ایک ملے ہوتے ہیں زنجیر کیطرح) تو لڑائی نہیں ہوئی صرف مورچہ باندھا (دشمن کے سامنے) پھر لوٹ آئے معاویہ کے
پاس اسوقت انکے پاس ابو ایوب انصاری اور عقبہ بن عامر جہنی بیٹھے تھے عاصم نے کہا اے ابو ایوب اس سال جہاد ہمارا فوت
ہو گیا اور ہم سے لوگوں نے بیان کیا کہ جو کوئی چاروں مسجدوں میں (مسجد الحرام اور مسجد نبوی اور مسجد بیت المقدس اور مسجد قبا)
میں نماز پڑھے اسکے گناہ بخشدیے جاوینگے ابو ایوب نے کہا اے بھتیجے میرے میں تجھکو اس سے آسان بات نہ بتلاؤں میں نے
سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی وضو کرے حکم کے موافق اور نماز پڑھے حکم کے موافق
اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے کیوں ایسا ہی ہے اے عقبہ انہوں نے کہا ہاں **ف** تو ابو ایوب صحابی نے حدیث بیان
کرکے دوسرے صحابی یعنے عقبہ سے بھی تصدیق چاہی اور انہوں نے تصدیق کی تو حدیث اور زیادہ مضبوط اور اعتماد
کے لائق ہو گئی علماء نے کہا کہ نماز صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے اسیطرح روزہ اور حج وغیرہ اور کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے
معاف نہیں ہوتے ابن عبد البر نے کہا اسپر اجماع ہے اور مرجیہ نے یہ کہا ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں
کرتا اور انکا مذہب باطل ہے **عن** عثمان سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ارأیت لو کان
بفناء احدکم نهر یجری یغتسل فیہ کل یوم خمس مرات ما کان یبقی من درنہ قال شیء قال فان
الصلوۃ تذهب الذنوب کما یذهب الماء الدرن حضرت عثمان سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اگر تم میں سے کسیکی صحن میں ایک نہر ہو جو بہہ رہی ہو اور وہ اس میں ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرے تو اسکا
میل کچیل کچھ باقی رہیگا لوگوں نے عرض کیا نہیں آپنے فرمایا تو نماز کا یہی حال ہے وہ گناہوں کو ایسا دور کر دیتی ہے جیسے
پانی میل کو **عن** عبد اللہ بن مسعود ان رجلا اصاب من امرأۃ یعنی ما دون الفاحشۃ فلا ادری
ما بلغ غیر انہ دون الزنا فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ فانزل اللہ سبحانہ
اقم الصلوۃ طرفی النهار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذهبن السیئات ذلک ذکری للذاکرین فقال
یا رسول اللہ الی هذہ قال لمن اخذ بها عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلے

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں زنا (یعنے دخول) سے کم باتوں کا مرتکب ہوا ایک عورت سے میں نہیں جانتا کہ اُسنے کہانتک کام کیا صرف زنا نہیں کی (یعنے دخول نہیں کیا اور کے کام جیسے بوسہ لینا چومنا مساس کرنا چمٹانا ننگا کرنا ان میں سے معلوم نہیں کون کون سے کام کیے کون کون سے نہیں کیے) آخر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ حال عرض کیا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اقم الصلوۃ اخیر تک یعنی قائم کر نماز کو دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے حصوں میں بیشک نیکیاں میٹ دیتی ہیں برائیوں کو نصیحت ہے یاد کرنیوالوں کے لیے پھر اس شخص نے عرض کیا کیا یہ حکم میرے لیے ہے (خاص) آپنے فرمایا نہیں جو کوئی اس پر عمل کرے اسکو ہے **ف** دن کے دونوں کناروں کی نمازیں فجر اور ظہر اور عصر اور رات کے حصوں کی نمازیں مغرب اور عشا۔ حدیث سے یہ نکلا کہ نماز پنجگانہ چھوٹے گناہوں کا کفارہ ہے یہ اللہ جل جلالہ کی عنایت ہے اپنے ناتوان بندوں پر

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَرْضِ الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا پانچوں نمازوں کے فرض ہونیکا اور اُنکی محافظت کرنے کا بیان

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ اللّٰہُ عَلٰى اُمَّتِي خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى اٰتِيَ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى مَاذَا افْتَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَوَضَعَ عَنِّيْ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّيْ انس بن مالک سے روایت ہے (معراج کے قصہ میں) آنحضرت نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے (پہلے) میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں (ہر دن رات میں) میں یہ حکم لیکر لوٹا (اپنے مالک کے پاس سے) یہانتک کہ حضرت موسی علیہ السلام پاس آیا انہوں نے کہا تمہارے مالک نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں مجھپر فرض کیں انہوں نے کہا تم پھر جاؤ اپنے مالک کے پاس اسلیے کہ تمہاری امت اتنی نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی میں پھر لوٹا (اپنے مالک تبارک وتعالے کے پاس) اُس نے نصف نمازیں معاف کر دیں یعنے ۲۵ نمازیں) پھر لوٹ کر حضرت موسی پاس آیا اور اُن سے بیان کیا اُنہوں نے کہا پھر جاؤ اپنے مالک کے پاس تمہاری امت اتنی طاقت نہیں رکھتی میں پھر لوٹ کر اپنے مالک کے پاس گیا آخر اُس نے فرمایا وہ پانچ نمازیں ہیں (شمار میں) اور پچاس نمازیں ہیں (ثواب میں ہر نیکی کا دس گنا ثواب ہے) اور میرے پاس بات نہیں بدلتی تب میں لوٹ کر حضرت موسی پاس آیا انہوں نے کہا پھر جاؤ اپنے مالک کے پاس میں نے کہا اب مجھے شرم آتی ہے اپنے مالک سے **ف** کہ کہانتک معافی کے لیے عرض کرتا جاؤں یہ روایت مختصر ہے پورا قصہ صحیحین میں اور دوسری کتابوں میں مذکور ہے اس میں یہ ہے کہ پہلے بار پروردگار نے پچاس میں سے پانچ معاف کیں اور آنحضرت حضرت موسی کے کہنے سے بار بار جاتے رہے اور پانچ پانچ کم ہوتی رہیں یہانتک کہ پانچ رہ گئیں یہی عدد اللہ سبحانہ وتعالے کے علم میں مقرر تھا اس سے کم نہیں ہو سکتا

تھا سبحان اللہ مالک کی کیا عنایت ہے ہم ناتوان بندوں سے پانچ نمازین تو ہو نہین سکتین پچاس کیونکر پڑھتے حدیث سے یہ نکلا کہ پروردگار عالم اوپر اپنے عرش پر ہے ورنہ بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس کے پاس جاتے تھے اور رد ہوا جہمیہ اور معتزلہ اور منکرین صفات کا جو اللہ تعالی کو جہت اور مکان سے منزہ اور پاک جانتے ہین اور لطف یہ ہے کہ باوجود اسکے پھر اسکو ہر جہت اور ہر مکان مین سمجھتے ہین یہ حماقت نہین تو کیا ہے اگر اللہ معاذ اللہ ہر جہت اور ہر مکان مین ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتون آسمانون کے اوپر جانیکی کیا ضرورت تھی **عن** ابن عباس قال امر نبيكم صلى الله عليه وسلم بخمسين صلوة فنازل ربكم ان يجعلها خمس صلوات عبداللہ بن عباس سے روایت ہے تمہارے پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو پچاس نمازون کا حکم ہوا پھر آپنے تمہارے پروردگار سے تخفیف چاہی اور پچاس کو پانچ کردینے کی درخواست کی **عن** عبادة بن الصامت قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول خمس صلوات افترضهن الله على عباده فمن جاء بهن لم ينتقص منهن شيئا استخفافا بحقهن فان الله جاعل له يوم القيامة عهدا ان يدخله الجنة ومن جاء بهن قد انتقص منهن شيئا استخفافا بحقهن لم يكن له عند الله عهد ان شاء عذبه وان شاء غفر له عبادہ بن صامت سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے پانچ نمازین ہین جنکو اللہ نے فرض کیا ہے اپنے بندون پر جو کوئی انکو بجا لاوے اور ان مین کچھ کمی نہ کرے انکو حقیر سمجھ کر تو اللہ جل جلالہ قیامت کے دن اسکے لیے عہد کریگا جنت مین لے جائیگا اور جو کوئی انکو لاوے اسطرح سے کہ ان مین کمی کرے (مثلاً شرائط اور ارکان مین یا تعداد مین کہ کبھی پڑھے ایک نہ پڑھے) اور انکو حقیر سمجھ کر تو اسکا عہد اللہ کے پاس نہ ہوگا اگر چاہے اسکو عذاب کرے چاہے بخش دیوے **ف** یہان ایک بات یہ ہوتا ہے وہ یہ کہ نماز کو حقیر جاننا تو کفر ہے پھر اسکی مغفرت کیونکر ہو سکتی ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ حقیر جاننے سے یہ مطلب نہین ہے کہ نماز کو ذلیل سمجھے یا اسکی فرضیت کا قائل نہ ہو کیونکہ یہ تو کفر ہے اور ایسا شخص کبھی نہ بخشا جاویگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اور کاموں کیطرح نماز کا بھی پورا خیال نہ رکھے کبھی پڑھے کبھی ناغہ کردیا جسکو اردو مین گنڈہ دار نماز کہتے ہین یا جلدی جلدی پڑھے شرائط اور آداب اور سنن کو اچھی طرح سے بجا نہ لاوے پس ایسا شخص گناہگار ہے اور اسکا عذاب اور بخشنا مفوض ہے کریم کردگار کو واللہ اعلم **عن** انس بن مالك يقول بينما نحن جلوس في المسجد دخل رجل على جمل فاناخه في المسجد ثم عقله ثم قال لهم ايكم محمد ورسول الله صلى الله عليه وسلم متكئ بين ظهرانيهم قال فقالوا هذا الرجل الابيض المتكئ فقال له الرجل يا ابن عبد المطلب فقال له النبي صلى الله عليه وسلم قد اجبتك فقال له الرجل يا محمد اني سائلك ومشدد عليك في المسألة فلا تجدن علي في نفسك فقال سل ما بدا لك فقال الرجل نشدتك بربك ورب من قبلك آلله ارسلك الى الناس كلهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اللهم نعم

اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ نُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَاْخُذَ هٰذَا الصَّدَقَةَ مِنْ اَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اٰمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَاَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَّرَائِيْ مِنْ قَوْمِيْ وَاَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ اَخُوْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ انس بن مالک سے روایت ہے ایکبار ہم مسجد (نبوی) میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار آیا اور اونٹ کو مسجد میں بٹھایا پھر اسکو باندھ دیا بعد اُسکے پوچھنے لگا تم میں محمد کون سے ہے اور حضرت لوگون کے درمیان تکیہ لگائے بیٹھے تھے لوگون نے کہا محمد یہ شخص ہین جو سفید رنگ تکیہ لگائے ہوئے ہین وہ شخص بولا اے عبد المطلب کے بیٹے (عبد المطلب آپکے دادا تھے اُنہی کیطرف نسبت دی کیونکہ وہ زیادہ مشہور تھے عرب مین بہ نسبت آپکے والد ماجد حضرت عبد اللہ کے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا مین تیری بات سن چکا (یعنے پکارنے سے کیا فائدہ کہہ جو کہتا ہے) تب وہ شخص بولا اے محمد مین تم سے کچھ پوچھنے والا ہون اور سختی سے (قسم دیکر) پوچھون گا تو تم اپنے دل مین برا نہ ماننا آپنے فرمایا جو تو چاہے سو پوچھ وہ بولا مین تمکو قسم دیتا ہون تمہارے رب کی اور تم سے اگلے لوگون کی رب کی کیا اللہ جل جلالہ نے تمکو بھیجا ہے سب آدمیون کیطرف (یعنے ساری دنیا والون کیطرف عرب ہون یا عجم) آپنے فرمایا یا اللہ ہان پھر وہ بولا مین تم کو قسم دیتا ہون اللہ کی کیا اللہ نے تم کو حکم کیا ہے ایک دن رات مین پانچ نمازین پڑھنے کا آپنے فرمایا یا اللہ ہان پھر وہ بولا مین تمکو قسم دیتا ہون اللہ کی کیا اللہ نے تمکو حکم کیا ہے سال مین اس مہینے کے (یعنے رمضان کے) روزے رکھنے کا آپنے فرمایا یا اللہ ہان پھر وہ بولا مین تم کو قسم دیتا ہون اللہ کی کیا اللہ نے تم کو حکم کیا ہے کہ ہماری مالدارون سے صدقہ لیکر ہمارے فقیرون کو بانٹ دو آپنے فرمایا یا اللہ ہان پھر وہ بولا مین ایمان لایا اور جو چیز جسکو آپ لیکر آئے اور مین ایلچی ہون اون لوگون کا جو میرے پیچھے ہین اور مین ضمام بن ثعلبہ ہون بنی سعد بن بکر کے قبیلے سے عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضْتُ عَلٰى اُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَعَهِدْتُ عِنْدِيْ عَهْدًا اَنَّهٗ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ بِوَقْتِهِنَّ اَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهٗ عِنْدِيْ

ابو قتادہ بن ربعی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا مینے تیری امت پر پانچ نمازین فرض کین اور مینے اپنے پاس ایک عہد کیا ہے کہ جو کوئی ان پانچون نمازون پر محافظت کریگا یعنے وقت پر انکو پڑھے گا تو مین اسکو جنت مین لیجاؤن گا اور جو کوئی انپر محافظت نکریگا اُسکے واسطے میرے پاس کوئی عہد نہین ہے بلکہ میری مرضی پر ہے چاہے اسکو بخشدون چاہے عذاب کرون)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ فَضْلِ الصَّلٰوةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مسجد حرام مین نماز پڑھنے کی اور مسجد نبوی مین نماز پڑھنے کی فضیلت

عن ابی ھریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف صلوۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مسجد میں ایک نماز اور مسجدوں کی ہزار نماز سے افضل ہے سوا مسجد حرام کے (کیونکہ مسجد حرام میں ایک نماز لاکھ نمازوں سے افضل ہے) ف میری مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے مدینہ منورہ کی اب اختلاف ہے علما کا اس میں کہ مسجد نبوی میں ایک ہزار نماز کا ثواب اسی عمارت سے ہے جہاں تک یہ مسجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی اور جسقدر مسجد آپ کے بعد بڑھائی گئی اس میں یہ ثواب نہیں ہے نووی کا یہی قول ہے لیکن ابن تیمیہ اور طبری وغیرہ نے اس پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ مسجد نبوی کل مسجد کو شامل ہے اور جہاں تک یہ مسجد بڑھتی جاوے اس کا یہی حکم ہوگا اور موید ہے اسکی وہ روایت کہ اگر یہ مسجد صنعا میں تک وسیع ہو جاوے تو میری مسجد ہوگی اور نووی نے اول قول سے رجوع کیا ہے اور نماز کی مثل ہیں اور عبادتیں جیسے بیہقی نے جابر سے نقل کیا عن ابی ھریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ ابوہریرہ سے دوسری روایت ایسی ہی ہے عن ابن عمر رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف صلوۃ فیما سواہ من المساجد الا المسجد الحرام عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا افضل ہے دوسری مسجدوں میں ہزار نماز پڑھنے سے مگر مسجد حرام عن جابر رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوۃ فی مسجدی افضل من الف صلوۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام وصلوۃ فی المسجد الحرام افضل من مائۃ الف صلوۃ فیما سواہ جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نماز میری مسجد میں افضل ہے دوسری مسجدوں کے ہزار نمازوں سے سوا مسجد حرام کے (یعنے بیت اللہ کی مسجد کے) اور مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے ف بیان مدینہ منورہ کی مسجد کا استثنا نہیں کیا اور ظاہر یہی ہے کہ سوا مسجد نبوی کے اور مسجدوں کی لاکھ نمازوں سے افضل ہے کیونکہ اگر مسجد نبوی کے ایک لاکھ نماز سے افضل ہو تو دوسری مسجدوں کے ایک ارب نمازوں سے افضل ہوگی اور کیا عجب ہے کہ اللہ جل جلالہ اپنے فضل سے اسقدر ثواب عنایت فرماوے اور اس صورت میں یہ کہنا کہ دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے صحیح ہوگا کس لیے کہ جب ایک ارب نمازوں سے افضل ہوئی تو ایک لاکھ سے بطریق اولے افضل ہوگی واللہ اعلم

باب ما جاء فی الصلوۃ فی مسجد بیت المقدس مسجد بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی فضیلت

عن میمونۃ مولاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت قلت یا رسول اللہ افتنا فی بیت المقدس قال ارض المحشر والمنشر ائتوہ فصلوا فیہ فان صلوۃ فیہ کالف صلوۃ فی غیرہ قلت ارایت ان لم استطع ان اتحمل الیہ قال فتھدی لہ زیتا یسرج فیہ فمن فعل ذلک فھو کمن اتاہ میمونہ سے روایت ہے جو لونڈی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو فتوے دیجیے بیت المقدس کے باب میں آپ نے فرمایا وہ تو حشر کی اور جی اٹھنے کی زمین ہے (اس لیے کہ حشر لوگوں کا شام ہی کی زمین پر ہوگا) وہاں جاؤ اور نماز پڑھو وہاں اسلیے کہ ایک نماز وہاں دوسری مسجدوں میں ہزار

نماز کی طرح ہے میں نے عرض کیا اگر میں وہاں جانیکی طاقت نرکہوں آپنے فرمایا تو تیل بہیجدے جو چراغوں میں وہاں جلایا جاوے
جس نے ایسا کیا گویا وہ وہاں گیا **ف** اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں روشنی کرنا ثواب ہے تاکہ نمازیوں کو آرام ہو لیکن
اسراف کرنا ہر حال میں منع ہے ضرورت سے زیادہ چراغ محض آرایش کے لیے لگانا اُسکی کوئی اصل معلوم نہیں ہوتی اور قبروں پر
تو مطلقاً چراغ لگانا منع ہے اور حضرت نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر اور وہاں چراغ لگانیوالوں پر **عن**
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا فَرَغَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ مِنْ بِنَاءِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سَأَلَ
اللّٰهَ ثَلَاثًا حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ وَمُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْ لَا يَأْتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ اَحَدٌ لَا يُرِيْدُ اِلَّا
الصَّلٰوةَ فِيْهِ اِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اثْنَتَانِ فَقَدْ اُعْطِيَهُمَا وَ
اَرْجُوْا مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ اُعْطِيَ الثَّالِثَةَ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت سلیمان
بن داود علیہ السلام جب بیت المقدس کے بنانے سے فارغ ہوئے تو اللہ جل جلالہ سے اُنہوں نے تین دعائیں مانگیں ایک تو یہ
کہ میں جو حکم کروں (مقدمات میں) وہ تیرے حکم کے موافق ہو یعنے صواب کو پہونچوں اور خطا سے بچوں) دوسرے مجھکو
ایسی حکومت دے کہ میرے بعد پھر ویسی حکومت (دنیا میں) کسی کو نہ ملے تیسرے یہ کہ جو کوئی اس مسجد میں آوے صرف
نماز ہی کے ارادے سے وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاوے جیسے اُس دن تھا جس دن اُسکی ماں نے اُسکو جنا تھا پھر آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو باتیں تو اللہ تعالے نے حضرت سلیمان کو عطا فرمائیں اور مجھے امید ہے کہ تیسری بات
بھی اللہ نے عطا کی ہوگی **ف** حکم تو حضرت سلیمان کا اس آیت سے نکلتا ہے ففہمناہا سلیمان اور حکومت اس آیت سے
وسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب والشیاطین کل بناء وغواص ہوا پر اور جن وانس چرند پرند پر سب پر انکی حکومت
تھی اور تیسری بات کی چونکہ تصریح قرآن میں نہیں اتری اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں شک کیا مگر امید
کی کہ جب اگلی دونوں دعائیں قبول ہوئیں تو یہ بھی قبول ہوئی ہوگی اور جو کوئی بیت المقدس میں نماز کے لیے آویگا اُسکی
مغفرت ہوگی **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ
مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت
باندہے جاویں کجاوے (یعنے سفر نہ کیا جاوے) مگر تین مسجدوں کیطرف ایک مسجد حرام دوسری میری مسجد تیسری مسجد اقصے —
ف ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ بہ نیت تقرب اور ثواب سوا ان تین مسجدوں کے اور کہیں کا سفر درست نہیں ہے پس
ناجائز ہوگا سفر زیارت قبور صالحین اور اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے لیے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور انکے اتباع اہلحدیث
میں سے بہت لوگ اسطرف گئے ہیں شیخ ابو محمد جوینی نے کہا جو اوستاد اور باپ ہیں امام الحرمین کے اور وہ اوستاد
ہیں امام غزالی کے کہ حرام ہوگا سوا ان تین مسجدوں کے اور کسی مقام کے لیے بہ نیت تقرب ظاہر حدیث کی رو سے اور قاضی
حسین اور قاضی عیاض نے بھی اسکو اختیار کیا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ ابوہریرہ نے کوہ طور کی زیارت کے لیے سفر کیا تو

ابو بصرہ غفاری نے بھی انکار کیا اسی حدیث سے اور ابو ہریرہ نے انکے ساتھ اتفاق کیا اور امام الحرمین اور نووی اور سبکی اور حافظ ابن حجر اور سیوطی اور غزالی اور بہت علماء دین کا قدیماً اور حدیثاً یہ مذہب ہے کہ اولیاء اللہ اور صلحاء اور انبیاء کے قبور کی زیارت کے لیے سفر کرنا درست ہے اور اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ سوا ان تین مسجدوں کے اور کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرنا نادرست ہے کیونکہ اور مسجدیں برابر ہیں فضیلت میں پس سفر کرنا اور کسی مسجد کے لیے بیفائدہ تعب ہوگا اور مؤید ہے اسکو وہ روایت جو امام احمد کی مسند میں ہے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازی کو نہیں چاہیے کہ کسی مسجد کیطرف کجاوے باندھے سوا مسجد حرام اور مسجد اقصے اور میری مسجد کے اور نووی نے کہا کہ ابو محمد جوینی نے جو سوا ان تین مسجدوں کے اور کہیں کا سفر حرام کہا تو یہ ان کی غلطی ہے اور غزالی نے احیاء میں کہا کہ بعض علماء نے اس حدیث کی رو سے منع کیا ہے علماء اور صالحین کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنے سے اور ہم کہتے ہیں کہ سفر جائز ہے اس حدیث کی اطلاق سے کہ کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا اور آیا یہ لوگ منع کرتے ہیں انبیاء کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنے سے بھی جیسے حضرت ابراہیم یا حضرت موسی یا حضرت یحیی کی قبر کی زیارت کے لیے اگر اسکو منع کرتے ہیں تو یہ محال ہے اور جو جائز رکھتے ہیں تو پھر انبیاء پر اولیاء اور صلحاء اور علماء کا بھی قیاس ممکن ہے اور حدیث سے اور کسی مسجد کیطرف سوا ان تین مسجدوں کے سفر کرنیکی ممانعت مقصود ہے کیونکہ اور سب مسجدیں فضیلت میں برابر ہیں پھر سفر کرنے سے غرض ہی کیا ہے برخلاف اولیاء اور انبیاء اور صلحاء کے مزارات کے کہ ہر ایک مزار میں جدا جدا فیوض اور برکات ہیں اور ہر ایک دوسرے سے فائق اور افضل ہے انتہے مختصراً مترجم کہتا ہے کہ جو لوگ ظاہر حدیث کی رو سے سوا ان تین مسجدوں کے اور کسی مقام کا سفر جائز نہیں کہتے وہ انبیاء کی قبور کی زیارت کے لیے بھی سفر کو منع کہتے ہیں یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لیے بھی یہ کہتے ہیں کہ قبر کی زیارت کی نیت سے سفر نہ کرے بلکہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر کرے اور جب مدینہ طیبہ میں پہونچے تو اسوقت آپکی قبر کی زیارت جو انکے نزدیک بھی مستحب ہے کر لیوے اور مخالفین علماء یہ کہتے ہیں کہ سفر مدینہ کے وقت خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرنا اولی ہے جیسے ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں والاولی تجرید النیۃ لزیارۃ قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم بہرحال یہ مسئلہ اختلافی ہے بین العلماء اہل سنت اور صلحاء اور اتقیاء اور حفاظ حدیث میں اس صورت میں آدمی کو لازم ہے کہ طرفین کی کلام اور دلائل میں غور کر کے جو مسلک چاہے اختیار کرے لیکن دوسرے فریق کی بدگوئی اور طعن اور تشنیع سے باز رہے غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ ایک فریق سے سہو اور خطا ہوئی ہوگی اور حدیث کی رو سے اس میں بھی ایک اجر ہے اور افسوس ہے ان جاہلوں پر جنہوں نے اس مسئلہ کی وجہ سے امام ہمام ابن تیمیہ کو مطعون کیا بلکہ بعضوں نے انکی تکفیر میں رسالے لکھے لاحول ولا قوۃ انکو یہ خبر نہیں کہ امام ابن تیمیہ حدیث کے اماموں اور حافظوں میں سے ایک بڑے شخص تھے اور کئی ایک کرامتیں انکی منقول ہیں اور یہی کرامت کیا کم تھی کہ تحقیق اور تنقید حدیث میں وہ بے مثل تھے اور ذہبی نے کہا کہ انکی شان بڑی ہے اس سے کہ میری قلم یا زبان سے وہ بیان ہو سکے بہرحال راضی ہو اللہ جل جلالہ ان سے اور تمام علماء حدیث سے اور بخشدیوے سہو اور خطا

اکی آمین یارب العالمین **واضح** ہو کہ بعض جاہل ابن تیمیہ اور انکے فریق کو اس طرح بدنام کرتے ہین کہ انکے نزدیک آنحضرت صلعم کی
زیارت حرام ہے حالانکہ یہ محض افترا اور بہتان ہے ابن تیمیہ نے یہ ہرگز نہین کہا بلکہ زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز رکہا اور
یہ قول ابن تیمیہ کے سوا اکثر صحابہ اور تابعین سے بھی منقول ہے اور جوینی اور قاضی عیاض اور قاضی حسین وغیرہم بہت سے علماء
اسطرف گئے ہین لیکن یہ سب اسبات پر متفق ہین کہ جب مدینہ طیبہ مین آدمی پہونچ جاوے تو قبر شریف کی زیارت کرنا اعظم مستحبات
اور افضل مندوبات مین سے ہے اور اس مین کسیکو کلام نہین ہے اور سفر کو جو ناجائز کہتے ہین قبر کی زیارت کی نیت سے تو اپنے
دل سے ناجائز نہین کہتے بلکہ حدیث کی رو سے ناجائز کہتے ہین اور حدیث کا ماننا ہر مسلمان کو ضرور ہے پہر فرمایے کہ ان علماء
بیچارون کا کیا قصور ہے اگر یہ کہتے ہو کہ حدیث کے سمجھنے مین ان سے غلطی ہوئی تو ہم یہ کہینگے کہ اول تو اسکی دلیل ہی کیا
ہے کہ ان سے غلطی ہوئی شاید تم ہی سے غلطی ہوئی ہو اور دوسرے یہ کہ تمام علماء اور مجتہدین سے اس قسم کی سیکڑون غلطیان
ہوئین ہین لیکن کوئی انپر طعن نہین کرتا بلکہ متعدد مسائل مجتہدین کے ایسے ملینگے جو صریح صحیح حدیث کے خلاف
ہین اسپر بھی ان مجتہدون کو کوئی برا نہین کہتا بس ایسا ہی امام ابن تیمیہ کی نسبت بھی برتاؤ کرنا چاہیے وہ اس امت
کے بڑے عالم اور حافظ حدیث ہین محقق دوانی لکھتے ہین کہ ابن تیمیہ علوم دینی تو خیر علوم عقلیہ مین بھی بڑی دستگاہ
رکہتے تھے اور کتاب العقل والنقل جو کوئی انکی دیکھے اسکو انکا پایہ علم معلوم ہو سکتا ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ **عن**
ابی سعید و عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تشد الرحال الا
الی ثلثۃ مساجد الی المسجد الحرام والی المسجد الاقصی والی مسجدی ھذا ۔ ابو سعید اور عبد اللہ بن عمرو بن
عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ باندہے جاوین پالان مگر تین مسجدون کے لیے مسجد حرام اور مسجد
اقصے اور میری اس مسجد کے لیے **باب** ما جاء فی الصلوۃ فی مسجد قبا مسجد قبا مین نماز پڑہنے کی فضیلت
ف مسجد قبا مشہور مسجد ہے مدینہ طیبہ مین تین میل کے فاصلے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینہ مین
تشریف لائے تھے تو پہلے اسی مسجد مین نماز پڑہا کرتے تھے اور مسجد نبوی بننے کے بعد بھی آپ ہر ہفتہ مین ایک بار مسجد
قبا کو تشریف لیے جاتے اور وہان نماز پڑہتے اور قرآن شریف مین مسجد قبا کا ذکر ہے اس آیت مین لمسجد اسس علی
التقوی اور متعدد حدیثین اسکی فضیلت مین وارد ہین **عن** اسید بن حضیر الانصاری وکان من اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال صلوۃ فی مسجد قباء کعمرۃ
اسید بن حضیر انصاری سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین سے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا مسجد قبا مین نماز پڑہنا ایک عمرے کیطرح ہے **عن** سھل بن حنیف قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من تطھر فی بیتہ ثم اتی مسجد قباء فصلی فیہ صلوۃ کان لہ کاجر عمرۃ سہل بن حنیف سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر مین طہارت کرے (یعنے وضو) پہر مسجد قبا مین آوے وہان نماز

پڑھیں تو اسکو ایک عمرے کا ثواب ملیگا **باب** ما جاء في الصلوة في المسجد الجامع جامع مسجد میں (یعنے جہان کی لوگ جمعہ
کی نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں اور جمعہ ادا کرتے ہیں) نماز پڑھنے کی فضیلت **عن** انس بن مالك قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم صلوة الرجل في بيته بصلوة وصلوته في مسجد القبائل بخمس وعشرين صلوة
وصلوته في المسجد الذي يجمع فيه بخمس مائة صلوة وصلوته في المسجد الاقصى بخمسين الف
صلوة وصلوته في مسجدي بخمسين الف صلوة وصلوته في المسجد الحرام بمائة الف صلوة انس بن
مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کی نماز اپنے گھر میں ایک نماز کا ثواب رکھتی ہے (مراد فرض نماز
ہے کیونکہ نفل نماز گھر ہی میں پڑھنا افضل ہے) اور محلہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کا ثواب رکھتی ہے اور مسجد جامع میں
پانسو نمازوں کا اور مسجد اقصے میں پچاس ہزار نمازوں کا اور مسجد نبوی یعنے میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کا
اور مسجد حرام میں لاکھ نمازوں کا **ف** تو مسجد اقصے اور مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی میں برابر ثواب ہے اور دوسری روایت
میں جو مسجد اقصے یا مسجد نبوی میں ہزار نمازوں کا ثواب آیا ہے وہ اسکے خلاف نہیں ہے اسلیے کہ اس روایت میں
زیادت ہے اور جب زیادہ پایا جاوے تو کم ضرور پایا جاوے گا اور احتمال ہے کہ وہ روایتیں پہلے کی ہوں پھر اللہ تعالی
نے اپنی عنایت سے اور ثواب زیادہ کر دیا ہو واللہ اعلم **باب** ما جاء في بدء شان المنبر منبر پہلے کیونکر بنا **عن**
ابي بن كعب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الى جذع اذ كان المسجد عريشا وكان يخطب
الى ذلك الجذع فقال رجل من اصحابه هل لك ان نجعل لك شيئا تقوم عليه يوم الجمعة حتى يراك
الناس وتسمعهم خطبتك قال نعم فصنع له ثلاث درجات فهي التي على المنبر فلما وضع المنبر
وضعوه في موضعه الذي هو فيه فلما اراد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقوم الى المنبر مر الى
الجذع الذي كان يخطب اليه فلما جاوز الجذع خار حتى تصدع وانشق فنزل رسول الله صلى الله
عليه وسلم لما سمع صوت الجذع فمسحه بيده حتى سكن ثم رجع الى المنبر فكان اذا صلى صلى اليه فلما
هدم المسجد وغير اخذ ذلك الجذع ابي بن كعب وكان عنده في بيته حتى بلي فاكلته الارضة وعاد
رفاتا ابی بن کعب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کڑے کی طرف نماز پڑھتے جب مسجد پر صرف تیون وغیرہ
کا سایہ تھا (چھت نہ تھا) اور آپ اسی کڑے کی طرف خطبہ پڑھتے تھے (یعنے سہارا لگاکر) ایک شخص آپ کے اصحاب میں سے
بولا کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم آپ کے واسطے ایک چیز بنا دیں جس پر آپ کھڑے ہوا کریں جمعہ کے دن تاکہ لوگ آپ کو دیکھیں
اور آپ انکو اپنا خطبہ سناویں آپ نے فرمایا ہاں پھر اس شخص نے تین سیڑھیاں بنائیں وہی اب تک منبر پر ہیں جب منبر
طیار ہوگیا تو لوگوں نے اسکو رکھا اسی مقام میں جہاں اب وہ ہے پھر جب آنحضرت نے ارادہ کیا منبر پر کھڑے ہونے
کا تو اس کڑے پر سے گذرے جسکی طرف خطبہ پڑھتے تھے جب اس کڑے سے آگے بڑھے (منبر پر جانے کے لیے) تو کڑے

نے آواز نکالی (رونے کی) یہانتک کہ تڑخ گئی اور پھٹ گئی (آپ کی جدائی کے رنج میں) یہ دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر
پر سے) اُترے جب کڑی کی آواز آپ نے سنی اور اُس پر ہاتھ پھیرا تب وہ خاموش ہوئی (اپنے محبوب کے وصال کے سبب سے) پھر
آپ منبر کیطرف لوٹے تو آپ جب نماز پڑھتے تو اُسی کڑی کیطرف پڑھتے جب مسجد ڈھائی گئی (دوبارہ بنانیکے لیے) اور اسکی لکڑیاں
بدلی گئیں تو اس کڑی کو ابی بن کعب نے لے لیا وہ انکے گھر میں رہی یہانتک کہ پرانی ہوگئی پھر دیمک اُسکو کھا گئی اور وہ ریزہ ریزہ
ہوگئی گلکرف اس حدیث میں ایک مشہور معجزہ آپ کا مذکور ہے یعنے کڑی کا رونا آپ کے فراق میں اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ ہر چیز میں نفس اور جان ہے اور چیز کو اللہ سبحانہ وتعالی نے سمجھ عطا فرمائی ہے اور بعضوں نے کہا کہ اسوقت اس میں جان ڈالی
گئی اور یہ اسکی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ دوسری روایت میں ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے خود منبر بنانے کے لیے ایک انصاری عورت سے فرمایا جسکا غلام بڑہئی تھا اور اسکا نام باقوم آدمی تھا تو شاید پہلے ایسا ہی
ہوا ہو پھر وہ غلام آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہو اور اُسنے منبر بنانے کے لیے عرض کیا ہو جیسے اس روایت میں مذکور ہے
حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ منبر میں تین سیڑھیاں کافی ہیں اور تین سے زیادہ مسنون نہیں ہیں اور یہ بھی مسنون ہے کہ
منبر لکڑی کا ہو اور مسجد سے الگ ہو اور خطبے کے بعد علاحدہ رکھدیا جاوے اور جمعے کے دن خطبے کے مقام پر رکھا جاوے
اور اس زمانہ میں جو رواج ہے کہ منبر کو مسجد سے لگا دیتے ہیں بلکہ ساتھ ہی بناتے ہیں یہ خلاف سنت ہے اور صف بندی
میں بھی ایسے منبر کی وجہ سے خلل ہوتا ہے غرض قربان اور تصدق آنحضرت ؐ کے جمال مبارک اور آپکی سنت کے جب ایک لکڑی
کو آپ سے ایسا عشق تھا تو افسوس ہے ان لوگوں پر جو لکڑی سے بھی بدتر ہیں اور آن حضرت ؐ کی سنت کو چھوڑکر دوسروں کا
طریق اختیار کرتے ہیں علما نے کہا ہے کہ لکڑی جب تک ہری رہتی ہے تو اس میں جان رہتی ہے اور وہ تسبیح کرتی ہے اور
یہ مضمون دوسری حدیث سے بھی ثابت ہے اور احتمال ہے کہ یہ کڑی ہری ہو اور جب لکڑی سوکھ جاتی ہے تو بیجان ہو جاتی ہے اسی
طرح جب گل سڑ جاوے اور مٹی میں شریک ہو جاوے یہی حال انسان اور ہر حیوان کا ہے پھر حال موت کے بعد جو راز ہیں وہ زندگی
میں بخوبی معلوم نہیں ہو سکتے لیکن مرنے سے یہ سب راز کھلجاوینگے اللہ سبحانہ وتعالی اپنے فضل سے اور اپنے حبیب کے تصدق
سے ہر تکلیف اور مصیبت سے محفوظ رکھے آمین عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رض اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَخْطُبُ اِلٰى جِذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ ذَهَبَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَاَتَاهُ فَاحْتَضَنَهٗ فَسَكَنَ فَقَالَ لَوْلَمْ اَحْتَضِنْهُ
لَحَنَّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ابن عباس اور انس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کڑی کی طرف خطبہ پڑھتے تھے جب منبر
بنایا گیا تو آپ منبر کیطرف چلے کڑی باریک آواز نکالنے لگی (رونیکی) آپ اسکے پاس آئے اور اسکو گود میں لے لیا (یعنے
سینے سے لگایا) اسکی آواز تھم گئی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اسکو گلے نہ لگاتا تو وہ قیامت تک روتی رہتی ۔
عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ هُوَ فَاَتَوْا سَهْلَ
ابْنَ سَعْدٍ فَقَالَ مَا بَقِيَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ هُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهٗ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ نَجَّارٌ يَّهٗ فَقَامَ

عَلَيْهِ حِيْنَ وُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَامَ النَّاسُ مِنْ خَلْفِهِ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَرَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ فَقَامَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ ابوحازم سے روایت ہے لوگوں نے اختلاف کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر میں کہ وہ کس چیز کا تھا تو سہل بن سعد پاس آئے اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا اب لوگوں میں کوئی باقی نہ رہا جو اس منبر کا حال مجھ سے زیادہ جانتا ہو وہ غابہ کے جھاؤ کا تھا اور فلاں شخص نے اس کو بنایا تھا جو فلاں عورت کا غلام تھا **ف** اس عورت کے نام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں عائشہ انصاریہ اور بعض مینا اسیطرح غلام کے نام میں بھی سات قول ہیں بعضوں نے کہا میمون اسکا نام تھا بعضوں نے کہا باقوم جیسے اوپر گذرا اور غابہ ایک مقام کا نام ہے مدینہ سے نو میل کے فاصلے پر **ف** خیر وہ غلام منبر لیکر آیا اور جب وہ رکھا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسپر کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کیا (آپ نماز پڑھنے کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے) اور لوگ آپکے پیچھے کھڑے ہوئے آپنے قراءت کی پھر رکوع کیا پھر رکوع سے سر اوٹھایا اسوقت الٹے پاؤں پیچھے ہٹے (اور منبر پر سے اوترکر) زمین پر سجدہ کیا پھر (سجدوں سے فارغ ہوکر) منبر پر تشریف لے گئے اور قراءت کی پھر رکوع کیا پھر رکوع سے کھڑے ہوئے پھر الٹے پاؤں لوٹے یہانتک کہ زمین پر سجدہ کیا **ف** جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا کہ قیام اور رکوع منبر پر ادا کیا اور سجدہ نیچے اوترکر کیا تو نماز میں ایسا کرنا درست ہوگا اور جس نے اسکو ناجائز کہا اسکے رد کو یہ حدیث کافی ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ إِلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ أَوْ قَالَ إِلَى جِذْعٍ ثُمَّ اتَّخَذَ مِنْبَرًا قَالَ فَحَنَّ الْجِذْعُ قَالَ جَابِرٌ حَتَّى سَمِعَهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ حَتَّى أَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَهُ فَسَكَنَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ لَمْ يَأْتِهِ لَحَنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کی جڑ یا ایک لکڑی کیطرف کھڑے ہوتے تھے پھر آپنے منبر بنالیا جابر نے کہا تو وہ لکڑی باریک آواز نکالنے لگی (رونے کی سی) یہانتک کہ مسجد والوں نے اسکو سنا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے پاس آئے اور اسپر ہاتھ پھیرا وہ تھم گئی بعضوں نے کہا اگر آپ اسکے پاس نہ آتے تو قیامت تک وہ آواز کرتی رہتی

باب مَا جَاءَ فِي طُوْلِ الْقِيَامِ فِي الصَّلٰوةِ نماز میں قیام لمبا کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سُوْءٍ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ الْأَمْرُ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَتْرُكَهُ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے مینے ایک رات (تہجد کی) نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ برابر کھڑے رہے یہانتک کہ مینے ایک برے کام کا قصد کیا۔ ابو وائل نے کہا مینے پوچھا وہ برا کام کیا ہے انہوں نے کہا مینے قصد کیا کہ بیٹھ جاؤں اور آپکو چھوڑ دوں **عَنِ** الْمُغِيْرَةِ يَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا مغیرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوئے یہانتک کہ پاؤں آپکے سوج گئے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ جل جلالہ نے تو آپکے اگلے اور پچھلے گناہ بخشدیے ہیں (پھر آپ اتنی محنت کیوں کرتے) آپنے فرمایا کیا میں اللہ کا شکرگذار بندہ

نہوں **ف** یعنے اس مغفرت کی شکر گذاری نہ کروں سبحان اللہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوصف ایسی علو مرتبہ اور جلالت شان کے کہ خداوند کریم کے بعد آپ کا درجہ ہے عبادت کو ترک نہ کیا اور دوسرے لوگوں سے زیادہ آپ ریاضت اور مجاہدہ کرتے تھے تو اور کسی کا یہ خیال کب صحیح ہوگا کہ آدمی جب ولایت کے اعلیٰ درجہ کو پہونچ جاتا ہے تو اس کے ذمہ سے عبادات ساقط ہوجاتے ہیں یہ نرا ملحدانہ خیال ہے جسکی کوئی دلیل کتاب و سنت میں نہیں ہے جتنا بندہ اللہ سے زیادہ مقرب ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اسکا مجاہدہ بڑھتا جاتا ہے دوسری روایت میں ہے کہ آپ ساری رات نماز میں کھڑے رہتے یہانتک کہ آپکے پاؤں سوج گئے اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ما انزلنا علیک القرآن لتشقی یعنے اسلیے ہمنے تجھپر قرآن نہیں اتارا کہ تو اتنی مشقت اٹھاوے

عن ابی ھریرۃ رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حتی تورمت قدماہ فقیل لہ ان اللہ قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے جیسے اوپر گذری مغیرہ سے **عن** جابر بن عبد اللہ قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الصلوۃ افضل قال طول القنوت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسی نماز افضل ہے آپنے فرمایا جس میں قیام لنبا ہو **ف** اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ قیام افضل ہے سجدہ سے کیونکہ آپ رات کی نماز میں بڑی دیر تک قیام کرتے اگر سجدہ افضل ہوتا تو قیام مختصر کرتے اور سجدہ سے زیادہ کرتے اور قیام کے افضل ہونیکی یہہ وجہ ہے کہ قرآن جو افضل الاذکار ہے وہ اس میں پڑہا جاتا ہے اور بعضوں نے کہا سجدہ افضل ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ بندہ سجدہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا رات کو قیام افضل ہے اور دن کو سجود اور بعضوں نے کہا دونوں برابر ہیں واللہ اعلم

باب ما جاء فی کثرۃ السجود سجدہ بہت کرنے کا بیان۔

عن ابی فاطمۃ حدثہ قال قلت یا رسول اللہ اخبرنی بعمل استقیم علیہ واعملہ قال علیک بالسجود فانک لا تسجد للہ سجدۃ الا رفعک اللہ بھا درجۃ وحط عنک بھا خطیئۃ ابوفاطمہ سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتلایے جسپر میں جما رہوں اور اسکو کرتا رہوں آپنے فرمایا لازم کرلے اپنے اوپر سجدے کو کیونکہ تو جب سجدہ کرے اللہ تعالیٰ کیلیے تو اللہ تعالیٰ ایک درجہ تیرا بلند کریگا اور ایک گناہ تیرا مٹا دیگا اس سجدے کی وجہ سے **عن** معدان بن ابی طلحۃ الیعمری قال لقیت ثوبان فقلت لہ حدثنی حدیثا عسی اللہ ان ینفعنی بہ قال فسکت ثم عدت فقلت مثلہا فسکت ثلاث مرات فقال علیک بالسجود للہ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من عبد یسجد للہ سجدۃ الا رفعہ اللہ بھا درجۃ وحط عنہ بھا خطیئۃ قال معدان ثم لقیت ابا الدرداء فسالتہ مثل ذلک معدان سے روایت ہے میں ثوبان سے ملا تو میں نے ان سے کہا مجھ سے ایک حدیث بیان کرو شاید اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دیوے اس سے یہ سنکر وہ خاموش ہورہے پھر میں نے دوبارہ وہی عرض کیا وہ خاموش ہورہے تین بار ایسے ہی ہوا پھر انہوں نے کہا تو لازم کرلے اوپر سجدے کو اللہ کے لیے کیونکہ

مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہی جو کوئی بندہ اللہ کے لیے سجدہ کرے تو اللہ اسکا ایک درجہ بلند کرے گا اور ایک گناہ میٹ دیگا اس سجدہ کی وجہ سے معدان نے کہا پہر مین ابو الدرداء سے ملا اور ان سے پوچہا انہوں نے بہی ایسا ہی کہا عن عُبادة بن الصّامت انّه سمع النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم يقول ما من عبدٍ يسجد لله سجدةً الّا كتب الله له بها حسنةً ومحى عنه بها سيّئةً ورفع له بها درجةً فاستكثروا من السّجود عبادہ بن الصامت سے روایت ہے انہوں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جو کوئی بندہ اللہ کے لیے سجدہ کرے تو اللہ اسکے لیے ایک نیکی لکہیگا اور ایک بدی اسکی میٹ دیگا اور اسکا ایک درجہ بلند کرے گا تو سجدہ بہت کیا کرو

باب ما جاء فی اوّل ما یحاسب به العبد الصّلوة

سب سے پہلی جس چیز کا بندہ سے محاسبہ ہوگا وہ نماز ہے عن انس بن حكيم الضّبّي قال قال لي ابو هريرة اذا اتيت اهل مصرك فاخبرهم انّي سمعت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم يقول انّ اوّل ما يحاسب به العبد المسلم يوم القيمة الصّلوة المكتوبة فان اتمّها والّا قيل انظروا هل له من تطوّع فان كان له تطوّع اكملت الفريضة من تطوّعه ثمّ يفعل بسائر الاعمال المفروضة مثل ذلك انس بن حکیم ضبی سے روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجہ سے کہا جب تو اپنے شہر والوں پاس پہونچے تو ان سے کہدے کہ مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے اول جس چیز کا حساب ہوگا مسلمان بندے سے قیامت کے دن وہ فرض نماز ہوگی پہر اگر بندے نے اسکو پورا ادا کیا ہے (شرائط اور آداب کے ساتھ) تو خیر ورنہ حکم ہوگا کہ دیکہو اس بندے کی نفل نماز ہے اگر نفل نماز ہوگی تو اس مین سے فرض پوری کیجاوے گی پہر سارے فرض اعمال مین ایسا ہی کیا جاویگا (یعنے زکوٰۃ روزہ وغیرہ سب مین فرض کو نوافل سے پورا کرینگے اسلیے بندے کو لازم ہے کہ فرض نماز کے سوا نفل نمازین بہی پڑہا کرے اسیطرح فرض زکوٰۃ کے سوا نفل صدقہ بہی دیا کرے اسیطرح فرض روزے کے سوا نفل روزے بہی رکہا کرے تا اگر قیامت کے دن فرض مین کچہ نقصان نکلے تو نفل سے وہ نقصان پورا کردیا جاوے) عن ابي هريرة وعن تميم الدّاري عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال اوّل ما يحاسب به العبد يوم القيامة صلوته فان اكملها كتبت له نافلةً وان لم يكن اكملها قال الله سبحانه لملٰئكته انظروا هل تجدون لعبدي من تطوّع فاكملوا بها ما ضيّع من فريضته ثمّ تؤخذ الاعمال على حسب ذلك ابو ہریرہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول جسکا حساب لیا جاویگا بندے سے قیامت کے دن وہ نماز ہوگی اگر اسکو پورا کیا ہوگا تو نفل نماز علاحدہ لکہی جاویگی اور جو پورا نہ کیا ہوگا تو اللہ سبحانہ فرشتوں سے فرماویگا دیکہو میرے بندے پاس نفل نماز ہے تو اس سے پورا کرو جسقدر فرض مین نقصان ہوا ہو پہر دوسرے اعمال کا اسیطرح سے حساب ہوگا

باب ما جاء فی صلوة النّافلة حيث تصلّي المكتوبة

جہان پر فرض پڑہا ہو وہان نفل پڑہے عن ابي هريرة رض عن النّبيّ صلّى الله عليه وسلّم قال ايعجز احدكم اذا صلّى ان يتقدّم او يتأخّر او عن يمينه

اَوْعَنْ شِمَالِہٖ یَعْنِیْ السُّبْحَۃَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اتنا نہیں کرسکتا کہ جب (فرض) نماز پڑھ چکے تو آگے بڑھ جاوے یا پیچھے ہٹ جاوے یا داہنے یا بائیں سرک جاوے نفل پڑھنے کے لیے **ف** بعضوں نے کہا یہ حکم اس نماز میں ہے جس کے بعد سنت راتبہ ہے جیسے ظہر اور مغرب اور عشا کی نماز اور جس نماز کے بعد سنت راتبہ نہیں ہے جیسے صبح کی نماز اس میں یہ حکم نہیں ہے قاضی نے کہا یہ حکم اسواسطے دیا کہ یہ گمان نہ پیدا ہو کہ نفل فرض میں شریک ہے یا اس لیے کہ دو مقام اسکے لیے گواہی دیویں قیامت کے دن اور بخاری نے تاریخ میں اس حدیث کا اختلاف بیان کیا اور کہا کہ وہ ثابت نہیں ہے اور اسباب میں مغیرہ بن شعبہ سے بھی مروی ہے جو آگے آویگی اسکو ابوداؤد نے بھی نکالا لیکن اسکا اسناد منقطع ہے اور ابن ابی شیبہ نے باسناد حسن حضرت علی سے نکالا کہ سنت یہ ہے کہ امام فرض کی جگہ میں نفل نہ پڑھے یہاں تک کہ اس جگہ سے سرک جاوے اور صحیح مسلم میں سائب بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے جمعہ پڑھا پھر اسکے بعد نفل پڑھا تو معاویہ نے کہا جب تو جمعہ پڑھ چکے تو اب کوئی نماز مت پڑھ یہاں تک کہ تو بات کرے یا وہاں سے چلا جاوے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا حکم دیا ہے (فتح) **عَنْ** الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُصَلِّی الْاِمَامُ فِیْ مَقَامِہِ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْہِ الْمَکْتُوْبَۃَ حَتّٰی یَتَنَحّٰی عَنْہُ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس مقام میں نماز نہ پڑھے جہاں اس نے فرض پڑھی ہے جب تک وہاں سے سرک نہ جاوے **بَابُ** مَا جَاءَ فِیْ تَوْطِیْنِ الْمَکَانِ فِی الْمَسْجِدِ یُصَلِّیْ فِیْہِ مسجد میں ہمیشہ نماز کے واسطے ایک جگہ معین کرنا کیسا ہے **عَنْ** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ نَقْرَۃِ الْغُرَابِ وَعَنْ فِرْشَۃِ السَّبُعِ وَاَنْ یُوْطِنَ الرَّجُلُ الْمَکَانَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْہِ کَمَا یُوْطِنُ الْبَعِیْرُ عبد الرحمن بن شبل سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں سے ایک تو کوے کیطرح ٹھونگیں مارنے سے (یعنے سجدہ جلدی کرنا اور سجدوں کے بیچ میں توقف نہ کرنا دوسری حدیث میں ہے کہ یہ منافق کی نماز ہے بیٹھا سورج کو دیکھتا رہا جب سورج زرد ہو گیا تو ٹھونگیں لگانے لگا) دوسرے درندے کیطرح بازو بچھانے سے (سجدے میں بانہیں زمین پر لگا دینا جیسے کتا یا بھیڑیا لگا دیتا ہے یہ ادب کے خلاف ہے) تیسرے مسجد میں نماز کے لیے ایک جگہ معین کرنا (دوسری جگہ نماز نہ پڑھنا ہمیشہ ایک ہی جگہ پڑھنا) جیسے اونٹ اپنی جگہ مقرر کرتا ہے **ف** یہ تیسرا امر اسلیے مکروہ ہے کہ اسمیں دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہوگی اگر وہ اس جگہ بیٹھ گئے ہونگے تو انکو یہ شخص اٹھاوے گا یا اسکے خیال سے وہاں جگہ بیٹھ نہ سکیں گے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک ہی جگہ نماز پڑھنے میں قیامت کے دن صرف وہی جگہ گواہی دیگی اور جو جگہ جگہ نماز پڑھے تو کئی جگہیں گواہ ہونگی بعضوں نے کہا جگہ مقرر کرنا صرف مسجد میں مکروہ ہے لیکن گھر میں اگر نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر کرے تو اس میں کراہت نہیں ہے عتبان سے آنحضرت نے فرمایا تو کون سی جگہ چاہتا ہے میں وہاں نماز پڑھوں عتبان نے کہا تھا کہ آپ میرے گھر میں ایک جگہ نماز پڑھ دیجیے تو میں اس جگہ کو اپنا مصلے بنا لوں

بعضوں نے کہا مسجد میں ایک جای مقرر کرنا اسوجہ سے مکروہ ہی کہ اس میں ریا کا ڈر ہے لوگوں کو ہر نماز میں اسکا جماعت میں شریک ہونا معلوم ہو جاوے گا اور وہ تعریف کرینگے اور یہ خوش ہوگا تو ریا ہو جاویگی بعضوں نے کہا تو طین بعیر سے یہ مراد ہے کہ اونٹ کی طرح پہلے ہاتھ جہکاوے اور زمین سے لگا دے سجدہ میں جیسے اونٹ بیٹھتا ہی عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهٗ كَانَ يَاْتِيْ اِلٰى سُبْحَةِ الضُّحٰى فَيَعْمِدُ اِلَى الْاُسْطُوَانَةِ دُوْنَ الْمُصْحَفِ فَيُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِنْهَا فَاَقُوْلُ لَهٗ اَلَا تُصَلِّيْ هٰهُنَا وَاُشِيْرُ اِلٰى بَعْضِ نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى هٰذَا الْمَقَامَ سلمہ بن اکوع سے روایت ہی وہ چاشت کی نفل نماز کے لیے آتے اور اس ستون کے پاس جاتے جہاں مصحف رکہا رہتا (آنحضرت کی عہد میں مصحف ہمیشہ ایک ستون کے پاس رکہا رہتا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے تک ایسا ہی تہا) اور اسکے نزدیک نماز پڑہتے یزید بن ابی عبید نے کہا میں نے سلمہ سے کہا تم اس جگہہ نماز کیوں نہیں پڑہتے اور میں نے مسجد کا ایک کونہ بتلایا انہوں نے کہا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ قصد کرتے تہے اس مقام کا ف بظاہر یہ حدیث اگلی روایت کی خلاف ہے جس میں مسجد میں ایک جگہہ معین کرنے کی ممانعت ہی اور ممکن ہے تطبیق اسطرح پر کہ یہ ممانعت فرایض کے لیے ہے لیکن سنن اور نوافل کے لیے ایک جگہہ معین کر سکتے ہیں اور بعضوں نے کہا قصد کرنا اور بات ہی اور معین کرنا دوسری بات معین کرنے میں مالک ہو بیٹہتا ہے اور مسجد کسی کے ملک نہیں اور قصد کرنا یہ ہے کہ اگر جاے خالی ہو تو وہاں چلا جاوے یہ دوسری بات ہی ہو سکتا ہے کہ ایک جگہہ زیادہ برکت کی ہو اسکا قصد کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اس ستون کا قصد کرتے اسکی وجہ معلوم نہیں ہوئی بعضوں نے کہا وہاں مصحف رکہا تہا تو وہ جگہہ زیادہ متبرک تہی بعض روایتوں میں ہی کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم آپکے لیے منا میں مکان بنا دیں آپنے فرمایا نہیں منا میں جو کوئی جہاں اتر جاوی وہ اُسکی جگہہ ہے اسیطرح تمام خیر اور ثواب کی مجلسوں کا حال ہے جیسے مجلس ذکر اور مجلس وعظ وغیرہ کہ جو کوئی جہاں بیٹہہ جاوے وہ اُس جاے کا حقدار ہے اب دوسرے کو اسکا اٹہانا وہاں سے نہیں پہونچتا اور افسوس ہے کہ جاہلوں نے ہمارے زمانے میں ایک جگہہ کا معین کرنا مساجد اور مجالس میں اختیار کیا ہے اور اسپر لڑتے اور جہگڑتے ہیں لاحول ولا قوۃ

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اَيْنَ تُوْضَعُ النَّعْلُ اِذَا خُلِعَتْ فِي الصَّلٰوةِ

جب نماز جوتا اتار کر پڑہیں تو جوتہ کہاں رکہیں عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ الْفَتْحِ فَجَعَلَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهٖ عبد اللہ بن السائب سے روایت ہی مینے دیکہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی جسدن مکہ فتح ہوا تو اپنی جوتیاں بائیں طرف رکہیں (یہی بہتر ہے جب بائیں طرف دوسرا آدمی نہ ہو اور سامنے اور داہنے اور پیچہے رکہنا مکروہ ہے) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْزِمْ نَعْلَيْكَ قَدَمَيْكَ فَاِنْ خَلَعْتَهُمَا فَاجْعَلْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْكَ وَلَا تَجْعَلْهُمَا عَنْ يَمِيْنِكَ وَلَا عَنْ يَمِيْنِ صَاحِبِكَ وَلَا وَرَاءَكَ فَتُؤْذِيَ مَنْ خَلْفَكَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوتیاں اپنے پاؤں میں پہنے رہ (نماز میں) اگر تو انکو اتارے تو اپنے دونوں پاؤں کے بیچ میں رکھے اور داہنی طرف مت رکھ نہ دوسرے شخص کے داہنے طرف (یعنے اپنی بائیں طرف) اور نہ پیچھے اپنے پھر ایذا دیوی اسکو جو تیرے پیچھے ہو **ف** اسکو سجدے میں جوتیاں ہٹانا پڑے یا جوتیوں پر سجدہ کرنا ہو ہر حال میں اسکو تکلیف ہوگی سبحان اللہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر کروڑ کروڑ درود اور سلام آپنے اپنی امت کے لیے کوئی بات چہوٹی بڑی ادنی یا اعلے جو بتلائی نہو اتنے احکام کسی پیغمبر نے اپنی امت کو نہیں سکہلائے وہ کون سی بات ہی جو قرآن اور حدیث سے معلوم نہیں ہو سکتی - حدیث سے یہی نکلا کہ جوتیاں پہنکر نماز پڑہنا درست ہے بلکہ دوسری روایت میں ہی امر کے ساتھ کہ جوتیاں پہنے ہوئے نماز پڑہو اور یہود کی مخالفت کرو وہ جوتیوں میں نماز نہیں پڑہتے اور متعدد حدیثیں اس باب میں وارد ہوئیں ہیں افسوس ہے کہ اس زمانے میں لوگوں نے نماز میں ہمیشہ جوتیاں اتارنا لازم کر لیا ہے جو سنت کے خلاف ہی اور بعضے جاہل جوتیوں سمیت نماز پڑہنے سے یا جوتیوں سمیت مسجد میں جانے سے ناخوش ہوتے ہیں انکو یہ حدیثیں سنا دینا چاہییں اگر اسپر بھی نہ مانیں تو جوتیوں ہی سے انکی درستی کیجاوے

ابواب ماجاء فی الجنائز وحقوق المسلم جنازہ اور حقوق مسلم کے ابواب

باب ماجاء فی عیادۃ المریض بیمار کی عیادت (یعنے اسکو پوچھنے کو جانے) کا بیان

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للمسلم علی المسلم ستۃ بالمعروف یسلم علیہ اذا لقیہ ویجیبہ اذا دعاہ ویشمتہ اذا عطس ویعودہ اذا مرض ویتبع جنازتہ اذا مات ویحب لہ ما یحب لنفسہ جناب امیر علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر چہہ حق ہیں شرع سے روے ایک یہ کہ جب اس سے ملاقات ہو تو اسکو سلام کرے (یعنے ابتدا سلام کرے یہ سنت ہی اور سلام کا جواب دینا واجب ہے) دوسرے جب وہ دعوت کرے تو قبول کرے (ولیمہ کی دعوت بشرطیکہ وہاں خلاف شرع کام نہوں اور بعضوں نے کہا ہر دعوت بعضوں نے کہا دوسری دعوتیں قبول کرنا مستحب ہیں) تیسرے جب وہ چھینکے تو جواب دیوے (یعنے یرحمک اللہ کہنا اگر وہ الحمد للہ کہے) چوتھے جب وہ بیمار ہو تو اسکی عیادت (پرسش) کرے پانچویں اگر وہ مرجاوے تو اسکے جنازے کے ساتھ جاوے چھٹے جو اپنے لیے چاہتا ہو وہ اسکے لیے چاہے **ف** سب کام سہل ہیں مگر اخیر کا کام نہایت مشکل ہے اور شاید اولیاء اللہ ان سب کاموں اور حقوق پر عمل کرتے ہوں خصوصا چھٹے کام پر افسوس ایک زمانہ ایسا تھا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے وہ چاہتا جو اپنی ذات کے لیے چاہتا اب ایک زمانہ ایسا ہی کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا دشمن ہے اور یہی چاہتا ہے کہ اپنے سوا کسی کو بھلائی نہو میں کہتا ہوں یہ تو بہت مشکل ہے کہ جو اپنے لیے چاہے وہی دوسرے بہائی مسلمان کے لیے اگر یہ نہو سکے تو اتنا تو ضرور ہے کہ اپنے بہائی مسلمان کا ضرر نہ چاہے اور اسکے نقصان کے درپے نہو مصرع مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان ❊

عن ابی مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال للمسلم علی المسلم اربع خلال یشمتہ اذا عطس ویجیبہ اذا دعاہ ویشہدہ اذا مات ویعودہ اذا مرض ابو مسعود انصاری سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حق ہین ایک یہ کہ جب چھینکے اور الحمد للہ کہے) تو اسکا جواب دیوے دوسرے جب
دعوت کرے تو اسکو قبول کرے تیسرے جب جاوے تو اسکی جنازے مین) حاضر ہو چوتھے جب بیمار ہو تو اسکے پوچھنے کو جاوے
(یعنے عیادت کرے) **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس من حق المسلم
علی المسلم رد التحیۃ واجابۃ الدعوۃ وشھود الجنازۃ وعیادۃ المریض وتشمیت العاطس اذا حمد اللہ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے حق مسلمان پر پانچ ہین سلام کا جواب دینا
دعوت کا قبول کرنا جنازے مین حاضر ہونا بیمار پرسی کرنا چھینک کا جواب دینا جب وہ الحمد للہ کہے (اگر چھینکنے والا خود الحمد
للہ نہ کہے تو جواب دینا ضرور نہین) **عن** جابر بن عبد اللہ یقول عادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماشیا
وابوبکر وانا فی بنی سلمۃ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق میری
عیادت کو آئے پاؤن سے چلکر اور مین بنی سلمہ مین تھا (جو مدینہ سے دور تھے دو میل پر حدیث سے یہ نکلا کہ پاؤن سے چلکر نیک
کامون کے لیے جانا زیادہ ثواب ہے اگرچہ سوار ہوکر بھی جانا درست ہے) **عن** انس بن مالک قال کان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم لا یعود مریضا الا بعد ثلاث انس بن مالک سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیمار کو پوچھنے
نہین جاتے تھے مگر جب تین دن اسکی بیماری پر گذر جاتے **ف** یہ حدیث ضعیف ہے ذہبی نے کہا موضوع ہے ابو حاتم نے
کہا یہ حدیث باطل ہے اور اسکی اسناد مین مسلمہ بن علی متروک ہے اور صحیح یہ ہے کہ بیماری کے شروع ہوتے ہی عیادت کو جانا
چاہیے واللہ اعلم **عن** ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخلتم علی
المریض فنفسوا لہ فی الاجل فان ذلک لا یرد شیئا وھو یطیب نفس المریض ابوسعید خدری سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیمار کے پاس جاؤ (عیادت کے لیے) تو خوش کرو اسکو جینے مین (یعنے یون کہو
ابھی تمھاری عمر بہت ہے اور یہ بیماری کچھ سخت نہین اچھے ہو جاؤگے انشاء اللہ یا دعا کرو اسکے لیے طول عمر اور صحت کی)
اسلیے کہ ایسا کہنے سے تقدیر نہین پلٹتی لیکن بیمار کا دل خوش ہو جاتا ہے (اور دل کے خوش ہونے سے بیماری مین بھی تخفیف
کی امید ہوتی ہے) **ف** ہر ایک شخص کو اسکا خیال رکھنا ضرور ہے اور یہ جو بعض لوگون کی عادت ہوتی ہے کہ جب کسی
سے ملتے ہین تو کہتے ہین آپ تو بہت دبلے ہین یا بہت نقیہ ہین یا آپ کے چہرے پر بیماری معلوم ہوتی ہے مین اسکو بھی مکروہ
جانتا ہون اس مین اس شخص کو رنج ہوتا ہے اور فکر پیدا ہوتی ہے خاموش رہنا بہتر ہے اگر کہے تو یون کہے اب تو آپ
اچھے معلوم ہوتے ہین ماشاء اللہ توانا ہین چہرہ آپ کا بارونق ہے کوئی بیماری آپ کو معلوم نہین ہوتی **عن** ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاد رجلا قال ما تشتھی قال اشتھی خبز بر قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم من کان عندہ خبز بر فلیبعث الی اخیہ ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتھی
مریض احدکم شیئا فلیطعمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیمار کی عیادت کو گئے

تو پوچھا تمہارا جی کیا کھانے کو چاہتا ہے وہ بولا مین گیہون کی روٹی کھانا چاہتا ہون آپنے فرمایا جسکے پاس گیہون کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی (یعنے اُس بیمار) پاس بھیجدیوے پھر آپنے فرمایا جب تم مین کا کوئی بیمار کسی کھانے کی خواہش کرے تو اُسکو کھلا دو وہی کھانا **ف** یہی سچی حکمت ہے کہ مریض کی اشتہا اور طاقت کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے اور جو پرانے یونانی دقیانوسی نیم حکیم خطرہ جان ہین وہ پرہیز ہی پرہیز مین بیمار کو مار ڈالتے ہین یہ صحیح ہے کہ اگر کوئی چیز مضر ہو تو وہ نہ دی جاوے مگر غذا مین ہمیشہ خواہش کا لحاظ رکھنا ضرور ہے اور جس غذا کو جی چاہے وہی مضم ہوتی ہے محقق حکیم اور حاذق ڈاکٹرون کا عمل ہمیشہ اسی حدیث کیموافق ہے اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی حق ہے اگرچہ حکیم اسکے خلاف بھی کہین تو انکا قول جھوٹا ہے حکیم علے الاطلاق اور حکیم الحکما پروردگار ہے اسکا ارشاد کبھی غلط نہین ہو سکتا **عن** انس بن مالك قال دخل النبي صلى الله عليه وسلم على مريض يعوده فقال اشتهي شيئا اشتهي كعكا قال نعم فطلبوا له انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیمار پاس تشریف لے گئے اُسکی عیادت کرنیکو آپنے اُس سے پوچھا کچھ کھانا چاہتے ہو کعک (روٹی) کھانا چاہتے ہو اُسنے کہا ہان پھر لوگون نے منگوائی اُسکے لیے **عن** عمر بن الخطاب قال قال لي النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخلت على مريض فمره ان يدعو لك فان دعاءه كدعاء الملائكة حضرت عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تو کسی بیمار کے پاس جاوے تو اُس سے کہہ وہ تیرے لیے دعا کرے اسلیے کہ بیمار کی دعا فرشتون کی دعا کیطرح ہے **ف** یعنے جلد قبول ہوتی ہے کیونکہ بیماری کیوجہ سے حق تعالی اُسکے گناہ معاف کر دیتا ہے تو وہ گناہون سے پاک اور صاف ہوتا ہے

باب ما جاء في ثواب من عاد مريضا جو شخص بیمار کی عیادت کرے اسکا ثواب

عن علي قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من اتى اخاه المسلم عائدا مشى في خرفة الجنة حتى يجلس فاذا جلس غمرته الرحمة فان كان غدوة صلى عليه سبعون الف ملك حتى يمسي وان كان مساء صلى عليه سبعون الف ملك حتى يصبح امیر المومنین حضرت علی مرتضے سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے پاس عیادت کو آوے وہ جنت کی کھجور کے باغ مین چل رہا ہے یہانتک کہ بیٹھ جاوے جب بیٹھ جاوے تو رحمت اُسکو ڈھانپ لیتی ہے پھر اگر صبح کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے اُسکے لیے دعا کرینگے شام تک اور جو شام کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے اُسکے لیے دعا کرینگے صبح تک **عن** ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من عاد مريضا نادى مناد من السماء طبت وطاب ممشاك وتبوات من الجنة منزلا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیمار کی عیادت کرے تو ایک پکارنیوالا آسمان سے پکارے گا تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا ہے اور تو نے بہشت مین ایک ٹھکانا پایا

باب ما جاء في تلقين الميت لا اله الا الله میت کو یعنے جو مرنے کے قریب ہو لا اله الا الله سکھلانا

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لقنوا موتاكم

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردون کو لا الہ الا اللہ سکہاؤ **ف**
دوسری حدیث مین ہی کہ جس کا اخیر کلمہ لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت مین جاویگا اور مستحب ہے کہ میت پر یعنے جو مر رہا ہو اُسکو نرمی سے
یہ کلمہ یاد دلا دین اور زیادہ اصرار نکرین ایسا نہو کہ انکار کر بیٹھے اور جنب اور حائضہ سوقت پاس نہ آوے اور سورہ یٰس کا بھی
پڑہنا اسوقت مستحب ہے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللہُ ابوسعید خدری سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردون کو (یعنے جو مرنے کے قریب ہون)
لا الہ الا اللہ سکہلاؤ **عَنْ** عَبْدِ اللہِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ کَیْفَ
لِلْاَحْیَاءِ قَالَ اَجْوَدُ وَاَجْوَدُ عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردون کو لا الہ الا اللہ
الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العلمین سکہلاؤ لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ دعا زندون کو پڑہنا
کیسا ہی آپنے فرمایا بہت عمدہ ہے بہت عمدہ ہے **ف** یعنی زندے بہی اس دعا کو پڑہین تو کچہ نقصان نہین ہے بلکہ
بہتر ہے اسکا معنے یہ ہی کوئی سچا معبود نہین سوا اللہ کے جو حلم اور کرم والا ہے پاک ہے اللہ جو بڑے تخت والا ہے ساری
تعریف اللہ کو ہے جو صاحب ہے ساری جہان کا **بَابُ** مَا جَاءَ فِیْمَا یُقَالُ عِنْدَ الْمَرِیْضِ اِذَا حُضِرَ جب بیمار مرنے
لگے تو کیا کہا جاوے **عَنْ** اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِیْضَ اَوِ الْمَیِّتَ
فَقُوْلُوْا خَیْرًا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَۃَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنَّ اَبَا سَلَمَۃَ قَدْ مَاتَ قَالَ قُوْلِی اللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلَہٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْہُ عُقْبٰی
حَسَنَۃً قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَاَعْقَبَنِیَ اللہُ مَنْ ہُوَ خَیْرٌ مِّنْہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ام المومنین
اُم سلمہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیمار یا میت پاس جاؤ تو اچہی بات کہو (بیمار کے لیے شفا کی
دعا مانگو اور میت کے لیے مغفرت کی) اسلیے کہ فرشتے آمین کہتے ہین تمہاری بات پر جب ابو سلمہ (میرے خاوند) مرگئے تو مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی اور مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ابو سلمہ مرگئے آپنے فرمایا کہہ یا اللہ بخش مجہ کو اور اُسکو
اور نیک بدلہ عنایت فرما اُسکے بعد مجہکو اُم سلمہ نے کہا مینے ایسا ہی کہا تو اللہ تعالی نے مجہے بدلدیا ابو سلمہ کا جو اُن سے
بہتر تہے یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **ف** دوسری روایت مین ہی کہ مینے اپنے دل مین کہا ابو سلمہ سے بہتر کون ہوگا پہر
اللہ سبحانہ وتعالی نے حضرت محمدؐ کو دیا جو ابو سلمہ سے بہتر تہے۔ ابو سلمہ کے وفات کے بعد بی بی ام سلمہ سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے نکاح کرلیا **عَنْ** مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْہَا عِنْدَ مَوْتَاکُمْ
یَعْنِیْ یٰسٓ معقل بن یسار سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ یٰس کو اپنے مردون پر پڑہو **ف**
یعنے مرتیوقت پڑہو کیونکہ سورہ یٰس دل ہے قرآن کا اور اس سے تسلی ہوتی ہے مومن کو مصیبت کیوقت مینے اسکو خود آزمایا

ہے جب برادر مرحوم مولوی بدیع الزمان صاحب پر سکرات کی حالت طاری ہوئی تو ایکبارگی گھبرا کر کہا سورہ یس پڑھو جب سورۂ
یس پڑھنے لگے تو سکوت فرمایا اور بیقراری میں تخفیف ہوئی اور ابن ابی الدنیا اور ابن مردویہ نے نکالا مرفوعاً کہ جس میت کے
پاس سورۂ یسین پڑھی جاوے تو اللہ تعالی آسانی کرتا ہے اسپر بعضوں نے کہا مرنے کے بعد یہ سورہ پڑھنا چاہیے بعضوں نے
کہا قبر پر کیونکہ ابن عدی نے نکالا کہ جو کوئی اپنے والدین کی قبر کی زیارت کرے ہر جمعہ کو اور سورۂ یس پڑھے انکی تو ان
کی مغفرت ہوگی ہر حرف کے شمار کی موافق واللہ اعلم عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ
كَعْبًا الْوَفَاةُ اَتَتْهُ اُمُّ بِشْرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنْ لَقِيْتَ فُلَانًا فَاقْرَأْ عَلَيْهِ مِنِّي
السَّلَامَ قَالَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ يَا اُمَّ بِشْرٍ نَحْنُ اَشْغَلُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَتْ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى قَالَتْ فَهُوَ ذَاكَ عبد الرحمن
بن کعب بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا جب کعب کی وفات ہونے لگی تو انکے پاس ام بشر براء بن معرور کی بیٹی آئی اور
کہنے لگی اے ابو عبد الرحمن اگر تو فلاں سے ملے تو میرا سلام اس سے کہدیجیو کعب نے کہا اللہ پاک تجھے بخشے ہمکو اتنی فرصت
کہاں ہوگی (یعنے برزخ میں کہ لوگوں کے سلام پہونچاتے پھریں وہاں خود اپنے حال میں گرفتار ہونگے) ام بشر نے
کہا ای ابو عبد الرحمان تمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا آپ فرماتے تھے مومنوں کی روحیں سبز چڑیوں
کی صورت میں ہونگی اور جنت کے درخت میں لٹکتی ہونگی (یا جنت کے پھل اور میوے کھاتی ہونگی اور وہاں پھرتی ہونگی)
کعب نے کہا کیوں نہیں میںنے سنا ہے ام بشر نے کہا بس یہی مطلب ہے **ف** یعنی براء بھی چڑیی کی صورت میں ہونگے اور تم
بھی ایسی صورت میں ہوگے تو ان سے ضرور ملوگے پھر سلام پہونچا دینا کیا مشکل ہے ابن ابی الدنیا نے نکالا ابو لبیبہ سے کہ
جب بشر بن براء بن معرور مر گئے تو ام بشر کو انکا بڑا رنج ہوا اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمیشہ لوگ مرتے جاتے ہیں تو آیا ایک
دوسرے کو مردے پہچانتے ہیں اگر ایسا ہو تو میں بشر کو سلام کہلا بھیجوں آپنے فرمایا ہاں قسم اسکی جسکے ہاتھ میں
میری جان ہے مردے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں جیسے چڑیاں درختوں کی چوٹیوں پر ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں پھر ام بشر
کا یہ حال ہوا کہ جب کوئی شخص بنی سلمہ میں سے مرنے لگتا تو اسکے پاس آتیں اور کہتیں اے فلانے السلام علیک وہ
کہتا وعلیک ام بشر کہتیں بشر کو میری طرف سے سلام کہدینا اور امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ مردے عالم برزخ میں ایک دوسرے
سے ملاقات کرتے ہیں باتیں کرتے ہیں کھاتے اور پیتے ہیں خوشی کرتے ہیں غرض موت کیا ہے اس قالب کو چھوڑ دینا
اور دوسرا قالب پہننا اور وہ قالب اس سے زیادہ لطیف اور عمدہ ہے یہ ہمارا دنیا کا بدن مثل ایک لباس کے ہے جب وہ پرانا
اور نکما ہو جاتا ہے تو پروردگار عالم اپنے لطف اور کرم سے دوسرا نیا لباس پہنا دیتا ہے اور یہ لباس گل سڑ کر خاک ہو جاتا ہے
پھر عالم آخرت میں برزخ کا لباس اوتار کر پرانے لباس میں پہلے حشر ہوگا یعنے دنیا کے بدن میں اللہ تعالی اپنی قدرت سے
اسکے اجزا بکھرے ہوے سے جمع کر دیگا بعد اسکے دوسرا لباس جو عالم برزخ کے لباس سے بھی زیادہ لطیف ہوگا پہنایا

جاویگا پڑا رہنا یاد رکھنا چاہیے کہ برزخ کا لباس دنیا ہی کی لباس کے شکل پر ہی ہو ہو یعنے جو حالت اور صورت آدمی کی مرتے وقت
ہوتی ہے ویسے ہی صورت اور شکل برزخ میں بھی ملتی ہے اور اسی وجہ سے اپنے دوست اور عزیز اور اقارب سے پہچان ہوتی ہے اگر
نری روح ہی روح ہو اور قالب بالکل نہ ہو یا دوسری شکل کا قالب ہو تو پہچان ممکن نہیں اس فائدے کو یاد رکھنا چاہیے
اور جو کوئی ذرا بھی عقل رکھتا ہوگا اور موت کی حقیقت کو سمجھ لیگا وہ موت سے بالکل نہ گھبراویگا بلکہ موت ایک راحت عظمی
ہے جسکی وجہ سے انسان تمام فکروں اور مصیبتوں سے چھوٹ جاتا ہے نہ درد نہ دکھ نہ بیماری کا اندیشہ نہ عیال واطفال کی
فکر نہ روٹی کمانے کا غم غرض عجب بہار اور آرام کا زمانہ ہے اس سے راحت زیادہ کہاں ہوگی کہ عمدہ خوبصورت چڑیوں
کے لباس میں جنت میں سیر کرتے پھریں اور جنت کی خوشگوار اور شیریں چشموں سے پانی پئیں اور عمدہ عمدہ میوے اور پھل
چکھیں اور ہوادار ٹھنڈے میدان میں ایک درخت پر سے اڑتے پھریں یا اللہ یہ خوشی کا وقت تو اپنے فضل سے ہمکو
جلد نصیب کر البتہ جو کچھ فکر ہے وہ گناہوں کی ہے تو عاقل کو لازم ہے کہ ہمیشہ گناہوں سے بچتا رہے خصوصاً ان گناہوں
سے جو حقوق العباد سے متعلق ہیں اور اگر گناہ صادر ہوئے تو ہر وقت اپنے مالک سے استغفار اور توبہ کرتا رہے اور
اگر بندوں کے گناہ ہوں تو اُن سے معاف کرا دے یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب برزخ کا قالب دنیا کی شکل
پر ہوتا ہے تو یہ کیسے فرمایا کہ سبز چڑیوں کی صورت میں ہونگے اسکا جواب یہ ہے کہ شکل یہی دنیا کی ہوگی لیکن اللہ تبارک
وتعالی سبز رنگ کے پر اوپر سے رحمت فرمادیگا اور جب چاہیگا تو درختوں پر اڑتے پھریں گے یا ایک درخت پر بسیرا کرینگے
اور پوری حقیقت اسکی جب ہی معلوم ہوگی جب عالم برزخ کا حال اپنے آنکھ سے دیکھیں گے لیکن جو بات آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح ثابت ہے اسکا یقین کرنا چاہیے مگر روح کی باب میں کہ مرنے کے بعد وہ کہاں رہیگی نو قول ہیں
ایک قول یہ ہے کہ وہ جنت میں رہیگی یعنے مومنوں کی روح اور کافروں کی روح جہنم میں لیکن پورا فائدہ اور مزا
جنت کا اسیطرح پورا عذاب دوزخ کا حشر کے بعد ہوگا اور یہی قول مختار ہے محققین علما کا دوسرا یہ ہے کہ مومنوں
کی روحیں جنت کے گرد ہونگی یعنے جنت کی دروازے پر اور کافروں کی روحیں سیاہ چڑیوں کے لباس میں جہنم
کے دروازے ہونگی تیسرا قول یہ ہے کہ قبروں کے گرد ہونگے اور یہی وجہ ہے کہ جب قبر کی زیارت کرو تو مردہ سلام سنتا
ہے چوتھا یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہونگی پانچواں یہ ہے کہ مومنین کی روحیں جنت میں ہونگی اور کافرونکی دوزخ میں
اور یہ رجوع کرتا ہے پہلے قول کیطرف چھٹا قول یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں جابیہ میں رہیں گی جو ایک مقام خوش ہوا
ہے دنیا میں اور کافروں کی برہوت میں جو ایک خراب وادی ہے حضر موت میں ساتواں قول یہ ہے کہ مومنوں کی
روحیں علیین میں ہونگی اور کافروں کی سجین میں آٹھواں یہ ہے کہ مومنین کی ارواح برزخ میں رہیں گی اور جہاں
چاہیں گے وہاں جاوینگی اسیطرح کافروں کی بھی برزخ میں لیکن اس میں غم اور عذاب ہوگا جیسے انجیل شریف میں
ہے کہ وہاں بسورنا اور دانت پیسنا ہوگا نویں یہ کہ مومنین کی ارواح آدم علیہ السلام کے داہنے طرف ہونگی اور

اور کافرون کی آدم کی بائین طرف اور یہ مذہب مختلف اس واسطے ہوئی کہ احادیث مختلف باتین وارد ہین پس ہر ایک نے جو سمجھا وہ اختیار کیا اور یہ مقام اس لائق نہین کہ ہم اس مسئلہ کی تفصیل کرین لیکن جو حق ہے وہ لکھی دیتے ہین وہ یہی ہے کہ مومنین کے روحین جنت مین ہونگی اور کافرون کی جہنم مین پر یہ جنت اور جہنم کا پورا داخل ہونا نہ ہوگا پورا داخل ہونا اپنے اپنے ٹھکانے مین حشر اور حساب کتاب کے بعد ہوگا اسوقت جو ہوگا وہ یہی کہ جنت اور جہنم کے کسی خاص مقام مین یہ سب روحین جمع رہینگے مگر مومنون کی روحین جنت مین پھرتی پھرین گی اور درختون کے اوپر اور پر سے کچھ میوے بھی کھاتی رہین گی اور کافرون کی روحین عذاب اور تکلیف اور رنج مین مبتلا رہین گی اور جہنم کا عذاب دیکھتی رہینگی اور مومن اور کافر ہر ایک اپنا ٹھکانا اور اپنا مقام جنت اور جہنم مین روز صبح اور شام دیکھتا رہیگا تو مومن آرزو کرے گا کہ قیامت جلد آوے تاکہ مین اپنے مکان مین داخل ہوکر جنت اور حور اور قصور اور غلمان کا پورا مزا دیکھون اور کافر آرزو کریگا کہ قیامت مین خدا کرے دیر ہو کہ وہ اپنے عذاب کے مقام مین داخل ہونے سے بچا رہے اور یہ برزخ کا عذاب اسکے لیے دوزخ کے عذاب کی نسبت بہت کم ہوگا تو برزخ ہی کو وہ غنیمت سمجھیگا اب یہ جو احادیث مین آیا ہے کہ مردہ سلام سنتا ہے زیارت کرنیوالے کا اور بزرگون کے قبور سے فیوض اور برکات ہوتے ہین اور بعضے قبرون سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز سنائی دی ہے جیسے ابن سندہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے نکالا اور منکر اور نکیر کا سوال قبر مین اور مردے کا سننا لوگون کے جوتون کے آواز جب وہ لوٹ کر جاتے ہین وغیرہ وغیرہ اس قسم کی بہت حدیثین وارد ہین تو یہ اسکے خلاف نہین کہ مومنون کی روح جنت میو رہی ایک جھاڑ پر یا عرش کے تلے قندیلون مین چڑیون کی صورتون مین کیونکہ روح مین حقتعالی نے ایسی قوت دی ہے کہ دم بھر مین عرش کے پاس اور دم بھر مین فرش پر آسکتی ہے پس احتمال ہے کہ جب کوئی قبر پر جاکر سلام کرے تو روح زائر کیطرف ہبوط کرتی ہو اور اسکے سلام کا جواب دیتی ہو اور ہر وقت جنت مین اپنے مقام پر رہتی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنت مین رہکر اسکو قبر سے ایک تعلق ایسا ہو کہ یہان کی بات بھی وہ معلوم کر لیتی ہو جیسے آن حضرت کی روح مقدس رفیق اعلے مین ہے اور پھر سلام کرنیوالے کا سلام بھی آپ اپنی قبر شریف مین سنتے ہین اور جواب دیتے ہین اور صحابہ شہدائے احد کو سلام کرتے تھے حالانکہ یہ ثابت ہے کہ انکی روحین جنت مین ہین اور وہان سیر کرتی پھرتی ہین غرض عالم ارواح کا قیاس عالم اجسام پر نہین ہوسکتا جو باتین یہان خلاف عادت نظر آتی ہین وہان روا نہ ہوتی ہین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسی کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا پھر آسمانون کے اوپر حضرت موسی سے ملاقات ہوئی جیسے معراج کے قصے مین وارد ہے پس اصل یہ ہے کہ جنت مین روحون کے رہنے سے اس امر مین کوئی خلل نہین آتا کہ روح زائر کا سلام سنے اور اسکا جواب دیوے یا زائر پر اسکے فیوض اور برکات وارد ہون کیونکہ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے اتنی نقلین صحاح مین وارد ہین کہ انکار نہین ہوسکتا اور روح کا ایک ہی وقت مین متعدد مکانون مین بھی ہونا ممکن ہے پس جنت مین بھی ہوسکتی ہے اور قبر مین بھی اور احتمال ہے کہ زیارت اور سلام کیوقت روح قبر کیطرف پھیر دی جاتی ہو اور یہ مضمون صاف حدیثون

مین وارد ہے طلحہ کی حدیث مین ہے جسکو ابن منده نے نکالا کہ مومنین کی روحین زمرد اور یاقوت کی قندیلون مین جنت کے بیچا بیچ مین لٹکتی رہتی ہے اور جب رات ہوتی ہے تو اللہ تعالی ان ارواح کو قبرون مین اوتار دیتا ہے صبح تک وہین رہتی ہین اور ایک حدیث مین ہی کہ جو کوئی میری قبر کے پاس مجھے سلام کرتا ہے تو اللہ تعالے میری روح کو پھیر دیتا ہے اور مین اُسکے سلام کا جواب دیتا ہون غرض کئی باتین ممکن ہین ایک یہ کہ روح جنت مین ہی اپنے مقام مین رہکر قبر کے پاس آنیوالے کا سلام سنتی ہو اور اُسکے طرف متوجہ ہو جاتی ہو اور فیوض اور برکات زائر پر ڈالتی ہو اور یہ فاصلہ بعیدہ روح کی قوت سمع اور بصر مین کچھ مخل نہو دوسرے یہ کہ سلام اور زیارت کیوقت روح عالم علوی سے قبر مین آجاتی ہو بحکم الٰہی تیسرے یہ کہ ہر وقت روح دونو جگہہ رہتی ہو اور تعدد امکنہ عالم ارواح مین کچھ تعجب کے بات نہین اور اللہ جل جلالہ خوب جانتا ہے کہ ان تینوں شکلون مین سے کونسی شکل وہان ہوتی ہے اور بغیر مرے ان امور کے حقائق کا پورا انکشاف ممکن نہین لیکن موت بہت قریب ہے اور یہ سب باتین عنقریب کھل جاوینگی اس طرح سے کہ کوئی شبہ باقی نہ رہے گا ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و اجعلنا بعد الموت مع الانبیاء والصدیقین والشہداء والصالحین آمین یا رب العالمین **عن** مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ يَمُوتُ فَقُلْتُ اقْرَأْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ محمد بن منکدر سے روایت ہی مین جابر بن عبد اللہ انصاری پاس گیا وہ مر رہے تھے (یعنے حالت سکرات مین تھے) مینے اُن سے کہا میرا سلام آنحضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہدینا

باب مَا جَاءَ فِي الْمُؤْمِنِ يُؤْجَرُ فِي النَّزْعِ

مومن کو نزع یعنے موت کی سختی مین اجر اور ثواب حاصل ہوتا ہے **عن** عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا حَمِيمٌ لَهَا يَخْنُقُهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا بِهَا قَالَ لَا تَبْتَئِسِي عَلَى حَمِيمِكِ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ حَسَنَاتِهِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس گئے اور انکا ایک رشتہ دار مر رہا تھا اسکا دم گھٹ رہا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کا رنج دیکھا تو فرمایا اے عائشہ غمگین مت ہو اپنے رشتہ دار پر اس بات سے کہ جان نکلنے مین اُسپر سختی ہو رہی ہے) یہ اُسکی نیکیون کا سبب ہے **ف** یعنی موت کی سختی اچھے آدمیون پر ہوتی ہی اسکو برا مت سمجھو اس سختی کی وجہ سے اللہ جل جلالہ سب گناہ معاف کر دیتا ہے سب سے زیادہ موت مین سختی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی آپ بار بار پانی سینے مین لگاتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ موت مین سختیان ہین یا اللہ آسان کر ہمپر موت کی سختی کیونکہ ہم ضعیف اور ناتوان ہین اور ایک ادنی درد کو بھی متحمل نہین ہین تو ہمارا مالک ہے تو رحیم و کریم ہے ہم تیرے بندے تیرے سوا کس سے کہین **عن** بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ بریدہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن پیشانی کے پسینے سے مرتا ہے **ف** اسکے کئی معنے کئے ہین ایک یہ کہ مومن پر موت کی سختی ہوتی ہے یہانتک کہ پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے دوسرے یہ کہ مومن مرتے تک عبادت اور ریاضت کرتا ہے تیسرے یہ کہ مومن کے موت کی یہ نشانی ہے کہ پیشانی

پر پسینہ آجاوے یہ ابن سیرین نے نقل کیا ہے تھے یہ کہ مومن بغیر سختی کے صرف پیشانی پر پسینا آنے سے مرجاتا ہے اور یہ اگلی حدیث کے خلاف نہیں کس لیے کہ بعضوں پر سختی ہوتی ہے ان کے گناہ معاف کرنیکے لیے تو مومن پر اگر سختی بہی ہو جب بہی برا نہ سمجہنا چاہیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سختی ہوئی اس مین اور حکمت تہی بعض کہتے ہین کہ آپ نے موت کی سختی دیکہکر ملک الموت سے فرمایا تم اسیطرح اور ون کی بہی جان نکالتے ہو انہون نے کہا نہین بہت سختی سے نکالتا ہون اور آپکے ساتہ تو بہت نرمی کر رہا ہون صرف ایک انگلی سینے رکہی ہے یہ سنکر آپ روے اور فرمایا اے ملک الموت جتنی سختی تو میرے سب امت کی لوگو نپر کرنیوالا ہے اوتنے اکیلے مجہہ پر کرلے کیونکہ میرے امت کے لوگ ناتوان ہین انکو اتنا تحمل نہ ہوگا قربان آپ کے شفقت اور رحمت کے کہ ایسے حالت مین بہی امت کو نہین بہولے یارب صل وسلم دائما ابدا - علی نبیک خیر الخلق کلہم مترجم کہتا ہے اس روایت کو مینے نہین پایا حدیث کی کتابون مین **عن** اَبِي مُوسٰى قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى تَنْقَطِعُ مَعْرِفَةُ الْعَبْدِ مِنَ النَّاسِ قَالَ اِذَا عَايَنَ ابو موسی سے روایت ہے مینے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے پوچہا بندہ کو آدمیون کی پہچان کب جاتی رہتی ہے آپنے فرمایا جب وہ دیکہتا ہے **ف** یعنے آخرت کی چیزون کو مثلا ملائکہ رحمت یا ملائکہ عذاب کو تو اوسوقت پہر دنیا کے لوگون کو نہین پہچان سکتا نہ دنیا سے پہر کچہ غرض رہتی ہے یہ واقعہ مرنیکے بہت قریب ہوتا ہے اسکے بعد سانس حلق مین اٹک جاتی ہے اور روح نکل جاتی ہے اور بعض لوگون کو جو اس سے پہلے بیہوشی ہو جاتی ہے تو وہ بیماری کی شدت سے ہوتی ہے نہ فرشتون کے دیکہنے سے اکثر جو لوگ سرسام سے مرتے ہین وہ مرنے سے دو تین دن پہلے بہی کسیکو نہین پہچانتے اور جو لوگ ہیضے سے مرتے ہین وہ مرنے تک باہوش رہتے ہین اور دماغ انکا خراب نہین ہوتا اسیطرح جو تپ دق یا پیچش مین مرتے ہین **باب** مَا جَاءَ فِي تَغْمِيْضِ الْمَيِّتِ میت کی آنکہین بند کردینا **عن** اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ کے پاس آئے جب وہ مر گئے تہے اور انکی آنکہین بند کردین اور فرمایا جب روح نکل جاتی ہے تو بینائی بہی اوسکے ساتہ ہی چلی جاتی ہے **ف** یعنی جان نکلنے کے بعد پہر آدمی کچہ دیکہہ نہین سکتا تو آنکہ کہلی رہنے سے کیا فائدہ ہے اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ مردے کی آنکہ اسوسطے کہلی رہتی ہے کہ روح کو جاتے وقت وہ دیکہتا ہے پہر آنکہ بند کرنیکی طاقت نہین رہتی اسلیے آنکہ کہلی رہجاتی ہے اور ہم کہتے ہین کہ روح کی نکلجانے کے بعد وہ روح کو کیونکر دیکہہ سکتا ہے کیونکہ بینائی بغیر روح کے ممکن نہین اور اسکا جواب یون ہو سکتا ہے کہ کل روح ایک ہی بار نہین نکلتی تو آنکہ دیکہتی رہتی ہے روح کے ان اجزا کو جو باہر نکلجاتے ہین یہانتک کہ آنکہ سے بہی نکلجاتی ہے اور آنکہ کہلی رہجاتی ہے واللہ اعلم **عن** شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ فَاَغْمِضُوا الْبَصَرَ فَاِنَّ الْبَصَرَ يَتْبَعُ الرُّوْحَ وَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تُؤَمِّنُ عَلٰى مَا قَالَ اَهْلُ الْمَيِّتِ شداد بن اوس

سے روایت ہو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے مردون کے پاس جاؤ تو انکی آنکھہ بند کردو کیونکہ روح کے ساتھہ ہی بینائی چلی جاتی ہے اور نیک بات کہو (مثلاً خدا مغفرت کرے خدا جنت مین لیجاوے) اسلیے کہ فرشتے آمین کہتے ہین گھر والون کے بات پر

باب ماجاء فی تقبیل المیت میت کو بوسہ دینا **عن** عائشۃ رض قالت قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن مظعون وھو میت فکانی انظر الی دموعہ تسیل علی خدیہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو بوسہ دیا اور وہ مرچکے تھے گویا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسوؤن کو دیکھہ رہی ہون جو آپکے دونو گالون پر بہہ رہے تھے **ف** کیونکہ عثمان بن مظعون آپکے دودھ بہائی تھے اور دونو ہجرتون مین شریک تھے اور بدر کی لڑائی مین حاضر تھے اور مہاجرین مین سے مدینہ مین سب سے پہلے عثمان بن مظعون ہی مرے شعبان کے مہینے مین ہجرت کے اڑہائی برس کے بعد اور جب عثمان دفن ہوئے تو آپنے فرمایا ہمارا پیش خیمہ اچہا ہے اور وہ بقیع مین دفن ہوئے عابد اور زاہد او فضلای صحابہ مین سے تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر خود اٹھایا اور انکی قبر پر رکھا رضی اللہ عنہ **عن** ابن عباس وعائشۃ ان ابا بکر قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو میت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ حضرت ابوبکر صدیق نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا اور آپکی وفات ہوچکی تھی (اور کہا آپ اچھے رہے زندگی مین اور مرنے کے بعد بھی)

باب ماجاء فی غسل المیت مردے کو غسل دینے کے بیان مین **ف** یہ واجب ہے بالاجماع زندون پر اور بہتر یہ ہے کہ میت کے قریب کے رشتہ دار اسکو غسل دیوین بدلیل اس حدیث کے کہ غسل دیوے میت کو جو تم سب مین اسکا زیادہ قریب ہو اگر وہ غسل کو جانتا ہو اور جو نہ جانتا ہو تو وہ شخص دیوے جس مین ایک حصہ تم جانتے ہو امانت اور پرہیزگاری کا ہو نکالا اسکو امام احمد اور طبرانی نے اور اسکی اسناد مین جابر جعفی ضعیف ہے **عن** ام عطیۃ قالت دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنتہ ام کلثوم فقال اغسلنہا ثلثا او خمسا او اکثر من ذلک ان رأیتن ذلک بماء وسدر واجعلن فی الاخرۃ کافورا او شیئا من کافور فاذا فرغتن فآذننی فلما فرغنا اذناہ فالقی الینا حقوہ وقال اشعرنہا ایاہ ام عطیہ سے روایت ہو جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس آئے اور ہم غسل دے رہی تھین آپکی صاحبزادی علیا حضرت ام کلثوم کو آپنے فرمایا تین بار یا پانچ بار یا زیادہ اگر تم مناسب سمجھو انکو غسل دو پانی اور بیری کے پتے سے اور اخیر بار کے غسل مین کافور یا کچھ تھوڑا کافور شریک کرو جب تم غسل سے فارغ ہو تو مجھکو خبر کرو خیر جب ہم غسل سے فارغ ہوئین تو آپکو خبر کی آپنے اپنی تہبند ہماری طرف پھینک دی اور فرمایا یہ اون کے اندر کا کپڑا کرو **ف** بیری کا استعمال مستحب ہے کیونکہ وہ صاف کرتی ہے میل کچیل کو اور کیڑون کو دفع کرتی ہے اور عفونت کو بھی دفع کرتی ہے اور اندر کا کپڑا یعنے شعار عربی مین اسکو کہتے ہین جو کپڑا جسم سے لگا رہے آپنے بطور تبرک کے اپنا ازار علیا حضرت ام کلثوم کو دی اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ صالحین کے لباس سے برکت لینا جائز ہے اور اپنے کفن مین صالحین کا کپڑا شریک

کرنا موجب برکت اور امید مغفرت ہی اور کافور غسل مین شریک کرنا یہ بھی تجربے سے تو بہتر یہی ہو کہ اخیر بار جو غسل دین اُس پانی مین کافور ملا ہوا

ہو جیسے حدیث مین حکم ہے **عَنْ** اُمِّ عَطِيَّةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ وَكَانَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا وَكَانَ فِيهِ اغْسِلْنَهَا ثلثا او خمسا او كان

فِيهِ ابْدَءُوا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيهِ اَنَّ اُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ دوسری روایت

بھی ویسی ہی ہے جیسی اوپر گذری اس مین یہ ہے کہ طاق بار انکو غسل دو اور داہنے طرف سے شروع کرو اور مردے کو بائین کروٹ پر پہلو لٹا کر

اور وضو کے مقامون سے غسل شروع کرو (یعنے پہلے انکو دہو اور صاف کرو) اس روایت مین یہ بھی ہو کہ ام عطیہ نے کہا ہمنے انکے بالون

مین کنگھی کرکے تین چوٹیان کردین **ف** ابن قیم نے کہا بالون مین سنت صحیحہ یہی ہے کہ انکی تین چوٹیان کیجاوین صحیحین مین ہے

کہ آنحضرت نے فرمایا انکے بالون کی تین چوٹیان کردو ام عطیہ نے کہا ہمنے ان کا سر گوندھا اور پیشانی اور تین چوٹیان کرکے سر کے پیچھے

ڈالدین اور حنفیہ کہتے ہین اس مین زینت ہی اور بہتر یہ ہے کہ اُسکے بالون کے دو حصے کرکے دونون چھاتیون پر ڈالدے ہم کہتے ہین کہ

حدیث کا اتباع مقدم ہے تمہاری راے پر **عَنْ** عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلَى

فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ حضرت علی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت کھول ران اپنی اور مت دیکھ زندے اور مردے

کی ران کیطرف **ف** اس حدیث کو مولف اس باب مین اسلیے لائے کہ مردے کو غسل دینے مین اسکی ران نہ کھولین نہ اور ستر

بلکہ کپڑا ستر پر ڈھانپ کر غسل دیوین کیونکہ ستر مردہ اور زندہ دونون کا یکسان ہی اور فقہاء حنفیہ نے لکھا ہی کہ زیر ناف کے بال جب مونڈے

جاوین تو ان بالون کو دفن کردینا چاہیے اور بال زیر ناف کے جسم سے الگ ہوجانیکے بعد بھی ستر ہین اسیطرح ذکر جب کاٹ لیا جاوے

اور اسلیے مکروہ ہے زیر ناف کے بالون کا حمام مین ڈالنا اور بعضون نے کہا حرام ہے اور بالون اور ناخنون کو انسان کے دفن کردینا

بہتر ہے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُغَسِّلْ مَوْتَاكُمُ الْمَأْمُونُونَ عبد اللہ بن

عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے مردون کو وہ لوگ غسل دیوین جو امین اور اعتباری ہون (تاکہ مردے

کے بدن کے عیب اور راز دوسرے ظاہر نکرین) **عَنْ** عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا وَكَفَّنَهُ

وَحَنَّطَهُ وَحَمَلَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَلَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَا رَاَى خَرَجَ مِنْ خَطِيئَتِهِ مِثْلَ يَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ حضرت علی رضی اللہ

عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جو شخص میت کو غسل دیوے اور اسکو کفن دیوے اور خوشبو لگاوے

اور اسکو اٹھاوے اور اسپر نماز پڑھے اور جو حال اُسکا دیکھے اسکو فاش نہ کرے تو وہ گناہ سے اسطرح سے نکل جاویگا جیسے اُسدن

تہا جسدن اُسکی ماں نے اُسکو جنا تہا **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مردے کو غسل دیوے وہ غسل کرے **ف** خطابی

نے کہا مین کسی عالم کو نہین جانتا جس نے میت کو غسل دینے سے یا میت کو اٹھانے سے غسل کو واجب کہا ہو البتہ وہ مسنون ہے مین کہتا

ہون حدیث مین صاف ہی کہ جو کوئی میت کو غسل دیوے وہ غسل کرے اور جو کوئی اسکو اٹھاوے وہ وضو کرے اور ظاہر امر وجوب

کے لیے ہے اور امامیہ بھی وجوب کے طرف گئی ہین اور حضرت علی اور ابو ہریرہ بھی وجوب کے قائل ہین اور اس باب مین مروی ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسکو نکالا ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور امام احمد نے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور قطان اور ابن حزم نے صحیح کہا ہے اور حضرت علی سے اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ابی شیبہ اور ابویعلی اور بزار اور بیہقی نے اور حذیفہ سے اسکو نکالا بیہقی نے اور حضرت عائشہ سے اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد نے **باب** مَا جَاءَ فِي غُسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَغُسْلِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا خاوند اپنی بی بی کو غسل دے سکتا ہے اور بی بی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ كُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ نِسَائِهِ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا اگر مجھے پہلے خیال آتا جو بعد کو آیا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی بی بیاں ہی غسل دیتیں **ف** کیونکہ بی بی محرم راز ہوتی ہے اور اس سے ستر بھی نہیں ہوتا پس اسکا غسل دینا اپنے خاوند کو بہ نسبت دوسروں کے اولی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق کو ان کی بی بی اسماء بنت عمیس نے غسل دیا اور کسی صحابی نے اسکا انکار نہیں کیا اور یہ مسئلہ اتفاقی ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَقِيعِ فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا فِي رَأْسِي وَأَنَا أَقُولُ وَا رَأْسَاهُ فَقَالَ بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ وَا رَأْسَاهُ ثُمَّ قَالَ مَا ضَرَّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكِ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ حضرت ام المومنین عائشہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع (قبرستان) سے لوٹے تو مجھ کو پایا میرے سر میں درد ہو رہا تھا اور میں کہہ رہی تھی ہائے سر آپ نے فرمایا بلکہ میں اے عائشہ ہائے سر کہتا ہوں (یعنے میرے سر میں درد ہوتا ہے) پھر آپ نے فرمایا تیرا کیا نقصان اگر تو مجھ سے پہلے مر جاویگی تو میں تیرا کام کروں گا تجھ کو غسل دوں گا اور کفن اور نماز پڑھوں گا اور دفن کروں گا **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ خاوند اپنی بی بی کو غسل دے سکتا ہے امام شافعی اور اہلحدیث کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ نے اسکا انکار کیا ہے محض قیاس سے اور حضرت علی نے حضرت فاطمہ زہرا کو غسل دیا اور کسی نے اسپر انکار نہیں کیا اور تعجب ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ضعیف حدیث مقدم ہے قیاس پر اور یہ صحیح حدیث ہے اور اسکا خلاف وہ قیاس سے کرتے ہیں اور قیاس بھی فاسد ہے کیونکہ زوجہ کے مرنے سے ابھی علاقہ زوجیت قطع نہیں ہوا بلکہ خاوند میراث کا مستحق ہے اور زیادہ تعجب ہے کہ زوجہ یعنے بی بی کا غسل دینا اپنے خاوند کو انکے نزدیک درست ہے اور یہ درست نہیں وہ کہتے ہیں کہ بی بی کو خاوند سے مرنے کے بعد بھی علاقہ باقی ہے یعنے عدت تمام ہونے تک دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی برخلاف خاوند کے کہ اسکو عورت کے مرتے ہی اسکی بہن سے یا پانچویں عورت سے نکاح درست ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ایسی خیالی باتیں حدیث کے خلاف اعتبار کے لائق نہیں ہیں اگر حنفیہ یہ کہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے بوجہ محمد بن اسحاق کے تو ہم کہیں گے کہ محمد بن اسحاق متفرد نہیں ہے اسکو ساتھ بلکہ صالح بن کیسان نے اسکی متابعت کی ہے **باب** مَا جَاءَ فِي غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر غسل دیا گیا **عَنْ** بُرَيْدَةَ قَالَ لَمَّا أَخَذُوا فِي غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ الدَّاخِلِ لَا تَنْزِعُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ بریدہ سے روایت ہے جب لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینا شروع کیا تو متردد ہوئے کہ آپ کے کپڑے اتار کر غسل دیں یا کپڑوں سمیت) آواز کی کسی آواز کرنے والے نے

اندر سے (بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے) آں حضرت ؐ کے بدن مبارک پر سے آپ کا کرتہ مت اتارو یہ کمال ادب کا مقتضے تھا **عن** علی بن ابی طالب قال لما غسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذهب ملتمس منه ما يلتمس من الميت فلم يجده فقال بابى الطيب طبت حيا وطبت ميتا حضرت علی سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تو ڈھونڈھنے والے نے وہ ڈھونڈھا جو میت میں ڈھونڈھتے ہیں (اکثر مقعد سے پاخانہ نکلتا ہے پیٹ کو دبانے سے کیونکہ اعصاب ڈھیلے جاتے ہیں موت کی وجہ سے) لیکن کچھ نہ پایا (یعنے کسی قسم کی نجاست آپکے جسم مبارک سے نہیں نکلی) تو کہنے لگا قربان ہو آپ پر باپ میرا آپ پاک اور صاف ہیں زندگی میں بھی پاک تھے مرنے کے بعد بھی پاک ہیں **ف** آپکے مزاج میں حقتعالی نے نہایت نفاست اور لطافت اور طہارت رکھی تھی آپ خوشبو کا بہت استعمال فرماتے اور بدبو سے نہایت نفرت کرتے آپکے کپڑے اور بدن ہمیشہ معطر رہتے یہانتک کہ آپ جس کوچہ سے چلے جاتے تو وہ کوچہ معطر ہوجاتا اور لوگ پہچان لیتے کہ آپ ادھر سے تشریف لیگئے ہیں ایک بار شہد کا استعمال آپنے کیا تھا تو بعض بی بیوں نے کہا کہ آپکے مونہ سے گوند کی بو آتی ہے آپنے شہد اپنے اوپر حرام کر لیا غرض آپ بہت بچتے تھے اس سے کہ آپکے کپڑے یا بدن میں کسی قسم کی بری بو دوسرے کو معلوم ہو اور اسی وجہ سے آپنے کچے پیاز یا لہسن کبھی نہیں کھائی جب آپ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق سے ملنے گئے وہ مردود بڑا دنیا دار اور مالدار تھا کہنے لگا آپ اپنے گدھے کو میرے سے ذرا دور رکھیو اسکی بدبو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے صحابہ نے جواب دیا کہ قسم خدا کی آپکے گدھے کی بو تیرے بدن کی بو سے اچھی ہے غرض سر سے پاؤں تک آپ لطافت اور طہارت اور خوشبوئی میں غرق تھے حقتعالی نے وفات کے بعد بھی آپ کو پاک اور صاف رکھا اور جیسے اور مردوں کے جسم سے نجاست کبھی نکل آتی ہے آپکے مبارک جسم سے بالکل نہیں نکلی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انا مت فاغسلونی بسبع قرب من بئری بئر غرس حضرت علی سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں مرجاؤں تب مجھے غسل دینا میرے کنوئیں بیر غرس کی سات مشکوں سے

باب ما جاء فی کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن کے بیان میں

عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی ثلثة اثواب بيض يمانية ليس فيها قميص ولا عمامة فقيل لعائشة رض انهم كانوا يزعمون انه قد كان كفن فى حبرة فقالت عائشة قد جاءوا ببرد حبرة فلم يكفنوه حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیے گئے تین سفید یمن کے کپڑوں میں نہ اون میں قمیص تھا نہ عمامہ لوگوں نے کہا ان سے لوگ کہتے ہیں آپ دھاری دار سرخ چادر میں کفن دیے گئے حضرت عائشہ نے کہا لوگ یہ چادر لائے تھے مگر آپکے کفن میں شریک نہیں ہوئی **ف** تو کل کفن تین کپڑوں میں تھا اور یہی سنت ہے مالک اور شافعی اور احمد کا قول یہ ہے کہ تینوں چادریں ہونا چاہییں نہ اون میں قمیص ہو نہ عمامہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ تین کپڑے اسطرح ہوں کہ ایک ازار ہو دوسرے قمیص تیسرے لفافہ بہرحال تین سے زیادہ کپڑے مرد کے لیے خلاف سنت اور اسراف میں داخل ہے اور جن مشائخ نے عمامہ کو مستحب جانا انہوں نے غلطی کی عمامہ بدعت ہے جس سے احتراز کرنا چاہیے

اور آنحضرت نے بحالت حیات میں کفن ایک کپڑے میں دیا اور دو کپڑوں میں دو کر زیادہ نہیں کیا بس تین کپڑوں سے بڑھانا یا بہت قیمتی کپڑے کفن میں دینا دونوں باتیں اچھی نہیں ہیں بلکہ اضاعت ہے مال کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھکو ان دونوں کپڑوں میں جو پرانے ہیں کفن دیدینا اور نیا جوڑا زندہ شخص کو زیادہ لائق ہے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کفن سفید کپڑوں سے ہونا بہتر ہے یہ مرد کا باب میں ہے اور عورت کے کفن میں وہ حدیث وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کے لیے پہلے اپنا تہ بند پھر کرتہ پھر اوڑھنی پھر چادر اسکے بعد لفافہ تو کل پانچ کپڑے ہوئے اور ابوداؤد نے حضرت علی سے نکالا کہ کفن مہنگا بیش بیش قیمت مت دو کیونکہ وہ جلدی بگڑ جاتا ہے بہرحال توسط بہتر ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثِ رِيَاطٍ بِيْضٍ سُحُوْلِيَّةٍ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین باریک سفید کپڑوں میں جو سحول (ایک گاؤں ہے یمن میں) کے بنے ہوئے تھے کفن دیئے گئے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ قَمِيْصُهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ وَحُلَّةٌ نَجْرَانِيَّةٌ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیئے گئے اپنی قمیص میں جس میں آپ نے وفات پائی تھی اور ایک نجران کے جوڑے میں (نجران ایک مقام کا نام ہے شام اور یمن کے درمیان اور جوڑہ دو کپڑوں کا ہوتا ہے ازار اور چادر تو قمیص سمیت تین کپڑے ہوئے) **بَابُ** مَا جَاءَ فِيْمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَفَنِ کفن کونسے کپڑوں میں مستحب ہے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ فَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ وَالْبَسُوْهَا عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر کپڑے تمہارے سفید کپڑے ہیں تو انہی میں کفن دو اپنے مردوں کو اور انہی کو پہنا کرو (زندگی میں بھی) **عَنْ** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر کفن جوڑا ہے (یعنی ازار اور چادر معلوم ہوا کہ دو کپڑے بھی کفن کے لیے کافی ہیں اگر لفافہ بھی ہو تو خیر تین سے زیادہ نہوں) **عَنْ** اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ ابوقتادہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی کی تجہیز و تکفین کرے تو اچھا کفن دیوے (یعنی پاک اور صاف خوشبو لگا کر یہ مراد نہیں ہے کہ مہنگا کفن دیوے کیونکہ دوسری حدیث میں صاف اسکی ممانعت موجود ہے) **بَابُ** مَا جَاءَ فِي النَّظَرِ اِلَى الْمَيِّتِ اِذَا اُدْرِجَ فِيْ اَكْفَانِهِ جب میت کفن میں لپیٹا جاوے تو اُسوقت اسکو دیکھنا گویا یہ آخری دیدار ہے) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قُبِضَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُدْرِجُوْهُ فِيْ اَكْفَانِهِ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَيْهِ فَاَتَاهُ فَانْكَبَّ عَلَيْهِ وَبَكٰى انس بن مالک سے روایت ہے جب حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کی وفات ہوئی تو آپ نے لوگوں فرمایا (غسل دینے کے بعد) اسکو کفن میں مت لپیٹنا یہانتک کہ میں دیکھ لوں اسکو پھر آپ آئے اور ان پر جھکے (یعنی نعش پر)

اور روسے معلوم ہوا کہ یہ فعل سنت ہی جب جنازہ غسل کے بعد طیار ہو جاوے تو ازار اور چادر پہنکر لفافہ مین لپیٹنے سے پہلے اسکے عزیز و اقربا اسکو دیکھہ لیوین اور آخری حضت کا دیدار کر لین یہ بہی اس حدیث سے نکلا کہ میت پر رونا درست ہی لیکن چلا کر نوحہ کرنا اور بری باتیں کرنا درست نہین ہی **باب** مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّعْيِ موت کی خبر دینے کی ممانعت **ف** ترمذی نے کہا بعض علما نے موت کی خبر دینے کو مکروہ سمجہا ہے یعنے نعی کو وہ یہ کہ لوگون مین منادی کی جاوے کہ فلان شخص مر گیا تاکہ اسکے جنازے مین حاضر ہون اور بعض علما نے کہا کچہ حرج نہین اگر آدمی اپنے عزیزون اور بہائیون کو خبر دیوے موت کی اور ابراہیم نخعی سے کہا اپنے عزیزون کو خبر کر نیمین قباحت نہین اور ظاہر یہی ہے کہ جو نعی منع ہے وہ یہ ہے کہ بازارون مین آواز کی جاوے چلا کر جیسے جاہلیت مین رسم تہی وہ نوحہ کر کے بلند آواز سے قبایل کو اطلاع دیتے موت کی اور اگر میت عالم یا زاہد ہو تو لوگون کو اسکی موت کی خبر دینا بہتر ہے تاکہ جنازے کی نماز کے لیے جمع ہو جاوین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نجاشی اور جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کی موت کی خبر دی واللہ اعلم **عَنْ** بِلَالِ بْنِ يَحْيَى قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ إِذَا مَاتَ لَهُ الْمَيِّتُ قَالَ لَا تُؤْذِنُوا بِهِ أَحَدًا إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ نَعْيًا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنَيَّ هَاتَيْنِ يَنْهَى عَنِ النَّعْيِ بلال بن یحیی سے روایت ہی حذیفہ بن الیمان کا جب کوئی علاقہ دار مر جاتا تو وہ لوگون سے کہتے کسیکو خبر مت کرو مین ڈرتا ہون کہیں یہ نعی نہو اور مین نے اپنے اندونو کانون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ منع کرتے تہے نعی سے **باب** مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ جنازے مین حاضر ہونا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُنْ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازے کو جلدی لیکر چلو (یعنے بیچ کی چال نہ آہستہ نہ دوڑتے ہوئے ملکہ قدم اٹہا کر جسکو چلنا کہتے ہین) اگر وہ نیک ہی تو تم اسکو نیکی کیطرف پہونچا دیتے ہو اگر وہ بد ہے تو بدی کو اپنے گردنون سے اتارتے ہو (تو بدی کے اتارنے مین دیر کرنا بہتر نہین) **عَنْ** أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيرِ كُلِّهَا فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ ابو عبیدہ سے روایت ہی عبداللہ بن مسعود نے کہا جو کوئی جنازے کے ساتھ جاوے تو اسکے چارون کونے اٹہاوے (باری باری) یہ سنت ہی پہر اگر چاہے تو نفل طور سے اٹہاوے اور اگر چاہے چہوڑ دے **عَنْ** أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى جَنَازَةً يُسْرِعُونَ بِهَا قَالَ لِتَكُنْ عَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ ابو موسی سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ دیکہا جسکو لوگ جلد لیے جاتے تہے آپنے فرمایا اطمینان سے چلو (اس حدیث مین جلد چلنے سے دوڑنا مراد ہے وہ اتنا جلد چلتے ہونگے کہ دوڑنے کی حد کو پہونچگیا ہوگا تو آپنے اس سے منع کیا لیس یہ اگلی حدیث کے خلاف نہوگا **عَنْ** ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا رُكْبَانًا عَلَى دَوَابِّهِمْ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ أَلَا تَسْتَحْيُونَ أَنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ يَمْشُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ رُكْبَانٌ ثوبان سے روایت ہے جو مولی (غلام آزاد) تہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو جانورون پر سوار دیکھا جنازے مین تو فرمایا تمکو شرم نہین آتی کہ اللہ کے فرشتے انکے پاؤن پر چل رہے ہین اور تم سوار ہو **ف** ابوداؤد کی روایت مین ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک جانور لایا گیا سواری کے لیے آپ جنازے کے ساتھ تھے تو آپنے انکار کیا سوار ہونے سے جب لوٹ کر آئے تو سوار ہوئے لوگون نے کہا تو آپنے فرمایا فرشتے پیدل چل رہے تھے تو مین سوار نہین ہوا جب فرشتے چلے گئے تو مین سوار ہوگیا اور آن حضرت ابن الدحداح کے جنازے کے ساتھ پیادہ تشریف لے گئے اور لوٹتی وقت گھوڑے پر سوار ہوکر آئے اسکو نکالا ترمذی نے جابر بن سمرہ سے غرض جنازے کے ساتھ سوار ہوکر چلنا مکروہ ہے **عَنِ** الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِيْ مِنْهَا حَيْثُ شَاءَ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہی مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل شخص جیسے چاہے **ف** آگے چلے یا پیچھے۔ اسحدیث سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ جنازے کے ساتھ سوار ہوکر چلنا جائز ہے ورنہ اگلی حدیث کے خلاف ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عذر سے مثلاً بیماری وغیرہ کے وجہ سے سوار ہو جاوے یا کراہت ہونے پر بھی سوار ہوکر چلے تو اوسکو جنازے کے پیچھے چلنا چاہیے اور بعضوں نے کہا اگر جنازے سے دور رہے تو سوار ہوکر چلنا جائز ہے

باب مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ اَمَامَ الْجَنَازَةِ جنازے کے آگے چلنا کیسا ہے

ف اس مسئلہ مین علماء کا اختلاف ہے یعنے افضل کیا ہے تو ابوحنیفہ اور اوزاعی نے کہا کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے اور ثوری اور اہلحدیث کا مذہب یہ ہی کہ دونون برابر ہین اور مالک اور شافعی اور احمد نے کہا کہ آگے چلنا افضل ہے اور صحیح مسلم مین ہی کہ صحابہ ابن الدحداح کے جنازے کے ساتھ گرداگرد چل رہے تھے اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے مغیرہ سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل اسکے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائین صحیح کہا اسکو ابن حبان نے اور حاکم نے کہا کہ یہ بخاری کی شرط پر ہے اور امام شوکانی اور علامہ ابوالطیب اور اہلحدیث نے اسیکو اختیار کیا ہے کہ آگے اور پیچھے چلنا دونو برابر ہین اور حنفیہ کہتے ہین کہ عبدالرزاق نے مصنف مین نکالا طاؤس سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک نہین چلے مگر جنازے کے پیچھے اور یہ روایت مرسل ہے اور معارض ہے اسکی ابن عمر کی روایت جو آگے آتی ہے اور عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ ابوبکر اور عمر جنازے کے آگے چل رہے تھے اور حضرت علی پیچھے عبدالرحمان نے کہا مینے حضرت علی سے پوچھا تم پیچھے چلتے ہو اور یہ دونو آگے چل رہے ہین انہون نے کہا وہ جانتے ہین کہ پیچھے چلنا آگے چلنے پر اتنی فضیلت رکھتا ہی جیسے جماعت کی نماز اکیلی نماز پر مگر انہون نے لوگون پر آسانی کرنا پسند کیا **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے یعنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر کو دیکھا وہ جنازے کے آگے چلتے تھے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ انس بن مالک سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان یہ سب جنازے کے آگے چلتے تھے

عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجنازۃ متبوعۃ ولیست بتابعۃ لیس معھا من تقدمھا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازے کے ساتھ چلنا چاہیے نہ یہ کہ جنازہ ساتھ چلے ہے تو جو کوئی جنازے کے آگے ہو وہ اسکے ساتھ نہیں ہے ف یہ حدیث ضعیف ہے امام بخاری نے اسکو ضعیف کیا یحییٰ سے کہا گیا کہ ابو ماجد کون ہے جو راوی ہے اس حدیث کا انہوں نے کہا ایک پرندہ تھا جو اڑا اور اس نے ہم سے حدیث بیان کی ترمذی نے کہا ابو ماجد مجہول ہے اور ترمذی نے علل کبریٰ میں کہا بخاری نے کہا کہ ابو ماجد منکر الحدیث اور بہت ضعیف کیا اسکو باب ماجاء فی النھی عن التسلب مع الجنازۃ جنازے کے ساتھ سوگ کے کپڑے پہننا کیسا ہے عن عمران بن الحصین و ابی برزۃ قالا خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرای قوما قد طرحوا اردیتھم یمشون فی قمص فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابفعل الجاھلیۃ تاخذون او بصنیع الجاھلیۃ تشبھون لقد ھممت ان ادعو علیکم دعوۃ ترجعون فی غیر صورکم قال فاخذوا اردیتھم ولم یعودوا لذلک عمران بن حصین اور ابو برزہ سے روایت ہے ہم دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازے میں آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا انہوں نے اپنی چادریں پھینک دیں اور فقط کرتے پہنے ہوئے چل رہے تھے (گویا سوگ کا لباس انہوں نے پہنا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا جاہلیت کا کام تم کرتے ہو یا جاہلیت کے کام کی مشابہت کرتے ہو بے شک میں نے تو قصد کیا کہ تم پر ایسی بد دعا کروں کہ تم اپنی صورتوں کے سوا اور صورتوں میں (مسخ ہو کر) اپنے گھروں کو لوٹو یہ سنتے ہی ان لوگوں نے اپنی چادریں لے لیں اور دوبارہ ایسا نہ کیا باب ماجاء فی الجنازۃ لا تؤخر اذا حضرت ولا تتبع بنار جنازہ جب حاضر ہو تو نماز پڑھنے میں دیر نہ کی جاوے اور جنازے کے ساتھ انگار نہ ہونا چاہیے عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تؤخروا الجنازۃ اذا حضرت حضرت علی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازے میں دیر مت کرو جب حاضر ہو ف یعنے نماز پڑھنے میں دیر مت کرو اسیطرح دفن کرنے میں لیکن اگر فرض نماز کی قضا ہو جاویگا ڈر ہو تو پہلے فرض نماز ادا کر لیویں اسیطرح عید کی نماز کو بھی عن ابی بردۃ قال اوصی ابو موسی الاشعری حین حضرتہ الموت فقال لا تتبعونی بمجمر قالوا لہ اوسمعت فیہ شیئا قال نعم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بردہ سے روایت ہے ابو موسیٰ اشعری نے وصیت کی جب انکو موت آنے لگی تو کہا عود دان میرے ساتھ مت رکھنا کیونکہ اس میں انگار ہوتی ہے اور انگار کا جنازے کے ساتھ لیجانا منع ہے) لوگوں نے کہا کیا تم نے اس باب میں کچھ سنا ہے انہوں نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ف جنازے کے ساتھ انگار لیجانے میں فال بد ہے اسلیے آپ نے منع فرمایا اس سے یہ بھی نکلا کہ قبروں کے پاس عود دان وغیرہ جو لوگ رکھتے ہیں وہ بھی مکروہ ہوگا اور اس زمانے میں جاہلوں نے یہ رسم جاری کی ہے اور چراغ جلانا بھی قبر پر منع ہے دوسری حدیث میں اس پر لعنت آئی ہے وہ بھی اسی وجہ سے کہ چراغ میں آگ ہوتی ہے باب ماجاء فیمن صلی علیہ جماعۃ من المسلمین جس شخص پر مسلمانوں کی ایک جماعت نماز

پڑہی عن ابی ہریرۃ رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی علیہ مائۃ من المسلمین غفر لہ ابوہریرہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص پر سو مسلمان نماز پڑہین تو اُسکی مغفرت ہو جاویگی عن کریب مولی عبد اللہ بن عباس قال ہلک ابن لعبد اللہ بن عباس فقال لی یا کریب قم فانظر ہل اجتمع لابنی احد فقلت نعم فقال ویحک کم تراہم اربعین قلت لا بل ہم اکثر قال فاخرجوا بابنی فاشہد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من اربعین من مؤمن یستشفعون لمؤمن الا شفعہم اللہ کریب سے روایت ہی جو مولی (غلام آزاد) تہا عبد اللہ بن عباس کا ایک بیٹا مر گیا انہون نے مجہ سے کہا اے کریب کہڑا ہو اور دیکہہ میرے بیٹے کے لیے کوئی لوگ آئے مین نے کہا ہان اُنہون نے کہا افسوس تو کتنے سمجہتا ہے انکو چالیس آدمی ہین مینے کہا نہین چالیس سے زیادہ مین اُنہون نے کہا تو میرے بیٹے کو نکالو (یعنے جنازہ اسکا نماز پڑہنے کے لیے) کیونکہ مین گواہی دیتا ہون کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے چالیس مومن جب شفاعت کرین کسی مومن کی تو اللہ اُنکی شفاعت کو قبول کریگا **ف** یہ اگلی حدیث کے خلاف نہین کسلیے کہ چالیس کا عدد مغفرت کے لیے کافی ہے اب اگر سَو ہونگی تو اور زیادہ مغفرت کی اُمید ہی عن مالک بن ہبیرۃ الشامی وکانت لہ صحبۃ قال کان اذا اتی بجنازۃ فتقال من تبعہا جزاہم ثلثۃ صفوف ثم صلی علیہا وقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما صف صفوف ثلثۃ من المسلمین علی میت الا اوجب مالک بن ہبیرہ شامی صحابی تہے اُن کے پاس جب کوئی جنازہ آتا اور اُسکی ساتہ والے لوگون کو وہ کم سمجہتے تو اُنکی تین صفین کرتے پہر جنازے پر نماز پڑہتے اور کہتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی مردے پر مسلمانون کی تین صفین نماز پڑہین تو اُسکے لیے جنت واجب ہوگی **ف** یعنے اگر جنازے کے ساتہ اس قدر لوگ ہوتے کہ ایک ہی صف مین یا دو صفون مین سما سکتے ہین تب بہی اُنکی تین صفین کرتے اور مستحب ہے کہ تین صفین اسطرح سے کرے کہ پہلی صف مین بوڑہے رہین دوسری مین ادہیڑ تیسری مین نوجوان اور لڑکے اور بعضون نے کہا پہلی صف مین علما دوسری مین طالب علم تیسری مین عام لوگ

باب انس بن مالک قال مُرّ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجنازۃ فاثنی علیہا خیرا فقال وجبت ثم مُرّ علیہ بجنازۃ فاثنی علیہا شرا فقال وجبت فقیل یا رسول اللہ قلت لہذہ وجبت ولہذہ وجبت فقال شہادۃ القوم المؤمنون شہود اللہ فی الارض انس بن مالک سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا لوگون نے اسکی تعریف کی آپ نے فرمایا واجب ہوگئی (یعنے جنت) پہر اور ایک جنازہ نکلا لوگون نے اسکی برائی کی آپ نے فرمایا واجب ہوگئی (یعنے دوزخ) لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اسکے لیے بہی فرمایا واجب ہوگئی اور اسکے لیے بہی فرمایا واجب ہوگئی آپ نے فرمایا لوگون کی شہادت اور مومنین اللہ سبحانہ کے شاہد ہین زمین مین **ف** تو جسکی مومنین تعریف کرینگے گویا معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک ہی وہ جنتی ہے اور جسکی وہ ہجو اور برائی کرینگے معلوم ہوا خدا کے نزدیک بہی وہ برا ہے اس حدیث سے لوگون کو نصیحت لینا چاہیے اور خلق خدا خصوصًا مسلمانون کے ساتہ ہمیشہ عمدہ برتاؤ

اخلاق کے ساتھ کرنا چاہیے نہ صرف سو کہا اخلاق بلکہ اُن کے حوائج اور مقصود کو بر لانا چاہیے اور اگر خدا حکومت دیوے تو عدل اور انصاف اور رحم اور شفقت اور امانت اور دیانت اور خوف خدا کے ساتھ فیصلے کرنا چاہیے تاکہ مرنے کے بعد لوگ تعریف کریں بلکہ اسکی موت پر رنج کریں اور روویں جب پیدا ہوئی تھے تو ہم روتے تھے اور ہنستے تھے اب کوشش کرنا چاہیے کہ مرتے وقت ہم ہنستے ہوئے جاویں اور لوگ روتے ہوئے - یہ بھی اس موقع پر جان لینا چاہیے کہ موت سے تمام دنیاوی عداوتیں اور دشمنیاں ختم ہو جاتی ہیں اور دشمن بھی اُسوقت دشمن نہیں رہتا پس اب جو کوئی اسکی برائی کرے گا تو سبب اُسکا دنیاوی عداوت نہ ہوگی بلکہ واقع میں اُسکے اخلاق یا دین میں کوئی برائی ہوگی لیکن ایکدو کی برائی کا اعتبار ہی نہیں جیسے ایک دو کی تعریف کا بلکہ اکثر لوگوں کا اعتبار ہے اچھے آدمی کو اکثر کیا بلکہ سب مرنے کے بعد اچھا ہی کہنے لگتے ہیں اور اسکی موت پر تاسف کرتے ہیں دنیاوی دشمن بھی ایسے وقت میں تعریف کرنے لگتے ہیں اور برے کی برائی سے بھی ایسے وقت میں سکوت کرتے ہیں جب ایسی حالت میں بھی لوگوں نے اسکو برا کہا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص حد کا برا تھا یا لوگوں کو ستاتا تھا کہ مرنے کے بعد بھی لوگ اُسکی برائی سے خاموش نہیں ہوئے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ مُرَّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِیَ عَلَیْهَا خَیْرًا فِیْ مَنَاقِبِ الْخَیْرِ فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا عَلَیْهِ بِاُخْرٰی فَاُثْنِیَ عَلَیْهَا شَرًّا فِیْ مَنَاقِبِ الشَّرِّ فَقَالَ وَجَبَتْ اِنَّکُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سے ایک جنازہ گذرا لوگوں نے اسکی تعریف کی نیک باتوں میں آپ نے فرمایا واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گذرا لوگوں نے اُسکی برائی کی بری باتوں میں آپ نے فرمایا واجب ہوئی تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں **بَابُ** مَا جَاءَ فِیْ اَیْنَ یَقُوْمُ الْاِمَامُ اِذَا صَلّٰی عَلَی الْجَنَازَةِ جب جنازے پر نماز پڑھے تو امام کہاں کھڑا ہو **ف** اس مسئلہ میں اختلاف ہے ابو حنیفہ کے نزدیک امام میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو مرد ہو یا عورت اور امام مالک کے نزدیک مرد کے بیچ میں اور عورت کے مونڈھوں کے مقابل اور شافعی کے نزدیک مرد کے سر کے مقابل اور عورت کے بیچ میں اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے اور یہی مختار ہے اور رو دلائل کے **عَنْ** سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ الْفَزَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلَی امْرَاَةٍ مَاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسَطَهَا سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت پر نماز پڑھی جو زچگی میں مرگئی تھی تو آپ اسکے بیچ میں کھڑے ہوئے **ف** یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے **عَنْ** اَبِیْ غَالِبٍ قَالَ رَاَیْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حِیَالَ رَاْسِهِ فَجِیْءَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰی بِامْرَاَةٍ فَقَالَ یَا اَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَیْهَا فَقَامَ حِیَالَ وَسْطِ السَّرِیْرِ فَقَالَ الْعَلَاءُ بْنُ زِیَادٍ یَا اَبَا حَمْزَةَ هٰکَذَا رَاَیْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ الْجَنَازَةِ مَقَامَكَ مِنَ الرَّجُلِ وَقَامَ مِنَ الْمَرْاَةِ مَقَامَكَ مِنَ الْمَرْاَةِ قَالَ نَعَمْ فَاَقْبَلَ عَلَیْنَا فَقَالَ احْفَظُوْا ابوغالب سے روایت ہے میں نے انس بن مالک کو دیکھا انہوں نے ایک جنازے پر نماز پڑھی مرد کے تو اُسکے سر کے مقابل کھڑے ہوئے پھر دوسرا جنازہ لایا گیا ایک عورت کا ابوغالب نے کہا اے ابوحمزہ (کنیت ہے انس رض کی) نماز پڑھو اس پر وہ تابوت کے بیچ میں کھڑے ہوئے علاء بن زیاد نے کہا اے ابوحمزہ کیا تم نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح دیکھا ہے مرد اور عورت کے جنازے مین کہڑے ہوتے ہوئے یعنے جہان تم کہڑے ہوے اُنہون نے کہا ہان پہر ہماریطرف مونہہ کیا اور کہا یاد رکہو

باب مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ جنازے کی نماز مین قرات کرنا +

عن ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے پر سورہ فاتحہ پڑہی **عن** أُمِّ شَرِيكٍ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقْرَأَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ام شریک انصاریہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا جنازے پر سورہ فاتحہ پڑہنے کا **ف** ابن مسعود اور امام حسن اور ابن زبیر اور مسور بن مخرمہ کا یہی قول ہے اور یہی مذہب ہے شافعی اور احمد اور اسحاق اور اہلحدیث کا اور یہی صحیح اور حق ہے اور مالک اور اہل کوفہ کے نزدیک سورہ فاتحہ جنازے مین نہ پڑہے نہ اور کوئی سورت غرض جنازے کی نماز مین انکے نزدیک قرات بالکل نہین ہے اور ابن حزم کے نزدیک ہر تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑہی اور امام شوکانی نے اہلحدیث کا مذہب قرار دیا ہے کہ جنازے مین تکبیر اولے کے بعد سورہ فاتحہ اور ایک سورت پڑہی نسائی کی روایت مین ہے ابن عباس سے کہ اُنہون نے جنازے کی نماز مین سورہ فاتحہ اور ایک سورت پڑہی اور جہر کیا جب فارغ ہوئے اور کہا ایسا ہی سنت ہے اور حق ہے اور شافعی نے مسند مین نکالا ابو امامہ بن سہل سے اُن سے ایک صحابی نے بیان کیا کہ جنازے کی نماز مین سنت یہی ہے کہ امام اللہ اکبر کہے پہر سورہ فاتحہ پڑہے تکبیر اولی کے بعد چپکے سے پہر درود بہیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اور باقی تکبیرون مین صرف دعا کرے اور قرات نکرے پہر چپکے سے سلام پہیرے حافظ نے فتح مین کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور عبدالرزاق اور نسائی نے بہی اسکو نکالا حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ سورہ فاتحہ پڑہنا جنازے کی نماز مین سنت ہے کیونکہ وہ بہتر ہے تمام دعاؤن مین اور اللہ نے اسکو سکہلایا اپنے بندون کو قرآن شریف مین اور چونکہ جنازے کی نماز مین دعا کا موقع ہے اسلیے دوسری تکبیرون کے بعد صرف دعا کافی ہے تلاوت قرآن ضرور نہین **مترجم** کہتا ہے حنفیہ نے جن دلیلون سے تمسک کیا ہے اُس مین نفی ہے اور اثبات مقدم ہے نفی پر اور احتمال ہے کہ جن لوگون نے نفی نقل کی ہے اُنہون نے سورہ فاتحہ پڑہنا نہ سنا ہو کیونکہ وہ آہستہ پڑہی جاتی ہے اور جن حدیثون مین سورہ فاتحہ پڑہنا وارد ہے اُن مین زیادت ہے اور زیادت پر عمل کرنا اولے ہے اور اُس مین احتیاط بہی ہے اسلیے کہ جنازے کی نماز بہی ایک نماز ہے اور صحیح حدیث مین ہے کہ نماز نہین ہوتی بغیر سورہ فاتحہ کے اور احناف مین سے کئی بزرگون نے مرتے وقت یہ وصیت کی کہ ہمارے جنازے کی نماز مین سورہ فاتحہ پڑہی جاوے اور حنفیہ نے اس مسئلہ مین عبداللہ بن مسعود کا بہی قول ترک کیا حالانکہ وہ ابن مسعود کی بہت پیروی کرتے ہین مختصر یہ ہے کہ اہلحدیث کا مذہب حق ہے یعنے تکبیر اولی کے بعد جنازے کی نماز مین سورہ فاتحہ اور ایک سورت پڑہنا چاہیے

باب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ جنازے کی نماز مین کیا دعا پڑہے

عن أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ ابوہریرہ رض سے روایت ہے مینے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جب تم میت پر نماز پڑہو

تو اخلاص کے ساتھ اُسکے لیے دعا کرو **ف** جس تکبیر کے بعد چاہو کیونکہ احادیث میں اسکی قید وارد نہیں ہوئی اور بہتر یہی کہ تیسری تکبیر کے بعد ادعیہ ماثورہ میں سے ایک ایک دعا پڑھے اور بعض علماء نے کہا کہ تیسری تکبیر کے بعد دعا پڑھے **عن** ابی ھریرۃ رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی علی جنازۃ یقول اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تضلنا بعدہ ابوہریرہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم جب کسی جنازی پر نماز پڑھتے تو فرماتے اللھم اغفر لحینا اخیر تک یعنے یا اللہ بخشدی ہماری زندی اور ہماری مردی کو اور ہماری حاضر اور ہماری غائب اور ہمارے چھوٹے اور ہمارے بڑے اور ہمارے مرد اور ہماری عورت کو یا اللہ جسکو تو ہم میں سے جلاوے تو اسکو اسلام پر جلا اور جسکو تو ہم میں سے مارے اسکو ایمان پر مار یا اللہ مت محروم کر ہم کو اُسکے اجر سے اور مت گمراہ کر ہم کو اُسکے بعد **ف** یہ فقرہ اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تضلنا بعدہ ابن ماجہ کی روایت میں ہی اور ابوداؤد اور ترمذی اور احمد کی روایت میں علی الایمان تک ہے اور نکالا اسکو نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اور کہا اسکا ایک شاہد ہے صحیح حضرت عائشہ کی روایت سے اور اسکو ترمذی نے نکالا لیکن علت بیان کی عکرمہ بن عمار سے اور یہ جو فرمایا زندہ رکھہ اسلام پر اور مار ایمان پر تو اس میں یہ اشارہ ہی کہ زندگی میں اعمال کی ضرورت ہے اور وہ اسلام کے متعلق ہیں اور مرتے وقت صرف دل سے یقین کی ضرورت ہی اسکو ایمان سے زیادہ تعلق ہے اگرچہ ایمان اور اسلام ایک ہی ہیں پر لغوی معنے کی رو سے فرق ہے اسلام کے معنے اطاعت اور انقیاد اور ایمان کا معنے یقین **عن** واثلۃ بن الاسقع قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رجل من المسلمین فاسمعہ یقول اللھم ان فلان بن فلان فی ذمتک وحبل جوارک فقہ من فتنۃ القبر وعذاب النار وانت اھل الوفاء والحق فاغفر لہ وارحمہ انک انت الغفور الرحیم واثلہ بن اسقع سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان پر جنازے کی نماز پڑھی میں سن رہا تہا آپ فرماتے تہے اللھم ان فلان بن فلان اخیر تک یعنی یا اللہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا (یہاں میت کا نام اور اُسکے باپکا نام لیوے) تیرے ذمہ میں ہے اور تیری پناہ کی رسی میں ہے تو اسکو بچا قبر کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے اور تو لائق ہی وفا اور حق کے تو بخشدے اسکو اور رحم کر اسپر بیشک تو بخشنے والا ہے مہربان **عن** عوف بن مالک قال شھدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی رجل من الانصار فسمعتہ یقول اللھم صل علیہ واغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واغسلہ بماء وثلج وبرد ونقہ من الذنوب والخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس وابدلہ دارا خیرا من دارہ واھلا خیرا من اھلہ وقہ فتنۃ القبر وعذاب النار قال عوف فلقد رأیتنی فی مقامی ذلک اتمنی ان اکون ذلک الرجل عوف بن مالک سے روایت ہی میں موجود تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد پر نماز پڑھی تو میں نے سنا آپ کہتے تہے اللھم صل علیہ اخیر تک

بیشنے یا اللہ اپنی رحمت اتار اس شخص پر اور بخشدے اسکو اور رحم کر اسپر اور تندرست رکہہ اسکو اور عفو کر اس سے اور دہو ڈال اسکو پانی اور برف اور اولی سے اور صاف کر دے اسکو گناہون اور خطاؤن سے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اور بدلدے اسکو اچہا گہر اسکے گہر سے اپنے دنیا کی گہر سے بہتر گہر اسکو عنایت فرما اور گہر والے بہتر اوسکے گہر والے سے اور بچا اسکو قبر کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے عوف نے کہا مینے اسوقت آرزو کی کاش مین یہ شخص ہوتا **ف** یعنی اس مردے کی جگہہ مین ہوتا تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا میرے لیے کرتے **فقیر** مترجم آرزو کرتا ہے کاش مین اسکی جگہہ ہوتا اور آپ کی دعا کی طفیل سے اس جہان کے شر سے لوٹتا یا اللہ رحم فرما میرے گناہون پر اور بخشدے میری خطاؤن کو اور اپنے حبیب کے صدقے سے بچا دے مجکو دنیا اور عقبے کے ہر ایک عذاب اور تکلیف سے بیشک تو ارحم الراحمین اور غافر المذنبین ہے اور آسان کردے مجہپر آخرت کے سفر کو۔ یہ حدیث صحیح مسلم مین مروی ہوئی اور اس دعا کا اسناد اور دعاؤن سے زیادہ قوی ہے تو اسکا پڑھنا بہتر ہے اور اہلحدیث کے نزدیک ہر ایک دعا پڑھ سکتا ہے لیکن حنفیہ نے پہلی دعا کو اختیار کیا ہے

باب مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَرْبَعًا
جنازے کی نماز مین چار تکبیرین ہین

عن عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رض أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى عُثْمَانَ ابْنِ مَظْعُونٍ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا حضرت عثمان سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون رض پر نماز پڑہی اور چار تکبیرین کہین **ف** حنفیہ کے نزدیک پہلی تکبیر کہکر ثنا پڑہے پہر دوسری تکبیر کہکر درود پڑہے پہر تیسری تکبیر کہکر یہ دعا پڑہے اللہم اغفر لحینا اخیر تک پہر چوتہی تکبیر کہکر سلام پہیرے اور اہل حدیث کے نزدیک پہلی تکبیر کہکر سورہ فاتحہ اور ایک سورت پڑہے اسکے بعد کوئی دعا پڑہے ادعیہ ماثورہ مین سے پہر دوسری تکبیر کہے اور دوسری یا وہی دعا پڑہے پہر تیسری کے بعد بہی ایسا ہی کرے چوتہی کے بعد سلام پہیر دیوے اور اگر چاہے تو چوتہی کے بعد بہی دعا پڑہے اور پانچوین کے بعد سلام پہیرے اور اہلحدیث کے نزدیک جنازے مین چار اور پانچ تکبیرین کہہ سکتا ہے لیکن جمہور علما نے اور ائمہ اربعہ نے چار تکبیرون پر اتفاق کیا ہے اور ایسا ہی مروی ہے ابو ہریرہ اور ابن عباس اور جابر اور عقبہ بن عامر اور براء بن عازب اور زید بن ثابت اور ابن مسعود وغیرہم سے اور پانچ تکبیرون کی حدیث آگے آتی ہے اور امام احمد اور صحاب سنن نے حذیفہ سے نکالا انہون نے ایک جنازے پر نماز پڑہی تو پانچ تکبیرین کہین پہر لوگون کیطرف دیکہا اور کہا مین بہولا نہیں نہ مینے وہم کیا لیکن مینے اتنی تکبیرین کہین جتنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہی تہین جب جنازے پر نماز پڑہی تہی اسکے اسناد مین یحیے بن عبد اللہ جابری ضعیف ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ صحابہ نے جنازے کی تکبیرون مین اختلاف کیا تین تکبیرون سے نو تکبیرون تک ابن عبد البر نے کہا اسکے بعد چار پر اجماع ہوگیا مین کہتا ہون ابن عبد البر کا یہ دعوی غلط ہے صحابہ مین اختلاف مشہور ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ پانچ تکبیرون پر عمل نہ کیا جاوے جب حدیث صحیح اس باب مین وارد ہوئی باوجودیکہ اسمین زیادت ہے اور زیادت پر عمل کرنا اولے ہے اور ابن عبد البر نے استذکار مین نکالا سلیمان بن ابی حثمہ سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازون پر چار تکبیرین کہتے اور پانچ اور سات اور آٹہہ یہانتک کہ نجاشی

مرتو آپ نکلے اور چار تکبیریں کہیں پھر آپ منبر قائم رہے یہاں تک کہ اللہ نے آپکو اٹھا لیا اگر یہ روایت ثابت ہو جب بھی اس سے پانچ تکبیروں کا نسخ ثابت نہیں ہوتا اور طبرانی نے اوسط میں نکالا جابر سے کہ آنحضرت نے فرمایا نماز پڑھو اپنے مردوں پر رات اور دن میں اور چھوٹے اور بڑے پر اور غریب اور امیر پر چار تکبیریں کہو اسکے اسناد میں عمرو بن ہشام بیروتی ہے جو ستفرد ہے اور ابن لہیعہ اور یہ دونوں ضعیف ہیں تو یہ روایت ثابت نہیں ہے اور بخاری نے حضرت علی سے نکالا کہ انہوں نے سہل بن حنیف پر چھ تکبیریں کہیں اور کہا کہ وہ بدری تھے اور سعید بن منصور نے حکم بن عتیبہ سے نکالا کہ صحابہ اہل بدر پر پانچ اور چھ اور سات تکبیریں کہتے تھے (روضہ)

عَنْ اَبِي بَكْرٍ الْهَجَرِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِي اَوْفَى الْاَسْلَمِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَهُ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا اَرْبَعًا فَمَكَثَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ شَيْئًا قَالَ فَسَمِعْتُ الْقَوْمَ يُسَبِّحُوْنَ بِهِ مِنْ نَوَاحِي الصُّفُوْفِ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَكُنْتُمْ تُرَوْنَ اَنِّيْ مُكَبِّرٌ خَمْسًا قَالُوْا تَخَوَّفْنَا ذٰلِكَ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِاَفْعَلَ وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ يَمْكُثُ سَاعَةً فَيَقُوْلُ مَا شَاءَ اللهُ اَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ يُسَلِّمُ ابوبکر ہجری سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ اسلمی کے ساتھ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی تھے نماز پڑھی انکی بیٹی کے جنازے پر تو انہوں نے چار تکبیریں کہیں پھر چوتھی تکبیر کے بعد ذرا ٹھیرے (یعنے سلام پھیرنے میں توقف کیا) لوگوں سے میں نے سنا وہ صفوں کے کونوں سے سبحان اللہ کہہ رہے تھے (اس خیال سے کہ عبداللہ نے سہو کیا) آخر انہوں نے سلام پھیر دیا پھر کہا کیا تم سمجھتے تھے کہ میں پانچ تکبیریں کہوں گا انہوں نے کہا ہم بھی ڈرے عبداللہ نے کہا میں ایسا کرنیوالا نہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کہتے تھے پھر تھوڑی دیر توقف کرتے (سلام پھیرنے میں) اور جو اللہ کو منظور ہوتا وہ فرماتے پھر سلام پھیرتے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ اَرْبَعًا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہیں

بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ كَبَّرَ خَمْسًا جنازے میں پانچ تکبیروں کا بیان

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَاَنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے زید بن ارقم ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہتے پھر انہوں نے ایک جنازے پر پانچ تکبیریں کہیں میں نے پوچھا تو کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیریں کہتے تھے

عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ خَمْسًا کثیر بن عبداللہ نے روایت کیا اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ تکبیریں کہیں

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الطِّفْلِ بچہ پر نماز پڑھنا

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا آپ فرماتے تھے بچے پر نماز پڑھی جاوے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوُرِّثَ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بچہ رو دے (پیدا ہوتے وقت) تو اسپر نماز پڑھی جاوے اور وہ وارث بھی ہوگا

عَنْ

ابی ھریرۃ رضہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علی اطفالکم فانھم من افراطکم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھو اپنے بچوں پر وہ تمہارے پیش خیمہ ہیں آخرت میں تمہارے لیے مقام طیار
کریں گے جنت میں۔ **باب** ماجاء فی الصلوۃ علی ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر وفاتہ (آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کی وفات اور انپر جنازے کی نماز پڑھنے کا بیان **عن** اسمعیل بن ابی خالد قال
قلت لعبد اللہ بن ابی اوفی رایت ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مات وھو صغیر
ولو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی لعاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہ اسمعیل بن ابی
خالد سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے کہا تم نے حضرت ابراہیم کو دیکھا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب
زادے تھے (حضرت ماریہ کے بطن سے) انہوں نے کہا حضرت ابراہیم چھوٹے پنے میں مر گئے اور اگر تقدیر میں یہ ہوتا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی ہو تو آپ کا بیٹا جیتا لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں **ف** دوسری روایت میں ہے کہ اگر
ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے ان حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ بفرض محال اگر ایسا ہوتا تو ایسا ہوتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم خاتم الانبیا تھے آپ کے بعد دوسرا کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور تقدیر الٰہی بھی ایسی ہی تھی جب تو آپ کے صاحبزادوں میں سے
کوئی نہیں جیا طیب اور طاہر اور قاسم حضرت خدیجہ سے اور ابراہیم ماریہ سے یہ چاروں صاحبزادے عالم طفولیت ہی میں
گذر گئے اگرچہ لازم نہیں ہے کہ پیغمبر کا بیٹا بھی پیغمبر ہو **عن** ابن عباس قال لما مات ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم صلی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال ان لہ مرضعا فی الجنۃ ولو عاش لکان صدیقا نبیا
ولو عاش لعتقت اخوالہ القبط وما استرق قبطی عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جب حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے گذر گئے تو آپ نے انپر نماز پڑھی (جنازے کی) اور فرمایا جنت میں انکو دودھ پلایا جاتا ہے (کیونکہ
ایام رضاعت پوری نہیں ہوئے تھے کہ انکی وفات ہوئی) اور اگر یہ زندہ رہتے تو صدیق اور نبی ہوتے (یعنے بفرض محال)
اور اگر یہ زندہ رہتے تو انکے ننہیال کے لوگ قبطی (مصر والے فرعون کی قوم) آزاد کر دیے جاتے اور کوئی قبطی غلامی میں نہ لیا جاتا
ف قبطی ایک قوم ہے مصر والوں میں سے فرعون اسی قوم میں سے تھا کیا قدرت ہے اللہ عزوجل کی ایک زمانہ وہ تھا جب قبطی
بنی اسرائیل کو لونڈی غلام بناتے اسکے بعد یہ وہ زمانہ ہوا کہ خود قبطی لونڈی غلام بننے لگے اور اب تک عرب میں قبط کی بردے
ہیں حضرت اسمعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ بھی اسی قوم کی تھیں اور حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے
کی والدہ حضرت ماریہ بھی قبطیہ تھیں۔ اس حدیث کی صحت میں محدثین کو کلام ہے اسکی اسناد میں ابو شیبہ ہے ابراہیم بن عثمان
قاضی واسط کا وہ منکر الحدیث ہے اسی ابوشیبہ نے آنحضرت سے بیس رکعت تراویح روایت کی ہے اور وہ روایت بھی منکر ہے۔
ابن عبدالبر نے کہا یہ حدیث مشکل ہے کیونکہ پیغمبر کی اولاد کا پیغمبر ہونا ضرور نہیں جیسے حضرت نوح کی اولاد پیغمبر نہ تھی اور شیخ عبدالحق
نے کہا یہ بڑی جرات ہے ابن عبدالبر سے یعنے گستاخی ہے اگرچہ یہ حدیث منکر ہو پر ابن ابی اوفی کی روایت اسکی تائید کرتی

ہے کیونکہ موقوف روایت ایسے امور مین مثل مرفوع کے ہے اور یہ تعلیق بالمحال کے باب مین سے ہے کیونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین اور آپکے بعد دوسرا کوئی نبی نہین آویگا اور قرآن مین اسکے نظائر بہت ہین جیسے لئن اشرکت لیحبطن عملک و لئن اتبعت اھواءھم لقد کدت ترکن الیھم و قل ان کان للرحمن ولد وغیرہ مترجم کہتا ہے غلامی ایک ایسا مسئلہ ہے اسلام مین جسکی ثبوت کی لیے آیتین اور صدہا حدیثین اور ہزارہا کتابین فقہ کی موجود ہین بلکہ فقہ کے اکثر ابواب اسیطرح حدیث کی کئی ابواب غلامی کی بحثون سے متعلق ہین جیسے عتاق اور تدبیر اور استیلاد وغیرہ لیکن بعض بیے کے بہوتے غلامی کا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین اسلام مین غلامی نہین تہی یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی آفتاب کے وجود کا انکار کرے اسکی سزا یہ ہے کہ خوب جوتے اسکو لگائے جاوین تا کہ اسکی آنکھہ کہل جاوے اور وہ ایسی کہلی باتون کا پہر انکار نہ کرے یہ غلامی برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے آج تک مسلمانون مین قائم رہی اور صدہا غلام لونڈی بلا مزاحمت اور انکار بکتے رہے اب چند روز دن سے جب سے نصاری کا بڑا فروغ ہوا ہے لوگ غلامی کے خلاف ہونے لگے ہین اور نصاری نے زور زبردستی سے اسلامی ممالک مین بہی مداخلت کر کر غلام لونڈیون کا بکنا موقوف کرایا ہے مگر بہی ملک حجاز مین یہ رسم اب تک باقی تہی اور مکہ معظمہ مین سر بازار لونڈی غلام بکتے تہے لیکن سال حال مین سلطان روم نے جو خانوادہ ترک مین سے ہے اور بزور و زبردستی خلافت اسلامی پر جو قریش سے مخصوص تہی قابض ہے باغوای نصاری خذلہم اللہ تعالے یہ حکم دیا ہے کہ ملک حجاز مین سے بہی غلامی کی رسم اٹہا دی جاوے لیکن عرب نے اس حکم کو جو بالکل شرع شریف کے خلاف ہے قبول نہین کیا اور ایک فساد عظیم ہونے والا ہے اللہ تعالی اسکا انجام بخیر کرے اس سال بوجہ اسی فساد کے حجاج مدینہ طیبہ کی زیارت سے بہی مشرف نہ ہوسکے افسوس ہے کہ سلطان روم مسلمان ہوکر ایسی چیز کو اٹہانا چاہتے ہین جو باتفاق اہل اسلام تیرہ سو برس سے قائم ہے اور تمام مذہب اور مشرب والے اہل اسلام مین سے علی العموم اسپر متفق ہین اور قرآن اور احادیث اور ائمہ مجتہدین سب بلا نکیر اسکا ثبوت دیتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون یہ ایک مصیبت عظمی ہے اسلام مین معلوم نہین کہ مسلمانون کی عقل کدہر تشریف لے گئی ہے **عَن** الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ الْقَاسِمُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَدِيجَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَرَّتْ لُبَيْنَةُ الْقَاسِمِ فَلَوْ كَانَ اللَّهُ أَبْقَاهُ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رَضَاعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِتْمَامَ رَضَاعِهِ فِي الْجَنَّةِ قَالَتْ لَوْ أَعْلَمُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهَوَّنَ عَلَيَّ أَمْرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللَّهَ تَعَالَى فَأَسْمَعَكِ صَوْتَهُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَلْ أُصَدِّقُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ امام ہمام سید کونین حضرت حسین بن علی علیہما السلام سے روایت ہے جب حضرت قاسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے گذر گئے تو حضرت ام المومنین خدیجہ نے کہا یا رسول اللہ قاسم کی چہاتی مین دودہ جمع ہوگیا ہے (یعنے جس پستان سے وہ دودہ پیتے تہے) کاش اللہ جل جلالہ انکو رہنے دیتا دودہ کی مدت پوری ہونے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین اسکی رضاعت پوری کر رہی ہین حضرت خدیجہ نے کہا اگر مجہہ کو یہ معلوم ہوجاوے تو میرے دلکو تسلی ہووے (یعنے انکی وفات کا رنج کم ہوجاوے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اگر تو چاہے تو میں اللہ جل جلالہ سے دعا کروں وہ قاسم کی آواز تم کو سنا دیوے جنت میں سے حضرت خدیجہ نے کہا یا رسول اللہ رکھیے حضور نہیں اللہ اور اسکا رسول سچا ہے **ف** یہ حضرت خدیجہ نے اسواسطے کہا کہ ایمان بالغیب کی فضیلت جانے نہ پاوی دوسرے یہ کہ انکو یقین تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے پر پھر جو آپ نے ارشاد فرمایا اس میں بھی شبہ نہ تھا گو محبت مادری کی وجہ سے یہ بھی یوں کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جاوے تو نوعی میرے غم کو تسلی ہووے

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ وَدَفْنِهِمْ

شہیدوں پر نماز پڑھنے کا بیان اور انکے دفن کا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُتِيَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَجَعَلَ يُصَلِّي عَلٰى عَشَرَةٍ عَشَرَةٍ وَحَمْزَةُ هُوَ كَمَا هُوَ يُرْفَعُوْنَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوْعٌ

عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے شہیدوں کی نعشوں کو لیکر آئے احد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ دس دس آدمیوں پر نماز پڑھتے جاتے تھے اور حضرت حمزہ کی نعش اسیطرح رکھی رہی اور باقی نعشیں اٹھتی جاتی تھیں نماز کے بعد لیکن حمزہ کی نعش ویسی ہی رکھی رہی **ف** شہید پر نماز پڑھنے میں اختلاف ہے ابوحنیفہ کے نزدیک پڑھنا چاہیے اور شافعی اور اہلحدیث کے نزدیک شہید پر نماز نہ پڑھنا چاہیے اور دلیل ان کی جابر کی صحیح حدیث ہے جو آگے آویگی اسکو امام بخاری اور اصحاب سنن نے بھی نکالا اور احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے انس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہیدوں پر نماز نہیں پڑھی اور اس میں شک نہیں کہ نماز نہ پڑھنے کی حدیثیں زیادہ قوی ہیں نماز پڑھنے کی حدیثوں سے یہاں تک کہ بعض اہلحدیث نے کہا جس نے نفی کی احادیث کا معارضہ کیا ہے اثبات کی حدیثوں سے تو اسکو شرم کرنا چاہیے تھا البتہ قواعد اصول کے لحاظ سے اثبات مقدم ہونا چاہیے نفی پر مگر یہاں اثبات کی دلیلیں اس لائق نہیں ہیں کہ نفی کی حدیثوں کا معارضہ کریں انتہی **مترجم** کہتا ہے اثبات صلوۃ کی ایک یہ حدیث ہے اسکے اسناد میں یزید بن ابی زیاد ہے حجت لینے کے لائق نہیں اور ایک حاکم نے مستدرک میں نکالی جابر سے اسکی اسناد میں ابو حماد حنفی متروک ہے اور ایک امام احمد نے ابن مسعود سے وہ منقطع ہے اور عبد الرزاق نے اسکو مرسلاً روایت کیا شعبی سے اور ایک ابوداؤد نے نکالی انس سے کہ آنحضرت نے سوا حمزہ کے اور کسی شہید پر نماز نہیں پڑھی اور یہ مخالفین کی دلیل ہے علاوہ اسکے اس کے اسناد میں اسامہ بن زید لیثی ضعیف ہے اور ایک دارقطنی نے نکالی حکم بن احمد سے اسکے اسناد میں اسمعیل بن عیاش ضعیف ہے اور ایک انہوں نے بھی نکالی ابن عباس سے اسکی اسناد میں عبد العزیز بن عمران ضعیف ہے اور ایک ابن اسحاق نے سیرۃ میں ابن عباس سے اسکی اسناد میں ایک مبہم ہے اور بعضوں نے کہا وہ حسن بن عمارہ ہے جیسے ابو قرہ کی سنن میں اسکی تصریح ہے لیکن حسن بن عمارہ بالاتفاق ضعیف ہے اور ایک ابوداؤد نے ابومالک سے نکالی وہ مرسل ہے اور ایک انہوں ہی نے عطا سے نکالی وہ بھی مرسل ہے اور ایک نسائی نے شداد بن ہاد سے نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی پر جو شہید ہوا نماز پڑھی وہ بھی مرسل ہے اور ایک واقدی نے فتوح الشام میں نکالی کہ عمرو بن عاص نے شہیدوں پر نماز پڑھی لیکن یہ موقوف ہے اور واقدی خود ضعیف ہے اور یہ سب حدیثیں ملکر قوی ہو جاتی ہیں اور اس لائق ہو جاتی

ہین کہ جابر کی حدیث کا معارضہ کرین خصوصًا اس حالت مین جب اثبات مقدم ہو نفی پر تو احتیاط اسی مین ہے کہ شہید پر نماز پڑھی جاوے
اگر کوئی کہے کہ نماز پڑھنے مین ایک صحیح حدیث وارد ہے عقبہ بن عامر سے اسکو بخاری نے اور مسلم نے نکالا تو ہم یہ کہینگے کہ یہ نماز
جنازے کی نماز نہ تھی بلکہ بطور دعا کے تھی اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اس روایت مین یہ ہے کہ آپ ایک دن شہداء احد کی طرف نکلے
اور ان پر نماز پڑھی جیسے میت پر نماز پڑھتے ہین دوسری روایت مین امام بخاری کے یون ہے کہ آٹھ برس بعد نماز پڑھی جیسے
رخصت کرتے ہین زندون اور مردون کو اور بعضون نے کہا یہ آپکے خصائص مین سے تھا واللہ اعلم **عن** جابر بن عبد اللہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجمع بین الرجلین والثلاثۃ من قتلی احد فی ثوب واحد ثم
یقول ایھم اکثر اخذا للقران فاذا اشیر له الی احدھم قدمه فی اللحد وقال انا شھید علی ھؤلاء
وامر بدفنھم فی دمائھم ولم یصل علیھم ولم یغسلوا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم دو دو اور تین تین آدمیون کو احد کے شہیدون مین سے ایک کپڑے مین لپیٹتے پھر فرماتے ان مین سے قرآن کس کو زیادہ
یاد ہے جب لوگ بتلا دیتے تو آپ اسکو آگے کرتے قبر مین (یعنے قبلے کی طرف) اور فرماتے مین گواہ ہون ان لوگون پر
اور حکم کیا انکے دفن کا خون لگے ہوئے اور نماز نہین پڑھی انپر نہ وہ غسل دیے گئے **ف** شہید کو غسل نہ دینا اسپر سب کا
اتفاق ہے امام احمد کی روایت مین ہے کہ آپ نے شہید کو غسل دینے سے منع کیا اور فرمایا اسکا زخم قیامت کے دن مشک
کی خوشبو چھوڑے گا اور حنظلہ جنابت کی حالت مین شہید ہوئے تھے جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو غسل نہین دیا
اور فرمایا کہ فرشتے انکو غسل دیتے ہین **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتلی احد
ان ینزع عنھم الحدید والجلود وان یدفنوا فی ثیابھم بدمائھم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا احد کے شہیدون پر سے ہتیار اور کھالین اوتار لینے کا اور ان کے
کپڑون مین خون سمیت دفن کر دینے کا **عن** جابر بن عبد اللہ یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امر بقتلی احد ان یردوا الی مصارعھم وکانوا نقلوا الی المدینۃ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احد کے شہیدون کو اسی جگہہ لے جاوین جہان وہ گرے یعنے لڑائی مین شہید ہوئے اور
لوگ انکو مدینہ مین لے آئے تھے **ف** تو آپ نے پھر اوسی جگہہ انکو واپس کر دیا جہان وہ شہید ہوئے تھے اکثر علماء نے میت کا
لیجانا ایک شہر سے دوسرے شہر مین مکروہ رکھا ہے اور بعضون نے مکہ اور مدینہ مین نعش کا لیجانا اسیطرح کسی نبی یا ولی کی قبر
کے پاس جائز کہا ہے **باب** ما جاء فی الصلوۃ علی الجنائز فی المسجد مسجد مین جنازے کی نماز پڑھنا **عن** ابی ھریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلیس له شیء ابو ہریرہ رضی سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے پر نماز پڑھے مسجد مین اوس کے لیئے کچھہ نہین ہے
ف یعنے اسکو ثواب نہین ہے اس حدیث سے دلیل لیتا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ مسجد مین جنازے کی نماز پڑھنا مکروہ

ہے اور اسکا جواب دوسرے علما جو کہتے ہیں کہ مسجد میں جنازے کی نماز مکروہ نہیں ہے بلکہ جائز ہے یہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اسکی اسناد میں صالح ہے مولی التوامہ دوسرے یہ کہ ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں یوں ہے فلاشی علیہ یعنے اسپر کوئی گناہ نہیں ہے تیسرے یہ کہ اگر مسجد میں جنازے کی نماز مکروہ ہوتی تو آپ بیضا کے بیٹوں پر مسجد میں نماز نہ پڑھتے اور یہ حدیث آگے آتی ہے اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ صحابہ نے ابوبکر اور عمر پر مسجد میں نماز پڑھی **عن** عائشۃ رض قالت واللہ ما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سھیل بن بیضاء الا فی المسجد قال ابن ماجۃ حدیث عائشۃ اقوی حضرت عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا قسم خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضا پر نماز نہیں پڑھی مگر مسجد میں ابن ماجہ نے کہا یہ حدیث زیادہ قوی ہے ابوہریرہ کی حدیث سے **ف** صحیح مسلم کی روایت میں ہے جب سعد بن ابی وقاص گذرے تو حضرت عائشہ نے کہا انکا جنازہ مسجد میں لاؤ تاکہ میں اُنپر نماز پڑھوں لوگوں نے اسپر انکار کیا تو انہوں نے کہا قسم خدا کے البتہ حضرت نے بیضا کے بیٹوں پر مسجد کے اندر نماز پڑھی شافعی کا یہی قول ہے کہ مسجد میں جنازے کی نماز درست ہے اور اہلحدیث نے بھی اسکو اختیار کیا ہے

باب ماجاء فی الاوقات التی لا یصلی فیھا علی المیت ولا یدفن یعنی وقتوں میں میت پر نماز اور دفن درست نہیں ہے

عن عقبۃ بن عامر الجھنی یقول ثلاث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھانا ان نصلی فیھن او نقبر فیھن موتانا حین تطلع الشمس بازغۃ وحین یقوم قائم الظھیرۃ حتی تمیل الشمس وحین تضیف للغروب حتی تغرب عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین وقتوں میں ہم کو نماز پڑھنے سے یا مردوں کو گاڑنے سے منع کرتے تھے ایک تو جب آفتاب طلوع ہو رہا ہو دوسرے جب ٹھیک دوپہر ہو یہاں تک کہ زوال ہو جاوے تیسرے جب سورج ڈوبنے کے قریب ہو یہاں تک کہ ڈوب جاوے **ف** اس مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے علما کا کہ ان اوقات میں نماز فرائض اور نوافل اور سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ اور دفن وغیرہ درست ہیں یا نہیں تو شافعی کا یہ قول ہے کہ درست ہیں دوسری حدیثوں سے اور بعضوں کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہیں اور بعضوں کے نزدیک تفصیل ہے اور پورا بیان اسکا ہمنے تسہیل القاری کی کتاب الاوقات میں کیا ہے **عن** ابن عباس رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل رجلا قبرہ لیلا واسرج فی قبرہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو رات کو دفن کیا اور چراغ لگایا اُسکی قبر میں **ف** دفن کرتے وقت اس حدیث سے یہ نکلا کہ رات کو دفن کرنا جائز ہے اور یہی قول ہے ائمہ اربعہ اور نخعی اور زہری اور ثوری اور عطا وغیرہم کا **عن** جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدفنوا موتاکم باللیل الا ان تضطروا جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت دفن کرو اپنے مردوں کو رات کو مگر جب ضرورت آن پڑے **ف** کیونکہ رات کو لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے دفن میں شریک ہونے میں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کرو لیکن اگر رات ہو جاوے تو بالاتفاق رات کو دفن کرنا درست ہے جیسے اوپر گذرا اور حضرت فاطمہ زہرا پر رات ہی کو نماز پڑھی

گئی اور رات ہی کو دفن ہوئیں **عن** جابر بن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوا علی موتاکم باللیل والنہار جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں پر نماز پڑھو رات اور دن کو **باب** ما جاء فی الصلوۃ علی اہل القبلۃ اہل قبلہ پر نماز جنازہ پڑھنا **ف** جو لوگ ہمارے قبلہ کیطرف یعنی کعبہ کیطرف نماز پڑھتے ہیں انکو اہل قبلہ کہتے ہیں اہل سنت وجماعت ہوں یا شیعہ یا معتزلی یا خارجی اہل قبلہ میں سب داخل ہیں تو ان سب پر جنازے کی نماز پڑھنا چاہیے البتہ جو شخص مقتدی ہو لوگوں کا وہ اگر کسی گمراہ یا فاسق پر نماز نہ پڑھے تو ہو سکتا ہے تاکہ دوسرے لوگ گمراہی اور فسق سے باز رہیں لیکن عام مسلمانوں کو اُس پر نماز پڑھ لینا چاہیے اور حضرت علی نے خارجیوں کے باب میں فرمایا کہ اونپر نماز پڑھی جاوے **عن** ابن عمر قال لما توفی عبد اللہ بن ابی جاء ابنہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ اعطنی قمیصک اکفنہ فیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذنونی بہ فلما اراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلی علیہ قال لہ عمر بن الخطاب ما ذاک لک فصلی علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا بین خیرتین استغفر لہم او لا تستغفر لہم فانزل اللہ سبحانہ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جب عبداللہ بن ابی (ابن) سلول مشہور منافق) مر گیا تو اُسکا بیٹا (جو سچا مسلمان تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنا قمیص مجھکو دیجیے تاکہ میں اپنے باپ کو اُس میں کفن دوں **ف** دوسری روایت میں ہے کہ آپنے اپنا قمیص دیا اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی پاس اُسوقت تشریف لائے جب وہ دفن ہو چکا تھا آپنے اسکو نکلوایا اور اسپر اپنا تھوک ڈالا اور اپنا کرتہ اسکو پہنایا اور احتمال ہے کہ آپنے دو کرتے اسکو دیے ہوں ایک تو اسکے بیٹے کو جب اُسنے مانگا دوسرے جب وہ دفن ہو چکا تھا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ صالحین کا لباس متبرک ہے اور کفن کے لیے متبرک لباس بہتر ہے **ف** پھر آپنے فرمایا مجھے خبر کر دینا جب جنازہ طیار ہو جب آپنے اُسپر نماز پڑھنا چاہا تو حضرت عمر نے کہا یہ لائق آپکے نہیں دیکھے آپکو ایسے منافق شخص پر نماز پڑھنا (وار نہیں دوسرا کوئی پڑھ سکتا ہے) لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسپر نماز پڑھی اور حضرت عمر سے فرمایا میں اختیار دیا گیا دونوں امروں میں استغفر لہم او لا تستغفر لہم **ف** یعنی اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے باب میں پہلے یہ آیت اتاری تھی سواء علیہم استغفرت لہم او لم تستغفر لہم اخیر تک برابر ہے انکے لیے تو استغفار کرے یا نہ کرے اگر تو ستر بار انکے لیے استغفار کرے تب بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو نہیں بخشیگا تو اس آیت میں استغفار کی ممانعت نہیں ہوئی تھی بلکہ اسکا بیفائدہ ہونا بیان کیا گیا تھا **ف** اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ یعنے منافقوں میں سے کوئی مر جاوے تو تو اُسپر نماز مت پڑھ اور مت کھڑا ہو اسکی قبر پر **ف** اس میں یہ حکمت تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں پر نماز نہیں پڑھینگے تو انکو خوف پیدا ہوگا اور امید ہے کہ جو زندہ ہیں وہ آیندہ نفاق سے توبہ کر ینگے غرض حضرت عمر کی رای اس معاملہ میں بھی صائب تھی اور

اوسی کیموافق حکم الٰہی نازل ہوا جیسے اور کئی معاملون مین ہوا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایسے منافق کو اپنا قمیص پہنایا
اس مین یہ حکمت تہی کہ اسکا بیٹا جو سچا مسلمان ہے اسکا دل خوش ہوجاوے اور ہوگا تو وہی جیسے اسکے اعمال تہے اور بعضون
نے کہا عبداللہ بن ابی نے بدر کے دن حضرت عباس آپکے چچا کو قمیص پہنایا تہا تو آپ نے اسکا بدلہ کردیا تاکہ منافق کا احسان باقی
نہ رہے واللہ اعلم۔ یہ نفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک تہا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو خبر دیدیتا دونون کی احوال
سے آپکی وفات کے بعد ہر دو ہی قسم کے لوگ رہے مسلمان یا کافر جو زبان سے اسلام قبول کرے وہ مسلمان سمجہا جاوے گا
اور اس پر جنازے کی نماز پڑہین گے اور دلکا حال اللہ کے سپرد ہے اب اگر وہ دل سے سچا مسلمان نہ ہوگا تو قیامت مین اسکو
عذاب ہوگا اور ہمیشہ کے لیے دوزخ مین رہے گا **عن** جابر قال مات رأس المنفقین بالمدینۃ واوصٰی ان
یصلی علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان یکفنہ فی قمیصہ فصلی علیہ وکفنہ فی قمیصہ وقام علی
قبرہ فانزل اللہ تعالیٰ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ جابر سے روایت ہے منافقون
کا سردار (عبداللہ بن ابی) مدینہ مین مرگیا اور اس نے وصیت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجہپر نماز پڑہین اور اپنی قمیص مین
مجکو کفن دیوین تو آنحضرت نے اسپر نماز پڑہی اور اسکو کفن دیا اپنی قمیص مین اور اسکے قبر پر کہڑے ہوے تب یہ آیت اللہ تعالیٰ
نے اتاری ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ **عن** واثلۃ بن الاسقع قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علی کل میت وجاہدوا مع کل امیر واثلہ بن اسقع سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مردے پر نماز پڑہو اور ہر امیر کے ساتہ جہاد کرو **عن** جابر بن سمرۃ ان رجلا من اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم جرح فآذتہ الجراحۃ فدب الی مشاقص فذبح بہا نفسہ فلم یصل علیہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال وکان ذلک منہ ادبا جابر بن سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب مین
سے ایک شخص زخمی ہوا اور زخم نے اسکو ایذا دی تو وہ آہستہ رینگتا گیا تیر کے پیکانون کیطرف اور اپنے تئین ذبح کرڈالا
اُن سے پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز نہین پڑہی اسوجہ سے کہ اورون کو نصیحت ہو **ف** اور وہ اس برے
کام سے یعنے خودکشی سے باز رہین اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ جو کوئی خودکشی کرے اُسپر جنازے کی نماز نہ پڑہی جاوے
لیکن بعضون نے کہا امام اعظم اور جو کوئی مقتدی اور پیشوا ہو وہ نہ پڑہے لیکن دوسرے عام لوگ پڑہ لین اور ایک شخص قرض
دار مرا تہا تو اسپر بہی آنحضرت نے نماز نہین پڑہی تہی اور لوگون سے فرمایا تہا تم اپنے ساتہی پر نماز پڑہ لو **باب** ما
جاء فی الصلوۃ علی القبر مردہ دفن ہوجانے کے بعد قبر پر نماز پڑہنا **عن** ابی ہریرۃ ان امرأۃ سوداء کانت
تقم المسجد ففقدہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسأل عنہا بعد ایام فقیل لہ انہا ماتت قال
فہلا اذنتمونی فاتی قبرہا فصلی علیہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک کالی عورت مسجد مین جہاڑو دیا
کرتی تہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو نہین دیکہا تو کئی دن کے بعد اسکا حال پوچہا لوگون نے کہا وہ تو مرگئی

آپ نے فرمایا پھر مجھے خبر کیوں نہ دی بعد اسکے آپ اسکی قبر پر آئی اور اُس پر نماز پڑھی عن یزید بن ثابت وکان اکبر من زید قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ورد البقیع فاذا ھو بقبر جدید فسأل عنہ فقالوا فلانۃ قال فعرفھا وقال الا اذنتمونی بھا قالوا کنت قائلا صائما فکرھنا ان نؤذیک قال فلا تفعلوا لا اعرفن ما مات منکم میت ما کنت بین اظھرکم الا اذنتمونی بہ فان صلاتی علیہ لہ رحمۃ ثم اتی القبر فصففنا خلفہ فکبر علیہ اربعا یزید بن ثابت سے روایت ہے جو زید بن ثابت کے بڑے بھائی تھے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب آپ بقیع میں پہونچے تو وہاں ایک نئی قبر دیکھی اُسکا حال پوچھا لوگوں نے کہا فلاں عورت کی ہے آپ نے اسکو پہچانا اور فرمایا تم نے مجھ کو خبر کیوں نہ کی لوگوں نے کہا آپ دوپہر کو آرام فرما رہے تھے اور روزہ دار تھے تو ہمنے بُرا جانا آپ کو تکلیف دینا آپ نے فرمایا اب ایسا مت کرنا جب تم لوگوں میں سے کوئی ایسا شخص مرجاوے جسکو میں پہچانتا ہوں تو جب تک میں تم میں زندہ ہوں مجھ کو خبر کرتے رہو اسلیے کہ میری نماز اُس پر اُسکے لیے رحمت ہوگی (جیسے فرمایا اللہ تعالی نے وصل علیھم ان صلاتک سکن لھم یعنے نماز پڑھ اُن پر تیری نماز تسلی ہے اُن کے لیے) پھر آپ اُس قبر کے پاس آئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی آپ نے چار تکبیریں کہیں (یعنے جنازہ کی نماز پڑھی چار تکبیروں کے ساتھ) عن عامر بن ربیعۃ ان امرأۃ سوداء ماتت ولم یؤذن بھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبر بذلک فقال ھلا اذنتمونی بھا ثم قال لاصحابہ صفوا علیھا فصلی علیھا عامر بن ربیعہ سے روایت ہے ایک کالی عورت مرگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسکے مرنے کی خبر نہیں دی گئی پھر آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا تم نے مجھکو کیوں خبر نہ دی بعد اسکے اپنے اصحاب سے فرمایا صف باندھو اُس عورت پر پھر نماز پڑھی اُس پر عن ابن عباس قال مات رجل وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعودہ فدفنوہ باللیل فلما اصبح اعلموہ فقال ما منعکم ان تعلمونی قالوا کان اللیل وکانت الظلمۃ فکرھنا ان نشق علیک فاتی قبرہ فصلی علیہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے ایک شخص مرگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی عیادت کیا کرتے تھے تو لوگوں نے اُسکو رات کو دفن کر دیا جب صبح ہوئی اُسوقت آپکو خبر کی آپ نے فرمایا تم نے مجھ کو خبر کیوں نہ دی (اُسکے مرنے کی) لوگوں نے عرض کیا کہ رات کا وقت تھا اندھیارا تھا ہمنے آپکو تکلیف دینا برا جانا پھر آپ اُسکی قبر پر آئے اور وہاں نماز پڑھی اُس پر عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی قبر بعد ما قبر انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت پر نماز پڑھی جب وہ قبر میں دفن ہو چکا تھا۔ عن بریدۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی میت بعد ما دفن بریدہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت پر نماز پڑھی اُسکے دفن ہونے کے بعد عن ابی سعید قال کانت سوداء تقم المسجد فتوفیت لیلا فلما اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر بموتھا فقال الا اذنتمونی بھا فخرج باصحابہ فوقف علی قبرھا فکبر علیھا والناس من خلفہ ودعا لھا ثم انصرف ابو سعید خدری

سے روایت ہی ایک کالی عورت تہی جو مسجد مین جہاڑو دیا کرتی وہ رات کو مرگئی جب صبح ہوئی تو آنحضرت کو بیان کیا گیا کہ وہ عورت مرگئی آپنے فرمایا تمنے مجھے کیون خبر نہ کی پہر آپ اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے اور اُسکی قبر پر کہڑے ہوے اور تکبیر کہی لوگ آپکے پیچھے تہے آپنے اُسکے لیے دعا کی پہر لوٹ آئے **ف** یزید بن ثابت کی روایت کے خلاف یہ روایت نہین ہے کیونکہ شاید وہ دوسری عورت ہو اور یہ دوسری عورت یا رات کو عورت مری ہو اور نماز اُسپر دن کو پڑہی ہو اُسوقت دوپہر کا وقت ہو اور آپ روزے مین سوگئے ہون اسوجہ سے آپکو خبر نہ کی ہو بعد خبر ہوئی ہو غرض ان سب حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ قبر پر نماز درست ہے اور ترمذی نے نکالا کہ آپنے ام سعد کی قبر پر نماز پڑہی اور ایک مہینہ انکو دفن پر گذر چکا تہا اب عام ہے خواہ اس میت پر لوگ نماز پڑہ چکے ہون یا کسی نے نماز نہ پڑہی ہو ہر طرح اُسکی قبر پر نماز پڑہنا درست ہے جمہور علما اور اہلحدیث کا یہی قول ہے لیکن مالک اور ابو حنیفہ یہ کہتے ہین کہ اگر نماز پڑہی نہ گئی ہو اور بغیر نماز کے میت دفن ہوگیا ہو تو قبر پر نماز پڑہی جاوے ورنہ نہین اور رد کرتی ہے اس مذہب کو کالی عورت کی حدیث کیونکہ صحابہ اُسپر نماز پڑہ چکے تہے باوجود اسکے آپنے دوبارہ اُسکی قبر پر نماز پڑہی وہ یہ کہتے ہین کہ یہ آنحضرت کے خصایص مین سے تہا چنانچہ اسحدیث مین ہے کہ قبرون مین تاریکی بہری ہوتی ہے اور میری نماز سے اللہ انکو روشن کر دیتا ہے اور اسکا رد ہوا ہے اسطرح سے کہ اگر خصائص مین سے ہوتا تو آپ صرف اکیلے نماز پڑہ لیتے صحابہ کو کیون پڑہنے دیتے اور اسکا جواب دیا گیا ہے کہ شاید جماعت کے ساتھ پڑہنا یہ بہی آپکے خصائص مین سے ہو دوسرے یہ کہ صحابہ کی نماز آپکی نماز کے ذیل مین تہی تو اسکا اعتبار نہ کیا جاویگا اور ہم کہتے ہین کہ خصائص مین سے یہ امر ہونا اسپر دلیل ہی کیا ہے اور جبتک دلیل کافی اسکی بیان نہ کیجاوے تو آپکے ہر ایک فعل پر عمل جائز ہے اور بیان کوئی دلیل ایسی نہین ہے اور یہ حدیث کہ قبرون کیطرف نماز پڑہو اسکی ممانعت کی دلیل نہین ہوسکتی کیونکہ اسحدیث کا مطلب یہ ہے کہ قبرون کو سجدہ مت بناؤ اور نماز مین قبر کیطرف توجہ مت کرو اور جنازے کی نماز داخل نہین ہے کیونکہ جنازے کی نماز تو غیر مسجد مین بہ نسبت مسجد کے پڑہنا افضل ہے پس جنازے کی نماز مثل ایک دعا کے ہے جو ہر طرح سے درست ہوگی خواہ قبر پر پڑہے یا نعش پر یا اور کہین غائب رہکر واللہ اعلم

باب ما جاء فِي الصَّلوةِ عَلَى النَّجَاشِيِّ نجاشی بادشاہ حبش پر نماز پڑہنے کا بیان

عن اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ اِلَى الْبَقِيْعِ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجاشی (حبش کا بادشاہ) مرگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب بقیع کیطرف نکلے اور ہمنے صف باندہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑہے پہر آپنے چار تکبیرین کہین **ف** نجاشی بادشاہ حبش کو کہتے ہین جیسے قیصر روم کے بادشاہ کو اور کسرے ایران کے بادشاہ کو اور یہ نجاشی جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی ایک نیک بخت شخص تہا اور دل مین مسلمان ہوگیا تہا اسکا نام اصحمہ تہا اور جب مہاجرین حبش کو گئے تہے تو اس بادشاہ نے انکی بڑی خاطرداری کی تہی اور امن و امان کے ساتھ انکو اپنے ملک مین رکہا تہا **عن** عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ اَنَّ رَسُوْلَ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخَاکُمُ النَّجَاشِیَّ قَدْ مَاتَ فَصَلُّوْا عَلَیْہِ قَالَ فَقَامَ فَصَلَّیْنَا خَلْفَہٗ وَاِنِّیْ لَفِی الصَّفِّ الثَّانِیْ فَصَلّٰی عَلَیْہِ صَفَّیْنِ عمران بن حصین سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بھائی نجاشی مرگیا اس پر نماز پڑھو عمران نے کہا پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہمنے آپکے پیچھے نماز پڑھی مین دوسری صف مین تھا تو دو صفون نے اسپر نماز پڑھی۔

عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِیَۃَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخَاکُمُ النَّجَاشِیَّ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَیْہِ فَصَفَفْنَا خَلْفَہٗ صَفَّیْنِ مجمع بن جاریہ انصاری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہوگیا تو کھڑے ہو اور اسپر نماز پڑھو پھر آپکے پیچھے ہمنے دو صفین کین

عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ اُسَیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِھِمْ فَقَالَ صَلُّوْا عَلٰی اَخٍ لَکُمْ مَاتَ بِغَیْرِ اَرْضِکُمْ قَالُوْا مَنْ ھُوَ قَالَ النَّجَاشِیُّ حذیفہ بن اسید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو لیکر نکلے تو فرمایا اپنے بھائی پر نماز پڑھو جو مرگیا اور ملک مین لوگون نے کہا وہ کون ہے آپنے فرمایا نجاشی

عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلَی النَّجَاشِیِّ فَکَبَّرَ اَرْبَعًا عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی پر نماز پڑھی تو چار تکبیرین کہین **ف** ان سب حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ میت غائب پر نماز درست ہے اہلحدیث اور شافعی کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ اسکو جائز نہین کہتے وہ یہ کہتے ہین کہ نجاشی کا جنازہ فرشتون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کردیا تھا یا وہ آپ پر ظاہر ہوگیا تھا تو مثل میت حاضر کے ہوا اور ہم کہتے ہین اسکی دلیل کیا ہے اور اگر ایسا ہوا بھی ہوتا تو آپ صرف اکیلے نجاشی پر نماز پڑھ لیتے صحابہ کو حکم نہ دیتے کس لیے کہ صحابہ کو اسکا جنازہ کشف نہین ہوا تھا اور تعجب ہے کہ ابو حنیفہ نے قبر پر نماز جنازہ جائز رکھی ہے حالانکہ قبر کے اندر بھی جنازہ نظر نہین آتا اور موت کے بعد قلیل اور کثیر فاصلہ سب برابر ہے اور حنفیہ نے یہ خیال نہ کیا کہ نماز جنازہ ایک دعا ہے اور دعا ہر مومن کیواسطے درست ہے غائب ہو یا حاضر ملکہ مومن غائب کے واسطے اور دعا جلدی قبول ہوتی ہے بمنطوق حدیث اور بہت اکابر اولیا سے یہ ثابت ہے کہ انہون نے نماز جنازہ میت غائب پر ادا کی چنانچہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی نے جو حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کے احباب اور اصحاب مین سے تھے بداؤن مین شیخ نجم الدین صغرے پر نماز جنازہ پڑھی جنہون نے دہلی مین انتقال کیا تھا اور حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر نے اجودہن مین حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی پر نماز پڑھی جنہون نے ملتان مین انتقال فرمایا تھا

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ ثَوَابِ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ وَمَنِ انْتَظَرَ دَفْنَھَا نماز جنازہ کا ثواب اور دفن تک شریک رہنے کا ثواب

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَلَہٗ قِیْرَاطٌ وَمَنِ انْتَظَرَ حَتّٰی یُفْرَغَ مِنْھَا فَلَہٗ قِیْرَاطَانِ قَالُوْا وَمَا الْقِیْرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اسکو ایک قیراط کا ثواب ہے اور جو شخص انتظار کرتا رہے یہانتک کہ جنازہ سے فارغ ہو (یعنے دفن وغیرہ سے) تو اسکو دو قیراط کا ثواب ہے لوگون نے عرض کیا یہ دو قیراط کیسے ہونگے آپنے فرمایا پہاڑون کے برابر

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَلَہٗ قِیْرَاطٌ وَمَنْ شَھِدَ دَفْنَھَا فَلَہٗ قِیْرَاطَانِ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِیْرَاطِ فَقَالَ مِثْلُ اُحُدٍ ثوبان سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اسکو ایک قیراط کا ثواب ہے اور جو شخص دفن میں حاضر ہووے اسکو دو قیراط کا ثواب ہے راوی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے قیراط کیا ہے آپ نے فرمایا احد کے برابر **عَنْ** اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَلَہٗ قِیْرَاطٌ وَمَنْ شَھِدَھَا حَتّٰی تُدْفَنَ فَلَہٗ قِیْرَاطَانِ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اَلْقِیْرَاطُ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ ھٰذَا ابی بن کعب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اسکو ایک قیراط کا ثواب ہے اور جو کوئی جنازے پر حاضر رہے اسکے دفن ہونے تک تو اسکو دو قیراط کا ثواب ہے قسم ہے اس شخص کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے ایک قیراط احد پہاڑ سے بڑا ہے **ف** اگرچہ قیراط نہایت ہلکا وزن ہے یعنے دانق کا آدھا اور دانق ایک درہم کا چھٹا حصہ تو قیراط درہم کا بارہواں حصہ ہوا یعنے دو رتی کا تخمیناً پر اللہ تعالےٰ کے نزدیک یہ قیراط بہت بڑا ہے وہ جو پہاڑ سے بھی وزن میں زائد ہے **باب**

مَا جَاءَ فِی الْقِیَامِ لِلْجَنَازَۃِ جنازے کو دیکھکر کھڑے ہونا **عَنْ** عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَۃَ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا لَھَا حَتّٰی تُخَلِّفَکُمْ اَوْ تُوْضَعَ عامر بن ربیعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اسکے واسطے یہانتک کہ وہ آگے نکل جاوے یا زمین پر رکھا جاوے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ مُرَّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَۃٍ فَقَامَ وَقَالَ قُوْمُوْا فَاِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ نکلا آپ کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے بھی فرمایا کھڑے ہو جاؤ اسلیے کہ موت گھبراہٹ کی بات ہے **عَنْ** عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِجَنَازَۃٍ فَقُمْنَا حَتّٰی جَلَسَ فَجَلَسْنَا جناب امیر حضرت علی مرتضےٰ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے لیے کھڑے ہوئے ہم بھی کھڑے ہو گئے یہانتک کہ آپ بیٹھے اور ہم بھی بیٹھے **عَنْ** عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اتَّبَعَ جَنَازَۃً لَمْ یَقْعُدْ حَتّٰی تُوْضَعَ فِی اللَّحْدِ فَعَرَضَ لَہٗ حَبْرٌ فَقَالَ ھٰکَذَا نَصْنَعُ یَا مُحَمَّدُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خَالِفُوْھُمْ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازے کے ساتھ جاتے تو بیٹھتے نہیں یہانتک کہ وہ قبر میں رکھا جاتا ایک یہود کا ایک عالم آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں اے محمد یہ سنکر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا خلاف کرو یہود کا **ف** تو اب یہاں دو باتیں ہوئیں ایک یہ کہ جو کوئی جنازے کے ساتھ ہو وہ نہ بیٹھے یہانتک کہ جنازہ قبر میں یا زمین پر رکھا جاوے یہ حکم تو اب تک باقی ہے چنانچہ صحیحین میں ابوسعید سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اس کے لیے اور جو کوئی جنازے کے ساتھ ہو وہ نہ بیٹھے یہانتک کہ جنازہ رکھا جاوے تو عبادہ کی حدیث اسکے خلاف نہ ہوگی اسلیے کہ یہود اسوقت تک نہ بیٹھتے جبتک جنازہ دفن نہ ہو جاتا اور ہمارے نزدیک دفن تک کھڑے رہنا ضرور نہیں ہے بلکہ جب جنازہ زمین

پر رکھدیا جاوے تو ساتھ والون کو بھی بیٹھ جانا چاہیے دوسری بات یہ ہے کہ جو کوئی جنازے کے ساتھ نہ ہو وہ اگر جنازہ آتا ہوا دیکھے اور بیٹھا ہوا ہو تو کھڑا ہو جاوے یہ حکم اب تک بعض لوگون کے نزدیک باقی ہے اور بعضون نے کہا اوائل مین آپ نے ایسا حکم دیا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور نسخ کی دلیل حضرت علی رضہ کی حدیث ہے جسکو امام مسلم نے نکالا اپنی صحیح مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے جنازے مین پھر بیٹھنے لگے دوسری روایت مین ہے کہ آنحضرت نے ہم کو حکم دیا جنازے مین کھڑے ہونیکا پھر آپ بیٹھنے لگے اور ہمکو بھی حکم دیا بیٹھنے کا نکالا اسکو امام احمد اور ابن ماجہ اور ابوداؤد اور ابن حبان نے اور ایک یہی حدیث عبادہ کی لیکن اس کے اسناد مین بشر بن ابی رافع ہے جو قوی نہین ہے اور بزار نے کہا کہ بشر متفرد ہے اسکی ساتھ اور وہ ضعیف ہے اور ہم کہتے ہین کہ ان دونو حدیثون سے بیٹھنے کی اجازت جنازے کے ساتھ والون کو دی لیکن جو شخص بیٹھا ہوا ہو اور جنازہ اوس کے سامنے سے گذرے تو اسکو کھڑا ہونا چاہیے دوسری حدیثون سے اور علت اسکی موت کی عظمت ہے جیسے ابوہریرہ کی حدیث مین ہے اور دوسری حدیث مین ہے کہ آپ ایک جنازے کے لیے کھڑے ہوئے لوگون نے کہا یہ یہودی کا جنازہ ہے آپ نے فرمایا کیا وہ جان نہین ہے غرض کوئی حدیث ایسی نہین ملتی جس سے اس قیام کا نسخ بخوبی ثابت ہو جاوے اگرچہ جمہور علماء اسکو منسوخ کہتے ہین

باب ما جاء فيما يقال اذا دخل المقابر جب کوئی قبرستان مین جاوے تو کیا کہے **عن** عائشة قالت فقدته تعني النبي صلى الله عليه وسلم فاذا هو بالبقيع فقال السلام عليكم دار قوم مؤمنين انتم لنا فرط وانا بكم لاحقون اللهم لا تحرمنا اجرهم ولا تفتنا بعدهم حضرت ام المومنین عائشہ سے روایت ہے مینے ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین پایا (بچھونے پر) پھر دیکھا تو آپ بقیع مین ہین اور فرمایا آپ نے السلام علیکم اخیر تک یعنے سلام ہو تمہارے اوپر اے گھر والو جو مومن ہین تم ہمارے پیش خیمہ ہو اور ہم تمسے ملنے والے ہین یا اللہ مت محروم کر ہمکو اُنکے ثواب سے اور مت فتنے مین ڈال ہمکو اُنکے بعد **عن** بريدة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمهم اذا خرجوا الى المقابر كان قائلهم يقول السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين والمسلمين وانا ان شاء الله بكم لاحقون نسأل الله لنا ولكم العافية بریدہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو سکھلاتے تھے جب وہ مقبرون کو جاوین تو یون کہے اُن کا کہنے والا السلام علیکم اخیر تک یعنی سلام ہو تمہارے اوپر اے گھر والو مومنون اور مسلمانون مین سے اور ہم خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہین ہم اللہ سے مانگتے ہین اپنے لیے اور تمہارے لیے تندرستی کو **ف** ایک روایت مین یون ہے کہ آپ نے فرمایا السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر یعنے سلام ہو تمہارے اوپر اے قبر والو اللہ بخشے ہمکو اور تم کو تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پچھلے ہین

باب ما جاء في الجلوس في المقابر قبرستان مین بیٹھنے کا بیان **عن** البراء بن عازب قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في جنازة فقعد حيال القبلة براء بن عازب سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازے مین تو آپ قبلہ کیطرف بیٹھے **ف** روضہ مین ہے کہ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ زائر

کو قبلے کیطرف منہ کرکے بیٹھنا سنت ہے عن البراء بن عازب قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
في جنازة فانتهينا الى القبر فجلس وجلسنا كأن على رؤوسنا الطير براء بن عازب سے روایت ہے ہم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازے میں جب قبر کے پاس پہنچے تو آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں
پر چڑیاں ہیں ف یعنے خاموش سر جھکا کر بیٹھے صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہمیشہ اسیطرح بیٹھتے تھے +

باب ما جاء في ادخال الميت القبر مردے کو قبر کے اندر کیونکر لینا چاہیے عن ابن عمر قال كان النبي
صلى الله عليه وسلم اذا ادخل الميت القبر قال بسم الله وعلى ملة رسول الله وقال ابو خالد مرة اذا وضع
الميت في لحده قال بسم الله وعلى سنة رسول الله وقال هشام في حديثه بسم الله وفي سبيل
الله وعلى ملة رسول الله عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو قبر کے اندر لیجاتے تو
فرماتے بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ دوسری روایت میں یوں ہے بسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ تیسری روایت میں یوں ہے بسم
اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ عن ابي رافع قال سل رسول الله صلى الله عليه وسلم سعدا ورش على
قبره ماء ابو رافع سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو سر کی طرف سے قبر میں کھینچا اور انکی قبر
پر پانی چھڑکا ف اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ میت کو قبر کے اندر کیونکر لیجانا چاہیے شافعی اور اہل حدیث کا یہ قول
ہے کہ جنازے کو قبر کے پائتین رکھکر مردے کو سر کی طرف سے برابر قبر میں لانا چاہیے اور دلیل اسکی ایک یہ حدیث ہے دوسرے
ابوداؤد نے نکالا کہ عبداللہ بن یزید نے ایسا ہی کیا ایک میت میں اور کہا یہی سنت ہے اور شافعی نے ابن عباس سے اور ابوبکر
نجاد نے ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں اتارے گئے سر کی طرف سے اور ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ جنازے
کو قبلے کیطرف رکھکر اسطرف سے میت کو قبر میں اتارین اور بیہقی نے ابن عباس اور ابن مسعود اور بریدہ سے روایت کیا کہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسیطرح اتارے گئے قبر میں لیکن بیہقی نے ان روایتوں کو ضعیف کیا عن ابي سعيد ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم اخذ من قبل القبلة واستقبل استقبالا ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبلے کیطرف سے لیے گئے قبر میں جیسے امام ابوحنیفہ کہتے ہیں اور آپکا چہرہ مبارک قبلے کیطرف کیا گیا عن سعيد بن المسيب
قال حضرت ابن عمر في جنازة فلما وضعها في اللحد قال بسم الله وفي سبيل الله وعلى ملة رسول الله
صلى الله عليه وسلم فلما اخذ في تسوية اللبن على اللحد قال اللهم اجرها من الشيطان ومن عذاب
القبر اللهم جاف الارض عن جنبيها وصعد روحها ولقها منك رضوانا قلت يا ابن عمر اشيء سمعته من
رسول الله صلى الله عليه وسلم ام قلته برايك قال اني اذا لقادر على القول بل شيء سمعته من رسول الله
صلى الله عليه وسلم سعید بن مسیب سے روایت ہے میں ابن عمر کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر تھا جب انہوں نے اسکو قبر میں
رکھا تو کہا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اینٹیں قبر پر برابر کرنے لگے تو کہا اللہم اجرہا من

الشیطان ومن عذاب القبر اللھم جاف الارض عن جنبیھا وصعد روحھا ولقھا منک رضوانا یعنے یا اللہ بچا تو اسکو شیطان سے
اور قبر کے عذاب سے یا اللہ جدا رکھہ زمین کو اوسکی پسلیوں سے (یعنے زمین ملکر اسکی پسلیاں نہ توڑے جیسے دوسری حدیث مین
اس عذاب کا ذکر ہے اعاذنا اللہ منہ) اور چڑھا لے اسکی روح کو اور اپنی رضامندی اس سے ملا مین نے کہا ای ابن عمر یہ دعا تمنے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی یا اپنی راے سے پڑھی انہون نے کہا اگر ایسا ہو (یعنے اپنی راے سے مین کوئی دعا پڑھون
تو مجھے اختیار ہوگا جو چاہون کہون (حالانکہ ایسا نہین ہے شریعت مین گھٹانے بڑہانیکا کسی کو اختیار نہین ہے یہ
شارع علیہ السلام ہی کا منصب ہے) بلکہ مین نے اس دعا کو جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے **باب**
مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ اللَّحْدِ قبر مین لحد بنانا اولی ہے اور ضرح یعنے شق بھی جائز ہے **ف** لحد کہتے ہین بغلی
قبر کو اور ضرح اور شق اور صندوقی قبر کو جو بہت مشہور ہے تو لحد کو اولی رکھا ہے اسوجہ سے کہ مردے پر مٹی گرانا اس مین نہین
ہوتا جو اکرام اور ادب کے خلاف ہے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّحْدُ
لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بغلی قبر ہمارے
لیے ہے اور صندوقی اورون کے لیے **ف** اس سے صندوقی کی ممانعت مقصود نہین ہے کیونکہ اگر صندوقی قبر منع ہوتی
تو ابو عبیدہ جو اجلاے صحابہ مین سے تھے اسکو کیون بنایا کرتے اور صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بعد انکے
بلانیکے واسطے نہ بھیجتے بلکہ یہ غرض ہے کہ لحد اولے ہے شق سے **عَنْ** جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا جریر بن عبد اللہ بجلی سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عَنْ** سَعْدٍ
اَنَّهُ قَالَ اَلْحِدُوْا لِيْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا فُعِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سعد بن
ابی وقاص نے کہا (مرتے وقت) میرے لیے لحد بناؤ اور کچی اینٹون سے اسکو بند کرو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا
تھا **باب** مَا جَاءَ فِي الشَّقِّ شق یعنے صندوقی قبر کا بیان **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَلْحَدُ وَآخَرُ يَضْرَحُ فَقَالُوْا نَسْتَخِيْرُ رَبَّنَا وَنَبْعَثُ اِلَيْهِمَا فَاَيُّهُمَا
سُبِقَ تَرَكْنَاهُ فَاُرْسِلَ اِلَيْهِمَا فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحْدِ فَلَحَدُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انس بن مالک
سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو مدینہ مین قبر بنانے والے دو شخص تھے ایک لحد بناتا تھا
دوسرا ضریح (یعنے صندوقی) صحابہ نے کہا ہم اللہ سبحانہ وتعالی سے بھلائی مانگتے ہین اور دونون کو بلا بھیجتے ہین
پھر جو کوئی پہلے آوے اسکو ہم کام مین لگا دینگے (اور معلوم ہو جاویگا کہ اللہ تبارک وتعالی کے نزدیک وہی بہتر تھا
جو اسنے اپنے نبی کے لیے تجویز کیا) آخر دونون بلائے گئے اور لحد بنانیوالا پہلے آیا تو لحد بنائی گئی آپ کیلیے۔
ف ابو طلحہ لحد بناتے تھے اور ابو عبیدہ ضریح جیسے دوسری روایت مین ہے **عَنْ** عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَمَّا مَاتَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوْا فِي اللَّحْدِ وَالشَّقِّ حَتّٰى تَكَلَّمُوْا فِيْ ذٰلِكَ وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمْ

فَقَالَ عُمَرُ لَا تَصْخَبُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا فَأَرْسَلُوا إِلَى الشَّقَّاقِ وَاللَّاحِدِ جَمِيعًا فَجَاءَ اللَّاحِدُ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دُفِنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ام المومنين جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی تو لوگون نے اختلاف کیا کہ آپ کی قبر بغلی بنے یا صندوقی اور باتین کرنا شروع کین یہانتک کہ انکی آوازین بلند ہوئین حضرت عمر نے کہا مت شور کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ زندگی مین آپکے نہ وفات کے بعد کیونکہ وفات کے بعد بھی آپکا ویسا ہی ادب ہے اور آپ درحقیقت زندہ ہین یا ایسا ہی کچھ کہا آخر لوگون نے بغلی والے اور صندوقی والے دونون کو بلا بھیجا لیکن بغلی والا آگیا تو بغلی قبر طیار کی گئی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے پھر آپ دفن کیے گئے اسمین **ف** صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الی یوم القیام اللھم صل علی قبرہ فی القبور وعلی روحہ فی الارواح وعلی جسدہ فی الاجساد **بَاب** مَا جَاءَ فِي حَفْرِ الْقَبْرِ قبر خوب گہری کھودنا **عَنِ** الْأَدْرَعِ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ جِئْتُ لَيْلَةً أَحْرُسُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَجُلٌ قِرَاءَتُهُ عَالِيَةٌ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا مُرَاءٍ قَالَ فَمَاتَ بِالْمَدِينَةِ فَفَرَغُوا مِنْ جِهَازِهِ فَحَمَلُوا نَعْشَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفُقُوا بِهِ رَفَقَ اللّٰهُ بِهِ إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ وَحَفَرَ حُفْرَتَهُ فَقَالَ أَوْسِعُوا لَهُ أَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقَدْ حَزِنْتَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَجَلْ إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ادرع اسلمی سے روایت ہے مین ایک رات کو آیا چوکیداری کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شخص بلند آواز سے قرآن پڑھ رہا تھا آپ باہر نکلے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ریاکار معلوم ہوتا ہے پھر وہ مرگیا مدینہ مین لوگون نے اسکا جنازہ طیار کیا اور اسکی نعش کو اٹھایا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نرمی کرو اسکے ساتھہ اللہ بھی اسکے ساتھہ نرمی کرے کیونکہ وہ دوست رکھتا تھا اللہ اور اسکے رسول کو پھر اسکی قبر کھودی گئی تو آپنے فرمایا کشادہ کرو قبر اسکی اللہ اسپر کشادگی کرے یہ سنکر بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپکو رنج ہے اسکی مرنے سے آپنے فرمایا ہان وہ محبت رکھتا تھا اللہ اور اسکے رسول سے **ف** ادرع نے جو اسکو ریاکار قرار دیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماکر انکا خیال رد کیا اور آپنے بتلا دیا کہ وہ سچا مومن اور نیک آدمی تھا اور آپنے اسی وقت جو ادرع کو تنبیہ نکی اس مین کوئی حکمت ہوگی اس حدیث سے یہی نکلا کہ قرأت اور ذکر الٰہی جہر کے ساتھہ بھی درست ہے بشرطیکہ ریا کی نیت نہو **عَنْ** هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَحْسِنُوا ہشام بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر کو خوب کھودو اور کشادہ رکھو اور اچھی بناؤ **بَاب** مَا جَاءَ فِي الْعَلَامَةِ عَلَى الْقَبْرِ قبر پر نشان کرنا **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَ قَبْرَ عُثْمَانَ ابْنِ مَظْعُونٍ بِصَخْرَةٍ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی قبر کا نشان کیا ایک پتھر سے **ف** تو قبر کے سرہانے ایک پتھر نشانی کے لیے لگا دینا سنت ہے بس یہی کافی ہے اب قبر کو زیادہ بلند کرانا یا اسپر عمارت یا گنبد بنوانا یا اسکو گچ سے پختہ کرنا یا اسپر کتبہ کرنا یا اسپر چراغ لگانا چادر چڑھانا صندل چڑھانا یہ سب اہی اور بدعت کی رسمین

ہین اور ان مین سے بعض کامون کی ممانعت صاف احادیث صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ قبر کا ایک بالشت سے زیادہ اونچا کرنا اہل حدیث نے ناجائز رکہا ہے اور اسپر دلیل حضرت علی کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو بہیجا اس کام پر کہ جو کوئی مورت دیکہین اوسکو میٹ دیوین اور جو قبر اونچی دیکہین اُسکو زمین کے برابر کر دین نکالا اوسکو مسلم اور امام احمد اور اصحاب سنن نے اور سعید بن منصور اور بیہقی نے امام محمد باقر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی چہڑکا اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر اور کنکر ڈالی اور ایک بالشت اسکو اونچا کیا علامہ ابو الطیب نے کہا اونچی قبرون پر انکار کرنا اور انکا زمین کے برابر کر دینا واجب ہے مسلمانون پر کیونکہ قبر کا اونچا کرنا خلاف شرع کام ہے اور یہ ثابت ہے ابو الہیاج کی حدیث سے کہ حضرت علی نے ان سے کہا مین تجہ کو بہیجتا ہون اُس کام پر جسکے لیے آنحضرت نے مجہکو بہیجا تہا کہ جب کوئی مورت دیکہون تو اُسکو میٹ دون اور جہان اونچی قبر دیکہون اُسکو زمین کے برابر کر دون اور کوئی فرق نہین ہے اس باب مین نبی اور غیر نبی اور ولی اور غیر ولی اور صالح اور شقی کی قبر مین کیلیے کہ ایک جماعت صحابہ کی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین مری اور انکی قبرین اونچی نہین کی گئین بلکہ آپنے حضرت علی کو یہ حکم دیا کہ جو کوئی قبر اون مین سے اونچی ہو اُسکو وہ زمین کے برابر کر دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہی قبر کو آپکے اصحاب نے اونچا نہین کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری ارشاد یہ تہا کہ لعنت کرے اللہ یہود پر انہون نے اپنے نبیون کے قبرون کو مسجد بنا لیا اور آپ نے منع کیا اپنی قبر کو بت بنانے سے تو صلحا اور علما کو اوسپر عمل کرنا چاہیے جسکی ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اب یہ کہنا کہ صلحا اور اولیا رالله کی قبرین اس حکم سے مستثنے ہین اہل علم کے لائق نہین ہے اگر یہ صلحا اور اولیا رالله زندہ ہوتے تو قبرون کو بلند کرنے سے اور انپر آرایش کرنے سے نہایت خفا ہوتے اسلیے کہ بدعت انکو کبہی پسند نہ تہی اور جو کوئی اسبات سے رضی ہو کہ اسکی قبر خلاف شرع بنائی جاوے مثلاً اسپر عمارت یا آراستگی کیجاوے تو وہ فاضل نہین ہے اور عالم کو اسکا علم روکتا ہے اسبات سے کہ اسکی قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے خلاف ہو تو کس قدر قبیح ہے یہ بدعت جسکو جاہل مسلمانون نے نکالا ہے قبرون کا آراستہ کرنا انکو مضبوط بنانا اور کسقدر جلد ان مسلمانون نے آنحضرت کی وصیت اور آخری ارشاد کا خلاف کیا اور آپکے حکم کے خلاف آپکی قبر شریف پر گنبد بنوایا اور اسکو آراستہ کیا اور جس عالم نے جائز رکہا اس کام کو صلحا اور اہل فضل کے لیے اوس نے بدعت کی تائید کی اور اگر انکو زیارت کی ضرورت نے اس کام پر مائل کیا تو یہ ضرورت رفع ہو سکتی تہی کسی ایک نشانی سے مثلاً ایک پتہر یا لکڑی کے کہڑے کر دینے سے اور افسوس ہے کہ ان لوگون کو دنیا کی زندگی مین جو بدعات کیا کرتے تہے وہ کافی نہین ہوئین اور انہون نے مرنے کے بعد بہی بدعت نہ چہوڑی تاکہ قیامت تک نشانی رہے اس امر کی کہ وہ زندگی مین بہی بدعتی تہے لاحول ولا قوة انتہے مختصراً مترجم کہتا ہے اگر تم انصاف چاہتے ہو اور حق کی پیروی کرتے ہو تو حق تو یہی ہے کہ آنحضرت صلعم نے قبر کے پختہ کرنے سے اُسپر عمارت بنانے سے کتبہ کرنے سے اسپر چراغ لگانے سے ان سب باتون سے منع کیا ہے اور اس ممانعت مین کسی کی تخصیص نہین کی خواہ صلحا ہون یا شہدا یا اولیا اور حضرت ابراہیم آپکے صاحبزادے سے زیادہ کسی ولی کا درجہ نہین ہو سکتا اسیطرح حضرت عثمان بن مظعون سے جو مہاجرین اولین مین سے تہے

مگر حضرتؐ نے انکی قبرین اونچی نہ کین نہ انکو پختہ کیا اور صحابہ نے بھی حضرتؐ کی قبر شریف کو نہ اونچا کیا نہ پختہ لیکن بعد والون نے کیا جو کیا اسکا سو اندہ انکی گردن پر ہے اب اگر یہ کہتے ہو کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی کو جن قبرون کے برابر کردینے کا حکم دیا تہا وہ مشرکون کی قبرین تہین تو ہم کہین گے کہ اس تخصیص کی دلیل کیا ہے حدیث مین ولا قبرا مشرفا نکرہ ہے تحت النفی اور وہ عام ہے شامل ہے ہر قبر کو اور اگر ایسا ہوتا تو حضرت علی اپنے زمانہ مین ابو الہیاج کو یہ حکم مطلق نہ دیتے کیونکہ ان کے زمانے تک صدہا مسلمان بھی انتقال کر چکے تہے اور انکی قبرین بن گئین تہین پس اگر یہ حکم خاص ہوتا مشرکون سے تو حضرت علی صاف اسکی تصریح کردیتے اور اپنے زمانے مین عام حکم ہر اونچی قبر کو زمین کے برابر کرنے کا نہ دیتے اور افسوس ہے ان لوگون کی عقلون پر جو بزرگون کی بزرگی کا لحاظ رکہتے ہین لیکن آنحضرتؐ کے ارشاد کا کچھ نہین لحاظ رکہتے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اونچی قبر کو برابر کردینے کا حکم فرمادیا ہے تو اگر ہم اس حدیث کی موجب کسی بزرگ یا ولی یا شہید کی بھی قبر برابر کردین گے تو ہم کو ثواب اور اجر ہی حاصل ہوگا اور ان بزرگ کی روح بھی ہم سے خوش اور شاد ہی ہوگی نہ ناراض اور ناخوش اور بالفرض اگر ناراض بھی ہو تو حضرتؐ کی رضامندی اور خوشی تمام جہان کی خوشی پر مقدم ہے کیا تم لوگون کو سلطان محمود غزنوی کا وہ امتحان یاد نہین جب انہون نے اور غلامون کو ایک موتی بیبہا کو ریزہ ریزہ کرنے کا حکم دیا لیکن ہر ایک غلام نے اس مین عذر کیا اور پس و پیش کیا اس خیال سے کہ ایسا بیش قیمت موتی اس بیدردی کے ساتھ کیونکر توڑا جاوے آخر سلطان نے ایاز غلام کو بلایا جو منظور نظر خاص تہا اور اسکو حکم دیا اس نے فورًا ایک پتہر سے اس موتی کو پاش پاش کردیا دوسرے غلامون نے اسکو ملامت کی تو ایاز نے کہا ایسے کروڑ موتی توڑ ڈالنا بہتر ہے اپنے آقا کے حکم کی نافرمانی کرنے سے ہاں یہی مثال ہے مومنین مخلصین اور عاشقین صادقین خدا اور رسول کی وہ شرع کے کام پورے کرنے مین نہ کسی کی ملامت اور عیب جوئی سے ڈرتے ہین نہ کسی کی ناخوشی سے خوف کرتے ہین لیکن جاہل بدعتی ہمیشہ ایسے لوگون کو مطعون کرتے ہین اور یہ بہانہ لوگون مین پیش کرتے ہین کہ ان کو بزرگون کا ادب اور لحاظ نہین ہے جب محمد بن عبد الوہاب نے مکہ معظمہ مین آنکر تمام اونچی قبروان اور گنبدون کو حدیث کے موافق زمین دوز کردیا تہا تو اسی قسم کے جاہل مولوی انکے بھی دشمن ہوگئے تہے اور ان کو مطعون کیا گیا یہانتک کہ ترکون سے مل ملا کر انکے خلاف شریعت حکومت کو قبول کیا اور محمد بن عبد الوہاب کے طریقہ والون کی حکومت کو جس مین نری شریعت کی پابندی تہی ان بے ایمانون نے اوڑایا خدا ان سے سمجہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُوْرِ وَتَجْصِيْصِهَا وَالْكِتَابَةِ عَلَيْهَا

قبرون پر عمارت بنانیکی ان کے پختہ کرنے کی اور ان پر کتبہ کرنے کی ممانعت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَقْصِيْصِ الْقُبُوْرِ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبرون کو گچ کرنے سے **ف** یعنی پختہ چونے سے بنانے سے البتہ کچی مٹی کا گلاوہ جائز ہے یہی منقول ہے امام حسن بصری سے اور فتاوی خانیہ مین ہے کہ قبرون پر مٹی کا گلاوہ کرنے مین قباحت نہین ہے لیکن کرخی نے اسکا بہی خلاف کیا ہے اور بعض لوگ ایسا کرتے ہین کہ قبر کو کچا رکہتے ہین لیکن اسکے گرد چبوترہ پختہ گچ سے بنا دیتے ہین بظاہر اس مین بہی

قباحت معلوم نہین ہوتی **عن** جابر رضہ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکتب علی القبر شیٔ جابر سے روایت ہی منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر کچھ لکھنے سے **ف** اگرچہ آیات قرآنی ہی ہون یا تاریخ وفات ہو یا میت کا نام ہو جیسے اس زمانہ مین عادت ہے **عن** ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان یبنی علی القبر ابوسعید خدری سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قبر پر عمارت بنانے سے **ف** خواہ کچی ہو یا پختہ گنبد ہو یا اور کچھ ملا علی قاری نے کہا کہ بعض سلف نے مشائخ اور مشہور علما کی قبرون پر بنا جائز رکھی ہے زیارت کرنیوالون کے آرام کے لیے اور ہم کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس سے منع کیا اب سلف کو کیا اختیار ہی کہ وہ جائز رکھین اگر انھون نے جائز بھی کہا تو ان کا قول حدیث کے خلاف گوزشتر ہے اور اگر زیارت کرنیوالون کا آرام منظور ہے تو قبر پر عمارت بنانیکی کیا ضرورت ہی اسکے قریب کوئی جلسے ہو اور حوض زائرین وہان آرام پایا کرین **باب** ما جاء فی حثو التراب فی القبر قبر مین مٹی ڈالنا جب مردہ دفن ہو چکے **عن** ابی ھریرۃ رضہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی جنازۃ ثم اتی قبر المیت فحثی علیہ من قبل راسہ ثلثا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے پر نماز پڑھی پھر آپ میت کی قبر پر تشریف لائے اور اسکے سرھانے سے تین لپ مٹی کے اسپر ڈالے **ف** امام احمد نے باسناد ضعیف روایت کیا کہ پہلے لپ پر یہ پڑھا منھا خلقنکم دوسری لپ پر وفیھا نعیدکم تیسری لپ پر ومنھا نخرجکم تارۃ اخری **باب** ما جاء فی النھی عن المشی علی القبور والجلوس علیھا قبرون پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجلس احدکم علی جمرۃ تحرقہ خیر لہ من ان یجلس علی قبر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مین سے کوئی ایک انگاری پر بیٹھے جو اسکو جلا دیوے تو بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے **ف** اکثر علما کے نزدیک بیٹھنے سے ظاہری معنے مراد ہے کیونکہ اس مین تذلیل ہے میت کی اور ابوحنیفہ اور مالک سے منقول ہے کہ قبر پر بیٹھنا جائز ہے اور حدیث مین بیٹھنے سے مراد پاخانہ یا پیشاب کے لیے بیٹھنا مراد ہے اور اسکی دلیل وہ حدیث ہی جو آگے آتی ہے ابن الہمام نے کہا قبر کے پاس سونا اور پاخانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہی اسیطرح ہر ایک بات جو حدیث سے ثابت نہین ہے اور جو ثابت ہی وہ اسیقدر ہے کہ قبر کی زیارت کرے اور کھڑے کھڑے وہان دعا کرے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے جب بقیع کو جاتے اور فرماتے السلام علیکم دار قوم مومنین رحمہ اللہ البالغین ہے بیٹھنے سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ قبر کی مجاورت اختیار نہ کرے اور بعضون نے کہا قبر کو روندے نہین اور اس صورت مین گویا قبر کی عزت کرنیکا حکم دیا اور حاصل یہ ہے کہ توسط بہتر ہے نہ اتنی تعظیم کرے جو شرک کے قریب ہو جاوے اور نہ اہانت اور بے پروائی کرے **عن** عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم وما ابالی اوسط القبر قضیت حاجتی او وسط السوق عقبہ بن عامر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین ایک انگارے پر یا تلوار

پر چلون یا اپنا جوتا پاؤن سے ٹانکون (یعنے بہت تکلیف اٹھاؤن کیونکہ پاؤن سے جوتا ٹانکنا مشکل ہے) تو یہ مجھکو زیادہ پسند ہے اس
سے کہ ایک مسلمان کی قبر پر چلون اور مین پرواہ نہین رکہتا قبر کے بیچ مین حاجت پوری کرون (یعنے پیشاب اور پأخانہ) یا بیچا
بیچ بازار مین **ف** مطلب یہ ہے کہ بیچا بیچ بازار مین آدمی کسیطرح پأخانہ نہین پہر سکتا لوگون کی شرم سے پس ایسا ہی مردون
سے بہی شرم کرنا چاہیے اور قبرستان مین پأخانہ نہین پہرنا چاہیے اور جو کوئی قبرون کے بیچ مین پأخانہ پہرے وہ بیچ بازار
مین بہی پہرنے سے شرم نہ کرے **باب** مَا جَاءَ فِي خَلْعِ النَّعْلَيْنِ فِي الْمَقَابِرِ قبرستان مین جوتا اتارنا **عَنْ** بُشَيْرِ
ابْنِ الْخَصَاصِيَةِ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَصَاصِيَةِ مَا تَنْقِمُ عَلَى اللّٰهِ
أَصْبَحْتَ تُمَاشِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَنْقِمُ عَلَى اللّٰهِ شَيْئًا كُلُّ خَيْرٍ قَدْ آتَانِيهِ
اللّٰهُ فَمَرَّ عَلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ أَدْرَكَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَرَّ عَلَى مَقَابِرِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرٌ
كَثِيرٌ قَالَ فَالْتَفَتَ فَرَأَى رَجُلًا يَمْشِي بَيْنَ الْمَقَابِرِ فِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ أَلْقِهِمَا بشیر بن خصاصیہ سے
روایت ہے مین ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تہا آپنے فرمایا اے خصاصیہ کے بیٹے تم کس بات کو ناپسند کرتے
ہو اللہ کیطرف سے حالانکہ تم چل رہے ہو اللہ کے رسول کے ساتھ (یعنے اتنی بڑی نعمت اُس نے تمکو عطا فرمائی) مین نے عرض کیا
یا رسول اللہ مین تو اللہ جل جلالہ کی کسی بات کو ناپسند نہین کرتا اُس نے ہر ایک بہلائی مجھکو عطا فرمائی پہر آپ مسلمانون کی قبرون
پر سے گذرے اور فرمایا ان لوگون نے بہت بہلائی کو پایا (کہ زندہ رہے یہانتک کہ اللہ کے رسول کو پایا اُس پر ایمان لائے) اور
مشرکون کی قبرون پر گذرے تو فرمایا یہ لوگ بڑی بہلائی سے پہلے ہی گذر گئے (یعنے رسول کا زمانہ انہون نے نہین پایا) پہر
جو آپنے دیکہا تو ایک شخص جوتے پہنے ہوئے قبرون کے بیچ مین چل رہا تہا آپنے فرمایا اے جوتیون والے اپنی جوتیان اوتار
ف اس حدیث سے بعضون نے جوتیان پہنکر قبرون مین چلنا مکروہ رکہا ہے اور بعضون نے کہا وہ جائز ہے دوسری حدیث
سے کہ میت لوٹنے والون کی جوتیون کی آواز سنتی ہے اور ممکن ہے کہ کراہت تنزیہی ہو یا دوسری حدیث کا یہ مقصد ہو کہ
جب قبرستان کے باہر جوتیان پہنکر لوٹتے ہین **عَنْ** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ يَقُولُ
حَدِيثٌ جَيِّدٌ وَرَجُلٌ ثِقَةٌ عبد الرحمان بن مہدی نے کہا عبد اللہ بن عثمان اس حدیث کو عمدہ کہتے تہے اور خالد بن سمیر
اسکے راوی کو ثقہ کہتے تہے **باب** مَا جَاءَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ قبرون کی زیارت کرنا کیسا ہے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیارت کرو قبرون کی اس سے آخرت کی یاد ہوتی ہے **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے رخصت دی قبرون کی زیارت مین **عَنْ** ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ
نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ ابن مسعود سے روایت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمکو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے اب زیارت کرو انکی کیونکہ اس سے دنیا سے نفرت ہوتی ہے اور آخرت کی رغبت ہوتی ہے **ف** پہلا آپ نے شرک کا زمانہ قریب ہونیکی وجہ سے قبروں کی زیارت سے بھی منع کر دیا تھا جب ایمان خوب دلوں میں جمگیا اور شرک کا خوف نرہا تو آپ نے اسکی اجازت دی ترمذی کی روایت میں ہے کہ محمد کو بھی اذن ہوا انکی ماں کی قبر کی زیارت کرنے کا اب یہ اذن عام ہے عورت اور مرد دونوں کے لیے یا صرف مردوں کے خاص ہے اسکی بحث آگے آتی ہے

باب ماجاء فی زیارة قبور المشرکین مشرکون کی قبروں کی زیارت **عن** ابی ہریرة رض قال زار النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر امہ فبکی وابکی من حولہ فقال استاذنت ربی فی ان استغفر لها فلم یاذن لی واستاذنت ربی فی ان ازور قبرها فاذن لی فزوروا القبور فانها تذکرکم الموت ابوہریرہ رض سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی (حضرت آمنہ کی) تو آپ روئے اور جو لوگ آپکے گرد تھے انکو بھی رلایا پھر فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی اپنی ماں کے لیے استغفار کرنیکی (یعنے بخشش کی دعا کرنے کی) تو اللہ جل جلالہ نے مجھکو اجازت نہ دی (بلکہ قرآن میں منع فرمایا مشرکوں کے لیے استغفار کرنے سے) اور میں نے اجازت مانگی اپنے رب سے اپنی ماں کے قبر کی زیارت کرنے کے تو اجازت دی مجھکو سو تم زیارت کرو قبروں کی کس لیے کہ وہ موت یاد دلاتی ہے تمکو **عن** ابن عمر قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ان ابی کان یصل الرحم وکان وکان فاین هو قال فی النار قال فکانه وجد من ذلك فقال یا رسول اللہ فاین ابوك قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیث ما مررت بقبر مشرك فبشره بالنار قال فاسلم الاعرابی بعد وقال لقد کلفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعبا ما مررت بقبر کافر الا بشرته بالنار عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے ایک گنوار آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میرا باپ ناطہ جوڑتا تھا (یعنے عزیزوں سے سلوک کرتا تھا) اور اس میں ایسی ایسی باتیں تھیں (یعنے اسکی تعریفیں بیان کیں) تو وہ اب کہاں ہے آپ نے فرمایا دوزخ میں ہے عبداللہ نے کہا اس بات سے شاید اوس گنوار کو رنج ہوا تو اُس نے کہا آپکے باپ کہاں ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جب تو کسی مشرک کی قبر پر گذرے تو اسکو مبارک باد دے دوزخ کی عبداللہ نے کہا اسکے بعد پھر وہ گنوار مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تکلیف مجھپر ڈالدی اب جب میں کسی کافر کی قبر پر گذرتا ہوں تو اسکو مبارکباد دیتا ہوں دوزخ کی **ف** گویا آپ نے یہ فرمایا کہ ہر ایک کافر کو دوزخ کی بشارت دے اسکا جواب یا جو اُس نے پوچھا تھا کہ آپکے والد کہاں ہیں یعنے میرے باپ بھی دوزخ میں ہیں اس امر پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور آپکے چچا ابوطالب کفر پر مرے اور اسلیے یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ وہ جنت میں ہونگے بلکہ صحیح حدیثوں میں ابوطالب کے لیے وارد ہے کہ ان پر بہت ہلکا عذاب ہے جب بھی انگار کی دو جوتیاں انکو پہنائی گئیں ہیں جس سے انکا دماغ جوش مارتا ہے معاذ اللہ کفر اور شرک ایسی خراب چیز ہے کہ نبی کی قرابت قریبہ بھی کچھ کام نہ آئی اور اللہ جل جلالہ کا کارخانہ

ایسی ہی بے نیازی کا ہے جو قاعدہ اُس نے باندہ دیا اُسمین بڑے اور چھوٹے برابر ہین اب امام سیوطی نے بعض ضعیف حدیثون سے یہ نکالا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین دوبارہ زندہ ہوئے اور وہ آپ پر ایمان لائے اگر یہ حدیثین درست ہون تو یہ حدیث شاید اس سے پہلی کی ہوگی غرض اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اصل حال کیا ہے پر ادب کا مقتضی یہ ہے کہ حضرت صلعم کے والدین اور آپکے عم بزرگوار حضرت ابوطالب کا نام عظمت اور بزرگی کے ساتھ لیوین اور اُنکے حال سے سکوت کرین اللہ جل جلالہ کی قدرت بھی اتنی بڑی ہے کہ اگر وہ چاہے تو تمام کافرون اور مشرکون کو جنت عطا فرماوے اور تمام مومنون اور صالحون کو دوزخ مین لیجاوے کوئی اُسکے کارخانہ کبریائی مین چون وچرا نہین کرسکتا **باب** مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُوْرَ عورتون کو قبرون کی زیارت کرنا کیسا ہے **عَنْ** حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ حسان بن ثابت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اون عورتون پر جو قبرون کی زیارت کو جاوین **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی روایت ہے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ ابوہریرہ رض سے روایت بھی ایسے ہی ہے **ف** اسحدیث کو ترمذی اور احمد اور ابن حبان نے بھی نکالا اور کہا ترمذی نے وہ صحیح ہے اور ان حدیثون سے یہ امر قوی ہوتا ہے کہ عورتون کو قبرون کی زیارت کرنا منع ہے اور اثرم نے سنن مین اور حاکم نے حضرت عائشہ رض سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون کو اجازت دی قبرون کی زیارت کی اور ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رض نے اس رخصت کو اسحدیث سے نکالا ہو جو اوپر گذری کہ مین نے تم کو منع کیا تھا قبرون کی زیارت سے تو اب زیارت کرو کیونکہ جب رخصت دی تو عورت اور مرد سب رخصت مین داخل ہوگئے اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ عام رخصت خاص ممانعت کی معارض نہین ہوسکتی لیکن مؤید ہے جواز کے وہ روایت جو صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رض سے مروی ہے انہون نے کہا یا رسول اللہ مین کیا کہون جب قبرون کی زیارت کرون آپنے فرمایا یون کہہ السلام علی اہل الدیار من المومنین اخیر حدیث تک اور حاکم نے روایت کیا کہ حضرت فاطمہ زہرا اپنے چچا حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کیا کرتین ہر جمعہ کو اور دونون طرف کی دلیلون مین یون جمع ہوسکتا ہے کہ ممانعت اُن عورتون کے لیے ہے جو زیارت کے وقت نوحہ وغیرہ کرین اور اواز اُن عورتون کے لیے ہے جو خلاف شرع کام نہ کرین **مین کہتا ہون** جواز کے لیے دلیل لی گئی ہے اذن عام سے اور جو شخص علم اصول کو جانتا ہو وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ ممانعت کی حدیثین بہت سخت ہین یہان تک کہ لعنت کا لفظ اس مین وارد ہوا ہے اور دوسری احادیث صحیحہ سے عورتون کو جنازے کے ساتھ جانیکی ممانعت آئی ہے تو قبرون کی زیارت بطریق اولے انکو منع ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمین بہت سختی کی یہانتک کہ حضرت فاطمہ سے فرمایا اگر میت کے لوگون کے ساتھ قبرستان تک جاتی تو جنت کا مونہ نہ دیکھتی یہانتک کہ تیرے باپ کے دادا اسکو دیکھتے تو اذن عام کی حدیثون کو یہ حدیثیں خاص کردینگی اور اذن عام مین صرف مرد باقی رہین گے البتہ اسصورت مین حضرت عائشہ کی حدیث جو اوپر گذری کہ آنحضرت صلعم نے

انکو زیارت کے وقت یہ دعا تبلائی السلام علی اہل الدیار من المومنین اخیر تک مشکل ہوگی اور یہ حدیث جو بخاری سنے نکالی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک عورت پر سے گذرے جو رو رہی تھی ایک قبر پر اور آپنے انکار نہ کیا اسپر قبر کی زیارت کی وجہ سے قرطبی سنے کہا لعنت خاص ہے اُن عورتوں سے جو بہت زیارت کو جایا کرین کیونکہ اس مین مبالغہ کا صیغہ منقول ہے یعنے زوارات اور شاید وجہ اسکی یہ ہوگی کہ جب عورت اکثر زیارت کو جاویگی تو مرد کے کاموں اور ضرورتوں مین خلل واقع ہوگا (رر وضہ) **مترجم** کہتا ہی تو یہ مسئلہ مشکل ہے اور احتیاط اسی مین ہے کہ عورتین زیارت کے لیے نہ جاوین اور اسباب مین علما نے مفصل رسالے لکھے ہین

باب مَاجَاءَ فِي اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا **عَنْ** اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ نُهِيْنَا عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا ام عطیہ سے روایت ہے ہم منع کیے گئے جنازون کے ساتھ جانے سے لیکن ہمکو تاکید نہین ہوئی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے جمہور کا یہی قول ہے اور بعضوں کے نزدیک یہ امر حرام ہے **عَنْ** عَلِيٍّ رض قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا النِّسْوَةُ جُلُوْسٌ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُنَّ قُلْنَ نَنْتَظِرُ الْجَنَازَةَ قَالَ هَلْ تَغْسِلْنَ قُلْنَ لَا قَالَ هَلْ تَحْمِلْنَ قُلْنَ لَا قَالَ هَلْ تُدْلِيْنَ فِيْمَنْ يُدْلِيْ قُلْنَ لَا قَالَ فَارْجِعْنَ مَأْزُوْرَاتٍ غَيْرَ مَاْجُوْرَاتٍ حضرت علی مرتضے سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے کئی عورتین بیٹھی ہوئین تھین آپنے فرمایا تم کیون بیٹھی ہو وہ بولین ہم جنازے کی منتظر ہین آپنے فرمایا کیا تم جنازے کو غسل دوگی انہون نے کہا نہین آپنے فرمایا کیا تم جنازے کو اٹھاؤگی انہون نے کہا نہین آپنے فرمایا کیا تم مردے کو قبر مین اتاروگی اُنہون نے کہا نہین آپنے فرمایا تم لوٹ جاؤ (اپنے گھرون کو) بوجھ لیکر اور اجر کچھ نہین

باب مَاجَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النِّيَاحَةِ نوحہ (یعنے چلا کر رونے) کی ممانعت **عَنْ** اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ قَالَ النَّوْحُ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کی تفسیر مین ولا یعصینک فی معروف یعنی نیک بات مین تمہاری نافرمانی نہ کرین کہ مراد اس سے نوحہ کرنا ہے **ف** نوحہ کہتے ہین چلا چلا کر میت پر رونے کو اور اسکے فضائل بیان کرنیکو یہ جاہلیت کی رسم تھی اور اب تک جاہلون مین رائج ہے اسلیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس سے منع کیا لیکن آہستہ سے رونا جو بے اختیاری اور رنج کیوجہ سے ہو وہ منع نہین ہے جیسا آگے آوے گا **عَنْ** جَرِيْرٍ مَوْلٰى مُعَاوِيَةَ قَالَ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ بِحِمْصَ فَذَكَرَ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّوْحِ جریر سے روایت ہے جو مولی (غلام آزاد) تھے معاویہ کے انہون نے خطبہ پڑھا حمص مین (وہ ایک شہر ہے شام مین) تو خطبے مین یہ بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے نوحہ سے **عَنْ** اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّيَاحَةُ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَاِنَّ النَّائِحَةَ اِذَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتُبْ قَطَعَ اللّٰهُ لَهَا ثِيَابًا مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعًا مِنْ لَهَبِ النَّارِ ابو مالک اشعری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوحہ جاہلیت کے زمانے کا کام ہے اور نوحہ کرنے والی عورت جب مرجاوے اور توبہ نکرے تو اللہ تعالی اُسکے لیے ڈامر کے کپڑے بنیگا (ڈامر قطران کا ترجمہ ہے وہ ایک تیل ہے بدبودار جو خارشتی اونٹ کو لگایا جاتا ہے) اور ایک کرتہ دوزخ کی لپیٹ کا **عَنْ** اِبْنِ عَبَّاسٍ

النَّائِحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ النَّائِحَةَ لَمْ تَتُبْ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ فَإِنَّهَا تُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيلُ مِنْ قَطِرَانٍ ثُمَّ يُعْلَى عَلَيْهَا بِدِرْعٍ مِنْ لَهَبِ النَّارِ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے نوحہ کرنا میت پر جاہلیت کا کام ہے اگر نوحہ کرنے والی عورت نے توبہ نہ کی اور مر گئی تو وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گی کہ قطران (ڈامر) کے کرتے پہنی ہوگی اور پر سے دوزخ کی آگ کے شعلے کا ایک کرتہ اسکو پہنایا جاویگا **ف** مطلب یہ ہے کہ اسکو خارشت کا عذاب دیا جاویگا اور قطران اسکے بدن پر ملکر جہنم کی آگ سے سینکیں گے تاکہ عذاب پر عذاب ہو معاذ اللہ **عن** ابن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن تُتَّبَعَ جَنَازَةٌ معها رَانَّةٌ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس جنازے کے ساتھ جانے سے جسکے ساتھ نوحہ کرنیوالی عورت ہو **ف** جب جنازے کے ساتھ جانا جو اسلامی حقوق میں سے ہے نوحہ کے وجہ سے منع ہوا تو اب مجلس نکاح یا دعوت میں اگر ناچ گانا ہو جو خلاف شرع ہے جانا کیونکر درست ہوگا اور یہ حدیث اصل ہے اس باب میں **باب** مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجُيُوبِ گال پیٹنے اور گریبان پھاڑنے کی ممانعت **عن** عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من شق الجيوب وضرب الخدود ودعا بدعوى الجاهلية عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو گریبان پھاڑے اور رخساروں کو مارے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے **ف** واویلاہ واسفاہ واحبلاہ وغیرہ **عن** أبي أمامة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الخامشة وجهها والشاقة جيبها والداعية بالويل والثبور ابوامامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اس عورت پر جو اپنا منہ نوچے اور اپنا گریبان پھاڑے اور خرابی اور بربادی اور ہلاکت پکارے **ف** یعنی یوں کہے ہائے تباہ ہوگئی ہلاک ہوگئی برباد ہوگئی **عن** عبد الرحمن بن يزيد وأبي بردة قالا لما ثقل أبو موسى أقبلت امرأته أم عبد الله تصيح برنة فأفاق فقال لها أوما علمت أني بريء ممن بريء منه رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يحدثها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أنا بريء ممن حلق وسلق وخرق عبد الرحمان بن یزید اور ابو بردہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے کہا جب ابو موسی اشعری بیمار ہوئے اور انکی بی بی ام عبد اللہ آئی چلاتی ہوئی رو رو کر ابو موسی کو ہوش آیا تو انہوں نے اس سے کہا کیا تو نہیں جانتی کہ میں بھی بیزار ہوں اس سے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہوئے وہ حدیث بیان کرتے تھے اپنی بی بی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بیزار ہوں اس سے جو سر منڈاوے اور جو رو کر چلاوے اور کپڑے پھاڑے **ف** جیسے جاہلوں کی عادت ہوتی ہے بلکہ ہندوؤں کی رسم ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اسکے غم میں سر بلکہ ڈاڑھی مونچھ بھی منڈوا ڈالتے ہیں **باب** مَا جَاءَ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ میت پر رونیکا بیان **عن** أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان في جنازة فرأى عمر امرأة فصاح بها فقال النبي صلى الله

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْھَا یَا عُمَرُ فَاِنَّ الْعَیْنَ دَامِعَۃٌ وَالنَّفْسَ مُصَابَۃٌ وَالْعَھْدَ قَرِیْبٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے مین تشریف رکہتے تہے حضرت عمر نے ایک عورت کو دیکہا وہ رو رہی تہی) تو وہ چلائے اُسکو
یعنے للکارا اسکو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانے دے اے عمر یعنے رونے دے اسکو اسلیے کہ آنکہہ رونیوالی ہو اور نفس کو
تکلیف پہونچی ہے اور زمانہ قریب ہے **ف** یعنی ابہی صدمہ ہوا ہے اور ایسے وقت مین دل پر اثر بہت ہوتا ہے اور رونا بہت
آتا ہے تو آدمی مجبور ہو جاتا ہے خصوصاً عورتین جنکا دل بہت ضعیف ہوتا ہی ظاہر یہ ہو کہ یہ عورت آواز کے ساتہہ روتی ہوگی
لیکن بلند آواز سے نہین تب بہی حضرت عمر نے اُسکو منع کیا تاکہ سد باب ہو نوحہ کا جو منع ہے خاصکر حضور نبوی مین اور آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتضای رحم وکرم کے حکم دیا کہ جانے دے کیونکہ صرف رونا منع نہین ہو اور خود آنحضرت صلعم
حضرت ابرہیم کی وفات کے وقت روئے تہے اور فرمایا کہ آنکہہ آنسو بہاتی ہے اور دل رنج کرتا ہے لیکن زبان سے ہم وہ نہین
کہتے جس سے ہمارا مالک غصہ ہو اور امام احمد نے ابن عباس سے روایت کیا کہ زینب آنحضرت کی صاحبزادی مرگئین تو عورتین
رونے لگین حضرت عمر اُنکو کوڑے سے مارنے لگے آنحضرت نے اپنے ہاتہہ سے اُنکو پیچہے ہٹا دیا اور فرمایا ٹہر اے عمر پہر فرمایا اے
عورتو بچو تم شیطان کی آواز سے اخیر حدیث تک **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِہٖ ترجمہ دوسری
روایت مین بہی ابوہریرہ سے ایسا ہی ہے **عَنْ** اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ کَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یُقْضٰی فَاَرْسَلَتْ اِلَیْہِ اَنْ یَاْتِیَھَا فَاَرْسَلَ اِلَیْھَا اَنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ اِلٰی
اَجَلٍ مُسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَیْہِ فَاَقْسَمَتْ عَلَیْہِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ
مَعَہٗ وَمَعَہٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَعُبَادَۃُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوا الصَّبِیَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرُوْحُہٗ تَقَلْقَلُ فِیْ صَدْرِہٖ قَالَ حَسِبْتُہٗ قَالَ کَاَنَّھَا شَنَّۃٌ قَالَ فَبَکٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ عُبَادَۃُ بْنُ الصَّامِتِ مَا ھٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الرَّحْمَۃُ الَّتِیْ جَعَلَھَا اللّٰہُ فِیْ بَنِیْ اٰدَمَ وَاِنَّمَا یَرْحَمُ
اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَاءَ اسامہ بن زید سے روایت ہو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا ایک بیٹا تہا
(حضرت زینب کا اور بچہ کا نام علی بن عاص بن ربیعہ تہا اور بعضون نے کہا حضرت فاطمہ کا اور بچہ کا نام محسن بن علی تہا) وہ
حالت سکرات مین تہا تو صاحبزادی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بہیجا آپ نے جواب مین کہلا بہیجا اللہ ہی کا ہے جو
اُس نے لیا اور اُسیکا ہو جو اُس نے دیا اور ہر چیز کی اُسکے پاس ایک میعاد معین ہو تو چاہیے کہ صبر کرے اور اللہ جل جلالہ کی
ثواب مانگے لیکن صاحبزادی صاحبہ نے دوبارہ آپکو بلا بہیجا اور قسم دی آپکو آخر آپ اُٹہے مین بہی آپکے ساتہہ اٹہا اور معاذ
بن جبل اور ابی بن کعب اور عبادہ بن صامت بہی آپکے ساتہہ تہے جب ہم مکان مین پہونچے تو لوگ بچہ کو لائے اور آن حضرت
کو دیا اور اُسکی جان سینے مین ہل رہی تہی (یعنے جان نکلنے کے قریب تہی) راوی نے کہا مین گمان کرتا ہون یہ بہی
کہا جیسے پرانی مشک ہوتی ہے (اس مین پانی ہلتا ہے) یہ دیکہکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے عبادہ بن صامت

نے آپ سے عرض کیا یہ کیا ہے یا رسول اللہ (یعنے یہ رونا کیسا) آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ کی جو اس نے آدم کی اولاد میں رکھی ہے (یعنے شفقت اور رحمت کی وجہ سے رونا آتا ہے اور یہ مقتضی ہے خلقت اور طبیعت کا) اور اللہ تعالیٰ اُنہی بندوں پر رحم کریگا جو اور رحم کرتے ہیں **ف** دوسرے بندوں پر آپ کا مطلب یہ تھا کہ رونا اور رنج کرنا خلاف شرع نہیں ہے بلکہ رقت قلب اور اعتدال مزاج کی نشانی ہے اور جس کسیکو ایسے موقعوں میں رنج بھی نہو اسکا دل اعتدال سے باہر ہے اور وہ سخت دل ہے اور یہ کچھ تعریف کی بات نہیں ہے کہ فلان بزرگ اپنے بیٹے کے مرنے سے ہنسنے لگے عمدہ اور افضل وہی طریقہ ہے جو آنحضرتؐ کا طریق تھا

عن اسماء بنت یزید قالت لما توفی ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراهیم بکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال له المعزی إما أبو بكر وإما عمر أنت أحق من عظم الله حقه قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم تدمع العين ويحزن القلب ولا نقول ما يسخط الرب لولا أنه وعد صادق وموعود جامع وأن الآخر تابع للأول لوجدنا عليك يا إبراهيم أفضل مما وجدنا وإنا بك لمحزونون

اسماء بنت یزید سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کا انتقال ہوا تو آپ روئے جو شخص آپ کو تعزیت دے رہے تھے ابوبکر تھے یا عمر اُنہوں نے کہا آپ سب سے زیادہ اللہ کے حق کو بڑا جاننے والے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنکھ روتی ہے اور دل رنج کرتا ہے اور ہم وہ نہیں کہتے جس سے پروردگار ناخوش ہو اگر قیامت کا وعدہ سچا نہوتا اور اُس وعدے میں سب ملنے والے نہوتے اور آخر کا شخص تابع نہوتا اگلے شخص کا (یعنے بعد مرنیوالا پہلے مرنے والے کے پیچھے ہی جانیوالا ہے) البتہ ہم تجھ پر زیادہ رنج کرتے اس رنج سے جتنا ہمنے کیا اور ہم تیری وجہ سے رنجیدہ ہیں **ف** یعنے تیری جدائی کی وجہ سے مطلب آپ کا یہ ہے کہ دنیا میں سب مرنیوالے ہیں فرق آگے اور پیچھے کا ہے کوئی پہلے گیا کوئی بعد دنیا مثل ایک پل کے ہے جس پر سے لوگ گذر رہے ہیں تو کسیکی موت پر حد سے زیادہ رنج کرنا دانائی کے خلاف ہے اسلیے کہ تھوڑی ہی عرصے میں یعنے عالم برزخ میں یا عالم آخرت میں ضرور ملجاوینگے صرف چند روز کی جدائی ہے البتہ اگر آخرت نہوتی اور دنیا کی زندگی ہمیشہ کے لیے ہوتی تو موت پر جتنا کچھ زیادہ رنج ہوتا وہ بجا ہوتا۔ بعض لوگون نے اس مقام میں یہ شبہ کیا ہے کہ آنحضرتؐ تو سب اولیا سے زیادہ خدا کی محبت میں غرق تھے اور دنیا کی چیزون کی طرف آپ کو توجہ نہ تھی پھر کیا وجہ ہوئی کہ حضرت ابراہیمؑ کی وفات پر آپکو رنج ہوا حالانکہ ادنی ادنے اولیا سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹوں کی وفات پر کچھ رنج نہیں کیا بلکہ بعضے ہنسے اور بعضوں نے کہا ایک کتے کا پلہ مرگیا جاؤ اسکو گاڑ دو اور اسی بنا پر بعضوں نے یہ خیال کیا کہ ولایت کا مرتبہ نبوت کے مرتبے سے زیادہ ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے نبوت کا مرتبہ ولایت کے مرتبے سے بہت بلند ہے اور کوئی ولی کیسا ہی اعلے درجہ کا ولی ادنی سے ادنے نبی کے برابر نہیں ہوسکتا اور اس شبہے کا جواب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی ذات مقدس باوجود علو شان کے بحکم ربانی خلق کیطرف بھی نزول کرتی تھی اور ہر ایک ذی حق کی حق رسانی کرتی تھی اور یہ مرتبہ کہ انسان دونوں باتون کا جامع ہو اولیا کو نصیب نہیں

ہو اپس ہر حال میں آپکے فضیلت تمام اولیا پر ثابت ہے جواب صوفیہ کی اصطلاح کے موافق ہے لیکن مترجم کے نزدیک ولایت وہی ہے جس میں قدم بقدم شاہ نبوت کی پیروی ہو پس جس ولی نے جتنی پیروی آنحضرت کی کی ہے اسیقدر اسکی ولایت زیادہ ہی اور جسقدر پیروی میں نقص پایا جاوے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اُسکی ولایت میں بھی نقص ہے دنیا عالم اسباب ہے اور یہان پر اسد تعالی نے انسان کو مختلف زنجیرون مین باندہ دیا ہے پس ان زنجیرون کو قائم رکھکر اسد تعالی کیطرف متوجہ رہنا اسکے اعلے مرتبہ ہے اور زنجیرون کو کاٹ کر ایک امر مین غرق ہوجانا سہل اور اس سے کم درجہ ہے واسد اعلم **عن** حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهَا قُتِلَ أَخُوكِ فَقَالَتْ رَحِمَهُ اللَّهُ وَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ قَالُوا قُتِلَ زَوْجُكِ قَالَتْ وَاحَزَنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْأَةِ لَشُعْبَةً مَا هِيَ لِشَيْءٍ حمنہ بنت جحش سے روایت ہی اُن سے کہا گیا تیرا بہائی مارا گیا اُنھون نے کہا اسد اُسپر رحم کرے انا للہ وانا الیہ راجعون ہم خدا کے ملک مین اور خدا کی طرف جانے والے ہین لوگون نے کہا تمہارا خاوند مارا گیا یہ سنتے ہی اُنھون نے کہا ہاے خرابی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کو خاوند سے ایک ایسی محبت ہے جو دوسرے کسی سے نہین ہے **ف** اسلیے کہ بہائی کی موت کی خبر سُنکر صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور خاوند کی موت کی خبر سُنتے ہی گریہ وزاری کرنے لگے اور ہاے واے حقیقت مین عورت کو جتنا اپنے خاوند پر بہروسا ہوتا ہے بہائی بہن پر اوسکا آدہا بھی نہین ہوتا **عن** ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِنِسَاءِ عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَبْكِينَ هَلْكَاهُنَّ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكِنْ حَمْزَةُ لَا بَوَاكِيَ لَهُ فَجَاءَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ يَبْكِينَ حَمْزَةَ فَاسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْحَهُنَّ مَا انْقَلَبْنَ بَعْدُ مُرُوهُنَّ فَلْيَنْقَلِبْنَ وَلَا يَبْكِينَ عَلَى هَالِكٍ بَعْدَ الْيَوْمِ عبداسد بن عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم عبد الاشہل (ایک قبیلہ ہے) کی عورتون پر گذرے وہ رو رہی تہین اپنے لوگون پر جو احد کی لڑائی مین مارے گئے تہے آپنے فرمایا لیکن حمزہ پر کوئی رونیوالا نہین یہ سنکر انصار کی عورتین آئین اور حمزہ پر رونے لگین آپ جاگے اور فرمایا خرابی ہو انکی ابھی تک یہ عورتین نہین لوٹین اُن سے کہو لوٹ جاوین اور کسی مردے پر آج سے نہ روئین **ف** حضرت حمزہ آنحضرت کے چچا تہے جو احد کی لڑائی مین شہید ہوے اُنکی عورتین ابھی مسلمان ہو کر مدینہ مین نہین آئین تہین تو اُنپر رونیوالا کون تہا آپنے افسوس سے فرمایا یا حمزہ کی خوش نصیبی بیان کی کہ اُنکا کوئی رونیوالا نہین انصار کی عورتین یہ سمجھین کہ آنحضرت کا مطلب یہ ہے کہ اگر حمزہ کی عورتین یہان ہوتین تو وہ بھی روتین اس خیال سے اُنھون نے آنحضرت کی خوشی کے لیے حمزہ پر بھی رونا شروع کیا لیکن جب آپ جاگے تو اُنکو نکلوا دیا اور اُس روز سے پکار کر رونے کی ممانعت بھی کردی **عن** ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرَاثِي عبداسد بن ابی اوفے سے روایت ہی آنحضرت صلے اسد علیہ وسلم نے منع کیا مرثیون سے **ف** جاہلیت مین دستور تہا کہ جب کوئی مرجاتا تو اسکے عزیز و قریب اُسکی موت پر ایک مرثیہ بناتے یعنی منظوم کلام جس مین اسکے فضائل بیان کرتے اور رنج و غم کی باتین اسلام مین اسکی ممانعت ہوئی لیکن جاہل اس سے باز نہین آئے اور اب تک مرثیے

بناتے ہیں اور مرثیے سُناتی ہیں اور سینے پیٹتی ہیں لاحول ولا قوة **باب** ما جاء فی المیت یعذب بما نیح علیہ میت کو عذاب ہونا
اُسپر نوحہ کرنیکی وجہ سے **ف** حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر کا ایسا ہی خیال تھا اور ظاہر احادیث سے یہی نکلتا ہے مگر حضرت عائشہ نے اسکا
مطلب اور بیان کیا اور کہا کہ اللہ تبارک و تعالی رحم کرے عمر پر اور ابن عمر پر اُنہوں نے غلطی کی حدیث کے سمجھنے میں اور جمہور علما کا یہ قول
ہے کہ میت کو نوحہ کرنے سے اُسوقت عذاب ہوگا جب وہ اُسکی وصیت کر جاوے اور جو وہ وصیت نکرے نہ نوحہ کو پسند کرتا ہو لیکن لوگ از خود
اُسکے مرنیکے بعد اُسپر نوحہ کریں تو میت سے مواخذہ نہو گا بلکہ نوحہ کرنیوالے قیامت کے دن پکڑے جاوینگے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالے
نے فرمایا ولا تزر وازرة وزر اخری **عن** عمر بن الخطاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المیت یعذب بما
نیح علیہ حضرت عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو عذاب ہوتا ہے اس نوحے سے جو اُسپر کیا جاوے **عن**
ابی موسی الاشعری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المیت یعذب ببکاء الحی اذا قالوا واعضداہ واکاسیاہ
واناصراہ واجبلاہ ونحو ھذا یتعتع ویقال انت کذلک قال اسید فقلت سبحان اللہ ان اللہ یقول و
لا تزر وازرة وزر اخری قال ویحک احدثک ان ابا موسی حدثنی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتری
ان ابا موسی کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم او تری انی کذبت علی ابی موسی ابو موسی اشعری سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت پر عذاب ہوتا ہے زندے کے رونے سے جب لوگ کہتے ہیں واعضداہ واکاسیاہ (یعنی ہائے میرے کپڑے
پہنانیوالے) واناصراہ ہائے میرے مددگار واجبلاہ ہائے پہاڑ کیطرح قوت اور طاقت میں یا مانند اسکے دوسرے کلمے تو میت کو
جھڑکتے ہیں یعنے فرشتے اسکو ڈانٹتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا ہی تھا اسید بن ابی اسید نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا موسی
بن ابی موسے اشعری سے میں نے کہا سبحان اللہ اللہ جل جلالہ تو فرماتا ہے ولا تزر وازرة وزر اخری یعنے کوئی بوجھ اٹھانیوالا دوسرے
کا بوجھ نہ اٹھاویگا موسی نے کہا افسوس ہے تجھ پر میں تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں کہ ابو موسے اشعری نے مجھ سے حدیث بیان کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو سمجھتا ہے کہ ابو موسی نے جھوٹ باندھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یا تو سمجھتا ہے کہ میں
نے جھوٹ باندھا ابو موسی پر **ف** یعنی حدیث جب صحیح ہے تو اسپر کسیطرح اعتراض نہیں ہو سکتا اگرچہ بظاہر تمہارے نزدیک
قرآن کے خلاف ہو کیونکہ آنحضرت سب سے زیادہ قرآن کو جانتے تھے البتہ اگر حدیث کے راوی ضعیف ہوں تو یہ احتمال ہو سکتا ہے
کہ راویوں سے غلطی کی ہو **عن** عائشة قالت انما کانت یہودیة ماتت فسمعھم النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ
وسلم یبکون علیھا وانھا تعذب فی قبرھا حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے ایک یہودی عورت مر گئی
تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اسپر روتے سُنا تو فرمایا کہ یہ لوگ اسپر روتے ہیں اور اسکو عذاب ہو رہا ہے
اسکی قبر میں **ف** پس بعض لوگ اس سے یہ سمجھے کہ میت پر رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے حالانکہ آپکا یہ مطلب نہ تھا
باب ما جاء فی الصبر علی المصیبة مصیبت پر صبر کرنیکا بیان **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انما الصبر عند الصدمة الاولی انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

فرمایا صبر اسوقت ہی جب پہلے صدمہ ہو **ف** یعنی جب بچے کی خبر پہونچے تو اسوقت صبر کرے انا للہ وانا الیہ راجعون کہے اور زیادہ جزع فزع یعنے رونا پیٹنا نکرے اسیکا نام صبر ہی اور یہی تعریف کے قابل ہے اسکا اجر ملیگا لیکن اگر اسوقت خوب روئے اور پیٹے اور بعد صبر کرے تو کچھ فائدہ نہیں رو پیٹ کر تو سب کو صبر آجاتا ہے - اس حدیث کا قصہ دوسری روایت میں یون مذکور ہے کہ ایک عورت قبر کے پاس رو رہی تہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادہر سے گذرے تو فرمایا صبر کرو۔ کہنے لگی چلو ہٹو تم کو میرا درد کیا معلوم اُس نے آپ کو پہچانا نہیں پہر لوگون نے اُس سے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے تب وہ دوڑ کر آپکے پاس آئی اُسوقت آپنے یہ حدیث فرمائی **عن** اَبِی اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اِبْنَ اٰدَمَ اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی لَمْ اَرْضَ لَکَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّۃِ ابو امامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے اگر تو صبر کرے اور ثواب چاہے پہلے صدمہ کے وقت تو میں تیرے لیے کسی ثواب سے راضی نہ ہونگا سوا جنت کے (یعنے اسکے بدل تجھکو جنت ہی عطا کرونگا) **عن** اُمِّ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصَابُ بِمُصِیْبَۃٍ فَیَفْزَعُ اِلٰی مَا اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ مِنْ قَوْلِہٖ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰہُمَّ عِنْدَکَ احْتَسَبْتُ مُصِیْبَتِیْ فَاْجُرْنِیْ فِیْہَا وَعَوِّضْنِیْ مِنْہَا اِلَّا اٰجَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہَا وَعَاوَضَہٗ خَیْرًا مِّنْہَا قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّیَ اَبُوْ سَلَمَۃَ ذَکَرْتُ الَّذِیْ حَدَّثَنِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰہُمَّ عِنْدَکَ احْتَسَبْتُ مُصِیْبَتِیْ ہٰذِہٖ فَاْجُرْنِیْ عَلَیْہَا فَاِذَا اَرَدْتُّ اَنْ اَقُوْلَ عَوِّضْنِیْ خَیْرًا مِّنْہَا قُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ اُعَاوَضُ خَیْرًا مِّنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ ثُمَّ قُلْتُہَا فَعَاوَضَنِی اللّٰہُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاٰجَرَنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ ام سلمہ سے روایت ہی ابو سلمہ (انکے شوہر) نے حدیث بیان کی مجہہ سے (جو سابقین اولین مین سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بہائی اور چچا کے بیٹے تہے) انہون نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے کوئی مسلمان ایسا نہین جسکو کوئی مصیبت پیش آوے اور وہ گہبراکر جو اللہ نے حکم دیا ہے وہ کہے یعنے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰہُمَّ عِنْدَکَ اَحْتَسِبُ مُصِیْبَتِیْ فَاْجُرْنِیْ فِیْہَا وَعَوِّضْنِیْ مِنْہَا اس کا ترجمہ یہ ہے ہم اللہ ہی کے ہین اور اللہ ہی کیطرف پہر جانیوالے ہین یا اللہ ہم تجہی سے ثواب طلب کرتے ہین اپنی مصیبت کا تو اجر دے مجہکو اس مین اور بدلہ دے اسکا مگر اللہ تعالی اسکو اجر دیگا اس مصیبت پر اور اس سے بہتر بدلہ دیگا - ام سلمہ نے کہا جب ابو سلمہ مر گئے (زخم کیوجہ سے جو جنگ احد مین انکو لگا تہا) تو مین نے یہ حدیث یاد کی جو انہون نے مجہہ سے بیان کی تہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنکر تو مینے یون کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اللہم عندک احتسب مصیبتی ہذہ فاجرنی علیہا اور جب مین نے یہ کہنا چاہا وعوضنی خیرا منہا یعنی اس سے بہتر بدلہ مجہکو دے تو میرے دلمین آیا ابو سلمہ سے بہتر بدل مجہکو ملیگا خیر مینے پہر اسکو کہا تو اللہ جل جلالہ نے ابو سلمہ کے بدل حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجہے دیا اور میری مصیبت کا اجر مجہہ کو عنایت فرمایا **عن** عَائِشَۃَ قَالَتْ فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَابًا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّاسِ اَوْ کَشَفَ سِتْرًا فَاِذَا النَّاسُ یُصَلُّوْنَ وَرَآءَ اَبِیْ بَکْرٍ

تحمید اللہ علی ما رأی من حسن حالھم رجاء ان یخلفہ اللہ فیھم بالذی رآھم فقال یا ایھا الناس ایما احد
من الناس او من المؤمنین اصیب بمصیبۃ فلیتعز بمصیبتہ بی عن المصیبۃ التی تصیبہ بغیری فان
احدا من امتی لن یصاب بمصیبۃ بعدی اشد علیہ من مصیبتی حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے (مرض موت میں) ایک دروازہ کو کھولا جو آپ کے اور لوگوں کے بیچ میں تھا (یا پردہ کو) دیکھا تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے حضرت
ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے آپ نے اللہ کا شکر کیا انکے عمدہ حال پر (کہ نماز پڑھ رہے ہیں اور عبادت میں مصروف ہیں) اور آپ نے امید
کی کہ اللہ جل جلالہ آپ کی وفات کے بعد انکو خلیفہ کرے گا ایسا (یعنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو) پھر فرمایا اے لوگو جو کوئی لوگوں
میں سے یا مومنوں میں سے کسی مصیبت میں مبتلا ہووے تو وہ صبر کرے میری وفات کی مصیبت کو یاد کر کے (اس سے کہ مسلمانوں پر اس
سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہوئی کہ انکا ایسا غمخوار بنیے دنیا سے اوٹھہ جاوے) کیونکہ میری امت میں سے کسیکو میرے بعد
ایسی مصیبت نہ ہوگی جو میری وفات کی مصیبت سے کچھ زیادہ سخت ہو **ف** اسلیے کہ مومن وہی ہے جسکو آنحضرت کی
محبت اولاد اور والدین اور تمام عزیز و اقربا سے زیادہ ہو پس وہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو یاد کریگا تو اور
کسیکی موت اگرچہ بیٹا بیٹی یا جورو ہو تو ایسی ہو اُسکے سامنے بحقیقت ہوگی **عن** الحسین قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من اصیب بمصیبۃ فذکر مصیبتہ فاحدث استرجاعا وان تقادم عھدھا کتب اللہ لہ من الاجر
مثل یوم اصیب امام حسین بن علی علیہ و علی ابیہ السلام الی یوم القیام سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جسکو کوئی مصیبت پیش آوے اور وہ اُسکو یاد کر کے نئے سرے سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہے گو مصیبت کا زمانہ پرانا
ہوگیا ہو لیکن اللہ جل جلالہ اسکے لیے اوتنا ہی ثواب لکھے گا جتنا اُس دن لکھا تھا جس دن اسکو یہ مصیبت ہوئی تھی **ف**
مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی مصیبت یاد کر کے ہم اسوقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہیں تو وہی ثواب ہم کو ملیگا
جو صحابہ کو حضرتؐ کی وفات کے وقت ملا تھا یا امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور مصیبت کربلا یاد کر کے ہم انا للہ وانا الیہ راجعون
کہیں تو وہی ثواب ملیگا جو اور مومنوں کو اس واقعہ کیوقت ملا تھا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگلی مصیبت کا یاد کرنا درست ہے اور
جب یہ یاد آوے تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہے اور بعضوں نے کہا حدیث خاص ہے اس مصیبت سے جو خود اسی شخص پر گذر چکی
ہو واللہ اعلم **باب** ما جاء فی ثواب من عزی مصابا جو کوئی مصیبت والی کی تعزیت کرے (یعنے اوسکے غم سے کم
جاوے اور اسکو تسلی اور تشفی دیوے اور صبر کی فضیلت اس سے بیان کرے) **عن** محمد بن عمرو بن حزم عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما من مؤمن یعزی اخاہ بمصیبۃ الا کساہ اللہ سبحانہ من حلل الکرامۃ یوم
القیامۃ محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مومن اپنے بھائی کی تعزیت کرے کسی
مصیبت میں تو اللہ سبحانہ اسکو عزت کے جوڑوں میں سے (ایک جوڑہ) پہناویگا قیامت کے دن **عن** عبد اللہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عزی مصابا فلہ مثل اجرہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تسلی دیوے کسی مصیبت والے کو تو اللہ سبحانہ وتعالی اتنا ہی اجر یعنے جتنا اجر مصیبت والے کو ملیگا اُس کو بھی دیگا (یعنے تعزیت کرنیوالے کو) **بَابُ** مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ أُصِيبَ بِوَلَدِهِ جسکا بچہ مرجاوے اُسکے ثواب کا بیان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوتُ لِرَجُلٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کے تین بچے مرجاوین تو وہ دوزخ مین نجاویگا مگر قسم کھولنے کے لیے **ف** یعنے اس عدہ کو پورا کرنے کے لیے جو اللہ تبارک وتعالی نے اس آیت مین کیا ہے وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا یعنے کوئی تم مین سے ایسا نہین ہے جو دوزخ پر سے نہ گذرے **عَنْ** عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا تَلَقَّوْهُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ عتبہ بن عبد سلمی سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس مسلمان کے تین بچے مرجاوین جوانی سے پہلے تو وہ اسکو لیوینگے جنت کے آٹھون دروازون سے جس مین سے چاہے گھسے **ف** یعنی باپ کو اختیار ہوگا کہ جنت کے آٹھون دروازون مین سے جس دروازے سے چاہے اندر جاوے اُسکے چھوٹے بچے جو بچپنے مین گذر گئے تھے اسکو اندر لیجاوینگے اور اس دروازے پر اپنے باپ سے ملینگے سبحان اللہ اولاد کا مرنا بھی مومن کے لیے کچھ کم نعمت نہین ہے بلکہ اگر سچ پوچھو تو زندہ رہنے سے بہتر ہے کس لیے کہ جوان ہوکر اعتبار نہین نیک ہوتے ہین اور لائق یا بدکار اور نالائق اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسلمانون کے بچے جنتی ہین اور نووی نے کہا کہ معتبر علما اہل اسلام نے اسپر اجماع کیا اور بعضون نے اس مین توقف کیا ہے حضرت عائشہ کی حدیث سے جسکو مسلم نے نکالا کہ انصار کا ایک لڑکا مرگیا اخیر حدیث تک واللہ اعلم **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يُتَوَفَّى لَهُمَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا أَدْخَلَهُمُ اللهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَةِ اللهِ إِيَّاهُمْ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے تین بچے مرجاوین جوانی سے پہلے تو اللہ تعالی انکو (یعنے والدین اور بچون سبکو) جنت مین لے جاویگا اپنی رحمت کی وجہ سے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانُوا لَهُ حِصْنًا حَصِينًا مِنَ النَّارِ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ قَالَ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ سَيِّدُ الْقُرَّاءِ قَدَّمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَوَاحِدًا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین کمسن بچے (یعنے جوان ہونے سے پہلے) آگے بھیجے (یعنے عالم آخرت مین روانہ کرے مطلب یہ ہے کہ مرجاوین تو وہ اسکے لیے ایک مضبوط قلعہ ہونگے دوزخ سے بچاؤ کے یہ سنکر ابوذر نے کہا مینے تو دو بچون کو آگے بھیجا ہے آپنے فرمایا دو بھی سہی ابی بن کعب نے جو سردار تھے قاریون کے کہا مینے تو ایک آگے بھیجا ہے آپنے فرمایا ایک ہی سہی **ف** یعنے دو بچون کا اور ایک بچہ کا بھی یہی حکم ہے جو تین بچون کا یعنا مطلب یہ ہے کہ دو بچے بھی بچاؤ ہونگے آگ سے

اور ایک بچا بھی بچا ہو گا سبحان اللہ اللہ جل جلالہ کا فضل اپنے بندوں پر بے حد ہے بہر حال اسکی محبت اپنے بندوں سے ماں باپ سے بھی زیادہ ہے اور اسکو کسی نہ کسی طرح اپنے بندوں کو دوزخ سے چھڑانا منظور ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب اللہ اپنے بندوں سے ماں سے زیادہ محبت رکھتا ہے تو ماں تو کسیطرح راضی نہیں ہوتی کہ اپنے بچوں کو آگ میں ڈالے یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عذاب نہیں کرنے کا مگر شریر اور سرکش بندوں کو جو اسکے ساتھ شرک کرے معاذ اللہ شرک ایسا گناہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کی ساری محبت اسکی وجہ سے جاتی رہتی ہے اور بندہ عذاب دائمی کا مستحق ہو جاتا ہے گو اہلحدیث میں سے امام ہمام ابن تیمیہ کا یہ قول ہے کہ دوزخ دائمی نہیں ہے اور کبھی نہ کبھی دوزخ کا عذاب بند ہو جاویگا مگر یہ قول شاذ ہے اور جمہور علما اسکے خلاف ہیں واللہ اعلم *

باب ما جاء فيمن اصيب بسقط جس کا کچا بچا مر جاوے **ف** عربی میں اسکو سقط کہتے ہیں یعنے مدت حمل تمام ہونے سے پہلے جو بچہ پیدا ہو اور اسکے اعضا پورے نہ بنے ہوں اکثر ایسا بچہ پیدا ہو کر اسیوقت یا دو تین روز کے بعد مر جاتا ہے **عن** ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لسقط اقدمه بين يدي احب الي من فارس اخلفه خلفي ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ کچا بچا جسکو میں آگے بھیجوں مجھے زیادہ پسند ہے سوار سے جسکو میں پیچھے چھوڑ جاؤں **ف** یعنے اگر وہ لڑکا زندہ رہتا اور بڑا ہو کر ایک سوار ہوتا تو اس سے یہ کچا بچا بہتر ہے جو باپ کے آگے مر جاوے اور باپ اسپر صبر کرے **عن** علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان السقط ليراغم ربه اذا ادخل ابويه النار فيقال ايها السقط المراغم ربه ادخل ابويك الجنة فيجرهما بسرره حتى يدخلهما الجنة حضرت علی مرتضے سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچا بچا جھگڑا کرے گا اپنے مالک سے جب مالک اسکو دوزخ میں ڈالے گا پھر حکم ہوگا اے کچے بچے جھگڑنے والے اپنے مالک سے اپنے ماں باپ کو جنت میں لیجا وہ ان دونو کو اپنے آنول سے کھینچیگا یہانتک کہ جنت میں لیجاویگا ۔

عن معاذ بن جبل عن النبي صلى الله عليه وسلم قال والذي نفسي بيده ان السقط ليجر امه بسرره الى الجنة اذا احتسبته معاذ بن جبل سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کچا بچا اپنی ماں کو اپنی آنول سے کھینچ لے جاویگا جنت میں جب وہ ثواب کی نیت سے صبر کرے

باب ما جاء في الطعام يبعث الى اهل الميت میت کے لوگوں کو کھانا بھیجنا **عن** عبد الله بن جعفر قال لما جاء نعي جعفر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاهم ما يشغلهم او امر يشغلهم عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے جب جعفر بن ابیطالب کی موت کی خبر آئی (غزوہ موتہ) میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعفر کے لوگوں کے لیے کھانا بناؤ اسلیے کہ انکو ایسی خبر آئی ہے جسکی وجہ سے وہ کھانا نہ پکا سکینگے **عن** اسماء بنت عميس قالت لما اصيب جعفر رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى

اَهْلِهٖ فَقَالَ اِنَّ اٰلَ جَعْفَرٍ قَدْ شَغَلُوْا بِشَانِ مَيِّتِهِمْ فَاصْنَعُوْا لَهُمْ طَعَامًا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَمَا زَالَتْ سُنَّةً حَتّٰى كَانَ حَدِيْثًا فَتُرِكَ اسماء بنت عمیس سے روایت ہے انہوں نے کہا جب جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں پاس لوٹے اور فرمایا کہ جعفر کے لوگ مشغول ہیں اپنی میت کے کام میں تو تم انکے لیے کھانا طیار کرو عبداللہ نے کہا یہ کام سنت رہا یہانتک کہ ایک نیا کام ہوگیا تو چھوڑ دیا گیا **ف** مطلب یہ ہے کہ میت والوں کو کھانا بھیجنا پہلے سنت تھا پھر لوگوں نے اس میں تکلف شروع کیا فخر کے لیے اور بلا ضرورت اقسام کے کھانے پکا کر بھیجنے لگے دوسرے یہ کہ میت والوں پاس ساری برادری اور کنبے والوں نے جمع ہونا شروع کیا اور کھانا بھیجنے والوں کو ان سب لوگوں کے موافق کھانا بھیجنا پڑا اسلیے یہ امر بدعت سمجھ کر ترک کر دیا گیا چنانچہ احمد اور ابن ماجہ نے باسناد صحیح جریر سے نکالا کہ ہم میت والوں کے پاس جمع ہونا اور میت کے دفن کے بعد کھانا بھیجنا دونوں کو نوحہ میں سے شمار کرتے تھے اسپر بھی صحابی یا تابعی کا قول حدیث مرفوع کے مقابل نہیں ہو سکتا اور اہلحدیث نے میت والوں پاس کھانا بھیجنا مستحب کہا ہے اور بعضوں نے کہا اگر میت والے محتاج ہوں تو ان کو کھانا بھیجنے میں قباحت نہیں لیکن اگر وہ غنی ہوں تو مکروہ ہے اسیطرح میت والوں پاس جو مہمان جمع ہوں انکے لیے بھی کھانا بھیجنا مکروہ ہے واللہ اعلم **بَاب** مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْاِجْتِمَاعِ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةِ الطَّعَامِ میت والوں پاس جمع ہونے اور کھانا طیار کرنے کی ممانعت **عَنْ** جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَرَى الْاِجْتِمَاعَ اِلٰى اَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ مِنَ النِّيَاحَةِ جریر بن عبداللہ نے کہا ہم میت والوں پاس جمع ہونا اور انکے لیے کھانا طیار کرنا نیاحت میں سے شمار کرتے تھے (یعنے نوحہ کیطرح اسکو منع اور مکروہ جانتے تھے) **بَاب** مَا جَاءَ فِيْمَنْ مَاتَ غَرِيْبًا جو شخص مسافری میں مرے (یعنے پردیس میں) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتُ غُرْبَةٍ شَهَادَةٌ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسافری کی موت شہادت ہے۔ **ف** کیونکہ پردیس میں جب آدمی بیمار ہوتا ہے تو اسکو بہت تکلیف ہوتی ہے اور عزیز و اقربا کی جدائی اور تنہائی بہت شاق ہوتی ہے پس اگر اسی حالت میں مر جاوے تو مرتے وقت بڑا رنج ہوتا ہے اسلیے اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی عنایت سے اسکا بدلہ یہ دیا کہ شہادت کا ثواب اسکو عنایت فرمایا اور بعض صوفیہ نے لکھا ہے کہ حدیث میں غربت سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیا سے فارغ ہو کر مرے یعنی دنیا کی زندگی کو مسافرت کی طرح اور دنیا کو سرائے فانی خیال کرے جیسے حدیث میں ہے کُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ یعنے ہر وقت دنیا میں یہ سمجھے کہ وہ یہاں مسافر ہے اور اصلی وطن اسکا آخرت ہے پس دنیا کا سامان زیادہ جمع نکرے اور نہ ضرورت سے زیادہ دنیا کمانے کی فکر کرے اور یہ نکتہ بہت عمدہ ہے واللہ اعلم **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ بِالْمَدِيْنَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِالْمَدِيْنَةِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا لَيْتَهٗ مَاتَ فِيْ غَيْرِ مَوْلِدِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَاتَ فِيْ غَيْرِ مَوْلِدِهٖ قِيْسَ لَهٗ مِنْ مَوْلِدِهٖ اِلٰى مُنْقَطَعِ اَثَرِهٖ فِي الْجَنَّةِ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے ایک شخص مدینہ میں مرا جو مدینہ ہی کی پیدائش تھا آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے اسپر نماز پڑھی پھر فرمایا کاش وہ دوسرے ملک میں مرتا ایک شخص نے عرض کیا کیوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جب
آدمی اپنی پیدائش کے مقام کے سوا دوسرے ملک میں مرے تو اسکی پیدائش کے مقام سے لیکر موت کے مقام تک اسکو جگہ دیجاویگی جنت
میں **ف** یہاں ایک شبہ ہوتا ہے وہ یہ کہ جنت میں ادنیٰ جنتی کو دس دنیا کے برابر جگہ ملیگی جیسے دوسری حدیث میں
وارد ہے پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا بعضوں نے کہا یہاں جنت سے قبر مراد ہے اسکی قبر میں اتنی وسعت ہو جاویگی بعضوں نے
کہا یہ ثواب کا اندازہ ہے یعنے اتنا ثواب ملے گا جو پیدائش سے لیکر موت کے مقام تک سماوے واللہ اعلم **باب** ماجاء فیمن
مات مریضا جو شخص بیماری کی حالت میں مرے **عن** ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات
مریضا مات شہیدا ووقی فتنۃ القبر وغدی وریح علیہ برزقہ من الجنۃ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیمار رہکر مرے وہ شہید مریگا اور قبر کے عذاب سے بچیگا اور صبح اور شام اسکو روزی ملیگی جنت سے
ف یعنے جنت کی میوے کہاویگا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ برزخ میں مومنین کہاوینگے اور پیوینگے بعضے طائروں
کی شکل میں جنت کی میوے کہاتے پھرینگے اور جنت کی نہروں سے پانی پیئینگے اور شام کو عرش کے تلے قندیلوں میں
بسیرا لینگے جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے غرض مرنیکے بعد لوگوں کے مختلف احوال ہیں اور مختلف مقامات کسی کی
روح قبر میں رہیگی کسی کی علیین میں کسیکی جنت میں کسی کی برزخ میں کسی کی عرش کے تلے کسی کی دن کو جنت میں رہیگی
رات کو قبر میں اور یہی وجہ ہے کہ احادیث میں مختلف مقامات ارواح کے مذکور ہیں اسکا پورا حال جب ہی معلوم
ہوگا جب انسان مرجاویگا **باب** فی النھی عن کسر عظام المیت میت کی ہڈی توڑنے کی ممانعت **عن**
عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسر عظام المیت ککسرہ حیا ام المومنین حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندے کی ہڈی توڑنا
ف یعنے گناہ میں دونوں برابر ہیں طیبی نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ میت کی توہین منع ہے جیسے زندہ کی اور یہ بھی اشارہ
ہے کہ میت کو تکلیف ہوتی ہے جیسے زندہ کو اور جب تکلیف ہوئی تو لذت بھی ہوگی اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود
سے نکالا کہ مسلمان کو ایذا دینا مرنے کے بعد ایسا ہے جیسے زندگی میں اسکو ایذا دینا **عن** ام سلمۃ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال کسر عظم المیت ککسر عظم الحی فی الاثم ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا مردے کی ہڈی توڑنا زندے کی ہڈی توڑنے کیطرح ہے گناہ میں **باب** ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا بیان **عن** عبید اللہ بن عبد اللہ قال سألت عائشۃ
فقلت ای امہ اخبرینی عن مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت اشتکی فعلق ینفث فجعلنا نشبہ
نفثہ نفثۃ اکل الزبیب وکان یدور علی نسائہ فلما ثقل استاذنھن ان یکون فی بیت عائشۃ وان
یدرن علیہ قالت فدخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو بین رجلین ورجلاہ تخطان بالارض

أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّهِ عَائِشَةُ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے میننے حضرت عائشہ سے کہا ان مجہسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا حال بیان کرو انہون نے کہا آپ بیمار ہوے تو آپنے پہونکنا شروع کیا (اپنے بدن پر بیماری کی شدت کی وجہ سے) تو ہمنے مشابہت دی آپکے پہونکنے کو انگور کہانے والے کی پہونکنے سے (جیسے انگور کہانیوالا اسکی گرد اور خاک پہونکتا ہے) اور آپ گہوما کرتے تہے اپنی عورتون پر (یعنے باری باری انکے پاس رہتے) جب آپ بیمار ہوئے تو اور بی بیون سے اجازت مانگی بیماری مین عائشہ کے گہر مین رہنے کی (اسلیے کہ وہ محبوبہ خاص تہین اور سب بی بیون سے زیادہ ان سے محبت تہی) اور تمام بی بیون کو آپکے پاس گہومنے کی (جیسے صحت مین آپ انکے پاس گہومتے تہے) حضرت عائشہ نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے دو مردون پر ٹیکا دیئے ہوے ان مین سے ایک حضرت عباس تہے۔ عبیداللہ نے کہا مین نے یہ حدیث ابن عباس سے بیان کی انہون نے کہا تو جانتا ہے دوسرا مرد کون تہا جسکا نام حضرت عائشہ نے نہین لیا وہ حضرت علی بن ابیطالب تہے

عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا فَلَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَجَعَلْتُ أَمْسَحُهُ وَأَقُولُهَا فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدِي ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى قَالَتْ فَكَانَ هَذَا آخِرَ مَا سَمِعْتُ مِنْ كَلَامِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تہے ان کلمون کے ساتہ اذہب الباس رب الناس واشف انت الشافی لاشفاء الاشفاءک شفاء لایغادر سقماً یعنے دور کردے بیماری اے مالک لوگون کے اور تندرستی دے تو ہی تندرستی دینے والا ہے تندرستی تیری ہے تندرستی ہے تو ایسی تندرستی عطا فرما کہ بالکل بیماری کو باقی نہ رکہے) تو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوے اس بیماری سے جس مین انتقال فرمایا تو مین نے آپ کا ہاتہ تہاما اور اسکو پہیرنا شروع کیا (آپکے جسم پر) اور یہی کلمات کہنے لگی (اور حضرت عائشہ نے آنحضرت کا ہاتہ پہرایا تاکہ اوسکی برکت سے جلد آپکو صحت حاصل ہو) آپنے اپنا ہاتہ میرے ہاتہ مین سے نکال لیا پہر فرمایا اللہم اغفرلی والحقنی بالرفیق الاعلی یا اللہ مجہکو بخشدے اور بلند رفیق سے (یعنے ملائکہ اور انبیا اور صدیقین اور شہدا سے) ملادے مجہ کو حضرت عائشہ نے کہا تو یہ آخری کلمہ تہا جو مینے آپ سے سنا صلے اللہ علیہ وسلم **ف** آپنے اپنا ہاتہ نکال لیا اسلیے کہ آپکو تندرستی مطلوب نہ تہی بلکہ وصال کے طالب تہے بعضون نے کہا کہ اول کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ اللہ اکبر تہا اور اخیر یہ کلمہ واللہ اعلم

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ مَرَضُهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ ام المومنین عائشہ سے روایت

ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کوئی نبی ایسا نہیں ہے جو بیمار ہو پھر اسکو اختیار نہ دیا جاوے دنیا میں
رہنے اور آخرت کا سفر کرنے میں حضرت عائشہ نے کہا جب آپ اُس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں وفات فرمائی تو آپ کو ٹھسکہ
لگا (یعنے اُدھو کیطرح) میں نے سُنا آپ فرماتے تھے ان لوگوں کا ساتھ ہو جنپر اللہ جل جلالہ نے احسان کیا پیغمبروں اور صدیقوں
اور شہیدوں اور صالحوں میں سے اسوقت میں نے جانا کہ آپ کو بھی اختیار دیا گیا **ف** کہ اگر دنیا میں رہنا چاہیں تو رہیں لیکن
آپ نے اپنے مالک کے وصال کو اختیار کیا اور سفر آخرت قبول فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت موسے
علیہ السلام جب بیمار ہوئے تو حکم آیا اے موسی اگر تو دنیا میں رہنا چاہتا ہے تو فلان بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ جتنے بال تیرے
ہاتھ تلے آوینگے اُتنے برس کی عمر اور تجھے دونگا موسی علیہ السلام نے عرض کیا ای مالک پھر اسکے بعد کیا ہوگا حکم ہوا کہ اس
کے بعد پھر موت ہی یعنے موت ضروری ہے ہر زندہ کے لیے حضرت موسی نے عرض کیا تو پھر ابھی سہی سچ یہ ہے کہ اگر لاکھ برس
جیے تو کیا فائدہ پھر آخر موت ضروری آنیوالی ہے البتہ جو شخص نیک اعمال میں مصروف ہو اسکے لیے درازی عمر بہتر ہے تا
کہ اور اعمال صالحہ زیادہ کرے اور گنہ گاروں اور بدکاروں کے لیے تو جلد مرنا ہی بہتر ہے کیونکہ روز بروز گناہوں کا
بوجھ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ یا اللہ آسان کر موت کو مجھپر اور میرا خاتمہ بخیر فرما اور عالم برزخ میں ساتھ رکھ مجھکو میرے امام
سید السادات حسن بن علی علیہما السلام کے **عَنْ** عَائِشَةَ رض قَالَتْ اجْتَمَعْنَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَمْ تُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مِشْيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ إِنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ فَاطِمَةُ ثُمَّ إِنَّهُ
سَارَّهَا فَضَحِكَتْ أَيْضًا فَقُلْتُ لَهَا مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَقُلْتُ لَهَا حِيْنَ بَكَتْ أَخَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُوْنَنَا ثُمَّ تَبْكِيْنَ وَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَتّٰى قُبِضَ سَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ إِنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُنِيْ أَنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْاٰنِ فِي
كُلِّ عَامٍ مَرَّةً وَأَنَّهُ عَارَضَهُ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَانِيْ إِلَّا قَدْ حَضَرَ أَجَلِيْ وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِيْ لُحُوْقًا بِيْ وَنِعْمَ
السَّلَفُ أَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ إِنَّهُ سَارَّنِيْ فَقَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ نِسَاءِ هٰذِهِ
الْأُمَّةِ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتیں سب اکٹھا
ہوئیں کوئی انمیں سے باقی نہیں رہی (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حجرے میں مرض موت میں) اتنے میں حضرت
فاطمہ آئیں انکی چال بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چال تھی آپ نے فرمایا مرحبا میری بیٹی پھر انکو بٹھایا اپنی بائیں طرف
بعد اسکے چپکے سے ایک بات اُن سے فرمائی وہ رونے لگیں پھر چپکے سے ایک بات ان سے فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں میں نے
ان سے کہا تم کیوں روئیں انہوں نے کہا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھید کھولنے والی نہیں میں نے کہا آج کا سا دن میں

نہیں دیکھا جس میں خوشی ہو لیکن رنج سے ملی ہوئی ہے (خوشی تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بشارت حضرت فاطمہؓ کو دی جب تو وہ ہنسیں اور رنج یہ کہ آپ کی بیماری کا صدمہ دوسرے یہ راز معلوم نہ ہوا) میں نے حضرت فاطمہ سے کہا جب وہ روئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات خاص تم سے فرمائی جو اپنی بی بیوں سے نہیں کہی پھر بھی تم روتے ہو اور میں نے پوچھا آخر آپ نے کیا فرمایا انہوں نے یہی جواب دیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید فاش کرنیوالی نہیں خیر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا کہ آپ نے اوس روز کیا فرمایا تھا (دوسری روایت میں ہے کہ میں نے انکو اپنے حق کی قسم دی) انہوں نے کہا پہلے آپ نے مجھ سے یہ فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال ایک بار مجھسے قرآن شریف کا دور کرتے تھے اب کے سال دو بار دور کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے موت کا وقت آگیا ہے اور تم سب میرے عزیزوں سے مجھ سے پہلے ملوگے اور میں بہت عمدہ پیش خیمہ ہوں تمہارے لیے یہ سنکر میں روئی پھر آپ نے آہستہ سے مجھ سے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتیں کہ مومنوں کی عورتوں کی یا اس امت کی عورتوں کی تم سردار ہو گی یہ سنکر میں ہنسی
ف دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب آپ نے فرمایا میری وفات ہونیوالی ہے تو میں روئی پھر یہ فرمایا کہ تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی تو میں ہنسی **عن** عَائِشَةَ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے میں نے کسی پر بیماری کی سختی اتنی نہیں دیکھی جتنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی تھی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ سکرات کی شدت اور موت کی سختی بری چیز نہیں ہے بلکہ اس سے درجے بلند ہوتے ہیں **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَمُوْتُ وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيْهِ مَاءٌ فَيُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کے وقت دیکھا آپ پاس ایک پیالہ تھا پانی کا آپ اپنا ہاتھ اس میں ڈالتے اور منہ پر پانی پھیرتے پھر فرماتے یا اللہ مدد کر میری موت کی سختیوں میں **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ اٰخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ السِّتَارَةَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَنَظَرْتُ اِلٰى وَجْهِهِ كَاَنَّهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ وَالنَّاسُ خَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ فِي الصَّلٰوةِ فَاَرَادَ اَنْ يَتَحَرَّكَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنِ اثْبُتْ وَاَلْقَى السَّجْفَ وَمَاتَ مِنْ اٰخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ انس بن مالک سے روایت ہے اخیر دیدار میرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیر کے دن تھا آپ نے پردہ اٹھایا (حجرے کا) میں نے دیکھا آپ کا چہرہ مبارک گویا مصحف کا ایک ورق تھا (صفائی اور پاکیزگی اور حسن اور جمال میں) اور لوگ اسوقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے (یعنے ابوبکر نے) ارادہ کیا اپنی جگہ سے ہٹنے کا اس خیال سے کہ شاید آپ نماز کے لیے برآمد ہوں) لیکن آپ نے انکو اشارے سے فرمایا اپنی جگہ پر رہو اور پردہ ڈال لیا پھر اسی دن اخیر روز میں آپ کی وفات ہوئی **ف** انا للہ وانا الیہ راجعون ہر چند نماز میں التفات کرنا منع ہے لیکن صحابہ کو آپ سے اسقدر محبت تھی کہ نماز کی حالت میں بے اختیاری کی وجہ سے آپ کے دیدار میں محو ہوگئے دوسری روایت میں یوں ہے

کہ قریب تھا کہ ہم فتنے میں پڑ جاویں یعنی نماز بھول جاویں آپ کے دیدار کی خوشی میں سبحان اللہ ایمان صحابہ ہی کا ایمان تھا کہ خدا اور رسول کی محبت میں ایسے غرق تھے جیسے حدیث شریف میں وارد ہے کہ کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک آنحضرت صلعم کی محبت ماں باپ اور تمام عزیز و اقربا سے زیادہ نہ ہو ویسے ہی انجیل مقدس میں بھی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا جو کوئی مجھ کو ماں باپ اور سب سے زیادہ پیار نہ کرے وہ میرا نہیں ہو سکتا افسوس اس زمانہ میں ایسے کامل الایمان لوگ کہاں ہیں اب تو دنیا کے ذرا ذرا سے فائدوں کے لیے اور رادنی ادنی امیروں اور نوابوں کے خوش کرنے کے لیے سنت نبوی سے اعراض اور تغافل کرتے ہیں **عن** أُمِّ سَلَمَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ الصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى مَا يَفِيضُ بِهَا لِسَانُهُ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیماری میں جس میں انتقال فرمایا یہ فرماتے تھے نماز اور لونڈی غلام اسی کلمہ کو کہتے رہے یہاں تک کہ آپ کی زبان رکنے لگی **ف** بیماری کی شدت سے معلوم ہوا کہ آپ کو نماز کا بڑا خیال تھا کیونکہ نماز سب سے اعلے رکن ہے اسلام کا اسلیے وفات کیوقت بھی آپ نے اُسکے لیے وصیت کی مطلب یہ تھا کہ نماز کی محافظت کرو وقت پر پڑھو شرائط اور ارکان کے ساتھ ادا کرو دوسرا مقدمہ لونڈی غلام کا اس سے یہ غرض تھی کہ لوگ لونڈی غلاموں پر ظلم نہ کریں اور اُنکی طاقت سے زیادہ اُن سے کام نہ لیویں انکو کھانے اور پینے اور پہننے کی تکلیف نہ دیویں جیسا برتاؤ اسلام کے دین میں لونڈی غلاموں کے ساتھ ہے وہ اس زمانہ میں آدمی اپنے نوکروں اور دوستوں کے ساتھ بھی نہیں کرتا جو آپ کھاوے وہ لونڈی غلام کو کھلاوے اور جو آپ پہنے وہ انکو بھی پہناوے اور ملک عرب میں یہ دستور تھا کہ لونڈی غلام کو بھی اپنے ساتھ کھلاتے اسطرح لونڈی اور غلام سے جب برتاؤ کیا جاوے تب ہی لونڈی غلام رکھنا مناسب ہے اور جو لوگ اسلام پر غلامی کیوجہ سے طعن کرتے ہیں انکو یہ خبر نہیں ہوئی در حقیقت غلامی کیا ہے گویا فرزندی میں لینا اور اپنی اولاد کی طرح ایک بے وارث شخص کی پرورش کرنا اس میں عقلاً کونسی قباحت ہے بلکہ قیدیوں کے گذارے کے لیے اس سے بہتر دوسری کوئی صورت عقل ہی میں نہیں آتی البتہ اس زمانہ میں بعضے جاہل خلاف شرع لوگ جو لونڈی غلاموں سے وحشیانہ اور بیرحمی کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں اُن پر طعن کرنا بجا ہے مگر دین اسلام پر یہ طعن نہیں ہو سکتا کیونکہ دین اسلام نے تو ایسے برتاؤ سے بالکل منع کیا ہے اور بانی اسلام نے مرتے وقت بھی اسکا خیال نہیں چھوڑا اور لونڈی غلام سے نیک سلوک کرنیکی وصیت بار بار فرمائی یہاں تک کہ زبان مبارک بے قابو ہو گئی قربان آپکے کرم و رحم اور اخلاق کریمانہ کے۔

عن الْأَسْوَدِ قَالَ ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ رض أَنَّ عَلِيًّا كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ مَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ فَلَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلَى صَدْرِي أَوْ إِلَى حِجْرِي فَدَعَا بِطَسْتٍ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِي حِجْرِي فَمَاتَ وَمَا شَعَرْتُ بِهِ فَمَتَى أَوْصَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسود سے روایت ہے لوگوں نے حضرت عائشہ سے بیان کیا کہ حضرت علی وصی تھے رجناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ا انہوں نے کہا آپ نے کب وصیت کی میں تو آپ کو اپنے چھاتی سے لگائے ہوئے تھی یا گود سے آپ نے طست منگوایا

پھر آپ میری گود ہی میں جھک گئے اور مر گئے مجھے خبر نہیں ہوئی (مرتے وقت) پھر آپ نے وصیت کس وقت کی **ف** شیعہ کہتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت اپنا جانشین اور وصی اور قائم مقام حضرت علی مرتضیٰ کو کر دیا تھا اور آپ کو ایسی ایسی باتیں بتائیں جو راز کی تھیں اور سوا آپ کے اور کسی سے بیان نہیں کیں یہ سب شیعوں کا افترا اور بہتان ہے اور اس سے غرض اُن کی یہ ہے کہ ابوبکر صدیق کی خلافت میں اعتراض کریں اور ہم کہتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ کی قرابت قریبہ اور قرب اور محبت خاص میں کسی کو کلام نہیں لیکن خلافت نبوت کو قرابت سے کچھ تعلق نہیں اگر قرابت خلافت کا سبب ہوتی تو حضرت عباس حضرت علی پر مقدم تھے اور امام حسن علیہ السلام سب پر مقدم تھے اور خود حضرت علی سے بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ آپ نے انکار فرمایا اس امر سے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو خاص کیا ہو کسی تعلیم سے اور سیرت حلبی میں ہے کہ حضرت علی نے کہا اگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصیت خلافت کی میرے لیے کرتے تو میں ابوبکر اور عمر کو کبھی آپ کے منبر پر نہ بیٹھنے دیتا بلکہ ان سے قتال کرتا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال دفعۃً نہیں ہوا بلکہ آپ کئی دن تک بیمار رہے اور موذن آپ کے پاس آتا رہا آپ حکم دیتے رہے ابوبکر کی امامت کا پھر جب آپ کی وفات ہوئی تو ہمنے دنیا کی حکومت کے لیے بھی اسی شخص کو اختیار کیا جسکو آں حضرت نے ہمارے دین کے لیے اختیار کیا اور اس سے بیعت کر لی اور ابن عساکر نے روایت کی کہ حضرت علی نے فرمایا جو کوئی مجھکو فضیلت دیوے ابوبکر اور عمر پر میں اسکو مفتری کی طرح کوڑے مارونگا

بَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور دفن کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ عِنْدَ امْرَاَتِهِ ابْنَةِ خَارِجَةَ بِالْعَوَالِيْ فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ لَمْ يَمُتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هُوَ بَعْضُ مَا كَانَ يَاْخُذُهُ عِنْدَ الْوَحْيِ فَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ اَنْتَ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُمِيْتَكَ مَرَّتَيْنِ قَدْ وَاللّٰهِ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَمُوْتُ حَتّٰى يَقْطَعَ اَيْدِيَ اُنَاسٍ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ كَثِيْرٍ وَاَرْجُلَهُمْ فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَمْ يَمُتْ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ قَالَ عُمَرُ فَكَاَنِّيْ لَمْ اَقْرَاْهَا اِلَّا يَوْمَئِذٍ

ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اسوقت ابوبکر اپنی بی بی کے پاس تھے جو خارجہ کی بیٹی تھی عوالی میں (عوالی گاؤں ہیں مدینہ کے اطراف میں) لوگ کہنے لگے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا بلکہ وحی کے وقت جو حال آپ کا ہوا کرتا تھا ایسا ہی ہو گیا ہے (یعنے بیہوشی طاری ہو گئی ہے) آخر ابوبکر آئے اور آپ کا چہرہ کھولا اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا آپ کی عزت اللہ جل جلالہ کے نزدیک اس

سے زیادہ ہے کہ وہ دو بار آپ کو مارے **ف** یہ کہکر ابوبکر نے ان لوگون کا رد کیا جو کہتے تہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر دنیا
مین لوٹینگے اور منافقون کے ہاتہہ پاؤن کاٹینگے کیونکہ اگر ایسا ہو تو اسکے بعد پھر وفات ہوگی پس دو موتین جمع ہوجاوینگی
اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ اب آپکو کوئی تکلیف نہوگی ایک دنیا کی موت تہی جو ہر بشر کو لازم تہی وہ آپ کو بہی ہوئی
اسکے بعد پھر آپ کو راحت ہی راحت ہے جیسے آپنے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ آج کے دن کے بعد پھر تیرے باپ پر کبہی سختی
نہوگی جب انہون نے کہا تہا واکرب اباہ یعنے ہائے میرے باپ پر کتنی سختی ہے اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ آپ کا نام
اور آپ کا دین ہمیشہ قائم رہے گا کبہی مٹنے والا نہین حدیث سے یہ نکلا کہ میت کو بوسہ دینا درست ہے اور میت کو موت کے بعد
ایک چادر سے ڈہانپ دینا چاہیے تا کہ لوگ اسکی صورت دیکہکر گہبراوین نہین **ف** بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
سلم گذر گئے اسوقت حضرت عمر مسجد کے ایک کونے مین یہ کہہ رہے تہے کہ قسم خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین مرے
اور آپ کبہی نہین مرینگے یہانتک کہ بہت منافقون کے ہاتہہ اور پاؤن کٹواوینگے آخر ابوبکر کہڑے ہوئے اور منبر پر چڑہے
اور کہا جو کوئی اللہ جل جلالہ کو پوجتا تہا تو اللہ تو زندہ ہے نہین مرا اور نہ کبہی مرے گا) اور جو کوئی حضرت محمدؐ کو پوجتا
تہا تو حضرت محمدؐ تو مر گئے پھر یہ آیت پڑہی وما محمد الا رسول اخیر تک یعنی محمد نہین ہین مگر پیغام پہونچانے والے اللہ کے انسے پہلے
کئی پیغام پہونچانے والے گذر چکے ہین اگر وہ مر جاوین یا مارے جاوین تو کیا تم (اپنے دین سے) پھر جاؤ گے الٹے پاؤن اور جو کوئی الٹے پاؤن پھر جاوے
وہ اللہ کا کچہ نقصان نکریگا (بلکہ اپنا نقصان آپ کریگا) اور اللہ بدلہ دیگا شکر کرنیوالون کو۔ حضرت عمر نے کہا مجہے ایسا
معلوم ہوا جیسے مین نے اس آیت کو نہین پڑہا مگر اسیدن **عن** ابنِ عبّاسٍ رض قال لمّا ارادوا ان یحفروا لرسولِ
اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وآلہٖ وسلّم بعثوا الی ابی عبیدۃ بنِ الجرّاحِ وکان یضرحُ کضریحِ اھلِ مکّۃ و
وبعثوا الی ابی طلحۃ وکان ھو الّذی یحفرُ لاھلِ المدینۃِ وکان یلحدُ فبعثوا الیھما رسولینِ
فقالوا اللّٰھمّ خِر لرسولِکَ فوجدَ ابا طلحۃ فجیئَ بہٖ ولم یوجد ابو عبیدۃ فلحدَ لرسولِ اللّٰہِ صلّی
اللّٰہُ علیہِ وسلّم قال فلمّا فرغوا من جھازِہٖ یومَ الثّلثاءِ وُضِعَ علٰی سریرِہٖ فی بیتِہٖ ثمّ دخلَ النّاسُ
علٰی رسولِ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم ارسالًا یصلّون علیہِ حتّٰی اذا فرغوا دخلَ النّساءُ حتّٰی اذا
فرغوا دخلَ الصّبیانُ ولم یؤمّ النّاسَ علٰی رسولِ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم احدٌ لقد اختلفَ المسلمونَ
فی المکانِ الّذی یُحفرُ لہٗ فقالَ قائلونَ یُدفنُ فی مسجدِہٖ وقالَ قائلونَ یُدفنُ معَ اصحابِہٖ فقالَ ابوبکرٍ
انّی سمعتُ رسولَ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم یقولُ ما قُبِضَ نبیٌّ الّا دُفِنَ حیثُ یُقبضُ قال فرفعوا فراشَ
رسولِ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم الّذی توفّی علیہِ فحفروا لہٗ ثمّ دُفِنَ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم وسطَ اللّیلِ
من لیلۃِ الاربعاءِ ونزلَ فی حفرتِہٖ علیُّ بنُ ابی طالبٍ رض والفضلُ بنُ عبّاسٍ رض وقثمُ اخوہُ وشقرانُ
مولٰی رسولِ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم وقالَ اوسُ بنُ خولیٍّ وھو ابو لیلٰی لعلیِّ بنِ ابی طالبٍ انشدکَ

اللّٰهِ وَحَفِظْنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ عَلِيٌّ وَانْزِلْ وَكَانَ شُقْرَانُ مَوْلَاهُ اَخَذَ قَطِيْفَةً كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَدَفَنَهَا فِي الْقَبْرِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا يَلْبَسُهَا اَحَدٌ بَعْدَكَ فَدُفِنَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ عبداللہ عباس سے روایت ہے جب صحابہ نے قصد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر کھودیں تو انہوں نے بلوا بھیجا ابو عبیدہ بن الجراح کو وہ صندوقی قبر کھودتے تھے مکہ والوں کی طرح اور بلوا بھیجا ابو طلحہ کو وہ مدینہ والوں کے لیے قبر کھودتے تھے اور بغلی قبر کھودتے تھے خیر صحابہ نے دونوں کے پاس دو آدمیوں کو بھیجا اور دعا کی یا اللہ تو اختیار کرے جو بہتر ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آخر ابو طلحہ ملے وہ آئے اور ابو عبیدہ نہیں ملے تو آنحضرت کے لیے بغلی قبر کھودی گئی جب آپ کی تجہیز اور تکفین سے فارغ ہوئے منگل کے دن تو آپ رکھے گئے اپنے تخت پر اپنے گھر میں اور لوگوں نے فوج فوج آپ کے پاس اندر آنا شروع کیا اور نماز پڑھتے جاتے تھے آپ پر جب مرد فارغ ہو چکے (نماز سے) تو عورتیں جانے لگیں جب عورتیں بھی فارغ ہو گئیں تو بچے جانے لگے اور آپ کے جنازے پر کسی شخص نے لوگوں کی امامت نہیں کی (بلکہ ہر ایک نے الگ الگ نماز پڑھی پہلے بنی ہاشم نے پھر مہاجرین نے پھر انصار نے پھر اور صحابہ نے) اور لوگوں نے اختلاف کیا کہ آپ کی قبر کہاں کھودی جاوے بعضوں نے کہا آپ کو مسجد میں دفن کرنا چاہیے بعضوں نے کہا آپ اپنے اصحاب کے ساتھ (بقیع میں) دفن ہوں گے یہ سن کر ابو بکر صدیق نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کوئی نبی نہیں مرا مگر وہ دفن کیا گیا اسی مقام میں جہاں وہ مرا پھر صحابہ نے (یہ حدیث کو سن کر) آپ کا بچھونا اٹھایا جہاں آپ نے وفات فرمائی تھی اور قبر کھودی بعد اس کے آپ دفن ہوئے آدھی رات کو وقت چار شنبہ کی رات کو (اور وفات پیر کے روز سہ پہر کو ہوئی تھی) خیر قبر میں حضرت علی اور فضل بن عباس اور ان کے بھائی قثم بن عباس اور شقران جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ (غلام آزاد) تھے اترے اور اوس بن خولی نے کہا جس کی کنیت ابو لیلیٰ تھی حضرت علی سے میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی اور ہمارے اس صحبت کی جو آنحضرت کے ساتھ تھی (مجھ کو بھی قبر میں اترنے دو) حضرت علی نے اس سے کہا اتر اور شقران جو آپ کے مولیٰ تھے انہوں نے ایک چادر لی جس کو آنحضرت اوڑھا کرتے تھے اور آپ کے ساتھ قبر میں دفن کر دی (بعضوں نے کہا کہ وہ زمین میں بچھا دی گئی تھی اور بعضوں نے کہا مٹی ڈالنے کے بعد اس چادر کو نکال لیا غرض چادر بچھانا سنت نہیں ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو یہ امر آپ کے لیے خاص ہوگا) انہوں نے کہا قسم اللہ کی اس چادر کو آپ کے بعد کوئی نہ اوڑھے تو وہ دفن کر دی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

عن اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ قَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ اَبَتَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا كَرْبَ عَلَى اَبِيْكِ بَعْدَ الْيَوْمِ اِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ اَبِيْكِ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ اَحَدًا الْمُوَافَاةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ انس بن مالک سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی سختی ہوئی جو ہوئی تو حضرت فاطمہ (پیاری صاحبزادی) نے فرمایا ہائے میرے باپ کی سختی یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے دن کے بعد پھر تیرے باپ پر کبھی سختی نہ ہوگی اور تیرے باپ پر وہ وقت آیا جو سب پر آنیوالا ہے اب قیامت

سکے دن ملاقات ہو گی **ف** حالانکہ ملاقات مرنیکے بعد ہی عالم برزخ میں ہو جاتی ہے جیسے دوسری حدیثوں سے ثابت ہے پھر اسکا کیا مطلب ہو گا بیان یہ اشکال ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ ملاقات سے ہر وقت کی یکجائی اور سکونت مراد ہو دنیا کیطرح اور یہ قیامت کے بعد ہی جنت میں ہو گی جیسے دوسری روایت میں ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا کے مکان میں تشریف لائے حضرت علی کو سوتا پایا ارشاد ہوا کہ یہ سونیوالا اور میں اور تو ایک مکان میں ہونگے جنت میں اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا درجہ بہت بلند ہو گا آخرت میں کسلیے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مکان میں رہیں گے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت کا مقام جنت الفردوس میں سب سے بلند ہو گا واللہ اعلم **عن** انس بن مالك قال قالت لي فاطمة يا انس كيف سخت انفسكم ان تحثوا التراب على رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا ثابت عن انس ان فاطمة قالت حين قبض النبي صلى الله عليه وسلم وا ابتاه الى جبريل انعاه وا ابتاه من ربه ما ادناه وا ابتاه جنة الفردوس ماواه وا ابتاه اجاب ربا دعاه قال حماد فرأيت ثابتا حين حدث بهذا الحديث بكى حتى رأيت اضلاعه تختلف انس بن مالک سے روایت ہے حضرت فاطمہ زہرا نے مجھ سے کہا اے انس تمہارے دلوں کو کیونکر گوارا ہوا جو تم نے آنحضرت پر مٹی ڈالی (یعنے آپکو خاک میں چھپا دیا اور جمال جہاں آرا جسکے تم عاشق تھے یوں مٹی میں داب دیا) ثابت نے کہا انس سے روایت کر کے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت فاطمہ نے کہا ہائے میرے باپ میں جبرئیل علیہ السلام کو انکے مرنے کی خبر دیتی ہوں ہائے میرے باپ اپنے مالک کے کیسے نزدیک ہو گئے ہائے میرے باپ جنة الفردوس انکا ٹھکانا ہے ہائے میرے باپ نے اپنے رب کا بلانا قبول کیا۔ حماد نے کہا میں نے دیکھا ثابت کو جب انہوں نے یہ حدیث بیان کی تو روئے یہانتک کہ پسلیاں انکی تلے اوپر ہو گئیں **ف** رونیکی شدت سے آپ کی وفات کا صدمہ یاد کر کے اور حضرت فاطمہ کی مصیبت خیال کر کے۔ ہر اکلوتی پیاری بیٹی کا باپ جب جہان سے اٹھ گیا اور باپ بھی ایسا جو ساری جہان کا نور تھا تو خیال کرنا چاہیے کہ بیٹی کے دل پر کیا صدمہ گذرا ہو گا دوسری روایت میں ہے کہ حضرت بی بی صاحبہ اپنی وفات کے بعد صرف ۶ ماہ تک بحالت رنج و غم زندہ رہیں اور اس مدت میں کبھی نہیں ہنسیں آخر چھ ماہ کے بعد موجب آپکے ارشاد کے اس جہان فانی سے رحلت کر گئیں اور اپنے باپ سے جسکی عاشق تھیں مل گئیں اب کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضرت بی بی نے جو یہ کلمات سخت رنج کی حالت میں فرمائے یہ نیاحت میں داخل ہے اور وہ منع ہے اسلیے کہ نیاحت وہ ہے جو چلا کر بلند آواز سے ہو نہ وہ جو آہستہ سے کہا جاوے اور اگر یہ نیاحت ہوتی تو بی بی صاحبہ ہرگز نہ کہتیں **عن** انس قال لما كان اليوم الذي دخل فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة اضاء منها كل شيء فلما كان اليوم الذي مات فيه اظلم منها كل شيء وما نفضنا عن النبي صلى الله عليه وسلم الايدي حتى انكرنا قلوبنا انس سے روایت ہے ایکدن تھا جسدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے (مدینہ میں تشریف لائے تھے تو مدینہ کی ہر چیز نورانی ہو گئی تھی (در و دیوار آپکے جمال جہاں آرا سے روشن اور منور ہو گئے تھے) جیسے وہ دن ہوا جسدن آپکی وفات ہوئی تو مدینہ میں ہر چیز تاریک ہو گئی

اور ہم لوگون نے تو جب آپ کو دفن کر کے ہاتھون کو جہاڑا اسیوقت سے دلون کا حال بدلا ہوا پایا **ف** جو نور دلون مین آپکے صحبت کیوجہ سے تہا وہ کم ہو گیا جب صحابہ کا یہ حال ہو تو اور لوگون کے دل ہمیشہ کیسے درست رہ سکتے ہین یہی حال ہے مرشد کامل اور وصل الے اسر کا جبتک اسکی صحبت مین رہو دل پر ایک تسلی رہتی ہے دل نورانی خدا کیطرف رغبت دنیا سے متنفر رہتا ہے جب صحبت جاتی رہتی ہے پہر دل اپنے حال پر آجاتا ہے اور دنیا کی محبت اُس مین سما جاتی ہے ولی کامل کی بڑی نشانی یہی ہے کہ جب اسکی صحبت مین بیٹھو تو خدا کی یاد آوے اور دل دنیا سے نفرت کرے **عن** ابنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْاِنْبِسَاطَ اِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ اَنْ يُنْزَلَ فِيْنَا الْقُرْاٰنُ فَلَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہون نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اپنی عورتون سے باتین اور زیادہ کہلنے مین ڈرتے تہے کہ کہین ہمارے باب مین قرآن نہ اترے (اسلیے کہ اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہے وہ اپنے رسول کو جو بات چاہتا تہا بتلا دیتا) جب آپنے وفات فرمائی تو ہم باتین کرنے لگے (ہر طرح کی اور خوف و خطر دل سے جاتا رہا) **عن** اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّمَا وَجْهُنَا وَاحِدٌ فَلَمَّا قُبِضَ نَظَرْنَا هٰكَذَا وَهٰكَذَا ابی بن کعب سے روایت ہے جب ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ تہے تو ہم سب کا منہ ایک ہی طرف تہا (یعنے باہم بالکل اتفاق تہا اور آپکے ارشاد پر سب رضامند تہے) جب سے آپ کی وفات ہوئی تو ہم ادہر ادہر دیکہنے لگے **ف** اور ہر ایک اپنی راے اور اجتہاد کا پیرو ہونے لگا یہ ان مسائل مین تہا جن مین صاف نص وارد نہ تہا ورنہ صحابہ مسائل منصوصہ مین متفق تہے اور سب قرآن اور حدیث کے تابع تہے اور مسائل منصوصہ مین اگر کہین اختلاف پایا جاتا ہے تو اسکی وجہ یہ تہی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی آسانی کے لیے ایک کام کو دو یا تین طرح سے کیا اور کبہی ایک کام کو کیا کبہی اسکو ترک کیا جتانے کے لیے کہ وہ کام واجب نہین ہے پس جیسا جس نے دیکہا وہی طریقہ اختیار کیا اور ان مسائل مین اہلحدیث کا رستہ نہایت ٹہیک اور درست ہے کہ انہون نے اول تو حدیثون کو خوب جانچا اور صحیح کی حدیثین ضعیف اور رکیک حدیثون سے جدا کین پہر جو صحیح حدیثین رہین اُن سب پر عمل کیا اور ہر ایک طور پر عمل کرنا جائز رکہا برخلاف مقلدین کے کہ انہون نے آدہی حدیثین لین اور آدہی حدیثون کو بلا وجہ لغو عذرات پیش کر کے ترک کیا **عن** اُمِّ سَلَمَةَ بِنْتِ اَبِي اُمَيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ الْمُصَلِّي يُصَلِّي لَمْ يَعْدُ بَصَرُ اَحَدِهِمْ مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ النَّاسُ اِذَا قَامَ اَحَدُهُمْ يُصَلِّي لَمْ يَعْدُ بَصَرُ اَحَدِهِمْ مَوْضِعَ جَبِيْنِهِ فَتُوُفِّيَ اَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ فَكَانَ النَّاسُ اِذَا قَامَ اَحَدُهُمْ يُصَلِّي لَمْ يَعْدُ بَصَرُ اَحَدِهِمْ مَوْضِعَ الْقِبْلَةِ وَكَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَتِ الْفِتْنَةُ فَتَلَفَّتَ النَّاسُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے انہون نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین جب نمازی نماز مین کہڑا ہوتا تو اسکی نگاہ اسکے دونون پاؤن سے آگے نہ بڑہتی آخر آپنے وفات پائی پہر لوگون کا یہ حال ہوا کہ جب کوئی ان مین سے نماز پڑہتا تو اسکی نگاہ پیشانی رکہنے کے مقام سے آگے نہ بڑہتی آخر ابوبکر صدیق

نے بہی وفات پائی اور حضرت عمر کا زمانہ ہوا اب لوگون کا یہ حال ہوگیا کہ جب ان مین سے کوئی نماز پڑہنے کو کہڑا ہوتا تو اسکی نگاہ سوا
قبلے کی اور طرف نہ جاتی (یعنے داہنے بائین طرف نہ دیکہتا) پہر حضرت عثمان کا زمانہ ہوا اور مسلمانون مین فتنہ ہوا (حضرت عثمان
کی شہادت) تو لوگون نے داہنے اور بائین طرف دیکہنا شروع کیا **ف** نماز مین مطلب یہ ہے کہ جون جون زمانہ گذرتا گیا نماز مین
خشوع اور خضوع کم ہوتا گیا سب سے زیادہ عمدہ نماز تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچہے ہوتی جب کوئی اپنے قدمون کے مقام سے نگاہ کو
نہ ہٹاتا اسکے بعد پہر نگاہ بڑہتی چلی جیسے اوپر بیان ہوا اس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ شیخین کی خلافت کا زمانہ بہ نسبت ختنین کے
کی خلافت کے عمدہ تہا اسکی وجہ یہ بہی تہی کہ قرب نبوی اسوقت زیادہ تہا اور آپ کی صحبت کا اثر بہت کچہ باقی تہا ابن مسعود نے
کہا جب سے حضرت عمر اسلام لائے ہم کو عزت حاصل ہوئی اور جب سے حضرت عمر کی وفات ہوئی ہم لوگ ذلیل ہوگئے **عن**
اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا
نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ
فَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِهٖ قَالَتْ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِهٖ وَلٰكِنِّيْ اَبْكِيْ لِاَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ
قَالَ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا انس سے روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق نے کہا حضرت عمر سے آنحضرت کی وفات
کے بعد چلو ہم تم ام ایمن سے ملنے کو جاوین جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے کو جایا کرتے تہے (وہ اسامہ بن زید کے
والدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہلائی تہین) انس نے کہا جب ہم ام ایمن کے پاس پہونچے تو وہ رونے لگین ابوبکر اور عمر دونو
نے ان سے کہا تم کیون روتے ہو جو کچہ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اسکے رسول کے لیے انہون نے کہا یہ مین جانتی ہون کہ جو کچہ
اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اسکے رسول کے لیے لیکن مین اسوجہ سے روتی ہون کہ اب آسمان سے وحی اترنا موقوف ہوگئی
انس نے کہا یہ کہکر ام ایمن نے ابوبکر اور عمر کو بہی رولایا وہ بہی انکے ساتہ رونے لگے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کو یاد کرکے) **ف** اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ابوبکر نے اپنی خلافت مین سرمو آنحضرتؐ کے طریق سے انحراف کرنا گوارا نہ کیا یہان
تک کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگون سے ملنے جاتے ابوبکر بہی ان سے ملنے گئے پس خلافت ابوبکر کی گویا تصویر تہی
زمانہ نبوت کی اور یہی وجہ تہی کہ ابوبکر نے اموال فدک اور بنی نضیر وغیرہ حضرت خاتون جنت کی طلب پر انکے حوالے نہین کیے
بلکہ جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال مین سے خرچ کرتے تہے اسیطرح بلا تفاوت خرچ کرتے رہے اور رتی برابر آن حضرتؐ کے طریق
کا بدلنا انہون نے گوارا نہ کیا اصل بات یہ ہے نہ وہ جو شیعہ بکتے پہرتے ہین کہ ابوبکر نے معاذ اللہ طمع سے ایسا کیا اور حضرت بی بی کو رنج دیا
یہ سب لغو ہے ابوبکر کو ایک بڑے حصہ دنیا کی حکومت تہی اور انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سے اپنا سارا مال تصدق کیا
اور آپکی محبت مین جان تک بہی دریغ نہ کی کیا ایسے شخص سے یہ گمان ہوسکتا ہے کہ وہ چند درخت کہجور کے ناحق طور سے لیگا
اور آنحضرتؐ کی پیاری صاحبزادی کو ناراض کرے گا ؎

کار پاکان را قیاس از خود مگیر   در نماند در نوشتن شیر و شیر

عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی فقال رجل یا رسول اللہ کیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت یعنی بلیت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

اوس بن اوس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے افضل دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن صور پھونکا جاویگا اور اسی دن لوگ بیہوش ہوں گے (قیامت کے قریب) تو جمعہ کے دن مجھ پر درود بہت بھیجا کرو اسلیے کہ تمہاری درود میرے سامنے لائی جاویگی ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیونکر ہماری درود آپ کے سامنے لائی جاویگی آپ تو (قبر میں) گل جاوینگے (جیسے اور مردے گل جاتے ہیں) آپ نے فرمایا بیشک اللہ تعالی نے حرام کردیا ہے زمین پر پیغمبروں کے بدنوں کو کھانا **ف** اگرچہ مرنیکے بعد روح سب کی قائم رہتی ہے اور روح سب باتوں کو دیکھ اور سن سکتی ہے لیکن پیغمبروں میں اوروں کی بہ نسبت ایک اور خصوصیت ہے وہ یہ کہ پیغمبروں کا جسم بھی فنا نہیں ہوتا نہ گلتا اور سڑتا ہے اور پیغمبر اسی دنیاوی جسم کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جب زندہ ہوئے تو ہر ایک بات کو سمجھ سکتے ہیں اور سن سکتے ہیں دوسری روایت میں ہے کہ جب کوئی میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجے گا تو میں خود سن لونگا اور جو دور سے بھیجیگا تو فرشتے مجھکو پہونچا دینگے۔

ان حدیثوں سے صاف یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور قبر کے پاس درود اور سلام پڑھنا بنفس نفیس سنتے ہیں اور اسپر تمام ائمہ الحدیث کا اتفاق ہے اور وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ادب اور لحاظ حالت حیات دنیاوی میں تھا وہی اب بھی مسجد نبوی میں لازم ہے کیونکہ آپ کی حالت نہیں بدلی صرف اہل دنیا کی نظر سے آپ چھپ گئے ہیں ایک بزرگ سے منقول ہے کہ دو نعمتیں بہت بڑی اب بھی دنیا میں باقی ہیں لیکن لوگوں کو ادہر توجہ نہیں ایک تو ذات بابرکات جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے قرآن مجید **عن** ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشہود تشہدہ الملائکۃ وان احدا لن یصلی علی الا عرضت علی صلوتہ حتی یفرغ منہا قال قلت وبعد الموت قال وبعد الموت ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق ابو الدرداء سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر درود بہت بھیجو اسلیے کہ جمعہ کے دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو کوئی مجھ پر درود بھیجے گا اسکی درود مجھ پر پیش کیجاوے گی جس وقت اس سے فارغ ہوگا میں نے عرض کیا آپ کے مرنے کے بعد بھی آپ نے فرمایا مرنیکے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالی نے حرام کردیا ہے زمین پر پیغمبروں کا جسم کھانا غرض یہ ہے کہ اللہ کے نبی زندہ ہیں اور انکو روزی ملتی ہے **ف** یعنے جنت کی کھانے انکو کھلائے جاتے ہیں جو روحانی ہیں یہ جان لینا چاہیے کہ حیات سے دنیاوی حیات مراد نہیں ہے اسلیے کہ دنیاوی حیات قبر کے اندر قائم نہیں رہ سکتی مگر یہ برزخی حیات ایسی ہے کہ اس میں اور دنیاوی حیات میں فرق ہے مگر بہر حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف کے پاس درود اور سلام سنتے ہیں اسیطرح آپ کا ادب اور لحاظ اسیحال میں قائم ہے جیسے دنیاوی حیات میں تھا بلکہ یہ برزخی حیات بہت باتوں میں دنیاوی

حیات سے زیادہ قوی اور زیادہ بہتر ہے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک تسلیما کثیرا کثیرا **تمت کتاب الجنائز** تمام ہوئی کتاب جنازوں کی اللہ جل جلالہ کے فضل سے اب شروع ہوتی ہے روزے کی کتاب **باب** ماجاء فی فضل الصیام روزے کی فضیلت **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عمل ابن ادم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالھا الی سبعمائۃ ضعف الی ماشاء اللہ یقول اللہ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شھوتہ وطعامہ من اجلی للصائم فرحتان فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا ہر عمل دونا کیا جاتا ہے نیکی دس گنے سے سات سو گنے تک جہانتک اللہ چاہے اللہ تعالی فرماتا ہے مگر روزہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اسکا بدلہ دونگا آدمی اپنی خواہش اور غذا کو میرے لیے چھوڑ دیتا ہے روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک تو افطار کے وقت دوسری خوشی اپنے مالک سے ملتے وقت (ہوگی) البتہ روزہ دار کے مونھ کی باس اللہ کے نزدیک مشک کی باس سے بہتر ہے **ف** اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ روزے کے سوا اور نیکیوں کا ثواب معین اور معلوم ہے یا انکا ثواب دینا فرشتوں کے سپرد کر دیا گیا ہے اور روزے کا ثواب اللہ جل جلالہ نے خاص اپنے علم میں رکھا ہے اور وہ خود ہی قیامت کے دن روزہ دار کو عنایت فرماویگا اسکی وجہ یہ ہے کہ اور نیکیوں میں ریا کی گنجایش ہے روزہ ریا سے پاک ہے آدمی اسیوقت روزہ رکھیگا اور اپنے نفسانی اور حیوانی خواہشوں سے اسیوقت باز رہیگا جب اسکی دل میں خدا کا ڈر ہو ورنہ روزہ نہ رہیگا اور لوگوں کے سامنے اپنی تئیں روزہ دار ظاہر کر دیگا **عن** مطرف من بنی عامر بن صعصعۃ ان عثمان بن ابی العاص الثقفی دعا لہ بلبن لیسقیہ فقال مطرف انی صائم فقال عثمان سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الصیام جنۃ من النار کجنۃ احدکم من القتال مطرف سے روایت ہے کہ عثمان بن ابی العاص ثقفی نے انکے پلانے کے لیے دودھ منگوایا انھوں نے کہا میں روزہ دار ہوں عثمان نے کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے روزہ ڈھال ہے انگارے سے (دوزخ کے) جیسے لڑائی میں تم میں سے ایک کی ڈھال ہوتی ہے **عن** سھل بن سعد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی الجنۃ بابا یقال لہ الریان یدعی یوم القیمۃ یقال این الصائمون فمن کان من الصائمین دخلہ ومن دخلہ لم یظما ابدا سہل بن سعد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جسکا نام ریان ہے قیامت کے دن پکارا جاویگا روزہ دار کہاں ہیں تو جو کوئی روزہ داروں میں سے ہوگا وہ اس دروازے کے اندر جاویگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا **ف** ریان ری سے ہے جسکے معنے سیراب ہونا یہ دروازہ گویا سیرابی کا دروازہ ہے جو روزہ داروں کی بھوک اور پیاس کا عوض ہوگا **باب** ماجاء فی فضل شھر رمضان ماہ رمضان کی فضیلت **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی روزے رکھے رمضان کے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے تو اللہ تعالی اسکے اگلے گناہ بخشدیوے گا **عن**

أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَتْ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَنَادَى مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلَّهِ عُتَقَاءُ وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں اسیطرح شریر جن اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہیں کوئی دروازہ انکا کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں کوئی دروازہ اسکا بند نہیں رہتا اور ایک پکارنیوالا پکارتا ہے اے بھلائی کے چاہنے والے (یعنے ثواب کے طالب) متوجہ ہو اور محنت کر) اور اے برائی کے ڈھونڈھنے والے کم کر (یعنے برائی میں کمی کر گناہوں کو چھوڑ دے) اور اللہ جل جلالہ کے آزاد کیے ہوئے لوگ ہیں (شاید تو بھی ان میں سے ہو) ہر رات کو یہی ہوتا ہے (رمضان کے ختم تک) **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلَّهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرٍ عُتَقَاءَ وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی افطار کیوقت کتنے لوگوں کو آزاد کرتا ہے (دوزخ سے) اور یہ ہر ایک رات کو ہوتا ہے (رمضان کی) **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ انس بن مالک سے روایت ہے رمضان آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینا آگیا تمہارے اوپر اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے جو اس سے محروم رہا وہ بالکل بھلائی سے محروم رہا اور اسکی بھلائی سے وہی محروم رہیگا جو محروم ہے (عبادت الہی سے اور فسق اور فجور میں مصروف ہے)

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ شک کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے

عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَأُتِيَ بِشَاةٍ فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ عَمَّارٌ مَنْ صَامَ هَذَا الْيَوْمَ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صلہ بن زفر سے روایت ہے ہم عمار بن یاسر کے پاس تھے اسدن جس دن شک ہوتی ہے (رمضان کی وہ شعبان کی ۳۰ تاریخ ہے جب ابر وغیرہ ہو) ان کے پاس ایک بکری لائی گئی (بھونی ہوئی) بعض لوگ اسکو دیکھ کر سرک گئے (کیونکہ انہوں نے روزہ رکھا ہوگا) عمار نے کہا جس نے ایسے دن میں روزہ رکھا اس نے نافرمانی کی حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی **ف** اکثر ائمہ جیسے ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کا یہی قول ہے کہ شک کے دن روزہ نہ رکھے اور جو رکھے تو نفل کی نیت سے رکھے لیکن رمضان کی نیت سے نہ رکھے اور بعضوں نے کہا جسکی عادت اسدن روزہ رکھنے کی ہو وہ رکھے اور بعضوں نے کہا خاص خاص لوگ رکھیں عوام نہ رکھیں اور امام احمد اور ایک جماعت علما کا یہ قول ہے کہ جب آسمان برابر ہو تو وہ شک کا دن نہیں ہے اسدن روزہ رکھنا چاہیے اور عبد اللہ بن عمر اور اکثر صحابہ یوں کرتے تھے کہ شعبان کے ۲۹ تاریخ کو چاند دیکھتے پھر اگر چاند دکھائی دیتا یا اسکی خبر سنتے تو دوسرے دن روزہ رکھتے اور اگر چاند دکھائی نہ دیتا نہ اسکی خبر آتی تو اگر مطلع صاف ہوتا تو دوسرے دن افطار کرتے اور جو مطلع صاف نہ ہوتا تو دوسرے دن روزہ رکھتے **ترجم**

کہتا ہی الحدیث فی اسکو اختیار کیا ہی کہ رمضان کا چاند ایک شخص عادل کی خبر سے ثابت ہوجاتا ہے اگر چاند نہ دکھائی دیوے نہ ایک شخص عادل عادل کی خبر سے ثابت ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لینا چاہییں اسکے بعد روزہ رکھو اور رمضان کا استقبال ایک یا دو روز پیشتر سے مکروہ رکہا ہے اور یہی صحیح ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَعْجِیْلِ صَوْمِ یَوْمٍ قَبْلَ الرُّؤْیَةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا چاند دیکھنے سے ایکدن پہلے روزہ رکہنے سے ف شیعہ امامیہ اور اسمٰعیلیہ اس حدیث کے خلاف رمضان کا استقبال کرتے ہین ایک یا دو روزوں سے اور مین نے بعض اسمٰعیلیہ کو دیکھا وہ شعبان کی ۲۷ تاریخ سے روزہ شروع کرتے ہین اور رمضان کی ۲۷ تاریخ سے روزہ چھوڑ دیتے ہیں یہ صریح گمراہی ہے عَنِ الْقَاسِمِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِیَةَ بْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ الصِّیَامُ یَوْمُ کَذَا وَیَوْمُ کَذَا وَنَحْنُ مُتَقَدِّمُوْنَ فَمَنْ شَاءَ فَلْیَتَقَدَّمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْیَتَاَخَّرْ قاسم ابو عبد الرحمن سے روایت ہی انہوں نے سنا معاویہ بن ابی سفیان سے منبر پر وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر فرماتے تھے رمضان کے پہلے روزہ فلان دن سے شروع ہوگا فلان دن سے اور ہم تو اسکے آگے سے روزہ رکھینگے اب جسکا جی چاہے آگے سے روزہ رکھے اور جسکا جی چاہے آگے سے نہ رکھے ف کیونکہ رمضان کے آگے ایک دو روز پہلے نفل روزہ ہی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کا استقبال درست ہے اسیطرح شعبان کے روزوں کو رمضان کے ملا دینا لیکن دوسری صحیح حدیثون مین اسکی ممانعت وارد ہے اور بعضوں نے کہا ممانعت عام لوگون کو ہے اور جواز خاص لوگوں کے لیے واللہ اعلم

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ وِصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ شعبان کے روزے رمضان کے روزوں سے ملا دینا

کیسا ہے عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کو رمضان سے ملا دیتے عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ الْغَازِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِیَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ کَانَ یَصُوْمُ شَعْبَانَ کُلَّهٗ حَتّٰی یَصِلَهٗ بِرَمَضَانَ ربیعہ بن غاز نے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کو انہوں نے کہا آپ سارے شعبان کے مہینے روزہ رکھتے تھے یہانتک کہ اسکو ملا دیتے رمضان سے ف ان حدیثوں کے معارض ہین ابو ہریرہ کی حدیثیں جو آگے آتی ہین انکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا اور حضرت عائشہ سے دوسری روایت یون ہے کہ جو کوئی تم سے بیان کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سوا اور کسی مہینے کے پورے روزے رکھے تو اسکی تصدیق نکرنا اور اس مسئلہ مین اختلاف ہے صحابہ اور تابعین کے زمانے سے اب تک اور احتیاط اسی مین ہے کہ شعبان کی ۱۵ تاریخ کے بعد پھر روزہ نہ رکھے جبتک رمضان نہ شروع ہو واللہ اعلم عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقَدَّمُوْا صِیَامَ رَمَضَانَ بِیَوْمٍ وَلَا یَوْمَیْنِ اِلَّا رَجُلٌ کَانَ یَصُوْمُ صَوْمًا فَیَصُوْمُهٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان سے آگے ایک دن یا دو دن پہلے مت روزہ رکھو البتہ اس شخص کو منع نہیں جو ایک دن ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا اور

وہ دن آن پڑا تو وہ روزہ رکھ لیوے **ف** اپنی عادت کے سبب سے نہ رمضان کے استقبال کی نیت سے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ النِّصْفُ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا صَوْمَ حَتّٰی یَجِیْئَ رَمَضَانُ ابوہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان آدھا گذر جاوے تو اب روزہ نہ رکھے جب تک رمضان نہ آوے **ف** وجہ ممانعت کی یہ ہوگی کہ فرض اور نفل مل نہ جاویں اور عام لوگوں کو یہ وسوسہ پیدا ہو کہ شعبان کے روزے بھی رکھنا ضروری ہیں اور بعضوں نے کہا یہ ممانعت ضعیف لوگوں کے حق میں ہے بعضوں نے کہا عام لوگوں کے حق میں اور خواص کو ایسا کرنا منع نہیں ہے واللہ اعلم ؁

باب مَا جَآءَ فِی الشَّهَادَةِ عَلٰی رُؤْیَةِ الْهِلَالِ چاند دیکھنے کی گواہی کا بیان **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْصَرْتُ الْهِلَالَ اللَّیْلَةَ فَقَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ نَعَمْ قَالَ قُمْ یَا بِلَالُ فَاَذِّنْ فِی النَّاسِ اَنْ یَّصُوْمُوْا غَدًا ابن عباس سے روایت ہے ایک گنوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے آج کی رات چاند دیکھا آپ نے فرمایا تو گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اسکے بھیجے ہوئے ہیں وہ بولا ہاں آپ نے بلال سے فرمایا اے بلال اوٹھ اور لوگوں میں پکار دے کہ کل روزہ رکھیں **ف** نکالا اس حدیث کو اصحاب سنن اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی اور حاکم نے اور ابوداؤد اور دارمی اور ابن حبان اور حاکم نے نکالا اور کہا صحیح ہے ابن عمر سے کہ لوگوں نے چاند دیکھا تو میں نے آنحضرت کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزے کا حکم دیا ابن حزم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور دارقطنی اور طبرانی نے طاؤس سے نکالا میں مدینے میں موجود تھا اسوقت وہاں ابن عمر اور ابن عباس بھی تھے تو ایک شخص مدینہ کے حاکم پاس آیا اور چاند دیکھنے کی گواہی دی یعنے رمضان کے چاند کی اس حاکم نے ابن عمر اور ابن عباس سے پوچھا اس گواہی کو انھوں نے یہ گواہی جائز رکھی اور دونوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی گواہی جائز رکھی رمضان کا چاند دیکھنے میں لیکن افطار کے لیے آپ دو مردوں کی گواہی کے بغیر حکم نہیں دیتے تھے۔ دارقطنی نے کہا متفرد ہوا اس روایت سے حفص بن عمر ایلی اور وہ ضعیف ہے اور ابن مبارک اور احمد بن حنبل اور ابوحنیفہ کا یہی قول ہے کہ رمضان کے چاند کے لیے ایک شخص کی شہادت کافی ہے اور روضہ میں اہلحدیث کا بھی مذہب یہی قرار دیا ہے اور مالک اور لیث اور اوزاعی اور ثوری کے نزدیک دو مردوں کی شہادت ضرور ہے اور کچھ فرق نہیں ہے اس باب میں کہ آسمان پر ابر ہو یا نہ ہو اور حنفیہ کی فقہ میں ہے کہ جب ابر نہ ہو تو بہت سے لوگوں کی گواہی ضرور ہے اور جب دن کو چاند کھلائی دیوے زوال سے پہلے یا زوال کے بعد تو نہ روزہ رکھیں نہ افطار کریں اور یہ آنیوالی رات کا چاند گنا جاویگا **عَنْ** اَبِیْ عُمَیْرِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمُوْمَتِیْ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا اُغْمِیَ عَلَیْنَا هِلَالُ شَوَّالٍ فَاَصْبَحْنَا صِیَامًا فَجَآءَ رَکْبٌ مِّنْ اٰخِرِ النَّهَارِ فَشَهِدُوْا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ رَاَوُا الْهِلَالَ بِالْاَمْسِ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّفْطِرُوْا وَاَنْ یَّخْرُجُوْا اِلٰی عِیْدِهِمْ مِنَ الْغَدِ ابو عمیر بن انس بن مالک سے روایت ہے مجھ سے حدیث بیان کی میرے چچاؤں نے انصار میں سے جو صحابی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انھوں نے کہا شوال

کا چاند چھپ گیا تھا پھر (ابر کی وجہ سے) تو اسکی صبحکو ہمنے روزہ رکھا پھر اخیر دن میں چند سوار آئے اور انہوں نے گواہی دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہوں نے کل چاند دیکھا ہے یہ سنکر آپنے حکمدیا لوگوں کو کہ روزہ افطار کر ڈالیں (کیونکہ وہ عید کا دن تھا) اور دوسرے دن عیدگاہ کو جاویں (عید کی نماز کے لیے) **ف** تو عید کے چاند کے لیے دو آدمیوں کی شہادت ضرور ہے اور اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ اگر شوال کے چاند کے دن یعنے رمضان کی ۲۹ تاریخ ابر ہو تو تیس روزے پورے کرلیں جب تک چاند ثابت نہو دلیل ابو ہریرہ کی حدیث کی جو آگے آویگی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے بھی اور مسلم نے ایسا ہی ابن عمر سے اور احمد اور نسائی اور ترمذی نے ابن عباس سے اور احمد اور ابوداؤد اور دارقطنی نے حضرت عائشہ سے نکالا اور انکا اسناد صحیح ہے

باب مَا جَاءَ فِي صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ چاند دیکھکر روزہ رکھنا اور چاند دیکھکر افطار کرنا

عن ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَصُومُ قَبْلَ الْهِلَالِ بِيَوْمٍ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم (رمضان کا) چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم (شوال کا) چاند دیکھو تو روزہ موقوف کرو پھر اگر ابر آجاوے تمہارے اوپر تو حساب کرلو اور ابن عمر چاند سے پہلے ایک روز روزہ رکھتے تھے **ف** احتیاط کے لیے نفل کی نیت سے نہ رمضان کی نیت سے اور یہ منع نہیں جیسے اوپر گذرا احادیث میں فاقدروا له ہے اسکے معنے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حساب کرلو یعنے تیس دن پورے کرلو یہی قول ہے اکثر سلف کا اور جن لوگوں نے کہا کہ نجوم کے قاعدے سے چاند دریافت کرلو انکا قول غلط ہے اسلیے کہ منجمین جھوٹے ہیں اور ہماری شریعت میں علم نجوم کا اعتبار نہیں ہے ان باتوں میں جو غیب سے متعلق ہیں۔

عن أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب پھر چاند دیکھو تو افطار کرو پھر اگر ابر آجاوے تمپر تو تیس روزے پورے کرلو

باب مَا جَاءَ فِي الشَّهْرِ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ کبھی مہینا ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے

عن أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مَضَى مِنَ الشَّهْرِ قَالَ قُلْنَا اثْنَانِ وَعِشْرُونَ وَبَقِيَتْ ثَمَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَالشَّهْرُ هٰكَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمْسَكَ وَاحِدَةً ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینے میں سے کتنے دن گذرے ہیں ہمنے عرض کیا بائیس دن اور آٹھ دن باقی ہیں آپنے فرمایا مہینا اتنا ہوتا ہے اور اتنا اور اتنا تیسری بار میں ایک انگلی بند کرلی (یعنے ۲۹ دن کا ہوتا ہے) **ف** آپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے تین بار اشارہ کیا اور تیسرے بار میں ایک انگلی بند کرلی تو ۲۹ دن ہوئے مطلب آپکا یہ تھا کہ صحابہ نے جو کہا کہ ۲۲ دن گذرے ہیں اور آٹھ دن باقی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ مہینا تیس دنکا ہوتا ہے یہ بات نہیں ہے ۲۹ دنکا بھی مہینا ہوتا ہے اور آپنے اپنی بی بیوں سے ایک ماہ کے لیے ایلا کیا پھر ۲۹ دن کے بعد انکے پاس آگئے اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک مہینہ تک کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے لیے قسم کھاوے تو ۲۹ دن قسم پر عمل کرنا کافی ہے

عن سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ

هٰكذا وهٰكذا وعقد تسعًا وعشرين في الثالثة سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ اتنا ہوتا ہے
اور اتنا اور اتنا اور اخیر میں ۲۹ کا عدد بتلایا **عن** ابي هريرة رض قال صمنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم تسعًا
وعشرين اكثر مما صمنا ثلاثين ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ۲۹ دن روزے رکھے
اور زیادہ سے زیادہ تیس دن رکھے (کیونکہ تیس دن سے زائد چاند نہیں ہوتا) **باب** ما جاء في شهري العيد عید کے دو مہینے کا بیان
عن ابي بكرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال شهرا عيد لا ينقصان رمضان وذو الحجة ابوبکرہ رض سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید کے دونوں مہینے یعنے رمضان اور ذیحجہ ناقص نہیں ہوتے **ف** یعنے دونوں ۲۹ کے نہیں ہوتے
اگر ایک ۲۹ کا ہوتا ہے تو دوسرا تیس کا اور بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ گو ان مہینوں کے دن ۲۹ کے ہوں پر ثواب کم نہیں ہوتا تیس
دن کا ثواب ملتا ہے اور یہی صحیح ہے **عن** ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الفطر يوم تفطرون
والاضحى يوم تضحون ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید فطر اسی دن ہے جس دن تم فطار
کرو (اور عید مناؤ) اور عید اضحے اسی دن ہے جس دن تم قربانی کرو (اور بقر عید مناؤ) **ف** مطلب آپکا یہ ہے کہ جب جماعت اہل
اسلام عید کرے تو ہر ایک کو اس میں شریک ہو جانا چاہیے جماعت سے الگ ہو کر اپنی عید علاحدہ کرنا اور چاند کی تحقیق میں مبالغہ
کرنا ضرور نہیں ہے ہماری عید جماعت کی عید کے ساتھ پوری ہو جاویگی اور جس نے جھوٹ بولا یا جھوٹی گواہی دی اسکا مواخذہ اسپر
ہوگا یہ جب ہے کہ جھوٹ کا یقین نہ ہو اگر یقین ہو جاوے کہ چاند کی شہادت جھوٹی ہے جیسے اکثر ان ملکوں میں ہوتا ہے جہاں کے
رئیس اور بادشاہ منگل یا جمعہ کی عید اپنے اوپر نحس جانتے ہیں تو ظاہر میں لوگوں کے ساتھ شریک ہو جاوے اور عید کی نماز پڑھ
لیوے پر افطار نہ کرے جب تک چاند شرع کے موافق ثابت نہ ہو واللہ اعلم **باب** ما جاء في الصوم في السفر سفر میں
روزہ رکھنا کیسا ہے **عن** ابن عباس رض قال صام رسول الله صلى الله عليه وسلم في السفر وافطر ابن عباس سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا ہے اور افطار بھی کیا ہے **عن** عائشة قالت سال حمزة الاسلمي
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اني اصوم افاصوم في السفر فقال ان شئت فصم وان شئت فافطر حضرت
عائشہ سے روایت ہے حمزہ اسلمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو کہا میں روزہ رکھا کرتا ہوں کیا سفر میں بھی روزہ رکھوں
آپ نے فرمایا تیرا جی چاہے تو روزہ رکھ اور جی چاہے تو مت رکھ **عن** ابي الدرداء انه قال لقد رايتنا مع رسول
الله صلى الله عليه وسلم في بعض اسفاره في اليوم الحار الشديد الحر وان الرجل ليضع يده على راسه من
شدة الحر وما في القوم احد صائم الا رسول الله صلى الله عليه وسلم وعبد الله بن ابي رواحة ابوالدرداء سے روایت
ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ کے سفروں میں سے کسی سفر میں اور اس دن بہت سخت گرمی تھی یہاں تک کہ آدمی اپنا
ہاتھ سر پر رکھتا گرمی کی شدت سے اور لوگوں میں کوئی روزہ دار نہ تھا سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عبداللہ بن رواحہ کے
باب الافطار في السفر سفر میں روزہ نہ رکھنا **عن** كعب بن عاصم قال قال رسول الله صلى الله عليه

وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ کعب بن عاصم سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر مین روزہ رکہنا کچہ نیکی نہین ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ عبد اللہ بن عمر سے ایسا ہی روایت ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَائِمُ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ

عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر مین روزہ رکہنے والا ایسا ہی جیسا حضر مین افطار کرنیوالا

ف یعنی ثواب نہین ہی یہ مبالغہ کے طور پر فرمایا تاکہ لوگ سفر مین روزہ رکہنے سے باز رہین اہلحدیث کا مذہب یہ ہی کہ سفر مین روزہ نرکہنا رخصت ہی اور روزہ رکہنا افضل ہے لیکن اگر ہلاکت یا ضعف کا ڈر ہو مثلاً لڑائی مین ناطاقتی پیدا ہونے کا تو روزہ نہ رکہنا افضل ہے اور اس باب مین بہت حدیثین آئی ہین جیسے حمزہ بن عمرو کی جو اوپر گذری اور اس مین دلیل ہے اسکی کہ مسافر کو اختیار ہی روزہ رکہی یا نرکہی اور بعضون نے کہا اسحدیث مین نفل روزہ مراد ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ ابوداؤد اور حاکم کی روایت مین یون ہی کہ کبہی مجہکو رمضان سفر مین آجاتا ہے اب یہ حدیث جو مروی ہے کہ آپنے سفر مین سُنا بعض لوگ روزے سے ہین فرمایا وہ گنہگار ہین اسکی توجیہ یہ ہے کہ آپنے انکو حکم دیا تہا افطار کرنیکا لیکن انہون نے حکم کرنے پر بہی افطار نکیا لہذا گنہگار یعنے نافرمان ٹہیرے اب یہ حدیث جو ہے کہ سفر مین روزہ رکہنا نیکی نہین ہے تو اسحدیث مین نسائی کی روایت مین اتنا زیادہ ہی کہ اللہ کی رخصتون کو قبول کرو پس معلوم ہوا کہ سفر مین روزہ نرکہنا رخصت ہی اور رکہنا عزیمت ہی اب عبد الرحمن بن عوف کی حدیث کہ سفر مین روزہ رکہنے والا حضر مین افطار کرنیوالے کی مثل ہے تو ایک جماعت حفاظ حدیث نے اسکو موقوفاً صحیح کہا ہے عبد الرحمان پر اور موقوف روایت حجت نہین ہے اور صحیحین مین انس سے مروی ہی کہ ہم آنحضرت صلعم کی ساتہہ سفر کرتے تہے تو روزہ رکہنے والا عیب نکرتا افطار کرنے والے کا نہ افطار کرنیوالا عیب کرتا روزہ رکہنے والے کا اور مسلم نے حمزہ بن عمرو اسلمی سے نکالا انہون نے کہا یا رسول اللہ مین روزے کی طاقت اپنی مین پاتا ہون تو کیا روزہ رکہنے مین گناہ ہے مجہپر آپنے فرمایا یہ رخصت ہی اللہ کی جسنے اسپر عمل کیا تو اچہا ہی اور جو روزہ رکہنا پسند کری تو اسپر گناہ نہین ہے اور صحیحین مین جابر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین تہے آپنے ہجوم دیکہا اور ایک شخص کو دیکہا جسپر سایہ کیا گیا تہا آپنے پوچہا یہ کیا ہے لوگون نے عرض کیا روزہ دار ہے آپنے فرمایا سفر مین روزہ رکہنا نیکی نہین ہے اور مسلم اور احمد اور ابوداؤد نے ابوسعید سے نکالا کہ ہمنے سفر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ مکہ تک اور ہم روزہ دار تہے پہر ہم ایک منزل مین اترے آپنے فرمایا تم دشمن سے نزدیک ہوگئے اور افطار کرنے مین زیادہ طاقت رہیگی تمکو تو روزہ رکہنا رخصت ہوگیا جسنے چاہا ہم مین سے روزہ رکہا اور جسنے چاہا افطار کیا پہر ہم اور ایک منزل مین اتری تو آپنے فرمایا صبحکو تم دشمن سے ملوگے اور افطار مین زیادہ طاقت رہیگی تمکو تو افطار کرو سو وقت افطار کرنا ضرور ہوگیا اور ہمنے دیکہا ہم اسکے بعد سفر مین روزہ رکہتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ اور جمہور علماء اسطرف گئے ہین کہ سفر مین روزہ رکہنا رخصت ہی اور افطار کرنا افضل ہے امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے اور بعض ظاہریہ سے یہ منقول ہے کہ سفر مین افطار کرنا واجب ہے اور روزہ درست نہوگا اور مسافر کی مانند حاملہ عورت اور دودہ پلانیوالی عورت کا

حکم ہے ان دونوں کو بھی افطار کرنا جائز ہے جیسے آگے آویگا اور ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی کا یہ قول ہے کہ جسکو طاقت ہو اسکو سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے **باب** ما جاء في الافطار للحامل والمرضع حاملہ اور دودھ پلانیوالی کے لیے افطار جائز ہونا **عن** انس بن مالك رجل من بني عبد الاشهل وقال علي بن محمد من بني عبد الله بن كعب قال اغارت علينا خيل رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يتغدى فقال ادن فكل قلت اني صائم قال اجلس احدثك عن الصوم او الصيام ان الله عز وجل وضع عن المسافر شطر الصلوة وعن المسافر والحامل والمرضع الصوم او الصيام والله لقد قالهما النبي صلى الله عليه وسلم كلتاهما او احدهما فيا لهف نفسي فهلا كنت طعمت من طعام رسول الله صلى الله عليه وسلم انس بن مالک سے روایت ہے جو ایک شخص تھے بنی عبد الاشہل میں سے یا بنی عبد اللہ بن کعب میں سے یہ راویوں کا اختلاف ہے) انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں نے ہمکو لوٹا تو میں آنحضرت کے پاس آیا آپ صبح کا کھانا کھا رہے تھے مجھ سے فرمایا نزدیک آ اور کھا میں نے عرض کیا روزہ دار ہوں آپ نے فرمایا بیٹھ میں تجھ سے روزے کا حال بیان کروں بیشک اللہ جل جلالہ نے نصف نماز مسافر سے معاف کردی اور روزہ معاف کردیا مسافر اور حاملہ عورت اور دودھ پلانیوالی عورت کو قسم خدا کی آنحضرت نے ان دونوں باتوں کو فرمایا یا ان میں سے ایک کو فرمایا اب میں افسوس کرتا ہوں کاش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے میں سے کھا لیتا تو آپکے ساتھ کھانے کا شرف حاصل ہو جاتا اور روزہ تو ساری عمر رکھ سکتا تھا) **عن** انس بن مالك قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم للحبلى التي تخاف على نفسها ان تفطر وللمرضع التي تخاف على ولدها انس بن مالک سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ عورت کو جسکو اپنی جان کا ڈر ہو رخصت دی روزہ نہ رکھنے کی اسیطرح دودھ پلانیوالی عورت کو جسکو ڈر ہو اپنے بچہ کا **ف** لیکن قضا انکو لازم ہے اور سفیان اور مالک اور شافعی اور احمد کے نزدیک قضا بھی کریں اور ہر روزے کے بدل ایک مسکین کو کھانا بھی کھلادیں اور بعضوں نے کہا اگر مسکین کو کھانا کھلادیں تو پھر روزوں کی قضا اونپر واجب نہ ہوگی اور جو قضا کرنا چاہیں تو کھانا کھلانا واجب نہ ہوگا اسحاق کا یہی قول ہے اور جو شخص بوڑھا ہوگیا ہو اتنا کہ روزہ نہ رکھ سکے وہ بھی ہر روزے کے بدل ایک مسکین کو کھانا کھلاوے **باب** ما جاء في قضاء رمضان رمضان کی قضا کا بیان **عن** عائشة تقول ان كان ليكون علي الصيام من شهر رمضان فما اقضيه حتى يجيء شعبان ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے وہ کہتی تھیں مجھ پر رمضان کے روزوں کی قضا ہوتی تھی میں اسکو نہ رکھتی یہانتک کہ دوسرے سال کا شعبان آجاتا **ف** جب شعبان کا مہینا آتا تو آں حضرت بھی اس مہینے میں بہت روزے رکھتے حضرت عائشہ بھی قضا کر لیتیں اور وجہ قضا میں دیر کرنے کی یہ ہوتی کہ آں حضرت کو حضرت عائشہ کی محبت بہت تھی روزہ رکھنے سے خیال تھا کہ آنحضرت کو تکلیف ہو **عن** عائشة قالت كنا نحيض عند النبي صلى الله عليه وسلم فيامرنا بقضاء الصوم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہمکو حیض آتا تھا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو آپ ہمکو حکم کرتے روزے

کی قضا رکھنے کا **باب** ماجاء فی کفارۃ من افطر یوما من رمضان جو شخص رمضان کا روزہ توڑ ڈالے اسکا کفارہ ۔

عن ابی هریرة قال اتی النبی صلی الله علیه وسلم رجل فقال هلکت قال وما اهلکک قال وقعت علی امراتی فی رمضان فقال النبی صلی الله علیه وسلم اعتق رقبة قال لا اجد قال صم شهرین متتابعین قال لا اطیق قال اطعم ستین مسکینا قال لا اجد قال اجلس فجلس فبینا هو کذلک اذ اتی بمکتل یدعی العرق فقال اذهب فتصدق به قال یا رسول الله والذی بعثک بالحق ما بین لابتیها اهل بیت احوج الیه منا قال فانطلق فاطعمه عیالک ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں تباہ ہو گیا آپ نے فرمایا کس نے تجھے تباہ کیا وہ بولا میں نے رمضان میں اپنی جورو سے صحبت کی آپ نے فرمایا تو ایک بردہ آزاد کر وہ بولا اتنا مقدور میرا نہیں آپ نے فرمایا اچھا دو مہینے لگاتار روزے رکھ وہ بولا یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا آپ نے فرمایا اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا وہ بولا میرے پاس کھانا کہاں ہے آپ نے فرمایا اچھا بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا اسی حال میں آپ پاس ایک تھیلا آیا کھجور کا اس تھیلی کو عرق کہتے تھے آپ نے فرمایا جا اور اسکو بانٹ دے فقیروں کو وہ بولا یا رسول اللہ قسم اسکی جس نے آپکو سچا پیغمبر کر کے بھیجا مدینہ کے دونوں کناروں میں کوئی گھر والے ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہیں یہ سنکر آپ نے فرمایا تو جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا **ف** دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ نے یہ کہا تو آپ ہنسے اس حدیث سے نکلا کہ رمضان کا روزہ قصداً توڑنے میں ظہار کا سا کفارہ لازم ہے اور کھانا اور پینا بھی جماع کے حکم میں ہے اور بعضوں نے کہا کہ کفارہ نہیں واجب ہوتا مگر جماع میں سبحان اللہ اس شخص کی بھی کیا قسمت تھی کہ روزے کا کفارہ بھی ساقط ہوا اور ایک ٹوکرا کھجور کا مفت ہاتھ آیا علما نے کہا ہے کہ یہ خاص تھا اس شخص سے اگر دوسرا کوئی رمضان کا روزہ قصداً توڑے تو بردہ آزاد کرے اگر یہ نہ ہو سکے دو مہینے لگاتار روزے رکھے اگر یہ نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے اگر یہ نہ ہو سکے تو ٹھیرا رہے جب روزوں کی طاقت آجاوے یا مال ملے تو کفارہ ادا کرے بہرحال اپنے بال بچوں کے کھلا دینے سے کفارے کا ادا ہو جانا اس شخص سے خاص تھا واللہ اعلم

عن ابی هریرة رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم بذلک قال وصم یوما مکانه دوسری روایت بھی ابوہریرہ سے ایسا ہی ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک دن اور رکھ اس روزے کے بدل

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من افطر یوما من رمضان من غیر رخصة لم یجزه صیام الدهر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں ایک دن بھی روزہ نہ رکھے بغیر رخصت کے (جیسے مسافر ہو یا بیمار) تو سارے زمانے کے روزے اسکے بدل کافی نہ ہونگے **ف** یہ مبالغہ کے طور پر فرمایا ورنہ دو مہینے کے روزے لگاتار اسکے بدل کافی ہیں بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ اتنا ثواب حاصل نہ ہوگا جتنا اس ایک روزے سے حاصل ہوتا واللہ اعلم

باب ماجاء فیمن افطر ناسیا جو بھولے سے کھا پی لیا

عن ابی هریرة رضی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اکل ناسیا وهو صائم فلیتم صومه فانما اطعمه الله و

سقاؤ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بھولے سے کھا لیا روزے میں وہ اپنا روزہ پورا کر لیوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو کھلایا پلایا **ف** یعنی اسکا روزہ نہیں ٹوٹا دارقطنی کی روایت میں ہے وہ ایک رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسکو بھیجی اور اسپر قضا نہیں ہے اور ایک روایت میں دارقطنی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم کے یوں ہے کہ جس نے افطار کیا رمضان میں بھولے سے اسپر نہ قضا ہے نہ کفارہ اسکا اسناد صحیح ہے ایسا ہی کہا حافظ ابن حجر نے اور دارقطنی نے ابوسعید سے مرفوعاً نکالا جس نے رمضان میں بھولے سے کھا لیا اسپر قضا نہیں ہے حافظ نے کہا اسکا اسناد اگرچہ ضعیف ہے لیکن وہ متابعت کے لائق ہے اور اقل درجہ یہ ہے کہ وہ حسن ہوگی تو حجت لینے کے لائق ہے اور جمہور علما کا عمل اسی حدیث پر ہے کہ بھولے سے اگر کوئی روزے میں کھا لیوے یا پی لیوے تو اسکے روزے میں خلل نہیں آتا اور جماع کا بھی یہی حکم ہے اور بعضوں نے کہا کہ جماع اگر بھولے سے بھی کریگا تو روزہ فاسد ہو جاویگا واللہ اعلم **عن** اسماء بنت ابی بکر قالت افطرنا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم غیم ثم طلعت الشمس قلت لهشام امروا بالقضاء قال فبدٌّ من ذلک اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہمنے افطار کیا ابر کے دن پھر سورج نکل آیا ابو اسامہ نے کہا میں نے ہشام سے پوچھا تو حکم کیے گئے ہونگے لوگ قضا کرنے کو لیے انہوں نے کہا پھر اور کیا علاج ہے **ف** یعنے قضا کرنا ضرور ہے ایسی حالت میں اسپر سب کا اتفاق ہے کہ جب دھوکے سے روزہ کھولڈالیں بعد معلوم ہو کہ دن باقی تھا اور سورج نہیں ڈوبا تھا تو قضا لازم ہوگی لیکن کفارہ لازم نہ ہوگا

باب ما جاء فی الصائم یقیٔ روزہ دار اگر قے (الٹی) کرے

عن فضالة بن عبيد الانصاري يحدث ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج عليهم في يوم كان يصومه فدعا باناء فشرب فقلنا يا رسول الله هذا يوم كنت تصومه قال اجل ولكني قئت فضالہ بن عبید انصاری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اس دن میں جسدن روزہ رکھا کرتے تھے آپنے ایک برتن منگوایا اور پانی پیا ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو اس دن میں روزہ رکھا کرتے تھے آپنے فرمایا ہاں لیکن میں نے قے کی آج کے دن **عن** ابی هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من ذرعه القيء فلا قضاء عليه ومن استقاء فعليه القضاء ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو خود بخود قے آجاوے (اگرچہ منہ بھر کے ہو) تو اسپر روزے کی قضا نہیں ہے (کیونکہ روزہ فاسد نہیں ہوا اگرچہ بار بار آوے) اور جس نے عمداً قے کی (روزے میں) تو وہ قضا کرے (کیونکہ روزہ ٹوٹ گیا) **ف** اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن حبان اور دارقطنی اور حاکم نے بھی نکالا اور کہا صحیح ہے اور ابن منذر نے اسپر اجماع نقل کیا کہ عمداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر اس میں اعتراض ہے وہ یہ کہ ابن مسعود اور عکرمہ اور ربیعہ کے نزدیک عمداً قے کرنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا اور دلیل انکی یہ حدیث ہے تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا حجامت اور قے اور احتلام سے اسکو ترمذی نے نکالا ابوسعید سے لیکن اسکے اسناد میں عبدالرحمن

بن زید بن اسلم ضعیف ہے اور ممکن ہے کہ اس حدیث مین فی سبیل اللہ سے غزو فی سبیل اللہ مراد ہو **باب** مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ وَالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ روزہ دار سواک کر سکتا ہے سرمہ لگا سکتا ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْرِ خِصَالِ الصَّائِمِ السِّوَاكُ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر خصلت روزہ دار کی سواک کرنا ہے **ف** تو سواک روزہ دار کو مکروہ نہیں کسی وقت مین بھی ہو شروع دن مین یا اخیر دن مین بلکہ سنت ہے اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور اسی طرف گئے ہین مالک اور ابو حنیفہ اور ابن عمر رضنے کہا کہ زوال کے بعد مکروہ ہے روزہ دار کے لیے کیونکہ اس سے مونہہ کی باس جاتی رہتی ہے جو اللہ سبحانہ وتعالی کے نزدیک افضل ہے مشک کی خوشبو سے شافعی اور احمد کا یہی قول ہے ہم کہتے ہین کہ سواک کرنے سے یہ باس زائل نہین ہو سکتی بلکہ اور قوی ہو جاویگی کیونکہ خلوف اس باس کو کہتے ہین جو خلو معدہ کی حالت مین پیدا ہوتی ہے **عَنْ** عَائِشَةَ رض قَالَتِ اكْتَحَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمہ لگایا اور آپ روزہ دار تھے **ف** ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے کہ روزے مین سرمہ لگانا درست ہے اور امام احمد نے اسکو مکروہ رکھا ہے انہون نے اس حدیث کی اسناد مین کلام کیا ہے **مترجم** کہتا ہے یہ کلیہ کہ روزہ اس چیز سے ٹوٹ جاتا ہے جو اندر جاوے ٹوٹ جاتا ہے سرمہ لگانے سے اسلیے کہ وہ آنکھہ کی راہ کبھی اندر جاتا ہے اور ہوا جسکو آدمی سانس مین لیتا ہے یہ بھی مستثنی ہے اس کلیہ سے کیونکہ ہوا کے بغیر آدمی جی نہین سکتا اسیطرح ہوا کے ساتھ جو کوڑا کچرا یا کیڑے جو مونہہ کے اندر چلے جاتے ہین ان سے بھی روزہ نہین ٹوٹتا کیونکہ ان سے بچنا ممکن نہین لیکن عمدًا اگر کوئی ہوا یا دہوان مونہہ مین داخل کرے جیسے حقہ سے یا چرٹ سے تو روزہ ٹوٹ جاوے گا اب یہ کلیہ کہ روزہ نہین ٹوٹتا اس چیز سے جو باہر نکلے ٹوٹ جاتا ہے عمدًا قے کرنے سے کیونکہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اکثر علما کے نزدیک جیسے اوپر گذرا پس عمدہ قاعدہ یہ ہے کہ جن چیزون سے شارع نے بیان کر دیا کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے اُن سے ٹوٹ جاویگا اور جن چیزون سے بیان کیا کہ نہین ٹوٹتا اُن سے نہین ٹوٹے گا جیسے حجامت یعنے پچھنے لگانا وہ مثل قے کے ہے مگر حجامت سے روزہ نہین ٹوٹتا اکثر کے نزدیک اور اسیخیال سے بعض جاہل مولویون نے یہ مسئلہ نکالا تھا کہ حقہ یا سگار پینے سے روزہ نہین ٹوٹتا لیکن پھر انہون نے خود اس سے رجوع کیا اور اللہ تبارک وتعالے سے ڈرے اب کسی چیز کا چبانا جیسے مان چھوٹے بچے کو نوالہ یا کھجور چبا کر اسکے مونہہ مین دیوے تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا بشرطیکہ مونہہ کے اندر رہے نیچے نہ اترے اسیطرح سالن وغیرہ کا نمک چکھنا اور چکھہ کر تھوک دینا اس سے بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اگرچہ ان صورتون مین کچھ نہ کچھ گو بہت ہی تھوڑا سہی ان چیزون کا مادہ تھوک مین ملکر حلق کے نیچے ضرور جاتا ہے مگر شارع نے اسکا اعتبار نہین کیا کیونکہ روزے مین کلی کرنا جائز رکھا حالانکہ پانی کی تری کسی نہ کسی قدر ضرور لعاب مین شریک ہوکر اندر اترتی ہے لیکن ایسی قلیل شے کا اعتبار نہین جیسے فقہا نے کہا ہے کہ اگر کوئی ایک تل چبا کر کھا جاوے تو روزہ فاسد نہوگا اسلیے کہ وہ تل مونہہ مین پھیل کر فنا ہو جاوے گا لیکن اگر ایک تل نگل جاوے تو روزہ فاسد ہو جاوے گا واللہ اعلم **باب** مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ روزہ دار کو پچھنے لگانا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ٹوٹ گیا پچھنے لگانیوالے کا اور

جسنے پچھنے لگوائی اسکا **عَنْ** ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ ثوبان سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عَنْ** شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ بَيْنَمَا هُوَ يَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَقِيعِ فَمَرَّ عَلَى رَجُلٍ يَحْتَجِمُ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ الشَّهْرِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ دوسری روایت مین شداد بن اوس سے یون ہی کہ وہ جارہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقیع مین تو آپ ایک شخص سے گذرے جو پچھنے لگارہا تہا اسوقت چاند کے اٹھارہ راتین گذرچکین تہین آپنے فرمایا افطار کیا حاجم (پچھنے لگانیوالے) نے اور محجوم نے (جسکے پچھنے لگائی گئی) **ف** امام احمد اور ایک طائفہ علما کا عمل انہی حدیثون پر ہے کہ حجامت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ وہ مثل قے کے ہے اور جمہور علما جیسے ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی یہ کہتے ہین کہ حجامت سے روزہ نہین ٹوٹتا اور انکی دلیل آگے آتی ہے اور وہ تاویل کرتے ہین ان حدیثون کی اور کہتے ہین انکا مطلب یہ ہے کہ روزے مین حجامت کرنا گویا روزہ توڑنے کے لیے اپنے کو مستعد کرنا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ حجامت کرنیوالے کے مونہہ مین احتمال ہے خون کے اندر جانیکا اور جسکی حجامت کی جاوے اسکو احتمال ہے ضعف ہوجانیکا اور جب ضعف ہوگا تو روزہ توڑنا پڑے گا **مترجم** کہتا ہے صحیح امام احمد کا مذہب ہے کیونکہ حجامت مثل قے کے ہے اور قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کوئی عمدًا قے کرے جیسے اوپر گذرا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائی اور آپ روزہ دار تھے احرام باندہے ہوئے تھے **ف** اس حدیث سے جمہور نے دلیل لی ہے مگر اس مین یہ کہان ہے کہ آپ حجامت کے بعد روزے پر قائم رہے احتمال ہے کہ روزہ نفل ہو اور آپنے حجامت کرکے افطار کرڈالا ہو لیکن ابن عباس کو اسکی خبر نہ ہوئی ہو

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ روزہ دار کو بوسہ لینا کیسا ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے ماہ صیام مین **ف** روزے کی حالت مین تو بوسہ لینے سے روزہ مین خلل نہ آویگا لیکن اگر انزال ہوجانے یا جماع کرنے کا اندیشہ ہو تو بوسہ لینا مکروہ ہے اور امام محمد نے موطا مین کہا بوسہ سے باز رہنا بہتر ہے روزہ مین اور مباشرت کا حکم بھی مثل بوسے کے ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ أَرَبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ أَرَبَهُ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے تھے اور تم مین سے کون اپنی خواہش پر ایسا اختیار رکھتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختیار رکھتے تھے **عَنْ** حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ ام المومنین حفصہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے روزہ دار رہکر **عَنْ** مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ وَهُمَا صَائِمَانِ قَالَ قَدْ أَفْطَرَا میمونہ سے روایت ہے جو باندی تہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ سے پوچہا گیا مرد نے اگر بوسہ لیا اپنی عورت کا اور دونون

روزہ دار ہوں آپ نے فرمایا دونوں نے افطار کیا **ف** یعنی روزہ ٹوٹ گیا شاید یہ حکم ابتدائی اسلام میں ہو اور بعد منسوخ ہو گیا اور
کی حدیثوں سے اور بعضوں نے کہا افطار سے یہ مراد ہے کہ وہ قریب ہو گئے افطار کے کس لیے کہ جب بوسہ لیا تو احتمال ہے کہ شہوت بڑھ کر
اور انزال ہو جاوے یا صحبت کر بیٹھے۔ حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ افطار روزے کا جماع سے بھی ہو سکتا ہے اور شیخ محمد عابد
سندی رحمہ اللہ نے کہا کہ دارقطنی نے ابو سعید سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی روزے میں بوسے اور حجامت
کی اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں **باب** مَا جَاءَ فِي الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ روزے میں مباشرت کرنا (یعنے اپنی عورت سے
لپٹنا مساس کرنا) **عَنْ** اِبْرَاهِيمَ قَالَ دَخَلَ الْاَسْوَدُ وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ قَالَتْ كَانَ يَفْعَلُ وَكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهٖ ابراہیم سے روایت ہے اسود اور مسروق (دونوں
تابعین میں سے ہیں) حضرت عائشہ پاس گئے اور کہا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مباشرت کرتے تھے روزے میں انہوں نے کہا
ہاں کرتے تھے اور تم میں سب سے زیادہ آپ اپنی خواہش کے مالک تھے (یعنے نفس پر اختیار رکھتے تھے ایسی حالت میں مباشرت
منع نہیں لیکن جب جماع کا خوف ہو تو اس سے باز رہنا بہتر ہے) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رُخِّصَ لِلْكَبِيْرِ الصَّائِمِ فِي الْمُبَاشَرَةِ
وَكُرِهَ لِلشَّابِّ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بوڑھا شخص اگر روزہ دار ہو تو مباشرت کرنا اسکو جائز ہے لیکن جوان کے لیے
مکروہ ہے (کیونکہ جوان میں اندیشہ ہے کہ کہیں جماع نہ کر بیٹھے) **باب** مَا جَاءَ فِي الْغِيْبَةِ وَالرَّفَثِ لِلصَّائِمِ روزہ دار
کو غیبت کرنا اور بیہودہ (فحش) بکنا کیسا ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ
قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْجَهْلَ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَا حَاجَةَ لِلّٰهِ فِيْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا اور جہالت کی بات جہالت پر چلنا نہ چھوڑے (روزے میں) تو اللہ جل جلالہ کو اسکی احتیاج نہیں ہے
کہ کوئی اپنا کھانا پانی چھوڑ دیوے **ف** مطلب حدیث کا یہ ہے کہ روزہ صرف اسی کو مت سمجھو کہ کھانا پانی چھوڑ دیا تو روزہ ادا
ہو گیا بلکہ روزے سے غرض نفس کا توڑنا اور تمام گناہوں کا چھوڑنا ہے ورنہ صرف فاقہ کرنے سے اللہ جل جلالہ کو کوئی غرض
نہیں پس روزہ دار کو لازم ہے کہ روزے میں تمام گناہوں سے بچے اور جھوٹ اور غیبت اور فحش اور گالی گلوچ سے بڑی احتیاط
رکھے ورنہ احتمال ہے کہ روزہ قبول نہ ہو اور یہ سب محنت بیکار ہو جاوے۔ اگرچہ یہ سب باتیں یوں بھی منع ہیں خواہ روزہ ہو یا
نہ ہو لیکن روزے میں اور زیادہ سخت گناہ ہیں **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ صَائِمٍ
لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖ اِلَّا السَّهَرُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعضے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزے میں کوئی بات نہیں سوا اسکے کہ بھوکے رہتے ہیں اور بعضے رات
کو عبادت کرنیوالے ایسے ہیں کہ ان میں کوئی بات نہیں سوا اسکے کہ جاگتے رہتے ہیں **ف** یعنے انکو روزہ اور عبادت کا ثواب
حاصل نہیں ہوتا اور نہ اس میں لذت اور برکت ہوتی ہے بلکہ روزہ نماز ان پر ایک تکلیف ہی بھوکا رہنا اور رات کو جاگنا پس اسکو
وہ کافی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ انکی غلطی ہے اگر شرائط کے ساتھ عبادت کریں تو وہ قبول ہو اور نور اور لذت حاصل ہو اسوقت انکو

معلوم ہو جاویگا کہ روزہ اور نماز سے صرف بھوکا رہنے اور جاگنے کی غرض نہ تھی افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں ایسے لوگ بہت ہو گئے
ہیں جو روزہ اور نماز کو ظاہری طور سے ادا کر لیتے ہیں اور خضوع اور خشوع مطلق حاصل نہیں کرتے اگرچہ عوام کے لیے یہی کافی ہو
اور امید ہے کہ اللہ تعالی اپنی عنایت سے قبول فرمالے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ
یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْهَلْ وَاِنْ جَهِلَ عَلَیْهِ اَحَدٌ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو یعنے وہ اس دن روزہ رکھے تو فحش (یعنے وہ جماع
اور عورات کے متعلق) باتیں نکرے اور نہ جہالت کرے اگر کوئی اس سے جہالت کرے تو وہ جواب میں یہ کہے میں روزہ دار ہوں
باب مَاجَاءَ فِی السُّحُوْرِ سحری کھانے کے بیان میں **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَةً انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحر کھاؤ اس میں برکت ہے
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَعِیْنُوْا بِطَعَامِ السَّحَرِ عَلٰی صِیَامِ النَّهَارِ وَالْقَیْلُوْلَةِ
عَلٰی قِیَامِ اللَّیْلِ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن کے روزے میں مدد لو سحری کے کھانے
سے اور رات کی نماز میں مدد لو دوپہر کے سونے سے **ف** یعنے سحر کو کھانا کھاؤ تو روزہ آسان ہو جاویگا اسیطرح دن کو ذرا سا
سو رہو تو تہجد پڑھنے میں تکلیف نہوگی **باب** مَاجَاءَ فِیْ تَاْخِیْرِ السُّحُوْرِ سحری اخیر رات میں کھانا **عَنْ** زَیْدِ بْنِ
ثَابِتٍ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُمْنَا اِلَی الصَّلٰوةِ قُلْتُ کَمْ بَیْنَهُمَا قَالَ قَدْرُ قِرَاءَةِ خَمْسِیْنَ
اٰیَةً زید بن ثابت سے روایت ہے ہمنے سحری کھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے انس نے کہا میں نے
زید سے کہا دونوں میں (یعنی سحری اور نماز کے درمیان) کتنا فاصلہ تھا انہوں نے کہا پچاس آیتوں کے موافق **ف** یعنی جتنی دیر میں پچاس آیتیں پڑھی جاویں
اس حدیث سے صاف یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سحری صبح صادق کے قریب کھاتے تھے اتنا کہ سحری سے فارغ ہو کر صبح
کی نماز کو کھڑے ہوتے ایسا ہی کرنا سنت ہے اسکے لیے جسکو صبح صادق کی بخوبی پہچان ہو اگر یہ نہو تو صبح سے پاؤ گھنٹہ یا آدھا
گھنٹہ پہلے سحری سے فارغ ہو یہ نہیں کہ آدھی رات کو یا ایک بجے یا دو بجے سحری کرے جیسے ہمارے زمانہ کے عوام کیا کرتے ہیں
عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ تَسَحَّرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ النَّهَارُ اِلَّا اَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلُعْ حذیفہ سے
سے روایت ہے میں نے سحری کھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسوقت دن تھا مگر سورج نہیں نکلا تھا **ف** یہ حدیث بظاہر
مشکل ہے کیونکہ صبح صادق کے بعد سحری کھانا درست نہیں اور اسکا جواب کئی طرح سے دیا ہے ایک یہ کہ یہ بطور مبالغہ کے کہا یعنی
دن اسوقت قریب ہو گیا تھا تو گویا ہو گیا تھا اور دن سے مراد صبح صادق ہے دوسرے یہ کہ یہ ابتدای اسلام کا ذکر ہے جب طلوع آفتاب
تک سحر کھانا درست تھا اسکے بعد یہ آیت اتری کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا
اور بعض نسخوں میں اس حدیث کے بعد یہ عبارت ہے ابو اسحاق نے کہا حذیفہ کی حدیث منسوخ ہے کوئی چیز نہیں تیسرے یہ کہ یہ حدیث
اعمش وغیرہ کے مذہب پر ہے جنہوں نے طلوع آفتاب تک سحری کھانا درست رکھا ہے اور آیت میں خیط ابیض سے سورج

کا نکلنا مراد رکہا ہی اور یہ مذہب شاذ ہی ائمہ اربعہ کے خلاف ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ لَا یَمْنَعَنَّ اَحَدَکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُوْرِہٖ فَاِنَّہٗ یُؤَذِّنُ لِیَنْتَبِہَ نَائِمُکُمْ وَلِیَرْجِعَ قَائِمُکُمْ وَلَیْسَ الْفَجْرُ اَنْ یَقُوْلَ ھٰکَذَا وَلٰکِنْ ھٰکَذَا یَعْتَرِضُ فِیْ اُفُقِ السَّمَاءِ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ہر کسیکو بلال کی اذان سحری کہانے سے نہ روکے وہ اسلیے اذان دیتے ہیں کہ جو کوئی تم میں سوتا ہو وہ جاگ اوٹہے اور جو کوئی نماز میں کہڑا ہو وہ جلدی کرے یا لوٹ جاوے (سحر کہانے کے لیے) اور فجر اسطرح سے نہیں ہی بلکہ اسطرح سے آسمان کی کنارے میں عرض میں نمود ہوتی ہے **ف** اور جو لنبی دہاری بہیڑیے کی دم کی طرح نمود ہوتی ہے وہ صبح کاذب ہے اسکا اعتبار نہیں اسوقت کہانا پینا سب روزہ دار کو درست ہی یہانتک کہ صبح صادق نمود ہووے جو مشرق کیطرف آسمان کے کنارے عرض میں نمود ہوتی ہے یہ سورج کی روشنی ہی عوام اسکو یوں پہٹنا کہتے ہیں **بَابُ** مَا جَاءَ فِیْ تَعْجِیْلِ الْاِفْطَارِ روزہ جلد کہولنے کا بیان **عَنْ** سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ سہل بن سعد سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ بہتری کے ساتہ رہیں گے جبتک افطار جلدی کریں گے **ف** یعنے وقت آنیکے بعد پہر روزہ کہولنے میں دیر نہ کریں گے یہ مطلب نہیں ہی کہ وقت سے پہلے کہول ڈالیں گے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ فَاِنَّ الْیَھُوْدَ یُؤَخِّرُوْنَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ بہتری کے ساتہ رہیں گے جبتک افطار جلد کیا کریں گے اسلیے کہ یہود افطار میں دیر کرتے ہیں **ف** اور روافض بہی یہود کی پیروی کرکے افطار میں دیر کیا کرتے ہیں اور بعض حنفی بہی روافض کی پیروی کرکے افطار میں دیر کیا کرتے ہیں اہلحدیث سنت کی پیروی کرتے ہیں سحری میں دیر کرتے ہیں اور افطار میں جلدی اور بدعتی ان باتوں پر چلتے ہیں قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ **بَابُ** مَا جَاءَ عَلٰی مَا یُسْتَحَبُّ الْفِطْرُ کس چیز پر روزہ افطار کرنا مستحب ہے **عَنْ** سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُفْطِرْ عَلَی الْمَاءِ فَاِنَّہٗ طَھُوْرٌ سلمان بن عامر رض سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے افطار کرے تو کہجور پر افطار کرے اگر کہجور نہ ملے تو پانی پر اسلیے کہ وہ پاک کرنیوالا ہے **بَابُ** مَا جَاءَ فِیْ فَرْضِ الصَّوْمِ مِنَ اللَّیْلِ وَالْخِیَارِ فِی الصَّوْمِ روزے کی نیت رات سے ضرور ہے اور نفل روزہ توڑ سکتا ہی **عَنْ** حَفْصَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صِیَامَ لِمَنْ لَّمْ یَفْرِضْہُ مِنَ اللَّیْلِ ام المومنین حفصہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات سے روزے کی نیت نکرے اسکا روزہ نہو گا **ف** اسکو نکالا امام احمد اور اصحاب سنن نے بہی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور کہا صحیح ہے اور جس نے اسکو موقوف کیا تو اس سے اسحدیث میں خلل نہ ہوگا کیونکہ رفع زیادت ہی اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے۔ اہلحدیث اور شافعیہ اور حنابلہ اسحدیث کے موافق روزے کی نیت رات سے ضرور جانتے ہیں لیکن نفل روزہ

میں رات سے نیت ضرور نہیں اور اسکی دلیل آگے آتی ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ فرض روزہ کی بھی نیت رات سے ضرور نہیں اور دلیل لیتے
ہیں اس حدیث سے کہ آپ نے حکم دیا جسنے عاشوراء کے دن صبح کو کچھ نہیں کھایا وہ اپنا روزہ پورا کر لیوے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ دلیل نہیں
ہو سکتی کیونکہ ان لوگوں کو عاشوراء کا روزہ واجب ہونے کی خبر نہ تھی پس ایسے شخص کے حق میں رات سے نیت کرنا ساقط ہو جاتا ہے اور دلیل
لیتے ہیں حضرت عائشہ کی حدیث سے جو آگے آتی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ وہ نفل روزے میں ہے آب نیت سے یہ مراد نہیں ہے کہ زبان سے نیت کرے
بلکہ دل میں روزے کا قصد کرنا کافی ہے اور سحر کو اٹھنا اور سحری کھانا گویا روزے کی نیت ہے اسیطرح تمام نیتوں کا حال ہے وضو میں یہی نیت
کافی ہے کہ وضو کے مقام میں جانا اور وضو کے اعضاء دھونا اور نماز میں یہی نیت کافی ہے کہ نماز کے مقام میں کھڑے ہونا اور نماز
کی طیاری کرنا اور جن لوگوں نے نماز یا روزے میں زبان سے نیتیں نکالی ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے کونسی دلیل سے اس میں تمسک
کیا ہے اور ہمارے نزدیک تو یہ سب بدعات اور خرافات ہیں فقہاء کے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ صحابہ سے اسباب میں ایک روایت
بھی وارد ہوئی ہے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَنَقُولُ
لَا فَيَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ فَيُقِيمُ عَلَى صَوْمِهِ ثُمَّ يُهْدَى لَنَا شَيْءٌ فَيُفْطِرُ قَالَتْ وَرُبَّمَا صَامَ وَأَفْطَرَ قُلْتُ كَيْفَ ذَا قَالَتْ
إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يَخْرُجُ بِصَدَقَةٍ فَيُعْطِي بَعْضًا وَيُمْسِكُ بَعْضًا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے ہم نے عرض کیا نہیں آپ فرماتے میں روزے سے ہوں اور قائم رہتے
اپنے روزے پر پھر ہمارے پاس کچھ تحفہ آتا تو آپ افطار کرتے غرض آپ کبھی روزہ رکھتے اور افطار بھی کر ڈالتے میں نے عرض کیا یہ آپ
کیسے کرتے ہیں آپ نے فرمایا اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنا صدقہ نکالے پھر اس میں کچھ دیوے اور کچھ رکھ لیوے **ف** تو اسکو
اختیار ہے ایسے ہی نفل روزہ چاہے پورا کرے چاہے توڑ ڈالے لیکن ابو حنیفہ کے نزدیک اگر نفل روزہ توڑ ڈالے تو اسکی قضا رکھنی
واجب ہو جاتی ہے بہرحال اگر دعوت پیش آوے یا عمدہ کھانا پیش آجاوے یا کوئی دوست کھانے کیلیے اصرار کرے تو نفل روزہ توڑ ڈالے اور
یہی حضرت کی سنت ہے **باب** مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا وَهُوَ يُرِيدُ الصِّيَامَ کوئی شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے اور صبح کو
جنابت کی حالت میں اٹھے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ لَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ مَا أَنَا قُلْتُ مَنْ أَصْبَحَ وَهُوَ جُنُبٌ فَلْيُفْطِرْ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهُ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے قسم ہے کعبہ کے رب کی یہ بات کہ جو کوئی صبح کرے جنابت کی
حالت میں وہ افطار کرے میں نے نہیں کہی بلکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کہی **ف** یہ حدیث شاید ابتدا میں آپنے فرمائی ہوگی
یا ابو ہریرہ کو دھوکا ہوا آپ نے کچھ اور فرمایا ہوگا ابو ہریرہ یہ سمجھے اور حضرت عائشہ نے ابو ہریرہ کی اس حدیث کا انکار کیا اور اکثر اہل علم کا
یہی قول ہے کہ صبح کو جنابت کی حالت میں اٹھنے سے یا دن کو احتلام ہو جانے سے روزے میں خلل نہیں آتا کسلیے کہ احتلام
اختیاری نہیں ہے اور روزے سے پہلے کی جنابت روزے کی مانع نہیں ہے اور اسباب میں صریح حدیثیں وارد ہیں جو آگے آتی ہیں
عن عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبِيتُ جُنُبًا فَيَأْتِيهِ بِلَالٌ فَيُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَيَقُومُ فَيَغْتَسِلُ
فَأَنْظُرُ إِلَى تَحَدُّرِ الْمَاءِ مِنْ رَأْسِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَأَسْمَعُ صَوْتَهُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ قَالَ مُطَرِّفٌ فَقُلْتُ لِعَامِرٍ فِي رَمَضَانَ قَالَ رَمَضَانَ

وغیرہ سو آئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جنب ہوتے تھے پھر بلال آپ پاس آتے اور آپ کو جگاتے نماز کے لیے آپ اٹھتے اور غسل کرتے میں دیکھتی پانی کا گرنا آپکے سر سے بعد اسکے آپ نکلتے اور میں آپ کی آواز سنتی فجر کی نماز میں مطرف نے کہا میں نے عامر سے پوچھا یہ رمضان میں ہوتا انہوں نے کہا رمضان اور غیر رمضان برابر ہے **عن** نافع قال سالت ام سلمة عن الرجل يصبح وهو جنب يريد الصوم قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصبح جنبا من الوقاع لا من احتلام ثم يغتسل ويتم صومه نافع سے روایت ہے ام المومنین ام سلمہ سے کسی نے پوچھا اگر کوئی شخص صبح کرے جنابت کی حالت میں اور اسکا ارادہ روزے کا ہو اسدن تو روزہ جائز ہوگا یا نہیں انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تھے جنب ہوکر اور آپ کی جنابت جماع سے ہوتی نہ احتلام سے پھر آپ غسل کرتے اور اپنے روزے کو پورا کرتے **باب** ما جاء في صيام الدهر ہمیشہ روزہ رکھنا کیسا ہے **عن** عبد الله بن الشخير قال قال النبي صلى الله عليه وسلم من صام الابد فلا صام ولا افطر عبد اللہ بن شخیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمیشہ روزہ رکھا (یعنے سال بھر) اس نے نہ روزہ رکھا نہ افطار کیا **ف** افطار نہ کرنا تو ظاہر ہے یعنی دن کو کھانا پینا اور لذتوں سے تو محروم رہا اور روزے کے ثواب سے بھی محروم رہا پس گویا روزہ نہیں کہا علما نے کہا یہ آپ نے زجر کے طور پر فرمایا کیونکہ ہمیشہ روزہ رکھنے سے نفس کو روزے کی عادت ہو جاتی ہے پس روزے سے جو غایت ہے نفس کا توڑنا وہ حاصل نہیں ہوتا اور بعضوں نے کہا اسوجہ سے کہ وہ سنت کے خلاف ہے سنت یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے جیسے حضرت داود علی نبینا وعلیہ السلام کی عادت تھی اور عمدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور بعضوں نے کہا مراد وہ شخص ہے جو سال بھر ہر دن روزہ رکھے یہانتک کہ عیدین اور ایام تشریق میں بھی افطار نہ کرے پس وہ تو بعوض ثواب کے گناہ میں مبتلا ہوا اس لیے کہ عیدین اور ایام تشریق میں تو روزہ رکھنا حرام ہے اور جو کوئی ان دنوں میں افطار کرے اور باقی سال بھر روزہ رکھے وہ اس حدیث میں داخل نہیں ہے اسکو روزے کا ثواب ضرور حاصل ہوگا اور بعضوں نے کہا اس زجر کی وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنے سے آدمی ضعیف ہو جاتا ہے جہاد نہیں کرسکتا بال بچوں کے حقوق ادا نہیں کرسکتا واللہ اعلم **عن** عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صام من صام الابد عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ نہیں رکھا **باب** ما جاء في صيام ثلاثة ايام من كل شهر ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنا **عن** المنهال عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان يامر بصيام البيض ثلاث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة ويقول هو كصوم الدهر او كهيئة صوم الدهر منہال سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض میں روزہ رکھنے کا حکم کرتے تھے یعنے ہر مہینے کی تیرہویں اور چودھویں اور پندرہویں تاریخ کو (انکو ایام بیض اسلیے کہتے ہیں کہ یہ چاندنی کے دن ہوتے ہیں) اور فرماتے تھے یہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی مثل ہے اسلیے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے تو تین دنوں کے تیس روزے ہوگئے گویا سارا مہینہ

روزے رکھے **ف** بعضوں نے کہا انکو ایام بیض اسلیے کہتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تھے اور ان کا بدن
کالا پڑ گیا تھا انکو ان تین روزوں کا حکم ہوا اور ہر ایک روزے سے تیسرا حصہ بدن کا پھر سفید اور نورانی ہوگیا ایام بیض کی تعیین میں
بہت اختلاف ہے اکثر کا یہ قول ہے کہ جو حدیث میں مذکور ہے اور بعضوں نے کہا ہر ماہ کے پہلے تین روز اور بعضوں نے کہا ۱۲ سے
۱۴ تک اور بعضوں نے کچھ اور کہا **عَنْ** قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ الْقَيْسِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ
أَخْطَأَ شُعْبَةُ وَأَصَابَ هَمَّامٌ قتادہ بن ملحان سے بھی ایسی ہی روایت ہے حافظ ابن ماجہ نے کہا یہ روایت ہمام نے کی اور وہ
ٹھیک ہے اور اگلی روایت شعبہ نے اس میں غلطی کی **عَنْ** أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ
مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَذَلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ
عَشْرُ أَمْثَالِهَا فَالْيَوْمُ بِعَشْرَةِ أَيَّامٍ ابوذر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شخص ہر مہینے میں تین روزے
رکھے اس نے گویا سدا روزے رکھے پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسکی تصدیق اتاری اپنی کتاب میں اور فرمایا جو کوئی ایک نیکی لاوے
اسکو ویسی دس نیکیاں ملیں گی پس ایک روزے کے دس روزے ہوئے (اور تین روزوں کے ایک مہینا ہوا) **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ مِنْ أَيِّهِ قَالَتْ
لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّهِ كَانَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین
دن روزہ رکھتے تھے معاذہ نے کہا میں نے پوچھا کون سے تین دنوں میں حضرت عائشہ نے کہا آپ پرواہ نکرتے جونسے تین
دن ہوں (یعنے شروع مہینے میں یا اخیر مہینے میں یا بیچ کے دنوں میں غرض تین دن ہر مہینے میں روزہ رکھ لیتے) **بَاب**
مَا جَاءَ فِي صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کا بیان **عَنْ** أَبِي سَلَمَةَ قَالَ
سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتَّى
نَقُولَ قَدْ أَفْطَرَ وَلَمْ أَرَهُ صَامَ مِنْ شَهْرٍ قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ كَانَ يَصُومُ
شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عائشہ سے پوچھا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کا حال
انہوں نے کہا آپ روزہ رکھتے تھے یہانتک کہ ہم کہتے تھے اب روزے ہی رکھے جاویں گے (اور افطار نکریں گے) اور افطار کرتے
تھے یہانتک کہ ہم کہتے اب افطار ہی کرتے رہیں گے اور ہم نے نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی مہینے میں (سوا رمضان کے) شعبان
سے زیادہ روزے رکھے ہوں آپ سارے شعبان کے روزے رکھتے تھے ساری شعبان کے مگر چند روز تھوڑے روز **ف** یعنی
شعبان میں افطار کم دنوں میں کرتے۔ اکثر دنوں میں روزے ہی سے رہتے۔ اسکی وجہ یہ ہوگی کہ رمضان کے روزوں کے لیے دل
صاف اور نورانی ہوجاوے حالانکہ آپکا دل ہمیشہ صاف اور نورانی ہی تھا اور اسکے ساتھ آپ شفقت کی راہ سے اپنی امت
کو زیادہ روزہ رکھنے سے منع فرماتے چنانچہ اوپر گذر چکا کہ شعبان آدھا گذر جاوے تو کوئی روزہ نہ رکھے اسیطرح آپ خود نہ
کے روزے رکھتے اور لوگوں کو خود اس سے منع فرماتے اور فرماتے میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں رات کو اپنے مالک کے

پاس رہتا ہون وہ مجھکو کھلاتا اور پلاتا ہی **عن** ابن عباسٍ قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم حتی نقول لا یُفطِر ویُفطِر حتی نقول لا یصوم وما صام شهرًا متتابعًا الا رمضان منذ قدم المدینة ابن عباس رضی الله عنهما سے روایت ہی آنحضرت صلی الله علیه وسلم روزہ رکہتے یہانتک کہ ہم کہتے تہے اب افطار نہین کرینگے اور افطار کرتے تہی یہانتک کہ ہم کہتے اب روزہ نہین رکہینگے اور آپنے پے درپے روزے کسی مہینے کے نہین رکھے سوا رمضان کے جب سے آپ مدینہ منورہ مین تشریف لائے

باب ما جاء فی صیام داود علیه السلام حضرت داود علیه الصلوة والسلام کے روزے کا بیان

عن عبد الله بن عمرٍو یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم احب الصیام الی الله صیام داود فانه کان یصوم یومًا ویفطر یومًا واحب الصلوة الی الله صلوة داود کان ینام نصف اللیل ویصلی ثلثه وینام سدسه عبد الله بن عمرو سے روایت ہی آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے فرمایا روزون مین الله جل جلاله کو بہت پسند حضرت داود علیه الصلوة والسلام کا روزہ ہی وہ ایک دن روزہ رکہتے ایک دن افطار کرتے اور نمازون مین بہت پسند الله جل جلاله کو حضرت داود علیه السلام کی نماز ہے وہ آدہی رات تک سوتے تہے پہر تہائی رات تک نماز پڑہتے پہر چہٹے حصہ مین رات کے سو رہتے **عن** ابی قتادة قال قال عمر بن الخطاب یا رسول الله کیف بمن یصوم یومین ویفطر یومًا قال ویطیق ذلک احد قال یا رسول الله کیف بمن یصوم یومًا ویفطر یومًا قال ذلک صوم داود قال کیف بمن یصوم یومًا ویفطر یومین قال وددت انی طوقت ذلک ابو قتادہ رضی الله عنہ سے روایت ہی حضرت عمر نے کہا یا رسول الله جو شخص دو روز روزہ رکہی اور ایک روز افطار کرے وہ کیسا ہی آپنے فرمایا بہلا ایسا کرنے کی کسی کو طاقت ہی پہر انہون نے کہا یا رسول الله وہ شخص کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکہی اور ایک دن افطار کرے آپنے فرمایا یہ روزہ ہے حضرت داود علیه السلام کا پہر انہون نے کہا وہ شخص کیسا ہی جو ایک دن روزہ رکہی اور دو دن افطار کرے آپنے فرمایا مین چاہتا ہون مجہی اسکی طاقت ہوتی **ف** آپنے اسکو بہت پسند کیا کیونکہ اس مین افطار غالب ہے اور روزہ کم ہے تو ضعف کا بہی ڈر نہین اور یہ فرمایا مجہے اسکی طاقت ہوتی تو طاقت تو آپکو اس سے زیادہ کی تہی آپ تہ کے روزے رکہا کرتے مگر آپ کو اپنی بی بیون کے حقوق کا بہت خیال تہا اور دوسرے کامون کا اس لحاظ سے زیادہ روزے نہین رکہہ سکتے تہی

باب ما جاء فی صیام نوح علیه السلام حضرت نوح علیه السلام کے روزون کا بیان

عن عبد الله بن عمرٍو یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول صام نوح الدهر الا یوم الفطر ویوم الاضحی عبد الله بن عمرو سے روایت ہی وہ کہتے تہے مین نے سنا آنحضرت صلی الله علیه وسلم سے آپ فرماتے تہے حضرت نوح علیه السلام نے ہمیشہ روزہ رکہا مگر عید الفطر اور عید الاضحی کے دن **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونون دن اگلے پیغمبرون کے وقت سے معظم اور بزرگی والے تہے اور دوسری حدیث مین جو ہے کہ الله سبحانه وتعالی نے نوروز اور مہرجان کے بدل تمکو اور دو روز دیے جو ان سے بہتر ہین یعنی عید الاضحی اور عید الفطر تو اس سے یہ نہین نکلتا کہ یہ دونون دن خاص ہماری شریعت مین بزرگ کیے گئے اور حدیث سے یہ بہی نکلا

کہ عیدین اور ایام تشریق کو کوئی چھوڑ کر باقی سال بھر روزے رکھے تو وہ مکروہ نہیں ہے **باب** صِیَامِ سِتَّةِ اَیَّامٍ مِّنْ
شَوَّالٍ شش عید کے روزون کا بیان **عَنْ** ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ صَامَ سِتَّةَ اَیَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ کَانَ تَمَامَ السَّنَةِ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا ثوبان سے روایت ہے جو مولی غلام آزاد
تھے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے چھہ روزے رکھے عید الفطر کے
بعد شوال کے مہینے مین اسکو سال بھر کے روزون کا ثواب ہوا اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے من جاء بالحسنة فلہ عشر امثالہا
ف تو رمضان کے ۳۰ روزے اور ۶ عید کے کل ۳۶ ہوئے ۳۶ دہام ۳۶۰ ہوتے ہین اتنے ہی دن مین سال بھر کے پس گویا
اس نے سال بھر روزے رکھے سبحان اللہ کیا عنایت ہے حقتعالی کی اپنے ناتوان بندون پر اب اختلاف ہے کہ یہ روزے عید کے
بعد ہی رکھنا شروع کرے اور سات تاریخ تک شوال کے پورے کرے یا شوال کے مہینے مین جب چاہے رکھ یوسے پے درپے یا
متفرق طور پر تو صحیح یہ ہے کہ ہر طرح ہو سکتا ہے اور ہر حال مین سال بھر کے روزون کا ثواب حاصل ہو جاویگا اور یہی قول ہے
محققین اہلحدیث اور حنفیہ اور حنابلہ کا اور شافعیہ کہتے ہین کہ عید کے دوسرے دن ہی شروع کرے اور پے درپے رکھے اور امام مالک رح
کو یہ حدیث کی خبر ہی نہین ہوئی تہی انہون نے شش عید کا مطلق انکار کیا ہے **عَنْ** اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ بِسِتٍّ مِّنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصَوْمِ الدَّہْرِ ابو ایوب سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اسکے بعد شوال کے چھہ روزے رکھے تو اسکو ہمیشہ روزے رکھنے کا
ثواب ہوگا **باب** فِیْ صِیَامِ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ جہاد مین روزہ رکھنے کا بیان **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بَاعَدَ اللّٰہُ بِذٰلِکَ الْیَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْہِہٖ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا
ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک دن روزہ رکھا اللہ کی راہ مین (یعنے خدا کیواسطے
یا جہاد کے سفر مین) تو اللہ جل جلالہ اس ایک روزے کی وجہ سے دور کردیگا اسکے مونہ سے دوزخ کو ستر خریف کی برابر **ف**
خریف کی تفسیر مین اختلاف ہے اور دوسری روایت مین ستر سال کا ذکر ہے تو خریف سے وہی سال مراد ہوگا یعنے دوزخ سے
وہ شخص ستر برس کی راہ پر دور ہو جاویگا **عَنْ** اَبِیْ ہُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمًا
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ زَحْزَحَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ مِنَ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا ترجمہ وہی جو اوپر گذرا یہ ابوہریرہ کی روایت ہے **باب**
مَاجَاءَ فِی النَّہْیِ عَنْ صِیَامِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ ایام تشریق مین روزہ رکھنے کی ممانعت **ف** ایام تشریق ان دنون کو کہتے
ہین جن دنون مین حاجی لوگ منا مین رہتے ہین یعنے ۱۱-۱۲-۱۳- ذیحجہ اور انکا نام ایام تشریق اسوجہ سے ہوا کہ عرب لوگ
ان دنون مین قربانیون کی گوشت کو دہوپ مین سکہاتے اور ابوحنیفہ رح نے کہا تشریق تکبیر کہنا ہے نماز کے بعد اور بعضون
نے کہا یوم النحر بہی ایام تشریق مین داخل ہے اور ۱۳ تاریخ ایام تشریق مین نہین ہے اور اکثر علما کے نزدیک ان دنون مین
روزہ رکھنا حرام ہے مطلقاً اور بعضون کے نزدیک جائز ہے مطلقاً اور بعضون کے نزدیک اس متمتع کو درست ہے جس کو

ہدی نہ ملی اور اس نے دسویں تک روزے رکھے ہوں واللہ اعلم عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایام منی ایام اکل وشرب ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منی میں رہنے کے دن کھانے اور
پینے کے دن ہیں ف ایک روایت میں یوں ہے کہ ان دنوں میں روزہ مت رکھو یہ دن کھانے اور پینے اور جماع کے ہیں اور
قرآن میں ایام معدودات سے یہی دن مراد ہیں عن بشر بن سحیم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطب
ایام التشریق فقال لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ وان ھذہ الایام ایام اکل وشرب بشر بن سحیم سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں خطبہ سنایا اور فرمایا جنت میں نہیں جاوے گا مگر جو مسلمان ہے اور یہ دن
کھانے اور پینے کے ہیں باب فی النھی عن صیام یوم الفطر والاضحی عیدین میں روزے کی ممانعت عن
ابی سعید عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی عن صوم یوم الفطر ویوم الاضحی ابوسعید رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عید الفطر اور عید الضحی کے دن روزہ رکھنے سے ف ان دونوں
دنوں میں بالاتفاق روزہ منع ہے عن ابی عبید قال شھدت العید مع عمر بن الخطاب فبدأ بالصلوۃ قبل
الخطبۃ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن صیام ھذین الیومین یوم الفطر ویوم الاضحی
اما یوم الفطر فیوم فطرکم من صیامکم ویوم الاضحی تاکلون فیہ من لحم نسککم ابوعبید سے روایت
ہے میں عیدین میں حاضر ہوا حضرت عمر کے ساتھ انہوں نے نماز پہلے پڑھائی پھر خطبہ پڑھا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے منع کیا ان دو دنوں میں روزہ رکھنے سے ایک یوم الفطر دوسرے یوم الضحی تو یوم الفطر تو تمہاری افطار کا دن ہے
(رمضان کے) روزوں سے اور یوم الاضحی وہ دن ہے جس میں تم اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو باب ما جاء فی صیام یوم
الجمعۃ جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یوم الجمعۃ
الا بیوم قبلہ او یوم بعدہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے مگر
اس طرح سے کہ جمعہ کے دن ایک دن پہلے (یعنے جمعرات کے دن بھی) یا ایک دن بعد (یعنے ہفتے کے دن بھی) روزہ رکھیں ف
تو اکیلا جمعہ کا روزہ رکھنے سے منع کیا اب اختلاف ہے علما کا کہ یہ مکروہ ہے یہ کراہت تنزیہی اکثر کا یہی قول ہے اور ابن حزم نے کہا
کہ حرام ہے اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ وہ مکروہ ہے اور حنفیہ اور مالکیہ نے اسکو مباح قرار دیا ہے حالانکہ صحیح احادیث اسکی ممانعت
میں وارد ہیں اور وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ روزہ جمعہ کے دن رکھتے تھے اس سے دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ
یہ فعل ہے اور فعل قول کے معارض نہیں ہوتا اور احتمال ہے کہ آپ جمعہ کے اول یا بعد بھی روزہ رکھتے ہوں یا یہ اباحت آپ سے خاص
ہو اور امت کو منع ہو جیسے نہ کے روزے علامہ ابوالطیب نے کہا کہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کا قول راجح ہے کس لیے کہ نہی مقتضی ہے تحریم
کو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ خاص کرو جمعہ کی شب کو عبادت سے اور نہ جمعہ کے دن کو روزے سے مگر یہ کہ تم میں سے کسیکا وہ دن
ہو روزے کا جسکو وہ رکھا کرتا تھا جیسے عاشورا کے دن جمعہ آن پڑے اور کوئی ہمیشہ عاشورا کو روزہ رکھتا تھا تو اسدن بھی

رکھے کیونکہ علما نے کہا ہے کہ وجہ ممانعت کی یہ ہے کہ جمعہ کے دن نہانا اور نماز کے لیے جانا ضرور ہے تو احتمال ہے کہ روزہ کی وجہ سے ان کاموں میں خلل آوے اور بعضوں نے کہا تاکہ یہود کی موافقت نہ ہو کہ وہ ہفتہ میں ایک دن کی بہت عظمت کرتے ہیں **میں کہتا ہوں** علت کراہت کی یہ ہے کہ جمعہ عید کا دن ہے اور خوشی کا تو اس دن افطار کرنا اور کھانا اور کھلانا بہتر ہے **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَنَا أَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ وَرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ محمد بن عباد بن جعفر سے روایت ہے میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا اور میں طواف کر رہا تھا خانہ کعبہ کا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے انہوں نے کہا ہاں قسم ہے اس گھر کے مالک کی **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَلَّ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کم دیکھا کہ آپ روزے سے نہ ہوں جمعہ کے دن **ف** یعنی اکثر جمعہ کے دن روزے سے رہتے امام مالک اور ابو حنیفہ نے اسی حدیث سے دلیل لی اور مالک نے کہا کہ میں نے کسی عالم کو نہیں پایا جو جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کرتا ہو اور جمعہ کے دن روزہ رکھنا اچھا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث کا اتباع سب پر مقدم ہے اور اس روایت سے یہ نہیں نکلتا کہ اکیلا جمعہ کا روزہ درست ہے جیسے اوپر ہم نے بیان کیا **بَابُ** مَا جَاءَ فِي صِيَامِ يَوْمِ السَّبْتِ ہفتے کے دن روزہ رکھنے کا بیان **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُومُوا يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِيمَا افْتُرِضَ عَلَيْكُمْ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا عُودَ عِنَبٍ أَوْ لِحَاءَ شَجَرَةٍ فَلْيَمُصَّهُ عبداللہ بن بسر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت روزہ رکھو ہفتے کے دن مگر فرض روزہ (جیسے رمضان کا) اگر تم میں سے کسی کو کچھ کھانے کو نہ ملے مگر شاخ انگور کی یا چھال کسی درخت کی تو اسی کو چوس لیوے (مطلب یہ ہے کہ افطار کرے جس طرح سے ممکن ہو روزہ نہ رکھے اور یہاں یہی مراد ہے کہ ہفتہ کا اکیلا روزہ رکھنا منع ہے ورنہ جمعہ کے ساتھ ملا کر تو درست ہے اور یہ امر خود ابو ہریرہ کی حدیث سے نکلتا ہے جو اوپر گذری۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ أُخْتِهِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ عبداللہ بن بسر نے اپنی بہن سے روایت کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی جیسے اوپر گذرا **بَابُ** صِيَامِ الْعَشْرِ ذی الحجہ کے پہلے دہے کے روزے (یعنی غرہ سے نویں تاریخ تک کیونکہ دسویں ذی الحجہ کو روزہ حرام ہے) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ يَعْنِي الْعَشْرَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی دن ایسے نہیں ہیں جن میں نیک عمل کرنا اللہ جل جلالہ کو زیادہ پسند ہو ان دنوں میں نیک عمل کرنے سے یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں میں لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی اتنا پسند نہیں ہے آپ نے فرمایا ہاں جہاد بھی اتنا پسند نہیں ہے مگر جو شخص اپنا مال اور اپنی جان لیکر نکلے اور پھر لوٹ کر نہ آوے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا أَيَّامٌ أَحَبُّ

اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ اَنْ يُّتَعَبَّدَ لَهُ فِيْهَا مِنْ اَيَّامِ الْعَشْرِ وَاِنَّ صِيَامَ يَوْمٍ فِيْهَا لَيَعْدِلُ صِيَامَ سَنَةٍ وَلَيْلَةٍ فِيْهَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے کسی دن میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند نہیں ہے جتنا ان دس دنوں میں ذوالحجہ کے اور ان دنوں میں ایک دن کا روزہ سال بھر روزوں کے برابر ہے اور ان میں ایک رات عبادت کرنا شب قدر کے برابر ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ الْعَشْرَ قَطُّ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا ان دس دن روزہ رکھتے ہوئے **ف** حضرت عائشہ کا نہ دیکھنا اسکو مستلزم نہیں ہے کہ آپ نے کبھی ان دنوں میں روزہ نہ رکھا ہو اور آپ نے متعدد حدیثوں میں اسکی فضیلت بیان فرمائی اور امام احمد اور نسائی نے ام المومنین حفصہ سے نکالا کہ چار روز دن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے ایک عاشورا کا دوسرے ذیحجہ کے پہلے دہے کے روزے تیسرے ہر مہینے کے تین دن اور ابوداؤد نے اسکو نکالا اسطرح سے کہ آپ روزے رکھتے تھے ذیحجہ کے نو دنوں میں اور عاشورا کے دن اور ہر مہینے کے تین دن اور نوچندی پیر اور نوچندی جمعرات کو اور صحیح مسلم میں ہے ابوقتادہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور عاشورے کا روزہ ایک سال گزرے ہوئے کے گناہوں کا

باب صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اِنِّيْ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ السَّنَةَ الَّتِيْ قَبْلَهُ وَالَّتِيْ بَعْدَهُ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سمجھتا ہوں عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا ثواب اللہ جل جلالہ یہ دیگا کہ ایک سال اول اور ایک سال بعد کے گناہ بخشدے گا **ف** بیان ایک اشکال ہوتا ہے وہ یہ کہ ابھی جو سال نہیں آیا اسکے گناہ بندے پر نہیں لکھے گئے تو انکی معافی کے کیا معنے اور جواب یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کے علم میں وہ گناہ موجود ہیں پس انکی معافی ہو سکتی ہے جیسے فرمایا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اور ممکن ہے کہ بعد کی معافی سے یہ غرض ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی رحمت سے اسکو بچاویگا گناہ کرنے سے یا اسکو ثواب اتنا دیگا جو دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو سکیگا واللہ اعلم **عَنْ** قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ سَنَةٌ اَمَامَهُ وَسَنَةٌ بَعْدَهُ قتادہ بن نعمان سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی عرفہ کے دن روزہ رکھے اسکے ایک سال آگے اور ایک سال پیچھے کے گناہ معاف ہو جاوینگے **عَنْ** عِكْرِمَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ بَيْتِهٖ فَسَاَلْتُهُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَاتٍ عکرمہ سے روایت ہے میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا ان کے گھر میں اور میں نے ان سے پوچھا عرفات میں (حج کی حالت میں) عرفہ کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عرفہ کے دن عرفات میں روزہ رکھنے سے **ف** اختلاف کیا علماء نے عرفہ کے روزہ میں ابن عمر نے کہا عرفہ کا روزہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا نہ عمرؓ نے نہ عثمانؓ نے اور میں بھی اسکو

روزه نہین رکہتا اور بہت شافعیہ نے اُسکو مکروہ کہا ہے اگرچہ ضعف کا اندیشہ نہو صاحب توضیح نے کہا ہمارا مذہب یہ ہی کہ عرفہ کے دن افطار کرنا افضل ہے مطلقًا اور جمہور شافعیہ نے یہی کہا اور جمہور علما نے اسکو مکروہ نہین کہا ملکیہ یون کہا کہ افطار اسدن افضل ہے جیسے شافعیہ نے کہا اور مالک اور ابوحنیفہ اور ثوری نے بہی اس دن افطار ہی کو اختیار کیا ہے حاجیون کے لیے تاکہ ضعف نہ ہو جاوے اور دعا وغیرہ اعمال حج مین قصور پیدا نہو لیکن جو حج نہ کرتا ہو اُسکو روزہ رکہنا مستحب ہے امام محمد نے کہا جو چاہے روزہ رکہے جو چاہے افطار کرے اور یہ روزہ نفل ہے پس اگر اس سے ضعف پیدا ہوتا ہو اُس دن دعا کرنے سی تو افطار افضل ہے انتہے۔

مترجم کہتا ہی صحیح مذہب اہلحدیث کا یہ ہے کہ عرفہ کا روزہ مستحب ہے حاجی اور غیر حاجی دونون کے لیے کیونکہ اسکی فضیلت مین کئی حدیثین وارد ہوئین البتہ اگر حاجی کو ضعف کا اندیشہ ہو اور اعمال حج مین خلل پڑنے کا تو اس حالت مین افطار بہتر ہوگا اور ابوہریرہ کی یہ حدیث اسی حالت پر محمول ہے واللہ اعلم **باب** صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَآءَ عاشورا کے دن روزہ رکہنے کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ عَاشُوْرَآءَ وَيَأْمُرُ بِصِيَامِهٖ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سی روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاشورا کے دن روزہ رکہتے تہے اور حکم کرتے تہے اس دن روزہ رکہنے کا **ف** عاشورا دسوان دن ہی محرم کا اور جمہور کا یہی قول ہے اور بعضون نے کہا گیارہوان دن اور عاشورا اسکو اسلیے کہتے ہین کہ وہ دسوان دن ہی ماہ محرم کا اور بعضون نے کہا اسوجہ سی کہ اسدن اللہ سبحانہ وتعالی نے دس پیغمبرون کو نجات دی اور عزت دی اور رمضان فرض ہونے سی پہلے عاشورا کا روزہ فرض تہا پہر رمضان فرض ہونے کے بعد اسکی فرضیت جاتی رہی اور سنت رہگیا اور مسلم اور احمد نے روایت کیا کہ آنحضرتؐ سی پوچہا گیا کونسا روزہ افضل ہے رمضان کے بعد آپنے فرمایا اللہ کے مہینے محرم کا اور زیادہ تاکید اس مین عاشورا کے روزے کی ہے کیونکہ اسکی فضیلت مین کئی صحیح حدیثین وارد ہین جو صحیحین وغیرہ مین ایک جماعت صحابہ سی مروی ہین اور مستحب یون ہی کہ نوین اور دسوین تاریخ محرم کی روزہ رکہے کیونکہ صرف عاشورا کے دن روزہ رکہنے مین مشابہت ہی یہود اور نصاریٰ کی اور آپ سے جب پوچہا گیا کہ یہود اور نصاریٰ اسدن کو بڑا سمجہتے ہین آپنے فرمایا اگر خدا چاہے تو سال آیندہ نوین تاریخ کو بہی روزہ رکہین گے لیکن سال آیندہ آنے سی پہلے آپ کی وفات ہوگئی فتاوی عالمگیری مین ہی کہ صرف عاشورا کے دن اکیلا روزہ رکہنا مکروہ ہے اور امامیہ عاشورا کا روزہ مکروہ جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اسدن فاقہ کرنا چاہیے امام حسین علیہ السلام کے غم مین اور ہم کہتے ہین کہ روزہ رکہنا غم کے خلاف نہین ہے پس ہم خرما وہم ثواب پر کیون عمل نہین کرتے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ أَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَأَغْرَقَ فِيْهِ فِرْعَوْنَ فَصَامَ مُوْسٰى شُكْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهٗ وَأَمَرَ بِصِيَامِهٖ ابن عباس سے روایت ہی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو یہودیون کو روزے سی پایا آپنے فرمایا یہ روزہ کیسا انہون نے کہا یہ وہ دن ہے جس مین اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسی علیہ السلام

کو نجات دی (ڈوبنے سے اور فرعون کے عذاب سے) اور ڈبا دیا اسی دن میں فرعون کو تو حضرت موسیٰ نے اس دن روزہ رکھا تھا شکر کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا ہم زیادہ حق رکھتے ہیں حضرت موسیٰ کے ساتھ تم سے پھر آپ نے اس دن روزہ رکھا اور حکم کیا لوگوں کو روزہ رکھنے کا **ف** آپ نے فرمایا کہ ہم پر زیادہ حق ہے حضرت موسیٰ کی خوشی کرنے کا کیونکہ وہ دینی بھائی پیغمبر تھے اور ہم بھی ہیں حق ہیں دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں سب سے زیادہ قریب ہوں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے غرض یہ کہ سب پیغمبر ایک ہیں اور سب واجب التعظیم ہیں جیسے سب اولیا خدا معظم اور مکرم ہیں اور کسی پیغمبر کی توہین کرنا کفر ہے اور جو کوئی کسی پیغمبر کو برا کہے وہ واجب القتل ہے اور ملعون ہے اور اس زمانہ میں ایک بڑی بلا عام مسلمانوں میں پھیل گئی ہے کہ وہ پادریوں اور نصرانیوں سے بحث کرتے وقت حضرت عیسیٰ کی نسبت بے ادبی کے کلمات نکالتے ہیں معاذ اللہ یہ کفر صریح ہے تمام انبیا کا ادب برابر ہے اور جو کوئی ایک پیغمبر یا ایک ولی سے عداوت رکھے تو تمام اولیا اسکے دشمن ہیں بلکہ خود خداوند عالم اس سے لڑائی کرنے پر مستعد ہے

عن مُحَمَّدِ بنِ صَيفِيٍّ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَومَ عَاشُورَاءَ مِنكُم طَعِمَ اليَومَ أَحَدٌ قُلنَا مِنَّا مَن طَعِمَ وَمِنَّا مَن لَم يَطعَم قَالَ فَأَتِمُّوا بَقِيَّةَ يَومِكُم مَن كَانَ طَعِمَ وَمَن لَم يَطعَم وَأَرسِلُوا إِلَى أَهلِ العَرُوضِ فَلْيُتِمُّوا بَقِيَّةَ يَومِهِم قَالَ يَعنِي أَهلَ العَرُوضِ حَولَ المَدِينَةِ محمد بن صیفی سے روایت ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا عاشورا کے دن تم میں سے کسی نے کھانا کھایا ہے (یعنے صبح سے اب تک) ہم نے عرض کیا بعضوں نے کھایا ہے اور بعضوں نے نہیں کھایا آپ نے فرمایا اچھا جس نے کھایا اور جس نے نہیں کھایا دونوں اب شام تک کچھ نہ کھاویں اور روزہ پورا کریں اور باہر دیہات والوں پاس کہلا بھیجو وہ بھی باقی دن روزہ پورا کریں مراد وہ گاؤں والے ہیں جو مدینہ منورہ کے اطراف میں تھے **ف** اس سے عاشورا کے روزے کی بڑی تاکید نکلی اور شاید یہ حدیث منسوخ کی ہو جب عاشورے کا روزہ فرض تھا کیونکہ رمضان بہت دنوں کے بعد ہجرت کے مدینہ منورہ میں فرض ہوا

عن ابنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَئِن بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ اليَومَ التَّاسِعَ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ اگر میں زندہ رہا آئندہ سال تک البتہ میں نویں تاریخ بھی محرم کے روزہ رکھوں گا **ف** شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عاشورا کا روزہ تین طرح ہے ایک افضل وہ یہ کہ نویں سے گیارہویں تک تین روزے رکھے دوسرے اس سے کم درجے میں وہ یہ کہ نویں اور دسویں کو رکھے تیسرے سب سے کم وہ یہ کہ صرف عاشورے کے دن رکھے اور یہ صورت کہ دسویں اور گیارہویں کو رکھے یہ بھی ممکن ہے لیکن حدیث میں اسکی صراحت نہیں آئی

عن عَبدِ اللهِ ابنِ عُمَرَ أَنَّهُ ذُكِرَ عِندَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَومُ عَاشُورَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَومًا يَصُومُهُ أَهلُ الجَاهِلِيَّةِ فَمَن أَحَبَّ مِنكُم أَن يَصُومَهُ فَلْيَصُمهُ وَمَن كَرِهَهُ فَلْيَدَعهُ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عاشورا کا ذکر آیا آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس دن جاہلیت والے روزہ رکھا کرتے تھے تو جو کوئی تم میں سے چاہے وہ روزہ رکھے اس دن اور جو برا جانے وہ اسکو چھوڑ دے **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ جو امر جاہلیت

ی رسم ہو لیکن ہماری شریعت مین بہی اسکی جواز یا فضیلت ثابت ہو تو اسکو کر سکتے ہین اور وہ ترک نہ کیا جاویگا اہل جاہلیت یا کفار
کی مشابہت کیوجہ سی شاہ عبد العزیز صاحب نے فرمایا کہ کفار کی مشابہت مطلقاً ممنوع نہین ہے بلکہ ان امور مین ممنوع ہے جو خاص علامت
ہون کفار کی اور یہ بہی شرط ہی کہ وہ کفار اہل کتاب اور اہل شریعت نہ ہون جیسے ہندو بودہ مجوس وغیرہ لیکن جو کفار صاحب شریعت
ہون جیسے یہود اور نصاریٰ انکی مشابہت ان کامون مین جنکی ممانعت ہماری شرع مین نہین ہوئی منع نہین ہے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اہل کتاب کی مشابہت پسند کرتے تہی ان کامون مین جن مین آپکو کچہ حکم نہ ہوتا اور اس حدیث سی دلیل لی ہے اسنے جس
ے روز کی تعیین جائز رکہی ہی عبادت کے لیے کسیو خاص سے جیسے مردے کیجانب سی صدقہ دینا انکی وفات کے دن کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے عاشورا کو خاص کیا روزے سے حضرت موسیٰ کی نجات کی خوشی مین اور خاص کیا پیر کے دن کو روزے سے اس وجہ سی کہ آپ
اسدن پیدا ہوئی اور اس حدیث سی بعضون نے دلیل لی مجلس میلاد کی جواز پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی مین کی
جاتی ہے اور لوگون کا اختلاف ہی اس باب مین اور بہت محققین علماء نے اسکو بدعت سیئہ اور ممنوع قرار دیا ہے اور بہتون نے بدعت
حسنہ اور ہر حال مین مشتبہ امر سے باز رہنا بہتر اور قرین احتیاط ہی واللہ اعلم **عن** اَبِی قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ وَسَلَّمَ صِیَامُ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اِنِّیْ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُکَفِّرَ السَّنَۃَ الَّتِیْ قَبْلَہٗ ابو قتادہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا عاشورے کا روزہ مین سمجہتا ہون کہ اللہ جل جلالہ اسکی وجہ سے ایک سال پہلے کے گناہ معاف کردیگا **باب**
صِیَامِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکہنا **عن** رَبِیْعَۃَ بْنِ الْغَازِ اَنَّہٗ سَاَلَ عَائِشَۃَ عَنْ صِیَامِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ کَانَ یَتَحَرّٰی صِیَامَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ ربیعہ بن غاز نے حضرت عائشہ سے پوچہا آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے کو انہون نے کہا آپ قصد کرکے روزہ رکہتی تہے پیر اور جمعرات کا **عن** اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَصُوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسَ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ تَصُوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسَ فَقَالَ اِنَّ یَوْمَ
الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ یَغْفِرُ اللّٰہُ فِیْہِمَا لِکُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا مُتَہَاجِرَیْنِ یَقُوْلُ دَعْہُمَا حَتّٰی یَصْطَلِحَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ رکہتے تہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ روزہ رکہتی ہین پیر اور جمعرات کے دن آپنے فرمایا
پیر اور جمعرات کے دن اللہ سبحانہ وتعالی بخشدیتا ہے ہر مسلمان کو مگر ان دو شخصون کی مغفرت نہین ہوتی جنہون نے ایک دوسرے
سے ملاقات ترک کی ہو تو کہا جاتا ہے انکو ابہی رہنے دو یہانتک کہ آپس مین ملجاوین **ف** ترمذی کی روایت مین ہی ابوہریرہ
سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیش کیے جاتے ہین اعمال پیر اور جمعرات کے دن تو مجہے اچہا معلوم ہوا کہ میرے اعمال
جس وقت پیش کیے جاوین جب مین روزہ دار رہون اور تمام عبادتون مین جو روزہ اختیار کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ وقت معلوم نہین کس
وقت دن مین اعمال عرض کیے جاتے ہین اور روزہ ایسی عبادت ہی جو تمام دن تک قائم رہتی ہے برخلاف دوسری عبادتون
کے اور یہ حدیث کی خلاف نہین کہ شعبان کے مہینے مین اعمال اٹہائی جاتے ہین تو مین نے پسند کیا اپنے عمل اٹہائے جانا جب مین
روزہ دار رہون نکالا اسکو امام احمد نے اسلیے کہ ہفتہ کی پیشی اور ہے اور سالانہ پیشی اور ہے اور ممکن ہے کہ اول مفصل ہو

اور ثانی مجمل واللہ اعلم **باب** صِیَامِ اَشْهُرِ الْحُرُمِ حرام مہینوں کے روزوں کا بیان **ف** حرام مہینے انکو کہتے ہین جنکو عرب جاہلیت کے زمانے مین بھی بہت بزرگ سمجھتے تھے اور ان مہینون مین لڑنا بھڑنا خون کرنا حرام جانتے تھے ہماری شریعت مین بھی پہلے ان مہینون مین لڑائی حرام کردی گئی تھی اس آیت سے یسألونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر اخیر تک پھر جمہور کہتے ہین کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی اور پھر مہینے مین مشرکون سے لڑنا درست ہوا لیکن ان مہینون کی تعظیم اپنے حال پر باقی رہی اسیواسطے ان مین روزہ رکھنا یا اور کوئی عبادت کرنا زیادہ ثواب ہے اور حرام مہینے چار ہین رجب اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم **عن** اَبِی مُجِیْبَۃَ الْبَاهِلِیِّ عَنْ اَبِیْهِ اَوْ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَنَا الرَّجُلُ الَّذِیْ اَتَیْتُكَ عَامَ الْاَوَّلِ قَالَ فَمَا لِیْ اَرٰی جِسْمَكَ نَاحِلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَكَلْتُ طَعَامًا بِالنَّهَارِ مَا اَكَلْتُهُ اِلَّا بِاللَّیْلِ قَالَ مَنْ اَمَرَكَ اَنْ تُعَذِّبَ نَفْسَكَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَقْوٰی قَالَ صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَیَوْمًا بَعْدَهٗ قُلْتُ اِنِّیْ اَقْوٰی قَالَ صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَیَوْمَیْنِ بَعْدَهٗ فَقُلْتُ اِنِّیْ اَقْوٰی فَقَالَ صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَثَلٰثَةَ اَیَّامٍ بَعْدَهٗ وَصُمْ اَشْهُرَ الْحُرُمِ ابو مجیبہ باہلی سے روایت ہے (ان کا نام مجیبہ تھا بعضون نے کہا یہ عورت کا نام ہے ان سے ایک یہی حدیث مروی ہے) انہون نے اپنے باپ یا چچا سے روایت کیا (لیکن انکا نام مجھکو معلوم نہین ہوا) انہون نے کہا مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا مینے عرض کیا ای نبی اللہ کے مین وہی شخص ہون جو آپ پاس اگلے سال آیا تھا آپ نے فرمایا کیا سبب ہے مین تجھکو دبلا پاتا ہون مینے عرض کیا یا رسول اللہ مینے دن کو کھانا نہین کھایا صرف رات کو کھانا کھایا کرتا ہون (جب سے آپ سے ملا تھا یعنے اس زمانے سے اب تک برابر روزے رکھتا ہون) آپنے فرمایا کس نے تجھے حکم دیا کہ تو اپنے نفس پر عذاب کرے مینے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے طاقت ہے (روزے رکھنے کی) آپنے فرمایا تو صبر کے مہینے (یعنے رمضان) کے روزے رکھہ اور ہر مہینے مین ایک روزہ رکھا کر مینے عرض کیا مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے آپنے فرمایا تو صبر کے مہینے کے روزے رکھہ اور ہر ماہ مین دو روزے رکھا کر مینے کہا مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے آپنے فرمایا تو صبر کے مہینے کے روزے رکھہ اور تین دن کے ہر مہینے مین اور حرام کے مہینون مین روزے رکھہ **ف** اس حدیث مین یون ہے صم شھر الصبر ویوما بعدہ ویومین بعدہ وثلثۃ ایام بعدہ یعنے رمضان کے روزے رکھہ اور ایک دن رمضان کے بعد یا دو دن رمضان کے بعد یا تین دن رمضان کے بعد اسکا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے سوا اور مہینون مین ایک ایک روزہ رکھا کر یا دو دو روزے یا تین تین اور یہ مطلب نہین ہے کہ رمضان کے بعد ہی متصل ایک روزہ رکھہ ورنہ عید کو روزہ رکھنا لازم آوے گا اور وہ جائز نہین ہے اور مجھے تو اس حدیث کا اسناد ضعیف معلوم ہوتا ہے بعض نسخون مین ہے ابن ماجہ کے کہا ابو اسحاق نے کہا ابو مجیبہ باہلی کا حال معلوم نہین اور وہ ضعیف ہے اور مین نے رجال کی کتابون مین ڈھونڈھا نہ ابو مجیبہ کا حال ملا نہ انکے باپ نہ چچا کا کہ وہ کون تھے اور ممکن ہے کہ رمضان کے بعد سے یہ مراد ہو کہ شوال مین ایک روزہ رکھہ یا دو روزے یا تین روزے واللہ اعلم **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ الصِّیَامِ اَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ شَهْرُ اللّٰهِ الَّذِیْ تَدْعُوْنَهُ الْمُحَرَّمَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص آیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور عرض کیا کونسا روزہ افضل ہے رمضان کے بعد آپنے فرمایا اللہ کے مہینے محرم کا روزہ اپنے عاشورا کا یا ساری مہینے میں کسی دن کا **عن** ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن صيام رجب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا رجب کے روزے سے **ف** کیونکہ مشرکین اس مہینے کی بہت تعظیم کرتے تھے اور خرشہ بن حر سے مروی ہے کہ حضرت عمر لوگوں کو مارتے تھے رجب کے روزے پر اور کہتے تھے رجب کیا ہے ایک مہینہ ہے جسکی تعظیم کرتے تھے جاہلیت والے جب اسلام آیا تو اسکی تعظیم موقوف ہوگئی نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور طبرانی نے اوسط میں اور ممکن ہے کہ اوائل اسلام میں جاہلیت کا زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے آپنے رجب کا روزہ منع کیا ہو لیکن پھر اجازت دی ہو جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ آپنے حرام مہینوں میں روزے رکھنے کا حکم دیا اور رجب بھی حرام مہینوں میں سے ہے **عن** محمد بن ابراهيم ان اسامة بن زيد كان يصوم اشهر الحرم فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم صم شوالا فترك اشهر الحرم ثم لم يزل يصوم شوالا حتى مات محمد بن ابراہیم سے روایت ہے اسامہ بن زید حرام مہینوں میں روزے رکھتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا شوال میں روزے رکھا کر پھر انہوں نے حرام مہینوں میں روزے رکھنا چھوڑ دیے اور شوال میں برابر روزے رکھتے رہے یہانتک کہ انتقال کیا

باب في الصوم زكوة الجسد روزہ کیا ہے بدن کی زکوۃ ہے **ف** جیسے مال میں زکوۃ دیجاتی ہے یعنی ایک حصہ اسکا اللہ کی راہ میں صرف کیا جاتا ہے ویسا ہی بدن کی زکوۃ روزہ ہے یعنی روزے کیوجہ سے بدن کا کچھ حصہ گھل جاتا ہے تو گویا بدن کی زکوۃ ہوئی +

عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل شيء زكوة وزكوة الجسد الصوم زاد محرز في حديثه وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصيام نصف الصبر ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی ایک زکوۃ ہے اور بدن کی زکوۃ روزہ ہے محرز کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ روزہ آدھا صبر ہے **ف** یعنی آدھے صبر میں اور تمام مصیبتوں پر صبر آگیا اور روزہ آدھا حصہ صبر کا ہے اسلیے کہ بڑی خواہش نفس کی تین چیزوں کیطرف ہوتی ہے کھانا پینا صحبت کرنا یہانتک کہ مصیبت کی حالت میں بھی ممکن نہیں کہ انسان کھانا پینا بالکل چھوڑ دیوے پس اسوجہ سے روزہ کو آدھا صبر قرار دیا اور بعضوں نے کہا کہ رات اور دن پورا زمانہ ہے لیکن روزہ صرف دن کو ہوتا ہے تو آدھا صبر اس میں ہوا اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ روزہ انسان ہمیشہ نہیں رکھتا بلکہ رمضان کے مہینے میں یا اور چند روزوں میں اور یہ زمانہ انسان کے کل عمر کے زمانے کا دسواں حصہ بھی نہیں ہوتا پھر نصف صبر اسکو کیونکر کہہ سکتے ہیں اور ایک عمدہ توجیہ روزہ کے نصف صبر ہونے کی یہ بھی ہے کہ صبر دو مقاموں سے کیا جاتا ہے جوارح سے قلب سے اور روزے میں اکثر جوارح بیکار ہوتے ہیں کیونکہ کھانا پینا صحبت کرنا تو مطلقاً بند ہوتا ہے اور کسی کی غیبت کرنا یا کسی کو مارنا اور ستانا یہ بھی روزے میں منع ہے پس گویا کل جوارح رک گئے تو روزہ نصف صبر ہوا واللہ اعلم

باب في ثواب من فطر صائما جو کوئی کسی روزہ دار کا روزہ کھلوادے **عن** زيد بن خالد الجهني قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من

فطر صائما كان له مثل اجرهم من غير ان ينقص من اجورهم شيئا زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی روزہ دار کا روزہ کھلوادے تو اسکو روزہ دار کے برابر ہی ثواب ملیگا اور روزہ دار کا ثواب کچھ کم نہو گا
عن عبد الله بن الزبير قال افطر رسول الله صلى الله عليه وسلم عند سعد بن معاذ فقال افطر عندكم
الصائمون واكل طعامكم الابرار وصلت عليكم الملائكة عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
افطار کیا سعد بن معاذ (رئیس انصار) کے پاس تو فرمایا افطار کیا تمہارے پاس روزہ داروں نے اور تمہارا کھانا کھایا نیکوں نے (یعنی
نیکوں کے سردار نے) اور دعا کی تمہارے لیے فرشتوں نے **ف** سبحان اللہ روزہ دار کا روزہ افطار کرانا اس میں بھی روزہ دار
کے برابر ثواب ہے اگر کوئی روزہ نہ رکھ سکے تو وہ یہی کرے کہ روزہ داروں کو افطار کراوے دوسری روایت میں ہے جسکو بیہقی نے نکالا
ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہر شخص کو اتنا مقدور کہاں ہوتا ہے کہ روزہ دار کا روزہ افطار کراوے آپنے فرمایا یہ ثواب اسکو بھی
ملیگا جو روزہ دار کا روزہ ایک گھونٹ پانی دودھ ملا ہوا پر کھلوادے یا ایک کھجور پر یا ایک گھونٹ پانی پر اور جو کوئی روزہ
دار کو پیٹ بھر کر کھلادے اسکو اللہ تبارک وتعالی میرے حوض سے ایک گھونٹ پلادیگا اسکے بعد وہ پیاسا نہ ہوگا یہانتک
جنت میں داخل ہوگا **باب** في الصائم اذا اكل عنده روزہ دار کے سامنے کوئی کھانا کھاوے **عن** ام عمارة
قالت اتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقربنا اليه طعاما فكان بعض من عنده صائما فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم الصائم اذا اكل عنده الطعام صلت عليه الملائكة ام عمارہ سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہمنے آپکے سامنے کھانا رکھا لیکن آپکے ساتھیوں میں سے بعضے لوگ روزہ
دار تھے آپنے فرمایا روزہ دار کے سامنے جب کھانا کھایا جاوے (اور وہ دیکھکر صبر کرے) تو فرشتے اسکے لیے دعا کرتے ہیں
ف کیونکہ فرشتوں سے بڑھکر اُسنے کام کیا کہ کھانے کی خواہش رکھتے ہوئے اس سے باز رہا محض خدا تعالی کی رضامندی
کے لیے اور فرشتے جو کھانے سے باز رہتے ہیں وہ اسوجہ سے کہ انکو کھانے پینے کی خواہش ہی نہیں ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ روزہ
دار کے سامنے دوسرے لوگوں کو کھانا درست ہے **عن** بريدة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لبلال الغداء
يا بلال فقال اني صائم قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ناكل ارزاقنا وفضل رزق بلال في
الجنة اشعرت يا بلال ان الصائم تسبح عظامه وتستغفر له الملائكة ما اكل عنده بریدہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال سے اے بلال ناشتہ کرو انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں آپنے فرمایا ہم تو
اپنی روزی کھاتے ہیں اور بلال کی زیادہ روزی جنت میں ہے تمکو معلوم ہے اے بلال کہ روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح
کہتی ہیں اور فرشتے اسکے لیے استغفار کرتے ہیں جب تک کھانا اسکے سامنے کھایا جاتا ہے **باب** من دعي الى
طعام وهو صائم جو شخص کھانے کے لیے بلایا جاوے اور وہ روزہ دار ہو **عن** ابي هريرة رض عن النبي صلى الله
عليه وسلم قال اذا دعي احدكم الى طعام وهو صائم فليقل اني صائم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے بلایا جاوے کھانیکے لیے اور وہ روزہ دار ہو تو کہدیوے مین روزہ دار ہون
ف اگرچہ عبادت کا چھپانا بہتر ہے مگر یہان بیان کردینا چاہیے تاکہ بلانے والے کو رنج نہو کیونکہ مسلمان کو رنج
دینا بڑا گناہ ہے بلکہ اگر مسلمان روزہ بیان کردینے پر بھی اصرار کرے کھانے کیلیے اور نہ کھانے سے رنجیدہ ہوتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ اگر نفل
روزہ ہو تو توڑ ڈالے اور کھانا کھالیوے ایک روایت مین یون ہے جب کوئی تم مین سے دعوت دیا جاوے کھانیکی تو قبول کرے اگر روزہ
دار ہو تو دعا کرے صاحب دعوت کیلیے یعنے دعوت مین حاضر ہو اور میزبان کے لیے دعا کرکے چلا آوے **عن** جابرٍ رض قال قال
رسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰهُ علیہِ وسلّم مَن دُعِیَ اِلٰی طَعامٍ وَهُوَ صائمٌ فَلیُجِب فَاِن شَاءَ طَعِمَ وَاِن شَاءَ تَرَکَ جابر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بلایا جاوے کھانیکے لیے (یعنے اسکی دعوت ہو) اور وہ روزے سے ہو تو دعوت قبول
کرے (یعنے حاضر ہو) پھر اگر چاہے تو کھاوے (روزہ توڑ ڈالے) اور اگر چاہے نہ کھاوے **باب** فِی الصَّائِمِ لَا تُرَدُّ دَعوَتُہٗ
روزہ دار کی دعا رد نہین ہوتی **عن** اَبِی هُرَیرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعوَتُهُم
الاِمَامُ العَادِلُ وَالصَّائِمُ حَتّٰی یُفطِرَ وَدَعوَةُ المَظلُومِ یَرفَعُهَا اللّٰهُ دُونَ الغَمَامِ یَومَ القِیَامَةِ وَتُفتَحُ لَهَا
اَبوَابُ السَّمَاءِ وَیَقُولُ بِعِزَّتِی لَاَنصُرَنَّکَ وَلَو بَعدَ حِینٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تین آدمیون کی دعا رد نہین ہوتی (یعنے ضرور قبول ہوتی ہے) ایک تو امام عادل (یعنے بادشاہ یا خلیفہ عادل متبع سنت
دوسرے روزہ دار یہانتک کہ روزہ کھولے (خصوصًا افطار کے وقت جیسے دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے) تیسرے مظلوم (جسپر
ظلم کیا جاوے یعنے ناحق اسکے مال یا جان کو نقصان پہونچایا جاوے) اللہ تعالی اوسکی دعا کو قیامت کے دن ابر کے اوپر اوٹھائیگا
(یعنے خدای کریم تک اسکی دعا پہونچ جاویگی کیونکہ پروردگار بھی اسدن بدلی مین نمود ہوگا) اور ان لوگون کے لیے آسمان کے
دروازے کھولے جاتے ہین (انکی دعا قبول ہونے کیلیے) اور اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے (مظلوم سے) قسم میری عزت کی
مین تیری مدد کرونگا اگرچہ کچھ زمانے کے بعد **ف** یعنی فی الفور اگر مدد نہ ہو اور ظالم اسیوقت تباہ نہ ہو تو چند روز کے بعد
تباہ ہوگا مظلوم کی آہ خالی جانیوالی نہین **س** بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن　　اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید
جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویسا ہی ہمیشہ دنیا مین دیکھا گیا ظالم کو ضرور کبھی نہ کبھی سزا ملی یہانتک کہ انلوگون کو
بھی جن سے ایمان کی حالت مین ایک خفیف سا ظلم ہوگیا۔ محمد بن ابوبکر نے حضرت عثمان کی ڈاڑھی پکڑی گو انکو مارا نہین ڈر کر
چھوڑ دیا لیکن اسکا بدلہ ان سے لیا گیا مصر کے لوگون نے انکو مار کر ٹکڑے ٹکڑے کرکے انکی لاش مزبلہ مین پھنکوادی بنی امیہ نے
اہل بیت نبوی پر مدت دراز تک ظلم کیا اور صاحب حکومت اور سلطنت رہے لیکن سفاح عباسی کیوقت مین ایک ایک چنکر ماری
گئی یہانتک کہ مردون کی قبرین بھی اوکھیڑی گئین ابن زیاد بدنہاد نے امام حسین علیہ السلام پر ظلم کیا آخر کتے کی موت مختار کے ہاتھ
سے مارا گیا پھر مختار نے ظلم کیا مصعب کے ہاتھ سے مارا گیا ہمیشہ یون ہی ہوتا رہا دنیادار بادشاہون مین بھی دیکھا گیا کہ جس بادشاہ
نے دوسرے بادشاہ کو ظلم سے مارا وہ بھی ظلم سے مارا گیا علاءالدین نے کیقباد کا سر پھوڑا پھر اسکا سر کسی اور نے توڑا خسرو خان نے

بادشاہ کو مارا اسکا غیاث الدین بلبن نے خسرو خان کو بری طرح سے ہلاک کیا شاہ عالم کو غلام قادر روہلے نے اندھا کیا بہو جنگ راو
مرہٹہ نے غلام قادر کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے جیل کر دن کو کہلاے عالمگیر اورنگ زیب نے دارا شکوہ کو ظلم سے مارا اسنے سلطنت
انکی اولاد کی چھین لی اب تیمور کی اولاد روٹیون کی محتاج پہرتی ہے مختصر یہ کہ ظالم اگرچند روز بچا رہے تو اس سے یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تعا
اس سے راضی ہے بلکہ یہ استدراج ہے ایک نہ ایک دن دنیا ہی مین پروردگار اس سے بدلہ لیگا حدیث مین مظلوم کو مطلق رکھا مسلمان
کی قید نہین کی اس سے یہ نکلتا ہے کہ کافر پر بھی ظلم روا نہین کیونکہ سب اللہ کے بندے ہین اور کافر اگر مظلوم ہو تو اسکی بھی دعا
اثر کرے گی غرض ظلم سے ہمیشہ بچنا چاہیے اسکے برابر کوئی گناہ نہین اور ظلم شامل ہے ہر نقصان کو جو ناحق کسیکے ساتھ کیا جاوے
خواہ مال کا نقصان ہو یا عزت کا یا جان کا ۵ مباش در پے آزار ہرچہ خواہی کن که در شریعت ما غیر ازین گناہی نیست
عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للصائم عند فطرہ لدعوۃ
ما ترد- قال ابن ابی ملیکۃ سمعت عبد اللہ بن عمرو یقول اذا افطر اللھم انی اسالک برحمتک التی
وسعت کل شیء ان تغفر لی عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کی دعا افطار
کے وقت رد نہین ہوتی ابن ابی ملیکہ نے کہا مینے عبد اللہ بن عمرو سے سنا وہ جب افطار کرتے تو یون دعا کرتے یا اللہ مین تجھ
سے سوال کرتا ہون اس تیری رحمت کے ذریعہ سے جو ہر چیز کو شامل ہے کہ میری مغفرت کر **باب** فی الاکل یوم الفطر
قبل ان یخرج عید الفطر کے دن نماز کو نکلنے سے پہلے کچہ کہا لینا **عن** انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لا یخرج یوم الفطر حتی یطعم تمرات انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن
نہین نکلتے تھے یہانتک کہ چند کھجورین کہا لیتے **ف** تو عید الفطر کے دن نماز سے پہلے کچہ کہا لینا سنت ہے اگر کھجورین ہون تو
بہتر ہے ورنہ اور کوئی میٹھا کہانا اگر میٹھا نہ ملے تو نمکین ہی سہی **عن** ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا
یغدو یوم الفطر حتی یغدی اصحابہ من صدقۃ الفطر ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین جاتے تھے
(عیدگاہ) کو عید الفطر کے دن یہانتک کہ اپنے اصحاب کو ناشتہ کراتے صدقہ فطر مین سے یعنے صدقہ فطر جو آپ پاس جمع ہوتا اس
مین سے مساکین صحابہ کو آپ نماز سے پہلے کہلا دیتے **عن** بریدۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یخرج یوم الفطر حتی
یاکل وکان لا یاکل یوم النحر حتی یرجع بریدہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نہین نکلتے تھے یہانتک
کہ کچہ کہا لیتے اور بقرعید کے دن نہین کہاتے تھے یہانتک کہ لوٹ کر آتے (نماز سے اور قربانی کرتے پہر قربانی مین سے کہاتے)
باب من مات وعلیہ صیام رمضان قد فرط فیہ جو شخص مر گیا اور اسپر رمضان کے روزے باقی تھے جنکو وہ سستی
سے نہ رکہ سکا **عن** ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات وعلیہ صیام شہر فلیطعم
عنہ مکان کل یوم مسکین عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر جاوے اور اسپر
رمضان کے روزے ہون تو ہر روزے کے بدل ایک مسکین کو کہانا کہلایا جاوے **باب** من مات وعلیہ صیام من

نذر جو شخص مر جاوے اسپر نذر کے روزے ہوں **عن** ابن عباس قال جاءت امرأة الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول
اللہ ان اختی ماتت وعلیها صیام شهرین متتابعین قال أرأیت لو کان علی اختک دین أکنت تقضینه قالت
بلی قال فحق اللہ احق **ترجمہ** عبد اللہ بن عباس سے روایت ہی ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور عرض کی یا
رسول اللہ میری بہن مر گئی ہے اور اسپر (نذر کے) دو مہینے پے در پے کے روزے تھے آپنے فرمایا اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو تو
ادا کرتی وہ بولی بیشک آپنے فرمایا تو اللہ کا حق ادا کرنا زیادہ ضرور ہے **عن** بریدة قال جاءت امرأة الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان امی ماتت وعلیها صوم أفأصوم عنها قال نعم بریدہ سے روایت ہی ایک
عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں مر گئی اور اسپر روزہ ہی کیا میں اسکے
طرف سے روزہ رکھوں آپنے فرمایا ہاں **ف** جمہور علماء نے ابن عباس کی حدیث سے دلیل لی اور کہا کہ میت پر اگر روزے
باقی ہوں تو اسکا وارث اسکے بدل روزہ رکھے ہر روزے کے بدل مسکین کو کھانا کھلاوے ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا بھی یہی قول
ہے اور امام احمد اور اہلحدیث نے بریدہ کی حدیث سے دلیل لی اور کہا کہ وارث میت کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور شافعی کا
بھی ایک قول ایسا ہی ہے اور نووی نے اسکو صحیح کہا اور بعض شافعیہ کا یہ قول ہے کہ ولی کو اختیار ہے خواہ روزے رکھے
یا کھانا کھلاوے اور جمہور نے دلیل لی امام مالک کی روایت سے کہ ابن عمر کہتے تھے کوئی کسی کے طرف سے روزہ نہ رکھے نہ کوئی
کسی کیطرف سے نماز پڑھے اور اہلحدیث کہتے ہیں کہ یہ روایت موقوف ہے اور صحیحین میں حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مر جاوے اور اسپر روزہ ہو تو اسکا ولی اسکیطرف سے روزہ رکھے اور بزار کی روایت میں اتنا زیادہ ہے
اگر چاہے مجمع الزوائد میں ہے کہ اسکا اسناد حسن ہے اور یہ حدیث باب کی حدیثوں میں سب سے زیادہ صحیح ہے تو اسی پر اعتماد کرنا
چاہیے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ اور ابو ثور اور اوزاعی اور احمد بن حنبل کا امام بیہقی نے خلافیات میں کہا یہ حدیث ثابت
ہے اور میں نہیں جانتا کہ اہلحدیث نے اختلاف کیا ہو اسکی صحت میں حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ دونوں امر جائز ہو سکتے ہیں اور اس
سے احادیث کا اختلاف جاتا رہیگا **اور ابن قیم** نے کہا کہ نذر کا روزہ میت کیطرف سے رکھنا جائز ہے اور فرض اصلی یعنے
رمضان کا جائز نہیں اور یہی قول ہے ابن عباس اور انکے اصحاب اور امام احمد کا اور یہی صحیح ہے کیونکہ فرض روزہ مثل نماز
کے ہے اور نماز کوئی دوسری طرف سے نہیں پڑھ سکتا اور نذر مثل قرض کے ہے تو وارث کا ادا کرنا میت کی طرف سے کافی ہوگا جیسے
قرض کا ادا کرنا روضہ میں ہے کہ ولی کا ادا کرنا میت کی طرف سے اسوقت کافی ہوگا جب اسنے عذر سے رمضان کے روزے
نہ رکھے ہوں لیکن اگر بلا عذر کسی نے رمضان کے روزے نہ رکھے تو ولی کا ادا کرنا اسکی طرف سے کافی نہ ہوگا جیسے میت کیطرف سے
توبہ کرنا یا اسلام لانا یا نماز ادا کرنا کافی نہیں ہے اور ظاہر مضمون حدیث کا یہ ہے کہ ولی پر میت کی طرف سے روزے رکھنا یا کھانا کھلانا
واجب ہے خواہ میت نے وصیت کی ہو اسکی یا نہ کی ہو اور حنفیہ نے کہا اگر میت نے وصیت کی ہو تو اسکے ثلث مال میں سے
روزوں کا کفارہ ادا کریں گے ورنہ ضرور نہیں ہے اور اسکی کوئی دلیل معلوم نہیں ہوتی واللہ اعلم **باب**

فِيمَنْ أَسْلَمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ جو کوئی رمضان میں اسلام لاوے عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَفْدُنَا الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْلَامِ ثَقِيفٍ قَالَ وَقَدِمُوا عَلَيْهِ فِي رَمَضَانَ فَضَرَبَ عَلَيْهِمْ قُبَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا أَسْلَمُوا صَامُوا مَا بَقِيَ عَلَيْهِمْ مِنَ الشَّهْرِ عطیہ بن سفیان سے روایت ہے جن لوگوں کو ہمنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بھیجا تھا ثقیف کے اسلام کی خبر لیجانے کو وہ ہمارے پاس آئے انہوں نے کہا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے رمضان کے مہینے میں آپنے ایک خیمہ انکے لیے کھڑا کر دیا مسجد میں جب وہ اسلام لائے تو جتنے دن رمضان کے باقی رہے تھے ان میں انہوں نے روزہ رکھا **ف** اسپر سبکا اتفاق ہے کہ کافر اگر رمضان میں مسلمان ہو تو جتنے دن رمضان کے باقی ہوں ان میں روزہ رکھے لیکن اگلے روزوں کی قضا اسپر لازم نہیں ہے **بَابٌ** فِي الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا عورت اپنی خاوند کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ يَوْمًا مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ إِلَّا بِإِذْنِهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت روزہ نہ رکھے رمضان کے سوا اور کوئی روزہ جب اسکا خاوند حاضر ہو مگر اسکی اجازت سے عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ أَنْ يَصُمْنَ إِلَّا بِإِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ ابوسعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا عورتوں کو روزہ رکھنے سے بغیر اپنے خاوندوں کی اجازت کے **بَابٌ** فِيمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ جو شخص کسی کا مہمان ہو تو اسکی اجازت کے بغیر (نفل) روزہ نہ رکھے عَنْ عَائِشَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَزَلَ الرَّجُلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَصُومُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی کسی قوم کا میہمان ہو تو روزہ نہ رکھے مگر انکے اذن سے **ف** کیونکہ میزبان ناراض ہوگا میہمان کے روزہ رکھنے سے اور اُسکا کھانا وغیرہ بیکار رہوگا **بَابٌ** فِيمَنْ قَالَ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ جو شخص کھانا کھا کر اللہ کا شکر کرے اُسکا ثواب مثل روزہ دار کے ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کھا کر اللہ کا شکر کرنے والا مثل روزہ دار کے ہے جو صبر کرے (کھانے سے) عَنْ سِنَانِ بْنِ سَنَّةَ الْأَسْلَمِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ سنان بن سنہ اسلمی سے ایسے ہی روایت ہے اُس میں یہ ہے کہ کھانا کھا کر شکر کرنیوالے کو روزہ دار صابر کا سا ثواب ہے **ف** سبحان اللہ کیا آسانی ہے اور کیا عنایت ہے پروردگار کی کھانا کھا کر شکر کرنا کچھ مشکل نہیں ہر مسلمان کو اسکا خیال رکھنا ضرور ہے تاکہ روزہ دار کا سا ثواب بلا دقت حاصل ہو **بَابٌ** فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ شب قدر کے بیان میں عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَأُنْسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي الْوِتْرِ ابوسعید خدری سے روایت ہے ہمنے اعتکاف کیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے بیچ کے دہے میں تو آپ نے فرمایا مجھکو بتلائی گئی شبقدر لیکن پھر میں بھلا دیا گیا تو ڈھونڈھو اسکو رمضان کے اخیر دہے میں طاق راتوں میں **ف** شبقدر میں بہت اختلاف ہے بعضوں نے کہا رمضان کی پہلی رات بعضوں نے کہا سترھویں بعضوں نے کہا اٹھارھویں بعضوں نے کہا انیسویں بعضوں نے کہا اکیسویں بعضوں نے کہا تیئسویں بعضوں نے کہا پچیسویں بعضوں نے کہا ستائیسویں بعضوں نے کہا انتیسویں بعضوں نے کہا رمضان کی اخیر رات بعضوں نے کہا ان میں کی جفت راتوں میں بعضوں نے کہا ساری سال میں بعضوں نے کہا سارے رمضان میں بعضوں نے کہا رمضان کے اخیر دہے میں پھرتی رہتی ہے (یعنے کسی سال اکیسویں کسی سال ۲۳ کسی سال ۲۷ شبقدر ہوتی ہے) اور ابو حنیفہ نے کہا شبقدر رمضان میں ہے لیکن مختلف تاریخوں میں ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک ہی تاریخ میں ہوتی ہے لیکن وہ معین نہیں ہے اور بعضوں نے کہا صاحبین کے نزدیک رمضان کے اخیر نصف میں ہے اور شافعی نے کہا رمضان کے اخیر دہے میں ہوتی ہے اور کبھی نہیں بدلتی نہ بدلے گی قیامت تک اور ابو بکر رازی نے کہا کسی مہینے سے خاص نہیں اور قاضیخان نے کہا ابو حنیفہ سے مشہور یہ ہے کہ شبقدر سال بھر میں گھومتی رہتی ہے کبھی رمضان میں ہوتی ہے کبھی اور مہینے میں اور ابن مسعود اور ابن عباس اور عکرمہ وغیرہم سے ایسا ہی صحیح ہوا ہے اور اکثر علمار سلف اور خلف اور اہل حدیث اسطرف گئے ہیں کہ شبقدر رمضان کی ۲۷ شب ہے اور ابی بن کعب نے اسکا یقین کیا اور اسباب میں کل چالیس قول ہیں اور عمدہ یہ ہے کہ اخیر دہے کے تین راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے یعنے ۲۱ اور ۲۳ اور ۲۷ میں سے **مترجم** کہتا ہے عمدہ اور صحیح حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ شبقدر کو رمضان کے اخیر دہے میں ڈھونڈھو تو ۲۱ اور ۲۳ اور ۲۵ اور ۲۷ اور ۲۹ ان پانچ شبوں میں عبادت کرنا بہتر ہے تاکہ شبقدر ہاتھ آوے اور اہل کشف نے یہ دریافت کیا ہے کہ شبقدر ان پانچوں شبوں میں سے کسی ایک شب میں ہوتی ہے اور ہر ایک رمضان میں مختلف طور سے ہوتی ہے یعنے کبھی ۲۱ کو کبھی ۲۳ کو کبھی ۲۵ کو کبھی ۲۷ کو کبھی ۲۹ کو لیکن ان پانچوں شبوں سے خارج نہیں ہوتی اور شبقدر کی علامت یہ ہے کہ اس شب میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے کبھی ترشح بھی ہوتا ہے اور صبحکو آفتاب خوب روشن نہیں نکلتا اور رات کے وقت ایک سکوت کا سا سماں ہوتا ہے بالجملہ اللہ سب مسلمانوں کو اس شب میں عبادت کرنا نصیب کرے جو ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے بنص قرآنی لیلۃ القدر خیر من الف شہر بعضوں نے کہا لیلۃ القدر میں نو حرف ہیں اور یہ لفظ تین بار انا انزلنا کی سورت میں آیا ہے اس میں اشارہ ہے کہ شبقدر ۲۷ شب ہے رمضان کی کیونکہ نو ترک ستائیس ہوتے ہیں واللہ اعلم

باب فَضْلِ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ رمضان کے اخیر دہے کی فضیلت

عن عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے اخیر دہے میں ایسے کوشش کرتے تھے عبادت میں کہ ویسی اور دنوں میں نہیں کرتے تھے

عن عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَا اللَّيْلَ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا اخیر دہا آتا تو رات کو جاگتے اور ازار کو مضبوط

باندھتے (مستعد رہنے کے لیے یہ مطلب ہے کہ ان راتوں میں جماع نہ کرتے) اور اپنے گھر والوں کو جگاتے (عبادت کے لیے) **باب ماجاء في الاعتكاف** اعتکاف کا بیان **ف** اعتکاف کہتے ہیں لغت میں ایک جگہہ یا ایک بات پر جمے رہنے کو اور شرع میں اعتکاف یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں مسجد میں شب و روز رہنا عبادت کی نیت سے اور اکثر علما کے نزدیک اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور آنحضرت نے ہمیشہ اعتکاف کیا رمضان کے اخیر دہے میں وفات تک **عن** ابي هريرة رض قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يعتكف كل عام عشرة ايام فلما كان العام الذي قبض فيه اعتكف عشرين يوما وكان يعرض عليه القرآن في كل عام مرة فلما كان العام الذي قبض فيه عرض عليه مرتين ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر سال میں دس دن (اخیر رمضان میں) اعتکاف کیا کرتے تھے جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف کیا اور ہر سال ایک بار قرآن کا دورہ آپ سے کیا جاتا (حضرت جبریل آپ سے دور کرتے) جس سال وفات ہوئی اس سال دو بار آپ سے دور کیا گیا **ف** تاکہ آخر عمر میں آپ کی امت کے لوگ آپ کی پیروی کریں اور عبادت میں زیادہ کوشش کریں اور بعضوں نے کہا آپ نے ایک سال پہلے رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف کو ترک کیا تھا اپنی بی بیوں کی وجہ سے اور شوال میں اس اعتکاف کو ادا کیا تھا تو دوسرے رمضان میں بیس دن اعتکاف کیا گویا پہلے رمضان کے اعتکاف کی بھی قضا کی واللہ اعلم

عن ابي بن كعب ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يعتكف العشر الاواخر من رمضان فسافر عاما فلما كان من العام المقبل اعتكف عشرين يوما ابی بن کعب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف کیا کرتے ایک سال آپ نے سفر کیا (تو اعتکاف نہ کر سکے شاید یہ سفر فتح مکہ کا تھا ۹ سنہ ہجری میں) جب دوسرا سال ہوا تو آپ نے بیس دن اعتکاف کیا **باب ما جاء فيمن يبتدئ الاعتكاف وقضاء الاعتكاف** اعتکاف کی قضا کا بیان اور اعتکاف کو شروع کر کے چھوڑ دینا **عن** عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذا اراد ان يعتكف صلى الصبح ثم دخل المكان الذي يريد ان يعتكف فيه فاراد ان يعتكف العشر الاواخر من رمضان فامر فضرب له خباء فامرت عائشة بخباء فضرب لها وامرت حفصة بخباء فضرب لها فلما رأت زينب خباءهما امرت بخباء فضرب لها فلما راى ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم قال آلبر تردن فلم يعتكف في رمضان واعتكف عشرا من شوال ام المومنین عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہہ میں جاتے جب آپ رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف کرنا چاہتے تو آپ حکم کرتے مسجد میں ایک ڈیرہ لگا دیا جاتا (ایک بار آپ کے لیے مسجد میں ڈیرہ لگایا گیا حضرت عائشہ نے بھی حکم کیا انکے لیے بھی ایک ڈیرہ لگایا گیا اور ام المومنین حفصہ نے حکم کیا انکے لیے بھی ایک ڈیرہ لگایا گیا جب حضرت زینب نے دیکھا ان دونوں کے ڈیروں کو انہوں نے بھی (ایک دوسرے کی حرص سے) حکم کیا ان کے لیے بھی ایک ڈیرہ لگایا گیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال کو دیکھا (کہ مسجد ڈیروں سے بھر گئی ہے) تو آپ نے فرمایا کیا ثواب کے لیے ان عورتوں نے یہ کیا ہے

یعنے انہوں نے ایک دوسرے کی رشک اور حرص سے ڈیرے لگائے ہیں اگر ان کی نیت ثواب کی ہوتی تو پہلے سے لگاتیں ایسا نہیں کیا بلکہ جب ایک بی بی نے لگایا تو دوسری نے بھی اسکو دیکھہ کر لگایا پھر آپنے اعتکاف نہیں کیا رمضان میں اور شوال کے مہینے میں دس دن اعتکاف کیا **ف** اس حدیث سے کئی باتیں نکلیں ایک یہ کہ اعتکاف ہر ماہ میں اور ہر وقت میں درست ہے رمضان کی خصوصیت نہیں صحیحین میں ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے آنحضرتؐ سے پوچھا میں نے جاہلیت کے زمانے میں نذر کی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں آپنے فرمایا اپنی نذر کو پورا کر البتہ یہ ضرور ہے کہ اعتکاف مسجد میں کیا جاوے کیونکہ مسجد کے سوا اور مقام میں رہنے کو شرعًا اعتکاف نہیں کہتے اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ اعتکاف نہیں ہے مگر مسجد جامع میں اسکو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے نکالا حذیفہ سے تو اگر اس مسجد میں جمعہ نہوتا ہو اور کوئی اس میں اعتکاف کرے تو جمعہ کے لیے جانا اُسپر واجب ہوگا لیکن جب جمعہ کے لیے نکلیگا تو شافعی کے نزدیک اسکا اعتکاف باطل ہو جاویگا اور ابو حنیفہ کے نزدیک باطل نہ ہوگا اور محمد بن عمرو بن لبابہ مالکی سے منقول ہے کہ ہر مکان اور ہر جگہہ میں اعتکاف درست ہے اور بعضوں سے منقول ہے کہ سوا مسجد حرام اور مسجد اقصے اور مسجد مدینہ کے اور کسی مسجد میں اعتکاف درست نہیں ہے بعضوں نے کہا سوا مسجد حرام کے اور مسجد میں درست نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہر مسجد میں درست ہے فرمایا اللہ تعالی نے وانتم عاکفون فی المساجد خواہ اُس مسجد میں جمعہ ہوتا ہو یا نہ ہوتا ہو دوسرے یہ کہ رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف کی زیادہ تاکید ہے بہ نسبت اور دنوں کے اور اعتکاف میں یہ شرط نہیں ہے کہ ایک دن کا ہو یا زیادہ کا اور نہ یہ شرط ہے کہ روزہ دار ہو کیونکہ حضرت عمر نے روزہ کا ذکر نہیں کیا اور ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معتکف پر روزہ نہیں ہے مگر جب وہ روزہ اپنے اوپر لازم کر لیوے اسکو دارقطنی اور حاکم نے نکالا اور کہا صحیح الاسناد ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے ابن عباس پر اور حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں ہے کہ اعتکاف بغیر روزے کے صحیح نہیں ہوتا بلکہ اسکے خلاف منقول ہے حضرت عمر کی نذر میں اور ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے نکالا مرفوعًا کہ اعتکاف نہیں ہے مگر روزے کے ساتھ اور ابو داؤد کے سوا اور لوگوں نے اس روایت کو موقوف نقل کیا ہے اور حدیث کے حافظوں نے بھی اسکے موقوف ہونیکو ترجیح دی ہے اور شرطیت اور رکنیت بغیر دلیل قطعی کے ثابت نہیں ہو سکتی اور آپ کا اعتکاف کرنا روزے کی حالت میں اس سے یہ نہیں نکلتا کہ روزہ شرط ہے اعتکاف کی اور حضرت عائشہ کی حدیث میں من السنۃ کا لفظ اس مسئلے سے متعلق نہیں ہے بلکہ نسائی کی روایت میں یہ لفظ ہی نہیں ہے اور ابو داؤد نے کہا سوا ابن اسحاق کے اور کوئی حدیث میں من السنۃ کا لفظ روایت نہیں کرتا اور آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ آپنے شوال میں دس دن اعتکاف کیا لیکن روزہ رکھنا اس میں منقول نہیں ہے بلکہ دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپنے شوال کے پہلے دہے میں اعتکاف کیا اور اس میں عید کا دن ہوتا ہے جس میں روزہ رکھنا جائز نہیں تو حق یہی ہے کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں ہے اور ابو داؤد اور نسائی کے نسخے حضرت

عمر کی حدیث مین نکالا کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھہ یہ حدیث ضعیف ہی اسکی اسناد مین عبداللہ بن بدیل ہے اور ابن عدی اور دارقطنی نے کہا کہ وہ متفرد ہے اس روایت مین عمرو بن دینار سے تو اعتکاف کم سے کم ایک ساعت کے لیے بھی ہو سکتا ہے اور سارا دن شرط نہین ہے تیسرے یہ کہ عورتون کو اعتکاف کرنا درست ہے اور امام احمد نے کہا کہ مسجد جامع مین بھی درست ہے لیکن خاوند کے ساتھہ اور بعضون نے کہا کہ عورتون کو گھر کی مسجد مین بھی اعتکاف جائز ہی واللہ اعلم **باب** فِي اعْتِكَافِ يَوْمٍ أَوْ لَيْلَةٍ ایک رات یا ایک دن کا اعتکاف کرنا **عَنْ** عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ عَلَيْهِ نَذْرُ لَيْلَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَكِفُهَا فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ حضرت عمر سے روایت ہی انہون نے جاہلیت کے زمانہ مین ایک رات کی اعتکاف کی نذر کی تھی تو انہون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا اعتکاف کرو **ف** اس حدیث سے کرمانی نے دلیل لی کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہین ہے کیونکہ رات کو روزہ کیونکر ہو سکتا ہی اور مخالفین نے یہ جواب دیا ہے کہ مسلم کی روایت مین ایک دن ہی ایک رات کے بدل اور ابن حبان نے اس اختلاف مین یون تطبیق کی ہے کہ انہون نے ایک دن رات کے اعتکاف کی نذر کی تہی تو بعض راویون نے دن کا ذکر کیا بعضون نے رات کا اور نسائی کی روایت مین ابن عمر سے روزے کا حکم تصریح سے وارد ہے لیکن اس روایت کا ضعف اوپر بیان ہو چکا **باب** فِي الْمُعْتَكِفِ يَلْزَمُ مَكَانًا مِنَ الْمَسْجِدِ معتکف مسجد مین اعتکاف کے لیے ایک جگہہ مقرر کرے **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ نَافِعٌ وَقَدْ أَرَانِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ يَعْتَكِفُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر دہے مین اعتکاف کرتے نافع نے کہا عبداللہ بن عمر نے مجھے وہ جگہہ (مسجد نبوی مین) بتلائی جہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعتکاف کیا کرتے تھے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ طُرِحَ فِرَاشُهُ أَوْ يُوضَعُ لَهُ سَرِيرُهُ وَرَاءَ أُسْطُوَانَةِ التَّوْبَةِ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو آپ کا بچھونا وہان ڈالا جاتا یعنے اعتکاف کے مقام مین) یا ایک تخت آپ کے لیے بچھایا جاتا توبہ کے ستون کے پیچھے **ف** توبہ کا ستون مسجد نبوی مین ہی جس سے ابولبابہ نے اپنے تئین باندھ دیا تھا جب انہون نے آنحضرت کا راز کھول دیا تھا بنی قریظہ کے باب مین جب انکا قصور معاف ہوا تو آن حضرت نے خود انکو کھولا تین روز کے بعد **باب** الِاعْتِكَافِ فِي خَيْمَةٍ فِي الْمَسْجِدِ مسجد مین خیمہ لگا کر اس مین اعتکاف کرنا **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلَى سُدَّتِهَا قِطْعَةُ حَصِيرٍ قَالَ فَأَخَذَ الْحَصِيرَ بِيَدِهِ فَنَحَّاهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ ابوسعید خدری سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ترکی ڈیرے مین اعتکاف کرتے تھے اسکے دروازے پر بوریے کا ایک ٹکڑا پڑا تھا آپ نے اس ٹکڑے کو اپنے ہاتھہ سے اٹھایا اور اسکو سرکا دیا خیمے کے ایک کونے کی طرف اور اپنا سر باہر نکالکر لوگون سے باتین کین **باب** فِي الْمُعْتَكِفِ يَعُودُ الْمَرِيضَ وَيَشْهَدُ الْجَنَائِزَ معتکف بیمار پرسی کو جاوے اور جنازے مین شریک ہو **عَنْ** عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ

قالت إن كنت لأدخل البيت للحاجة والمريض فيه فما أسأل عنه إلا وأنا مارّة قالت وكان رسول الله صلى الله عليه
وسلّم لا يدخل البيت إلا لحاجة إذا كانوا معتكفين عروہ بن الزبیر اور عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے حضرت عائشہ نے
کہا میں گھر میں جاتی (اعتکاف کی حالت میں) پائخانے یا پیشاب کے لیے اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو میں اسکو چلتے چلتے
پوچھ لیتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نہیں جاتے (اعتکاف کی حالت میں) مگر حاجت کے لیے (یعنے پائخانہ پیشاب کے لیے)
ف مسلم کی روایت میں حاجۃ الانسان ہے اور زہری نے اسکی تفسیر کی یعنے پیشاب یا پائخانہ اب اعتکاف کی حالت میں پیشاب
اور پائخانہ کے لیے تو بالاتفاق مسجد سے باہر جانا درست ہے لیکن اور کاموں میں اختلاف ہے جیسے بیمار پرسی کے لیے جانا جنازہ
میں شریک ہونے کے لیے جانا جمعہ کی نماز کے لیے جانا تو بعضوں کے نزدیک ان کاموں کے لیے بھی جانا درست ہے اور بعضوں
کے نزدیک درست نہیں ابو حنیفہ کا یہی قول ہے امام محمد نے موطا میں کہا اعتکاف کی حالت میں نہ نکلے مگر پائخانہ یا پیشاب کے
لیے اور کھانا پانی اعتکاف کی جگہ میں کرے اب غسل جنابت بھی مثل پائخانہ اور پیشاب کے ہے اسکو واسطے بھی نکلنا جائز ہے
کیونکہ وہ ضروری ہے لیکن غسل جمعہ کے لیے نکلنا اسباب میں کوئی صریح روایت وارد نہیں ہوئی البتہ نماز جمعہ کے لیے نکلنا جائز
ہے جب اُس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو کیونکہ نماز جمعہ فرض ہے روضہ میں ہے کہ معتکف مسجد سے نہ نکلے مگر حاجت کیواسطے کیونکہ صحیحین
میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آپ جب معتکف ہوتے تو نہ نکلتے مگر حاجت انسان کے لیے اور ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے
نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پر سے گذرتے اور آپ اعتکاف میں ہوتے تو اسیطرح چلتے چلتے اسکا حال پوچھتے ہوئے اسکے
اسناد میں لیث بن ابی سلیم ہے حافظ نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے حضرت عائشہ کا یہ فعل مروی ہے جیسے ابن ماجہ نے
نکالا اور کہا کہ حضرت علی سے بھی ایسا ہی صحیح ہوا اور ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے نکالا انہوں نے کہا سنت یہ ہے معتکف بیمار
پرسی کو نہ جاوے اور نہ جنازے میں حاضر ہو اور نہ عورت سے مساس کرے اور نہ مباشرت کرے اور نہ نکلے مگر حاجت ضروری کے لیے اور اعتکاف
نہیں ہے مگر مسجد جامع میں اور نسائی نے بھی اسکو نکالا اس میں سنت کا لفظ نہیں ہے ابو داؤد نے کہا سوا ابن اسحاق کے اور
کوئی اس حدیث میں السنۃ کا لفظ نہیں کہتا ہے اور دارقطنی نے جزم کیا کہ اس روایت میں اوروں کا قول بھی حضرت عائشہ کے قول
میں شریک ہو گیا ہے اور حضرت عائشہ کا قول یہاں تک ہے اور نہ نکلے مگر حاجت ضروری کے لیے اور باقی دوسروں کا قول ہے اور کہ
اعتکاف نہیں ہے مگر روزے کے ساتھ اخیر تک اور معتکف کو جائز ہے سر میں کنگھی کرنا اور سر دھونا اور جو اسکی مثل ہے اور اکثر
علما یہ کہتے ہیں کہ بیمار پرسی اور جنازے کے لیے نکلنا جائز نہیں ہے البتہ چلتے چلتے بیمار کو پوچھ سکتا ہے انتہٰی مختصراً **عن**
انس بن مالك رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المعتكف يتبع الجنازة ويعود المريض انس بن مالک سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معتکف جنازے کے ساتھ جاوے اور بیمار کی عیادت کرے **باب** ما جاء
في المعتكف يغسل رأسه ويرجّله معتکف اپنا سر دھووے اور کنگھی کرے **عن** عائشة قالت كان رسول الله صلى
الله عليه وسلم يدني إليّ رأسه وهو مجاور فأغسله وأرجّله وأنا في حجرتي وأنا حائض وهو في المسجد ام المؤمنين

عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اعتکاف کی حالت مین) مسجد مین سے اپنا سر میرے طرف بڑہا دیتے مین اسکو دہو دیتی اور کنگہی کر دیتی اس مین اور مین اپنے حجرے مین ہوتی اور مین حائضہ ہوتی **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ معتکف اعتکاف کی حالت مین اپنے بدن مین سے بعض اجزا باہر نکال سکتا ہے اور حجرے کا دروازہ مسجد کی طرف تہا تو آپ مسجد کے اخیر مین بیٹہ جاتے ہونگے اور سر مبارک حجرے کے اندر کر دیتے ہونگے اور حضرت عائشہ اسکو دہو دیتی ہونگی تو حضرت عائشہ حجرے کے اندر رہتی ہونگی اور آپ مسجد کے اندر

باب الْمُعْتَكِفِ يَزُورُهُ أَهْلُهُ فِي الْمَسْجِدِ معتکف کے لوگ مسجد مین آکر اس سے مل سکتے ہین ۔

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُورُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً مِنَ الْعِشَاءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِي كَانَ عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا صفیہ بنت حیی سے روایت ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی تہین کہ وہ آپ پاس آئین آپ اعتکاف مین تہے مسجد مین رمضان کے اخیر دہے مین تو رات کو ایک ساعت تک آپ سے باتین کین بعد اسکے اٹہین اپنے گہر جاتی تہین آپ بہی انکے ساتہ اٹہے انکو گہر پہونچا دینے کے لیے جب وہ مسجد کے دروازے پر پہونچین جہان پر بی بی ام سلمہ رہتی تہین تو انصار کے دو مرد آپ پر سے گذرے انہون نے آنحضرت کو سلام کیا پہر چلے گئے آپ نے ان دونو مردون سے فرمایا ذرا ٹہیرو یہ عورت صفیہ بنت حیی ہے (میری بی بی) انہون نے عرض کیا سبحان اللہ یا رسول اللہ اور انپر یہ فرمانا آپ کا سخت گذرا آپ نے فرمایا بے شک شیطان آدمی مین خون کیطرح پہرتا ہے اور مین ڈرا کہین تمہارے دل مین کوئی بات نڈالے **ف** یعنی شیطان آدمی کا دشمن ہے وہ ایسے موقع تکتے ہی رہتا ہے تم نے اسوقت رات کے وقت مجہکو ایک اکیلی جوان اور حسین عورت کے ساتہ دیکہا ممکن ہے کہ تمہارے دل مین یہ خیال شیطان ڈالے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنی رات کو اس اجنبی عورت کے ساتہ جو ہین تو ضرور کچہ نہ کچہ امر ہوگا معاذ اللہ اور اس خیال کیوجہ سے تمہارے ایمان مین خلل پڑجاوے کہ تم نے اللہ کے رسول پر جو تمام برائیون سے پاک ہین برا خیال کیا اسوجہ سے مینے تم کو جتلا دیا کہ یہ میری بی بی صفیہ مین اب شیطان کچہ نہین کرسکتا اور کوئی سبب نہ تہا اس کہنے کا اس لیے تمپر یہ امر گران نہ گذرے اور پہلے یہ فرمانا آپ کا ان دونون پر سخت گذرا تہا اسوجہ سے کہ وہ سمجہے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو مسلمان نہین سمجہا منافق خیال فرمایا جب تو آپ کو یہ تصور پیدا ہوا کہ یہ دونون شخص شاید مجہپر بدگمانی کرین تو انکا گمان دور کردو آپ نے یہ فرماکر انکا رنج دور کر دیا کہ مینے تم کو سچا مسلمان سمجہا لیکن شیطان سب کے گمراہ کرنے کو مستعد

ہے اور ہر ایک آدمی پر مسلط ہی اور خون کیطرح اسکے بدن مین پہرتا ہے تو ممکن ہے کہ تم کو بہی گمراہ کرے بلکہ شیطان سب سے مسلمانون کا او زیادہ
دشمن ہوتا ہے اور اسی فکر مین رہتا ہے کہ جسطرح ہو سکے اُنکا ایمان بگاڑے کافر اور منافق تو بگڑے ہی ہوے ہین انکے بگاڑنے
کی زیادہ فکر نہین ہوتی۔ یا اللہ تو شیطان کے شر سے ہمکو اور تمام مسلمانون کو بچا اپنے فضل و کرم سے اور حضرت آدم حضرت نوح حضرت
ابراہیم حضرت موسی حضرت عیسی حضرت محمد صلے اللہ علیہم وسلم کے طفیل سے آمین **بَابٌ** الْمُسْتَحَاضَةُ تَعْتَكِفُ مستحاضہ عورت
اعتکاف کرے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتِ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِ فَكَانَتْ تَرَى
الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ فَرُبَّمَا وَضَعَتْ تَحْتَهَا الطَّسْتَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپکی بی بیون مین سے ایک عورت نے اعتکاف کیا وہ سرخی اور زردی دیکھتی تہین تو کبھی اپنے
نیچے طشت رکھ لیتین **ف** حیض جو مقرری دنون سے زیادہ ہوجاوے تو وہ استحاضہ ہے مستحاضہ کو نماز روزہ سب کرنا چاہیے
جیسا اوپر گذر چکا پس اعتکاف کرنا بھی درست ہے **بَابٌ** فِي ثَوَابِ الْاِعْتِكَافِ اعتکاف کا ثواب **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْتَكِفُ الذُّنُوبَ وَيُجْرٰى لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ
كُلِّهَا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعتکاف کرنیوالا رکا رہتا ہے
تمام گناہون سے اور اسکو ان نیکیون کا ثواب جنکو وہ نہین کر سکتا مثل ان نیکیون کے کرنیوالے کے ملیگا **ف** مثلاً معتکف بیمار
پرسی کے لیے نہین جا سکتا جنازہ مین شریک نہین ہو سکتا اعتکاف کیوجہ سے تو اللہ تعالے ان نیکیون کا ثواب اسکو عنایت فرماویگا
جنکو وہ اعتکاف کی وجہ سے نہ کر سکا **بَابٌ** فِيمَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ جو کوئی عیدین کی رات کو عبادت کرے **عَنْ**
اَبِي اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهٗ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ
ابو امامہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عیدین کی راتون مین اللہ کے لیے عبادت مین کھڑا رہیگا تو اسکا
دل نہین مریگا جس دن دل مرینگے **ف** عیدین کی راتین یعنے عید الفطر اور عید الضحے کی رات ان راتون مین بھی عبادت کرنا ثواب
اور موجب صفائی قلب ہے اگرچہ یہ حدیث کا اسناد ضعیف ہی **اَبْوَابُ الزَّكٰوةِ** زکوۃ کے باب **ف** جب نماز اور روزے
سے فراغت ہوئی تو زکوۃ کا بیان کیا جو اسلام کا تیسرا رکن ہے اور زکوۃ فرض ہے نماز کیطرح اور اسکا منکر کافر ہے بعضون نے کہا زکوۃ
۲ سنہ ہجری مین فرض ہوئی رمضان سے پہلے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ
فَقَالَ اِنَّكَ تَاْتِي قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لِذٰلِكَ
فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ
عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ
وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَاِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے معاذ بن جبل کو یمن کیطرف بھیجا اور فرمایا تو اہل کتاب (یہود اور نصاری) کی ایک قوم پر گذرے گا تو ان کو بلا اس گواہی کیطرف

کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ اسکو مان لیں تو انکو بتلا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر دن رات میں ان پر
پانچ نمازیں فرض کیں ہیں اگر وہ اسکو مان لیں تو انکو بتلا کہ اللہ تعالیٰ نے انپر صدقہ فرض کیا ہے ان کے مالوں میں جو ان میں کے مالداروں
سے لیا جاویگا پھر انہی کے محتاجوں میں بانٹ دیا جاویگا اگر وہ اسکو مان لیں تو اب بچارہ ان کے عمدہ مالوں سے (یعنے زکوۃ میں
عمدہ مال ان کا مت لیجیو بلکہ اوسط درجے کا لیجیو) اور مظلوم کی بددعا سے بچ اُس میں اور اللہ تعالیٰ میں کوئی روک نہیں ہے **ف**
زکوۃ میں عمدہ مال لینا منع ہے البتہ اگر صاحب مال اپنی خوشی سے اللہ کے لیے عمدہ جانور جو سب میں اعلیٰ ہو چھانٹکر دیوے تو لے لیا جاوے
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقدم کلمتین کی شہادت ہے پھر اسکے بعد نماز پھر زکوۃ پھر روزہ پھر حج **بَابُ** مَا جَاءَ فِي مَنْعِ الزَّكٰوةِ
زکوۃ نہ دینے کا عذاب **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكٰوةَ مَالِهٖ
اِلَّا مُثِّلَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ حَتّٰى يُطَوَّقَ عُنُقَهٗ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهٗ
مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ الاية عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا اوسکا مال قیامت کیدن ایک گنجا سانپ بنکر آویگا
اور اُسکے گلے کا طوق ہو جاویگا پھر آپ نے اُسکی ثبوت کے لیے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی ولا یحسبن الذین یبخلون اخیر تک
ف یعنے جو لوگ بخیلی کرتے ہیں اس مال کے دینے میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انکو دیا تو مت سمجھیں کہ یہ بات بہتر ہے انکے
لیے بلکہ بری ہے انکا طوق بنایا جاویگا وہ مال جس میں انہوں نے بخیلی کی قیامت کے دن **عَنْ** اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَلَا غَنَمٍ وَلَا بَقَرٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكٰوتَهَا اِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْظَمَ مَا كَانَتْ
وَاَسْمَنَهٗ تَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَاُهٗ بِاَخْفَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ اُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ
ابوذر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اونٹ والا یا بکری والا یا گائے والا اپنے مال کی زکوۃ نہ دیگا تو
اسکے جانور قیامت کے دن بہت موٹے اور بہت بڑے بنکر آوینگے اور اپنے سینگوں سے اسکو مارینگے اور پاؤں سے روندینگے
جب اخیر تک کل جانور ایسا کر چکینگے تو پھر پہلے کا جانور آویگا (اور اخیر تک کل جانور اس سے ایسا ہی کرینگے) یہانتک کہ لوگوں
کا فیصلہ ہو **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَاْتِي الْاِبِلُ الَّتِيْ لَمْ تُعْطَ الْحَقَّ مِنْهَا تَطَاُ صَاحِبَهَا
بِاَخْفَافِهَا وَتَاْتِي الْبَقَرُ وَالْغَنَمُ تَطَاُ صَاحِبَهَا بِاَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَيَاْتِي الْكَنْزُ شُجَاعًا اَقْرَعَ فَيَلْقٰى صَاحِبَهٗ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهٗ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَقْبِلُهٗ فَيَفِرُّ فَيَقُوْلُ مَا لِيْ وَلَكَ فَيَقُوْلُ اَنَا كَنْزُكَ اَنَا كَنْزُكَ فَيَتَّقِيْهِ
بِيَدِهٖ فَيَلْقَمُهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اونٹ آوینگے جنکی زکوۃ نہیں دی
گئی اور اپنے مالک کو روندینگے اپنے پاؤں سے اور بکریاں اور گائیں آوینگی جنکی زکوۃ نہیں دیگئی وہ اپنے مالک کو روندینگی
اپنے کھروں سے اور سینگوں سے مارینگی اور اسکا خزانہ ایک گنجا سانپ بنکر آویگا اور اپنے مالک سے ملیگا قیامت کے دن مالک
اُس سے بھاگیگا دوبارہ وہ پھر سامنے سے آویگا مالک بھاگیگا آخر مالک کہیگا تو میرے پیچھے کیوں پڑا ہے وہ کہیگا میں تیرا خزانہ ہوں

مین تیرا خزانہ ہون (معاذ اللہ خزانہ کیا ہوا بلائی جان ہوا) آخر مالک اپنے ہاتھ سے بچاویگا اپنے تئین وہ اسکا ہاتھ ڈس لیگا **ف** کیونکہ ہاتھ ہی سے زکوۃ نہین دی گئی تو پہلے اسی عضو کو سزا ہوگی خزانہ سے مراد یہان وہی مال ہے جسکی زکوۃ نہین دیگئی جیسا آگے آتا ہے

باب مَا اُدِّیَ زَکٰوتُہٗ فَلَیْسَ بِکَنْزٍ

جس مال کی زکوۃ دیجاوے وہ کنز (خزانہ) نہین ہے **ف** یعنی وہ کنز جسکی شان مین قرآن مین آیا ہے کہ مالک اس سے داغا جاویگا دوزخ کی آگ مین اور کہا جاویگا یہ تیرا کنز (خزانہ) ہے **عن** خَالِدِ بْنِ اَسْلَمَ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ فَلَحِقَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ لَہٗ قَوْلُ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ لَہُ ابْنُ عُمَرَ مَنْ کَنَزَھَا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَھَا فَوَیْلٌ لَہٗ اِنَّمَا کَانَ ھٰذَا قَبْلَ اَنْ یُنْزَلَ الزَّکٰوۃُ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ جَعَلَھَا اللّٰہُ طُھُوْرًا لِلْاَمْوَالِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ مَا اُبَالِیْ لَوْ کَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَھَبًا اَعْلَمُ عَدَدَہٗ اُزَکِّیْہِ وَاَعْمَلُ فِیْہِ بِطَاعَۃِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ خالد بن اسلم سے روایت ہے جو مولی (غلام آزاد) تھے حضرت عمر کے انہون نے کہا مین عبد اللہ بن عمرؓ کے ساتھ نکلا ایک گنوار انسے ملا اور یہ آیت پڑھنے لگا الذین یکنزون الذہب والفضۃ اخیر تک (یعنے جو لوگ جوڑ رکھتے ہین سونے اور چاندی کو اور خرچ نہین کرتے انکو اللہ کی راہ مین انکو خوشخبری دے دکھ کی مار کی اخیر تک) عبد اللہ نے کہا جو شخص جوڑے سونے اور چاندی کو اور انکی زکوۃ نہ دیوے اسکے لیے خرابی ہے اور یہ آیت زکوۃ کا حکم اترنے سے پہلے کی ہے پھر جب زکوۃ کا حکم اترا تو اللہ تعالی نے اس سے پاک کر دیا مالون کو بعد اسکے عبد اللہ نے اور طرف دیکھا اور کہا پرواہ نہین مجھکو اگر احد پہاڑ برابر میرے پاس سونا ہو اور مین اسکا شمار جانتا ہون اسکی زکوۃ دیتا ہون اور اللہ کے حکم کے موافق اسکو خرچ کرتا ہون **ف** عبد اللہ بن عمر بہت مالدار اور غنی تھے اس گنوار نے ان سے کچھ مانگا ہوگا انہون نے نہ دیا ہوگا تو یہ آیت انکو شرمندہ کرنے کے لیے پڑھی عبد اللہ نے اسکی تفسیر بیان کی کہ یہ آیت اسوقت کی ہے جب زکوۃ کا حکم نہین اترا تھا اور مطلق مال کا جوڑنا اور رکھ چھوڑنا منع تھا بعد اسکے زکوۃ کا حکم اترا اب جس مال حلال مین سے زکوۃ دیجاوے وہ کنز نہین ہے اگرچہ لاکھون کروڑون روپیہ ہو بلکہ مال حلال اللہ جل جلالہ کی بڑی نعمت ہے اور انسان جو عبادتین مالداری کی حالت مین کر سکتا ہے جیسے صدقہ خیرات مجاہدین کا سامان تعلیم دین وغیرہ اونکا مفلسی مین ہونا ممکن ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اللہ جل جلالہ جب مال حلال عنایت فرماوے تو اسکا شکر یہ ہے کہ اللہ کے حکم کے مطابق اسکو خرچ کرے آپ کھاوے دوسرون کو کھلاوے آپ پہنے دوسرون کو پہناوے ناتیوالون اور دوستون اور عزیزون کے ساتھ سلوک کرے مدرسے اور یتیم خانے اور سرائین اور پل اور مسجدین اور باولیان (کنوے) بنواوے مسافرون اور مجاہدین کا سامان کر دیوے اور جو مالدار اسطرح سے حلال مال کو اللہ کی رضامندی مین صرف کرتا ہے اسکا درجہ بہت بڑا ہے مثل مشہور ہے ہم خرما ہم ثواب اور عبد اللہ بن عمر ایسے ہی تھے وہ صدقہ اور خیرات بہت کرتے تھے ابن حجر نے کہا ہزار غلام انہون نے آزاد کیے اور ہزار گھوڑے اللہ کی راہ مین مجاہدین کو دیے اور اسکے ساتھ وہ دنیا کی حکومت اور عہدے سے نفرت کرتے تھے نہ عالی قبول کی نہ قضا یہانتک کہ یزید کے مرنے کے بعد ان سے خلافت قبول کرنے کے لیے کہا گیا لیکن انہون نے انکار کیا رضی اللہ عنہ وارضاہ **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَدَّیْتَ زَکٰوۃَ مَالِکَ

فقد قضیت ما علیک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے مال کی زکوٰۃ دیوے تو تو نے حق جو تجھ پر تھا ادا کر دیا **عن** فاطمة بنت قيس انها سمعته تعني النبي صلى الله عليه وسلم يقول ليس في المال حق سوى الزكوة فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مال میں کوئی حق نہیں ہے سوا زکوٰۃ کے **ف** ترمذی نے اسکے خلاف روایت کیا فاطمہ بنت قیس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مال میں اور حق بھی ہے سوا زکوٰۃ کے تو یہ حدیث مضطرب ہوئی اور ترمذی نے اسکو ضعیف کیا اور کہا کہ اسکے اسناد میں ابو حمزہ میمون اعور ہے اور وہ ضعیف ہے **میں کہتا ہوں** اسکی اسناد میں شریک بھی ہے وہ بہت غلطی کرتا ہے شاید اسی نے غلطی کی ہو اس حدیث میں اب دونوں مطلب صحیح ہو سکتے ہیں اسطرح سے کہ فرض میں حق جو مال پر ہے وہ تو یہی ہے کہ زکوٰۃ ادا کرے اب زکوٰۃ کے سوا دوسرا کوئی خرچ فرض نہیں ہے لیکن نفل حقوق اور بھی ہیں زکوٰۃ کے سوا جیسے ماعون یعنے معمولی ضروری اشیا ہمسایوں اور دوستوں کو دینا مثلاً نمک پانی انگار وغیرہ یا برتن جیسے دیگچی چمچہ کٹورہ کابل وغیرہ اور جو کوئی اسکو روکے تو اللہ تعالیٰ نے اسکی برائی کی سورہ ارایت الذی میں اسیطرح سے مہمان یا مسافر کو کھانا کھلانا مسجد میں بوریا بچھانا چراغ وغیرہ واللہ اعلم

زكوة الورق والذهب سونا اور چاندی کی زکوٰۃ **عن** علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني قد عفوت عنكم عن صدقة الخيل والرقيق ولكن هاتوا ربع العشر من كل اربعين درهما درهما حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمکو معاف کی گھوڑوں اور بردوں (غلام لونڈی) کی زکوٰۃ لیکن روپیوں میں سے چالیسواں حصہ دو ہر چالیس درم میں سے ایک درم **ف** احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک سو نوے درم میں کچھ نہیں ہے جب دو سو درم ہو جاویں تو ان میں پانچ درم (زکوٰۃ کے) دینا ہونگے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ دو سو سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور اس حدیث کی اسناد میں کلام ہے کیونکہ حارث اعور ضعیف ہے لیکن حافظ ابن حجر نے اسکو حسن کہا اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ وہ صحیح ہے اور امام احمد اور مسلم نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ وسق سے کم کھجور میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نکالا اسکو امام احمد اور بخاری نے ابو سعید سے اور ابوداؤد نے حضرت علی سے نکالا کہ جب تیرے پاس دو سو درم ہوں اور انپر سال گذر جاوے تو پانچ درم زکوٰۃ کے لازم ہونگے اور سونے میں تیرے اوپر زکوٰۃ نہیں ہے جبتک تجھ پاس بیس دینار نہ ہوں جب بیس دینار ہوں اور سال گذر جاوے تو زکوٰۃ لازم ہوگی آدھا دینار اسکی اسناد میں بھی کلام ہے لیکن حافظ نے اسکو بھی حسن کہا اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ وہ صحیح ہے اور اجماع کیا علما نے کہ چاندی کا نصاب دو سو درم ہیں اور کسی نے اس میں خلاف نہیں کیا سوا ابن حبیب اندلسی کے اور پانچ اوقیہ جو جابر کی حدیث میں مذکور ہیں انکے بھی دو سو درم ہوئے اسلئے کہ ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے اسیطرح سونے کا نصاب جمہور علما کے نزدیک بیس دینار ہیں اور حسن اور طاؤس سے اس میں خلاف منقول ہے لیکن انکا قول مردود ہے اور جمہور یہ کہتے ہیں

کہ اگر نصاب حاصل ہو جاوے تو جب تک ایک سال کامل اس پر نہ گذرے زکوٰۃ واجب نہ ہوگی لیکن ابن عباس اور ابن مسعود اور داؤد کہتے ہیں کہ نصاب حاصل ہوتے ہی اسکی زکوٰۃ دینا واجب ہے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُ مِنْ كُلِّ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا فَصَاعِدًا نِصْفَ دِيْنَارٍ وَمِنَ الْاَرْبَعِيْنَ دِيْنَارًا عبداللہ بن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر بیس دیناروں سے یا زیادہ میں سے آدھا دینار لیتے اور چالیس دیناروں سے ایک دینار

باب مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا جو شخص مال حاصل کرے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا زَكٰوةَ فِيْ مَالٍ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کسی مال میں زکوٰۃ نہیں ہے جب تک اس پر سال نہ گذرے **ف** تو اگر کسی پاس دس دینار تھے شروع سال میں لیکن بیچ سال میں دس دینار اور ملے تو اب زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جب تک بیس دینار پر پورا سال نہ گذرے شافعی کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ بیچ سال میں جو مال حاصل ہو وہ اول مال سے ملجاویگا اور جب اول مال پر سال گذر جاوے تو زکوٰۃ واجب ہوگی یہ اختلاف اس صورت میں ہے جب دوسرا مال الگ سے حاصل ہوا ہو اور پہلے مال کا نفع ہو تو بالاتفاق اس سے ملجاوے گا

باب مَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ مِنَ الْاَمْوَالِ جن مالوں میں زکوٰۃ واجب ہے **ف** اہلحدیث کے نزدیک اونٹ اور گائے اور بکریوں اور بھیڑوں میں اور سونے چاندی میں اور اناج اور غلوں میں جنکا ذکر آگے آویگا زکوٰۃ واجب ہے اور یہی اموال زکوٰۃ کے اموال ہیں لیکن سوا انکے دوسرے اموال تجارت میں جیسے جواہر زمرد یاقوت الماس موتی وغیرہ اسیطرح غلام لونڈی گھوڑے گدہے اسیطرح اور باقی تجارت کے مالوں میں جیسے ظروف سلاح پارچہ زیورات وغیرہ کسی میں زکوٰۃ نہیں ہے لیکن ائمہ اربعہ اور اکثر علما اسکے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ تجارت کے اموال میں مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے اور اہلحدیث کہتے ہیں کہ ان اموال میں زکوٰۃ واجب ہونیکی کوئی دلیل نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تجارت جاری تھی لیکن آپ نے سوا ان اموال زکوٰۃ کے اور تجارت کے مالوں میں سے زکوٰۃ نہیں لی اب یہ حدیث جابر بن سمرہ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو حکم کرتے تھے زکوٰۃ نکالنے کا اس مال میں سے جسکو ہم طیار کریں بیچنے کے لیے نکالا اسکو ابوداؤد اور دارقطنی اور بزار نے تو ابن حجر نے تلخیص میں کہا کہ اسکا اسناد مجہول ہے اور دوسرے لوگوں نے اسکو حسن کہا اور حاکم اور دارقطنی نے عمران سے نکالا مرفوعاً کہ اونٹوں میں انکا صدقہ ہے اور بکریوں میں انکا صدقہ ہے اور کپڑے میں اسکا صدقہ ہے لیکن یہ حدیث بھی ضعیف ہے حافظ نے فتح میں اسکے تمام طریقوں کو ضعیف کیا ہے البتہ ایک طریق کو کہا ہے کہ یہ برا نہیں ہے اور ایسی حدیثوں سے حجت نہیں قائم ہو سکتی علاوہ اسکے ابن دقیق العید نے کہا کہ حاکم کی روایت میں بز کے بدل (جسکے معنے کپڑے کے ہیں) بُر ہے یعنے گیہوں دارقطنی نے کہا بز زاے معجمہ سے جن روایات میں آیا ہے وہ سب ضعیف ہیں اور زکوٰۃ ان مالوں میں واجب نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ صحیح حدیث میں وارد ہے مسلمان پر اسکے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے علما کا اموال تجارت کی زکوٰۃ واجب ہونے پر ہم کہتے ہیں کہ اجماع کہاں ہے جب ظاہریہ

اس میں خلاف کیا ہے اور ظاہریہ اسلام کا ایک فرقہ ہے (روضہ) **مترجم** کہتا ہے احتیاط میرے نزدیک یہی ہے کہ اموال تجارت کی زکوٰۃ دی جاوے جیسے جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کا قول ہے اور جابر بن سمرہ کی حدیث جسکو ابوداؤد نے نکالا اسباب میں کافی ہے اسکو بعضوں نے حسن کہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ مطلق ہے اور خاص کیے گئے ہیں اس میں سے وہ مال جن میں صراحتاً حکم آگیا ہے کہ ان میں زکوٰۃ نہیں ہے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا صَدَقَۃَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ وَلَا فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ وَلَا فِیْمَا دُوْنَ خَمْسٍ مِنَ الْاِبِلِ ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق کھجور سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے (ایک وسق ساٹھ صاع کی ہوتی ہے) اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَۃٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَۃٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ اَوْسَاقٍ صَدَقَۃٌ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ اونٹوں سے کم میں صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ہے اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ وسق (غلہ یا کھجور یا میوہ) سے کم میں صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ہے۔

بَابٌ تَعْجِیْلِ الزَّکٰوۃِ قَبْلَ مَحِلِّھَا زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت سے پہلے دینا **عَنْ** عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ الْعَبَّاسَ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ تَعْجِیْلِ صَدَقَتِہٖ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَہٗ فِیْ ذٰلِکَ جناب امیر حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے حضرت عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں اپنی زکوٰۃ اسکا وقت آنے سے پہلے دیدوں سال گذرنے سے پہلے (دیدوں) آپ نے اجازت دی اسکی **ف** اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم اور دارقطنی اور بیہقی نے بھی نکالا بعضوں نے کہا وہ مرسل ہے اور بیہقی نے حضرت علی سے دوسرے طریق سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو احتیاج ہوئی تو ہمنے حضرت عباس سے دو سال کی پیشتر زکوٰۃ لے لی اسکے راوی ثقہ ہیں مگر وہ منقطع ہے اور صحیح میں ہے ابی ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت عباس نے زکوٰۃ دینے میں تامل کیا کہ ان کی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے اور اسقدر مال اور بعضوں نے کہا اسوقت فرمایا جب حضرت عباس سے آپ نے دو سال کی پیشگی زکوٰۃ لے لی تھی واللہ تعالیٰ اعلم

بَابٌ مَا یُقَالُ عِنْدَ اِخْرَاجِ الزَّکٰوۃِ زکوٰۃ جب کوئی نکالے تو زکوٰۃ وصول کرنے والا کیا کہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاہُ الرَّجُلُ بِصَدَقَۃِ مَالِہٖ صَلّٰی عَلَیْہِ فَاَتَیْتُہٗ بِصَدَقَۃِ مَالِیْ فَقَالَ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی عبداللہ جو ابواوفی کے بیٹے تھے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس جب کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ لاتا آپ اسکے لیے دعا فرماتے تو میں اپنے مال کی زکوٰۃ آپ پاس لیکر آیا آپ نے فرمایا یا اللہ رحمت اتار اپنی ابواوفی کی اولاد پر **ف** اس حدیث سے جواز نکلا سوا پیغمبر کے اور کسی پر درود بھیجنے کا مثلاً یوں کہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی وَاَوْلَادِہٖ یا صَلِّ عَلٰی اِمَامِنَا الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اور بعضوں نے کہا پیغمبر کے ساتھ ملا کر اور پر بھی درود بھیجنا درست ہے لیکن علاوہ صرف اور کے نام پر

درود بھیجنا درست نہیں عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعطیتم الزکوٰۃ فلا تنسوا ثوابہا ان تقولوا اللّٰھم اجعلھا مغنما ولا تجعلھا مغرما ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا جب تم زکوٰۃ دو تو اسکا ثواب مت کھو یوں کہو یا اللہ اسکو غنیمت کر اور مت کر اسکو ڈنڈ **ف** یعنی جیسا غنیمت اور فائدہ ملنے سے آدمی کو خوشی ہوتی ہے اسیطرح سے زکوٰۃ دل کی خوشی کے ساتھ دینا چاہیے نہ رنج کے ساتھ جیسے کوئی ڈنڈ دیتا ہے

باب صدقۃ الابل اونٹوں کی زکوٰۃ کا بیان عن عبد اللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اقرأنی سالم کتابا کتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصدقات قبل ان یتوفاہ اللہ فوجدت فیہ فی خمس من الابل شاۃ وفی عشر شاتان وفی خمس عشرۃ ثلاث شیاہ وفی عشرین اربع شیاہ وفی خمس وعشرین بنت مخاض الی خمس وثلاثین فان لم توجد بنت مخاض فابن لبون ذکر فان زادت علی خمس وثلاثین واحدۃ ففیہا بنت لبون الی خمس واربعین فان زادت علی خمس واربعین واحدۃ ففیہا حقۃ الی ستین فان زادت علی ستین واحدۃ ففیہا جذعۃ الی خمس وسبعین فان زادت علی خمس وسبعین واحدۃ ففیہا بنتا لبون الی تسعین فان زادت علی تسعین واحدۃ ففیہا حقتان الی عشرین ومائۃ فاذا کثرت ففی کل خمسین حقۃ وفی کل اربعین بنت لبون عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کتاب لکھی زکوٰۃ کے بیان میں اپنی وفات سے پہلے اور ابن شہاب نے کہا کہ سالم نے وہ کتاب مجھ کو پڑھائی اُس میں یہ تھا کہ ہر پانچ میں اونٹ کے ایک بکری ہے دس اونٹوں میں دو بکریاں ہیں پندرہ اونٹوں میں تین بکریاں ہیں بیس اونٹوں میں چار بکریاں ہیں پچیس اونٹوں میں ایک برس کی اونٹنی ہے پینتیس اونٹوں تک اگر ایک برس کی اونٹنی نہ ملے تو دو برس کا نر اونٹ دیوے پھر جب پینتیس اونٹوں سے زیادہ ہوں اگرچہ ایک ہی اونٹ سہی تو ان میں دو برس کی اونٹنی ہے پینتالیس اونٹوں تک پھر جب پینتالیس اونٹوں سے ایک اونٹ بڑھے تو ان میں تین برس کی اونٹنی ہے ساٹھ اونٹوں تک پھر جب ساٹھ اونٹوں سے ایک اونٹ بھی بڑھے تو ان میں چار برس کی اونٹنی ہے پچھتر اونٹوں تک جب پچھتر اونٹوں سے ایک اونٹ بھی بڑھے تو ان میں دو اونٹنیاں دو دو برس کی لازم ہونگی نوے اونٹوں تک اب نوے اونٹوں سے اگر ایک اونٹ بھی زیادہ ہو تو ان میں دو اونٹنیاں ہیں تین تین برس کی ایک سو بیس اونٹوں تک جب اس سے زیادہ اونٹ ہوں تو ہر پچاس اونٹ میں ایک اونٹنی ہے تین برس کی اور ہر چالیس اونٹ میں ایک اونٹنی ہے دو برس کی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمس من الابل صدقۃ ولیس فی الاربع شیء فاذا بلغت خمسا ففیہا شاۃ الی ان تبلغ تسعا فاذا بلغت عشرا ففیہا شاتان الی ان تبلغ اربع عشرۃ فاذا بلغت خمس عشرۃ ففیہا ثلاث شیاہ الی ان تبلغ تسع عشرۃ فاذا بلغت عشرین ففیہا اربع شیاہ الی ان تبلغ اربعا وعشرین فاذا بلغت خمسا وعشرین

ففیها بنت مخاض إلی خمس وثلاثین فإذا لم یکن بنت مخاض فابن لبون ذکر فإن زادت بعیرا ففیها بنت
لبون إلی أن تبلغ خمسا وأربعین فإن زادت بعیرا ففیها حقة إلی أن تبلغ ستین فإن زادت ففیها جذعة
إلی أن تبلغ خمسا وسبعین فإن زادت بعیرا ففیها ابنتا لبون إلی أن تبلغ تسعین فإن زادت بعیرا
ففیها حقتان إلی أن تبلغ عشرین ومائة ثم فی کل خمسین حقة وفی کل أربعین بنت لبون۔ ابوسعید خدری سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں ہے اور چار اونٹوں میں کچھ نہیں ہے جب پانچ
اونٹ ہو جاویں تو ان میں ایک بکری (زکوۃ کی ہے ایک سال کے بعد) نو اونٹوں تک جب دس ہو جاویں تو ان میں دو
بکریاں ہیں چودہ اونٹوں تک پھر جب پندرہ اونٹ ہو جاویں تو ان میں تین بکریاں ہیں انیس اونٹوں تک جب بیس
اونٹ ہو جاویں تو ان میں چار بکریاں ہیں چوبیس اونٹوں تک پھر جب پچیس اونٹ ہو جاویں تو ان میں ایک اونٹنی
ہے ایک سال کی پینتیس اونٹوں تک اگر ایک سال کی اونٹنی اسکے پاس نہ ہو تو دو برس کا اونٹ نر دیوے اب پینتیس
اونٹوں سے اگر ایک اونٹ بھی زیادہ ہو تو ان میں دو برس کی ایک اونٹنی ہے پینتالیس اونٹوں تک اگر ایک اونٹ
بھی اس سے زیادہ ہو تو ان میں تین برس کی ایک اونٹنی ہے ساٹھ اونٹوں تک اگر ساٹھ اونٹ سے ایک بھی زیادہ ہو
تو ان میں ایک اونٹنی ہے چار برس کی ۷۵ اونٹوں تک پچھتر سے اگر ایک اونٹ بھی زیادہ ہو تو ان میں دو اونٹنیاں
ہیں دو دو برس کی نوّے اونٹوں تک نوّے سے اگر ایک اونٹ بھی زیادہ ہو تو ان میں دو اونٹنیاں ہیں تین تین برس کی
ایکسو بیس اونٹوں تک پھر ہر پچاس اونٹ میں ایک تین برس کی اونٹنی ہے اور ہر چالیس اونٹ میں ایک دو برس کی اونٹنی
ہے

باب إذا أخذ المصدق سنا دون سن أو فوق سن جب زکوۃ لینے والا زیادہ عمر کا جانور لیوے
دیوے اس عمر سے نیچا او نچا جیسا واجب ہے

عن أنس بن مالك أن أبا بكر الصديق كتب له بسم الله الرحمن الرحيم
هذه فريضة الصدقة التي فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم على المسلمين التي أمر الله بها رسوله
صلى الله عليه وسلم فإذا تباين أسنان الإبل في فرائض النعم من بلغت عنده من الإبل صدقة الجذعة
وليست عنده جذعة وعنده حقة فإنها تقبل منه الحقة ويجعل مكانها شاتين إن استيسرتا له أو عشرين
درهما ومن بلغت عنده صدقة الحقة وليست عنده إلا ابنة لبون فإنها تقبل منه بنت لبون ويعطي
معها شاتين أو عشرين درهما ومن بلغت صدقته بنت لبون وليست عنده وعنده حقة فإنها تقبل
منه الحقة ويعطيه المصدق عشرين درهما أو شاتين ومن بلغت صدقته بنت لبون وليست عنده
وعنده ابنة مخاض فإنها تقبل منه بنت مخاض ويعطي معها عشرين درهما أو شاتين ومن بلغت صدقته
بنت مخاض وليست عنده وعنده بنت لبون فإنها تقبل منه بنت لبون ويعطيه المصدق عشرين درهما
أو شاتين فمن لم يكن عنده ابنة مخاض على وجهها وعنده ابن لبون ذكر فإنه يقبل منه وليس معه

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق نے انکو یہ خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ فرض زکوٰۃ کا بیان ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا مسلمانوں پر اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسکا حکم کیا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مین پہلے بیان ہے اونٹون کی زکوٰۃ کا جسطرح اوپر کی حدیثون مین گذرا اسکے بعد یون ہے جب اونٹون کے سنون مین فرق ہو یعنے جو اونٹ صدقہ مین مقرر ہین ان سے زائد یا ان سے کم سن کے اونٹ صاحب مال پاس ہون مثلاً کسی پاس اتنے اونٹ ہون جنمین جذعہ یعنے چار برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہے (مثلاً اکسٹھ سے پچھتر تک) اور اسکے پاس ایسی اونٹنی نہ ہو لیکن حقہ ہو یعنے تین برس کی اونٹنی تو وہی لے لی جاویگی اور دو بکریان اور لیجاوینگے اگر اسکے پاس ہون ورنہ بیس درم (دو بکریون کے عوض مین) لیے جاوینگے اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہون جن مین حقہ واجب ہوتی ہے (یعنے چھیالیس سے ساٹھہ تک) اور اسکے پاس حقہ نہو تو اس سے بنت لبون یعنے دو برس کی اونٹنی لے لیجاویگی اور دو بکریان اور دیوے یا بیس درم اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہون جنمین بنت لبون واجب ہوتی ہے (یعنے ۳۶ سے ۴۵ تک) اور بنت لبون اسکے پاس نہو لیکن حقہ موجود ہو تو وہی لے لیجاویگی اور مصدق (یعنے زکوٰۃ تحصیل کرنیوالا) اسکو بیس درم پھیر دے گا یا دو بکریان اور جسکے پاس اتنے اونٹ ہون جنمین بنت لبون واجب ہوتی ہے اور اسکے پاس بنت لبون نہو لیکن بنت مخاض موجود ہو (یعنے ایک برس کی اونٹنی) تو اس سے بنت مخاض لے لیجاویگی اور بیس درم اسکو اور دینا ہونگے یا دو بکریان اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہون جن مین بنت مخاض واجب ہوتی ہے (یعنے ۲۵ سے ۳۵ تک) اور بنت مخاض اسکے پاس نہ ہو لیکن بنت لبون موجود ہو تو وہی اس سے لی لیجاوے گی اور مصدق اسکو بیس درم یا دو بکریان پھیر دیگا اگر کسی پاس بنت مخاض نہو لیکن دو برس کا نر اونٹ موجود ہو (یعنے ابن لبون) تو وہ اس سے لی لیا جاویگا اور اسکو کچھ اور نہ دینا ہوگا ف مطلب یہ ہے کہ اگر پورے سن کی اونٹنی نہ ہو تو اس سے ایک سال زیادہ کا نر اونٹ اسی کے برابر سمجھا جاویگا نہ صاحب مال کو کچھ زیادہ دینا ہوگا نہ زکوٰۃ لینے والیکو کچھ پھیرنا پڑے گا۔ یہ حدیث بہت صحیح ہے اسکو بخاری اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی نکالا ابن حزم نے کہا یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسپر عمل کیا تمام صحابہ کے سامنے اور کسینے انکی مخالفت نہین کی اور ابن حبان نے بھی کہا یہ حدیث صحیح ہے حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ جانورون کی زکوٰۃ کی حدیثین مشہور ہین ابوبکر اور عمر اور ابن مسعود اور عمرو بن حزم وغیرہم سے

باب ما یاخذ المصدق من الابل زکوٰۃ تحصیل کرنے والا کس قسم کا اونٹ لیوے

عن سُوَیْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ جَاءَنَا مُصَدِّقُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَخَذْتُ بِیَدِهٖ وَقَرَاْتُ فِی عَهْدِهٖ لَا یُجْمَعُ بَیْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا یُفَرَّقُ بَیْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْیَةَ الصَّدَقَةِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ عَظِیْمَةٍ مُلَمْلَمَةٍ فَاَبٰی اَنْ یَاْخُذَهَا فَاَتَاهُ بِاُخْرٰی دُوْنَهَا فَاَخَذَهَا وَقَالَ اَیُّ اَرْضٍ تُقِلُّنِیْ وَاَیُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِیْ اِذَا اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَخَذْتُ خِیَارَ اِبِلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ

سوید بن غفلہ سے روایت ہے ہمارے پاس مصدق (زکوٰۃ تحصیل کرنیوالا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آیا مین نے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسکے قانون کو پڑھا اس مین لکھا تھا کہ متفرق مال جمع نکیا جاوے اور جمع کیا ہوا مال متفرق نکیا جاوے زکوٰۃ کے ڈر سے ف مثلاً تین

شخصون کی الگ الگ چالیس بکریان تہین تو ہر ایک پر ایک ایک بکری کی زکوۃ کی واجب تہی جب مصدق آیا تو اگر وہ تینون ملکر
اپنا مال ایک جگہہ کردین تو کل ایکسو بیس بکریان ہوجادین گی اور اُن مین ایک ہی بکری واجب ہوگی یہ اول کی مثال
ہے اور دوسرے کی مثال یہ ہے کہ مثلاً دو شریکون کا مال ایک ہی جگہ تہا اور ان کے پاس دوسو دو بکریان تہین جن مین تین
بکریان زکوۃ کی واجب ہین جب مصدق آوے تو وہ اکٹہا مال کو الگ الگ کردین اور ہر ایک اپنے پاس ایکسو ایک بکریان رکہے
تاکہ ہر ایک کو ایک ہی ایک بکری دینا پڑے یہ صاحب مال کی طرف سے ہے اسیطرح مصدق کو بہی لازم نہین ہے کہ زکوۃ زیادہ وصول
کرنے کیلیے ایسا کرے مثلا بیس بکریان ایک کی تہین اور بیس ایک کی اور کسیپر زکوۃ نہ تہی مصدق دونو مالون کو ایک جا
کرکے ایک بکری زکوۃ کی لازم کرے یا ایک سو بیس بکریان تین شخصون کی ایک جا تہین اور ایک ہی بکری انپر واجب تہی مصدق
زیادہ زکوۃ وصول کرنے کے لیے تینون کی چالیس چالیس بکریان الگ الگ کردیوے اور ہر ایک سے ایک ایک بکری لیوے

ف خیر مصدق پاس ایک شخص ایک بڑی اونٹنی دودہ دینے والی لیکر آیا مصدق نے انکار کیا اسکے لینے سے زکوۃ مین آخر وہ
دوسری اونٹنی اس سے اترتے ہوئی لایا اسکو مصدق نے لے لیا اور کہا کون سی زمین مجہکو اٹہاویگی اور کونسا آسمان میرے اوپر
سایہ کرے گا جب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس جاؤن گا کسی مسلمان کا بہتر مال لیکر **ف** سبحان اللہ صحابہ کی ایمانداری
اور خداترسی کو دیکہیے کہ ایک شخص نے خوشی سے اپنا عمدہ مال زکوۃ مین دیا جب بہی انہون نے قبول نہ کیا دو وجہون سے ایک تو یہ کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کردیا تہا عمدہ مال زکوۃ مین لینے سے دوسرے اسوجہ سے کہ شاید دینے والے کے دل کو ناگوار ہو گو وہ ظاہر مین خوشی
سے دیتا ہے پس ایسے ذری سے حق تلفی اور ناراضی کو بہی اتنا بڑا گناہ سمجہا کہ یون کہا زمین مجہکو کیسے اوٹہاویگی اور آسمان میرے
اوپر گر پڑے گا اگر مین ایسا کام کرون جب اسلام مین ایسے ایماندار خداترس لوگ اللہ جل جلالہ نے پیدا کیے تہے تو اسلام کو اس
قدر جلد ایسی ترقی ہوئی اور اب ہمارے زمانے مین یہ حال ہے کہ جتنی حکومتین مسلمانون کی ہین جیسے روم ایران عرب حیدرآباد
افغانستان وہی زیادہ بدنام ہین رشوت ستانی اور ظلم وتعدی اسقدر مسلمانون کے خمیر مین ہوگئی ہے کہ فی صدی ایک شخص
بہی اُن مین ایماندار اور خداترس نہین ملتا ۱۳۰۸ھ مین مین حیدرآباد دکن کی انتظامی جماعت کا ایک رکن ہون اور مین جس
قدر عمال اور ملازمین ریاست حیدرآباد کے دیکہتا ہون جو اکثر مسلمان ہین ان مین شاذ ونادر ہی ایسے لوگ پاتا ہون جنکی
عوام رعایا تعریف کرتی ہے اور انکی ایمانداری اور دیانت کو مسلم رکہتی ہے اللہ رحم کرے اور مسلمانون کو نیک توفیق دیوے
خودغرضی اور رقابت رچی ہین اور اسکے ساتہہ بددیانتی اور رشوت ستانی اور خیانت اور دغابازی اور نمک حرامی کا بازار ان
مین خوب گرم ہے ذراسی حکومت ملتی ہے مغرور اور متکبر ہوجاتے ہین اور رعایا کو لوٹ کہسوٹ کر اپنا گہر بہرتے ہین رحم اور شفقت کے
نام سے وقف نہین معدلت انسے کوسون دور ہے لاحول ولاقوۃ **عن** جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْجِعُ الْمُصَدِّقُ إِلَّا عَنْ رِضًى جریر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصدق (زکوۃ
وصول کرنیوالا) نہ لوٹے مگر لوگون کی رضامندی کے ساتہہ (یعنے مال والونپر ظلم نہ کرے اور انکا عمدہ مال نہ چہینے ملکہ انکی

خوشی سے رضامندی کے ساتھ زکوۃ وصول کرے **صدقۃ البقر** گائے بیلوں کی زکوۃ کا بیان **عن** معاذ بن جبل
قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن وامرني ان اخذ من البقر من كل اربعين مسنة ومن
كل ثلاثين تبيعا او تبيعة معاذ بن جبل سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو یمن کیطرف بھیجا اور حکم کیا کہ میں ہر چالیس
گائے بیلوں میں سے دو برس کا جانور لوں اور ہر تیس گائے بیلوں میں سے ایک برس کا **عن** عبد الله ان النبي صلى الله عليه وسلم
قال في ثلاثين من البقر تبيع او تبيعة وفي اربعين مسنة عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر تیس
گایوں میں ایک برس کی گائے یا ایک برس کا بیل ہے جو دوسرے برس میں لگا ہو اور ہر چالیس گائے بیلوں میں دو برس کی گائے یا دو برس کا
بیل ہے جو تیسرے میں لگا ہو **باب** صدقة الغنم بکریوں کی زکوۃ کے بیان میں **عن** سالم بن عبد الله عن ابيه
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اقرأني سالم كتابا كتبه رسول الله صلى الله عليه وسلم في الصدقات
قبل ان يتوفاه الله فوجدت فيه في اربعين شاة شاة الى عشرين ومائة فاذا زادت واحدة ففيها شاتان
الى مائتين فان زادت واحدة ففيها ثلاث شياه الى ثلاث مائة فاذا كثرت ففي كل مائة شاة ووجدت
فيه لا يجمع بين متفرق ولا يفرق بين مجتمع ووجدت فيه لا يؤخذ في الصدقة تيس ولا هرمة ولا ذات
عوار ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کتاب لکھی صدقات کے بیان میں اپنی وفات سے پہلے ابن شہاب
نے کہا سالم نے وہ کتاب مجھ کو پڑھائی اس میں یہ تھا کہ ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے ایک سو بیس بکریوں تک جب ایک
سو بیس سے ایک بکری بھی زیادہ ہو تو دو بکریاں ہیں دو سو بکریوں تک اگر دو سو سے ایک بکری بھی زیادہ ہو تو ان میں تین
بکریاں ہیں تین سو تک جب تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر سیکڑے میں ایک بکری ہے اور اس کتاب میں یہ بھی تھا کہ متفرق مال
اکٹھا نہ کیا جاوے اور اکٹھا مال متفرق نہ کیا جاوے (اسکی تفسیر اوپر گذر چکی) اور یہ بھی تھا کہ زکوۃ میں نر بکرا نہ لیا جاوے گا
(اگر نر اور مادہ بکری اور بکریاں دونوں ہوں) نہ بوڑھا جانور اور نہ عیب دار **عن** ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم تؤخذ صدقات المسلمين على مياههم ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کے
جانوروں کی زکوۃ انکے پانی پلانے کے مقاموں میں لیجاوے گی **ف** ہر ایک اپنے جانوروں کو اپنی بستی میں پانی پلاتا ہے تو
مطلب یہ ہے کہ زکوۃ تحصیل کرنیوالا ان کی بستیوں میں جا کر زکوۃ وصول کرے گا یہ نہ ہوگا کہ وہ اپنی بستیوں سے باہر زکوۃ دینے کے
لیے بلائے جاویں یہ بھی ایک شفقت ہے غریب رعایا پر **عن** ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم في اربعين شاة
شاة الى عشرين ومائة فاذا زادت واحدة ففيها شاتان الى مائتين فان زادت واحدة ففيها ثلاث شياه
الى ثلاث مائة فان زادت ففي كل مائة شاة لا يفرق بين مجتمع ولا يجمع بين متفرق خشية الصدقة
وكل خليطين يتراجعان بالسوية وليس للمصدق هرمة ولا ذات عوار ولا تيس الا ان يشاء المصدق عبد الله
بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے ایک سو بیس بکریوں تک اگر

ایک ہی اس سے زیادہ ہو تو دو بکریاں ہیں دو سو تک اگر دو سو سے ایک بکری بھی زیادہ ہو تو ان میں تین بکریاں ہیں تین سو تک اگر تین سو سے زیادہ ہوں تو ہر سیکڑے میں ایک بکری ہے اور اکٹھا مال جدا نہ کیا جاوے اور جدا اکٹھا نہ کیا جاوے زکوۃ کے ڈر سے اور اگر مال میں دو شخص شریک ہوں تو دونوں اپنے حصے کے موافق ایک دوسرے سے مجرا لیویں **ف** مثلاً ایک کے ۳۶ اونٹ تھے ایک کے ۲۵ جملہ ۶۱ - اونٹ ان میں سے ایک جذعہ (چار برس کی اونٹنی) لی گئی تو اسکے دام لگا کر ہر ایک شریک اپنے حصہ کے موافق رقم مجرا دیوے مثلاً وہ جذعہ ۳۶ اونٹ والے کے حصے میں سے لی گئی اور اسکی قیمت ۶۱ روپیہ تھی تو وہ اپنے شریک سے پچیس ۲۵ روپیہ وصول کر لیوے اور اگر ۲۵ اونٹ والے کے حصے میں سے لی گئی تو وہ اپنے شریک سے ۳۶ روپیہ لے لیوے واللہ اعلم ۔

اور زکوۃ تحصیل کرنیوالا بوڑھا جانور نہ دیا جاوے نہ عیب دار نہ نر جانور مگر جب وہ خود لینا چاہے **ف** یعنے جب مصدق کسی عیب دار یا بوڑھے یا نر جانور کو لینا چاہے کسی مصلحت سے تو صاحب مال پر کوئی الزام نہیں وہ دیدیوے اور بغیر مصدق کی خواہش کے اس قسم کے جانور زکوۃ میں دینا منع ہے مصلحت یہ ہے کہ مثلاً عیب دار جانور قوی اور موٹا ہو اس سے دودھ کی زیادہ توقع ہو یا مصدق کے جانور سب مادہ ہوں ان میں نر کی ضرورت ہو تو نر قبول کرے یا بوڑھا جانور ہو لیکن اسکی ذات عمدہ ہو نسل لینے کے لیے اسکو قبول کرے واللہ اعلم

باب ما جاء في عمال الصدقة زکوۃ کی تحصیل کرنیوالوں کا بیان

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المعتدي في الصدقة كمانعها انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوۃ تحصیل کرنے میں جو کوئی زیادتی کرے (یعنی عمدہ مال لے لیوے یا زیادہ لے لیوے) تو اسپر اتنا ہی گناہ ہے جیسے زکوۃ نہ دینے والے پر (اسلیے کہ جب زکوۃ کا تحصیلدار لوگوں پر ظلم کرے گا تو خواہ مخواہ وہ زکوۃ سے بھاگنے لگے اور زکوۃ نہ دینگے پس یہ گناہ اسی کے نامہ اعمال میں لکھا جاویگا) **عن** رافع بن خديج قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول العامل على الصدقة بالحق كالغازي في سبيل الله حتى يرجع الى بيته رافع بن خدیج سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی زکوۃ وصول کرنے میں سچائی سے کام کرے اسکا ثواب ایسا ہی ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنیوالا یہاں تک کہ لوٹ کر اپنے گھر میں آوے **ف** سچائی سے کام کرے یعنی شرع کے موافق رحم اور شفقت اور رضامندی کے ساتھ زکوۃ وصول کرے **عن** عبد الله بن أنيس أنه تذاكر هو و عمر بن الخطاب يوما الصدقة فقال عمر الم تسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم حين يذكر غلول الصدقة انه من غل منها بعيرا او شاة أتي يوم القيامة يحمله قال فقال عبد الله بن أنيس بلى عبد اللہ بن انیس اور حضرت عمر دونوں نے صدقہ کا ذکر کیا یعنے زکوۃ کا حضرت عمر نے کہا کیا تمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا آپ زکوۃ کی چوری کا بھی بیان کرتے تھے فرماتے تھے جس نے زکوۃ کے مال میں سے ایک اونٹ چرایا یا ایک بکری چرائی تو وہ آویگا قیامت کے دن اسکو اٹھائے ہوئے عبد اللہ بن انیس نے کہا ہاں میں نے سنا ہے **عن** عطاء مولى عمران ان عمران بن الحصين استعمل على الصدقة فلما رجع قيل له أين المال قال وللمال أرسلتني أخذناه من حيث كنا نأخذه على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم

وَوَضَعْنَاهُ حَيْثُ كُنَّا نَضَعُهُ عطا سے روایت ہے جو مولی (غلام آزاد) تہے عمران بن حصین کے کہ عمران بن حصین عامل بنائے گئے زکوۃ کے (یعنے زکوۃ کے تحصیلدار مقرر ہوئے) جب لوٹ کر آئے تو ان سے پوچھا گیا مال کہاں ہے (یعنے زکوۃ کا مال) انہوں نے کہا تم نے مجھے مال لانے کے لیے بہیجا تہا ہمنے تو زکوۃ ان لوگوں سے لی جن سے لیا کرتے تہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور پہر اسکو خرچ کر ڈالا ان مقاموں میں جہاں خرچ کیا کرتے تہے **ف** مطلب یہ ہے کہ زکوۃ تحصیل کر کے تمہارے پاس لانا ضرور نہ تہا بلکہ زکوۃ جن لوگوں سے لیجاوے انہی کے فقیروں کو بانٹ دینا بہتر ہے البتہ اگر دوسرے لوگ اُن سے زیادہ محتاج ہوں تو ان کو دینا چاہیے پس مینے سنت کے موافق جن لوگوں سے زکوۃ لینا چاہیے تھی ان سے لی اور وہیں فقیروں اور محتاجوں کو بانٹ دی تمہارے پاس کیا لاتا کیا تم نے مجکو مال کے لانے پر مقرر کیا تہا سبحان اللہ صحابہ کا یہ حال تہا اب جملہ زکوۃ حاکم اور بادشاہ وقت کے خزانہ میں داخل ہوتی ہے اور وہ مستحقوں کو ایک پیسہ بہی نہیں دیتا اپنے مصرفوں میں اور ناجائز لذتوں میں زکوۃ کو صرف کرتا ہے

صَدَقَةُ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ

گھوڑوں اور غلام لونڈیوں کی زکوۃ کا بیان **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ ابوہریرہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر اسکے غلام میں اور اسکے گھوڑے میں صدقہ نہیں ہے **ف** یہ دلیل ہے ان لوگوں کی جو بردوں یعنے غلام لونڈی اور گھوڑوں میں زکوۃ کو واجب نہیں کہتے اور بعضوں نے کہا گھوڑے سے حدیث میں غازی کا گھوڑا مراد ہے جیسے زید بن ثابت سے منقول ہے اور بعضوں نے کہا اگر گھوڑے جنگل میں چرتے ہوں اور ان میں نر اور مادہ دونوں ہوں تو انکے مالک کو اختیار ہے خواہ ہر گھوڑے کے بدل ایک دینار زکوۃ کا دیوے یا جملہ گھوڑوں کی قیمت لگا کر اسکا چالیسواں حصہ دیوے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت عمر سے اور امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے لیکن صاحبین اور جمہور علما اور ائمہ اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ گھوڑوں اور غلام لونڈی میں مطلقاً زکوۃ نہیں ہے اور یہی صحیح ہے **عَنْ** عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجَوَّزْتُ لَكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ حضرت علی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میںنے معاف کر دیا تمکو گھوڑوں اور غلام لونڈی کا صدقہ

باب مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَمْوَالِ

کن مالوں میں زکوۃ واجب ہوتی ہے **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ وَقَالَ لَهُ خُذِ الْحَبَّ مِنَ الْحَبِّ وَالشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ وَالْبَعِيرَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرَةَ مِنَ الْبَقَرِ معاذ بن جبل سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو یمن کیطرف بہیجا اور فرمایا غلے میں سے غلہ (یعنے زکوۃ کا) اور بکری بکریوں میں بکری لی اور اونٹوں میں سے اونٹ لی اور گائے بیلوں میں سے گائے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ إِنَّمَا سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ فِي هَذِهِ الْخَمْسَةِ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَالذُّرَةِ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ چیزوں میں زکوۃ مقرر کی گیہوں اور جو اور کہجور اور انگور اور جوار میں **ف** حاکم نے اور بیہقی اور طبرانی نے نکالا ابو موسی اور معاذ سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو یمن کیطرف بہیجا لوگوں کو دین کی باتیں سکھلانے کو تو فرمایا صدقہ مت لینا مگر ان چار چیزوں سے جو اور گیہوں اور انگور اور کہجور سے بیہقی نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں اور یہ متصل ہے اور طبرانی

نے حضرت عمر سے ایسا ہی نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار چیزوں میں زکوٰۃ مقرر کی اور ابن ماجہ کی روایت میں عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پانچ چیزیں مذکور ہیں لیکن اسکی اسناد میں محمد بن عبیداللہ عرزمی ہے جو متروک ہے اور بیہقی نے مجاہد سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقہ ان پانچ چیزوں ہی میں تھا اور حسن سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ مقرر نہیں کیا مگر دس چیزوں میں تو پانچ یہی بیان کیں اور اونٹ اور گائے اور بکری اور سونا اور چاندی اور شعبی سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن والوں کو لکھا کہ صدقہ نہیں ہے مگر گیہوں اور جو اور کھجور اور انگور میں بیہقی نے کہا یہ سب مرسل روایتیں ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں اور ابو موسی کی حدیث بھی ہے اور حضرت عمر اور علی کا قول ہے کہ سبزیوں اور ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں ہے اب اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ زکوٰۃ غلوں میں انہی پانچ چیزوں میں ہے یعنے گیہوں اور جو اور جوار اور کھجور اور انگور میں اور انکے سوا کسی غلہ اور پیداوار اور ترکاری اور پھل اور میوہ جات میں زکوٰۃ نہیں ہے اور ان پانچ چیزوں میں بھی اسوقت زکوٰۃ ہے جب پانچ وسق یا زیادہ مقدار میں ہوں (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے) اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ زمین کی ہر ایک پیداوار میں زکوٰۃ ہے مگر نرکل اور جلانے کی لکڑی اور گھانس میں خواہ قلیل ہوں یا کثیر اور دلیل لیتے ہیں اس حدیث سے جو آگے آتی ہے

صَدَقَةُ الزُّرُوعِ وَالثِّمَارِ کھیتوں اور میووں کی زکوٰۃ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ الْعُشْرُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلہ آسمان یا چشموں کے پانی سے پیدا ہو اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے اور جو غلہ پانی سینچنے سے پیدا ہو (یعنے باولی سے اس میں پانی دیا جاوے) تو اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے **ف** سبحان اللہ شریعت میں کیا آسانی اور سہولت ہے اور رعایا پر کیسی رحم اور شفقت ہے ایسا قلیل حصہ زکوٰۃ کا مقرر کیا ہے کہ کسی رعیت کو اسکا دینا بار نہ ہو بلکہ مثل اسکی ہے کہ گویا کل پیداوار رعیت کو چھوڑ دی گئی ایسا برتاؤ رعیت سے کیا جاوے تو ساری رعیت غنی اور مالدار رہے اور حاکم کے حق میں دعای خیر کرتی رہے بلکہ ایسے حاکم کی فوج اور سپاہ رعیت ہی ہے وہ اسپر سے جان دینے کو موجود ہوگی اب ہمارے زمانہ میں دیکھو کہ رعیت سے آدھا حصہ پیداوار کا لے لیتے ہیں پھر اس آدھے پر بھی قناعت نہیں ہے پولیس اور تعلیم اور سڑک اور صفائی وغیرہ کے نام سے وہ آدھا بھی بیچارے کاشتکار کے لیے نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ روپیہ میں سے ۱۲ر سرکار کے نذر ہوتے ہیں اب ۴ر میں رعیت کیا گذر کرے اور طرہ اسپر یہ ہے کہ سرکار کے حکام رشوتیں کھاتے ہیں رعایا سے دودھ دہی گھی مرغی وغیرہ جبراً چھین لیتے ہیں غرض یہ ۴ر بھی اسکو نہیں بچتے ۱۲ر سرکار نے لیے اور ۴ر اسکے عہدداروں نے لوٹ لیے معاذاللہ اس ظلم کی بھی کچھ انتہا ہے ساری رعیت حاکم کو کوستی ہے اور احکم الحاکمین کی درگاہ تک انکا نالہ اور فریاد بلند ہوتا ہے یہی سبب ہے کہ مسلمانوں کے کل ملک انکے قبضے سے نکلتے جاتے ہیں اور بموجب آیت زبور شریف کے انکو ملتے ہیں جو ان کا اچھا انتظام کرتے ہیں مسلمانوں کے ملکوں میں کاشتکاروں کو دیکھو تو انکی حالت پر رحم آتا ہے نہ تن کو کپڑا نہ پیٹ کو روٹی کس محنت سے اپنا پسینہ بہا کر یہ ایک ایک پیسہ کماتے ہیں اور مسلمانوں کے

بادشاہ اور حاکم اسکو مال مفت سمجھ کر اپنے مزون مین اور فضول خرچون مین اڑاتے ہین شرع کا انتظام کیسا عمدہ ہے جس سے دین اور دنیا دونو درست ہوتی ہین اب اہلحدیث کے مذہب مین تو آسانی پر آسانی ہے کہ دسوان اور بیسوان حصہ بھی صرف پانچ چیزون سے لیا جاویگا جنکا ذکر اوپر گذرا باقی تمام غلے اور میوے اور پھل پھول ترکاری وغیرہ رعایا کو بالکل معاف ہین اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ یہ پانچ چیزین بھی پانچ وسق سے کم نہ ہون ورنہ ان مین بھی زکوٰۃ معاف ہوگی جیسے اوپر گذرا لیکن ابو حنیفہ اس حدیث سے یہ دلیل لیتے ہین کہ جملہ پیداوار مین دسوان اور بیسوان حصہ ہے کیونکہ ماسقت السماء کا لفظ عام ہے ابن قیم نے ابو حنیفہ پر رد کیا اور کہا کہ احادیث مین تطبیق کرنا ضرور ہے اور جب غور سے دیکھو تو معارضہ نہین ہے اس حدیث مین مقصود یہ ہے کہ آسمانی اور بارانی زراعت مین دسوان حصہ ہے اور چاہی زراعت مین بیسوان حصہ لیکن اس مین اموال زکوٰۃ اور مقدار النصاب کی تصریح نہین ہے یہ تصریح دوسری حدیثون مین وارد ہے کہ زکوٰۃ نہین ہے مگر پانچ چیزون مین اور پانچ وسق سے کم مین زکوٰۃ نہین ہے تو یہ عام اوسی خاص پر محمول ہوگا **عن** ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فیما سقت السماء والانہار والعیون او کان بعلا العشر وفیما سقی بالسوانی نصف العشر ابن عمر سے روایت ہے مین نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو زراعت آسمان کے پانی سے اور نہرون کے پانی سے اور چشمون کے پانی سے ہوا سمین دسوان حصہ ہے زکوٰۃ کا اسیطرح جو کھجور زمین کی تری سے پیدا ہو اور اسے پانی دینے کی حاجت نہ ہو وہ یہ ہے کہ وہ زمین نشیبی ہو پانی نزدیک ہو جو درختون کی جڑون کو پہونچ جاوے) اس مین بھی دسوان حصہ ہے اس لیے کہ اس مین محنت اور خرچ کم ہے اور نفع زیادہ ہے پس زکوٰۃ بھی زیادہ رکھی گئی) اور جو زراعت موٹہ کشی سے ہو اس مین بیسوان حصہ ہے (اسیطرح جو باغ کھجور یا انگور کا موٹہ کشی سے لگایا جاوے اس مین بھی بیسوان حصہ لیا جاویگا)

عن معاذ بن جبل قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن وامرنی ان اخذ مما سقت السماء وما سقی بعلا العشر وما سقی بالدوالی نصف العشر قال یحیی بن ادم البعل والعثری والعذی ھو الذی یسقی بماء السماء والعثری ما یزرع للسحاب وللمطر خاصۃ لیس یصیبہ الا ماء المطر والبعل ما کان من الکروم قد ذھبت عروقہ فی الارض الی الماء فلا یحتاج الی السقی الخمس سنین والست یحتمل ترک السقی فھذہ البعل والسیل ماء الوادی اذا سال والغیل سیلا دون سیل معاذ بن جبل سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو یمن کیطرف بھیجا اور حکم کیا ان زراعتون مین سے جو آسمان کے پانی سے ہون اور جو زمین کی تری سے ہون دسوان حصہ لینے کا اور جو چرخ کے پانی سے ہون (یعنی موٹہ سے) انمین سے بیسوان حصہ لینے کا یحیی بن آدم نے کہا (جو بعد تک راوی ہے) حدیث مین بعل کا لفظ ہے اور بعل اور عثری اور غذی وہ زراعت جو آسمان کے پانی سے پیدا ہو اور عثری تو اسی زراعت کو کہتے ہین جو آسمان کے پانی کیلیے بوئی جاوے اسکو سوا مینہ کے دوسرا پانی نہین پہونچتا اور بعل انگور مین یہ ہے کہ اسکی رگین زمین کے اندر چلی گئی ہون پانی تک تو اوپر سے پانی دینے کی حاجت نہ ہو اگر پانچ چھ سال تک اس مین پانی نہ دین تو ضرر نہ ہو لیسے انگور کو بعل کہتے ہین اور سیل کہتے ہین بہیا اور نالے کے پانی کو اور غیل کہتے ہین چھوٹے سیل کو **ف** سیل اور غیل کو اسلیے بیان کیا کہ بعض روایتون مین بعل کے بدل سیل ہے بعضون مین غیل اور

مطلب یہ ہے کہ جو زرعت سیل کے پانی سے پیدا ہو اس میں بھی دسواں حصہ لازم ہوگا کیونکہ وہ بارانی زرعت کی مثل ہے **خرص** النخل والعنب
کھجور اور انگور کا اٹکناف اسکو عربی میں خرص کہتے ہیں یعنی درختوں پر ان میووں کو آنک لیتے ہیں کہ اتنا میوہ اسمیں نکلیگا اور رعایا کو اجازت دیجاتی
ہے کہ وہ میوہ توڑ لیں پھر آنک کے موافق انسے دسواں یا بیسواں حصہ لیا جاتا ہے **عن** عتاب بن اسید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یبعث
علی الناس من یخرص علیھم کرومھم وثمارھم عتاب بن اسید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پاس ایک شخص کو بھیجتے جو انکے
انگور اور پھلوں کو آنک لیتا **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین افتتح خیبر اشترط علیھم ان لہ الارض وکل صفراء و
بیضاء یعنی الذھب والفضۃ وقال لہ اھل خیبر نحن اعلم بالارض فاعطناھا علی ان نعملھا ویکون لنا نصف الثمرۃ ولکم نصفھا
فزعم انہ اعطاھم علی ذلک فلما کان حین یصرم النخل بعث علیھم ابن رواحۃ فحزر النخل وھو الذی یدعونہ اھل المدینۃ الخرص
فقال فی ذا کذا وکذا فقالوا اکثرت علینا یا ابن رواحۃ قال فانا احزر النخل واعطیکم نصف الذی قلت قال فقالوا ھذا
الحق وبہ تقوم السماء والارض فقالوا قد رضینا ان ناخذ بالذی قلت ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر
کو فتح کیا تو یہودیوں سے یہ ٹھہرا کہ زمین سب حضرت صلعم کی ہے اور سونا اور چاندی اس شرط پر انکی جان بخشی ہوئی اور انکو خیبر میں رہنے کی
اجازت ملی پھر خیبر والوں نے کہا ہم زمین میں میوہ لگانا اور زرعت کرنا خوب جانتے ہیں تو آپ یہ زمین ہمارے قبضے میں دیجیے ہم اس میں محنت کریں
اور جو پھل پیدا ہو اسکا آدھا آپ لیجیے آدھا ہم لیں آپنے کہا کہ اسی شرط پر آپنے خیبر کی زمین انکی یعنے یہودیوں کے اسپرد کر دی جب کھجور
کاٹنے کا وقت آیا تو ابن رواحہ کو آپنے انکے پاس بھیجا انہوں نے کھجور کا اندازہ کیا یعنے خرص اہل مدینہ کی اصطلاح میں اور انہوں نے
کہا اس درخت میں اتنی کھجور ہے اسمیں اتنی ہے یہودی یہ سنکر بولے اے ابن رواحہ تمنے بہت بڑھا کر کہا ابن رواحہ نے کہا اچھا میں کھجور کاٹ لیتا
ہوں اور جو اندازہ مینے کیا ہے اسکا آدھا میوہ تمکو دونگا یہودی کہنے لگے نہیں تمہارا کہنا سچ ہے اور سچ ہی کیوجہ سے آسمان اور زمین قائم ہیں
آخر یہودیوں نے کہا ہم راضی ہیں تمہارے اندازہ پر **ف** دوسری روایت میں ہے کہ یہود نے عبداللہ بن رواحہ کو رشوت دینا اور ملانا چاہا کہ اندازہ
کمی کے ساتھ کر دیں لیکن انہوں نے نہیں مانا اور ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا اسوقت یہود نے کہا ایسے ہی لوگوں سے آسمان اور زمین قائم ہے سبحان
اللہ صحابہ کا یہ حال تھا کہ افلاس و مصیبت کی حالت میں بھی سچائی اور ایمانداری کو نہیں چھوڑتے تھے جب ہی تو اسلام کو یہ ترقی حاصل ہوئی
اور ایک زمانہ اب ہے کہ مسلمانوں کو ہزاروں لاکھوں کی معاش ہوتی ہے لیکن رشوت اور خیانت میں بچیاری روزگار کھلائی جاتی ہیں ٹرکی اور روس
کے جنگ میں اور انگلش اور بادشاہ میسور کے جنگ میں اور بہت سے جنگوں میں مسلمان امیروں اور نوابوں اور جرنیلوں نے رشوت کھا کر اپنے
ملک اور مالک کو تباہ کرایا **نوف** ہے ایسی مسلمانی پر اور ایسے مسلمانوں پر ان سے تو کافر اچھے کہ اپنی ملک اور سلطنت کی خیرخواہ میں اللہ
ولا قوۃ **باب** النھی ان یخرج فی الصدقۃ شر مالہ صدقہ میں برا مال نکالنے کی ممانعت **عن** عوف بن مالک الاشجعی قال
خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد علق رجل اقناء او قنوا وبیدہ عصا فجعل یطعن یدق فی ذلک القنو ویقول لو شاء رب ھذہ
الصدقۃ تصدق باطیب منھا ان رب ھذہ الصدقۃ یاکل الحشف یوم القیامۃ عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم برآمد ہوئے ایک شخص نے ایک خوشہ یا کئی خوشے کھجور کے لٹکا دیے تھے مسجد میں فقراء کے کھانے کے لیے صدقہ کے طور پر آپنے ہاتھ میں

ایک چھڑی تھی آپ اسکو کونچتے تھے اس خوشہ میں اور آواز نکالتے تھے اسمین ایسے کھٹ کھٹ مارتے تھے چھڑی سے اس خوشہ کو اور فرماتے تھے اگر صدقہ
دینے والا چاہتا تو اس سے عمدہ مال صدقہ دیتا بیشک اس صدقہ کا مالک قیامت کیدن خراب ہی کھجور کھاویگا **ف** جیسا دیا ویسا پاویگا
اللہ جل جلالہ بے پرواہ ہے اسکے نام پر تو بہت عمدہ مال دینا چاہیے وہ نیت کو دیکھتا ہے **عن** البراء بن عازب فی قولہ سبحانہ و
مِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ قَالَ نَزَلَتْ فِی الْاَنْصَارِ کَانَتِ الْاَنْصَارُ تُخْرِجُ اِذَا کَانَ جِدَادُ
النَّخْلِ مِنْ حِیْطَانِهَا اَقْنَاءَ الْبُسْرِ فَیُعَلِّقُوْنَهٗ عَلٰی حَبْلٍ بَیْنَ اُسْطُوَانَتَیْنِ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَاْکُلُ مِنْهُ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِیْنَ
فَیَعْمِدُ اَحَدُهُمْ فَیُدْخِلُ قِنْوَ الْحَشَفِ یَظُنُّ اَنَّهٗ جَائِزٌ فِیْ کَثْرَةِ مَا یُوْضَعُ مِنَ الْاَقْنَاءِ فَنَزَلَ فِیْمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ
تُنْفِقُوْنَ یَقُوْلُ لَا تَعْمِدُوْا لِلْحَشَفِ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ یَقُوْلُ لَوْ اُهْدِیَ لَکُمْ مَا قَبِلْتُمُوْهُ اِلَّا عَلٰی
اسْتِحْیَاءٍ مِنْ صَاحِبِهٖ غَیْظًا اَنَّهٗ بَعَثَ اِلَیْکَ مَا لَمْ یَکُنْ لَکَ فِیْهِ حَاجَةٌ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْ صَدَقَاتِکُمْ براء بن عازب سے روایت
ہے یہ آیت مما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون انصار کے لوگوں میں اتری انکے باغ تھے کھجوروں کے جب کھجور کی کٹائی
کا وقت آتا تو وہ اپنے باغوں میں چند خوشے گدر کھجور کے نکالتے (صدقہ کے طور پر) اور مسجد نبوی میں ایک رسی بندھی تھی دو ستونوں کے بیچ
میں اسپر لٹکا دیتے پھر مہاجرین میں جو فقیر تھے وہ اسمیں سے کھاتے تو انصار میں سے کوئی کیا کرتا کہ ان خوشوں میں ایک خوشہ خراب کھجور کا
شریک کر دیتا اور یہ سمجھتا کہ یہ جائز ہے اتنے بہت خوشوں میں ایک خوشہ ایسا رکھ دینا تو جس نے ایسا کیا تھا اسکے باب میں یہ آیت اتری
مت قصد کرو بری مال کا اسمیں سے خرچ کرتے ہو یعنی خراب کھجور نکالنے کا قصد مت کرو اسمیں سے تم خرچ کرتے ہو (اللہ کی راہ میں) اور جو کوئی
تمکو ایسا خراب مال دیوے تو پھر ہرگز نہ لو مگر آنکھ بند کر کے اسکا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی تمکو ایسے خراب مال سے تحفہ بھیجے تو تم کبھی اسکو قبول نہ کرو
مگر شرم کی وجہ سے لو یعنی تحفہ بھیجنے والے سے شرم کر کے اور دل میں غصہ ہو کہ اس نے تمہارے پاس ایسی چیز بھیجی جو تمہارے کام کی نہیں ایسا
ہی جان لو کہ اللہ جل جلالہ بے پرواہ ہے تمہارے صدقوں سے بلکہ تم کو تو پھر احتیاج ہے اگر عمدہ مال نہ ملے تو خراب ہی کھا لوگے لیکن اللہ کو
احتیاج نہیں وہ نہیں قبول کرتا مگر عمدہ اور نفیس مال

زکوٰۃ العسل

شہد کی زکوٰۃ کا بیان **عن** ابی سیارة المتعی
قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ نَحْلًا قَالَ اَدِّ الْعُشْرَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ احْمِهَا لِیْ فَحَمَاهَا لِیْ ابو سیارہ متعی سے روایت ہے
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس شہد کی مکھیاں ہیں (یعنے زمین ہے جس میں مکھیاں چھتے لگاتی ہیں) آپ نے فرمایا دسواں حصہ
اسکا ادا کر زکوٰۃ میں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس مقام کو محفوظ کر دیجیے میرے لیے آپ نے محفوظ کر دیا یعنے مقطعہ کے طور پر ان کو
دیدیا کہ وہاں کا شہد اور کوئی نہ لے سکے امام اور حاکم اسلام کو مقطعہ دینا درست ہے **ف** اسکو نکالا احمد اور ابو داؤد اور بیہقی نے بھی
لیکن اسکا اسناد منقطع ہے **عن** عبد اللّٰہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ اخذ من العسل العشر عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے
روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شہد میں سے دسواں حصہ لیا **ف** اور ترمذی نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شہد کے
دس مشکوں میں سے ایک مشک لی اسکی اسناد میں صدقہ ہے وہ ضعیف ہے اور عبد الرزاق اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے نکالا مرفوعاً کہ ادا کرو دسواں
حصہ شہد میں اسکے اسناد میں منیر بن عبد اللہ ضعیف ہے مگر یہ سب حدیثیں ملکر حجت کے لائق ہو جاتی ہیں اکثر ائمہ اور اہلحدیث کا یہی

عمل ہے کہ شہد سے دسواں حصہ لیا جاوے گا مطلقاً اور شافعی نے کہا پہاڑی شہد میں زکوٰۃ نہیں ہے **باب** صَدَقَةِ الْفِطْرِ صدقہ فطر کا بیان **ف** صدقہ فطر وہ صدقہ ہے جو عید الفطر کے دن نماز سے پہلے دیا جاتا ہے اہلحدیث کے نزدیک ہر قسم میں سے کھجور یا غلے کی ایک صاع دینا چاہیے حجازی صاع سے جو پانچ رطل اور ایک تہائی رطل کا ہوتا ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک گیہوں میں سے آدھا صاع کافی ہے اور یہ صدقہ فرض ہے اور شافعی کا بھی یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے **عن** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهٗ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا صدقہ فطر دینے کا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو سے عبداللہ نے کہا پھر لوگوں نے دو مد گیہوں کو (یعنے نصف صاع کو) ایک صاع کھجور یا جو کے برابر سمجھا **ف** یعنی قیمت میں گیہوں کے نصف صاع کو ایک صاع کھجور یا جو کے برابر سمجھا یہ سمجھنے والے معاویہ بن ابی سفیان تھے ابوحنیفہ نے اس سے ہی دلیل لی اور گیہوں کا نصف صاع کافی سمجھا اور ابن منذر نے حضرت علی اور عثمان اور ابوہریرہ اور جابر اور ابن عباس اور ابن الزبیر اور اسما بنت ابی بکر سے ایسا ہی نقل کیا ہے صحیح سندوں سے اور حاکم نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً کہ صدقہ فطر دو مد ہیں گیہوں میں سے اور ترمذی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ایسا ہی نکالا **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا ایک صاع مقرر کیا جو سے یا کھجور سے ہر آزاد اور غلام پر مرد اور عورت پر مسلمانوں میں سے **ف** خواہ نصاب کا مالک ہو یا نہ ہو تو صدقہ فطر فرض ہے مالدار اور مفلس دونوں پر البتہ جس کے پاس ایک دن رات کی قوت سے زیادہ نہ ہو اس پر فرض نہیں ہے اہلحدیث اور شافعی کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کہتے ہیں صدقہ فطر اسی پر واجب ہے جو نصاب کا مالک ہو اگرچہ یہ نصاب نامی (بڑھنے والا) نہ ہو اسی طرح صدقہ فطر واجب ہے نابالغ اور مجنون پر اور ان لوگوں پر جن کو روزے کی طاقت نہ ہو اکثر علما اسی پر ہیں اور غلام لونڈی کی طرف سے ان کا مالک صدقہ فطر دیوے اگرچہ یہ غلام لونڈی تجارت کے ہوں اور ابوحنیفہ کے نزدیک اگر تجارت کے ہوں تو ان کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہے اور مسلمانوں کی قید جو حدیث میں ہے اس سے صاف نکلتا ہے کہ غلام لونڈی اگر کافر ہو تو اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہے اور ابوحنیفہ نے کافر کی طرف سے بھی واجب کیا ہے اور صدقہ فطر میں آٹے یا ستو یا روٹی یا نقد قیمت کا دینا درست نہیں اور ابوحنیفہ کے نزدیک درست ہے اور اہلحدیث کے نزدیک صاع حجازی معتبر ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک صاع عراقی جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور مرد اپنی جورو کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے اور ابوحنیفہ کہتے ہیں جورو اپنی طرف سے علاحدہ ادا کرے مرد پر اس کا صدقہ فطر واجب نہیں ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِّلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ فَمَنْ اَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ زَكٰوةٌ مَّقْبُوْلَةٌ وَمَنْ اَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر فرض کیا روزہ دار پاک کرنے کو ان بیہودہ اور فحش باتوں سے جو روزے کی حالت میں اس سے سرزد ہوئی ہوں اور مسکینوں کو کھلانے کو تاکہ عید کے دن مسکینوں کو بھی پیٹ بھر کھانا ملے اور وہ بھی خوش رہیں) پھر جس نے صدقہ فطر ادا کیا نماز سے پہلے اس کا صدقہ قبول ہوا اور جس نے اس کو ادا کیا نماز کے بعد تو اور صدقوں کی طرح ایک صدقہ ہوا **ف** لیکن صدقہ فطر نہ ہوا صحیحین میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا صدقہ فطر ادا کرنیکا عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پیشتر مترجم کہتا ہے کہ سنت یہی ہے کہ صدقہ فطر نماز کے لیے جانے سے پہلے دیدیوے اور اگر رمضان کے اندر عید سے پہلے دیدیوے تو بھی درست ہے لیکن عید کے دن سے اُس میں تاخیر کرنا جائز نہیں اور امام احمد نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا کرے تو قباحت نہیں سفر السعادت میں ہے ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عید کی نماز کے بعد اگر صدقہ دیگا تو کافی نہوگا **مترجم** کہتا ہے صحیح یہی ہے کہ صدقہ فطر کا وقت عید الفطر کے دن طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور نماز پڑھنے تک رہتا ہے جب عید کی نماز پڑھ لی اور صدقہ ندیا تو صدقہ فطر کا وقت جاتا رہا اور ترک واجب کیوجہ سے گنہگار ہوا اب اگر صدقہ دیگا تو وہ صدقہ فطر نہوگا بلکہ اور صدقوں میں سے ایک صدقہ ہوگا **عَنْ** قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ يَنْزِلَ الزَّكٰوةُ فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكٰوةُ لَمْ يَاْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَنَحْنُ نَفْعَلُهٗ قیس بن سعد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا صدقہ فطر دینے کا زکوۃ کا حکم اترنے سے پہلے جب زکوۃ کا حکم اترا تو نہ ہمکو حکم کیا صدقہ فطر دینے کا نہ منع کیا اور ہم دیتے رہے **ف** حکم نہ کیا یعنے نیا حکم نہیں کیا کیونکہ پہلا حکم کافی تھا زکوۃ کا حکم اترنے سے صدقہ فطر موقوف نہیں ہوا بلکہ اسکی فرضیت اپنے حال پر رہی اب یہ حدیث جو ہے کہ مال میں سوا زکوۃ کے دوسرا کوئی حق نہیں ہے مضطرب اللفظ ہے جیسے اوپر بیان ہوا اگر یہ لفظ صحیح ہو تو بھی صدقہ فطر زکوۃ میں داخل ہوگا **عَنْ** اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ اِذْ كَانَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ فَلَمْ نَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ فِيْمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ اَنْ قَالَ لَا اُرٰى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ اِلَّا يَعْدِلُ صَاعًا مِّنْ هٰذَا فَاَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ لَا اَزَالُ اُخْرِجُهٗ كَمَا كُنْتُ اُخْرِجُهٗ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَدًا مَا عِشْتُ ابو سعید خدری سے روایت ہے ہم صدقہ فطر نکالتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے ایک صاع گیہوں سے (حدیث میں طعام کا لفظ ہے اسکے معنے گیہوں کے بھی آئے ہیں) ایک صاع کھجور سے ایک صاع جو سے ایک صاع پنیر سے ایک صاع منقے سے اور برابر ایسا ہی نکالتے رہے (آنحضرت صلعم کی وفات سے خلفاء راشدین کی خلافت کے اخیر تک) یہانتک کہ معاویہ رض مدینہ میں آئے (جب امام برحق حضرت حسن علیہ السلام نے اپنی طرف سے انکو سلطنت سونپ دی) انھوں نے جو باتیں لوگوں سے کہیں انمیں یہ بھی تھی کہ میں شام کے گیہوں کے دو مد (نصف صاع) کو تمہارے غلوں کے ایک صاع کے برابر پاتا ہوں (قیمت اور مالیت میں) تو لوگوں نے اُسپر عمل شروع کیا (معاویہ رض کے اجتہاد پر اور نصف صاع گیہوں نکالنے لگے) ابو سعید رض نے کہا میں تو اسیطرح نکالتا رہا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نکالتا تھا یعنے ایک صاع) برابر ہمیشہ ایسا ہی کرونگا جب تک جیونگا **ف** اہلحدیث بھی اسیطرح نکالتے ہیں ایک صاع گیہوں کا ہو یا جو کا یا جوار کا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنا بہتر ہے معاویہ رض کی رائے پر عمل کرنے سے اہلحدیث سے مقلدوں کو سبق لینا چاہیے کہ معاویہ رض باوجودیکہ صحابی تھے اور اسوقت کے خلیفہ اور حاکم تھے لیکن ابو سعید خدری رض نے حدیث کے خلاف انکی رای پر عمل نہیں کیا اور کہا کہ جب تک جیونگا حدیث کو نہیں چھوڑونگا حالانکہ اور صحابہ نے معاویہ کی رائے پر عمل کیا اور معاویہ رض کی دلیل دوسری کوئی حدیث بھی ضرور ہوگی ورنہ ممکن نہ تھا کہ اور صحابہ حدیث کے خلاف صرف انکی رائے سے اتفاق کرتے جیسے اوپر اہلحدیث ابن عباس رض کی گذری مرفوعًا کہ صدقہ فطر دو

مدین گیہون میں سے ان سب باتون کے ساتھ ابو سعید کو چونکہ دوسری کوئی حدیث اس باب میں نہیں ملی کہ گیہون کا نصف صاع کافی ہے تو انہون نے معاویہ کی رای کو نہیں مانا اور زندگی تک کبھی اس پر عمل نہیں کیا لیکن افسوس ہے ان مقلدون پر جو صرف ابو حنیفہ یا شافعی یا اور کسی عالم یا مجتہد کی رای سے جنکو صحابہ کے سامنے کچھ رتبہ نہیں ہے صحیح حدیثون کو چھوڑ دیتے ہیں اور الٹکل پچو ڈھکوسلے قائم کرتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ہمارے امام ضرور اس پر عمل کرتے ہم کہتے ہین کہ تمہارے امام ایک انسان تھے اور انسانون کیطرح تمام حدیثین کسی صحابی کو تو ملی نہیں پھر تمہارے امام کو کیونکر ملیں اور خود تمہارے امام نے کہدیا ہے کہ جب حدیث کے خلاف میرا قول پاؤ تو اسکو ترک کر دو اس میں خود اقرار ہے کہ مجھکو کل حدیثین نہیں پہونچیں تو تم نہ امام کی راہ پر ہو نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر اور تمہارے امام کیا کل امام اور کل اولیا تم سے اس فعل کیوجہ سے بیزار ہیں اور قیامت میں بھی تمہاری صورت سے نفرت کرینگے **عن** عمار بن سعد مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بصدقۃ الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر او صاعا من سلت سعد موذن سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا صدقہ فطر دینے کا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع جو میں سے یا ایک صاع سلت میں سے (سلت ایک قسم کا جو ہوتا ہے) **باب العشر والخراج** عشر اور خراج کا بیان **ف** عشر کے معنے دسوان حصہ ہے مسلمانون سے لیا جاتا ہے اور خراج وہ محصول جو کفار سے لیا جاتا ہے اس میں حاکم اسلام کو اختیار ہے کہ جسقدر مناسب سمجھے انکی زراعت میں سے محصول لیوے لیکن نصف سے زیادہ لینا کسیطرح درست نہیں **عن** العلاء بن الحضرمی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی البحرین او الی ھجر فکنت اتی الحائط یکون بین الاخوۃ یسلم احدھم فاخذ من المسلم العشر ومن المشرک الخراج علاء ابن حضرمی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو بحرین کیطرف بھیجا یا ہجر کیطرف (دونون شہر ہیں) تو میں ایک باغ میں جاتا جو کئی بھائیون میں مشترک ہوتا اور انمیں سے ایک بھائی مسلمان ہوتا دوسرا کافر تو میں مسلمان سے دسوان حصہ لیتا اور کافر سے خراج لیتا **ف** جو عشر سے بہت زائد ہوتا یہ نہایت عمدہ حکمت عملی تھی کافرون کے مسلمان ہو جانیکے لیے دنیا میں مال سب کو عزیز ہے خصوص زمینداروں کو تو جب کافر دیکھینگے کہ انکو جزیہ دینا پڑتا ہے زراعت میں سے آدھا یا پاؤ لیا جاتا ہے مسلمان ہو جاوین تو جزیہ بالکل موقوف ہو جاویگا اور زراعت میں سے صرف دسوان حصہ لیا جاویگا تو بہت سے کافر مسلمان ہو جاوینگے گو دنیا کی طمع سے سہی لیکن انکی اولاد پھر سچی مسلمان ہوگی اور کیا عجب ہے کہ انکو بھی مسلمانون کی صحبت سے سچا ایمان نصیب ہو **الوسق ستون صاعا** ایک وسق کے ساٹھ صاع ہوتے ہیں **عن** ابی سعید رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الوسق ستون صاعا ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے **عن** جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوسق ستون صاعا جابر سے بھی ایسی ہی روایت ہے **الصدقۃ علی ذی قرابۃ** ناتےوالون کو صدقہ دینا کیسا ہے

عن زینب امراۃ عبد اللہ قالت سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایجزی عنی من الصدقۃ النفقۃ علی زوجی وایتام فی حجری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لھا اجران اجر الصدقۃ واجر القرابۃ زینب سے روایت ہے جو بی بی تھیں عبد اللہ بن مسعود کی انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا زکوٰۃ ادا ہو جاویگی اگر میں اپنے خاوند پر خرچ کرون اور ان یتیمون پر جنکو

مین پرورش کرتی ہون آپنے فرمایا زینب کو دوہرا ثواب ملیگا ایک تو صدقہ کا ثواب دوسرا ناتا جوڑنی کا **ف** تو معلوم ہوا کہ اگر زکوۃ اپنے مفلس
ناتے والیکو دیوے یا بیوی خاوند کو دیوے یا خاوند بی بی کو تو اور زیادہ ثواب ہے اور زکوۃ بھی ادا ہو جاویگی ابو حنیفہ نے صاف صریح اس صحیح حدیث
کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ بی بی زکوۃ کا روپیہ اپنے خاوند کو نہین دے سکتی **عن** زینب امراۃ عبد اللہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم نحوہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن** ام سلمۃ قالت امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصدقۃ فقالت زینب امراۃ
عبد اللہ ایجزینی من الصدقۃ ان اتصدق علی زوجی وھو فقیر وبنی اخ لی ایتام وانا انفق علیھم ھکذا وعلی کل حال
قال نعم وکانت صناع الیدین حضرت بی بی ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم دیا زکوۃ نکالنے کا تو زینب جو عبد اللہ کی بی بی
تہین بولین کیا زکوۃ میری ادا ہو جاویگی اگر مین صدقہ دون اپنے خاوند کو وہ محتاج ہے اور اپنے بھائی کے بچون کو جو یتیم ہین اور مین ہر حال مین انپر
خرچ کرتی ہون اتنا اتنا آپنے فرمایا ہان زکوۃ ادا ہو جاویگی یہ زینب دستکاری مین ہوشیار تہین روپیہ پیسہ بہت کماتین اور اپنے خاوند کی
اور بچون کی پرورش کرتین **باب** کراھیۃ المسالۃ سوال کرنیکی کراہت **عن** ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن جدہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یاخذ احدکم حبلہ فیاتی الجبل فیجیئ بحزمۃ حطب علی ظھرہ فیبیعھا فاستغنی بثمنھا خیر لہ من ان
یسال الناس اعطوہ او منعوہ زبیر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مین سے کوئی اپنی رسی لیوے اور پہاڑ پر جا کر ایک گٹھا لکڑیون کا
اپنی پیٹھ پر لاوے اور اسکو بیچکر اسکی قیمت پر قناعت کرے تو یہ بہتر ہے اسکے لیے سوال کرنیسے لوگون کے سامنے دیوین یا نہ دیوین **ف** اگر دیوین تو
ایک ذلت ہوئی مانگنے کی نہ دیوین تو دوہری ذلت ہوئی مانگنے کی اور مانگی پر بہی نہ ملنے کی برخلاف اسکی اپنی محنت سے کمانے مین کوئی ذلت نہین اگرچہ
مٹی اٹھا کر یا لکڑیان لا کر روٹی پیدا کرے یہ جو ہند کے مسلمان خیال کرتے ہین کہ پیشہ یا محنت کرنے مین ذلت اور ننگ ہے یہ شیطان کا اغوا ہے اس سے
زیادہ ننگ اور ذلت سوال کرنے اور ہاتھ پہیلانے مین ہے بلکہ پیشے اور محنت مین گو وہ کتنا ہی حقیر ہو بشرطیکہ شرع کی رو سے منع نہو کوئی ذلت نہین
ہے یا اللہ ہندوستان کے مسلمانونکی آنکھہ کہولدے وہ کیسے غفلت اور افلاس مین گرفتار ہین سوال کرینگے بہیک مانگینگے لوگون سے چندا کر لاوینگے
پر اپنی محنت سے چار پیسے پیدا نکرینگے اور محنت مین شرماوینگے بہیک مانگنے مین نہین شرماتے خاک پڑے ایسے عقل پر ہائے افسوس اس زمانہ مین مسلمان مولویون
اور واعظون اور مشائخ اور فقرا نے یہ اختیار کیا ہے کہ اپنے مریدون اور معتقدون سے اپنا خرچ لیتے ہین اور نوابون اور امیرون سے سوال کرتے ہین پر حلال
کے چار پیسے اپنی محنت سے نہین کماتے جب تو انکے وعظ اور نصیحت مین نہ اثر ہے نہ برکت بلکہ یہ مولوی اور درویش خدا انسے سمجھے دین کو دنیا کے عوض
بیچتے ہین اور اپنے مریدون اور معتقدون کی رعایت سے شرع اور درویشی کے مسائل گہڑتے ہین اور قرآن و حدیث کی تاویل اور تحریف کرتے ہین وہ یہہ
خیال کرتے ہین کہ اگر ہمارے مرید اور معتقد لوگ بے اعتقاد ہو جاوینگے تو پھر روٹی کیسے ملیگی۔ اگلے علما اور درویشون کا یہ طریقہ نہ تہا کوئی انمین درزی
تہا کوئی دہنیہ کوئی چمار کوئی حلوائی کوئی دہوبی کوئی لوہار کوئی بڑہئی کوئی سوداگر اپنی روٹی ان پیشون کے ذریعہ سے کماتے اور اللہ جل جلالہ
کی رضامندی کے لیے جب ضرورت دیکہتے وعظ و نصیحت کرتے پیری درویشی اور مولویت کی روٹی انہون نے کبھی نہین کہائی اور یہی سبب تہا
کہ وہ کسی دنیادار امیر یا نواب کی ذرا بھی پاسداری نہ کرتے بلکہ بادشاہ تک کے مکان پر بلانے سے بھی نجاتے علما نے کہا ہے کہ سوال تین قسم ہے
ایک حرام ہے دوسرا مکروہ تیسرا مباح حرام تو اسکے لیے ہے جو صاحب نصاب ہو جسپر زکوۃ واجب ہے یا اپنی محتاجی نفس الامر سے زائد ظاہر کرے

اور مکروہ اسکو یہ ہے جسکو سوال کی احتیاج نہوئی ہو اور مباح اسکے لیے ہے جو دستور کے موافق کوئی چیز اپنے دوست یا عزیز سے طلب کرے لیکن ضرورت کے وقت جب ہلاکت کا ڈر ہو تو سوال کرنا واجب ہے اگر محنت سے کمانا ممکن نہو سکے لیکن بغیر سوال کے جو ملے اسکا لینا ہر حال میں درست ہے **عن** ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یتقبل لی بواحدۃ واتقبل لہ بالجنۃ قلت انا قال لا تسأل الناس شیئا قال فکان ثوبان یقع سوطہ وھو راکب فلا یقول لاحد ناولنیہ حتی ینزل فیاخذہ ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری ایک بات قبول کرے میں اسکے لیے جنت قبول لیتا ہوں میں نے عرض کیا میں قبول کرتا ہوں آپ نے فرمایا لوگوں سے کچھ مت مانگ تو ثوبان کا یہ حال تھا کہ وہ سوار ہوتے (گھوڑے پر) اور انکا کوڑا گر پڑتا تو کسی سے یوں نہ کہتے میں میرا کوڑا اٹھا دو بلکہ خود اُتر کر اُٹھاتے **ف** یہ بڑا اعلی درجہ ہے حالانکہ اس قسم کا سوال مباح ہے مگر صحابہ کی شان بڑی تھی اُنھوں نے مطلق سوال ہی مخلوق سے چھوڑ دیا صرف خالق سے سوال کرنا کافی سمجھا

باب من سال عن ظہر غنی جو شخص مالدار ہو کر سوال کرے (یعنے بے ضرورت)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سال الناس اموالھم تکثرا فانما یسال جمر جھنم فلیستقل منہ اولیکثر ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لوگوں سے مانگے اپنا مال بڑھانے کے لیے (بلا ضرورت) تو وہ دوزخ کا انگار مانگتا ہے بہت مانگے یا تھوڑا **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ درست نہیں ہے غنی کے لیے اور نہ ہٹے کٹے تندرست کے لیے **ف** کیونکہ غنی اپنے مال میں سے کھاوے اور ہٹا کٹا (ڈانڈ کا) محنت مزدوری کر کے کھاوے اختلاف ہے علما کا غنی کس کو کہتے ہیں جسکو سوال حرام ہے بعضوں نے کہا جسکے پاس صبح شام ایک دن کا کھانا ہو بعضوں نے کہا جسکے پاس ایک اوقیہ چاندی ہو (یعنے چالیس درم جسکے گیارہ روپیہ تخمیناً ہوئے) بعضوں نے کہا جسکے پاس پچاس درم ہوں بعضوں نے کہا جو صاحب نصاب ہو یعنے دو سو درم رکھتا ہو (ساڑھے باون تولہ چاندی) حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ لوگوں کا حال مختلف ہے اور ہر ایک کا ایک پیشہ ہے جسکو وہ نہیں چھوڑ سکتا تو جو حرفت والا ہو وہ جبتک اپنے حرفہ کے آلات (ہتیار) نپاوے معذور ہے اسکو سوال کرنا درست ہے اور جو کاشتکار ہو وہ جبتک کھیتی کا سامان نپاوے معذور ہے اور جو سوداگر ہو وہ جبتک پونجی نپاوے معذور ہے اور جو سپاہی ہو اسکا پیمانہ یہی ہے کہ اسکے پاس ایک اوقیہ یا پچاس درم ہوں اور جو روز کا مزدور ہو جیسے حمال یا مزدور یا اوڑ تو اسکا پیمانہ یہ ہے کہ ایک دن کا کھانا اسکے پاس ہو انتہے **عن** عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سال ولہ ما یغنیہ جاءت یوم القیمۃ خدوشا او خموشا او کدوحا فی وجھہ قیل یا رسول اللہ وما یغنیہ قال خمسون درھما او قیمتھا من الذھب فقال رجل لسفیان ان شعبۃ لا یحدث عن حکیم بن جبیر فقال سفیان قد حدثناہ زبید عن محمد بن عبد الرحمن بن یزید عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سوال کریگا اور اسکے پاس اتنا مال ہوگا جو اسکو غنی کرتا ہے تو قیامت کے دن وہ سوال اسکے چہرے پر چھلے ہوئے کا نشان بنکر آویگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کتنا مال آدمی کو غنی کرتا ہے آپنے فرمایا پچاس درم یا اتنے کا سونا یہ حدیث سفیان نے حکیم بن جبیر سے روایت کی تو ایک شخص بولا شعبہ تو حکیم بن جبیر سے

روایت نہیں کرتے (وہ ضعیف ہے) سفیان نے کہا یہ حدیث ہمسے زبید نے بھی بیان کی محمد بن عبدالرحمن سے **ف** ابوداؤد کی روایت میں ہے غنا کی حد یہ ہے کہ صبح اور شام کا کھانا اسکو پاس ہو اور ایک روایت میں ہے کہ ایک اوقیہ کا مالک ہو اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور اس روایت میں پچاس درہم مذکور ہیں شافعی نے دوسرے قول کو لیا ہے اور احمد اور اسحاق اور ابن مبارک نے پہلے قول کو اور بعضوں نے تیسرے قول کو اور ابوحنیفہ نے کہا کہ جو دو سو درہم کا مالک ہے یا اسقدر مالیت کا اسباب اسکے پاس ہے اسکو سوال درست نہیں

باب من تحل له الصدقة جن لوگوں کے لیے صدقہ حلال ہے

عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تحل الصدقة لغني الا لخمسة لعامل عليها او لغاز في سبيل الله او لغني اشتراها بماله او فقير تصدق عليه فاهداها لغني او غارم ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ درست نہیں ہے مگر پانچ آدمیوں کے لیے ایک تو جو صدقہ تحصیل کرتا ہو (وہ اس میں سے کچھ لے بقدر اپنی محنت کے) دوسرے جو جہاد کر رہا ہو اللہ کی راہ میں (اور اسکو حاجت ہو سواری یا ہتھیار یا خرچ راہ کی) تیسرے جس نے مالدار ہوکر صدقہ کے مال کو خرید کیا ہو اپنا مال دیکر (یعنے کسی فقیر سے خرید کیا قیمت دیکر) چوتھے جو فقیر نے ہدیہ کے طور پر بھیجا ہو مالدار کو (مثلاً فقیر کو گوشت صدقہ کا ملا اور اس نے وہ گوشت تحفہ کی طور پر کسی مالدار کو بھیجا تو مالدار کو اسکا کھانا درست ہے) پانچویں وہ جسپر قرضہ ہو قرضہ کا یا ضمانت کا **ف** اور اسکا مال اس قرض کی ادائی کو کافی نہو تو اسکو صدقہ لینا درست ہے قرض ادا کرنے کے لیے اگرچہ وہ مالدار ہو

فضل الصدقة صدقہ کی فضیلت

عن ابي هريرة رضي الله عنه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تصدق احد بصدقة من طيب ولا يقبل الله الا الطيب الا اخذها الرحمن بيمينه وان كانت تمرة فتربو في كف الرحمن حتى تكون اعظم من الجبل ويربيها كما يربي احدكم فلوه او فصيله ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حلال میں سے صدقہ دیوے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی قبول نہیں کرتا مگر حلال مال کو تو پروردگار اسکے صدقہ کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے اگرچہ وہ ایک کھجور ہی ہو پھر وہ صدقہ بڑھتا ہے پروردگار کی مٹھی میں یہانتک کہ پہاڑ سے بڑا ہو جاتا ہے اور پروردگار اسکو پالتا ہے جیسے کوئی تم میں سے اپنے بچھیرے کو پالتا ہے گھوڑی کا بچھیرا فرمایا یا اونٹ کا **ف** اس حدیث میں پروردگار جل جلالہ کے لیے داہنا ہاتھ ثابت کیا اور کف یعنے مٹھی دوسری حدیث میں ہے کہ پروردگار کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں ایسی حدیثوں سے جہمیوں اور معتزلہ اور اہل کلام کی جان نکلتی ہے اور اہلحدیث انکو اپنی آنکھوں پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا پہچاننے والا اسکے رسول سے زیادہ کوئی نہ تھا پس جو صفتیں اسنے خود اپنے لیے ثابت کیں یا اسکے رسول نے بیان کیں ہم ان سب کو مانتے ہیں لیکن انکو مشابہ نہیں کرتے مخلوقات کی صفات سے کیونکہ پروردگار کی ذات اور صفات پاک ہیں مشابہت سے ليس كمثله شيء وهو السميع البصير یہی نجات کی راہ ہے اور اسیکو اختیار کیا ہے سلف کے محققین علما اور ائمہ نے اہل تاویل کہتے ہیں کہ یہ مجاز ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ صدقہ قبول ہوجاتا ہے اور بڑھنے سے یہ غرض ہے کہ اسکا ثواب عظیم ہوتا ہے واللہ اعلم

عن عدي بن حاتم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منكم من احد الا سيكلمه ربه ليس بينه وبينه ترجمان فينظر امامه فتستقبله النار وينظر عن ايمن منه فلا يرى الا شيئا قدمه وينظر عن اشأم منه فلا يرى الا شيئا قدمه فمن استطاع

مِنْكُمْ اَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ عدی بن حاتم سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مین سے کوئی ایسا نہیں ہے مگر قریب ہے کہ (حشر کے دن) پروردگار اُس سے بات کریگا (سبحان اللہ تصدق اپنے مالک پر بیجاہ کے) اور دونون کے درمیان کوئی ترجمان (بات سمجھانیوالا درمیانی) نہوگا بندہ اپنے سامنے دیکھے گا تو جہنم کی آگ سامنے سے نمود ہوگی داہنے طرف دیکھیگا تو اپنے اعمال کے سوا کچھ نہ پاویگا بائین طرف دیکھیگا تو اپنے اعمال کے سوا کچھ نہ پاوے گا پھر تم مین سے جس سے ہو سکے وہ جہنم سے بچے اگرچہ ایک ٹکڑا کھجور کا دیکر (یعنے صدقہ دیوے گو تھوڑا ہی ہو یہ دوزخ کے عذاب سے بچا دیگا) **عَنْ** سُلَيْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَعَلٰى ذِي الْقَرَابَةِ اِثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ + سلیمان بن عامر ضبی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین کو صدقہ دینا صدقہ ہی اور اپنے ناتیوالے کو صدقہ دینا صدقہ ہے اور صلہ رحم (یعنے اس مین دوہرا ثواب ہے یہ مضمون اوپر بھی ایک حدیث مین گذر چکا ہے **شکر خدا** کا کہ نصف اول سنن ابن ماجہ کا تمام ہوا چھٹی تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۱ ہجری روز چہارشنبہ کو وقت عصر شہر حیدرآباد دکن مین اللہ تعالی اسکو اپنے فضل سے قبول فرماوے اور نصف ثانی کے اتمام کی توفیق دیوے اور ناظرین باتمکین کی خدمت مین **مترجم** بصد ادب گذارش کرتا ہے کہ بوجہ کم فرصتی اور ضعف قوی اور کثرت مشاغل کے ترجمہ پر نظر ثانی ہو سکی نہ غور کے ساتھ ترجمہ لکھنے کا موقع ملا اسلیے اگر کسی مقام مین غلطی یا سہو پاوین تو اس کی اصلاح فرمالین اور دعای خیر سے یاد رکھین اللہ تعالی ہماری اور سب بھائی مسلمانون کی مغفرت کرے آمین یارب العالمین ❊

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهٖ
وَلِوَالِدَيْهِ

تمت

تَمَّ النِّصْفُ الْاَوَّلُ مِنْ سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ وَيَتْلُوْهُ النِّصْفُ الثَّانِيْ بِحَمْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى هُوَ الْمُوَفِّقُ

اللہ جل جلالہ کا شکر ہے کہ کتاب ابن ماجہ مترجم اردو کا پہلا نصف ماہ شعبان سنہ ۱۳۱۱ ہجری مقدسہ مین شیخ عبد الرحمان و احمد پسران شیخ محی الدین مرحوم کے اہتمام سے شہر لاہور محلہ سادہوان مطبع صدیقی مین بہت خوشنمای سے زیور طبع کے ساتھ مزین ہوکر شائقین حدیث نبوی علیہ التحیۃ والتسلیم کے لیے ذخیرہ عاقبت ہوا اللہ سبحانہ وتعالی اسکے مؤلف کو خلد برین عنایت فرماوی اور اسکے دوسرے نصف کا پہلا جلد چھپنا شروع ہوگیا ہے اللہ سبحانہ وتعالی اسکے تمام کرنے کی توفیق بخشے اور واضح ہو کہ تفسیر ترجمان کا ساتوان جلد تھوڑے دنون تک چھپ جاویگا اور پارہ چہارم تسہیل القاری بھی زیر طبع ہے اللہ سبحانہ وتعالی اسکی تکمیل کی توفیق عنایت فرماوے آمین یا اله العالمین

[illegible]

جلد دوم

وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مسمی بہ

رفع العجاجة

عن

سنن ابن ماجه

باہتمام شیخ عبد الرحمان و احمد و عبد الغنی پسران شیخ محی الدین مرحوم

در مطبع صدیقی واقع موضع ... طبع گردید

فہرست کتاب مستطاب رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۲	نکاح کے بابون کا بیان		سوا اور کوئی کردیوے	۳۳	پھوپی نکاح مین ہو تو اسکی
〃	نکاح کی فضیلت	۱۶	بغیر ولی کے نکاح درست		اوپر بھتیجی کو نہ لاوے اور خالہ
۳	قلندری کی ممانعت		نہین ہوتا۔		نکاح مین ہو تو اسکے اوپر
۴	عورت کا خاوند پر حق	۱۸	شغار کے نکاح کی ممانعت		بھانجی نہ لاوے
۵	خاوند کا عورت پر حق	〃	عورتون کا مہر	۳۴	ایک شخص نے اپنی عورت کو
۸	عورتون کی فضیلت	۲۱	ایک شخص ایک عورت سے نکاح		تین طلاق دی اس عورت نے دوسرے
۱۰	کنواری عورتون سے نکاح کرنا		کرے لیکن مہر معین نہ کرے پھر		سے نکاح کیا لیکن دوسرے
〃	آزاد عورتون سے اور جننے والی		مرجاوے تو کیا حکم ہوگا		خاوند نے جماع سے پہلے
	عورتون سے نکاح کرنا	〃	نکاح کے خطبے کا بیان		اسکو طلاق دیا تو اب پہلے خاوند
۱۱	جب عورت سے نکاح کرنا چاہے	۲۲	نکاح کو مشہور کرنا۔		کو اس سے نکاح جائز ہے
	تو اسکو دیکھ سکتا ہے۔	〃	گانا اور دف بجانا کیسا ہے		یا نہین۔
۱۲	جب ایک مسلمان بھائی کسی عورت کو	۲۵	ہیجڑون کا بیان	〃	حلالہ کرنے والی اور جسکے لیے
	پیام دیوے تو دوسرا اوسکو	۲۶	نکاح کی مبارکبادی دینا		حلالہ کیا جاوے دونون کا
	پیام نہ دیوے	〃	ولیمہ کا بیان		بیان۔
۱۳	کنواری یا بیوہ دونوسے اجازت	۲۸	دعوت قبول کرنا چاہیے	۳۵	دودھ پلانے سے صرف وہی
	لینا چاہیے	۲۹	کنواری اور ثیبہ پاس کیونکر رہے		حرمت ہوتی ہے جو نسب
۱۴	جو شخص اپنی بیٹی کا نکاح کردیوے	〃	آدمی اپنی بی بی پاس جاوے		سے ہوتی ہے
	اور وہ ناراض ہو۔		تو کیا کہے۔	۳۷	ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے
۱۵	نابالغ لڑکیون کا نکاح اُنکے	۳۰	جماع کے وقت ستر اور پردہ پوشی کا		سے حرمت ثابت نہین ہوتی
	باپ کرسکتے ہین۔	۳۱	عورتون سے دبر مین وطی کرنیکی ممانعت	۳۸	بڑے آدمی کے دودھ پینے
۱۶	اگر نابالغ لڑکی کا نکاح باپ کے	۳۲	عزل کا بیان		کا بیان۔

صفحہ	مضمون کتاب
۴۰	دودہ چہٹنے کے بعد پہر رضاعت نہین ہوتی
"	دودہ مرد کیطرف سے ہوتا ہے
۴۱	ایک آدمی مسلمان ہوا اور اسکے نکاح مین دو بہنین ہون تو کیا کرے۔
۴۲	ایک مرد مسلمان ہوا اور اسکے نکاح مین چار عورتون سے زیادہ ہون۔
"	نکاح مین شرط کا بیان
۴۳	مرد اپنی لونڈی کو آزاد کرے پہر اس سے نکاح کر لیوے
۴۴	غلام کا نکاح بغیر اپنے مالک کی اجازت کے ناجائز ہے
۴۵	متعہ کے نکاح کی ممانعت
۴۶	جو شخص احرام باندہے ہو (حج یا عمرہ کا) وہ نکاح کر سکتا ہی یا نہین
"	کفو کا بیان
۴۹	عورتون کے پاس باری باری رہنا۔
۵۰	عورت اپنا دن اپنی سوکن کو ہبہ کر دیوے تو جائز ہے

صفحہ	مضمون کتاب
۵۱	نکاح کرا دینے کے لیے سفارش کرنا۔
"	عورتون سے محبت کے ساتہہ زندگی بسر کرنا۔
۵۴	عورتون کا مارنا۔
۵۵	بالونکا جوڑ لگانا اور گودنا کیسا ہے
۵۷	عورتون سے صحبت کن دنون مین مستحب ہے۔
"	مرد اپنی بی بی سے دخول کرے اور اسکو کوئی چیز نہ دی ہو
"	کونسی چیز منحوس اور مبارک ہوتی ہے۔
۵۸	غیرت یعنے رشک (جلاپے) کا بیان۔
۶۳	جسنے اپنی جان کو بخشدیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
۶۴	آدمی کے اپنے لڑکے مین شک کرنیکا بیان
۶۵	ہمیشہ بچہ خاوند کا ہوتا ہے اور زنا کرنیوالیکے لیے پتہر ہین۔
۶۶	اگر میان بی بی مین سے کوئی دوسرے سے پہلے مسلمان ہو

صفحہ	مضمون کتاب
۶۸	دودہ پلانیکی حالت مین اپنی جورو سے جماع کرنا کیسا ہے
۶۹	جو عورت اپنی خاوند کو ایذا دیوے اسکا بیان۔
"	حرام سے جو حلال ہے حرام نہین ہوتا
۷۰	طلاق کا بیان
"	سنت کے موافق طلاق کیونکر ہے۔
۷۲	عورت حاملہ کو کیونکر طلاق دیا جاوے۔
"	جو کوئی اپنی عورت کو ایک ہی جلسہ مین تین طلاق دیدیوے
۷۴	طلاق کے بعد رجعت کرنیکا بیان۔
۷۵	جب حاملہ عورت کو طلاق دیا جاوے تو بچہ جنتے ہی وہ بائنہ ہو جاویگی یعنے عدت گذر جاویگی اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہیگا۔
۷۶	حاملہ عورت کا اگر خاوند مرجاوے

صفحہ	مضمون کتاب
	تو اسکی عدت جننے کے ساتھہ ہوگی جب جننے تو نکاح کرسکتی ہے۔
۷۷	جس عورت کا خاوند مرجاوے وہ کہان عدت کرے۔
۷۸	عدت کے اندر عورت اپنے گہر سے نکل سکتی ہے یا نہین
۷۹	جس عورت کو تین طلاق دی جاوین تو عدت تک خاوند پر مکان اور نفقہ دینا واجب ہے یا نہین
۸۰	طلاق کے وقت عورت کو کچھہ کپڑے دینا۔
۸۱	اگر مرد طلاق دینے سے انکار کرتا ہو اور عورت اسکا دعوی کرتی ہو
〃	ہنسی سے طلاق دینا یا نکاح کیا یا رجعت کی
〃	جسنے اپنے دل سے طلاق دیا لیکن اپنی زبان سے کوئی لفظ نہین نکالا اسکا کیا حکم ہے
۸۲	دیوانے اور نابالغ اور سونیوالے کی طلاق کا بیان
〃	زبردستی یا بیہوشی سے طلاق دیوے
۸۴	نکاح سے پہلے طلاق درست نہین۔
〃	کن کلمون سے طلاق پڑجاتا ہے۔
۸۵	بائن طلاق کا بیان
〃	آدمی اپنی عورت کو اختیار دیوے
۸۶	عورت کے لیے خلع کی کراہت
۸۷	خاوند نے خلع کے بدل جو عورت کو دیا ہے وہ پہیر سکتا ہے
۸۸	خلع والی عورت کا بیان
۸۹	ایلاء کا بیان
۹۱	ظہار کا بیان۔
۹۲	کفارہ سے پہلے اگر ظہار کرنیوالا جماع کر لیوے۔
۹۳	لعان کا بیان۔
۹۷	عورت کو اپنے اوپر حرام کرنے کا بیان۔
〃	جب لونڈی آزاد ہوجاوے تو اسکو اختیار ہوگا۔
۹۸	لونڈی کی طلاق اور عدت کا بیان۔
۹۹	جو شخص لونڈی کو دو طلاق دیوے پہر اسکو خرید کر لیوے
۱۰۰	ام ولد کی عدت کا بیان
〃	جس عورت کا خاوند مرگیا ہو تو وہ زینت نہ کرے
۱۰۱	کیا عورت اپنے خاوند کے سوا اور کسی کا سوگ کرسکتی ہے
۱۰۲	اگر باپ بیٹے کو حکم دیوے کہ اپنی جورو کو طلاق دیدے تو باپ کا حکم ماننا چاہیے
〃	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز کی قسم کہاتے تھے۔
۱۰۳	سوا خدا کے اور کسی کی قسم کہانے کی ممانعت۔
۱۰۶	جسنے قسم کہائی اسلام کے سوا اور دین مین چلے جانیکے
۱۰۷	جو شخص قسم کہاوے تو اس سے راضی ہونا چاہیے

صفحہ	مضمون کتاب
۱۰۸	قسم کہانے مین یا قسم توڑنا ہوتی ہے یا ندامت ہوتی ہے۔
۱۰۹	اگر قسم مین کوئی انشاء اللہ کہہ لیوے۔
۱۱۰	جس شخص نے قسم کہائی پہر قسم کے خلاف کرنا بہتر سمجہا۔
۱۱۱	جسنے کہائی بری قسم کا کفارہ یہ ہے کہ اسکو چہوڑ دیوے اسکی دلیل
〃	قسم کے کفارے مین کتنا کہانا دیوے
۱۱۲	مسکینون کو کس قسم کا کہانا دینا چاہیے۔
〃	اگر کوئی قسم دیوے تو اسکی قسم پوری کرنا چاہیے
۱۱۳	یون کہنے کی ممانعت جو اللہ اور تم چاہو۔
۱۱۴	جو کوئی قسم مین توریہ کرے
۱۱۵	نذر سے ممانعت
۱۱۶	گناہ کی بات کی نذر کرنا
〃	جسنے نذر کی لیکن بیان نہین کیا کہ کونسی نذر اور کس چیز کی تو وہ کیا کرے۔
۱۱۷	نذر کا پورا کرنا
۱۱۸	جو شخص مر جاوے اور اسکے ذمہ پر نذر ہو۔
〃	جو کوئی نذر کرے پیدل حج کرنے کی۔
۱۱۹	جو کوئی نذر مین عبادت اور گناہ دونو کو شریک کرے۔
〃	تجارت اور معاملات کے باب
〃	کمائی کی ترغیب
۱۲۰	مزدوری کمانے مین میانہ روی کرنا۔
۱۲۱	تجارت مین تقوے کرنا
۱۲۲	جب آدمی کو اللہ تعالے مزدوری کا کوئی ذریعہ دیوے تو اسکو پکڑے رہے۔
۱۲۳	پیشون کا بیان اور حرفون کا بیان
۱۲۴	احتکار۔ اور جلب کے بیان مین
۱۲۵	منتر کی اجرت کا بیان
۱۲۶	قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا
۱۲۷	کتے کی قیمت اور زانیہ کی خرچی اور نجومی کی اجرت اور نر کی اجرت ان سب سے ممانعت کا بیان
۱۲۸	پچہنے لگانے والے کی اجرت کا بیان۔
۱۲۹	جن چیزون کا بیچنا حلال نہین ہے انکا بیان
۱۳۰	منابذہ اور ملامسہ کی ممانعت
〃	کوئی شخص اپنے بہائی کی بیع پر بیع نہ کرے نہ اسکے نرخ پر نرخ کرے۔
۱۳۱	نجش کی ممانعت
〃	شہر والا باہر والے کا مال نہ بیچے
۱۳۲	باہر سے جو لوگ مال لا رہے ہون انسے بستی مین آنے سے پیشتر جاکر ملنا منع ہے
〃	جب تک بائع اور مشتری ایک دوسرے سے جدا نہون تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ بیع فسخ کرڈالے۔
۱۳۴	اختیار کی بیع
〃	اگر بائع اور مشتری اختلاف کرے ثمن مین یا مقدار مبیع مین تو انکے فیصلہ کا بیان۔

صفحہ	مضمون کتاب
۱۳۵	جو چیز تیرے پاس نہین ہے اسکی بیع کی ممانعت اور جس چیز کا تو ضامن نہین ہے اسکا نفع لینے کی ممانعت۔
〃	جب دو حقدار دونے بیع کی
〃	عربون کی ممانعت
۱۳۶	بیع حصاة اور بیع غرر سے ممانعت
۱۳۷	جانورون کے پیٹ بچہ اور انکے تھنون مین جو ہے اسکی بیع کی ممانعت اور غوطہ ارنیوالا اپنا غوطہ بیچے یا شکاری اپنا ایک بار کا شکار یہ بھی منع ہے۔
۱۳۸	نیلام (ہراج) کا بیان
۱۳۹	بیع فسخ کرنے کا بیان۔
۱۴۰	نرخ مقرر کرنا منع ہے
۱۴۱	خرید و فروخت مین آسانی کرنا
〃	نرخ چکانا جائز ہے۔
۱۴۳	خرید و فروخت مین قسم کہانیکی کراہت۔
۱۴۴	جو شخص جوڑ لگایا کہجور کا درخت بیچے یا اس غلام کو جسکے پاس مال ہو۔
۱۴۵	پہلون کی خوبی جب تک معلوم نہ ہو جاوے انکی بیع درختون پر صحیح نہین ہے۔
۱۴۶	کئی برس کا میوہ بیچنا کیسا ہے اور آفت کا بیان
〃	جہکتا تولنا یعنے کچھ زیادہ۔
۱۴۷	تول ناپ مین احتیاط کرنا
〃	دہوکا دینے سے ممانعت
〃	اناج کا بیچنا اسپر قبضہ کرنیسے پہلے منع ہے۔
۱۴۸ و ۱۴۹	ڈہیر لگاکر بیچنا
〃	اناج ماپنے مین برکت ہوتی ہے
۱۵۰	بازار رونکا اور بازارون مین جانے کا بیان۔
۱۵۱	صبح سویرے برکت کا بیان
〃	مصراة کی بیع کا بیان۔
۱۵۲	دین کے اصول صرف دو ہی ہین تیرے کوئی چیز نہین ہے
۱۵۳	ہمیشہ فائدہ اسی کو ملیگا جو ضامن ہو۔
۱۵۴	غلام لونڈی مین مشتری کو پہیر دینے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا
〃	جو شخص عیب دار چیز بیچے تو اسکے عیب کو بیان کردیوے
۱۵۵	قیدیون کو جدا جدا بیچنے کی ممانعت
۱۵۶	غلام لونڈی خریدنے کا بیان
〃	بیع صرف کا بیان اور جن چیزون کا نقد بہی کم و بیش بیچنا درست نہین انکا بیان
۱۵۸	جو شخص کہتا ہے سود نہین ہے مگر جب ایک طرف میعاد ہو اسکی دلیل۔
۱۵۹	سونے کو اگر چاندی کے بدل بیچے۔
۱۶۰	سونے کے بدل چاندی لینا اور چاندی کے بدل سونا لینا۔
〃	روپیہ اور اشرفیان توڑنے کی ممانعت۔
〃	تر کہجور کو سوکہی کہجور کے بدل بیچنا کیسا ہے۔
۱۶۱	مزابنہ اور محاقلہ کا بیان
۱۶۲	عرایا کا جواز
〃	ایک جانور کو دوسرے جانور کے بدل ادہار بیچنا

صفحہ	مضمون کتاب
۱۶۳	ایک جانور کو دو یا زیادہ جانورون کے بدل نقد بیچنا
"	سود لینا سخت گناہ ہے
۱۶۵	ایک مقرر ناپ یا تول مین سلف یا سلم کرنا ایک معین مدت کے وعدے پر
۱۶۶	جو شخص ایک مال مین سلم کرے تو اُسکے بدل دوسرا مال نہ بدلے یا اسکو قبضہ سے پہلے دوسرے کے ہاتھہ نہ بیچے
۱۶۷	ایک شخص نے سلم کی ایک خاص کہجور کے درخت کے پہل پر اور اس سال پہل نہ نکلا۔
"	جانور مین سلم کرنے کا بیان
۱۶۸	شرکت اور مضاربت کا بیان
۱۶۹	آدمی کو اپنی اولاد کے مال مین کیا درست ہے۔
۱۷۰	عورت اپنے خاوند کے مال سے کیا تصرف کرسکتی ہے
۱۷۱	غلام کو کیا دینا اور کیا صدقہ کرنا درست ہی
"	اگر کوئی شخص جانورون کے

صفحہ	مضمون کتاب
	گلہ یا باغ پر سے گذرے تو دودہ یا میوہ لے سکتا ہے صرف اپنے کہانے کے لیے
۱۷۳	بلا اجازت کسی دوسرے کی چیز لینے کی ممانعت کا بیان
۱۷۴	جانور رکہنا کیسا ہے
"	باب حکم اور فیصلے کے
"	قاضیون کا ذکر
۱۷۵	ظلم کرنے اور رشوت کہانے کی سزا۔
۱۷۶	جو کوئی حاکم اجتہاد کرے پہر حق کو پہونچ جاوے
۱۷۸	حاکم غصے کی حالت مین حکم نہ کرے۔
"	حاکم کے حکم کردینے سے جو حرام ہے وہ حلال نہ ہوگا اور جو حلال ہے وہ حرام نہ ہوگا
۱۷۹	جس شخص نے پرایا مال لے لیا اور اسکے لیے جہگڑا کیا
۱۸۰	مدعی پر گواہ ہین اور مدعا علیہ پر قسم ہے۔
"	جو کوئی جہوٹی قسم کہا کر کسیکا مال مار لیوے

صفحہ	مضمون کتاب
۱۸۱	قسم کہان کہاوے
"	یہود اور نصارے کو کیونکر قسم دیوین۔
"	دو آدمی ایک چیز کا دعوے کرتے ہون اور کسی کے پاس گواہ نہ ہون۔
۱۸۲	ایک شخص کی چیز چوری گئی پہر ایک شخص کے پاس ملی جسنے اسکو خریدا
"	جانور جو مال خراب کردیوین اسکا کیا حکم ہے۔
۱۸۳	کوئی شخص کسی کی چیز کو توڑ ڈالے
۱۸۴	اپنے ہمسائی کی دیوار مین لکڑی گاڑے تو کیسا ہے
۱۸۵	اگر لوگ جہگڑا کرین سڑک یعنے راستے کے مقدمہ مین۔
"	کوئی شخص اپنے ملک مین ایسا کام کرے جو اسکے ہمسایہ کو نقصان پہونچاتا ہو۔
۱۸۶	دو آدمی ایک جہونپڑی کا دعوی کرین۔
"	جسنے شرط لگائی خلاص کی

صفحہ	مضمون کتاب
۱۸۷	قرعہ ڈالکر فیصلہ کرنا
۱۸۸	قیافہ کا بیان ۔
۱۸۹	بچے کو اختیار دینا کہ ماں باپ مین سے جسکے پاس رہنا چاہے رہے
۱۹۰	صلح کا بیان
؍؍	جو شخص اپنا مال تلف کرتا ہو تو اسپر حجر کرنا درست ہے ۔
۱۹۱	جسکے پاس مال نہ رہے اور مفلس ہو جاوے اسکا بیان ۔
۱۹۲	ایک شخص مفلس ہو گیا اور کسی نے اپنا مال بجنسہ اسکے پاس پایا
۱۹۴	بغیر گواہی طلب کیے ہوئے خود بخود جاکر گواہی دینا ۔
؍؍	ایک شخص کو ایک معاملہ معلوم ہو لیکن جسکا معاملہ ہے اسکو خبر نہین ہے
۱۹۵	قرض پر گواہ کرنا ۔
؍؍	جسکی گواہی جائز نہین ہے ۔
۱۹۷	ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے فیصلہ کرنا ۔
۱۹۸	جھوٹی گواہی کا بیان ۔
؍؍	اہل کتاب کی گواہی ایک دوسرے پر قبول ہوگی ۔

صفحہ	مضمون کتاب
۱۹۹	باب ہبہ کے بیان مین
؍؍	آدمی اپنے بچہ کو کچھ دیوے
۲۰۰	کسی نے اپنی اولاد کو کچھ دیا پھر پھیر لیا ۔
؍؍	عمر بھر کے لیے کوئی شے دینا
۲۰۱	رقبے کا بیان
۲۰۲	ہبہ کرکے پھیر لینا کیسا ہے
؍؍	جو شخص ہبہ کرے عوض کی امید سے ۔
؍؍	عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ ہبہ نہین کر سکتی
۲۰۳	صدقہ دیکر رجوع کرنا
؍؍	جو شخص صدقہ دیوے پھر صدقہ کا مال بکتا ہوا پاوے اور اسکو خرید لیوے تو کیسا ہے
۲۰۴	ایک شخص نے ایک شے صدقہ دی پھر اسکا وارث ہو گیا
؍؍	وقف کرنیکا بیان ۔
۲۰۶	عاریتہ کا بیان یعنے مانگی چیز کا ۔
؍؍	امانت کا بیان ۔
؍؍	امین اگر امانت کے مال مین سوداگری

صفحہ	مضمون کتاب
	کرے پھر نفع اٹھاوے
۲۰۷	حوالی کا بیان ۔
؍؍	ضمانت کا بیان ۔
۲۰۹	جو شخص قرض لیوے ادا کرنے کی نیت سے
۲۱۱	جسنے قرض لیا اور ادا کرنیکی نیت نہین رکھتا ۔
؍؍	قرض مین سختی کا بیان
۲۱۱	جو شخص مال نہ چھوڑے بے معاش چھوڑ جاوے تو وہ اللہ اور اسکے رسول ص پر ہے
۲۱۲	جب قرضدار محتاج ہو تو اسکو مہلت دینا ۔
۲۱۳	مطالبہ نرمی کے ساتھ کرنا اور حق وصول کرنے مین بری کامون سے بچنا ۔
؍؍	عمدہ قرض ادا کرنا کیونکر ہے
۲۱۴	قرضخواہ کو سخت بات کہنے کا حق ہے
۲۱۵	قرض کی طلب مین قید کرنا اور قرضدار کا پیچھا کرنا اسکے ساتھ رہنا ۔

صفحہ	مضمون کتاب
٢٢١	میت کیطرف سے قرض ادا کرنیکا بیان
٢٢٣	رہن کے باب ١٦
٢٢٤	رہن کے جانور پر سواری کرنا اور اسکا دودھ دوہنا مرتہن کو درست ہے
٢٢٥	جب راہن شے مرہون کو چھوڑانا چاہے تو مرتہن اسکو روک نہین سکتا۔
،،	مزدوری کا بیان
٢٢٦	صرف پیٹ کی روٹی پر نوکر رکھنا۔
٢٢٧	آدمی ایک ڈول ایک ایک کھجور پر کھینچے اور عمدہ کھجور کی شرط کرے
٢٢٨	تہائی یا چوتہائی پیداوار پر مزارعت کرنا۔
٢٢٩	زمین کا کرایہ پر دینا
٢٣٠	خالی زمین کو جس مین کھیتی نہ ہو کرایہ پر دینے کی اجازت سونے چاندی کے بدل۔
٢٣١	جو مزارعت مکروہ ہے اسکا بیان
٢٣٢	تہائی یا چوتہائی پیداوار پر بٹائی کرنے کی اجازت
٢٣٣	غلہ کے بدل زمین کرایہ پر دینا
،،	جو شخص دوسرے کی زمین مین بغیر اسکے اجازت کے کھیتی کرے۔
،،	کھجور اور انگور کا معاملہ بٹائی پر کرنا۔
،،	کھجور مین پیوند لگانا
٢٣٤	مسلمان تین باتون مین شریک ہین۔
٢٣٦	نہرون اور چشمون کا مقطعہ دینا
،،	پانی بیچنے کی ممانعت
٢٣٧	جو پانی اپنی حاجت سے زیادہ ہو اُسے روکنا منع ہے
٢٣٨	کھیت اور باغ مین پانی لینے کا بیان اور کہان تک پانی لینا چاہیے
٢٤٠	پانی کی تقسیم
٢٤١	کنوے کی حریم کا بیان
،،	درخت کا احاطہ کتنا ہوگا
٢٤٢	جو شخص زمین یا باغ یا مکان بیچ ڈالے اور دوسری زمین یا باغ یا مکان خرید نہ کرے
٢٤٢	شفعہ کے باب
،،	جو شخص کوئی جائداد غیر منقولہ بیچے تو اپنے شریک کو خبر کر دیوے۔
٢٤٣	ہمسائگی کی وجہ سے شفعہ کا بیان
٢٤٤	جب حدود معین ہو جاوین تو اب شفعہ نہین ہے۔
،،	شفعہ کی درخواست شفیع کیطرف سے۔
٢٤٥	باب لقطہ کے بیان مین
،،	اونٹ گائے بکری کے لقطہ کے بیان مین۔
٢٤٦	پڑی ہوئی چیز کا بیان
٢٤٨	جو حربی مین سے جو مال نکالے تو اسکا لینا درست ہے
٢٤٩	جو شخص رکاز پاوے
٢٥٠	باب آزادی کے
،،	مدبر کا بیان
٢٥١	ام ولد کا بیان
٢٥٢	مکاتب کا بیان

صفحہ	مضامین کتاب	صفحہ	مضامین کتاب	صفحہ	مضامین کتاب
۲۵۴	آزاد کرنیکا ثواب	۲۶۱	جسپر حد واجب نہین ہے	۲۷۴	جو کوئی مسلمانون پر ہتھیار اُٹھاوے
〃	جو شخص محرم اپنے ناتے والے کا مالک ہوجاوے تو وہ آزاد ہوجاوے گا	〃	مسلمان کا عیب ڈھانکنا اور حدود کا شبہون سے دفع ہوجانا۔	۲۷۵	جو شخص رہزنی کرے اور ملک مین فساد پھیلاوے
۲۵۵	جو شخص ایک غلام کو آزاد کردے لیکن اُس سے شرط لگا دیوے خدمت کی۔	۲۶۳	زنا کی حد کا بیان	۲۷۶	چور کی حد کا بیان
〃	ایک غلام مشترک غلام ہو اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کردیوے۔	۲۶۵	جو کوئی اپنی جورو کی لونڈی سے صحبت کرے	〃	جو شخص اپنا مال بچانے مین مارا جاوے وہ شہید ہے
۲۵۶	جو شخص ایک غلام کو آزاد کرے اور اسکے پاس مال ہو۔	〃	سنگسار کرنا۔	۲۷۸	چور کے ہاتھ کا ٹکڑا اُسی کی گردن مین لٹکا دینا
۲۵۷	ولد الزنا کی آزادیکا بیان	۲۶۷	یہودی مرد اور یہودی عورت کے رجم کا بیان	〃	چور کے اقرار کا بیان
〃	جو شخص میان بی بی دونو کو آزاد کرنا چاہے تو پہلے میان کو آزاد کرے۔	۲۶۸	کوئی فاحشہ عورت معلوم ہو لیکن قاعدے سے زنا ثابت نہ ہو۔	۲۷۹	غلام اگر چوری کرے
〃	باب صدقہ کے بیان مین	〃	جو کوئی لواطت کرے	۲۸۰	امانت مین خیانت کرنیوالے اور لوٹ لینے والے اور اُچک لیجانے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا۔
〃	مسلمان کا قتل درست نہین مگر تین وجہون مین ایک وجہ سے۔	۲۷۰	جو شخص محرم سے زنا کرے یا جانور سے۔	〃	پھل اور گابھے کی چوری مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے۔
۲۵۹	دین سے پھر جانیوالا	〃	لونڈیونپر حد قائم کرنا	۲۸۱	حرز مین سے چرانے کا بیان۔
۲۶۰	حدون کا قائم کرنا۔	۲۷۱	حد قذف کا بیان	۲۸۲	چور کو تعلیم دینا
		۲۷۲	شراب پینے والے کی حد کا بیان۔	〃	جو شخص جبر کیا جاوے حد کے کام پر
		۲۷۳	جو کوئی کئی بار شراب پیے	〃	مسجد مین حد قائم کرنا منع ہے
		۲۷۴	بوڑھے اور بیمار کو مارنا		

صفحہ	مضمون کتاب
٢٨٣	تعزیر کا بیان۔
"	حد کفارہ ہے گناہ کی
٢٨٤	مرد اپنی عورت کے پاس اجنبی مرد پاوے۔
٢٨٥	جو کوئی اپنے باپ کی جورو سے نکاح کرے باپ کے مرنے کے بعد
٢٨٦	جسنے اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ بنایا اور اپنے مولے کے سوا دوسرے کو مولے ظاہر کیا۔
٢٨٧	جو شخص کسی شخص کو اُسکے قبیلہ سے نکالے
"	ہیجڑون کا بیان
٢٨٩	باب قتل اور قصاص اور دیت کے احکام کے
"	مسلمان کو ناحق قتل کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔
٢٩٠	آیا مومن کو قتل کرنیوالے کی توبہ قبول ہے یا نہین۔
٢٩٣	جسکا کوئی عزیز مارا جاوے تو اُسکے وارث کو اختیار ہے تین باتون مین سے ایک بات کا۔
٢٩٤	ایک شخص نے عمداً قتل کیا پہر مقتول کے وارث دیت پر راضی ہوگئے
٢٩٥	شبہ عمد مین دیت مغلظہ ہے
٢٩٧	قتل خطا کی دیت کا بیان
٢٩٩	دیت عاقلہ پر واجب ہوگی اگر کسی کا عاقلہ نہو تو بیت المال مین سے دیت دی جاوے گی۔
"	جو مقتول کے وارثون کو قصاص یا دیت نہ لینے دے اُسکا گناہ۔
٣٠٠	جسمین قصاص نہین ہے
"	اگر قصاص کے بدل زخمی کرنے والا کچھ فدیہ دیوے اور مجروح راضی ہوجاوے تو درست ہے۔
٣٠١	پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان۔
٣٠٢	دیت مین ترکہ ہوگا
٣٠٣	کافر کی دیت کا بیان
٣٠٤	قاتل وارث نہین ہوتا
"	عورت کی دیت اُس کے عصبات پر واجب ہوگی اور اُسکی میراث اوس کی اولاد کو ملے گی
"	دانت مین قصاص کا بیان
٣٠٥	دانتون کی دیت کا بیان
"	انگلیون کی دیت کا بیان
٣٠٦	اُس زخم کا بیان جو ہڈی کو کھول دیوے لیکن توڑی نہین۔
"	ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اُسنے اپنا ہاتھ کھینچا اُسکے دانت نکل پڑے تو اُسکا کیا حکم ہے۔
٣٠٧	کافر کے بدل مسلمان نہ مارا جاوے گا
٣٠٨	باپ اپنی اولاد کے بدل قتل نہ کیا جاوے۔
"	آزاد غلام کے بدل مارا جاویگا یا نہین

صفحه	مضمون کتاب
٣٠٩	جسطرح قاتل نے قتل کیا اسی طرح قصاص لینا۔
٣١٠	قصاص نہین ہے مگر تلوار سے۔
"	ہر ایک قصور کا مواخذہ اسی سے ہوگا۔
٣١١	کس چیز مین نہ دیت ہے نہ قصاص
٣١٢	قسامت کا بیان۔
٣١٥	جو شخص اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹے تو وہ آزاد ہو جاویگا
"	سب قاتلون مین عمدہ وہ ہین جو اہل ایمان ہین۔
٣١٦	مسلمانونکے خون برابر ہین
"	جو کوئی ذمی کافر کو مار ڈالے اسکا گناہ۔
٣١٧	ایک شخص کو امان دیکر پہر مار ڈالنا کیسا ہے۔
"	قاتل کو معاف کردینا
٣١٩	قصاص مین عفو کردینا
"	اگر حاملہ عورت پر قصاص لازم ہو
٣٢٠	باب وصیتون کے

صفحه	مضمون کتاب
٣٢٢	وصیت کرنیکی ترغیب
٣٢٣	وصیت مین ظلم کرنا کیسا ہے
٣٢٤	زندگی مین بخیلی اور مرتے وقت فضول خرچی سے ممانعت۔
٣٢٥	تہائی مال مین سے وصیت کرنیکا بیان۔
٣٢٧	وارث کے لیے وصیت درست نہین ہے۔
٣٢٨	قرض وصیت پر مقدم ہے
٣٢٩	کوئی شخص مر جاوے اور وصیت نہ کرے تو اسکی طرف سے صدقہ دینا کیسا ہے
"	اس آیت کی تفسیر کہ جو کوئی محتاج ہو وہ یتیم کے مال مین سے دستور کے موافق کہاوے
٣٣٠	باب فرائض یعنے ترکون کے
"	علم فرائض حاصل کرنیکی ترغیب
"	اولاد کے حصون کا بیان
٣٣١	دادا کا حصہ کیا ہے۔
٣٣٢	دادی اور نانی کے حصے کا بیان۔

صفحه	مضمون کتاب
٣٣٤	مسلمان مشرکون کے وارث نہ ہونگے۔
"	ولار کی میراث کا بیان
٣٣٦	کلالہ کا بیان۔
٣٣٨	قاتل کو میراث نہ ملے گی
٣٣٩	ذوی الارحام کا بیان
٣٤٠	عصبات کی میراث کا بیان۔
٣٤١	جسکا کوئی وارث نہو
"	عورت تین شخصون کا ترکہ پاوے گی۔
"	جو کوئی انکار کرے کہ یہ بچہ میرا نہین۔
٣٤٢	بچہ کا دعوے کرنا
٣٤٤	حق ولار کی بیع اور ہبہ کی ممانعت۔
"	ترکون کا بانٹنا۔
"	جب بچہ پیدا ہوکر استہلال کرے تو وہ وارث ہوگا۔
٣٤٥	جو شخص کفر سے کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاوے
"	جہاد کے بابون کا بیان

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۳۴۵	اللہ کی راہ مین جہاد کی فضیلت	۳۵۸	اللہ کی راہ مین جہاد کرنے کے لیے گھوڑے رکھنا ثواب ہے۔	۳۷۵	لڑائی مین مکر و فریب درست ہے۔
۳۴۷	اللہ کی راہ مین صبح یا شام کو چلنے کا ثواب۔	۳۶۰	اللہ کی راہ مین لڑنے کا ثواب	؍	لڑائی کے لیے نکلنے اور سامان کا بیان۔
؍	جو کوئی غازی کو جہاد کا سامان کردیوے	۳۶۲	اللہ کی راہ مین شہادت کی فضیلت۔	۳۷۷	رات کو چھاپہ مارنا کافرونپر اور عورتون اور بچون کا حکم
۳۴۸	اللہ کی راہ مین خرچ کرنے کی فضیلت۔	۳۶۵	شہادت کے درجونکا بیان	۳۷۹	دشمن کے ملک مین آگ لگانا۔
؍	جہاد چھوڑ دینے کا عذاب	۳۶۶	ہتھیار باندھنے کا بیان	؍	قیدیون کو فدیہ کے طور پر دینا۔
۳۴۹	جو شخص عذر کی وجہ سے جہاد مین شریک نہ ہوسکے	۳۶۷	اللہ کی راہ مین تیر مارنا کیسا ہے۔	۳۸۰	اگر کافر مسلمانون سے کوئی چیز لیکر اپنے ملک مین پہنچ گئے پہر مسلمان کافرون پر غالب ہوئے اور وہی چیز ہاتھہ آئی۔
؍	اللہ کی راہ مین مورچہ مین رہنے کی فضیلت	۳۷۰	علمون اور جھنڈونکا بیان	۳۸۱	غنیمت مین چوری کرنیکا بیان۔
۳۵۱	اللہ کی راہ مین چوکیداری کی فضیلت اور تکبیر کا بیان۔	؍	حریر اور دیباج لڑائی مین پہننا کیسا ہے	۳۸۲	انعام کا وعدہ کرنا
؍	جب کوچ کا حکم ہو تو اُسی وقت نکلنا چاہیے	۳۷۱	لڑائی مین عمامہ باندھنا	۳۸۳	اگر غلام یا عورتین لشکر مین شریک ہون۔
۳۵۲	دریائی جہاد کی فضیلت	؍	جہاد مین خرید فروخت کرنا	۳۸۴	حاکم کیا کہے فوج سے جب جہاد کو جانے لگے
۳۵۴	دیلم اور قزوین کا بیان	۳۷۲	مجاہدین کو پہنچانے جانا اور رخصت کرنا۔		
۳۵۶	آدمی کا جہاد کرنا کیسا ہے جب اُسکے ماں باپ زندہ ہون	؍	سرایا کا بیان۔		
۳۵۷	لڑائی کی نیت کا بیان	۳۷۳	مشرکون کی دیگون مین کہانا کیسا ہے۔		
		۳۷۴	جنگ مین مشرکون سے مدد لینا کیسا ہے		

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۳۸۶	امام کی اطاعت کا بیان	۴۰۶	جب زندہ شخص حج کرنیکے		بھیجنا چاہیے
۳۸۸	خالق کی نافرمانی مین کسی مخلوق کی		قابل نہ ہو تو اُس کی طرف	۴۱۴	محرم اپنا سر دھو سکتا ہے
	اطاعت نہین کرنا چاہیے		سے حج کرنا۔	۴۱۵	محرمہ عورت اگر اپنے مونہہ
۳۹۱	بیعت کا پورا کرنا ضرور ہے	۴۰۷	بچے کا حج۔		پر کپڑا لٹکا دے۔
۳۹۲	عورتون کی بیعت کا بیان	۴۰۸	نفاس اور حیض والی حج کا احرام	؍؍	حج مین شرط لگانا
۳۹۳	گھوڑ دوڑ کا بیان۔		باندھ سکتی ہے		جائز ہے۔
۳۹۵	دشمن کے ملک مین قرآن	؍؍	ہر ایک ملک کے میقات	۴۱۶	حرم مین داخل ہونے
	شریف ساتھ لیجانے کی		کا بیان۔		کا بیان۔
	ممانعت۔	۴۰۹	احرام کا بیان۔	؍؍	مکہ مین داخل ہونے
۳۹۶	خمس بانٹنے کا بیان	۴۱۰	لبیک کیونکر کہے		کا بیان۔
۳۹۷	حج کے باب	۴۱۱	لبیک پکار کر کہنا	۴۱۷	حجر اسود کو چومنا۔
؍؍	حج کے لیے نکلنے کا بیان	؍؍	جو شخص احرام باندھے ہوا سکو	۴۱۹	حجر اسود کو مس کرنا
۴۰۰	حج کی فضیلت کا بیان		برابر لبیک کہنے کی		لکڑی سے۔
۴۰۱	حج اور عمرہ کی فضیلت		فضیلت۔	۴۲۰	طواف مین رمل کرنا
۴۰۲	کجاوے پر سوار ہوکر حج کرنا	۴۱۲	احرام کے وقت خوشبو	۴۲۱	اضطباع کا بیان۔
۴۰۳	حاجی کی دعا کی فضیلت		لگانے کا بیان۔	؍؍	حطیم کو طواف مین داخل کرنا
۴۰۴	حج کو کونسی چیز واجب	؍؍	محرم کونسے کپڑے پہنے	۴۲۲	طواف کی فضیلت کا
	کر دیتی ہے۔	۴۱۳	اگر محرم کو تہبند نہ ملے تو		بیان۔
؍؍	عورت بغیر محرم کے		پائجامہ پہن لیوے اسی	۴۲۴	طواف کے دوگانے
	حج نکرے		طرح اگر جوتی نہ ملے تو		کا بیان۔
۴۰۵	عورتون کا جہاد حج ہے		موزہ پہن لیوے	۴۲۵	بیمار سوار ہوکر طواف
؍؍	بیت کیطرف سے حج کرنا	؍؍	احرام مین کن باتون سے		کرے۔

صفحه	مضمون کتاب
۴۲۵	ملتزم کا بیان
"	حائضہ عورت حج کے ارکان تمام ادا کرے سوا طواف کے
۴۲۶	حج مفرد کا بیان
۴۲۷	حج اور عمرہ مین قران کرنے کا بیان۔
۴۲۸	قارن کے طواف کا بیان
۴۲۹	تمتع کا بیان
۴۳۲	حج کا احرام فسخ کر ڈالنا اور اسکو عمرہ کر دینا۔
۴۳۶	جو لوگ کہتے ہین حج کا فسخ کرنا خاص تہا ان لوگون سے اون کی دلیل
"	صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا بیان۔
۴۳۸	عمرہ کا بیان۔
"	رمضان مین عمرہ کرنے کا بیان۔
"	ذی قعدہ مین عمرہ کرنے کا بیان۔
۴۳۹	رجب مین عمرہ کرنے کا بیان۔

صفحه	مضمون کتاب
۴۳۹	تنعیم سے عمرہ کا احرام باندہنا۔
۴۴۰	جسنے بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندہا۔
"	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے عمرے کیے۔
۴۴۱	منا کو جانے کا بیان۔
"	منا مین اترنے کا بیان۔
"	منا سے عرفات کو جانے کا بیان۔
۴۴۲	عرفات مین کہان اترے
"	عرفات مین کہان ٹہرے
۴۴۳	عرفات کی دعا کا بیان
۴۴۴	جو شخص عرفات مین دس تاریخ کی صبح سے پیشتر آوے۔
۴۴۵	عرفات سے لوٹنے کا بیان
۴۴۶	اگر کچہ کام ہو تو عرفات اور مزدلفہ کے بیچ مین اتر سکتا ہے

صفحه	مضمون کتاب
۴۴۶	مزدلفہ مین دو نمازین مغرب عشا جمع کرنا
"	مزدلفہ مین ٹہیرنے کا بیان
۴۴۸	جو شخص کنکریان مارنے کے لیے مزدلفہ سے جلد چلا جاوے۔
۴۴۹	کتنی بڑی کنکری مارنا چاہیے۔
۴۵۰	جمرہ عقبہ پر کہان سے کنکریان مارنا چاہیے۔
"	جب جمرہ عقبہ کو مارے تو مارنے کے لیے وہان کہڑا نہ ہو۔
۴۵۱	عذر سے کنکریان مارنے مین دیر کرنا۔
"	بچون کی طرف سے دوسرا شخص رمی کر سکتا ہے
"	حاجی لبیک کب موقوف کرے۔
۴۵۲	جب آدمی جمرہ مین عقبہ کی رمی کرے تو اب کون سی باتین

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۴۵۲	سر منڈانے کا بیان	۴۶۲	آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حج کا حال۔	۴۷۷	جو شخص قربانیون کے جانور پر جھول ڈالے۔
۴۵۳	جسنے اپنے سر کی تلبید کی	۴۷۱	جو شخص حج سے روکا جاوے وہ کیا کرے	۴۷۸	ہدی مین نر اور مادہ دونون درست ہین۔
۴۵۴	ذبح کرنے کا بیان	۴۷۲	احصار کا فدیہ اور جنایت کا	//	میقات کے پرے سے ہدی کا لیجانا۔
//	حج کا کوئی رکن آگے پیچھے بہول کر ہو جانے سے قباحت نہین	//	محرم کو پچھنے لگانا درست ہے	//	ہدی کے اونٹون پر سوار ہونا جائز ہے۔
۴۵۵	ایام تشریق مین کنکریان مارنا۔	۴۷۳	محرم کو کون تیل لگانا درست ہے۔	۴۷۹	اگر ہدی کا جانور راہ مین سقط ہو جاوے۔
//	یوم النحر کے خطبہ کا بیان	//	محرم مر جاوے تو کیا کرین۔	//	مکہ کی گہرون کی قیمت لینا یا کرایہ پر دینا درست ہے
۴۵۶	طواف الزیارت کا بیان	//	اگر محرم شکار کرے تو اُسکا کفارہ کیا ہے	۴۸۰	مکہ کی فضیلت کا بیان
//	زمزم کا پانی پینا۔	//	محرم کو کونسے جانور مارنے جائز ہین	۴۸۱	مدینہ منورہ کی فضیلت
۴۵۹	کعبے کے اندر جانے کا بیان۔	۴۷۴	محرم کو کونسا شکار کرنا منع ہے۔	۴۸۲	کعبہ مین جو مال دفن ہے اُسکا بیان۔
۴۶۰	منا کی راتون مین مکہ مین رہنا۔	۴۷۵	اگر محرم کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو تو اُسکا کہانا درست ہے۔	//	رمضان شریف کے روزے
//	محصب مین اُترنے کا بیان۔	۴۷۶	قربانیون کی تقلید کا بیان	۴۸۳	بارش مین طواف کرنے کا بیان۔
۴۶۱	رخصت کے طواف کا بیان۔	//	بکریون کی تقلید کا بیان	//	پیدل حج کرنا۔
۴۶۲	رخصت کے طواف کرنے سے پہلے حائضہ جا سکتی ہے	//	اونٹون کا اشعار کرنا		

تمت

وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ زمان مولوی وحید الزمان صاحب کتاب مسمی بہ

رفع العجاجة

عن

سنن ابن ماجه

باہتمام شیخ عبد الرحمان واحمد و عبد الحی پسران شیخ محی الدین مرحوم

در مطبع صدیقی واقع مراد آباد طبع گردید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ النِّكَاحِ

نکاح کے بابوں کا بیان **ف** نکاح کہتے ہیں لغت میں جماع کو اور اصطلاح شرع میں نکاح عبارت ہی ایک عقد سی جس سے عورت کی فرج ملک ہوجاتی ہے مرد کی یعنے اُس سے فائدہ لینا اسکو درست ہوجاتا ہی اور غیر کو حرام ہوجاتا ہے جب تک عقد قائم رہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ النِّكَاحِ نکاح کی فضیلت کا بیان **عَنْ** عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ فَخَلَا بِهِ عُثْمَانُ فَجَلَسْتُ قَرِيبًا فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ هَلْ لَكَ اَنْ اُزَوِّجَكَ جَارِيَةً بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مِنْ نَفْسِكَ بَعْضَ مَا قَدْ مَضٰى فَلَمَّا رَاَى عَبْدُ اللّٰهِ اَنَّهُ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ سِوٰى هٰذَا اَشَارَ اِلَيَّ بِيَدِهِ فَجِئْتُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ علقمہ بن قیس سے روایت ہی میں عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ تھا منا میں تو حضرت امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اُنسے تنہائی کی میں نزدیک بیٹھا تھا حضرت عثمان نے عبد اللہ سے کہا تم چاہتے ہو میں تمہارا نکاح کردوں ایک کنواری چھوکری سی جو تمہاری گذرے ہوئے کچھ مزے یاد دلا دیوے اجوانی کے مزے اجب عبد اللہ نے دیکھا کہ حضرت عثمان اُنسے اور کوئی راز کی بات اسکے سوا نہیں کہنا چاہتے تو انہوں نے مجھکو اشارہ کیا پاس آنیکے لیے میں آیا اُسوقت عبد اللہ کہہ رہے تھے تم اگر ایسا کہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے ای جوانو جو کوئی تم میں سی جورو رکھہ سکی (یعنے کھانے کپڑے مہر وغیرہ کی اسکو قدرت ہو) تو وہ نکاح کر لیوے اس لیے کہ نکاح سے آنکھہ نیچے رہتی ہے (غیر عورتوں کیطرف آدمی نہیں گھورتا) اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہی زنا سے بچا رہتا ہے اور جس شخص کو اسکی قدرت نہو (یعنے جورو کی پالنے کی) تو وہ روزہ رکھے اسلیے کہ روزہ آدمی کو خصی کر دیتا ہے **ف** یعنی شہوت کو کم کر دیتا ہے بلکہ کل خواہشین روزے سے ٹوٹ جاتی ہیں حضرت عثمان نے شاید عبد اللہ بن مسعود کو میلے کچیلے برے حال میں دیکھا ہو تو یہ خیال کیا کہ انکے پاس جورو نہیں ہے جو انکی خدمت کرے اور انکو نہلا دھلا کر صاف ستھرا رکھے نکاح کی ترغیب میں بہت احادیث وارد ہوئی ہیں انمیں سے ایک حدیث یہ بھی ہی **عَنْ**

عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَتَزَوَّجُوْا فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ فَاِنَّ الصَّوْمَ لَهٗ وِجَاءٌ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح میرا طریقہ ہے جو کوئی میرے طریقہ پر نہ چلے وہ مجھ سے تعلق نہیں رکھتا اور نکاح کرو اس لیے کہ میں اپنی امت کی کثرت سے فخر کروں گا اور امتوں پر قیامت کے دن اور جس شخص کو مقدرت ہو وہ نکاح کرے جسکو نہ ہو وہ روزہ رکھے روزہ اسکو خصی کر دیگا **ف** اس حدیث میں نکاح کا لفظ امر کے ساتھ وارد ہے اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ جس کسیکو نان نفقہ مہر وغیرہ کی قدرت ہو اسکو نکاح کرنا سنت ہے اور اگر اسکے ساتھ گناہ میں پڑنے کا ڈر ہو تو نکاح کرنا واجب ہے ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے صحیحین میں انس سے مروی ہے کہ بعضے صحابہ نے کہا میں نکاح نہیں کروں گا بعض نے کہا میں ساری رات نماز پڑھوں گا سوؤں گا نہیں بعضوں نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھوں گا کبھی افطار نہ کروں گا یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا ایسا ایسا کہتے ہیں میں تو روزہ بھی رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں سوتا بھی ہوں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پھر جو کوئی میرے طریق سے نفرت کرے وہ میرا نہیں ہے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ نَرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح سے بہتر محبت بڑھانیوالا نہیں دیکھا گیا **ف** یعنے اکثر دو قوموں میں یا دو شخصوں میں عداوت ہوتی ہے جب نکاح کیوجہ سے باہمی رشتہ ہو جاتا ہے تو وہ عداوت جاتی رہتی ہے اور کبھی محبت کم ہوتی ہے تو نکاح سے زیادہ ہو جاتی ہے اور یہی سبب ہے کہ قرابت دو طرح کی ہوگئی ہے ایک قرابت نسبی دوسری قرابت سببی اور انسان کو اپنی جورو کے بھائی بہن سے ایسی الفت ہوتی ہے جیسی اپنے بھائی بہن سے بلکہ کبھی اس سے بھی زیادہ

باب النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ قلندری کی ممانعت **ف** قلندری یہ ہے کہ انسان نکاح شادی نہ کرے اکیلا اور مجرد رہکر بسر کرے جیسے بعضے فقیر کیا کرتے ہیں اور نصاری بھی ایسا کرتے ہیں انکی اصطلاح میں اسکو رہبانیت کہتے ہیں یعنے ترک دنیا اور انگریزی زبان میں بیری اور مانک بولتے ہیں ایسے لوگوں کو **عَنْ** سَعْدٍ قَالَ لَقَدْ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ ابْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ اَذِنَ لَهٗ لَاخْتَصَيْنَا سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عثمان بن مظعون کو قلندری سے اور اگر آپ انکو اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے (تاکہ بالکل عورتوں کا خیال ہی نہ رہے) **عَنْ** سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّبَتُّلِ زَادَ زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ وَقَرَاَ قَتَادَةُ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قلندری سے زید بن اخزم نے اپنی روایت میں یہ بڑھایا کہ قتادہ نے یہ آیت پڑھی بیشک ہم نے تجھ سے پہلے رسول بھیجے اور انکے لیے بی بیاں اور اولاد کیں **ف** اس آیت میں اللہ تعالی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے یا کافروں کا اعتراض آپ پر سے رد کرتا ہے کہ اگر آپ نے بی بیاں

کیں اور اولاد تو یہ نبوت کے منافی نہیں ہے اگلے بہت پیغمبر ایسے گذرے ہیں جنھوں نے بی بیاں کی تہیں انکے اولاد بھی بہت تھی ملکہ بنی
اسرائیل تو سب حضرت یعقوب پیغمبر کی اولاد میں ہیں جنکے بارہ بیٹے تھے اور کئی بی بیاں تہیں اور حضرت ابراہیم کی دو بی بیاں تہیں
ایک حضرت سارہ دوسری حضرت ہاجرہ اور حضرت سلیمان کی ایک کم سو بی بیاں تہیں روضہ میں ہے کہ نصاریٰ نکاح نکرنا
عبادت سمجھتی تھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے دین میں اسکو باطل کیا اور مقتضای طبع اور عقل یہی ہے کہ انسان نکاح کرے
اور اپنے بنی نوع کی نسل قائم رکھے اور رہبانیت البتہ جس شخص کو جورو کے پالنے کی قدرت نہو اسکو اکیلے رہنا درست ہے **باب**
حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ عورت کا حق خاوند پر **عَنْ** حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ قَالَ اَنْ يُّطْعِمَهَا اِذَا طَعِمَ وَاَنْ يَّكْسُوَهَا اِذَا اكْتَسٰى وَلَا يَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا يُقَبِّحْ
وَلَا يَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ حکیم بن معاویہ سے روایت ہے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ عورت کا حق خاوند پر کیا ہے آپنے فرمایا جب کہانا مانگے تو اسکو کہانا دیا جاوے اور جب کپڑا مانگے تو اسکو کپڑا دیا جاوے
اور اسکے مونہہ پر نہ مارے اور اسکو برا نہ کہے یعنے بدزبانی نہ کرے یا اسکی شکل اور صورت کو برا نہ کہے اور اگر اسکو الگ سلاوے
تو اسی گہر میں **ف** یہ نہیں کہ خاوند دوسرے گہر میں رہے اور عورت کو دوسرے گہر میں بہیجدیوے اسمیں عورت کے پریشان اور
آوارہ ہونیکا ڈر ہے **عَنْ** سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ اَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاۤءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ
لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ
اضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ لَكُمْ مِّنْ نِّسَاۤئِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَاۤئِكُمْ
عَلَيْكُمْ حَقًّا فَاَمَّا حَقُّكُمْ عَلٰى نِسَاۤئِكُمْ فَلَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَا يَاْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ اَلَا وَ
حَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ عمرو بن الاحوص سے روایت ہے وہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے آپنے اللہ کی تعریف کی اور اسکی ثنا بیان کی اور نصیحت کی اور پند کی پھر فرمایا عورتوں سے نیک
سلوک کرنے کی وصیت میری ہے اسپر عمل کرو اسلیے کہ عورتیں تمہاری قید میں ہیں پس تم اسی امر کے مالک ہو ان سے یعنے
انکی فرج کے مطلب ہے کہ جماع کرنیکا تمکو اختیار ہے) اور کسی امر کے نہیں مگر جب وہ کہلی بدکاری کریں (جیسے شرارت
نافرمانی زناکاری) اگر وہ ایسا کریں تو ان کو اپنے ساتھ سولانا چہوڑ دو اور مارو لیکن سخت مار نہ مارو (جس سے ہڈی پسلی
ٹوٹ جاوے یا زخم آوے) اس مارنے پر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو اب انپر زیادتی نہ کرو (یعنے پھر انکو زیادہ نہ ستاؤ)
تمہارا حق عورتوں پر ہے اور عورتوں کا حق تمپر ہے تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ تمہارا بچھونا اسکو روندنے نہ دیں جس کو

تم ناپسند کرتے ہو یعنے تمہاری اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے نہ دیویں نہ اُس سے بات کریں اگرچہ وہ محرم ہو یا عورت ہو اور اذن نہ دیویں تمہارے گھروں میں آنیکا ان لوگوں کو جنکو تم ناپسند کرتے ہو آگاہ رہو انکا حق تم پر یہ ہے کہ تم اچھی طرح سے انکو کھانا اور کپڑا دو

حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ خاوند کا حق عورت پر

عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا اَمَرَ امْرَأَتَهٗ اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَحْمَرَ اِلٰى جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰى جَبَلٍ اَحْمَرَ لَكَانَ نَوْلُهَا اَنْ تَفْعَلَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں حکم کرتا کسی کو دوسرے کے لیے سجدہ کرنے کا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے **ف** یعنی سجدہ تحیت اور تعظیم نہ سجدہ عبادت کیونکہ عبادت غیر خدا کی شرک ہے اور شرک کبھی جائز نہیں ہو سکتی نہ پیغامبر اسکا حکم دے سکتے ہیں البتہ سجدہ تحیت ملاقات کے وقت اگلے دینوں میں جائز تھا اور ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت ہی کیا تھا اسیطرح حضرت یعقوب اور انکے بیٹوں نے حضرت یوسف کو سجدہ تحیت کیا تھا جسکا ذکر قرآن شریف میں ہے لیکن ہماری شریعت میں سجدہ تحیت بھی منع ہو گیا اب مطلق سجدہ کسی کو جائز نہیں ہے سوا خداوند کریم کے اور سجدہ وہ عبادت ہے جو پروردگار سے خاص ہے کیونکہ سجدہ تحیت کا وجود ہے ہماری شرع میں نہیں ہے البتہ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اگر اس زمانہ میں بھی کوئی تحیت کے طور پر کسیکو سجدہ کرے تو وہ گنہ گار ہو گا مشرک نہ ہو گا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ معاذ نے آپکو سجدہ کیا تھا جب شام سے لوٹ کر آئے تھے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے معاذ اخیر حدیث تک اسمیں یہ ہے کہ ایسا مت کرو بہر حال سجدہ تحیت کے بھی حرام ہونے میں کچھ شک نہیں اور بعضوں نے اُسکو بھی شرک کہا ہے اس خیال سے کہ ہماری شرع میں سجدہ بجز سجدہ عبادت کے نہیں ہے تو گویا اس نے غیر خدا کی عبادت کی اور یہ کھلا ہوا شرک ہے واللہ اعلم **ف** اور اگر مرد اپنی عورت کو حکم کرے پتھر ڈھونیکا لال پہاڑ سے سیاہ پہاڑ کیطرف اور سیاہ پہاڑ سے لال پہاڑ کیطرف یعنے مشکل اور سخت کاموں کا حکم کرے اور لال پہاڑ اکثر سیاہ پہاڑ سے دور پر ہوتا ہی تو ایک سے دوسرے تک پتھر لیجانا بڑا مشکل کام ہے تو عورت پر حق ہی کہ اسکام کو بجا لاوے **ف** یعنی مرد کی اطاعت کرے یہ آپ نے مبالغہ کے طور پر فرمایا ورنہ پہاڑ کے پتھر ڈھونا سخت مشکل ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنَ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا هٰذَا يَا مُعَاذُ قَالَ اَتَيْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِاَسَاقِفَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ فَوَدِدْتُ فِيْ نَفْسِيْ اَنْ تُفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَفْعَلُوْا فَاِنِّيْ لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتّٰى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا وَلَوْ سَاَلَهَا نَفْسَهَا وَهِيَ عَلٰى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہی جب معاذ بن جبل مشہور صحابی شام سے لوٹ کر آئے

تو انہوں نے سجدہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے اے معاذ انہوں نے عرض کیا میں شام کو گیا تھا وہان میں نے دیکھا نصاریٰ سجدہ کرتے ہیں اپنے پادریوں کو اور فوج کے سرداروں کو میرے دل میں اچھا معلوم ہوا کہ ہم آپ کو سجدہ کریں آپ نے یہ سنکر فرمایا تو ایسا مت کر (یعنے مجھکو سجدہ مت کر) اسلیے کہ اگر میں کسیکو حکم کرتا کہ سوا خدا کے اور کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے **ف** معاذ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ تحیت کیا اور یہ کفر نہیں ہے جیسے بعض فقہا نے گمان کیا اسلیے کہ معاذ جلیل الشان صحابی تھے وہ کفر کو کیونکر جائز رکھتے البتہ اسکے حرام ہونے میں کلام نہیں جمہور علما کے نزدیک ایسا ہی کہا شاہ عبد الغنی صاحب مجددی نور اللہ مرقدہ نے **مترجم** کہتا ہے سجدہ بہ نیت عبادت غیر خدا کے لیے کفر اور شرک ہے بالاتفاق اس میں کسی کا خلاف نہیں البتہ سجدہ بہ نیت تحیت او تعظیم غیر خدا کے لیے اس میں اختلاف ہے علما کا بعض کہتے ہیں حرام ہے کفر نہیں ہے بعض کہتے ہیں مکروہ تحریمی ہے بعض کہتے ہیں مکروہ تنزیہی ہے بعض کہتے ہیں جائز ہے اور تیسرا اور چوتھا اور پانچوان قول صریح احادیث کے خلاف ہے فلا تفعلوا نہی ہے اور نہی مقتضی ہے تحریم کو تو اب صرف دو قول رہ گئے ایک یہ کہ کفر اور شرک ہے دوسرے یہ کہ حرام ہے شاہ صاحب نے اول قول کو رد کیا اسطرح سے کہ اگر کفر ہوتا تو معاذ کے سے جلیل الشان صحابی اسکا کیسے ارتکاب کرتے اور مخالفین اسکا جواب یوں دے سکتے ہیں کہ یہ کفر عملی تھا نہ اعتقادی اور ممکن ہے کہ صحابہ کو اشتباہ ہو جاوے کفر عملی میں اور کفر عملی سے انسان بالکل کافر نہیں ہوتا اگر اسکے دل میں ایمان کا اعتقاد باقی ہو لیکن قضاءً اسکے کفر کا فتوی دیا جاتا ہے اس خیال سے کہ کافروں کا سا اس نے فعل کیا جیسے حدیث میں ہے کہ جس میں یہ تینوں باتیں ہونگی وہ خالص منافق ہوگا جھوٹ بولنا عہد توڑنا فحش بکنا اسکا بھی مطلب یہی ہے کہ عملاً منافق ہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ اعتقاداً مومن ہو اور یہ تینوں باتیں سب میں موجود ہوں دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ اس صورت میں ہم اور تم متفق ہو گئے کسلیے کہ سجدۂ تحیت غیر خدا کو کرنے والا تمہارے نزدیک بھی حقیقۃً کافر نہیں ہوا اور جب کافر نہیں ہوا تو کفر سے اتر کر حرام ہی کا درجہ ہے پس ثابت ہوا کہ سجدہ تحیت غیر خدا کے لیے حرام ہے اور اسکی مثال حلف لغیر اللہ کی سی ہے کہ ایک حدیث میں آیا جس نے غیر خدا کی حلف کی اس نے شرک کیا حالانکہ یہ شرک حقیقی نہیں ہے بلکہ شرک عملی ہے یعنے کام مشرکوں کا سا ہے وہ اپنے معبودوں کے جیسے لات اور عزیٰ کی قسم کھایا کرتے تھے دوسرے قول والے کہتے ہیں کہ اگر سجدہ تحیت غیر خدا کو کفر ہوتا تو اگلی کسی شریعت میں یہ سجدہ درست نہوتا اسلیے کہ کفر اور شرک کسی شریعت میں درست نہیں ہوا اول قول والے اسکا جواب دیتے ہیں کہ کفر درست ہو سکتا ہے مثلاً اونٹ کا حرام جاننا اب کفر ہے اور شراب کا حرام جاننا اب کفر ہے حالانکہ یہ باتیں اگلی شریعت میں جائز تھیں دوسرے قول والے جواب دیتے ہیں کہ مراد ہماری کفر اور شرک کے کسی شریعت میں درست نہونے سے یہ ہے کہ کوئی عمل یعنے فعل جو ایک شریعت میں درست ہو وہ کفر اور شرک نہیں ہو سکتا اور تم نے جو مثالیں بیان کیں وہ اعتقاد سے متعلق ہیں اول قول

والے کہتے ہین کہ اعتقاد بہی ایک فعل ہے اگرچہ قلب کا فعل ہی ہہی دوسرے قول والے کہتے ہین کہ نہین ہمارا قول افعال جوارح سے متعلق ہے
اور افعال جوارح مین اسکی نظیر نہین ملتی واللہ اعلم اب جو لوگ سجدہ تحیت کو بہی کفر کہتے ہین وہ کہتے ہین اگر کسی نے کسی بزرگ کو ولی
یا نبی کی قبر پر جاکر اسکو سجدہ کیا یا اپنے مرشد کو سجدہ کیا وہ کافر ہوگیا دوسرے قول والے کہتے ہین وہ کافر نہین ہوا البتہ مرتکب امر حرام
کا ہوا اسلیے کہ سجدہ تحیت غیر خدا کو کفر نہین عام ہے کہ صاحب قبر کو سجدہ کرے یا کسی زندہ کو اول قول والے کہتے ہین کہ قبر کو مطلقاً
سجدہ کرنا کفر ہے اور جس قبر کو لوگ سجدہ کرین وہ وثن ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا بچو تم وثن کی نجاست سے اور دلیل اسکی
یہ ہے کہ فقہا نے لکہا ہے اگر کسی نے خود کعبہ کو سجدہ کیا تو وہ کافر ہوگیا تو قبر کعبے سے زیادہ مکرم نہین ہو سکتی دوسرے قول والے کہتے
ہین کہ کعبہ کو سجدہ کرنا کفر ہے اسوجہ سے کہ کعبہ کیطرف سجدہ عبادت کرتے ہین پس جس نے عبادت مین غیر خدا کی نیت کی وہ کافر ہو گیا
اول قول والے کہتے ہین کہ بت کو یا چاند یا سورج کو یا ہندؤن کی مورتون کو اگر کوئی سجدہ تحیت بہی کرے تو تمہارے نزدیک
بہی کافر ہو جاتا ہے پہر یہی حکم اولیا اور انبیا کے قبور اور زندہ اشخاص مین بہی جاری ہوگا اور صحیح حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ میری قبر کو وثن مت بنا دیجیو جو پوجی جاوے اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بہی
(معاذ اللہ) پوجی جاوے تو وہ وثن ہو جاتی ہے اور وثن اور صنم ایک ہی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف عبادت سے
وثن ہو گئی تو اور اولیا کی قبرین بطریق اولے وثن ہونگی دوسرے قول والے کہتے ہین کہ بت یا چاند یا سورج یا مورت یا اوثار
جنکی مشرکین عبادت کیا کرتے تہے انکی تو ذری سی تعظیم بہی کفر ہے کیونکہ شریعت مین انکے توڑ ڈالنے کا اور ان سے جدا رہنے
کا حکم ہوا اور اللہ تعالی نے انکو پلیدی فرمایا پس انکا سجدہ تحیت بہی کفر ہوگا لیکن اولیا کی قبور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی قبر شریف کا یہ حکم نہین ہے انکی تو زیارت کا اور تعظیم کا حکم ہوا اور حدیث مین جو ہے کہ میری قبر کو وثن مت بنائیو تو اس کا
مطلب یہ ہے کہ میری قبر کی کوئی عبادت نکرے اور سجدہ تحیت عبادت نہین ہے اور اگر بالفرض کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
قبر کی عبادت بہی کرے تو وہ شخص مشرک اور کافر ہو جاوے گا لیکن قبر شریف کسی حال مین پلیدی اور نجاست نہین ہو سکتی اور
اوثان تو نجس ہین بنص قرآنی واللہ اعلم **ف** قسم اسکی جسکے ہاتہ مین محمد کی جان ہے عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہین
کریگی جبتک اپنے خاوند کا حق ادا نکرے (کیونکہ پروردگار ہی کا حکم ہے کہ خاوند کا حق ادا کر) اور اگر خاوند عورت سے کہے اپنے
تئین سپرد کر دینے کو (یعنے جماع کے لیے راضی ہونیکو) اور عورت اسوقت پالان پر سوار ہو (جہان جماع کرنا مشکل ہے) تو بہی
عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند کو نہ روکے **ف** مطلب یہ ہے کہ خاوند کی اطاعت کرے اگر سواری پر ہو یا کہانا پکاتی ہو
اگر خاوند اسوقت بہی صحبت کرنا چاہے تو انکار نکرے **عن** اُمِّ سَلَمَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے مین نے سنا جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کوئی عورت مر جاوے اور اسکا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت مین جاوےگی **باب** فضل النساء عورتون کی فضیلت **عن** عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انما الدنیا متاع ولیس من متاع الدنیا شیئ افضل من المراۃ الصالحۃ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا چندروز کا مزا ہے اور دنیا کے مزون مین کوئی چیز نیک بخت عورت سے عمدہ نہین ہے **ف** اسلیے کہ نیک بخت عورت دنیا کا عیش ہوتا ہے آدمی کو خوشی ہوتی ہے اسکی صحبت سے باہر سے کتنی رنج مین آوے جب اپنی پاک سیرت بی بی کے پاس بیٹھتا ہے تو سارا رنج اور غم بھولجاتا ہے برخلاف اسکے اگر عورت خراب ہو تو دنیا کی زندگی دوزخ ہوجاتی ہے کتنا ہی مال اور دولت ہو سب بیکار اور لغو ہوجاتا ہے کچھ مزا نہین آتا ہمارے زمانہ مین ایک صاحب بڑے عہدہ دارون مین حیدرآباد مین تھے بڑی متمول اور مالدار تھے انکی بی بی خراب نکلی عدالت مین مقدمہ چلا ساری دنیا مین ذلت ہوئی کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے آخر کو نوکری بھی گئی غرض عزت راحت سب اس عورت کے سبب سے برباد ہوگئی لاحول ولا قوۃ حضرت علیؓ نے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ سے نیک عورت مراد رکھی ہے اور آخرت کی حسنہ سے حور جنت کی اور عذاب النار سے خراب اور بدزبان عورت مراد رکھی ہے

زینہار از قرین بدزینہار   وقنا ربنا عذاب النار

عن ثوبان قال لما نزل فی الفضۃ والذھب ما نزل قالوا فای المال نتخذ قال عمر فانا اعلم لکم ذلک فاوضع علی بعیرہ فادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی اثرہ فقال یا رسول اللہ ای المال نتخذ قال لیتخذ احدکم قلبا شاکرا ولسانا ذاکرا وزوجۃ مؤمنۃ تعین احدکم علی امر الاخرۃ ثوبان سے روایت ہے جب سونے چاندی کی برائی مین قرآن اترا الذین یکنزون الذھب والفضۃ اخیر تک. تو لوگون نے کہا اب ہم کونسا مال اپنے لیے رکھین حضرت عمر نے کہا مین تم کو بتلاتا ہون اور اپنے اونٹ کو تیز کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچے (آپ آگے ہونگے سفر مین) اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم کونسا مال رکھین آپنے فرمایا تم مین سے کوئی دل رکھے شکر کرنیوالا اور زبان رکھے ذکر کرنیوالی اور بی بی رکھے جو مومنہ ہو (ایمان والی) اور وہ مدد کرے اسکی آخرت کے کام مین **ف** عورت کی مدد آخرت کے کام مین یہ ہے کہ آدمی اسکی وجہ سے گناہون اور بد نظرون سے بچا رہتا ہے اور گھر کے تمام کام عورت کر لیتی ہے مرد کو عبادت کی فرصت ملتی ہے اگر عورت نہ ہو اور یہ کام خود کرے تو عبادت کی فرصت مشکل سے ملیگی بعضی عورتین خود صالحہ اور عابدہ ہوتی ہین انکی صحبت کیوجہ سے مرد بھی زاہد اور عابد ہوجاتا ہے بعضی عورتین اپنے مرد کو جگاتی ہین تہجد کی نماز کے لیے **عن** ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللہ خیرا لہ من زوجۃ صالحۃ ان امرھا اطاعتہ وان نظر الیھا سرتہ وان اقسم علیھا ابرتہ وان غاب عنھا نصحتہ فی نفسھا ومالہ ابو امامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے

تقوی کے بعد بہر مومن کو اور کوئی چیز اتنی مفید نہین ہی جیسے نیک بخت بی بی اگر خاوند اسکو حکم کرے تو وہ مان لیوے اگر اسکی طرف
دیکھے تو خاوند خوش ہو جاوے اگر اسکے بہروسے پر قسم کہا بیٹھے تو وہ اسکو سچا کرے **ف** مثلاً کہے قسم کہا کر لوگون کے سامنے کہ اگر مین
اپنی عورت کو وہان جانے سے منع کرون تو وہ کبھی وہان نہین جاوے گی پہر عورت ایسا ہی کرے تاکہ اسکا خاوند سچا ہووے بعضون
نے کہا مطلب یہ ہے کہ خاوند اگر کسی بات پر عورت سے قسم لیوے تو عورت اس قسم کو سچا کرے اور اپنی قسم کے خلاف نکرے **ف** اگر
خاوند باہر جاوے (سفر وغیرہ مین) تو وہ اسکی خیر خواہی کرے اپنی ذات کو محفوظ رکھے (زنا) کاموں سے اور اسکے مال کو محفوظ رکھے **باب** تزویج ذاتِ
الدِّین دیندار عورت مقدم ہے **عن** ابی ہریرۃ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْکَحُ النِّسَاءُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِہَا وَلِحَسَبِہَا وَ
لِجَمَالِہَا وَلِدِیْنِہَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا عورتون سی نکاح کرتے ہین چار باتین دیکھکر ایک تو مال اور دولت دوسرے حسب نسب اپنے خاندانی شرافت) تیسرے
حسن اور جمال چوتھی دینداری یعنے تقوی اور پرہیزگاری تو تو حاصل کر دین والی عورت کو مٹی لگے تیرے ہاتھون کو **ف** یعنی
دینداری اور خدا ترسی اور تقوی اور پرہیزگاری کو سب پر مقدم رکھ اور جس عورت مین یہ صفت ہو اسی سی نکاح کر کیونکہ مال
دولت کا اعتبار نہین اگر رہے بھی تو عمر بہر خاوند کو طعنہ دیا کریگی غلام کیطرح سمجھیگی حسب نسب بغیر عمدہ خصائل کے کیا کام
کا بلکہ اور خرابی ہے کہ بری کام کریگی اور اپنی خاندانی شرافت پر مغرور رہیگی کبھی خاوند کو حقیر سمجھے گی رہا حسن و جمال وہ ایک
دن کی بہار مین تشریف لیجاتا ہے دو تین برس کے بعد کیسی ہی حسین عورت ہو اسکی قدر جاتی رہتی ہے اب اگر اس مین تقوی
اور پرہیزگاری نہ ہو تو خاوند کی جان پر آفت ہو گی ساری محلہ کے لوگ خاوند کے دشمن ہو جاوینگے اور عورت کو طرح طرح سے بہکاوینگے
تو بہر حال دینداری سب پر مقدم ٹھیری دیندار عورت سے راحت ہی ہو گی گو وہ مفلس ہو خاندانی نہ ہو خوبصورت نہ ہو کیونکہ وہ خاوند کے
حقوق سمجھے گی اور خدا سے ڈریگی البتہ اگر دینداری کے ساتھ ان صفات مین سی بھی کوئی صفت ہو تو سبحان اللہ نور علی نور اسی
عورت کو اختیار کرے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ
لِحُسْنِہِنَّ فَعَسٰی حُسْنُہُنَّ اَنْ یُرْدِیَہُنَّ وَلَا تَزَوَّجُوْہُنَّ لِاَمْوَالِہِنَّ فَعَسٰی اَمْوَالُہُنَّ اَنْ تُطْغِیَہُنَّ وَلٰکِنْ تَزَوَّجُوْہُنَّ
عَلَی الدِّیْنِ وَلَاَمَۃٌ خَرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ الدِّیْنِ اَفْضَلُ عبداللہ بن عمرو سی روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مت نکاح کرو عورتون سی انکے حسن کو دیکھکر شاید حسن ہی انکو تباہ کرے اور مت نکاح کرو عورتون سی انکے مالون کو دیکھکر شاید
مال ہی انکو شرارت مین ڈالے لیکن نکاح کرو انسے دین کو دیکھکر البتہ ایک لونڈی کان چھیدی ہوئی کالی دین دار
بہتر ہے **ف** یعنی دیندار نیک بخت لونڈی کان پھٹے ہوئی یا سوراخدار کانوں والی کالی کلوٹی بہتر ہے گوری چٹی خوبصورت
عورت سی جو دیندار نہو ان حدیثون کی تصدیق آگے چلکر ہوتی ہے جب انسان تجربہ اٹھاتا ہے اور پہلے پہل تو جوانی کی

انسان پن تحوا عبارت عورت ہی بہتر معلوم ہوتی ہے **باب** تزویج الابکار کنواری عورتوں سے نکاح کرنا **عن** جابر بن عبداللہ قال تزوجت امرأة على عهد رسول الله صلعم فلقيت رسول الله صلعم فقال تزوجت يا جابر قلت نعم قال ابكرا او ثيبا قلت ثيبا قال فهلا بكرا تلاعبها قلت كن لي اخوات فخشيت ان تدخل بيني وبينهن قال فذاك اذا جابر بن عبداللہ رض سے روایت ہے میں نے ایک عورت سے نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پھر آپ سے ملا آپنے فرمایا اے جابر تونے نکاح کیا میں نے عرض کیا جی ہاں آپنے فرمایا کنواری سے یا ثیبہ سے میں نے کہا ثیبہ سے (ثیبہ وہ عورت جس سے مرد صحبت کرچکا ہو) آپنے فرمایا تونے کنواری کیوں نہ کی وہ تیرے ساتھ کھیلتی تو اسکے ساتھ کھیلتا میں نے عرض کیا میری بہنیں ہیں (انکے باپ دس لڑکیاں چھوڑ گئے تھے) تو میں ڈرا کہیں کنواری لڑکی آکر انہیں اور مجھ میں جھگڑا نہ کرادے (یا کنواری لڑکی آکر انہی میں شریک ہو جاوے اور بجائے تربیت کے انکے ساتھ کھیلنے لگے) آپنے فرمایا ایسا ہی تو خیر **عن** عبدالرحمن بن سالم بن عتبة بن عويم بن ساعدة الانصاري عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالابكار فانهن اعذب افواها وانتق ارحاما وارضى باليسير عویم بن ساعدہ انصاری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواری عورتوں سے نکاح لازم کرلو انکے منہ شیریں ہوتے ہیں اور رحم جننے والے ہوتے ہیں اور تھوڑے مال پر راضی ہو جاتی ہیں **ف** کیونکہ انکو کسی اور خاوند سے سابقہ نہیں پڑا ہوتا وہ جو خاوند دیوے اسی کو بہت جانتی ہیں اور رحم جننے والے سے یہ غرض ہے کہ کنواری عورتوں کی اولاد بہت ہوتی ہے اسلیے کہ انکے رحم صاف ہوتے ہیں انہیں بیماری نہیں ہوتی اگرچہ اولاد کا ہونا اللہ سبحانہ وتعالی کی قدرت سے متعلق ہے کبھی ثیبہ کی اولاد ہوتی ہے کنواری کی نہیں ہوتی لیکن اکثر ایسا ہی ہوتا ہے جیسے آپنے فرمایا **باب** تزويج الحرائر والولود آزاد عورتوں سے اور جننے والی عورتوں سے نکاح کرنا **ف** یہ بات کہ عورت جننے والی ہے اس کے خاندان سے معلوم ہوتی ہے بعض خاندان کی عورتیں بہت جنتی ہیں بعض خاندان کی اکثر بانجھ ہوتی ہیں **عن** انس بن مالك يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من اراد ان يلقى الله طاهرا مطهرا فليتزوج الحرائر انس بن مالک رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہے کہ اللہ جل جلالہ سے پاک صاف ہو کر ملے وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے **ف** کیونکہ آزاد عورتیں بہ نسبت لونڈیوں کے زیادہ لطیف اور پاک ہوتی ہیں اور ممکن ہے کہ مطلب یہ ہو جو کوئی آزاد عورتوں سے نکاح کرے گا اُسکی نگاہ اجنبی عورتوں کیطرف نہ اُٹھے گی پس وہ اکثر گناہوں سے بچا رہیگا **عن** ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انكحوا فاني مكاثر بكم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح کرو تم لوگوں سے اوروں پر فخر کروں گا **ف** تو جب نکاح کروگے تو اولاد ہوگی میری امت زیادہ ہوگی **مؤلف** نے انس کی حدیث بیان نہیں کی جسکو احمد اور ابن حبان نے نکالا اس میں یہ ہے کہ نکاح

کرو عورت سے جو خاوند سے محبت رکھے اور بہت جننے والی ہو اسلیے کہ مین اور انبیا پر فخر کرون گا قیامت کے دن اور امام احمد نے ابن عمر سے ایسا ہی نکالا اسکے اسناد مین جریر بن عبداللہ ہے بعضون نے اسکو ضعیف کہا بعضون نے ثقہ کہا اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے معقل بن یسار سے ایسا ہی نکالا

باب النظر الی المرأة اذا اراد ان یتزوجها جب عورت سے نکاح کرنا چاہے تو اسکو دیکھ سکتا ہے

عن محمد بن مسلمة قال خطبت امرأة فجعلت اتخبأ لها حتى نظرت اليها فی نخل لها فقیل له اتفعل هذا وانت صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا القى الله فی قلب امرئ خطبة امرأة فلا باس ان ينظر اليها محمد بن مسلمہ سے روایت ہے ایک عورت کو مین نے پیام دیا نکاح کا پھر مین چھپنے لگا لوگون سے اسکے دیکھنے کے لیے یہانتک کہ مین نے اسکو دیکھ لیا کھجور کے درختون مین لوگون نے ان سے کہا تم ایسا کرتے ہو (یعنے عورت کو چوری سے دیکھتے ہو) اور تم صحابی ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انھون نے کہا مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب اللہ تعالی کسی مرد کے دل مین ڈالے وہ کسی عورت کو پیام دیوے (نکاح کا) تو کچھ قباحت نہین اگر اسکو دیکھ لیوے **ف** کیونکہ یہ ضرورت سے دیکھنا ہے اور ضرورت کیوقت ایسا روا ہے جیسے قاضی اور گواہ کو عورت کا دیکھنا درست ہے اسیطرح طبیب کو اس مقام کا دیکھنا درست ہے جہان دیکھنے کی ضرورت ہو علاج کے لیے اور یہی قول ہے اہلحدیث اور شافعی اور ابوحنیفہ اور احمد اور اکثر علما کا کہ جس عورت سے نکاح کرنا منظور ہو اسکا دیکھنا درست ہے اور امام مالک نے کہا کہ عورت کے اذن سے درست ہے بغیر اذن کے درست نہین اور مالک کی روایت ایسی ہے کہ مطلقاً درست نہین ہے اور اس باب مین ایک یہ حدیث ہے دوسری مغیرہ کی حدیث ہے جو آگے آتی ہے تیسری ابوہریرہ کی حدیث ہے جو صحیح مسلم مین ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا مینے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا آپنے فرمایا تو نے اسکو دیکھا تھا وہ بولا نہین آپنے فرمایا جا اسکو دیکھ لے اسلیے کہ انصار کی آنکھون مین کچھ خلل ہوتا ہے

عن انس بن مالك ان المغيرة بن شعبة اراد ان يتزوج امرأة فقال له النبی صلى الله عليه وسلم اذهب فانظر اليها فانه احرى ان يودم يعنی بينكما ففعل فتزوجها فذكر من موافقتها انس بن مالک سے روایت ہے مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جا اس عورت کو دیکھ لے ایسا کرنے سے زیادہ امید ہو گی کہ تم دونون مین موافقت ہو مغیرہ نے ایسا ہی کیا پھر مغیرہ نے بیان کیا اپنی موافقت کا حال اس عورت سے **ف** یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور اس عورت سے خوب موافقت رہی افسوس ہے کہ اس زمانہ مین مسلمانون نے جیسے اور سنتون کو چھوڑ دیا ہے اسکو بھی چھوڑ دیا ہے جس لڑکی کا نکاح کرنا چاہتے ہین اسکو سات کوٹھریون کے اندر چھپاتے ہین دولہہ کو تو کیا دولہہ کے عزیز و اقربا بھی دلہن کے

سایہ تک بھی نہیں دیکھ سکتے اور نکاح کیا کرتے ہیں گویا اندھا شکار کرتے ہیں اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بی بی کو میاں سے اور میاں
کو بی بی سے رغبت نہیں ہوتی چند ہی روز میں لڑائی شروع ہوتی ہے اور ظلم اور طلاق کی نوبت آتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ

عن المغیرۃ بن شعبۃ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت لہ امرأۃ اخطبہا فقال اذہب فانظر
الیہا فانہ اجدر ان یؤدم بینکما فاتیت امرأۃ من الانصار فخطبتہا الی ابویہا واخبرتہما بقول النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فکانہما کرہا ذلک قال فسمعت ذلک المرأۃ وہی فی خدرہا فقالت ان کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرک ان تنظر فانظر والا فانشدک کانہا اعظمت ذلک قال فنظرت
الیہا فتزوجتہا فذکر من موافقتہا مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپ سے ذکر کیا
ایک عورت کا کہ میں پیام دیتا ہوں اسکو آپ نے فرمایا جا اسکو دیکھ لے اس سے تم دونوں میں محبت زیادہ ہونیکی امید ہے آخر
میں انصار کی ایک عورت پاس آیا اور میں نے اسکا پیام دیا اس کے ماں باپ سے اور جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
وہ ان سے بیان کر دیا لیکن ایسا معلوم ہوا جیسے ماں باپ نے اسکو پسند نہ کیا **ف** یعنی انکی طبیعت کو یہ امر پسند نہیں آیا
کہ لڑکی کو دولہا دیکھ لیوے یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے حدیث کو پسند نہ کیا یا اسکا انکار کیا کیونکہ یہ کفر ہے فرمایا اللہ تعالی
نے کبھی قسم تیرے رب کی وے مومن نہونگے جبتک تجھکو حکم نہ کریں اپنے جھگڑوں میں پھر جو تو فیصلہ کر دے اس سے انکا دل
تنگ نہ ہو اور اس کو مان لیویں (شاہ عبد الغنی) **ف** مغیرہ نے کہا میں نے خود اس عورت سے سنا (جس کا پیام میں نے دیا
تھا) وہ پردے میں تھی اس نے کہا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھکو حکم دیا ہے دیکھنے کا تو دیکھ لے نہیں تو میں تجھ کو
قسم دیتی ہوں گویا اس عورت نے بھی اس امر کو برا سمجھا (یعنے دلہن کو نکاح سے پہلے دیکھنے کو) مغیرہ نے کہا میں نے اسکو
دیکھا پھر مغیرہ نے اس سے نکاح کیا اور بیان کیا اپنی موافقت کا حال اس سے

باب لا یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ

جب ایک مسلمان بھائی کسی عورت کو پیام دیوے تو دوسرا اسکو پیام نہ دیوے **ف** عقبہ بن عامر کی روایت میں ہے یہاں تک کہ
پہلا پیام دینے والا اسکو چھوڑ دیوے یعنے اگر پہلا پیام ٹوٹ جاوے تو دوسرے کو پھر پیام دینا درست ہے نکالا اسکو مسلم نے اور
جمہور علما اس طرف گئے ہیں کہ یہ فعل حرام ہے

عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا
یخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد اپنے
بھائی کے پیام پر پیام نہ دیوے

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخطب الرجل
علی خطبۃ اخیہ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد پیام نہ دیوے اپنے بھائی کے پیام پر

عن فاطمۃ بنت قیس تقول قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حللت فآذنینی فآذنتہ فخطبہا

مُعٰوِیَۃُ وَ اَبُو الْجَھْمِ بْنُ صُخَیْرٍ وَ اُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا مُعٰوِیَۃُ فَرَجُلٌ تَرِبٌ لَا مَالَ لَہٗ وَ اَمَّا اَبُو الْجَھْمِ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِّلنِّسَآءِ وَلٰکِنْ اُسَامَۃُ فَقَالَتْ بِیَدِھَا ھٰکَذَا اُسَامَۃُ اُسَامَۃُ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَاعَۃُ اللّٰہِ وَطَاعَۃُ رَسُوْلِہٖ خَیْرٌ لَّکِ قَالَتْ فَتَزَوَّجْتُ فَاغْتُبِطْتُ بِہٖ فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تیری عدت گذر جاوے تو مجھے خبر کر دینا آخر اس نے آپ کو خبر کی تو پیام دیا اسکو معاویہ اور ابو الجہم بن صخیر اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہ تو مفلس قلاش ہے اسکے پاس مال نہیں ہے اور ابو الجہم ایسا مرد ہے جو عورتوں کو بہت مارتا ہے لیکن اسامہ بہتر ہے یہ سنکر فاطمہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا اسامہ اسامہ (فاطمہ نے اسامہ کو حقیر جانا اس خیال سے کہ وہ زید کے بیٹے تھے اور زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے لیکن آپ نے انکو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنایا تھا) آپ نے فاطمہ سے فرمایا اللہ اور اسکے رسول کی بات ماننا تیرے لیے بہتر ہے آخر اس نے اسامہ سے نکاح کیا فاطمہ کہتی تھی دوسری عورتیں مجھپر رشک کرنے لگیں **ف** یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی برکت ایسی ہوئی کہ اسامہ کے پاس مجھ کو بہت عیش اور آرام حاصل ہوا ایسا تک کہ دوسری عورتیں مجھپر رشک کرنے لگیں پہلے فاطمہ نے اسامہ کو برا جانا اسوجہ سے کہ فاطمہ قریش کی شریف عورتوں میں سے تھیں اور اسامہ ایک حبشی غلام کے بیٹے تھے لیکن خدا اور رسول کی اطاعت ضروری ہے اسوجہ سے مان لیا اور حقتعالی نے اس میں برکت دی اس حدیث سے اور ایک بات نکلی کہ اگر نکاح کے باب میں کوئی بھائی مسلمان مشورہ لیوے تو حق بات بیان کر دے یعنے جو واقعی عیب ہو اسکو ظاہر کر دیوے جیسے آپ نے ابوجہم کا اور معاویہ کا عیب بیان کر دیا دوسری روایت میں ہے کہ ابوجہم اپنی لاٹھی کاندھے سے نہیں رکھتا یعنے ہر وقت عورتوں کو مارتا رہتا ہے اور معاویہ صعلوک ہے یعنے مفلس قلاش سبحان اللہ کیا قدرت ہے خدا کی ایک زمانہ معاویہ کا ایسا تھا کہ مفلس تھے ایک پیسہ پاس نہ تھا پھر چند ہی روز کے بعد حقتعالی نے انکو ایسی بڑی بادشاہت دی کہ روم شام ایران عرب مصر سب انکی زیر نگین تھے تعز من تشاء و تذل من تشاء۔

باب اسْتِئْمَارِ الْبِکْرِ وَالثَّیِّبِ (کنواری یا ثیبہ دونوں سے اجازت لینا نکاح کی)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَیِّمُ اَوْلٰی بِنَفْسِھَا مِنْ وَّلِیِّھَا وَالْبِکْرُ تُسْتَاْمَرُ فِیْ نَفْسِھَا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْبِکْرَ تَسْتَحْیِیْ اَنْ تَتَکَلَّمَ قَالَ اِذْنُھَا سُکُوْتُھَا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوہر والی عورت (یعنے جو پہلے شوہر کر چکی ہو یعنے ثیبہ) زیادہ حق رکھتی ہے اپنے نفس پر اسکے ولی سے اور کنواری عورت سے اجازت لیجاویگی اسکے نفس کے باب میں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کنواری تو شرم کرتی ہے بات کرنے میں آپ نے فرمایا اسکی اجازت یہی کہ چپ ہو رہے **ف** لیکن ثیبہ کا چپ ہو رہنا کافی نہیں بلکہ زبان سے ہوں یا ہاں کہنا چاہیے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْکَحُ الثَّیِّبُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ وَاِذْنُھَا الصُّمُوْتُ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثیبہ کا نکاح نہ کیا جاوے یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جاوے اور کنواری کا بھی
نکاح نہ کیا جاوے یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جاوے اور اسکی اجازت یہ ہے کہ خاموش ہو رہے **ف** مراد یہاں کنواری اور ثیبہ سے
وہ لڑکی ہے جو جوان ہو گئی ہو لیکن جو نابالغ ہو اس سے اجازت لینا ضرور نہیں بلکہ ولی کی اجازت کافی ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دیا تھا اسوقت حضرت عائشہ
صدیقہ کی عمر صرف چھ برس کی تھی **عن** عدی بن عدی الکندی عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الثیب تعرب عن نفسها والبکر رضاها صمتها عدی کندی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ثیبہ خود اپنی رضامندی ظاہر کرے اور کنواری کی رضامندی اسکا چپ ہو رہنا ہے **باب** من زوج ابنته
وھی کارھۃ جو شخص اپنی بیٹی کا نکاح کر دیوے اور وہ ناراض ہو **ف** یہ بیٹی دو حال سے خالی نہیں کنواری ہو یا ثیبہ اور
ہر ایک کی دو قسمیں ہیں جوان بالغہ ہو یا نابالغ اہلحدیث کے نزدیک ہر صورت میں لڑکی کو اختیار ہے کہ نکاح فسخ کر دیوے
الا جب وہ نابالغہ کنواری ہو تو باپ اسکا نکاح جبرًا کر سکتا ہے مگر اس صورت میں بھی اگر نکاح غیر کفو سے ہو تو دوسرے عزیز عورت
کے جیسے بھائی یا دادا یا چچا نکاح فسخ کرا سکتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ فسخ نہیں کرا سکتے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک
اگر لڑکی بالغہ ہو خواہ کنواری ہو خواہ ثیبہ تو باپ اسکا نکاح جبرًا نہیں کرا سکتا اور شافعی کے نزدیک بکر کا کرا سکتا ہے
اور ثیبہ کا نہیں کرا سکتا **عن** عبد الرحمان بن یزید ومجمع بن یزید الانصاریین اخبراہ ان رجلا منهم یدعی
خذاما انکح ابنة له فکرهت نکاح ابيها فاتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت له فرد عليها نكاح ابيها
فنکحت ابا لبابة بن عبد المنذر وذكر يحيى انها كانت ثيبا عبد الرحمان بن یزید اور مجمع بن یزید سے روایت ہے دونوں
انصاری تھے کہ ایک شخص نے جسکا نام خدام تھا اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اس نے اپنے باپ کا کیا ہوا نکاح ناپسند کیا وہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ سے بیان کیا آپ نے باپ کا نکاح فسخ کر دیا پھر اس نے ابولبابہ بن عبد المنذر سے
نکاح کیا یحیی بن سعید نے کہا مجھے خبر پہنچی کہ یہ لڑکی ثیبہ تھی **ف** لیکن ابن عباس کی حدیث سے نکلتا ہے کہ یہ لڑکی کنواری
تھی اور اس سے شافعی کا مذہب رد ہوتا ہے **عن** ابن بريدة عن ابيه قال جاءت فتاة الى النبي صلى الله عليه
وسلم فقالت ان ابي زوجني ابن اخيه ليرفع بي خسيسته قال فجعل الامر اليها فقالت قد اجزت ما صنع ابي
ولكن اردت ان تعلم النساء ان ليس الى الاباء من الامر شيء بریدہ سے روایت ہے ایک جوان عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آئی اور عرض کی کہ اسکے باپ نے اپنے بھتیجے سے اسکا نکاح کر دیا ہے تاکہ اس بھتیجے کی ذلت میرے نکاح کی وجہ سے اٹھ جاوے
(اسکا بھتیجا شاید مفلس محتاج ہوگا) راوی نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اختیار دیا اس نے کہا میں نے اپنے

باپ کا نکاح جائز رکھا لیکن میرا مطلب یہ تھا کہ عورتوں کو معلوم ہو جاوے کہ ان کے باپوں کو نہ اختیار نہیں پہونچتا جبرا بلا ان کی
رضامندی کے انکا نکاح کر دینے کا **عن** ابن عباس ان جارية بكرا اتت النبي صلى الله عليه وسلم فذكرت له ان اباها
زوجها وهي كارهة فخيرها النبي صلى الله عليه وسلم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک کنواری لڑکی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی کہ اسکے باپ نے اسکا نکاح کر دیا اور وہ ناراض تھی اس نکاح سے تو اختیار دیا آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خواہ نکاح قائم رکھے خواہ اسکو توڑ ڈالے **عن** ابن عباس عن النبي صلى الله عليه
وسلم مثله ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

نكاح الصغار يزوجهن الآباء

نابالغ لڑکیوں کا نکاح انکے باپ کر سکتے ہیں **عن** عائشة قالت تزوجني رسول الله صلى الله
عليه وسلم وانا بنت ست سنين فقدمنا المدينة فنزلنا في بني الحارث بن الخزرج فوعكت فتمرق شعري
حتى وفا جميمة فاتتني امي ام رومان واني لفي ارجوحة ومعي صواحبات لي فصرخت بي فاتيتها وما ادري
ما تريد فاخذت بيدي فاوقفتني على باب الدار واني لانهج حتى سكن بعض نفسي ثم اخذت شيئا
من ماء فمسحت به على وجهي وراسي ثم ادخلتني الدار فاذا نسوة من الانصار في بيت فقلن على الخير
والبركة وعلى خير طائر فاسلمتني اليهن فاصلحن من شاني فلم يرعني الا رسول الله صلى الله عليه وسلم
ضحى فاسلمتني اليه وانا يومئذ بنت تسع سنين ام المومنين حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا اسوقت میری عمر چھ برس کی تھی پھر ہم مدینہ میں آئے تو بنی حارث بن خزرج کے
محلہ میں اترے مجھے بخار آیا تو میرے بال جھڑ گئے اسکے بعد پھر ایک چھوٹا سا گچھا بالوں کا مونڈھوں تک ہو گیا اسکے بعد
میری ماں ام رومان میرے پاس آئی اور میں جھولی میں تھی میرے ساتھ کئی سہیلیاں میری تھیں وہ میرے اوپر چیخی (یعنے بلند
آواز سے مجھکو پکارا) میں اسکے پاس گئی مجھے نہیں معلوم تھا وہ کیا چاہتی ہے آخر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مکان
کے دروازے پر کھڑا کر دیا اسوقت میرا دم چڑھ رہا تھا یہاں تک میری سانس ذرا ٹھیری پھر میری ماں نے تھوڑا پانی لیا
اور اس سے میرا منھ اور سر پونچھا پھر گھر کے اندر لے گئی وہاں انصار کی کئی عورتیں تھیں ایک کوٹھری میں انہوں نے کہا
بہتری اور برکت کے ساتھ آئی اور اچھی قسمت کے ساتھ میری ماں نے مجھ کو ان عورتوں کے سپرد کر دیا انہوں نے میرا سنگار
کیا (یعنے آراستہ کر کے دولہن بنایا) پھر میں نہیں ڈری ایکا ایکی کسی چیز سے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ
دن چڑھے تشریف لائے اور ان عورتوں نے مجھ کو آپکے سپرد کر دیا اسدن میری عمر نو برس کی تھی **ف** اس حدیث
سے نکلا کہ نابالغہ لڑکی کا نکاح اسکا باپ کر سکتا ہے اور یہ بھی نکلا کہ کم سنی میں عورت کا نکاح کر دینا درست ہے **عن**

عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَائِشَۃَ وَھِیَ بِنْتُ سَبْعٍ وَبَنٰی بِھَا وَھِیَ بِنْتُ تِسْعٍ وَتُوُفِّیَ عَنْھَا وَھِیَ بِنْتُ ثَمَانِیَ عَشْرَۃَ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا جب انکی عمر سات برس کی تھی اور اپنے صحبت کی جب انکی عمر نو برس کی تھی (نو برس میں بعض لڑکیاں جوان ہو جاتی ہیں) اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اسوقت حضرت عائشہ کی عمر اٹھارہ برس کی تھی **ف** فضائل حضرت عائشہ ام المومنین کے بیحد اور بے شمار ہیں اور وہ افضل تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بی بیوں میں بعد حضرت خدیجہ کبریٰ کے اور بعضوں نے حضرت خدیجہ سے بھی انکو افضل کہا ہے غرض وہ محبوبہ خاص تھیں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی بی بیوں میں سوا انکے کوئی کنواری نہ تھی اور اس کم سنی میں حضرت عائشہ کا یہ حال تھا کہ علم و فضیلت اور حافظہ اور عقل و دانش میں بڑی بڑی عورتوں سے سبقت لے گئیں تھیں

نِکَاحُ الصِّغَارِ یُزَوِّجُھُنَّ غَیْرُ الْاٰبَاءِ

اگر نابالغ لڑکی کا نکاح باپ کے سوا اور کوئی کر دیوے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ حِیْنَ ھَلَکَ عُثْمٰنُ بْنُ مَظْعُوْنٍ تَرَکَ ابْنَۃً لَّہٗ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَزَوَّجَنِیْھَا خَالِیْ قُدَامَۃُ وَھُوَ عَمُّھَا وَلَمْ یُشَاوِرْھَا وَذٰلِکَ بَعْدَ مَا ھَلَکَ اَبُوْھَا فَکَرِھَتْ نِکَاحَہٗ وَاَحَبَّتِ الْجَارِیَۃُ اَنْ یُّزَوِّجَھَا الْمُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ فَزَوَّجَھَا اِیَّاہُ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جب عثمان بن مظعون (صحابی جلیل القدر) کا انتقال ہوا انہوں نے ایک بیٹی چھوڑی تو میرا نکاح اس بیٹی سے میرے ماموں قدامہ نے کر دیا اور وہ چچا تھے اس لڑکی کے اور اس لڑکی سے نہیں پوچھا اور یہ اسوقت کا ذکر ہے جب اسکا باپ مر چکا تھا تو اس لڑکی نے اس نکاح کو ناپسند کیا اور اس نے چاہا کہ اسکا نکاح مغیرہ بن شعبہ سے کر دیا جاوے آخر قدامہ نے اسکا نکاح مغیرہ ہی سے کر دیا **ف** شاید عثمان کی بیٹی جوان ہوگی اور جوان لڑکی کا نکاح بغیر اسکی اجازت کے نافذ نہیں ہوتا اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ نابالغ لڑکی کا نکاح اگر باپ دادا کے سوا اور کوئی ولی کر دیوے تو نکاح درست ہو جاویگا لیکن لڑکی کو اختیار ہے کہ جوان ہو کے پیچھے نکاح کو فسخ کر دیوے اگر وہ اس نکاح سے ناراض ہو

بَابُ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ

نکاح بغیر ولی کے درست نہیں ہوتا **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ لَّمْ یُنْکِحْھَا الْوَلِیُّ فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَاِنْ اَصَابَھَا فَلَھَا مَھْرُھَا بِمَا اَصَابَ مِنْھَا فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَّا وَلِیَّ لَہٗ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کا نکاح اسکے ولی نے نہیں کیا تو اسکا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے اگر مرد نے ایسی عورت سے جماع کیا تو عورت کو اسکا مہر دلاویں گے اگر ولیوں میں جھگڑا ہو اور دونوں ولی ایک درجہ کے ہوں جیسے ایک عورت کے دو بھائی ہوں اور ایک بھائی ایک مرد سے اسکا نکاح کرنا چاہے اور دوسرا دوسرے مرد سے اور عورت بالغہ نہ ہو تو بادشاہ ولی ہے اسکا جسکا کوئی ولی نہیں ہے **ف** یعنی اختلاف کی صورت میں بھی اسیطرح جب یہ عورت کا

کوئی ولی نہ ہو تو اسکی ولایت بادشاہ وقت کو حاصل ہو گی حاکم نے کہا یہ حدیث کہ لا نکاح الا بولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں سے صحیح ہوئی جیسے حضرت عائشہؓ سے ام سلمہ سے زینب بنت جحش سے اور بیس صحابیوں سے اور جمہور کے نزدیک ولی وہ ہیں جو عصبات میں سب سے زیادہ عورت سے قریب ہو اور ابو حنیفہ کے نزدیک ذوی الارحام جیسے ماموں نانا وغیرہ بھی ولی ہیں جب عصبات نہوں حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ ولی کی شرط نکاح میں اسلیے کی کہ اگر عورت اپنا نکاح آپ کرے تو اس میں ایک طرح کی بے شرمی ہے دوسرے یہ ہے کہ نکاح میں شہرت چاہیے اور وہ اسی سے ہوتی ہے کہ عورت کے اولیا حاضر رہیں تیسرے یہ کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں تو احتمال ہے کہ برے آدمی یا غیر کفو کے ساتھ نکاح کریں شافعی نے کہا نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا مگر ولی کی زبان سے اگر قریب کا ولی نہو تو دور کا سہی اگر کوئی ولی نہو تو بادشاہ یا اسکا نائب نکاح کر دیوے تو اگر کسی عورت نے اپنا نکاح آپ کر لیا اگرچہ ولی کی اذن سے ہو تب بھی نکاح باطل ہوگا اور یہی قول ہے اہلحدیث کا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر عورت آزاد اور عاقلہ بالغہ ہو تو اپنا نکاح آپ کر سکتی ہے خواہ کنواری ہو خواہ ثیبہ اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ بیشرمی کی نشانی ہے اور بعض حنفیہ نے اس حدیث کو ضعیف کیا واللہ اعلم اور ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے اور بہت صحابہ سے تو اسکی صحت میں کلام نہیں اب قرآن میں جو نکاح کا لفظ آیا ہے اس سے یہ نہیں نکلتا کہ بغیر ولی کے نکاح صحیح ہے بلکہ آیت میں نسبت کی ہے نکاح کی عورت کیطرف اور یہ حدیث کے خلاف نہیں اور یہ جو حنفیہ دوسری حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ ثیبہ زیادہ حقدار ہے اپنی نفس کی اپنے ولی سے اس سے بھی حجت پوری نہیں ہوتی اسلیے کہ حقداری سے وہاں یہ غرض ہے کہ ولی ایسی عورت کا نکاح جبرًا نہیں کر سکتا اب یہ حدیث کہ ام سلمہ نے اپنا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کر لیا تھا اور کہا تھا کہ میرے اولیا میں سے کوئی حاضر نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ تھے دین اور دنیا دونوں کے اور تمام مومنین اور مومنات کے ولی تھے اور فرمایا آپ نے انا ولی من لا ولی لہ تو نکاح بغیر ولی کے کہاں ہوا علاوہ اسکے اس نکاح پر اور نکاحوں کا قیاس نہیں ہو سکتا کس لیے کہ نکاح کے باب میں کئی امور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص تھے شاید یہ بھی انہیں سے ہو دوسرے یہ کہ آپکے ساتھ نکاح کرنا باعث فخر اور سعادت دارین ہے اس میں ولی کی کیا ضرورت ہے اور اسی لیے آپ نے فرمایا جب ام سلمہ نے یہ کہا کہ میرا کوئی ولی حاضر نہیں ہے کہ تیرے اولیا میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو میرے ساتھ نکاح کرنے سے ناراض ہو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن عکرمۃ عن ابن عباس قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بولی وفی حدیث عائشۃ والسلطان ولی من لا ولی لہ حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ بادشاہ ولی ہے اوسکا جسکا کوئی ولی نہیں عن ابی موسی قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بولی ابوموسی اشعری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح نہیں
جائز ہے بغیر ولی کے **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزوج المرأۃ المرأۃ ولا
تزوج المرأۃ نفسھا فان الزانیۃ ھی التی تزوج نفسھا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ عورت اپنا نکاح آپ کرے اسلیے کہ چھنال وہی عورت ہے جو اپنا نکاح
آپ کرتی ہے **ف** یعنے بازاری عورتیں جو ہوتی ہیں وہ بھی تو خرچی ٹھیراکر ایک عقد کرتی ہیں لیکن اسکو نکاح نہیں کہتے اسلیے
کہ عورت کے اولیا حاضر نہیں ہوتے خود عورت اپنی آپ معاملہ کرلیتی ہے اس حدیث کے ہوتے ہوئے حنفیہ کو بھی لازم ہے کہ نکاح بغیر ولی
کے نہ کریں ورنہ احتمال ہے کہ نکاح جائز نہ ہو اور تمام عمر زنا میں صرف ہو لاحول ولا قوۃ **باب** النھی عن الشغار شغار
کی ممانعت **ف** اسکی تفسیر آگے آتی ہے **عن** ابن عمر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشغار والشغار
ان یقول الرجل للرجل زوجنی ابنتک او اختک علی ان ازوجک ابنتی او اختی ولیس بینھما صداق عبداللہ
بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا شغار سے اور شغار یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے سے کہے تو اپنی بیٹی یا بہن
کا مجھ سے نکاح کردے اس شرط پر کہ میں اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح تجھ سے کردوں اور دونوں طرف کچھ مہر قرار نہ پاوے
ف ملکہ ہر ایک جانب مہر یہی ہو کہ دوسرے کی بیٹی یا بہن یہ حاصل کرے ابن عبدالبر نے کہا یہ نکاح باجماع علما ناجائز ہے
لیکن اختلاف ہے کہ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں جمہور اسکو باطل کہتے ہیں اور شافعی نے کہا یہ نکاح باطل ہے مثل نکاح متعہ کے
اور ابوحنیفہ نے کہا نکاح صحیح ہو جاوے گا اور ہر ایک پر مہر مثل لازم ہوگا **عن** ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن الشغار ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے
عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا شغار فی الاسلام انس بن مالک سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں شغار نہیں ہے **ف** مسلم نے ابن عمر سے بھی ایسا ہی نکالا **باب**
صداق النساء عورتوں کا مہر **عن** ابی سلمۃ قال سالت عائشۃ کم کان صداق نساء النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قالت کان صداقہ فی ازواجہ اثنتی عشرۃ اوقیۃ ونشا ھل تدری ما النش ھو نصف اوقیۃ
وذلک خمسمائۃ درھم ابوسلمہ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کا مہر
کیا تھا انہوں نے کہا آپ کی بی بیوں کا مہر بارہ اوقیہ چاندی اور ایک نش تھا تو جانتا ہے نش کیا ہے وہ آدھا اوقیہ اس
سب کے پانسو درم ہوئے **ف** اور ہماری ملک میں انگریزی سکہ سے تخمینا سوا سو روپیہ ہوتے ہیں ایسا ہی باندھنا
عمدہ ہے اور اہلحدیث کے نزدیک مہر گراں باندھنا مکروہ ہے طبرانی نے اوسط میں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا بڑی برکت اس نکاح مین ہے جس مین بوجھ کم ہو اور اسکا اسناد ضعیف ہے اور صحیح مسلم مین ہے کہ ایک شخص نے انصاری عورت سے نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو نے کتنا مہر باندھا وہ بولا چار اوقیہ آپ نے فرمایا چار اوقیہ جیسے تم اس پہاڑ مین سے چاندی تراشتے ہو ہماری پاس اتنا مال نہین ہے لیکن ہم تجھکو ایک لڑائی مین بھیجینگے شاید وہان تجھ کو مال ملجاوے پھر آپ نے ایک لشکر بنی عبس کیطرف بھیجا اور اُس شخص کو اس مین روانہ کیا اور ابو داؤد اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر مہر وہ ہے جو آسان ہو اور حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مہر کو مقرر نہین کیا کیونکہ رغبت مختلف ہوتا ہی باعتبار رسوم اور عادات اور رغبت کے تو اسکا تقرر نہین ہو سکتا جیسے اشیاء کی قیمت معین نہین ہو سکتی اور اسی لیے آپ نے فرمایا کوئی چیز ڈھونڈہ اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو مگر آپ نے اپنی بی بیون کے مہر مین بارہ اوقیہ سنت کہی اور ایک نش اور حضرت عمر نے کہا عورتون کے مہر نہ بڑہاؤ اگر مہر بڑہانا دنیا کی عزت ہوتا یا اللہ تبارک وتعالے کے نزدیک تقوی ہوتا تو تمہارے نبی اسکو ضرور اختیار کرتے انتہے۔

عن اَبِی الْعَجْفَاءِ السُّلَمِیِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رض لَا تَغَالُوا صَدَاقَ النِّسَاءِ فَاِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا اَوْ تَقْوًى عِنْدَ اللّٰهِ كَانَ اَوْلَاكُمْ وَاَحَقَّكُمْ بِهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصْدَقَ امْرَاَةً مِّنْ نِسَائِهٖ وَلَا اُصْدِقَتْ امْرَاَةٌ مِّنْ بَنَاتِهٖ اَكْثَرَ مِنْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اُوْقِيَّةً وَّاِنَّ الرَّجُلَ لَيُثْقِلُ صَدَقَةَ امْرَاَتِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ لَهَا عَدَاوَةٌ فِي نَفْسِهٖ وَيَقُوْلُ قَدْ كُلِّفْتُ اِلَيْكِ عَلَقَ الْقِرْبَةِ اَوْ عَرَقَ الْقِرْبَةِ وَكُنْتُ رَجُلًا عَرَبِيًّا مُوَلَّدًا مَا اَدْرِيْ مَا عَلَقُ الْقِرْبَةِ اَوْ عَرَقُ الْقِرْبَةِ ابو العجفاء سلمی سے روایت ہے حضرت عمر نے فرمایا مت مہنگا کرو مہر عورتون کے اگر ایسا کرنا عزت ہوتی دنیا مین یا تقوی ہوتا اللہ کے پاس تو تم سب مین اسکے زیادہ حقدار اور اولی جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور آپ نے اپنی بی بیون مین سے اور بیٹیون مین سے کسی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ مقرر نہین کیا اور مرد اپنی عورت کا مہر بھاری کرتا ہے یہانتک کہ اپنے دلمین اُسکی دشمنی پیدا کرلیتا ہے وہ کہتا ہے مینے تیرے لیے تکلیف اٹھائی یہانتک کہ مشک کی رسی بھی اٹھائی یا مجھے پسینہ آیا مشک کے پانی کی طرح ابو العجفاء نے کہا مین ایک مولد آدمی تھا (یعنے اصلی عرب کے رہنے والا نہ تھا بلکہ دوسرے ملک سے آکر عرب مین پیدا ہوا تھا) تو مین سمجھا نہین حضرت عمر نے جو لفظ بولا علق القربہ یا عرق القربہ

عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ فَزَارَةَ تَزَوَّجَ عَلٰى نَعْلَيْنِ فَاَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِكَاحَهٗ عامر بن ربیعہ سے روایت ہے ایک شخص نے بنی فزارہ مین سے نکاح کیا دو جوتیون پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نکاح جائز رکھا

عن سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّتَزَوَّجُهَا فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ

لَيْسَ شَيْءٌ قَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَهَا عَلٰى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سہل بن سعد سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ نے فرمایا کون اس سے نکاح کرتا ہے ایک مرد بولا مین آپ نے فرمایا اسکو کچھ دے اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو وہ بولا میرے پاس تو کچھ نہین آپ نے فرمایا مینے اسکا نکاح تیرے ساتھ کردیا اس قرآن کے بدل جو تجھکو یاد ہے **ف** یعنی اسقدر قرآن اس عورت کو سکھلا دے یہی مہر ہے آن دونو حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ مہر کی کمی کی کوئی حد نہین ہے ایک لوہے کی انگوٹھی بھی مہر ہو سکتی ہے اور اگر یہ بھی نہو تو قرآن کا سکھلا دینا بھی مہر ہو سکتا ہے اہلحدیث اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور احمد اور ابوداؤد نے جابر سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی مرد ایک عورت کو مٹھی بھر اناج دیوے مہر کے طور پر تو وہ اسکے لیے حلال ہو جاویگی اسکا اسناد ضعیف ہے اور دارقطنی کی روایت مین ہے ابو سعید سے کہ اگرچہ مہر ایک مسواک ہو پیلو کی اور صحیحین مین سہل بن سعد سے روایت ہے کہ آپ نے نکاح کردیا ایک عورت کا تعلیم قرآن پر اب ان صحیح حدیثون کے معارض وہ روایت نہوگی کہ مہر دس درم سے کم نہین ہے اسکو دارقطنی نے نکالا جابر سے کیونکہ اسکے اسناد مین مبشر بن عبید ہے اور حجاج بن ارطاۃ دونون ضعیف ہین ابن قیم نے کہا صحیح حدیثون سے نکاح کا جواز دس درم سے کم مہر پر ثابت ہے اور قرآن مین بھی اموالکم کا لفظ عام ہے شامل ہے قلیل اور کثیر کو اور مہر کا قیاس نصاب سرقہ پر ایک فاسد قیاس ہے بھلا نکاح کو چوری سے کیا علاقہ اور تحلیل فرج کو قطع ید سے کیا تعلق: کئی بار اوپر گذر چکا کہ سب سے زیادہ صحیح قیاس اہلحدیث کا ہوتا ہے اور جسقدر آدمی حدیث سے واقف ہوگا اتنا ہی اسکا قیاس عمدہ ہوگا اور جسقدر حدیث سے دور ہوگا اتنا ہی اسکا قیاس فاسد ہوگا انتہے **عَنْ** اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ عَائِشَةَ عَلٰى مَتَاعِ بَيْتٍ قِيْمَتُهُ خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا ابوسعید خدری سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا گھر کے اسباب پر جسکی قیمت پچاس درم تھی **ف** پچاس درم کے ساڑھے بارہ یا تیرہ روپیہ کلدار ہوئے جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کا جو تمام جہان کی عورتون کی سردار ہین اور ایسے بادشاہ دین اور دنیا کی محبوب بی بی ہین یہ مہر ہو تو اور کسی عورت کی کیا حقیقت ہے جو کہا جاوے کہ یہ مہر اسکے لائق نہین ہے قسم خدا کی کوئی بادشاہ بیگم اور شاہزادی اس لائق بھی نہین ہے کہ حضرت عائشہ کی جوتیان اپنے سر پر رکھا کرے یا اللہ ہمکو قیامت مین ہماری مان کی خدمت نصیب کر اور ہمکو اپنی مان کی کفش برداری مین رکھہ آمین یا رب العالمین

بَابُ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ وَلَا يَفْرِضُ لَهَا فَيَمُوْتُ عَلٰى

ذٰلِكَ ایک شخص ایک عورت سے نکاح کرے لیکن مہر معین نکرے پھر مرجاوے تو کیا حکم ہوگا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً فَمَاتَ عَنْهَا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَهَا الصَّدَاقُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ

وَاشِقٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ عبداللہ بن مسعود سے پوچھا گیا ایک شخص نے نکاح کیا ایک عورت سے پھر مر گیا اور اس عورت سے صحبت نہیں کی اور نہ اسکا مہر مقرر کیا تو عبداللہ نے کہا کہ اس عورت کو مہر ملیگا اور ترکہ بھی ملیگا اور اسپر عدت بھی لازم ہوگی یہ سنکر معقل بن سنان اشجعی کھڑا ہوا اور بولا کہ میں موجود تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق کے باب میں ایسا ہی حکم دیا **ف** یہ روایت مختصر ہے دوسرے طریقوں میں یوں ہے کہ عبداللہ نے کہا اس عورت کو مہر مثل ملیگا یعنے اسکے کنبے کی عورتوں کا جو مہر ہوگا وہی اسکو دلایا جاویگا نہ کم اور نہ زیادہ پھر معقل نے گواہی دی تو عبداللہ بن مسعود نہایت خوش ہوئے کہ انکا فیصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہوا ابن قیم نے کہا اس فتوی کے معارض کوئی فتوے نہیں تو اسپر عمل کرنا ضرور ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ دوسری روایت بھی عبداللہ بن مسعود سے ایسی ہی ہے **بَاب** خُطْبَةِ النِّكَاحِ نکاح کے خطبے کا بیان عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اُوْتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَوَامِعَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهُ اَوْ قَالَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ فَعَلَّمَنَا خُطْبَةَ الصَّلٰوةِ وَخُطْبَةَ الْحَاجَةِ خُطْبَةُ الصَّلٰوةِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَخُطْبَةُ الْحَاجَةِ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ تَصِلُ خُطْبَتَكَ بِثَلَاثِ اٰيَاتٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہتری کی ساری باتیں دیے گئے تھے یا بہتری کی خاتم یا بہتری کی فاتح باتیں (یعنے بھلائی کے شروع اور بھلائی کے اخیر کی) تو آپنے ہم کو نماز کا خطبہ سکھلایا اور حاجت کا یعنے نکاح کا نماز کا تو خطبہ یہ ہے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلے عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور حاجت یعنے نکاح کا خطبہ یہ ہے الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اسکے بعد تین آیتیں پڑھنا چاہیے قرآن میں سے یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون اور واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا اور یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم

ونیغفر لکم ذنوبکم ومن یطع الله ورسوله فقد فاز فوزاً عظیما **ف** دارمی کی روایت میں ہی کہ اس خطبہ کے بعد پھر نکاح پڑھا یا جاوے
یعنے ایجاب قبول کرایا جاوے۔ ترمذی نے روایت کیا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس
خطبے میں تشہد نہیں ہے وہ جذامی ہاتھ کیطرح ہے **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحمد للہ
نحمدہ ونستعینہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و
من یضلل فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ اما
بعد ابن عباس سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنے خطبے میں الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونعوذ باللہ من شرور
انفسنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ
اما بعد عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل امر ذی بال لا یبدأ فیہ بالحمد اقطع
ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کام شان والا (یعنے اعتبار کے لائق کام جیسے کتاب
یا رسالہ یا خطبہ وغیرہ) اللہ کی تعریف سے شروع نہ کیا جاوے وہ کٹا ہوا ہے **ف** یعنے ناتمام ہے یا بے برکت ہے **باب**
اعلان النکاح نکاح کو مشہور کرنا اظہار کرنا لوگوں پر) **عن** عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اعلنوا ھذا
النکاح واضربوا علیہ بالغربال ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ظاہر کرو اس نکاح کو اور دف بجاؤ نکاح پر **ف** تاکہ سب لوگوں کو خبر ہو جاوے کہ یہاں نکاح ہوا ہے اب
اختلاف ہی علما کا کہ سوا دف کے اور باجے بھی درست ہیں جیسے طبلہ سارنگی مردنگ وغیرہ بعضوں نے دف کے سوا اور سب باجوں
کو ناجائز کہا ہے اور بعضوں نے شادی اور عید میں جائز کہا ہے اور وقتوں میں جائز نہیں کہا اور بعضوں نے ہر وقت
جائز کہا ہے اب یہ خیال کرنا کہ مزامیر بالاتفاق حرام ہیں غلط ہی ہمیشہ علما کا اختلاف اس میں چلا آیا ہے لیکن اولی یہ ہے
کہ مزامیر نہ سنے **عن** محمد بن حاطب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل بین الحلال و
الحرام الدف والصوت ورفع الصوت فی النکاح محمد بن حاطب سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
حلال اور حرام میں فرق یہ ہی کہ دف بجایا جاوے اور گانے کی آواز ہو نکاح میں **ف** تو دف بجانا اور گانا شادی اور عیدین میں
درست ہے اور اس کی اباحت میں احادیث صحیحہ وارد ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ غیر محرم عورتیں نہ گاتی ہوں اور جیسا اس زمانہ
میں رواج ہی کہ جوان فاحشہ عورتیں گاتی بجاتی ہیں اسکے تو حرام ہونے میں کسیکو کلام نہیں ہے **باب** الغناء والدف
گانا اور دف بجانا کیسا ہی **عن** ابی الحسین اسمہ خالد المدنی قال کنا بالمدینۃ یوم عاشوراء والجواری
یضربن بالدف ویتغنین فدخلنا علی الربیع بنت معوذ فذکرنا ذلک لھا فقالت دخل علی رسول اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَبِیْحَۃَ عُرْسِیْ وَعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ تُغَنِّیَانِ وَتَنْدُبَانِ آبَائِیَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا یَوْمَ بَدْرٍ وَتَقُوْلَانِ
فِیْمَا تَقُوْلَانِ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ اَمَّا ھٰذَا فَلَا تَقُوْلُوْهُ مَا یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ اِلَّا اللّٰہُ ابو الحسین سے روایت ہے
جنکا نام خالد مدنی تہا کہ ہم مدینہ منورہ مین تہے عاشورا کے دن اور لڑکیان دف بجاتی تہین اور گاتی تہین پہر ہم ربیع بنت معوذ پاس
گئے ان سے یہ بیان کیا انہون نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے جسدن میری شادی ہوئی تہی اسکی صبح کو اور میرے
پاس دو لڑکیان تہین جو گاتی تہین اور میرے باپ دادون کا ذکر کرتی تہین جو بدر کی لڑائی مین شہید ہوے تہے اور گانے
مین وہ یہ بہی گانے لگین وفینا نبی یعلم ما فے غد یعنی ہم مین ایک نبی ہین جو کل کی بات جانتے ہین آپنے فرمایا یہ مت کہو
کل کی بات کوئی نہین جانتا اللہ تعالے کے سوا **ف** بعض علمانے کہا یہ واقعہ حجاب سے پہلے کا تہا اور حافظ ابن حجر
نے کہا مجہے قوی دلیلون سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاصہ تہا کہ آپکو اجنبی عورت کے ساتہہ خلوت اور
اسکے طرف نظر کرنا درست تہا ہم کہتے ہین اس حدیث مین تو اسکی کوئی دلیل نہین ہے اور لڑکیون سے مراد نابالغ لڑکیان
ہین اور حدیث سے یہ نکلتا ہی کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسیکو نہین ہی اور اسپر اتفاق ہے علما کا اور یہ بہی نکلتا ہے کہ شادی
اور خوشی مین دف بجانا اور گانا کچہ منع نہین ہے اور علامہ ابن حزم ظاہری نے تو تمام مزامیر کو جائز رکہا ہے دف پر قیاس
کرکے اور تفصیل اس مسئلہ کی ہدایت السائل اور دلیل الطالب مین سید علامہ نے خوب کی ہے اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ غنا اور مزامیر
مین علماے دین کا اختلاف چلا آیا ہے اور ہمیشہ اسکو اختلافی مسئلہ سمجہنا چاہیے اور کسی مسلمان کی تضلیل یا تفسیق اس
کی وجہ سے جائز نہین ہے اور حضرات صوفیہ علیہم الرحمۃ نے بہی غنا اور مزامیر کو جائز رکہا ہے لیکن کئی شروط کے ساتہہ جو انکی
کتابون مین مذکور ہین **عن** عَائِشَۃَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ اَبُوْ بَکْرٍ وَعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ مِنْ جَوَارِی الْاَنْصَارِ تُغَنِّیَانِ
بِمَا تَقَاوَلَتْ بِہٖ الْاَنْصَارُ فِیْ یَوْمِ بُعَاثَ قَالَتْ وَلَیْسَتَا بِمُغَنِّیَتَیْنِ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ اَبِمَزْمُوْرِ الشَّیْطَانِ فِیْ بَیْتِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذٰلِکَ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا بَکْرٍ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا
وَھٰذَا عِیْدُنَا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی ابوبکر صدیق میرے پاس آئے اور سوقت میری پاس انصار کی دو لڑکیان
گا رہی تہین جو شعر ان کے لوگون نے بعاث کے دن کہین تہین (بعاث ایک مقام کا نام ہے وہان انصار کے دونون قبیلون
اوس اور خزرج مین بڑی لڑائی ہوئی تہی پہر یہ لڑائی ایک سو بیس برس تک قائم رہی جب اسلام آیا تو آپکی برکت سے یہ لڑائی موقوف
ہوئی) اور وہ گانا نہین جانتی تہین (یعنے ان لڑکیون کا پیشہ گانے کا نہ تہا) ابوبکر نے کہا کیا شیطان کا باجا لیکر بیٹہے
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر مین یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر ہر قوم کی ایک عید ہوتی
ہے (جس دن وہ خوشی کرتے ہین گاتے بجاتے ہین) اور یہ ہماری عید ہے **ف** تو آپنے جائز رکہا عید کے دن

گانے کو عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر ببعض المدینۃ فاذا ھو بجوار یضربن بدفھن
ویتغنین ویقلن نحن جوار من بنی النجار + یا حبذا محمد من جار + فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ یعلم
انی لاحبکن انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی بعض رستون مین گذرے آپنے دیکھا کچہ لڑکیان
اپنی دف بجاتی ہین اور گاتی ہین اور کہتے ہین نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار ہم لڑکیان ہین بنی نجار کی کیا
عمدہ پڑوسی ہین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ سنکر آپنے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ مین تم سے محبت رکھتا ہون ف دوسری
روایت مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف فرمائے مدینہ ہوئی تو انصار کی لڑکیان رستون پر نکلین گاتی بجاتی
تھین آپ کی تشریف آوری کی خوشی مین طلع البدر علینا من ثنیات الوداع - وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع
آپنے فرمایا اللہ تم سے محبت رکھتا ہے اصل یہ ہے کہ الاعمال بالنیات ان لڑکیون کو گانے بجانے سے اور کوئی غرض نہ تہی سوا
اسکے کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشی سے ایسا کرتی تہین لیں اللہ اور اسکے رسول کی محبت بیکار جانیوالی نہین بلکہ
محبت ہی اصل ہے اور سب اس کے توابع ہین اور یہ لڑکیان کچہ گانیین تہین نہ گانیکا پیشہ رکھتی تہین بلکہ کم سن اور نابالغ تہیں
اور آپکے تشریف لانے کی خوشی مین معمولی طور سے گانے بجانے لگین یہ مباح ہے اسکی اباحت مین کچہ شک نہین اور بعض
علما نے کہا ہے کہ گانیکی حرمت مین کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی اسیطرح مزامیر کی حرمت مین اور تفصیل کی اس مسئلہ
کی علامہ ابن القیم نے اغاثۃ اللہفان مین اور ترجیح دیا انہون نے گانے اور مزامیر کی حرمت کو اور ابن حزم نے ترجیح
دیا اباحت کو اور یہ مسئلہ اختلافی ہے لیکن حنفیہ کے فقہا غنا اور مزامیر کی حرمت کیطرف گئے ہین قاضیخان نے کہا
کہ مزامیر کی آواز سننا حرام ہے اور وہان بیٹھنا گناہ ہے اور بہتر یہی ہے کہ پرہیز کیا جاوے عن ابن عباس رض
قال انکحت عائشۃ ذات قرابۃ لھا من الانصار فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اھدیتم الفتاۃ
قالوا نعم قال ارسلتم معھا من یغنی قالت لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الانصار قوم
فیھم غزل فلو بعثتم معھا من یقول اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے حضرت
عائشہ نے انصار مین سے ایک اپنی رشتہ دار کا نکاح کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہی وہان تشریف لائے آپنے فرمایا
تمنے دولہن کو روانہ کردیا لوگون نے کہا ہان آپنے فرمایا اسکے ساتہ کوئی گانیوالا بہی بہیجا حضرت عائشہ نے کہا نہیں
آپنے فرمایا انصار ایسے لوگ ہین جو غزل پسند کرتے ہین اپنے عورتون سے باتین کرنا تو کاش تم دولہن کے ساتہ ایک
شخص بہیجتے جو کہتا (گاکر) اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم ہم تمہارے پاس آئے تمہارے پاس آئے اللہ تم کو اور ہم کو سلامت
رکہے ف اس کے بعد یہ ہے لولا الحنطۃ السمراء لم تسمن عذاریکم اگر گیہون گہنوے رنگ کی نہ ہوتی تو تمہاری کنواری

لڑکیاں سوتی نہ ہوتیں عن مجاهد قال کنت مع ابن عمر فسمع صوت طبل فادخل اصبعیه فی اذنیه ثم تنحّی حتی فعل ذلک ثلاث مرات ثم قال هکذا فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم مجاہد سے روایت ہے میں ابن عمر کے ساتھ تھا انہوں نے طبلہ کی آواز سنی تو انگلیاں دونوں کانوں میں ڈالیں اور وہاں سے سرک گئے تین بار ایسا ہی کیا یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کیا تھا **ف** یہ دلیل ہے ان لوگوں کی جو مزامیر کو حرام کہتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث سے حرمت نہیں نکلتی بلکہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طبلہ کی سخت آواز ناگوار گذری ہوگی تو آپ نے کان بند کر لئے اور جو لوگ طبلہ کو حرام کہتے ہیں وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ اسکی آواز سننا جو بلا قصد ہو حرام ہے ورنہ راستہ چلنا دشوار ہوگا اور محلہ میں رہنا

باب المخنثین ہیجڑوں کا بیان **ف** عربی میں ہیجڑے کو مخنث کہتے ہیں یہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو خلقی جسکے بدن میں پیدائش سے نرمی اور اعضا میں لوچ ہوتا ہے عورتوں کیطرح اسمیں کچھ گناہ نہیں نہ یہ برا ہے اللہ کے نزدیک دوسرے جو بنایا جاتا ہے خصیے نکالکر یہ مذموم اور ملعون ہے ۔

عن ام سلمة ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل علیها فسمع مخنثا وهو یقول لعبد الله بن ابی امیة ان یفتح الله الطائف غدا دللتک علی امرأة تقبل باربع وتدبر بثمان فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اخرجوه من بیوتکم ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے گھر میں گئے وہاں ایک مخنث کو دیکھا جو عبد اللہ بن ابی امیہ سے کہہ رہا تھا اگر اللہ تعالی کل طائف کو فتح کردیگا تو میں تمکو ایک عورت بتلاؤں گا جب وہ سامنے آتی ہے تو چار بٹیں اسکے پیٹ پر ہوتی ہیں اور جب پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بٹیں دکھلائی دیتی ہیں (وہی چار بٹیں دونو طرف سے نمود ہوکر آٹھ ہو جاتی ہیں مطلب یہ ہے کہ عورت موٹی ہے اور پر گوشت اور عرب لوگ موٹی عورتوں کو پسند کرتے تھے) یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو نکالدو اپنے گھروں سے **ف** پہلے یہ مخنث ام المومنین کے گھر میں جاتا تھا اسوجہ سے کہ عورتوں سے مخنث کو تعلق نہیں ہوتا تو وہ غیر اولی الاربہ میں داخل ہوا بعد اسکے جب آنحضرت نے دیکھا کہ وہ عورتوں کی تعریف کرتا ہے تو اسکو گھروں میں جانے سے منع کردیا اس مخنث کا نام ہیت تھا بعد اسکے آپ نے اسکو مدینہ سے نکلوا دیا حمی کی طرف جب حضرت عمر کی خلافت ہوئی تو لوگوں نے کہا اب وہ بوڑھا اور ناتوان ہوگیا ہے اور محتاج ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو اجازت دی کہ ہفتہ میں ایک بار جمعہ کے دن شہر میں آیا کرے اور بھیک مانگکر پھر اپنی جگہہ چلا جایا کرے اور وہیں رہے

عن ابی هریرة رضه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لعن المرأة تتشبه بالرجال والرجل یتشبه بالنساء ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

نے لعنت کی اس عورت پر جو مردون کا بھیس بنا وے اور لعنت کی اس مرد پر جو عورتون کا بھیس بنا وے **عن** ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن المتشبہین من الرجال بالنساء ولعن المتشبہات من النساء بالرجال -
ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ان مردونپر جو عورتون کی مشابہت کرین اور ان عورتونپر جو مردون
کی مشابہت کرین **باب** تہنئۃ النکاح نکاح کی مبارکبادی دینا **عن** ابی ھریرۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان اذا رفا قال بارک اللہ لکم وبارک علیکم وجمع بینکما فی خیر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دولہہ کو مبارکباد دیتے تو یون فرماتے اللہ برکت دیوی تمکو اور برکت دیوے تمپر اور تم دونوں مین
اتفاق رکھے خیریت کیساتھ **عن** عقیل بن ابی طالب انہ تزوج امراۃ من بنی جشم فقالوا بالرفاء والبنین
فقال لا تقولوا ھکذا ولکن قولوا کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لھم وبارک علیھم
عقیل بن ابیطالب نے ایک عورت سے نکاح کیا جو بنی جشم میں سے تھی لوگون نے (جاہلیت کے دستور کے موافق) یون کہا بالرفاء
والبنین یعنے جورو مرد مین اتفاق ہو اور بیٹے پیدا ہون عقیل نے کہا اسطرح مت کہو بلکہ وہ کہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا یا اللہ برکت دے انکو اور برکت دے انپر **ف** اگرچہ جاہلیت کا کلام بھی کچھ ایسا برا نہ تھا اس دعا میں مگر چونکہ اس
سے یہ نکلتا تھا کہ بیٹیون کا ہونا انکو پسند نہین ہے اس وجہ سے ممانعت کی **باب** الولیمۃ ولیمہ کا بیان **ف**
ولیمہ اس کھانے کو کہتے ہین جو خاوند کیطرف سے ہوتا ہے شب زفاف کے بعد اور یہ کھانا مسنون ہے اقل درجہ یہ ہے کہ اس
مین ایک بکری کاٹے اور ستو اور جو اور مٹھائی پر بھی ولیمہ درست ہے غرض ہر کھانے سے ہو سکتا ہے اور بعضون نے
اسکو واجب کہا ہے **عن** انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای علی عبد الرحمن بن عوف اثر
صفرۃ فقال ما ھذا او مہ فقال یا رسول اللہ انی تزوجت امراۃ علی وزن نواۃ من ذھب فقال بارک
اللہ لک اولم ولو بشاۃ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمان بن عوف پر زردی کا نشان دیکھا
زعفران کا انکے کپڑے یا بدن پر تو فرمایا یہ کیا ہے انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ مین نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے
ایک نواۃ (پانچ درم) سونے پر آپ نے فرمایا اللہ برکت دیوے تجھ کو ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو **ف** شاید دلہن
کے پاس رہنے سے عبد الرحمان کے بدن یا کپڑے پر زعفران لگ گئی ہوگی اور حنفیہ اور شافعیہ نے مرد کو زعفران لگانا
منع رکھا ہے گو شادی مین بھی اور مالکیہ نے کہا کہ کپڑے مین لگانا درست ہے لیکن بدن مین درست نہین **عن**
انس بن مالک قال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولم علی شیء من نسائہ ما اولم علی زینب
فانہ ذبح شاۃ انس بن مالک سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا بڑا ولیمہ نہیں کسی عورت کے نکاح مین کرتے

نہیں دیکھا جتنا حضرت زینب کے نکاح میں کیا آپ نے ایک بکری کاٹی **ف** تو ولیمہ کی کوئی حد نہیں جس قدر مقدور ہو اور جتنی ضرورت ہو اتنا کھانا طیار کر سکتا ہے **عن** انس بن مالك ان النبی صلی اللہ علیه وسلم اولم علی صفیة بسویق وتمر انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کیا حضرت صفیہ کا ستو اور کھجور سے **عن** انس بن مالك قال شهدت للنبی صلی اللہ علیه وسلم ولیمة ما فیها لحم ولا خبز قال ابن ماجة لم یحدث به الا ابن عیینة انس بن مالک نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ولیمہ میں شریک تھا اس میں نہ گوشت تھا نہ روٹی۔ ابن ماجہ نے کہا اسکو نہیں بیان کیا مگر سفیان بن عیینہ نے **عن** عائشة وام سلمة قالتا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان نجهز فاطمة حتی ندخلها علی علی فعمدنا الی البیت ففرشناه ترابا لینا من اعراض البطحاء ثم حشونا مرفقتین لیفا فنفشناه بایدینا ثم اطعمنا تمرا وزبیبا وسقینا ماء عذبا وعمدنا الی عود فعرضناه فی جانب البیت لیلقی علیه الثوب ویعلق علیه السقاء فما راینا عرسا احسن من عرس فاطمة ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے ہمکو حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت فاطمہ کی جہیز کی طیاری کریں اور انکو لے جاویں حضرت علی مرتضی کے پاس تو ہم گئیں ایک کوٹھری کی طرف اور بطحا (میدان) کے کونوں سے نرم مٹی لی وہ اس کوٹھری میں بچھائی (گویا یہی فرش تھا) پھر دو تکیے ہمنے طیار کیے خرمے کی چھال ان میں بھری اور اسکو توما ہمنے اپنے ہاتھوں سے بعد اسکے ہمنے (لوگوں کو) کھلایا کھجور اور انگور اور میٹھا پانی پلایا اور ایک لکڑی ہمنے لی وہ کوٹھری کے ایک کونے میں لگا دی کپڑا ڈالنے کے لیے اور مشک لٹکانے کے لیے اور ہم نے حضرت فاطمہ کی شادی سے اچھی شادی نہیں دیکھی **ف** سبحان اللہ دین اور دنیا کی بادشاہزادی اور اسکی شادی میں اس قدر کم سامان اب اس زمانے میں غریب سے غریب آدمی کی شادی میں بھی اس سے کہیں زیادہ سامان ہوتا ہے اصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے دنیا سے انکو پاک رکھا اسیطرح آپ کی آل کو بھی اور جب تک جیے ہمیشہ فقر اور فاقہ اور مصائب میں مبتلا رہے کیونکہ آخرت کے مزے انہی کے لیے ہیں اور یہ جو حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ کی شادی سے اچھی ہمنے شادی نہیں دیکھی اسکا یہ مطلب ہے کہ بے تکلفی اور خوشی اور راحت کے ساتھ شادی ہو تو وہی شادی ہے اور جتنا تکلف زیادہ ہو اتنی ہی شادی کیا ہے بربادی ہے **عن** سهل بن سعد الساعدی قال دعا ابو اسید الساعدی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الی عرسه فکانت خادمهم العروس قالت تدری ما سقیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قالت انقعت تمرات من اللیل فلما اصبحت صفیتهن فاسقیتهن ایاه سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے ابو اسید ساعدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں بلایا تو سب لوگوں کی خدمت دولہن نے کی وہ دولہن کہتی

تھی تم جانتے ہو میں لے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا پلایا میں نے چند کھجوریں رات کو بھگو دی تھیں صبح کو میں نے ان کو صاف کیا اور وہ شربت آپکو پلایا **باب** اِجَابَةِ الدَّاعِیْ دعوت قبول کرنا چاہیے **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ لَّمْ یُجِبْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا برا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالدار لوگ بلائے جاتے ہیں اور محتاج نہیں بلائے جاتے اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے نافرمانی کی اللہ اور اسکے رسول کی **ف** ہرچند ولیمہ کا کھانا سنت ہے کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولیمہ کیا ہے مگر ابو ہریرہ نے برا کہا اسوجہ سے کہ اس میں مالداروں کی ہی دعوت ہوتی ہے اور محتاجوں کو کوئی نہیں پوچھتا معلوم ہوا کہ عمدہ کھانا وہ ہے جس میں محتاج بھی شریک ہوں خیر یہ بات تو صحابہ کیوقت میں تھی کہ صرف ولیمہ کے کھانے میں محتاج کم شریک ہوتے تھے لیکن اور کھانوں میں محتاج شریک رہتے تھے ہمارے زمانہ میں تو ایک بڑی آفت پیدا ہوئی ہے جس سے مسلمانوں پر رونا آتا ہے وہ یہ کہ جو کھانے ایصال ثواب کے لیے کیے جاتے ہیں اس میں بھی مالداروں اور امیروں ہی کو بلاتے ہیں اور محتاجوں کو ایک نوالہ بھی نہیں دیتے لاحول ولا قوۃ بھلا میت کو خاک ثواب ہوگا بلکہ اور عتاب ہونے کا ڈر ہے سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ محتاجوں کو دعوت میں زیادہ بلاوے اگرچہ لوگ اپنی دوست آشنا مالدار بھی ہوں تو مضائقہ نہیں پر جب یہ محتاج آویں تو ان کو بڑی خاطرداری کے ساتھ عمدہ عمدہ کھانے کھلاوے اور اگر ممکن ہو تو خود بھی محتاجوں میں شریک ہو کر انکے ساتھ کھاوے حضرت ابو النجیب سہروردی کو ایک رئیس نے کافر قیدیوں کے سر پر کھانا لاد کر بھیجا انہوں نے کہا ان قیدیوں کے بھی ہاتھ دہلاؤ اور کھانے پر بٹھاؤ اور خود بھی انکے زمرے میں شریک ہو کر کھانے کے لیے بیٹھے **عن** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُكُمْ اِلٰی وَلِیْمَةِ عُرْسٍ فَلْیُجِبْ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے شادی کی دعوت میں (ولیمہ میں) بلایا جاوے تو قبول کرے **ف** بعضوں نے کہا حدیث کی رو سے ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور بعضوں نے کہا فرض کفایہ ہے اور بعضوں نے کہا مستحب ہے یہ جب ہے کہ دعوت معین ہو اگر دعوت عام ہو تو قبول کرنا واجب نہ ہوگا کسلیے کہ اسکے نہ جانے سے میزبان کی خاطر شکنی نہ ہوگی اور دعوت کا قبول کرنا ساقط ہو جاتا ہے عذر کی وجہ سے مثلاً دعوت کا کھانا مشتبہ ہو یا وہاں برے مالدار حاضر ہوتے ہوں یا صاحب دعوت صحبت کے لائق نہ ہو یا دعوت سے مقصود حب جاہ اور استکبار ہو یا وہاں خلاف شرع کام ہوں جیسے فواحش کا اجتماع رقص وغیرہ **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلِیْمَةُ اَوَّلُ یَوْمٍ حَقٌّ وَالثَّانِیْ مَعْرُوْفٌ وَالثَّالِثُ رِیَاءٌ وَّسُمْعَةٌ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ اول دن حق ہے یعنے واجب ہے اگر ایک روز دعوت کرنا یہ آپکے نزدیک

معنے ہوگا جو ولیمہ کو واجب کہتے ہیں اور جو سنت کہتے ہیں وہ حق سے یہ معنی لیں گے کہ ایک دن ضرور ہی) اور دوسرے دن دستور
کے موافق ہے (جو لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کو کھلانے کے لیے) اور تیسرے دن کھلانا ہے اور سنانا (یعنے شہرت کے لیے یہ ریا
ہے اور منع ہے **باب** الاقامة علی البکر والثیب کنواری اور ثیبہ پاس کیونکر رہے **ف** باب کا مطلب یہ ہے
کہ جب ایک شخص پاس پہلے سے بی بی ہو اب ایک نئی بی بی اور کرے تو اگر وہ کنواری ہو تو سات دن تک اسکے پاس رہے اور
اگر ثیبہ ہو تو تین دن تک پھر دونوں بی بیوں پاس باری باری ایک ایک روز رہا کرے شافعی اور اہلحدیث کا یہی قول ہے
اور اس سے غرض یہ ہے کہ نئی دولہن کا دل ملانا ضرور ہے اگر پہلے ہی سے باری باری رہے تو اسکو وحشت ہو جانیکا ڈر ہے
اور کنواری کا دل ذرا دیر میں ملتا ہے اسلیے سات دن اُسکے لیے رکھے اور ثیبہ کا دل جلدی ملجاتا ہے تین دن اسکے لیے
رکھے اور اس باب میں صحیح حدیثیں وارد ہیں لیکن حنفیہ نے اُنکا خلاف کیا ہے اور اپنی عادت کے موافق عموم آیت سے دلیل
لی ہے فان خفتم ان لا تعدلوا اور ہم کہتے ہیں کہ یہ عدل کے خلاف نہیں ہے اور قرآن شریف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی نہیں جانتا اور اس باب کی حدیثیں مشہور اور متعدد صحابہ سے مروی ہیں تو کتاب اللہ کی
تخصیص اُنسے جائز ہوگی اور خود حنفیہ نے مسح ناصیہ کے باب میں مستقیم کی احادیث سے حجت لی ہے **عن** انس رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للثیب ثلاثا وللبکر سبعا انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ثیب کے لیے (جب سے نئی شادی ہوا) تین دن ہیں اور کنواری کے لیے سات دن (پھر برابر تقسیم کرے)۔
عن ام سلمة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما تزوج ام سلمة اقام عندھا ثلاثا وقال لیس بک
علی اھلک ھوان ان شئت سبعت لک وان سبعت لک سبعت لنسائی ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اُن سے نکاح کیا تو تین دن تک ان کے پاس رہے اور فرمایا تو میرے نزدیک ذلیل نہیں ہے اگر تو چاہے تو
میں سات روز تک تیرے پاس رہ سکتا ہوں (یعنے اور سات روز تک اس تین دن کے سوا) پھر میں اپنی سب عورتوں پاس
سات سات دن تک رہوں گا **ف** اور سب کے بعد تیری باری آویگی اس میں بہت عرصہ ہو جاتا تھا لہذا ام المومنین
نے اسکو قبول نہیں کیا اور کہا کہ بس تین دن آپکا رہنا میرے پاس کافی ہے اب باری باری ایک ایک روز
سب کے پاس رہکر میرے پاس بھی آیے **باب** ما یقول الرجل اذا دخلت علیہ اھلہ آدمی اپنی بی بی کے
پاس جاوے تو کیا کہے **عن** عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا افاد احدکم
امرأة او خادما او دابة فلیأخذ بناصیتھا ولیقل اللھم انی اسالک من خیرھا وخیر ما جبلت
علیہ واعوذ بک من شرھا وشر ما جبلت علیہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے حاصل کرے جورو یا غلام لونڈی یا جانور تو اسکی پیشانی پکڑے اور کہے اللهم انی اسالک خیرہا
یعنے یا اللہ میں اسکی بہلائی تجہسے مانگتا ہون اور اسکی خلقت اور طبیعت کی بہلائی اور پناہ مانگتا ہون تیری اسکی برائی
سے اور اسکی خلقت اور طبیعت کی برائی سے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ
اِذَا اَتَى امْرَاَتَهُ قَالَ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي ثُمَّ كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يُسَلِّطِ
اللّٰهُ عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ اَوْ لَمْ يَضُرَّهُ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مین سے کوئی جب
اپنی عورت سے صحبت کرے اور یہ کہے اللهم جنبنی الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنی پہر اس صحبت سے حمل رہجاوے
تو اس بچے پر شیطان کا زور نہ ہوگا یا شیطان اسکو نقصان نہ پہونچا سکے گا **ف** نقصان شیطان کا کئی صورت سے
ہوتا ہے ایک یہ کہ بچے کو بڑے پن مین گمراہ کرے اور کفر اور فسق اور عقوق والدین مین مبتلا کرے دوسرے جب وہ پیدا ہو تو
اسکی کوکہہ مین کچنے تیسرے مرگی کا عارضہ اسکو لگا دے چوتہی یہ کہ باپ کے ساتہہ خود بہی جماع مین شریک ہو تاکہ بچہ کے
نطفے مین اپنا اثر ہو جاوے مجاہد سے منقول ہے کہ جو شخص جماع سے پہلے اللہ کا نام نہین لیتا تو شیطان مرد کے ذکر پر لپٹ
جاتا ہے اور جماع مین اسکا شریک ہو جاتا ہے اور امید ہے کہ یہ دعا پڑہنے سے سب نقصانون سے حفاظت ہوگی **بَابُ
التَّسَتُّرِ عِنْدَ الْجِمَاعِ** جماع کیوقت ستر اور پردہ پوشی کرنا **ف** یعنی بالکل برہنہ نہ ہونا جانورون کیطرح ایسا کرنا مستحب
ہے گو اپنی بی بی کے سامنے ننگا ہونا بہی درست ہے **عَنْ** بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
عَوْرَاتُنَا مَا نَاْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ قَالَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَلَّا تُرِيَهَا اَحَدًا فَلَا تُرِيَنَّهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ فَاِنْ كَانَ اَحَدُنَا خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُسْتَحْيٰى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ بہز بن حکیم نے اپنے باپ سے روایت کیا انہون
نے دادا سے مین نے کہا یا رسول اللہ یہ ہماری شرمگاہین ہین یعنے عورتین انمین سے ہم کیا کہول سکتے ہین اور کیا چہپاوین
آپنے فرمایا ہمیشہ اپنی عورت کو چہپائے رکہہ یعنے قبل اور دبر کو اور بعضون نے کہا ران کو بہی بعضون نے کہا ناف
کو بہی بعضون نے کہا گہٹنے کو بہی مگر اپنی بی بی سے یا لونڈی سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر لوگ ملے جلے رہتے
ہون جیسے نہانیوالے ایک گہر مین رہتے ہین آپنے فرمایا اگر تو یہ کر سکے کہ تیری عورت کو کوئی نہ دیکہے تو ایسا ہی
کر کوئی اسکو نہ دیکہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی ہم مین سے اکیلا ہو آپنے فرمایا تو اللہ سے شرم کرنا چاہیے
لوگون سے زیادہ **ف** تو آپنے کسی طرح کشف عورت کی اجازت نہ دی اب جو لوگ حمام مین نہلانیوالون یا حجام کے
سامنے ننگے ہو جاتے ہین یا عورتین ایک دوسرے کے سامنے یہ شرع کے رو سے بالکل منع ہے اور حاکم وقت کو اس پر سزا

دینا چاہیے۔ اگرچہ تنہائی مین ننگے ہونا درست ہے مگر ضرورت سے جیسے نہاتے وقت یا حاجت کے وقت یہ نہین کہ بلا ضرورت ننگا ہوکر بیٹھے اللہ تعالی سے اور فرشتون سے شرم کرنا چاہیے سبحان اللہ یہ شرم وحیا اسلام کے دین مین ہی ویسی کسی دین مین نہین ہے یہود اور نصاریٰ ننگے نہاتے ہین ایکدوسرے کے سامنے اور مشرکین جاہلیت کے وقت مین ننگے ہوکر طواف اور عبادت کیا کرتے تھے اور اب بھی یہ رسم ہندؤن مین موجود ہے مگر اسلام نے ان سب بری باتون کو رد کر دیا اور تہذیب اور حیا اور شرم سکھلائی عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ فَلْيَسْتَتِرْ وَلَا يَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَيْرَيْنِ عتبہ بن عبد سلمی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے اپنی بی بی سے صحبت کرے تو کپڑا اوڑھ لیوے اور گدھون کیطرح ننگا نہ ہووے **ف** یعنے جیسے گدھا گدھی جماع کرتے ہین ننگے ہوکر یہ بھی تنزیہی ہے کیونکہ اوپر گذر چکا کہ اپنی عورت کے سامنے ننگا ہونا درست ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا نَظَرْتُ أَوْ مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مَوْلَاةٍ لِعَائِشَةَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے انہون نے کہا مین نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ نہین دیکھی **ف** سبحان اللہ شرم وحیا اسی کو کہتے ہین

بَاب النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ عورتون سے دبر مین وطی کرنے کی ممانعت عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نہین دیکھیگا اس شخص کیطرف جو اپنی عورت سے دبر مین جماع کرے گا **ف** نکالا اسکو امام احمد اور بزار اور سنن والون نے ہر لفظ سے کہ ملعون ہے جو کوئی جماع کرے اپنی عورت سے اسکی دبر مین لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے حارث بن مخلد مجہول ہے اور احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حائضہ عورت سے جماع کرے یا کسی عورت کے دبر مین یا نجومی کی بات سچ جانے اس نے انکار کیا اس کا جو محمد پر اترا اسکے اسناد مین ابو تمیمہ ہے بزار نے کہا وہ حجت نہین ہے اور جس روایت کو وہ اکیلا نقل کرے وہ کوئی چیز نہین ہے اور بخاری نے کہا اس نے ابوہریرہ سے نہین سنا اور احمد اور ترمذی نے اور نسائی نے حضرت علی سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت جماع کرو عورتون سے ان کی دبر مین اسکے راوی ثقہ ہین اور احمد اور نسائی نے عمرو بن شعیب سے نکالا عن ابیہ عن جدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت کے دبر مین جماع کرنا لواطت صغری ہے اور اس باب مین کئی حدیثین ہین جو ایک دوسری کو قوی کرتی ہین اور ائمہ اربعہ اور تمام علما حدیث نے اتفاق کیا اسکی حرمت پر لیکن بعض علما نے کہا وہ جائز ہے اسلیے کہ فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے

فاتوا حرثکم انی شئتم اور ہم کہتے ہین کہ اسکی تفسیر دوسری ہی جو آگے منقول ہوگی اور حرث کہتے ہین کھیتی کو جہان سے پیدا ہو
وہ کھیتی ہے یعنے قبل اور دبر فرث ہے یعنے نجاست اور امام سیوطی نے تفسیر درمنثور مین کئی روایات اسکی اباحت مین نقل
کیے ہین لیکن وہ ضعیف ہین **عَنْ** خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَا
يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ خزیمہ بن ثابت سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی سچی بات سے شرم نہین کرتا تین بار یہ فرمایا مت جماع کرو عورتون سے انکی دبر مین **ف**
اسکی اسناد مین حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ كَانَتْ
يَهُودُ تَقُولُ مَنْ أَتَى امْرَأَةً فِي قُبُلِهَا مِنْ دُبُرِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ
لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی یہودیون کا یہ عقیدہ تہا جو کوئی اپنی عورت سے جماع کرے اسکے
قبل مین دبر کیطرف سے تو لڑکا ترچھا پیدا ہوگا (احول) تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم
انی شئتم **ف** انصار بہی یہود کی پیروی کرتے تہے اور کہتے تہے جو کوئی دبر کیطرف سے قبل مین جماع کرے تو لڑکا احول
ہوگا اللہ نے اسکو باطل کیا اور قبل مین ہر طرح سے جماع کو جائز رکہا امام احمد نے روایت کیا کہ انصار کی ایک عورت نے
آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا عورت کے قبل مین کوئی جماع کرے دبر کیطرف سے تو آپنے یہ آیت پڑہی
اور حضرت عمر نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مین ہلاک ہوگیا آپنے فرمایا کیون انہون نے کہا مینے اپنے پالان عورت
کو اولٹا کیا رات کو آپنے کچہ جواب نہ دیا تب یہ آیت اتری یعنے اختیار ہے آگے سے جماع کرو یا پیچہے لیکن دخول ضرور ہے کہ قبل
مین ہو اور فرمایا کہ بچ حیض سے اور دبر سے نکالا اسکو امام احمد اور ترمذی نے تو مطلب آیت کا یہ نہین ہے کہ دبر مین دخول کرنا
جائز ہی جیسا مخالفین نے سمجہا طیبی نے کہا اگر دبر مین جماع کیا اجنبی عورت سے تو مثل زنا کے ہے اور جو اپنی عورت یا لونڈی
سے کیا تو امر حرام کا مرتکب ہوا لیکن اسپر حد نہ ہوگی اور نووی نے کہا کہ مفعول اگر صغیر یا مجنون ہو یا زبردستی اسپر کی
جاوے تو اسپر حد نہ ہوگی

بَابُ الْعَزْلِ عزل کا بیان **ف** وہ یہ ہی کہ انزال کیوقت ذکر کو باہر نکال لیوے تاکہ عورت حاملہ
نہ ہو **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ أَوَ تَفْعَلُونَ لَا
عَلَيْكُمْ أَلَّا تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَسَمَةٍ قَضَى اللّٰهُ لَهَا أَنْ تَكُونَ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ ابو سعید خدری سے روایت ہی ایک
شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عزل کو آپنے فرمایا کیا تم ایسا کرتے ہو کچہ قباحت نہین اگر ایسا کرتے ہو اسلیے
کہ جس جان کو اللہ سبحانہ و تعالی نے پیدا کرنا چاہا ہے تقدیر مین لکہا ہے وہ ضرور پیدا ہوگی **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ
عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ جابر سے روایت ہی ہم عزل کیا کرتے تہے اور قرآن اترا کرتا تہا

(آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو اگر عزل منع ہوتا تو اللہ تعالی اُسکی ممانعت اتارتا) **عن** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْزَلَ عَنِ الْحُرَّةِ إِلَّا بِإِذْنِهَا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا آزاد عورت سے عزل کرنے سے مگر اُسکی اجازت سے **ف** البتہ لونڈی سے اسکی اجازت کے بغیر بھی عزل درست ہے اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ عزل مکروہ ہے لیکن حرام نہیں ہے اور بہت صحابہ اور تابعین سے اسکی اجازت بھی منقول ہے اور مسلم نے جذامہ بنت وہب سے نکالا کہ لوگوں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا عزل کو آپ نے فرمایا یہ پوشیدہ وأد ہے (یعنے زندہ گاڑنا) اور جابر کی حدیث سے جواز نہیں نکلتا شاید اُن کو ممانعت کی خبر نہ ہوئی ہو اسیطرح ابو سعید کی حدیث سے وہ محتمل ہے بعضوں نے اس سے ممانعت نکالی ہے اور احمد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عزل میں کیا تو اُسکو پیدا کرتا ہے کیا تو اسکو روزی دیگا نطفہ کو رکھدے جہاں اُسکی جگہ ہے کیونکہ پیدائش تقدیر سے ہوتی ہے اور احمد اور مسلم نے اسامہ بن زید سے نکالا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور بولا میں عزل کرتا ہوں اپنی عورت سے آپ نے فرمایا کیوں وہ بولا میں ڈرتا ہوں اسکے بچہ پر آپ نے فرمایا اگر یہ نقصان کرتا تو فارس اور روم کو نقصان کرتا اور ابن عبد البر نے کہا کہ اجماع ہے اسپر کہ آزاد عورت سے عزل نہ کیا جاوے مگر اسکی اجازت سے بدلیل حدیث حضرت عمر کے لیکن اس کی اسناد میں ابن لہیعہ ضعیف ہے اور شافعیہ کہتے ہیں کہ عورت کو جماع میں کچھ حق نہیں ہے **باب** لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَعَلَى خَالَتِهَا پھوپھی نکاح میں ہو تو اُسکے اوپر بھتیجی کو نہ لاوے اور خالہ نکاح میں ہو تو اسکے اوپر بھانجی نہ لاوے **ف** یعنی جمع نکرے پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی میں جیسے دو بہنوں میں جمع نکرے اور قاعدہ اسکا یہ ہے کہ اون دو عورتوں کا جمع جائز نہیں جن میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ایک کو مرد فرض کریں تو دوسرے سے اُسکا نکاح جائز نہ ہو پس اگر جمع کرے ایک عورت میں اور اسکے باپ کی جورو میں یا ایک عورت میں اور اسکی بیٹی کے جورو میں تو کچھ قباحت نہیں ہے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ نکاح کیجاوے عورت اپنی پھوپھی پر اور نہ اپنی خالہ پر **ف** یعنی جب خالہ نکاح میں ہو تو اُسکی بھانجی کو نکاح نہ کرے البتہ اگر خالہ مر جاوے یا اُسکو طلاق دیدیوے تو بھانجی سے نکاح کر سکتا ہے اسیطرح جب پھوپھی نکاح میں ہو تو بھتیجی سے نکاح کرے ترمذی نے کہا اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور میں اس مسئلہ میں اختلاف نہیں جانتا اور شافعی اور قرطبی اور ابن عبد البر نے اسپر اجماع نقل کیا ہے **عن** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ نِكَاحَيْنِ أَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَبَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا ابو سعید خدری سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے آپ منع فرماتے تھے دو نکاحوں سے ایک یہ کہ مرد جمع کرے بھتیجی اور پھوپھی میں دوسرے یہ کہ جمع کرے خالہ اور بھانجی میں **ف**
اسیطرح جائز نہیں ہے جمع عورت میں اور اس کے باپ کی خالہ یا پھوپھی میں اور وجہ عدم جواز کی یہ ہے کہ سوکن ہونے سے اکثر عداوت
پیدا ہوتی ہے پس ناتا توڑنا پڑے گا **عَنْ** اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ
الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا عَلٰى خَالَتِهَا ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
نہ نکاح کیجاوے عورت اسکی پھوپھی پر اور نہ اسکی خالہ پر **باب** الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهٗ ثَلٰثًا فَتَزَوَّجُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ
اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا اَتَرْجِعُ اِلَى الْاَوَّلِ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دی اس عورت نے دوسرے سے نکاح کیا لیکن دوسرے
خاوند نے جماع سے پہلے اسکو طلاق دیا تو اب پہلے خاوند کو اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں (اگر صحبت کرے دوسرا خاوند پھر
طلاق دیوے تو پہلے خاوند کو نکاح کرنا جائز ہے) **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ امْرَاَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ
الزَّبِيْرِ وَاِنَّمَا مَعَهٗ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ
لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے رفاعہ
قرظی کی بی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی کہ میں رفاعہ پاس تھی اس نے مجھے تین طلاق دی پھر
مینے عبدالرحمان بن زبیر سے نکاح کیا انکے پاس تو ایسا ہے جیسے کپڑے کا سرا (یعنے ان کی ذکر نرم ہے وہ جماع نہیں کرسکتے
یہ سنکر آپنے تبسم فرمایا اور فرمایا کیا تو پھر رفاعہ پاس جانا چاہتی ہے یہ نہیں ہوسکتا جب تک عبدالرحمن کا مزہ تو نہ چکھے اور
وہ تیرا مزا چکھے **ف** یعنے جماع کرے اور جماع میں حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے اور ابن مسیب سے
منقول ہے کہ جماع کی حاجت نہیں صرف شوہر ثانی سے نکاح کافی ہے اب وہ حلال ہوجاویگی شوہر اول کے لیے کیونکہ قرآن
میں تنکح کا لفظ ہے اور ہم کہتے ہیں تنکح سے مراد جماع ہے اور رفاعہ کی صحیح حدیث اسکی دلیل ہے اور سعید کا قول اعتبار
کے لائق نہیں ہے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ تَكُوْنُ لَهُ الْمَرْاَةُ فَيُطَلِّقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا
رَجُلٌ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا اَتَرْجِعُ اِلَى الْاَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس مسئلہ میں اگر مرد کی ایک عورت ہو جسکو وہ طلاق دیوے (یعنے تین طلاق) پھر اس سے
ایک دوسرا مرد نکاح کرے اور وہ دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدیوے تو وہ پہلے خاوند کے پاس پھر جاسکتی ہے ہرگز نہیں
پھر جاسکتی جب تک دوسرے خاوند کا مزہ نہ چکھے (یعنے اس سے صحبت داری نہ ہو) **باب** الْمُحَلِّلِ وَالْمُحَلَّلِ لَهٗ حلالہ کرنے
والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جاوے دونوں کا بیان **ف** جب کوئی اپنی بی بی کو تین طلاق دیدیوے تو اب ضرور ہے

کہ وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے اور اس سے جماع کراوے اسکے بعد اگر دوسرا خاوند طلاق دیوے تو وہ عورت پہلے خاوند سے پھر نکاح کرسکتی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ دوسرا خاوند جو نکاح کرے وہ حلالہ کی نیت سے نہ کرے نہ حلالہ کی شرط زبان سے لگاوے ورنہ نکاح ناجائز ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ زبان سے اگر شرط لگادے تو منع ہے لیکن دل میں اگر صرف نیت ہو حلالہ کی تو قباحت نہیں بہرحال حلالہ کا نکاح حرام ہے اور ایسا کرنے والا اور جس کے لیے کیا جاوے دونو ملعون ہیں **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اُس شخص پر جو حلالہ کرے اور جس کے لیے حلالہ کیا جاوے **عَنْ** عَلِيٍّ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هُوَ الْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو نہ بتلاؤں مانگا ہوا بکرا کیا ہے لوگوں نے کہا کیوں نہیں بتلایئے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ حلالہ کرنے والا ہے لعنت کرے اللہ حلالہ کرنیوالے پر اور جس کے لیے حلالہ کیا جاوے **ف** اس کے اسناد میں یحیی بن عثمان ضعیف ہے اور بعضوں نے کہا وہ مرسل ہے اور احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور حاکم نے ابن مسعود سے ایسا ہی نکالا اسکو صحیح کہا ابن القطان اور ابن دقیق العید نے اور احمد اور بیہقی اور بزار اور ابن ابی حاتم اور ترمذی نے علل میں ابوہریرہ سے ایسا ہی نکالا اور بخاری نے کہا وہ حسن ہے اور حاکم اور طبرانی نے اوسط میں نکالا حضرت عمر سے کہ حلالہ کرنیکو زنا سمجھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت عمر سے صحیح ہوا انہوں نے کہا میرے پاس حلالہ کرنیوالا یا جسکے لیے حلالہ کیا جاوے لایا جاوے میں اسکو رجم کروں اسکو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور ابن منذر نے نکالا اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے نکالا انہوں نے کہا دونو زانی ہیں اور ابن تیمیہ نے اس باب میں ایک رسالہ لکھا اسکا نام ہے بیان الدلیل علی ابطال التحلیل ابن قیم نے کہا حلالہ کا نکاح کسی ملت میں مباح نہیں ہوا اور کسی صحابی نے نہیں کیا نہ اسکا فتوی دیا اور افسوس ہے کہ اس زمانہ میں لوگ حلالہ کا نکاح کرتے ہیں اور وہ عورت جو حلالہ کراتی ہے گویا دو آدمیوں میں سے زنا کراتی ہے ایک حلالہ کرنے والے سے دوسرے پھر اپنے پہلے خاوند سے اور اللہ پناہ میں رکھے اس آفت سے

بَابُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

دودھ پلانے سے وہی حرمت ہوتی ہے جو نسب سے ہوتی ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دودھ پلانے سے بھی وہ لوگ محرم ہو جاتے ہیں جو ناتے کی وجہ سے محرم ہوتے ہیں **ف** جیسے ماں

بہن وغیرہ لیکن رضاعت مین چار عورتین حرام نہین ہین جو نسب مین حرام ہین ایک تو اپنی بہائی کی رضاعی مان اور بہائی کی نسبی مان حرام ہے کس لیے کہ وہ یا اپنی بہی مان ہوگی یا باپ کی جورو ہوگی اور دونو محرم ہین دوسرے پوتے یا نواسے کی رضاعی مان اور پوتی یا نواسی کی نسبی مان حرام ہوگی کس لیے کہ وہ بہو ہوگی یا بیٹی تیسری اپنی اولاد کی نانی یا دادی رضاعی اور اولاد کی نسبی نانی یا دادی حرام ہے کیونکہ وہ اپنی ساس ہوگی یا مان چوتھی اپنی اولاد کی رضاعی بہن اور نسبی بہن اپنی اولاد کی حرام ہے کیونکہ وہ بیٹی ہوگی یا ربیبہ اور بعض علماء نے اور عورتون کو بہی بیان کیا ہے جو رضاع مین حرام نہین ہین جیسے چچا کی رضاعی مان یا پہوپہی کی رضاعی مان یا ماموں کی رضاعی مان یا خالہ کی رضاعی مان مگر نسب مین یہ سب حرام ہین اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو رشتہ محرمات کی اس آیت مین مذکور ہین حرمت علیکم امہاتکم اخیر تک وہ سب رضاع کی وجہ سے بہی محرم ہو جاتی ہین اور جن عورتون کا اوپر بیان ہوا وہ اس آیت مین مذکور نہین ہین **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارید علی بنت حمزۃ بن عبد المطلب فقال انہا ابنۃ اخی من الرضاعۃ وانہ یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صلاح دی گئی حمزہ بنت عبد المطلب کی بیٹی سے پیام دینے کی (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صلاح دی تہی) آپ نے فرمایا وہ تو میرے رضاعی بہائی کی بیٹی ہے (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حمزہ نے ایک عورت کا دودہ پیا تہا) اور رضاعت سے حرام ہو جاتے ہین جو نسب سے حرام ہوتے ہین **عن** ام حبیبۃ حدثتہا انہا قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکح اختی عزۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتحبین ذلک قالت نعم یا رسول اللہ فلست لک بمخلیۃ واحق من شرکنی فی خیر اختی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان ذلک لا یحل لی قالت فانا نتحدث انک ترید ان تنکح درۃ بنت ابی سلمۃ قال بنت ام سلمۃ قالت نعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہا لو لم تکن ربیبتی فی حجری ما حلت لی انہا لابنۃ اخی من الرضاعۃ ارضعتنی وایاہا ثویبۃ فلا تعرضن علی اخواتکن ولا بناتکن ام حبیبہ ام المومنین (معاویہ کی بہن) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا میری بہن عزہ سے نکاح کر لیجیے آپ نے فرمایا کیا تو اسکو پسند کرتی ہے انہون نے کہا جی ہان کچھ مین اکیلی آپ پاس نہین ہون (کہ اور سوکن کا ہونا ناپسند کرون بلکہ آپ کی تو بہت بی بیان ہین) یہ میرے ساتھ اگر بہتری مین میری بہن شریک ہو تو وہ زیادہ بہتر ہے (اور غیر عورتون کے شریک ہونے سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ میرے لیے درست نہین ہے (کس لیے کہ دو بہنون کا جمع کرنا جائز نہین اور ام حبیبہ نے یہ خیال کیا کہ شاید خاص آپکے لیے یہ امر جائز ہو) ام حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ ہم باتین کرتے تہے کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنا چاہتے ہین آپ نے فرمایا

درہ ام سلمہ کی بیٹی انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اگر درہ میری ربیبہ بھی نہ ہوتی جب بھی مجھ پر درست نہ ہوتی اسلئے کہ وہ میری رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور اسکے باپ (ابو سلمہ) کو دونوں کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا تو میرے سامنے بہنیں نہ کرو اپنی بہنوں کو اور اپنی بیٹیوں کو **ف** کیونکہ وہ میرے لیے درست نہیں ہو سکتیں بہنیں تو اسوجہ سے کہ دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں اور بیٹیاں اسلیے کہ وہ میری ربیبہ ہوئیں اور ربیبہ حرام ہے بنص قرآنی۔ ربیبہ وہ لڑکی جو جورو کی ہو پہلے خاوند سے **عن** اُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ ام حبیبہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی **ف** جبتک پانچبار نہ چوسے ابن مسعود اور عائشہ اور عبد اللہ بن زبیر اور عطا اور طاوس اور سعید بن جبیر اور عروہ اور لیث اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابن حزم اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور حضرت علی سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور ابو حنیفہ اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ مدت رضاعت میں قلیل اور کثیر سب سے حرمت ہو جاتی ہے جب دودہ پیٹ میں چلا جاوے اور بعضوں نے کہا تین بار سے کم میں حرمت ثابت نہیں ہوتی اور بعضوں نے کہا دس بار سے کم میں اور یہ مذہب شاذ ہے اور حضرت عائشہ اور حفصہ اسی کی قائل تھیں **عن** اُمِّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَلَا الرَّضْعَتَانِ اَوِ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ ام الفضل سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار دودھ پینا یا ایک بار دودھ چوسنا یا دو بار حرام نہیں کرتا **عن** عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسا ہی مروی ہے **عن** عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيمَا اَنْزَلَ اللهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ سَقَطَ لَا يُحَرِّمُ اِلَّا عَشْرُ رَضَعَاتٍ اَوْ خَمْسٌ مَعْلُوْمَاتٌ ام المؤمنین عائشہ نے کہا پہلے قرآن میں یہ آیت تھی پھر اسکا پڑھنا موقوف ہو گیا کہ حرام نہیں کرتا مگر دس بار دودھ پینا یا پانچ بار پینا **ف** جسکا پینا بالیقین معلوم ہو حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں مطلق ہے ارضعنکم اور یہ شامل ہے قلیل اور کثیر سب کو اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث صحیح اور مشہور ہے تو اس سے تخصیص ہو گئی قرآن کی اور مسلم میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ پہلے قرآن میں دس بار دودھ پینا اترا تھا پھر پانچبار پینے سے وہ حکم منسوخ ہوا اور حضرت کی وفات تک یہ پانچ بار پڑھی جاتی تھی قرآن میں تو اب یہ حکم ٹھہرا کہ پانچ بار سے کم حرام نہ کریگا اور یہ احادیث کہ ایک یا دو بار دودھ پینا حرام نہیں کرتا اسکی موید ہونگی نہ مخالف اور مطلب ان کا یہی ہوگا کہ ایک یا دو یا تین یا چار بار تک حرام نہیں کرتا اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ بعضے آیتوں کی تلاوت منسوخ ہو گئی لیکن حکم باقی ہے جیسے آیت رجم اور یہ آیت اب تو حنفیہ کو یہ کہنے کا بھی موقع نہ رہا کہ قرآن میں مطلق ہے کیونکہ خود قرآن ہی سے یہ بھی ثابت ہے کہ پانچ بار سے کم میں حرمت نہیں ہوتی **باب** رِضَاعِ الْكَبِيْرِ بڑے آدمی کو دودھ پینے

کا بیان عن عائشة قالت جاءت سهلة بنت سهيل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله اني
ارى في وجه ابي حذيفة الكراهية من دخول سالم علي فقال النبي صلى الله عليه وسلم ارضعيه قالت كيف
ارضعه وهو رجل كبير فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال قد علمت انه رجل كبير ففعلت
فاتت النبي صلى الله عليه وسلم فقالت ما رايت في وجه ابي حذيفة شيئا اكرهه بعد وكان شهد بدرا

ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ سہلہ بنت سہیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں ابو حذیفہ (اپنے خاوند) کے چہرہ پر ناراضی پاتی ہوں سالم کے ہمارے پاس آنے سے یہ سنکر آپ نے فرمایا تو سالم کو دودھ پلادے اس نے کہا میں کیونکر اسکو دودھ پلاؤں وہ بڑا آدمی ہے آپ نے تبسم فرمایا اور کہا میں جانتا ہوں کہ وہ بڑا آدمی ہے آخر سہلہ نے ایسا ہی کیا (یعنے سالم کو اپنا دودھ پلادیا) پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی کہ میں نے ابو حذیفہ کے مونہہ پر اسکے بعد وہ بات نہیں پائی جسکو میں برا جانوں اور ابو حذیفہ بدر کی لڑائی میں حاضر تھے **ف** اس باب میں کئی صحابہ سے مروی ہے جیسے حضرت عائشہ سہلہ بنت سہیل زینب بنت ام سلمہ سے اور ان سے بہت تابعین نے روایت کی ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ کے پاس ایک جوان لڑکا آیا کرتا تھا ام سلمہ نے کہا میں نے اسکا آنا پسند نہ کیا اور ان سے کہا انہوں نے کہا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال بھلی معلوم نہیں ہوتی ابو حذیفہ کی عورت نے آپ سے عرض کیا کہ سالم میرے پاس آتا ہے اب وہ جوان مرد ہو گیا ہے اور ابو حذیفہ کے دل میں اس کیطرف سے شک گذرتا ہے آپ نے فرمایا اس کو دودھ پلادے تاکہ وہ تیرے پاس آیا کرے اور بخاری نے بھی حضرت عائشہ سے ایسا ہی نکالا اور حضرت علی اور عائشہ اور عروہ بن الزبیر اور عطا بن ابی رباح اور لیث بن سعد اور ابن علیہ اور داؤد ظاہری اور ابن حزم کا قول ایسا ہی ہے (یعنے بڑے آدمی کو دودھ پلادینا اسلیے کہ اس سے پردے کی ضرورت نہ رہے جائز ہے) اور اہلحدیث کا بھی یہی مذہب ہے اور وہ کہتے ہیں کہ بڑے آدمی کو دودھ پلادینے سے نظر جائز ہو جاویگی البتہ حرمت ثابت نہوگی حرمت جب ہی ہوگی کہ دو برس کے اندر دودھ پلاوے اور جمہور علماء اور حنفیہ نے اسکا خلاف کیا ہے اور دلیل لی ان حدیثوں سے جن میں یہ ہے کہ دو برس کے بعد رضاع نہیں ہے اور ابن مسعود نے کہا اس شخص کے باب میں جس کے مونہہ میں اپنی بی بی کا دودھ چلا گیا تھا اور ابو موسی نے حرمت کا فتوی دیا تھا کہ رضاعت نہیں ہے مگر جو دو برس کے اندر ہو نکالا اسکو ابوداؤد نے اور حضرت عمر نے کہا اس شخص کے بارے میں جسکی بی بی نے سوکن کو دودھ پلادیا تھا کہ وہ تیری بی بی ہے اسلیے کہ رضاعت چھٹپن میں ہے یہ روایت موطا میں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں ہمارے مذہب کے خلاف نہیں ہیں کسلیے کہ غرض انسے یہ ہے کہ رضاعت سے حرمت نہیں ہوتی مگر جو دو برس کے اندر ہو اور ہمارا بھی یہی قول ہے اور کبیر (بڑے آدمی) کو دودھ پلادینے سے وہ حرام نہیں ہوتا لیکن

اسکا آنا جانا گھر مین درست ہوجاتا ہے اور اسسے پردے کی ضرورت نہین رہتی اور جب ایسی حاجت آن پڑے تو یہ حکم نہایت مناسب ہے جیسے ابوحذیفہ کیحدیث مین ہے ان کی بی بی نے کہا ہمنے سالم کو چھٹپن سے پالا تہا اور ابوحذیفہ نے اسکو بیٹا کیا تہا اب وہ بڑا ہوگیا ہے اور بغیر اسکے آئے ہوئے بن نہین پڑتا امام ہمام ابن تیمیہ اور ابن قیم نے بہی اسیکو ترجیح دیا ہے کہ جب ضرورت آن پڑے تو اس حدیث پر عمل ہوسکتا ہے کیونکہ اس مین آسانی ہے اور حنفیہ جو کہتے ہین کہ قرآن شریف مین حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ آیا ہے تو دو برس تک رضاعت کا اتمام ہوجاتا ہے اب اسکے بعد کیونکر رضاعت درست ہوگی اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت مین وہ رضاعت مراد ہے جس سے نکاح کی حرمت ہوتی ہے وہ تو بیشک دو برس پر ختم ہوجاتی ہے دوسرے یہ کہ کبیر کی رضاعت کا بہی حکم قرآن ہی مین اترا تہا جیسے آگے حدیث سے معلوم ہوگا لیکن اسکی تلاوت جاتی رہی جیسے آیت رجم کی تلاوت جاتی رہی تیسرے یہ کہ سالم کی حدیث مشہور ہے اسکو کئی صحابہ نے روایت کیا ہے پس قرآن شریف پر زیادت حدیث مشہور سے جائز ہوگی اور افسوس ہے کہ حنفیہ اہلحدیث پر تو یہ اعتراض کرتے ہین حالانکہ اہلحدیث پاس اسکے ثبوت کے لیے آیت اور احادیث اور اقوال صحابہ موجود ہین لیکن انکے امام ابوحنیفہ رہ نے جو رضاعت کی مدت کو اڑہائی برس تک کہا ہے اور خلاف کتاب کے چہ مہینے اپنی طرف سے بڑہائے ہین اسکی دلیل نہ آیت سے ہے نہ حدیث سے نہ اقوال صحابہ سے پس حنفیہ خود اپنے دل مین شرما دین وہ کس مونہہ سے دوسرون پر اعتراض کرتے ہین اور خود سب سے زیادہ قابل اعتراض ہین **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ نَزَلَتْ اٰيَةُ الرَّجْمِ وَرِضَاعَةُ الْكَبِيْرِ عَشْرًا وَلَقَدْ كَانَ فِيْ صَحِيْفَةٍ تَحْتَ سَرِيْرِيْ فَلَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَشَاغَلْنَا بِمَوْتِهِ دَخَلَ دَاجِنٌ فَاَكَلَهَا ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رجم کی آیت اتری اور بڑے آدمی کو دس بار دودہ پلا دینے کی اور یہ دونو آیتین ایک کاغذ پر لکہی تہین میرے تخت کے تلے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ہم آپکے وفات مین مشغول تہے تو گہر کی پلی ہوئی بکری آئی اور وہ کاغذ کہا گئی **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ یہ حکم بہی قرآن مجید مین اترا تہا کیونکہ حضرت عائشہ رض کی شہادت اس باب مین کافی ہے اور وہ بڑی عالم تہین دین کے عالمون مین سے اور صاحب حفظ اور صاحب عقل تہین اور فقیہہ تہین راضی ہو اللہ تعالی ان سے اب سالم کی حدیث مین یہ شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے آدمی کے لیے یہ کیسے جائز رکہا کہ وہ اجنبی عورت کے پستان مین مونہ لگا دے اور ہم کہتے ہین کہ حدیث مین اسکی تصریح کہان ہے اور جائز ہے کہ ابوحذیفہ کی بی بی نے دودہ نچوڑ کر انکو پلا دیا ہو اگر چہاتی سے بہی پلایا ہو تو کچہ قباحت نہین جب سالم ان کے بچپن سے پالے ہوئے اور مثل بیٹے کے تہے اور انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ایسا کیا اور اہل ایمان کا یہ کام نہین کہ احادیث مین ایسے واہی احتمالات نکالین اور انکو رد کرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر حدیث ہماری سر اور آنکھون پر ہے گو ہماری رسم و رواج بلکہ ہمارے باپ دادا تمام

خاندان کے تمام ملک کے خلاف ہو سب کو چھپیر پر تجھ پر ہماری جان ہماری عزت ہماری اولاد سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے قدموں سے تصدق ہے یا اللہ اپنے پیغمبر کا عشق ہم کو عطا فرما اور اسی پر شب و روز ثابت قدم رکھ آمین ظاہر یہی ہے کہ ابو
حذیفہ کی بی بی نے سالم کو چھاتی سے دودھ پلایا کیونکہ پہلے انہوں نے عذر کیا تھا کہ مین اسکو دودھ کیونکر پلاؤن وہ بڑا ہے
اگر نچوڑ کر پلانا منظور ہوتا تو اس عذر کا کوئی محل نہ تھا اور ممکن ہے کہ انہون نے یہ خیال کیا ہو کہ عورت کا دودھ بڑے آدمی کے
لیے حلال نہین ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورت کا دودھ حلال ہے اور بڑے آدمی کو بھی اسکا پینا درست ہے خصوصاً جب
علاج کے لیے ضرورت پڑے **باب** لا رضاع بعد فصال دودھ چھٹنے کے بعد پھر رضاعت نہین ہے **ف** یعنی دو برس
کے بعد پھر رضاعت نہین ہے اس باب کی حدیثین اگلے باب کے خلاف ہین اور جمہور علما کے موافق ہین لیکن اہلحدیث وہی جواب
دیتے ہین جو اوپر گذرا کہ یہان رضاعت سے وہ مراد ہے جس سے نکاح کی حرمت ہو اور وہ بلاشک دو برس کے بعد نہین ہے +

عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم دخل عليها وعندها رجل فقال من هذا قالت هذا اخي
قال انظروا من تدخلن عليكن فان الرضاعة من المجاعة آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کے پاس گئے ان کے پاس ایک مرد بیٹھا تھا آپ نے فرمایا یہ کون ہے انہون نے کہا یہ میرا بھائی ہے آپ نے فرمایا دیکھو
تم کن لوگون کو اپنے پاس آنے دیتی ہو رضاعت تو اسیوقت ہے جب آدمی کی غذا دودھ ہی ہوتی ہے (یعنے بچپن مین) -
ف اس حدیث سے جمہور نے دلیل لی کہ رضاعت کبیر نادرست ہے اور ہم کہتے ہین کہ یہ بات اس حدیث سے نہین نکلتی کیلیے
کہ آپ نے اعتراض کیا ایسے مرد کے ساتھ خلوت تنہائی کرنے پر اور ہم جو کبیر رضاعت سے جائز کہتے ہین وہ صرف آنے جانے
کو اور اس سے پردہ ضرور نہونیکو **عن** عبد الله بن الزبير ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا رضاع الا ما
فتق الامعاء عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاعت نہین ہے مگر وہی جو انتون کو چیرے
(یعنے صغر سن مین دو برس کے اندر) **عن** زينب بنت ابي سلمة انها اخبرته ان ازواج النبي صلى الله عليه وسلم
كلهن خالفن عائشة وابين ان يدخل عليهن احد بمثل رضاعة سالم مولى ابي حذيفة وقلن وما يدرينا
لعل ذلك كانت رخصة لسالم وحده زینب بنت ابی سلمہ سے روایت ہے انہون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی سب بی بیون نے حضرت عائشہ کا خلاف کیا اس مسئلہ مین اور انہون نے انکار کیا کہ سالم کی سی رضاعت کوئی کر کے ان کے پاس
آوے جاوے اور انہون نے کہا ہمین معلوم نہین شاید یہ صرف سالم کے لیے رخصت ہو **ف** یعنے یہ حکم خاص ہو سالم سے
مگر ہم کہتے ہین کہ اسپر دلیل کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک حکم عام ہے جب تک اسکی تخصیص ثابت نہ
ہو ورنہ ہر حکم مین ایسے احتمالات ہوسکتی ہین **باب** لبن الفحل دودھ مرد کی طرف سے ہے **ف** یعنی ہر چند بچہ عورت

کا دودھ پیتا ہے مگر اسکا خاوند بچہ کا باپ ہو جاتا ہے کیونکہ عورت کا دودھ اسی مرد کیوجہ سے ہوتا ہے اب اس مرد کا بھائی بچہ کا چچا ہوگا اور نسبی چچا کیطرح وہ بھی محرم ہوگا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَانِي عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَفْلَحُ بْنُ أَبِي قُعَيْسٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِي لَهُ فَقُلْتُ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ تَرِبَتْ يَدَاكِ أَوْ يَمِينُكِ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میرا رضاعی چچا افلح بن ابی قعیس میرے پاس آیا اور اندر آنیکی اجازت چاہی اور یہ اسوقت کا ذکر ہے جب حجاب کا حکم اتر چکا تھا میں نے انکار کیا اس کو اجازت دینے سے یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا وہ تو تیرا چچا ہے اسکو اجازت دی میں نے عرض کیا مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے نہ مرد نے آپ نے فرمایا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے یا داہنے ہاتھ کو مٹی **ف** یہ کلمہ اس مقام میں کہتے ہیں جب کسی سے نادانی کی بات ہوتی ہے اسپر افسوس کرتے ہیں **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ عَمُّكِ فَقُلْتُ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے میرا چچا رضاعی آیا اور اندر آنیکی اجازت مانگنے لگا میں نے انکار کیا اسکو اجازت دینے سے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے تیرے پاس آوے میں نے عرض کیا مجھ عورت نے دودھ پلایا ہے نہ مرد نے آپ نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے تیرے پاس آوے

بَابُ الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أُخْتَانِ
ایک آدمی مسلمان ہو اور اسکے نکاح میں دو بہنیں ہوں تو کیا کرے

عَنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي أُخْتَانِ تَزَوَّجْتُهُمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ إِذَا رَجَعْتَ فَطَلِّقْ إِحْدَاهُمَا دیلمی سے (انکا نام فیروز تھا انہوں نے اسود عنسی کو مارا جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں) روایت ہے میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور میری پاس دو بہنیں تھیں جن سے میں نے نکاح کیا تھا جاہلیت کے زمانے میں آپ نے فرمایا جب تو لوٹ کر اپنے گھر کو جاوے تو ان میں سے ایک کو طلاق دیدے **عَنِ** الضَّحَّاكِ بْنِ فَيْرُوزَ الدَّيْلَمِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْلَمْتُ وَتَحْتِي أُخْتَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ فیروز دیلمی سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میرے پاس دو بہنیں ہیں میرے نکاح میں آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے جسکو چاہے طلاق دیدے **ف** جمہور علما اور ائمہ ثلثہ کا یہی قول ہے اسلیے کہ جاہلیت میں اندونوں کا نکاح صحیح ہو گیا تھا اب جب اسلام لایا تو گویا ایسا ہوا کہ دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا اور اس صورت میں اختیار ہے کہ دونوں میں سے

حسکو چاہے چھوڑ دے تو یہ حکم عام ہے خواہ جاہلیت کے زمانہ میں دونوں بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا ہو یا آگے پیچھے نکاح کیا ہو اور ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ کے نزدیک جب آگے اور پیچھے نکاح کیا ہو تو اگلی کو رکھ لیوے اور پچھلی کو چھوڑ دیوے کیونکہ پچھلی کا نکاح صحیح ہی نہ ہوا اور ہم کہتے ہیں کہ یہ اسی حدیث کے خلاف ہے اور اگر نکاح صحیح نہوتا تو آپ یہ کیونکر حکم فرماتے کہ جسکو کو چاہے طلاق دیدے اسلیے کہ طلاق بغیر نکاح کے نہیں ہو سکتا ابن قیم نے کہا کہ ابو حنیفہ نے جو رائے قائم کی اسکا باطل کرنا بلکہ ویسی ہزار رائیں باطل کرنا ہمارے نزدیک آسان ہے ایک حدیث کے رد کرنے سے اور اہل حدیث کا مذہب یہی ہے کہ کفر کے نکاح قائم رہینگے اگر شرع کے خلاف نہ ہوں گو ان نکاحوں میں ہماری شرع کے موافق شرطیں نہ ہوں جیسے گواہ یا ولی وغیرہ **باب** الرَّجُلِ يُسْلِمُ وَعِنْدَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ ایک مرد مسلمان ہو اور اس کے نکاح میں چار عورتوں سے زیادہ ہوں **عن** قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ أَسْلَمْتُ وَعِنْدِي ثَمَانُ نِسْوَةٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ اخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا قیس بن حارث نے کہا میں مسلمان ہوا اور میرے پاس آٹھ عورتیں تھیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا ان میں سے چار چن لے **ف** امام محمد نے موطا میں کہا ہم اسیکو اختیار کرتے ہیں اور اہلحدیث اور جمہور علما کا یہی قول ہے کہ چار کو چن لیوے اور باقی کو چھوڑ دیوے لیکن ابو حنیفہ نے یہاں بھی حدیث کا خلاف کیا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ جن چار عورتوں سے پہلے نکاح کیا تھا ان کا نکاح صحیح ہے اور باقی کل عورتوں کا باطل ہے **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَسْلَمَ غَيْلَانُ بْنُ سَلَمَةَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا ابن عمر سے روایت ہے غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لایا اسکے نکاح میں دس عورتیں تھیں آپ نے فرمایا ان میں سے چار کو چن لے **ف** اور باقی سب کو چھوڑ دو (مشکوۃ) اس حدیث کا اسناد صحیح ہے اور بعضوں نے اس میں یہ علت نکالی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے حضرت عمر پر اور ہم کہتے ہیں کہ رفع کی روایت ثقہ نے کی ہے تو واجب ہوگا قبول اسکا **باب** الشَّرْطِ فِي النِّكَاحِ نکاح میں شرط کا بیان **عن** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَقَّ الشَّرْطِ أَنْ يُوفَى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جن شرطوں کا پورا کرنا ضرور ہے وہ شرطیں ہیں جن سے تم نے فرجوں کو حلال کیا **ف** یعنے شرطوں پر عورتوں سے نکاح کیا یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اور اہلحدیث کا مذہب اسی حدیث کے موافق یہ ہے کہ مرد نکاح کے وقت جو شرطیں کرے انکا پورا کرنا واجب ہے گو وہ شرطیں کسی قسم کی ہوں اور بعضوں نے کہا مراد وہ شرطیں ہیں جو مہر کے متعلق ہوں یا نکاح سے اور جو اور شرطیں ہوں جیسے یہ کہ عورت کو اسکے گھر سے نہ نکالیگا یا اسکے ملک سے نہ لیجاویگا یا اسکے اوپر دوسرا نکاح نہ کریگا تو

ایسی شرطوں کا پورا کرنا خاوند پر واجب نہیں ہے لیکن اگر اس نے ان شرطوں پر قسم کھائی ہوگی اور انکا خلاف کریگا تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث عام ہے تمام شرطوں کو شامل ہے یعنی جو شرط خاوند نے نکاح کیوقت کی ہو اور اس شرط پر نکاح ہوا ہو خاوند کو اسکا پورا کرنا واجب ہے اگر اسکا خلاف کرے تو عورت اگر چاہے اعتراض کرے تو قاضی سے فریاد کرے اگر خاوند شرط پوری کرے تو خیر ورنہ وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور ملک سے نہ لیجانا یا دوسرا نکاح اسکی زندگی میں نہ کرنا یہ شرطیں ایسی ہیں کہ عورتوں کو انکا بڑا خیال ہوتا ہے پس کیا وجہ ہے کہ حدیث کے خلاف ہم ان شرطوں کو قابل ایفاء نہ سمجھیں اور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی میں دین اور دنیا دونوں کی مصلحت ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مِنْ صِدَاقٍ اَوْ حِبَاءٍ اَوْ هِبَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ اُعْطِيَهُ اَوْ حُبِيَ وَاَحَقُّ مَا يُكْرَمُ الرَّجُلُ بِهِ اِبْنَتُهُ اَوْ اُخْتُهُ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شرط مہر سے متعلق ہو یا کچھ دینے سے یا ہبہ کرنے سے نکاح بندھنے سے پہلے تو وہ عورت کا حق ہے اور جو نکاح بندھنے کے بعد ہو تو وہ اسکا حق ہے جسکو دیا جاوے یا عطا کیا جاوے اور سب سے زیادہ مرد جس چیز کیوجہ سے سلوک کیا جاتا ہے وہ اپنی بیٹی یا بہن کی وجہ سے **ف** مطلب یہ ہے کہ نکاح سے پہلے جو کچھ مرد دیوے وہ عورت کا مال سمجھا جاویگا اسلیے کہ نکاح سے پہلے عورت کا دل ملانا ضرور ہوتا ہے تو ظاہر یہی ہے کہ عورت ہی کے لیے اس نے دیا ہے اور نکاح کے بعد جو دیوے وہ جسکو دیا جاوے اسیکا حق ہے کبھی مرد انعام یا احسان کے طور پر عورت کے باپ یا بھائی کو کچھ دیتا ہے کہ اس نے اپنی بیٹی یا بہن سے اسکا نکاح کرا دیا **بَابٌ** الرَّجُلِ يُعْتِقُ اَمَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا مرد اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کر لیوے **عَنْ** اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ اَجْرَانِ وَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهِ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ فَلَهُ اَجْرَانِ وَاَيُّمَا عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ فَلَهُ اَجْرَانِ قَالَ صَالِحٌ قَالَ الشَّعْبِيُّ قَدْ اَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ اِنْ كَانَ الرَّاكِبُ لَيَرْكَبُ فِيْمَا دُوْنَهَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ ابوموسی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس ایک لونڈی ہو وہ اسکو ادب سکھلاوے اچھی طرح اور اچھی طرح اسکی تعلیم کرے پھر اسکو آزاد کرکے اس سے نکاح کر لیوے تو اسکو دو اجر ہیں اور جو شخص اہل کتاب میں سے ہو یہود یا نصاری میں سے اور وہ اپنے پیغمبر پر ایمان لاوے پھر حضرت محمد پر ایمان لاوے تو اسکو دو اجر ہیں اور جو غلام اللہ کا حق جو اسپر ہو ادا کرے (جیسے نماز روزہ وغیرہ) اور اپنے مالکوں کا بھی حق ادا کرے (خدمت کا) تو اسکو دو اجر ہیں شعبی نے جو اس

حدیث کا راوی ابو صالح سے کہا ہمنے یہ حدیث تجھکو مفت سنادی اور اس سے کم حدیث کے لیے آدمی مدینہ تک سوار ہو کر جاتا
ف شعبی کوفہ مین تھے کوفہ سے مدینہ تک دو ماہ کی راہ ہے مطلب یہ ہے کہ ایک ایک حدیث سننے کے لیے اگلے لوگ دو دو
مہینے کا سفر کرتے تھے سبحان اللہ خدا اگلے لوگون کو بخشے اگر وہ ایسی محنتین نہ کرتے تو ہم تک دین کیونکر پہونچتا۔ یہ جو
فرمایا ایسی لونڈی کے نکاح مین دو اجر ہین یعنی ایک اجر اسکے آزاد کرنیکا اور دوسرا اسکی تعلیم یا نکاح کا۔ اہلحدیث
کا یہ قول ہے کہ اپنی لونڈی کو اگر آزاد کرے اور اسی آزادی کو مہر مقرر کرکے اس سے نکاح کر دے تو درست ہے اور ابو
حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک درست نہین اہلحدیث کی دلیل آگے آتی ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ
الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا قَالَ حَمَّادٌ فَقَالَ
عَبْدُ الْعَزِيْزِ لِثَابِتٍ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اَنْتَ سَاَلْتَ اَنَسًا مَا اَمْهَرَهَا قَالَ اَمْهَرَهَا نَفْسَهَا انس سے روایت ہے پہلے حضرت
صفیہ (جو خیبر مین پکڑی گئین تھین) دحیہ کلبی کے حصے مین آئین بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصے مین
آئین آپنے ان سے نکاح کر لیا اور ان کی آزادی انکا مہر مقرر کیا حماد نے کہا عبد العزیز نے ثابت سے پوچھا اے
ابو محمد تمنے انس سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ کا مہر کیا مقرر کیا تھا انہون نے کہا آپنے
خود حضرت صفیہ کا مہر انہی کے نفس کو مقرر کیا تھا یعنے انکی آزادی یہی مہر قرار پائی تھی عَنْ عَائِشَةَ رض
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَتَزَوَّجَهَا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو آزاد کیا اور انکی آزادی یہی مہر قرار پائی اور ان سے نکاح کیا
ف وہ حضرت ہارون کی اولاد مین تھین اور یہودیون کے بادشاہ کی بی بی تھین اسلیے مسلمانون کے بادشاہ کے پاس ان
کا رہنا مناسب تھا باب تَزْوِيْجِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ اِذْنِ سَيِّدِهٖ غلام کا نکاح بغیر اپنے مالک کی اجازت کے ناجائز ہے عَنِ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ بِغَيْرِ اِذْنِ سَيِّدِهٖ كَانَ عَاهِرًا عبد اللہ بن عمر رضی
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب غلام نے اپنی مالک کی بے اجازت نکاح کیا تو وہ زانی ہوگا عَنِ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَهُوَ زَانٍ ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس غلام نے اپنے مالکون کے بغیر اجازت نکاح کیا وہ زانی ہے ف احمد
اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اسکو جابر سے نکالا اور کہا صحیح ہے اور جابر کی ایک روایت مین ہے
کہ نکاح باطل ہے اہلحدیث اور شافعی اور احمد کا مذہب یہی ہے اور ابو حنیفہ یہان بھی حدیث کے خلاف کہتے ہین کہ نکاح صحیح ہوگا
لیکن موقوف رہیگا مالک کی اجازت پر اگر مالک اجازت دیوے تو نافذ ہو جاویگا جیسے نکاح فضولی ہم کہتے ہین کہ

حدیث میں زانی کا لفظ ہے اور زنا حسب آپ ہو گی کہ نکاح باطل ہے اور خود باطل کا لفظ ایک آیت میں وارد ہے پھر تمہاری رای حدیث کے خلاف لغو ہے

باب النہی عن نکاح المتعۃ متعہ کے نکاح سے ممانعت

ف متعہ کا نکاح یہ ہے کہ ایک میعاد معین تک نکاح کرے جیسے ایک دن دو دن ایک ہفتہ ایک ماہ ایک سال تین سال کے لیے یہ نکاح اوائل اسلام میں حلال تھا پھر حرام ہوا پھر حلال ہوا پھر حرام ہوا پھر قیامت تک حرام ہو گیا لیکن بعض لوگ اسکی حرمت پر مطلع نہیں ہوئے اور اباحت کے قائل ہے

عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن متعۃ النساء یوم خیبر و عن لحوم الحمر الانسیۃ حضرت علی سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے سے اور بستی کے گدھوں کے گوشت سے **ف** بعضوں نے کہا یہ ممانعت اسوجہ سے نہیں تھی کہ بستی کا گدھا حرام ہے بلکہ اسوجہ سے کہ لوگوں نے یہ جانور مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے لیے تھے اور انکا گوشت پکنے کے لیے چڑھا دیا تھا چنانچہ امام مالک کے نزدیک بستی کا گدھا حلال ہے پس یہی احتمال متعہ میں بھی قائم ہو سکتا ہے علاوہ اسکے جنگ خیبر کے بعد مکہ فتح ہوا اور فتح مکہ میں پھر متعہ حلال ہوا تھا جیسے دوسری حدیث سے ثابت ہے لہذا یہ ممانعت حرمت کی دلیل نہیں ہو سکتی

عن الربیع بن سبرۃ عن ابیہ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع فقالوا یا رسول اللہ ان العزبۃ قد اشتدت علینا قال فاستمتعوا من ھذہ النساء فاتیناھن فابین ان ینکحننا الا ان نجعل بیننا وبینھن اجلا فذکروا ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اجعلوا بینکم وبینھن اجلا فخرجت انا وابن عم لی معہ برد ومعی برد وبردہ اجود من بردی وانا اشب منہ فاتینا علی امراۃ فقالت برد کبرد فتزوجتھا فمکثت عندھا تلک اللیلۃ ثم غدوت ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائم بین الرکن والباب وھو یقول ایھا الناس انی قد کنت اذنت لکم فی الاستمتاع الا وان اللہ قد حرمھا الی یوم القیمۃ فمن کان عندہ منھن شیء فلیخل سبیلھا ولا تاخذوا مما اتیتموھن شیئا سبرہ بن معبد جہنی سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حجۃ الوداع میں (یہ وہم ہے اور صحیح فتح مکہ کی روایت ہے) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجرد رہنا بغیر عورت کے رہنا ہم پر سخت ہو گیا ہے آپ نے فرمایا تو متعہ کر لو ان عورتوں سے ہم انکے پاس گئے انہوں نے نہ مانا اور یہ کہا کہ نکاح کرو ہم سے ایک معین مدت تک (یہ بھی مثل متعہ کے ہے صرف لفظ کا فرق ہے) لوگوں نے اسکا ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا اچھا ایک مدت مقرر کر لو اپنے اور ان کے درمیان تو میں نکلا اور میرے ساتھ ایک میرا چچازاد بھائی تھا اسکے پاس ایک چادر تھی اور میرے پاس ایک چادر تھی لیکن اسکی چادر میری چادر سے عمدہ تھی اور میں اسکی بنسبت زیادہ

جوان تہا پہر ہم دونو ایک عورت کے پاس آئے اسنے پہلے میرے چچازاد بہائی کی چادر عمدہ دیکہہ کر اسی کیطرف مائل ہوئی لیکن میری جوانی اور خوبصورتی اسکو چادر سے زیادہ بہلی لگی (تو کہنے لگی چادر چادر برابر ہے (یہ اسنے عذر کیا ظاہر مین کیونکہ شرم سے یہ نہ کہہ سکی کہ مین تیری جوانی اور حسن کو زیادہ پسند کرتی ہون) آخر مین نے اس سے نکاح کیا (وہی نکاح موقت یعنے متعہ) اور اس رات کو اسکے پاس رہا صبح کو مین آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کعبہ کے پاس) رکن اور باب کے بیچ مین کہڑے ہوئے تہے اور فرماتے تہے اے لوگو مینے تمکو اذن دیا تہا متعہ کرنے کا لیکن خبردار رہو کہ اللہ تعالی نے اس کو حرام کردیا قیامت تک اب جس کے پاس ان متعہ والی عورتون مین سے کوئی عورت ہو تو اسکو چہوڑ دیوے اور جو کچہ اسکو دیکا ہے وہ اس سے واپس نہ لیوے **عن** ابن عمر قال لما ولي عمر بن الخطاب خطب الناس فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذن لنا في المتعة ثلاثا ثم حرمها والله لا اعلم احدا يتمتع وهو محصن الا رجمته بالحجارة الا ان ياتيني باربعة يشهدون ان رسول الله احلها بعد اذ حرمها عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انہون نے لوگون کو خطبہ سنایا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو متعہ کی اجازت دی تین بار پہر اسکو حرام کیا تو قسم خدا کی اب مین اگر کسیکو جانونگا کہ وہ متعہ کرتا ہے اور وہ محصن ہوگا تو اسکو رجم کرونگا پتہرون سے مگر یہ کہ وہ چار گواہ لادے جو گواہی دیوین اس بات کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کرنے کے بعد پہر متعہ کو حلال کیا تہا **ف** شرح السنہ مین ہے کہ علما نے اتفاق کیا متعہ کے حرام ہونے پر اور گویا اجماع ہوگیا مسلمانون کا اسکی حرمت پر اور اس مین اختلاف نہین ہے کہ متعہ پہلے شریعت مین جائز تہا خود قرآن مین موجود ہے فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن اور صحیحین مین ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ جہاد کرتے تہے اور ہمارے ساتہہ عورتین نہ ہوتین تو ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم خصی نہ ہوجاوین آپنے منع کیا ہم کو خصی ہونے سے اور اجازت دی ہمکو کہ عورت سے نکاح کرلین ایک میعاد پر ایک کپڑا دیکر اور نسخ اسکا متعدد احادیث سے ثابت ہے ان مین سے ایک سبرہ کی حدیث ہے جو اوپر گذری اسکو مسلم نے بہی نکالا لیکن مسلم کی روایت مین فتح مکہ کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے اور ابن ماجہ کی روایت مین جو حجۃ الوداع مذکور ہے یہ وہم ہے اور ترمذی نے ابن عباس سے نکالا کہ متعہ شروع اسلام مین جائز تہا یہانتک کہ یہ آیت اتری الا علی ازواجهم او ما ملكت ايمانهم اور اس باب مین بہت احادیث ہین اور کلام اس مین طویل ہے اور شوکانی نے نیل الاوطار مین اسکی تفصیل خوب کی ہے **باب المحرم يتزوج** جو شخص احرام باندہے ہو حج یا عمرہ کا وہ نکاح کرسکتا ہے یا نہین **عن** ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم نكح وهو محرم ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا اور آپ احرام باندہے تہے **عن** يزيد بن الاصم حدثتني

مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُمَا حَلَالَانِ قَالَ وَكَانَتْ خَالَتِي وَخَالَةُ
ابْنِ عَبَّاسٍ یزید بن اصم سے روایت ہی محبہ سے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان سے نکاح جب آپ حلال تھے (یعنے احرام نہین باندہے تہے) یزید نے کہا میمونہ میری بہی خالہ تہین اور ابن عباس کی
بہی خالہ تہین عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحْرِمُ لَا يَنْكِحُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا
يَخْطُبُ عثمان بن عفان رضے اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا محرم نکاح نکرے نہ اپنا نہ
کسی دوسرے کا اور نکاح کا پیام بہی نہ دیوے **ف** اہلحدیث کا مذہب یہی ہی اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور جمہور
علماء کا لیکن ابو حنیفہ نے محرم کو نکاح کرنا یعنے صرف عقد کرنا جائز رکہا ہی اور دلیل لی اونہون نے ابن عباس کیحدیث سے اور
ہم کہتے ہین کہ یزید بن اصم کی روایت اسکی معارض ہے تو اب عثمان کی حدیث پر عمل کرنا واجب ہوگا جو معارضہ سے خالی ہے
اور قولی بہی ہے اور قولی فعلی پر مقدم ہے جیسے علم اصول مین ثابت ہوا ہے دوسرے امام احمد اور ترمذی نے ابو رافع سے
روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت میمونہ سے نکاح کیا اسوقت آپ حلال تہے اور ابو رافع وکیل
تھے اس نکاح مین تو ان کا قول سب سے زیادہ معتبر ہے اور ابن عباس اسوقت کمسن تہے تو احتمال ہے کہ ان کو دہوکا
ہوا ہو اور اگر انکی حدیث صحیح بہی ہو تو احتمال ہے کہ یہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہو اور حضرت عثمان
کی حدیث صاف قولی ہے جسپر عمل کرنا امت کو ضرور ہے اور احتیاط بہی اسی مین ہے کہ حالت احرام مین نکاح نکرے
اور افسوس ہے کہ حنفیہ باوجود ان سب باتون کے ابن عباس کیحدیث پر اڑ گئے ہین اور بعض حنفیہ نے اپنے اصول
مین ابن عباس کی حدیث کو یزید بن اصم کیحدیث پر ترجیح دی ہے اسوجہ سے ابن عباس کی میمونہ خالہ تہین انکو اس بات
کی خبر نہ ہوئی کہ وہ یزید بن اصم کی بہی خالہ تہین اور یہی حال ہوتا ہے ان لوگون کا جو بغیر علم حدیث اور رجال میں
معرفت پیدا کرنے کی اٹکل پچو باتین اپنی کتابون مین لکہہ مارتے ہین **بَاب الْاَكْفَاءِ** کفو کا بیان **ف**
کفو کہتے ہین اپنے برابر والے کو اسی سے ہی یہ آیت ولم یکن لہ کفوا احد یعنے اسکے جوڑ کا یعنے اسکے برابر والا کوئی
نہین ہے اور احادیث اور آیات سے یہ ثابت ہی کہ اللہ سبحانہ وتعالے نے آدمیون مین مراتب رکہی ہین بعضون کا درجہ
بلند ہے بعضون کا کم ہے اور حضرت عمر رضے اللہ عنہ نے فرمایا مین روکونگا عورتون کا نکاح کرنے سے مگر اپنے کفو
سے مگر یہ ضرور ہے کہ ادنی ادنی فرق نہ دیکہا جاوے جیسے مال کا کم ہونا یا حسن کا کم ہونا یا لونڈی کی اولاد ہونا جیسے
اس زمانہ کے لوگ دیکہتے ہین بڑا امر جسکا لحاظ کفاءت مین ہی وہ دین کا درست ہونا اور اخلاق کا عمدہ ہونا ہے اللہ تعالے
نے فرمایا افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لایستوون یعنے مومن فاسق کی مثل نہین ہوسکتا اور دونو برابر نہین

ہو سکتی اور فرمایا درفعنا بعضھم فوق بعض درجات اب اختلاف ہے کہ کفارت مین کونسی باتین معتبر ہونگی اکثر نے کہا کہ وہ یہ چیزین ہین دین اور آزادی اور نسب اور پیشہ اور دین سے اسلام اور عدالت مراد ہے اور شافعی نے کہا کہ عیب سے سلامتی بھی معتبر ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر عورت غیر کفو سے نکاح کرے گی تو ولی اس نکاح کو فسخ کرا سکتا ہے اور شافعی کے نزدیک اگر برابر کے اولیا مین سے ایک ولی عورت کی رضا سے غیر کفو سے نکاح کر دے تو نکاح صحیح نہو گا اور بعضون نے کہا صحیح ہوگا اسی طرح اگر باپ کنواری لڑکی کا خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ اسکی بغیر رضا کے غیر کفو سے نکاح کر دیوے تو دوسرے ولی نکاح کو فسخ کرا سکتے ہین اس مین بھی دو قول ہین (روضہ) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهٗ وَدِیْنَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِلَّا تَفْعَلُوْا تَکُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمھارے پاس وہ شخص آوے جسکے خلق اور دین کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر دو اگر ایسا نہ کرو گے تو ملک مین فساد پھیلے گا اور بڑی خرابی ہوگی **ف** کیونکہ اگر ساری باتین عمدہ دیکھو گے تو خاوند کا ملنا مشکل ہو جاویگا اور بہت سی عورتین بغیر خاوندون کے رہین گی اور زنا اور بدکاری مین مبتلا ہونگی اس سے زیادہ آفت کونسی ہے اور بہر مرد بھی پریشان ہونگے جورو نہ ملنے کی وجہ سے غرض ایک فساد عظیم پھیلے گا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ کفارت مین بڑی بات جو دیکھنے کی ہے وہ یہی ہے کہ آدمی دیندار ہو اور اس کے عادات اور اخلاق اچھے ہون گو خاندان اور قوم کوئی ہو۔ اگر بالفرض خاندان عمدہ بھی ہوا اور اخلاق اچھے نہ ہوئے تو آفت ہی آفت ہے۔ ترمذی نے حضرت علی سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزون مین دیر نہ کیجاوے ایک تو نماز مین جب وقت آجاوے دوسرے جنازہ مین جب حاضر ہو تیسرے بے شوہر والی عورت کے نکاح مین جب اسکا کفو ملجاوے اور حاکم نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرب کفو ہین ایک دوسرے کے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کا اور ایک شاخ دوسری شاخ کی اور ایک مرد دوسرے مرد کا مگر جولاہا یا پچھنے لگانیوالا اسکے اسناد مین ایک شخص مجہول ہے اور ابو حاتم نے کہا یہ حدیث موضوع ہے اسکی کچھ اصل نہین لیکن بزار نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا معاذ سے کہ عرب کفو ہین ایک دوسرے کے اسکے اسناد مین سلیمان بن ابی الجون ضعیف ہے اور صحیحین مین ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے جو تم مین جاہلیت مین بہتر تھے وہی اسلام مین بھی بہتر ہین جب فقیہ ہون اور ترمذی نے ابو حاتم مزنی سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تمھارے پاس وہ آوے جسکا دین اور خلق پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر دو اور دارقطنی نے حضرت عمر سے نکالا انھون نے کہا مین منع کرونگا حسب والی عورتون کو نکاح کرنے سے مگر اپنی کفو سے (روضہ) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَيَّرُوا لِنُطَفِكُمْ وَانْكِحُوا الْأَكْفَاءَ وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِمْ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اختیار کرو اپنے نطفون کے لیے یعنے عورتون مین سے اچھی عورت چن لو اور نکاح کرو کفو مردون سے اور نکاح کرو کفو والون سے

بَابُ الْقِسْمَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ عورتون کے پاس باری باری رہنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ يَمِيلُ مَعَ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَحَدُ شِقَّيْهِ سَاقِطٌ ابوہریرہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکی دو عورتین ہونگی اور وہ ایک عورت کیطرف جھکیگا تو قیامت کے دن وہ آویگا اور اسکا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا **ف** جیسے فالج سے گر جاتا ہے اس حدیث کو احمد اور اصحاب سنن اور دارمی اور ابن حبان اور حاکم نے بھی نکالا حاکم نے کہا وہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور ترمذی نے کہا وہ صحیح ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسمت کرتے تھے اپنی بی بیون مین اسطور سے کہ باری باری ایک ایک رات ہر ایک کے گھر مین رہتے بہرحال یہ قسمت واجب ہے مرد پر

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَافَرَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کرتے تو قرعہ ڈالتے اپنی عورتون پر **ف** اور جس عورت کا نام قرعہ مین نکلتا اسکو سفر مین اپنے ہمراہ لیجاتے باقی عورتون کو مدینہ مین چھوڑ جاتے اور یہ آپ کا کمال انصاف تھا ورنہ علما نے کہا ہے کہ آپ پر قسمت واجب نہ تھی اور اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ کو اختیار دیدیا تھا کہ جس عورت کے پاس چاہین رہین فرمایا تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ هَذَا فِعْلِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسمت کرتے تھے اپنی عورتون مین یعنے باری باری ہر ایک کے پاس رہتے تھے پھر فرماتے تھے یا اللہ یہ میرا کام ہے اس امر مین جس کا مین مالک ہون تو مت ملامت کر مجھکو اس امر مین جسکا تو مالک ہے اور مین اسکا مالک نہین ہون **ف** یعنے مرد کا اختیار جہانتک ہے وہانتک عدل کرے تو ہر ایک عورت کے پاس باری باری رہنا یہ اختیاری بات ہو سکتا ہے لیکن دل کی محبت اور جماع کی خواہش بے اختیاری نہین ہے بعض عورت سے رغبت ہوتی ہے بعضی سے نہین ہوتی تو اس مین برابری کرنا یہ مرد سے نہین ہو سکتا البتہ اللہ اسکو معاف کر دیگا اور حدیث مین ہے کہ عورت کو اختیار ہے کہ اپنی باری کسی دوسری عورت کو ہبہ کر دیوے جیسے اسکا ذکر آگے آتا ہے یا اپنی باری خاوند کو معاف کر دیوے

بَابُ الْمَرْأَةِ تَهَبُ يَوْمَهَا لِصَاحِبَتِهَا عورت اپنا

دن اپنی سوکن کو ہبہ کردیوے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَبِرَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ فَكَانَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِ سَوْدَةَ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے
جب حضرت سودہ ام المومنین زمعہ کی بیٹی بوڑہی ہوگئیں (تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو طلاق دینا چاہا
انہوں نے کہا آپ مجھکو طلاق نہ دیجیے مجھے اب مرد کی خواہش نہیں ہے لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن میرا
حشر آپکی بی بیوں میں ہو) تو انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو بخشدیا اور وہ
جانتی تہیں کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت رکھتے ہیں) پہر آن حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس رہتے جب سودہ کی باری کا دن آتا **ف** اور ایک دن حضرت عائشہ کی
باری کا تو ہر دوری میں انکی باری دو بار آتی عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ
عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فِي شَيْءٍ فَقَالَتْ صَفِيَّةُ يَا عَائِشَةُ هَلْ لَكِ أَنْ تُرْضِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنِّي وَلَكِ يَوْمِي قَالَتْ نَعَمْ فَأَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ فَرَشَّتْهُ بِالْمَاءِ لِيَفُوحَ
رِيحُهُ ثُمَّ قَعَدَتْ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ
إِلَيْكِ عَنِّي إِنَّهُ لَيْسَ يَوْمَكِ فَقَالَتْ ذَلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ فَأَخْبَرَتْهُ بِالْأَمْرِ فَرَضِيَ عَنْهَا
حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصے ہوئے ام المومنین صفیہ بنت حیی پر کسی بات میں تو
صفیہ نے کہا اے عائشہ تم سے ہوسکتا ہے کہ تم آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے راضی کردو اور میں اپنی باری
کا دن تم کو دیتی ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں پہر انہوں نے اپنی اوڑہنی لی جسکو زعفران سے رنگا تہا اور اسپر
پانی چھڑکا تاکہ اسکی خوشبو پہوٹے بعد اسکے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا بیٹھیں آپ نے فرمایا اے
عائشہ جا اپنا کام کر (یعنی پیر یا ہوست سرک جا) آج تیرا دن نہیں ہے حضرت عائشہ نے عرض کیا یہ اللہ کا فضل
ہے جسکو چاہتا ہے وہ دیتا ہے پہر حضرت عائشہ نے کل قصہ بیان کیا آپ حضرت صفیہ سے راضی ہوگئے **ف**
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو سے کمال رغبت تہی اور آپ خود سراپا معطر اور خوشبودار رہتے
آپ جدہر سے نکل جاتے تو در و دیوار وہاں کے معطر ہوجاتے عرق مبارک گویا عطر تہا بلکہ عطر سے ہزار درجے
بڑہ کر تہا اور بی بیوں میں سب سے زیادہ حضرت عائشہ کی الفت تہی جب انہوں نے خوشبو لگائی تو اور زیادہ آپ کا
دل انکی طرف مائل ہوگیا لیکن عدل کے خیال سے آپ نے فرمایا کہ تو چلی جا جب یہ حال معلوم ہوگیا تو آپ خوش
ہوگئے سبحان اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ

قَالَتْ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ فِي رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ قَدْ طَالَتْ صُحْبَتُهَا وَوَلَدَتْ مِنْهُ أَوْلَادًا فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَبْدِلَ بِهَا فَرَاضَتْهُ عَلَى أَنْ يُقِيمَ عِنْدَهَا وَلَا يَقْسِمُ لَهَا ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ محبوبہ حبیب اللہ سے روایت ہے کہ یہ آیت والصلح خیر ایک شخص کے باب میں اتری جسکی ایک بی بی تھی جو مدت سے اسکے نکاح میں تھی اور اس سے کئی اولادیں ہوئیں تھیں اب مرد نے ارادہ کیا کہ دوسری عورت کرے (اور اسکو طلاق دیدے) اس عورت نے مرد کو راضی کر لیا اس بات پر کہ اسکو اپنے نکاح میں رہنے دے لیکن اسکے لیے باری نہ کرے ف کیونکہ وہ بہت اولاد ہو جانیکی وجہ سے اب جماع کے کام کی نہ رہی تو دوسری جوان عورت کے پاس رہا کرے بہرحال عورت مختار ہے کہ اپنی خوشی سے اگر چاہے تو باری اپنے خاوند کو معاف کر دیوے لیکن پھر جب چاہے اپنی باری طلب کر سکتی ہے اور خاوند کو لازم ہوگا کہ باری میں اسکے پاس رہے اگر یہ منظور نہ ہو تو اسکو طلاق دیدے۔ اگرچہ شرع میں طلاق مباح ہے مگر بغیر ضرورت کے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اور خصوص جب عورت ایک مدت دراز تک اپنی پاس رہے اور اس سے اولاد بہت ہو جاوے اور وہ بوڑھی ہو جاوے تو اب اسکو طلاق دینا انسانیت اور مروت سے بہت بعید ہے دیکھنا چاہیے کہ جب اس نے اپنی جوانی ہمارے پاس کھوئی اور ہمنے اسکی جوانی کے مزے لوٹے تو اب بڑھاپے میں اسکو نباہنا ضرور ہے گو شرعاً یہ حکم لازم نہیں ہے لیکن اخلاقاً اور مروۃً لازم ہے البتہ خاوند یہ کر سکتا ہے کہ دوسری جوان عورت کر لیوے اور اگر یہ عورت اپنی باری معاف کر دیوے تو پھر زیادہ اسی جوان عورت پاس رہا کرے

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي التَّزْوِيجِ نکاح کرا دینے کے لیے سفارش کرنا

عَنْ أَبِي رُهْمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَفْضَلِ الشَّفَاعَةِ أَنْ يُشَفَّعَ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِي النِّكَاحِ ابورہم سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا افضل شفاعت (سفارش) یہ ہے کہ آدمی مرد اور عورت میں نکاح کرا دینے کے لیے سفارش کرے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَثَرَ أُسَامَةُ بِعَتَبَةِ الْبَابِ فَشُجَّ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنْهُ الْأَذَى فَتَقَذَّرْتُهُ فَجَعَلَ يَمُصُّ عَنْهُ الدَّمَ وَيَمُجُّهُ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَحَلَّيْتُهُ وَكَسَوْتُهُ حَتَّى أُنَفِّقَهُ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اسامہ بن زید (آپ کے متبنے کے بیٹے) دروازے کی چوکھٹ پر گر پڑے ان کے سر میں زخم لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زخم پر سے لہو وغیرہ دور کر میں نے زخم صاف کرنا برا سمجھا آپ انکا خون زخم سے نچوڑنے لگے اور ان کے مونہہ سے خون کو دور کرنے لگے پھر آپ نے فرمایا اگر اسامہ چھوکری ہوتا تو میں اسکو زیور پہناتا اور کپڑے پہناتا یہانتک کہ اسکا نکاح کر دیتا ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو آراستہ کرنا زیور اور لباس سے درست ہے بلکہ مستحب ہے نکاح کے وقت

بَابُ حُسْنِ مُعَاشَرَةِ النِّسَاءِ عورتوں سے محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنا

ف یعنے عمدہ سلوک اور اخلاق کے ساتھ اگرچہ

تمام لوگون سے معاشرت عمدہ طور سے لازم ہے تاکہ سب خاص و عام اپنے سے خوش ہون اور مرتے وقت تعریف کرین اور دعا دین
لیکن سب لوگون سے زیادہ حق اپنی بی بی او ربال بچون کا ہے اس کے بعد دوسرے عزیزون اور ملنے والون کا اسکے بعد دوستون
کا اوسکے بعد اور لوگون کا **عن** ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیرکم خیرکم لاھلہ
وانا خیرکم لاھلی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر تم مین
وہ شخص ہے جو بہتر ہو اپنی بی بی کے لیے اور مین تم سب مین بہتر ہون اپنی بی بیون کے لیے **عن** عبد اللہ بن عمرو قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیارکم خیارکم لنسائھم عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آن حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر تم مین وہ لوگ ہین جو بہتر ہین اپنی عورتون کے لیے **عن** عائشۃ قالت سابقنی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فسبقتہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین ساتھ دوڑے مین آپ سے آگے نکل گئی **ف** دوسری روایت مین ہے کہ پھر جب مین موٹی ہوگئی تو
آپ آگے نکل گئے آپ نے فرمایا اے عائشہ یہ پہلی دوڑ کا بدلہ ہے۔ اس حدیث کے بیان لانے سے یہ غرض ہے کہ خاوند کی حسن
معاشرت اپنی بی بیون کے ساتھ معلوم ہووے باوجودیکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن مبارک زیادہ تھا اور
حضرت عائشہ کم سن تھین لیکن آپ ان سے خوش کرنے کے لیے ان کے ساتھ کھیل بھی کرتے اور دوڑنا مباح ہے کچھ برا
کھیل نہین ہے **عن** عائشۃ قالت لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وھو عروس بصفیۃ
بنت حیی جئن نساء الانصار فاخبرن عنھا قالت فتنکرت وتنقبت فذھبت فنظر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الی عینی فعرفنی قالت فالتفت فاسرعت المشی فادرکنی فاحتضننی فقال کیف رایت
قالت قلت ارسل یھودیۃ وسط یھودیات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے جب آنحضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مین آئے (خیبر سے لوٹ کر) تو آپ نوشاہ تھے (یعنے دولہا) صفیہ بنت حیی کے نکاح سے انصار
کی عورتین آئین اور صفیہ کا حال بیان کیا مینے اپنی صورت بدلی اور منہ پر نقاب ڈالے اور مین گئی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے میری آنکھ کو دیکھا اور مجھ کو پہچان لیا مینے یہ دیکھ کر منہ موڑا اور دوڑتی ہوئی چلی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے مجھ کو پکڑ لیا اور گود مین لے لیا اور فرمایا تو نے کیا دیکھا مینے کہا بس چھوڑ دیجیے ایک یہودی عورت ہے یہودیون
مین سے **ف** یہ حضرت عائشہ نے غصہ کی راہ سے فرمایا حالانکہ حضرت صفیہ اسوقت مسلمان ہوگئی تھین لیکن تحقیر کی
نیت سے انکو یہودن کہا سوکنون مین اکثر ایسی باتین بمقتضائے بشریت اور غیرت ہوجاتی ہین آخر آدمی کتنے بڑے
درجہ کا ہو لیکن پھر انسان ہی ہے کبھی نہ کبھی نفس زور کرتا ہے **عن** عروۃ بن الزبیر قال قالت عائشۃ

مَا عَلِمْتُ حَتّٰى دَخَلَتْ عَلَيَّ زَيْنَبُ بِغَيْرِ إِذْنٍ وَهِيَ غَضْبٰى ثُمَّ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَحَسْبُكَ إِذَا قَلَبَتْ لَكَ بُنَيَّةُ أَبِي بَكْرٍ
ذُرَيْعَتَيْهَا ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيَّ فَأَعْرَضْتُ عَنْهَا حَتّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُوْنَكِ فَانْتَصِرِي فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهَا
حَتّٰى رَأَيْتُهَا وَقَدْ يَبِسَ رِيْقُهَا فِي فِيْهَا مَا تَرُدُّ عَلَيَّ شَيْئًا فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ عروه
بن الزبیر سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا مجھے معلوم نہ تھا میں ام المومنین زینب پاس چلی گئی بغیر ان کی اجازت کے وہ غصہ تھیں
انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں سمجھتی ہوں جب ابوبکر کی پوٹی (بیٹیا چھوکری) اپنی کرتی اولٹے تو بس آپ کو کافی ہے -

ف حضرت زینب قرشیہ تھیں حسین اور صاحب نسب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں میں انہی کو دعوی تھا حضرت
عائشہ کی برابری کا وہ کہتی تھیں میرا نکاح اللہ جل جلالہ نے کیا سات آسمانوں کے اوپر سے اور تمہارا نکاح تمہارے والیوں نے
کیا وہ غصہ میں تھیں اس وجہ سے کہ حضرت عائشہ کی طرف آپ کی توجہ زیادہ تھی اور آنحضرت سے شکایت کر رہی تھیں اتنے میں حضرت
عائشہ بغیر اجازت لیے ہوئے اندر گھس آئیں تو اور زیادہ غصہ ہوئیں) حضرت عائشہ کو انہوں نے تحقیر کی راہ سے بنیہ جو تصغیر
ہے بنت کی کہا یعنے چھوٹی لڑکی یعنے چھوکری دکن میں اسکو بیوٹی کہتے ہیں اور دریع تصغیر ہے درع کی یعنے چھوٹا کرتا یعنی
کرتیا مطلب یہ ہے کہ آپ تو حضرت عائشہ کے شیفتہ اور عاشق ہیں اور بی بیوں کی آپ کو فکر ہی نہیں ہے نہ اور کسی کا آپکو
خیال ہے حضرت عائشہ نے اپنا کرتہ اولٹا اور بانہہ کھولی تو یہی آپ کو کافی ہے ف بعد اسکے وہ میری طرف پلٹیں
میں نے انکی بات سے مونہہ موڑا یعنے جواب نہ دیا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم بھی کہو اور اپنی مدد
کرو میں ان کی طرف پھری (اور میں نے انکو جواب دیا) یہاں تک کہ میں نے دیکھا انکا تھوک سوکھ گیا مونہہ میں وہ کچھ جواب
نہ دے سکتی تھیں (حضرت عائشہ کی اول تو تقریر حق تھی حق بات کا کوئی کیا جواب دے سکے دوسرے حضرت عائشہ بہت فصیح
اور مقرر تھیں انکے سامنے کسی عورت کو گفتگو کرنا دشوار تھا) پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا آپ کا
مبارک چہرہ جگمگا رہا تھا ف خوشی سے آپ کو بھلا معلوم ہوا حضرت عائشہ کا جواب دینا اور حضرت زینب کا ہار جانا جو
ناحق شکایت کرتی تھیں دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت زینب سے فرمایا تم نہیں جانتی ہو یہ ابوبکر کی بیٹی ہے +

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ وَأَنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُسَرِّبُ
إِلَيَّ صَوَاحِبَاتِي يُلَاعِبْنَنِي ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں گڑیاں کھیلتی تھی اور میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی تو آپ میرے ہمجولی چھوکریوں کو چھوڑ دیتے تھے وہ میرے ساتھ کھیلا کرتیں

ف گڑیاں کپڑے کی مورتیں جو چھوکریاں بناتی ہیں اور انکی شادی کرتی ہیں یہ بچوں کا کھیل ہے اور ان میں پوری
مورت نہیں ہوتی اسلیے تصویر کا حکم نہیں دیا گیا اور لڑکیوں کو اسکا کھیلنا درست رکھا گیا حضرت عائشہ کم سن تھیں

یہ آپکا کمال خلق تھا کہ بچوں پر شفقت کرتے اور کھیل کود سے انکو منع نہ کرتے نہ زیادہ غصہ ہوتے اور باب کی کل حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ آپ اپنی بی بیوں کے ساتھہ عمدہ سلوک کرتے جب تو حضرت عائشہ کو گود میں لے لیا اور حضرت زینب پر خفا نہیں ہوئے اور حضرت عائشہ کو گڑیاں کھیلنے کی اجازت دی اور انکی ہمجولی لڑکیوں کو آنے سے اور کھیلنے سے نہیں روکا **باب**

ضرب النساء عورتوں کا مارنا **عن** عبد الله بن زمعة قال خطب النبي صلى الله عليه وسلم ثم ذكر النساء فوعظهم فيهن ثم قال الى ما يجلد احدكم امرأته جلد الامة ولعله ان يضاجعها من اخر يومه - عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا پھر عورتوں کو نصیحت کی اور انکو پند سنائی اور فرمایا تم میں سے کوئی کہاں تک اپنی عورت کو ماریگا لونڈی کی طرح اور شاید پھر وہ اسی دن اخیر دن میں اسکو اپنے ساتھ لٹا دے **ف** تو پہلے ایسے سخت مار پھر اسکے بعد اتنا پیار بالکل نامناسب ہے گا اور دل شرماویگا مناسب ہے کہ حتی المقدور عورت پر ہاتھہ ہی نہ اٹھا دے اگر ایسا ہی سخت قصور کرے تو زبان سے خفا ہو ساتھہ سولانا چھوڑ دیوے اگر اسپر بھی نہ مانے تو ہلکی مار مارے **عن** عائشة قالت ما ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم خادما له ولا امرأة ولا ضرب بيده شيئا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی خادم کو اور کسی عورت کو نہیں مارا اور کسیکو اپنے ہاتھہ سے نہیں مارا **ف** یعنی غصہ کے طور پر دنیا کے لیے البتہ اللہ کے لیے جہاد میں مارا یہ مارنا اور ہے **عن** اياس بن عبد الله بن ابي ذباب قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تضربن اماء الله فجاء عمر الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله قد ذئرن النساء على ازواجهن فامر بضربهن فضربن فطاف بال محمد صلى الله عليه وسلم طائف نساء كثير فلما اصبح قال لقد طاف الليلة بال محمد سبعون امرأة كل امرأة تشتكي زوجها فلا تجدون اولئك خياركم اياس بن عبداللہ بن ابی ذباب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لونڈیوں کو مت مارو یہ سنکر حضرت عمر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں نے تو زور کر لیا مردوں پر کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مارنے سے منع کر دیا ہے تو شرارت اور زبان درازی شروع کر دی آپ نے حکم کیا انکی مارنے کا پھر انکو مار پڑی پھر آنحضرت کے گھر نے پر بہت سی عورتیں آئیں اور اپنے خاوندوں کے ظلم کی شکایت کی جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے پاس آجکی رات ستر عورتیں آئیں اور ہر ایک عورت اپنے خاوند کا شکوہ کرتی تھی تو تم ان مردوں کو بہتر نہیں پاؤگے **ف** جو اپنی عورتوں سے مار پیٹ کرتے ہیں اور ان کی شکایت حاکم وقت تک پہنچاتے ہیں مراد وہی مرد ہیں جو ظلم سے بلا وجہ معقول ایسا کرتے ہیں وہ کبھی نیک نہیں ہو سکتے **عن** الاشعث بن قيس قال ضفت عمر ليلة

فلما کان فی جوف اللیل قام الی امرأتہ یضربھا فحجزت بینھما فلما اوی الی فراشہ قال لی یا اشعث احفظ عنی شیئا سمعتہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسأل الرجل فیم یضرب امرأتہ ولا تنم الا علی وتر ونسیت الثالثۃ اشعث بن قیس سے روایت ہے حضرت عمر نے ضیافت کی ایک رات جب آدھی رات کا وقت ہوا تو وہ اٹھے اپنی عورت کیطرف اور اسکو مارا مین ان دونوں کے بیچ مین حائل ہوا جب وہ اپنے بچھونے پر جانے لگے تو مجھ سے کہا اے اشعث ایک بات میرے سے یاد رکھ مینے اسکو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے مرد سے سوال نہ کیا جاویگا اگر وہ اپنی عورت کو مار لگا دیئے وجہ معقول پر مثلا نماز نہ پڑھنے پر غسل نہ کرنے پر اپنے خاوند کے لیے بناؤ سنگار نہ کرنے پر جماع سے بلا وجہ انکار کرنے پر بغیر اجازت کی باہر جانے پر) اور مت سو بغیر وتر پڑھے ہوئے اور تیسرے ایک بات اور کہی مین اسکو بھول گیا عن ابی عوانۃ باسنادہ نحوہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

باب الواصلۃ والواشمۃ بالون کا جوڑ لگانا اور گودنا کیسا ہے

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لعن الواصلۃ والمستوصلۃ والواشمۃ والمستوشمۃ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی جوڑ لگانیوالی اور جوڑ لگائی گئی پر اور گودنے والی اور گودانے والی پر (ف اور جوڑ لگانے سے یہ مراد ہے کہ پرائی بال لیکر اپنے سر کے بالون مین شریک کرے جیسا بعض عورتون کی عادت ہوتی ہے اور اس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ سر کے بال زیادہ معلوم ہون نووی نے کہا ظاہر احادیث سے اسکی حرمت نکلتی ہے اور بعضون نے اسکو مکروہ رکھا ہے بعضون نے خاوند کی اجازت سے جائز رکھا ہے اور گودنا بالاتفاق حرام ہے **مترجم** کہتا ہے جوڑنا یعنی چوٹلا لگانا یہ بھی حرام ہے ہوگا کیونکہ آپنے لعنت کی ایسا کرنے والی پر اور لعنت ہمیشہ حرام ہی فعل پر ہوتی ہے ؛

عن اسماء قالت جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان ابنتی عریس وقد اصابتھا الحصبۃ فتمرق شعرھا فاصل لھا فیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ اسماء سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی میری بیٹی دولھن ہے اور اسکو چیچک کا عارضہ ہوا تو بال جھڑ گئے کیا مین اسکے بالون مین جوڑ لگاؤن آپنے فرمایا لعنت کی اللہ سبحانہ وتعالی نے جوڑ لگانیوالی پر اور جسکے جوڑ لگایا جاوے اسپر عن عبد اللہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الواشمات والمتوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات لخلق اللہ فبلغ ذلک امرأۃ من بنی اسد یقال لھا ام یعقوب فجاءت الیہ فقالت بلغنی عنک انک قلت کیت وکیت قال ومالی لا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی کتاب اللہ قالت انی لا قرأ

مَا بَيْنَ لَوْحَيْهِ فَمَا وَجَدْتُهُ قَالَ إِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ فَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتِ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَ
مَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَى عَنْهُ قَالَتْ فَإِنِّي لَأَظُنُّ
أَهْلَكَ يَفْعَلُونَ قَالَ اذْهَبِي فَانْظُرِي فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُولِينَ مَا جَامَعَتْنَا عبداللہ بن مسعود روایت ہے لعنت کی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے گودنیوالیوں پر اور گودوانیوالیوں پر اور منہ سے روئیں نکالنیوالیوں پر اور دانتوں کو کشادہ کرانیوالیوں پر جس کے
لیے اللہ کی خلقت کو بدلنیوالیوں پر یہ حدیث بنی اسد کی ایک عورت کو پہونچی جسکو ام یعقوب کہتے تھے وہ عبداللہ کے پاس
آئی اور کہنے لگی میں سنتی ہوں تمنے ایسا ایسا کہا انہوں نے کہا کیوں مجھے کیا ہوا کہ میں لعنت نہ کروں اسپر جسپر آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اور یہ بات تو اللہ تعالی کی کتاب میں موجود ہے وہ بولی میں تو سارا قرآن
پڑہتی ہوں لیکن یہ مسئلہ اس میں نہیں پایا عبداللہ نے کہا اگر تو نے قرآن پڑہا ہوتا تو اسکو پاتی کیا تو نے یہ آیت نہیں
پڑہی وما آتکم الرسول فخذوہ اخیر تک یعنی جو حکم تمکو اللہ سبحانہ وتعالی کا رسول دیوے اسپر عمل کرو اور جس سے وہ منع
کرے اس سے باز رہو (تو جتنی باتیں حدیث سے ثابت ہیں گویا وہ سب قرآن سے ثابت ہیں) وہ عورت بولی ہاں
یہ آیت تو قرآن شریف میں ہے عبداللہ نے کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے وہ بولی
میں سمجھتی ہوں تمہاری بی بی بھی ایسا کرتی ہے عبداللہ نے کہا جا اور دیکھ وہ گئی اور اس نے دیکھا کوئی بات
جیسے اس نے سمجھی تھی نہ پائی تب وہ کہنے لگی میں نے (تمہاری بی بی کے پاس) کوئی بات نہیں دیکھی عبداللہ نے کہا
اگر ایسا ہوتا جیسے تو کہتی تھی (یعنے میری بی بی ایسے باتیں کرتی ہوتی جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
منع کیا ہے) تو وہ کبھی ہمارے ساتھ نہ رہتی (یعنے ہمارا اور اسکا ساتھ نہ رہتا بلکہ میں اسکو طلاق دیدیتا سبحان اللہ صحابہ
سنت کے کیسے سچے پیرو تھے اور جو لوگ اہل توحید وسنت ہوتے ہیں انکی بی بیاں بھی اکثر صالحہ اور متبع سنت
ہی ہوتی ہیں ورنہ وہ ایسے بدعتی اور فاسق عورتوں کو طلاق دیکر اپنے بیان سے باہر کردیتے ہیں البتہ یہ بدعتیوں
میں دیکھا کہ اکثر مرد انکے زن مرید ہوتے ہیں اور عورتیں بدعت تو کیا کفر اور شرک کی باتیں علانیہ کرتی ہیں اور
یہ مرد جو درحقیقت مخنث سے بھی بدتر ہیں بیگم صاحبہ سے ڈر کر خاموش ہو رہتے ہیں لعنت انکی مردی اور مردیت
پر) **ف** مترجم کہتا ہے اللہ تبارک وتعالے نے ہمارے خاندان میں مدت سے یہ برکت دی ہے کہ ہمیشہ عورتیں
مردوں کی فرمانبردار اور مردوں سے خائف ہوتی ہیں کیا مجال ہے کہ مرد کی مرضی کے خلاف ذرا سی بھی کوئی بات
کریں اور دنیا کی تمام رسوم مرد کی خوشی کے لیے چھوڑ دیتی ہیں میرے کئی بچے پیدا ہوئے لیکن میں نے کوئی رسم

جس کو شریعت کی رو سے اصل نہیں ہے کبھی نہیں کی اور نکاح اسطرح پڑہایے کہ چار دوستون کو جمع کرکے شریعت کے موافق عقد پڑہا دیا اور والد مرحوم نور اللہ مرقدہ نے میری دونون بہنون کا نکاح مسجد مین پڑہایا نہ ڈہول نہ ڈہمکانہ باجانہ گانا ناچ نہ مراہیر نہ ریت نہ رسم اور کسی عورت نے چون نہ کی دم نہ مار اذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء **باب** متی یستحب البناء بالنساء عورتون سے صحبت کن دونون مین مستحب ہے **عن** عائشۃ قالت تزوجنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شوال وبنی بی فی شوال فای نسائہ کان احظی عندہ منی وکانت عائشۃ تستحب ان تدخل نساءھا فی شوال ام المومنین عائشہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہ سے نکاح کیا شوال کے مہینے مین اور مجہ سے صحبت بہی کی شوال کے مہینے مین پہر کونسی بی بی آپ کو مجہ سے زیادہ پسند تہی اور حضرت عائشہ کو پسند تہا کہ خاوندون کے پاس انکی علاقہ دار عورتین شوال کے مہینے مین جاوین **عن** الحارث بن ھشام ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوج ام سلمۃ فی شوال وجمعھا الیہ فی شوال حارث بن ہشام سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین ام سلمہ سے نکاح کیا شوال کے مہینے مین اور انسے صحبت کی شوال کے مہینے مین **ف** شوال کا مہینا عید کا ہے خوشی کا مہینا ہی اس وجہ سے اس مین نکاح کرنا بہتر ہے اور جاہلیت کے لوگ اس مہینہ کو منحوس جانتے تہے آن حضرت نے ان کا خیال غلط کیا اور اسی مہینہ مین نکاح کیا اور زفاف بہی اسی مہینے مین کیا گو ہر ماہ مین نکاح درست ہی مگر جس مہینہ کو عوام بغیر دلیل شرعی کے عورتون کی تقلید سے یا کافرون اور فاسقون کی تقلید سے منحوس سمجہین اسی مہینہ مین نکاح اور خوشی کرنا چاہیے تاکہ عوام کے دل سے یہ بے اصل بات نکلجاوے شرع کے رو سے شوال کا مہینا اسیطرح محرم یا صفر کا مہینہ منحوس نہین ہے پس بے کہٹکے ان مہینون مین نکاح کرنا چاہیے اور تیرہ تیزی بالکل لغو ہے جاہل عورتون کی ایجاد ہے **باب** الرجل یدخل باھلہ قبل ان یعطیھا شیئا مرد اپنی بی بی سے دخول کرے اور اسکو کوئی چیز نہ دی ہو **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرھا ان تدخل علی رجل امرأتہ قبل ان یعطیھا شیئا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو حکم دیا کہ وہ خاوند پاس اسکی جورو کو بہیجدیوین اس سے پہلے کہ خاوند نے اسکو کوئی چیز دی ہو **ف** یعنے یہ امر جائز ہے کہ نکاح کے بعد مرد اپنی عورت سے صحبت کرے گو مہر مین سے ابہی کوئی حصہ ادا نہ کیا ہو اور یہ عورت حضرت عائشہ کی پالی ہوئی ایک لڑکی تہی جسکا نکاح انہون نے ایک انصاری مرد سے کر دیا تہا بعضون نے کہا یہ حکم لونڈیون مین ہے لیکن آزاد عورتون کو پہلے کچہ دیکر اسکے بعد خاوند کو صحبت کرنا چاہیے اور حضرت علی کا نکاح جب حضرت فاطمہ سے ہوا تہا تو آپ نے علی کی زرہ بکوا کر اس مین سے حضرت فاطمہ کا سامان بنایا **باب** ما یکون فیہ الیمن والشوم کون سی چیز منحوس اور مبارک ہوتی ہے **عن** مخمر بن معویۃ قال سمعت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا شوم وقد یکون الیمن فی ثلاثۃ فی المرأۃ والفرس والدار مخمر بن معاویہ سے روایت
ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے نحوست کوئی چیز نہیں ہے اور کبھی تین چیزوں میں مبارک ہوتی ہے عورت
اور گھوڑا اور گھر **ف** کل چیزیں اللہ جل جلالہ کی مشیت اور تقدیر سے ہوتی ہیں تو نحوست اور مبارکی کوئی شئے نہیں ہے
لیکن ان تین چیزوں کو آپ نے فرمایا کبھی مبارک ہوتی ہیں اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان چیزوں کا انسان پر کچھ اثر ہوتا ہے
برا یا بھلا بلکہ انکے مبارک ہونے سے یہ غرض ہے کہ کوئی مکان عمدہ نکلتا ہے لوگ اس میں صحیح وسالم رہتے ہیں اولاد
پیدا ہوتی ہے اسیطرح کوئی گھوڑا کم خوراک اور تابعدار اور چالاک اور محنتی ہوتا ہے کوئی عورت غریب اور اطاعت گذار
نیک ہوتی ہے بس یہی ان چیزوں کی مبارکی ہے اور اس معنے کر کے منحوس بھی ہوتے ہیں مکان کی نحوست یہ ہے کہ تنگ
تاریک وحشت ناک غلیظ ہو جسکے رہنے والے بخار وغیرہ عوارض میں مبتلا ہوا کریں گھوڑا منحوس وہ ہے جو شریر سرکش سوار
کا دشمن ہو کام نہ کرے اور کھاوے بہت عورت کی نحوست یہ ہے کہ بدکار فاجرا اور بدمعاش مسرف ہو خاوند کی اطاعت نہ کرے
بانجھ اور بدزبان ہو اب جیسا اس زمانہ کے بعض لوگ خیال کرتے کہ بعضے چیزیں خود منحوس ہوتی ہیں یعنے صاحب خانہ پر بلا
لاتی ہیں یہ خیال بالکل غلط ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو پہلے ہی اڑا دیا کہ نحوست کوئی چیز نہیں
ہے جو آفت آدمی اسکو تقدیر الٰہی سے سمجھنا چاہیے اور صبر اور دعا کرنا چاہیے کسی آدمی کا دل دکھانا یا کسی حیوان کو
بے فائدہ منحوس سمجھ کر ستانا نری سفاہت اور حماقت ہے **عن** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ يَعْنِي الشُّوْمَ سہل بن سعد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر نحوست کوئی چیز ہوتی (بالفرض یعنے نحوست کچھ نہیں ہے محض بے اصل ہے اگر ہوتی) تو ان تین
چیزوں میں ہوتی گھوڑے اور عورت اور گھر میں **ف** جب ان میں بھی نحوست نہیں ہے تو اور چیزوں میں بطریق اولی
نہ ہوگی **عن** سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّوْمُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ
وَالدَّارِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَحَدَّثَنِي اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ اَنَّ جَدَّتَهُ زَيْنَبَ حَدَّثَتْهُ عَنْ اُمِّ
سَلَمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَعُدُّ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَ وَتَزِيْدُ مَعَهُنَّ السَّيْفَ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نحوست تین چیزوں میں ہے گھوڑے اور عورت اور گھر میں (اسکا مطلب وہی ہے جو اوپر گذرا
بس اگلی حدیثوں کے خلاف یہ حدیث نہ ہوگی) زہری نے کہا مجھ سے ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ ان کی دادی زینب
نے ان سے حدیث بیان کی ام سلمہ سے وہ ان تین چیزوں کا شمار کرتی تھیں اور ایک تلوار کو بڑھاتی تھیں (وہ منحوس یا مبارک
ہوتی ہے) **باب** الْغَيْرَةِ غیرت یعنے رشک (جلاپے) کا بیان **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يَكْرَهُ اللّٰهُ فَأَمَّا مَا يُحِبُّ اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ وَأَمَّا مَا يَكْرَهُ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بعضی غیرت اللہ کو پسند ہے بعضی ناپسند ہے جو پسند ہے وہ یہ ہے کہ تہمت کے مقام میں غیرت کرے (مثلاً کسی کی عورت غیر مرد کے ساتھ تنہائی کرتی ہو اور اس سے ہنستی ہو اگر ایسا نہ کرے تو وہ بدگمانی ہے جو ہرگز جائز نہیں ہے) اور جو ناپسند ہے وہ یہ ہے کہ بغیر تہمت کے بیفائدہ غیرت کرنا (اور برے گمان پر کوئی کام کر بیٹھنا یہ بالکل حماقت اور سفاہت ہے) **ف** یہ زمانہ ایسا ہے کہ اللہ کی پناہ بدمعاش لوگ کسی نیک بخت بی بی کی نسبت ایک جھوٹی تہمت لگا دیتے ہیں تاکہ اسکا خاوند غیرت میں آکر کوئی کام کر بیٹھے اسکا گھر تباہ ہو حسد کرنیوالوں کو اس میں خوشی ہوتی ہے یہ وقت بڑے تحمل اور استقلال کا ہے انسان کو اس میں سوچ سمجھکر کام کرنا چاہیے جلدی ہرگز نہ کرنا چاہیے اور شریعت کے موافق دریافت اور گواہی لینا چاہیے اگر ایسے سچے اور نیک گواہوں کی گواہی نہ ملے تو سمجھ لیوے کہ یہ حاسدوں اور دشمنوں کا فریب ہے جو اسکا گھر تباہ کرنا چاہتے تھے اللہ پاک حاسدوں اور دشمنوں کے شر سے بچاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایذا دہی سے نہ چھوڑا حضرت عائشہ پر جھوٹی تہمت جوڑی طوفان لگایا لیکن اللہ تعالے نے انکو جھوٹا کیا انکا مونہہ کالا ہوا **مترجم** کہتا ہے میں بھی اس بلا میں پڑ چکا ہوں اس وقت بجز اللہ تسلی دینے والا کوئی نہ تھا سوا حضرت عائشہ کے واقعہ کے میں نے جلدی نہیں کی اور غصہ کو ضبط کیا سہولت کے ساتھ ایک مدت تک دریافت کی معلوم ہوا کہ یہ چند بدمعاشوں کا جوڑ تھا اور اسکی وجہ سے میرے گھر کی تباہی کے درپے تھے اللھم اخذلھم فی الدنیا والآخرۃ **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ قَطُّ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ ذِكْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ يَعْنِي مِنْ ذَهَبٍ قَالَهُ ابْنُ مَاجَةَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے میں نے کسی عورت پر غیرت نہیں کی کبھی (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو سب سے زیادہ چاہتے تھے اور اللہ تعالے نے مجھ کو سب کچھ دیا تھا) جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کی کیونکہ میں دیکھتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر انکا ذکر کیا کرتے تھے۔ (حالانکہ وہ مر چکی تھیں) اور اللہ جل جلالہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت خدیجہ کو بشارت دیویں جنت میں ایک مکان کی جو سونے سے بنایا گیا ہے **ف** نہ اس میں غل ہے نہ شور جیسے دوسری روایت میں ہے حضرت خدیجہ سب سے پہلی بی بی تھیں آپ کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد سوا حضرت ابراہیم کے انہی کے مبارک بطن سے ہوئی اور انہوں نے اپنا سارا مال اور اسباب آنحضرت پر نثار کیا اور سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں انکے فضائل بہت ہیں اور وہ افضل ہیں آپکے سب بی بیوں میں اور والدہ ہیں جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی اور انکی فضائل

اگلی کتب سماوی سے بھی ثابت ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی گئی ہے عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ اِنَّ بَنِیْ ھِشَامِ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ اسْتَاذَنُوْنِیْ اَنْ یُّنْکِحُوْا اِبْنَتَھُمْ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ لَھُمْ ثُمَّ لَا اٰذَنُ لَھُمْ ثُمَّ لَا اٰذَنُ لَھُمْ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَنْ یُّطَلِّقَ ابْنَتِیْ وَیَنْکِحَ ابْنَتَھُمْ فَاِنَّمَا ھِیَ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ یَرِیْبُنِیْ مَا رَابَھَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاھَا مسور بن مخرمہ سے روایت ہی میںنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ منبر پر تھے فرماتے تھے کہ بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھہ سے اجازت مانگی کہ وہ اپنے بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب سے کردیں اگر میں اجازت دوں تو کیونکہ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا علی کے نکاح میں تھیں) تو میں کبھی اجازت نہیں دیتا کبھی اجازت نہیں دیتا کبھی اجازت نہیں دیتا انکو ہان یہ ہوسکتا ہے کہ علی میری بیٹی کو طلاق دیدیوے اور انکی بیٹی سے نکاح کرلے اسلیے کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جو بات اسکو بری لگے وہ مجھے بھی بُری لگتی ہے اور جس بات سے اسکو تکلیف ہو مجھے بھی اس سے تکلیف ہوتی ہے **ف** حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تھا حضرت فاطمہ کے موجود ہوتے ہوئے تب آپنے یہ حدیث فرمائی۔ دوسری روایت میں ہی کہ آپنے فرمایا قسم اللہ کی اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جای نہیں رہ سکتیں یہ سُنکر حضرت علی نے اس نکاح کو موقوف رکھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا ان کی وفات کے بعد ابوجہل کی بیٹی سے اور اور کئی عورتوں سے حضرت علی نے نکاح کیا اب یہ سمجھہ لینا چاہیے کہ مرد کو چار عورتین تک درست ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں بہت سی عورتیں تھیں پھر علی کو جو دوسرے نکاح سے روکا اسکی کیا وجہ تھی دین اسلام کے مخالف یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اپنی بیٹی کی خاطرداری کے لیے علی کو ایک امر مباح سے روکا اور ہم کہتے ہیں کہ اسکی صرف یہ وجہ نہتی گو اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاطمہ کی بیحد محبت تھی اور کیونکر نہوتی آپ کی تمام اولاد میں ایک یہی پیاری اکلوتی بیٹی زندہ رہیں تھیں اور ایسی بیٹی کی محبت مقتضای بشریت ہی کوئی بشر کتنا ہی اعلے درجہ کا ہو لوازم بشریت سے پاک نہیں ہوسکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صاف صاف فرماتے ہیں کہ میں بشر ہوں مثل تمہارے پس ایسی پیاری بیٹی پر سوکن آنا اور اسکا تکلیف میں مبتلا ہونا کوئی باپ گوارا نکرے گا بلکہ اسکی اور وجہیں کئی تھیں پہلی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دوسری عورت سے نکاح کرنا مشروط کیا تھا رضاے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی خوشی کے پس آپنے خبر دیدی کہ میری خوشی کبھی نہیں ہوسکتی اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تصنع اور پاک نفسی دکھانا منظور

ہوتا تو ظاہر مین اجازت دیدیتے اور دل مین رنج ہوتا نبی کی یہ شان نہین دل و زبان انبیاء کے مطابق ہوتے ہین جیسے دوسری حدیث مین سطرف اشارہ آیا ہے **دوسری** وجہ یہ ہے کہ ابوجہل لعین قدیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن جانی تھا اور جب تک جیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا دہی مین مصروف رہا یہانتک کہ جنگ بدر مین واصل جہنم ہوا پس آپ کو ڈر ہوا کہ اگر ایسے دشمن کی بی بی علی پاس آوے تو وہ علی کو بھی خراب کر دیگی اور فاطمہ کو معلوم نہین وہ کتنی ایذا دیوے اس سے موافقت ممکن نہین **تیسرے** یہ کہ پیغمبر کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جا پر جمع ہونا خلاف مرضی الٰہی تھا اور اسی لیے آپنے فرمایا کہ البتہ یہ ممکن ہے کہ علی فاطمہ کو طلاق دیدیوین اسوقت جس سے چاہین نکاح کرین پس اگر اس بات کی وجہ صرف فاطمہ کی محبت ہوتی تو سوکن آنے سے زیادہ جو امر رنج کا موجب ہے یعنے طلاق اسکو آپ کیونکر گوارا کرتے معلوم ہوا کہ آپنے حکم خداوندی اور رضای الٰہی کی تعمیل کی **چوتھی** یہ کہ حضرت علی سے شاید نکاح کیوقت یہ شرط ہوئی ہو کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے جیتے تک انپر سوکن نہ کرین اور اسی لیے حضرت علی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت پر منحصر رکھا ورنہ امر مباح مین اجازت کی کیا ضرورت تھی پس آپ اس شرط کے خلاف کیونکر حکم دے سکتے تھے جس شرط پر خود حضرت فاطمہ نے نکاح قبول کیا تھا **پانچوین** یہ کہ آپ ڈرے کہ کہین سوکن آنے سے حضرت فاطمہ بمقتضای غیرت بشری اپنے خاوند کی اطاعت سے کچھ انحراف کرین اور اسوجہ سے گناہ مین مبتلا ہون اور حضرت علیؓ حضرت فاطمہ رضؓ کو ایذا دیوین اور اسکی وجہ سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج ہو تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی گنہگار ہون کیونکہ آن حضرت کو رنج دینا گناہ عظیم ہے والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب عظیم پس آپنے دونون کو گناہ سے بچایا اور یہ اصلی کام متعلق بمنصب رسالت تھا کہ لوگون کو حتے المقدور گناہون سے بچاوین **چھٹی** یہ کہ حضرت فاطمہ رضے اللہ عنہا کا شاید یہ خاصہ ہوگا کہ انپر سوکن کالانا اللہ تبارک وتعالی نے جائز نہ کیا ہوگا اور بہت سی کامون مین اللہ سبحانہ وتعالی نے عنایت اور محبت سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خاص احکام رکھے ہین کیا عجب ہے کہ یہ حکم بھی انہی مین سے ہو **ساتوین** یہ کہ آپ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پر ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ ابوجہل کی بیٹی جو خاندانی دشمن کی بیٹی ہے حضرت علی پاس آکر ان دونو صاحبزادون کو کچھ ایذا دیوے اور عداوت کی وجہ سے زہر وغیرہ دیدے **آٹھوین** یہ کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی سے بہت خصوصیت اور الفت تھی اور انکو اپنے گھر کے متصل گھر دیا تھا بلکہ ان کا دروازہ ہمیشہ آپکے گھر سے ملا اور کھلا رہتا اور یہ محبت حضرت فاطمہ کے ساتھ نکاح ہونے سے اور بڑھ گئی تھی آپنے مناسب جانا کہ حضرت علی ایک غیر عورت بلکہ دشمن کی بیٹی کو لادین اور حضرت علی کے ساتھ جو محبت اور یکجائی

ہے اس مین خلل پڑے اور آپ کی صاحبزادی اور نواسون کو آپ سے دوری ہوجاوے **نوین** یہ کہ آپ جانتے تہے کہ حضرت فاطمہ کی عمر کم ہے اور چند ہی روز انکی حیات مستعار کے باقی رہے ہین اور علی کو ان کے بعد بہت موقع ملیگا کہ دنیا مین رہین اور شادیان کرین تو چند روز کے لیے فاطمہ کو ناراض کرنا کیا ضرور ہے **دسوین** یہ کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا قائم مقام اور جانشین کرنا چاہتے ہون گے پس آپ نے یہ خیال کیا کہ اگر علی دوسری شادی کرلین گے تو لوگون کو جو خلوص انکے ساتھ ہے اس مین فرق آجاویگا کیونکہ یہ سارا خلوص حضرت فاطمہ کے طفیل سے تہا دوسری روایت مین ہے کہ جب حضرت فاطمہ زہرا گذر گئین تو لوگون کے مونہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیطرف سے پہر گئے فتلک عشرۃ کاملۃ واللہ اعلم

عن المسور بن مخرمۃ اخبرہ ان علی بن ابی طالب خطب بنت ابی جہل وعندہ فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما سمعت بذلک فاطمۃ اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان قومک یتحدثون انک لا تغضب لبناتک وھذا علی ناکحا ابنۃ ابی جہل قال المسور فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتہ حین تشہد ثم قال اما بعد فانی قد انکحت ابا العاص بن الربیع فحدثنی فصدقنی وان فاطمۃ بنت محمد بضعۃ منی وانا اکرہ ان تفتنوھا وانھا واللہ لا تجتمع بنت رسول اللہ وبنت عدو اللہ عند رجل واحد ابدا قال فنزل علی عن الخطبۃ

مسور بن مخرمہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کا پیام دیا اور ان کے نکاح مین حضرت فاطمہ زہرا تہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی (تمام جہان کی عورتون کی سردار) جب یہ خبر حضرت فاطمہ نے سنی تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئین اور عرض کیا کہ آپ کے لوگ کہتے ہین کہ آپکو غصہ نہین آتا اپنی بیٹیون کے لیے تو اسیوجہ سے اب علی نکاح کرنے والے ہین ابوجہل کی بیٹی سے مسور نے کہا یہ خبر سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہڑے ہوئے اور مین نے سنا آپ نے تشہد پڑہا پہر فرمایا بعد اسکے معلوم ہو کہ مین نے نکاح کیا اپنی بیٹی حضرت زینب کا) ابوالعاص بن الربیع سے انہون نے جو بات کی تہی اسکو سچ کیا (باوجود کفر کے انہون نے حضرت زینب کے بہیجدینے کا وعدہ کیا پہر انکو بہیجدیا) اور بے شک فاطمہ محمد صلعم کی بیٹی میرا ایک ٹکڑا ہے اور مین برا جانتا ہون کہ لوگ اسکو گناہ مین پہنسادین (ایسا نہ ہو کہ سوکن کے رنج مین وہ کوئی بات خاوند کے خلاف کر بیٹہین اور گنہگار رہون) اور بیشک قسم خدا کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی دونوا ایک شخص کے پاس کبہی جمع نہ ہونگی یہ سنکر حضرت علی علیہ السلام نے پیام چہوڑدیا **ف** یعنے نکاح موقوف رکہا اور کیونکر موقوف نہ کرتے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق زار اور آپ کے مرضی کے تابع اور جان نثار تہے اور اس واقعہ کی وجہ سے حضرت علی پر کوئی طعن نہیو

ہوسکتا جیسے خوارج مردود کیا کرتے ہین کیونکہ حضرت علی نے لاعلمی سے یہ خیال کر کے کہ ہر مرد کو چار بی بیان درست ہین دوسرا نکاح کا پیام دیا جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی نہین ہے تو فوراً یہ ارادہ موقوف کر دیا اور حدیث سے حضرت فاطمہ کی بڑی فضیلت نکلی کہ انکا خیال آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسقدر رہتا اور کیونکر نہ ہوتا کہ ان کی والدہ ماجدہ گذر گئین بہائی گذر گئے بہنین سب کی سب ایک کے بعد ایک گذر گئین یہ وہ تھارہ گئین سو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی انکا غمگسار یا تسلی دینے والا نہ تھا کہ دم بہر اسکے پاس بیٹھتین اور اپنے گہر مین اگر کچہ رنج پیدا ہوتا تو اسکے باہر جا کر یہ رنج رفع کرتین لیکن ہائے افسوس آل محمد کو کبہی عیش نہین ہوا اور رنج پر رنج اور صدمہ پر صدمہ پڑتے گئے یہ صدمے کیا کم تہے کہ دفعتاً غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور پدر بزرگوار کا بہی سایہ دنیا سے اوٹہہ گیا یہی وجہ ہوئی کہ حضرت فاطمہ اس صدمہ جانکاہ کے بعد صرف تہوڑے دنون تک زندہ رہین اور چہ ماہ کے اندر ہی جنۃ الفردوس مین اپنے والد ماجد اور والدہ ماجدہ اور بہنون سے مل گئین یا اللہ ہمکو حضرت فاطمہ زہرا کے صدقہ سے اور انکے صاحبزادون کے طفیل سے بخشدے یا اللہ ہم کو آخرت مین امام حسن علیہ السلام کی کفش برداری اور خدمت گاری مین چہوڑ دے اور دوزخ سے نجات دیدے۔ اس حدیث مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو اپنا ٹکڑا فرمایا اور یہ بہی فرمایا کہ انکے رنج سے مجہ کو رنج ہوتا ہے انکی ایذا سے مجہ کو ایذا ہوتی ہے اس سے مرتبہ حضرت فاطمہ کا سمجہ لینا چاہیے **باب** الَّتِي وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جس نے اپنی جان کو بخشدیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **ف** یعنے اپنے تئین ہبہ کر دیا اگر عورت اپنے نفس کو ہبہ کر دیوے کسی کو خواہ مہر کا ذکر آوے یا نہ آوے تو نکاح درست ہو جاویگا حنفیہ کے نزدیک لیکن شافعیہ اور جمہور علماء کے نزدیک درست نہ ہوگا جبتک نکاح یا تزویج کا لفظ نہ ہو اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ جائز تہا بالاتفاق کیونکہ اللہ سبحانہ تعالی فرماتا ہے وامراۃ مومنۃ ان وہبت نفسہا للنبی اخیر تک **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ اَمَا تَسْتَحِيْ الْمَرْاَةُ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ قَالَتْ فَقُلْتُ اِنَّ رَبَّكَ لَيُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی تہین کیا عورت شرم نہین کرتی جو اپنے تئین بخشدیتی ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو + **ف** اس کہنے سے حضرت عائشہ صدیقہ کی یہ غرض تہی کہ عورتین شرم کرین اور اپنے تئین ہبہ نہ کرین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس لیے کہ عورتین آپ کی بہت ہو جاوینگی تو باری ہر ایک کے اور دیر مین آویگی اب اختلاف ہے کہ جس عورت نے اپنے تئین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کر دیا تہا اس کا نام کیا تہا بعضے کہتے ہین میمونہ بعضے ام شریک بعضے زینب بنت خزیمہ بعضے خولہ بنت حکیم واللہ اعلم **ف** یہانتک کہ اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری ترجی من تشاء منہن اخیر تک یعنی

جسکو تو چاہے اپنی عورتوں میں سے اپنے سے جدا کرے اور جسکو چاہے اپنے پاس رکھے یا سلاوے تب میں نے کہا تمہارا پروردگار
جو تمہاری خواہش ہوتی ہے ویسا ہی جلدی کرتا ہے حکم اتارنے میں **ف** اس آیت سے وہ آیت منسوخ ہوگئی کہ اب اسکے
بعد تیرے لیے اور نئی عورتیں کرنا درست نہیں ہے نہ انکے بدل دوسری عورتیں کرنا اگرچہ تجھہ کو انکا حسن بہلا لگے اور صحیح یہی ہے
کہ آپ کو عورتیں مباح ہوگئیں تھیں ممانعت کے بعد **عن** ثابت قال كُنّا جُلوسًا مع انس بن مالكٍ وعنده ابنةٌ له فقال
انس جاءت امرأةٌ الى النبيِّ صلّى الله عليه وسلّم فعرضت نفسها عليه فقالت يا رسول الله هل لك فيَّ
حاجةٌ فقالت ابنته ما اقلّ حياءها فقال هي خيرٌ منكِ رغبت في رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فعرضت
نفسها عليه ثابت سے روایت ہے ہم انس بن مالک کے پاس بیٹھے تھے ان کے پاس ایک بیٹی تھی انس نے کہا ایک عورت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور اپنے تئیں آپ پر پیش کیا (یعنے اگر آپ کی مرضی ہو تو مجھ کو قبول فرمایے)
وہ عورت بولی آپ کو خواہش ہے میری یہ سنکر انس رض کی بیٹی بولی کیسی بےحیا تھی وہ عورت انس نے کہا وہ تجھہ سے بہتر تھی
اس نے رغبت کی اللہ کے رسول میں اور اپنے تئیں آپ پر پیش کیا **ف** سبحان اللہ ہے قسمت اس عورت کی ہم سب
اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کرتے ہیں اور ہمارا جان ومال سب آپ پر سے تصدق اگر آپ ہم کو اور
ہماری اولاد کو غلامی میں قبول فرماویں تو زہے عز وشرف **باب** الرَّجُلِ يَشُكُّ فِي وَلَدِهِ آدمی اپنے لڑکے
میں شک کرنیکا بیان **عن** ابي هريرة رض قال جاء رجلٌ من بني فزارة الى رسول الله صلّى الله عليه و
سلّم فقال يا رسول الله انّ امرأتي ولدت غلامًا اسود فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم هل لك من
ابلٍ قال نعم قال فما الوانها قال حُمْرٌ قال هل فيها من اورق قال انّ فيها لورقًا قال فانّى اتاها ذلك
قال عسى عرقٌ نزعها قال وهذا لعلّ عرقًا نزعه واللفظ لابن الصباح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
ایک شخص بنی فزارہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک عورت نے جو کالا لڑکا
جنی ہے (گویا اس نے شبہ کیا کہ وہ میرا لڑکا نہیں ہے) آپ نے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں وہ بولا ہاں ہیں آپ نے فرمایا
انکا رنگ کیا ہے وہ بولا سرخ ہیں آپ نے فرمایا انمیں کوئی چت کبرا بھی ہے وہ بولا ہاں ہے آپ نے فرمایا پھر یہ رنگ
کہاں سے آیا وہ بولا کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہوگا آپ نے فرمایا یہاں بھی (یعنے تیرے لڑکے میں) کسی رگ نے یہ
رنگ نکالا ہوگا **ف** مطلب یہ ہے کہ اونٹوں کی اگلی نسل یعنے دادا پردادا میں کوئی دوسرے رنگ کا ہوگا پھر یہی رنگ
کئی پشت کے بعد انکی اولاد میں ظاہر ہوا گو اب جو اونٹ ہیں جنکے یہ بچے ہیں وہ خالص سرخ تھے چت کبرے نہ تھے پس
اسیطرح ہو سکتا ہے کہ انسان کی اولاد میں بھی ماں باپ کے خلاف دوسرا رنگ ظاہر ہو اور اسکی وجہ یہ ہو کہ ماں باپ کے

دادا پڑدادا مین کوئی کالا بھی ہو اور وہ رنگ اب ظاہر ہوا ہو حاصل یہ ہے کہ بچہ کے گورے یا کالے رنگ کی وجہ سے یا نقشے کے خلاف کی وجہ سے یہ شبہ کرنا چاہیے کہ میری اولاد نہیں ہے جب تک دلیل قطعی سے اسکا ثبوت نہ ہو مثلاً بی بی سے صحبت ہی نہ کی ہو اور اُسکو اولاد پیدا ہو یا صحبت کیوقت سے چھ مہینے سے کم مین اولاد پیدا ہو عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَأَتِيْ وَلَدَتْ عَلٰى فِرَاشِيْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاَنَا اَهْلُ بَيْتٍ لَمْ يَكُنْ فِيْنَا اَسْوَدُ قَطُّ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا اَسْوَدُ قَالَ لَا قَالَ فِيْهَا اَوْرَقُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ قَالَ عَسٰى اَنْ يَكُوْنَ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے ایک شخص جنگل کا رہنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میری عورت ایک لڑکا جنی ہے کالا اور ہمارے گھرانے مین کوئی کالا کبھی نہین تھا آپنے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہین وہ بولا ہان ہین آپنے فرمایا انکا رنگ کیا ہے وہ بولا سرخ ہین آپنے فرمایا ان مین کوئی چت کبلا بھی ہے وہ بولا ہان ہے آپ نے فرمایا یہ رنگ کہانسے آیا وہ بولا شاید کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا آپنے فرمایا یہ تیرے بچہ کو بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا۔

بَابُ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

ہمیشہ بچہ خاوند کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کیلئے پتھر ہین ف یعنے زنا کرنے والیکا بچہ نہین کہلاویگا گو اسکے نطفہ سے پیدا ہو بلکہ بچہ عورت کے خاوند یا مالک کا ہوگا اگر عورت لونڈی ہو عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ ابْنَ زَمْعَةَ وَسَعْدًا اخْتَصَمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْنِ اَمَةِ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصَانِيْ اَخِيْ اِذَا قَدِمْتُ مَكَّةَ اَنْ اَنْظُرَ اِلَى ابْنِ اَمَةِ زَمْعَةَ فَاَقْبِضَهُ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِيْ وَابْنُ اَمَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِيْ فَرَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهَهُ بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ عَنْهُ يَا سَوْدَةُ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے عبد بن زمعہ اور سعد بن ابی وقاص نے جھگڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زمعہ کی لونڈی کے بچہ مین سعد نے کہا یا رسول اللہ میرے بھائی (عتبہ بن ابی وقاص) نے مجھکو وصیت کی جب مین مکہ جاؤن تو زمعہ کی لونڈی کے بچہ کو دیکھوں اور اسکو لے لوں اور عبد بن زمعہ نے کہا وہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے میرے باپ کے فراش پر پیدا ہوا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچہ کی مشابہت پائی عتبہ سے تو فرمایا وہ بچہ تیرا ہے اے عبد بن زمعہ (گو مشابہت سے معلوم ہوتا ہے کہ عتبہ کا نطفہ ہے) اور بچہ ہمیشہ خاوند کا ہوتا ہے اور پردہ کر اس سے اے سودہ ف سودہ ام المومنین زمعہ کی بیٹی تھین تو یہ بچہ جب زمعہ کا ٹھیرا تو سودہ کا بھائی ہوا لیکن چونکہ مشابہت اسکی عتبہ سے پائی گئی لہذا احتیاطاً آپنے سودہ کو اس سے گوشہ کرنے کا حکم دیا عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالْوَلَدِ لِلْفِرَاشِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا بچہ کا واسطے خاوند کے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچہ ماں کو مل جاوے گا یا اس کے خاوند کو یا مالک کو اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہیں یا اسکو سنگسار کرینگے جب رجم اسپر واجب ہوا اگر رجم واجب نہ ہو تو پتھر کے یہ معنے ہونگے کہ اسکو خاک نہ ملے گا جیسے کہتے ہیں تمکو خاک پتھر ملیگا عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ابوامامہ باہلی سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے بچہ ماں کا ہے اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہیں

بَابٌ الزَّوْجَیْنِ یُسْلِمُ اَحَدُهُمَا قَبْلَ الْاٰخَرِ اگر میاں بی بی میں سے کوئی دوسرے سے پہلے مسلمان ہو **ف** اور مسلمان ہو کر دارالاسلام میں چلا آوے پھر اسکے بعد خاوند یا بی بی مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آوے تو نکاح فسخ نہ ہوگا اہلحدیث کا یہی مذہب ہے اور فقہا کہتے ہیں کہ جب میاں بی بی میں سے کوئی مسلمان ہو جاوے تو دوسرے پر اسلام پیش کرینگے اگر مسلمان ہو گیا تو خیر نکاح باقی رہا ورنہ نکاح فسخ ہو جاویگا اسیطرح اگر عدت گذر گئی عورت کی اسکے بعد خاوند مسلمان ہوا یا دونوں میں سے کوئی دارالکفر سے دارالاسلام میں چلا آیا تو نکاح فسخ ہو گیا اب اگلے نکاح سے وہ عورت پہلے خاوند پاس نہیں جا سکتی اگرچہ عورت راضی ہو جبتک نیا نکاح نہ کرے اور یہ قول فقہا کا احادیث صحیحہ کے برخلاف ہے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَتْ فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ قَالَ فَجَاءَ زَوْجُهَا الْاَوَّلُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ کُنْتُ اَسْلَمْتُ مَعَهَا وَعَلِمَتْ بِاِسْلَامِیْ قَالَ فَانْتَزَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَوْجِهَا الْاٰخَرِ وَرَدَّهَا اِلٰی زَوْجِهَا الْاَوَّلِ ابن عباس سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور مسلمان ہو گئی اس سے ایک شخص نے نکاح کر لیا پھر اسکا پہلا خاوند آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں اپنی عورت کے ساتھ مسلمان ہوا تھا اور اسکو معلوم تھا میرا مسلمان ہونا یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو دوسرے خاوند سے چھین کر پہلے خاوند کے حوالے کر دیا **ف** اہلحدیث نے کہا ہے کہ جب عورت دوسرے سے نکاح نکرے وہ پہلے خاوند کے نکاح پر باقی رہیگی گو مدت طویل گذر جاوے اور اگر عورت دوسرے سے نکاح کرلے تو پھر پہلے خاوند کو نہ ملے گی مگر یہ جب ہے کہ عورت خاوند سے پہلے مسلمان ہو گئی ہو اور اس حدیث میں جو صورت مذکور ہے وہ اور ہی تھی کہ خاوند جورو ایک ساتھ مسلمان ہوئے تھے اس صورت میں جو عورت نے دوسرے سے نکاح کیا یہ نکاح ہی ناجائز تھا لہٰذا آپ نے اسکو پہلے خاوند کے حوالے کر دیا اور عورت مرد میں سے جب کوئی مسلمان ہو جاوے اور دوسرا مسلمان نہ ہو تو عورت پر عدت واجب ہوگی کیونکہ بخاری نے ابن عباس سے نکالا انہوں نے کہا جب عورت دار

الحرب سے ہجرت کرتی تو اسکو کوئی پیام نہ دیتا یہان تک کہ اسکو حیض آتا پھر وہ پاک ہوتی جب پاک ہوتی اسوقت اسکو نکاح درست ہوتا اور اگر نکاح ہونے سے پہلے اسکا خاوند مسلمان ہوکر آجاتا تو وہ عورت اسی کو ملجاتی **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رد ابنتہ علی ابی العاص بن الربیع بعد سنتین بنکاحھا الاول ابن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی (علیہا حضرت زینب) کو ابو العاص بن ربیع کے پاس بھیجدیا دو برس کے بعد اسی اگلے نکاح پر **ف** ابو العاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد تھے حضرت زینب انسے پہلے مسلمان ہوکر مدینہ منورہ مین آگئی تہین ابو العاص بہت دنون کے بعد مسلمان ہوکر آئے آپنے حضرت زینبؓ کو انہی کے نکاح مین رکھا اور نیا نکاح نہین کیا اس سے فقہا کا مذہب رد ہوتا ہے اور یہ حدیث امام احمد اور حاکم اور ابو داؤد نے بھی نکالی اور کہا صحیح ہے ایک روایت مین ہے کہ کوئی نئی بات نہین کی ایک مین ہے کہ نیا مہر مقرر نہین کیا ترمذی کی روایت مین ہے نیا نکاح نہین کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اسکے اسناد مین کوئی قباحت نہین **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رد ابنتہ زینب علی ابی العاص بن الربیع بنکاح جدید عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو ابو العاص بن ربیع کے پاس پھیر دیا نئے نکاح سے **ف** اس حدیث سے فقہائے حنفیہ نے دلیل لی اور اسکو ترمذی نے بھی نکالا لیکن اسکے اسناد مین حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے ترمذی نے کہا اس کے اسناد مین گفتگو ہے اور امام احمد نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے اور صحیح یہی ہے کہ آپنے ان دونون کو برقرار رکھا پہلے نکاح پر اور دارقطنی نے کہا یہ حدیث ثابت نہین ہے اور صواب ابن عباسؓ کی حدیث ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب کو پھیر دیا ابو العاص پر پہلے نکاح سے اور ترمذی نے کتاب العلل مین کہا کہ مین نے محمد بن اسمعیل سے بخاری کو پوچھا انہون نے کہا ابن عباس کیحدیث اس باب مین زیادہ صحیح ہے عمرو بن شعیب کی حدیث سے ابن قیم نے کہا تعجب ہے کہ اس ضعیف حدیثکو اصل بنادین اور اس سے صحیح حدیث کو رد کرین اور کہین کہ وہ اصول کے خلاف ہے اور ابن عباس کیحدیث کی طرف ایک جماعت صحابہ گئی ہے و من بعدہم آبن قیم نے اعلام الموقعین مین کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تفریق نہ کرتے اس مرد مین جو اسلام لایا اور اسکی عورت مین جب وہ اسکے ساتھ اسلام نہ لاتی بلکہ جب دوسرا اسلام لاتا تو نکاح اپنے حال پر رہتا جبتک وہ عورت دوسرا نکاح نہ کرے اور یہ سنت معلومہ اور مشہورہ ہے شافعی نے کہا ابوسفیان مسلمان ہوا مر الظہران مین جو خزاعہ کا گھر ہے اور وہان مسلمان تھے فتح مکہ سے پہلے تو وہ دار الاسلام تھا اور لوٹ گیا مکہ مین اور ہندہ اسکی جورو مسلمان نہین ہوئی تھی مکہ مین تھی اس نے ابو سفیان

کی داڑھی پکڑی اور کہنے لگی اس بوڑھے گمراہ کو قتل کر دو پھر اسکے بعد ہندہ مسلمان ہوئی بہت دنوں کے بعد اور وہ کافر تھی
دار الحرب میں مقیم تھی اور ابوسفیان مسلمان تھا اور عدت گذر جانے کے بعد ہندہ مسلمان ہوئی لیکن دونوں کا نکاح قائم رہا
کیونکہ درحقیقت اسکی عدت نہیں گذری یہانتک کہ وہ مسلمان ہوئی اور اسیطرح حکیم بن حزام کا حال گذرا اور صفیہ بن امیہ
اور عکرمہ بن ابی جہل کی جورو مکہ میں مسلمان ہوئیں اور مکہ دار الاسلام ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
حکومت وہاں ہوگئی اور عکرمہ یمن کی طرف بھاگ گئے وہ دار الحرب تھا اور صفوان بھی دار الحرب میں چلدیے پھر صفوان
مکہ میں لوٹے وہ دار الاسلام تھا اور جنگ حنین میں حاضر ہوئے لیکن اسوقت تک کافر تھے بعد اسکے مسلمان ہوئے
اور انکی جورو اگلے ہی نکاح سے ان کی پاس رہی کیونکہ درحقیقت اسکی عدت نہیں گذری تھی اور مغازی الواقدی میں
لکھا ہے کہ انصاری ایک عورت مکہ میں ایک شخص کے پاس تھی پھر وہ مسلمان ہوگئی اور ہجرت کی اس نے مدینہ کو بعد
اسکے اسکا خاوند آیا وہ عدت میں تھی تو اپنے اگلے نکاح پر مل گئیں (روضہ) **باب الغیل** دودہ پلانے کی حالت
میں اپنی جورو سے جماع کرنا کیسا ہے **عن** جدامۃ بنت وهب الاسدیۃ انها قالت سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول قد اردت ان انهی عن الغیال فاذا فارس والروم یغیلون فلا یقتلون اولادهم
وسمعته یقول وسئل عن العزل فقال هو الوأد الخفی جدامہ بنت وہب سے روایت ہے سنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میں نے ارادہ کیا کہ منع کر دوں دودہ پلانیکی حالت میں جماع کرنے سے (یعنے
غیل سے کیونکہ اس سے لڑکا ضعیف ہوجاتا ہے حاملہ کا دودہ بچہ کو ضرر کرتا ہے) پھر میں نے دیکھا تو فارس اور روم
کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور انکی اولاد نہیں مرتی اور میں نے آپ سے سنا لوگوں نے آپ سے پوچھا عزل کو (اسکے معنے
اوپر گذر چکے) آپ نے فرمایا وہ تو پوشیدہ زندہ درگور کرنا ہے **عن** اسماء بنت یزید بن السکن وکانت مولاته
انها سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تقتلوا اولادکم سرا فوالذی نفسی بیدہ
ان الغیل لیدرک الفارس علی ظهر فرسه حتی یصرعه اسماء بنت یزید سے روایت ہے انہوں نے سنا آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مت قتل کرو پوشیدہ اپنی اولاد کو قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری
جان ہے غیل سوار کو اپنے گھوڑے سے گرا دیتا ہے اسوقت اثر کرتا ہے **ف** تو بہتر ہے کہ جب ماں بچہ کو دودہ پلاتی
ہو تو اس سے جماع نہ کرے ایسا نہ ہو کہ حمل رہجاوے اور وہ بچہ کو ضرر کرے ہر چند جماع کرنا دودہ پلانیوالی سے ضرر نہیں
کرتا مگر اس میں حمل ہوجانے کا اندیشہ ہے اسوجہ سے مکروہ ہوا گو جائز ہے اور اگر دودہ پلانیوالی دوسری عورت ہو
سکے تو وہ مکروہ نہیں ہے **باب** فی المرأۃ تؤذی زوجها جو عورت اپنے خاوند کو ایذا دیوے اسکا بیان ؎

عن ابی امامۃ قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم امراۃ معہا صبیان لہا قد حملت احدہما وہی تقود الاخر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاملات والدات رحیمات لولا ما یاتین الی ازواجہن دخل مصلیاتہن الجنۃ ابوامامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک عورت آئی اسکے دو بچے تھے ایک گود میں لیے ہوئے تھی ایک کو کھینچ رہی تھی آپ نے فرمایا یہ عورتیں بچوں کو اٹھانے والی جننے والیں اپنے بچوں پر شفقت کرنے والیں اگر اپنے خاوندوں کو ایذا نہ دیتیں تو جوان میں سے نمازی ہیں وہ جنت میں جاتیں **ف** یعنے ایسی شفقت اور محنت کے ساتھ جو انکو اولاد کے پالنے میں ہوتی ہے زیادہ اعمال کی انکو حاجت نہیں ہے صرف نماز کافی ہے وہ جنت میں لیجاوے گی بشرطیکہ خاوند کو نہ ستاویں اسکی نافرمانی نہ کریں ورنہ جنت میں جانا مشکل ہے دوسری حدیث میں ہے کہ میںنے دوزخ میں عورتوں کو زیادہ دیکھا اس کا سبب یہ ہے کہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں غرض خاوند کا بڑا حق ہے عورت پر۔ یا اللہ تو ہمارا خاوند ہے ہم تیرے ناشکر بندے ہیں ہمارا بھی جنت میں جانا مشکل ہے لیکن تو اپنے رحم وکرم سے اگر ہمارے گناہ معاف کر دیوے تو وہ تجھ سے بعید نہیں تو ارحم الراحمین ہے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے اپنے بندوں پر بہرحال ہم تیرے بندے ہیں برے ہیں تو تیرے اچھے ہیں تو تیرے تیرا در چھوڑ کر کہیں جانے والے نہیں **عن** معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تؤذی امراۃ زوجہا الا قالت زوجتہ من الحور العین لا تؤذیہ قاتلک اللہ فانما ہو عندک دخیل اوشک ان یفارقک الینا معاذ بن جبل سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذا دیوے تو جنت کی حور جو اس مرد کے لیے ہے کہتی ہے اللہ تجھے تباہ کرے مت ستا اسکو وہ تیرے پاس چند روز کے لیے اوترا ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس آجاوے **ف** سچ ہے دنیا کی قرابت اور رشتہ داری چند روزہ ہے حقیقت میں ہماری بی بی وہی ہے جو اللہ تعالے نے جنت میں ہمارے لیے رکھی ہے یہ دنیا کی بی بی کیا ہے سرا کی بھٹیاری ہے یہاں سے چلنا عنقریب ہے پھر بھٹیاری سے زیادہ دل لگانا اور بھٹیاری کا مسافر کو ستانا دونوں حماقت ہیں

باب

لا یحرم الحرام الحلال حرام سے جو حلال ہے وہ حرام نہیں ہوتا **ف** یعنے ایک شخص نے مثلاً ایک عورت سے حرام کیا یعنے زنا کی اب اسکی ماں یا بیٹی سے زنا کرنے والے کو نکاح درست ہوگا اور زنا کی وجہ سے جو حرام ہے ایک حلال عورت محرم نہ ہوگی اہلحدیث کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ زنا سے بلکہ بشہوت نظر کرنے سے بھی حرمت نکاح ثابت ہوجاویگی یہ عجب ظلم ہے جسکی کوئی دلیل کتاب وسنت سے نہیں ہے کہ زنا سے عورت کی بیٹی یا ماں کو محرم بنایا اور زانیہ سے نکاح کو درست رکھا حالانکہ زانیہ سے نکاح بنص قرآن اور حدیث ناجائز ہے **عن**

ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يحرم الحرام الحلال ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا حرام حلال کو حرام نہیں کرتا **ابواب** الطلاق طلاق کا بیان یعنے عورت کا چھوڑ دینا اور یہ جائز
ہے بنص کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ لیکن بلا ضرورت مکروہ ہے **عن** عمر بن الخطاب ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم طلق حفصة ثم راجعها حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالے عنہا کو طلاق دیا پھر اُن سے رجعت کر لی **ف** کیونکہ اللہ تعالے نے حکم دیا اپنے نبی کو
ام المومنین حضرت حفصہ سے رجعت کر لینے کا اور ارشاد ہوا کہ وہ روزہ رکھنے والی ہے عبادت کرنیوالی ہے اور تیری بی بی
ہے جنت میں سبحان اللہ نے قسمت حضرت حفصہ کی کہ طلاق کیوجہ سے اللہ نے اُنکو یاد کیا **عن** ابی موسی قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بال اقوام يلعبون بحدود الله يقول احدهم قد طلقتك قد
راجعتك قد طلقتك ابوموسی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا اللہ کے
حکموں سے کھیل کرتے ہیں کوئی کہتا ہے میں نے تجھ کو طلاق دیا میں نے رجوع کیا میں نے طلاق دیا **ف** یہ طلاق کی آیت
اترنے سے پہلے کا حکم ہے جب مردوں کا یہی حال تھا کہ بے انتہا طلاق دیے جاتے اور برابر جب عدت گذرنے کو ہوتی
رجعت کر لیتے عورتیں بیچاری آفت میں تھیں نہ اس مرد سے جدا ہو سکتیں آخر اللہ سبحانہ وتعالی نے طلاق کی آیت
اتاری تین طلاق کے بعد پھر رجعت موقوف ہوئی **عن** عبد الله بن عمر رض قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم ابغض الحلال الى الله الطلاق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب حلالوں میں اللہ تعالی کو زیادہ ناپسند طلاق ہے **ف** گو جائز ہے مگر خدا کو ناپسند ہے اس
لیے بلا ضرورت مکروہ ٹھیرا اور جو کوئی عورت اس لیے کرے کہ صرف قضائے شہوت کریگا تو اسپر لعنت آئی ہے اور
بہت طلاق دینے میں محبت اور مصلحت خانہ داری سب دور ہوتی ہے **باب** طلاق السنة سنت کے موافق
طلاق کیونکر ہے **عن** ابن عمر قال طلقت امرأتي وهي حائض فذكر ذلك عمر لرسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال مره فليراجعها حتى تطهر ثم تحيض ثم تطهر ثم ان شاء طلقها قبل ان يجامعها وان
شاء امسكها فانها العدة التي امر الله ابن عمر سے روایت ہے میں نے اپنی عورت کو طلاق دیا اور وہ حائضہ تھی حضرت
عمر نے اسکا ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا حکم کر اُسکو وہ رجعت کر لیوے اپنی بی بی سے یہاں تک کہ
حیض سے پاک ہو پھر حیض آوے اور اُس سے پاک ہو اب اسکے بعد اگر چاہے تو اُسکو طلاق دیدیوے جماع کرنے سے پہلے
(تاکہ حمل کا شبہ نہ رہے) اور اگر چاہے اُسکو رہنے دے اور یہی عدت ہے عورتوں کی جسکا حکم دیا ہے اللہ سبحانہ وتعالی نے

ف طلقوہن لعدتہن یعنے طلاق دو عورتون کو انکی عدت کے لحاظ سے یعنی طہر کی حالت مین طلاق دو اب اختلاف ہے راویون کا کہ
ابن عمر نے جو طلاق حیض کیحالت مین دیدیا تہا اوسکا حساب ہوا یا نہین اور حساب نہ ہونیکی روایت زیادہ راجح ہے کیونکہ وہ بدعی
طلاق تہا اور بدعی طلاق کا نہ پڑنا اسی کو ترجیح ہے اور سعید بن منصور نے عبد اللہ بن مالک کے طریق سے نکالا کہ ابن عمر نے اپنی
عورت کو طلاق دیا حیض کیحالت مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کچہ نہین ہے اور ابن حزم نے محلی مین متصل
سند سے ابن عمر سے روایت کیا انہون نے کہا کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دیدیوے اور وہ حائضہ ہو تو اسکا شمار نہ ہوگا
اور اسکا اسناد صحیح ہے اور ابو الزبیر راوی جس نے اس طلاق کا محسوب ہونا نقل کیا ہے اوسکی متابعت کی چار راویون
نے عبد اللہ بن عمر عمری نے اور محمد بن عبد العزیز نے اور یحیے بن سلیم نے اور ابراہیم بن ابی حسنہ نے اور یہی مذہب ہے
ایک جماعت سلف کا جیسے ابن علیہ وغیرہ کا اور ابن حزم بہی اسیکے قائل ہین کہ حیض کیحالت مین طلاق نہین پڑے گا اور
ابن تیمیہ کا بہی یہی قول ہے لیکن جمہور فقہا اور ائمہ اسطرف گئے ہین کہ طلاق پڑ جاوے گا اور جو حق ہے اسکی پیروی
سب پر مقدم ہے جمہور سے کچہ غرض نہین ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ طَلَاقُ السُّنَّۃِ اَنْ یُّطَلِّقَھَا طَاھِرًا مِّنْ
غَیْرِ جِمَاعٍ عبد اللہ بن مسعود نے کہا سنت کا طلاق یہ ہے کہ عورت کو حیض سے پاک ہونے پر طلاق دیوے اور اس طہر
مین جماع نکرے **ف** تاکہ عورت کو عدت کے حساب مین آسانی ہووے اور اسی طہر سے عدت شروع ہو جاوے تین
طہر کے بعد وہ بائن ہو جاوے گی دوسرا نکاح کر لے سکتی ہے اہلحدیث نے کہا ہے کہ طلاق سنت یہ ہے کہ عورت کو
طلاق دیوے ایسے طہر مین جس مین جماع نہ کیا ہو اور شرط یہ ہے کہ اس طہر سے پہلے جو حیض تہا اوس مین طلاق ندیا
ہو یا حمل کی حالت مین جب حمل ظاہر ہو گیا ہو اور اسکے سوا دوسری طرح پر طلاق دینا مثلاً حیض کی حالت مین یا
طہر کی حالت مین جب جماع کر چکا ہو یا حمل کیحالت مین جب وہ ظاہر نہ ہوا ہو لیکن شبہ ہو اسیطرح تین طلاق ایک ہی
بار دینا یہ حرام ہین اور اسکا ذکر آگے آویگا اور حدیث مین جو ابن عمر کو حکم ہوا کہ اس طہر کے بعد دوسرے طہر مین طلاق
دیوے اس مین یہ حکمت تہی کہ رجعت بہ نیت طلاق معلوم نہ ہو تو ایک طہر تک عورت کو رہنے دیا اور بعضون نے کہا
یہ سزا تہی انکے ناجائز فعل کی بعضون نے کہا یہ طہر اسی حیض سے متعلق تہا جس مین طلاق دیا تہا اسلیے دوسرے طہر کا انتظار کرے
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ فِیْ طَلَاقِ السُّنَّۃِ یُطَلِّقُھَا عِنْدَ کُلِّ طُھْرٍ تَطْلِیْقَۃً فَاِذَا طَھُرَتِ الثَّالِثَۃَ طَلَّقَھَا وَعَلَیْھَا بَعْدَ ذٰلِکَ حَیْضَۃٌ عبد اللہ بن مسعود نے
کہا سنت کا طلاق یہ ہے کہ عورت کو ہر طہر مین ایک طلاق دیوے جب تیسری بار پاک ہو تو اخیر طلاق دیدیوے اور اسکے
بعد عدت ایک حیض ہوگی **ف** اسلیے کہ دو حیض پہلے گذر چکے ہین اول اور دوم طلاق کے بعد یہ صورت جب ہے کہ
عورت کو تین طلاق دینا منظور ہون اور بہتر یہ ہے کہ ایک ہی طلاق پر قناعت کرے جب عورت حیض سے پاک ہو

اور تین حیض یا تین طہر گذر جانے کے بعد وہ بائنہ ہو جاویگی اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر مرد عدت گذر جانے کے بعد بھی چاہے تو اس عورت
سے نکاح کرے سکتا ہے لیکن تین طلاق دینے کے بعد بغیر حلالہ کے نکاح کرنا نہیں ہو سکتا **عن** یونس بن جبیر ابی غلاب
قال سالت ابن عمر عن رجل طلق امراتہ وھی حائض فقال تعرف عبد اللہ بن عمر طلق امراتہ وھی حائض
فاتی عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرہ ان یراجعھا قلت أیعتد بتلک قال أرأیت ان عجز واستحمق یونس
بن جبیر سے روایت ہے میں نے ابن عمر سے پوچھا ایک مرد نے اپنی عورت کو طلاق دی حیض کی حالت میں انہوں نے کہا تو ابن عمر کو
پہچانتا ہے اونہوں نے طلاق دیا اپنی عورت کو حیض کی حالت میں تو عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپنے
حکم دیا ان کو رجعت کر لینے کا میں نے کہا یہ طلاق شمار میں آویگا یا نہیں انہوں نے کہا تو کیا سمجھتا ہے اگر وہ عاجز ہو یا حماقت
کرے **ف** اور رجعت نہ کرے تو طلاق تو ضرور پڑے گا جمہور علما کا یہی مذہب ہے لیکن علمائے ظاہر جیسے ابن تیمیہ
اور ابن حزم رحمہما اللہ تعالی اور ایک طائفہ خوارج اور روافض کا یہی قول ہے کہ یہ طلاق محسوب نہ ہوگا اور اوپر ہم بیان
کر چکے کہ یہی حق ہے والحق احق بالاتباع **باب** الحامل کیف تطلق عورت حاملہ کو کیونکہ طلاق دیا جاوے۔
عن ابن عمر انہ طلق امراتہ وھی حائض فذکر ذلک عمر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال مرہ فلیراجعھا
ثم یطلقھا وھی طاھر او حامل ابن عمر نے طلاق دیا اپنی عورت کو حیض کی حالت میں حضرت عمر نے اسکا ذکر کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپنے فرمایا اسکو حکم کر وہ رجعت کرے پھر اسکو طلاق دیوے جب وہ حیض سے پاک ہو یا حاملہ ہو جاوے
ف کیونکہ اس میں عدت کی آسانی ہے اگر طہر میں طلاق دیوے اور حاملہ نہ ہو تو تین طہر یا حیض کے بعد عدت گذر
جاویگی اگر حاملہ ہو تو وضع حمل ہوتے ہی عدت گذر جاویگی اور اصل غرض عدت سے یہ ہے کہ حمل کی حالت میں عورت
دوسرے خاوند سے جماع نہ کراوے ورنہ بچہ میں دوسرے مرد کا پانی بھی شریک ہوگا اور یہ معیوب ہے اس وہم کو دور کرنے
کے لیے یہ طریقہ ٹھہرا کہ جس طہر میں جماع نہ کیا ہو اس میں طلاق دیوے اور تین حیض تک انتظار اسلیے ہوا کہ کبھی حمل
کی حالت میں بھی ایک آدہ بار تھوڑا سا حیض آجاتا ہے لیکن جب تین حیض برابر آئے تو یقین ہوا کہ وہ حاملہ نہیں ہے
اب دوسرے مرد سے نکاح کر لیوے یا اگر عورت حاملہ ہو تو وضع حمل ہوتے ہی نکاح کر لے اگرچہ طلاق یا وفات شوہر کے
متصل ہی وضع حمل ہو **باب** من طلق ثلاثا فی مجلس واحد جو کوئی اپنی عورت کو ایک ہی جلسہ میں تین
طلاق دیدیوے **ف** مثلا یوں کہے تجھ کو تین طلاق ہیں یا یوں کہے تجھ کو طلاق ہے تجھکو طلاق ہے تجھ کو
طلاق ہے تین بار ٹھہر ٹھہر کر یا بے ٹھہرے ہوئے ایسا کہے یا تجھپر طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے یا تین بار تجھ پر طلاق
ہے یا تین طلاق تجھ پر ہیں ان سب صورتوں میں جمہور علما کا یہ قول ہے کہ تینوں طلاق پڑ جاویگی اور محققین اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق رجعی پڑیگا خواہ عورت

صحبت کر چکا ہو یا نہ کی ہو تو خاوند اسکے بعد رجعت کر سکتا ہے اور یہی قول صحیح ہے اور اس میں آسانی ہے امت کے لیے اور ہمارے زمانہ کے اکثر حنفیوں نے بھی مشکل وقت میں اسی قول پر عمل کیا ہے عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ حَدِّثِيْنِي عَنْ طَلَاقِكِ قَالَتْ طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ فَأَجَازَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ عامر شعبی سے روایت ہے میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا تم اپنی طلاق کی حدیث بیان کرو انہوں نے کہا میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاق دیے اور وہ یمن کو جانے والا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو جائز رکھا **ف** اس حدیث سے جمہور علما اور فقہا نے حجت لی ہے کہ اگر تین طلاق کوئی ایک ہی جلسہ میں دیدیوے تو تینوں پڑ جاوینگی اور اس مسئلہ میں تین مذہب اور ہیں **ایک** یہ کہ کچھ نہیں پڑیگا نہ ایک نہ تین کیونکہ اس طرح طلاق دینا بدعت اور حرام ہے اور اس مذہب کو ابن حزم نے نقل کیا امام احمد سے بھی اور کہا کہ روافض کا بھی مذہب یہی ہے میں **کہتا ہوں** کہ ایک جماعت تابعین کا بھی مذہب ہے جیسے لیث نے نقل کیا اور ابن علیہ اور ہشام بن حکم اور تمام امامیہ کا یہی قول ہے اور اہل بیت علیہم السلام میں سے امام باقر اور امام صادق اور ناصر علیہم السلام کا بھی مذہب ہے اور ابو عبیدہ اور بعض ظاہر یہ بھی اسی کے قائل ہیں کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق بدعی نہیں پڑتا جیسے اوپر گذرا اور یہ بھی بدعی ہے دوسرے یہ کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو تینوں طلاق پڑ جاوینگی اور جو مدخولہ نہیں ہے تو ایک طلاق پڑے گا ایک جماعت کا یہ قول ہے جیسے ابن عباس اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ **تیسرے** یہ کہ ایک طلاق رجعی پڑے گا خواہ عورت مدخولہ ہو یا نہ ہو اور ابن عباس کا مذہب صحیح یہی ہے اور ابن اسحاق اور عطا اور عکرمہ اور اکثر اہل بیت اسی کے قائل ہیں اور یہ سب مذہبوں میں صحیح ہے امام شوکانی نے اس باب میں ایک جداگانہ رسالہ لکھا ہے اور چاروں مذہبوں کے دلائل بیان کرکے اخیر قول کو ترجیح دی ہے اور در رمیں اس مسئلہ کو اختلافی قرار دیا ہے **ابن قیم** نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ صحیح ہے کہ تین طلاق ایک ہی بار دینے سے ایک ہی طلاق پڑتا تھا آپ کے زمانہ میں اور ابوبکر کے عہد میں اور شروع خلافت عمر میں اور حضرت عمر نے لوگوں کو سزا دینے کے لیے یہ فتوی دیا کہ تینوں طلاق پڑ جاوینگی اور یہ آنکا اجتہاد ہے جو اوروں پر حجت نہیں ہو سکتا خصوصاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق کا فتوے ان کے اجتہاد سے رد نہیں ہو سکتا اور طول کیا اس مسئلہ میں امام ابن قیم نے اغاثۃ اللھفان میں اور ثابت کیا اسی کو کہ اس صورت میں ایک ہی طلاق پڑے گا **شوکانی** نے کہا کہ ابوموسی اور ابن عباس اور طاؤس اور عطا اور جابر بن زید اور احمد بن عیسے اور عبداللہ بن موسی اور حضرت علی اور زید بن علی سے ایسا ہی منقول ہے اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم دونوں اسی طرف گئے ہیں اور ابن مغیث نے کتاب الوثائق میں علی اور ابن مسعود اور عبدالرحمان بن

عوف اور زبیر سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور ایک جماعت مشائخ قرطبہ سے اور ابن منذر نے اصحاب ابن عباس سے ایسا ہی روایت کیا ہے کہ اس باب میں جو حدیثیں آئی ہیں ان سب میں ابن عباس کی یہ حدیث زیادہ صحیح ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ تین طلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر کی خلافت اور شروع عمر کی خلافت میں ایک طلاق گنی جاتی تھی جب حضرت عمر کا زمانہ ہوا لوگوں نے پے درپے طلاق دینا شروع کیا تو حضرت عمر نے تینوں طلاقوں کو انپر جاری کر دیا ابن قیم نے اس مسئلہ کی تحقیق میں کتاب اور سنت اور لغت اور صحابہ کے عمل سے دلیل لی پھر کہا کہ اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ اور لغت اور عرف اسپر دلالت کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور صحابہ اور حضرت عمر کی خلافت مین بھی تین برس تک لوگ اسپر چلتے رہے اگر کوئی ان کا شمار کرے تو ہزار سے زیادہ انکا عدد ہوگا کسینے اقرار کیا کسینے سکوت کیا اور بعضوں نے جو کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے زمانہ سے پھر لوگوں نے اسکی خلافت پہ اجماع کر لیا تو یہ ثابت نہین ہوا ہر زمانہ مین علما اسی اول کے فتوے پر ہمیشہ کو فتوے دیتے رہے امت کے عالم حضرت عبداللہ بن عباس نے ایسا ہی فتوی دیا جیسے روایت کیا اسکو حماد بن زید نے ایوب سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے کہ جب کسی نے ایک ہی مونہ سے کہا تجھ کو تین طلاق ہیں تو ایک ہی طلاق پڑیگا اور زبیر بن عوام اور عبدالرحمان بن عوف نے بھی ایسا ہی فتوے دیا یہ ابن وضاح نے نقل کیا ان سے اور تابعین مین سے عکرمہ اور طاؤس نے ایسا ہی فتوے دیا اور تبع تابعین مین سے محمد بن اسحاق اور حلاس بن عمرو عکل نے ایسا ہی فتوی دیا اور اتباع تبع تابعین مین داؤد بن علی اور اکثر انکے اصحاب نے ایسا ہی فتوی دیا اور بعض مالکیہ نے بھی ایسا ہی فتوی دیا بلکہ بعض حنفیہ نے بھی اور امام احمد کے بعض اصحاب نے بھی ایسا ہی فتوی دیا اور غرض یہ ہے کہ ہر زمانہ میں علما اور ائمہ اس قول کے موافق حکم دیتے رہے اور یہ قول بالاجماع متروک نہین ہوا۔ اور کیونکر ہوسکتا ہے جب کتاب اور سنت اور قیاس اور اجماع قدیم سے یہی ثابت ہے اور اسکے بعد کسی اجماع نے اسکو باطل نہین کیا لیکن حضرت عمر نے ایک مصلحت سے اسکے خلاف تجویز کیا اور یہ تجویز دوسرے کسیپر حجت نہین ہوسکتی اور ہر ایک مومن کا کام ہے کہ جب حدیث صحیح ہو جاوے تو اسپر عمل کرے اور اسکی خلاف کسیکا فتوے اور کسی کا قیاس قبول نہ کرے خواہ وہ کوئی ہو اور باقی تفصیل اس مسئلہ کی اعلام الموقعین اور اغاثۃ اللہفان اور رسالہ شوکانی اور نیل الاوطار اور مسک الختام مین دیکھنا چاہیے

باب الرَّجْعَۃِ

طلاق کے بعد رجعت کرنیکا بیان (رجعت کہتے ہین طلاق سے پھر جانے کو اور جورو سے پھر ملاپ کر لینے کو)

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشِّخِّیْرِ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ الْحُصَیْنِ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ یُطَلِّقُ اِمْرَاَتَہٗ ثُمَّ یَقَعُ بِھَا وَلَمْ یُشْھِدْ عَلٰی طَلَاقِھَا وَلَا عَلٰی رَجْعَتِھَا فَقَالَ عِمْرَانُ طَلَّقْتَ بِغَیْرِ سُنَّۃٍ وَرَاجَعْتَ بِغَیْرِ سُنَّۃٍ اَشْھِدْ

عَلیٰ طَلَاقِهَا وَرَجْعَتِهَا مطرف بن عبد اللہ بن شخیر سے روایت ہے عمران بن حصین پوچھے گئے ایک شخص طلاق دیوے اپنی عورت کو پھر اس سے جماع کرے اور نہ طلاق پر اس نے کسیکو گواہ کیا نہ رجعت پر عمران نے کہا تو نے طلاق دیا سنت کے خلاف اور رجعت بھی سنت کے خلاف کی طلاق پر لوگوں کو گواہ کر اور رجعت پر بھی گواہ کر **ف** اگرچہ گواہی ان دونوں کے لیے شرط نہیں ہے مگر مسنون ہے ابو داؤد اور نسائی نے ابن عباس سے نکالا والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلثة قروء کی تفسیر مین کہ آدمی جب اپنی عورت کو طلاق دیتا تو وہ حق رکھتا رجوع کرنے کا اگرچہ تین طلاق دے چکتا پھر یہ منسوخ ہوا اس آیت سے الطلاق مرتان اسکے اسناد مین علی بن حسین بن واقد ہے اس مین کلام ہے اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ آدمی اپنی عورت کو جتنی چاہتا طلاق دیتا اور عدت مین جب چاہتا رجوع کر لیتا اگرچہ سو بار طلاق دے چکا ہو یہانتک کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا نہ مین تجھ کو طلاق دون گا ایسا کہ تو مجھ سے جدا ہو جاوے اور نہ تجھ کو اپنے پاس جگہ دون گا اس نے کہا یہ کیونکر ہو گا مرد نے کہا مین تجھ کو طلاق دون گا جب تیری عدت گزرنے لگی گی اسوقت رجعت کرلون گا یہ سنکر وہ عورت حضرت عائشہ پاس گئی اور یہ بیان کیا وہ خاموش ہو رہین یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے آپ سے بیان کیا آپ بھی خاموش ہو رہے یہانتک کہ یہ آیت اتری الطلاق مرتان یعنے طلاق دو بار ہے اب تیسری بار خواہ رکھ لو خواہ رخصت کر دو تیسرا طلاق دیکر حضرت عائشہ نے کہا اس آیت کے اترنے کے بعد لوگون نے طلاقون کا حساب نئے سرے سے شروع کیا جس نے طلاق دیا تھا اس نے بھی اور جس نے نہیں دیا تھا اُس نے بھی (تو پیشتر جو طلاق دیے گئے تھے وہ کالعدم ہو گئے یہ اللہ کی عنایت تھی) **بَابُ** الْمُطَلَّقَةُ الْحَامِلُ إِذَا وَضَعَتْ ذَا بَطْنِهَا بَانَتْ جب حاملہ عورت کو طلاق دیا جاوے تو بچہ جنتے ہی وہ بائنہ ہو جاویگی (یعنے عدت گذر جاویگی اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہے گا) **عَنِ** الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَنَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ فَقَالَتْ لَهُ وَهِيَ حَامِلٌ طَيِّبْ نَفْسِي بِتَطْلِيقَةٍ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلوٰةِ فَرَجَعَ وَقَدْ وَضَعَتْ فَقَالَ مَا لَهَا خَدَعَتْنِي خَدَعَهَا اللهُ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَبَقَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ اخْطُبْهَا إِلَى نَفْسِهَا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان کے نکاح مین ام کلثوم بنت عقبہ تھی اس نے زبیر سے کہا میرا دل خوش کردو ایک طلاق دیکر (یہ ایک دل لگی تھی جس مین چال بھی تھی عورتون کے چلتر اور مکر مشہور مین خدا پناہ مین رکھے) انہون نے ایک طلاق اسکو دیدیا (اس خیال سے کہ ایک طلاق سے کیا ہوتا ہے عدت کے اندر مین رجعت کرلون گا) پھر نماز کو نکلے لوٹے تو وہ جن چکی تھی زبیر نے کہا کیا ہوا اسکو اس نے مجھ سے مکر کیا اللہ تعالے اس سے مکر کرے (یعنے مکر کا بدلہ دیوے) پھر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے آپ سے فرمایا کہ اللہ کی

کتاب کی میعاد گذر گئی (یعنے عدت پوری ہو گئی اب رجعت کا اختیار نہین رہا) لیکن اسکو پھر دوبارہ نکاح کا **ف** اگر وہ منظور کریگی تو نیا نکاح ہو سکتا ہے۔ اس حدیث سے نکلتا ہے کہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے طلاق مین بھی جیسے وفات شوہر کے بعد حاملہ کی عدت بھی وضع حمل ہے بموجب نص قرآنی واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن اور اس حدیث کے راوی سب صحیح کے راوی ہین سوا محمد بن عمر بن ہیاج کے جو شیخ ہے ابن ماجہ کا وہ بھی سچا ہے اس مین کوئی برائی نہین ہے +

باب الحَامِلِ المُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا اِذَا وَضَعَتْ حَلَّتْ لِلْاَزْوَاجِ حاملہ عورت کا اگر خاوند مر جاوے تو اسکی عدت جننے کے ساتھ ختم ہو گی جب جنے تو نکاح کر سکتی ہے **ف** اس مسئلہ مین سلف مین اختلاف تھا بعض کہتے تھے کہ حاملہ عورت کا اگر خاوند مر جاوے تو دونون عدتون مین سے جو دور ہو وہ عدت ہو گی یعنے چار مہینے دس دن یا وضع حمل ان مین سے جو کوئی زیادہ مدت رکھتا ہو اس سے عدت کرے اگر وضع حمل چار مہینے دس دن سے زیادہ مین ہونے والا ہو تو وضع حمل عدت ہو گی ورنہ چار مہینے دس دن عدت ہو گی بہرحال ابعد الاجلین عدت ہو گی لیکن اوسکے بعد صحابہ کا اتفاق ہو گیا کہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اگرچہ وفات کے متصل ہی جنے **عن** اَبِی السَّنَابِلِ قَالَ وَضَعَتْ سُبَیْعَةُ الْاَسْلَمِیَّةُ بِنْتُ الْحَارِثِ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِبِضْعٍ وَّعِشْرِیْنَ لَیْلَةً فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَشَوَّفَتْ فَعِیْبَ ذٰلِكَ عَلَیْهَا وَذُكِرَ اَمْرُهَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ تَفْعَلْ فَقَدْ مَضٰی اَجَلُهَا ابو السنابل سے روایت ہے سبیعہ اسلمیہ جو حارث کی بیٹی تھی اپنے خاوند کی وفات کے بعد بیس پر کئی راتون کے بعد جنی جب نفاس سے اٹھی تو اس نے سنگار کیا (دوسرا نکاح کرنے کے لیے) لوگون نے اسپر عیب کیا اور اسکا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا بیشک وہ سنگار کرے اسکی عدت گذر گئی **ف** صحیحین مین یہ روایت ام سلمہ سے مروی ہے اور اس مین دس راتین بعد اپنے خاوند کے جنی کا ذکر ہے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو نکاح کرے اور احمد اور دارقطنی نے ابن مسعود سے نکالا مینے کہا یا رسول اللہ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن طلاق والی اور وفات والی دونون کے لیے ہے آپ نے فرمایا دونون کے لیے ہے اسکو ابو یعلی نے بھی نکالا اور ضیاء نے مختارہ مین اور ابن مردویہ نے اسکی اسناد مین مثنے بن صباح ہے ثقہ کہا اسکو ابن معین نے اور اکثر نے ضعیف کہا **عن** مَسْرُوْقٍ وَّعَمْرِو بْنِ عُتْبَةَ اَنَّهُمَا كَتَبَا اِلٰی سُبَیْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ یَسْاَلَانِهَا عَنْ اَمْرِهَا فَكَتَبَتْ اِلَیْهِمَا اَنَّهَا وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِیْنَ فَتَهَیَّاَتْ تَطْلُبُ الْخَیْرَ فَمَرَّ بِهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَقَالَ قَدْ اَسْرَعْتِ اعْتَدِّیْ اٰخِرَ الْاَجَلَیْنِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِیْ قَالَ وَفِیْمَ ذَاكَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اِنْ وَجَدْتِ

زَوْجًا صَالِحًا فَتَزَوَّجِيْ مسروق اور عمرو بن عتبہ سے روایت ہے ان دونوں نے سبیعہ بنت حارث کو لکھا ان کا حال پوچھا انہوں نے جواب لکھا کہ وہ اپنے خاوند کے وفات کے پچیس دن کے بعد جنین ہیں اونہوں نے تیاری کی نکاح کی تو ان پر سے ابو السنابل بن بعکک گذرے انہوں نے کہا تو نے جلدی کی عدت کر دونوں میعادوں میں سے آخری میعاد تک یعنے چار مہینے دس دن تک میں یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے دعا فرمایئے آپ نے فرمایا کیا ہوا میں نے حال بیان کیا آپ نے فرمایا اگر تو نیک خاوند پاوے تو نکاح کر لے **عَنْ** الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ سُبَيْعَةَ اَنْ تَنْكِحَ اِذَا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبیعہ اسلمیہ کو حکم کیا کہ نکاح کر لیوے جب اپنی نفاس سے اٹھے یعنے پاک ہو **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَاللّٰهِ لِمَنْ شَاءَ لَاعَنَّاهُ لَاُنْزِلَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے انہوں نے کہا قسم خدا کی جو کوئی چاہے ہم سے لعان کر لیوے یعنے شرط کر لیوے اور ہم یوں کہیں جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت اترے) کہ سورہ نسا چھوٹی (یعنے سورہ طلاق) اس آیت کے بعد اتری جس میں چار مہینے دس دن کی عدت کا حکم ہے **ف** اور سورہ طلاق ہی میں یہ آیت ہے واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن پس یہ آیت ناسخ ہوگی پہلے آیت کی حاملہ عورتوں کے باب میں البتہ غیر حاملہ وفات کی عدت چار مہینے دس دن کرے **بَابٌ** اَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا جس عورت کا خاوند مر جاوے وہ کہاں عدت کرے **عَنْ** زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ وَكَانَتْ تَحْتَ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ اُخْتَهُ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكٍ قَالَتْ خَرَجَ زَوْجِيْ فِيْ طَلَبِ اَعْلَاجٍ لَهُ فَاَدْرَكَهُمْ بِطَرَفِ الْقَدُوْمِ فَقَتَلُوْهُ فَجَاءَ نَعْيُ زَوْجِيْ وَاَنَا فِيْ دَارٍ مِنْ دُوْرِ الْاَنْصَارِ شَاسِعَةٍ عَنْ دَارِ اَهْلِيْ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ جَاءَ نَعْيُ زَوْجِيْ وَاَنَا فِيْ دَارٍ شَاسِعَةٍ عَنْ دَارِ اَهْلِيْ وَدَارِ اِخْوَتِيْ وَلَمْ يَدَعْ مَالًا يُنْفِقُ عَلَيَّ وَلَا مَالًا وَرِثْتُهُ وَلَا دَارًا يَمْلِكُهَا فَاِنْ رَاَيْتَ اَنْ تَاْذَنَ لِيْ فَاَلْحَقَ بِدَارِ اَهْلِيْ وَدَارِ اِخْوَتِيْ فَاِنَّهُ اَحَبُّ اِلَيَّ وَاَجْمَعُ لِيْ فِيْ بَعْضِ اَمْرِيْ قَالَ فَافْعَلِيْ اِنْ شِئْتِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ قَرِيْرَةً عَيْنِيْ لِمَا قَضَى اللّٰهُ لِيْ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ اَوْ فِيْ بَعْضِ الْحُجْرَةِ دَعَانِيْ فَقَالَ كَيْفَ زَعَمْتِ قَالَتْ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ امْكُثِيْ فِيْ بَيْتِكِ الَّذِيْ جَاءَ فِيْهِ نَعْيُ زَوْجِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا زینب بنت کعب بن عجرہ سے روایت ہے جو ابو سعید خدری کے نکاح میں تھیں کہ میری بہن فریعہ بنت مالک نے کہا میرا خاوند اپنے عجمی غلاموں کو ڈھونڈھنے کو نکلا اور انکو پایا قدوم کے کنارہ پر (وہ ایک موضع ہے مدینہ سے چھ میل پر) لیکن غلاموں نے اسکو مار ڈالا تو میرے خاوند کے مرنے کی خبر آئی اسوقت میں انصار کے ایک گھر میں تھی جو میرے

کنبے والوں کے گھر سے دور تہا مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ میرے خاوند کی موت کی خبر آئی اور مین ایک گھر مین جو دور ہے میرے کنبے والون اور بہائیون کے گھرون سے اور میرے خاوند نے کچہ مال نہین چھوڑا جسکو مین خرچ کرون یا مین اسکی وارث ہون اور نہ ذات کا گھر چھوڑا اب اگر آپ اجازت دیجیے تو مین اپنے عزیزون اور بہائیون کے گھر مین آجاؤن یہ مجہے اچھا لگتا ہے اس مین میرے کام زیادہ چل جاوینگے آپنے فرمایا اگر تو چاہتی ہے تو ایسا ہی کر فریعہ نے کہا مین یہ سنکر (خوشی کے ساتہہ) ٹھنڈک آنکھون مین تہی نکلی کیونکہ اللہ تعالے نے اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبان پر میرے فائدہ کا حکم دیا مین مسجد ہی مین تہی یا کسی حجرے مین کہ پہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہہ کو بلایا اور فرمایا تو کیا کہتی ہے مینے سارا قصہ پہر بیان کیا آپنے فرمایا اسی گھر مین رہ جہان تیرے خاوند کے مرنیکی خبر آئی یہان تک کہ قرآن کی مدت پوری ہو جاوے (یعنے چار مہینے دس دن) فریعہ نے کہا پہر مینے اسی گھر مین عدت کی چار مہینے دس دن تک **ف** امام محمد نے کہا لیکن جس عورت کا خاوند مر جاوے اسکو دن مین اپنے کامون کے لیے نکلنا درست ہے کیونکہ اسکو نفقہ نہین ہے لیکن رات کو اسی گھر مین رہنا چاہیے اہلحدیث کے نزدیک ہی جہان خاوند کے مرتے وقت یا موت کی خبر کے وقت عورت ہو وہین عدت کرے اس حدیث کے روسے اور اس مین علت نکالی گئی ہے لیکن اس سے خلل نہیں آتا حجت لینے مین اور نسائی اور ابوداؤد نے ابن عباس سے نکالا کہ یہ آیت والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیۃ لازواجہم متاعا الی الحول غیر اخراج منسوخ ہے آیت میراث سے اور سال بہر کی مدت بہی منسوخ ہے چار مہینے دس دن کی آیت سے اور ایک جماعت صحابہ سے منقول ہے کہ عذر سے نکلنا جائز ہے لیکن اسکی حجت عمدہ کوئی نہین ملتی اور صحابی کی موقوف روایت مرفوع کے مقابل نہین ہو سکتی اور شافعی اور عبدالرزاق نے مجاہد سے نکالا کہ کچہ لوگ احد مین شہید ہوئے انکی عورتون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اپنے گھرون مین وحشت ہوتی ہے کیا ہم دوسری عورتون کے مکانون مین رہین آپنے انکو اجازت دی لیکن یہ فرمایا کہ سوتے وقت اپنے گھر مین آؤ اور یہ روایت مرسل ہے حجت لینے کے لائق نہیں (روضہ)

باب هَلْ تَخْرُجُ الْمَرْأَةُ فِي عِدَّتِهَا عدت کے اندر عورت اپنے گہر سے نکل سکتی ہے یا نہین **عن**

هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ فَقُلْتُ لَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِكَ طُلِّقَتْ فَمَرَرْتُ عَلَيْهَا وَهِيَ تَنْتَقِلُ فَقَالَتْ أَمَرَتْنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ وَأَخْبَرَتْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ فَقَالَ مَرْوَانُ هِيَ أَمَرَتْهُمْ بِذَلِكَ قَالَ عُرْوَةُ فَقُلْتُ أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ عَابَتْ ذَلِكَ عَائِشَةُ وَقَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَسْكَنٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلَيْهَا فَلِذَلِكَ أَرْخَصَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عروہ سے روایت ہے مین مروان پاس گیا اور مین نے کہا تمہاری قوم کی ایک عورت کو طلاق دیا گیا ہے اور وہ دوسری جگہہ

انتہی پہرتی ہے مین اسکے پاس گذرا تو اسنے کہا ہم کو فاطمہ بنت قیس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو گہر بدلنے کی اجازت دی مروان نے کہا بیشک فاطمہ بنت قیس نے اسکو حکم دیا عروہ نے کہا قسم خدا کی حضرت عایشہ نے عیب کیا فاطمہ کی اسحدیث پر اور کہا کہ فاطمہ ایک مکان مین تہی تو اسکو ڈر ہوا اپنی جان کا اسلیے آنحضرت نے اسکو اجازت دی مکان بدلنے کی **ف** دوسری روایت مین ہے کہ زبان درازی کی وجہ سے آپنے انکو اجازت دی تاکہ لڑائی نہو مروان نے کہا ان جورو اور خاوند مین بہی ایسی ہی لڑائی ہے لہذا اسکا اُٹہ جانا بجا ہے غرض مروان نے یہ قیاس کیا **عن** عائشۃ قالت قالت فاطمۃ بنت قیس یا رسول اللہ انی اخاف ان یقتحم علی فامرھا ان تتحول حضرت عایشہ نے کہا فاطمہ بنت قیس نے کہا یا رسول اللہ مجہے ڈر ہے کوئی میرے پاس گہس آوی جب آپ نے اسکو اجازت دی وہان سے اُٹہ جانیکی **عن** جابر بن عبد اللہ قال طلقت خالتی فارادت ان تجد نخلھا فزجرھا رجل ان تخرج الیہ فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال بلی فجدی نخلک فانک عسی ان تصدقی او تفعلی معروفا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے میری خالہ کو طلاق دیا گیا پہر اوسنے ارادہ کیا اپنی کہجورین کاٹنے کا تو ایک شخص نے اسکو ڈانٹا گہر سے نکلنے پر وہ آنحضرت کے پاس آئی آپنے فرمایا نہین تو کاٹ اپنی کہجورون کو اسلیے کہ تو صدقہ دیگی یا اور نیک کام کریگی **ف** اہلحدیث کے نزدیک جو عورت طلاق کی عدت مین ہو اسکو نکلنا جائز ہے اور حنفیہ کے نزدیک درست نہین وہ یہ کہین گے کہ شاید اس عورت کا اور کوئی مرد ایسا نہو گا جو اسکا کام کرتا بہر حال ضرورت سے نکلنا درست ہے جب لاچاری ہو **باب** المطلقۃ ثلثا ھل لھا سکنی ونفقۃ جس عورت کو تین طلاق دی جاوی تو عدت تک خاوند پر مکان اور نفقہ دینا واجب ہے یا نہین **ف** اہلحدیث کے نزدیک طلاق رجعی والی کے لیے نفقہ اور سکنی واجب ہے اور جسکو طلاق بائنہ یعنے تین طلاق دی جاوین اسکے لیے نہ نفقہ ہے نہ سکنی امام احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ابو داؤد اور انکے اتباع کا یہی مذہب ہے اور بحر مین ابن عباس اور حسن بصری اور عطا اور شعبی اور ابن ابی لیلی اور اوزاعی اور امامیہ کا قول بہی یہی نقل کیا ہے اور جمہور کا اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ اسکے لیے بہی عدت تک نفقہ اور سکنی ہے نفقہ خرچ اور سکنے مکان رہنے کو لیے اسیطرح وفات والی کے لیے بہی عدت مین نفقہ اور سکنی نہین ہے اہلحدیث کے نزدیک البتہ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل تک نفقہ اور سکنی واجب ہے خواہ وفات والی ہو یا طلاق بائن والی کیونکہ قرآن مین ہے فان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن **عن** فاطمۃ بنت قیس تقول ان زوجھا طلقھا ثلثا فلم یجعل لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکنی ولا نفقۃ فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے وہ کہتی تہین کہ انکے خاوند نے انکو تین طلاق دی آنحضرت نے نہ انکے لیے سکنی دلایا نہ نفقہ **عن** فاطمۃ بنت قیس قالت طلقنی زوجی علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ثلثا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا سکنی لک ولا نفقۃ

کے زمانہ تین تین طلاق اتنے فرمایا تیرے لیے نہ سکنیٰ ہے نہ نفقہ **ف** اہلحدیث نے اسی پر دلیل لی یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے مسلم کی ایک روایت میں ہی تیرے لیے نفقہ نہیں ہے مگر جب تو حاملہ ہو جمہور کہتے ہیں کہ حضرت عمر اور عائشہ نے اس حدیث کا انکار کیا اور حضرت عمر نے کہا ہم اپنے رب کی کتاب اور نبی کی سنت ایک عورت کے قول سے نہیں چھوڑ سکتے معلوم نہیں اس نے یاد رکھا یا بھول گئے اور فاطمہ کو جب یہ خبر پہونچی اس نے کہا میرے اور تمہارے بیچ میں اللہ کی کتاب ہے اللہ نے فرمایا فطلقوھن لعدتہن یہانتک کہ یہ فرمایا لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا تو تین طلاق کے بعد کونسا امر پیدا ہوگا (یعنے امید رجعت کی نہیں تو نفقہ اور سکنیٰ بھی واجب نہ ہوگا) اہلحدیث یہ بھی کہتے ہیں کہ امام احمد اور نسائی نے فاطمہ بنت قیس سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا نفقہ اور سکنیٰ اس عورت کے لیے ہے جس سے اسکا خاوند رجعت کرسکتا ہو اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے جب رجعت نہ کرسکتا ہو تو نہ نفقہ ہے نہ سکنیٰ اور اسکی اسناد میں مجاہد بن سعید ہے اسکی متابعت بھی ہوئی ہے اور وہ ثقہ ہے تو اسکا رفع کرنا مقبول ہوگا اور قرآن میں جتنی آیتیں ہیں جو وجوب نفقہ اور سکنیٰ پر دلالت کرتی ہیں لیکن وہ سب مطلقہ رجعی سے متعلق ہیں جیسے لاتخرجوہن من بیوتہن اور اسکنوہن من حیث سکنتم من وجدکم اور للمطلقات متاع بالمعروف اور دلیل اس تخصیص کی فاطمہ بنت قیس کی حدیث ہے اور یہ آیت لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا اور یہ آیت فان کن اولات حمل فانفقوا علیہن حتی یضعن حملہن کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر حاملہ نہ ہوں تو انکو خرچ دینا واجب نہیں اور بیہقی نے جابر سے نکالا مرفوعاً کہ جب حاملہ عورت کا خاوند مرجاوے اسکو نفقہ نہیں ہے تو ابن حجر نے کہا محفوظ یہ ہے کہ وہ موقوف ہے اور ابوحنیفہ نے کہا کہ وفات والی کے لیے سکنیٰ نہیں ہے وہ جہاں چاہے عدت کرے اور مالک نے کہا اسکے لیے سکنیٰ ہے اور شافعی کے دو قول ہیں اسحاب میں (روضہ)

باب مُتعۃِ الطَّلاقِ طلاق کیوقت عورت کو کچھ کپڑے دینا

عن عائشۃَ انَّ عَمْرَۃَ بِنْتَ الْجَوْنِ تَعَوَّذَتْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُدْخِلَتْ عَلَیْہِ فَقَالَ لَقَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ فَطَلَّقَھَا وَاَمَرَ اُسَامَۃَ وَاَنَسًا فَمَتَّعَھَا بِثَلَاثَۃِ اَثْوَابٍ رَازِقِیَّۃٍ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے عمرہ بنت جون نے اللہ کی پناہ مانگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب وہ آپکے پاس لائی گئی (اسکو بعضی بی بیوں نے سکھا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بہت خوش ہوتے ہیں جب کسی بی بی پاس جاویں وہ کہے اعوذ باللہ منک اور عمرہ بھولی تھی اس فریب میں آگئی ان کی یہ غرض تھی کہ ایسا کہنے سے آپ اسکو نکالدینگے) آپنے فرمایا تو نے ایسے کی پناہ مانگی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے (دوسری روایت ہے تو نے بڑے کی پناہ مانگی) پھر آپ نے اسکو طلاق دیدیا اور اسامہ یا انس کو حکم دیا انہوں نے اسکو تین کپڑے دیے سفید کتان کے **ف** متعہ طلاق کے

طور پر مسنون ہی و اجب نہیں ہے **باب** الرَّجُلِ يَجْحَدُ الطَّلَاقَ اگر مرد طلاق دیکر انکار کرتا ہو اور عورت اسکا دعوی کرتی ہو **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ زَوْجِهَا فَجَاءَتْ عَلَى ذَلِكَ بِشَاهِدٍ عَدْلٍ اُسْتُحْلِفَ زَوْجُهَا فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَتْ شَهَادَةُ الشَّاهِدِ وَإِنْ نَكَلَ فَنُكُولُهُ بِمَنْزِلَةِ شَاهِدٍ آخَرَ وَجَازَ طَلَاقُهُ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہی جب عورت دعوی کرے کہ اوسکے خاوند نے اسکو طلاق دیا ہے اور طلاق پر ایک معتبر شخصکو یعنے عادل کو) گواہ لاوے (لیکن دو گواہ نہ ہوں) تو اُسکے خاوند کو قسم دیجاویگی اگر وہ قسم کہا لے (کہ مین نے طلاق نہین دیا) تو اس گواہ کی گواہی لغو ہو جاوے گی اور جو قسم نہ کہاوے تو اُسکا قسم سے انکار کرنا دوسرے گواہ کے مثل ہوگا اور طلاق جائز ہو جاویگا **باب** مَنْ طَلَّقَ أَوْ نَكَحَ أَوْ رَاجَعَ لَاعِبًا جسنے ہنسی سے طلاق دیا یا نکاح کیا یا رجعت کی **ف** یعنی ٹہٹے اور مزاح کے طور پر اور اسکے مقابل ہے جد یعنے درحقیقت کرنا ایک کام کا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رضہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ اَلنِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ہین ان مین ٹہٹا ایسا ہی جیسے سچ موچ کہنا اور سچ موچ کہنا تو سچ موچ ہے ایک نکاح دوسرے طلاق تیسرے رجعت **ف** اسکو نکالا ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور احمد نے ترمذی نے کہا حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے اور اسکے اسناد مین عبد الرحمن بن حبیب بن اردک ہی اس مین اختلاف ہی اور طبرانی نے فضالہ بن عبید سے نکالا مرفوعًا کہ تین باتون مین کہیل جائز نہین طلاق اور نکاح اور عتق مین اسکے اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور حارث بن اسامہ نے مسند مین عبادہ بن صامت سے نکالا ایسا ہی اس مین اتنا زیادہ ہی جس نے ان باتون کو زبان سے نکالا تو وہ لازم ہو جاوینگی اسکا اسناد منقطع ہے اور عبد الرزاق نے ابوذر سے نکالا مرفوعًا جس نے طلاق دیا کہیل سے اسکا طلاق جائز ہے (یعنے طلاق پڑ گیا) اور جس نے آزاد کیا کہیل سے اسکا آزاد کرنا جائز ہے اور جس نے نکاح کیا کہیل سے اسکا نکاح جائز ہے اسکا اسناد بہی منقطع ہے اور عبد الرزاق نے موقوفًا حضرت علی سے اور حضرت عمر سے مرفوعًا ایسا ہی نکالا تو یہ حدیثین ایک دوسرے کو قوی کرتی ہین ابن قیم نے کہا طلاق ہازل کا یعنے ٹہٹا کرنے والیکا پڑ جاویگا جمہور کے نزدیک اور ایسا ہی اُسکا نکاح بہی صحیح ہو جاویگا اور یہی محفوظ ہے صحابہ اور تابعین سے اور جمہور کا یہی قول ہے اور بعضون نے شافعی سے نقل کیا کہ ہازل کا نکاح نہ ہوگا البتہ طلاق صحیح ہوگا اور مالک کا یہ قول ہے کہ دونون صحیح ہونگے البتہ زبردستی سے اگر کوئی طلاق دیوے تو طلاق نہین پڑے گا کیونکہ ایک حدیث مین ہے کہ طلاق اور عتاق اغلاق کی حالت مین نہین ہے یعنے جبر اور زبردستی کی حالت مین **باب** مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِهِ جس نے اپنے دلمین طلاق دیا لیکن

زبان سے کوئی لفظ نہیں نکلا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِہٖ اَنْفُسَھَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِہٖ اَوْ تَکَلَّمْ بِہٖ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے درگذر کی میری امت سے جو وہ اپنی دلمین بات کرے جبتک اسپر عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالے ف تو دل مین اگر طلاق کا خیال گذرے لیکن زبان سے کچھ نہ کہے تو طلاق واقع نہ ہوگا سب امور مین یہی حکم ہے جیسے عتاق رجعت بیع وغیرہ مین اسحدیث سے یہ نکلا کہ گناہ کا اگر کوئی ارادہ کرے لیکن ہاتھہ پاؤن سے یا زبان سے اوسکو نہ کرے تو وہ لکھا نہ جاویگا یہ اللہ سبحانہ وتعالی کی عنایت ہی اس امت پر باب الطَّلَاقِ الْمَعْتُوْہِ وَالصَّغِیْرِ وَالنَّائِمِ دیوانے اور نابالغ اور سونیوالے کی طلاق کا بیان ف ان مین سے کسیکا طلاق نہ پڑے گا لیکن بیہوش مین اختلاف ہی اور اکثر کے نزدیک اس کا طلاق پڑجاوے گا عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَۃٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ عَنِ الصَّغِیْرِ حَتّٰی یَکْبَرَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی یَعْقِلَ اَوْ یُفِیْقَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فِیْ حَدِیْثِہٖ وَعَنِ الْمُبْتَلٰی حَتّٰی یَبْرَاَ ام المومنین عائشہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قلم اٹھا لیا گیا ہے تین شخصون سے (یعنے انکے افعال اور اقوال حساب مین نہین ہین) ایک تو سونے والے سے یہانتک کہ وہ جاگے دوسرے نابالغ سے یہانتک کہ وہ بالغ ہو تیسرے دیوانے سے یہانتک کہ وہ سیانا ہو یا خبگا ہوا ابوبکر کی روایت مین یون ہے بیمار سے یہانتک کہ وہ خبگا ہو مراد وہی بیماری ہے جسکا دماغ بگڑا ہوا ہو جیسے سرسام والا بیہوش وغیرہ) عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنِ الصَّغِیْرِ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ وَعَنِ النَّائِمِ حضرت علی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوٹھا لیا گیا ہے قلم نابالغ سے اور دیوانے سے اور سونے والے سے باب طَلَاقِ الْمُکْرَہِ وَالنَّاسِیْ زبردستی یا بھولے سے طلاق دیوے عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ ابوذر غفاری سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے معاف کر دیا میرے امت کو بھول اور چوک اور جسپر زبردستی کی جاوے ف جب اللہ تعالی نے اسکو معاف کیا اور دنیا کے احکام مین بھی معافی ہوگی اور بھولے سے طلاق دیدیوے یا زبردستی سے تو طلاق نہ پڑے گا اسیطرح چوک کے ساتھہ جیسے زبان سے الحمد للہ کہنا چاہتا ہے لیکن انت طالق نکل گیا تو بھی طلاق نہ پڑے گا اور حنفیہ نے ظلم کیا ہے انہون نے یہ حکم دیا ہے کہ بھول چوک کے ساتھہ طلاق پڑجاویگا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا تُوَسْوِسُ صُدُوْرُھَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِہٖ اَوْ تَتَکَلَّمْ بِہٖ وَمَا اسْتُکْرِھُوْا عَلَیْہِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے درگذر کردیا میری امت سے اس خیال سے جو انکے دلون مین آوے (یعنے وسوسے) جب تک اسپر عمل نہ کرین یا مونہہ سے نہ نکالین اسیطرح درگذر کیا ان کامون سے جو زبردستی سے کرین **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ وضع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالے نے معاف کردیا میری امت کو بھول چوک اور جس کام کو وہ زبردستی سے کرین **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا طلاق ولا عتاق فی اغلاق ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زبردستی مین طلاق اور عتاق نہین ہے **ف** شیخ عبدالحق صاحب محدث رحمہ اللہ لمعات مین فرماتے ہین کہ ائمہ ثلثہ نے اسی حدیث کے رو سے یہ حکم دیا ہے کہ جس پر زبردستی کی جاوے اسکا طلاق اور عتاق نہ پڑے گا اور ہمارے مذہب مین پڑ جاویگا قیاس کے رو سے ہزل پر تو جو عقد ہزل (ٹھٹے) مین نافذ ہوجاتا ہے وہ اکراہ (زبردستی) مین بھی نافذ ہوجاویگا انتہی مختصراً مترجم کہتا ہے افسوس ہے کہ حنفیہ نے قیاس کو حدیث پر مقدم رکھا اور نہ صرف اسی حدیث پر بلکہ ابوذر اور ابوہریرہ اور ابن عباس کی احادیث پر بھی جو اوپر گذرین ان سب مین یہ ہے کہ اللہ تعالی نے درگذر کیا اس امت سے اس کام سے جسپر زبردستی کی جاوے اور زبردستی کا قیاس ہزل (ٹھٹے) پر صحیح نہین ہے کس لیے کہ ٹھٹا آدمی کے اختیار مین ہے پس یہ اسکی سزا ہے کہ ٹھٹے کی حالت مین طلاق پڑجاتا ہے تاکہ آئندہ ایسے کامون مین ٹھٹا نہ کرے مثل مشہور ہے باریش بابا ہم بازی اور زبردستی مین آدمی مجبور ہوجاتا ہے اور علاوہ اسکے قیاس تو یہ تہا کہ ٹھٹے مین بھی طلاق نہ پڑتا لیکن وہ پڑ گیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے جو اوپر گذری اور زبردستی مین خود حدیث بھی وارد ہے کہ طلاق نہین پڑتا اور قیاس بھی یہی ہے پھر ان دونو کا ترک کرنا ایک تعجب کی بات ہے اور یہان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حنفیہ نے جو اصول باندھے ہین کہ خبر واحد اور حدیث مرسل اور ضعیف بلکہ قول صحابی بھی قیاس پر مقدم ہے یہ صرف دکہانے کی دانت ہین صدہا مسائل مین انہون نے قیاس کو احادیث صحیحہ پر مقدم رکہا ہے اور ہم یقیناً جانتے ہین کہ یہ فعل متاخرین حنفیہ کا ہے امام ابوحنیفہ اس سے بالکل بری تہے اور انہون نے جن مسائل مین قیاس کیا ہے اور وہان قیاس حدیث کے مخالف پڑا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ انکو وہ حدیث نہین پہونچی تہی ورنہ وہ قیاس کو ترک کردیتے جیسے وضو بالنبیذ اور نقض وضو بالقہقہہ فی الصلوۃ مین انہون نے ضعیف حدیث کی وجہ سے قیاس جلی کو ترک کردیا ہے تو بہلا صحیح حدیث کے خلاف وہ کیونکر اپنا قیاس قائم رکہتے اور محدثین نے باسناد مسلسل امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے حدیث پر عمل لازم ہے اور میرا قول حدیث کی وجہ سے چھوڑ دیا اور شیخ ابن عربی نے

فتوحات میں امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ جب تک لوگ علم حدیث سے حاصل کرتے رہیں گے اچھے رہینگے اور جب حدیث چھوڑ دیں گے بگڑ جاوینگے
لیکن افسوس ہے کہ حنفیہ نے اس باب میں اپنے امام کی وصیت پر عمل نہیں کیا اب جو کچھ مواخذہ ہوگا ان سے ہوگا نہ امام سے انہوں
نے تو سچی وصیت کر کے اپنے تئیں بری کر لیا اور اللہ تعالی رحم کرے حضرت شیخ عبدالحق پر انہوں نے حدیث رسول اللہ کو نقل
کر کے اسکے خلاف اپنا مذہب قیاس سے ثابت کیا انکو یوں لکھنا چاہیے تھا کہ ائمہ ثلثہ نے اس حدیث پر عمل کیا ہے اور حنفیہ
نے اسکے خلاف قیاس کے رو سے حکم دیا ہے اور حدیث کے خلاف قیاس محض لغو ہے پس حنفیہ کا قول اس مسئلہ میں چھوڑ دینے
کے لائق ہے **بَابُ** لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ نکاح سے پہلے طلاق درست نہیں **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس عورت کا آدمی مالک نہیں ہے یعنے وہ اس کے نکاح میں نہیں ہے تو اسکو طلاق نہیں
ہوسکتا **ف** اب اگر کوئی طلاق دیوے تو اسکا فعل لغو ہوگا مثلاً یوں کہے جس عورت سے میں نکاح کروں اسکو طلاق ہے اور
اس کے بعد نکاح کرے تو اس کہنے سے طلاق نہ پڑے گا ائمہ ثلثہ کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک تعلیق کی صورت
میں طلاق پڑ جاویگا **عَنْ** الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ وَلَا
عِتْقَ قَبْلَ مِلْكٍ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے اور
نہ ملک سے پہلے آزادی ہے (یعنے عتاق) **عَنْ** عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ
قَبْلَ النِّكَاحِ حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے **بَابُ**
مَا يَقَعُ بِهِ الطَّلَاقُ مِنَ الْكَلَامِ کن کلموں سے طلاق پڑ جاتا ہے **ف** ایک تو صاف طلاق کا لفظ ہے دوسرے وہ
الفاظ ہیں جنکو کنایات کہتے ہیں ان میں بعض الفاظ سے طلاق پڑتا ہے بعضوں سے نہیں پڑتا ہے اور جن سے پڑتا ہے
ان میں یہ شرط ہے کہ طلاق کی نیت سے کہے اہلحدیث کے نزدیک یوں کہنے سے کہ تو مجھ پر حرام ہے طلاق نہیں پڑتا بخاری مسلم
نے ابن عباس سے ایسا ہی روایت کیا اور نسائی نے ابن عباس سے نکالا ایک شخص انکے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے اپنی عورت
کو حرام کر لیا انہوں نے کہا تو جھوٹ بولا وہ تجھ پر حرام نہیں ہے پھر یہ آیت پڑھی یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اور سب میں
سخت کفارہ ایک بردے کا آزاد کرنا ہے اور نسائی نے انس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لونڈی تھی
آپ اس سے صحبت کرتے تو حضرت عائشہ اور حفصہ آپ کے پیچھے پڑیں یہاں تک کہ آپنے اسکو حرام کر لیا اپنے اوپر تب یہ
آیت اتری اور اس مسئلہ میں سب ہمارے مذہبوں ہیں اور حق اہل حدیث کا قول ہے اور ایک جماعت صحابہ و من بعدہم اور
تمام اہل ظاہر اسی کیطرف گئے ہیں یہ جب ہے کہ حرام سے اسکا ظاہری معنے مراد ہو لیکن اگر طلاق مراد رکھے تو کوئی مانع نہیں

طلاق کے پڑ جانے سے صریح اور کنایات میں حکم ہے (روضه) عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ قَالَ سَاَلْتُ الزُّهْرِیَّ اَیُّ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُذْتِ بِعَظِیْمٍ اِلْحَقِیْ
بِاَهْلِكِ اوزاعی سے روایت ہے میں نے زہری سے پوچھا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کونسی بی بی نے آپ سے پناہ مانگی انہوں
نے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا حضرت عائشہ سے کہ (عمرہ) جون کی بیٹی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لائی گئی
(خلوت میں) آپ اس سے نزدیک ہوئے تو وہ بولی میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں آپ سے آپ نے فرمایا تو نے پناہ مانگی بڑے کی
اب اپنے لوگوں سے مل جا ف تو یہ لفظ اپنے لوگوں سے مل جا یعنے الحقی باہلک کنایہ ہے طلاق کا **باب طَلَاقِ الْبَتَّةِ**
بتہ یعنے بائن طلاق کا بیان ف بتہ کہتے تین طلاقوں کو کیونکہ بت کے معنے قطع کرنا اور تین طلاقوں سے عورت قطع
ہو جاتی ہے خاوند سے یعنے پھر اس سے رجعت نہیں ہو سکتی اور ایک طلاق بھی بتہ یعنے بائن ہو جاتا ہے جب عدت گزر
جاوے عَنْ رُکَانَةَ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَسَاَلَهُ فَقَالَ مَا اَرَدْتَ بِهَا قَالَ وَاحِدَةً قَالَ آللّٰهِ مَا اَرَدْتَ بِهَا اِلَّا وَاحِدَةً قَالَ آللّٰهِ مَا اَرَدْتُ بِهَا اِلَّا وَاحِدَةً قَالَ فَرَدَّهَا
ابْنُ مَاجَةَ سَمِعْتُ اَبَا الْحَسَنِ عَلِیَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِیَّ یَقُوْلُ مَا اَشْرَفَ هٰذَا الْحَدِیْثَ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ
اَبُوْ عُبَیْدٍ تَرَکَهُ نَاجِیَةُ وَاَحْمَدُ جَبُنَ عَنْهُ رکانہ سے روایت ہے انہوں نے اپنی عورت کو طلاق بتہ دیا وہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا بتہ سے تو نے کیا مراد لیا انہوں نے کہا ایک طلاق آپ نے فرمایا کیا قسم خدا کی تو نے
ایک ہی طلاق مراد لیا رکانہ نے کہا قسم خدا کی یعنے ایک ہی طلاق مراد لیا۔ راوی نے کہا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے رکانہ کی جورو اسپر پھیر دی۔ حافظ محمد بن ماجہ نے کہا میں نے ابو الحسن علی بن محمد طنافسی سے سنا وہ کہتے
تھے یہ حدیث کتنی عمدہ ہے (یعنے اسکا اسناد بہت صحیح ہے) ابن ماجہ نے کہا ابو عبید کو ناجیہ نے ترک کیا اور امام
احمد اس سے روایت کرنے میں جرأت نہیں کرتے تھے ف اس حدیث کو علی بن محمد نے عمدہ کہا لیکن اسکے اسناد
میں زبیر بن سعید بن سلیمان ہے ابن معین نے اسکو ثقہ کہا اور یہہ بھی کہا کہ وہ کوئی چیز نہیں دوسرے مقام میں اور نسائی
نے کہا ضعیف ہے اور احمد نے کہا اس میں ضعف ہے اور عقیلی نے اس حدیث کی باب میں کہا کہ اسکا اسناد مضطرب ہے
اور عبداللہ بن علی کی متابعت نہیں ہوئی اور ذہبی نے کہا متفرد ہوا اس روایت سے جریر بن حازم زبیر بن سعید سے اور یہ
جو ابن ماجہ نے ابو عبیدہ کا حال اس روایت میں بیان کیا تو معلوم نہیں ہوتا یہ کاتب کی غلطی ہے یا کیا کیونکہ ابو عبیدہ
اس اسناد میں کوئی نہیں ہے **باب الرَّجُلِ یُخَیِّرُ امْرَاَتَهُ** آدمی اپنی عورت کو اختیار دیوے ف

چاہے طلاق دیلیوے اور چاہے خاوند کو پسند کرے پس اگر عورت نے خاوند کو اختیار کیا تو طلاق نہ پڑے گا یہی قول ہے اہل حدیث اور مالک اور شافعی اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور جمہور علما کا اور علی اور زید بن ثابت اور حسن اور لیث سے منقول ہے کہ نفس تخییر یعنے اختیار دینے سے ایک طلاق پڑجاویگا بائن اگرچہ وہ خاوند کو اختیار کرے یا نہ کرے اور یہ مذہب ضعیف ہے احادیث صحیحہ اسکے برخلاف وارد ہیں **عن** عائشة قالت خيرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخترناه فلم يره شيئا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا ہمنے آپ ہی کو اختیار کیا پھر اس نے اسکو کچھ نہیں سمجھا **ف** یعنی طلاق نہیں پڑا یہ حدیث بخاری اور مسلم نے بھی روایت کی اس میں یہ ہے کہ آپنے اسکو کچھ شمار نہیں کیا **عن** عائشة قالت لما نزلت وان كنتن تردن الله ورسوله دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا عائشة اني ذاكر لك امرا فلا عليك ان لا تعجلي حتى تستامري ابويك قالت قد علم والله ان ابوي لم يكونا ليامراني بفراقه قالت فقرا علي يا ايها النبي قل لازواجك ان كنتن تردن الحيوة الدنيا وزينتها الايات فقلت في هذا استامر ابوي قد اخترت الله ورسوله ام المومنین عائشہ سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وان کنتن تردن اللہ و رسولہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا اے عائشہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں تو قباحت نہیں اس میں جلدی نہ کیجیو جب تک اپنے ماں باپ سے صلاح نہ لے حضرت عائشہ نے کہا قسم خدا کی آپ خوب جانتے تھے کہ میرے ماں باپ کبھی آپکو چھوڑ دینے کے لیے نہیں کہیں گے خیر آپنے یہ آیت پڑھی یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتہا اخیر تک یعنے اے نبی اپنی بی بیوں سے کہہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اسکے آرائش پسند کرتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دیدوں اور اچھی طرح رخصت کردوں اور اگر تم اللہ کو اور اسکے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے جو تم میں سے نیک ہیں انکے لیے بڑا ثواب طیار کیا ہے میں نے کہا کیا اس بات میں میں اپنے ماں باپ سے صلاح لوں میں نے اللہ اور اسکے رسول کو اختیار کیا **ف** پھر آپنے سب بی بیوں سے اسیطرح کہا لیکن سب نے اللہ اور رسول کو اختیار کیا اور دنیا پر خاک ڈالی خدا کی لعنت دنیا پر چار دن کی بہار ہے پھر آخر خدا کے پاس جانا ہے پس آخرت کی بھلائی سب پر مقدم ہے دنیا تو کسی ہی طرح سے گذر جاتی ہے بری یا بھلی لیکن آخرت میں ہمیشہ رہنا ہے خدا آخرت درست کرے آمین

باب كراهية الخلع للمراة عورت کے لیے خلع کی کراہت **ف** خلع اسکو کہتے ہیں کہ عورت کچھ مال دینا قبول کرے خاوند کو اور اس سے طلاق لے لے بعضی عورتیں کل مہر خلع کے بدل دیتی ہیں بعضے آدھا یا پاؤ مہر بہرحال خلع کا بدل جو ٹھیرے قلیل اور کثیر سب ہو سکتا ہے لیکن جتنا خاوند نے عورت کو دیا

ہے اور اس سے زیادہ بدل خلع لینا مکروہ ہے امام احمد اور اسحاق اور اہلحدیث کے نزدیک جائز نہیں اور بعضوں نے اس سے زیادہ بھی لینا جائز رکھا ہے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسْأَلُ الْمَرْاَةُ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِيْ غَيْرِ كُنْهِهٖ فَتَجِدَ رِيْحَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت اپنے خاوند سے طلاق کو طلب کرے جبتک مجبور نہ ہوجاوے (یعنے جبتک عورت کو ایسی تکلیف نہ ہو کہ بغیر طلاق کے دوسرا علاج نہ ہے یعنی سخت تکلیف ہو مجبوری کی حالت کہ بالکل گذران نہ ہوسکے) جو کوئی عورت ایسا کریگی وہ جنت کی خوشبو نہ پاویگی اور جنت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے آتی ہے **ف** یعنی اسقدر جنت سے دور رہیگی معاذ اللہ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِيْ غَيْرِ مَا بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس عورت نے اپنے خاوند سے طلاق مانگا بغیر ضرورت کے تو اسپر حرام ہے جنت کی بو سونگھنا۔

بَابُ الْمُخْتَلِعَةِ يَاْخُذُ مَا اَعْطَاهَا خاوند نے خلع کے بدل جو عورت کو دیا ہے وہ پھیر سکتا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ جَمِيْلَةَ بِنْتَ سَلُوْلٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَعْتِبُ عَلٰى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ وَلَا خُلُقٍ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ لَا اُطِيْقُهٗ بُغْضًا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْخُذَ مِنْهَا حَدِيْقَتَهٗ وَلَا يَزْدَادَ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جمیلہ بنت سلول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور عرض کی قسم خدا کی میں ثابت (اپنے شوہر) پر کسی دین یا خلق کی برائی سے غصہ نہیں ہوں لیکن میں برا جانتی ہوں کہ مسلمان ہوکر خاوند کی ناشکری کروں (کیونکہ ثابت کی صورت ذرا اچھی نہ تھی اور مردوں کی نسبت وہ حقیر بھی تھے انکی بی بی کو پسند نہ تھی) میں کیا کروں ہر طرح وہ مجھے برے معلوم ہوتے ہیں تب آپنے فرمایا تو اسکا دیا ہوا باغ پھیر دیگی وہ بولی ہاں پھیر دوں گی آخر آپنے ثابت کو حکم کیا کہ عورت سے اپنا باغ پھیر لیوے اور زیادہ کچھ نہ لیوے عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كَانَتْ حَبِيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَكَانَ رَجُلًا دَمِيْمًا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ اللّٰهِ اِذَا دَخَلَ عَلَيَّ لَبَسَقْتُ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَرَدَّتْ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے حبیبہ بنت سہل ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھی وہ بدصورت آدمی تھے تو حبیبہ نے کہا یارسول اللہ قسم خدا کی اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو جب ثابت میرے پاس آتا

مین اسکے سونہہ پر تھوک دیتی آپنے فرمایا اچھا تو اسکا باغ پھیر دیتی ہے وہ بولی ہان پھر اس نے ثابت کو اسکا دیا ہوا باغ پھیر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونو مین جدائی کردی **ف** دارقطنی کی روایت مین ہے باسناد صحیح کہ ابو الزبیر نے کہا ثابت نے مہر مین اسکو ایک باغ دیا تھا آپنے فرمایا تو اسکا باغ پھیر دیتی ہے جو اس نے تجھہ کو دیا ہے وہ بولی ہان باغ بھی دیتی ہون اور کچھ زیادہ دیتی ہون آپنے فرمایا زیادہ نہین چاہیے لیکن باغ پھیردے اس نے کہا بہت اچھا اور اس روایت سے یہ نکلا کہ خاوند نے جو بی بی کو دیا اس سے زیادہ بدل خلع لینا درست نہین علی اور طاؤس اور عطا اور زہری اور ابو حنیفہ اور احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے اور جمہور یہ کہتے ہین کہ اس سے زیادہ بھی لینا درست ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ اور یہ عام ہے شامل ہے قلیل اور کثیر دونو کو اور اسکا جواب یہ ہے کہ ان روایتون سے اسکی تخصیص ہوجاتی ہے اور وہ جو بیہقی نے نکالا ابو سعید خدری سے کہ میری بہن ایک انصاری مرد کے نکاح مین تھی وہ دونو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے آپنے عورت سے فرمایا کیا تو اسکا باغ پھیر دیتی ہے اسنے کہا ہان اور مین زیادہ دیتی ہون پھر عورت نے اسکا باغ پھیر دیا اور زیادہ دیا تو یہ روایت ضعیف ہے اور دوسرے یہ کہ اس مین یہ کہان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیادہ دینے کا حکم دیا (روضہ)

باب عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ خلع والی عورت کی عدت کا بیان

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَ قُلْتُ لَهَا حَدِّثِينِي حَدِيثَكِ قَالَتْ اخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ فَسَأَلْتُ مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ فَقَالَ لَا عِدَّةَ عَلَيْكِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِكِ فَتَمْكُثِينَ عِنْدَهُ حَتَّى تَحِيضِينَ حَيْضَةً قَالَتْ وَإِنَّمَا تَبِعَ فِي ذَلِكَ قَضَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرْيَمَ الْمُغَالِيَّةِ وَكَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت سے روایت ہے عبادہ بن صامت نے کہا مین نے ربیع بنت معوذ بن عفرا سے کہا تم اپنی حدیث مجھہ سے بیان کرو انہون نے کہا مین نے اپنے خاوند سے خلع کیا پھر مین حضرت عثمان کے پاس آئی اور ان سے پوچھا مجھپر کتنی عدت ہے انہون نے کہا تجھپر عدت نہین ہے مگر جب تیرے خاوند نے تجھہ سے حال مین جماع کیا ہو تو اسکے پاس رہ یہانتک کہ ایک حیض تجھکو آجاوے ربیع نے کہا حضرت عثمان نے اس مین پیروی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کی مریم مغالیہ کے باب مین وہ ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح مین تہین اور ان سے خلع کیا تہا **ف** نسائی نے روایت کیا ربیع بنت معوذ سے ثابت کی عورت کے قصے مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا جو تیرا اسکے پاس ہے وہ لے اور اسکو چھوڑ دے ثابت نے کہا اچھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو حکم کیا ایک حیض کی عدت کرنے کا اور اپنے لوگون سے مل جانے کا اور ایک دوسری حدیث ہے اسکو ترمذی اور نسائی نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو حکم کیا

ایک حیض سے عدت کرنے کا اس کے اسناد مین محمد ابن اسحاق ہے لیکن اس نے تصریح کی حدثنا کہہ کے اور ابو داؤد اور ترمذی نے نکالا ابن عباس سے اور کہا حسن ہے کہ ثابت بن قیس کی جورو نے اپنے خاوند سے خلع کیا تو آپ نے اسکو حکم دیا ایک حیض کی عدت کرنے کا اور دارقطنی اور بیہقی نے باسناد صحیح ابو الزبیر سے نکالا اس مین یہ ہے کہ ثابت نے اپنا باغ لے لیا اور عورت کو آزاد کر دیا دارقطنی نے کہا ابو الزبیر نے اسکو کئی شخصون سے سنا ہے تو ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ خلع کرنیوالی کی عدت ایک حیض ہے اور خلع فسخ ہے نکاح کا اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کیونکہ اگر خلع طلاق ہوتا تو اسکی عدت تین حیض ہوتی اور بعض روایتون مین جو ہے کہ ثابت نے اپنی عورت کو ایک طلاق دیدیا تو اسکے جواب کئی دیے مین امام شوکانی نے انکو نیل الاوطار مین ذکر کیا ہے ابن قیم نے کہا علما نے اختلاف کیا مختلعہ کی عدت مین تو اسحاق اور احمد کا صحیح روایت مین یہ قول ہے کہ وہ ایک حیض سے عدت کرے اور عثمان بن عفان اور عبداللہ بن عباس کا یہی قول ہے اور لوگون نے صحابہ کا اجماع اسپر نقل کیا ہے اور دوسرے صحابہ کی مخالفت معلوم نہین ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث سے بھی یہی ثابت ہے اور جس شخص نے اسکا خلاف کیا ہے (جیسے حنفیہ) انہون نے خلع کی عدت تین حیض رکھی ہے تو اسکو یہ حدیث نہین پہونچی اور یہ قول اسکا مرجوح ہے حدیث کی رو سے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مختلعہ کو تین حیض تک عدت کرنے کا حکم نہین دیا بلکہ ربیع بنت معوذ اور ثابت بن قیس کی جورو کی حدیث سے ایک حیض کی عدت ثابت ہے اور اس حدیث کی کئی طریق ہین ابو جعفر نحاس نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین کہا کہ صحابہ کا اسپر اجماع ہے انتہی مختصراً

باب الایلاء

ف ایلا کا بیان ایلا اسکو کہتے ہین کہ خاوند قسم کہا وے اپنی عورت سے صحبت نہ کرون گا اگر چار مہینے سے کم کے لیے یہ قسم ہو تو اپنی قسم کو پورا کرے یا کفارہ دیوے وہ ایلا شرعی نہین ہے اگر چار مہینے سے زیادہ کے لیے ہو تو چار مہینے گذرنے کے بعد خاوند کو اطلاع دین گے خواہ وہ رجوع کرے اپنی قسم سے اور صحبت کرے خواہ طلاق دیدیوے اگر خاوند طلاق نہ دیوے تو حاکم وقت طلاق دیسکتا ہے شافعی اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور حنفیہ کہتے ہین جب چار مہینے گذر جاوین اور مرد صحبت نہ کرے تو عورت کو خود بخود ایک طلاق بائن پڑ جاویگا اور سعید اور ابوبکر نے کہا کہ طلاق رجعی پڑے گا اور ایلا جائز ہے اگر چار مہینے سے کم کے لیے ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینہ کے لیے اپنی بی بیون سے ایلا کیا تھا اور یہی حق ہے (روضہ مختصراً) **عن** عائشۃ قالت اقسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یدخل علی نسائہ شہرا فمکث تسعۃ وعشرین یوما حتی اذا کان مساء ثلاثین دخل علی فقلت انک اقسمت ان لا تدخل علینا شہرا فقال الشہر کذا یرسل اصابعہ فیہ ثلاث مرات والشہر کذا وارسل اصابعہ کلہا وامسک اصبعا واحدا فی الثالثۃ حضرت عائشہ

سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کہ اپنی بی بیوں سے صحبت نکرینگے ایک مہینہ تک پھر آپ انتیس
دن تک ٹھیرے رہے جب انتیسویں دن کی شام ہوئی تو آپ میرے پاس آئے مین نے عرض کیا آپ نے تو ایک مہینہ کے لیے قسم کھائی
تھی کہ ہماری پاس نہ آوینگے آپ نے فرمایا مہینہ اتنا ہوتا ہے اور تین بار سب انگلیون کو کھلا رکھا (تو تیس دن ہوئے) اور
اتنا ہوتا ہے اور سب انگلیون کو کھلا رکھا لیکن تیسری بار مین ایک انگلی بند کر لی (یعنے ۲۹ دن کا بھی مہینہ ہوتا ہے
آج ۲۹ دن ہو گئے تو قسم پوری ہو گئی) **عن** عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اٰلٰی لِاَنَّ زَیْنَبَ
رَدَّتْ عَلَیْہِ ھَدِیَّتَہٗ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ لَقَدْ اَقْمَئَتْکَ فَغَضِبَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاٰلٰی مِنْھُنَّ ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلا کیا اسوسطے کہ حضرت زینب نے آپ کا
بھیجا ہوا حصہ پھیر دیا **ف** آپ کو ملال ہوا ایک روایت مین ہے کہ آپ پاس کہین سے حصہ آیا آپ نے سب بی بیون کو اس
مین سے حصے بھیجے حضرت زینب نے وہ حصہ واپس کر دیا آپ نے اور زیادہ کرکے بھیجا جب بھی پھیر دیا تب آپ غصہ ہوئے
اور آپ نے قسم کھائی کہ مین تم سب کے پاس ایک مہینے تک نہ آؤنگا ایک روایت مین ہے کہ آپ نے جانور ذبح کیا تھا اسکا گوشت
سب بی بیون کو بھیجا لیکن حضرت زینب نے اپنا حصہ واپس کر دیا آپ نے تین مرتبہ زیادہ زیادہ کرکے بھیجا جب بھی انہون
نے نہ لیا اسوقت آپ کو غصہ آیا اور بعضون سے کہا ایلا کا سبب یہ نہ تھا بلکہ آپ کی بی بیان آپ سے خرچ مانگتی تھیں
اور تقاضا کرتی تھین چنانچہ ابوبکرؓ اور عمرؓ آئے اور انہون نے اپنی اپنی بیٹی کو ڈانٹا اسوقت آپ نے ایلا کیا پھر آیت
تخییر اتری واللہ اعلم **ف** تو حضرت عائشہ نے کہا زینب نے آپ کو ذلیل کیا (آپ کا حصہ پھیر کر) یہ سنکر آپ غصے
ہوئے اور آپ نے ایلا کیا اُن سے **عن** اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰلٰی مِنْ بَعْضِ نِسَائِہٖ
شَھْرًا فَلَمَّا کَانَتْ تِسْعَۃً وَّعِشْرِیْنَ رَاحَ اَوْ غَدَا فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا مَضٰی تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فَقَالَ الشَّھْرُ تِسْعٌ وَّ
عِشْرُوْنَ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلا کیا اپنی بعض عورتون سے ایک مہینے کا جب
انتیس دن ہو گئے تو آپ صبح کو تشریف لے گئے لوگون نے کہا یا رسول اللہ ابھی تو انتیس دن گذرے ہین آپ نے فرمایا مہینہ
انتیس دن کا ہوتا ہے **باب** الظِّھَارِ ظہار کا بیان **ف** ظہار یہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کہے تو مجھ پر ایسی ہے
جیسے میری ماں کی پیٹھ یا یون کہے مین نے تجھ سے ظہار کیا اسصورت مین جماع سے پہلے کفارہ دینا چاہیے ایک غلام
آزاد کرے اگر یہ نہ ہوسکے تو دو مہینے پے درپے روزے رکھے اگر یہ نہ ہوسکے تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے جیسے قرآن
شریف مین وارد ہے **عن** سَلَمَۃَ بْنِ صَخْرٍ الْبَیَاضِیِّ قَالَ کُنْتُ امْرَأً اَسْتَکْثِرُ مِنَ النِّسَاءِ لَا اَرٰی رَجُلًا کَانَ یُصِیْبُ
مِنْ ذٰلِکَ مَا اُصِیْبُ فَلَمَّا دَخَلَ رَمَضَانُ ظَاھَرْتُ مِنِ امْرَاَتِیْ حَتّٰی یَنْسَلِخَ رَمَضَانُ فَبَیْنَمَا ھِیَ تُحَدِّثُنِیْ ذَاتَ

لَيْلَةٍ اِنْكَشَفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا فَوَقَعْتُهَا فَلَمَّا اَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى قَوْمِي فَاَخْبَرْتُهُمْ خَبَرِي وَقُلْتُ لَهُمْ سَلُوا لِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا مَا كُنَّا نَفْعَلُ اِذًا يُنْزِلَ اللّٰهُ فِينَا كِتَابًا اَوْ يَكُونُ فِينَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلٌ فَيَبْقَى عَلَيْنَا عَارُهُ وَلٰكِنْ سَوْفَ نُسَلِّمُكَ بِجَرِيرَتِكَ اِذْهَبْ فَاذْكُرْ شَانَكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُهُ فَاَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ بِذَاكَ فَقُلْتُ اَنَا بِذَاكَ وَهَا اَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَابِرٌ لِحُكْمِ اللّٰهِ عَلَيَّ قَالَ فَاَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اَصْبَحْتُ اَمْلِكُ اِلَّا رَقَبَتِي هٰذِهِ قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهَلْ دَخَلَ عَلَيَّ مَا دَخَلَ مِنَ الْبَلَاءِ اِلَّا بِالصَّوْمِ قَالَ فَتَصَدَّقْ اَوْ اَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا هٰذِهِ مَا لَنَا عَشَاءٌ قَالَ فَاذْهَبْ اِلٰى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَقُلْ لَهُ فَلْيَدْفَعْهَا اِلَيْكَ وَاَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا وَانْتَفِعْ بِبَقِيَّتِهَا سلمہ بن صخر بیاضی سے روایت ہے میں عورتوں کو بہت چاہتا تھا اور میں کسی مرد کو نہیں جانتا جو عورتوں سے اتنی صحبت کرتا ہو جیسے میں کرتا تھا جب رمضان آیا تو میں نے اپنی عورت سے ظہار کرلیا رمضان گذرنے تک (تاکہ میں روزے میں جماع نہ کر بیٹھوں اس سے یہ نکلا کہ ظہار موقت یعنی میعادی بھی معین ہو سکتا ہے) ایک رات وہ مجھ سے باتیں کر رہی تھی اسکا کچھ بدن کھل گیا میں کود اس پر اور اس سے صحبت کی جب صبح ہوئی تو میں اپنے لوگوں پاس گیا اور ان سے بیان کیا اور میں نے ان سے کہا میرے لیے یہ مسئلہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو انہوں نے کہا ہم تو نہیں پوچھیں گے ایسا نہ ہو کہ ہماری شان میں کتاب اترے (یعنی قرآن میں ہماری برائی اترے جو قیامت تک قائم رہے) یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کے باب میں کچھ فرما دیں اسکی شرمندگی باقی رہے لیکن ہم تجھی کو دیے ڈالتے ہیں تیرے قصور کے بدل اب تو خود جا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا حال بیان کر سلمہ نے کہا یہ سنکر میں نکلا اور آپ پاس آیا آپ سے حال بیان کیا آپنے فرمایا تونے یہ کام کیا ہے میںنے عرض کیا جی ہاں میںنے کیا ہے اور میں حاضر ہوں یا رسول اللہ اور اللہ کے حکم پر صابر ہوں جو میرے باب میں اترے آپنے فرمایا تو ایک بردہ آزاد کر میںنے کہا قسم اسکی جسنے آپکو سچائی کے ساتھ بھیجا میں تو صرف اپنی جان کا مالک ہوں آپنے فرمایا اچھا دو مہینے پے در پے (لگاتار) روزے رکھ میںنے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بلا جو میرے اوپر آئی روزے ہی کی وجہ سے تو آئی (کہ رمضان کے خیال سے میںنے ظہار کیا اور پھر جماع کر بیٹھا جب ایک مہینے کے روزے پورے نہ گذر سکے تو دو مہینے کیونکر گذر سکتے ہیں) آپنے فرمایا تو صدقہ دے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا میںنے کہا قسم اسکی جسنے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہم تو اس رات کو فاقے سے رہے ہمارے پاس رات کا

کا کھانا نہ تھا دینے لئے محتاج ہین تو بہر فقیرون کو کہان سے کہلا دین) آپ نے فرمایا بنی زریق کا صدقہ جو وصول کیا کرتا ہے اسکے پاس جا اور اس سے کہہ دے بچھے کو مال دیگا اس مین سے ساٹھ مسکینون کو کہلا دے اور جو بچے وہ اپنے کام مین لا **ف** سبحان اللہ کفارہ کا کفارہ ادا ہو گیا اور مال ہاتھہ آیا یہی حال ہوتا ہے اسکا جو سچائی اور عاجزی کے ساتھہ اللہ جل جلالہ کی درگاہ مین حاضر ہو یہ حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور حاکم اور ابن خزیمہ اور ابن الجارود نے بہی نکالا ترمذی نے کہا حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے اور ترمذی نے اسکو روایت کیا ابن عباس سے اور کہا صحیح ہے اور حاکم نے بہی اسکو صحیح کہا ابن حجر نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین لیکن ابوحاتم اور نسائی نے اس مین علت نکالی کہ وہ مرسل ہے ابن حزم نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین اور ارسکا ارسال ضرر نہین کرتا اور ان دونون حدیثون کے کئی شاہد ہین ابوداؤد اور احمد نے خولہ بنت مالک سے ایسا ہی نکالا اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے اور حاکم نے اور اجماع ہے اسپر کہ ظہار کا کفارہ اسوقت واجب ہوتا ہے جب مرد اپنی بی بی سے لوٹنے کا قصد کرے یعنے جماع کا اور اگر کفارے سے پہلے جماع کر لیا تو گنہگار ہوا لیکن ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور یہی حق ہے (روضہ) **عن** عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ تَبَارَکَ الَّذِیْ وَسِعَ سَمْعُہٗ کُلَّ شَیْءٍ اِنِّیْ لَاَسْمَعُ کَلَامَ خَوْلَۃَ بِنْتِ ثَعْلَبَۃَ وَیَخْفٰی عَلَیَّ بَعْضُہٗ وَھِیَ تَشْتَکِیْ زَوْجَھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھِیَ تَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَکَلَ شَبَابِیْ وَنَثَرْتُ لَہٗ بَطْنِیْ حَتّٰی اِذَا کَبِرَتْ سِنِّیْ وَانْقَطَعَ وَلَدِیْ ظَاھَرَ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْکُوْا اِلَیْکَ فَمَا بَرِحَتْ حَتّٰی نَزَلَ جِبْرِیْلُ بِھٰؤُلَاءِ الْاٰیَاتِ قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِھَا وَتَشْتَکِیْ اِلَی اللّٰہِ عروہ بن الزبیر سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا بڑی برکت والا ہے جو ہر چیز کو سنتا ہے مین خولہ بنت ثعلبہ کی بات اچھی طرح سے نہین سنتی ہون بعضی بات سمجھ مین نہین آتی وہ شکایت کر رہی تہی اپنے خاوند کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہہ رہی تہی یا رسول اللہ میرا خاوند میری جوانی کہا گیا یعنے جوانی بہر اسکے ساتہہ رہی) اور میرا پیٹ اسکے لئے چیر آگیا یعنے اولاد ہوئی) جب مین بوڑھی ہوئی اور میری اولاد بہی بند ہوئی تو اس نے مجھہ سے ظہار کیا یا اللہ مین اپنا شکوہ تجھہ سے کرتی ہون بہر وہ یہی کہتی رہی یہانتک کہ حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیتین لیکر اترے قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا وتشتکی الی اللہ یعنے سن لی اللہ تعالے نے عرش پر سے اس عورت کی بات یعنے خولہ بنت ثعلبہ کی جو جھگڑتی تہی تجھہ سے اپنے خاوند اوس بن صامت کے باب مین اور اللہ سے شکوہ کرتی تہی **ف** اپنی مصیبت اور دکہہ کا تب اللہ تعالی نے یہ حکم اوتارا اور ظہار کا کفارہ بیان فرمایا اور عورت کی دادرسی کی خاوند نے کفارہ دیکر بہر اسکو بی بی کی طرح سمجھا اور اس سے صحبت کی **بَابُ** الْمُظَاھِرِ یُجَامِعُ قَبْلَ اَنْ یُّکَفِّرَ کفارے سے پہلے اگر ظہار کرنیوالا جماع کر لیوے **عن**

سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُظَاهِرِ يُوَاقِعُ قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ قَالَ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ
سلمہ بن صخر بیاضی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ظہار کرنیوالا اگر کفارے سے پہلے جماع کرے تو ایک ہی کفارہ
لازم ہوگا ف شرح السنہ میں ہے کہ اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد نے بھی یہ
ہی کہا ہے اور بعضوں کے نزدیک اس صورت میں دو کفارے واجب ہونگے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ
مِنِ امْرَأَتِهِ فَغَشِيَهَا قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى
ذٰلِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتُ بَيَاضَ حِجْلَيْهَا فِي الْقَمَرِ فَلَمْ أَمْلِكْ نَفْسِي أَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَضَحِكَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ أَنْ لَا يَقْرَبَهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ ابن عباس سے روایت ہی ایک شخص نے
اپنی عورت سی ظہار کیا اور کفارے سے پہلے اس سے صحبت کی پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور
آپ سے ذکر کیا آپنے فرمایا تونے ایسا کیوں کیا وہ بولا یا رسول اللہ مینے اسکی پازیب کی سفیدی دیکھی چاندنی میں اور
مین بے اختیار ہوگیا مینے اس سے جماع کیا یہ سُنکر آپ ہنسے اور آپنے اسکو حکم کیا کہ وہ اپنی عورت سی جماع نہ کرے
جبتک کفارہ نہ دیوے بَابُ اللِّعَانِ لعان کا بیان ف جب مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگاوے
اور عورت زنا کا اقرار نہ کرے نہ مرد گواہ لاوے اور نہ اپنی تہمت سی پھرے تو لعان واجب ہوتا ہے اسکی صورت قرآن
شریف مین مذکور ہے کہ پہلے مرد چار بار گواہی دیوے اللہ کا نام لیکر کہ وہ سچا ہے اور پانچوین بار مین یوں کہے کہ مجھپر لعنت ہو
اللہ تعالی کی اگر وہ جھوٹا ہو پھر عورت چار بار گواہی دیوی اللہ تعالی کا نام لیکر کہ اسکا مرد جھوٹا ہے اور پانچوین بار مین یوں
کہے اللہ کا غضب مجھپر اترے اگر اسکا مرد سچا ہو جب دونوں اسطرح گواہیاں دی چکین تو حاکم جورو مرد مین جدائی کر دیوے پھر یہ
دونو کبھی نہین مل سکتے اور اگر بچہ ہو وہ ماں کو دلا دیا جاوے اب اگر اس بچہ کو کوئی ولد الزنا کہے تو اسپر حد قذف
واجب ہوگی (در رہبیہ) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَ عُوَيْمِرٌ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ سَلْ لِي
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ أَيُقْتَلُ بِهِ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ
فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَعَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ ثُمَّ
لَقِيَهُ عُوَيْمِرٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ فَقَالَ صَنَعْتُ أَنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَعَابَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَسْأَلَنَّهُ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ فِيهِمَا فَلَاعَنَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَئِنِ انْطَلَقْتُ بِهَا
يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَفَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نصارت سنۃ فی المتلاعنین ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انظروھا فان جاءت بہ اسحم
ادعج العینین عظیم الالیتین فلا اراہ الا قد صدق علیہا وان جاءت بہ احیمر کانہ وحرۃ
فلا اراہ الا کاذبا قال فجاءت بہ علی النعت المکروہ ۔ سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی عاصم
بن عدی پاس آیا اور کہنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے لیے یہ مسئلہ پوچھو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ
کسی بیگانے مرد کو پاوے اور اس سے صحبت کرتے ہوئے پھر اسکو مار ڈالے تو کیا خود اسکے بدل مارا جاوے یا کیونکر کرے خیر عاصم
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا آپنے ایسے سوالوں کو برا جانا **ف** اسلیے کہ بلا ضرورت سوال کرنے
سے اللہ تعالی نے منع کیا ہے اور شاید اسوقت تک آپکو یہ نہ معلوم ہوا کہ ایسا واقعہ کہیں تو ہوا ہے **ت** پھر عویمر عاصم سے
ملا اور پوچھا تو نے کیا کیا عاصم نے کہا میں نے کیا (جو کیا یعنے پوچھا) لیکن تجھ سے مجھ کو بھلائی نہیں پہونچی میں نے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے برا جانا ان سوالوں کو عویمر نے کہا قسم خدا کی میں تو جناب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤنگا اور آپسے پوچھوں گا پھر وہ آیا آپکے پاس تو دیکھا کہ آپ پر وحی اتری ہے ایسی جورو مرد
کے باب میں آخر آپنے لعان کرایا ان دونوں کو (یعنے عویمر اور اسکی جورو کو) پھر عویمر نے کہا قسم خدا کی اگر میں اب اس
عورت کو اپنے ساتھ لیجاؤں تو گویا میں نے اسکو جھوٹ تہمت لگائی آخر عویمر نے اسکو چھوڑ دیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کرنے سے پہلے پھر یہی سنت ہوگئی لعان کرنیوالوں کی (کہ لعان کے بعد دونوں جدا ہوجاویں) بعد
اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگر عویمر کی عورت کالا بچہ کالی آنکھوں والا بڑے سرین والا جنے تو میں
سمجھتا ہوں کہ عویمر نے سچی تہمت کی (کیونکہ جس شخص سے عویمر نے تہمت لگائی تھی اسکی ایسی ہی صورت ہوگی)
اور اگر سرخ رنگ کا بچہ جنے جیسے وحرہ (وہ ایک کیڑا ہے لال رنگ کا ہندی میں اسکو بامہنی کہتے ہیں) تو میں سمجھتا
ہوں عویمر جھوٹا ہے راوی نے کہا پھر اس عورت کا بچہ بری شکل کا پیدا ہوا (یعنے کالا کالی آنکھوں والا بڑی سرین
والا یعنے اسی مرد کی صورت پر جس سے عویمر نے تہمت لگائی تھی) **عن** ابن عباس ان ھلال بن امیۃ قذف
امرأتہ عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشریک بن سحماء فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم البینۃ او
حد فی ظہرک فقال ھلال بن امیۃ والذی بعثک بالحق انی لصادق ولینزلن اللہ فی امری ما یبرئ
ظہری قال فنزلت والذین یرمون ازواجہم ولم یکن لہم شہداء الا انفسہم حتی بلغ والخامسۃ
ان غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین فانصرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فارسل الیہما فجاءا
فقام ھلال بن امیۃ فشہد والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یعلم ان احدکما کاذب فہل

مِنْ تَائِبٍ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْخَامِسَةِ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ
قَالُوا لَهَا إِنَّهَا لَمُوجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا سَتَرْجِعُ فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي
سَائِرَ الْيَوْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ
خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا سَبَقَ
مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ہلال بن امیہ نے تہمت لگائی اپنی جورو کو آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شریک بن سحما کے ساتھ آپ نے فرمایا یا تو گواہ لا نہیں تو حد (قذف) قبول کر اپنی پیٹھ
پر ہلال نے کہا قسم اسکی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں سچا ہوں اور اللہ جل جلالہ میرے باب میں کوئی ایسا حکم
اتاریگا جس سے میری پیٹھ بچ جاویگی (حد لگنے سے) راوی نے کہا پھر یہ آیت اتری والذین یرمون ازواجھم ولم یکن لھم شہداء
الا انفسھم اخیر تک یعنے جو لوگ تہمت لگاتے ہیں اپنی جوروؤں کو زنا کی اور انکے پاس کوئی گواہ نہیں سوا انکے خود کے اخیر
تک آپ لوٹے اور ہلال اور اسکی جورو کو بلا بھیجا وہ دونو آئے پہلے ہلال بن امیہ کھڑا ہوا اس نے گواہیاں دیں اور آپ بھی
فرماتے جاتے تھے بیشک اللہ تعالی جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے تو کوئی ہے توبہ کرنے والا اخیر اسکے بعد عورت کھڑی
ہوئی اور اس نے بھی گواہیاں دیں جب پانچویں گواہی کا وقت آیا یعنے یہ کہنے کا کہ اللہ تعالے کا غضب عورت پر
اترے اگر مرد سچا ہو تو لوگوں نے کہا یہ گواہی ضرور واجب کر دیگی (اللہ کے غضب کو اور دوزخ کو اگر عورت جھوٹی ہے)
ابن عباس نے کہا یہ سنکر ذرا وہ عورت جھجکی اور رکی یہانتک کہ ہم نے گمان کیا وہ اب پھر جاویگی اپنی گواہی سے (اور
زنا قبول کریگی) لیکن اس عورت نے کہا قسم خدا کی میں تو اپنے لوگوں کو تمام دن رسوا کرنے والی نہیں (یعنے اگر زنا کا
اقرار کروں گی تو میرے کنبے والے ذلیل اور خوار ہونگے یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا افسوس ہے کہ کنبے والوں کی دنیا کی ذلت
گوارا نہ کی اور آخرت کا سخت عذاب قبول کیا) آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگر اس عورت کا
بچہ کالی آنکھوں والا بھر سرین والا (یعنے پر گوشت) موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہو تو وہ شریک بن سحما کا ہے آخر
اسی صورت کا لڑکا پیدا ہوا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر جو حکم گذر چکا اللہ کی کتاب کا (یعنے لعان
کا حکم جو اوتر چکا) نہ ہوتا تو میں اس عورت کے ساتھ کچھ کرتا **ف** لیکن اللہ سبحانہ وتعالی کا حکم یہ اترا کہ لعان کرنے والوں
پر حد قائم نہ کی جاوے لہذا میں اس عورت کو حد نہیں مار سکتا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ حاکم کو رائے اور قیاس اور گمان پر
عمل نہیں کرنا چاہیے بلکہ جو حکم گواہی اور دلیل سے ثابت ہو وہی دینا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قیافہ شرعی حجت
نہیں ہے اور قیافہ کے سبب سے کسیکو حد نہیں پڑ سکتی **عن** عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا فِي الْمَسْجِدِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ

رَجُلٌ لَوْ اَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ قَتَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَكَلَّمَ جَلَدْتُمُوْهُ وَاللّٰهِ لَاَذْكُرَنَّ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَاتِ اللِّعَانِ ثُمَّ جَاءَ الرَّجُلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَقْذِفُ امْرَاَتَهُ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ عَسٰى اَنْ تَجِيْءَ بِهِ اَسْوَدَ فَجَاءَتْ بِهِ اَسْوَدَ جَعْدًا ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم مسجد میں تھے رات جمعہ میں ایک شخص بولا اگر کوئی اپنی عورت کے ساتھ ایک مرد کو پاوے پھر اسکو مار ڈالے تو تم اسکو مار ڈالو گے اور اگر زبان سے کہے جو اس نے دیکھا ہے یعنے عورت کو زنا کی تہمت لگاوے) تو تم اسکو کوڑے لگاؤ گے (حد قذف کے) قسم خدا کی میں تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں گا آخر اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا تب اللہ تعالے نے لعان کی آیتیں اتاریں پھر وہی شخص آیا اور اس نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں میں لعان کرایا اور فرمایا مجھے گمان ہے شاید اس عورت کا بچہ کالا پیدا ہوگا ویسا ہی ہوا وہ کالا گھونگر بال والا بچہ جنی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَاَتَهُ وَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ ابن عمر سے روایت ہے ایک مرد نے لعان کیا اپنی عورت سے اور اس کے بچہ کو غیر کا بچہ قرار دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں میں جدائی کر دی اور بچہ کو ماں سے ملا دیا **ف** یعنے بچہ ماں کے حوالہ کر دیا اور اسکا نسب بھی ماں سے متعلق کر دیا اب وہ اپنی ماں کا وارث ہوگا لیکن اسکے مرد کا وارث نہ ہوگا جس نے یہ کہدیا یہ میرا بچہ نہیں ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ امْرَاَةً مِنْ بَنِي عَجْلَانَ فَدَخَلَ بِهَا فَبَاتَ عِنْدَهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ مَا وَجَدْتُهَا عَذْرَاءَ فَرُفِعَ شَاْنُهُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الْجَارِيَةَ فَسَاَلَهَا فَقَالَتْ قَدْ كُنْتُ عَذْرَاءَ فَاَمَرَ بِهِمَا فَتَلَاعَنَا وَاَعْطَاهَا الْمَهْرَ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے عجلان (ایک قبیلہ ہے) کی عورت سے نکاح کیا اور رات کو اس سے صحبت کی اسی پاس رہا جب صبح ہوئی تو کہنے لگا میں نے اسکو باکرہ نہیں پایا آخر دونوں کا مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک گیا آپ نے لڑکی کو بلایا اور اس سے پوچھا اس نے کہا میں تو باکرہ تھی جب آپ نے حکم دیا مرد اور عورت دونوں نے لعان کیا اور آپ نے عورت کو مہر دلوایا

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مِنَ النِّسَاءِ لَا مُلَاعَنَةَ بَيْنَهُنَّ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُوْدِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْحُرَّةُ تَحْتَ الْمَمْلُوْكِ وَالْمَمْلُوْكَةُ تَحْتَ الْحُرِّ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلے نے فرمایا چار قسم کی عورتوں میں لعان نہیں ہے اگرچہ خاوند انکو زنا کی تہمت لگاوے ایک تو نصرانیہ جو مسلمان کے نکاح میں ہو دوسرے یہودیہ جو مسلمان کے نکاح میں ہو تیسرے آزاد عورت جو غلام کے نکاح میں ہو چوتھی لونڈی جو آزاد کے نکاح میں ہو **ف** لیکن تیسری صورت میں غلام کو حد قذف پڑے گی اور باقی صورتوں

مین نہ لعان ہی نہ خاوند کو حد پڑے گی غرض یہ ہے کہ لعان ہو سکنا اور آزاد عورت کی تہمت سی لازم آتا ہے اگر عورت کافرہ ہو یا لونڈی ہو یا اُسکو حد پڑ چکی ہو تو لعان نہ ہوگا (شرح وقایہ) **بَاب** الحرام عورت کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا بیان **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ آلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ وَحَرَّمَ فَجَعَلَ الْحَلَالَ حَرَامًا وَجَعَلَ فِي الْيَمِيْنِ كَفَّارَةً ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایلا کیا اپنی عورتون سے اور حرام کیا ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر یا شہد کو اور قسم مین کفارہ مقرر کیا **ف** مطلب یہ ہے کہ کوئی اپنی بی بی کو اپنے اوپر حرام کر لیوے تو طلاق نہ پڑے گی بلکہ قسم کیطرح کفارہ دینا ہوگا قسم کا کفارہ قرآن مین مذکور ہے دس مسکینون کو کھانا کھلانا یا انکو کپڑا دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا **عَنْ** سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي الْحَرَامِ يَمِيْنٌ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ سعید بن جبیر سے روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حرام مین قسم کا کفارہ ہی اور ابن عباس کہتے تہے تم کو اللہ کے رسول کی پیروی اچھی ہے **بَاب** خِيَارِ الْأَمَةِ إِذَا أُعْتِقَتْ جب لونڈی آزاد ہو جاوے تو اُسکو اختیار ہوگا **ف** خواہ سابق کا نکاح قائم رکھے یا نہ رکھے لیکن جب ہے کہ اسکا خاوند غلام ہو اگر خاوند آزاد ہو تو اختیار نہ ہوگا امام مالک اور شافعی اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ہر حال مین اختیار ہوگا اور احادیث اس باب مین مختلف وارد ہین اور اہلحدیث بہی مختلف ہین در مختار مین یہی مذہب کہا ہے کہ ہر حال مین اختیار ہوگا **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ بَرِيْرَةَ فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَهَا زَوْجٌ حُرٌّ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ بریرہ کو انہون نے آزاد کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو اختیار دیا (کہ اپنے خاوند کے پاس رہنا قبول کرے یا جدا ہو جاوے) اور اُسکا خاوند آزاد تہا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا وَيَبْكِيْ وَدُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى خَدِّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِيْهِ فَإِنَّهُ أَبُوْ وَلَدِكِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَأْمُرُنِيْ قَالَ إِنَّمَا أَشْفَعُ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ ابن عباس سے روایت ہی بریرہ کا خاوند غلام تہا اسکا نام مغیث تہا گویا مین اسوقت اسکو دیکھ رہا ہون وہ بریرہ کے پیچھے پہرتا تہا اور روتا تہا اسکی آنسون گالون پر بہ رہے تہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عباس سے اے عباس تم تعجب نہین کرتے کہ مغیث کو بریرہ کی کتنی محبت ہی اور بریرہ کو مغیث سی نفرت ہی آخر آپ نے بریرہ سے فرمایا کاش تو لوٹ جا مغیث پاس وہ تیرے بچہ کا باپ ہے (یعنے بچہ کو اولاد بہی اس سے ہوئی ہے) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ

یہ حکم فرماتے ہین مجھ کو (یعنے یہ شریعت کا حکم ہے) آپنے فرمایا مین سفارش کے طور پر کہتا ہون (باقی شرع کے رو سی تو تجھ کو اختیار ہے) بریرہ نے کہا مجھ کو مغیث نہین چاہیے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ مَضٰى فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ خُيِّرَتْ حِيْنَ اُعْتِقَتْ وَكَانَ زَوْجُهَا مَمْلُوْكًا وَكَانُوْا يَتَصَدَّقُوْنَ عَلَيْهَا فَتُهْدِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ وَقَالَ الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی بریرہ مین تین سُنتین پیدا ہوئین (یعنے دین کے تین حکم بریرہ کی وجہ سی معلوم ہوی) جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نی ان کو آزاد کیا) ایک تو یہ کہ جب وہ آزاد ہوئین تو ان کو اختیار دیا گیا اور ان کا خاوند غلام تھا دوسرے لوگ بریرہ کو صدقہ دیا کرتے وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین تحفہ کے طور پر لاتے آپ فرماتے بریرہ پر صدقہ ہے اور ہمارے لیے وہ ہدیہ تیسرے آپنے بریرہ کے باب مین فرمایا کہ ولاء (یعنے غلام لونڈی کی میراث) اُسکی ہے جو آزاد کرے **ف** جب بریرہ کے مالکون نے ولاء لینا چاہا تو حضرت عائشہ نے آپ سے ذکر کیا آپنے فرمایا تو اسکو خرید کر کے آزاد کر دے ولاء اسیکو ملیگی جو آزاد کرے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ اُمِرَتْ بَرِيْرَةُ اَنْ تَعْتَدَّ بِثَلَاثِ حِيَضٍ حضرت عائشہ سے روایت ہی بریرہ کو حکم ہوا تین حیض تک عدت کرنے کا (جب وہ اپنے خاوند سی جدا ہوئین) **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ بَرِيْرَةَ ابوہریرہ سی روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیا

بَابُ طَلَاقِ الْاَمَةِ وَعِدَّتِهَا لونڈی کی طلاق اور عدت کا بیان **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَاقُ الْاَمَةِ اثْنَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ عبداللہ بن عمر سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لونڈی کی دو طلاق ہین اور اسکی عدت دو حیض ہین **ف** اہلحدیث کے نزدیک لونڈی طلاق اور عدت مین آزاد عورت کی مثل ہے کیونکہ قرآن کی آیت مطلق ہے شامل ہے دونون کو اور حنفیہ نے اس حدیث سی دلیل لی ہے اور ہم کہتے ہین کہ اسکو نکالا دارقطنی اور مالک نے موطا مین اور شافعی نے بھی لیکن اس کے اسناد مین عمرو بن شبیب اور عطیہ عوفی دونون ضعیف ہین اور دارقطنی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عمر کا قول ہے اور ایسی ضعیف یا موقوف روایت سی کتاب اللہ کی تخصیص نہین ہو سکتی اور تعجب ہے کہ حنفیہ نے بہت مسائل مین احادیث صحیحہ اور مشہورہ سے کتاب اللہ پر زیادت یا اسکی تخصیص جائز نہین رکھی اور یہان ایک موقوف اور ضعیف روایت سی اسکی تخصیص کرتے ہین یہ صریح ناانصافی ہے **عَنْ** عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَاقُ الْاَمَةِ تَطْلِيْقَتَانِ وَقُرْؤُهَا حَيْضَتَانِ قَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ فَذَكَرْتُهُ لِمُظَاهِرٍ فَقُلْتُ حَدِّثْنِيْ كَمَا حَدَّثْتَ ابْنَ جُرَيْجٍ فَاَخْبَرَنِيْ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَاقُ الْاَمَةِ تَطْلِيْقَتَانِ وَقُرْؤُهَا حَيْضَتَانِ ام المومنين

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لونڈی کی دو طلاق ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔ ابو عاصم نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے کہ میں نے یہ حدیث خود مظاہر بن اسلم سے بیان کی کہا مجھ سے حدیث بیان کرو جیسے تم نے یہ حدیث ابن جریج سے بیان کی (اور پہلے ابو عاصم نے یہ حدیث کو ابن جریج کے واسطے ہی سے مظاہر سے روایت کیا تھا) انہوں نے روایت کیا قاسم سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لونڈی کے دو طلاق ہیں اور اسکی عدت دو حیض ہیں **ف** اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد اور بیہقی نے بھی نکالا لیکن ابو داؤد نے کہا یہ حدیث مجہول ہے اور ترمذی نے کہا غریب ہے ہم اسکو نہیں پہچانتے مگر مظاہر بن اسلم کی روایت سے اور مظاہر سے اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث مروی نہیں ہے تو یہ حدیث بھی ضعیف ٹھیری اور کتاب اللہ کی تخصیص اس سے نہ ہو سکے گی اور دار قطنی نے ابن مسعود اور ابن عباس سے نکالا کہ طلاق کا حساب مردوں سے ہوگا اور عدت کا عورتوں سے اور یہ مخالف ہے عائشہ کی حدیث کے اور علت نکالی ہے اس میں کہ وہ موقوف ہے اور امام احمد نے حضرت علی سے ایسا ہی نکالا **باب** طلاق العبد غلام کی طلاق کا بیان **ف** مالک اگر اجازت دے تو غلام نکاح کر سکتا ہے اب جب نکاح کر لیا تو طلاق غلام کے اختیار میں ہوگا نہ مالک کے **عن** ابن عباس قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل فقال یا رسول اللہ سیدی زوجنی امتہ وھو یرید ان یفرق بینی وبینھا قال فصعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المنبر فقال یا ایھا الناس ما بال احدکم یزوج عبدہ امتہ ثم یرید ان یفرق بینھما انما الطلاق لمن اخذ بالساق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے مالک نے اپنی لونڈی سے میرا نکاح کر دیا تھا اب وہ چاہتا ہے کہ مجھ میں اور میری جورو میں جدائی کر دیوے یہ سنکر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا اے لوگو کیا حال ہے تم میں سے کسیکا کہ وہ نکاح کر دیتا ہے اپنے غلام کا اپنی لونڈی سے پھر چاہتا ہے کہ ان دونوں میں جدائی کرے اور طلاق تو اسیکے اختیار میں ہے جو عورت کی پنڈلی تھامے **ف** یعنے جو اس سے صحبت کرتا ہو یعنے خاوند کے اختیار میں ہے **باب** من طلق امۃ تطلیقتین ثم اشتراھا جو شخص لونڈی کو دو طلاق دیوے پھر اسکو خرید کر لیوے **عن** ابی الحسن مولی بنی نوفل قال سئل ابن عباس عن عبد طلق امراتہ تطلیقتین ثم اعتقا یتزوجھا قال نعم فقیل لہ عمن قال قضی بذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عبد الرزاق قال عبد اللہ بن المبارک لقد تحمل ابو الحسن ھذا صخرۃ عظیمۃ علی عنقہ ابو الحسن سے جو مولی تھا بنی نوفل کا روایت ہے کہ ابن عباس سے پوچھا اگر غلام اپنی عورت کو دو طلاق دیوے پھر دونوں آزاد ہو جاویں (یعنے غلام اور اسکی جورو جو لونڈی تھی) کیا وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے ابن عباس

نے کہا ہاں ان سے کہا گیا یہ فیصلہ کس نے کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ عبد الرزاق نے کہا جو راوی ہیں اس
حدیث کے عبداللہ بن مبارک نے کہا ابوالحسن نے یہ حدیث کیا روایت کی ایک بڑا پتھر اپنی گردن پر اٹھایا **ف** اہلحدیث کا عمل
اسی حدیث پر ہے کیونکہ انکے نزدیک طلاق اور عدت میں غلام لونڈی مثل آزاد کے ہیں اور شافعی اور ابوحنیفہ دونوں کا مذہب
یہ حدیث نہیں مبنی کیونکہ شافعی کے نزدیک طلاق مردوں سے متعلق ہے اور یہاں خاوند غلام تھا پس دو طلاق میں وہ عورت
بائنہ ہوگئی اب بغیر حلالہ درست نہیں ہوسکتی اور ابوحنیفہ کے نزدیک طلاق عورتوں سے متعلق ہے اور عورت لونڈی تھی
تو دو طلاق میں بائن ہوگئی اور ابن مبارک نے یہی سمجھ کر کہ یہ حدیث اکثر فقہا کے برخلاف ہے یوں کہا کہ ابوالحسن نے اس کو
روایت کرکے بڑا بوجھ اپنے سر پر لیا اور ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اسکو روایت کیا ابوداؤد اور نسائی نے اور ابوالحسن
مشہور ہے وہ فقہا میں سے تھا پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس پر عمل نہ کیا جاوے اگرچہ ابوداؤد نے کہا کہ اس حدیث پر عمل نہیں
ہے **باب** عِدَّةِ اُمِّ الْوَلَدِ ام ولد کی عدت کا بیان **ف** ام ولد وہ لونڈی جسکی مالک کی اولاد ہوا اس سے
عن عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَا تُفْسِدُوْا عَلَيْنَا سُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةُ اُمِّ الْوَلَدِ اَرْبَعَةُ
اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا عمرو بن عاص سے روایت ہے انہوں نے کہا مت بگاڑو ہمارے اوپر ہمارے نبی کی سنت کو ام ولد کی عدت چار
مہینے دس دن ہیں **ف** جب اسکا خاوند مر جاوے یہ حدیث اہلحدیث کے مذہب کی تائید کرتی ہے کہ لونڈی عدت میں
مثل آزاد کے ہے اور حنفیہ کے نزدیک لونڈی کی عدت دو مہینے پانچ روز ہیں جب اسکا خاوند مر جاوے اور اس حدیث
کی تاویل کی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب ام ولد کا خاوند اور مولی دونوں مر جاویں اور معلوم نہ ہو کون پہلے مرا ہے
تو احتیاطاً چار مہینے دس دن عدت کرے **باب** كَرَاهِيَةِ الزِّيْنَةِ لِلْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا جس عورت کا خاوند
مر گیا ہو تو وہ زینت نہ کرے **ف** زینت سے یہ مراد ہے جیسے سر میں تیل ڈالنا مانگ چوٹی نکالنا سرمہ لگانا مسی لگانا ہاتھ
پاؤں میں مہندی لگانا اور جتنے سنگار عورتیں کرتی ہیں **عن** اُمِّ سَلَمَةَ وَاُمِّ حَبِيْبَةَ تَذْكُرَانِ اَنَّ امْرَاَةً اَتَتِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ ابْنَةً لَهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا فَهِيَ تُرِيْدُ اَنْ
تَكْحَلَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَتْ اِحْدٰكُنَّ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَاْسِ الْحَوْلِ فَ
اِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ام سلمہ اور ام حبیبہ سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس
آئی اور عرض کیا کہ اسکی ایک بیٹی کا خاوند مر گیا ہے اور اسکی آنکھ دکھ رہی ہے وہ چاہتی ہے کہ سرمہ لگاوے آپ نے
فرمایا تم میں سے ایک سال تمام ہونے پر اونٹ کی مینگنی پھینکتی تھی (جاہلیت کے زمانہ میں) اور اب تو عدت چار مہینے
دس دن تک ہے **ف** جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب عورت کا خاوند مر جاتا تو وہ ایک خراب اور تنگ کوٹھڑی میں

چلی جاتی اور برے سے برے کپڑے پہنتی نہ خوشبو لگاتی نہ زینت کرتی کامل ایک سال تک جب سال پورا ہوتا تو ایک اونٹ کی مینگنی لاتی عورت اسکو پھینک کر عدت سے باہر آتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ جاہلیت کے زمانہ میں تو ایسی سخت تکلیف ایک سال تک سہتی تھیں اب صرف چار مہینے دس دن تک عدت رہ گئی ہے اس میں زینت سے صبر کرنا کیا مشکل ہے امام احمد اور اہلحدیث کا عمل اسی حدیث پر ہے کہ سوگ والی عورت کو سرمہ لگانا کسی طرح جائز نہیں اگرچہ عذر بھی ہو اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک عذر کی وجہ سے درست ہے بلا عذر درست نہیں اور شافعی نے کہا رات کو لگا وے اور دن کو اسکو پونچھ ڈالے اور امام احمد اور ابن حبان نے جو روایت کی اسماء بنت عمیس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے تیسرے روز جعفر کی شہادت کے اور فرمایا اب اس کے بعد سوگ نہ کیجیو تو یہ روایت شاذ ہے اور مخالف ہے احادیث صحیحہ کے اور بیہقی نے اس میں علت نکالی کہ وہ منقطع ہے اور تمام فقہا کا اس پر اتفاق ہے کہ جب عورت کا خاوند مر جاوے وہ چار مہینے دس دن تک سوگ میں رہے یعنی زیب و زینت نہ کرے **باب** هَلْ تُحِدُّ الْمَرْأَةُ عَلٰى غَيْرِ زَوْجِهَا کیا عورت اپنے خاوند کے سوا اور کسی کا سوگ کر سکتی ہے **عن** عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کو درست نہیں کہ کسی میت پر سوگ کرے تین دن سے زیادہ البتہ تین دن تک سوگ کر سکتی ہے دوسرے عزیزوں کے لیے سوا خاوند کے اور اس پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے **عن** حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ ام المومنین حفصہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت ایمان رکھتی ہو اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر اسکو درست نہیں سوگ کرنا کسی میت پر تین دن سے زیادہ مگر خاوند پر **عن** اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا امْرَأَةٌ تُحِدُّ عَلٰى زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَطَيَّبُ اِلَّا عِنْدَ اَدْنٰى طُهْرِهَا بِنُبْذَةٍ مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ ام عطیہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کیا جاوے مگر عورت اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے مگر رنگین بنی ہوئی چادر اوڑھ سکتی ہے اور سرمہ نہ لگاوے اور خوشبو نہ لگاوے مگر جب حیض سے پاکی قریب ہو تو تھوڑا سا قسط اور اظفار لگا لیوے **ف** فرج کی بو بر رفع کرنے کے

لیے اور قسط عود ہندی کو کہتے ہین اور اظفار بہی ایک قسم کی خوشبو ہی **باب** الرَّجُلِ يَأْمُرُ أَبُوهُ بِطَلَاقِ امْرَأَتِهِ اگر باپ بیٹے کو حکم دیوے کہ اپنی جورو کو طلاق دیدے تو باپ کا حکم ماننا چاہیے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ وَكُنْتُ أُحِبُّهَا وَكَانَ أَبِي يُبْغِضُهَا فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي أَنْ أُطَلِّقَهَا فَطَلَّقْتُهَا عبداللہ بن عمر سے روایت ہی میرے نکاح مین ایک عورت تہی کہ مین اس سے محبت کرتا تہا اور میرے باپ اسکو برا جانتے تہے آخر انہون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے مجہکو حکم دیا کہ طلاق دیدے اُس عورت کو مینے اسکو طلاق دیدیا **ف** ماں باپ کی اطاعت فرض ہے مباح کامون مین اور طلاق مباح ہے اگرچہ عورت کا کوئی قصور نہ ہو جب بہی ماں باپ کے حکم سے اسکو طلاق دیدینا چاہیے **عن** أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلًا أَمَرَهُ أَبُوهُ أَوْ أُمُّهُ شَكَّ شُعْبَةُ أَنْ يُطَلِّقَ امْرَأَتَهُ فَجَعَلَ عَلَيْهِ مِائَةَ مُحَرَّرٍ فَأَتَى أَبَا الدَّرْدَاءِ فَإِذَا هُوَ يُصَلِّي الضُّحَى وَيُطِيلُهَا وَصَلَّى مَا بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ أَوْفِ بِنَذْرِكَ وَبَرَّ وَالِدَيْكَ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَحَافِظْ عَلَى وَالِدَيْكَ أَوْ اتْرُكْ ابو عبدالرحمن سے روایت ہی ایک شخص کو اسکے باپ یا اسکی ماں نے (یہ شک شعبہ نے کیا جو راوی ہین اس حدیث کی) حکم دیا کہ وہ طلاق دیوے اپنی عورت کو اس شخص نے نذر کرلی کہ وہ اگر اپنی عورت کو طلاق دیوے تو سو بردون کا آزاد کرنا اسکو لازم آویگا پہر وہ شخص ابوالدردا پاس آیا وہ چاشت کی نماز پڑہتے تہے اور اسکو لنبا کرتے تہے اور انہون نے نماز پڑہی ظہر اور عصر کی بیچ مین آخر اس شخص نے ابوالدردا سے پوچہا انہون نے کہا اپنی نذر پورا کر اور اپنے ماں باپ کی اطاعت کر ابوالدردا نے کہا مینے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے ماں باپ بہتر دروازہ ہین جنت مین جانیکا (یعنے ماں باپ کی اطاعت عمدہ وسیلہ ہے جنت ملنے کا) اب تو خیال رکہہ ماں باپ کا یا نہ رکہہ **ف** مطلب یہ ہی کہ ماں باپ ایسی عمدہ چیز ہین جنکی اطاعت سے جنت ملتی ہے اور ظاہر ہے کہ جنت کی آدمی کو کتنی فکر ہونا چاہیے پس ویسے ہی ماں باپ کی اطاعت کا بہی خیال کرنا چاہیے **ابواب** الْكَفَّارَاتِ باب کفارون کے **باب** يَمِينِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَ يَحْلِفُ بِهَا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز کی قسم کہاتے تہے **عن** رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَلَفَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ رفاعہ جہنی سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قسم کہاتے تو یون فرماتے قسم اسکی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ قسم کہانا جائز ہے بشرطیکہ سچ بات پر کہاوے لیکن یہ ضرور ہے کہ سوا اللہ کے نام کے یا

اوسکی صفت کر دوسرے کیسکی قسم نہ کہاوے **عن** رفاعة بن عرابة الجهني قال كانت يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم التي يحلف بها اشهد عند الله والذي نفسي بيده رفاعہ بن عرابہ جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو قسم کہایا کرتے وہ یوں ہوتی میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے پاس یا قسم اسکی جسکے ہاتھہ میں میری جان ہے **عن** سالم عن ابيه قال كانت اكثر ايمان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ومصرف القلوب ابن عمر سے روایت ہے اکثر قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یوں ہوتی ایسا نہیں ہے قسم اسکی جو دلوں کو پہیرنے والا ہے **عن** ابي هريرة قال كانت يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم لا واستغفر الله ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم یوں ہوتی یہ بات نہیں ہے اور میں اللہ تعالی سے استغفار کرتا ہوں **ف** لغو قسم سے جو آدمی کی زبان پر بے قصد جاری ہو جاتی ہے کوئی کفارہ لازم نہیں آتا یہ قسمیں آپ کی اسی قبیل سے ہوتیں مگر اس سے بہی آپنے استغفار کیا تاکہ امت کے لوگ اس سے بہی پرہیز کریں صحیح بخاری میں ہے کہ اکثر آپ یوں قسم کہاتے لا ومقلب القلوب اور صحیحین میں ہے کہ آپنے فرمایا وایم اللہ ان کان لخليقا للامارة یعنے قسم خدا کی زید بن حارثہ امیر ہونیکے لائق تہا اور حضرت جبرئیل نے کہا پروردگار سے قسم تیری عزت کی جو کوئی اسکو سن پاویگا وہ جنت میں جاویگا **باب** النهي ان تحلف لغير الله سوا خدا کے اور کسی کی قسم کہانے کی ممانعت **عن** عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعه يحلف بابيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله ينهاكم ان تحلفوا بآبائكم قال عمر فما حلفت بها ذاكرا ولا آثرا حضرت عمر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہاتے سنا اپنے باپ کی تو فرمایا بے شک اللہ تعالے تمکو منع کرتا ہے اپنے باپ دادوں کی قسم کہانے سے حضرت عمر نے کہا اس روز سے میں نے باپ کی قسم کبہی نہیں کہائی نہ اپنی طرف سے نہ دوسرے کی نقل کرکے **ف** امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپنے فرمایا پہر جو کوئی قسم کہانا چاہے تو اسکی قسم کہاوے یا چپ ہورہے اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور بیہقی نے ابوہریرہ سے نکالا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مت قسم کہاؤ مگر اللہ کی اور اسکی قسم مت کہاؤ مگر جب سچے ہو اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے نکالا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے سوا اللہ تعالی کے اور کسی کی قسم کہائی وہ کافر ہوگیا یا مشرک ہوگیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے ایک روایت میں ترمذی اور حاکم کے یوں ہے کہ کافر اور مشرک ہوگیا اور آگے آتا ہے کہ جو کوئی قسم کہاوے بتوں کی وہ لا الہ الا اللہ کہے **اب** اختلاف ہے علما کا کہ اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کہانا کیسا ہے بعضوں نے کہا وہ حقیقۃً شرک اور کفر ہے مطلقاً اور اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ باپ کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ جلیل الشان سے ثابت ہے جسپر شرک کا احتمال نہیں ہوسکتا اور بعضوں نے کہا وہ حرام

ہے بعضون نے کہا مکروہ تحریمی ہے بعضون نے کہا مکروہ تنزیہی ہے مولانا شاہ ولی اللہ نے کہا کہ لغو قسم غیر خدا کے ساتھ
مکروہ ہے لیکن منعقدہ قسم یا غموس قسم غیر خدا کی عظمت کا اعتقاد کرکے اور جاہلیت کا سا خیال کرکے کہ اسکی ساتھ جھوٹی قسم
کھانے سے تباہی اور بربادی ہوگی شرک اور کفر ہے اور جاہلیت والون کا یہی طریقہ تھا کہ وہ لوگون کو اسکے معبودون اور
ٹھاکرون کی قسم دیتے اور یہ سمجھتے کہ ان کی قسم ان پر سخت ہو اللہ کی قسم سے شافعی نے کہا اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانا
مکروہ ہی اور مجھے ڈر ہے کہین گناہ نہ ہو مولانا ابو الطیب نے کہا اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانا اسکی تعظیم کا اعتقاد کرکے
اسطرح سے کہ اگر یہ قسم توڑیگا یا یہ قسم جھوٹی ہوگی تو اسپر وبال ہوگا دنیا اور آخرت مین شرک ہے اور یہ اعتقاد نہ ہو تو مکروہ ہے
بوجہ مشابہت کفار کے اب غیر خدا عام ہے شامل ہے انلوگون کو بھی جو ہمارے دین مین معظم ہین جیسے ماں باپ پیر
مرشد نبی ولی فرشتہ غوث قطب وغیرہ اور ان چیزون کو بھی جو معظم نہین ہین نہ ذلیل جیسے چاند سورج جھاڑ پہاڑ دریا
وغیرہ اور ان چیزون کو بھی جنکی تذلیل کا ہماری شرع مین حکم ہے جیسے صنام انصاب یعنی بت شدہ جھنڈہ مورت وغیرہ
تو سب کا حکم ایک ہے اور بعضون نے کہا اخیر چیزون کی قسم کھانا مطلقاً شرک و کفر ہے کیونکہ انکی ذری سی بھی تعظیم
منع ہے اور اسیطرح دوسری چیزون کی بھی کیونکہ مشرکین انکی عبادت اور تعظیم کیا کرتے تھے لیکن اول چیزون کی قسم
کھانا مطلقاً شرک نہین ہے بلکہ اسی حالت مین جب خدا کی طرح ان کو معظم جانے اور مین نہین سمجھتا کہ اس فرق پر کون
سی دلیل شرعی موجود ہے دلیل شرعی تو اسیکو مقتضی ہے کہ جس چیز کی عظمت اللہ تبارک و تعالی کے برابر یا اس سے زیادہ
کی جاوے وہ شرک ہی ہو نبی ہو یا رسول جھاڑ ہو یا پہاڑ اب اللہ تعالے نے جو اپنی مخلوقات کی قسم کھائی یہ اسی کو سزاوار
ہے کیونکہ اس سے کوئی بڑا نہین ہے جسکی وہ قسم کھاوے پس وہ اپنی بڑی بڑی مخلوقات کی قسم کھاتا ہے انکو بزرگی دینے
کو لیکن مخلوق کا کام یہ ہے کہ وہ سوا اپنے خالق کے دوسرے کی قسم نہ کھاوے لہذا **حق** میرے نزدیک اس مسئلہ مین یہی ہے
کہ جو کوئی غیر خدا کی قسم کو خدا کی قسم کی مثل یا اس سے بڑھ کر سمجھ کر قسم کھاوے وہ تو مشرک اور کافر ہو جاتا ہے اور جو ایسا نہ سمجھے
وہ اگر لغو قسم غیر خدا کے نام کی کھاوے تو مکروہ تنزیہی ہے جیسے تکیہ کلام یا عادت کے طور پر بعض لوگ کہا کرتے ہین سر
کی قسم باپ کی قسم کعبہ کی قسم اور جو منعقدہ یا غموس قسم غیر خدا کی کھاوے تو وہ حرام ہے واللہ اعلم **عن** عبد الرحمن بن
سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحلفوا بالطواغی ولا بآبائکم عبد الرحمان بن سمرہ سے روایت ہے
ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت قسم کھاؤ بتون کی اور نہ اپنے باپ دادون کی **عن** ابی ھریرۃ رض ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حلف فقال فی یمینہ باللات والعزی فلیقل لا الہ الا اللہ ابو ہریرہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کھائی اور اپنی قسم مین یون کہا قسم لات یا عزی کی (یہ دونوں بت

تھے جنکو جاہلیت کے زمانہ مین عرب پوجا کرتے تھے) تو وہ کہے لا الہ الا اللہ یعنے کلمہ توحید پڑھکر ایمان کو نیا کرے اگر بے اختیار زبان سے لات وعزی کا نام نکل گیا ہو عادت کے طور پر اور دلمین انکی تعظیم نہ ہو تو کافر نہ ہوگا اور جو تعظیم کی نیت سے کہا تو وہ کفر اور ارتداد ہے اور دوبارہ اسلام لانا واجب ہے کذا فی اللمعات **عَنْ** سَعْدٍ قَالَ حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ثُمَّ انْفُثْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثًا وَتَعَوَّذْ وَلَا تَعُدْ سعد سے روایت ہے مینے قسم کھائی لات اور عزی کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہہ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہین ہے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی ساجھی نہین ہے پھر اپنی بائین طرف تین بار تھوک اور اعوذ باللہ کہہ اور دوبارہ ایسا مت کر **ف** اس حدیث سے اور اوپر کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر غیر خدا کی قسم اسکو معظم سمجھ کر کھاوے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے لیکن معظم سمجھنے سے کیا مراد ہے اس مین علماء کا اختلاف ہے بعضون نے کہا خدا تعالے کے برابر اور ہمسر انکو سمجھے لیکن ایسا تو مشرکین بھی نہین سمجھتے تھے وہ بھی جانتے تھے کہ خدا سب سے بڑا ہے اور آسمان اور زمین کا وہی خالق ہے جیسے اس آیت مین ہے ولان سالتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ اور اس آیت مین ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفے یعنے ہم بتون کو اور ٹھاکرون کو اس لیے پوجتے ہین کہ اللہ کی نزدیکی ان کیوجہ سے حاصل ہو اور یہ مسئلہ بڑا نازک ہے اور شرک کا معاملہ بہت بڑا ہے شرک ایسا گناہ ہے جو کبھی بخشا نہین جاویگا پس ہر مسلمان کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے حق یہ ہے کہ جب غیر خدا کو کوئی اس لائق سمجھے کہ وہ بغیر خدا کی مشیت اور ارادے کی کچھ بھلائی یا برائی کر سکتا ہے یا اسکا کچھ زور خدا پر ہے معاذ اللہ دنیا کے بادشاہون کیطرح جیسے وہ اپنے نائبون کا لحاظ رکھتے ہین یہ ڈر کر کہ اگر وہ خفا ہو جاوینگے تو ہمارے کارخانہ مین خلل آجاویگا یا وہ خدا کیطرح ہر پکارنے والے کی پکار سن لیتا ہے یا ہر شکل کیوقت نزدیک ہو یا دور کام آسکتا ہے یا ہر بات دیکھتا اور سنتا ہے تو اس نے شرک کیا گو وہ اسکو اللہ کے برابر نہ سمجھے پس معظم سمجھنے کے یہ معنے ہین یہ مطلب نہین ہے کہ غیر خدا کی عظمت بالکل نہ کرے تمام پیغمبرون اور فرشتون اور اولیا کی تعظیم ہماری شریعت مین ہے مگر یہ تعظیم یہی ہے کہ ان سے محبت رکھے ان کو اللہ جل جلالہ کا نیک بندہ اور مقبول غلام سمجھے مگر یہ نہین ہو سکتا کہ وہ اللہ تعالی کی مشیت بغیر کسیکا رتی کے برابر بھی کام نکال سکتے ہین یا اللہ تعالی کے حکم مین کچھ چون وچرا کر سکتے ہین یا ان کا کچھ زور معاذ اللہ اللہ پر ہے بلکہ اللہ کو ... برابر بھی کسی ... کا خوف نہین ہے اور یہ سب اگر اللہ تعالے کے حکم کے خلاف ایکا کر لین تو ایک دم مین وہ ان سب کو تباہ اور برباد کر سکتا ہے اور ان سب کے خلاف ہو جانے سے کبھی خدائی کے کارخانہ کا ایک بال نہ بیگا نہین ہو سکتا یہ موحدون کا اعتقاد ہے پس موحد جب غیر خدا کی قسم کھاوے گا تو یقیناً یہ کہا جاوے گا کہ اسکی قسم لغو اور عادت کی طور پر ہے کیونکہ ممکن نہین کہ موحد غیر خدا کسی مین کچھ بالاستقلال قدرت یا اختیار سمجھے اور جو

شرک کے افعال کیا کرتا ہے لیکن نام کا مسلمان ہو وہ جب بغیر خدا کی قسم کھاوے گا تو شرک کا گمان اسکی طرف اور زیادہ قوی ہوگا اور بہت مسلمان ایسے ہیں کہ خدا کی قسمیں کھو تو سو کھا ڈالیں لیکن کب ممکن ہے کہ اپنے پیر مرشد یا مداریا سالا یا غوث کی جھوٹی قسم کھاویں انکے مشرک ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں ہے اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جو چیزیں ہماری شریعت میں بالکل معظم نہیں ہیں بلکہ انکی تحقیر اور توڑ ڈالنے کا حکم ہے جیسے بت شدّی جھنڈے وغیرہ انکی تو ذری سی تعظیم بھی کفر ہوگی اسلیے کہ ان کی تعظیم خاص شعار ہی مشرکین کا مثلاً ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف یا اور کسی ولی یا نبی کی قبر پر ہاتھ باندھکر کھڑا ہو اور دوسرا شخص کسی بت کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہو تو دوسرے شخص کے کفر میں کوئی شبہ نہ رہیگا لیکن اول شخص کی نیت دریافت کی جاویگی اگر عبادت کی نیت سے اس نے ایسا کیا تو وہ بھی کافر ہو جاویگا اور جو صرف ادب اور تعظیم کی راہ سے لیکن عقیدہ اسکا توحید کا ہے تو وہ کافر نہ ہوگا مگر جو فعل خلاف شرع وہ کریگا اُس سے منع کیا جاویگا اکثر علماء محققین نے اس فرق کو قائم کیا ہے اور بعضوں نے دونوں کا حکم ایک سا رکھا ہے اس باب میں کہ جو فعل ایک کے ساتھ کفر ہے وہ دوسرے کے ساتھ بھی کفر ہے مثلاً سجدہ بت کو بھی کفر ہے اور قبر کو بھی کفر ہے البتہ یہ فرق ہو کہ بت کی اہانت اور ذلت اور توڑ ڈالنے کا حکم ہے اور مومنین صالحین کی قبریں کھودنیکا حکم نہیں ہے اور یہ فرقہ کہتا ہو کہ انبیاء اور اولیا اور ملائکہ اور شعائر اللہ کی تعظیم درحقیقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی تعظیم ہے کیونکہ اسکے ہی حکم سے اللہ کا مقبول بندہ سمجھ کر اسکی تعظیم کرتے ہیں پس غیر خدا کی تعظیم نہیں ہوئی اور اس صورت میں غیر خدا کی تعظیم مطلقاً کفر ہوگی اور جو تعظیم شرعی کعبہ یا حجر اسود یا اور شعائر اللہ یا قبور انبیا اور صلحا کی ہے وہ اس میں سے مستثنے رہیگی کس لیے کہ وہ اللہ ہی کی تعظیم ہے اس فائدے کو یاد رکھنا چاہیے اور حتی المقدور جس کام میں شرک کا شبہ بھی ہو اس سے باز رہنا چاہیے

باب مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ

جس نے قسم کھائی اسلام کے سوا اور دین میں چلے جانیکی **ف** مثلاً یوں کہا اگر فلان کام میں کروں تو میں یہودی ہوں یا نصرانی ہوں یا اسلام سے یا نبی سے بری ہوں

عن ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ ثابت بن ضحاک سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے قسم کھائی اسلام کے سوا اور دین میں چلے جانیکی جھوٹی قصداً تو جیسا اس نے کہا ویسا ہی ہوگا

ف یعنے وہ کافر ہو جاویگا اور اسلام سے نکل جاویگا ظاہر حدیث کا مطلب یہی ہے لیکن اکثر ائمہ جیسے ابوحنیفہ یا احمد کا یہ قول ہے کہ ایسے کہنے میں کفارہ قسم کا واجب ہوگا اگر اسکے خلاف کام کرے مثلاً کہے اگر میں انار کھاؤں تو یہودی ہوں پھر انار کھاوے تو قسم کا کفارہ دیوے اور مالک اور شافعی کہتے ہیں کہ یہ قسم نہیں ہے تو اس میں کفارہ نہوگا بہرحال حدیث کا مطلب یہ رکھتے ہیں کہ بطور تغلیظ اور تشدد کے ایسا فرمایا تا لوگ ایسا کہنے سے بچیں ورنہ اگر اسکا عقیدہ اسلام کا

ہے تو وہ کافر ہو گا **عَنْ** اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَقُوْلُ اَنَا اِذًا الْیَھُوْدِیٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْجَبَتْ انس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سنا وہ کہتا تہا ایسا کروں تو میں یہودی ہوں آپ نے فرمایا اسکے لیے دوزخ واجب ہو گئی **ف** شاید آپ نے وحی سے پہچانا ہو کہ یہ دوزخی ہے یا اُسکا خاتمہ کفر پر ہو گا اور حدیث کا یہ مطلب ہے ہوسکتا ہی کہ اب ایسی بات کرنا اسکو واجب ہو گئی کیونکہ اگر خلاف کرے تو وہ یہودی ٹھہرتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ قسم واجب ہو گئی یعنے اس کلام کا حکم قسم کا سا ہے گو ظاہر میں اس نے قسم نہیں کہائی **عَنْ** بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ فَاِنْ کَانَ کَاذِبًا فَھُوَ کَمَا قَالَ وَاِنْ کَانَ صَادِقًا لَمْ یَعُدْ اِلَیْہِ الْاِسْلَامُ سَالِمًا بریدہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے اگر میں ایسا کروں تو اسلام سے بیزار ہوں اگر وہ جہوٹہ کہے (یعنے اپنی بات کو جہوٹہ کرے اور وہ کام کر بیٹھے جس پر اسلام سے جدا ہونیکی اس نے شرط لگائی تہی) تو جیسا اس نے کہا ویسا ہی ہو گا (یعنے اسلام سے نکل جاویگا) اور اگر اپنی بات کو سچ کرے (یعنے وہ کام نہ کرے) جب بہی اسلام سلامتی کے ساتھ اسکے پاس نہیں لوٹیگا **ف** کیونکہ اسلام کی عظمت اس نے نہ کی اور دین کو ایسا حقیر سمجہا کہ بات بات پر اس سے جدا ہو جانیکی شرط لگاتا ہے مسلمان کو ایسی شرط ہرگز نہ کرنا چاہیے گو وہ کتنا ہی بڑا کام ہو اپنا دین سب چیزوں سے زیادہ پیارا ہے کوئی کام ہو یا نہ ہو دین کی شرط لگانے سے کیا فائدہ اور حدیث سے یہ نکلا کہ جو کوئی ایسی شرط لگاوے پہر اس میں سچا بہی ہو جب بہی گنہگار رہے گا اور اسکے دین میں خلل آوے گا **بَابُ** مَنْ حُلِفَ لَہٗ بِاللّٰہِ فَلْیَرْضَ جو شخص قسم کہاوے تو اُس سے راضی ہو جانا چاہیے **ف** مطلب یہ ہے کہ جب مسلمان نے اللہ کی قسم کہائی تو اب اسکے بیان کو مان لینا چاہیے اب اس سے یوں نہ کہنا چاہیے کہ تیری قسم جہوٹی ہے یا اللہ کے سوا اور اب کسی شخص کی اسکو قسم نہ دینا چاہیے جیسے جاہلوں کا ہمارے زمانہ میں حال ہے کہ اللہ کی قسم کہانے پر انکو تسلی نہیں ہوتی اور اسکے بعد پیر یا مرشد یا پیغمبر یا کعبہ یا ماں باپ کی قسم دیتے ہیں یہ بڑی حماقت ہی اللہ سے بڑہکر کسیکا درجہ نہیں بلکہ اللہ کے برابر والا بہی کوئی نہیں سب سے زیادہ مومن کو اللہ کے نام کی حرمت اور عزت اور عظمت کرنا چاہیے اور احتیاط رکہنا چاہیے کہ اول تو اللہ کے سوا اور کسی کی قسم ہی نہ کہاوے اور اگر عادت کے طور پر اور کسی کے نام کی قسم نکل جاوے اور جہوٹ ہو جاوے تو خیر پر اللہ کے نام کی قسم کبہی جہوٹ نہ کہاوے اگر پیر پیغمبر مرشد ولی غوث وقطب وغیرہ کے نام پر لاکہ قسمیں جہوٹ ہو جاویں تو اتنا ڈر نہیں ہی جتنا اللہ کے نام کی ایک قسم جہوٹ ہونے سے ہی یہ حکم مسلمانوں کے لیے ہے کہ جب اللہ کی قسم وہ کہا لیویں تو اب زیادہ تکلیف انکو نہ دیجاوے کہ کسی اور کے نام کی بہی قسم کہاویں لیکن کافروں کو انکے اوتاروں

یا مہاکرون کی قسم دینا بعضون نے جائز رکہا ہے اس خیال سے کہ شاید ان کے دلمین اپنے اوتار یا مہاگر کی عظمت زیادہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ ہند کے مشرکین کو گنگا جل اٹھوا کر اسکی قسم دیتے ہین یا سری کشن کی یا مہا دیو کی یا گائے کی **عن** ابن عمر قال سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یحلف بابیہ فقال لا تحلفوا بآبائکم من حلف باللہ فلیصدق ومن حلف لہ باللہ فلیرض ومن لم یرض باللہ فلیس من اللہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا ایک شخص کو قسم کہاتے ہوئے اپنے باپ کی تو فرمایا مت قسم کہاؤ اپنے باپ دادون کی جو شخص قسم کہاوے اللہ کے نام کی وہ سچی قسم کہاوے اور جس کسی کے لیے اللہ کی قسم کہائی جاوے اسکو راضی ہو جانا چاہیے اور جو شخص اللہ کے نام پر راضی نہ ہو وہ اللہ سے کچہ علاقہ نہین رکہتا **ف** یعنے اللہ کے دین سے خارج ہے کیونکہ اسلام کا دین اللہ کا دین ہے اور جب آدمی نے اسلام قبول کیا تو اللہ کی محبت اور عظمت سب سے زیادہ اسکو ہونا چاہیے جب اللہ کے نام پر اسکو تسلی نہ ہوئی تو اللہ سے زیادہ اسکو اورون کی محبت ٹہیری ایسا شخص ہرگز مسلمان نہین ہو سکتا اور اگر ہے تو نام کا مسلمان ہے یہ اسلام آخرت مین کچہ کام آنیوالا نہین ہمارے زمانہ مین بہت مسلمان ایسے ہی ہین کہ اللہ کے نام کی سو قسمین جہوٹی کہا لیوین تو انکے دلکو ڈر نہین ہوتا لیکن جب انکے پیر مرشد گرو غوث قطب بد ارسلار کا نام لو تو تہرا جاتے ہین اور کانپ کر سچ بولدیتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ اگر ان کے نام کی جہوٹی قسم کہاوین گے تو تباہ ہو جاوینگے خاک پڑے انکی مسلمانی پر **عن** ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رای عیسی بن مریم رجلا یسرق فقال اسرقت قال لا والذی لا الہ الا ہو فقال عیسی امنت باللہ وکذبت بصری ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسی بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکہا تو آپنے کہا کیا تو نے چوری کی وہ بولا نہین قسم اسکی جسکے سوا کوئی سچا معبود نہین ہے حضرت عیسی نے کہا مین ایمان لایا اللہ پر اور مینے جہٹلایا اپنی آنکہ کو **ف** یعنے اللہ کی عظمت کے مقابل میری آنکہ کی کچہ حقیقت نہین ہے ممکن ہے کہ مجہکو دہوکا ہوا ہو آنکہ نے دیکہنے مین غلطی کی ہو لیکن یہ مجہ سے نہین ہو سکتا کہ مسلمان کی قسم کو جہٹلاؤن ہمیشہ صالح اور نیک اور بزرگ لوگون کی عادت ہوتی ہے کہ جب مسلمان انکے سامنے قسم کہا لیتا ہے تو ان کو یقین آجاتا ہے اور وہ یہ خیال کرتے ہین کہ مسلمان کبہی جہوٹی قسم نہین کہاویگا بلکہ بعض صالحین یہ سمجہتے ہین کہ مسلمان کبہی جہوٹ نہین بولیگا اور یہی وجہ ہے کہ وہ حدیث کی روایت ہر شخص سے کر لیتے ہین اور کہوٹے کہرے کی تمیز انکو حدیثون مین کم ہوتی ہے

باب الیمین حنث او ندم قسم کہانے مین یا قسم توڑنا ہوتی ہے یا ندامت ہوتی ہے **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الحلف حنث او ندم ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

قسم کھانا یا حنث ہے یعنے قسم توڑنا یا ندامت اور شرمندگی ہے **ف** مطلب یہ ہے کہ قسم اکثر ان دو باتوں سے خالی نہیں ہوتی آدمی اکثر غصہ میں بے سوچے سمجھے قسم کھا بیٹھتا ہے کہ فلانی چیز نکھاونگا یا فلانے سے بات نہ کرینگے پھر ایسی ضرورت پیش آتی ہے کہ قسم توڑنا پڑتی ہے اور جب توڑی تو کفارہ دینا پڑا مال بفائدہ صرف ہوا جیسے ڈنڈ تو ندامت اور شرمندگی ہوئی اگر نہ توڑا تو بھی ندامت ہوئی کہ قسم کی وجہ سے ایک لذت سے محروم رہے **باب** الاِسْتِثْنَاءِ فِی الْیَمِیْنِ اگر قسم میں کوئی ان شاء اللہ کہہ لیوے (یعنے اگر خدا چاہے) **عن** اَبِی هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فَلَہٗ ثُنْیَاہُ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کھائی اور اسکے ساتھ انشاء اللہ کہا تو اُسکا شرط لگانا اسکو فائدہ دیگا **ف** فائدہ یہ ہوگا کہ اب اگر قسم کے خلاف بھی کرے تو کفارہ لازم نہ ہوگا اور آدمی جھوٹا نہ ہوگا اسلیے کہ اسکی قسم معلق تھی اللہ تعالی کی مشیت پر معلوم ہوا کہ اللہ نے ایسا نہ چاہا جب تو اس نے قسم کے خلاف عمل کیا یہ عمدہ طریقہ ہے قسم کے کفارے سے بچنے کا اول تو قسم نہ کھاوے اگر ایسا ہی ضرور پڑے تو اسکے ساتھ انشاء اللہ لگا دیوے اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے بھی نکالا انکی روایت میں یوں ہے وہ حانث نہ ہوگا اور نسائی کی روایت میں ہے اس نے استثنا کر لیا اور حاکم نے بھی اسکو نکالا اور صحیح کہا اور ابوداؤد نے عکرمہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی میں قریش سے جہاد کرونگا پھر فرمایا ان شاء اللہ پھر فرمایا قسم خدا کی میں قریش سے جہاد کرونگا پھر فرمایا ان شاء اللہ پھر فرمایا قسم اللہ کی میں قریش سے جہاد کرونگا پھر فرمایا ان شاء اللہ پھر فرمایا قسم خدا کی میں قریش سے جہاد کرونگا بعد اسکے خاموش ہو رہے پھر فرمایا ان شاء اللہ اور اسکے بعد قریش پر جہاد نہیں کیا۔ ابوداؤد نے کہا اس حدیث کو سند کیا کئی لوگوں نے ابن عباس سے اور بیہقی نے اسکو موصولاً اور مرسلاً دونوں طرح روایت کیا اور صحیحین میں ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا میں آج کی رات ستر عورتوں کے پاس ہو نکا اخیر حدیث تک اس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو انکی بات غلط نہوتی اور اسپر اجماع ہے جمہور کا اور ابن عربی نے کہا تمام علماء کا کہ جب قسم میں انشاء اللہ لگا دیوے تو اب وہ منعقد نہ ہوگی یعنے توڑنے میں کفارہ واجب نہ ہوگا لیکن شرط یہ ہے کہ ان شاء اللہ قسم کے ساتھ ہی کہے اور موطا میں ابن عمر سے مروی ہے کہ جس نے واللہ کہا پھر انشاء اللہ کہا اور وہ کام نہ کیا جسکی کرنے کی قسم کھائی تھی تو اس پر حنث نہ ہوگا امام مالک نے کہا میں نے جو استثنا کی باب میں سب سے اچھا سنا وہ یہ ہے کہ استثنا کا فائدہ استثنا کرنیوالے کو ہوتا ہے بشرطیکہ اپنا کلام قطع نہ کرے یعنے بیچ میں خاموش نہو رہے اگر قسم کے بعد خاموش ہو رہا اور کلام کو قطع کر دیا پھر انشاء اللہ کہا تو اب کچھ فائدہ نہ ہوگا (بلکہ قسم کے خلاف کرنے سے کفارہ واجب ہوگا)

(روضہ) اور بعض علما کا یہ قول ہے کہ اگر قسم کے بعد خاموش ہو رہا اور کلام کو قطع کر دیا پھر اسکے بعد انشاء اللہ کہا جب بھی استثنا درست ہوگا اور وہ حانث نہ ہوگا اور دلیل لی اونہوں نے ابوداود کی حدیث سے جو اوپر گذری **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف فاستثنی ان شاء رجع وان شاء ترک غیر حانث ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے اور استثنا کرے (یعنے انشاء اللہ کہے) تو اسکو اختیار ہوگا چاہے قسم کے خلاف کرے چاہے قسم کے موافق چلے وہ حانث نہوگا **عن** ابن عمر رواية قال من حلف واستثنی فلن یحنث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے قسم کھائی اور استثنا کیا تو وہ حانث نہ ہوگا **باب** من حلف علی یمین فرای غیرها خیرا منها جس شخص نے قسم کھائی پھر قسم کے خلاف کرنا بہتر سمجھا (یعنے قسم توڑنا مناسب معلوم ہوا تو وہ کیا کرے) **عن** ابی موسی قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رهط من الاشعریین نستحمله فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ ما احملکم وما عندی ما احملکم علیه قال فلبثنا ما شاء اللہ ثم اتی بابل فامر لنا بثلاثة ابل ذود غر الذری فلما انطلقنا قال بعضنا لبعض اتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستحمله فحلف ان لا یحملنا ثم حملنا ارجعوا بنا فاتیناه فقلنا یا رسول اللہ اتیناک نستحملک فحلفت ان لا تحملنا ثم حملتنا فقال واللہ ما انا حملتکم بل اللہ حملکم انی واللہ ان شاء اللہ لا احلف علی یمین فاری خیرا منها الا کفرت عن یمینی واتیت الذی هو خیر او قال اتیت الذی هو خیر وکفرت عن یمینی ابوموسی سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس حاضر ہوا چند اشعری لوگوں کے ساتھ آپ سے سواری مانگنے کو آپنے فرمایا قسم خدا کی میں تم کو سواری نہیں دونگا اور میرے پاس سواری نہیں ہے پھر ہم ٹھیرے رہے جبتک اللہ تعالی نے چاہا بعد اسکے آپ پاس اونٹ آئے (صدقہ کے) آپنے ہمارے لیے تین اونٹوں کا حکم دیا اچھی سفید کوہان والوں کا جب ہم چلے تو ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گئے سواری مانگنے کو آپنے قسم کھائی کہ ہم کو سواری ندینگے پھر ہم کو سواری دی (تو شاید آپنے قسم کو بھول کر ایسا کیا ہو پس آپ کو اسکی خبر کر دینا چاہیے ایسا نہ ہو ہم گنہگار ہوں) چلو لوٹ چلو آخر ہم پھر آپکے پاس آئے اور ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پاس آئے تھے آپ سے سواری مانگنے کو تو آپنے قسم کھائی تھی کہ ہمکو سواری ندینگے پھر اسکے بعد آپنے ہمکو سواری دی یہ سنکر آپنے فرمایا قسم خدا کی مینے تمکو سواری نہیں دی (تو میری قسم جھوٹی نہیں ہوئی) بلکہ اللہ جل جلالہ نے تم کو سواری دی میں تو قسم خدا کی انشاء اللہ جب کوئی قسم کھاتا ہوں پھر اسکے خلاف کرنا بہتر سمجھتا ہوں تو اپنی قسم کا کفارہ دیدیتا ہوں اور جو کام بہتر ہوتا ہے اسکو کرتا ہوں یا یوں فرمایا جو کام بہتر ہوتا ہے

اوسکو کرتا ہون اور قسم کا کفارہ دیدیتا ہون **عن** عدی بن حاتم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف علی یمین فرای غیرھا خیرا منھا فلیات الذی ھو خیر ولیکفر عن یمینہ عدی بن حاتم سے روایت ہو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھا وی ایک بات پر پہر دوسری بات کو بہتر سمجھے تو جو بات بہتر ہو وہ کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دیوی **عن** ابی الاحوص عوف بن مالک الجشمی عن ابیہ قال قلت یارسول اللہ یاتینی ابن عمی فاحلف ان لا اعطیہ ولا اصلہ قال کفر عن یمینک مالک جشمی سے روایت ہو مین نے عرض کیا یارسول اللہ میرا چچازاد بہائی میری پاس آتا ہے مین قسم کہالیتا ہون اسکو کچہ ندون گا اور اسکے ساتہ سلوک نکرون گا آپ نے فرمایا کفارہ دی اپنی قسم کا **ف** اور شوق سی اسکے ساتہ سلوک کر صحیحین مین عبد الرحمان بن سمرہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو قسم کہا وی پہر اسکے خلاف بہتر سمجھے تو بہتر کام کر اور کفارہ دی قسم کا اور ایک روایت مین یون ہے کفارہ دی اپنی قسمکا اور بہتر کام کر اور نسائی اور ابوداؤد کی ایک روایت مین یون ہو کہ کفارہ دی اپنی قسم کا پہر اسکے بعد نیک کام کر اب ان حدیثون مین اور اللہ تعالی کے اس قول مین واحفظوا ایمانکم یعنے حفاظت کرو اپنی قسمون کی منافاۃ نہین ہے کیونکہ آیت مین مراد وہ قسم ہے جو نیک بات پر ہو جیسے نماز یا صدقہ یا اقارب سے سلوک کرنے پر ایسی قسمون کا پورا کرنا ضرور ہے لیکن جب بری بات پر قسم کہاوی جیسے ماں باپ سے بات نہ کرنے پر تو اسکا توڑنا ضرور ہے اور شافعی نے کہا جب کوئی قسم کہاوی گناہ پر یا ترک مستحب پر یا فعل مکروہ پر تو اسکو توڑ ڈالے اور کفارہ دیدیوی اس لیے کہ دوسری آیت مین ہو لاتجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم یعنے اللہ کو روک نہ بناؤ نیکی کرنے سے اب احادیث دونون طرح وارد ہین بعضون مین یون ہے کہ پہلے قسم توڑے پہر کفارہ دیوی ابوحنیفہ اسی کے قائل ہین اور بعضون مین یون ہی پہلے کفارہ دیوے پہر قسم توڑے شافعی اور اہلحدیث کہتی ہین کہ دونون طرح درست ہو **باب** من قال کفارتھا ترکھا جس نے کہا بری قسمکا کفارہ یہ ہے کہ اسکو چہوڑ دیوے **عن** عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حلف فی قطیعۃ رحم اوفیما لا یصلح فبرہ ان لا یتم علی ذلک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کہائی ناتا کاٹنے پر یا اور کسی کام پر جو نیک نہین ہے تو اس قسم کا پورا کرنا یہ ہے کہ اسکو چہوڑ دیوے اور نیک کام کو کرے قسمکا کچہ خیال نہ کرے **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حلف علی یمین فرای غیرھا خیرا منھا فلیترکھا فان ترکھا کفارتھا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کہائی پہر اسکے خلاف کرنا اس سے بہتر سمجہا تو قسم کو چہوڑ دیوے یہی اسکا کفارہ ہو **باب** کم یطعم فی کفارۃ الیمین قسم کے کفارے مین کتنا کہانا دیوے **عن**

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَفَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَاَمَرَ النَّاسَ بِذٰلِكَ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَنِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفارہ دیا قسم کا ایک صاع کھجور کا دیکر اور لوگون کو بہی ایسا ہی حکم دیا اگر کسیکو ایک صاع کھجور کا نہ ملے تو نصف صاع گیہون کا دیدیوے **ف** یعنی دس سکینون کو ہر ایک کو ایک ایک صاع کھجور کا یا نصف نصف صاع گیہون کا دیوے ابوحنیفہ اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے اور وہ دلیل لیتے ہین اس حدیث سے حالانکہ اسکا اسناد ضعیف ہی اسکے اسناد مین عمر بن عبداللہ بن یعلے ہے زہری نے اسکو ضعیف کیا اور کہا وہ فاسق تہا اور ابن ماجہ نے اسحدیث کے سوا اور کوئی حدیث اس سے روایت نہین کی اور عطا اور سالم اور قاسم اور مالک اور شافعی اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ ہر ایک مسکین کو ایک مد دینا کافی ہے کیونکہ ایک مد ایک آدمی کو کافی ہے دونو وقت کی غذا کے لیے ایک صاع کے چار مد ہوتے ہین اور قرآن شریف مین اطعام عشرۃ مساکین ہے یعنے دس سکینون کو کہانا کہلانا اور صاع یا نصف صاع کوئی مسکین نہین کہا سکتا **بَابُ** مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ مسکینون کو کس قسم کا کہانا دینا چاہیے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَقُوْتُ اَهْلَهٗ قُوْتًا فِيْهِ سَعَةٌ وَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْتُ اَهْلَهٗ قُوْتًا فِيْهِ شِدَّةٌ فَنَزَلَتْ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ ابن عباس سے روایت ہی بعضا آدمی اپنے گہر والون کو ایسا کہانا دیتا جسمین گنجایش ہوتی اور بعضا آدمی تنگی کے ساتہہ دیتا تب یہ آیت اتری من اوسط ما تطعمون اہلیکم یعنے مسکینون کو وہ کہانا دو جو بیچ کا کہانا اپنے گہر والون کو دیتے ہو نہ بہت اعلی نہ بہت ادنی **بَابُ** النَّهْيِ اَنْ يَسْتَلِجَّ الرَّجُلُ فِيْ يَمِيْنِهٖ وَلَا يُكَفِّرَ آدمی اپنی قسم پر اصرار کرے اور کفارہ نہ دیوے (جب قسم کسی بیجا کام پر ہو مثلاً اپنے گہر والون یا ناتے والون کو ستانے کے لیے قسم کہا وے یا ان سے عمدہ سلوک نہ کرنے کے لیے) تو گناہ ہے **ف** مطلب یہ ہی کہ جب بری بات پر قسم کہاوے تو اس قسم کو توڑ ڈالنا اور کفارہ دینا بہتر ہے اور قسم پر اصرار کرنا اور اسپر قائم رہنا اس مین زیادہ گناہ ہی بہ نسبت قسم توڑنے کی جسکے لیے کفارہ کا حکم ہوا ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَلَجَّ اَحَدُكُمْ فِي الْيَمِيْنِ فَاِنَّهٗ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ الَّتِيْ اُمِرَ بِهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے اپنی قسم پر اصرار کرے (اور اس مین لوگون کا نقصان ہو) تو وہ زیادہ گنہگار ہوگا اللہ کے پاس اس کفارے سے جسکا حکم دیا گیا ہے **ف** کفارہ ہمیشہ گناہ کا ہوتا ہے تو قسم کا توڑنا بہی ایک گناہ ہی کس لیے کہ اس مین اللہ کے نام کی بیحرمتی ہے اسیکا کفارہ مقرر ہوا ہے لیکن بری قسم کا نہ توڑنا توڑنے سے زیادہ گناہ ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **بَابُ** اِبْرَارِ الْمُقْسِمِ اگر کوئی قسم دیوے تو اسکی قسم پوری کرنا چاہیے **ف** مثلاً کوئی کہے

مین تمکو قسم دیتا ہون تم اس کہانے مین سے کچہ کہاؤ تو کہا لینا چاہیے تاکہ مسلمان کو رنج نہو یہ حکم حسن اخلاق کے طور پر ہے
اگرچہ قسم دینے سے شرعی قسم نہین پڑتی **عن** البراء بن عازب قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بابرار المقسم
براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا قسم دینے والے کو سچا کرنیکا (یعنے اسکی بات
مان لینے کا جسکے لیے وہ قسم دیتا ہے) **عن** عبد الرحمن بن صفوان او عن صفوان ابن عبد الرحمن القرشي
قال لما كان يوم فتح مكة جاء بابيه فقال يا رسول الله اجعل لابي نصيبا من الهجرة فقال انه لا
هجرة فانطلق فدخل على العباس فقال قد عرفتني فقال اجل فخرج العباس في قميص ليس عليه
رداء فقال يا رسول الله قد عرفت فلانا والذي بيننا وبينه وجاء بابيه لتبايعه على الهجرة فقال النبي
صلى الله عليه وسلم انه لا هجرة فقال العباس اقسمت عليك فمد النبي صلى الله عليه وسلم يده فمس
يده فقال ابررت عمي ولا هجرة عبد الرحمان بن صفوان یا صفوان بن عبد الرحمن قرشی سے روایت ہے جس دن مکہ فتح
ہوا تو وہ اپنے باپ کو لیکر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ کو ہجرت کے ثواب مین سے ایک حصہ دلایے آپنے فرمایا اب
ہجرت نہین ہے (یعنے وہ ہجرت جو فتح مکہ سے پہلے مسلمانون پر واجب تہی مدینہ کی طرف لیکن نفل ہجرت ان مقامون سے
جہان دین کی خرابیان ہون قیامت تک قائم ہے) آخر وہ چلا گیا اور حضرت عباس (آپکے چچا) پاس گیا اور بولا
تمنے مجہے پہچانا (جو میرے اور تمہارے بیچ مین دوستی اور محبت تہی اب اسکا حق ادا کرو اور ہجرت کا ثواب دلاؤ) انہون نے
کہا ہان پہر حضرت عباس ایک کرتہ پہنے نکلے چادر بہی اوپر نہ تہی اور انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ مجہ سے اور فلان شخص سے
معرفت (اور ملاقات) ہے آپ جانتے ہین جو مجہ مین اور اس مین محبت تہی وہ اپنے باپ کو لیکر آیا ہے اسلیے کہ آپ اس
سے بیعت لیوین ہجرت پر آپنے فرمایا ہجرت تو اب نہین رہی حضرت عباس نے عرض کیا مین آپ کو قسم دیتا ہون یہ سنکر
آپنے اپنا ہاتہ بڑہایا اور اس شخص کا ہاتہ چہولیا اور فرمایا مینے اپنے چچا کی قسم کو سچا کیا لیکن ہجرت تو نہین رہی **عن**
يزيد بن ابي زياد باسناده نحوه قال يزيد بن ابي زياد يعني لا هجرة من دار قد اسلم اهلها ترجمہ وہی جو
اوپر گذرا یزید بن ابی زیاد نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) ہجرت نہین رہی اسکا مطلب یہ ہے کہ اس شہر سے ہجرت
نہین رہی جسکے رہنے والے مسلمان ہوگئے لیکن دار الکفر سے ہجرت ہمیشہ قائم ہے قیامت تک

باب النهي

ان يقال ما شاء الله وشئت یون کہنے کی ممانعت جو اللہ اور تم چاہو **عن** ابن عباس قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذا حلف احدكم فلا يقل ما شاء الله وشئت ولكن ليقل ما شاء الله ثم شئت ابن
عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے قسم کہاوے تو یون نہ کہے جو اللہ چاہے

اور تم چاہو بلکہ یوں کہے جو اللہ چاہے پھر تم چاہو **ف** اسلیے کہ اول کلام میں مخاطب کو اللہ کے ساتھ کر دیا ہے جس میں سے شرک کی بو آتی ہے اگرچہ مومن کی نیت شرک کی نہیں ہوتی تو بھی ایسی بات کہنا جس میں شرک کا وہم ہو منع ہوا **عن** حذيفة بن اليمان ان رجلا من المسلمين راى في النوم انه لقي رجلا من اهل الكتاب فقال نعم القوم انتم لولا انكم تشركون تقولون ما شاء الله وشاء محمد وذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال اما والله ان كنت لاعرفها لكم قولوا ما شاء الله ثم شاء محمد حذیفہ بن یمان سے روایت ہے ایک مسلمان نے خواب دیکھا کہ وہ خواب میں ایک اہل کتاب (یہودی یا نصرانی) سے ملا ہے اس نے کہا تم اچھے لوگ ہو اگر شرک نہ کرتے تم کہتے ہو جو اللہ اور محمد چاہیں اس مسلمان نے یہ خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا قسم خدا کی میں اس بات کو جانتا تھا تمہارے ایسا کہنے میں شرک کی بو ہے) یوں کہا کرو جو اللہ چاہے پھر محمد چاہیں **ف** یعنے اللہ کے بعد محمد کو رکھو تو قباحت نہیں اسلیے کہ اللہ کا ہمسر کوئی نہیں سب اس کے بندے اور غلام ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسبت ایسی بات کہنے سے منع فرمایا تو اب اور کسی ولی یا پیر یا مرشد یا درویش کی کیا بساط ہے کہ وہ اللہ کے نام کے ساتھ شریک کیا جاوے کسی کام کے کرنے یا ہونے یا نہ ہونے میں **عن** الطفيل بن سخبرة اخي عائشة لامها عن النبي صلى الله عليه وسلم بنحوه طفیل بن سنجرہ سے بھی ایسا ہی روایت ہے

باب من ورّى في يمينه جو کوئی قسم میں توریہ کرے **ف** توریہ کے معنے چھپانا اور اصطلاح میں توریہ وہ کلام ہے جو دو معنے رکھتا ہو معنے ظاہر تو مخاطب کے سمجھنے کے لیے رکھا جاوے اور متکلم دوسرے معنے کا قصد کرے تاکہ اصلی بات چھپی رہے اور آفت سے رہائی ہو جاوے ضرورت کیوقت توریہ صحابہ کرام اور سلف سے بھی منقول ہے **عن** سويد بن حنظلة قال خرجنا نريد رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعنا وائل بن حجر فاخذه عدو له فتحرج الناس ان يحلفوا فحلفت انا انه اخي فخلى سبيله فاتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبرته ان القوم تحرجوا ان يحلفوا وحلفت انا انه اخي فقال صدقت المسلم اخو المسلم سوید بن حنظلہ سے روایت ہے ہم نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہونے کے لیے اور ہمارے ساتھ وائل بن حجر بھی تھے انکو ایک دشمن نے انکو پکڑا اور لوگوں نے برا جانا جھوٹی قسم کھانا (کہ یہ وائل نہیں ہیں) آخر مینے قسم کھائی کہ یہ میرا بھائی ہے (اور یہ قسم صحیح تھی اس میں توریہ تھا کیونکہ دشمن تو بھائی سے سگا بھائی سمجھا اور مینے دینی بھائی مراد لیا جیسے حضرت صدیق اکبر نے مدینہ کو جاتے وقت ایک دشمن سے کہا جب اسنے پوچھا تمہارے پیچھے کون شخص ہے اور پیچھے ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے ابو بکر نے کہا ایک شخص ہے جو مجھکو راہ بتاتا ہے یہ بھی توریہ تھا دشمن یہ

سمجھا کہ رستہ بتلانیوالا شخص ہے اور ابوبکر نے یہ مراد لیا کہ آپ خدا کی راہ آپکو بتاتے ہین اخیر ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پاس حاضر ہوئی اور مینے آپ سے یہ حال بیان کیا کہ لوگون نے تامل کیا قسم کھانے مین اور مین نے قسم کھالی کہ وائل
میرا بھائی ہے آپنے فرمایا تونے سچی قسم کھائی مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْيَمِيْنُ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہمیشہ قسم دلانیوالے کے مطلب پر ہوتی ہے **ف** گو قسم کھانیوالا دوسرا کچھ
مطلب رکھکر قسم کھاوے یعنے توریہ کرے تو اسکا توریہ اسکو مفید نہ ہوگا بلکہ جھوٹی قسم کا وبال اُسپر ہوگا۔ یہ حدیث اس مقام
مین ہے جب کوئی شخص دوسرے کا حق دبانا چاہے قسم کھا کر اور اگلی حدیث اس مقام مین ہے جب کسی مسلمان کی جان
یا عزت بچانا منظور ہو ظالم کے ظلم سے تو دونون مین منافات نہ ہوگی۔ امام احمد کا قول اسی حدیث کے موافق ہے **عَنْ**
اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنُكَ عَلٰى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم تیری اسی مطلب پر واقع ہوگی جسپر تیرا صاحب تجھکو سچا جانے **ف**
یعنے تیرا توریہ تجھکو مفید نہوگا یہ حدیث بھی اسی مقام پر محمول ہے کہ معاملات مین آدمی قسم کھاوے تو قسم دینے والے کے
مطلب پر ہوگی جیسے اگلی حدیث ہے **بَابُ** النَّهْيِ عَنِ النَّذْرِ نذر کی ممانعت **ف** نذر اسوقت صحیح ہوتی ہے
جب اللہ کے واسطے کیجاوے تو ضرور ہے کہ نذر عبادت اور ثواب کا کام ہو اور معصیت اور گناہ مین نذر صحیح نہین ہے
جیسے کوئی نذر کرے اسلیے کہ اولاد مین برابری نکرے یا ورثہ کو انکے واجبی حصہ سے کم و بیش دلادے یا قبرون پر نذر کرے
یا اور کسی کام کی جسکی شریعت مین اصل نہین ہے جیسے دھوپ مین کھڑے رہنے کی کسی سے بات نہ کرنیکی یا ایسی نذر کرے
جو طاقت انسانی سے باہر ہے تو ان سب صورتون مین نذر لغو ہوگی (در بہیہ) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ اِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ اللَّئِيْمِ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آن حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا نذر سے اور فرمایا نذر بخیل کے دل سے مال نکالتی ہے **ف** بخیل بغیر مصیبت پڑے خرچ
نہین کرتا جب اسپر آفت آتی ہے تو نذر نکالتا ہے اسوجہ سے نذر کو آپنے مکروہ جانا کیونکہ وہ شعار ہے بخلا کا اور سخی تو
بغیر نذر کے اللہ کی راہ مین ہمیشہ صرف کرتے ہین اور بعضون نے کہا نذر سے ممانعت اس حال مین ہے جب یہ سمجھکر نذر کرے
کہ اسکی وجہ سے تقدیر بدلجاوے گی یا جو آفت تقدیر مین ہے وہ ٹل جاویگی **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ النَّذْرَ لَا يَأْتِيْ ابْنَ اٰدَمَ بِشَيْءٍ اِلَّا مَا قُدِّرَ لَهٗ وَلٰكِنْ يَغْلِبُهُ الْقَدَرُ مَا قُدِّرَ لَهٗ فَيُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ
الْبَخِيْلِ فَيُيَسَّرُ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُيَسَّرُ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ ذٰلِكَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر سے آدمی کو کچھ نہیں ملتا مگر جو اسکی تقدیر مین ہے اور تقدیر نذر پر غالب آتی ہے جو آدمی کی تقدیر مین ہے وہ ضرور ہوگا لیکن بخیل کے دل سے نذر مال نکالتی ہے اور اسپر ایک بات آسان ہوجاتی ہے جو پہلے اسپر آسان نتھی (یعنے مال کا خرچ کرنا) اللہ تعالے نے فرمایا تو مال خرچ کرین تجھپر خرچ کرونگا **بَاب** النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ گناہ کی بات کی نذر کرنا **عَنْ** عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَلَا نَذْرَ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ عمران بن حصین سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گناہ کی بات مین نذر نہین ہے (جیسے اپنے بچے کو ذبح کرنے کی نذر یا عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر) اور نہ اس بات مین جو آدمی کے اختیار مین نہین ہے **ف** یعنے اسکے ملک مین مثلاً نذر کرے دوسرے کا بردہ آزاد کرنیکی **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گناہ مین نذر نہین ہے اور ایسی نذر مین کفارہ ہی قسم کا۔ **ف** اہلحدیث اور حنفیہ کا یہی قول ہے کہ کوئی گناہ کے کام کی نذر کرے تو اس نذر کو پورا نکرے اور قسم کا سا کفارہ دیوے مسلم نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً کہ جو کوئی نذر کرے گناہ کی اسکا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور شافعیہ کے نزدیک نذر مین کفارہ نہین ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نذر کرے اللہ کی اطاعت کرنیکی (جیسے روزہ نماز حج جہاد وغیرہ کی) وہ اطاعت کرے اور جو نذر کرے اللہ کی نافرمانی کرنے کی وہ نافرمانی نکرے **ف** اور قرآن مین جو آیا ہے یوفون بالنذر مراد اس سے یہی نذر طاعت ہے طبرانی نے باسناد صحیح قتادہ سے نکالا یوفون بالنذر کی تفسیر مین کہ اگلے لوگ نذر کرتے تہے روزہ نماز زکوۃ حج یا عمرے کی اور فرائض کی تو اللہ نے انکو ابرار فرمایا اور احمد اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نذر نہین ہے مگر وہی جس سے اللہ تعالی کی رضامندی مطلوب ہو **بَابٌ** مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَلَمْ يُسَمِّهِ جس نے نذر کی لیکن بیان نہین کیا کہ کونسی نذر اور کس چیز کی تو وہ کیا کرے **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا وَلَمْ يُسَمِّهِ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ عقبہ بن عامر سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک نذر کی اور اسکو معین نہین کیا (یعنے نذر کے کام کی تصریح نہین کی صرف اتنا کہا کہ میرے اوپر نذر ہی) تو وہ قسم کا سا کفارہ دیوے **ف** ترمذی نے بہی اس حدیث کو نکالا اور کہا صحیح ہے اہلحدیث کا یہی قول ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا

ولم يسمه فكفارته كفارة يمين ومن نذر نذرا اطاقه فليف به ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک نذر کی اور اسکا نام نہین لیا (کہ فلان چیز کی نذر کرتا ہون) تو اسکا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے ایک نذر کی جسکے پورا کرنیکی طاقت نہین رکھتا تو اسکا کفارہ قسم کا سا کفارہ ہے اور جس نے نذر کی ایسی جسکے پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو وہ اسکو پورا کرے **ف** اسلیے کہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے وليوفوا نذورهم احمد اور ابو داود نے اس حدیث کو بھی نکالا اس مین اتنا زیادہ ہے کہ آپنے ایک عورت کو جس نے پاؤن سے چلکر حج کرنے کی نذر کی تھی اور وہ اسکی طاقت نہین رکھتی تھی یہی حکم دیا تھا کہ کفارہ دیوے (قسم کا سا)

باب الوفاء بالنذر نذر کا پورا کرنا **عن** عمر بن الخطاب رض قال نذرت نذرا في الجاهلية فسألت النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما أسلمت فأمرني أن أوفي بنذري حضرت عمر سے روایت ہے انہون نے کہا مینے جاہلیت کے زمانہ مین نذر کی تھی (مسجد حرام مین اعتکاف کرنیکی) پھر مینے اسلام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا آپنے فرمایا پورا کر اپنی نذر کو **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر مشرک حالت شرک مین یا کافر حالت کفر مین کسی نیک کام کی نذر کرے جیسے اعتکاف یا روزہ یا صدقہ وغیرہ بعد اسکے اسلام لاوے تو اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے اہلحدیث اور حسن اور طاوس اور قتادہ اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک اسکا پورا کرنا ضرور نہین اور احادیث صحیحہ انکے قول کو رد کرتی ہین **عن** ابن عباس أن رجلا جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله إني نذرت أن أنحر ببوانة فقال في نفسك شيء من أمر الجاهلية قال لا قال أوف بنذرك ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مینے نذر کی تھی کہ نحر کرون گا بوانہ مین (جو ایک مقام ہے مکہ کے پاس) آپنے فرمایا تیرے دل مین جاہلیت کا کوئی اعتقاد باقی ہے (دوسری روایت مین ہے کہ وہان کوئی وثن ہے (بت) یا قبر جو پوجی جاوے) وہ بولا نہین آپنے فرمایا اپنی نذر پوری کر **ف** اس حدیث کو امام احمد نے بھی نکالا اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہین یہ بھی اہلحدیث کی دلیل ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بت یا قبر کے پاس جسکی لوگ پرستش کرین ذبح کرنا جائز نہین اور ایک جماعت علما کا یہ قول ہے کہ جو جانور اولیاء اللہ کی قبرون پر کاٹے جاتے ہین اور انہی کے نام پر پالے جاتے ہین ان کا کھانا حرام ہے اگرچہ ذبح کی وقت اللہ تعالی کا نام لیا جاوے کیونکہ مقصود انکے کاٹنے سے تعظیم غیر اللہ ہے تو وہ ما اہل بہ لغیر اللہ ہوا اور مختار مین ہے کہ کسینے کوئی جانور ذبح کیا بادشاہ یا امیر کے آنیکی وقت (جیسے اس زمانہ مین رسم ہے کہ بادشاہ کے آنیکی وقت کہلکی کاٹتے ہین) تو وہ حرام ہے اگرچہ اسپر اللہ کا نام لیا جاوے اور مقابل انکے ایک جماعت علما کی جو

ما اہل بہ لغیر اللہ کو خاص کرتی ہے اس جانور سے جسپر ذبح کیوقت اللہ کے سوا دوسرے کا نام لیا جاوے اور ہر ایک فریق نے اس باب مین جدا جدا کتابین لکھی ہین **عن** میمونۃ بنت کردم الیساریۃ ان اباھا لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ھی ردیفۃ لہ فقال انی نذرت ان انحر ببوانۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل بھا وثن قال لا قال اوف بنذرک میمونہ بنت کردم سے روایت ہے انکے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور وہ اسوقت اپنے باپ کے ساتھ ایک اونٹ پر بیٹھی تھین تو انہون نے کہا مین نے نذر کی ہے کہ نحر کرون بوانہ مین آپنے فرمایا کہ وہان کوئی بت ہے انہون نے کہا نہین آپنے فرمایا تو پورا کر اپنی نذر کو **عن** میمونۃ بنت کردم عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم بنحوہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** من مات وعلیہ نذر جو شخص مرجاوے اور اسکے ذمہ پر نذر ہو **عن** ابن عباس ان سعد بن عبادۃ استفتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نذر کان علی امہ توفیت ولم تقضہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقضہ عنھا ابن عباس سے روایت ہے سعد بن عبادہ (انصار کے رئیس) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا کہ میری مان پر ایک نذر تھی وہ مرگئی اور اس نے نذر ادا نہین کی آپنے فرمایا تو ادا کر دے اسکی طرف سے **عن** جابر بن عبد اللہ ان امراۃ اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان امی توفیت وعلیھا نذر صیام فتوفیت قبل ان تقضیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیصم عنھا الولی جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ایک عورت آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہنے لگی میری مان مرگئی اور اسکے اوپر نذر کے روزے تھے وہ ادا کرنے سے پہلے گزر گئی آپنے فرمایا اسکا ولی اسکی طرف سے روزہ رکھ لیوے **ف** ظاہریہ اور اہلحدیث کا عمل اسیپر ہے کہ میت کی طرف سے نذر کا روزہ ہو یا نماز اسکا ولی رکھ لیوے اور حنفیہ اسکو درست نہین جانتے کہ کوئی دوسرے کیطرف نماز یا روزہ ادا کرے حالانکہ صحیح بخاری مین ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے ایک عورت کو حکم دیا جسکی مان نے قبا مین نماز پڑھنے کی نذر کی تھی پھر مرگئی کہ تو اسکی طرف سے پڑھ لے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے ایسا ہی نکالا صحیح اسناد سے **باب** من نذر ان یحج ماشیا جو کوئی نذر کرے پیدل حج کرنے کی **عن** عقبۃ بن عامر انہ اخبرہ ان اختہ نذرت ان تمشی حافیۃ غیر مختمرۃ وانہ ذکر ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مروھا فلترکب ولتختمر ولتصم ثلاثۃ ایام عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انکی بہن نے نذر کی کہ ننگے پاؤن ننگے سر ہوکر پاؤن سے جاوی گی (حج کو) اسکا ذکر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا اسکو حکم کرو وہ سوار ہو جاوے اور سر ڈھانپے اور تین روزے رکھے گی **عن** ابی ھریرۃ قال رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیخا یمشی

بَیْنَ ابْنَیْہِ فَقَالَ مَا شَأْنُ هٰذَا قَالَ ابْنَاهُ نَذَرَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ارْكَبْ أَيُّهَا الشَّيْخُ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بوڑہے کو دیکھا جو اپنے دو بیٹون کے بیچ مین چل رہا تہا اور انپر ٹیکا دیکر آپ نے فرمایا اسکو کیا ہوا ہے اسکے بیٹون نے کہا اس نے نذر کی ہے یارسول اللہ کہ پیدل حج کرے آپ نے فرمایا اے بڈہے سوار ہوجا کیونکہ اللہ کو نہ تیری پرواہ ہے نہ تیری نذر کی پرواہ ہے **ف** صحیحین مین یہ حدیث انس سے مروی ہے اس مین یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی غنی ہے اسکے تکلیف اٹہانے سے اور امام محمد نے موطا مین جناب علی مرتضے سے نکالا کہ جو کوئی پاؤن سے چلکر حج کرنے کی نذر کرے پہر عاجز ہوجاوے تو وہ سوار ہوجاوے اور حج کرے اور ایک بدنہ نحر کرے کفارہ مین یہ افضل ہے لیکن ایک بکری بہی کافی ہے امام محمد نے کہا ہم اسکو لیتے ہین اور ابوحنیفہ کا بہی یہی قول ہے اور ہم کہتے ہین کہ اس باب مین ابوداؤد اور ابن ماجہ نے جو حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالی وہ مرفوع ہے اور صحیح ہے تو اسکا لینا اولی ہے کہ جس نذر کے پورا کرنے کی طاقت نہ ہو تو قسم کا کفارہ دیوے اور اہلحدیث کا یہی قول ہے

بَابُ مَنْ خَلَطَ فِي نَذْرِهِ طَاعَةً بِمَعْصِيَةٍ جو کوئی نذر مین عبادت اور گناہ دونون کو شریک کرے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الشَّمْسِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوا نَذَرَ أَنْ يَصُومَ وَلَا يَسْتَظِلَّ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَلَا يَزَالَ قَائِمًا قَالَ لِيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَجْلِسْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص پر سے گذرے مکہ مین وہ دہوپ مین کہڑا تہا آپ نے فرمایا یہ کیا ہے لوگون نے عرض کیا اس نے نذر کی ہے کہ روزہ رکہے اور شام تک سایہ مین نہ جاوے اور بات نکرے اور برابر کہڑا رہے آپ نے فرمایا اسکو چاہیے کہ بات کرے اور سایہ مین بیٹہے اور اپنا روزہ پورا کرے **ف** تو اس شخص نے بری اور اچہی دونون باتون کی ملاکر نذر کی تہی جیسے روزہ وہ اچہا ہی اور ثواب ہے لیکن کسی سے بات نکرنا یہ لغو امر ہے بلکہ گناہ ہے تو آپ نے بری باتون کو اوڑا دیا اور اچہی بات کے پورا کرنے کا حکم دیا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ دوسری روایت بہی یہی ہے

اَبْوَابُ التِّجَارَاتِ تجارت اور معاملات کا باب

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمَكَاسِبِ کمائی کرنے کی ترغیب

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهِ ام المومنین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا سب سے عمدہ جو کہانا آدمی کہاوے وہ یہی کہ اپنی محنت سے کہاوے اور اسکی اولاد بہی اسی کی محنت ہے **ف** اگر والدین محتاج ہون تو انکا نفقہ ولد پر واجب ہے جب وہ خود کمانے کے قابل ہون اور جو محتاج نہون یا عاجز نہون تب بہی اولاد کی رضامندی سے انکا مال مین سے کہا سکتے ہین مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اولاد کا مال گویا انہی کا حلال طیب ہے اور انہی کمائی ہوئی ہے

عن المقدام بن معدیکرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما کسب الرجل کسبا اطیب من عمل یدہ و
ما انفق الرجل علی نفسہ و اھلہ و ولدہ و خادمہ فھو صدقۃ مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی کمائی آدمی کی اُس کمائی سے بہتر نہیں ہے جو وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرکے کماوے اور جو کچھ آدمی اپنی
ذات یا اپنی اولاد یا اپنے گھر والون یا اپنے خادمون پر صرف کرے اسکا ثواب صدقے کے طور پر ہوگا **عن** ابن عمر قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الامین الصدوق المسلم مع الشھداء یوم القیمۃ ابن عمر سے
روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سچا امانت دار سوداگر مسلمان شہیدون کے ساتھ ہوگا قیامت
کے دن **ف** تجارت کے ساتھ سچائی اور امانت داری بہت مشکل ہے اکثر تاجر جھوٹ بولتے ہین اور اکثر سود لیتے ہیں
توجو کوئی تاجر سچا امانت دار متقی اور پرہیزگار رہوگا اسکو شہیدون کا درجہ ملیگا اس لیے کہ جان کے بعد آدمی کو مال عزیز ہے
بلکہ بعض لوگ مال کے لیے جان گنواتے ہین جیسے شہید نے اپنی جان اللہ کے راہ مین صرف کی ایسے ہی متقی تاجر نے
مال اسکی راہ مین صرف کیا اور حرام کی طمع نہ کی **عن** ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الساعی
علی الارملۃ والمسکین کالمجاھد فی سبیل اللہ وکالذی یقوم اللیل ویصوم النھار ابوہریرہ سے روایت ہے
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بیواؤن اور مسکینون کے لیے محنت کرے اسکا ثواب ایسا ہی ہے جیسے اللہ
کی راہ مین جہاد کرنیوالیکا یا اسکا جو رات بھر نماز مین کھڑا رہے اور دن کو روزہ رکھے **عن** عبد اللہ بن خبیب عن
ابیہ عن عمہ قال کنا فی مجلس فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی راسہ اثر ماء فقال لہ بعضنا
نراک الیوم طیب النفس فقال اجل والحمد للہ ثم افاض القوم فی ذکر الغنی فقال لا باس بالغنی لمن
اتقی والصحۃ لمن اتقی خیر من الغنی وطیب النفس من النعیم عبداللہ بن خبیب اپنے باپ سے انہون نے
اپنے چچا سے روایت کی کہ ہم ایک مجلس مین تھے اتنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے آپکے سر پر پانی کا نشان تھا
ہم مین سے بعض لوگون نے کہا ہم آپکو آج کے دن خوش پاتے ہین آپنے فرمایا ہان الحمد للہ پھر لوگون نے مالداری کا ذکر کیا آپنے
فرمایا مالداری اگر تقوے کے ساتھ ہو تو کچھ قباحت نہین ہے اور صحت بہتر ہے متقی کے لیے مالداری سے اور دل کا خوش
رہنا یہی ایک نعمت ہے **ف** بلکہ صحت اور خوشی تمام نعمتون سے بڑھکر ہے اگر مال لاکھون کروڑون ہو لیکن صحت اور خوشی
نہ ہو تو سب بیکار ہے یہ صحت اور خوشی اللہ کیطرف سے ہے جس بندے کو اللہ چاہتا ہے اسکو اس نعمت عظیم سے سرفراز فرماتا ہے
یا اللہ ہمکو ہمیشہ صحت اور خوشی سے رکھ اور ہماری تمام اولاد اور احباب اور اقارب اور ہماری تمام برادران اہل حدیث کو
آمین یارب العالمین **باب** الاقتصاد فی طلب المعیشۃ روزی کمانے مین میانہ روی کرنا یعنے نہ بہت مصروف

ہونا کہ عبادات فوت ہو جاویں عیش میں خلل آوے نہ بالکل بے توجہی کرنا تھوڑی محنت کرکے ہمیشہ بھروسا اللہ پر رکھنا)
عن ابی حمید الساعدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجملوا فی طلب الدنیا فان کلا میسر
لما خلق لہ ابی حمید ساعدی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا کی طلب میں اختصار کرو اسلیے کہ جس لیے
آدمی پیدا کیا گیا ہے وہ ضرور اسکو ملیگا یعنے جو مال اور دولت اور عہدہ اللہ نے اسکی قسمت میں لکھا ہے وہ ضرور ملیگا تو
اوسکا زیادہ محنت کرنے سے اور ہمہ تن دنیا میں مصروف رہنے سے کوئی نفع نہیں تھوڑی توجہ کافی ہے اور باقی آخرت کے
کاموں کیطرف کرنا چاہیے) **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظم الناس ھما
المومن الذی یھتم بامر دنیاہ وامر آخرتہ قال ابو عبد اللہ ھذا حدیث غریب تفرد بہ اسمعیل انس
بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا رنج اس مسلمان کو ہے جسکو دنیا کی بھی فکر ہو اور
آخرت کی بھی فکر ہو **ف** جو شخص ملحد بیدین ہے اسکو آخرت سے غرض نہیں صرف دنیا کی فکر ہے اور جو کچا مسلمان ہے
اسکو دونوں فکریں لگی ہوئی ہیں کیونکہ خدا پر اسکو پورا بھروسا اور اعتماد نہیں ہے اور جو پکا مسلمان ہے اسکو فقط آخرت کی
ہی فکر ہے اور دنیا کی زیادہ فکر نہیں حقتعالی رازق اور مسبب الاسباب ہے جب تک زندگی ہے وہ کہیں سے ضرور
کھلا دیگا اور پلا دیگا **عن** جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایھا الناس اتقوا
اللہ واجملوا فی الطلب فان نفسا لن تموت حتی تستوفی رزقھا وان ابطأ عنھا فاتقوا اللہ واجملوا
فی الطلب خذوا ما حل ودعوا ما حرم جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اے لوگو اللہ سے ڈرو اور روزی کی فکر میں اختصار کرو یعنے زیادہ تردد نہ کرو اسلیے کہ کوئی شخص نہیں مریگا جب تک
اپنی روزی پوری نہ لیگا اگرچہ اسکی فکر نہ کرے تو اللہ سے ڈرو اور اچھے طریق سے روزی طلب کرو (محنت مزدوری سے
نہ بیحیائی اور بے شرمی کے ذریعوں سے) اور جو حلال ہے اسکو لو اور حرام کو چھوڑ دو **باب** التوقی فی التجارۃ تجارت میں
تقوی کرنا یعنے حرام کاموں سے اور گناہ کی باتوں سے بچنا جیسے جھوٹ قسم کھانے سے یا جھوٹ بولنے سے **عن** قیس بن
ابی غرزۃ قال کنا نسمی فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السماسرۃ فمر بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فسمانا باسم ھو احسن منہ فقال یا معشر التجار ان البیع یحضرہ الحلف واللغو فشوبوہ بالصدقۃ
قیس بن ابی غرزہ سے روایت ہے ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں سماسرہ کہلاتے تھے (سماسرہ جمع ہے سمسار
کی یعنے دلال سوداگروں کو اور بازاروالوں کو عرب لوگ یہی کہتے) پھر آپ ہمارے سامنے سے گذرے تو ہمارا نام رکھا اس سے
اچھا اور فرمایا اے گروہ تاجروں کے بیوپار میں قسم کھانا ہوتی ہے اور بیکار باتیں کہنا پڑتی ہیں (اور کبھی زبان سے جھوٹ

بات ہی نکل جاتی ہے) تو اس میں صدقہ ملا دو یعنے کچھ خیرات بھی کیا کرو اپنے بیوپار میں سے تاکہ وہ اُن گناہوں کا کفارہ ہو جاوے **عن** رفاعۃ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا الناس یتبایعون بکرۃ فناداہم یا معشر التجار فلما رفعوا ابصارہم ومدوا اعناقہم قال ان التجار یبعثون یوم القیامۃ فجارا الا من اتقی اللہ وبر وصدق رفاعہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے دیکھا تو لوگ چکا رہے تھے ایک حوان اونٹ کی قیمت آپ نے ان کو پکارا اے تاجروں کے گروہ جب انہوں نے اپنی آنکھیں اٹھائیں اور گردنیں لمبی کیں تو آپ نے فرمایا سوداگر قیامت کے دن فاسق ہو کر حشر کیے جاوینگے مگر جو کوئی ان میں سے تقوی کرے اور نیک ہو اور سچ بولے **ف** نیک ہونے لوگوں سے سلوک کرے مفلس کو مہلت دیو بلکہ اگر ہو سکے تو معاف کر دیوے اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے بھی نکالا ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں براء سے بھی ایسا ہی نکالا (مشکوۃ) **باب** اذا قسم للرجل رزق من وجہ فلیلزمہ جب آدمی کو اللہ سبحانہ وتعالی روزی کا کوئی ذریعہ جیسے تجارت یا زراعت یا نوکری یا مزدوری) دیوے تو اسکو پکڑے رہے **ف** یعنے بیضرورت نہ چھوڑے اور دوسرے ذریعہ کی طرف طمع کر کے نہ دوڑے ایسا نہ ہو کہ دونوں جاتی رہیں اور مصیبت میں پڑے اکثر دیکھا گیا ہے کہ ساری کے طمع میں آدھی بھی گئی **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصاب من شیء فلیلزمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ذریعہ رزق کا پاجاوے تو اسکو تھامے رہے (نا شکری کر کے اسکو چھوڑے نہیں) **عن** نافع قال کنت اجہز الی الشام والی مصر فجہزت الی العراق فاتیت عائشۃ ام المؤمنین فقلت لہا یا ام المؤمنین کنت اجہز الی الشام فجہزت الی العراق فقالت لا تفعل مالک ولمتجرک فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا سبب اللہ لاحدکم رزقا من وجہ فلا یدعہ حتی یتغیر لہ او یتنکر لہ نافع سے روایت ہے میں اپنے گماشتوں کو شام اور مصر کیطرف تجارت کے لیے) روانہ کیا کرتا تھا پھر میں نے عراق کیطرف روانہ کیا بعد اسکے میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ پاس آیا اور میں نے ان سے کہا ہمیشہ میں شام کیطرف روانہ کرتا تھا اب کے عراق کیطرف بھیجا ہوں انہوں نے کہا ایسا مت کر تو اپنی معمولی تجارت کیوں نہیں کرتا اور اسکو چھوڑ کر دوسری تجارت کیوں اختیار کرتا ہے میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب اللہ جل جلالہ تم میں سے کسی کے لیے رزق کا ایک سبب کر دیوے ایک شکل سے تو اسکو چھوڑے نہیں یہانتک کہ وہ شکل بدلجاوے یا بگڑ جاوے **ف** بدلجانا یہ ہے کہ مثلاً کسی کے نوکر تھے اُس نے چھڑا دیا بگڑ جانا یہ ہے کہ اس میں نقصان ہو کوئی آفت پڑے اسوقت دوسری شکل کے اختیار کرنے میں قباحت نہیں۔ اس حدیث کو امام

احمد نے بھی نکالا اور اسکا اسناد حسن ہے اور جو مضمون اس حدیث میں ہے وہ ایک نہایت عمدہ قاعدہ ہے جسپر چلنے سے ہمیشہ خوشی اور بیفکری رہتی ہے جو لوگ اپنے رزق کے لیے ایک شکل پر قناعت نہیں کرتے اور صدہا ہزار ہا تشکلین بے ضرورت لگاتے ہین انکو بجاے امن اور عیش کے ایک ضیق ہو جاتی ہے کہ پناہ بخدا ایسی دولت سے کیا فائدہ جس مین راحت نہو یہہ ساری محنت اور مشقت اپنے آرام کے لیے ہے جب آرام ہی نہ ہو تو دولت سے مفلسی بہتر ہے **باب** الصناعات پیشون کا بیان اور حرفون کا **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّا رَاعِیَ غَنَمٍ قَالَ لَهُ اَصْحَابُهُ وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَنَا کُنْتُ اَرْعَاهَا لِاَهْلِ مَکَّةَ بِالْقَرَارِیْطِ قَالَ سُوَیْدٌ یَعْنِیْ کُلَّ شَاةٍ بِقِیْرَاطٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے کوئی نبی نہین بھیجا مگر اُس نے بکریان چرائین آپکے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپنے بھی بکریان چرائین آپنے فرمایا ہان مین مکہ والون کی بکریان چرایا کرتا تھا چند قیراطون کے بدل۔ سوید نے کہا ہر بکری پیچھے ایک قیراط ملتا۔ **ف** اجرت کا اس حدیث سے یہ نکلا کہ مزدوری اور محنت کرنے مین کوئی ذلت نہین بلکہ حرام کا مال بیٹھ کر کھانا اور اڑانا انتہا کی بے شرمی اور بیحیائی اور ذلت وخواری ہے جب سرتاج انبیا اشرف مخلوقات سید کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدوری کی تو اور کسیکی کیا حقیقت ہے جو مزدوری کرنے کو ننگ وعار سمجھتا ہے ہند کے مسلمان جیسا مزدوری محنت سے اینٹھتے ہین اور کنیاتے ہین ایسی دنیا مین کوئی قوم نہین جب ہی تو ہند کے مسلمان فاقون مرتے ہین یا دو چار روپیہ کے لیے ایک مشرک یا کافر کی خدمتگاری کرتے ہین مگر اپنی محنت اور تجارت سے روٹی پیدا کرنا عار جانتے ہین اور بعض تو ایسے بیحیا ہین کہ بھیک مانگتے پھرتے ہین لوگون سے اپنے لیے چندے کراتے ہین مگر محنت اور تجارت کو عار جانتے ہین. خاک پڑے انکی عقل پر حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جانور چرانا ایک حلال پیشہ ہے اور کافرون کی مزدوری بھی کرنا درست ہے کیونکہ مکہ والے اسوقت کافر ہی تھے **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ زَکَرِیَّا نَجَّارًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت زکریا علیہ السلام (حضرت یحیی کے باپ) بڑہی تھے **ف** معلوم ہوا کہ نجاری یعنے بڑہی کا پیشہ حلال ہے اور پیغمبرون نے کیا ہے اور بڑہی کی مثل ہے موچی اور لوہار اور سنار اور درزی اور دھوبی اور رنگریز اور حجام اور جولاہا اور دھنیا اور قصائی اور خاکروب اور صحاف (جلدبند) اور چھاپنے والا اور کاتب اور بید بننے والا وغیرہ یہ سب حلال پیشے ہین **عن** عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّوَرِ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُقَالُ لَهُمْ اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے تصویر بنانیوالے عذاب دیے جاوینگے قیامت کے دن انسے کہا جاویگا جو تمنے

ف یعنی بکریان چرانا کوئی عیب نہین انبیا نے بھی یہ کام کیا ہے

بنایا اس مین جان ڈالو ف زندہ کرو اور یہ ان سے ہو نہ سکیگا بس اسی بات پر ان کو عذاب ہوتا رہیگا اس حدیث سے یہ نکلا کہ مصوری کا پیشہ حلال نہین ہے البتہ اگر بے جان چیزون کی تصویر بناتا ہو جیسے مکانون کی درختون کی شہرون کی تو قباحت نہین ہے اب اختلاف ہے علما کا کہ کونسی تصویر مراد ہے مجسم یعنے بت جو پتھر یا لکڑی یا لوہے وغیرہ سے بناتے ہین یا ہر طرح کی تصویر اگرچہ نقشی یا عکسی ہو جسکو ہمارے زمانہ مین فوٹو کہتے ہین ظاہر حدیث عام ہے اور ہر ایک تصویر کو شامل ہے لیکن بعضون نے صرف مجسم تصویر کو حرام کہا ہے **عَنْ** اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْذَبُ النَّاسِ الصَّبَّاغُوْنَ وَالصَّوَّاغُوْنَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب لوگون مین رنگریز اور سنار بڑے جھوٹے ہین **ف** کبھی وعدہ پر چیز نہین دیتے اور سنار تو اکثر دغا بازی بھی ہوتے ہین کھوٹا کھرے مین ملا دیتے ہین اور لوگون کا زیور خراب کر دیتے ہین۔ اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ رنگریز یا سنار کا پیشہ برا ہے اگر سچائی کے ساتھ کوئی یہ پیشہ کرے تو اس مین قباحت نہین ہے **بَابُ** الْحُكْرَةِ وَالْجَلَبِ حکرہ اور جلب کے بیان مین **ف** حکرہ اور احتکار یہ ہے کہ مال کو خرید کرکے رکھ چھوڑے اس انتظار سے کہ جب مہنگا ہوگا تو بیچین گے اور جلب یہ ہے کہ دوسرے ملکون سے مال لیکر آوے شہر مین بیچنے کے لیے **عَنْ** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ حضرت عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جالب (جلب کرنیوالا یعنے باہر سے مال لانیوالا) روزی دیا جاویگا اسکو نفع ہوگا برکت ہوگی اور احتکار کرنے والا ملعون ہے **ف** امام احمد اور حاکم اور ابن ابی شیبہ اور بزار اور ابو یعلی نے ابن عمر سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی غلہ کا احتکار کریگا (یعنے اسکو بند کر رکھے گا) چالیس راتون تک وہ اللہ سے بری ہوا اور اللہ اُس سے بری ہوا اسکی اسناد مین اصبغ بن زید ہے اس مین کلام ہے نووی نے کہا جو احتکار حرام ہے وہ اناج کا احتکار ہے یعنے اناج گرانی کی حالت مین خرید کرے اور اسکو بند کرکے رکھ چھوڑے اس خیال سے کہ جب گران ہوگا تو بیچین گے لیکن اگر ارزانی کی حالت مین خریدے یا دوسرے ملک سے لاوے پھر اسکو رکھ چھوڑے گرانی کے وقت مین بیچنے کی لیے تو یہ حرام نہین ہے اسیطرح جو کوئی گرانی کی حالت مین اپنے کھانے کے لیے غلہ خرید کرکے رکھے یا گرانی کی حالت مین خریدے اسیوقت بیچنے کے لیے تو اسپر کوئی گناہ نہین ہے اسیطرح اناج کے سوا اور چیزون کا احتکار منع نہین ہے جیسے کپڑے یا اینٹ چونے کو بلکہ وغیرہ کا ہدایہ مین ہے کہ احتکار مکروہ ہے انسان اور جانورون کی غذا مین اس حالت مین جب شہر والون کو اس احتکار سے نقصان پہونچتا ہو اور جو کوئی اپنے کھیت کا غلہ احتکار کرے یا دوسرے شہر سے لاوے تو وہ محتکر نہین ہے (روضہ) **مترجم** عفا اللہ عنہ کہتا ہے یہ جو محتکر پر لعنت آئی ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ

احتکار حرام ہے لیکن مراد وہی احتکار ہے کہ جس وقت شہر مین غلہ نہ ملتا ہو اور لوگون کو غلہ کی احتیاج ہو کوئی شخص بہت سا غلہ لیکر بند کرکے رکہہ چہوڑے اور شہر والون کے ہاتہہ نہ بیچے اس انتظار مین کہ جب اور زیادہ گرانی ہوگی تو بیچین گے یہ حرام ہوا اسوجہ سے کہ لوگون کو تکلیف دینا ہے اپنے ذرہ سے فائدے کے لیے اور مردم آزاری کے برابر کوئی گناہ نہین ہے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نَضْلَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحْتَکِرُ اِلَّا خَاطِئٌ عبداللہ بن نضلہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احتکار نہین کرتا مگر وہی جو خاطی ہے یعنے گنہگار ہو **عن** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ احْتَکَرَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ طَعَامًا ضَرَبَہُ اللّٰہُ بِالْجُذَامِ وَالْاِفْلَاسِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جس نے مسلمانون پر احتکار کیا کہانے کی چیزون کا تو اللہ تبارک وتعالی اسکو جذام یا افلاس مین مبتلا کرے گا **ف** اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اور رزین نے بہی نکالا اور بیہقی نے معاذ سے نکالا مرفوعا کہ محتکر برا بندہ ہے اگر اللہ نرخ سستا کرے تو اسکو رنج ہوتا ہے اور جو مہنگا کرے تو خوش ہوتا ہے اور رزین نے ابوامامہ سے نکالا مرفوعا کہ جس نے چالیس دن احتکار کیا اناج کا پہر اسکو خیرات کردیا جب بہی اسکے گناہ کا کفارہ نہوگا (مشکوۃ) **باب** اَجْرِ الرَّاقِیْ منتر کی اجرت کا بیان **عن** اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِیْنَ رَاکِبًا فِیْ سَرِیَّۃٍ فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ فَسَاَلْنَاھُمْ اَنْ یَّقْرُوْنَا فَاَبَوْا فَلُدِغَ سَیِّدُھُمْ فَاَتَوْنَا فَقَالُوْا اَفِیْکُمْ اَحَدٌ یَرْقِیْ مِنَ الْعَقْرَبِ فَقُلْتُ نَعَمْ اَنَا وَلٰکِنْ لَا اَرْقِیْہِ حَتّٰی تُعْطُوْنَا غَنَمًا قَالُوْا فَاِنَّا نُعْطِیْکُمْ ثَلَاثِیْنَ شَاۃً فَقَبِلْنَاھَا فَقَرَاْتُ عَلَیْہِ الْحَمْدُ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَبَرَاَ وَقَبَضْنَا الْغَنَمَ فَعَرَضَ فِیْ اَنْفُسِنَا مِنْھَا شَیْءٌ فَقُلْنَا لَا تَعْجَلُوْا حَتّٰی نَاْتِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَکَرْتُ لَہُ الَّذِیْ صَنَعْتُ فَقَالَ اَوَمَا عَلِمْتَ اَنَّھَا رُقْیَۃٌ اَقْسِمُوْھَا وَاضْرِبُوْا لِیْ مَعَکُمْ سَھْمًا ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس سوارون مین ہمکو بہیجا ایک جہاد مین پہر ہم ایک قوم کے پاس اترے ہمنے ان سے کہا ہماری ضیافت کرو لیکن انہون نے انکار کیا خیر انکے سردار کو بچہو نے کاٹا وہ ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے تمہارے مین کوئی بچہو کا منتر جانتا ہے مینے کہا ہان مین جانتا ہون لیکن مین کبہی منتر نہین کرون گا جبتک تم ہمکو چند بکریان نہ دو انہون نے کہا ہم تمکو تیس بکریان دین گے ہمنے قبول کرلیا اور مین نے سات بار سورہ فاتحہ اسپر پڑہی وہ اچہا ہوگیا پہر ہم نے بکریان لے لین لیکن ہمارے دلمین شبہ آیا کہ یہ مال حلال ہے یا نہین (ہمنے کہا جلدی مت کرو انکے کہانے مین) یہانتک کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس پہونچین (اور آپ سے پوچہ لین) جب ہم آئے تو مین نے جو کیا تہا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو نہین جانتا تہا کہ سورہ فاتحہ منتر ہے (ہر ایک بیماری کا اسی لیے اسکو سورہ

شفا بھی کہتے ہیں (بانٹ لو ان بکریوں کو اور میرا بھی ایک حصہ اپنے ساتھ لگاؤ) ف اس حدیث سے منتر کا جواز نکلا خصوصاً جب
آیات قرآنی سے ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ منتر میں شرک اور کفر کے الفاظ نہ ہوں یا ایسے الفاظ جنکے معنی سمجھ میں آتے ہوں
کیونکہ شاید انکا معنے شرک اور کفر ہو اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ کتاب اللہ پڑھانے پر اسیطرح قرآن لکھنے پر اجرت لینا جائز ہے
حسن اور شعبی اور عکرمہ اور سعید اور مالک اور شافعی اور حنفیہ کا یہی قول ہے لیکن تعلیم قرآن پر یا قرآن کے منتر پر اجرت لینا
یہ بھی جائز ہے عطا اور ابی قلابہ اور مالک اور شافعی اور احمد اور ابو ثور کے نزدیک اور ابو حنیفہ نے کہا جائز نہیں ہے خلاصہ
میں ہے جو حنفیہ کی کتاب ہے کہ کسی عبادت پر اجرت لینا جائز نہیں جیسے تعلیم قرآن اور فقہ اور اذان اور وعظ اور حج پر لیکن
بلخ کے متاخرین مشائخ حنفیہ نے اس زمانہ میں اسکے جواز کا فتویٰ دیا ہے (انجاح) **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ
وَالصَّوَابُ هُوَ أَبُو الْمُتَوَكِّلِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **بَابُ** الْأَجْرِ عَلَى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا
عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْقُرْآنَ وَالْكِتَابَةَ فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا
فَقُلْتُ لَيْسَتْ بِمَالٍ وَأَرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ إِنْ
سَرَّكَ أَنْ تُطَوَّقَ بِهَا طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا عبادہ بن صامت سے روایت ہے میں نے صفہ والوں میں سے (صفہ والے
وہ صحابہ جو مسجد کے سائبان میں رہا کرتے اُن کا گھر بار نہ تھا) کئی صحابہ کو قرآن سکھایا اور لکھنا سکھلایا پھر ان میں سے ایک
نے مجھے ایک کمان تحفہ بھیجی میں نے کہا کمان کچھ ایسا مال نہیں ہے اور میں اللہ کی راہ میں اس کمان سے تیر ماروں گا پھر میں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا اگر تجھے اچھا معلوم ہو کہ اس کمان کے بدل انگار کا ایک طوق قیامت
میں تجکو پہنایا جاوے تو کمان قبول کر لے **ف** اس حدیث سے حنفیہ نے دلیل لی کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا درست نہیں
اور اہلحدیث کا بھی مذہب یہی ہے کہ قرآن کی تلاوت پر اجرت لینا درست ہے لیکن اسکی تعلیم پر اجرت لینا درست نہیں
تلاوت پر اجرت لینے کا جواز ابو سعید کی حدیث سے نکلتا ہے جو اوپر گذری اور بخاری نے اسکو ابن عباس سے نکالا اس میں
یہ ہے کہ لوگوں نے ابو سعید سے کہا تم نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی لیکن آپ نے فرمایا سب سے زیادہ جس کے اجرت لینے کا حق
ہے وہ اللہ کی کتاب ہے اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے خارجہ کے چچا سے نکالا جب انہوں نے مجنون کا منتر کیا سورہ
فاتحہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اسکی اجرت لے لے قسم میری عمر کی لوگ تو جھوٹے منتر سے پیدا کرتے ہیں
تو نے تو سچے منتر کرکے کھایا اور تعلیم پر اجرت جائز نہ ہونیکی دلیل ایک عبادہ کی یہ حدیث ہے دوسرے اُبی کی حدیث جو آگے آتی
ہے تیسرے امام احمد نے نکالا عبدالرحمان بن شبل سے مرفوعاً کہ قرآن پڑھو اس میں غلو اور جفا مت کرو اور اس سے روٹی

ست کہا اور رمال ست ٹہرا اسکے راوی صحیح کے راوی ہین بزار نے بہی اسکو نکالا اسکے کئی شاہد ہین جوتہی امام احمد اور ترمذی نے نکالا عمران بن حصین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑہو اور اللہ سے مانگو قرآن کا بدلا اسلیے کہ تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہونگے جو لوگون سے مانگینگے قرآن کے بدل اور اس باب مین اور کئی حدیثین ہین (روضہ) **عَنْ** اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ عَلَّمْتُ رَجُلًا الْقُرْاٰنَ فَاَهْدٰی اِلَیَّ قَوْسًا فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ اَخَذْتَهَا اَخَذْتَ قَوْسًا مِنْ نَارٍ فَرَدَدْتُهَا ابی بن کعب سے روایت ہے مینے ایک شخص کو قرآن سکہلایا اس نے مجہے ایک کمان بہیجی مینے اسکا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپنے فرمایا اگر تونے یہ کمان لی تو دوزخ کی ایک کمان لی یہ سنکر مینے اسکو پہیر دیا **ف** اسکو بیہقی نے بہی نکالا لیکن یہ حدیث منقطع ہے اور بعض راوی اسکے مجہول ہی ہین البتہ اسکا ایک شاہد ہے طبرانی کے پاس طفیل بن عمرو دوسی سے کہ ابی بن کعب نے مجہکو قرآن پڑہایا مینے انکو ایک کمان تحفہ بہیجی وہ صبح کو وہی کمان لٹکا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے آپنے فرمایا تو جہنم کی بہی ایسی ہی کمان لٹکاوے گا اگر یہ کمان قبول کریگا **باب** النَّهْیِ عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْکَاهِنِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ کتے کی قیمت اور زانیہ کی خرچی اور نجومی کی اجرت اور نر کی گدائی کی اجرت ان سب سے ممانعت کا بیان **عَنْ** اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْکَاهِنِ ابو مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کتے کی قیمت اور رنڈی کی خرچی اور نجومی کی اجرت سے **ف** تو اہلحدیث کے نزدیک کتے کی بیع جائز نہین ہے مگر نسائی نے روایت کیا کہ آپنے منع کیا کتے کی قیمت سے مگر شکاری کتے کی یعنے اسکی قیمت جائز رکہی شافعی کا بہی یہی قول ہے کہ کتے کی بیع حرام ہے لیکن ابو حنیفہ اسکو جائز کہتے ہین (روضہ) اور نجومی شامل ہے رمال اور جفار اور پنڈت وغیرہ سب کو جو آیندہ کی بات تبلاوے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کتے کی قیمت اور نر کے کدانے کی اجرت سے **ف** نر گہوڑا ہو یا اونٹ یا گدہا یا بیل یا بکرا وغیرہ مادیان سے جفتی کرانے کی اجرت لینا منع ہے البتہ اگر بلا شرط مادیان والا کچہ دیدے بطور سلوک کے تو اسکا لینا درست ہے اور نر کا عاریت دینا مستحب ہے اور ایک جماعت علما نے اسکی اجرت کی بہی اجازت دی ہے تا کہ نسل منقطع نہ ہو لیکن اکثر صحابہ اور فقہا اسکی حرمت کے قائل ہین ان احادیث کی رو سے **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا بلی کی قیمت سے **ف** کیونکہ بلی بلا قیمت اکثر مقامون مین ملتی ہے اور اسکی نسل بہی بہت ہوتی ہے قیمت سے خریدنے کی ضرورت نہین ہوتی

لیکن اکثر علما کہتے ہین کہ یہ نہی تنزیہی ہے اور اگر بلی سے کوئی منفعت ہو تو اسکا بیچنا درست ہے اور اسکی قیمت حلال ہے اور ہماری زمانہ مین کابل کی بلیان ہندوستان مین فروخت کر لیے لاتے ہین اور لوگ ان کو قیمت دیکر مول لیتے ہین مگر ابو ہریرہ اور ایک جماعت تابعین سے یہ مروی ہے کہ بلی کی قیمت کسی حال مین لینا حلال نہین اور اہلحدیث کا بھی یہی مذہب ہے

باب کسب الحجام پچھنی لگانیوالی کی اجرت کا بیان **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم واعطاہ اجرہ تفرد بہ ابن ابی عمر وحدہ قال ابن ماجۃ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پچھنی لگائی اور اسکی اجرت دی۔ ابن ماجہ نے کہا یہ حدیث سے متفرد ہوا ابن ابی عمر اکیلا **عن** علی قال احتجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامرنی فاعطیت الحجام اجرہ حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنی لگائی اور مجھکو حکم کیا مینے پچھنی لگانے والیکو اسکی اجرت دی **عن** انس بن مالک ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم احتجم واعطی الحجام اجرہ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنی لگائی اور حجام کو اسکی اجرت دی **عن** ابی مسعود عقبۃ بن عمرو قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کسب الحجام ابو مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا حجامت (پچھنی لگانے) کی اجرت سے **عن** حرام بن محیصۃ عن ابیہ انہ سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن کسب الحجام فنہاہ عنہ فذکر لہ الحاجۃ فقال اعلفہ نواضحک محیصہ سے روایت ہے انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا پچھنی لگانے والے کی اجرت کو آپنے انکو منع کیا اس سے انہونے اسکی ضرورت بیان کی آپنے فرمایا اپنے پانی لانے کی اونٹون کو کھلا دے **ف** اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی نکالا کہ محیصہ بن مسعود کا ایک غلام حجام تھا (یعنی پچھنے لگایا کرتا تھا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محیصہ کو منع کیا اسکی اجرت لینے سے انہونے کہا مین یہ اجرت یتیمون کو کھلا دون جو میرے پاس ہین آپنے فرمایا نہین انہون نے کہا مین اسکو صدقہ کردون آپنے فرمایا نہین پھر آپنے انکو اجازت دی کہ اپنے پانی لانیوالے اونٹون کا چارہ اس مین سے خریدین اسکے راوی ثقہ ہین اور اس حدیث سے بھی یہ نکلتا ہے کہ حجام کی اجرت بالکل حرام نہین ہے ورنہ آپ اونٹون کو بھی کھلانے کی اجازت نہ دیتے اور انس اور ابن عباس کیحدیثین صحیحین مین موجود ہین کہ آپنے پچھنی لگوائی ابو طیبہ کے ہاتھ سے اور اسکو اناج کے دو صاع دیے اور اسکے مالکون سے سفارش کی اونہون نے اسکا محصول ہلکا کردیا ابن عباس کی حدیث مین ہے کہ اگر حجام کی اجرت حرام ہوتی تو آپ نہ دیتے اب اختلاف کیا ہے علما نے اس مین بعضون نے کہا اسکی اجرت حلال ہے جمہور کا یہی قول ہے اور بعض نے کہا حرام ہے بوجہ احادیث ابو مسعود اور ابو ہریرہ اور رافع بن خدیج کے کہ منع کیا آپنے حجام کی اجرت سے اور حق

یہ ہے کہ حجام کی اجرت محض حرام نہین ہے نہ حلال طیب بلکہ اس مین ایک نوع کی کراہت ہی اور اسکا صرف کرنا اپنے کہانے پینے یا دوسرون کے کہلانے پلانے یا صدقہ مین مناسب نہین بلکہ جانورون کی خوراک مین صرف کرنا بہتر ہے یا جو اسکی مثل ہو جیسے چراغ کی روشنی مین یا پاخانہ کی مرمت مین اور اس طریق سے دونون طرف کی حدیثین مطابق ہو جاتی ہین اور تعارض نہین رہتا واللہ اعلم

باب ما لا یحل بیعہ جن چیزون کا بیچنا حلال نہین ہے **عن** جابر بن عبد اللہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح وھو بمکۃ ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام فقیل لہ عند ذلک یا رسول اللہ ارایت شحوم المیتۃ فانہ یدھن بھا السفن و یدھن بھا الجلود ویستصبح بھا الناس قال لا ھن حرام ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتل اللہ الیھود ان اللہ حرم علیھم الشحوم فاجملوہ ثم باعوہ فاکلوا ثمنہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سال مکہ فتح ہوا آپ اسوقت مکہ مین تہے بیشک اللہ اور اسکے رسول نے حرام کیا شراب اور مردار اور سور اور بتون کے بیچنے کو لوگون نے اسوقت عرض کیا یا رسول اللہ مردار کی چربی سے کشتیون کو چکنا کرتے ہین اور کہالون کو اور لوگ اس سے روشنی کرتے ہین (اوسکی بتیان بنا کر) آپ نے فرمایا نہین (یعنے یہ بہی جائز نہین) یہ سب چیزین حرام ہین پہر آپ نے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی تباہ کرے یہود کو جب اللہ سبحانہ نے انپر چربیون کو حرام کیا تو انہون نے چربیون کو گلایا اور اسکو بیچا اسکی قیمت کہائی **ف** ظاہر مین انہون نے حیلہ شرعی کیا کہ چربی نہین کہائی اور اس کی قیمت کہائی لیکن اللہ تبارک وتعالی دلون کی بات کو جانتا ہے اور اسکے سامنے کوئی حیلہ چل نہین سکتا بلکہ گمان غالب ہے کہ حیلہ کرنیوالے کو اصل گناہ کے کرنیوالے سے زیادہ عذاب ہو کیونکہ اصل گناہ کرنیوالا نادم اور شرمسار رہتا ہے اور اپنے گناہ پر اپنے آپ کو قصوروار سمجہتا ہے لیکن شرعی حیلے کرنے والے تو خوب غراتے ہین اور گردن کی رگین پہلاتے ہین اور بحث کرنے پر مستعد ہوتے ہین کہ ہمنے کوئی گناہ کی بات نہین کی دوسری حدیث مین ہے کہ شراب کی وجہ سے اللہ تعالی نے دس آدمیون پر لعنت کی نچوڑنے والے پر نچڑانیوالے پر پینے والے پر اٹہانیوالے پر جسکے لیے اٹہا یا جاوے اسپر پلانیوالے پر بیچنے والے پر اسکی قیمت کہانیوالے پر خریدنے والے پر جسکے لیے خریدا جاوے اسپر ہائے افسوس اس زمانہ مین اسلام کا ایسا تنزل ہو گیا ہے کہ مسلمانی حکومتون مین علانیہ شراب اور سور اور مردار بکتا ہے اور دوسرا قہر یہ ہے کہ مسلمان خود شراب پیتے ہین اور دوسرون کو پلاتے ہین اور خدا اور رسول سے نہین شرماتے اور نصاری کی دعوتون مین انکو بے تکلف شراب پلاتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ شراب کا پلانیوالا بہی ملعون ہے جیسے پینے والا اور شراب کا خریدنیوالا بہی ملعون ہے اور جس دسترخوان یا میز پر شراب پیا جاوے وہان پر کہانا حرام ہے گو خود نہ پیے ہاں

افسوس نصاریٰ جن کے مذہب مین شراب حلال تھا اب شراب کی قباحتوں اور مضرتوں کو دیکھکر اسکو چھوڑتے جاتے ہین اور مسلمان جنکے قرآن مین شراب صاف حرام ہے اور شراب سؤر اور قمار مین انکی شریعت مین کوئی فرق نہین ہے شراب پینے لگے ہین اور اُمرا اور نوابون کو تو پوچھیے نہین شاید ہزار امیر مین ایک امیر یا نواب ایسا نکلیگا جو شراب نہ پیتا ہو اور یہہ بھی خود نہ پیتا ہوگا تو انگریزون کو دعوت مین ضرور شراب پلاتا ہوگا اور انکے ساتھ بیٹھکر کھاتا ہوگا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ یا اللہ امام مہدی علیہ السلام کو جلد بھیج وہ ایسے کافرون اور فاسقون کی کمر توڑین اور دین محمدی کو از سر نو رونق اور تازگی دیوین آمین یارب العالمین **عَنْ** اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الْمُغَنِّیَاتِ وَعَنْ شِرَائِھِنَّ وَعَنْ کَسْبِھِنَّ وَعَنْ اَکْلِ اَثْمَانِھِنَّ ابو امامہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا گانیوالی عورتون کے بیچنے سے اور اُنکے خریدنے سے اور انکی کمائی سے اور اُنکی قیمت کھانے سے **ف** اس حدیث کی اسناد مین گفتگو ہے اور اکثر علما نے گانیوالی لونڈی کا بیچنا جائز رکھا ہے اور پوری بحث اسکی سماع کے باب مین ڈھونڈھنا چاہیے اور شاید اس حدیث مین وہ لونڈیان مراد ہون جنکا پیشہ فحش ہو اور وہ اجرت پر گانے کو جاتی ہون جیسے ہمارے زمانہ مین رنڈیان اور کسبیان کرتی ہین انکی کمائی تو بالاتفاق حرام ہے دوسری صحیح حدیث سے کہ منع کیا آپ نے زانیہ کی خرچی سے

باب مَاجَاءَ فِی النَّھْیِ عَنِ الْمُنَابَذَۃِ وَالْمُلَامَسَۃِ

منابذہ اور ملامسہ کی ممانعت **ف** منابذہ یہ ہے کہ بائع اپنا کپڑا مشتری کیطرف پھینکدے اور مشتری بائع کیطرف اور تامل نکرین اور ہر ایک اُن مین سے یہ کہے یہ کپڑا اس کپڑے کے بدل ہے اور بعضون نے کہا منابذہ یہ ہے کہ بیع پوری ہو جاوے کپڑا پھینکنے سے نہ اُس شے کو دیکھین نہ راضی ہون اور ملامسہ یہ ہے کہ کپڑے کو چھوئین نہ اُسکو کھولین نہ اندر سے دیکھین یا رات کو بیچین صرف چھوکر ان دونو بیعون سے منع کیا کیونکہ ان مین دھوکا ہے اور یہ شرط فاسد ہے کہ دیکھنے پر کسیکو اختیار نہ ہوگا فسخ بیع کا (روضہ) **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعَتَیْنِ عَنِ الْمُلَامَسَۃِ وَالْمُنَابَذَۃِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو بیعون سے ایک ملامسہ سے دوسرے منابذہ سے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْمُلَامَسَۃِ وَالْمُنَابَذَۃِ زَادَ سَھْلٌ قَالَ سُفْیَانُ الْمُلَامَسَۃُ اَنْ یَّلْمِسَ الرَّجُلُ بِیَدِہِ الشَّیْءَ وَلَا یَرَاہُ وَالْمُنَابَذَۃُ اَنْ یَّقُوْلَ اَلْقِ اِلَیَّ مَا مَعَکَ وَاُلْقِیْ اِلَیْکَ مَا مَعِیْ ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ملامسہ اور منابذہ سے سہل نے زیادہ کیا کہ سفیان نے کہا ملامسہ یہ ہے کہ آدمی ایک چیز کو چھوئے (بس بیع ہو جاوے) اسکو دیکھے نہین اور منابذہ یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے سے کہے جو تیرے پاس ہے وہ میری طرف پھینکدے اور جو میرے پاس ہے وہ مین تیری طرف پھینکدیتا ہون

باب لَا یَبِیْعُ الرَّجُلُ عَلٰی بَیْعِ اَخِیْہِ وَلَا یَسُوْمُ عَلٰی سَوْمِہٖ

کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر

بیع نہ کرے اور نہ اسکے نرخ پر نرخ کرے **ف** بیع پر بیع یہ ہی کہ مشتری سے کہے تو نے یہ چیز جو خریدی ہے پھیر دے مین
اس سے بہتر تجھ کو اسی دام مین دیتا ہون شرا پر شرا یہ ہے کہ بائع سے کہے تو اپنی چیز پھیر لے مین اس سے زیادہ قیمت پر خرید
کرون گا نرخ پر نرخ یہ ہے کہ ایک آدمی ایک شے کو چکا رہا ہے اب دوسرا بھی جا کر اسکو چکانے لگے خود مول لینے کو یا
یا مشتری کو بھکانے کو یہ کہ وہ دام زیادہ بڑھا دے یہ سب امور منع ہوئے کیونکہ اپنے بھائی مسلمان کو نقصان دینا ہی
عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے (البتہ اگر بیع نہ ہوا اور مشتری
اس بائع کے پاس سے چلا آوی تو اپنا مال بیچنے مین قباحت نہین ہے) **عَنْ** اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَسُوْمُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اپنے بھائی کے نرخ چکانے پر نرخ نہ چکاوے
(البتہ اگر وہ چکا چکے اور عقد نہ ہو تو اسکی بعد چکانا درست ہی) **بَاب** مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجْشِ نجش کی ممانعت
ف وہ یہ ہی کہ بائع سے سازش کرکے مال کی قیمت بڑھا دے اور خریدنا منظور نہ ہو تا کہ دوسرے خریدار دھوکا کھا وین اور
قیمت بڑھا دین ۔ ہمارے زمانہ مین ہراج (نیلام) مین اب اکثر لوگ ایسا کیا کرتے ہین اور بے تکلف اس فعل کو گناہ
بھی نہین سمجھتے انکو باب کی حدیثین سنا دینا چاہیے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى
عَنِ النَّجْشِ ابن عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع کیا (کیونکہ اس مین دوسرے بھائی مسلمانون
کا نقصان ہے اور صریح فریب دینا ہے) **عَنْ** اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنَاجَشُوْا ابوہریرہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجش مت کرو **بَاب** النَّهْيِ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ شہر والا باہر والے
کا مال نہ بیچے **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ باہر والا مثلاً غلہ شہر مین لاوی اور اسکی نیت یہ ہو کہ آج کے نرخ سے بیچ ڈالے اس
مین شہر والون کا فائدہ ہو انکو غلہ کی احتیاج ہو لیکن ایک شہر والا اسکو بہکا وے کہ تو اپنا مال ابھی نہ بیچ مجھ کو دیدے
مین مہنگے قیمت سے بیچ دون گا تو اس سے منع کیا کیونکہ اس مین نقصان ہی عام لوگون کا گو صرف ایک شخص کا فائدہ ہی
مگر یہ قاعدہ ہی کہ ایک شخص کی فائدے کے لیے عام نقصان جائز نہین ہو سکتا صحیحین مین ہے انس سے کہ یہ منع ہوا اسکو اگرچہ
شہر والا باہر والے کا سگا بھائی ہو اور علما کا اسپر اتفاق ہے **عَنْ** اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت بیچے شہر والا
باہر والے کا مال (بلکہ اسکو خود بیچنے دی اگر وہ سستا بیچ ڈالے تو اسکو منع نہ کرے) **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ

النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يبيع حاضر لباد دعوا الناس يرزق الله بعضهم من بعض جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہر والا باہر والے کا مال نہ بیچے اور چھوڑ دو لوگوں کو اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے سے روزی دیتا ہے **عن** ابن عباس قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يبيع حاضر لباد قلت لابن عباس ماقوله حاضر لباد قال لا يكون له سمسارا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت نے منع کیا اس سے کہ بستی والا باہر والے کی بیع کرے طاؤس نے کہا میں نے ابن عباس سے اسکا مطلب پوچھا انہوں نے کہا بستی والا باہر والے کا دلال نہ بنے

باب النهي عن تلقي الجلب

باہر سے جو لوگ مال لا رہے ہوں لینے بستی میں آنے سے پیشتر جاکر ملنا منع ہے **ف** اس سے یہ غرض متی ہے کہ باہر والوں کو بستی کا نرخ معلوم نہیں ہوتا تو یہ پہلے سے جاکر ان سے ملکر ان کا مال سستے نرخ سے خرید کر لیتا ہے جب وہ بستی میں آتے ہیں اور نرخ معلوم کرتے ہیں تو ان کو ندامت ہوتی ہے یا اسلیے منع ہوا کہ اس میں نقصان ہے باہر والے سوداگروں کا اور شہر والوں کا بھی باہر والوں کا تو ظاہر ہے شہر والوں کا اسلیے کہ شاید جب وہ شہر میں آتے تو سستا بیچتے اب اس شہر والے نے انکا مال لے لیا اسکو جلدی نہیں جانے کی یہ آہستہ آہستہ مہنگا بیچے گا **عن** ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تلقوا الاجلاب فمن تلقى منه شيئا فاشترى فصاحبه بالخيار اذا اتى السوق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا باہر کی رسد مت ملو اگر کوئی ملے اور وہ مال خرید لیوے (تو مال والے کو اختیار ہوگا جب بازار میں آوے چاہے بیع قائم رکھے چاہے فسخ کر ڈالے) **عن** ابن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تلقي الجلب ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا رسد سے ملنے کو (یعنے جو مال باہر سے آوے) **عن** عبد الله بن مسعود قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تلقي البيوع عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا بیچنے والوں سے جاکر ملنے سے

ف یہ حدیث صحیحین میں ہے اور موطا میں ہے ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ملو سواروں سے جاکر بیع کے لیے اور تم میں سے ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور نجش مت کرو اور بستی والا باہر والے کا مال نہ بیچے اور اونٹ اور بکریوں کا دودھ تھنوں میں مت روک رکھو (تاکہ مشتری دھوکا کھاوے)

باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا

جبتک بائع اور مشتری ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں (یعنے مجلس عقد نہ بدلے) تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ بیع فسخ کر ڈالے **ف** اگرچہ ایجاب اور قبول یعنے بعت اور اشتریت ہو چکا ہو اہل بیت کا یہی مذہب ہے اور یہی قول ہے علی اور ابو برزہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابوہریرہ اور تابعین میں سے شریح اور شعبی اور طاؤس اور عطا اور ابن ابی ملیکہ کا بخاری نے نقل کیا اور ابن منذر نے کہا سعید بن مسیب اور زہری اور ابن ابی ذئب کا اہل مدینہ میں سے بھی یہی قول ہے اور

حسن بصری اور اوزاعی اور ابن جریج بھی اسکے قائل ہیں اور ابن حزم نے مبالغہ کیا اور کہا تابعین میں کوئی اسکا مخالف نہیں معلوم ہوا سوا ابراہیم نخعی کے اور اس اختیار کو خیار مجلس کہتے ہیں یعنے جبتک بائع اور مشتری بیع کے بعد اسی مقام میں رہیں تو ہر ایک کو فسخ بیع کا اختیار ہے اگرچہ اختیار کی شرط نہ ہوئی ہو اور صاحب بحر نے کہا کہ شافعی اور احمد اور اسحق اور ابو ثور کا بھی قول ہے لیکن حنفیہ اور مالکیہ یہ کہتے ہیں کہ جب عقد ہو گیا یعنے ایجاب اور قبول تو فسخ کا اختیار نہ رہے گا الا اس صورت میں کہ اختیار کی شرط ہوئی ہو اور پہلا قول حق ہے یعنے اہلحدیث کا مذہب (روضہ) **عن** عبد اللہ بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا تبایع الرجلان فکل واحد منہما بالخیار ما لم یتفرقا وکانا جمیعا او یخیر احدہما الآخر فان خیر احدہما الآخر فتبایعا علی ذلک فقد وجب البیع وان تفرقا بعد ان تبایعا ولم یترک واحد منہما البیع فقد وجب البیع عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو آدمی بیع اور شرا کریں تو ہر ایک کو اختیار ہے (بیع توڑ ڈالنے کا) جب تک دونوں جدا نہوں یا ایک دوسرے کو اختیار نہ دیوے (مثلا یوں کہے بیع کو اختیار کر) پھر اگر ایک نے دوسرے کو اختیار دیا اور انہوں نے بیع کو اختیار کیا (یعنے بیع کا نفاذ چاہا) تو اب بیع واجب اور نافذ ہو گئی اسیطرح اگر بائع اور مشتری جدا ہو گئے اور انمیں سے کسی نے بیع کو فسخ نہیں کیا تب بھی بیع لازم ہو گئی **ف** حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ جدا ہونے سے بدنوں کا جدا ہونا مراد ہے اور خود ابن عمر جو راوی ہیں اس حدیث کے انہوں نے بھی یہی معنے سمجھے تھے دوسری روایت میں ہے کہ ابن عمر جب کسی بیع کو پورا کرنا چاہتے تو عقد کے بعد چند قدم مشی کرتے تاکہ بیع لازم ہو جاوے اور اگر تفرق سے تفرق اقوال مراد ہوتا یعنے ایجاب اور قبول کا ہو جانا تو اس حدیث کا بیان کرنا ہی بیکار تھا اسلیے کہ جب تک ایجاب وقبول نہوں عقد بیع تمام ہی نہیں ہوا تو وہ نافذ کیونکر ہوگا یہ صریح ظلم ہے حنفیہ کا کہ تمام صحابہ اور تابعین کے برخلاف ایک معنے نکالتے ہیں اور صرف نخعی کی پیروی میں حق سے چشم پوشی کرتے ہیں **عن** ابی برزۃ الاسلمی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البیعان بالخیار ما لم یتفرقا ابو برزہ اسلمی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری کو اختیار ہے جبتک جدا نہوں **ف** ایک دوسرے سے یعنے ایک دوسرے کے پاس سے چلا نہ جاوے اور اگر دونوں کشتی میں ہوں تو جبتک دونوں ایک جا بیٹھے رہیں اگرچہ کشتی کتنی ہی دور چلی جاوے اختیار باقی رہیگا اور حنفیہ نے جو تفرق اقوال سمجھا ہے یہ ایک نیا معنے ہے عرب میں اقوال کا تفرق کوئی چیز نہیں ہے اور نہ صحابہ تفرق کے لفظ سے کبھی اقوال کا تفرق سمجھ سکتے تھے یہ ایک نئی بات دل سے نکالی ہوئی ہے جسکی لغت بھی مساعدت نہیں کرتی **عن** سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البیعان بالخیار

مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا سمرہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے **بَابُ** بَيْعِ الْخِيَارِ اختیار کی بیع **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَعْرَابِ حِمْلَ خَبَطٍ فَلَمَّا وَجَبَ الْبَيْعُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْ فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ عَمَّرَكَ اللّٰهُ بَيِّعًا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گنوار سے چارہ کا بوجھ خرید اجب بیع ہو چکی تو آپ نے گنوار سے فرمایا تجھکو اختیار ہے (خواہ بیع قائم رکھے یا فسخ کر ڈالے) گنوار نے کہا اللہ آپ کو عمر دیوے میں بیع کو اختیار کرتا ہوں **ف** ایسی صورت میں جب طرفین بیع کو اختیار کرلیں تو خیار مجلس باقی نہ رہے گا جیسے اوپر حدیث میں گذرا **عَنْ** اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْبَيْعُ عَنْ تَرَاضٍ ابو سعید خدری سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیع رضا مندی سے ہوتی ہے (بائع اور مشتری کے اگر ایک بھی ناراض ہو تو بیع نہ ہوگی) **بَابُ** الْبَيِّعَانِ يَخْتَلِفَانِ اگر بائع اور مشتری خلاف کریں اثمن میں یا مقدار مبیع میں **عَنْ** الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ بَاعَ مِنَ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ رَقِيْقًا مِّنْ رَقِيْقِ الْاِمَارَةِ فَاخْتَلَفَا فِي الثَّمَنِ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِعْتُكَ بِعِشْرِيْنَ اَلْفًا وَقَالَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ اِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ بِعَشْرَةِ اٰلَافٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاتِهٖ قَالَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ وَالْمَبِيْعُ قَائِمٌ بِعَيْنِهٖ فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ اَوْ يَتَرَادَّانِ الْبَيْعَ قَالَ فَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ اَرُدَّ الْبَيْعَ فَرَدَّهٗ عبد الرحمٰن سے روایت ہے عبد اللہ بن مسعود نے اشعث بن قیس کے ہاتھ ایک غلام بیچا امارت کے غلاموں میں سے پھر دونوں نے اختلاف کیا ثمن میں ابن مسعود نے کہا میں نے بیس ہزار کو بیچا ہے اشعث نے کہا میں نے تو تم سے دس ہزار کو خریدا ہے عبد اللہ نے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اشعث نے کہا بیان کرو عبد اللہ نے کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب بائع اور مشتری اختلاف کریں اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں اور جس شے کی بیع ہوئی ہے وہ اسی طرح موجود ہو تو بائع کا قول مقبول ہوگا یا بیع کو فسخ کر ڈالیں گے اشعث نے کہا تو میں چاہتا ہوں بیع کو فسخ کروں عبد اللہ نے بیع کو فسخ کر لیا **ف** شافعی اور اہل حدیث کا عمل اسی حدیث کے موافق ہے کہ جب بائع اور مشتری میں اختلاف ہو قدر ثمن یا شرط خیار وغیرہ میں تو بائع کو قسم دیویں گے اور مشتری کو اختیار ہوگا خواہ بائع کی قسم کے موافق راضی ہو کر بیع قبول کرے خواہ خود قسم کھاوے اگر دونوں نے قسم کھائی اور راضی ہو گئے تو خیر ورنہ قاضی عقد بیع فسخ کر دیگا اور حنفیہ کے نزدیک دونوں کو قسم دیں گے اور بیع کو فسخ کرا دیں گے اور جس نے گواہ پیش کیے اسکا

قول مقبول ہوگا اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو جس گواہی میں زیادت کا اثبات ہوگا وہ مقدم ہوگی اور اگر ثمن اور مبیع دونوں میں اختلاف ہو تو بائع کے گواہ ثمن میں مقدم ہونگے اور مشتری کے بیع میں واللہ اعلم **بَاب** النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اسکی بیع کی ممانعت اور جس چیز کا ضامن نہیں ہے اس کا نفع لینے کی ممانعت **عَنْ** حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الرَّجُلُ يَسْأَلُنِي الْبَيْعَ وَلَيْسَ عِنْدِي أَفَأَبِيعُهُ قَالَ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ حکیم بن حزام سے روایت ہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ ایک آدمی مجھ سے ایک چیز کی بیع چاہتا ہے اور وہ میرے پاس نہیں ہے کیا میں اسکی بیع کر لوں پھر اس چیز کو کہیں سے لاکر مشتری کو دیدوں آپنے فرمایا جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اسکو مت بیچ **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اسکی بیع حلال نہیں ہے اور نہ اس چیز کا نفع درست ہے جسکا تو ضامن نہیں ہے **ف** یعنی اگر وہ شے تلف ہو جاوے تو تیرا کچھ نقصان نہو ایسی شے کا نفع اٹھانا بھی درست نہیں یہ شرع کا ایک عام مسئلہ ہے کہ ہمیشہ نفع ضمان کے ساتھ ہے جو شخص کسی چیز کا ضامن ہے وہی اسکے نفع کا مستحق ہے اس سے ہزار ہا مسئلے نکلتے ہیں اور اسکی مثال یہ ہے کہ ابھی مشتری نے مبیع پر قبضہ نہیں کیا اور وہ شے مشتری کے ضمان میں داخل نہیں ہوئی اب مشتری اگر اسکو قبضے سے پہلے کسی اور کے ہاتھ بیچ ڈالے اور نفع کما دے تو یہ درست نہیں ہے **عَنْ** عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ نَهَاهُ عَنْ شِفِّ مَا لَمْ يُضْمَنْ عتاب بن اسید سے روایت ہے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مکہ کیطرف بھیجا تو منع کیا اس چیز کا نفع لینے سے جو ابھی ضمان میں نہیں آئی **بَاب** إِذَا بَاعَ الْمُجِيزَانِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ جب دو مختار دو بیع کریں **ف** مثلاً موکل اور وکیل دونوں نے علیحدہ علیحدہ بیع کی یا دو شریکوں میں سے ہر شریک نے جداگانہ ایک ہی مال کو بیچا اور ایک کی دوسرے کو خبر نہ تھی **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَوْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا عقبہ بن عامر یا سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک چیز دو آدمیوں کے ہاتھ بیچی تو جسکے ہاتھ پہلے بیچی اسکو وہ شے ملے گی **عَنْ** سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَاعَ الْمُجِيزَانِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو اختیار والے ایک شے کی بیع کریں تو جس نے پہلے بیع کی اسکا اعتبار ہوگا **ف** اور دوسرے کی بیع لغو ہو جاوے گی **بَاب** بَيْعِ الْعُرْبَانِ عربون کی ممانعت **ف** وہ یہ ہے کہ مشتری بائع کو ایک روپیہ یا زیادہ یا کم بیعانہ کے طور پر دیوے اور یہ شرط کرے کہ اگر یہ چیز میں نہ لوں گا تو بیعانہ کا روپیہ بائع کا ہو جاوے گا مشتری

کو واپس نہ ملیگا ہمارے زمانہ مین اسکو بیعانہ کہتے ہین اور اسکا عام رواج ہوگیا ہے سرکاری معاملات مین اگر مشتری وہ معاملہ نکرے تو وہ رقم ضبط ہو جاتی ہے یہ صریح ظلم اور ناجائز اور خلاف شرع ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا عربون کی بیع سے **ف** اسکو نکالا امام احمد اور نسائی اور ابوداؤد نے بھی اور اسکے معارض نہین ہے وہ جو عبد الرزاق نے نکالا اپنی مسند مین زید بن اسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے بیع عربان سے آپ نے اسکو جائز رکھا کیونکہ یہ روایت مرسل ہے اور اسکی اسناد مین ابراہیم بن ابی یحیے ضعیف ہے امام مالک نے موطا مین کہا بیع عربون جو ہم سمجھتے ہین وہ یہ ہے کہ آدمی ایک غلام یا ایک لونڈی خریدی یا ایک جانور کرایے لیوے پہر بائع سے یا جانور کے مالک سے یہ کہے کہ مین تجھکو ایک دینار یا ایک درم یا اس سے زیادہ یا کم دیتا ہون اس شرط پر کہ اگر مین یہ غلام یا لونڈی مول لے لون گا یا جانور کرایے لے لون گا تو جو مین تجھے دیتا ہون وہ زرثمن یا کرایہ مین محسوب ہوگا اور اگر مین یہ غلام یا لونڈی نہ لون یا جانور کرایہ پر نہ لون تو جو مین دیتا ہون وہ تیرا ہو جاویگا مفت مین کہتا ہون اہل علم نے یہی کہا ہے منہاج مین ہے کہ عربون کی بیع صحیح نہین ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی چیز خریدی اور کچھ روپیہ دیدیا اس شرط پر کہ اگر وہ چیز لے لون گا تو یہ روپیہ ثمن مین محسوب ہون گے ورنہ وہ ہبہ ہون گے بائع کو محلی نے کہا صحیح نہ ہونیکی وجہ یہ ہے کہ یہ بیع ہبہ اور ردّ ہبہ دونون شرط پر مشتمل ہے (روضہ) **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْعُرْبَانُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ دَابَّةً بِمِائَةِ دِينَارٍ فَيُعْطِيَهُ دِينَارَيْنِ عُرْبُونًا فَيَقُولُ إِنْ لَمْ أَشْتَرِ الدَّابَّةَ فَالدِّينَارَانِ لَكَ وَقِيلَ يَعْنِي وَاللهُ أَعْلَمُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فَيَدْفَعَ إِلَى الْبَائِعِ دِرْهَمًا أَوْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ وَيَقُولُ إِنْ أَخَذْتُهُ وَإِلَّا فَالدِّرْهَمُ لَكَ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عربان کی بیع سے ابو عبداللہ نے کہا عربان یہ ہے کہ آدمی ایک جانور سو دینار کو خریدی اس مین سے دو دینار بیعانہ کے طور پر دیوے اور کہے اگر مین یہ جانور نہ لون گا تو دو دینار تو لے لیجیو اور بعضون نے کہا آدمی ایک شے خریدے پہر بائع کو ایک درم یا زیادہ یا کم دیوے اور کہے اگر مین نے یہ شے لی تو بہتر نہین تو وہ درم جو دیا ہے تیرا ہے

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ

بیع حصاۃ اور بیع غرر سے ممانعت **ف** بیع حصاۃ یہ ہے کہ آدمی کنکری پھینکے اور جس چیز پر وہ کنکری جا کر گرے اسکی بیع ہو جاوے یہ بیع جاہلیت میں مروج تھی اور بیع غرر یہ ہے کہ جس چیز کے ملنے یا نہ ملنے مین تردد ہو جیسے مچھلی دریا مین یا پرندہ ہوا مین اسکی بیع کرے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا غرر (دھوکے) کی بیع سے اور حصاۃ (کنکری) کی بیع سے **عن**
ابن عباس قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الغرر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا بیع غرر سے **ف** امام احمد نے ابن مسعود سے نکالا مرفوعاً مت خریدو مچھلی کو پانی میں وہ غرر
ہے اسکی اسناد میں یزید بن ابی زیاد ہیں اور بیہقی نے اسکے موقوف ہونے کو ترجیح دی مسوی میں ہے امام مالک نے کہا
غرر اور مخاطرہ میں یہ داخل ہے کہ آدمی کا غلام بھاگ گیا ہو یا جانور گم ہو گیا ہو اور اسکی قیمت پچاس دینار ہو ایک دوسرا
شخص اس سے کہے میں اس غلام یا جانور کو بیس دینار میں تجھ سے خریدتا ہوں اگر خریدار نے اسکو پایا تو بائع کو تیس دینار
کا نقصان ہوا اگر نہ پایا تو خریدار کے بیس دینار گئے امام مالک نے کہا اس بیع میں ایک اور قباحت ہے وہ یہ کہ معلوم نہیں
اب اس غلام یا جانور کا کیا حال ہے اسکی قیمت بڑھ گئی ہے یا گھٹ گئی ہے اور یہ بڑا خطرہ ہے امام مالک نے کہا ہمارے نزدیک یہ بھی مخاطرہ
اور غرر میں داخل ہے کہ عورتوں یا مادیان کے پیٹوں میں جو بچے ہوں انکو خریدے معلوم نہیں بچہ ہوتا ہے یا نہیں
اگر ہووے تو برا ہوتا ہے یا اچھا پورا یا ادھورا نر یا مادہ ان میں سے ہر ایک کی قیمت جداگانہ ہے زائد اور کم انتہی
(ردضہ) **باب** النهي عن شراء ما في بطون الأنعام وضروعها وضربة الغائص جانوروں کے پیٹ میں
اور انکے تھنوں میں جو ہے اسکی بیع کی ممانعت اور غوطہ مارنیوالا اپنا غوطہ بیچے یا شکاری اپنا ایک مار کا شکار
یہ بھی منع ہے **عن** ابي سعيد الخدري قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن شراء ما في بطون الأنعام حتى
تضع وعن ما في ضروعها إلا بكيل وعن شراء العبد وهو آبق وعن شراء المغانم حتى تقسم وعن شراء
الصدقات حتى تقبض وعن ضربة الغائص ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا
جانوروں کے پیٹوں میں جو ہے اسکے خریدنے سے یہاں تک کہ وہ جنیں (جب جنیں تو اب بچہ کا بیچنا درست ہے) اور جو انکے
تھنوں میں ہے یہاں تک کہ وہ ماپا جاوے (یعنے دودھ کو دوہ کر ماپیں اسوقت بیچنا درست ہے) اور منع کیا بھاگے ہوئے
غلام کے خریدنے سے اور غنیمت (لوٹ) کا مال خریدنے سے یہاں تک کہ وہ تقسیم کیا جاوے (جب تقسیم ہو جاوے تو
اب خریدنا درست ہے) اور منع کیا صدقات کے خریدنے سے جب تک وہ قبضہ میں نہ آجاویں (صاحب صدقہ کے) اور منع کیا
غوطہ مار کا ایک غوطہ خریدنے سے **ف** کہ ایک غوطہ میں جو نکلے کیونکہ اس میں دھوکا ہے یہ ترجمہ اسوقت ہے جب حدیث
میں غائص ہو اور بعض نسخوں میں قانص ہے تو یہ ترجمہ ہوگا کہ شکاری کا ایک ضربہ یعنے ایک بار جال پھینکنے میں
جو جانور آویں انکی بیع سے منع کیا کیونکہ اس میں بھی دھوکا ہے اور غنیمت کا مال تقسیم سے پہلے خریدنے کی ممانعت
ابن عباس کی حدیث میں بھی وارد ہے اسکو نسائی نے نکالا اور ابوہریرہ کی حدیث میں اسکو احمد اور ابوداؤد نے نکالا

اور دوسری روایتوں میں میوہ کی بیع منع ہے جب تک کھانے کے لائق نہ ہوجاوے اور بالوں کی بیع جانور کی پیٹھ پر اور دودھ کی تھنوں میں اور گھی کی دودھ میں اسکو دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا لیکن اسکے اسناد میں عمرو بن فروخ ہے ثقہ کہا اسکو یحیی بن معین نے اور غیر کی حدیثیں انکو قوی کرتی ہیں کیونکہ ان سب میں غرر ہے (رد صفحہ) **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا حمل کا حمل بیچنے سے **ف** اسکو امام مسلم اور مالک نے بھی نکالا صحیحین میں ہے کہ جاہلیت والے اونٹ کا گوشت خریدتے تھے حمل کے حمل تک وہ یہ ہے کہ اونٹنی اپنا حمل جنے پھر اسکا بچہ حمل سے ہو وہ جنے تو آپ نے اس سے منع کیا (یعنی بوجہ جہالت میعاد کے) اور بعضوں نے کہا خود حمل کا حمل بیچنا مراد ہے اور بعضوں نے کہا اس کے بچے کا بچہ بیچنا اور ابو سعید کی حدیث میں جانوروں کے پیٹ میں جو ہے اسکا بیچنا منع ہے جیسے اوپر گزرا اسکو احمد اور بزار اور دارقطنی نے بھی نکالا لیکن اسکے اسناد میں شہر بن حوشب ہے اور وہ ضعیف ہے اور امام مالک نے سعید بن المسیب سے نکالا کہ حیوان میں ربا نہیں ہے بلکہ حیوان میں تین چیزیں منع ہیں ایک حمل دوسرے نطفہ تیسرے حمل کا حمل یعنے ان تینوں چیزوں کا بیچنا میں کہتا ہوں اہل علم کا اسپر اتفاق ہے امام محمد نے کہا یہ سب بیعیں مکروہ ہیں اور انکی بیع جائز نہیں کیونکہ وہ غرر ہیں ہمارے نزدیک اور منہاج میں ہے کہ منع کیا حضرت نے حمل کے حمل سے اور وہ کیا ہے بچہ کا بچہ اس طرح پر کہ خود اسکو بیچے یا اور کوئی چیز اس مدت پر بیچے کہ جب تک بچہ کا بچہ ہو (رد صفحہ)

بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ نیلام (ہراج) کا بیان

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهُ فَقَالَ لَكَ فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ قَالَ بَلٰى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ وَقَدَحٌ نَشْرَبُ فِيهِ الْمَاءَ قَالَ ائْتِنِي بِهِمَا قَالَ فَاَتَاهُ بِهِمَا فَاَخَذَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَشْتَرِي هٰذَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ قَالَ مَنْ يَزِيدُ عَلٰى دِرْهَمٍ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالَ رَجُلٌ اَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا اِيَّاهُ وَاَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا الْاَنْصَارِيَّ وَقَالَ اشْتَرِ بِاَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ اِلٰى اَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِالْآخَرِ قَدُومًا فَاْتِنِي بِهِ فَفَعَلَ فَاَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَدَّ فِيهِ عُودًا بِيَدِهِ وَقَالَ اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَلَا اَرَاكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَجَعَلَ يَحْتَطِبُ وَيَبِيعُ فَجَاءَ وَقَدْ اَصَابَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَ اشْتَرِ بِبَعْضِهَا طَعَامًا وَبِبَعْضِهَا ثَوْبًا ثُمَّ قَالَ هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تَجِيءَ وَالْمَسْاَلَةُ نُكْتَةٌ فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّ الْمَسْاَلَةَ لَا تَصْلُحُ اِلَّا لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ اَوْ لِذِي غُرْمٍ مُفْظِعٍ اَوْ دَمٍ مُوجِعٍ انس بن مالک سے روایت ہے ایک مرد انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا آپ سے سوال کرتا تھا آپ نے فرمایا تیرے گھر میں کوئی چیز ہے اُس نے عرض کیا جی ہاں ایک کملی ہے جس میں سے ہم کچھ اوڑھتے ہیں اور کچھ بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی

پچھے ہین آپ نے فرمایا ان دونون کو میرے پاس لے آوہ گیا اور لیکر آیا آپ نے ان دونو چیزون کو لیا اپنے ہاتھ مین اور فرمایا کون
مول لیتا ہے انکو ایک شخص بولا مین لیتا ہون دونون کو ایک درم کے بدل آپ نے فرمایا کون بڑہاتا ہے ایک درم پر دو بار
فرمایا یا تین بار (یہی نیلام ہے یعنے بیع من یزید) ایک شخص بولا مین ان دونون کو دو درم کے بدل لیتا ہون آپ نے اس
کو دیدیا ان دونون چیزون کو اور اس سے دو درم لیکر اس انصاری مرد کو دیے اور فرمایا ایک درم کا اناج خرید کر اپنے
گھر والون کو ڈالدے اور دوسرے درم کا ایک کلہاڑا خرید اور میرے پاس لیکر آ اس نے ایسا ہی کیا آپ نے وہ کلہاڑا
لیکر اس مین ایک لکڑی اپنے ہاتھ سے جمادی اور فرمایا جا اور لکڑیان لا (جنگل سے) اور بیچ پندرہ دن تک میرے پاس مت
آئیو وہ لکڑیان لانے لگا اور بیچنے لگا پھر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور اسکے پاس دس درم تھے
آپ نے فرمایا اب چند درم کا غلہ لے اور چند درم کا کپڑا پھر فرمایا یہ تیرے لیے بہتر ہے (یعنے اپنی محنت سے کمانا) اس
سے کہ تو آوے اور سوال تیرے مونہ پر داغ ہو قیامت کے دن بیشک سوال درست نہین ہے مگر اسکو جو انتہا کا محتاج
ہو یا سخت قرضدار ہو یا خون مین گرفتار ہو جو ستاوے ف یعنے کسی کا خون کیا اور مقتول کے وارث دیت پر
راضی ہو گئے لیکن اسکے پاس روپیہ نہین ہے اب مقتول کے وارث اسکو ستا رہے ہین اور دیت کا تقاضا کر رہے
ہین تو اسکو سوال کرنا درست ہے تاکہ روپیہ جمع کر کے دیت ادا کرے اسیطرح سخت قرضداری سے یہ مطلب ہے کہ
قرضہ اسکے مال سے زیادہ ہو اگر قرضہ مال کے برابر ہو تو وہ سخت نہین ہے مال کو بیچ کر قرضداری ادا کرے اسیطرح انتہا
کی محتاجی یہ ہے کہ ایک دن کی قوت اسکے پاس نہ ہو اور بعضون نے کہا تین دن رات کی اور بعضون نے کہا نصاب کے موافق اسکے پاس مال نہو

(۱۴۴) علم **باب الاقالۃ** اقالہ یعنے بیع فسخ کرنے کا بیان ف جب بیع بشرط خیار ہو تو جس کو اختیار دیا
گیا ہو اسکو فسخ کا اختیار حاصل ہوتا ہے اگر دونون نے اختیار رکھا ہو تو دونون کو اختیار ہوگا لیکن اگر اختیار کی
مدت گذر جاوے یا اختیار کی شرط ہی نہو تو اب بیع فسخ نہین ہو سکتی الا اسصورت مین جب بائع اور مشتری دونون
راضی ہو جاوین اور دونون ملکر بیع کو فسخ کرین تو یہ جب چاہین ہو سکتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مشتری یا بائع ایک مدت
کے بعد اپنا نقصان دیکھکر فسخ بیع چاہتا ہے لیکن دوسرے فریق کے وہ اختیار مین ہوتا ہے تو حدیث مین اسکی
ترغیب دی کہ ایسی حالت مین بھی بیع کا فسخ کر دینا بہتر ہے اور ثواب ہے کیونکہ وہ احسان ہے مسلمان پر عَنْ اَبِی
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَقَالَ مُسْلِمًا اَقَالَهُ اللّٰهُ عَثْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ ابو
ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو اقالہ کر دیگا (یعنے فسخ بیع پر اسکے ساتھ
راضی ہو جاویگا) تو اللہ تعالی اسکے گناہون کا اقالہ کر دیگا قیامت کے دن (مسلمان کے ساتھ احسان کرنے کا

بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکو دیگا) **باب مَنْ كَرِهَ اَنْ يُسَعِّرَ** نرخ مقرر کرنا منع ہے **ف** قدیم زمانوں میں اور انکی حکومتوں میں یہ دستور تھا کہ جب غلہ کی گرانی ہوجاتی اور غربا شکایت کرتے تو ناعاقبت اندیش حکام غلہ کے بیوپاریوں کو بلاکر ان کو مارتے پیٹتے سزائیں دیتے اور ایک نرخ مقرر کردیتے کہ اس سے کم ریٹ بیچو وہ بیچارے جبراً و قہراً جان اور عزت کے ڈر سے اس نرخ پر بیچتے اور اپنا نقصان کرتے اس برے انتظام کا یہ اثر ہوتا کہ چند ہی روز میں بیوپاری غلہ منگا چھوڑ دیتے اور سارا ملک کا ملک فاقوں کے مارے ہلاک ہوجاتا اور قحط پھیل جاتا شرع میں بھی اس برے انتظام سے منع فرمایا سبحان اللہ شریعت کیا عمدہ قانون ہے جس میں دین اور دنیا دونوں کی بھلائی ہے **عَنْ** اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ غَلَا السِّعْرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَلَا السِّعْرُ فَسَعِّرْ لَنَا فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَلْقَى رَبِّيْ وَلَيْسَ اَحَدٌ يَطْلُبُنِيْ بِمَظْلِمَةٍ فِيْ دَمٍ وَلَا مَالٍ انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا نرخ مہنگا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ نرخ مہنگا ہوگیا آپ ہمارے لیے نرخ مقرر کردیجیے آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نرخ مقرر کرنیوالا ہے کبھی روک لیتا ہے کبھی چھوڑ دیتا ہے وہی روزی دینے والا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ سے ملوں اور سوقت کوئی شخص مجھ سے طالب نہ ہو کسی مظلمہ کا جان یا مال میں **ف** یعنے نہ مالی نہ جانی کسیطرح کا ظلم میں نے کسیپر کیا ہو حدیث میں اشارہ ہے کہ نرخ مقرر کرنا ایک مالی ظلم ہے بیوپاریوں پر اور غلہ کے تاجروں پر اسحدیث کو احمد اور ابوداود اور ترمذی اور دارمی اور بزار اور ابویعلے نے بھی نکالا اور ابن حبان اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا اور اسباب میں کئی حدیثیں آئی ہیں ۔ ہدایہ میں ہے کہ بادشاہ وقت کو نرخ مقرر نہ کرنا چاہیے البتہ اگر غلہ کے بیوپاری عمداً بلا وجہ نرخ کو بہت گران کردیں اور قاضی عامہ خلائق کے حقوق کو بدون نرخ معین کرنے کے نہ بچا سکے تو اہل الرائے کے مشورے سے نرخ مقرر کرنے میں قباحت نہیں مترجم کہتا ہے میں صاحب ہدایہ کی اس رائے کے مخالف ہوں حدیث میں مطلق نرخ معین کرنے سے ممانعت ہے اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ حاکم نے جہاں نرخ میں دخل دیا تو بڑی بڑی آفتیں پڑ گئیں اور اخیر میں قحط کی شدت سے لوگ ہلاک ہوگئے پس کسی حال میں نرخ مقرر کرنا نہیں چاہیے البتہ اگر یہ معلوم ہو کہ غلہ کے بیوپاری بلا وجہ غلہ کو مہنگا بیچتے ہیں اور انکو مال سستا پڑتا ہے لیکن لوگوں کو ستاتے ہیں تو اسکا عمدہ علاج یہ ہے کہ حاکم اپنی طرف سے ایک غلہ کا تجارت خانہ کھول دیوے اور باہر سے غلہ منگوا کر تھوڑے نفع پر یا اصل لاگت پر لوگوں کے ہاتھ بیچے اسصورت میں بیوپاری خود بخود سستا کریں گے اگر نہ کریں گے تو رعایا کا نقصان نہیں وہ حاکم کے تجارت خانہ

مین دخل دیے اگر حاکم خود یہ نکر سکے تو چند خدا ترس رحم دل تاجرون کو ایسا کرنیکی ترغیب دیوے اور حکومت کی جانب سے انکی امداد کی جاوے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ غَلَا السِّعْرُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لَوْ قَوَّمْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اُفَارِقَکُمْ وَلَا یَطْلُبُنِیْ اَحَدٌ مِّنْکُمْ بِمَظْلِمَۃٍ ظَلَمْتُہٗ ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین نرخ مہنگا ہوا لوگون نے کہا کاش آپ قیمت مقرر کردین یا رسول اللہ آپنے فرمایا مجھے امید ہے کہ مین تم سے جدا ہون اور کوئی مجھ سے مطالبہ نہ کرتا ہو کسی مظلمہ کا جو مین نے اسپر ظلم کیا ہو

بَابُ السَّمَاحَۃِ فِی الْبَیْعِ خرید و فروخت مین آسانی کرنا

ف یعنی ذری ذری سی چیز یا قیمت کے لیے تقاضا اور سختی نہ کرنا اگر بائع ہو تو قیمت مین کچھ کم آوے جب بھی قبول کرلینا اگر مشتری ہو اور مال مین کچھ خفیف سا نقص ہو تو تکرار نہ کرنا لے لینا ماپ تول مین زیادہ جھگڑا نہ کرنا معین وزن یا ناپ سے کچھ زیادہ دیدینا غرض لوگون کا دل خوش رکھنا اور خلق کے ساتھ معاملہ کرنا بی وقوف سمجھتے ہین کہ ایسے تاجر کو نقصان ہوگا اور اسکو بھولا نادان جانتے ہین لیکن وہ خود جاہل ہین انکو یہ معلوم ہی نہین کہ جو کوئی تاجر ایسا ہوتا ہے تو تمام مشتری اسی کے پاس آتے ہین اور اسیکا مال لیجاتے ہین دوسری جگہہ اگر عمدہ اور کچھ سستا بھی ملے تو وہان سے نہین لیتے اور خوش خلقی کی وجہ سے اسی تاجر کا فائدہ چاہتے ہین چند ہی روز مین یہ تاجر بہت بڑھ جاتا ہے اور اسکی تجارت چمک جاتی ہے اور ایک خفیف نقصان کے عوض اسکو ہزارون لاکھون کا فائدہ حاصل ہوتا ہے غرض قربان شریعت اور صاحب شریعت کے جو حکم دیا ہے وہ ایک جوہر بیش بے بہا ہے جسکی قدر ومنزلت وہی جانتے ہین جنکو اللہ سبحانہ وتعالی نے عقل سلیم دی ہے عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَدْخَلَ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ رَجُلًا کَانَ سَھْلًا بَائِعًا وَّمُشْتَرِیًا حضرت عثمان سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ جنت مین لیجاوے اس شخصکو جو نرم ہو بیچنے اور خریدنے کی حالت مین عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ سَمْحًا اِذَا اشْتَرٰی سَمْحًا اِذَا اقْتَضٰی جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے اس بندے پر جو بہت بھلا ہو نرم ہو جب بیچے اور جب خریدے اور جب تقاضا کرے کسی پر اپنے قرضے کا تو سہولت سے مانگے اگر وہ مہلت مانگے تو مہلت دیوے اگر واقعی وہ مفلس ہو تو معاف کردیوے یا کچھ کم کردیوے)

بَابُ السَّوْمِ نرخ چکانا جائز ہے (یعنے بائع ایک دام کہے اور مشتری اس سے کم کو مانگے) عَنْ قَیْلَۃَ اُمِّ بَنِیْ اَنْمَارٍ قَالَتْ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ عُمَرِہٖ عِنْدَ الْمَرْوَۃِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّی امْرَاَۃٌ اَبِیْعُ وَاَشْتَرِیْ فَاِذَا اَرَدْتُّ اَنْ اَبْتَاعَ الشَّیْءَ سُمْتُ بِہٖ اَقَلَّ مِمَّا اُرِیْدُ ثُمَّ زِدْتُّ حَتّٰی اَبْلُغَ الَّذِیْ اُرِیْدُ وَاِذَا اَرَدْتُّ اَنْ اَبِیْعَ

الثمن سمت به أكثر من الذي أريد ثم وضعت حتى أبلغ الذي أريد فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا تفعلي يا قيلة إذا أردت أن تبتاعي شيئا فاستامي به الذي تريدين أعطيت أو منعت
فقال إذا أردت أن تبيعي شيئا فاستامي به الذي تريدين أعطيت أو منعت قیلہ ام بنی انمار سے روایت
ہے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ کسی عمرے میں مروہ پہاڑ کے پاس اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں
ایک عورت ہوں جو خرید و فروخت کرتی ہوں تو میں جب کوئی چیز خریدنا چاہتی ہوں اسکا مول پہلے اس سے بھی کم
کہتی ہوں جتنے کو میں اسے لینا چاہتی ہوں پھر بڑھاتے بڑھاتے اپنے دل کے مول تک آجاتی ہوں اور جب میں کوئی
چیز بیچتی ہوں تو پہلے قیمت اس سے زیادہ بیان کرتی ہوں جتنے کو میں اسے دینا چاہتی ہوں پھر کم کرتے کرتے اس
مول پر آجاتی ہوں جتنے کو دینا چاہتی ہوں یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قیلہ ایسا مت کر (یہ
ممانعت تنزیہی ہے اور کمال تقوی کے طور پر ہے اور آگے کی حدیث سے اسکا جواز ثابت ہوتا ہے) جب تو کوئی چیز خریدنا
چاہے تو جتنے کو لینا چاہتی ہے وہ دام کہدے خواہ بائع اتنے کو دیوے یا نہ دیوے اور جب تو کوئی چیز بیچنا چاہے
تو ایک ہی دم کہدے جتنے کو تو دینا چاہتی ہے خواہ خریدار لیوے یا نہ لیوے **ف** یا امر اعلے ہے اور کمال تقوی اور
احتیاط ہی کہ تجارت میں ایک سخن ہو اور اس سے تجارت کی رونق بہت بڑھتی ہے اگرچہ مول تول کرنا بھی درست ہے اور
ممکن ہے کہ ممانعت سے یہ مطلب ہو کہ اگر مشتری تیری اصل لاگت دریافت کرے تو اسوقت جھوٹ بولنا اور لاگت
زیادہ بتانا جائز نہیں یہ بالاتفاق حرام ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورتوں کو تجارت کرنا درست ہے اور غیر محرم سے
بات چیت کرنا جائز ہے اگر کسی فساد کا ڈر نہ ہو کیونکہ تجارت میں بات چیت کی ضرورت پڑتی ہے **عن** جابر بن
عبد الله قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم في غزوة فقال لي أتبيع ناضحك هذا بدينار والله
يغفر لك قلت يا رسول الله هو ناضحكم إذا أتيت المدينة قال فتبيعه بدينارين والله يغفر لك
قال فما زال يزيدني دينارا دينارا ويقول مكان كل دينار والله يغفر لك حتى بلغ عشرين دينارا فلما
أتيت المدينة أخذت برأس الناضح فأتيت به النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا بلال أعطه من
الغنيمة عشرين دينارا وقال انطلق بناضحك فاذهب به إلى أهلك جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے میں آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک جہاد میں آپ نے مجھ سے فرمایا تو اپنے پانی لانیکا اونٹ میرے ہاتھ بیچتا ہے
ایک دینار کے بدلے اور اللہ تجھے بخشے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ اونٹ آپ کا ہے جب میں مدینہ پہونچ جاؤں آپ نے
فرمایا اچھا دو دینار کو بیچتا ہے اللہ تجھے بخشے جابر نے کہا پھر آپ اسیطرح سے ایک ایک دینار بڑھاتے رہے اور پھر یہ

فرماتے رہے اللہ تجھے بخشے یہانتک کہ بیس دینار تک پہونچے گویا جابر کے بیس بار مغفرت کی دعا کی سبحان اللہ یہ ہے قسمت جابر کی آخر جب مدینہ میں آیا تو میں نے اس اونٹ کا سر تھاما اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیکر آیا آپ نے فرمایا اے بلال جابر کو تھیلی میں سے بیس دینار دے اور مجھ سے فرمایا اپنا اونٹ بھی اپنے گھر والوں پاس لیجا ف سبحان اللہ شفقت اور مہربانی کے قربان ایسے اخلاق سے صحابہ کو آپ سے عشق تھا جہاں آپکا پسینہ گرتا وہاں وہ خون بہا دیتے جان اور مال آپ پر نثار کرنا فخر جانتے حدیث سے یہ نکلا کہ نرخ کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلا کہ اگر بائع ایک جانور کو بیچے اور کسی مقام تک اسپر سواری کرنے کی شرط کرلیوے تو جائز ہے امام احمد اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور حنفیہ اپنی عادت کے موافق اسکو ناجائز کہتے ہیں۔ اور یہ نرخ چکانا آپ کا بر سبیل شفقت تھا نہ بر سبیل تشدد اور سختی کیونکہ جابر تو ایک ہی دینار پر راضی ہوگئے تھے لیکن آپ نے بیس دیناروں تک بڑھایا اور مقصود جابر سے سلوک کرنا اور انکے لیے دعا کرنا تھا انکے باپ جنگ احد میں شہید ہوگئے تھے اور دس ناکتخدا لڑکیاں یعنے جابر کی بہنیں چھوڑ گئے تھے وہ بڑی تنگی میں مبتلا تھے اور بعضی روایتوں میں ہے کہ جابر جب لوٹ کر اپنے گھر میں آئے تو اپنے گھر والوں سے اونٹ کے بیچنے کا ذکر کیا انہوں نے جابر کو ملامت کی کہ ایک ہی اونٹ گھر کے کام کاج کے لیے تھا اسکو بھی تونے بیچ ڈالا لیکن جابر نے انکی بات پر خیال نہ کیا اور اپنے وعدے کے موافق اونٹ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے آپنے بیس دینار دیے اور اونٹ بھی فرمایا کہ اپنے گھر میں لے جاؤ شاید وحی سے یہ حال آپ کو معلوم ہوگیا ہو اور شاید محض حسن اخلاق ہو غرض قربان ایسے رحیم اور کریم پیغمبر کے جو حسن ظاہری اور باطنی دونوں میں بے نظیر تھے ؎

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّوْمِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعَنْ ذَبْحِ ذَوَاتِ اللَّبَنِ حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نرخ چکانے سے سورج نکلنے سے پہلے (کیونکہ یہ وقت عبادت اور اللہ کے ذکر کا ہے) اور منع کیا دودھ والی بکری یا گائے کے کاٹنے سے ف اسلیے کہ دودھ سے زیادہ فائدہ ہے ہمیشہ غذا ملے گی اور گوشت اسکا دو تین روز ہی کام آوے گا البتہ اگر دودھ والا جانور بوڑھا ہوگیا اور اسکا دودھ بند ہوگیا تو کاٹنے میں مضائقہ نہیں

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ کَرَاهِیَةِ الْاَیْمَانِ فِی الشِّرَاءِ وَالْبَیْعِ خرید و فروخت میں قسم کھانے کی کراہت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ رَجُلٌ عَلٰی فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ یَمْنَعُهُ ابْنَ السَّبِیْلِ وَرَجُلٌ بَایَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِکَذَا

وَكذا فصدّقه وهو على غير ذلك ورجلٌ بايع اماماً لا يبايعه الّا لدنيا فان اعطاه منها وفى له وان لم
يعطه منها لم يفِ له ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ
بات نہیں کرے گا قیامت کے دن نہ انکی طرف دیکھیگا نہ انکو پاک کریگا اور انکو دکھ کی مار ہے ایک تو وہ شخص جسکے پاس ایک
لب آب وگیاہ جنگل میں ضرورت سے زیادہ پانی ہے اور وہ اسکو روکتا ہے مسافر سے یعنے مسافر کو پینے کے لیے نہیں دیتا
اور اس جنگل میں دوسرا کوئی مقام پانی کا نہیں ہے کہ مسافر وہاں سے پی لیوے دوسرے وہ شخص جس نے اپنا مال عصر کی
نماز کے بعد بیچا اور اللہ کی قسم کھائی کہ اس نے اتنے کو لیا ہے پھر خریدار نے اسکی بات کو سچا جانا حالانکہ وہ سچ نہ تھی
تیسرے وہ شخص جس نے ایک امام سے بیعت کی صرف دنیا کے لیے اُس نے دنیا مال اسکو دیا تو اُس نے بیعت پوری کی نہ دیا
تو بیعت پوری نہیں کی **ف** بلکہ امام کے مخالف ہو بیٹھا اور اس سے بغاوت اختیار کی اگرچہ جھوٹی قسم کھانا ہر وقت
گناہ ہے لیکن معلوم ہوا کہ عصر کے بعد اور بھی زیادہ سخت ہے **عن** ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم فقلت من هم يا رسول الله
الله فقد خابوا وخسروا قال المسبل ازاره والمنان عطاءه والمنفق سلعته بالحلف الكاذب ابوذر
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں کہ اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا قیامت
کے دن نہ انکی طرف دیکھے گا نہ انکو پاک کرے گا اور ان کو دکھ کی مار ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں
بڑے نقصان میں پڑے اور تباہ ہوئے پھر آپ نے فرمایا وہ لوگ یہ ہیں جو کوئی اپنے ازار (ٹخنوں سے) نیچے لٹکا دے
اور جو کوئی دیکر احسان جتاوے اور جو کوئی اپنے مال کو جھوٹی قسم کھا کر چلاوے **عن** ابی قتادة قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم اياكم والحلف في البيع فانه ينفق ثم يمحق ابوقتادہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچو تم بیع میں قسم کھانے سے اسلیے کہ پہلی تو قسم سے مال چلتا ہے پھر برکت جاتی رہتی ہے

باب ما جاء في من باع نخلا مؤبرا او عبدا له مال

جو شخص جوڑ لگا یا کھجور کا درخت بیچے یا اس غلام کو
جسکے پاس مال ہو **عن** ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من اشترى نخلا قد أبرت فثمرتها
للبائع الا ان يشترط المبتاع ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تابیر
کیا ہوا کھجور کا درخت بیچے تو اسکا میوہ بائع کا ہو گا مگر جب خریدار عوض میوہ لینے کی شرط کر لیوے **ف** تابیر کہتے
پیوند کرنا یعنے نر کا گابھا لیکر مادہ میں رکھنا جب پیوند کرتے ہیں تو درخت میں کھجور ضرور پیدا ہوتی ہے لہذا پیوند
کے بعد جو جھاڑ بیچا جاوے اسکا پھل بائع کو ملے گا اب آیندہ جو پھل پیدا ہو وہ مشتری کا ہو گا البتہ اگر مشتری شرط

کرے کہ پھل میں لوں گا تو شرط کے موافق مشتری کو ملیگا بعضوں نے کہا یہ حکم سو وقت ہے جب درخت میں میوہ نکل آیا ہو اگر میوہ
نہ نکلا ہو تو وہ مشتری ہی کا ہوگا عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحوہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عن
ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من باع نخلا قد ابرت فثمرتها للذی باعها الا ان یشترط المبتاع ومن ابتاع عبدا ولہ مال فمالہ
للذی باعہ الا ان یشترط المبتاع ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پیوند کیا ہوا کھجور کا درخت بیچے تو
اسکا پھل بائع کو ملیگا مگر جب مشتری شرط کر لیوے اور جو شخص ایک غلام خریدے وہ مالدار ہو تو اسکا مال بائع کا ہوگا مگر جب
مشتری شرط لیوے (کہ مال میں لوں گا تو مال مشتری کو ملیگا) ف دوسرے مسئلہ میں کسیکا خلاف نہیں ہے اور اختلاف
ہے ان کپڑوں میں جو غلام لونڈی کے اسکے بدن پر ہوں بکتے وقت بعضوں نے کہا وہ بھی بائع لے لیگا بعضوں نے کہا صرف
ستر عورت کی موافق بیع میں داخل ہوگا عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من باع نخلا
وباع عبدا جمعهما ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عن عبادة بن الصامت قال قضى رسول الله صلى الله
عليه وسلم بثمر النخل لمن ابرها الا ان يشترط المبتاع وان مال المملوك لمن باعه الا ان يشترط
المبتاع عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کا پھل اسکو دلایا جس نے درخت کو پیوند کیا مگر
جب مشتری شرط کرے اور فرمایا کہ غلام کا مال بائع کا ہے مگر جب مشتری شرط کرے

باب النهي عن بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها

پھلوں کی خوبی جب تک معلوم نہ ہو جاوے انکی بیع درختوں پر صحیح نہیں ہے ف
یعنے درخت پر جو پھل لگے ہوں انکا بیچنا جائز نہیں مگر جب کہ وہ پھل پکنے کے قریب ہوگئے ہوں اور یقین ہوگیا ہو کہ
اب یہ میوہ آفت سے محفوظ رہا اور ضرور سلامتی کے ساتھ درخت سے اترے گا عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا الثمرة حتى يبدو صلاحها نهى البائع والمشتري ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بیچو میوے کو اسکے پکنے سے پہلے منع کیا آپ نے بائع کو بیچنے سے اور مشتری
کو خریدنے سے عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تبيعوا الثمر حتى يبدو
صلاحه ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بیچو پھلوں کو جب تک
انکی خوبی ظاہر نہ ہو جاوے عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع الثمر حتى يبدو صلاحه
جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا میوے کی بیع سے یہاں تک کہ اسکی بھلائی
کھل جاوے عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع الثمرة حتى تزهو وعن
بيع العنب حتى يسود وعن بيع الحب حتى يشتد انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

منع کیا پھل کی بیع سے یہانتک کہ وہ لال یا زرد ہو جاوے (یا خوشرنگ ہو جاوے (مطلب یہ ہے کہ پکنے کے قریب گدر ہو جاوے)
اور منع کیا انگور کی بیع سے یہانتک کہ وہ کالا ہو جاوے اور دانے کی بیع سے یہانتک کہ وہ سخت ہو جاوے **باب** بیع
الثمار سنین والجائحۃ کئی برس کا میوہ بیچنا کیسا ہے اور آفت کا بیان **ف** مثلاً کوئی شخص اپنے باغ کا میوہ چار یا پانچ
برس کے لیے یکبارگی ہاتھ بیچے ایک معین قیمت پر تو یہ ناجائز ہے کیونکہ اس میں دھوکا ہے احتمال ہے کہ کچھ میوہ پیدا نہ ہو یا پیدا
ہو لیکن آفت آکر خراب ہو جاوے تو مشتری کا روپیہ ضائع ہوگا ہمارے زمانہ میں یہ بیع بہت رائج ہے اور مسلمان برابر یہ
بیعیں کرتے ہیں اور شرعی ممانعت کا خیال نہیں کرتے اللہ رحم کرے **عن** جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نہی عن بیع السنین جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کئی سال کے
لیے بیع کرنے سے **عن** جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من باع ثمرا فاصابتہ
جائحۃ فلا یاخذ من مال اخیہ شیئا علی ما یاخذ احدکم مال اخیہ المسلم جابر بن عبد اللہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے پھل بیچا پھر اسپر آفت آئی تو وہ اپنے بھائی (مشتری) کے مال میں
سے کچھ نہ لیوے (بلکہ اسکی قیمت اسکو پھیر دیوے) آخر کس چیز کے بدلے میں سے کوئی اپنے بھائی مسلمان کا مال لیتا ہے
ف اہلحدیث اور امام احمد نے اسی حدیث پر عمل کیا ہے اور کہا ہے کہ میوے پر اگر آفت آجاوے ایسی کہ کل میوہ
تلف ہو جاوے تو ساری قیمت بائع سے مشتری کو واپس دلائی جاوے گی اگرچہ یہ آفت مشتری کا قبضہ ہو جانے کے
بعد آوے اور حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ جب مشتری نے قبضہ کر لیا پھلوں پر اب کوئی آفت آئی تو مشتری کا
نقصان ہوگا بائع سے کچھ نہیں لے سکتا اور حدیث میں وہ صورت مراد ہے جب پھل اسکے خوبی ظاہر ہونے سے
پہلے بیچے جاویں اس صورت میں البتہ بائع کو دام پھیر دینا ہوں گے کیونکہ یہ بیع ہی جائز نہیں تھی **باب**
الرجحان فی الوزن جھکتا تولنا (یعنے کچھ زیادہ) **عن** سوید بن قیس قال جلبت انا ومخرفۃ العبدی
بزا من ھجر فجاءنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فساومنا سراویل وعندنا وزان یزن بالاجر
فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا وزان زن وارجح سوید بن قیس سے روایت ہے میں اور مخرفہ عبدی
دونو ہجر سے (ہجر ایک گاؤں ہے بحرین میں اور بعضوں نے کہا شام میں اور بعضوں نے کہا تمام بحرین کا نام ہجر ہے)
کپڑا لائے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پائجامہ چکایا اسوقت ہمارے
پاس ایک تولنے والا تھا جو اجرت پر تولتا تھا آپ نے اس سے فرمایا اے تولنے والے تول اور جھکتا تول **عن**
مالک ابی صفوان بن عمیرۃ قال بعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل سراویل قبل الھجرۃ فوزن

لِي فَأَرْجَحَ لِي۔ ابو صفوان سے روایت ہے میںنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ ایک پاجامہ بیچا ہجرت سے پہلے آپ نے میرے لیے تولا اسکی قیمت کو اور جھکتا تولا **ف** ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ آپ نے پائجامہ مول کیا اور ظاہر یہ ہے کہ پہننے کو لیے مول لیا لیکن کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے پائجامہ پہنا اور ایک حدیث میں ہے کہ سب سے اول حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پائجامہ پہنا اور اللہ تعالی نے مجھ کو حضرت ابراہیم عم کی پیروی کا حکم دیا اور جس روایت میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے پائجامہ پہنا اسکو لوگوں نے موضوع کہا ہے (انجاح) **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تولو تو جھکا کر تولو **باب** التَّوَقِّي فِي الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ تول ماپ میں احتیاط کرنا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ كَانُوا مِنْ أَخْبَثِ النَّاسِ كَيْلًا فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ فَأَحْسَنُوا الْكَيْلَ بَعْدَ ذَلِكَ ابن عباس سے روایت ہے جب آنحضرت مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ والے سب سے برے تھے ماپ میں (یعنی کم تولتے تھے اور کم ماپتے تھے جیسے دغاباز بنیے اس زمانہ میں کرتے ہیں) پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ آیت اتاری خرابی ہے کم ماپنے والوں کیلیے اخیر تک اسکے بعد اچھا ماپنے لگے **باب** النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ دھوکا دینے سے ممانعت **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ مَغْشُوشٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص پر سے گذرے جو اناج بیچ رہا تھا آپ نے اپنا ہاتھ اسکے اندر ڈالا دیکھا تو وہ اندر سے تر ہی بگڑا ہوا ہے آپ نے فرمایا جو کوئی فریب کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنے مشتری کو دھوکا دیوے مال کا عیب چھپا دے لازم ہے کہ اگر مال میں کچھ عیب ہو تو مشتری کو اسکی خبر کر دیوے اگر اسکا جی چاہے پھر بھی تو خریدے یا نہ خریدے **عَنْ** أَبِي الْحَمْرَاءِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَنَبَاتِ رَجُلٍ عِنْدَهُ طَعَامٌ فِي وِعَاءٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَقَالَ لَعَلَّكَ غَشَشْتَ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا ابو الحمراء سے روایت ہے میںنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ ایک شخص کی بازو سے گذرے جسکی پاس اناج تھا برتن میں آپ نے اپنا ہاتھ اس اناج میں ڈالا اور فرمایا شاید تو نے اسکا عیب چھپایا جو کوئی ہم کو دھوکا دیوے وہ ہم میں سے نہیں ہے **باب** النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ مَا لَمْ يُقْبَضْ اناج کا بیچنا اسپر قبضہ کرنے سے پہلے منع ہے **ف** یعنے اناج ایک شخص نے خریدا ابھی اسکو ماپا اور تولا نہیں کہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا یہ منع ہے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اناج خریدے وہ اسکو بیچے نہیں جب تک اپنی قبضہ میں اسکو نہ لا دے **ف** یعنی اسکو ماپ تول نہ

لیوے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابتاع طعاما فلا یبعہ حتی یستوفیہ قال ابو عوانۃ فی حدیثہ قال ابن عباس واحسب کل شئ مثل الطعام ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اناج خریدے وہ اسکو نہ بیچے جبتک اسپر قبضہ نہ کر لیوے ابو عوانہ نے اپنی روایت مین کہا ابن عباس رضی اللہ نے کہا مین ہر چیز کو اناج کے مثل جانتا ہون (امام محمد نے کہا ہمارا یہی مذہب ہے کہ کسی چیز کی بیع قبضے سے پہلے درست نہین لیکن ابو حنیفہ نے گھر اور زمین کی بیع قبضے سے پہلے جائز کہی ہے) عن جابر قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع الطعام حتی یجری فیہ الصاعان صاع البائع وصاع المشتری جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اناج کی بیع سے جب تک اس مین دونون کے صاع نہ چلین بائع اور مشتری کے **ف** بائع نے خریدتے وقت اپنی صاع سے اسکو ناپا ہوگا اور مشتری خریدتے وقت جب ناپ لیوے تو اب دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے نکالا لیکن اس کی اسناد مین ابن ابی لیلے ہے اور ابو ہریرہ سے بھی اس باب مین باسانید حسن اور ضعیف مروی ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور امام احمد اور بخاری نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا جب تو خریدے تو ناپ اور جب بیچے تو ناپ اور مسلم نے جابر سے نکالا مرفوعا کہ جب تو اناج خریدے تو اسکو مت بیچ جب تک اسپر قبضہ نہ کرے اور امام مسلم نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اسباب کے بیچنے سے یہانتک کہ اسپر قبضہ کیا جاوے اور امام احمد نے حکیم بن حزام سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جب تو کوئی چیز خریدے تو اسکو مت بیچ جب تک اسپر قبضہ نہ کرلے اسکی اسناد مین علاء بن خالد وسطی ہے اور ابوداؤد اور دارقطنی اور حاکم اور ابن حبان نے نکالا زید بن ثابت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اسباب کے بیچنے سے جہان وہ خریدا جاوے جبتک سوداگر اسکو اپنے ٹھکانون مین نہ لیجاوین اور اس باب مین کئی حدیثین ہین اور جمہور کا یہی قول ہے حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ یہ حکم اناج سے خاص ہے کیونکہ اسکی اکثر حاجت ہوتی ہے اور اس سے فائدہ نہین اٹھا سکتے جبتک اسکو خراب نہ کرین تو احتمال ہے کہ قبضے سے پہلے بائع اس مین کوئی تصرف کرے اب یہ اگر اسکو قبضے سے پہلے دوسرے کے ہاتھ بیچڈالے تو ایک **قضیے** کے بدلے دو قضیے پیدا ہونگے اور بعضون نے کہا ہر ایک مال منقول مین یہی حکم ہے اسلیے کہ اس مین گمان ہے تغیر اور عیب وار ہونیکا تو خصومت مین دوسری خصومت ہوگی اور ابن عباس رضی اللہ نے کہا مین تو ہر چیز کو اناج کے مثل جانتا ہون اور قیاس کے موافق یہی ہے مسوی مین ہے کہ امام مالک نے کہا ہمارے نزدیک جسپر اجماع ہے اور اس مین خلاف نہین ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی شخص نے اناج خرید الگیہون یا جو یا جوار یا باجرہ یا اور کوئی دانہ جن مین

زکوۃ وغیرہ یا سالن کی قسم میں سے کچھ خریدے جیسے تیل گھی شہد سرکہ پنیر دودھ شیرہ وغیرہ تو خریدار کو اسکا بیچنا درست نہیں جبتک اسپر قبضہ نہ کر لیوے اور شرح السنہ میں ہے کہ اہل علم نے اتفاق کیا کہ جو شخص اناج خریدے اسکا بیچنا اسکو قبضے سے پہلے درست نہیں ہے اور اختلاف ہے اناج کے سوا اور چیزوں میں شافعی اور محمد نے کہا سب چیزوں کا یہی حکم ہے یہانتک کہ اسباب اور زمین اور مکان وغیرہ کا بھی کسی کی بیع قبضے سے پہلے درست نہیں ہے اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف نے کہا زمین اور مکان کی بیع قبضے سے پہلے درست ہے لیکن مال منقولہ کی درست نہیں اور امام مالک نے کہا اناج اور کھانیکی چیزوں کے سوا اور اسباب منقولہ کی بیع بھی قبضے سے پہلے درست ہے میں کہتا ہوں اگلے زمانہ میں لوگوں کو تحریری سندیں نقد روپیوں کی اور اناج کی ملتیں (حاکم کیطرف سے) اور وہ اسکو بیچڈالتے قبضہ کرنے سے پہلے اور خریدار کو وہ سند دیدیتے وہ وقت پر اناج یا روپیے لیتا اور سندوں کی بیع کے یہی معنی ہیں انتہے (روضہ) **باب** بیع المجازفۃ ڈھیر لگا کر بیچنا **عن** ابن عمر قال کنا نشتری الطعام من الرکبان جزافا فنھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نبیعہ حتی ننقلہ من مکانہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے ہم سواروں سے اناج خریدتے ڈھیر کے ڈھیر بغیر ماپے اور تولے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو منع کیا پھر اسکے بیچنے سے جب تک کہ ہم اسکو اس جگہہ سے نہ جاویں (کیونکہ دوسری جگہہ لے جانا یہی اسپر قبضہ کرنا ہے) **عن** عثمان بن عفان قال کنت ابیع التمر فی السوق فاقول کلت فی وسقی ھذا کذا فادفع اوساق التمر بکیلہ واخذ شفی فدخلنی من ذلک شیء فسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا سمیت الکیل فکلہ عثمان بن عفان سے روایت ہے میں کھجور بیچتا تھا بازار میں پھر میں کہتا تھا خریدار سے میں نے اس بوجھ میں اتنے اتنے صاع ماپے ہیں اور اسی حساب سے کھجور کے بوجھ دیدیتا اور جو زائد ہوتا وہ نکال لیتا یعنے مشتری میرے قول پر اعتماد کر لیتا تو جتنے صاع کھجور اسکو مطلوب ہوتے اس حساب سے بوجھے اوٹھا دیتا کیونکہ وہ میرے ماپے ہوئے تھے لہذا دوسری بار اسکے سامنے نہ ماپتا اور جو کھجور اسکی فرمائش سے زیادہ ہوتی اتنے صاع ماپ کر بوجھ میں سے نکال لیتا پھر مجھے اس میں کچھ شبہ معلوم ہوا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپنے فرمایا جب تو کہے کہ اس میں اتنے صاع ہیں تو اسکو ماپ دے مشتری کے سامنے **باب** ما یرجی فی کیل الطعام من البرکۃ اناج ماپنے میں برکت ہوتی ہے **عن** عبداللہ بن بسر المازنی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کیلوا طعامکم یبارک لکم فیہ عبداللہ بن بسر مازنی سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اپنا اناج ماپو اس میں تمکو برکت ہوگی **عن** ابی ایوب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کیلوا طعامکم یبارک لکم فیہ ابو ایوب سے بھی ایسے ہی روایت ہے **باب** الاسواق ودخولھا بازاروں

کا اور بازارون مین جانیکا بیان عن ابی اسید حدثہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذھب الی سوق النبیط فنظر الیہ فقال لیس ھذا لکم بسوق ثم ذھب الی سوق فنظر الیہ فقال لیس ھذا لکم بسوق ثم رجع الی ھذا السوق فطاف فیہ ثم قال ھذا سوقکم فلا ینتقصن ولا یضربن علیہ خراج ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوق النبیط (ایک بازار کا نام تھا) مین گئے اسکو دیکھا تو فرمایا یہ بازار تمہارے لیے نہین ہے یعنے اس مین خرید فروخت نکرو کیونکہ وہان کے لوگ دغابازی کرتے ہون گے) پھر دوسرے بازار مین گئے اور فرمایا یہ بازار بھی تمہارے لیے نہین ہے پھر اس بازار مین آئے اور اس مین پھرے بعد اسکے فرمایا یہ تمہاری بازار ہے (اس مین خرید فروخت تجارت کرو) تو اس مین مال کم نہ دیا جاویگا (جیسے اور بازارون مین کم تولتے ہین) اور اس بازار پر کوئی محصول مقرر نہوگا ف اسلیے کہ بازار مین حاکم اور امام کا کوئی حق نہین وہ رعایا کے لیے ہین پس بازار مین کوئی محصول قائم کرنا ظلم اور خلاف شرع ہے عن سلمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من غدا الی صلوۃ الصبح غدا برایۃ الایمان ومن غدا الی السوق غدا برایۃ ابلیس سلمان سے روایت ہے مینے سُنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص صبح سویرے فجر کی نماز کے لیے جاوے وہ ایمان کا جھنڈا اٹھا کر گیا اور جو صبح سویرے بازار کو جاوے وہ شیطان کا جھنڈا لیکر گیا۔ ف طیبی نے کہا یہ تمثیل ہے اللہ کے گروہ اور شیطان کے گروہ کی صبحکو جو کوئی مسجد گیا اسنے ایمان کو بلند کیا اور دین کا شعار ظاہر کیا تو گویا ایمان کا جھنڈا اٹھایا اور جو بازار کو گیا اسنے دنیا کی فکر کی اور دین کو بالائے طاق کیا یہ شیطان کا کام ہے تو گویا شیطان کا جھنڈا اٹھایا عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال حین یدخل السوق لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر کلہ وھو علی کل شیء قدیر کتب اللہ لہ الف الف حسنۃ ومحی عنہ الف الف سیئۃ وبنی لہ بیتا فی الجنۃ حضرت عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بازار مین گھستے وقت یہ کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر کلہ وھو علی کل شیء قدیر تو اللہ تعالی اسکے لیے ہزار ہزار نیکیان (یعنے دس لاکھ) لکھیگا اور ہزار ہزار برائیان اسکی مٹی جاوینگی اور اسکے لیے ایک گھر جنت مین بناویگا ف بازار مین اس دعا کا ثواب اسوجہ سے زیادہ ہوا کہ بازار دنیا مین مشغول ہونیکی جگہہ ہے اور اللہ سے غفلت کی تو اس جگہہ اللہ کو یاد رکھنا بڑے جوانمردون کا کام ہے فرمایا اللہ تعالے نے رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ دوسری روایت مین ہے کہ شیطان بازار مین اپنی کرسی

چھپاتا ہے اور لوگوں کو بتا کاتا ہے تو وہاں اسکی یاد کرنا گویا شیطان کو ذلیل کرنا ہے **باب** مَا یُرْجٰی مِنَ الْبَرَکَۃِ فِی الْبُکُوْرِ صبح سویرے برکت کا وقت ہے **عَنْ** صَخْرٍ الْغَامِدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا قَالَ وَکَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِیَّۃً اَوْ جَیْشًا بَعَثَھُمْ فِیْ اَوَّلِ النَّھَارِ قَالَ وَکَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا فَکَانَ یَبْعَثُ تِجَارَتَہٗ فِیْ اَوَّلِ النَّھَارِ فَاَثْرٰی وَکَثُرَ مَالُہٗ صخر غامدی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ برکت دے میری امت کو صبح سویرے کے وقت اور آپ جب فوج کا ایک لشکر یا لشکر روانہ کرتے تو سویرے اسکو بھیجتے راوی نے کہا صخر اس حدیث کے راوی سوداگر تھے وہ اپنا سوداگری کا مال سویرے روانہ کرتے آخر وہ امیر ہو گئے اور انکی دولت زیادہ ہو گئی **ف** سویرے سے یہ مراد ہے کہ شروع دن میں کرے صبح کی نماز کے بعد وقت برکت کا ہے جو کام اس وقت کریگا امید ہے کہ اس میں برکت ہو گی **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ برکت دے میری امت کو صبح کے وقت جمعرات کے دن **ف** جمعرات کا دن اور زیادہ مبارک ہے خصوصاً سفر کے لیے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ برکت دے میری امت کو صبح کے وقت میں **باب** بَیْعِ الْمُصَرَّاۃِ مصراۃ کی بیع کا بیان **ف** مصراۃ وہ بکری جسکا دودھ ایک یا دو یا تین روز تک نہ دوہیں اسلیے کہ دودھ تھن میں جمع ہو جاوے اور مشتری دھوکا کھا کر زیادہ دام دیوے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ مُصَرَّاۃً فَھُوَ بِالْخِیَارِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَاِنْ رَدَّھَا رَدَّ مَعَھَا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ لَا سَمْرَاءَ یَعْنِی الْحِنْطَۃَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مصراۃ جانور خریدا تو اسکو اختیار ہے تین روز تک اگر اسکو پھیر دیوے بائع کو تو ایک صاع کھجور کے ساتھ پھیرے (دودھ کی قیمت میں خریدار نے لیا) گیہوں کا دینا ضرور نہیں (اسکو مسلم نے بھی نکالا اور صحیحین میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اسکو اختیار ہے اگر چاہے تو اس جانور کو رکھ لیوے اور اگر ناراض ہو تو پھیر دیوے اور ایک صاع کھجور کا اسکے ساتھ دیوے) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یٰاَیُّھَا النَّاسُ مَنْ بَاعَ مُحَفَّلَۃً فَھُوَ بِالْخِیَارِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَاِنْ رَدَّھَا رَدَّ مَعَھَا مِثْلَیْ لَبَنِھَا اَوْ قَالَ مِثْلَ لَبَنِھَا قَمْحًا عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو جو کوئی محفلہ (یعنی مصراۃ) بیچے تو خریدار کو اختیار ہے تین دن تک خواہ اسکو پھیر دیوے اور اسکے ساتھ اسکے دودھ کے دو چند یا برابر گیہوں دیوے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض

اَنَّهٗ قَالَ اَشْهَدُ عَلَى الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ حَدَّثَنَا قَالَ بَيْعُ الْمُحَفَّلَاتِ خِلَابَةٌ وَلَا تَحِلُّ الْخِلَابَةُ لِمُسْلِمٍ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں گواہی دیتا ہوں سچے پیغمبر اور سچ کیے گئے پر یعنے حضرت ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ نے فرمایا محفلات کا بیچنا فریب ہے یعنے ان جانوروں کا جنکے تھنوں میں دودھ روکا گیا ہو اور مسلمان کو فریب کرنا درست نہیں ہے **ف** ابن عمر اور ابن مسعود دونوں کی حدیثوں کا اسناد ضعیف ہے اور صحیح اس باب میں ابوہریرہ کی حدیث ہے جو اوپر گذری روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور اہلحدیث اور شافعی نے اسی کے موافق حکم دیا ہے اور منہاج میں ہے کہ تصریہ حرام ہے اور مشتری کو اسیوقت اختیار ہوگا اور بعضوں نے کہا تین دن تک پھیرنے کا اختیار رہیگا اب اگر دودھ تلف ہوجانیکے بعد پھیرے تو جانور کے ساتھ ایک صاع کھجور کا بھی دیوے اور ایک صاع اور کسی اناج کا بھی کافی ہے اور اصح یہ ہے کہ دودھ زیادہ ہو یا کم صاع سے زیادہ دینا لازم نہ ہوگا اور شرح السنۃ میں ہے کہ ابوحنیفہ نے کہا مشتری کو تصریہ کی وجہ سے پھیر دینے کا اختیار نہ ہوگا اور جب اُس نے دودھ دوہا تو مشتری عیب کیوجہ سے اُسکو واپس نہیں کر سکتا لیکن ابن ابی لیلے اور ابو یوسف نے کہا کہ پھیر سکتا ہے اور دودھ کی قیمت بھی ادا کرے اور حجہ میں ہے کہ بعض حنفیہ نے اسحدیث پر عمل نکرنے کے لیے ایک قاعدہ بنایا ہے وہ یہ کہ جس حدیث کا راوی فقیہ نہ ہو اگر وہ قیاس کے خلاف ہو تو اُسپر عمل نہ کیا جاویگا اور یہ قاعدہ غلط ہونیکے سوا اس مقام میں چل بھی نہیں سکتا کیونکہ بخاری نے مصراۃ کی حدیث کو ابن مسعود سے نکالا اور ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ظاہر ہے کہ عبداللہ بن مسعود حنفیہ کے نزدیک سب صحابہ میں زیادہ فقیہ تھے اور عبداللہ بن عمر کے بھی فقیہ ہونے میں شبہ نہیں ابن قیم نے کہا حدیث محکم صریح اور صحیح کو حنفیہ نے اس مسئلہ میں قیاس سے ترک کیا ہے اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ حدیث اصول کے خلاف ہے حالانکہ اصول تو خود یہی ہیں قرآن اور حدیث اور اجماع امت اور قیاس صحیح جو موافق ہو کتاب اور سنت کے تو حدیث صحیح خود ایک بڑی اصل ہے اب یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ اصل خود اصل کے مخالف ہے اور یہ کلام حنفیہ کا ابطل باطلات میں سے ہے اور درحقیقت دین کے اصول دو ہی ہیں ایک کتاب دوسری سنت اور تیسری اصل کوئی نہیں ہے اور کتاب اور سنت کے سوا جو چیزیں ہیں ان سب کو ان دونوں کی طرف پھیرنا چاہیے تو سنت یعنی حدیث تو قائم بالذات ہے اور قیاس اسکی فرع ہے تو اصل کو فرع سے کیونکر رد کرینگے اور امام احمد نے کہا قیاس تو یہ ہے کہ کسی اصل پر قیاس کیا جاوے جب کوئی اصل ہی کو گرادے تو قیاس کاہے پر کریگا اور اوپر گذرا کہ مصراۃ کی حدیث قیاس کے موافق ہے اور شریعت میں کوئی حکم قیاس صحیح کے خلاف نہیں ہے البتہ قیاس باطل حدیث کے خلاف ہوسکتا ہے اور تعجب کی بات ہے کہ حنفیہ نے خلاف قیاس نبیذ سے وضو جائز ہونا قبول کیا ایک حدیث ضعیف کی وجہ سے اور بیان حد

مصراۃ کو رد کیا جو اس سے کہیں زیادہ صحیح ہے (روضہ مختصراً) **مترجم** کہتا ہے افسوس ہے کہ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب مجددی
رحمۃ اللہ علیہ نے انجاح الحاجہ میں اس حدیث کے حاشیہ میں یہ لکھا کہ مصراۃ کا پھیر دینا یہی مذہب ہے شافعی اور مالک اور احمد اور ابو یوسف
کا لیکن بعضوں نے کہا کہ اسیوقت جب تصریہ کا علم ہو مشتری کو پھیر دینے کا اختیار ہوگا اور بعضوں نے کہا دودھ دوہنے کے بعد
اور بعضوں نے کہا تین دن تک اختیار رہیگا اور ابو حنیفہ اور اہل عراق نے یہ کہا کہ پھیر دینے کا اختیار مشتری کو نہ ہوگا جب تک
شرط نہ ہو اسکی اور ایک صاع دودھ کی قیمت میں دینا جو حدیث میں ہے یہ قیاس صحیح کے برخلاف ہے کیونکہ کھجور دودھ کا مثل
نہیں ہے نہ صورۃً نہ معنیً اور ہماری نزدیک قاعدہ ہے کہ حدیث کا راوی اگرچہ حافظ اور عادل ہو لیکن فقیہ نہ ہو جیسے ابو ہریرہ
اور انس ہیں تو اسکی روایت اگر قیاس کے موافق ہوگی تو اُس پر عمل کیا جاوے گا ورنہ وہ ترک کی جاوے گی انتہی
مختصراً اور شاہ صاحب نے اس مقام میں حنفیہ کے ایک باطل قاعدے کی پیروی کی اور کھلم کھلا حدیث کو رد کیا اور حنفیہ
کا قاعدہ نہ توڑا یہ ایک بڑی خطا ہے امید ہے کہ اللہ تعالی اس خطا کو معاف فرماوے کوئی قاعدہ حدیث کے خلاف بن
نہیں سکتا اور حدیث سب قاعدوں پر مقدم ہے اور لطف یہ کہ جو قاعدہ حنفیہ نے اپنی ذہن سے حدیث کو ترک کرنے
کے لیے بیان بنایا کیا وہ بھی بیان نہیں چلتا کمال افسوس ہے کہ علماء حنفیہ اس مقام میں چشم پوشی کر کے صرف
اس قاعدے کو نقل کر دیتے ہیں اور اُسپر سکوت فرماتے ہیں اور یہ نہیں غور کرتے کہ اس حدیث کے راوی تو عبد اللہ بن
مسعود بھی ہیں جو حنفیہ کے بڑے امام اور مقتدا اور اجلہ فقہا میں سے ہیں اور ان کے سوا ابن عمر بھی ہیں انکے
فقیہ ہونے میں کسی کو شبہ نہیں اب اس قاعدے کو اگر مان بھی لیا جاوے جو محض ایک لغو ذہنی بات ہے جب بھی حدیث
کا قبول کرنا لازم آتا ہے یا اللہ تو حنفیہ کے دل کی آنکھ کھولدے اور انکو فہم سلیم عطا فرما اور حدیث اور قرآن کی پیروی اور بدعت
کی توفیق دے آمین یا رب العلمین **بَابُ** اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ ہمیشہ فائدہ اسی کو ملے گا جو ضامن ہو یعنے اس
شے کا جوابدار رہو اگر تلف ہو تو اسکا نقصان ہو ایسے ہی شخص کو اس شے کا فائدہ ملنے کا حق ہوگا **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی اَنَّ خَرَاجَ الْعَبْدِ بِضَمَانِهٖ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم کیا کہ غلام کی کمائی وہی لیگا جو اسکا ضامن ہو **ف** اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک
شخص نے ایک غلام خریدا وہ کئی دن تک اُسکے پاس رہا پھر عیب کیوجہ سے یا شرط خیار کی بنا پر اسکو واپس کر دیا تو
جتنے دنوں وہ غلام خریدار کے پاس رہا اتنے دنوں کی کمائی خریدار ہی کی ہوگی اسلیے کہ خریدار ہی اسکا ضامن تھا
ان دنوں میں اگر وہ غلام خریدار کے پاس ہلاک ہو جاتا تو اسی کا نقصان ہوتا بائع کا نقصان نہ ہوتا روضہ میں ہے
کہ اس حدیث کو امام احمد اور اہل سنن اور شافعی اور ترمذی اور ابن حبان اور ابن جارود اور حاکم اور ابن قطان اور

ابن خزیمہ نے بھی نکالا اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا اور ایک روایت میں یہ صورت مسئلہ کی جو اوپر مذکور ہوئی صاف موجود ہے امام مالک نے بھی اسی حدیث کے موافق حکم دیا ہے انتہے مختصراً **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اشْتَرٰى عَبْدًا فَاسْتَغَلَّهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا فَرَدَّهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اِنَّهُ قَدِ اسْتَغَلَّ غُلَامِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اس سے کام لیا اجرت پر بعد اسکے عیب پایا اور بائع کو پھیر دیا بائع بولا یا رسول اللہ اس شخص نے میرے غلام کو اجرت پر لگایا آپ نے فرمایا کہ خراج یعنی فائدہ ضمان کے ساتھ ہے **ف** تو وہ اجرت مشتری ہی کا حق ہے اسلیے کہ وہ ضامن تھا اس غلام کا اگر وہ غلام اس کے پاس مر جاتا تو گیا اسکو تو دام پھیر دینا

باب عُهْدَةِ الرَّقِيقِ غلام لونڈی میں مشتری کو پھیر دینے کا اختیار کتنے دن تک ہیگا

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غلام کا اختیار تین دن تک ہے **ف** یعنے تین روز تک اگر مشتری کوئی عیب پاوے تو پھیر دیوے یہ حدیث محمول ہے اس عیب پر جو فی الفور معلوم ہو سکتا ہے لیکن جو عیب دیر میں معلوم ہوتے ہیں ان کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں ہے جب سے آگاہ ہوگا **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عُهْدَةَ بَعْدَ اَرْبَعٍ عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار دن کے بعد بائع ذمہ دار نہیں ہے

باب مَنْ بَاعَ عَيْبًا فَلْيُبَيِّنْهُ جو شخص عیب دار چیز بیچے تو اسکے عیب کو بیان کر دیوے

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ اَخِيهِ بَيْعًا فِيهِ عَيْبٌ اِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا اور کسی مسلمان کو درست نہیں کہ اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی عیب دار چیز بیچے جب تک کہ اسکا عیب بیان نہ کر دیوے **ف** اب جب عیب بیان کر دیا اور مشتری اسپر بھی اسکو خرید لے تو اسکو پھیرنے کا اختیار نہ ہوگا اگر عیب بیان نہ کرے تو اختیار ہوگا جب عیب معلوم ہو تو اسکو پھیر دیوے اس حدیث کو دارقطنی اور حاکم اور طبرانی نے بھی نکالا اور حافظ نے فتح میں کہا اسکا اسناد حسن ہے اور احمد اور ابن ماجہ اور حاکم نے مستدرک میں واثلہ بن اسقع سے بھی ایسا میں نکالا لیکن اسکے اسناد میں ابو جعفر رازی اور ابو سباع ہے اور پہلے میں اختلاف ہے اور دوسرا مجہول ہے مترجم کہتا ہے ابن ماجہ کے اسناد میں یہ لوگ نہیں ہیں لیکن بقیہ بن ولید ہے وہ بھی ضعیف ہے اور عدا کی حدیث اس باب میں آگے آتی ہے اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن الجارود اور بخاری نے تعلیقاً نکالا اور موید ہے ان احادیث کی من غشنا فلیس منا جو صحیح مسلم میں ہے اور ان سب حدیثوں سے نکلتا ہے کہ جب عیب بیان نہ کرے تو مشتری کو پھیر دینے کا اختیار ہوگا مترجم کہتا ہے اس باب میں صاف حدیث حضرت عائشہ کی ہے جو اوپر گذری اس میں ہے ثم وجد به عیبا فرده اور

صاحب روضہ کو اس حدیث سے استدلال کرنا بہتر تھا کیونکہ اس میں خیار العیب کا ذکر موجود ہی عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ لَمْ يَزَلْ فِيْ مَقْتِ اللّٰهِ وَلَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تَلْعَنُهُ واثلہ بن اسقع سے روایت ہی مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی عیب دار چیز بیچے اور اس کا عیب بیان نہ کرے تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر رہیگا اور ہمیشہ فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّفْرِيْقِ بَيْنَ السَّبْيِ

قیدیوں کو جدا جدا بیچنے کی ممانعت **ف** اہل حدیث کے نزدیک یہ مسئلہ ہی کہ محارم میں تفریق کرنا جائز نہیں یعنے علاحدہ علاحدہ بیچنا کیونکہ اس میں اُنکو تکلیف ہوگی ایک دوسرے کی جدائی سے اور حنفیہ نے کہا کہ صغیر کو اسکے محرم سے جدا کرنا مکروہ ہے اور کبیر کو جدا کرنا جائز ہے اور شافعی کے نزدیک صغیر کی حد سات آٹھ برس تک ہے اور حنفیہ کے نزدیک احتلام تک اور امام احمد نے حدیث کے موافق کہا کہ بچہ اور اسکی ماں میں کبھی تفریق جائز نہیں ہے اگرچہ بچہ بڑا اور بالغ ہوجاوے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِالسَّبْيِ اَعْطَى اَهْلَ الْبَيْتِ جَمِيْعًا كَرَاهِيَةَ اَنْ يُّفَرِّقَ بَيْنَهُمْ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب قیدی آئے جاتے جو محارم ہوتے تو ایک گھر کے لوگوں کو وہ سب دیتے کیونکہ آپ برا جانتے اُن میں جدائی کرنے کو عَنْ عَلِيٍّ قَالَ وَهَبَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامَيْنِ اَخَوَيْنِ فَبِعْتُ اَحَدَهُمَا فَقَالَ مَا فَعَلَ الْغُلَامَانِ قُلْتُ بِعْتُ اَحَدَهُمَا قَالَ رُدَّهُ حضرت علی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دو غلام جو بھائی بھائی تھے ہبہ کیے پھر مینے اُنمیں سے ایک کو بیچ ڈالا آپ نے پوچھا دونوں غلام کہاں گئے مینے عرض کیا ایک کو مینے بیچ ڈالا آپ نے فرمایا اسکو پھیر لے **ف** دوسری روایت میں ہے پہونچ اور انکو پھیر لے اور مت بیچ انکو مگر ایک ساتھ اسکو نکالا امام احمد نے اور صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ نے اور ابن الجارود اور حاکم اور ابن حبان وغیرہم نے اور ابو داؤد اور دارقطنی اور حاکم نے نکالا اور کہا صحیح ہے لیکن اوروں نے اس میں علت نکالی کہ وہ منقطع ہے حضرت علی سے کہ انھوں نے جدائی کی ایک لونڈی اور اسکے بچہ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اس سے منع کیا اور بیع کو لوٹا دیا اور روضہ میں ہی کہ اس باب میں کوئی حد نہیں ہیں اور بعضوں نے کہا یہ مسئلہ اجماعی ہے لیکن اس میں اعتراض ہے عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا وَبَيْنَ الْاَخِ وَبَيْنَ اَخِيْهِ ابو موسیٰ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اوس پر جو جدائی کرے ماں اور اسکے بچہ میں یا بھائی بھائی میں **ف** اسکو دارقطنی نے بھی نکالا اور اسکے اسناد میں کوئی برائی نہیں ہے

بَابُ شِرَاءِ الرَّقِيْقِ

غلام لونڈی خریدنے کا بیان عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ لِيَ الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ اَلَا نُقْرِئُكَ كِتَابًا كَتَبَهُ لِيْ

لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ بَلَى فَاَخْرَجَ لِي كِتَابًا فَاِذَا فِيْهِ هٰذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْهُ عَبْدًا اَوْ اَمَةً لَا دَاءَ وَلَا غَائِلَةَ وَلَا خِبْثَةَ بَيْعَ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ عبد المجید بن وہب سے روایت ہے عداء بن خالد بن ہوذہ نے کہا کیا میں تجھ کو وہ کتاب پڑھکر نہ سناؤں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے لکھی تھی میں نے کہا کیون نہین سناؤ انہوں نے ایک کتاب نکالی میں نے جو دیکھا تو اس میں یہ لکھا تھا یہ وہ ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ نے خرید محمد اللہ کے رسول صلعم سے عداء نے ان سے ایک غلام خریدا یا ایک لونڈی خریدی اس میں نہ کوئی بیماری ہے نہ وہ چوری کا مال ہے اور نہ وہ حرام کا مال ہے مسلمان کی خرید مسلمان سے

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَرٰى اَحَدُكُمُ الْجَارِيَةَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ وَاِذَا اشْتَرٰى اَحَدُكُمْ بَعِيْرًا فَلْيَاْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے لونڈی خریدے تو کہے اللھم انی اسالک اخیر تک یعنے یا اللہ میں اسکی بھلائی چاہتا ہوں اور بھلائی اسکی جو تو نے اسکی خلقت میں کہا ہے اور پناہ مانگتا ہوں میں اسکی برائی سے اور جو تو نے اسکی خلقت میں رکھا ہے اسکی برائی سے اور دعا کرے برکت کی اور جب تم میں سے کوئی اونٹ خریدے تو اسکی کوہان کا اونچا حصہ پکڑے اور برکت کی دعا کرے اور ایسا ہی کہے

بَابُ الصَّرْفِ وَمَا لَا يَجُوْزُ مُتَفَاضِلًا يَدًا بِيَدٍ بیع صرف کا بیان اور جن چیزون کا نقد بھی کم و بیش بیچنا درست نہین ان کا بیان (صرف کہتے ہین سونے چاندی کی بیع کو سونے چاندی کے بدل) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سونا بیچنا سونے کے بدل سود ہے مگر نقدا نقد یعنے اس ہاتھ دیا اُس ہاتھ لیا اگر ایک طرف میعاد ہو گی تو سود ہو جاوے گا اسی طرح اگر کم و بیش ہو گا جیسے دوسری روایتون مین ہے) اور گیہون بیچنا گیہون کے بدل سود ہے مگر نقدا نقد اور جو کا بیچنا جو کے بدل سود ہے مگر نقدا نقد اور کھجور کا بیچنا کھجور کے بدل سود ہے مگر نقدا نقد **ف** اس روایت مین چار ہی چیزون کا ذکر ہے لیکن ابو سعید کی حدیث جو صحیح مین ہے اس مین چھ چیزون کا ذکر ہے باقی دو یہ ہین چاندی اور نمک اور اس مین یون ہے پھر جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اوسنے سود دیا یا لیا اور دینے والا اور لینے والا دونون برابر ہین آب اختلاف کیا ہے علماء نے کہ ان

چھ چیزون کے سوا اور چیزون مین بھی سود کا حکم ہے یا نہین تو اہل ظاہر اور چند محققین علمای حدیث جیسے امام شوکانی اور
صاحب سبل السلام اور علامہ ابو الطیب نور اللہ مرقدہ اسطرف گئے ہین کہ اور چیزون مین یہ حکم نہین ہے اور ان مین سود نہ ہوگا
اگرچہ جنس ایک ہی ہو پس اور چیزون مین تفاضل اور نسیہ دونون جائز ہونگے جیسے چانول جوار باجرا چنے وغیرہ مین اگرچہ
ایک جنس اپنی جنس ہی کے بدل بیچی جاوے اور فقہائے مذاہب اور جمہور علماء اسطرف گئے ہین کہ اور چیزون مین بھی سود ہے
بہ شرطیکہ علت پائی جاوے اب علت مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین علت قدر و جنس ہے یہ حنفیہ کا قول ہے بعض کہتے
ہین طعم و ثمنیت یہ شافعیہ کا قول ہے بعضے کہتے ہین طعم اور ادخار (رکھ چھوڑنا) یہ مالکیہ کا قول ہے اور دلیل لیتے ہین یہ
لوگ اُس سے جو دارقطنی اور بزار نے نکالا عبادہ اور انس سے اُس مین یہ ہے کہ جو چیز تولی جاوے یا ناپی جاوے جب
اپنے نوع کے ساتھ بیچی جاوے تو یہی حکم ہے لیکن جب نوع مختلف ہو تو قباحت نہین اس حدیث کی اسناد مین ربیع
بن صبیح ہے ثقہ کہا اسکو ابو زرعہ وغیرہ نے لیکن ضعیف کیا اسکو ایک جماعت نے اور دلیل لی انہون نے ابن عمر کی
حدیث سے مزابنہ کے باب مین جو آگے آویگی اور سعید بن مسیب کی مرسل حدیث سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
منع کیا گوشت کی بیع سے جانور کے بدل اسکو مالک نے موطا مین نکالا اور شافعی نے اور ابوداؤد نے مراسیل مین
اور دارقطنی نے اسکو وصل کیا غرایب مین زہری سے انہون نے سہل بن سعد سے اور کہا یہ روایت ضعیف ہے اور
صواب مرسل روایت ہے اور متابعت کی انکی ابن عبد البر نے اور اسکا ایک شاہد ہے ابن عمر سے اسکو بزار نے نکالا
لیکن اسکی اسناد مین ثابت بن زہیر ضعیف ہے اور ابو امیہ کی روایت سے بھی اسکو نکالا لیکن ابو امیہ بھی ضعیف ہے اور
اسکا ایک اور شاہد ہے قوی حسن ہے انہون نے سمرہ سے اسکو حاکم اور بیہقی اور ابن خزیمہ نے نکالا از روضہ مختصرا
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَاهُ قَالَا جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ
وَمُعَاوِيَةَ اِمَّا فِىْ كَنِيْسَةٍ وَاِمَّا فِىْ بِيْعَةٍ فَحَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ قَالَ
اَحَدُهُمَا وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلْهُ الْاٰخَرُ وَاَمَرَنَا اَنْ نَبِيْعَ الْبُرَّ بِالشَّعِيْرِ وَالشَّعِيْرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا
مسلم بن یسار اور عبد اللہ بن عبید سے روایت ہے انہون نے کہا عبادہ بن صامت اور معاویہ ایک گرجا مین یہود کے یا نصاریٰ
کے اکٹھا ہوئے تو عبادہ نے انسے حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا چاندی کے بیچنے سے
چاندی کے بدل اور سونے کے بیچنے سے سونے کے بدل اور گیہون کے بیچنے سے گیہون کے بدل اور جو کے بیچنے سے جو کے بدل
اور کھجور کے بیچنے سے کھجور کے بدل اور ایک آدمی نے کہا نمک کے بیچنے سے نمک کے بدل اور دوسرے نے اسکا ذکر نہین

کیا اور حکم کیا ہم کو کہ ہم گیہوں کو جو کے بدل بیچیں اور جو کو گیہوں کے بدل نقدا نقد جسطرح سے چاہیں یعنے برابر برابر یا کم و بیش
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالشَّعِیْرُ
بِالشَّعِیْرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا چاندی کو بیچو چاندی کے بدل اور سونے کو سونے کے بدل اور جو کو جو کے بدل اور گیہوں کو گیہوں کے بدل لیکن برابر برابر
زیادہ کم لینا درست نہیں عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْزُقُنَا تَمْرًا مِنْ تَمْرِ الْجَمْعِ
نَسْتَبْدِلُ بِهٖ تَمْرًا هُوَ اَطْیَبُ مِنْهُ وَنَزِیْدُ فِی السِّعْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَصْلُحُ صَاعُ تَمْرٍ
بِصَاعَیْنِ وَلَا دِرْهَمٌ بِدِرْهَمَیْنِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالدِّیْنَارُ بِالدِّیْنَارِ لَا فَضْلَ بَیْنَهُمَا اِلَّا وَزْنًا ابوسعید سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کی کھجور ہم کو دیتے (جمع ایک قسم ہے کھجور کی) ہم اسکو دیکر اسکے بدل اس سے
عمدہ کھجور لیتے اور اپنی کھجور زیادہ دیتے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک صاع کھجور کے بدل دو صاع
کھجور نہیں بیچنا چاہیے نہ ایک درم دو درم کے بدل درم کو درم کے بدل بیچنا اور دینار کو دینار کے بدل درست
نہیں مگر برابر تولکر زیادہ نہ ہوں ایک طرف اور کم ایک طرف **بَابُ** مَنْ قَالَ لَا رِبَا اِلَّا فِی النَّسِیْئَةِ
جو شخص کہتا ہے سود نہیں ہے مگر جب ایک طرف میعاد ہو اسکی دلیل **ف** اہلحدیث اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ
ان چھ چیزوں میں جنکا ذکر حدیث میں ہے جب ہر ایک اپنی جنس کے بدل بیچی جاوے تو اس میں کم و بیش اسطرح
ایک طرف نسیہ یعنے میعاد ہونا دونوں منع ہیں دونوں سود ہیں اور جب ان میں سے کوئی دوسری جنس کے بدل بیچی
جاوے جیسے چاندی سونے کے بدل یا گیہوں جو کے بدل تو کمی اور بیشی درست ہے لیکن نسیہ یعنے میعاد جائز نہیں
دونوں طرف نقدا نقد ہونی چاہییں اور ابن عمر اور ابن عباس کا یہ قول تھا کہ ہر حال میں صرف نسیہ حرام ہے
اور وہی ربا ہے لیکن کمی بیشی جائز ہے لیکن دوسری روایت سے ثابت ہے کہ ان دونوں نے اپنے قول سے رجوع کیا
ابوسعید کی حدیث سنکر اور جمہور کے موافق ہو گئے اب سب اجماع ہو گیا خلاف باقی نہیں رہا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ یَقُوْلُ الدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالدِّیْنَارُ بِالدِّیْنَارِ فَقُلْتُ اِنِّیْ سَمِعْتُ ابْنَ
عَبَّاسٍ یَقُوْلُ غَیْرَ ذٰلِكَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَقِیْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنْ هٰذَا الَّذِیْ تَقُوْلُ فِی
الصَّرْفِ شَیْءٌ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمْ شَیْءٌ وَجَدْتَهٗ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ مَا
وَجَدْتُهٗ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ وَلَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلٰکِنْ اَخْبَرَنِیْ اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا الرِّبَا فِی النَّسِیْئَةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے ابوسعید خدری سے

سنا وہ کہتے تھے درم کو درم کے بدل اور دینار کو دینار کے بدل برابر بیچنا چاہیے تو میں نے کہا میں نے تو ابن عباس کو اور کچھ
کہتے سنا ابو سعید نے کہا میں تو ابن عباس سے ملا اور میں نے کہا تم بیان کرو مجھ سے جو تم صرف کے باب میں کہتے ہو کیا کچھ تم نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے یا اللہ کی کتاب میں پایا ہے انہوں نے کہا نہ میں نے اللہ کی کتاب میں پایا ہے نہ آن
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے لیکن اسامہ بن زید نے مجھ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ربا سود نہیں ہے مگر نسیہ میں **عن** ابی الجوزاء قال سمعته یأمر بالصرف یعنی ابن عباس ویحدث ذلک
عنه ثم بلغنی انه رجع عن ذلک فلقیته بمکة فقلت انه بلغنی انک رجعت قال نعم انما کان ذلک رأیا منی
وهذا ابو سعید یحدث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه نهی عن الصرف ابوالجوزاء سے روایت ہے میں نے سنا
ابن عباس صرف کی جواز کا حکم دیتے اور لوگ اُن سے یہ حدیث روایت کرتے پھر مجھے خبر پہونچی کہ ابن عباس نے اس قول سے
رجوع کیا تو میں اُن سے ملا مکہ میں میں نے کہا مجھے خبر پہونچی کہ تم نے اپنے قول سے رجوع کیا انہوں نے کہا ہاں میرا قول پہلے سے
تھا میری رائے اب میں نے ابو سعید کی حدیث سنی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے منع کیا صرف سے
ف جب برابر برابر نہ ہو یا نقدا نقد نہ ہو ابن عباس حدیث سنتے ہی اپنی رائے سے پھر گئے اور رائے کو ترک کیا حدیث
پر عمل کیا لیکن مقلدین بے انصاف صحابہ کی پیروی نہیں کرتے اور ایک حدیث کیا متعدد حدیثیں سنکر بھی اپنے
مجتہد کا قول ترک نہیں کرتے حالانکہ انکا مجتہد کبھی خطا کرتا ہے کبھی ثواب **باب** صرف الذهب بالورق سونے
کو اگر چاندی کے بدل بیچے **عن** عمر یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الذهب بالورق ربا الا هاء
وهاء قال ابو بکر بن ابی شیبة سمعت سفیان یقول الذهب بالورق احفظوا حضرت عمر سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کا بیچنا چاندی کے بدل ربا ہے مگر جب نقدا نقد ہو ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا میں نے سفیان
سے سنا وہ کہتے تھے یہ جملہ یاد رکھو کہ سونے کا چاندی کے بدل بیچنا ربا ہے باوجود اختلاف جنس کے آپ نے ادھار بیچنا
ربا قرار دیا **عن** مالک بن اوس بن الحدثان قال اقبلت اقول من یصطرف الدراهم فقال طلحة بن عبید الله
وهو عند عمر بن الخطاب ارنا ذهبک ثم ائتنا اذا جاء خازننا نعطک ورقک فقال عمر کلا والله
لتعطینه ورقه او لتردن الیه ذهبه فان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الورق بالذهب ربا الا
هاء وهاء مالک بن اوس بن حدثان سے روایت ہے میں آیا یہ کہتا ہوا کون بیع صرف کرتا ہے دراہم کی یہ سنکر
طلحہ بن عبید نے کہا وہ حضرت عمر کے پاس بیٹھے تھے ہمکو اپنا سونا بتلا (اور دیجا) پھر ٹھہر کر آئیو جب ہمارا روکڑیا
(خزانچی) آوے تو ہم تجھے دراہم دیں گے حضرت عمر نے کہا ہرگز نہیں قسم خدا کی یا تو اسکی چاندی (دراہم) دیدو نہیں

تو اسکا سونا پھیردوا سلیے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سونے کا بیچنا چاندی کے بدل ربا ہے مگر جب نقد بنقد ہو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا فَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِوَرِقٍ فَلْيَصْطَرِفْهَا بِذَهَبٍ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِذَهَبٍ فَلْيَصْطَرِفْهَا بِالْوَرِقِ وَالصَّرْفُ هَاءَ وَهَاءَ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار کو دینار کے بدل بیچو اور درم کو درم کے بدل ایک طرف زیادہ نہو اور دوسری طرف کم) اور جسکو چاندی کی حاجت ہو وہ اسکو بدلے سونے کے عوض اور جسکو سونے کی حاجت ہو وہ چاندی کے بدل لیوے لیکن نقد انقد

بَابُ اقْتِضَاءِ الذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ وَالْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ سونے کو بدل چاندی سے لینا اور چاندی کے بدل سونا لینا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَبِيْعُ الْاِبِلَ فَكُنْتُ اٰخُذُ الذَّهَبَ مِنَ الْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ مِنَ الذَّهَبِ وَالدَّنَانِيْرَ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالدَّرَاهِمَ مِنَ الدَّنَانِيْرِ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِذَا اَخَذْتَ اَحَدَهُمَا وَاَعْطَيْتَ الْاٰخَرَ فَلَا تُفَارِقْ صَاحِبَكَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ لَبْسٌ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے میں اونٹ بیچا کرتا تھا پھر چاندی کے بدل (جو قیمت میں ٹھیری) سونا لیتا اور سونے کے بدل چاندی لے لیتا اور روپیوں کے بدل اشرفیاں اور اشرفیوں کے بدل روپیہ تو میں نے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپنے فرمایا جب تو دونوں میں سے ایک لیوے (یعنے روپیہ یا اشرفیاں) اور دوسرا دیوے تو مت جدا ہو اپنے صاحب سے اور کچھ معاملہ باقی ہو (ف) ملکہ حساب صاف کر کے جدا ہو عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ روپیہ اور اشرفیاں توڑنے کی ممانعت (یعنے توڑ کر انکا زیور بنانا یا اور کچھ کام میں لانا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْرِ سِكَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ الْجَائِزَةِ بَيْنَهُمْ اِلَّا مِنْ بَاْسٍ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مسلمانوں کا سکہ توڑنے سے جو رائج ہو (یعنے چل رہا ہو) مگر کسی ضرورت سے (ف) جیسے وہ کھوٹا ہو تو توڑ ڈالنا چاہیے تا کہ کسی مسلمان کا نقصان نہو اسیطرح کافروں کا سکہ توڑنا یا مسلمانوں کا بھی جو چلتا نہ ہو درست ہے

بَابُ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ تر کھجور کو (تازی جسکو رطب کہتے ہیں) سوکھی کھجور کے بدل بیچنا کیسا ہے

عَنْ زَيْدٍ اَبِي عَيَّاشٍ مَوْلٰى لِبَنِي زُهْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ سَعْدَ بْنَ اَبِي وَقَّاصٍ عَنِ اشْتِرَاءِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ اَيُّهُمَا اَفْضَلُ قَالَ الْبَيْضَاءُ فَنَهَانِي عَنْهُ وَقَالَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ اشْتِرَاءِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ فَقَالَ اَيَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا يَبِسَ قَالُوْا نَعَمْ فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ زید ابو عیاش نے سعد بن ابی وقاص سے پوچھا کہ سفید گیہوں جو کے بدل خریدنا کیسا ہے سعد نے کہا

دونوں میں سے کون افضل ہے میں نے کہا سفید گیہوں تو سعد نے منع کیا اس سے اور کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ سے پوچھا تر کھجور کا خریدنا خشک کھجور کے بدل آپ نے فرمایا کیا تر کھجور کم ہو جاتی ہے (وزن میں) سو کہا جاننے والے لوگوں نے کہا ہاں آپ نے منع کیا اُس سے **ف** اس حدیث پر عمل کیا تمام علما جیسے شافعی اور مالک اور احمد اور ابو یوسف اور محمد نے صرف ابو حنیفہ نے رطب کی بیع تمر کے بدل جائز رکھی برابر وزن کر کے اور یہ صریح مخالفت ہے حدیث کی اور بعضوں نے کہا کہ ابو حنیفہ نے کلام کیا اس حدیث میں اور کہا اسکا راوی زید ابو عیاش مجہول ہے اور ابو حنیفہ نے یہ دلیل لی کہ رطب تمر ہے یا نہیں اگر ہے تو اس حدیث سے التمر بالتمر مثلاً بمثل اُسکی بیع جائز ہے اگر نہیں ہے تو اسی حدیث میں یہ فقرہ ہے اذا اختلف الاصناف فبیعوا کیف شئتم جب بھی بیع جائز ہو گی اور بعضوں نے کہا کہ ابو حنیفہؒ نے سعد کی حدیث کو محمول کیا ادہار پر البتہ اُدہار رطب کی بیع تمر کے ساتھ جائز نہیں ہے **مترجم** کہتا ہے یہ حدیث موطا میں موجود ہے اور اہلحدیث نے اسکو قبول کیا اور ابو زید کی جہالت کو رفع کیا اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے اس سے کم درجہ کی حدیثوں کو قبول کیا ہے اور قیاس کو ان کی وجہ سے ترک کیا ہے پھر یہاں بھی ویسا ہی کرنا چاہیے تھا ابن قیم نے کہا ابو حنیفہؒ کا یہ قیاس صریح مخالف ہے حدیث کے اور لطف یہ ہے کہ قیاس صحیح بھی نہیں ہے فاسد ہے ہم کہتے ہیں کہ رطب تمر ہے لیکن رطب کی مساوات تمر کے ساتھ صرف وزن سے نہیں ہو سکتی اسلیے کہ رطب میں پانی بھی شریک ہے پس یہ بیع جائز نہ ہو گی جیسے کوئی بھیگی ہوئی گیہوں کو سوکھی گیہوں کے عوض میں برابر بیچے تو حنفیہ بھی اسکو جائز نہیں رکھیں گے اور یہاں ایسا ہی موقع ہے اور اگر قیاس ابو حنیفہ کا صحیح ہوتا تو بھی حدیث کے خلاف قبول کے لائق نہ تھا نہ کہ جب قیاس فاسد بھی ہو اور یہی وجہ ہے کہ ابو حنیفہ کی مخالفت کی انکے شاگردوں نے بھی اور افسوس ہے ان احناف پر کہ انصاف پر باوجود ان سب باتوں کے پھر ابو حنیفہ ہی کے قول کو لیے جاتے ہیں اور حدیث کی تاویل کرتے ہیں لیکن ابو حنیفہ کا قول رد نہیں کرتے

باب المزابنۃ والمحاقلۃ مزابنہ اور محاقلہ کا بیان

ف مزابنہ کی تفسیر آگے آتی ہے اور محاقلہ یہ ہے کہ گیہوں کا کھیت گیہوں کے بدل بیچے یا چانول کا چانول کے بدل غرض اپنی جنس کے ساتھ اور یہ منع ہوا کیونکہ اس میں احتمال ہے کمی بیشی کا اور بعضوں نے کہا محاقلہ یہ ہے کہ نصف یا ثلث پیداوار پر زمین کراے پر دینا جسکو بٹائی کہتے ہیں لیکن بٹائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی تھی خیبر کے یہود کے ساتھ لہذا یہاں معنے اول مراد ہے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يَبِيْعَ الرَّجُلُ ثَمَرَ حَائِطِهِ اِنْ كَانَتْ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَاِنْ كَانَتْ كَرْمًا اَنْ يَبِيْعَهُ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا وَاِنْ كَانَتْ زَرْعًا اَنْ يَبِيْعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهَى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مزابنہ سے اور مزابنہ یہ ہے کہ آدمی اپنے باغ کی کھجور کو جو درختوں پر ہو دوسرے کھجور کے بدل اندازہ کر کے بیچے یا انگور

کو جو بیل پر ہو انگور کے بدل انداز کر کے بیچے اور اگر کھیتی ہو تو مزابنہ یہ ہے کہ درختون پر جو اناج ہو اسکو اناج کے بدل انداز کر کر بیچے ان سب سے منع کیا **عن** جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن المحاقلۃ والمزابنۃ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محاقلہ اور مزابنہ سے **عن** رافع بن خدیج قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المحاقلۃ والمزابنۃ رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محاقلہ اور مزابنہ سے **باب** بیع العرایا بخرصھا تمرا عرایا کا جواز **ف** عرایا بھی مزابنہ ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی مسکینوں کے فائدے اور آرام کے لیے اور عرایا جمع ہے عریہ کی اور وہ یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے باغ مین سے دو تین درخت کسی مسکین کو دیوے پھر اسکا آنا بار بار باغ مین نامناسب خیال کر کے ان درختون کا میوہ خشک میوے کے بدل اس سے خرید لیوے اور ضرور ہے کہ یہ میوہ پانچ وسق سے کم ہو **عن** زید بن ثابت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رخص فی العرایا زید بن ثابت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رخصت دی عرایا مین **عن** زید بن ثابت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارخص فی بیع العریۃ بخرصھا تمرا قال یحیی العریۃ ان یشتری الرجل ثمر النخلات بطعام اھلہ رطبا بخرصھا تمرا زید بن ثابت سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رخصت دی عریہ کی بیع مین اسکے برابر کھجور کے بدل بیچنے کی عریہ یہ ہے کہ ایک آدمی چند کھجورون کے درخت خشک میوے کے بدل خریدے اپنے گھر والون کے کھانے کے لیے **ف** نہ تجارت کیواسطے تو ضرورتا اسکو جائز رکھا احمد اور شافعی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم کی حدیث مین جابر سے ہے کہ آپ نے اجازت دی عرایا کی کہ انداز کر کے ایک وسق یا دو وسق یا تین یا چار بیچین اور بعض لوگون نے عرایا کو بھی جائز نہین رکھا ان پر یہ حدیثین حجت ہین امام محمد نے کہا ہم ان حدیثون پر عمل کرتے ہین جب عریہ پانچ وسق سے کم ہو (روضہ) **باب** الحیوان بالحیوان نسیئۃ ایک جانور کو دوسرے جانور کے بدل اودھار بیچنا منع ہے **ف** یعنے جب اس جنس کا ہو جیسے اونٹ کو بیچے اونٹ کے بدل یا غلام کو غلام کے بدل لیکن اگر جنس مختلف ہو تو اودھار بھی درست ہے اور شافعی اور اکثر علماء کے نزدیک ہر طرح درست ہے اودھار ہو یا نقد ایک طرف زیادہ ہو تو بھی درست ہے جیسے ایک اونٹ دو اونٹ کے بدل اور شافعی نے باب کی حدیثون کا یہ معنے کیا ہے کہ دونون طرف اودھار ہو تو یہ منع ہے دوسری حدیث سے اودھار کی بیع اودھار سے اور موطا مین ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک اونٹ جسکو عصیفیر کہتے تھے بیس اونٹون کے بدل بیچا ایک میعاد پر اور عبد اللہ بن عمر نے ایک اونٹنی خریدی سواری کی چار اونٹ کے بدل اس قرار پر کہ وہ اونٹنی کے مالک کو ربذہ مین پہونچا دیے جاوین گے اور ابن شہاب سے پوچھا گیا کہ ایک جانور دو کے بدل

بیچین میعاد پر انہوں نے کہا کچہ قباحت نہین اور شافعی نے کہا ہر طرح یہ بیع جائز ہے خواہ وہ جانور حلال ہو یا حرام ایک کے بدل دو لے تب بھی درست ہو اور ابوحنیفہ نے کہا جائز نہین اور جانور کو جانور کے بدل اودہار بیچنا اس مین خلاف ہے (روضہ)

عن سمرۃ بن جندب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن بیع الحیوان بالحیوان نسیئۃ سمرہ بن جندب سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ایک جانور کو دوسرے جانور کے بدل اودہار بیچنے سے عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا باس بالحیوان واحدا باثنین یدا بید وکرھہ نسیئۃ جابر سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کچہ قباحت نہین اگر ایک جانور دو جانورون کے بدل بیچے لیکن نقدا نقد اور برا جانا آپنے اودہار بیچنا ف احمد اور اصحاب سنن نے جابر سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام دو غلامون کے بدل خریدا مسلم نے بھی اسکو نکالا اور مسلم نے انس سے نکالا کہ آپنے صفیہ کے بدل دحیہ کلبی کو سات بردی دیے اور ابوداؤد نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض لوگون کو اجازت دی اونٹ خریدنے کی صدقہ کے جانورون کے وعدے پر تو وہ ایک اونٹ خریدتے صدقہ کے وعدے پر دو یا تین اونٹون کے بدل اسکی اسناد مین محمد بن اسحاق ہے اس مین کلام ہے حافظ نے فتح مین کہا اسکا اسناد قوی ہے اور حسن نے سمرہ سے نہین سنا تو ابن ماجہ کی روایت منقطع ہے (روضہ)

باب الحیوان بالحیوان متفاضلا یدا بید

ایک جانور کو دو یا زیادہ جانورون کے بدل نقد بیچنا عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشتری صفیۃ بسبعۃ ارؤس قال عبد الرحمن من دحیۃ الکلبی انس سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام المومنین صفیہ کو سات بردی دیکر مول لیا عبدالرحمن بن مہدی نے اپنی روایت مین کہا دحیہ کلبی سے مول لیا ف جب خیبر کے جنگ سے فراغت ہو چکی یہودی مرد اور عورت قید ہوئے تو ان مین حضرت صفیہ بھی تہین جو حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد مین بڑے خاندانی عورت تہین لیکن تقسیم کے وقت وہ دحیہ کلبی کے حصہ مین آئین لوگون نے آپ سے عرض کیا کہ صفیہ آپکے لائق ہین آپنے انکو بلاکر دیکھا اور دحیہ کو سات بردی دیکر صفیہ کو انسے لے لیا اور انسے نکاح مین لائے

باب التغلیظ فی الربا

سود لینا سخت گناہ ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتیت لیلۃ اسری بی علی قوم بطونھم کالبیوت فیھا الحیات تری من خارج بطونھم فقلت من ھؤلاء یا جبرئیل قال ھؤلاء اکلۃ الربا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھکو معراج ہوا مین کچہ لوگون پر سے گذرا جنکے پیٹ مکانون کے مانند تھے ان مین سانپ باہر سے نظر آتے تھے مینے کہا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہین انہون نے کہا یہ سود خوار ہین (معاذ اللہ سود کھانا

اسا نہ گناہ ہے) عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْبًا اَیْسَرُھَا
اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود ستر گناہوں کا مجموعہ ہے
ان مین سے ادنی گناہ ایسا ہی جیسے کوئی اپنی مان سے نکاح کرے عن عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ اَلرِّبَا ثَلَاثَۃٌ وَّسَبْعُوْنَ بَابًا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سود کے تہتر باب ہین
یعنے تہتر گناہون کے برابر ہے عن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ قَالَ اِنَّ اٰخِرَ مَا نَزَلَتْ اٰیَۃُ الرِّبَا وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَلَمْ یُفَسِّرْھَا لَنَا فَدَعُوا الرِّبَا وَالرِّیْبَۃَ حضرت عمر سے روایت ہی انہون نے کہا اخیر آیت سود کے حرمت
کی آیت اتری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی آپ نے سود کی تفسیر بیان نہین کی تو چھوڑ دو سود کو اور جسمین
مین سود کا شبہ ہو ف اگرچہ سود کی آیت کے بعد اور کئی آیتین اترین لیکن اسکو آخری کہا اس اعتبار سے کہ معاملات
کے باب مین اُسکے بعد کوئی آیت نہین اتری اور غرض اس سے یہ ہے کہ سود کی آیت منسوخ نہین ہے اسکا حکم قیامت
تک باقی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تفسیر نہین کی یعنے جیسا چاہیے ویسا کھول کر سود کا بیان نہین
کیا چھ چیزون کا بیان کر دیا کہ ان مین سود ہی سونا چاندی گیہون نمک کھجور جو اور اور چیزون کا بیان نہین کیا کہ ان
مین بھی سود ہوتا ہے یا نہین لیکن مجتہدون نے اپنے اپنے قیاس کے موافق اور چیزون مین بھی سود قرار دیا اب
جن چیزون کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا انمین تو سود کی حرمت قطعی ہے کسی مسلمان کو اسکے پاس
پھٹکنا نہ چاہیے رہین اور چیزین جن مین اختلاف ہی تو تقوی یہ ہے کہ ان مین بھی سود کا پرہیز کرے لیکن اگر کوئی اس
مین مبتلا ہو جاوے تو اللہ سے استغفار کرے اور حتی المقدور دوبارہ احتیاط رکھے اور یہ زمانہ ایسا ہی کہ اکثر لوگ
سود کھانے سے بچتے ہین تو سود دینے مین گرفتار ہوتے ہین حالانکہ دونون کا برابر ہے اللہ ہی اپنے بندون کو
بچاوے تو ہو سکتا ہے ورنہ شیطان کے شر سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے یا اللہ بخشدے ہمارے گناہون کو بال بال
ہم گناہ گار ہین اور تیری مغفرت کے خواستگار عن عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَعَنَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُؤْکِلَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَکَاتِبَہٗ عبداللہ بن مسعود کے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
لعنت کی سود کھانیوالے پر اور کھلانے والے پر اور سود کے گواہون پر اور سود کے لکھنے والے پر (معاذ اللہ سب ملعون ہین
عن اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی
مِنْھُمْ اَحَدٌ اِلَّا اٰکِلَ الرِّبٰوا فَمَنْ لَّمْ یَاْکُلْ اَصَابَہٗ مِنْ غُبَارِہٖ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ لوگون پر ایسا آویگا کہ کوئی ان مین سے ایسا باقی نہ رہیگا جسنے سود نہ کھایا ہو

جو کوئی نہ کھاویگا تو اسکو بھی سود کا غبار لگ جاویگا **ف** یعنے سود کی ہوا اوڑے گی آندھی سود کی چلے گی کہ سارا زمانہ اس
مین گرفتار ہو جاویگا اگر شاذ و نادر کوئی سود کھانے سے محروم رہے گا تو اس آندھی کی گرد و غبار سے نہ بچیگا ضرور اسپر پڑیگا یہ
زمانہ اب ہے بعضے متقی پرہیزگار لوگ ایسے ملتے ہین جو خود نہین کھاتے لیکن اپنی بیاہ شادی دنیا کی ضرورتون مین سودی بھی
لیتے ہین یہ بھی گناہ مین ایسا ہی ہے جیسے سود کھانا بعضے اس سے بھی پرہیز کرتے ہین تو سودی دیتے اور ونکو دلا دیتے ہین
بعضے سود کے گواہ بن جاتے ہین بعضے سود کے فیصلے کرتے ہین اور پیٹ کے لیے یہ ظلم اپنے اوپر لیتے ہین غرض ایسے بندے
بہت کم ملین گے جو ان سب آفتون سے پاک ہون **عن** ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما احد اکثر
من الربا الا کان عاقبۃ امرہ الی قلۃ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بہت
سود کھاتا ہے تو اسکا انجام یہ ہوتا ہے کہ اسکا مال گھٹ جاتا ہے **ف** وہ تو مال بڑھانے کے لیے زیادہ سود کھاتا ہے
لیکن غیب سے ایسی آفت اترتی ہے کہ مال مین برکت نہین رہتی بلکہ سب مال تباہ ہو کر آدمی مفلس بنجاتا ہے اس امر کا تجربہ
ہو چکا ہے مسلمان کو کبھی سود کھانے سے فلاح نہین ہوتا البتہ کافرون کا مال سود سے بڑھتا ہے تو وہ کافر ہین انکو
سود کی حرمت سے کیا غرض انکو تو پہلے ایمان لانے کا حکم ہے **باب** السلف فی کیل معلوم و وزن معلوم
الی اجل معلوم ایک مقرر ناپ یا تول مین سلف یا سلم کرنا ایک معین مدت کے وعدے پر **ف** سلف اور سلم ایک ہے
اسکے معنے یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو روپیہ تو نقد دیدے لیکن مال لینے کے لیے ایک میعاد مقرر کرے اہلحدیث کے
نزدیک اس مین دو ہی شرطین ہین ایک یہ کہ مسلم فیہ یعنے جس مال لینے کا وعدہ ہوا ہے اسکی کیفیت اور جنس اور قسم تصریح
کے ساتھ بیان کر دیوے اگر تول ناپ کی چیز ہو تو تول ناپ صراحت سے مقرر کر دے جاوے مثلاً من گیہون سفید اعلیٰ قسم
کی یا فلان کپڑا اس قسم کا اتنے گز دوسرے یہ کہ مال لینے کی میعاد معین ہو مثلاً ایک مہینہ دو مہینہ ایک سال اگر ان
شرطون مین سے کوئی شرط نہ ہو تو سلم فاسد ہوگی کیونکہ اس مین نزاع کی صورت پیدا ہوگی اور بعضون نے اور شرطین
بھی رکھی ہین لیکن انکی دلیل ذرا مشکل سے ملیگی اور شاید نہ ملے **عن** ابن عباس قال قدم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وھم یسلفون فی التمر السنتین والثلاث فقال من اسلف فی تمر فلیسلف فی کیل معلوم ووزن
معلوم الی اجل معلوم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے اور لوگ
(مدینہ والے) سلف کیا کرتے تھے کھجور مین دو سال اور تین سال کے وعدے پر آپ نے فرمایا جو کوئی سلف کرے
کھجور مین تو معین ناپ مین کرے (مثلاً کہے کہ اتنے صاع یا اتنے وسق لونگا) اور معین تول مین اور معین میعاد تک
عن عبد اللہ بن سلام قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان بنی فلان اسلموا لقوم

مِنَ الْیَھُوْدِ وَاِنَّھُمْ قَدْ جَاءُوْا فَاَخَافُ اَنْ یَّرْتَدُّوْا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عِنْدَہٗ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْیَھُوْدِ عِنْدِیْ کَذَا وَکَذَا لِشَیْءٍ قَدْ سَمَّاہُ اُرَاہُ قَالَ ثَلٰثُمِائَۃِ دِیْنَارٍ بِسِعْرِ کَذَا وَکَذَا مِنْ حَائِطِ بَنِیْ فُلَانٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسِعْرِ کَذَا وَکَذَا اِلٰی اَجَلِ کَذَا وَکَذَا وَلَیْسَ مِنْ حَائِطِ بَنِیْ فُلَانٍ عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ فلانی قوم کے لوگ جو یہودی تھے مسلمان ہوگئے ہین لیکن وہ بہوک مین مبتلا ہین غلہ کمانے کو نہین ملتا) تو مجھے ڈر ہی کہین مرتد نہ ہوجاوین (اسلام سے پہر جاوین کیا کرینگے مرتے کیا نہ کرتے پیٹ بری بلا ہے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس کچہ ہو وہ سلم کرے (مجہ سے یعنے سلم کے طور پر دیوے مین اسکو وعدے پر غلہ ادا کرونگا) ایک یہودی بولا میرے پاس فلان فلان ہے اسکا نام اسنے لیا مین سمجہتا ہون اسنے کہا تین سو دینار ہین مین اس نرخ سے غلہ لونگا فلان باغ یا کہیت مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نرخ تو قبول ہے مگر فلان باغ یا کہیت کی شرط نہین **ف** کیونکہ احتمال ہے کہ اس باغ یا کہیت مین کچہ نہ پیدا ہو یا وہان کا غلہ تباہ ہو جاوے تو یہ شرط لغو ہے البتہ یہ شرط قبول ہے کہ اس نرخ سے اتنے کا غلہ فلان میعاد پر دینگے **عَنْ** اَبِی الْمُجَالِدِ قَالَ اَمْتَرٰی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ شَدَّادٍ وَاَبُوْ بُرْدَۃَ فِی السَّلَمِ فَاَرْسَلُوْنِیْ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی فَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ کُنَّا نُسْلِمُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَھْدِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فِی الْحِنْطَۃِ وَالشَّعِیْرِ وَالزَّبِیْبِ وَالتَّمْرِ عِنْدَ قَوْمٍ مَا عِنْدَھُمْ فَسَاَلْتُ ابْنَ اَبْزٰی فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِکَ ابن ابی مجالد سے روایت ہو عبد اللہ بن شداد اور ابو بردہ نے سلم مین جہگڑا کیا تو مجہکو بہیجا عبد اللہ بن ابی اوفے پاس پوچہنے لئے پوچہا انہون نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین سلم کیا کرتے تہے اور ابوبکر اور عمر کے زمانہ مین گیہون اور جو اور انگور مین اور ایسے لوگون سے سلم کرتے جنکے پاس یہ مال اسوقت نہ ہوتے پہر مینے ابن ابی ابزی سے پوچہا انہون نے بہی ایسا ہی کہا **بَابُ** مَنْ اَسْلَمَ فِیْ شَیْءٍ فَلَا یَصْرِفْہُ اِلٰی غَیْرِہٖ جو شخص ایک مال مین سلم کرے تو اسکے بدل دوسرا مال نہ بدلے یا اسکو قبضہ سے پہلے دوسرے کے ہاتہ نہ بیچے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَسْلَفْتَ فِیْ شَیْءٍ فَلَا تَصْرِفْہُ اِلٰی غَیْرِہٖ ابو سعید سے روایت ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو کسی چیز مین سلف کرے تو اب دوسرا مال نہ ٹہیرا یوے **ف** یعنے سلم فیہ کا بدلنا درست نہین یا تو وہی مال لیوے جو ٹہیرایا یا اپنا راس المال واپس لیوے دارقطنی نے ابن عمر سے بہی ایسا ہی روایت کیا ہے اور اس پر اتفاق ہے اہلحدیث کا اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ اس مال کو دوسرے کے ہاتہ نہ بیچے جبتک اسپر قبضہ نہ کرے لیکن ابو سعید کے حدیث کے اسناد مین عطیہ بن سعید ضعیف ہے

اس میں کلام ہے **عن** اَبِی سَعِیدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ مِثْلَہُ وَلَمْ یَذْکُرْ سَعْدُ ۔ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **باب** اِذَا اَسْلَمَ فِی نَخْلٍ بِعَیْنِہٖ لَمْ یَطْلَعْ ایک شخص نے سلم کی ایک خاص کھجور کے درخت کی پھل پر اور اس سال پھل نہ نکلا **عن** النَّجْرَانِیِّ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَسْلِمُ فِی نَخْلٍ قَبْلَ اَنْ یَطْلَعَ قَالَ لَا قُلْتُ لِمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا اَسْلَمَ فِی حَدِیقَۃِ نَخْلٍ فِی عَھْدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ یَطْلَعَ النَّخْلُ فَلَمْ یَطْلَعِ النَّخْلُ شَیْئًا ذٰلِکَ الْعَامَ فَقَالَ الْمُشْتَرِی ھُوَ لِی حَتّٰی یَطْلَعَ وَقَالَ الْبَائِعُ اِنَّمَا بِعْتُکَ النَّخْلَ ھٰذِہِ السَّنَۃَ فَاخْتَصَمَا اِلٰی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلْبَائِعِ اَخَذَ مِنْ نَخْلِکَ شَیْئًا قَالَ لَا قَالَ فَبِمَا تَسْتَحِلُّ مَالَہُ اُرْدُدْ عَلَیْہِ مَا اَخَذْتَ مِنْہُ وَلَا تُسْلِمُوا فِی نَخْلٍ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُہُ ۔ نجرانی سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن عمر سے کہا کیا میں سلم کروں ایک درخت کی کھجوروں میں انکے نکلنے سے پہلے انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا کیوں انہوں نے کہا ایک شخص نے سلم کی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھجور کے ایک باغ کے پھلوں میں پھل نکلنے سے پہلے پھر ایسا ہوا کہ اس سال کھجور نکلی نہیں خریدار نے کہا اب ان درختوں پر میرا علاقہ رہیگا جب تک انمیں کھجور نہ نکلے (اور میں کھجوریں لوں تو دوسرے سال تک میرا قبضہ رہیگا) اور بائع نے کہا میں نے تو اسی سال کی کھجور تیرے ہاتھ بیچی تھی (اب نہ نکلی تو تیری قسمت) آخر دونوں نے جھگڑا کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک آپ نے بائع سے فرمایا کہ خریدار نے تیرے درختوں میں سے کچھ پھل لیے وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا پھر تو اسکا مال اپنے لیے کیسے حلال کرتا ہے جو تو نے اس سے لیا ہے وہ پھیر دے اور کھجوریں میں سلم نہ کرو (یعنے کسی خاص درخت کے پھلوں میں) جبتک ان پھلوں کی خوبی معلوم نہ ہو جاوے (یعنے انکی طیاری اور پختگی میں کوئی شک باقی نہ رہے) **باب** السَّلَمِ فِی الْحَیَوَانِ جانوروں میں سلم کرنے کا بیان **ف** ترمذی نے کہا جانوروں میں سلم کرنے میں اختلاف ہے اور بعضوں نے اسکو جائز رکھا ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اسحاق کا اور بعضوں نے جانوروں میں سلم کو مکروہ جانا ہے ثوری اور اہل کوفہ کا یہی مذہب ہے وہ کہتے ہیں جانور جانوروں میں بہت فرق ہوتا ہے تو اسکی صفت بیان کرنا کافی نہ ہوگا اور نزاع کا اندیشہ ہے **عن** رَافِعٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَکْرًا وَقَالَ اِذَا جَائَتْ اِبِلُ الصَّدَقَۃِ قَضَیْنَاکَ فَلَمَّا قَدِمَتْ قَالَ یَا اَبَا رَافِعٍ اقْضِ ھٰذَا الرَّجُلَ بَکْرَہٗ فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا رَبَاعِیًا فَصَاعِدًا فَاَخْبَرْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطِہٖ فَاِنَّ خَیْرَ النَّاسِ اَحْسَنُھُمْ قَضَاءً ۔ ابو رافع سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سلم کی ایک جوان اونٹ میں (یعنے ایک اونٹ اس سے قرض لیا) اور فرمایا جب صدقہ کے اونٹ آویں گے تو ہم تیرا اونٹ ادا کر دیں گے جب صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ نے فرمایا اے ابو رافع اس شخص کا اونٹ ادا کر دے ابو رافع نے ڈھونڈھا تو ویسا اونٹ نہیں پایا لیکن ایک رباعی

اونٹ پایا جس نے سامنے کے چار دانت گرائے ہوں وہ بکر سے افضل ہوتا ہے آپ نے جو اونٹ لیا تھا وہ بکر تھا ابو رافع نے کہا میں نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اسکو رباعی اونٹ ہی دیدے بہتر ہیں وہ لوگ جو قرض کو اچھا ادا کرتے ہیں **ف** اچھا ادا کرنے سے یہ غرض ہے کہ قرض جو مال لیا تھا اس سے افضل دیتے ہیں بغیر شرط کے اگر قرض سے بہتر یا زیادہ مال دیا جاوے تو مستحب ہے اور اسکا لینا درست ہے لیکن شرط کے ساتھ درست نہیں کیونکہ وہ ربا ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ سلم ملکہ قرض لینا بھی جانور کا درست ہے اوزاعی اور لیث اور مالک اور احمد اور اسحاق اور شافعی اور جمہور المحدثین کا یہی قول ہے لیکن ابو حنیفہ نے اسکو جائز نہیں کہا اور یہ حدیث انپر حجت ہے اسکو امام مسلم نے نکالا اپنی صحیح میں اور بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے بھی یہ قصہ روایت کیا اور تعجب ہے کہ حنفیہ اس حدیث کے مقابل قیاس کو پیش کرتے ہیں

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ اقْضِنِي بَكْرِي فَأَعْطَاهُ بَعِيرًا مُسِنًّا فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا أَسَنُّ مِنْ بَعِيرِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ النَّاسِ خَيْرُهُمْ قَضَاءً عرباض بن ساریہ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا اتنے میں ایک گنوار آیا اور کہنے لگا میرا بکر (جوان اونٹ) ادا کیجیے آپ نے اسکو مسنا (اس سے بڑا اونٹ) دیدیا تو گنوار بولا یا رسول اللہ یہ تو بڑا ہے میرے اونٹ سے آپ نے فرمایا بہتر لوگ وہ ہیں جو وہ اپنا قرض اچھی طرح سے ادا کریں

باب الشَّرِكَةِ وَالْمُضَارَبَةِ

شرکت اور مضاربت کا بیان **ف** شرکت تو ظاہر ہے مضاربت یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اپنا روپیہ دیوے وہ اسمیں محنت تجارت کرے اس شرط پر کہ نفع میں دونوں کا حصہ ہوگا **عَنِ** السَّائِبِ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتَ شَرِيكِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكُنْتَ خَيْرَ شَرِيكٍ كُنْتَ لَا تُدَارِينِي وَلَا تُمَارِينِي سائب سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ میرے شریک تھے جاہلیت کے زمانہ میں تو بہت عمدہ شریک تھے نہ تو آپ مجھ سے مقابلہ کرتے نہ جھگڑا کرتے **ف** اسکو نکالا ابو داود اور نسائی اور حاکم نے بھی اور کہا صحیح ہے ایک روایت میں ابو داود کے یوں ہے کہ سائب مخزومی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک تھے نبوت سے پہلے وہ آئے جس دن مکہ فتح ہوا اور کہا مرحبا میرے بھائی اور میرے شریک ایسے شریک کہ کبھی اونہوں نے مقابلہ کیا نہ جھگڑا اور اس حدیث کی اور بھی کئی طریق ہیں۔ سبحان اللہ آنحضرت کے اخلاق شروع فطرت سے ایسے تھے کہ تعلیم و تربیت اور ریاضت کے بعد بھی ویسے اخلاق حاصل ہونا مشکل ہے اور بخاری نے ابو المنہال سے نکالا کہ زید بن ارقم اور براء بن عازب دونوں شریک تھے ان دونوں نے چاندی خریدی نقد اور ادھار یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا جو نقد لی ہے وہ رہنے دو اور جو ادھار لی ہے پھیر دو اور احمد اور ابو داود نے رویفع بن ثابت سے نکالا کہ ہم میں سے کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنے بھائی کا تیر

لیتا اس شرط پر کہ جو مال لوٹ میں آویگا نصف اسکو دیگا دوسری روایت میں ہر کہ ایک کا پیکان اور پر ہوتا اور ایک کی لکڑی تیر میں اور نکالا اسکو دار قطنی اور بیہقی نے بھی عن عبد اللہ قال اشترکت انا و سعد و عمار یوم بدر فیما نصیب فلم اجئ انا و عمار بشیء وجاء سعد برجلین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہی میں اور سعد اور عمار تینوں شریک ہوئے بدر کے دن لوٹ کے مال میں (یعنے جو لوٹ کر لاوین اس میں تینوں کا حصہ ہے) تو مجہکو اور عمار کو کچہ نہ ملا اور سعد دو آدمی (کافروں سے) پکڑ لائے عن صہیب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث فیھن البرکۃ البیع الی اجل والمقارضۃ واخلاط البر بالشعیر للبیت لا للبیع صہیب سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں برکت ہی ایک تو میعاد تک بیچنے میں دوسرے مضاربت میں اسکو مقارضہ اور قراض بھی کہتے ہیں تیسرے گیہوں اور جو ملا دینا گھر میں کہانیکے لئے نہ بیچنے کیلئے باب ما للرجل من مال ولدہ آدمی کو اپنی اولاد کے مال میں کیا درست ہی عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم ام المومنین عائشہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب بہتر جو تم کہاؤ وہ تمہاری کمائی ہے اور اولاد بھی تمہاری کمائی ہے عن جابر بن عبد اللہ ان رجلا قال یا رسول اللہ ان لی مالا وولدا وان ابی یرید ان یجتاح مالی فقال انت ومالک لابیک جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال ہے اور میری اولاد ہے اور میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا مال اڑا دے آپنے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ابی اجتاح مالی فقال انت ومالک لابیک وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولادکم من اطیب کسبکم فکلوا من اموالکم عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہی ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے باپ نے میرا مال تباہ کر دیا (یعنے کہا گیا) آپنے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اولاد تو تمہاری بہتر کمائی ہے تو انکا مال کہاؤ ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ باپ اپنے بیٹے کے مال میں تصرف کر سکتا ہے ضرورت کے موافق اور اگر ماں باپ بیٹے کا مال اڑا بھی دیں تو بھی بیٹے کو لازم ہے کہ ماں باپ سے مقابلہ نہ کرے ادب سے سخت کلامی نہ کرے اسوقت کو یاد کرے جب ماں باپ نے محبت سے پالا پوسا گوہ موت ہاتھ سے دہویا پھر کہلایا پلایا پڑہایا لکھایا یہ سب احسانات ایسے ہیں کہ اگر ماں باپ کے کام میں بیٹے کا چمڑا بھی آوے تو انکا احسان ادا نہ ہو سکے اور یہ سمجھ لے کہ ماں باپ ہی کی رضامندی پر اسکی نجات منحصر ہے اگر ماں باپ ناراض ہوئے تو دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہونگی تجربہ سے معلوم ہوا کہ جن لڑکوں نے ماں باپ کو راضی رکھا انکو بڑی برکت حاصل ہوئی اور جن سے انہوں نے زندگی بسر

کی اور جنہوں نے ماں باپ کے ساتھ بد سلوکی کی وہ ہمیشہ دنیا میں جلتے اور کڑھتے ہی رہے اگر ماں باپ بیٹے کا روپیہ اڑا دیں تو کمال خوشی کرنا چاہیے کہ ہماری یہ قسمت کہاں تھی کہ ہمارا روپیہ ماں باپ کے کام آوے گویا روپیہ اپنے موقع پر صرف ہوا اور ماں باپ سے یوں کہنا چاہیے کہ روپیہ تو کیا میرا بدن اور میری جان بھی آپ ہی کی ہے آپ اگر چاہیں تو مجھ کو بھی بازار میں بیچ لیں میں آپ کا غلام ہوں

باب ما للمرأة من مال زوجها عورت اپنے خاوند کے مال میں کیا تصرف کر سکتی ہے

عن عائشة قالت جاءت هند إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله إن أبا سفيان رجل شحيح ولا يعطيني ما يكفيني وولدي إلا ما أخذت من ماله وهو لا يعلم فقال خذي ما يكفيك وولدك بالمعروف

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ہند (ابوسفیان کی جورو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ابوسفیان ایک حریص بخیل آدمی ہے اور مجھکو اپنا خرچ بھی نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کافی ہو مگر جو میں اسکے مال میں سے لے لوں اور اسکو خبر نہ ہو آپ نے فرمایا اچھا دستور کے موافق لے لے اسکے مال میں سے اتنا جو تجھکو اور تیرے بچے کو کفایت کرے **ف** اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس شخص کا حق کسی مال میں نکلتا ہو اور وہ اسکو وصول نہ کر سکے تو جس پر اسکا حق ہو اسکے مال میں سے بغیر اسکی اجازت کے اپنے حق کے موافق وصول کر سکتا ہے طیبی نے کہا مالک اور ابو حنیفہ نے اسکو جائز نہیں کہا

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أنفقت المرأة من بيت زوجها غير مفسدة كان لها أجرها وله مثله بما اكتسب ولها بما أنفقت وللخازن مثل ذلك من غير أن ينقص من أجورهم شيئا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کے گھر میں سے خرچ کرے اور اسکی نیت بگاڑ کی نہ ہو (یعنے خاوند کا مال تباہ کرنے کی نیت نہ ہو بلکہ ضرورت کے موافق خرچ کرے) تو عورت کو ثواب ہوگا (جو وہ اللہ کے واسطے دیگی) خاوند کو اس کی کمائی کیوجہ سے ثواب ہوگا اور عورت کو خرچ کرنے کی وجہ سے اور خزانچی کو بھی اتنا ہی ثواب ہوگا اور کسیکا ثواب کم نہ ہوگا **ف** اگرچہ عورت کو یا خادم کو اپنے خاوند اور آقا کا مال بغیر اسکی اجازت کے تصدق کرنا جائز نہیں ہے لیکن یہاں وہ مال مراد ہے جسکے خرچ کی عادتاً عورتوں کو اجازت دیجاتی ہے جیسے کھانے میں سے ایک روٹی فقیر کو دینا یا پیسوں میں سے ایک پیسہ کسی مسکین کو اور بعضوں نے کہا اہل حجاز اپنی عورتوں کو اجازت دیا کرتے تھے صدقہ اور مہمانی کی تو یہ حدیث ان سے خاص ہے اور بعضوں نے کہا مراد وہ مال ہے جو خاوند اپنی عورت کو اسکے خرچ کے لیے دیتا ہے اس میں سے تو عورت بالاتفاق خرچ کر سکتی ہے

عن أبي أمامة الباهلي يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تنفق المرأة من بيتها شيئا إلا بإذن زوجها قالوا يا

رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اَمْوَالِنَا ابو امامہ باہلی سے روایت ہے وہ کہتے تھے میں نے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے عورت اپنے گھر میں سے کچھ خرچ نہ کرے بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کھانا بھی کسیکو نہ دیوے آپ نے فرمایا کھانا تو ہمارے سب مالوں میں بہتر ہے (تو اس میں اجازت لینا اور زیادہ ضرور ہے) **بَابُ** مَا لِلْعَبْدِ اَنْ يُّعْطِيَ وَيَتَصَدَّقَ غلام کو کیا دینا اور کیا صدقہ کرنا درست ہے **عَنْ** اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ يُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ انس بن مالک سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غلام کی دعوت بھی قبول کرتے تھے **ف** غلام کو بھی بغیر مالک کی اجازت کے مال کا خرچنا درست نہیں ہے مگر یہاں مراد وہ غلام ہے جسکو اسکے مالک کی اجازت ہوتی اور اس حدیث سے آپکا کمال تواضع ثابت ہوتا ہے **عَنْ** عُمَيْرٍ مَوْلٰى اَبِي اللَّحْمِ قَالَ كَانَ مَوْلَايَ يُعْطِيْنِيَ الشَّيْءَ فَاُطْعِمُ مِنْہُ فَمَنَعَنِيْ اَوْ قَالَ فَضَرَبَنِيْ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اَوْ سَاَلَہٗ فَقُلْتُ لَا اَنْتَهِيْ اَوْ لَا اَدَعُہٗ فَقَالَ الْاَجْرُ بَيْنَكُمَا عمیر سے روایت ہے جو غلام تھے ابی اللحم کے کہ میرا مالک مجھکو کوئی چیز دیتا میں اس میں سے اوروں کو کھلاتا مالک نے مجھکو اس سے منع کیا یا یوں کہا کہ مجھکو مارا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا مالک نے آپ سے پوچھا میں نے عرض کیا مجھ سے تو یہ نہ ہوسکیگا کہ مسکین کو کھانا نہ دوں اسوقت آپ نے فرمایا تم دونوں کو ثواب ہوگا **ف** شاید اسکا مالک یہ خیال کرتا ہوگا کہ غلام کے صدقہ کرنے سے اسکو ثواب نہیں ہوتا تو آپ نے اسکا وہم دور کردیا اور فرمایا دونو کو ثواب ہے **بَابُ** مَنْ مَرَّ عَلٰى مَاشِيَةٍ اَوْ حَائِطٍ هَلْ يُصِيْبُ مِنْہُ اگر کوئی شخص جانوروں کے گلہ یا باغ پر سے گذرے تو دودھ یا میوہ لے سکتا ہے صرف اپنے کھانے کیلیے **عَنْ** عَبَّادِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ غُبَرَ قَالَ اَصَابَنَا عَامُ مَخْمَصَةٍ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَاَتَيْتُ حَائِطًا مِنْ حِيْطَانِهَا فَاَخَذْتُ سُنْبُلًا فَفَرَكْتُہٗ وَاَكَلْتُہٗ وَجَعَلْتُہٗ فِيْ كِسَائِيْ فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَضَرَبَنِيْ وَاَخَذَ ثَوْبِيْ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَطْعَمْتَہٗ اِذْ كَانَ جَائِعًا اَوْ سَاغِبًا وَلَا عَلَّمْتَہٗ اِذْ كَانَ جَاهِلًا فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ اِلَيْہِ ثَوْبَہٗ وَاَمَرَ لَہٗ بِوَسْقٍ مِنْ طَعَامٍ اَوْ نِصْفِ وَسْقٍ عبادہ بن شرحبیل سے روایت ہے جو بنی غبر کا ایک شخص تھا کہ ایک سال قحط ہوا تو میں مدینہ میں آیا وہاں ایک باغ پر پہونچا اسکے باغوں میں سے میں ایک بالی لی (اناج کی) اور اسکو ملکر کھایا اور تھوڑا سا اناج میں نے اپنے کمل میں ڈالا اتنے میں باغ کا مالک آیا اور مجھ مارا اور میرا کپڑا چھین لیا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا آپ سے بیان کیا آپ نے باغ والے سے فرمایا تو نے اس شخص کو کھانا نہیں کھلایا جب یہ بھوکا تھا اور نہ اسکو تعلیم دی (کہ اسباب کسی کے غیر کا مال حلال نہیں) اگر وہ جاہل تھا (بلکہ ایکا

ایک ہی اسکو مار دیا اسکا کپڑا چھین لیا یہ اسلامی خلق کے برخلاف ہی پھر آپنے باغ والیکو حکم دیا اس نے میرا کپڑا پھیر دیا اور آپنے میرے لیے ایک وسق یا آدہی وسق اناج کا حکم دیا عَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنْتُ وَأَنَا غُلَامٌ أَرْمِي نَخْلَنَا أَوْ قَالَ نَخْلَ الْأَنْصَارِ فَأُتِيَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا غُلَامُ وَقَالَ ابْنُ كَاسِبٍ يَا بُنَيَّ لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ قَالَ قُلْتُ آكُلُ قَالَ فَلَا تَرْمِ النَّخْلَ وَكُلْ مِمَّا سَقَطَ فِي أَسَافِلِهَا قَالَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسِي وَقَالَ اللَّهُمَّ أَشْبِعْ بَطْنَهُ رافع بن عمرو غفاری سے روایت ہی میں اور ایک لڑکا دونون ملکر کہجور کے درختونپر ڈہیلے مارتے یعنے انصار کے درختون پر آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا آپنے فرمایا اے لڑکے یا یون فرمایا اے کاسب کے بیٹے تو کیون ڈہیلے مارتا ہے کہجور کے درختونپر مینے عرض کیا مین کہاتا ہون آپنے فرمایا مت مار درختون پر اور جو میوہ درخت کے نیچے گرے اسکو کہالے رافع نے کہا پھر آپنے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا یا اللہ اسکا پیٹ بھر دے **ف** اس مین بھی علما کا اختلاف ہی کہ جو میوہ درخت سے گرے اسکا کہا لینا بغیر مالک کی اجازت کے درست ہی یا نہین بعضون نے کہا ہر ملک کا دستور علاحدہ ہے شاید مدینہ مین یہ دستور ہوگا کہ درخت سے جو میوہ گرے اسکے کہانیکی عام کو اجازت ہوگی اور اس سے منع نہ کرتے ہونگے پس آپنے اسی دستور کے موافق اجازت دی عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَيْتَ عَلَى رَاعٍ فَنَادِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَإِنْ أَجَابَكَ وَإِلَّا فَاشْرَبْ فِي غَيْرِ أَنْ تُفْسِدَ وَإِذَا أَتَيْتَ عَلَى حَائِطِ بُسْتَانٍ فَنَادِ صَاحِبَ الْبُسْتَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنْ أَجَابَكَ وَإِلَّا فَكُلْ فِي أَنْ لَا تُفْسِدَ ابوسعید سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو کسی گڈریے (گائے یا بکریون کے ریوڑ) پر آکر تو تین بار اسکے چرواہے کو پکار اگر وہ جواب دیوے تو بہتر (اسکی اجازت سے دودہ لی) نہین تو تو اپنی حاجت کے موافق دودہ پی لے زیادہ خراب مت کر اسیطرح جب تو کسی باغ پر پہونچے تو باغ والے کو تین بار آواز دے اگر وہ جواب دیوے تو بہتر ورنہ اپنی بھوک کے موافق (میوہ توڑ کر) کہالے لیکن زیادہ خراب مت کر عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ بِحَائِطٍ فَلْيَأْكُلْ وَلَا يَتَّخِذْ خُبْنَةً ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے باغ پر گذرے تو کہالیوے لیکن اپنے کپڑے مین مت باندہے لے جانے کے لیے **ف** اکثر علما نے کہا ہے کہ یہ حدیثین کہ جن مین دودہ یا میوے لینیکی اجازت ہے مالک کے بے اجازت منسوخ ہین دوسری حدیثون سے جن مین مسلمان کا مال لینا بے اسکی اجازت کے حرام کیا ہے اور بعضون نے کہا یہ حدیثین اس حالت پر محمول ہین جب آدمی بھوک کے مارے بیتاب ہو مرنیکے قریب ہو مخمصہ کی حالت جیسی حالت مین تو حرام حلال ہو جاتا ہے پھر میوہ یا دودہ بھی بے اجازت کہا لینا درست ہوگا لیکن یہ ضرور ہے کہ بقدر سد رمق

کھالیوے اور ضرورت سے زیادہ اسکا مال خراب نکرے نہ اپنی ساتھ باندہ لاوے اور امام احمد اور اسحاق نے کہا کہ ہر مسلمان کو
جب غلہ یا باغ پر گذرے یہ حق حاصل ہے کہ مالک کو پکارے تین بار اگر وہ نہ بولے تو بقدر حاجت دودہ یا میوہ استعمال کرے
اور ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور جمہور علما اس سے منع کرتے ہین مگر جب حالت اضطرار ہو تو بقدر رفع ضرورت استعمال
جائز ہے اور طحاوی نے کہا یہ حدیثین اوائل اسلام کی ہین جب ضیافت واجب تہی بعد اسکے یہ حدیثین منسوخ ہوگئین
اور ضیافت کا وجوب جاتا رہا واللہ اعلم **باب** النَّهْيِ اَنْ يُصِيْبَ مِنْهَا شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ صَاحِبِهَا اسکی ممانعت
کا بیان **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَامَ فَقَالَ لَا يَحْلِبَنَّ اَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ
رَجُلٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تُؤْتٰى مَشْرُبَتُهُ فَيُكْسَرَ بَابُ خِزَانَتِهِ فَيُنْتَثَلَ طَعَامُهُ فَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ
ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْلِبَنَّ اَحَدُكُمْ مَاشِيَةَ امْرِءٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے اور فرمایا کوئی تم مین سے دوسرے کے جانور کا دودہ نہ دوہے بغیر اسکی اجازت کے کیا تم مین
سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ کوئی اسکے بالاخانے یا کوٹہری مین آوے پہر اسکے خزانہ کا دروازہ توڑے
اور اسکا غلہ نکال لیوے ایسا ہی جانورون کے تہن انکے مالکون کے خزانے ہین کہانے کے تو کوئی تم مین سے
دوسرے کے جانور کا دودہ نہ دوہے بغیر اسکی اجازت کے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ اِذْ رَاَيْنَا اِبِلًا مَصْرُوْرَةً بِعِضَاهِ الشَّجَرِ فَثُبْنَا اِلَيْهَا فَنَادَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْنَا
اِلَيْهِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاِبِلَ لِاَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ هُوَ قُوْتُهُمْ وَيُمْنُهُمْ بَعْدَ اللّٰهِ اَيَسُرُّكُمْ لَوْ رَجَعْتُمْ اِلٰى مَزَاوِدِكُمْ فَوَجَدْتُمْ
مَا فِيْهَا قَدْ ذُهِبَ بِهِ اَتَرَوْنَ ذٰلِكَ عَدْلًا قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّ هٰذَا كَذٰلِكَ قُلْنَا اَفَرَاَيْتَ اِنِ احْتَجْنَا اِلَى الطَّعَامِ
وَالشَّرَابِ فَقَالَ كُلْ وَلَا تَحْمِلْ وَاشْرَبْ وَلَا تَحْمِلْ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتہ تہے سفر مین رستے مین ہمنے اونٹنی دیکہی جنکے تہنون مین دودہ بہرا ہوا تہا کانٹون کے درختون مین تو ہم لپکے انکی
طرف انکا دودہ پینے کے لیے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو آواز دی ہم لوٹ آئے آپکے پاس آپنے فرمایا یہ اونٹ
ایک مسلمان گہر والون کے ہین اسی مین انکی روزی ہے اور یہی انکا زور ہے اللہ کے بعد یعنے اصل تو زور اور قوت
اللہ کی عنایت کے سبب سے ہے لیکن بظاہر حال غذا سبب ہے زور اور توانائی کا کیا تم خوش ہوگے اس سے کہ تم اپنے
توشہ دانون کے پاس لوٹو اور دیکہو کہ ان مین کا کہانا کوئی لے گیا ہے کیا تم اسکو انصاف سمجہتے ہو لوگون نے عرض
کیا نہین آپنے فرمایا بس یہ بہی ایسا ہی ہے یعنے اونٹ اون لوگون کے توشہ دان ہین اور انکے تہنون مین ان
لوگون کا کہانا ہے ہمنے عرض کیا اگر ہم محتاج ہون کہانے اور پینے کے یعنے سخت ضرورت ہو تو اس حال مین

ہی ایسے جانوروں کا دودھ پینا درست ہے یا نہیں (آپ نے فرمایا ایسی حالت میں) کہانے لیکن اٹھانہیں اسطرح لے کر لیکن اٹھانہیں **باب** اتخاذ الماشیۃ جانور رکھنا کیسا ہے **عن** ام ھانئ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لھا اتخذی غنما فان فیھا برکۃ ام ہانی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا تو بکریاں رکھہ اس میں برکت ہی **عن** عروۃ البارقی یرفعہ قال الابل عز لاھلھا والغنم برکۃ والخیر معقود فی نواصی الخیل الی یوم القیامۃ عروہ بارقی سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کے رکھنے سے تو عزت پیدا ہوتی ہے اور بکریاں رکھنے سے برکت ہوتی ہے اور گھوڑوں کی تو پیشانی میں بھلائی بندھی ہے قیامت تک **عن** ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشاۃ من دواب الجنۃ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بکری تو جنت کی جانوروں میں سے ہے **ف** اسکا گوشت بھی پاک ہے اور کھانیکی چیز ہے حلال طیب ہے **عن** ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاغنیاء باتخاذ الغنم وامر الفقراء باتخاذ الدجاج وقال عند اتخاذ الاغنیاء الدجاج یاذن اللہ بھلاک القری ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالدار لوگوں کو بکریاں پالنے کا حکم دیا اور محتاج لوگوں کو مرغیاں پالنے کا (کیونکہ مرغیوں سی انکی روٹی چل جاتی ہے انڈے ہوتی ہیں اور بچے) اور فرمایا جب مالدار لوگ بھی مرغیاں پالیں تو اللہ حکم دیتا ہے اس بستی کے تباہ کرنے کا **ف** اسحدیث کو ابن عدی اور عقیلی نے بھی نکالا ابن عباس سے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اسکے اسناد میں علی بن عروہ ہے جو حدیث بناتا ہے بعضوں نے کہا یہ حدیث موضوع ہے **ابواب** الاحکام باب حکم اور فیصلے کے **ذکر القضاۃ** قاضیوں کا ذکر **عن** ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من جعل قاضیا بین الناس فقد ذبح بغیر سکین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قاضی بنایا گیا لوگوں میں بغیر چھری کے ذبح کیا گیا **ف** یعنے بن مارے اسکی موت ہوئی اسحدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی اور دارقطنی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی نکالا ترمذی نے کہا حسن ہے ابن خزیمہ نے کہا صحیح ہے مطلب یہ ہے کہ قضا کا عہدہ بڑے خطرے اور مواخذے کا کام ہے اور اس میں عاقبت کی خراب ہونیکا ڈر ہے مگر جسکو اللہ تعالی بچاوے اور اسیواسطے اگلے بزرگ لوگوں نے تکلیف اور ذلت گوارا کی لیکن قضا کا عہدہ نہ لیا چنانچہ امام ابوحنیفہ کو منصور نے مارا اور قید کیا لیکن انہوں نے قاضی بننا قبول نہ کیا اللہ تعالی انکو جزائے خیر دیوے اور انکی برکات ہم پر اتارے **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سال القضاء وکل الی نفسہ ومن جبر علیہ نزل الیہ ملک فسددہ انس بن مالک سے

روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قاضی ہونے کی درخواست کریگا وہ اپنے آپ کو سونپ دیا جاویگا (یعنے خدا کیطرف سے اسکی مدد نہ ہوگی) اور جسکو جبر سے قاضی بنایا جاویگا تو اسپر ایک فرشتہ اتریگا جو اسکو مضبوط کرے گا (قضا کے کاموں میں اور حق کی توفیق دیگا) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَبْعَثُنِي وَأَنَا شَابٌّ أَقْضِي بَيْنَهُمْ وَلَا أَدْرِي مَا الْقَضَاءُ قَالَ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ وَثَبِّتْ لِسَانَهُ قَالَ فَمَا شَكَكْتُ بَعْدُ فِي قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ جناب امیر علی مرتضے سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو یمن کیطرف بھیجا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھکو بھیجتے ہیں (حکومت پر) اور میں جوان ہوں میں انکا فیصلہ کروں گا اور مجھکو معلوم نہ ہوگا کیونکر فیصلہ کرتے ہیں یہ سنکر آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا پھر فرمایا یا اللہ ہدایت کر اسکے دل کو اور مضبوط کردے اسکی زبان کو جناب امیر فرماتے ہیں کہ آپ کی اس دعا کے بعد مجھ کو دو آدمیوں میں فیصلہ کرنے میں کبھی تردد نہیں ہوا **ف** اللہ جل جلالہ نے ببرکت دست مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب امیر کو علم لدنی عطا فرمایا یہانتک کہ ارشاد ہوا اقضاکم علی اور ارشاد ہوا انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اور عرب میں مثل ہوگئی قضیۃ ولا ابا حسن لہا اور حضرت عمرؓ سے منقول ہے لولا علی لہلک عمر غرض فضائل اور علوم جناب مرتضوی کے بیشمار ہیں

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الْحَيْفِ وَالرِّشْوَةِ ظلم کرنے کی اور رشوت کمانیکی سزا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ حَاكِمٍ يَحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَلَكٌ آخِذٌ بِقَفَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَإِنْ قَالَ أَلْقِهِ أَلْقَاهُ فِي مَهْوَاةٍ أَرْبَعِينَ خَرِيفًا عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی حاکم ایسا نہیں جو حکم کرتا ہو لوگوں میں مگر وہ قیامت کے دن آویگا اور ایک فرشتہ اسکی گردن تھامے ہوگا پھر وہ فرشتہ اپنا سر اوٹھا دیگا اللہ جل جلالہ کا حکم اسکے بارہ میں حاصل کرنے کے لیے اگر حکم ہوگا کہ اسکو پھینکدے تو پھینک دیگا اسکو ایک خندق میں جس میں چالیس برس تک وہ گرتا چلا جاویگا (معاذ اللہ اس خندق کی گہرائی اسقدر ہوگی کہ چالیس برس تک شئی اسکی تہ تک پہونچیگی لاکہ اوپر سے کھینچ کرنے کی حرکت بہت تیز ہوتی ہے **ف** ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چھوٹا سا پتھر اسکی مثل اور آپنے کھوپری کی مثل طرف اشارہ کیا چھوڑا جاوے آسمان سے زمین کی طرف حالانکہ ان دونوں کے درمیان پانچسو سال کا راہ ہے تو زمین پر رات سے پہلے پہونچ جاوے اور اگر یہی پتھر دوزخ کے زنجیر کے سر سے پھینکا جاوے تو چالیس سال رات دن چلا جاوے اس سے پہلے کہ اسکی گہراؤ یا تہ تک پہنچے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَجُرْ فَإِذَا جَارَ وَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ جل جلالہ قاضی کے ساتھ ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے جب

اسنے ظلم کیا اللہ اسکو چھوڑ دیتا ہے وہ خود اسی کو سونپ دیتا **عن** عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنۃ اللہ علی الراشی والمرتشی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کی لعنت ہے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر **ف** رشوت لینے والے پر تو ظاہر ہے کہ وہ رشوت لیکر ضرور اس فریق کی رعایت کریگا جس سے رشوت کھاویگا اور رشوت دینے والے پر اسواسطے کہ وہ رشوت دیکر اسکو ظلم اور ناحق کرنے پر مائل کریگا بعض پچھلے علماء نے لکھا ہے کہ اگر اسکا مقدمہ حق ہو اور کوئی حاکم بغیر رشوت لیے حق فیصلہ نہ کرتا ہو تو ظلم کو دفع کرنے کے لیے اگر رشوت دیوے تو گنہگار نہ ہوگا لیکن حدیث مطلق ہے اور یہ پچھلے علما کا اجتہاد ہے پس ضرور ہے کہ رشوت دینے اور لینے دونوں سے پرہیز کرے اسی طرح رشوت دلانے اور اسکی دلالی کرنے سے اور یہ سب امور باعث لعنت ہیں **باب** الحاکم یجتہد فیصیب الحق جو کوئی حاکم اجتہاد کرے پھر حق کو پہونچ جاوے **عن** عمرو بن العاص انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا حکم الحاکم فاجتہد فاصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتہد فاخطأ فلہ اجر قال یزید فحدثت بہ ابا بکر بن عمرو بن حزم فقال ھکذا حدثنیہ ابو سلمۃ عن ابی ھریرۃ عمرو بن عاص سے روایت ہے انہوں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب حاکم حکم کرے اور اجتہاد کرے اور اسکا اجتہاد ٹھیک ہو تو اسکو دو اجر ملینگے اور جب حکم کرے اور اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اسکو ایک اجر ملیگا۔ یزید بن عبد اللہ نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہے محمد بن ابراہیم تیمی سے کہ مینے یہ حدیث ابوبکر بن عمرو بن حزم سے بیان کی انہوں نے کہا مجھ سے ابو سلمہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت کی **عن** ابی ھاشم قال لولا حدیث ابن بریدۃ عن ابیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال القضاۃ ثلثۃ اثنان فی النار وواحد فی الجنۃ رجل علم الحق فقضی بہ فھو فی الجنۃ ورجل قضی للناس علی جھل فھو فی النار ورجل جار فی الحکم فھو فی النار لقلنا ان القاضی اذا اجتھد فھو فی الجنۃ ابو ہاشم نے کہا اگر بریدہ کی حدیث نہ ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاضی تین طرح کے ہیں ان میں سے دو دوزخی ہیں اور ایک جنتی ایک وہ قاضی جس نے حق کو جانا اور حق فیصلہ کیا وہ جنتی ہے دوسرے وہ قاضی جس نے فیصلہ کیا جاہل رہکر وہ دوزخی ہے تیسرے وہ قاضی جس نے ظلم کیا حکم میں (یعنے علم رکھکر) حق کے خلاف فیصلہ کیا وہ دوزخی ہے تو ہم کہتے کہ قاضی جب اجتہاد کرے تو وہ جنتی ہے **ف** لیکن حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ صرف اجتہاد کافی نہیں ہے بلکہ حق کا علم یعنے یقین ضرور ہے علما کے نزدیک یہ حدیث تہدید پہ تشدد کے اوپر محمول ہے اور انہوں نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ فیصلہ کے لیے صرف اجتہاد یعنے غلبہ ظن کافی ہے اور اجتہاد تو ہمیشہ ظنی ہی ہوتا ہے کیونکہ اس میں خطا کا احتمال رہتا ہے اور دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ مجتہد اگر خطا بھی کرے گا تو اسکو ایک اجر ملیگا

عمرو بن عاص کی حدیث صحیحین میں موجود ہے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر اجتہاد ٹھیک ہوگا تو اسکو دس اجر ملینگے اس حدیث
سے یہی نکلتا ہے کہ قاضی کا مجتہد ہونا ضرور ہے اور مقلد کا قاضی ہونا صحیح نہیں ہے کیونکہ علم کا اطلاق نہیں ہوتا مگر مجتہد
پر جن کا علم یعنے کتاب اور سنت کا علم اسکو ہوتا ہے اور مقلد تو کتاب اور سنت اور دلیل سے بیخبر ہوتا ہے صرف اپنے امام
کا قول معلوم کر لیتا ہے اور مجتہد ہے اثبات کا حکم کرے گا جو اللہ اسکو دکھلا دے مقلد تو اپنے امام کے کہانے کے مطابق حکم
کرے گا اور بریدہ کی اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا اور کہا وہ صحیح ہے اور ابن حجر نے اس
حدیث کے کل طریقوں کو ایک جداگانہ رسالہ میں جمع کیا اور قرآن میں ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون
والظالمون والفاسقون اور حکم بما انزل اللہ مجتہد ہی کی شان ہے نہ مقلد کی اور معاذ کی حدیث میں ہے کہ میں فیصلہ کرونگا
اللہ کی کتاب کے موافق اگر اس میں نہ ملیگا تو حدیث کے موافق اگر اس میں بھی نہ ملیگا تو اپنی رائے سے فیصلہ کرونگا یہ بھی
مجتہد ہی کی شان ہے مقلد تو نہ قرآن کو دیکھتا ہے نہ حدیث کو صرف درمختار اور کنز اور وقایہ پر عمل کرتا ہے اور اسکو یہ بھی خبر
نہیں ہوتی کہ حکم کتاب و سنت میں موجود بھی ہے یا نہیں اور اگر مقلد دعوی کرے کہ اس نے اپنی رائے سے حکم دیا تو اس
کا یہ دعوی جھوٹ ہوگا کیونکہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ نہ وہ کتاب پہچانتا ہے نہ سنت اور سید علامہ محمد بن اسمعیل امیر نے ایک
مستقل رسالہ اجتہاد کے آسان ہونے کے باب میں لکھا ہے اور اہلحدیث کا مذہب یہی ہے کہ مقلد کا قاضی ہونا صحیح نہیں ہے
(روضہ مختصرا) مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں چند بیوقوفوں نے جنکو تمیز نہیں ہے یہ دعوی کیا ہے کہ مجتہد ہونا اس زمانہ میں
محال ہے حالانکہ برعکس انکے دعوی کے ہم یہ کہتے ہیں کہ مجتہد ہونا اس زمانہ میں بہت سہل ہے اور مجتہد ہونے کے لیے
منطق اور اصول اور کلام کی مشکل کتابیں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے صحابہ کرام ان علوم سے محض ناواقف
تھے اور صرف کتاب اور سنت کو کسیقدر جانتے تھے لیکن انکا اجتہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا اور انکو اپنی
رائے سے فیصلہ کرنے کی اجازت دی اب بھی مجتہد ہونا چاہیے اسکو صرف قرآن کے احکام کی آیتیں مع تفسیر اور تاویل
کے اور ناسخ اور منسوخ کی معرفت اور احکام کی حدیثیں منضبط کر لینا کافی ہے اور جو حکم ان دونوں میں نہ ملے اس میں
اپنی رائے کیموافق حکم دیوے ہمارے سید علامہ نے آیات احکام کی تفسیر میں ایک کتاب نیل المرام نہایت مختصر اور عمدہ
لکھی ہے قرآن کا علم اسکے پڑھ لینے سے پورا ہو جاتا ہے اور احکام کی حدیثیں ضروری منتقی الاخبار میں ابن تیمیہ کے موجود
ہیں اسیطرح تلخیص حافظ ابن حجر کی یہ بھی احادیث احکام میں ایک جامع کتاب ہے پھر جو کوئی نیل المرام اور تلخیص یا منتقی الاخبار
کو خوب یاد کر لیوے وہ کتاب اور سنت سے بخوبی واقف ہو سکتا ہے اور اسکا علم ان صحابہ کے برابر پہنچ جاتا ہے بلکہ زیادہ
ہو جاتا ہے جنکے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد جائز رکھا صرف اتنا اور ضرور ہے کہ صحابہ اہل زبان تھے ان کو

نحو اور صرف اور لغت کی حاجت نہ تھی اگر یہ شخص عربی نہ ہو تو بقدر ضرورت علم عربیت اور لغت بھی حاصل کر لیوے اور اتنا اجتہاد شرعی اور تقلید سے نکلنے کے لیے کافی ہے اب پچھلے فقیہوں نے جو اجتہاد کو ایک ہوا مہیب بنا دیا ہے اور اسکو ایسا مشکل کر دیا ہے کہ عمر بھر کی محنت میں بھی اسکا حاصل ہونا دشوار ہے یہ ان کی خود رائی اور کوتہ اندیشی ہے شارع علیہ السلام نے اجتہاد کے لیے ان باتوں کی کبھی شرط نہیں کہی اور اگر اجتہاد اسی کا نام ہو تو صحابہ یا تابعین میں کوئی مجتہد نہ ہوگا حالانکہ یہ بالبداہت باطل ہے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی اس زمانہ میں منتقی الاخبار یا تلخیص منضبط کر لیوے وہ علم حدیث میں اگلے بعض اماموں سے زیادہ ہوگا جنکو یہ پچھلے علما مجتہد خیال کرتے ہیں امام ابو حنیفہ کی مرویات مرفوعہ کتب حدیث میں ڈیڑھ سو سے زیادہ نہیں اور اکثر حدیثوں میں اُن سے سہو اور مسامحہ بھی ہوا ہے واللہ اعلم

باب لَا يَحْكُمُ الْحَاكِمُ وَهُوَ غَضْبَانُ حاکم غصے کی حالت میں حکم نہ کرے

عن اَبِي بَكْرَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْضِي الْقَاضِي بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ قَالَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ اَنْ يَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ ابو بکرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاضی جب غصے ہو تو اسوقت دو آدمیوں میں حکم نہ کرے ہشام نے یوں کہا کہ حاکم کو نہیں چاہیے کہ دو آدمیوں میں فیصلہ کرے جب وہ غصہ ہو **ف** یہ حدیث صحیحین میں ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو غصے کی حالت میں زبیر کا فیصلہ کیا ایک انصاری کے ساتھ تو یہ خصوصیت تھی آپ کی کیونکہ آپ معصوم تھے حالت غضب اور رضا دونوں میں اور ظاہر یہ ہے کہ ممانعت تحریمی ہے اسپر بھی جمہور علما نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی غصہ کی حالت میں فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ حق ہو تو صحیح ہوگا ابن قیم نے کہا مفتی غصے یا بھوک یا قلق یا غم کی حالت میں نیند کے غلبہ میں یا پاخانے یا پیشاب کی حاجت میں فتوے نہ دیوے اسیطرح جب دل اور طرف لگا ہوا ہو کیونکہ اس میں احتمال ہے خطا کا اسپر بھی اگر اسکا فتوی ان حالتوں میں صحیح ہو تو نافذ ہو جاویگا اور امام احمد نے کہا اگر مقدمہ سننے سے پہلے غصہ ہو تو وہ حکم نافذ نہ ہوگا (روضہ مختصرا)

باب قَضِيَّةُ الْحَاكِمِ لَا تُحِلُّ حَرَامًا وَلَا تُحَرِّمُ حَلَالًا حاکم کے حکم کر دینے سے جو حرام ہے وہ حلال نہ ہوگا اور جو حلال ہے وہ حرام نہ ہوگا **ف** یعنے قاضی کی قضا صرف ظاہرا نافذ ہوگی نہ ظاہرا اور باطنا دونوں جیسے حنفیہ نے گمان کیا ہے

عن اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَاِنَّمَا اَقْضِي لَكُمْ عَلٰى نَحْوِ مِمَّا اَسْمَعُ مِنْكُمْ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَاْخُذْهُ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ يَاْتِيْ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم میرے پاس جھگڑتے ہو اور میں تو آدمی ہوں اور غیب کی

بات نہین جانتا، اور شاید تم مین سے کوئی دلیل بیان کرنے مین دوسرے سے بہتر ہو اور مین جیسا تم سے سنتا ہون اسی کے موافق فیصلہ کر دیتا ہون اب اگر مین کسیکو اسکے بہائی کا حق دلا دون تو وہ اسکو نہ لیوے اس خیال سے کہ مینے اسکو دلا دیا مین اسکو آگ کا ایک ٹکڑا دلاتا ہون جسکو وہ لیکر آوے گا قیامت کے دن **ف** یہ حدیث صحیحین مین موجود ہے اور شافعی نے کہا اسپر اجماع ہے کہ حاکم کا حکم حرام کو حلال نہین کر سکتا نووی نے کہا اب یہ قول کہ حاکم کا حکم ظاہرا اور باطنا دونون طرح نافذ ہو جاتا ہے اس حدیث صحیح اور اجماع دونون کے خلاف ہی اور حنفیہ نے جو ایسا کہا ان کے پاس اسکی کوئی دلیل نہین ہے حنفیہ یہ کہتے ہین کہ قاضی کی قضا ظاہرا و باطنا دونون طرح نافذ ہے پس اگر دو شخصون نے جھوٹی گواہی دیدی کہ فلان مرد نے اپنی عورت کو طلاق دیا ہے اور قاضی نے طلاق کا حکم دیدیا تو وہ عورت اپنے خاوند سے جدا ہو جاویگی اور دوسرے شخص کو اس سے نکاح کرنا جائز ہو جاویگا اگرچہ اسکو معلوم ہو کہ یہ گواہی جھوٹ دی تھی اور حقیقت مین اسکے خاوند نے اسکو طلاق نہین دیا تھا سبحان اللہ یہ عجب مذہب اور عجب قول ہی جسکی قباحتین بے شمار ہین اب اس زمانہ مین جب جھوٹ کا رواج ہو گیا ہے ہر شخص دوسرے کا مال اور ناموس عدالت سے جھوٹا فیصلہ حاصل کر کے حلال کر لیگا اور بفکری کے ساتھ مزے اڑاویگا آخرت کا بھی دغدغہ نہ ہوگا سیرے نزدیک حنفیہ کا یہ قول صریح غلط ہی اور حدیث صحیح اور اجماع کے مخالف ہے اور حنفیہ کو اس سے رجوع کرنا چاہیے اور اہلحدیث کی پیروی کرنا چاہیے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے کوئی چیز درست نہین ہوئی تو اور کسی حاکم یا قاضی کی کیا حقیقت ہے **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَطَعْتُ لَهٗ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین تو آدمی ہون اور شاید تم مین سے کوئی اپنی دلیل بیان کرنے مین زیادہ ہوشیار ہو یعنے اسکی تقریر عمدہ اور فصیح ہو دوسرے کی نسبت) پہر مین جسکو اسکے بہائی کے حق مین سے کچھ دلا دون تو مین اسکو انگار کا ایک ٹکڑا دلاتا ہون **باب** مَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ وَخَاصَمَ فِيْهِ جس شخص نے پرایا مال لے لیا اور اسکے لیے جہگڑا کیا **عن** اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ابوذر سے روایت ہی انہونے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس نے دعوی کیا اس مال کا جو اسکا نہین ہے وہ ہم مین سے نہین ہے اور وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنا لیوے **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعَانَ عَلٰى خُصُوْمَةٍ بِظُلْمٍ اَوْ يُعِيْنُ عَلٰى ظُلْمٍ لَمْ يَزَلْ فِیْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ ابن عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدد کرے کسی نالش پر ظلم سے یا ظلم کی مدد کرے تو وہ اللہ تعالی کے غصے مین رہیگا یہانتک کہ اس سے نکلے **ف** یعنے اس امر سے توبہ کرے اور اسکو

چھوڑ دیوے **بَابُ** اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ مدعی پر گواہ ہین اور مدعی علیہ پر قسم ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ ادَّعٰى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَاَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر لوگون کو ملجاتا جو وہ دعوے کرتے تو بعضے لوگ دوسرون کا مال اور انکی جانون کا دعوی کر بیٹھتے (ناحق) لیکن مدعی علیہ کو قسم کھانا چاہیے **ف** جب مدعی کے پاس گواہ نہون اگر قسم کھالیوے تو دعوی سے بری ہوگیا نہین تو دعوی کے موافق ادا کرے صحیحین مین یہ حدیث موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا قسم کا مدعی علیہ پر اور بیہقی نے باسناد صحیح یون نکالا البینة علی المدعی والیمین علی من انکر اور ابن حبان نے ابن عمر سے ایسا ہی نکالا اور ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے ایسا ہی اور جمہور علما کا یہی قول ہے لیکن امام مالک نے کہا کہ مدعی علیہ کو اسیوقت قسم دلائی جاوے گی جب اس سے اور مدعی سے کوئی معاملہ یا داد وستد ہو ورنہ ہر پاجی اور رذیل شخص بھلے آدمیون پر دعوے کرکے ان سے قسم لیگا اور یہ قیاس ہے مقابلہ نص جو قبول کے لائق نہین ہے (روضہ) **عَنِ** الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ اَرْضٌ فَجَحَدَنِيْ فَقَدَّمْتُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ احْلِفْ قُلْتُ اِذًا يَحْلِفَ فَيَذْهَبَ بِمَالِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ اشعث بن قیس سے روایت ہو میرے اور ایک یہودی کے درمیان ایک زمین مشترک تھی یہودی میرا حصہ مکر گیا مین اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا آپنے فرمایا تیرے پاس گواہ ہین مینے عرض کیا نہین آپنے یہودی سے فرمایا تو قسم کھا مینے عرض کیا وہ قسم کھا لیگا اور میرا مال ہضم کر لیگا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری جو لوگ اللہ کے عہد اور قسم کے بدل تھوڑا مال لیتے ہین اخیر تک **بَابُ** مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاجِرَةٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا جو کوئی جھوٹی قسم کھا کر کسیکا مال مار لیوے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے اور وہ جانتا ہے کہ یہ قسم جھوٹ ہی اور کسی مسلمان کا مال اسکی وجہ سے مار لیوے تو وہ اللہ تعالے سے ملیگا اور اللہ تعالی اسپر غصے ہوگا **ف** کیونکہ اس نے سخت قصور کیا ایک تو اپنے بہائی پر ظلم کیا اسکا ناحق مال مارا دوسرے اللہ کے نام کی بے حرمتی کی اسکا نام لیکر جھوٹ بولا معاذ اللہ جب وہ غصے ہو تو کہان ٹھکانا ہے **عَنْ** اَبِيْ اُمَامَةَ الْحَارِثِيِّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَقْتَطِعُ رَجُلٌ حَقَّ

امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَأَوْجَبَ لَهُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا قَالَ وَإِنْ كَانَ سِوَاكًا مِنْ أَرَاكٍ ابو امامہ حارثی سے روایت ہے اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیوے تو اللہ تعالے جنت کو اُس پر حرام کر دیگا اور دوزخ کو اُسکے لیے واجب کر دیگا ایک شخص لوگوں میں سے بولا یا رسول اللہ اگرچہ ذری سی چیز ہو آپ نے فرمایا اگرچہ پیلو کی ایک مسواک ہو **ف** مگر ذری سی چیز کے لیے جھوٹی قسم کھانا اور زیادہ سخت ہے **بَابُ الْيَمِينِ عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوقِ** قسم کہاں کھاوے **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ آثِمَةٍ عِنْدَ مِنْبَرِي هٰذَا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَلَوْ عَلَى سِوَاكٍ أَخْضَرَ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے جھوٹی میرے اس منبر کے پاس وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیوے اگرچہ ایک ہری مسواک کے لیے قسم کھاوے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم متبرک مقام میں کھانا اور زیادہ سخت گناہ ہے اگرچہ ہر جگہ جھوٹی قسم کھانا خود ایک سخت گناہ ہے اور بعض علمانے یہ کہا ہے کہ مدعی کو اختیار ہے جہاں پر چاہے اور جن الفاظ سے چاہے مدعی علیہ سے قسم لے سکتا ہے اور بعضوں نے کہا صرف دار القضا میں قسم وہ بھی اللہ کے نام کی کھانا کافی ہے اس سے زیادہ کے لیے مدعی جبر نہیں کر سکتا **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ عِنْدَ هٰذَا الْمِنْبَرِ عَبْدٌ وَلَا أَمَةٌ عَلَى يَمِينٍ آثِمَةٍ وَلَوْ عَلَى سِوَاكٍ رَطْبٍ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس منبر کے پاس کوئی غلام یا لونڈی (یعنے مرد یا عورت) جو جھوٹی قسم کھاوے اگرچہ ایک تازی مسواک کے لیے اسکے لیے دوزخ واجب ہو جاویگی **بَابُ بِمَا يُسْتَحْلَفُ أَهْلُ الْكِتَابِ** یہود اور نصاریٰ کو کیونکر قسم دیویں **عن** الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَاءِ الْيَهُودِ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی ملا پر دعوی کیا تو فرمایا میں تجھ کو قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس نے توراۃ اتاری موسے علیہ السلام پر **ف** ایسا کہنے سے یہودی کے دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے اور نصاریٰ سے یوں کہیں گے قسم کھا اس اللہ کی جس نے انجیل اتاری حضرت عیسی علیہ السلام پر **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَهُودِيَّيْنِ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو یہودیوں سے میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس نے توراۃ اتاری حضرت موسی علیہ السلام پر **بَابُ الرَّجُلَانِ يَدَّعِيَانِ السِّلْعَةَ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ** دو آدمی ایک چیز کا دعوے کرتے ہوں اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ

رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا دَابَّةً وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَأَمَرَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی دو شخصون نے ایک جانور کا دعوی کیا اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے آخر آپنے ان دونون کو حکم دیا
کہ قرعہ ڈالین اور جسکے نام قرعہ نکلے وہ قسم کہا کر وہ جانور لے لیوے **ف** صورت اسکی یہ ہے کہ جانور ایک تیسرے شخص کے
پاس ہو اور دو شخص اسکا دعوی کرین اور تیسرا شخص کہے کہ مین اصل مالک کو نہین پہچانتا حضرت علی کا یہی قول ہے اور
شافعی کے نزدیک وہ جانور تیسرے کے پاس رہیگا اور ابوحنیفہ کے نزدیک دونون مدعیون کو آدہا آدہا بانٹ دین گے اسیطرح
اگر دو شخص ایک چیز کا دعوی کرین اور دونون گواہ قائم کرین اور کوئی وجہ ترجیح کی نہ ہو تو اس چیز کو آدہا آدہا بانٹ دین گے ابوداود
اور حاکم اور بیہقی نے ابوموسی سے ایسا ہی نکالا کہ دو شخصون نے ایک اونٹ کا دعوی کیا حضرت کے زمانہ مین اور دونون
نے گواہ قائم کیے تو آپنے اُس اونٹ کو دونون مین آدہون آدہ بانٹ دیا اور ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسا
ہی نکالا اور ابن ابی شیبہ نے تمیم بن طرفہ سے اور طبرانی نے جابر بن سمرہ سے کر روضہ **عن** أَبِي مُوسَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَصَمَ إِلَيْهِ رَجُلَانِ بَيْنَهُمَا دَابَّةٌ وَلَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهَا بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ ابوموسے
سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخصون سے جہگڑا کیا ایک جانور مین اور کسی کے پاس گواہ نہ تہا آپنے
اُسکو آدہون آدہ بانٹ دیا دونون کو **باب** مَنْ سُرِقَ لَهُ شَيْءٌ فَوَجَدَهُ فِي يَدِ رَجُلٍ اشْتَرَاهُ ایک شخص کی چیز چوری
گئی پہر ایک شخص کے پاس ملی جس نے اسکو خریدا **عن** سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا ضَاعَ لِلرَّجُلِ مَتَاعٌ أَوْ سُرِقَ لَهُ مَتَاعٌ فَوَجَدَهُ فِي يَدِ رَجُلٍ يَبِيعُهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَيَرْجِعُ الْمُشْتَرِي عَلَى الْبَائِعِ
بِالثَّمَنِ سمرہ بن جندب سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی کا کچہ مال جاتا رہے یا چوری جاوے پہر اسکو
ایک شخص کے پاس پاوے بیچتے ہوئے تو وہ اُس مال کا زیادہ حقدار ہے (یعنے اصل مالک جسکا مال چوری گیا تہا وہ اپنی
شے لے لیوے) اور جس نے اسکو خریدا وہ اپنے بیچنے والے سے قیمت پہیر لیوے **ف** اور وہ اپنے بیچنے والے سے
یہانتک کہ چور کا پتہ لگ جاوے اور وہ گرفتار ہو اگر جس سے اس نے مول لیا نہ ملے تو اسکا روپیہ گیا لیکن اصل مالک اپنی
شے لے لیوے گا **باب** الْحُكْمِ فِيمَا أَفْسَدَتِ الْمَوَاشِي جانور جو مال خراب کر دین اسکا کیا حکم ہے **عن** ابْنِ مُحَيِّصَةَ
الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ كَانَتْ ضَارِيَةً دَخَلَتْ فِي حَائِطِ قَوْمٍ فَأَفْسَدَتْ فِيهِ فَكُلِّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقَضَى أَنَّ حِفْظَ الْأَمْوَالِ عَلَى أَهْلِهَا بِالنَّهَارِ وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي مَا أَصَابَتْ مَوَاشِيهِمْ
بِاللَّيْلِ ابن محیصہ انصاری سے روایت ہی براء کی ایک سانڈنی تہی چنچل (یعنے شریر) وہ لوگون کے باغ مین چلی گئی اور
انکا باغ خراب کیا پہر انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ذکر کیا آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ دن کو اپنے مالون کی نگہ

باغ یا کھیت ہی حفاظت مال والون کے ذمہ ہے اگر دن کو جانور نقصان کردیوے تو جانور والے سے سوا خذہ نہ ہوگا لیکن
رات کو جو جانور نقصان کرین وہ جانور والون کو دینا ہوگا **ف** اسلیے کہ رات کو جانور والون کو چاہیے کہ اپنے جانور
باندھکر رکھین جب انہون نے چھوڑ دیا اور کسیکا نقصان کیا انکو بہرنا پڑے گا **عن** البراء بن عازب ان ناقۃ
لآل البراء افسدت شیئا فقضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ براء بن عازب سے روایت ہی براء کی ایک
سانڈنی نے کسیکا مال بگاڑ دیا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا فیصلہ کردیا جیسے اوپر گذرا **باب** الحکم فیمن
کسر شیئا کوئی شخص کسیکی چیز توڑ ڈالے **عن** رجل من بنی سوءۃ قال قلت لعائشۃ اخبرینی عن خلق رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت اوما تقرأ القرآن وانک لعلی خلق عظیم قالت کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مع اصحابہ فصنعت لہ طعاما وصنعت لہ حفصۃ طعاما قالت فسبقتنی حفصۃ فقلت
للجاریۃ انطلقی فاکفئی قصعتہا فلحقتہا وقد ہمت ان تضع بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فاکفأتہا فانکسرت القصعۃ وانتشر الطعام قالت فجمعہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وما فیہا من الطعام علی النطع فاکلوا ثم بعث بقصعتی فدفعہا الی حفصۃ فقال خذوا ظرفا مکان
ظرفکم وکلوا ما فیہا قالت فما رأیت ذلک فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی سوءہ کی ایک
مرد سے روایت ہی مین نے حضرت عائشہ ام المومنین سے کہا مجھ سے بیان کرو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا حال انہون نے
کہا کیا تو نے قرآن مین نہین پڑہا وانک لعلی خلق عظیم یعنے تو بڑے اخلاق والا ہے پہر انہون نے کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تھے مینے آپکے لیے کہانا طیار کیا اور ام المومنین حفصہ نے بہی طیار کیا لیکن حفصہ مجھ سے پہلے کہانا
لیکر آگئین مینے اپنی چھوکری سے کہا جا اور حفصہ کا پیالہ کہانے کا اولٹ دے وہ گئی اور اسنے اولٹنا چاہا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسنے اولٹا تو پیالہ ٹوٹ گیا اور کہانا سب زمین پر پہیل گیا حضرت عائشہ نے کہا تو آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جو کہانا اس پیالہ مین تہا اسکو اکٹھا کیا دسترخوان پر اور سب لوگون نے کہایا پہر مینے اپنی کہانیکا پیالہ
بہیجا آپ نے وہ پیالہ حفصہ کو دیدیا انکے پیالہ کے عوض اور فرمایا برتن لو اپنے برتن کے عوض اور جو کہانا اس مین ہے
وہ کہالو حضرت عائشہ نے کہا پہر مین نے اس بات کا کوئی اثر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک مین نہین
پایا **ف** دوسری روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا لوگون سے تمہاری مان کو رشک ہوا اور کوئی ہوتا تو ضرور بڑی
خفگی کرتا لیکن آپ کا علم وکرم سبحان اللہ **عن** انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ عند احدی امہات
المومنین فارسلت اخری بقصعۃ فیہا طعام فضربت ید الرسول فسقطت القصعۃ فانکسرت فاخذ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْکِسْرَتَیْنِ نَعَمْ اِحْدٰھُمَا اِلَی الْاُخْرٰی فَجَعَلَ یَجْمَعُ فِیْھِمَا الطَّعَامَ وَیَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّکُمْ کُلُوْا فَاَکَلُوْا حَتّٰی جَاءَتْ بِقَصْعَتِھَا الَّتِیْ فِیْ بَیْتِھَا فَدَفَعَ الْقَصْعَۃَ الصَّحِیْحَۃَ اِلَی الرَّسُوْلِ وَتَرَکَ الْمَکْسُوْرَۃَ فِیْ بَیْتِ الَّتِیْ کَسَرَتْھَا انس بن مالک سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بی بیون مین سے ایک بی بی کے پاس تھے (حضرت عائشہ پاس) اتنے مین ایک دوسری بی بی (حضرت حفصہ) نے آپ کو ایک پیالہ بھیجا کھانیکا پہلی بی بی نے (حفصہ سے) جو پیالہ لایا تھا اسکے ہاتھ پر مارا پیالہ گر گیا اور ٹوٹ گیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونون ٹکڑون کو پیالہ کے اٹھایا اور دونون کو جوڑا اور کھانا اوٹھا کر اس مین کہتے تھے اور فرماتے تھے تمھاری مان کو رشک ہوا اگرچہ سیری کھانے طیار ہونے سے پہلے اس بی بی نے کیون کھانا بھیجدیا اب آپ ہی کھانا کھالین گے اور سیرا کھانا بیکار جاویگا کھانا کھا لیا آپنے ان صحابہ سے فرمایا جو سوقت آپ کے پاس حاضر تھے) پھر پہلی بی بی (جنھون نے پیالہ توڑا تھا) اپنے گھر سے ایک پیالہ لائین آپنے ثابت پیالہ اس شخص کو دیدیا جو کھانا لیکر آیا تھا (دوسری بی بی حضرت حفصہ کے پاس سے) اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس بی بی کے گھر مین ہانے دیا جس نے پیالہ توڑا تھا (یعنے حضرت عائشہ کے گھر مین) **بَابُ** الرَّجُلِ یَضَعُ خَشَبَۃً عَلٰی جِدَارِ جَارِہٖ اپنے ہمسایہ کی دیوار مین لکڑیان گاڑے تو کیا ہے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَبْلُغُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدَکُمْ جَارُہٗ اَنْ یَغْرِزَ خَشَبَۃً فِیْ جِدَارِہٖ فَلَا یَمْنَعْہُ فَلَمَّا حَدَّثَھُمْ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ طَاْطَاُوْا رُءُوْسَھُمْ فَلَمَّا رَاٰھُمْ قَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ عَنْھَا مُعْرِضِیْنَ وَاللّٰہِ لَاَرْمِیَنَّ بِھَا بَیْنَ اَکْتَافِکُمْ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اسکو پہونچاتے تھے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک آپ نے فرمایا جب تم مین سے کسی کا ہمسایہ اسکی دیوار پر لکڑیان رکھنے کی اجازت مانگے تو اس کو منع نکرے (بلکہ اجازت دیوے کیونکہ اس مین کوئی نقصان نہین بلکہ فائدہ ہے کہ دیوار کی حفاظت ہوگی پانی سے جب وہ ہر مکان بن جاویگا) جب ابوہریرہ نے لوگون سے یہ حدیث بیان کی تو انھون نے اپنے سرون کو جھکا لیا ابوہریرہ نے یہ دیکھکر کہا کیون کیا ہوا مین دیکھتا ہون تم اس حدیث سے مونہہ پھیرتے ہو (اسکو سننا نہین چاہتے) قسم خدا کی مین تو اس حدیث کو تمھاری مونڈھون پر مارون گا **ف** یعنے ہر وقت تمکو سناؤنگا یا تمھاری مونڈھون کے بیچ مین اس حدیث کو لکھکر لگادون گا کہ ہر وقت ہر شخص دیکھے اور تم اسکو چھپا نہ سکو بعض روایتون مین اکنافکم نون سے ہے یعنے تمھاری ہر طرف اس حدیث کو پھیلاؤن گا اب اختلاف ہے علما کا کہ یہ حکم یعنے ہمسایہ کو لکڑیان لگا لینے کی اجازت دینا استحبابًا ہے یا وجوبًا شافعی کے اس مین دو قول ہین اور ابوحنیفہ کے نزدیک استحبابًا ہے اور امام احمد اور اہلحدیث کے نزدیک وجوبًا ہے اور یہی صحیح ہے **عَنْ** عِکْرِمَۃَ بْنِ سَلَمَۃَ اَخْبَرَہٗ اَنَّ اَخَوَیْنِ مِنْ بَنِیْ مُغِیْرَۃَ اَعْتَقَ اَحَدُھُمَا اَنْ لَّا یَغْرِزَ خَشَبًا فِیْ جِدَارِہٖ فَاَقْبَلَ مُجَمِّعُ بْنُ یَزِیْدَ

فقالوا نشهد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يمنع احدكم جاره ان يغرز خشبة في جداره فقال يا اخي انك مقضي
لك علي وقد حلفت فاجعل اسطوانا دون حائطي او جداري فاجعل عليه خشبك

ترجمہ عکرمہ بن سلمہ سے روایت ہے بنی مغیرہ کے دو بھائیوں میں سے ایک بھائی نے یہ شرط لگائی کہ اگر میری دیوار میں تو کڑیاں لگا دے تو میرا غلام آزاد ہے پھر مجمع بن یزید اور انصار کے بہت آدمی آئے اور کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو منع نہ کرے اسکی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے یہ سنکر وہ بھائی جسنے شرط لگائی تھی اور دوسرے بھائی کو بولا اے بھائی تیرے موافق شرع کا فیصلہ نکلا لیکن میں نے قسم کھائی کہ اگر تو میری دیوار میں کڑیاں لگا دی تو میرا غلام آزاد ہے اسلیے تو ایک ستون کھڑا کرے میری دیوار کے برابر اور اسپر کڑی رکھ دے **ف** تاکہ تیرا کام نکلجاوے اور میرا نقصان نہو ورنہ میرا غلام آزاد ہوجاویگا) **عن** ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يمنع احدكم جاره ان يغرز خشبة على جداره ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو نہ روکے اپنی دیوار میں لکڑیاں گاڑنے سے

باب اذا تشاجروا في قدر الطريق اگر لوگ جھگڑا کریں سڑک یعنے رستے کے مقدار میں **عن** ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اجعلوا الطريق سبعة اذرع ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رستہ سات ہاتھ رکھو **ف** یہ وہاں ہے جب ایک زمین میں کئی لوگ رہتے ہوں اور رستہ کی مقدار پہلے سے معلوم نہو اب اس میں جھگڑا کریں تو سات ہاتھ کے موافق راہ چھوڑ دینا چاہیے لیکن جو رستے پہلے سے بنے ہوئے ہیں اور انکی مقدار معلوم ہے ان میں کسیکو تصرف کرنے کا مثلاً عمارت بنانے کا اور رستہ کی زمین تنگ کر دینے کا اختیار نہیں ہے اور سات ہاتھ کا رستہ ضرورت کے لیے کافی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں صرف آدمی گھوڑے اونٹ راہ میں چلتے انکے لیے یہ مقدار کافی ہے ہمارے زمانہ میں بھی جب گاڑیاں اور بگھیاں بہت چلتی ہیں چھوٹے رستہ کے لیے جس میں مرور اور عبور بہت نہو یہ مقدار کافی ہے لیکن بڑے رستے یعنے شارع عام کے لیے جہاں عبور بہت ہو اور گاڑیاں اور بگھیاں بہت چلتی ہوں اگر یہ مقدار کافی نہو تو حاکم کو اختیار ہے جتنا رستہ ضرور معلوم ہو اسقدر معین کر دیوے **عن** ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اختلفتم في الطريق فاجعلوه سبعة اذرع ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم رستے میں اختلاف کرو تو اسکو سات ہاتھ کا کر دو

باب من بنى في حقه ما يضر بجاره کوئی شخص اپنے ملک میں ایسا کام کرے جو اسکے ہمسایہ کو نقصان پہونچاتا ہو **ف** مثلاً ہمسائے کے مکان کیطرف ایک نیا دریچہ یا روشندان کھولے یا پرنالہ یا موری نکالے یا ایک بڑا

سنڈاس بناوے ان سب امور مین قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ہمسائے کو اس سے نقصان ہوتا ہو تو یہ تصرف درست نہ ہوگا ورنہ درست
ہے **عن** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ عبادہ بن صامت سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ کسی کو نقصان پہونچانا جائز نہین خواہ ابتداءً پہونچاوے یا مقابلہ کے
طور پر **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ ابن عباس سے بھی ایسے ہی
روایت ہے **عن** أَبِي صِرْمَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَارَّ أَضَرَّ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ
اللّٰهُ عَلَيْهِ ابو صرمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوسرے کو نقصان پہونچاوے گا اور جو شخص
کسی پر سختی کرے گا اللہ تعالی اسپر سختی کرے گا **باب** الرَّجُلَانِ يَدَّعِيَانِ فِي خُصٍّ دو آدمی ایک جھونپڑی کا دعوی
کرین **عن** نِمْرَانَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ قَوْمًا اخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خُصٍّ كَانَ
بَيْنَهُمْ فَبَعَثَ حُذَيْفَةَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ فَقَضَى لِلَّذِينَ يَلِيهِمُ الْقِمْطُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ أَخْبَرَهُ فَقَالَ أَصَبْتَ وَأَحْسَنْتَ نمران بن جاریہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ کچھ لوگون نے جھگڑا کیا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جھونپڑی مین جسکو نرکل سے بناتے ہین یعنے سرکی سے آپ نے حذیفہ بن یمان کو بھیجا ان کا
فیصلہ کرنے کے لیے انہون نے یہ فیصلہ کیا کہ جھونپڑا انکا ہے جن کے نزدیک رسی ہے جس سے وہ جھونپڑا باندھا جاتا ہے
جب وہ لوٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس تو آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو نے اچھا کیا اور ٹھیک کیا **ف**
اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے دہثم راوی متروک ہے حذیفہ نے ظاہر قرینہ پر فیصلہ کیا اسی بناء پر علماء نے کہا ہے کہ اگر دیوار
مین نزاع ہو تو جسکی کڑیان اسپر لگی ہون اسیکی دیوار سمجھی جاوے گی یہ جب ہے کہ گواہ یا اور کوئی دستاویز نہ ہو اور دونو
کی لکڑیان لگی ہون تو مشترک سمجھی جاوے گی **باب** مَنِ اشْتَرَطَ الْخَلَاصَ جس نے شرط لگائی خلاص کی **عن**
سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا بِيعَ الْبَيْعُ مِنْ رَجُلَيْنِ فَالْبَيْعُ لِلْأَوَّلِ قَالَ
أَبُو الْوَلِيدِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ إِبْطَالُ الْخَلَاصِ سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مال بیچا
جاوے دو شخصون کے ہاتھ تو جس نے پہلے خریدا اسکو ملیگا ابو الولید نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا کہ اس حدیث سے خلاص کی
شرط باطل ہوتی ہے **ف** یعنے اگر دوسرے خریدار نے اپنے بائع سے یہ شرط لگائی تھی کہ جس طرح ممکن ہو سکے یہ مال
چھڑا کر مجھکو دینا تو یہ شرط مفید نہ ہوگی اور بائع اسکے چھڑانے پر پہلے خریدار سے مجبور نہ کیا جاویگا اور صورت مسئلہ کی یہ
ہے کہ مثلاً ایک گھوڑا تھا زید کا تو زید نے اسکو عمرو کے ہاتھ بیچا اسکے بعد زید کے وکیل نے اسکو بکر کے ہاتھ بیچا اور بکر نے
وکیل سے شرط کی کہ اس گھوڑے کو چھڑا کر میرے حوالہ کرنا تمھارے ذمہ پر ہے اُس نے قبول کیا جب بھی وہ گھوڑا عمرو ہی کو

ملیگا کیونکہ اس کی بیع اول تہی اور بکر کی بیع دوبارہ صحیح نہیں ہوئی **باب القضاء بالقرعة** قرعہ ڈالکر فیصلہ کرنا **عن**
عمران بن حصين ان رجلا كان له ستة مملوكين ليس له مال غيرهم فاعتقهم عند موته فجزاهم
رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعتق اثنين وارق اربعة عمران بن حصین سے روایت ہے ایک شخص کے چہہ
غلام تھے اسکے پاس اور کچھ مال نہ تہا اوس نے مرتے وقت ان سبہوں کو آزاد کر دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انپر
قرعہ ڈالا (دو دو کے تین حصے کرکے) اور دو دان میں سے جن پر قرعہ نکلا آزاد ہوئے اور چار بدستور غلام رہے **ف**
جب آدمی بیمار ہو تو اسکو چاہیے کہ وارثوں کا خیال رکہے اور کل مال اپنا تقسیم نکرے اگر ایسا ہی ضرور ہو تو تہائی مال تک
اللہ کی راہ میں دیوے اور دو تہائی وارثوں کے لیے چہوڑ دیوے اگر کل مال کے تصدق کی وہ وصیت کرے تو یہ وصیت
تہائی مال میں نافذ ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا دو غلاموں کو قرعہ ڈالکر آزاد کرایا اور قرعہ اسطرح
ڈالا کہ وہ جہگڑا نہ کریں اور چار بدستور غلام رہے وہ وارثوں کے ملک میں آئے دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے اس شخص کے
حق میں سخت کلمہ کہا یعنے اسکو برا فرمایا کہ اس نے وارثوں کا خیال نہیں رکہا **عن** ابي هريرة ان رجلين تدارءا
في بيع ليس لواحد بينهما بينة فامرهما رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يستهما على اليمين احبا ذلك
ام كرها ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دو شخصوں نے جہگڑا کیا ایک بیع میں (ایک بولا میں نے اسکو خریدا دوسرا بولا میں نے)
اور کسی کے پاس گواہ نہ تہے آپ نے ان دونوں کو حکم دیا کہ قرعہ ڈالیں اور جس کا نام قرعہ میں نکلے وہ قسم کہا کر اس چیز کو لیوے
راضی ہوں اس حکم سے یا ناراض ہوں **عن** عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا سافر اقرع بين
نسائه ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کرتے تو قرعہ ڈالتے
اپنی بی بیوں پر اور جسکا نام قرعہ میں نکلتا اس بی بی کو اپنے ساتہ سفر میں لیجاتے **عن** زيد بن ارقم قال اتي
علي بن ابي طالب وهو باليمن في ثلاثة وقعوا على امراة في طهر واحد فسأل اثنين فقال اتقران
لهذا بالولد فقالا لا ثم سأل اثنين فقال اتقران لهذا بالولد فقالا لا فجعل كلما سأل اثنين اتقران
لهذا بالولد قالا لا فاقرع بينهم والحق الولد بالذي اصابته القرعة وجعل عليه ثلثي الدية فذكر
ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فضحك حتى بدت نواجذه زید بن ارقم سے روایت ہے حضرت علی مرتضے کے
سامنے یمن میں ایک مقدمہ آیا تین شخصوں نے ایک عورت سے صحبت کی تہی ایک طہر میں پہر اس عورت کو حمل رہا اور لڑکا پیدا
ہوا اور تینوں نے اس لڑکے کا دعوی کیا حضرت علی نے پہلے دو شخصوں سے پوچہا تم اقرار کرتے ہو کہ یہ لڑکا تیسرے کا ہے انہوں
نے کہا نہیں پہر دو کو الگ کیا اور ان سے پوچہا تم اقرار کرتے ہو کہ یہ لڑکا تیسرے کا ہے انہوں نے کہا نہیں اسیطرح جب وہ

دوسرے پوچھتے کہ تم اس لڑکے کو تیسرے کا کہتے ہو تو وہ انکار کرتے آخر انہوں نے قرعہ ڈالا اُن سب پر اور جس کے نام قرعہ نکلا لڑکا اسی کا ٹھیرایا اور دو تہائی دیت کی اسپر لازم کی اس فیصلے کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا آپ ہنس دیا تک کہ آپکے اندر کے دانت نمودار ہوئے **ف** ہنسی کی یہ وجہ تھی کہ یہ فیصلہ عجیب طور کا تھا اور دو تہائی دیت کی اس سے اسلیے دلوائی کہ بموجب دعوی کے اس لڑکے مین تینون شریک تھے اب قرعہ جھگڑا اٹھ کرنیکے لیے کیا نہ نسب ثابت کرنیکے لیے تو اس شخص کو بچہ کی دو تہائی کا بدلہ دوسرے دعویدارون کو دینا پڑا۔ اور یہ حضرت علی کی رائے تھی لیکن ابوداؤد نے عمرو بن شعیب سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت مین یہ حکم فرمایا کہ وہ بچہ اپنی مان کے پاس رہیگا اور کسی سے اسکا نسب ثابت نہ ہوگا نہ وہ کسی مرد کا ان دعویدارون مین سے وارث ہوگا

بَابُ الْقِيَافَةِ قیافہ کا بیان

ف قیافہ یہ ہے کہ اعضا کی مناسبت کا علم جو باپ اور اسکی اولاد مین ہوتی ہے اور قیافہ کی ضرورت وہان پڑتی ہے جہان اور کوئی ثبوت نہ ہو جیسے ایک لونڈی دو شخصون مین مشترک ہو پھر اسکا بچہ پیدا ہوا اور دونون شریک اس بچہ کا دعوی کرین تو قیافہ کے روسے بچہ ایک کو دلادینگے اور وہ دوسرے کو لونڈی کے آدھی قیمت دیکر کل لونڈی اپنی کرے گا یہ امام شافعی کا قول ہے اور حنفیہ کے نزدیک قیافہ کوئی شرعی حجت نہیں ہے اور اس سے نسب ثابت نہیں ہوسکتا لیکن وہ قرینہ ہے جو دوسرے ثبوت کے ساتھہ مدد دیتا ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُوْرًا وَهُوَ يَقُوْلُ يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ عَلَيَّ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا عَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُءُوْسَهُمَا وَقَدْ بَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن میرے پاس خوش خوش تشریف لائے اور فرماتے تھے اے عائشہ تو نے نہین دیکھا کہ مجزز مدلجی (ایک قیافہ کا جاننے والا تھا) میرے پاس آیا اس نے اسامہ اور زید بن حارثہ کو دیکھا انہون نے اپنے سر چھپالیے تھے ایک چادر سے اور انکے پاؤن کھلے ہوئے تھے تو اس نے کہا یہ پاؤن ایک دوسرے سے ملتے ہین **ف** حضرت زید بن حارثہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متبنے گورے رنگ کے آدمی تھے انکی بیٹی اسامہ سانولے رنگ کی تھی منافقون نے یہ طوفان جوڑا کہ اسامہ زید کے بیٹے نہین ہین اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمال رنج تھا جب قیافہ شناس نے دونون کے پاؤن دیکھکر ایک طرح کے بتلائے تو یقین ہوا کہ اسامہ زید ہی کے بیٹے ہین ہر چند پہلے بھی اسکا یقین تھا مگر قیافہ شناس کے کہنے سے اور زیادہ یقین ہوا منافقون کا مونہہ کالا ہوا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خوشی حاصل ہوئی **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قُرَيْشًا أَتَوُا امْرَأَةً كَاهِنَةً فَقَالُوْا لَهَا أَخْبِرِيْنَا أَشْبَهَنَا أَثَرًا بِصَاحِبِ الْمَقَامِ فَقَالَتْ إِنْ أَنْتُمْ جَرَرْتُمْ كِسَاءً عَلٰى هٰذِهِ السِّهْلَةِ ثُمَّ مَشَيْتُمْ عَلَيْهَا أَنْبَأْتُكُمْ

قَالَ فَجَرُّوا كِسَاءً ثُمَّ مَشَى النَّاسُ عَلَيْهَا فَأَبْصَرَتْ أَثَرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هٰذَا أَقْرَبُكُمْ إِلَيْهِ شَبَهًا ثُمَّ مَكَثُوا بَعْدَ ذٰلِكَ عِشْرِيْنَ سَنَةً أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن عباس سے روایت ہے قریش کے لوگ ایک کاہنہ (نجومی عورت) کے پاس گئے اور کہنے لگے ہمکو بتلا ہم لوگوں میں کون زیادہ مشابہ ہے مقام ابراہیم کے صاحب کے ساتھ (یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ) وہ بولی اگر تم ایک کملی لیکر اسکو کھینچو نرم زمین پر پھر اوسپر چلو (پاؤں سے) تو میں تم کو بتلاؤں گی۔ ابن عباس نے کہا اونہوں نے کملی کو پھرایا زمین پر (اس سے یہ غرض تھی کہ زمین کے نشان مٹ جاویں) پھر لوگ اسپر چلے اس عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کا نشان دیکھا اور بولی یہ شخص تم سب میں زیادہ مشابہ ہے حضرت ابراہیمؑ سے اوسکے بعد لوگ بیس برس تک ٹھیرے رہے یا جتنا اللہ چاہا پھر اللہ تبارک وتعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی **ف** معراج کی حدیث میں بھی ہے کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ان سے زیادہ مشابہ تمہارے صاحب ہیں آپ نے اپنے تئیں فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں تھے اور آپ کی شریعت کو دوبارہ چلانے والے تھے جسکو مشرکین نے بگاڑ ڈالا تھا پس اللہ تعالے نے آپکو مشابہ بھی حضرت ابراہیمؑ کے پیدا کیا تھا دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالے کے خلیل ہیں آپ اللہ تعالی کے حبیب تھے خلیل اور حبیب دونوں ایک ہی صورت اور سیرت پر پیدا ہوئے علیہما الصلوۃ والسلام

باب تَخْيِيرِ الصَّبِيِّ بَيْنَ أَبَوَيْهِ بچے کو اختیار دینا کہ ماں باپ میں سے جسکے پاس رہنا چاہے رہے

عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ غُلَامًا بَيْنَ أَبِيهِ وَأُمِّهِ وَقَالَ يَا غُلَامُ هٰذِهِ أُمُّكَ وَهٰذَا أَبُوكَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا ایک لڑکے کو کہ اپنے باپ پاس رہے یا ماں کے پاس اور فرمایا اے لڑکے یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے **ف** یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور حنفیہ کے نزدیک جب تک لڑکا اپنے آپ کھانے اور پینے اور کپڑا پہننے اور استنجا کرنے کے لائق نہ ہو جاوے اس وقت تک ماں پاس رہے اور اس کے بعد باپ پاس خصاف نے سات برس کی عمر کا انداز کیا ہے اسکے لیے اور اسی پر فتوی ہے حنفیہ کے نزدیک

عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَبَوَيْهِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا كَافِرٌ وَالْآخَرُ مُسْلِمٌ فَخَيَّرَهُ فَتَوَجَّهَ إِلَى الْكَافِرِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِهِ فَتَوَجَّهَ إِلَى الْمُسْلِمِ فَقَضَى لَهُ بِهِ عبدالحمید بن سلمہ سے روایت ہے اونہوں نے اپنے باپ سے روایت کی اس نے دادا سے کہ ان کے ماں اور باپ دونوں نے جھگڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں سے ایک کافر تھا اور ایک مسلمان ہو گیا تھا تو انہوں نے توجہ کی کافر کیطرف (یعنے اسکے پاس جانا چاہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا اللہ اسکو ہدایت کر پھر وہ مسلمان کیطرف گیا آپ نے اسی

کے پاس رہنے کا حکم دیا **باب** الصُّلح صلح کا بیان **عن** کثیر بن عبد اللّٰہ بن عمرو بن عوف عن ابیہ عن جدہٖ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول الصلح جائز بین المسلمین الا صلحا حرم حلالا او احل حراما عمرو بن عوف سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے صلح جائز ہے مسلمانوں میں مگر جس صلح سے حلال کو حرام کیا جاوے یا حرام کو حلال کیا **ف** یعنے خلاف شرع صلح جائز نہیں باقی جس میں شرع کی مخالفت نہ ہو وہ صلح ہر طرح سے جائز ہے اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور ابن حبان نے بھی نکالا لیکن اسکی اسناد میں کثیر بن عبد اللہ ضعیف ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا لیکن انکا قول صواب نہیں ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ شاید ترمذی نے اسکو اس اعتبار سے صحیح کہا کہ اس کے اور طریق بھی ہیں کیونکہ ابو داؤد اور حاکم نے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا حاکم نے کہا یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا اور ترمذی نے کہا وہ حسن ہے اور حاکم نے اسکو انس سے بھی نکالا اور حضرت عائشہ سے اور دارقطنی نے بھی (روضہ) **باب** الحجر علی من یفسد مالہ جو شخص اپنا مال تلف کرتا ہو تو اسپر حجر کرنا درست ہے **عن** انس بن مالک ان رجلا کان فی عہد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی عقدتہ ضعف وکان یبایع وان اھلہ اتوا النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللّٰہ احجر علیہ فدعاہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فنہاہ عن ذلک فقال یا رسول اللّٰہ انی لا اصبر علی البیع فقال اذا بایعت فقل ہا ولا خلابۃ انس بن مالک سے روایت ہے ایک شخص تھا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسکی عقل میں فتور تھا وہ خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور لوگ اسکو ٹھگ لیتے آخر اسکے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اسپر حجر کر دیجیے (حجر کے معنے روکنا اور یہاں مراد یہ ہے کہ حکم دیدیجیے اسکے ہاتھ کوئی نہ بیچے نہ اس سے خریدے نہ اور کوئی معاملہ کرے اور جو معاملہ یہ خود کرے وہ باطل سمجھا جاوے) آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسکو بلا بھیجا اور خرید فروخت سے اسکو منع کیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ خرید فروخت نہ کروں آپ نے فرمایا اچھا تو جب خرید فروخت کرے تو یہ کہہ دیکھو فریب نہیں ہے **ف** یعنے مجھ کو دہوکا مت دو اگر فریب ثابت ہوگا تو معاملہ فسخ کرنے کا مجھ کو اختیار رہیگا دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھکو اختیار ہے تین دن تک اسکو طبرانی اور بیہقی نے نکالا **عن** محمد بن یحیی بن حبان قال ھو جدی منقذ بن عمرو وکان رجلا قد اصابتہ اٰمۃ فی رأسہ فکسرت لسانہ وکان لا یدع علی ذلک التجارۃ وکان لا یزال یغبن فاتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ فقال لہ اذا انت بایعت فقل لا خلابۃ ثم انت فی کل سلعۃ ابتعتہا

بالخیار ثلاث لیال فان رضیت فامسک وان سخطت فارددھا علی صاحبھا محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے میرے دادا منقذ بن عمرو انکے سر مین ایک زخم ہوا تھا تو زبان انکی بگڑ گئی تھی اور عقل بھی خراب ہو گئی تھی اسپر بھی وہ سوداگری نہین چھوڑتے تھے اور ہمیشہ ٹھگے جاتے آخر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اپنا حال بیان کیا آپنے فرمایا جب تو بیچے تو یون کہہ فریب نہین ہے اور جس اسباب کو تو خریدے تو تین راتون تک تجھ کو اختیار ہے (لوگون سے صلاح لے لے) اگر راضی ہو تو رکھ (اور اگر ناراض ہو تو پھیر دے اسکے مالک کو **ف** پس یہ اختیار خاص کر کے آپنے منقذ کو دیا تھا اگر کسی کے عقل مین فتور ہو تو حاکم اسکو ایسا اختیار دے سکتا ہے اور اہلحدیث کے نزدیک مسرف اور بیوقوف پر حجر کرنا جائز ہے اور شافعی نے مسند مین اور بیہقی نے عروہ بن الزبیر سے نکالا کہ حضرت علی نے عبداللہ بن جعفر پر حجر کرانا چاہا اور اکثر اہل علم اسیطرف گئے ہین (روضہ مختصرا) **باب** تفلیس المعدم والبیع علیہ لغرمائہ جس کے پاس مال نرہے اور مفلس ہو جاوے اسکا بیان **عن** ابی سعید الخدری قال اصیب رجل فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثمار ابتاعھا فکثر دینہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصدقوا علیہ فتصدق الناس علیہ فلم یبلغ ذلک وفاء دینہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خذوا ما وجدتم ولیس لکم الا ذلک یعنی الغرماء ابو سعید خدری سے روایت ہے ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین نقصان ہوا اس میوہ مین جو اس نے مول لیا تھا اور بہت قرضدار ہو گیا آپنے فرمایا سب لوگ اسکو صدقہ دین لوگون نے اسکو صدقہ دیا جب بھی اسکا قرض ادا نہین ہوا آخر آپنے اسکے قرضخواہون سے فرمایا پس جو تم کو مل گیا وہ لے لو اور اب کچھ نہین ملیگا **ف** کیونکہ اب وہ مفلس ہو گیا تو قرضخواہون کو اس سے زیادہ کچھ نہین پہونچتا کہ اسکے پاس جو مال ہو وہ لے لین مگر مکان رہنے کا اور ضروری کپڑا اور سردی کا کپڑا اور سدرمق کے موافق خوراک اسکی اور اسکے گھر والون کی یہ چیزین قرضہ مین نہین لی جاوینگی (روضہ) **عن** جابر بن عبداللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلع معاذ بن جبل من غرمائہ ثم استعملہ علی الیمن فقال معاذ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استخلصنی بمالی ثم استعملنی جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کا پیچھا چھڑایا قرضخواہون سے پھر انکو حاکم کیا یمن کا معاذ نے کہا دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے مال سے مجھکو چھڑایا قرضخواہون سے پھر مجھکو حاکم بنایا **ف** دارقطنی اور بیہقی اور حاکم نے کعب بن مالک سے نکالا اور کہا صحیح ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حجر کیا معاذ پر ان کا مال اور اسکو بیچا قرض مین جو انپر تھا اور سعید بن منصور اور ابوداؤد اور عبدالرزاق نے عبدالرحمان بن کعب بن مالک سے اسکو مرسلا نکالا اور کہا کہ معاذ سخی اور جوان آدمی تھے کسی چیز کو اپنے پاس نرکھتے اور ہمیشہ قرض

دار رہتے یہانتک کہ اُن کا سارا مال قرض میں غرق ہوگیا پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے عرض کیا کہ آپ اُنکے قرضخواہوں کو سمجھا دیں اگر قرضخواہ اپنا قرضہ معاف کرتے تو معاذ کو معاف کر دیتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سے لیکن آنحضرت صلعم نے معاذ کا مال بیچا یہانتک کہ معاذ کھڑے ہوئے اور انکے پاس کوئی چیز نہیں رہی عبدالحق نے روایت کیا کہ مرسل روایت زیادہ صحیح ہے اور ابن الطلاع نے احکام میں کہا کہ یہ حدیث ثابت ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ قرضخواہ قرضدار کا سارا مال اپنے قرض میں بکوا سکتے ہیں لیکن یہ ثابت نہیں ہوا کہ قرضخواہوں نے معاذ کے پہننے کے کپڑے بھی لے لیے جو انکے بدن پر تھے یا اُن کے مکان پر بھی انکو نکالدیا یا ضروری خوراک بھی انکی اور انکے گھر والوں کی لے لی سیوطی الحدیث نے ان چیزوں کو مستثنی کیا انجاح میں ہے کہ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ کو یمن کا حاکم کیا تاکہ ان کی مفلسی اور فقیری رفع ہو تو رعایت کی انکے حال کی لیکن حقوق الناس میں انکی رعایت نہیں کی

باب مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ ایک شخص مفلس ہوگیا اور کسی نے اپنا مال بجنسہ اسکے پاس پایا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بجنسہ اپنا مال مفلس کے پاس پایا تو وہ اس مال کا زیادہ حقدار ہے اوروں سے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ سِلْعَةً فَأَدْرَكَ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا عِنْدَ رَجُلٍ وَقَدْ أَفْلَسَ وَلَمْ يَكُنْ قَبَضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَهِيَ لَهُ وَإِنْ كَانَ قَبَضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَهُوَ أُسْوَةُ لِلْغُرَمَاءِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کچھ اسباب ایک شخص کے ہاتھ بیچا پھر اس اسباب کو بجنسہ بائع نے مشتری کے پاس پایا جب مشتری مفلس ہوگیا تھا اور بائع نے اس اسباب کی قیمت میں سے کچھ نہیں پایا تو وہ اسباب بائع کو ملجاوے گا اور اگر اسکی قیمت میں سے کچھ پا چکا ہے تو وہ قرضخواہوں کی مثل ہوگا **ف** یعنے اسکو بیچکر سب قرضخواہوں کا قرضہ حصہ رسدی کے طور پر اسسے ادا کرینگے بائع کو بھی اپنے حصہ کے موافق ملے گا حدیث سے یہ نکلا کہ اگر مشتری نے اس اسباب میں کچھ تصرف کیا ہو یعنے اس حال پر باقی نہ رہا ہو جو بیع کے وقت پر تھا تب بھی وہ بائع کو نہ ملیگا بلکہ اسکو بیچکر سب قرضخواہوں کو حصہ رسد دینگے بائع بھی اپنے حصہ کے موافق لیگا **عَنْ** أَبِي خَلْدَةَ الزُّرَقِيِّ وَكَانَ قَاضِيًا بِالْمَدِينَةِ قَالَ جِئْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي صَاحِبٍ لَنَا قَدْ أَفْلَسَ فَقَالَ هٰذَا الَّذِي قَضَى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ مَاتَ أَوْ أَفْلَسَ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَحَقُّ بِمَتَاعِهِ إِذَا وَجَدَهُ بِعَيْنِهِ ابن خلدہ زرقی سے روایت ہے وہ قاضی تھے مدینہ میں انہوں نے کہا ہم ابوہریرہ کے پاس آئے ایک اپنی ساتھی کے باب میں جو مفلس ہوگیا تھا ابوہریرہ نے کہا

ایسے ہی شخص کے باب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص مر جاوے یا مفلس ہو جاوے تو اسباب کا مالک زیادہ حقدار ہے اپنے اسباب کا جب بجنسہ اسکو پاوے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرء مات وعندہ مال امرء بعینہ اقتضی منہ شیئا او لم یقتض فھو اسوۃ للغرماء ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر جاوے اور اسکے پاس کسیکا مال بجنسہ موجود ہو (جسطرح اُس نے لیا تھا اسی طرح سے ہو) خواہ اُس نے اسکی قیمت پائی ہو کسیقدر یا بالکل نہ پائے ہو وہ ہر حال میں اور قرضخواہوں کی مثل ہوگا۔

ف یہ اگلی حدیثوں کے خلاف ہے اور احمد اور ابوداؤد نے سمرہ سے نکالا کہ جس نے اپنا اسباب بعینہ پایا کسی مفلس کے پاس تو وہ اُسکا زیادہ حق دار ہے ابن حجر نے کہا اسکا اسناد حسن ہے لیکن حسن کے سماع میں سمرہ سے اختلاف ہے اور صحیحین میں ابوہریرہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے اور نکالا اسکو امام مسلم اور امام احمد نے دوسرے طریقوں سے بھی اور شافعی اور ابوداؤد اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا اور صحیح [کہا] ہے کہ انہوں نے ایک مفلس کے باب میں کہا میں اسکا وہ فیصلہ کروں گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جو شخص مفلس ہو جاوے یا مر جاوے پھر اپنا مال کوئی شخص بجنسہ اسکے پاس پاوے تو وہ اسکا زیادہ حقدار ہے اور امام مالک نے موطا میں اور ابوداؤد نے ابوبکر بن عبد الرحمن سے نکالا مرسلاً کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کچھ مال بیچے پھر مشتری مفلس ہو جاوے اور بائع کو ثمن میں سے کچھ نہ ملے تو وہ اس مال کا زیادہ حقدار ہے اور اگر مشتری مر جاوے تو بائع اور قرضخواہوں کے مثل ہوگا ابوداؤد نے اسکو وصل کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اسکی اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے لیکن اُس نے اس حدیث کو زبیدی سے روایت کیا جو شامی ہے اور اسمعیل بن عیاش قوی ہے اہل شام سے روایت کرنے میں میں کہتا ہوں ابن ماجہ کی روایت میں متابعت کی اسمعیل بن عیاش کی یمان بن عدی نے خیر مفلس کے باب میں تو سب روایتیں متفق ہیں کہ صاحب مال اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے جب بجنسہ پاوے اسکو اسکی قیمت میں سے کچھ نہ پایا ہو اور مشتری کے مر جانے کی صورت میں روایات کا اختلاف ہے لیکن صحیح روایتوں میں اس میں بھی حکم ہے اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور اہلحدیث نے انہی حدیثوں کے موافق حکم دیا ہے لیکن ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور زفر اور کوفہ کے فقہا نے کہا ہے کہ ہر حال میں بائع اور قرضخواہوں کے مثل ہوگا اور مالک اور احمد نے کہا کہ جب مشتری مر جاوے تو بائع قرضخواہوں کے مثل ہوگا ہر حال میں شافعی نے کہا کہ بائع زیادہ حق دار ہوگا اور اگر بائع نے ثمن میں سے کچھ پایا ہو تو جمہور کے نزدیک وہ برابر ہوگا اور قرضخواہوں کے اور شافعی نے کہا کہ اس صورت میں بھی بائع زیادہ حق دار ہوگا اور ابوحنیفہ کا مذہب اس باب میں احادیث صحیحہ کے صریح برخلاف ہے اور طحاوی نے جو توجیہ کی ہے کہ یہ حدیث اس باب میں ہے جب کوئی اپنا غصب کیا ہوا مال یا مال مسروقہ یا استعار یا امانت کسی مفلس کے شخص کے

باوی کی صریح غفلت ہے کیونکہ ابوہریرہ کی کئی روایتوں میں ایما رجل باع ہے اور بیع کی تصریح موجود ہے (وضع مع زیادۃ)

باب کراھیۃ الشھادۃ لمن لم یستشھد بغیر گواہی طلب کیے ہوئے خود بخود جا کر گواہی دینا **عن** عبد اللہ ابن مسعود سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس خیر قال قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یجیئ قوم تبدر شھادۃ احدھم یمینہ ویمینہ شھادتہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کون لوگ بہتر ہیں آپ نے فرمایا میرے قرن (یعنے زمانہ کے بعضوں نے کہا قرن سو برس کا ہوتا ہے بعضوں نے کہا تیس برس کا) پھر جو لوگ انسے نزدیک ہوں پھر جو لوگ انسے نزدیک ہوں (یعنے تابعین اور تبع تابعین) پھر ایسے لوگ پیدا ہونگے جنکی گواہی قسم سے پہلے ہوگی اور قسم گواہی سے پہلے **ف** یعنی گواہی دینے پر ایسے حریص ہوں گے کہ کوئی قاعدہ انکا نہ ہوگا کبھی گواہی سے پہلے قسم کھانے کو مستعد ہونگے کبھی گواہی کے بعد قسم کھاویں گے مطلب یہ ہے کہ لوگ گواہی کو کچھ بڑی چیز خیال نہ کرینگے اور اس میں احتیاط نہ کریں گے بن بلائے ہی گواہی دینے کو حاضر ہو جاویں گے جیسے جھوٹے گواہ ہر عدالت اور ہر کچہری میں حاضر رہتے ہیں اور ہر وقت گواہی دینے کے لیے طیار رہتے ہیں حالانکہ گواہی دینا بڑے مواخذے کا کام ہے اور اس میں بڑی احتیاط لازم ہے ایسا نہ ہو کہ زبان سے کوئی جھوٹ کلمہ نکل جاوے اس حدیث سے یہ نکلا کہ بن بلائے گواہی میں جلدی کرنا بری بات ہے البتہ اگر کسی کا حق ڈوبتا ہو یا کوئی مارا جاتا ہو بے قصور یا اسکا مال تباہ ہوتا ہو یا عزت برباد ہوتی ہو اور کسی گواہ کو اصل حال معلوم ہو جسکی گواہی سے حق کھل جاوے اور وہ اس آفت سے محفوظ رہے تو وہ مستثنیٰ ہے اور ایسی حالت میں بن بلائے جا کر گواہی دینا اور مسلمان کو بچانا لازم اور ضروری اور بڑا ثواب اور واجب ہے **عن** جابر بن سمرۃ قال خطبنا عمر بن الخطاب بالجابیۃ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام فینا مثل مقامی فیکم فقال احفظونی فی اصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشو الکذب حتی یشھد الرجل وما یستشھد ویحلف وما یستحلف جابر بن سمرہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمکو خطبہ سنایا جابیہ میں (جابیہ ایک بستی کا نام ہے شام میں) تو فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے ہم میں اسطرح جیسے میں تم میں کھڑا ہوں اور فرمایا خیال رکھو میرے اصحاب کا (یعنے ان کی عزت کرنا انکو ایذا نہ دینا میرے بعد) پھر ان لوگوں کا جو انکے بعد ہوں پھر ان لوگوں کا جو انکے بعد ہوں پھر انکے بعد جھوٹ پھیل جاویگا یہانتک کہ ایک آدمی گواہی دیگا اور کوئی اس سے گواہی نہ چاہیے گا اور قسم کھاویگا اور کوئی اس سے قسم نہ چاہیگا

باب الرجل عندہ الشھادۃ لا یعلم بھا صاحبھا ایک شخص کو ایک معاملہ معلوم ہے لیکن جسکا معاملہ ہے اسکو خبر

نہین **عن** زید بن خالد الجہنی یقول انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خیر الشھود من ادی شھادتہ قبل ان یسالھا زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہتر گواہ وہ ہے جو پوچھنے سے پہلے گواہی دیوے **ف** مراد وہی حالت ہے جب ایک مسلمان کا حق ڈوبتا ہو گواہ نہ ہونے سے یا اسکا نقصان ہوتا ہو مال یا جان کا تو ایسی حالت مین بغیر اسکے بلائے ہوئے قاضی کے پاس جاکر گواہی دینا چاہیے اور یہ مستثنی ہے اس حدیث سے جو اوپر گذری جیسے ابھی بیان ہو چکا

باب الاشھاد علی الدیون قرض پر گواہ کرنا

عن ابی سعید الخدری قال تلا ھذہ الآیۃ یا ایھا الذین آمنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی حتی بلغ فان امن بعضکم بعضا فقال ھذہ نسخت ما قبلھا ابو سعید خدری نے یہ آیت پڑھی اے ایمان والو جب تم قرض کا معاملہ کرو ایک میعاد تک تو اسکو لکھہ لو اور آگے جاکر ہے کہ اسپر گواہ کر لو دو اپنے مردون یا ایک مرد اور دو عورتون کو اور کہا ابو سعید نے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے فان امن بعضکم بعضا یعنے اگر تم مین سے کسی کو دوسرے کا اعتبار ہو تو جو امانت اسکو دیجاوے وہ ادا کرے **ف** اور بعض علما نے کہا کہ اگلی آیت منسوخ نہین ہے اسلیے کہ وہ حکم استحبابًا تھا نہ وجوبًا اور مستحب یہی ہے کہ جب قرض لیا جاوے تو اسکو لکھین اور گواہ کرلین کیونکہ زندگی کا اعتبار نہین ہے ایسا نہ ہو کہ دائن یا مدیون مرجاوے اور اسکے وارثون مین جھگڑا ہو یا مدیون کے ذمہ قرض رہجاوے اسکے وارث ادا نکرین تو عاقبت کا مواخذہ رہے

باب من لا یجوز شھادتہ جسکی گواہی جائز نہین ہے

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجوز شھادۃ خائن ولا خائنۃ ولا محدود فی الاسلام ولا ذی غمر علی اخیہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خائن (چور) کی گواہی جائز نہین ہے مرد ہو یا عورت اور نہ جسکو اسلام کی حالت مین حد پڑی ہو اور نہ عداوت (کینہ) والے کی اپنے بھائی پر **ف** جس سے وہ کینہ رکھتا ہو البتہ اگر اسکے فائدے کے لیے گواہی دیوے تو قبول ہوگی جب اسکا فسق معلوم نہ ہو اہل حدیث کے نزدیک شہادت اس شخص کی جو عادل نہ ہو مقبول نہین ہے اسلیے کہ قرآن مین ہے واشھدوا ذوی عدل منکم اور بحر مین ہے کہ اجماع ہے فاسق کی شہادت قبول نہ ہونے پر غرض یہ کہ شہادت مین ضرور ہے کہ شاہد مسلمان ہو آزاد ہو مکلف ہو یعنے عاقل بالغ ہو عادل ہو صاحب مروت ہو متہم نہ ہو اکثر کا یہی قول ہے اور شافعی نے کہا کہ ذمی کافر کی شہادت مطلقًا مقبول نہین ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ آپس مین ذمیون کی انکی شہادت ایک دوسرے پر درست ہے اسیطرح لڑکون کی شہادت مقبول نہین ہے مگر امام مالک نے کہا کہ جب لڑکے ایک دوسرے کو زخمی کرین تو انکی شہادت لی جاویگی ابن زبیر سے ایسا ہی منقول ہے لیکن ابن عباس سے اس کے

خلاف منقول ہے اور عادل کے یہ معنی ہین کہ کبائر سے بچتا ہو اور صغائر پر اصرار نکرتا ہو اور مروت سے یہ مراد ہے کہ صاحب حیا اور ادب ہو تو اگر ایسے کام کرتا ہو جن سے لوگ حیا کرتے ہین تو اسکی شہادت مقبول نہوگی اور اسحدیث کو احمد اور ابوداؤد اور بیہقی نے بہی نکالا ایک روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جو گہر مین پلتا ہو اسکی شہادت گہر والون کے فائدے کے لیے جائز نہین ہے اور ترمذی اور دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی نکالا اس مین یہ ہے کہ ولا ظنین ولا قرابۃ یعنے متہم اور قرابت والے کی بہی شہادت درست نہین ہے لیکن اسکے اسناد مین یزید بن زیاد شامی ضعیف ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عمر سے ایسا ہی نکالا اسکے اسناد مین عبد الاعلی اور اسکا شیخ یحیی بن سعید فارسی دونون ضعیف ہین اور ابوداؤد نے مراسیل مین طلحہ بن عبد اللہ سے نکالا مرفوعا کہ دشمن اور متہم کی شہادت جائز نہین ہے اور بیہقی نے اسکو اعرج سے نکالا مرسلا کہ ذی الظنۃ یعنے متہم اور ذی الحنۃ یعنے دشمن کی شہادت درست نہین ہے اور حاکم نے اسکو متصلا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے نکالا لیکن حافظ نے کہا اسکے اسناد مین اعتراض ہے اور غلام کی شہادت اپنے سید کے لیے اسیطرح باپ کی بیٹے کے لیے اور بیٹے کی باپ کے لیے یہ بہی جائز نہین ہے اسیطرح ہر اس شاہد کی جسکو شہادت سے کچہ نفع ہوتا ہو مثلا شفیع ایک گہر کے خرید ہونیکی گواہی دیوے یا مفلس کا دائن اسکے دین کی دوسرے شخص پر گواہی دیوے اور بہائی کی شہادت بہائی کے لیے اسیطرح اور اقارب کی مقبول ہے اور شوہر اور زوجہ کی شہادت مین اختلاف ہے ابوحنیفہ نے اسکو جائز نہین رکہا اور شافعی نے جائز رکہا اور جسپر حد قذف پڑی ہو اسکی شہادت بہی جائز نہین ہے اور بعضون نے کہا جب وہ توبہ کر لیوے اور نیک ہو جاوے تو اسکی گواہی مقبول ہوگی (روضہ مختصرا) **عن** اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَجُوْزُ شَھَادَۃُ بَدَوِیٍّ عَلٰی صَاحِبِ قَرْیَۃٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگل مین رہنے والے کی شہادت بستی والے پر جائز نہین ہے **ف** اسکو ابوداؤد اور بیہقی نے بہی نکالا منذری نے کہا اسکے راویون سے امام مسلم نے حجت لی اپنی صحیح مین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جنگل والے اکثر جاہل اور بے تمیز ہوتے ہین اور شہادت کو اچہی طرح یاد نہین رکہتے امام احمد اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے اور مالک سے بہی یہی منقول ہے اور اکثر علما اسکے جواز کی طرف گئے ہین اور بعضون نے کہا کہ یہ حدیث محمول ہے اسحالت پر جب جنگل کا رہنے والا مجہول العدالت ہو (روضہ) مترجم کہتا ہے سید علامہ نے روضہ مین اس توجیہ کو قوی کیا ہے اور مین تو اسے ضعیف کہتا ہون کیونکہ مجہول العدالت کی گواہی مطلقا مقبول نہین ہے جنگل کا رہنے والا ہو یا بستی کا اور صحیح مذہب وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہے اگرچہ حنفیہ اور شافعیہ اسکے خلاف ہین **باب**

القضاء بالشاهد واليمين ایک مدعی اور گواہ کی قسم سے فیصلہ کرنا عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قضی بالیمین مع الشاهد ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا قسم سے
ایک گواہ کے ساتھ ف اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے نکالا اور اسکے راوی ثقہ ہیں اور صحیح کہا اسکو ابوحاتم اور ابوزرعہ نے
عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین مع الشاهد جابر سے بھی ایسے ہی روایت ہے ف یہ امام جعفر
صادق کر اپنے والد امام محمد باقر سے روایت کی اونہوں نے جابر سے اسکو امام احمد اور ترمذی اور بیہقی نے بھی نکالا اور
صحیح کہا اسکو ابوعوانہ اور ابن خزیمہ نے اور امام احمد اور دارقطنی نے نکالا امام جعفر صادق سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں
نے حضرت علی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گواہ کی گواہی پر فیصلہ کیا اور صاحب حق سے یعنے مدعی سے قسم
لے لی عن ابن عباس قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالشاهد والیمین ابن عباس سے بھی ایسے
ہی روایت ہے ف اسکو امام مسلم وغیرہ نے بھی نکالا اور یہ حدیث صحیح ہے عن سرق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اجاز شهادة الرجل ویمین الطالب سرق بن اسد جہنی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی
ایک مرد کی شہادت مدعی کی قسم کے ساتھ ف اسکو امام احمد نے بھی نکالا اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں مگر سرق کی
جو ایک شخص روایت کرتا ہے وہ مجہول ہے اور ابن جوزی نے تحقیق میں کہا کہ اس حدیث کے راوی بیس صحابیوں سے زیادہ ہیں
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا اور جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے اور امام احمد و
شافعی اور مالک اور تمام اہلحدیث کا یہی مذہب ہے مگر ابوحنیفہ اور زید بن علی اور زہری اور نخعی اور ابن شبرمہ سے منقول
ہے کہ ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ نہیں ہوسکتا امام مالک نے موطا میں کہا سنت اسپر جاری ہے کہ ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ
کیا جاوے یعنے مدعی سے قسم لی جاوے اگر وہ قسم کھالے تو اسکا دعوی ثابت ہوگیا اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اب
مدعی علیہ سے قسم لیویں گے اگر اس نے قسم کھالی تو مدعی کا دعوی ساقط ہوگیا اگر نکول کیا تو مدعی کا دعوے ثابت ہوگیا
مگر یہ امر اموال کے دعوی میں ہوگا یعنے ایک شاہد اور قسم پر فیصلہ کرنا اور حدود اور نکاح اور طلاق اور عتاق اور سرقہ
اور قذف وغیرہ میں دو گواہ ضرور ہیں اور امام مالک نے کہا بعض لوگ کہتے ہیں یعنے حنفیہ کہ ایک شاہد اور قسم پر فیصلہ
کرنا درست نہیں کیونکہ قرآن میں اسکا ذکر نہیں بلکہ یہ ذکر ہے اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں اور اسکا
جواب یہ ہے کہ جب مدعی کے پاس گواہ ہی نہ ہوں تو مدعی علیہ سے قسم لینا اور اگر قسم سے نکول کرے تو دعوی کا اسپر
ثابت ہونا یہ کہاں قرآن میں ہے جب وہ اسکو مانتا ہے تو ایک شاہد اور قسم بھی ماننا چاہیے دونو حدیث سے ثابت ہیں اور
اگلے لوگوں نے برابر اسپر عمل کیا ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور سلیمان بن یسار اور سعید

نے اسکا فتوی دیا انتہی مختصراً من الروضة مترجم کہتا ہی حنفیہ کا اصول کسیطرح ہماری سمجھ مین نہین آیا باوجود اس کے کہ ہم تیس سال سے انکی فقہ کی کتابین دیکھتے ہین کہین تو وہ ایک حدیث سے جسکا راوی ایک یا دو ہی صحابہ ہوتے ہین کتاب اللہ پر زیادت کے قائل ہو جاتے ہین اور دھینگا مشتی زور زبردستی سے اس حدیث کو مشہور بنا دیتے ہین جیسے حدیث ناصیہ وغیرہ مین اور کہین وہ ایسی حدیث کو رد کرتے ہین جسکے راوی بیس پچیس صحابہ ہوتے ہین اور محدثین کے نزدیک وہ مشہور اور صحیح ہوتی ہے لیکن مرغی کی ایک ہی ٹانگ وہ یہی کہے جاتے ہین کہ کتاب اللہ پر زیادت حدیث سے جائز نہین ہے کچھ عجب مذہب اور عجب طریق ہے اب یہ مسئلہ یمین مع الشاہد الواحد کا صحیح اور مشہور حدیث سے ثابت ہے اور اسکے راوی بیس صحابہ سے زائد ہین اور صحابہ اور تابعین اسکے موافق عمل کرتے چلے آئے پھر کیا وجہ ہے کہ اوس پر عمل نہ کیا جاوے اور کتاب اللہ پر زیادت اس سے جائز نہ ہو حالانکہ زیادت کوئی نسخ یا تخالف نہین ہے بلکہ صرف یہ بات ہے کہ اللہ تعالی نے ایک بات اپنی کتاب مین بیان نہین کی اسکے رسول نے اسکو بیان کر دیا جس کا ماننا نہایت ضروری اور لازم ہے اگر ایک راوی بھی کسی حدیث کا ہو لیکن وہ ثقہ ہو اور حدیث صحیح ہو جاوے تو اس سے کتاب اللہ پر زیادت ہو سکتی ہے نہ کہ مشہور حدیث سے جسکے راوی بیس صحابہ سے زائد ہون غرض جو منصف حنفیہ ہین انکو اس باب مین حدیث پر چلنا چاہیے اور امام ابو حنیفہ کے اجتہاد کو چھوڑ دینا چاہیے اور اس مسئلہ پر کیا منحصر ہے جہان کوئی حدیث صحیح مل گئی بس اب اجتہاد کو چھپر پر رکھنا چاہیے وہ مجتہد صاحب اپنا جواب آپ دینگے جب قیامت مین ان سے پوچھا جاوے گا لیکن ہم کیا جواب دینگے جب یہ سوال ہوگا کہ صحیح حدیث پر تم نے عمل کیون نہین کیا یہی انصاف کا رستہ ہے اور یہی حق ہے گو بعض جاہل متعصب اسکو قبول نہ کرین وما علینا الا البلاغ

باب شَہَادَةِ الزُّورِ جھوٹی گواہی کا بیان **عن** خُرَیمِ بنِ فَاتِکٍ الاَسَدِیِّ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ الصُّبحَ فَلَمَّا انصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَت شَہَادَةُ الزُّورِ بِالاِشرَاکِ بِاللّٰہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَلَا ہٰذِہِ الاٰیَةَ وَ اجتَنِبُوا قَولَ الزُّورِ حُنَفَاءَ لِلّٰہِ غَیرَ مُشرِکِینَ بِہٖ خریم بن فاتک اسدی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے اور فرمایا جھوٹی گواہی شرک باللہ کے برابر ہے تین بار یہ فرمایا (کیونکہ شرک بھی ایک جھوٹی گواہی ہے جو مالک نہین ہے اسکو مالک بنانا اور مالک حقیقی کو چھوڑ دینا) پھر یہ آیت پڑھی واجتنبوا قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ یعنے جھوٹ بولنے سے بچو سیدھے چلو اللہ کے واسطے اسکے ساتھ شرک مت کرو **عن** ابنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَن تَزُولَ قَدَمَا شَاہِدِ الزُّورِ حَتّٰی یُوجِبَ اللّٰہُ لَہُ النَّارَ ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹے گواہ کے پاؤن نہین سرکینگے (قیامت کے دن) یہانتک کہ اللہ تعالی اسکے لیے دوزخ کو واجب کریگا

باب شَہَادَةِ اَہلِ الکِتَابِ بَعضِہِم عَلٰی بَعضٍ اہل کتاب کی گواہی آپس مین ایک دوسرے

پر قبول ہوگی **عن** جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجاز شہادۃ اھل الکتاب بعضہم علی بعض جابر بن عبد اللہ سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی اہل کتاب کی شہادت آپس مین ایک دوسرے پر
ف کیونکہ وہ سب کافر ہین اور کفر ایک ہی ملت ہی لیکن کافر کی شہادت مسلمان پر درست نہین ہے اور نہ کافر کی شہادت سے مسلمانپر کوئی جرم ثابت کرسکتے ہین نہ اسکو سزا دے سکتے ہین افسوس ہے کہ یہ مسئلہ اتفاقی ہے اس مین کسی مجتہد کا خلاف نہین ہے باوجود اسکے مسلمانون کی حکومت مین یہ غضب دیکھا گیا ہے کہ کافرون کی گواہی مسلمانون پر قبول کرتے ہین اور مسلمانون کو انکی گواہی سے سزا دیتے ہین یہ صریح ظلم ہے جس سے آخرت مین بازپرس ہوگی اسکے سوا فاسق اور بدعتی اور بے مروت داڑھی منڈے ہرایک کی گواہی قبول کرلیتے ہین اور عدالت کا لحاظ بالکل نہین رہتے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا ظلم سے بھر گئی ہے جھوٹی نالشین ہوتی ہین اور وہ ثابت ہوجاتی ہین خلق اسد تباہ ہوتی ہے یا اللہ امام مہدی علیہ السلام کو جلد بھیج کہ وہ ایسے ظلمون کی بیخ کنی کرین اور ظالمون کی حکومت چھین لیوین آمین **ابواب الھبات** ہبہ کے بیان مین **باب** الرجل ینحل ولدہ آدمی اپنے بچہ کو کچھ دیوے **عن** النعمان بن بشیر قال انطلق بہ ابوہ یحملہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اشھد انی قد نحلت النعمان من مالی کذا وکذا قال فکل بنیک نحلت مثل الذی نحلت النعمان قال لا قال فاشھد علی ھذا غیری قال الیس یسرک ان یکونوا الیک فی البر سواء قال بلی قال فلا اذا نعمان بن بشیر سے روایت ہو ان کے باپ انکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور عرض کیا آپ گواہ رہیے مین نے نعمان کو اپنے مال مین سے فلان فلان چیز دی ہے آپ نے فرمایا تونے اپنے سب بیٹون کو ایسی ہی چیزین دین جیسے نعمان کو دی ہین اس نے کہا نہین آپنے فرمایا تو میرے سوا اور کسیکو اسپر گواہ کرلے کیا تجھے یہ بھلا نہین لگتا کہ تیرے سب بیٹے تیرے ساتھ نیک سلوک کرنے مین برابر ہون وہ بولا کیون نہین مین یہی چاہتا ہون آپنے فرمایا تو ایسا مت کر **ف** کہ ایک بیٹے کو دی اور اورون کو محروم کیے جب ایسا کریگا تو اور بیٹون کے دل مین تیرا بغض پیدا ہوگا اور وہ بری ہوکر تیرے ساتھ بھلائی نہ کرینگے بلکہ برائی کرینگے مسلم کی روایت مین ہے کہ آپنے فرمایا مین نہین گواہ ہونا مگر حق پر اور امام احمد کی روایت مین ہے مجھکو مت گواہ کر ظلم پر اور تیرے بیٹون کا تجھپر یہ حق ہے کہ تو برابری کرے انکو دینے مین اور صحیحین کی روایت مین ہے کہ جو تونے دیا ہے وہ پھیر لے اور مسلم کی ایک روایت مین ہی اللہ سے ڈرو اور عدل کرو اپنی اولاد مین آخر میرے باپ نے رجوع کیا اس صدقہ مین اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے نکالا کہ عدل کرو اپنے بیٹون مین تین بار یہ فرمایا اور طبرانی اور بیہقی اور سعید بن منصور نے نکالا کہ برابری کرو عطا مین اپنی اولاد مین اور اگر مین کسیکو زیادہ دلاتا تو لڑکیون کو زیادہ دلاتا

کیونکہ وہ قادر نہین ہین کسب پر اسکی اسناد مین سعید بن یوسف ضعیف ہے حافظ نے فتح مین کہا اسکا اسناد اچہا ہے اور ان حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ اولاد کو کم و بیش دینا ظلم ہے اور جس نے ایسا کیا تو رجوع کرے طاوس اور ثوری اور احمد اور اسحاق اور بعض مالکیہ اسی کے قائل ہین اور جمہور کہتے ہین کہ برابری کرنا مستحب ہے اور شافعی اور ابو حنیفہ نے کہا کہ برابری نہ کرنا مکروہ ہے لیکن تصرف نافذ ہو جاویگا اور ابوبکر نے حضرت عائشہ کو اور اولاد سے زیادہ دیا اور اہلحدیث کہتے ہین کہ برابری کرنا واجب ہے اور ان احادیث سے یہی نکلا کہ والدین جو اپنی اولاد کو دیوین تو اس مین رجوع کرنا درست ہے اسیطرح دادا اور دادی اور نانا نانی کو بہی لیکن انکے سوا اور لوگون کو رجوع کرنا ہبہ مین جائز نہین ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہبہ مین رجوع کرنیوالا ایسا ہے جیسے اپنی قے کو پہر کہا نیوالا شافعی کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ والد کو بہی رجوع جائز نہین جو اس نے اپنی اولاد کو ہبہ کیا اس مین امام ابن قیم نے اہلحدیث کا مذہب ثابت کیا اور شافعی اور ابو حنیفہ پر رد کیا (روضہ مختصرا) **عَنِ** النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ اَبَاهُ نَحَلَهُ غُلَامًا وَاَنَّهُ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهِدُهُ فَقَالَ اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ قَالَ لَا قَالَ فَارْدُدْهُ نعمان بن بشیر سے روایت ہے انکے باپ نے انکو ایک غلام دیا پہر وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لئے آپ کو گواہ کرنے کے لیے آپ نے فرمایا تو نے اپنی سب اولاد کو ایسا ہی دیا ہے وہ بولا نہین آپ نے فرمایا تو اسکو پہیر لے **بَابُ** مَنْ اَعْطٰى وَلَدَهُ ثُمَّ رَجَعَ فِيْهِ کسینے اپنی اولاد کو کچہ دیا پہر پہیر لیا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ يَرْفَعَانِ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يُّعْطِيَ الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعَ فِيْهَا اِلَّا الْوَالِدَ فِيْمَا يُعْطِيْ وَلَدَهُ ابن عباس اور ابن عمر سے روایت ہے دونون نے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو حلال نہین کہ دیکر پہیر لیوے مگر باپ کو جو وہ اپنی اولاد کو دیوے **ف** اسکو امام احمد اور اصحاب سنن اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے بہی نکالا ترمذی نے کہا یہ صحیح ہے اور ابو حنیفہ نے اس صحیح حدیث کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ باپ کو بہی رجوع نہین جائز ہے جیسے اوپر گذرا **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرْجِعُ اَحَدُكُمْ فِيْ هِبَتِهٖ اِلَّا الْوَالِدَ مِنْ وَلَدِهٖ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہبہ مین کوئی رجوع نکرے مگر باپ جو ہبہ اپنی اولاد کو کرے (تو اس مین اگر چاہے تو رجوع کر سکتا ہے) **بَابُ** الْعُمْرٰى عمر بہر کے لیے کوئی شے دینا **ف** خواہ اپنی حیات تک دیوے یا جسکو دیوے اسکی حیات تک جاہلیت مین یہ بہت رائج تہا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عُمْرٰى فَمَنْ اُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ ابو ہریرہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرے کوئی چیز نہین ہے اگر کوئی چیز عمرے

کے طور پر دیتی تو وہ اسی کی ملک ہوجاویگی جسکو دیوے ف صحیحین میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ عمری میراث ہوگی عمری
والوں کے لیے ایک روایت میں ہے کہ عمری جائز ہے **عن** جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول من اعمر رجلا عمری لہ ولعقبہ فقد قطع قولہ حقہ فیہا فہی لمن اعمر ولعقبہ جابر سے روایت ہے میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس نے کسی کو عمری دیا وہ اسیکا ہوجاویگا اور اسکے وارثوں کا اور
اس نے عمری کہکر اپنا حق قطع کر دیا اب وہ جسکو عمری دیا گیا اوسیکا ہو گیا اور اسکے بعد اسکے وارثوں کا ف مسلم
کی ایک روایت میں ہے جس نے عمری دیا تو وہ اسیکا ہے جسکو دیا گیا زندہ اور مرنیکے بعد اور اسکے وارثوں کا **عن** زید
ابن ثابت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل العمری للوارث زید بن ثابت سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے عمری وارثوں دلایا ف مطلب یہ ہے کہ عمری دینے سے وہ شے ہمیشہ کے لیے دینے والے کے ملک سے نکلجاویگی
اور اسیکی ہوجاویگی جسکو عمرہ دیا گیا اسکے بعد اسکے وارثوں کو ملیگی اہلحدیث اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور مسلم اور
ابوداؤد اور احمد کی ایک روایت میں جو یہ مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس عمرے کو جائز رکھا وہ یہ ہے
کہ عمری دینے والا یوں کہے یہ شے تیری ہے اور تیرے وارثوں کی لیکن اگر صرف اتنا کہے وہ تیری ہے جب تک تو جیے تو
اسکے مرنے کے بعد وہ شے پھر دینے والے کے پاس آجاویگی تو یہ حدیث نہیں ہے بلکہ ابوسلمہ راوی کا کلام ہے اور
اس روایت سے حجت صحیح نہیں ہے اور زید بن ثابت کی حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد اور ابن حبان نے بھی نکالا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمری کیا وہ شی معمر لہ کی ہے اسکی زندگی اور موت دونو حالت میں اور رقبے
مت کرو **باب الرقبی** رقبی کا بیان ف رقبی یہ ہے کہ کوئی دوسرے سے کہے میں نے یہ مکان تجھے دیا اس
شرط پر کہ اگر میں پہلے مرجاؤں تو مکان تیرا ہے اور اگر تو پہلے مرجاوے تو مکان میں لے لونگا۔ اس کا بھی حکم اہلحدیث
اور شافعی اور احمد اور ابویوسف کے نزدیک عمری کا سا ہے یعنے وہ شے اسکی ہوجاویگی جسکے لیے رقبی کیا گیا اور ابوحنیفہ
اور محمد نے کہا رقبی باطل ہے اور رقبی اس کو اسلیے کہتے ہیں کہ اس میں ہر ایک منتظر رہتا ہے دوسرے کی موت کا رقب
ترقب سے ہے یعنی انتظار کرنا **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا رقبی فمن ارقب
شیئا فہو لہ حیاتہ ومماتہ قال والرقبی ان یقول ہو للآخر منی ومنک موتا ابن عمر رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رقبی کوئی چیز نہیں ہے جس نے رقبی کیا تو وہ شے اسی کی ہو
جاوے گی جسکو رقبی دیا گیا اسکی زندگی اور موت دونوں حالت میں مجاہد نے کہا رقبی یہ ہے کہ کوئی دوسرے
سے کہے یہ مکان یا گھوڑا یا اور کوئی شے ہم میں اور تم میں دونوں میں جو کوئی اخیر میں مرے اسکا ہے **عن**

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعُمْرٰی جَائِزَۃٌ لِمَنْ اُعْمِرَھَا وَالرُّقْبٰی جَائِزَۃٌ لِمَنْ اُرْقِبَھَا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمرے جائز ہے اسکے لیے جس کو عمری کیا جاوے اور رقبی جائز ہے اسکے لیے جسکو رقبی دیا جاوے **ف** یعنی دونوں صورتوں میں وہ شے دینے والے کے ملک سے نکلکر جسکو عمری یا رقبی کے طور پر دی گئی ہے اسی کی ہو جاویگی اور اسکے بعد اسکے وارثوں کو ملیگی امام احمد نے جابر سے نکالا کہ ایک انصاری نے اپنی ماں کو ایک باغ دیا اسکی زندگی تک پھر وہ مرگئی تو اسکی ماں کے بھائی آئے دعوی کرتے ہوئے باغ کا آپ نے اس باغ کو تقسیم کر دیا اُن میں **بَابُ** الرُّجُوْعِ فِی الْھِبَۃِ ہبہ کرکے پھیر لینا کیسا ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَثَلَ الَّذِیْ یَعُوْدُ فِیْ عَطِیَّتِہٖ کَمَثَلِ الْکَلْبِ اَکَلَ حَتّٰی اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِیْ قَیْئِہٖ فَاَکَلَہٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو ہبہ کرکے پھیر لے ایسی ہے جیسے کتے کی کھاتا ہے پیٹ بھر کر پھر قے کرتا ہے پھر اس قے کو جاکر کھاتا ہے **ف** یہی مثال ہے اسکی جو دیکر پھر پھیر لینا چاہتا ہے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعَائِدُ فِیْ ھِبَتِہٖ کَالْعَائِدِ فِیْ قَیْئِہٖ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ میں لوٹنے والا ایسا ہے جیسے اپنی قے میں لوٹنے والا **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعَائِدُ فِیْ ھِبَتِہٖ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِہٖ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ میں لوٹنے والا کتے کیطرح ہے وہ قے کرکے پھر اسے کھا لیکر جاتا ہے **ف** ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دیکر پھر پھیر لینا نہایت کمینہ پن اور دناءت اور خست ہے اور مروت کے خلاف ہے اور اکثر علما رجوع کو حرام کہتے ہیں ہبہ میں مگر باپ کو رجوع جائز ہے اس میں جو اپنی اولاد کو ہبہ کرے جیسے اوپر گذرا **بَابُ** مَنْ وَھَبَ ھِبَۃً رَجَاءَ ثَوَابِھَا جو کوئی ہبہ کرے عوض کی امید پر

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلُ اَحَقُّ بِھِبَتِہٖ مَا لَمْ یُثَبْ مِنْھَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہبہ کرنے والا زیادہ حق رکھتا ہے شے موہوبہ کا جبتک اسکا عوض نہ پاوے **ف** ہبہ بالعوض تو حکما بیع ہے اور ہبہ بلا عوض ہدیہ ہے لیکن ہبہ بلا عوض میں مطلقاً رجوع جائز نہیں اور ہبہ بالعوض میں جب تک واہب اسکا عوض نہ لیوے تو رجوع درست ہے لیکن عوض نے لینے کے بعد پھر رجوع درست نہیں **بَابُ** عَطِیَّۃِ الْمَرْاَۃِ بِغَیْرِ اِذْنِ زَوْجِھَا عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ (ہبہ) نہیں کرسکتی **ف** یعنے اپنے مال میں سے بھی اگر کسیکو عطیہ دینا چاہے تو خاوند سے اجازت لے لیوے اور یہ حکم برسبیل استحباب کے ہے نہ وجوب

کے کیونکہ اکثر عورت اور خاوند کا مال ملا جلا ہوتا ہے لیکن اب پھر بھی عورت اگر اپنے مال میں سے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو عطیہ
دیوے تو نافذ ہوگا اسپر اکثر علما کا اجماع ہے اور یہ امر دوسری حدیثوں سے ثابت ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي خُطْبَةٍ خَطَبَهَا لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ فِي مَالِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا
إِذَا هُوَ مَلَكَ عِصْمَتَهَا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک خطبہ میں کہ کسی عورت
کو اپنے مال میں تصرف کرنا جائز نہیں مگر اپنے خاوند کی اجازت سے جب وہ مالک ہو اسکی عصمت کا **ف** یعنے نکاح قائم
ہو یہ حکم بطریق مصلحت کے ہے کیونکہ اکثر عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں احتمال ہے کہ اپنا مال تلف کر دیویں اسپر بہی
جمہور علما کا قول یہی ہے کہ عورت کا تصرف اپنی ذات کے مال میں درست ہے گو خاوند کی اجازت نہو **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
يَحْيَى رَجُلٍ مِنْ وَلَدِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ جَدَّتَهُ خَيْرَةَ امْرَأَةَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُلِيٍّ لَهَا فَقَالَتْ إِنِّي تَصَدَّقْتُ بِهَذَا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجُوزُ
لِلْمَرْأَةِ فِي مَالِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا فَهَلِ اسْتَأْذَنْتِ كَعْبًا قَالَتْ نَعَمْ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى
كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ هَلْ أَذِنْتَ لِخَيْرَةَ أَنْ تَتَصَدَّقَ بِحُلِيِّهَا فَقَالَ نَعَمْ فَقَبِلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا
عبداللہ بن یحییٰ سے روایت ہے جو ایک شخص تھا کعب بن مالک کی اولاد میں سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی اور اس نے دادا
سے کہ اسکی دادی خیرہ کعب بن مالک کی جورو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی کچھ اپنا زیور لیکر اور عرض کی
کہ میں اسکو تصدق کرتی ہوں آپ نے فرمایا عورت کو اپنے مال میں تصدق کرنا جائز نہیں مگر اپنے خاوند کی اجازت سے تو نے
کعب سے اجازت لی ہے وہ بولی ہاں آپ نے کعب بن مالک سے پوچھوا بھیجا کیا تو نے خیرہ کو اجازت دی ہے اپنا زیور تصدق
کرنیکی وہ بولا جی ہاں پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو قبول کر لیا خیرہ سے

أَبْوَابُ الصَّدَقَاتِ صدقوں کے باب

بَابُ الرُّجُوعِ فِي الصَّدَقَةِ صدقہ دیکر رجوع کرنا **عَنْ** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت لوٹ صدقہ دیکر
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَتَصَدَّقُ ثُمَّ يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ
مَثَلُ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس
شخص کی مثال جو صدقہ دیتا ہے پھر اس میں رجوع کرتا ہے کتے کی سی ہے وہ قے کرتا ہے پھر لوٹ کر اسکو کھاتا ہے

بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَوَجَدَهَا تُبَاعُ هَلْ يَشْتَرِيهَا جو شخص صدقہ دیوے پھر صدقہ کا مال بکتا ہوا پاوے اور اسکو
خرید لیوے تو کیسا ہے **عَنْ** عُمَرَ أَنَّهُ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبْصَرَهَا يُبَاعُ

يَبِيْعُهَا بِكَسْرٍ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْ صَدَقَتَكَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے انہوں نے ایک گھوڑا صدقہ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھر دیکھا تو جسکو صدقہ دیا تھا وہ اسکو بیچ رہا ہے
کم داموں پر تب وہ آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا مت خرید صدقہ اپنا **ف** بعض علما نے
کہا ہے یہ ممانعت تحریمی ہے اور اکثر نے کہا تنزیہی ہے **عَنِ** الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ يُقَالُ لَهُ غَمْرٌ أَوْ غَمْرَةُ
فَرَأَى مُهْرًا أَوْ مُهْرَةً مِنْ أَفْلَائِهَا يُبَاعُ يُنْسَبُ إِلَى فَرَسِهِ فَنَهَى عَنْهَا زبیر بن عوام نے ایک گھوڑا دیا اللہ کی راہ میں
جسکو غمر یا غمرہ کہتے تھے پھر دیکھا تو ایک بچھیرا یا بچھیری کو جو اسکی نسل میں سے تھی بیچ رہے تھے زبیر نے اسکو خریدنا
چاہا لیکن وہ منع کیے گئے اسکے خریدنے سے **ف** حالانکہ وہ صدقہ کا گھوڑا نہ تھا مگر اس کی اولاد کا بھی خریدنا مکروہ
رکھا **بَابُ** مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرِثَهَا ایک شخص نے ایک شے صدقہ دی پھر اسکا وارث ہو گیا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي تَصَدَّقْتُ
عَلَى أُمِّي بِجَارِيَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ آجَرَكِ اللّٰهُ وَرَدَّ عَلَيْكِ الْمِيرَاثَ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک
عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنی ماں کو ایک لونڈی صدقہ میں دی تھی
اب وہ مر گئی آپ نے فرمایا اللہ نے تجھے ثواب دیا اور جو تو نے دیا تھا اسکو بھی پھیر دیا **ف** یعنے لونڈی ترکہ میں تیرے پاس
آگئی معلوم ہوا کہ صدقہ کی چیز اگر میراث میں آجاوے تو اسکا لینا منع نہیں البتہ اسکو خریدنا منع ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَعْطَيْتُ أُمِّي حَدِيقَةً لِي وَ
إِنَّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتْرُكْ وَارِثًا غَيْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ صَدَقَتُكَ وَرَجَعَتْ
عَلَيْكَ حَدِيقَتُكَ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا
میں نے اپنی ماں کو ایک باغ دیا تھا اب وہ مر گئی اور میرے سوا کسی کو وارث نہیں چھوڑا آپ نے فرمایا تیرے صدقہ کا ثواب
تجھ کو ہو گیا اور تیرا باغ بھی تیرے پاس لوٹ آیا **بَابُ** مَنْ وَقَفَ وقف کرنے کا بیان **ف** جس نے اپنے ملک اللہ
کی راہ میں روک دی تو اس نے وقف کیا یہ صحیح ہے جمہور علما کے نزدیک اور ترمذی نے کہا ہم اس میں اختلاف نہیں پاتے
صحابہ اور اگلے اہل علم میں کہ زمین کا وقف بھی درست ہے اور شریح سے اسکا انکار منقول ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ وقف
لازم نہیں ہوتا اور تمام ابو حنیفہ کے اصحاب نے انکا خلاف کیا سوا زفر کے اور طحاوی نے ابو یوسف سے نقل کیا کہ اگر ابو حنیفہ
کو وقف کی دلیل پہونچتی تو وہ اسکے قائل ہوتے اور قرطبی نے کہا کہ ابو حنیفہ کا قول اجماع کے خلاف ہے اسکی طرف التفات
نہیں کیا جاویگا (روضہ) مترجم کہتا ہے ابو یوسف جو ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں خود اس بات کو مانتے ہیں کہ ابو حنیفہ کو

وقف کی دلیل ابوحنیفہ رح کو نہ ملی

وقف کی دلیل نہیں پہونچی یعنے وقف کی حدیثیں اور تعجب ہے کہ حنفیہ اثبات کو بعید جانتے ہیں انکا اعتقاد یہی
کہ ابوحنیفہ کو کل حدیثیں پہونچیں تہیں حالانکہ ابوحنیفہ کے زمانہ میں یہ امر محال تہا **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَصَابَ عُمَرُ
بْنُ الْخَطَّابِ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْمَرَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اَصَبْتُ مَالًا بِخَيْبَرَ
لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ هُوَ اَنْفَسُ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُنِي بِهِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ
بِهَا قَالَ فَعَمِلَ بِهَا عُمَرُ عَلٰى اَنْ لَا يُبَاعَ اَصْلُهَا وَلَا يُوْهَبَ وَلَا يُوْرَثَ تُصُدِّقَ بِهَا لِلْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبٰى
وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا اَنْ يَاْكُلَهَا بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ
يُطْعِمَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ ابن عمر سے روایت ہے حضرت عمر کو ایک زمین خیبر میں ملی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئے اور آپ سے مشورہ لیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ خیبر میں مجھے ایسا مال ملا ہے کہ اتنا عمدہ مال میرے
نزدیک مجھہ کو کبھی نہیں ملا تہا تو آپ کیا حکم کرتے ہیں اسکے باب میں آپنے فرمایا اگر تو چاہے تو اصل زمین کو اپنے
ملک میں رہنے دے اور اسکو تصدق کردے یعنے اسکے پہلوں اور میووں اور منفعت کو راوی نے کہا حضرت عمر نے
ایسا ہی کیا کہ اصل زمین بیچی نہ جاوے نہ ہبہ کی جاوے نہ ترکہ میں آوے اور وہ صدقہ رہے فقیروں اور ناتے والوں
اور بردوں کے آزاد کرانے میں اور مجاہدین کے سامان کرنے میں اور مسافروں میں اور مہمانوں میں اور جو اس
زمین کا متولی ہو وہ اس میں سے کہاوے دستور کے موافق یا کسی دوست کو کہلادے لیکن اس میں سے دولت نہ جوڑے
ف یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے اور نسائی اور ترمذی نے حضرت عثمان سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ میں آئے وہاں شیرین پانی نہ تہا سوا بیر رومہ کے آپنے فرمایا کون بیر رومہ خرید کر اس میں سے خود بہی پانی لیوے
اور مسلمانوں کو بہی لینے دے اسکو جنت میں اس سے اچہا ملیگا پہر میں نے اسکو خریدا اپنے مال میں سے اور صحیحین میں
ہے کہ خالد نے اپنے زرہوں کو اللہ کی راہ میں روک دیا تہا۔ اس سے یہ نکلا کہ وقف کرنیوالا بہی بقدر ضرورت
مثل اوروں کے اپنی شئے موقوف سے فائدہ لے سکتا ہے (روضہ) **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمِائَةَ سَهْمٍ الَّتِي بِخَيْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهَا وَقَدْ اَرَدْتُ اَنْ اَتَصَدَّقَ
بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْبِسْ اَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَتَهَا قَالَ ابْنُ اَبِي عُمَرَ فَوَجَدْتُ هٰذَا
الْحَدِيْثَ فِي مَوْضِعٍ اٰخَرَ فِي كِتَابِي عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ فَذَكَرَ
نَحْوَهُ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ سو حصے جو مجہہ کو خیبر میں ملے ہیں میں نے ان سے
بہتر مال کبہی نہیں پایا اور میں چاہتا ہوں انکو صدقہ کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اصل جیسے رہنے

دی یعنے اصل زمین اور اسکا میوہ وقف کردی۔ ابن ابی عمر نے کہا مین نے یہ حدیث کو اپنی کتاب مین ایک دوسرے مقام مین پایا
سفیان سے انہون نے عبداللہ سے انہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے کہ حضرت عمر نے کہا پھر بیان کیا حدیث کو **باب**
العاریۃ عاریت کا بیان **ف** یعنے مانگی چیز کا بیان **عن** شرحبیل بن مسلم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول العاریۃ مؤداۃ والمنحۃ مردودۃ شرحبیل بن مسلم سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے آپ فرماتے تھے مانگی ہوئی چیز ادا کی دی اور جو جانور دودہ پینے کے لیے دیا جاوے وہ پھیر دیا جاہیے **ف** عرب
اسکو منحہ کہتے ہین المحدیث اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ امانت کی چیز اگر بغیر قصد اور خیانت کے امین پاس تلف ہو جاوے تو اسپر
ضمان نہ ہوگا اور عاریت کا بھی حکم امانت کا سا ہے اور دارقطنی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا مرفوعاً کہ امین پر تاوان
نہین ہے اسکا اسناد ضعیف ہے اور ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ ادا کر امانت اسکو جو تیرے پاس امانت
رکھے اور مت خیانت کر اسکے مال مین جو تیرے مال مین خیانت کرے حاکم نے اسکو صحیح کہا اور ابن جوزی نے اسکو ابی بن کعب
سے اور بیہقی نے ابو امامہ سے بھی نکالا (روضہ) **عن** انس بن مالک قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول العاریۃ مؤداۃ والمنحۃ مردودۃ انس بن مالک سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے عاریت ادا کی جاوے اور منحہ پھیر دیا جاوے **عن** سمرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال علی الید
ما اخذت حتی تؤدیہ سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ پر واجب ہے کہ جو وہ لیوے
اسکو پھیر دیوے **ف** اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا لیکن حسن کے سماع مین سمرہ سے اختلاف ہے اور
امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور حاکم نے روایت کیا صفوان بن امیہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان سے زرہین مانگین تو صفوان نے کہا آپ جبرا مانگتے ہین آپ نے فرمایا نہین عاریت کے طور پر جسکا ضمان واجب ہے اس
حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عاریت کا ضمان لازم ہوگا مستعیر پر اور شاید یہ حدیث اس حالت پر محمول ہو جب مستعیر کی غفلت
یا قصور کیوجہ سے وہ شے تلف ہو جاوے تو اسحالت مین بالاتفاق اسپر تاوان لازم ہوگا اور شافعی کے نزدیک ہر حالت
مین ضمان لازم ہوگا **باب** الودیعۃ امانت کا بیان **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اودع ودیعۃ فلا ضمان علیہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے کسی کے پاس امانت رکھائی تو اسپر تاوان نہین ہے **ف** اگر بے تقصیر اسکے تلف ہو جاوے
جیسے اوپر گذرا **باب** الامین یتجر فیہ فیربح امین اگر امانت کے مال مین سوداگری کرے پھر نفع اٹھاوے **عن**
عروۃ البارقی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطاہ دینارا یشتری لہ شاۃ فاشتری لہ شاتین فباع احدہما

بدینار فاتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم بدینار وشاۃ فدعا لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبرکۃ قال فکان لو اشتری التراب لربح فیہ عروہ بارقی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک دینار دیا ایک بکری خریدنے کو انہوں نے دو بکریاں خریدیں پھر ایک بکری کو ایک دینار کو بیچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری لائے اور ایک دینار آپ نے انکے لیے دعا کی برکت کی راوی نے کہا پھر آپ کی دعا کی برکت سے عروہ کا یہ حال ہو گیا کہ اگر وہ مٹی خریدتے تو اس میں فائدہ کماتے **عن** عروۃ بن ابی الجعد البارقی قال قدم جلب فاعطانی النبی صلے اللہ علیہ وسلم دینارا فذکر نحوہ عروہ بن ابی الجعد بارقی سے روایت ہے باہر سے جانور آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو ایک دینار دیا پھر بیان کیا وہی قصہ **باب** الحوالۃ حوالہ کا بیان **ف** حوالہ کہتے ہیں قرض اتارنے کو دوسرے پر مثلاً زید کا قرض عمرو پر تھا عمرو نے اسکا مقابلہ بکر سے کرا دیا اور بکر نے قبول کر لیا اب اگر بکر اس قرض کے دینے میں حیلہ حوالہ کرے یا مفلس ہو جاوے تو زید کو پھر عمرو سے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا (در بہیہ) **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الظلم مطل الغنی واذا اتبع احدکم علی ملیئ فلیتبع ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مالدار کو قرض ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے پھر جب تم میں سے کوئی مقابلہ دیا جاوے مالدار پر تو اسکو قبول کرے **ف** اور اسکا پیچھا کرے یہ حدیث صحیح میں ہے ایک روایت میں فلیحتل ہے یعنی حوالہ قبول کرے **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مطل الغنی ظلم واذا احلت علی ملیئ فاتبعہ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مالدار کا دیر کرنا اپنا قرض ادا کرنے میں اور قرضخواہ کو ٹالنا ظلم ہے اور جب حوالہ دیا جاوے مالدار پر تو اسکو قبول کر لیوے **ف** یعنے اگر آدمی مفلس ہو اور پیسا پاس نہ ہو تو قرض ادا کرنے میں مجبوری ہے لیکن پیسا ہوتے ہوئے لوگوں کا قرض نہ دینا اس میں دیر لگانا گناہ ہے اور ظلم ہے قرضخواہ پر گویا اسکا حق مارنا ہے اور ظلم ہے اپنے نفس پر بھی اسواسطے کہ زندگی کا اعتبار نہیں شاید مر جاوے اور قرضخواہ کا قرض رہ جاوے اسلیے جب پیسا ہو تو فوراً قرض ادا کر دیوے اس حدیث کی اسناد میں اسمعیل بن توبہ ہے وہ سچا ہے اور باقی راوی صحیح کے راوی ہیں اور اسکو ترمذی اور امام احمد نے بھی نکالا **باب** الکفالۃ ضمانت کا بیان۔

ف جو شخص کسیکا مال ضامن ہو زندے کا یا مردے کا تو اسکو طلب کے وقت مال ادا کرنا چاہیے اور جسکا ضامن ہے اس سے وصول کر لیوے اگر اسکے حکم سے ضامن ہوا تھا اسیطرح جو حاضر ضامن ہو اسکو حاضر کرنا چاہیے اس شخص کو جس کا ضامن ہوا ہے نہیں تو اسکے ذمہ کا مال دینا ہوگا (در بہیہ) **عن** ابی امامۃ الباہلی یقول سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول الزعیم غارم والدین مقضی ابو امامہ باہلی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ضامن جو ادا رہی اور قرض کو ادا کرنا چاہیے **ف** اسکو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے بہی نکالا اور اسکی اسناد
مین اسمعیل بن عیاش ہے لیکن وہ ثقہ ہی اہل شام سے روایت کرنے مین اور یہان شرجیل بن مسلم سے روایت ہی وہ شامی
ہے اور ابن حزم علیہ الرحمۃ نے صواب نہین کیا جو اس حدیث کو ضعیف کیا اور نسائی نے اسکو دو طریقون سے نکالا ایک عامر وصابی
کے طریق سے دوسرے حاتم بن حریث کے طریق سے دونون نے ابو امامہ سے روایت کیا اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا حاتم کے
طریق سے اور حاتم کو ثقہ کہا دارمی نے اور طبرانی نے اسکو نکالا سعید بن ابی سعید سے اس نے انس سے اور ابن عدی
نے اسکو ابن عباس سے نکالا اور ضعیف کیا اسکو اسمعیل بن زیاد سکونی کیوجہ سے اور ابو موسی مدینی نے اسکو صحابہ مین
نکالا سوید بن حبلہ کے طریق سے دار قطنی نے کہا اسکا صحابی ہونا ثابت نہین اور اسکی روایت مرسل ہے اور بعضون
نے کہا وہ صحابی ہے اور خطیب نے اسکو تخلیص مین نکالا ابن لہیعہ کے طریق سے اس نے عبداللہ بن حبان لیثی سے اس نے
ایک شخص سے اور قتادہ کی حدیث اس باب مین آگے آتی ہے اسکو بخاری نے بہی نکالا سلمہ بن اکوع سے اور ترمذی نے
اور کہا صحیح ہے اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور دار قطنی اور حاکم نے جابر سے اور ایک روایت مین
جابر کے یون ہی کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ سے فرمایا اللہ تعالی نے قرضخواہ کا حق دلایا اور میت اس سے
بری ہوگیا ابو قتادہؓ نے عرض کیا جی ہان جب آپ نے اسپر نماز پڑہی صحیح کہا اسکو ابن حبان اور حاکم نے اور نکالا اسکو
احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور دار قطنی نے از روضہ مختصرا **عن** ابن عباسٍ اَنَّ رجلاً لزم غریماً لہٗ بعشرۃ دنانیر
علی عھد رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال ما عندی شیئٌ اُعطیکہ فقال لا واللّٰہ لا افارقک حتی تقضینی
او تاتینی بحمیلٍ فجرّہ الی النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال لہ النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کم تستنظرہ فقال
شھرًا فقال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فانا احمل لہ فجاءہ فی الوقت الذی قال النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ
وسلّم فقال لہ النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم من این اصبت ھٰذا قال من معدنٍ قال لا خیر فیھا وقضاھا
عنہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہی ایک شخص نے اپنے قرضدار کا پیچھا کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین جسپر اسکے دس دینار نکلتے تہے قرضدار بولا میرے پاس کچہ نہین جو مین تجہہ کو دون قرضخواہ بولا نہین قسم خدا کی مین تجہ
کو نہین چہوڑون گا یہانتک کہ میرا قرض ادا کرے یا کسی کو ضمانت دیوے آخر وہ اسکو کہینچکر لایا آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس آپ نے فرمایا (قرضخواہ سے) تو اسکو کتنے دنون تک مہلت دیتا ہے وہ بولا ایک مہینے کی آپ نے فرمایا تو مین
اسکا ضامن ہوتا ہون پہر قرضدار اپنے وقت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا اپنا قرضہ لیکر آیا آپ نے فرمایا یہ
تو نے کہان سے پایا وہ بولا ایک خزانے سے آپ نے فرمایا خزانہ مین بہتری نہین (کیونکہ احتمال ہے کہ کسی دوسرے مسلمان کا

مال ہو) اور قرضخواہ کا قرض ادا کر دیا **عن** اَبِی قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِجَنَازَةٍ لِیُصَلِّیَ عَلَیْهَا فَقَالَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ فَاِنَّ عَلَیْهِ دَیْنًا فَقَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ اَنَا اَتَکَفَّلُ بِهٖ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَفَاءِ قَالَ بِالْوَفَاءِ وَکَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ اَوْ تِسْعَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا نماز پڑہنے کیوسطے آپنے فرمایا نماز پڑہلو اپنے ساتہی پر کیونکہ وہ قرضدار ہے ابو قتادہ نے عرض کیا مین اسکے قرض کا ضامن ہوتا ہون آپنے فرمایا تو پورا قرض ادا کریگا ابو قتادہ رضی نے کہا پورا ادا کرون گا اس میت پر اٹہارہ یا انیس درم قرض تہے **ف** معلوم ہوا قرض بری بلا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی وجہ سی نماز پڑہنے مین تامل کیا بعضون نے کہا آپنے تنبیہ کے لیے ایسا کیا تاکہ دوسرے لوگ قرض کی ادائی کا خوب خیال رکہین قرض وہ بلا ہے کہ شہید کے سارے گناہ معاف ہوجاتی ہین پر قرض معاف نہین ہوتا وہ حق العباد ہے معاذ اللہ بعض علما نے کہا ہی کہ اس حدیث سی یہ نکلا کہ امام کو جائز ہے کہ بعض مردون پر جن سے گناہ سرزد ہوا ہو نماز نہ پڑہے اور لوگون کو ڈرانے کے لیے لیکن دوسرے لوگ نماز پڑہ لین حدیث سی یہ بہی نکلا کہ میت کی طرف سی ضمانت درست ہے اگرچہ اسنے قرض کے موافق مال نہ چہوڑا ہو اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر قرض کے موافق اسنے مال نہ چہوڑا ہو تو ضمانت درست نہین **باب** مَنِ ادَّانَ دَیْنًا وَهُوَ یَنْوِیْ قَضَاءَهٗ جو شخص قرض لیوے ادا کرنے کی نیت سے **ف** اس باب کی حدیث مین قرض لینے کی فضیلت مذکور ہے اور مراد اس قرض سے وہ ہی جو اپنے یا اپنے اہل بچون یا عزیزون کو ضروری خرچ کے لیے لیا جاوے یا اللہ کی راہ مین مسکینون اور طالب علمون اور مسافرون کو کہلانے کے لیے جو شخص ایسے باتون مین قرضدار ہوتا ہے اور اسکی نیت ادا کرنیکی ہوتی ہے تو اللہ تعالی ضرور اسکی مدد کرتا ہے اور اسکا قرض ادا کرا دیتا ہے اور بغیر ضرورت کے قرض لینا کسی نے جائز نہین رکہا اور ہمیشہ اہل اللہ اور نیک لوگ قرضداری سے ڈرتے رہے اور اس سے پناہ مانگتے رہے اور بعض اولیا سے جو قرض لینا اور قرضدار رہنا منقول ہے تو وہ بہی قرضہ تہا کہ انہون نے اپنے حظ نفس کے لیے نہین لیا تہا بلکہ غریبون کو دینے کے لیے اور مسکینون کو کہلانے کے لیے حضرت زبیر اور حضرت عمر قرضدار ہی مرے تہے مجدد الف ثانی افاض اللہ علینا من انوارہ وبرکاتہ فرماتے ہین کہ انکو کشف سی معلوم ہوا کہ جس قرض کا مواخذہ ہوتا ہے وہ وہی قرض ہے جو اپنے حظ نفس کے لیے یا بلا ضرورت یا ادا نکرنے کی نیت سے لیا جاوے لیکن جو شخص اسکی ذات مین فانی ہو وہ قرض بہی لیگا تو اسہی کیوسطے اور اللہ تعالی اسکی ادا کی کوئی شکل ضرور نکالدے گا دنیا مین یا آخرت مین اسپر بہی عوام مسلمانون کو جیسے ہم لوگون کی حالت ہی قرض نہ لینا ہی بہتر ہے اگر اللہ دیوے تو اسکے رضامندی مین مال صرف کیا جاوے نہین تو تکلیف اوٹہانا اور قناعت

کرنا بہتر ہے بقول سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ ؎ بتمنای گوشت مردن بہ ز تقاضای زشت قصابان اور سب سے زیادہ برا قرض وہ ہے جو ہماری زمانہ کے لوگ لیتے ہیں جس میں سود دیتے ہیں اور حرام میں مبتلا ہوتے ہیں سودی قرض کسی حال میں درست نہیں اگرچہ کیسی ہی شدید ضرورت ہو اور نہ سودی قرض لیکر اسکا کار خیر میں صرف کرنا کچھ اجر دیگا بلکہ اور عذاب ہونیکا ڈر ہے اسیطرح سے وہ قرض جو رسمی شادی بیاہ ساچق مہندی برات بسم اللہ خوانی وغیرہ کے لیے لیا جاتا ہے یا سوم چہلم و رسم سالانہ کے لیے اول تو یہ سب چیزیں بدعت اور منع ہیں دوسرے قرضہ کا گناہ اور مواخذہ تیسرے سود کا عذاب لاحول ولا قوۃ خسر الدنیا والاخرہ مسلمان کو قرض لینے کی کبھی ضرورت نہیں مگر اسی حال میں جب وہ یا اسکے بال بچے بھوک سے مرتے ہوں اسوقت بھی ضرورت کے موافق قرض لیوے اللہ اسکو ادا کرا دیگا رہا شادی بیاہ موت مٹی وغیرہ اس میں شرع کے موافق زیادہ خرچ ہے نہیں ہے کہ قرض کی حاجت پڑے صرف ایجاب اور قبول سے نکاح ہو جاتا ہے اور سوم چہلم و رسم سالانہ ساچق مہندی برات کی ضرورت ہی نہیں بلکہ یہ سب کام منع ہیں پھر انکے واسطے قرض کیوں لیوے اگر ایسا ہی نکاح میں کچھ شیرینی وغیرہ کے منگانے کی ضرورت ہو تو تھوڑے بتاشے یا خرما کفایت کرتے ہیں باقی اگر حلال پیسا کسی کے پاس ہو تو زیور اور لباس اور ظروف اور کھانے میں صرف کرے لیکن آتشبازی اور ناچ رنگ روشنی بیفائدہ میں ایک حبہ بھی نہ لگا دے پیسے کا پیسہ خراب اور گناہ آخرت کا اور تکلیف دنیا کی الگ وبال لاحول ولا قوۃ الا باللہ ؎

رسم دنیا کی بھلی ہو یا بری پھیر دے تو سب کی گردن پر چھری

عن اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَيْمُوْنَةَ قَالَ كَانَتْ تَدَّانُ دَيْنًا فَقَالَ لَهَا بَعْضُ اَهْلِهَا لَا تَفْعَلِيْ وَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا قَالَتْ بَلٰى اِنِّيْ سَمِعْتُ نَبِيِّيْ وَخَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدَّانُ دَيْنًا يَعْلَمُ اللّٰهُ مِنْهُ اَنَّهُ يُرِيْدُ اَدَاءَهُ اِلَّا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا ام المومنین میمونہ قرض لیا کرتی تھیں انکے بعض گھر والوں نے اس سے منع کیا اور اسکو برا جانا ام المومنین نے کہا ہاں میں نے اپنی نبی اور اپنے جانی دوست حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی مسلمان ایسا نہیں جو قرض لیوی اور اللہ جانتا ہو کہ وہ اسکے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے مگر اللہ تعالی اسکو ادا کرا دیگا دنیا ہی میں **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اللّٰهُ مَعَ الدَّائِنِ حَتّٰى يَقْضِيَ دَيْنَهُ مَا لَمْ يَكُنْ فِيْمَا يَكْرَهُ اللّٰهُ قَالَ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ يَقُوْلُ لِخَازِنِهِ اِذْهَبْ فَخُذْ لِيْ بِدَيْنٍ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اَبِيْتَ لَيْلَةً اِلَّا وَاللّٰهُ مَعِيْ بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے قرضدار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ وہ اپنا قرض ادا کرے جب تک یہ قرضہ بری کاموں میں جنکو اللہ تعالی ناپسند کرتا ہے نہ ہو۔ راوی نے کہا عبد اللہ

عبداللہ بن جعفر اپنے خزانچی سے کہتے جا اور میرے لیے قرض لیکر آ کیونکہ میں برا جانتا ہوں کہ ایک رات گذاروں اور اللہ تعالی میرے ساتھ نہ ہو جب سے میں نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے **باب** مَنِ ادَّانَ دَیْنًا لَمْ یَنْوِ قَضَاءَہٗ جس نے قرض لیا اور ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتا **عن** صُهَیْبِ الْخَیْرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا رَجُلٍ یَدِیْنُ دَیْنًا وَهُوَ مُجْمِعٌ اَنْ لَا یُوَفِّیَهٗ اِیَّاهُ لَقِیَ اللّٰهَ سَارِقًا صہیب سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کچھ قرض لیوے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اسکو ادا نہ کریگا تو وہ اللہ تعالے سے ملیگا چور ہو کر **عن** صُهَیْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ دوسری روایت بھی صہیب سے ایسی ہی ہے **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لوگوں کا مال لیوے اسکو تباہ کرنے کے لیے رکھا یعنے اڑانے کے لیے نہ ادا کرنے کی نیت سے تو اللہ تعالی اسکو تباہ کریگا **باب** التَّشْدِیْدِ فِی الدَّیْنِ قرض میں سختی کا بیان **عن** ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ فَارَقَ الرُّوْحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِنْ ثَلَاثٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّیْنِ ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکی روح بدن سے جدا ہو اور وہ تین چیزوں سے پاک ہو تو جنت میں جاویگا تکبر اور چوری اور قرض سے **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَیْنِهٖ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْهُ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی جان لٹکی رہیگی اسکے قرضہ میں یہانتک کہ وہ ادا کیا جاوے **ف** لٹکی رہیگی یعنے اسکو آرام نہ ملیگا یا جنت میں گھسنے نہ پاویگا **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَعَلَیْهِ دِیْنَارٌ اَوْ دِرْهَمٌ قُضِیَ مِنْ حَسَنَاتِهٖ لَیْسَ ثَمَّ دِیْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مر جاوے اور اسپر دینار یا درم ہو تو اسکی نیکیاں اسکی بدلدی جاوینگی وہاں دینار اور درم نہیں ہے **باب** مَنْ تَرَكَ دَیْنًا اَوْ ضَیَاعًا فَعَلَی اللّٰهِ وَعَلٰی رَسُوْلِهٖ جو شخص قرضہ یا بال بچے بے معاش چھوڑ جاوے تو وہ اللہ اور اسکے رسول پر ہے **ف** اول زمانہ اسلام میں جب مال کم تھا تو جو کوئی قرضدار مرتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسپر نماز نہ پڑھتے صحابہ کو فرماتے وہ پڑھ لیتے پھر جب اللہ تعالی نے فتوحات دیں اور مال ہاتھ آیا تو آپ نے یہ حکم دیا کہ اب جو کوئی مسلمان قرضدار مرے اسکا قرضہ میں ادا کروں گا اسیطرح جو بے معاش بال بچے چھوڑ جاوے ان کی بھی پرورش میرے ذمہ ہے قربان آپکی عنایت اور رحم اور کرم کے کہ جو بال چھوڑ جاوے

وہ تو وارثون کا ہی اور جو قرض چھوڑ جاوی وہ آپ کے ذمہ ہے **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
یقول اذا توفی المؤمن فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علیہ الدین فیسال ھل ترک لدینہ من قضاء
فان قالوا نعم صلی علیہ و ان قالوا لا قال صلوا علی صاحبکم فلما فتح اللہ علی رسولہ الفتوح قال انا
اولی بالمؤمنین من انفسھم فمن توفی و علیہ دین فعلی قضاءہ و من ترک مالا فھو لورثتہ ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی مومن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین مرتا تو آپ
پوچھتے کیا اس نے اتنا مال چھوڑا ہے کہ اسکا قرض ادا ہو جاوے اگر لوگ کہتے ہان چھوڑا ہے تو آپ اسپر نماز پڑھتے اور جو
کہتے نہین تو آپ فرماتے تم نماز پڑھ لو اپنے ساتھی پر پھر جب اللہ نے اپنے رسول کو فتح پر فتح دی تو آپ نے فرمایا مین مومنون
کو زیادہ چاہتا ہون انکی جانون سے تو جو کوئی مرجاوے اور قرضدار رہوین اسکا قرض ادا کرون گا اور جو کوئی مال چھوڑ جاوے
تو وہ اسکے وارث لینگے (مال سے مجھہ کو غرض نہین وہ وارثون کا ہے) **عن** جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من ترک مالا فلورثتہ و من ترک دینا او ضیاعا فعلی والی و انا اولی بالمؤمنین جابر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرضہ چھوڑ جاوے یا بال بچے جنکے تباہ ہونیکا ڈر ہو اپنے ساتھی سی تو انکا
کا بوجھہ مجھ پر ہے اور وہ قرضہ میری طرف ہی اور جو کوئی مال چھوڑ جاوے وہ اسکے وارثون کو ملیگا مین بہت قریب ہون مومنون
کا **باب** انظار المعسر جب قرضدار محتاج ہو تو اسکو مہلت دینا **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من یسر علی معسر یسر اللہ علیہ فی الدنیا والاخرۃ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی محتاج پر آسانی کرے گا (اسکو مہلت دیگا تقاضا نہ کریگا) اللہ تعالی اوسپر آسانی کریگا
دنیا اور آخرت مین **عن** بریدۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من انظر معسرا کان لہ کل یوم صدقۃ
و من انظرہ بعد حلہ کان لہ مثلہ فی کل یوم صدقۃ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مہلت دیگا محتاج کو اسکو ہر دن پیچھے ایک صدقہ کا ثواب ملیگا اور جو کوئی میعاد گذر جانے پر اسکو
مہلت دیگا تو اسکو ہر دن پیچھے کل قرض کے صدقہ کا ثواب ہوتا رہیگا **عن** ابی الیسر صاحب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ من احب ان یظلہ اللہ فی ظلہ فلینظر معسرا او لیضع لہ
ابوالیسر سے روایت ہی جو صحابی تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپنے فرمایا جو کوئی چاہے کہ اللہ تعالی
اسکو اپنے سایہ مین رکھے تو وہ مہلت دیوی محتاج کو یا کچھ قرضہ معاف کر دیوے **عن** حذیفۃ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان رجلا مات فقیل لہ ما عملت فاما ذکر او ذکر قال انی کنت اتجوز فی السکۃ

وَالتَّقْدِ وَانْظِرِ الْمُعْسِرَ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ اَنَا قَدْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حذیفہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص مرگیا اس سے پوچھا گیا تو نے کیا عمل کیا اس نے خود یاد کیا یا اسکو یاد دلایا گیا (خدا کی طرف سے) کہ میں سکہ اور نقد میں چشم پوشی کرتا رہتا یعنے اگر کوئی بٹے کا روپیہ یا اشرفی بھی مجھکو دیتا تو میں لے لیتا اپنا نقصان گوارا کرلیتا لیکن دوسرے پر سختی نہ کرتا) اور محتاج کو مہلت دیتا یہ سنکر اللہ تعالے نے اسکو بخشدیا ابو مسعود نے کہا میں نے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے **باب** حُسْنِ الْمُطَالَبَةِ وَاَخْذِ الْحَقِّ فِيْ عَفَافٍ مطالبہ نرمی کے ساتھ کرنا اور حق وصول کرنے میں بری کاموں سے بچنا **عن** ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِيْ عَفَافٍ وَافٍ اَوْ غَيْرِ وَافٍ ابن عمر اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حق طلب کرے تو عفاف (تقوی) کے ساتھ اسکو طلب کرے خواہ اسکا حق پورا ادا ہو یا نہ ہو **ف** عفاف کے ساتھ طلب کرنا یہ ہے کہ طلب کرنے میں نرمی اور شفقت کا لحاظ رکھے خلاف شرع سختی نہ کرے اور گالی گلوچ نہ بکے یا وہی مال لیوے جو حلال ہے حرام مال سے اپنا قرض پورا نہ کرے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِصَاحِبِ الْحَقِّ خُذْ حَقَّكَ فِيْ عَفَافٍ وَافٍ اَوْ غَيْرِ وَافٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحب حق سے فرمایا اپنا حق عفاف کے ساتھ لے پورا ہو یا نہ ہو **باب** حُسْنِ الْقَضَاءِ عمدہ قرض ادا کرنا کیونکر ہے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَيْرَكُمْ اَوْ مِنْ خَيْرِكُمْ اَحَاسِنُكُمْ قَضَاءً ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا بہتر تم میں وہ شخص ہے یا بہتر لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو قرض کو اچھی طرح سے ادا کرے **ف** قرض کا اچھی طرح ادا کرنا یہ ہے کہ قرض کے مال سے اچھا مال دیوے یا کچھ زائد دیوے یا قرضخواہ کا شکریہ ادا کرے قرض میں زائد ادا کرنا مستحب ہے اور یہ منع نہیں ہے منع وہ ہے جب زیادہ دینے کی شرط ہو وہ سود ہے **عن** اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْلَفَ مِنْهُ حِيْنَ غَزَا حُنَيْنًا ثَلٰثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا فَلَمَّا قَدِمَ قَضَاهَا اِيَّاهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْوَفَاءُ وَالْحَمْدُ ابو ربیعہ مخزومی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب حنین کا جہاد کیا تو اس سے تیس ہزار یا چالیس ہزار قرض لیے پھر جب وہاں سے لوٹ کر آئے تو انکا روپیہ ادا کیا بعد اسکے آپ نے فرمایا اللہ برکت دیوے تیرے گھر والوں اور تیرے مال میں قرض حسنہ کا بدلہ یہ ہے کہ پورا قرض ادا کرے اور جس سے قرض لیا ہے اسکا شکریہ کرے اور اسکے لیے

دعا کرے (اور قرضخواہ اسوقت یون کہے تو نے میرا حق پورا دیا اللہ تیرا حق پورا دیوے) **باب لِصَاحِبِ الْحَقِّ سُلْطَانٌ**

قرضخواہ کو سخت بات کہنے کا حق ہے **عن** ابن عباس قال جاء رجل يطلب نبي الله صلى الله عليه وسلم بدين او بحق فتكلم ببعض الكلام فهم صحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم به فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مه ان صاحب الدين له سلطان على صاحبه حتى يقضيه ابن عباس سے روایت ہے ایک شخص آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قرض یا حق مانگنے کو تو اس نے کوئی بات سخت کہی (اس شخص کا نام زید تھا اور سخت بات اس نے یہ کہی تھی کہ اے بنی مطلب تم حیلہ وحوالہ بہت کرتے ہو قرض کے ادا کرنے میں نکالا اسکو طبرانی اور حاکم اور ابن حبان اور بیہقی نے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے قصد کیا اسکو سزا دینے کا آپ نے فرمایا ٹھہرو جسکا قرض آتا ہے اسکو حکومت ہی اپنے قرضدار پر یہانتک کہ وہ اپنا قرض ادا کرے **ف** حکومت سے یہ مطلب ہے کہ سختی کے ساتھ بھی اس سے مانگ سکتا ہے تقاضا کر سکتا ہے لیکن یہ جب ہے کہ قرضدار بلا ضرورت ٹالتا ہو اگر اسکے پاس واقعی کچھ نہ ہو اور وہ سچا عذر کرے تو پھر زبان درازی اور تقاضا درست نہیں ہے اس حدیث سے آنحضرت کا کمال خلق معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ سچے پیغمبر تھے اگر اور دنیا کے حاکموں کیطرح ہوتے تو اسکو مار کر نکلوا دیتے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم **عن** ابي سعيد الخدري قال جاء اعرابي الى النبي صلى الله عليه وسلم يتقاضاه دينا كان عليه فاشتد عليه حتى قال له احرج عليك الا قضيتني فانتهره اصحابه وقالوا ويحك تدري من تكلم قال اني اطلب حقي فقال النبي صلى الله عليه وسلم هلا مع صاحب الحق كنتم ثم ارسل الى خولة بنت قيس فقال لها ان كان عندك تمر فاقرضينا حتى يأتينا تمرنا فنقضيك فقالت نعم بابي انت يا رسول الله قال فاقرضته فقضى الاعرابي واطعمه فقال اوفيت اوفى الله لك فقال اولئك خيار الناس انه لا تقدست امة لا يأخذ الضعيف فيها حقه غير متعتع ابو سعید خدری سے روایت ہے ایک گنوار آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آپ سے تقاضا کرتا تھا اپنے قرض کا جو آپ کے اوپر تھا اس نے سختی کی یہانتک کہ بولا میں آپکو تنگ کرونگا نہیں تو میرا قرض ادا کر دیجیے یہ سنکر آپ کے اصحاب نے اسکو جھڑکا اور کہنے لگے ارے افسوس تو نہیں جانتا کس سے یہ باتیں کرتا ہے وہ بولا میں اپنا حق مانگتا ہوں آپ نے فرمایا بھلا تم قرضخواہ کی طرفداری کیوں نہیں کرتے پھر آپ نے خولہ بنت قیس کے پاس کسیکو بھیجا اور کہلا بھیجا اگر تیرے پاس کھجور ہو تو مجھکو قرض دے یہانتک کہ ہماری کھجور آوے تو ہم تجھکو ادا کر دینگے وہ بولی ہان میرے پاس کھجور ہے میرا باپ آپ پر صدقے یا رسول اللہ راوی نے کہا پھر خولہ نے آپ کو کھجور قرض دی آپ نے گنوار کے قرض کو ادا کیا اور اسکو کھانا کھلایا وہ بولا آپ نے میرا حق پورا دیا اللہ آپکو

پورا دیوے آپ نے فرمایا وہی بہتر لوگ ہیں کبھی پاک نہ ہوگی وہ امت جس میں ناتوان اپنا حق نہ لے سکے بغیر تکلیف کے ف
سبحان اللہ کیا عدل و انصاف تھا آپ کا کہ اپنی صحابہ کو بھی یہ فرمایا کہ تم قرضخواہ کی مدد کرو میری رعایت کیوں کرتے ہو حق کا خیال
اس سے زیادہ کیا ہوگا یہ ایک کھلی دلیل ہے آپ کی نبوت کی سوا نبی کے دوسرے سے ایسا عدل و انصاف ہونا ممکن نہیں
دوسری روایت میں ہے کہ پھر وہ گنوار جو کافر تھا مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا میں نے آپ سے زیادہ صابر نہیں دیکھا

باب الحبس فی الدین والملازمۃ قرض کی علت میں قید کرنا اور قرضدار کا پیچھا کرنا اسکے ساتھ رہنا **عن** عمرو بن الشرید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لی الواجد یحل عرضہ وعقوبتہ قال علی الطنافسی یعنی عرضہ شکایتہ وعقوبتہ سجنہ۔ شرید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو قرض ادا کرنے کی طاقت ہو اور وہ دیر لگا دے ادا کرنے میں تو اسکی عزت حلال ہو گئی اور اسکو تکلیف دینا درست ہوگیا علی طنافسی نے کہا عزت حلال ہونے کے یہ معنی ہیں کہ قرضخواہ کو اس کی شکایت کرنا درست ہوگیا اور تکلیف درست ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسکا قید کرنا درست ہوگیا **عن** الھرماس بن حبیب عن ابیہ عن جدہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغریم لی فقال لی الزمہ ثم مر بی آخر النہار فقال ما فعل اسیرک یا اخا بنی تمیم ہرماس بن صہیب سے روایت ہے اس نے اپنے باپ سے اس نے دادا سے کہ میں آیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اپنے ایک قرضدار کو لیکر آپ نے فرمایا اسکے ساتھ رہ (جہاں جہاں یہ جاوے اسکو ملازمت کہتے ہیں) پھر آپ آخر دن میں مجھ پر سے گذرے اور فرمایا تیرا قیدی کہاں ہے اے بنی تمیم کے بھائی **عن** عبد اللہ بن کعب بن مالک عن ابیہ انہ تقاضی ابن ابی حدرد دینا لہ علیہ فی المسجد حتی ارتفعت اصواتہما حتی سمعہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو فی بیتہ فخرج الیہما فنادی کعبا فقال لبیک یا رسول اللہ قال دع من دینک ہذا واومی بیدہ الی الشطر فقال قد فعلت قال قم فاقضہ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ ابن حدرد پر انہوں نے اپنے قرض کا تقاضا کیا مسجد نبوی میں یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو سنا آپ اپنے گھر میں تھے (جو مسجد سے ملا ہوا تھا) آخر آپ برآمد ہوئے ان دونوں کے پاس اور کعب کو پکارا وہ بولا حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اپنے قرض میں سے اتنا چھوڑ دے اور ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی آدھا قرض چھوڑ دے (معاف کر دے) کعب نے کہا میں نے معاف کیا آپ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا اٹھ اسکا قرض ادا کر

باب القرض قرض دینے کا ثواب **عن** قیس بن رومی قال کان سلیمان بن اذنان یقرض علقمۃ الف درہم الی عطائہ فلما خرج عطاؤہ تقاضاہا منہ واشتد علیہ فقضاہ فکان علقمۃ غضب فمکث

اَشْهُرًا ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ اَقْرِضْنِيْ اَلْفَ دِرْهَمٍ اِلٰى عَطَائِيْ قَالَ نَعَمْ وَكَرَامَةً يَا اُمَّ عُتْبَةَ هَلُمِّيْ تِلْكَ الْخَرِيْطَةَ الْمَخْتُوْمَةَ الَّتِيْ عِنْدَكِ فَجَاءَتْ بِهَا فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ اِنَّهَا لَدَرَاهِمُكَ الَّتِيْ تَقْضِيْتَنِيْ مَا حَرَّكْتُ مِنْهَا دِرْهَمًا وَاحِدًا قَالَ فَلِلّٰهِ اَبُوْكَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ بِيْ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْكَ قَالَ مَا سَمِعْتَ مِنِّيْ قَالَ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّتَيْنِ اِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّةً قَالَ كَذٰلِكَ اَنْبَاَنِيْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قیس بن رومی سے روایت ہے سلیمان بن اذنان علقمہ کو ہزار درم قرض دیتے تھے انکی تنخواہ وصول ہونے تک جب انکی تنخواہ نکلی تو سلیمان نے تقاضا کیا سخت تقاضا کیا تو علقمہ نے اسکا قرض ادا کر دیا مگر ایسا معلوم ہوا کہ علقمہ غصے ہوئے پھر کئی مہینے تک علقمہ ٹھیرے رہے بعد اسکے سلیمان کے پاس آئے اور کہنے لگے ہزار درم مجھکو قرض دو میری تنخواہ کے وعدے پر سلیمان نے کہا بہت خوب بڑی خوشی سے اور پکارا اے ام عتبہ وہ تھیلی لا جس پر مہر کی ہوئی تیرے پاس ہے وہ لیکر آئی سلیمان نے کہا دیکھو یہ وہی درم ہین جو تمنے مجھکو ادا کیے تھے مینے اس مین سے ایک درم بھی صرف نہین کیا علقمہ نے کہا تیرا باپ بڑا ہے (یہ ایک کلمہ تعریف کا ہے عرب مین) پھر تو نے میرے سے ایسا کیون کیا (یعنے جب تجھکو روپیون کی ضرورت نہ تھی اور تو نے لیکر اسی طرح رکھ چھوڑے تو پھر مجھپر اتنا سخت تقاضا کیون کیا) سلیمان نے کہا اس حدیث کی وجہ سے جو مینے تجھ سے سنی علقمہ نے کہا وہ کونسی حدیث تو نے مجھ سے سنی سلیمان نے کہا مینے تجھ سے سنا تو حدیث روایت کرتا تھا ابن مسعود سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہین جو دو بارہ قرض دیوے مگر اسکو ایکبار اتنے مال کے صدقہ کا ثواب ہوگا علقمہ نے کہا مجھ سے ابن مسعود نے ایسا ہی بیان کیا **ف** تو ہر بار قرض مین آدھے صدقہ کا ثواب ہے دو بارہ قرض دیوے تو گویا اتنا کل مال صدقہ دیا اسوجہ سے سلیمان نے سخت تقاضا کرکے اپنا قرض وصول کر لیا تاکہ علقمہ کو دوبارہ قرض لینے کی ضرورت ہو اور انکا ثواب زیادہ ہو سبحان اللہ اگلے لوگ ثواب کے کیسے عاشق اور کیسے طالب تھے آگے حدیث مین ہے کہ قرض مین صدقہ سے زیادہ ثواب ہے یہ حدیث بظاہر اسکے مخالف ہے اور ممکن ہے کہ یہ حدیث مطلق قرض مین ہو اور وہ اس قرض مین جس مین مدیون پر تقاضا نہ کرے یا جو سخت ضرورت کیوقت دیوے واللہ اعلم **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ مَكْتُوْبًا اَلصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ فَقُلْتُ يَا جِبْرَائِيْلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ لِاَنَّ السَّائِلَ يَسْاَلُ وَعِنْدَهٗ وَالْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ اِلَّا مِنْ حَاجَةٍ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھکو معراج ہوا مینے جنت کے دروازے پر یہ لکھا دیکھا صدقہ مین دس گنا ثواب ہے اور قرض مین اٹھارہ گنا مینے کہا

اے جبرئیل کیا سبب ہے جو قرض دینا صدقہ سے افضل ہے انہوں نے کہا اسوجہ سے کہ مانگنے والا مانگتا ہے اور اسکے پاس ہوتا ہے رکھا رکھو) اور قرض لینے والا قرض نہین مانگتا مگر ضرورت سے **ف** یعنی سائل بعضے حریص بھی ہوتے ہین کہ مال رکھکر سوال کرتے ہین اور خدا سے نہین شرماتے لیکن قرض کوئی بے ضرورت نہین لیتا یہ اگلی زمانے مین تھا اب تو معاذاللہ ایسے لوگ نکلے ہین کہ قرض بھی بے ضرورت مانگتے ہین اور انکی نیت دوسرے کا مال ہضم کرنے کی اور اپنے پاس مال جوڑ نیکی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ مین قرض حسنہ کا باب بند ہوگیا ہے الا ماشاءاللہ اگر لوگ برابر قرض ادا کرین تو دینے والے ضرور دیوین مگر بیچارے دینے والے کیا کرین وہ سمجھتے ہین کہ قیامت تک وصول نہ ہوگا **عن** يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ الْهُنَائِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا الرَّجُلُ مِنَّا يُقْرِضُ أَخَاهُ الْمَالَ فَيُهْدِي لَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا فَأَهْدَى لَهُ أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ فَلَا يَرْكَبْهَا وَلَا يَقْبَلْهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذَلِكَ یحیے بن ابی اسحاق ھنائی سے روایت ہے

مین نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کوئی شخص ہم مین سے اپنے بھائی مسلمان کو قرض دیتا ہے پھر قرض لینے والا اسکو تحفہ بھیجتا ہے انس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے کسیکو قرض دیوے پھر وہ اسکو تحفہ بھیجے یا جانور پر سوار کرے تو اسکو سوار ہونا نہ چاہیے نہ تحفہ لینا البتہ جب پہلے سے ایسی باتین ہوتی رہتی ہون **ف** یعنے قرض دینے سے پہلے بھی اسکے پاس سے حصہ آیا کرتا ہو یا سواری وہ دیا کرتا ہو تو اب بھی اسکا قبول کرنا درست ہے اور جو قرض کے پہلے اسکی رسم نہ تھی تو یقیناً اسکا سبب قرض ہوگا اور ہماری شریعت مین قرض دیکر منفعت اٹھانا درست نہین یہ حدیث کا اسناد ضعیف ہے یحیے بن ابی اسحاق ہنائی مجہول ہے اور عتبہ بن حمید ضبی کو امام احمد نے ضعیف کیا اور اس سے اسمعیل بن عیاش روایت کرتا ہے وہ بھی ضعیف ہے اور بخاری نے تاریخ مین نکالا انس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کسی کو قرض دیوے تو اسکا تحفہ نہ لیوے اور بیہقی نے ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبداللہ بن سلام اور ابن عباس سے سنن کبرے مین نکالا کہ ان سبھون نے کہا جس قرض سے منفعت ہو وہ سود ہے یعنے سود کی قسمون مین سے ایک قسم ہے اور بیہقی نے معرفہ مین فضالہ بن عبید سے موقوفاً ایسا ہی روایت کیا اور بخاری نے ابو بردہ بن ابی موسی سے نکالا کہ مین مدینہ مین آیا تو عبداللہ بن سلام سے ملا انہون نے کہا تو ایسے ملک مین ہے جہان سود جاری ہے تو جب تیرا کسیپر ہووے تحبہ کو گھاس کا ایک گٹھا یا جو کا یا قت کا بھیجے تو مت لے اسکو وہ ربا ہے اور حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند مین حضرت علی سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس قرض سے جس سے منفعت حاصل

ہو اور ایک روایت میں ہے جس قرض سے منفعت حاصل ہو وہ ربا ہے اور اسکے اسناد میں سوار بن مصعب متروک ہے اور
موطا میں ابن عمر سے مروی ہے کہ جاہلیت میں ربا یہی تھا کہ ایک شخص کا قرض دوسرے پر آتا پھر قرضخواہ قرضدار سے
کہتا جب میعاد گذر جاتی کہ تو ادا کرتا ہے یا سود دیتا ہے اگر وہ سود دیتا تو وہ میعاد بڑھا دیتا ان سب احادیث اور آثار
سے یہ نکلتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں جو قرض دیکر اسپر فیصدی منفعت کی شرط ٹھیرا لیتے ہیں مثلاً ایک روپیہ فیصدی
یا دو روپیہ فیصدی یا آٹھ آنہ فیصدی یہ ربا ہے اور حرام ہے اور تمام علما کا اسپر اتفاق ہے اور اس صورت میں پرامیسری
نوٹوں کا اور بنک اور ریلوے شیرس کا سود لینا بالکل حرام ہوگا لیکن بعض متاخرین احناف نے اسکو جائز رکھا ہے
اس بنا پر کہ یہ سود نصاری سے لیا جاتا ہے دار الحرب میں اور ہدایہ میں اس باب میں ایک حدیث لایا ہے کہ سود نہیں ہے
درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب میں اور قرار دیا ہے اس امر کو کہ حربی کا مال محفوظ نہیں ہے تو جس طریق سے اسکو مسلمان
لے لیوے وہ درست ہوگا اگرچہ سود ہی کے نام سے لیوے اور ہم کہتے ہیں کہ سود کی حرمت کی حدیثیں اور آیتیں مطلق
ہیں اور یہ کیا غضب کی بات ہے کہ حنفیہ بہت سے مسائل میں صحیح اور مشہور حدیثوں سے کتاب اللہ کی تخصیص جائز نہیں رکھتے
جیسے یمین مع الشاہد الواحد کے باب میں ابھی گذرا اور یہاں ایک باطل حدیث سے جسکا کہیں پتہ نہیں ہے کتاب اللہ
اور احادیث مشہورہ کی تخصیص جائز کر لیتے ہیں ہم کو تو ابتک یہ حدیث کسی کتاب میں نہیں ملی نہ صحیح طریق سے نہ ضعیف
طریق سے اور زیلعی اور حافظ نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اگر کسی تابعی سے یہ قول مروی ہو تو تابعی کا قول کوئی حجت نہیں
ہے نہ احناف کے نزدیک نہ اہلحدیث کے نزدیک اور جو حجت بھی ہو تو اس سے کتاب اللہ کی تخصیص نہیں ہو سکتی پھر سود
کھانا مطلقاً حرام ہوگا خواہ ذمی سے لیا جاوے یا مسلمان یا حربی سے دار الاسلام میں لیا جاوے یا دار الحرب میں
اور ایک مشکل اور ان علما کو پیش آویگی وہ یہ کہ ہندوستان کو دار الحرب ثابت کرنا پڑیگا اور اس میں بہت اختلاف ہے
علما کا کہ جو ملک ایکمرتبہ دار الاسلام ہو جاوے وہ پھر دار الحرب ہو سکتا ہے یا نہیں اور دار الحرب کیلیے یہ بھی ضرور ہے
کہ وہاں شعائر اسلام سے ممانعت کی جاتی ہو جیسے اذان نماز روزہ وغیرہ سے اور ہندوستان میں ان عبادات کی
کوئی مزاحمت نہیں ہوتی بلکہ مسلمان بڑی آزادی کے ساتھ اپنے عبادات مذہبی بجا لاتے ہیں البتہ اس میں شک
نہیں ہے کہ ہندوستان میں حدود شرعیہ جاری نہیں ہیں جیسے حد خمر یا حد زنا یا حد سرقہ اور علانیہ فسق اور فجور اور
فواحش اور شرب خمر کا ارتکاب ہوتا ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ حدود شرعیہ تو اس زمانہ میں کسی مسلمانی سلطنت میں جاری
نہیں ہیں نہ روم نہ ایران نہ افغانستان نہ بخارا نہ عرب میں بلکہ حرمین شریفین میں بھی حدود شرعیہ جاری نہیں ہیں پھر
ان ملکوں کو بھی دار الحرب کہنا پڑے گا اور دنیا سے دار الاسلام کا وجود اٹھ جاویگا الا ماشاء اللہ نجد یا اسمیں بھی بعض قطعات

ایسے نکلیں جہاں شرع شریف کے کل احکام اور حدود جاری ہوں اس حالت کو دیکھکر مسلمان جتنا افسوس کریں اور جس قدر
روویں اور پیٹیں وہ سب کم ہے کہ اونہوں نے اپنی اپنی حکومتوں میں بھی شرع کو بالائے طاق رکھدیا بھلا نصاری کی
حکومت میں تو مجبوری ہے اور اب امید بھی نہیں ہے کہ کسی مسلمانی سلطنت میں پھر حدود اور احکام شرعیہ پورے طور
سے جاری کیے جاویں بلکہ جو احکام شرعیہ باقی رہگئے ہیں وہ بھی روز بروز اُٹھتے اور موقوف ہوتے جاتے ہیں اور ان کے
بدل نصاری کے قوانین اور آداب جاری کیے جاتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو امام مہدی علیہ السلام کو جلد بھیج کہ ایک
بار پھر اسلام کا بول بالا دیکھ لیں اور بدین تباہ اور برباد کیے جاویں اور نام کے مسلمان یا سچے مسلمان
ہو جاویں یا انکی تلوار سے قتل کیے جاویں خیر اب اصل مطلب میں ہم بحث کرتے ہیں اتنی بات تو صحیح ہے کہ قرض
دیکر جو منفعت لی جاوے وہ اگرچہ باجماع علما اور فقہا سود ہے اور کسی اگلے عالم نے اس باب میں خلاف نہیں کیا مگر ہم کو کوئی
مرفوع صحیح حدیث اسکی حرمت میں نہیں ملتی جتنی احادیث حرمت ربا میں وارد ہیں وہ سب ربای بیع میں ہیں اور اہلحدیث
نے بھی ربا کے باب میں صرف ربای بیع کا ذکر کیا ہے اور قرض کی منفعت کو ربا کے باب میں بیان نہیں کیا بلکہ قرض کے
باب میں جداگانہ اس مسئلہ کو لکھا ہے اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ قرض کی منفعت کی حرمت قطعی نہیں ہے ربا کی مثل
اور کیونکر قطعی ہوسکتی ہے جب اسمیں ایک حدیث مرفوع بھی صحیح نہو ابن ماجہ نے جو حدیث انس کی روایت کی اس میں تین
ضعیف ہیں اور حارث بن ابی اسامہ نے جو حضرت علی کی حدیث نکالی اس میں سوار بن مصعب متروک ہے اب نہیں ہے
مگر موقوف آثار صحابہ اور تابعین سے ان سے حرمت قطعی ثابت ہونا دشوار ہے البتہ اس میں شک نہیں کہ شبہ ربا کا اس میں
قوی ہے اور حضرت عمر نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذر گئے اور ربا کا بیان تفصیل سے نہیں کیا تو بچو تم ربا سے
اور جس میں ربا کا شبہ ہو اور یہ شبہ مضبوط ہوتا ہے علمائے سلف کے اجماع سے کیونکہ ان سبھوں نے اجماع کیا کہ دین میں
زیادت کی شرط ربا ہے اور ابن عمر سے ثابت ہے انہوں نے کہا کہ جاہلیت کا ربا یہی تھا اور حجۃ الوداع کی جو حدیث ہے وہ صحیح ہے
اس میں یہ ہے کہ جاہلیت کا کل ربا موضوع ہے یعنی لغو کردیا گیا اور باطل کردیا گیا اور اول جو ربا میں لغو کرتا ہوں وہ ایا
ربا عباس بن مطلب کا مگر اس میں تصریح نہیں ہے کہ یہ ربا دین کا تھا جائز ہے کہ ربای بیع ہو اگرچہ ظاہر تبادر ربای دین ہے
کیونکہ وعدہ اکثر ربای دین میں ہوتا ہے نہ ربای بیع میں پر مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ بیع بھی کبھی میعاد پر ہوا کرتی ہے اور
جاہلیت میں یہ بیع جاری ہوگی پھر احتمال کے باطل کرنے کے لیے کوئی دلیل چاہیے اور قرآن مجید میں جو یہ آیت ہے
فَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ اور لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً اس میں بھی ربا دین کی تصریح نہیں
ہے اور ربا بیع پر یہ آیتیں منطبق ہوسکتی ہیں اور بڑا قرینہ اسکا کہ قرآن میں ربا سے مراد ربای بیع ہے یہ آیت ہے کہ

قَالُوٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا کیونکہ مماثلت بیع کی ربای بیع مین ہے نہ ربای دین مین یعنے مماثلت کامل اگرچہ ایک نوع کی مماثلت ربای دین کو بھی بیع سے ہوسکتی ہے اور دوسرا بڑا قرینہ یہ ہی کہ تمام اہلحدیث نے اپنی اپنی کتابون مین جیسے بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور مشکوۃ وغیرہ مین ربا کے باب مین صرف ربای بیع کو ذکر کیا ہے نہ ربائے دین کو یہانتک کہ شوکانی نے بہی نیل الاوطار اور دررِ بہیہ مین ربای دین کو ربا کے باب مین بیان نہین کیا بلکہ قرض کے باب مین وہان بہی یون لکھا ہے لَا یَجُوْزُ اَنْ یَجُرَّ الْقَرْضُ لِلْمُقْرِضِ نَفْعًا اور بعضون نے اسکو بصیغہ کراہت لکھا ہے ان باتون سے یہ نکلتا ہے کہ جس ربا کی حرمت قطعًا منصوص ہے وہ ربائے بیع ہے اور ربائے دین کی حرمت قیاس سے ثابت ہوئی ہے یا احادیث ضعیفہ یا موقوفہ سے اور ظاہر ہے کہ قیاس سے یا احادیث ضعیفہ اور موقوفہ سے حرمت قطعی ثابت نہین ہوسکتی اگر مخالف یہ کہے کہ اجماع ایک دلیل قطعی ہے اور کل علماء نے اجماع کیا اسکی حرمت پر اور اسکے ربا ہونے پر تو یہ کہنا بیشک صحیح ہوگا مگر مقابل فریق یہ کہیگا کہ اجماع کی سند کیا ہے اور دوسرے اجماع کا حجت قطعی ہونا یہ کہان سے ثابت ہوا متعدد مسائل مین امام ہمام ابن تیمیہ اور شوکانی اور ابن حزم وغیرہم سے اجماع کی مخالفت منقول ہے اور شوکانی نے کہا کہ اجماع کا دعوی ان دعوون مین سے ہے جس سے حق کے طلبگار کو ڈرنا نہین چاہیے اور اگر ربائے دین حقیقۃً ربا ہوتا اور اسکی حرمت قطعی ہوتی تو اہل جوامع اور مسانید اور سنن اور فقہ اس ربا کو ربا ہی کے باب مین بیان کرتے مخالفین یون جواب دینگے کہ اہل حدیث نے جو ربا کے باب مین ربائے بیع کو ذکر کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ربا کا باب وہ کتاب البیع کے تحت مین لائے ہین پس وہان وہی حدیثین بیان کرنا مناسب تہین جو ربای بیع سے متعلق تہین اور بعض علماء سلف نے اجماع کا خلاف کیا ہے لیکن اس صورت مین جب اجماع کے خلاف کوئی عمدہ دلیل صحیح حدیث سے ملی ہے اور یہان کون سی حدیث ہے جس سے ربای دین کی اباحت ثابت ہو بلکہ قرنًا بعد قرن اور عصرًا بعد عصر ہم دیکھتے ہین کہ ربا کا اطلاق دونون پر برابر ہوتا رہا ہے بلکہ ربائے دین ہی زیادہ شائع ہے عوام کے نزدیک اور ہر ایک اسکو سود کہتا ہے اب احادیث صحیحہ مین جو ربائے دین کی حرمت مروی نہین ہوئی تو اسوجہ سے کہ وہ کھلم کھلا ربا تہا جس مین کسیکو شک نہ تہی اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ اسکے بیان کیطرف نہ کی البتہ ربای بیع مین خفا تہی اور بعض لوگ اسکو بیع سمجہتے تہے اور ربا نہین جانتے تہے تو آپ نے اسکو کھول کر بیان کردیا اور اس سے ڈرایا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اب ایک اور بات سُن لینا چاہیے وہ یہ کہ ریلوی شیرس یا اور تجارتی کمپنیون کی شیرس (حصے) جن مین معین نفع دینے کی شرط ہو مضاربت کی ایک قسم ہے اسیطرح سے پرامیسری نوٹ کو بھی خیال کرنا چاہیے کیونکہ ان سب مین اصل مال واپس نہین مل سکتا اگر دین ہوتا تو اصل روپیہ کی واپسی کا ان مین اقرار ہوتا لیکن مضاربت مین جب نفع معین کرلیا

جاوے تو وہ مضاربت فاسدہ ہو جاتی ہے اور مضاربت فاسدہ میں صرف اصل مال رب المال کو ملنا چاہیے اور نفع جو ملیگا وہ ایک
مال مکروہ ہوگا اور مشتبہ گو حقیقۃً اور قطعاً حرام نہ ہو کیونکہ وہ حقیقۃً ربا دین نہیں ہے پس اسوجہ سے بھی ان چیزوں کی سنیت
کی قطعی حرمت میں شک ہو گیا ہے اور یہ مال مشتبہ ہے اور بیشک تقوی تو یہی ہے کہ اس سے احتراز کیا جاوے اور جو مال
ان ذرائع سے بطور نفع حاصل ہو اسکو حلال طیب نہیں کہہ سکتے ۔ جو ہمارے رائے میں فکر کے بعد آیا وہ ہمنے اس مقام
میں لکھا لیکن میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی گمراہی اور لغزش سے اور دعا کرتا ہوں خدای کریم سے کہ وہ سب مسلمانوں کو تقوے
اور کسب حلال کی توفیق دیوے اور ربا اور شبہ ربا دونوں سے بچاوے آمین یارب العالمین **باب** اداء الدین
عن المیت میت کیطرف سے قرض ادا کرنے کا بیان **عن** سعد بن الاطول ان اخاہ مات وترک ثلثمائۃ درھما
وترک عیالا فاردت ان انفقھا علی عیالہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اخاک محتبس بدینہ
فاقض عنہ فقال یا رسول اللہ قد ادیت عنہ الا دینارین ادعتھما امرأۃ ولیس لھا بینۃ قال فاعطھا
فانھا محقۃ سعد بن اطول سے روایت ہے انکے بھائی مر گئے اور تین سو درم چھوڑ گئے اور بال بچے بھی چھوڑے تو مینے
چاہا کہ ان درموں کو انکے بال بچوں پر صرف کروں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرا بھائی قید
ہے اپنے قرض میں تو ادا کر قرض اسکا سعد نے کہا یا رسول اللہ مینے سب قرض اسکا ادا کر دیا مگر دو دینار جن کا
ایک عورت نے دعوی کیا پر گواہ نہیں لائی (تو مینے اسکو نہیں دیے) آپنے فرمایا اوسکو بھی دیدے وہ عورت
سچی ہے (شاید آپکو یہ وحی سے معلوم ہوا ہوگا یا پہلے سے معلوم ہوگا) **عن** جابر بن عبد اللہ ان اباہ توفی
وترک علیہ ثلثین وسقا لرجل من الیھود فاستنظرہ جابر بن عبد اللہ فابی ان ینظرہ فکلم جابر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشفع لہ الیہ فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلم الیھودی لیاخذ
ثمر نخلہ بالذی لہ علیہ فابی علیہ فکلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابی ان ینظرہ فدخل رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم النخل فمشی فیھا ثم قال لجابر جد لہ فاوف لہ الذی لہ فجدہ بعد ما رجع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ثلثین وسقا وفضل لہ اثنا عشر وسقا فجاء جابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیخبرہ
بالذی کان فوجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غائبا فلما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جاءہ فاخبرہ انہ قد اوفاہ واخبرہ بالفضل الذی فضل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر
بذلک عمر بن الخطاب فذھب جابر الی عمر فاخبرہ فقال لہ عمر لقد علمت حین مشی فیہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیبارکن اللہ فیھا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ان کے باپ مر گئے اور تیس وسق کھجور کے قرض

چھوڑ گئے اپنے اوپر ایک یہودی کے جابر بن عبداللہ نے اس یہودی سے مہلت مانگی اس نے انکار کیا مہلت دینے سے جابر نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تاکہ آپ سفارش کریں اس یہودی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی کے پاس گئے
اور اس سے فرمایا کہ تو اپنے قرضے کے بدل جابر کے درختوں پر جو کھجور ہے وہ لے لے اٹکل کے طور پر لیکن یہودی نے نہ مانا
(کیونکہ یہ کھجور تیس ۳۰ وسق لیکے قرض سے کم تھی ایک وسق ساٹھ صاع کی ہوتی ہے) پھر آپ نے اس سے فرمایا (جابر کو مہلت
دینے کے لیے) اس نے مہلت دینے سے بھی انکار کیا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان درختوں میں تشریف لے گئے اور انکے
بیچ میں چلے اور جابر سے فرمایا تو کاٹ ان کھجوروں کو اور یہودی کا جو قرض ہے وہ پورا ادا کر دے یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم لوٹ آئے اور کھجور کاٹی گئی آپ کے لوٹ آنے کے بعد تو وہ تیس وسق نکلی اور بارہ وسق زیادہ ہوئی اور یہ آپ کی
دعا کی برکت تھی یہودی کو ندامت ہوئی کاش اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے موافق
کل کھجور اٹکل کے طور پر لے لی ہوتی (جابر رضی اللہ عنہ یہ حال دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کر آئے آپ کو
خبر کرنے کے لیے لیکن آنحضرت کو نہ پایا جب آپ لوٹ کر آئے تو جابر رضی اللہ عنہ نے آپ سے بیان کیا کہ انہوں نے
یہودی کا پورا قرض ادا کر دیا اور اس قدر کھجور زیادہ بچ رہی آپ نے فرمایا یہ قصہ عمر سے بیان کر جابر گئے اور ان سے
بیان کیا حضرت عمر نے کہا میں تو سمجھا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کے بیچ میں چلے کہ اللہ تعالیٰ ضرور
ان میں برکت دیگا **ف** یہ ایک کھلا معجزہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب لوگوں کو کھجور کا اندازہ کرنے میں
بڑا دخل ہوتا ہے اگر وہ کھجور تیس وسق سے زیادہ کیا بلکہ تیس وسق بھی ہوتے تو جابر اتنا نہ گھبراتے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے سفارش کراتے اس یہودی پاس نہ وہ یہودی ساری باغ کی کھجور اپنے قرضہ کے عوض میں لینے سے انکار کرتا
وہ کھجور تیس وسق سے بہت کم تھی پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے اس میں ایسی برکت ہوئی کہ قرض کا قرض
ادا ہو گیا اور بارہ وسق اور بچ رہے اس قسم کے معجزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی مقاموں میں ظاہر ہوئے ہیں
کہ تھوڑا سا کھانا یا پانی بہت سے آدمیوں کو کافی ہو گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی یہ معجزہ ظاہر ہوا ہے جو انجیل شریف
میں مذکور ہے کہ کئی روٹیاں چار ہزار آدمیوں کو کافی ہو گئیں اور کئی ٹوکرے ان روٹیوں کے بچے ہوئے ٹکڑوں سے
بھرے گئے اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں کئی اولیاء سے اس قسم کی کرامتیں منقول ہیں اور یہ امر خلاف
عقل نہیں ہے صرف اجزا کا زیادہ ہو جانا ہے اور یہ خدای تعالیٰ کی قدرت کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں **باب**
ثَلَاثٌ مَنِ ادَّانَ فِيهِنَّ قَضَى اللّٰهُ عَنْهُ جو کوئی تین باتوں میں قرضدار ہو جاوے تو اللہ تعالیٰ اسکا قرض ادا کر دیگا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدَّيْنَ يُقْتَصُّ مِنْ صَاحِبِهٖ يَوْمَ

الْقِيٰمَةِ اِذَا مَاتَ اِلَّا مَنْ تَدَيَّنَ فِیْ ثَلَاثِ خِلَالٍ اَلرَّجُلُ تَضْعُفُ قُوَّتُهٗ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَسْتَدِيْنُ يَتَقَوّٰى بِهٖ لِعَدُوِّ اللّٰهِ وَعَدُوِّهٖ وَرَجُلٌ يَمُوْتُ عِنْدَهٗ مُسْلِمٌ لَا يَجِدُ مَا يُكَفِّنُهٗ وَيُوَارِيْهِ اِلَّا بِدَيْنٍ وَرَجُلٌ خَافَ اللّٰهَ عَلٰى نَفْسِهِ الْعُزْبَةَ فَيَنْكِحُ خَشْيَةً عَلٰى دِيْنِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْضِىْ عَنْ هٰٓؤُلَآءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرضکا بدلہ لیا جاویگا قرضدار سے قیامت کے دن اسکی نیکیاں قرض کے بدل قرضخواہ کو دیجاوینگی جب وہ مرجاوے مگر جو شخص تین باتون مین قرضدار ہوا ہو ایک تو وہ شخص جو اللہ کی راہ مین جہاد کر رہا ہو لیکن کمزور ہو جاوے پہر قرض لیکر اپنی طاقت کو بڑہاوے (غذا سے یا سواری سے یا ہتیار اور سامان سے) اور اسکی نیت ہو کہ اللہ تعالی کے دشمن اور اپنے دشمن کے مقابل اسکو قوت ہو دوسرے وہ شخص جسکے پاس ایک مسلمان مرجاوے اور اسکو کفن دفن کے لیے کچہ نہ ہو وہ قرض لیوے تیسرے وہ شخص جو مجردی سے ڈرے کہین اسکے دین پر آفت نہ آوے (زنا مین مبتلا ہو جاوے وہ قرض لیوے اپنا نکاح کرنے کے لیے) تو اللہ تعالے ان لوگون کا قرض قیامت کیدن ادا کر دیگا **ف** اسطرح سے قرضخواہ کو اسکے قرض کے بدل وہ جو اور جنت کی نعمتین دیگا وہ اپنا سب قرضہ معاف کر دیگا اور قرضدار کی نیکیاں لینے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اسحدیث کا اسناد ضعیف ہے تو بہی اگر کوئی نیک اور ثواب کے کامون مین قرضدار ہو جاوے جیسے مسلمانون کے ساتہ سلوک کرنے مین یا یتیمون اور بیوون کی پرورش مین تو حقتعالی سے امید ہے کہ قیامت کے دن اسکے قرض کی ادای کی صورت نکالدیوے بشرطیکہ دنیا مین اسکو اتنا مال نہ ملے جو قرضہ کی ادای کو کافی ہو ورنہ جب مال ملے تو قرضے کا ادا کرنا فوراً ضروری ہے اور جو کوئی اپنی ذات کی عیش اور آرام یا فضول خرچیون یا واہی دنیا کی رسمون کے لیے قرض لیوے وہ اس مین داخل نہین ہے اس سے ضرور مواخذہ ہوگا اور ہر حال مین یہی بہتر ہے کہ قرض سے بچا رہے جہانتک ہو سکے لیکن سخت ضرورت مین اللہ تعالے کے بہروسے پر قرض لیوے وہ ادا بہی کرا دیگا

اَبْوَابُ الرَّهْنِ رہن کے باب **ف** رہن کہتے ہین گرو کرنے کو اور جائز ہے گرو کرنا یعنے کوئی چیز کسیکے پاس رکہکر اس سے قرض لینا اور قرآن مین ہے فرہان مقبوضہ اور احادیث متعدد جواز رہن مین وارد ہین گو حضر مین ہو اور قرآن مین سفر کی حالت مین مذکور ہے جب کوئی دین کا لکہنے والا نہ ہو اب جو کوئی گرو رکہے اسکو راہن کہتے ہین اور جو گرو لیکر قرض دیوے اسکو مرتہن اور جو شے گرو کی جاوے اسکو رہون اور رہن **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْ يَهُوْدِیٍّ طَعَامًا اِلٰى اَجَلٍ وَرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ خریدا میعاد پر اور اپنی زرہ اسکے پاس گرو رکہی۔ **ف** آپ نے جو اس یہودی سے خریدے تہے اسکو بخاری نے نکالا انس سے اور صحیحین مین حضرت عائشہ سے

مروی ہو اور ترمذی اور احمد اور نسائی نے اسکو ابن عباس سے بھی نکالا اور ترمذی نے کہا وہ صحیح ہے اروضہ) عَنْ
اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَهَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهٗ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَخَذَ لِاَهْلِهٖ مِنْهُ شَعِيْرًا
انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گرو رکھی مدینہ میں اور اس سے اپنے گھر والوں
کے لیے جو لیے عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِطَعَامٍ
اسماء بنت یزید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی اور آپ کی زرہ گرو تھی ایک یہودی پاس
غلہ کے عوض میں عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَدِرْعُهٗ رَهْنٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ
صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا اور آپ کی زرہ گرو تھی ایک
یہودی پاس تیس صاع جو پر بَابُ الرَّهْنُ مَرْكُوْبٌ وَمَحْلُوْبٌ رہن کے جانور پر سواری کرنا اور اسکا دودھ
دوہنا مرتہن کو درست ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ اِذَا كَانَ
مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ نَفَقَتُهٗ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر جانور گرو ہو (جیسے گھوڑا اونٹ وغیرہ) تو مرتہن اسپر سوار ہووے اور
دودھ والا جانور اگر گرو ہو تو مرتہن اسکا دودھ پیے مگر اسصورت میں مرتہن پر اس جانور کی خوراک وغیرہ کا خرچ ہوگا +

ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو امام بخاری نے بھی نکالا اور امام احمد اور اسحاق اور لیث اور حسن وغیرہم کا یہی قول
ہے اور اہلحدیث کا بھی یہی مذہب ہے کہ مرتہن جانور کی خوراک اور خرچ کے بدل اسپر سواری کر سکتا ہے اسکا دودھ
لے سکتا ہے ابن قیم نے کہا یہی صواب ہے لیکن شافعی اور ابو حنیفہ اور مالک اس کے خلاف کہتے ہیں کہ مرتہن کو شے
مرہون سے کسی قسم کا فائدہ لینا جائز نہیں بلکہ جو فائدہ ہو وہ راہن کا ہے اور خرچ بھی اسی کو کرنا ہوگا اور حدیث انکی
مذہب کو رد کرتی ہے ابن قیم نے کہا ان لوگوں کا قول برخلاف حدیث کے فاسد ہے اور کبھی راہن غائب ہوتا
ہے اور مرتہن کو اس سے خرچ لینا دشوار ہو جاتا ہے اور کبھی خرچ راہن سے لینے کے لیے حاکم کے پاس جانے کی تکلیف
کرنا پڑتی ہے اور رہن کا اثبات اور راہن کا غائب ہونا اور خرچ کی مقدار کا ثابت کرنا اور اسکا حساب لکھنا اور جب
تک یہ کام ہوں کبھی دودھ والے جانور کا دودھ تلف ہوا کرتا ہے یہ سب قباحتیں حدیث کے خلاف رائے دینے سے پڑتی
ہیں حدیث میں جو قاعدہ مذکور ہے اس سے کیسی آسانی ہے کہ مرتہن جانور پر سواری کرے اس سے فائدہ لیوے اسکا
دودھ پیے اور اسکے بدل اس جانور کا خرچ اپنے پاس سے دیوے اور اگر حدیث نہ ہوتی تب بھی قیاس کے موافق
یہی حکم تھا نہ وہ حکم جو ان لوگوں نے دیا ہے انتہے مختصر(امیں کہتا ہوں حنفیہ شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ دوسری حدیث

مین ہے جس قرض سے منفعت ہو وہ ربا ہے اور مرتہن نے جب شے مرہون سے نفع لیا تو گویا قرض سے نفع اٹھایا اور اسکا جواب یہ ہے
کہ اول تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسے اوپر بیان ہوا دوسرے یہ حدیث عام ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث خاص ہے پس اس عام
مین سے اس خاص کو نکال لین گے جیسے کوئی بلا شرط کے قرض ادا کرنے مین زائد یا عمدہ مال دیوے یہ درست ہی مخالفین
کے نزدیک بھی بوجہ دوسری احادیث کی تیسرے یہ کہ مرتہن نے جو یہ منفعت اٹھائی تو قرض سے نہین اٹھائی بلکہ اسپر جو خرچ
کیا اسکے بدل دوسری دلیل حنفیہ شافعیہ کی یہ ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث مین ہے لہ غنمہ وعلیہ غرمہ یعنے شی مرہون کا حاصل
اور نفع راہن کا ہے اور اُسپر اسکا ضمان ہے یہ آگے آویگی اور جواب یہ ہے کہ یہ حکم اس حدیث کے خلاف نہین ہے کیونکہ دودھ
اور سواری بیشک راہن کا حق تھی مگر مرتہن کو خوراک کے بدل اسکا حق ہوگیا اور شافعی نے کہا کہ غنمہ سے مراد زیادت ہے
شے مرہون مین جیسے جانور موٹا ہو جاوے یا اسکو بچہ پیدا ہون وہ تو بالاتفاق راہن کے ہونگے **مترجم** کہتا ہے جب
جانور کی خوراک اور خبر گیری کے بدل مرتہن کو اسکے دودھ کا استعمال اور سوار ہونا درست ہوا تو مکان کی صفائی اور مرمت
اور درستی اور روشنی کے بدل مرتہن کو مکان مرہونہ مین رہنا بھی درست ہوگا اور یہی قیاس ہے اہل حدیث کے نزدیک
گو فقہا اسکو جائز نہین کہتے **باب** لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ جب راہن شی مرہون کو چھڑانا چاہے تو مرتہن اسکو روک
نہین سکتا **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رہن روکی نہ جاویگی **ف** شافعی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور ابن
حبان کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ رہن روکی نہ جاویگی اسکے صاحب سے جس نے اسکو رہن رکھا اسکو اسکا منافع
ملیگا اور اسی پر اسکا ضمان ہے دارقطنی نے کہا اسکا اسناد حسن ہے اور حافظ نے بلوغ المرام مین کہا کہ اسکے راوی
ثقہ ہین مگر محفوظ ابو داؤد وغیرہ کے نزدیک اسکا ارسال ہے اور رہن روکنے سے یہ مطلب ہے کہ راہن نے جب اسکو معین
میعاد پر نہ چھڑایا تو مرتہن اس شے کو اپنا سمجھے یہ نہین ہوسکتا جب راہن زر رہن ادا کرے تو مرتہن کو وہ شی حوالہ کرنا پڑیگا
اگرچہ میعاد کے بعد یا اس سے پہلے دیوے اور عبد الرزاق نے معمر سے نکالا کہ رہن کا روکنا یہ ہے کہ راہن مرتہن سے
یہ شرط لگا دے کہ اگر مین تیرا روپیہ فلان وقت تک نہ دون تو رہن تیرے ملک ہو جاویگا یہ شرط باطل ہے اور ہر وقت
راہن روپیہ دیکر اپنی شے لے سکتا ہے امام محمد نے کہا ہمارا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہ بھی اسیکے قائل ہین اور
حدیث سے یہ نکلا کہ اگر شے مرہون مرتہن کے پاس تلف ہو جاوے تو مرتہن کا کچھ نقصان نہ ہوگا راہن کا نقصان ہوگا اور
اسکو کل زر رہن ادا کرنا ہوگا امام شافعی اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے (روضہ مختصراً) **باب** اَجْرِ الْاُجَرَاءِ مزدور
کا بیان **ف** اجارہ یعنے کسی کو مزدوری محنت پر رکھنا درست ہی قرآن شریف سے اسکا جواز ثابت ہے یا ابت استاجرہ

ان خیر من استاجرت القوی الامین اور جو کام شرع کے روسے جائز ہے اسپر اجارہ درست ہے اور اجرت معینہ دینا ہوگی اگر اجرت
معین نہ ہو تو اس عمل کے واقفین کے نزدیک جو اجرت واجبی ہو وہ دینا ہوگی ردرسا عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمَنْ کُنْتُ خَصْمَهٗ خَصَمْتُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَجُلٌ اَعْطٰی
بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اسْتَاجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْهُ وَلَمْ یُوْفِهٖ اَجْرَهٗ ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کا مین دشمن ہونگا قیامت کے دن اور جسکا مین دشمن
ہونگا تو مین اسپر غالب ہون گا قیامت کے دن ایک تو وہ جو اللہ تعالی کا نام لیکر عہد دیوے پہر اس مین دغا کرے
دوسرے وہ جو آزاد شخصکو اپنا غلام ظاہر کر کے بیچے پہر اسکی قیمت کہاوے تیسرے وہ ایک مزدور مقرر کرے اور اس سے
کام لیوے پہر اسکی مزدوری نہ دیوے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْطُوا الْاَجِیْرَ
اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ یَجِفَّ عَرَقُهٗ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مزدور کو اسکی مزدوری
دیدو اسکا پسینا سوکہنے سے پہلے ف مطلب یہ ہے کہ محنت ختم ہوتی ہی اسکی اجرت دیدو یہ نہین کہ اجرت دینے مین تو
حیلہ حوالہ کرے اور کام لیوے باب اِجَارَةِ الْاَجِیْرِ عَلٰی طَعَامِ بَطْنِهٖ صرف پیٹ کی روٹی پر نوکر رکھنا
عَنْ عُتْبَةَ بْنِ النُّدَّرِ یَقُوْلُ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ طٰسٓمٓ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ قِصَّةَ
مُوْسٰی قَالَ اِنَّ مُوْسٰی اٰجَرَ نَفْسَهٗ ثَمَانِیَ سِنِیْنَ اَوْ عَشْرًا عَلٰی عِفَّةِ فَرْجِهٖ وَطَعَامِ بَطْنِهٖ عتبہ بن الندر سے روایت
ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تہے اتنے مین آپنے سورہ طسم پڑہی یہانتک کہ حضرت موسی علیہ الصلوة والسلام
کے قصے پر پہونچے تو فرمایا کہ حضرت موسے نے اپنے تئین مزدوری پر دیا آٹہہ یا دس برس تک اس شرط پر کہ وہ اپنی شرمگاہ
کو روکے رہین گے اور پیٹ کو روٹی لین گے ف جب حضرت موسی علیہ السلام مصر سے بہاگ کر مدین مین پہونچے تو وہان
حضرت شعیب علیہ السلام کے نوکر ہوئے اقرار یہ تہا کہ آٹہہ یا دس برس تک انکی خدمت کرین عفت کے ساتہہ یعنے ان کے بیٹیون
پر جو جوان تہین دست درازی نکرین اور کہانا پیٹ بہر کر کہاوین مدت کے بعد ایک بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا جاویگا
یہ قصہ قرآن شریف مین تفصیل سے مذکور ہے اور توریت شریف مین بہی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ نَشَأْتُ یَتِیْمًا وَهَاجَرْتُ
مِسْکِیْنًا وَکُنْتُ اَجِیْرًا لِابْنَةِ غَزْوَانَ بِطَعَامِ بَطْنِیْ وَعُقْبَةِ رِجْلِیْ اَحْطِبُ لَهُمْ اِذَا نَزَلُوْا وَاَحْدُوْ لَهُمْ اِذَا رَکِبُوْا
فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الدِّیْنَ قِوَامًا وَجَعَلَ اَبَا هُرَیْرَةَ اِمَامًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مین بڑا ہوا یتیمی
کی حالت مین اور ہجرت کی مین نے (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس) ہجرت کی اسوقت مین مسکین (محتاج) تہا اور نوکر
تہا غزوان کی بیٹی کا صرف پیٹ کی روٹی پر اور باری باری اونٹ پر چڑہنے پر مین لوگون کے لیے لکڑیان چنتا تہا

جب وہ اترتے اور جانورون کو گا کر چلاتا جب وہ سوار ہوتے تو شکر ہے اس اللہ کا جس نے دین کو مضبوط کیا اور ابو ہریرہ کو دین
کا پیشوا بنادیا **ف** یہ ابو ہریرہ نے اللہ تعالی کا شکر بیان کرنے کے لیے کہا نہ فخر اور غرور کی راہ سے اور بہت بزرگون
سے اس قسم کے کلمات منقول ہین جن مین انھون نے اپنی تعریف کی ہے لیکن انکی نیت یہی تھی کہ شکرانہ الٰہی ظاہر کرین
اور قرآن مین ہے واما بنعمۃ ربک فحدث یعنے اپنے رب کی عنایت بیان کر اور ممانعت اُس تعریف اور خودستائی کی
ہے جو تکبر اور غرور اور فخر کی راہ سے ہو اور ابو ہریرہ لوگون کے پیشوا تھے واقعی جتنی حدیثین انھون نے روایت کی
ہین اتنی کسی نے نہین کین پس لوگ علم دین مین انکی طرف رجوع ہوتے اور انکی شاگردی کرتے یا ابو ہریرہ نے امامت
سے کسی ملک کی خلافت اور نیابت مراد لی ہو یہ بھی ابو ہریرہ کو حاصل ہوئی تھی **بندہ مترجم** کہتا ہے کہ اللہ جل جلالہ
کے احسانات اس بندہ پر بھی بہت ہین مین محض گمنام اور محتاج اور بے ہنر تھا اللہ تعالی نے علم دین عطا فرمایا اور
طریقہ اہلحدیث اور مال اور اولاد بیٹین اور بیٹیان اور سب سے عمدہ اور بڑا احسان میرے مالک کا مجھ پر یہ ہے کہ اس نے
رفع ذکر کیا میرا بوجہ تراجم کتب حدیث کے تمام اکناف اور اطراف ہند بلکہ دوسری ولایات مین بھی میرا نام مشہور
کیا حدیث شریف کی خدمت کی وجہ سے اور مقبول کیا میری تصانیف اور تالیف اور تراجم کو وغیر ذلک من الوف
نعم اللہ سبحانہ علی والحمد للہ حمدا کثیرا غیر متناہ ولا محدود **باب** الرَّجُلِ یَسْتَقِی کُلَّ دَلْوٍ بِتَمْرَۃٍ وَیَشْتَرِطُ جَلْدَۃً
آدمی ایک ڈول ایک ایک کھجور کے بدل کھینچے اور عمدہ کھجور کی شرط کرے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَصَابَ نَبِیَّ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَصَاصَۃٌ فَبَلَغَ ذٰلِکَ عَلِیًّا فَخَرَجَ یَلْتَمِسُ عَمَلًا یُصِیْبُ فِیْہِ شَیْئًا لِیُقِیْتَ بِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتٰی بُسْتَانًا لِرَجُلٍ مِنَ الْیَہُوْدِ فَاسْتَقٰی لَہٗ سَبْعَۃَ عَشَرَ دَلْوًا کُلُّ دَلْوٍ بِتَمْرَۃٍ فَخَیَّرَہُ الْیَہُوْدِیُّ مِنْ
تَمْرِہٖ سَبْعَ عَشْرَۃَ عَجْوَۃً فَجَاءَ بِہَا اِلٰی نَبِیِّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو ایک بار بھوک لگی (اور کھانے کو کچھ نہ تھا) یہ خبر حضرت علی کو پہنچی وہ نکلے کچھ کام کی تلاش مین کہ کام کر کر
کچھ پیدا کرکے لاوین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکایت رفع کرین یعنے آپکو کھلادین آخر وہ ایک یہودی کے
باغ پر آئے (اس یہودی نے پکارا اے اعرابی محنت کرتا ہے حضرت علی نے کہا ہان) پھر سترہ ڈول پانی کے اس کے
لیے کھینچے ہر ایک ڈول ایک کھجور کے بدل پھر یہودی نے انکو اختیار دیا کہ اسکی کھجورون مین سے سترہ عجوہ (ایک قسم
کی عمدہ کھجور ہے) کھجورین چن لیوین حضرت علی وہ کھجورین لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے (اور آپ
کو کھلائین) **ف** سبحان اللہ کیا اچھی قسمت حضرت علی مرتضی کی کاش ہم بھی اسوقت ہوتے اور جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرکے یہ سعادت حاصل کرتے **عن** اَبِیْ حَیَّۃَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنْتُ اَدْلُو الدَّلْوَ بِتَمْرَۃٍ

وَاشْتَرَطَ اَنَّهَا جَلْدَةٌ حضرت علی سے روایت ہے میں ڈول نکالتا تھا ہر ڈول ایک کھجور کے بدل اور یہ شرط کرتا تھا کہ اچھی صاف عمدہ کھجور لوں گا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِیْ اَرٰی لَوْنَكَ مُنْكَفِئًا قَالَ الْخَمْصُ فَانْطَلَقَ الْاَنْصَارِیُّ اِلٰی رَحْلِهٖ فَلَمْ یَجِدْ فِیْ رَحْلِهٖ شَیْئًا فَخَرَجَ یَطْلُبُ فَاِذَا هُوَ بِیَهُوْدِیٍّ یَسْقِیْ نَخْلًا فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ لِلْیَهُوْدِیِّ اَسْقِیْ نَخْلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ كُلُّ دَلْوٍ بِتَمْرَةٍ وَاشْتَرَطَ الْاَنْصَارِیُّ اَنْ لَا یَاْخُذَ خَدِرَةً وَلَا تَارِزَةً وَلَا حَشَفَةً وَلَا یَاْخُذَ اِلَّا جَلْدَةً فَاسْتَقٰی بِنَحْوٍ مِّنْ صَاعَیْنِ فَجَاءَ بِهٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک مرد انصاری آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے میں آپ کا رنگ بدلا ہوا پاتا ہوں آپ نے فرمایا بھوک سے یہ سنکر وہ انصاری اپنے ٹھکانے میں گیا وہاں کچھ نہیں پایا باہر نکلا کچھ کام ڈھونڈنے کے لیے دیکھا تو ایک یہودی اپنی کھجوروں کو پانی دے رہا ہے انصاری نے اس سے کہا میں تیرے درختوں کو سینچ دوں وہ بولا اچھا انصاری نے شرط کی کہ میں مزدوری میں کالی کھجور اور سوکھی اور خراب نہیں لونگا بلکہ اچھی عمدہ ہی کھجور لوں گا آخر اس نے سینچا اور دو صاع کے قریب کھجوریں حاصل کیں (اجرت میں) اور اسکو لیکر آیا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس **ف** ساری دنیا سے زیادہ چہیتے اور محبوب پاک کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اگر آپ چاہتے تو سونے اور چاندی کے پہاڑ آپ کو دیے جاتے لیکن آپ نے یہی پسند کیا کہ کبھی کھا دیں کبھی بھوکے رہیں اور دنیا میں ہمیشہ تکلیف ہی کے ساتھ بسر کی

بَابُ الْمُزَارَعَةِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ تہائی یا چوتھائی پیداوار پر مزارعت کرنا وہ یہ ہے کہ زمین ایک کی ہو وہ دوسرے کو سپرد کرے کہ وہ اس میں محنت کرے اور اسکو جوتے اور بووے اور جو کچھ پیدا ہو اس میں سے ایک حصہ زمین کا مالک لیوے اور ایک حصہ کاشتکار یعنی محنت کرنیوالا اس زمانہ میں اسکو بٹائی کہتے ہیں یہ جائز ہے اکثر علما کے نزدیک جیسے اہلحدیث اور صاحبین اور احمد اور اسحاق وغیرہم اور ابو حنیفہ نے اس سے منع کیا ہے اور دلیل لی رافع بن خدیج کی حدیث سے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ ابتدا میں ہوگا بعد اسکے آپ نے اجازت دی کیونکہ آں حضرت نے خود خیبر والوں سے بٹائی کی تھی جیسے اوپر اسکا قصہ گذر چکا عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَقَالَ اِنَّمَا یَزْرَعُ ثَلٰثَةٌ رَجُلٌ لَهٗ اَرْضٌ فَهُوَ یَزْرَعُهَا وَرَجُلٌ مُنِحَ اَرْضًا فَهُوَ یَزْرَعُ مَا مُنِحَ وَرَجُلٌ اسْتَكْرٰی اَرْضًا بِذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ رافع بن خدیج سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے (ان دونوں کا بیان کتاب البیع میں گذر چکا) اور فرمایا کھیتی تین آدمی کریں ایک تو وہ جس کی خود زمین ہو وہ اپنی زمین میں کھیتی کرے دوسرے وہ جسکو زمین ہبہ کی جاوے یا مستعار دیجاوے وہ

اور اس میں کھیتی کرے تیسرے وہ جو زمین کو کرایہ پر لیوے سونے یا چاندی کے بدل اور جسے نقدی ٹھیراو کہتے ہیں اب اکثر ملکوں میں یہی معمول ہے اور بٹائی موقوف ہوتی جاتی ہے ۔ **ف** اس حدیث میں محاقلہ سے مزارعت مراد ہے اور اسکی تفسیر اوپر گذر چکی ہے **عن** ابن عمر یقول کنا نخابر ولا نری بذلک باسا حتی سمعنا رافع بن خدیج یقول نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہ فترکناہ لقولہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے ہم مزارعت کیا کرتے تھے اور اس میں کوئی برائی نہیں پاتے تھے یہانتک کہ ہم نے رافع بن خدیج کی حدیث سنی کہ منع کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تو ہمنے اسکو چھوڑ دیا انکے کہنے سے **ف** مگر ابن عباس وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ممانعت بر سبیل تنزیہ تھی اخلاقاً نہ بطور حرمت کے کیونکہ آپ کا مطلب تھا کہ اپنے بھائی مسلمان کو کھیتی کے لیے مفت زمین دینا چاہیے اس سے بٹائی کرنا کیا ضرور ہے عرب میں زمین کی کمی تھی نہیں پس جسقدر اپنے سے ہو سکے اس میں خود زراعت کرے اور جو بچ رہے وہ اپنے بھائی مسلمان کو عاریت کے طور پر دیوے تاکہ ثواب حاصل ہو اور اس صورت میں ابو حنیفہ کا استدلال اس حدیث سے باقی نہ رہیگا **عن** جابر بن عبد اللہ یقول کانت لرجال منا فضول ارضین یواجرونھا علی الثلث والربع فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ فضول ارضین فلیزرعھا او لیزرعھا اخاہ فان ابی فلیمسک ارضہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے ہم میں سے کئی آدمیوں کے پاس بیکار زمینیں تھیں تو وہ ان کو بٹائی پر دیا کرتے تہائی اور چوتھائی پیداوار پر پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس خالی بیکار زمینیں ہوں (جن میں وہ خود کھیتی نہ کر سکے) تو ان میں یا تو خود کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو کھیتی کے لیے دیوے اگر وہ اس میں کھیتی نہ کرے تو اپنی زمین پڑی رہنے دے لیکن بٹائی پر نہ دیوے ۔ **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ ارض فلیزرعھا او لیمنحھا اخاہ فان ابی فلیمسک ارضہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس زمین ہو وہ اس میں خود کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو مفت دیوے اگر وہ نہ لیوے تو اپنی زمین خالی رہنے دیوے **ف** یہ حدیثیں شاید ابتداے اسلام کی ہیں کیونکہ سونے اور چاندی کے بدل تو زمین کرایہ دینا سب کے نزدیک درست ہے اور ان حدیثوں میں اس سے بھی منع کیا گیا ہے

باب کراء الارض زمین کا کرایہ پر دینا

عن ابن عمر انہ کان یکری ارضا لہ مزارعا فاتاہ انسان فاخبرہ عن رافع بن خدیج ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن کراء المزارع فذھب ابن عمر وذھبت معہ حتی اتاہ بالبلاط فسالہ عن ذلک فاخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن کراء المزارع فترک عبد اللہ

کرا دیتا تھا ابن عمر سے روایت ہے وہ اپنی زمین کے کھیت کرایہ پر دیا کرتے پھر ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے حدیث بیان
کی رافع بن خدیج سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے تو ابن عمر گئے میں بھی ان کے
ساتھ گیا یہاں تک کہ بلاط (ایک مقام ہے مدینہ میں مسجد نبوی کے پاس) میں رافع کے پاس آئے اور ان سے یہ حدیث پوچھی انہوں
نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے آخر ابن عمر نے اپنے کھیتوں کا کرایہ پر
دینا چھوڑ دیا **ف** یہ رافع کی اگلی روایت کے خلاف ہے اس میں بٹائی سے منع کیا ہے لیکن سونے چاندی کے بدل زمین
کا کرایہ پر دینا درست بیان ہوا ہے اور اس روایت میں مطلقاً کرایہ پر دینے سے ممانعت ہے اسیواسطے اہلحدیث نے رافع
کی حدیث کو ترک کیا کیونکہ وہ مضطرب ہے **عن** جابر بن عبد اللہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
من كانت له ارض فليزرعها او ليزرعها ولا يواجرها جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو خطبہ سنایا تو فرمایا جسکے پاس زمین ہو وہ اس میں خود کھیتی کرے یا کھیتی کرنے کے لیے دوسرے
کو دے لیکن کرایہ پر نہ چلاوے **عن** ابی سعید الخدری یقول نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المحاقلة
والمحاقلة استكراء الارض ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محاقلہ سے اور محاقلہ
یہی ہے کرایہ دینا زمین کا **باب** الرخصة في كراء الارض البيضاء بالذهب والفضة خالی زمین کو جس میں
کھیتی نہ ہو کرایہ پر دینے کی اجازت سونے چاندی کے بدل **عن** ابن عباس انه لما سمع اكثار الناس في كراء الارض
قال سبحان الله انما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا منحها احدكم اخاه ولم ينه عن كرائها ابن
عباس سے روایت ہے انہوں نے جب سنا لوگ بہت گفتگو کرتے ہیں زمین کے کرایہ دینے میں تو انہوں نے کہا سبحان اللہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یوں فرمایا کیوں تم میں سے کسی نے اپنی زمین مفت نہ دی اپنے بھائی کو لیکن آپ نے منع
نہیں کیا کرایہ پر دینے سے **ف** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رافع کو دھوکا ہوا حدیث کا مطلب سمجھنے میں **عن**
ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لان يمنح احدكم اخاه ارضه خير له من ان ياخذ عليها
كذا وكذا لشيء معلوم فقال ابن عباس هو الحقل وهو بلسان الانصار المحاقلة ابن عباس سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو اپنی زمین مفت دیوے تو بہتر ہے اس سے کہ
اسپر یہ اجرت لیوے ابن عباس نے کہا اسکو حقل کہتے ہیں انصار کے محاورے میں اسکو محاقلہ کہتے ہیں **عن** حنظلة
ابن قيس قال سالت رافع بن خديج قال كنا نكرى الارض على ان لك ما اخرجت هذه ولي ما اخرجت
هذه فنهينا ان نكريها بما اخرجت ولم ننهه ان نكرى الارض بالورق حنظلہ بن قیس سے روایت ہے میں نے

رافع بن خدیج سے پوچھا انہوں نے کہا ہم زمین کو کرایہ پر دیا کرتے تھے (یعنی مزارعت کو) اس شرط پر کہ جو اس میں سے نکلے اس جگہ وہ ہمارا ہو اور جو اس جگہ نکلے وہ تیرا ہو پھر منع کیے گئے ہم پیداوار پر اسکو کرایہ دینے سے اور چاندی کے بدل کرایہ دینے سے ہمکو ممانعت نہیں ہوئی **ف** یہ اور یہی مضمون ہے جو رافع کی حدیث میں ہے بیشک بٹائی میں یہ شرط تو بالاتفاق درست نہیں ہے کہ فلان مقام کی پیداوار ہم لینگے فلان مقام کی تم لیجیو کیونکہ اس میں دہوکا ہے شاید اس مقام میں کچھ پیدا ہی نہ ہو اور احتمال ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بٹائی سے منع کیا ہو اور رافع مطلق بٹائی کی ممانعت سمجھے

باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُزَارَعَةِ جو مزارعت مکروہ ہے اسکا بیان

عن رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرٍ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا رَافِقًا فَقُلْتُ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَقٌّ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ قُلْنَا نُؤَاجِرُهَا عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالْأَوْسُقِ مِنَ الْبُرِّ وَالشَّعِيرِ فَقَالَ فَلَا تَفْعَلُوا ازْرَعُوهَا أَوْ أَزْرِعُوهَا رافع بن خدیج اپنے چچا ظہیر سے نقل کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو منع کیا ایک کام سے جو ہمارے موافق تھا (یعنی مفید) میں نے کہا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ حق ہے انہوں نے کہا آپ نے فرمایا تم کیا کرتے ہو اپنے کھیتوں کو ہمنے عرض کیا ہم انکو کرایہ دیتے تہائی اور چوتھائی پیداوار پر اور چند وسق پر گندم یا جو کے آپ نے فرمایا ایسا مت کرو یا تو خود اس میں کھیتی کرو یا دوسرے کو کھیتی کرنے کو دو

عن رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كَانَ أَحَدُنَا إِذَا اسْتَغْنَى عَنْ أَرْضِهِ أَعْطَاهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ وَاشْتَرَطَ ثَلَاثَ جَدَاوِلَ وَالْقُصَارَةَ وَمَا سَقَى الرَّبِيعُ وَكَانَ الْعَيْشُ إِذْ ذَاكَ شَدِيدًا وَكَانَ يَعْمَلُ فِيهَا بِالْحَدِيدِ وَبِمَا شَاءَ اللّٰهُ وَيُصِيبُ مِنْهَا مَنْفَعَةً فَأَتَانَا رَافِعُ ابْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا وَطَاعَةُ اللّٰهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ أَنْفَعُ لَكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ وَيَقُولُ مَنِ اسْتَغْنَى عَنْ أَرْضِهِ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدَعْ رافع بن خدیج سے روایت ہے ہم میں سے کوئی جب اپنی زمین سے بے پرواہ ہوتا تو اسکو تہائی یا چوتہائی یا نصف پیداوار پر دیتا اور تین نالیوں کی شرط کر لیتا کہ وہاں کی پیداوار میں لونگا اور بھوسا میں لونگا اور ربیع کے پانی سے جو پیدا ہو وہ میں لونگا اور اسوقت میں لوگوں کی گذران مشکل سے ہوتی وہ زمین میں محنت کرتا لوہے سے اور جسطرح اللہ کو منظور ہوتا پہر اس میں سے فائدہ حاصل کرتا آخر رافع بن خدیج ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمکو منع کرتے ہیں ایک کام سے جس میں تمہارا فائدہ تھا لیکن اللہ کے رسول کی اطاعت میں تمہارا زیادہ فائدہ ہے بیشک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہیں تم کو حقل سے اور فرماتے ہیں جو کوئی بے پرواہ

ہو اپنی زمین سے (یعنے خود اس مین کھیتی نہ کرے) تو وہ اپنے بھائی کو مفت وہ زمین دیوے یا خالی پڑے رہنے دے عن
عُروَۃَ بنِ الزُّبَیرِ قَالَ قَالَ زَیدُ بنُ ثَابِتٍ یَغفِرُ اللہُ لِرَافِعِ بنِ خَدِیجٍ اَنَا وَاللہِ اَعلَمُ بِالحَدِیثِ مِنہُ اِنَّمَا اَتٰی رَجُلَانِ
النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَقَدِ اقتَتَلَا فَقَالَ اِن کَانَ ھٰذَا شَانُکُم فَلَا تُکرُوا المَزَارِعَ فَسَمِعَ رَافِعٌ قَولَہٗ فَلَا تُکرُوا
المَزَارِعَ عروہ بن الزبیر سے روایت ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ بخشے رافع بن خدیج کو قسم خدا کی مین اس حدیث کو
ان سے زیادہ جانتا ہون دو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے وہ لڑ لیے تھے آپ نے فرمایا اگر تمہارا یہ حال ہے
تو کھیتون کو کرایہ پر مت دیا کرو (یعنے بٹائی پر مت کیا کرو) پھر رافع نے اتنا ہی جملہ سن لیا کہ کھیتون کو کرایہ پر مت دیا کرو
ف اور مطلق اسکی ممانعت روایت کرنے لگے حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرط فرمایا تھا کہ اگر جھگڑا
کرتے ہو تو بٹائی مت کیا کرو **باب** الرُّخصَۃِ فِی المُزَارَعَۃِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ تہائی یا چوتھائی پیداوار پر بٹائی
کرنے کی اجازت عن عَمرِو بنِ دِینَارٍ قَالَ قُلتُ لِطَاوٗسٍ یَا اَبَا عَبدِ الرَّحمٰنِ لَو تَرَکتَ ھٰذِہِ المُخَابَرَۃَ فَاِنَّھُم
یَزعُمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنہُ قَالَ اَی عَمرُو اِنِّی اُعِینُھُم وَاُعطِیھِم وَاِنَّ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ
اَخَذَ النَّاسَ عَلَیھَا عِندَنَا وَاِنَّ اَعلَمَھُم یَعنِی ابنَ عَبَّاسٍ اَخبَرَنِی اَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَم
یَنہَ عَنھَا وَلٰکِن قَالَ لَاَن یَمنَحَ اَحَدُکُم اَخَاہُ خَیرٌ لَہٗ مِن اَن یَّاخُذَ عَلَیھَا اَجرًا مَعلُومًا عمرو بن دینار سے روایت
ہے مینے طاوس سے کہا جو بڑے فقیہ تھے ابن عباس کے شاگرد اے ابوعبدالرحمان کاش تم اس تجارت کو (یعنے
بٹائی کو) چھوڑ دو کیونکہ لوگ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا اونہون نے کہا مین لوگون کی
مدد کرتا ہون ان کو دیتا ہون اور معاذ بن جبل نے لوگون سے یہ معاملہ کیا ہمارے نزدیک اور صحابہ مین بڑے عالم یعنے
ابن عباس نے مجھ کو خبر دی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع نہین کیا بلکہ یون فرمایا اگر کوئی تم مین سے
اپنے بھائی کو زمین یون ہی دیوے بغیر کرایہ کے تو وہ بہتر ہے اسکے لیے اس سے کہ زمین کا ایک معین کرایہ لیوے
عن طَاوٗسٍ اَنَّ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ اَکرَی الاَرضَ عَلٰی عَھدِ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَاَبِی بَکرٍ وَعُمَرَ وَ
عُثمَانَ عَلَی الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَھُوَ یُعمَلُ بِہٖ اِلٰی یَومِکَ ھٰذَا طاوس سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل نے کرایہ دیا زمین کو آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور ابوبکر اور عمر اور عثمان کے زمانہ مین تہائی اور چوتھائی پیداوار پر اور آج تک
ایسا عمل جاری ہے عن طَاوٗسٍ قَالَ قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَاَن یَّمنَحَ
اَحَدُکُم اَخَاہُ الاَرضَ خَیرٌ لَہٗ مِن اَن یَّاخُذَ خَرَاجًا مَعلُومًا طاوس سے روایت ہے ابن عباس نے کہا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا کہ اگر تم مین سے کوئی اپنے بھائی کو مفت زمین دیوے (مستعار طور پر کھیتی کرنے کو

یعنی تو وہ بہتر ہے اس سے کہ اس سے معین دہارہ محصول لیوے **باب** اسْتِكْرَاءِ الْأَرْضِ بِالطَّعَامِ غلہ کے بدل زمین کرایہ دینا **عن** رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَعَمَ أَنَّ بَعْضَ عُمُومَتِي أَتَاهُمْ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلَا يُكْرِيهَا بِطَعَامٍ مُسَمًّى رافع بن خدیج سے روایت ہی ہم محاقلہ کیا کرتے تھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین پھر ہمارے چچاؤں مین سے کوئی آیا اور کہنے لگا کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ اسکو غلہ کے بدل کرایہ ند یوے **باب** مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ جو شخص دوسرے کی زمین مین بغیر اسکی اجازت کے کھیتی کرے **عن** رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَتُرَدُّ عَلَيْهِ نَفَقَتُهُ رافع بن خدیج سے روایت ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دوسرے کی زمین مین بغیر اسکی اجازت کے کھیتی کرے تو اسکو اس کھیتی مین سے کچھ نہ ملیگا (بلکہ کھیتی زمین کے مالک کو دلا دینگے) اور کھیتی کرنیوالے کو اسکا خرچ (اور محنت کا بدل) دلا دینگے **باب** مُعَامَلَةِ النَّخِيلِ وَالْكَرْمِ کھجور اور انگور کا معاملہ (یعنے بٹائی پر) **عن** ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِالشَّطْرِ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ ابن عمر سے روایت ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والوں سے معاملہ کیا نصف پیداوار پر میوے یا اناج کی **ف** یہ حدیث عمدہ دلیل ہے مزارعت اور مساقات کے جواز پر اور یہی قول ہے علی اور ابن مسعود اور سعد اور زبیر اور اسامہ اور ابن عمر اور معاذ اور خباب کا یہی مذہب ہے لیث اور طاؤس اور ابن ابی لیلے اور اوزاعی اور ثوری اور ابویوسف اور محمد اور احمد کا جیسے اوپر گذرا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى خَيْبَرَ أَهْلَهَا عَلَى النِّصْفِ نَخْلِهَا وَأَرْضِهَا ابن عباس سے روایت ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر والوں کو زمین دی نصف پیداوار پر کھجور کے اور اناج کے **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا افْتَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَعْطَاهَا عَلَى النِّصْفِ انس بن مالک سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو نصف پیداوار پر اسکو دیا **باب** تَلْقِيحِ النَّخْلِ کھجور مین پیوند لگانا (نر کا گابہ مادہ مین) اس سے میوہ خوب پیدا ہوتا ہے **عن** مُوسَى ابْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَخْلٍ فَرَأَى قَوْمًا يُلَقِّحُونَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ قَالَ يَأْخُذُونَ مِنَ الذَّكَرِ فَيَجْعَلُونَهُ فِي الْأُنْثَى قَالَ مَا أَظُنُّ ذٰلِكَ يُغْنِي شَيْئًا فَبَلَغَهُمْ فَتَرَكُوهُ فَنَزَلُوا عَنْهَا فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ الظَّنُّ إِنْ كَانَ يُغْنِي شَيْئًا فَاصْنَعُوهُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَإِنَّ الظَّنَّ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ وَلٰكِنْ مَا قُلْتُ لَكُمْ قَالَ اللّٰهُ فَلَنْ أَكْذِبَ

عَنْ طَلْحَۃَ بن عبید اللہ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گذرا کھجوروں کے درختوں میں تو آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا وہ پیوند لگا رہے تھے کھجور کا آپ نے فرمایا یہ کیا کرتے ہیں لوگوں نے عرض کیا نر کا گابھہ لیکر مادہ میں ڈالتے ہیں آپ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں اس سے کچھ فائدہ نہیں یہ خبر انکو پہونچی انہوں نے پیوند لگانا چھوڑ دیا تو کھجور کم پیدا ہوئی پھر یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا یہ میرا گمان تھا یعنے مینے اپنی رائے سے یہ حکم دیا تھا کچھ حکم الٰہی نہ تھا) اگر اس کام میں فائدہ ہو تو اسکو کرو میں تو ایک آدمی ہوں تمہاری طرح اور گمان میں یعنے رائے میں کبھی غلطی ہوتی ہے کبھی وہ صحیح ہوتا ہے لیکن جو میں تم سے یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فرمایا وہ صحیح ہے اس میں غلطی نہیں ہو سکتی) اسلیے کہ میں اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں باندھوں گا **ف** جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نبی معصوم اور مفترض الطاعۃ اور اشرف عباد اللہ اور افضل خلق اللہ تھے یہ فرمایا کہ میری رائے کبھی غلط ہوتی ہے کبھی صحیح تو اور کسی مجتہد یا عالم یا مولوی کی کیا حقیقت رہی جو ہمیشہ اسکی رائے صحیح ہے ہوا کرے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن باتوں میں وحی نہیں ہوتی تھی اپنی رائے سے بھی حکم دیتے پھر اگر وہ رائے غلط ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو مطلع کر دیتا تو یہ ممکن نہیں کہ آپ ہمیشہ غلط رائے پر قائم رہیں مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تم خوب جانتے ہو اپنے دنیا کے کام یعنے وہ کام دنیا کے جن میں حکم الٰہی کچھ نہیں اترا اور جن دنیا کے کاموں میں شرع حکم دے چکی ہے جیسے بیع وشرا طلاق نکاح وغیرہ ان میں شرع کے موافق چلنا ضرور ہے اسکو یاد رکھنا چاہیے کیونکہ اس زمانہ میں بعضے شیاطین دجال کے گروہ ایسے پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے کل دنیا کے کاموں میں شریعت کو مطلقاً چھوڑ دیا اور اپنی خواہش نفس کے موافق چلنا جائز رکھا ہے یہ ذرا مغالطہ ہے اللہ بچاوے **عَنْ** عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَ اَصْوَاتًا فَقَالَ مَا ھٰذَا الصَّوْتُ قَالُوا النَّخْلُ یُؤَبِّرُوْنَہٗ فَقَالَ لَوْ لَمْ یَفْعَلُوْا لَصَلُحَ فَلَمْ یُؤَبِّرُوْا عَامَئِذٍ فَصَارَ شِیْصًا فَذَکَرُوْا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ کَانَ شَیْئًا مِنْ اَمْرِ دُنْیَاکُمْ فَشَاْنُکُمْ بِہٖ وَاِنْ کَانَ مِنْ اُمُوْرِ دِیْنِکُمْ فَاِلَیَّ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ آوازیں سنیں تو فرمایا کیسی آوازیں ہیں لوگوں نے عرض کیا کھجوروں کے درختوں میں پیوند لگاتے ہیں آپ نے فرمایا اگر اسکو نہ کریں تو اچھا ہو انہوں نے اس سال پیوند نہیں لگایا تو کھجور خراب ہو گئی آخر لوگوں نے اسکا ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا تمہاری دنیا کا جو کام ہو اسکو تم جانو اور جو دین کا کام ہو وہ میرے سے متعلق ہے **بَابُ** الْمُسْلِمُوْنَ شُرَکَآءُ فِیْ ثَلَاثٍ مسلمان تین باتوں میں شریک ہیں یعنے ہر ایک کو ان سے مفت فائدہ لینا درست ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُوْنَ

شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْمَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّارِ وَثَمَنُهُ حَرَامٌ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ يَعْنِي الْمَاءَ الْجَارِيَ ابن عباس سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان شریک ہین تین چیزون مین پانی اور گھانس اور انگار مین اور ان
چیزون کی قیمت لینا حرام ہے ۔ ابو سعید نے کہا مراد جاری پانی ہے ف جیسے دریا یا چشمہ کا اسکا روکنا کسی مسلمان
سے نادرست اور حرام ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اس کے اسناد مین عبداللہ بن خراش ہے وہ متروک ہے اور ابن السکن
نے اسکو صحیح کہا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ لَا يُمْنَعْنَ الْمَاءُ وَالْكَلَأُ
وَالنَّارُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزین روکی نہین
جاوینگی ایک پانی دوسرے گھانس تیسرے انگار ف حافظ نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ قَالَ الْمَاءُ وَالْمِلْحُ وَالنَّارُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْمَاءُ
قَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا بَالُ الْمِلْحِ وَالنَّارِ قَالَ يَا حُمَيْرَاءُ مَنْ أَعْطَى نَارًا فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَا أَنْضَجَتْ تِلْكَ
النَّارُ وَمَنْ أَعْطَى مِلْحًا فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَا طَيَّبَتْ تِلْكَ الْمِلْحُ وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ
يُوجَدُ الْمَاءُ فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَ رَقَبَةً وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ حَيْثُ لَا يُوجَدُ الْمَاءُ فَكَأَنَّمَا أَحْيَاهَا حضرت عائشہ سے روایت ہے انہون نے کہا یا رسول اللہ
کون سی چیز ہے جسکا روکنا درست نہین آپنے فرمایا پانی اور نمک اور انگار مین نے عرض کیا یا رسول اللہ پانی کو تو ہمنے پہچانا لیکن نمک اور انگار کا
روکنا کیون منع ہے آپنے فرمایا اے حمیرا (یہ لقب ہے حضرت عائشہ کا تصغیر ہے حمرا کی یعنے لال رنگ والی) جسنے
انگار دی اسنے گویا صدقہ دیا وہ سب کھانا جو اس انگار سے پکیگا اور جسنے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی کا
پلایا جہان پانی ملتا ہے تو گویا اسنے ایک بردہ آزاد کیا اور جسنے مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلایا جہان پانی
نہین ملتا تو گویا اسنے اسکو جلا دیا ف اس حدیث کی اسناد مین علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے اور احمد
اور ابوداؤد نے ابوخراش سے نکالا اسنے بعض صحابہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان
شریک ہین تین چیزون مین پانی اور گھانس اور انگار مین اور ابونعیم نے اسکو صحابہ مین نکالا ابوخراش کے
حال مین اور اس شخص کا ذکر نہین کیا جس سے ابوخراش نے روایت کی اور ابوحاتم سے پوچھا گیا اس حدیث کو انہون
نے کہا ابوخراش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہین پایا لیکن حافظ نے کہا اسکے راوی ثقہ ہین اور
خطیب نے حضرت عمر سے ایسا ہی نکالا اس مین نمک زیادہ ہے اور اسکی اسناد مین عبدالحکیم بن میسرہ ضعیف
ہے اور طبرانی نے اسکو حسن طریق سے نکالا زید بن جبیر سے اسنے ابن عمر سے اور اسکا ایک اور طریق ہے طبرانی
کے پاس اور ابوداؤد نے اسکو نکالا بہیسہ سے اسنے باپ سے اپنے اور طبرانی نے انس رضی اللہ تعالے عنہ سے

نکالا کہ وہ چیزیں ہیں جنکا روکنا درست نہیں پانی اور انگار کا اور عقیلی نے ضعفا میں اسکو عبداللہ بن سرجس سے نکالا
اور یہ سب باتیں ملکر حدیث صحیح کے درجہ کو پہونچ جاتی ہیں اور اس سے حجت قائم ہوتی ہے اور جو پانی ایک خاص مقام
میں جمع کیا گیا ہو وہ بالاجماع اس حدیث سے مستثنی ہے اور حجت میں ہے کہ اگر یہ چیزیں مملوک ہوں تو بھی ان کو مفت
دینے کی تاکید ہے استحبابًا اور اگر مملوک نہوں تب انکا روکنا کسی حال میں جائز نہیں (روضہ مع زیادۃ) شوکانی
نے کہا حضرت عائشہ کی یہ حدیث جس میں پانی پلانے کا ذکر ہے ابن عدی نے نکالی اور اسکے اسناد میں ایک متہم
ہے اور ایک متروک **بَابُ** اِقْطَاعِ الْاَنْهَارِ وَالْعُيُوْنِ نہروں اور چشموں کا مقطعہ دینا **عَنْ** اَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ اَنَّهُ
اسْتَقْطَعَ الْمِلْحَ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ مِلْحُ سَدِّ مَارِبَ فَقَطَعَهُ لَهُ ثُمَّ اِنَّ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ التَّمِيْمِيَّ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ قَدْ وَرَدْتُ الْمِلْحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهِيَ اَرْضٌ لَيْسَ بِهَا مَاءٌ وَمَنْ وَرَدَهُ اَخَذَهُ وَهُوَ
مِثْلُ الْمَاءِ الْعِدِّ فَاسْتَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْيَضَ بْنَ حَمَّالٍ فِيْ قَطِيْعَتِهِ فِي الْمِلْحِ فَقَالَ قَدْ
اَقَلْتُكَ مِنْهُ عَلٰى اَنْ تَجْعَلَهُ مِنِّيْ صَدَقَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مِنْكَ صَدَقَةٌ وَهُوَ
مِثْلُ الْمَاءِ الْعِدِّ مَنْ وَرَدَهُ اَخَذَهُ قَالَ وَهُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ذٰلِكَ مَنْ وَرَدَهُ اَخَذَهُ قَالَ فَقَطَعَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضًا وَنَخْلًا بِالْجُرْفِ جُرْفِ مُرَادٍ مَكَانَهُ حِيْنَ اَقَالَهُ مِنْهُ ابیض بن حمال سے روایت ہے انہوں
نے مقطعہ لیا اس نمک کا جسکو سد مارب کا نمک کہتے ہیں (مارب ایک بستی ہے یمن میں کہتے ہیں بلقیس وہیں تھی)
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مقطعہ دیدیا کہ انکے سوا کوئی اور وہ نمک لینے نہ پاوے اور وہ لیکر اپنے
اختیار سے اسکو بیچیں) پھر اقرع بن حابس تمیمی آپکے پاس آئے اور عرض کیا میں اس نمک پر گیا تھا جاہلیت کے زمانہ
میں وہاں پانی نہیں ہے اور جو کوئی وہاں جاتا ہے نمک لے لیتا ہے وہ جاری پانی کیطرح کبھی بند نہیں ہوتا یہ سنکر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مقطعہ فسخ کرنا چاہا جو ابیض کے ساتھ کیا تھا ابیض نے کہا میں نے یہ اجارہ فسخ
کیا اس شرط پر کہ آپ اوسکو میری طرف سے صدقہ کریں (جسکا جی چاہے وہ وہاں سے نمک لیوے) آپنے فرمایا
اچھا وہ تیری طرف سے صدقہ ہے اور وہ مثل جاری پانی کے ہے جو وہاں جاوے وہ اسکو لیوے ابیض نے کہا پھر آں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مقطعہ دیا زمین کا اور کھجور کے درختوں کا جرف میں (وہ ایک مقام ہے) جرف
مراد میں اس مقطعہ کے عوض جو آپنے فسخ کر ڈالا **بَابُ** النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ پانی بیچنے کی ممانعت **عَنْ** اَبِي
الْمِنْهَالِ سَمِعْتُ اِيَاسَ بْنَ عَبْدٍ الْمُزَنِيَّ وَرَاٰى نَاسًا يَبِيْعُوْنَ الْمَاءَ فَقَالَ لَا تَبِيْعُوا الْمَاءَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُبَاعَ الْمَاءُ ابو منہال سے روایت ہے میں نے ایاس بن عبد مزنی سے سنا انہوں

نے بعضے لوگون کو دیکھا جو پانی بیچ رہے تو کہا پانی مت بیچو اسلیے کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپنے منع
فرمایا پانی بیچنے سے **ف** یہ جب ہے کہ پانی کسی قدرتی دریا یا چشمہ مین بہرا ہو تو وہ کسی کے ملک نہین اسکا بیچنا ناجائز ہے
لیکن اگر کوئی پانی بہر کر لاوے اور گہڑے یا مشک مین رکہے تو اسکا استعمال درست نہین ہے بغیر اسکی اجازت کے اور اسکا
بیچنا درست ہی کیونکہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو بیر رومہ کے خریدنے کے لیے فرمایا اور آپنے ایک
عورت سے پانی لیا جو اونٹ پر لائی تہی پہر اسکو قیمت دلائی لوگون سے **عن** جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ جابر سے روایت ہے منع کیا آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پانی کے بیچنے سے جو اپنی
حاجت سے زیادہ ہو **ف** بلکہ لوگون کو مفت دینا چاہیے یہی اخلاق اور مروت کا شیوہ ہے **باب** النَّهْيِ عَنْ
مَنْعِ فَضْلِ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ جو پانی اپنی حاجت سے زیادہ ہو اس سے روکنا اسلیے کہ وہان کی گہانس رکی رہی
منع ہے **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ مثلا ایک شخص کسی چشمہ یا وادی کے پانی پر قابض ہو اور وہان کسیکے جانورون کو
پانی پینے نہ دیوے مگر اجرت سے اور اس سے یہ غرض ہو کہ جو کوئی اپنے جانور وہان چرانے لاوے تو ضرور اسکا پانی خریدے
گا کسلیے کہ وہان اور کہین پانی نہین ہے پس پانی کے بہانے گویا اس نے وہان کی گہانس بہی بیچی تو یہ منع ہے کیونکہ
گہانس جنگل کی مباح ہے اور ہر ایک مسلمان کو اپنے جانور اس مین چرانے کا حق ہے اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ
جنگل کی گہانس پر حکومت کرنا اور لوگون کو وہان اپنے جانور چرانے سے روکنا یا وہان کی گہانس بیچنا یا اسکا مقطع
دینا یہ سب منع ہے اور افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کے مسلمان حاکم اور نواب بہی جنگل کی گہانس بیچتے ہین اور اس سے عام
لوگون کو روکتے ہین لاحول ولا قوۃ **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعُ اَحَدُكُمْ فَضْلَ
مَاءٍ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے اس
پانی کو جو حاجت سے زیادہ ہو نہ بیچے اس غرض سے کہ وہان کی گہانس رکی رہے **ف** یہ حدیث صحیحین مین ہے اور
مسلم کی ایک روایت مین یون ہے حاجت سے زیادہ جو پانی ہو وہ بیچا نہ جاوے گا اسواسطے کہ گہانس بیچی جاوے
اور بخاری کی ایک روایت مین یہ ہے مت بیچو وہ پانی جو ضرورت سے زیادہ ہے اس غرض سے کہ گہانس کو روکو اور اس
باب مین کئی حدیثین وارد ہین اور منہ **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ
الْمَاءِ وَلَا يُمْنَعُ نَقْعُ الْبِئْرِ ام المومنین جناب عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہی کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا ضرورت سے زیادہ جو پانی ہو وہ بیچا نہ جاوے اور کنوئیں مین جو پانی بچ رہے اس سے کسیکو نہ روکا جاوے۔
ف اس لیے کہ اس مین اپنا نقصان نہین اور دوسرے مسلمان کا فائدہ ہے کنوان پانی نکالنے سے اور زیادہ

صاف ہوتا ہے اور اسکا پانی عمدہ ہوتا ہے اور اس مین ارتازہ پانی پھر آتا ہے اور بعضون نے کہا جو پانی اپنی ضرورت سے
زیادہ ہو اُسکا بیچنا جب منع ہے جبکوئی اسکو پینا چاہے یا اپنے جانورون کو پلانا چاہے لیکن اگر باغ یا درختون کو سینچنا چاہے
تو اسکا بیچنا درست ہے اور کنوے کا پانی بھی روکنا درست نہین اس سے جو اسکو پینا چاہے یا اپنے جانورون کو پلانا چاہے
اور موطا مین عمرہ بنت عبد الرحمان سے مرفوعاً مروی ہے کہ کنوے مین جو پانی بچ رہے اس سے نہ روکا جاوے مین کہتا
ہون اہل علم کا یہی قول ہے امام محمد نے موطا مین کہا ہمارا یہی قول ہے کہ جس کے پاس کنوان ہو وہ لوگون کو اسکا
پانی پینے سے منع نہ کرے لیکن درخت سینچنے سے منع کرسکتا ہے اور ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا یہی قول ہے اور
منہاج مین ہے کہ زراعت کے لیے بھی جو پانی ضرورت سے زیادہ ہو اسکا روکنا درست نہین (روضہ مختصراً) **باب**
الشرب من الاودية ومقدار حبس الماء کھیت اور باغ مین پانی لینے کا بیان اور کہانتک پانی لینا چاہیے۔

عن عبد الله بن الزبير ان رجلا من الانصار خاصم الزبير عند رسول الله صلى الله عليه وسلم في
شراج الحرة التي يسقون بها النخل فقال الانصاري سرح الماء يمر فابى عليه فاختصما عند رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسق يا زبير ثم ارسل الماء الى جارك فغضب
الانصاري فقال يا رسول الله ان كان ابن عمتك فتلون وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال يا
زبير اسق ثم احبس الماء حتى يرجع الى الجدر قال فقال الزبير والله اني لاحسب هذه الاية نزلت
في ذلك فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا
مما قضيت ويسلموا تسليما عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے ایک انصاری مرد نے جھگڑا کیا حضرت زبیر سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک نہر کے پانی مین جو حرہ مین تھی (حرہ کالی پتھریلی زمین مدینہ کی) اور اس سے کھجور کے
درختون کو سینچتے تھے تو انصاری نے کہا (زبیر سے) پانی کو چھوڑ دو وہ بہتا رہے (حضرت زبیر کا کھیت نہر کی طرف
تھا اونچا اسکے بعد انصاری کا تھا) زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ نہ مانا آخر دونون نے جھگڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس آپ نے فرمایا اے زبیر تم اپنے درختون کو سینچ لو (یا باغ کو) روک کر پھر پانی کو چھوڑ دو اپنے ہمسایہ کیطرف یہ
سنکر انصاری غصہ ہوا اور کہہ اوٹھا (معاذ اللہ) ہان زبیر تو آپ کی پھوپھی کے بیٹے تھے (اسواسطے آپنے یہ حکم دیا
جس مین زبیر کی رعایت ہے) آپکے مبارک چہرے کا رنگ بدل گیا پھر آپنے فرمایا اے زبیر اپنے درختون کو سینچ لو
پھر پانی کو روک رکھ یہانتک کہ مینڈون تک بھر جاوے (بعد اسکے ہمسایہ کی طرف چھوڑ دے یہی قاعدے کا فیصلہ
ہے جس مین رعایت نہین لیکن پہلے آپنے رحم و کرم سے انصاری پر شفقت کرنے کا حکم دیا جب اس نے بیوقوفی

سے ناشکری کی اور بے ادبی کی بات کہہ بیٹھا تو آپ نے شفقت کو ترک کیا اور انصاف کا حکم دیدیا یہ اسکی سزا تھی (عبد اللہ نے کہا زبیر نے کہا قسم خدا کی میں سمجھتا ہوں یہ آیت اسی مقدمہ میں اتری ہے فلا وربک لا یومنون اخیر تک یعنے قسم تیرے رب کی ہرگز وہ مسلمان نہ ہونگے (یعنے مومن سچے مسلمان) یہانتک کہ اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حاکم بناویں پھر جو تو حکم دیوے اس سے انکا دل تنگ نہ ہو اور اسکو پوری طرح سے مان لیویں **ف** اس انصاری کا نام حاطب تھا یا کچھ اور بعضوں نے کہا وہ منافق تھا لیکن یہ صحیح نہیں وہ مسلمان تھا مگر کچا مسلمان یہ نہ سمجھا کہ نبی کی شان نہیں ہے کہ فیصلے میں اپنے عزیز یا رشتہ دار کی رعایت کریں اگر واقع میں کوئی اپنے اختیار سے ایسا کلمہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کہہ بیٹھے تو وہ کافر ہو جاویگا لیکن یہاں احتمال ہے کہ غصے کی حالت میں بے اختیار اسکو منہ سے ایسا نکل گیا جس سے اس نے استغفار اور توبہ کیا ہوگا اس آیت کی رو سے ہرگز وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم سے ذرا بھی ناراض یا دل تنگ ہو یا جو آپ کے حکم اور فیصلے پر کسی اور کا حکم اور فیصلہ مقدم رکھے اور اس میں ڈر ہے ان مقلدین کو واسطے جو اپنے اپنے مجتہدوں اور اماموں کے خلاف جب احادیث سنتے ہیں تو انسے دلتنگ اور ناراض ہوتے ہیں اور حدیث کی ان کتابوں کو جن میں ان کے مجتہد کے خلاف زیادہ حدیثیں ہیں پسند نہیں کرتے انکا درجہ اس حد تک پہونچ جاتا ہے کہ ایمان سے خارج اور معاذ اللہ کافر ہو جاویں۔ ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کل حدیثیں اور آپ کی حدیث کی کل کتابیں ہمارے سر اور آنکھوں پر ہیں اور آپ کی ہر ایک حدیث پر جو صحیح ہو چلنا اور عمل کرنا عین ہدایت اور سعادت اور خوش نصیبی ہے اگرچہ ساری زمانہ کے مجتہد اور ملا سب ملکر اسکے خلاف ہو جاویں بابنہ التعظیم ہماری دل کی تو حالت یہ ہے کہ جب حدیث صحیح ہمکو ملجاوے تو اسکے مخالف قول گوز شتر سے بھی زیادہ ہماری نظر میں بے وقعت ہو جاتا ہے گو اس قول کا قائل کتنا ہی بڑا شخص ہو بڑے یا چھوٹے اس امت میں مجتہد ہوں یا امام غوث ہوں یا قطب ولی ہوں یا درویش سب آپکے نزدیک ہمارے ادنی ترین غلاموں اور خادموں کی مثل ہیں اور یہ جتنے غوث یا قطب یا مجتہد یا امام ہوئے ہیں سب آپ ہی کی جوتیوں کے تصدق سے اور آپ ہی کی پیروی اور غلامی اور کفش برداری کے سبب سے سارا جہان تصدق آپ کی کلام کے اور ساری فقہ کی کتابیں قربان ایک حدیث کے حدیث پر ہمارا جان و مال نثار حدیث کے ہم غلام اور تابعدار قیامت تک ہم حدیث کو چھوڑنے والے نہیں کسی کی رائے کو ہم حدیث کے خلاف ماننے والے نہیں ہم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں نہ ابو حنیفہ اور شافعی پر اگر عمر بھر کوئی یہ نہ پہچانے کہ ابو حنیفہ کون تھے کہاں پیدا ہوئے تھے اور شافعی کون تھے کہاں پیدا ہوئے تھے لیکن حدیث و قرآن کو مانے اور اسپر چلے

تو اسکا ایمان کامل ہوگا اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سب ایسے ہی تھے پس ہمکو بھی انہی کی راہ پر رہنے دو اور ہمارے دشمن مت بنو اہلحدیث کو برا مت کہو ورنہ ہمارا کچھ نہیں جاوے گا تمہارا ہی مونہہ کالا ہوگا اور ایمان مٹی مین مل جاویگا اور قیامت کے دن جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے ناراض ہونگے تو ابو حنیفہ اور شافعی تو اور زیادہ تمہارے مونہہ پر تھوکینگے اور تمہاری صورت سے بیزار ہونگے وکفی باللہ شہیدا **عن** ثعلبة بن أبي مالك قال قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم في سيل مهزور الأعلى فوق الأسفل يسقي الأعلى إلى الكعبين ثم يرسل إلى من هو أسفل منه ثعلبہ بن ابی مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہزور (ایک وادی کا نام ہے) کی نالی مین یہ حکم دیا کہ جسکا کھیت اونچا ہے وہ پہلے سینچ لیوے اور ٹخنون تک پانی اپنے کھیت مین بھر لیوے پھر پانی کو چھوڑ دے اس کیطرف جسکا کھیت اس سے نیچا ہے **ف** وہ بھی اپنے کھیت مین اتنا ہی پانی بھر کر تیسرے کی طرف چھوڑ دے جو اس سے نشیب مین ہو اسیطرح اخیر کھیت تک عمل کیا جاوے اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی نکالا **عن** عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى في سيل مهزور أن يمسك حتى يبلغ الكعبين ثم يرسل الماء عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہزور کے نالے مین یہ فیصلہ کیا کہ پانی کو ہر شخص اپنے کھیت مین روک لیوے ٹخنون تک پھر چھوڑ دیوے **ف** اسکو ابوداؤد نے بھی نکالا حافظ نے فتح مین کہا اسکا اسناد حسن ہے اور اسکو حاکم نے بھی مستدرک مین نکالا حضرت عائشہؓ سے اور کہا صحیح ہے اور دارقطنی نے اس مین علت نکالی کہ وہ موقوف ہے **عن** عبادة بن الصامت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى في شرب النخل من السيل أن الأعلى فالأعلى يشرب قبل الأسفل ويترك الماء إلى الكعبين ثم يرسل الماء إلى الأسفل الذي يليه وكذلك حتى تنقضي الحوائط أو يفنى الماء عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کھجور کے درختون کو سینچنے کا نالے سے اسیطرح پر کہ اوپر کے باغ والا پہلے پانی لیوے اور اپنے باغ مین ٹخنون تک پانی بھر لیوے پھر اسکو چھوڑ دے نیچے والی کیطرف جو اس سے متصل ہے اسیطرح ہوتا رہے یہانتک کہ باغات ختم ہوجاوین یا پانی ختم ہوجاوے **ف** اسکو بیہقی اور طبرانی نے بھی نکالا امام محمد نے کہا ہمارا عمل نہین حدیثون پر ہے کیونکہ مدینہ والون کا قاعدہ یہی تھا اور ہر ایک گروہ جو قاعدہ ٹھہرالیوین نہرون اور نالون سے پانی لینے کا اسیپر انکو چلنا لازم ہوگا اور عبدالرزاق نے ابو حاتم قرظی سے ایسا ہی نکالا

باب قسمة الماء پانی کی تقسیم

عن كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف المزني عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تبدأ الخيل يوم وردها عوف

مزنی سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گھوڑے پانی پلانیکو لائے جاویں تو الگ الگ لائے جاوین
ف تاکہ لوگون کو ایذا نہ ہو انکی لاتون سے کیونکہ ایک گھوڑا جب دوسرے گھوڑے کے قریب جاتا ہے تو اکثر شرارت
کرتا ہے اور بعضون نے حدیث مین تبداء پڑہا ہے یعنے سب جانورون سے پہلی گھوڑون کو پانی پلادین کیونکہ گھوڑا اشرف
ہے اور جانورون سے وہ جہاد مین کام آتا ہے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كُلُّ قَسْمٍ
قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلٰى مَا قُسِمَ وَكُلُّ قَسْمٍ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ فَهُوَ عَلٰى قَسْمِ الْإِسْلَامِ ابن عباس سے
روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تقسیم جاہلیت کے زمانہ مین ٹھہر چکی ہے (یعنے ہوچکی ہے) وہ تو اسلام
مین اسیحال پر رہے گی اور جو تقسیم ابہی نہین ہوئی تو وہ اسلام کے قاعدون کے موافق ہوگی **باب** حَرِيمِ
الْبِئْرِ کنوے کے حریم کا بیان **ف** حریم یعنے احاطہ مطلب یہ ہے کہ کنوا کوئی کھودی تو اسکے اردگرد کتنے دور تک
اسکا علاقہ ہوگا یعنے جانور ٹہلانے کے لیے انکو پانی پلانے کے لیے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فَلَهُ أَرْبَعُونَ ذِرَاعًا عَطَنًا لِمَاشِيَتِهِ عبداللہ بن مغفل سے روایت ہی کہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کنوان کھودے تو اسکے گرد چالیس ہاتھ تک اسکو جاے ملیگی اپنے جانورون
کو پانی پلانے اور ٹہلانے کے لیے **ف** یعنے کنوے کے ہر جانب چالیس ہاتھ تک اسکا علاقہ ہوگا کیونکہ عادةً
اتنی جاے جانورون کے لیے کافی ہوجاتی ہے اور بعضون نے کہا یہ جب ہے کہ کنوے کی گہرائی چالیس ہاتھ ہو اگر
اس سے زیادہ ہو تو اتنے ہی ہاتھ ہر طرف جاے ملیگی اور یہ دوسری حدیث سے نکلتا ہے جو آگے آویگی بعض جاہل
حنفیون نے جنکو علم حدیث مین بالکل دخل نہین ہے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ دہ دردہ حوض نجس نہ ہوگا جب
اس مین نجاست پڑجاوے حالانکہ یہ مضمون بالکل اس حدیث سے نکل نہین سکتا اور اگر کوئی دہینگا مشتی
سے اسکو نکالے بہی تو لازم آتا ہے کہ حنفیہ چہل درچہل حوض کی شرط کرین نہ دہ دردہ کی کیونکہ اس حدیث مین
ہر طرف چالیس ہاتھ بیان ہوئے ہین **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
حَرِيمُ الْبِئْرِ مَدُّ رِشَائِهَا ابوسعید خدری سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کنوے کا
حریم (احاطہ) اوتنا ہی ہوگا جتنی رسی اس مین لگی **باب** حَرِيمِ الشَّجَرِ درخت کا احاطہ کتنا ہوگا **عَنْ**
عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي النَّخْلَةِ وَالنَّخْلَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ لِلرَّجُلِ فِي
النَّخْلِ فَيَخْتَلِفُونَ فِي حُقُوقِ ذٰلِكَ فَقَضٰى أَنَّ لِكُلِّ نَخْلَةٍ مِنْ أُولٰئِكَ مِنَ الْأَسْفَلِ مَبْلَغَ جَرِيدِهَا حَرِيمٌ
لَهَا عبادہ بن صامت سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کھجور کے ایک اور دو اور تین درختون میں

جو ایک شخص کے ہوں کھجور کے باغ میں پھر وہاں کے لوگ اختلاف کریں اسکے حق میں اگ کتنی زمین پر اسکا حق ہے اسطرح سے فیصلہ کیا کہ ہر درخت پیچھے اتنی زمین ملے گی جہاں تک اسکی ڈالیاں پھیلی ہوئی ہیں دہی اس درخت کا احاطہ ہوگا **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حریم النخلۃ مد جریدھا ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک کھجور کی شاخیں پھیلیں اتنا ہی اسکا احاطہ ہوگا **باب** من باع عقارا ولم یجعل ثمنہ فی مثلہ جو شخص زمین یا باغ یا مکان بیچ ڈالے اور دوسری زمین یا باغ یا مکان خرید نہ کرے **عن** سعید بن حریث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من باع دارا او عقارا فلم یجعل ثمنہ فی مثلہ کان قمن ان لا یبارک فیہ سعید بن حریث سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے گھر یا عقار (عقار کہتے ہیں غیر منقولہ جائداد کو جیسے کھیت باغ مکان مقطعہ جاگیر وغیرہ) بیچا پھر اسکی قیمت سے دوسرا گھر یا عقار نہ خریدا تو وہ اسکے لائق ہے کہ اسکو برکت نہ ہو **ف** سبحان اللہ یہ حدیث دنیاداروں کے لیے بڑی نصیحت ہے نقد پیسا ہمیشہ صرف ہو جاتا ہے کبھی چوری جاتا ہے بالٹ جاتا ہے برخلاف جائداد غیر منقولہ یعنے عقار کے تو آپ نے مکروہ جانا جائداد بیچنے کو جب اسکے بدل دوسری جائداد نہ خریدے کیونکہ نقد پیسا رکھنے سے تو یہی بہتر تھا کہ جائداد اپنے پاس رہنے دیتا **عن** سعید بن حریث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ دوسری روایت بھی سعید سے ایسی ہی ہے **عن** حذیفۃ بن الیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من باع دارا ولم یجعل ثمنہا فی مثلہا لم یبارک فیہا حذیفہ بن یمان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے گھر بیچا پھر اسکی قیمت سے دوسرا گھر مول نہیں لیا تو اسکو برکت نہ ہوگی **ف** مکہ نقد پیسا ادنٹھا اٹھا کر برابر ہو جاویگا ایک رہنے کا ٹھکانا بھی ہاتھ سے جاتا رہیگا **ابواب** الشفعۃ شفعہ کے باب

ف شفعہ کہتے ہیں اس حق کو جو شریک کو حاصل ہوتا ہے جائداد بیچنے وقت اور وہ حق یہ ہے کہ جو قیمت دوسرا خریدار دیتا ہے وہ قیمت دیکر اس جائداد کو خود لے لیوے **باب** من باع رباعا فلیؤذن شریکہ جو شخص کوئی جائداد غیر منقولہ بیچے تو اپنے شریک کو (اگر شریک ہو) خبر کردیوے ربیع کی **عن** جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ نخل او ارض فلا یبعہا حتی یعرضہا علی شریکہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس شخص کا کھجور کا باغ ہو یا زمین (یعنے جائداد غیر منقولہ اور اسکو بیچنا چاہے) تو اسکو نہ بیچے جب تک اپنے شریک پر پیش نہ کرے **عن** ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان لہ ارض فارادہ بیعہا فلیعرضہا علی جارہ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس زمین ہو وہ اسکو بیچنا چاہے تو

پہلے اپنے ہمسائے سے کہے **ف** مراد وہ ہمسایہ ہی جو اس زمین میں یا اسکی راہ میں شریک ہو کیونکہ صرف ہمسایہ کو حق شفعہ نہیں ہے اہل حدیث کے نزدیک جب تک وہ شریک نہ ہو **باب** الشُّفْعَةِ بِالْجِوَارِ ہمسائگی کی وجہ سے شفعہ کا بیان

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهِ يُنْتَظَرُ بِهَا وَاِنْ كَانَ غَائِبًا اِذَا كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدًا جابر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ زیادہ حقدار ہے اپنے ہمسایہ کے شفعہ کا اسکا انتظار کیا جاویگا اگر وہ غائب ہو جب دونوں ہمسایوں کا رستہ ایک ہو **ف** یعنے رستہ میں شریک ہوں تو شفعہ کا سبب صرف شرکت ہی خواہ اصل جائداد میں ہو یا اسکی راہ میں یا اسکے اور کسی حقمیں مثلا پانی کی راہ میں اور بحر میں حضرت علی اور عثمان اور عمر اور سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار اور عمر بن عبد العزیز اور ربیعہ اور مالک اور شافعی اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور عبید اللہ بن حسن اور امامیہ کا قول یہی لکھا ہے اور ابو حنیفہ رح اور انکے اصحاب اور ثوری اور ابن ابی لیلی اور ابن سیرین کا یہ مذہب ہے کہ صرف ہمسائگی سے بھی حق شفعہ ثابت ہوتا ہے اور دلیل لی انہوں نے جابر کی اسحدیث سے اور ہم کہتے ہیں کہ اس میں یہ قید ہے کہ جب ان دونوں کا ایک راستہ ہو اور اس سے صاف یہ بات نکلتی ہے کہ اگر راہ ایک نہ ہو تو صرف ہمسائگی سے یہ حق نہ ہوگا پس یہ حدیث دلیل ہوئی مخالفین کی نہ انکی اور دلیل لی انہوں نے اسحدیث سے الجار احق بسقبہ جو آگے آتی ہے یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد وہی جار ہے جو شرکت رکھتا ہو جائداد یا اسکے کسی حق میں اور اسکی دلیل یہ ہے کہ جابر اور ابو ہریرہ کی صحیح حدیثوں میں ہے کہ آپنے فرمایا جب جائداد تقسیم ہو جاوے اور حدیں معین ہو جاویں تو اب شفعہ نہیں ہے اور شوکانی نے درر بہیہ میں اہل حدیث کا مذہب وہی قرار دیا ہے جو شافعی اور احمد کا قول ہے **عَنْ** اَبِيْ رَافِعٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهِ ابو رافع سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ زیادہ حق رکھتا ہے اپنی نزدیکی کا **عَنِ** الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْضٌ لَيْسَ فِيْهَا لِاَحَدٍ قَسْمٌ وَلَا شِرْكٌ اِلَّا الْجِوَارُ قَالَ الْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهِ شرید بن سوید سے روایت ہی میںنے عرض کیا یا رسول اللہ ایک زمین ہے جس میں کسیکا حصہ نہیں ہے اور نہ کوئی شریک ہو مگر ہمسایہ ہے آپنے فرمایا ہمسایہ زیادہ حق رکھتا ہے اپنے نزدیک ہونیکی وجہ سے **ف** یہ حدیث ابو حنیفہ کی دلیل ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے دونوں طرف کی حدیثوں میں یوں جمع کیا ہے کہ شفعہ دو قسم ہے ایک تو وہ کہ مالک پر اسکو پیش کرنا ضرور ہے اور اگر وہ لینا چاہے تو بالجبر اوسکو دینا پڑیگا یہ تو شریک کیلیے ہے اور ایک شفعہ وہ ہے کہ فیما بینہ وبین اللہ اسکو شفیع پر عرض کرنا چاہیے لیکن اگر وہ اسکو نہ دیا چاہے تو قضاءً اسپر جبر نہ کیا جاوے گا یہ جار کیلیے ہے **باب** اِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ

فَلَا شُفْعَةَ جب حد دو معین ہو جاوین (جایداد تقسیم ہو کر) تو اب شفعہ نہین ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالشُّفْعَةِ فِیْمَا لَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفعہ کا حکم فرمایا اس جائداد مین جو تقسیم نہ کی جاوے اور جب حدین پڑ جاوین (اور تقسیم
ہو جاوے) تو اب شفعہ نہین ہے ف یہ حدیث اہلحدیث اور شافعی کی دلیل ہے اب جو جائداد تقسیم کے قابل ہی نہین
ہے جیسے حمام یا چکی پانی کی تو اس مین شفعہ نہین ہے صحیح قول پر اور موطا مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ شفعہ نہین ہے کنوے اور شہد کی چھتون مین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ قَالَ
اَبُوْ عَاصِمٍ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ مُرْسَلٌ وَاَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مُتَّصِلٌ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت
دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے ابو عاصم نے کہا سعید بن مسیب کی روایت مرسل ہے اور ابو سلمہ کی ابوہریرہ رضی سے
متصل ہے عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الشَّرِیْكُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ مَا كَانَ ابورافع
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شریک زیادہ حقدار ہے اپنی نزدیکی کی وجہ سے کوئی چیز ہو عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اِنَّمَا جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِیْ كُلِّ مَا لَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ
الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
شفعہ مقرر کیا ہر جائداد مین جو تقسیم نہوئی ہو پھر جب حدین پڑ جاوین اور رستے جدا ہو جاوین تو اب شفعہ نہین ہے
ف اس حدیث کو بخاری نے بھی نکالا اسکا اسناد صحیح ہے اور مسلم نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حکم دیا شفعہ کا ہر مشترک چیز مین جو تقسیم نہوئی ہو اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً کہ شفعہ ہر چیز
مین ہے اور اسکے راوی ثقہ ہین مگر علت نکالی ہے اس مین مرسل ہونے کی اور طحاوی نے جابر سے ایسا ہی نکالا
اس کا اسناد کچھ برا نہین ہے (روضہ) بَابُ طَلَبِ الشُّفْعَةِ شفعہ کی درخواست شفیع کیطرف سے عَنِ ابْنِ
عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةُ كَحَلِّ الْعِقَالِ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شفعہ ایسا ہے جیسے گرہ کھولنا ف یہ حدیث ابوحنیفہ کی دلیل ہے ان کے نزدیک شفیع
کو جب بیع کی خبر پہونچی تو فوراً اسکو طلب کرنا چاہیے اور فقہ احناف مین یون ہے کہ مجلس علم مین طلب کا کرنا کافی
ہے اگرچہ وہ مجلس دیر تک رہے پس احناف کے نزدیک اگر شفیع فوراً یا اس مجلس مین شفعہ کی طلب نہ کرے تو اوسکا حق
باطل ہو جاتا ہے اور اہلحدیث کے نزدیک دیر کرنے سے حق شفعہ باطل نہین ہوتا کیونکہ شفعہ کی حدیثین مطلق ہین
وہ کہتے ہین ابن عمر کی یہ حدیث حجت لینے کے لائق نہین ہے اسکے اسناد مین محمد بن عبد الرحمان بیلمانی نے

ہے اور وہ نہایت ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا کہ اس حدیث کی کچھ اصل نہیں ہے اور ابو زرعہ نے کہا وہ منکر ہے اور بیہقی نے کہا وہ ثابت نہیں ہے **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا شفعۃ لشریک علی شریک اذا سبقہ بالشراء ولا لصغیر ولا لغائب ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفعہ شریک کو شریک پر نہیں ہے جب وہ اس سے پہلے خرید کر چکا ہو یعنے ایک جائداد میں زید اور عمرو اور بکر و شریک تھے بکر نے اپنا حصہ زید کے ہاتھ بیچ ڈالا تو عمرو کو زید پر شفعہ کا دعوے نہ ہوگا کیونکہ زید غیر نہیں ہے بلکہ اس جائداد کا ایک شریک پہلے سے ہے اور نہ کم سن (نابالغ) کو اور نہ غائب کو **ف** اس حدیث کی اسناد میں بھی وہی محمد بن عبد الرحمان بیلمانی ہے اور یہ حدیث حجت لینے کے لائق نہیں ہے اور علما نے اسپر عمل نہیں کیا بلکہ شریک کو دوسرے شریک کے مقابل بھی حق شفعہ ہے اور جائداد دونوں میں تقسیم ہوگی اسیطرح جب شفیع صغیر یا غائب ہو تب بھی اسکو حق شفعہ ہے اور اوپر جابر کی حدیث میں گذرا کہ ہمسایہ کا انتظار کیا جاویگا اگر وہ غائب ہو ابن عدی اور ابن حبان نے کہا کہ بیلمانی متہم ہے حدیث بنانے کے ساتھ اور محمد بن حارث بھی اگر وہ زیادہ بن ربیع بصری کا بیٹا ہے تو ضعیف ہے بہر حال یہ حدیث کچھ نہیں ہے اور تعجب ہے سید علامہ سے کہ انہوں نے روضہ میں ابن عمر کی اگلی روایت اور اس روایت کو ملا کر ایک حدیث کر دیا ہے اور تصرف کیا ہے اسکے الفاظ میں اور شاید انہوں نے اس مقام میں ابن ماجہ کو نہیں دیکھا

ابواب اللقطۃ

باب لقطہ کے بیان میں **ف** لقطہ کہتے ہیں پڑی چیز کو جو کہیں سے ملے

باب ضالۃ الابل والبقر والغنم

اونٹ اور گائے اور بکری کے لقطہ کا بیان **عن** عبد اللہ بن الشخیر عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضالۃ المسلم حرق النار عبد اللہ بن شخیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی گمی ہوئی چیز دوزخ کی جلن ہے **ف** یعنے جو کوئی اسکو تبلا دے نہیں بلکہ چھپا رکھے اسکے ہضم کرنے کی نیت سے **عن** المنذر بن جریر قال کنت مع ابی بالبوازیج فراحت البقر فرأی بقرۃ انکرھا فقال ما ھذہ قالوا بقرۃ لحقت بالبقر قال فامر بھا فطردت حتی توارت ثم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یؤوی الضالۃ الا ضال منذر بن جریر سے روایت ہے میں اپنے باپ کے ساتھ تھا بوازیج میں (ایک شہر کا نام ہے تکریت کے پاس) تو ایک گائے نکلی انہوں نے اسکو نئی گائے سمجھا یعنے کسی دوسرے کی تو پوچھا یہ گائے کیسی ہے لوگوں نے کہا کسی کی گائے ہے جو ہماری گایوں کے ساتھ آگئی انہوں نے حکم دیا وہ ہنکا کر نکالی گئی یہاں تک کہ نظر سے غائب ہوگئی پھر کہا کہ میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے گمی ہوئی چیز کو وہی جگہ دیگا جو گمراہ ہوگا **ف** مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے جب تک اسکو تبلاوے اگر تبلانے اور پہچنوانے کے لیے

گمی ہوئی چیز لیوی تو برا نہیں ہے اہلحدیث کے نزدیک ہر ایک گمہوا جانور لے لینا اور پکڑ لینا درست ہی سوا اونٹ کے کیونکہ اونٹ تلف نہیں ہو سکتا وہ پہرتا رہتا ہے یہانتک کہ اسکا مالک آوے اور وہ لے لے اور یہ مضمون آگے کی حدیث مین آتا ہی

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ فَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنِ اعْتُرِفَتْ وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ

زید بن خالد جہنی سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا گمہوا اونٹ لینا چاہیے یا نہیں) آپ غصہ ہوئے اور آپکے گال لال ہوگئے فرمایا تجہکو اونٹ سے کیا کام اسکے ساتہ اسکا جوتا ہے اور مشک ہے (اسکا پیٹ جس میں پانی بہر رکہتا ہے کئی روز کے لیے اور پانی کا محتاج نہیں ہوتا) وہ خود پانی پر جاتا ہی درختوں مین سے کہاتا رہتا ہے یہانتک کہ اسکا مالک آنکر اسکو لے لیتا ہے اور آپ پوچھے گئے گمی ہوئی بکری سے تو فرمایا اسکو لے لے کیونکہ وہ یا تیری ہے یا تیرے بہائی کی یا بہیڑیے کی (وہ اسکو کہا لیگا اگر کوئی اس کی حفاظت نہ کرے گا) اور پوچہے گئے آپ لقطہ (پڑی ہوئی چیز سے) تو فرمایا اسکی تہیلی اور بندہن کو پہچان رکہہ (یعنے اپنے دلمین اسکے نشان اور حال یاد رکہہ) اور ایک سال تک لوگون سے پوچھتا رہ (جہان لوگ جمع ہوتے ہون بازار مین یا مسجد مین وہان پکار کر کہتا رہے کہ مینے ایک چیز پائی ہے جو کوئی اسکا پتہ بتلاوے اسکو مین دون گا) پہر اگر اسکا مالک آجاوے تو خیر ورنہ اپنے مال مین اسکو شریک کرلے

باب اللُّقَطَةِ پڑی ہوئی چیز کا بیان

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدَ لُقَطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَا عَدْلٍ أَوْ ذَوَيْ عَدْلٍ ثُمَّ لَا يُغَيِّرْهُ وَلَا يَكْتُمْ فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

عیاض بن حمار سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی لقطہ پاوے تو دو نیک شخصون کو اس پر گواہ کرلیوے پہر نہ اسکو بدلے نہ چہپاوے اگر اسکا مالک آجاوے تو وہ اسکا زیادہ حقدار ہے اور نہیں تو وہ اللہ کا مال ہے جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے دیتا ہے **ف** اسکو نکالا احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے بہی اور صحیحین مین زید بن خالد کی حدیث مین ہے کہ آپ پوچہے گئے چاندی اور سونے کے لقطہ سے تو فرمایا اسکا تہیلہ اور سربندہن پہچان لے پہر ایک سال تک اسکو پوچھتا رہ اگر کوئی اسکو نہ پہچانے تو اسکو خرچ کر ڈال لیکن وہ امانت ہوگی تیرے پاس جب اسکا مالک آوے اگرچہ ایک زمانہ کے بعد تو اسکو ادا کر اور باقی وہی مضمون ہے جو ابن ماجہ کی حدیث مین گذرا

ویدسے **عن** سُوَیدِ بنِ غفلۃ قَالَ خرجتُ مع زیدِ بنِ صُوحانَ وَسلمانَ بنِ ربیعۃَ حتّٰی اِذا کُنّا بالعُذیبِ
اِلتقطتُ سوطًا فقالا لِی اَلقِہِ فَاَبَیتُ فلمّا قدِمنا المدینۃَ اَتیتُ اُبَیَّ بنَ کعبٍ فذکرتُ ذٰلِکَ لہٗ فقالَ
اَصَبتَ اِلتقطتُ مِائۃَ دینارٍ علٰی عھدِ رسولِ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّم فسالتُہٗ فقالَ عرِّفھا سنۃً فعرّفتُھا
فلم اَجِد احدًا یعرِفُھا فسالتُہٗ فقالَ عرِّفھا فعرّفتُھا فلم اَجِد احدًا یعرِفُھا فقالَ اعرِف وِعاءَھا وَ
وِکاءَھا وعدَدَھا ثُمَّ عرِّفھا سنۃً فاِن جاءَ من یعرِفُھا والّا فھِیَ کسبیلِ مالِکَ سُوید بن غفلہ سے روایت
ہے مین زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ کے ساتھہ نکلا جب ہم عذیب مین پہنچے تو مین نے ایک کوڑا پایا ان دونو
نے مجھہ سے کہا اسکو ڈالدے مین نے نہ مانا جب ہم مدینہ مین پہونچے تو مین ابی بن کعب کے پاس گیا اور ان سے بیان
کیا انہون نے کہا مین نے سو اشرفیان پائین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین پہر آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا
اسکو پوچھہ لوگون سے مین پوچھا کیا لیکن کسیکو نہ پایا جو اسکو پہچانتا تب آپ نے فرمایا اسکا سربندہن اور تہیلہ یاد رکھہ
پہر ایک سال تک پوچھہ اگر اسکا پہچاننے والا آیا تو خیر ورنہ وہ تیرے مال کیطرح ہے **ف** مسلم کی روایت مین
ہے ورنہ اس سے فائدہ اٹھا اور احمد اور اصحاب سنن نے نکالا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ اگر لقطہ آباد راہ
مین ملے آپ نے فرمایا ایک سال تک اسکو پوچہتا رہ اگر اس کا ڈہونڈہنے والا ملا تو اسکو دیدے ورنہ وہ تیرا ہے
اُس نے کہا اگر ویرانے مین لقطہ ملے آپ نے فرمایا اس مین اور رکاز مین پانچوان حصہ بیت المال مین دینا چاہیے
باقی پانیوالے کا ہے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ ایک سال سے زیادہ پوچھنا ضرور نہین اور ابی کی ایک روایت سے
جو بخاری مین ہے یہ نکلتا ہے کہ ایک سال کے بعد بھی پوچھنا ضرور ہے اس مین یون ہے مین نے ایک تہیلی پائی
سو دینار کی تو مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اسکو پوچہتا رہ مین پوچہتا
رہا لیکن کوئی اسکا پہچاننے والا نہین ملا پہر مین دوسرے بار آپ پاس آیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اسکو پوچہتا
رہ جب بھی مینے کوئی اسکا پہچاننے والا نہ پایا پہر مین آپ پاس آیا تیسری بار آپ نے فرمایا اسکی تہیلی اور شمار
اور سربندہن کو یاد رکھہ اگر اسکا مالک آوے تو خیر ورنہ اس سے فائدہ اوٹہا مینے اسکو خرچ کیا پہر اس کے مالک سے
مکہ مین ملا اب اختلاف ہے حدیث کے حافظون کا اس روایت مین بعضون نے کہا ایک سال پر جو زیادت اس مین
مذکور ہے یہ غلطی ہے راوی کی ابن حزم رح نے ایسا ہی یقین کیا اور ابن جوزی نے کہا سلمہ نے اس مین خطا کی
اور بعضون نے کہا ایک سال پر بڑہانا استحباباً ہے بطور ورع اور تقوے کے اور اگر لقطہ حقیر ہو تو اسکا خرچ کرنا
بغیر پوچھنے کے بھی درست ہے کیونکہ حضرت علی کی حدیث مین ہے کہ مینے ایک دینار پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے زمانہ مین اور انہون نے اسکو خرچ کیا بغیر پوچھے ہوئے پہر اسکا مالک آیا تو اسکو ادا کیا اور بعضون نے کہا کہ حقیر شے کے پوچھنے
کی کوئی میعاد مقرر نہین جب تک مناسب سمجھے پوچھے (روضہ) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنِ اعْتُرِفَتْ فَأَدِّهَا فَإِنْ لَمْ تُعْتَرَفْ فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا
وَوِعَاءَهَا ثُمَّ كُلْهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پوچھے گئے لقطہ سے آپنے فرمایا ایک سال تک اسکو بتلا اگر کوئی اسکو پہچانے تو اسکو دیدے اگر کوئی نہ پہچانے
تو اسکی تھیلی اور بندھن یاد رکھ اور اسکو خرچ کرلے پہر اگر اسکا مالک آوے تو اسکو ادا کر ف مکہ مین جو لقطہ
ملے اسکو اور زیادہ دریافت کرنا چاہیے کیونکہ حدیث مین ہے کہ مکہ کا لقطہ درست نہین مگر اسکے لیے جو اسکو دریافت
کرے اور احمد ابو داؤد نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو رخصت دی چھڑی اور کوڑا اور
رسی اور اسکے مانند چیزون مین جب وہ پڑی ہوئی ملین کہ آدمی اس سے نفع اٹھاوے لیکن اسکی اسناد مین مغیرہ
بن زیاد ہے اس مین کلام ہے اور ثقہ کہا اسکو وکیع اور ابن معین اور ابن عدی نے اور صحیحین مین ہے انس
سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پائی راہ مین تو فرمایا اگر مجھکو یہ ڈر نہ ہوتا کہ شاید صدقہ کی ہو تو
مین اسکو کھا لیتا اور احمد اور طبرانی اور بیہقی نے یعلے بن مرہ سے نکالا کہ جس نے حقیر لقطہ اٹھایا جیسے رسی
یا درم وغیرہ تو وہ اسکو تین دن تک پوچھے اگر اس سے زیادہ چاہے تو چھ دن تک پوچھے طبرانی نے زیادہ
کیا پہر اگر مالک آجاوے تو خیر ورنہ اسکو صدقہ دیدیوے اسکی اسناد مین عمر بن عبد اللہ بن یعلے ضعیف ہے اور عبد الرزاق
نے ابو سعید سے نکالا کہ حضرت علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دینار لائے جسکو انہون نے بازار
مین پایا تھا آپنے فرمایا تین دن تک اسکے مالک کو پوچھ بارہ انہون نے پوچھا کوئی نہین پایا جو اسکو پہچانے
جب آپنے فرمایا اب اسکو کھا ڈال (یعنے خرچ کرلے) اگر لقطہ کھانے کی چیز ہو جیسے روٹی میوہ وغیرہ) تو
اسکو پوچھنا ضرور نہین فوراً اسکا کھا لینا درست ہے بَابُ الْتِقَاطِ مَا أَخْرَجَ الْجُرَذُ جو مال بل مین سے چوہا
نکالے تو اسکا لینا درست ہے عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى الْبَقِيعِ وَهُوَ الْمَقْبُرَةُ لِحَاجَتِهِ
وَكَانَ النَّاسُ لَا يَذْهَبُ أَحَدُهُمْ فِي حَاجَتِهِ إِلَّا فِي الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَإِنَّمَا يَبْعَرُ كَمَا تَبْعَرُ الْإِبِلُ ثُمَّ
دَخَلَ خَرِبَةً فَبَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ لِحَاجَتِهِ إِذْ رَأَى جُرَذًا أَخْرَجَ مِنْ جُحْرٍ دِينَارًا ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ آخَرَ حَتَّى
أَخْرَجَ سَبْعَةَ عَشَرَ دِينَارًا ثُمَّ أَخْرَجَ طَرَفَ خِرْقَةٍ حَمْرَاءَ قَالَ الْمِقْدَادُ فَسَلَلْتُ الْخِرْقَةَ فَوَجَدْتُ فِيهَا
دِينَارًا فَتَمَّتْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِينَارًا فَخَرَجْتُ بِهَا حَتَّى أَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ

خبرها فقلت خذ صدقتها یا رسول اللہ قال ارجع بها لا صدقة فیها بارک اللہ لک فیها ثم قال لعلک اتبعت یدک فی الجحر قلت لا والذی اکرمک بالحق قال فلم یفن اٰخرها حتی مات مقداد بن عمرو سے روایت ہے وہ ایک دن بقیع کیطرف گئے حاجت کے لیے وہ مقبرہ ہے مدینہ کا اور اس زمانہ مین لوگ حاجت کے لیے دو دو تین تین دن کے بعد جاتے اور مینگنیاں پھرتے جیسے اونٹ پھرتا ہے کیونکہ کھانا کم کھاتے تو پائخانہ بھی کم آتا اور خشک آتا اخیر وہ ایک ویرانے مین گئے اور حاجت کے لیے بیٹھے اتنے مین ایک چوہے کو دیکھا اس نے سوراخ مین سے ایک دینار نکالا پھر بل مین گھس گیا اور ایک اور نکالا یہانتک کہ سترہ دینار نکالے بعد اسکے ایک سرخ کپڑے کا چیتھڑا نکالا مقداد نے کہا مین نے اس چیتھڑے کو اٹھایا تو اس مین بھی ایک دینار تھا اخیر سب اٹھارہ دینار مین نے لیے اور نکلا یہانتک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ سے یہ حال بیان کیا اور عرض کیا کہ اسکی زکوۃ آپ لے لیجیے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو لیجا اس مین زکوۃ نہیں ہے اللہ تجھے برکت دیوے ان دیناروں مین پھر فرمایا شاید تو نے اپنا ہاتھ ڈالا بل مین مقداد نے کہا نہین قسم ہے اسکی جس نے آپکو عزت دی سچائی کے ساتھ راوی نے کہا پھر ان دیناروں مین سے اخیر دینار ختم نہین ہوا یہانتک کہ مقداد مر گئے **ف** اللہ تعالی نے آپکی دعا کو قبول کیا اور مقداد کو ان دیناروں مین ایسی برکت دی کہ عمر بھر تک ان مین سے کھاتے رہے اور وہ دینار جب ختم ہوئی انکی عمر بھی ختم ہوگئی یہ جو آپنے فرمایا کہ شاید تو نے سوراخ مین ہاتھ ڈالا یہ اسلیے کہ مقداد کو آپنے ڈرایا مال کے لیے حرص کرنے سے اور اس کے لیے کوشش کرنے سے دوسری حدیث مین ہے کہ جو مال تیرے پاس آوے اور تو اسکی انتظار مین نہ ہو تو اسکو مانگے تو اسکو لے لے اور جو نہ آوے تو اسکے پیچھے مت لگ **باب** من اصاب رکازا جو شخص رکاز پاوے **ف** رکاز کہتے ہین کان کو اور بعضون نے کہا کافرون کا دفینہ **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الرکاز الخمس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکاز مین پانچوان حصہ ہے **ف** جو بیت المال مین داخل کیا جاوے گا باقی سب پانیوالے کا ہے **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرکاز الخمس ترجمہ وہی جو اوپر گذرا یہ ابن عباس کی روایت ہے **عن** ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان فیمن کان قبلکم رجل اشتری عقارا فوجد فیها جرۃ من ذھب فقال اشتریت منک الارض ولم اشتر منک الذھب فقال الرجل انما بعتک الارض بما فیها فتحاکما الی رجل فقال الکما ولد فقال احدھما لی غلام وقال الاخر لی جاریۃ قال فانکحا الغلام الجاریۃ ولینفقا علی انفسهما

مِنْهُ وَلْيَتَصَدَّقَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے ان میں سے ایک شخص نے ایک زمین مول لی پھر اس میں سے سونے کا ایک گھڑا پایا خریدار نے بائع سے کہا میں نے تو تجھ سے زمین خریدی تھی اور سونا نہیں خریدا (اب یہ سونا تیرا ہے تو لے لے) بائع بولا میں نے تو زمین اور جو کچھ اس میں تھا سب تیرے ہاتھ بیچ ڈالی (اب یہ گھڑا تیرا ہے تو ہی لے) خیر دونوں لڑتے ہوئے ایک شخص کے پاس گئے اس نے کہا تم دونوں کی اولاد ہے ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے وہ شخص بولا اچھا اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کر دو اور دولہا دلہن اس مال کو لیویں اور اپنے اوپر خرچ کریں اور صدقہ بھی دیں

اَبْوَابُ الْعِتْقِ باب آزادی کے

بَابُ الْمُدَبَّرِ مدبر کا بیان **ف** مدبر وہ بردہ ہے جسکو مالک نے اپنے مرنے کے بعد آزاد کیا ہو مثلاً یوں کہے جب میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے **عَنْ** جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ الْمُدَبَّرَ جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدبر کو بیچا **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَبَّرَ رَجُلٌ مِّنَّا غُلَامًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَاهُ ابْنُ النَّحَّامِ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عَدِيٍّ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے ہم میں سے ایک غلام کو مدبر کیا اور اس کے پاس دوسرا کچھ مال نہ تھا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بیچا پھر اسکو خریدا ابن النحام نے جو بنی عدی میں سے ایک شخص تھا **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَعْنِي ابْنَ اَبِيْ شَيْبَةَ يَقُوْلُ هٰذَا خَطَاٌ يَعْنِيْ حَدِيْثَ الْمُدَبَّرِ مِنَ الثُّلُثِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُ اَصْلٌ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدبر تہائی مال میں سے آزاد ہو گا (جس قدر ہو خواہ کل یا جزو) حافظ ابن ماجہ نے کہا میں نے عثمان بن ابی شیبہ سے سنا وہ کہتے تھے یہ حدیث خطا ہے (یعنے مدبر کی تہائی مال میں سے آزاد ہو نیکی) ابو عبد اللہ نے کہا اس حدیث کی کچھ اصل نہیں ہے **ف** جابر کی حدیث صحیحین میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو بیچا اور نعیم بن النحام نے اسکو مول کیا اور ابن عمر کی اس حدیث کو دارقطنی نے اور بیہقی نے بھی نکالا مرفوعاً اور موقوفاً ایک روایت میں دارقطنی کے یوں ہے کہ مدبر نہ بیچا جاوے گا نہ ہبہ کیا جاویگا اور وہ ثلث مال میں سے آزاد ہو گا لیکن اسکے اسناد میں عبیدہ بن حسان منکر الحدیث ہے اور ابن ماجہ کے اسناد میں علی بن ظبیان ہے وہ بھی ضعیف ہے اور نووی نے کہا کہ جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ مدبر نہ بیچا جاوے گا اور اسکی بیع جائز نہیں ابو حنیفہ بھی یہی کہتے ہیں اور شافعی اور اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ جب مالک محتاج ہو تو مدبر کو بیچ سکتا ہے بدلیل جابر کی حدیث کے جو اوپر گذری اور اگر لونڈی کو مدبر کرے

تو اس سے وطی کرنا بالاجماع درست ہی **باب** أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ ام ولد کا بیان (وہ لونڈی جسکی اولاد ہو مالک سے)

عن ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ وَلَدَتْ أَمَتُهُ مِنْهُ فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ دُبُرٍ مِنْهُ ابن عباس رضے اللہ تعالے عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی لونڈی اپنے مالک سے جنے تو وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاویگی **ف** اسکو نکالا امام احمد اور حاکم اور بیہقی نے لیکن اسکی اسناد مین حسین بن عبد اللہ ہاشمی ہے اور وہ ضعیف ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذُكِرَتْ أُمُّ إِبْرَاهِيْمَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْتَقَهَا وَلَدُهَا ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے حضرت ابراہیم کی والدہ کا ذکر آیا (یعنے حضرت ماریہ قبطیہ کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم تھین) آپنے فرمایا اُسکو آزاد کر دیا ابراہیم نے **ف** اسکی اسناد مین بھی وہی حسین بن عبد اللہ ہے **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ كُنَّا نَبِيْعُ سَرَارِيَنَا وَأُمَّهَاتِ أَوْلَادِنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْنَا حَيٌّ لَا نَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا جابر بن عبد اللہ سے کہا ہم اپنی لونڈیون کو اور ام ولد لونڈیون کو بیچا کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم مین موجود تھے اور ہم کوئی قباحت اس مین نہین پاتے تھے **ف** اس حدیث کا اسناد نہایت عمدہ اور صحیح ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا کہ ام ولد آزاد ہے اگرچہ اسکا بچہ ناقص الخلقت ہو اسکا بھی اسناد ضعیف ہی اور بیہقی نے عبید اللہ بن ابی جعفر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم کی والدہ سے فرمایا تجھ کو آزاد کر دیا تیرے بچے نے اسکی اسناد مین ابن لہیعہ ہے اور وہ معضل بھی ہے اور ابن حزم نے کہا ابن عباس سے یہ روایت صحیح ہوئی ایسے اسناد سے جس مین ثقہ ہین اور دارقطنی نے نکالا ابن عمر سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہات اولاد کی بیع سے اور فرمایا وہ بکین گی نہ ہبہ ہونگی نہ ترکہ مین آوینگی جب تک انکا مالک زندہ رہے اسنے فائدہ اٹھاوے اور جب وہ مر جاوے تو وہ آزاد ہو جاوینگے اور امام مالک نے موطا مین اسکو موقوفاً نکالا ابن عمر سے اور بیہقی نے اسکو دونون طرح نکالا موقوفاً اور مرفوعاً اور اسیطرح دارقطنی نے بھی پس یہ سب روایتین گو ہر ایک کا ان مین سے اسناد قوی نہین ہے مگر ملکر حجت ہو جاتی ہین اور اہلحدیث اور ابو حنیفہ کا یہی قول ہے کہ ام ولد کی بیع درست نہین اور وہ مالک کے مرنے سے آزاد ہے اور جن لوگون نے اسکو جائز رکھا انہون نے دلیل لی جابر کی حدیث سے اسکو ابو داؤد اور بیہقی نے بھی نکالا ابو داؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت عمر کا زمانہ ہوا تو انہون نے ہمکو منع کیا ام ولد کے بیچنے سے ہم نے چھوڑ دیا اور اسکو نکالا احمد اور ابن حبان اور حاکم نے بھی اس مین یہ نہین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکی اطلاع تھی اور صحابہ مین اس مسئلہ مین اختلاف تھا جو مشہور

ہے تمرحرم کتا ہے اہلحدیث اور حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ جابر کو نسخ کی خبر نہیں ہوئی پہلے ام ولد کی بیع جائز ہوگی پھر آپ نے
اس سے منع کیا ہوگا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس سے منع کیا جیسے جابر نے متعہ کے باب میں بھی ایسی ہی
روایت کی ہے کہ ہم متعہ کرتے رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر کی شروع خلافت میں پھر عمرؓ نے اس سے
منع کیا حالانکہ متعہ کی حلت بالاجماع الا ماشاء اللہ منسوخ ہے اور جابر کو اسکے نسخ پر اطلاع نہیں ہوئی اسیطرح اس
ممانعت کی بھی جابر کو خبر نہیں ہوئی ہوگی **بَابُ الْمُكَاتَبِ** مکاتب کا بیان **ف** مکاتب وہ بردہ جس سے مالک
کہے تو اتنا مال ادا کرے تو تو آزاد ہے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ
كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَوْنُهُ الْغَازِي فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ
التَّعَفُّفَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں ان سبکی مدد
کرنا اللہ تعالیٰ کو ضرور ہے ایک تو وہ جو جہاد کرتا ہو اللہ کی راہ میں کافروں سے لڑتا ہو دین کی ترقی کے لیے نہ دنیا
کے واسطے) دوسرے جو مکاتب ہو اور قصد رکھتا ہو بدل کتابت ادا کرنے کا تیسرے جو نکاح کرنا چاہتا ہو زنا سے محفوظ
رہنے کے لیے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَيُّمَا عَبْدٍ كُوتِبَ عَلَى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَ أَوَاقٍ فَهُوَ رَقِيقٌ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام مکاتب کیا جاوے سو اوقیہ پر (ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے) پھر وہ
سب ادا کردے مگر دس اوقیہ اسکے ذمہ رہجاویں تو وہ غلام ہی رہیگا **ف** جب تک کل بدل کتابت ادا نہ کرے اس
حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے بھی روایت کیا اور کہا صحیح ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں
ہے کہ مکاتب غلام ہے جبتک اس پر ایک درم بھی باقی رہے مسوی میں ہے کہ اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ
کا بھی یہی مذہب ہے لیکن شوکانی نے درر بہیہ میں اہلحدیث کا مذہب یہ قائم کیا ہے کہ مکاتب جب کل مال ادا کردیوے تو
پورا آزاد ہو جاویگا اور جو مال کا ایک حصہ ادا کرے تو اسیقدر حصہ اس میں سے آزاد ہوگا اور دلیل انکی حدیث ہے
ابن عباسؓ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکاتب جتنا بدل کتابت ادا کر چکا ہو اتنے کی دیت آزاد
کی ہوگی اور باقی کی دیت غلام کی ہوگی نکالا اسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی نے اور احمد اور ابوداؤد
نے حضرت علیؓ سے بھی ایسا ہی نکالا اور ممکن ہے عبداللہ بن عمرو بن عاص کی حدیث کی تاویل کہ یہ ان احکام
میں ہے جن میں تفریق نہیں ہوسکتی **عَنْ** أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا
كَانَ لِإِحْدٰكُنَّ مُكَاتَبٌ وَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسیکے پاس مکاتب ہو اور اسکے پاس اتنا مال ہو جو اسکے بدل کتابت کو کافی ہو تو اس سے پردہ کرے **ف** یہ حکم احتیاطاً ہے اور بعضوں نے کہا خاص ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج سے اور غیر عورتوں میں یہ حکم ہے کہ جب مکاتب بدل کتابت ادا کریوے سو وقت اس سے پردہ کریں حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اپنے غلام سے عورت کو پردہ کرنا ضرور نہیں گو وہ جوان بالغ ہو کیونکہ قرآن میں ہے وما ملکت ایمانہن اور اہلحدیث اور شافعی کا بھی قول ہے کہ غلام اپنے مالکہ کا محرم ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک پردہ کرنا چاہیے **عن** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَرِيْرَةَ اَتَتْهَا وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ قَدْ كَاتَبَهَا اَهْلُهَا عَلٰى تِسْعِ اَوَاقٍ فَقَالَتْ لَهَا اِنْ شَاءَ اَهْلُكِ عَدَدْتُ لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَكَانَ الْوَلَاءُ لِيْ قَالَ فَاَتَتْ اَهْلَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُمْ فَاَبَوْا اِلَّا اَنْ تَشْتَرِطَ الْوَلَاءَ لَهُمْ فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِفْعَلِيْ قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللهِ كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَاِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ كِتَابُ اللهِ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللهِ اَوْثَقُ وَالْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے بریرہ انکے پاس آئی وہ مکاتبہ تھی اسکے مالکوں نے اسکو مکاتب کیا تھا نو اوقیہ پر تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اگر تیرے مالک چاہیں تو میں انکو نو اوقیہ یکمشت دیدیتی ہوں مگر تیری ولاء (یعنے حق میراث) میں لونگی بریرہ اپنے مالکوں کے پاس آئی اور ان سے بیان کیا انہوں نے نہ مانا مگر اس شرط پر کہ ولاء وہ خود لینگے یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو ولاء کی شرط انہی کے لیے کرلے (اور بریرہ کا روپیہ ادا کرکے اسکو آزاد کردے اس شرط سے ہوتا ہی کیا ہے ولاء اوسی کو ملتی ہے جو بردے کو آزاد کرے پس ہر طرح ولاء تیرا حق ہے) حضرت عائشہؓ نے کہا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ سنایا اللہ کی تعریف اور ستایش کی پھر فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اسکی کتاب میں نہیں ہیں جو شرط اللہ کی کتاب میں نہیں ہے وہ باطل ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں (یعنے سو بار اسکی شرط کرے) اللہ کی کتاب پر چلنا زیادہ ضرور ہے اور اللہ کی شرط یہ ہے کہ ولاء اسکو ملیگی جو آزاد کرے **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ مکاتب جب بدل کتابت کی ادا سے عاجز ہو جاوے تو وہ پھر غلام ہو جاتا ہے اور اسکی بیع درست ہو جاتی ہے اور بریرہ کا یہی حال ہوا تھا جب تو حضرت عائشہ نے اسکو خرید کرکے آزاد کیا اور بعض لوگوں نے مکاتب کی بھی بیع جائز رکھی ہے ان میں سے ہیں عطا اور نخعی اور احمد اور ابن مسعود اور ربیعہ اور ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک نے کہا اسکی بیع جائز نہیں مگر جب وہ بدل کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاوے اور بعضوں نے کہا اسکی بیع آزاد کرنے کے لیے درست ہے لیکن خدمت کے لیے

ہے درست نہین (یعنی) **بَابُ** الْعِتْقِ آزاد کرنے کا ثواب **عَنْ** شُرَحْبِیلِ بْنِ السِّمْطِ قَالَ قُلْتُ لِکَعْبٍ یَا کَعْبَ
ابْنَ مُرَّۃَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ
مَنْ اَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا کَانَ فِکَاکَہٗ مِنَ النَّارِ یُجْزِیْ کُلُّ عَظْمٍ مِنْہُ بِکُلِّ عَظْمٍ مِنْہُ وَمَنْ اَعْتَقَ امْرَأَتَیْنِ
مُسْلِمَتَیْنِ کَانَتَا فِکَاکَہٗ مِنَ النَّارِ یُجْزِیْ بِکُلِّ عَظْمَیْنِ مِنْھُمَا عَظْمٌ مِنْہُ شرحبیل بن سمط سے روایت ہے مین نے کعب سے
کہا اے کعب بن مرہ ہمسے حدیث بیان کرو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور احتیاط رکھو انہون نے کہا مینے سُنا آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی شخص مسلمان مرد کو آزاد کرے وہ اسکا فدیہ ہوگا دوزخ سے اسکی ہر
ہڈی اسکی ہر ہڈی کے بدل اور جو کوئی دو مسلمان عورتون کو آزاد کرے وہ دونون اسکی فدیہ ہونگی دوزخ سے ان
دونون کی دو دو ہڈیان اسکی ایک ہڈی کے مقابل (کیونکہ دو عورتین ایک مرد کے برابر ہین) **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ
قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْفَسُھَا عِنْدَ اَھْلِھَا وَاَغْلَاھَا ثَمَنًا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپنے فرمایا جو بہت پسند ہو اسکے مالکون کو اور اس
کی قیمت بہت گران ہو **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ اسکی راہ مین ہمیشہ عمدہ اور قیمتی چیز دینا بہتر ہے کیونکہ وہ شہنشاہ
بے پروا ہے اسکو کسی چیز کی پرواہ نہین اور ادب بھی یہی ہے کہ جیسے بادشاہ کی درگاہ مین اسکے نام پر وہی چیز دیوے
جو نہایت محبوب اور مرغوب اور قیمتی ہو لن تنالوا البر حتے تنفقوا مما تحبون **بَابُ** مَنْ مَلَکَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ
فَھُوَ حُرٌّ جو شخص اپنے محرم ناتے والے کا مالک ہو جاوے (جیسے باپ بیٹا بہن بھائی دادا نانا دادی نانی
خالہ پھوپھی وغیرہ کا) تو وہ آزاد ہو جاوے گا اسکے ملک مین آتے ہی **عَنْ** سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَلَکَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَھُوَ حُرٌّ سمرہ بن جندب سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے محرم ناتے والے کا مالک ہو جاوے تو وہ آزاد ہو جاوے گا **ف** اسکو نکالا احمد اور
ابوداؤد اور ترمذی نے بھی اور یہ حسن کی روایت ہے سمرہ سے اسکی سماع مین اختلاف ہے علی بن مدینی نے کہا یہ حدیث
منکر ہے اور بخاری نے کہا یہ صحیح نہین ہے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَکَ
ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَھُوَ حُرٌّ ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص محرم ناتے والے
کا مالک ہو جاوے وہ آزاد ہو جاویگا **ف** اسکو نسائی اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا اور یہ روایت ہے
حمزہ کی ثوری سے انہون نے ابن دینار سے انہون نے ابن عمر سے نسائی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور ہم نہین
جانتے اسکو سفیان سے کسی نے روایت کیا ہو سوا حمزہ کے اور ترمذی نے کہا حمزہ کی متابعت نہین ہوئی اس روایت

پر لیکن حمزہ کو ثقہ کہا ابن معین وغیرہ نے اور صحیحین میں اس سے روایت کی اور ضمرہ کی اس روایت کو بھی علامہ ابن حزم اور عبد الحق اور ابن قطان نے صحیح کہا اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عمرؓ سے موقوفاً ایسا ہی نکالا لیکن وہ منقطع ہے کیونکہ قتادہ نے حضرت عمر سے نہیں سنا اور اکثر اہل علم کا قول یہی ہے کہ جو کوئی ناتے والے محرم کا مالک ہو جاوے تو وہ آزاد ہو جاویگا اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ اور انکے اصحاب اور احمد اور اہلحدیث کا اور شافعی اور ایک جماعت علماء نے کہا کہ اولاد اور باپ اور ماں آزاد ہونگے اور لوگ آزاد نہ ہونگے اور مالک نے کہا بھائی بھی آزاد ہو جاوینگے اور یہ خلاف نہیں ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث کے جسکو امام مسلم نے نکالا کہ بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر جب اسکو غلام پاوے اور خرید کر کے آزاد کرے کیونکہ آزاد کرنے سے یہاں یہی مطلب ہے کہ اسکو خریدے اور خریدنا اسکا یہی آزاد کرنا ہے اور ظاہریہ نے اسی حدیث سے دلیل لیکر کہا ہے کہ کوئی ناتے والا محرم خریدنے سے آزاد نہ ہوگا (روضہ) **باب** مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَاشْتَرَطَ خِدْمَتَهُ جو شخص ایک غلام کو آزاد کر دیوے لیکن اس سے شرط لگا لیوے خدمت کی۔

عَنْ سَفِينَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَعْتَقَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ أَنْ أَخْدِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَاشَ سفینہ بن ابی عبد الرحمان سے روایت ہے ام سلمہ نے مجھ کو آزاد کیا اور یہ شرط لگائی مجھ سے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کروں آپ کی زندگی تک **ف** اہلحدیث کا مذہب اسی حدیث کے موافق ہے اور اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی اور کہا اسکے اسناد میں کوئی برائی نہیں اور حاکم نے بھی اسکو نکالا لیکن اسکی اسناد میں سعید بن جمہان ہے ابن معین نے اسکو ثقہ کہا اور ابوحاتم نے کہا اس سے حجت نہ لی جاویگی (روضہ)

باب مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ ایک غلام مشترک ہو اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کر دیوے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أَوْ شِقْصًا فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ مِنْ مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ فِي قِيمَتِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنا حصہ کسی بردے میں آزاد کر دیوے تو اگر وہ مالدار ہو (یعنے آزاد کرنے والا) تو باقی حصوں کو بھی چھڑانا اسکو لازم ہوگا (دوسرے شریکوں کو دام دیکر) اور جو مالدار نہ ہو تو اس بردے سے مزدوری کرا دینگے اپنی باقی قیمت ادا کرنے کے لیے لیکن اسپر طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالینگے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ بِقِيمَةٍ عَدْلٍ فَأُعْطِيَ شُرَكَاؤُهُ حِصَصَهُمْ إِنْ كَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنا حصہ آزاد کر دیوے کسی غلام مین تو اب اسکی قیمت ایک عادل شخص لگادیگا اور کل شریکون کو انکے حصون کی قیمت آزاد کرنے والے کو دینا ہوگی اگر اوسکے پاس اتنا مال ہو یعنے غلام کی قیمت کے موافق تو پورا غلام اسکی طرف سے آزاد ہو جاوے گا نہین تو جس قدر حصہ اسکا آزاد ہوا اتنا آزاد ہوا **ف** اب باقی حصون کے لیے اس سے محنت لین گے جیسے اوپر کی حدیث مین ہی یہ حدیث بھی صحیحین مین موجود ہے اور احمد اور نسائی نے ابو الملیح سے نکالا انہون نے اپنے باپ سے کہ ایک شخص نے اپنا حصہ غلام مین آزاد کر دیا پھر یہ مقدمہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپ نے اس غلام کا چھڑانا آزاد کرنے والے کے مال سے لازم کیا اور فرمایا اللہ کا کوئی شریک نہین ہے اور امام احمد نے اسماعیل بن امیہ سے اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے دادا سے نکالا کہ ان کا غلام تھا ایک طہمان نامی یا ذکوان تو انکے دادا نے اپنا آدھا حصہ اس غلام مین آزاد کر دیا پھر یہ مقدمہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپ نے فرمایا تو آزاد ہوگا اپنی آزادی کے حصے مین اور غلام رہے گا اپنی غلامی کے حصے مین تو وہ خدمت کرتا تھا اپنے مالک کے یہانتک کہ مرگیا۔ اسکے راوی ثقہ ہین اور طبرانی نے بھی اسکو نکالا اب علما نے اختلاف کیا ہے اس مین کہ ایک حصے کے آزاد ہوتے ہی آیا کل غلام آزاد ہو جاویگا یا جب دوسرے حصون کی قیمت اور شریکون کو مل جاوے اسوقت پورا آزاد ہوگا (روضہ) **باب** مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ جو کوئی ایک غلام کو آزاد کرے اور اسکے پاس مال ہو **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُ الْعَبْدِ لَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ السَّيِّدُ مَالَهُ فَيَكُوْنُ لَهُ وَقَالَ ابْنُ لَهِيْعَةَ إِلَّا أَنْ يَسْتَثْنِيَهُ السَّيِّدُ ابن عمر سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلام آزاد کرے اور اس غلام کے پاس مال ہو تو وہ مال غلام ہی کا ہوگا مگر یہ کہ مولی آزاد کرتے وقت یون کہدیوے کہ مال میرا ہے تو مال مولی کو ملجاوے گا ابن لہیعہ کی روایت مین یون ہے مگر یہ کہ مولی استثنا کر دیوے مال کا **ف** یعنے یون کہہ دیوے کہ اس شرط پر آزاد کرتا ہون کہ مال میرا ہے تو مال مولی کو ملیگا ظاہر یہ کا عمل اسی حدیث کے موافق ہے کہ آزاد کرتے وقت جو مال غلام کے پاس ہو وہ غلام ہی کا ہوگا اور جمہور علما نے اسکی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ غلام کسی چیز کا مالک نہین ہوتا تو اسکا مال مولی کا ہے اور حسن اور عطا اور نخعی اور مالک اور اہلحدیث ظاہر یہ کے موافق ہین **عن** عُمَيْرٍ وَهُوَ مَوْلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ لَهُ يَا عُمَيْرُ إِنِّي أَعْتَقْتُكَ عِتْقًا هَنِيْئًا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ غُلَامًا وَلَمْ يُسَمِّ مَالَهُ فَالْمَالُ لَهُ فَأَخْبِرْنِي مَا مَالُكَ عمیر سے روایت ہی جو مولی (غلام آزاد) تھے ابن مسعودؓ کے کہ ابن مسعودؓ نے ان سے کہا اے

اے عمیر مین تجھکو آزاد کرتا ہون آرام اور رحمت کے ساتھ مین نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے
جس شخص نے اپنی غلام کو آزاد کیا اور اسکے مال کا ذکر نہین کیا تو وہ مال غلام ہی کو ملے گا تو محبہ کو بتلا دے تیرے پاس
کیا مال ہے عن اسحاق بن ابراهیم قال قال عبد اللہ بن مسعود لجدی فذکر نحوہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا

باب عتق ولد الزنا ولد الزنا کی آزادی کا بیان عن میمونۃ بنت سعد مولاۃ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان رسول اللہ سئل عن ولد الزنا فقال نعلان اجاهد فیهما خیر من ان اعتق ولد الزنا

میمونہ بنت سعد سے روایت ہے جو لونڈی تہین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا ولد الزنا کی آزادی کو آپ نے فرمایا دو جوتیان جنکو
مین پہنکر جہاد کرون ولد الزنا کو آزاد کرنے سے بہتر ہین ف حالانکہ ولد الزنا کا کوئی قصور نہین قصور اسکے ماں
باپ کا ہے مگر ان کے فعل کی نحوست نے اس تک اثر کیا یہانتک کہ لوگون نے ولد الزنا کی امامت نماز مین بھی مکروہ
رکھی ہے باب من اراد عتق رجل وامراتہ فلیبدا بالرجل جو شخص میان بی بی دونون کو آزاد کرنا چاہے
تو پہلے میان کو آزاد کرے ف اس مین یہ حکمت ہے کہ جب میان پہلے آزاد ہو جاوے گا تو عورت کو نکاح فسخ کرنے
کا اختیار نہ رہیگا اگر عورت پہلے آزاد کی جاوے گی تو احتمال ہے کہ وہ نکاح فسخ کرڈالے تو خاوند کو رنج اور ملال ہو
جیسے بریرہؓ نے اپنے خاوند کے ساتھ کیا تہا۔ اگر دونو کو ایک ساتھ ہی آزاد کر دیوے تو بھی یہ اندیشہ نہ ہوگا عن
عائشۃ انہا کان لہا غلام وجاریۃ زوج فقالت یا رسول اللہ انی ارید ان اعتقہما فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اعتقتہما فابدئی بالرجل قبل المراۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے انکے پاس ایک غلام تہا اور ایک لونڈی دونون میان بی بی تھے انہون نے کہا یا رسول اللہ مین ان دونو
کو آزاد کرنا چاہتی ہون آپ نے فرمایا اگر تو ان کو آزاد کرے تو پہلے مرد کو آزاد کر پہر عورت کو ابواب الحدود

باب حدود کے بیان مین ف حدود وہ سزائین جو شریعت مین بعض گناہون پر مقرر کی گئی ہین جیسے زنا کی سزا پتھرون
سے مار ڈالنا یا سو کوڑے لگانا اور چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا اور شراب پینے کی سزا جوتون اور کوڑون سے مارنا اور
تہمت لگانے کی سزا اسّی کوڑے مارنا رہزنی کی سزا قتل یا سولی یا ہاتھ پاؤن کاٹنا یا قید کرنا یا جلاوطن کرنا۔

باب لا یحل دم امرء مسلم الا فی ثلاث مسلمان کا قتل درست نہین مگر تین وجہون مین ایک وجہ سے
عن ابی امامۃ بن سہل بن حنیف ان عثمان بن عفان اشرف علیہم فسمعہم وہم یذکرون
القتل فقال انہم لیتواعدونی بالقتل فلم یقتلونی وقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا فِیْ اِحْدٰی ثَلَاثٍ رَجُلٌ زَنَا وَهُوَ مُحْصَنٌ فَرُجِمَ اَوْ رَجُلٌ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ رَجُلٌ ارْتَدَّ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا زَنَیْتُ فِیْ جَاهِلِیَّةٍ وَلَا فِیْ اِسْلَامٍ وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا مُسْلِمَةً وَلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے حضرت عثمان (جب باغیوں نے انکو گھیر لیا تھا) اوپر برآمد ہوئے اور انکی باتیں سنیں وہ حضرت عثمان کو قتل کیا چاہتے تھے تو انہوں نے کہا یہ لوگ مجھے دھمکی دیتے ہیں قتل کی تو کیونکر مجھکو قتل کرتے ہیں حالانکہ میں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مسلمان آدمی کا خون کرنا درست نہیں مگر تین باتوں میں ایک بات کے سبب سے ایک تو وہ شخص جو محصن ہو کر زنا کرے وہ رجم (سنگسار) کیا جاویگا دوسرے وہ جو ناحق کسیکو قتل کرے (وہ قصاص میں مارا جاویگا) تیسرے وہ جو اسلام لاکر پھر مرتد ہو جاوے تو قسم خدا کی میں نے کبھی زنا نہیں کی نہ جاہلیت کے زمانہ میں نہ اسلام لانے کے بعد اور نہ میں نے کسی مسلمان کو مارا اور نہ میں مرتد ہوا اسلام لانے کے بعد **ف** یہ حضرت عثمان نے حجت قائم کی ان باغیان بیرحم پر جو آپ کے قتل کے درپے تھے لیکن انہوں نے اس حجت کا کوئی جواب نہیں دیا اور بڑی بیرحمی کے ساتھ گھر میں گھسکر آپ کو قتل کیا اسوقت آپ روزہ دار تھے اور تلاوت قرآن میں مصروف تھے انا للہ وانا الیہ راجعون **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا اَحَدَ ثَلَاثَةٍ نَفَرٍ اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّیِّبُ الزَّانِیْ وَالتَّارِكُ لِدِیْنِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان آدمی کا خون کرنا حلال نہیں ہے جو گواہی دیتا ہو اس بات کی کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی سچا خدا نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں **ف** پس جہاں توحید اور رسالت کو مانا وہ محمدی ہو گیا اب اسکا قتل کرنا درست ٹھیرا اگرچہ وہ اور مسائل جزئیہ میں کتنا ہی اختلاف رکھتا ہو افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اس عمدہ قانون کو بالائے طاق رکھکر آپس ہی میں ہنگامہ کارزار گرم کیا اور لگے مسلمان مسلمانوں ہی کو مارنے اور انکی بعض جاہل ملا اور مولوی جنکو خدا غارت کرے لگے فتوے دینے کہ فلان مسلمان اس مسئلہ میں خلاف کرنے سے کافر اور مرتد اور واجب القتل ہو گیا حالانکہ حدیث صحیح سے صاف یہ ثابت ہے کہ جو توحید اور رسالت کو مانتا ہو وہ محمدی ہے اسکا قتل کرنا کسی طرح درست نہیں اب اگر یہ کہیں کہ حضرت ابوبکر نے مانعین زکوۃ پر جہاد کیا تھا حالانکہ وہ توحید اور رسالت کو مانتے تھے تو اسکا جواب یہ ہے کہ زکوۃ رکن اسلام ہے اور اسکے ساتھ ہی ابوبکر اور صحابہ نے اعتراض کیا تھا جب انہوں نے ان لوگوں سے لڑنا چاہا تھا لیکن ابوبکر امام اور خلیفہ وقت تھے اور انکی اطاعت بموجب حدیث نبوی واجب تھی اور انہوں نے دلیل لی دوسری آیات و احادیث سے اب ایسا امام اور خلیفہ مفترض الطاعت کون ہے جس کے ماتحت

ہو کر تم مسلمانون سے لڑتے ہو اور انکو ستاتے ہو اور بات بات پر مار کوٹ اور زد وضرب اور سب وشتم کا ارتکاب کرتے ہو
بھلا رفع یدین کرنا یا نہ کرنا آمین پکار کر یا آہستہ کہنا ہاتھ زیر ناف یا سینے پر باندھنا یہ بھی ایسی چیزین ہین جنکے لیے مسلمانو
سے فتنہ اور فساد اور انکی عزت اور جان پر صدمہ پہونچایا جاوے ارے احمق ذرا تو غور کرو یہ تو سب طرح ہماری شریعت
مین جائز ہے اور ہر ایک طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے پھر کیا تم سنت نبوی پر عمل کرنیوالون کو مارنا
چاہتے ہو تمہاری بھی مثل وہی ہے جو قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی تھی لاحول ولا قوۃ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے بس اب بھی اے مسلمانون اس نکتہ کو سمجھ جاؤ
اور سب محمدی شیعہ ہون یا سنی حنفی ہون یا شافعی مقلد ہون یا اہلحدیث ملکر ایک ہو جاؤ اور آپس مین محبت اور اتفاق
سے بسر کرو اور اپنی کوشش ملکر اسلام کی ترقی مین صرف کرو اور اسلام کے دشمنون سے ملکر مقابلہ کرو اور آپس مین
شیر وشکر کیطرح رہو اب کہانتک مخالفین کو اپنے اوپر ہنساؤ گے اور خوش کرو گے جب تم آمین یا رفع یدین پر لڑتے ہو تو
نصاری اور یہود تمہاری حماقت پر ہنستے ہین اور خوش ہوتے ہین اور کہتے ہین خدا کرے مسلمانون مین اس سے بھی زیادہ
تعصب اور اختلاف اور پھوٹ اور نفاق پھیلے خدا کرے ان مین دو آدمی بھی ملکر نہ رہین برخلاف مسلمانون کے نصاری
مین متعدد فرقہ ہین اور ہر ایک دوسرے کو ناری خیال کرتا ہے پر عیسی کے ماننے کی وجہ سے سب ایک ہی ہین اور غیر
مذہب والون سے مقابلہ کرتے وقت سب ایک دوسرے کے مددگار اور معاون رہتے ہین تم بھی ایسا ہی کرو اور جو کوئی حضرت
محمد کو سچا رسول اور خاتم الانبیا جانے اسکو اپنا بھائی سمجھو بڑا یا اور مسئلون مین اختلاف کرتا رہے **ف** مگر تین باتون
مین ایک بات کی وجہ سے یا تو قصاص مین یعنے جان کے عوض یا ثیب ہو کر زنا کرے یا جو اپنا دین چھوڑ دیوے اور
مسلمانون کی جماعت سے الگ ہو جاوے **بَابُ** الْمُرْتَدِّ عَنْ دِيْنِهٖ دین سے پھر جانیوالا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ و
وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا دین بدلے (یعنے اسلام لانے کے بعد پھر کفر اختیار کرے) اسکو قتل کرو **ف** یہ حدیث
صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی نکالا اور ابو موسی کی حدیث صحیحین مین ہے کہ معاذ بن جبل انکے پاس گئے یمن مین وہان
ایک شخص بندھا ہوا تھا انہون نے پوچھا یہ کون ہے ابو موسی نے کہا یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا اب پھر یہودی ہو گیا معاذ
نے کہا مین نہین بیٹھونگا جبتک قتل نہ کیا جاوے اللہ اور اسکے رسول کے حکم کے موافق اور مرتد عام ہے مرد ہو
یا عورت وہ قتل کے لائق ہے اور ابو حنیفہ نے کہا عورت کو قتل نہین کرینگے بلکہ قید کرینگے یہانتک کہ پھر مسلمان
ہو جاوے اور فقہائے نے کہا ہے کہ مرتد کو پہلے جو اسلام مین شبہ ہوا ہو اسکا جواب دیکر اسکے شبہ کو صاف کر دینگے اور تین

دن تک قید کر رکھیں گے اگر اس پر بھی مسلمان نہ ہو تو اسکو قتل کریں گے عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْ مُشْرِكٍ أَشْرَكَ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلًا حَتَّى يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ
إِلَى الْمُسْلِمِينَ بہز بن حکیم نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی
اس مشرک سے جو اسلام لاوے پھر شرک کرنے لگے کوئی عمل قبول نہیں کرتا یہانتک کہ مشرکوں سے جدا ہو کر مسلمانوں کے
جماعت میں ملجاوے ف یعنے دار الکفر سے ہجرت کر کے دار الاسلام میں آجاوے مراد دار الکفر ہے جہان
مسلمان اسلام کے ارکان اور عبادات بجا نہ لاسکیں ایسی جگہہ سے ہجرت کرنا فرض ہے اور بعضوں نے کہا مسلمانوں
کی جماعت میں شریک ہونے سے یہ غرض ہے کہ کافروں کی رسوم اور عادات چھوڑ دیوے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے مَنْ
تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُودِ حدوں کا قائم کرنا عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فِي بِلَادِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی حدوں میں سے ایک حد قائم کرنا چالیس دن تک پانی برسنے سے
بہتر ہے اللہ کے شہروں میں ف جیسے پانی برسنے سے ملک کی آبادی ہوتی ہے رعایا کی زندگی ہے ایسے ہی حدیں قائم کرنے سے مجرموں کو سزا ہوتی ہے لوگوں کی
جان اور مال محفوظ رہتی ہیں خلق خدا کو راحت حاصل ہوتی ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدٌّ يُعْمَلُ
بِهِ فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوا أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حد زمین میں جاری کی جاوے وہ بہتر ہے زمین والوں کے لیے چالیس دن تک بارش
ہونے سے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَحَدَ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ فَقَدْ حَلَّ
ضَرْبُ عُنُقِهِ وَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَلَا سَبِيلَ لِأَحَدٍ
عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُصِيبَ حَدًّا فَيُقَامَ عَلَيْهِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن
کی ایک آیت کا انکار کرے (یعنے اسکو اللہ تبارک وتعالی کا کلام نہ سمجھے) اسکی گردن مارنا درست ہو گیا (کیونکہ جب
اس نے قرآن کو نہ مانا تو گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بھی نہ مانا) اور جس شخص نے کہا اللہ کے سوا کوئی سچا
معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد اسکے بندے ہیں اور اسکا پیام پہونچانیوالے تو اب
اسپر زیادتی کرنے کا (یعنے اسکو ستانیکا) کوئی رستہ باقی نہیں رہا مگر جب وہ حد کا کوئی کام کرے تو اسکو حد لگائی
جاوے گی عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِيمُوا حُدُودَ اللهِ فِي الْقَرِيبِ
وَالْبَعِيدِ وَلَا تَأْخُذْكُمْ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اللہ کی حدوں کو قائم کرو ہر شخص پر خواہ وہ ناتے والا ہو نزدیک یا دور اور اللہ کے کام میں کسی کی ملامت یا عیب جوئی
کا خیال نہ کرو **باب** مَنْ لَا یَجِبُ عَلَیْہِ الْحَدُّ جس پر حد واجب نہیں ہے **عَنْ** عَطِیَّۃَ الْقُرَظِیِّ یَقُوْلُ عُرِضْنَا عَلٰی
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ قُرَیْظَۃَ فَکَانَ مَنْ اَنْبَتَ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ یُنْبِتْ خُلِّیَ سَبِیْلُہٗ فَکُنْتُ مِمَّنْ لَمْ
یُنْبِتْ فَخُلِّیَ سَبِیْلِیْ عطیہ قرظی سے روایت ہے ہم پیش کیے گئے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے قریظہ کے دن
(یعنے جس دن بنی قریظہ کے یہودی سب مارے گئے) تو جس کے زیر ناف کے بال اوگ آئے تھے وہ قتل کیا گیا اور جس کے
نہیں اوگے تھے وہ چھوڑ دیا گیا (نابالغ سمجھ کر) تو میں ان لوگوں میں تھا جو چھوڑ دیے گئے **عَنْ** عَطِیَّۃَ الْقُرَظِیِّ یَقُوْلُ
فَہَا اَنَا ذَا بَیْنَ اَظْہُرِکُمْ عطیہ قرظی سے روایت ہے انہوں نے کہا اب میں تم لوگوں میں موجود ہوں **عَنْ** ابْنِ
عُمَرَ عُرِضْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ وَاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَۃَ سَنَۃً فَلَمْ یُجِزْنِیْ وَعُرِضْتُ
عَلَیْہِ یَوْمَ الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَۃَ سَنَۃً فَاَجَازَنِیْ قَالَ نَافِعٌ فَحَدَّثْتُ بِہٖ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فِیْ
خِلَافَتِہٖ فَقَالَ ہٰذَا فَصْلُ مَا بَیْنَ الصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ ابن عمر سے روایت ہے انہوں نے کہا میں پیش کیا گیا آں
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احد کے دن اور میں چودہ برس کا تھا (مجاہدین میں شریک کرنے کے لیے) تو آپ نے
مجھ کو منظور نہ کیا پھر میں پیش کیا گیا آپ پر خندق کے دن اس وقت میں پندرہ برس کا تھا تو آپ نے میرے تئیں
منظور کر لیا نافع نے کہا میں نے یہ حدیث عمر بن عبد العزیز سے بیان کی جب وہ خلیفہ تھے انہوں نے کہا بس
یہی حد ہے بالغ اور نابالغ کی **ف** بلوغ کی کئی نشانیاں ہیں زیر ناف کے بال اوگ آنا احتلام ہونا پندرہ
برس کی عمر ہو جانا ہر ایک کو علما نے اختیار کیا ہے **باب** السَّتْرِ عَلَی الْمُؤْمِنِ وَدَفْعِ الْحُدُوْدِ بِالشُّبُہَاتِ
مسلمان کا عیب ڈھانکنا اور حدود کا شبہوں سے دفع ہو جانا **عَنْ** اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ابوہریرہ سے روایت ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص مسلمان کا عیب ڈھانکے گا اللہ اسکا عیب ڈھانکے گا دنیا اور آخرت میں **عَنْ** اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رض قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِدْفَعُوا الْحُدُوْدَ مَا وَجَدْتُّمْ لَہٗ مَدْفَعًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دفع کرو تم حدوں کو جہاں تک تم دفع کرنے کا کوئی طریقہ پاؤ **ف** یعنے حاکم
تک مقدمہ لیجانے سے پہلے اسکو چھپا ڈالو اس سے کہدو توبہ اور استغفار کرلے اور خاموش ہو رہے یا مراد یہ ہے کہ
حاکم کو چاہیے کہ جب وہ ثبوت کامل ہو اور کوئی شبہ نہ رہے اسوقت حد کا حکم دیوے ورنہ حد کو ساقط کردے اگر
ذرا سا بھی شبہ ہو یا مراد یہ ہے کہ جب مجرم حد کے قابل حاکم کے سامنے آوے اور جرم کا اقرار کرے تو حاکم اسکو

تعلیم کرے سطح سے مثلاً زلمے کے جرم میں کہے شاید تونے بوسہ لیا ہوگا یا مساس کیا ہوگا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَشَفَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ حَتّٰى يَفْضَحَهُ بِهَا فِي بَيْتِهِ ابن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بہائی مسلمان کی کی بات چہپاوے اللہ اسکی شرم چہپاوے گا قیامت کیدن اور جو کوئی اپنے بہائی مسلمان کی شرم کی بات کہولے اللہ اسکی شرم کو کہولے گا یہانتک کہ اسکو ذلیل کرے گا اسکے گہر میں

ف یہ امر مجرب ہے جا بجا کئی بار آزمایا گیا جو کوئی اپنے بہائی مسلمان کا عیب فاش کرتا ہے اسکو ذلیل کرنے کے لیے وہ اس سے بڑہکر عیب میں گرفتار رہتا ہے اور اس سے بڑہکر ذلیل اور خوار ہوتا ہے اللہ بچاوے بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ حدوں میں شفاعت کرنیکا بیان عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِئُ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ سَمِعْتُ اللَّيْثَ ابْنَ سَعْدٍ يَقُولُ قَدْ أَعَاذَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَسْرِقَ وَكُلُّ مُسْلِمٍ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَقُولَ هٰذَا حضرت عائشہ سے روایت ہے مخزوم کی ایک عورت نے (فاطمہ بنت اسود بن عبد الاسد جو مخزومیہ قرشیہ تہیں) چوری کی قریش کے لوگ اسکی وجہ سے سخت فکرمند ہوئے (انہوں نے چاہا کہ اسکا ہاتہ نہ کاٹا جاوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معاف کردیں) انہوں نے کہا اس عورت کے باب میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کون عرض کرے لوگوں نے کہا اتنی جرات کوئی نہیں کرسکتا سوا اسامہ بن زید کے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہیتے (محبوب) ہیں آخر اسامہ نے اسکی باب میں آپ سے عرض کی آپنے فرمایا کیا تو اللہ کی حدوں میں سے ایک حد میں سفارش کرتا ہے پہر آپ کہڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ سنایا آپنے فرمایا اے لوگو اگلے لوگ تو اسیوجہ سے تباہ ہوئے اور ان میں جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسکو چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور قسم خدا کی میں تو اگر فاطمہ محمد کی بیٹی چوری کرے تو اسکا بھی ہاتہ کاٹ ڈالوں (سبحان اللہ انصاف اسیکا نام ہے) محمد بن رمح نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) اللہ جل جلالہ نے حضرت فاطمہ

کو اس سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ چوری کریں اور ہر مسلمان کو ایسا ہی کہنا چاہیے ف یعنے آپ کا یہ ارشاد کہ اگر فاطمہ
چوری کرے بالفرض و التقدیر ہے ورنہ حضرت فاطمہ کی شان اس سے بڑی ہے کہ وہ ایسے گناہوں میں مبتلا ہوں
وہ معصومہ مطہرہ تھیں بنص قرآنی انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا **عن** عائشۃ بنت
مسعود بن الاسود عن ابیہا قال لما سرقت المرأۃ تلک القطیفۃ من بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم اعظمنا ذلک وکانت امرأۃ من قریش فجئنا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلمہ وقلنا نحن
نفدیہا باربعین اوقیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تطہر خیر لہا فلما سمعنا لین قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتینا اسامۃ فقلنا کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رای
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک قام خطیبا فقال ما اکثارکم علی فی حد من حدود اللہ عز وجل وقع
علی امۃ من اماء اللہ والذی نفسی بیدہ لو کانت فاطمۃ ابنۃ رسول اللہ نزلت بالذی نزلت بہ لقطع
محمد یدہا عائشہ بنت مسعود بن الاسود نے اپنے باپ سے روایت کی جب اس عورت (یعنے فاطمہ بنت اسود) نے
چادر چرائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے تو ہم کو اس مقدمہ کی بڑی فکر ہوئی اور وہ عورت قریش میں سے تھی
تو ہم آئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آپ سے عرض کرنے کو اور ہمنے عرض کیا کہ ہم اس عورت کے قصور کے بدلے چالیس
اوقیہ چاندی (یعنے ایک ہزار چھ سو درم) دیتے ہیں آپ نے فرمایا اس عورت کا پاک ہو جانا اس گناہ سے (حد قائم کر کے)
بہتر ہے اسکے لیے جب ہمنے آپ کا کلام نرم اور ملائم دیکھا تو ہم اسامہ پاس آئے اور ہمنے کہا تم آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے عرض کرو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھا کہ اسامہ انکی سفارش کرتے ہیں تو آپ کھڑے ہوئے
خطبہ سنانے کو اور فرمایا کیا حال ہے تمہارا تم بہت کوشش کرتے ہو میرے پاس اللہ عزوجل کی ایک حد میں جو اللہ
تعالی کی ایک لونڈی پر پڑے گی قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ محمد کی بیٹی ایسا کام کرے جو
اس عورت نے کیا ہے البتہ محمد صلعم اسکا ہاتھ کاٹ ڈالیں **باب** حد الزنا زنا کی حد کا بیان **عن** ابی
ہریرۃ وزید بن خالد وشبل قالوا کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہ رجل فقال انشدک
اللہ لما قضیت بیننا بکتاب اللہ فقال خصمہ وکان افقہ منہ اقض بیننا بکتاب اللہ وائذن
لی حتی اقول قال قل قال ان ابنی کان عسیفا علی ہذا وانہ زنی بامراتہ فافتدیت منہ
بمائۃ شاۃ وخادم فسألت رجالا من اہل العلم فاخبرت ان علی ابنی جلد مائۃ وتغریب عام وان
علی امراۃ ہذا الرجم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لاقضین بینکما بکتاب

اللهِ الْمِائَةُ الشَّاةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قَالَ هِشَامٌ فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد اور شبل سے روایت ہے ان سبھوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں آپ کو قسم دیتا ہوں اللہ کی آپ ہمارا فیصلہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب کے موافق کر دیجیے اسکا دشمن (یعنے فریق ثانی) بولا وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا آپ ہمارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیجیے اور مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں بیان کروں (مقدمہ کا حال) آپ نے فرمایا اچھا بیان کر وہ بولا میرا بیٹا اسکے پاس نوکر تھا اس نے زنا کی اسکی عورت سے میں نے اسکا فدیہ دیا سو بکریاں اور ایک غلام لیکن میں نے کئی علم والوں سے پوچھا انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ تیرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں اور ایک برس تک جلا وطنی اور اسکی عورت کو سنگسار کرنا چاہیے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کروں گا سو بکریاں اور غلام تو تو اپنے واپس لے لے اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے پڑیں گے اور ایک برس تک جلا وطن ہوگا اور اے انس تو صبح کو اس دوسرے شخص کی عورت کے پاس جا اگر وہ اقرار کرے زنا کا تو اسکو سنگسار کر ہشام نے کہا صبح کو انس اسکے پاس گئے اس نے زنا کا اقرار کیا انہوں نے اسکو سنگسار کیا **ف** عورت تو محصنہ تھی یعنے اسکا نکاح ہو چکا تھا تو وہ سنگسار کی گئی اور لڑکا محصن نہ ہوگا اس وجہ سے اسکو کوڑے لگائے گئے یہ حدیث صحیح میں موجود ہے **عن** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا عَنِّي خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین کا حکم مجھ سے حاصل کر لو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے ایک راہ نکالی (جیسے پہلے فرمایا تھا زنا کے باب میں کہ ان کو قید رکھو گھروں میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انکے لیے راہ نکالے) بکر جب بکر سے زنا کرے تو اسکو کوڑے پڑیں سو اور سال بھر کے لیے جلا وطن کیا جاوے اور ثیب جب ثیب سے زنا کرے تو اسکو سو کوڑے لگاویں پھر سنگسار کریں **ف** یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے اور اہلحدیث کا مذہب یہی ہے کہ زانی غیر محصن کو سو کوڑے مارنا اور ایک سال کے لیے جلا وطن کرنا چاہیے اور دوسرے علما بھی اسپر متفق ہیں سوا اہل کوفہ کے وہ کہتے ہیں جلا وطن کرنا ضرور نہیں اور ابن منذر نے کہا کہ جلا وطن کرنے پر تمام خلفائے راشدین کا اتفاق ہے تو گویا اجماع ہو گیا اسپر اور ظاہر یہ ہے کہ عورت بھی جلا وطن کیجاوے لیکن مالک اور شافعی نے کہا عورت جلا وطن نہ کی جاوے اب جو زانی محصن ہو

یا زانیہ محصن اسکو سو کوڑے ماریں پھر رجم کریں اور جو کوڑے نہ ماریں صرف رجم کردیں تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انس کو اس عورت کی رجم کا حکم دیا اور کوڑے مارنے کی لیے نہیں فرمایا اور آپ نے رجم کیا ماعز اسلمی اور غامدیہ اور یہود کو اور کبھی کوڑے نہیں مارے اسیطرح شیخین نے اپنی خلافت میں صرف رجم کیا کوڑے نہیں مارے بعضوں نے کہا عبادہ کی حدیث مین جو حکم ہے یہ منسوخ ہے اور یہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں حوالہ ہے اس آیت کا جو سورہ نسا میں ہے اور سورہ نسا اخیر مین اوتری اور حق یہ ہے کہ امام کو اسباب مین اختیار ہے خواہ کوڑے لگا کر رجم کرے خواہ رجم ہی پر قناعت کرے **باب** مَنْ وَقَعَ عَلٰی جَارِیَۃِ اِمْرَأَتِہٖ جو کوئی اپنی جورو کی لونڈی سے صحبت کرے **عَنْ** حَبِیْبِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ اُتِیَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِیْرٍ بِرَجُلٍ غَشِیَ جَارِیَۃَ اِمْرَأَتِہٖ فَقَالَ لَا اَقْضِیْ فِیْھَا اِلَّا بِقَضَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ کَانَتْ اَحَلَّتْھَا لَہٗ جَلَدْتُہٗ مِائَۃً وَاِنْ لَمْ تَکُنْ اَذِنَتْ لَہٗ رَجَمْتُہٗ حبیب بن سالم سے روایت ہے نعمان بن بشیر پاس ایک شخص لایا گیا جس نے زنا کی تھی اپنی جورو کی لونڈی سے انہوں نے کہا میں تو اسکا وہی فیصلہ کرونگا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اگر عورت نے اس لونڈی کو حلال کردیا تھا مرد کے لیے تو اسکو سو کوڑے مارونگا ورنہ سنگسار کرونگا **ف** یہ مخالف ہے دوسری حدیث کی جو آگی آتی ہے اور اکثر علما اسکے خلاف ہیں اور کہتے ہیں کہ جورو کی لونڈی سے اگر کوئی جماع کرے تو اسکو حد نہ پڑے گی کیونکہ اکثر جورو مرد کے املاک مخلوط ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مال سے فائدہ اٹھاتا ہے تو شبہ پڑ گیا اور حدود شبہات سے دفع ہوجاتے ہیں اور احتمال ہے کہ نعمان کو اس فتوی میں دھوکا ہوا ہو **عَنْ** سَلَمَۃَ بْنِ الْمُحَبِّقِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُفِعَ اِلَیْہِ رَجُلٌ وَطِئَ جَارِیَۃَ اِمْرَأَتِہٖ فَلَمْ یَحُدَّہٗ سلمہ بن محبق سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے اپنی جورو کی لونڈی سے وطی کی تھی آپنے اسکو حد نہیں ماری **باب** الرَّجْمِ سنگسار کرنا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رض لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ یَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰی یَقُوْلَ قَائِلٌ مَا اَجِدُ الرَّجْمَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَیَضِلُّوْا بِتَرْکِ فَرِیْضَۃٍ مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰہِ اَلَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ اِذَا اُحْصِنَ الرَّجُلُ وَقَامَتِ الْبَیِّنَۃُ اَوْ کَانَ حَمْلٌ اَوِ اعْتِرَافٌ وَقَدْ قَرَأْتُھَا الشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا الْبَتَّۃَ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَہٗ ابن عباس سے روایت ہے حضرت عمر نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ زمانہ زیادہ گذرجاوے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں اللہ کی کتاب میں رجم (سنگسار کرنا) نہیں پاتا ہوں پھر گمراہ ہوجاویں اللہ کے فرضوں میں سے ایک فرض ترک کرکے آگاہ رہو کہ رجم حق ہے جب مرد محصن ہو اور گواہ قائم ہوجاویں یا حمل ہو یا اقرار کرے زنا کا اور میں نے رجم کی آیت

کو پڑہا ہے اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا یعنے جب بوڑہا مرد اور بوڑہی عورت مراد بوڑہے سے وہ ہی محصن ہو
یعنے اسکا نکاح ہوچکا ہو زنا کرین تو انکو رجم کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہمنے آپکے بعد رجم
کیا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ زَنَیْتُ فَاَعْرَضَ
عَنْہُ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ قَدْ زَنَیْتُ فَاَعْرَضَ عَنْہُ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ قَدْ زَنَیْتُ فَاَعْرَضَ عَنْہُ ثُمَّ قَالَ قَدْ زَنَیْتُ
فَاَعْرَضَ عَنْہُ حَتّٰی اَقَرَّ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَاَمَرَ بِہٖ اَنْ یُّرْجَمَ فَلَمَّا اَصَابَتْہُ الْحِجَارَۃُ اَدْبَرَ یَشْتَدُّ فَلَقِیَہٗ رَجُلٌ
بِیَدِہٖ لَحْیُ جَمَلٍ فَضَرَبَہٗ فَصَرَعَہٗ فَذُکِرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِرَارُہٗ حِیْنَ مَسَّتْہُ الْحِجَارَۃُ قَالَ
فَھَلَّا تَرَکْتُمُوْہُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے ماعز بن مالک رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس آئے اور عرض کیا مینے زنا کی آپنے انکی طرف سے مونہہ پہیر لیا پہر انہون نے کہا مینے زنا کی آپنے ان کیطرف
سے مونہہ پہیر لیا پہر انہون نے کہا مین نے زنا کی آپنے مونہہ پہیر لیا یہانتک کہ چار بار انہون نے اقرار کیا زنا کا
جب آپنے حکم دیا انکے سنگسار کرنیکا جب انکو پتہرون کی چوٹ لگی تو پیٹہہ موڑ کر بہاگے ایک شخص نے ان کو
پایا اسکے ہاتہہ مین اونٹ کی جبڑے کی ہڈی تہی اس سے مار کر انکو گرا دیا یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان
کیا گیا کہ وہ بہاگے جب انکو پتہر پڑے آپنے فرمایا پہر تم نے انکو چہوڑ کیون نہ دیا ف تاکہ ان سے پہر دریافت
کرتے شاید وہ اپنے اقرار کو جہوٹا کہتے اور حد ساقط ہوجاتی اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ زنا کا اقرار ایک بار کرنا کافی
ہے حد کے لیے اور ابوحنیفہ کے نزدیک چار بار اقرار کرنا ضرور ہے کیونکہ ہر اقرار قائم مقام ایک گواہی کے ہے اور
ہر بار امام کو چاہیے کہ اسکی طرف التفات نکرے بلکہ یون کہے شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا مساس کیا ہوگا ایک روایت مین ہے کہ آپنے
ماعز سے فرمایا کیا تجہہ کو جنون ہے اہلحدیث کہتے ہین کہ آپنے ماعز سے چار بار اقرار کرایا مضبوطی کے لیے اس خیال
سے کہ کہین انکو جنون نہ ہو اور دوسری ایک حدیث مین ہے کہ اے انس صبح کو جا اس عورت پاس اگر وہ اقرار کرے تو اس
کو رجم کر اس مین یہ نہین ہے کہ چار بار اقرار کرے اور صحیح مسلم مین ہے کہ آپنے غامدیہ کو رجم کیا اوس نے بہی ایک
ہی بار اقرار کیا تہا اور ابوداؤد اور نسائی نے مہلاج سے نکالا کہ آپنے ایک مرد کو رجم کیا جس نے ایک بار اقرار کیا تہا
اور یہودی اور یہودیہ کا رجم آگے مذکور ہوگا اس مین بہی چار بار اقرار کا ذکر نہین ہے اور موافق ہین اہلحدیث کے
ایک بار اقرار کافی ہونے مین ابوبکر اور عمر اور حسن بصری اور مالک اور حماد اور ابوثور اور بتی اور شافعی لیکن
جمہور چار بار اقرار کرنا ضرور سمجہتے ہین (روضہ) اور جب زنا اقرار سے ثابت ہو تو اگر رجوع کرے اقرار سے تو حد ساقط
ہوجاویگی اور یہی قول ہے اہلحدیث اور شافعیہ اور حنفیہ کا اور بعضون کے نزدیک رجوع سے ساقط نہ ہوگی

یہی قول ہے ابن ابی لیلے اور ثوری اور ابو ثور کا اور ایک روایت ایسی ہے مالک اور شافعی سے ابوداؤد اور نسائی کی
روایت مین ہی کہ جب ماعز کو پتھرون کی چوٹ لگی تو لگے چلانے اور کہنے لگے لوگو مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس پھیر لے چلو میری قوم نے مجھکو دھوکا دیا انہون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے نہین مارین گے لیکن ہم نے
اسکو نہ چھوڑا یہانتک کہ مار ڈالا جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا
تمنے اسکو کیون نہ چھوڑ دیا اور میرے پاس کیون نہ لیکر آئے **عن** عمران بن الحصین ان امرأة اتت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فاعترفت بالزنا فامر بها فشکت علیها ثیابها ثم رجمها ثم صلی علیها عمران
بن حصین سے روایت ہی ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے اقرار کیا زنا کا آپنے حکم دیا اسکے
کپڑے اسپر جوڑ دیے گئے (تاکہ رجم کے وقت اسکا ستر نہ کھلے) پھر آپنے اسکو رجم کیا بعد اسکے اوپر نماز پڑھی (جنازہ
کی) **ف** بعضون نے اسکے حق مین کچھ برا کلمہ کہا تو آپنے فرمایا اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ساری مدینہ والون کو
بانٹ دیجاوے تو ان کو کافی ہو جاوے بیشک عورت اس زمانہ کی تمام عابدون اور زاہدون سے درجہ مین زیادہ
تھی کہ آنحضرت کے سامنے گناہ کا اقرار کیا سزا پائی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشرف ہوئی اللہ
اسکی درجہ بلند کرے اور اسکی طفیل سے ہم گنہگارون کی مغفرت کرے **باب** رجم الیهودی والیهودیة
یہودی مرد اور یہودی عورت کو رجم کا بیان **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیه وسلم رجم یهودیین انا
فیمن رجمهما فلقد رأیته وانه لیسترها من الحجارة ابن عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے رجم کیا دو یہودیون کو مین بھی ان لوگون مین تھا جنہون نے اسکو رجم کیا مینے دیکھا وہ یہودی عورت کو بچاتا
تھا پتھرون سے (آپ آڑ ہو جاتا) اور اسکے بدل خود پتھر کھاتا **عن** جابر بن سمرة ان النبی صلی اللہ علیه
وسلم رجم یهودیا ویهودیة جابر بن سمرہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ایک یہودی
مرد اور ایک یہودی عورت کو **عن** البراء بن عازب قال مر النبی صلی اللہ علیه وسلم بیهودی محمم
مجلود فدعاهم فقال هکذا تجدون فی کتابکم حد الزانی قالوا نعم فدعا رجلا من علمائهم
فقال انشدک بالله الذی انزل التوراة علی موسی هکذا تجدون حد الزانی قال لا ولولا انک
نشدتنی لم اخبرک نجد حد الزانی فی کتابنا الرجم ولکنه کثر فی اشرافنا الرجم فکنا اذا اخذنا
الشریف ترکناه وکنا اذا اخذنا الضعیف اقمنا علیه الحد فقلنا تعالوا نجتمع علی شیء نقیمه
علی الشریف والوضیع فاجتمعنا علی التحمیم والجلد مکان الرجم فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَکَ اِذْ اَمَاتُوْہُ وَاَمَرَ بِہٖ فَرُجِمَ براء بن عازب سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک یہودی پر سے گذرے جسکا سونہہ کالا کیا گیا تہا اور اسکو کوڑے مارے گئے تہے تب آپنے یہودیون کو بلایا اور فرمایا کیا تم اپنی کتاب (توراۃ شریف) مین زانی کی حد یہی پاتے ہو انہون نے کہا ہان پہر آپنے دو شخصون کو یہود کے عالمون مین سے بلایا اور فرمایا مین تجہہ کو قسم دیتا ہون اُس اللہ کی جس نے توراۃ اتاری حضرت موسیٰ پر کیا تم زانی کی حد یہی پاتے ہو اُس نے کہا نہین اور اگر آپ مجہکو قسم نہ دیتے تو مین آپسے یہ نہ کہتا مگر ہم اپنی کتاب مین زانی کی حد سنگسار کرنا پاتے ہین لیکن زنا بہت ہو گئی ہمارے اشراف لوگون مین تو ہم جب کسی شریف کو زنا مین پکڑتے اسکو چہوڑ دیتے اور جب کسی ناتوان ضعیف کو پکڑتے اسکو سنگسار کرتے آخر ہمنے کہا لوگون سے آؤ اور ہم ایک کام پر اتفاق کرین جسکو ہم جاری کرین شریف اور کمینہ سب پر تو ہمنے اتفاق کیا مونہہ کالا کرنے پر اور کوڑے لگانے پر سنگسار کرنے کے بدل (اور اللہ کا حکم چہوڑ دیا) یہ سنکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ مین سب سے اول تیرے حکم کو زندہ کرتا ہون جسکو انہون نے مار ڈالا تہا (یعنے موقوف کر دیا تہا) پہر آپنے حکم دیا وہ یہودی رجم کیا گیا **باب** مَنْ اَظْھَرَ الْفَاحِشَۃَ کوئی عورت فاحشہ معلوم ہو لیکن قاعدے سے زنا ثابت نہو **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَیْرِ بَیِّنَۃٍ لَرَجَمْتُ فُلَانَۃَ فَقَدْ ظَھَرَ فِیْھَا الرِّیْبَۃُ فِیْ مَنْطِقِھَا وَھَیْئَتِھَا وَمَنْ یَدْخُلُ عَلَیْھَا ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین کسیکو رجم کرتا بغیر گواہون کے تو فلانی عورت کو رجم کرتا اسکی بات اور شکل سے اوسکا فحش ظاہر ہوتا ہے اور اسکے پاس جو لوگ آیا کرتے ہین اُس سے **ف** معلوم ہوا کہ اگر قرائن سے کسی عورت کا فاحشہ ہونا معلوم ہو تو بہی زنا کی حد اوسکو مار نہین سکتے جب تک قاعدے سے اقرار یا چار آدمیون کی گواہی سے اسپر ثبوت نہو البتہ حاکم اسلام کو یہ اختیار ہے کہ ایسی فاحشہ عورتون کا دوسرا کوئی بندوبست کرے یا ان کو بستی سے نکالدیوے **عَنْ** الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَکَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَیْنِ فَقَالَ لَہٗ ابْنُ شَدَّادٍ ھِیَ الَّتِیْ قَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَیْرِ بَیِّنَۃٍ لَرَجَمْتُھَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تِلْکَ امْرَاَۃٌ اَعْلَنَتْ قاسم بن محمد سے روایت ہی ابن عباس نے دو لعان کرنیوالون کا ذکر کیا ابن شداد نے کہا یہ وہی عورت تہی جسکے باب مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مین کسیکو بغیر گواہ کے رجم کرتا تو اسکو رجم کرتا ابن عباس نے کہا (نہین) وہ تو علانیہ فاحشہ تہی **باب** مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ جو کوئی لواطت کرے (لونڈے بازی) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَجَدْتُّمُوْہُ یَعْمَلُ

عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا جسکو تم پاؤ حضرت لوط علیہ السلام کی امت کا کام کرتے ہوئے تو مار ڈالو فاعل اور مفعول دونو کو **ف** اس
کو نکالا امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے ابن حجر نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں مگر اس میں اختلاف
ہے **عن** اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ قَالَ ارْجُمُوا
الْاَعْلٰى وَالْاَسْفَلَ ارْجُمُوْهُمَا جَمِيْعًا ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص
کے باب میں جو لواطت کرے کہ اوپر والے اور نیچے والے دونوں کو مار ڈالو دونوں کو سنگسار کرو **ف** اس کا
اسناد ضعیف ہے **عن** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ
عَلٰى اُمَّتِيْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
سب سے جس چیز کا میں خوف کرتا ہوں تم پر وہ قوم لوط کا عمل ہے **ف** یہ خوف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح نکلا
یہ بری بلا جیسے مسلمانوں میں شائع ہے اتنی اور قوموں میں نہیں اور مسلمانوں میں سب سے زیادہ یہ بلا ایران و روم اور
افغانستان میں ہے اور ہندوستان میں اسپور میں بہت ہے عرب کے ملک میں اللہ تعالے کے فضل سے اب
تک یہ بلا بہت کم ہے الا ماشاء اللہ یہ امت مرحومہ ہے ورنہ اللہ تعالی کا عذاب قوم لوط کی طرح اس امت پر بھی
اترتا ابن الطلاع نے احکام میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لواطت میں رجم ثابت نہیں ہے بلکہ
قتل ثابت ہے فاعل اور مفعول دونوں کا ابن عباس اور ابوہریرہ کی روایتوں میں اور بیہقی نے حضرت علی سے نکالا کہ
انہوں نے ایک لوطی کو رجم کیا شافعی نے کہا ہمارا یہی قول ہے کہ وہ رجم کیا جاوے محصن ہو یا غیر محصن اور بیہقی نے نکالا
کہ ابوبکر نے ایک مفعول کے لیے لوگوں کو جمع کیا حضرت علی نے بہت سخت رائے دی اور کہا اس گناہ کو کسی امت نے نہیں
کیا سوا ایک امت کے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اسکو آگ سے جلادیں اور ابوداؤد نے ابن عباس سے نکالا کہ لوطی رجم کیا
جاوے اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا کہ اونچی مکان سے اوندھا گرایا جاوے پھر پتھروں سے کچلا جاوے اہل
حدیث کا یہ مذہب ہے کہ فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کریں اگرچہ محصن نہ ہوں بشرطیکہ مفعول بہ پر جبر نہ ہوا ہو
اور صاحب شفا نے اجماع صحابہ کا اسپر نقل کیا ہے اور بغوی نے شعبی اور زہری اور مالک اور احمد اور اسحاق سے
نقل کیا کہ وہ رجم کیا جاوے گا محصن ہو یا غیر محصن اور منذری نے کہا کہ لوطی کو جلایا ابوبکر اور علی اور ابن زبیر
اور ہشام نے اور شافعی نے کہا اگر محصن ہو تو رجم کیا جاوے نہیں تو کوڑے ماریں اور جلاوطن کریں حد زنا
کیطرح اور ابوحنیفہ نے کہا امام جو مناسب سمجھے سزا دیوے لیکن رجم نہ ہوگا نہ کوڑے پڑیں گے (روضہ مختصراً)

باب مَنْ اَتٰی ذَاتَ مَحْرَمٍ وَمَنْ اَتٰی بَھِیْمَۃً جو شخص محرم سے جماع کرے یا جانور سے **ف** محرم سے مثلاً ماں بہن بیٹی سے اور جانور عام ہے شامل ہے اونٹ اور گائے اور بکری کو اور گدھے اور مرغی وغیرہ کو **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْہُ وَمَنْ وَقَعَ عَلٰی بَھِیْمَۃٍ فَاقْتُلُوْہُ وَاقْتُلُوا الْبَھِیْمَۃَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جماع کرے محرم عورت سے تو اسکو قتل کرو اور جو کوئی جماع کرے چار پائے سے اسکو مار ڈالو اور چار پائے کو بھی **ف** اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے بھی نکالا اور علمائے کہا ہے کہ جو کوئی چار پایہ یا اور کسی جانور سے جماع کرے وہ تعزیر دیا جاوے لیکن اسکو قتل نہیں کرینگے اور اس حدیث میں قتل تشدد کے طور سے ہے تاکہ لوگ ایسا فعل نکریں کیونکہ ترمذی اور ابوداؤد نے ابورزین سے نکالا کہ ابن عباس نے کہا جو کوئی جانور سے جماع کرے اسپر حد نہیں ہے اور کہا کہ یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے اہل علم کا اور ابویعلی موصلی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے ایسا ہی نکالا یعنے جو کوئی جانور سے جماع کرے اسکو قتل کرو اور جانور کو بھی لیکن اسکے اسناد میں عبدالغفار ہے وہ ضعیف ہے اور جانور سے جماع کرنا بالاجماع حرام ہے لیکن اختلاف ہے کہ اسپر حد پڑے گی یا نہیں اور محرم سے جماع کرنے سے یہاں یہ مراد ہے کہ محرم سے نکاح کرکے اس سے جماع کرے کیونکہ اگر صرف جماع کرے گا تو وہ زنا ہے اس میں حد زنا لگاویں گے جلد یا رجم اور بعضوں نے کہا ہر حال میں اسکو رجم کرینگے محصن ہو یا غیر محصن کیونکہ یہ حدیث مطلق ہے اور اگر نکاح کرکے کوئی محرم سے جماع کرے تو اس صورت میں بھی اسکو مار ڈالیں گے خواہ رجم کرینگے یعنے اسپر حد ہوگی یہی قول ہے شافعی اور اہلحدیث کا اور ابوحنیفہ نے کہا اگر محرم سے کوئی نکاح کرکے صحبت کرے تو اسپر زنا کی حد نہ ہوگی لیکن اسکو تعزیر دیجاوے گی اور دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے حکم دیا ایک شخص کا سر لانے کا جس نے اپنے باپ کی جورو سے نکاح کیا تھا **باب** اِقَامَۃِ الْحُدُوْدِ عَلَی الْاِمَاءِ لونڈیوں پر حد قائم کرنا **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ قَالُوْا کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَہٗ رَجُلٌ عَنِ الْاَمَۃِ تَزْنِیْ قَبْلَ اَنْ تُحْصَنَ فَقَالَ اجْلِدُوْھَا فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا ثُمَّ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ اَوِ الرَّابِعَۃِ فَبِیْعُوْھَا وَلَوْ بِحَبْلٍ شَعَرٍ ابوہریرہ اور زید بن خالد اور شبل سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں ایک شخص نے آپ سے پوچھا اس لونڈی کو جو زنا کرے محصن ہونے سے پہلے آپ نے فرمایا اسکو کوڑے مار پھر اگر زنا کرے تو پھر کوڑے مار پھر تیسرے بار یا چوتھی بار میں فرمایا اسکو بیچ ڈال اگرچہ بالوں کی ایک رسی کے بدل **ف** یعنے جو قیمت آوے اس قیمت سے بیچ ڈال یہ حدیث صحیح ہے اسکو روایت کیا بخاری اور مسلم نے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ غلام اور لونڈی

کو اسکا مالک بہی حد زنا مار سکتا ہی اہلحدیث اور شافعی کا یہ قول ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ حاکم کے سوا اور کوئی حد نہیں مار سکتا **عَنْ** عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَاجْلِدُوْهَا فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ وَالضَّفِيْرُ الْحَبْلُ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لونڈی زنا کرے تو اسکو کوڑے مارو پہر اگر زنا کرے تو اسکو کوڑے مارو پہر اگر زنا کرے تو اسکو کوڑے مارو پہر اگر زنا کرے تو اسکو کوڑے مارو پہر اسکو بیچ ڈالو اگرچہ ایک رسی کے بدلے سہی

بَابُ حَدِّ الْقَذْفِ حد قذف کا بیان **ف** جو کوئی شخص دوسرے کو زنا کی تہمت لگاوے اسپر حد قذف پڑیگی یعنے اسی کوڑے یہ قرآن شریف سے ثابت ہی والذین یرمون المحصنات اخیر تک اور غلام لونڈی کو چالیس کوڑے پڑینگے اکثر کے نزدیک اور بعضوں کے نزدیک جیسے ابن مسعود اور لیث اور زہری اور اوزاعی اور عمر بن عبد العزیز اور علامہ ابن حزم ہیں انکو بہی اسی ہی کوڑے پڑینگے کیونکہ آیت مطلق ہے اسیطرح اگر غلام لونڈی کو کوئی زنا کی تہمت لگاوے تو اسکو چالیس کوڑے پڑینگے امام مالک نے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کیا میں نے عمر بن خطاب اور عثمان اور خلفا کا زمانہ پایا کسی نے غلام کو حد قذف میں چالیس کوڑوں سے زیادہ نہیں مارے (رواہ) **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ عُذْرِيْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا نَزَلَ اَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَاَةٍ فَضُرِبُوْا حَدَّهُمْ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی جب قرآن شریف میں میری پاکی اتری (اس جہوٹی تہمت سے جو انپر لگائی گئی تہی صفوان بن معطل کے ساتھ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کہڑے ہوئے اور وہ آیتیں پڑہیں جب منبر پر سے اترے تو حکم کیا دو مردوں (مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت) کو اور ایک عورت (حمنہ بنت جحش) کو حد لگائی گئی **ف** اگرچہ اس تہمت کے بانی مبانی منافقین تہے لیکن آپنے انکو حد نہیں ماری اسلیے کہ حد پاک کرنے کے لیے ہے اور منافق تو پاک نہیں ہو سکتے وہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہیں گے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَا مُخَنَّثُ فَاجْلِدُوْهُ عِشْرِيْنَ وَاِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَا لُوْطِيُّ فَاجْلِدُوْهُ عِشْرِيْنَ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مرد دوسرے مرد کو کہے ای مخنث تو اسکو بیس کوڑے مارو اسیطرح جب ایک مرد دوسرے مرد کو کہے اے لوطی تب بہی بیس کوڑے مارو **ف** یہ تعزیر کے طور پر ہے ہدایہ میں ہے جب کوئی کسیکو فاسق یا کافر یا خبیث یا سارق کہے تب بہی تعزیر دیجاویگی اور اگر گدہا یا سور کہے تو تعزیر نہ ہوگی اور بعضوں نے کہا اس میں بہی تعزیر ہوگی اور تعزیر کی مقدار میں امام کو اختیار ہے **بَاب**

حَدِّ السَّكْرَانِ شرابی متوالے کی حد کا بیان عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مَا كُنْتُ أُدِيَ مَنْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ الْحَدَّ إِلَّا شَارِبَ الْخَمْرِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّ فِيهِ شَيْئًا إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ جَعَلْنَاهُ نَحْنُ عمیر بن سعید سے روایت ہے حضرت علی نے کہا میں جسپر حد قائم کرون (قذف یا زنا وغیرہ کی) پہر وہ مرجاوے تو مین اسکی دیت ندونگا اسلیے کہ یہ حد بحکم شرع ہے) مگر شراب پینیوالے پر اگر مین حد قائم کرون اور وہ مرجاوے تو دیت دونگا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مین کوئی حد مقرر نہین کی بلکہ ہم لوگون نے اسکی حد ٹہرائی ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيدِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شراب پینے مین جوتون اور ڈالیون سے مارتے ف بخاری اور مسلم نے اسکو نکالا اتنا زیادہ ہے کہ ابو بکر نے اس مین چالیس کوڑے مارے عَنْ حُصَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ قَالَ لَمَّا جِيءَ بِالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ إِلَى عُثْمَانَ قَدْ شَهِدُوا عَلَيْهِ قَالَ لِعَلِيٍّ دُونَكَ ابْنَ عَمِّكَ فَأَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَجَلَدَهُ عَلِيٌّ وَقَالَ جَلَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ حصین بن منذر سے روایت ہے جب ولید بن عقبہ (بن ابی معیط) کو حضرت عثمان پاس لیکر آئے ف وہ بہائی تہا اخیافی حضرت عثمان کا اور عامل تہا کوفہ کا ان کی خلافت مین اس نے لوگون کو صبح کی نماز چار رکعتین پڑہائی اور بولا اور زیادہ کرون عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہم ہمیشہ زیادتی ہی مین رہے جب سے تو حاکم ہوا یہ عقبہ بن ابی معیط کا بیٹا تہا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اونٹنی کا بچہ دان لاکر ڈالدیا تہا جب آپ سجدے مین تہے اور باپ کا اثر اس مین باقی تہا گو مسلمان ہو گیا تہا شراب پی اور نشے مین نماز پڑہائی آخر لوگون کی شکایت پر معزول ہو کر مدینہ مین حضرت عثمان پاس حاضر کیا گیا ف اور لوگون نے اسپر گواہی دی کہ اس نے شراب پیا تہا) تو حضرت عثمان نے حضرت علی سے کہا اٹہو اور اپنے چچا کے بیٹے پر حد قائم کرو (چچا کا بیٹا اسلیے کہا کہ وہ بنی امیہ مین سے تہا اور بنی امیہ اور بنی ہاشم ایک جد یعنے عبد مناف مین جا کر ملجاتے ہین) آخر حضرت علی نے اسکو کوڑے مارے اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے مارے اور ابو بکر نے بہی چالیس مارے اور عمر نے اسی کوڑے مارے اور سب سنت ہین ف اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ شرابی کی حد کوئی معین نہین امام کو اختیار ہے خواہ چالیس کوڑے لگائے کم یا زیادہ خواہ جوتون سے مارے صحیح مسلم مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تہی آپ نے اسکو ڈالی سے مارا چالیس بار دون کے قریب اور ابو بکر نے بہی ایسا ہی کیا جب عمر کا زمانہ ہوا تو انہون نے

لوگون کی رای لی عبدالرحمان نے کہا سب حدون مین (جو قرآن مین مذکور ہین) ہلکی حد قذف ہے اُس مین اسّی کوڑے ہیں
پہر حضرت عمر نے شراب مین بہی اسی کوڑے مارنیکا حکم دیا اور بخاری نے نکالا عقبہ بن حارث سے کہ نعمان آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے گئے آپ نے فرمایا جو لوگ گہر مین تہے اُنسے کہ مارو اسکو تو مین نے بہی مارا اسکو جوتون اور چہریون
سے اور سائب بن یزید سے نکالا کہ شراب پینیوالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور ابوبکر کی خلافت
مین اور شروع عمر کی خلافت مین لایا جاتا ہم کہڑے ہوتے اور مارتے اسکو اپنے ہاتہون اور جوتون اور چادرون سے یہانتک
کہ حضرت عمر نے شروع خلافت مین اس مین چالیس کوڑے لگائے جب لوگون نے زیادہ شراب پینا شروع کیا تو انہون
نے اسی کوڑے لگائے اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے بہی ایسا ہی نکالا اور اس باب مین کئی حدیثین ہین ان
سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پینے کی حد مقرر نہین کی اور جیسا مناسب ہوتا
ویسا آپ عمل کرتے اور ایک روایت مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تہوڑی مٹی لی اور شرابی کے مونہہ پر
ڈالدی (روضہ مختصرا) **باب** مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ مِرَارًا جو کوئی کئی بار شراب پیے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ
قَالَ فِي الرَّابِعَةِ فَاِنْ عَادَ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب کوئی متوالا ہوجاوے تو اسکو کوڑے مارو پہر اگر ایسا کرے تو اسکو کوڑے مارو پہر اگر ایسا کرے تو اسکو کوڑے مارو پہر اگر ایسا کرے چوتہی بار مین
فرمایا تو اسکی گردن مارو **ف** یہ حدیث صحیح ہے لیکن منسوخ ہے باتفاق ائمہ اربعہ اور اہلحدیث کے اور نسخ اسکا
اس روایت سے ہے جو اوپر گذری کہ مسلمان قتل نہ کیا جاوے گا مگر تین باتون مین سے ایک بات کی وجہ سے خیر
تک اور ترمذی اور نسائی نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شراب پیے اسکو کوڑے
مارو پہر اگر چوتہی بار پیے تو اسکو آپنے مارا لیکن قتل نہین کیا اور ابوداود اور ترمذی نے ایسا ہی نکالا قبیصہ
بن ذویب سے اور اس مین یہ ہے کہ پہر چوتہی بار وہ شخص (جس نے شراب پی تہی) لایا گیا آپنے اسکو کوڑے مارے
اور قتل کو اٹہا دیا اور امام احمد کی روایت مین ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک متوالا چوتہی بار آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا آپنے اسکو چہوڑ دیا (یعنے کوڑے مارکر قتل نہین کیا) **عَنْ** مُعٰوِيَةَ بْنِ
اَبِيْ سُفْيَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثُمَّ اِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ
فَاجْلِدُوْهُمْ ثُمَّ اِذَا شَرِبُوْا فَاجْلِدُوْهُمْ ثُمَّ اِذَا شَرِبُوْا فَاقْتُلُوْهُمْ معاویہ بن ابی سفیان سے روایت
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ جب شراب پیوین تو ان کو کوڑے لگاؤ پہر اگر شراب پیوین تو پہر کوڑے

مارو پھر پیویں تو پھر مارو چوتھی بار فرمایا) پھر جب پیویں تو انکو جان سے مار ڈالو **ف** اس حدیث کا مضمون وہی ہے
جو ابوہریرہ کی گذشتہ حدیث کا مضمون ہے اور جب وہ باتفاق ائمہ
اربعہ اور اہلحدیث کے منسوخ ہے تو یہ بھی منسوخ ہے کیونکہ یہ دونو حدیثیں گویا ایک حدیث ہیں **باب** الکبیر والمریض
یجب علیہ الحد بوڑھے اور بیمار کو حد مارنا **عن** سعید بن سعد بن عبادۃ قال کان بین ابیاتنا رجل
مخدج ضعیف فلم یرع الا وھو علی امۃ من اماء الدار یخبث بھا فرفع شانہ سعد بن عبادۃ الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اجلدوہ ضرب مائۃ سوط قالوا یا نبی اللہ ھو اضعف من
ذلک لو ضربناہ مائۃ سوط مات قال فخذوا لہ عثکالا فیہ مائۃ شمراخ فاضربوہ ضربۃ واحدۃ
سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے ہمارے گھروں میں ایک شخص رہتا تھا لنجا ناقص الخلقت دوسری
روایت میں ہے ضعیف ناتوان اپاہج لوگوں کو نہیں ڈرا یا مگر اسوقت جب وہ گھر کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی
پر سوار تھا اس کے ساتھ برا کام کر رہا تھا اسکا یہ حال سعد بن عبادہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے
فرمایا اسکو سو کوڑے مارو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ بہت ناتوان ہے اگر ہم اسکو سو کوڑے مارینگے تو
وہ مرجاویگا آپ نے فرمایا اچھا ایک خوشہ لو کھجور کا جسمیں سو شاخیں ہوں اور ایک مار اسکی لگا دو **ف** تو گویا سو
مار مارین یہ عنایت ہے اللہ جل جلالہ کی اپنے ضعیف بندوں پر اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی نے نکالا اور دارقطنی
نے اسکو روایت کیا فلیح سے انہوں نے ابو سالم سے انہوں نے سہل بن سعد سے اور طبرانی نے اسکو نکالا ابو امامہ بن
سہل سے اور ابوداؤد نے ایک مرد انصاری سے اور نسائی نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے انہوں نے اپنے
باپ سے اور اس حدیث کا اسناد حسن ہے اور مسلم نے حضرت علی سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی
نے زنا کی تو آپ نے مجھکو حکم دیا اسکو کوڑے مارنیکا میں اسکے پاس آیا دیکھا تو وہ ابھی جنی تھی میں ڈرا کہیں کوڑے
لگانے سے وہ مرجاوے میں نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اچھا اسکو چھوڑ دے
یہانتک کہ نفاس سے پاک ہو جاوے اور اس حدیث اور پہلی حدیث میں جمع یوں کیا ہے کہ جب کسی بیمار کے اچھے ہوجانے
کی امید ہو تو حد مارنے میں توقف کریں یہانتک کہ وہ اچھا ہو جاوے اور جو اسکے اچھا ہونیکی امید نہ ہو تو حد
ماردیں جیسے سعید کی روایت میں ہے (روضہ) **عن** سعد بن عبادۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ
سعد بن عبادہ سے ایسے ہی روایت ہے **باب** من شھر السلاح جو کوئی مسلمان پر ہتیار اٹھاوے **عن**
ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حمل علینا السلاح فلیس منا ابوہریرہ سے روایت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہم پر ہتھیار اوٹھاوے وہ ہم مین سے نہین ہے **ف** یہ بڑی وعید ہی اسکے لیے جو
مسلمان پر ہتھیار اٹھاوے ہم مین سے نہین ہے یعنے کافر ہوگیا اکثر علما نے کہا ہے کہ مسلمانون کے اخلاق مین سے اُس
کو کچھ حصہ نہین ہے **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حمل علینا السلاح فلیس
منا ابن عمر سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عن** ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من شھر علینا السلاح فلیس منا ابو موسی اشعری سے بھی ایسے ہی روایت ہے **باب** من حارب و
سعی فی الارض فسادا جو شخص رہزنی کرے اور ملک مین فساد پھیلاوے **عن** انس بن مالک ان ناسا
من عرینۃ قدموا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجتووا المدینۃ فقال لو خرجتم الی
ذود لنا فشربتم من البانھا وابوالھا ففعلوا فارتدوا عن الاسلام وقتلوا راعی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم واستاقوا ذودہ فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طلبھم فجیء بھم فقطع ایدیھم
وارجلھم وسمر اعینھم وترکھم بالحرۃ حتی ماتوا انس بن مالک سے روایت ہے عرینہ (ایک قبیلہ
ہے) کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین آئے تو انکو مدینہ منورہ کی ہوا موافق نہ آئی آپنے فرمایا
کاش تم ہمارے اونٹون مین (صدقہ کے جو شہر سے باہر رہا کرتے ہے) چلے جاؤ اور انکا دودھ اور موت پیو **ف**
امام محمد رحمہ اللہ نے اسی حدیث سے دلیل لی کہ حلال جانور کا موت پاک ہے اور مالک اور احمد اور اہلحدیث کا یہی قول ہے
اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف کہتے ہین وہ نجس ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی سے ان کی تندرستی
اونٹ کی موت سے دریافت کی اور دوا کے لیے اسکے پینے کا حکم دیا مگر اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر اونٹ کا موت
حرام اور نجس ہوتا تو آپ علاج کے لیے بھی اسکے پینے کا حکم نہ فرماتے کیونکہ دوسری حدیث مین ہے کہ اللہ تعالے
نے تمہاری شفا اُس چیز مین نہین رکھی جسکو تم پر حرام کیا **ف** خیر انہون نے ایسا ہی کیا جب وہ اچھے ہوگئے تو
اسلام سے پھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹون کو بھی ہنکالے گئے آپنے انکے
پکڑنے کے لیے لوگون کو بھیجا وہ لائے گئے آپنے انکے ہاتھ اور پاؤن کاٹے اور انکی آنکھون مین سلائی پھیری
اور انکو حرہ (جلتی زمین مدینہ کی) مین ڈالدیا یہانتک کہ وہ مرگئے **ف** یہ جزا اوسی تھی اس شخص کے جو دین
حق سے پھر جاوے اور احسان کے بدل برائی کرے بندگان خدا کو ناحق مارے اور مسلمانون کا مال لوٹ کر لیجاوے قرآن
شریف مین ان لوگون کی سزا یہ آئی ہے کہ قتل کیے جاوین یا سولی دیے جاوین یا ان کے ایک طرف کا ہاتھ دوسری
طرف کے پاؤن کاٹے جاوین یا جلاوطن (یا قید) کیے جاوین یہ دنیا مین انکی رسوائی ہے اور آخرت مین ان کو

دکھہ کی مار ہے اور اکثر اہل علم اسکے قائل ہین کہ یہ آیت عام ہے مسلمانون اور کافرون دونون کے باب مین اتری البتہ
اگر کافر کفر کی حالت مین ایسا کرے پہر پکڑے جانے سے پہلے مسلمان ہو جاوے تو اسکی جان بچ جاویگی یا پکڑے جانے
کے بعد بہی تب بہی بچ جاویگی اور شافعی نے کہا کہ اسکو قتل کرین گے اور غسل دینگے اور نماز پڑہین گے (جب مسلمان ہو جی
کرے) پہر تین دن تک سولی پر رہنے دین گے پہر اوتار کر دفن کرینگے اور بعضون نے کہا زندہ سولی پر چڑہا دین گے
پہر برچہی سے مارین گے یہانتک کہ مر جاوے اور ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے کہا ڈاکو پر نہ نماز پڑہین گے نہ اسکو غسل دین
اور حنفیہ نے کہا کہ نفی من الارض سے آیت مین قید کرنا مراد ہے اور شافعی نے کہا امام کو اختیار ہے قید کرے یا
جلاوطن کرے یا سزا کے لیے پکڑ منگاوے یہ سب نفی من الارض ہے اور اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ جو سزائین اوپر
مذکور ہوئین امام کو اختیار ہے ان مین سے جونسی سزا چاہے وہ دیوے اگرچہ وہ شہر مین رہزنی کرے جب اس نے ملک
مین فساد پہیلنے کے لیے کوشش کی ہو اور یہ آیت اتری انہین عرینہ کے لوگون مین جنہون نے رہزنی کی تہی اور
وہ جو ابن عباس سے منقول ہے جسکو شافعی نے مسند مین نکالا کہ رہزن لوگ اگر قتل کرین اور مال لے لین تو وہ قتل
کیے جاوین گے اور سولی دیے جاوین گے اور جب قتل کرین لیکن مال نہ لین تو صرف قتل کیے جاوین گے سولی
نہ دیے جاوین گے اور جب مال لے لین لیکن قتل نہ کرین تو انکی ہاتہہ اور پاؤن کاٹے جاوین گے اور جب مسافرون
کو دہمکا دین نہ قتل کرین نہ مال لین تو جلاوطن کیے جاوین گے تو یہ ابن عباس کا اجتہاد ہے جو دوسرون پر حجت
نہین ہو سکتا علاوہ اسکے اسکے اسناد مین ابن ابی یحیٰی ہے وہ بہت ضعیف ہے لیسے راوی سے حجت نہین لے
سکتے اور وہ جو ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت مشرکون کے باب مین اتری نکالا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے
اسکا جواب یہ ہے کہ آیت عرینہ والون کے باب مین اتری اور وہ اسلام لا چکے تہے اور اگر ابن عباس کا قول مان لیا جاوے
تب بہی ہم کہین گے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور لفظ عام ہے شامل ہے مشرک اور مسلمان دونو
کو اور اس کے اسناد مین بہی علی بن حسین بن واقد ضعیف ہے اور اہلحدیث کے مذہب کے موافق ہین ایک جماعت
سلف جیسے حسن بصری اور ابن مسیب اور مجاہد اور عمدہ طریق وہی ہے جو اللہ کی کتاب کی پیروی کی جاوے اور آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپ نے عرینہ کے لوگون کے ساتہہ ان مین سے ایک سزا پر عمل کیا یعنے
ہاتہہ پاؤن کاٹنے پر یہ بخاری اور مسلم نے نکالا انس سے (روضہ مختصرا) **عن** عائشۃ ان قوما اغاروا علی
لقاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقطع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایدیھم وارجلھم وسمل اعینھم
حضرت عائشہ سے روایت ہے کچہ لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دودہ کے جانور لوٹ لیے آپ نے ان کے

ہاتھ اور پاؤن کاٹے اور انکی آنکھون مین سلائی پھیری **ف** دوسری روایت مین ہی کہ وہ پیاس کے مارے تڑپتے رہے لیکن کسی نے انکو پانی نہین دیا یہانتک کہ وہ مرگئے یہ آنکھین پھوڑنا اور پانی نہ دینا تشدد کے لیے تھا اسلیے کہ انھون نے کئی گناہ کیے تھے ارتداد وقتل ونہب اموال ناشکری وغیرہ بعضون نے کہا یہ قصاصًا تھا کیونکہ انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا غرض بدکار اور بدفعل اور بے رحم اور ظالم پر ہرگز رحم نہ کرنا چاہیے اور اسکو ہمیشہ سخت سزا دینا چاہیے تاکہ عامہ خلائق تکلیف سے محفوظ رہین اور یہ عین رحم وکرم ہے عامہ خلائق پر کہ ظالم کو سخت سزا دیجاوے اور ظالم پر رحم کرنا ظلم ہے غریب رعایا پر **ع** نکوئی با بدان کردن چنان ست * کہ بدکردن بجائی نیک مردان * بعضون نے کہا یہ واقعہ آیت محاربہ اترنے سے پہلی کا ہے بعضون نے کہا پانی نہ دینا یہ آپکے بلا اطلاع ہوا تھا واللہ اعلم **باب** مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ جو شخص اپنا مال ظالم سے بچانے مین مارا جاوے وہ شہید ہے اسیطرح اپنے جان یا عزت کی بچانے مین یا اپنے بال بچے جورو کی جان بچانے یا عزت کے بچانے مین ایک ظالم کے ہاتھ سے **عَنْ** سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال کے لیے مارا جاوے وہ شہید ہے **ف** یعنے اسکو شہید کا درجہ ملیگا یہ جب ہے کہ ظالم ظلم سے اسکا مال لینا چاہتا ہو اور وہ بچاوے اور مارا جاوے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُتِيَ عِنْدَ مَالِهٖ فَقُوْتِلَ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ ابن عمر سے روایت ہی جو شخص اپنے مال پاس آوے پھر کوئی اس سے لڑے اور وہ بھی لڑے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُرِيْدَ مَالُهٗ ظُلْمًا فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکا مال ظلم سے لینے کا ارادہ کیا جاوے پھر وہ اسکے بچانے مین مارا جاوے تو وہ شہید ہے **باب** حَدِّ السَّارِقِ چور کی حد کا بیان **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ چور پر وہ ایک انڈا چوراتا ہے اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے ایک رسی چراتا ہے اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے اعمش نے کہا انڈے سے مراد دیا خود ہے سر کا اور رسی سے مراد وہ رسی ہے جسکی قیمت کئی درہم ہون اور نصاب سرقہ کا بیان آگے آویگا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهٗ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت

ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا (چور کا) ایک ڈھال چرانے میں جسکی قیمت تین درم تھی **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْطَعُ الْيَدُ اِلَّا فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا (چور کا) مگر ربع دینار یا زیادہ میں **ف** یہ بھی حدیث ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ کاٹا جاوے چور کا ہاتھ مگر چوتھائی دینار یا زیادہ میں اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے ربع دینار میں ہاتھ کاٹو اور اس سے کم میں نہ کاٹو **عن** عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ڈھال کی قیمت میں چور کا ہاتھ کاٹا جاوے **ف** ڈھال کی قیمت تین درم تھے جیسے صحیحین میں ابن عمر سے روایت ہے اور ربع دینار بھی ان دنوں میں تین درہم کے برابر تھا اور دینار کی قیمت بارہ درم تھی اور جمہور علمائے سلف اور خلف اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ چوری کا نصاب ربع دینار یعنے تین درم ہیں ان احادیث صحیحہ کے رو سے اور ابوحنیفہ نے صحیح حدیثوں کو چھوڑ کر ضعیف اور متروک روایات کو لیکر یہ اختیار کیا ہے کہ چوری کا نصاب دس درم ہیں

باب تَعْلِيْقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ چور کا ہاتھ کاٹکر اسکی گردن میں لٹکا دینا **عن** ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ سَاَلْتُ فُضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيْقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ فَقَالَ السُّنَّةُ قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ رَجُلٍ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ ابن محیریز نے کہا میں نے فضالہ بن عبید سے پوچھا گردن میں ہاتھ لٹکانا کیسا ہے انہوں نے کہا سنت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا جس نے چوری کی تھی ہاتھ کاٹا پھر اسکی گردن میں لٹکا دیا **ف** اسکو نکالا اہل سنن نے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے لیکن اسکی اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ہے نسائی نے کہا اسکی روایت سے حجت نہیں جاویگی اور ہاتھ لٹکانے سے یہ غرض ہے کہ اور لوگ دیکھیں اور چور کی تشہیر ہو اور یہ جانیں کہ ظلم سے اسکا ہاتھ نہیں کاٹا گیا بلکہ چوری کی علت میں (روضہ) **باب** السَّارِقِ يَعْتَرِفُ چور کے اقرار کا بیان **عن** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَمْرَو بْنَ سَمُرَةَ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ سَرَقْتُ جَمَلًا لِبَنِيْ فُلَانٍ فَطَهِّرْنِيْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّا افْتَقَدْنَا جَمَلًا لَنَا فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُطِعَتْ يَدُهٗ قَالَ ثَعْلَبَةُ اَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ حِيْنَ وَقَعَتْ يَدُهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ طَهَّرَنِيْ مِنْكِ اَرَدْتِ اَنْ تُدْخِلِيْ جَسَدِيَ النَّارَ ثعلبہ انصاری سے روایت ہے کہ عمرو بن سمرہ

ابن حبیب بن عبد شمس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مینے فلان لوگون کا
ایک اونٹ چرایا تو مجہکو پاک کر دیجیے (یا ہاتہ کاٹ کر سبحان اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم کا ایمان) آپنے
ان لوگون پاس کسیکو بہیجا انہون نے کہا بیشک ہمارا ایک اونٹ کہو گیا ہے تب آپ نے حکم دیا اور عمرو بن سمرہ
کا ہاتہہ کاٹا گیا ثعلبہ نے کہا مین اسوقت دیکہہ رہا تہا جب اُس کا ہاتہہ کٹ کر گرا تو وہ کہتا تہا شکر ہے اللہ سبحانہ
وتعالی کا جس نے مجہے پاک کیا تجہہ سے تو چاہتا تہا کہ میرا سارا بدن دوزخ مین لیجاوے **ف** یہ عمرو نے اپنے
ہاتہہ سے کہا سبحان اللہ صحابہ کے چور (جیسے عمرو) اور زانی (جیسے ماعز اسلمی) اور زانیہ (جیسے غامدیہ) اس زمانہ کی
بزرگون اور پیر اور مرشدون سے قوت ایمان مین بڑہکر تہو اللہ تبارک وتعالے نے انکا گناہ معاف کر دیا اور ان کو
بڑے بڑے درجے ملین گے تو بیکوجہ سے الحدیث (کہا چور کا ایک بار اقرار کرنا کافی ہے اور آپنے ڈہال کے چور کا
اور صفوان کی چادر کی چور کا ہاتہہ کٹوایا اور یہ منقول نہین ہوا کہ آپنے دو بار اقرار کرنے کا انکو حکم کیا ہو اور وہ
جو ایک روایت مین ہے کہ آپنے ایک چور سے فرمایا جس نے چوری کا اقرار کیا تہا مین نہین سمجہتا تو نے چوری کی ہو
اس نے کہا نہین مینے چوری کی دو یا تین بار تو یہ بطور حلم کے لیے آپنے پوچہا اسیطرح اس حدیث مین جو ہے کہ آپنے
اونٹ کے مالکون سے دریافت کرا بہیجا اور احتمال ہے کہ آپنے یہ خیال کیا ہو شاید یہ شخص دیوانہ ہو تو واقعہ کو خوب
تحقیق کر لیا اور مالکیہ اور شافعیہ اور حنفیہ یہی کہتے ہین کہ چور کا ایک بار اقرار کافی ہے اور ابن ابی لیلے اور امام احمد
سے منقول ہے کہ دو بار اقرار کرنا چاہیے (روضہ مع الزیادہ) **باب** العبد یسرق غلام اگر چوری کرے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سرق العبد فبیعوہ ولو بنش ابو ہریرہ رضی
اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غلام اگر چوری کرے تو اسکو بیچ ڈالو اگرچہ
آدہے اوقیہ کو یعنے بیس درم کو بکے **ف** کیونکہ چوری کی عادت بری ہے اور بڑا عیب ہے تو جسقدر قیمت
آوے وہی بہت ہے علما کا اتفاق ہے اسپر کہ غلام اور لونڈی جب چوری کرین انکا بہی ہاتہ کاٹا جاوے **عن**
ابن عباس ان رقیقا للخمس سرق من الخمس فرفع ذلک الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یقطعہ و
قال مال اللہ عز وجل سرق بعضہ بعضا ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے ایک غلام تہا خمس کے
غلامون مین (وہ پانچوان حصہ جو مال غنیمت مین سے بیت المال مین لیا جاتا ہے) اس نے کچہ چرایا خمس کے مال مین
سے یہ قصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپنے فرمایا اللہ کا مال ہے اور چرایا بہی اللہ کے مال کو **ف**
آپنے اسکا ہاتہہ نہ کاٹا کیونکہ وہ مال محفوظ نہ تہا اور بعضون نے کہا اس مصلحت سے کہ یہ واقعہ دار الحرب مین ہوا

آپ ڈری کہین وہ غلام مرتد ہوکر کافرون سے ملجاوے **باب** الخائن والمنتهب والمختلس امانت مین خیانت کرنے
والے اور لوٹ لینےوالے اور اچک لیجانے والیکا ہاتہ نہ کاٹا جاویگا (لیکن ایسے لوگون کو دوسری کوئی سزا دینگے)
عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يقطع الخائن والمنتهب ولا المختلس
جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خائن (امانت مین خیانت کرنیوالا) اور لوٹ لینے
والا (علانیہ) اور اچک لیجانے والا ان لوگون کا ہاتھ کاٹا جاوے گا **ف** اسکو نکالا امام احمد اور اصحاب سنن
اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان نے ترمذی نے کہا صحیح ہے اور طبرانی نے انس بن مالک سے بھی ایسا ہی نکالا اور یہی
مذہب ہے علما کا (روضہ) **عن** ابراهيم بن عبد الرحمان بن عوف عن ابيه قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول ليس على المختلس قطع عبد الرحمان بن عوف سے روایت ہی مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے اوچک لیجانے والیکا ہاتہ نہ کاٹا جاوے گا **ف** اس حدیث کا اسناد صحیح
ہے اور جو شخص چھپ کر مال لیجاوے اسکا ہاتہ کاٹا جاوے گا کیونکہ چوری کی تعریف اسپر صادق آتی ہے ✣
باب لا تقطع في ثمر ولا كثر پہل اور گابہہ کی چوری مین ہاتہ نہ کاٹا جاوے گا **عن** رافع بن خديج
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا قطع في ثمر ولا كثر رافع بن خدیج سے روایت ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتہ نہ کاٹا جاویگا پہل مین نہ کہجور کے گابہہ مین **ف** جو اندر سے سفید سفید نکلتا
ہے اس حدیث کو احمد اور اہل سنن اور حاکم اور بیہقی نے بہی نکالا حاکم نے کہا وہ صحیح ہے اور ابو حنیفہ کا یہی قول ہے
کہ کہجور اور میوہ فواکہ ترکاریون کی چوری مین قطع نہین ہے اسیطرح لکڑی یا گہانس کی چوری مین اور شافعی
نے کہا اگر یہ چیزین محفوظ اور محرز ہون جیسے باغ یا مکان مین ہون اور باغ کی چار دیواری ہو تو ہاتہ کاٹا جاویگا
اور کہا کہ مدینہ مین کہجور کے باغون کے گرد اکثر مین حصار نہ ہوتا تو وہ محرز نہ ہوتے اس لیے آپنے فرمایا کہ ان کی چوری
مین ہاتہ نہ کاٹا جاوے گا اور واضح کرتی ہے اس مطلب کو عمرو بن شعیب کی حدیث جو آگے آویگی اور یہ روایت
کہ حضرت عثمان نے ترنج کی چوری مین ہاتہ کاٹا اور حرز یہ ہے کہ مال محفوظ ہو تو گہانس کی گری حرز ہی گہانس کا اور
اصطبل حرز ہے جانورون کا اور تہان حرز ہے بکریون کا اور کہلیان حرز ہے غلہ کا (روضہ مختصراً) اہلحدیث کا
مذہب یہ ہے کہ میوہ اور پہل اور کہجور کے گابہہ کی چوری مین قطع نہین ہے جب تک یہ چیزین محفوظ مقام مین سوکہنے
کے لیے نہ رکہی جاوین یعنے جرین مین مگر شرط یہ ہے کہ چور اس میوے یا پہل کو صرف کہالے اور گود مین بہر کر
نہ لیجاوے اگر گود مین بہر کرلے جاوے تو اسکو دوگنی قیمت اسکی دینا ہوگی اور تہوڑی مار بہی پڑے گی مگر

باب مَنْ سَرَقَ مِنَ الْحِرْزِ حرز مین سے چرانے کا بیان **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ نَامَ فِی الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَائَہٗ فَاُخِذَ مِنْ تَحْتِ رَاْسِہٖ فَجَاءَ بِسَارِقِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُقْطَعَ فَقَالَ صَفْوَانُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَمْ اُرِدْ ھٰذَا رِدَائِیْ عَلَیْہِ صَدَقَۃٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھَلَّا قَبْلَ اَنْ تَاْتِیَنِیْ بِہٖ صفوان مسجد مین سو گئی اور انہون نے اپنی چادر سر کے تلے رکھہ لی ایک شخص نے چادر انکے سر کے نیچے سے نکال لی وہ اسکو پکڑ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیکر گئے آپنے حکم کیا اسکا ہاتہہ کاٹنے کا صفوان نے عرض کیا یا رسول اللہ مین یہ نہین چاہتا تہا کہ اسکا ہاتہہ کاٹا جاوے یعنے یہ سمجہ کر اسکو نہین لایا تہا کہ آپ اسکا ہاتہہ کاٹنے کا حکم دیوینگے بلکہ کوئی اور ہلکی سزا دیوینگے) میری چادر اسپر صدقہ ہے آپنے فرمایا اگر ایسا تجہہ کو منظور تہا (یعنے چادر اسکو معاف کر دینا) تو میرے پاس لانے سے پہلے تو نے کیون نہ کیا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسجد مین یا صحرا مین کوئی مال کا محافظ ہو تو وہ محرز ہے اسکو چرانے مین ہاتہہ کاٹا جاویگا اور اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور مالک نے موطا مین اور شافعی اور حاکم نے بہی نکالا اور کہا صحیح ہے اور اکثر اہل علم اسطرف گئی ہین کہ قطع کے لیے حرز (یعنے مال کا محفوظ ہونا) ضرور ہے اور امام احمد اور اسحاق اور علماء حدیث مین سے ایک طائفہ کا یہ قول ہے کہ حرز شرط نہین ہے اور شوکانی نے درر مین حرز کو شرط رکہا ہے اور امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرتؐ نے ایک چور کا ہاتہہ کاٹا جس نے ایک ٹوپی چرائی عورتون کے سائبان مین سے (مسجد مین سے) اسکی قیمت تین درم تہی اور مسلم نے اسکی مانند نکالا (روضہ) **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَیْنَۃَ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الثِّمَارِ فَقَالَ مَا اُخِذَ فِی اَکْمَامِہٖ فَاحْتُمِلَ فَثَمَنُہٗ وَمِثْلُہٗ مَعَہٗ وَمَا کَانَ فِی الْجِرَانِ فَفِیْہِ الْقَطْعُ اِذَا بَلَغَ ذٰلِکَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ وَاِنْ اَکَلَ وَلَمْ یَاْخُذْ فَلَیْسَ عَلَیْہِ قَالَ الشَّاۃُ الْحَرِیْسَۃُ مِنْھُنَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ثَمَنُھَا وَمِثْلُہٗ مَعَہٗ وَالنَّکَالُ وَمَا کَانَ فِی الْمُرَاحِ فَفِیْہِ الْقَطْعُ اِذَا کَانَ مَا یَاْخُذُ مِنْ ذٰلِکَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہی ایک شخص نے مزینہ کے (ایک قبیلہ ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا پہلون کو آپنے فرمایا جو کوئی پہلون کو انکے خوشون مین (درختون پر) سے لیجاوے اوٹہاکر تو اسپر دگنی قیمت انکی لازم ہوگی اور جو پہل سوکہنے کے لیے جران (کہلیان) مین ڈالی جاوین انکے چرانے مین ہاتہہ کاٹا جاویگا جب مال کی قیمت ڈہال کی قیمت تک (تین درم تک) پہونچ جاوے اور اگر کوئی پہلون مین سے کہالی لیکن لیجاوے نہین تو اسپر کچہہ نہین ہے (نہ ہاتہہ کاٹا جاویگا نہ جرمانہ دینا ہوگا) وہ شخص بولا یا رسول اللہ اگر کوئی بکری حراست مین سے

لی جاوی (یعنے چراگاہ مین سے) آپنے فرمایا دونی قیمت دیوے اور سزا بھی پاوے (جو امام مناسب سمجھے) اور جو کوئی بکری تھان مین سے (جہان اُس کو جانور آرام پاتے ہین) لی جاوے تو اسکا ہاتھ کاٹا جاویگا جب اُسکی قیمت ڈہال کے قیمت کو پہونچ جاوے **ف** اس حدیث کو ابو داؤد اور امام احمد اور نسائی اور حاکم اور ترمذی نے بھی نکالا حاکم نے کہا وہ صحیح ہے ترمذی نے کہا وہ حسن ہے ابو داؤد کی روایت مین ہے جو کوئی پھلون کو منہ مین ڈال لیوے اور گود مین بھر کر نہ لیجاوے اسپر کچھ نہین ہے اور جو اٹھا کر لیجاوے اُسپر دوگنی قیمت ہے اور مار ہے سزا کے لیے۔ اہلحدیث کا عمل اسی حدیث پر ہے **باب** تلقین السارق چور کو تعلیم دینا **عن** ابی امیۃ حدثہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی بلص اعترف اعترافا ولم یوجد معہ المتاع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اخالک سرقت قال بلی ثم قال ما اخالک سرقت قال بلی فامر بہ فقطع قال قل استغفر اللہ واتوب الیہ قال استغفر اللہ واتوب الیہ قال اللھم تب علیہ مرتین ابو امیہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک چور لایا گیا اس نے چوری کا اقرار کیا لیکن اسکے پاس کچھ مال نہ تھا (چوری کا) آپنے فرمایا مین سمجھتا ہون تونے چوری نہین کی وہ بولا نہین مین نے چوری کی ہے پھر آپنے فرمایا مین سمجھتا ہون تونے چوری نہین کی وہ بولا نہین مینے چوری کی ہے تب آپنے حکم دیا اسکا ہاتھ کاٹا گیا آپنے فرمایا کہہ مین اللہ تعالے سے مغفرت چاہتا ہون (اس گناہ کی) اور توبہ کرتا ہون اسکیطرف وہ بولا مین اللہ سے مغفرت چاہتا ہون اور توبہ کرتا ہون اسکے طرف آپنے فرمایا یا اللہ معاف کردی اسکو دوبار یہی فرمایا **ف** اہلحدیث نے کہا کہ جب چور کے پاس چوری کا مال نہ ہو لیکن وہ اقرار کرے چوری کا تو حاکم کو اسیطرح سے اسکی تلقین مستحب ہے کہ تونے چوری نہ کی ہوگی اور عطا سے مروی ہے کہ اگلی لوگون کے پاس جب چور آتا وہ اس سے کہتے کیا تونے چوری کی کہہ مینے نہین کی اور نام لیا ابوبکر اور عمر کا اسکو نکالا عبدالرزاق نے اور اسباب مین جماعت صحابہ سے مروی ہے (روضہ) **باب** المستکرہ جو شخص جبر کیا جاوے حد کے کام پر جیسے عورت سے بالجبر زنا کی جاوے) **عن** عبد الجبار بن وائل عن ابیہ قال استکرھت امرأۃ علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدرأ عنھا الحد واقامہ علی الذی اصابھا ولم یذکر انہ جعل لھا مھرا وائل بن حجر سے روایت ہے ایک عورت پر جبر کیا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین آپنے اسکو حد نہ ماری اور جس شخص نے اس سے جبرًا یہ کام کیا تھا اسکو حد ماری اور یہ نہین بیان کیا اس حدیث مین کہ آپنے اس عورت کو کچھ مہر دلایا یا نہین **ف** اس حدیث پر اکثر علما کا اتفاق ہے کہ جس کوئی جبر سے حد کا کام کرے اسکو حد نہین پڑے گی **باب** النھی عن اقامۃ الحدود فی المساجد مسجد مین حد قائم کرنا منع ہے **عن** ابن عباس ان رسول اللہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقَامُ الْحُدُوْدُ فِي الْمَسَاجِدِ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد کے اندر حد نہ قائم کی جاوے **ف** کیونکہ وہ چیخے گا چلائیگا اور مسجد میں آواز بلند کرنا منع ہے اور بعضوں نے کہا مسجد کے نجس ہونیکا ڈر ہے اسکے خون وغیرہ سے اور حضرت عمر اور حضرت علی سے مروی ہے کہ جسپر حد لازم ہوتی اسکو مسجد سے باہر لیجا کر حد لگاتے اور غرض یہ ہے کہ مسجد ذکر الٰہی اور وعظ ونصیحت اور تلاوت قرآن اور نماز اور حکم اور فیصلے کے لیے موضوع ہے مار پیٹ اور سزا مسجد کے اندر مناسب نہیں **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ جَلْدِ الْحَدِّ فِي الْمَسَاجِدِ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مسجدوں میں حد لگانے سے

بَابُ التَّعْزِيْرِ تعزیر یعنے سزا کا بیان **ف** جن قصوروں میں شرع میں کوئی حد مقرر نہیں ان میں تعزیر دیجاتی ہے امام اور حاکم کو اختیار ہے کہ جسطرح سے چاہے سزا یعنے تعزیر دیوے حبس کے ساتھ یا ضرب کے ساتھ لیکن یہ ضرور ہے کہ تعزیر میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جاویں اہلحدیث کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک ۳۹ کوڑوں تک مار سکتے ہیں **عَنْ** أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يُجْلَدُ أَحَدٌ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللهِ ابو بردہ بن نیار سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسیکو دس کوڑوں سے زیادہ نہ پڑیں گے مگر اللہ کی کسی حد میں **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اور حنفیہ نے اسکا خلاف کیا بغیر کسی عمدہ دلیل کے اور اُن کا یہ دعویٰ کہ یہ حدیث منسوخ ہے بے سند ہے اسکا ناسخ کون ہے اگر صحابہ کے آثار نقل کریں تو انکی سند دیکھنا چاہیے اگر سند صحیح بھی ہو تب بھی اسنے حدیث منسوخ نہیں ہو سکتی بلکہ احتمال ہے کہ یہ حدیث انکو نہ پہونچی ہو **عَنْ** أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَزِّرُوْا فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت مارو دس کوڑوں سے زیادہ **ف** کسی جرم کی سزا میں جس میں حد مقرر نہیں اس حدیث کی اسناد میں دو شخص ضعیف ہیں اسمعیل بن عیاش اور عباد بن کثیر اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور حاکم نے بہز بن حکیم سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قید کیا ایک شخص کو تہمت میں ایک دن رات تک اور حضرت عمر نے حکم دیا خالد بن ولید کو انکے عمامہ سے باندھنے کا اور اوپر سرقہ کے باب میں گذرا کہ آپ نے فرمایا اور مار سزا کی (روضہ)

بَابُ الْحَدُّ كَفَّارَةٌ حد کفارہ ہو گناہ کی **عَنْ** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصَابَ مِنْكُمْ حَدًّا فَعُجِّلَتْ لَهُ عُقُوْبَتُهُ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ وَإِلَّا فَأَمْرُهُ إِلَى اللهِ عبادہ بن

صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم مین سے حد کا کوئی کام کرے پھر اسکو حد لگجاوے تو وہی اسکا کفارہ ہے اور نہین تو اسکا اختیار اللہ سبحانہ وتعالی کو ہے عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَ فِي الدُّنْيَا ذَنْبًا نعُوْقِبَ بِهٖ فَاللّٰهُ اَعْدَلُ مِنْ اَنْ يُثَنِّيَ عُقُوْبَتَهٗ عَلٰی عَبْدِهٖ وَمَنْ اَذْنَبَ ذَنْبًا فِي الدُّنْيَا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاللّٰهُ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ يَعُوْدَ فِيْ شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا مین گناہ کرے پھر اسکی سزا دیجاوے اسکو (یعنے حد) تو اللہ تعالی اس سے زیادہ عادل ہے کہ دوبارہ سزا دیوے اپنے بندیکو اور جو شخص دنیا مین گناہ کرے پھر اللہ تعالی اسکا گناہ ڈھانپ لیوے تو اسکا کرم اس سے زیادہ ہے کہ دوبارہ اسکا مواخذہ کرے جسکو ایک بار معاف کر چکا **ف** یہ حدیثین صحیح ہین اور ان سے یہ نکلتا ہے کہ حد سے گناہ کا کفارہ ہوجاتا ہے محققین علما کا یہی قول ہے لیکن بعض علما نے کہا کہ حد سے گناہ معاف نہین ہوتا بلکہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ درکار ہے اور اسکی کئی دلیلین ہین ایک یہ کہ محاربہ مین اللہ تعالی نے فرمایا ذٰلك لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الآخرة عذاب الیم یعنے حد دنیا کی رسوائی ہے اور آخرت مین انکو دکھہ کی مار ہی دوسرے یہ کہ ایک روایت مین ہے مین نہین جانتا حدین کفارہ ہین یا نہین تیسرے یہ کہ ابوامیہ مخزومی کی حدیث مین گذرا کہ آپنے چور سے فرمایا جب اس کا ہاتھ کاٹا گیا اللہ تعالے سے استغفار اور توبہ کر واللہ اعلم

بَابُ الرَّجُلِ يَجِدُ مَعَ اَمْرَأَتِهٖ رَجُلًا مرد اپنی عورت کے پاس اجنبی مرد پاوے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ يَجِدُ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا قَالَ سَعْدٌ بَلٰى وَالَّذِيْ اَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَعُوْا مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سعد بن عبادہ انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مرد اپنی عورت کے پاس ایک غیر مرد پاوے کیا اسکو قتل کرے آپنے فرمایا نہین سعد نے عرض کیا کیون نہین قسم اسکی جسنے آپ کو عزت دی سچائی کے ساتھ آپنے فرمایا (انصار سے) دیکھو تمہارا سردار کیا کہتا ہے **ف** دوسری روایت مین ہے مین اس سعد زیادہ غیرت رکھتا ہون اور اللہ تعالی مجھسے زیادہ غیرت رکھتا ہے آپ کا مطلب یہ تھا کہ سعد کا یہ کہنا بظاہر غیرت کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے مگر مجھکو اس سے زیادہ غیرت ہے اور اللہ تعالی کو مجھ سے بھی زیادہ غیرت ہے اسپر بھی اللہ تعالی نے جو شریعت کا حکم اتارا اسیپر چلنا بہتر ہے اور اختلاف ہے علما کا کہ کوئی شخص اگر اپنی عورت کے پاس غیر مرد کو پاوے تو اسکا مار ڈالنا درست ہے یا نہین یہ اختلاف اسصورت مین ہے جب اس مرد کو عورت سے برا کام کرتے دیکھے اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی غیر مرد کو اپنی عورت کے ساتھ

یا کر اسکو قتل کرے تو وہ بھی قصاصاً قتل کیا جاویگا مگر جب گواہ قائم کرے زنا پر یا مقتول کے وارث اسکا اقرار کرین

عن سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ قَالَ قِيلَ لِأَبِي ثَابِتٍ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ حِينَ نَزَلَتْ آيَةُ الْحُدُودِ وَكَانَ رَجُلًا غَيُورًا أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّكَ وَجَدْتَ مَعَ امْرَأَتِكَ رَجُلًا أَيَّ شَيْءٍ كُنْتَ تَصْنَعُ قَالَ كُنْتُ ضَارِبَهُمَا بِالسَّيْفِ أَنْتَظِرُ حَتَّى أَجِيءَ بِأَرْبَعَةٍ إِلَى مَا ذَاكَ قَدْ قَضَى حَاجَتَهُ وَذَهَبَ أَوْ أَقُولُ رَأَيْتُ كَذَا وَكَذَا فَتَضْرِبُونِي الْحَدَّ وَلَا تَقْبَلُوا لِي شَهَادَةً أَبَدًا قَالَ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَفَى بِالسَّيْفِ شَاهِدًا ثُمَّ قَالَ لَا إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَتَابَعَ فِي ذَلِكَ السَّكْرَانُ وَالْغَيْرَانُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ يَعْنِي ابْنَ مَاجَةَ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ هَذَا حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيِّ وَفَاتَنِي مِنْهُ سلمہ بن محبق سے روایت ہے ابو ثابت سعد بن عبادہ سے کہا گیا جب حدون کی آیتین اوترین اور وہ غیرت دار آدمی تھے اب تم کیا کروگے اگر اپنے عورت کے ساتھ کسی غیر مرد کو پاؤگے انہون نے کہا مین دونون کو تلوار سے مارونگا کیا مین انتظار کرتا رہون کہ چار گواہون کو لیکر آؤن اس شخص کے (کہ یہ شخص) جو برا کام کر رہا ہے) اور وہ اپنا کام پورا کرکے چلدیا ہو یا مین لوگون سے کہون کہ فلان شخصکو مینے ایسا کام کرتے دیکھا وہ مجھکو حد قذف لگادین اور پھر میری گواہی کبھی قبول نکرین پھر سعد نے یہ قصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تلوار کی گواہی کافی ہے (یعنے جب عورت اور مرد بری کام مین مصروف ہون تو ان دونون کو مار ڈالے انکا اسحالت مین مارا جانا یہی عمدہ ثبوت ہے خاوند کے بیان کا) پھر فرمایا نہین (یعنے مین قتل کی اجازت نہین دیتا) مین ڈرتا ہون متوالے اور غیرت والے ایسا برابر کرنے لگین

ف کہ لوگون کے خون کرین جب ان سے مواخذہ ہو تو یہ کہین کہ میری عورت کے ساتھ برے کام مین مصروف تھا حالانکہ اس مرد نے برا کام نہ کیا ہو تو آپنے اجازت ندی قتل کی اس صورت مین جب کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ غیر مرد کو برے کام مین دیکھے پس اگر کوئی قتل کرے تو وہ قصاصاً قتل کیا جاوے گا لیکن اگر اپنے بیان مین سچا ہوگا تو آخرت مین اس سے مواخذہ نہ ہوگا **ف** ابن ماجہ نے کہا مین نے ابو زرعہ سے سنا وہ کہتے تھے یہ روایت ہے علی بن محمد طنافسی کی اور مجھے اس مین سے کچھ باقی رہ گیا

باب مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ

جو کوئی اپنے باپ کی جورو سے نکاح کرے باپ کے مرنے کے بعد

عن الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ مَرَّ بِي خَالِي سَمَّاهُ هُشَيْمٌ فِي حَدِيثِهِ الْحَارِثَ بْنَ عَمْرٍو وَقَدْ عَقَدَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَاءً فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ تُرِيدُ فَقَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةَ أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ براء بن عازب سے روایت ہے میرے سامنے سے میرے ماموں گذرے (ہشیم راوی نے انکے ماموں کا نام بیان کیا حارث

بن عمرو) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو ایک جھنڈا باندہ دیا تھا تو میں نے ان سے پوچھا تم کہاں جاتے ہو انہوں
نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک شخص کے پاس بھیجا ہی جس نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اسکی جورو
سے (یعنے سوتیلی ماں سے) نکاح کر لیا آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسکی گردن ماروں **ف** یہ حدیث رد کرتی ہے
ابو حنیفہ کے مذہب کو کیونکہ انکے نزدیک جب کوئی محرم سے نکاح کرے تو اسکو حد نہ پڑیگی لیکن تعزیر ہوگی اور مکرر ہے
جواب ابو حنیفہ کیطرف سے کہ یہ قتل تعزیراً تھا نہ حدًا اور شافعی اور مالک اور احمد سب کے نزدیک اس صورت میں حد پڑیگی
عن معاویة بن قرة عن ابیه قال بعثنی رسول الله صلى الله علیه وسلم الی رجل تزوج امرأة ابیه
ان اضرب عنقه واصفی ماله قرہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھہ کو بھیجا ایک شخص کے
پاس جس نے اپنے باپ کی جورو سی نکاح کر لیا تھا کہ میں اسکی گردن ماروں اور اسکا مال سب لے لوں **ف** اس حدیث
سے نکلا کہ ہماری شریعت میں تعزیر بالمال درست ہے اور اوپر سرقہ کے باب میں گذر چکا کہ آپ نے فرمایا اس سے دگنی
قیمت لی جاویگی اور بعضوں نے کہا یہ شخص مرتد ہو گیا تھا تو آپ نے اسکے قتل کا حکم دیا اسلیے کہ حد زنا میں
مال ضبط نہیں ہوتا **باب** من ادعی الی غیر ابیه او تولی غیر موالیه جس نے اپنے باپ کے سوا دوسرے کو
باپ بنایا یا اپنے مولی کے سوا دوسرے کو مولی ظاہر کیا **عن** ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله علیه و
سلم من انتسب الی غیر ابیه او تولی غیر موالیه فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین
ابن عباس سے روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا نسب لگا دے اپنے باپ کے سوا اور کسی سے اور جو اپنی
(غلام لونڈی) اپنا مولی بتاوے کسی اور کو سوا اپنے مولی کے اسپر لعنت ہی اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں
کی **عن** سعد وابی بکرة وکل واحد منهما یقول سمعت اذنای ووعاه قلبی محمدا صلی الله علیه
وسلم یقول من ادعی الی غیر ابیه وهو یعلم انه غیر ابیه فالجنة علیه حرام سعد اور ابو بکرہ دونوں سے
روایت ہی ہر ایک نے یوں کہا کہ میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے جو شخص اپنے باپ کے سوا اور کسیکا بیٹا بنے اور وہ جانتا ہے کہ جسکا بیٹا بنا ہے وہ اسکا باپ نہیں ہے تو اسپر
جنت حرام ہوگی **ف** یہ تشدداً فرمایا کیونکہ مسلمان ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہ سکتا یا مراد وہ ہے جو اس کام کو درست
سمجھے وہ کافر ہو جاوے گا **عن** عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله علیه وسلم من ادعی
الی غیر ابیه لم یرح رائحة الجنة وان ریحها لیوجد من مسیرة خمسمائة عام عبد اللہ بن عمرو سے
روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے باپ کے سوا اور کسیکا بیٹا بنے وہ جنت کی خوشبو

نہ سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے آتی ہے **باب** من نفى رجلا من قبيلته جو شخص کسی
شخص کو اسکے قبیلہ سے نکالے **عن** الاشعث بن قيس قال اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في وفد كندة
ولا يروني الا افضلهم فقلت يا رسول الله الستم منا فقال نحن بنو النضر بن كنانة لا نقفو امنا ولا
ننتفي من ابينا قال فكان الاشعث بن قيس يقول لا اوتى برجل نفى رجلا من قريش من النضر بن
كنانة الا جلدته الحد اشعث بن قیس سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا کندہ کے لوگوں
میں (کندہ ایک قبیلہ ہے یمن میں اسکے جد اعلے کا نام ثور بن عفیر تھا اس نے اپنے باپ کو رنج دیا اور باپ سے علاحدہ
ہو کر اپنے ننہیال سے جا ملا اسوجہ سے کندہ اسکا لقب ہوا کند اور تکنید رنج دینا) وہ مجھے اپنے میں افضل سمجھتے تھے ہم نے
عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ہم میں سے نہیں ہیں آپ نے فرمایا ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں (جو جد اعلے تھا قریش کا)
اور ہم اپنی ماں کو تہمت نہیں لگاتے (غیر قبیلہ میں شریک ہو کر) اور اپنے باپ سے علاحدہ نہیں ہوتے راوی نے
کہا تو اشعث بن قیس کہتے تھے میرے پاس جب کوئی ایسا شخص آوے گا جو کسی قریشی کو کہے تو نضر بن کنانہ کی اولاد
نہیں تو میں اسکو حد قذف ماروں گا **ف** اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش نضر بن کنانہ کی
اولاد ہیں **باب** المخنثين ہیجڑوں کا بیان **ف** ہیجڑا اور زنانہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو جو قدرتی
انکے اعضا میں نرمی ہوتی ہے اور نامرد ہوتے ہیں انپر کچھ ملامت نہیں ہے دوسرے جو بناکر نامرد کیے جاتے ہیں یعنے
ان کے اعضاء تناسل کاٹے جاتے ہیں یہ ملعون ہیں دوسری حدیث سے **عن** صفوان بن امية قال كنا عند
رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاءه عمرو بن قرة فقال يا رسول الله ان الله قد كتب علي الشقوة
فما اراني ارزق الا من دفي بكفي فأذن لي في الغناء في غير فاحشة فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لا آذن لك ولا كرامة ولا نعمة عين كذبت اي عدو الله لقد رزقك الله طيبا حلالا فاخترت
ما حرم الله عليك من رزقه مكان ما احل الله عز وجل لك من حلاله ولو كنت تقدمت اليك
لفعلت بك وفعلت قم عني وتب الى الله اما انك ان فعلت بعد التقدمة اليك ضربتك
ضربا وجيعا وحلقت راسك مثلة ونفيتك من اهلك واحللت سلبك نهبة لفتيان اهل
المدينة فقام عمرو وبه من الشر والخزي ما لا يعلمه الا الله فلما ولى قال النبي صلى الله عليه وسلم
هؤلاء العصاة من مات منهم بغير توبة حشره الله عز وجل يوم القيامة كما كان في الدنيا
مخنثا عريانا لا يستتر من الناس بهدبة كلما قام صرع صفوان بن امیہ سے روایت ہے ہم آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اتنے مین عمرو بن قرہ آپکے پاس آیا اور بولا یا رسول اللہ بے شک اللہ تعالی نے میرے اوپر بدبختی لکھی تو مجھہ کو روزی کی کوئی راہ نہین بتلائی مگر یہ کہ اپنے ہاتھہ سے دف بجا کر روٹی پیدا کرون تو مجھہ کو اجازت دیجیے گانے کی صرف بغیر فسق اور فجور کے (یعنے اور کوئی برا کام نہین کرون گا) آپنے فرمایا مین تجھے اجازت نہین دون گا اور تجھے عزت نہین دون گا اجازت دیکر نہ تیری آنکھہ ٹھنڈی کرون گا جھوٹ بولتا ہے تو اے اللہ کے دشمن اللہ تبارک وتعالی نے تجھکو حلال طیب روزی دی لیکن تونے وہ روزی اختیار کی جسکو اوسنے حرام کیا تجھپر حلال کے بدل اور اگر مین پہلے تجھہ کو اسکام سے منع کر چکا ہوتا تو مین تجھکو سزا دیتا اور ضرور سزا دیتا اُٹھہ میرے پاس سے دور ہو اور توبہ کر اللہ تعالے کیطرف اور خبردار رہ اگر پھر تونے یہ کام کیا جسکو مین تجھہ کو منع کرچکا تو مین تجھہ کو مارون گا دکھہ کی مار اور تیرا سر مونڈ ڈالون گا مثلہ کرون گا (مثلہ کے معنے ناک کان کاٹنا وہ تو منع ہے ہماری شرع مین لیکن سر منڈا کر مثلہ کرنا جائز ہے) اور تجھکو نکلوا دون گا تیرے لوگون مین سے اور تیرا سامان (لباس وغیرہ) حلال کر دون گا (یعنے لٹوا دون گا مدینہ کے جوانون کو) یہ سنکر عمرو کھڑا ہوا اور اسکو ایسی ذلت اور رسوائی ہوئی کہ اللہ تعالی ہی جانتا ہے جب پیٹھہ موڑ کر چلا تو آپنے فرمایا یہی لوگ پاپی (گنہ گار) ہین جو ان مین سے بغیر توبہ کیے مر جاوے اللہ تعالی اسکو اسیطرح حشر کرے گا جیسے وہ دنیا مین تھا مخنث (زنانہ) ننگا لوگون سے اپنا ستر نہین چھپاویگا اپنی عادت کے موافق (ایک روایت مین ہدبۃ ہے یا ہدوجدہ سی یعنے کپڑے کے کنارے سے اور یہ ترجمہ اسصورت مین ہی جب ہدبہ ہو) جب کھڑا ہوگا تو گر پڑے گا ف جیسے دنیا مین ناز نخرے سے ایسا کیا کرتا آخرت مین عذاب کے طور پر اسکا یہ حال ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ وہ ننگا حشر کیا جاویگا تو اسمین یہ شبہ ہوتا ہی کہ دوسری حدیث مین ہے کہ تم سب ننگے پاؤن ننگے بدن حشر کیے جاؤگے تو مخنث کی کیا خصوصیت رہی اور اسکا جواب ممکن ہے اسطرح کہ گو سب لوگ ننگے حشر ہونگے مگر اللہ تعالی قدرتی لباس سے سب کے ستر ڈھانک دیگا الا مخنث کا ستر کھلا رہیگا کیونکہ وہ دنیا مین بھی اپنا ستر کھولتا اور شرم نہ کرتا اس حدیث سے کئی باتین نکلین ایک یہ کہ مخنث کا گانا اور دف بجانا یہ بھی حلال پیشہ نہین ہے اگرچہ وہ فحش نہ کراوے دوسرے یہ کہ مخنث کا گانا اور بجانا سننا درست نہین ہے اسلیے کہ مخنث کو دیکھہ کر گناہ کی رغبت ہوتی ہے اور جب مخنث کا گانا سننا درست نہ ہوا تو خوش جوان عورتون کا گانا سننا بطریق اولے درست نہ ہوگا تیسرے یہ کہ مباح فعل مین جب گناہ کا ڈر ہو تو وہ ناجائز ہو جاتا ہے صرف دف بجانا اور گانا دوسری حدیثون سے مباح ہے مگر مخنث کو دست و زبان سے آپنے منع فرمایا چوتھے یہ کہ اہل معاصی اور فواحش کا سر مونڈنا اور اسکو ذلیل کرنا درست ہی حاکم کے لیے پانچوین یہ کہ سر مونڈ کر مثلہ

کرنا حرام شاید نہیں ہے چھٹی یہ کہ اہل معاصی کا مال لٹا دینا درست ہے ساتوین یہ کہ جرمانہ مالی ہماری شریعت مین جائز ہے اور اوپر سرقہ کے باب مین گذرا کہ دوگنی قیمت دیوی اور آپنے اسکی مال کی ضبطی کا حکم دیا جسنے اپنے باپ کی جورو سے نکاح کر لیا تہا یہ بہی اوپر گذر چکا بعضوں نے گمان کیا کہ ہماری شریعت مین تعزیر بالمال درست نہین ہے آٹھوین یہ کہ حاکم اسلام کو روکنا چاہیے مخنثون اور فواحش عورتون کو گلنے اور بجانے کے پیشے سے گو وہ مخنث نہ ہوا وین کیونکہ انکا گانا بجانا ذریعہ ہے مخنث کا واللہ اعلم **عن** ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیھا فسمع مخنثا وھو یقول لعبد اللہ بن ابی امیۃ ان یفتح اللہ الطائف غدا دللتک علی امراۃ تقبل باربع وتدبر بثمان فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرجوھم من بیوتکم ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس گئے وہان ایک مخنث کو دیکہا وہ عبداللہ بن ابی امیہ سے کہہ رہا تہا اگر اللہ تعالی کل طائف کو فتح کرادیوے تو مین تجہہ کو ایک عورت تبلاؤن گا جو سامنے آتی ہے چار بٹون سے اور جب پیٹہ موڑتی ہے تو آٹھ بٹون سے (وہی چار بٹین دونو طرف سے آٹھ بٹین معلوم ہوتی ہین غرض یہ ہے کہ وہ عورت موٹی اور پرگوشت ہے عرب لوگ ایسی عورتون کو پسند کرتے تہے) یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکو نکالو اپنے گہر دن سے **ف** یعنے مخنثون کو پہلے اس مخنث کو حضرت بی بی ام سلمہ نے یہ سمجہکر اجازت دی ہوگی کہ وہ غیر اولی الاربہ سے ہے یعنے ان لوگون مین سے جنکو عورتون کا خیال نہین ہوتا جیسے کمیرے بہنگی سقا وغیرہ جب آپنے دیکہا کہ وہ عورتون کی خوبی اور برائی کو سمجہتا ہے تو اسکی نکالنے کا حکم دیا اس مخنث کا نام ہیت تہا بعضون نے کہا یہ مدینہ سے بہی نکالدیا گیا شہر کے باہر رہا کرتا حضرت عمر نے اپنی خلافت مین سنا کہ وہ بہت بوڑہا ہوگیا ہے اور روٹیون سے محتاج ہے تو ہفتہ مین ایک بار اسکو اجازت دی شہر مین آنیکی کہ بہیک مانگ لیکر چلا جایا کرے۔

ابواب الدیات باب قتل اور قصاص اور دیت کے احکام کے **باب** التغلیظ فی قتل مسلم ظلما

مسلمان کو ناحق قتل کرنا کتنا بڑا گناہ ہے **عن** عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما یقضی بین الناس یوم القیامۃ فی الدماء عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے جس چیز کا فیصلہ کیا جاویگا قیامت کے دن وہ خون کا ہوگا **ف** یعنے خون کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جاویگا اور قاتل کو سزا دیجاوے گی جسنے ظلم سے قتل کیا ہو کسیکو **عن** عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقتل نفس ظلما الا کان علی ابن ادم الاول کفل من دمھا لانہ اول من سن القتل عبداللہ بن مسعود سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظلم سے مارا جاوے

اسکا گناہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے (قابیل) کو ہوتا ہے جس نے دنیا میں سب سے پہلے قتل نکالا ف دنیا میں سب سے پہلے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق مارا اسیر تعالی ہر ناحق قتل کے عذاب کا ایک حصہ اسپر کیے گا یہی حکم ہے ہر بری بات نکالنیوالے پر قیامت تک اسکو عذاب بڑھتا جاوے گا اور جو کوئی اچھی بات جاری کرے اسکو قیامت تک ثواب ہوتا رہیگا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی الدِّمَاءِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول جس کا فیصلہ کیا جاویگا لوگوں میں قیامت کے دن وہ خون ہوگا عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ الْجُہَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالے عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَقِیَ اللّٰہَ لَا یُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا لَمْ یَتَنَدَّ بِدَمٍ حَرَامٍ دَخَلَ الْجَنَّۃَ عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسیر سے ملے اور اس نے شرک نہ کیا ہو نہ خون ناحق تو وہ جنت میں جاویگا عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَزَوَالُ الدُّنْیَا اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَیْرِ حَقٍّ براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا البتہ دنیا کا بگڑ جانا اسیر تعالی پر آسان ہے ایک مومن کو ناحق قتل کرنے سے (معاذ اللہ مومن کا ناحق خون اسیر تعالی کو ساری دنیا کے تباہ ہو جانے سے زیادہ ناگوار ہے) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعَانَ عَلٰی قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ کَلِمَۃٍ لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ اٰیِسٌ مِّنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مومن کو قتل کرنے میں مدد کرے ایک آدھی بات کہکر (یعنے ایک کلمہ بھی کہکر) تو وہ اسیر جل جلالہ سے اس حال میں ملیگا کہ اسکی پیشانی پر لکھا ہوگا یہ مایوس ہے اسکی رحمت سے باب ھَلْ لِقَاتِلِ مُؤْمِنٍ تَوْبَۃٌ آیا مومن کو قتل کرنے والے کی توبہ قبول ہے یا نہیں عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَمَّنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھْتَدٰی قَالَ وَیْحَہٗ وَاَنّٰی لَہُ الْھُدٰی سَمِعْتُ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَجِیْءُ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُتَعَلِّقٌ بِرَأْسِ صَاحِبِہٖ یَقُوْلُ رَبِّ سَلْ ھٰذَا لِمَ قَتَلَنِیْ وَاللّٰہِ لَقَدْ اَنْزَلَھَا اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی نَبِیِّکُمْ ثُمَّ مَا نَسَخَھَا بَعْدَ مَا اَنْزَلَھَا سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے ابن عباس سے پوچھا گیا وہ شخص جو مومن کو قتل کرے عمداً پھر توبہ کرے اور ایمان لاوے اور نیک عمل کرے اور ہدایت کی راہ اختیار کرے انہوں نے کہا افسوس وہ کہاں سے ہدایت کی راہ پا سکتا ہے میں نے سنا تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قاتل قیامت کے دن آویگا اور مقتول اس کے سر سے لٹکا ہوگا وہ کہے گا اے رب پوچھ اس سے اس نے کیوں مجھکو قتل کیا

قسم خدا کی اللہ تعالی نے قتل ناحق کی آیت کو اتارا ومن یقتل مومنا متعمدا اخیر تک تمہارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
زبان پر پھر اسکو منسوخ نہین کیا جب سے اتارا ف اس آیت مین یہ ہے جو کوئی مومن کو عمداً قتل کرے تو اسکا بدلہ جہنم
ہے وہ ہمیشہ اس مین رہے گا اور اللہ تعالی اسپر غصہ ہوا اور اسپر لعنت کی اور اسکے لیے بڑا عذاب طیار کیا۔ ابن عباس
اور معتزلہ اور خوارج کا یہی قول ہے کہ قاتل مومن کی توبہ مقبول نہین اور وہ ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور جمہور اہلسنت کا
یہ مذہب ہے کہ وہ گناہ کبیرہ ہے بلکہ اکبر الکبائر ہے اس مین کچھ شک نہین لیکن مرتکب کبیرہ کافر نہین ہوتا بدلیل اور
اور آیات اور احادیث کی تو ایکدن اسکو ضرور جہنم سے خلاصی ہوگی گو مدت دراز کے بعد سہی اور آیت مین
خلود سے مکث طویل یعنے بہت دنون تک رہنا مراد ہے **عن** ابی سعید الخدری قال الا اخبرکم بما
سمعت من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ اذنای ووعاہ قلبی ان عبدا قتل تسعۃ وتسعین
نفسا ثم عرضت لہ التوبۃ فسال عن اعلم اھل الارض فدل علی رجل فاتاہ فقال انی قتلت تسعۃ وتسعین
نفسا فھل لی من توبۃ قال بعد تسعۃ وتسعین نفسا قال فانتضی سیفہ فقتلہ فاکمل بہ
المائۃ ثم عرضت لہ التوبۃ فسال عن اعلم اھل الارض فدل علی رجل فاتاہ فقال انی قتلت
مائۃ نفس فھل لی من توبۃ قال فقال ویحک ومن یحول بینک وبین التوبۃ اخرج من قریۃ الخبیثۃ
التی انت فیھا الی القریۃ الصالحۃ قریۃ کذا وکذا فاعبد ربک فیھا فخرج یرید القریۃ الصالحۃ
فعرض لہ اجلہ فی الطریق فاختصمت فیہ ملائکۃ الرحمۃ وملائکۃ العذاب قال ابلیس انا
اولی بہ انہ لم یعصنی ساعۃ قط قال فقالت ملائکۃ الرحمۃ انہ خرج تائبا قال ھمام فحدثنی
حمید الطویل عن بکر بن عبد اللہ عن ابی رافع قال فبعث اللہ عزوجل ملکا فاختصموا الیہ
ثم رجعوا فقال انظروا ای القریتین کانت اقرب فالحقوہ باھلھا قال قتادۃ فحدثنا الحسن قال
لما حضرہ الموت احتفز بنفسہ فقرب من القریۃ الصالحۃ وباعد منہ القریۃ الخبیثۃ فالحقوہ
باھل القریۃ الصالحۃ۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے اونہون نے کہا کیا مین تم سے بیان نہ کرون اس بات کو جو مین نے
جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنی ہے میرے دونو کانون نے اسکو سنا اور میرے دل
نے اسکو یاد رکھا ایک شخص تھا اگلے زمانہ مین اس نے ننانوے ۹۹ آدمیون کو قتل کیا ناحق اسپر اسکو توبہ کا خیال
آیا اور اس نے دریافت کیا کہ ساری زمین مین کون بڑا عالم ہے لوگون نے بتلایا کہ فلان شخص سب سے بڑا عالم ہے یہ شخص
اسکے پاس گیا اور کہا کہ مین نے ننانوے ۹۹ آدمیون کو قتل کیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے وہ بولا وہ ننانوے

آدمیوں کو مار کر اب توبہ کرتا ہے اس شخص نے (مایوس ہو کر) اپنی تلوار کھینچی اور اس عالم کو بھی مار کر سو خون پورے کر دیے پھر اسکو توبہ کا خیال آیا اس نے دریافت کیا اب زمین میں بڑا عالم کون ہے لوگوں نے بتلایا وہ اسکی پاس گیا اور کہا کہ میں نے سو خون ناحق ایکے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے وہ بولا افسوس ہے تجھ پر بھلا توبہ کو کون روک سکتا ہے لیکن تو اس ناپاک بستی سے (جہاں تو نے اتنے سخت گناہ کیے) نکلجا اور فلانی نیک بستی میں جا (اس بستی کا نام لیا) وہاں جا کر اپنے مالک کی عبادت کر وہ شخص اس بستی کو جانے کی نیت سے نکلا راہ میں اسکی موت آن پہونچی اور رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں نے اسکی باب میں جھگڑا کیا شیطان نے کہا اس شخص کی نسبت مجھ سے زیادہ ہے (یعنے میں اسکا زیادہ حقدار ہوں) اس نے ایک ساعت بھی میری نافرمانی نہیں کی اور رحمت کے فرشتوں نے کہا واہ وہ توبہ کر کے نکلا تھا (تو رحمت کا مستحق ہوا صدقے اپنی مالک کے رحمت عنایت کر اگر وہ ایسا نہ کرے تو بندوں کا کہاں ٹھکانا لگے) ہمام نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا مجھ سے حمید طویل نے حدیث بیان کی بکر بن عبداللہ سے اس نے ابو رافع سے کہ جب رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں ایسا جھگڑا ہونے لگا) تو اللہ جل جلالہ نے ایک فرشتے کو (انکا فیصلہ کرنے کیلیے) بھیجا دونوں طرف کے فرشتے اسکیطرف رجوع ہوئے اس نے کہا دیکھو وہ شخص کس بستی کے زیادہ نزدیک ہو کر مرا ہے (آیا گناہ کی بستی سے جہاں سے نکلا تھا یا نیک بستی سے جہاں جاتا تھا) جس بستی سے نزدیک ہو اسکے لوگوں میں اسکو شریک کرو قتادہ نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) مجھ سے حسن بصری نے بیان کیا کہ جب اس شخص کو موت آن پہونچی تو گھسٹ گھسٹ کر (یا محنت کر کے) وہ نیک بستی سے قریب ہو گیا اور بری بستی سے دور ہو گیا آخر فرشتوں نے اسکو نیک بستی کے لوگوں میں شریک کیا ف اور نیکو میں وہ شخص لکھا گیا سبحان اللہ اگر مالک کے رحم و کرم کو دیکھو تو امید ایسی بڑھ جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی گناہ گار کو عذاب نہ کریگا اگر اسکے غضب اور عدل اور قہر کیطرف خیال کرو تو اپنے عملوں کا حال دیکھکر خوف ایسا طاری ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ایمان اسیکا نام ہے کہ آدمی خوف اور رجا کے بیچ میں رہے اگر خوف ایسا غالب ہوا کہ امید بالکل جاتی رہے تب بھی آدمی گمراہ ہو گیا اگر امید ایسی غالب ہوئی کہ خوف بالکل جاتا رہا جب بھی اہل ہدایت اور اہل سنت میں سے باہر ہو گیا اس حدیث سے یہ نکلا کہ گناہ کو کسیقدر ہوں پر آدمی کو توبہ کا خیال نہ چھوڑنا چاہیے اور گناہوں کیوجہ سے اللہ جل جلالہ کے رحمت سے مایوس ہونا چاہیے وہ ارحم الراحمین بندہ نواز ہے اور اسکا ارشاد ہے رحمتی سبقت علی غضبی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مغفرتک ارجی عندی من عملی اور یہ بھی نکلا کہ قاتل مومن کی توبہ قبول ہو سکتی ہے گو اس میں شک نہیں کہ قتل مومن بہت بڑا گناہ ہے اور قاتل مومن کی سزا یہی ہے کہ اس پر عذاب الہی اترے دنیا یا آخرت یا دونو

مین حجاج بن یوسف ثقفی جو ایک ظالم مشہور تھا اور جس نے کئی ہزار صلحا اور نیک بندون کو ناحق قتل کروادیا تھا جب مرنے
لگا تو کہتا تھا یا اللہ بخشدے مجھہ کو اسلیے کہ لوگ کہتے ہین تو مجھکو نہین بخشیگا یہ کلام اس کا کمینے امام حسن بصری رح
سے نقل کیا انہون نے کہا عسے یعنے کچہ عجب نہین اگر اللہ تعالی اسکو بخشدیوے مگر اسحدیث اور ایسی اور حدیثون کیوجہ سے
جن سے امید کو ترقی ہوتی ہے یہ کوئی نہ سمجھے کہ گناہ ضرور بخشدیا جاویگا ہر گناہ سے بچنا کمیا ضرور ہے کیونکہ گناہ پر عذاب آنا
تو وعدہ الٰہی سے معلوم ہو چکا ہے اب مغفرت وہ مالک کے اختیار مین ہے بندی کو ہرگز معلوم نہین ہو سکتا کہ اسکی توبہ قبول
ہوئی یا نہین اور اسکی مغفرت ہوگی یا نہین پس ایسے موہوم خیال پر گناہ کا ارتکاب کر بیٹھنا اور اللہ جل جلالہ کی مغفرت
پر تکیہ کر لینا بڑی حماقت اور سفاہت ہے ہر وقت گناہ سے بچتا رہے خصوصاً حقوق العباد سے اگر کبھی کوئی گناہ شامت
نفس سے سرزد ہو جاوے تو اس سے توبہ کرے دل و جان سے اپنے مالک کے سامنے گڑگڑاوے اور رووے اور عہد کرے کہ
پھر ایسا گناہ نہ کرونگا تو کیا عجب ہے کہ مالک اسکا گناہ بخشدیوے وہ غفور اور رحیم ہے۔ ایک بار مین نے مولانا
فضل رحمان صاحب نقشبندی دام فیوضہ سے اپنے گناہون کی کثرت کی شکایت کی آپ نے یہ آیت پڑھی قُلْ يٰعِبَادِيَ
الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ یعنے کہدے اے محمد لے میرے بندو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ تعالی سب گناہون کو بخش سکتا ہے
وہ بخشنے والا مہربان ہے یا اللہ تو اسحدیث اور اس آیت کی برکت سے ہمارے گناہون کو بخشدے اور اپنے نیک بندون
کے تصدق سے ہمکو آتش دوزخ اور عذاب قبر اور عذاب حشر اور ہر ایک آفت اور تکلیف سے بچالے آمین یا رب العلمین

عَنْ هَمَّامٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ دوسری روایت بھی ایسے ہی ہے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو امام مسلم نے بھی نکالا

بَابُ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ جسکا کوئی عزیز مارا جاوے تو اسکی وارث کو اختیار
ہے تین باتون مین سے ایک بات کا **عَنْ** أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
أُصِيبَ بِدَمٍ أَوْ خَبْلٍ وَالْخَبْلُ الْجِرَاحُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوا عَلَى
يَدَيْهِ أَنْ يَقْتُلَ أَوْ يَعْفُوَ أَوْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ فَمَنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَعَادَ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا
أَبَدًا ابو شریح خزاعی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا خون کیا جاوے یا وہ زخمی
کیا جاوے تو اسکو (یا اسکے وارث کو) اختیار ہے تین باتون مین سے کوئی ایک بات کرنے کا اگر وہ چوتھی بات
کرنا چاہے تو اسکو روکو وہ تین باتین یہ ہین یا تو قصاصاً قاتل کو قتل کرے یا معاف کردیوے یا دیت لیوے اب
جب ان باتون مین سے کوئی ایک بات کر لیوے پھر کوئی چوتھی بات زیادتی کی کرے تو اسکی لیے دوزخ کی آگ ہے

ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیگا **ف** اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد نے بھی اور اسکی اسناد میں سفیان بن ابی العوجا ہے اس میں کلام ہے اور محمد بن اسحاق بھی ہے اس نے عن عن سے روایت کی ہے **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل لہ قتیل فھو بخیر النظرین اما ان یقتل واما ان یفدی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکا کوئی عزیز مارا جاوے تو اسکو اختیار ہے دو باتوں میں سے جو بھلی لگے وہ کرے یا تو قصاصاً قاتل کو قتل کرے یا فدیہ لیوے **ف** یعنے دیت اور ایک اور تیسری بات ہے کہ معاف کردیوے یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور ابن مسعود سے بھی ایسا ہی مروی ہے صحیحین وغیرہ میں اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے اور بخاری نے ابن عباس سے نکالا کہ بنی اسرائیل میں قصاص تھا لیکن دیت نہ تھی تو اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری کتب علیکم القصاص فی القتلی اخیر تک اور قرآن میں ہے ولکم فی القصاص حیوۃ غرض ان آیات اور احادیث سے قصاص ثابت ہے اور اسپر اجماع ہے علماء کا **باب**

من قتل عمداً فرضوا بالدیۃ ایک شخص نے عمداً قتل کیا پھر مقتول کے وارث دیت پر راضی ہوگئے۔

عن زید بن ضمیرۃ حدثنی ابی وعمی وکانا شھدا حنینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالا صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظھر ثم جلس تحت شجرۃ فقام الیہ الاقرع بن حابس وھو سید خندف یرد عن دم محلم بن جثامۃ وقام عیینۃ بن حصن یطلب بدم عامر بن الاضبط وکان اشجعیا فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ تقبلون الدیۃ فابوا فقام رجل من بنی لیث یقال لہ مکیتل فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واللہ ما شبھت ھذا القتیل فی غرۃ الاسلام الا کغنم وردت فرمیت فنفر اخرھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکم خمسون فی سفرنا وخمسون اذا رجعنا فقبلوا الدیۃ زید بن ضمیرہ سے روایت ہے میرے باپ اور چچا نے روایت کیا وہ دونوں جنگ حنین میں موجود تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور دونوں نے کہا آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ ایک درخت کے تلے بیٹھے تو اقرع بن حابس آپ کی طرف گئے اور وہ سردار تھے قبیلہ خندف کے اور رد کرتے تھے قصاص کو محلم بن جثامہ سے +
ف محلم بن جثامہ نے عامر بن اضبط کو جو قبیلہ اشجع میں سے تھے مار ڈالا تھا تو اقرع کہتے تھے محلم سے قصاص نہ لیا جاوے اور عیینہ قصاص پر زور دیتے تھے **ف** اور عیینہ عامر بن اضبط کے خون کا دعوی کرتے تھے وہ اشجعی تھے آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا تم دیت قبول کرتے ہو انہوں نے انکار کیا پھر ایک شخص بنی لیث میں سے کھڑا ہوا جسکو مکیتل کہتے تھے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم خدا کی یہ قتل اسلام کے غلبہ کی حالت

مین مشابہ ہو ان بکریون کے جو پانی پینے کو آئین پھر ہانکا گیا ان کا پہلا گروہ تو بہاگا اسکی وجہ سے پچھلا گروہ بھی انکا
ف اس تشبیہ سے یہ غرض ہے کہ اگر آپ اس مقدمہ کا بندوبست نکرتے تو اس سے بہت بڑا دوسرا فساد اوٹھہ کہڑا
ہوتا مسلمان آپس مین لڑنے لگتے تو اس کا بندوبست ایسا ہوا جیسے بکریون کا گلہ پانی پینے کو چلا سکین آگے
کی بکریون کو مار کر وہان سے ہٹا دیا گیا تو پیچھے کی بھی بکریان بہاگ گئین اگر نہ مارتا تو پھر سب چلی آتین اسیطرح
اگر آپ اس مقدمہ کا بندوبست نکرتے تو دوسرے لوگ بھی اس مین شریک ہوجاتے اور فساد عظیم ہوتا **ت** آخر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم پچاس اونٹ اوردیت کی تو ہمارے اس سفر کی ہی حالت مین لے لو اور
پچاس جب لینا جب ہم مدینہ کو پہونچین پھر انہون نے دیت قبول کر لی **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من قتل عمدًا دفع الی اولیاء القتیل فان
شاءوا قتلوہ وان شاءوا اخذوا الدیۃ وذلک ثلثون حقۃ وثلثون جذعۃ واربعون خلفۃ
وذلک عقل العمد وما صولحوا علیہ فھو لھم وذلک تشدید العقل عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص عمدًا قتل کرے وہ مقتول کے وارثون کے حوالے کردیا
جاوے گا خواہ اسکو قتل کرین خواہ دیت لیوین اور دیت تیس حقہ (تین برس کا جو چوتھے مین لگا ہو) ہونگی اور
تیس جذعہ (چار برس کا جو پانچوین مین لگا ہو) اور چالیس حاملہ اونٹنیان ہونگی اور قتل عمد کی دیت یہی ہے اور جو
صلح سے ٹہیر جاوے وہ مقتول کے وارثون کو ملیگا لیکن دیت کا سخت کرنا یہی ہے **ف** کہ سواونٹون مین چالیس
حاملہ اونٹنیان ہون اور دیت مغلظہ کا بیان آگے آتا ہے **باب** دیۃ شبہ العمد شبہ عمد مین دیت
مغلظہ ہے **ف** قتل یا عمدا ہے یا خطأً امام مالک کا یہی قول ہے اور شافعی اور اہلحدیث نے کہا کہ ایک قتل اور
ہے جسکو شبہ عمد بھی کہتے ہین اور امام مالک کے نزدیک وہ قتل خطا مین داخل ہے پس درحقیقت دو ہی قسمین ہوئیں
خیر قتل عمد تو یہ ہے کہ کوئی دوسرے کو عمدًا یعنے بارادہ قتل کسی ہتیار سے یا ایسے بہاری پتھر یا لکڑی سے مارے
جس سے آدمی اکثر مرجاتا ہے اور قتل خطا یہ ہے کہ انسان مارنا اور کسیکو چاہتا تہا لیکن ہتیار دوسرے کسی کو
لگ گیا بلاارادہ یا آدمی کو دور سے جانور سمجھ کر مارا یا کنوان کہودا اس مین کوئی گر کر مر گیا اور شبہ عمد جسکو
خطا بھی کہتے ہین وہ یہ ہے کہ انسان ایسے چھوٹی لکڑی یا چھوٹے پتھر سے کسیکو عمدًا مارے جس سے آدمی نہ مرتا ہو
لیکن وہ مرجاوے اسیکا بیان اس باب مین ہے اس مین دیت مغلظہ واجب ہوگی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر کوئی
بہاری پتھر یا موٹی لٹھ سے بھی کسیکو عمدًا مارے جس سے اکثر آدمی مرجاتا ہے تو وہ بھی شبہ عمد ہے اس پر

قصاص واجب ہوگا لیکن جمہور علماء انکے خلاف مین ہین عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ قَالَ قَتِیْلُ الْخَطَاءِ شِبْہِ الْعَمْدِ قَتِیْلُ السَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَۃٌ مِنَ الْاِبِلِ اَرْبَعُوْنَ مِنْہَا خَلِفَۃٌ فِیْ بُطُوْنِہَا
اَوْلَادُہَا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شبہ عمد یعنے خطا کا مقتول
وہ ہے جو کوڑے یا لکڑی (یعنے چہڑی چہوٹی لکڑی) سے مارا جاوے (عمدًا) اسمین سو اونٹ دیت کی ہین ان اونٹون مین چالیس حاملہ اونٹنیاں
ہون جنکے پیٹ مین انکی اولاد ہو **ف** اصل دیت سو اونٹ یا سو گائین یا دو ہزار بکریاں یا ہزار دینار یا بارہ
ہزار درم ہین یا دو سو جوڑی کپڑے کے لیکن بعض جرمون مین یہ دیت سخت کی جاتی ہے اسکو دیت مغلظہ کہتے
ہین وہ یہ ہے کہ سو اونٹون مین چالیس حاملہ اونٹنیاں ہون اور عقبہ بن اوس کی روایت مین جسکو احمد اور ابوداؤد اور
نسائی اور بخاری نے تاریخ مین بھی نکالا ایسا ہی ہے اور بیان کیا بخاری نے راویون کا اختلاف اس حدیث
مین اور دارقطنی نے اور امام احمد نے اور ابوداؤد نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا شبہ عمد کی دیت مغلظہ ہے قتل عمد کی دیت کی طرح لیکن شبہ عمد مین قصاص نہ ہوگا وہ یہ ہے کہ شیطان
کود آوے لوگون مین اور خون ہو جاوے نہ عداوت ہو نہ کوئی ہتیار اوٹہاوے (بلکہ لات گھونسی یا چہڑی یا کوڑا
مارنے سے کوئی مر جاوے) اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ قتل تین قسم پر ہے عمد اور خطا اور شبہ عمد تو عمد مین تو
قصاص ہے اور خطا مین دیت ہے اور شبہ عمد مین وہ یہ ہے کہ اس چیز سے عمدًا مارے بہ نیت قتل جس سے آدمی عادۃً نہیں
مرتا جیسے چہڑی کوڑا سوئی وغیرہ دیت مغلظہ ہے یعنے سو اونٹ جن مین چالیس حاملہ اونٹنیاں ہون اور یہی مذہب
ہے زید بن علی اور شافعیہ اور احمد اور اسحاق اور اصحاب حدیث کا اور مالک اور لیث نے کہا کہ قتل دو ہی قسم ہے
عمد یا خطا اور قتل خطا وہ ہے جو کسی سبب سے ہو جاوے (جیسے کنواں کھودے اس مین کوئی گر جاوے) یا قاتل غیر
مکلف ہو یا اسکی نیت قتل کی نہ ہو یا اس چیز سے قتل کرے جس سے عادۃً آدمی نہین مرتا اور قتل عمد وہ ہے جو
اسکے سوا ہو اور صاحب بحر نے کہا کہ اسپر اجماع ہے حالانکہ جمہور کا مذہب اسکے خلاف ہے (از روضہ مع تصرف) عَنْ
عُقْبَۃَ بْنِ اَوْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ عقبہ بن اوس نے عبد اللہ بن عمرو سے ایسے
ہی روایت کی ہے **ف** اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور بخاری نے تاریخ مین اس مین عقبہ نے ایک صحابی
سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا جس دن مکہ فتح ہوا آپنے فرمایا خطا عمد کا مقتول وہ ہے
جو لکڑی یا کوڑے یا پتھر سے مارا جاوے اس مین دیت مغلظہ ہے سو اونٹ چالیس اون مین سے ثنیہ بازل تک
اور سب حاملہ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ وَہُوَ عَلٰی دَرَجِ الْکَعْبَۃِ

نحمد اللہ واثنی علیہ فقال الحمد للہ الذی صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ الا
ان قتیل الخطاء قتیل السوط والعصا فیہ مائۃ من الابل منھا اربعون خلفۃ فی بطونھا اولادھا الا
ان کل مأثرۃ کانت فی الجاھلیۃ ودم تحت قدمی ھاتین الا ما کان من سدانۃ البیت وسقایۃ
الحاج الا انی قد امضیتھما لاھلھما کما کانا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم جسدن مکہ فتح ہوا تو کعبہ کی سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف کی اسکی ثنا بیان کی پھر
فرمایا شکر ہے اللہ کا جس نے اپنے وعدہ کو سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور کافروں کے گروہوں کو اس نے اکیلے
شکست دی آگاہ رہو خطا کا مقتول کوڑے اور چھڑی سے جو مارا جاوے وہ ہی اس مین سو اونٹ لازم ہین دیت
کے) ان مین چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں جنکے پیٹوں مین بچے ہوں انکے آگاہ رہو جاہلیت کے زمانہ کی ہر رسم
اور جاہلیت کے زمانے مین جو خون ہوا وہ سب میرے ان دونوں پاؤں کے تلے ہین یعنے وہ سب لغو ہوگئے ان مین
سے کسیکا اعتبار نہ رہا اسیطرح کفر کے وقت کی کل رسمین اور عادتین بھی مٹ گئین) مگر بیت اللہ کیخدمت
(جیسے جاروب کشی صفائی روشنی وغیرہ) اور حاجیوں کو پانی پلانا مین ان دو باتوں کو قائم رکھتا ہوں انہی
کے لیے جنکو پہلے یہ دونو کام سپرد تھے **باب** دیۃ الخطاء قتل خطا کی دیت کا بیان **عن** ابن عباس عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ جعل الدیۃ اثنی عشر الفا ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے دیت کی بارہ ہزار درم مقرر کیے **ف** جب بنی عدی کا ایک شخص مارا گیا نکالا اوسکو ابوداود نے اور ترمذی
نے بھی اسکو نکالا مرفوعا اور مرسلا **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال من قتل خطأ فدیتہ من الابل ثلثون بنت مخاض وثلثون ابنۃ لبون وثلثون حقۃ
وعشرۃ بنی لبون وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقومھا علی اھل القری اربعمائۃ دینار
او عدلھا من الورق ویقومھا علی ازمان الابل اذا غلت رفع فی قیمتھا واذا ھانت نقص من
قیمتھا علی نحو الزمان ما کان فبلغ قیمتھا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین اربع
مائۃ دینار الی ثمان مائۃ دینار او عدلھا من الورق ثمانیۃ الاف درھم وقضی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان من کان عقلہ فی البقر علی اھل البقر مائتی بقرۃ ومن کان عقلہ فی الشاء علی
اھل الشاء الفی شاۃ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خطا کی
مارا جاوے اسکی دیت تیس اونٹنیاں ہیں ایکسال کی ہین جو دوسرے سال مین لگی ہوں اور تیس اونٹنیاں دو دو

سال کی ہین جو تیسرے سال مین لگی ہون اور تیس اونٹنیاں تین تین سال کی ہین جو چوتھے سال مین لگی ہون اور دس
دو دو برس کے اونٹ ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیت کی قیمت گاؤن والون پر چار سو دینار لگاتے یا اتنے ہی
قیمت کی چاندی اور دیت کی قیمت اونٹون کے نرخ پر لگاتے جب اونٹ گران ہوتے تو دیت بھی زیادہ ہوتی اور جب اونٹ
ارزان ہوتے تو دیت بھی کم ہوجاتی جیسا نرخ بدلتا تو آن حضرت صلی کے زمانہ مین دیت کی قیمت چار سو دینار سے آٹھ
سو دینار تک پہونچی اور اسکے برابر چاندی مین سے آٹھ ہزار درم ہوتے تھے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
یہ بھی حکم دیا کہ گائے بیل والون سے دیت مین دو سو گائین لیجاوین اور بکری والون سے دو ہزار بکریاں **ف** یہ حدیث
ضعیف ہے اسکے اسناد مین محمد بن راشد دمشقی مکحولی ہے اور اس مین کلام کیا بہت لوگون نے لیکن ثقہ کہا اسکو
ایک جماعت نے اور نکالا اسکو احمد اور ابوداؤد نے بھی اور نسائی نے بھی اور روضہ **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دِيَةِ الْخَطَأِ عِشْرُوْنَ حِقَّةً وَعِشْرُوْنَ جَذَعَةً وَعِشْرُوْنَ بِنْتَ
مَخَاضٍ وَعِشْرُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِشْرُوْنَ بَنِيْ مَخَاضٍ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا قتل خطا کی دیت بیس اونٹنیاں ہین تین تین برس کی جو چوتھے مین لگی ہون اور بیس اونٹنیاں ہین
چار چار برس کی جو پانچوین مین لگی ہون اور بیس اونٹنیاں ہین ایک ایک برس کی جو دوسرے مین لگی ہون اور
بیس اونٹنیاں ہین دو دو برس کی جو تیسرے مین لگی ہون اور بیس اونٹ ہین ایک ایک سال کے جو دوسرے مین لگی ہون
ف یہ حدیث ضعیف ہے اسکے اسناد مین حجاج بن ارطاۃ ہے اور زید بن جبیر مین بھی لوگون نے کلام کیا ہے
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ جَعَلَ الدِّيَةَ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا قَالَ وَذٰلِكَ قَوْلُهُ وَمَا نَقَمُوْا
إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مِنْ فَضْلِهِ قَالَ بِأَخْذِهِمُ الدِّيَةَ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت
ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت کو بارہ ہزار درم مقرر کیے اور یہ جو آیت ہے وما نقموا الا ان اغناہم اللہ
ورسولہ من فضلہ یعنے کافر غصے نہین ہوئے انپر مگر اس بات سے کہ اللہ اور رسول نے انکو مالدار کردیا اپنے فضل سے
اسکا مطلب یہی ہے کہ مالدار کردیا دیت لیکر **ف** ایک شخص تھا جلاس پہلے وہ منافق تھا اسکا مولی مارا گیا تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیت دلائی وہ مالدار ہوگیا پھر اس نے نفاق سے توبہ کی اور سچا مومن ہوا تب منافق
اسپر غصے ہوئے پھر یہ آیت اتری اور عمرو بن حزم کی حدیث مین ہے کہ جان کی دیت سو اونٹ ہین یہ حدیث صحیح ہے
اور ابوداؤد نے مسنداً اور مرسلاً جابر سے نکالا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ والونپر دیت مقرر کی
سو اونٹ اور گائے والونپر سو گائین اور بکری والونپر دو ہزار بکریاں اور کپڑے والونپر دو سو جوڑے اور ابوداؤد

نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا جیسے اوپر گذرا اس میں یہ زیادہ ہے کہ اہل کتاب کی دیت مسلمان کی دیت کی آدھی
مقرر کی اور ایسا ہی عمل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت عمر خلیفہ ہوئے انہوں نے سونے والوں پر ہزار دینار دیت کے مقرر
کیے اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درم اور گائے والوں پر دو سو گائیں اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے
والوں پر دو ہزار جوڑے اور موطا میں ہے کہ حضرت عمر نے دیت کی قیمت لگائی تو سونے والوں پر ہزار دینار مقرر کیے
اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درم امام مالک نے کہا سونے والے شام اور مصر کے لوگ ہیں اور چاندی والے عراق
کے لوگ اور ابو حنیفہ نے کہا کہ دیت سو اونٹ ہیں یا ہزار دینار یا دس ہزار درم اور صاحبین نے کہا وہی جو حضرت
عمر نے ٹھیرایا (روضہ) لمعات میں ہے کہ دیت خطا کی وہی ہے جو ابن مسعود کی حدیث میں مروی ہے لیکن شافعی
نے بجائے بیس ایک ایک سال کے اونٹوں کے دو دو سال کے بیس اونٹ رکھے ہیں اور یہ حدیث ان پر حجت ہے **بَابُ
الدِّيَةِ عَلَى الْعَاقِلَةِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَاقِلَةٌ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ** دیت عاقلہ پر ہے یعنے قاتل پر اور قاتل کے کنبے والوں پر
اور برادری والوں پر واجب ہوگی اگر کسیکا عاقلہ نہ ہو (اور قاتل کے پاس مال نہ ہو دیت کے موافق) تو بیت
المال میں سے دیت دیجاوے گی **عَنِ** الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدِّيَةِ عَلَى
الْعَاقِلَةِ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیت کا فیصلہ کیا قاتل کے عاقلہ پر **عَنِ**
الْمِقْدَامِ الشَّامِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ أَعْقِلُ عَنْهُ وَأَرِثُهُ
وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ مقداد شامی سے روایت ہے کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا جسکا کوئی وارث نہیں اسکا میں وارث ہوں میں اسکی طرف سے دیت دوں گا اور اسکا ترکہ میں ہی لونگا
اور ماموں وارث ہے اسکا جسکا اور کوئی وارث (جو ماموں پر مقدم ہے) نہ ہو وہ اپنے بھانجے کی طرف سے دیت دیگا
اور اسکا وارث بھی ہوگا **بَابُ** مَنْ حَالَ بَيْنَ وَلِيِّ الْمَقْتُولِ وَبَيْنَ الْقَوَدِ أَوِ الدِّيَةِ جو مقتول کے وارثوں
کو قصاص یا دیت نہ لینے دے اسکا گناہ **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
قُتِلَ فِي عِمِّيَّةٍ أَوْ عَصَبِيَّةٍ بِحَجَرٍ أَوْ سَوْطٍ أَوْ عَصًى فَعَلَيْهِ عَقْلُ الْخَطَاءِ وَمَنْ قَتَلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ وَمَنْ
حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ
ابن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اندھا دھند فساد میں مارا جاوے یا تعصب
کی وجہ سے پتھر یا لکڑی سے یا کوڑے سے تو اسکی دیت لازم ہوگی جیسے قتل خطا میں ہے اور جو عمداً مارا جاوے تو قاتل
پر قصاص ہوگا اور جو شخص حائل ہو دیت یا قصاص میں تو اسپر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں

کی اور اسکا نہ نفل قبول ہوگا نہ فرض **ف** یہی حکم ہے ہر ایک شخص کا جو انصاف اور شرع کی بات سے رد کے
اور اس مین خلل ڈالے وہ ملعون ہے اسکا نماز روزہ سب بے فائدہ ہے اور اندھادھندہ فساد سے یہ مطلب ہے کہ اسکا قاتل
معلوم نہ ہو یا قتل کی کوئی وجہ نہ ہو یا کوئی اپنے لوگون کیطرفداری کرتا ہوا اُس مین مارا جاوے یہ عصبیت ہے
تعصب بھی اسی سے نکلا ہے مطلب یہ ہے کہ ہتیار سے نہ مارا جاوے عمداً البکہ چھوٹے پتھر یا چھڑی سے یا کوڑے سے
مارا جاوے تو اس مین دیت ہی ہوگی قصاص نہوگا جیسے اوپر گذرا **باب** ما لا قود فیہ جس مین قصاص
نہین ہے **عن** نمران بن جاریۃ عن ابیہ ان رجلا ضرب رجلا علی ساعدہ بالسیف فقطعھا من غیر
مفصل فاستعدی علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامر لہ بالدیۃ فقال یا رسول اللہ انی ارید القصاص
فقال خذ الدیۃ بارک اللہ لک فیھا ولم یقض لہ بالقصاص نمران بن جاریہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے
باپ سے روایت کی کہ ایک شخص نے دوسرے کی بانہہ پر تلوار سے مارا اسکی بانہہ کٹ گئی لیکن جوڑ سے نہین کٹی پھر
مجروح نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کی آپنے اسکو دیت دلائی وہ بولا مین قصاص چاہتا ہوں
یا رسول اللہ آپنے فرمایا دیت لے اللہ تجھے برکت دیوے اور قصاص کا فیصلہ اُسکے لیے نہین کیا **ف** جن
زخمون مین برابری ہوسکے تو قصاص کا حکم دیا جاوے گا مثلاً کوئی عضو جوڑ سے کاٹ ڈالے تو کاٹنے والے
کا بھی وہی عضو جوڑ سے کاٹا جاویگا اور جن زخمون مین برابری نہ ہو سکے تو ان مین قصاص کا حکم نہ ہوگا
بلکہ دیت دلائی جاوین گی **عن** العباس بن عبد المطلب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا قود فی المامومۃ ولا الجائفۃ ولا المنقلۃ عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا جو زخم بھیجے تک پہونچ جاوے یا پیٹ تک یا اس سے ہڈی ٹوٹ کر سرک جاوے تو اس مین قصاص
نہوگا **ف** اسلیے کہ ان زخمون مین مساوات مشکل ہے البتہ ناک کان زبان کاٹنے مین یا آنکھہ پھوڑنے مین
یا اُنگلی کاٹنے مین جوڑ پر سے یا ذکر یا انثیین کاٹنے مین قصاص لیا جاویگا (روضہ) اسیطرح دانت توڑنے
مین یہ تو قرآن شریف ہی مین موجود ہے **باب** الجارح یفتدی بالقود اگر قصاص کے بدل زخمی کرنے
والا کچھ فدیہ دیوے اور مجروح راضی ہو جاوے تو درست ہے **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بعث ابا جھم بن حذیفۃ مصدقا فلاجۃ رجل فی صدقتہ فضربہ ابو جھم فشجہ فاتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا
القود یا رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکم کذا وکذا فلم یرضوا فقال لکم کذا وکذا فرضوا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انی خاطب علی الناس ومخبرھم برضاکم قالوا نعم فخطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ھؤلاء اللیثیین

اَتَوْنِیْ يُرِيْدُوْنَ الْقَوَدَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا وَكَذَا اَرَضِيْتُمْ قَالُوْا لَا فَهَمَّ بِهِمُ الْمُهَاجِرُوْنَ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَكُفُّوْا فَكَفُّوْا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَزَادَهُمْ فَقَالَ اَرَضِيْتُمْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اِنِّیْ خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ قَالُوْا نَعَمْ فَخَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَرَضِيْتُمْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيٰى يَقُوْلُ تَفَرَّدَ بِهٰذَا مَعْمَرٌ لَا اَعْلَمُ رَوَاهُ غَيْرُهُ حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہم بن حذیفہ کو مصدق مقرر کرکے بھیجا (مصدق وہ جو لوگوں سے زکوٰۃ تحصیل کرتا ہے) اُن سے ایک شخص نے جھگڑا کیا ابوجہم نے اسکو مارا اُسکا سر پھوٹ گیا اور اسکے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم قصاص چاہتے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم اسقدر اسقدر مال قبول کرو وہ راضی نہیں ہوئے پھر آپ نے فرمایا اچھا اتنا اتنا مال لو تب وہ راضی ہوئے آپ نے فرمایا میں لوگوں کو خطبہ سناؤں اور تمہاری رضامندی کی خبر کردوں انہوں نے کہا بہت اچھا پھر آپ نے خطبہ سنایا اور فرمایا یہ لیث کے لوگ میرے پاس آئے اور قصاص چاہتے تھے میں نے ان کو کہا اتنا اتنا مال لے لو کیا تم اسپر راضی ہو وہ بولے ہم راضی نہیں ہیں (اسوقت اپنے اقرار سے پھر گئے اس خیال سے کہ آپ اور زیادہ دینگے) مہاجرین نے قصد کیا ان کو سزا دینے کا آپ نے حکم دیا کہ خاموش ہو رہیں وہ خاموش ہو رہے پھر آپ نے ان لوگوں کو بلایا اور کچھ زیادہ دینے کا اقرار کیا اور فرمایا کیا تم راضی ہو وہ بولے جی ہاں آپ نے فرمایا میں لوگوں کو خطبہ سناؤں اور تمہارے راضی ہونے کی خبر انکو کردوں انہوں نے کہا جی ہاں پھر آپ نے خطبہ سنایا اور پوچھا کیا تم راضی ہو انہوں نے کہا جی ہاں ابن ماجہ نے کہا میں نے محمد بن یحییٰ سے سنا وہ کہتے تھے اس حدیث کو اکیلے معمر ہی نے روایت کیا میں نہیں جانتا اس کے سوا کسی اور نے بھی اسکو روایت کیا ہو **ف** آپ خطبہ میں انکے رضامندی اسلیے بیان فرماتے تھے کہ لوگ گواہ ہوجاویں اور پھر وہ اپنے اقرار سے مکر نہ سکیں چونکہ آپ کو ان کی صداقت پر بھروسا نہ تھا اور ایسا ہوا بھی پہلے بار وہ راضی ہو کر پھر خطبہ کے وقت کہنے لگے ہم راضی نہیں ہوئے

باب دِيَةِ الْجَنِيْنِ پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنِيْنِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ فَقَالَ الَّذِيْ قَضٰى عَلَيْهِ اَنَعْقِلُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا صَاحَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا لَيَقُوْلُ بِقَوْلِ شَاعِرٍ فِيْهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے بچے میں حکم دیا ایک غلام یا ایک لونڈی کا تو جس شخص سے آپ نے یہ دیت دلائی (جب اس کے رشتہ دار عورت نے

بنی لحیان کی ایک عورت کو مارا اور اسکا بچہ مردہ ہو کر نکل پڑا) وہ بولا کیا ہم دیت دیوین اسکی جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ وہ رویا نہ چلایا اور ایسا بچہ تو لغو ہے (یعنے ہدر ہے اسکی دیت دینا کیا ضرور ہے) آپنے فرمایا یہ تو شاعرون کا کلام کرتا ہے (سجع اور قافیہ دار) پیٹ کے بچہ مین ایک غلام ہے یا ایک لونڈی **ف** جب بچہ کہ پیٹ ہی سے مردہ نکلے اور جو زندہ پیدا ہو لیکن مار کے اثر سے پھر مر جاوے تو اس مین دیت یا قصاص واجب ہوگا (روضہ) دوسری روایت مین ہے یہ تو کاہنون کا سا کلام کرتا ہے عرب مین کاہن لوگ جو آیندہ کی بات بتلانے کا دعوی کرتے ایسی ہی مقفا اور مسجع باتین کہا کرتے غرض آپنے اس شخص کی برائی کی کہ شرع کے احکام کے مقابل شاعری کرنا بڑی حماقت ہے **عن** الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ اسْتَشَارَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ يَعْنِي سَقْطَهَا فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ فَقَالَ عُمَرُ ائْتِنِي بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ فَشَهِدَ مَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے حضرت عمر نے لوگون سے مشورہ لیا عورت کے کچے بچے مین (جو پیٹ سے گر جاوے کسی کی مار سے) مغیرہ بن شعبہ نے کہا مین موجود تہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مین حکم دیا ایک غلام یا ایک لونڈی کا حضرت عمر نے کہا ایک گواہ اپنے ساتھہ اور لاؤ جو تمہارے ساتھہ گواہی دیوے (کہ یہ حدیث سچ ہے) پھر محمد بن مسلمہ نے ان کے ساتھہ گواہی دی **ف** یہ حضرت عمر نے زیادہ مضبوطی کے لیے کیا ورنہ مغیرہ سچے تھے اور خبر واحد حجت ہے جب وہ ثقہ ہو **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ نَشَدَ النَّاسَ قَضَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ يَعْنِي فِي الْجَنِينِ فَقَامَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ فَقَالَ كُنْتُ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ لِي فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا وَقَتَلَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ بِهَا ابن عباس سے روایت ہے حضرت عمر نے تلاش کیا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیٹ کے بچہ مین کیا حکم دیا ہے پھر حمل بن مالک بن نابغہ اوٹھا اور کہنے لگا مین موجود تہا میری دو جوروون مین سے ایک نے دوسری کو مارا خیمہ کی لکڑی سے تو وہ مر گئی اور اسکے پیٹ کا بچہ بھی مر گیا پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا پیٹ کے بچہ مین ایک غلام کا اور عورت کو قتل کرنے کا دوسری عورت کے قصاص مین **ف** کیونکہ جرم دو تھے ایک عورت کا قتل دوسرے اسکے بچہ کا سو ہر ایک کی سزا الگ الگ دلائی

باب الْمِيرَاثِ مِنَ الدِّيَةِ دیت مین ترکہ ہوگا

عن سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتَّى كَتَبَ إِلَيْهِ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا

سعید بن مسیب سے روایت ہے حضرت عمر کہتے تھے دیت عاقلہ پر ہے اور جورو اپنے خاوند کی دیت میں سے حصہ نہ پاویگی یہانتک
تک کہ ضحاک بن سفیان نے انکو لکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشیم ضبابی کی جورو کو ترکہ دلایا اسکے
خاوند کی دیت میں سے **ف** پہلے حضرت عمر کی رائے حدیث کے خلاف تھی جب انکو حدیث پہونچی تو اسی وقت اپنی رائے
سے رجوع کیا یہی حال تھا تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور تمام علمائے صالحین کا پر اس زمانہ میں بعضے
نام کے مسلمان ایسے نکلے ہیں کہ اگر ایک حدیث نہیں دس صحیح حدیثیں بھی انکو پہونچاوو تب بھی قیاس اور رائے کی
تقلید نہیں چھوڑتے **عَنْ** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى لِحَمَلِ بْنِ مَالِكٍ الْهُذَلِيِّ
اللِّحْيَانِيِّ بِمِيرَاثِهِ مِنْ امْرَاَتِهِ الَّتِي قَتَلَتْهَا امْرَاَتُهُ الْاُخْرٰى عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے حمل بن مالک ہذلی لحیانی کو میراث دلائی اسکی جورو کی دیت میں سے جسکو اسکی دوسری جورو نے مار ڈالا
تھا **باب** دِيَةِ الْكَافِرِ کافر کی دیت کا بیان **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ عَقْلَ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ نِصْفُ عَقْلِ الْمُسْلِمِيْنَ وَهُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى عبد اللہ بن
عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ دیت یہودی اور نصرانی کی مسلمان کے آدھی ہے
ف اسکو نکالا احمد اور نسائی اور ترمذی اور ابن الجارود نے ترمذی نے کہا حسن ہے ابن الجارود نے کہا صحیح
ہے اور ابن حزم نے عقبہ سے نکالا مرفوعاً کہ مجوسی کی دیت آٹھ سو درم ہیں اور نکالا اسکو طحاوی اور بیہقی اور ابن عدی نے
اسکے اسناد میں ابن لہیعہ ضعیف ہے اور شافعی اور دارقطنی اور بیہقی نے سعید بن المسیب سے نکالا کہ حضرت عمر یہودی
اور نصرانی کی دیت چار ہزار دلاتے تھے اور مجوسی کی آٹھ سو درم امام مالک کا یہی قول ہے کہ ذمی کی دیت مسلمان
کے آدھی ہے اور یہی مذہب ہے اہلحدیث کا اور شافعی کے نزدیک چار ہزار درم ہیں اور منہاج میں انسے منقول ہے
کہ یہودی اور نصرانی کی دیت تہائی ہے مسلمان کی اور مجوسی کی دیت دسویں حصہ کی دو تہائیاں میں محلّی نے کہا
عمر اور عثمان اور ابن مسعود کا یہی قول ہے اور بحر میں ہے زید بن علی اور ابوحنیفہ سے کہ مجوسی کی دیت مثل ذمی کے ہے
اور ثوری اور زہری اور زید بن علی اور ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ ذمی کی دیت مثل مسلمان کے ہے اور امام احمد سے
منقول ہے کہ اگر عمداً مارا جاوے تو مثل مسلمان کے ہے ورنہ نصف ہے اور ترمذی نے روایت کیا کہ کافر کی دیت
مسلمان کے آدھی ہے اور یہ شامل ہے تمام کافروں کو ابن قیم نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اہلحدیث ایسی حدیثوں کو صحیح
بھی کہتے ہیں اور ابوداؤد نے نکالا کہ دیت کی قیمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آٹھ سو دینار تھی یا آٹھ
ہزار درم اور اہل کتاب کی دیت مسلمانوں کے نصف تھی جب حضرت عمر کا زمانہ آیا تو انہوں نے مسلمان کی دیت کو

بڑھا دیا اور کافر کی دیت وہی ہے جو مسلمان کی ہے یعنے ہزار درم جیسے شافعی کا قول ہے) **بَابُ** اَلْقَاتِلُ لَا یَرِثُ قاتل وارث نہیں **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَاتِلُ لَا یَرِثُ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاتل وارث نہین ہوتا **ف** یہ اسکے جرم کی سزا ہی اکثر لوگ اپنی مورثون کو مار ڈالتے ہین ان کا ترکہ لینے کے لیے تو شریعت نے قاتل کو ترکہ ہی سے محروم کر دیا تاکہ کوئی ایسا جرم نہ کرے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ مُدْلِجٍ قَتَلَ اِبْنَهٗ فَاَخَذَ مِنْهُ عُمَرُ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ ثَلٰثِیْنَ حِقَّةً وَثَلٰثِیْنَ جَذَعَةً وَاَرْبَعِیْنَ خَلِفَةً فَقَالَ اَیْنَ اَخُو الْمَقْتُوْلِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیْسَ لِقَاتِلٍ مِیْرَاثٌ عمرو بن شعیب سے روایت ہی ابو قتادہ ایک شخص تھا بنی مدلج مین اس نے اپنی بیٹے کو مار ڈالا تو حضرت عمر نے اس سے سو اونٹ لیے دیت کے تیس حقہ اور تیس جذعہ اور چالیس حاملہ اونٹنیان اور کہا مقتول کا بھائی کہان ہے (اسکو یہ سب مال دلا دیا اور باپ محروم رہا) مین نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قاتل کو میراث نہین ملیگی **بَابُ** عَقْلِ الْمَرْاَةِ عَلٰی عَصَبَتِهَا وَمِیْرَاثُهَا لِوَلَدِهَا عورت کی دیت اسکی عصبات پر واجب ہوگی (جو اس کے باپ کے خاندان سے ہون) اور اسکی میراث اسکی اولاد کو ملیگی **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَعْقِلَ الْمَرْاَةَ عَصَبَتُهَا مَنْ کَانُوْا وَلَا یَرِثُوْا مِنْهَا شَیْئًا اِلَّا مَا فَضَلَ عَنْ وَرَثَتِهَا وَاِنْ قُتِلَتْ فَعَقْلُهَا بَیْنَ وَرَثَتِهَا فَهُمْ یَقْتُلُوْنَ قَاتِلَهَا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت پر جو دیت واجب ہو وہ اسکے عصبات ادا کرین ددھیال والے جتنے لوگ ہون اور وہ دیت کے وارث نہ ہون گے مگر اس حصے کے جو عورت کے وارثون سے بچ رہے اور اگر عورت قتل کی جاوے تو اسکی دیت اسکے وارثون کو ملیگی اور وہی اسکے قاتل سے قصاص لین گے **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الدِّیَةَ عَلَی الْعَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ فَقَالَتْ عَاقِلَةُ الْمَقْتُوْلَةِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِیْرَاثُهَا لَنَا قَالَ لَا مِیْرَاثُهَا لِزَوْجِهَا وَوَلَدِهَا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت دلائی قاتلہ کی عاقلہ سے تو مقتولہ کے عاقلہ نے کہا یا رسول اللہ اسکی میراث ہم کو ملیگی (جب دیت ہم ہی سے لی جاتی ہے) آپ نے فرمایا نہین میراث اسکی خاوند اور اسکے لڑکے کو ملیگی **بَابُ** الْقِصَاصِ فِی السِّنِّ دانت مین قصاص کا بیان **عَنْ** اَنَسٍ قَالَ کَسَرَتِ الرُّبَیِّعُ عَمَّةُ اَنَسٍ ثَنِیَّةَ جَارِیَةٍ فَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَاَبَوْا فَعَرَضُوْا عَلَیْهِمُ الْاَرْشَ فَاَبَوْا فَاَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُکْسَرُ

ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ قَالَ فَرَضِيَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ انس سے روایت ہے ربیع نے جو انس کی پھوپھی تہین ایک لڑکے کا دانت توڑ ڈالا پہر ربیع کے لوگون نے معافی مانگی لیکن لڑکے کی لوگ معافی پر راضی نہین ہوئے پہر ربیع کے لوگون نے دیت دینا چاہا انہون نے دیت لینے سے بہی انکار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے قصاص کا حکم دیا انس بن نضر نے کہا یا رسول اللہ کیا ربیع کا دانت توڑا جاویگا قسم اسکی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بہیجا اسکا دانت نہ توڑا جاویگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے انس اللہ کی کتاب قصاص کا حکم کرتی ہے یہ سنکر لڑکے کے لوگ راضی ہوگئے اور انہون نے معاف کردیا (اللہ نے انکی دونون کو پہیر دیا) اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک کے بعض بندے ایسے ہین جو اللہ کے بہروسے پر قسم کہا بیٹہین تو اللہ تعالی انکو سچا کردیوے (جیسے انس بن نضر کو سچا کیا) **باب دِيَةِ الْأَسْنَانِ** دانتون کی دیت کا بیان **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَسْنَانُ سَوَاءٌ الثَّنِيَّةُ وَالضِّرْسُ سَوَاءٌ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دانت سب برابر ہین (دیت مین) سامنے کے دانت اور ڈاڑہین برابر ہین **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَضَى فِي السِّنِّ خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دانت کی دیت مین پانچ اونٹون کا فیصلہ کیا **ف** اگر خطا سے دانت توڑ ا جاوے یا عمد سے لیکن دیت پر رضامندی ہوجاوے اور سب دانت برابر ہین اور اس پر علما کا اتفاق ہے اسحدیث کو ابو داؤد نے بہی نکالا **باب دِيَةِ الْأَصَابِعِ** انگلیون کی دیت کا بیان **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْبِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اور یہ (دونون دیت مین) برابر ہین مراد لیا آپ نے انگھوٹے اور چہنگلیا کو **ف** اگرچہ انگوٹہے مین دو ہی جوڑ ہین اور چہنگلیا مین تین جوڑ ہین مطلب یہ ہے کہ ہر ایک انگلی کی دیت یکسان ہے یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بہی نکالا **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَصَابِعُ سَوَاءٌ كُلُّهُنَّ فِيهِنَّ عَشْرٌ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انگلیان سب برابر ہین ہر ایک انگلی مین دس دس اونٹ دینا ہونگے **ف** یعنے دیت کا دسوان حصہ ہر ایک انگلی مین واجب ہوگا یہ قیاس کے بہی موافق ہے کیونکہ انگلیان ہاتہ اور پاؤن کی دس دس ہر

ہین اگر کوئی دسون انگلیون کو کاٹ ڈالے تو پوری دیت لازم ہوگی۔ اسحدیث کو احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی نکالا اور ترمذی نے نکالا ابن عباس سے اور کہا صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہات کی انگلیاں اور پاؤن کی سب برابر ہین ہر ایک انگلی مین دس اونٹ ہین عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَصَابِعُ سَوَاءٌ ابوموسی اشعری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انگلیان سب برابر ہین ف اسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے بھی نکالا **باب** الْمُوْضِحَۃِ اس زخم کا بیان جو ہڈی کو کھول دیوے لیکن توڑے نہین (عربی مین اسکو موضحہ کہتے ہین) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ مِنَ الْاِبِلِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک موضحہ مین پانچ پانچ اونٹ ہین **باب** مَنْ عَضَّ رَجُلًا فَنَزَعَ یَدَہٗ فَنَدَرَ ثَنَایَاہُ اگر ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا (دانتون سے) اس نے اپنا ہاتھ کھینچا اسکے دانت نکل پڑے تو کیا حکم ہے عَنْ یَعْلَی وَسَلَمَۃَ ابْنَیْ اُمَیَّۃَ قَالَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ وَمَعَنَا صَاحِبٌ لَنَا فَاقْتَتَلَ ھُوَ وَرَجُلٌ اٰخَرُ وَنَحْنُ بِالطَّرِیْقِ قَالَ فَعَضَّ الرَّجُلُ یَدَ صَاحِبِہٖ فَجَذَبَ صَاحِبُہٗ یَدَہٗ مِنْ فِیْہِ فَطَرَحَ ثَنِیَّتَہٗ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَلْتَمِسُ عَقْلَ ثَنِیَّتِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْمِدُ اَحَدُکُمْ اِلٰی اَخِیْہِ فَیَعَضُّہٗ کَعِضَاضِ الْفَحْلِ ثُمَّ یَاْتِیْ یَلْتَمِسُ الْعَقْلَ لَا عَقْلَ لَھَا قَالَ فَاَبْطَلَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعلے اور سلمہ بن امیہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے غزوہ تبوک مین اور ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا اس سے اور ایک شخص سے لڑائی ہوئی اور ہم راہ مین تھے تو ایک نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تو دوسرے کا دانت نکلکر گر پڑا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اپنے دانت کی دیت مانگتا تھا آپ نے فرمایا تم مین سے کوئی اپنے بھائی کو کاٹتا ہے نر جانور کی طرح پھر آتا ہے دیت مانگنے کو کچھ دیت نہین ہے اسکے لیے اور آپ نے اسکی دانت کو لغو کر دیا ف اسلیے کہ اسکا دانت اسی کی قصور سے ٹوٹا نہ وہ کاٹتا نہ دوسرا ہاتھ اپنا کھینچتا اور جب اس نے کاٹا تو وہ بیچارہ کیا کرتا آخر ہاتھ چھڑانا ضرور تھا عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ رَجُلًا عَلٰی ذِرَاعِہٖ فَنَزَعَ یَدَہٗ فَوَقَعَتْ ثَنِیَّتُہٗ فَرُفِعَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَبْطَلَھَا وَقَالَ یَقْضِمُ اَحَدُکُمْ کَمَا یَقْضِمُ الْفَحْلُ عمران بن حصین سے روایت ہے ایک شخص نے دوسرے کی بانہہ کو کاٹا اس نے اپنا ہاتھ کھینچا کاٹنے والے کا دانت گر گیا پھر یہ مقدمہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ نے اسکو لغو کر دیا اور فرمایا تم

میں ہے ایک نر جانور کی طرح کاٹتا ہے **باب** لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ کافر کے بدل مسلمان مارا نہ جاویگا **عن** أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْعِلْمِ لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا عِنْدَ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَرْزُقَ اللَّهُ رَجُلًا فَهْمًا فِي الْقُرْآنِ أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فِيهَا الدِّيَاتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ ۔ ابوجحیفہ سے روایت ہے میں نے حضرت علی سے کہا کیا تمہاری پاس کوئی ایسا علم ہے جو اور لوگوں کے پاس نہیں ہے (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمکو خاص کوئی علم سکھلایا تہا جو اوروں کو نہیں بتلایا جیسے حضرات امامیہ اور شیعہ خیال کرتے ہیں) انہوں نے کہا نہیں قسم خدا کی ہماری پاس وہی علم ہے جو اور لوگوں کے پاس ہے (صرف اتنی بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالی بعضے اپنے بندوں کو قرآن میں ایک سمجھ دیتا ہے (جو ہر شخص کو نہیں ہوتی اور وہ اس سمجھ کی وجہ سے قرآن سے بہت باتیں نکالتا ہے جو عام لوگوں کو معلوم نہیں ہوتیں یہ کوئی نیا علم نہیں ہے بلکہ ذہن کی تیزی اور سمجھ ہے) اور چند باتیں ہیں جو اس کتاب میں ہیں (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص مجھکو بتلائیں اس کتاب میں دیتوں کا بیان تہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور یہ تہا کہ مسلمان کافر کے بدل نہ مارا جاوے **ف** یہ صحیح حدیث ہے اسکو بخاری نے بہی نکالا انکی روایت میں یوں ہے کہ ابوجحیفہ نے کہا کیا تمہارے پاس کچہ وحی ہے جو قرآن مجید میں نہیں ہے (یعنے موجودہ قرآن میں جو سب لوگوں کے پاس ہے) اس سے بہی شیعوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ یہ قرآن پورا نہیں ہے اس میں چند سورتیں غائب ہیں اور پورا قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی کے پاس تہا پہر ہر ایک امام کے پاس آتا رہا یہانتک کہ امام مہدی پاس آیا وہ غائب ہیں جب ظاہر ہونگے تو دنیا میں پورا قرآن پہیلیگا معاذ اللہ یہ سب انکا کذب اور خرافات ہیں (حضرت علی نے کہا نہیں قسم اسکی جس نے دانہ کو چیرا اور جان کو پیدا کیا اخیر تک اور علماء نے اسپر اجماع کیا کہ مسلمان کافر حربی کے بدل نہ مارا جاویگا اور ایسا ہی کافر ذمی کے بدل بہی جمہور کے نزدیک اور اہل حدیث کا بہی یہی مذہب ہے لیکن ابوحنیفہ کے نزدیک مسلمان ذمی کافر کے بدل قتل کیا جاویگا اور انکی حجت ضعیف ہے اور روضہ میں جو ابوحنیفہ کا مذہب جمہور کے موافق لکھا ہے یہ صریح غفلت ہے اور مالک نے کہا کہ اگر مسلمان فریب سے ذمی کافر کو مار ڈالے تو وہ قتل کیا جاویگا اور شافعی نے کہا کسی حال میں قتل نہ کیا جاوے گا اور وہی قول ہے اہلحدیث کا اور یہی صحیح ہے اور صحیح حدیثیں علی اور عبداللہ بن عمر کی اسکو مؤید ہیں **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ ۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان کافر کے بدل قتل نہ کیا جاوے گا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ

بکافر ولا ذو عہد فی عہدہ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کافر کے بدل قتل نہ کیا جاویگا اور نہ وہ کافر قتل کیا جاوے گا جس سے عہد کیا جاوے اپنے عہد میں **ف** یعنے عہد کیا جاوے اسکی حفاظت اور امن کا کیونکہ دین اسلام میں عہد شکنی کسی حال میں جائز نہیں **باب** لا یقتل الوالد بولدہ باپ اپنی اولاد کے بدل قتل نہ کیا جاوے گا **ف** مگر دوسری سزا جو امام مناسب سمجھے دے سکتا ہے اور مالک اگر اولاد کو ذبح کرے تو قتل کیا جاوے گا اور اولاد اگر باپ کو قتل کرے تو قتل کیے جاوینگے اسپر سب کا اتفاق ہے **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یقتل بالولد الوالد ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اولاد کے بدل والد قتل نہ کیا جاویگا **عن** عمر بن الخطاب رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یقتل الوالد بالولد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا آپ فرماتے تھے والد اپنی اولاد کے بدل قتل نہ کیا جاویگا **ف** اسکو نکالا ترمذی نے بھی لیکن اسکی اسناد میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور احمد اور بیہقی اور دارقطنی نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا اسکے راوی ثقہ ہیں اور ترمذی نے سراقہ سے بھی ایسا ہی نکالا اسکی اسناد میں ضعف ہے اور ابن عباس سے بھی نکالا (روضہ) **باب** ہل یقتل الحر بالعبد آزاد غلام کے بدل مارا جاویگا یا نہیں **ف** غلام تو آزاد کے بدل بالاتفاق مارا جاوے گا لیکن آزاد غلام کے بدل اس میں اختلاف ہے حنفیہ اور سعید بن المسیب اور شعبی اور نخعی اور قتادہ اور ثوری سے یہ منقول ہے کہ وہ قتل کیا جاویگا اور دوسرں کے نزدیک آزاد غلام کے بدل قتل نہ کیا جاویگا یہ اختلاف جب ہے کہ مقتول خود قاتل کا غلام نہ ہو بلکہ دوسرے کسی کا لیکن اگر قاتل کا غلام ہو تو بالاتفاق ہو اپنے غلام لونڈی کے عوض میں قتل نہ ہوگا بحر میں اسپر اجماع نقل کیا ہے لیکن نخعی سے اسکا خلاف منقول ہے اور بعض تابعین سے یہ ترمذی نے روایت کیا **عن** سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل عبدہ قتلناہ ومن جدع عبدہ جدعناہ سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے غلام کو قتل کریگا ہم اسکو قتل کرینگے اور جو کوئی اسکے ناک کان کاٹے ہم اسکے ناک کان کاٹینگے **ف** یہ دلیل ہے نخعی اور بعض تابعین کی جنکے نزدیک غلام اور مولی میں قصاص لازم آتا ہے اور جب اپنے غلام کے مارنے میں قصاص ہوا تو دوسرے کا غلام مارنے میں بطریق اولی قصاص ہوگا اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے حسن نے سمرہ سے نہیں سنا اور منسوخ ہے اور قرآن میں ہے کہ آزاد آزاد کے بدل قتل ہوگا اور غلام غلام کے بدل اور غلام ملک ہے مولی کا اور مولی ہی ہے اسکا وارث ہے تو طالب قصاص کون ہوگا اور

ممکن ہے کہ یہ حدیث منسوخ نہ ہو بلکہ تعزیراً آپ نے قتل کرنے کو فرمایا ہو تاکہ لوگ اپنے غلام لونڈی کے قتل سے بچتے رہیں
عَنْ عَلِيٍّ وَعَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ عَبْدَهُ عَمْدًا مُتَعَمِّدًا فَجَلَدَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً وَنَفَاهُ سَنَةً وَمَحَى سَهْمَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حضرت علی اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے ایک شخص نے اپنے غلام کو قصداً مار ڈالا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سو کوڑے لگائے اور
ایک سال کے لیے اسکو جلاوطن کر دیا اور اسکا حصہ مسلمانوں کے حصوں میں سے نکال دیا **ف** اور اس سے قصاص نہیں
لیا اور ایک بردہ اسکو آزاد کرنے کا حکم دیا یہ دارقطنی نے نکالا اور اس سے دلیل لی جمہور علما نے مگر یہ حدیث ضعیف ہے
اسکے اسناد میں اسماعیل بن عیاش ہے اور بیہقی اور ابن عدی نے عمر رض سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
غلام کا قصاص اسکے مالک سے نہ لیا جاویگا اور نہ اولاد کا والد سے اس کے اسناد میں عمرو بن عیسی اسکی منکر الحدیث
ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً کہ آزاد غلام کے بدل قتل نہ کیا جاوے گا اسکی اسناد میں کئی متروک
ہیں اور بیہقی نے حضرت علی سے نکالا سنت یہ ہے کہ آزاد نہ مارا جاوے غلام کے بدل اسکے اسناد میں جابر جعفی متروک ہے اور
بیہقی اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے ایسا ہی نکالا اور یہ سب حدیثیں ملکر قوی ہو جاتی ہیں **باب** يُقَادُ مِنَ الْقَاتِلِ
كَمَا قَتَلَ جسطرح قاتل نے قتل کیا اسیطرح قصاص لینا **ف** شافعی اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ ولی مقتول کو اختیار
ہے جسطرح قاتل نے مقتول کو قتل کیا اسی طرح سے اسکو قتل کرے یا صرف تلوار سے گردن اڑا دے اور ابوحنیفہ نے اس
میں خلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں قصاص نہیں ہے مگر تلوار سے انکی دلیل آگے آتی ہے **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ
يَهُودِيًّا رَضَخَ رَأْسَ امْرَأَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقَتَلَهَا فَرَضَخَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ
انس بن مالک سے روایت ہے ایک یہودی نے ایک عورت کا سر کچلا دو پتھروں کے بیچ میں اور اسکو مار ڈالا تو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودی کا سر کچلا دو پتھروں میں **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ بڑے پتھر سے اگر کوئی مارے
جس سے آدمی مر جاتا ہے تو اس میں قصاص واجب ہوتا ہے تو وہ قتل عمد ہے اس میں قصاص واجب ہوگا جیسے اوپر
گذرا اور اکثر علما کا یہی قول ہے جیسے مالک اور احمد اور شافعی اور ابو یوسف اور محمد کا اور ابوحنیفہ کے نزدیک شبہ
عمد ہے اس میں قصاص نہ ہوگا **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا فَقَالَ لَهَا
أَقَتَلَكِ فُلَانٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّانِيَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ
فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ فَقَتَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَجَرَيْنِ انس بن مالک سے روایت ہے ایک
یہودی نے ایک لڑکی کو مار ڈالا اسکا زیور لینے کے لیے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکی سے پوچھا ارہ

ابھی زندہ ہے (تیئے) کیا تجھے فلان شخص نے مارا اس نے اشارہ سے کہا نہین پھر آپ نے دوسری بار پوچھا اس نے اشارہ کیا
نہین پھر آپ نے تیسری بار پوچھا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا ہان پھر آپ نے اس یہودی کو قتل کیا دو پتھرون سے
ف اسوجہ سے کہ یہودی نے اقرار کیا جرم کا جب پکڑا گیا اور صرف مقتول کا قول کہ مجھ کو فلان نے قتل کیا ثبوت جرم کے
لیے کافی نہین ہے اگر مجرم انکار کرے اکثر علمار کا یہی قول ہے اور امام مالک سے ایک روایت مین کافی ہے **باب ۲۱**
لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ قصاص نہین ہے مگر تلوار سے **ف** یعنی جب مقتول کا ولی اسطرح سے مارنا چاہے جسطرح سے
قاتل نے مارا تھا یا وہ طرح ہے معلوم نہ ہو تو قاتل کو تلوار ہی سے قتل کرین گے یعنے اسکی گردن اوڑا دین گے اور دوسری
کوئی طرح سے نہ مارینگے شرع محمدی کا یہی حکم ہے لیکن افسوس ہے کہ اس زمانہ مین بعض عربون نے برخلاف شرع
قاتل کا بندوق سے مارنا اختیار کیا ہے اور بعض مسلمانون نے نصاری کیطرح پھانسی دینا شروع کیا ہے بعضون نے
سولی دینا **عَنِ** النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ نعمان بن
بشیر سے روایت ہے ان حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قصاص نہین ہے مگر تلوار سے **عَنْ** اَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّيْفِ ابی بکرہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے **باب** لَا يَجْنِي
اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ ہر ایک قصور کا مواخذہ اسی سے ہوگا **ف** یہی شرع کا حکم ہے اور یہی قانون عدالت کا یعنے یہ
ہوگا کہ باپ کے جرم مین بیٹا پکڑا جاوے یا بیٹے کی جرم مین باپ جیسے ظالم لوگ کیا کرتے ہین عرب مین جاہلیت کے
زمانہ مین یہ دستور تھا کہ جب ایک شخص نے کسیکو مار ڈالا تو مقتول کے قبیلہ والے اسکے بدل قاتل کے قبیلے مین سے
ایک شخص کو مار ڈالتے خواہ وہ قاتل ہو یا نہ ہو یہ صریح بے انصافی اور بے غیرتی ہے اور افسوس ہے کہ اس زمانہ مین
پھر عربستان مین دیہاتی لوگون مین سے شرع محمدی اوٹھ گئی ہے اور جاہلیت کی قاعدے جاری ہو رہے ہین اور عرب
کے عالم اور مولوی اپنے گھرون مین بیٹھے ہوئے اچھے کھانے کھاتے ہین اور عیش کرتے ہین نہ ان جاہلون کو خدا
رسول کی بات بتلاتے ہین نہ ہر گاؤن مین جا کر وعظ ونصیحت کرتے ہین نہ اللہ ورسول کا حکم پہونچاتے ہین
یہ عالم اور مولوی قیامت کے دن پکڑے جاوینگے مولویون کو لازم ہے کہ ہمیشہ مسلمانون کی بستیون اور دیہات کا
دورہ کرتے رہین اور دین کے ضروری اعتقادات اور مسائل نماز روزہ کے زبانی عوام کو سمجھاتے اور سکھلاتے رہین یہ
انکا اصلی کام ہے کیونکہ ہر ایک شخص علم حاصل نہین کر سکتا اور بغیر بتلائے کوئی ادنی بات بھی معلوم نہین ہو سکتی یہ بھی
ایک بڑی غلطی ہے کہ ہم دین کی کھلی بات کو بھی کھلے اور واضح اور مشہور سمجھکر اپنے بچون کو اوسکی تعلیم نہ کرین بغیر بتلائی
نہ کھلے بات معلوم ہو سکتی ہے نہ پوشیدہ ہم کو زمانہ مین اسکا تجربہ اکثر مقامون مین ہو چکا ہے مسلمانون کے کئی بڑے

لڑکون سے جو سارا قرآن پڑھ گئے تھے اور اردو اور فارسی بھی یہ پوچھا گیا کہ بھلا قرآن کس کا کلام ہے اور کس پر اترا ہے تو وہ حیران اور خاموش رہ گئے بعضون نے کہا مولویون پر اترا ہوگا لا حول ولا قوۃ اسکا سبب یہی تھا کہ ان کے والدین اور استادون نے قرآن تو طوطی کیطرح پڑھا دیا مگر دین کے ضروری اعتقاد اور مسائل انکو تعلیم نہین کیے یہ سمجھ کر کہ یہ باتین تو سب کو معلوم ہین لا حول ولا قوۃ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ لَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ عمرو بن احوص سے روایت ہے مینے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے حجۃ الوداع مین آگاہ رہو جو قصور کرے گا وہ اپنی ذات ہی پر کریگا (یعنے اسکا مواخذہ اسی سے ہوگا) اور باپ کے قصور مین بیٹا نہ پکڑا جاوے گا نہ بیٹے کے قصور مین باپ عَنْ طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ يَقُولُ أَلَا لَا تَجْنِي أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ أَلَا لَا تَجْنِي أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ طارق محاربی سے روایت ہے مینے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے اپنے دونون ہاتھ اٹھائے یہانتک کہ آپکے بغلون کی سفیدی مینے دیکھی آپ فرماتے تھے آگاہ رہو ماں کے قصور مین بچہ نہ پکڑا جاویگا اور بچے کے قصور مین ماں نہ پکڑی جاوے گی عَنِ الْخَشْخَاشِ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي ابْنِي فَقَالَ لَا تُجْنَى عَلَيْهِ وَلَا يُجْنَى عَلَيْكَ خشخاش عنبری سے روایت ہے مین آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور میرے ساتھ میرا بیٹا تھا آپنے فرمایا تیرے قصور مین وہ نہین پکڑا جاویگا اور تو اسکے قصور مین نہین پکڑا جاوے گا عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْنِي نَفْسٌ عَلَى الْأُخْرَى اسامہ بن شریک سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی نفس دوسرے نفس کے قصور مین نہ پوچھا جاویگا (یہی دنیا کا بھی حال ہے اور آخرت کا بھی حال ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری اپنے اپنے اعمال اپنا اپنا حال) بَابُ الْجُبَارِ کس چیز مین نہ دیت ہے نہ قصاص یعنے وہ ہدر اور لغو ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے زبان جانور کا زخمی کرنا لغو ہے (یعنے بے زبان جانور کسیکو مارے یا زخمی کرے تو اسکا قصاص کسی سے نہ لیا جاویگا نہ کسیپر اسکی دیت لازم ہوگی) اور کان مین کوئی مرجاوے تو لغو ہے اور کنوئے مین کوئی مرجاوے تو وہ لغو ہے ف یہ جب ہے کہ کنوان کوئی اپنے ملک مین کھودے یا مباح زمین مین اگر راہ مین کوئی کنوان کھودے اور کوئی اس مین گر پڑے یا دوسرے کے ملک مین تو کھودنیوالا پکڑا جاویگا یہ حدیث

صحیح ہے عَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ کثیر بن عبداللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں کنویں کا ذکر نہیں ہے عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَعْدِنَ جُبَارٌ وَالْبِئْرَ جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءَ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءُ الْبَهِيْمَةُ مِنَ الْاَنْعَامِ وَغَيْرِهَا وَالْجُبَارُ هُوَ الْهَدَرُ الَّذِيْ لَا يُغَرَّمُ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کان لغو ہے اور کنواں لغو ہے اور بے زبان جانور لغو ہے یعنی اس میں تاوان نہیں ہے اگر کسی کو ان چیزوں سے نقصان پہونچے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّارُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آگ لغو ہے (اگر بے قصور کے پھیل جاوے اور کسی کی جان یا مال کو اس سے نقصان پہونچے) اور کنواں لغو ہے

بَابُ الْقَسَامَةِ قسامت کا بیان

ف قسامت اسوقت ہوتی ہے جب ایک شخص مقتول ملے اور مقتول کا وارث کسی ایک شخص پر یا ایک جماعت پر اسکے قتل کا دعوے کرے اور حاکم کو اس شخص یا ان لوگوں پر جن پر وارث دعوی کرتا ہے گمان معلوم ہو جیسے عداوت کا ہونا یا اور کوئی سبب یا قتل کا ایک ہی گواہ ہونا تو پہلے مدعی کو قسم دینگے پچاس بار اگر وہ قسم نہ کھاوے تو مدعی علیہ یا مدعی علیہم کو پچاس قسمیں دینگے انکار قتل پر اور قسامت میں دیت مغلظہ واجب ہوگی اگر حاکم کو گمان کی کوئی وجہ نہ ہو تو مدعی علیہ کا قول قسم سے مان لیا جاوے گا جیسے اور دعاوی میں یہ شافعی کا مذہب ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک قسامت میں مدعی کو قسم نہ دینگے بلکہ مدعی علیہ کو انہوں نے کہا جب کسی مقتول کو پاویں کسی محلہ میں تو حاکم اس محلہ کے پچاس نیک اور معتبر آدمیوں کو انتخاب کرکے ان سے قسم لیوے کہ ہمنے اسکو نہیں مارا نہ ہم اسکے قاتل کو پہچانتے ہیں اگر قسم کھالیویں تو ان سے مواخذہ نہ ہوگا ورنہ انکو دیت مقتول کی ادا کرنی ہوگی (روضہ ملخصا)

عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عَنْ رِجَالٍ مِّنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهٖ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا اِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ اَصَابَهُمْ فَاُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَاُخْبِرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَاُلْقِيَ فِيْ فَقِيْرٍ اَوْ عَيْنٍ بِخَيْبَرَ فَاَتٰى يَهُوْدَ فَقَالَ اَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهٖ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُمْ ثُمَّ اَقْبَلَ هُوَ وَاَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُحَيِّصَةَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيْدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِمَّا أَنْ تَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ تُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللَّهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ تَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوا لَا قَالَ فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ قَالُوا لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ فَلَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ

سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے انہوں نے اپنی قوم کے کئی بڑے آدمیوں سے سنا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ دونو خیبر کی طرف نکلے (جہاں کے لوگ یہودی تھے اور مسلمانوں کے دشمن تھے) تکلیف کی وجہ سے جو انکو تھی (یعنے محتاجی کے سبب سے) پھر محیصہ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ عبداللہ بن سہل مارے گئے اور ایک گڑھے یا چشمہ مین خیبر کے انکی لاش ڈالدی گئی یہ سنکر محیصہ یہودیون کے پاس گئے اور کہنے لگے قسم خدا کی تمنے اسکو مارا ہے انہون نے کہا قسم خدا کی ہمنے اسکو نہین مارا بعد اسکے محیصہ (خیبر سے) آئے اپنی قوم کے پاس اور انسے یہ واقعہ بیان کیا تو محیصہ اور انکا بھائی حویصہ جو اُن سے بڑا تھا اور عبدالرحمان بن سہل یہ تینون آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور محیصہ نے بات کرنا چاہا جو خیبر مین (عبداللہ بن سہل کے ساتھ) گئے تھے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسے فرمایا بڑے کا لحاظ کر بڑے کا لحاظ کر مطلب آپ کا یہ تھا کہ حویصہ کو جو تجہ سے عمر مین بڑا ہے بات کرنے دے آخر حویصہ نے بات کی اسکے بعد محیصہ نے تب آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا تو یہودی تمھارے مقتول کی دیت دیوین نہین تو انکو اطلاع کردینا چاہیے لڑائی کی (یعنے جنگ کے نوٹس انکو دینا چاہیے) پھر آپنے یہودیون کو اس باب مین لکھا انہونے جواب مین لکھا کہ قسم خدا کی ہمنے اسکو نہین مارا اب آپنے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمان سے فرمایا تم حلف کرتے ہو کہ اسکو یہودیون نے مارا اور اپنے ساتھی کا خون انپر ثابت کردیتے ہو حلف سے انہونے کہا نہین آپنے فرمایا اچھا تو پھر یہودی حلف کرینگے انہون نے کہا وہ مسلمان نہین مین (جھوٹی قسم کھالینگے آخر آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن سہل کی دیت (اسکے وارثون کو) اپنے پاس سے (بیت المال مین سے) دی تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ کے وارثون کے سو اونٹنیان بھیجین وہ انکے گھر مین اندر پہنچادی گئیں سہل نے کہا ان مین سے ایک لال اونٹنی نے مجھ کو لات ماری **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ جب قاتل کا پتہ نہ لگے تو مقتول کی دیت بیت المال مین سے دی جاویگی اور مسلم نے ایک صحابی سے نکالا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قسامت کو باقی رکھا اُس طریقہ پر

جیسے جاہلیت کے زمانہ میں رائج تہا اور جاہلیت میں یہی طریقہ تہا کہ مقتول کے مدعی علیہم میں سے لوگون کو چنتے پہر انکو اختیار دیتے چاہیں وہ قسم کہالیوین چاہیں دیت ادا کرین صبے اُس قسامت مین ہوا جو بنی ہاشم کمین ہوئی اسکو بخاری اور نسائی نے نکالا ابن عباس سے اسکا قصہ طول ہے اس مین یہ ہے کہ قاتل معین تہا اور ابو طالب نے اس سے کہا تین باتون میں سے ایک بات اختیار کر یا تو دیت کے سو اونٹ دے کیونکہ تونے ہمارے ساتہی کو قتل کیا اور چاہے تیری قوم میں سے پچاس آدمی حلف کرین کہ تونے اسکو نہین مارا اگر توان دونون باتون سے انکار کرے تو ہم تجہکو قتل کرین گے پہر وہ اپنی قوم کے پاس گیا ان سے بیان کیا انہون نے کہا ہم قسم کہاتے ہین اخیر تک ابن عباس نے کہا انہون نے قسم کہائی پہر ایک سال کے اندر ان میں سے کوئی باقی نہ رہا اور وضہ مین ہے کہ علماء نے اختلاف کیا کیفیت قسامت مین اور سب قومون مین زیادہ قریب طرف حق کے اہلحدیث کا قول ہے کہ جب قاتل ایک معین جماعت مین سے ہو تو اس مین سے ولی مقتول لوگون کو چنکر پچاس قسمین دیوے اگر وہ قسمین کہالین تو بری ہو گئے ورنہ انکو دیت دینا ہوگی انتہے مختصراً

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ حُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ ابْنَيْ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَيْ سَهْلٍ خَرَجُوا يَمْتَارُونَ بِخَيْبَرَ فَعُدِيَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَقُتِلَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تُقْسِمُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ نُقْسِمُ وَلَمْ نَشْهَدْ قَالَ فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذًا تَقْتُلُنَا قَالَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ حویصہ اور محیصہ دونو مسعود کے بیٹے اور عبداللہ اور عبدالرحمان دونون سہل کے بیٹے نکلے غلہ لیتے ہوئے خیبر کیطرف تو عبداللہ پر زیادتی ہوئی وہ مارے گئے پہر بیان کیا گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم قسم کہاتے ہو اور اپنے ساتہی کا خون ثابت کرتے ہو انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیونکر قسم کہاوین اور قتل کے وقت ہم موجود نہ تہے آپ نے فرمایا تو یہود (قسم کہاکر) اپنی برات کرین گے تم سے انہون نے عرض کیا ایسا ہوگا تو یہود ہم کو مار ڈالین گے (اور قسم کہا لیا کرین گے) آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کی دیت اپنے پاس سے دی **ف** اس میں شافعی کی دلیل ہے کہ قسامت مین پہلے اولیاء مقتول کو حلف دینگے اور یہی قول ہے مالک اور احمد کا اگر وہ قسم نہ کہاوین تو اہل محلہ کو قسم کہانا پڑے گی اور ابو حنیفہ اور ثوری کے نزدیک اہل محلہ ہی کو قسم کہلاوینگے کیونکہ حدیث مین ہے کہ مدعی پر گواہ ہین اور منکر پر قسم ہے اور عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پہلے یہود کو قسم دی قسامت مین اور انہی سے دیت دلائی کیونکہ مقتول انہی مین تہا اور احمد اور بیہقی نے ابوسعید سے نکالا کہ دو گانوون کے بیچ مین ایک

مقتول ملا آپنے دونوں طرف ناپی کا حکم دیا وہ ایک گاؤں سے زیادہ قریب نکلا ایک بالشت کی موافق آپنے
اسکی دیت انہی سے دلوائی بیہقی نے کہا متفرد ہوا اسکے ساتھ ابو اسرائیل عطیہ سے اور دونوں حجت کی لائق نہیں
ہیں **باب** مَنْ مَثَّلَ بِعَبْدِهٖ فَهُوَ حُرٌّ جو شخص اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹے تو وہ آزاد ہو جاویگا
ایہ سزا ہے اسکے مالک پر کہ پہر غلام کو ایسی ایذا نہ دیوے **عَنْ** سَلَمَةَ بْنِ رَوْحِ بْنِ زِنْبَاعٍ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ قَدِمَ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَخْصٰى غُلَامًا لَهٗ فَاَعْتَقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُثْلَةِ سلمہ
بن روح بن زنباع سے روایت ہے اس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ وہ آنحضرتؐ پاس آیا اس نے اپنے ایک
غلام کو خصی کیا تہا یعنی اسکے خصیے نکال ڈالے تہے) تو آپنے اس غلام کو آزاد کر دیا مثلہ کی وجہ سے (مثلہ یہی
ہے ناک کان کاٹنا یا اور کوئی عضو) **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَارِخًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَكَ قَالَ سَيِّدِيْ رَاٰنِيْ اُقَبِّلُ
جَارِيَةً لَهٗ فَجَبَّ مَذَاكِيْرِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ بِالرَّجُلِ فَطُلِبَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَاَنْتَ حُرٌّ فَقَالَ عَلٰى مَنْ نُصْرَتِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَقُوْلُ اَرَاَيْتَ
اِنِ اسْتَرَقَّنِيْ مَوْلَايَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ اَوْ مُسْلِمٍ عبداللہ بن عمرو بن
عاص سے روایت ہے ایک شخص آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلاتا ہوا آپنے فرمایا کیا ہوا تجہکو وہ
بولا میرے مالک نے دیکہا میں اسکی ایک لونڈی کو بوسہ دے رہا تہا تو اس نے میرا ذکر کٹوا ڈالا آپنے فرمایا اسکے مالک
کو بلاؤ لوگوں نے ڈہونڈہا لیکن وہ نہیں ملا آپنے غلام سے فرمایا جا تو آزاد ہے وہ بولا میری مدد کون کریگا یا رسول
اللہ یعنے اگر میرا مالک مجہکو پہر غلام بنا لیوے آپنے فرمایا ہر مومن یا ہر مسلمان پر تیری مدد لازم ہے **ف** ان
دونوں حدیثوں سے یہ نکلا کہ اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو سخت ایذا دیوے مثلاً اسکا کوئی عضو کاٹے یا اسکا بدن
جلا دے تو حاکم اسکو آزاد کر سکتا ہے اور اس کے مالک کو جو سزا مناسب سمجہے وہ دے سکتا ہے اور ایک حدیث میں
گذرا کہ جو کوئی اپنے غلام کا ناک کان کاٹے ہم اسکا ناک کان کاٹیں گے **باب** اَعَفُّ النَّاسِ قِتْلَةً اَهْلُ
الْاِيْمَانِ سب لوگوں میں عمدہ وہ ہیں جو اہل ایمان ہیں **ف** کیونکہ اہل ایمان ناحق اور بیجا طور سے قتل نہیں
کرتے بلکہ واجبی طور سے حق پر قتل کرتے ہیں جیسے جہاد یا حد یا قصاص میں اور ممکن ہے کہ قتل عام ہو جانوروں کے
بہی ذبح کو شامل ہو یعنے جانور کو بہی بری طرح سے تکلیف دیکر نہیں مارتے بلکہ تیز چہری سے اللہ کا نام لیکر کاٹتے
ہیں **عَنْ** عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَعَفِّ النَّاسِ قِتْلَةً

اَهْلِ الْاِيْمَانِ عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمدہ اور پاک قتل کرنے والا ایمان والے ہیں ٭
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ اِنَّ اَعَفَّ النَّاسِ قِتْلَةً اَهْلُ الْاِيْمَانِ ترجمہ وہی جو اوپر گزرا
بَابُ الْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ مسلمانوں کے خون برابر ہیں (یعنے ایک مسلمان کو دوسرے پر کچھ فوقیت نہیں ہے)
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ
يَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ وَيَرُدُّ عَلٰى اَقْصَاهُمْ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور وہ ایک ہاتھ کی مثل ہیں اپنے مخالفوں پر (یعنے کافروں کے مقابلہ میں سب
مسلمان ایک ہیں) اور ان میں کا ادنے شخص بھی امان دے سکتا ہے (کسی کافر کو اور سب مسلمانوں کو اسکی امان
قبول کرنا ہوگا) اور لڑائی میں دور سے دور والا مسلمان بھی لوٹ میں شریک ہوگا ف اسکا مطلب یہ ہے کہ مثلا ایک
لشکر لڑائی کے لیے نکلا جو آگے کچھ پیچھے اب آگے والوں کو کچھ مال ملا تو پیچھے والے بھی گو وہ ان سے دور ہوں اس میں
شریک ہونگے اسلیے کہ وہ انکی مدد کے لیے آرہے تھے تو گویا انہی کے ساتھ تھے عَنْ مَعْقِلِ ابْنِ يَسَارٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُوْنَ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ وَتَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ معقل بن
یسار سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان ایک ہاتھ ہیں اپنے سوا دوسرے مذہب والوں پر
اور انکے خون برابر ہیں عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَدُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ وَيُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَدْنَاهُمْ وَيَرُدُّ عَلَى
الْمُسْلِمِيْنَ اَقْصَاهُمْ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کا ہاتھ
اپنے سوا دوسری قوم والوں پر ہے (یعنے انہی سے یکدل ہو کر لڑیں آپس میں نہ لڑیں) اور انکے خون اور
مال برابر ہیں اور ان میں کا ادنے بھی امان دے سکتا ہے اور دور والا بھی ان کی طرف سے امان دی سکتا ہے بَابُ مَنْ قَتَلَ
مُعَاهِدًا جو کوئی ذمی کافر جسکو امن دی ہو دارالاسلام میں اسکو مار ڈالے اسکا گناہ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ
مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی ذمی
کو مار ڈالے تو وہ جنت کی بو نہیں سونگھے گا اور جنت کی بو چالیس برس کی راہ سے آتی ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهِ فَلَا يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ
وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ عَامًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ذمی کو مار ڈالے جسکو اللہ اور اسکے رسول نے پناہ دی ہو تو وہ بہشت کی خوشبو نہ سونگھے گا
اور اسکی خوشبو ستر برس کی راہ سے آتی ہے یعنے جنت سے بالکل دور رہیگا اس مین جانا تو درکنار اسکی خوشبو سونگھنا
بہی اسکو نصیب نہ ہوگا) **باب** مَنْ اٰمَنَ رَجُلًا عَلٰی دَمِہٖ فَقَتَلَہٗ ایک شخص کو امان دیکر پہر مار ڈالنا کیسا ہے۔
عَنْ رِفَاعَۃَ بْنِ شَدَّادٍ الْقِتْبَانِیِّ قَالَ لَوْلَا کَلِمَۃٌ سَمِعْتُھَا مِنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِیِّ لَمَشَیْتُ فِیْمَا بَیْنَ
رَاْسِ الْمُخْتَارِ وَجَسَدِہٖ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ رَجُلًا عَلٰی دَمِہٖ فَقَتَلَہٗ
فَاِنَّہٗ یَحْمِلُ لِوَاءَ غَدْرٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رفاعہ بن شداد قتبانی نے کہا اگر وہ حدیث نہ ہوتی جو مینے عمرو بن حمق
خزاعی سے سنی تو مین مختار کی سر اور دہڑ کے بیچ مین چلتا یعنے مختار کا سر بدن سے جدا کرتا مینے سنا عمرو بن عمرو
بن حمق خزاعی سے وہ کہتے تہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسیکو امان دیوے جان کی پہر اسکو قتل
کرے تو قیامت کے دن فریب کا جہنڈا اوٹہاویگا **ف** تاکہ اسکا دغاباز ہونا ہر ایک خاص و عام کو معلوم ہو دوسری
حدیث مین ہے کہ ہر ایک دغاباز کا ایک جہنڈا ہوگا قیامت کے دن یہ مختار عبید ثقفی کا بیٹا تہا جسنے قاتلان جناب
امام حسین علیہ السلام سے عوض لیا اور عبید اللہ بن زیاد ملعون اور اور خبیثون کو جو امام کے خون مین شریک تہے
چن چن کر مارا مسلمانون کو خوش کیا لیکن اخیر مین یہ مختار مذہب مختار سے پہر گیا اور لگا گمراہی کی باتین کرنے
یہانتک کہ نبوت کا بہی دعوے کیا آخر مصعب بن زبیر کے ہاتہ سے مارا گیا **عَنْ** رِفَاعَۃَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی
الْمُخْتَارِ فِیْ قَصْرِہٖ فَقَالَ قَامَ جِبْرَئِیْلُ مِنْ عِنْدِیَ السَّاعَۃَ فَمَا مَنَعَنِیْ مِنْ ضَرْبِ عُنُقِہٖ اِلَّا حَدِیْثٌ سَمِعْتُہٗ
مِنْ سُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا اٰمَنَکَ الرَّجُلُ عَلٰی دَمِہٖ فَلَا تَقْتُلْہُ فَذَاکَ
الَّذِیْ مَنَعَنِیْ مِنْہُ رفاعہ سے روایت ہے مین مختار پاس اسکے محل مین گیا وہ کہنے لگا ابہی جبرئیل علیہ السلام میرے
پاس سے اوٹہ کر گئے ہین تو مجہے نہ روکا کسی چیز نے اسکی گردن مارنے سے مگر اس حدیث نے جو مین نے سلیمان بن
صرد سے سنی انہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا جبکوئی شخص جان کی امان تجہہ سے
لیوے تو پہر اسکو مت مار اسی حدیث نے مجہکو روکا اسکے قتل سے **باب** الْعَفْوِ عَنِ الْقَاتِلِ قاتل کو معاف
کردینا **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ ذٰلِکَ اِلَی
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَہٗ اِلٰی وَلِیِّ الْمَقْتُوْلِ فَقَالَ الْقَاتِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتُ قَتْلَہٗ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْوَلِیِّ اَمَا اِنَّہٗ اِنْ کَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَہٗ دَخَلْتَ النَّارَ فَخَلّٰی
فَخَلّٰی سَبِیْلَہٗ قَالَ وَکَانَ مَکْتُوْفًا بِنِسْعَۃٍ فَخَرَجَ یَجُرُّ نِسْعَتَہٗ فَسُمِّیَ ذَا النِّسْعَۃِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے ایک شخص نے خون کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اسکا مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپنے اسکو مقتول کے وارث کو حوالہ کر دیا قاتل نے کہا یا رسول اللہ قسم خدا کی مینے اسکو قتل کی نیت سے نہین مارا تھا تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے وارث سے فرمایا اگر یہ سچا ہے اور تو نے اسکو قتل کیا تو دوزخ مین جاویگا۔ راوی نے کہا مقتول کے وارث نے اسکو چھوڑ دیا وہ ایک رسی سے مشکین بندھا ہوا تھا تو نکلا اپنی رسی گھسیٹتا ہوا آخر اسکا نام رسی والا ہو گیا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ بِقَاتِلِ وَلِيِّهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْفُ فَاَبٰى فَقَالَ خُذْ اَرْشًا فَاَبٰى قَالَ فَاذْهَبْ فَاقْتُلْهُ فَاِنَّكَ مِثْلُهٗ قَالَ فَلَحِقَ بِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ اُقْتُلْهُ فَاِنَّكَ مِثْلُهٗ فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ قَالَ فَرُئِيَ يَجُرُّ نِسْعَتَهٗ ذَاهِبًا اِلٰى اَهْلِهٖ قَالَ كَاَنَّهٗ قَدْ كَانَ اَوْثَقَهٗ قَالَ اَبُوْ عُمَيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ ابْنُ شَوْذَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ فَلَيْسَ لِاَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْلَ اُقْتُلْهُ فَاِنَّكَ مِثْلُهٗ قَالَ ابْنُ مَاجَهْ هٰذَا حَدِيْثُ الرَّمْلِيِّيْنَ لَيْسَ اِلَّا عِنْدَهُمْ انس بن مالک سے روایت ہے ایک شخص اپنے عزیز کے قاتل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لایا آپنے اس سے فرمایا (یعنے مقتول کے وارث سے) اسکو معاف کر دے اس نے نہ مانا آپنے فرمایا اچھا دیت لے لے اس نے نہ مانا تب آپنے فرمایا جا اُسکو قتل کر تو بھی اسکے مانند ہے **ف** یعنے اب وہ اور تو برابر ہو گیا کیونکہ قتل کے عوض تو نے بھی اُسکو قتل کیا اور بعضون نے کہا اس قتل مین شبہ تھا جیسے اگلی حدیث مین گذرا کہ قاتل نے کہا مینے قتل کی نیت سے اُسکو نہین مارا تو دیانۃً قصاص لازم نہین آتا اگرچہ قضاءً لازم آتا ہے جب ہتھیار یا کسی ایسی چیز سے مارے جس سے عادۃً آدمی مرجاتا ہے یہ قتل عمد ہے اگرچہ قاتل کی نیت قتل کی نہو کیونکہ اگر اس مین نیت کا اعتبار رکھین تو ہر شخص قتل عمد کا ارتکاب کرے گا اور کہیگا میری نیت قتل کی نہ تھی اور بعضون نے کہا کہ اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلاح نہ مانی اگرچہ آپ کا فرمانا بطور سفارش کے تھا نہ حکم کے لیکن بہرحال آپ کا ارشاد ماننا چاہیے اس مین دین اور دنیا دونون کا فائدہ ہے اور آپکے ارشاد کا خلاف کرنا بڑی کم بختی اور بدنصیبی ہے اسلیے آپنے فرمایا کہ تو بھی اسی کی مثل ہے یعنی جیسے وہ خیر سے محروم رہا تو بھی محروم ہوا اور بعضون نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ تو بھی سخت دل اور بے رحم ہے قاتل کی طرح کسلیے کہ مقتول تو مارا گیا اب قاتل کو مارین بھی تو مقتول زندہ نہین ہو سکتا ایسی حالت مین اسپر رحم ہی کرنا اور عفو کر دینا بہتر ہے **ف** راوی نے کہا ایک شخص مقتول کے وارث پاس گیا اور اس سے بولا کہ آن

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اسکو مار تو بھی اسی کی مثل ہے یہ سنکر اُس نے قاتل کو چھوڑ دیا راوی نے کہا اگر گواہ نے دیکھا وہ اپنی رسی گھسیٹتا ہوا چلا اپنے گھر والوں کی طرف شاید مقتول کے وارث نے اسکو باندہا تہا ابو عمیر نے اپنی روایت میں کہا ابن شوذب نے عبد الرحمن سے روایت کیا انہوں نے قاسم سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب کسیکو جائز نہیں مقتول کے وارث سے یوں کہنا کہ قتل کر اسکو تو بھی اسکی مثل ہے اسلیے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل حال سے واقف تہے اور آپ کے ارشاد کی تعمیل ضرور تھی یہ بات اور کسی میں نہیں ہے اور قصاص لینا شرع کے رو سے جائز ہے ابن ماجہ نے کہا یہ حدیث رملہ والوں کی ہے اور انکے سوا اور لوگوں پاس نہیں ہے

باب العفو فی القصاص قصاص میں عفو کردینا

عن انس بن مالک قال ما رفع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیء فیہ القصاص الا امر فیہ بالعفو انس بن مالک سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس جبکوئی قصاص کا مقدمہ آیا آپ نے معافی کا حکم دیا (سفارش کے طور پر کیونکہ عفو بہتر ہے انتقام سے)

عن ابی الدرداء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من رجل یصاب بشیء من جسدہ فیتصدق بہ الا رفعہ اللہ بہ درجۃ او حط عنہ بہ خطیئۃ سمعتہ اذنای ووعاہ قلبی ابو الدرداء سے روایت ہے میں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اسکے بدن کو کچھ صدمہ پہونچے پھر وہ معاف کرے (اس صدمہ دینے والے کو اس سے قصاص نہ لیوے) تو اللہ ایک درجہ اسکا بلند کریگا یا ایک گناہ اسکا معاف کر دیگا یہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا

باب الحامل یجب علیہا القود اگر حاملہ عورت پر قصاص لازم ہو۔

عن معاذ بن جبل وابی عبیدۃ بن الجراح وعبادۃ بن الصامت وشداد بن اوس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المرأۃ اذا قتلت عمدا لا تقتل حتی تضع ما فی بطنہا ان کانت حاملا وحتی تکفل ولدہا وان زنت لم ترجم حتی تضع ما فی بطنہا وحتی تکفل ولدہا معاذ بن جبل اور ابو عبیدہ بن جراح اور عبادہ بن صامت اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت جب قتل عمد کرے تو وہ قتل نہ کی جاویگی (قصاص میں) اگر حاملہ ہو جب تک زچگی سے فراغت نہ پاوے اور اسکے بچہ کی کفالت نہ کیجاوے گی اسیطرح اگر زنا کرے تو رجم نہ کی جاوے گی جب تک زچگی سے فراغت نہ پاوے اور بچہ کی کفالت نہ کی جاوے **ف** یعنے بچہ کے پلنے کی صورت پیدا نہ ہو جاوے مثلا اور کوئی اُس کا عزیز بچہ کی پرورش اپنے ذمہ لیوے یا کوئی شخص گو غیر ہی یا بچہ اس لائق ہو جاوے کہ آپ کھانے پینے لگے اسکی وجہ یہ ہے کہ بچہ کا کچھ قصور نہیں ہے پھر اگر حاملہ عورت کو ماریں یا سنگسار کریں تو بچہ کا مفت خون ہوگا۔

اَبْوَابُ الْوَصَایَا

وصیتوں کے باب وصیت وہ ہے جو مرتے وقت انسان بات کرتا ہے **بَابٌ** هَلْ اَوْصٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيْرًا وَلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکوئی دینار (اشرفی) چھوڑا نہ درم نہ بکری نہ اونٹ اور نہ وصیت کی کسی چیز کی **ف** یعنے دنیا کے متعلق کیونکہ آپنے دنیا کا مال چھوڑا ہی نہیں اور فرمایا جو میں چھوڑ جاؤں وہ میری بی بیوں اور عامل کی اجرت سے جو بچے وہ صدقہ ہے سبحان اللہ حبیب آپ دنیا سے صاف رہکر دنیا میں آئے تھے ویسے ہی دنیا سے صاف دنیا سے تشریف بھی لیگئے البتہ دین کے متعلق آپنے وصیت کی ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ وفات کے وقت بھی آپ یہ فرما رہے تھے کہ نماز کا خیال رکھو اور غلام لونڈی کا اور ایک روایت میں ہے کہ آپنے وصیت کی وفود کی خاطر داری کرنے کے لیے اور ایک روایت میں ہے کہ آپنے وصیت کی مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکالدینے کے لیے اور محال ہے کہ آپ اور مومنین کو تو ترغیب دیں وصیت کی اور خود وصیت نفرماتی آپ نے وصیت کی اللہ کی یعنے قرآن پر چلنے اور اہل بیت کی محبت رکھنے کی **عَنْ** طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى اَوْصٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَكَيْفَ اَمَرَ الْمُسْلِمِيْنَ بِالْوَصِيَّةِ قَالَ اَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ مَالِكٌ وَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ قَالَ الْهُزَيْلُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ اَبُوْبَكْرٍ كَانَ يَتَاَمَّرُ عَلٰى وَصِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَّ اَبُوْبَكْرٍ اَنَّهُ وَجَدَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا فَخَزَمَ اَنْفَهُ بِخِزَامٍ طلحہ بن مصرف سے روایت ہے میں نے عبد اللہ بن ابی اوفے سے کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کی وصیت کی اونہوں نے کہا نہیں میں نے کہا تو پھر آپنے مسلمانوں کو وصیت کا کیسے حکم کیا اور خود وصیت نکی انہوں نے کہا آپنے وصیت کی اللہ کی کتاب کی (قرآن پر چلنے کی اور اہل بیت سے محبت رکھنے کی) مالک نے کہا طلحہ بن مصرف نے کہا ہزیل بن شرحبیل نے کہا بھلا ابوبکر صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصی پر حکومت کر سکتے تھے ابوبکر کا تو یہ حال تھا اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی حکم پاتے (خلافت کے باب میں) تو تابعدار اونٹنی کیطرح اپنے ناک میں اسکی نکیل کر لیتے **ف** یعنے اس حکم پر سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چلتے اسکے بعد اور لوگ کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے زیادہ عاشق صادق تھے اور مطیع فرمان تھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ گمان کبھی نہیں ہو سکتا کہ آن حضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اور کو خلیفہ کرنے کے لیے فرمایا ہوا اور وہ آپ خلافت کر بیٹھیں بلکہ ابوبکر کو تو خلافت کی رغبت ہی نہ تھی جب سقیفہ میں صلاح و مشورہ ہوا تو ابوبکر نے یہ رائے دی کہ دو آدمیوں میں سے ایک سے بیعت کر لو یا عمر بن خطاب سے یا ابو عبیدہ بن الجراح سے اور اپنا نام ہی نہ لیا لیکن حضرت عمر نے زبردستی ان سے بیعت کی اسپر اور صحابہ نے بھی بیعت کر لی آسمان گر پڑے اور زمین پھٹ جاوے ان بے ایمانوں پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاں نثار جانباز عاشق صادق صحابہ پر طوفان جوڑتے ہیں اور معاذ اللہ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صراحتاً حضرت علی مرتضے کو اپنے بعد خلیفہ بنایا تھا اور صحابہ اسکو جانتے تھے لیکن عمداً انہوں نے حضرت علی کا حق دبایا اور ابوبکر کو خلیفہ بنایا سبحانک ہذا بہتان عظیم اگر صراحت تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا بھی یہ اشارہ فرمایا ہوتا کہ آپ کے بعد علی خلیفہ ہیں تو تمام صحابہ جان و دل سے اسکی اطاعت کرتے اور حضرت علیؓ کو اسی وقت خلیفہ بناتے بلکہ خلافت کے لیے مشورہ ہی نہ کرتے کیونکہ جو امر منصوص ہو اس میں صلاح اور مشورے کی کیا حاجت ہے اگر بالفرض حضرت ابوبکر صدیق نے اس حکم کے خلاف بھی کیا ہوتا تو انصاری لوگ جنکی جماعت بہت تھی وہ کاہیکو ابوبکر کی خلافت قبول کرتے بلکہ حدیث پر چلنے کے لیے انکو مجبور کرتے وہ تو حدیث کے ایسے ماننے والے تھے کہ جب ابوبکر نے یہ حدیث سنائی کہ امام قریش میں سے ہیں تو انہوں نے اپنی امامت کا دعوی چھوڑ دیا پھر وہ دوسرے کی امامت حدیث کے خلاف کیسے مانتے اور سب سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ بنی ہاشم اور خود جناب علی مرتضے ابوبکر کی خلافت کیسے تسلیم کرتے اور اس سے بیعت کیوں کرتے منہ کالا ہو انکا جو جناب علی مرتضے شیر بیشۂ شجاعت کو ایسا کم جرأت اور بزدل جانتے ہیں کہ اپنا واجبی حق بھی نہ لے سکے معاذ اللہ یہ سب دروغ بیفروغ ہے چند بے ایمان روافض کا جنکو دین سے سروکار نہیں اور اپنی طرح صحابہ کو بھی سمجھتے ہیں ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✦ کجا عیسے کجا دجال ناپاک ✦

عن انس بن مالک قال کانت عامۃ وصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین حضرتہ الوفاۃ وھو یغرغر بنفسہ الصلوۃ وما ملکت ایمانکم انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکثر وصیت یہ تھی وفات کے قریب جب آپ کی سانس اٹک رہی تھی کہ خیال رکھو نماز کا اور غلام لونڈی کا

عن علی بن ابی طالب قال کان آخر کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ وما ملکت ایمانکم جناب علی مرتضے سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا خیال رکھو نماز کا اور اپنے بردوں کا ف یعنے نماز کو اپنے وقت پر پڑھو شرائط اور آداب کے ساتھ بے وقت مت پڑھو اور اس میں دیر مت کرو اور بردوں کا خیال رکھو یعنے غلام لونڈی کا کہ انپر ظلم مت کرو انکی طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لو انکو

کھانے پہننے کی تکلیف نہ دو جو لوگ نماز کا خیال نہیں کرتے اسکو قضا کر دیتے ہین یا جلدی بغیر خشوع اور خضوع کے پڑھ لیتے ہین یا طہارت مین احتیاط نہین کرتے یا اپنی لونڈی غلامون پر ستم کرتے ہین وہ کا ہیکے مسلمان ہین جب آپ کی آخری وصیت کا بھی انکو خیال نہین ہے **باب** الحث علی الوصیۃ وصیت کرنیکی ترغیب **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حق امرئ مسلم یبیت لیلتین ولہ شیء یوصی فیہ الا ووصیتہ مکتوبۃ عندہ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو یہ بات لائق نہین ہے کہ وہ دو راتین اس طرح سے کاٹے کہ اسکی وصیت لکھی ہوئی اسکو پاس نہ ہو جب اسکے پاس ایسی چیز ہو جو وصیت کرنے کے قابل ہو **ف** یعنے اسکے پاس مال ہو جسکے لیے وصیت کی ضرورت ہو یا کسی کی امانت ہو تو ضرور ہے کہ ہمیشہ وصیت لکھکر یا لکھوا کر اپنے پاس رکھا کرے ایسا نہ ہو کہ موت آجاے اور وصیت کی مہلت نہ ملے اور لوگون کے حقوق اپنے ذمہ رہجا دین یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی روایت کیا اور عطا اور زہری اور ابو مجلز اور طلحہ بن مصرف وغیرہم کا یہ قول ہے کہ وصیت واجب ہے اور بیہقی نے شافعی کا قدیم قول ایسا ہی نقل کیا ہے اور یہی مذہب ہے اسحاق اور داؤد اور ابن ابی عوانہ اور ابن جریر کا اور جمہور علما نے یہ کہا ہے کہ وصیت مستحب ہے واجب نہین ہے لیکن یہ حدیث اسکو رد کرتی ہے اور جب کسی پاس ایسا مال ہو جس مین وصیت کی ضرورت ہو تو اسکو وصیت کرنا واجب ہے اہلحدیث کا یہی مذہب ہے **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المحروم من حرم وصیتہ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محروم وہ ہے جو وصیت سے محروم رہے **عن** جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی وصیۃ مات علی سبیل وسنۃ ومات علی تقی وشہادۃ ومات مغفورا لہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص وصیت کر کے مرے وہ تو راہ پر سنت کے موافق اور پرہیزگاری کے ساتھ مرا اور شہید ہوا اور اسکی مغفرت ہوگی۔ **ف** اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور شہادت سے مراد یہ ہے کہ اسکو شہید کا سا ثواب ملیگا یا شہادت سے مراد گواہی ہے یعنے ملائکہ گواہی دینگے اسکے ایمان اور تقوی کی دوسری روایت مین ہے کہ جو لوگ وصیت کرتے ہین موت کے وقت وہ تو بات کرتے ہین برزخ مین اور اموات کے ساتھ اور جو وصیت نہین کرتے وہ بات نہین کر سکتے غرض بہتر یہ ہے کہ ہر مسلمان مرتے وقت کچھ نہ کچھ وصیت کرے اگر مال وغیرہ نہ ہو تو پرہیزگاری اور تقوی ہی کی وصیت کرے اپنے عزیزون یا دوستون یا عامہ مومنین کو تاکہ وصیت کا ثواب ملجاوے **عن** ابن عمر

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ شَيْءٌ يُوصِي بِهِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا مسلمان کو یہ بات لائق نہیں ہے کہ وہ دو راتین بسر کاٹے کہ اسکی وصیت لکھی ہوئی اسکے پاس نہو جب اسکے پاس ایسی چیز ہو جو وصیت کرنیکے قابل ہو

بَابُ الْحَيْفِ فِي الْوَصِيَّةِ وصیت مین ظلم کرنا کیسا ہے

ف ظلم یہ ہے کہ سارا مال یا ثلث سے زیادہ مرتے وقت صدقہ کرے گویا وارثون کا حق ڈبا یا یا کسی وارث کے لیے وصیت کرے تاکہ اسکو اور وارثون سے زیادہ ترکہ ملے اور یہ وصیت صحیح نہوگی اور ثلث مال سے زیادہ مین وصیت نافذ نہوگی

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّ مِنْ مِيرَاثِ وَارِثِهِ قَطَعَ اللهُ مِيرَاثَهُ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے وارث کو ترکہ دلانے سے بھاگے (یعنے مرتے وقت ایسی تدبیرین کرے کہ وارثون کو ترکہ نہ ملے) تو اللہ تعالی قیامت کے دن جنت کی میراث اسکو نہ دیگا

ف مومنین جنت کے وارث یعنی مستحق ہین فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی نے اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْخَيْرِ سَبْعِينَ سَنَةً فَإِذَا أَوْصَى حَافَ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِشَرِّ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الشَّرِّ سَبْعِينَ سَنَةً فَيَعْدِلُ فِي وَصِيَّتِهِ فَيُخْتَمُ لَهُ بِخَيْرِ عَمَلِهِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ تِلْكَ حُدُودُ اللهِ إِلَى قَوْلِهِ عَذَابٌ مُهِينٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آدمی ستر برس تک نیک عمل کرتا ہے (ابوداؤد اور ترمذی کی روایت مین ساٹھ برس ہین) پھر وصیت کے وقت اپنی وصیت مین ظلم کرتا ہے تو اسکا خاتمہ برا ہوتا ہے آخر وہ دوزخ مین جاتا ہے اور ایک آدمی ستر برس تک برے کام کرتا ہے لیکن اپنی وصیت مین انصاف کرتا ہے اسکا خاتمہ نیک ہوتا ہے وہ جنت مین جاتا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو تلک حدود اللہ فلا تعتدوہا عذاب مہین تک

ف یعنے وصیت کے باب مین اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالی کی حدین ہین ان مین زیادتی ست کرو اور جو کوئی ان مین ظلم اور زیادتی کرے گا وہ دوزخ مین ہمیشہ رہیگا اسکو ذلت کا عذاب ہے ابوداؤد اور ترمذی کی روایت مین ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے یہ آیت پڑھی من بعد وصیۃ یوصی بہا اودین غیر مضار وصیۃ من اللہ وذلک الفوز العظیم تک یہ دونو آیتین ایک ہی مقام مین سورہ نسا مین ہین پوری عبارت قرآن شریف کی یون ہے مین بعد وصیۃ یوصی بہا اودین غیر مضار وصیۃ من اللہ واللہ علیم حلیم تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتہا الانہار خلدین فیہا وذلک الفوز العظیم

ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا ولہ عذاب مہین اس حدیث کے اسناد مین شہر بن حوشب ہے اس مین کلام ہے لیکن ثقہ کہا اسکو احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے اور سعید بن منصور نے باسناد صحیح موقوفاً ابن عباس سے نکالا کہ وصیت مین ضرر دینا کبیرہ گناہون مین سے ہے اور نسائی نے اسکو مرفوعاً نکالا ایک اسناد سے جسکے راوی ثقہ ہین اور ایک جماعت آئمہ کا یہ قول ہے کہ جس وصیت مین ضرر ہو وہ صحیح نہوگی اہلحدیث کا یہی مذہب ہے عن معٰویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حضرتہ الوفاۃ فاوصی وکانت وصیتہ علی کتاب اللہ کانت کفارۃ لما ترک من زکوتہ فی حیاتہ قرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکو موت آوے وہ وصیت کرے اور اسکی وصیت اللہ کی کتاب کے موافق ہو تو وہ کفارہ ہوگی اس زکوۃ کی جو اس نے زندگی مین نہین دی **ف** اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے

باب النہی عن الامساک فی الحیوۃ والتبذیر عند الموت

زندگی مین بخیلی اور مرتے وقت فضول خرچی سے ممانعت عن ابی ہریرۃ رض قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ نبئنی ما حق الناس منی بحسن الصحبۃ فقال نعم وابیک لتنبؤن امک قال ثم من قال ثم امک قال ثم من قال ثم امک قال ثم من قال ثم ابوک قال نبئنی یا رسول اللہ عن مالی کیف اتصدق فیہ قال نعم واللہ لتنبؤن تصدق وانت صحیح شحیح تامل العیش وتخاف الفقر ولا تمہل حتی اذا بلغت نفسک ھھنا قلت مالی لفلان ومالی لفلان وھو لھم وان کرھت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھہ سے بیان فرمایے سب لوگون مین کس کی صحبت کا حق مجھپر زیادہ ہے آپنے فرمایا قسم تیرے باپ کی ہاں بیشک اسکی خبر دیا جاوے گا (یعنے مین تجھہ سے یہ بیان کرونگا) تیری مان کا وہ بولا پہر کسکا آپنے فرمایا پہر تیری مان کا وہ بولا پہر کسکا آپنے فرمایا پہر تیری مان کا وہ بولا پہر کسکا آپنے فرمایا پہر تیرے باپ کا پہر اس نے کہا یا رسول اللہ مجھہ سے بیان فرمایے مین اپنے مال مین کیونکر صدقہ دون آپنے فرمایا ہان قسم خدا کی تو اسکی خبر دیا جاویگا تو صدقہ دے جب تو تندرست ہو اور مال کی تجھہ کو حرص ہو اور تو زندگی کی توقع رکہتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو اور ایسا مت کر کہ صدقہ مین دیر کرتا رہے جب تیری سانس یہان تک آجاوے (یعنے مرنے لگے) اسوقت تو کہے میرا یہ مال فلانے کا ہے اور یہ فلانے کا ہے اسوقت تو وہ مال وارثون کا ہوگیا گو تجھہ کو برا لگے **ف** یعنے مرتیوقت وہ تیرا مال کہان رہا جو تو کہتا ہے یہ میرا مال فلانے کو دینا فلانے کو دینا جب آدمی بیمار ہوا اور موت قریب آن پہونچی تو دو تہائی مال پر وارثون کا حق ہوگیا اب ایک تہائی پر اختیار رہ گیا اور اس

مین جو چاہے وہ کرے لیکن ایک تہائی سے زیادہ اگر صدقہ دیگا تو وہ صحیح نہ ہوگا اس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ عادت کے طور پر غیر خدا کی قسم کہانا منع نہین ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے باپ کی قسم کہائی اور بعضون نے کہا یہہ حدیث ممانعت سے پہلے کی ہے پہر آپنے منع فرمایا باپ دادون کی قسم کہانے سے جیسے اوپر گذر چکا حدیث سے یہ بہی نکلا کہ ماں کے ساتہہ باپ سے تین حصے زیادہ سلوک کرنا چاہیے کیونکہ ماں کا حق سب پر مقدم ہے ماں نے بچے کے پالنے مین جتنی تکلیف اٹہائی ہے اوتنی باپ نے نہین اٹہائی گو باپ کا حق بہی بہت بڑا ہے **عَنْ** بُسْرِ بْنِ جَحَّاشٍ الْقُرَشِيِّ قَالَ بَزَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَفِّهِ ثُمَّ وَضَعَ إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ وَقَالَ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّى تُعْجِزُنِي ابْنَ آدَمَ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِثْلِ هٰذِهٖ فَإِذَا بَلَغَتْ نَفْسُكَ هٰذِهٖ وَأَشَارَ إِلٰى حَلْقِهٖ قُلْتَ أَتَصَدَّقُ وَأَنّٰى أَوَانُ الصَّدَقَةِ بسر بن جحاش قرشی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ہتیلی مین تہوکا پہر اپنے کلمہ کی انگلی اسپر رکہی اور فرمایا کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے آدم کا بیٹا مجہکو کیسے عاجز کرسکتا ہے اور مین نے تجہہ کو ایسی ہی چیز سے (یعنے منی سے جو تہوک کیطرح ہوتی ہے) بنایا پہر جب تیری سانس یہانتک آتی ہے اور اشارہ کیا آپنے اپنے حلق کیطرف (یعنے مرتے وقت) تو تو کہتا ہے مین صدقہ کرتا ہون اس وقت صدقہ کا وقت کہان رہا **ف** بلکہ صدقہ کا عمدہ وقت وہ ہی جب آدمی صحیح اور تندرست ہو اور اسکو مال کی احتیاج ہو بہت دنون تک جینے کی توقع ہو لیکن ان سب باتون کے ساتہہ اللہ پر بہروسا کرے اور اپنا عمدہ مال اسکی راہ مین تصدق کرے

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ تہائی مال مین سے وصیت کرنے کا بیان **عَنْ** عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ حَتّٰى أَشْفَيْتُ عَلَى الْمَوْتِ فَعَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے مین جس سال مکہ فتح ہوا بیمار ہوا یہانتک کہ موت کے قریب ہوگیا تو آنحضرت میری عیادت کو تشریف لائے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس بہت مال ہے اور میرا کوئی وارث نہین سوا ایک بیٹی (دختر) کے تو مین اپنا دو تہائی مال صدقہ کردون آپنے فرمایا نہین مینے عرض کیا آدہا مال آپنے فرمایا نہین مینے عرض کیا تہائی مال آپنے فرمایا ہان تہائی اور تہائی بہی بہت ہے (اگر اس سے بہی کم صدقہ کرے تو بہتر ہے) اگر تو اپنے وارثون کو مالدار چہوڑ جاوے تو وہ بہتر ہے اس سے کہ تو انکو محتاج چہوڑ جاوے وہ لوگون کے سامنے ہاتہہ پہیلاتے پہرین **ف** مانگنے کے لیے معلوم ہوا کہ وصیت تہائی

مال سے زیادہ مین نافذ نہ ہوگی اور دو تہائی وارثون کو ملیگا اگرچہ وصیت تہائی سے زیادہ یا کل مال کی ہو اور جمہور
علما کا یہی قول ہے لیکن اگر موصی کا کوئی وارث نہ ہو تو ثلث مال سے زیادہ کی وصیت درست ہے حنفیہ اور اسحاق اور
شریک اور احمد کا ایک روایت مین یہی قول ہے اور علی اور ابن مسعود سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور یہ حدیث
صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور احمد اور ابو داؤد نے ابو زید انصاری سے نکالا کہ ایک شخص نے
مرتے وقت اپنے چھیون غلامون کو آزاد کردیا اور انکے سوا اور کچھ مال اسکے پاس نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ان غلامون مین قرعہ ڈالا اور دو کو ان مین سے آزاد کردیا اور چار کو غلام رکھا اور ابو داؤد کی ایک روایت مین
یون ہے کہ آپ نے فرمایا اگر مین پہلے سے موجود ہوتا اسکے دفن کے وقت تو وہ مسلمانون کے مقبرے مین دفن نہ کیا جاتا اور
مسلم نے اسکو عمران بن حصین سے نکالا اس مین یہ ہے کہ اسکے وارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
اور یہ حال بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اس نے ایسا کیا اگر ہم اسکا یہ حال جانتے تو اسپر نماز نہ پڑھتے ان حدیثون سے
معلوم ہوا کہ ثلث مال سے زیادہ وصیت کرنی گناہ ہے کیونکہ اس مین وارثون کی حق تلفی ہے (روضہ) عَنْ
اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَصَدَّقَ عَلَیْکُمْ عِنْدَ وَفَاتِکُمْ بِثُلُثِ
اَمْوَالِکُمْ زِیَادَةً لَّکُمْ فِیْ اَعْمَالِکُمْ ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے
تمپر صدقہ کیا تمہاری وفات کے وقت تمہارے تہائی مال کو یعنے تہائی مال پر تمہارا اختیار قائم رکھا تاکہ تمہارے
اعمال زیادہ ہون ف اس تہائی مین صدقہ کرکے اپنا ثواب بڑہاو عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا ابْنَ اٰدَمَ اثْنَتَانِ لَمْ تَکُنْ لَّکَ وَاحِدَةٌ مِّنْهُمَا جَعَلْتُ لَکَ نَصِیْبًا مِّنْ مَّالِکَ حِیْنَ اَخَذْتُ
بِکَظْمِکَ لِاُطَهِّرَکَ بِهٖ وَاُزَکِّیَکَ وَصَلٰوةُ عِبَادِیْ عَلَیْکَ بَعْدَ انْقِضَاءِ اَجَلِکَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے آدم کے بیٹے دو باتین مینے تجھکو دین جن مین تیرا حق کچھ نہ تھا یعنے ایک بات مین بھی ان دو
سے تیرا حق نہ تھا مینے تیرے مال مین سے تیرے لیے ایک حصہ رکھا جب مین تیری سانس کو روکون اسلیے کہ مین تجھکو
پاک کرون اور صاف کرون دوسرے میرے بندے جو تجھپر نماز پڑہین تیری موت کے بعد اسکا بھی ثواب تجھکو دیا اسی
طرح قیامت تک جو میرے بندے تیرے لیے دعا کرتے ہین اور ممکن ہے کہ صلوۃ سے نماز جنازہ مراد نہ ہو بلکہ دعا اور
استغفار جو میت کے لیے مومنین کرین قیامت تک وہ مراد ہو حدیث سے یہ نکلا کہ میت کو دعا اور استغفار سے ثواب اور
فائدہ حاصل ہوتا ہے اسپر اہل سنت کا اتفاق ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَدِدْتُ اَنَّ النَّاسَ غَضُّوْا مِنَ
الثُّلُثِ اِلَی الرُّبُعِ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الثُّلُثُ کَبِیْرٌ اَوْ کَثِیْرٌ ابن عباس سے روایت ہے

انہوں نے کہا میں پسند کرتا ہوں کہ لوگ وصیت میں تہائی مال سے بھی کم کریں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثلث بہت ہی یا ثلث بڑا ہے **ف** اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اہلحدیث کا یہی مذہب ہے کہ ثلث سے قریب تک وصیت کرنا چاہیے یعنی ثلث کے اندر ہی **باب لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ** وارث کے لیے وصیت درست نہیں ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَهُمْ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَإِنَّ رَاحِلَتَهُ لَتَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَإِنَّ لُغَامَهَا لَيَسِيلُ بَيْنَ كَتِفَيَّ قَالَ إِنَّ اللهَ قَسَمَ لِكُلِّ وَارِثٍ نَصِيبَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ فَلَا يَجُوزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ أَوْ قَالَ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ عمرو بن خارجہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ سنایا اسوقت آپ اپنی اونٹنی پر تھے اور وہ جگالی کر رہے تھے اسکا لعاب میرے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں بہ رہا تھا آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے ہر وارث کو اسکا حصہ بانٹ دیا ترکہ میں سے اب کسی وارث کے لیے وصیت کرنا درست نہیں ہے **ف** پہلے شروع اسلام میں یہ حکم تھا کہ جب کوئی مرنے لگے اور اسکے پاس مال ہو تو وہ اپنے ماں باپ اور ناتے والوں کے لیے وصیت کرے اور وصیت کے موافق اسکا مال تقسیم کیا جاوے پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے ترکہ کی آیتیں اوتاریں اور ہر ایک وارث کا حصہ مقرر کر دیا اب وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں رہا کیونکہ اس میں دوسرے وارثوں کا نقصان ہوگا البتہ اجنبی شخص کے لیے یا جسکو ترکہ میں سے کچھ حصہ نہ ملتا ہو موجودہ وارثوں کے سبب سے وصیت کرنا درست ہے وہ بھی تہائی مال میں سے **ف** اور بچہ اسکو ملیگا جسکے نکاح یا ملک میں اسکی ماں ہو (یعنے خاوند یا مولی کو) اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہیں اور جو شخص سوا اپنے باپ کے کسی اور کا بیٹا بنے یا اپنے مالک کے سوا دوسرے کسیکا غلام بنے تو اسپر لعنت ہے اللہ تعالی اور فرشتوں اور سب لوگوں کی نہ اسکا نفل قبول ہوگا نہ فرض یا یوں فرمایا کہ نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل **ف** اس حدیث کو احمد اور نسائی اور ترمذی نے بھی نکالا ابو امامہ سے اور کہا حسن ہے لیکن اسکی اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے وہ آگے آویگی اور اسکے اسناد میں شہر بن حوشب ہے اس میں کلام ہے لیکن ثقہ کہا اسکو احمد اور ابن معین نے اور دار قطنی نے اسکو ابن عباس سے نکالا حافظ نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں اور دار قطنی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے نکالا کہ وارث کے لیے وصیت صحیح نہیں ہے مگر جب دوسرے وارث اسکو جائز رکھیں تخلیص میں ہے کہ اسکا اسناد واہی ہے اور دار قطنی نے جابر اور علی سے بھی ایسا ہی نکالا اور شافعی نے کہا یہ حدیث متواتر ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس سال مکہ فتح ہوا یہ فرمایا کہ وارث کے لیے وصیت نہیں ہے نقل کیا اسکو بہت ائمہ اور اہل علم نے اہل مغازی وغیرہم میں سے تو یہ حدیث خاص کر دیگی اس آیت کو من بعد وصیۃ یوصی بہا اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور موطا میں ہے کہ اس میں اختلاف نہیں کہ وارث کے لیے وصیت درست نہیں ہے مگر جب دوسرے وارث اسکو قبول کر لیں اور یہی مذہب ہے اہل العلم کا (روضہ) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاهِلِیِّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِہٖ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ فَلَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ ابو امامہ باہلی سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے حجۃ الوداع کے خطبے میں بیشک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر ایک حق والے کا حق دلا دیا اب وارث کے لیے وصیت نہیں ہے **ف** اس کے اسناد میں اسمٰعیل بن عیاش ہے مگر وہ ثقہ ہے اہل شام روایت کرنے میں اور یہاں شرحبیل بن مسلم سے اس نے روایت کی ہے جو اہل شام میں سے ہے اور حسن کہا اسکو حافظ نے بھی جیسے ترمذی نے اسکو حسن کہا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ اِنِّیْ لَتَحْتَ نَاقَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِیْلُ عَلَیَّ لُعَابُہَا فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ اَلَا لَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ انس بن مالک سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹنی کے نیچے کھڑا ہوا تھا اسکا لعاب مجھپر بہ رہا تھا مینے سنا آپ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کو اسکا حق دلا دیا اب کسی وارث کے لیے وصیت نہیں **بَابٌ** اَلدَّیْنُ قَبْلَ الْوَصِیَّۃِ قرض وصیت پر مقدم ہے **ف** یعنے میت کے مال میں سے تجہیز وتکفین کے بعد جو بچ گا پہلے اس میں سے قرض ادا کرینگے پھر جو قرض سے بچ رہے اسکی تہائی میں سے وصیت نافذ کریں گے پھر جو بچ رہے یعنے دو تہائی وہ وارثوں کو دلا دیں گے اسپر سب علماء کا اتفاق ہے عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالدَّیْنِ قَبْلَ الْوَصِیَّۃِ وَاَنْتُمْ تَقْرَءُوْنَهَا مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ یُّوْصِیْ بِہَا اَوْ دَیْنٍ وَاِنَّ اَعْیَانَ بَنِی الْاُمِّ لَیَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِی الْعَلَّاتِ حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض کو وصیت سے پہلے رکھا اور تم قرآن میں یوں پڑھتے ہو من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین (تو قرآن میں پہلے وصیت کا لفظ ہے لیکن یہ حدیث کے خلاف نہیں ہے کیونکہ پہلے ذکر کرنے سے یہ ضرور نہیں کہ اسکا حکم بھی پہلے ہو) اور ماں اور باپ دونوں کے بیٹے (یعنے حقیقی بھائی) وارث ہونگے اور علاتی بھائی وارث نہ ہونگے **ف** یعنے جب کوئی مر جاوے اور سگے بھائی بہن بھی چھوڑ جاوے اور علاتی یعنے سوتیلے بھی جنکی ماں جدا ہو لیکن باپ ایک ہی ہو تو سگوں کو ترکہ ملیگا اور سوتیلے محروم ہونگے اس مسئلہ کی پوری تفصیل علم فرائض میں ہے

اور یہ حدیث ضعیف ہے اسکی اسناد میں حارث اعور ہے شعبی نے اسکو کذاب کہا ہے لیکن احمد نے دوسری حدیث سعید سے نکالی لینے اس میں یہ ہے کہ ان کا بھائی مرگیا اس نے تین سو درم چھوڑے اور عیال تو میں نے چاہا وہ درم اس کے عیال پر صرف کروں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرا بھائی قید ہے اپنے قرض میں وہ ادا کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سب میں نے ادا کر دیا مگر دو دینار باقی ہیں جنکا دعوی ایک عورت کرتی ہے اور اسکی پاس گواہ نہیں ہیں آپ نے فرمایا اسکو ادا کردے وہ سچی ہے یہ حدیث اس کتاب میں بھی اوپر گذر چکی ہے **باب** مَنْ مَاتَ وَلَمْ يُوصِ هَلْ يُتَصَدَّقُ عَنْهُ کوئی شخص مرجاوے اور وصیت نہ کرے تو اسکی طرف سے صدقہ دیا گیا ہے۔

عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُوصِ فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک مرد نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرا باپ مرگیا اور اس نے مال چھوڑا اور وصیت نہیں کی کیا اسکے گناہوں کی معافی ہوگی اگر میں اسکی طرف سے خیرات کروں فرمایا ہاں **عن** عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمِّيَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصِ وَإِنِّي أَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ لَتَصَدَّقَتْ فَلَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا وَلِيَ أَجْرٌ فَقَالَ نَعَمْ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری ماں کا ناگہان دم نکل گیا اس نے وصیت نہیں کی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کرسکتی تو صدقہ کرتی اب اسکو ثواب ہوگا اگر میں اسکی طرف سے صدقہ کروں اور مجھکو بھی ثواب ہوگا یا نہیں آپ نے فرمایا ہاں یعنے دونوں کو ثواب ہوگا اس حدیث سے یہ نکلا کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اہل سنت نے اسپر اتفاق کیا **باب** قَوْلِهِ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ اس آیت کی تفسیر کہ جو کوئی محتاج ہو وہ یتیم کے مال میں سے دستور کے موافق کھاوے **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا أَجِدُ شَيْئًا وَلَيْسَ لِي مَالٌ وَلِي يَتِيمٌ لَهُ مَالٌ قَالَ كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُتَأَثِّلٍ مَالًا قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَا تَقِي مَالَكَ بِمَالِهِ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے ایک شخص آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور عرض کیا میرے پاس کچھ نہیں ہے نہ مال ہے البتہ ایک یتیم میری پرورش میں ہے اسکا مال ہے آپ نے فرمایا اپنے یتیم کے مال میں سے کھا لیکن اسراف مت کرنہ اپنے لیے اس میں سے مال جوڑ راوی نے کہا میں سمجھتا ہوں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یتیم کے مال کو اپنے مال کا بچاؤ مت بنا **ف** مثلاً کسی نے تجھسے قرض مانگا تو یتیم کا مال دیدیا اور اپنے مال کو رکھ چھوڑا یہ جائز

نہین غرض یہ کہ یتیم کے مال مین سقدر تصرف اس شخصکو درست ہے جو یتیم کی پرورش کرتا ہو اور بالکل محتاج ہو کہ ضرورت کے موافق اُس مین سے کہا لیوے لیکن مال کا برباد کرنا اور اسراف کرنا یا ضرورت سے زیادہ اسکو اٹہانا کسیطرح درست نہین ہے اور ہر حال مین بہتر یہی ہے کہ اگر محتاج بہی ہو تو محنت کر کے اس مین سے کہا دے اور یتیم کے مال کو محفوظ رکہے صرف یتیم پر ضرورت کے موافق اٹہا دے قرآن شریف مین ہے کہ جو یتیمون کا مال ناحق کہاتے ہین وہ انگارا اپنے پیٹ مین بہرتے ہین

ابواب الفرائض فرائض یعنے ترکون کے ابواب

باب الحث علی تعلیم الفرائض علم فرائض حاصل کرنے کی ترغیب

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابا هريرة تعلموا الفرائض وعلموها فانه نصف العلم وهو ينسى وهو اول شیء ينزع من امتی

ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ فرائض کا علم سیکہو اور سکہلاؤ وہ شریعت کے علم کا آدہا حصہ ہے (کیونکہ اس مین بہت تفصیل ہے اور بہت مسائل ہین اور اس مین حاجت ہے ذہن ثاقب اور رائے صائب کی اور حاجت ہے علم حساب کی) اور وہ علم بہلا دیا جاویگا اور سب سے پہلے میری امت سے چہین لیا جاویگا **ف** یعنے قیامت کے قریب جب لوگ علم دین حاصل کرنا چہوڑ دین گے تو فرائض کے علم مین سب سے پہلے ناواقف ہو جاوینگے پہر اور علم بہی انسے جاتے رہین گے

باب فرائض الصلب اولاد کے حصون کا بیان

عن جابر بن عبد الله قال جاءت امرأة سعد بن الربيع بابنتي سعد الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله هاتان ابنتا سعد قتل معك يوم احد وان عمهما اخذ جميع ما ترك ابوهما وان المرأة لا تنكح الا على مالها فسكت النبي صلى الله عليه وسلم حتى انزلت آية الميراث فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم اخا سعد بن الربيع فقال اعط ابنتي سعد ثلثي ماله واعط امرأته الثمن وخذ انت ما بقي

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے سعد بن ربیع کی عورت سعد کے دونو بیٹیون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی اور کہنے لگی یا رسول اللہ یہ دونون بیٹیان ہین سعد کی جو آپ کے ساتہ مارے گئے احد کی لڑائی مین اور انکے چچا نے جو کچہ مال انکے باپ نے چہوڑا تہا وہ لے لیا اور لڑکی کا نکاح جب ہی ہوتا ہے جب اسکے پاس مال ہو (زیور وغیرہ ہو ورنہ اسکے نکاح مین لوگ رغبت نہین کرتے اب دنیاداروں کا یہی حال ہے) یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو رہے یہانتک کہ میراث کی آیت اتری (یعنی یوصیکم اللہ فی اولادکم اخیر تک) پہر آپ نے سعد بن ربیع کے بہائی کو بلایا اور فرمایا ان دونو بیٹیون کو دو تہائی مال دیدی اور سعد کی جورو کو آٹہوان حصہ دے اور باقی جو بچے وہ تو لے لے **ف**

کل مال کے ۲۴ حصے ہوں گے ۱۶ دونوں بیٹیوں کے اور تین حصہ بی بی کے اور ۵ بھائی کو ملیں گے **عن** هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَسَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ الْبَاهِلِيِّ فَسَأَلَهُمَا عَنِ ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ فَقَالَا لِلِابْنَةِ النِّصْفُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ وَائْتِ ابْنَ مَسْعُودٍ فَسَيُتَابِعُنَا فَأَتَى الرَّجُلُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَسَأَلَهُ وَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ وَلَكِنِّي سَأَقْضِي بِمَا قَضَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلِابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ ہذیل بن شرحبیل سے روایت ہے ایک شخص ابو موسے اشعری اور سلمان بن ربیعہ پاس آیا اور ان دونوں سے پوچھا اگر ایک شخص مر جاوے اور ایک بیٹی ایک پوتی ایک سگی بہن چھوڑ جاوے تو کیونکر تقسیم ہوگی دونوں نے کہا نصف مال دختر کو ملیگا اور باقی سگی بہن کو لیکن تو عبداللہ بن مسعود پاس جا ان سے بھی پوچھ وہ بھی ہمارے ساتھ ہو جاوینگے (اس جواب میں) پھر وہ شخص ابن مسعود پاس گیا اور ان سے بھی پوچھا اور جو جواب ابو موسی اور سلمان نے دیا تھا وہ بیان کیا ابن مسعود نے کہا اگر میں ایسا حکم دوں تو گمراہ ہو گیا اور راہ پانیوالوں میں سے نرہا لیکن میں وہ حکم دونگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے دختر کو آدھا مال ملیگا اور پوتی کو چھٹا حصہ دو ثلث پوری کرنے کے لئے اور جو باقی رہا یعنے ایک ثلث وہ بہن کو ملیگا **ف** تو مسئلہ ۶ سے ہوگا تین بیٹی کو اور ایک پوتی کو اور دو بہن کو ملینگے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب ایک دختر کے ساتھ پوتیاں ہوں یا ایک ہی پوتی ہو تو نصف بیٹی کو ملکر دو ثلث کا تکملہ پوتیوں پر برابر تقسیم ہو جاوے گا اور بہنیں بیٹی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں یعنے بیٹیوں کے حصے سے جو بچ رہے وہ بہنوں کو ملتا ہے یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی نکالا دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب ابو موسے نے ابن مسعود کا یہ جواب سنا تو کہا کہ مجھ سے کوئی مسئلہ مت پوچھو جب تک یہ عالم تم میں موجود ہے اور جمہور علما اس فتوی میں ابن مسعود رض کے ساتھ ہیں لیکن ابن عباس کا یہ قول ہے کہ بیٹی کے ہوتے بہن محروم ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد ولہ اخت اور ولد عام ہے شامل ہے بیٹا اور بیٹی دونوں کو تو معلوم ہوا کہ بہن دونوں سے محروم ہو جاتی ہے جمہور یہ کہتے ہیں کہ ولد سے یہاں بیٹا مراد ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آگے یوں فرمایا وہو یرثہا ان لم یکن لہا ولد اور یہاں بالاجماع ولد سے بیٹا مراد ہے کیونکہ دختر بھائی کو محروم نہیں کرسکتی اجماعا **باب** فَرَائِضِ الْجَدِّ دادا کا حصہ کیا ہے **عن** مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِفَرِيضَةٍ فِيهَا جَدٌّ فَأَعْطَاهُ ثُلُثًا أَوْ سُدُسًا معقل بن یسار مزنی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک ترکہ کا مقدمہ آیا جس میں دادا تھا تو آپنے دادا کو ثلث

دلایا یا سدس **ف** احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے عمران بن حصین سے یون نکالا کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ و
سلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا پوتا مر گیا تو مجھکو اسکے ترکے مین سے کیا ملیگا آپ نے فرمایا چھٹا حصہ جب وہ پیٹھ موڑ کر
چلا آپ نے اُسکو بلایا اور فرمایا ایک چھٹا حصہ اور تجھکو ملیگا جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا اُسکو بلایا اور فرمایا ایک چھٹا حصہ
سلوک کے طور سے ہے یعنے اصل میراث تیری صرف سدس ہے اور ایک سدس اُوپر عصوبت خاص کیوجہ سے تجھکو ملا
ہے اور احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عمر سے نکالا کہ اونھون نے دادا کا حصہ پوچھا تو معقل اٹھا اور بولا کہ
آنحضرت نے اُسکو سدس دلایا حضرت عمر نے کہا کن وارثون کے ساتھہ معقل نے کہا یہ مجھکو معلوم نہین حضرت عمر
نے کہا پھر کیا فائدہ یہ منقطع ہے حسن بصری نے حضرت عمر سے نہین سُنا اور بخاری اور مسلم نے حسن کی روایت
معقل سے نکالی اور دادا کے باب مین صحابہ اور علما مابعد کا بہت اختلاف ہے بعضون نے دادا کو باپ کے مثل کیا
ہے اور کبھی اسکو ثلث دلایا ہے کبھی سدس کبھی عصبہ کہا ہے بعضون نے ہمیشہ اُسکے لیے سدس کہا ہے اسی
طرح اختلاف ہے کہ دادا کے ہوتے ہوئے بھائی بہن کو ترکہ ملیگا یا نہین تو ایک جماعت صحابہ جیسے علی اور ابن مسعود
اور زید بن ثابت کا یہ قول ہے کہ وہ مقاسمہ کریگا بھائیون کے ساتھہ اور بعضون نے کہا بھائی بہن دادا کی وجہ
سے محروم ہون گے جیسے باپ سے محروم ہوتے مین والتفصیل فی کتب الفرائض **عن** مَعْقِلِ بن یَسَارٍ قَالَ قَضٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَدٍّ کَانَ فِیْنَا بِالسُّدُسِ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ہم مین دادے کو سدس دینے کا **باب** مِیْرَاثِ الْجَدَّۃِ
دادی اور نانی کے حصے کا بیان **عن** ابْنِ ذُؤَیْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّۃُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ تَسْاَلُہٗ مِیْرَاثَھَا
فَقَالَ لَھَا اَبُوْ بَکْرٍ مَا لَکِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ شَیْءٌ وَمَا عَلِمْتُ لَکِ فِیْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
شَیْئًا فَارْجِعِیْ حَتّٰی اَسْاَلَ النَّاسَ فَسَاَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطَاھَا السُّدُسَ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ ھَلْ مَعَکَ غَیْرُکَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَۃَ الْاَنْصَارِیُّ
فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ فَاَنْفَذَہٗ لَھَا اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّۃُ الْاُخْرٰی مِنْ قِبَلِ
الْاَبِ اِلٰی عُمَرَ تَسْاَلُہٗ مِیْرَاثَھَا فَقَالَ مَا لَکِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ شَیْءٌ وَمَا کَانَ الْقَضَاءُ الَّذِیْ قُضِیَ
بِہٖ اِلَّا لِغَیْرِکِ وَمَا اَنَا بِزَائِدٍ فِی الْفَرَائِضِ شَیْئًا وَلٰکِنْ ھُوَ ذَاکَ السُّدُسُ فَاِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِیْہِ فَھُوَ
بَیْنَکُمَا وَاَیَّتُکُمَا خَلَتْ بِہٖ فَھُوَ لَھَا قبیصہ بن ذؤیب سے روایت ہے نانی آئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ پاس اپنا ترکہ مانگنے کو ابوبکر نے کہا اللہ کی کتاب مین تو تیرا کوئی حصہ مذکور نہین اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کیحدیث مین مجہکو تیرا حصہ کچہ معلوم ہوتا ہے تو لوٹ جا یہانتک کہ مین لوگون سی پوچہون پہر انہون نے لوگون سے پوچہا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا مین موجود تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو چہٹا حصہ دلایا ابوبکر نے کہا اور بہی کوئی تیرے ساتہہ گواہ ہی اسبات کا اسوقت محمد بن مسلمہ انصاری اٹہے اور جیسا مغیرہ نے کہا تہا ویساہی کہا تب ابوبکر نے یہ حکم جاری کردیا نانی کے لیے پہر دوسری عورت آئی جو دادی تہی میت کی اپنا ترکہ مانگنے کو حضرت عمر کے پاس حضرت عمر نے کہا اللہ کی کتاب مین تو تیرا کچہ حصہ نہین ہے اور جو فیصلہ پیشتر ہوچکا ہے وہ تیرے لیے نہین ہوا بلکہ نانی کے لیے ہوا ہے اور مین فرائض مین اپنی طرف سی کچہ بڑہا نہین سکتا لیکن وہی چہٹا حصہ ہی اگر دادی اور نانی دونون ہون تو دونو اس چہٹے حصے کو آدہون آدہ بانٹ لین اور نہین تو ان دونوین سی جو ہو وہ چہٹا حصہ لیوے **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کا اسناد صحیح ہے کیونکہ اسکے راوی ثقہ ہین مگر مرسل ہی اسلیے کہ قبیصہ کا سماع ابوبکر صدیق سی صحیح نہین ہی اور یہ نہین ہوسکتا کہ قبیصہ اس قصے کے وقت حاضر ہو یہ ابن عبد البر نے کہا اور اختلاف ہی اسکے سنہ ولادت مین صحیح یہ ہے کہ وہ فتح مکہ کے سال مین پیدا ہوا پہر اس قصہ مین کیونکر شریک ہوسکتا ہے یہ قیاس سی بعید معلوم ہوتا ہے اور عبد اللہ بن احمد نے مسند مین اور ابن مندہ نے مستخرج مین اور طبرانی نے کبیر مین عبادہ بن صامت سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادی اور نانی دونون کو ایک سدس دلایا آدہون آدہ اور یہ منقطع ہے اسحاق بن یحیی نے عبادہ سی نہین سُنا اور ابوداؤد اور نسائی نے بریدہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی اور نانی کو سدس دلایا جب ماں نہ ہو اور صحیح کہا اسکو ابن سکن نے اور ابن خزیمہ اور ابن الجارود نے اور قوی کیا اسکو ابن عدی نے اور اسکے اسناد مین عبید اللہ عتکی ہے اس مین اختلاف ہے اور دارقطنی نے عبد الرحمان بن زید سے نکالا مرسلا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دادیون اور نانیون کو سدس دلایا دو ان مین سے دادیاں تہین اور ایک نانی اور ابوداؤد نے اسکو مراسیل مین نکالا ابراہیم نخعی سے اور بیہقی نے حسن سے مرسلاً اور دارقطنی نے اسکو کئی طریق سے زید بن ثابت سے نکالا اور اس باب مین اور آثار بہی مروی ہین بحر مین ہے کہ دادیون اور نانیون کا حصہ سدس ہے اگرچہ زیادہ ہون جب درجہ مین برابر ہون اور نانی اور دادی درجہ مین برابر ہین اگر اختلاف ہو درجہ مین تو دور والی نزدیک والی سی محروم ہوگی اور ماں کیوجہ سے دادی اور نانی دونو محروم ہونگی اور باپ کیوجہ سے دادی محروم ہوگی نانی محروم نہوگی (روضہ) اور عمر اور ابن مسعود اور ابوموسی سے منقول ہے کہ دادی باپ کیساتہہ حصہ پاویگی اور شریح اور حسن اور ابن سیرین نے اسکو اختیار کیا [illegible] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

اللہُ علیہ وسلّم وَرَّثَ جَدَّةً سُدُسًا ابن عباس سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصہ دلایا **بَابُ** مِيرَاثِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ مسلمان مشرکون کے وارث نہ ہونگے **عَنْ** اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَّرْفَعُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ اسامہ بن زید سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہین ہوگا اور نہ کافر مسلمان کا **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور کافر تو بالاجماع مسلمان کا وارث نہ ہوگا اور مسلمان کافر کا وارث نہ ہوگا اکثر علماء کے نزدیک اور روضہ مین کہا کہ اسپر بھی اجماع ہے مین کہتا ہون معاذ بن جبل اور معاویہ اور سعید بن المسیب اور مسروق وغیرہم سے یہ منقول ہو کہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آپنے فرمایا اسلام بلند ہوتا ہے لیکن اسلام پر دوسرا دین بلند نہین ہوتا اور جمہور کہتے ہین کہ اس حدیث کو ترکے سے کچھ علاقہ نہین ہے اور انکی دلیل اسامہ کی حدیث ہو اور ابن عمرو کی **عَنْ** اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنْزِلُ فِيْ دَارِكَ بِمَكَّةَ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِنْ رِبَاعٍ اَوْ دُوْرٍ وَكَانَ وَرَّثَ اَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا لِاَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيْلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ فَكَانَ عُمَرُ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ وَقَالَ اُسَامَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ اسامہ بن زید سے روایت ہو انہون نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اپنے گھر مین اترین گے مکہ مین آپنے فرمایا بھلا عقیل نے کوئی گھر یا ٹھکانا ہمارے لیے چھوڑا ہے (اسنے سب بیچ کھایا) اور عقیل ابوطالب کے وارث ہوئے تھے اور طالب اور جعفر اور علی نے ابوطالب کا کچھ ترکہ نہین پایا کیونکہ یہ دونو مسلمان تھے اور عقیل اور طالب (جب ابوطالب مرے تھے) اسوقت کافر تھے تو اسی وجہ سے حضرت عمر کہا کرتے مومن کافر کا وارث نہ ہوگا اور اسامہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہ ہوگا نہ کافر مسلمان کا **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَوَارَثُ اَهْلُ مِلَّتَيْنِ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو مذہب والے (جیسے کافر اور مسلمان) ایک دوسرے کے وارث نہ ہونگے **ف** اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور دارقطنی اور ابن السکن نے بھی **بَابُ** مِيرَاثِ الْوَلَاءِ ولا کی میراث کا بیان (جو آزاد کرنیوالے کو ملتی ہے اپنی لونڈی غلام سے) **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ تَزَوَّجَ رِئَابُ بْنُ حُذَيْفَةَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ سَهْمٍ اُمَّ وَائِلٍ بِنْتَ مَعْمَرٍ الْجُمَحِيَّةَ فَوَلَدَتْ لَهٗ ثَلٰثَةً فَتُوُفِّيَتْ اُمُّهُمْ فَوَرِثَهَا

بَنُوھا رِباعھا وَلاءَ مَوالِیھا فَخَرَجَ بِھِم عَمرُو بنُ العاصِ اِلَی الشّامِ فَماتُوا فِی طاعُونِ عَمواسَ فَوَرِثَھُم عَمرٌو وَکانَ عَصَبَتَھُم فَلَمّا رَجَعَ عَمرُو بنُ العاصِ جاءَ بَنُو مَعمَرٍ یُخاصِمُونَہُ فِی وَلاءِ اُختِھِم اِلٰی عُمَرَ فَقالَ عُمَرُ اَقضِی بَینَکُم بِما سَمِعتُ مِن رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ سَمِعتُہُ یَقُولُ ما اَحرَزَ الوَلَدُ اَوِ الوالِدُ فَھُوَ لِعَصَبَتِہِ مَن کانَ قالَ فَقَضٰی لَنا بِہِ وَکَتَبَ لَنا بِہِ کِتابًا فِیہِ شَھادَۃُ عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ عَوفٍ وَزَیدِ بنِ ثابِتٍ وَآخَرَ حَتّٰی اِذا استُخلِفَ عَبدُ المَلِکِ بنُ مَروانَ تُوُفِّیَ مَولًی لَھا وَتَرَکَ اَلفَی دِینارٍ فَبَلَغَنِی اَنَّ ذٰلِکَ القَضاءَ قَد غُیِّرَ فَخاصَمُوا اِلٰی ھِشامِ بنِ اِسمٰعِیلَ فَرَفَعَنا اِلٰی عَبدِ المَلِکِ فَاَتَیناہُ بِکِتابِ عُمَرَ فَقالَ اِن کُنتُ لَاَرٰی اَنَّ ھٰذا مِنَ القَضاءِ الَّذِی لا یُشَکُّ فِیہِ وَما کُنتُ اَرٰی اَنَّ اَمرَ اَھلِ المَدِینَۃِ بَلَغَ ھٰذا اَن یَشُکُّوا فِی ھٰذا القَضاءِ فَقَضٰی لَنا فِیہِ فَلَم نَزَل فِیہِ بَعدُ عبد اللہ بن عمرو بن عاص

سے روایت ہی کہ رئاب بن حذیفہ بن سعید بن سہم نے ام وائل بنت معمر جمحیہ سے نکاح کیا اور تین اولادین اس سے پیدا ہوئین پہر انکی ماں مرگئی تو اسکے بیٹے اپنی ماں کی زمین اور ولاء کے وارث ہوئے پہر عمرو بن عاص انکو لیکر شام کے ملک مین گئے وہان وہ عمواس کے طاعون مین (حضرت عمر کی خلافت مین شام مین آیا تہا اس مین بہت آدمی مرگئے تہے) مرگئے تو عمرو بن عاص انکا وارث ہوا وہ انکا عصبہ تہا جب عمرو لوٹ کر آئے تو معمر کے بیٹے ان سے جہگڑنے آئے اپنی بہن (ام وائل) کی ولاء کے لیے حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عمر نے کہا مین تمہارا فیصلہ کرون گا اسطرح سے جو مین نے سنا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مینے سنا ہے آپ فرماتے تہے جو ولاء کہ اولاد یا باپ حاصل کرے وہ اُسکے عصبہ کو ملیگی خواہ کوئی ہو عبد اللہ بن عمرو نے کہا تو حضرت عمر نے ولاء کا فیصلہ ہمارے لیے کر دیا اور ایک کتاب لکہدی اس مین گواہی تہی عبد الرحمان بن عوف اور زید بن ثابت کی اور ایک اور شخص کی جب عبد الملک بن مروان خلیفہ ہوا تو ام وائل کا ایک غلام آزاد کیا ہوا مرا اور دو ہزار دینار چہوڑ گیا مجہے خبر پہونچی کہ وہ فیصلہ (جو حضرت عمرؓ نے کیا تہا) بدلدیا گیا آخر اسکا جہگڑا گیا ہشام بن اسمعیل کے پاس اس نے ہمکو عبد الملک کے پاس بہیجا ہم اسکے پاس حضرت عمر کی کتاب لیکر آئے تب عبد الملک نے کہا مین سمجہتا تہا کہ یہ ایسا مسئلہ ہی جس مین کسیکو شک نہ ہوگا اور مین نہین سمجہتا تہا کہ اب مدینہ والون کا یہ حال ہوگیا ہے کہ ایسے مسئلہ مین بہی وہ شک کرین اور خلاف کرین گے پہر عبد الملک نے ہماری موافق ہی فیصلہ کیا اور برابر ہم اس میراث پر قابض رہے **ف** ولاء کا یہ قاعدہ ہے کہ اس غلام یا لونڈی کے ذوی الفروض سے جو بچ رہیگا وہ آزاد کرنے والے کو ملیگا اگر ذوی الفروض مین سے کوئی نہ ہو اور نہ قریب عصبات

مین سے تو کل مال آزاد کرنے والے کو ملجاوے گا اور جب ایک مرتبہ ام وائل کے غلامون کی ولا اسکی بیٹیون کی وجہ سے
سسرال والون مین لگئی تو وہ اب کبھی پھر ام وائل کے خاندان مین جانیوالی نہین جیسے حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا۔
عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ مَوْلًى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَعَ مِنْ نَخْلَةٍ فَمَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يَتْرُكْ وَلَدًا
وَلَا حَمِيمًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطُوا مِيرَاثَهُ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ قَرْيَتِهِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مولیٰ (غلام آزاد) کھجور کے درخت پر سے گرا اور مر گیا اور مال چھوڑ گیا نہ
اسکا کوئی بیٹا بیٹی تھا نہ ناتے والا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکی میراث اسکے گانو والون مین سے کسیکو
دیدو **ف** حالانکہ یہ میراث آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی مگر آپ پھر کسی کی وارث ہوتے ہین نہ آپکا کوئی
وارث ہوتا ہے اسلیے آپنے میراث نلی اور بیت المال مین ایسی میراث رکھنے کے لیے امام کو اختیار ہے آپنے یہی
مناسب سمجھا کہ اسکی بستی والے اس مال سے فائدہ اوٹھا وین عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ بِنْتِ حَمْزَةَ قَالَ مُحَمَّدٌ
يَعْنِي ابْنَ اَبِي لَيْلٰى وَهِيَ اُخْتُ ابْنِ شَدَّادٍ لِاُمِّهِ قَالَتْ مَاتَ مَوْلَايَ وَتَرَكَ ابْنَةً فَقَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهُ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنَتِهِ فَجَعَلَ لِيَ النِّصْفَ وَلَهَا النِّصْفَ عبد اللہ بن شداد سے روایت
ہے انہون نے حمزہ کی بیٹی سے روایت کی محمد بن ابی لیلے نے کہا وہ اخیافی بہن تہین عبد اللہ بن شداد کی انہون نے
کہا میرا ایک مولی (غلام آزاد) مر گیا اور اپنی بیٹی دختر چھوڑ گیا تو آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا مال تقسیم کیا
مجھکو آدہا دلایا اور اسکی بیٹی کو آدہا دلایا **بَابُ الْكَلَالَةِ** کلالہ کا بیان **ف** کلالہ کا لفظ قرآن شریف
مین دو آیتون مین آیا ہے ان مین سے ایک آیت جاڑے مین اوتری وان کان رجل یورث کلالۃ اخیر تک اور دوسری
گرمی مین یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ اخیر تک اور کلالہ کے معنون مین اختلاف ہے اکثر کا یہ قول ہے صحابہ
اور تابعین اور علما مین سے کہ کلالہ وہ ہے جسکی اولاد نہ ہو نہ باپ اور بعضون نے کہا جسکی اولاد نہ ہو کیونکہ آیۃ
صیف مین یہی مضمون ہے ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد بعضون نے کہا ولد بیان عام ہے شامل ہے والد کو بھی
کیونکہ شروع آیت میراث سے یہ نکلتا ہے کہ بھائی بہن باپ کے ہوتے محروم ہین اور یہان بہن کو نصف حصہ دلایا
تو معلوم ہوا کہ کلالہ وہی ہے جس کا باپ بھی نہ ہو اولاد بھی نہ ہو بہر حال کلالہ کا معنے مجمل رہگیا اور صحابہ کو اسکی
تفصیل پوچھنے کا موقع نہین ملا جیسے حضرت عمر سے منقول ہے عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ اَنَّ عُمَرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ قَامَ خَطِيبًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ خَطَبَهُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ اِنِّي وَاللّٰهِ مَا
اَدَعُ بَعْدِي شَيْئًا هُوَ اَهَمُّ اِلَيَّ مِنْ اَمْرِ الْكَلَالَةِ وَقَدْ سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا اَغْلَظَ

لِيْ فِيْ شَيْءٍ مَا أَغْلَظَ لِيْ فِيْهَا حَتّٰى طَعَنَ بِإِصْبَعِهٖ فِيْ جَنْبِيْ أَوْ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ تَكْفِيْكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِيْ نَزَلَتْ فِيْ آخِرِ سُوْرَةِ النِّسَاءِ معدان بن طلحہ سے روایت ہے حضرت عمر خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے جمعہ کے دن یا لوگوں کو خطبہ سنایا جمعہ کے دن تو اللہ جل جلالہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا کہ قسم خدا کی میں اپنے بعد کوئی چیز کلالہ سے مشکل زیادہ نہیں چھوڑتا ہوں اپنے نزدیک اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اسکو آپ نے سختی سے جواب دیا کہ ویسی سختی کسی بات میں آپ نے مجھ پر نہیں کی یہانتک کہ اپنی انگلی سے ٹھونسا مارا میری پسلی یا سینہ میں پھر فرمایا اے عمر تجھکو بس نہیں ہے وہ آیت جو اخیر سورہ نسا میں گرمی کے دنوں میں اتری **عَنْ** مُرَّةَ بْنِ شَرَاحِيْلَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَلَاثٌ لَأَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيَّنَهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اَلْكَلَالَةُ وَالرِّبَا وَالْخِلَافَةُ مرہ بن شراحیل نے کہا حضرت عمر نے کہا تین باتیں ہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو بیان فرما دیتے (تفصیل کے ساتھ) تو مجھے زیادہ پسند تھا ساری دنیا سے اور جو دنیا میں ہے اس سے ایک کلالہ دوسرے ربا تیسری خلافت **ف** حقیقت میں ان تینوں مسئلوں کو آپ نے مجمل چھوڑ گئے اور ربا کی علت اور سبب میں اختلاف ہوا مجتہدوں کا اور خلافت میں بھی اختلاف ہوا یہانتک کہ روافض نے انکار کیا شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہم کی خلافت کا اور اسی سبب سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھولکر بیان فرما دیتے کہ میرے بعد فلان شخص خلیفہ ہے تو یہ اختلاف ہی نہ ہوتا مگر آپ تابع تھے حکم الٰہی کے اور مرضی الٰہی یہی تھی کہ خلافت کا حکم مجمل رہے اور صحابہ اپنی رائے سے جسکو مناسب سمجھیں اپنا حاکم بنا دیں آمین دین و دنیا کے فائدے تھے اور یہی حقتعالیٰ کو منظور تھا کہ یہ چاروں شخص خلافت سے فائدہ اٹھاویں اور ایسا ہی ہوا اگر سب سے پہلے جناب علی مرتضٰے خلیفہ ہو جاتے تو ان تینوں کو بالکل خلافت نہ ملتی پس جو کچھ ہوا وہی اچھا ہوا مرضی ہو لے ازیمہ والے اور تعجب یہ ہوتا ہے کہ صحابہ نے تو اپنی اتفاق رائے سے ایک کو خلیفہ بنا لیا اور اسکی اطاعت قبول کی اور اسکے سایہ عاطفت میں دین کی ترقی ہیں مصروف رہی لیکن انکے گذر جانے کے بعد چند بیوقوف ایسے پیدا ہوئے کہ اس خلافت کو ناحق سمجھنے لگے کہو تمکو کیا غرض تم اپنے زمانہ کی فکر کرو اگلی زمانہ میں جو ہوا وہ اچھا ہوا انکی خلافت سے تمکو کیا نقصان ہو سکتا ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَأَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ هُوَ وَأَبُوْ بَكْرٍ مَعَهُ وَهُمَا مَاشِيَانِ وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْئِهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ فِيْ

آخر النساء وان کان رجل یورث کلالۃ الآیۃ ویستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الآیۃ جابر بن عبد اللہ نے کہا میں بیمار ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق کو لیے ہوئے پیدل میرے عیادت کو تشریف لائے میں اسوقت بیہوش تہا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کا بچا ہوا پانی مجہپر ڈالا مجہے ہوش آگیا مینے عرض کیا یا رسول اللہ مین کیا کرون کیونکر فیصلہ کرون اپنے مال کا یہانتک کہ میراث کی آیت اتری اخیر سورہ نسا مین وان کان رجل یورث کلالۃ ویستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ

باب میراث القاتل

قاتل کو میراث نہ ملیگی

عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال القاتل لا یرث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاتل وارث نہوگا **ف** اسکا جسکو وہ قتل کرے اسکو ترمذی نے بہی نکالا لیکن اسکے اسناد مین اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابو داؤد اور نسائی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے ایسا ہی نکالا اس مین علت نکالی دارقطنی نے اور قوی کیا اسکو ابن عبد البر نے اور مالک اور احمد اور نسائی اور شافعی اور عبد الرزاق اور بیہقی نے حضرت عمر سے نکالا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے قاتل کو میراث نہین ہے اس روایت مین انقطاع ہے اور دار قطنی نے ابن عباس سے ایسا ہی نکالا مرفوعًا اسکی اسناد مین کثیر بن مسلم ضعیف ہے اور بیہقی نے اس لفظ سے کہ جو کوئی کسی قتیل کو قتل کرے وہ اسکا وارث نہوگا اگرچہ اسکا وارث سوا اسکے اور کوئی نہ ہو دوسری روایت مین ہے اگرچہ اسکا باپ یا بیٹا ہو اسکی اسناد مین عمرو بن برق ضعیف ہے اور یہ سب روایتین ملکر حدیث قوی ہو جاتی ہے عام ہے کہ قتل عمدًا ہو یا خطأً شافعی اور ابو حنیفہ اور اہلحدیث اور اکثر علما کا یہی قول ہے لیکن مالک اور نخعی کے نزدیک قتل خطا مین وارث ہوگا مال کا نہ دیت کا اور رد کرتی ہے اس مذہب کو طبرانی کی روایت کہ عمر بن شبہ نے اپنی بی بی کو خطا سے مارا آپنے فرمایا اسکی دیت دے اور تو اس کا وارث نہوگا اور بیہقی نے نکالا کہ عدی حرامی کی دو بی بیان تہین وہ لڑین عدی نے ان مین سے ایک کو مارا وہ مرگئی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو آپ سے بیان کیا آپنے فرمایا تو اسکی دیت دے اور تو اسکا وارث نہوگا اور بیہقی نے نکالا ایک شخص نے پتہر پہینکا وہ اسکی ماں کو لگ گیا اور مرگئی پہر اس نے اپنی ماں کی میراث مانگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری میراث پتہر ہے اور اس سے دیت دلائی اور میراث مین سے اسکو کچہ نہ دیا اور اس باب مین اور آثار مین صحابہ کے جنکو بیہقی نے ذکر کیا اور اکثر اہل علم اسی کے قائل ہین کہ قتل عمدًا ہو یا خطأً محروم کرے گا میراث سے اور مالک اور نخعی نے جو اسکو خاص کیا قتل عمد سے اسپر کوئی دلیل نہین ہے انتہے ملخصًا الروضۃ المختصر (مترجم کہتا ہے تعجب ہے کہ سید علامہ کو اس روایت کی خبر نہین ہوئی جو آگے

آئی ہے عبداللہ بن عمرو سے کہ قتل خطا میں قاتل مال کا وارث ہوگا لیکن دیت کا نہ ہوگا اور اسی سے دلیل لی مالک اور نخعی نے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ الْمَرْاَةُ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا وَمَالِهٖ وَهُوَ يَرِثُ مِنْ دِيَتِهَا وَمَالِهَا مَا لَمْ يَقْتُلْ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ عَمْدًا فَاِذَا قَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ عَمْدًا لَمْ يَرِثْ مِنْ دِيَتِهٖ وَمَالِهٖ شَيْئًا وَاِنْ قَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ خَطَاً وَرِثَ مِنْ مَالِهٖ وَلَمْ يَرِثْ مِنْ دِيَتِهٖ عبداللہ بن عمرو رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے (وعظ کہنے کو) جس دن مکہ فتح ہوا تو فرمایا کہ عورت اپنے خاوند کی دیت میں سے وارث ہوگی اور اسکے مال میں سے بھی اسیطرح خاوند اپنی جورو کی دیت اور مال دونوں کا وارث ہوگا بشرطیکہ ایک دوسرے کو قتل نہ کرے اگر قتل کرے عمداً تو نہ دیت کا وارث ہوگا نہ مال کا کسی چیز کا نہ ہوگا اور اگر خطاً قتل کرے تو مال کا وارث ہوگا لیکن دیت کا وارث نہ ہوگا **بَابُ ذَوِي الْاَرْحَامِ** ذوی الارحام کا بیان یعنے اُن ناتے داروں کا جنکا حصہ اللہ کی کتاب میں معین نہیں ہوا نہ وہ عصبہ ہیں جیسے ماموں اور خالہ اور نانا وغیرہم عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ رَجُلًا رَمٰى رَجُلًا بِسَهْمٍ فَقَتَلَهٗ وَلَيْسَ لَهٗ وَارِثٌ اِلَّا خَالٌ فَكَتَبَ فِيْ ذٰلِكَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ اِلٰى عُمَرَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَوْلٰى مَنْ لَا مَوْلٰى لَهٗ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهٗ ابوامامہ بن سہل سے روایت ہے ایک شخص نے تیر مارا دوسرے شخص کو وہ مر گیا اسکا کوئی وارث نہ تھا سوا ایک ماموں کے تو اس باب میں ابوعبیدہ بن جراح نے (جو امیر تھے لشکر کے) حضرت عمر کو لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اسکا رسول مولی ہے اسکا جسکا کوئی مولی نہیں اور ماموں وارث ہے اسکا جسکا اور کوئی وارث نہیں **ف** جو ماموں پر مقدم ہوا اسکو احمد اور ترمذی نے بھی نکالا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی نے حضرت عائشہ سے ایسا ہی نکالا ترمذی نے کہا وہ حسن ہے لیکن دارقطنی نے کہا اس میں اضطراب ہے اور عبدالرزاق نے ایک مدینہ کے شخص سے ایسا ہی نکالا اور عقیلی اور ابن عساکر نے ابوالدرداء سے اور ابن النجار نے ابوہریرہ سے یہ سب روایتیں مرفوع ہیں اور اللہ تعالی نے فرمایا واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض یعنے ناتے والے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں اور یہ شامل ہے ذوی الارحام کو بھی اور جمہور اسیکو قائل ہیں کہ ذوی الارحام وارث ہونگے اور وہ مقدم ہونگے بیت المال پر اور حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت کا ایک مولی کھجور کے درخت سے گر کر مر گیا آپ نے فرمایا اسکا کوئی نسب یا رحم ہے یعنے نسبی یا سببی عزیز انکالا اسکو احمد اور اصحاب سنن نے اور حسن کہا اسکو ترمذی نے اور ابوداود نے ابن عباس

سے نکالا کہ ایک آدمی دوسرے سے محالفہ کرتا اور ان میں قرابت نہ ہوتی پھر ایک دوسرے کا وارث ہوتا اللہ نے اسکو منسوخ کیا اس آیت سے واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض اسکے اسناد میں علی بن حسین بن واقد ہے اس میں کلام ہے اور دارقطنی نے بھی اسکو نکالا اور ابن سعد نے ابو الزبیر سے بھی ایسا ہی نکالا اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے کہ عصبات اور ذوی الفروض نہوں تو ذوی الارحام وارث ہوں گے اور وہ مقدم ہیں بیت المال پر (روضہ) **عَنِ الْمِقْدَامِ** اَبِیْ کَرِیْمَۃَ رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الشَّامِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ وَمَنْ تَرَکَ کَلًّا فَاِلَیْنَا وَرُبَّمَا قَالَ فَاِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ وَاَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَہٗ اَعْقِلُ عَنْہُ وَاَرِثُہٗ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَہٗ یَعْقِلُ عَنْہُ وَیَرِثُہٗ مقدام ابو کریمہ سے روایت ہے جو شام والوں میں سے تھا (لیکن اور روایتوں میں مقدام بن معدیکرب مذکور ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں کہ آپ نے فرمایا جو شخص مال چھوڑ جاوے وہ اسکے وارثوں کو ملیگا اور جو شخص قرض یا اہل وعیال بے معاش چھوڑ جاوے وہ ہمارے ذمہ ہے (سبحان اللہ کیا عنایت ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اللہ اور اسکے رسول کے ذمہ ہے اور میں وارث ہوں اسکا جس کا کوئی وارث نہیں میں ہی اسکی طرف سے دیت دوں گا اور میں ہی اسکی میراث لوں گا اور ماموں وارث ہے اسکا جسکا کوئی اور وارث نہیں وہ دیت دیگا اپنے بھانجے کی طرف سے اور وارث بھی ہوگا اسکا **ف** اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان نے بھی نکالا حاکم اور ابن حبان نے کہا یہ صحیح ہے **بَابُ مِیْرَاثِ الْعَصَبَۃِ** عصبات کی میراث کا بیان **ف** عصبہ وہ لوگ وارث ہیں جنکا حصہ اللہ تعالی کی کتاب میں مقرر نہیں لیکن حصہ والوں کو دیکر جو مال بچ رہے وہ سب انکا ہوتا ہے جیسے بیٹا باپ جب بیٹ کا بیٹا نہ ہو چچا بھائی وغیرہ **عَنْ** عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَعْیَانَ بَنِی الْاُمِّ یَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِی الْعَلَّاتِ یَرِثُ الرَّجُلُ اَخَاہُ لِاَبِیْہِ وَاُمِّہٖ دُوْنَ اِخْوَتِہٖ لِاَبِیْہِ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سگے بھائی (ایک ماں باپ سے) وارث ہوں گے لیکن سوتیلے وارث نہوں گے آدمی اپنے سگے بھائی کا وارث ہوگا نہ سوتیلے بھائی کا **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ جب سگے اور سوتیلے دونو طرح کے بھائی موجود ہوں تو سگے وارث ہوں گے اور سوتیلے محروم ہونگے اسکو احمد اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا لیکن اسکی اسناد میں حارث اعور ہے اس میں کلام ہے اور اسپر اجماع ہے علما کا (روضہ) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اقْسِمُوا الْمَالَ بَیْنَ اَھْلِ الْفَرَائِضِ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ فَمَا تَرَکَتِ الْفَرَائِضُ فَلِاَوْلٰی رَجُلٍ

ذکو ابن عباس سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال ذوی الفروض مین تقسیم کردو اللہ پاک کی کتاب کے
موافق پہر جو انکے حصون سے بچ رہے وہ اُس مرد کا ہوگا جو میت کیطرف زیادہ قریب ہو **ف** مثلا بیٹا بعد اسکے
باپ بعد اسکے دادا یا بہائی بعد اسکے چچا اور تفصیل عصبات کی فرائض کی کتابون مین دیکھنا چاہیے **بَابُ** مَنْ لَا
وَارِثَ لَهٗ جسکا کوئی وارث نہو **ف** نہ ذوی الفروض نہ عصبات نہ ذوی الارحام مین سے نہ معتق نہ اور کوئی
تو اسکا مال بیت المال مین داخل ہونا چاہیے اور میت کا غلام وارث نہ ہوگا کیونکہ غلامی کو اکثر علماء نے میراث
کا مانع قرار دیا ہے مگر احادیث سے یہ مذہب رد ہوتا ہے آپنے ایک شخص کی میراث اسکی بستی والیکو دلادی اور
ایک شخص کی میراث اُسکی غلام کو دلائی جمہور یہ کہتے ہین کہ بستی والے کو دلانا گویا بیت المال مین رکہنا تہا کیونکہ
امام کو تصرف کا اختیار ہے کہ بیت المال کا مال جس مستحق کو مناسب سمجہے دیوے اور غلام آزاد ہو چکا تہا جیسے
ابن ماجہ کی روایت مین تصریح ہے مگر غلام آزاد کی وراثت کے بہی جمہور قائل نہین ہین **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
مَاتَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَدَعْ لَهٗ وَارِثًا اِلَّا عَبْدًا هُوَ اَعْتَقَهٗ
فَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِيْرَاثَهٗ اِلَيْهِ ابن عباس سے روایت ہی ایک شخص آن حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے زمانہ مین مرگیا اور اُس نے کوئی وارث نہین چہوڑا مگر ایک غلام جسکو اس نے آزاد کردیا تہا تو آپنے
اسکی میراث اسیکو دلادی **ف** روایت کیا اسکو احمد اور اہل سنن اور ترمذی نے اور کہا وہ حسن ہے اور باطل ہوا اس سے
وہ جو روضہ مین ہی کہ ابن عباس کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ غلامی میراث کی مانع نہین ہے حالانکہ اجماع ہے اسپر کہ غلام وارث
نہین ہوتا کیونکہ یہ شخص غلام نہ تہا آزاد ہو چکا تہا اور اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جیسے آزاد کرنیوالا وارث ہی اس کا
جسکو آزاد کرے ایسا ہی جو آزاد کیا جاوے وہ بہی اپنے آزاد کرنے والیکا وارث ہوگا اگر اور کوئی وارث نہو اور جمہور
نے اسکا خلاف کیا ہے **بَابُ** تَحُوْزُ الْمَرْاَةُ ثَلٰثَ مَوَارِيْثَ عورت تین شخصون کا ترکہ پاویگی **عَنْ** وَاثِلَةَ
ابْنِ الْاَسْقَعِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْاَةُ تَحُوْزُ ثَلَاثَ مَوَارِيْثَ عَتِيْقَهَا وَلَقِيْطَهَا وَوَلَدَهَا
الَّذِيْ لَاعَنَتْ عَلَيْهَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ مَا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ غَيْرُ هِشَامٍ واثلہ بن اسقع سے روایت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت تین ترکے لیگی ایک تو اپنی اُس غلام لونڈی کا جسکو وہ آزاد کرے
دوسرے اس بچہ کا جسکو راہ مین (لاوارث) پاکر پرورش کرے تیسرے اس بچہ کا جسپر اپنے خاوند سے لعان کرے
ف اور خاوند اس بچہ کا وارث نہ ہوگا کسلیے کہ اس نے تو اسکو غیر کا بچہ ظاہر کیا اور اپنی جورو کو زنا کی تہمت لگائے
بَابُ مَنْ اَنْكَرَ وَلَدَهٗ جو کوئی انکار کرے کہ یہ بچہ میرا نہین ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ اللِّعَانِ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ اَلْحَقَتْ بِقَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْھُمْ فَلَیْسَتْ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ
لَنْ یُّدْخِلَھَا جَنَّتَہٗ وَاَیُّمَا رَجُلٍ اَنْکَرَ وَلَدَہٗ وَقَدْ عَرَفَ احْتَجَبَ اللّٰہُ مِنْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَفَضَحَہٗ عَلٰی رُءُوْسِ
الْاَشْھَادِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب لعان کی آیت اتری (لعان کا بیان اوپر ہو چکا ہے) تو آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عورت اپنے خاوند سے اس بچہ کو ملادے جو اسکا نہ ہو تو اسکو اللہ سے کچھ علاقہ
نہیں ہے اور اللہ تعالی اسکو ہرگز اپنے جنت میں نہ لیجاویگا اور جو کوئی مرد اپنے بچہ کا انکار کرے حالانکہ وہ جانتا
ہو کہ یہ بچہ میرا ہی ہے (اسلیے کہ اس بچہ کو میراث نہ ملے) تو اللہ جل جلالہ قیامت کے دن اس سے حجاب کریگا (یعنے اللہ
تعالی کا دیدار اسکو نہوگا) اور سب لوگوں کے سامنے اسکو رسوا کریگا **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ
جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُفْرٌ بِامْرِئٍ ادِّعَاءُ نَسَبٍ لَا یَعْرِفُہٗ اَوْ جَحْدُہٗ وَاِنْ دَقَّ عبداللہ
بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کفر ہے ایسی نسب کا دعوی کرنا جسکو آدمی نہیں
پہچانتا اسیطرح اپنی نسب کا انکار کرنا اگرچہ اسکا سبب باریک ہو **ف** کفر سے مراد ناشکری ہے یعنے ایسا
شخص جو سوا اپنے باپ کے دوسرے کا بیٹا اپنے تئیں کہے وہ ناشکر ہے اپنے باپ کا کہ اسکا نام ڈبا کر دوسرے کا بیٹا بن
بیٹھا اسی طرح جو کوئی دوسرے کا بیٹا بنے گا وہ اپنے اصلی باپ سے انکار کریگا یہ بھی صریح ناشکری ہے اور
دوسری حدیث میں ایسے شخص پر لعنت آئی ہے جو اپنا نسب جھوٹھ بناوے مثلاً سید نہ ہو اور کہے میں سید ہوں
یا فلاں بزرگ کی اولاد میں ہوں اور انکی اولاد میں نہ ہو یہ بلا اس زمانے میں بہت پھیلی ہے افسوس ہے کہ دو دن
کے دنیا کے لیے لوگ ملعون اور مطرود بنتے ہیں اور خدا اور رسول سے نہیں شرماتے بھلا اس سے فائدہ ہی کیا ہے
کہ ہم اپنے حقیقی اور اصلی باپ یا قوم کو چھپا کر دوسری قوم میں شریک ہوں اگر دنیا کمانا منظور ہے تو حلال ذریعوں
سے کیوں نہیں کماتے تجارت کرو زراعت کرو محنت کرو پیشہ کرو نوکری کرو اس فریب اور دغابازی سے کیا
حاصل ہے یہ جو فرمایا اگرچہ اسکا سبب باریک ہو مطلب یہ ہے کہ جب گمان غالب ہو کہ یہ میرا بیٹا ہے جیسے اپنی جورو
کے پیٹ سے پیدا ہو تو اسکو اپنا ہی بیٹا سمجھے گو وہ اپنی صورت پر نہ ہو اور صرف وہم پر اسکا انکار نہ کرے جیسے
اوپر گذرا کہ ایک گورے آدمی کا ایک کالا بچہ پیدا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو قائل کیا اونٹوں کی
مثال دیکر **بَابٌ** فِی ادِّعَاءِ الْوَلَدِ بچہ کا دعوی کرنا **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَاھَرَ اَمَۃً اَوْ حُرَّۃً فَوَلَدُہٗ وَلَدُ زِنًا لَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ عبداللہ بن عمرو بن
عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے زنا کیا کسی آزاد عورت یا لونڈی سے

پھر اس سے بچہ پیدا ہوا تو وہ ولد الزنا ہے نہ مرد اس بچہ کا وارث ہوگا نہ وہ بچہ اس مرد کا وارث ہوگا **ف** کیونکہ جو بچہ زنا سے پیدا ہو وہ درحقیقت اس مرد سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا جس نے زنا کی گو اسکا نطفہ سہی مگر شریعت کی رو سے نہ وہ بچہ اسکا وارث ہوگا نہ وہ اس بچہ کا اب اگر زانی مر جاوے اور اسکا کوئی دور کا رشتہ دار بھی ہو تو کل میراث اسکو ملجاویگی ایسے بچہ کو کچھ نہ ملے گا **عَنْ** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مُسْتَلْحَقٍ اُسْتُلْحِقَ بَعْدَ اَبِيهِ الَّذِي يُدْعٰى لَهُ ادَّعَاهُ وَرَثَتُهُ مِنْ بَعْدِهِ فَقَضٰى اَنَّ مَنْ كَانَ مِنْ اَمَةٍ يَمْلِكُهَا يَوْمَ اَصَابَهَا فَقَدْ لَحِقَ بِمَنِ اسْتَلْحَقَهُ وَلَيْسَ لَهُ فِيمَا قُسِمَ قَبْلَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ شَيْءٌ وَمَا اَدْرَكَ مِنْ مِيرَاثٍ لَمْ يُقْسَمْ فَلَهُ نَصِيبُهُ وَلَا يُلْحَقُ اِذَا كَانَ اَبُوهُ الَّذِي يُدْعٰى لَهُ اَنْكَرَهُ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَمَةٍ لَا يَمْلِكُهَا اَوْ مِنْ حُرَّةٍ عَاهَرَ بِهَا فَاِنَّهُ لَا يُلْحَقُ وَلَا يُوْرَثُ وَاِنْ كَانَ الَّذِي يُدْعٰى لَهُ هُوَ ادَّعَاهُ فَهُوَ وَلَدُ زِنًا لِاَهْلِ اُمِّهِ مَنْ كَانُوْا حُرَّةً اَوْ اَمَةً قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ يَعْنِي بِذٰلِكَ مَا قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَبْلَ الْاِسْلَامِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس بچہ کا نسب اسکے باپ کے مرنے کے بعد اس سے ملایا جاوے مثلاً اسکے بعد اسکے وارث دعویٰ کریں (کہ یہ ہمارے مورث کا بچہ ہے) تو آپ نے اس میں یہ فیصلہ کیا کہ اگر وہ بچہ لونڈی کے پیٹ سے ہو لیکن وہ لونڈی ملک ہو اسکے باپ کی جس دن اس نے اس سے جماع کیا تھا تو ایسا بچہ بے شک اپنے باپ سے ملجاوے گا لیکن اسکو اُس میراث میں سے حصہ نہ ملیگا جو اسلام کے زمانہ سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں اسکے باپ کے دوسرے وارثوں نے تقسیم کر لی ہو البتہ اگر ایسی میراث ہو جو ابھی تقسیم نہوئی ہو تو اُس میں سے وہ بھی حصہ پاویگا لیکن اگر اسکے باپ نے جس سے وہ اب ملایا جاتا ہے اپنی زندگی میں اس سے انکار کیا ہو (یعنے یوں کہا کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے) تو وارثوں کے ملانے سے وہ اب اسکا بچہ نہ ہوگا **ف** اسکا مطلب یہ ہے کہ زید مر گیا اور اسکی ایک لونڈی تھی اس سے ایک بچہ تھا اب زید کے مرنے کے بعد اسکی کل یا بعض وارثوں نے قبول کیا کہ یہ بچہ زید ہی کا ہے تو وہ زید کا بچہ قرار پاویگا بمقابلہ کل وارثوں کے اگر کل نے اسکو قبول کیا ہو نہیں تو صرف بمقابلہ ان وارثوں کے جنہوں نے قبول کیا اور جنہوں نے قبول نہیں کیا انکے حصے پر اس بچہ کا اثر نہ پڑے گا یہ جب ہے کہ شہادت کافی ثبوت نسب کے لیے موجود نہ ہو اگر شہادت کافی سے نسب ثابت ہو تو سب وارثوں کے مقابل اسکا نسب ثابت ہو جاویگا اور سب کے حصوں پر اسکا اثر پڑے گا اور صورت اول میں بھی نسب اسوقت ثابت ہوگا جب زید نے حالت حیات میں اس بچہ سے انکار نہ کیا ہو بلکہ اسکو اپنا بچہ کہا ہو یا خاموش ہو رہا ہو اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ زید نے اس بچہ سے انکار کیا تھا تو اسکا نسب ثابت نہ ہوگا گو بعض ورثہ اسبات کو مان بھی

یعنی کہ یہ زید ہی کا بیٹا ہے **ف** اگر وہ بچہ ایسی لونڈی سے ہو جو اس مرد کی ملک نہ تھی یا آزاد عورت سے ہو جس سے اس نے زنا کی تھی تو اس کا نسب کبھی اس مرد سے ثابت نہو گا (اگرچہ اس مرد کے وارث اس بچہ کو اس سے ملا دیں) اور وہ بچہ اس مرد کا وارث بھی نہ ہوگا (کیونکہ وہ ولد الزنا ہے) اگرچہ خود اس مرد نے بھی اپنی زندگی میں یہ کہا ہو کہ یہ میرا ہی بچہ ہے جب بھی وہ ولد الزنا ہی ہوگا اور عورت کے کنبے والوں پاس رہیگا خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈی (مرد کے کنبے والوں کو اسکو کچھ علاقہ نہ ہوگا)

باب النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ حق ولاء کی بیع اور ہبہ کی ممانعت **ف** کیونکہ ولاء ایک طرح کی رشتہ داری ہے اسکا بیع اور ہبہ کیونکر جائز ہوگا جمہور علماء اور اہل حدیث کے نزدیک یہی حکم ہے لیکن امام مالک نے اسکو جائز رکھا ہے شاید ان کو یہ حدیثیں نہیں پہنچیں **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ولاء کی بیع اور ہبہ سے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اور ایک حدیث میں ہے کہ ولاء تو ایک رشتہ داری ہے نسب کی طرح نہ وہ بیع کیا جاوے گی نہ ہبہ اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور بیہقی نے ابن عمر کی روایت سے (روضہ) **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا

باب قِسْمَةِ الْمَوَارِيثِ ترکوں کا بانٹنا **عن** عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ قُسِمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْإِسْلَامِ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میراث جاہلیت کے زمانہ میں بٹ چکی ہے وہ اب اسی تقسیم پر رہیگی (یعنے اسلام کے زمانہ میں اسکو دوبارہ نہ بانٹینگے کیونکہ اس میں حرج ہے) اور جو میراث ایسی ہے کہ اسلام کا زمانہ آگیا وہ ابتک نہیں بٹی تو وہ اسلام کے قاعدوں کے موافق تقسیم کی جاویگی **ف** اس حدیث سے کیا عمدہ مسئلہ حل ہوا کہ ہر قانون کا عمل اسکے نفاذ کے بعد سے جو مقدمات پیدا ہوں انپر ہوتا ہے اور جو مقدمے نفاذ قانون سے پہلے فیصل ہو چکے ہوں ان میں اس قانون کے نفاذ سے کوئی مداخلت نہیں کی جاویگی

باب إِذَا اسْتَهَلَّ الْمَوْلُودُ وَرِثَ جب بچہ پیدا ہو کر استہلال کرے (یعنے چلاوے یا روئے) تو وہ وارث ہوگا **ف** اپنے مورث کا اور اس بچہ کی میراث اسکے وارث پاویں گے لیکن اگر مردہ پیدا ہو روئے بھی نہیں تو وہ وارث نہوگا نہ اسکا کوئی وارث ہوگا گویا وہ پیدا ہی نہیں ہوا **عن** جَابِرٍ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوُرِّثَ جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بچہ

رووی تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جاوے اور وہ وارث بھی ہوگا **عن** جابر بن عبد اللہ والمسور بن مخرمۃ قالا
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرث الصبی حتی یستہل صارخا قال واستہلالہ ان یبکی
ویصیح او یعطس جابر بن عبد اللہ اور مسور بن مخرمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچہ وارث نہیں ہوتا
جب تک وہ آواز کے ساتھ استہلال نہ کرے اور استہلال یہ ہے کہ رووے یا چیخے یا چھینکے **ف** غرض کوئی کام ایسا
کرے جس سے اسکی زندگی ثابت ہو تو وہ وارث ہوگا روضہ میں ہے کہ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور بیہقی نے بھی نکالا
اور اسکی اسناد میں اسماعیل بن مسلم ہے وہ ضعیف ہے میں کہتا ہوں ابن ماجہ نے اسکو دو طریقوں سے نکالا اور
کسی طریق میں اسماعیل نہیں ہے لیکن ترمذی نے کہا یہ موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح مروی ہے اور موقوفاً زیادہ صحیح
اور ایسا ہی جزم کیا نسائی نے اور دارقطنی نے کہا علل میں اسکا رفع صحیح نہیں ہے اور ابو داؤد نے ابوہریرہ
سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بچہ استہلال کرے تو وہ وارث ہوگا اسکی اسناد میں
محمد بن اسحاق ہے اور ابن حبان سے منقول ہے کہ وہ صحیح ہے **باب** الرجل یسلم علی یدی الرجل جو
شخص کفر سے کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہووے **عن** تمیم الداری یقول قلت یا رسول اللہ ما السنۃ فی
الرجل من اھل الکتاب یسلم علی یدی الرجل قال ھو اولی الناس بمحیاہ ومماتہ تمیم داری سے روایت ہے
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی اہل کتاب میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا جس نے
اسکو مسلمان کیا وہ اسکا زیادہ قریب ہے اسکی زندگی اور موت دونوں حالت میں **ف** ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے
کہ اگر نومسلم کا کوئی وارث نہ ہو تو اسکی میراث کا حقدار وہ شخص ہے جس نے اسکو مسلمان کیا اور جمہور اسکے خلاف
ہیں اور کہتے ہیں یہ حکم ابتداء اسلام میں ہوگا پھر منسوخ ہوگیا اور ہم کہتے ہیں نسخ کی دلیل کیا ہے تو اس حکم پر عمل
کرنا بہتر ہے

ابواب الجہاد

جہاد کے بابوں کا بیان **باب** فضل الجہاد فی سبیل اللہ اللہ
کی راہ میں جہاد کی فضیلت **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعد اللہ
لمن خرج فی سبیلہ لا یخرجہ الا جھاد فی سبیلی وایمان بی وتصدیق برسلی فھو علی ضامن
ان ادخلہ الجنۃ او ارجعہ الی مسکنہ الذی خرج منہ نائلا ما نال من اجر او غنیمۃ ثم قال
والذی نفسی بیدہ لولا ان اشق علی المسلمین ما قعدت خلاف سریۃ تخرج فی سبیل اللہ
ابدا ولکن لا اجد سعۃ فاحملھم ولا یجدون سعۃ فیتبعونی ولا تطیب انفسھم فیتخلفون
بعدی والذی نفس محمد بیدہ لوددت ان اغزو فی سبیل اللہ فاقتل ثم اغزو فاقتل ثم اغزو فاقتل ابوہریرہ

سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالی کی راہ مین نکلے (گھر سے) اور نہ نکلا ہو مگر اس کی راہ مین جہاد کرنیکی نیت سی اُسپر ایمان لاکر اوس کے پیغمبرون کو مان کر تو اُسکی ضمانت اللہ پر ہی یعنے اللہ ضامن ہی اُسکے جنت مین داخل ہونے کے واسطے یا اپنے گھر کو ثواب اور لوٹ لیکر لوٹ آنے کیواسطے پھر آپنے فرمایا قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اگر مسلمانون پر یہ شاق نہ ہوتا (یعنے جہاد مین میرا نکلنا کیونکہ جب آپ نکلتے تھے تو سب مسلمان نکلتے) تو مین تو کسی ٹکڑے کا بہی ساتھ نہ چھوڑتا بلکہ ہر ٹکڑے کے ساتھ جاتا اللہ کی راہ مین ہمیشہ لیکن مجھکو اتنی گنجائش نہین کہ مین سب کے لیے سواریان مہیا کرون اور نہ لوگون مین اتنی گنجائش ہے کہ وہ ہر جہاد مین میرے ساتھ رہین اگر مین انکو ساتھ نہ لیجاؤن تو اُن کے دلون مین ناخوشی ہوگی قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہے مین چاہتا ہون اسکی راہ مین جہاد کرون اور مارا جاؤن پہر جہاد کرون اور مارا جاؤن پہر جہاد کرون اور مارا جاؤن **ف** اس حدیث سی جہاد کی یعنے کافرون سے دین کے لیے لڑنے کی بڑی فضیلت نکلی اور جہاد ایک رکن ہی اسلام کا جسکی فرضیت مین کسیکا اختلاف نہین ہے لیکن وہ فرض کفایہ ہے ماں باپ کی اجازت سی اور اگر نیت خالص ہو تو پہر سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہین سوا قرض کے اور حقوق الناس کے (درر) اور جہاد کی فضیلت مین بیشمار حدیثین وارد ہین اور لوگون نے اس باب مین مستقل رسالے بنائی ہین اور جہاد ہر ایک بادشاہ اسلام کے ساتھ ہوکر درست ہے خواہ وہ بادشاہ نیک ہو یا فاسق ہو غرض جہاد مین یہ قید نہین ہے کہ امام یا بادشاہ صالح ہو کیونکہ سلف نے جہاد کیا خلفاء بنی امیہ اور ظالمون کے ساتھ ہوکر اور کسینے انپر انکار نہین کیا اور ابو داؤد نے نکالا مرفوعًا کہ جہاد قائم ہے جب سے اللہ تعالے نے مجھکو بہیجا اور قیامت تک قائم رہیگا یہانتک کہ آخری امت میری دجال سے لڑے گی اور جہاد باطل نہین ہوگا کسی ظالم کے ظلم سے یا کسی عادل کے عدل سے اور صحیح بخاری مین ہے مرفوعًا کہ جسکے پاؤن پر گرد پڑے اللہ کی راہ مین تو اللہ تعالی اسکو حرام کردیگا دوزخ پر اور ایک حدیث مین ہی کہ ایک دن دشمن کے مقابلہ مین مورچہ پر رہنا ساری دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور دوسری حدیث مین ہے کہ جس نے جنگ کی کافرون سے اونٹنی کے دودہ دوہنے مین جو ٹہر جاتے ہین اوتنی دیر بہی اسکے لیے جنت واجب ہوگئی۔ غرض ہر مسلم کے لیے جہاد سی بڑہکر کوئی عمل نہین جس مین جنت کو جانے کی توقع زیادہ ہو اور اللہ تبارک وتعالی ہمکو اور سب مسلمانونکو یہ عمل نصیب کرے جب سے اسلام کی ترقی ہوئی تہی اور آیندہ بہی اسی سی ہوگی اور جب سے مسلمانون نے اسکو چھوڑ دیا اسلام ذلیل اور خوار ہوگیا یا اللہ مسلمانونکو ہدایت کر کہ وہ قرآن اور حدیث مین غور کرین اور اُسپر عمل کرین

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ

وسلم قال المجاهد في سبيل الله مضمون على الله اما ان يكفته الى مغفرته ورحمته واما ان يرجعه باجر وغنيمة ومثل المجاهد في سبيل الله كمثل الصائم القائم الذي لا يفتر حتى يرجع ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اسکی راہ میں جہاد کرتا ہوا اسکا اللہ ضامن ہے یا تو اسکو اٹھا لیگا اپنی مغفرت اور رحمت کی طرف اور یا اسکو لوٹا دیگا اس کے گھر کو ثواب اور لوٹ کا مال دیکر اور اسکی راہ میں جہاد کرنیوالے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دن کو روزہ اور رات کو قیام برابر کررہا ہو اور بالکل نہ تھکے مجاہد کو لوٹنے تک ایسا ہی ثواب ہوتا رہیگا یعنے صیام اور قیام دائمی کا **باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله عزوجل** اللہ کی راہ میں صبح یا شام کو چلنے کا بیان **عن** ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم غدوة او روحة في سبيل الله خير من الدنيا وما فيها ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں صبحکو یا شام کو چلنا دنیا وما فیہا سے بہتر ہے **عن** سهل بن سعد الساعدي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم غدوة او روحة في سبيل الله خير من الدنيا وما فيها سہل بن سعد ساعدی سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عن** انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لغدوة او روحة في سبيل الله خير من الدنيا وما فيها انس بن مالک سے بھی ایسے ہی روایت ہے **باب من جهز غازيا** جو کوئی غازی کو جہاد کا سامان کردیوے **ف** یعنی خود جہاد کو نہ جاوے مگر کسی مجاہد کو جہاد کا سامان کردیوے جیسے گھوڑا دیوے سواری کو یا ہتیار خرید دیوے تلوار بندوق توپ وغیرہ یا کھانے پینے کا سامان دیوے مجاہدین کو یا ان چیزوں میں مدد کرے مجاہدین کی **عن** عمر بن الخطاب قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من جهز غازيا في سبيل الله حتى يستقل كان له مثل اجره حتى يموت او يرجع حضرت عمر سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص سامان کردیوے کسی غازی کا اللہ کی راہ میں یہانتک کہ وہ روانہ ہو جاوے (جہاد کو) تو اسکو بھی اتنا ہی ثواب ہوگا (یعنے غازی کی مثل اسکو بھی ثواب ہوتا رہے گا گھر بیٹھے ہوئے) یہانتک کہ وہ غازی مارا جاوے یا لوٹ آوے اپنے گھر کو **عن** زيد بن خالد الجهني قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جهز غازيا في سبيل الله كان له مثل اجره من غير ان ينقص من اجر الغازي شيئا زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غازی کا سامان کردیوے اسکو اتنا ہی ثواب ملیگا جتنا غازی کو اور غازی کا ثواب کم نہ ہوگا

(یعنے غازی کے ثواب مین سے یہ ثواب اللہ تعالیٰ نہ دیگا بلکہ غازی کو پورا ثواب دیگا اتنا ہی اس شخص کو بھی دیگا خدا کی درگاہ
مین ثواب کی کمتی نہین ہے) **بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ** اللہ کے راہ مین خرچ کرنے کی فضیلت **عَنْ**
ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلعم أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى أَصْحَابِهِ

ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر دینار وہ ہے جسکو آدمی خرچ کرے اپنے بال بچون پر اور
وہ دینار ہے جسکو خرچ کرے گھوڑے پر اللہ کی راہ مین (یعنے جہاد کے گھوڑے پر) اور وہ دینار ہے جسکو خرچ کرے
اپنے ساتھیو نپر مجاہدین مین سے **عَنْ** عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ
وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُ
عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَرْسَلَ بِنَفَقَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَقَامَ فِي بَيْتِهِ
فَلَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَنْفَقَ فِي وَجْهِ ذٰلِكَ فَلَهُ بِكُلِّ
دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ جناب علی مرتضے اور ابو
الدرداء اور ابوہریرہ اور ابوامامہ باہلی اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو اور جابر بن عبداللہ اور عمران بن الحصین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سب سے روایت ہے یہ سب حدیث بیان کرتے تھے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ
نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ مین (یعنے مجاہدین کیلیے) روپیہ اور خرچ بھیجے اور اپنے گھر بیٹھا رہے تو اسکو ہر روپیہ کے
بدل سات سو روپیہ کا ثواب ہوگا اور جو کوئی خود بھی جہاد کرے اللہ کی راہ مین اور روپیہ بھی خرچ کرے اللہ کی راہ مین
تو اسکو ہر ایک روپیہ کے بدل سات لاکھ روپیہ کا ثواب ہوگا پھر آپنے یہ آیت پڑھی اور اللہ تعالیٰ دوگن کرتا ہے جس
کے لیے چاہتا ہے **بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ الْجِهَادِ** جہاد چھوڑ دینے کا عذاب **عَنْ** أَبِي أُمَامَةَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ أَصَابَهُ اللّٰهُ
سُبْحَانَهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ابوامامہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خود
جہاد نکرے اور نہ مجاہد کا سامان کردے اور نہ مجاہد کے پیچھے اسکے گھر بار کی نگہبانی کرے بہتری کے ساتھ تو
اللہ تعالیٰ اسکو مبتلا کریگا کسی آفت مین قیامت کے پہلے **ف** اسلیے کہ اس نے جہاد مین سے جو ایک رکن
تھا اسلام کا بالکل حصہ نلیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خود جہاد نہ کرسکے تو اور مجاہدین کی مدد ہی کرے ہتیار
اور سامان اور خرچ سے اگر یہ بھی نہو سکے تو مجاہد جب جہاد کو جاوین یہ انکی بال بچون اور گھر بار کی خبر گیری
کرے ایمان اور خدا ترسی کے ساتھ اگر ان سب باتون سے محروم رہے تو بڑی بدبختی ہے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَقِیَ اللّٰہَ وَلَیْسَ لَہٗ اَثَرٌ فِیْ سَبِیْلِہٖ لَقِیَ اللّٰہَ وَفِیْہِ ثُلْمَۃٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملے (یعنے مرجاوے) اور اُسپر جہاد کا کوئی نشان نہ ہو تو وہ اللہ سے ملیگا اس حال میں کہ اس میں نقصان ہوگا **ف** یعنے اسکا دین کامل نہ ہوگا کیونکہ دین کا جزو اعظم اُس نے بالکل ادا نہ کیا بعضوں نے کہا یہ حدیث اُسکے باب میں ہے جسپر جہاد فرض ہوا اور وہ نہ کرے۔

باب مَنْ حَبَسَہُ الْعُذْرُ عَنِ الْجِہَادِ جو شخص عذر کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے **عن** اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ قَالَ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ فَدَنٰی مِنَ الْمَدِیْنَۃِ قَالَ اِنَّ بِالْمَدِیْنَۃِ لَقَوْمًا مَا سِرْتُمْ مِنْ مَسِیْرٍ وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا اِلَّا کَانُوْا مَعَکُمْ فِیْہِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھُمْ بِالْمَدِیْنَۃِ قَالَ وَھُمْ بِالْمَدِیْنَۃِ حَبَسَہُمُ الْعُذْرُ انس بن مالک سے روایت ہے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کے جہاد سے لوٹے اور مدینہ کے نزدیک پہونچے تو آپ نے فرمایا بعضے لوگ مدینہ میں ایسے ہیں جو تمہارے ساتھ تھے ہر راہ میں جہاں تم چلے اور ہر وادی میں جس میں سے تم گذرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مدینہ میں رہکر وہ ہمارے ساتھ تھے آپ نے فرمایا مدینہ میں رہکر انکو عذر نے مدینہ میں روک دیا تھا **ف** مثلاً بیماری وغیرہ تو ایسے شخص کو جہاد کا ثواب ملیگا جب اسکی نیت جہاد کی ہو لیکن عذر کیوجہ سے مجبور ہو کر رہجاوے **عن** جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ بِالْمَدِیْنَۃِ رِجَالًا مَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا وَلَا سَلَکْتُمْ طَرِیْقًا اِلَّا شَرِکُوْکُمْ فِی الْاَجْرِ حَبَسَہُمُ الْعُذْرُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنُ مَاجَۃَ اَوْ کَمَا قَالَ کَتَبْتُہٗ لَفْظًا جابر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ میں بعض لوگ ایسے ہیں جو شریک تھے تمہارے ساتھ ثواب میں جب تم کسی وادی سے گذرے یا کسی راہ میں چلے وہ عذر کی وجہ سے رک گئے تھے ابن ماجہ نے کہا ایسا ہی کچھ کہا احمد بن سنان نے میں نے اسکو لکھ لیا انکے لفظ سے

باب فَضْلِ الرِّبَاطِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اللہ کی راہ میں مورچہ میں رہنے کی فضیلت **ف** جسکو رباط کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دشمن کے مقابل اپنے گھوڑے باندھے ایک مقام میں اور ہر لمحہ قریب تیار ہو دوسرے سے لڑنے کے لیے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ خَطَبَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ النَّاسَ فَقَالَ یَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ سَمِعْتُ حَدِیْثًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اُحَدِّثَکُمْ بِہٖ اِلَّا الضِّنُّ بِکُمْ وَبِصَحَابَتِکُمْ فَلْیَخْتَرْ مُخْتَارٌ لِنَفْسِہٖ اَوْ لِیَدَعْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَابَطَ لَیْلَۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ کَانَتْ کَاَلْفِ لَیْلَۃٍ صِیَامِہَا وَقِیَامِہَا عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے حضرت عثمان نے خطبہ سنایا لوگوں کو تو کہا اے لوگو میں نے ایک حدیث سنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور

مین نے اسکو بیان نہین کیا تمسے صرف اس وجہ سے کہ بخیلی کی مین نے تمہاری ساتھ اور تمہاری صحبت کے ساتھ اب اختیار ہے ہر شخصکو اسپر عمل کرے یا نکرے مین نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص ایک رات بھی رباط کرے اللہ تعالی کی راہ مین تو اسکا ثواب ایسا ہے جیسے ہزار راتون کی عبادت اور روزے کی برابر **ف** بخیلی کی مینے یعنے مین نے چاہا تم میرے پاس رہو ایسا نہو کہ حدیث سنتے ہی تم جہاد کو چلے جاؤ اور مین اکیلا رہجاؤن چند روز تک حضرت عثمان نے اس حدیث کو بیان کرنے مین اس خیال سے تامل کیا پھر بیان کر دیا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَجْرٰى عَلَيْهِ اَجْرَ عَمَلِهِ الصَّالِحِ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ وَاَمِنَ مِنَ الْفَتَّانِ وَبَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اٰمِنًا مِّنَ الْفَزَعِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رباط کی حالت مین مر جاوے اللہ کی راہ مین تو وہ شخص جو نیک عمل (اپنی زندگی مین) کرتا ہوگا اسکا ثواب اسکے لیے جاری رہیگا (موقوف نہوگا اسکی موت سے) اور جنت مین سے اسکا رزق مقرر ہوگا اور فتنہ قبر سے محفوظ رہیگا اور اللہ تعالی اسکو اٹھاویگا قیامت کے دن محفوظ ہر ایک ڈر سے اور گھبراہٹ سے **عَنْ** اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ وَرَاءِ عَوْرَةِ الْمُسْلِمِيْنَ مُحْتَسِبًا مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنْ عِبَادَةِ مِائَةِ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا وَرِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ وَرَاءِ عَوْرَةِ الْمُسْلِمِيْنَ مُحْتَسِبًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَعْظَمُ اَجْرًا اُرَاهُ قَالَ مِنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا فَاِنْ رَدَّهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِهٖ سَالِمًا لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْهِ سَيِّئَةٌ اَلْفَ سَنَةٍ وَتُكْتَبُ لَهُ الْحَسَنَاتُ وَيُجْرٰى لَهٗ اَجْرُ الرِّبَاطِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ابی بن کعب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک دن کا رباط کرنا (یعنے دشمن کی تاک لگائے رہنا) مسلمانون کے ناکے پر (یعنے جہان سے انکے دشمن کے چڑھ آنے کا ڈر ہو) اللہ کے لیے رمضان کے سوا اور مہینے مین زیادہ ثواب رکھتا ہے سو برس تک روزے اور عبادت سے اور ایک دن کا رباط اسکی راہ مین مسلمانون کے ناکے پر اللہ کے لیے رمضان کے مہینے مین افضل ہے اللہ کے پاس اور زیادہ ثواب رکھتا ہے ہزار برس کے روزے اور عبادت سے پھر اگر اللہ تعالی رباط کرنے والیکو لوٹا لایا اپنے گھر مین سلامتی کے ساتھ تو ہزار برس تک اسکی برائیان نہ لکھی جاوینگی (اگر وہ زندہ رہے ہزار برس تک) اور اسکے لیے نیکیان لکھی جاوینگی اور رباط کا ثواب اسکو قیامت تک ملتا رہیگا **ف** اس حدیث مین علامت ہے موضوع ہونے کی اور اسکی اسناد مین عمر بن صبیح راوی ہے اور وہ وضاع اور کذاب ہے ابن کثیر نے کہا مین سمجھتا ہون یہ حدیث موضوع ہے تقریب مین ہے کہ عمر بن صبیح

متروک ہے اور ابن اہویہ نے کہا وہ کذاب ہے **باب** فضل الحرس و التكبير في سبيل الله اللہ کی راہ مین
چوکیداری کی فضیلت اور تکبیر کا بیان **عن** عقبة بن عامر الجهني قال قال رسول الله صلى الله عليه و
سلم رحم الله حارس الحرس عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے
لشکر کے چوکیدار کو **ف** جو رات کو جاگتا رہتا ہے اور دشمن کی خبر رکھتا ہے اگر دشمن آن پہونچا تو مجاہدین کو
ہوشیار کر دیتا ہے اور پہرا پارنے سے دشمن کو روکتا ہے **عن** انس بن مالك يقول سمعت رسول الله صلى
الله عليه و سلم يقول حرس ليلة في سبيل الله افضل من صيام رجل و قيامه في اهله الف سنة
السنة ثلثمائة و ستون يوما واليوم كالف سنة انس بن مالک سے روایت ہے مینے سنا جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ایک رات پہرہ دینا اللہ کی راہ مین افضل ہے مرد کے روزہ رکھنے سے
اور رات کو عبادت کرنے سے اپنے گھر مین ہزار برس تک برس تین سو ساٹھ دن کا اور ہر دن ہزار برس کے برابر
ف یعنے ہزار ایسے برس کی عبادت اور روزے سے افضل ہے جبکا ہر ایک دن ہزار برس کا ہو یہ حدیث بھی
منکر اور ضعیف ہے اور کیا عجب ہے کہ موضوع ہو سعید بن خالد اسکے اسناد مین منکر الحدیث ہے **عن** ابي هريرة
ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قال لرجل اوصيك بتقوى الله و التكبير على كل شرف
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص سے مین تجھے وصیت
کرتا ہون اللہ کے تقوی کی اور تکبیر کی ہر بلندی پر **باب** الخروج في النفير جب کوچ کا حکم ہو تو اسیوقت
نکلنا چاہیے **ف** یعنے جب امام یا حاکم اسلام جہاد کے لیے نکلنے کی منادی کرے تو ہر ایک مسلمان کو
نکلنا واجب ہے جسکو کوئی عذر نہ ہو **عن** انس بن مالك قال ذكر النبي صلى الله عليه و سلم فقال كان
احسن الناس و كان اجود الناس و كان اشجع الناس و لقد فزع اهل المدينة ليلة
فانطلقوا قبل الصوت فتلقاهم رسول الله صلى الله عليه و سلم و قد سبقهم الى الصوت
وهو على فرس لابي طلحة عري ما عليه سرج في عنقه السيف وهو يقول يا ايها الناس
لن تراعوا يردهم ثم قال للفرس وجدناه بحرا او انه لبحر قال حماد و حدثني ثابت
او غيره قال كان فرسا لابي طلحة يبطأ فما سبق بعد ذلك اليوم انس بن مالک سے روایت ہے آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو انس نے کہا آپ زیادہ خوبصورت تھے سب آدمیون سے (قربان آپکے حسن
اور جمال کے ابھی تک آپکے مبارک چہرے کا تصور ہے) اور زیادہ سخی تھے سب آدمیون سے اور زیادہ شجاع

تھے سب آدمیون سے زیادہ حسن باطنی تہا ۔ ایک رات مدینہ والے گھبرائے (انکو کسی دشمن کے آنیکا وہم ہوا) تو سب کے سب نکلے آواز کی طرف دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹے آرہے ہین آپ سب لوگون سے پہلی آواز کی طرف چلے گئے تھے اُسوقت آپ ۔ ابوطلحہ کے ایک گھوڑے پر جو ننگی پیٹھ تہا اسپر زین نہ تہا سوار تھے اور آپ کے گلے مین تلوار تہی اور آپ فرماتے تھے ای لوگو مت ڈرو آپ ان کو لوٹا رہے تھے (گھرون کو) پہر آپنے اس گھوڑے کو فرمایا جسپر سوار تھے نرہی قسمت اس گھوڑے کی ؎ گر بر سر و چشم من نشینی ٭ نازت بکشم کہ نازنینی ٭ ہمنے تو اس گھوڑے کو دریا کی طرح پایا یعنی دریا ہے یعنی بے تکان نہایت تیز چلتا ہے حماد نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا مجہہ سے ثابت نے یا اور کسینے بیان کیا کہ وہ گھوڑا ابوطلحہ کا تہا جو سُٹہا تہا چلنے مین دیر کرتا لیکن اسدن سے کسی گھوڑے سے پیچہے نہین رہا ف یہ برکت تہی آپکے فرمانے کی آپ کی زبان سے جو نکلا حق تعالی نے ویسا ہی کر دیا ایک سُٹہا گھوڑا خراب دم بہر مین عمدہ گھوڑون سے زیادہ تیز اور چالاک ہوگیا ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏ گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

عن ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کہا جاوے جہاد کو لیے نکلنے کو تو نکلو سستی مت کرو اور دیر مت لگاؤ **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ مُسْلِمٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسکی راہ مین غبار اور دوزخ کا دہوان دونو کسی مسلمان کے پیٹ مین جمع نہ ہونگے ف جس نے جہاد مین گرد و غبار کہایا ہے وہ ضرور دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاحَ رَوْحَةً فِي سَبِيلِ اللهِ كَانَ لَهُ بِمِثْلِ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْغُبَارِ مِسْكًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص تیسرے پہر کو ذرا بہی اللہ کی راہ مین چلا تو جتنا غبار اسپر پڑا اوتنی ہی قیامت کے دن اسپر مشک پڑے گی **باب** فَضْلِ غَزْوِ الْبَحْرِ دریا کے جہاد کی فضیلت **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ أَنَّهَا قَالَتْ نَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ ظَهْرَ هَذَا الْبَحْرِ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ قَالَتْ فَادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا ثُمَّ قَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَأَجَابَهَا مِثْلَ جَوَابِهَا

الاوّل فادع اللہ ان یجعلنی منھم قال انت من الاوّلین قال فخرجت مع زوجھا عبادۃ بن الصامت غازیۃ اوّل ما رکب المسلمون البحر مع معٰویۃ بن ابی سفیان فلما انصرفوا من غزاتھم قافلین فنزلوا الشام فقربت الیھا دابۃ لترکب فصرعتھا فماتت انس بن مالک سے روایت ہی انکی خالہ ام حرام بنت ملحان نے بیان کیا انہون نے کہا ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے قریب سوئے (انکے گہر مین وہ آپ کی رضاعی خالہ تہین) پہر جاگے تو تبسم فرما رہے تہے (یعنے ہنستے تہے) مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیون ہنسی آپنے فرمایا میری امت کے کچہ لوگ میرے سامنے لائے گئے جو اس سمندر پر سوار ہو رہے ہین جیسے بادشاہ تختون پر بیٹہتے ہین ام حرام نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ سبحانہ و تعالے مجہکو بہی انلوگون مین کرے آپنے دعا کی انکے لیے پہر دوسری بار آپ سو گئے پہر اٹہے تو ہنستے ہوئے اوٹہے اور ام حرام نے یہی پوچہا آپنے وہی جواب دیا ام حرام نے کہا اللہ سے دعا کیجیے وہ مجہکو بہی ان لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تو پہلے لوگون مین سے ہے انس نے کہا پہر ام حرام اپنے خاوند عبادہ بن صامت کے ساتہہ نکلین جہاد کے لیے جب پہلے پہل مسلمان سمندر مین چڑہے جہاد کے لیے معاویہ بن ابی سفیان کے ساتہہ (حضرت عثمان کی خلافت یا معاویہ کی امارت مین) جب مسلمان لوٹے جہاد سے تو شام مین اترے ام حرام کی سواری کے لیے ایک جانور آیا اس جانور نے انکو گرا دیا وہ مرگئین۔

ف اس حدیث مین آنحضرت کے کئی معجزے ہین ایک تو پیش خبری کہ اسلام کی ترقی ہوگی دوسرے مسلمان سمندر مین جاکر جہاد کرینگے تیسرے ام حرام بہی ان مجاہدین کے ساتہہ ہونگی اور جب تک زندہ رہین گی چوتہے پہر ام حرام مرجاوینگی اور دوسرے لشکر مین شریک نہین ہوسکین گی یہ سب باتین جو آپنے فرمائین تہین پوری ہوئین اور یہ کہلی دلیلین ہین آپ کی نبوت کی جو شخص نبی نہ ہو وہ ایسے صحیح پیش گوئیان کبہی نہین کرسکتا اس تفصیل کے ساتھ البتہ بعضے مجمل پیشین گوئیان لگے حکیمون اور کاہنون نے بہی کی ہین اور اب بہی لوگ کرتے ہین مگر ان مین دس باتین جہوٹ نکلتی ہین تو ایک آدہ بات سچ ہوجاتی ہے اور یہہ کچہ مشکل نہین جب ناواقف آدمی بہی دس بارہ تیر ماری تو ایک آدہ تیر نشانہ پر لگ جاتے سے یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ تیر انداز ہے۔ افسوس ہے کہ سب قومون سے پہلے عرب کے مسلمانون نے ہی دریا مین بڑے بڑے سفر کرنا شروع کیے اور علم جہازرانی مین وہ ساری قومون کی استاد بن گئے مگر زمانہ کی گردش سے اب یہ حال ہوگیا کہ عرب تمام علوم مین دوسری قومون سے پیچہے رہ گئے ہین اور جو لوگ جاہل اور کم علم تہے یعنے یورپ کے لوگ وہ تمام جہان کے لوگون سے علوم اور فنون مین گوئے سبقت لے گئے ہین وَتِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ اب بہی اگر مسلمانون کی ترقی منظور ہے تو عرب کے لوگون مین علوم اور فنون پہیلانے کی کوشش کرنا چاہیے اور عربون کو تمام جنگی علوم اور فنون کی تعلیم دینا چاہیے جب عرب پہر علوم مین کامل ہوجاوینگے تو دنیا کے تمام اقوام کو ہلا کر چہوڑ دینگے یہ شرف اللہ تعالی نے عرب ہی کو دیا ہے

کہ تھوڑے عرصہ میں ایشیا اور یوروپ اور افریقہ میں اسلام کی روشنی پھیلا دی اور جہاں گئے وہاں کے در و دیوار کو بھی مسلمان بنا دیا جو شجاعت اللہ تعالیٰ نے عرب کو دی ہے اسکے عشر عشیر بھی نہ ترکوں میں ہے نہ افغانوں میں نہ ایرانیوں میں نہ مصریوں میں گو نادان لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ افغان اور ترک عرب سے بھی زیادہ بہادر ہیں مگر یہ خیال ہی خیال ہے سرتاج بہادران روئے زمین عرب ہیں اور جب عرب درست ہو جاوینگے پھر جمیع اسلام کو بہار تازہ آ دیگی اور تمام کھلاڑی سے ہو کر جنت نژاد ہو جاوینگی یا اللہ تو عرب کے قوم پر پھر اپنی نظر عنایت فرما اور امام مہدی علیہ السلام کو جلد پیدا کر آمین یا رب العالمین **عن** اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَزْوَةٌ فِي الْبَحْرِ مِثْلُ عَشْرِ غَزَوَاتٍ فِي الْبَرِّ وَالَّذِي يَسْدَرُ فِي الْبَحْرِ كَالْمُتَشَحِّطِ فِي دَمِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ ابو الدرداء سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک جہاد دریا میں خشکی کے دس جہادوں کے برابر ہے اور جسکا سر گھومے دریا میں اسکو ثواب جیسے کوئی اللہ کی راہ میں اپنے خون میں لوٹتا ہو **عن** اَبِي اُمَامَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ شَهِيْدُ الْبَحْرِ مِثْلُ شَهِيْدَيِ الْبَرِّ وَالْمَائِدُ فِي الْبَحْرِ كَالْمُتَشَحِّطِ فِي دَمِهِ فِي الْبَرِّ وَمَا بَيْنَ الْمَوْجَتَيْنِ كَقَاطِعِ الدُّنْيَا فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ مَلَكَ الْمَوْتِ بِقَبْضِ الْاَرْوَاحِ اِلَّا شَهِيْدَ الْبَحْرِ فَاِنَّهُ يَتَوَلّٰى قَبْضَ اَرْوَاحِهِمْ وَيَغْفِرُ لِشَهِيْدِ الْبَرِّ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا اِلَّا الدَّيْنَ وَلِشَهِيْدِ الْبَحْرِ الذُّنُوْبَ وَالدَّيْنَ ابو امامہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے دریا کا شہید خشکی کے دو شہیدوں کے برابر ہے (ثواب میں) اور دریا میں جس کا سر گھومے (اور قے متلی آوے) اسکو ایسا ثواب ہے جیسے کوئی خون میں تڑپ رہا ہو خشکی میں اور ایک موج سے دوسری موج تک جانیوالا ایسا ہے جیسے خشکی میں ساری دنیا کا سفر کرنیوالا اللہ کی اطاعت میں اور بیشک اللہ جل جلالہ نے موت کے فرشتے (حضرت عزرائیل علیہ السلام) کو مقرر کیا ہے جان نکالنے پر مگر جو دریا میں شہید ہو اسکی جان پروردگار خود نکالتا ہے اور خشکی کے شہید کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں سوا قرض کے اور دریا کے شہید کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں اور قرض بھی بخشدیا جاتا ہے **ف** اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے عفیر بن معدان راوی کی وجہ سے اور طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا کہ جس نے حج نہیں کیا اسکے لیے حج دس جہادوں سے زیادہ ہے اور جو حج کر چکا ہے اسکے لیے جہاد دس حجوں سے زیادہ ہے اور ایک جہاد دریا میں خشکی کے دس جہادوں سے بہتر ہے اور جو دریا پار ہو گیا وہ کل وادیوں سے پار ہو گیا اور سر گھومنے والا دریا میں خون میں لوٹنے والے کے برابر ہے اسکے اسناد میں عبداللہ بن صالح کاتب اللیث ہیں لیکن وہ ثقہ ہے بخاری نے اس سے حجت لی اور حاکم نے اسکی روایت کو صحیح کہا

باب ذِكْرِ الدَّيْلَمِ وَفَضْلِ قَزْوِيْنَ دیلم اور قزوین کا بیان

عن اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلِكُ جَبَلَ الدَّيْلَمِ وَالْقُسْطَنْطِينِيَّةَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا مین سے کچھ باقی نرہے سوا ایک دن کے تو اللہ تعالی اس ہی دن کو لنبا کردیگا یہانتک کہ میرے اہلبیت مین سے ایک شخص مالک ہوگا دیلم کے پہاڑ اور قسطنطنیہ کا **ف** قسطنطنیہ اور دیلم دونون مین ابتک مسلمانون کی حکومت ہے یہ بین خبری صحیح ہوی مگر اسحدیث مین اہل بیت کا لفظ ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید امام مہدی مراد ہین اور قیامت کے قریب انکی سلطنت ان ملکون مین ہوگی تو ابہی وہ زمانہ نہین آیا جب نصارے ان ملکون کو بہ مسلمانون سے لیوین لیکن نصاری کی حکومت روز بروز بڑہ رہی ہے اور مسلمانون کی طاقت گہٹ رہی ہے عجب نہین جو چند ہی سال مین قسطنطنیہ پر بہی نصاری قبضہ کرلین اسی طرح دیلم کے پہاڑون پر بہی **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الْآفَاقُ وَسَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مَدِينَةٌ يُقَالُ لَهَا قَزْوِينُ مَنْ رَابَطَ فِيهَا أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً كَانَ لَهُ فِي الْجَنَّةِ عَمُودٌ مِنْ ذَهَبٍ عَلَيْهِ زَبَرْجَدَةٌ خَضْرَاءُ عَلَيْهَا قُبَّةٌ مِنْ يَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ مِصْرَاعٍ مِنْ ذَهَبٍ عَلَى كُلِّ مِصْرَاعٍ زَوْجَةٌ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قریب ہے وہ زمانہ جب کئی ملک تم فتح کروگے اور ایک شہر کو تم فتح کروگے اسکا نام قزوین ہوگا جو شخص وہان رباط کرے چالیس دن یا چالیس راتون تک اسکو جنت مین ایک ستون ملیگا سونیکا اوسپر سبز زمرد لگا ہوگا اسپر ایک قبہ ہوگا سرخ یاقوت کا اس قبے مین ستر ہزار چوکہٹے ہونگے سونے کے (یعنے ستر ہزار دروازے) ہر چوکہٹے پر ایک بی بی ہوگی حورون مین سے جو بڑی آنکہ والیان ہین **ف** شوکانی نے کہا اسکے اسناد مین داؤد بن محبر ہے وہ وضاع ہے اور ایک ضعیف ہے ایک متروک ہے اور ابن جوزی نے اسحدیثکو موضوعات مین لکہا ہے انجاح مین ہے کہ یہی وہ حدیث ہے جسکو لوگ کہتے ہین کہ سنن ابن ماجہ مین ایک موضوع حدیث ہے انتہے مترجم کہتا ہے اسحدیث کی اسناد مین یزید بن ابان متروک ہے اور ربیع بن صبیح ضعیف ہے اور داؤد بن المحبر کذاب ہے اسلیے یہ حدیث غالباً بنائی ہوئی ہے اور تعجب ہے کہ ابن ماجہ نے اپنی سنن مین اسحدیث کو ذکر کرکے اپنی کتاب کو بدنام کیا اور اسحدیث مین کچہ کلام بہی نہین کیا بلکہ اسپر سکوت کیا اور لوگ کہتے ہین کہ امام ابن ماجہ خدا انپر رحم کرے قزوین کے رہنے والے تہے اسلیے انہون نے اپنے شہر کی فضیلت مین یہ حدیث لکہی اور اسپر سکوت کیا مگر دوسرے محدثین نے اس حدیث کا حال بیان کردیا کہ وہ اعتبار کے لائق نہین ہے سیوطی نے زجاجہ مین کہا کہ اسحدیث کو رافعی نے بہی تاریخ قزوین مین بیان کیا اور کہا یہ حدیث مشہور ہے اسکو داؤد سے ایک جماعت نے روایت کیا ان مین سے ہین حارث بن ابی اسامہ اور اسماعیل بن

رشد اور ابراہیم بن الولید اور سلیمان بن خلال وغیرہم اور امام ابن ماجہ نے اسکو اپنی سنن مین ذکر کیا اور حدیث کی حافظ ان کی کتاب کو صحیحین اور سنن ابو داؤد اور نسائی کے قریب بیان کرتے ہین اور انکی روایتوں سے حجت لیتے ہین اور عبد الرحمان بن ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اپنے باپ سے اونہون نے ابراہیم بن الولید سے انہون نے داؤد بن محبر سے لیکن داؤد کو ضعیف کیا امام احمد اور علی بن المدینی اور ابو زرعہ اور ابو حاتم نے اور ربیع بن صبیح سے ثوری اور وکیع اور ابو نعیم اور عبد الرحمان بن مہدی نے روایت کیا اور ابن ابی حاتم نے کتاب الجرح والتعدیل مین کہا کہ امام احمد اور ابو زرعہ نے اسکی تعریف کی اور یحییے بن معین نے اسکو ضعیف کیا اور ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات مین لکھا ابن ماجہ کے طریق سے اور کہا وہ موضوع ہے داؤد وضاع اور ربیع ضعیف ہے اور یزید متروک ہی اور مزی نے کہا یہ حدیث منکر ہے نہین پہچانی جاتی مگر داؤد کی روایت سے

بَابُ الرَّجُلِ يَغْزُو وَلَهُ أَبَوَانِ

آدمی کو جہاد کرنا کیسا ہے جب اسکی مانباپ زندہ ہون

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ أُمُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ارْجِعْ فَبَرَّهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْجَانِبِ الْآخَرِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ أُمُّكَ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَارْجِعْ فَبَرَّهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنْ أَمَامِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَ وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ أُمُّكَ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَيْحَكَ الْزَمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةُ

معاویہ بن جاہمہ سلمی سے روایت ہی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین آپکے ساتھ جہاد کرنا چاہتا ہون اللہ کی رضامندی کے لیے اور آخرت کی بہتری کے واسطے آپنے فرمایا ہائے تیری ماں زندہ ہے مین نے عرض کیا جی ہان زندہ ہے آپنے فرمایا تو لوٹ جا اور اپنی ماں کی خدمت کر پہر مین آپ پاس آیا دوسری طرف سے اور مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین چاہتا ہون آپکے ساتھ جہاد کرون اللہ جل جلالہ کی رضامندی اور آخرت کے ثواب کے لیے آپنے فرمایا افسوس کیا تیری ماں زندہ ہے مین نے کہا جی ہان آپنے فرمایا لوٹ جا اسکی خدمت کر پہر مین سامنے سے آپکے پاس آیا اور مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین چاہتا ہون آپکے ساتھ جہاد کرون اور میری نیت اللہ کی رضامندی اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی ہے آپنے فرمایا افسوس تیری ماں زندہ ہے مین نے عرض کیا جی ہان زندہ ہے آپنے فرمایا افسوس اسکی پاؤن کے پاس رہ وہین جنت ہی **ف** ماں کا حق اس حدیث سے معلوم کرنا چاہیے کہ اسکے پاؤن کے پاس جنت ہے اور ماں کی خدمتگذاری کو آپنے جہاد پر مقدم رکہا لیکن اگر ماں باپ جہاد کی اجازت دیوین تو آدمی جہاد کر سکتا ہے ورنہ جب تک ماں باپ زندہ

رہیں انکی خدمت گذاری کو جہاد پر مقدم رکہے انکے مرنے کے بعد پہر اختیار ہے ماں کا حق اتنا بڑا ہے کہ جہاد کا سا فرض اور اسلام کا رکن بغیر اسکے اجازت کے ناجائز ہے اور حضرت اویس قرنی اپنی بوڑہی ماں کی خدمت میں مصروف رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے نہ آسکے یہانتک کہ آپنے وفات فرمائی جو لوگ اپنے ماں باپ کو ستاتے ہیں انکو ناخوش کرتے ہیں وہ ان حدیثوں پر غور کریں اگر ماں ناراض رہے گی تو جنت کا ملنا دشوار ہے اور دنیا کی زندگی بہی ایسے شخص کی بڑی خراب گذرتی ہے جو اپنے ماں باپ کو ناراض کرتا ہے یہ امر تجربہ سے معلوم ہو چکا ہے **عَنْ** مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السَّلَمِيِّ أَنَّ جَاهِمَةَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ مَاجَهْ هٰذَا جَاهِمَةُ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ السَّلَمِيُّ الَّذِي عَاتَبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ معاویہ بن جاہمہ سے روایت ہے کہ جاہمہ انکے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے پہر وہی قصہ بیان کیا جو اوپر گذرا حافظ ابن ماجہ نے کہا یہ جاہمہ عباس بن مرداس اسلمی کا بیٹا ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غصہ کیا تہا حنین کے دن **ف** جب آنحضرت نے حنین کی لوٹ بانٹی تو ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ اور عیینہ بن حصین اور اقرع بن حابس ان میں سے ہر ایک کو سو سو اونٹ دیے اور عباس بن مرداس سلمی کو اس سے کم دیے انہوں نے اپنا غصہ ظاہر کیا اور چند اشعار پڑہے جن کا مضمون یہ تہا کہ میرا درجہ ان لوگوں سے کم نہیں ہے اور آپ آج جسکا درجہ گہٹا دیں گے قیامت تک اسکا درجہ نہ بڑہیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اشعار سنکر عباس کو بہی اوتنے ہی اونٹ پورے کر دیے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي جِئْتُ أُرِيدُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَقَدْ أَتَيْتُ وَإِنَّ وَالِدَيَّ لَيَبْكِيَانِ قَالَ فَارْجِعْ إِلَيْهِمَا فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اسلیے آیا ہوں کہ آپکے ساتھ جہاد کروں میں اللہ کی رضامندی اور آخرت کے ثواب کا طالب ہوں اور میں جسوقت چلا تو میرے ماں باپ رو رہے تھے آپنے فرمایا تو لوٹ جا اور انکو ہنسا جیسے تونے انکو رلایا

بَابُ النِّيَّةِ فِي الْقِتَالِ لڑائی کی نیت کا بیان

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ ابو موسی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا اس شخص کا حال جو شجاعت کی وجہ سے لڑتا ہے اور اس شخص کا حال جو شرم کی وجہ سے لڑتا ہے (حمیت او ننگ سے) اور اس شخص کا حال جو دکہانے کے لیے لڑتا ہے تا کہ اسکا شہرہ ہو اور لوگ اسکی بہادری دیکہکر اسکی تعریف کریں) آپنے فرمایا جو کوئی اسلیے لڑے کہ اللہ تعالی کا کلمہ بلند ہووے وہ

اللہ کی راہ میں ہے **ف** اور یہی جہاد ہے باقی شجاعت یا ننگ و ناموس یا ریاکاری یا دنیا اور مال و ملک کے لیے لڑنا یہ جہاد
نہیں ہے بلکہ اگلے لوگوں نے اگر کبھی اللہ کے سوا اور کسی بات کا خیال بھی آگیا ہے تو لڑائی چھوڑ دی ہے مثنوی میں وہ حکایت مشہور
ہے کہ جب حضرت علی مرتضے نے جنگ میں ایک کافر کو پچھاڑا اور آپ اسکو مارنا چاہتے تھے اس نے آپکے مونہ پر تھوک دیا اسی
وقت آپ اسکے سینہ پر سے اٹھ کھڑے ہوئے وہ کافر متعجب ہوا اور کہنے لگا میں نے تو اسواسطے یہ فعل کیا کہ آپ کا غصہ زیادہ
ہو اور آپ مجھ کو جلد مار ڈالیں آپنے فرمایا میں تو خدا کے لیے لڑتا تھا نہ اپنے ننگ و ناموس کے لیے جب تو نے میرے مونہ پر تھوکا
تو نفس درمیان آگیا اب تجھے مارنا روا نہیں ہے کیونکہ یہ قتل خالص خدا کے لیے نہ رہا یہ سنتے ہی وہ کافر ایمان لایا ؎
آن خدو انداخت بر روئے علی افتخار ہر نبی و ہر ولی - اخیر حکایت تک **عن** عبد الرحمن بن ابی عقبۃ وکان
مولی لاھل فارس قال شھدت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد فضربت رجلا من المشرکین
فقلت خذھا منی وانا الغلام الفارسی فبلغت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا قلت خذھا
منی وانا الغلام الانصاری عبد الرحمن بن ابی عقبہ سے روایت ہے وہ غلام آزاد (مولی) تھے اہل فارس کے انہوں نے
کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا جنگ احد میں تو میں نے ایک مشرک پر وار کیا اور وار کرتے وقت
میں نے کہا لے اور میں فارسی غلام ہوں یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی آپنے فرمایا تو نے یہ کیوں نہ کہا لے
اور میں انصاری غلام ہوں **ف** اسوقت میں فارس کے لوگ کافر تھے تو آپنے انکی طرف نسبت کرنا برا جانا اور
انصاری مسلمان تھے اسلیے آپنے فرمایا تو نے اپنے تئیں انصاری کیوں نہ کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انصار کا لقب
کچھ اوس اور خزرج سے خاص نہیں ہے بلکہ جن مسلمانوں نے آنحضرت کی مدد کی وہ سب انصار تھے اور یہ بھی نکلا کہ جاہلیت
اور کفر کے خاندان سے فخر کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے اور سخت معیوب ہے **عن** عبد اللہ بن عمرو یقول سمعت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من غازیۃ تغزو فی سبیل اللہ فیصیبوا غنیمۃ الا تعجلوا
ثلثی اجرھم فان لم یصیبوا غنیمۃ تم لھم اجرھم عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی لشکر ہے اللہ کی راہ میں جہاد کریں پھر لوٹ کا مال حاصل کرے تو اس
نے ثواب کی دو تہائی دنیا ہی میں حاصل کر لی اور ایک تہائی ثواب آخرت میں باقی رہا اور اگر لوٹ نہ ملی تو ان کو پورا
ثواب ملیگا آخرت میں **باب** ارتباط الخیل فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے گھوڑے رکھنا
ثواب ہے **عن** عروۃ البارقی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخیر معقود بنواصی
الخیل الی یوم القیامۃ عروہ بارقی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں

مین ہمیشہ برکت اور خوبی بندھی رہیگی قیامت تک **ف** کیونکہ گھوڑا عمدہ آلہ ہے جہاد کا اور اسی لیے تمام جانورون سے گھوڑا
افضل ہے اور اسکا رکھنا موجب برکت اور اجر ہے اگر جہاد کی نیت سے رکھے جیسے آگے آتا ہے **عن** عبد اللہ بن عمر عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الخیل فی نواصیہا الخیر الی یوم القیمۃ عبد اللہ بن عمر سے بھی ایسے
ہی روایت ہے **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخیل فی نواصیہا الخیر
او قال الخیل معقود فی نواصیہا الخیر قال سہیل انا اشک الخیر الی یوم القیامۃ الخیل ثلثۃ
فہی لرجل اجر ولرجل ستر وعلی رجل وزر فاما الذی ہی لہ اجر فالرجل یتخذہا فی سبیل اللہ
ویعدہا لہ فلا تغیب شیئا فی بطونہا الا کتب لہ اجر ولو رعاہا فی مرج ما اکلت شیئا الا
کتب لہ بہا اجر ولو سقاہا من نہر جار کان لہ بکل قطرۃ تغیبہا فی بطونہا اجر حتی ذکر الاجر
فی ابوالہا وارواثہا ولو استنت شرفا او شرفین کتب لہ بکل خطوۃ تخطوہا اجر واما الذی
ہی لہ ستر فالرجل یتخذہا تکرما وتجملا ولا ینسی حق ظہورہا وبطونہا فی عسرہا ویسرہا واما
الذی ہی علیہ وزر فالذی یتخذہا اشرا وبطرا وبذخا ورئاء للناس فذلک ہی علیہ وزر
ابوہریرہ سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھوڑون کی پیشانیون مین برکت اور خوبی رہے یا
یون فرمایا کہ گھوڑون کی پیشانیون مین برکت بندھی ہوئی ہے قیامت تک سہیل نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث
کا) یہ شک مجھکو ہوئی اور فرمایا آنحضرت نے کہ گھوڑے تین طرح ہین ایک کے واسطے ثواب ہین اور دوسرے کے واسطے
معاف ہین اور تیسرے کیواسطے عذاب ہین لیکن جسکے واسطے ثواب ہین وہ وہ شخص ہے کہ جو انکو رکھے اسکی راہ مین جہاد
کرنیکے لیے اور تیار کرے انکو اسی کے لیے تو جو کہانا انکے پیٹ مین جاویگا اس شخص کے لیے ثواب لکھا جاوے گا
اور اگر وہ شخص انکو چراوے ایک گھانس والی زمین تو جتنا وہ کھاوینگے اسکے لیے ثواب لکھا جاویگا اور اگر وہ شخص
انکو پانی پلاوے ایک جاری نہر سے تو ہر قطرے کے بدل جو انکے پیٹ مین جاویگا اسکے لیے ایک اجر لکھا جاویگا یہانتک
کہ بیان کیا اجر کا انکے پیشاب اور لید کرنے مین بھی اور اگر وہ گھوڑے دوڑین ایک میل یا دو میل تک تو ہر قدم
کے بدل جو وہ اٹھاوینگے اسکے لیے ایک اجر لکھا جاوے گا **ف** اس ثواب کا کچھ ٹھکانا ہے بیحد و بے حساب ثواب
ہے مطلب یہ کہ جو گھوڑا جہاد کی نیت سے رکھا جاوے اسکا کھلانا پلانا چلنا پھرنا موتنا سب اجر ہی اجر ہے اور ہر ایک مین
ثواب ہے گھوڑے کے مالک کو **ف** اور جسکے واسطے معاف ہین (یعنے نہ ثواب ہے نہ عذاب ملکہ مباح) وہ وہ شخص
ہے جو عزت اور زینت کے لیے گھوڑے رکھے لیکن ان کی سواری اور پیٹ کا حق فراموش نہ کرے سختی اور آسانی دونو

حالت مین **ف** سواری کا حق یہ ہی کہ جب کوئی مسلمان اسکو مانگے ضرورت کیوجہ سی تو اسکو دیوے یا کوئی تھکا ہوا مسلمان
راہ مین ملے تو اُسکو سوار کر لیوے اور بعضون نے کہا اُسکی زکوٰۃ ادا کرے لیکن اہلحدیث اور جمہور علماء کے نزدیک گھوڑون
مین زکوٰۃ نہین ہے اور پیٹ کا حق یہ ہے کہ ان کے دانے گھاس کی خبر اچھی طرح رکھے کبھی آپ خود دیکھا کرے اگر ہمیشہ ممکن
نہ ہو اور ایک بزرگ سی منقول ہے کہ وہ جہاد مین گئی انکا گھوڑا سستی کرنے لگا انہون نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون گھوڑے
نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اسوقت جب تو نے مجھکو چھوڑ دیا اپنی لونڈی پر اور میرے دانے چارے کی خبر نہ لی اس روز سے
مینے یہ معمول کر لیا کہ اپنی ذات سی اپنی گھوڑے کی خدمت کرتا **ت** اور جس کے واسطے عذاب ہین وہ وہ شخص ہے جو گھوڑون
کو رکھے غرور اور تکبر اور فخر اور لوگون کو دکھلانے اور نمایش کے لیے (فخر کے واسطے) ایسے شخص کے لیے گھوڑے عذاب ہین

عن اَبِی قَتَادَۃَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ الْخَیْلِ الْاَدْھَمُ الْاَقْرَحُ الْمُحَجَّلُ الْاَرْثَمُ
طَلْقُ الْیَدِ الْیُمْنٰی فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ اَدْھَمَ فَکُمَیْتٌ عَلٰی ھٰذِہِ الشِّیَۃِ ابو قتادہ انصاری سی روایت ہی آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر گھوڑا وہ ہی جو مشکی ہو سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤن جسکی ناک اوپر کا لب سفید ہو اور داہنا ہاتھ
ساری بدن کیطرح ہو (یعنے اس مین سفیدی نہ ہو اسکو عرب طلق الید الیمنے کہتے ہین یہ بہت مبارک ہوتا ہے) اگر مشکی
نہ ہو تو کمیت سہی انہی صفات اور انہی دونون کا **ف** یعنی کمیت ہو سفید پیشانی یا کمیت سفید ہاتھ پاؤن یا کمیت
سفید لب اور بینی یا کمیت طلق الید الیمنے یہ سب قسمین عمدہ ہین اس حدیث سی یہ نکلتا ہے کہ مشکی رنگ گھوڑے کی سب
رنگون مین عمدہ ہے اور حقیقت مین یہ رنگ نہایت مضبوط اور محنتی ہوتا ہے اسکے بعد کمیت اس کے بعد اور رنگ صبید
سبز رنگ سمند سرخہ نقرہ سبزہ وغیرہ **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکْرَہُ الشِّکَالَ مِنَ
الْخَیْلِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آپ گھوڑون مین شکال کو برا جانتے تھے **ف** وہ یہ ہے کہ تین پاؤن
سفید ہون ایک ساری بدن کے رنگ پر ہو اسکو ارجل بھی کہتے ہین اب تک گھوڑ یوالے ایسے رنگ کو مکروہ اور نامبارک
سمجھتے ہین مگر عام مین مشہور ہے کہ اگر پیشانی پر بھی سفیدی ہو تو شکال ضرر نہین کرتا لیکن حدیث مطلق ہے اور بعضون
نے کہا شکال یہ ہی کہ داہنا ہاتھ سفید ہو تو بایان پاؤن سفید ہو یا بایان ہاتھ سفید ہو تو داہنا پاؤن واللہ اعلم **عن**
تَمِیْمٍ الدَّارِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ارْتَبَطَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ عَالَجَ
عَلَیْہِ بِیَدِہٖ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ حَبَّۃٍ حَسَنَۃٌ تمیم داری سی روایت ہی مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتی
تھے جس نے ایک گھوڑا رکھا اللہ کی راہ مین جہاد کرنے کے لیے پھر اسکو دانہ چارہ آپ کھلایا تو ہر دانہ کے بدل اسکو ایک نیکی
ملے گی **باب** الْقِتَالِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اللہ کی راہ مین لڑنے کا ثواب **عن** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ معاذ بن
جبل سے روایت ہی انہوں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو اللہ کی راہ میں لڑا بشرطیکہ مسلمان ہو
اتنی دیر تک جتنی دیر اونٹنی کے دودھ دوہنے میں ٹھہر جاتے ہیں تو اُسکے لیے جنت واجب ہو گئی **ف** ٹھہرنے سے مراد دیا تو وہ ٹھہرنا
ہے جو ایک وقت سے دوسرے وقت تک ہوتا ہے مثلاً صبح کو دودھ دوہکر پھر شام کو دوہتے ہیں تو صبح سے شام تک لڑے
یہ مطلب ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ ٹھہرنا مراد ہے جو دودھ دوہنے میں تھوڑی دیر ٹھہر جاتے ہیں تاکہ اور دودھ تھن میں اتر آوے
پھر دوہتے ہیں یہ چار پانچ لحظہ ہوتے ہیں تو مطلب یہ ہوگا جو کوئی اتنی دیر تک بھی اللہ کی راہ میں کافرون سے لڑا اس کے
لیے جنت واجب ہو گئی سبحان اللہ جہاد کی فضیلت کیا کہنا **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَضَرْتُ حَرْبًا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ رَوَاحَةَ يَا نَفْسُ أَلَا أَرَاكِ تَكْرَهِينَ الْجَنَّةَ أَحْلِفُ بِاللّٰهِ لَتَنْزِلِنَّهْ طَائِعَةً أَوْ لَتُكْرَهِنَّهْ انس بن مالک سے روایت ہی میں
ایک لڑائی میں حاضر تھا تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا اے نفس میں دیکھتا ہوں تو جنت میں جانا ناپسند کرتا ہے میں قسم کھاتا
ہوں اللہ کی تو جنت میں ضرور جاویگا خوشی یا ناخوشی کے ساتھ **ف** یعنی شہید ہوگا اللہ کی راہ میں اور شہادت حالانکہ
جنت میں جانا ہے مگر نفس کو ناپسند ہی کس لیے کہ دنیا کی لذات چھوڑنا پڑتا ہے اور عبداللہ بن رواحہ نے جیسے قسم کھائی
تھی ویسا ہی ہوا وہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے جہاں جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ بھی شہید ہوئے اور اوپر ایک
حدیث میں گذرا کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھیں تو بھی اللہ انکو سچا کرے عبداللہ بن
رواحہ بھی ایسے ہی بندوں میں تھے اور تمام صحابہ کرام جو جان نثار تھے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت
کرام کی رضی اللہ عنہم اجمعین **عَنْ** عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ أُهْرِيقَ دَمُهُ وَعُقِرَ جَوَادُهُ عمرو بن عبسہ سے روایت ہی میں آن حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم پاس آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سا جہاد افضل ہے آپ نے فرمایا جس میں آدمی کا خون بہایا جاوے
اور اسکا گھوڑا بھی زخمی ہو **ف** یعنے پوری شہادت ہو خود بھی مارا جاوے اور گھوڑا بھی یا اللہ اپنے مقبول بندوں
کے تصدق سے ہمکو بھی شہادت نصیب کر اور موت کے تکالیف سے بچا دے اور ہر ایک بیماری اور درد کے صدمے سے آمین
یا رب العالمین **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَجْرُوحٍ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِ
اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ جُرِحَ اللَّوْنُ لَوْنُ
دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ کی راہ میں
زخمی ہو اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے اسکو جو اسکی راہ میں زخمی ہوتا ہے اور جو دنیا کے یا ملک کے طمع میں زخمی ہوتا ہے اتو

وہ قیامت کے دن آویگا اور اسکا زخم ایسا تازہ ہوجاویگا جیسے اُس دن تہا جبدن وہ زخم لگا تہا اُسکا رنگ تو خون کا سا ہوگا اور خوشبو مشک کے ہوگی عن عبد اللّٰہ بن ابی اوفی یقول دعا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی الاحزاب فقال اللّٰھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اللّٰھم اھزمھم وزلزلھم عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی کافرون کے گروہون پر تو فرمایا یا اللہ اتارنیوالے کتاب کے جلدی لینے والی حساب کے شکست دے گروہون کو (کافرون کے) یا اللہ انکو شکست دے اور گھبرا دے پریشان کردے بیقرار کرکے کہ بہاگ جاوین ف جب جنگ مین کافرون کی فوجین بہت ہون تو یہی دعا پڑہنا چاہیے آپنے یہ دعا جنگ احزاب مین کی یعنے غزوہ خندق مین جب ابوسفیان احزاب یعنی گروہ کے گروہ کافرون کو آپ پر چڑہا لایا تہا عن سھل بن ابی امامۃ بن سھل بن حنیف حدثہ عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من سال اللّٰہ الشھادۃ بصدق من قلبہ بلغہ اللّٰہ منازل الشھداء وان مات علی فراشہ سہل بن ابی امامہ بن سہل بن ضیف نے روایت کی اپنے باپ سے اُنہوں نے دادا سے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص شہادت کو مانگے گا دل سے سچائی کے ساتہ اسکو اللہ تعالی شہیدون کا درجہ دیگا اگرچہ وہ اپنے بچہونے پر مرجاوے ف کیونکہ نیت اسکی شہادت کی تہی اور نیۃ المؤمن خیر من عملہ مشہور ہے

باب فضل الشھادۃ فی سبیل اللّٰہ

اللہ کی راہ مین شہادت کی فضیلت عن ابی ھریرۃ رض عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ذکر الشھداء عند النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال لا تجف الارض من دم الشھید حتی تبتدرہ زوجتاہ کانھما ظئران اضلتا فصیلیھما فی براح من الارض وفی ید کل واحدۃ حلۃ خیر من الدنیا وما فیھا ابوہریرہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شہیدون کا ذکر کیا گیا آپنے فرمایا زمین شہید کے خون سے نہین سوکہتی کہ اسکی دونون بی بیان اُسکو آکر اٹہاتی ہین گویا وہ دائیاں ہین جنہون نے اپنے شیرخوار بچے کو گم کردیا ہو ایک آباد جنگل مین اور ہر ایک بی بی کے ہاتہہ مین ایک جوڑا ہوتا ہے جو ساری دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ف یہ بی بیان جنت کی حورون مین سے شہید کو لپک کر لینے کے لیے آتی ہین اور جوڑے اسکو پہنانے کے لیے ساتہ لاتی ہین غرض شہید اودہر زمین پر گرا اور اسکی جان نکلی کہ جنت مین داخل ہوگیا اور حورون کے ساتہ عیش و نشاط کرنے لگا اگرچہ ہنوز اسکے خون سے زمین بھی نہ سوکہی ہو سبحان اللہ کیا عیش ہے شہید کے لیے ایسی سو جانین اپنے مالک پر قربان عن المقدام ابن معدیکرب عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال للشھید عند اللّٰہ ست خصال یغفر لہ فی اول دفعۃ من دمہ ویری مقعدہ من الجنۃ ویجار من عذاب القبر ویامن من الفزع الاکبر و

وَيُحَلَّى حُلَّةَ الْإِيمَانِ وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ إِنْسَانًا مِنْ أَقَارِبِهِ مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کو اللہ تعالیٰ کے پاس چھہ باتین ملتی ہین ایک تو پہلی ہی بار اسکا خون نکلتے ہی اُسکی مغفرت ہوتی ہے اور وہ اپنا ٹھکانا جنت مین دیکھہ لیتا ہے دوسرے عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے تیسرے حشر کے دن جو بڑی گھبراہٹ ہوگی اُس سے محفوظ رہتا ہے اسلیے کہ اسکو اپنا ٹھکانا پہلے ہی معلوم ہوجاتا ہے چوتھے ایمان کا جوڑا اسکو پہنایا جاتا ہے پانچوین بڑی آنکھہ والی حورون سے اسکا نکاح باندھا جاتا ہے چھٹے ستر آدمی اسکی شفاعت سے بخشے جاتے ہین اُسکے عزیزون مین سے سبحان اللہ شہادت کی کیا فضیلت ہے ان مین سے ایک ایک بات اس لائق ہے کہ اسکے لیے اگر ایسی بے ثبات لاکھہ زندگانیان ہون تو قربان کی جاوین اور پھر ان سب نعمتون سے بڑھکر اپنے مالک کی رضامندی اور خوشی ہے اگر مالک ہمسے راضی ہو جاوے تو ساری حور و قصور و غلمان نعماے جنت اسپر تصدق ہین

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ أَلَا أُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَبِيكَ قُلْتُ بَلَى قَالَ مَا كَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا فَقَالَ يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِينِي فَأُقْتَلُ فِيكَ ثَانِيَةً قَالَ إِنَّهُ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يُرْجَعُونَ قَالَ يَا رَبِّ فَأَبْلِغْ مَنْ وَرَائِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَذِهِ الْآيَةَ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا الْآيَةَ كُلَّهَا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب احد کی لڑائی مین عبد اللہ بن عمرو بن حرام (جابر کے باپ) مارے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جابر مین تجھہ سے بیان کرون جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرے باپ سے (سبحان اللہ کیا درجہ ہے) مین نے عرض کیا بیان کیجیے آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی سے بات نہین کی مگر پردے کے پیچھے اور تیرے باپ سے سامنے ہوکر (بغیر حجاب کے) بات کی اور فرمایا اے بندے میرے کچھہ خواہش کر مجھہ سے کہ مین تجھہ کو دون تیرے باپ نے کہا اے مالک میری مجھکو پھر جلادے تاکہ مین تیری راہ مین دوبارہ مارا جاؤن اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا قول ہوچکا ہے کہ وہ دنیا مین دوبارہ نہین جاوینگے **ف** اس سے بودھ اور ہنود کا مذہب باطل ہوتا ہے انکے نزدیک سب آدمی اپنی اپنی عملون کے موافق سزا اور جزا پاکر پھر دنیا مین جنم لیتے ہین مگر جو برہمن یعنے کامل فقیر خدا کی ذات مین غرق ہوجاتا ہے اسکا جنم نہین ہوتا **ف** تب تیرے باپ نے کہا اچھا اے مالک میرے بعد جو لوگ دنیا مین رہ گئے ہین انکو میرا حال پہونچا دے اسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا الآیۃ کلہا اخیر آیت تک **ف** یعنے جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے جاوین انکو مردہ مت سمجھ بلکہ وہ زندہ ہین اپنے مالک کے

پاس انکو روزی ملتی ہو اس آیت سے شہیدون کی حیات اور انکی روزی ثابت ہوئی اور دوسری آیتون اور حدیثون سے یہ ثابت ہے کہ درحقیقت موت کیا ہے روح کا جدا ہونا بدن سے نہ یہ کہ روح کا فنا ہو جانا پس جب روح قائم رہی تو حیات بھی قائم ہے البتہ یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ دنیا کی سی حیات ہو پر شاید دنیا کی حیات سے زیادہ وہ قوی اور پرطاقت ہو اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب سب لوگ زندہ مین تو پھر شہدا کی کیا تخصیص ہے حالانکہ اس آیت سے انکی تخصیص نکلتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شہدا کی تخصیص یہ ہے کہ وہ زندہ بھی ہین اور معظم اور مکرم بھی ہین اللہ کے پاس اور انکو جنت کے میوے روز کھانے کو ملتے ہین یہ سب باتین اورون کے لیے نہ ہونگی مگر دوسری حدیث مین ہو کہ مومنون کی روحین چڑیون کے لباس مین جنت مین چگتی پھرتی ہین اس مین سب مومنین داخل ہوگئے اور ایک حدیث مین ہو کہ قبر مین جنت کیطرف ایک راہ مومن کے لیے کھولدیجاوے گی اور اس سے نکلتا ہے کہ قیامت تک مومن کی روح وہین رہیگی غرض روح کے مسکن کے باب مین علما کے بہت اقوال ہین جنکو ابن قیم نے تفصیل سے حادی الارواح مین ذکر کیا ہے اور سب سے زیادہ راجح قول یہی ہے کہ مومنون کی ارواح جنت مین ہین اور کافرون کے دوزخ مین واللہ اعلم **عن عبد اللہ** فِي قَوْلِهِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ قَالَ أَمَا إِنَّا سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَرْوَاحُهُمْ كَطَيْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ فِي أَيِّهَا شَاءَتْ ثُمَّ تَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مُعَلَّقَةٍ بِالْعَرْشِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ اطِّلَاعَةً فَيَقُولُ سَلُونِي مَا شِئْتُمْ قَالُوا رَبَّنَا وَمَاذَا نَسْأَلُكَ وَنَحْنُ نَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ فِي أَيِّهَا شِئْنَا فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَا يُتْرَكُونَ مِنْ أَنْ يَسْأَلُوا قَالُوا نَسْأَلُكَ أَنْ تُرَدَّ أَرْوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا إِلَى الدُّنْيَا حَتَّى نُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ فَلَمَّا رَأَى أَنَّهُمْ لَا يَسْأَلُونَ إِلَّا ذَلِكَ تُرِكُوا ۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہو یہ آیت ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا جنسے اسکا مطلب پوچھا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ نے فرمایا کہ شہیدون کی روحین سبز چڑیون کے قالب مین جنت مین جیسی پھرتی ہین جہان چاہتی ہین (سبحان اللہ کیا عیش ہے یا اللہ ہم گنہگارون پر بھی کرم فرما اور جنت کا ایک کونا ہی ہمکو عنایت کر) پھر شام کو ان قندیلون مین بسیرا کرتی ہین جو عرش مقدس سے لگی ہوئی ہین ایک بار روحین اسیحال مین تہین کہ پروردگار نے انکو جھانکا اور فرمایا مجھ سے مانگو تمہاری کیا خواہش ہے وہ بولا اے مالک ہمارے اب ہم تجھ سے کیا مانگین جنت مین تو ہم گھومتے پھرتے ہین جہان چاہتے ہین جب انکو معلوم ہوا کہ وہ چھوڑے نہین جاوینگے جب تک کچھ مانگین نہین تو انھون نے عرض کیا اے مالک ہم تجھ سے یہ مانگتے ہین کہ ہماری روحین پھر ہمارے بدنون مین ڈالدے اور دنیا مین بھیجدے تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ مین مارے جاوین جب مالک نے دیکھا انکی خواہش صرف یہی ہے اور کچھ خواہش نہین

ہو جب وعدہ الٰہی پوری نہیں ہو سکتی) تو اونکو چھوڑ دیا (اپنے حال پر) **عن** اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَجِدُ الشَّھِیْدُ مِنَ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ مَسَّ الْقَرْصَۃِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کو ماری جانیکا صدمہ ایسا ہوتا ہے جیسے تم مین کسیکو چیونٹی کے کاٹنے کا✢ **ف** یعنی بہت ہلکا خفیف صدمہ ہوتا ہے کہ معلوم نہیں ہوتا اور یہ ہلکا صدمہ بھی مرتے ہی جاتا رہتا ہے پھر تو طرح طرح کے عیش اور آرام نصیب ہوتے ہین یہانتک کہ دوبارہ مارے جانیکی خواہش پیدا ہوتی ہے یا اللہ تو اپنے فضل و کرم سے اور اپنے حبیب اور خلیل کے تصدق سے موت کو ہمپر بھی ایسا ہی آسان کر دے کہ چیونٹی کے کاٹنے کیطرح بھی معلوم نہ ہو اور دنیا سے سفر کر جاوین تو سب کچھ کر سکتا ہے اور تیرے نزدیک ہر بات آسان ہے رحم فرما ہمارے ضعیفی اور غربت اور ناتوانی پر اور ہمارے گناہون کو اپنی عنایت اور کرم سے بخشدے تو غفور اور رحیم ہے اور ہم تجھ سے نہ مانگین تو پھر کس سے مانگین ہر کوئی اپنے آقا سے مانگتا ہے ہمارا آقا اور مالک اور مولی تو ہی ہے ہم برے ہین یا اچھے مگر تیرے در کو چھوڑنیوالے نہیں تیرے سوا اور کسی سے کچھ مانگنے والے نہیں برے ہین تو تیرے ہین اچھے ہین تو تیرے ہین اگر برے بھی ہین تو برے کہان جاوین کس کے در پر جا کر مانگین ہم برے ہین مگر ہمارا مالک تو بُرون کو بھی بخشتا ہے اور مان باپ سے زیادہ اپنے بندون پر رحم کرتا ہے پھر ہم اسکی رحم کی توقع کیون نہ رکھین ہمارا کون ہے یہان بھی اسیکا آسرا ہے وہان بھی اسیکا بھروسا ہے وہ بادشاہ ہے دونو جہان کا اور مالک ہے زمین و آسمان کا **باب** مَا یُرْجٰی فِیْہِ الشَّھَادَۃُ شہادت کی درجون کا بیان **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِیْکٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّہٗ مَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْ اَھْلِہٖ اِنْ کُنَّا لَنَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ وَفَاتُہٗ قَتْلَ شَھَادَۃٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ شُھَدَآءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَقَلِیْلٌ اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ شَھَادَۃٌ وَالْمَطْعُوْنُ شَھَادَۃٌ وَالْمَرْاَۃُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَھَادَۃٌ یَعْنِی الْحَامِلَ وَالْغَرِقُ وَالْحَرِقُ وَالْمَجْنُوْبُ یَعْنِیْ ذَاتَ الْجَنْبِ شَھَادَۃٌ جابر بن عتیک سے روایت ہے وہ بیمار ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم انکی عیادت کو آئے انکے گھر والون مین سے کسی نے کہا ہمکو تو یہ امید تھی کہ وہ اللہ کی راہ مین شہید ہو کر مرینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اگر شہید صرف یہی لوگ ہون (جو اللہ کی راہ مین قتل کیے جاوین) تو میری امت مین شہید کم ہونگے (حالانکہ میری امت مین شہید بہت ہین انمین) اللہ کی راہ مین قتل ہونا شہادت ہے اور طاعون (وبا یعنے ہر مرض جو عام ہو جاوے اور بعضون نے کہا وہ ایک درد ہے بعضون نے کہا ورم ہے بعضون نے کہا پھوڑا ہے جو اکثر بغل مین نکلتا ہے اس سے مرنا شہادت ہے اور عورت جو زچگی مین مر جاوے شہید ہے یعنی حاملہ مگر اسطرح سے کہ بچہ پیٹ مین مر جاوے اور مان بھی مر جاوے اور جو پانی مین ڈوب کر

مرے یا انگارین جلکر اور جوذات الجنب ورم ہی پسلی مین اسی طرح سب شہید ہین **ف** یعنی ان سب کو شہیدون کا ثواب اور درجہ ملیگا گو ان کے احکام شہید کے سے نہین ہین یعنے انکو غسل دینگے اور نماز پڑھین گے اسپر بھی بڑا شہید وہی ہی جو اللہ کے راہ مین یعنی جہاد مین مارا جاوے **عن** اَبِی ھُرَیْرَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَا تَعُدُّوْنَ فِی الشَّھِیْدِ فِیْکُمْ قَالُوا الْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ شُھَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَقَلِیْلٌ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ شَھِیْدٌ وَالْمَطْعُوْنُ شَھِیْدٌ قَالَ سُھَیْلٌ وَاَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مِقْسَمٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ وَزَادَ فِیْہِ وَالْغَرِقُ شَھِیْدٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شہید کس کو سمجھتے ہو انہون نے کہا جو قتل کیا جاوے اللہ کی راہ مین آپ نے فرمایا تب تو میری امت مین شہید کم ہونگے جو شخص قتل کیا جاوے اللہ کی راہ مین وہ شہید ہے اور جو شخص مر جاوے اللہ کی راہ مین (یعنے جہاد مین اپنے موت سے) وہ شہید ہے اور جو پیٹ کے عارضے سے مرے وہ شہید ہی (جیسے اسہال یا ہیضہ یا ورم معدہ یا کبد سے اس مین بہت سی بیماریان آگئین استسقا بھی اسی مین داخل ہے) اور جو طاعون سے مرے وہ بھی شہید ہی سہیل نے کہا مجھکو عبیداللہ بن مقسم نے خبر دی ابو صالح سے حدیث کی اور زیادہ کیا کہ جو ڈوب کر مرے وہ بھی شہید ہے **باب السلاح** ہتھیار باندہنے کا بیان **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَکَّۃَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلٰی رَاْسِہِ الْمِغْفَرُ انس بن مالک سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مین تشریف لے گئے جس دن مکہ فتح ہوا آپکے مبارک سر پر خود تہا **ف** جو لوہے کا ہوتا ہے اور سر پر پہنا جاتا ہے اب ہتیار چہوڑ دیا گیا اس لیے کہ توپ اور بندوق کی لڑائی مین مفید نہین تلوار کی لڑائی مین اب بہی سرکو بچاتا ہے **عن** السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ اَخَذَ دِرْعَیْنِ کَاَنَّہٗ ظَاھَرَ بَیْنَھُمَا سائب بن یزید سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن دو زرہین پہنین تلے اوپر **عن** سُلَیْمَانَ بْنِ حَبِیْبٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی اَبِیْ اُمَامَۃَ فَرَاٰی فِیْ سُیُوْفِنَا شَیْئًا مِنْ حِلْیَۃِ فِضَّۃٍ فَغَضِبَ وَقَالَ لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوْحَ قَوْمٌ مَا کَانَ حِلْیَۃُ سُیُوْفِھِمُ الذَّھَبُ وَالْفِضَّۃُ وَلٰکِنَّ الْاٰنُکُ وَالْحَدِیْدُ وَالْعَلَابِیُّ قَالَ اَبُوالْحَسَنِ الْقَطَّانُ الْعَلَابِیُّ الْعَصَبُ سلیمان بن حبیب سے روایت ہی ہم ابو امامہ پاس گئے تو انہون نے ہماری تلوارون مین کچھ زیور دیکھا چاندی کا تو وہ غصے ہوئے اور فرمایا تم سے پہلے لوگون نے بہت سی فتحین کین اور انکی تلوارون مین زیور نہ تہا نہ چاندی کا نہ سونے کا لیکن سیسہ تہا اور لوہا اور علابی ابوالحسن بن قطان نے کہا علابی پٹہا ہے اونٹ کا (یعنے چمڑا) **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَنَفَّلَ سَیْفَہٗ ذَا الْفَقَارِ یَوْمَ بَدْرٍ ابن عباس سے روایت ہی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تلوار ذوالفقار کو انعام کے طور پر دیا بدر کے دن **ف** حضرت علی مرتضےٰ کو انعام سے مراد نفل ہے یعنے وہ چیز جو امام کسی مجاہد کو حصہ سے زیادہ دیوے اسکی سعی اور کوشش اور بہادری کے صلہ مین یہ تلوار پہلے عاص بن امیہ کی تھی جو بدر کی دن مارا گیا پھر لوٹ مین وہ تلوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی آپ نے حضرت علی کو دی انکے پاس ہمیشہ یہ تلوار رہی اور بڑے بڑے کافرون اور دین کے دشمنون کو اس سے مارا **عَنْ** عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَانَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِذَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَ مَعَهُ رُمْحًا فَإِذَا رَجَعَ طَرَحَ رُمْحَهُ حَتَّى يُحْمَلَ لَهُ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَأَذْكُرَنَّ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ لَمْ تُرْفَعْ ضَالَّةٌ حضرت علی سے روایت ہی مغیرہ بن شعبہ جب جہاد کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تو اپنے ساتھ ایک برچھہ لیجاتے پھر جب لوٹتے تو اس برچھے کو پھینک دیتے کوئی اسکو اٹھا لاتا انکو دینے کے لیے جیسے بڑی چیز کو اٹھا لیتے ہین حضرت علی نے انسے کہا مین یہ بیان کرون گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہون نے کہا ایسا مت کیجیو نہین تو کوئی پڑی ہوی چیز نہین اوٹھاوے گا اس خیال سے کہ مالک نے اسکو عمداً چھوڑ دیا ہے نہ بھول کر اور جس چیز کو مالک قصداً ضائع کرنے کے لیے چھوڑ دے اسکو کون اٹھاوے گا **عَنْ** عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ بِيَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ فَرَأَى رَجُلًا بِيَدِهِ قَوْسٌ فَارِسِيَّةٌ فَقَالَ مَا هَذِهِ أَلْقِهَا وَعَلَيْكُمْ بِهَذِهِ وَأَشْبَاهِهَا وَرِمَاحِ الْقَنَا فَإِنَّهُمَا يَزِيدُ اللّٰهُ لَكُمْ بِهِمَا فِي الدِّينِ وَيُمَكِّنُ لَكُمْ فِي الْبِلَادِ حضرت علی مرتضےٰ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھہ مین ایک عربی کمان تھی آپ نے ایک شخص کے ہاتھہ مین فارسی کمان دیکھی تو فرمایا یہ کیا ہے اس کو پھینک دے اور اسکے مانند دوسری رکھہ اور نیزے رکھہ کیونکہ اللہ تعالے کمان اور نیزے سے تمہاری مدد کریگا دین مین اور تمکو حاکم کرے گا ملکون کا **بَابُ** الرَّمْيِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اسکی راہ مین تیر مارنا کیسا ہے **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ الثَّلَاثَةَ الْجَنَّةَ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَالْمُمِدَّ بِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا وَكُلُّ مَا يَلْهُو بِهِ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَأَتَهُ فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی ایک تیر کے سبب سے تین آدمیون کو جنت مین لیجاویگا ایک تو اسکے بنانیوالے کو جو اللہ کے لیے بناوے ثواب کے واسطے دوسرے جو اسکو چلاوے تیسرے جو تیر مارنیکو اٹھا کر دیوے اسکی مدد کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

تیر مارو اور برچھا مارو (گھوڑے پر سوار ہوکر) اور مجھے تیر مارنا برچھا مارنے سے بہتر معلوم ہوتا ہے اور مسلمان کا ہر کھیل لغو ہے (یعنے بیکار ہے کچھ فائدہ نہیں (مگر تیر وکمان سے کھیلنا اب اس زمانہ میں اسکے بدل بندوق سے کھیلنا ہے) اور اپنے گھوڑے کی تعلیم کرنا (اور سپر سواری سیکھنا دوڑانا برچھی کی کثرت کرنا) اور اپنی جورو سے کھیلنا یہ تین کھیل سچے ہیں **ف** یعنے بیکار اور لغو نہیں ہیں اول کے دونوں کھیلوں میں آدمی جہاد کے لیے مستعد اور طیار ہوتا ہے اور اخیر کی کھیل میں اپنی جورو سے الفت ہوتی ہے اولاد کی امید ہوتی ہے جو انسان کی نسل قائم رکھنے اور بڑہانے کے لیے ضروری ہے **عَنْ** عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَمَى الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ فَبَلَغَ سَهْمُهُ الْعَدُوَّ أَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ فَعِدْلُ رَقَبَةٍ عمرو بن عبسہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی دشمن کو ایک تیر مارے پہر اسکا تیر دشمن تک پہونچے نشانے پر لگے یا نہ لگے تو اسکا ثواب ایک بردہ آزاد کرنے کے برابر ہے -

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ أَلَا وَإِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ منبر پر یہ آیت پڑہتے تھے واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ یعنے طیار کرو کافروں کے لیے جہانتک تم سے ہوسکے قوت آگاہ رہو قوت کیا ہے تیر مارنا تین بار یہ ارشاد فرمایا **ف** یعنے کافروں کے مقابلہ کے لیے ہمیشہ اپنی طاقت کو بڑہاتے رہو اور ہر وقت مستعد رہو جنگ کے لیے گو جنگ نہو کیونکہ معلوم نہیں دشمن کس وقت حملہ کر بیٹھتا ہے ایسا نہ ہو تمہاری طاقت کم ہونے کیوقت غفلت میں حملہ کر بیٹھے اور تم پر غالب ہوجاوے افسوس ہے کہ مسلمانوں نے قرآن شریف کو مدت سے بالای طاق رکھدیا ہزاروں میں ایک مسلمان بھی ایسا نظر نہیں آتا جو قرآن کو سمجھ کر پڑہے اسپر عمل کرنے کے لیے جس مسلمان کو دیکھو قرآن کا ادب اور اسکی تعظیم بہت کرتا ہے آنکھوں سے لگاتا ہے اسکا جزدان اور شیرازہ بہت عمدہ بناتا ہے اسپر طلائی جدولیں کرتا ہے اور سونے اور چاندی کے رنگارنگ نشان آیتوں پر لگاتا ہے لیکن کبھی یہ توفیق نہیں ہوتی کہ قرآن کو ایک بار بھی اول سے لیکر اخیر تک سمجھکر پڑہے اور جو حکم قرآن میں آئے ہیں انپر عمل کرنے کی کوشش کرے قرآن اسلیے اترا تہا کہ مسلمان قیامت تک اسکو خدا کا قانون سمجھ کر ہمیشہ اسپر چلتے رہیں لیکن مسلمانوں نے اسکو تیجے دسویں چہلم کے لیے مخصوص کردیا اور بعضے مسلمان اور دنوں میں بھی پڑہتے ہیں مگر صرف تبرک کے لیے اسکے لفظوں کو طوطے کی طرح رٹ جاتے ہیں معنے اور مطلب سے کچھ غرض ہی نہیں گو یہ بھی ثواب سے خالی نہیں مگر اصل غرض قرآن کی فوت ہو کر صرف اتنا ہی باقی رہ جانا کمال تاسف کا باعث ہے اور بعض مسلمان تو ایسے دیکھے کہ وہ قرآن میں فال دیکھتے ہیں آیندہ کی بھلی یا بری بات کی خبر اس میں سے نکالتے ہیں کچھ اسکو تعویذ بناکر گلے میں

لٹکاتے ہین یہ تو ایک نئی بات ہے جو صحابہ اور تابعین سے بالکل منقول نہین قرآن مین فال دیکھنا تو کسی نے جائز نہین رکھا البتہ تعویذ کے طور پر لٹکانے مین قباحت نہین اگر بے ادبی کا ڈر نہ ہو یعنے پائخانہ پیشاب نجاست کے وقت مین اسکو جدا رکھے یا کسی ایسی چیز مین لپیٹ دیوے جو بالکل ظاہر نہ ہو سکے جیسے موم وغیرہ مین اسپر بہی یہ سب لغو باتین ہین عمدہ غرض قرآن کی جسکے لیے قرآن اترا وہ یہی ہی کہ ہر ایک مسلمان جتنا ہو سکے اسکو سمجھ کر پڑہے اور اسکی نصائح اور احکام پر عمل کرنے کی شب و روز کوشش کرتا رہے ایک یہی نصیحت دیکھو کہ کافرون کے لیے جہانتک ہو سکے اپنی قوت کو درست رکھو کیا بیش بہا نصیحت ہی اگر مسلمان اسپر چلتے رہتے اور کافرون سی بڑہ چڑہ کر نہ سہی تو خیر انکے برابر ہی سہی اپنے فوج اور ہتیارون کو درست رکھتے تو کیون یہ نوبت آتی کہ مسلمانون کے اکثر ملکو نپر آج مخالف لوگ قابض ہوتے مسلمان رئیس اول تو بہت کم باقی رہے ہین اور جو دو چار باقی ہین وہ بہی رات دن عیش و عشرت اور نشہ اور عورات کی ساتھ لہو و لعب مین مصروف ہین اور عوام مسلمانون کا یہ حال ہے کہ علوم اور صنائع کی طرف بالکل انکو شوق نہین ہے اور کسی مسلمان کو یہ توفیق نہین ہوتی کہ ممالک یورپ کی سیر و سیاحت کرکے جو صنائع اہل یورپ نے نکالے ہین انکو حاصل کرکے اپنی قوم مین شائع کرے اگر مسلمان ایسا کرین تو تہوڑے عرصہ مین وہ مالدار بہی ہو جاوین اور صاحب حکومت بہی یا اللہ تو مسلمانون کی آنکہ کہولدے اللہ کے فضل سے قرآن شریف کا اردو ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب رح نے ایسا کیا ہے کہ اسکے پڑہنے سے ہر ایک کم علم مسلمان بہی قرآن کا مطلب سمجھ سکتا ہے اور حدیث کی کتابون کا ترجمہ بہی اس زمانہ مین شائع ہو گیا ہے پس ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ روز ایک رکوع یا دو رکوع قرآن شریف کے ترجمہ کے ساتہ اور ایک باب کسی حدیث کی کتاب کا ترجمہ کے ساتہ پڑہا کرے اور جہانتک ہو سکے قرآن اور حدیث پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہے **عن** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَعَلَّمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَقَدْ عَصَانِي عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہی مین نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جس نے تیر مارنا سیکہا پہر اسکو چہوڑ دیا تو اُس نے میری نافرمانی کی **ف** مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ہتیار چلانیکا علم سیکہے تو کبہی کبہی اسکو کرتا رہے چہوڑ نہ دے تاکہ ضرورت کیوقت کام آوے اب تیر کے عوض بندوق اور توپ ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَفَرٍ يَرْمُونَ فَقَالَ رَمْيًا بَنِي إِسْمَعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ابن عباس سے روایت ہی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچہ لوگون پر گذرے جو تیر مار رہے تہے آپ نے فرمایا اے اسمعیل کے بیٹو (اسلیے فرمایا کہ عرب حضرت اسمعیل یعنے قیدار کی نسل مین ہین) تیر مارو کیونکہ تمہارے باپ بہی تیر انداز تہے **ف** حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام فاران کے میدان یعنے مکہ کی جنگل مین چہوڑ کر چلے آئے تہے وہ وہین پڑے ہوئے

اور انکو شکار کا بہت شوق تہا اور بڑے تیر انداز اور بہادر تہے تو ان حضرتؐ نے عرب کے لوگون کو بہی تیر مارنے کی اسطرح سے ترغیب دی کہ یہ تمہارا آبائی پیشہ ہے اسکو خوب بڑہاؤ

بَابُ الرَّايَاتِ وَالْأَلْوِيَةِ علمون اور جہنڈون کا بیان

عَنْ الْحَارِثِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا عَلَى الْمِنْبَرِ وَبِلَالٌ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيْهِ مُتَقَلِّدٌ سَيْفًا وَإِذَا رَايَةٌ سَوْدَاءُ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ قَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ حارث بن حسان سے روایت ہی مین مدینہ مین آیا تو مین نے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر کہڑا ہوا پایا اور بلال آپکے سامنے کہڑے تہے ایک تلوار گلی مین ڈالے ہوئے اور ایک کالا جہنڈا بہی تہا مین نے پوچہا یہ کون شخص ہین لوگون نے کہا یہ عمرو بن عاص ہین جو ایک لڑائی سے لوٹ کر آئے ہین **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضُ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح کے دن جب مکہ مین داخل ہوئے تو آپ کا جہنڈا سفید تہا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَايَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ سَوْدَاءَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضَ ابن عباس سے روایت ہی ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہنڈا یعنے بڑا باڈہا سیاہ تہا اور آپکا علم سفید تہا **ف** حدیث مین رایہ اور لواء کا لفظ ہی رایہ بڑا جہنڈا یعنے باڈہا تو وہ سیاہ تہا اور لواء چہوٹا علم وہ سفید تہا اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے بہی نکالا اور اس سے یہ نکلتا ہی کہ امام کو لشکرون کا ترتیب دینا اور جہنڈی اور نشان بنانا مستحب ہے اور ابوداؤد نے سماک بن حرب سے نکالا انہون نے ایک مرد سے اس نے ایک اور مرد سے کہ مین نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہنڈا زرد رنگ کا دیکہا اسکی اسناد مین ایک مجہول ہے اور جابر کی حدیث اس باب مین اوپر گذری اسکو اہل سنن اور حاکم اور ابن حبان نے بہی نکالا اور حارث کی حدیث بہی اوپر گذری اسکو ترمذی نے بہی نکالا اسکے راوی صحیح کے راوی ہین اور اس باب مین کئی حدیثین آئی ہین (روضہ)

بَابُ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ فِي الْحَرْبِ حریر اور دیباج (ریشمی کپڑون) کا پہننا لڑائی مین کیسا ہی

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْرَجَتْ جُبَّةً مُزَرَّرَةً بِالدِّيبَاجِ فَقَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ هَذِهِ إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہی انہون نے ایک جبہ نکالا جس مین ریشم کی گہنڈیان اور تکمے تہے اور کہا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو پہنتے تہے جب دشمن سے ملتے **ف** یعنے لڑائی مین امام مالک اور شافعی اور اکثر اہل علم نے لڑائی مین ریشمی کپڑا پہننا درست کہا ہے کیونکہ تلوار ریشم کو مشکل سے کاٹتی ہے اور ابن عدی نے حکم بن عمرو سے نکالا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی حریر پہننے کی لڑائی کے وقت لیکن اسکی اسناد مین ایک راوی متروک ہے اور ترمذی نے کہا حریر

کا پہننا درست ہے ضرورت کے وقت جیسے لڑائی میں یا سردی میں یا جوؤن کو دفع کرنے کے لیے سفر میں اور ایسا ہی حضر میں اصح
قول پر اور ہدایہ میں ہے کہ حریر اور دیباج کا لڑائی میں پہننا جائز ہے صاحبین کے نزدیک کیونکہ شعبی نے ان حضرت صلعم سے
ایسا ہی روایت کیا اور ابوحنیفہ کے نزدیک خالص ریشمی کپڑا پہننا مکروہ ہے ہر حال میں وہ کہتے ہیں ضرورت دفع ہو جاتی ہے
اس سے جسکا تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو اور حریر اور دیباج میں یہ فرق ہے کہ دیبا خالص ریشم کا ہوتا ہے یعنے نرے ریشم
کا اور حریر میں ریشم ملا ہوتا ہے **عَنْ** عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ یَنْهٰی عَنِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ اِلَّا مَا کَانَ هٰكَذَا ثُمَّ اَشَارَ
بِاِصْبَعِهٖ ثُمَّ الثَّانِیَةِ ثُمَّ الثَّالِثَةِ ثُمَّ الرَّابِعَةِ وَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهَانَا عَنْهُ
حضرت عمر منع کرتے تھے حریر اور دیباج پہننے سے مگر جو اتنا ہو اور اشارہ کیا انہوں نے اپنی انگلی سے (یعنے ایک انگل
گوٹ کے طور پر لگا ہو) پھر دوسری انگلی سے پھر تیسری سے پھر چوتھی سے (یعنے چار انگل تک درست ہے) اور حضرت عمر
نے کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے اس سے **بَابُ** لُبْسِ الْعَمَائِمِ فِی الْحَرْبِ لڑائی
میں عمامہ باندہنا **عَنْ** جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ وَعَلَیْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخٰی طَرَفَیْهَا بَیْنَ کَتِفَیْهِ عمرو بن حریث سے روایت ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں آن
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آپ کے مبارک سر پر کالا عمامہ تھا اور آپ نے اسکے دونوں کناروں کو اپنے دونوں مونڈہوں
کے بیچ میں لٹکا دیا تھا **ف** شیخ عبدالحق نے کہا عمامہ کا باندہنا سنت ہے اور کئی حدیثوں میں اسکی فضیلت آئی ہے اور
عمامہ میں شملہ لٹکانا بہتر ہے لیکن ہمیشہ نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شملہ لٹکایا ہے کبھی نہیں اور بہتر یہ ہے
کہ شملہ پیٹھ کے طرف لٹکا دے اور کبھی داہنے ہاتھ کیطرف لیکن بائیں ہاتھ کیطرف لٹکانا سنت کے خلاف ہے اور
شملہ کی مقدار چار انگل سے لیکر ایک ہاتھ تک ہے اور نصف پشت سے زیادہ لٹکانا اسراف اور خلاف سنت ہے
انتہے مختصرًا اس حدیث سے یہ نکلا کہ کالے رنگ کا عمامہ باندہنا مسنون ہے **عَنْ** اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَیْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ ابوالزبیر سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
مکہ میں داخل ہوئے سیاہ عمامہ باندہے ہوئے **بَابُ** الشِّرَاءِ وَالْبَیْعِ فِی الْغَزْوِ جہاد میں خرید و فروخت کرنا **عَنْ**
خَارِجَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ رَاَیْتُ رَجُلًا یَسْاَلُ اَبِیْ عَنِ الرَّجُلِ یَغْزُوْ فَیَشْتَرِیْ وَیَبِیْعُ وَیَتَّجِرُ فِیْ غَزْوِهٖ فَقَالَ
لَهٗ اِنَّا کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِتَبُوْكَ نَشْتَرِیْ وَنَبِیْعُ وَهُوَ یَرَانَا وَلَا یَنْهَانَا خارجہ بن
زید سے روایت ہے میں نے دیکھا ایک شخص نے میرے باپ (زید بن ثابت) سے پوچھا اگر کوئی آدمی جہاد کو جاوے پھر وہاں
بیع و شرا کرے اور تجارت کرے انہوں نے کہا ہم آن حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھے تبوک میں اور خریدتے

تھے بھیجتے تھے آپ ہم کو دیکھتے تھے اور منع نہیں کرتے تھے **ف** پس معلوم ہوا کہ جہاد میں سفر میں بیع وشرا اور تجارت
کرنا منع نہیں **باب** تَشْيِيعِ الْغُزَاةِ وَوَدَاعِهِمْ مجاہدین کو پہونچانے جانا اور رخصت کرنا **عن** سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ
ابْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ اُشَيِّعَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَاَكُفَّهُ عَلٰى
رَحْلِهِ غَدْوَةً اَوْ رَوْحَةً اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا معاذ بن انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اگر میں کسی مجاہد کو پہونچا آؤں اللہ کی راہ میں پھر اسکو سوار کر دوں اسکی زین پر صبح کو یا شام کو تو یہ زیادہ پسند
ہے مجھ کو دنیا وما فیہا سے **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ وَدَّعَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
اَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا تَضِيعُ وَدَائِعُهُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے مجھ کو رخصت کیا تو فرمایا میں تجھ کو سپرد کرتا ہوں اللہ کے جسکی امانتیں ضائع نہیں ہوتیں **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَشْخَصَ السَّرَايَا يَقُولُ لِلشَّاخِصِ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ
وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جب ٹکڑیاں لشکر کی) روانہ ہوتیں تو جو شخص ان کے ساتھ
نکلتا آپ فرماتے میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرا دین اور تیری امانت اور تیرا خاتمہ **ف** یعنے اللہ تیری ان چیزوں کا محافظ
رہے بڑی حفاظت انہی چیزوں کی کرنا چاہیے دنیا کسی کے پاس ہمیشہ رہی ہے نہ رہیگی **باب** السَّرَايَا
سرایا کا بیان (سرایا جمع ہے سریہ کی اور سریہ لشکر کا ایک ٹکڑا زیادہ سے زیادہ سریہ کا شمار چار سو کا ہوتا ہے بعضوں
نے کہا سریہ وہ ٹکڑی جو چپکے سے بھیجی جاتی ہے) **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لِاَكْثَمَ بْنِ الْجَوْنِ الْخُزَاعِيِّ يَا اَكْثَمُ اغْزُ مَعَ غَيْرِ قَوْمِكَ يَحْسُنْ خُلُقُكَ وَتَكْرُمْ عَلٰى رُفَقَائِكَ يَا
اَكْثَمُ خَيْرُ الرُّفَقَاءِ اَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ السَّرَايَا اَرْبَعُمِائَةٍ وَخَيْرُ الْجُيُوشِ اَرْبَعَةُ آلَافٍ وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا
عَشَرَ اَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثم بن جون خزاعی سے فرمایا اے
اکثم جہاد کر اپنے قوم کے ساتھ ملکر (شاید انکی قوم کے اخلاق عمدہ نہ ہونگے اس لیے آپنے اکثم کو ان سے جدا ہونے
کے لیے فرمایا) اس سے تیرے اخلاق اچھے ہوں گے (کیونکہ اچھے لوگوں کی صحبت میں اور سفر میں اخلاق کی درستی
ہوتی ہے) اور مہربانی کر اپنے رفیقوں پر اے اکثم بہتر رفیق وہ ہیں جو چار ہوں (یعنے سفر میں چار آدمی کا ہونا بہتر
ہے اور تین ہی بہتر ہیں جیسے دوسری حدیث میں ہے) اور بہتر سریہ وہ ہے جس میں چار سو آدمی ہوں (اب اسکو
پلٹن کہتے ہیں) اور بہتر لشکر وہ ہے جس میں چار ہزار آدمی ہوں اور بارہ ہزار آدمی کبھی مغلوب نہ ہونگے تعداد کی
کمی سے **ف** کیونکہ یہ تعداد کافی ہے اب بارہ ہزار کا جو لشکر مغلوب ہوگا وہ کسی اور وجہ سے جیسے نامردی سستی

وغیرہ یا کسی آفت آسمانی سے سبحان اللہ اگلے مسلمان ایسے تھے کہ بارہ ہزار ادین گے کبھی کسی دشمن سے مغلوب نہین ہو سکتے تھے اور اب کروڑون مسلمان ہین مگر تھوڑے سے دشمنون سے مغلوب ہین فانعکس الامر **عن** البراء بن عازب قال کنا نتحدث ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا یوم بدر ثلثمائۃ و بضعۃ عشر علی عدۃ اصحاب طالوت من جاز معہ النھر وما جاز معہ الا مومن برا ابن عازب سے روایت ہے ہم باتین کرتے تھے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بدر کے دن تین سو اور دس پر کئی آدمی تھے اتنے ہی لوگ طالوت کے ساتھ تھے جو طالوت کے ساتھ نہر کے پار اترے تھے اور طالوت کے ساتھ وہی پار اترا تھا جو مومن تھا جیسے قرآن مین ہے فلما جاوزہ ھو والذین آمنوا معہ یہ قصہ تفصیل کے ساتھ سیر کی کتابون مین مرقوم ہے **عن** ابی الدرداء صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ایاکم والسریۃ التی ان لقیت فرت وان غنمت غلت ابو الدرداء سے روایت ہے جو صحابی تھے وہ کہتے تھے (ایک نسخہ مین یون ہے کہ ابو الدرداء اسکو مرفوعاً بیان کرتے تھے) بچو تم اس گروہ سے جو دشمن سے ملتے ہی بھاگ جاوے اور اگر لوٹ پاوے تو اس مین چوری کرے **ف** مطلب یہ ہے کہ پہلے رفیق کا حال خوب دیکھ پھر اسکی رفاقت کرو ایسا نہ ہو کہ اسکی رفاقت سے تم مصیبت مین پڑو اسطرح آدمی کو لازم ہے کہ جب لڑائی کے لیے کسی ٹکڑی کے ساتھ جاوے تو اچھے ایماندار اور بہادرون کی ٹکڑی مین رہے نامرد اور چور لوگون کے ساتھ رہنے سے اپنے بھی اخلاق خراب ہون گے

باب الاکل فی قدور المشرکین مشرکون کی دیگون مین کھانا کیسا ہے

عن قبیصۃ بن ھلب عن ابیہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام النصاری فقال لا یختلجن فی صدرک طعام ضارعت فیہ نصرانیۃ ہلب طائی سے روایت ہے مین نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا نصاری کے کھانیکو آپ نے فرمایا تیرے دل مین کسی کھانے سے وسوسہ آوے تو مشابہ بن جاویگا نصاری کے **ف** وہ سوا اپنے مذہب والون کے دوسرے لوگون کا کھانا نہین کھاتے یہ حال نصاری کا شاید آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہوگا اب تو نصاری ہر ایک مذہب والے کا کھانا یہانتک کہ مشرکین کا بھی کھا لیتے ہین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کا پکایا ہوا کھانا مسلمان کو کھانا درست ہے اور حق تعالے قرآن پاک مین فرماتا ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیہ کا کھانا کھایا خیبر مین لیکن یہ شرط ہے کہ اس کھانے مین شراب اور سور نہ ہو اور نہ وہ جانور جو مردار ہو مثلاً گلا گھونٹا ہوا یا اللہ کے سوا اور کسی کے نام پر کاٹا ہو اور نہ وہ کھانا بالاجماع حرام ہوگا اس مین کسیکا خلاف نہین اور ہمارے زمانہ مین جس جاہل مرتد نے یہ فتوے دیا کہ نصاری کا گلا گھونٹا ہوا بھی جانور درست ہے کیونکہ وہ طعام اہل کتاب مین داخل ہے وہ مسلمانون کی جماعت سے خارج ہے اور اسنے انکار کیا ایک

بدیہی بات کا کیونکہ طعام سے وہی طعام مراد ہے جو حلال ہو ورنہ لازم آتا ہے کہ نصاری اگر سور بھی پکاوین یا آدمی کا گوشت تو وہ بھی حلال ہو اسکے نزدیک اور ایسا بیوقوف ندیکھا گیا نہ سنا گیا نہ اسکے خلاف کا ہماری شریعت مین کوئی اعتبار ہے خسر الدنیا والآخرۃ **عَنْ** اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُہٗ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُدُوْرُ الْمُشْرِکِیْنَ نَطْبُخُ فِیْھَا قَالَ لَا تَطْبُخُوْا فِیْھَا قُلْتُ فَاِنِ احْتَجْنَا اِلَیْھَا فَلَمْ نَجِدْ مِنْھَا بُدًّا قَالَ فَارْحَضُوْھَا رَحْضًا حَسَنًا ثُمَّ اطْبُخُوْا وَکُلُوْا ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور مین نے آپ سے عرض کیا مشرکون کی ہانڈیون مین ہم کھانا پکاوین آپنے فرمایا مت پکاؤ ان مین مینے عرض کیا اگر ضرورت پڑے اور سوا پکائے انمین علاج نہو (مثلاً دوسری ہانڈیان نہ ملین) آپنے فرمایا (ایسی ضرورت ہو) تو انکو اچھی طرح سے دہو ڈالو پھر پکاؤ ان مین اور کھاؤ **ف** طیبی نے کہا آپنے ان برتنون مین پکانے سے منع کیا اسلیے کہ وہ ان مین سور کا گوشت پکاتے تھے اور شراب پیتے تھے ان مین اور اگر اہل کتاب بھی ان چیزون کا استعمال کرتے ہون تو انکا برتن بھی بغیر دہوئے استعمال کرنا درست نہین۔ ابوداود کی حدیث مین ہے ہم اہل کتاب کے پڑوسی ہین وہ اپنی ہانڈیون مین سور پکاتے ہین اور اپنے برتنون مین شراب پیتے ہین اخیر حدیث تک اس مین اہل کتاب کی تصریح موجود ہے اور اس سے یہ نکلا کہ جو لوگ اپنے برتنون مین نجاستون کا استعمال کرتے ہین جیسے مردار کھانے والے اور شراب پینے والے اگرچہ مسلمان ہی ہون انکے برتنون کا استعمال بغیر دہوئے جائز نہین اور جو کہانا ان کے برتنون مین پکا ہو اسکا بھی کھانا درست نہین (انجاح) **بَاب**

الْاِسْتِعَانَةِ بِالْمُشْرِکِیْنَ جنگ مین مشرکون سے مدد لینا کیسا ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نَسْتَعِیْنُ بِمُشْرِکٍ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم مشرک سے مدد نہین لیتے **ف** الحدیث کا یہی قول ہے کہ مشرک سے مدد لینا جہاد مین جائز نہین مگر ضرورت سے اور صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک مشرک نے آنحضرت کے ساتھ جہاد کا قصد کیا آپنے فرمایا لوٹ جا مین مشرک کی مدد نہین چاہتا جب وہ اسلام لایا تو اس سے مدد لی اور احمد اور شافعی اور بیہقی اور طبرانی نے حبیب بن عبد الرحمان عن ابیہ عن جدہ سے ایسا ہی نکالا اور اسکے راوی ثقہ ہین اور احمد اور نسائی نے انس سے نکالا کہ مت روشنی لو مشرکین کے انگار سے اسکی اسناد مین ازہر بن راشد ضعیف ہے باقی لوگ ثقہ ہین اور شافعی نے ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ یہود کے لوگون سے مدد لی خیبر کے دن اور ابوداود نے اسکو مراسیل مین اور ترمذی نے بھی مرسلاً نکالا اور بعضون کے نزدیک مشرکین سے مدد

لینا جائز ہے کیونکہ آپ نے منافقون سی مدد لی احد کے دن اور حنین کے دن اور سیر کی کتابون مین ہی کہ ایک شخص قزمان نامی
آنحضرت کی ساتھ نکلا احد کے دن اور وہ مشرک تہا اُس نے تین مشرکون کو مارا جو جھنڈا اٹھانیوالے تھے بنی عبدالدار
مین سی تب آپ نے فرمایا اللہ تعالی مدد کریگا اس دین کی فاجر سے اور خزاعہ کی قوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ نکلی قریش سے لڑنے کے لیے جس سال مکہ فتح ہوا وہ بہی مشرک تھے، اور جمع بین الاحادیث یون ہوگا کہ بلا ضرورت
یہ جائز نہین اور ضرورت سے جائز ہے جیسے اہلحدیث کا مذہب ہی (روضہ) **بَابُ الْخَدِيعَةِ فِي الْحَرْبِ** لڑائی مین
مکر و فریب درست ہی **ف** جسطرح سی ہو سکے مثلاً کافرون مین نا اتفاقی ڈلوا دینا اُنکے سامنے سے بہاگنا تا کہ وہ تعاقب
کرین پہر انکو ہلاک کے مقام پر لیجانا اسیطرح اور سب حیلے اور مکر درست ہین لیکن عہد کرکے اُسکا توڑنا درست نہین (نووی)
عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لڑائی تو مکر و فریب ہی کا نام ہے (یا بڑا کام اس مین مکر و فریب ہی ہے)
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَرْبُ خَدْعَةٌ ابن عباس سے بہی ایسی ہی روایت ہے
ف اور صحیحین مین جابر اور ابو ہریرہ سے بہی ایسا ہی مروی ہے **بَابُ** الْمُبَارَزَةِ وَالسَّلَبِ لڑائی کے لیے
نکلنے اور سامان کا بیان **عَنْ** قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ لَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي
هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ
فِيْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ
وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ اخْتَصَمُوْا فِي الْحُجَجِ يَوْمَ بَدْرٍ قیس بن عباد سی روایت ہی مینے ابوذر سے سنا وہ قسم کہاتے
تہے کہ یہ آیت ہذان خصمان اختصموا فی ربہم (یعنی یہ دونون دشمن ہین ایک دوسرے کے جنہون نے جہگڑا کیا اپنے مالک
مین تو مسلمان اسلام کو حق سمجہ کر اوسکی تائید کو اللہ کی رضامندی جانتے تہے اور اسکے لیے لڑتے تہے اور کافر اسلام
کو ناحق جانکر شرک کو سچا دین سمجہ کے اسکے لیے لڑتے تہے) ان اللہ یفعل ما یرید تک ان چہ آدمیون کے باب مین اتری
جو بدر کے دن لڑے مسلمانون کیطرف سے تو حمزہ بن عبد المطلب (سید الشہداء عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
اور علی بن ابی طالب (حیدر کرار اسد اللہ الغالب ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب
(ابن عم نبی) اور کافرون کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ **ف** جب بدر کے دن مقابلہ
چہڑ گیا تو قریش کے کافرون مین سے تین شخص عتبہ شیبہ ولید نکلے اور مبارز طلب کیا یعنے کون ہمارے مقابلہ کو آتا ہے
یہ پکارا انصار کے لوگ انکے مقابلہ کو گئے انہون نے کہا ہم تمکو نہین چاہتے ہمکو اپنے بہائیون سے لڑنا منظور ہے

قریش مین سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا اٹھ حمزہ اوٹھ اے علی اوٹھ اے عبیدہ اوٹھے آخر یہ تینون بہادر مسلمانون کی صف سے نکلے حمزہ نے شیبہ کو مارا اور علی نے ولید کو اور عبیدہ مین اور عتبہ مین وار ہوئی تھی دونو زخمی تھے علی اور حمزہ نے اپنے اپنے مقابلون سے فراغت کر کے عتبہ کو بھی مار لیا اور عبیدہ کو میدان جنگ سے اوٹھا لائے ان تینون کفرون مین عتبہ سردار تھا یعنے ہندہ کا باپ جو معاویہ کا نانا تھا شیبہ اسکا بھائی تھا ولید اسکا بیٹا تھا یہ تینون مردود حمزہ اور علی شیران خدا کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے ہندہ کو بڑی عداوت حمزہ سے پیدا ہوئی اس نے احد کے دن حمزہ کا کلیجہ نکالکر چبایا معاذ اللہ خاندان ابوسفیان کے دلمین یہ عداوت ہمیشہ باقی رہی جب تک ابوسفیان جیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑتا رہا انکے بیٹے معاویہ جناب علی مرتضے سے لڑتے رہے انکا بیٹا یزید پلید جناب امام حسین علیہ السلام سے لڑا تھا اور آپ کو شہید کیا چنانچہ تاریخ کی کتابون مین ہے کہ جب سر مبارک جناب امام عالی مقام کا یزید پلید علیہ ما یستحقہ کے سامنے آیا تو اسکا چھڑی سے اسکو مارنے اور کہنے یہ بدلہ ہے بدر کے دن کا لمے مردود تو بدر کا بدلہ کیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیتا ہے اگر ایسا ہی تو تو صریح کافر ہے کس لیے کہ حمزہ اور علی نے تیرے نانا پرنانا کو کچھ اپنے ذاتی عداوت سے نہین مارا بلکہ بحکم الٰہی اسکے پیمبر کے ساتھ ہو کر مارا اور تو نے شیطان کے ساتھ ہو کر صرف دنیا کی لیے اسکا بدل کیا صد لعنت تیرے افعال پر اور صد لعنت تیرے اعوان و انصار پر اے مردود اللہ نے اسکا بدل تیرے خاندان بھر سے لیا کہ جناب امام کا نام آجتک روشن ہے اور کروڑہا آدمی جناب امام کی روضہ مبارک کی زیارت کرتے ہین اور وہان کی خاک کو آنکھون سے لگاتے ہین پر تیرے خاندان پر تو قیامت تک لعنت اور پھٹکار کر رہے ہین اور تو آگ میں دوزخ کی جل رہا ہے اور جناب امام کے بدل ساری تیری قوم کے لوگ کتے کی موت مارے گئے اور تیری اور تیرے بزرگون کی قبرین بھی کھود کر لاشین اور ہڈیان سنڈاس مین پھینک دی گئین اب کہہ کہ تو نے بدر کا بدلہ جناب امام سے لیا یا نہین اور جناب امام کا بدلہ تجھ سے لیا گیا یا نہین کلوخ انداز را پاداش سنگ ست * ہم تو دنیا و آخرت مین اپنے پیمبر اور آل پیمبر کے ساتھ ہین اور جو مردود آل پیمبر کا دشمن ہو اسکے مارنے اور قتل کرنے کو حاضر اور مستعد ہین کائناً من کان

عن اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَارَزْتُ رَجُلًا فَقَتَلْتُهٗ فَنَفَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَبَهٗ سلمہ بن اکوع سے روایت ہے مینے ایک شخص سے مقابلہ کیا تو اسکو قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا سامان مجھ کو دیا **عن** اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَّلَهٗ سَلَبَ قَتِيْلٍ قَتَلَهٗ يَوْمَ حُنَيْنٍ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہون نے حنین کے دن ایک شخص کو مارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا سامان انہی کو دیا **عن** سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ فَلَهُ السَّلَبُ

سمرہ بن جندب سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کافر کو قتل کرے اسکا سامان اسیکو ملیگا **ف** یعنی اسکے کپڑے ہتیار سواری وغیرہ یہ امام کی اختیار ہے جب چاہے جنگ میں لوگون کو رغبت دلانے کے لیے یہ کہدے کہ جو کوئی کسیکو مارے اسکا سامان وہی لیوے یا کسی خاص ٹکڑی سے کہے تم کو مال غنیمت میں سے اسقدر زیادہ ملیگا شافعی اور اوزاعی اور لیث اور ثوری اور ابو ثور اور احمد اور اسحاق کا یہ قول ہے کہ یہ حکم دائمی ہے یعنی ہر جنگ میں مقتول کا کل سامان قاتل ہی کو ملے گا خواہ امام ایسا وعدہ کرے یا نہ کرے اور ابو حنیفہ اور مالک نے کہا یہ حکم دائمی نہیں ہے مگر جب چاہے امام رغبت کے لیے ایسا کہدیوے اگر امام نے کچھ نہ کہا ہو تو ہر ایک مقتول کا سامان مال غنیمت میں شریک ہو کر سب مجاہدین کو برابر تقسیم ہوگا **باب الغارة والبيات وقتل النساء والصبيان** رات کو چھاپہ مارنا کافرون پر (شب خون) اور عورتون اور بچون کا حکم **عن** الصعب بن جثامة قال سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن اهل الدار من المشركين يبيتون فيصاب النساء والصبيان قال هم منهم

صعب بن جثامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا اہل الدار کے مشرکون پر شب خون کرنے کے لیے کہ اس میں عورتین اور بچے بھی مارے جاوینگے آپنے فرمایا وہ بھی انہی میں سے ہیں **ف** یعنی رات کو جب کافرون پر چھاپہ ماریں اور عورتین اور بچے بلا قصد مارے جاوین تو کچھ گناہ نہیں ہے کیونکہ وہ بھی انہی میں داخل ہیں لیکن قصدًا اور عمدًا عورتون اور بچون کا اسیطرح بالکل بوڑھون کا (جو لڑائی کے قابل نہ ہون) مارنا درست نہیں ہے شافعی سے ایسا ہی منقول ہے ابن عمر کی حدیث صحیحین میں ہے کہ ایک عورت مقتول پائی گئی کسی لڑائی میں تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا عورتوں اور بچون کے قتل سے اور ابو داؤد اور انس سے نکالا مرفوعًا مت قتل کرو بوڑھے فانی اور نابالغ اور عورت کو اسکی اسناد میں خالد بن فرز ہے اس میں کلام ہے اور رباح کی حدیث آگے آتی ہے اسکو نکالا احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے بھی کہ مت قتل کرو بچون کو اور مزدور کو اور احمد نے ابن عباس سے مرفوعًا مت قتل کرو بچون اور گرجا والون کو (یعنی راہبون کو جو تارک الدنیا ہوتے ہیں) اسکی اسناد میں ابراہیم بن اسمعیل بن حبیبہ ضعیف ہے لیکن ثقہ کہا اسکو امام احمد نے اور احمد اور اسمعیل نے کعب بن مالک سے انہون نے اپنے چچا سے کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کو بھیجا ابن ابی الحقیق پاس خیبر میں تو منع کیا عورتون اور بچون کے قتل سے اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں اور احمد اور ترمذی نے سمرہ سے مرفوعًا قتل کرو بوڑھے مشرکون کو اور زندہ رکھو انکے بچون کو بعضون نے کہا اجماع ہے عورتون اور بچون کے قتل منع ہونے پر مگر جب وہ سپر ہوجاوین لڑنے والون کے یا خود لڑتے

ہون اور ابوداؤد نے مراسیل مین نکالا عکرمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین مین ایک عورت کی لاش پائی تو
فرمایا کس نے قتل کیا اسکو ایک شخص بولا مین نے یا رسول اللہ اسکو لوٹ مین پایا اپنے پیچھے سوار کرلیا جب اس نے نہر دیکھی
گھری تو جھکی میری تلوار کیطرف مجھکو قتل کرنے کے لیے مینے اسکو مار ڈالا یہ سنکر آپنے انکار نہین فرمایا اور طبرانی نے
کبیر مین اسکو وصل کیا (رضہ) عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ هَوَازِنَ
عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْنَا مَاءً لِبَنِيْ فَزَارَةَ فَعَرَّسْنَا حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ الصُّبْحِ شَنَنَّاهَا عَلَيْهِمْ
غَارَةً فَاَتَيْنَا اَهْلَ مَاءٍ فَبَيَّتْنَاهُمْ فَقَتَلْنَاهُمْ تِسْعَةً اَوْ سَبْعَةَ اَبْيَاتٍ سلمہ بن اکوع سے روایت ہے ہمنے ابوبکر
کے ساتھ جہاد کیا ہوازن کی قوم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین تو ہم ایک پانی پر پہونچے جو بنی فزارہ
کا تھا رات کو وہین اترے جب صبح قریب ہوئی تو ہم ان پر گرے ہر طرف سے چھاپہ مارا اور پانی والون پاس آئے انپر
بھی چھاپہ مارا اور ان مین سے نو یا سات گھر کے لوگون کو قتل کیا عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَاٰى امْرَاَةً مَقْتُوْلَةً فِيْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا جو ماری گئی تھی ایک راہ مین آپنے منع کیا عورتون اور بچون کو قتل
سے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا جیسے اوپر گذرا عَنْ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ قَالَ غَزَوْنَا
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَرْنَا عَلَى امْرَاَةٍ مَقْتُوْلَةٍ قَدِ اجْتَمَعَ عَلَيْهَا النَّاسُ فَاَفْرَجُوْا لَهٗ
فَقَالَ مَا كَانَتْ هٰذِهٖ تُقَاتِلُ فِيْمَنْ يُقَاتِلُ ثُمَّ قَالَ لِرَجُلٍ انْطَلِقْ اِلٰى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ فَقُلْ لَهٗ اِنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ يَقُوْلُ لَا تَقْتُلَنَّ ذُرِّيَّةً وَلَا عَسِيْفًا حنظلہ کاتب سے روایت ہے ہم نے جہاد کیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو ہم گذرے ایک عورت پر جو قتل کی گئی تھی اور لوگ اسپر جمع تھے جب آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم وہان پہونچے تو لوگون نے آپکے لیے جگہ کھولدی آپنے فرمایا یہ تو لڑتی نہ تھی لڑنیوالون مین پھر آپنے
ایک شخص سے فرمایا خالد بن ولید پاس جا اور کہہ کہ اللہ کے رسول تم کو حکم کرتے ہین مت مارو بچون کو اور عورتون کو اور
مزدور کو **ف** جو اجرت لیکر لشکر کے ساتھ جاتے ہین مثلاً بھنگی سقا بہشتی بلیدار اور مزدور وغیرہ اور داخل ہین ان
مین وہ لوگ بھی جو بنیے بقال کنجڑے سائیس وغیرہ اس زمانہ مین فوج کے ساتھ چلتے ہین انکا مارنا روا نہین لیکن اگر
لڑتے ہون تو انکو مارنا چاہیے عَنْ رَبَاحِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ قَالَ اَبُوْ بَكْرِ
ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ يُخْطِئُ الثَّوْرِيُّ فِيْهِ رباح بن ربیع سے بھی ایسا ہی مروی ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا جو شیخ ہین
ابن ماجہ کے کہ ثوری نے غلطی کی اس حدیث کی روایت مین انکی روایت اوپر گذری ابوالزناد سے انہون نے مرقع سے انہون

نے حنظلہ کاتب سے ابن ابی شیبہ نے کہا یہ روایت ثوری نے غلطی سے کی صحیح یون ہے جیسے مغیرہ نے کی ابو الزناد سے انہون نے
مرقع سے انہون نے رباح بن ربیع سے اور ایسا ہی نکالا احمد اور ابو داؤد اور نسائی وغیرہم نے جیسے اوپر گذرا اور رباح
بھائی ہے حنظلہ کا **باب** التحریق بارض العدو دشمن کے ملک مین آگ لگانا **عن** اسامۃ بن زید قال بعثنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قریۃ یقال لہا ابنی فقال ائت ابنی صباحا ثم حرق اسامہ بن زید
سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو ابنی کی طرف بھیجا جو ایک گاؤن ہے اور فرمایا صبح کو ابنی مین جا
اور آگ لگا دے **ف** ابنی ایک مقام ہے فلسطین مین عسقلان اور رملہ کے درمیان وہان کے لوگ کافر ہوگئے مطلب
یہ ہے کہ وہان کے لوگون کو جلا دے شاید یہ حکم ابتداء اسلام مین ہوگا پھر آپ نے انگار سے جلانا منع کر دیا اور اہل حدیث کا یہی
قول ہے کہ کافرون کو انگار سے جلانا جائز نہین بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے نکالا کہ آن حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایک لشکر مین بھیجا تو فرمایا اگر تم فلان اور فلان کو پاؤ دو شخصون کو تو انکو آگ سے جلا دینا پھر جب
ہم نکلنے لگے تو آپ نے فرمایا مینے تمکو حکم دیا تھا فلانے فلانے کو جلانیکا لیکن آگ سے اللہ ہی عذاب کرتا ہے تم اگر
انکو پاؤ تو قتل کر ڈالنا لیکن درختون کا اور بتون کا اور سامان کا جلانا تو وہ جائز ہے اور کئی احادیث سے اسکی اجازت
ثابت ہے جب اس مین مصلحت ہو (روضہ) **عن** ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرق نخل
النضیر وقطع وھی البویرۃ فانزل اللہ عز وجل ما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمۃ الایۃ ابن عمر
سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی النضیر کے کھجور جلا دیے اور کاٹ ڈالے بویرہ انکے باغ کا نام
تھا (جہان کھجور کے درخت تھے) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری ما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا **عن** ابن عمر ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم حرق نخل بنی النضیر وقطع وفیہ یقول شاعرھم ؎ فھان علی سراۃ
بنی لؤی + حریق بالبویرۃ مستطیر + ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نضیر کے
کھجور کے درخت جلا دیے اور کٹوا ڈالے اسی باب مین مسلمانون کا شاعر (حسان بن ثابت) کہتا ہے ؎ فھان
علی سراۃ بنی لؤی + حریق بالبویرۃ مستطیر + یعنے سہل ہے قریش کے اشراف پر بویرہ مین انگار لگا دینا
جو اڑ رہی ہے یہ بنی نضیر کے لوگ یہودی تھے اور انہون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دغا دیا اور عہد توڑ
ڈالا اور کافرون کے شریک ہوگئے اسوقت جب کافرون کا آپ پر ہجوم تھا اللہ تعالی کو یہ ناگوار ہوا انکے تمام جائداد
انکی رسول کو دلوا دی اور وہ قتل کیے گئے اور جلا وطن کیے گئے **باب** فداء الاساری قیدیون کو فدیہ
عوض پر دینا (یعنے دوسرے قیدیون کے بدل) **عن** ایاس بن سلمۃ بن الاکوع عن ابیہ قال غزونا مع

ابی بکر ہوازن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنفلنی جاریۃ من بنی فزارۃ من اجمل العرب
علیہا قشع لہا فما کشفت لہا عن ثوب حتی اتیت المدینۃ فلقینی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السوق
فقال للہ ابوک ھبہا لی فوھبتہا لہ فبعث بہا ففادی بہا اساری المسلمین کانوا بمکۃ سلمہ بن الاکوع
سے روایت ہے ہمنے ابوبکر کے ساتھ جہاد کیا ہوازن سے (ہوازن ایک قوم تھی عرب کی تیر انداز ہوازن انکی
مقام کا نام ہے جو عرفات اور طائف کے درمیان ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ابوبکر نے انعام کے طور
پر مجھے ایک لڑکی دی بنی فزارہ کی جو عرب کے قومون مین بہت خوبصورت لوگون سے تھی وہ ایک پوستین پہنے
ہوئے تھی مینے اسکا کپڑا ابھی نہین کھولا تھا تک کہ مین مدینہ مین آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ملے
بازار مین اور فرمایا تیرا باپ بزرگ تھا (جس نے تیری مثل بیٹا جنا) اس عورت کو مجھے ہبہ کردے مین نے آپ کو ہبہ کردی
آپ نے اس عورت کو بھیجدیا فدیہ مین اور اسکے بدل کئی مسلمان قیدیون کو چھڑایا جو مکہ مین تھے **ف** معلوم ہوا
کہ امام کو کوئی چیز انعام دیکر پھر اسکا پھیر لینا بھی درست ہے جب اُس مین کوئی مصلحت ہو آپنے حضرت صفیہ کو پہلے
دحیہ کو دیا تھا پھر انسے پھیر لیا **باب** مَا احرز العدو ثم ظھر علیہ المسلمون اگر کافر مسلمانون کی کوئی چیز لیکر
اپنے ملک مین پہونچ گئے پھر مسلمان کافرون پر غالب ہوئے اور وہی چیز ہاتھ آئی **ف** تو اسکے اصلی مالک کو دیدی
جاویگی اہلحدیث کا یہی مذہب ہے **عن** ابن عمر قال ذھبت فرس لہ فاخذھا العدو فظھر علیہم
المسلمون فرد علیہ فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وابق عبد لہ فلحق بالروم فظھر علیہم
المسلمون فردہ علیہ خالد بن الولید بعد وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عمر سے روایت ہے
انکا ایک گھوڑا چلدیا اسکو کافرون نے لیا پھر مسلمان ان کافرون پر غالب ہوئے اور وہ گھوڑا ہاتھ آیا تو وہ
گھوڑا ابن عمر کو دیدیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور انکا ایک غلام بھی بھاگ گیا اور نصاریٰ
سے مل گیا پھر مسلمان نصاریٰ پر غالب ہوئے اور غلام پکڑا گیا تو خالد بن ولید نے وہ غلام ابن عمر کو پھیر دیا آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی نکالا اور مسلم نے نکالا
کہ آنحضرت کی اونٹنی عضبا کو کافر لے گئے پھر ایک عورت اسپر چڑھکر مسلمانون کے پاس آگئی اس نے نذر کی اسکے
نحر کرنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو نذر گناہ کی ہو یا اپنے ملک مین نہ ہو وہ پوری نہ کی جاوے
شافعی اور ایک جماعت علما کا یہی قول ہے کہ کافر غلبہ سے مسلمانون کے کسی چیز کے مالک نہ ہونگے اور جب وہ چیز
پھر ہاتھ آوے اُسکا مالک لے گا غنیمت کی تقسیم سے پہلے یا اسکے بعد اور حضرت علی اور زہری اور عمرو بن دینار

اور حسن سے یہ منقول ہے کہ مالک کو وہ چیز نہ دیجاویگی اور غنیمت حاصل کرنیوالوں کو تقسیم ہوگی اور عمر اور سلیمان بن ربیعہ اور عطا
اور لیث اور مالک اور احمد اور دوسرے علما سے منقول ہے کہ اگر مالک نے غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے اپنی چیز ان کو پایا تو
وہ اسکا زیادہ حقدار ہے اور اگر تقسیم کے بعد پایا تو قیمت دیکر لیوے اور دارقطنی نے ابن عباس سے مرفوعا ایسا ہی نکالا
اور اسکا اسناد بہت ضعیف ہے (روضہ) **باب الغلول** غنیمت میں چوری کرنے کا بیان **عن** زید بن خالد
الجھنی قال توفی رجل من اشجع بخیبر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علی صاحبکم فانکر الناس ذلک
وتغیرت وجوھھم فلما رای ذلک قال ان صاحبکم غل فی سبیل اللہ قال زید فالتمسوا فی متاعہ فاذا خرزات
من خرز یھود ما تساوی درھمین زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ ایک شخص اشجع کا خیبر میں مرگیا تو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے ساتھی پر نماز پڑھو لوگوں کو یہ برا معلوم ہوا اور انکے منھ بدل گئے جب آپ نے یہ دیکھا تو فرمایا
تمہارے ساتھی نے اللہ کے راہ میں چوری کی زید نے کہا پھر لوگوں نے اسکا اسباب دیکھا کہ اس نے کیا چیز چورائی تو
چند نگینے نکلے یہود کے نگینوں سے جنکی قیمت دو درم کی بھی نہ ہوگی **ف** لوگوں کو برا معلوم ہوا یعنی
آپ کا یہ فرمانا کہ تم اسپر نماز پڑھو اور میں نہیں پڑھتا ان کو رنج ہوا کہ اگر ہم بھی شاید مریں اور آپ ہمارے پر نماز نہ پڑھیں جب آپ نے اس
کی وجہ بتلائی تو انکی تسلی ہوئی معلوم ہوا کہ غنیمت کے مال میں چوری کرنا اور زیادہ گناہ ہے گو مطلق چوری بھی گناہ ہے
مگر یہ اس سے زیادہ ہوئی کیونکہ غنیمت کا مال عام مسلمانوں کا ہے تو گویا اس نے تمام مسلمانوں کی حق تلفی کی **عن**
عبد اللہ بن عمرو قال کان علی ثقل النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل یقال لہ کرکرۃ فمات فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ھو فی النار فذھبوا ینظرون فوجدوا علیہ کساء او عباءۃ قد غلھا عبد اللہ بن عمرو
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسباب کی نگہبانی پر (جو اونٹ پر لدا تھا) ایک شخص مقرر تھا جسکو لوگ
کرکرہ کہتے تھے وہ مرگیا تو آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے لوگ دیکھنے گئے اسکو تو ایک کملی یا عبا پائی اسپر جو اس نے چرالی تھی
غنیمت کے مال میں سے **عن** عبادۃ بن الصامت قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم حنین الی
جنب بعیر من المقاسم ثم تناول شیئا من البعیر فاخذ منہ قردۃ یعنی وبرۃ فجعل بین اصبعیہ ثم قال
یا ایھا الناس ان ھذا من غنائمکم ادوا الخیط والمخیط فما فوق ذلک فما دون ذلک فان الغلول عار علی
اھلہ یوم القیامۃ وشنار ونار عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی حنین کے
دن غنیمت کے اونٹ کی آڑ میں پھر آپ نے اونٹ میں سے کچھ لیا معلوم ہوا تو ایک بال تھا آپ نے اسکو اپنی دونوں انگلیوں میں تھاما
اور فرمایا اے لوگو یہ تمہاری غنیمتوں میں داخل ہے تاگے اور سوئی کو بھی ادا کرو اور جو اس سے زیادہ ہو یا اس سے کم ہو اسلیے کہ چوری

کرنا غنیمت کے مال میں عار اور عذاب ہوگا قیامت کے دن چوری کرنیوالے پر **ف** یعنی قیامت کے دن اسکی چوری ظاہر کی جاویگی تو لوگوں میں رسوائی ہوگی اسکے سوا عذاب جداگانہ ہوگا اور جس قدر ذری سی چیز ہو اسکی چوری جب کھلیگی تو اور زیادہ رسوائی ہے اسلیے مومن کو چاہیے کہ غنیمت کا کل مال حاکم کے سامنے حاضر کرے ایک سوئی یا تاگہ بھی اپنے پاس کچھ نہ چھوڑے **باب** النَّفَلِ انعام کا وعدہ کرنا **عن** حَبِيْبِ بْنِ مَسْلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَّلَ الثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ حبیب بن مسلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفل (انعام جو لڑائی کے وقت امام ایک کسی مجاہدین کے لیے وعدہ کرے) دیا ثلث مال کا خمس لینے کے بعد **ف** جب غنیمت کا مال ہاتھ آوے تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے وہ تو امام نکال لیوے اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جاویں تو امام کو اختیار ہے کہ ان چار باقی حصوں میں سے جتنا چاہے انعام کسی خاص شخص یا خاص جماعت کے لیے تجویز کرے امام احمد اور اسحق کا یہی قول ہے اور سعید بن المسیب اور شافعی اور ابو عبید نے کہا کہ امام اگر انعام کا وعدہ کرے تو خمس میں سے کرے جو اللہ و رسول صلعم کا حصہ ہے **عن** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَّلَ فِي الْبَدْاَةِ الرُّبُعَ وَفِي الرَّجْعَةِ الثُّلُثَ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لشکر پہلی بار جاتا لڑنے کے لیے تو ربع غنیمت کے انعام کا وعدہ کرتے (اور تین ربع میں سارا لشکر شریک ہوتا) اور لوٹتے وقت تو ثلث کا انعام فرماتے (کیونکہ لوٹتے وقت پھر لڑائی کرنا بہت شاق ہوتا ہے اسلیے اس میں زیادہ انعام مقرر کیا) **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ لَا نَفَلَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ الْمُسْلِمُوْنَ قَوِيُّهُمْ عَلٰى ضَعِيْفِهِمْ قَالَ رَجَاءٌ فَسَمِعْتُ سُلَيْمَانَ ابْنَ مُوْسٰى يَقُوْلُ لَهٗ حَدَّثَنِيْ مَكْحُوْلٌ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ مَسْلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَّلَ فِي الْبَدْاَةِ الرُّبُعَ وَحِيْنَ قَفَلَ الثُّلُثَ فَقَالَ عَمْرٌو اُحَدِّثُكَ عَنْ اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ وَتُحَدِّثُنِيْ عَنْ مَكْحُوْلٍ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نفل (انعام) نہیں ہے بلکہ قوی مسلمان ضعیف مسلمان کو مال غنیمت پھیر دیگا **ف** یعنی مال غنیمت میں سب مسلمان برابر شریک ہوں گے اور برابر حصہ پاویں گے جو لوگ قوی ہوں اور زیادہ جنگ کریں وہ دوسروں سے زیادہ انعام کے طور پر کچھ نہ پاویں گے **ف** رجاء نے کہا جو راوی ہے حدیث کا عمرو بن شعیب سے میں نے سلیمان بن موسی سے سنا وہ کہتے تھے عمرو بن شعیب سے مجھ سے حدیث بیان کی مکحول نے حبیب بن مسلمہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انعام دیا شروع جنگ میں ربع مال غنیمت کا اور جب لوٹی (اور دوبارہ جنگ کی ضرورت واقع ہوئی) تو ثلث مال غنیمت کا انعام دیا عمرو نے کہا میں تجھ سے اپنے باپ کی حدیث بیان کرتا ہوں دادا سے اور تو مکحول کی روایت بیان کرتا ہے **ف** تو عمرو نے مکحول کی روایت کو ضعیف سمجھا حالانکہ مکحول ثقہ ہے اور یہ حدیث

ثابت ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور تمام علماء نے اسپر اتفاق کیا اور انعام دینے کو جائز سمجھا **باب قسمة الغنائم** غنیمت بانٹنے کا بیان **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسھم یوم خیبر للفارس ثلثة اسھم للفرس سھمان وللرجل سھم ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن حصہ دیا سوار کو تین حصے دیے اور پیدل کو ایک حصہ **ف** تو سوار کو دو حصے دلائے گھوڑے کے اور ایک حصہ اسکا اور پیدل کو ایک حصہ ابو یوسف اور محمد اور شافعی اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے اور ابن عمر کی یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اور انس اور عروہ بارقی سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد نے زبیر سے ایسا ہی روایت کیا اسکے راوی صحیح کے راوی ہین اور دارقطنی اور ابو یعلے اور طبرانی نے ابراہیم سے اور ترمذی اور نسائی نے ابوہریرہ سے اور امام مسلم نے عمر سے اور ابو داؤد نے عتبہ بن عبد سے اور امام احمد نے جابر اور اسماء بنت یزید سے ایسا ہی نکالا اور اسکے سوا اور بھی کئی حدیثیں ہین اور جمہور علما کا قول یہی ہے اور ایک جماعت علما اسطرف گئی ہین کہ سوار کو دو حصے ملینگے ایک حصہ اسکا اور ایک اسکے گھوڑے کا اور پیدل کو ایک حصہ ملیگا اور انہوں نے دلیل لی مجمع بن جاریہ کی حدیث سے جو احمد اور ابو داؤد نے نکالی کہ خیبر تقسیم کیا گیا حدیبیہ والوں پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے اٹھارہ حصے کیے اور کل لشکر کی تعداد پندرہ سو تھی ان مین تین سو سوار تھے آپنے سوار کو دو حصے دیے اور پیدل کو ایک حصہ اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اور ابو حنیفہ نے اسپر عمل کیا ہے اور ابو داؤد نے کہا اس حدیث مین وہم ہے کیونکہ سوار تین سو بیان کیے حالانکہ وہ دو سو تھے اور اس تقسیم مین قوی اور ضعیف اور جس نے لڑائی کی اور جس نے نہین کی سب برابر ہین ابو داؤد اور حاکم نے ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوٹ کو برابر تقسیم کیا جب جھگڑا ہوا ان لوگوں مین جو لڑتے تھے اور جو نہین لڑتے تھے صحیح کہا اسکو ابو الفتح نے اقتراح مین کہ یہ بخاری کی شرط پہ ہے اور امام احمد نے عبادہ بن صامت سے ایسا ہی نکالا اور امام احمد نے سعد بن مالک سے نکالا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص صرف لوگوں کی کمک پر رہتا ہے اور اسکا حصہ برابر ہوتا ہے آپنے فرمایا تجھکو تیری ماں رووے تم روزی دیے جاتے ہو اور مدد کیے جاتے ہو اپنے ناتوان لوگوں ہی کی وجہ سے اور بخاری اور نسائی نے مصعب بن سعد سے نکالا انہوں نے سعد سے ایسا ہی کہ سعد نے بعضوں کو افضل سمجھا دوسرون سے لڑائی مین آپنے یہی فرمایا اسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی نے بھی نکالا اور صحیح کہا اور حجۃ اسمین ہے کہ جسکو حاکم لشکر کے کاموں کے لیے بھیجے قاصد اور جاسوس اور نگہبان اور مخبر ان سب کو ایک ایک حصہ ملیگا لڑنیوالوں کی مثل اگرچہ لڑائی مین حاضر نہ ہوں جیسے آپنے حضرت عثمان کو حصہ دلایا بدر کے دن حالانکہ وہ اس مین شریک نہ تھے (رضہ) **باب** العبید والنساء یشھدون

مع المسلمین اگر غلام یا عورتین لشکر مین شریک ہون **عن** عُمَیْرٍ مولیٰ اٰبی اللحم قال وکیع وکان لا یاکل
اللحم قال غزوت مع مولای یوم خیبر وانا مملوک فلم یقسم لی من الغنیمۃ واعطیت من خرثی المتاع
سیفا وکنت اجرہ اذا تقلدتہ عمیر سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد) تہا ابی اللحم کا (وکیع نے کہا ابی اللحم گوشت نہین
کہاتا تہا تو اسکا نام لوگون نے ابی اللحم رکہدیا لحم کہتے ہین گوشت کو) مینے جہاد کیا اپنے مالک (ابی اللحم) کے ساتہ خیبر کے
دن اور مین غلام تہا تو مجہہ کو غنیمت کے مال مین سے حصہ نہین ملا اور خانگی اسباب مین سے ایک تلوار مجہکو ملی اور جب مین اسکو
کمر سے باندہتا تو وہ تلوار زمین پر گہسٹتی ہتی **ف** اسوجہ سے کہ تلوار لمبی ہوگی یا ان کا قد چہوٹا ہوگا اس حدیث کو ابوداؤد
اور ترمذی نے بہی نکالا اور جمہور علما اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ غلام یا عورت کو جو لشکر مین شریک ہو حصہ نہ ملیگا
لیکن امام جو مناسب سمجہے انعام کے طور پر انکو دیوے مسلم نے ابن عباس سے نکالا ایک شخص نے ان سے پوچہا غلام
اور عورت کا کوئی حصہ معین تہا جب وہ لوگون کے ساتہ حاضر ہون انہون نے جواب دیا کہ ان دونون کا کوئی حصہ معین
نہ تہا مگر یہ کہ لوٹ مین سے کچہ انکو دیا جاوے اور ایک روایت مین یون ہے کہ آپ جہاد مین عورتون کو رکہتے تہے وہ
دوا کرتین زخمیون کی اور غنیمت مین سے کچہ انعام ان کو دیا جاتا لیکن حصہ انکا مقرر نہین کیا گیا اور احمد اور ابوداؤد اور
نسائی نے حشرج بن زیاد سے نکالا کہ ان کی دادی اور پانچ عورتون کے ساتہ خیبر کے جہاد مین نکلین آپ نے ان کو
حصہ دلایا مردون کیطرح اسکی اسناد مین ایک شخص مجہول ہے خطابی نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے اس سے حجت قائم
نہ ہوگی اور ترمذی نے اوزاعی سے نکالا مرسلا کہ آپ نے لڑکون کو حصہ دلایا خیبر مین اور یہ مرسل ہے اس سے بہی حجت لینا
صحیح نہین (روضہ مختصرا) **عن** ام عطیۃ الانصاریۃ قالت غزوت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سبع غزوات اخلفہم فی رحالہم واصنع لہم الطعام واداوی الجرحی واقوم علی المرضی ام عطیہ کی
روایت ہے مین نے جہاد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ سات بار یعنی سات جہادون مین مین شریک تہی
جب مرد چلے جاتے تو مین انکے ڈیرون مین رہتی (انکے اسباب کی محافظت کرتی) اور ان کے لیے کہانا پکاتی اور
زخمیون کا علاج کرتی اور بیمارون کی خبر لیتی **باب** وصیۃ الامام حاکم کیا کہے فوج سے جب جہاد کو جانے
لگے **عن** صفوان بن عسال قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ فقال سیروا باسم
اللہ وفی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ ولا تمثلوا ولا تغادروا ولا تغلوا ولا تقتلوا ولیدا صفوان
بن عسال سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایک لشکری مین بہیجا تو فرمایا چلے جاؤ اللہ کے نام پر
اللہ کی راہ مین اور جو کوئی کافر ہے اللہ کا اس سے لڑو اور مثلہ مت کرو (ناک کان مت کاٹو) اقرار کر کے دغا مت کرو

(یعنے عہد شکنی نہ کرو) اور لوٹ کے مال مین چوری مت کرو اور بچے کو مت مارو **ف** دوسری روایت مین اتنا زیادہ ہے
نہ عورت کو نہ شیخ فانی کو یعنے ایسے بڈھے کو جو لڑائی کے قابل نہ رہا ہو **عن** ابن بریدة عن ابيه قال كان رسول
الله صلى الله عليه وسلم اذا امر رجلا على سرية اوصاه في خاصة نفسه بتقوى الله ومن معه من المسلمين
خيرا فقال اغزوا باسم الله وفي سبيل الله قاتلوا من كفر بالله اغزوا ولا تغدروا ولا تغلوا ولا تمثلوا
ولا تقتلوا وليدا واذا انت لقيت عدوك من المشركين فادعهم الى احدى ثلاث خلال او خصال
فايتهن اجابوك اليها فاقبل منهم وكف عنهم ادعهم الى الاسلام فان اجابوك فاقبل منهم
وكف عنهم ثم ادعهم الى التحول من دارهم الى دار المهاجرين واخبرهم ان فعلوا ذلك ان لهم ما
للمهاجرين وان عليهم ما على المهاجرين وان ابوا فاخبرهم انهم يكونون كاعراب المسلمين يجري
عليهم حكم الله الذي يجري على المؤمنين ولا يكون لهم في الفيء والغنيمة شيء الا ان يجاهدوا مع
المسلمين فان هم ابوا ان يدخلوا في الاسلام فسلهم اعطاء الجزية فان فعلوا فاقبل منهم وكف
عنهم فان هم ابوا فاستعن بالله وقاتلهم وان حاصرت حصنا فارادوك ان تجعل لهم ذمة
الله وذمة نبيك فلا تجعل لهم ذمة الله ولا ذمة نبيك ولكن اجعل لهم ذمتك وذمة ابيك
وذمة اصحابك فانكم ان تخفروا ذمتكم وذمة ابائكم اهون عليكم من ان تخفروا ذمة الله
وذمة رسوله وان حاصرت حصنا فارادوك ان ينزلوا على حكم الله فلا تنزلهم على حكم الله و
لكن انزلهم على حكمك فانك لا تدري اتصيب فيهم حكم الله ام لا قال علقمة فحدثت به
مقاتل بن حيان فقال حدثني مسلم بن هيصم عن النعمان بن مقرن عن النبي صلى الله عليه وسلم
مثل ذلك **ف** بریدہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخص کو سردار بناتے کسی لشکر کا تو اسکو اپنی ذات
کے لیے اللہ سے ڈرنیکی وصیت کرتے اور جو اور مسلمان اسکے ساتھ ہوتے ان سے نیک سلوک کرنے کی تو آپ فرماتے جہاد کرو
اللہ کا نام لیکر اللہ کی راہ مین اور جو اللہ کو نہ مانے اس سے لڑو جہاد کرو اور عہد مت توڑو اور چوری مت کرو اور مثلہ مت کرو اور
بچہ کو مت مارو اور جب تو دشمن سے ملے یعنے مشرک لوگون سے تو انکو بلا تین باتون مین سے ایک بات کی طرف پھر ان مین
سے جون سی بات پر وہ راضی ہون انسے مان لے اور باز رہ انکو ستانے سے (وہ تین باتین یہ ہین) پہلے انکو بلا اسلام کی
طرف اگر وہ قبول کرلین تو باز رہ ان سے (یعنے انکے جان اور مال کو ایذا مت دے) لیکن کہہ ان سے کہ اپنے ملک سے مسلمانون
کے ملک مین چلے آوین (جیسے مسلمانون نے ہجرت کی ہے یعنے دار الکفر سے ہجرت کرکے دار الاسلام مین آجاوین یہ

ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین فرض تہی پہر مکہ فتح ہونے کے بعد اُسکی فرضیت جاتی رہی اور بعضون نے کہا قیامت تک یہ باقی ہی اور اب بہی جو لوگ دار الکفر مین مسلمان ہون انکو دار الاسلام مین چلے آنا واجب ہے) اور اسنسے بیان کردی کہ اگر وہ ہجرت کرلین گے تو جو فائدے مہاجرین کو ملتے ہین وہ انکو ہون گے اور جو سزائین (قصور کے بدلے) مہاجرین کو دیجاتی ہین وہی اُنکو دیجاوین گی اگر وہ ہجرت کرنے سے انکار کرین تو انکا حکم گنوار دیہاتی مسلمانون کا سا ہوگا (جو جنگلون مین رہتے ہین) اور اللہ کا حکم جو مومنون پر جاری ہوتا ہے اُنپر جاری ہوگا اور انکو لوٹ کے مال مین اور اسیر مال مین جو بلا جنگ کافرون سے ہاتھ آوے کچھ حصہ نہوگا مگر اس حالت مین جب وہ جہاد کرین مسلمانون کے ساتھ اگر وہ اسلام لانے سے انکار کرین تو ان سے کہہ جزیہ دینے کے لیے اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہون تو قبول کرلے اُن سے اور باز رہ اُنسے (انکے قتل سے یا مال لینے سے کیونکہ وہ ذمی ہوگئے انکا جان و مال محفوظ ہوگیا) اگر وہ جزیہ دینے سے بہی انکار کرین تو اللہ تعالے سے مدد مانگ اُنپر اور لڑ اُن سے اور جب تو کسی قلعہ کا محاصرہ کرے (یعنے اسکو گہیر لیوے) پہر قلعہ والے تجھ سے کہین کہ تو ان کو اللہ اور اُسکے رسول کا ذمہ دیوے تو مت ذمہ دے اللہ اور رسول کا انکو بلکہ اپنا اپنے باپ کا اپنے ساتھیون کا ذمہ دے اسلیے کہ اگر تم اپنا ذمہ یا اپنے باپ دادون کا ذمہ توڑ ڈالو تو یہ اس سے آسان ہی بہ نسبت اسکے کہ اللہ اور اسکے رسول کا ذمہ توڑو اور اگر تو کسی قلعہ کا محاصرہ کرے پہر قلعہ والے یہ چاہین کہ اللہ کے حکم پر وہ قلعہ سے نکل آوین گے تو اس شرط پر اُنکو مت نکال بلکہ اپنے حکم پر نکال اسلیے کہ تو نہین جان سکتا اللہ کے حکم پر انکے بارے مین چلیگا یا نہین۔ علقمہ نے کہا مین نے یہ حدیث مقاتل بن حیان سے بیان کی انہون نے کہا مجہ سے مسلم بن ہیضم نے نعمان بن مقرن سے انہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی حدیث نقل کی ف نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ فی اور غنیمت مین دیہات کے مسلمانون کا حصہ نہین جو اپنے ہی وطن مین رہے اسلام لانیکے بعد بشرطیکہ وہ جہاد مین شریک نہ ہون دوسرے یہ کہ ہر ایک کافر سے جزیہ لینا درست ہی عربی ہو یا عجمی کتابی ہو یا غیر کتابی اور ابو حنیفہ کے نزدیک عرب مشرکین سے جزیہ لینا درست نہین وہ یا اسلام لاوین یا قتل کیے جاوین اور شافعی نے کہا جزیہ نہ لیا جاویگا مگر اہل کتاب یا مجوس سے عرب ہون یا عجم (طیبی)

باب طَاعَةِ الْإِمَامِ امام کی اطاعت کا بیان عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ أَطَاعَ الْإِمَامَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى الْإِمَامَ فَقَدْ عَصَانِي ابوہریرہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جسنے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جسنے امام (یعنے حاکم اسلام) کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے امام کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی

ف حدیث سے یہ نکلا کہ امام کی اطاعت فرض ہے اور اسکی نافرمانی رسول کی نافرمانی ہے مگر یہ جب تک ہے کہ امام کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو اگر مسئلہ اختلافی ہو اور امام ایک قول پر چلنے کا حکم دیوے تو اسکی اطاعت کرنا چاہیے لیکن جو بات صریح اور بالاتفاق شریعت کے خلاف ہو اُس میں اطاعت نہ کرنا چاہیے دوسری حدیث میں ہے کہ خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی کان رأسہ زبیبۃ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمہارے اوپر سردار بنایا جاوے ایک حبشی جسکا سر انگور کیطرح ہو **ف** یعنی احمق اور بیوقوف کیونکہ چھوٹے سر والا اکثر احمق ہوتا ہے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حبشی چھوٹے سر والا امارت کبریٰ کے لائق ہے کیونکہ امارت کبریٰ کے لیے قریشی ہونا شرط ہے بلکہ حدیث کا یہ مطلب ہے کہ امام کے حکم سے اگر کسی لشکر یا ٹکڑی کا سردار اسی قسم کا بے وقوف شخص ہی بنایا جاوے تو بھی امام کے حکم کی اطاعت کرنا چاہیے اور اُس بے وقوف کی سرداری پر اعتراض اور اسکی مخالفت نہ کرنا چاہیے اور بعضوں نے کہا یہ مبالغہ کے طور پر فرمایا یعنی اگر بالفرض حبشی ہی تمہارا امام ہو تو اسکی اطاعت بھی لازم ہے اور اس حدیث میں کمال ترغیب ہے امام اور حاکم کی اطاعت کی **عن** ام الحصین قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان امر علیکم عبد حبشی مجدع فاسمعوا لہ واطیعوا ما قادکم بکتاب اللہ ام حصین سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اگر تمہارے اوپر حبشی غلام امیر کیا جاوے (یعنی سردار) نکٹا کن کٹا تو بھی اسکی بات سنو اور مانو جب تک وہ اللہ کی کتاب کے موافق تمکو لے چلے **عن** ابی ذر انہ انتہی الی الربذۃ وقد اقیمت الصلوۃ فاذا عبد یؤمھم فقیل ھذا ابوذر فذھب یتاخر فقال ابوذر اوصانی خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم ان اسمع واطیع وان کان عبدا حبشیا مجدع الاطراف ابوذر سے روایت ہے جب وہ ربذہ میں پہنچے (حضرت عثمان کی خلافت میں ابوذر پر لوگوں نے بلوہ کیا بعض مسائل کیوجہ سے انہوں نے مصلحت کے خیال سے انکو ربذہ میں جو مدینہ منورہ کے باہر ایک مقام ہے روانہ کر دیا ابوذر وہیں رہے اور وہیں دفن ہوئے راضی ہوا اللہ ابوذر غفاری سے جو بڑے درجہ کے صحابی اور عاشق رسول اور محب اہل بیت نبوی تھے) تو نماز کی تکبیر ہوئی ایک غلام لوگوں کی امامت کرتا تھا لوگوں نے اُس سے کہا یہ ابوذر ہیں اس نے پیچھے ہٹنا چاہا (امامت کے مقام سے) ابوذر نے کہا مجھکو وصیت کی میری جان کے محبوب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بات سن اور کہا مان اگرچہ حبشی غلام ہو عضو کٹا ہوا **ف** یعنی ایسے شخص کی بھی سرداری سے انکار مت کر تاکہ دین میں فساد پیدا نہ ہو اور مسلمانوں میں نااتفاقی نہ پھیلے ہر حال میں جماعت کے اتفاق کا خیال رکھنا ضرور ہے اور اگر کسی امر مستحب یا سنتوں کیوجہ سے اتفاق ٹوٹ جاوے

کا اندیشہ ہو تو جب تک یہ اندیشہ باقی رہے اس امر مستحب یا سنون سے باز رہ سکتے ہیں لیکن جہانتک ہو سکے بحکمت عملی لوگون کو سمجھا دینا چاہیے کہ یہ فعل مستحب اور سنت رسول ہے اور اس کے لیے فساد کرنا صریح بے ایمانی ہے **باب** لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کرنا چاہیے **عن** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَلْقَمَةَ بْنَ مُجَزِّزٍ عَلَى بَعْثٍ وَأَنَا فِيهِمْ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى رَأْسِ غَزَاتِهِ أَوْ كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ اسْتَأْذَنَتْهُ طَائِفَةٌ مِنَ الْجَيْشِ فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ بْنَ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسٍ السَّهْمِيَّ فَكُنْتُ فِيمَنْ غَزَا مَعَهُ فَلَمَّا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ أَوْقَدَ الْقَوْمُ نَارًا لِيَصْطَلُوا أَوْ لِيَصْطَنِعُوا عَلَيْهَا صَنِيعًا فَقَالَ عَبْدُ اللهِ وَكَانَتْ فِيهِ دُعَابَةٌ أَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمُ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ قَالُوا بَلَى قَالَ فَمَا أَنَا بِآمِرِكُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا صَنَعْتُمُوهُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكُمْ إِلَّا تَوَاثَبْتُمْ فِي هَذِهِ النَّارِ فَقَامَ نَاسٌ فَتَحَجَّزُوا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّهُمْ وَاثِبُونَ قَالَ أَمْسِكُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّمَا كُنْتُ أَمْزَحُ مَعَكُمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمَرَكُمْ مِنْهُمْ بِمَعْصِيَةِ اللهِ فَلَا تُطِيعُوهُ

ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علقمہ بن مجزز کو ایک لشکر کا سردار کیا میں بھی اس میں تھا جب وہ اپنے جہاد کے اخیر مقام پر پہونچے یا راہ میں تھے تو لشکر میں سے ایک گروہ نے ان سے اجازت مانگی انہوں نے اجازت دی اور اس گروہ کا سردار عبد اللہ بن حذافہ بن قیس سہمی کو کیا میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے عبد اللہ کے ساتھ جہاد کیا ایک بار وہ راہ میں تھے لوگوں نے انگار جلائے تاپنے کے لیے یا کچھ پکانے کے لیے اپنے کسی اور کام کے لیے عبد اللہ بولا اس میں ذرا ظرافت تھی (خوش طبعی) کیا تم پر میرے بات سننا اور میرا حکم ماننا واجب نہیں ہے لوگ بولے البتہ واجب ہے عبد اللہ نے کہا پھر میں جس بات کا تم کو حکم کروں اسکو تم کروگے انہوں نے کہا ہاں عبد اللہ نے کہا تو میں تم کو قطعی حکم دیتا ہوں کہ اس انگار میں کود جاؤ تو بعضے لوگ کھڑے ہوئے اور کمر باندھی (انگار میں کودنے کے لیے) جب عبد اللہ نے دیکھا کہ واقعی وہ کودنے کو طیار ہیں تو کہا نہیں روکو اپنی جانوں کو میں تم سے ٹھٹھا کرتا تھا جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لوٹ کر آئے تو آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا جو کوئی تمکو حکم کرے اللہ کی نافرمانی کرنیکا تو اسکی اطاعت نہ کرو **ف** اور اسکی بات ہرگز مت مانو اگرچہ وہ امام ہو یا حاکم یا خلیفہ یا بادشاہ یا رئیس یا سردار اللہ کی اطاعت سب پر مقدم ہے پھر جب امام کی اطاعت برخلاف شریعت منع ہوئی تو کسی مجتہد یا عالم کی اطاعت برخلاف احکام خدا و رسول کیونکر جائز ہوگی۔ اس حدیث سے تقلید ناجائز کی جڑ کٹ گئی اور یہ بھی نکلا کہ جو بادشاہ یا امام شریعت کے خلاف حکم دیوے تو اسکی بات نہ ماننا چاہیے بلکہ اسکو شریعت کی اطاعت کے لیے مجبور کرنا چاہیے اگر شریعت کی

اطاعت قبول نہ کرے تو اس مردود کو فوراً معزول کرکے دوسرے کسی قریشی پرہیزگار کو اپنا امام یا بادشاہ بنانا چاہیے
یہی اسلام کا شیوہ ہے اور یہی حکم خدا ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَی الْمَرْءِ
الْمُسْلِمِ الطَّاعَۃُ فِیْمَا اَحَبَّ اَوْ کَرِہَ اِلَّا اَنْ یُّؤْمَرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَۃَ ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی پر اطاعت کرنا واجب ہے ہر ایک کام میں جسکو پسند کرے یا ناپسند
مگر جب اس کام کا حکم کیا جاوے جو گناہ ہو پھر جب گناہ کا حکم کیا جاوے تو ہرگز نہ سنے اور ہرگز نہ مانے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَیَلِیْ اُمُوْرَکُمْ بَعْدِیْ رِجَالٌ یُطْفِئُوْنَ مِنَ السُّنَّۃِ وَیَعْمَلُوْنَ
بِالْبِدْعَۃِ وَیُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوۃَ عَنْ مَوَاقِیْتِہَا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ اَدْرَکْتُہُمْ کَیْفَ اَفْعَلُ قَالَ
تَسْاَلُنِیْ یَا ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ کَیْفَ تَفْعَلُ لَا طَاعَۃَ لِمَنْ عَصَی اللّٰہَ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تمہارے حاکم ایسے لوگ ہوں گے جو بجھا دیں گے سنت کو یعنے سنت پر چلنا چھوڑ دیں گے
اور عمل کریں گے بدعت پر (یعنے نئی بات پر جو دین میں نکالی جاوے جسکی دلیل کتاب وسنت سے نہ ہو) اور دیر کریں گے
نماز میں اسکے وقتوں سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں ایسے حاکموں کو پاؤں تو کیا کروں آپ نے فرمایا اے
ام عبد کے بیٹے تو مجھ سے پوچھتا ہے کیا کروں جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے اسکی اطاعت نہیں کرنا چاہیے باب
البیعۃ بیعت کا بیان عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ
وَالطَّاعَۃِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ وَالْاَثَرَۃِ عَلَیْنَا وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَہْلَہٗ وَاَنْ نَّقُوْلَ
بِالْحَقِّ حَیْثُ مَا کُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ عبادہ بن صامت سے روایت ہے ہمنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بیعت کی بات سننے اور اطاعت کرنے پر سختی اور آسانی دونوں حالتوں میں اور خوشی اور ناخوشی میں اور اس
حالت میں بھی کہ ہمارے اوپر دوسرا مقدم رکھا جاوے (عہدے اور خدمت اور معاش میں یا مال غنیمت میں سے اسکو
زیادہ حصہ دیا جاوے) اور بیعت کی ہمنے اس بات پر کہ جو شخص حکومت کے لائق ہو اسکی حکومت میں ہم جھگڑا نہ کریں گے
اور سچی بات کہیں جہاں ہم ہوں اللہ کے کاموں میں یا اللہ کی رضامندی میں ہم کسی برا کہنے والے کی برائی سے نہ
ڈریں ف یعنے جس بات میں اللہ کی خوشی ہے یعنے ثواب اور عبادت کے کام میں کسی کی بدگوئی سے ہمکو ڈر نہ ہو یہ شان
ہے مومنین کاملین کی کہ وہ سنت پر چلنے میں کسیکا ڈر نہیں کرتے اگرچہ لوگ وہابی کہیں یا لامذہب کہیں یا شیعہ
کہیں یا مشبہ اور مجسمہ کہیں اہلحدیث کو نام اہل بدعات نے بہت سے رکھے ہیں جب وہ آمین و رفعیدین اور قرأت فاتحہ
خلف الامام کرتے ہیں تو بدعتی انکو لامذہب کہتے ہیں اور جب شرک کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں جیسے غیر

غیر خدا کے پکارنے یا عبادت کرنے یا مدد مانگنے سے تو وہابی کہتے ہین اور جب رب العلمین کی صفات جیسے استوا ضحک نزول وغیرہ ثابت کرتے ہین تو مشبہ کہتے ہین جب ید وجہ عین ساق قدم صورت کا اثبات کرتے ہین تو مجسمہ کہتے ہین جب اہل بیت کی فضیلت بیان کرتے ہین اور اہل شام اور بنی امیہ کی ہجو تو شیعہ کہتے ہین جب جناب امیر المومنین علی مرتضے کے زیادہ فضائل بیان کرتے ہین تو تفضیلیہ کہتے ہین لیکن ان سب تہمتون سے اہلحدیث کو کوئی ڈر نہین اور وہ ان تہمتون کی عیب جوئی بلکہ سب وشتم سے بھی نہین ڈرتے اور بلا کھٹکے حدیث پر عمل کرتے ہین یہ حدیث اصل ہے صوفیہ کی بیعت کی بہی کیونکہ صوفیہ کی بیعت یہی ہے کہ آدمی گناہون سے توبہ کرے ایک شخص صالح کے ہاتھ پر اور ذکر الٰہی اور عبادت مین مستغرق ہو اور دنیا سے جہانتک ہو سکے بے تعلقی کرے اور اس حدیث مین بیعت لی آپ نے صبر پر اور ثبات پر اور شرع کی اطاعت پر اور حاکم کی اطاعت پر اور یہ دونون ایک ہی قسم مین سے ہین عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ تِسْعَةً فَقَالَ أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللّٰهِ فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلَى مَا نُبَايِعُكَ فَقَالَ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُوا الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَتَسْمَعُوا وَتُطِيعُوا وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولَئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُهُ فَلَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے سات یا آٹھ یا نو آدمی آپ نے فرمایا تم بیعت نہین کرتے اللہ کے رسول سے یہ سنکر ہمنے اپنے ہاتھ پھیلائے ایک شخص بولا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے اب کس بات پر بیعت کرین آپ نے فرمایا اس بات پر کہ اللہ کو پوجو اسکے ساتھ کسیکو شریک مت کرو اور پانچون نمازون کو ادا کرو اور بات سنو اور مانو اور ایک بات آہستہ سی فرمائی کہ کسی شخص سے کچھ مت مانگو راوی نے کہا پھر مین نے ان لوگون مین سے کسیکو دیکھا اسکا کوڑا زمین پر گر پڑتا لیکن وہ کسی سے نہ کہتا کہ مجھ کو کوڑا اٹھا دے **ف** یہ بات عادت مین داخل ہے کہ جب آدمی گھوڑے یا اور کسی سواری پر ہو اور اسکا کوڑا گر پڑے تو کسی سے یہی کہتا ہے بھائی ذرا میرا کوڑا اٹھا دو اور ہر ایک راہ چلتا یہ کام کر دیتا ہے بلکہ اگر کوئی نہ کرے تو لوگ اسکو برا کہین مگر ان لوگون نے جنکو آپ نے بیعت مین یہ فرمایا تھا کسی سے کچھ مت مانگنا اتنا کام بھی اپنا کسی اور سے کرانا گوارا نہ کیا یہ بہت بڑا مرتبہ ہے کہ آدمی سوا اپنے مالک کے کسی سے کچھ درخواست نہ کرے نہ کسی سے کچھ مانگے اور چونکہ یہ کام بہت مشکل تھا اور ہر ایک شخص اسکو کر نہین سکتا تھا لہذا آپ نے آہستہ سے اسکو فرمایا اس حدیث سے بھی صوفیہ کی بیعت کی اصل ثابت ہوتی ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ ایک ہی شخص سے آدمی دو یا تین بار بیعت کر سکتا ہے مختلف کامون پر یا ایک ہی کام زیادہ مضبوطی کے لیے عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ

وَالطَّاعَةِ فَقَالَ فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ انس بن مالک سے روایت ہے ہمنے بیعت کی جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سننے اور اطاعت کرنے پر لیکن آپنے خود یہ فرما دیا جہانتک تم سے ہو سکے **ف** سبحان اللہ آپ ماں باپ سے زیادہ اپنی امت کے لوگوں پر مہربان تھے آپنے فرمایا جہانتک تم سے ہو سکے تاکہ وہ لوگ جھوٹے نہوں جب کسی ایسی بات کا ان کو حکم دیا جاوے جو انکی طاقت سے خارج ہو **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيدُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ أَحَدًا بَعْدَ ذٰلِكَ حَتّٰى يَسْأَلَهُ أَعَبْدٌ هُوَ جابر سے روایت ہے ایک غلام آیا اسنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی ہجرت پر اور آپکو یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ غلام ہے پھر اسکا مالک آیا اسکو ڈھونڈھتا ہوا آپنے اس سے فرمایا اس غلام کو میرے ہاتھ بیچ ڈال پھر آپنے اس غلام کو خرید ا دو کالے غلام دیکر اسکے بدل بعد اسکے آپنے کسی سے بیعت نہین لی جبتک آپ دریافت نہ کر لیتے کیا وہ غلام ہے

بَابُ الْوَفَاءِ بِالْبَيْعَةِ

بیعت کا پورا کرنا ضرور ہے **ف** عرب مین یہ قاعدہ تہا کہ جہان ہاتھ پر ہاتھ مارکر کوئی اقرار کیا تو بیعت ہو گئی اب اسکا خلاف کرنا نہایت درجہ مذموم اور مروت اور شرافت کی خلاف سمجھتے تھے اور اب تک مسلمانون مین اسکا لحاظ باقی ہے کہ بیعت مین جو اقرار کرتے ہین اسکو ضرور پورا کرتے ہین **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰى لَهُ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ لَهُ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے اللہ تعالی بات نہین کریگا نہ انکو دیکھے گا قیامت کے دن نہ انکو پاک کرے گا اور انکو دکھ کی مار ہے ایک تو وہ شخص جو ضرورت سے زیادہ پانی رکھتا ہے ایسے آب جنگل مین اور مسافر کو روکتا ہے اپینے سے نہین دیتا اس سے دوسرے وہ شخص جسنے عصر کے بعد اپنا اور کوئی وقت چونکہ اکثر سودا عصر کے بعد ہوتا ہے اس لیے یہ قید اتفاقی ہے اور ممکن ہے کہ عصر کے بعد کا وقت خاص ہو اس سزا کے لیے کیونکہ وہ معظم وقت ہے دن کے فرشتے اسوقت آسمان کو چلے جاتے ہین کوئی چیز بیچے اور قسم کہائی کہ مینے یہ چیز اتنی کو لی ہے اور خریدار نے اسکی بات کو سچ مانا حالانکہ وہ سچا نہ تہا تیسرے وہ شخص جسنے ایک امام سے بیعت کی صرف دنیا کی غرض سے اور اللہ کی رضامندی اور اسکی راہ مین جہاد کرنیکی بالکل نیت نہ کی پھر اگر اس امام نے اسکو دنیا مین سے دیا تو اسنے بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو بیعت بہی پوری نہین کی **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ کَانَتْ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ذَھَبَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَیْسَ کَائِنٌ بَعْدِیْ نَبِیٌّ فِیْکُمْ قَالُوْا فَمَا یَکُوْنُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْا قَالُوْا فَکَیْفَ نَصْنَعُ قَالَ اَوْفُوْا بِبَیْعَۃِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَدُّوا الَّذِیْ عَلَیْکُمْ فَیَسْئَلُھُمُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الَّذِیْ عَلَیْھِمْ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں پیغمبر لوگوں کی حکومت چلاتے تھے (یعنی مثل بادشاہ کے ہوتے تھے اور طالوت اگرچہ پیغمبر نہ تھا لیکن حضرت شمویل کا مطیع تھا وہ پیغمبر تھے) جب ایک نبی گذر جاتا دوسرا نبی آتا اور میرے بعد تو تم میں کوئی نبی ہونیوالا نہیں (کیونکہ آپ خاتم النبیین تھے) لوگوں نے عرض کیا پھر کیا ہوگا یا رسول اللہ (یعنی دنیا کا کام کون چلاویگا) آپ نے فرمایا خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے لوگوں نے عرض کیا پھر ہم کیسے کریں آپ نے فرمایا اول خلیفہ سے بیعت کر پھر جو اسکے بعد اول ہو یعنی ہر خلیفہ کے بعد جس سے پہلے بیعت ہو جاوے اسی کو خلیفہ رکھو اب اگر کوئی دوسرا شخص اسکے بعد بیعت لینا شروع کرے تو اس سے بیعت نکرو دوسری روایت میں ہے اخیر والے کو مار ڈالو) اور تم جو حق تمہارے اوپر ہے (اطاعت کرنا اور بات سننا) ادا کرو اور قریب اللہ تعالی ان سے پوچھے گا اس حق سے جو انپر ہے (یعنے خلیفہ پر جو حق ہے رعیت کا کہ عدل و انصاف کریں انکی جان و مال کی محافظت رکھیں) اسکی پرسش اس سے ہوگی قریب یعنے مرنے کے ساتھ ہی یا قیامت کے دن وہ بھی قریب ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنْصَبُ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُقَالُ ھٰذِہٖ غَدْرَۃُ فُلَانٍ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر ایک دغاباز کے لیے ایک جھنڈا ہوگا قیامت کے دن (تاکہ لوگ اسکی دغابازی سے مطلع ہوں اور وہ ذلیل ہو) کہا جاویگا یہ دغا ہے فلاں شخص کی **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّہٗ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِقَدْرِ غَدْرَتِہٖ ابوسعید خدری سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو ہر دغاباز کے لیے ایک جھنڈا اوٹھایا جاویگا قیامت کے دن اسکے دغا کے موافق (یعنے جیسی دغا سخت ہوگی اوتنا ہی جھنڈا زیادہ بلند ہوگا) **باب** بَیْعَۃِ النِّسَاءِ عورتوں کی بیعت کا بیان **ف** جس کا ذکر قرآن میں ہے اذا جاءک المؤمنات یبایعنک تو عورتوں سے بیعت لینا جائز ہے لیکن ان سے صرف زبان سے بیعت لینا کافی ہے غیر عورتوں سے ہاتھ ملانا درست نہیں **عَنْ** اُمَیْمَۃَ بِنْتِ رُقَیْقَۃَ تَقُوْلُ جِئْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نِسْوَۃٍ نُبَایِعُہٗ فَقَالَ لَنَا فِیْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ اِنِّیْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ امیمہ بنت رقیقہ سے روایت ہے میں آئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس چند عورتوں میں آپ سے بیعت کرنے کو آپ نے ہم سے فرمایا یوں کہو جہاں تک ہم کو طاقت ہے اور قدرت ہے اور میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا

ف جب آپ نے باوصف معصوم ہونیکے غیر عورتون سے ہاتھ نہین ملایا تو اور پیر یا مرشدون کو یہ کیونکر درست ہوگا کہ غیر
عورتون سے ہاتھ ملاوین یا محرم کیطرح بے حجاب ہو کر ان سے خلوت کرین اور جو کوئی پیر اس زمانہ مین یہ حرکت کرتا ہو تو یقین
جان لو کہ وہ شیطان کا مرید ہے **عن** عُروَةَ بنِ الزُّبَيرِ اَنَّ عائشةَ زوجَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قالت
كانتِ المؤمناتُ اذا هاجرنَ الى رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُمتحنَّ بقولِ اللهِ يا ايها النبيُّ اذا
جاءَكَ المؤمناتُ يُبايِعنَكَ الى آخرِ الآيةِ قالت عائشةُ فمن اَقرَّ بها من المؤمناتِ فقد اَقرَّ
بالمحنةِ فكان رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم اذا اَقرَرنَ بذلك من قولِهنَّ قال لهنَّ رسولُ اللهِ صلى
الله عليه وسلم انطلِقنَ فقد بايعتُكنَّ لا واللهِ ما مسَّت يدُ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم يدَ
امرأةٍ قطُّ غيرَ انه يُبايِعُهنَّ بالكلامِ قالت عائشةُ واللهِ ما اَخذَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم
على النساءِ الا ما اَمرَهُ اللهُ ولا مسَّت كفُّ رسولِ اللهِ صلى الله عليه كفَّ امرأةٍ قطُّ وكان يقولُ
لهنَّ اذا اَخذَ عليهنَّ قد بايعتُكنَّ كلامًا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے مسلمان عورتین
جب ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آجاتین (اپنا ملک چھوڑ کر مدینہ مین) تو آپ انکا امتحان لیتے اس
آیت سے جب تیرے پاس مومن عورتین آوین بیعت کرنے کے لیے اخیر تک (امتحان یہ تھا کہ آپ انکو حلف دیتے کہ وہ دین کے
لیے نکلین ہین نہ یہ کہ اپنے خاوندون سے لڑکر یا کسی کے عشق ومحبت مین) حضرت عائشہ نے کہا تو جو کوئی مومن عورت
اس آیت کے موافق اقرار کرتی (کہ شرک نہ کریگی چوری زنا نہ کرے گی اپنی اولاد کو نہ ماریگی طوفان نہ جوڑیگی نیک بات
مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلاف نہ کریگی) اس نے گویا امتحان کا اقرار کیا تو جب عورتین اپنی زبان سے
یہ اقرار کر لیتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرماتے بس جاؤ مین تم سے بیعت کر چکا نہین قسم خدا کی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے کبھی نہین لگا صرف اتنا تھا کہ آپ ان سے بیعت کرتے زبان
سے حضرت عائشہ نے کہا قسم خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتون سے اقرار نہین لیا مگر انہی باتون کا
جن کا اللہ سبحانہ وتعالی نے حکم دیا اور نہ آپ کی ہتیلی کسی عورت کی ہتیلی سے لگی کبھی اور آپ جب ان سے بیعت لیتے
تو کہتے مین نے تم سے بیعت لی بات کہکر **باب** السبقِ والرِّهانِ گھوڑدوڑ کا بیان **عن** ابي هريرة
قال قال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم من اَدخلَ فرسًا بين فرسين وهو لا يأمنُ ان يُسبَقَ
فليس بقمارٍ ومن اَدخلَ فرسًا بين فرسين وهو يأمنُ ان يُسبَقَ فهو قمارٌ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک گھوڑا دو گھوڑون مین شریک کیا اور اسکو

یقین نہیں ہے جیتنے کا لیکن ڈر ہے اسکا کہ اسکا گھوڑا پیچھے رہجاوے تو وہ جوا نہیں ہے اور جس شخص نے ایک گھوڑا دو گھوڑوں میں شریک کیا اور اسکو یقین ہے جیتنے کا یعنے ڈر نہیں ہے پیچھے رہجانے کا تو وہ جوا ہے ف گھوڑدوڑ مین اگر روپیہ کی شرط ایک طرف سی ہو اور یہ روپیہ دوسرے لوگ دینا قبول کرین یعنے تماش بین لوگ یا دوڑانیوالون مین سی ایک شخص تو یہ جائز ہے اور اگر دونو طرف سے روپیہ کی شرط ہو تو ایک شخص ثالث محلل کا ہونا ضرور ہے پھر اگر یہ تیسرا شخص یعنے محلل بڑھ جاوی تو دونون سی شرط کا روپیہ لے لیگا اور جو ہار جاوے تو اُسپر کچھ نہوگا اور محلل کے سبب سے یہ جوا نہ ہیگا کیونکہ جوا وہ ہوتا ہے جس مین آدمی متردد ہو نفع اور نقصان مین اور یہ امر محلل کیوجہ سی جاتا رہتا ہے پھر اگر محلل آگے نکل گیا بعد اسکے دونو شرط والے ایک ساتھ آئی یا آگے پیچھے تو آگے والا مال لیگا یعنے محلل اور اگر محلل اور دونون شرط والون مین سی ایک ملکر آئے پھر دوسرا شخص شرط والون مین سی آیا تو دونون شخص جو آگے آئی مال لیوین گے (طیبی) مترجم کہتا ہے عمدہ طریقہ گھوڑدوڑ کا یہ ہے کہ امام یا حاکم کیطرف سے یا تماشا دیکھنے والون کی طرف سی انعام کی شرط کی جاوے اُسکے لیے جو آگے بڑھ جاوے پھر جو کوئی آگے رہے وہ انعام کا روپیہ لیوے اگر تین یا چار گھوڑے ایک ساتھ دوڑین اور ان مین سے سب برابر آوین تو انعام کا روپیہ اُن سبھون کو تقسیم کیا جاوی یا دوبارہ دوڑا دین جیسے شرط ہوئی ہو اور جو ان مین سی دو برابر آوین باقی پیچھے رہ جاوین تو وہ دونو انعام کا روپیہ بانٹ لین عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ضَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلَ فَكَانَ يُرْسِلُ الَّتِي ضُمِّرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَالَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تضمیر کی گھوڑون کی (تضمیر یہ ہے کہ شرط کے گھوڑے کو پہلے خوب کھلاتے ہین یہانتک کہ موٹا ہو جاتا ہے پھر اسکا چارہ کم کرتے ہین اور ایک کوٹھری مین بند کرکے اسپر جھول ڈالدیتے ہین تاکہ گرم ہو اور پسینہ آوی جب پسینہ سوکھ جاتا ہے تو وہ ہلکا ہو جاتا ہے اور دوڑ مین تیز ہوتا ہے) تو جو گھوڑے تضمیر کیے ہوئے تھے انکو حفیا سے ثنیۃ الوداع تک دوڑایا (یہ دونون مقامون کے نام ہین انکے بیچ مین کل فاصلہ پانچ میل یا چھ میل یا سات میل ہے) اور جنکی تضمیر نہین ہوئی تھی انکو حفیا سے مسجد بنی زریق تک دوڑایا اور بنی زریق ایک قبیلہ ہے انصار کا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا سَبَقَ إِلَّا فِي خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آگے بڑھنے کی شرط جائز نہین مگر اونٹ یا گھوڑے مین ف ترمذی اور ابوداؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے یا تیر مین مطلب یہ ہے کہ ان تینون مین آگے بڑھنے کی شرط کرنا اور جیتنے پر مال لینا درست ہی تیر مین شرط یہ ہے کہ کس کا تیر دور جاتا ہے

طیبی نے کہا گھوڑے کی نسل میں گدھے اور خچر ان میں بھی شرط درست ہوگی لیکن حدیث میں یہ تین چیزیں مذکور ہیں نصل یعنے تیر خف یعنی اونٹ حافر یعنے گھوڑا اور ایک شخص نے حدیث میں اپنی طرف سے یہ بڑہا دیا او جناح یعنے پرند اوڑانے میں شرط کرنا درست ہے جیسے کبوتر باز کیا کرتے ہیں اور یہ لفظ اسوقت روایت کیا جب ایک عباسی خلیفہ کبوتر بازی کر رہا تھا یہ شخص اسکے پاس گیا اور اسکا دل خوش کرنیکو اور کبوتر بازی جائز کرنے کو حدیث میں یہ لفظ اپنی طرف سے بڑہا دیا اور خدا کا خوف بالکل نہ کیا اللہ تعالی حدیث کے اماموں کو جزای خیر دیوے اگر وہ محنت کر کے صحیح حدیثوں کو جہوٹی اور کچی حدیثوں سے جدا نہ کرتے تو دین تباہ ہوجاتا یہ اہتمام حدیث کا اس امت سے خاص ہے اگلی امتوں میں کتاب الہی کی بھی اچھی طرح حفاظت نکرسکے حدیث کا تو کیا ذکر ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم **بَابُ النَّهْيِ اَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ** دشمن کے ملک میں یعنے دار الکفر میں قرآن شریف ساتھ لیجانے کی ممانعت **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ اَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا قرآن لیکر دشمن کے ملک میں سفر کرنے سے ایسا نہو کہ دشمن قرآن کو پالیوے **ف** اور اسکو ضائع کردے یا اسکی توہین کرے امام مالک اور ایک جماعت علماء نے مطلقاً دار الحرب میں مصحف شریف لیجانے سے منع کیا ہے لیکن ابوحنیفہ اور دوسرے علماء نے کہا ہے کہ اگر بڑا لشکر ہو جس کے تباہ ہوجانیکا ڈر نہ ہو تو قرآن لے جانا درست ہے اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ جو لوگ قرآن کے قاری اور اسکے جاننے والے ہوں وہ دار الحرب کا سفر نہ کریں ایسا نہو کہ وہاں مارے جاویں اور مسلمانوں میں تعلیم قرآن بند ہوجاوے جیسے بیر معونہ میں ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں کہ تمام قاری مارے گئے کافروں کے ہاتھ سے اور ممکن ہے کہ یہ ممانعت خاص ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سے جب مصحف کے نسخے بہت کم تھے اور اکثر ایسا تھا کہ مصحف کی بعض آیتیں یا بعض سورتیں خاص خاص لوگوں کے پاس تھیں اور پورا مصحف کسی کے پاس نہ تھا تو آپ کو یہ ڈر ہوا کہ کہیں یہ مصحف تلف ہوجاویں اور قرآن کا کوئی جزو مسلمانوں سے بالکل اوٹھ جاوے لیکن اس زمانہ میں جب قرآن کے لاکھوں نسخہ چھاپہ کے موجود ہیں اور قرآن کے حافظ ہزاروں آدمی ہیں یہ اندیشہ بالکل نہیں رہا پر قرآن کی توہین کا اندیشہ اب بھی باقی ہے سبحان اللہ اگلی امتوں میں ساری امت میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ملتا تھا جو پوری توراۃ یا انجیل کا حافظ ہو اب مسلمانوں میں ہر بستی میں سیکڑوں حافظ موجود ہیں یہ فضیلت بھی اللہ سبحانہ و تعالی نے اسی امت کو دی ہے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَنْهٰى اَنْ

لیسافر بالقرآن الی ارض العدو مخافة ان یناله العدو ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **باب** قسمة الخمس خمس بانٹنے کا بیان **ف** جو مال غنیمت کا کفار سے ہاتھ آوے اسکے پانچ حصے کیے جاوین چار حصے تو مجاہدین کو تقسیم کر دیے جاوین اور ایک حصہ امام اپنے پاس رکھے اس مین پھر پانچ حصے کیے جاوین ایک حصہ تو بنی ہاشم اور سادات کا ہے اور ایک حصہ یتیمون کا اور مسکینون کا اور باقی مسلمانون کے مفید کامون مین صرف کیے جاوین جیسے لشکرون کا طیار کرنا پل بنانا سڑکون کی مرمت وغیرہ اور قرآن مجید مین خمس کی تقسیم یون مذکور ہے کہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے اور ناتے والون کے اور یتیمون کے لیے اور مسکینون کے لیے یہ سب پانچ قسمین ہوئین اسوجہ سے خمس کے پھر پانچ حصے کرنا چاہیے لیکن اللہ و رسول کا حصہ اب نہین رہا اور ذوی القربے یعنے ناتے والون سے بنی ہاشم اور بنی مطلب مراد ہین اور یتیم اور مسکین اب تک قائم ہین پس کل تین حصہ دار تو موجود ہین اور دو حصے جو بچین وہ بھی انہی لوگون مین تقسیم کیے جاوین یا مسلمانون کے مفید عام کامون مین صرف ہون جیسے سامان جہاد کے خریدنے اور طیاری مین اب خود امام یعنے حاکم اسلام کا حصہ تو وہ ہمارے دین مین ایک سپاہی یعنے لشکری کے برابر ہے صرف امام کو اتنا اختیار ہے کہ غنیمت کا مال بانٹنے سے پہلے کوئی ایک چیز جو اسکو پسند آوے اوٹھا لے سکتا ہے جیسے کوئی غلام یا لونڈی یا گھوڑا یا ہتیار اسکو صفی کہتے ہین پس اسکے سوا اور امام کو کوئی فضیلت نہین ہے نہ مال غنیمت مین اسکو زیادہ تصرف کرنیکا اختیار ہے صرف ایک سپاہی کی مثل وہ بھی تنخواہ لیوے البتہ امام کی جو ذاتی جائداد یا تجارت ہو اس سے کچھ غرض نہین لیکن ملک کی آمدنی مین سے امام کا حصہ ادنے سپاہی سے زیادہ نہین ہے اب دیکھنا چاہیے کہ اسلام سے بڑھکر دنیا کے کسی اور دین مین زیادہ عدل و انصاف ہے یا اسلام سے بڑھ کر کسی اور دین مین بے تکلفی اور سادہ پن ہے قربان ان قاعدون کے جو بانی اسلام نے قائم کیے تھے اگر مسلمان انپر قائم رہتے تو اب تک ساری دنیا نہ سہی اکثر تو ضرور مسلمان ہو جاتی اور جو قومین مسلمان نہ ہوتین انکے دلون مین بھی اسلام کا شوق پیدا ہو جاتا کیا کوئی جمہوریت جو آجکل مہذب نصاریٰ نے قائم کی ہے اس طرز حکومت سے بہتر ہو سکتی ہے کہ امام اور بادشاہ بھی احد من الناس کے برابر حصہ پاوے اور ملک کی آمدنی مین ساری مسلمان برابر شریک ہون جب اس قاعدے کا عمل ہوتا ہے تو درحقیقت ملک کا ہر ایک شخص بادشاہ ہوتا ہے اور ہر ایک شخص کو اپنا ملک بچانے کی ایسی ہی فکر ہوتی ہے جیسے خود بادشاہ یا امام کو اسیوجہ سے مسلمانون کی حکومت مین جو شرع کے قواعد پر ہو سپاہ کے نوکر رکھنے کی ضرورت نہین ہوتی بلکہ ہر ایک مسلمان سپاہی اور فوجی اور عسکری ہوتا ہے افسوس ہے کہ نصاریٰ تو ان قاعدون پر چلین اور اپنے ملک مین جمہوریت اور مساوات قائم کرین اور مسلمان جنکے مذہب مین یہ قاعدے بنے تھے بالکل ان سے

محروم رہین اور مسلمانون کے نواسیا بادشاہ مسلمان سکر کبھی قرآن یا حدیث کا نام تک نہ لیوین اور ملک کی کل آمدنی
اپنی ذاتی جائداد کیطرح شیر مادر سمجھین اور ملک کا کل روپیہ اپنی ذاتی عیش وعشرت اور فضول خرچیون اور ناچ اور رنگ
اور کہانی اور کپڑے اور جواہرات کی خریدی مین بے دغدغہ اٹھاوین اور مسلمان فاقون سے مر رہے ہون انکو نان شبینہ
بھی میسر نہ ہو نہ جاڑے مین تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا سلئے لاحول ولاقوۃ ۵ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ۞
عن سعيد بن المسيب ان جبير بن مطعم اخبره انه جاء هو وعثمان بن عفان الى رسول الله صلى
الله عليه وسلم يكلمانه فيما قسم من خمس خيبر لبني هاشم وبني المطلب فقالا قسمت لاخواننا
بني هاشم وبني المطلب وقرابتنا واحدة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما ارى بني هاشم
وبني المطلب شيئا واحدا سعید بن مسیب سے روایت ہے جبیر بن مطعم نے ان سے بیان کیا کہ وہ اور حضرت عثمان آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اس باب مین جو آپ نے خیبر کا مال تقسیم کیا تھا بنی ہاشم اور بنی مطلب مین
انہون نے کہا کہ آپ نے ہمارے بہائیون بنی ہاشم اور بنی مطلب کو دیا حالانکہ ہماری اور بنی مطلب کی قرابت بنی ہاشم سے برابر ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین بنی ہاشم اور بنی مطلب کو ایک ہی سمجھتا ہون **ف** عبد مناف کے چار بیٹے تہے ہاشم
اور مطلب اور نوفل اور عبد شمس جبیر نوفل کی اولاد مین تہے اور حضرت عثمان عبد شمس کی اولاد مین تو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوی القربے کا حصہ ہاشم اور مطلب کے اولاد کو دیا اسوقت انہون نے اعتراض کیا کہ خیر بنی ہاشم
کی فضیلت کا تو ہمین انکار نہین کیونکہ آپ ہاشم کی اولاد مین ہین لیکن بنی مطلب کو ہمارے اوپر ترجیح کی کوئی وجہ
نہین ہمارے اور انکی قرابت آپ سے یکسان ہے آپ نے فرمایا یہ سچ ہے لیکن بنی مطلب ہمیشہ یہانتک کہ جاہلیت
کے زمانہ مین بھی بنی ہاشم کے ساتھ رہے تو وہ اور بنی ہاشم ایک ہی ہین برخلاف بنی امیہ کے یعنے عبد شمس کی
اولاد کے کیونکہ امیہ عبد شمس کا بیٹا تہا جسکی اولاد مین حضرت عثمان اور معاویہ اور تمام بنی امیہ تہے کہ ان مین اور
بنی ہاشم مین کبھی اتفاق نہین رہا اور جب قریش نے قسم کہائی تہی کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے بیاہ شادی نکرینگے
نہ میل جول کرینگے جبتک وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے سپرد نہ کرینگے اسوقت بھی بنی مطلب اور بنی
ہاشم ساتھ ہی رہے پس اس لحاظ سے آپ نے ذوی القربے کا حصہ دونو کو دلایا **ابواب المناسك**
حج کے باب مین **باب الخروج الى الحج** حج کے لیے نکلنے کا بیان **عن** ابي هريرة ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال السفر قطعة من العذاب يمنع احدكم نومه وطعامه وشرابه فاذا قضى احدكم
نهمته من سفره فليعجل الرجوع الى اهله ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا سفر ایک عذاب کا ٹکڑا ہے جو روکتا ہی تم میں سے ایک کے سونیکو اور کہانے اور پینے کو یعنے ان سب کا مزا
مین سفر کی وجہ سی حرج ہوتا ہے برابر وقت پر نہین ہو سکتے) اور جب تم مین سے کوی اپنی حاجت سفر مین پوری کر لے
تو جلدی اپنے گہر مین لوٹ آوی **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ بلا ضرورت سفر مین رہنا اور تکلیفین اٹھانا مکروہ ہے
جوانی کی امنگ مین آدمی کو سیر اور سفر اور سیاحت کا بڑا شوق ہوتا ہے پر جب پیری کا زمانہ آجاتا ہے اور عقل کامل
ہوتی ہے اور توجہ الی اللہ پیدا ہو کر تصفیہ باطن ہونے لگتا ہے تو سفر در وطن کا مضمون ظاہر ہو جاتا ہے اور بے
فائدہ ملک و سلک پڑے پہرنا لغو نظر آتا ہے اپنے مالک کا وصال ہر جگہہ ممکن ہے اور ہر ایک ملک مین ایک راہ عالم
آخرت مین جانے کے لیی موجود ہی حدیث سی یہ بہی نکلا کہ سفر اگرچہ حج یا جہاد کے لیے بہی ہو تب بہی کام پورا ہونے
کے بعد جلدی گہر کو لوٹنا بہتر ہے اس مین خود اس شخص کو بہی آرام ہے اور اسکے گہر والون کو بہی جو جدائی سے
پریشان رہتے ہین اور مدت دراز تک خاوند کا اپنی جورو سے علاحدہ رہنا بہی مناسب نہین ہے حاجت بشری اور
خواہش انسانی ساتھ لگی ہوئی ہے مبادا گناہ مین گرفتار ہو اللہ بچاوے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ اَوْ اَحَدِهِمَا عَنِ الْاٰخَرِ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیَتَعَجَّلْ فَاِنَّهٗ قَدْ یَمْرَضُ الْمَرِیْضُ وَتَضِلُّ الضَّالَّةُ
وَتَعْرِضُ الْحَاجَةُ ابن عباس سے روایت ہی اونہون نے فضل بن عباس (اپنے بڑے بہائی سے) روایت کی یا ان
دونون مین سے ایک نے دوسرے سے کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے کا قصد رکہتا ہو وہ
جلدی کرے یہ نہ کرے کہ سامان ہونے پر بہی ہر سال دوسرے سال پر ٹالتا رہے) کیونکہ کبہی آدمی بیمار ہو جاتا ہے
کبہی کوئی چیز گم ہو جاتی ہے (یعنے ممکن ہے کہ حج کے لیے جو روپیہ جمع کیا ہو وہ گم ہو جاوے یا چوری جاوے) یا
کوئی ضرورت پیش ہو جاتی ہے **ف** اور انسان حج کو نہین جا سکتا تو احتمال ہے کہ دیر کرنے مین یہ واقعات
در پیش ہون اور حج نہ کر سکے اور مر جاوی تو ایک فرض کا تارک ہو کر مرا اس حدیث کو امام احمد نے بہی نکالا لیکن اسکی
اسناد مین اسمعیل بن خلیفہ ابو اسرائیل ضعیف ہے اور امام احمد نے ابن عباس سے نکالا مرفوعًا جلدی کرو حج میں
کوئی تم مین سے نہین جانتا اسکو کیا پیش آوے گا اور احمد اور ابو یعلے اور سعید بن منصور اور بیہقی نے ابو امامہ سے
نکالا مرفوعًا جسکو کوئی بیماری یا ضرورت یا مشقت یا ظالم حاکم حج سے نہ روکے اور وہ بغیر حج کے مر جاوے تو
یہودی یا نصرانی ہو کر مرے اسکی اسناد مین لیث بن ابی سلیم اور شریک دونو ضعیف ہین اور ترمذی نے حضرت
علی سے نکالا مرفوعًا جو شخص زاد و راحلہ کا مالک ہو جسقدر جو بیت اللہ تک اسکو پہونچا دیوے پہر وہ حج نہ کرے

اسپر کچھ نہین اگر وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبیلا یعنے لوگون پر واجب ہے اللہ کے لیے حج کرنا خانہ کعبہ کا جسکو طاقت ہو وہان تک راہ طے کرنے کی ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اسکی اسناد مین کلام ہے اور دوسرون نے کہا وہ ضعیف ہے ہلال بن عبداللہ جو ابو اسحاق سے روایت کرتا ہے مجہول ہے اور عقیلی نے کہا اسپر متابعت نہین کی جاتی اور یہ حدیث ایک تیسرے طریق سے ابوہریرہ سے بھی مروی ہے اسکو ابن عدی نے نکالا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن مین حسن بصری سے نکالا کہ حضرت عمر نے کہا مین نے قصد کیا کہ لوگون کو بھیجون ان شہرون کیطرف اور وہ دیکھین جو مالدار ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو تو اسپر جزیہ مقرر کرین وہ مسلمان نہین ہے اور بیہقی نے بھی ایسا ہی نکالا اور اہلحدیث اور مالک اور ابوحنیفہ اور احمد اور بعض شافعیہ کا یہی قول ہے کہ استطاعت ہوتے ہی حج فوراً واجب ہے اور شافعی اور اوزاعی اور ابو یوسف اور محمد کا یہ قول ہے کہ فوراً واجب نہین اس مین دیر کر سکتا ہے یعنی وجوب علی التراخی ہے اور انکے نزدیک جلدی کا حکم اس حدیث مین استحباباً ہے اور حجۃ اللہ مین ہے کہ تارک حج کو یہود اور نصاری سے تشبیہ دی کیونکہ عرب کے سفر کر حج کرتے ہین یہود اور نصاری نہین کرتے اور حج مین جو عقلی مصلحت ہے وہ یہ ہے کہ سنت ابراہیمی کی موافقت اور اعلاء کلمۃ اللہ اور تذکر نعمۃ اللہ اور دوسری حدیث مین ہے کہ حج مبرور کی جزا جنت ہے اسکا بیان آگے آویگا اور اس زمانہ مین ایک بڑی بلا پھیلی ہے وہ یہ ہے کہ اکثر لوگ حج کے سفر مین نماز ناغہ کر دیتے ہین اور بعضے بیوقت پڑھتے ہین بعضے خلاف شرع صورت پر اسکو جمع کرتے ہین یہ بالاجماع حرام ہے اور جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ حج کے سفر مین اسکی نماز جاتی رہیگی تو حج اسپر حرام ہے مرد ہو یا عورت ابن حاج نے کہا ہمارے علما نے کہا اگر یہ خیال ہو کہ ساری حج کے سفر مین ایک نماز فوت ہو جاویگی تو حج اس کے ذمہ سے ساقط ہے اور امام مالک سے پوچھا گیا ایک شخص سمندر مین سوار ہووے حج کے لیے اور نماز کی جگہہ نہ پاوے مگر اپنے بھائی کی پشت پر آیا ایسا سفر حج کے لیے جائز ہے انہون نے کہا کیا مسلمان ایسے مقام مین سوار ہوگا جہان نماز نہ پڑھ سکے خرابی ہے اس کے لیے جو نماز کو ترک کرے اور عورتون کا تو حال ہی نہ پوچھیے ان مین تو کوئی عورت ایسی نہین ہوتی جو سفر حج مین نماز مستحب وقت پر پڑھے مگر شاذونادر اور مدینہ منورہ کے سفر مین تو اکثر لوگ نماز کو مستحب طور سے نہین پڑھ سکتے قافلہ چھٹ جانیکے ڈر سے اسکا وبال سردارون پر ہے قافلہ کے اور سردارون کو لازم ہے کہ نماز کے اوقات پر قافلہ کو ٹھیراوین اور اونٹ والون کو بھی تاکید کرین نماز پڑھنے کی ورنہ جس کی نماز ترک ہوگی اس کا ایک حصہ گناہ سردارون کے گردن پر لکھا جاویگا (روضہ مختصراً) مترجم کہتا ہے ایک خرابی تو یہ ہے اور ایک دوسری بلا اور دیکھنے مین آئی کہ بہت سے لوگ جو نماز نہین پڑھتے روزہ رکھتے ہین اور بہت سے جو نماز نہین پڑھتے

حج کرتا ہیں کوئی ان بیوقوفوں سے اتنا تو پوچھے کہ پہلا نماز کو جو سب سے بڑا فرض ہے دین کا اسکو تو تم نے ترک کیا اور لگے حج کو جانے ایسا حج کیا خاک قبول ہوگا حج تو ذرے عذر سے ساقط ہو جاتا ہے مثلاً راہ میں امن نہو روپیہ نہو لیکن نماز کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی یہانتک کہ مرتے وقت میں بھی بیماری میں بھی لڑائی میں بھی ہر جگہہ اور ہر حالت میں نماز پڑھنا ضروری ہے پس سب سے زیادہ پہلے تم نماز کا بندوبست کرو پھر روزے کا جب ان دونوں فرضوں پر مضبوط ہو جاؤ تو حج بھی کرنا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میدان کربلا میں تیروں اور نیزوں کی بوچھاڑ میں بھی نماز کا ناغہ نہیں کیا غرض نماز سب فرضوں میں اعلےٰ اور افضل ہے مسلمان کو اسکا خیال ہر حال میں رکھنا ضرور ہے اگر کوئی کام عبادت کا بھی ہو جیسے حج ہے لیکن اس میں نماز کے قضا ہو جانیکا اندیشہ ہو تو وہ عبادت ترک کرے اور ہرگز اس عبادت کا قصد نہ کرے افسوس اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جو گانا سننے اور راگ میں وجد و استغراق کرنے کے لیے نماز کو فوت کر دیں جو درویش یا فقیر نماز کے وقت میں گانا سنتے رہتے ہیں اور نماز کا خیال نہیں رکھتے یہانتک کہ جماعت فوت ہو جاتی ہے یا وقت گذر جاتا ہے وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دوست نہیں ہیں بلکہ شیطان کے دوست ہیں اللہ و رسولؐ سے انکو کچھ سروکار نہیں اور ایسے درویش یا فقیر کو دجال کا نائب سمجھنا چاہیے اور شیطان کا خلیفہ **بَاب** فَرْضِ الْحَجِّ

حج کی فرضیت کا بیان **عن** عَلِیٍّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الْحَجُّ فِیْ کُلِّ عَامٍ فَسَکَتَ ثُمَّ قَالُوْا فِیْ کُلِّ عَامٍ فَقَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ فَنَزَلَتْ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ حضرت علی سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا یعنے اللہ کے واسطے آدمیوں پر واجب ہے حج کرنا خانہ کعبہ کا اخیر تک تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال میں حج کرنا فرض ہے آپ خاموش ہو رہے پھر انہوں نے عرض کیا کیا ہر سال میں آپ نے فرمایا نہیں اور فرمایا اگر میں ہاں کہدیتا تو ہر سال حج کرنا واجب ہو جاتا (اور یہ محنت تمہاری سوال کیوجہ سے پڑتی) پھر یہ آیت اتری اے ایمان والو مت پوچھو ان چیزوں کو اگر وہ کھولدی جاویں تمہارے لیے تو تمکو برا لگے **ف** بلا ضرورت سوال کرنا منع ہے کیونکہ سوال سے ہر چیز کھولکر بیان کی جاتی ہے اور جو سوال نہو تو مجمل رہتی ہے اور مجمل میں بڑی گنجایش رہتی ہے اسی حج کی آیت کو دیکھو اس میں تفصیل نہیں تھی کہ ہر سال حج فرض ہے یا عمر میں ایک بار پس اگر عمر میں ایک بار بھی حج کر لیا تو آیت پر عمل ہو گیا اور یہ کافی تھا پوچھنے کی حاجت نہ تھی لیکن صحابہ نے پوچھا اگر آپ ہاں فرما دیتے تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور بہت کو بڑی تکلیف ہوتی خصوصاً دور دراز ملک والوں کو وہ ہر سال حج کے لیے کیونکر آسکتے تھے مگر آپ نے اپنی امت پر رحم فرمایا اور خاموش ہو رہے جب انہوں نے

پہر سوال کیا تو انکاری جواب دیا یعنے ہر سال فرض نہیں اور آیندہ کے لیے انکو بلاضرورت سوال کرنے سے منع فرمایا بعض کہتے ہیں اس حدیث سے یہ نکلتا ہی کہ ہر شی کا وجب کرنا آپ کی طرف مفوض تہا لیکن جمہور کہتے ہیں اسکا مطلب یہ ہی کہ اگر میں ہاں کہتا تو اللہ تعالی کیطرف سے بہی ویسا ہی حکم اترتا کیونکہ اکثر حکم الہی آپ کی مرضی کے موافق ہوا کرتا واللہ یختص برحمتہ من یشاء عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْحَجُّ فِیْ كُلِّ عَامٍ قَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَقُوْمُوْا بِهَا وَلَوْ لَمْ تَقُوْمُوْا بِهَا عُذِّبْتُمْ انس بن مالک سے روایت ہی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حج ہر سال میں واجب ہے آپنے فرمایا اگر میں ہاں کہدیتا تو ہر سال واجب ہوجاتا بہ حکم الہی اور اگر ہر سال واجب ہوتا تو تم اُسکو کر نہ سکتے اور جب کر نہ سکتے تو عذاب دیے جاتے ترک فرض کے سبب سے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْحَجُّ فِیْ كُلِّ سَنَةٍ اَوْ مَرَّةً وَاحِدَةً قَالَ بَلْ مَرَّةً وَاحِدَةً فَمَنِ اسْتَطَاعَ فَتَطَوُّعٌ ابن عباس سے روایت ہی اقرع بن حابس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہر سال حج فرض ہے یا عمر میں ایک بار آپنے فرمایا عمر میں ایک بار پہر جو کوئی اور زیادہ کرے تو نفل ہے

بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حج اور عمرے کی فضیلت

عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّ الْمُتَابَعَةَ بَیْنَهُمَا تَنْفِی الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا یَنْفِی الْكِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ حضرت عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پی درپے کرو حج اور عمرے کو یعنے حج کے بعد عمرہ کرو عمرہ کے بعد حج) اسلیے کہ پے درپے کرنا حج اور عمرے کا مفلسی کو اور گناہوں کو ایسا دور کردیتا ہے جیسے کہہار یا لوہار کی بہٹی لوہے کی میل کو دور کردیتی ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ كَفَّارَةُ مَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک عمرے سے دوسرے عمرے تک جتنے گناہ ہوں انکا کفارہ عمرہ ہوجاتا ہے اور حج مبرور کا کوئی بدل نہیں سوا جنت کے ف یعنے وہ حج جو خدا کی درگاہ میں قبول ہوا اور بعضوں نے کہا حج مبرور وہ ہے جس میں کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو اور بعضوں نے کہا جو تمام شرائط اور آداب کے ساتھ ہو بعضوں نے کہا حج مبرور کی نشانی یہ ہے کہ اسکے بعد حاجی کا حال بدلجاوے یعنی توجہ الی اللہ اور عبادات میں مصروف رہے اور جن گناہوں کو حج سے پہلے کیا کرتا تہا انسے بازرہے واللہ اعلم عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَیْتَ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرے اس گھر کا (یعنے خانہ کعبہ کا) اور رفث نکرے (یعنی جماع کے متعلق باتین بیحیائی
اور بیشرمی کی) اور بیہودہ نہ بکے (فسوق وہ یہ ہے کہ نوکرون اور رفیقون سے سخت کلامی اور جھگڑا) تو وہ لوٹ کر ایسا
جاویگا جیسے اسدن تھا جس دن اسکی مان نے اسکو جنا تھا (یعنے گناہون سے پاک صاف ہوکر) **باب الحج علی
الرحل** کیا جاوے یعنے پالان پر سوار ہوکر حج کرنا **عن** انس بن مالك قال حج النبي صلى الله عليه وسلم على
رحل رث وقطيفة تساوي اربعة دراهم او لا تساوي ثم قال اللهم حجة لا رياء فيها ولا سمعة انس بن
مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پرانے نمدہ (کجاوے) پر حج کیا (کیونکہ حج مین اپنی عاجزی
ظاہر کرنا منظور ہوتا ہے تو پرانی زین مین تواضع اور انکسار ہے) ایک چادر مین جسکی قیمت چار درم ہی ہوگی یا نہ ہوگی
(یعنے لباس بھی نہایت ہلکا اور کم قیمت پہنا) پھر آپنے فرمایا یا اللہ مین حج کرتا ہون ایسا جس مین دکھلانا اور سنانا نہین
ہے **ف** یعنے خالص تیری رضامندی اور ثواب کے لیے حج کرتا ہون نہ نمایش اور افتخار کے لیے اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ حج مین زیب وزینت کرنا اور عمدہ سواریان یا عمدہ لباس رکھنا خلاف سنت ہے حج مین بندہ اپنے مالک
کے حضور مین جاتا ہے تو جس قدر عاجزی کے ساتھ جاوے پھٹے پرانے حال سے اوتنا ہی بہتر ہے تاکہ مالک کے رحمت
جوش مین آوے اور یہی وجہ ہے کہ حج مین سیے ہوئے کپڑے پہننے سے اور خوشبو لگانے سے منع کیا **عن** ابن عباس
قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين مكة والمدينة فمررنا بواد فقال اي واد هذا قالوا
وادي الازرق قال كاني انظر الى موسى صلى الله عليه وسلم فذكر من طول شعره شيئا لا يحفظه داود
واضعا اصبعه في اذنيه له جؤار الى الله بالتلبية مارا بهذا الوادي قال ثم سرنا حتى اتينا على
ثنية فقال اي ثنية هذه قالوا ثنية هرشى او لفت قال كاني انظر الى يونس على ناقة حمراء عليه
جبة صوف وخطام ناقته خلبة مارا بهذا الوادي ملبيا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مکہ اور مدینہ کے درمیان تو ایک وادی پر سے گذرے (وادی وہ راہ جو دو پہاڑون کے درمیان ہوتی
ہے) آپنے فرمایا یہ کونسی وادی ہے لوگون نے عرض کیا وادی ازرق ہے آپنے فرمایا گویا مین حضرت موسی علیہ السلام
کو دیکھ رہا ہون (جب وہ حج کے لیے گئے تھے یا اس ملک سے گذرے تھے جیسے تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ فاران
کے میدانون پر سے گئے) پھر بیان کیا آپنے انکے بالون کی لنبائی مین کچھ جو داؤد بن ابی ہند (اس حدیث کے راوی کو)
یاد نہین رہا اپنی انگلی کان مین رکھے ہوئے (یہ حضرت موسیٰ کا حال ہے) اللہ کی درگاہ مین بلند آواز سے فریاد کرتے
ہوئے لبیک کہتے ہوئے اسی وادی پر سے گذرے ابن عباس نے کہا پھر ہم چلے یہانتک کہ ایک ٹیکری پر آئے

آپ نے فرمایا یہ کونسا ٹیکرا ہے لوگوں نے کہا کہ ہرشا کا ٹیکرا یا لفت کا (دونوں نام ہیں) آپ نے فرمایا جیسے میں حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں ایک لال اونٹنی پر وہ بالوں کا ایک جبہ پہنے ہوئے ہیں اور ان کی اونٹنی کی نکیل چھال کی ہے یا پتلی اور سخت رسی کی اور اس وادی سے گذر رہے ہیں لبیک کہتے ہوئے **ف** احتمال ہے کہ عالم ارواح میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت یونسؑ آپ کے سامنے اسوقت اسیطرح سے گذرے ہوں یا یہ واقعہ ان کے زمانہ کا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپکو پھر دکھلادیا یا یہ تشبیہ ہے کمال علم اور یقین کی جیسے اس بات کو دیکھ رہے ہیں

باب فضل دعاء الحاج حاجی کی دعا کی فضیلت **عن** ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الحجاج والعمار وفد اللہ ان دعوہ اجابھم وان استغفروہ غفر لھم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمرہ اور حج کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو اللہ انکی دعا قبول کریگا (کیونکہ میہمان کی خواہش ضرور پوری کی جاتی ہے) اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہیں تو ان کو بخشدیگا **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الغازی فی سبیل اللہ والحاج والمعتمر وفد اللہ دعاھم فاجابوہ وسالوہ فاعطاھم ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنیوالا اور حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا یہ سب اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر اللہ سے دعا کریں تو انکی دعا قبول ہوگی اور جو اللہ سے کچھ مانگیں تو وہ انکو دیگا **عن** عمر انہ استاذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی العمرۃ فاذن لہ وقال یا اخی اشرکنا فی شیء من دعائک ولا تنسنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت مانگی عمرہ کرنے کی آپ نے انکو اجازت دی اور فرمایا اے بھائی ہمکو ذرا شریک کرلینا اپنی کسی دعا میں اور بھول نہ جانا **ف** اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال تواضع اور حضرت عمر کا کمال فضل ثابت ہوا کہ محبوب رب العالمین نے اپنے لیے دعا کرنے کی ان سے درخواست کی دوسری روایت میں ہے ابوداؤد کے حضرت عمر نے کہا آپ نے ایک ایسا کلمہ کہا کہ اسکے بدل میں ساری دنیا ملنے سے خوش نہ ہونگا حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جو فضیلت ہو وہ کم درجہ والے سے دعا کی درخواست کرسکتا ہے **عن** صفوان بن عبد اللہ ابن صفوان قال وکانت تحتہ ابنۃ ابی الدرداء فاتاھا فوجد ام الدرداء ولم یجد ابا الدرداء فقالت لہ ترید الحج العام قال نعم قالت فادع اللہ لنا بخیر فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول دعوۃ المرء مستجابۃ لاخیہ بظھر الغیب عند راسہ ملک یؤمن علی دعائہ کلما دعا لہ بخیر قال امین ولک بمثل قال ثم خرجت الی السوق فلقیت ابا الدرداء فحدثنی عن النبی

صلی اللہ علیہ وسلم بمثل ذلک صفوان بن عبداللہ بن صفوان سے روایت ہے ان کے نکاح مین ابوالدرداء کی بیٹی
تہین وہ انکے پاس گئے وہان ام درداء کو پایا (اپنی ساس کو) اور ابو درداء کو نہین پایا تو ام درداء نے ان سے کہا
تم اس سال حج کو جایا چاہتے ہو صفوان نے کہا ہان ام درداء نے کہا تو ہمارے لیے بہتری کی دعا کرنا اسلیے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے آدمی کی دعا اپنے بہائی کے لیے اسکی پیٹہ پیچہے غائب مین قبول ہوتی ہے اسکے سر کے پاس
ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اسکی دعا کے وقت آمین کہتا ہے جب وہ اپنے بہائی کے لیے بہلائی کی (دنیا کی یا آخرت کی یا دونو
کی) دعا کرتا ہے وہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لیے بہی ایسا ہی ہوگا (یعنے تیری بہی بہلائی ہوگی جسطرح تو اپنے
بہائی کی بہلائی چاہتا ہے) صفوان نے کہا پہر مین (یہ حدیث سنکر) بازار کیطرف گیا وہان ابوالدرداء ملے انہون نے
بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی حدیث بیان کی **باب** ما یوجب الحج حج کو کونسی چیز واجب کردیتی ہے
عن ابن عمر قال قام رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ما یوجب الحج قال الزاد
والراحلة قال یا رسول اللہ فما الحاج قال الشعث التفل وقام اخر فقال یا رسول اللہ وما الحج قال
العج والثج قال وکیع یعنی بالعج العجیج بالتلبیة والثج نحر البدن ابن عمر سے روایت ہے ایک شخص آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کہڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ حج کونسی چیز واجب کردیتی ہے آپنے فرمایا توشہ اور سواری
(یعنے کہانے اور پینے اور سواری کا خرچ جب آدمی پاس ہوگیا تو حج واجب ہوگیا) پہر اس نے کہا یا رسول اللہ حاجی
کیسا ہوتا ہے آپنے فرمایا پراگندہ سر خوشبو سے خالی ایک شخص اور کہڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ حج کیا ہے آپنے فرمایا لبیک
پکارنا اور خون بہانا (قربانی) **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلعم قال الزاد والراحلة یعنی قوله من استطاع الیه سبیلا ابن
عباس سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا من استطاع الیه سبیلا سے توشہ اور سواری مراد ہے **ف** یعنی قرآن مین جو آیا ہے جو طاقت رکہے حج کی راہ کی اس
سے مراد یہ ہے کہ کہانے اور سواری کا خرچ اسکے پاس ہو جاوے تو حج فرض ہوگیا **باب** المراة تحج بغیر ولی عورت بغیر محرم کے
حج کرے **عن** ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسافر المراة سفر ثلثة ایام
فصاعدا الا مع ابیها او اخیها او ابنها او زوجها او ذی محرم ابوسعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا عورت تین دن یا زیادہ کا سفر نہ کرے مگر اس کے ساتہ اسکا باپ ہو یا بہائی یا بیٹا یا خاوند یا اور کوئی محرم
ف تو دیور یا جیٹہ کے ساتہ عورت کا سفر کرنا جائز نہین اسیطرح بہنوئی کے ساتہ اسیطرح چچا زاد یا خالہ زاد یا ماموں
زاد بہائی کے ساتہ کیونکہ یہ لوگ محرم نہین ہین محرم سے مراد وہ شخص ہے جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو اور اس
حدیث مین تین دن کی قید اتفاقی ہے یہ غرض نہین ہے کہ تین دن سے کم سفر غیر محرم کے ساتہ جائز ہے اور اس کی

دلیل یہ ہے کہ ابوہریرہ کی روایت مین ایک دن کا ذکر ہے اور اہلحدیث کی نزدیک سفر کی کوئی حد مقرر نہین جسکو لوگ سفر کہین وہ عورت کو بغیر محرم کے درست نہین البتہ جسکو سفر نہ کہین وہان عورت بغیر محرم کے جا سکتی ہی جیسے شہر مین ایک محلہ سے دوسرے محلہ مین یا نزدیک کے گاؤن مین جسکی مسافت ایکدن کی راہ سی بہی کم ہو پس اگر کوئی عورت مکہ سی ایسی قریب بستی ہو کہ حج کے لیے سفر نہ کرنا پڑے تو وہ بغیر محرم کے حج کے لیے نکل سکتی ہے اور حنفیہ نے جو اسحدیث سی دلیل لی کہ سفر کی کم مدت تین دن کی راہ ہی تو یہ فاسد ہی ابوہریرہ کی حدیث مین جو آگے آتی ہے ایک دن کی راہ مذکور ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّاحِدٍ لَيْسَ لَهَا ذُوْ حُرْمَةٍ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عورت ایمان رکھتی ہو اللہ پر اور قیامت پر اسکو درست نہین ایکدن کا سفر کرنا بغیر محرم کے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ اُكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَاَتِيْ حَاجَّةٌ قَالَ فَارْجِعْ مَعَهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی ایک گنوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا میرا نام لکھا گیا فلانی لڑائی مین جانے کیواسطے اور میری ایک عورت ہے جو حج کو جاتی ہے آپنے فرمایا تو اسکے ساتھ لوٹ جا

باب اَلْحَجُّ جِهَادُ النِّسَاءِ عورتون کا جہاد حج کرنا ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ عَلَى النِّسَاءِ جِهَادٌ قَالَ نَعَمْ عَلَيْهِنَّ جِهَادٌ لَا قِتَالَ فِيْهِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ حضرت عائشہ سے روایت ہی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورتون پر جہاد ہے آپنے فرمایا ہان لیکن انپر ایسا جہاد ہے جس مین لڑائی نہین ہی وہ کیا حج اور عمرہ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيْفٍ ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج جہاد ہی ہر ناتوان کا **ف** اسحدیث کا اسناد ضعیف ہی

باب اَلْحَجُّ عَنِ الْمَيِّتِ میت کیطرف سی حج کرنے کا بیان عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شُبْرُمَةُ قَالَ قَرِيْبٌ لِيْ قَالَ هَلْ حَجَجْتَ قَطُّ قَالَ لَا قَالَ فَاجْعَلْ هٰذِهِ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سنا وہ کہہ رہا تہا لبیک عن شبرمۃ یعنے مین حاضر ہون تیری درگاہ مین شبرمہ کیطرف سے آپنے فرمایا شبرمہ کون ہی وہ بولا میرا ایک رشتہ دار تہا آپنے فرمایا تونے کبھی حج کیا ہے وہ بولا نہین آپنے فرمایا تو یہ حج اپنی طرف سی کر پہر شبرمہ کیطرف سے کر **ف** اسحدیث سی یہ نکلا کہ حج دوسرے کی طرف سی نایب ہوکر کرنا درست ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اس سے پہلے اپنا حج فرض ادا کر چکا ہو یہی قول ہے احمد اور شافعی اور اصحاب حدیث کا اور مالک

اور ثوری اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ اگر اپنی طرف سے فرض حج نہ کر چکا ہو جب بھی نہایت درست ہوگی **عن** ابن عباس
قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال احج عن ابی قال نعم حج عن ابیک فان لم تزدہ خیرا
لم تزدہ شرا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا
کیا میں حج کروں اپنے باپ کیطرف سے آپ نے فرمایا ہاں حج کر اپنے باپ کیطرف سے اگر تو اسکی نیکی نہ بڑہا سکے تو اسکی لیے کچھ
برائی مت کر **ف** یعنے باپ کا احسان بہت ہے آدمی کو چاہیے کہ اپنے باپ کی طرف سے اعمال خیر کرے جیسے صدقہ حج
وغیرہ اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا تو ضرور ہو کہ باپ کے ساتھ برائی نہ کرے وہ برائی یہ ہے کہ باپ کو گالیاں کھلواوے یا برا
کہلوا دے دوسرے لوگوں سے لڑکر یا انکے باپ کو برا کہکر جیسے دوسری حدیث میں آیا ہے کہ بڑا کبیرہ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ
کو گالی دیوے لوگوں نے عرض کیا اپنے باپ کو کون گالی دے گا آپ نے فرمایا اسطرح سے کہ دوسرے کے باپ کو گالی دے
وہ اسکے باپ کو گالی دیوے **عن** ابی الغوث بن حصین رجل من الفرع انہ استفتی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عن حجۃ کانت علی ابیہ مات ولم یحج قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حج عن ابیک وقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وکذلک الصیام فی النذر یقضی عنہ ابی الغوث بن حصین سے روایت ہے جو فرع میں سے ایک
شخص تھا (فرع ایک مقام ہے درمیان حرمین کے) اسنے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اسکے باپ پر حج
فرض تھا وہ مرگیا اور حج نہیں کیا آپ نے فرمایا تو حج کرے اپنے باپ کی طرف سے اور ایسا ہی نذر کے روزوں میں آپ
نے حکم دیا کہ انکی بھی قضا کرے باپ کیطرف سے **ف** اور جب نذر کے روزوں کی قضا میت کیطرف سے جائز ہوئی تو
رمضان کے روزوں کی بطریق اولی جائز ہوگی امام احمد اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے اور نووی نے کہا شافعی
کا بھی صحیح قول یہی ہے اور بعض شافعیہ نے کہا قضا رکھی یا مسکینوں کو کھانا کھلاوے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ میت کی
طرف سے روزہ رکھنا جائز نہیں ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے اور ابن عمر سے مالک نے ایسا ہی نقل کیا اور ترمذی نے ان
سے نکالا کہ ہر روزے کے بدل ایک مسکین کو کھانا کھلاوے **باب** الحج عن الحی اذا لم یستطع جب زندہ شخص حج
کرنے کے قابل نہ ہو تو اسکی طرف سے حج کرنا **عن** ابی رزین العقیلی انہ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
یا رسول اللہ ان ابی شیخ کبیر لا یستطیع الحج ولا العمرۃ ولا الظعن قال حج عن ابیک واعتمر ابو رزین
عقیلی سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ بوڑہا ہے پہونس نہ حج
کی طاقت رکھتا ہے نہ عمرے کی اور نہ سواری کی (کہ اونٹ پر سوار ہو کر حج کرے) آپ نے فرمایا اپنے باپ کی طرف سے
حج کر اور عمرہ کر **ف** امام محمد نے کہا ہمارا عمل اسی حدیث پر ہے میت کی طرف سے اور اس مرد یا عورت کی طرف سے جو ایسے

بوڑہی ہوجاوین کہ ان مین حج کرنے کی طاقت نرہی حج کرنا درست ہے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا **عن** عبد اللہ
ابنِ عبّاسٍ اَنَّ امْرَاَۃً مِنْ خَثْعَمَ جَاءَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبِیْ شَیْخٌ کَبِیْرٌ قَدْ
اَفْنَدَ وَاَدْرَکَتْہُ فَرِیْضَۃُ اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ فِی الْحَجِّ وَلَا یَسْتَطِیْعُ اَدَاءَھَا فَھَلْ یُجْزِیْ عَنْہُ اَنْ اُؤَدِّیَھَا عَنْہُ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی خثعم کی ایک عورت آن حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میرا باپ بوڑہا ہے ناتوان ہوگیا اور حج اللہ کا فرض (قبیلہ کا نام ہے) اسپر لازم ہے اور وہ
اسکو ادا نہین کرسکتا تو کیا جائز ہوگا اگر مین اسکی طرف سے حج کرون آپنے فرمایا ہان **عن** حُصَیْنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ
قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبِیْ اَدْرَکَہُ الْحَجُّ وَلَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّحُجَّ اِلَّا مُعْتَرِضًا فَصَمَتَ سَاعَۃً ثُمَّ قَالَ حُجَّ عَنْ اَبِیْکَ
حصین بن عوف سے روایت ہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ پر حج فرض ہوا اور وہ تو حج کی طاقت نہین رکہتا مگر
لکڑی کیطرح آڑا پڑکر یہ سنکر آپ ایک ساعت تک خاموش ہورہے پہر فرمایا حج کر اپنے باپ کی طرف سے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنْ اَخِیْہِ الْفَضْلِ اَنَّہٗ کَانَ رَدِفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَدَاۃَ النَّحْرِ فَاَتَتْہُ امْرَاَۃٌ مِنْ خَثْعَمَ
فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فَرِیْضَۃَ اللّٰہِ فِی الْحَجِّ عَلٰی عِبَادِہٖ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّرْکَبَ
اَفَاَحُجُّ عَنْہُ قَالَ نَعَمْ فَاِنَّہٗ لَوْ کَانَ عَلٰی اَبِیْکِ دَیْنٌ قَضَیْتِہٖ ابن عباس نے اپنے بہائی فضل بن عباس سے روایت
کی کہ وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار تہے (اونٹ پر) یوم النحر کی صبحکو آپ پاس خثعم کی ایک عورت آئی
اور بولی کہ اللہ کا فرض حج اسکے بندون پر ایسے وقت مین میرے باپ پر آیا کہ وہ بوڑہا ہے ہونس سے سوار ہونیکی بہی طاقت نہین
رکہتا کیا مین اس کیطرف سے حج کرون آپنے فرمایا ہان اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو تو اسکو ادا کرتی **ف** یا نہین وہ
عورت بولی جی ہان ادا کرتی آپنے فرمایا اللہ کا قرض ادا کرنا زیادہ مقدم ہے ہرچند باپ کا قرض بیٹے پر ادا کرنا لازم
نہین جب باپ نے قرض کی ادای کے لیے مال نہ چہوڑا ہو لیکن اکثر بیٹے جو نیک ہوتے ہین وہ اپنی کمائی سے ماں باپ کا
قرض ادا کردیتے ہین ایسا ہی آپنے اس عورت سے بہی پوچہا کہ تو اپنے باپ کا قرض ادا کرتی یا نہین جب اسنے کہا کہ ہان ادا
کرتی تو آپنے فرمایا حج بہی اسکی طرف سے ادا کردے وہ اللہ کا قرض ہے **بَابُ حَجِّ الصَّبِیِّ** بچے کا حج **عن**
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ رَفَعَتِ امْرَاَۃٌ صَبِیًّا لَھَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّتِہٖ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلِھٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَکِ اَجْرٌ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ایک عورت نے اپنے بچہ کو اٹہایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پاس حج مین اور عرض کیا یا رسول اللہ اس بچہ کا بہی حج ہے آپنے فرمایا ہان اور ثواب تجہکو ہے **ف** اس سے معلوم
ہوا کہ نابالغ لڑکے کا حج صحیح ہے اور ثواب اسکی عبادات کا اسکے ولی کو ہے اب اگر نابالغ احرام باندہے تو وہی شرائط

اس کے لیے بھی ہو گئے جو نابالغ کے لیے ہیں **باب** النفساء والحائض تهل بالحج نفاس اور حیض والی حج کا احرام
باندھ سکتی ہے **عن** عائشة قالت نفست اسماء بنت عميس بالشجرة فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابا بكر ان يأمرها ان تغتسل وتهل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے اسماء بنت عمیس کو
شجرہ میں (یعنی ذو الحلیفہ میں وہاں ایک درخت تھا اس لیے اسکا نام شجرہ ہو گیا) نفاس آیا تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ابوبکر کو حکم کیا کہ وہ اسماء سے کہیں غسل کرے اور احرام باندھے **ف** لبیک پکارے اور حاجیوں کیطرح امام احمد نے
حضرت عائشہ سے مرفوعا نکالا کہ حائضہ عورت کل حج کے کام کرے سوا طواف کے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر
سے ایسا ہی نکالا باسناد صحیح اور صحیحین میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جب وہ حائضہ ہوئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ان سے فرمایا ہر ایک کام کر جو حاجی کرتے ہیں فقط خانہ کعبہ کا طواف نکر جب تک غسل نہ کرے (روضہ) **عن**
ابي بكر انه خرج حاجا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه اسماء بنت عميس فولدت بالشجرة
محمد بن ابي بكر فاتى ابو بكر النبي صلى الله عليه وسلم فاخبره فامره رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان يأمرها ان تغتسل ثم تهل بالحج وتصنع ما يصنع الناس الا انها لا تطوف بالبيت ابوبکر
صدیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حج کے لیے انکے ساتھ اسماء بنت عمیس تھیں (انکی بی بی) انسے ان
کا بچہ پیدا ہوا محمد بن ابی بکر شجرہ میں تو ابوبکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے بیان کیا آپنے
اسماء کو حکم کیا غسل کرنے کا (نفاس کی حالت میں) اور حج کا احرام باندھنے کا اور جو کام لوگ کرتے ہیں وہ سب
کرنے کا سوا طواف کے (طواف جب حیض اور نفاس سے پاک ہو اسوقت کرے) **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
طواف میں طہارت شرط ہے اور یہی قول ہے اکثر علما کا اور حنفیہ کے نزدیک طواف میں طہارت شرط نہیں ہے
جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے کہ طواف نماز ہے اخیر تک **عن** جابر قال نفست اسماء بنت عميس بمحمد بن
ابي بكر فارسلت الى النبي صلى الله عليه وسلم فامرها ان تغتسل وتستثفر بثوب وتهل جابر رضی اللہ سے
روایت ہے اسماء بنت عمیس کو نفاس ہوا محمد بن ابی بکر کو جب جنیں تو انہوں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہلا
بھیجا آپنے انکو حکم کیا غسل کرنے کا اور ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ لینے کا اور حج کا احرام باندھنے کا **باب**
مواقيت اهل الآفاق ہر ایک ملک والوں کے میقات کا بیان **ف** میقات اس مقام کو کہتے ہیں جہاں
سے حاجی کو احرام باندھنا ضرور ہوتا ہے اور بغیر احرام باندھے وہاں سے آگے بڑھنا جائز نہیں لیکن جو لوگ میقات
اور مکہ کے بیچ میں رہتے ہوں وہ اپنے گھر سے نکلتے وقت احرام باندھیں اسیطرح جو لوگ خود مکہ میں رہتے ہیں

وہ حج کا احرام اپنے گھر میں سے باندھیں اور عمرے کا حرم کے باہر جاکر اور افضل مقام عمرے کے احرام کے لیے جعرانہ ہے پھر تنعیم رجہاں سے اب اکثر لوگ عمرے کا احرام باندھا کرتے ہیں وہ مکہ سے تین میل پر ہے اور مسجد عائشہ وہیں ہے پھر حدیبیہ (روضہ) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَمَّا هٰذِهِ الثَّلٰثَةُ فَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے عبداللہ نے کہا ان تینوں مقاموں کو تو میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے اور مجھے خبر پہونچی کہ آپ نے یوں فرمایا اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں ف یلملم ایک پہاڑ ہے مکہ سے دو منزل پر اب ہند سے جو لوگ جاتے ہیں وہ بھی یہیں سے احرام باندھتے ہیں عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ اَهْلِ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْمَشْرِقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ ثُمَّ اَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ لِلْاُفُقِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو خطبہ سنایا تو فرمایا مدینہ والوں کا میقات ذوالحلیفہ ہے (ایک مقام ہے مدینہ سے پانچ یا چھ میل پر) اور شام والوں کا جحفہ ہے اور یمن والوں کا یلملم اور نجد والوں کا قرن اور مشرق والوں کا ذات عرق (وہ ایک مقام ہے مکہ سے مشرق کی جانب دو منزل پر) پھر آپ نے اپنا منہ آسمان کے کنارے کی طرف کیا (مشرق کیطرف) اور فرمایا یا اللہ انکے دل ایمان کی طرف لگا دے ف آپ کے وقت میں مشرق کیطرف کفر تھا سو جب سے وہاں کے لوگوں کے لیے دعا کی اللہ تبارک وتعالی نے مشرق والوں کو مسلمان کیا کروڑوں مسلمان ہند میں گذرے جو مکہ سے مشرق کی طرف ہے بعض کہتے ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ مشرق سے فتنہ نمود ہوگا اسلیے آپ نے ان لوگوں کے لیے ہدایت کی دعا کی بعض کہتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور مشرق والوں کا میقات حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے معین نہیں کیا حضرت عمر رض نے اسکو مقرر کیا جب عراق فتح کیا اور شافعی نے کہا احتیاط یہ ہے کہ عقیق سے احرام باندھ لیوے (طیبی) بَابُ الْاِحْرَامِ احرام کا بیان عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَدْخَلَ رِجْلَهٗ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ اَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے اور اونٹنی آپکو لیکر سیدھی ہوتی تو آپ لبیک پکارتے ذی الحلیفہ کی مسجد کے پاس سے ف شافعی کا یہی

قول ہی ابو حنیفہ کے نزدیک دوگانہ احرام پڑھکر لبیک پکارے اور مالک کا بھی یہی قول ہے اور سعید بن جبیر نے ابن عباس سے
نکالا مینے کہا مجھے تعجب ہے کہ صحابہ نے اس باب مین اختلاف کیا ہے اُنہون نے کہا مین سب سے زیادہ جانتا ہون اسکو آپ
نے حج کی لبیک پکاری جب دوگانہ سے فارغ ہوئے بعضون نے اسکو سُنا اور یاد رکھا پھر آپنے لبیک پکاری جب اونٹ
پر سوار ہوئے بعضون نے یہ سُنا اور یاد رکھا اور کہنے لگے آپنے لبیک پکاری جب اونٹ پر سوار ہوئے پھر جب میدان
کی اونچای پر گئے وہان بھی لبیک پکاری بعضون نے اسکو سنا اور کہا کہ آپنے اسوقت لبیک پکاری اور درحقیقت آپنے
جہان دوگانہ پڑھا وہین لبیک پکاری روایت کیا اسکو ابوداؤد نے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ ثَفِنَاتِ
نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ قَائِمَةً قَالَ لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ مَعًا
وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ انس بن مالک سے روایت ہے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹنی کے پاؤن کے
پاس تھا شجرہ مین (یعنے ذوالحلیفہ مین) جب آپ اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپنے فرمایا لبیک بعمرۃ وحجۃ معًا یعنے
حاضر ہوتا ہون مین ...... تیری درگاہ مین عمرہ اور حج کی ایک ساتھ نیت کرکے اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کا
ہے **بَابُ التَّلْبِيَةِ** لبیک کیونکر کہے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ تَلَقَّفْتُ التَّلْبِيَةَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ
لَا شَرِيْكَ لَكَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَزِيْدُ فِيْهَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ لَبَّيْكَ
وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ ابن عمر سے روایت ہے مینے لبیک سیکھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مونہہ سے
آپ فرماتے تھے لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک اور ابن عمر اس میں
بڑھاتے تھے لبیک لبیک لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک لبیک والرغباء الیک والعمل **عَنْ** جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَتْ تَلْبِيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا
شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ امام جعفر صادق سے روایت ہے انہون نے اپنے
والد امام محمد باقر سے روایت کی انہون نے جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لبیک اسطرح پر تھی لبیک اللہم لبیک
لبیک لا شریک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ تَلْبِيَتِهٖ لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّيْكَ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے اپنی لبیک مین یون فرمایا لبیک الہ الحق لبیک یعنی حاضر ہوتا ہون تیری خدمت مین اے سچے خدا حاضر
ہوتا ہون **عَنْ** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُلَبٍّ

يُلبّي إلّا لبّى ما عن يمينه وشماله من حجرٍ أو شجرٍ أو مدرٍ حتى تنقطع الأرض من ههنا وههنا سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لبیک کہنے والا لبیک کہے تو اسکی داہنی طرف جتنی چیزیں ہیں پتھر درخت وغیرہ سیطرح بائیں طرف جتنی چیزیں ہیں وہ سب اس کے ساتھ لبیک کہتے ہیں زمین کی انتہا تک دونوں طرف **باب** رفع الصوت بالتلبية لبیک پکار کر کہنا **عن** خلاد بن السائب عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال أتاني جبرئيل فأمرني أن آمر أصحابي أن يرفعوا أصواتهم بالإهلال سائب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے حکم دیا مجھ کو میں اپنے اصحاب کو حکم کروں لبیک پکار کر کہنے کا **ف** یہ حکم مردوں کے لیے ہے اور عورت آہستہ سے لبیک کہے شافعی نے کہا کہ لبیک کہنا سنت ہے واجب نہیں ہے نہ شرط ہے صحت حج کی اور اگر کوئی اسکو ترک کرے تو دم لازم نہ آویگا لیکن فضیلت کے خلاف ہے اور بعض حنفیہ نے کہا وہ واجب ہے اگر ترک کرے گا تو دم لازم آویگا اور مالک نے کہا واجب نہیں ہے لیکن اس کی ترک سے دم لازم ہوگا .... اور شافعی اور مالک نے کہا کہ حج کی نیت دل سے کافی ہے اور زبان سے کہنا لازم نہیں اور ابو حنیفہ نے کہا زبان سے لبیک پکارنا ضرور ہے یا ہدی کا ساتھ لیجانا (طیبی) **مترجم** کہتا ہے حدیث کے موافق یہ طریق ہے کہ غسل کرے پھر خوشبو لگا دے اور احرام کی چادریں اوڑھے اور لبیک پکار کر کہے اگر صرف حج کی نیت ہو تو لبیک بحجة کہے اور جو عمرے کی نیت ہو تو لبیک بعمرة کہے اگر دونوں کی ایک ساتھ نیت ہو یعنی قران کی تو یوں کہے لبیک بحجة وعمرة **عن** زيد بن خالد الجهني قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم جاءني جبرئيل فقال يا محمد مر أصحابك فليرفعوا أصواتهم بالتلبية فإنها من شعار الحج زید بن خالد جہنی سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے محمد اپنے اصحاب کو حکم کرو کہ لبیک بلند آواز سے کہیں کیونکہ یہ حج کی نشانیوں میں سے ہے یعنی شعائر حج میں سے **ف** اس سے لبیک کا وجوب نکلتا ہے مگر شعائر کے لفظ سے واجب ہونا ضرور نہیں بہت سی چیزیں سنت ہیں پر شعائر میں سے ہیں جیسے اذان وغیرہ **عن** أبي بكر الصديق أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل أي الأعمال أفضل قال العج والثج ابوبکر صدیق سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا عج اور ثج یعنی لبیک پکار کر کہنا خون بہانا یعنی قربانی کرنا اللہ کے لیے **باب** الظلال للمحرم جو شخص احرام باندھے یعنی محرم ہوا اسکو برابر لبیک کہنے کی فضیلت **عن** جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلعم ما من محرم يضحي لله يومه يلبي حتى تغيب الشمس إلا غابت بذنوبه فعاد كما ولدته أمه

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی محرم برابر سارے دن لبیک کہتا رہے دن چڑھنے سے سورج ڈوبنے تک تو سورج اسکے گناہ لیکر ڈوبیگا اور وہ ایسا ہو جاویگا جیسے ابھی اسکی ماں نے اس کو جنا یعنے گناہوں سے بالکل صاف ہو جاویگا) **باب** الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ احرام کیوقت خوشبو لگانے کا بیان **ف** احرام کی حالت میں تو خوشبو لگانا بالکل درست نہیں ہے لیکن احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا سنت ہے اگرچہ یہ خوشبو بدن یا کپڑے میں احرام کے بعد بھی باقی رہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور یہی مذہب ہے اہلحدیث کا اور یہی راجح ہے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے دلیلوں میں اور امام شوکانی نے شرح منتقی میں اسکی تفصیل کی ہے اور صاحب سبل السلام نے اپنی منسک میں ایسا ہی نقل کیا ہے حضرت عائشہ کی حدیث سے کہ جب آپ نے غسل کیا احرام کا تو حضرت عائشہ نے آپ کے خوشبو لگا دی اسمیں مشک بھی تھی آپکے ہاتھوں اور سر میں یہانتک کہ اسکی چمک آپکے مانگوں اور داڑھی میں دکھائی دیتی تھی پھر آپنے ایسا ہی رہنے دیا اور اسکو دھویا نہیں (روضہ) **عن** عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ قَالَ سُفْيَانُ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے انہوں نے خوشبو لگائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احرام کے لیے احرام باندھنے سے پہلے اور جب آپنے احرام کھولا اسوقت بھی طواف الافاضہ کرنے سے پہلے سفیان کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خوشبو لگائی میں نے اپنے ان دونوں ہاتھوں سے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلَبِّي جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا گویا میں خوشبو کی چمک کو دیکھ رہی ہوں آنحضرت کی مانگوں میں اور آپ لبیک کہہ رہے تھے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَرَى وَبِيصَ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ثَلَاثَةٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ حضرت عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا گویا میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مانگ میں تین دن کے بعد احرام کی حالت میں **ف** اہلحدیث کا عمل انہی حدیثوں پر ہے اور محمد سے منقول ہے کہ ایسی خوشبو لگانا مکروہ ہے جسکا اثر احرام کے بعد باقی رہے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی کا اور ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ اگر احرام کے بعد خوشبو کا اثر باقی رہے تو فدیہ واجب ہوگا (لمعات)

باب مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ محرم کون سے کپڑے پہنے **عن** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صلعم مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلعم لَا يَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ لَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ أَوِ الْوَرْسُ

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کونسے کپڑے پہنے آپ نے فرمایا قمیص اور عمامہ اور پائجامہ اور ٹوپی اور موزہ نہ پہنے مگر جس حال مین کہ چپل (جوتہ) نہ ملے تو موزے ہی پہن لیوے لیکن انکو کاٹ ڈالے ٹخنوں کے نیچے (ٹخنہ سے مراد یہان وہ ہڈی ہے جو بیچ قدم مین ہوتی ہے) اور وہ کپڑے بھی نہ پہنے جس مین زعفران یا ورس (ہار سنگار کی ڈنڈیان) لگی ہو **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا قاضی عیاض نے کہا مسلمانوں کا اجماع ہے اس پر کہ جو چیزیں اس حدیث مین مذکور ہین محرم انکو نہ پہنے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِوَرْسٍ اَوْ زَعْفَرَانٍ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محرم کو ورس یا زعفران مین رنگا ہوا کپڑا پہننے سے **باب** السَّرَاوِيْلِ وَالْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ اِذَا لَمْ يَجِدْ اِزَارًا اَوْ نَعْلَيْنِ اگر محرم کو تہ بند نہ ملے تو پائجامہ پہن لیوے اسی طرح اگر جوتا نہ ملے تو موزہ پہن لیوے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَالَ هِشَامٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَقَالَ هِشَامٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ اِلَّا اَنْ يَّفْقِدَ ابن عباس سے روایت ہے مین نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ منبر پر خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا جو کوئی تہ بند نہ پاوے تو پائجامہ پہن لیوے اور جو کوئی جوتی نہ پاوے تو موزے پہن لیوے اور ہشام نے کہا اپنی روایت مین پائجامہ پہن لیوے جب تہ بند نہ ملے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اہلحدیث اور شافعی کا عمل اسی پر ہے اور ابوحنیفہ نے کہا اگر پائجامہ پہننا ضرور پڑے تہ بند نہ ملنے سے تو اسکو پھاڑ کر تہ بند کی طرح کرے اور سیا ہوا اسی حال مین پہنے گا تو اسپر دم لازم ہوگا اور مسلم نے جابر سے نکالا مرفوعاً جو جوتہ نہ پاوے وہ موزہ پہن لیوے اور جو تہ بند نہ پاوے وہ پائجامہ پہن لے اور احمد اور بخاری اور نسائی اور ترمذی نے نکالا ابن عمر سے مرفوعاً کہ جو عورت محرم ہو وہ نقاب نہ ڈالے (یعنے موہنہ نہ ڈھانپے) اور دستانے نہ پہنے صحیح کہا اسکو ترمذی نے ابوداؤد اور حاکم اور بیہقی کی روایت مین اتنا زیادہ ہے وہ کپڑا بھی نہ پہنے جس مین ورس یا زعفران لگی ہو اور روضہ **عن** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جوتیان نہ پاوے وہ موزے پہن لے اور انکو کاٹ ڈالے ٹخنوں کے نیچے **باب** التَّوَقِّيْ فِي الْاِحْرَامِ احرام مین کن باتون سے بچنا چاہیے **عن** اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْعَرْجِ نَزَلْنَا فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وسلم وعائشة إلى جنبه وأنا إلى جنب أبي بكر وكانت زمالتنا وزمالة أبي بكر واحدة مع غلام أبي بكر قال فطلع الغلام وليس معه بعيره فقال له أين بعيرك قال أضللته البارحة قال معك بعير واحد تضله قال فطفق يضربه ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انظروا إلى هذا المحرم ما يصنع اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حج مین جب عرج مین پہونچے (ایک مقام کا نام ہے) تو وہان اترے پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے اور حضرت عائشہ آپکے بازو بیٹھین اور مین ابوبکر کے بازو بیٹھی اور ہمارا اور ابوبکر کا اور انکے غلام کا ایک اونٹ تہا جس پر یہ تینون سوار ہوتے تہے اتنے مین غلام آیا اور اسکے پاس اونٹ نہ تہا ابوبکر نے اس سے پوچہا تیرا اونٹ کہان ہے وہ بولا رات کو گم ہو گیا میرے ہاتہہ سے ابوبکر نے کہا تیرے ساتہہ ایک ہی اونٹ تہا اسکو تو نے گما دیا حالانکہ ایک اونٹ کی حفاظت سہل تہی پہر ابوبکر اسکو مارنے لگے غصے سے اور یہ غصہ بجا تہا کہ سفر کی حالت مین سواری کا اونٹ گما دیا) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے تہے اس محرم کو دیکہو کیا کر رہا ہے **ف** یعنے مار پیٹ لڑائی جہگڑا احرام کی حالت مین یہ باتین منع ہین **باب** المحرم يغسل رأسه محرم اپنا سر دہو سکتا ہے **عن** إبراهيم بن عبد الله ابن حنين عن أبيه أن عبد الله بن عباس والمسور بن مخرمة اختلفا بالأبواء فقال عبد الله بن عباس يغسل المحرم رأسه وقال المسور لا يغسل المحرم رأسه فأرسلني ابن عباس إلى أبي أيوب الأنصاري أسأله عن ذلك فوجدته يغتسل بين القرنين وهو يستتر بثوب فسلمت عليه فقال من هذا قلت أنا عبد الله بن حنين أرسلني إليك عبد الله بن عباس أسألك كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يغسل رأسه وهو محرم قال فوضع أبو أيوب يده على الثوب فطأطأه حتى بدا لي رأسه ثم قال لإنسان يصب عليه اصبب فصب على رأسه ثم حرك رأسه بيديه فأقبل بهما وأدبر ثم قال هكذا رأيته صلى الله عليه وسلم يفعل عبد اللہ بن حنین سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ نے اختلاف کیا ابوا مین (وہ ایک مقام ہے) ابن عباس نے کہا محرم اپنا سر دہو سکتا ہے مسور نے کہا نہین دہو سکتا آخر ابن عباس نے مجہہ کو بہیجا ابو ایوب انصاری پاس پوچہنے کو مین نے دیکہا وہ غسل کر رہے ہین دو لکڑیون کے بیچ مین ایک کپڑے کی آڑ مین مینے انکو سلام کیا انہون نے کہا کون ہے مین نے کہا مین عبد اللہ بن حنین ہون مجہکو ابن عباس نے تمہارے پاس بہیجا ہے پوچہنے کو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام کی حالت مین اپنا سر کیسے دہوتے تہے یہ سنکر ابو ایوب نے اپنا ہاتہہ کپڑے پر رکہا (جو آڑ تہا) اور اسکو جہکایا اتنا کہ انکا سر مجہکو دکہلائی

دنیو لگا پہر انہون نے ایک آدمی سے کہا جو اُنپر پانی ڈالتا تھا پانی ڈال اُس نے پانی ڈالا انہون نے دونون ہاتھون سے اپنے سر کو
ہلایا (یعنے ملا) ہاتھون کو آگے سے لیگئے پیچھے سے لائے پہر کہا کہ مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے
دیکھا (احرام کی حالت مین) **ف** احرام کی حالت مین صرف پانی سے سر دہونا جائز ہے لیکن خوشبو کا مصالح نہ لگا دے
نہ اور کوئی چیز جس سے جوئین مرین نہ اتنا زور سے رگڑے کہ جوؤن کے مرنیکا ڈر ہو **باب** المحرمۃ تسدل الثوب
علیٰ وجھھا محرمہ عورت اگر اپنے مونہ پر کپڑا لٹکا دے لیکن مونہہ سے دور رکہے احرام کی حالت مین تو جائز ہے **عن**
عائشۃ قالت کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن محرمون فاذا لقینا الراکب اسدلنا ثیابنا من
فوق رؤسنا فاذا جاوزنا رفعناھا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے احرام کی حالت مین جب ہم کو (راہ مین) کوئی سوار ملتا تو ہم اپنے کپڑے اپنے مونہون پر
ڈالتے پہر جب وہ سوار آگے (نکل جاتا) تو ہم مونہ کہول دیتے **ف** احرام کی حالت مین عورت کو بہی مونہہ کہلا رہنا
چاہیے لیکن اگر لکڑیان وغیرہ باندہکر کپڑا مونہہ پر لٹکا دے اس طرح سے کہ کپڑا مونہہ سے دور رہے یا ضرورت کے وقت
لٹکا دے پہر منہ کہول دیوے تو جائز ہے جیسے اس حدیث مین مذکور ہوا **عن** عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بنحوہ حضرت عائشہ سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **باب** الشرط فی الحج حج مین شرط لگانا جائز ہے
عن ابی بکر بن عبد اللہ بن الزبیر عن جدتہ قال لا ادری اسماء بنت ابی بکر او سعدی بنت
عوف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی ضباعۃ بنت عبد المطلب فقال ما یمنعک یا عمتاہ
من الحج فقالت انا امرأۃ سقیمۃ وانا اخاف الحبس قال فاحرمی واشترطی ان محلک حیث حبست
اسماء بنت ابی بکر یا سعدی بنت عوف سے روایت ہے (اسماء تو دادی ہین ابوبکر بن عبد اللہ کی اور یہ نانی ہونگی) کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ضباعہ بنت عبد المطلب (اپنی پوپہی) پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے پوپہی تم حج کیون نہین کرتین
انہون نے کہا مین ایک بیمار عورت ہون اور مجہے ڈر ہے کہ رہ جاؤن (حج کرنے مین بیماری کیوجہ سے اور حج پورا نہ ہوسکے)
آپ نے فرمایا تو احرام باندہ لو اور شرط کر لو کہ جہان مین رہجاؤن (بیماری کیوجہ سے) وہین احرام کہولڈالون گی +
ف اور حلال ہوجاؤن گی معلوم ہوا کہ مرض کیوجہ سے احصار ہو سکتا ہے **عن** ضباعۃ قالت دخل علیّ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا شاکیۃ فقال اما تریدین الحج العام قلت انی لعلیلۃ یا رسول اللہ
قال حجی وقولی محلی حیث تحبسنی ضباعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے اور مین بیمار
تہی آپ نے فرمایا تم اس سال حج کا قصد نہین کرتین مینے کہا یا رسول اللہ مین بیمار ہون آپ نے فرمایا حج کرلے اور احرام

کے وقت) یون کہدے کہ جہان تو مجھے روک دیگا وہین مین احرام کھولڈالونگی **عن** ابن عباس قال جاءت
ضباعة بنت الزبير بن عبد المطلب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت انى امرأة ثقيلة وانى
اريد الحج فكيف اهل قال اهلى واشترطى ان محلى حيث حبستنى ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئین اور عرض کیا یارسول اللہ مین بیمار ہون
اور حج کا ارادہ رکھتی ہون مین کیونکر احرام باندھون آپنے فرمایا احرام باندھ لے اور شرط کرلے کہ جہان تو مجھے روک
دیگا وہین مین احرام کھولڈالونگی **باب** دخول الحرم حرم مین داخل ہونیکا بیان **عن** عبد الله بن عباس
قال كانت الانبياء تدخل الحرم مشاة حفاة ويطوفون بالبيت ويقضون المناسك حفاة مشاة
عبداللہ بن عباس سے روایت ہے پیغمبر لوگ حرم مین پاؤن سے چلتے ہوئے ننگے پاؤن آتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے
تھے اور سارے حج کے ارکان پیدل ننگے پاؤن ادا کرتے تھے (ادب سے نہ سوار ہوتے تھے نہ جوتیان پہنتے تھے)
ف بعض بزرگون سے منقول ہے کہ انہون نے ایک ہی بار حج کیا تھا لوگون نے کہا آپ دوبارہ حج نہین کرتے
انہون نے کہا مجھکو مکہ مین بہت تکلیف ہوتی ہے پاخانہ اور پیشاب کی لیے حرم کے باہر کوسون جانا پڑتا ہے سبحان
اللہ کیا ادب تھا حرم محترم کا اب بھی حاجی کو لازم ہے کہ جب حرم کی سرحد آوے تو سواری پر سے اوتر پڑے اور
پیدل ننگے پاؤن بڑی عاجزی سے چلے بڑے شہنشاہ کے دربار مین جاتا ہے جسقدر عجز کرے زیبا ہے **باب**
دخول مكة مکہ مین داخل ہونے کا بیان **عن** ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يدخل مكة
من الثنية العليا واذا خرج خرج من الثنية السفلى ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مکہ مین داخل ہوتے تھے بلندی کی راہ سے اور جب نکلتے تھے تو نشیبی راہ کی طرف سے نکلتے (بلندی کا جانب وہ
ہے جدہر جنۃ المعلی ہے اور ذی طوی بھی اودہر ہی ہے) **عن** ابن عمر رض ان النبي صلى الله عليه وسلم
دخل مكة نهارا ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کو مکہ مین گئے **عن** اسامة بن
زيد قال قلت يا رسول الله اين تنزل غدا وذلك في حجته قال وهل ترك لنا عقيل منزلا ثم قال
نحن نازلون غدا بخيف بني كنانة يعني المحصب حيث قاسمت قريش على الكفر وذلك ان بني كنانة
حالفت قريشا على بني هاشم ان لا يناكحوهم ولا يبايعوهم قال معمر قال الزهري والخيف الوادي
اسامہ بن زید سے روایت ہے مین نے عرض کیا یارسول اللہ کل آپ (جب مکہ مین پہنچین گے) کہان اترینگے یہ آپنے
حج مین فرمایا تو آپنے فرمایا بھلا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان چھوڑا ہے **ف** یعنے ابوطالب کے کل مکانات

اور جائداد انہوں نے بیچکر کہالی ایک مکان بہی باقی نہ رکہا کہ ہم اس مین اترتے جب علی اور جعفر اور ابو طالب کے بیٹے
مسلمان ہوگئی اور انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ مدینہ کو ہجرت کی تو عقیل اور طالب دو بہائی جو ابہی
تک کافر تہے مکہ مین رہگئے اور ابو طالب کی کل جائداد انہون نے لی علی اور جعفر کو اس مین سے کچہ حصہ نہ ملا کیونکہ
وہ دونو مسلمان ہوگئے تہے اور مسلمان کافر کا وارث نہین ہوتا **ف** پہر فرمایا ہم کل بنی کنانہ کے خیف یعنے
محصب مین اُتریںگے **ف** جہان پر ابو طالب بنے ہاشم اور بنی مطلب کو لیکر جب گئے تہے اور آن حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پناہ مین لی لیا تہا اور قریش کے کافرون نے عہد نامہ لکہا تہا کہ ہم بنی ہاشم اور بنی مطلب
سے نہ بیاہ شادی کرینگے نہ اور کوی معاملہ اور اسکا قصہ طویل ہے مذکور ہے سیر کی کتابون مین **ف** جہان
قریش نے قسم کہائی تہی کفر پر یعنے بنی کنانہ نے قریش سے حلف لی تہی کہ بنی ہاشم سے نہ نکاح کرین نہ ان سے
بیع وشرا کرین زہری نے کہا خیف وادی کو کہتے ہین **باب** اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ حجر اسود کو چومنا **عَنْ**
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ رَأَیْتُ الْاُصَیْلِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَاُقَبِّلُکَ وَاِنِّیْ
لَاَعْلَمُ اَنَّکَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ
عبد اللہ بن سرجس سے روایت ہے مین نے اصیلع کو دیکہا یعنے حضرت عمر کو (اصیلع تصغیر ہے اصلع کی اصلع اسکو
کہتے ہین جسکے آگے کے سر کے بال اوگنا موقوف ہوگئے ہون اور یہ تصغیر ترحم اور شفقت کے لیے ہے) وہ حجر اسود
کو چومتے تہے اور کہتے تہے مین تجہے چومتا ہون اور بیشک مین جانتا کہ تو ایک پتہر ہے جو نہ نقصان پہونچا
سکتا ہے نہ نفع اور اگر مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکہا ہوتا تجہکو چومتے ہوئے تو مین تجہکو نہ چومتا
ف کیونکہ پتہر کا چومنا ہماری شریعت مین جائز نہین ہوا اسلیے کہ اس مین مشابہت ہے کفار کی وہ چومتے ہین
بتون کو اور تصویرون اور پتہرون کو اور حجر اسود کا چومنا خاص کیا گیا ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فعل کے سبب سے اسیطرح عالم دیندار کے ہاتہہ کا چومنا یہ بہی جائز ہے ایک حدیث سے کہ صحابہ نے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتہہ اور پاؤن چومے جب حجر اسود کے چومنے مین جو کعبہ کا ایک جزو ہے حضرت عمر رضی
اللہ عنہ نے یہ کہا کہ اگر مین نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکہا ہوتا تجہ کو چومتے ہوئے تو مین نہ چومتا تو اور
قبرون یا مزارون کا چومنا کیونکر جائز ہوگا طیبی نے کہا حضرت عمر نے یہ اسلیے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت اور شرک کا قریب
گذرا تہا ایسا نہ ہو کہ بعضے کچے مسلمان حجر اسود کے چومنے سے دہوکا کہا دین اور حجر اسود کو یہ سمجہین کہ
اس مین کچہ قدرت یا اختیار ہے جیسے مشرک بتون کو خیال کرتے تہے تو بیان کر دیا کہ حجر اسود ایک پتہر ہے

اس مین کچھ بھی اختیار اور قدرت نہین اور اسکا چومنا محض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کے لیے ہے دوسری روایت مین یہ ہی کہ جب حضرت عمر نے یہ فرمایا تو حضرت علی نے فرمایا کہ نہین یہ پتھر نقصان اور نفع بھی پہنچاویگا کیونکہ مین نے سنا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قیامت کے دن یہ پتھر آویگا اسکی دو زبانین ہونگی اور وہ گواہی دیویگا اپنے ہر ایک چومنے والے کے لیے مگر حضرت علی کی اس کلام سے حضرت عمر کا کلام باطل نہین ہوتا کیونکہ اُنہون نے پتھر کی حالت موجودہ کی نسبت گفتگو کی یعنے دنیا مین وہ ایک پتھر ہے اور پتھرون کیطرح اس مین نہ احساس ہے نہ عقل اور یہ صحیح ہے اور آخرت مین جب اسکی دو زبانین ہونگی تو اُسوقت وہ پتھر نہ رہے گا بہر حال یہ ارشاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بڑی دلیل ہے اہل توحید اور متبعین سنت کی اور اس مین رد ہے ان اہل بدعات کا جو قبرون اور جھنڈون اور شدون اور مزارون کو بوسہ دیتے ہین یہ فعل بیشک بدعت ہے کس لیے کہ نہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا منقول ہے نہ صحابہ نہ اور سلف صالحین سے کہ اونہون نے کبھی کسی قبر کو بوسہ دیا ہو **عن** ابن عباسؓ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین ھذا الحجر یوم القیامۃ ولہ عینان یبصر بھما و لسان ینطق بہ یشھد علی من یستلمہ بحق ابن عباس سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ پتھر یعنے حجر اسود قیامت کے دن آویگا اسکی دو آنکھین ہونگی جن سے وہ دیکھتا ہوگا اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بات کریگا اور گواہی دیوے گا اسکے لیے جس نے اسکو چوما حق کے ساتھہ **ف** یعنے ایمان کے ساتھہ اس سے وہ مشرک نکل گئے جنہون حجر اسود کو چوما شرک کی حالت مین انکے لیے اسکا چومنا کچھ مفید نہ ہوگا اسلیے کہ کفر کے ساتھہ کوئی عبادت نفع نہین کرتی **عن** ابن عمر قال استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحجر ثم وضع شفتیہ علیہ یبکی طویلا ثم التفت فاذا ھو بعمر بن الخطابؓ یبکی فقال یا عمر ھھنا تسکب العبرات ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کی طرف مونھہ کیا پھر اپنے ہونٹ اُسپر رکھدیے اور بڑی دیر تک روتے رہے پھر ایک طرف نگاہ کی دیکھا تو عمر بن خطاب ہین وہ بھی رو رہے تھے آپنے فرمایا اے عمر اس جگہہ آنسو بہانا چاہیے **ف** یعنے اپنے مالک سے رو کر عاجزی سے مانگنا چاہیے کیونکہ یہ جگہہ ہے دعا قبول ہونیکی **عن** عبد اللہ قال لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستلم من ارکان البیت الا الرکن الاسود والذی یلیہ من نحو دور الجمحیین ابن عمر سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے چارون کونون مین سے کسیکو نہ چھوتے مگر حجر اسود کو اور جو کونا اسکے قریب ہی یعنے رکن یمانی کو) بنی جمح کے گھرون کیطرف **ف** یہ لوگ شاید اُس زمانہ مین ادھر رہتے ہونگے یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے

روایت کیا ابن عمر سے کہ میں نے ارکان میں سے کسی رکن کو نہیں دیکھا جس کو حضرتؐ مس کرتے ہوں طواف میں سوا یمانی رکنوں کے اور احمد اور نسائی نے ابن عمر سے نکالا مرفوعاً کہ رکن یمانی اور حجر اسود کا چھونا گناہوں کو میٹ دیتا ہے بالکل اسکی اسناد میں عطا بن السائب ہے اور بخاری نے تاریخ میں اور ابو یعلی نے ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ دیتے تھے رکن یمانی کا اسکی اسناد میں عبداللہ بن مسلم بن ہرمز ضعیف ہے اور جس وقت حجر اسود یا رکن یمانی کو آپ استلام کرتے تو فرماتے بسم اللہ واللہ اکبر اور جب حجر اسود پاس آتے اللہ اکبر کہتے اور آپ سے کوئی معین دعا طواف میں منقول نہیں ہوئی مگر ابوداود اور ابن حبان نے نکالا کہ آپ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ کہتے ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار اور طواف میں فرماتے اللھم قنعنی بما رزقتنی وبارک لی فیہ واخلف علی کل غائبة لی بخیر یہ حاکم نے نکالا اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ دعا مروی ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر اور یہ مقام دعا کا مقام ہے تو جو دعا چاہے مانگے اور رکن یمانی اور حجر اسود کی تخصیص کی وجہ استلام میں یہ ہے کہ وہ اسی مقام پر باقی ہیں جہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے بنائی تھی باقی دونوں رکنوں کا مقام جاہلیت والوں نے بدل ڈالا ہے اور مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں جو مطوفوں نے یہ نکالا ہے کہ ہر ایک پھیرے میں ایک خاص دعا معین کرتے ہیں اسکی اصل حدیث سے کچھ نہیں ہے اور نہ ان دعاؤں کا پڑھنا ضرور ہے جو دعائیں چاہے وہ آدمی پڑھ سکتا ہے

باب مَنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ حجر اسود کو مس کرنا لکڑی سے

ف طواف کرنیوالے کو اختیار ہے کہ تین باتوں میں سے جو ممکن ہوسکے کرے ہر ایک کافی ہے حجر اسود کا چومنا یا اسپر ہاتھ لگا کر اپنا ہاتھ چومنا یا لکڑی سے اسکی طرف اشارہ کرنا اور بعضوں نے کہا صرف ہاتھ سے اشارہ کرنا یعنے دونوں ہاتھ اوٹھانا جب حجر اسود کے سامنے آوے اگر چومنا اور چھونا ہجوم کی وجہ سے نہ ہوسکے اور ہر حال میں لوگوں کو ایذا دینا اور دھکیلنا منع ہے جیسے اس زمانہ میں قوی لوگ کرتے ہیں یا عورات کے بیچ میں گھسنا امام احمد نے حضرت عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا اے عمر تو ایک قوی شخص ہے تو مت ستا حجر اسود پر ضعیف کو اگر جگہ خالی پاوے تو چومے اگر نہیں تو اسکے سامنے منہ کر اور تہلیل اور تکبیر کر اسکی اسناد میں ایک راوی مجہول ہے

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ لَمَّا اطْمَأَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ طَافَ عَلَى بَعِيرِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ بِيَدِهِ ثُمَّ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَوَجَدَ فِيهَا حَمَامَةَ عَيْدَانٍ فَكَسَرَهَا ثُمَّ قَامَ عَلَى بَابِ الْكَعْبَةِ فَرَمَى بِهَا وَأَنَا أَنْظُرُ

صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے جب آپکو اطمینان ہوا جس سال مکہ فتح ہوا تو آپ نے طواف کیا ایک اونٹ پر سوار ہوکر

لوگون کی ہجوم کی وجہ سی اور یہ جائز ہے یعنی طواف سوار ہو کر کرنا اگر موقع مل سکے بلکہ سنت ہے) آپ حجر اسود کا استلام کرتے
تھے ایک لکڑی سے جو آپکے ہاتھ مین تھی پھر آپ کعبہ کے اندر گئے وہان آپ نے ایک سورت دیکھی کبوتر کی جو لکڑیون
سے بنی ہوئی تھی آپ نے اسکو توڑ ڈالا (پھر ایک جاندار کی سورت کو جب مسلمان پاوے تو ایسا ہی کرنا چاہیے) پھر آپ کعبہ
کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور اسکو پھینک دیا مین دیکھ رہی تھی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ ابن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حجۃ الوداع مین ایک اونٹ پر سوار رہکر طواف کیا آپ حجر اسود کا استلام کرتے تھے ایک لکڑی سے عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ
عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ
وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ ابو الطفیل عامر بن واثلہ سے (جو سب صحابہ کے بعد مرے) روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دیکھا آپ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور حجر اسود کا استلام کرتے تھے ایک لکڑی سے اور لکڑی کو چومتے (یعنی
استلام کے معنے چھونا یعنے لکڑی سے حجر اسود کو چھوا کر اسکو بوسہ دیتے) بَابُ الرَّمَلِ حَوْلَ الْبَيْتِ طواف
مین رمل کرنا ف وہ یہ ہے کہ ذرا دوڑ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے چلنا جیسے بہادر اور زوردار سپاہی چلتے ہین تو
اول کے تین پھیرون مین کرتے ہین اور سبب اسکا صحیحین کی روایت مین مذکور ہے کہ جب آنحضرت اور آپکے
اصحاب مکہ مین آئے تو مشرکین نے کہا کہ یہ لوگ مدینہ کے بخار سے ناتوان ہوگئے ہین آپ نے حکم دیا صحابہ کو تین پھیرون مین
رمل کرنے کا تا کہ مشرکین کو یہ معلوم کرائین کہ مسلمان ناتوان نہین ہوئے ہین بلکہ طاقت در ہین پھر یہ سنت
قائم رہی اسلام کی ترقی کے بعد بھی اور قیامت تک قائم رہیگی پس رمل کی مشروعیت اصل مین مشرکون کے ڈرانے
کے لیے ہوئی اور صاحب روضہ نے گمان کیا کہ طواف کی مشروعیت اسلیے ہوئی یہ سہو ہے طواف تو پہلے سے شائع تھا
اور سنت ابراہیمی تھا عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْاَوَّلَ رَمَلَ ثَلَاثَةً وَمَشٰى اَرْبَعَةً مِنَ الْحَجَرِ اِلَى
الْحَجَرِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خانہ کعبہ کا پہلا طواف کرتے
(یعنے طواف القدوم) تو تین پھیرون مین رمل کرتے اور چار پھیرے معمولی چال سے کرتے حجر اسود سے پھیرا شروع
کرتے اور حجر اسود پر تمام کرتے اور ابن عمر بھی رمل کیا کرتے ف طواف مین کل سات پھیرے ہین اسپر سب کا
اتفاق ہے لیکن اختلاف ہے طواف القدوم مین جمہور اسکو فرض کہتے ہین اور ابو حنیفہ کے نزدیک سنت ہے اور شافعی
کے نزدیک وہ مثل تحیۃ المسجد کے ہے اور حق جمہور کا قول ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ولیطوفوا بالبیت العتیق (روضہ)

عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رمل من الحجر الی الحجر ثلثا ومشی اربعا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمل کیا حجر اسود سے لیکر حجر اسود تک تین پھیروں میں اور باقی چار پھیرے معمولی چال سے کیے عن عمر یقول فیم الرملان الآن وقد اطأ اللہ الاسلام ونفی الکفر واھلہ وایم اللہ ما ندع شیئا کنا نفعلہ علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر کہتے تھے اب ان دونوں رملوں سے ایک طواف میں دوسرے سے میں کیا فائدہ ہے اب تو اللہ سبحانہ وتعالی نے اسلام کو قوی کر دیا اور کفر کو دور کر دیا قسم اللہ کی ہم تو کوئی بات چھوڑنے والے نہیں جسکو کیا کرتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ف اگرچہ اب اس کی علت نہ رہی ہو کیونکہ ہمکو حکم ہے حضرت کی پیروی کا نہ علتیں دیکھنے کا حضرت عمر نے گویا ایک قاعدہ بتا دیا کہ شرع کی جن باتوں کی ہمکو حکمت معلوم نہ ہو اسکو چھوڑ مت دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور تابعداری ہی سب حکمتوں سے بڑھکر ہے عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ حین ارادوا دخول مکۃ فی عمرتہ بعد الحدیبیۃ ان قومکم غدا سیرونکم فلیرونکم جلدا فلما دخلوا المسجد استلموا الرکن ورملوا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم معھم حتی اذا بلغوا الرکن الیمانی مشوا الی الرکن الاسود ففعل ذلک ثلث مرات ثم مشی الاربع ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے اصحاب سے جب وہ مکہ میں داخل ہونے لگے عمرہ کرنے کے لیے حدیبیہ کے دوسرے سال کہ تمہاری قوم کے لوگ کل تمکو دیکھیں گے تو چاہیے کہ وہ تم کو چست اور چالاک دیکھیں خیر جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے حجر اسود کو چوما پھر لگے رمل کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے ساتھ تھے جب رکن یمانی پاس پہونچے تو پھر حجر اسود تک معمولی چال سے چلے پھر رمل کرنے لگے پھر جب رکن یمانی پر پہونچے (تو حجر اسود تک معمولی چال سے چلے تین بار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا یعنے رمل کیا) پھر چار پھیروں میں معمولی چال سے چلے

باب الاضطباع

اضطباع کا بیان ف وہ یہ ہے کہ چادر کو دونوں طرف سے بغلوں کے نیچے سے لیجاوے اور کاندھوں پر ڈالے تاکہ دونوں بازو کھلے رہیں یہ بھی ایک علامت ہے شجاعت اور بہادری کی جیسے رمل عن یعلی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم طاف مضطبعا قال قبیصۃ وعلیہ برد یعلے سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف کیا اضطباع کرکے۔ قبیصہ نے کہا آپ ایک چادر اوڑھے تھے

باب الطواف بالحجر

حطیم کو طواف میں داخل کرنا یعنے اسکے پرے سے دورہ کرنا عن عائشۃ قالت سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الحجر فقال ھو من البیت قلت ما منعھم ان یدخلوہ فیہ قال عجزت بھم النفقۃ قلت فما شان بابہ مرتفعا

لا يصعد اليه الا بسلم قال ذلك فعل قومك ليدخلوه من شاؤا او يمنعوه من شاؤا ولولا ان قومك حديث
عهد بكفر مخافة ان تنفر قلوبهم لنظرت هل اغيره فادخل فيه ما انتقص منه وجعلت بابه بالارض

حضرت عائشہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حطیم کو پوچھا آپ نے فرمایا وہ کعبہ میں داخل ہے میں
نے کہا پھر لوگوں نے اسکو باہر کیوں رہنے دیا آپ نے فرمایا ان کے پاس خرچ نہیں رہا تھا (یعنے حلال مال) میں نے کہا کعبہ
کا دروازہ اتنا اونچا کیوں بنایا کہ بغیر سیڑھی کے اس پر چڑھ نہیں سکتے آپ نے فرمایا یہ بھی تیری قوم کے لوگوں نے
(یعنے قریش نے) کیا اسلیے کہ جس کو چاہیں اندر لیجاویں اور جسکو چاہیں روک دیں اور اگر تیری قوم کا زمانہ نیا نہ ہوتا
کفر کا (یعنے کفر کا زمانہ ابھی قریب گذرا ہے ایسا نہ ہو میں کعبہ کو توڑوں اور وہ کچا اور سمجھیں ایمان سے پھر جاویں)
اور ڈر نہ ہوتا کہ انکے دلوں میں نفرت پیدا ہوگی (کعبہ توڑنے سے) تو تو دیکھتی میں اسکو کیسا بدلتا اور جو اس میں
کمی ہوا اسکو پورا کرتا اور اس کا دروازہ زمین پر بناتا **ف** یعنے نیچا کہ جس کا جی چاہے بغیر سیڑھی کے اندر چلا
جاوے دوسری روایت میں ہے میں اسکے دو دروازے کرتا ایک شرقی ایک غربی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعضا کام
مصلحت کا ہوتا ہے لیکن اس میں فتنہ کا خوف ہو تو اسکو ترک کرنا جائز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفا
کے عہد میں کعبہ ایسا ہی رہا اور جیسا آپ چاہتے تھے ویسا بنانے کی فرصت نہیں ہوئی عبداللہ بن زبیر نے اپنے
حکومت میں کعبہ کو اسیطرح بنایا جیسا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لیکن حجاج مردود نے جب عبداللہ بن زبیر کو
شہید کیا تو ضد سے پھر کعبہ کو توڑ کر ویسا ہی کردیا جیسا جاہلیت کے زمانہ میں تھا خدا اس سے سمجھے بھلا شریعت کے
کام میں کیا ضد تھی مجھے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج مردود سچا مسلمان بھی نہ تھا خیر پھر اسکے بعد ہارون رشید
نے اپنی خلافت میں امام مالک سے سوال کیا کہ اگر آپ کہیے تو میں کعبہ کو پھر توڑ کر جیسا ابن زبیر نے بنایا تھا ویسا
ہی کردوں اونہوں نے کہا اب کعبہ کو کھلونا مت کر بادشاہوں کا نہیں تو اسکی وقعت لوگوں کے دلوں سے
جاتی رہے گی۔ غرض افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ تک کعبہ اسیحال پر قائم ہے جیسے حجاج دشمن خدا نے بنایا تھا باوجودیکہ
ہجرت سے (۱۳۱۰) سال گذر چکے ہیں اور معلوم نہیں ہوتا کہ سلاطین عثمانیہ نے کیوں کعبہ کو حدیث نبوی کے موافق
نہیں بنایا اگر بنا دیتے تو کوئی قباحت نہوتی امید ہے کہ جناب مہدی علیہ السلام اپنے زمانہ میں کعبہ کو جناب نبوی
کے منشا کے موافق درست کریں واللہ الموفق

باب فضل الطواف طواف کی فضیلت کا بیان

عن عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من طاف بالبيت وصلى ركعتين كان
كعتق رقبة عبداللہ بن عمر سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی طواف

کرے خانہ کعبہ کا اور دو رکعتین پڑھے (یعنے دوگانہ طواف) تو ایسا ثواب ہے جیسے ایک بردہ آزاد کیا **عن** هِشَامٍ يَسْأَلُ
عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ الرُّكْنِ الْيَمَانِي وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وُكِّلَ بِهِ سَبْعُونَ مَلَكًا فَمَنْ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالُوا آمِينَ فَلَمَّا بَلَغَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ قَالَ
يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَا بَلَغَكَ فِي هَذَا الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ فَقَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ فَاوَضَهُ فَإِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمَنِ قَالَ لَهُ ابْنُ هِشَامٍ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ فَالطَّوَافُ
قَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَلَا يَتَكَلَّمُ
إِلَّا بِسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ
سَيِّئَاتٍ وَكُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشَرَةُ دَرَجَاتٍ وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِي تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ
فِي الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ ابن ہشام نے عطا ابن ابی رباح سے پوچھا رکن یمانی کو وہ طواف کر
رہے تھے خانہ کعبہ کا تو عطا نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی ابوہریرہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رکن
یمانی پر ستر فرشتے معین ہیں جو کوئی کہے اللهم انی اسالک العفو والعافیة فی الدنیا والآخرة ربنا آتنا فی الدنیا
حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار تو یہ فرشتے آمین کہتے ہیں جب عطا حجر اسود پر پہونچے تو ابن ہشام نے کہا
اے ابو محمد تم کو حجر اسود کے باب میں کیا پہونچا انہوں نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابوہریرہ نے انہوں نے سنا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی چھوئے اسکو وہ گویا اللہ کا ہاتھ چھو رہا ہے (کیونکہ
دوسری حدیث میں ہے کہ حجر اسود کا داہنا ہاتھ ہے زمین میں یہ تشبیہ ہے یعنے وہ معظم اور مکرم ہے اور اسی لیے
اسکا بوسہ دینا ثواب ہے) ابن ہشام نے کہا ای ابو محمد طواف کے باب میں کیا آیا ہے انہوں نے کہا مجھ سے حدیث
بیان کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو
کوئی سات بار طواف کرے بیت اللہ کا اور طواف میں بات نہ کرے (اگرچہ طواف میں بات کرنا مباح ہے مگر نہ
کرنا بہتر ہے اور مستحب ہے اور باوضو ہونا ضرور ہے اہلحدیث اور شافعی کے نزدیک اسیطرح ستر عورت بھی طواف
مین ضرور ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ طواف بیت اللہ کا نماز ہے) مگر یہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا
اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوة الا باللہ تو اسکی دس برائیاں مٹ دیجاوین گی اور دس نیکیاں اسکے لیے لکھی
جاوینگے اور دس درجے اسکے بلند کیے جاوینگے اور جو کوئی طواف میں بات کرے تو اسکے پاؤں رحمت مین

ڈوب جاوینگی جیسے کسی کے پاؤن پانی مین ڈوبے ہون ف کیونکہ طواف مین آدمی پاؤن سے چلتا ہے تو پاؤن
گویا رحمت مین ڈوبتے ہین اب اگر طواف مین بات نکی اور ذکر الٰہی کرتا رہا تو سارا بدن گویا مستفید ہوا اور پورا فائدہ
حاصل ہوا اگر بات کی تو گویا طواف ناقص رہا پاؤن کو رحمت لگی اور باقی جسم محروم رہا اور بعضون نے کہا بات کرنی
سے یہان مراد وہی سبحان اللہ کہنا ہی اور یہ دوسری فضیلت ہے طواف کرنیوالے کی **باب** الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ
الطَّوَافِ طواف کے دوگانے کا بیان **عَنِ** الْمُطَّلِبِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ
مِنْ سَبْعِهٖ جَاءَ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِالرُّكْنِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِيْ حَاشِيَةِ الْمَطَافِ وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الطُّوَّافِ
اَحَدٌ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ هٰذَا بِمَكَّةَ خَاصَّةً مطلب سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب
سات پھیرون سے فارغ ہوئے تو آئے حجر اسود کے برابر اور دو رکعتین پڑہین مطاف کے کنارے مین (مطاف وہ
دائرہ جو اب پتھرون سے بنا ہوا ہے طواف کے لیے) اور آپ کے اور طواف کرنیوالون کے درمیان کوئی آڑ نہ تہی
ابن ماجہ نے کہا یہ (یعنے بغیر سترے کے نماز پڑہنا) خاص ہے مکے سے ف یعنے حرم سے وہان اگر لوگ سامنے سے
گذرتے ہون تو مضائقہ نہین بوجہ ضرورت کے اور دوسرے مقامون مین اگر کوئی نمازی ایسے مقام مین بغیر سترے
کے نماز پڑہے جہان سے لوگ گذرتے ہون تو وہ گنہ گار ہوگا اور فقہانے کہا ہے کہ صحرا مین یا بڑی مسجد
مین جہان تک نمازی کی نظر جاتی ہے اسکی اندر نمازی کے سامنے سے گذرنا منع ہے لیکن اسکے پرے جائز ہے
اور اسکا بیان کتاب الصلوۃ مین گذرا **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ فَطَافَ
بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ وَكِيْعٌ يَعْنِيْ عِنْدَ الْمَقَامِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّفَا ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو بیت اللہ کے سات چکر کیے پہر دو رکعتین پڑہین (یعنے دوگانہ طواف) وکیع
کی روایت مین ہے مقام ابراہیم کے پاس پہر صفا پہاڑ کیطرف نکلے (سعی کے لیے) ف طواف کے بعد ہمیشہ دو
رکعتین پڑہنا چاہیے اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہ دوگانہ واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دوگانہ طواف مقام ابراہیم کے پاس
پڑہے پہر دوگانہ پڑہ کر حجر اسود کے پاس آوے اسکا استلام کرے پہر صفا پہاڑ کو جاوے جابر کی حدیث مین ایسا
ہی ہے اسکو مسلم نے نکالا یہ بہی اس مین ہے کہ آپ نے دوگانہ طواف مین کافرون اور اخلاص پڑہا اور اہل حدیث کا
یہ قول ہے کہ اس دوگانہ مین جہر اقرارت کرے رات ہو یا دن **عَنْ** جَابِرٍ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَوَافِ الْبَيْتِ اَتٰى مَقَامَ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا مَقَامُ اَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ
الَّذِيْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى قَالَ الْوَلِيْدُ فَقُلْتُ لِمَالِكٍ هٰكَذَا قَرَاَهَا

وَاتَّخِذُوْا قَالَ نَعَمْ جابر سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم میں آئے حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ یہ مقام ہے ہمارے باپ ابراہیم کا جسکی شان میں اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی یعنے بناؤ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہہ ولید نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا کیا اس آیت کو یوں پڑھا اتخذوا بکسر خا صیغہ امر سے انہوں نے کہا ہاں ف یہی قرارت مشہور ہے اور بعضوں نے واتخذوا بفتح خا پڑھا ہے بہ صیغہ ماضی یعنے بنایا انہوں نے مقام ابراہیم کو مصلے

بَابُ الْمَرِيْضِ يَطُوْفُ رَاكِبًا بیمار سوار ہو کر طواف کرے

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا مَرِضَتْ فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَطُوْفَ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَهِيَ رَاكِبَةٌ قَالَتْ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلَى الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَاُ وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ هٰذَا حَدِيْثُ اَبِيْ بَكْرٍ ام سلمہ سے روایت ہے وہ بیمار ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو حکم دیا لوگوں کے پیچھے سے طواف کرنیکا سوار ہو کر ام سلمہ نے کہا میں نے آنحضرت کو دیکھا آپ کعبے کی طرف نماز پڑھ رہے تھے اور اس میں سورہ والطور پڑھتے تھے ابن ماجہ نے کہا یہ روایت ابو بکر بن ابی شیبہ کی ہے اور اسحاق بن منصور اور احمد بن سنان سے یہ حدیث ابن ماجہ نے روایت کی ہے

بَابُ الْمُلْتَزَمِ ملتزم کا بیان (ملتزم کعبہ میں وہ مقام ہے جو حجر اسود اور باب کعبے کے بیچ میں ہے لوگ اس سے چمٹ کر دعا مانگتے ہیں اس وجہ سے اسکا نام ملتزم ہوا)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ طُفْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنَ السَّبْعِ رَكَعْنَا فِيْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَقُلْتُ اَلَا نَتَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ قَالَ ثُمَّ مَضَى فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ قَامَ بَيْنَ الْحَجَرِ وَالْبَابِ فَاَلْصَقَ صَدْرَهُ وَيَدَيْهِ وَخَدَّهُ اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ شعیب سے روایت ہے میں نے طواف کیا عبد اللہ بن عمرو کے ساتھ جب ہم سات پھیروں سے فارغ ہوئے تو کعبے کی پشت پر ہمنے دوگانہ طواف ادا کیا (مقام ابراہیم کے پاس جگہہ نہ ہوگی) مینے کہا تم دوزخ سے پناہ نہیں مانگتے انہوں نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے شعیب نے کہا پھر عبد اللہ چلے اور حجر اسود کا استلام کیا پھر حجر اسود اور باب کعبے کے درمیان کھڑے ہوئے اور اپنا سینہ اور اپنے ہاتھ اور رخسارہ کو اس سے لگا دیا پھر کہا مینے ایسا ہی دیکھا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

بَابُ الْحَائِضُ تَقْضِي الْمَنَاسِكَ اِلَّا الطَّوَافَ حائضہ عورت حج کے ارکان تمام ادا کرے سوا طواف کے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ سَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَا لَكِ اَنَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ

عَلٰی بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِیْ الْمَنَاسِکَ کُلَّھَا غَیْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ قَالَتْ وَضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِہٖ بِالْبَقَرِ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے ہمارا ارادہ حج ہی کا تھا جب ہم سرف میں پہونچے (سرف کے قریب ایک مقام ہے مکہ سے ایک منزل پر) تو مجھکو حیض آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی آپنے فرمایا تجھکو کیا ہوا کیا حیض آیا مینے کہا جی ہاں آپنے فرمایا یہ تو وہ بات ہے جو اللہ تعالی نے لکھدی آدم کی بیٹیوں پر تو تمام ارکان کو ادا کر صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کر حضرت عائشہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کی اپنی بی بیوں کیطرف سے ایک گائے کی **ف** اس پر اجماع ہے تمام علما کا کہ حائضہ حج کے تمام ارکان ادا کرے سوا طواف کے اور امام احمد علیہ الرحمۃ نے حضرت عائشہ سے مرفوعًا ایسا ہی نکالا اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے اور یہ حدیث صحیح ہے نکالا اوسکو بخاری اور مسلم نے (روضہ)

بَابُ الْاِفْرَادِ بِالْحَجِّ حج مفرد کا بیان **ف** حج کی تین قسمیں ہیں افراد قران تمتع افراد یہ ہے کہ صرف حج کی نیت سے احرام باندھے قران یہ ہے کہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کرے یعنی حج اور عمرے کی تمتع یہ ہے کہ میقات پر سے صرف عمرے کی نیت کرے حج کے مہینوں میں پھر مکہ میں جاکر عمرہ کرکے احرام کھولڈالے پھر آٹھوین تاریخ مکہ ہی سے حج کا احرام باندھے اس میں آسانی ہے اور اکثر حاجی ایسا ہی کیا کرتے ہیں اس میں ایک قربانی واجب ہے اسی طرح قران میں **عَنْ** عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج مفرد کیا **عَنْ** عَائِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عَنْ** جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عَنْ** جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ اَفْرَدُوا الْحَجَّ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے حج مفرد کیا **ف** اختلاف ہے علما کا کہ تینوں قسموں میں حج کی کونسی قسم افضل ہے بعضوں نے کہا قران بعضوں نے کہا تمتع بعضوں نے کہا افراد اور شوکانی نے تمتع کو افضل قرار دیا اور ثابت کیا اسکی فضیلت کو تفصیل کے ساتھ شرح منتقی میں اور یہ بھی بیان کیا کہ آنحضرت نے قران کیا تھا لیکن آپنے خود اشارہ کیا کہ قران سے تمتع افضل ہے اور اگر یہ اشارہ نہ ہوتا تو قران سب قسموں میں افضل ہوتا کیونکہ اس میں جمع ہے دو عبادتوں میں اب باب کی حدیثوں میں یہ مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج مفرد کیا لیکن دوسری صحیح حدیثوں میں صحیحین کے یہ تصریح ہے کہ آپنے حج اور عمرے کا ساتھ احرام باندھا یعنے قران کیا اور صحابہ نے اس میں اختلاف کیا حالانکہ آپ کا حج ایک ہی تھا

اور علماء نے اسکی تحقیق مین جداگانہ رسالے لکھے ہین سب سے زیادہ امام طحاوی نے اس مسئلہ مین ایک ہزار ورق سے زیادہ سیاہ کیے ہین اور طبرانی اور مہلب اور ابن عبد البر وغیرہم نے بھی اس مین کلام کیا ہے اور اس مین شک نہین کہ آپ نے لوگون کے لیے تینون قسمین جائز رکھین اور خاص آپ سے جو مختلف روایتین مروی ہین انمین یون تطبیق کی ہے کہ مدینہ سے نکلتے وقت آپ کی نیت حج مفرد کی تھی پھر ذو الحلیفہ مین آپ نے قران کی نیت کی اور لبیک بحجۃ وعمرۃ پکارا پھر جب مکہ مین پہونچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ مشرکین حج کے مہینون مین عمرہ کرنا برا جانتے ہین تو آپ نے انکار کیا اور صحابہ کو عمرہ کر کے احرام کھولڈالنے کا حکم دیا اور حج کا احرام فسخ کر دینے کا اور فرمایا اگر مین پہلے سے جانتا جو بعد کو جانا تو مین ہدی ساتھ نلاتا اور لوگون کے ساتھ احرام کھولڈالتا یعنے مین بھی تمتع کرتا (روضہ مختصراً) **باب**

مَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ حج اور عمرے مین قران کرنے کا بیان **عن** انس بن مالك قال خرجنا مع رسول الله صلعم الى مكة فسمعته يقول لبيك عمرة وحجة انس بن مالک سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے مکہ کیطرف تو مین نے سنا آپ فرماتے تھے لبیک عمرۃ وحجۃ یعنے آپ نے قران کیا **ف** اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حج مفرد کیا اور شیخین نے ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے نکالا کہ آپ نے تمتع کیا تھا اور ہر ایک صحابی کی روایت ٹھیک ہے اس معنے کر کہ آپ نے تو ایک ہی حج کیا لیکن کوئی اسکو حج مفرد سمجھا کوئی قران کوئی تمتع اور قران مین چونکہ ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے تو تمیز مشکل تھی اور مکہ مین پہونچکر جو آپ نے طواف اور سعی کی تو حج مفرد والے یہہ کہین گے کہ طواف قدوم کا تھا اور سعی حج کے لیے تھی اور قران اور تمتع والے یہ کہینگے کہ یہ طواف اور سعی عمرے کی تھی غرض صحابہ کو یہ اختلاف اجتہاد و رای کیوجہ سے پیدا ہوا **عن** انس ان النبي صلعم قال لبيك بعمرة وحجة ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **عن** صبي بن معبد يقول كنت رجلا نصرانيا فاسلمت فاهللت بالحج والعمرة فسمعني سلمان بن ربيعة وزيد بن صوحان وانا اهل بهما جميعا بالقادسية فقالا لهذا اضل من بعيره فكانما حملا على جبلا بكلمتهما فقدمت على عمر بن الخطاب فذكرت ذلك له فاقبل عليهما فلامهما ثم اقبل علي فقال هديت لسنة النبي صلى الله عليه وسلم هديت لسنة النبي صلى الله عليه وسلم قال هشام في حديثه قال شقيق فكثيرا ما ذهبت انا ومسروق نسئله منه صبی بن معبد سے روایت ہے مین پہلے نصرانی تھا پھر مسلمان ہوا تو مین نے احرام باندھا حج اور عمرہ دونو کا سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان نے سنا مین قادسیہ مین دونو کا اہلال کر رہا تھا (یعنے لبیک مین حج اور عمرہ دونون کا ذکر کرتا تھا) اونہون نے کہا یہ شخص تو اپنے اونٹ سے زیادہ گمراہ ہے (نادان ہے) ان کے اس کہنے نے گویا میرے اوپر ایک پہاڑ لاد دیا پھر مین حضرت عمر پاس آیا اور انسے بیان کیا حضرت عمر ان دونون

کے طرف متوجہ ہوئے اور انکو ملامت کی اور مجھ سے فرمایا تو نے تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو پایا ہشام نے کہا
شقیق نے کہا میں اور مسروق صبی بن معبد کے پاس بہت بار گئے ہم اس حدیث کو ان سے پوچھتے تھے **ف** سلمان اور زید
قران کو مکروہ جانتے ہوں گے تو حضرت عمر نے انکار رد کر دیا اور فرمایا کہ قران سنت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اور خود حضرت عمر اپنی اجتہاد سے تمتع کو منع جانتے تھے لیکن صحابہ کرام نے انکی ممانعت کا خیال نہیں کیا اور تمتع
کرتے رہے بعض کہتے ہیں حضرت عمر تمتع کو صحابہ سے خاص جانتے تھے بعض کہتے ہیں استحباب کے خلاف سمجھتے تھے
کیونکہ اللہ نے فرمایا واتموا الحج والعمرۃ للہ اور اسکا ظاہر یہ ہے کہ ہر ایک عبادت کو جدا جدا پورا کرے لیکن حضرت عمر کی
یہ رای غلط تھی خود قرآن میں ہے فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج اور جابر کی صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے صحابہ کو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنے کا حکم فرمایا یہانتک کہ انہوں نے عورتوں سے صحبت کی اور سب کام کیے
پھر آٹھویں تاریخ حج کا احرام باندھا اور حضرت نے فرمایا اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی ایسا ہی کرتا یعنے تمتع کرتا
اور کوئی دلیل نہیں ہے اسپر کہ تمتع خاص تھا صحابہ سے **عَنِ** الصُّبَيِّ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ كُنْتُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِنَصْرَانِيَّةٍ
فَأَسْلَمْتُ فَلَمْ آلُ أَنْ أَجْتَهِدَ فَأَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ صبی بن معبد سے روایت ہے میں تھوڑے دن گذرے
تھے کہ نصرانی مذہب سے مسلمان ہوا تھا تو میں اسلام لایا اور میں نے کوشش کی عبادات بجالانے میں میں نے حج اور عمرہ
دونوں کا احرام باندھا پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ابن عباس سے روایت ہے ابو طلحہ نے مجھ سے بیان کیا کہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا حج اور عمرے میں **بَابُ** طَوَافِ الْقَارِنِ قارن کے طواف کا بیان
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطُفْ هُوَ وَأَصْحَابُهُ
لِعُمْرَتِهِمْ وَحَجَّتِهِمْ حِينَ قَدِمُوا إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا جابر بن عبد اللہ اور ابن عمر اور ابن عباس سے روایت ہے
کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب نے حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک ہی طواف کیا جب مکہ میں آئے
عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ طَوَافًا وَاحِدًا جابر سے روایت ہے آن حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج اور عمرے کے لیے ایک ہی طواف کیا **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَدِمَ قَارِنًا فَطَافَ بِالْبَيْتِ
سَبْعًا وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن عمر سے روایت
ہے وہ آئے قران کا احرام باندھے ہوئے تو انہوں نے طواف کیا بیت اللہ کا سات چکر اور سعی کی صفا اور مروہ میں
پھر کہا کہ ایسا ہی کیا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كَفٰى لَهُمَا طَوَافٌ وَّاحِدٌ وَلَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّهٗ وَيَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے احرام باندھا حج اور عمرہ دونوں کا تو ان دونوں کے لیے ایک ہی طواف کافی ہے لیکن وہ شخص حلال نہ ہوگا جبتک حج کو پورا نہ کرے اسوقت حج اور عمرہ دونو کا احرام کھلیگا **ف** الحدیث اور شافعی اور احمد اور اکثر علما کا قول انہی حدیثوں کے موافق ہے کہ قران مین حج اور عمرہ دونوں کے واسطے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک دو طواف اور سعی لازم ہین روضہ مین ہے کہ اسکی کوئی دلیل نہین ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ محمد بن حنفیہ نے اپنے باپ حضرت علیؓ کے ساتھ دو طواف اور دو سعی کیے اور حضرت علیؓ نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا اسکو نسائی نے نکالا **بَابُ** التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ تمتع کا بیان **عَنْ** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ بِالْعَقِيْقِ اَتَانِيْ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّيْ فَقَالَ صَلِّ فِيْ هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ وَاللَّفْظُ لِدُحَيْمٍ عمر بن خطاب سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب عقیق مین تھے کہ میرے پاس ایک آنیوالا آیا میرے رب کے پاس سے اور بولا کہ نماز پڑھ اس مبارک وادی مین اور کہہ عمرہ ہے حج مین یہ روایت دحیم یعنے عبد الرحمان بن ابراہیم دمشقی کی ہے **عَنْ** سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فِيْ هٰذَا الْوَادِيْ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ سراقہ بن جعشم سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب وادی مین خطبہ سنایا آگاہ رہو کہ عمرہ حج مین شریک ہوگیا قیامت تک **ف** تو جب قران کرے یعنے حج اور عمرہ دونو کی نیت کرے تو صرف اعمال حج بجا لانے سے عمرہ بھی ادا ہوجاویگا عمرے کے لیے جدا گانہ طواف اور سعی کرنا ضرور نہین اور بعضوں نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حج کے دنوں مین عمرہ کرنا جائز ہے اور جیسا مشرکین خیال کرتے تھے کہ ان دنوں مین عمرہ کرنا منع ہے یہ بات نہین ہے **عَنْ** مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ قَالَ لِيْ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ اِنِّيْ اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّنْفَعَكَ بِهٖ بَعْدَ الْيَوْمِ اعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ اعْتَمَرَ طَائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِهٖ فِي الْعَشْرِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَلَمْ يَنْهَهُ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْزِلْ نَسْخُهٗ قَالَ فِيْ ذٰلِكَ بَعْدُ رَجُلٌ بِرَاْيِهٖ مَا شَاءَ اَنْ يَّقُوْلَ مطرف بن عبد اللہ بن شخیر سے روایت ہے عمران بن حصین نے مجھ سے کہا مین تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون شاید اللہ تعالےٰ تجھکو نفع دیوے اس آج کے بعد تو جان رکھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والون مین سے ایک جماعت نے عمرہ کیا ذی الحجہ کے دس دنوں

مین تو آپ نے اس سے منع نہ کیا اور نہ قرآن مین اسکا نسخ اترا لیکن ایک شخص نے (حضرت عمر نے) اپنی رای سے جو چاہا وہ
اسباب مین کہا ف اور ترمذی نے نکالا کہ ایک شخص نے ابن عمر سے پوچھا تمتع کو انہون نے کہا وہ درست ہے وہ شخص
بولا تمہارے باپ تو اس سے منع کرتے تھے انہون نے کہا اگر میرے باپ ایک شی سے منع کرین اور آن حضرت نے اوسکو
کیا ہو تو میرے باپ کے حکم کی پیروی کی جاویگی یا آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ شخص بولا آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی ابن عمر نے کہا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو تمتع کو کیا اور ابن عباس سے نکالا کہ تمتع کیا آنحضرت صلعم
نے اور ابوبکرؓ اور عمر اور عثمانؓ نے اور پہلے جس نے تمتع سے منع کیا تہا وہ معاویہ تہے اب اختلاف ہے کہ حضرت عمر نے کونسی تمتع سے منع کیا تہا بعضون نے کہا اس سے منع کیا
کیا تہا کہ حج کا احرام باندہکر پہر اسکو فسخ کرے اور عمرہ کر دیوے اور بعضون نے کہا حج کے مہینون مین عمرہ کرنے سے
پہر اسی سال حج بہی کرنے سے منع کیا اور یہ اسوجہ سے تہا کہ انہون نے افراد کو افضل جانا اور لوگون کو اسطرف رغبت
دلائی نہ یہ کہ وہ تمتع کرنا ناجائز یا حرام جانتے تہے قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہے کہ عمر اس تمتع سے منع کرتے تہے کہ
حج کو فسخ کرکے آدمی عمرہ کر ڈالے اور اسیلیے وہ مارتے تہے لوگون کو ایسا کرنے پر اور اس سے منع نہین کرتے تہے
کہ آدمی حج کے مہینون مین عمرے کا احرام باندہے پہر حج کرے اسی سال مین اور یہ مارنا اسوجہ سے تہا کہ عمر اور دوسرے
صحابہ یہ سمجہتے تہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حج کا احرام فسخ کرایا اور لوگون کو عمرہ کرکے احرام کہول
ڈالنے کی لیے فرمایا یہ اسی سال سے خاص تہا اور انہی لوگون سے خاص تہا ابن عبد البر نے کہا لیکن یہ تمتع کہ حج کے مہینون مین عمرے کا احرام
باندہنا یہ تو جائز ہے کتاب اللہ کے رو سے فمن تمتع بالعمرة الی الحج اس مین کسیکا خلاف نہین اور قران بہی ایک
قسم کا تمتع ہے مین کہتا ہون مختار یہ ہے کہ عمر اور عثمان وغیرہما نے اوسی تمتع سے منع کیا جو مشہور ہے یعنے حج کے مہینون
مین عمرے کا احرام باندہنے سے پہر اسی سال حج کرنے سے اور اس ممانعت کا یہ مطلب تہا کہ افراد تمتع سے افضل
ہے اور حضرت عمر کی کلام سے یہ بات نکلتی ہے کہ مین نے برا جانا کہ وہ ایک درخت کے تلے اپنی عورتون سے صحبت کرین
پہر اسوقت حج کو جاوین انکے سرون سے پانی ٹپک رہا ہو کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع کو انہون نے مکروہ سمجہا
یعنے فضیلت مین افراد سے کم سمجہا نہ یہ کہ وہ منع ہے اور حضرت عمر کے بعد پہر علما کا اجماع ہو گیا تمتع اور قران اور افراد
ان مین سے ہر ایک کے جواز پر لیکن اختلاف رہا کہ افضل کیا ہے مترجم کہتا ہے تمتع کا کوئی معنے ہو خواہ حج کو فسخ
کرکے عمرہ کر ڈالنا یا حج کے دنون مین عمرہ کرنا دونو صحیح صحیح حدیثون سے ثابت ہین اور قرآن سے بہی تمتع کا جواز
معلوم ہوتا ہے اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو صحابہ کا احرام جو وہ حج کی نیت سے باندہکر آئے تہے عمرہ کراکر
کہلوا ڈالا اسکو بعض لوگون نے برا بہی جانا لیکن آپ نے فرمایا اگر مین ہدی ساتہہ نہ لاتا تو مین بہی ایسا ہی کرتا اور

اہلحدیث نے اتفاق کیا اسپر کہ حج کے تینوں قسموں میں تمتع سب سے افضل ہے باوجود ان سب باتوں کے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ حضرت عمر نے تمتع سے کیوں منع کیا اور نہ اسکی دلیل معلوم ہوئی کہ حضرت عمر نے تمتع کا جواز ان صحابہ سے اور اس سال سے خاص کیوں سمجھا جو بات ایک بار کی جاوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع نہ کیا ہو بلکہ یوں فرمایا ہو کہ اگر مجھ کو پیشتر سے معلوم ہوتا جو اب معلوم ہوا تو میں بھی ایسا ہی کرتا اور اکثر صحابہ نے بلا نکیر اسپر عمل کیا ہو تو وہ قیامت تک جائز رہیگی اور اگر بالفرض حضرت عمر کا یہ مطلب تھا کہ افراد تمتع سے افضل ہے تو یہ دوسری بات ہے لیکن جو کام جائز ہو اور افضل نہ ہو اس سے منع کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے اور مارنا تو اس کام پر کسیطرح جائز نہیں ہوسکتا اب اگر معاویہ ایسا کام کرتے تو انکے حالات سے کچھ بعید نہ تھا لیکن حضرت عمر کی جلالت شان سے یہ امر بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے کام پر لوگوں کو ماریں جسکا جواز قرآن اور حدیث صحیح اور اکثر صحابہ کے تعامل سے معلوم ہوچکا ہو ضرور حضرت عمر کے پاس کوئی اس ممانعت کی دلیل ہوگی اور یہ کہنا حضرت عمر کا کہ مجھے برا معلوم ہوا کہ لوگ صحبت سے فارغ ہوکر حج کو جاویں انکے سروں سے پانی ٹپکتا ہوا ہو ایک قیاسی بات ہے اور ایسی قیاسی اور ذہنی خیال سے حکم شرعی بدل نہیں سکتا اور حضرت عمر کا یہ منصب نہیں تھا کہ وہ شارع علیہ السلام کے کسی حکم کو اپنی رائے یا تجویز سے بدلدیں خیر جو کچھ حضرت عمر نے کیا اسکی وجہ انہی کو معلوم ہوگی لیکن ہمکو ہرگز حضرت عمر کی تقلید جائز نہیں ہمکو وہی حکم دینا چاہیے جو قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہے اور اسی لیے خود حضرت عمر کے بیٹے عبداللہ نے جو زہد اور تقوی اور اتباع سنت میں بے نظیر تھے اپنے باپ کا قول ترک کیا اور حدیث کے موافق تمتع کے جواز کا فتوے دیا اور حضرت عثمان نے بھی جب حضرت عمر کی تقلید سے تمتع سے منع کیا تو حضرت علی نے علانیہ تمتع کیا اور جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے یہی کہا کہ میں اس کام کو جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کسی کی ممانعت سے ترک کرنیوالا نہیں اور عمران بن حصین نے اس حدیث میں حضرت عمر پر طعن کیا کہ انہوں نے جو کچھ کہا اپنی رائے سے کہا اور ہمکو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی لازم ہے ان حدیثوں سے تقلید ناجائز کی جڑ کٹ گئی جب حضرت عمر کا اجتہاد جنکی اتباع کا حدیث صحیح میں حکم ہے اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر حدیث کی مخالفت کی وجہ سے قابل لحاظ نہ ہو اور صحابہ نے انکے اجتہاد کو محض لاطائل اور لغو قرار دیا ہو تو بیچارے اور متاخرین مجتہدین کس شمار و قطار میں ہیں اور انکے اقوال کی وقعت حدیث کے خلاف کتنی ہوگی یہ عاقل اسکو سمجھ لیگا عَنْ اَبِي مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِالْمُتْعَةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ رُوَيْدَكَ بِبَعْضِ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا اَحْدَثَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النُّسُكِ بَعْدَكَ حَتّٰى لَقِيْتُهُ بَعْدُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ

وَاَصْحَابَهٗ وَلٰكِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ يَظَلُّوْا بِهِنَّ مُعْرِسِيْنَ تَحْتَ الْاَرَاكِ ثُمَّ يَرُوْحُوْنَ بِالْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُوْسُهُمْ

ابو موسی اشعری تمتع کے جواز کا فتوی دیتے تہے ایک شخص نے ان سے کہا تم اپنے بعض فتوون کو روک رکھو یا چھوڑ دو تمکو معلوم نہین جو امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تمہارے بعد حج کے احکام مین نئے حکم دیے ہین۔ ابو موسی نے کہا مین اسکے بعد حضرت عمر سے ملا اور ان سے پوچھا انہون نے کہا مین جانتا ہون کہ تمتع انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب نے کیا ہے لیکن مجہے برا معلوم ہوا کہ لوگ عورتون سے جماع کرین پیلو کے درخت کے تلے پہر حج کو جاوین انکے سرون سے پانی ٹپک رہا ہو **ف** اللہ معاف کرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خطا کو اور ان کے درجے بلند کرے اگر دلمین کوئی بات بری بہی معلوم ہو لیکن اسکو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب نے کیا ہو تو اس سے منع کرنا نہین پہونچتا اور یہ بات جو حضرت عمر نے کہی کہ جماع کرتے ہی حج کو جاوین صحابہ نے آن حضرت سے عرض کردی تہی لیکن اسپر بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمتع کو ہمیشہ کے لیے جائز رکہا اب یہ وہم بہی نہین ہوسکتا کہ یہ حکم اس سال سے خاص تہا جیسے آگے آتا ہے جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت مین اور مجہی تو کچہ معلوم نہین ہوتا کہ حضرت عمر نے حج مین تمتع کرنے سے کیون منع کیا اور ضرور ہے اس مین ایسی تاویل کرنا جو حضرت عمر کی جلالت شان کے خلاف نہ ہو وہ یہ کہ یہ ممانعت تنزیہا تہی نہ تحریما مگر اس صورت مین یہ نہین بنتا کہ حضرت عمر لوگون کو مارتے تہے حج کے تمتع پر اور یہ بہی ذہن مین نہین آتا کہ جو امر جائز ہو اس سے تنزیہا بہی کیونکر ممانعت ہوسکتی ہے بالجملہ یہ مقام مشکل ہے اور شاید حضرت عمر کی ممانعت کی کوئی اور علت ہو جس کو ہم سمجہ نہین سکتے حضرت عمر کے ساتہ ہمارا یہی گمان ہے راضی ہو اللہ سبحانہ وتعالی انسے

بَابُ فَسْخِ الْحَجِّ

حج کا احرام فسخ کر ڈالنا اور اسکو عمرہ کردینا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَهْلَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ خَالِصًا لَا يُخَالِطُهٗ بِعُمْرَةٍ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِاَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَسَعَيْنَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَاَنْ نَحِلَّ اِلَى النِّسَاءِ فَقُلْنَا مَا بَيْنَنَا لَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ اِلَّا خَمْسٌ فَنَخْرُجُ اِلَيْهَا وَمَذَاكِيْرُنَا تَقْطُرُ مَنِيًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَبَرُّكُمْ وَاَصْدَقُكُمْ وَلَوْلَا الْهَدْيُ لَاَحْلَلْتُ فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ اَمُتْعَتُنَا هٰذِهٖ لِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ فَقَالَ لَا بَلْ لِاَبَدِ الْاَبَدِ

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ہمنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ نرے حج کا احرام باندہا عمرے کو اس مین شریک نہین کیا یعنی حج مفرد کا احرام باندہا قران اور تمتع نہین کیا پہر ہم مکہ مین پہونچے جب ذیحجہ کی چار راتین گذر چکین تہین جب ہمنے بیت اللہ کا طواف کیا اور سعی کرلی صفا اور مروہ مین تو آن حضرت نے ہمکو حکم

دیا کہ ہم اس احرام کو عمرہ کر ڈالیں اور حلال ہو کر اپنی عورتوں سے صحبت کریں ہم نے عرض کیا کہ اب عرفہ میں صرف پانچ دن باقی ہیں تو ہم عرفات کو اس حال میں نکلیں گے کہ ہمارے ذکروں سے منی ٹپکتی ہوگی (یعنے جماع سے ابھی فارغ ہو کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں تم سب سے زیادہ نیک ہوں اور زیادہ سچا ہوں (یعنے جو بات میں تم سے کہتا ہوں اسکو بلا تامل کرو کیونکہ میری کوئی بات تقوی اور پرہیزگاری کے خلاف نہیں ہو سکتی) اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول ڈالتا (عمرہ کر کے اور حج کو فسخ کر دیتا) سراقہ بن مالک نے اسوقت عرض کیا کیا یہ متعہ ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے آپ نے فرمایا نہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے **ف** قیامت تک تمتع کرنا جائز ہے ہر ایک شخص کے لیے اس حدیث کی ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی حج کا بھی احرام باندھے لیکن ہدی ساتھ نہ ہو تو وہ مکہ میں جا کر حج کی نیت فسخ کر سکتا ہے اور عمرہ کر کے احرام کھول سکتا ہے پھر ذیحجہ کی ۸ تاریخ کو حج کا نیا احرام باندھے اور اس تاریخ تک سب کام کر سکتا ہے جو احرام کی حالت میں جائز نہ تھے اور ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی نے یہ کہا کہ حج کا فسخ کرنا جائز نہیں ہے لیکن تمتع کرنا یعنے میقات سے صرف عمرے کی نیت کرنا پھر ۸ تاریخ حج کا احرام باندھنا یہ درست ہے وہ اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ ہمیشہ تک درست ہونے سے آپکا یہ مطلب ہے کہ تمتع قیامت تک درست ہے لیکن حج کو فسخ کر کے عمرہ کر ڈالنا یہ اسی سال سے خاص ہے اور اہلحدیث نے ظاہر حدیث کی رو سے دونوں امروں کو جائز رکھا ہے قیامت تک ابن قیم نے اعلام میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتوی دیا حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینے کا پھر فتوی دیا کہ امر مستحب ہے ضرور یہ کام کو کرنا چاہئی اور یہ حکم کسی دوسرے حکم سے منسوخ نہیں ہوا اور یہی دین ہے اللہ کا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ حج کو فسخ کر ڈالنا اور عمرہ کر دینا اگر کوئی واجب کہے ان حدیثوں کے رو سے تو اسکا قول قوی ہوگا بہ نسبت اسکے قول کے جو اس سے منع کرتا ہے الی آخرہ۔ مترجم کہتا ہے ہم تو اپنے رسول کے تابع اور پیرو ہیں دنیا اور آخرت میں ہمارے نزدیک جب آپ کا حکم حضرت دیوے اگر سارا زمانہ اسکے خلاف تقوی کہے لیکن ہم اسکو عین تقوی جانیں گے اور بلا تامل اسکو کرینگے تو ثواب سمجھینگی اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کفش برداری میں اسوقت حاضر ہوتے جب آپ دنیا میں تشریف رکھتے تھے اور آپ نے یہ حکم دیا ہوتا ہم فوراً احرام کھول ڈالتے اور ایک حج کیا سیکڑوں حجوں کو آپکے ارشاد پر نثار کرتے اور احرام کھولکر تو کیا اگر آپ یہ حکم دیتے کہ احرام کی حالت میں عورتوں سے جماع کرو تو فوراً جماع کرتے ہم تقوی کیا جانیں پرہیزگاری کیا جانیں جو حکم آپ نے دیا وہی تقوے ہے وہی پرہیزگاری وہی سعادت وہی نیک بختی آپ تمام پرہیزگاروں اور متقیوں کے امام اور پیشوا تھے اور جہان بھر کے متقی اور پرہیزگار آپ کی کفش

ہو اری سی متقی اور پرہیزگار رہ سکتی ہین ورنہ کوئی تقوی اور کوئی پرہیزگاری انکے کام آنیوالے نہین ۵
بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

عن عائشة قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لخمس بقين من ذي القعدة لا نرى الا الحج حتى اذا قدمنا ودنونا امر رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يكن معه هدي ان يحل فحل الناس كلهم الا من كان معه هدي فلما كان يوم النحر دخل علينا بلحم بقر فقيل ذبح رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ازواجه ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے جب ذیقعدہ کے پانچ دن باقی تھے ہماری نیت کچھ نہ تھی سوا حج کے جب ہم مکہ پہونچے یا مکہ کے نزدیک تو آپنے حکم دیا جسکے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھولڈالے سب لوگون نے احرام کھولڈالا مگر جنکے ساتھ ہدی تھی اونھون نے نہین کھولا جب یوم النحر کا دن ہوا تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے گائے کا گوشت لیے ہوئے لوگون نے کہا یہ گائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بی بیون کیطرف سے ذبح کی **عن** البراء بن عازب قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه فاحرمنا بالحج فلما قدمنا مكة قال اجعلوا حجتكم عمرة فقال الناس يا رسول الله قد احرمنا بالحج فكيف نجعلها عمرة قال انظروا ما امركم به فافعلوا فردوا عليه القول فغضب فانطلق ثم دخل على عائشة غضبان فرأت الغضب في وجهه فقالت من اغضبك اغضبه الله قال وما لي لا اغضب وانا امر امرا فلا اتبع براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب نکلے ہمنے حج کا احرام باندھا جب ہم مکہ مین آئے تو آپنے فرمایا اپنے حج کو عمرہ کردو لوگون نے عرض کیا یارسول اللہ ہمنے تو حج کا احرام باندھا تھا اسکو عمرہ کیونکر کردین آپنے فرمایا دیکھو جو مین حکم کرتا ہون تم کو اسپر عمل کرو لوگون نے پھر عرض کیا آپ غصے ہوئے بعد اسکے حضرت عائشہ پاس تشریف لے گئے اور آپ غصہ مین تھے انھونے آپکے مبارک چہرے پر (تمام دنیا تصدق لیسے حسین چہرے پر) غصہ دیکھا تو کہا جس شخص نے آپ کو غصہ دلایا اللہ تعالی اسکو غصہ دلادے آپنے فرمایا مین کیسے غصہ نہ ہون مین ایک کام کا حکم کرتا ہون پھر لوگ اسکی پیروی نہین کرتے

ف اور اپنے رسم و رواج باپ دادا کے اقوال بزرگون اور درویشون اور مجتہدون کے اقوال پر چلتے ہین یا ان کے اقوال کیوجہ سے پیغمبر کے قول پر چلنے مین تامل کرتے ہین یا دیر کرتے ہین یا حجت کرتے ہین یا بار بار مجھ سے تحقیق اور دریافت کرتے ہین یہ سب باتین دلیل ہین ضعف ایمان کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو سنکر اسپر عمل کرنے مین دیر کرے صرف اس خیال سے کہ وہ حدیث اسکے ملک کی رسم و رواج کے خلاف ہے

یا اسکی ملک کے یا قوم کے یا مذہب کے عالمون اور درویشون یا اگلی بزرگون نے اسپر عمل نہین کیا تو وہ غصہ دلاتا ہے اللہ کے
رسول ﷺ کو اور جو اللہ کے رسول ﷺ کو غصہ دلاوے اسکا کہین ٹھکانا نہین جبتک توبہ نہ کرے اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اب وفات فرما چکے ہین مگر آپ کی حدیث قیامت تک باقی ہے اور حدیث کی کتابین قیامت تک موجود ہین آپ کی حدیث
جب پہونچ جاوی بشرطیکہ وہ صحیح ہو تو گویا آپ خود زبان مبارک سے ارشاد فرما رہے ہین مومن کا کام یہ ہے کہ اسکو
سنتے ہی جان و دل سے قبول کرے اور فورًا اسپر عمل کرے اگرچہ تمام جہان کے مولوی ملا گرو درویش پیر مرشد
عالم مجتہد اُسکے خلاف ہون اور یہ بھی ضرور ہے کہ اُسپر عمل کرنے مین دل نہایت خوش اور بشاش ہو اور ذرا بھی کدورت
یا اداسی نہ ہو بلکہ اپنے تئین بڑا خوش قسمت سمجھے کہ اسکو حدیث شریف پر عمل کرنے کی توفیق ہوئی اگر ایسا نہ کرے
یعنے عمل ہی نکرے یا عمل تو کرے مگر ذرا پیچ پچ کے ساتھ یا کدورت یا اداسی کے ساتھ اس خیال سے کہ سارے جہان کے
درویش اور مولوی اور ملا اسکے خلاف مین ہین آخر ان لوگون کا بھی تو کچھ درجہ ہی اور کچھ سمجھ کر ہی ان لوگون نے
خلاف کیا ہوگا تو یقین جان لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسپر غصہ ہے اور اُسکا کہین ٹھکانا نہین جب
آپ ہی ناراض ہوئے اور بالفرض ساری زمانہ کے مولوی ملا یا درویش ہمسے خوش بھی ہوئے تو ہم انکی خوشی کو کیا
کرینگے پتھر پر مارینگے ایسی تیسی مین پڑے انکی خوشی وہ خوش ہون یا ناخوش ہمارے آقا ہمارے مولی ہمارے
پیغمبر ہمسے خوش رہین تو ہمارا بیڑا پار ہے یا اللہ مرتے ہی ہمکو ہمارے پیغمبر اور آل پیغمبر سے ملا دے ہم دنیا مین بھی انہی
کے پیرو تھے اور عالم برزخ اور آخرت مین بھی اونہی کے جوتیون کے پاس رہنا چاہتے ہین نہ دنیا مین ہم کو کسی اور سے
غرض تھی نہ عقبے مین ہم کو کسی اور کا ساتھ چاہیے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ صحابہ معصوم نہ تھے اور بعض صحابہ سے
آپ کی مرضی کے خلاف کبھی بعضے کام صادر ہوتے تھے لیکن بعد اسکے وہ توبہ کرتے تھے اور اللہ تعالی انکی خطا
کو معاف کر دیتا تھا غفر اللہ لنا ولہم **عن** اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مُحْرِمِیْنَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ مَعَہٗ ھَدْیٌ فَلْیَقُمْ عَلٰی اِحْرَامِہٖ وَمَنْ لَّمْ
یَکُنْ مَعَہٗ ھَدْیٌ فَلْیَحْلِلْ قَالَتْ وَلَمْ یَکُنْ مَعِیَ ھَدْیٌ فَاَحْلَلْتُ وَکَانَ مَعَ الزُّبَیْرِ ھَدْیٌ فَلَمْ یَحِلَّ
فَلَبِسْتُ ثِیَابِیْ وَجِئْتُ اِلَی الزُّبَیْرِ فَقَالَ قُوْمِیْ عَنِّیْ فَقُلْتُ اَتَخْشٰی اَنْ اَثِبَ عَلَیْکَ اسماء بنت ابی بکر سے
روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے احرام باندھکر پھر آپ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا
جانور) ہو تو وہ اپنے احرام پر قائم رہے اور جس کے ساتھ ہدی نہو وہ احرام کھولڈالے اسماء نے کہا میرے ساتھ ہدی نہ تھی
تو مین نے احرام کھولڈالا اور زبیر (میرے خاوند) کے ساتھ ہدی تھی انہون نے احرام نہین کھولا مینے اپنے کپڑے پہنے

اور زبیر کے پاس آئی اونہون نے کہا میرے پاس سے چلی جا اوہ ڈری کہین شہوت کا جوش ہو اور جماع کر بیٹھین امین نے کہا تم ڈرتے ہو اس سے کہ مین تمہارے اوپر کود پڑون گی **ف** یعنے مین صرف تمہاری پاس آئی ہون کچہ تمسے لپٹتی نہین کہ تم کو ڈر پیدا ہو ان حدیثون سے صاف نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے احرام کو فسخ کرایا اور انکو تاکید کی اسکی بلکہ غصہ ہوئے جب انہون نے احرام کہولنے مین دیر کی اسی لیے ابن قیم نے کہا کہ اگر کوئی اسکو واجب کہے تو ہو سکتا ہے اب یہ حدیثین بہت اعلی درجہ کی ہین اور انکے راوی تمام ائمہ اور ثقات ہین اور ان مین یہ تصریح ہے کہ یہ حکم دائمی ہے اور عام ہے خود آنحضرت کے ارشاد سے ایسا منقول ہوا اور جن حدیثون مین یہ ہے کہ یہ حکم خاص تہا ان لوگون سے ان کا اسناد اعلی درجہ کا نہین ہے اور بعض حدیثون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نہین فرمایا کہ یہ حکم خاص ہے تم لوگون سے بلکہ بعض صحابہ نے اپنے ذہن سے ایسا خیال کیا جو حدیث کے خلاف کسیطرح حجت نہین ہو سکتا جیسا آگے آویگا **باب** مَنْ قَالَ كَانَ فَسْخُ الْحَجِّ لَهُمْ خَاصَّةً

جو لوگ کہتے ہین کہ حج کا فسخ کرنا خاص تہا ان لوگون سے انکی دلیل **عَنِ** الْحَارِثِ بْنِ هِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ فَسْخَ الْحَجِّ فِي الْعُمْرَةِ لَنَا خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ لَنَا خَاصَّةً ہلال بن حارث سے روایت ہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حج کا فسخ کرنا اور عمرہ کر لینا یہ خاص ہے ہم لوگون کے لیے یا سب لوگون کے لیے عام ہے آپنے فرمایا نہین ہم لوگون کے لیے خاص ہے **ف** ممکن ہے کہ اسکا مطلب ہو کہ یہ امر خاص ہے مسلمانون سے کیونکہ مشرکین اشہر حج مین عمرہ کرنا برا جانتے تہے پس یہ خلاف نہوگا اگلی حدیثون کے اور علاوہ اسکے یہ روایت شاذ ہے اور اس کے راوی اوس درجہ کے نہین جیسے جابر کی حدیث کے راوی ہین اور جابر کی روایت کا بہت اعتبار ہے حج کے باب مین اور اسکے راوی سب امام اور ثقہ ہین اور ہلال بن حارث فقہائے صحابہ مین سے نہین ہین نہ کثیر الروایت ہین نہ مشہور ہین ساتہ کثرت علم اور فضل کے جیسے جابر ہین **عَنْ** اَبِي ذَرٍّ قَالَ كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ لِاَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً ابوذر غفاری نے کہا کہ حج کا متعہ خاص تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے **ف** یہ ابوذر کی رائے ہے جو صریح ارشاد نبوی کے مقابل حجت نہین ہو سکتی علاوہ اسکے خود مخالفین نے بہی اسکو ترک کیا ہے کیونکہ وہ متعہ حج کے لیے جائز کہتے ہین البتہ فسخ حج کو ان صحابہ سے خاص کہتے ہین **باب** السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ صفا اور مروہ مین دوڑنے کا بیان

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا اَرَى عَلَيَّ جُنَاحًا اَنْ لَا اَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَ هٰذَا فِي نَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانُوا إِذَا أَهَلُّوا أَهَلُّوا لِمَنَاةَ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ أَنْ يَطَّوَّفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا قَدِمُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ ذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَهَا اللّٰهُ فَلَعَمْرِي مَا أَتَمَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حَجَّ مَنْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عروہ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے کہا میں سمجھتا ہون اگر سعی نکرون صفا اور مروہ کے بیچ مین تو کچھ قباحت نہین اسلیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا فلا جناح علیہ ان یطوف بہما یعنے کچھ گناہ نہین اسپر سعی کرنے مین انہون نے کہا اللہ تو یون فرماتا ہے کہ صفا اور مروہ اللہ تعالی کی نشانیون مین سے ہین پھر جو کوئی حج کرے یا عمرہ کرے تو اسپر گناہ نہین سعی کرنے مین اگر تو جیسا سمجھتا ہے کہ سعی واجب نہین ہے اس آیت کی رو سے ایسا ہوتا تو اللہ تعالی یون فرماتا اوسپر گناہ نہین ہے اگر سعی نہ کرے اور یہ آیت انصار کے کچھ لوگون مین اتری وہ جب لبیک پکارتے تو مناۃ (جو مشہور بت تھا عرب مین) کے نام سے پکارتے انکو درست نہوتا سعی کرنا صفا اور مروہ مین (انکے اعتقاد کے موافق) جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے آئے تو انہون نے اسکا ذکر کیا اسوقت اللہ پاک نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ دونون اللہ کی نشانیان ہین ان مین سعی کرنا کچھ برا نہین ہے جیسا تم اسلام سے پہلے سمجھتے تھے اور قسم میری عمر کی اللہ سبحانہ وتعالی اسکا حج پورا نہ کرے گا جو سعی نکرے صفا اور مروہ کے بیچ مین **ف** تو سعی واجب ہے اور ارکان حج مین سے ہے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم جیسے مالک اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور اہلحدیث وغیرہم کا اور بعضون نے کہا وہ نفل ہے اور ابوحنیفہ نے کہا واجب ہے اگر ترک کردے تو دم دینا پڑے گا لیکن حج صحیح ہو جاویگا اور اہلحدیث اور شافعی کہتے ہین کہ سعی فرض ہے اور رکن ہے حج کا پہلا رکن احرام ہے دوسرا طواف تیسرا سعی اور احمد اور شافعی نے حبیبہ سے نکالا امر فوراً سعی کرو کیونکہ اللہ نے فرض کیا تمپر سعی کو اسکے اسناد مین عبداللہ بن مومل ضعیف ہے اور ابن خزیمہ اور طبرانی نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا ابن عباس سے اور احمد نے صفیہ سے (روضہ) **عَنْ** صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ شَيْبَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ يَقُولُ لَا يُقْطَعُ الْأَبْطَحُ إِلَّا شَدًّا شیبہ کی ایک ام ولد سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ سعی کرتے تھے صفا اور مروہ کے بیچ مین اور فرماتے تھے ابطح کو طے نہ کیا جاوے مگر دوڑ کر **ف** ابطح ایک مقام ہے صفا اور مروہ کے بیچ مین وہان دوڑ کر سعی کرنا چاہیے اب وہان دو نشانیان بنادی ہین حاجیون کے پہچاننے کے لیے انکو میلین اخضرین کہتے ہین یہ سنت حضرت ہاجرہ سے نکلی وہ پانی کی تلاش مین یہان سات بار دوڑی تھین **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنْ

اَسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعٰى وَاِنْ اَمْشِ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَاَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ عبداللہ بن عمر نے کہا اگر میں دوڑوں صفا اور مروہ کے بیچ میں تو مینے دیکھا آنحضرت کو دوڑتے ہوئے اور اگر میں چلوں تو مینے دیکھا آپ کو چلتے ہوئے بھی اور میں بوڑھا ہوں نہیں ہو نہ دوڑ سکتا ہی نہیں **ف** مطلب ابن عمر کا یہ ہے کہ دوڑنا اور معمولی چال سے چلنا دونوں طرح سنت ہی اور اگر چلنا سنت نہ بھی ہو تب بھی چلنے میں میرے لیے قباحت نہیں کسلیے کہ میں بوڑھا ہوں ناتوان

بَابُ الْعُمْرَةِ عمرہ کا بیان **عَنْ** طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحَجُّ جِهَادٌ وَالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ طلحہ بن عبیداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے **ف** حنفیہ کے نزدیک بھی یہی قول صحیح ہے کہ عمرہ مستحب ہے واجب نہیں ہے اور ترمذی نے جابر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کیا عمرہ واجب ہے آپنے فرمایا نہیں لیکن عمرہ کرنا افضل ہے اور بعض حنفیہ نے اسکو واجب کہا ہے قاضیخان نے اسیقول کو صحیح کہا ہے (انجاح) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى يَقُولُ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اعْتَمَرَ فَطَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ وَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ لَا يُصِيْبُهُ اَحَدٌ بِشَيْءٍ عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب آپنے عمرہ کیا تو آپنے طواف کیا ہم نے بھی آپکے ساتھ طواف کیا اور آپنے نماز پڑھی ہمنے بھی آپکے ساتھ نماز پڑھی اور ہم آپ کی آڑ کیے رہتے مکہ والوں سے ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ کو صدمہ پہونچاوے (کیونکہ مکہ والے اسوقت آپکے دشمن تھے)

بَابُ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ رمضان میں عمرہ کرنے کا بیان **عَنْ** وَهْبِ بْنِ خَنْبَشٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً وہب بن خنبش سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے (ثواب میں) **عَنْ** هَرِمِ بْنِ خَنْبَشٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً ہرم بن خنبش سے بھی ایسے ہی روایت ہے **ف** خنبش بفتح خاء معجمہ اور سکون نون بروزن جعفر یہ ہرم کے باپ کا نام ہے وہ ایک صحابی تھے جو کوفہ میں اگر رہے تھے **عَنْ** اَبِي مَعْقِلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً ابو معقل سے بھی ایسے ہی روایت ہی **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً ابن عباس سے بھی ایسے ہی روایت ہی **عَنْ** جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہی

بَابُ الْعُمْرَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ ذیقعدہ میں عمرہ کرنے کا بیان

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يَعْتَمِرْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِي ذِي الْقَعْدَةِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرہ نہین کیا مگر ذیقعدہ مین عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَعْتَمِرْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِي ذِي الْقَعْدَةِ حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ نہین کیا مگر ذیقعدہ مین

بَابُ الْعُمْرَةِ فِي رَجَبٍ رجب مین عمرہ کرنے کا بیان عَنْ عُرْوَةَ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ فِي اَيِّ شَهْرٍ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي رَجَبٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجَبٍ قَطُّ وَمَا اعْتَمَرَ اِلَّا وَهُوَ مَعَهُ تَعْنِي ابْنَ عُمَرَ عروہ سے روایت ہے ابن عمر سے پوچھا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس مہینہ مین عمرہ کیا انہون نے کہا رجب مین حضرت عائشہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو کبھی رجب مین عمرہ نہین کیا اور آپ نے جب عمرہ کیا تو ابن عمر آپ کے ساتھ تھے لیکن وہ مہینہ بھول گئے اور غلطی سے رجب کہدیا)

بَابُ الْعُمْرَةِ مِنَ التَّنْعِيمِ تنعیم سے عمرے کا احرام باندھنا ف تنعیم ایک مقام ہے مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر اب لوگ عمرے کا احرام اکثر وہین سے باندھتے ہین عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ فَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد الرحمان بن ابی بکر کو حکمدیا کہ وہ حضرت عائشہ کو اپنے ساتھ سوار کر کے لیجاوین اور انکو عمرہ کرا دین تنعیم مین سے ف عمرہ کا احرام حرم سے باہر نکلکر باندھنا چاہیے یہ مقام بہ نسبت اور مقامون کے قریب ہے اسلیے آپ نے حضرت عائشہ کو وہین سے عمرہ کرانے کا حکمدیا اب ایک مسجد بھی اسمقام مین ہے اسکو لوگ مسجد عائشہ کہتے ہین اور وہان ایک حوض بھی ہے پانی کا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ نُوَافِي هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ اَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِلْ فَلَوْلَا اَنِّي اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَكَانَ مِنَ الْقَوْمِ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَكُنْتُ اَنَا مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَاَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَائِضٌ لَمْ اُحِلَّ مِنْ عُمْرَتِي فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَاْسَكِ وَامْتَشِطِي وَاَهِلِّي بِالْحَجِّ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ وَقَدْ قَضَى اللّٰهُ حَجَّنَا اَرْسَلَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِي بَكْرٍ فَاَرْدَفَنِي وَخَرَجَ اِلَى التَّنْعِيمِ فَاَحْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّنَا وَعُمْرَتَنَا وَلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حجۃ الوداع مین عین بقرعید کے چاند پر آپ نے فرمایا جو کوئی تم مین سے عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرہ پکارے اور اگر مین ہدی ساتھ نہ لاتا تو مین بھی عمرے کا احرام پکارتا

حضرت عائشہ نے کہا ہم میں سے بعض لوگوں نے عمرے کا احرام باندہا بعضوں نے حج کا احرام باندہا میں ان لوگوں میں تہی جنہوں نے عمرے کا احرام باندہا تہا خیر ہم نکلے یہانتک کہ مکہ میں پہونچے اتفاق ایسا ہوا کہ عرفہ کا دن آگیا اور میں حائضہ تہی ابہی میں نے عمرہ کا احرام نہیں کہولا تہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی (کہ میرا حج فوت ہوا) آپ نے فرمایا عمرے کو چھوڑ دے اور اپنا سر کہول ڈال اور کنگہی کر اور حج کا احرام باندہ لے حضرت عائشہ نے کہا میں نے ایسا ہی کیا جب محصب کی رات ہوئی (یعنی بارہوین شب ذیحجہ کی) اور اللہ تعالی نے ہمارا حج پورا کرو دیا تو آپ نے میرے ساتہہ عبد الرحمان کو بہیجا اونہوں نے اپنے پیچہے مجہے بٹہا لیا اونٹ پر اور تنعیم کو گئے میں نے عمرہ کا احرام باندہا (اس عمرے کی قضا کی جو حج آجانے سے چہوڑ دیا تہا) غرض اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمارا حج اور عمرہ دونوں کو پورا کرایا اور نہ ہدی ہمپر لازم ہوئی نہ صدقہ دینا پڑا نہ روزہ رکہنا ہوے **ف**۔ کیونکہ ہدی تو تمتع میں واجب ہے اگر ہدی نہ ملی تو روزے رکہے اور حضرت عائشہ کا تو حج مفرد ہوا بوجہ عمرہ چہوڑ دینے کے حج مفرد میں ہدی واجب نہیں ہے اور محصب ایک مقام ہے منا اور مکہ معظمہ کے بیچ بارہوین یا تیرہوین تاریخ جب حاجی منا سے لوٹتے ہیں تو تہوڑی دیر وہان اترتے ہیں اس مقام کو ابطح بہی کہتے ہیں آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی یہان اترے تہے اور اسکی وجہ ادائے شکر کے سوا اور کچہ نہ تہی اور وہ ادائے شکر یہ تہا کہ قریش کے کافروں نے آپ کو اور بنی ہاشم کو اسی مقام میں تنگ کیا تہا اور آپس میں عہد کیا تہا کہ بنی ہاشم سے ہم کوئی معاملہ اور نکاح شادی نکرینگے جبتک وہ محمد کو ہمارے سپرد نکرین تو آپنے شکر یہ کیا کہ یا تو ایک زمانہ وہ تہا جب کافرون کا ایسا غلبہ تہا یا ایک زمانہ یہ آیا کہ اللہ تعالی نے سارا مکہ فتح کرا دیا اور اسلام کا ڈنکا ہر طرف بجنے لگا **باب** مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ جس نے بیت المقدس سے عمرے کا احرام باندہا **عن** اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ غُفِرَ لَهٗ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بیت المقدس سے احرام باندہا عمرہ کا (اور مکہ میں آکر عمرہ ادا کیا اور احرام کہولا) تو اسکی بخشش کیجاوے گی **عن** اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ اَيْ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ بِعُمْرَةٍ ام سلمہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمرہ کا احرام باندہا بیت المقدس سے تو وہ کفارہ ہوجاویگا اسکے اگلے گناہوں کا ام سلمہ نے کہا میں بیت المقدس سے عمرہ کی نیت سے نکلی **باب** كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے عمرے کیے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ

قَالَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عُمَرٍ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةَ الْقَضَاءِ مِنْ قَابِلٍ وَالثَّالِثَةَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ وَالرَّابِعَةَ الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ایک عمرہ حدیبیہ دوسرے عمرہ قضا دوسرے سال پر تیسرے عمرہ جعرانہ سے کیا (جو کہ سی نو میل ہے طائف کی طرف) چوتھا عمرہ حج کے ساتھ کیا **ف** مشکوٰۃ میں انس سے مروی ہے کہ یہ سب عمرے ذیقعدہ میں تھے سوا اس عمرے کے جو حج کے ساتھ کیا اور بعضوں نے کہا جعرانہ کا عمرہ شوال میں تھا غرض عمر بھر میں آپ نے یہی چار عمرے کیے ہیں بلکہ تین ہی عمرے کس لیے کہ حدیبیہ میں عمرہ پورا نہیں ہوا کافروں نے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیا چنانچہ دوسرے سال اسی عمرے کی قضا کی لہذا کل آپ نے تین عمرے کیے اور ایک حج کیا

بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى مِنًى منا کو جانے کا بیان

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِمِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ غَدَا إِلَى عَرَفَةَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھویں تاریخ ذیحجہ کے یعنے یوم الترویہ کو ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور فجر منا میں پڑھی پھر صبح کو نویں تاریخ عرفات میں تشریف لے گئے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ بِمِنًى ثُمَّ يُخْبِرُهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ ابن عمر رضی اللہ عنہ پانچوں نمازیں منا میں پڑھتے پھر ان کو خبر دیتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم بھی ایسا ہی کرتے (یعنے آٹھویں تاریخ ذیحجہ کو صبح ہی منا کو روانہ ہو جاتے اور ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور نویں تاریخ کی فجر وہیں پڑھتے جیسے اوپر گذرا)

بَابُ النُّزُولِ بِمِنًى منا میں اترنے کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتًا قَالَ لَا مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ حضرت عائشہ سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپکے لیے ایک گھر نہ بنا دیں منا میں آپ نے فرمایا نہیں منا میں جو آگے پہونچ جاوے اسیکا ٹھکانا ہے **ف** یعنے منا کا میدان وقف ہے حاجیوں کے لیے وہ کسی کے خاص ملک نہیں ہے اور جو شخص پہلے پہونچے اور کسی جگہہ اتر جاوے تو دوسرا اسکو وہاں سے اٹھا نہیں سکتا مکان بنانے میں ایک جاے پر اپنا قبضہ اور حق کر لینا ہے کہ دوسرا وہاں اتر نہیں سکتا اسلیے آپ نے اسکی اجازت نہ دی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتًا يُظِلُّكَ قَالَ لَا مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے ہم آپکے لیے ایک گھر نہ بنا دیں جو آپ پر سایہ رکھے اخیر تک

بَابُ الْغُدُوِّ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ منا سے عرفات کو جانے کا بیان

عَنْ أَنَسٍ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ فَمِنَّا مَنْ يُكَبِّرُ وَمِنَّا مَنْ يُهِلُّ فَلَمْ يَعِبْ هَذَا عَلَى هَذَا وَلَا هَذَا عَلَى هَذَا وَرُبَّمَا

نَاكَ هٰؤُلَاءِ عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَلَا هٰؤُلَاءِ عَلٰى هٰؤُلَاءِ انس سے روایت ہی ہم صبح ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آج ہی کے دن (یعنے نوین ذیحجہ کو) منا سے عرفات کو گئے ہم مین سے کوئی تکبیر کہتا تہا کوئی تہلیل (لا الہ الا اللہ) نہ اس نے اسپر عیب کیا نہ اس نے اسپر یا یون کہا کہ نہ انہون نے عیب کیا انپر نہ اونہون نے انپر (مطلب یہ ہے کہ ذکر الٰہی ہر ایک کرتا تہا کوئی ذکر ہو) **بَابُ** الْمَنْزِلِ بِعَرَفَةَ عرفات مین کہان اترے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِعَرَفَةَ فِي وَادِي نَمِرَةَ قَالَ فَلَمَّا قَتَلَ الْحَجَّاجُ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَرْسَلَ اِلَى ابْنِ عُمَرَ اَيَّ سَاعَةٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُوْحُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ اِذَا كَانَ ذٰلِكَ رُحْنَا فَاَرْسَلَ الْحَجَّاجُ رَجُلًا يَنْظُرُ اِلٰى سَاعَةٍ يَرْتَحِلُ فَلَمَّا اَرَادَ ابْنُ عُمَرَ اَنْ يَرْتَحِلَ قَالَ اَزَاغَتِ الشَّمْسُ قَالُوْا لَمْ تَزِغْ بَعْدُ فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَزَاغَتِ الشَّمْسُ قَالُوْا لَمْ تَزِغْ بَعْدُ فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَزَاغَتِ الشَّمْسُ قَالُوْا لَمْ تَزِغْ بَعْدُ فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَزَاغَتِ الشَّمْسُ قَالُوْا نَعَمْ فَلَمَّا قَالُوْا قَدْ زَاغَتِ الشَّمْسُ ارْتَحَلَ قَالَ وَكِيْعٌ يَعْنِي رَاحَ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عرفات مین وادی نمرہ مین اوترتے تہے (وہ ایک مقام ہے مشہور عرفات مین اب وہان ایک مسجد ہے) جب حجاج نے عبد اللہ بن زبیر کو شہید کیا تو ابن عمر سے پوچہوا بہیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کے دن کون سے وقت نکلتے تہے (نماز اور خطبہ کے لیے) ابن عمر نے کہا جب یہ وقت آویگا تو ہم خود چلین گے حجاج نے ایک آدمی کو بہیجا کہ وہ دیکہتا رہے ابن عمر کب نکلتے ہین جب ابن عمر نے کوچ کا ارادہ کیا تو پوچہا کیا سورج ڈہل گیا لوگون نے کہا ابہی نہین ڈہلا وہ بیٹہ گئے پہر پوچہا کیا سورج ڈہل گیا لوگون نے کہا نہین ڈہلا وہ بیٹہ گئے پہر پوچہا کیا سورج ڈہل گیا لوگون نے کہا نہین ڈہلا وہ بیٹہ گئے پہر پوچہا کیا سورج ڈہل گیا لوگون نے کہا ہان جب لوگون نے کہا سورج ڈہل گیا تو وہ چلے **بَابُ** الْمَوْقِفِ بِعَرَفَاتٍ عرفات مین کہان ٹہیرے **عَنْ** عَلِيٍّ قَالَ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ هٰذَا الْمَوْقِفُ وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ امیر المومنین حضرت علی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات مین ٹہیرے اور فرمایا عرفات سب ٹہیرنیکی جگہ ہے اور یہی موقف ہی (یعنے ٹہیرنے کی جگہہ) **عَنْ** يَزِيْدَ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ كُنَّا وُقُوْفًا فِي مَكَانٍ نُبَاعِدُهُ مِنَ الْمَوْقِفِ فَاَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ فَقَالَ اِنِّي رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْكُمْ يَقُوْلُ كُوْنُوْا عَلٰى مَشَاعِرِكُمْ فَاِنَّكُمُ الْيَوْمَ عَلٰى اِرْثٍ مِنْ اِرْثِ اِبْرَاهِيْمَ یزید بن شیبان سے روایت ہی ہم عرفات مین ایک مقام مین ٹہیرے ہوئے تہے لیکن ہم اسکو اور سمجہتے تہے ٹہیرنیکی جگہہ سے اتنے مین (زید یا یزید یا عبد اللہ) بن مربع ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رسول ہون تمہاری طرف تم لوگ اپنے اپنے مقامون مین رہو (یعنے جہان ٹہیرے ہو وہین رہو) تم آج وارث ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے **ف** اس معنی کر کہ انکی سنت پر چلتے ہو معلوم ہوا ساری عرفات مین کہین

بہی ٹھیرنا کافی ہو اور سہرا ایک مین یہ سنت ادا ہوجاتی ہے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقف سے دور بہی ہو +
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَارْفَعُوْا عَنْ بَطْنِ
عَرَفَةَ وَكُلُّ الْمُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ وَارْفَعُوْا عَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ اِلَّا مَا وَرَاءَ الْعَقَبَةِ جابر بن عبد اللہ سے
روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سارا عرفہ ٹھیرنے کی جگہہ ہے اور بطن عرفہ سے اوٹھہ جاؤ (وہان نہ ٹھیرو
وہ شیطان کی جگہہ ہے) اور سارا مزدلفہ ٹھیرنے کی جگہہ ہے لیکن بطن محسر مین نہ ٹھیرو (وہ عذاب کی جگہہ ہے) اور ساری
منا نحر (قربانی) کی جگہہ ہے مگر جمرہ عقبہ کے پرے (کیونکہ وہان پر منا کا علاقہ ختم ہوجاتا ہے) **بَابُ الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ** عرفات
کی دعا کا بیان عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ ابْنِ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيِّ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِاُمَّتِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ بِالْمَغْفِرَةِ فَاُجِيْبَ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَا خَلَا الظَّالِمَ
فَاِنِّيْ اٰخُذُ لِلْمَظْلُوْمِ مِنْهُ قَالَ اَيْ رَبِّ اِنْ شِئْتَ اَعْطَيْتَ الْمَظْلُوْمَ الْجَنَّةَ وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ يُجَبْ عَشِيَّتَهُ
فَلَمَّا اَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ اَعَادَ الدُّعَاءَ فَاُجِيْبَ اِلٰى مَا سَاَلَ قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ
قَالَ تَبَسَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اِنَّ هٰذِهِ لَسَاعَةٌ مَا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيْهَا فَمَا الَّذِيْ اَضْحَكَكَ اَضْحَكَ
اللّٰهُ سِنَّكَ قَالَ اِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ اِبْلِيْسَ لَمَّا عَلِمَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِيْ وَغَفَرَ لِاُمَّتِيْ اَخَذَ التُّرَابَ
فَجَعَلَ يَحْثُوْهُ عَلٰى رَاْسِهِ وَيَدْعُوْ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ فَاَضْحَكَنِيْ مَا رَاَيْتُ مِنْ جَزَعِهِ عباس بن مرداس سلمی سے
روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لیے دعا کی مغفرت کی عرفہ کے تیسرے پہر کو تو آپ کو جواب ملا
(اللہ تعالی کیطرف سی) کہ مینے بخشدیا تیری امت کو مگر جو ان مین ظالم ہو (کسیپر ظلم کرے یعنے ناجائز جبر مال یا جان
یا عزت کا) اس سے تو مین مظلوم کا بدلہ ضرور لون گا آپنے فرمایا اے مالک اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت دیوے اور
ظالم کو بخشدیوے (یعنے مظلوم کو جنت دیکر اسکو راضی کردے کہ وہ ظالم سے اپنا بدلہ معاف کردی) لیکن اس شام
کو (یعنے عرفہ کی شام کو) اسکا جواب نہین ملا جب صبح ہوئی آپکو مزدلفہ مین تو آپنے پہر یہی دعا کی اللہ جل جلالہ نے
آپ کی درخواست قبول کی اور آپ ہنسی یا آپنے تبسم فرمایا (خوشی سے) تو ابو بکر اور عمر نے عرض کیا ہماری مان
باپ آپ پر فدا ہون آپ اسوقت مین کبھی نہین ہنستے تھے (یعنے حج کے مقامون مین کیونکہ یہ عبادت اور دعا کی
مقام ہین) تو آج کیون ہنسے اللہ آپکو ہنستا ہی رکہے آپنے فرمایا اللہ کے دشمن ابلیس نے جب دیکہا کہ اللہ تعالی
نے میری دعا قبول کی اور میری امت کو بخشدیا تو اُس نے مٹی اٹھائی اور اپنے سرپر ڈالنے لگا اور کہنے لگا ہائے
خرابی ہائے تباہی تو مجھے ہنسی آگئی جب مین نے اُسکا تڑپنا دیکھا **ف** تو معلوم ہوا کہ آپ کی امت امت مرحومہ

اور مغفورہ ہی اور اللہ تعالی جس شخص کو چاہے گا آپ کی امت مین سے اسکے حقوق العباد بھی معاف کر دیگا اس سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ جب ہر ایک قسم کے گناہ کی مغفرت کا اللہ نے وعدہ کر لیا ہے تو اب گناہ سے زیادہ ڈرنا اور پرہیز کرنا کیا ضرور ہے کیونکہ جیسے اس حدیث مین مغفرت کا وعدہ ہے ویسے ہی سیکڑون آیتون اور حدیثون مین ظالمون کے لیے سخت مواخذہ اور سخت عذاب کی وعید آئی ہے اور مغفرت اور تعذیب دونون کا احتمال ہے پس موہوم امید پر گناہ کر بیٹھنا دانائی کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ اس حدیث کو ابن جوزی نے موضوع کہا ہے لیکن نکالا اسکو ابو داؤد نے ادب مین اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین اور حافظ ابن حجر نے ایک رسالہ لکھا ہے قوۃ الحجاج فی عموم المغفرۃ للحجاج اور اس مین ثابت کیا ہے حاجیون کے تمام گناہ بخشدیا جانا اور اس حدیث کو اور کئی شاہد ذکر کیے ہین اور ابن جوزی پر رد کیا ہے رشاہ عبد الغنی) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ یَوْمٍ اَکْثَرَ اَنْ یُّعْتِقَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْہِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ یَّوْمِ عَرَفَۃَ وَاِنَّہٗ لَیَدْنُوْ ثُمَّ یَدْنُوْ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ یُبَاھِیْ بِھِمُ الْمَلٰئِکَۃَ فَیَقُوْلُ مَا اَرَادَ ھٰؤُلَاۤءِ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنے آدمی کسیدن اللہ تعالی دوزخ سے آزاد نہین کرتا جتنے عرفہ کے دن کرتا ہے اور پروردگار آجکے دن نزدیک ہوتا جاتا ہے پھر اور نزدیک ہوتا ہے پھر اپنے بندون کیوجہ سے اپنے فرشتون پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے یہ لوگ کیا چاہتے ہین **ف** یعنے کس چیز کی خواہش مین اسقدر بے کسی کے ساتھ اس میدان مین جمع ہین فرشتے عرض کرتے ہین تیری مغفرت چاہتے ہین اور تیرے عذاب سے پناہ مانگتے ہین حکم ہوتا ہے مین نے انکو بخشدیا **باب** مَنْ اَتٰی عَرَفَۃَ قَبْلَ الْفَجْرِ لَیْلَۃَ جَمْعٍ جو شخص عرفات مین ۱۰ تاریخ کی صبح سے پیشتر آجاوے **ف** اگرچہ دسوین رات ہی کو یعنی غرض دسوین کے طلوع فجر سے پہلے ایک ساعت بھی عرفات کا وقوف پالیوے تو حج ہوگیا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَعْمَرَ الدِّیْلِیِّ قَالَ شَھِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَۃَ وَاَتَاہُ نَاسٌ مِّنْ اَھْلِ نَجْدٍ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الْحَجُّ قَالَ الْحَجُّ عَرَفَۃُ فَمَنْ جَاۤءَ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ لَیْلَۃَ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّہٗ اَیَّامُ مِنًی ثَلٰثَۃٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْہِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْہِ ثُمَّ اَرْدَفَ رَجُلًا خَلْفَہٗ فَجَعَلَ یُنَادِیْ بِھِنَّ عبد الرحمان بن یعمر دیلی سے روایت ہے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس حاضر تھا جب آپ عرفات مین ٹھیرے تھے آپ پاس کچھ لوگ آئے نجد کے اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ حج کیونکر ہے آپنے فرمایا حج عرفات مین ٹھیرنا ہے پھر جو کوئی صبح کی نماز سے پہلے مزدلفہ کی رات مین (یعنے دسوین رات مین) عرفات مین آجاوے اسکا حج پورا ہوگیا اور منا مین تین دن رہنے کے ہین (۱۱ - ۱۲ - ۱۳) لیکن اگر

اگر کوئی دو دن کے بعد چلا جاوے (۱۲ کو) تب بھی اسپر گناہ نہیں ہے اور جو ٹہیرا رہے اسپر بھی گناہ نہیں ہے پھر آپ نے ایک شخص کو اپنے ساتھ سوار کر لیا وہ لوگوں سے پکار کر یہ کہتا تھا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ الدِّيْلِيِّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَجَاءَهُ نَفَرٌ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى مَا اَرٰى لِلثَّوْرِيِّ حَدِيْثًا اَشْرَفَ مِنْهُ عبدالرحمان بن یعمر دیلی سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا عرفات میں آپ پاس کچھ لوگ نجد کے آئے پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری محمد بن یحیے نے کہا میں ثوری کی کوئی حدیث اس سے بہتر نہیں پاتا عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ الطَّائِيِّ اَنَّهُ حَجَّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُدْرِكِ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ بِجَمْعٍ قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَنْضَيْتُ رَاحِلَتِيْ وَاَتْعَبْتُ نَفْسِيْ وَاللّٰهِ اِنْ تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ اِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ مَعَنَا الصَّلٰوةَ وَاَفَاضَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ قَضٰى تَفَثَهُ وَتَمَّ حَجُّهُ عروہ بن مضرس طائی سے روایت ہے انہوں نے حج کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تو اسوقت پہونچے جب لوگ مزدلفہ میں تھے عروہ نے کہا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنی اونٹنی کو دبلا کیا (دور کا سفر کر کے) اور خود تکلیف اٹھائی قسم خدا کی میں نے تو کوئی ٹیلہ (اپنے مالک سے پہاڑتک) نہ چھوڑا جسپر میں نہ ٹہیرا ہوں تو میرا حج ہو گیا آپ نے فرمایا جو شخص ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہو اور عرفات میں ٹہیر کر لوٹے رات یا دنکو اس نے اپنا میل کچیل دور کیا اور اسکا حج پورا ہوا **بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ** عرفات سے لوٹنے کا بیان عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ سُئِلَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ حِيْنَ دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قَالَ وَكِيْعٌ يَعْنِيْ فَوْقَ الْعَنَقِ اسامہ بن زید سے روایت ہے ان سے پوچھا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکر چل رہے تھے جب عرفات سے لوٹے انہوں نے کہا آپ عنق (ذرا تیز چال) چلتے تھے (اونٹ پر) پھر جب خالی جگہہ پاتے تو نص کرتے (یعنے دوڑاتے یہ چال یعنے نص عنق سے زیادہ ہے وکیع نے ایسا ہی کہا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ قُرَيْشٌ نَحْنُ قَوَاطِنُ الْبَيْتِ لَا نُجَاوِزُ الْحَرَمَ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے قریش کے لوگ بولے ہم تو بیت اللہ کے رہنے والے ہیں حرم کے باہر نہیں جاتے (پس وہ عرفات کا وقوف نہیں کرتے تھے کیونکہ عرفات حل میں ہے لیکن قریش کے سوا اور سب لوگ عرفات کو جاتے تھے) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری پھر دہیں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں (یعنے عرفات سے) **بَابُ**

النزول بين عرفات وجمع لمن كانت له حاجة اگر کچھ کام ہو تو عرفات اور مزدلفہ کے بیچ مین اوتر سکتا ہے **عن** أسامة بن زيد قال أفضت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما بلغ الشعب الذي ينزل عنده الأمراء نزل فبال فتوضأ قلت الصلوة قال الصلوة أمامك فلما انتهى إلى جمع أذن وأقام ثم صلى المغرب ثم لم يحل أحد من الناس حتى قام فصلى العشاء اسامہ بن زید سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوٹا (عرفات سے) جب آپ اس گھاٹی پر آئے جہاں امیر اوترا کرتے ہین تو آپ اترے اور پیشاب کیا اور وضو مین نے عرض کیا نماز پڑھ لیجیے (مغرب کی) آپ نے فرمایا نماز آگے ہے (مزدلفہ مین مغرب اور عشا ملا کر پڑھنا چاہیے) جب مزدلفہ مین پہونچے تو اذان دی اقامت کہی پھر مغرب کی نماز پڑھی اسکے بعد کسی نے اپنا کجاوہ بھی نہین کھولا (یعنی کچھ دیر نہین کی) اک کھڑے ہوئے اور عشا کی نماز پڑھی

باب الجمع بين الصلوتين بجمع مزدلفہ مین دو نمازین مغرب عشا جمع کرنا

عن أبي أيوب الأنصاري يقول صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم المغرب والعشاء في حجة الوداع بالمزدلفة ابو ایوب انصاری سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی مغرب اور عشا کی حجۃ الوداع مین مزدلفہ مین **عن** سالم عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى المغرب بالمزدلفة فلما أنخنا قال الصلوة بإقامة ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کی نماز مزدلفہ مین پڑھی جب ہم نے اونٹون کو بٹھلا دیا تو آپ نے فرمایا نماز پڑھو یعنے عشا کی اور صرف تکبیر کہی عشا کے لیے **ف** اذان ندی عینی نے کہا اس مسئلہ مین چھہ قول ہین ایک یہ کہ دونو نمازون کے لیے اقامت کہی جاوے اذان ندیجاوے دوسرے یہ کہ اقامت بھی صرف ایک بار کہی جاوے اور اذان بالکل ندیجاوے تیسرے یہ کہ پہلی نماز کے لیے اذان دیجاوے اور اقامت دونون کے لیے کہی جاوے اور یہی صحیح قول ہے اہلحدیث اور شافعیہ اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے چوتھے یہ کہ پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت دیجاوے اور دوسری کے لیے نہ اذان ہو نہ اقامت حنفیہ کا یہی مذہب ہے پانچوین یہ کہ دونون کے لیے اذان اور اقامت ہو امام مالک کا یہی مذہب ہے چھٹی یہ کہ کسی نماز کے لیے نہ اذان دی جاوے نہ اقامت اور اصل اس اختلاف کی یہ ہے کہ ابن عمر سے اس باب مین مختلف روایتین آئی ہین کہ ایک مین جمع بلا اذان اور بلا اقامت اور ایک مین باقامت واحدہ اور ایک مین باذان واحدہ اور اقامت واحدہ اور ایک مین باذان واحدہ واقامتین واللہ اعلم اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اور صاحبین کا یہ قول ہے کہ ظہر اور عصر تو ایک اذان اور دو اقامت سے جمع کی جاوین اور مغرب اور عشا ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے

باب الوقوف بجمع مزدلفہ مین ٹہرنے

کا بیان **عن** عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَجَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نُفِيضَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَالَ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا يَقُولُونَ أَشْرِقْ ثَبِيرُ كَيْمَا نُغِيرُ وَكَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَخَالَفَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَاضَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ عمرو بن میمون سے روایت ہے ہمنے حج کیا حضرت عمر کے ساتھ جب ہمنے مزدلفہ سے لوٹنا چاہا تو انہوں نے کہا مشرک کہا کرتے تھے ای ثبیر (ایک پہاڑ ہے مزدلفہ میں منا کو جانیوالے کو بائیں ہاتھ پر) چمک جا تاکہ ہم لوٹیں اور وہ مزدلفہ سے نہیں لوٹتے تھے جبتک آفتاب نہ نکلتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا خلاف کیا اور مزدلفہ سے لوٹے (منا کو) سورج نکلنے سے پہلے **ف** جب عرفات سے لوٹ کر چلے نویں تاریخ کو تو راہ میں مغرب کی نماز نہ پڑہی بلکہ مغرب اور عشا دونوں مزدلفہ میں آنکر پڑہے ملا کر عشا کیوقت میں پھر رات مزدلفہ ہی میں گذارے اور صبح ہوتے ہی نماز پڑھکر طلوع آفتاب سے پہلے منا کو روانہ ہو جاوے غرض مزدلفہ میں رات کو رہنا سنت ہے اور جو لوگ مزدلفہ میں رات بسر نہیں کرتے یا ٹہیرتے ہی نہیں وہ ایک بدعت کرتے ہیں جس سے حاکم کو منع کرنا چاہیے اور جو کوئی رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس پر ایک دم واجب ہوگا اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ مزدلفہ میں رات کو رہنا رکن ہے حج کا اس صورت میں اسکی ترک سے حج باطل ہو جاوے گا اور اسکا تدارک دم سے ہو سکیگا اور رات کو رہنے سے یہ مطلب ہے کہ آدہی رات کے بعد مزدلفہ میں ٹہیرے اگرچہ ایک ساعت ہی سہی اگر اس سے پہلے چلدیگا تو دم لازم ہوگا لیکن اگر فجر ہونے سے پہلے پھر وہاں لوٹ آوے تو دم ساقط ہو جاوے گا بہر حال رات کی نصف ثانی میں تہوڑی دیر یا فجر تک مزدلفہ میں ٹہیرنا ضرور ہے (روضہ) **عن** أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ جَابِرٌ أَفَاضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ وَأَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ وَقَالَ لِتَأْخُذْ أُمَّتِي نُسُكَهَا فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَلْقَاهُمْ بَعْدَ عَامِي هَذَا ابو الزبیر سے روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں لوٹے (مزدلفہ سے) اطمینان کے ساتھ اور لوگوں کو بھی اطمینان سے چلنے کا حکم دیا اور (جب منا میں پہونچے تو) حکم دیا انکو ایسے کنکریاں مارنیکا جو دو انگلیوں کے بیچ میں آجاویں (یعنے چہوٹی چہوٹی کنکریوں کا) اور وادی محسر میں (جو مزدلفہ کے اور منا کے بیچ میں ہے وہاں اصحاب الفیل پر عذاب اترا تہا) جانور کو جلد چلایا اور فرمایا میری امت کے لوگ حج کے ارکان سیکھ لیویں اب مجھے امید نہیں کہ اس سال کے بعد میں ان سے ملوں **ف** آپکو معلوم ہو گیا تہا کہ وفات کا زمانہ قریب ہے ایسا ہی ہوا کہ حجۃ الوداع کے تہوڑے دنوں کے بعد آپنے انتقال فرمایا **عن** بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ غَدَاةَ جَمْعٍ يَا بِلَالُ أَسْكِتِ النَّاسَ أَوْ أَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَطَوَّلَ عَلَيْكُمْ

فِیْ جَمْعِکُمْ ھٰذَا فَوَھَبَ مُسِیْئَکُمْ لِمُحْسِنِکُمْ وَاَعْطٰی مُحْسِنَکُمْ مَا سَاَلَ اِدْفَعُوْا بِسْمِ اللّٰہِ بلال بن رباح سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی صبح کو بلال سے فرمایا اے بلال لوگون کو خاموش کر پھر آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے بہت فضل کیا تمپر اس مزدلفہ مین تو بخشدیا تم مین سے گنہگار شخص کو نیک شخص کے طفیل سے اور جو نیک تھا تم مین سے اسکو دیا جو کچھ اس نے مانگا (یعنے اسکی دعا قبول ہوئی) اب لوٹو اللہ کا نام لیکر **باب** مَنْ تَقَدَّمَ مِنْ جَمْعٍ لِرَمْیِ الْجِمَارِ

جو شخص کنکریان مارنے کیلیے مزدلفہ سے جلد چلا جاوے **ف** مزدلفہ سے لوگ اکثر فجر کی نماز پڑھکر چلتے ہین لیکن منا مین پہونچکر پہونچنے تک جمرہ کے پاس جہان کنکریان مارتے ہین ہجوم ہوجاتا ہے اور ہجوم مین عورتون اور بچون کو کنکریان مارنے مین دقت اور تکلیف ہوتی ہے اس لحاظ سے اگر عورتون اور بچون کو آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے روانہ کر دیا جاوے تو اس مین قباحت نہین تاکہ وہ لوگون سے پہلے سورج نکلتے ہی کنکریان مارنے سے فارغ ہوجاوین اور اگر عورتین اور بچے سورج نکلنے سے پیشتر ہی کنکریان مارلین تو درست ہے لیکن بڑے آدمیونکو سورج کے بعد مارنا چاہیے (وربہیہ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُغَیْلِمَۃَ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلٰی حُمُرَاتٍ لَنَا مِنْ جَمْعٍ فَجَعَلَ یَلْطَخُ اَفْخَاذَنَا وَیَقُوْلُ اُبَیْنِیَّ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَۃَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ زَادَ سُفْیَانُ فِیْہِ وَلَا اِخَالُ اَحَدًا یَرْمِیْھَا حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو یعنے عبد المطلب کے اولاد مین چھوٹے بچون کو کنکریان مزدلفہ سے دیکر آگے روانہ کر دیا تو آپ ہمارے رانون پر آہستہ سے مارتے تھے اور فرماتے تھے اے چھوٹے بیٹو جمرے پر کنکریان مت مارنا جبتک کہ سورج نکل آوے سفیان نے اپنی روایت مین زیادہ کیا مین نہین سمجھتا کہ کوئی شخص سورج نکلنے سے پہلے کنکریان مارتا ہو **ف** یوم النحر کو یعنے دسوین تاریخ صرف جمرۃ العقبہ پر کنکریان مارتے ہین جس کو اب لوگ بڑا شیطان کہتے ہین اور اس دن سورج نکلتے ہی کنکریان ماری جاتی ہین پھر ۱۱ اور ۱۲ اور ۱۳ تاریخ کو تینون جمرون پر سات سات کنکریان مارتے ہین لیکن تیسرے پہر کو اس کیوجہ یہ ہے کہ یوم النحر کو اور بہت سے کام کرنا ہوتے ہین جیسے حلق اور قربانی وغیرہ تو اسدن سویرے کنکریان مارنے سے فرصت حاصل کرنا ضرور ہے اور دنون مین کوئی کام نہین ان دنون مین تیسرے پہر کو مارنا کافی ہے اور یہ سب کنکریان مزدلفہ سے چنکر لانا چاہیے اس حساب سے کہ اگر صرف ۱۲ تاریخ تک ٹھیرنا چاہے تو ۴۹ کنکریان لانا کافی ہے اور جو ۱۳ تاریخ تک ٹھیرنیکا ارادہ ہو تو ۷۰ کنکریان لاوے اور یوم النحر کو سات کنکریان مارے اور باقی دنون مین اکیس اکیس ہر ہر جمرے پر سات سات کنکریان اور ضرور ہے کہ یہ کنکریان چھوٹی چھوٹی ہون چنے کے برابر اگر بڑی کنکریان مارے تو بھی درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے کیونکہ اس مین لوگون کو صدمہ پہونچنے کا ڈر ہے عَنْ

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ ابن عباس سے روایت ہے میں ان لوگوں میں تھا جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بھیج دیا تھا مزدلفہ سے منا کو اپنے گھر والوں کی کم طاقت لوگوں میں **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ كَانَتِ امْرَأَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَدْفَعَ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ دَفْعَةِ النَّاسِ فَأَذِنَ لَهَا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ام المومنین سودہ بنت زمعہ ایک بھاری عورت تھیں تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی مزدلفہ سے چلے جانیکی لوگوں کی روانگی سے پہلے آپنے انکو اجازت دی **بَابُ** قَدْرِ حَصَى الرَّمْيِ کتنی بڑی کنکریاں مارنا چاہیے **عَنْ** سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ وَهُوَ رَاكِبٌ عَلَى بَغْلَةٍ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَارْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ سلیمان بن عمرو نے اپنی ماں سے روایت کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوم النحر میں دیکھا جمرہ عقبہ کے پاس آپ ایک خچر پر سوار تھے اور فرماتے تھے ای لوگو جب تم کنکریاں مارو تو ایسی جو انگلیوں کے بیچ میں آجاویں (یعنے چھوٹی جنکو عربی میں حصے الخذف کہتے ہیں **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقُطْ لِي حَصًى فَلَقَطْتُ لَهُ سَبْعَ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَجَعَلَ يَنْفُضُهُنَّ فِي كَفِّهِ وَيَقُولُ أَمْثَالَ هَؤُلَاءِ فَارْمُوا ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی صبح کو فرمایا آپ اپنی اونٹنی پر تھے کہ میرے لیے کنکریاں چن میں نے آپکے لیے سات کنکریاں چنیں حصے خذف میں سے آپ انکو اپنی ہتیلی میں ہلاتے تھے اور فرماتے تھے بس ایسی ہی کنکریاں پھینکو پھر آپنے فرمایا اے لوگو بچو تم دین میں سختی کرنے سے (یعنے افراط اور غلو سے) تم سے پہلے لوگ اسی غلو کی وجہ سے تباہ ہوئے **ف** غلو یہ ہے کہ کسی کام کو حد سے بڑھا دینا اور اس میں ضرورت سے زیادہ سختی کرنا مثلاً کنکریاں پھینکنی کا حکم ہے تو چھوٹی کنکریاں کافی ہیں اب غلو یہ ہے کہ بڑے بڑے کنکر ماری یا پتھر اور اسکو زیادہ ثواب سمجھی دین کے ہر کام میں غلو کرنا منع ہے اور حماقت کی دلیل ہے یہ بھی غلو ہے کہ مثلاً کسینے ایک مستحب یا سنت کو ترک کیا تو لگے اسکو برا کہنے گالیاں دینے مارنے اگر کوئی سنت کو ترک کری تو صرف نرمی سے اسکو حدیث سنا دینا کافی ہے اگر فرض کو ترک کری تو سختی سے اسکو حکم کرنا چاہیے لیکن اس زمانہ میں یہ حال ہو گیا ہے کہ فرض ترک کرنے والوں کو کوئی برا نہیں کہتا بے نمازی اور شراب خوار سے صحبت اور دوستی رکھتے ہیں لیکن اذان میں کوئی انگوٹھے نہ چومے یا مولود شریف میں قیام نہ کرے تو اسکے دشمن ہو جاتے ہیں یہ بھی ایک

انتہا کا غلو ہے اور ایسی ہی باتوں کی وجہ سے مسلمان تباہ ہو گئے اور جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا **بَابُ مِنْ**
أَيْنَ تُرْمَى جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ جمرہ عقبہ پر کہاں سے کنکریاں مارنا چاہیے **عَنْ** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ لَمَّا أَتَى
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ اسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ وَاسْتَقْبَلَ الْكَعْبَةَ وَجَعَلَ الْجَمْرَةَ عَلَى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ
ثُمَّ رَمَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هٰهُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ رَمَى الَّذِي
أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ عبد الرحمن بن یزید سے روایت ہے جب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ کے پاس آئے
تو وادی کے نشیب میں گئے اور کعبہ کی طرف منہ کیا اور جمرہ عقبہ کو اپنے داہنے ابرو پر کیا پھر سات کنکریاں ماریں
اور ہر کنکری مارنے پر اللہ اکبر کہا پھر کہا قسم اس معبود کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں جن پر سورہ بقرہ اتری (یعنے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انہوں نے یہیں سے کنکریاں ماریں **عَنْ** سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أُمِّهِ
قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ اسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ فَرَمَى الْجَمْرَةَ
بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ انْصَرَفَ سلیمان بن عمرو بن احوص نے اپنی ماں سے روایت کیا
انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا یوم النحر میں جمرہ عقبہ کے پاس آپ وادی کے نشیب میں گئے
اور جمرے کو مارا سات کنکریوں سے اور ہر کنکری پر تکبیر کہی پھر لوٹے **عَنْ** أُمِّ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ ام جندب سے دوسری روایت بھی ایسے ہی ہے **بَابُ** إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَقِفْ
عِنْدَهَا جب جمرہ عقبہ کو مارے تو مار کر بعد پھر وہاں کھڑا نہ ہو بلکہ اپنے ٹھکانے کی طرف آیا اور کہیں چل دیوے)
عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ عِنْدَهَا وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ
مِثْلَ ذٰلِكَ ابن عمر نے جمرہ عقبہ کو مارا اور وہاں ٹھیرے نہیں دعا کے لیے جیسے اور دونوں جمروں کے پاس رمی
کے بعد دعا کرتے ہیں اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مَضَى وَلَمْ يَقِفْ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جمرہ عقبہ پر مارتے تو چلے جاتے وہاں ٹھیرتے نہیں **بَابُ**
رَمْيِ الْجِمَارِ رَاكِبًا سوار ہو کر کنکریاں مارنا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ
عَلَى رَاحِلَتِهِ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمرہ کو مارا اپنی اونٹنی
پر سوار ہو کر **عَنْ** قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَامِرِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ
يَوْمَ النَّحْرِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ صَهْبَاءَ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ قدامہ بن عبد اللہ عامری سے روایت ہے

یعنے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے جمرہ کو مارا یوم النحر کو ایک اونٹنی پر سوار رہکر جو سفید او سرخ رنگ تھی
نہ سوقت کسیکو مارتے تہے نہ ہٹاتے تہے اور نہ یہ کہتے تہے دور ہو **ف** یعنی آپ کی سواری اور دنیا دار امیرون کیطرح نتھی
کہ سامنے لوگون سے کہیں ہٹو بچو دور ہو **باب** تاخیر رمی الجمار من عذر عذر سے کنکریان مارنے مین دیر کرنا +
عن ابی البداح بن عاصم عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رخص للرعاء ان یرموا یوما ویدعوا
یوما عاصم بن عدی سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ چرانیوالوں کو اجازت دی کہ ایک دن
رمی کریں اور ایک دن رمی نہ کریں **ف** کیونکہ وہ اونٹ چرانے کے لیے منا سے دور چلے جاتے ہیں انکو روز رمی کے
لیے منا میں آنا دشوار ہے اس لیئے دن کی رمی ایک دن آنکر کر سکتے ہیں مثلا یوم النحر کو رمی کر کے چلے جاویں پہر
گیاران تاریخ کو نہ کریں بارہوین کو آن کر دونون دن کی رمی ایک بار کریں **عن** ابی البداح بن عاصم عن ابیہ
قال رخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرعاء الابل فی البیتوتة ان یرموا یوم النحر ثم یجمعوا
رمی یومین بعد النحر فیرمونہ فی احدھما قال مالک ظننت انہ قال فی الاول منھما ثم یرمون
یوم النفر عاصم سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ چرانیوالوں کو اجازت دی کہ نحر کے دن رمی کر
لیں پہر دو دن کی رمی ۱۲ تاریخ کو کریں یا گیاران تاریخ کو ۱۲ تاریخ کی بھی رمی کر لیں امام مالک نے کہا جو راوی
ہیں اس حدیث کے مجہکو گمان ہے کہ اس حدیث میں عبداللہ بن ابی بکر نے یہ کہا کہ پہلے دن رمی کریں یعنے یوم النحر کو پہر جس دن
کوچ کرنے لگیں اس دن رمی کر لیں (دونو دنون کی) **باب** الرمی عن الصبیان بچون کیطرف سے دوسرا شخص
رمی کر سکتا ہے **عن** جابر قال حججنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعنا النساء والصبیان
فلبینا عن الصبیان ورمینا عنھم جابر سے روایت ہے ہمنے حج کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور
ہمارے ساتھ عورتیں تہیں اور بچے بھی تہے تو ہمنے بچون کیطرف سے لبیک پکاری اور انکی طرف سے رمی کی
ف ترمذی کی روایت میں ہے کہ ہم عورتون کیطرف سے لبیک پکارتے اور بچون کی طرف سے رمی کرتے ترمذی نے
کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اسکو نہیں پہچانتے مگر اسیطریق سے اور اہل علم نے اسپر اجماع کیا کہ عورت خود لبیک کہے لیکن
بلند آواز سے نہ کہے اور عورت کی طرف سے دوسرا لبیک نہیں کہہ سکتا حدیث سے یہ بھی نکلا کہ رمی جمار اگر خود نہ کر سکے
کسی عذر کی وجہ سے مثلا بیمار ہو تو دوسرے کو وکیل کر سکتا ہے **باب** متی یقطع الحاج التلبیة حاجی لبیک کہنا
کب موقوف کرے **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبی حتی رمی جمرة العقبة ابن عباس
سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبیک فرماتے رہے یہانتک کہ آپ نے رمی کی جمرہ عقبہ کی یوم النحر کو

بس اسوقت سے لبیک موقوف کی کیونکہ احرام پورا ہوگیا **عن** ابن عباس قال قال الفضل بن عباس کنت ردف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما زلت اسمعہ یلبی حتی رمی جمرۃ العقبۃ فلما رماھا قطع التلبیۃ ابن عباس سے روایت ہے فضل بن عباس نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار تھا تو میں ہمیشہ سنتا تھا آپ لبیک کہتے تھے یہانتک کہ آپنے رمی کی جمرہ عقبہ کی جب اسکی رمی کی تو لبیک کہنا موقوف کر دیا **باب** ما یحل للرجل اذا رمی جمرۃ العقبۃ جب آدمی جمرہ عقبہ کی رمی کرے تو اب کونسی باتیں اسکو درست ہوگئیں **عن** ابن عباس قال اذا رمیتم الجمرۃ فقد حل لکم کل شیء الا النساء فقال لہ رجل یا ابا عباس والطیب فقال اما انا فقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضمخ راسہ بالمسک افطیب ذلک ام لا ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے کہا جب تم جمرہ عقبہ کی رمی کر لو تو اب تمکو سب باتیں درست ہوگئیں (جو احرام میں منع تھیں) سوا عورتوں کے ایک شخص بولا اے ابو العباس اور خوشبو لگانا (یعنے یہ بھی ابھی درست نہیں ہوا) انہوں نے کہا میں نے تو آنحضرت کو دیکھا آپ اپنے سر پر مشک لگاتے تھے (رمی کے بعد) تو مشک خوشبو ہی نہیں **ف** خوشبو ہے بلکہ سب خوشبوؤں سے بڑھکر ہے اہلحدیث اور حنفیہ اور شافعیہ اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ یوم النحر کو جہاں جمرہ عقبہ کی رمی کی تو سب چیزیں درست ہوگئیں ایک عورتوں سے صحبت کرنا درست نہیں جبتک طواف الافاضہ یعنی طواف الزیارت طواف الصدر نکرے طواف کی بعد پھر صحبت بھی درست ہوجاویگی اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ خوشبو بھی درست نہوگی جبتک طواف سے فارغ نہووے **فائدہ** یوم النحر کو جب رمی سے فارغ ہو تو قربانی کرے اگر قربانی اسپر واجب ہو پھر سر منڈاوے یا بال کتراوے اور غسل کرے اور کپڑے بدلے اور خوشبو لگاوے اور مکہ میں جاکر بیت اللہ کا طواف کرے اسکو طواف الافاضہ اور طواف الصدر اور طواف الزیارت کہتے ہیں اور یہ ایک بڑا رکن ہے حج کا اور فرض ہے پھر منا میں لوٹ آوے اور ظہر کی نماز منا میں آکر پڑھے ایسا ہی حدیث میں وارد ہے اب سب چیزیں حلال ہوگئیں یہانتک کہ عورتوں سے صحبت کرنا بھی اور مستحب ہے کہ یہ طواف رمی اور نحر اور حلق کے بعد کیا جاوے اگر کسی نے اس طواف کو یوم النحر کو ادا نہ کیا تو ۱۱ یا ۱۲ کو کر لیوے اسپر دم نہوگا لیکن جب تک یہ طواف نہ کریگا حج پورا نہوگا اور عورتیں درست نہونگی **عن** عائشۃ قالت طیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحرامہ حین احرم ولاحلالہ حین احل حضرت عائشہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوشبو لگائی احرام باندھتے وقت اور احرام کھولتے وقت **باب** الحلق سر منڈانے کا بیان **عن** ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اغفر

لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ ثَلٰثًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اللہ بخشدے سر منڈانیوالون کو لوگون نے عرض کیا اور کترانیوالون کو آپ نے فرمایا یا اللہ بخشدے سر منڈانیوالون کو تین بار یہی فرمایا لوگون نے عرض کیا اور بال کترانے والون کو آپ نے فرمایا اور بال کترانیوالون کو **ف** حلق یعنے سر منڈانا اور تقصیر یعنے بال کترانا دونو جائز ہین لیکن حلق افضل ہے یہ حدیث سے نکلتا ہے کیونکہ آپ نے تین بار دعا کی حلق کرانے والون کے لیے غرض حلق افضل ہے حج مین اور غیر حج مین حلق کو مکروہ رکھا ہے بوجہ مشابہت خوارج کے اور اکثر علما نے مکروہ نہین کہا غیر حج مین بھی لیکن عمدہ یہ ہے کہ سر پر بال رکھے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا اب حلق اور تقصیر ایک رکن ہے حج کا اور حنفیہ کے نزدیک وہ رکن نہین ہین اور حلق اور قصر ساری سر کا ضرور نہین صرف تین بالون کا فرض ادا کرنیکے لیے کافی ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک چوتھائی سر کا ضروری ہے اور امام احمد کے نزدیک اکثر سر کا اور امام مالک کے نزدیک کل سر کا اور یہی ثابت ہے حدیث کی رو سے **عن** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے حلق کرانیوالون پر لوگون نے عرض کیا اور قصر کرانیوالون پر یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اور قصر کرانیوالون پر **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ ظَاهَرْتَ لِلْمُحَلِّقِيْنَ ثَلٰثًا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ وَاحِدَةً قَالَ اِنَّهُمْ لَمْ يَشُكُّوْا ابن عباس سے روایت ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے حلق کرانے والون کے لیے تین بار دعا کی اور قصر کرانیوالون کے لیے ایک بار اسکی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا حلق کرانے والون نے شک نہین کی **ف** بلکہ جس حکم کو اللہ تبارک و تعالی نے پہلی بار بیان کیا اسی پر عمل کیا قرآن شریف مین ہے محلقین رؤسکم ومقصرین تو پہلے حلق کو ذکر فرمایا

باب مَنْ لَبَّدَ رَاْسَهٗ جس نے اپنے سر کی تلبید کی **ف** تلبید کہتے ہین بالون کو جما لینا گوند وغیرہ سے تاکہ پریشان نہ ہون اور گرد و غبار سے سر محفوظ رہے احرام کے وقت بعض لوگ ایسا کرتے ہین **عن** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحِلَّ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ اِنِّيْ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ ابن عمر سے روایت ہے ام المؤمنین حفصہ نے کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم لوگون نے احرام کھولڈالا اور آپ نے ابتک احرام نہ کھولا عمرے کا آپ نے فرمایا مینے تو تلبید کی تھی اپنے سر کی اور ہدی کی تقلید کی تھی مین جب تک نحر نہ کرون حلال نہین ہوسکتا **ف** اس سے معلوم ہوا

کو تلبید جائز بلکہ مسنون ہے **عن** سالم عن ابيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يهل ملبدا ابن
عمر سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبیک پکار رہے تھے سر کو تلبید کیے ہوئے **باب**
الذبح ذبح کرنے کا بیان **عن** جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم منى كلها منحر وكل فجاج
مكة طريق ومنحر وكل عرفة موقف وكل المزدلفة موقف جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ساری منا قربانی کی جگہہ ہے اور مکہ کی سب راہیں رستہ ہیں اور قربانی کی جگہہ ہیں اور سارا عرفات ٹھیرنے
کی جگہہ ہے اور سارا مزدلفہ ٹھیرنے کی جگہہ ہے **باب** من قدم نسكا قبل نسك ایک شخص نے حج کے ایک رکن
کو بھول کر دوسرے رکن سے پہلے ادا کیا تو کچھ قباحت نہیں ہے **عن** ابن عباس قال ما سئل رسول الله صلى الله
عليه وسلم عمن قدم شيئا قبل شيء الا يلقي بيديه كلتيهما لا حرج ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پوچھے گئے اس سے کہ ایک رکن دوسرے رکن پر مقدم ہو گیا آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ
کیا یعنے کچھ حرج نہیں ہے **عن** ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسال يوم منى
فيقول لا حرج لا حرج فاتاه رجل فقال حلقت قبل ان اذبح قال لا حرج قال رميت بعد ما
امسيت قال لا حرج ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگ پوچھتے تھے منا کے دن
آپ فرماتے تھے کچھ حرج نہیں ہے کچھ حرج نہیں ہے ایک شخص نے کہا میں نے حلق کیا ذبح سے پہلے آپ نے فرمایا کچھ حرج
نہیں دوسرا بولا میں نے رمی کی شام کو آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں **عن** عبد الله بن عمرو ان النبي صلى الله
عليه وسلم سئل عمن ذبح قبل ان يحلق او حلق قبل ان يذبح قال لا حرج عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا اگر کوئی ذبح کرے حلق سے پہلے یا حلق کرے ذبح سے پہلے تو آپ نے فرمایا کچھ حرج
نہیں **عن** جابر بن عبد الله يقول قعد رسول الله صلى الله عليه وسلم بمنى يوم النحر للناس فجاءه
رجل فقال يا رسول الله اني حلقت قبل ان اذبح قال لا حرج ثم جاءه آخر فقال يا رسول الله
اني نحرت قبل ان ارمي قال لا حرج فما سئل يومئذ عن شيء قدم قبل شيء الا قال لا حرج جابر
بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی تعلیم کے لیے بیٹھے منا میں نحر کے دن
تو ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے حلق کیا ذبح سے پہلے آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں ہے پھر دوسرا
شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ میں نے نحر کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں ہے پھر اس دن جس بات سے آپ پوچھے
گئے جو پہلے کی گئی دوسری بات سے آپ نے یہی فرمایا کچھ حرج نہیں ہے **ف** صحیحین میں ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ

جمرہ کے پاس کھڑے تھے ایک شخص آیا بولا میں نے حلق کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا رمی کرلے کچھ حرج نہیں دوسرا بولا میں نے
ذبح کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا رمی کرلے کچھ حرج نہیں ہے تیسرا بولا میں نے طواف افاضہ کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا
رمی کرلے کچھ حرج نہیں ہے غرض جس چیز سے اسدن سوال ہوا آپ نے فرمایا اب کرلے کچھ حرج نہیں اور اہلحدیث کا عمل
انہی حدیثوں پر ہے کہ ان اعمال کی اگر تقدیم و تاخیر سہو ہو جاوے تو کچھ نقصان نہیں نہ دم لازم آویگا اور یہی قول ہے
شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور داؤد اور جمہور کا اور نخعی اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اس پر دم لازم ہوگا اور اگر
قارن ہو تو دو دم دیوے اور صاحبین الحدیث کے موافق ہیں حنفیہ کہتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے نکالا کہ جو
حج میں کسی بات کو مقدم یا موخر کرے وہ ایک دم دیوے اور طحاوی نے بھی اسکو نکالا اہلحدیث کہتے ہیں کہ یہ روایت موقوف
ہے یعنے ابن عباس کا قول ہے تو انکی احادیث صحیحہ مرفوعہ کے مقابل کیونکر حجت ہوگی **باب** رَمْيِ الْجِمَارِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ ایام تشریق
میں کنکریاں مارنا یعنے ۱۱-۱۲-۱۳ ذیحجہ کو) **عن** جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ جابر سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو دیکھا آپ نے رمی کی جمرہ عقبہ کی چاشت کے وقت اور اسکے بعد جو رمی کی (یعنے ۱۱-۱۲-۱۳ کو) وہ زوال
کے بعد کی **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْمِي الْجِمَارَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ
قَدْرَ مَا إِذَا فَرَغَ مِنْ رَمْيِهِ صَلَّى الظُّهْرَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رمی کرتے تھے
جب سورج ڈھل جاتا اس اندازے سے کہ رمی کرکے جب فارغ ہوتے تو وہ وقت ہوتا جب ظہر کی نماز پڑھتے تھے **ف**
مطلب یہ ہے کہ رمی ایسے وقت پر کرتے کہ رمی سے فراغت اسوقت ہوتی جسوقت ظہر کا معمولی وقت ہوتا یعنے روز
جسوقت ظہر کی نماز پڑھا کرتے وہ وقت آجاتا **باب** الْخُطْبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ یوم النحر کے خطبہ کا بیان **عن**
سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَا أَيُّهَا
النَّاسُ أَلَا أَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالُوا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَ
أَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ
إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ وَلَا يَجْنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ أَلَا إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يُعْبَدَ فِي
بَلَدِكُمْ هٰذَا أَبَدًا وَلٰكِنْ سَيَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِي بَعْضِ مَا تَحْتَقِرُونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَيَرْضٰى بِهَا أَلَا وَكُلُّ
دَمٍ مِنْ دِمَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ مَا أَضَعُ مِنْهَا دَمُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي
بَنِي لَيْثٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ أَلَا وَإِنَّ كُلَّ رِبًا مِنْ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ لَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ

وَلَا تُظْلَمُوْنَ اَلَا یَا اُمَّتَاہُ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ عمرو بن احوص سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے حجۃ الوداع میں اے لوگو کون سا دن زیادہ حرمت کا ہے تین بار یہ فرمایا لوگوں نے کہا حج اکبر کا دن **ف** حج اکبر کہتے ہیں حج کو اور حج اصغر عمرہ کو اور حج اکبر کا دن یوم النحر ہے یا عرفہ یا ساری دن حج کے اور عوام میں جو مشہور ہے کہ حج اکبر اس حج کو کہتے ہیں جس میں عرفہ جمعہ کے دن ہو سو اسکی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے لیکن بعض محدثین اس مضمون کی آئے ہیں جس سے اس حج کی زیادہ فضیلت نکلتی ہے جس میں عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو **ت** آپ نے فرمایا تو تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں آپس میں حرام ہیں جیسے اسدن کی حرمت ہے اس مہینہ میں اس شہر میں تمہارے آگاہ رہو جو کوئی قصور کرے گا اسکا مواخذہ اسی سے ہوگا (نہ اسکے باپ یا بیٹے سے) اور باپ کے قصور کا مواخذہ بیٹے سے نہ ہوگا نہ بیٹے کے قصور کا باپ سے آگاہ رہو شیطان ناامید ہوگیا کہ اب پھر پوجا جاوے تمہارے اس شہر میں لیکن بعض کاموں میں جنکو تم حقیر جانتے ہو اسکی اطاعت کروگے وہ اسی سے خوش ہو جاویگا (مثلاً آپس میں لڑنے اور نااتفاقی اور خصومت میں) آگاہ رہو ہر ایک خون جاہلیت کے زمانے کا باطل کر دیا گیا (یعنے اب اسکا مطالبہ اور مواخذہ نہ ہوگا) اور پہلا خون جو میں جاہلیت کے زمانے کے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں وہ حارث بن عبد المطلب کا خون ہے جو دودھ پیا کرتا تھا بنی لیث کے لوگوں میں اسکو ہذیل کے لوگوں نے مار ڈالا اور بنی ہاشم ہذیل سے اس خون کا دعوی کرتے تھے) آگاہ رہو ہر ایک جاہلیت کے زمانہ کا سود لغو اور معاف ہے تم اپنا اصل مال لے لو نہ ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو آگاہ رہو اے میری امت میں نے اللہ کا حکم تم کو پہونچا دیا یا نہیں تین بار یہ فرمایا لوگوں نے عرض کیا ہاں پہونچا دیا آپ نے فرمایا یا اللہ تو گواہ رہ تو تین بار یہ فرمایا کہ میں نے تیرا حکم تیرے بندوں کو پہونچا دیا) **عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ** عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَيْفِ مِنْ مِنًى فَقَالَ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَاً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَبَلَّغَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنَّصِيْحَةُ لِوُلَاةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مِنْ وَرَائِهِمْ جبیر بن مطعم سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد خیف میں منا میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ تعالی تازہ کرے اس شخص کو جو میری بات سنے پھر اسکو پہونچا دیوے (دوسرے شخص کو) اسلیے کہ بعض ایسے لوگ ہیں جو فقہ کی بات سنتے ہیں لیکن وہ خود فقیہ نہیں ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ فقہ کی بات سنکر اسکو پہونچاتے ہیں جو انسے زیادہ فقیہ ہو تین باتیں ہیں جن میں مومن خیانت نہیں کرتا (یعنے تقصیر) ایک تو خالص اللہ کے لیے عمل کرنے میں (نہ ریا اور مکر کے لیے)

دوسرے مسلمان حاکموں کی خیرخواہی کرنے میں تیسرے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ لگے رہنے میں اسلیے کہ مسلمانوں کی
دعا انکو پیچھے سے گھیر لیتی ہے (یعنے شیطان کا مکر جماعت پر نہیں چلتا جو جماعت سے الگ ہوا شیطان اسکو لیگیا) عن
عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على ناقته المخضرمة بعرفات فقال
أتدرون أي يوم هذا وأي شهر هذا وأي بلد هذا قالوا هذا بلد حرام وشهر حرام ويوم
حرام قال ألا وإن أموالكم ودماءكم عليكم حرام كحرمة شهركم هذا في بلدكم هذا
في يومكم هذا ألا وإني فرطكم على الحوض وأكاثر بكم الأمم فلا تسودوا وجهي ألا وإني مستنقذ
أناسا ومستنقذ مني أناس فأقول يا رب أصيحابي فيقول إنك لا تدري ما أحدثوا بعدك عبد الله
بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسوقت آپ اپنی کنکٹی اونٹنی پر سوار تھے عرفات میں
آپ نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے کونسا مہینہ ہے کونسا شہر ہے لوگوں نے کہا یہ حرام شہر ہے حرام مہینا ہے
حرام دن ہے آپ نے فرمایا تمہارے مال اور خون بھی ایسے ہی حرام ہیں ایک دوسرے پر جیسے اس مہینہ کی حرمت ہے
تمہارے اس شہر میں اس دن میں آگاہ رہو میں تمہارا پیش خیمہ ہوں حوض کوثر پر اور میں تمہاری وجہ سے اور امتوں پر
اپنی امت کی کثرت بتلاؤں گا تو میرا منہ مت کالا کرنا (یعنے میرے بعد برے کام کرنا کہ قیامت کے دن اور امتوں
کے مقابل میں شرمندہ ہوں بلکہ ایسے عمدہ کام کرنا کہ مجھکو اور امتوں کے سامنے فخر حاصل ہو تم سے) آگاہ رہو بعضے
لوگوں کو میں چھڑاؤں گا (عذاب کے فرشتوں سے یا دوزخ سے شفاعت کرکے) اور بعض لوگ مجھ سے چھڑائے جاوینگے
(میرے پاس سے انکو فرشتے کھینچکر لیجاوینگے) میں کہونگا یہ تو میرے اصحاب ہیں لے مالک مالک فرماویگا تو نہیں
جانتا جو انہوں نے نئی گن کیے تیرے بعد (یعنے تیری وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے مسلمانوں کو مارا اسید ولد
کو شہید کیا یہ سب ظالم دوزخ میں ڈالدیے جاوینگے وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا جیسے انجیل شریف میں ہے
اور اصحاب سے مراد یہاں یہ ہے کہ میری امت کے لوگ ہیں) عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم
وقف يوم النحر بين الجمرات في الحجة التي حج فيها فقال النبي صلى الله عليه وسلم أي يوم هذا قالوا
يوم النحر قال فأي بلد هذا قالوا هذا البلد الحرام قال فأي شهر هذا قالوا شهر الحرام قال هذا
يوم الحج الأكبر ودماؤكم وأموالكم وأعراضكم عليكم حرام كحرمة هذا البلد في هذا اليوم
ثم قال هل بلغت قالوا نعم فطفق النبي صلى الله عليه وسلم يقول اللهم اشهد ثم ودع الناس
فقالوا هذه حجة الوداع ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر کو جمرات پاس کھڑے ہوئے

جس سال آپنے حج کیا یعنے حجۃ الوداع میں تو آپنے فرمایا یہ کون سا دن ہے لوگوں نے عرض کیا یہ یوم النحر ہے آپنے فرمایا یہ کونسا شہر ہے لوگوں نے عرض کیا یہ بلد حرام ہے آپنے فرمایا کونسا مہینہ ہے لوگوں نے عرض کیا حرام مہینہ ہے آپنے فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے اور تمہارے خون تمہارے مال تمہاری عزتیں بھی اسیطرح حرام ہیں تمپر جیسے اس شہر کی حرمت اس مہینے اسدن میں پھر آپنے فرمایا کیا مینے پہونچایا انہوں نے کہا ہاں تب آپنے فرمانا شروع کیا یا اللہ تو گواہ رہ پھر لوگوں کو رخصت کیا تب لوگوں نے کہا یہ وداع یعنے رخصت کا حج ہے **ف** اس حج کے تھوڑے دنوں کے بعد آپ کی وفات ہوئی اسواسطے اسکو حجۃ الوداع کہتے ہیں **باب** زِيَارَةِ الْبَيْتِ طواف الزیارت کا بیان **عن** عائشة وابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم اخر طواف الزيارة الى الليل حضرت عائشہ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف الزیارت میں دیر کی رات تک **عن** عبد الله بن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يرمل في السبع الذي افاض فيه قال عطاء ولا رمل فيه عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل نہیں کیا طواف الزیارت کے سات چکروں میں عطا نے کہا طواف الزیارت میں رمل نہیں ہے (بلکہ طواف القدوم میں ہے) **باب** الشرب من زمزم زمزم کا پانی پینا **عن** محمد بن عبد الرحمن بن ابي بكر قال كنت عند ابن عباس جالسا فجاءه رجل فقال من اين جئت قال من زمزم قال فشربت منها كما ينبغي قال وكيف قال اذا شربت منها فاستقبل القبلة واذكر اسم الله وتنفس ثلاثا وتضلع منها فاذا فرغت فاحمد الله عز وجل فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان اية ما بيننا وبين المنافقين انهم لا يتضلعون من زمزم محمد بن عبد الرحمان بن ابی بکر سے روایت ہے میں ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص آیا انہوں نے کہا تو کہاں سے آیا وہ بولا زمزم کے پاس سے ابن عباس نے کہا تو نے اس میں سے پیا جیسا چاہیے وہ بولا کیونکر ابن عباس نے کہا جب تو زمزم کا پانی پیے تو کعبہ کیطرف منہ کر اور اللہ کا نام لے اور تین بار دم لے اور سیر ہو کر پی پھر جب فارغ ہو تو اللہ تعالی کا شکر کر کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان نشان یہ ہے کہ وہ سیر ہو کر زمزم کا پانی نہیں پیتے **ف** زمزم کا پانی ذرا ململا کھاری ہے منافق اسکو سیر ہو کر نہیں پیتے مومنین اسکو متبرک سمجھ کر خوب سیر ہو کر پی لیتے ہیں اور شفا حاصل کرتے ہیں **عن** جابر بن عبد الله يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ماء زمزم لما شرب له جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے زمزم اس فائدے کے لیے ہے جسکے واسطے وہ پیا جاوے **ف** اگر شفا کے لیے پیے تو شفا حاصل ہو گی

اگر پیٹ بہرنیکے لیے تو پیٹ بہرجاویگا کہانیکی احتیاج نہ ہوگی اگر تشنگی رفع کرنیکے لیے تو تشنگی دفع ہوجاویگی بہرحال جس نیت
سے پیے وہی فائدہ خدا چاہے تو حاصل ہوگا خواہ دنیا کا فائدہ ہو یا آخرت کا اس حدیث کو حاکم نے بہی نکالا اور بیہقی نے
شعب الایمان مین اور صحیح کہا اور ابن حبان نے اور بہت سے دین کے اماموں نے زمزم کو مختلف اغراض سے پیا ہے
اور جو غرض تہی وہ حاصل ہوئی ہے عبد اللہ بن مبارک نے کہا مجہہ سے ابن ابی الموال نے حدیث بیان کی محمد بن منکدر
سے اونہوں نے جابر سے پہر ذکر کیا اسی حدیث کو عبد اللہ نے کہا مین اسکو قیامت کے دن تشنگی رفع کرنیکے لیے پیتا ہون اور
زمزم کا پانی تمام پانیون سے افضل ہے یہانتک کہ کوثر کے پانی سے بہی کیونکہ زمزم کے پانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا سینہ دہویا گیا اور جس شخص کا پیٹ زمزم سے بہرے وہ علم سے بہرجاویگا **بَابُ دُخُولِ الْكَعْبَةِ**
کعبے کے اندر جانیکا یعنے داخلی کا) بیان **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ
الْفَتْحِ الْكَعْبَةَ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمٰنُ بْنُ شَيْبَةَ فَاَغْلَقُوهَا عَلَيْهِمْ مِنْ دَاخِلٍ فَلَمَّا خَرَجُوا سَأَلْتُ بِلَالًا
اَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَنِي اَنَّهُ صَلَّى عَلٰى وَجْهِهٖ حِيْنَ دَخَلَ بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ
عَنْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ لُمْتُ نَفْسِي اَنْ لَا اَكُونَ سَأَلْتُهُ كَمْ صَلّٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسدن مکہ فتح ہوا کعبہ کے اندر گئے آپکے ساتہہ بلال تہے اور عثمان بن شیبہ پہر
انہوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا (تاکہ زیادہ لوگ نہ آجاوین اور ہجوم سے طبیعت پریشان ہو عبادت نہ ہوسکے
جب وہ باہر نکلے تو مینے بلال سے پوچہا آپنے کہان نماز پڑہی انہوں نے کہا آپنے اپنے موُنہ کے سامنے نماز پڑہی جب
دونو عمودون (ستونون) کے بیچ مین تشریف لے گئے داہنے طرف پہر مینے اپنے تئین ملامت کی کہ بلال سے یہ کیون
نہ پوچہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی رکعتین پڑہین (ابن عمر یہ پوچہنا اسوقت بہول گئے) **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِيْ وَهُوَ قَرِيْرُ الْعَيْنِ طَيِّبُ النَّفْسِ ثُمَّ رَجَعَ
اِلَيَّ وَهُوَ حَزِيْنٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ خَرَجْتَ مِنْ عِنْدِيْ وَاَنْتَ قَرِيْرُ الْعَيْنِ وَرَجَعْتَ وَاَنْتَ حَزِيْنٌ
فَقَالَ اِنِّيْ دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَوَدِدْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ فَعَلْتُ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ اَكُونَ اَتْعَبْتُ اُمَّتِيْ مِنْ
بَعْدِيْ حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس سے نکلے آپ خوش تہے اور بشاش تہے
جب لوٹکر میرے پاس آئے تو غمگین تہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ میرے پاس سے تشریف لیگئے تہے تو خوش
مزاج تہے اور لوٹکر آئے تو غمگین (اسکی وجہ کیا ہے) آپنے فرمایا مین کعبے کے اندر گیا اور جب جاچکا تو مینے
آرزو کی کاش مینے یہ کام نہ کیا ہوتا مین ڈرتا ہون کہ میری امت کو تکلیف ہو میرے بعد **ف** سبحان اللہ

آپ کا فرمانا کیسا ٹھیک ہوا حاجی لوگ جتنی تکلیف داخلی مین اٹھاتے مین اتنی شاید کسی بات مین نہ اٹھاتے ہون گے
سال مین مرتبہ عام داخلی ہوتی ہے اس مین تو کسیکو کعبہ کے اندر جانا ممکن ہی نہین ہوتا بغیر سخت تکلیف اٹھائے
ہوئے دھکے کھانا بدن چھلنا کپڑے پھٹنا ہاتھ یا پاؤن پر صدمہ آنا یہ امور ضرور ہوتے ہین اور داخلی خاص مین کعبہ
کے مجاور فی حاجی ایک ریال لیتے ہین مین اس داخلی خاص مین گیا ہون یہ بھی تکلیف سے خالی نہین ہوتی دروازہ
پر سے قوی ہیکل حبشی جسنے ریال دیا اسکو بازو پکڑ کر اوپر ٹھیل لیتے ہین بعض اوقات بازو اوکھڑ جانے کا اندیشہ ہوتا
ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نیچے اور حاجی اسکے پاؤن سے لٹک جاتے ہین اب وہ دو طرف کھینچا جاتا ہے غرض
اس کشاکشی کے بعد جب اندر گیا تو ہجوم اور گرمی کے مارے نہ نماز پڑھی جاتی ہے نہ جی لگتا ہے مشکل سے دو رکعتین
پڑھکر بھاگنے کو جی چاہتا ہے اب نکلنا اندر جانے سے بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے اکثر آدمی داخلی کے بعد بیمار ہوجاتے ہین
مین بھی جانیکو تو گیا لیکن اندر جاکر بہت پچھتایا کہ یہ ایک ریال اگر غریبون کو دیتے تو اس سے زیادہ ثواب ہوتا اب
رہا کعبہ کے اندر جانیکا ثواب تو وہ آسانی سے یون حاصل ہوسکتا ہے کہ حطیم کے اندر چلا جاوے وہان نماز پڑھے
حطیم کعبے کے اندر داخل ہے **باب البیتوتۃ بمکۃ لیالی منی** منا کی راتون مین مکہ مین رہنا **عن** ابن عمر
قال استاذن العباس بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبیت بمکۃ ایام منی من
اجل سقایتہ فاذن لہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عباس بن عبد المطلب (عم رسول اللہ) نے اجازت
مانگی ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منا کے دنون مین رات مکہ مین گذارنے کی کیونکہ زمزم کے پلانے کا کام ان کے
سپرد تھا آپنے انکو اجازت دی **ف** یہ اجازت خاص طور پر بنی عذر کیوجہ سے ورنہ ہر شخصکو منا کے دنون مین یہ ضرور
ہے کہ رات منا مین بسر کرے **عن** ابن عباس قال لم یرخص النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاحد یبیت بمکۃ
الا للعباس من اجل السقایۃ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو اجازت نہ دی
کہ منا کے دنون مین مکہ مین رات گذارے مگر عباس کو اسلیے کہ پانی پلانے کا کام انکے سپرد تھا یعنے حجاج کو زمزم
کا پانی دینا **باب نزول المحصب** محصب مین اترنیکا بیان **ف** محصب اور ابطح ایک مقام کا نام ہے
درمیان منا اور مکہ کے اسکا قصہ اوپر گذر چکا ہے **عن** عائشۃ قالت ان نزول الابطح لیس بسنۃ انما نزلہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکون اسمح لخروجہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ ابطح مین اترنا منا سے لوٹتے وقت سنت نہین ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہان اسلیے اترے
تھے کہ آپکو آسانی ہو مدینہ کی طرف روانہ ہونے مین **ف** اختلاف ہے علما کا کہ محصب مین اترنا سنت ہے یا نہین

اکثر کا یہ قول ہے کہ یہ سنت نہین ہے بلکہ اتفاقاً ابو رافع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ آپ کے بغیر حکم وہان لگا دیا تھا اسوجہ سے آپ وہان ٹھیرے لیکن بعض لوگون نے کہا کہ وہ بھی سنت ہے حج مین اور ابن عمر کا یہی قول ہے اور ابن عباس نے کہا کہ محصب مین اترنا کوئی چیز نہین امام محمد نے موطا مین کہا کہ محصب مین اترنا اچھا ہے لیکن اگر کوئی نہ اترے تو اسپر کچھ گناہ نہین اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ اَدْلَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ النَّفْرِ مِنَ الْبَطْحَاءِ اِدْلَاجًا عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوچ کی رات کو بطحا کیطرف سے رات کو روانہ ہوئے (مدینہ کیطرف) **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَنْزِلُوْنَ بِالْاَبْطَحِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان سب ابطح مین اترا کرتے تھے **بَابُ** طَوَافِ الْوَدَاعِ رخصت کا طواف **ف** یہ واجب ہے جمہور علما کے نزدیک مکہ سے نکلتے وقت اور مالک اور ابو داؤد اور ابن منذر نے کہا وہ سنت ہے اور اگر کوئی ترک کرے تو کچھ گناہ نہین سبل السلام مین ہے کہ اس طواف مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رمل نہین کیا اور رات کو سحر کے قریب یہ طواف کیا اور فجر کی نماز حرم مین پڑھی اس مین سورہ طور پڑھی پھر منادی کرائی کوچ کی اور مدینہ کو روانہ ہوئے ذوالحلیفہ مین رات کو رہے جب مدینہ کو دیکھا تین بار اللہ اکبر کہا اور فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ پھر دن کو مدینہ مین داخل ہوئے (روضہ) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ كُلَّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفِرَنَّ اَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے لوگ ہر طرف کو چلے جاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی کوچ نہ کرے یہانتک کہ آخری کام اسکا (مکہ مین) طواف ہو بیت اللہ کا **ف** امام محمد نے کہا اسکو طواف الصدر اور طواف الوداع کہتے ہین اور یہ واجب ہے آفاقی پر اور مستحب ہے کہ مکہ سے نکلتے وقت کرے اگر پہلے سے کرلے تو بھی جائز ہے اور اگر عورت حائضہ ہو یا نفساء ہو تو یہ طواف اسکے ذمہ سے ساقط ہوجاوے گا یعنے اس طواف کیلیے اسکو ٹھیرے رہنا ضرور نہین چلی جاوے یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَنْفِرَ الرَّجُلُ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اس سے کہ آدمی کوچ کرے اور اخیر اسکا کام بیت اللہ کے پاس ہو (یعنے طواف الوداع نہ کرے) **ف** جب حاجی لوگ یہ طواف کرتے ہین تو گویا کعبہ سے رخصت ہوتے ہین اکثر لوگون پر اسوقت رقت طاری ہوتی ہے

بعض زار زار روتے ہین جیسے اپنے عزیز بچے یا ماں باپ سے جدا ہوتے ہیں جب طواف کر چکے تو دوگانہ مقام ابراہیم پاس ادا
کر کے ملتزم سے لپٹ کر دعا کرے اور حجر اسود کا اخیر بوسہ دیکر الٹے پاؤں پھرے حسرت سے کعبہ کو دیکھتا ہوا اسکی جدائی پر
روتا ہوا اور دل مین نیت کرے کہ خدا تعالی پھر اسکو یہاں لاوے **باب** الحائض تنفر قبل ان تودع رخصت
کے طواف کرنے سے پہلے حائضہ جا سکتی ہے **عن** عائشۃ قالت حاضت صفیۃ بنت حیی بعد ما افاضت
قالت عائشۃ فذکرت ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال احابستنا ہی فقلت انها قد افاضت
ثم حاضت بعد ذلک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلتنفر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت
ہے حضرت صفیہ بنت حیی کو حیض آیا طواف الافاضہ کے بعد جو فرض ہے مین نے اسکا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا کیا ہمکو اسنے روک رکھا ہے مینے عرض کیا وہ طواف افاضہ کر چکی ہین اسکے بعد انکو
حیض آیا آپ نے فرمایا تو پھر روانہ ہو **عن** عائشۃ قالت ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفیۃ فقلنا
قد حاضت فقال عقری حلقی ما اراہا الا حابستنا فقلت یا رسول اللہ انها قد طافت یوم النحر
قال فلا اذن مروها فلتنفر جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے حضرت صفیہ کو پوچھا ہمنے عرض کیا انکو حیض آیا آپ نے فرمایا بانجھ سر منڈی یہ ترجمہ ہے محاورے کا عقری حلقی
کا خفگی کے وقت عورت کو اس لقب سے یاد کرتے ہین اصل عقرے کے معنے یہ ہین کہ زخمی یا حلق مین چوٹ یا اپنی قوم کو
تباہ کرنیوالی زخمی کرنے والی یا بانجھ جسکی اولاد نہ ہو اوسی نے ہمکو روک رکھا ہے مین سمجھتا ہون ہم نے عرض
کیا یا رسول اللہ وہ طواف الزیارت کر چکی ہین یوم النحر کو آپ نے فرمایا تو پھر ہمکو رکنے کی ضرورت نہین حکم کرو اسکو
روانہ ہونے کے لیے **ف** ابن منذر نے کہا عامہ فقہا کا قول اسی حدیث کے موافق ہے کہ جب حائضہ طواف افاضہ
کر چکی ہو تو طواف وداع اسپر لازم نہین ہے اور ہمنے حضرت عمر اور ابن عمر اور زید بن ثابت سے یہ روایت کیا ہے کہ
انہون نے حکم کیا ہے حائضہ کو ٹھیرنے کا طواف وداع کے لیے گویا انہون نے اسکو بھی سمجھا طواف الافاضہ
کیطرح رکن **باب** حجۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کا حال
مفصل طور سے یہ حدیث جو ابن ماجہ نے اس باب مین بیان کی طویل حدیث ہے اتنی لمبی حدیث اس کتاب مین
کوئی نہین ہے اسکو جابر کی طویل حدیث کہتے ہین **عن** جعفر بن محمد عن ابیہ قال دخلنا علی جابر
ابن عبد اللہ فلما انتہینا الیہ سال عن القوم حتی انتہی الی فقلت انا محمد بن علی بن الحسین
فاہوی بیدہ الی راسی فحل زری الاعلی ثم حل زری الاسفل ثم وضع کفہ بین ثدیی وانا یومئذ

غلام شاب فقال مرحبا بك سل عما شئت فسألته وهو اعمى فجاء وقت الصلوة فقام في نساجة ملتحفا
بها كلما وضعها على منكبيه رجع طرفاها اليه من صغرها ورداءه الى جانبه على المشجب فصلى بنا فقلت
اخبرنا عن حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال بيده فعقد تسعا وقال ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم مكث تسع سنين لم يحج فأذن في الناس في العاشرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حاج
فقدم المدينة بشر كثير كلهم يلتمس ان يأتم برسول الله صلى الله عليه وسلم ويعمل بمثل عمله فخرج
وخرجنا معه فأتينا ذا الحليفة فولدت اسماء بنت عميس محمد بن ابي بكر فارسلت الى رسول الله
صلى الله عليه وسلم كيف اصنع قال اغتسلي واستثفري بثوب واحرمي فصلى رسول الله صلى الله عليه
وسلم في المسجد ثم ركب القصواء حتى اذا استوت به ناقته على البيداء قال جابر نظرت الى
مد بصري من بين يديه بين راكب وماش وعن يمينه مثل ذلك وعن يساره مثل ذلك ومن
خلفه مثل ذلك ورسول الله صلى الله عليه وسلم بين اظهرنا وعليه ينزل القرآن وهو يعرف تأويله
ما عمل به من شيء عملنا به فأهل بالتوحيد لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان
الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك واهل الناس بهذا الذي يهلون به فلم يرد رسول
الله صلى الله عليه وسلم عليهم شيئا منه ولزم رسول الله صلى الله عليه وسلم تلبيته قال جابر
لسنا ننوي الا الحج لسنا نعرف العمرة حتى اذا اتينا البيت معه استلم الركن فرمل ثلثا ومشى اربعا
ثم قام الى مقام ابرهيم فقال واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى فجعل المقام بينه وبين البيت فكان ابي يقول ولا اعلمه
الا ذكره عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يقرأ في الركعتين قل يا ايها الكفرون وقل هو
الله احد ثم رجع الى البيت فاستلم الركن ثم خرج من الباب الى الصفا حتى اذا دنى من الصفا قرأ
ان الصفا والمروة من شعائر الله نبدأ بما بدأ الله به فبدأ بالصفا فرقي عليه حتى رأى البيت فكبر
الله وهلله وحمده وقال لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت
وهو على كل شيء قدير لا اله الا الله وحده لا شريك له انجز وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب
وحده ثم دعا بين ذلك وقال مثل هذا ثلاث مرات ثم نزل الى المروة يمشي حتى اذا انصبت قدماه
رمل في بطن الوادي حتى اذا صعدتا يعني قدماه مشى حتى اتى المروة ففعل على المروة كما فعل
على الصفا فلما كان آخر طوافه على المروة قال لو اني استقبلت من امري ما استدبرت لم اسق الهدي

وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا
إِلَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَلِعَامِنَا هَذَا أَوْ لِأَبَدِ أَبَدٍ قَالَ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ فِي الْأُخْرَى وَقَالَ
دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ هَكَذَا مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ قَالَ وَقَدِمَ عَلِيٌّ بِبُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَوَجَدَ فَاطِمَةَ مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ فَقَالَتْ أَمَرَنِي أَبِي بِهَذَا
فَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ بِالْعِرَاقِ فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَرِّشًا عَلَى فَاطِمَةَ فِي الَّذِي
صَنَعَتْهُ مُسْتَفْتِيًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي ذَكَرَتْ عَنْهُ وَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَ
صَدَقَتْ صَدَقَتْ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُكَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلُّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي جَاءَ بِهِ عَلِيٌّ
مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً ثُمَّ حَلَّ
النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَ
تَوَجَّهُوا إِلَى مِنًى أَهَلُّوا بِالْحَجِّ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِمِنًى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَ
الْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعَرٍ فَضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ أَوِ الْمُزْدَلِفَةِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ
فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ
بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَرَكِبَ حَتَّى أَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ
دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا وَ
إِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ تَحْتَ قَدَمِي هَذِهِ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُهُ
دَمُ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا
أَضَعُهُ رِبَانَا رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ
اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَإِنَّ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ
ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَمْ

تضلوا ان اعتصمتم به كتاب الله وانتم مسئولون عني فما انتم قائلون قالوا نشهد انك قد بلغت
وأديت ونصحت فقال بإصبعه السبابة إلى السماء وينكبها إلى الناس اللهم اشهد اللهم اشهد ثلاث مرات
ثم اذن بلال ثم اقام فصلى الظهر ثم اقام فصلى العصر ولم يصل بينهما شيئا ثم ركب رسول الله
صلى الله عليه وسلم حتى اتى الموقف فجعل بطن ناقته الى الصخرات وجعل حبل المشاة بين يديه و
استقبل القبلة فلم يزل واقفا حتى غربت الشمس وذهبت الصفرة قليلا حين غاب القرص واردف
اسامة بن زيد خلفه فدفع رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد شنق للقصواء الزمام حتى ان
راسها ليصيب مورك رحله ويقول بيده اليمنى ايها الناس السكينة السكينة كلما اتى جبلا
من الجبال ارخى لها قليلا حتى تصعد ثم اتى المزدلفة فصلى بها المغرب والعشاء باذان واحد و
اقامتين ولم يصل بينهما شيئا ثم اضطجع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى طلع الفجر فصلى
الفجر حين تبين له الصبح باذان واقامة ثم ركب القصواء حتى اتى المشعر الحرام فرقي عليه
فحمد الله وكبره وهلله فلم يزل واقفا حتى اسفر جدا ثم دفع قبل ان تطلع الشمس واردف
الفضل بن عباس وكان رجلا حسن الشعر ابيض وسيما فلما دفع رسول الله صلى الله عليه وسلم
مر الظعن يجرين فطفق الفضل ينظر اليهن فوضع رسول الله صلى الله عليه وسلم يده من الشق
الاخر فصرف الفضل وجهه من الشق الاخر ينظر حتى اتى محسرا حرك قليلا ثم سلك الطريق
الوسطى التي تخرجك الى الجمرة الكبرى حتى اتى الجمرة التي عند الشجرة فرمى بسبع حصيات
يكبر مع كل حصاة منها مثل حصى الخذف ورمى من بطن الوادي ثم انصرف الى المنحر فنحر
ثلاثا وستين بدنة بيده واعطى عليا فنحر ما غبر واشركه في هديه ثم امر من كل بدنة ببضعة
فجعلت في قدر فطبخت فاكلا من لحمها وشربا من مرقها ثم افاض رسول الله صلى الله عليه
وسلم الى البيت فصلى بمكة الظهر فاتى بني عبد المطلب وهم يسقون على زمزم فقال انزعوا
بني عبد المطلب لولا ان يغلبكم الناس على سقايتكم لنزعت معكم فناولوه دلوا فشرب منه

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہم جابر بن عبداللہ انصاری پاس گئے
جب ہم اُن کے پاس پہونچے تو انہوں نے پوچھا کون لوگ ہیں میں نے کہا میں محمد ہوں بیٹا علی کا بیٹا جناب امام حسین
علیہ السلام کا انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا میرے سر کی طرف شفقت کی راہ سے اور میری قمیص کے اوپر کی گھنڈی

کھولی پھر نیچے کی کھولی پھر اپنا ہاتھہ میری دونو چھاتیون کے بیچ مین رکھا ان دنون مین جوان لڑکا تھا اور کہا مرحبا تم جو چاہو
وہ پوچھو مین نے ان سے پوچھا وہ اندھے تھے (بوجہ بڑھاپے کی بصارت جاتی رہی تھی) اتنے مین نماز کا وقت آگیا وہ ایک
بُنی ہوئی چادر جسکو لپیٹے ہوئے تھے اوڑہ کر کھڑے ہوئے جب اسکو اپنے دونو مونڈھون پر ڈالتے تو اسکے دونون کنارے
اسکی طرف آجاتے اسوجہ سے کہ وہ چادر چھوٹی تھی اور انکا دوسرا چادر (اَڑنا) مچان پر رکھا ہوا تھا خیر انہون نے نماز
پڑھائی (باوجودیکہ اور کپڑے جابر کے پاس موجود تھے لیکن انہون نے ایک چھوٹے کپڑے مین نماز پڑھی اس سے یہ مسئلہ
بتایا کہ ایک کپڑے مین نماز درست ہے) پھر مین نے انسے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کا حال بیان
کرو انہون نے اپنی ہاتھہ سے اشارہ کیا ۹ کا عدد ظاہر کرکے (نو کا عدد عقد انامل مین مشہور ہے کہ خنصر اور بنصر اور وسطی
کا سرا ہتیلی سے لگا لیوی) اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو برس تک (مدینہ منورہ مین) ٹھیرے رہے آپنے
حج نہین کیا پھر دسوین سال (ہجرت کے) لوگون کو خبر دی کہ اس سال آپ حج کو تشریف لیجاوینگے یہ سنکر مدینہ منورہ
مین بہت لوگ (اطراف) سے آئے (آپکے ساتھہ حج مین شریک ہونے کو) سب کی غرض یہ تھی کہ آپکی پیروی کرین اور
جو کام آپ کرین وہی کرین خیر آپ نکلے ہم بھی آپکے ساتھہ نکلے ذوالحلیفہ مین پہونچے وہان اسماء بنت عمیس (ابوبکر
صدیق کی بی بی) محمد بن ابی بکر کو جنین انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا بھیجا مین کیا کرون آپ
نے فرمایا غسل کرلے اور ایک لنگوٹ باندہ لے کپڑے کا اور احرام باندہ لے خیر آپنے نماز پڑھی (ذوالحلیفہ کی مسجد مین)
پھر قصوا (اونٹنی کا نام ہے وہ کنکٹی تھی اسکو عضبا بھی اسیلئے کہتے تھے) پر سوار ہوئے جب وہ آپکو لیکر سیدھی ہوئی
میدان پر جابر نے کہا جہانتک میری نگاہ جاتی تھی مینے دیکھا سوار اور پیدل آپکے سامنے تھے آپکے داہنی طرف
بھی ایسے ہی تھے بائین طرف بھی ایسے ہی پیچھے بھی ایسے ہی یعنے آپکے چارونطرف سوار اور پیدل گھیرے ہوئے
تھے جہانتک نگاہ جاتی وہی لوگ نظر آتے مطلب یہ ہے کہ بہت آدمی ہمراہ رکاب تھے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہماری بیچ مین تھے (جیسے چاند تارون مین یا سورج چراغون مین) آپ پر قرآن اترتا تھا آپ اسکے معنے کو سمجھتے
تھے (یعنے تاویل کو اصلی معنے مراد مطلب کو) آپ جو کچھ کام کرتے تھے ہم بھی وہی کرتے تھے (یعنے ہم آپکے مقلد
تھے اور آپ حکم الٰہی کے تابع تھے) آخر آپنے توحید کو پکارا لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد
والنعمة لک والملک لاشریک لک لوگون نے بھی یہی پکارا اور آنحضرت صلعم نے ان کلمون پر زیادہ نہین کیا آپ یہی
پکارتے رہے جابر نے کہا ہماری نیت اسوقت حج ہی کی تھی ہم عمرے کو پہچانتے بھی نہ تھے (یعنے عمرے کا بالکل خیال نہ
تھا) جب ہم آپکے ساتھہ خانہ کعبہ کے پاس آئے تو آپنے حجر اسود کو بوسہ دیا اور تین پھیرون مین رمل کیا اور چار پھیرون

میں معمولی چال سے چلے پھر (طواف پورا کر کے) مقام ابراہیم میں گئے اور فرمایا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی تو آپ نے اپنے
اور خانہ کعبہ کے بیچ میں مقام ابراہیم کو کیا (امام جعفر صادق نے کہا میرے باپ کہتے تھے اور میں جانتا ہوں کہ وہ اسکو آنحضرت
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے روایت کرتے تھے کہ آپ دونو رکعتوں میں (طواف کے) قل یا ایہا الکافرون اور قل
ہو اللہ احد پڑھتے تھے (غرض ادا کی دوگانہ طواف کے بعد) آپ لوٹے خانہ کعبہ کیطرف اور حجر اسود کو پھر بوسہ دیا پھر باب الصفا
سے صفا پہاڑ کیطرف نکلے جب صفا سے نزدیک پہنچے تو یہ آیت پڑھی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ہم شروع کرتے ہیں
(سعی کو) اس پہاڑ سے جس سے شروع کیا اللہ تعالی نے (یعنے جس پہاڑ کا پہلے نام لیا) تو آپ نے شروع کیا صفا سے آپ پر
چڑھے یہانتک کہ کعبہ دکھائی دینے لگا اسوقت اللہ اکبر کہا اور لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ اور فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا
شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وہزم
الاحزاب وحدہ پھر دعا کی اسکے بیچ میں اور یہی کلمہ کہا تین بار پھر (صفا سے) اترے مروہ کیطرف جانے لگے جب آپ
کے پاؤں وادی کے نشیب میں اترنے لگے تو آپ نے رمل کیا نشیب میں (یعنے دوڑ کر مونڈھے ہلا کر) چلے جب وہاں
سے اوپر چڑھے تو پھر معمولی چال سے چلنے لگے یہانتک کہ مروہ پر پہونچے مروہ پر بھی وہی کیا جو صفا پر کیا تھا جب
آپ کا اخیر پھیرا (یعنے ساتواں) مروہ پر ختم ہوا تو آپ نے فرمایا اگر مجھ کو پہلے سے معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں
ہدی اپنے ساتھ نہ لاتا اور حج کو عمرہ کر دیتا تو تم میں سے جس شخص کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے اور اسکو
(یعنے اس طواف اور سعی کو) عمرہ کر دیوے (حج کو فسخ کر ڈالے) یہ سنکر سب لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور بال کترائے
مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ان لوگوں نے جنکے ساتھ ہدی تھی پھر سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑا ہوا
اور بولا یا رسول اللہ کیا یہ حکم ہمارے اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ سنکر آپ نے انگلیاں ایک
ہاتھ کی دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں (یعنے تشبیک کی) اور فرمایا عمرہ اسطرح سے حج میں داخل ہو گیا
دو بار یہی فرمایا اور فرمایا نہیں یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے (یعنے حج کو فسخ کر کے عمرہ کر ڈالنا اور احرام کھول ڈالنا
اگرچہ میقات سے حج کی نیت کی ہو) اور حضرت امیر المومنین علی مرتضے آپ کے قربانی کے اونٹ لیکر آئے (یمن سے)
انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیدۃ النسا جناب فاطمہ زہرا نے احرام کھول ڈالا ہے (موجب ارشاد نبوی کے) اور
رنگین کپڑے پہنے ہیں اور سرمہ لگایا ہے جناب امیر نے ان باتوں کو دیکھ کر جناب فاطمہ پر انکار کیا انہوں نے فرمایا
میرے باپ (جناب رسالت مآب) نے مجھ کو ایسا ہی حکم کیا تو جناب امیر عراق میں (اپنے ایام خلافت میں) فرماتے
تھے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گیا غصہ ہوتا میں حضرت فاطمہ پر ان کاموں کی وجہ سے (کہ حج کے دنوں

مین احرام کھول ڈالنا زیب و زینت کرنا) اور مین نے آپ سے پوچھا ان کامون کو جو حضرت فاطمہؓ نے کیے تھے اور برا کہا اُن کو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہؓ سچ کہتی ہے سچ کہتی ہے اور تم نے جب حج کی نیت کی تھی تو کیا کہا تھا مینے عرض کیا مینے یون کہا یا اللہ مین نے وہی نیت کی جو آنحضرت صلعم نے کی آپ نے فرمایا میرے ساتھ تو ہدی ہے تو اب تم احرام نہ کھولنا جابرؓ نے کہا تو قربانی کے اونٹ جو جناب امیرؓ یمن سے لائے تھے اور جو جناب رسالت مآبؐ مدینہ سے اپنے ساتھ لائے تھے سب ملا کر سو اونٹ تھے خیر غرض سب لوگون نے احرام کھول ڈالا اور بال کترائے سوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اُن لوگون کے جنکے ساتھ ہدی تھی (جیسے جناب امیرؓ وغیرہ) جب یوم الترویہ ہوا یعنے ۸ تاریخ ذیحجہ کی (اسکو ترویہ کا دن کہتے ہین اسوجہ سے کہ اس روز عرب لوگ اپنے اونٹون کو پانی پلا کر سیراب کر لیتے ہین ترویہ کے معنے سیراب کرنا یا اسوجہ سے کہ اس روز حضرت ابراہیمؑ سوچ مین تھے کہ خواب کے موافق حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرین یا نہین) تو سب لوگ منا کی طرف متوجہ ہوئے اور سب نے حج کا احرام باندھا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سوار ہوئے اور منا مین جا کر ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء (آٹھوین تاریخ کی) اور فجر (نوین تاریخ کی) پڑھی پھر فجر کی نماز کے بعد تھوڑا ٹھہرے یہانتک کہ سورج نکل آیا اور آپ نے حکم دیا کہ بالون کا خیمہ نمرہ مین لگایا جاوے (نمرہ ایک مقام ہے عرفات مین وہ حرم کی حد ہے) پھر آپ چلے اور قریش کو اس مین شک نہ تھا کہ آپ مشعر حرام (وہ ایک پہاڑ ہے مزدلفہ مین اسکو قزح کہتے ہین) اور مزدلفہ مین ٹھہرینگے جیسے قریش کے لوگ جاہلیت کے زمانہ مین کیا کرتے تھے (کہ مزدلفہ مین جا کر ٹھہر جاتے اور کہتے ہم حرم کے لوگ ہین حرم کے باہر نہین جاتے باقی سب لوگ عرفات مین وقوف کرتے جو حرم سے باہر ہے) لیکن آپ مزدلفہ سے پار ہو گئے یہانتک کہ عرفات مین آئے دیکھا تو خیمہ نمرہ مین لگا ہوا ہے آپ وہین اتر پڑے جب سورج ڈھل گیا تو حکم دیا قصوا پر زین لگایا گیا آپ اسپر سوار ہوئے اور وادی کے نشیب مین آئے وہان لوگون کو خطبہ سنایا اور فرمایا تمہارے خون اور مال حرام ہین جیسے یہ دن حرام ہے اس مہینے اور اس شہر مین آگاہ رہو جاہلیت کی ہر ایک بات لغو ہو گئی میرے ان پاؤن کے تلے اور جاہلیت کے زمانہ مین جو خون ہوئے تھے وہ بھی لغو ہو گئے (اب انکا مواخذہ کسی سے نہ ہوگا) اور پہلا خون جسکو مین معاف کرتا ہون ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا خون ہے جو دودھ پیتا تھا بنی سعد مین اسکو ہذیل نے مار ڈالا تھا اور پہلا سود جسکو مین معاف کرتا ہون عباس بن عبد المطلب کا سود ہے (جو لوگون کے ذمہ آتا ہو) وہ بالکل معاف کر دیا گیا اور ڈرو تم اللہ سے عورتون کے باب مین تمنے انکو اپنے قبضہ مین لیا اللہ کے امان اور عہد سے (فانکحوا ما طاب لکم) اور تمنے انکی شرمگاہون کو حلال کیا اللہ کے کلام سے اب تمہارا حق انپر یہ ہے کہ وہ تمہارے بچھونے کو روندنے نہ دین اس شخص کو جسکو تم

برا جانتے ہو (یعنے بغیر تمہاری اجازت کے کسیکو اپنے گہر مین آنے ندین اور اس سے اختلاط اور خلوت نہ کرین) اگر وہ
ایسا کرین تو انکو مارو لیکن ایسی سخت مار نہ مارو کہ ہڈی پسلی ٹوٹ جاوے) اور انکا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ انکو
روٹی کپڑا دو دستور کے موافق اور مین تم مین وہ چیز چھوڑے جاتا ہون اگر تم اسکو تہامے رہوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے
اللہ کی کتاب اور تم پوچھے جاوٴگے (قیامت کے دن) میرے بعد میرے حال سے تو تم کیا کہوگے انہون نے کہا ہم کہین
گے گواہی دینگے کہ آپ نے اللہ کا حکم پہونچا دیا ادا کر دیا اور دل سے ہم کو نصیحت کی یہ سنکر آپ نے اپنے کلمہ کی انگلی
سے اشارہ کیا آسمان کیطرف اور اسکو جہکاتے تہے لوگون کیطرف فرماتے تہے یا اللہ تو گواہ رہو یا اللہ تو گواہ رہو تین
بار یہ فرمایا (اس سے صاف نکلتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی جہت فوق مین ہے ورنہ آسمان کی طرف اشارہ کرنے کی
ضرورت نہتی) پہر بلال نے اذان دی پہر تکبیر کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑہی پہر تکبیر کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑہی اور
ان دونو نمازون کے بیچ مین اور کچہ نہین پڑہا (یعنے سنت وغیرہ) پہر آپ سوار ہوکے (اونٹ پر) یہانتک کہ اس
مقام پر آئے جہان عرفات مین وقوف کرتے ہین اور اپنی اونٹنی کا پیٹ صخرات کی طرف کیا اور حبل مشاۃ کو اپنے
سامنے کیا (حبل مشاۃ لوگون کے چلنے کا رستہ جو ریت مین بن جاتا ہے حبل کہتے ہین رسی کو یہ رستہ بہی رسی کی
طرح لنبا ہوتا ہے) اور قبلہ کیطرف مونہ کیا اور برابر وہین ٹہیرے رہے یہانتک کہ سورج ڈوب گیا اور تہوڑی زردی
بہی جاتی رہی جب آفتاب ڈوب گیا اور اسامہ کو اپنے ساتہ بٹہلایا پیچہے اپنے پہر آپ عرفات سے لوٹے اور قصوا
کی نکیل زور سے کہینچی یہانتک کہ اسکا سر زین کے پچہلی لکڑی کے پاس تہا اور آپ اشارہ کرتے تہے لوگون کو سیدہے
ہاتھ سے لوگو اطمینان سے آہستگی سے چلو جب کسی ریت کے ٹیلے پر آتے تو ذرا اسکی نکیل ڈہیلی کر دیتے تاکہ وہ اوپر چڑہ جاتی
پہر اسیطرح زور سے کہینچ لیتے اس سے یہ غرض تہی کہ قصوا بہت بہاگے نہین ورنہ لوگون کو تکلیف ہوگی پہر آپ مزدلفہ
مین تشریف لائے وہان مغرب اور عشا کی نمازین پڑہین ایک اذان سے اور دو اقامت سے اور انکے بیچ مین کوئی نماز
نہین پڑہی پہر آپ لیٹ رہے یہانتک کہ فجر طلوع ہوئی اسوقت فجر کی نماز پڑہی جب صبح آپکو کہل گئی ایک اذان
اور ایک اقامت سے پہر قصوا پر سوار ہوئے اور مشعر حرام پر آئے (جو مزدلفہ مین ایک پہاڑ ہے اب اکثر حاجی وہان نہین
جاتے یہ انکی بڑی غلطی ہے) اسپر چڑہے اور الحمد للہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہا اور وہین ٹہیرے رہے یہانتک کہ خوب روشنی
ہوگئی اسوقت لوٹے سورج نکلنے سے پہلے اور فضل بن عباس کو اپنے ساتہ سوار کیا وہ بڑے خوبصورت بال والے سفید
رنگ حسین آدمی تہے جب آپ لوٹے تو عورتین جو اونٹون پر سوار تہین وہ گذرنے لگین فضل نے ان عورتون کیطرف
دیکہنا شروع کیا (نوجوانی کی وجہ سے) آپ نے اپنا ہاتہ دوسری طرف سے آڑ کر لیا اور فضل اپنا مونہ پہیر کر دوسری طرف سے

عورتوں کو دیکھتے رہے یہانتک کہ آپ وادی محسر مین آئے وہان ذرا اونٹنی کو تیز کیا پھر بیچ کے رستے پر چلے جو جمرہ عقبہ پر تجہ کو نکالتا ہے یہانتک کہ اس جمرے کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے یعنے جمرہ عقبہ پر ا اور سات کنکریاں ماریں ہر کنکری پر تکبیر کہی اور کنکری حصی خذف کے برابر تہی (حصی خذف کا بیان اوپر گذرا) اور آپنے وادی کے نشیب مین سے کنکریاں ماریں پھر آپ نحر کے مقام پر گئے اور ۶۳ اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے نحر کیا (سبحان اللہ قوت اور طاقت آپکی بردست و بازوی تو ہزار آفرین) باقی اونٹ حضرت علی کو دیے انہوں نے انکو نحر کر دیا اور انکو اپنی ہدی مین شریک کر لیا پہر آپنے حکم دیا ہر ایک اونٹ مین سے گوشت کا ایک پارچہ لانے کے لیے وہ لائے گئے اور ایک ہانڈی مین پکائے گئے پہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی دونوں نے وہ گوشت کہایا اور اسکا شوربا پیا پہر آپ وہان سے لوٹے خانہ کعبہ پاس آئے اور مکہ مین ظہر کی نماز پڑہی اور عبد المطلب کی اولاد کے پاس آئے دیکہا تو وہ لوگون کو پانی پلا رہے ہین زمزم کا آپنے فرمایا اے عبد المطلب کے بیٹو پانی نکالو اور پلاؤ اگر لوگ تم کو اس کام سے ہٹا ندین یہ ڈر نہ ہوتا تو مین بہی تمہارے ساتہہ پانی نکالتا (کیونکہ مین بہی عبد المطلب کی اولاد مین سے ہون آپ کا مطلب تہا کہ اگر مین اپنے ہاتہہ سے پانی نکالون تو لوگ اسکو بہی ایک حج کا رکن سمجہ کر ہجوم کرینگے اور ہر ایک اپنے ہاتہہ سے پانی نکالے گا اور تم اس خدمت سے علاحدہ ہو جاؤگے کیونکہ تمام لوگون سے تم لڑ نہین سکتے وہ ضرور تم پر غالب ہوجاوینگے) پہر انہوں نے آپ کو بہی ایک ڈول دیا آپنے اوس میں سے پیا **ف** اس روایت مین یہ نہین ہے کہ پہر آپنے طواف الافاضہ کیا لیکن اسکا تکملہ یون ہے کہ پہر آپ نے طواف الافاضہ کیا بعد اسکے منا کو لوٹ گئے اور ۱۱-۱۲ کو وہان ٹہیر کر شب کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے حج تمام ہوا اللہ کے فضل سے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى اَنْوَاعٍ ثَلٰثَةٍ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ مَّعًا وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ مُّفْرَدٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مُّفْرَدَةٍ فَمَنْ كَانَ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ مَعًا لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ مِّمَّا حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ مَنَاسِكَ الْحَجِّ وَمَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ مِّمَّا حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ مَنَاسِكَ الْحَجِّ وَمَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مُّفْرَدَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَلَّ مَا حَرُمَ عَنْهُ حَتّٰى يَسْتَقْبِلَ حَجًّا حضرت عائشہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ نکلے حج کے لیے تین قسموں پر بعض لوگون نے تو حج اور عمرہ دونوں کا احرام پکارا بعضون نے حج مفرد کا بعضون نے صرف عمرے کا پہر جسنے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندہا تہا (یعنے قران کیا تہا) اسنے تو احرام نہین کہولا یہانتک کہ حج کے ارکان پورے ادا کیے اور جسنے حج مفرد کا احرام باندہا تہا اسکا بہی

حال ہوا اور جس نے صرف عمرے کا احرام باندہا تہا اس نے طواف کیا بیت اللہ کا اور سعی کی صفا اور مروہ مین پہر حلال
ہوگیا یہانتک کہ عمرے سے حج کا احرام باندہی **ف** اس حدیث کا اسناد عمدہ نہین ہے اور ممکن ہے کہ حضرت عائشہ کو
اسکی اطلاع نہوئی ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تہا کہ جس نے حج کا احرام باندہا وہ اسکو عمرہ کر دیوے
اور احرام کہولڈالے **عن** سُفیان قَالَ حَجَّ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ حِجَجٍ حِجَّتَیْنِ قَبْلَ
اَنْ یُّھَاجِرَ وَحَجَّۃً بَعْدَ مَا ھَاجَرَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ وَقَرَنَ مَعَ حَجَّتِہٖ عُمْرَۃً وَاجْتَمَعَ مَا جَاءَ بِہِ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَمَا جَاءَ بِہٖ عَلِیٌّ مِائَۃَ بُدْنَۃٍ مِنْھَا جَمَلٌ لِاَبِیْ جَھْلٍ فِیْ اَنْفِہٖ بُرَّۃٌ مِنْ فِضَّۃٍ فَنَحَرَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ ثَلَاثًا وَّسِتِّیْنَ وَنَحَرَ عَلِیٌّ مَا غَبَرَ قِیْلَ لَہٗ مَنْ ذَکَرَہٗ قَالَ جَعْفَرٌ عَنْ
اَبِیْہِ عَنْ جَابِرٍ وَابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْحَکَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سفیان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے تین حج کیے (اپنی عمر مین) دو حج تو ہجرت سے پہلے اور ایک حج ہجرت کے بعد (وہی مشہور ہے جسکو
حجۃ الوداع کہتے ہین) اور اس مین قران کیا تہا حج اور عمرے کا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حج مین جو
قربانیان لائے تہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو لائے تہے دونو ملکر سو قربانیان ہوگئین تہین ان اونٹون
مین ایک ابو جہل کا بہی اونٹ تہا اسکی ناک مین ایک چہلہ تہا چاندی کا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ان اونٹون مین سے ۶۳ کو اپنے ہاتہہ سے نحر کیا اور باقی ۳۷ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نحر کیا لوگون نے
سفیان سے کہا یہ حدیث کس نے نقل کی اونہون نے کہا امام جعفر صادق نے اپنے والد سے اونہون نے جابر سے
اور حکم نے مقسم سے اونہون نے ابن عباس سے **بَابُ الْمُحْصِرِ** جو شخص حج سے روکا جاوے (کسی بیماری یا دشمن
کی وجہ سے) وہ کیا کرے **عن** الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ مَنْ کُسِرَ اَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَیْہِ حَجَّۃٌ اُخْرٰی فَحَدَّثْتُ بِہِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا ھُرَیْرَۃَ فَقَالَا
صَدَقَ حجاج بن عمرو انصاری سے روایت ہے مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جس کسی
کی ہڈی ٹوٹ جاوے یا لنگڑا ہو جاوے (احرام باندہنے کے بعد) تو وہ حلال ہوگیا (احرام کہل گیا) اب
دوسرا حج کرے (اسکی قضا مین) عکرمہ نے کہا مینے یہ حدیث ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی سے بیان کی ان دونو
نے کہا حجاج نے سچ کہا **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَ سَاَلْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ عَمْرٍو عَنْ
حَبْسِ الْمُحْرِمِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کُسِرَ اَوْ مَرِضَ اَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَیْہِ
الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ قَالَ عِکْرِمَۃُ فَحَدَّثْتُ بِہِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا ھُرَیْرَۃَ فَقَالَا صَدَقَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ

فَوَجَدْتُهُ فِي جُزْءِ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ فَأَتَيْتُ بِهِ مَعْمَرًا فَقَرَأَ عَلَيَّ أَوْ قَرَأْتُ عَلَيْهِ عبداللہ بن رافع سے روایت ہے جو مولی تھے ام سلمہ کے مینے حجاج بن عمرو سے پوچھا اگر محرم رکجاوے کسیوجہ سے انہون نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ اسکی ہڈی ٹوٹ جاوے یا لنگڑا ہوجاوے وہ حلال ہوگیا اب وہ سال آئندہ حج کرے عکرمہ نے کہا مین نے یہ حدیث ابن عباس اور ابوہریرہ سے بیان کی انہون نے کہا حجاج نے سچ کہا عبدالرزاق نے کہا مینے اسحدیث کو ہشام دستوائی کی کتاب مین پایا پھر مین معمر پاس آیا انہون نے یہ حدیث مجھہ کو پڑھکر سنائی یا مین نے انکو پڑھکر سنائی **ف** دونون طرح حدیث کا سماع جائز ہے کہ اوستاد پڑھے اور شاگرد سنے یا شاگرد پڑھے اور اوستاد سنے

بَابُ فِدْيَةِ الْمُحْصَرِ (الاذی احصار کا فدیہ اور جنایات کا قصور کا) **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ قَالَ كَعْبٌ فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَ بِي أَذًى مِنْ رَأْسِي فَحُمِلْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ مَا كُنْتُ أَرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى أَتَجِدُ شَاةً قُلْتُ لَا قَالَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ قَالَ فَالصَّوْمُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَالصَّدَقَةُ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَالنُّسُكُ شَاةٌ عبداللہ بن معقل سے روایت ہے مین کعب بن عجرہ پاس بیٹھا مسجد مین تو مینے ان سے یہ آیت پوچھی ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک کعب نے کہا یہ آیت میرے باب مین اتری میرے سر مین بیماری تھی تو مین آنحضرت پاس لایا گیا اور جوئین پھیل رہی تھین میرے مونہہ پر آپنے فرمایا مین نہین سمجھتا تھا تجھے اسقدر تکلیف ہوگی کیا ایک بکری تجھ کو ملسکتی ہے مینے عرض کیا نہین تب یہ آیت اتری ففدیۃ من صیام یعنے فدیہ ہو روزے سے یا صدقے سے یا قربانی سے آپنے فرمایا تو روزہ تو تین دن تک ہے اور صدقہ چھہ مسکینون کو دینا چاہیے ہر ایک کو نصف صاع اناج اور قربانی ایک بکری ہے ان مین سے جو کرسکے کرے جب کوئی قصور ہوجاوے احرام مین) **عَنْ** كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ آذَانِي الْقَمْلُ أَنْ أَحْلِقَ رَأْسِي وَأَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِينَ وَقَدْ عَلِمَ أَنْ لَيْسَ عِنْدِي مَا أَنْسُكُ کعب بن عجرہ نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھکو حکم دیا جب جوؤن نے مجھہ کو ایذا دی کہ مین اپنا سر منڈا ڈالون اور تین دن روزہ رکھون یا چھہ مسکینون کو کھانا کھلاؤن اور آپ جانتے تھے کہ میرے پاس قربانی کے لیے کچھ نہین ہے

بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ (محرم کو پچھنے لگانا درست ہے) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگائے

اور آپ روزے سے تھے احرام باندھے ہوئے **عن** جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو محرم عن رھصۃ
اخذتہ جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگائی اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے ایک درد کی وجہ
سے جو آپکو ہوا تھا رگ کے سرک جانے سے **باب** ما یدھن بہ المحرم محرم کو کونسا تیل لگانا درست ہے **عن** ابن
عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یدھن راسہ بالزیت وھو محرم غیر المقتت ابن عمر سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر میں خالص زیتون کا تیل لگاتے تھے احرام کی حالت میں جس میں پھول نہ
بسائے جاوے **ف** یعنے خوشبو نہ ہوتی اُس میں مقتت اس تیل کو کہتے ہیں جس میں پھول جوش کرتے ہیں خوشبو
ہونیکے لیے اس حدیث سے نکلا کہ سادہ بے خوشبو کا تیل جیسے تلی یا ناریل یا بادام کا تیل احرام کی حالت میں لگا سکتے
ہیں **باب** المحرم یموت اگر محرم مر جاوے تو اُسکا مونہ ڈھانپیں نہ اسکے بدن اور کفن میں خوشبو لگاویں
عن ابن عباس ان رجلا اوقصتہ راحلتہ وھو محرم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغسلوہ
بماء وسدر وکفنوہ فی ثوبیہ ولا تخمروا وجھہ ولا راسہ فانہ یبعث یوم القیامۃ ملبیا ابن
عباس سے روایت ہے ایک شخص کی گردن توڑ ڈالی اُسکی اونٹنی نے وہ احرام باندھے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اسکو غسل دو پانی اور بیری کے پتے سے اور کفن دو اسکے دو کپڑوں میں اور اسکا سر اور مونہ مت
ڈھانپو کیونکہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اوٹھیگا **عن** ابن عباس مثلہ الا انہ قال اوقصتہ راحلتہ
وقال لا تقربوہ طیبا فانہ یبعث یوم القیمۃ ملبیا ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں
یہ ہے کہ اسکو خوشبو مت لگاؤ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اوٹھیگا **باب** جزاء الصید یصیبہ
المحرم اگر محرم شکار کرے تو اُسکا کفارہ کیا ہے **عن** جابر قال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الضبع
یصیبہ المحرم کبشا وجعلہ من الصید جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
مینڈھا دلایا بجو کے بدل جسکا شکار کرے محرم اور فرمایا بجو (کفتار) بھی ایک شکار ہے **ف** محرم کو شکار کرنا
جائز نہیں خشکی کا **عن** ابی ھریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی بیض النعام یصیبہ
المحرم ثمنہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شتر مرغ کے انڈے میں جسکو
محرم تلف کرے اسکی قیمت دینا لازم ہوگا **باب** ما یقتل المحرم محرم کو کون سے جانور مارنا جائز ہے **عن**
عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خمس فواسق یقتلن فی الحل والحرم الحیۃ والغراب الابقع
والفارۃ والکلب العقور والحداۃ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا پانچ ناپاک جانور ہیں جو حل اور حرم دونوں جگہہ مارے جاویں گے سانپ اور چت کبلا کوا اور وہ نجاست کہاتا ہے اور چوہا اور کٹہا کتا اور چیل **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ اَوْ قَالَ فِیْ قَتْلِهِنَّ وَهُوَ حَرَامٌ الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَاةُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور ہیں انکے مار ڈالنے میں گناہ نہیں اگرچہ احرام باندہے ہو بچہو اور کوا اور چیل اور چوہا اور کٹہا کتا **ف** اور قیاس کیا ہے علما نے اسپر اور موذی جانوروں کو جیسے گہونسر اور کاٹنے والے زہردار کیڑے اور پہاڑ نیوالے درندے جیسے شیر یا بہیڑیا یا ریچہہ یا بوربچہ وغیرہ **عَنْ** اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ وَالسَّبُعَ الْعَادِیَ وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ وَالْفَارَةَ الْفُوَيْسِقَةَ فَقِيْلَ لَهٗ لِمَ قِيْلَ لَهَا الْفُوَيْسِقَةُ قَالَ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَهَا وَقَدْ اَخَذَتِ الْفَتِيْلَةَ لِتُحْرِقَ بِهَا الْبَيْتَ ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا محرم مار ڈالے سانپ اور بچہو اور حملہ کرنے والے درندے اور کٹہنے کتے کو اور بدکار چوہیا کو لوگوں نے ابو سعید سے کہا چوہیا کو بدکار کیوں کہا انہوں نے کہا اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لیے جاگتے رہے اس نے بتی لی تہی اسلیے کہ گہر میں آگ لگا دیوے **باب** مَا يُنْهٰى عَنْهُ الْمُحْرِمُ مِنَ الصَّيْدِ محرم کو کونسا شکار منع ہے **عَنْ** الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ قَالَ مَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَاَهْدَيْتُ لَهٗ حِمَارَ وَحْشٍ فَرَدَّهٗ عَلَیَّ فَلَمَّا رَاٰى فِیْ وَجْهِیْ الْكَرَاهِيَةَ قَالَ لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ وَلٰكِنَّا حُرُمٌ صعب بن جثامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پر گذرے میں ابوا میں تہا یا ودان میں اور دونوں نام ہیں مقام کے درمیان مکہ اور مدینہ کے تو میں نے تحفہ دیا آپ کو ایک گورخر آپ نے اسکو پہیر دیا جب دیکہا کہ میرے چہرے پر ناراضی ہے تو فرمایا ہم تیرا حصہ نہیں پہیرتے اور کسی وجہ سے بلکہ اسوجہ سے کہ ہم احرام باندہے ہوئے ہیں **ف** محرم کو خود بہی خشکی کا شکار کرنا درست نہیں اسیطرح وہ جانور بہی درست نہیں جو اسکے لیے شکار کیا جاوے اسیطرح اگر شکار کا جانور زندہ محرم کو لا کر دیا جاوے تو بہی اسکا کہانا درست نہیں ہے اور اسیوجہ سے آپ نے گورخر کو پہیر دیا اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ جس شکار کو حلال ذبح کرے اسکا بہی کہانا محرم کو درست نہیں اور یہی مذہب ہے ثوری اور مالک کا لیکن ابوحنیفہ اور احمد کا یہ قول ہے کہ اسکا کہانا درست ہے اگر محرم کے لیے وہ ذبح نہ ہوا ہو نہ محرم نے اسکے شکار میں مدد کی ہو جیسے آگے آوے گا **عَنْ** عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمِ صَيْدٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَمْ يَاْكُلْهُ حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس شکار کا گوشت آیا آپ احرام باندہے ہوئے تہے تو آپ نے

سکو نہین کہایا **باب** الرخصة في ذلك إذا لم يصد له اگر محرم کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو تو اسکا کہانا درست ہے ۔
عن طلحة بن عبيد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم أعطاه حمار وحش وأمره أن يفرقه في الرفاق
وهم محرمون طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک گورخر دیا اور حکم کیا کہ اپنے رفیقون مین
تقسیم کر دین اور وہ احرام باندہے ہوئے تہے **عن** عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه قال خرجت مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم زمن الحديبية فأحرم أصحابه ولم أحرم فرأيت حمارا فحملت عليه فاصطدته
فذكرت شأنه لرسول الله صلى الله عليه وسلم وذكرت أني لم أكن أحرمت وأني إنما اصطدته لك فأمر
النبي صلى الله عليه وسلم أصحابه أن يأكلوه ولم يأكل منه حين أخبرته أني اصطدته له ابو قتادہ
سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ نکلا حدیبیہ کے زمانہ مین آپکے اصحاب احرام باندہا لیکر
مین محرم نہ تہا مینے ایک گورخر دیکہا اسپر حملہ کیا اور اسکا شکار کیا پہر مینے اسکا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
بیان کیا اور یہہ بہی بیان کیا کہ مینے احرام نہین باندہا تہا اور مین نے اسکو شکار کیا آپکے لیے یہ سنکر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم کیا کہ اسکا گوشت کہاوین لیکن آپنے اسکا گوشت نہین کہایا جب
مینے آپسے یہ کہدیا کہ مینے اسکو آپکے لیے شکار کیا **ف** کیونکہ محرم کے واسطے جو جانور شکار کیا جاوے اس کو
اسی مین سو کہانا درست نہین جیسے اوپر گذرا اور صحیحین کی روایت مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس
گورخر مین سے کہایا جسکو ابو قتادہؓ نے شکار کیا تہا شاید وہ دوسرا واقعہ ہوگا **باب** تقليد البدن قربانیون
کی تقلید **ف** تقلید کہتے ہین قربانیون کے جانور کے گلے مین ہار یا اور کوئی چیز لٹکانا اس نشان کے لیے کہ
یہ جانور ہدی کا ہے یعنے نذر کا جو مکہ مین کام آتا ہے اس نشان کا یہ فائدہ تہا کہ عرب لوگ ایسے جانور کو لوٹتے
نہ تہے **عن** عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يهدي
من المدينة فأفتل قلائد هديه ثم لا يجتنب شيئا مما يجتنب المحرم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ
سے روایت ہے انہون نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدی کا جانور بہیجتے تہے مدینہ سے مین آپکی ہدی کے
جانورون کے لیے ہار بٹتی پہر آپ کسی بات سے پرہیز نکرتے جس سے محرم پرہیز کرتا ہے **ف** کیونکہ صرف ہدی
بہیجدینے سے آدمی محرم نہین ہوتا نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہدی کا بہیجنا حرم مین مستحب ہے اگر
خود نہ جاوے تو کسی اور کے ہاتہ بہیجدیوے اور جمہور کا یہی قول ہے کہ اگر ہدی کسی اور کے ہاتہ بہیجدیوے
تو احرام کا حکم بہیجنے والے پر جاری نہ ہوگا البتہ اپنے ساتہ اگر ہدی لیکر جاوے تو محرم ہو جاوے گا **عن** عائشة

زَوجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ کُنْتُ اَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِھَدْیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُقَلِّدُ ھَدْیَہٗ ثُمَّ یَبْعَثُ ثُمَّ یُقِیْمُ لَا یَجْتَنِبُ شَیْئًا مِمَّا یَجْتَنِبُہُ الْمُحْرِمُ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی مین ہار بٹتی تہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدی کے لیے آپ اسکے گلی مین وہ ہار ڈالتے پہر اوسکو روانہ کر دیتے اور آپ مدینہ مین مقیم رہتے اور جن باتون سے محرم پرہیز کرتا ہے انمین سے کسی بات سے پرہیز نہ کرتے **بَابُ تَقْلِیْدِ الْغَنَمِ** بکریون کی تقلید کا بیان **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ اَھْدٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّۃً غَنَمًا اِلَی الْبَیْتِ فَقَلَّدَھَا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار بکریان بہیجین تو انکے گلی مین ہار ڈالے **بَابُ اِشْعَارِ الْبُدْنِ** اونٹون کا اشعار کرنا یعنے ایک طرف سے انکا کوہان چیر کر خون نکالنا یہ بہی نشانی ہے ہدی کے جانور کی **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْعَرَ الْھَدْیَ فِی السَّنَامِ الْاَیْمَنِ وَاَمَاطَ عَنْہُ الدَّمَ قَالَ عَلِیٌّ فِیْ حَدِیْثِہٖ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ قَلَّدَ نَعْلَیْنِ ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشعار کیا ہدی کے اونٹ کا کوہان کے داہنے طرف اور اس مین سے خون پونچہہ ڈالا۔ علی بن محمد نے اپنی روایت مین کہا ذو الحلیفہ مین اور دو جوتیان اسکے گلے مین لٹکائین **ف** اشعار سنت ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو کیا ہے ہدی کے اونٹ مین اور یہ بہی ایک نشان ہے ہدی کے جانور کا تاکہ عرب لوگ راہ مین اس سے متعرض نہ ہون جمہور علماء اور اہلحدیث کا یہی قول ہے لیکن ابو حنیفہ نے اشعار کو مکروہ رکہا ہی اور کہا ہے وہ ایک قسم کا مثلہ ہے اور تعجب ہے کہ ابو حنیفہ اُس کام کو مکروہ کہین جو آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنفس نفیس خود اپنے ہاتہہ سے کیا ہو اگر ابو حنیفہ نے واقعی ایسا کہا بہی ہو تو ان کا قول برخلاف احادیث صحیحہ کے دیوار پر پہینک دیا جاویگا وکیع بن جراح نے جب اشعار کی حدیث بیان کی تو ایک شخص بول اوٹہا کہ ابو حنیفہ اسکو مثلہ کہتے ہین وکیع نے کہا مین تجہ سے حدیث بیان کرتا ہون اور تو ابو حنیفہ کا قول لاتا ہے تو اس لائق ہے کہ قید کیا جاوے پہر قید ہی مین رہے یہانتک کہ تو توبہ کرے ایسی بے ادبی سے یہ نقل امام ترمذی نے اپنی جامع مین ذکر کی ہے اور ساری کتاب مین کہین امام ابو حنیفہ کا نام نہین لیا سوا اس مقام کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدماے اہلحدیث کو ہمیشہ ابو حنیفہ سے ایک قسم کا انحراف رہا ہے یہانتک کہ اپنی کتابون مین ان سے روایت تک نہین کی نہ انکا نام کبہی لیا ہے اور امام بخاری تو ابو حنیفہ کو بعض الناس سے تعبیر کرتے ہین اور امام ترمذی اہل کوفہ سے اور اسکی کوئی وجہ نہین بجز اسکے کہ ابو حنیفہ کو حدیث کیطرف ایسی توجہ نہ تہی جیسا اور علماء حدیث کو تہی اور اکثر مسائل مین انہون نے قیاس اور رای کی پیروی کی ہے اور احادیث صحیحہ انکے قیاس اور راے کے خلاف مروی ہوئیں

اگرچہ ہمارا گمان ابوحنیفہ کے ساتھ یہی ہے کہ وہ دین کے اماموں میں سے ایک امام تھے اور انہوں نے عمداً کبھی حدیث کی مخالفت نہیں کی لیکن وہ کیا کرتے کہ انکے زمانہ میں حدیثیں جمع نہیں ہوئی تھیں اس وجہ سے انکو بہت سے مسائل میں قیاس کی ضرورت پڑی لیکن انہوں نے صاف صاف یہ وصیت کردی ہے کہ جو قول میرا حدیث کے خلاف پانا اسکو چھوڑ دینا پس اب ان پر کچھ الزام نہیں ہے الزام اور قصور ان حنفیوں کا ہے جو اپنے امام کی وصیت کے خلاف حدیث پر عمل نہیں کرتے اور امام کا قول اگرچہ غلط بھی ثابت ہو جب بھی اسی کی پیروی کیے جاتے ہیں گویا یہ لوگ ابوحنیفہ کو ایک مجتہد دوسرے مجتہدوں کی طرح جن سے خطا بھی ہوتی ہے نہیں سمجھتے بلکہ انکا قول وحی من اللہ جانتے ہیں کہ اس میں خطا کا احتمال نہیں اور یہ صریح شرک فی الرسالت ہے اور انکار ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا معاذ اللہ من ذلک نستغفر اللہ اود ود میں ہے کہ محققین حنفیہ نے یہ کہا ہے کہ ابوحنیفہ کے نزدیک بھی اشعار مستحب ہے لیکن انہوں نے جو مکروہ کہا ہے وہ اشعار میں مبالغہ کرنے کو نہ مطلق اشعار کو جو اعتدال کے طور پر سنت کے موافق ہو لیتے اور حیرت ہمکو یہ ہے کہ مثلہ تو اسکا نام ہے کہ کوئی عضو جیسے کان یا ناک کاٹ ڈالا جاوے اشعار میں کوئی عضو کاٹا نہیں جاتا بلکہ صرف ایک مقام کا خون نکال دیا جاتا ہے جیسے فصد یا حجامت میں ہوتا ہے اگر یہ مثلہ ہو تو ابوحنیفہ کے نزدیک فصد اور حجامت بھی ناجائز ہوگی اور مثلہ ہوگی حالانکہ کوئی حنفی اسکا قائل نہیں ہوا اگر بالفرض یہ مان لیویں کہ اشعار مثلہ بھی ہے تو جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا تو مخصص ہوگی مثلہ کی حدیث کی اور کسی مومن کا دل گوارا نہ کریگا کہ جس کام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اسکو کوئی مکروہ کہے بلکہ اگر کوئی جان بوجھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فعل کو مکروہ کہے تو اسپر کفر کا خوف ہے اب حنفیہ کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت سے یہ فعل کیا تھا اس لیے کہ مشرکین کا غلبہ تھا وہ مسلمانوں کے جانوروں کو لوٹ لیتے تھے صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اشعار جس زمانہ میں منقول ہوا اسوقت مسلمانوں کی قوت اور شوکت بہت ہوگئی تھی اور مشرکین کو تعرض کی مجال نہ تھی چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جو بڑے حنفی ہیں لمعات میں اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ حنفیوں کی یہ توجیہ نہایت بعید ہے

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلّد واشعر وارسل بھا ولم یجتنب ما یجتنب المحرم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقلید کی ہدی کی اور اشعار کیا اور اسکو بھیجدیا مکہ میں اور ان باتوں سے پرہیز نہیں کیا جن سے محرم پرہیز کرتا ہے

باب من جلل البدنۃ جو شخص قربانی کے جانور پر جھول ڈالے

عن علی بن ابی طالب قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اقوم علی بدنہ وان اقسم جلالها وجلودها ولا اعطی الجازر منها شیئا وقال نحن نعطیہ جناب امیر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو حکم کیا آپ کے قربانی کے اونٹوں کی خبرگیری کا اور یہ بھی حکم دیا کہ میں انکی جھولوں اور کھالوں کو بانٹ دوں اور قصائی

قربانی ف آپ نے فرمایا کہ قصائی کی اجرت ہم اپنے پاس سے دینگے بلکہ اجرت میں قصائی کو کھال اور جھول یعنی نہ دو انہیں سے قصائی کی مزدوری اور مسکینوں کو
کی کھال اور جھول سب بانٹ دینا چاہیے اور بعضوں نے کہا اگر قربانی کرنیوالا کھال کو اپنے گھر کے کام میں لگا دے جیسے چھلنے
یا ڈول وغیرہ کے لیے تو بھی درست ہے لیکن قصائی کی اجرت میں کھال دینا کسی طرح روا نہیں اور اس سے غرض یہ ہے کہ قربانی
کے جانور کا ہر ایک جز اللہ ہی کے واسطے ہے اجرت میں دینا گویا اسکو بیع کرنا ہے **باب** الهدي من الاناث و
الذكور ہدی میں نر اور مادہ دونوں درست ہیں **عن** ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم اهدى في بدنه
جملا لابي جهل برته من فضة ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کے جانوروں میں ابوجہل
کا ایک اونٹ بھیجا جو بدر کی لڑائی میں غنیمت میں آیا تھا جسکی ناک میں ایک چھلا تھا چاندی کا **ف** حدیث میں جمل
کا لفظ ہے جو نر اونٹ کو کہتے ہیں **عن** اياس بن سلمة عن ابيه ان النبي صلى الله عليه وسلم كان في بدنه
جمل سلمہ بن اکوع سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے اونٹوں میں ایک نر اونٹ بھی تھا **ف** اس سے معلوم
ہوا کہ اکثر قربانی میں آپ اونٹنیاں بھیجتے اسوجہ سے کہ اونٹنی کی قدر زیادہ ہے عرب لوگوں میں اور اسکی قیمت بھی زیادہ
ہوتی ہے تو اسکے واسطے قربانی میں اسکو دینا زیادہ ثواب ہے **باب** الهدي يساق من دون الميقات
میقات کے پرے سے ہدی کا لیجانا **عن** ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم اشترى هديه من قديد ابن عمر
سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کے جانور قدید سے خریدے **ف** قدید ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے
درمیان وہ آگے ہے ذو الحلیفہ سے جو میقات ہے اہل مدینہ کا اس سے یہ نکلا کہ میقات سے آگے جا کر بھی ہدی لیجا سکتا ہے لیکن ابن
ماجہ نے کہا یہ روایت غریب ہے اسکو صرف ابن نمیر نے روایت کیا **باب** رکوب البدن ہدی کے اونٹوں پر سوار
ہونا جائز ہے **عن** ابي هريرة رض ان النبي صلى الله عليه وسلم راى رجلا يسوق بدنة فقال اركبها قال
انها بدنة قال اركبها ويحك ابوہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو ہدی
کا اونٹ کھینچ رہا تھا آپ نے فرمایا اسپر سوار ہو جا وہ بولا یہ ہدی کا اونٹ ہے آپ نے فرمایا سوار ہو جا کم بخت **ف** کیونکہ سوار ہونے
میں اونٹ کو تکلیف نہیں ہوتی امام احمد اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے کہ بلا عذر بھی ہدی کے اونٹ پر سوار ہونا
درست ہے اور شافعی کے نزدیک ضرورت کے وقت درست ہے اور ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے اور بعض اہل ظاہر کے
نزدیک اسپر سوار ہونا واجب ہے اسلیے کہ آپ نے تاکید سے فرمایا سوار ہو جا کم بخت اور اس سے غرض یہ تھی کہ مشرکوں کا اعتقاد
کا رد کیا جاوے جو ہدی کے جانوروں پر سواری کو برا جانتے تھے اور بحیرہ اور سائبہ کی تعظیم کرتے تھے **عن** انس بن مالك ان
النبي صلى الله عليه وسلم مر عليه ببدنة فقال اركبها قال انها بدنة قال اركبها قال فرايته راكبها مع النبي صلى الله

فِي عُنُقِهَا نَعْلٌ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ہدی کا ایک اونٹ گذرا آپ نے فرمایا اُس شخص
جو اسکو لیجا رہا تھا اسپر سوار ہو جا وہ بولا یہ ہدی کا اونٹ ہے آپنے فرمایا سوار ہو جا اسپر انس نے کہا میں نے دیکھا وہ اسپر سوار تھا آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسکی گردن میں ایک جوتی لٹکتی تھی **باب** فِي الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ اگر ہدی کا جانور
راہ میں سقط ہو جاوے **عَنْ** ذُؤَيْبٍ الْخُزَاعِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ
ثُمَّ يَقُولُ إِذَا عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيتَ عَلَيْهِ مَوْتًا فَانْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ صَفْحَتَهَا
وَلَا تَطْعَمْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذویب خزاعی کے ساتھ ہدی کے اونٹ
بھیجا کرتے پھر آپ فرماتے اگر ان میں سے کوئی سقط ہو جاوے اور تجھ کو اسکے مرجانے کا ڈر ہو تو اسکو نحر کر ڈال تاکہ مردار نہ ہو جاوے
اسکے گلے کی جوتی اسکے خون میں ڈبو دے اور اسکے پٹھے پر مار دے تو اس میں سے نہ کھا نہ تیرے ساتھ والوں میں سے کوئی کھاوے
ف بلکہ یہ نشان کر کے اس جانور کو راہ ہی میں چھوڑ دیا جاوے تاکہ لوگ پہچان لیں کہ یہ ہدی کا جانور ہے اور جو محتاج ہو وہ
اس میں سے کھاوے آپ نے ذویب اور اسکے ساتھیوں کو کھانے سے منع فرمایا اس خیال سے کہ لوگ تہمت نہ لگاویں کہ اپنے
کھانے کی غرض سے اچھے تندرست جانور کو نحر کر ڈالا اس سے معلوم ہوا کہ جو ہدی راہ میں سقط ہو جاوے اسکو اسی طرح نحر کر کے
یہی نشان کر کے چھوڑ دینا چاہیے اور صاحب ہدی کو اس میں سے کھانا درست نہیں نہ اغنیا کو اور جو ہدی حرم تک
پہونچ جاوے وہاں نحر کی جاوے اس میں سے صاحب ہدی اور اغنیا بھی کھا سکتے ہیں جیسے اور حدیث میں گذرا اور آن
حضرت اور حضرت علی نے ہدی کے جانوروں کا گوشت کھایا **عَنْ** نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ عَمْرٌو فِي حَدِيثِهِ وَكَانَ صَاحِبَ
بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْبُدْنِ قَالَ انْحَرْهُ وَاغْمِسْ نَعْلَهُ
فِي دَمِهِ ثُمَّ اضْرِبْ صَفْحَتَهُ وَخَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ فَلْيَأْكُلُوهُ ناجیہ خزاعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ
ہدی کے لیجاتے تھے انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جو ہدی سقط ہو جاوے اسکو میں کیا کروں آپ نے فرمایا اسکو نحر کر ڈال
اور اسکی جوتی اسکے خون میں ڈبو کر اسکے پٹھے پر مار دے (سرین پر) پھر اسکو چھوڑ دے لوگ اسمیں سے کھاویں **باب** أَجْرِ
بُيُوتِ مَكَّةَ مکہ کے گھروں کی قیمت لینا یا کرایہ پر دینا درست نہیں **عَنْ** عَلْقَمَةَ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صلعم
وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا تُدْعَى رِبَاعُ مَكَّةَ إِلَّا السَّوَائِبَ مَنِ احْتَاجَ سَكَنَ وَمَنِ اسْتَغْنَى أَسْكَنَ علقمہ بن نضلہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی اور ابوبکر اور عمر اور عثمان نے اور اس وقت تک مکہ کے گھروں کو سوائب کہتے تھے یعنی
بے قیمت گھر اور وقفی مکان جو چاہتا وہ رہتا اور جسکو حاجت نہ ہوتی وہ خالی کر دیتا **ف** غرض مکہ کے گھروں کا کرا
یہ لینا انکو بیچنا اس سے مراد نہ تھا بلکہ وہ گھر ہیں جو حجاج کے ٹھیرنے کے لیے بنائے گئے تھے جیسے رباط اور سرائیں یہ مکان

تو وقفی ہوتے ہین انکا کرایہ لینا یا انکی بیع کرنا کسی حال مین جائز نہین لیکن ذاتی مکانون کی بیع تو ہوسکتی ہے چنانچہ عقیل نے ابوطالب
کے کل مکانات فروخت کرڈالے تھے بعض کہتے ہین کہ مکہ مین کسی مکان کی بیع جائز نہین اور ہر مکان مکہ مین جو بنے ہین وہ کسی کے
ملک نہین ہوسکتی اس صورت مین مکہ کے مکانون کی مطلقاً بیع ناجائز ہوگی واللہ اعلم **باب** فضل مكة مکہ کی فضیلت کا بیان

عن عبد الله بن عدي بن الحمراء قال له رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على ناقته واقف بالحزورة
يقول والله انك لخير ارض الله واحب ارض الله الى الله ولولا اني اخرجت منك ما خرجت عبداللہ بن عدی نے
کہا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی اونٹنی پر تھے حزورہ مین (وہ ایک مقام ہے مکہ مین) فرماتے تھے قسم خدا کی تو بیشک اللہ
کی ساری زمین سے بہتر ہے اور اللہ کو ساری زمین سے زیادہ تو پسند ہے اور اگر مین تجھ مین سے نکالا نہ جاتا (جبر سے مشرکون کے) تو مین نہ
نکلتا (مکہ مین ہی رہتا) **عن** صفية بنت شيبة قالت سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يخطب عام الفتح
فقال يا ايها الناس ان الله حرم مكة يوم خلق السموات والارض فهي حرام الى يوم القيامة لا يعضد
شجرها ولا ينفر صيدها ولا يأخذ لقطتها الا منشد فقال العباس الا الاذخر فانه للبيوت والقبور فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم الا الاذخر صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ خطبہ پڑھتے
تھے جس سال مکہ فتح ہوا تو فرماتے تھے اے لوگو بیشک اللہ سبحانہ وتعالی نے حرام کیا مکہ کو جس دن آسمانون اور زمین کو پیدا کیا اور وہ حرام
رہیگا قیامت تک وہان کا درخت نہ کاٹا جاویگا (اور نہ وہان کا کانٹا بھی) اور وہان کا شکار نہ ستایا جاویگا (یعنی کسی جانور کو وہان کے
ستاوین گے بھی نہین مارنا کیسا) اور وہان کا لقطہ نہ اٹھایا جاویگا مگر جو اسکو بتلادے لوگون کو وہ اوٹھا سکتا ہے لیکن اسکا خرچ
کرلینا یا تصدق کرنا جائز نہ ہوگا برخلاف اور ملکون کے لقطون کے حضرت عباس نے اسوقت عرض کیا مگر اذخر کا اوکھیڑنا جائز
کردیجیے گھرون اور قبرون مین کام آتی ہے وہ ایک خوشبودار گھانس ہوتی ہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (فرمایا) مگر اذخر اسکا اوکھیڑنا
جائز ہے **عن** عياش بن ابي ربيعة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزال هذه الامة بخير ما عظموا هذه
الحرمة حق تعظيمها فاذا ضيعوا ذلك هلكوا عیاش بن ابی ربیعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امت ہمیشہ
بہتری کے ساتھ رہیگی جبتک مکہ کی تعظیم کرتے رہین گے جیسے حق ہے اسکی حرمت اور تعظیم کا پھر جب اسکو چھوڑ دینگے تو ہلاک ہوجاوینگے
ف ایسا ہی ہوا کہ یزید پلید کے زمانہ تک مسلمانون کا غلبہ اور اتفاق قائم رہا جب اسنے مدینہ کی بیحرمتی کی صحابہ رسول کو حرہ مین
قتل کیا حرم محترم مین گھوڑے بندھوائے حرم مقدس کے روضہ کیطرف لید کرتے تھے پھر عبدالملک نے اپنے وقت مین حجاج ملعون کے
ہاتھ سے مکہ پر حملہ کرایا عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا تب سے مسلمانون کی تباہی ہوگئی آجتک نا اتفاقی اور خون ریزی آپس مین
جاری ہے اب تو یہ حال ہوگیا ہے کہ تمام مذہب والے مسلمانون پر ہنستے ہین لیکن انکو غیرت نہین آتی ایک ایک مسئلہ کے لیے بھائی

کی عزت اور جان کے درپے ہو جاتے ہیں اور مخالفین اسلام کے ساتھ ملکر اپنے بھائی مسلمانوں کو ذلیل کرتے ہیں سو ہر بے عقل و دین بابد گریست

باب فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ مدینہ منورہ کی فضیلت **عن** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَأْرِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان سمٹ جاویگا مدینہ کی طرف جیسے سانپ سمٹ کر اپنے سوراخ میں سما جاتا ہے **ف** اسطرح آخری زمانہ میں اسلام بھی سب ملکوں سے گھٹتا ہوا مدینہ میں آنکر دم لیگا سابق میں مدینہ ہی سے اسلام ساری دنیا میں پھیلا تھا اخیر زمانہ میں سمٹ کر بھی پھر مدینہ ہی میں آجاویگا **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنِّيْ اَشْهَدُ لِمَنْ مَاتَ بِهَا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے یہ کر سکے کہ مدینہ میں مرے تو وہ ایسا کرے اسلیے کہ میں گواہی دونگا انلوگوں کے لیے جو مدینہ میں مرینگے **ف** سبحان اللہ ہر مومن کو چاہیے کہ اخیر عمر میں جب امراض کا ہجوم ہو اور موت کا احتمال ہو مدینہ میں چلا جاوے وہیں جا کر مرے اگر مدینہ کی نیت سے راہ میں بھی مر جاوے تو امید ہے کہ حقتعالی وہی ثواب دے نیت المومن خیر من عملہ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہمیشہ مدینہ میں جا کر مرنے کی نیت رکھے اور وہاں مرنے کی اللہ تعالی سے دعا کرتا رہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ **عن** اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّكَ حَرَّمْتَ مَكَّةَ عَلٰى لِسَانِ اِبْرَاهِيْمَ اللّٰهُمَّ وَاَنَا عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا قَالَ اَبُوْ مَرْوَانَ لَابَتَيْهَا حَرَّتَيِ الْمَدِيْنَةِ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ابراہیم تیرے دوست اور تیرے نبی ہیں اور تو نے مکہ کو حرام کیا انکی زبان پر یا اللہ اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں اور میں حرام کرتا ہوں مدینہ کو جو دو نو کالی پتھریلی زمینوں کے بیچ میں **ف** جو دونوں طرف مدینہ کے کنارہ پر ہیں اکثر جماعت علماء اور اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ مدینہ کا حرم بھی حرمت میں مثل مکہ کے حرم کے ہے اور وہاں کا درخت بھی اکھیڑنا منع ہے اسیطرح وہاں کے شکار کا ستانا اور حنفیہ اور جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ مدینہ کا حرم احکام میں مکہ کے حرم کی طرح نہیں ہے اور حدیث سے صرف تعظیم اسکی مراد ہے **عن** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدینہ والوں سے برائی کرنیکا قصد کریگا اللہ تعالی اسکو اسطرح سے گلا دیگا جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے **ف** یعنے وہ ہلاک اور تباہ ہو جاویگا یہ فرمانا آپ کا سچ ہوا مسلم بن عقبہ جسنے مدینہ پر حملہ کیا تھا مدینہ سے لوٹتے وقت مرا اور یزید بن معاویہ جسنے مدینہ پر حملہ کرایا تھا چند ہی روز میں تباہ اور برباد ہوا اس مردود نے تو مدینہ کو تباہ کیا مدینہ والوں کو قتل کیا روضہ نبوی اور حرم محترم کی بے حرمتی کرائی خاندان نبوت کے دو نو چراغوں یعنے جناب امام

حسن اور جناب امام حسین علیہما السلام کو شہید کرایا اہل بیت نبوی کی حرمتی کی چھوٹے چھوٹے بے قصور بچون کو قتل کرایا محبین اہل
بیت اور جان نثاران آل نبوی کو ہلاک کیا گویا اپنی دانست مین اس مردود نے ایمان اور شریعت محمدی کا خاتمہ کر دیا اللہ تعالے نے اس مردود
سے ایسا بدلہ لیا کہ چند ہی روز مین داخل جہنم ہوا اور اسکی قوم کے سب لوگ مارے گئے اور اسکی قبر اکھیڑی گئی اسکے بزرگون کی بھی
قبرین کھودی گئین اور لاشین نکلوا کر نجاست مین پھینکی گئین ہڈیان جلائی گئین آجتک جو یزید کا نام سنتا ہے لعنت اور پھٹکار کرتا ہے
اس سے زیادہ سخت بدلہ ہوگا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ یَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اُحُدًا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ وَھُوَ عَلٰی تُرْعَۃٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّۃِ وَعَیْرٌ عَلٰی تُرْعَۃٍ مِّنْ تُرَعِ النَّارِ انس بن
مالک سے روایت ہے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک احد پہاڑ ہمکو چاہتا ہے اور ہم اسکو چاہتے ہین اور احد پہاڑ جنت کے
ٹیلون مین سے ایک ٹیلہ پر ہے اور عیر (وہ بھی ایک پہاڑ ہے) دوزخ کے ٹیلون مین سے ایک ٹیلہ پر ہے **ف** حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ پہاڑون کو بھی شعور
اور عقل ہے طبرانی کی روایت مین ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو پکارتا ہے نام لیکر اور پوچھتا ہے کیا تجھ پر کوئی گذرا جو اللہ کو یاد کرتا ہے
اگر وہ کہتا ہے ہان تو یہ پہاڑ خوش ہوتا ہے لیکن عبد اللہ بن مکنف انس کی حدیث مین مجہول ہے **باب** مَالِ الْکَعْبَۃِ کعبہ مین جو مال
دفن ہے اسکا بیان **عن** شَقِیْقٍ قَالَ بَعَثَ رَجُلٌ مَعِیَ بِدَرَاھِمَ ھَدِیَّۃً اِلَی الْبَیْتِ قَالَ فَدَخَلْتُ الْبَیْتَ وَشَیْبَۃُ جَالِسٌ عَلٰی
کُرْسِیٍّ فَنَاوَلْتُہٗ اِیَّاھَا فَقَالَ اَلَکَ ھٰذِہٖ قُلْتُ لَا وَلَوْ کَانَتْ لِیْ لَمْ اٰتِکَ بِھَا قَالَ اَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِکَ لَقَدْ جَلَسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
مَجْلِسَکَ الَّذِیْ جَلَسْتَ فِیْہِ فَقَالَ لَا اَخْرُجُ حَتّٰی اُقَسِّمَ مَالَ الْکَعْبَۃِ بَیْنَ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ قُلْتُ مَا اَنْتَ بِفَاعِلٍ قَالَ لَاَفْعَلَنَّ
قَالَ وَلِمَ ذَاکَ قُلْتُ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ رَاٰی مَکَانَہٗ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَّھُمَا اَحْوَجُ مِنْکَ اِلَی الْمَالِ فَلَمْ یُحَرِّکَاہُ فَقَامَ کَمَا ھُوَ فَخَرَجَ
شقیق سے روایت ہے ایک شخص نے میرے ہاتھ کچھ روپیہ بھیجے بیت اللہ کو تحفہ دینے کے لیے مین بیت اللہ کے اندر گیا دیکھا تو شیبہ (کلیدبردار
خانہ کعبہ کا) ایک کرسی پر بیٹھے ہین مینے وہ روپیہ انکو دیدیے انہون نے پوچھا کیا یہ روپیہ تیرے ہین مینے کہا نہین اگر میرے ہوتے
تو مین تمہارے پاس لاتا ہرگز نہ کعبہ کو روپیہ دینے سے کیا فائدہ مین فقیرون اور مسکینون کو دیتا شیبہ نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو تو مین تم سے
بیان کرتا ہون حضرت عمر اسجگہ بیٹھے جہان تم بیٹھے ہو اور انہون نے کہا مین باہر نہین نکلونگا یہانتک کہ کعبہ کا مال تقسیم کردونگا مسلمان
فقیرون کو مینے انسے کہا تم ایسا نہین کروگے انہون نے کہا مین تو ضرور کرونگا پھر انہون نے مجھسے پوچھا تمنے کیون کہا مین نے کہا اسوجہ سے کہ آنحضرت صلعم
نے اس مال کی جگہ دیکھی اور حضرت ابو بکر نے بھی دیکھی اور ان دونو کو تم سے زیادہ مال کی احتیاج تھی (کیونکہ انکے زمانہ مین ایسی فتوحات نہین ہوتی تھی)
لیکن انہون نے اس مال کو نہین سرکایا یہ سنکر حضرت عمر اسیطرح باہر نکل گئے اور کعبہ کا مال نہین چھیڑا **ف** گویا شیبہ نے شقیق کا رد
کیا کہ کعبہ کو دینے سے فقراء اور مساکین پر فضیلت نہین ہے ورنہ آنحضرت صلعم اور ابو بکر کعبے کا مال نکالکر فقراء کو بانٹ دیتے لوگ کہتے ہین کہ
اب تک خزانہ کعبے تلے محفوظ ہے اور امام مہدی اسکو نکالینگے واللہ اعلم **باب** صَوْمِ شَھْرِ رَمَضَانَ بِمَکَّۃَ رمضان شریف کر

لکھ دیں کہنا کتنا ثواب ہے **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم من ادرک رمضان بمکۃ فصامہ وقام منہ ما تیسر لہ کتب اللہ لہ مائۃ الف شھر رمضان فیما سواھا وکتب اللہ بکل یوم عتق رقبۃ وکل لیلۃ عتق رقبۃ وکل یوم حملان فرس فی سبیل اللہ وفی کل یوم حسنۃ وفی کل لیلۃ حسنۃ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص رمضان کا مہینہ مکہ میں پاوے اور روزے رکھے اور رات کو عبادت کرے جتنی اس سے ہو سکے تو اللہ تعالیٰ اسکے لیے لاکھ رمضان کا ثواب لکھیگا اور شہر میں اور ہر ایک روزے کے بدلے ایک بردہ آزاد کرنیکا ثواب ہوگا اور ہر ایک رات کے بدل ایک بردے کے آزاد کرنیکا اور ہر ایک دن کے بدل ایک گھوڑے کا ثواب ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد میں سواری کے لیے دیا جاوے اور ہر دن کو ایک نیکی لکھی جاویگی اور ہر رات کو ایک نیکی **ف** یہ حدیث ابن ماجہ کے افراد میں سے ہے اور عبد الرحیم اور اسکا باپ دونو اسکی اسناد میں متروک ہیں اور ابن معین نے عبد الرحیم کو کذب کی نسبت کی ہے اور اسکے باپ کو ضعیف کہا ہے ❊

باب الطواف فی المطر بارش میں طواف کرنیکا بیان **عن** داؤد بن عجلان قال طفنا مع ابی عقال فی مطر فلما قضینا طوافنا اتینا خلف المقام فقال طفت مع انس بن مالک فی مطر فلما قضینا الطواف اتینا المقام فصلینا رکعتین فقال لنا انس ائتنفوا العمل فقد غفر لکم ھکذا قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وطفنا معہ فی مطر داؤد بن عجلان سے روایت ہے میں نے طواف کیا ابو عقال کے ساتھ بارش میں جب ہم طواف کر چکے تو مقام ابراہیم کے پیچھے آئے اسوقت ابو عقال نے کہا میں انس بن مالک کے ساتھ طواف کیا بارش میں جب ہم طواف کر چکے تو مقام ابراہیم میں آئے وہاں دو رکعتیں پڑھیں انس نے ہم سے کہا اب نئے سرے سے اپنا عمل کرنا سمجھو کیونکہ اگلے گناہ تمہارے بخشدیے گئے اور ایسا ہی فرمایا ہم سے جناب رسول اللہ صلعم نے اور ہم نے آپکے ساتھ طواف کیا بارش میں **ف** یہ حدیث ضعیف ہے اسلیے کہ ابو عقال جسکا نام ہلال بن یزید ہے متروک ہے **باب** الحج ماشیا پیدل حج کرنا **عن** ابی سعید قال حج النبی صلعم واصحابہ مشاۃ من المدینۃ الی مکۃ وقال اربطوا ازرکم باز رکم ومشی خلط الھرولۃ ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلعم اور آپکے اصحاب نے حج کیا پیدل مدینہ سے مکہ تک اور فرمایا اپنی کمروں پر ازار اپنے باندھ لو اور آپ چلے اس حال سے جسمیں دوڑ ملی ہوئی تھی **ف** اور یہی حدیث میں ثابت نہیں کہ آپ حج میں کہیں دوڑ کر چلے ہوں سوا دو مقاموں کے ایک تو طواف القدوم کے پہلے تین پھیرون میں دوسرے بین المیلین صفا اور مروہ میں **مترجم** کہتا ہے یہ روایت بھی ضعیف ہے حمران بن اعین رافضی ہے اور ضعیف اسکی اسناد میں اور یحییٰ بن یمان کا حافظہ بدل گیا تھا اور حمزہ بن حبیب وہم کرتا ہے اور دوسرے صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے مدینہ میں آنکے بعد صرف ایک ہی حج کیا اور سوار ہو کر کیا تھا نہ پیدل فقط الحمد للہ کہ جلد اول زجاجہ عن سنن ابن ماجہ کی نصف ثانی میں یہ تمام ہوئی اللہ تعالیٰ جلد ثانی کو بھی تمام کرادے آمین یا رب العالمین

تمت

الحمد للہ والمنۃ کہ زجاجۃ عن سنن ابن ماجہ ترجمہ اردو اتمام کو پہونچا اور بفضلہ تبارک و تعالیٰ اسکا تیسرا جلد چھپنا شروع ہو گیا

تاریخ تولد شیخ عبد الحی سلمہ اللہ تعالیٰ عن الغی والبغی خلف الصدق شیخ محی الدین مرحوم غفر اللہ تعالیٰ لہ

وفات شیخ محی الدین مرحوم
وہ نازی پہول کملائی تہی نیلوفر
گیا جب سر سے سرسے سایہ سرو
رہی غنچون کی لب بستہ ناشگفتہ
غرض اس غم مین جو گزرا سو گزرا
ہوئی پہر ایک تحریر پردہ اس سے
اگا دہ گلبن گلزار امید
کیا دل دوستون کا انسی روشن
ضیائی خانہ رونق بخش دیدہ
تلافی ہوگئی مافات کی خوب
ہوا تہا گم اگر خورشید تابان
بیان ہی راست فرمانا خدا کا
وہ دور اندیش تہا اور پیش بین مرد
غرض جب یہ سعادتمند فرزند
بتاریخ تولد سن ہجری
بسال عیسوی لکہو ملا کر
پدر کا دل چراغ خانمان ہے
الہی ایک ہو اسم و مسمی
نظر کا نور ہو مادر کے حق مین

کیا جب رنگ سرخ گل کو اصفر
ہر اک دو تنے تہے زرد کیسر
ہوا لالے کا دل پر داغ جلکر
ہوئی آب خوبی شاخ عرعر
نہین پوشیدہ یہ حالت کسیپر
بحکم قادر خلاق اکبر
بسبزی دلفروز روح پرور
دکہا کر چاند سا مکہڑا منور
سرور سینہ نور چشم مادر
وہ غم کے دن گئی گذری کی سر اسر
دکہا دی شکل زیبا ماہ انور
کہ عسر و یسر ہین باہم برابر
نہایت مصلحت بین وہ خردور
ہوا پیدا بشکل خوب دلبر
فروغ دیدہا مین ہے برابر ۱۳۰۱
۱۸۹۳
مہ نو اور چراغ چشم مادر
ہوا پیوند اس سمرت کے اندر
حیات نیک بخشے اسکو ہمسر
رخ فرزند کی پاکیزہ گوہر
خدا خوش اسی اور اسکا نبی ہی

ہوا گلزار عشرت خشک یکبار
ہوئی بلبل گلستان سے روانہ
کیا قمری نے کو کو کا نالہ
رہی مسجد مین بہی صف آشنا خالی
وہ ابر فیض جب گزرا چمن سے
جب آیا اسکو پہر اگنے کا موسم
ہوا پیدا مبارک روی فرزند
کہا ہمسر کہ پہر روشن ہوا گہر
ہوئی فضل الہی سے یکایک
خوشی سے نار غم پر آب چہڑکا
ہوا تہا گردہ گل تیرہ مردہ لیکن
یہ وہ فرزند ہی جسکی بشارت
کیا تہا اسنے یہ سب حال ظاہر
مہ شوال سے انتیسوین تہی
صدی کی سولہوین سن مسیحی
مہینے جیٹہہ سے بہی پانچوین روز
ہوا نام اسکا عبد الحی مشہور
کنار مادر اسکی حق مین ہر روز
رہی اقبال عز و عیش مین شاد
برادر ہر دو بہی خوش ہون سراسر

خزان ہر گل کی دو دن سے اندر
چمن کا ہوگیا احوال ابتر
کہ ہی ہی کہان وہ سرو برتر
نظر آئی نہ وہ فرخندہ منظر
رہا تہا کچہ بہی اس کا مظہر
شگوفے نے نکالا خاک سے سر
ملکو طالع نکو رو نیک اختر
بنو شمع رودی ناز پرور
مراد خاطر یاران میسر
بدست قدرت اللہ اکبر
نظر آیا یہ غنچہ تازہ و تر
دیئی تہی اسکے والد وقت آخر
برای قطع بیخ فتنہ و شر
ہزار اور تین سو دس سال اوپر
اٹہارہ سو ہی نوی تین اوپر
زدہ انیس سے پنجاہ ازبر
میان دوست خویش و برادر
باجر صبر ہو راحت کا بستر
مطیع مرضی دادار داور

تمت

وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

از تالیف [illegible]

رفع العجاجة

عن

سنن ابن ماجه

باہتمام شیخ عبدالرحمن و احمد عبد الحکیم پسران شیخ محی الدین مرحوم

در مطبع صدیقی واقع لاہور طبع شد

فہرست ابواب کتاب مستطاب رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ جلد ثالث

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۲	حضرت صلعم کی قربانی کا بیان	۱۲	ذبیحہ کے باب۔	۲۶	کتے کے شکار کا بیان۔
۳	قربانی کرنا واجب ہے یا نہین	〃	عقیقے کا بیان۔	۲۸	مجوسی کا کتا شکار کرے تو اسکا
۴	قربانی کا ثواب	۱۴	فرعہ اور عتیرہ کا بیان		کھانا کیسا ہے۔
۵	کونسے جانور کی قربانی مستحب ہے	۱۵	جب ذبح کرے تو اچھی طرح ذبح کرے	〃	تیر کمان کا شکار۔
۶	اونٹ اور گائے کتنے آدمیون	۱۶	ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا۔	۲۹	اگر شکار کا جانور ایک رات تک
	کی طرف سے کافی ہوسکتی ہے	〃	کس چیز سے ذبح کرنا جائز ہے۔		غائب ہوجاوے پھر ملے
۶	ایک اونٹ کتنی بکریون کے برابر ہوتا ہے	۱۷	پوست نکالنے کا بیان	۳۰	معراض کے شکار کا بیان۔
۷	کونسا جانور قربانی کے لیے کافی ہے	۱۸	دودھ والے جانور کے ذبح سے ممانعت	〃	جھٹکہ زندہ جانور سے کاٹ لیا جاوے وہ مردار ہے
۸	قربانی مین کونسا جانور مکروہ ہے	〃	عورت کے ذبیحہ کا بیان	〃	مچھلی اور ٹڈی کا شکار۔
۹	ایک شخص نے قربانی کا اچھا جانور خریدا	〃	جو چارپایہ قابو سے باہر ہوجاوے	۳۳	خذف کی ممانعت۔
	پھر اسپر کچھ آفت آئی		اسکی ذکاۃ کیونکر ہے۔	۳۴	گرگٹ اور چھپکلی کو قتل کا بیان
〃	ساری گھر والونکی طرف سے ایک بکری	۱۹	جانور کو باندھ کر نشانہ بنانا اور مثلہ کرنا منع ہے	۳۵	ہر دانت والا درندہ حرام ہے
	قربانی کے لیے کافی ہے۔	۲۰	جو جانور نجاست کھاوے اسکے گوشت سے ممانعت	۳۶	بھیڑیے اور لومڑی کا بیان مین
۱۰	جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو تو ذی حجہ کی	〃	گھوڑون کے گوشت کا بیان	۳۷	بجو کا بیان۔
	پہلی تاریخ سے دسوین تک اپنے بال اور ناخن نہ کترے	۲۱	بستی کے گدھون کا گوشت کیسا ہے	〃	سوسمار یعنی گوہ گھوڑ پھوڑ کا بیان
〃	نماز سے پہلے جانور قربانی کا ذبح کرنا منع ہے	۲۲	خچر کے گوشت کا بیان۔	۳۹	خرگوش کا بیان۔
۱۱	اپنے ہاتھ سے قربانی کاٹنا بہتر ہے	۲۳	پیٹ کے بچے کی ذکاۃ اسکی ماں کی ذکاۃ ہے	۴۰	دریا مین جو مچھلی مر کر تیر آوے
〃	قربانی کی کھالون کا بیان	۲۴	شکار کے باب کتون کے مارنے کا حکم سوا	۴۱	کوے کا بیان۔
۱۲	قربانی کے گوشت مین سے کھانا		شکاری یا کھیت کے کتے کے	〃	بلی کا بیان۔
〃	قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنا	۲۵	کتے پالنے کی ممانعت مگر شکاری	〃	کھانون کے باب
〃	عیدگاہ مین قربانی کاٹنا		یا کھیت یا جانورون کا کتا	〃	کھانا کھلانے کی فضیلت

صفحہ	مضمون کتاب
۴۳	ایک شخص کا کھانا دو شخصوں کو کفایت کرتا ہے
〃	مومن ایک آنت مین کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں مین
۴۴	کھانیکی برائی کرنا منع ہے
〃	کھانیکے وقت وضو کرنا۔
۴۵	تکیہ لگا کر کھانا خلاف سنت ہے
〃	کھانیکے وقت بسم اللہ کہنا۔
۴۶	داہنے ہاتھ سے کھانا
〃	کھانیکے بعد انگلیان چاٹنا
۴۷	پیالہ یا رکابی کو صاف کر دینا
۴۸	اپنے پاس سے کھانے کا حکم
۴۹	ثرید کی چوٹی پر سے کھانیکی ممانعت
〃	جب نوالہ نیچے گر جاوے
۵۱	ثرید کی فضیلت اور کھانا پنیر
〃	کھانیکے بعد ہاتھ پونچھنا۔
〃	جب کھانے سے فارغ ہو تو کیا کہے
۵۲	کھانا مل کر کھانا
۵۳	کھانے مین پھونکنا منع ہے
〃	جب خادم کھانا پکا کر لاوے تو اس کھانے مین سے تھوڑا اسکو بھی دیوے
۵۴	خوان اور دسترخوان کے بیان مین
۵۵	جب تک دسترخوان سامنے سے نہ اٹھایا جاوے اسوقت تک نہ اٹھے اور جب تک دوسرے لوگ فارغ نہ ہوں اپنا ہاتھ نہ کھینچے۔
۵۶	اگر کوئی شخص رات گذارے اور اسکے ہاتھ مین چکنی بو ہو کھانے کی۔
〃	جب کسی کے سامنے کھانا پیش کیا جاوے
۵۷	مسجد مین کھانا کیسا ہے۔
〃	کدو کا بیان۔
۵۸	گوشت کا بیان۔
〃	کونسے مقام کا گوشت عمدہ ہے
۵۹	بھنا ہوا گوشت۔
〃	قدید کا بیان۔
۶۰	کلیجی اور تلی کا بیان۔
〃	نمک کا بیان۔
〃	سرکے سے روٹی کھانا
۶۱	روغن زیتون کا بیان۔
〃	دودھ کا بیان۔
〃	مٹھائی کا بیان
〃	ککڑی اور کھجور ملا کر کھانا
۶۲	کھجور کا بیان۔
〃	جب فصل کا پہلا میوہ آوے
〃	گدر کھجور اور خشک کھجور ملا کر کھانا
۶۳	دو دو تین تین کھجور ملا کر کھانے سے ممانعت۔
〃	اچھی کھجور کھجوروں مین ڈھونڈ کر کھانا
〃	کھجور مسکہ کے ساتھ کھانا۔
۶۴	سپیدہ کا بیان
۶۵	باریک چپاتیوں کا بیان۔
〃	فالودے کا بیان۔
۶۶	گھی مین چپڑی روٹی۔
۶۷	گیہون کی روٹی کا بیان۔
۶۸	جو کی روٹی کا بیان۔
۶۹	میانہ روی کھانے مین اور پیٹ بھرنیکی کراہت
۷۰	کھانا پھینکنے سے ممانعت
۷۱	بھوک سے پناہ مانگنا
〃	رات کا کھانا چھوڑ دینا کیسا ہے
〃	لوگونکی دعوت کرنا
۷۲	اگر مہمان دعوت کے مکان مین کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو لوٹ آوے۔
۷۴	گوشت اور گھی ملا کر کھانا
〃	جب کوئی گوشت پکا دے تو شوربہ بہت رکھے

صفحه	مضمون کتاب
۷۳	لہسن اور پیاز او گندنے کا بیان
۷۴	دہی اور گھی کا بیان
۷۵	میوون کا بیان
〃	اوندھے ہوکر کھانا منع ہے
〃	شرابون کے بیان مین
〃	شراب ہر برائی کی کنجی ہے
۷۶	جوکوئی دنیا مین شراب پیوے اسکو آخرت مین شراب نہین ملیگا
〃	جوکوئی ہمیشہ شراب پیا کرتا ہے
〃	شرابی کی نماز قبول نہین ہوگی
۷۷	شراب کاہے سے بنتی ہے۔
۷۸	شراب مین دس طرح پر لعنت آئی ہے
〃	شراب کی سوداگری کا بیان
۷۹	اخیر زمانہ مین لوگ شراب کی دوسری نام رکہکر اسکو پیوین گے
〃	ہر مسکر حرام ہے۔
۸۰	جس شراب کا کثیر یعنے بہت مقدار نشہ پیدا کرے تو اسکا قلیل بھی حرام ہے
۸۱	خلیطین کی ممانعت۔
۸۲	نبیذ بنانے اور پینے کا بیان
〃	شراب کی برتنون مین نبیذ بنانے کی ممانعت
۸۳	اُن برتنون مین نبیذ بنانیکی اجازت
〃	مٹی کی گھڑے مین جو روغنی ہو نبیذ بنانے کی ممانعت

صفحه	مضمون کتاب
۸۴	برتنون کو ڈہانپ دینا چاہیے
۸۵	چاندی کے برتن مین پینا
۸۶	تین سانس مین پانی پینا
۸۷	مشک کے موہنہ سے پانی پینا کیسا ہے
〃	مشکون کا منہ الٹ کر پانی پینا
۸۸	کھڑے ہوکر پانی پینا کیسا ہے
〃	جب مجلس مین کوئی پانی یا اور کوئی چیز پیوے تو اپنے بعد داہنے طرف والے کو دیوے وہ بہی داہنے طرف والے کو دیوے۔
۸۹	پانی کے برتن مین سانس لینا
〃	پانی مین پھونکنا منع ہے یا اور کسی پینے کی چیز مین
۹۰	چلو سے پینا اور منہ پانی مین لگاکر پینا۔
۹۱	جو شخص لوگون کو پلاتا ہو وہ اخیر مین پیے۔
〃	گلاس مین پینا (۳۱)
〃	طب کے باب مین
۹۲	اللہ تعالی نے کوئی بیماری نہین اتاری ایسی جسکا علاج نہ رکہا ہو
۹۴	بیمار اگر کسی چیز کے کھانے کی خواہش کرے۔
۹۵	پرہیز کا بیان
۹۶	کہنا کہ اپنی بیماری پر صبر نہ کرنا چاہیے

صفحه	مضمون کتاب
۹۶	حریرہ کا بیان۔
۹۷	سیاہ دانی یعنے کلونجی کا بیان
۹۸	شہد کا بیان۔
〃	کھنبی اور عجوہ کا بیان۔
۹۹	سنا اور سنوت کا بیان
۱۰۰	نماز مین شفا ہے
〃	ناپاک اور خبیث دوا سے علاج کرنے کی ممانعت
۱۰۱	مسہل کی دوا
〃	عذرہ کا علاج اور دبانے کی ممانعت
〃	عرق النسا کی دوا کا بیان
〃	زخم کا علاج۔
۱۰۳	جو شخص علاج کرے کسی کا اور طب نہ جانتا ہو۔
〃	ذات الجنب کی دوا۔
۱۰۴	بخار کا بیان۔
〃	بخار دوزخ کی بھاپ سے ہے اسکو ٹھنڈا کر پانی سے
۱۰۶	پچھنے لگانے کا بیان۔
〃	پچھنے کس مقام پر لگادے
۱۰۷	کن دنون مین پچھنے لگادے
۱۱۰	داغ لینے کا جواز۔
۱۱۱	اثمد کا سرمہ لگانا
〃	جو شخص طاق پر سرمہ لگادے
〃	شراب سے علاج کرنیکی ممانعت

صفحہ	مضمون کتاب
۱۱۲	قرآن سے دوا کرنا
؍؍	اونٹ کی موت کا بیان
۱۱۳	اگر برتن مین مکھی گر پڑے
؍؍	نظر کا بیان
۱۱۴	نظر کے منتر کا بیان
۱۱۵	جن منترون کی اجازت ہے
	اون کا بیان ۔
۱۱۶	سانپ اور بچھو کے منتر کا بیان
۱۱۷	آنحضرت صلعم نے جو دوسرونکے
	لیئے اور جو آپ کے لیئے منتر کیا گیا
۱۱۹	بخار کا تعویذ ۔
۱۲۰	منتر پڑھکر پھونکنا ۔
؍؍	تعویذ لٹکانا کیسا ہے ۔
۱۲۳	آسیب کا عمل
۱۲۴	دو دھاری والا سانپ مار ڈالنا چاہیے
۱۲۵	فال نیک لینا اچھا ہے بدفالی منع ہے
۱۲۷	جذام کا بیان
؍؍	جادو کا بیان ۔
۱۳۱	گھبراہٹ اور نیند کی اچاٹ ہونے
	کا بیان ۔
۱۳۳	کتاب لباس کی ۔
؍؍	آنحضرت صلعم کے لباس کا بیان
۱۳۶	آدمی جب نئے کپڑے پہنے
	تو کیا کہے ۔
؍؍	جسطرح کپڑا پہننا منع ہے

صفحہ	مضمون کتاب
۱۳۷	بالونکا کپڑا پہننا
؍؍	سفید کپڑونکا بیان ۔
۱۳۸	جو شخص اپنا کپڑا ضرورت سے
	زیادہ لٹکادے غرور اور فخر کی راہ سے
۱۳۹	پاجامہ کہانتک ہو سکتا ہے
۱۴۰	قمیص پہننے کا بیان
؍؍	قمیص کا لنبا کرنا ۔
؍؍	قمیص کرتا کی آستین کتنی چاہیئے
؍؍	گھنڈیان کھلی رکھنی کا بیان
۱۴۱	پاجامہ پہننے کا بیان
؍؍	عورت کو آنچل کتنا لٹکانا درست ہے
؍؍	سیاہ عمامہ کا بیان
۱۴۲	عمامہ کا شملہ پشت پر دونون
	مونڈھون کے بیچ مین لٹکانا
؍؍	ریشمی کپڑا پہننا منع ہے مرد کیلئے
۱۴۳	جسکو حریر پہننے کی اجازت ہے
؍؍	اگر گوٹ حریر کی ہو تو اجازت ہے
؍؍	عورتون کو حریر اور سونا پہننا درست ہے
۱۴۴	سرخ لباس مردونکو پہننا جائز ہے
۱۴۷	کسم کا رنگ مردونکو پہننا مکروہ ہونا
۱۴۸	زرد رنگ مردونکو پہننا جائز ہے
۱۴۹	جو چاہے وہ پہن سکتا ہے
	بشرطیکہ اسراف اور تکبر کی راہ سے نہ ہو
۱۵۰	جو شخص شہرت اور ناموری کے لیئے
	کپڑے پہنے ۔
؍؍	مردے کی کھال جب دباغت کرلیجاوے
	تو اسکو پہن سکتے ہین

صفحہ	مضمون کتاب
۱۵۱	جو کوئی کہتا ہے مردے کی کھال اور
	پٹھے سے نفع نہ اٹھانا چاہیے
۱۵۲	آنحضرت صلعم کی جوتی کیسی تھی
؍؍	جوتی پہننے اور اتارنیکا بیان
؍؍	ایک پاؤن مین جوتا پہنکر چلنے
	کی ممانعت ۔
؍؍	کھڑے ہوکر جوتا پہننا ۔
؍؍	سیاہ موزے پہننا کیسا ہے
۱۵۳	مہندی کا خضاب ۔
۱۵۴	سیاہ خضاب کرنا ۔
؍؍	زرد خضاب کا بیان ۔
۱۵۵	جس نے خضاب نہین کیا
؍؍	جوڑی اور چوٹیون کا بیان
۱۵۶	بہت نیچے بال رکھنا مکروہ ہے
۱۵۷	قزع کی ممانعت
؍؍	انگشتری کا نقش
؍؍	سونیکی انگوٹھی کی ممانعت
۱۵۸	انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کیطرف
	رکھنا پہننے کی حالت مین
؍؍	داہنے ہاتھ مین انگوٹھی پہننا
؍؍	انگوٹھے مین انگشتری پہننا کیسا ہے
۱۵۹	گھر مین تصویرین لٹکانا ۔
۱۶۱	اگر روندی پامال ہونے کے مقام پر
	تصویر ہو ۔
۱۶۲	سرخ زین پوشون اور چار جامہ پہنکا

صفحہ	مضمون کتاب
۱۶۳	چیتون کی کھال پر سواری کرنا
"	باب اخلاق اور آداب کے
"	ماں باپ سے نیک سلوک کرنا
۱۶۴	جس سے باپ سلوک کرتا ہو
	بیٹے کو بھی سلوک کرنا چاہیے
"	باپ کو اولاد سے کیسی برتاو کرنا
	چاہیے خصوصاً بیٹیون سے
۱۶۷	ہمسائے کا حق۔
۱۶۸	مہمان کا حق۔
۱۶۹	یتیم کا حق۔
۱۷۱	راہ میں سے کانٹا کنکر وغیرہ دور کرنا
"	پانی کے صدقے کی فضیلت
۱۷۲	نرمی کا بیان۔
"	لونڈی غلامون کے ساتھ نیک
	سلوک کرنا
۱۷۴	سلام کو فاش کرنیکا بیان
۱۷۵	سلام کا جواب دینا
"	ذمی کافرون کے سلام کا جواب
۱۷۶	بچون اور عورتون کو سلام کرنیکا بیان
"	مصافحہ کا بیان۔
۱۷۷	آدمی دوسرے آدمی کے ہاتھ کو چومے
	تو کیسا ہے۔
۱۷۸	اندر جانے سے پہلے اجازت لینا
۱۸۰	آدمی سے یون پوچھنا آپنے
	صبح کیسے کی۔

صفحہ	مضمون کتاب
۱۸۱	جب کسی قوم کا عزت والا شخص
	آوے تو اسکی عزت کرنا چاہیے
"	چھینک کا جواب
۱۸۲	آدمی اپنے ساتھی کی خاطرداری کرے
"	جو شخص کسی مجلس سے کھڑا ہو جاوے
	پھر لوٹ کر آوے تو وہ اسجگہ کا
	زیادہ حقدار ہے۔
"	عذر کرنے کا بیان۔
۱۸۳	مزاح کرنے کا بیان۔
۱۸۴	سفید بال اکھاڑنا کیسا ہے
"	کچھ سایہ اور کچھ دھوپ مین رہنا
"	اوندھے منہ لیٹنا منع ہے
۱۸۵	علم نجوم سیکھنا کیسا ہے۔
۱۸۶	ہوا کو برا کہنے کی ممانعت
"	کونسے نام اللہ تعالی کو پسند ہیں
۱۸۷	برے نامون کا بیان
"	برے نام کا بدل ڈالنا
۱۸۸	آنحضرت صلعم کا نام اور کنیت
	جمع کرنا کیسا ہے۔
"	آدمی کا بچہ ہونے سے پہلے کنیت رکھنا
۱۸۹	لقبون کا بیان۔
"	خوشامد کا بیان۔
۱۹۰	جس سے مشورہ لیا جاوے وہ اسکو
	ایمانداری کا مشورہ دینا چاہیے
۱۹۱	حمام مین جانے کا بیان

صفحہ	مضمون کتاب
۱۹۲	نورہ لگانا کیسا ہے۔
"	وعظ کہنا اور قصے بیان کرنا
۱۹۴	شعر کا بیان۔
۱۹۵	جو شعر بری ہین
"	چوسر کھیلنے کا بیان
۱۹۶	کبوتربازی کا بیان
"	تنہائی کی کراہت
"	رات کو سوتے وقت چراغ اور انگار بجھا دینا
"	راہ پر اترنے کی ممانعت۔
۱۹۷	تین آدمیون کا ایک جانور پر چڑھنا
"	خط لکھکر اسپر مٹی ڈالنا
"	اگر کہین تین آدمی ہون تو دو
	آدمی ملکر کانا پھوسی نکرین۔
۱۹۸	کوئی شخص تیر لیجاوے تو اسکے
	پیکان تھام کر لیجاوے
"	ذکر الہی اور تلاوت قرآن
	اور دعا کے ابواب۔
"	قرآن کی تلاوت کا ثواب
۲۰۲	ذکر الہی کا ثواب
۲۰۴	لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت
۲۰۶	اللہ کی حمد کرنے والونکی فضیلت
۲۰۷	سبحان اللہ کہنے کی فضیلت
۲۱۰	خدا سے استغفار کرنا
۲۱۱	نیکی کا ثواب۔
۲۱۳	لاحول ولا قوة الا باللہ کی فضیلت

صفحہ	مضمون کتاب
٢١٣	دعاکے ابواب
؍؍	دعاکی فضیلت
٢١٤	آنحضرت صلعم کی دعاکا بیان
٢١٨	آنحضرت صلعم نے کن چیزون سے پناہ مانگی ہے۔
٢٢٠	جامع دعاؤن کا بیان
٢٢١	عفواور عافیت کی دعا،
٢٢٢	جب کوئی تم مین سے دعا کرے تو پہلے اپنے نفس سے شروع کری
٢٢٣	دعا قبول ہوتی ہے بشرطیکہ جلدی نہ کرے
؍؍	آدمی کو یہ نہ کہنا چاہیے اے خدا اگر تو چاہے تو مجھکو بخشدے
؍؍	اسم اعظم کا بیان
٢٢٦	اللہ جل جلالہ کے نامونکا بیان
٢٢٨	ماں باپ کی دعا اولاد کے لیے اور مظلوم کی دعا
٢٢٩	دعامین تکلف کرنا منع ہے
؍؍	دعامین ہاتھ اٹھانا۔
؍؍	صبح اور شام آدمی کیا دعا کری
٢٣٢	جب آدمی سونیکے لیے بچھونے پر جاوے تو کیا دعا پڑھے۔
٢٣٤	جب رات کو آنکھ کھل جاوے تو کیا دعا پڑھے
٢٣٥	سختی اور تکلیف کے وقت کی دعا۔

صفحہ	مضمون کتاب
٢٣٥	گھر سے چلتے وقت کیا دعا پڑھے
٢٣٦	گھر مین جاتے وقت کیا دعا پڑھے
؍؍	سفر کرتے وقت کیا دعا پڑھے
٢٣٧	بادل اور برسات کے وقت کی دعا
؍؍	کسی آفت یا مصیبت والے کو دیکھے تو کیا پڑھے۔
٢٣٨	خواب کی تعبیر کے باب
؍؍	نیک خواب خود دیکھے یا دوسرا کوئی اسکے لیے دیکھے
٢٣٩	آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھنا
٢٤٠	خواب تین طرح کا ہوتا ہے۔
٢٤١	جو شخص برا خواب دیکھے۔
٢٤٢	جو خواب شیطان کی کھیل کا دیکھے وہ کسی سے بیان نہ کرے
٢٤٣	خواب کی جیسی تعبیر کہی جاوے ویسی ہی ہوتا ہے پس چاہیے کہ دوست کے سامنے بیان کرے
؍؍	خواب کی تعبیر کسطرح دینا چاہیے
٢٤٤	جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے
؍؍	جو شخص جتنا سچا ہو بات کرنے مین اسیقدر اسکا خواب بھی سچا ہوگا
؍؍	خوابون کی تعبیرونکا بیان۔
٢٥٢	فتنون کا بیان
١٥٣	جو کوئی لا الہ الا اللہ کہتا ہو اسکو نہ ستانا

صفحہ	مضمون کتاب
٢٥٥	مسلمان کی جان کی حرمت
٢٥٦	لوٹنے سے ممانعت۔
٢٥٧	مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔
٢٥٧	آنحضرتؐ نے فرمایا میرے بعد کافر نہ ہونا ایک دوسرے کی گردنیں مارکر
٢٥٨	مسلمان اللہ تعالی کے ذمے مین ہیں
؍؍	اپنی قوم کے لیے تعصب کرنے کا بیان۔
٢٥٩	بڑی جماعت کے ساتھ رہنا۔
٢٦٠	اسوقت مین جو فتنے ہونگے انکا بیان
٢٦٧	فتنے کے وقت حق پر جمے رہنا
٢٧١	جب دو مسلمان اپنی اپنی تلوارین لیکر ایک دوسرے سے بھڑین
٢٧٢	فتنے مین زبان روکنا
٢٧٦	تنہائی اور گوشہ گیری کا بیان
٢٨١	جس امر مین شبہ ہو اس سے باز رہنا
٢٨٢	اسلام غربت سے شروع ہوا اور پھر غریب ہو جاوے گا
؍؍	کس شخص کو فتنے سے محفوظ رہنے کی امید ہے۔
٢٨٣	ہر ایک امت کی کئی فرقہ ہونا
٢٨٤	مال کا فتنہ
٢٨٧	عورتون کا فتنہ۔
٢٨٩	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بیان

صفحہ	مضمون کتاب
٢٩٤	اس آیت کا بیان کہ اے ایمان والو تم اپنی فکر کرو تمکو دوسرے کی گمراہی ضرر نہ کرے گی جب تم ہدایت پر ہو
٢٩٦	گناہون کی سزا کا بیان
٢٩٩	بلا پر صبر کرنے کا بیان
٣٠٦	زمانے کی سختی کا بیان ۔
٣٠٩	قیامت کی نشانیونکا بیان
٣١٢	قرآن و علم کا اٹھہ جانا قیامت کی نشانی ہے
٣١٤	امانت کا دلون سے نکل جانا
٣١٦	قیامت کی نشانیون کا بیان
٣١٨	زمین کے دھنسنے کا بیان
٣١٩	بیدا کے لشکر کا بیان ۔
٣٢٠	دابۃ الارض کا بیان ۔
”	پچہم سے سورج نکلنے کا بیان
٣٢٢	دجال کا بیان اور حضرت عیسےٰ ع کے اترنے کا بیان اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا
٣٤٤	مہدی علیہ السلام کے نکلنے کا بیان ۔
٣٤٦	بڑی بڑی لڑائیون کا بیان
٣٥٠	ترک کا بیان ۔
٣٥٤	دنیا کی فکر کرنا کیسا ہے
٣٥٦	دنیا کی مثال

صفحہ	مضمون کتاب
٣٥٨	جسکی لوگ پروا نہ کرینگے ۔
٣٥٩	فقیری کی فضیلت
٣٦٠	فقیرون کا مرتبہ ۔
٣٦١	فقیرون کے ساتہہ بیٹھنے کی نضیلت
٣٦٤	جو محبت للہ رہین انکا بیان
٣٦٦	قناعت کا بیان ۔
٣٦٧	آنحضرت صلعم کی آل کی زندگی کیونکر گذری اسکا بیان ۔
٣٦٨	آنحضرت صلعم کی آل کا بچھونا سونیکا کیسا تہا ۔
٣٧٠	آنحضرت صلعم کے اصحاب کی زندگی کیونکر گذری اسکا بیان
٣٧١	عمارت بنانا کیسا ہے
٣٧٢	توکل اور یقین کا بیان
٣٧٣	حکمت کا بیان ۔
٣٧٥	تواضع کا بیان اور کبر کے چھوڑ دینے کا ۔
٣٧٦	شرم کا بیان ۔
٣٧٧	حلم اور بردباری کا بیان
٣٧٩	غم اور رونے کا بیان
٣٨٢	عمل کے قبول نہ ہونے کا ڈر رکھنا ۔
٣٨٤	ریا اور شہرت کا بیان
٣٨٥	حسد کا بیان

صفحہ	مضمون کتاب
٣٨٦	لغاوت اور سرکشی کا بیان ۔
٣٨٧	تقوے اور پرہیزگاری کا بیان ۔
٣٨٨	لوگون کا تعریف کرنا ۔
٣٩٠	باب میت کے بیان مین
٣٩١	انسان کی آرزو اور عمر کا بیان ۔
٣٩٣	نیک کام کو ہمیشہ کرنا
٣٩٥	گناہون کے بیان
٣٩٦	توبہ کا بیان ۔
٤٠٠	موت کا بیان اور اسکے واسطے تیار رہنا ۔
٤٠٤	قبر کا بیان اور مردے کے گل جانے کا ۔
٤٠٨	حشر کا بیان ۔
٤١٤	اللہ کی رحمت جس کی امید کی جاتی ہے قیامت کے دن ۔
٤١٨	حوض کوثر کا بیان
٤٢٠	شفاعت کا بیان ۔
٤٢٦	دوزخ کا بیان ۔
٤٣٠	جنت کا بیان

تمت

جلد ثالث

وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

از تالیف لطیف عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی یگانۂ زمن مولوی وحید الزمان صاحب [illegible]

رفع العجاجة

عن

سنن ابن ماجه

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن و محمد عبد الاحد پسران شیخ محی الدین مرحوم

در مطبع صدیقی واقع لاہور طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجلد الثانی من النصف الثانی

ک ٢٦ ب ١٧

ابواب الاضاحی قربانیوں کے باب

باب اضاحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربانی کا بیان **عن** انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یضحی بکبشین املحین اقرنین ویسمی ویکبر ولقد رأیتہ یذبح بیدہ واضعا قدمہ علی صفاحہما انس بن مالک سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کرتے تھے دو مینڈھے سیاہ اور سفید رنگ ملے ہوئے سینگ دار اور بسم اللہ کہتے اور اللہ اکبر ذبح کیوقت اور مین نے دیکھا آپ اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اپنا پاؤن انکے پٹھے پر رکھکر

عن جابر بن عبد اللہ قال ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عید بکبشین فقال حین وجہہما انی وجہت وجہی للذی فطر السموٰت والارض حنیفا مسلما وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اللہم منک ولک عن محمد وامتہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن یعنے بقرعید کو دو مینڈھون کی قربانی کی اور جس وقت انکا سونہہ قبلہ کی طرف کیا تو فرمایا انی وجہت وجہی للذی فطر السموٰت والارض حنیفا مسلما وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین اللہم منک ولک عن محمد وامتہ ترجمہ اس دعا کا یہ ہے مین نے اپنا سونہہ کیا اس شخص کی طرف جس نے پیدا کیا آسمانون اور زمین کو اور مین سیدھا مسلمان ہون

اور مین شرک کرنے والون مین سے نہین ہون بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور موت سب اللہ ہی کے لیے ہے جو صاحب ہے سارے جہانون کا اسکا کوئی ساجھی نہین اور مجھے اُسیکا حکم ہوا اور مین سب سے پہلے اسکی تابعدارون مین سے ہون یا اللہ یہ قربانی تیری ہی طرف سے ہے یعنی تو نے ہی اسکو پیدا کیا اور مجھکو دیا اور تیرے ہی واسطے ہے محمد اور اسکی امت کیطرف سے اسکو قبول فرما **ف** آپنے دو مینڈھون کو کاٹا ورنہ ایک مینڈھا یا ایک بکری سارے گھروالون کیطرف سے کافی ہے جیسا آگے آویگا اسکی وجہ یہ تھی کہ ایک مینڈھا اپنے اور اپنے گھروالون کی طرف سے کاٹا اور دوسرا اپنی امت کیطرف سے اب اور لوگ جو قربانی کرین انکو صرف ایک مینڈھا کاٹنا کافی ہے اور جسقدر عمدہ اور موٹا تازہ ہو اتنا ہی افضل ہے **عَنْ** عَائِشَةَ اَوْ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ اشْتَرٰی كَبْشَیْنِ عَظِیْمَیْنِ سَمِیْنَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مَوْجُوْءَیْنِ فَذَبَحَ اَحَدَهُمَا عَنْ اُمَّتِهٖ لِمَنْ شَهِدَ لِلّٰهِ بِالتَّوْحِیْدِ وَشَهِدَ لَهٗ بِالْبَلَاغِ وَذَبَحَ الْاٰخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَعَنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حضرت عائشہ صدیقہ یا جناب ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قربانی کا ارادہ کرتے تو دو موٹے بڑے مینڈھے لنبے سینگ والے کالے اور سفید رنگ خصی خریدتے ایک تو اپنی امت کیطرف سے ذبح کرتے یعنے اس شخص کیطرف سے جو اللہ کو اکیلا سمجھتا ہے (یعنے توحید کا قائل ہے) اور آپ کی پیغمبری کا اقرار کرتا ہے۔ (معلوم ہوا کہ جس نے توحید اور رسالت کو مانا وہ آپ کی امت مین داخل ہے گو اور مسائل مین کتنا ہی اختلاف کرتا ہو بشرطیکہ اسکا درجہ کفر تک نہ پہونچا ہو) اور دوسرا مینڈھا محمد اور آل محمد کیطرف سے (یعنے اپنے اور اپنے گھروالون کیطرف سے جیسے اوپر بیان ہوا)

بَابٌ اَلْاَضَاحِیْ وَاجِبَةٌ هِیَ اَمْ لَا قربانی کرنا واجب ہے یا نہین **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ سَعَةٌ وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخصکو طاقت ہو (یعنے اتنی دولت اسکے پاس ہو) اور وہ قربانی نکرے تو وہ ہماری مسجد مین نہ آوے **ف** اسکو نکالا احمد نے بھی اور حاکم نے کہا وہ صحیح ہے حافظ نے فتح مین کہا اسکے راوی ثقہ ہین لیکن اختلاف ہے کہ اسکا موقوف ہونا صحیح ہے یا مرفوع ہونا طحاوی نے کہا اسکا موقوف ہونا صواب ہے یعنے زیادہ ٹھیک ہے۔ یہ ایک دلیل ہے قربانی واجب کہنے والون کی جیسے ربیعہ اور اوزاعی اور ابوحنیفہ اور لیث اور بعض مالکیہ کا قول ہے اور جمہور کہتے ہین وہ سنت ہے واجب نہین ہے اور روضہ مین وجوب کے قول کو ترجیح دی ہے تو اہلحدیث کا یہی مذہب ہوگا مگر صرف ایک جانور ساری گھروالون کیطرف سے کافی ہے ہر ایک شخص کیطرف سے ضرور نہین جیسے حنفیہ نے خیال کیا ہے **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ سَاَلْتُ

ابن عمر عن الضحايا أواجبة هي قال ضحى رسول الله صلى الله عليه وسلم والمسلمون من بعده وجرت
به السنة ۔ ابن سیرین نے کہا میں نے ابن عمر سے پوچھا کیا قربانی واجب ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
قربانی کی اور مسلمانوں نے آپکے بعد قربانی کی اور یہ سنت جاری ہوگئی **ف** اس سے یہ نہیں نکلتا کہ قربانی واجب
نہیں ہے بلکہ سلف کا یہی طریقہ تھا کہ احتیاط کی راہ سے یوں ہی کہدیتے یہ کام حضرت نے کیا ہے بس تم بھی کرو
تصریح نکرتے اسکے وجوب کی اور اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو ابن عمر یہہ کہدیتے کہ وہ واجب نہیں ہے اگر بالفرض عدم
وجوب والا اس سے دلیل بھی لیویں تو ہم کہینگے صحابی کے قول سے وجوب باطل نہیں ہوسکتا **عن** جبلة بن
سحيم قال سألت ابن عمر فذكر مثله سواء ترجمہ دوسری روایت ابن عمر سے بھی ایسی ہے **عن** مخنف
ابن سليم قال كنا وقوفا عند النبي صلى الله عليه وسلم بعرفة فقال يا أيها الناس إن على كل أهل
بيت في كل عام أضحية وعتيرة أتدرون ما العتيرة هي التي يسميها الناس الرجبية مخنف بن سلیم سے
روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھیرے ہوئے تھے عرفہ کے دن آپ نے فرمایا ای لوگو ہر گھر والوں پر
ہر سال میں ایک قربانی ہے اور ایک عتیرہ ہے تم جانتے ہو عتیرہ کیا ہے رجب کی قربانی **ف** یہ پہلے واجب تھی
شروع اسلام میں پھر رجب کی قربانی منسوخ ہوگئی دوسری حدیث میں ہے عتیرہ کوئی چیز نہیں ہے اب نہیں رہی
مگر عید کی قربانی اس حدیث سے بھی وجوب نکلتا ہے اسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی نکالا لیکن اسکی اسناد
میں ابو رملہ مجہول ہے اور وجوب والے اس سے بھی دلیل لیتے ہیں فصل لربک وانحر کیونکہ امر وجوب کے لیے ہے مخالف
کہتے ہیں کہ آیت کا یہ مطلب ہے کہ نحر اللہ کے لیے کر یعنے سوا خدا کے اور کسی کے لیے نحر نہ کر جیسے مشرکین بت پوجنے
والے بتوں کے نام پر نحر کیا کرتے تھے اس سے منع کیا اس سے عید کی قربانی کا وجوب نہیں نکلتا ایک اور حدیث ہے
جندب کی جو آگے آویگی وہ بھی وجوب کی دلیل ہے اور عدم وجوب والے جابر کی حدیث سے دلیل لیتے ہیں اس میں یہ ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اپنی امت کے ان لوگوں کیطرف سے جنہوں نے قربانی نہیں کی ایک مینڈھا ہے
کی اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور طبرانی وغیرہ نے باسناد حسن ابو رافع سے ایسا ہی نکالا لیکن یہ عدم
وجوب پر دلالت نہیں کرتا اسلیے کہ مراد اس میں وہ لوگ ہیں جنکو قربانی کی قدرت نہیں اور وجوب کا کوئی قائل نہیں
اور یہ حدیث کہ مجھ کو قربانی کا حکم ہوا اور تمپر فرض نہیں ضعیف ہے اسکی اسناد میں وہ شخص ہے جسکی طرف کذب کی نسبت
ہے تو اس سے حجت لینا صحیح نہیں (روضہ) **باب** ثواب الأضحية قربانی کا ثواب **عن** عائشة أن النبي
صلى الله عليه وسلم قال ما عمل ابن آدم يوم النحر عملا أحب إلى الله عز وجل من هراقة دم وإنه

لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَظْلَافِهَا وَأَشْعَارِهَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ الْأَرْضَ فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی نے یوم النحر مین (یعنے دس ذیحجہ کو) کوئی عمل ایسا نہین کیا جو اللہ تعالی کو زیادہ پسند ہوا سکے لیے خون بہانے سے (یعنے قربانی سے زیادہ اسدن کوئی عمل خدا کو محبوب نہین) اور قربانی کا جانور قیامت کے دن زندہ ہوکر آویگا اپنے سینگ کھرابون سمیت (یعنی جون کا تون) اور خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے پاس ایک اور درجہ حاصل کرتا ہے تو خوش کرو قربانی سے اپنے دل کو (یعنے قربانی سے بڑی ثواب کی امید رکھو) **عَنْ** زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ قَالُوا فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوا فَالصُّوفُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ زید بن ارقم سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ان قربانیون سے کیا فائدہ آپنے فرمایا تمہارے (اگلے) باپ حضرت ابرہیم علیہ السلام کی سنت ہی (یعنے ان کا طریقہ ہے) لوگون نے کہا پھر ہمکو اُن مین کیا ملیگا (یعنے ابرہیم کے طریق پر چلنے سے ہمارا کیا فائدہ ہوگا) آپنے فرمایا جتنے بال قربانی کی بکری مین ہونگے ہر ایک بال کے بدل ایک نیکی ملیگی لوگون نے عرض کیا اور بہیڑ مین یا رسول اللہ آپنے فرمایا بہیڑ مین بہی ہر ایک بال کے بدل ایک نیکی ملے گی **بَابُ** مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَضَاحِيِّ کونسی جانور کی قربانی مستحب ہے **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ قَالَ ضَحّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيلٍ يَأْكُلُ فِي سَوَادٍ وَيَمْشِي فِي سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ ابوسعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی ایک سینڈے کی جو سینگ دار لنبے سینگ دار تہا اسکا موہنہ کالا تہا اور پاون بہی کالے تہے آنکھ بہی کالی تہی (باقی بدن سفید یعنے چیت کبلا تہا) ایسا مینڈہا طیار اور فربہ چنکر قربانی کرنا افضل ہے **عَنْ** يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ أَبِي سَعِيدٍ الزُّرَقِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شِرَاءِ الضَّحَايَا قَالَ يُونُسُ فَأَشَارَ أَبُو سَعِيدٍ إِلَى كَبْشٍ أَدْغَمَ لَيْسَ بِالْمُرْتَفِعِ وَلَا الْمُتَّضِعِ فِي جِسْمِهِ فَقَالَ لِي اشْتَرِ لِي هٰذَا كَأَنَّهُ شَبَّهَهُ بِكَبْشِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یونس بن میسرہ بن حلبس سے روایت ہی مین ابوسعید زرقی کے ساتھ نکلا جو صحابی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیان خریدنے کو یونس نے کہا ابوسعید نے ایک مینڈہا بتلایا اس مین کچھ سیاہی تہی اسکی ٹہوڑی اور پٹھے مین وہ اونچا نہ تہا اور نہ بہت پست تہا اپنے جسم مین ابوسعید نے کہا میرے لیے یہ مینڈہا خرید لے اونہون نے شاید اسکو مشابہ سمجھا اُس مینڈہے کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کیا تہا **ف** سبحان اللہ

صحابہ کا اتباع کہ قربانی خریدنے مین بھی ویسا ہی جانور ڈھونڈھتے تھے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کیا تھا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ وَخَيْرُ الضَّحَايَا الْكَبْشُ الْأَقْرَنُ ابو امامہ باہلی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر کفن وہ ہے کہ جوڑا ہو (یعنے ازار اور چادر) اور بہتر قربانی وہ ہے جو مینڈھا ہو بڑے سینگ والا

بَابُ عَنْ كَمْ تُجْزِئُ الْبَدَنَةُ وَالْبَقَرَةُ اونٹ اور گائی کتنے آدمیون کیطرف سے کافی ہوسکتی ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحَى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْجَزُورِ عَنْ عَشَرَةٍ وَالْبَقَرَةِ عَنْ سَبْعَةٍ ابن عباس سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سفر مین اتنے مین ذیحجہ کی عید آئی اور ہم شریک ہوگئے قربانی مین اونٹ مین دس آدمی اور گائی مین سات آدمی ف اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے لیکن اور علماء کے نزدیک اونٹ مین بھی سات آدمیون سے زیادہ شریک نہین ہوسکتے اور دلیل انکی جابر کی حدیث ہے جو آگے آتی ہے وہ کہتے ہین یہ حدیث منسوخ ہے اور نسخ کی کوئی دلیل نہین ہے جب تک تاریخ معلوم نہ ہو عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَحَرْنَا بِالْحُدَيْبِيَةِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے ہمنے حدیبیہ مین آنحضرت کے ساتھ اونٹ کو نحر کیا سات آدمیون کیطرف سے اور گائے کو بھی سات آدمیون کیطرف سے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ذَبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّنِ اعْتَمَرَ مِنْ نِسَائِهِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَقَرَةً بَيْنَهُنَّ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیون کیطرف سے جنہون نے عمرہ کیا تھا حجۃ الوداع مین (اسکے بعد حج یعنے تمتع کیا تھا) قربانی کی ایک گائی کی ان سب کیطرف سے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَلَّتِ الْإِبِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَنْحَرُوا الْبَقَرَ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے اونٹ کم ہوگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تو آپنے حکم دیا گائے کے نحر کرنے کا سات آدمیون کیطرف سے عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَقَرَةً وَاحِدَةً ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آل محمد کیطرف سے ایک گائی نحر کی حجۃ الوداع مین

بَابُ كَمْ تُجْزِئُ مِنَ الْغَنَمِ عَنِ الْبَدَنَةِ ایک اونٹ کتنی بکریون کے برابر ہوتا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ عَلَيَّ بَدَنَةً وَأَنَا مُوسِرٌ بِهَا وَلَا أَجِدُهَا فَأَشْتَرِيَهَا فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْتَاعَ سَبْعَ شِيَاهٍ فَيَذْبَحَهُنَّ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک شخص آیا اور بولا میرے اوپر ایک اونٹ ہے اور مین قدرت رکھتا

ہون اسپر لیکن اونٹ نہین ملتا تاکہ مین اسکو خرید کرون آپنے اسکو حکم دیا کہ سات بکریان خرید کر کے انکو ذبح کر **ف** تو ایک اونٹ برابر ہے
سات بکریون کے اس سے ہی یہ نکلتا ہے کہ اونٹ مین سات آدمیون تک شریک ہو سکتے ہین یعنے سات گھر والے صبیر
اوپر گذرا کہ اہلحدیث کے نزدیک ہر گھر پیچھے ایک بکری کافی ہے قربانی کے لیے **عن** رافع بن خديج قال كنا مع
رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن بذي الحليفة من تهامة فاصبنا ابلا وغنما فعجل القوم فاغلينا
القدور قبل ان تقسم فاتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم فامر بها فاكفئت ثم عدل الجزور بعشرة
من الغنم رافع بن خدیج سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ذوالحلیفہ مین تہامہ کے ملک میں
تو ہمنے لوٹ مین پایا اونٹون اور بکریون کو لوگون نے جلدی کی ران کا گوشت کاٹنے مین) اور ہمنے ہانڈیون
کو چڑھا دیا تقسیم سے پہلے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور حکم کیا وہ ہانڈیان اولٹ دیگئین
اور گوشت پھینک دیا اسلیے کہ تقسیم سے پہلے غنیمت کا مال صرف کرنا درست نہین) پھر ایک اونٹ دس بکریون
کے برابر سمجھا گیا **ف** اس سے یہ نہین نکلتا کہ قربانی مین ایک اونٹ دس بکریون کے برابر ہے یعنے ایک
اونٹ مین دس آدمی شریک ہو سکتے ہین جیسے اسحاق بن راہویہ کا قول ہے بلکہ یہ خاص تھا اس موقع سے شاید
وہان کے اونٹ بڑے اور طیار ہونگے اور بکریان چھوٹی ہون گی تو آپنے ایک اونٹ کو دس بکریون کے برابر کیا

باب ما يجزئ من الاضاحي کونسا جانور قربانی کے لیے کافی ہے **عن** عقبة بن عامر الجهني ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم اعطاه غنما فقسمها على اصحابه ضحايا فبقي عتود فذكره لرسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال ضح انت عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو بکریان دین قربانی
کی انہونے بانٹ دین اپنے ساتھیون کو اور ایک عتود رہگیا (یعنے ایک سال کا بکری کا بچہ) انہونے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپنے فرمایا تو اسکی قربانی کر **ف** بیہقی کی روایت مین ہے تیرے بعد پھر کسیکو یہ جائز نہ ہوگا
اسکا اسناد صحیح ہے جمہور علمار اور اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ بکری دو برس سے کم کی قربانی مین جائز نہین کیونکہ ابو بردہ
کی حدیث مین ہے صحیحین مین انہنے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس ایک جذعہ ہے بکری کا جسکو مینے گھر مین پالا ہے
آپنے فرمایا تو اسی کو ذبح کر اور تیرے سوا اور کسیکو یہ کافی نہ ہوگا اور جذعہ وہ ہے جو ایک سال کا ہو گیا ہو لیکن دو
سال سے کم ہو لیکن بھیڑ کا جذعہ درست ہے جمہور علمار اور اہلحدیث کے نزدیک احمد اور ترمذی نے ابوہریرہ سے نکالا مرفوعًا
اچھی قربانی ہے بھیڑ کا جذعہ لیکن بکری کا جذعہ تو وہ بالاتفاق جائز نہین ہے یہ نووی نے نقل کیا حاصل یہ ہے کہ
اونٹ اور گائی اور بکری دو برس سے کم کی درست نہین **عن** ام بلال بنت هلال عن ابيها ان رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم قال یجوز الجذع من الضان اضحیۃ ہلال سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جائز ہے جذعہ بھیڑ کا قربانی میں (کیونکہ بھیڑ کا جذعہ بڑا ہوتا ہے بنسبت بکری کے) اس حدیث کو احمد اور بیہقی اور
طبرانی نے بھی نکالا عن عاصم بن کلیب عن ابیہ قال کنا مع رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقال لہ مجاشع من بنی سلیم فعزت الغنم فامر منادیا فنادی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
کان یقول ان الجذع یوفی مما توفی منہ الثنیۃ عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے روایت کیا ہم ایک صحابی
کے ساتھ تھے جسکا نام مجاشع تھا بنی سلیم میں سے تو بکریوں کی قلت ہوئی انہوں نے ایک منادی کو حکم کیا اس نے
پکارا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بھیڑ میں سے جذع اس کام پر آتا ہے جس کام میں دو برس کی بکری کافی ہوتی
ہے (یعنے قربانی کے لیے) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان
یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مت ذبح کرو مگر مسنہ (یعنے دو برس کا جانور) مگر جس وقت تنگی ہو تو بھیڑ کا جذعہ ذبح کرو **باب ما یکرہ ان
یضحی بہ** قربانی میں کونسا جانور مکروہ ہے عن علی قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یضحی بمقابلۃ
او مدابرۃ او شرقاء او خرقاء او جدعاء حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع اس جانور
کی قربانی کرنے سے جس کا کان آگے سے کٹا ہو یا پیچھے سے یا اسکا کان پھٹا ہو یا کان میں روزن ہو یا اسکا کوئی
عضو کٹا ہو یا سب اعضا کٹے ہوں عن علی قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نستشرف
العینین والاذن جناب امیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا کہ ہم آنکھ اور کان کو غور سے
دیکھیں (قربانی کے جانور میں) کہ یہ عضا سلامت ہیں یا نہیں عن عبید بن فیروز قال قلت
للبراء بن عازب حدثنی بما کرہ او نہی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاضاحی فقال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہکذا بیدہ ویدی اقصر من یدہ اربع لا تجزی فی الاضاحی العوراء
البین عورہا والمریضۃ البین مرضہا والعرجاء البین ظلعہا والکسیرۃ التی لا تنقی قال فانی اکرہ
ان یکون نقص فی الاذن قال فما کرہت منہ فدعہ ولا تحرمہ علی احد عبید بن فیروز نے براء بن
عازب سے کہا مجھ سے بیان کر جن قربانیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکروہ جانا یا ان سے منع کیا براء نے
کہا آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چھوٹا ہے تو فرمایا چار جانور قربانی میں درست نہیں
ہیں ایک تو کانا جسکا کانا پن کھلا ہوا ہو دوسرے بیمار جسکی بیماری کھلی ہوئی ہو تیسرے لنگڑا جسکا لنگڑا پن کھلا

ہوا ہو جو تنی دبلی جسکی ہڈیون مین مغز (گودا) نرہا ہو عبید نے کہا مین برا جانتا ہون اس جانور کو بھی جسکے کان مین
نقص ہو براء نے کہا جس جانور کو تو برا سمجھے اسکو چھوڑ دے لیکن دوسرے کو منع نکر اسکے لینے سے **ف** اس حدیث
کو احمد اور اصحاب سنن نے بھی نکالا ترمذی اور حاکم اور ابن حبان نے بھی اور صحیح کہا **عن** علیؓ یحدث
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى ان يضحى باعضب القرن والاذن جناب امیر سے روایت ہو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سینگ ٹوٹے اور کنکٹے سے **ف** لیکن جس جانور کا سینگ اگا ہی نہو
وہ درست ہی اسیطرح اگر کان نصف سے کم کٹا ہو تو ابو حنیفہ نے اسکو جائز رکھا ہے یہ حدیث مطلق ہے اور
حدیث کا اتباع بہتر ہے اور احمد اور ابوداؤد اور حاکم اور بخاری نے تاریخ مین نکالا کہ آنحضرتؐ نے منع کیا
صفرہ (جسکا کان گیا ہو) اور مستاصلہ (جسکا سینگ ٹوٹا ہو) اور بخقاء سے (جسکی آنکھ مین نقص ہو)
اور مشیعہ سے (جو اور بکریون کے ساتھ چل نسکے ضعف اور لاغری سے) اور کسیرہ سے (جسکی ہڈیون مین
مغز نرہا ہو) **باب** من اشترى اضحية صحيحة فاصابها عنده شيء ایک شخص نے قربانی کا اچھا
جانور خریدا پھر اسپر کچھ آفت آئی **عن** ابی سعيد الخدری قال ابتعنا كبشا نضحي به فاصاب الذئب
من اليته واذنه فسألنا النبي صلى الله عليه وسلم فامرنا ان نضحي ابوسعید خدری سے روایت
ہے ہمنے ایک مینڈھا خریدا قربانی کے لیے پھر بھیڑیا اسکے سرین یا کان کاٹ لے گیا ہمنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا آپنے فرمایا اسکی قربانی کر **ف** اسکو نکالا احمد اور بیہقی نے بھی لیکن اسکے اسناد
مین جابر جعفی کذاب ہے اور علماء نے کہا ہے کہ اگر قربانی کے جانور پر خریدنے کے بعد آفت آوے تو اسکو بدلنا
ضرور ہے **باب** من ضحى بشاة عن اهله ساری گھر والون کے طرف سے ایک بکری قربانی کے لیے
کافی ہے **عن** عطاء بن يسار قال سألت ابا ايوب الانصاري كيف كانت الضحايا فيكم على
عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كان الرجل في عهد النبي صلى الله عليه وسلم يضحي
بالشاة عنه وعن اهل بيته فياكلون ويطعمون ثم تباهى الناس فصار كما ترى عطاء بن یسار
سے روایت ہے ہمنے ابو ایوب انصاری سے پوچھا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کیسی قربانی کرتے تھے
اونھون نے کہا آپکے زمانہ مین ہر آدمی اپنے اور اپنے گھر والون کیطرف سے ایک بکری قربانی کرتا پھر وہ سب
اس مین سے کھاتے اور کھلاتے (فقیرون اور دوستون کو) لیکن اسکے بعد لوگ فخر کرنے لگے قربانی مین
اب تو یہ حال ہے جیسے تو دیکھتا ہے **ف** کہ ایک گھر مین دس آدمی ہین تو دس بکرے قربانی کرتے ہین

اور امیر امرا تو ایک ایک شخص کی طرف سے دس دس بکری کرتے ہین یہ اسراف اور تکبر ہے اور جو عبادت خلاف سنت اور فخر کی راہ سے کی جاوے اس مین بجائے ثواب کے عذاب کا ڈر ہے عمدہ بات یہی ہے کہ سنت کے مطابق ہر گھر پیچھے ایک بکری قربانی کیجاوے گو حنفیہ اسکو جائز نہین جانتے **عَنْ** اَبِیْ سَرِیْحَةَ قَالَ حَمَلَنِیْ اَهْلِیْ عَلَی الْجَفَاءِ بَعْدَ مَا عَلِمْتُ مِنَ السُّنَّةِ كَانَ اَهْلُ الْبَيْتِ يُضَحُّوْنَ بِالشَّاةِ وَالشَّاتَيْنِ وَالْاٰنَ يُبَخِّلُنَا جِيْرَانُنَا ابو سریحہ سے روایت ہے ہمارے گھر والوں نے ہمکو مجبور کیا خلاف سنت کام پر اسکے بعد جب ہم عمل کرتے تھے سنت پر پہلے یہ حال تھا کہ ایک گھر والے بکری یا دو بکریون کی قربانی کرتے (اگر لوگ زیادہ ہوتے) اور اب اگر ہم ایسا کرتے ہین تو ہمارے ہمسائے ہمکو بخیل کہتے ہین ۔ **ف** تو انکے طعنہ کے ڈر سے خلاف سنت بہت سی بکریان قربانی کرنا پڑتی ہین لیکن خدا کے خاص بندے کسی کے طعن و تشنیع سے نہین ڈرتے اور سنت کے موافق فی گھر ایک ہی بکری کاٹتے ہین

بَابُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذْ فِي الْعَشْرِ مِنْ شَعْرِهٖ وَاَظْفَارِهٖ جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو وہ ذیحجہ کی پہلی تاریخ سے دسوین تک اپنے بال اور ناخون نہ کتراوے **ف** یہ حکم استحبابا ہے شافعی اور انکے اصحاب کے نزدیک اور سعید بن المسیب اور ربیعہ اور احمد اور اسحاق اور داؤد اور اصحاب حدیث نے کہا کہ حرام ہے اسپر بال کترانا یا ناخون ان دنون مین جبتک قربانی سے فارغ نہ ہو اور ابوحنیفہ نے کہا جائز ہے **عَنْ** اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا بَشَرِهٖ شَيْئًا ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ذیحجہ کا چاند ہوجاوے اور تم مین سے کسیکا ارادہ قربانی کا ہو تو اپنے بال اور بدن مین سے کچھ نہ لیوے **ف** جب تک قربانی نہ کرے یہ حدیث دلیل ہے امام احمد اور اہلحدیث کی **عَنْ** اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ فَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَقْرَبَنَّ لَهٗ شَعْرًا وَلَا ظُفْرًا ام سلمہ نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم مین سے ذیحجہ کا چاند دیکھے اور وہ قربانی کرنا چاہتا ہو تو اپنے بال اور ناخون نہ کتراوے

بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَبْحِ الْاُضْحِيَّةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ نماز سے پہلے جانور قربانی کا ذبح کرنا منع ہے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا ذَبَحَ يَوْمَ النَّحْرِ يَعْنِيْ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّعِيْدَ انس بن مالک سے روایت ہے ایک شخص نے بقرعید کے دن نماز سے پہلے قربانی کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو حکم دیا دوبارہ قربانی کرنے کا **ف** ابن قیم نے کہا صریح حدیثین وارد ہین اس مین کہ نماز سے پہلے جو ذبح ہوگا کافی نہ ہوگا خواہ نماز کا وقت آگیا ہو یا نہ آگیا ہو اور یہی اللہ کا دین ہے جسکو ہم اختیار کرتے ہین اسکے خلاف باطل ہے اور مراد نماز سے امام کی نماز ہے عیدگاہ مین یا مسجد مین اگر امام نہ ہو تو ہر

ہر شخص اپنی نماز کے بعد ذبح کرے اسیطرح جب امام ہی نماز ہو جیسے ہمارے زمانہ مین مسلمانون کے بادشاہ ہین **عن** جُندُبٍ البَجلِیِّ اَنَّہ سَمِعَہ یَقُولُ شَھِدتُ الاَضحٰی مَعَ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَذَبَحَ اُنَاسٌ قَبلَ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَن کَانَ ذَبَحَ مِنکُم قَبلَ الصَّلٰوۃِ فَلیُعِد اُضحِیَّۃً وَمَن لَا فَلیَذبَح عَلَی اسمِ اللہِ جندب بجلی نے کہا مین موجود تہا عید الضحی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تو چند لوگون نے نماز سے پہلی ذبح کرلیا آپ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلی ذبح کیا وہ دوبارہ قربانی کرے اور جس نے ابھی ذبح نہین کیا وہ ذبح کرے اللہ کے نام پر **عن** عُوَیمِرِ بنِ اَشقَرَ اَنَّہ ذَبَحَ قَبلَ الصَّلٰوۃِ فَذَکَرَہ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعِد اُضحِیَّتَکَ عویمر بن اشقر نے نماز سی پہلے ذبح کیا پہر اسکا ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا دوبارہ قربانی کر **عن** اَبِی زَیدٍ الاَنصَارِیِّ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِدَارٍ مِن دُورِ الاَنصَارِ فَوَجَدَ رِیحَ قُتَارٍ فَقَالَ مَن ھٰذَا الَّذِی ذَبَحَ فَخَرَجَ اِلَیہِ رَجُلٌ مِنَّا فَقَالَ اَنَا یَا رَسُولَ اللہِ ذَبَحتُ قَبلَ اَن اُصَلِّیَ لِاُطعِمَ اَھلِی وَجِیرَانِی فَاَمَرَہ اَن یُعِیدَ فَقَالَ لَا وَاللہِ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مَا عِندِی اِلَّا جَذَعٌ اَو حَمَلٌ مِنَ الضَّاْنِ قَالَ اذبَحھَا وَلَن تُجزِیَ جَذَعَۃٌ عَن اَحَدٍ بَعدَکَ ابو زید انصاری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انصار کے گہرون میں سے ایک گہر پر گذرے وہان آپ نے گوشت بہونے کی بو پائی فرمایا یہ کس نے ذبح کیا ایک شخص ہم مین سے نکلا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین نے ذبح کیا نماز سے پہلے اپنے گہروالون اور ہمسایون کو کہلانے کے لیے آپ نے اسکو حکم کیا (نماز کے بعد) دوبارہ ذبح کرنے کا اس نے عرض کیا قسم اس خدا کی جسکے سوا کوئی سچا معبود نہین ہے میرے پاس تو کچھ نہین ہے مگر ایک جذعہ یا بچہ بہیڑ کا آپ نے فرمایا تو اسیکو ذبح کر اور تیرے بعد پہر جذعہ کسیکے لیے جائز نہ ہوگا

باب مَن ذَبَحَ اُضحِیَّتَہ بِیَدِہ اپنے ہاتہہ سے قربانی کاٹنا بہتر ہے

عن اَنَسِ بنِ مَالِکٍ قَالَ لَقَد رَاَیتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَذبَحُ اُضحِیَّتَہ بِیَدِہ وَاضِعًا قَدَمَہ عَلٰی صِفَاحِھَا انس بن مالک سے روایت ہے مینے دیکھا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ اپنی قربانی اپنے ہاتہہ سے ذبح کر رہے تہے اپنا پاؤن اسکے پٹھے پر رکھے ہوئے **عن** عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ سَعدِ بنِ عَمَّارِ بنِ سَعدٍ مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِی اَبِی عَن اَبِیہِ عَن جَدِّہ اَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ذَبَحَ اُضحِیَّتَہ عِندَ طَرَفِ الزُّقَاقِ طَرِیقِ بَنِی زُرَیقٍ بِیَدِہ بِشَفرَۃٍ سعد مؤذن سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی اپنے ہاتہہ سے ذبح کی گلی کے کنارے پر بنی زریق کی راہ پر ایک چہری سے

باب جُلُودِ الاَضَاحِی قربانی کی کہالون کا بیان

عن علی بن ابی طالب اخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرہ ان یقسم بدنہ کلہا لحومہا
وجلودها وجلالها للمساکین حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم دیا قربانی کے اونٹ
بانٹ دینے کا اسکے گوشت اور کھالیں اور جھولیں سب معلوم ہوا کہ کمال قربانی کی قصائی کی اجرت میں دینا
درست نہیں جیسے اوپر گذرا) **باب الاکل من لحوم الضحایا** قربانیوں کے گوشت میں سے کھانا عن
جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر من کل جزور ببضعة فجعلت فی قدر
فاکلوا من اللحم وحسوا من المرق جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اونٹ میں سے
قربانی کے ایک ٹکڑا گوشت کا منگایا پھر ان سب ٹکڑوں کو حکم دیا ایک ہانڈی میں پکانے کا پھر اسکا گوشت سب
لوگوں نے کھایا اور اسکا شوربا پیا **باب ادخار لحوم الاضاحی** قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنا عن
عائشة قالت انما نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لحوم الاضاحی لجهد الناس ثم رخص
فیها حضرت عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے جو قربانی کا گوشت تین دن
سے زیادہ رکھنے سے منع کیا تو اس وجہ سے کہ اس زمانہ میں لوگ محتاج تھے کھانے کے پھر آپ نے اجازت دی اسکی
عن نبیشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نهیتکم عن لحوم الاضاحی فوق
ثلاثة ایام فکلوا وادخروا نبیشہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو منع کیا تھا قربانی
کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے لیکن اب کھاؤ اس میں سے اور رکھ چھوڑو جتنے دن تک چاہو تو پہلا حکم
منسوخ ہو گیا) **باب الذبح بالمصلی** عیدگاہ میں قربانی کاٹنا عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انه کان یذبح بالمصلی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عیدگاہ میں ذبح کرتے تھے **ابواب الذبائح** ذبیحے کے باب **باب العقیقة** عقیقے کا بیان
عن ام کرز قالت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول عن الغلام شاتان مکافئتان
وعن الجاریة شاة ام کرز سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے لڑکے کی
طرف سے دو برابر کی بکریاں ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے **ف** اسکو نکالا احمد اور نسائی اور ترمذی
اور حاکم اور دارقطنی نے اور ترمذی نے کہا وہ صحیح ہے عن عائشة قالت امرنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان نعق عن الغلام شاتین وعن الجاریة شاة حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا لڑکے کی طرف سے دو بکریاں عقیقہ کرنے کا اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری

ف اسکو احمد اور ترمذی اور ابن حبان اور بیہقی نے نکالا اور ترمذی نے کہا وہ صحیح ہے اور اکثر علما اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے کہ لڑکے کیطرف سے عقیقہ میں دو بکریاں کرنا چاہیں اور لڑکی کیطرف سے ایک اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین کیطرف سے عقیقہ کیا ایک ایک مینڈھے کا صحیح کہا اسکو عبدالحق اور ابن دقیق العید نے اور یہ مخالف نہیں ہے اگلی حدیثوں کے کیونکہ ان میں زیادہ ہے اور قول فعل پر مقدم ہے اور امام مالک کے نزدیک عقیقہ میں ایک ہی بکری ہے اسی حدیث کے رو سے اور محلی نے کہا اصل سنت ایک بکری سے ادا ہو جاتی ہے اور دو بکریاں کامل سنت ہیں اور شافعی نے کہا عقیقہ کھانے اور تصدق کرنے میں مثل قربانی کے ہے اور مسنون ہے اسکا گوشت پکانا اور اسکی ہڈی نہ توڑیں گے (روضہ) عن سلمان بن عامر انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول ان مع الغلام عقیقة فاهریقوا عنه دما واميطوا عنه الاذى سلمان بن عامر ضبی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے سنا آپ فرماتے تھے لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے تو ایک خون اسکیطرف سے بہاؤ اور نجاست کو اس سے دور کرو ف یعنے ساتویں دن اسکو پاک کرو اسکے بال منڈاؤ اور عقیقہ کرو یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی نکالا عن سمرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال كل غلام مرتهن بعقيقته تذبح عنه يوم السابع ويحلق رأسه ويسمى سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک لڑکا گرو ہے اپنی عقیقہ میں (جیسے گروی چیز سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے بغیر روپیہ ادا کیے ہوئے ایسی ہی لڑکے کی بھی صحت اور سلامتی اور بہار کی عقیقہ سے ہوتی ہے) تو عقیقہ کا جانور ساتویں دن کاٹا جاوے گا اور اسیدن اسکا سر منڈا جاوے گا اور اسکا نام رکھا جاویگا ف اسکو احمد اور اہل سنن اور حاکم اور عبدالحق نے نکالا اور ترمذی نے کہا وہ صحیح ہے مگر حسن نے سمرہ سے نہیں سنا اور احمد اور ابوداؤد نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے عقیقہ سے آپ نے فرمایا میں عقوق (والدین کی نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا گویا آپ نے اس نام کو برا جانا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ سے پوچھتے ہیں اگر بچہ پیدا ہو تو کیا کرنا چاہیے آپ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے چاہے اپنے بچہ کیطرف سے قربانی کرنا تو کرے لڑکے کیطرف سے دو بکریاں اور لڑکی کیطرف سے ایک اور اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ عقیقہ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے میں کہتا ہوں اکثر علماء کے نزدیک عقیقہ سنت ہے مگر ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ وہ سنت نہیں ہے اور ظاہریہ اور حسن بصری کے نزدیک واجب ہے اور بچہ کے بال مونڈ کر اسکو تولے چاندی یا سونے سے وہ خیرات کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو ایسا ہی حکم دیا کہ امام حسن

کے بال منڈ کر اسکے وزن چاندی خیرات کریں نکالا اسکو احمد اور بیہقی نے بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ نے امام حسن اور حسین اور زینب اور ام کلثوم ہر ایک کے بالوں کے وزن چاندی صدقہ دی اور ترمذی اور حاکم نے حضرت علی سے ایسا ہی نکالا اور طبرانی نے اوسط میں ابن عباس سے نکالا کہ سات باتیں سنت ہیں بچہ میں ساتویں دن نام رکھنا ختنہ کرنا نجاست بدن کی نکالنا کان میں سوراخ کرنا عقیقہ کرنا سر مونڈنا عقیقہ کا خون اسکے سر میں لیتھڑنا بالوں کے ہم وزن چاندی یا سونا خیرات کرنا اسکے اسناد میں رواد بن جراح ضعیف ہے باقی راوی ثقہ ہیں اور کان چھیدنے اور سر کو خون سے لیتھڑنے کا علماء نے انکار کیا ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے باسناد صحیح بریدہ سے نکالا کہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں جب بچہ پیدا ہوتا تو بکری کاٹ کر اسکا خون بچہ کے سر پر لگاتے جب اللہ تعالیٰ اسلام کو لایا تو ہم بکری کاٹتے تھے لیکن بچہ کے سر پر زعفران لگاتے اور ایسا ہی نکالا ابن حبان اور ابن السکن نے حضرت عائشہ سے اور کہا صحیح ہے (روضہ مختصراً) **عن** يَزِيدَ بْنِ عَبْدٍ الْمُزَنِيِّ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ وَلَا يُمَسُّ رَاْسُهُ بِدَمٍ یزید بن عبد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقیقہ کیا جاوے لڑکے کی طرف سے لیکن اس کے سر میں خون (عقیقہ کے جانور کا جیسے جاہلیت میں مروج تھا) نہ لگایا جاوے

باب الْفَرَعَةِ وَالْعَتِيرَةِ فرعہ اور عتیرہ کا بیان **ف** ان دونوں کی تفسیر آگے آتی ہے **عن** نُبَيْشَةَ قَالَ نَادَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ اذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي اَيِّ شَهْرٍ كَانَ وَبَرُّوا لِلّٰهِ وَاَطْعِمُوا قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فِي كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَاشِيَتُكَ حَتَّى اِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ فَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ اُرَاهُ قَالَ عَلَى ابْنِ السَّبِيلِ فَاِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ نبیشہ سے روایت ہے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور کہا یا رسول اللہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں عتیرہ کیا کرتے تھے رجب میں تو اب آپ ہمکو کیا حکم کرتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ کے لیے ذبح کرو جس مہینے میں چاہو اور نیکی کرو اللہ کے لیے اور کھانا کھلاؤ (غریبوں کو) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم فرع کیا کرتے تھے جاہلیت میں اب آپ کیا حکم کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہر چرنے والے جانوروں میں فرع ہے جسکو چرائے تیرا جانور جب وہ بوجھ لادنے کے لائق (یعنے جوان) ہو جاوے اسوقت تو اسکا گوشت تصدق کرے مسافروں پر تو یہ بہتر ہے **ف** عتیرہ کا تو بیان اوپر گذر چکا کہ وہ رجب کی قربانی ہے اور فرع جاہلیت میں مروج تھی وہ پہلوٹا بچہ ہے ناقہ کا اسکو مشرک کاٹتے تھے بتوں کے لیے اور بعضوں نے کہا جب سو اونٹ کسی کے

پاس بہت سی ہو جاتی تو وہ ایک بچہ کاٹتا اسکو فرع کہتے اسلام میں یہ لغو ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ بچہ کے کاٹنے سے تو یہ بہتر ہے کہ اسکو جوان ہونے دے جب مضبوط اور طیار ہو جاوے اسوقت کاٹ کر مسافروں کو کھلا بعضوں نے کہا فرع اور عتیرہ اب بھی مستحب ہے لیکن خدا کے لیے کرنا چاہیے اور حدیث سے فرع کا جواز نکلتا ہے دوسری روایت میں ہے کہ جب جوان ہو جاوے تو اسکو اللہ کی راہ میں دیدے کہ جہاد میں اسپر سواری کیجاوے یا بوجھ لادا جاوے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَةَ وَلَا عَتِيْرَةَ قَالَ هِشَامٌ فِيْ حَدِيْثِهِ وَالْفَرَعَةُ اَوَّلُ النِّتَاجِ وَالْعَتِيْرَةُ الشَّاةُ يَذْبَحُهَا اَهْلُ الْبَيْتِ فِيْ رَجَبٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ فرع ہے نہ عتیرہ (یعنے واجب اور ضروری نہیں ہے یا لغو ہے کیونکہ جاہلیت کی رسم ہے) ہشام نے کہا فرع پہلوٹا بچہ اور عتیرہ وہ بکری جسکو گھر والے رجب میں ذبح کرتے عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَةَ وَلَا عَتِيْرَةَ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ هٰذَا مِنْ فَرَائِدِ الْعَدَنِيِّ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ فرع ہے نہ عتیرہ ابن ماجہ نے کہا یہ حدیث محمد بن عمر عدنی کے نادر حدیثوں میں سے ہے

بَابٌ اِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ جب ذبح کرے تو اچھی طرح ذبح کرے عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ شداد بن اوس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ جل جلالہ نے ہر چیز میں احسان فرض کیا ہے (یعنے رحم اور انصاف) تو جب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو (تاکہ مقتول کو تکلیف نہو) اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور تم میں سے ایک اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام دیوے ف یعنے ذبح کے بعد تھوڑی دیر ٹھیر جاوے یہانتک کہ ٹھنڈا ہو جاوے اسوقت کھال نکالے اور کاٹے یہ حدیث صحیح ہے اسکو امام احمد اور مسلم اور نسائی نے بھی نکالا عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَجُرُّ شَاةً بِاُذُنِهَا فَقَالَ دَعْ اُذُنَهَا وَخُذْ بِسَالِفَتِهَا ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر سے گذرے وہ ایک بکری کو گھسیٹ رہا تھا اسکا کان پکڑ کے آپ نے فرمایا اسکا کان چھوڑ دے اور اسکی گردن پکڑ (تاکہ بکری کو تکلیف نہو سبحان اللہ آپ رحمۃ للعالمین تھے) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عُمَرَ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِّ الشِّفَارِ وَاَنْ تُوَارٰى عَنِ الْبَهَائِمِ وَقَالَ اِذَا ذَبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجْهِزْ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا چھریوں کے تیز کرنیکا اور چھریوں کو جانوروں سے چھپانے کا (تاکہ پہلے سے انکو ہیبت نہ ہو جاوے) اور فرمایا آپ نے جب کوئی تم میں سے ذبح کرے

توجلدی سے ذبح کرڈالے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** التسمیۃ عند
الذبح ذبح کیوقت بسم اللہ کہنا **عن** ابن عباس ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم قال کانوا یقولون
ما ذکر علیہ اسم اللہ فلا تاکلوا وما لم یذکر اسم اللہ علیہ فکلوہ فقال اللہ عزوجل ولا تاکلوا
مما لم یذکر اسم اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اس آیت کی تفسیر میں کہ شیطان وحی بھیجتے ہیں
اپنے دوستوں کو کہتے تھے وحی انکی یہ تھی کہ جسپر اللہ کا نام لیا جاوے اسکو مت کھاؤ اور جسپر اللہ کا نام نہ لیا جاوے
اسکو کھاؤ تب اللہ تعالی نے یہ فرمایا جسپر اللہ کا نام نہ لیا جاوے اسکو مت کھاؤ **عن** عائشۃ ام المؤمنین ان قوما
قالوا یا رسول اللہ ان قوما یاتونا باللحم لا ندری ذکر اسم اللہ علیہ ام لا قال سموا انتم وکلوا
وکانوا حدیث عہد بالکفر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض
کیا یا رسول اللہ بعض لوگ ہماری پاس گوشت لاتے ہیں (یعنی بیچنے کو) اور ہم نہیں جانتے کہ اللہ کا نام لیا گیا اون پر
ذبح کیوقت (یا نہیں آپنے فرمایا تم اللہ کا نام لے لو اور کھاؤ اور وہ لوگ نئے مسلمان ہوئے تھے **ف** اس حدیث سے
نکلا کہ مسلمان سے گوشت لے لینا درست ہے اگرچہ یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے ذبح کیوقت اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں کیونکہ
مسلمان کا ظاہر حال یہ امید دلاتا ہے کہ اس نے اللہ کا نام ضرور لیا ہوگا البتہ مشرک سے گوشت لینا درست نہیں
جبتک اپنی آنکھ سے دیکھ نہ لیوے کہ اسکو مسلمان نے ذبح کیا ہے اگر دیکھے نہیں لیکن مشرک یہ کہے کہ اسکو مسلمان
نے ذبح کیا ہے تو اسکا لینا درست نہیں مشرک کا قول قابل اعتبار نہیں دیانات میں فقہا نے ایسا ہی لکھا ہے البتہ
اہل کتاب سے مسلمانوں کیطرح گوشت لینا درست ہے بشرطیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مردار ہے جیسے منخنقہ وغیرہ ورنہ ہرگز
درست نہ ہوگا **باب** ما یذکی بہ کس چیز سے ذبح کرنا جائز ہے **عن** محمد بن صیفی قال ذبحت ارنبین
بمروۃ فاتیت بہما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرنی باکلہما محمد بن صیفی سے روایت ہے میں نے دو
خرگوش ذبح کیے ایک تیز پتھر سے (یعنی دہاردار سفید پتھر سے جسکو مروہ کہتے ہیں) پھر میں انکو لایا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس آپنے مجھکو حکم دیا انکے کھانے کا **عن** زید بن ثابت ان ذئبا نیب فی شاۃ فذبحوها
بمروۃ فرخص لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اکلہا زید بن ثابت سے روایت ہے ایک بھیڑیے
نے دانت لگائے ایک بکری میں تو لوگوں نے اس بکری کو ذبح کرڈالا مروہ سے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
انکو اجازت دی اسکے کھانے کی **ف** اسکو امام احمد اور نسائی نے بھی نکالا **عن** عدی بن حاتم قال قلت
یا رسول اللہ انا نصید الصید فلا نجد سکینا الا الظرارۃ وشقۃ العصا قال امرر الدم بما شئت

عدی بن حاتم سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم شکار کیا کرتے ہیں تو کبھی چھری نہیں ہوتی البتہ تیز پتھر ہوتا ہے
یا لکڑی کی پھانچ (یا باریک ٹکڑا) آپ نے فرمایا جس سے چاہے اس سے خون بہا دے اور اللہ کا نام لے **ف** اسکو امام احمد
اور نسائی اور ابوداؤد اور حاکم اور ابن حبان نے بھی نکالا **عن** رافع بن خدیج قال کنا مع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی سفر فقلت یا رسول اللہ انا نکون فی المغازی فلا یکون معنا مدی فقال ما انھر
الدم وذکر اسم اللہ علیہ فکل غیر السن والظفر فان السن عظم والظفر مدی الحبشۃ رافع بن خدیج
سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر میں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لڑائی میں ہوتے
ہیں اور ہمارے ساتھ چھری نہیں ہوتی آپ نے فرمایا جو خون بہاوے اور اللہ کا نام اس پر لیا جاوے اسکو کھا سوا دانت
اور ناخون کے ان دونوں چیزوں سے ذبح کرنا درست نہیں اسلیے کہ دانت ہڈی ہے اور ناخون حبشیوں کی چھری
ہے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ سوا دانت اور ناخون کے ہر دھار
دار تیز چیز سے ذبح درست ہے اور دانت کی مثل ہے ہڈی تو درست ہے ذبح کرنا تلوار اور چھری اور نیزے اور تیر کے
بھال اور دھار دار پتھر اور لکڑی اور نرکل اور کانچ اور آئینہ اور ٹھیکری اور تانبے اور ٹین وغیرہ سے غرض جو چیز
تیز ہو کہ خون بہاوے اس سے ذبح درست ہے اور ذبیحہ حلال ہے اور شافعی نے کہا ذبح میں حلقوم اور مری کا کٹ جانا
شرط ہے اور ودجین کا بھی کاٹ ڈالنا مستحب ہے امام احمد سے بھی اصح روایت یہی ہے اور لیث اور ابو ثور اور داؤد
اور ابن منذر نے کہا ان سب کا کٹنا شرط ہے اور ابو حنیفہ نے کہا اگر ان چار میں سے تین بھی کٹ جاویں تو درست
ہے اور مالک نے کہا کہ حلقوم اور ودجان کا کٹنا ضرور ہے مری کا کٹنا شرط نہیں ابن منذر نے کہا علما کا اجماع
ہے اسپر کہ جب حلقوم اور مری اور ودجین کٹ جاویں اور خون بہ جاوے تو ذبح ہو گیا (نووی) در رمیں اہلحدیث
کے مذہب میں او داج کا کٹنا ضرور قرار دیا ہے **باب** السلخ پوست نکالنے کا بیان یعنے چھیلنے کا اور کھال
نکالنے کا **عن** ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بغلام یسلخ شاۃ فقال لہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنح حتی اریک فادخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ بین الجلد
واللحم فدحس بھا حتی توارت الی الابط وقال یا غلام ھکذا فاسلخ ثم مضی وصلی للناس
ولم یتوضا ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک لڑکے پر گذرے جو ایک بکری کی کھال
نکال رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا تو الگ ہو جا میں تجھے بتلاتا ہوں پھر آپ نے اپنا ہاتھ گھسیڑ دیا کھال اور گوشت
کے بیچ میں یہاں تک کہ بغل تک آپ کا ہاتھ غائب ہو گیا آپ نے فرمایا اے لڑکے اسطرح سے کھال نکال پھر آپ

وہان سے چلے اور لوگون کو نماز پڑہائی اور وضو نہین کیا ف کیونکہ بکری نجس نہین ہے **باب** النَّهْيِ عَنْ ذَبْحِ ذَوَاتِ الدَّرِّ دودہ والی جانور کے ذبح سے ممانعت **عن** ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى رجلا من الانصار فاخذ الشفرة ليذبح لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اياك والحلوب ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد انصاری پاس تشریف لائی اس نے چہری لی آپکے لیے جانور کاٹنے کو آپنے فرمایا دودہ والی مت کاٹیو **ف** دودہ دیے جانور کا بلا عذر کاٹنا مکروہ ہے کس لیے کہ دودہ سے بہتون کو فائدہ ہوسکتا ہے بہت دنون تک اور گوشت کہا لینے مین یہہ فائدہ جاتا رہیگا **عن** ابي بكر بن ابي قحافة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له ولعمر انطلقا بنا الى الواقفي قال فانطلقنا في القمر حتى اتينا الحائط فقال مرحبا واهلا ثم اخذ الشفرة ثم جال في الغنم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اياك والحلوب او قال ذات الدر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انسے اور حضرت عمر سے فرمایا ہماری ساتہ چلو واقفی پاس ابوبکر نے کہا پہر ہم چلے چاندنی رات مین یہانتک کہ باغ مین پہونچے اسی واقفی کے جس کا نام ہری بن عبداللہ بن رفاعہ انصاری تہا) وہ بولا مرحبا و اہلا پہر اس نے چہری لی اور بکریون مین گہوما آپنے فرمایا دودہ والی بکری سے بچیو یعنے اسکو مت کاٹنا **باب** ذبيحة المرأة عورت کے ذبیحہ کا بیان **عن** ابن كعب بن مالك عن ابيه ان امرأة ذبحت شاة بحجر فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فلم ير به باسا کعب بن مالک سے روایت ہے ان کی بکریان تہین جو سلع پہاڑ مین چرتی تہین انکی ایک چھوکری نے ایک بکری کو پایا وہ مرنے کے قریب تہی تو ایک پتہر توڑا اس سے اس بکری کو ذبح کر دیا (بخاری) ایک عورت نے ایک بکری کو ذبح کر دیا ایک پتہر سے پہر اسکا ذکر آیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے (کعب نے اپنے لوگون سے کہا ابہی اس بکری کو مت کہاو جبتک مین آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم سے عرض کرلون پہر وہ خود گئے یا انہون نے کسی کو بہیجا اس نے آنحضرت سے اسکو پوچہا) آپنے اس مین کچہ برائی نہین دیکہی (احمد اور بخاری کی روایت مین ہے کہ آپنے حکم دیا انکو اسکے کہانے کا) اس سے یہ نکلا کہ عورت اور غلام کا ذبیحہ جائز ہے اور یہی مذہب ہے اہل علم کا) **باب** ذكوة النادّ من البهائم جو چارپایہ قابو سے باہر ہو جاوے (یعنے وحشی ہو جاوی بہاگ نکلے) اسکی ذکوۃ کیونکر ہے **عن** رافع بن خديج قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فند بعير فرماه رجل بسهم فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان لها اوابد احسبه قال كاوابد الوحش فما غلبكم منها فاصنعوا به هكذا رافع بن خدیج سے روایت ہے

ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر میں ایک اونٹ بگڑ گیا تو ایک شخص نے اسکو تیر مارا اسوقت لوگون کے پاس گھوڑے نہ تھے وہ تیر کھا کر رک گیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان چارپایون مین بھی بعضے وحشی ہوجاتے ہین جنگلی جانورون کیطرح پھر جو کوئی تم کو ہاتھ نہ آوے اسکے ساتھ ایسا ہی کرو **ف** یعنی تیر برچھی وغیرہ سے ماردو بسم اللہ کہکر اگر وہ مرجاوے تو حلال ہوگا یہ ذکوٰۃ اضطراری ہے اسکا حکم مثل ذبح کے ہے جب ذبح پر قدرت نہو اب تیر کے قائم مقام بندوق اور توپ ہے اگر بندوق بسم اللہ کہکر مارے اور جانور مرجاوے ذبح کرنے سے پہلے تو وہ حلال ہے یہی قول ہے محققین اہلحدیث کا اگرچہ بعض حنفیہ اسمین شک کرتے ہین **عَنْ** اَبِی الْعُشَرَاءِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَكُوْنُ الذَّكٰوةُ اِلَّا فِی الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ قَالَ لَوْ طَعَنْتَ فِیْ فَخِذِهَا لَاَجْزَاَكَ ابو العشراء اسامہ بن مالک دارمی سے روایت ہے مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ذکوٰۃ نہین ہوتی مگر حلق اور کوڑی کے بیچ مین آپنے فرمایا اگر تو اسکی ران مین کونچ دیوے تو بھی کافی ہے **ف** اسکو نکالا احمد اور اصحاب سنن نے لیکن اسکی اسناد مین کئی مجہول ہین اور ابو العشراء بھی مجہول ہے اس سے کسی نے روایت نہین کیا سوا حماد بن سلمہ کے اور اسکا باپ پہچانا نہین جاتا تو اس روایت سے سند نہین لے سکتے لیکن رافع کی روایت جو اوپر گذری وہ صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور یہ جو اس حدیث مین ہے کہ اگر ران مین کونچ دی تو وہ بھی کافی ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ جب ذبح پر قدرت نہو جیسے جنگلی جانور بھاگ رہا ہو یا گھریلو جانور وحشی ہوجاوے

بَابُ النَّهْیِ عَنْ صَبْرِ الْبَهَائِمِ وَعَنِ الْمُثْلَةِ جانور کو باندھکر نشانہ لگانا اور مثلہ کرنا منع ہے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّمَثَّلَ بِالْبَهَائِمِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا جانورون کا مثلہ کرنے سے **ف** یعنے انکا کوئی عضو کاٹنے سے مثلاً ناک کان ہاتھ پاؤن وغیرہ کیونکہ اس مین جانور کی تعذیب ہے اور وہ حرام ہے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَبْرِ الْبَهَائِمِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا جانورون کو باندھکر مارنے سے مثلاً تیرون کا یا گولیون کا نشانہ اسکو کرے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوْا شَیْئًا فِیْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز مین جان ہو اسکو نشانہ مت بناؤ **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّقْتَلَ شَیْءٌ مِّنَ الدَّوَابِّ صَبْرًا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع

کیا کسی جانور کو باندھکر تیر لگانے سے **ف** جب جانور کو باندھکر اسطرح سے مارنا منع ہوا تو انسان کو اسطرح سے مارنا بطریق اولی حرام ہوگا افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ میں عرب کے لوگ قاتل کو اسیطرح قصاص لیتے ہین کہ اسکو ایک درخت سے باندہ دیتے ہین پھر سب لوگ ملکر اسکو گولیون سے مار دیتے ہین اسکو تعتیر کہتے ہین یہ فعل بالکل خلاف شرع ہے اور تعجب ہے کہ عرب کے علماء اس سے منع نہین کرتے **باب** النَّهْيِ عَنْ لُحُومِ الْجَلاَّلَةِ جو جانور نجاست کھا دے یعنے جلالہ اسکے گوشت کی ممانعت **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُومِ الْجَلاَّلَةِ وَأَلْبَانِهَا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا جلالہ کے گوشت اور دودہ سے **ف** اسکو نکالا امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور کہا حسن ہے اور امام احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے نکالا اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا اور ابن دقیق العید نے ابن عباس سے کہ منع کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جلالہ کے گوشت کھانے اور اسکا دودہ پینے سے اور احمد اور نسائی اور حاکم اور دارقطنی اور بیہقی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے ایسا ہی نکالا اور اس باب مین اور حدیثین بھی آئی ہین اور یہی مذہب ہے امام احمد اور ثوری اور شافعیہ اور امامیہ کا اور اہلحدیث بھی اسی کے قائل ہین لیکن بعض علماء کہتے ہین کہ جلالہ کا گوشت حرام نہین ہے بلکہ مکروہ ہے اور ظاہر احادیث اسکو مقتضی ہین کہ حرام ہووے اور یہی قول ہے اہلحدیث کا اور بعضون نے کہا اگر مرغی جلالہ ہو تو اسکو تین روز تک بند رکھے اور دوسرے جانورون کو دس روز اور نجاست انکو نہ کھانے دے اس کے بعد اسکا گوشت کھانا درست ہے اور یہ قیاس کے موافق ہے کیونکہ حرمت کی علت نجاست کھانا تھی وہ جاتی رہی تو حرمت بھی نہ ہوگی (روضہ زیادۃ) **باب** لُحُومِ الْخَيْلِ گھوڑون کے گوشت کا بیان **ف** گھوڑے کے گوشت مین اختلاف ہے شافعی اور احمد اور اسحاق اور اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ وہ حلال ہے اور حنفیہ نے کہا کہ وہ حرام ہے حرمت اور عظمت کیوجہ سے جیسے انسان کا گوشت حرام ہے حرمت اور عظمت کیوجہ سے نہ نجاست کیوجہ سے اور دلیل لی اونہون نے خالد بن ولید کی حدیث سے جو آگے آویگی لیکن وہ ضعیف ہے اسکی اسناد مین بقیہ بن ولید ہے اور صالح بن یحیے اور اسکا باپ مجہول ہے بخاری نے کہا اسحدیث مین اعتراض ہے اور بیہقی نے کہا اسکا اسناد مضطرب ہے اور خطابی نے کہا اسکی اسناد مین اعتراض ہے اور صالح بن یحیے عن ابیہ عن جدہ انمین سے کسیکا سماع ایک دوسرے سے معلوم نہین ہوتا اور ابوداؤد نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے اور نسائی نے کہا اباحت کی حدیث زیادہ صحیح ہے اور یہ اگر صحیح ہو تو منسوخ ہے اور باب کی حدیثین صحیح ہین انسے اباحت اور حلت گھوڑے کی معلوم ہوتی ہے اور یہی صحیح ہے **عن** أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا فَأَكَلْنَا

مِنْ لَحْمِهِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے ہمنے نحر کیا ایک
گھوڑے کو اور اسکا گوشت کھایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ أَكَلْنَا
زَمَنَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَحُمُرَ الْوَحْشِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہمنے خیبر کے زمانہ مین گھوڑون اور
گورخرون کا گوشت کھایا **ف** حنفی کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا والخیل والبغال والحمیر لترکبوہا یعنے پیدا
کیا ہمنے گھوڑون اور خچرون اور گدہون کو سواری کے لیے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کہانا درست نہین
اور یہ عجب استدلال ہے بہت سے جانور سواری کے لیے پیدا ہوے لیکن ان کا کہانا بہی درست ہے جیسے اونٹ
وغیرہ **بَابُ** لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ بستی کے گدہون کا گوشت کیسا ہے **ف** جمہور علما اور اہلحدیث کا
یہ قول ہے کہ بستی کا گدہا حرام ہے اور اکثر عرب کے لوگ اسکو نہین کہاتے تہے اور کہتے تہے وہ مشابہ ہے شیطان
کے اور جب شیطان کو وہ دیکھتا ہے تو پکارتا ہے اور دوسری حدیث مین ہے کہ جب گدہے کی آواز سنو تو اللہ سے
پناہ مانگو اور گدہے سے مثال لائی جاتی ہے حمق اور بے وقوفی اور ذلت مین اور اسکی حرمت مین بہت سے
صحیح حدیثین آئین ہین براء بن عازب اور ابن عمر اور ابو ثعلبہ خشنی سے انکو بخاری اور مسلم نے نکالا البتہ جنگل
کا گدہا یعنے گورخر وہ بالاتفاق درست ہے اور آنحضرت کو وہ ہدیہ دیا گیا آپنے اس مین سے کہایا (روضہ) **عَنْ**
أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ أَصَابَتْنَا
مَجَاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَصَابَ الْقَوْمُ حُمُرًا خَارِجًا مِنَ الْمَدِينَةِ
فَنَحَرْنَاهَا وَإِنَّ قُدُورَنَا لَتَغْلِي إِذْ نَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ اكْفَئُوا الْقُدُورَ وَ
لَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا فَأَكْفَأْنَاهَا فَقُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى حَرَّمَهَا تَحْرِيمًا قَالَ
تَحَدَّثْنَا إِنَّمَا حَرَّمَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَتَّةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهَا تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ ابو اسحاق
شیبانی سے روایت ہے مینے عبداللہ بن ابی اوفے سے پوچھا بستی کے گدہون کے گوشت کو اونہون نے کہا ہم بہوکے
ہوئے خیبر کے دن اور ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہے لوگون کو گدہے ملے لوٹ مین جو شہر سے نکل رہے
تہے یعنے خیبر کے باہر جا رہے تہے ہمنے انکو نحر کیا اور ہماری ہانڈیان جوش مار رہی تہین کہ اتنے مین آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز دی کہ ہانڈیون کو اولٹ دو اور گدہون کے گوشت مین سے کچہ مت کہاؤ آخر ہمنے
انکو اولٹ دیا ابو اسحاق نے کہا مینے عبداللہ بن ابی اوفے سے کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گدہے کو حرام
کر دیا اونہون نے کہا تو مجہ سے حدیث بیان کرتے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گدہے کو حرام کر دیا اسوجہ سے

کروہ نجاست کہاتا ہے **ف** امام مالک اور ایک طائفہ علما کے نزدیک بستی کا گدہا حلال ہے وہ کہتے ہین یہ ممانعت اسوجہ سے تہی کہ اونہون نے لوٹ کا مال تقسیم سے پہلے کہانا چاہا اور وہ منع ہے جیسے اوپر گذرا اور دلیل لیتے ہین غالب بن ابجر کی روایت سے اسکو ابوداؤد نے نکالا اس مین یہ ہے کہ کہلا اپنے گہر والون کو موٹے گدہون مین سے اور منع انکو حرام کیا تہا نجاست کہانیکی وجہ سے لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور مضطرب الاسناد ہے **عن** المقدام ابن معدیکرب الکندی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم اشیاء حتی ذکر الحمر الانسیۃ مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی چیزون کو حرام کیا ان مین سے بستی کے گدہون کا بہی ذکر کیا **عن** البراء بن عازب قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نلقی لحوم الحمر الاھلیۃ نیئۃ ونضیجۃ ثم لم یامرنا بہ بعد براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا بستی کے گدہون کا گوشت پہینک دینے کے لیے کچا ہو یا پکا ہو اسکے بعد حکم نہین دیا اسکے کہانیکا تو ممانعت قائم رہی **عن** سلمۃ بن الاکوع قال غزونا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ خیبر فامسی الناس قد اوقدوا النیران فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم علی ما توقدون قالوا علی لحوم الحمر الانسیۃ فقال اھریقوا ما فیھا واکسروھا فقال رجل من القوم اوھریق ما فیھا ونغسلھا فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اوذاک سلمہ بن اکوع سے روایت ہے ہمنے جہاد کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کا پہر شام ہوگئی لوگون نے آگ جلائی آپنے فرمایا کیا پکا ہو اونہون نے کہا بستی کے گدہون کا گوشت آپنے فرمایا جو کچہ ہانڈی مین ہے اسکو بہادو اور ہانڈیان توڑ ڈالو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم جو ہانڈی مین ہے اسکو بہاوین اور ہانڈی کو دہو ڈالین آپنے فرمایا اچہا ایسا ہی کرو یعنے اختیار ہے خواہ ہانڈی سمیت پہینک دو یا ہانڈی کو دہو کر رکہہ لو **عن** انس بن مالک ان منادی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نادی ان اللہ ورسولہ ینھیانکم عن لحوم الحمر الاھلیۃ فانھا رجس انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے پکارا بیشک اللہ اور اسکا رسول دونو تم کو منع کرتے ہین بستی کے گدہون کے گوشت سے کیونکہ وہ ناپاک ہے

باب لحوم البغال خچر کے گوشت کا بیان **ف** خچر کے گوشت کی حرمت کے لیے کوئی صحیح حدیث نہین ہے لیکن چونکہ خچر گدہے اور گہوڑے سے پیدا ہوتا ہے اور گدہا حرام ہے اسوجہ سے خچر کا بہی نہ کہانا بہتر ہے **عن** جابر بن عبد اللہ قال کنا ناکل لحوم الخیل قلت فالبغال قال لا جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے اونہون نے کہا ہم گہوڑون

کا گوشت کہاتے تہے مین نے کہا اور خچرون کا اونہون نے کہا نہین **ف** یہ حدیث صحیح ہے لیکن اس سے خچر کی حرمت نہین نکلتی **عن** خالد بن الولید قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لحوم الخیل والبغال والحمیر خالد بن ولید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا گہوڑون اور گدہون اور خچرون کے گوشت سے **ف** یہ حدیث اگر صحیح ہوتی تو عمدہ دلیل تہی ان چیزون کا گوشت حرام ہونے پر اسکو نکالا ابو داؤد اور نسائی نے بہی لیکن اوپر گذرا کہ یہ حدیث استدلال کے لائق نہین ہے اور بہت ضعیف ہے **باب** ذکوۃ الجنین ذکوۃ امہ پیٹ کے بچہ کی ذکوۃ اسکی مان کی ذکوۃ ہے **ف** یعنے اگر ایک جانور کو ذبح کیا اور اسکے پیٹ مین بچہ تہا وہ مردہ نکلا تو اسکا کہانا درست ہے کیونکہ اسکی مان کا ذبح کرنا گویا اسکا ذبح کرنا ہے یہی مذہب ہے جمہور علما اور اہلحدیث کا اور اس مین کسیکا خلاف نہین سوا امام ابوحنیفہ کے انہون نے کہا کہ پیٹ کا بچہ حلال نہوگا مگر جب کہ وہ زندہ نکلے اور جدا اسکو ذبح کیا جاوے اپنی مان کی طرح اور یہ قول انکا صحیح حدیث کے برخلاف ہے امام محمد نے بہی اس مسئلہ مین اپنی استاذ کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوحنیفہ حماد سے روایت کرتے تہے وہ ابراہیم نخعی سے وہ کہتے تہے کہ ایک نفس کی ذکوۃ دو نفسون کے لیے کافی نہوگی اور اگر یہ قول ابراہیم نخعی کا ثابت ہو تب بہی حدیث کے خلاف ان کا قول لغو ہے اور حجت لینے کے لائق نہین اور خود حنفیہ کے نزدیک تابعی کا قول حجت نہین ہے اور امام محمد نے بسند صحیح مالک سے اونہون نے نافع سے انہون نے ابن عمر سے روایت کیا کہ جب ناقہ نحر کی جاوے تو اسکی ذکوۃ اسکے بچہ کی بہی ذکوۃ ہو جاویگی جو اسکے پیٹ مین ہو محمد نے کہا ہم اسی کے قائل ہین ابن قیم نے کہا سنت صحیحہ صریحہ محکمہ وارد ہے کہ جنین کی ذکوۃ اسکی مان کی ذکوۃ ہے لیکن اسکو رد کیا گیا قیاس سے کہ یہ حدیث خلاف اصول ہے کیونکہ میتہ حرام ہے اور ہم کہتے ہین کہ جسکے زبان پر میتہ کی حرمت اوتری اوسی نے مچھلی اور ٹڈی کو حلال کیا حالانکہ وہ بہی میتہ ہین اور یہ شخص قائل ہے ان دونو کی حلت کا اور جنین میتہ نہین ہے وہ ایک جز ہے اپنی مان کا جو ذبح کی گئی اور ہر جز کی ذکوۃ ضرور نہین پس اگر حدیث اسکی حلت مین وارد نہ ہوتی جب بہی وہ قیاس کے رو سے حلال ہوتا تو کیونکر حلال نہوگا جب حدیث بہی وارد ہوئی اور وہ موافق ہے قیاس اور اصول صحیحہ کے پس متفق ہوئے اسکی حلت پر نص اور قیاس اور اصل اور جس نے اسکو حرام کیا اوس نے ان تینون کا خلاف کیا اپنی فاسد رای کی وجہ سے اعلام الموقعین **عن** ابی سعید قال سألنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الجنین فقال کلوہ ان شئتم فان ذکوتہ ذکوۃ امہ قال ابو عبد اللہ سمعت الکوسج اسحاق بن منصور یقول فی قولہم

فی الزکوٰۃ لا یقضی بھا مذمّۃ قال مذمّۃ بکسر الذال من الذمام وبفتح الذال من الذم ابوسعید سے روایت ہے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا جنین کو آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اسکو کھاؤ اس لیے کہ اسکی ذکوٰۃ اسکی ماں کی ذکوٰۃ ہے

ابواب الصید شکار کے باب

باب قتل الکلاب الا کلب صید او زرع کتوں کے مارنے کا حکم سوا شکاری یا کھیت کے کتے کے

عن عبد اللہ بن مغفل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الکلاب ثم قال ما لھم وللکلاب ثم رخص لھم فی کلب الصید عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کتوں کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا لوگوں کو کتے سے کیا غرض پھر انکو اجازت دی شکاری کتا رکھنے کی **ف** کتے سے کیا غرض اسکا مطلب یہ ہے کہ کتا پالنا بےفائدہ ہے بلکہ وہ نجس جانور ہے جہاں ہے کہ برتن یا کپڑے کو گندا کرے لیکن کتوں کا قتل تو وہ منسوخ ہے مسلم کی حدیث سے جابر سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کتوں کے قتل سے اسکے بعد اور فرمایا کالے کتے کو مار ڈالو وہ شیطان ہے (انجاح) مترجم کہتا ہے ایک جماعت علماء اور اہلحدیث کے نزدیک کتا نجس نہیں ہے وہ کہتے ہیں اگر نجس ہوتا تو اسکا شکار کیا ہوا جانور حلال نہ ہوتا اور سات بار دھونیکا حکم جو دوسری حدیث میں وارد ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ اس میں سمیت کا اندیشہ ہے نہ نجاست کیوجہ سے ورنہ تین بار دھونا کافی تھا کیونکہ سور کتے سے زیادہ نجس ہے اسکا جھوٹا برتن تین بار دھونا کافی ہے اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں کتے کی طہارت پر کئی حدیثوں سے استدلال کیا ہے لیکن اس میں اعتراض ہے اور جمہور اور اکثر علماء اہلحدیث کا یہی مذہب ہے کہ کتا نجس ہے اور صرف شکاری کتے کا شکار اس سے مستثنیٰ ہے بدلیل آیت اور احادیث صحیحہ کے

عن عبد اللہ بن مغفل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الکلاب ثم قال ما لھم وللکلاب ثم رخص لھم فی کلب الزرع وکلب العین قال بندار العین حیطان المدینۃ عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کتوں کے قتل کا پھر فرمایا لوگوں کو کتوں سے کیا مطلب پھر انکو اجازت دی کھیت کے کتے کی اور باغ کے کتے کی **ف** یعنے جو کتے کھیت اور باغ کی حفاظت کے لیے پالے جاتے ہیں انکا پالنا جائز ہے دوسری روایت میں ریوڑ یعنے جانوروں کی حفاظت کے لیے بھی پالنا آیا ہے بہ شریعت سے صرف تین ہی کتوں کا جواز ثابت ہے ایک شکاری کتا دوسرا باغ یا کھیت کی حفاظت کا تیسرے ریوڑ کا اور قیاس کیا ہے اسپر اور کتوں کو بھی جو کسی ضرورت سے پالے جاویں جیسے جنگل میں چوری سے حفاظت کے لیے امید ہے کہ یہ بھی جائز ہو لیکن بلا ضرورت کے کتا پالنا ہماری شریعت میں جائز نہیں بلکہ اس سے اجر اور ثواب میں نقصان پڑتا ہے جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے اور ایک حدیث

مین ہر کہ فرشتے اس مکان مین نہین جاتے جہان مورت ہو یا کتا یعنے رحمت کے فرشتے **عن** ابن عمرؓ قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتل الکلاب ابن عمر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کتون کے قتل کا **عن** سالم عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رافعا صوتہ یامر بقتل الکلاب وکانت الکلاب تقتل الا کلب صید او ماشیۃ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہی مین نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ بلند آواز سے حکم کرتے تھے کتون کے قتل کا اور کتے قتل کیے جاتے آپ کے زمانہ مین مگر شکاری یا ریوڑ کے کتے **باب** النہی عن اقتناء الکلب الا کلب صید او حرث او ماشیۃ کتے پالنے کی ممانعت مگر شکاری یا کھیت یا جانورون کا کتا **عن** ابی ھریرۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اقتنی کلبا فانہ ینقص من عملہ کل یوم قیراط الا کلب حرث او ماشیۃ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کتا پالے اسکے عمل مین سے ہر روز ایک قیراط کم ہو گا مگر کھیت کا یا ریوڑ کا کتا **ف** دوسری روایت مین یون ہے دو قیراط روزانہ کم ہون گے اور تطبیق یون کی ہے کہ شاید کتون کی دو قسمین ہون بعضون مین ایک قیراط کی کمی ہوتی ہو بعضون مین دو قیراط کی اور بعضون نے کہا یہ باعتبار اختلاف مقامات کے ہے تو مکہ اور مدینہ مین اگر بے ضرورت کتا پالے تو دو قیراط کی کمی ہوگی اور شہرون مین ایک قیراط کی کیونکہ مکہ اور مدینہ افضل اور اعلے مقام ہین وہان کتا پالنا زیادہ نامناسب ہے اور اس قیراط کی مقدار کوئی نہین جانتا سوا اللہ تعالی کے ایک روایت مین ہے کہ ایک قیراط احد پہاڑ سے بڑا ہے یہ حدیث عمدہ نصیحت ہے مسلمان کے لیے کہ بلا ضرورت کتا پالنے سے پرہیز رکھے اور ہماری زمانہ مین یہ بلا بہت پھیلی ہی بہت مسلمان نصاری کی مشابہت پر مرے جاتے ہین اور انکی طرح بلا ضرورت گھرون مین کتا رکھتے ہین یہ کیا ہے ایک آفت ہی مسلمانون نے اگر نصاری کی باتین سیکھین تو وہ بھی یہی کوٹ وپتلون پہننا بوٹ ڈانٹنا چرٹ پینا شراب اڑانا کتے بغل مین رکھنا انمین سے کوئی بات بھی انکے لیے مفید نہین ہے نہ دنیا مین نہ آخرت مین بلکہ بعضون مین دنیا اور آخرت دونو کی تباہی ہے اور جو باتین نصاری کے مفید اور قابل تقلید تھین جیسے علوم وکمالات صنائع کی تحصیل ہمت اور شجاعت اتفاق اور اتحاد جہاز رانی سیر وسیاحت اپنی قوم کی خیر خواہی امانت داری اور دیانت اپنی حکومت کی وفاداری اور بھلائی تجارت اور امن کی ترقی ملک اور طرق اور شوارع کی آراستگی اسلحہ اور سامان حرب وضرب کی طیاری ان مین سے ایک بات بھی کوئی مسلمان حاصل نہین کرتا نہ ان چیزون کے لیے چندہ اور اتفاق کیا جاتا ہے۔

لاحول ولا قوة عن عبد الله بن مغفل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لولا ان الكلاب امة
من الامم لامرت بقتلها فاقتلوا منها الاسود البهيم وما من قوم اتخذوا كلبا الا ماشية او كلب
صيد او كلب حرث الا نقص من اجورهم كل يوم قيراطان عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اگر کتے اللہ تبارک وتعالی کی ایک امت نہوتی اور امتوں میں سے تو میں حکم کرتا انکے قتل کا
لیکن اب بھی ان میں سے خالص کالے کو مار ڈالو اور جن لوگوں نے کتا پالا مگر وہ ریوڑ یا شکار یا کھیت کا کتا نہو
تو انکے ثواب میں سے ہر روز دو قیراط کم ہوتے جاوینگے **ف** نووی نے کہا علما نے اجماع کیا ہے کہ کاٹنے
والا کتا مار ڈالا جاوے امام الحرمین نے کہا پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کتوں کے مارنیکا حکم دیا پھر یہ حکم منسوخ
ہوگیا اور کالا بھجنگ سے یہی حکم باقی رہا بعد اسکے یہ ٹہیرا کہ کسی قسم کا کتا نہ مارا جاوے جبتک وہ نقصان نہو پہنچاوے
یہانتک کہ کالا بھجنگ بھی اور ثواب کم ہونیکا سبب یہ ہوگا کہ فرشتے اسکے گھر میں نہیں جا سکتے جس کے پاس کتا
ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا اسوجہ سے کہ لوگوں کو ایذا ہوتی ہے اسکے بھونکنے اور حملہ کرنے سے اور یہ جو فرمایا
اگر امت نہوتی امتوں میں سے اسکا مطلب یہ ہے کہ کتا بھی ایک قسم کی نوع ہے یعنی عالم کی قسم ہے اسکا فنا کرنا
ممکن نہیں اسلیے قتل کا حکم دینا بیکار ہے کتنے ہی قتل کرو لیکن دنیا میں ضرور کتے باقی رہینگے جبتک دنیا
باقی ہے آپ دیکھیے کہ سانپ اور بچھو اور شیر اور بھیڑیے لوگ صدہا ہزارہا سال سے جہاں پاتے ہیں مار ڈالتے ہیں
اور صدہا ہزارہا روپیہ انعام انکے مارنے میں دیا جاتا ہے مگر کیا یہ نوعیں دنیا سے مٹ گئیں نہیں ہرگز نہیں
عن سفيان بن ابي زهير قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول من اقتنى كلبا لا يغني
عنه زرعا ولا ضرعا نقص من عمله كل يوم قيراط فقيل له انت سمعت من النبي صلى الله عليه
وسلم قال اي ورب هذا المسجد سفیان بن ابی زہیر سے روایت ہے میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی کتا پالے اور وہ اسکے کھیت یا ریوڑ کے کام نہ آتا ہو تو اسکے عمل میں سے یعنی
عمل کے ثواب میں سے ایک قیراط ہر روز کم ہوگا لوگوں نے سفیان سے کہا تم نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے انہوں نے کہا ہاں قسم ہے اس مسجد کے مالک کی **باب صيد الكلب** کتے کے شکار کا بیان +
ف اہل حدیث کے نزدیک جو جانور ہتیار سے شکار کیا جاوے جیسے تیر تلوار برچھہ بھالا بندوق توپ وغیرہ سے
یا ان جانوروں کے ذریعہ سے جو زخمی کرتے ہیں (جیسے کتا چیتا باز بحری عقاب وغیرہ) تو وہ حلال ہے اگرچہ شکار کا
جانور ذبح کرنے سے پہلے مر جاوے بشرطیکہ مسلمان شکار کرے اور جانور یا ہتیار کو شکار پر چلاتے وقت بسم اللہ کہی

یہی قول ہے جمہور علما اور فقہا کا عَنْ اَبِی ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا بِاَرْضِ اَھْلِ کِتَابٍ نَاْکُلُ فِیْ اٰنِیَتِھِمْ وَبِاَرْضِ صَیْدٍ اَصِیْدُ بِقَوْسِیْ وَاَصِیْدُ بِکَلْبِی الْمُعَلَّمِ وَاَصِیْدُ بِکَلْبِی الَّذِیْ لَیْسَ بِمُعَلَّمٍ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا مَا ذَکَرْتَ اَنَّکُمْ فِیْ اَرْضِ اَھْلِ الْکِتَابِ فَلَا تَاْکُلُوْا فِیْ اٰنِیَتِھِمْ اِلَّا اَنْ لَا تَجِدُوْا مِنْھَا بُدًّا فَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا مِنْھَا بُدًّا فَاغْسِلُوْھَا وَکُلُوْا فِیْھَا وَاَمَّا مَا ذَکَرْتَ مِنْ اَمْرِ الصَّیْدِ فَمَا اَصَبْتَ بِقَوْسِکَ فَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَکُلْ وَمَا صِدْتَّ بِکَلْبِکَ الْمُعَلَّمِ فَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَکُلْ مَا صِدْتَّ بِکَلْبِکَ الَّذِیْ لَیْسَ بِمُعَلَّمٍ فَاَدْرَکْتَ ذَکَاتَہٗ فَکُلْ ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے اونہوں نے کہا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اہل کتاب کے ملک مین رہتے ہین (یعنے یہود اور نصاری کے) کیا ہم انکے برتنون مین کہا دین اور ہم اس ملک مین رہتے ہین جہان شکار بہت ہے مین شکار کرتا ہون اپنی کمان سے اور اپنے سکہائے ہوئے کتے سے اور اس کتے سے جو سکہایا ہوا نہین یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جو تونے بیان کیا کہ ہم اہل کتاب کے ملک مین بستے ہین تو تم انکے برتنون مین کہانا مت کہاؤ مگر جب ایسی ہی مجبوری ہو (مثلا دوسرا کوئی برتن نہ ملے) تو انکو دہو ڈالو پہر ان مین کہاؤ اور وہ جو تونے شکار کا بیان کیا تو جو شکار تو اپنی کمان سے کرے اوسپر اللہ کا نام لے (تیر مارتے وقت) اور اسکو کہا اور جو سکہلائی ہوئی کتے سے شکار کرے اسپر بہی اللہ کا نام لے (کتے کو چہوڑتے وقت) پہر اسکو کہا اور جو شکار کرے بن سکہائی کتے سے پہر تو اس جانور کو پالے اور اسکو ذبح کرلے (اللہ کے نام پر) تو کہا **ف** اگر ذبح کرنے سی پہلے وہ جانور مرگیا ہو تو اسکا کہانا درست نہین یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بہی نکالا عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّا قَوْمٌ نَصِیْدُ بِھٰذِہِ الْکِلَابِ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ کِلَابَکَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَکَرْتَ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا فَکُلْ مَا اَمْسَکْنَ عَلَیْکَ وَاِنْ قَتَلْنَ اِلَّا اَنْ یَّاْکُلَ الْکَلْبُ وَاِنْ اَکَلَ الْکَلْبُ فَلَا تَاْکُلْ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّکُوْنَ اِنَّمَا اَمْسَکَ عَلٰی نَفْسِہٖ وَاِنْ خَالَطَھَا کِلَابٌ اُخَرُ فَلَا تَاْکُلْ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ سَمِعْتُہٗ یَعْنِیْ عَلِیَّ بْنَ الْمُنْذِرِ یَقُوْلُ حَجَجْتُ ثَمَانِیَةً وَّخَمْسِیْنَ حَجَّةً اَکْثَرُھَا رَاجِلٌ عدی بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا تو مین نے کہا ہم ان لوگون مین ہین جو کتون سے شکار کراتے ہین آپ نے فرمایا جب تو اپنے سکہلائے ہوئے کتون کو چہوڑے اور اللہ کا نام انپر لیوے تو جس شکار کو وہ پکڑ لین اوسکو کہا اگرچہ وہ اسکو مار ڈالین مگر جس صورت مین کہ کتا اس شکار مین سے کہا لیوے تو

اسکو مت کہا اسلیے کہ مین ڈرتا ہون شاید اس کتے نے اس شکار کو اپنے کہانے کے لیے پکڑا ہو (تیسرے یہ
اور اگر سکہلائی کتے کے ساتھ جس کو تونے بسم اللہ کہکر چھوڑا) دوسرے کتے شریک ہوگئے تب بھی وہ شکار مت کہا
(کیونکہ ان کتون پر بسم اللہ نہین کہی تھی اگرچہ وہ کتے سکہلائے ہوئے ہون یا بن سکہلائے) امام ابن ماجہ نے
کہا اس حدیث مین جو میرے شیخ ہین علی بن منذر مین نے ان سے سُنا وہ کہتے تہے مین نے اٹھاون حج کیے ہین اور
ان مین اکثر حج پیدل کیے ہین **ف** امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے نکالا مرفوعاً جب کتا شکار
مین سے کہالیوے تو پھر اسکو مت کہا اسنے وہ شکار اپنے لیے پکڑا اور احمد اور ابوداؤد کی ایک روایت مین ابو
ثعلبہ سے یون ہے کہ اگر کتا سکہلایا ہوا ہو اور وہ شکار مین سے کہا بھی لیوے جب بھی اسکو کہا ابن حجر نے کہا
اسکے اسناد مین برائی نہین حالانکہ اسکی اسناد مین داود بن عمر اودی ہے اس مین کلام ہے اور یہ روایت
صحیحین کی روایت کا معارضہ نہین کرسکتی جس مین صاف یہ موجود ہے کہ جب کتا شکار مین سے کہالیوے
تو پھر اسکو مت کہا اور احمد اور ابوداود نے عدی بن حاتم سے نکالا کہ جب کتے یا باز کو تو سکہلاوے پھر اس کو
چھوڑے اللہ کا نام لیکر تو کہا اس کا شکار جو وہ پکڑ لیوے **باب صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوسِ** مجوسی کا کتا
شکار کرے تو اسکا کہانا کیسا ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ نُهِينَا عَنْ صَيْدِ كَلْبِهِمْ وَطَائِرِهِمْ
يَعْنِي الْمَجُوسَ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے ہمکو ممانعت ہوئی مجوسی کے کتے یا پرندے کے شکار
سے **ف** یعنے اگر مجوسی کا کتا یا باز شکار کرے تو وہ مسلمان کو درست نہین ہے لیکن اگر مسلمان مجوسی کا کتا
یا باز لیکر اسکو اللہ کا نام لیکر چھوڑے تو وہ شکار درست ہوگا اور اسکی مثال یہ ہے جیسے مسلمان مجوسی کی چھری
سے ذبح کرے یا اسکی تیر کمان سے شکار کرے اور اگر مجوسی مسلمان کے کتے یا باز سے شکار کرے تو وہ درست
نہ ہوگا اسکی مثال ایسی ہے جیسے مجوسی مسلمان کی چھری سے ذبح کرے (موطا) **عَنْ** أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ فَقَالَ شَيْطَانٌ ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت ہے مین نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا نرے کالے بھجنگ کتے کو (جس مین اور کوئی رنگ نہ ہو)
آپنے فرمایا وہ شیطان ہے (اس سے امام ابن ماجہ نے یہ نکالا کہ کالے کتے کا شکار درست نہین کیونکہ وہ شیطان
ہے اور شیطان کافر ہے اور کافر مشرک کا ذبیحہ درست نہین ایسا ہی قول ہے بعض علماء کا لیکن اکثر علماء
نے کالے کتے کا شکار درست کہا ہے اور کہا ہے حدیث مین تشبیہ ہے شیطان سے یعنی ایسا کتا اکثر شریر
اور بیکار ہوتا ہے) **باب صَيْدِ الْقَوْسِ** تیر کمان کا شکار **عَنْ** أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلْ مَا رَدَّتْ عَلَیْکَ قَوْسُکَ ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کھا اس شکار کو جو تیری کمان کرے حافظ ابو عبداللہ بن ماجہ نے کہا یہ حدیث غریب ہے صرف رملہ کے
لوگوں نے اسکو روایت کیا عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا قَوْمٌ نَرْمِیْ
قَالَ اِذَا رَمَیْتَ وَخَزَقْتَ فَکُلْ مَا خَزَقْتَ عدی بن حاتم سے روایت ہے میں
نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تیرانداز لوگ ہیں آپ نے فرمایا جب تو تیر مارے اور وہ گھس جاوے (یعنی زخم کر کے
اندر گھسکر اور خون بہا دے) تو کھا اس جانور کو جسکو تو پھاڑ ڈالے **ف** اگرچہ حدیث عدی بن حاتم کی آگے ہے
کہ جو شکار معراض سے مارے (معراض بے پر اور بے پیکان کا تیر بطور لکڑی کے جو اپنے بوجھ ہی سے شکار کو مارتا ہے)
وہ مردار ہے مگر جب معراض اس میں گھس جاوے بطور سنان کے اور پھاڑ ڈالے تو جائز ہے اسکا کھانا اور
امام احمد نے نکالا کہ عدی نے کہا یا رسول اللہ ہم تیرانداز لوگ ہیں تو کونسا جانور حلال ہے ہمکو آپ نے فرمایا
جس کو تم ذبح کرو اور جو اللہ کا نام لیکر اسکو کونچو ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حلت کے لیے صرف یہ کافی
ہے کہ وہ آلہ شکار میں گھس جاوے اور کونچ دے یعنی سوراخ کرے اور پھاڑ ڈالے خون بہا دے اگرچہ وہ چیز
بھاری ہو جیسے معراض پس بندوق کی گولی کا جو اس زمانہ میں رائج ہے شکار درست ہوگا اگرچہ اسکو ذبح
نہ کرسکے بشرطیکہ اللہ کا نام لیکر گولی یا چھرہ مارے کیونکہ گولی بدن میں گھس جاتی ہے اور بدن کو پھاڑ ڈالتی ہے
(روضہ) **مترجم** کہتا ہے فقہا نے جو لکھا ہے کہ بندقہ سے جو جانور مارا جاوے وہ مردار ہے تو اس بندقہ سے غلہ یعنی
مٹی کا گولہ مراد ہے جسکو غلیل میں رکھکر مارتے ہیں یہ غلیل کا گولہ بدن میں گھستا نہیں نہ سوراخ کرتا ہے بلکہ چوٹ
لگاتا ہے اپنے بوجھ کیوجہ سے تو اسکا شکار درست نہ ہوگا الا جب اسکو زندہ پا کر ذبح کر لیوے **باب** الصَّیْدِ
یَغِیْبُ لَیْلَۃً اگر شکار کا جانور ایک رات مار کھا کر غائب ہو جاوے پھر ملے عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرْمِی الصَّیْدَ فَیَغِیْبُ عَنِّیْ لَیْلَۃً قَالَ اِذَا وَجَدْتَ فِیْہِ سَہْمَکَ وَلَمْ تَجِدْ فِیْہِ شَیْئًا غَیْرَہٗ
فَکُلْہُ عدی بن حاتم رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں شکار کے جانور کو تیر مارتا ہوں
پھر وہ ایک رات میری نظر سے غائب ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا جب تو اس میں اپنا تیر پاوے اور سوا اپنے تیر کے
اور کچھ (زخم یا مار کا اثر یا چوٹ کا) نہ پاوے اس میں تو اسکو کھا **ف** کیونکہ اس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ وہ
اسی تیر کے صدمہ سے مرا جو بسم اللہ کہکر مارا گیا تھا صحیحین کی روایت میں اتنا زیادہ ہے مگر جب تو اسکو پانی
میں پاوے تو مت کھا معلوم نہیں وہ تیرے تیر سے مرا یا پانی میں گرنے سے ایک روایت میں امام احمد اور

بخاری کے یوں ہی جب تو شکار کو مارے پھر اسکو ایک دن یا دو دن کے بعد پاوے اور اس میں سوا تیرے تیر کے اور کسی
چیز کا اثر نہ ہو تو اس کو کھالے اور جو پانی میں گرا ہوا ملے تو نہ کھا اور بخاری کی ایک روایت میں ہے ہم شکار کو تیر لگا کر
میں پھر اسکو ڈھونڈا کرتے ہیں دو دو دن تین تین دن تک بعد اسکے اسکو مردہ پاتے ہیں اس میں تیر گھسا ہوا آپ نے
فرمایا اسکو کھا وے اگر اس کا دل چاہے ترمذی کی ایک روایت میں ہے جسکو انہوں نے صحیح کہا میں نے عرض کیا یا رسول
اللہ میں شکار کو تیر مارتا ہوں پھر دوسرے دن اپنا تیر اس میں پاتا ہوں آپ نے فرمایا جب تو جانے کہ وہ تیرے تیر
سے مرا ہے اور اس میں کسی درندے کا اثر نہ پاوے تو اسکو کھا اور مسلم نے ابی ثعلبہ خشنی سے نکالا کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو تیر مارے اور شکار تین دن تک غائب رہے پھر تو اسکو پاوے تو کھا جب تک وہ بدبودار نہ ہو (رضی

باب صید المعراض معراض کے شکار کا بیان (معراض کی تفسیر ابھی گذر چکی) **عن** عدی بن حاتم
قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصید بالمعراض قال ما اصبت بحدہ فکل وما اصبت
بعرضہ فهو وقیذ عدی بن حاتم سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا معراض کے شکار
کو آپ نے فرمایا جو اسکی نوک سے مرے تو اسکو کھا اور جو عرض میں اسکے لگ کر مری وہ مردار ہے (کیونکہ وہ ایسا ہوا
جیسے کوئی لاٹھی یا پتھر کی مار سے مرے وہ مردار ہے) **عن** عدی بن حاتم قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عن المعراض فقال لا تاکل الا ان یخزق عدی بن حاتم سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے پوچھا معراض کو آپ نے فرمایا مت کھا اسکا شکار مگر جب وہ پھاڑ ڈالے **باب** ما قطع من البهيمة
وهي حية جو ٹکڑا زندہ جانور سے کاٹ لیا جاوے وہ مردار ہے **عن** ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم قال ما قطع من البهيمة وهي حية فما قطع منها فهو ميتة ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا جو ٹکڑا زندہ جانور میں سے کاٹ لیا جاوے (مثلاً اسکا ہاتھ یا پاؤں یا سرین) تو وہ مردار ہے
ف اگرچہ حلال جانور میں سے کاٹا جاوے جیسے گائے یا بکری میں سے **عن** تمیم الداری قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان قوم یجبون اسنمة الابل ویقطعون اذناب الغنم
الا فما قطع من حی فهو میت تمیم داری رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخیر زمانہ میں کچھ ایسے لوگ ہونگے
جو اونٹوں کی کوہان اور بکریوں کی دمیں کاٹ لیں گے آگاہ رہو زندہ جانور سے جو کاٹا جاوے وہ مردار ہے
ف اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے دو شخص اسمعیل بن عیاش اور شہر بن حوشب دونوں میں کلام ہے **باب**
صید الحیتان والجراد مچھلی اور ٹڈی کا شکار **عن** ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ الْحُوْتُ وَالْجَرَادُ ابن عمرؓ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم کو حلال ہین
دو مردے مچھلی اور ٹڈی **ف** اور دو خون جگر اور طحال یعنی **کلیجی** اور تلی نکالا اسکو احمد اور دارقطنی اور شافعی
اور بیہقی نے بہی لیکن عبدالرحمان بن زید بن اسلم اسکے اسناد مین ضعیف ہے **عَنْ** سَلْمَانَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ اَكْثَرُ جُنُوْدِ اللّٰهِ لَا اٰكُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ سلمانؓ سے روایت ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا ٹڈی کو آپ نے فرمایا اللہ تعالی کا بڑا لشکر ہے مین نہ اسکو کہاتا ہون نہ اسکو حرام کرتا
ہون **ف** آپکے نہ کہانے سے ضرور نہین کہ وہ شی حرام ہو جاوے آپ بعضی حلال چیزون کو بہی نہین کہاتے تہی
جیسے پیاز لسن وغیرہ اور گہوڑ پھوڑ جسکو ضب کہتے ہین **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ كُنَّ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَادَيْنَ الْجَرَادَ عَلَى الْاَطْبَاقِ انس بن مالکؓ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیان
تحفہ بہیجتی تہین ٹڈی کو طبقون مین رکہکر **عَنْ** جَابِرٍ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
اِذَا دَعَا عَلَى الْجَرَادِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَهْلِكْ كِبَارَهٗ وَاقْتُلْ صِغَارَهٗ وَاَفْسِدْ بَيْضَهٗ وَاقْطَعْ دَابِرَهٗ وَخُذْ
بِاَفْوَاهِهَا عَنْ مَعَايِشِنَا وَاَرْزَاقِنَا اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَدْعُوْ عَلٰى جُنْدٍ
مِنْ اَجْنَادِ اللّٰهِ بِقَطْعِ دَابِرِهٖ قَالَ اِنَّ الْجَرَادَ نَثْرَةُ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ قَالَ هَاشِمٌ قَالَ زِيَادٌ فَحَدَّثَنِيْ مَنْ
رَاَى الْحُوْتَ يَنْثُرُهٗ جابر بن عبداللہ اور انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جب بددعا کرتے تہے ٹڈی پر تو فرماتے یا اللہ ہلاک کر دے بڑی ٹڈیون کو اور مار ڈال چہوٹی ٹڈیون کو
اور اُن کے انڈے گندے کر دے (تاکہ بچے پیدا نہ ہون) اور انکی اصل میٹ دے (اور نسل) اور انکے مونہہ بند کر دے
ہماری روزیون سے (کہ وہ ہمارا غلہ اور اناج اور میوہ کہانے نہ پاوین) اور ہمکو روزی دے تو دعا کا سننے والا ہے
ایک شخص بولا یا رسول اللہ آپ کیسی بددعا کرتے ہین اللہ تعالی کے ایک لشکر پر کہ اسکی نسل کاٹ دیوے آپ نے فرمایا
ٹڈی مچھلی کی چہینک سے نکلتی ہے دریا مین۔ ہاشم نے کہا زیاد نے کہا مجہسے حدیث کا راوی ہی مجہسے ایک شخص
نے بیان کیا اس نے دیکہا مچھلی چہینک رہی تہی ٹڈیون کو **ف** ہمارے زمانہ مین ٹڈی کی بہت تحقیقات
ہوئی اور معلوم ہوا کہ وہ بہی ایک نوع ہے منجملہ انواع کے اور اوپر ایک حدیث مین گذرا کہ وہ اللہ کے سب لشکرون
مین زیادہ ہے تو شاید حدیث کا یہ مطلب ہوگا کہ اول جو ٹڈی کا وجود ہوا وہ مچھلی کی چہینک سے ہوا اور شائد
اب بہی ایسا ہوتا ہو کہ بعضی ٹڈیان مچھلی کی ناک سے بہی نکلتی ہون جیسے زیاد نے سنا لیکن اس زمانہ مین
ٹڈیون کے انڈے بکثرت پہاڑون مین ملتے ہین اور لوگ ان انڈون کو خراب کرنے پر مقرر کیے جاتے ہین

اور جگو ہر ایک طرف سے اسیر انعام ملتا ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اسکو خطیب نے بھی انس سے نکالا اور جابر سے اسکی
اسناد میں موسیٰ بن محمد تیمی متروک ہے ابن عدی نے کہا منفرد ہوا موسیٰ اسکی روایت سے اور وہ منکر الحدیث ہے **عن**
ابی ھریرۃ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ او عمرۃ فاستقبلنا رجل من جراد او ضرب
من جراد فجعلنا نضربھن باسواطنا ونعالنا فقال النبی صلعم کلوہ فانہ من صید البحر ابوہریرہ رضی اللہ تعالی
عنہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حج یا عمرے میں تو ہمارے سامنے ایک گروہ آیا ٹڈیوں
کا یا ایک قسم کی ٹڈیاں آئیں ہم انکو مارنے لگے اپنے کوڑوں سے اور جوتوں سے آپ نے فرمایا اسکو کھاؤ وہ دریا
کا شکار ہے **ف** اسکو ابوداؤد نے بھی نکالا یہ حدیث بھی ضعیف ہے اسکی اسناد میں ابوالمہزم ہے وہ ضعیف
ہے ابوداؤد نے کہا یہ حدیث وہم ہے ترمذی نے بھی اسکو نکالا اور کہا غریب ہے ہم نہیں پہچانتے اسکو مگر ابوالمہزم
کی روایت سے اسمین شعبہ نے کلام کیا ہے **ف** اگر ٹڈی دریا کا شکار ہو تو مجوسی اور مشرک کی پکڑی ہوئی ٹڈی
بھی درست ہوگی جیسے مچھلی اسکی پکڑی ہوئی درست ہے ابن عباس نے کہا دریا کا شکار کھا خواہ یہودی یا نصرانی
یا مجوسی شکار کرے اور جمہور کا یہ قول ہے کہ دریا کا مردہ حلال ہے خواہ شکار کیوجہ سے مر جاوے یا خود بخود دریا میں
مر جاوے اور حنفیہ نے کہا اگر خود بخود دریا میں مر جاوے تو وہ حلال نہیں ہے اور اللہ کا قول مطلق ہے احل لکم صید
البحر تو شامل ہے دریا کے ہر جانور کو اور ہر قسم کی مچھلی کو اور شافعی نے مینڈک اور کچھوے اور کیکڑے اور سانپ
اور بچھو کو حرام کہا ہے اور ابوحنیفہ نے سوا مچھلی کے دریا کے اور تمام جانوروں کو اور امامیہ نے بغیر پوست
کی مچھلی کو بھی حرام کہا ہے (روضہ مختصرا)

باب ما ینھی عن قتلہ کن جانوروں کا مارنا منع ہے

عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قتل الصرد والضفدع والنملۃ والھدھد
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا (صرد) چڑیا (ممولا) اور مینڈک اور چیونٹی اور
ہدہد کے قتل سے **عن ابن عباس قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قتل اربع من الدواب**
النملۃ والنحلۃ والھدھد والصرد ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے منع کیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کے قتل سے چیونٹی اور شہد کی مکھی اور ہدہد اور صرد **ف** صرد ایک قسم
کی چھوٹی چڑیا ہے یہ جانور ستاتے نہیں بلکہ ان سے فائدہ ہے شہد کی مکھی شہد بناتی ہے اور چیونٹی گھر میں
کا گرا پڑا اناج اور کثافت اٹھا لے جاتی ہے اور انکے مارنے میں کوئی نفع بھی نہیں ہے اسلئے منع فرمایا ہدہد
قاصد تھا حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کا اور اس میں گوشت بالکل کم ہوتا ہے اسلئے اسکا شکار بے فائدہ

ہے اور اسیطرح صرد بالکل ایک چھوٹی چڑیا ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ نَبِیًّا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَرَصَتْهُ نَمْلَةٌ فَاَمَرَ بِقَرْیَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَیْهِ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَهْلَكْتَ اُمَّةً مِنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک پیغمبر تھے اگلے پیغمبرون مین سے انکو ایک چیونٹی نے کاٹا اونہون نے حکم دیا چیونٹیون کا سارا چھتہ جلا دینے کا وہ جلا دیا گیا تب اللہ تعالیٰ نے انکو وحی بھیجی کہ تم کو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا اور اسکے بدل تمنے ایک امت کو تباہ کردیا جو اللہ کی تسبیح کہتی تھی **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانور بھی اللہ کی تسبیح اور تقدیس کرتے ہین اور عبادت مین مصروف ہین جانور تو کیا جہاڑ اور پہاڑ اور دریا سب اسکی حمد کر رہے ہین وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ لیکن افسوس ہے کہ انسان جو اسکی سب مخلوقات مین اعلےٰ اور افضل ہے وہی اکثر اپنے مالک کو بھولجاتا ہے اور دنیا مین ایسا غرق ہوتا ہے کہ عبادت کا خیال ہی نہین رہتا لاحول ولا قوۃ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگلی شریعتون مین چیونٹی کا مارنا درست تہا جب تو ان پیغمبرون کو اسکے مارنے پر ملامت نہین ہوئی بلکہ ایک چیونٹی کے بدل لاکھون چیونٹیون کو مارڈالنے پر یہ انصاف کے خلاف ہی عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِاِسْنَادِہٖ نَحْوَہٗ وَقَالَ قَرَصَتْ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا

بَابُ النَّهْیِ عَنِ الْخَذْفِ خذف کی یعنے چھوٹی کنکریان مارنیکی ممانعت

ف جیسے اکثر لوگون کی عادت ہوتی ہے کہ کہیل کے طور پر اونگلیون سے یا غلیل سے کنکریان مارا کرتے ہین اس سے منع کیا کیونکہ یہ بیفائدہ اوقات ضائع کرنا ہے اور اس مین ضرر کا احتمال ہو کہ کسی کی آنکھہ یا دانت مین لگ جاوے اور آنکھہ پھوٹ جاوے یا دانت ٹوٹ جاوے عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ اَنَّ قَرِیْبًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ فَنَهَاهُ وَقَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ اِنَّهَا لَا تَصِیْدُ صَیْدًا وَلَا تَنْكَأُ عَدُوًّا وَلٰكِنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَیْنَ قَالَ فَعَادَ فَقَالَ اُحَدِّثُكَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْهُ ثُمَّ عُدْتَ لَا اُكَلِّمُكَ اَبَدًا سعید بن جبیر سے روایت ہی عبداللہ بن مغفل کے ایک عزیز نے خذف کیا اونہون نے اوسکو منع کیا اور کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع کیا اور فرمایا نہ اس سے شکار ہوتا ہے نہ دشمن کو صدمہ پہونچتا ہے لیکن دانت ٹوٹ جاتا ہے یا آنکھہ پھوٹ جاتی ہے اوس نے یہ سنکر پھر خذف کیا عبداللہ نے کہا مین تجھہ سے حدیث بیان کرتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا اور تو وہی کام کرتا ہے اب مین کبھی تجھہ سے بات نہین کرونگا **ف** یہ عبداللہ نے غصہ سے کہا معلوم ہوا کہ جو کوئی حدیث کو سنکر یا جانکر بھی اسکے خلاف پر اصرار کرے اس سے ترک ملاقات کرنا صحابہ کا طریق ہے اور ابن عمر نے حدیث کے خلاف ایک بات کہنے پر اپنے بیٹے کو بُرا کہا

اور ساری عمر اس سے بات نہ کی عن عبد اللہ بن مغفل قال نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الخذف وقال انھا لا تقتل صیدا ولا تنکی العدو ولکنھا تفقؤ العین وتکسر السن عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا خذف سے اور فرمایا کہ اس سے نہ شکار مرتا ہے نہ دشمن زیر ہوتا ہے البتہ آنکھ پھوٹ جاتی ہے اور دانت ٹوٹ جاتا ہے

باب قتل الاوزاغ گرگٹ اور چھپکلی کے قتل کا بیان

ف ہر چند یہ جانور کسیکو کاٹتے نہیں نہ ایذا دیتے ہیں لیکن اسنے دل کو نفرت پیدا ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا ان میں سمیت ہوتی ہے بعضوں نے کہا وہ عرب کے ملک میں اونٹنی کا تھن پکڑ کر دودھ چوس لیتا ہے عن ام شریک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرھا بقتل الاوزاغ ام شریک سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گرگٹوں کے مارنے کا عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قتل وزغا فی اول ضربۃ فلہ کذا وکذا حسنۃ ومن قتلھا فی الثانیۃ فلہ کذا وکذا ادنی من الاولی ومن قتلھا فی الضربۃ الثالثۃ فلہ کذا وکذا حسنۃ ادنی من الذی ذکرہ فی المرۃ الثانیۃ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی گرگٹ کو پہلی مار میں مارے اسکے لیے اتنے نیکیاں ہیں اور جو کوئی دوسری مار میں مارے اسکے لیے اتنی نیکیاں ہیں لیکن اول سے کم اور جو کوئی تیسری مار میں مارے اسکے لیے اتنی نیکیاں ہیں دوسری سے کم عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال للوزغ الفویسقۃ حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو بدکارہ فرمایا ف اوسکی تحقیر اور تذلیل کے لیے عن سائبۃ مولاۃ الفاکہ بن المغیرۃ انھا دخلت علی عائشۃ فرأت فی بیتھا رمحا موضوعا فقالت یا ام المؤمنین ما تصنعین بھذا قالت نقتل بہ ھذہ الاوزاغ فان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنا ان ابراھیم لما القی فی النار لم تکن فی الارض دابۃ الا اطفأت النار غیر الوزغ فانھا کانت تنفخ علیہ فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتلہ سائبہ سے روایت ہے جو مولاۃ (آزاد لونڈی) تھیں فاکہ بن مغیرہ کی وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پاس گئیں ان کے گھر میں ایک برچھہ رکھا ہوا پایا تو کہا اے ام المؤمنین اس برچھی سے تم کیا کرتے ہو انہوں نے کہا ہم اس سے ان گرگٹوں کو مارتے ہیں اسلیے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا (مردود مردودنے) تو ساری زمین میں کوئی جانور باقی نہ رہا جس نے آگ نہ بجھائی ہو سوا گرگٹ کے وہ اور آگ کو پھونکتا تھا انپر اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس کے قتل کا ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ گرگٹ

کا قتل مذہبی عداوت کی وجہ سی ہے چونکہ وہ دشمن تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تو ساری مسلمانون کو اسکا دشمن رہنا چاہیے اور بعضون نے کہا شیطان گرگٹ کی شکل بنکر آگ پھونکتا تھا اسلیے آپنے اس شکل کو برا جانا اور اسکے ہلاک کرنیکا حکم دیا۔ حدیث سی یہ نکلا کہ ایک شخص کے برے کام کرنے سے کبھی اسکی ساری قوم مطعون ہوجاتی ہے اور مگر وہ بیچاری ہے جیسے بنی امیہ کہ ان مین کے ایک شخص یعنے یزید پلید نے اہل بیت کرام علیہم السلام کو ایذا دی مگر لوگ ساری بنی امیہ کے دشمن ہین اور انکو برا جانتے ہین یہ امر فطری ہے جسکی رد کن نہین ہوسکتی گو شرع کے روسی قانونی حکم یہی ہے کہ ہر شخص جو برا کام کرے اسکی سزا اسی کو دیجاتی ہے نہ اسکے قرابت یا علاقہ والون کو جیسے اوپر گذرا **باب اکل کل ذی ناب من السباع** سروانت والا درندہ حرام ہے عن ابی ثعلبۃ الخشنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن اکل کل ذی ناب من السباع قال الزھری ولم اسمع بھذا حتی دخلت الشام ابو ثعلبہ خشنی سی روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہر دانت والے درندی کھانے سے زہری نے کہا مین نے اسحدیث کو نہین سنا یہانتک کہ مین شام مین گیا ف وہان کے لوگون نے یہ حدیث روایت کی زہری اہل مدینہ مین سے تھے وہان کے لوگون کو یہ حدیث نہین پہونچی تھی ایسا اکثر احادیث مین ہوا ہے کہ اہل کوفہ یا اہل مدینہ یا اہل شام یا اہل یمن سے خاص ہین اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بعد صحابہ سب ملکون مین پھیل گئے تھے بعضی حدیثین خاص خاص صحابہ کو معلوم تھین جو انہون نے اونہی ملک والون سے بیان کین جہان وہ رہے اسوجہ سے وہ حدیثین اور ملک والون کو نہین پہونچین امام ابو حنیفہ اہل کوفہ مین تھے انکو بہت سی حدیثین اہل مدینہ اور اہل شام اور اہل یمن کی نہین پہونچین اور مجبور ہوکر انہون نے مسائل مین قیاس کیا جو کہین حدیث کے موافق پڑا کہین مخالف بعد بخاری اور ترمذی اور ابو داود اور نسائی اور دارمی اور احمد بن حنبل اور ابو زرعہ اور ابو حاتم اور ابن ماجہ ہر انکے بعد اور لوگ جیسے طبرانی اور بیہقی اور دار قطنی اور حاکم اور خطیب وغیرہم تمام ملکون مین پھرے اور ہر ایک ملک والون کی حدیثون کو جمع کیا اور بہت سے مسائل مین جن مین اگلے مجتہدین نے قیاس کیا تھا صریح حدیثین پائین اور جو لوگ اہل حق اور متبع رسول خواہ حنفی ہون یا شافعی یا مالکی ہون یا حنبلی اونہون نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس مسئلہ مین صحیح حدیث مل گئی اسی پر عمل کیا اور قیاس اور رای کو جو اسکے خلاف واقع ہوئی تھی پتھر پر یا دیوار پر پھینک دیا اور یہی طریقہ قیامت تک اہل حق کا رہیگا الا ماشاء اللہ چند جہلہ مقلدین اور متعصبین اسکی خلاف ہین کہ حدیث ہوتے ہوئے اپنے مجتہد کا قول اسکے خلاف نہین چھوڑتے عنقریب انکو اپنے عمل کا جواب دینا ہوگا وما علینا الا البلاغ

اکثر اہلحدیث اور ائمہ کا یہی قول ہے کہ ہر دانت والا درندہ یعنی جو دانت سے شکار پکڑتا ہے اور حملہ کرتا ہے وہ حرام ہے جیسے بھیڑیا اور شیر اور کتا اور چیتا اور ریچھ اور بلی وغیرہ اور شافعی نے کہا کہ کفتار (بجو) اور لومڑی حلال ہے اور ابو حنیفہ نے کہا اور درندون کیطرح یہ بہی حرام ہین اسیطرح گیدڑ اور لو بجہ وغیرہ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَكْلُ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دانت والی درندی کا کہانا حرام ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا خیبر کے دن ہر دانت والی درندی کے کہانے اور ہر پنجہ والے پرندی کے کہانے سے **ف** اسکو امام مسلم نے بہی نکالا پنجہ والے پرندی سے مراد وہ پرند ہین جو پنجہ سے شکار کرتے ہین جیسے باز بحری شکرہ عقاب چیل گدھ وغیرہ اور الو بہی شکار کرتا ہے پنجہ سے پس وہ بہی حرام ہوگا اس قاعدی کے موافق لیکن افسوس ہر کہ بعض فقہا حنفیہ کو اسکی خبر نہین ہوئی اور انہون نے اپنی کتابون ہین الو کو حلال لکہا ہے چنانچہ فتاوی عالمگیری مین ہے کہ الو کہایا جاویگا اور روضہ مین ہے کہ کبوتر بہی پنجہ رکہتا ہے لیکن وہ حلال ہر اسیطرح چڑیا کیونکہ وہ پاک اور نفیس ہین) **مترجم** کہتا ہے حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جو جانور پنجہ سے شکار کرتا ہے وہ حرام ہے اور کبوتر شکار نہین کرتا پس اسکی حرمت کی کوئی وجہ نہین اور یہ مطلب نہین ہے کہ جس طائر کا پنجہ ہو وہ حرام ہے ورنہ طوطا اور بہت سے پرند کو حرام کہنا ہوگا جو پنجہ رکہتے ہین البتہ کوا تو وہ حرام ہے دوسری حدیث کی روسے کہ پانچ بدکار قتل کیے جاوین حل اور حرم مین اور کوے کو ان مین سے بیان کیا اور اہلحدیث نے کہا ہر کہ جس جانور کے قتل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بہی حلال نہین ہو سکتا اسیطرح وہ جانور بہی حلال نہین ہو سکتے جنکے قتل سے منع فرمایا جیسے صرد اور ہدہد اور مینڈک اور چیونٹی اور شہد کی مکہی وغیرہ

بَابُ الذِّئْبِ وَالثَّعْلَبِ بھیڑیے اور لومڑی کے بیان مین

عَنْ خُزَيْمَةَ ابْنِ جَزْءٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُكَ لِاَسْاَلَكَ عَنْ اَحْنَاشِ الْاَرْضِ مَا تَقُوْلُ فِی الثَّعْلَبِ قَالَ وَمَنْ يَاْكُلُ الثَّعْلَبَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِی الذِّئْبِ قَالَ وَيَاْكُلُ الذِّئْبَ اَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ خزیمہ بن جزی سے روایت ہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین آپ پاس اسلیے آیا کہ زمین کے کیڑون کو آپ سے پوچھون آپ کیا فرماتے ہین لومڑی مین آپنے فرمایا کون کہاتا ہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین بھیڑیے (گرگ) مین آپنے فرمایا کہین بھلا آدمی بھیڑیا کہاتا ہے **ف** یہ حدیث دلیل ہے اہلحدیث کی کہ لومڑی حرام ہے لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے بوجہ عبد الکریم بن

ابی المخارق کے اور شافعی نے اسکو حلال کہا مگر لومڑی شکار کرتی ہے تو وہ دانت والی درندوں میں سے ہے **باب**
الضبع بجو کا بیان **عن** ابن ابی عمار وھو عبد الرحمٰن قال سألت جابر بن عبد اللہ عن الضبع اصید
ھو قال نعم قلت آکلہا قال نعم قلت اشیء سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم عبد الرحمٰن
بن ابی عمار سے روایت ہے میں نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا کیا بجو شکار ہے انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا میں اسکو کھاؤں
انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا کیا تم نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے انہوں نے کہا ہاں **ف** اس سے
صاف نکلتا ہے کہ بجو حلال ہے امام شافعی علیہ الرحمۃ کا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں وہ دانت والا درندہ
ہے تو اور درندوں کی طرح حرام ہوگا اور جب تعارض ہو حلت اور حرمت میں تو اس سے باز رہنا ہی احتیاط ہے
عن خزیمۃ بن جزء قال قلت یا رسول اللہ ما تقول فی الضبع قال ومن یأکل الضبع خزیمہ بن
جزء سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں بجو میں آپ نے فرمایا بجو کون کھاتا ہے **ف**
اسی حدیث سے ابو حنیفہ نے دلیل لی بجو کی حرمت پر وہ کہتے ہیں یہ ناسخ ہے پہلی حدیث کی مگر اسکا اسناد ضعیف
ہے بوجہ عبد الکریم بن ابی المخارق کے اور بجو اگر درندہ ہے تو اسکی حرمت دوسری حدیث سے ثابت ہوگی جو ہر
دانت والے درندے کی حرمت میں آئی ہے **باب** الضب سوسمار یعنی گوہ گھوڑپھوڑ کا بیان **ف** یہ حلال
ہے شافعی اور مالک اور احمد اور اکثر فقہا اور اہلحدیث کے نزدیک اور اسکی حرمت کی کوئی قوی دلیل نہیں ہے
اور اسکی حلت کے ثبوت میں بہت سے احادیث وارد ہیں اور حرمت کی دلیلوں میں ایک ابو داؤد کی حدیث ہے کہ منع
کیا آپ نے گوہ کے کھانے سے لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے دوسرے امام محمد نے نکالا ابو حنیفہ سے انہوں نے حماد سے انہوں
نے ابراہیم سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ ان کے پاس گوہ ہدیہ آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا انکو
اسکے کھانے سے اور یہ مرسل ہے ابراہیم نے حضرت عائشہ کو نہیں پایا تیسرے محمد نے حارث سے ایسا ہی نکالا موقوفاً
یہ بھی حجت نہیں ہے **عن** ثابت بن یزید الانصاری قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاصاب
الناس ضباً فاشتووھا فاکلوھا فاصبت منہا ضباً فشویتہ ثم اتیت بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاخذ جریدۃ فجعل یعد بہا اصابعہ فقال ان امۃ من بنی اسرائیل مسخت دواب فی الارض و
انی لا ادری لعلہا ھی فقلت ان الناس قد اشتووھا فاکلوھا فلم یاکل ولم ینہ ثابت بن یزید
انصاری سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگوں نے سوسمار پکڑے اور انکو بھونا اور کھایا
میں نے بھی ایک پکڑا اور اسکو بھون کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا آپ نے ایک لکڑی لی اور اس سے اسکی انگلیاں

گننے لگے پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ مسخ ہو کر زمین کے جانور بن گئے تھے میں نہیں جانتا وہی ہے شاید یہی ہو میں نے عرض کیا لوگ اسکو بھون کر کھا بھی گئے تو آپ نے اسکو نہیں کھایا نہ اس سے منع کیا **ف** دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا میری ملک میں اسکو نہیں کھاتے اسلیے مجھے کراہت معلوم ہوتی ہے یہ اور بات ہے اس سے حرمت لازم نہیں آئی اگر سوسما حرام ہوتا تو آپ کے دسترخوان پر نہ کھایا جاتا نہ آپ صحابہ کو اسکے کھانے کی اجازت دیتے حنفی یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں پہلی کی ہیں پھر آپ نے اس سے منع کر دیا ہم کہتے ہیں اسکو ثابت کرو کہ یہ حدیثیں پہلے کی ہیں اور ممانعت کی حدیث بعد کی ہے علاوہ اسکی ممانعت کی حدیث صحیح نہیں ہے تو اس صحیح صحیح حدیثوں کا نسخ کیونکر جائز ہوگا **عن** جابر بن عبد الله ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يحرم الضب ولكن قذره وانه لطعام عامة الرعاء وان الله عز وجل لينفع به غير واحد ولو كان عندي لاكلته جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گوہ پھوڑ کو حرام نہیں کیا لیکن آپ کو وہ مکروہ معلوم ہوا اور وہ عام چرواہوں کا کھانا ہے اور اللہ جل جلالہ اس سے فائدہ دیتا ہے کئی لوگوں کو اور اگر میرے پاس ہوتا تو میں اسکو ضرور کھاتا +
ف فائدہ دیتا ہے یعنے گوہ پھوڑ کا گوشت گرم ہے اور مقوی ہے اور مفید ہے بہت ساری بیماریوں میں **عن** عمر بن الخطاب عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت ہے **عن** ابي سعيد الخدري قال نادى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل من اهل الصفة حين انصرف من الصلوة فقال يا رسول الله ان ارضنا ارض مضبة فما ترى في الضباب قال بلغني انه امة مسخت فلم يأمر به ولم ينه عنه ابو سعید خدری سے روایت ہے صفہ والوں میں سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا جب آپ نماز پڑھکر لوٹے تو کہنے لگا یا رسول اللہ ہمارے ملک میں گوہ پھوڑ بہت ہوتی ہیں آپ کیا فرماتے ہیں انکے باب میں آپ نے فرمایا مجھے خبر پہونچی ہے کہ ایک گروہ مسخ ہو گیا تھا پھر آپ نے نہ حکم دیا اسکے کھانیکا نہ اس سے منع کیا **ف** شاید اسوقت تک آپ کو یہ معلوم ہوا ہوگا کہ جو لوگ مسخ ہوئے تھے ان کی نسل باقی نہیں رہی بلکہ وہ سب تین دن میں مر گئے **عن** خالد بن الوليد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتي بضب مشوي فقرب اليه فاهوى بيده لياكل فقال له من حضره انه لحم ضب فرفع يده عنه فقال له خالد يا رسول الله احرام الضب قال لا ولكنه لم يكن بارضي فاجدني اعافه قال فاهوى خالد الى الضب فاكل منه ورسول الله صلى الله عليه وسلم ينظر اليه خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک گھوڑپھوڑ لایا گیا بھونا ہوا وہ آپ کے سامنے رکھا گیا آپ نے

اپنا ہاتھ جہکایا اُسکے کہانے کے لیے ایک شخص جو وہان حاضر تہا بولا یہ گوہ کا گوشت ہے یہ سنکر آپنے اپنا ہاتھ اٹہا لیا اُس سے خالد نے عرض کیا کیا گوہ حرام ہے یارسول اللہ آپنے فرمایا نہین لیکن وہ میرے ملک مین نہین ہوتا تو مین دیکہتا ہون اپنے تئین اس سے نفرت ہوتی ہے یہ سنکر خالد نے گوہ کیطرف ہاتھ جہکایا اور اُسکو کہایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دیکہہ رہے تہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اُحَرِّمُ يَعْنِي الضَّبَّ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گوہ کو حرام نہین کرتا۔

بَابُ الْاَرْنَبِ خرگوش کا بیان ف یہ حلال ہے جمہور علماء اور فقہا اور اہلحدیث کے نزدیک سوا امامیہ کے اونہون نے اسکو حرام کہا ہے اسوجہ سے کہ اسکو حیض آتا ہے ایک دن مین بیٹہا ہوا تہا وہان ایک افغان سعد گل تہا نانخان نامی اور ایک صاحب شیعہ بہی تہے خرگوش کی حلت اور حرمت مین بحث ہو رہی تہی شیعے صاحب بولے وہ حرام ہے کیونکہ اسے حیض آتا ہے نانخان بولا حیض تو بکری کو بہی آتا ہے یہ سنکر ساری مجلس والے ہنستے ہنستے لوٹ گئے اور شیعے صاحب خاموش ہو رہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَرْنَا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَاَنْفَجْنَا اَرْنَبًا فَسَعَوْا عَلَيْهَا فَلَغَبُوْا فَسَعَيْتُ حَتّٰى اَدْرَكْتُهَا فَاَتَيْتُ بِهَا اَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِعَجُزِهَا وَوَرِكِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهَا انس بن مالک سے روایت ہے ہم مر الظہران مین سے گذرے (جو ایک مقام ہے مکہ سے قریب مدینہ کی راہ مین) ہم نے ایک خرگوش کو چہیڑا سب لوگ اُسپر دوڑے اور تہک گئے مین دوڑا اور مین نے اسکو پا لیا اور ابو طلحہ کے پاس لیکر آیا اونہون نے اُسکو ذبح کیا اور اسکی ران اور سرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہیجی آپنے اُسکو قبول کیا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ اَنَّهُ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْنَبَيْنِ مُعَلِّقَهُمَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ هٰذَيْنِ الْاَرْنَبَيْنِ فَلَمْ اَجِدْ حَدِيْدَةً اُذَكِّيْهِمَا بِهَا فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ اَفَاٰكُلُ قَالَ كُلْ محمد بن صفوان سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سے گذرے دو خرگوشون کو لٹکائے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ مین نے ان دونون کو پایا اور لوہے کی کوئی چیز نہ ملی کہ اس سے ذبح کرتا انکو تو مین نے ایک سفید تیز پتہر سے اُنکو ذبح کیا کیا مین انکو کہاؤن آپنے فرمایا کہا عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزْءٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُكَ لِاَسْاَلَكَ عَنْ اَحْنَاشِ الْاَرْضِ مَا تَقُوْلُ فِي الضَّبِّ قَالَ لَا اٰكُلُهُ وَلَا اُحَرِّمُهُ قَالَ قُلْتُ فَاِنِّيْ اٰكُلُ مِمَّا لَمْ تُحَرِّمْ وَلِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فُقِدَتْ اُمَّةٌ مِنَ الْاُمَمِ وَرَاَيْتُ خَلْقًا رَابَنِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِي الْاَرْنَبِ قَالَ لَا اٰكُلُهُ وَلَا اُحَرِّمُهُ قُلْتُ فَاِنِّيْ اٰكُلُ مِمَّا لَمْ تُحَرِّمْ وَلِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نُبِّئْتُ اَنَّهَا تُدْمِيْ خزیمہ بن جزء سے

روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ پاس اسلیے آیا ہوں کہ زمین کے کیڑوں کو پوچھوں آپ کیا فرماتے ہیں گھوڑ بیہڑ میں آپ نے فرمایا نہ میں اسکو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں میں نے عرض کیا تو میں تو کھاؤں گا اس چیز کو جسکو آپ حرام نہ کریں اور آپ کیوں نہیں کھاتے گھوڑ بیہڑ کو یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ایک گروہ گم ہو گیا تھا اور میں نے اسکی خلقت ایسی دیکھی کہ مجھے شک ہوئی (شاید گوہ وہی لوگوں کی نسل ہے جو گم ہو گئی تھی یعنے مسخ ہو گئی تھی) ابن نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ خرگوش میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا نہ میں اسکو کھاتا ہوں نہ حرام کرتا ہوں مینے عرض کیا میں تو کھاؤں گا وہ چیز جسکو آپ حرام نہ کریں گے اور آپ کیوں نہیں کھاتے خرگوش کو یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اسکو حیض آتا ہے ایسا مجھ سے کہا گیا **ف** امامیہ نے شاید اسی بنا پر خرگوش کو حرام کہا ہے اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسکی حرمت منقول ہے لیکن انس بن مالک کی حدیث میں ہے کہ آپ نے اسکا حصہ قبول کیا اگر حرام ہوتا تو آپ قبول نہ کرتے **باب** الطَّافِی مِنْ صَیْدِ الْبَحْرِ دریا میں جو مچھلی مر کر تیر آوے **ف** پانی پر اسکا کھانا حلال ہے ایک جماعت صحابہ اور تابعین اور مالک اور شافعی اور اہلحدیث کے نزدیک اور ابو حنیفہ کے نزدیک درست نہیں اور دلیل انکی آگے آتی ہے نووی نے کہا دریا کے سب مردے درست ہیں خواہ خود بخود مر جاویں یا شکار سے مریں اور اجماع ہے مچھلی کی حلت پر لیکن طافی مچھلی میں اختلاف ہے (یعنے جو مر کر خود بخود پانی پر تیر آوے) اور ہماری اصحاب کے نزدیک مینڈک حرام ہے اور باقی دریا کے جانوروں میں تین قول ہیں ایک یہ کہ کل جانور دریا کے حلال ہیں دوسرے یہ کہ مچھلی کے سوا کوئی حلال نہیں ہے تیسرے یہ کہ جو خشکی کے جانور حلال ہیں انکی شبیہ دریا میں بھی حلال ہے جیسے گھوڑا دریائی بکری دریائی ہرن دریائی اور جو خشکی کے جانور حرام ہیں ان کی شبیہ دریا میں بھی حرام ہے جیسے دریائی کتا یا دریائی سور واللہ اعلم **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَحْرُ الطَّهُوْرُ مَاؤُهٗ الْحِلُّ مَیْتَتُهٗ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ بَلَغَنِیْ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ الْجَوَادِ اَنَّهٗ قَالَ هٰذَا نِصْفُ الْعِلْمِ لِاَنَّ الدُّنْیَا بَرٌّ وَبَحْرٌ فَقَدْ اَفْتَاكَ فِی الْبَحْرِ وَبَقِیَ الْبَرُّ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اسکا مردہ حلال ہے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اور شامل ہے دریا کے تمام مردوں کو اس سے یہ نکلتا ہے کہ طافی مچھلی بھی حلال ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَلْقَی الْبَحْرُ اَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِیْهِ فَطَفَا فَلَا تَاْكُلُوْهُ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس جانور کو دریا کنارے پر ڈالدے یا پانی کم ہو جانے سے وہ رہ

جاوے اسکو کھاؤ اور جو دریا میں مر کر تیر آوے (یعنے طافی) اسکو مت کھاؤ **باب** الغراب کوے کا بیان
عن ابن عمر قال من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقا واللہ ما ھو
من الطیبات ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کون کوا کھاتا ہے حالانکہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو
فاسق کہا قسم خدا کی وہ پاک جانوروں میں سے نہیں ہے **ف** یعنی طیبات میں سے جو حلال ہیں بلکہ خبائث میں
سے ہے اس کوے کی حرمت ثابت ہوئی لیکن حنفیہ نے کہا ہے کہ مراد اس کوے سے وہ ہی جو مردار کھاتا ہے
لیکن کھیت کا کوا جسکو عقعق کہتے ہیں حلال ہے **عن** عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
الحیۃ فاسقۃ والعقرب فاسق والفارۃ فاسقۃ والغراب فاسق فقیل للقاسم ایوکل الغراب قال
من یاکلہ بعد قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت
ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سانپ بدکار ہے اور بچھو بدکار ہے اور چوہا بدکار ہے اور کوا بدکار (فاسق)
قاسم سے کہا گیا (جو راوی ہیں اس حدیث کے) کیا کوا کھانا درست ہے انہوں نے کہا کون اسکو کھاوے گا جب
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فاسق فرمایا **باب** الھرۃ بلی کا بیان **عن** جابر قال نھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل الھرۃ وثمنھا جابر سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا بلی
کے کھانے اور بلی کی قیمت سے **ف** لیکن طیبی نے کہا اگر وہ نافع ہو تو اسکی بیع صحیح ہے اور یہی مذہب
ہے جمہور کا لیکن ابوہریرہ اور ایک جماعت تابعین سے منقول ہے کہ کسی حال میں اسکی بیع جائز نہیں ٭

ابواب الاطعمۃ کھانوں کے باب **باب** اطعام الطعام کھانا کھلانیکی فضیلت **عن**
عبد اللہ بن سلام قال لما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ انجفل الناس قبلہ وقیل قد
قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قدم رسول اللہ ثلثا فجئت فی الناس لانظر فلما تبینت
وجھہ عرفت ان وجھہ لیس بوجہ کذاب فکان اول شیء سمعتہ تکلم بہ ان قال یا ایھا الناس
افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام
عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے مدینہ میں تشریف لائے
لوگ آپکی طرف چلے اور کہنے لگے اللہ کے رسول آئے اللہ کے رسول آئے اللہ کے رسول آئے تین بار میں بھی لوگوں میں گیا دیکھنے
کو جب میں نے آپ کا چہرہ اچھی طرح دیکھا تو میں پہچان گیا کہ یہ منہ جھوٹ بولنے والا نہیں (بلکہ درحقیقت
آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اہل اللہ کے چہرے پر ایسے انوار اور برکات نمایاں ہوتے ہیں کہ دیکھنے والے

انکی تصدیق ہو جاتی ہے اور جو لوگ معرفت مین کامل ہوتے ہین وہ چہرہ دیکھکر جھوٹے اور سچے کو تمیز کر لیتے ہین عبد اللہ بن سلام یہود کے بڑے عالم تھے اور تمام اگلی کتب مین جو آپ کی نشانیان آئی تہین اُس سے واقف تھے اُنہون نے آپ کا چہرہ دیکھکر پہچان لیا کہ درحقیقت آپ ہی وہی نبی ہین اخیر زمانہ کے جنکی بشارت حضرت موسی اور حضرت عیسے علیہما السلام نے دی تہی (تو سب سے پہلے جو مین نے سنا آپ سے آپ فرماتے تھے ای لوگو فاش کرو سلام کو (یعنے سلام علیکم آپس مین ایک دوسرے کو کہا کرو) اور کہانا کہلاؤ اور ناتون کو جوڑو اور رات کو نماز پڑہو جب لوگ سو رہے ہون اور جنت مین جاؤ سلامتی کے ساتہ **ف** یعنی جب یہ کام کروگے فشا سلام اور اطعام طعام اور صلہ ارحام اور صلوۃ فی اللیل والناس نیام تو ضرور تم کو جنت ملیگی سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحتین ہین اور یہ سب کام اصل ہین سعادت اور نیک بختی اور خوش اخلاقی کے ناتا جوڑنا یعنے اپنے عزیزون کے ساتہ عمدہ سلوک کرنا **عن** ابن عمر کان یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال افشوا السلام و اطعموا الطعام وکونوا اخوانا کما امرکم اللہ عز وجل ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاش کرو آپس مین اسلام کو اور کہانا کہلاؤ اور بہائی بہائی ہو جاؤ ایک دوسرے کے جیسے اللہ تعالی نے تم کو حکم کیا (فرمایا فاصبحتم بنعمتہ اخوانا اور فرمایا انما المومنون اخوۃ **عن** عبد اللہ بن عمرو ان رجلا سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ای الاسلام خیر قال تطعم الطعام وتقرا السلام علی من عرفت ومن لم تعرف عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہی ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا یا رسول اللہ کون سا اسلام بہتر ہے (یعنے اسلام کے ساتہ کونسے اعمال بہتر ہین) آپنے فرمایا کہانا کہلانا (دوستون اور مسکینون اور فقیرون اور مسافرون اور یتیمون کو اور بیوہ ون کو) اور سلام کرنا اس شخص کو جسکو تو پہچانتا ہے اور جسکو نہین پہچانتا **ف** نووی نے کہا ابتدا بالسلام کرنا سنت ہی اور جواب دینا سلام کا واجب ہے اگر جماعت کو سلام کرے تو بعضون کا جواب دینا کافی ہوگا اور افضل یہ ہے کہ جماعت مین ہر ایک ابتدا بالسلام کرے اور ہر ایک جواب دیوے اور کم درجہ یہ ہے کہ السلام علیکم کہے اور کامل یہ ہی کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور ابتداء علیکم السلام کہنا مکروہ ہے اور ضرور ہے اتنی آواز سے کہنا کہ مخاطب سنے اسیطرح جواب دینا فی الفور اور ضرور ہے سلام کا جواب دینا جبکوئی شخص غائب کیطرف سے سلام پہونچادے اور بہتر ہے کہ یون کہے علیک وعلیہ السلام اور السلام علیکم الف ولام کے ساتہ افضل ہے **مترجم** کہتا ہے سلام علیکم بغیر الف اور لام کے بہی درست ہی اور قرآن شریف مین ہے سلام علیکم طبتم

فادخلوها خالدین **باب** طعام الواحد یکفی الاثنین ایک شخص کا کھانا دو شخصون کو کفایت کرتا ہے
عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طعام الواحد یکفی الاثنین و طعام الاثنین یکفی الاربعۃ و طعام الاربعۃ یکفی الثمانیۃ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص کا کھانا دو شخصون کو کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا چار کو اور چار کا آٹھ کو **ف** یعنی جب ایک آدمی کا پیٹ بھر کر کھانا ہو تو وہ دو آدمیون کو کافی ہو جاویگا یعنے دو آدمی اسپر گذارہ کر سکتے ہین گو شکم سیر نہ ہون بعضون نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کھانیکی قلت ہو اور مسلمان بھوکے ہون تو ہر ایک آدمی کو مستحب ہے کہ اپنے کھانیمین ایک اور بھائی کو شریک کرے اسصورت مین دونو زندہ رہ سکتے ہین اور کم کھانے مین فائدہ بھی ہے آدمی چست چالاک رہتا ہے اور صحت عمدہ رہتی ہے بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ جب ایک آدمی کے کھانے مین دو بھائی مسلمان شریک ہونگے اور اللہ کا نام لیکر کھاوینگے تو وہ کھانا دونون کو کفایت کر جاویگا اور برکت ہوگی واللہ اعلم **عن** عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان الطعام الواحد یکفی الاثنین وان طعام الاثنین یکفی الثلثۃ والاربعۃ وان طعام الاربعۃ یکفی خمسۃ والستۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا تین کو اور چار کو اور چار کا پانچ کو اور چھہ کو **باب** المؤمن یاکل فی معاء واحد والکافر یاکل فی سبعۃ امعاء مومن ایک انت مین کھاتا ہے اور کافر سات آنتون مین **ف** جس مومن مین ایمان کامل ہوتا ہے تو اسکی برکت ایسی ہوتی ہے کہ اس مین سے حرص اور طمع بالکل نکل جاتی ہے اور دل اللہ کیطرف متوجہ رہتا ہے وہ لا محالہ کم کھاتا ہے اور کم خواری کو عمدہ سمجھتا ہے اور کافر اور فاسق اور بعض عوام مومنین کا جن میں نور ایمان پورا نہین یہ حال ہے کہ وہ ہر وقت پیٹ بھر کر کھانا ضرور سمجھتے ہین بلکہ ناکون ناک کھانا کھاتے ہین کہ عبادت اور شب بیداری کی بالکل طاقت نہین رہتی بعضون نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ کافر کے ساتھ شیطان بھی کھاتا ہے تو وہ زیادہ کھانا کھاجاتا ہے لیکن سیر نہین ہوتا اور مسلمان اللہ کا نام لیکر کھاتا ہے شیطان اسکے ساتھ نہین کھاتا تو تھوڑے کھانے مین سیر ہو جاتا ہے اور یہ حدیث آپنے اسوقت فرمائی جب ایک کافر آپ کے پاس آیا آپنے اسکو ایک بکری کا دودھ پلایا وہ سیر نہین ہوا دوسری بکری کا دودھ پلایا جب بھی نہین ہوا آخر سات بکریون کا دودھ پی گیا پھر وہ مسلمان ہوا تو دوسرے روز ایک ہی

بکری کے دودھ مین سیر ہوگیا تب آپنے یہ حدیث فرمائی - انجاح مین ہے کہ کافر کی آنتین ادتنی ہی ہین جتنی مسلمان کی ہین تو حدیث کی تاویل ضرور ہے جیسے اوپر بیان ہوئی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ یَاْکُلُ فِیْ مِعًی وَّاحِدٍ وَّالْکَافِرُ یَاْکُلُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ایک آنت مین کھاتا ہے اور کافر سات آنتون مین کھاتا ہو عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْکَافِرُ یَاْکُلُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ وَّالْمُؤْمِنُ یَاْکُلُ فِیْ مِعًی وَّاحِدٍ ابن عمر سے ایسی ہی روایت ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ یَاْکُلُ فِیْ مِعًی وَّاحِدٍ وَّالْکَافِرُ یَاْکُلُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ ابوموسی سے بھی ایسی ہی روایت ہو بَابُ النَّهْیِ اَنْ یُّعَابَ الطَّعَامُ کھانیکی برائی کرنا منع ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَا عَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنْ رَضِیَهٗ اَکَلَهٗ وَاِلَّا تَرَکَهٗ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کھانیکی برائی نہین کی (جیسے بعض لوگون کی عادت ہوتی ہے کہتے ہین یہ کھانا بالکل خراب ہے بدمزہ ہے بدبودار ہے) اگر وہ پسند آیا تو کھالیا نہین تو اُسکو چھوڑ دیا (یعنے نکھایا) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ یُخَالِفُ فِیْهِ یَقُوْلُوْنَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ ترجمہ دوسری روایت بھی ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایسی ہی ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا ابومعاویہ نے اس حدیث مین خلاف کیا اور لوگون کا وہ اعمش سے اُنہون نے ابوحازم سے روایت کرتے ہین جیسے اوپر کی اسناد مین ہے اور ابومعاویہ نے اعمش سے اُنہون نے ابویحیے سے روایت کیا مترجم کہتا ہے دونون ثقہ ہین تو احتمال ہے کہ اعمش نے دونون سے یہ حدیث کو سنا ہو بَابُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الطَّعَامِ کھانیکے وقت وضو کرنا ف اور زیادہ فضل ہے اور بعضون نے کہا اس سے مفلسی کبھی نہین آتی اور صرف ہاتھ دھو لینا بھی کافی ہے بعضون نے کہا وضو سے مراد یہان ہاتھ دھونا ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّکْثِرَ اللّٰهُ خَیْرَ بَیْتِهٖ فَلْیَتَوَضَّاْ اِذَا حَضَرَ غَدَاؤُهٗ وَاِذَا رُفِعَ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ اسکی گھر مین برکت زیادہ ہو (یا دولت) تو وہ وضو کرے جب صبح کا کھانا آوے اور جب کھانے سے فارغ ہو ف یعنے دونون وقت وضو کرے اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے بوجہ جبارہ بن مغلس کے جو شیخ ہے ابن ماجہ کا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ فَاُتِیَ

بِطَعَامٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلَا اٰتِيْكَ بِوَضُوْءٍ قَالَ اُرِيْدُ الصَّلٰوةَ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے برآمد ہوئے تو کھانا لایا گیا ایک شخص بولا یا رسول اللہ میں وضو کا پانی لاؤں آپنے فرمایا کیا میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں **ف** جو وضو ضروری ہو معلوم ہوا کہ کھانے سے پہلے وضو ضرور نہیں صرف ہاتھ دہو لینا ہی کافی ہے **بَابُ** الْاَكْلِ مُتَّكِئًا تکیہ لگا کر کھانا خلاف سنت ہے **عَنْ** اَبِيْ جُحَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا ابو جحیفہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی نکالا اور تکیہ لگا کر کھانا تکبر اور نخوت کی نشانی ہے اسوجہ سے آپنے اس سے پرہیز کیا اور بعضوں نے کہا اہل عجم کی نشانی ہے جو تکلف میں پھنسے ہوئے ہیں اور آپ عرب میں پیدا ہوئے تھے بے تکلفی کو پسند کرتے تھے مترجم کہتا ہے جب تکیہ لگا کر کھانا خلاف سنت ہوا تو کرسی پر بھی بیٹھکر کھانا مکروہ ہوگا دو وجہوں سے ایک تو یہ کہ اس میں نصاریٰ کی مشابہت ہے دوسرے یہ کہ کرسی پر آدمی تکیہ لگا کر اکثر بیٹھتا ہے گو یہ امورات اس قسم کے نہیں ہیں جن سے ایمان میں کچھ خلل آوے اور اگر کوئی کرسی پر بیٹھکر کھاوے تو اتنا ہی کہینگے کہ یہ خلاف سنت ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ اُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فَجَثٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ يَاْكُلُ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِيْ عَبْدًا كَرِيْمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا عَنِيْدًا عبد اللہ بن بسر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری تحفہ بھیجی گئی تو آپ اسکو کھاتے تھے اکڑوں بیٹھ کر ایک گنوار بولا یہ کیا بیٹھنا ہے (تکلیف کا) آپنے فرمایا اللہ تعالی نے مجھے ایک بندہ مہربان (شفقت کرنے والا) کیا ہے اور مجھے مغرور نخوت اور عناد والا نہیں بنایا **ف** اکڑوں یعنے دونوں زانو کھڑے کر کے بیٹھنا علامت ہے عاجزی اور انکساری کی آپنے اسیطرح بیٹھ کر کھانا پسند فرمایا اور چار زانو بیٹھنا پسند نکیا جیسے اکثر دنیا داروں کی عادت ہے کھانے وقت اور جو لوگ بسیار خوار ہوتے ہیں وہی کھانے وقت پالتی مار کر یعنے چار زانو بیٹھتے ہیں اسلئے کم خوار اکڑوں بیٹھتے ہیں اس میں یہی اشارہ ہے کہ مومن کھانے کو حاجت ضروری کیطرح سمجھے اور بقدر حاجت کھا کر اوٹھ جاوے اور لذت اور عیش سمجھ کر نہ کھاوے بلکہ لذت اور عیش آخرت ہی کے لیے اوٹھا رکھے **بَابُ** التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الطَّعَامِ کھانے کے وقت بسم اللہ کہنا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ طَعَامًا فِيْ سِتَّةِ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهِ فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَاَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهُ لَوْ كَانَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ لَكَفَاكُمْ فَاِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنْ نَسِيَ اَنْ يَقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِهِ

فلیقل بسم اللہ فی اولہ واخرہ حضرت عائشہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھانا اپنے چھ اصحاب کے ساتھ کھا رہے
تھے اتنے مین ایک گنوار آیا اور سارا کھانا دو نوالون مین اوڑا دیا اتنے بڑے بڑے لقمے خدا کی پناہ تب آپنے فرمایا اگر
یہ شخص بسم اللہ کہکر کھاتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہوجاتا پس جو کوئی تم مین سے کھانا کھاوے وہ بسم اللہ کہے اگر شروع
مین بسم اللہ کہنا بھول جاوے تو یون کہے بسم اللہ فی اولہ واخرہ **ف** یعنے اللہ کا نام لیتا ہون شروع اور اخیر
دونون مین نووی نے کہا مستحب یہ ہے کہ پوری بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اگر صرف بسم اللہ کہے تو بہی کافی ہے دوسری
روایت مین بسم اللہ علی اولہ واخرہ ہے **ترمذی** نے بہی اسحدیث کو نکالا اور کہا وہ حسن صحیح ہے **عن** عُمَرَ بْنِ اَبِی
سَلَمَۃَ قَالَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اٰکُلُ سَمِّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے مجہ سے فرمایا مین کھانا کھا رہا تھا اللہ کا نام لے (یعنے بسم اللہ کہہ) **باب** الاکل بالیمین
داہنے ہاتھ سے کھانا **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِیَاْکُلْ اَحَدُکُمْ بِیَمِیْنِہٖ وَلْیَشْرَبْ
بِیَمِیْنِہٖ وَلْیَاْخُذْ بِیَمِیْنِہٖ وَلْیُعْطِ بِیَمِیْنِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاْکُلُ بِشِمَالِہٖ وَیَشْرَبُ بِشِمَالِہٖ وَیُعْطِیْ بِشِمَالِہٖ
وَیَاْخُذُ بِشِمَالِہٖ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مین سے ہر ایک داہنے
ہاتھ سے کھاوے پانی پیوے اور داہنے ہاتھ سے لیوے اور داہنے ہاتھ سے دیوے کیونکہ شیطان بائین ہاتھ سے کھاتا
ہے اور بائین ہاتھ سے پیتا ہے اور بائین ہاتھ سے دیتا ہے اور بائین ہاتھ سے لیتا ہے **ف** جو لوگ میز پر بیٹھکر
بائین ہاتھ سے کھاتے ہین اور داہنے ہاتھ مین چہری رکھتے ہین جیسے نصاری وغیرہ وہ بہی شیطان کے مقلد
ہین افسوس ہے کہ بعضے مسلمان بہی نصاری کی تقلید سے بائین ہاتھ سے کھانے لگے ہین حالانکہ یہ شیطان کا کام
ہے **عن** عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ
فَقَالَ لِیْ یَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے مین بچہ تھا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی گود مین (چونکہ آپنے انکی مان حضرت بی بی ام سلمہ سے نکاح کیا تھا) تو میرا ہاتھ (کھاتے وقت)
پیالے کے چارون طرف گہومتا تھا آپنے فرمایا اے لڑکے اللہ کا نام لے اور داہنے ہاتھ سے کھا اور اپنے پاس
سے کھا **ف** یہ ادب ہے کھانیکا کہ کنارے سے اپنے نزدیک سے کھاوے دوسری روایت مین ہے کہ کھانیکے بیچ مین سے مت کھاؤ ابوداود کی روایت مین ہے پیالہ کی بلندی
مین سے برکت نیچے سے کھاؤ اسلیے کہ اوپر سے برکت اترتی ہے **عن** جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم قَالَ لَا تَاْکُلُوْا بِالشِّمَالِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاْکُلُ بِالشِّمَالِ
جابر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا بائین ہاتھ سے نہ کھاؤ کیونکہ شیطان بائین ہاتھ سے کھاتا ہے **باب** لعق الاصابع کھانیکے بعد انگلیان
چاٹنا **فائدہ** یہ سنت ہے اگر اس زمانہ مین بعض متکبر دنیادار اسکو تمیز کے خلاف سمجھتے ہین وہ خود بد تمیز ہین جب آدمی پاک صاف ہو اور ہاتھ دہو کر کھانا

کہاوے تو انگلیاں چاٹنے میں کیا قباحت ہے البتہ اگر ہاتھ نجس ہو اور چمچہ سے کہانا کہاوے تو نہ چاٹے عن
ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اکل احدکم طعاما فلا یمسح یدہ حتی یلعقھا
قال سفیان سمعت عمر بن قیس یسال عمرو بن دینار ارایت حدیث عطاء لا یمسح احدکم یدہ حتی
یلعقھا او یلعقھا عمن ھو قال عن ابن عباس قال فانہ حدثناہ عن جابر قال حفظناہ من عطاء عن
ابن عباس قبل ان یقدم جابر علینا وانما لقی عطاء جابرا فی سنۃ جاور فیھا بمکۃ ابن عباس سے
روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے کہانا کہا چکے تو اپنا ہاتھ رگڑے وغیرہ سے
نہ پونچھے یہانتک کہ اسکو خود چاٹ لیوے یا کسیکو چٹا دیوے ف اپنی بی بی یا بچہ یا لونڈی یا غلام کو کیونکہ
انکو لذت حاصل ہوگی اور کہانا ضائع نہ جاویگا اور مرید او معتقد لوگ اپنے شیخ کا ہاتھ چاٹنا برکت اور سعادت
جانتے ہیں انکو چٹا دیوے نووی نے کہا کہانے کی سنت میں سے یہ ہے کہ انگلیاں چاٹنا اور تین انگلیوں
سے کہانا اور انگلیاں نہ چاٹنا کہانا ضائع کرنا ہے اور شیطان کو دینا ہے اور کبر کی نشانی ہے اسیطرح
سنت ہے اس لقمہ کا اٹھا لینا جو دسترخوان پر گرجاوے ف سفیان نے کہا (جو اس حدیث کو راوی ہیں)
میں نے عمر بن قیس سے سنا وہ عمرو بن دینار سے پوچھتے تھے تم بیان کرو کہ عطا کی یہ حدیث کوئی تم میں سے اپنا ہاتھ
نہ پونچھے یہانتک کہ اسکو چاٹ لیوے یا چٹا دیوے کس صحابی سے مروی ہے انہوں نے کہا ابن عباس سے
عمرو بن دینار نے کہا عطا نے تو ہمکو وہ حدیث جابر سے روایت کی عمرو بن دینار نے کہا ہمیں تو یوں یاد ہے عطا سے
انہوں نے ابن عباس سے جابر کے آنے سے پہلے اور عطاء تو جابر سے اسوقت ملے ہیں جس سال وہ مکہ میں جا رہے
تھے مترجم کہتا ہے یہ حدیث صحیحین میں بھی ابن عباس سے مروی ہے عن جابر قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لا یمسح احدکم یدہ حتی یلعقھا فانہ لا یدری فی ای طعامہ البرکۃ جابر
سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنا ہاتھ نہ پونچھے یہانتک کہ اسکو چاٹ
لیوے کیونکہ وہ نہیں جانتا اسکے کونسے کہانے میں برکت ہے باب تنقیۃ الصحفۃ پیالہ یا رکابی کو صاف
کردینا عن ام عاصم قالت دخل علینا نبیشۃ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن ناکل
فی قصعۃ فقال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اکل فی قصعۃ فلحسھا استغفرت لہ القصعۃ
ام عاصم سے روایت ہے نبیشہ (جو رسول کے غلام آزاد تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہمارے پاس آیا اور ہم
کہانا کہا رہے تھے ایک بڑے پیالہ میں اس نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پیالہ میں کہانا

پھر اسکو چاٹ کر صاف کر دیوے تو پیالہ اُسکے لیے دعا کرے گا مغفرت کی **ف** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمادات میں
بھی نفس اور عقل ہے غرض شرع کی رو سے کوئی شے ایسی معلوم نہیں ہوتی جس میں نفس اور عقل نہ ہو کیا
حیوانات کیا نباتات کیا جمادات اور بعضوں نے اسکی تاویل کی اور کہا کہ پیالہ کی دعا سے یہ مراد ہے کہ پیالہ
پونچھنا اُسکے لیے مغفرت کا سبب ہوگا کیونکہ یہ عاجزی پر دلالت کرتا ہے **عَنْ** رَجُلٍ مِّنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُ
نُبَيْشَةُ الْخَيْرِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ وَنَحْنُ نَاْكُلُ فِيْ قَصْعَةٍ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ اَكَلَ فِيْ قَصْعَةٍ فَلَحِسَهَا اِسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ ہذیل کے ایک شخص سے روایت ہے جسکو نبیشہ خیر
کہتے تھے کہ نبیشہ ہمارے پاس آیا اور ہم ایک پیالہ میں کہا رہے تھے اس نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جو شخص ایک پیالہ میں کہاوے پھر اسکو چاٹ لیوے تو پیالہ اُسکے لیے استغفار کریگا

بَابُ الْاَكْلِ مِمَّا يَلِيْكَ اپنے پاس سے کہانیکا حکم **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلْيَاْكُلْ مِمَّا يَلِيْهِ وَلَا يَتَنَاوَلْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْ جَلِيْسِهِ
ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دسترخوان بچھایا جاوے تو اپنے پاس سے
کہاوے اور اپنے ساتھی کے سامنے سے نہ لیوے **ف** یہ بے تمیزی ہے کہ دوسرے کے سامنے سے کہا
اپنے سامنے سے کہانا چاہیے اور کہانا سب یکساں ہے لیکن فواکہ اور میوجات میں یہ جائز ہے کہ جہاں سے
چاہے اٹہاوے **عَنْ** عِكْرَاشِ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَفْنَةٍ كَثِيْرَةِ الثَّرِيْدِ
وَالْوَدَكِ فَاَقْبَلْنَا نَاْكُلُ مِنْهَا فَخَبَطْتُ يَدِيْ فِيْ نَوَاحِيْهَا فَقَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ
فَاِنَّهُ طَعَامٌ وَاحِدٌ ثُمَّ اُتِيْنَا بِطَبَقٍ فِيْهِ اَلْوَانٌ مِنَ الرُّطَبِ فَجَالَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي الطَّبَقِ وَقَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّهُ غَيْرُ لَوْنٍ وَاحِدٍ عکراش بن ذویب سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک پیالہ لایا گیا جس میں بہت سا ثرید اور روغن تہا ثرید ایک کہانا
ہے جو گوشت اور روٹی سے بنایا جاتا ہے ہم اُس میں سے کہانے لگے تو میں اپنا ہاتہ سب کونوں میں
(پیالے کے) پہراتا تہا آپ نے فرمایا اے عکراش ایک طرف سے کہا کہ سب ایک ہی کہانا ہے پھر ایک طبق
آیا جس میں کئی قسم کے رطب تہے (تر کھجور) تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتہ گھومنے لگا طبق میں اور
آپ نے فرمایا اے عکراش جہاں سے تیرا جی چاہے وہاں سے کہا کیونکہ اس میں کئی طرح کے رطب ہیں
ف اور ہر ایک کا ذائقہ اور مزا جداگانہ ہوتا ہے اور بعضوں کو ایک طرح کا میوہ پسند ہوتا ہے دوسرا

پسند نہین ہوتا تو ایسے موقع مین ہر طرف ہاتھ پہیرنا جائز ہوا جب مختلف قسم کے کہانے یا مختلف قسم کے میوے ہون غرض شرع اسلام مین جو حکم ہے وہ عقلمندی اور دانائی کے ساتھ ہے سبحان اللہ ایسا تو کوئی دین معلوم نہین ہوتا **بَابُ** النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ مِنْ ذُرْوَةِ الثَّرِيدِ ثرید کی چوٹی پر سے کہانیکی ممانعت **ف** یعنے بیچا بیچ مین اسکی بلندی پر سے کہانا منع ہے بلکہ نیچے کسی ایک طرف سے کہاوے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِقَصْعَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا مِنْ جَوَانِبِهَا وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكُ فِيْهَا عبد اللہ بن بسر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک پیالہ لایا گیا ثرید کا یا اور کسی کہانے کا آپنے فرمایا اسکی چارون طرف کونون مین سے کہاؤ اور بیچ کی چوٹی رہنے دو اس مین برکت ہوگی **عَنْ** وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ اللَّيْثِيِّ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَاْسِ الثَّرِيْدِ فَقَالَ كُلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ حَوَالَيْهَا وَاعْفُوْا رَاْسَهَا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَاْتِيْهَا مِنْ فَوْقِهَا واثلہ بن اسقع سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثرید کی چوٹی پر (یا پیالے کے بیچا بیچ بلندی پر) ہاتھ رکھا اور فرمایا کہاؤ اللہ کا نام لیکر گردا گرد سے اور اسکی چوٹی کو چہوڑ دو اسلیے کہ برکت اوپر سے اترتی ہے (نیچے کو) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَخُذُوْا مِنْ حَافَتِهِ وَذَرُوْا وَسَطَهُ فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِيْ وَسَطِهِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہانا رکہا جاوے تو اسکی کنارے مین سے لو اور اسکا بیچ چہوڑ دو اسلیے کہ برکت بیچا بیچ مین سے اترتی ہے **بَابُ** اللُّقْمَةِ اِذَا سَقَطَتْ جب نوالہ نیچے گرجاوے **عَنْ** مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَتَغَدّٰى اِذَا سَقَطَتْ مِنْهُ لُقْمَةٌ فَتَنَاوَلَهَا فَاَمَاطَ مَا كَانَ فِيْهَا مِنْ اَذًى فَاَكَلَهَا فَتَغَامَزَ بِهِ الدَّهَاقِيْنُ فَقِيْلَ اَصْلَحَ اللّٰهُ الْاَمِيْرَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ الدَّهَاقِيْنَ يَتَغَامَزُوْنَ مِنْ اَخْذِكَ اللُّقْمَةَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ هٰذَا الطَّعَامُ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اَكُنْ لِاَدَعَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهٰذِهِ الْاَعَاجِمِ اِنَّا كُنَّا نَاْمُرُ اَحَدَنَا اِذَا سَقَطَتْ لُقْمَتُهُ اَنْ يَاْخُذَهَا فَيُمِيْطَ مَا كَانَ فِيْهَا مِنْ اَذًى وَيَاْكُلَهَا وَلَا يَدَعَهَا لِلشَّيْطَانِ معقل بن یسار سے روایت ہے وہ صبح کا کہانا کہا رہے تہے اتنے مین انکے ہاتھ سے ایک نوالہ گر پڑا انہون نے اسکو اوٹہا دیا اور جو کچہ کچرا اس مین لگ گیا تہا اسکو صاف کیا پہر اسکو کہا لیا یہ دیکہکر عجم کے کسانون نے انکی طرف اشارہ کیا آنکہہ سے (کہ کیسا حقیر آدمی ہے امیر ہوکر گرا ہوا نوالہ اٹہاتا ہے) لوگون نے کہا اللہ امیر کو بہلائی کے ساتھہ رکہے یہ کسان آپکے اوپر آنکہہ مارتے ہین لقمہ اٹہانے کیوجہ سے

حالانکہ تمہارے سامنے آتا رہتا) کھانا رکھا ہے مغفل نے کہا مین تو وہ بات چھوڑنیوالا نہین جو مین نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے ان عجمیون کے لیے **ف** عجمی کہتے ہین عرب کے سوا اور ملکون کے رہنیوالے کو مغفل
کا مطلب یہ تھا کہ مین حدیث شریف کو نہین چھوڑون گا گو یہ عجمی آفاقی مجھہ پر ہنسین یا طعنہ کرین یا برا کہین سبحان
اللہ ہر ایک مومن کو حدیث شریف اور سنت کی پیروی اسیطرح سے لازم ہے اگرچہ دنیا کے کتے اور سور اسپر عمل کرنیکو
برا جانین یا طعن و تشنیع کرین یا ایذا دینے پر مستعد ہون یا حقیر سمجھین **ف** سمین یہ ایک حکم دیا جاتا جب
اسکا نوالہ گر پڑتا کہ اسکو اٹھا لے اور جو کوڑا وغیرہ اس مین لگ جاوے اسکو دور کر کے اسکو کھا لیوے اور
شیطان کے لیے نہ چھوڑے **عن** جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وقعت اللقمة من
ید احدکم فلیمسح ما علیها من الاذی ولیأکلها جابر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جب تم مین کسی کے ہاتھ سے نوالہ گر پڑے تو اسپر جو کچرا وغیرہ لگ جاوے اسکو پونچھ ڈالے اور کھا لے۔
ف حجۃ اللہ البالغہ مین ہے کہ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص ہماری ملاقات کو آیا ہمنے کچھ کھانا اس
کے سامنے رکھا وہ کھا رہا تھا اتنے مین ایک ٹکڑا اسکے ہاتھ سے گرا اور زمین پر ڈھلکنے لگا وہ اسکے پیچھے
ہوا اور ٹکڑا اس سے دور ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ سب حاضرین کو تعجب ہوا اور اس شخص کو محنت ہوئی اسکے
پیچھے جانے مین آخر اس نے اسکو پکڑ لیا اور کھا گیا چند روز کے بعد ایک آدمی پر شیطان آیا اور اس
کی زبان پر بولنے لگا مین فلان شخص کے پاس گیا تھا وہ کھانا کھا رہا تھا مجھے پسند آیا لیکن اسنے مجھے
کچھ کھانے نہ دیا آخر ایک لقمہ مین نے اسکے ہاتھ سے اچکا لیکن اس نے وہ لقمہ بھی مجھ سے چھین لیا اور کھا
لیا اور ایک روز ہمارے مکان کے لوگ گاجرین کھا رہے تھے اتنے مین ایک گاجر لڑھکتی چلی ایک آدمی اس
کیطرف بھاگا اور اسکو لیکر کھا گیا اس کے سینہ مین اور معدہ مین درد شروع ہوا پھر شیطان اسپر چڑھ بیٹھا
اور اسکی زبان سے یہ بولا کہ اس نے میرے سے ایک لڑھکتی ہوئی گاجر چھین لی اور اسکی مثل ہمنے بہت
سے قصے سنے ہین یہانتک کہ ہم کو معلوم ہو گیا کہ یہ حدیثین جن مین شیطان کے کھانیکا ذکر ہے اپنے
ظاہری معنون پر ہین اور مجازی معنے مراد نہین ہے اور اللہ تبارک وتعالی نے جو علم اپنے نبی کو دیا تھا
اس مین یہ بھی تھا کہ آپ فرشتون اور شیاطین کا حال بھی جانتے تھے اور انکا پھرنا زمین مین +
مترجم کہتا ہے جن اور شیطان کا وجود یقینی ہے اور اسکا منکر کافر ہے چونکہ صدہا آیات اور احادیث
کا انکار لازم آتا ہے اور بہت سے اخبار متواتر سے انکا وجود ثابت ہوتا ہے اگرچہ ہمنے اتنی عمر مین کا اب

۴ہم سال کی ہے اپنی آنکھ سے کبھی جن اور شیطان کو نہیں دیکھا اس طرح سے کہ کوئی شبہ باقی نہ رہے اور اب تک اسکی
فکر میں ہوں کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے علم الیقین کے ساتھ عین الیقین بھی عطا فرما دے آمین یا رب العلمین

باب فَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى الطَّعَامِ ثرید کی فضیلت اور کھانوں پر (ثرید روٹی کے ٹکڑے شوربا میں بھگو کر
بناتے ہیں) **عَنْ** أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ
مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ
عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں تو بہت کامل ہوئے
ہیں لیکن عورتوں میں کوئی کاملہ نہیں ہوئی سوا مریم بنت عمران اور آسیہ فرعون کی بی بی کے اور عائشہ رضی کی
فضیلت اور عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی باقی کھانوں پر **ف**
ثرید بلا وقت بنجاتا ہے کہ اس کے ساتھ نہایت سریع الہضم اور خوش ذائقہ اور مقوی اور کثیر النفع ہے ایسی
ہی جناب بی بی عائشہ سے مسلمانوں کو بہت فوائد حاصل ہوئے اور صدہا ہزارہا مسئلے معلوم ہوئے اللہ تعالےٰ
آخرت میں جناب بی بی کے غلاموں اور خادموں میں ہمکو حشر کرے **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ انس بن مالک سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی باقی کھانوں پر

باب مَسْحِ الْيَدِ بَعْدَ الطَّعَامِ کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنا **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَلِيلٌ مَا نَجِدُ الطَّعَامَ فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ تَكُنْ لَنَا مَنَادِيلُ إِلَّا أَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَ
أَقْدَامَنَا ثُمَّ نُصَلِّي وَلَا نَتَوَضَّأُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ غَرِيبٌ لَيْسَ إِلَّا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ جابر بن عبد اللہ سے
روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھانا بہت کم پاتے تھے اور جب پاتے تھے تو ہمارے پاس
تولیں اور رومال نہ تھے ہتیلیاں تھیں اور بازو اور پاؤں (انہی پر ہاتھوں کو پونچھ لیتے) پھر ہم نماز پڑھتے
اور وضو نہیں کرتے

باب مَا يُقَالُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ جب کھانے سے فارغ ہو تو کیا کہے **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ
قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ
ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا چکتے تو فرماتے الحمد للہ الذی اطعمنا و
سقانا وجعلنا مسلمین یعنے شکر اس خدا کا جس نے ہمکو کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا **ف** یہ نعمت بہت بڑی ہے
کہ دین حق کی توفیق بخشی اگر دنیا بہت بھی ہو لیکن دین تباہ ہو تو بڑی آفت ہے چند روز میں یہاں سے جانا ہے سارے

دنیا پڑی رہجاویگی ہم چلدینگے ہماری ساتھ جو جاویگا وہ ہمارا دین ہے یا اللہ تو اپنے فضل سے سچے دین پر ہمیشہ قائم رکھہ اور خاتمہ بالخیر کر آمین یارب العلمین **عن** ابی امامۃ الباھلی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول اذا رفع طعامہ اومابین یدیہ قال الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنہ ربنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب آپ کا کھانا یا یوں کہا جب آپ کے سامنے جو ہوتا (یعنے کھانا) وہ اٹھایا جاتا الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا غیر مکفی و لا مودع ولا مستغنی عنہ ربنا یعنے شکر ہے اللہ کا بہت شکر نہایت پاکیزہ برکت والا وہ سب کو کافی ہے اسکے لیے کوئی کافی نہیں ہے وہ رخصت نہیں ہوتا چھوڑا نہیں جاتا (یعنے ہر وقت اور ہر جگہہ ہمارے ساتھہ ہے) اور نہ اس سے کوئی بے پرواہ ہوسکتا ہے بلکہ سب اسکے محتاج ہیں ہر وقت اور ہر جگہہ اے رب ہمارے ہماری دعا سن لے اور قبول کرے **عن** سھل بن معاذ بن انس الجھنی عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اکل طعاما فقال الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کھانا کھاوے پھر کہے الحمد للہ الذی اطعمنی ہذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ یعنے شکر اس خدا کا جس نے مجھکو یہ کھانا کھلایا بغیر میری طاقت اور زور کے تو اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **ف** ایک روایت میں یہ دعا آئی ہے الحمد للہ الذی اطعم من الطعام وسقی من الشراب وکسی من العری فاوضح المحجۃ ولم یدع لاحد سبیلا ایک روایت میں یہ ہے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وکفانا وآوانا فکم ممن لا کافی لہ ولا مؤوی ان دعاؤں میں سے جو چاہے وہ کھانے کے بعد پڑھے اور اگر سب دعائیں پڑھے تو زیادہ افضل ہے اور اگر کھانا دودھ کے سوا اور کچھہ ہو تو یوں کہے اللھم بارک لنا فیہ واطعمنا خیرا منہ اور اگر دودھ ہو تو یوں کہے اللھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ مترجم کہتا ہے مجھے اسکا تجربہ ہوا ہے کہ جب کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے اللھم بارک لنا فیہ واطعمنا خیرا منہ اور اسکے بعد دوسرے وقت پر عمدہ عمدہ کھانے ملے اور جب یہ دعا پڑھنا بھول گئے تو اس سے عمدہ کھانے نہیں ملے جیسے کھائے تھے

باب الاجتماع علی الطعام کھانا ملکر کھانا

عن وحشی انھم قالوا یا رسول اللہ انا نأکل ولا نشبع قال فلعلکم تأکلون متفرقین قالوا نعم قال فاجتمعوا علی طعامکم واذکروا اسم اللہ علیہ یبارک لکم فیہ وحشی سے روایت ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے آپ نے فرمایا شاید تم الگ الگ کھاتے ہو متفرق انہوں نے کہا جی ہاں آپ نے

فرمایا (ترجمہ) جمع ہو جاؤ اپنے کھانے پر اور اللہ کا نام لیکر کھاؤ اس میں برکت ہوگی **ف** ایک ساتھ ملکر کھانے میں برکت ہوتی ہے محبت بڑھتی ہے دل لگی ہوتی ہے کھانا خوشی سے کھایا جاتا ہے بہت کھایا جاتا ہے دل نہیں گھبراتا عمدہ عمدہ کھانے مختلف قسم کے کھانے میں آتے ہیں کوئی کم خوراک ہوتا ہے کوئی بہت کھانیوالا سب کا پیٹ بھر جاتا ہے غرض ہزاروں فائدے ہیں **عن** عُمر بن الخطاب یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کُلُوا جمیعًا ولا تفرقوا فانّ البرکۃ مع الجماعۃ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب ملکر کھاؤ اور جدا جدا مت کھاؤ اسلیے کہ برکت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے **باب** النفخ فی الطعام کھانے میں پھونکنا منع ہے اسیطرح پانی میں ایسا نہ ہو منہ سے کچھ گرے کھانے اور پینے میں اور لوگوں کو نفرت ہو) **عن** ابن عبّاس قال لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینفخ فی طعام ولا شراب ولا یتنفس فی الاناء ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں پھونکتے تھے کھانے اور پانی میں اور نہ برتن کے اندر سانس لیتے تھے (اس میں پانی ناک کو چڑھ جاتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے) **باب** اذا اتی احدہ خادمہ بطعامہ فلیناولہ منہ جب خادم کھانا پکاکر لاوے تو اس کھانے میں سے تھوڑا اسکو دیوے بھی **عن** ابی ہریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاء احدکم خادمہ بطعامہ فلیجلسہ فلیاکل معہ فان ابی فلیناولہ منہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے جب تم میں سے کسیکے پاس اسکا خادم کھانا لاوے تو اسکو بٹھالیوے اور اپنے ساتھ کھلاوے اگر خادم ساتھ نکھاوے یا مالک اسکو اپنے ساتھ کھلانا گوارا نہ کرے تو اس کھانے میں سے اسکو کچھ دیوے **ف** یہ مروت اور احسان ہے اگرچہ اس خادم کے لیے کھانا مقرر نہو نقد تنخواہ ہو یا اس کا کھانا الگ ہو خادم سے عام مراد ہے لونڈی ہو یا غلام یا مزدور یا نوکر یا خدمتگار یا مرید یا چیلہ وغیرہ۔ سبحان اللہ شریعت اسلام کی اور مسلمانوں کی مثل کس شریعت اور کس قوم میں اخلاق ہیں کہ میاں اور غلام دونوں ایک ساتھ ملکر کھاویں اور دونوں ایکساں کپڑے پہنیں اگرچہ اب بعضے مغرور اور متکبر مسلمان اسپر عمل نہیں کرتے ہیں **عن** ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احدکم قرّب الیہ مملوکہ طعامًا قد کفاہ عناءہ وحرّہ فلیدعہ فلیاکل معہ فان لم یفعل فلیاخذ لقمۃ فلیجعلها فی یدہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب تم میں سے کسی کا غلام کھانا پکاکر سامنے لاوے اسنے اسکے پکانے کی تکلیف اور گرمی اٹھائی ہو (اور مالک کو اسکی وجہ سے یہ راحت ملی ہو) تو

مالک اسکو بھی اپنے ساتھہ کھانے دے اگر ایسا نکرے تو ایک لقمہ اُس کھانے مین سے لیکر اُسکے ہاتھہ مین رکھدے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ خَادِمُ اَحَدِکُمْ بِطَعَامِہٖ فَلْیُقْعِدْہُ مَعَہٗ اَوْلِیُنَاوِلْہُ مِنْہُ فَاِنَّہٗ ھُوَ الَّذِیْ وَلِیَ حَرَّہٗ وَدُخَانَہٗ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے جب تم مین سے کسیکا خادم اسکا کھانا لیکر آوے تو اسکو اپنے ساتھہ بٹھالے کھلانیکے لیے یا تھوڑا سا کھانا اُس مین سے اُسکو دیدیوے کیونکہ اوسی نے اسکو ریکانے کی گرمی اور دھوان اٹھایا ہے اور تو مروت کے خلاف ہے کہ اسکی لذت سے وہ بالکل محروم رہے **باب** الْاَکْلِ عَلَی الْخِوَانِ وَالسُّفْرَۃِ خوان اور دستر کا بیان **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ مَا اَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی خِوَانٍ وَلَا فِیْ سُکُرُّجَۃٍ قَالَ فَعَلٰی مَا کَانُوْا یَاْکُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان پر نہین کھایا نہ سکرجہ کے ساتھہ قتادہ نے کہا پھر کاہے پر کھاتے تھے انس نے کہا دستر خوان پر **ف** جو چمڑے یا بید یا بوریے کا ہوتا ہے اسپر کھانا سنت ہے اور خوان اور میز یہ سب امرا کے تکلفات ہین پیغمبر کو ان چیزون کیطرف رغبت نہ تھی اور عاجزی اور فقیری پسند تھی باوجودیکہ آپ بادشاہ تھے دونون جہان کے سکرجہ کی تفسیر مین اختلاف ہے بعضون نے کہا سکرجہ وہ شربت اور سکنجبین وغیرہ ہین جنکو اہل عجم کھانے کے ساتھہ رکھتے ہین اور جوارش اور چٹنیان وغیرہ ان سے یہہ غرض ہوتی ہے کہ بھوک بڑہے اور کھانا زیادہ کھایا جاوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان چیزون کی حاجت نہ تھی آپ کو جسوقت کھانا ملتا جب فطرۃً خوب بھوک ہوتی اور اکثر پیٹ بھر کر نہ ملتا اور کبھی کبھی فاقہ ہوتا یہی طریقہ عمدہ ہے عقلاً او طباً اور اہل عجم کا طریق خوب نہین ہے جب جوارش اور چٹنی کے ذریعہ سے بھوک لگائی جاتی ہے تو رفتہ رفتہ معدے کو ان چیزون کی عادت ہوجاتی ہے اور بغیر انکے ایک نوالہ نہین کھایا جاتا اور کبھی یہ ہوجاتا ہے کہ معدے کی اصلی طاقت جو ہضم کی ہے وہ زائل ہو کر ضعف معدہ عارض ہوجاتا ہے طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہین سو جوارشون اور سو چٹنیون کے برابر یہ ہے کہ بھوک سے کسیقدر کم غذا کھاوے اور شکم سیری سے ہمیشہ بچتا رہے اور کبھی کبھی روزہ رکھے جیسے ہماری شرع مین وارد ہے تا کہ فاقہ سے معدہ از سر نو قوی ہوجایا کرے اسکے برابر کوئی دوا نہین ہے اور اس تدبیر سے انسان ایک عمر طویل تک زندہ اور صحیح اور سالم رہتا ہے دوسرے ہمیشہ غریبی کے کھانے یعنے سادے کھانے کھایا کرے جیسے روٹی قلیہ روٹی کھجور یا شہد روٹی یا خشکہ سالن کے یا دال کے ساتھہ اور عمدہ ترکاریون اور میوؤن کا استعمال رکھے جیسے تری شلجم کدو آلو پالک کا ساگ خرفہ کا ساگ میوون مین ہر ایک فصلی میوے کا اعتدال

کے ساتھ استعمال کرے اس مین جیسی صحت عمدہ رہتی ہے اور دماغی قوت قائم رہتی ہے ویسی عمدہ اور اسیری کہانو
مین ہرگز نہین رہتی اور اسیری کہانون سے بڑے بڑے امراض پیدا ہوتے ہین جیسے قولنج بدہضمی قبض بواسیر وغیرہ۔
غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عادات اور خصائل اور اخلاق سب حکمت کے موافق تہے اور آپ کی پیروی
کرنے مین دین اور دنیا دونو کی بہلائی ہے اور یہی ایک نشانی کافی ہے آپکے سچے نبی ہونے کی صلی اللہ علیہ
آلہ و اصحابہ وسلم بعضون نے کہا سکرجہ ایک قسم کا چہوٹا پیالہ ہے اس مین کہانا تکبر یا بخل کی علامت ہے **عَنْ**
اَنَسٍ قَالَ مَارَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ عَلٰی خِوَانٍ حَتّٰی مَاتَ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہی مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوان پر کہاتے نہین دیکہا یہانتک کہ آپنے انتقال فرمایا **بَابُ**
النَّھْیِ اَنْ یُّقَامَ عَنِ الطَّعَامِ حَتّٰی یُرْفَعَ وَاَنْ یَّکُفَّ یَدَہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ الْقَوْمُ جبتک دستر سامنے سے نہ اٹھایا
جاوی اسوقت تک نہ اوٹہے اور جب تک دوسرے لوگ فارغ نہ ہون اپنا ہاتہ نہ کہینچے **عَنْ** عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یُّقَامَ عَنِ الطَّعَامِ حَتّٰی یُرْفَعَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہانے پر سے اوٹہنے سے یہانتک کہ کہانا اوٹہا یا جاوے (یعنے
دسترخوان اور لوگ فارغ ہوجاوین اچہی طرح سے) **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَۃُ فَلَا یَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰی تُرْفَعَ الْمَائِدَۃُ وَلَا یَرْفَعُ یَدَہٗ وَاِنْ شَبِعَ حَتّٰی یَفْرُغَ
الْقَوْمُ وَلْیُعْذِرْ فَاِنَّ الرَّجُلَ یُخْجِلُ جَلِیْسَہٗ فَیَقْبِضُ یَدَہٗ وَعَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ فِی الطَّعَامِ حَاجَۃٌ ابن عمر
سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دسترخوان بچہایا جاوے تو پہر کوئی شخص کہڑا نہ ہو یہانتک
کہ دستر اوٹہایا جاوے اور کوئی شخص اپنا ہاتہ کہانے سے نہ اوٹہاوی اگرچہ سیر ہوگیا ہو یہانتک کہ دوسرے لوگ
بہی فارغ ہوجاوین اور اگر ایسا ہی ضرورت ہو تو اپنا عذر بیان کردیوے (کہ وہ بیمار ہے یا اسکو کوئی حاجت
ہے یا اسکو اشتہا نہ تہی) اسکی وجہ یہ ہے کہ آدمی شرمندہ ہوتا ہے جب اسکا ساتہی کہانیسے ہاتہ کہینچ لیتا
ہے اور شاید ابہی اسکو کہانیکی حاجت ہو **ف** یعنے جب ایک آدمی خصوص صاحب خانہ کہانے سے ہاتہ
کہینچ لیوے تو دوسرے لوگ بہی کہانا چہوڑ دیتے ہین اگرچہ ان کو اشتہا باقی ہو اور یہ اسلیے کرتے ہین کہ لوگوں
کی نظرون مین خوار نہ ہون کہ بڑے کہاؤ ہین پس آپ نے یہ ہدایت فرمائی کہ جب تک لوگ فارغ نہ ہون خود
بہی فارغ نہ ہو اگرچہ سیر بہی ہوگیا ہو تب بہی تہوڑا تہوڑا کہاتا رہے کہ دوسرے لوگ بہی جانین کہ یہ بہی کہانا
کہا رہا ہے بعضون نے وَلْیُعْذِرْ کے معنے یہی کہے ہین کہ تعلل کرتا رہے یعنے کچہ کچہ کہاتا رہے یا کوئی کام

ایسا کرے کہ اس میں مصروف ہو اور دوسرے لوگ سیر ہو جاویں مثلاً ہڈی کا چوسنا اسکا مغز نکالنا وغیرہ وغیرہ

باب مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ اگر کوئی شخص رات گذارے اور اسکے ہاتھ میں چکنی بو ہو کہانے کی یعنی ہاتھ کو اچھی طرح دہو کر صاف نکرے **عن** الحسن بن الحسن عن ابيه فاطمة بنت الحسين عن الحسين بن علي عن امه فاطمة ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا لا يلومن امرء الا نفسه يبيت وفي يده ريح غمر امام حسن مثنیٰ علیہ السلام سے روایت ہے انہوں نے اپنی والدہ جناب فاطمہ سے روایت کی جو صاحبزادی ہیں جناب امام ہمام سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی اونہوں نے روایت کی اپنی والدہ ماجدہ علیہا حضرت خاتون جنت سیدۃ النسا فاطمہ زہرا علیہا السلام سے انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جو کوئی شخص رات گذارے اور اسکے ہاتھ میں چکنی بو (کہانے کی یا گوشت کی) ہو (پہر اسپر کوئی آفت آوے جیسے کوئی جانور کاٹ کہاوے) تو وہ خود اپنے تئیں ملامت کرے (کہ اسی کی غفلت سے یہ آفت آئی) معلوم ہوا کہ ہاتھ خوب صاف کرکے دہونا چاہیے کہ کہانے کی چکنائی بالکل نہ رہے **عن** ابي هريرة رض عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا نام احدكم وفي يده ريح غمر فلم يغسل يده فاصابه شيء فلا يلومن الا نفسه ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکوئی شخص تم میں سے سو جاوے اور اسکے ہاتھ میں چکنی بو ہو پہر وہ اپنا ہاتھ نہ دہووے تو خود اپنے تئیں ملامت کرے

باب عرض الطعام جب کسیکے سامنے کہانا پیش کیا جاوے **عن** اسماء بنت يزيد قالت اتي النبي صلى الله عليه وسلم بطعام فعرض علينا فقلنا لا نشتهيه فقال لا تجمعن جوعا وكذبا اسماء بنت یزید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہانا آیا آپنے ہمسے کہانے کو فرمایا ہمنے عرض کیا کہ بہوک نہیں ہے آپنے فرمایا دو باتوں کو اکٹھا مت کرو بہوک اور جہوٹ **ف** بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کوئی کہانے کو کہے تو بہوک رکہکر یوں کہتے ہیں مجھے خواہش نہیں ہے آپنے اس سے منع فرمایا اگر بہوک ہے تو کہا لینا چاہیے ورنہ جہوٹ بولنے میں بہوکے کے بہوکے رہے اور عذاب میں مبتلا ہوئے خسر الدنیا والآخرۃ **عن** انس بن مالك رجل من بني عبد الاشهل قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم وهو يتغدى فقال ادن فكل فقلت اني صائم فيا لهف نفسي هلا كنت طعمت من طعام رسول الله صلى الله عليه وسلم انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جو ایک شخص تہے بنی عبد الاشہل میں سے یعنی

یہ وہ مشہور انس نہین ہین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ صبح کا کہانا کہا رہے تہے آپنے فرمایا نزدیک آ اور کہا مینے عرض کیا مین روزہ دار ہون اب پچہتاتا ہون کاش مین نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہانے مین سے کہا لیا ہوتا **ف** اگر بالفرض روزہ بہی ہو تو نفل روزے سیکڑون رکہہ سکتے ہین مگر یہ شرف پہر کہان ہاتہہ آتا ہے کہ جناب سید عالم کے ساتہہ کہانا کہانا اگر آپ کا اولش میسر آدے تو سو روزے اسپر سے قربان کرین اکثر اہل اللہ کی حکایتین سنی ہین کہ اونہون نے لوگون کو کہانیکے لیے بلایا لیکن وہ روزے کا حیلہ کرکے اس سعادت سے محروم رہگئے اور پہر ساری عمر پچہتاتے رہے آدمی کو چاہیے کہ جب کوئی بزرگ صالح شخص اپنے ساتہہ کہانے کے لیے بلا دے تو اگر نفل روزہ ہو تو اسکو توڑ ڈالے اور کہانے مین شریک ہو جاوے پہر اگر چاہے تو اس روزے کی قضا کرے **باب** الاکل فی المسجد مسجد مین کہانا کہیا ہے **عن** عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی یقول کنا ناکل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد الخبز واللحم عبد اللہ بن حارث بن جزء سے روایت ہے ہم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مسجد کے اندر روٹی اور گوشت کہاتے **ف** مسجد کے اندر کہانے مین کچہ قباحت نہین خصوص مسافرون کے لیے اور جن لوگون کے گہر نہین ہین لیکن یہ ضرور ہے کہ مسجد کو آلودہ اور گندہ اور غلیظ نہ کرین **باب** الاکل قائما کہڑے ہوکر کہانا **عن** ابن عمر قال کنا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناکل ونحن نمشی ونشرب ونحن قیام ابن عمر سے روایت ہے ہم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کہڑے ہوکر پیتے اور چلتے چلتے کہاتے **ف** معلوم ہوا کہڑے رہکر یا چلتے چلتے کہانا پینا درست ہے بعضون نے اسکو مکروہ رکہا ہے اور زمزم کے پانی کو خاص کیا ہے کہ اسکا کہڑے ہوکر پینا مستحب ہے باقی سب پانیون کو بیٹہکر پینا بہتر ہے **باب** الدباء کدو کا بیان یعنے لنبے کدو کا جسکو لوکی کہتے ہین **عن** انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب القرع انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو پسند کرتے تہے **ف** نہایت عمدہ ترکاری ہے مفرح اور سریع الہضم اور بے ضرر +

عن انس قال بعثت معی ام سلیم بمکتل فیہ رطب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم اجدہ وخرج قریبا الی مولی لہ دعاہ فصنع لہ طعاما فاتیتہ وہو یاکل قال فدعانی لآکل معہ قال وصنع ثریدۃ بلحم وقرع قال فاذا ہو یعجبہ القرع قال فجعلت اجمعہ فادنیہ منہ فلما طعمنا منہ رجع الی منزلہ ووضعت المکتل بین یدیہ فجعل یاکل ویقسم حتی فرغ من آخرہ

انس سے روایت ہے ام سلیم میری ماں نے ایک ٹوکرہ بھیجا جس مین تر کھجور تھی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے ہاتھ مین نے آپکو نہین پایا آپ اپنے ایک مولے (آزاد غلام) پاس تشریف لے گئے تھے اوس نے آپ کو بلایا تھا اور آپکے لیے کھانا طیار کیا تھا مین بھی وہان گیا دیکھا تو آپ کھانا کھا رہے تھے آپنے مجھکو بھی بلایا اپنے ساتھ کھانیکے لیے انس نے کہا اس غلام نے ترید بنایا تھا گوشت اور کدو کا انس نے کہا مینے دیکھا تو آپ کدو بہت پسند کرتے تھے آخر مین لسکے قتلے اکھٹا کرنے لگا اور آپکے نزدیک کرنے لگا رکھانے مین) جب ہم کھا چکے تو آپ لوٹے اپنے گھر کو مینے وہ ٹوکرا کھجور کا آپکے سامنے رکھا آپ اسکو کھانے لگے اور بانٹتے بھی جاتے تھے یہانتک کہ بالکل اسکو تمام کر دیا (یعنے بانٹ دیا اور کچھ آپ کھایا) **عن** حَکِیْمِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِهٖ وَعِنْدَهٗ هٰذِهِ الدُّبَّاءُ فَقُلْتُ اَیُّ شَیْءٍ هٰذَا قَالَ هٰذَا الْقَرْعُ هُوَ الدُّبَّاءُ نُکْثِرُ بِهٖ طَعَامَنَا جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے مین آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپکے گھر مین آپکے پاس کدو تھا مین نے کہا یہ کیا ہے آپنے فرمایا قرع یعنے کدو ہے (دبا) ہم اسکو بہت کھاتے ہین **ف** بعض جاہلون نے ایک جھوٹی حدیث بنالی ہے کہ اکل الدبا دخل الجنۃ جسکے لفظ اور معنے دونون غلط ہین اتنی بات ہے کہ کدو سب ترکاریون مین آنحضرت کو زیادہ پسند تھا اور اسوجہ سے ہر مسلمان کو کدو پسند کرنا چاہیے **باب** اللَّحْمِ گوشت کا بیان **عن** اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیِّدُ طَعَامِ اَهْلِ الدُّنْیَا وَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّحْمُ ابو الدرداء سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سردار دنیا والون کے اور جنت والون کے کھانیکا گوشت ہے **عن** اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ مَا دُعِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰی لَحْمٍ قَطُّ اِلَّا اَجَابَ وَلَا اُهْدِیَ لَهٗ لَحْمٌ قَطُّ اِلَّا قَبِلَهٗ ابو الدرداء سے روایت ہے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب بلائے گئے (دعوت دی گئی) گوشت کھانیکے لیے تو آپنے قبول کیا اور جس نے آپ کو گوشت کا حصہ بھیجا آپنے قبول کیا (معلوم ہوا گوشت آپکو بہت پسند تھا) **باب** اَطَایِبِ اللَّحْمِ کون سے مقام کا گوشت عمدہ ہے **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ وَکَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک دن گوشت آیا تو آپ کو دست دیا گیا وہ آپکو پسند تھا آپ اُس مین سے نوچ رہے تھے دانتون سے **ف** دست کا گوشت بے ریشہ اور عمدہ ہوتا ہے اسوجہ سے آپ اُسکو زیادہ پسند کرتے تھے بہ نسبت ران کے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ

يُحَدِّثُ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَقَدْ نَحَرَ لَهُمْ جَزُوْرًا اَوْ بَعِيْرًا اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالْقَوْمُ يُلْقُوْنَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّحْمَ يَقُوْلُ اَطْيَبُ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ عبداللہ بن جعفر نے ابن زبیر سے حدیث بیان کی اونہون نے لوگون کے لیے ایک اونٹ نحر کیا تہا کہ اونہون نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور لوگ آپکے لیے گوشت ڈال رہے تہے آپ فرماتے تہے سب مین پاکیزہ اور عمدہ گوشت پیٹہ کا گوشت ہوتا ہے ۔

ف پسلی کا گوشت بہی زیادہ لطیف اور عمدہ ہوتا ہے اسیطرح گردن کا گوشت بے ریشہ اور نہایت نفیس ہوتا ہے

باب الشِّوَاءِ بہنا ہوا گوشت **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا اَعْلَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى شَاةً سَمِيْطًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ انس بن مالک سے روایت ہے مین نہین جانتا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبہی سموط بکری دیکہی ہو یہانتک کہ اللہ جل جلالہ سے مل گئے **ف** سموط اور سمیط وہ بکری ہے جسکے بال نکالکر کہال سمیت بہون ڈالتے ہین یہ دنیادار امیرون کا کہانا ہے اور دوسرے لوگ کہال نکالکر گوشت بہونتے ہین اور مطلب اسکا یہ ہے کہ سموچی سموط بکری آپنے نہین دیکہی ورنہ کلہ پایے سموط بناتے ہین اور وہ آپنے کہائی ہین **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا رُفِعَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ شِوَاءٍ قَطُّ وَلَا حُمِلَتْ مَعَهُ طِنْفِسَةٌ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے کبہی بہنا ہوا گوشت جو کہانے سے بچ رہے اوٹہا کر نہین رکہا گیا اسلیے کہ ایسا گوشت تہوڑا ہوتا اور کہانیوالے بہت ہوتے کبہی نہیں بچتا اور نہ کبہی آپکے ساتہہ بچہونا اوٹہایا گیا جیسے دنیادار امیرون کی عادت ہوتی ہے کہ جہان جاتے ہین چادر اور شطرنجیان اور قالین ساتہہ رہتے ہین بیٹہنے کے لیے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ اَكَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فِي الْمَسْجِدِ لَحْمًا قَدْ شُوِيَ فَمَسَحْنَا اَيْدِيَنَا بِالْحَصْبَاءِ ثُمَّ قُمْنَا نُصَلِّيْ وَلَمْ نَتَوَضَّأْ عبداللہ بن حارث بن جزء سے روایت ہے ہمنے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ گوشت کہایا بہنا ہوا مسجد مین پہر ہمنے اپنے ہاتون کو کنکریون سے پونچہا اور ہم کہڑے ہوئے آپنے نماز پڑہائی اور وضو نہین کیا

باب الْقَدِيْدِ قدید کا بیان (قدید سوکہا گوشت جسکو نمک لگاکر بہونکر سکہا رکہتے ہین لنبے لنبے پارچے اسکے کاٹتے ہین یہ غریب لوگون کی غذا ہے عرب مین کیونکہ امیر لوگ ہر وقت تازہ گوشت کہاتے ہین) **عن** اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَكَلَّمَهُ فَجَعَلَ تُرْعَدُ فَرَائِصُهُ قَالَ لَهُ هَوِّنْ عَلَيْكَ فَاِنِّيْ لَسْتُ بِمَلِكٍ اِنَّمَا اَنَا ابْنُ امْرَاَةٍ تَاْكُلُ الْقَدِيْدَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اِسْمٰعِيْلُ وَحْدَهُ وَصَلَهُ ابو مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص آیا آپنے اس سے باتین کین

اسکا گوشت پہڑکی ہاتہا ڈرکے مارے آپنے اس سے فرمایا تو ڈر نہین کیونکہ مین بادشاہ نہین ہون (دنیا کے بادشاہو
کیطرح الملکہ مین ایک عورت کا بیٹا ہون جو قدید کہاتی تہی ف یعنی غریب عورت کا بیٹا ہون (سبحان اللہ
آپ دونون جہان کے بادشاہ تہے ایسے بڑے بادشاہ کہ تمام دنیادار بادشاہ آپ کی جوتیون کی خاک کے برابر
بہی نہین تہے پہر آپنے عاجزی سے یہ فرمایا قربان آپکے تواضع اور انکسار اور اخلاق حسنہ کے عن عائشۃ
قالت لقد کنا نرفع الکراع فیاکلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد خمس عشرۃ من الاضاحی
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے پایہ اوٹہا کر
رکہتے آپ اسکو قربانی کے پندرہ دن بعد کہاتے باب الکبد والطحال کلیجی اور تلی کا بیان عن
عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال احلت لنا میتتان ودمان فاما المیتتان
فالحوت والجراد واما الدمان فالکبد والطحال عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو دو مردے حلال ہین اور دو خون مردے تو ٹڈی ہے اور مچہلی اور خون جگر ہے اور تلی
ف یہ دونون بہی خون ہین گو جمے ہوے سہی باب الملح نمک کا بیان عن انس بن مالک قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید ادامکم الملح انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تمہاری سالنون کا سردار نمک ہے ف سالن یعنے ادام وہ ہے جس سے روٹی کہائی جاوے جیسے گوشت
سرکہ اچار وغیرہ تو فرمایا نمک بہی ایک عمدہ سالن ہے کیونکہ صرف نمک سے بہی روٹی کہا سکتے ہین دوسرے یہ کہ
ہر سالن مین نمک پڑنا ضرور ہے بغیر نمک کے کوئی سالن مزیدار نہین ہوتا باب الائتدام بالخل سرکہ سے روٹی
کہانا عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الادام الخل حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمدہ سالن سرکہ ہے عن جابر بن عبد اللہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الادام الخل جابر سے بہی ایسے ہی روایت ہے عن ام سعد
قالت دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عائشۃ وانا عندہا فقال ہل من غداء قالت
عندنا خبز وتمر وخل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الادام الخل اللہم بارک فی
الخل فانہ کان ادام الانبیاء قبلی ولم یفقر بیت فیہ خل ام سعد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم حضرت عائشہ پاس آئے مین انہی کے پاس تہی آپنے فرمایا کچہ کہانا ہے انہوں نے عرض کیا جی ہان ہمارے
پاس روٹی ہے کہجور ہے سرکہ ہے آپنے فرمایا عمدہ سالن ہے سرکہ یا اللہ برکت دے سرکہ مین کیونکہ یہی سالن

تھا اگلے پچھبر دن کا اور وہ گھر کبھی محتاج نہین ہوا سالن کا جس مین سرکہ موجود ہے (کیونکہ سرکہ خود عمدہ سالن ہے)
باب الزَّیْتِ روغن زیتون کا بیان **عن** عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ائْتَدِمُوْا
بِالزَّیْتِ وَادَّھِنُوْا بِہٖ فَاِنَّہٗ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ حضرت عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روغن
زیتون سے روٹی کھاؤ اور اسکو سر اور بدن مین لگاؤ کیونکہ وہ مبارک درخت سے نکلتا ہے **ف** اللہ تعالی نے قرآن
شریف مین اسکو شجرہ مبارکہ فرمایا **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُوا
الزَّیْتَ وَادَّھِنُوْا بِہٖ فَاِنَّہٗ مُبَارَکٌ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا زیتون کا تیل کھاؤ اور اسکو سر اور بدن مین لگاؤ وہ برکت والا ہے **باب** اللَّبَنِ دودہ کا بیان
عن عَائِشَۃَ تَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِیَ بِلَبَنٍ قَالَ بَرَکَۃٌ اَوْ بَرَکَتَانِ حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس جب دودہ آتا آپ فرماتے ایک برکت
ہے یا دو برکتین (یہ راوی کا شک ہے) دو برکتین یہ ہین ایک تو لذت دوسری سیری یا غذا بھی ہے پانی بھی ہے
اور چیزین یا غذا ہین یا پانی **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطْعَمَہُ اللّٰہُ
طَعَامًا فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَارْزُقْنَا خَیْرًا مِّنْہُ وَمَنْ سَقَاہُ اللّٰہُ لَبَنًا فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ بَارِکْ
لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ فَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ مَا یُجْزِیْ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَّا اللَّبَنُ ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو اللہ تعالی کھانا کھلاوے وہ یون کہے اللھم بارک لنا فیہ
وارزقنا خیرا منہ اور جسکو اللہ دودہ پلاوے وہ یون کہے اللھم بارک لنا فیہ وزدنا منہ اسکی وجہ یہ ہے مین نہین
جانتا کہ کوئی چیز دودہ کے سوا ایسی ہے جو کھانے اور پینے دونو کے لیے کفایت کرے **ف** تو اس سے بہتر دوسرا
کھانا نہین پس جب دودہ ملے تو یہ دعا کرے یا اللہ اسیکو زیادہ کر اور دوسرے کھانے مین یون کہے اس سے بہتر کھلا
جیسے اوپر گذر چکا **باب** الْحَلْوَاءِ مٹھائی کا بیان **عن** عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پسند کرتے تھے مٹھائی کو اور شہد کو **ف** میٹھا بالطبع انسان کو مرغوب ہے اور شہد میٹھا بھی ہے اور اسکے
ساتھ مفید بھی قرآن مین ہے فیہ شفاء للناس شہد مین تندرستی ہے لوگون کے لیے **باب** الْقِثَّاءِ وَالرُّطَبِ
یُجْمَعَانِ ککڑی اور کھجور ملا کر کھانا **ف** یہ بڑا عمدہ نسخہ ہے ککڑی ٹھنڈی اور کھجور گرم ہے اور ایک دوسرے
کی مصلح **عن** عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَتْ اُمِّیْ تُعَالِجُنِیْ لِلسُّمْنَۃِ تُرِیْدُ اَنْ تُدْخِلَنِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا اسْتَقَامَ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى اَكَلَتِ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ فَسَمِنَتْ كَاَحْسَنِ سُمْنَةٍ حضرت عائشہ رضی
تعالی عنہا سے روایت ہے میری ماں (ام رومان) مجھ موٹا کرنیکی تدبیر کرتی تہی اسلیے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کیخدمت میں داخل کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت دبلی بہی تہیں اور کم سن بہی تو انکی ماں نے
چاہا ذرا موٹی ہوجاوے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں بہتر معلوم ہوگی اور عرب موٹی عورت کو پسند
کرتے ہیں لیکن یہ تدبیر بن نہیں پڑتی تہی یعنے میں کسی علاج سے موٹی نہیں ہوتی تہی یہانتک کہ میں نے
ککڑی اور کہجور کہائی بہر میں اچہی موٹی ہوگئی **ف** معلوم ہوا کہ ککڑی اور کہجور کے ساتہہ سمن بدن ہے
اور مزیدار بہی ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الْقِثَّاءَ
بِالرُّطَبِ عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا آپ ککڑی کہاتے تہے کہجور کے
ساتہہ **عَنْ** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْبِطِّيْخِ سہل بن
سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رطب (تر کہجور) کو خربزے کے ساتہہ کہاتے تہے

بَابُ التَّمْرِ کہجور کا بیان **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتٌ لَا تَمْرَ
فِيْهِ جِيَاعٌ اَهْلُهُ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس گہر میں کہجور نہ ہو اس گہر کے لوگ بہوکے ہیں **ف** کیونکہ کہجور ہی عرب کی غالب غذا ہے ہر ایک
شخص کے گہر میں وہ رہتی ہے جسکو ذرا بہی مقدور ہو **عَنْ** سَلْمٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيْهِ كَالْبَيْتِ لَا طَعَامَ فِيْهِ سلمی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گہر میں
کہجور نہ ہو گویا اس گہر میں کہانا نہیں ہے **بَابُ** اِذَا اُتِيَ بِاَوَّلِ الثَّمَرَةِ جب فصل کا پہلا میوہ آوے **عَنْ**
اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اُتِيَ بِاَوَّلِ الثَّمَرَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا
وَفِيْ ثِمَارِنَا وَفِيْ مُدِّنَا وَفِيْ صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُنَاوِلُهُ مَنْ يَحْضُرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ ابوہریرہ رضی
اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس جب پہلا میوہ آتا (فصل کا جیسے کہجور یا انگور یا
انار وغیرہ) تو آپ فرماتے یا اللہ برکت دے ہمارے شہر میں اور ہمارے میووں میں اور ہمارے مد میں اور ہمارے
صاع میں برکت کے ساتہہ برکت بہر اس میوے کو ان بچوں میں سب سے چہوٹے بچے کو دیتے جو اسوقت حاضر ہوتے

بَابُ اَكْلِ الْبَلَحِ بِالتَّمْرِ گدر کہجور اور خشک کہجور ملا کر کہانا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا الْبَلَحَ بِالتَّمْرِ كُلُوا الْخَلَقَ بِالْجَدِيْدِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَغْضَبُ وَيَقُوْلُ بَقِيَ

ابنُ ادمَ حتّٰی اَکَلَ الخَلَقَ بِالجَدِیدِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا گدر کھجور کو سوکھی کھجور کے ساتھ کھاؤ پرانی کو نئی کے ساتھ کھاؤ کیونکہ شیطان غصے ہوتا ہے
اور کہتا ہے آدم کا بیٹا زندہ رکھا یہاں تک کہ اس نے پرانا میوہ نئے میوے کے ساتھ کھایا **ف** شیطان آدمی
کا دشمن ہے تو اسکی راحت اور طول عمر سے ناخوش ہوتا ہے جب عبادت اور تقوی کے ساتھ ہو بعضوں نے کہا یہ
حدیث ضعیف ہے یحیی بن محمد اسکے اسناد مین ہی وہ بہت غلطی کرتا ہے عراقی نے کہا اس حدیث کا معنی ٹھیک
ہے کیونکہ شیطان آدمی کی حیات سے ناخوش نہین ہوتا بلکہ اسکی ایمان اور اطاعت پر جلنے سے **بَابُ النَّهْیِ
عَنْ قِرَانِ التَّمْرِ** دو دو یا تین تین کھجورین ملا کر کھانے سے ممانعت (جب دوسرا آدمی بھی کھانے مین شریک
ہون کیونکہ یہ ناگوار ہوگا دوسرون کو) **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ یَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ
یَقْتَرِنَ الرَّجُلُ بَیْنَ التَّمْرَتَیْنِ حَتّٰی یَسْتَاْذِنَ اَصْحَابَهٗ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے کہ آدمی دو دو کھجور ملا کر کھاوے یہاں تک کہ اپنے ساتھیون سے (جو اسکے ساتھ
کھا رہے ہون) اجازت لیوے **عَنْ** سَعْدٍ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَکَانَ سَعْدٌ یَخْدِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَکَانَ یُعْجِبُهٗ حَدِیْثُهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الْاِقْرَانِ یَعْنِیْ فِی التَّمْرِ سعد سے
روایت ہی وہ خادم تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکو آپ کی خدمت یا آپ کی حدیث بہت پسند تھی
وہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو دو کھجورون کو ملا کر کھانے سے **بَابُ تَفْتِیْشِ
التَّمْرِ** اچھی کھجور کھجورون مین ڈھونڈھ کر کھانا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِتَمْرٍ عَتِیْقٍ فَجَعَلَ یُفَتِّشُهٗ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی انہون نے
کہا مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ پاس پرانی کھجور آئی تو آپ اسکو چھانٹتے تھے **ف** یعنے
اچھی اچھی اسمین سے نکالکر کھاتے تھے ابوداؤد کی روایت مین اتنا زیادہ ہے کہ آپ اس مین سے کیڑے
نکالتے تھے دوسری روایت مین کھجور چھانٹنے سے منع کیا اور یہ محمول ہے اس حالت پر جب نئی کھجور ہو اس
وقت چھانٹنے کی ضرورت نہین **بَابُ التَّمْرِ بِالزُّبْدِ** کھجور مسکہ کے ساتھ کھانا **ف** یہ بہت عمدہ مقوی
غذا ہے اگر کسیکو منظور ہو کہ زیادہ کھجور کھائی جاوین اور پیچش نہ ہو تو مسکہ کے ساتھ کھاوے **عَنِ**
ابْنَیْ بُسْرٍ السُّلَمِیَّیْنِ قَالَا دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْنَا تَحْتَهٗ قَطِیْفَةً لَنَا
صَبَبْنَاهَا لَهٗ صَبًّا فَجَلَسَ عَلَیْهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ الْوَحْیَ فِیْ بَیْتِنَا وَقَدَّمْنَا لَهٗ زُبْدًا وَتَمْرًا

وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بسر کے دونو بیٹے جو سلمی یعنے بنی سلیم مین سے تھے روایت کرتے ہین کہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پاس آئے ہمنے آپ کے تلے ایک چادر بچھائی جسپر پانی چھڑک کے ہمنے اسکو ٹھنڈا کرلیا
تھا خیر آپ اسپر بیٹھے پھر اللہ تعالی نے آپ پر وحی اتاری ہماری گھر مین اور ہمنے آپکے سامنے مسکہ رکھا اور
کھجور اور آپ مسکہ کو پسند کرتے تھے اللہ تعالی آپ پر رحمت بھیجے اور سلام **باب** الحُوَّارَى مید ہ کا بیان

عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ هَلْ رَأَيْتَ النَّقِيَّ حَتَّى
مَا رَأَيْتُ النَّقِيَّ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَهَلْ كَانَ لَهُمْ مَنَاخِلُ عَلَى
عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا رَأَيْتُ مُنْخُلًا حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قُلْتُ فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُونَ الشَّعِيرَ غَيْرَ مَنْخُولٍ قَالَ نَعَمْ كُنَّا نَنْفُخُهُ فَيَطِيرُ مِنْهُ مَا طَارَ وَمَا
بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ ابو حازم نے سہل بن سعد سے پوچھا کیا تمنے مید ہ دیکھا ہے اونہون نے کہا مین نے مید ہ نہین دیکھا
یہانتک کہ آن حضرت کی وفات ہوئی یعنے کہا کیا آن حضرت کے زمانہ مین لوگون کے پاس چھلنیان تھین اونہون نے کہا مین
نے تو چھلنی نہین دیکھی یہان تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا مینے کہا پھر تم جو کو کیسے کہاتے تھے
کیا بغیر چھانے ہوئے اونہون نے کہا ہان ہم اسکو پیس کر پھونک لیتے تھے پھر جو اڑنیوالا ہوتا وہ اڑ
جاتا اور جو بچ رہتا اسکو بھگو دیتے **ف** اور گوندھکر روٹی پکا لیتے غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے وقت مین آٹا چھاننے کی اور مید ہ کھانیکی رسم نہ تھی یہ بعد کے زمانہ مین تکلف والون نے ایجاد کیا
ہے اور اس تکلف مین کوئی فائدہ نہین ہے بلکہ نقصان ہے آٹا جب چھانا جاوے اور اسکا بھوسا بالکل
نکل جاوے تو وہ ثقیل اور دیر ہضم ہوجاتا ہے اور پیٹ مین سدہ اور قبض پیدا کرتا ہے آخر یہ چھاننے
والے صاحب اتنا غور نہین کرتے کہ پروردگار عالم نے جو حکیم الحکما ہے گیہون مین بھوسا بیکار نہین
پیدا کیا پس بہتر یہی ہے کہ بے چھنا ہوا آٹا کھاوے اور اگر چھانے بھی تو تھوڑا سا موٹا موٹا بھوسا نکال ڈالے
لیکن مید ہ کھانا بالکل خوفناک اور باعث امراض شدیدہ ہے **عن** أُمِّ أَيْمَنَ أَنَّهَا غَرْبَلَتْ دَقِيقًا
فَصَنَعَتْهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِيفًا فَقَالَ مَا هٰذَا قَالَتْ طَعَامٌ نَصْنَعُهُ بِأَرْضِنَا فَأَحْبَبْتُ
أَنْ أَصْنَعَ مِنْهُ لَكَ رَغِيفًا فَقَالَ رُدِّيهِ فِيهِ ثُمَّ اعْجِنِيهِ ام ایمن سے روایت ہے اونہون نے آٹا چھانا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روٹی طیار کی آپنے پوچھا یہ کیا ہے وہ بولین یہ ہمارے ملک کا کھانا ہے مین
نے چاہا کہ آپکے لیے اسکی ایک روٹی بناؤن آپنے فرمایا بھوسا اوسی مین ڈالدے پھر گوندھ **عن**

انس بن مالك قال ما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم رغيفا محورا باحد من عينيه حتى لحق بالله انس
بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سیدہ کی روٹی اپنی ایک آنکھ سو بھی نہیں دیکھی یہانتک
تک کہ آپ کی وفات ہوئی ف بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ نے باریک روٹی نہیں دیکھی یعنے پتلی مانڈے یا
چپاتی کیونکہ یہ روٹی موٹے آٹے کی نہیں پک سکتی بلکہ اکثر سیدے کی پکاتے ہیں اور ہماری نزدیک وہ ہیات روٹی
ہے عمدہ روٹی وہی ہے کہ آٹے کی ہو جس میں بھوسا ملا ہوا ہو اور اگر خمیری ہو تو زیادہ سریع الہضم ہے ورنہ فطیری
بھی **باب** الرقاق باریک چپاتیوں کا بیان **عن** عطاء قال زار ابو هريرة قومه ابينا يعني قرية
فأتوه برقاق من رقاق الاول فبكى وقال ما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا بعينيه قط عطاء سے
روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کی زیارت کی یعنے ابینا میں گئے وہ ایک قریہ ہے لوگ انکے پاس
باریک چپاتیاں لیکر آئے پہلی بار کی پکی ہوئی (وہ اور زیادہ باریک ہوتی ہیں) یہ دیکھکر ابوہریرہ رو دیے
اور کہنے لگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھ سے یہ روٹیاں نہیں دیکھیں ف بلکہ ہمیشہ موٹی روٹی
وہ بھی اکثر جو کی کھایا کیے اور بے چھنے آٹے کی وہ بھی روز پیٹ بھر کر نہیں ملتی تھی ایک دن کھایا تو ایک دن
فاقہ سبحان اللہ ہماری پیغمبر کا تو یہ حال تھا اور ہم روز کیسے کیسے عمدہ کھانے خوش ذائقہ اور نئی ترکیب کے جن
کو اگلے لوگوں نے نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا کھاتے ہیں اور وہ بھی ناکوں ناک پیٹ بھر کر وہ بھی اس طرح سے کہ
حلال و حرام کا کچھ خیال نہیں مشتبہ کا تو کیا ذکر ہے اور اس حال پر ہم آرزو کرتے ہیں کہ ہماری عبادت میں
اگلے بزرگوں کی طرح کیوں نور نہیں ہوتا اور ہم سے کیوں کرامات صادر نہیں ہوتیں ہیہات سو نہ کس ریتے برنیا
باب **عن** قتادة قال كنا نأتي انس بن مالك قال اسحاق وخبازه قائم وقال الدارمي وخوانه
موضوع فقال يوما كلوا فما اعلم رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى رغيفا مرققا بعينيه حتى
لحق بالله ولا شاة سميطا قط قتادہ سے روایت ہے ہم انس بن مالک پاس آتے تھے اسحاق بن منصور نے اپنی روایت
میں کہا ان کا نان بائی کھڑا ہوتا اور دارمی نے کہا (یعنے احمد بن سعید نے یہ حدیث کو ابن ماجہ نے ان دونوں
سے روایت کیا ہے) انکا خوان رکھا ہوتا ایک دن انس نے کہا کھاؤ اور میں نہیں جانتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
سلم نے کبھی باریک چپاتی کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہو یہانتک کہ آپ اللہ جل جلالہ سے مل گئے اور نہ کبھی آپ نے بکری
دیکھی جو کھال سمیت بھونی جاتی ہے (صرف بال نکالکر یعنے سمیط جس کا ذکر اوپر گذرا) **باب** الفالوذج
فالودے کا بیان **عن** ابن عباس قال اول ما سمعنا بالفالوذج ان جبرائيل عليه السلام اتى النبي صلى

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان امتک تفتح علیھم الارض فیفاض علیھم من الدنیا حتی انھم لیاکلون من الفالوذج فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما الفالوذج قال یخلطون السمن والعسل جمیعا فشھق النبی صلی اللہ علیہ وسلم لذلک شھقۃ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے پہلے جو ہمنے فالودہ کا نام سنا وہ اس طرح سے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ کی امت ملکوں کو فتح کرے گی اور دنیا کا بہت مال انکو ملیگا یہانتک کہ وہ فالودہ کھاوینگے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فالودہ کیا ہے انہوں نے کہا گھی اور شہد ملادینگے یہ سنکر آپنے رونے کی سی آواز نکالی **ف** مجھے تو یہ حدیث موضوع معلوم ہوتی ہے فالودہ گھی اور شہد سے نہیں بنتا بلکہ نشاستہ سے بنتا ہے اور فالودہ کھانا کوئی دلیل دنیا کی زیادتی کی نہیں ہے غریب آدمی بھی فالودہ کھاتے ہیں شوکانی نے کہا اسحدیث کو ابن ابی الدنیا نے ابن عباس سے نکالا اور عبدالوہاب بن ضحاک سلمی جو شیخ ہے ابن ماجہ کا متروک ہے اور ابوحاتم نے کہا وہ جھوٹا ہے اور اسکی سوا اسماعیل بن عیاش بھی ضعیف ہے بہرحال اسحدیث کی کوئی اصل نہیں ہے **باب** الخبز الملبق بالسمن گھی میں چپڑی روٹی **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم وددت لو ان عندنا خبزۃ بیضاء من برۃ سمراء ملبقۃ بسمن ناکلھا قال فسمع بذلک رجل من الانصار فاتخذہ فجاء بہ الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ای شیء کان ھذا السمن قال فی عکۃ ضب قال فابی ان یاکلہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن فرمایا میں چاہتا ہوں کاش میرے پاس ایک سفید روٹی ہوتی بنی گیہوں کی اور گھی میں چپڑی ہوئی ہم اسکو کھاتے یہ بات ایک انصاری مردنے سنی اور وہ ایسی ہی روٹی بناکر لایا آپنے فرمایا یہ گھی کاہے میں تھا اس نے کہا گھوڑ پھوڑ کی کھال کی ایک کپی میں آپنے اسکے کھانے سے انکار کیا **ف** اسکی وجہ یہ تھی کہ آپکو گھوڑ پھوڑ سے نفرت تھی اگرچہ وہ حلال ہے جیسے اوپر گذرا پس آپنے اس میں رکھا ہوا گھی بھی کھانا گوارا نہ کیا اور ابوداؤد نے اسحدیث کی صحت کا انکار کیا اور واقعی یہی ہے کہ آپ کی عادت شریف کے خلاف یہ حدیث مروی ہوئی ہے آپنے کھانے پینے کی چیزوں کی کبھی آرزو نہیں کی جو مل گیا وہ کھالیا **عن** انس بن مالک قال صنعت ام سلیم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خبزۃ وضعت فیھا شیئا من سمن ثم قالت اذھب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فادعہ قال فاتیتہ فقلت امی تدعوک قال فقام وقال لمن کان عندہ من الناس قوموا قال فسبقتھم الیھا فاخبرتھا فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ھاتی ما صنعت فقالت انما

صَنَعْتُهُ لَكَ وَحْدَكَ فَقَالَ هَاتِيهِ فَقَالَ يَا اَنَسُ اَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً عَشَرَةً قَالَ فَمَا زِلْتُ اُدْخِلُ عَلَيْهِ عَشَرَةً عَشَرَةً
فَاَكَلُوا حَتّٰى شَبِعُوا وَكَانُوا ثَمَانِيْنَ انس بن مالک سے روایت ہے ام سلیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے روٹی
بنائی اور اس میں کچھ گھی بھی ڈالا پھر مجھ سے کہا تو حضرت کے پاس جا اور انکو بلا لا میں گیا اور میں نے عرض کیا میری ماں آپ کو
بلاتی ہیں یہ سنکر آپ کھڑے ہوئے اور جتنے لوگ آپکے پاس تھے سب سے آپ نے فرمایا چلو انس نے کہا میں یہ حال
دیکھکر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں کو بلائے لاتے ہیں اور کھانا صرف آپکے لائق ہے تھوڑا سا)
میں اُن لوگوں سے آگے اپنی ماں پاس آیا اور کہہ دیا اُنسے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن پہونچے آپ نے
فرمایا ام سلیم سے لا تو نے کیا بنایا ہے وہ بولیں میں نے تو صرف آپکے لیے اکیلے بنایا ہے آپ نے فرمایا لا
تو سہی پھر آپ نے فرمایا اے انس ان لوگوں میں سے جو سب آپکے ساتھ آئے تھے اور باہر کھڑے تھے
صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے اندر ام سلیم کے پاس آگئے تھے دس دس آدمیوں کو اندر لیکر
آ انس نے کہا میں برابر دس آدمی اندر آپ پاس لاتا گیا اور ان سب نے کھایا یہانتک کہ سب سیر ہوگئے
اور وہ کل آدمی اسّی تھے **ف** سبحان اللہ اور کھانا ایک آدمی کا اسّی آدمی کو کافی ہوگیا اس حدیث
میں ایک بڑا معجزہ آپ کا مذکور ہے اور اس قسم کے کئی بار اور کئی موقعوں پر آپ سے معجزے صادر ہوئے ہیں
حضرت عیسی علیہ السلام سے بھی ایسا ہی معجزہ انجیل شریف میں مذکور ہے اور یہ کچھ عقل کے خلاف نہیں ہے
ایک تھوڑی چیز کا بہت ہو جانا ممکن ہے بلکہ اللہ جل جلالہ کی قدرتوں کے سامنے نہایت سہل ہے وہ اگر
چاہے تو دم بھر میں رتی کو پہاڑ کے برابر کر دے اور پہاڑ کو رتی برابر اور جن لوگوں کی عقل میں فتور ہے وہ
ایسی باتوں میں شبہ کرتے ہیں انکو ابتک ممکن اور محال کی تمیز نہیں ہے اور جو امور ممکن ہیں ان کو وہ
نادانی سے محال سمجھتے ہیں اور خدا کی قدرت کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالے اُن کے شر سے ہر مسلمان کو
بچاوے **باب** خُبْزِ الْبُرِّ گیہوں کی روٹی کا بیان **عن** اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهٖ مَا شَبِعَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ الْحِنْطَةِ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَ
جَلَّ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم تین دن پے در پے گیہوں کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے یہانتک کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کو اٹھا
لیا **ف** یعنے برابر تین دن تک کبھی گیہوں کی روٹی آپ کو نہیں ملی اسطرح کہ پیٹ بھر کھائی ہو ہر روز بلکہ
کبھی ایک دن گیہوں کی روٹی کھائی تو دوسرے دن جو کی ملی اور کبھی پیٹ بھر کر نہیں ملی غرض ساری

عمر تکلیف وفقر وفاقہ ہی مین کٹی سبحان اللہ الفقر فخری یہی ہے عن عائشۃ قالت ما شبع آل محمد صلی
اللہ علیہ وسلم منذ قدموا المدینۃ ثلث لیال تباعا من خبز بر حتی توفی صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل جب سے آپ مدینہ مین آئے
تین راتین برابر پے درپے گیہون کی روٹی سے سیر نہین ہوئے یہانتک کہ آپنے انتقال فرمایا **باب**
خبز الشعیر جو کی روٹی کا بیان عن عائشۃ قالت لقد توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما فی
بیتی من شیء یاکلہ ذو کبد الا شطر شعیر فی رف لی فاکلت منہ حتی طال علی فکلتہ ففنی
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی
اور میرے گھر مین کچھ نہ تھا آدمی کے کھانے کے موافق مگر تھوڑے سے جو میرے مچان پر تھے مین اسی کو کھاتی رہی
یہانتک کہ بہت دنون تک چلتے رہے آخر مین نے اسکو ماپا تب وہ ختم ہوگئے ف یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی برکت تھی اللہ سبحانہ وتعالی نے آپ کی خاص بی بی کو ان تھوڑے سے جو مین ایسی برکت دیدی کہ اگر اسکو
نہ ماپتین اور خدا تعالے کے بھروسے پر اس مین سے کھاتین رہتین تو شاید ساری عمر کافی ہوتی اور کسیکی محتاج
نہ ہوتین مگر نفس بے صبر ہے انہون نے ماپا تو وہ برکت موقوف ہوگئی دوسری حدیث مین جو آیا ہے اپنا
کھانا ماپو اس مین برکت ہوگی تو مراد اس سے یہ ہے کہ بیچتے اور خریدتے وقت ماپ لیا کرو پس وہ اس حدیث کے خلاف
نہ ہوگی عن عائشۃ قالت ما شبع آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم من خبز الشعیر حتی قبض
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل (یعنے آپ
کے کنبے والے اور گھر والے جس مین بی بیان بھی داخل ہین) جو کی روٹی سے سیر نہین ہوئے یہانتک کہ آپکی
وفات ہوئی (سیر ہونے سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہین ملی) عن ابن عباس قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبیت اللیالی المتتابعۃ طاویا واھلہ لا یجدون العشاء وکان
عامۃ خبزھم خبز الشعیر ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پے درپے
کئی راتون تک فاقہ سے رہتے اور آپکے گھر والون کو رات کا کھانا نہین ملتا اور اکثر ان لوگون کی روٹی جو
کی ہوتی عن انس بن مالک قال لبس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصوف واحتذی المخصوف
وقال اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشعا ولبس خشنا فقیل للحسن ما البشع قال غلیظ الشعیر
ما کان یسیغہ الا بجرعۃ ماء انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوف پہنتے

(یعنے بالون کا کپڑا) اور اپنی جوتی کو سی لیتے اور آپنے بدمزہ کھانا کھایا اور موٹا لباس پہنا حسن سے پوچھا گیا بدمزہ سے کیا مراد ہے اونہون نے کہا موٹی جو کی روٹی آپ اسکو گلے سے اوتار نہین سکتے تہے مگر ایک گھونٹ پانی سے

ف سبحان اللہ اس غذا پر آپ کی قوت اور طاقت ایسی تہی کہ بڑے بڑے پہلوان عمدہ کھانیوالے ویسی طاقت نہین رکھتے

باب الاقتصاد في الاكل وكراهة الشبع میانہ روی کھانے مین اور پیٹ بہرنے کی کراہت

ف کھانے مین اقتصاد یعنے میانہ روی یہ ہے کہ آدمی اتنا کھانا کھاوے کہ طبیعت سست نہو اور قوت اور طاقت عبادت کی اور ادای فرائض کی قائم رہے اور اسکا انداز مختلف ہے ہر شخص اپنی مزاج کے لحاظ سے اسکا انداز کرلے اہل اللہ ثلث شکم سے زیادہ نہین کہاتے یعنی اگر تین پاؤ کی بہوک ہو تو ایک پاؤ پر اکتفا کرتے ہین اور ہمارے زمانہ مین یہ بہی غنیمت ہے کہ کوئی نصف شکم پر قناعت کرے یا ایک ثلث خالی رکھے اب تو لوگ ناکون ناک بہر لیتے ہین کہ سانس لینے کی جگہہ نہین رہتی لاحول ولا قوۃ

عن المقدام ابن معديكرب يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما ملأ آدمي وعاء شرا من بطن حسب الآدمي لقيمات يقمن صلبه فإن غلبت الآدمي نفسه فثلث للطعام وثلث للشراب وثلث للنفس

مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے آدمی کا کسی برتن کو بہرنا اتنا برا نہین ہے کہ جتنا پیٹ کو بہرنا کافی ہین آدمی کو چند لقمے جو سیدہا رکہین اسکی پیٹہ کو (یعنے ناطاقتی کی وجہ سے کمر جہک نہ جاوے) پہر اگر آدمی پر اسکا نفس غالب ہو اور چند لقمون پر اکتفا نہ کر سکے تو ایک تہائی پیٹ کی کہانے کے لیے رکھے اور ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے۔

ف اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو لوگ متابعت نفس سے پاک ہین وہ تہائی پیٹ سے بہی کم کہاتے ہین اور تہائی سے زیادہ کہانا زہد اور ریاضت کے خلاف ہے

عن ابن عمر قال تجشأ رجل عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال كف جشاءك عنا فإن أطولكم جوعا يوم القيامة أكثركم شبعا في دار الدنيا

ابن عمر سے روایت ہے ایک شخص نے ڈکار لی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپنے فرمایا روک اپنے ڈکار کو کیونکہ قیامت کے دن زیادہ بہوکے وہ لوگ ہونگے جو تم مین سے زیادہ سیر ہوکر کھاتے ہین دنیا مین

ف جو آدمی زیادہ کہاتا ہے اسکو اگر کہانا نہ ملے تو اسکو بڑی تکلیف ہوتی ہے بہ نسبت اسکی جو کم کہاتا ہے وہ بہوک پر صبر کر سکتا ہے قیامت کا دن بہت لمبا ہوگا اور دن بہر کہانا نہ ملنے سے بہت کہانیوالے بہت پریشان ہونگے بعضون نے کہا جو لوگ بہت کہاتے ہین انکی عمدہ خواہش یہی ہوتی ہے کہانا اور

بیا اور سونے سے یہ خواہشین بند کی جاتی ہین تو انکو بہت ناگوار ہوگا اور جو لوگ کم کہاتے ہین انکی خواہش کہانے کیطرف نہیں ہوتی بلکہ بقای حیات اور ادای عبادت کے لیے رفع ضرورت اور دفع جوع کر لیتے ہین انکی خواہش عبادت اور تصفیہ قلب کی ہوتی ہے اور وہ موت کے بعد قائم رہیگی پس وہ راحت اور عیش مین رہین گے **عن** عطیة بن عامر الجهنی قال سمعت سلمان واکره علی طعام یاکله فقال حسبی انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان اکثر الناس شبعا فی الدنیا اطولهم جوعا یوم القیامة عطیہ بن عامر جہنی سے روایت ہے مینے سلمان سے وہ زبردستی کیے گئے کہانا کہانے پر اونہون نے کہا مجھے کافی ہے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو لوگ دنیا مین زیادہ سیر رہتے ہین وہی زیادہ بہوکے رہین گے قیامت کے دن **باب** من الاسراف ان تاکل کل ما اشتهیت یہ امر کہ جس چیز کی نفس رغبت کرے اسکو کہاوے اسراف مین داخل ہے **ف** اگرچہ یہ وہ اسراف نہین ہے جو شریعت کے رو سے حرام ہے پر اہل اللہ اور صوفیہ کے نزدیک یہ بھی اسراف ہے کہ ہمیشہ نفس کی خواہش پر عمل کرنا اور جس چیز کو جی چاہے اسکو فورا کہا لینا اور اکثر اس سے ضرر بھی پیدا ہوتا ہے بزرگ لوگون نے برسون نفس کو مارا ہے اور جس کہانے یا میوے کی نفس نے آرزو کی ہے اسکو ایک مدت تک اس سے محروم رکہا ہے تاکہ نفس ٹوٹ جاوے اور صبر کی صفت مستحکم ہو اور نفس عقل کی اطاعت کرنے لگے ساری حکمت اخلاق اس آیت مین ہے قد افلح من زکیها جہٹکاری پائی اس شخص نے جس نے نفس کو پاک کیا یعنے نفس کو عقل سلیم اور شرع مستقیم کے تابع کر دیا اور نفس مین دو قوتین ہین ایک بہیمیہ یعنے اکل و شرب اور عمدہ غذا کی خواہش دوسرے سبعیہ یعنے غضب اور انتقام کی خواہش ان دونون قوتون کو مار ڈالنا اور عقل اور شرع کے موافق انہین چلانا یہی تزکیہ نفس اور تحسین اخلاق ہے جب یہ دونو قوتین عقل کی محکوم ہو جاوین اسوقت عقل کو زور دینا اور اوراکات اور علوم اور زہد اور عبادت اور استغراق فی اللہ اور ترک ماسوی اللہ سے پس یہی تصوف اور درویشی ہے **عن** انس بن مالك قال قال رسول الله صلعم ان من السرف ان تاکل کل ما اشتهیت انس سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسراف ہے جو تو جی چاہے وہ کہاوے **باب** النهی عن القاء الطعام کہانا پہینکنے کی ممانعت **عن** عائشة قالت دخل النبی صلعم البیت فرای کسرة ملقاة فاخذها فمسحها ثم اکلها وقال یا عائشة اکرمی کریما فانها ما نفرت عن قوم قط فعادت الیهم حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلعم گہر مین تشریف لائے تو ایک روٹی کا ٹکڑا پڑا دیکہا آپ نے اسکو اوٹہایا اور پونچہا پہر اسکو کہا لیا اور فرمایا اے عائشہ عزت کر عزت والی کی یعنے اللہ کے رزق کی اسکو کیونکہ اللہ کا رزق جب کسی قوم سے پہر گیا تو پہر انکی طرف نہین آتا **ف** بلکہ وہ ہمیشہ مفلس اور محتاج ہی رہتے ہین دوسرے

روایت مین ہے روٹی کی عزت کرو اور عزت اسکی یہ ہے کہ جب روٹی دسترخوان پر رکھی جاوے تو اسکا کھانا شروع کردے اور سالن کا منتظر نہ رہے **باب** التعوذ من الجوع بہوک سے پناہ مانگنا **عن** ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم انی اعوذ بک من الجوع فانہ بئس الضجیع واعوذ بک من الخیانۃ فانھا بئست البطانۃ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا اللہ مین تیری پناہ مانگتا ہون بہوک سے وہ بری ساتھی ہے (انسان کی) اور پناہ مانگتا ہون تیری خیانت (مکر چوری) سے وہ بری اندرونی صفت ہے (بطانہ استر ہے بطانہ کہتے ہین اندر کے کپڑے کو اور ظہارہ اوپر کے کپڑے کو یعنے ابرے کو) **باب** ترک العشاء رات کا کھانا چھوڑ دینا کیسا ہے **ف** لوگون کی عادت ہوتی ہے کہ دنکو دوپہر کیوقت ایکہی بار کھاتے ہین اور رات کا کھانا یعنے عشا بالکل نہین کرتے اس سے آدمی جلد بوڑہا ہو جاتا ہے تہوڑا سا کھانا رات کو بھی کھا لینا قوت قائم رکھتا ہے **عن** جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدعوا العشاء ولو بکف من تمر فان ترکہ یھرم جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عشا کو (یعنے رات کے کھانیکو) مت چھوڑو اگرچہ ایک مٹہی کھجور ہی کی سہی (یعنے تہوڑا ہی سہی) اسلیے کہ اس کا چھوڑ دینا آدمی کو بوڑہا کر دیتا ہے **ف** اسکے اسناد مین تقریب مین سوا ابراہیم بن عبد السلام کے وہ ضعیف ہے اور ترمذی نے اسکو انس سے نکالا اور کہا وہ منکر ہے ہم نہین پہچانتے اسکو مگر اسی طریق سے اور عنبسہ ضعیف ہے اور عبد الملک مجہول ہے اسکے اسناد مین اور ابن جوزی اور شوکانی نے اس حدیث کو موضوعات مین ذکر کیا **باب** الضیافۃ لوگون کی دعوت کرنا **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخیر اسرع الی البیت الذی یغشی من الشفرۃ الی سنام البعیر انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہلائی اس گہر کیطرف جلدی جاویگی جس مین مہمان آتے رہتے ہین چھری سے جو اونٹ کی کوہان کیطرف جاتی ہے **ف** اونٹ مین کوہان کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے لوگ اسی کو جلدی سے کاٹ لیتے ہین تو فرمایا کہ جس گھر مین مسافرون کی مہمانی ہوتی ہو اس مین خیر و برکت اس سے بھی جلد جاویگی جتنی جلد چھری کوہان کیطرف دوڑتی ہے **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخیر اسرع الی البیت الذی یؤکل فیہ من الشفرۃ الی سنام البعیر ابن عباس سے بھی ایسی ہی روایت ہے اس مین یون ہے اس گہر کیطرف جس مین کھانا کھایا جاتا ہے (یعنے مہمان وہان زیادہ آتے ہین) **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من السنۃ ان یخرج الرجل مع ضیفہ

اِلٰی بَابِ الدَّارِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنت ہے آدمی کو اپنے مہمان کے ساتھ جانا گھر کے دروازے تک **ف** یعنے رخصت کے وقت بیہقی نے بہی شعب الایمان مین ابوہریرہ اور ابن عباس سے ایسا ہی نکالا اور کہا اسکی اسناد مین ضعف ہے

باب اِذَا رَاَی الضَّیْفُ مُنْکَرًا رَجَعَ اگر مہمان دعوت کے مکان مین کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو لوٹ آوے بغیر کھانا کھائے ہوئے

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ صَنَعْتُ طَعَامًا فَدَعَوْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ فَرَاٰی تَصَاوِیْرَ فَرَجَعَ جناب حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مینے کھانا طیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی آپ آئے اور گھر مین تصویرین دیکھین تو لوٹ گئے **ف** اکثر علما کا یہی قول ہے کہ جس دعوت مین خلاف شرع باتین ہون جیسے ناچ رنگ وغیرہ یا شراب خواری یا مسکرات اس مین شریک ہونا ضرور نہین اور جب وہان جاکر یہ باتین دیکھے تو لوٹ آوے اور کھانا نہ کھاوے اور اگلے علماء نے کہا ہے کہ اگر اس بات کے دور کرنے پر قادر ہو تو اوسکو دور کرے ورنہ لوٹ آوے اور ہدایہ مین ہے کہ اگر وہ شخص لوگون کا پیشوا نہ ہو تو کچہ قباحت نہین اگر بیٹہ کر کہانا کہالیوے اور اگر پیشوا رہو اور اس بات کو دور نہ کرسکے تو لوٹ آوے کیونکہ وہان بیٹھنے مین دین کی توہین ہوگی اور دوسرے لوگون کو گناہ کرنے کی جرأت پڑیگی یہ جب ہے کہ دعوت مین جانے سے پیشتر ان باتون کی خبر نہ ہو اگر پہلے سے یہ معلوم ہو کہ وہان خلاف شرع کوئی بات ہے تو دعوت قبول کرنا اوسپر ضرور نہین

عَنْ سَفِیْنَۃَ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَجُلًا ضَافَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَصَنَعَ لَہٗ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ لَوْدَعَوْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَکَلَ مَعَنَا فَدَعَوْہُ فَجَآءَ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی عِضَادَتَیِ الْبَابِ فَرَاٰی قِرَامًا فِیْ نَاحِیَۃِ الْبَیْتِ فَرَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ لِعَلِیٍّ فَقُلْ لَہٗ مَآ اَرْجَعَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّہٗ لَیْسَ لِیْ اَنْ اَدْخُلَ بَیْتًا مُزَوَّقًا سفینہ سے روایت ہے ایک شخص نے حضرت علی کی ضیافت کی اور انکے لیے کھانا طیار کیا جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا کاش ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہی بلاتے آپ بہی ہماری ساتھہ کھاتے خیر لوگون نے آپ کو بلایا آپ تشریف لائے آپنے اپنا ہاتہ دروازے کے دونون چوکھٹون پر رکھا اور ایک باریک رنگین پردہ گھر کے کونے مین دیکھا آپ لوٹ گئے حضرت فاطمہ نے فرمایا جناب علی سے دوڑو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو آپ کیون لوٹے یارسول اللہ (حضرت علی گئے اور آپ سے عرض کیا) آپنے فرمایا میری یہ شان نہین کہ ایسے زرق برق آراستہ گھر مین جاؤن **ف** بعضون نے کہا مزوق کے معنے یہ ہین سونا چڑہا ہوا یعنے جس گھر مین طلائی نقری کام ہو چہت یا دیوارون پر یا سنہری روپہلی پردے پڑے ہون مطلب یہ ہے

کہ پیمبر کے لائق اتنی بھی دنیا کی آراستگی نہین ہے گو عوام لوگون کے لیے یہ امر منع نہ ہو عوام کو صرف حرام سے بچنا کافی ہے اور خواص بکروہ اور مباح سے بھی بچتے ہین ایسا نہ ہو کہ حدود سے غفلت ہو جاوے **بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ السَّمْنِ وَاللَّحْمِ** گوشت اور گھی ملا کر کھانا **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ وَهُوَ عَلَى مَائِدَةٍ فَأَوْسَعَ لَهُ عَنْ صَدْرِ الْمَجْلِسِ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ فَلَقِمَ لُقْمَةً ثُمَّ ثَنَّى بِأُخْرَى ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَجِدُ طَعْمَ دَسَمٍ مَا هُوَ بِدَسَمِ اللَّحْمِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي خَرَجْتُ إِلَى السُّوقِ أَطْلُبُ السَّمِينَ لِأَشْتَرِيَهُ فَوَجَدْتُهُ غَالِيًا فَاشْتَرَيْتُ بِدِرْهَمٍ مِنَ الْمَهْزُولِ وَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِدِرْهَمٍ سَمْنًا فَأَرَدْتُ أَنْ يَتَرَدَّدَ عِيَالِي عَظْمًا عَظْمًا فَقَالَ عُمَرُ مَا اجْتَمَعَا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ إِلَّا أَكَلَ أَحَدَهُمَا وَتَصَدَّقَ بِالْآخَرِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ خُذْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَنْ يَجْتَمِعَا عِنْدِي إِلَّا فَعَلْتُ ذٰلِكَ قَالَ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے عمر رض انکے پاس گئے وہ اپنے دسترخوان پر تھے اونھون نے باپ کے لیے جگہ دی مجلس کے صدر مین باپ نے بسم اللہ کہی پھر ہاتھ مارا (کھانے پر) اور ایک لقمہ لیا پھر دوسرا لقمہ لیا پھر کہا کہ مین چکنائی کا مزہ پاتا ہون اور یہ گوشت کی چکنائی نہین ہے عبد اللہ نے عرض کیا ای امیر المومنین مین بازار مین گیا تھا موٹا گوشت خریدنے کو تو مین نے اسکو مہنگا پایا پھر مین نے ایک درم کا دبلا گوشت لیا اور ایک درم کا گھی لیکر اسپر ڈالدیا مینے یہ چاہا کہ میرے سب گھر والون کو ایک ایک ہڈی تو آوے اگر موٹا گوشت لیتا تو وہ مہنگا تھا ایک ایک ہڈی بھی حصہ مین نہ آتی کیونکہ ابن عمر کے بال بچے بہت تھے یہ سنکر حضرت عمر نے کہا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو جب گھی اور گوشت دونون اکٹھا ہوئے تو آپ نے ایک کو کھایا دوسرے کو صدقہ دیا عبد اللہ نے عرض کیا اب تو کھا لیجیے اے امیر المومنین پھر جب گھی اور گوشت دونو مجھکو ملینگے تو مین ایسا ہی کرون گا حضرت عمر نے کہا مین کبھی کھانے والا نہین **بَابُ** مَنْ طَبَخَ فَلْيُكْثِرْ مَاءَهُ جب کوئی گوشت پکاوے تو شوربہ بہت رکھے **عَنْ** أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَمِلْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا وَاغْتَرِفْ لِجِيرَانِكَ مِنْهَا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو سالن پکاوے تو شوربا بہت رکھ اور اپنے ہمسایون کو ایک ایک چمچہ دے **بَابُ** أَكْلِ الثُّومِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ لہسن اور پیاز اور گندنے کا بیان۔ **عَنْ** مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَطِيبًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ

هَذَا الثُّومَ وَهَذَا الْبَصَلَ وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرَّجُلَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوجَدُ رِيحُهُ مِنْهُ فَيُؤْخَذُ بِيَدِهِ حَتَّى يُخْرَجَ بِهِ إِلَى الْبَقِيعِ فَمَنْ كَانَ آكِلَهُمَا لَا بُدَّ فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا معدان بن ابی طلحہ یعمری سے روایت ہے حضرت عمر جمعہ کے دن خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو اللہ کی حمد کی اور تعریف بیان فرمایا اے لوگو تم ان دو درختون کو کھاتے ہو اور مین تو انکو خبیث سمجھتا ہون ایک تو لہسن دوسرے پیاز اور مین نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کہ کسی شخص کے مونہہ سے انکی بو آتی تو اسکا ہاتھ پکڑ کے بقیع کو نکال دیتے اب اگر کوئی انکو کھاوے تو پکا کر انکو مار ڈالے ف یعنی کچا نہ کھاوے چونکہ کچے مین بو بہت ہوتی ہے اور پکانے سے بو کم ہو جاتی ہے ہر چند پیاز اور لہسن حرام نہین ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو برا جانتے تھے اور نہین کھاتے تھے اسوجہ سے کہ آپ پر وحی آتی اور فرشتون کو اسکی بو ناگوار ہوتی اور دوسرے لوگون کے لیے بھی یہ حکم ہے کہ کچا نہ کھاوین اگر کچا کھاوین تو انکو کھا کر مسجد مین نہ جاوین تاکہ دوسرے مسلمانون کو تکلیف نہ ہو عَنْ أُمِّ أَيُّوبَ قَالَتْ صَنَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فِيهِ مِنْ بَعْضِ الْبُقُولِ فَلَمْ يَأْكُلْ وَقَالَ إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُوذِيَ صَاحِبِي ام ایوب سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا طیار کیا اس مین ان سبزیون مین سے کچھ پڑا تھا (یعنی پیاز اور لہسن مین سے) آپنے اسکو نہین کھایا اور فرمایا مین برا جانتا ہون اپنے ساتھی کو ایذا دینا ف فتح الباری مین ہے کہ پیاز اور لہسن اور گندنا حلال ہین لیکن جو کوئی ان کو کھاوے اسکو مسجد مین جانا مکروہ ہے اور فقہانے مولی کو بھی ان کی مثل سمجھا ہے اور جسی ترکاری مین بڑی بو ہو وہ اسکی مثل ہے اور جمہور اسکے قائل ہین کہ کراہت تنزیہی ہے اور ظاہریہ اہلحدیث سے انکی تحریم منقول ہے عَنْ جَابِرٍ أَنَّ نَفَرًا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مِنْهُمْ رِيحَ الْكُرَّاثِ فَقَالَ أَلَمْ أَكُنْ نَهَيْتُكُمْ عَنْ أَكْلِ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الْإِنْسَانُ جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انمین سے گندنے کی بو آتی تھی آپنے فرمایا مینے تمکو منع نہین کیا تھا اس درخت کے کھانے سے بیشک فرشتے ایذا پاتے ہین ان چیزون سے جن سے انسان ایذا پاتا ہے عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِهِ لَا تَأْكُلُوا الْبَصَلَ ثُمَّ قَالَ كَلِمَةً خَفِيَّةً النِّيءَ عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا پیاز مت کھاؤ پھر آہستہ سے فرمایا کچی پیاز **باب** أَكْلِ الْجُبْنِ وَالسَّمْنِ دہی اور گھی کا بیان عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ

قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن السمن والجبن والفراء قال الحلال ما احل الله في كتابه
والحرام ما حرم الله في كتابه وما سكت عنه فهو مما عفى عنه سلمان فارسی سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا گھی اور دہی کو اور جنگلی گدہے کو (یعنے گورخر کو) آپ نے فرمایا حلال وہ ہے جسکو
اللہ تعالی نے حلال کیا اپنی کتاب مین اور حرام وہ ہے جسکو حرام کیا اپنی کتاب مین اور جس سے اللہ تعالے
نے سکوت کیا وہ معاف ہے **ف** یعنے حلال ہے اسکے کہانے مین کچھ مواخذہ نہین ہے کیونکہ حلال صدہا چیزین
ہین ان سب کا بیان کرنا دشوار تھا اسلیے جو چیزین حرام تہین انکو قرآن اور حدیث مین بیان کر دیا اسی
طرح وہ چیزین جو حلال تہین لیکن مشرکین جہالت سے انکو حرام سمجھتے تھے **باب** اكل الثمار میوون کا کہانا

عن النعمان بن بشير قال اهدى للنبي صلى الله عليه وسلم عنب من الطائف فدعاني فقال
خذ هذا العنقود فابلغه امك فاكلته قبل ان ابلغه اياها فلما كان بعد ليال قال لي ما
فعل العنقود هل ابلغته امك قلت لا قال فسماني غدر نعمان بن بشیر سے روایت ہے آنحضرت صلعم
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے طائف کے انگور تحفہ آئے آپ نے مجہے کو بلایا اور فرمایا یہ خوشہ لے اور اپنی مان
کو دے مین نے اسکو کہا لیا ماں کو دینے سے پہلے پھر کئی راتون کے بعد آپ نے مجہ سے پوچہا وہ خوشہ کیا ہوا تو نے
اپنی ماں کو پہونچا دیا مین نے کہا نہین آپ نے میرا نام دغاباز رکہا (مزاح اور محبت سے) **عن** طلحة
قال دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم وبيده سفرجلة فقال دونكها يا طلحة فانها
تجم الفؤاد طلحہ سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ کے ہاتھ مین بہی تھی آپ نے
فرمایا اے طلحہ اسکو لے یہ دلکو راحت دیتی ہے **ف** بہی اور سیب دونو مقوی دل اور رافع خفقان
ہین اور گرم مزاج کے مفید ہین **باب** النهي عن الاكل منبطحا اوندہے ہو کر کہانا منع ہے -

عن سالم عن ابيه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ياكل الرجل وهو منبطح
على وجهه سالم سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ آدمی اوندہے مونہہ ہو کر کہاوے
ف اوندہے ہو کر سونا بہی منع ہے کیونکہ مشابہت ہے دوزخیون کی وہ اوندہے مونہ جہنم مین گہسیٹ
کر ڈالے جاوینگے جیسے قرآن مین ہے

ابواب الاشربة

شرابون کے بیان مین **باب**
الخمر مفتاح كل شر شراب ہر برائی کی کنجی ہے **عن** ابي الدرداء قال اوصاني خليلي صلى
الله عليه وسلم لا تشرب الخمر فانها مفتاح كل شر ابو الدرداء سے روایت ہے مجہکو وصیت کی

میرے جانی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شراب مت پی وہ کل برائیون کی کنجی ہے **ف** آدمی ہر ایک برائی سے عقل
کی وجہ سے بچتا ہے جب عقل ہوتی ہے تو خوف خدا ہوتا ہے شراب پینے سے عقل ہی مین فتور آجاتا ہے پھر خوف خدا
کہان رہا سیکڑون گناہ شرابی سے سرزد ہوتے ہین اسلیے اوسکو ام الخبائث کہتے ہین یعنے سب برائیون کی
جڑ **عَنْ** خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِيَّاكَ وَالْخَمْرَ فَاِنَّ خَطِيْئَتَهَا
تَفَرَّعُ الْخَطَايَا كَمَا اَنَّ شَجَرَتَهَا تَفَرَّعُ الشَّجَرَ خباب بن ارت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا شراب سے بچارہ اسکا گناہ سب گناہون کو گھیر لیتا ہے (یعنے جمع کر لیتا ہے) جیسے انگور کا درخت دوسرے
درخت پر پھیل جاتا ہے **بَابُ** مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْاٰخِرَةِ جو کوئی دنیا مین شراب
پیئے اوسکو آخرت مین شراب نہین ملیگا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا اَنْ يَتُوْبَ ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دنیا مین شراب پیے (بہ شرطیکہ توبہ نہ کرے) اسکو آخرت مین شراب نہ ملیگا
مگر جب توبہ کر لیوے (کیونکہ توبہ کرنے سے آدمی ایسا ہو جاتا ہے جیسے اُسنے وہ گناہ نہین کیا) **عَنْ**
اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي
الْاٰخِرَةِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے **بَابُ** مُدْمِنِ الْخَمْرِ جو کوئی ہمیشہ شراب پیا کرتا ہے
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ كَعَابِدِ وَثَنٍ ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ شراب پینے والا گناہ مین بت پوجنے والے کی مثل
ہے **ف** حالانکہ بت پوجنا شرک ہے اور شرک سب گناہون مین بڑا ہے مگر شراب پینا بھی ایسا بڑا گناہ ہے
کہ ہمیشہ کرنے سے وہ شرک کے مثل ہو جاتا ہے جیسے صغیرہ گناہ ہمیشہ کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے اس مین ڈر ہے شرابیون
کے لیے ایسا نہ ہو انکا خاتمہ برا ہو بعضون نے کہا مدمن خمر سے اسکا بنانیوالا مراد ہے بعضون نے کہا جو کوئی ایسا ہو
کہ جب شراب اسکو ملے پی لے وہ مدمن ہے **عَنْ** اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ ابو الدرداء سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہمیشہ شراب پیتا ہو وہ جنت
مین نجاویگا **ف** یعنی وہ اور مشرک بت پرست برابر ہو بعضون نے کہا مدمن خمر کا خاتمہ ٹھیک نہین ہوتا ضرور وہ
شرک اور کفر مین گرفتار ہو کر مرتا ہے اللہ بچاوے **بَابُ** مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ شرابی کی نماز قبول
نہ ہوگی **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَسَكِرَ لَمْ تُقْبَلْ

لہ صلوۃ اربعین صباحا وان مات دخل النار فان تاب تاب اللہ علیہ وان عاد فشرب فسکر لم
تقبل لہ صلوۃ اربعین صباحا فان مات دخل النار فان تاب تاب اللہ علیہ وان عاد فشرب فسکر
لم تقبل لہ صلوۃ اربعین صباحا فان مات دخل النار فان تاب تاب اللہ علیہ وان عاد کان حقا علی
اللہ ان یسقیہ من ردغۃ الخبال یوم القیامۃ قالوا یا رسول اللہ وما ردغۃ الخبال قال عصارۃ اہل
النار عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شراب پیے اور متوالا
ہو جاوے اسکی نماز چالیس دن تک قبول نہوگی (جب نماز قبول نہ ہوئی تو اور عبادتیں بھی قبول نہ ہونگی) اور اگر ان چالیس دنون
مین) مر جاویگا تو دوزخ مین جاویگا پھر اگر توبہ کرے تو اللہ سبحانہ وتعالی اسکی توبہ قبول کرے گا اور اگر دوبارہ
شراب پیے اور متوالا ہو جاوے تو چالیس دن تک اسکی نماز قبول نہ ہوگی اگر مر جاوے تو دوزخ مین جاوے گا
لیکن اگر توبہ کرے تو اللہ تعالے معاف کر دے گا اور پھر (تیسری بار) شراب پیے تو اللہ تعالی کو ضرور ہوگا اسکو
ردغۃ الخبال پلانا قیامت کے دن لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ردغۃ الخبال کیا ہے آپ نے فرمایا پیپ اور خون
دوزخیون کا **ف** معاذ اللہ شراب پینا اور اتنی پینا کہ آدمی متوالا ہو جاوے کتنا بڑا سخت گناہ ہے توراۃ اور
انجیل مین بھی متوالے کی بہت برائی آئی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تیسرے بار اگر شراب پیے تو توبہ قبول
نہ ہوگی اور ضرور عذاب ہوگا لیکن دوسری حدیثون سے یہ ثابت ہے کہ اگر ستر بار ایک گناہ کرے تب بھی توبہ
قبول ہوگی پس یا اس حدیث مین شراب کے سوا دوسرے گناہ مراد ہونگے یا یہ حدیث بطور تہدید اور تخویف کے ہوگی
تاکہ لوگ شراب پینے سے پرہیز کرین **باب** ما یکون منہ الخمر شراب کاہے سے بنتی ہے **عن** ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخمر من ہاتین الشجرتین النخلۃ والعنبۃ ابو ہریرہ رضی
اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شراب ان دونون درختون سے ہوتی ہے اور اشارہ
کیا آپ نے کھجور اور انگور کی طرف **عن** النعمان بن بشیر یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان من الحنطۃ خمرا ومن الشعیر خمرا ومن الزبیب خمرا ومن التمر خمرا ومن العسل خمرا نعمان
بن بشیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گیہوں کی شراب ہوتی ہے اور جو سے شراب ہوتی ہے
اور انگور سے شراب ہوتی ہے اور کھجور سے شراب ہوتی ہے اور شہد سے شراب ہوتی ہے **ف** اہل حدیث اور
شافعی اور احمد اور جمہور علما کا یہی قول ہے کہ خمر یعنی شراب ہر چیز سے بن سکتی ہے اور خمر اسکا نام ہے جس چیز
نشہ ہو انگور کا ہو یا کھجور کا یا جو کا یا جوار کا یا گیہون کا یا شہد کا یا انجیر کا یا سیب کا پھر جس شراب مین نشہ ہو

وہ حرام ہے قلیل ہو یا کثیر اور بہت احادیث صحیحہ اس مذہب کی تائید میں ہیں مسلم کی روایت میں ہے کہ ہر مسکر یعنے نشہ لانیوالا خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے اور جسوقت خمر کی حرمت اتری اسوقت وہ پانچ چیزون سے بنتا تھا انگور اور کھجور اور گیہون اور جو اور شہد سے اور خمر وہی ہے جو عقل کو چھپا لیوے اور ایک روایت میں ہے کہ جب خمر کی حرمت اتری اسوقت انگور کا تو شراب بالکل کم تھا اور اکثر شراب ہمارا گدر اور کھجور خشک کا تھا حاصل یہ ہے کہ اس زمانہ میں یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جو شراب انگور کے سوا اور چیزون سے بنایا جاوے اسکا اسقدر پینا درست ہے جس سے نشہ نہ ہو اگرچہ کچھ لوگ صحابہ اور تابعین میں سے جنکو شروع زمانہ میں حدیثین نہین پہونچین تھین اسکے قائل تھے لیکن وہ معذور تھے اب جب حدیثین مشہور ہوگئین تو کسیکو اسکے خلاف کہنا درست نہین رہا اور باطل ہوگیا وہ قول جو ابو حنیفہ رح سے منقول ہے کہ شراب خاص ہے انگور سے اور انگور کے سوا اور شرابون کا اتنا پینا درست ہے جس سے نشہ نہ ہو اور امام محمد نے ابو حنیفہ کے اس قول کی مخالفت کی جب انکو حدیثین پہونچین اور فقہائے حنفیہ نے بھی امام محمد کے قول پر فتوی دیا ہے **باب** لُعِنَتِ الْخَمْرُ عَلٰی عَشَرَۃِ اَوْجُہٍ شراب مین دس طرح پر لعنت آئی ہے **عن** ابْنِ عُمَرَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لُعِنَتِ الْخَمْرُ عَلٰی عَشَرَۃِ اَوْجُہٍ بِعَیْنِھَا وَعَاصِرِھَا وَمُعْتَصِرِھَا وَبَائِعِھَا وَمُبْتَاعِھَا وَحَامِلِھَا وَالْمَحْمُوْلَۃِ اِلَیْہِ وَاٰکِلِ ثَمَنِھَا وَشَارِبِھَا وَسَاقِیْھَا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خمر مین دس طرح پر لعنت ہوئی ہے ایک تو خود خمر یعنے شراب پر وہ ملعون ہے دوسرے اسکے نچوڑنے والے پر تیسرے نچڑوانے والے پر چوتھے بیچنے والے پر پانچوین خریدنیوالے پر چھٹے اسکے اٹھانیوالے پر ساتوین جسکے لیے اوٹھایا جاوے آٹھوین اسکی قیمت کھانیوالے پر نوین اسکے پینے والے پر دسوین اسکے پلانیوالے پر **عن** اَنَسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَمْرِ عَشَرَۃً عَاصِرَھَا وَمُعْتَصِرَھَا وَالْمَعْصُوْرَۃَ لَہٗ وَحَامِلَھَا وَالْمَحْمُوْلَۃَ لَہٗ وَبَائِعَھَا وَالْمَبِیْوْعَۃَ لَہٗ وَسَاقِیَھَا وَالْمُسْتَقَاۃَ لَہٗ حَتّٰی عَشَرَۃً مِنْ ھٰذَا الضَّرْبِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی شراب مین اسکے نچوڑنے والے پر اور نچڑانیوالے پر اور جس کے لیے نچوڑا جاوے اور جو اوٹھاوے (لیجاوے) اور جسکے لیے اوٹھایا جاوے اور بیچنے والے پر اور جسکے لیے بیچا جاوے اور پلانیوالے پر اور جسکے لیے پلایا جاوے یہانتک کہ دس آدمی اسیطرح بیان کیے **باب** التِّجَارَۃِ فِی الْخَمْرِ شراب کی سوداگری کا بیان **عن** عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰیَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ فِی الرِّبَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ فَحَرَّمَ التِّجَارَۃَ فِی الْخَمْرِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے جب سورہ بقر کی اخیر آیتیں اتریں سود کے باب میں تو آپ باہر نکلے اور آپنے شراب کی سوداگری حرام کی **عن** ابن عباس قال بلغ عمر ان سمرة باع خمرا فقال قاتل الله سمرة الم یعلم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعن الله الیهود حرمت علیهم الشحوم فجملوها فباعوها ابن عباس سے روایت ہے حضرت عمر کو خبر پہونچی کہ سمرہ نے شراب بیچا تو انہوں نے کہا اللہ تباہ کرے سمرہ کو کیا اسکو یہ معلوم نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کی اللہ نے یہود پر انپر چربی حرام ہوئی تو انہوں نے اسکو گلایا اور بیچا **ف** اور بیچکر اسکی قیمت کہائی معلوم ہوا کہ جیسے شراب حرام ہے ویسے ہی اسکی قیمت لینا اور سوداگری کرنا بہی حرام ہے افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ میں بعضے مسلمان تاجر اپنی دوکانوں میں شراب بہی رکھتے ہیں اور خیال رکھتے ہیں کہ شراب کے بیچنے میں اتنا گناہ نہیں ہے جیسے اسکے پینے میں حالانکہ حدیث کے روسے یہ سب برابر ہیں اور سب پر لعنت آئی ہے اور شراب کا پیسا حرام ہے اسکا کہانا اور کہلانا دونوں جائز نہیں اسیطرح سود کا پیسہ اور جو سوداگر شراب اور سود کا بیوپار کرتا ہو اسکی دعوت میں جانا تقوی کے خلاف ہے

باب الخمر یسمونها بغیر اسمها اخیر زمانہ میں لوگ شراب کے دوسرے نام رکہکر اسکو پئیں گے

عن ابی امامة الباهلی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تذهب اللیالی والایام حتی تشرب فیها طائفة من امتی الخمر یسمونها بغیر اسمها ابو امامہ باہلی سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن نہیں گذرینگے (یعنے تمام نہیں ہونگے) یہانتک کہ میری امت میں سے بعض لوگ شراب پئیں گے اسکا نام بدلکر **ف** جیسے کوئی شربت مفرح کہیگا کوئی عرق النشاط کوئی شراب الصالحین نام بدلنے سے کیا ہوتا ہے جو چیز حرام ہے وہ ہر طرح حرام ہے **عن** عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیشربن ناس من امتی الخمر باسم یسمونها ایاہ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اسکا کچھ اور نام رکہکر

باب کل مسکر حرام ہر مسکر حرام ہے -

عن عائشة تبلغ به النبی صلی الله علیه وسلم قال کل شراب اسکر فهو حرام ام المومنین جناب عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شراب جو نشہ کرے وہ حرام ہے **عن** ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل مسکر حرام ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسکر (نشہ کرنیوالا) حرام ہے **عن** ابن مسعود ان رسول الله صلی الله علیه و

سلم قال کل مسکر حرام قال ابن ماجۃ ھذا حدیث المصریین ابو مسعود سے بھی ایسی ہی روایت ہے ابن
ماجہ نے کہا یہ حدیث مصر والوں نے روایت کی ہے **عن** معاویۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم یقول کل مسکر حرام علی کل مؤمن وھذا حدیث الرقیین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے انہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ہر مسکر حرام ہے ہر مومن پر ابن ماجہ نے کہا یہ حدیث رقہ
والوں کی ہے رقہ ایک شہر ہے دریائے فرات پر بغداد کے قریب **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کل مسکر خمر وکل خمر حرام ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو ائمہ ستہ یعنی چھوں صحاح والوں
نے اسی لفظ سے روایت کیا ہے تو یہ صحیح کے اعلی درجہ میں ہے اور صاحب ہدایہ نے مذہبی تعصب سے اس حدیث میں
کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ یحیی بن معین نے اس حدیث کو ضعیف کیا حالانکہ یحیی بن معین کا یہ قول کہیں نہیں ملتا
اور معلوم نہیں ہوتا کہ صاحب ہدایہ کو یہ قول کیونکر ملا اگر بالفرض یحیی بن معین نے یہ کہا بھی ہو تو ان کا ایک قول
حدیث کو ضعیف نہیں کر سکتا جب تمام ائمہ حدیث جیسے بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہم نے اسکو صحیح مانا ہو
اور صاحب ہدایہ سے تعجب ہوتا ہے کہ اپنے مذہب کی تائید میں تو احادیث منکرہ اور ضعیفہ بلکہ موضوعہ سے بھی
استدلال کرتے ہیں اور اپنے مخالف صحیح حدیثوں کو بھی نہیں مانتے وھذا ھو الداء العضال الذی اھلک کثیرا
من الفقہاء نعوذ باللہ منہ **عن** ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ کل مسکر حرام ابو موسی
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسکر حرام ہے **باب** ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام
جس شراب کا کثیر یعنے بہت مقدار نشہ پیدا کرے تو اسکا قلیل (یعنے ایک گھونٹ یا ایک قطرہ) بھی حرام ہے۔
عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر حرام وما اسکر کثیرہ
فقلیلہ حرام عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسکر حرام
ہے اور جسکا کثیر یعنے بہت نشہ کرے اسکا قلیل یعنے تھوڑا بھی حرام ہے **عن** جابر بن عبد اللہ ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا کثیر نشہ کرے اسکا قلیل بھی حرام ہے **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے بھی
ایسی ہی روایت ہے **ف** جناب مولانا شاہ عبد الغنی صاحب مجددی افاض اللہ علینا من انوارہ انجاح

مین فرماتے ہین کہ حنفی مذہب مین یہ ثابت ہو کہ اجماع متاخر خلاف متقدم کو اوٹھا دیتا ہے اور اس مین کچھ شک نہین کہ ابوحنیفہ کے بعد اسپر اجماع ہو گیا کہ تمام مسکرات مطلقاً حرام ہین درمختار مین ہے کہ اسیپر فتوی ہے اور شرح وہبانیہ مین ہے کہ یہی مروی ہے کل علما سے اور بزازیہ مین ہو کہ امام محمد نے کہا جسکا کثیر مسکر ہو اسکا قلیل حرام ہے اور نجس بھی ہو اور اگر اسکے پینے سے متوالا ہو جاوے تو اسکو حد بھی لگائی جاویگی اور یہی قول ہے مالک اور شافعی اور احمد وغیرہم کا کہ جس شراب مین نشہ ہو وہ مطلقاً حرام ہے قلیل اور کثیر اور اکثر حنفیہ نے بھی اسیکے موافق فتوی دیا ہے انتہے مختصراً **باب النھی عن الخلیطین** خلیطین کی ممانعت **ف** خلیط یہ ہے کہ کھجور اور انگور کو ملا کر پکاوین یا کچی اور پکی کھجور کو ملا کر بھگو یا جاوے پھر اسکا شربت پئین جسکو نبیذ کہتے ہین نبیذ حلال ہے باتفاق علما بشرطیکہ اس مین نشہ نہ ہو اور شربت کیطرح میٹھا ہو لیکن خلیط سے منع کیا اس خیال سے کہ اس مین جلدی نشہ پیدا ہو جاتا ہوگا اور امام احمد اور مالک کا یہی قول ہے کہ خلیط حرام ہے اگرچہ اس مین نشہ نہ پیدا ہو ظاہر حدیث کی رو سے اور اکثر علما نے یہ کہا کہ اگر اس مین تیزی یا سکر پیدا ہو جاوے تو وہ حرام ہے ورنہ حرام نہین نووی نے کہا جمہور کا یہ قول ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے اور تحریمی نہین اور حرام جب ہی ہوگا کہ اس مین نشہ پیدا ہو جاوے لیکن دررہیہ مین اہلحدیث کا مذہب احمد اور مالک کے موافق قرار دیا ہے اور نسائی اور احمد نے انس سے نکالا کہ منع کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو چیزون کا ملا کر نبیذ بنانے سے اسکے راوی ثقہ ہین (روضہ) **عن** جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان ینبذ التمر والزبیب جمیعا ونھی ان ینبذ البسر والرطب جمیعا قال اللیث بن سعد حدثنی عطاء بن ابی رباح المکی عن جابر بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا انگور اور کھجور کا ملا کر نبیذ بنانے سے اور منع کیا گدر اور خشک کھجور کا ملا کر نبیذ بنانے سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عطا بن ابی رباح نے حدیث روایت کی جابر بن عبد اللہ سے انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور مسلم نے ابوقتادہ اور ابوسعید اور ابوہریرہ سے بھی ایسی ہی روایت کی (روضہ) **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنبذوا التمر والبسر جمیعا وانبذوا کل واحد منھما علی حدتہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خشک کھجور اور گدر کھجور کا ملا کر نبیذ مت بناؤ اور ہر ایک کا الگ الگ بناؤ **عن** ابی قتادۃ انہ سمع رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم یقول لا تجمعوا بین الرطب والزھو ولا بین الزبیب والتمر وانبذوا کل واحد منھما علی حدتہ

ابو قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پکی اور کچی کھجور کو مت ملاؤ اسیطرح انگور اور کھجور کو بلکہ ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بناؤ **باب** صفۃ النبیذ وشربہ نبیذ کی ترکیب اور پینے کا بیان **عن** عائشۃ قالت کنا ننبذ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سقاء فناخذ قبضۃ من تمر او قبضۃ من زبیب فنطرحھا فیہ ثم نصب علیہ الماء فننبذہ غدوۃ فیشربہ عشیۃ وننبذہ عشیۃ فیشربہ غدوۃ وقال ابو معاویۃ نھارا فیشربہ لیلا او لیلا فیشربہ نھارا

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشک میں نبیذ بناتے تو ہم ایک مٹھی کھجور کی لیتے یا ایک مٹھی انگور کی اور اسکو مشک میں ڈالدیتے اور اوپر سے پانی ڈالدیتے مثلاً صبح کو بھگوتے تو آپ اسکو شام کو پیتے اور شام کو بھگوتے تو آپ اسکو صبح کو پیتے۔ ابو معاویہ نے اپنی روایت میں یوں کہا دن کو بھگوتے تو آپ رات کو اسکو پیتے اور رات کو بھگوتے تو آپ دن کو اسکو پیتے **ف** نبیذ یعنے شربت انگور یا کھجور کا یا اور کسی میوے کا پینا درست ہے بشرطیکہ اس میں جوش نہ پیدا ہو ابوہریرہ کی حدیث میں ہے جو آگے آویگی کہ نبیذ میں جوش آگیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو دیوار پر مار یہ تو وہ پیے گا جو اللہ تعالے اور پچھلے دن پر ایمان نہ رکھتا ہو اسکو ابوداؤد اور نسائی نے بھی نکالا اور امام احمد نے ابن عمر سے نکالا کہ نبیذ کو پی جب تک شیطان اسکو نہ لیوے کہا گیا کتنے دن میں اسکو شیطان لیتا ہے انہوں نے کہا تین دن میں (روضہ) **عن** ابن عباس قال کان ینبذ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیشربہ یومہ ذلک والغد والیوم الثالث فان بقی منہ شیء اھراقہ او امر بہ فاھریق ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نبیذ بھگویا جاتا تو آپ اسکو پیتے اس دن اور دوسرے دن اور تیسرے دن پھر اگر اس میں سے کچھ بچ رہتا تو اسکو خود بہا دیتے یا کسیکو حکم دیتے وہ بہا دیتا **عن** جابر ابن عبد اللہ قال کان ینبذ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تور من حجارۃ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک پتھر کے پیالے میں نبیذ بھگویا جاتا **باب** النھی عن نبیذ الاوعیۃ شراب کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت **ف** اوائل اسلام میں جب شراب کی حرمت ہوئی تو آپنے ان برتنوں میں شراب بنا کرتا تھا نبیذ کے بنانیسے بھی ممانعت کردی تاکہ لوگوں کو بالکل شراب کا خیال بھی نہ آوے اسکے بعد جب شراب کی حرمت دلوں میں جم گئی تو آپنے ہر ایک برتن

مین نبیذ بنانا جائز کر دیا پس اس باب کی حدیثین منسوخ ہین اسکے بعد کے باب کی حدیثون سے اور یہی قول ہے ابوحنیفہ
اور شافعی اور جمہور علما اور اہلحدیث کا بریدہ کی حدیث مین جو صحیح مسلم مین ہے تصریح ہے اس نسخ کی اور بعض لوگون
کا یہ قول ہے کہ یہ ممانعت باقی ہے منسوخ نہین ہوئی اور یہی مذہب ہے مالک اور احمد کا (روضہ) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّنْبَذَ فِی النَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمَةِ وَقَالَ كُلُّ
مُسْكِرٍ حَرَامٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا چوبین اور لاکھی برتن مین اور
کدو کے تونبے مین اور سبز روغنی برتن مین نبیذ بنانے سے اور فرمایا کہ ہر ایک مسکر حرام ہے **ف** ان برتنون مین نشہ آ
جاتا ہے تو منع کیا انہین نبیذ بنانے سے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ نبیذ تیز نہ ہو جاوے اور کوئی اسکو پی لے یا شراب
پینے کی رغبت پیدا ہو ان برتنون کو دیکھکر عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّنْبَذَ
فِی الْمُزَفَّتِ وَالْقَرْعِ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاکھی اور تونبے مین نبیذ
بنانے سے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ فِی الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ
وَالنَّقِیْرِ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سبز روغنی برتن مین اور
تونبے مین اور چوبین (لکڑی کے) برتن مین پینے سے عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ عبدالرحمن بن معمر سے روایت ہے منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو
کے تونبے اور سبز روغنی برتن سے **بَابُ مَا رُخِّصَ فِیْهِ مِنْ ذٰلِكَ** ان برتنون مین نبیذ بنانے کی اجازت عَنْ
بُرَیْدَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَیْتُكُمْ عَنِ الْاَوْعِیَةِ فَانْتَبِذُوْا فِیْهِ وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ
مُسْكِرٍ بریدہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مینے تمکو منع کیا تھا برتنون سے اب اُن مین نبیذ بناؤ
لیکن ہر مسکر سے بچے رہو عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ كُنْتُ نَهَیْتُكُمْ عَنْ
نَبِیْذِ الْاَوْعِیَةِ اَلَا وَاِنَّ وِعَاءً لَا یُحَرِّمُ شَیْئًا كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ابن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مینے تمکو منع کیا تھا برتنون مین نبیذ بنانے سے اب یہ بات جان رکھو کہ برتن کسی چیز کو حرام
نہین کرتا البتہ ہر ایک مسکر حرام ہے **بَابُ نَبِیْذِ الْجَرِّ** مٹی کے گھڑے مین جو روغنی ہو نبیذ بنانیکی ممانعت
عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَعْجِزُ اِحْدَاكُنَّ اَنْ تَتَّخِذَ كُلَّ عَامٍ مِنْ جِلْدِ اُضْحِیَّتِهَا سِقَاءً ثُمَّ قَالَتْ
نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّنْبَذَ فِی الْجَرِّ وَفِی كَذَا وَفِی كَذَا اِلَّا الْخَلَّ ام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُنہون نے کہا کیا تم مین سے کوئی عورت یہ نہین کر سکتی کہ ہر سال

اپنی قربانی کی کھال میں سے ایک مشک بنا لیا کرے پھر انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مٹی کے گھڑے میں نبیذ بنانے سے اور ایسے برتن میں ایسے برتن میں البتہ سرکہ ان میں بنا سکتے ہیں **ف** کیونکہ سرکہ میں نشہ کا ڈر نہیں اور وہ ضد ہے شراب کی بعض روایتوں میں ہے کیا میں شراب کا سرکہ بنا لوں آپ نے فرمایا نہیں اسکو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے انس سے نکالا اور ان تینوں نے انس سے نکالا کہ ابوطلحہ نے آنحضرت سے پوچھا کہ چند یتیموں کو شراب ترکہ میں ملا ہے آپ نے فرمایا اسکو بہا دے ابوطلحہ نے کہا ہم اسکا سرکہ نہ بنالیں آپ نے فرمایا نہیں منذری نے کہا اسکو مسلم نے نکالا اور احمد نے ابوسعید سے ایسا ہی نکالا ابن قیم نے کہا اس باب میں ابو الزبیر اور جابر سے مروی ہے اور حضرت عمر سے بھی ایسا ہی صحیح ہوا اور کسی صحابی سے اسکے خلاف ہم نہیں جانتے اور ہمیشہ اہل مدینہ اسکا انکار کرتے رہے کہ شراب کا سرکہ بنایا جاوے قتیبہ نے کہا میں مدینہ میں آیا امام مالک کے زمانہ میں اور ایک قاضی کے پاس گیا اُس سے پوچھا تیرے پاس شراب کا سرکہ ہے اُس نے کہا واہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں تو شراب کا سرکہ ڈھونڈھتا ہے پھر میں امام مالک کے مرنیکے بعد مدینہ میں گیا اور شراب کے سرکے کا ذکر کیا تو کسی نے اسکو برا نہیں کہا غرض شراب کا سرکہ بنانا درست نہیں اہلحدیث اور مالک اور احمد کے نزدیک البتہ اگر خود بخود سرکہ ہو جاوے تو اسکا استعمال درست ہے اور امام ابوحنیفہ نے برخلاف ان تمام احادیث کے یہ اختیار کیا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا درست ہے اور سرکہ بنا دینے سے شراب پاک ہو جاویگا حنفیوں کے نزدیک اور اہلحدیث کے نزدیک شراب حرام ہے لیکن نجس نہیں ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّنْبَذَ فِی الْجِرَارِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مٹی کے روغنی برتنوں میں نبیذ بنانے سے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَبِیْذِ جَرٍّ یَنِشُّ فَقَالَ اضْرِبْ بِهٰذَا الْحَائِطَ فَاِنَّ هٰذَا شَرَابُ مَنْ لَّا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مٹی کے گھڑے میں نبیذ لائے جو جوش مار رہا تھا (یعنی پھین اس میں نکل رہا تھا) آپنے فرمایا اسکو دیوار پر مار دو سکو وہ پیے گا جو ایمان نرکھتا ہو اللہ پر اور قیامت پر

بَابُ تَخْمِیْرِ الْاِنَاءِ برتن کو ڈھانپ دینا چاہیے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ غَطُّوا الْاِنَاءَ وَاَوْكُوا السِّقَاءَ وَاَطْفِئُوا السِّرَاجَ وَاَغْلِقُوا الْبَابَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَحُلُّ سِقَاءً وَلَا یَفْتَحُ بَابًا وَلَا یَكْشِفُ اِنَاءً فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا اَنْ یَّعْرُضَ عَلٰی اِنَائِهٖ عُوْدًا وَیَذْكُرُ اسْمَ اللّٰهِ فَلْیَفْعَلْ فَاِنَّ الْفُوَیْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلٰی اَهْلِ الْبَیْتِ بَیْتَهُمْ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلے

نے فرمایا برتن کو ڈھانپ دو اور مشک میں ڈاٹ لگا دو اور چراغ کو بجھا دو اور دروازے کو بند کر دو (سوتے وقت) اسلیے کہ شیطان مشک کو نہیں کھولتا (جو بند ہی ہوئی ہو) نہ دروازہ کھولتا ہے (جو بند ہو) نہ برتن کو کھولتا ہے (جو ڈھنپا ہو) پہر اگر تم میں سے کوئی برتن نہ پاوے (ڈھانپنے کے لیے) مگر ایک لکڑی اوسکو ملے تو اسی کو آڑا کرکے اپنے برتن پر رکھدے اور بسم اللہ کہے اور چوہیا لوگون کے گھر جلا دیتی ہے **ف** چراغ کی بتی ہونہہ میں پکڑ کر لیجاتی ہے اس سے آگ لگ جاتی ہے تو سوتے وقت چراغ بجھا دینا لازم ہے اور بعض علما نے کہا ہے کہ پانی کا برتن ڈھنپا رہنے میں ایک تو شیطان سے حفاظت ہے دوسرے وبا سے حفاظت ہے جو سال بہر میں ایک رات میں آسمان سے اترتی ہے اور کھلے برتن میں سما جاتی ہے تیسرے نجاستون سے حفاظت ہے چوتہی کیڑون سے حفاظت ہے اور کبھی پانی میں کیڑا ہوتا ہے اور آدمی غفلت میں پی جاتا ہے اور ضرر اٹھاتا ہے اسلیے برتن ڈہانپنا بہت ضرور ہے دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے جب رات کا ایک حصہ گذر جاوے تو اپنے بچون کو روک رکھو غرض اس حدیث میں دین اور دنیا دونون کے فائدے جمع ہیں **مترجم** کہتا ہے مجھکو سوتے وقت چراغ بجہانے کی ایسی عادت ہوگئی ہے کہ اگر چراغ جلتا رہے تو ساری رات نیند نہیں آتی **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ وَإِيكَاءِ السِّقَاءِ وَإِكْفَاءِ الْإِنَاءِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہمکو برتن ڈہانپ دینے کا اور مشک میں ڈاٹ لگا دینے کا اور برتن کو اولٹ کر رکھدینے کا (جیسے بدہنا وغیرہ تاکہ نجس کیڑے وغیرہ اسکے اندر ہونہہ نہ ڈالیں) **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَضَعُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ آنِيَةٍ مِنَ اللَّيْلِ مُخَمَّرَةً إِنَاءً لِطَهُورِهِ وَإِنَاءً لِسِوَاكِهِ وَإِنَاءً لِشَرَابِهِ حضرت عائشہ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رات کو تین برتن رکھتی تینون ڈہانپ کر ایک برتن تو آپ کے استنجا کے لیے دوسرا مسواک کے لیے (یعنے وضو کے لیے) تیسرا پینے کے لیے **باب** الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ چاندی کے برتن میں پینا **ف** چاندی اور سونیکے برتن میں کہانا اور پینا حرام ہے مرد اور عورت دونون کے لیے اسیطرح اسمین تیل ڈالنا یا سرمہ لگانا منع ہے اور برابر ہے کہ برتن چھوٹا ہو یا بڑا اور جیسا ان برتنون کا استعمال منع ہے ویسا ہی انکا بنانا بھی منع ہے اور اگر کسیکے سامنے چاندی یا سونیکے برتن میں کہانا رکھا جاوے اور وہ اوسکو دور نہ کر سکے تو اس برتن میں سے کہانا نکالکر دوسرے برتن میں رکھکر کہاوے یا روٹی پر کہانا رکھکر کہاوے یا بائین ہاتھ پر اسیطرح اگر سرمہ دانی چاندی یا سونیکی ہو تو سرمہ اورکہیں اونڈیل کر اس میں سے لگاوے (روضہ) **عن** أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ اِنَّ الَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اِنَاءِ الْفِضَّۃِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ غٹ غٹ اتارتا ہے **ف** نووی نے کہا اجماع ہے چاندی اور سونے کے برتن میں کھانا اور پینا دونوں حرام ہونے پر اور اس میں کسیکا خلاف نہیں لیکن شافعی کا قول قدیم اور امام داود ظاہری کا یہ قول ہے کہ چاندی اور سونے کی برتن میں صرف پینا حرام ہے لیکن کھانا حرام نہیں ہے کیونکہ حدیث میں صرف پینے کا لفظ ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہر طرحکا استعمال حرام ہے **مترجم** کہتا ہے در رمین اہلحدیث کا یہ مذہب قائم کیا ہے کہ چاندی اور سونیکے برتن میں کھانا اور پانی حرام ہے اور دوسری استعمال جیسے تیل لگانا یا سرمہ لگانا یا ان میں تھوکنا یا نہانا یا ہاتھ پاؤں دھونا ان کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے سوا قیاس کے اور نووی نے امام داود کے مذہب کو باطل کہا کیونکہ دوسری حدیث میں کھانیکا لفظ بھی موجود ہے اسکے سوا یہ کہہ سکتے ہیں کہ کھانا اور پینا ایک ہی قبیل سے ہیں اور ایسے قیاس جلی کا انکار ٹھیک نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہلحدیث نے صرف کھانے اور پینے کو ان میں حرام رکھا صحیحین میں حذیفہ کی روایت میں ہے مت کھاؤ چاندی اور سونے کی رکابیوں میں اور ایک روایت میں مسلم کے یوں ہے جو کوئی کھاتا ہے یا پیتا ہے سونے یا چاندی کے برتن میں **عَنْ** حُذَیْفَۃَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَۃِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَقَالَ ھِیَ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَھِیَ لَکُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ حذیفہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سونے اور چاندی کے برتن میں پینے سے اور فرمایا یہ انکے لیے ہیں یعنے کافروں کے لیے دنیا میں اور تمہارے لیے آخرت میں ہیں **عَنْ** عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ فِیْ اِنَاءٍ فِضَّۃٍ فَکَاَنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چاندی کے برتن میں پیا وہ گویا غٹ غٹ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ اتارتا ہے

بَابُ الشُّرْبِ بِثَلٰثَۃِ اَنْفَاسٍ تین سانس میں پانی پینا

عَنْ اَنَسٍ اَنَّہٗ کَانَ یَتَنَفَّسُ فِی الْاِنَاءِ ثَلٰثًا وَزَعَمَ اَنَسٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَنَفَّسُ فِی الْاِنَاءِ ثَلٰثًا انس سے روایت ہے وہ پانی تین سانسوں میں پیتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے **ف** تین سانسوں میں پانی پینا مستحب ہے مگر ضرور ہے کہ جب سانس لیوے تو برتن کو اپنے مونھ سے علاحدہ کرے اور دوسری حدیث میں جو برتن میں سانس لینے سے منع کیا ہے اسکا یہی مطلب ہے کہ برتن منھ سے لگا ہو اور سانس لیوے

یہ مکروہ ہے کس لیے کہ پانی ناک مین چڑھ جانے کا ڈر ہے **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شرب تنفس فیہ مرتین ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا اور پینے مین دو سانسین
لین **ف** یہ اگلی حدیث کے خلاف نہین ہے جس مین تین سانسون مین پینا مذکور ہے کیونکہ اس مین اس سانس کا حساب
نہین کیا جو پانی پینا شروع کرنے سے پہلی جاتی ہے اس سانس کو اگر ملا لو تو تین سانسین ہو جاتی ہین اور پانی
پینے مین دو ہی سانسین لیجاتی ہین اور بعضون نے کہا یہ بیان جواز کے لیے ہے اور غرض یہ ہے کہ ایک سانس
مین کل پانی نہ چڑھا جاوے جیسے بے تمیز لوگ کرتے ہین کم سے کم دو سانس مین پیے اور تین مین پیا اور بہتر ہے
کیونکہ یہ طاق عدد ہے اور آپ طاق کی رعایت پسند کرتے تھے اور اکثر روایتون مین آپ سے تین ہی سانسون
مین پینا منقول ہے بعض بزرگون نے لکھا ہے کہ پانی پیتے مین پہلے سانس مین بسم اللہ کہے دوسرے مین الرحمن
تیسرے مین الرحیم **باب** الشرب من فی السقاء مشک کے مونہ سے پانی پینا کیسا ہے **عن** ابی ھریرۃ
قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشرب من فی السقاء ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کے مونہ سے پانی پینے سے منع کیا **ف** وجہ ممانعت کی ظاہر
ہے کہ پانی اس صورت مین نظر نہین آتا اور احتمال ہے کہ پانی مین کوڑا یا کیڑا ہو اور وہ پی جاوے دوسرے
یہ کہ مشک مین بو ہو جانیکا خیال ہے مونہ لگا کر تیسرے یہ کہ پانی گرنے کا اندیشہ ہے اور یہ نہی تنزیہی ہے
اکثر علما کے نزدیک انجاح **عن** ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان یشرب
من فم السقاء ابن عباس سے بھی ایسے ہی مروی ہے **باب** اختناث الاسقیۃ مشکون کا مونہ
اولٹ کر پانی پینا **عن** ابی سعید الخدری قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اختناث
الاسقیۃ ان یشرب من افواھھا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے منع کیا مشک کا مونہ اولٹ کر اوسکی مونہ سے پانی پینے سے **عن** ابن عباس قال نھی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اختناث الاسقیۃ وان رجلا بعد ما نھی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عن ذلک قام من اللیل الی سقاء فاختنثہ فخرجت علیہ منہ حیۃ ابن عباس سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مشک کا مونہ اولٹ کر اسکے مونہ سے پینے کو اور ایک شخص نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ممانعت کے بعد رات کو اوٹھکر مشک کے مونہ سے پانی پینا چاہا اس میں سے
ایک سانپ نکلا **ف** گویا اسکو تنبیہ ہوئی کہ حدیث کا خلاف کرنے سے ایسی آفتین آتی ہین آیندہ

کے لیے اوسنے توبہ کی ہوگی غرض آنحضرت کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہین ہے اور مسلمان کو آپکے ہر ایک حکم پر جان دینا چاہیے
باب الشرب قائما کھڑے ہوکر پانی پینا کیا ہے **عن** ابن عباس قال سقیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من زمزم فشرب قائما فذکرت ذلک لعکرمۃ فحلف باللہ ما فعل شعبی نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے زمزم سے پانی پلایا آپنے کھڑے رہکر پیا شعبی نے کہا مین نے
یہ حدیث عکرمہ سے بیان کی اونہون نے اللہ کی قسم کھائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہین کیا **ف** یعنی
کھڑے ہوکر پانی نہین پیا یہ عکرمہ نے اپنے گمان کے موافق قسم کھائی ورنہ مشہور روایتون سے یہ ثابت ہے کہ آپنے
زمزم کا پانی کھڑے ہی رہکر پیا اور علما نے کہا ہے کہ زمزم کا پانی اور وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے رہکر پینا مستحب ہے
اور باقی کل پانی بیٹھکر پینا چاہیے اور احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو زمزم کا پانی کھڑے رہکر پیا
یہ عذر کیوجہ سے ہو کہ وہان بیٹھنے کی جگہہ آپنے نہ پائی ہو ہجوم کیوجہ سے اور بعضون نے کہا کہ کھڑے رہکر پانی پینا
پہلے منع تہا پھر اسکی ممانعت منسوخ ہوگئی اور بعضون نے کہا پہلے جائز تہا پھر منع ہوا جابر سے ایسا ہی مروی ہے
غرض بہتر یہی ہے کہ بیٹھکر پانی پیے مگر جب ضرورت ہو تو کھڑے ہوکر بھی پی سکتا ہے **عن** کبشۃ الانصاریۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیہا وعندہا قربۃ معلقۃ فشرب منہا وہو قائم فقطعت
فم القربۃ تبتغی برکۃ موضع فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبشہ انصاریہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم انکے پاس گئے اور وہان ایک مشک پانی کی ٹنگی تہی آپنے اس مشک سے پانی پیا کھڑے رہکر مشک
سے مونہ لگاکر کبشہ نے کہا مینے اس مشک کا مونہ کاٹ کر رکھہ لیا تبرک کے واسطے کیونکہ آپ کا مونہ اس سے
لگا تہا **ف** اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ بزرگ اور مقدس لوگون کی چیزون سے برکت لینا اور انکو متبرک سمجھنا درست
ہے اور دوسری حدیث مین جو مشک سے مونہ لگاکر پینے سے منع کیا اور یہان آپنے خود ایسا کیا اسکی وجہ یہ تہی
کہ آپکے جوٹھے سے لوگ برکت لیتے تہے پس آپکے پینے مین یہ ڈر نہ تہا کہ دوسرون کو نفرت پیدا ہوگی دوسرے یہہ
کہ آپنے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ ضرورت سے ایسا کرنا درست ہے اور یہ بیان کرنا چاہا کہ وہ نہی تنزیہی ہے **عن** انس
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الشرب قائما انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کھڑے رہکر پانی پینے سے منع کیا **باب** اذا شرب اعطی الایمن فالایمن جب مجلس مین کوئی
پانی یا اور کوئی چیز پیے تو اپنے بعد اپنی طرف والیکو دیوے وہ اپنے داہنے طرف والیکو دیوے **عن**
انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی بلبن قد شیب بماء وعن یمینہ اعرابی وعن

يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس دودھ آیا پانی ملا ہوا آپ کے داہنے طرف ایک اعرابی تھا اور بائیں طرف ابوبکر صدیق تھے آپ نے پہلے پیا پھر وہ اعرابی کو دیدیا اور فرمایا کہ پہلے داہنی طرف والے کو دینا چاہیے پھر جو اسکے داہنے طرف ہو ف حالانکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا درجہ اس اعرابی سے بہت بڑا تھا مگر آپ نے داہنے کی رعایت درجہ پر مقدم رکھی عن ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَبَنٍ وَعَنْ يَمِينِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَنْ يَسَارِهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَسْقِيَ خَالِدًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا أُحِبُّ أَنْ أُوثِرَ بِسُؤْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفْسِي أَحَدًا فَأَخَذَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَشَرِبَ وَشَرِبَ خَالِدٌ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس دودھ آیا آپ کے داہنے طرف ابن عباس تھے اور بائیں طرف خالد بن ولید تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس سے فرمایا تم اجازت دیتے ہو کہ پہلے میں خالد کو دوں ابن عباس نے عرض کیا میں تو اللہ کے رسول کا جوٹھا اپنے سے پہلے کسی اور کو دیا جانا گوارا نہیں کرونگا آخر ابن عباس نے اسکو لیا اور پیا پھر خالد نے پیا ف ابن عباس کم عمر بچے تھے اور خالد بڑی عمر والے تھے اسلیے آپ نے ابن عباس سے اجازت چاہی پہلے انکو دینے کی لیکن جب انہوں نے اجازت نہ دی تو آپ خاموش ہو رہے کیونکہ قاعدے سے پہلے ابن عباس کا حق تھا انپر زبردستی نہیں ہو سکتی تھی

باب التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ پانی کے برتن میں سانس لینا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيُنَحِّ الْإِنَاءَ ثُمَّ لِيَعُدْ إِنْ كَانَ يُرِيدُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پیے تو برتن کے اندر سانس نہ لیوے اگر سانس لینا چاہے تو برتن کو اپنے منہ سے علاحدہ کر لے پھر اگر چاہے تو دوبارہ پیے ف اس حدیث کی شرح اوپر گذر چکی عن ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ ابن عباس رضی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے سے منع کیا

باب النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ پانی میں پھونکنا منع ہے یا اور کسی پینے کی چیز میں کیونکہ احتمال ہے کہ منہ سے کچھ گرے اور پانی میں مل جاوے دوسرے کو نفرت ہو عن ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْفَخَ فِي الْإِنَاءِ ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا برتن میں پھونکنے سے عن ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْفُخُ فِي الشَّرَابِ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پینے

کی خبر مین ہو نکتے نہ تہے **بَابُ الشُّرْبِ بِالْاَکُفِّ وَالْکَرْعِ** چلو سے پینا اور سونہہ پانی مین لگا کر پینا **عَنْ** عَاصِمِ
ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ نَھَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ
نَشْرَبَ عَلٰی بُطُوْنِنَا وَھُوَ الْکَرْعُ وَنَھَانَا اَنْ نَغْتَرِفَ بِالْیَدِ الْوَاحِدَۃِ وَقَالَ لَا یَلَغْ اَحَدُکُمْ کَمَا یَلَغُ الْکَلْبُ
وَلَا یَشْرَبْ بِالْیَدِ الْوَاحِدَۃِ کَمَا یَشْرَبُ الْقَوْمُ الَّذِیْنَ سَخِطَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَلَا یَشْرَبْ بِاللَّیْلِ فِیْ اِنَاءٍ حَتّٰی
یُحَرِّکَہٗ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ اِنَاءً مُخَمَّرًا وَمَنْ شَرِبَ بِیَدِہٖ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی اِنَاءٍ یُرِیْدُ التَّوَاضُعَ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِعَدَدِ
اَصَابِعِہٖ حَسَنَاتٍ وَھُوَ اِنَاءُ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اِذْ طَرَحَ الْقَدَحَ فَقَالَ اُفٍّ ھٰذَا مَعَ الدُّنْیَا
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا اوندہے لیٹ کر پانی پینے سے
یعنے کرع سے **ف** وہ یہ ہی کہ نہ برتن سے پیے نہ چلو سے بلکہ سونہہ سے پیے یہ اسی وقت منع ہے جب اوندہا پڑ جاوے
اور سونہہ پانی مین ڈالکر پیے جانور کیطرح **ت** اور منع کیا ہم کو ایک ہاتھہ سے چلو پینے سے (کیونکہ اس مین پانی
کم آتا ہے اور بار بار لینے کی ضرورت پڑتی ہے اور پانی گر بہی جاتا ہے دونون ہاتھہ سے چلو لینا بہتر ہے) اور
فرمایا تم مین سے کوئی پانی مین اسطرح سونہہ نہ ڈالے جیسے کتا ڈالتا ہے اور نہ ایک ہاتھہ سے پیے جیسے وہ لوگ پیتے
ہین جنپر اللہ غصہ ہوا (یعنے یہود) اور نہ رات کو کسی برتن کا پانی پیے جبتک اسکو ہلا نہ لے مگر جب وہ برتن ڈہانپا
ہوا ہو (اس مین کیڑے وغیرہ کے جانے کا اندیشہ نہ ہو) اور جو شخص اپنے ہاتھہ سے پانی پیئے اور وہ قدرت رکہتا ہو
برتن سے پینے کی اور اسکی نیت ایسا کرنے سے تواضع کی ہو (یعنے عاجزی اور انکسار کی) تو اللہ سبحانہ وتعالی
اسکی انگلیون کے شمار کے موافق اسکے لیے نیکیان لکہے گا اور ہاتھہ برتن ہے حضرت عیسی علیہ السلام کا (وہ
ہاتھہ سے پانی پیتے اور ریت کو جمع کرکے اسکا تکیہ لگاتے سبحان اللہ ترک دنیا ہو تو ایسا ہو) جب انہون نے
پیالہ پہینک دیا اور کہا افسوس ہے یہ بہی دنیا کا سامان ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَھُوَ یُحَوِّلُ الْمَاءَ فِیْ حَائِطِہٖ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ کَانَ عِنْدَکَ مَاءٌ بَاتَ فِیْ شَنٍّ فَاسْقِنَا وَاِلَّا کَرَعْنَا قَالَ عِنْدِیْ مَاءٌ بَاتَ
فِیْ شَنٍّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْنَا مَعَہٗ اِلَی الْعَرِیْشِ فَحَلَبَ لَہٗ شَاۃً عَلٰی مَاءٍ بَاتَ فِیْ شَنٍّ فَشَرِبَ ثُمَّ فَعَلَ مِثْلَ
ذٰلِکَ بِصَاحِبِہِ الَّذِیْ مَعَہٗ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد
انصاری پاس گئے وہ اپنے باغ مین پانی دے رہا تہا آپ نے اس سے فرمایا اگر تیرے پاس باسی پانی ہو مشک مین
تو ہم کو پلا ورنہ ہم کرع کرین گے (معلوم ہوا کہ کرع جائز ہے) وہ بولا میرے پاس باسی پانی ہے مشک مین پہر

وہ گیا اور ہم بھی اسکے ساتھ گئی مسندری کی طرف اور نے ایک بکری کا دودہ دوہا اور اس باسی پانی پر ڈالا جو مشک میں تہا آپنے اوسکو پیا پہر جو آپکے ساتھ تہے ان کو ساتھ بھی ایسا ہی کیا **ف** یعنی انکو بھی دودہ پلایا پانی پر دودہ کر یہ ساتھ والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تہے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَرْنَا عَلٰی بِرْكَةٍ فَجَعَلْنَا نَكْرَعُ فِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْرَعُوا وَلٰكِنِ اغْسِلُوا اَيْدِيَكُمْ ثُمَّ اشْرَبُوا فِيهَا فَاِنَّهُ لَيْسَ اِنَاءٌ اَطْيَبَ مِنَ الْيَدِ ابن عمر سے روایت ہی ہم پانی کے ایک حوض پہ سے گذرے تو اس میں کرع کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت کرع کرو لیکن اپنے ہاتہہ دہو پہر ہاتہہ سے پیو اسلیے کہ کوئی برتن ہاتہہ سے زیادہ پاکیزہ نہیں ہے۔ **ف** کرع یعنے مونہہ سے پینے میں ایک قباحت یہ بہی ہی کہ اکثر کوڑا یا کیڑا بہی پانی کے ساتھ مونہہ میں چلا جاتا ہی اور ہاتہہ سے پینے میں یہ بات نہیں ہوتی آدمی پانی کو ہاتہہ میں لیکر دیکہہ لیتا ہے پہر اسکو پیتا ہے **بَابٌ** سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا جو شخص لوگوں کو پلاتا ہو (یعنے ساقی ہو) وہ اخیر میں پے (سب لوگوں کے بعد جو بچ رہے) **عَنْ** اَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاقِي الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا ابو قتادہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو پلانیوالا اخیر میں پیے یہ مروت اور ادب کے طور پر ہے نہ وجوبًا **بَابُ** الشُّرْبِ فِي الزُّجَاجِ گلاس میں پینا (یعنے شیشہ اور کانچ میں) **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَحُ قَوَارِيرَ يَشْرَبُ فِيهِ ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ تہا شیشہ کا آپ اُس میں پیتے

اَبْوَابُ الطِّبِّ

طب کے باب میں **ف** یعنے دوا اور علاج کے بہت شریف علم ہے کیونکہ اس میں انسان کے بدن سے بحث کی جاتی ہے من حیث الصحۃ والمرض اور اسکا درجہ علم اخلاق کے بعد ہی اس میں روح کی صحت اور مرض سے بحث کی جاتی ہے اور روح بدن سے اشرف ہی اسیواسطے علم اخلاق کو طب روحانی کہتے ہیں اور شریعت مصطفوی میں اصل بحث طب روحانی سے ہی لیکن کہیں کہیں طب جسمانی کو بھی بیان کردیا ہے کیونکہ جب جسم میں خلل پیدا ہوتا ہے تو روح میں بھی خلل آتا ہے اسیطرح جب روح میں مرض ہوتا ہے تو اسکا اثر جسم پر پڑتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ روح اور بدن میں بحکم الٰہی ایسا تعلق رکہا گیا ہے کہ ایک کے رحمت اور صدمہ کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے اور اس تعلق کے سمجھنے اور اسکی حقیقت دریافت کرنے میں آجتک بنی آدم عاجز رہے ہیں باوجودیکہ ہزارہا سال سے بڑے بڑے حکیم اور فیلسوف اسمیں غور کر رہے ہیں یہ تعلق موت کی وجہ سے جاتا رہتا ہے لیکن نہ روح معدوم ہوتی ہے نہ جسم کے اجزا سٹ جاتے ہیں دونوں اپنی اپنی جگہہ پر قائم رہتے ہیں اب حشر کیا ہے اس تعلق کا دوبارہ قائم

کردیا اور بدن کے اجزا جو متفرق ہوگئے ہین انکو ایک جا ہی پر جمع کردیا یہ امر نہ محال ہے نہ خدا کی قدرت کے سامنے کچھ
مشکل ہے ایک حکیم کا قول ہے کہ انسان مین دو چیزین ہین ایک روح دوسرے جسم پس ہمیشہ انسان کو ان دونون کی
درستی اور صحت کی فکر رکھنا چاہیے اور جن باتون سے روح یا جسم مین امراض پیدا ہوتے ہین اُنسے احتراز کرنا چاہیے
لیکن یہ امر بغیر اسکے نہین ہوسکتا کہ انسان طب روحانی اور طب جسمانی دونون علمون کو اچھی طرح سے حاصل کرے
اس سے معلوم ہوا کہ تمام علمون مین دو ہی علم انسان کو سب سے زیادہ ضرور ہین اور مبارک ہے وہ انسان جو اپنے
اوقات عزیز کو ان دو علمون مین صرف کرے وہ کیا ہین علم اخلاق اور علم طب باقی رہے اور علوم جیسے جغرافیہ اور
طبعی اور ریاضیات اور نجوم وغیرہ یہ علوم انسان کی ذات سے متعلق نہین ہین بلکہ دوسری چیزون سے اگر ان دو
علمون سے فراغت اور فرصت حاصل ہو تو بقدر ضرورت انکو بھی سیکھے اور اگر نہ سیکھے تو کچھ حاجت نہین مثل
مشہور ہے اول خویش بعدہ درویش اور قرآن مین ہے وفی انفسکم افلا تبصرون یعنے اپنے نفسون مین کیون غور
نہین کرتے اور انسان کو اپنی حقیقت اور ترکیب اور مزاج اور آثار کا جو کچھ علم ہو سکتا ہے وہ انہی دو علمون کے
بدولت ہوتا ہے علم طب سے تمام اعضا کا حال اور ہر ایک عضو کا نفع اور اسکی حرکت اور سکون کے اعراض اور ان مین
خلل پڑے تو انکے درست کرنے کے طریقے معلوم ہوتے ہین اسیطرح علم اخلاق مین روح کی ماہیت اور اثر
اور اسکی صحت اور مرض اور روح کی بیماریون کے علاج بیان کیے جاتے ہین گو روح کی حقیقت جیسی چاہیے
ویسی کسیکو معلوم نہین ہوئی مگر جہانتک انسانون کے غور کرنے سے معلوم ہوا ہے اسقدر حاصل ہونا یہ بھی ایک
بڑی نعمت ہے اب بعض لوگ جو علم طب کو برا جانتے ہین اسوجہ سے کہ وہ ذریعہ ہوتی ہے شرک کا تو یہ غلط ہے مومنین
دواؤن کی تاثیر کو تسلیم کرتے ہین لیکن یہ کہتے ہین کہ یہ تاثیر بحکم الٰہی ہے اور اس تاثیر کا انکار نہین ہوسکتا
کیونکہ مشاہدہ اور تجربہ سے بخوبی ثابت ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی متعدد حدیثون مین علاج اور دوا
کرنیکا حکم دیا ہے **باب** مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً اللہ تعالے نے کوئی بیماری نہین اتاری
ایسی جسکا علاج نہ رکھا ہو **عن** اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ شَهِدْتُ الْاَعْرَابَ يَسْاَلُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعَلَيْنَا حَرَجٌ فِيْ كَذَا اَعَلَيْنَا حَرَجٌ فِيْ كَذَا فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ وَضَعَ اللّٰهُ الْحَرَجَ اِلَّا مَنِ اقْتَرَضَ
مِنْ عِرْضِ اَخِيْهِ شَيْئًا فَذٰلِكَ الَّذِيْ حَرِجَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ عَلَيْنَا جُنَاحٌ اَنْ لَا نَتَدَاوٰى قَالَ
تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ مَعَهُ شِفَاءً اِلَّا الْهَرَمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
مَا خَيْرُ مَا اُعْطِيَ الْعَبْدُ قَالَ خُلُقٌ حَسَنٌ اسامہ بن شریک سے روایت ہے مین موجود تھا جس وقت گنوار لوگ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ رہے تھے کیا اس مین کوئی گناہ ہے ہمپر کیا اسمین کچہ گناہ ہے ہمپر (اگر ہم دوا نکرین) آپنے فرمایا اے اللہ کے بندو اللہ نے گناہ کسی مین نہین رکھا مگر اس مین کہ آدمی اپنے بہائی کی عزت مین خلل ڈالے یعنی اسکی آبروریزی کرے ایسی گناہ ہی ہیر اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہمپر کچہ گناہ ہے اگر ہم دوا نہ کرین آپنے فرمایا دوا کرو اے اللہ کے بندو کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے کوئی بیماری ایسی نہین بنائی جسکی دوا نہ بنائی ہو مگر ایک بیماری وہ بڑہاپا ہے (اسکی کوئی دوا نہین ہے اب جو کوئی یہ دعوی کرے کہ بوڑہے کو دوا سے جوان کر دیگا تو وہ جہوٹا ہے) پہر لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز ہے جو سب سے بہتر بندہ کو دی جاتی ہے آپنے فرمایا خوش خلقی

ف سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوصف امی ہونیکے وہ باتین بتلائین جنکو بڑے بڑے حکیم اور فیلسوف لوگون نے ساری عمر محنت کرکے پیدا کیا ہے یہ بہی ایک کہلی نشانی تہی آپکے پیغمبر ہونیکی۔ اس حدیث مین آپنے پہلے عوام لوگون کو طب جسمانی کی رغبت دلائی جب اونہون نے یہ سوال کیا کہ سب سے بہتر علم کونسا ہے تو فرمایا اخلاق کا علم گویا آپنے اسحدیث مین ہدایت کر دی دونو علمون کی حاصل کرنے کی یعنے علم طب اور علم اخلاق کی۔ اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ دوا کرنا جائز ہے کیونکہ آپنے امر کیا اوسکا اور ادنی درجہ امر کا یہ ہے کہ وہ شی مباح ہو اور بعضون نے کہا دوا کرنا مستحب ہے اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ اگر دوا کرنا مستحب ہوتا تو دوسری حدیث مین آپ ان لوگون کی تعریف نکرتے جو نہ دوا کرتے ہین نہ منتر بلکہ اپنے مالک پر بہروسا کرتے ہین اور اسکا جواب یہ ہے کہ بیان دوا سے داغ دینا مراد ہے اور داغ نہ دینا بہتر ہے برخلاف دوسرے علاجون کے انکی کئی حدیثون مین ترغیب آئی ہے اور خود آپنے علاج کیا ہے اب جو کوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی نیت سے دوا اور علاج کرے تو ضرور اوسکو اجر اور ثواب بہی ہوگا۔ اسحدیث کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے بہی روایت کیا اور ترمذی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے اسکو صحیح کہا **عَنْ** اَبِیْ خُزَامَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ اَدْوِیَۃً نَتَدَاوٰی بِھَا وَرُقًی نَسْتَرْقِیْ بِھَا وَتُقًی نَتَّقِیْھَا ھَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ شَیْئًا قَالَ ھِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ

ابو خزامہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا گیا آپ کیا فرماتے ہین دوا مین جسسے ہم علاج کرتے ہین اور منتر مین جسکو ہم پڑہتے ہین اور بچاؤ کی چیزون مین جن سے ہم بچاؤ کرتے ہین **ف** لڑائی مین جیسے ڈہال سپر زرہ بکتر چار آئینہ وغیرہ اور ممکن ہے کہ حدیث مین تقی نتقیھا سے پرہیز مراد ہو یعنے بعض بیماریون مین جیسے بعضے کہانون اور غذاؤن سے پرہیز کرتے ہین اور یہ معنی زیادہ مناسب ہے اس مقام کے **ف** کیا یہ چیزین اللہ تعالی کی تقدیر

کو کچھ رد کر سکتی ہیں آپنے فرمایا یہ چیزیں خدا کی تقدیر میں داخل ہیں **ف** سبحان اللہ کیا عمدہ جواب دیا کہ سوال کرنیوالے کو اب کچھ کہنے کی گنجایش ہی نہیں رہی مطلب آپکے جواب کا یہ ہے کہ سپر یا ڈہال رکھنا یا دوا یا علاج کرنا تقدیر الٰہی سے خارج نہیں ہیں جو فعل دنیا میں واقع ہو وہی معلوم ہوا کہ اللہ کی تقدیر میں تھا پس انسان کو لازم ہے کہ تدبیر اور علاج میں کمی نہ کرے ہوگا تو وہی جو تقدیر میں ہے اسیطرح جو کوئی علاج نہ کرے تو سمجھنا چاہیے کہ اس کے لیے تقدیر یہی ہے غرض اللہ کی تقدیر بندے کو معلوم نہیں ہو سکتی جبکوئی فعل بندے سے ظاہر ہو جاتا ہے اُسوقت تقدیر معلوم ہوتی ہے۔ یہ حدیث کو احمد اور ترمذی نے بھی نکالا اور ترمذی نے کہا وہ حسن ہے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ دَوَاءً عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہیں اتاری جسکی دوا نہ اتاری ہو **ف** معلوم ہوا کہ بیماریاں اللہ کیطرف سے اترتی ہیں **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی روایت ہے اس میں یہ ہے کہ اللہ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اسکی شفا بھی اتاری **ف** اس حدیث کو بخاری نے بھی نکالا اور مسلم نے جابرؓ سے نکالا کہ ہر بیماری کی دوا ہے پھر جب وہ دوا پہونچتی ہے تو بیمار اچھا ہو جاتا ہے اللہ کے حکم سے یہ کہنا کہ دوا سے صحت ہوئی شرک ہے اگر یہ سمجھکر کہا جاوے کہ دوا خود تاثیر کرتی ہے اور جو یہ سمجھکر کہا جاوے کہ اللہ کے حکم سے تاثیر کرتی ہے تو شرک نہیں ہے اسیطرح ہر چیز کو سمجھنا چاہیے کہ اسکا نفع اور ضرر بحکم الٰہی ہے اور جو کوئی یہ سمجھ کر کہیگا کہ فلان چیز سے نفع ہوا تو وہ شرک نہ ہوگا اور جب اس چیز کو مستقل اور مختار نفع میں جانیگا تو وہ شرک ہو جاوے گا مشرکین یہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضے اپنے مقبول بندوں کو اختیار دیدیا ہے کہ وہ جو چاہیں کریں اب وہ جسکو چاہیں اپنے اختیار سے نفع پہونچاتے ہیں اور اللہ کا حکم ہر معاملہ میں نہیں لیتے یہ اعتقاد شرک تھا اور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ بعض وقت ایک بندے سے دوسرے بندے کو نفع یا نقصان ہوتا ہے لیکن یہ نفع اور نقصان اللہ کے حکم سے ہوتا ہے تو یہ شرک نہیں

باب الْمَرِيضِ يَشْتَهِي الشَّيْءَ بیمار اگر کسی چیز کے کھانے کی خواہش کرے بشرطیکہ وہ چیز اوسکو مضر نہ ہو **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ لَهُ مَا تَشْتَهِي قَالَ أَشْتَهِي خُبْزَ بُرٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزُ بُرٍّ فَلْيَبْعَثْ إِلَى أَخِيهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ إِذَا اشْتَهَى مَرِيضُ أَحَدِكُمْ شَيْئًا فَلْيُطْعِمْهُ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی عیادت کی (اسکے پوچھنے کو تشریف لیگئے بیماری میں) آپنے اس سے پوچھا تیرا جی

کسی چیز کے کھانے کو چاہتا ہے وہ بولا جی ہاں گیہوں کی روٹی کھانیکو جی چاہتا ہے آپ نے فرمایا جس شخص کے پاس گیہوں کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کو بھیجدیوے پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا جب تم مین سے کوئی بیمار ہو اور وہ کسی چیز کی خواہش کرے تو اُسکو کھلاوے **ف** بہ شرطیکہ وہ چیز علانیہ مضر نہ ہو جیسا دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مریض کو سخت پرہیز کرانا اور اسکی خواہش کے موافق بالکل غذا نہ دینا یا غذا کھانیکو لیے اسپر جبر کرنا جیسا بعضے نیم حکیم خطرہ جان کیا کرتے ہین محض جہالت ہے ہر مرض کے علاج مین بڑا ضروری امر یہ ہے کہ مریض کی طاقت اور قوت قائم رہے اور یہ جب ہی ہوتا ہے کہ مریض کے خواہش کے موافق غذا اور میوے وغیرہ دیے جاوین **عن** انس بن مالك قال دخل النبي صلى الله عليه وسلم على مريض يعوده قال أتشتهي شيئًا أتشتهي كعكًا قال نعم فطلبوا له انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیمار کے پوچھنے کو گئے آپ نے فرمایا تیرا جی کسی چیز کو چاہتا ہے کیا کعک کھانے کو چاہتا ہے وہ بولا جی ہاں پھر کعک اسکے لیے منگوایا گیا (کعک ایک قسم کی روٹی ہے فارسی مین اسکو کاک کہتے ہین حضرت قطب الدین بختیار کاکی اسیقسم کی روٹیان لوگون کو بانٹا کرتے تھے اونکا لقب کاکی ہوگیا)

باب الحمية پرہیز کا بیان

عن أم المنذر بنت قيس الأنصارية قالت دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه علي بن أبي طالب وعلي ناقه من مرض ولنا دوالي معلقة وكان النبي صلى الله عليه وسلم يأكل منها فتناول علي ليأكل فقال النبي صلى الله عليه وسلم لعلي مه يا علي إنك ناقه قالت فصنعت للنبي صلى الله عليه وسلم سلقا وشعيرا فقال النبي صلى الله عليه وسلم لعلي من هذا فأصب فإنه أنفع لك ام منذر بنت قیس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے آپکے ساتھ حضرت علی تھے اور وہ ناتوان تھے ایک بیماری سے چنگے ہوکر اور ہمارے پاس کھجور کے خوشے لٹکے ہوئے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انمین سے کھا رہے تھے حضرت علی نے بھی انکو لیا کھانے کے لیے آپ نے فرمایا اے علی ٹھیرو تم ابھی ناتوان ہو ام المنذر نے کہا پھر مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شلجم اور جو پکائے آپ نے حضرت علی سے فرمایا اے علی اس مین سے کھاؤ یہ تمکو زیادہ مفید ہے **ف** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پرہیز کرنا جائز ہے دوسری روایت مین ہے کہ پرہیز کرنا یہ سر ہے ہر علاج کا اور سچ بھی یہی ہے کہ پرہیز کرنے سے دوا کی تاثیر بحکم الٰہی جلدی ہوتی ہے اور بدپرہیزی سے بڑی خرابیان اوٹھتی ہین **عن** صهيب قال قدمت على النبي صلى الله عليه وسلم وبين يديه خبز وتمر فقال النبي صلى الله عليه وسلم ادن فكل فأخذت آكل من التمر

فقال النبي صلى الله عليه وسلم تأكل تمرا وبك رمد قال فقلت إني أمضغ من ناحية الأخرى
فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم صہیب سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ کے سامنے
روٹی اور کھجور تھی آپ نے فرمایا نزدیک آ اور کھا میں نے کھجور کھانا شروع کی آپ نے فرمایا تو کھجور کھاتا ہے اور تیری آنکھ دکھتی ہے میں نے عرض
کیا میں دوسری طرف سے کھجور چباتا ہوں (بطور مزاح کے یعنے جسطرف کی آنکھ دکھتی ہے ادھر سے نہیں کھاتا
دوسری طرف سے کھاتا ہوں) یہ سنکر آپ نے تبسم فرمایا **ف** قربان آپ کے حسن و جمال کے ایسے حسین اور خوبصورت
چہرے پر تبسم کیا زیب دیتا ہوگا **باب** لا تكرهوا المريض على الطعام کھانا کھانے کیلیے بیمار پر جبر نہ کرنا چاہیے

عن عقبة بن عامر الجهني قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكرهوا مرضاكم على الطعام
والشراب فإن الله يطعمهم ويسقيهم عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اپنے بیماروں پر جبر نہ کرو کھانے اور پینے کے لیے اللہ تعالی انکو کھلا اور پلا دیتا ہے **ف** کھانے اور پینے سے
غرض یہی ہے کہ بقای روح اور تسلی ہو تو ان امور کا محافظ پروردگار ہی ہے وہ بیماروں کی دوسری طرح
خبرگیری کرتا ہے کہ انکو غذا کی ضرورت نہیں پڑتی پس جب وہ اپنی خوشی سے کھانا چاہیں ان کو کھلاؤ زبردستی
مت کرو اور جو غذا زبردستی سے کھائی جاوے وہ بعوض فائدے کے اور نقصان پیدا کرتی ہے **باب**
التلبينة ہریرہ کا بیان **عن** عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أخذ أهله
الوعك أمر بالحساء قالت وكان يقول إنه ليرتو فؤاد الحزين ويسرو عن فؤاد السقيم كما
تسرو إحداكن الوسخ عن وجهها بالماء ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
روایت ہے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو بخار آتا تو آپ ہریرہ بنانے کا حکم دیتے اور آپ فرماتے
تھے کہ ہریرہ غمگین کا دل سنبھال دیتا ہے اور بیمار کے دل سے رنج دور کر دیتا ہے جیسے پانی تم میں سے کسی کے
مونہہ سے میل کو دور کرتا ہے **ف** ہریرہ ترجمہ ہے حساء کا حسا وہ کھانا جو آٹا اور پانی سے بنایا جاتا ہے
اور روغن سے اس میں کبھی شیرینی بھی ڈالتے ہیں اور کبھی شہد اور کبھی آٹے کے بدل بھوسے ڈالتے ہیں
اسکو تلبینہ بھی کہتے ہیں اور ہندی میں ہریرہ مشہور ہے **عن** عائشة قالت قال النبي صلى الله
عليه وسلم عليكم بالبغيض النافع التلبينة يعني الحساء قالت وكان رسول الله صلى الله عليه
وسلم إذا اشتكى أحد من أهله لم تزل البرمة على النار حتى ينتهي أحد طرفيه يعني يبرء أو
يموت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لازم کرلو اپنے

لازم کر لو پینے اور پر ہریرے کو جسکو کہانیکو دل نہین چاہتا لیکن وہ فائدہ دیتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا آپ کے گھر والون مین جب کوئی بیمار ہوتا تو ہمیشہ ہانڈی چولہے پر رہتی (اور ہریرہ طیار رہتا) یہانتک کہ وہ تندرست ہوجاوے یا مر جاوے **ف** بیشک ہریرہ بہت عمدہ اور سریع الہضم غذا ہے اور پانی بہی اس مین شریک ہے علاحدہ پانی پینے کی ضرورت نہین ہوتی اور وہ کہچڑی سے بہتر ہے جسکو ہماری ملک مین بیمارون کو کہلاتے ہین کیونکہ کہچڑی سے پیاس بہی لگتی ہے اور کہچڑی کہانے مین دیر چاہیے برخلاف ہریرہ کے اسکے چبانے کی بہی ضرورت نہین پڑتی اور کہچڑی قبض بہی کرتی ہے ہریرہ اگر بہوسی کا ہو تو قبض نہین کرتا۔ اگر بخار صفراوی ہو تو نمکین ہریرہ ترشی وغیرہ ڈالکر بناوین ورنہ خفیف شیرینی شریک کرکے بناوین **بَابُ** الْحَبَّةِ السَّوْدَآءِ سیاہ دانہ یعنی کلونجی کا بیان **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ فِی الْحَبَّةِ السَّوْدَآءِ شِفَآءً مِنْ کُلِّ دَآءٍ اِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَآءُ الشُّوْنِیْزُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تہے کالے دانے مین ہر بیماری سے تندرستی ہے مگر موت سے اور کالا دانہ کلونجی ہے **عَنْ** سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَیْکُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَآءِ فَاِنَّ فِیْهَا شِفَآءً مِنْ کُلِّ دَآءٍ اِلَّا السَّامَ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لازم کر لو اپنے اوپر سیاہ دانے کو اس مین تندرستی ہے ہر بیماری سے سوا موت کی بیماری کے **عَنْ** خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ الْحَبْرِ فَمَرِضَ فِی الطَّرِیْقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ وَهُوَ مَرِیْضٌ فَعَادَهٗ ابْنُ اَبِیْ عَتِیْقٍ وَقَالَ لَنَا عَلَیْکُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَآءِ فَخُذُوْا مِنْهَا خَمْسًا اَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا ثُمَّ اقْطُرُوْهَا فِیْ اَنْفِهٖ بِقَطَرَاتِ زَیْتٍ فِیْ هٰذَا الْجَانِبِ وَفِیْ هٰذَا الْجَانِبِ فَاِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُمْ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَآءَ شِفَآءٌ مِنْ کُلِّ دَآءٍ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ السَّامَ قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ خالد بن سعد سے روایت ہے ہم سفر مین نکلے اور ہمارے ساتھ غالب بن جبر بہی تہے وہ راہ مین بیمار ہوگئے پہر ہم مدینہ منورہ مین آئے وہ بیمار تہے ابن ابی عتیق ان کی عیادت کو آئے اور کہنے لگے سیاہ دانہ مین سے پانچ یا سات دانہ لو اور انکو پیس کر زیتون کے تیل مین ملا کر چند قطرے انکی ناک مین ڈالو دونو نتھنون مین کیونکہ حضرت عائشہ نے ان سے حدیث بیان کی کہ اونہون نے سنا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے اس سیاہ دانہ مین شفا ہے ہر ایک بیماری سے مگر جب سام آوے مین نے کہا سام کیا ہے اونہون نے کہا موت **ف** یعنے اگر موت آئی ہے تو کسی علاج سے بچنے والا نہین کلونجی بہی مفید نہ ہوگی باقی سب بیماریون مین کلونجی مفید ہے یہ سچ ہے مینے بہت سے مومنین کاملین کو دیکہا کہ ہر ایک بیماری مین کلونجی کہا لیتے ہین اور بحکم الٰہی شفا پاتے ہین **بَاب**

العسل شہد کا بیان عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لعق العسل ثلاث غدوات
کل شھر لم یصبہ عظیم من البلاء ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
شہد چاٹ لیا کرے ہر مہینے میں تین دن صبح کے وقت اسکو کوئی بڑی آفت نہ آویگی عن جابر بن عبد اللہ قال اھدی
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم عسل فقسم بیننا لعقۃ لعقۃ فاخذت لعقتی ثم قلت یا رسول اللہ ازداد اخری
قال نعم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ آیا شہد کا آپنے ہم سب کو
تھوڑا تھوڑا بانٹ جاٹنے کیلیے میں نے اپنا حصہ لیا پھر مینے عرض کیا یا رسول اللہ تھوڑا اور لوں آپنے فرمایا اچھا
عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالشفائین العسل والقرآن عبد اللہ بن
مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لازم کرلو اپنے اوپر دو شفاؤں کو ایک شہد دوسرے قرآن۔
ف شہد شفا ہے امراض جسمانی کی اور قرآن شفا ہے امراض روحانی کی اللہ تعالے نے شہد کے باب میں فرمایا
فیہ شفاء للناس اور قرآن کے باب میں فرمایا ھو ہدی وشفاء للمؤمنین باب الکماۃ والعجوۃ کھنبی
اور عجوہ (ایک قسم کی کھجور ہے) کا بیان عن ابی سعید وجابر قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الکماۃ من المن وماؤھا شفاء للعین والعجوۃ من الجنۃ وھی شفاء من الجنۃ ابو سعید اور جابر رضی ۱۲؎
اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی من سے ہے اور اسکا پانی تندرستی ہے
آنکھوں کے لیے اور عجوہ جنت کا میوہ ہے وہ شفا ہے زہر سے ف کھنبی ایک چھوٹا درخت ہے جو زمین پر خود بخود اُگتا
ہے لوگوں نے اسکی ہجو کی اور زمین کی چیچک کہا تب آپنے یہ حدیث فرمائی کہ وہ تو من میں ہے یعنے اُس من کیطرح
ہے جو بنی اسرائیل پر اوترا تھا بغیر محنت اور مشقت کے وہ آسمان سے اوترا تھا یہ زمین سے اوگتی ہے۔ دوسری
روایت میں ہے ترمذی کے ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ ہماری ایک چھوکری کی بینائی ضعیف ہوئی مینے تین یا پانچ
یا سات کھنبیاں لیکر انکو نچوڑا اور انکا پانی ایک شیشی میں رکھ لیا وہ اسکی آنکھ میں لگایا گیا اسکی بیماری جاتی
رہی عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ دوسری روایت ابو سعید خدری سے
بھی ایسی ہی ہے عن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
الکماۃ من المن الذی انزل اللہ علی بنی اسرائیل وماؤھا شفاء للعین سعید بن زید سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی اس من میں سے ہے جو اللہ تعالی بنی اسرائیل پر اتارتا تھا (جما ہوا شہد یا طوہ
ترنجبین سے) اور اسکا پانی شفا ہے آنکھ کی عن ابی ھریرۃ قال کنا نتحدث عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَذَكَرْنَا الْكَمْأَةَ فَقَالُوا هُوَ جُدَرِيُّ الْأَرْضِ فَنَمَى الْحَدِيثُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم باتیں کر رہے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنے میں کھمبی کا ذکر آیا لوگوں نے کہا وہ تو زمین کی چیچک ہے آخر یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک گئی آپ نے فرمایا کھمبی من میں سے ہے اور عجوہ جنت کا میوہ ہے وہ شفا ہے زہر سے عَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْعَجْوَةُ وَالصَّخْرَةُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَفِظْتُ الصَّخْرَةَ مِنْ فِيهِ رافع بن عمرو مزنی سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے عجوہ اور بیت المقدس کا صخرہ (جو پہلے معلق تھا لیکن لوگ اسکے تلے جاتے ہوئے ڈرتے تھے اسلیے دیواریں اسکے تلے بنا دیں) جنت میں سے ہے

باب السَّنَا وَالسَّنُّوتِ سنا اور سنوت کا بیان

عَنْ أَبِي أُبَيِّ بْنِ أُمِّ حَرَامٍ وَكَانَ قَدْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَتَيْنِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِالسَّنَا وَالسَّنُّوتِ فَإِنَّ فِيهِمَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ قَالَ عَمْرٌو قَالَ ابْنُ أَبِي عَبْلَةَ السَّنُّوتُ الشِّبِتُّ وَقَالَ آخَرُونَ بَلْ هُوَ الْعَسَلُ الَّذِي يَكُونُ فِي زِقَاقِ السَّمْنِ وَهُوَ قَوْلُ الشَّاعِرِ ؎ هُمُ السَّمْنُ بِالسَّنُّوتِ لَا أَلْسَ فِيهِمُ وَهُمْ يَمْنَعُونَ الْجَارَ أَنْ يُقَرَّدَا ابوابی ابن حرام سے روایت ہے اور انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں قبلوں والی نماز پڑھی تھی (یعنے وہ نماز جس میں قبلہ بدلا گیا) وہ کہتے تھے میں نے سنا آپ فرماتے تھے لازم کرلو اپنے اوپر سنا اور سنوت کو اسلیے کہ ان میں شفا ہے ہر بیماری سے سوا سام کے لوگوں نے عرض کیا سام کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا موت عمرو بن بکر سکسکی نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا ابن ابی عبلہ نے کہا سنوت سویہ کو کہتے ہیں اور دوسرے لوگوں نے کہا سنوت شہد ہے جو گھی کی مشکوں میں ہوتا ہے اور اسی سے ہے شاعر کا یہ قول ؎ ہم السمن بالسنوت لا السن فیہم وہم یمنعون الجار ان یقردا ۔ یعنے وہ لوگ (جنکی شاعر تعریف کرتا ہے) مثل گھی کے ہیں سنوت (یعنے شہد) کے ساتھ انمیں آپس میں لڑائی نہیں ہے بلکہ وہ اپنے ہمسائی کو اکیلا رہنے سے منع کرتے ہیں (یعنے غیر لوگوں کو دوستی اور اتحاد کا حکم کرتے ہیں) تو آپس میں کیونکر لڑینگے مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں میں پورا اتفاق ہے **ف** سنوت بروزن تنور یا بروزن سنور گھی اور دہی اور شہد اور سویہ کو بولتے ہیں اور اسکے اور معنے بھی ہیں جیسے قاموس میں ہے اور یہاں مراد شہد ہے یا سویہ

مترجم کہتا ہے ایک نسخہ مجھکو اگلے بزرگوں سے پہونچا ہے جو حفظ صحت کے لیے نہایت خوب ہے اور

جن لوگوں کو قبض اور قلت اشتہا کا عارضہ رہتا ہے انکے لیے بہت مفید ہو وہ نسخہ یہ ہے چار سین اور ایک شین چار سین سے سنا اور سونٹھ اور سونف اور سوئے کے بیج مراد ہین یہ چارون دوائین ہموزن پیس لیجاوین اور شین یعنے شہد کے ساتھہ معجون بنا کر رکھہ لیا جاوے جب قبض یا نفخ کی شکایت ہو تو حسب برداشت اسمین سے سوتے وقت کھا لینا چاہیے۔ اس نسخہ مین تین چیزین ایسی ہین جنکی تعریف قرآن اور حدیث مین موجود ہے یعنے سنا اور سوا اور شہد **بَابُ** فِی الصَّلٰوةِ شِفَاءٌ نماز مین شفا ہے **عَنْ** اَبِی ھُرَیْرَةَ رض قَالَ ھَجَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھَجَّرْتُ فَصَلَّیْتُ ثُمَّ جَلَسْتُ فَالْتَفَتَ اِلَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَشِکَمْتَ دَرْدْ قُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ قُمْ فَصَلِّ فَاِنَّ فِی الصَّلٰوةِ شِفَاءً ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو چلے مین بھی چلا پھر مینے نماز پڑہی اور بیٹھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اشکنب درد یعنے تیرے پیٹ مین درد ہے یہ فارسی جملہ ہے مین نے عرض کیا جی ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا اوٹھہ نماز پڑہ نماز مین شفا ہے **ف** فیروز آبادی نے کہا صحنی حدیثین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فارسی بولنے مین آئی ہین جیسے اشکنب درد یا عنب دودو والتمر یک یک ان مین سے کوئی حدیث صحیح نہین ہے مین **کہتا ہون** اس حدیث کے راوی معتبر ہین سوا ذواد بن علبہ کے وہ ضعیف ہی **عَنْ** ذَوَّادِ بْنِ عُلْبَةَ فَذَکَرَ نَحْوَہٗ وَقَالَ فِیْہِ اِشْکَمَتْ دَرْدُ یَعْنِی تَشْتَکِیْ بَطْنَکَ بِالْفَارِسِیَّةِ ترجمہ دوسری روایت کا وہی جو اوپر گذرا **بَابُ** النَّھْیِ عَنْ دَوَاءِ الْخَبِیْثِ ناپاک اور خبیث دوا سے علاج کرنے کی ممانعت **عَنْ** اَبِی ھُرَیْرَةَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِیْثِ یَعْنِی السَّمَّ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا خبیث دوا سے یعنے زہر سے **ف** دوسری روایت مین ہے حرام سے دوا مت کرو اور زہر سب حرام ہین اس مقدار مین جس سے مرنیکا اندیشہ ہے بیہقی نے کہا اگر یہ دونو حدیثین صحیح ہون تو مراد خبیث اور حرام سے مسکر ہے یعنے جس چیز مین نشہ ہو اور یہ احتمال مین ہے جب بلا ضرورت ایسا کیا جاوے **عَنْ** اَبِی ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَہٗ فَھُوَ یَتَحَسَّاہُ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْھَا اَبَدًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے زہر پیا اور اپنے تئین مار ڈالا وہ ہمیشہ زہر پیتا رہے گا دوزخ کی آگ مین اور ہمیشہ ہمیشہ اسی مین رہیگا **ف** سخت وعید ہے خودکشی کرنے والے کے لیے اور اکثر علما نے کہا ہے کہ یہ تشدید اور سختی کے طور پر ہے اور مومن اگرچہ کیسا ہی سخت گناہ کرے ہمیشہ کے لیے جہنم مین نہین رہے گا بلکہ کبھی

نہ کبھی دوزخ سے نکالا جاویگا۔ یا اللہ بچا ہم کو دوزخ سے **باب** دواء المشی مسہل کی دوا **عن** اسماء بنت
عمیس قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بماذا کنت تستمشین قلت بالشبرم قال حار جار
ثم استمشیت بالسنا فقال لو کان شیء یشفی من الموت کان السنا والسنا شفاء من الموت اسماء
بنت عمیس سے روایت ہے جو بی بی تھیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم مسہل
کس چیز کا لیا کرتی تھیں مینے عرض کیا شبرم کا (وہ ایک دانہ ہے چنے برابر نہایت گرم اور سخت مسہل ہے) آپ نے
فرمایا وہ تو گرم آگ ہے مینے کہا پھر مین سنا کا مسہل لینے لگے آپ نے فرمایا اگر کسی چیز مین موت سے شفا ہوتی تو
سنا مین ہوتی اور سنا شفا ہے موت سے **باب** دواء العذرۃ والنہی عن الغمز عذرہ کا علاج اور دبانے
کی ممانعت **ف** عذرہ ایک ورم ہے حلق مین جو بچون کو اکثر ہو جاتا ہے عورتین دبا کر اونگلی سے اسکا علاج
کرتی ہین **عن** ام قیس بنت محصن قالت دخلت بابن لی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وقد اعلقت علیہ من العذرۃ فقال علام تدغرن اولادکن بہذا العلاق علیکم بہذا العود
الہندی فان فیہ سبعۃ اشفیۃ یسعط بہ من العذرۃ ویلد بہ من ذات الجنب ام قیس بنت
محصن سے روایت ہے مین اپنا ایک بیٹا لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور مینے اسکا حلق دبایا تھا
عذرہ کی شکایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیون اپنے اولاد کا حلق دباتی ہو اور اعلاق کرتی ہو
لازم کر لو اپنے اوپر عود ہندی کو اس مین سات بیماریون سے شفا ہے اگر عذرہ ہو تو اسکی ناس دیجاوے اور
اگر ذات الجنب ہو تو اسکا لدود کیا جاوے (لدود کہتے ہین منہ کے اندر دوا لگانیکو) **عن** ام قیس بنت
محصن عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحوہ قال یونس اعلقت یعنی غمزت دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے
ام قیس سے اور اعلاق کے معنے دبانا اور دغر کے معنے ایک بتی بنا اور بچہ کے ناک مین ڈالنا اسکا زور ورم کے
مقام تک پہونچتا ہے اور کالے رنگ کا خون اس مین سے نکلتا ہے **باب** دواء عرق النساء عرق النسا
کے دوا کا بیان **ف** یہ ایک سخت درد ہے جو ایک رگ مین ہوتا ہے جسکو نسا کہتے ہین **عن** انس بن مالک
یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول شفاء عرق النساء الیۃ شاۃ اعرابیۃ تذاب ثم
تجزأ ثلثۃ اجزاء ثم یشرب علی الریق فی کل یوم جزء انس بن مالک سے روایت ہے مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے عرق النسا کا علاج یہ ہے کہ جنگلی بکری کی چکتی (چربی کی) لیجاوے اور اسکو
گلا کر تین حصے کیے جاوین اور ایک حصہ اس مین سے نہار منہ پیا جاوے **باب** دواء الجراحۃ زخم کا

علاج عن سهل بن سعد الساعدي قال جرح رسول الله صلى الله عليه وسلم ....
.... يوم احد وكسرت رباعيته وهشمت البيضة على راسه فكانت فاطمة تغسل الدم عنه
وعلي يسكب عليه الماء بالمجن فلما رات فاطمة ان الماء لا يزيد الدم الا كثرة اخذت قطعة حصير
فاحرقتها حتى اذا صار رمادا الزمته الجرح فاستمسك الدم سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو زخم لگا دن احد کے اور آپ کا سامنے کا ایک دانت ٹوٹ گیا (پتھر کی مار سے) اور خود آپکے سر
مین گھس گیا تو جناب فاطمہ زہرا آپکے بدن سے خون دہوتی تہین اور حضرت علیؓ ڈہال سے پانی ڈالتے تہے جب
حضرت فاطمہ نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے اور خون زیادہ نکلتا ہے تو اونہون نے بوریے کا ایک ٹکڑا لیا اور اسکو
جلایا جب وہ راکھ ہوگیا تو آپکے زخم مین بہر دیا اسوقت خون رک گیا **ف** سبحان اللہ اللہ کے خاص حبیب
اور لڑائی مین اسقدر صدمے اوٹہائے یہ آزمایش تہی پروردگار کی اور پروردگار ہمیشہ اپنے نیک بندون پر
مصیبتین ڈالتا ہے اور انکو آزماتا ہے **عن** عبد المهيمن بن عباس بن سهل الساعدي عن ابيه
عن جده قال اني لاعرف يوم احد من جرح وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن كان يرقئ
من وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ويداويه ومن يحمل الماء في المجن وبما دووي به الكلم
حتى رقئ اما من كان يحمل الماء في المجن فعلي واما من كان يداوي الكلم ففاطمة احرقت
له حين لم يرقا قطعة حصير خلق فوضعت رماده عليه فرقئ الكلم سہل بن سعد سے روایت ہے اونہون نے
کہا مین پہچانتا ہون جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مونہ مبارک زخمی کیا احد کے دن **ف** مشہور
یہ ہے کہ عبد اللہ بن قمیہ ملعون نے آپ کو زخمی کیا اور بعضون نے کہا ان چار ملعونون کافرون نے آپکے
قتل کا عہد کیا تہا کفار سے عبد اللہ بن قمیہ اور عتبہ بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن شہاب زہری اور ابی بن
خلف نووی نے تہذیب مین کہا کہ عتبہ بن ابی وقاص وہی ہے جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مونہہ
مبارک زخمی کیا اور آپ کا دانت توڑا احد کے دن اور مین نہین جانتا کہ وہ مسلمان ہوا ہو اور نہ اگلے
کسینے اسکو صحابہ مین ذکر کیا اور بعضون نے کہا وہ کافر مرا **مترجم** کہتا ہے اگر آپ اس ایذا پر بہی کفار
قریش کے لیے بددعا کرتے تو اللہ تعالی کا عذاب ان پر سخت اترتا مگر عین ایذا کی حالت مین آپنے یہ دعا
فرمائی کہ یا اللہ انکو ہدایت کر یہ نہین جانتے **ف** اور جو آپ کا زخم دہوتا تہا اور آپ کی دوا کرتا تہا اور جو
پانی لاتا تہا ڈہال مین اور جس چیز سے زخم کی دوا کی گئی یہانتک کہ خون تہم گیا لیکن پانی لا نیوالے تو وہ

حضرت علی تھے اور زخم کا علاج حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کیا جب خون بند نہ ہوا تو انھوں نے بوریے کا ایک ٹکڑا جلایا اور اسکی راکھ زخم میں رکھدی خون بند ہو گیا **باب** مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ جو شخص علاج کرے کسیکا اور طب نہ جانتا ہو **ف** سبحان اللہ شریعت محمدی میں کوئی بات نہیں چھوڑی اکثر ہندوستانی ریاستوں میں دیکھا جاتا ہے کہ ادہر اودہر کے عطائی درویش عطار وغیرہ لوگوں کی دوا اور علاج کرتے ہیں اور علم طب سے واقف نہیں ہوتے غلطی کرتے ہیں لوگوں کو ضرر ہوتا ہے حکومت ایسے لوگوں کو سزا دیوے اور انکو علاج سے باز رکھے اشباہ میں ہے کہ اگر ایک حجام نے آنکھ میں سے گوشت کاٹا اور وہ حاذق تھا بینائی جاتی رہی تو اسپر نصف دیت لازم ہوگی **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ قَبْلَ ذَلِكَ فَهُوَ ضَامِنٌ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے جس نے علاج کیا کسیکا اور اس سے پہلے وہ مشہور نہ تھا علم طب میں (اور اسکے علاج سے کوئی نقصان ہوا) تو وہ ضامن ہوگا اس نقصان کا **ف** اگر جان جاتی رہے تو پوری دیت دینا ہوگی اور جو کوئی عضو بیکار ہو جاوے تو اسکی دیت دینا ہوگی **باب** دَوَاءِ ذَاتِ الْجَنْبِ ذات الجنب کے دوا **ف** وہ ایک ورم ہے جو پسلی میں ہوتا ہے اور یہ مرض بہت سخت ہے اکثر ہلاک کر دیتا ہے **عن** زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ نَعَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرْسًا وَقُسْطًا وَزَيْتًا يُلَدُّ بِهِ زید بن ارقم سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب میں اس نسخہ کی تعریف کی ورس (ایک گھاس ہے زرد خوشبودار) اور قسط (یعنے عود ہندی) اور زیتون کا تیل اسکا لدود کیا جاوے **ف** یعنے یہ تینوں دوائیں ملا کر مونھہ میں ایک طرف سے ڈالدے جاویں لدود اس دوا کو کہتے ہیں جو بیمار کے مونھہ میں لگائی جاوے تاکہ پیٹ میں چلی جاوے بعض قدیم طبیبوں نے اس نسخہ پر اعتراض کیا ہے کہ قسط یعنے عود ہندی بہت گرم ہے تو ذات الجنب میں جو مرض حار ہے اسکا دینا کیسے مناسب ہوگا اور ہم کہتے ہیں کہ یہ اعتراض محض لغو اور قلت معرفت سے پیدا ہوا ہے بعض دوائیں بالخاصیت ایک بیماری کو مفید ہوتی ہیں جیسے کونین حار ہے اور بخار کے لیے اکسیر ہے اور پارہ حار ہے اور آتشک کے لیے مفید ہے اور اب ہماری زمانہ میں جو طب مروج ہے اسمیں تمام علاجات خاصیت سے کیے جاتے ہیں حرارت اور برودت سے کوئی بحث نہیں ہے اور علاج بالکیفیۃ جو قدیم یونانیوں کا طریقہ تھا بالکل ترک کر دیا گیا اور تجربات وسیعہ سے انکی بہت غلطیاں ثابت ہوئیں پس جو کچھ اللہ کے رسول نے فرمایا وہی تجربہ سے بھی صحیح نکلا اور قدیم طبیبوں کی نافہمی اور حماقت اب کھل گئی اور روز بروز کھلتی جاتی ہے **عن** أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالْعُودِ الْهِنْدِيِّ يَعْنِي بِهِ الْكُسْتَ

فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ قَالَ ابْنُ سَمْعَانَ فِي الْحَدِيْثِ فَاِنَّ فِيْهِ شِفَاءً مِّنْ سَبْعَةِ اَدْوَاءٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ ام قیس بنت محصن سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لازم کرو اپنے اوپر عود ہندی کو یعنے کست کو اس میں سات بیماریوں سے شفا ہے ان میں سے ایک ذات الجنب بھی ہے ابن سمعان کی روایت میں یوں ہے اسلیے کہ اس میں شفا ہے سات بیماریوں سے ان میں سے ایک ذات الجنب ہے

بَابُ الْحُمّٰى بخار کا بیان

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ ذُكِرَتِ الْحُمّٰى عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّهَا رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبَّهَا فَاِنَّهَا تَنْفِي الذُّنُوْبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بخار کا ذکر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے بخار کو گالی دی (برا کہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت برا کہہ اسکو وہ گناہوں کو (مسلمان کے) دور کر دیتی ہے جیسے انگار لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ عَادَ مَرِيْضًا وَمَعَهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مِنْ وَعْكٍ كَانَ بِهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ هِيَ نَارِيْ اُسَلِّطُهَا عَلٰى عَبْدِي الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا لِتَكُوْنَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ فِي الْاٰخِرَةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیمار کی عیادت کو تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا اس شخص کو بخار آتا تھا آپ نے فرمایا خوش ہو جا اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے بخار میری آگ ہے اسکو مقرر کرتا ہوں میں اپنے ایماندار بندہ پر تاکہ وہ بدل ہو جاوے آخرت کی آگ کا (اور آخرت کی آگ سے وہ محفوظ رہے)

بَابُ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَاءِ بخار دوزخ کی بھاپ ہے

ہے اسکو ٹھنڈا کرو پانی سے **ف** ممکن ہے کہ دوزخ سے مراد یہاں پیٹ ہو یعنے بخار پیٹ کی بھاپ سے پیدا ہوتا ہے اور عفونت سے اور ممکن ہے کہ بخار کی بھاپ ایک جز ہو دوزخ کی بھاپ کا جس کو اللہ سبحانہ وتعالی نے بھیجا اپنے بندوں پر کسی مصلحت سے آب بخار میں غسل کرنا تو سب کے نزدیک مفید ہے لیکن بعض بخاروں میں ٹھنڈے پانی سے غسل چاہیے بعضوں میں گرم پانی سے بہرحال غسل مفید ہوا اور حدیث میں ٹھنڈے اور گرم پانی کی قید نہیں ہے اور اصل یہ ہے کہ بخار ہمیشہ عفونت اخلاط سے پیدا ہوتا ہے اور بدن کی ظاہری عفونت اور اسکو مدد دیتی ہے غسل کرنے سے بدن لطیف ہو جاتا ہے تو بخار میں تخفیف ہوگی اور گرم پانی سے غسل کرنے میں مسامات کھلجاویں گے اور اندر کے بخارات باہر نکلجاویں گے اور کبھی پسینا بھی آجاویگا جیسا حمام میں جانے سے آتا ہے اور پسینا آنا بخار میں کمال فائدہ دیتا ہے اور ممکن ہے کہ ٹھنڈا کرنے سے حدیث میں ہاتھ پاؤں کا دھونا مراد ہو یعنے پاشویہ کرنا گرم پانی سے اور یہ باتفاق اطبا بخار میں مفید ہے بہرحال جس شخص نے اس باب کی حدیثوں

پر اعتراض کیا ہی وہ محض جاہل ہے اب ڈاکٹری کتابون مین کتنی قسم کے بخارون مین آب سرد سے غسل کرنیکو مفید قرار دیا ہے اور عرب کا ملک حار ہے وہان اکثر صفراوی بخار عارض ہوتا ہے اسمین ٹھنڈے پانی سے غسل کمال مفید ہوتا ہے یہ تجربہ سے معلوم ہوچکا ہے اور کوئی طبیب حاذق اسکا انکار نہ کریگا اور ممکن ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہو کہ بخار جہنم کی بھاپ ہے اسکو ٹھنڈا کرو پانی سے یعنی پسینے سے مطلب یہ ہے کہ پسینہ لانے کی فکر کرو خواہ مریض کو اوڑھا کر خواہ کوئی دوا کھلا کر اسصورت مین تو کوئی اشکال ہی نہوگا اور اخیر کا معنے ایک الہام الٰہی ہے جو مترجم کو ہوا واللہ المستعان **عن** عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحمی من فیح جہنم فابردوھا بالماء حضرت عائشہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کی بھاپ سے ہے تو اسکو ٹھنڈا کرو پانی سے **ف** خود حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہان وہ بخار مراد ہے جو گرمی سے ہو کیونکہ پانی سے وہی ٹھنڈا ہوگا اور جو بخار سردی سے ہوگا اس مین تو آگ سے گرم کرنا مفید ہوگا اور بخار جہنم کی بھاپ سے ہے اس مین کوئی اشکال نہین کیونکہ دوسری حدیث مین ہی کہ گرمی اور سردی دونون جہنم کی سانس سے ہوتی ہین گرمی تو اس حصہ جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے جو گرم انگار ہے اور سردی اس حصے کی بھاپ ہے جو زمہریر ہے اور بخار ہمیشہ یا گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے یا سردی سے پس یہ کہنا بالکل صحیح ہوا کہ بخار جہنم کی بھاپ ہے کیونکہ سبب کا سبب ہوتا ہے اور علت کی علت علت ہوتی ہے **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان شدۃ الحمی من فیح جہنم فابردوھا بالماء ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہوتی ہے اسکو ٹھنڈا کرو پانی سے **عن** رافع بن خدیج قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الحمی من فیح جہنم فابردوھا بالماء فدخل علی ابن لعمار فقال اکشف الباس رب الناس الٰہ الناس رافع بن خدیج سے روایت ہی مینے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے بخار جہنم کی بھاپ سے ہے تو اسکو ٹھنڈا کرو پانی سے اور آپ تشریف لے گئے عمار کے ایک بیٹے کے پاس (وہ بیمار تھا) آپنے فرمایا اے رب آدمیون کے دور کردے بیماری کو اے خدا آدمیون کے **عن** اسماء بنت ابی بکر انہا کانت تؤتی بالمرأۃ الموعوکۃ فتدعو بالماء فتصبہ فی جیبہا وتقول ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابردوھا بالماء و قال انہا من فیح جہنم اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہی انکے پاس وہ عورت لائی جاتی جسکو بخار ہوتا وہ پانی منگواتین اور اسکے گریبان مین ڈالتین اور کہتین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ٹھنڈا کرو اسکو پانی سے اور فرمایا وہ جہنم کی بھاپ سے ہے **عن** ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الحمی کیر من

كِيْرِ جَهَنَّمَ فَنَحُّوْهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
بخار ایک بھٹی ہے جہنم کی اسکو ہٹاؤ اپنے سے ٹھنڈے پانی سے **باب** الْحِجَامَةِ پچھنے لگانے کا بیان
عن اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ کَانَ فِیْ شَیْءٍ مِّمَّا تَدَاوَوْنَ بِهٖ خَیْرٌ فَالْحِجَامَةُ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہاری علاجوں میں کسی میں بہتری ہو تو
وہ پچھنے لگانے میں ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مَرَرْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ
بِیْ بِمَلَاٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا كُلُّهُمْ یَقُوْلُ لِیْ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ بِالْحِجَامَةِ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے
روایت ہے میں معراج کی رات میں فرشتوں کے کسی گروہ پر نہیں گزرا مگر وہ سب مجھ سے کہتے تھے اے محمد لازم
کرلے اپنے اوپر پچھنے لگانے کو **فائدہ** پچھنے لگانا جب بدن میں خون کی کثرت ہو نہایت مفید پڑتا ہے
اور بعض امراض میں فوراً اس سے تسکین ہوتی ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ نِعْمَ الْعَبْدُ الْحَجَّامُ یَذْهَبُ بِالدَّمِ وَیُخِفُّ الصُّلْبَ وَیَجْلُو الْبَصَرَ ابن عباس سے روایت ہے اچھا ہے
وہ بندہ جو پچھنے لگاتا ہے پچھنے لگانا خون نکال دیتا ہے اور کمر کو ہلکا کر دیتا ہے اور بینائی کو روشن کر دیتا
ہے **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مَرَرْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ بِمَلَاٍ
اِلَّا قَالُوْا یَا مُحَمَّدُ مُرْ اُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں معراج کی رات کو فرشتوں کی جس جماعت پر گذرتا وہ کہتے اے محمد اپنی امت کو حکم کرو پچھنے لگانے
کا **عن** اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَاْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی
الْحِجَامَةِ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَا طَیْبَةَ اَنْ یَّحْجُمَهَا وَقَالَ حَسِبْتُ اَنَّهٗ كَانَ اَخَاهَا
مِنَ الرَّضَاعَةِ اَوْ غُلَامًا لَمْ یَحْتَلِمْ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی پچھنے لگانے کی آپ نے ابوطیبہ کو حکم دیا کہ انکے پچھنے لگا دے جابر نے کہا میں
سمجھتا ہوں کہ ابوطیبہ حضرت بی بی ام سلمہ کے دودھ بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے **ف** ورنہ اجنبی
مرد کو آپ کیسے حکم دیتے پچھنے لگانیکا اگرچہ ضرورت کیوقت طبیب کو نظر کرنا جائز ہے بیماری کے مقام کیطرف
باب مَوْضِعِ الْحِجَامَةِ پچھنے کس مقام پر لگاوے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَیْنَةَ یَقُوْلُ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْیِ جَمَلٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَسَطَ رَاْسِهٖ عبداللہ بن بحینہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے پچھنے لگائی تھی لحی جمل میں (جو ایک مقام ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے) اور آپ احرام باندھے ہوئے

تھے اپنے بیچا بیچ سر مین (یعنے تالو (چاند) مین)۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَزَلَ جِبْرَئِيلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِجَامَةِ الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ جناب علی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرئیل اوترے اور آپ کو حکم دیا گردن کی رگون اور دونون مونڈھون کے بیچ مین پچھنے لگانے کا عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَعَلَى الْكَاهِلِ انس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے اخدعین (گردن کی رگین) اور کاہل مین (کاہل وہ مقام ہے جو دونون مونڈھون کے بیچ مین ہے گدی کے نیچے) عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلَى هَامَتِهِ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ يَقُولُ مَنْ أَهْرَاقَ مِنْهُ هٰذِهِ الدِّمَاءَ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ لَا يَتَدَاوَى بِشَيْءٍ لِشَيْءٍ ابوکبشہ انماری سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے چندیا پر پچھنے لگاتے تھے اور دونون مونڈھون کے بیچ مین اور فرماتے تھے جو کوئی ان مقامون مین سے خون بہاوے اسکو نقصان نہ کریگا اگر اور کسی بیماری کے لیے کوئی دوا نکرے عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ مِنْ فَرَسِهِ عَلَى جِذْعٍ فَانْفَكَّتْ قَدَمُهُ قَالَ وَكِيعٌ يَعْنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ عَلَيْهَا مِنْ وَثْءٍ جابر سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے پر سے گرے کھجور کے ایک کڑے پر تو آپ کا پاؤن موچ کھا گیا وکیع نے کہا مطلب یہ ہے کہ آپ نے پچھنے لگائے صرف درد کی وجہ سے **ف** جو پاؤن مین تہا وثی عربی مین درد کو کہتے ہین جو کسی عضو مین پیدا ہو بغیر اس عضو ٹوٹنے کے **باب** فِي أَيِّ الْأَيَّامِ يُحْتَجَمُ کن دنون مین پچھنے لگاوے عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَرَادَ الْحِجَامَةَ فَلْيَتَحَرَّ سَبْعَةَ عَشَرَ أَوْ تِسْعَةَ عَشَرَ أَوْ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَلَا يَتَبَيَّغْ بِأَحَدِكُمُ الدَّمُ فَيَقْتُلَهُ انس بن مالک سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پچھنے لگانا چاہے وہ مہینے کی سترہوین یا اونیسوین یا اکیسوین کو لگاوے اور ایسے دن مین نہ لگاوے جب خون کا جوش اسکو مار ڈالے **ف** ابو داؤد نے کبشہ سے روایت کی کہ انکے باپ منع کرتے تھے منگل کے دن پچھنے لگانے کو اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منگل کے دن ایک ساعت ایسی ہے جس مین خون بند نہین ہوتا اور منگل کا دن خون کا دن ہے اور آگے ابن عمر کے حدیث مین آتا ہے کہ پیر اور منگل کے دن پچھنے لگا پس دونوں مین مخالفت ہوگی اسکا جواب یون دیا ہے کہ ابن عمر کی حدیث مین وہ منگل مراد ہے جو مہینے کی سترہوین تاریخ آن پڑے کیونکہ طبرانی نے معقل بن یسار سے نکالا مرفوعاً جس نے پچھنے لگائے منگل کے دن سترہوین تاریخ وہ اسکے لیے دوا ہونگی سال بہر تک

اور گذشتہ کی حدیث مین وہ منگل مراد ہے جو سترہوین تاریخ کے سوا اور کسی تاریخ مین پڑے اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ
سے نکالا مرفوعاً جس نے پچھنے لگائی سترہوین یا انیسوین یا اکیسوین کو تو شفا ہونگے اسکے لیے ہر بیماری سے پر اسکی
اسناد مین کوئی برائی نہین عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ يَا نَافِعُ قَدْ تَبَيَّغَ بِيَ الدَّمُ فَالْتَمِسْ حَجَّامًا وَاجْعَلْهُ رَفِيقًا إِنِ
اسْتَطَعْتَ وَلَا تَجْعَلْهُ شَيْخًا كَبِيرًا وَلَا صَبِيًّا صَغِيرًا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
الْحِجَامَةُ عَلَى الرِّيقِ أَمْثَلُ وَفِيهِ شِفَاءٌ وَبَرَكَةٌ وَتَزِيدُ فِي الْعَقْلِ وَفِي الْحِفْظِ فَاحْتَجِمُوا عَلَى بَرَكَةِ اللَّهِ
يَوْمَ الْخَمِيسِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَالْجُمُعَةِ وَالسَّبْتِ وَيَوْمَ الْأَحَدِ تَحَرِّيًا وَاحْتَجِمُوا يَوْمَ
الِاثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي عَافَى اللَّهُ فِيهِ أَيُّوبَ مِنَ الْبَلَاءِ وَضَرَبَهُ بِالْبَلَاءِ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ
فَإِنَّهُ لَا يَبْدُو جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ إِلَّا يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ أَوْ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہون
نے کہا اے نافع (یہ ابن عمر کے مولی یعنے غلام آزاد تھے اور بڑے فقیہ تھے امام مالک نے انہی سے روایتین کی ہین)
میرے خون مین جوش ہوگیا ہے تو ایک پچھنے لگانیوالے کو تلاش کر جو نرم مزاج کا ہو لیکن بوڑھا بہونس اور
چھوٹا بچہ نہ ہو کیونکہ مینے سُنا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے حجامت کرنا یعنے پچھنے لگا
نہار منہ بہتر ہے اور اسمین شفا اور برکت ہے اور اس سے عقل بڑہتی ہے اور حافظہ تیز ہوتا ہے **ف** جب چند یا
پر لگائی جاوے لیکن اعتدال کے ساتھ خون نکالے اگر خون زیادہ نکلجاوے گا یا بیموقع لگائی جاویگی تو جسقدر
حافظہ ہے وہ بھی جاتا رہیگا چنانچہ معمر راوی نے کہا مین نے چندیا مین حجامت کرائی تو میرا حافظہ خراب ہوگیا اور
شاید یہ چند روز دن کے لیے ہوا ہو پہر ان کا حافظہ اچھا ہوگیا ہو اور طبرانی اور ابو نعیم نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً
کہ سر مین پچھنے لگانا شفا ہے سات بیماریون سے **ت** تو حجامت کراؤ اللہ تعالے برکت دیگا جمعرات کے دن
اور بچو حجامت سے چارشنبہ اور جمعہ اور ہفتہ کے دن اور اتوار کے دن بھی یعنے ان دنون کا قصد کرکے) ان مین حجامت
مت کراؤ اگر ضرورت سے ایسا اتفاق ہوجاوے تو خیر) اور حجامت کراؤ پیر کے دن اور منگل کے دن کیونکہ منگل وہ
دن ہے جس دن اللہ تبارک وتعالی نے تندرستی دی حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے اور چارشنبہ کے دن
انپر بیماری آئی تھی اور جب جذام یا برص نمود ہوتا ہے تو چارشنبہ کے دن یا چارشنبہ کی رات کو نمود ہوتا ہے **ف**
حجامت سے یہان پچھنے لگانا مراد ہے لیکن یہ حجامت جسکو ہندوستان مین حجامت کہتے ہین یعنے بال منڈانا تو وہ
ہر دن درست ہے اور بعض مشائخ نے اس حجامت کو بھی اس حجامت پر قیاس کیا ہے اور جمعرات اور پیر اور منگل کو صلاح
بنانا بہتر کہا ہے اور چارشنبہ کو مکروہ جانا ہے مگر اسپر کوئی دلیل نہین ہے عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ

يَا نَافِعُ تَبَيَّغَ بِيَ الدَّمُ فَأْتِنِي بِحَجَّامٍ وَاجْعَلْهُ شَابًّا وَلَا تَجْعَلْهُ شَيْخًا وَلَا صَبِيًّا قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحِجَامَةُ عَلَى الرِّيقِ أَمْثَلُ وَهِيَ تَزِيدُ فِي الْعَقْلِ وَتَزِيدُ فِي الْحِفْظِ وَتَزِيدُ الْحَافِظَ حِفْظًا فَمَنْ كَانَ مُحْتَجِمًا فَيَوْمَ الْخَمِيسِ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْأَحَدِ وَاحْتَجِمُوا يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي أُصِيبَ فِيهِ أَيُّوبُ بِالْبَلَاءِ وَمَا يَبْدُو جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ إِلَّا فِي يَوْمِ الْأَرْبِعَاءِ أَوْ لَيْلَةِ الْأَرْبِعَاءِ نافع سے روایت ہے ابن عمر نے مجھ سے کہا اے نافع مجھے خون کا جوش ہو گیا ہے تو ایک پچھنے لگانے والے کو بلا جو جوان ہو اور بوڑھا اور بچہ نہ ہو نافع نے کہا ابن عمر نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے پچھنے لگانا نہار منہ بہتر ہے اور وہ زیادہ کرتا ہے عقل کو اور حافظہ کو اور حافظے والے کا حافظہ اس سے اور بڑھ جاتا ہے پھر جو کوئی پچھنے لگانا چاہے وہ پنجشنبہ یعنے جمعرات کے دن لگا دے اور بچو پچھنے لگانے سے جمعہ کے دن اور ہفتہ کے دن اور اتوار کے دن اور پیر اور منگل میں پچھنے لگاؤ اور بچو اس سے چارشنبہ کے دن اور چارشنبہ کی رات کو **باب الْكَيِّ** داغ دینا **ف** یہ مکروہ ہے اہلحدیث کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ عمران کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا داغ دینے سے اور ہمنے داغ لگایا پھر نہ فائدہ ہوا اور نہ بیماری گئی نکالا اسکو احمد اور ابوداود اور ترمذی نے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود داغ دیا سعد بن معاذ کو اور سعد بن زرارہ کو اگر حرام ہوتا تو آپ نہ دیتے اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ وہ عذاب ہے آگ سے اور وہ خاص ہے پروردگار سے **عَنْ** عَقَّارِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اكْتَوَى أَوِ اسْتَرْقَى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے داغ لگایا یا منتر کیا وہ بری ہو گیا توکل سے **ف** جب یہ سمجھ کر لگا دے کہ ان چیزوں میں خود کوئی اثر ہے اور اگر یہ سمجھ لگا دے کہ اللہ کے حکم سے اثر ہوتا ہے تو کچھ قباحت نہیں **عَنْ** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَيِّ فَاكْتَوَيْتُ فَمَا أَفْلَحْتُ وَلَا أَنْجَحْتُ عمران بن حصین نے کہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا داغ دینے سے لیکن ہمنے داغ لگایا تو نہ بیماری گئی نہ مطلب حاصل ہوا اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا تو بہتر ہوتا یہ ندامت ہوئی ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَيَّةٍ بِنَارٍ وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ رَفَعَهُ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اور بخاری کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں شفا ہے ایک تو گھونٹ بھر شہد میں دوسرے پچھنے لگانے

مین تیرے انگارے سے داغ دینے مین اور مین اپنی امت کو داغ دینے سے منع کرتا ہون اس حدیث کو ابن عباس نے مرفوع کیا +
ف اب دونون طرف کی حدیثون مین موافقت یون ہے کہ جب تک اور علاج ممکن ہون تو دوسرے علاج کرے داغ نہ دیوے
جب دوسری علاجون سے فائدہ نہ ہو تو اخیر مین داغ بھی دینا درست ہے جیسے ایک حدیث مین ہے اخیر دوا داغ دینا ہے -

باب مَنِ اکْتَوٰی داغ لینے کا جواز **عن** مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَۃَ الْاَنْصَارِیِّ
سَمِعَہٗ عَمِّیْ یَحْیٰی وَمَا اَدْرَکْتُ رَجُلًا مِنَّا بِہٖ شَبِیْھًا یُحَدِّثُ النَّاسَ اَنَّ اَسْعَدَ بْنَ زُرَارَۃَ وَھُوَ جَدُّ مُحَمَّدٍ مِّنْ
قِبَلِ اُمِّہٖ اَنَّہٗ اَخَذَہٗ وَجَعٌ فِیْ حَلْقِہٖ یُقَالُ لَہُ الذُّبْحَۃُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاُبْلِغَنَّ اَوْ لَاُبْلِیَنَّ فِیْ
اَبِیْ اُمَامَۃَ عُذْرًا فَکَوَاہُ بِیَدِہٖ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِیْتَۃُ سُوْءٍ لِّلْیَھُوْدِ یَقُوْلُوْنَ اَفَلَا
دَفَعَ عَنْ صَاحِبِہٖ وَمَا اَمْلِکُ لَہٗ وَلَا لِنَفْسِیْ شَیْئًا محمد بن عبد الرحمان بن سعد بن زرارہ سے روایت ہے مینے اپنے چچا
یحیی (بن سعد بن زرارہ) سے سنا اور مینے تو ہم لوگون مین کوئی شخص یحیی کی طرح (تقوی اور پرہیزگاری مین)
نہین دیکھا وہ لوگون سے حدیث بیان کرتے تھے کہ اسعد بن زرارہ (اور وہ نانا تھے محمد کے اور دادا بھی تھے
بعض نسخون مین یہ ہے کہ دادا تھے اور یہی ظاہر ہے) کو درد ہوا حلق مین جسکو ذبحہ کہتے ہین (اور خناق بھی کہتے
ہین اکثر وہ مہلک ہوتا ہے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تو ابو امامہ (یہ کنیت ہے سعد بن زرارہ کی
کے علاج مین اخیر درجہ تک کوشش کرون گا یا آزمایش کرون گا انکی تاکہ لوگ مجھے معذور رکھین (یعنے یون کہین
تمنے علاج نہ کیا اسوجہ سے وہ مرگئے) پھر آپنے انکو داغ دیا اپنے ہاتھ سے لیکن وہ مرگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا یہ مرنا برا ہوا یہود کے لیے وہ کہتے ہین اگر یہ شخص پیغمبر ہوتا تو اپنے ساتھی کو بچا لیتا اور مین نہ اسکی جان کا
مالک تہا نہ اپنی جان کا مالک ہون **ف** اسعد بن زرارہ انصار کے سردار تھے اور بڑے مومن کامل تھے آپنے انکا علاج کیا جہان
تک ہوسکا لیکن موت مین کسیکا زور نہین چلتا پیغمبر صاحب کو بھی یہ اختیار نہ تہا کہ کسی کی موت آوے اور وہ روک دین
لیکن یہودیون کو حوالہ سے بے ایمان تھے اور بے ایمانی کا موقع ملا اور کہنے لگے اگر یہ سچے پیغمبر ہوتے تو اپنے ساتھی
سے موت کو دفع کردیتے آپنے انکا رد کیا اور فرمایا پیغمبر کو اس سے کیا علاقہ مجھہ کو خود اپنی جان پر اختیار نہین ہے تو
بھلا دوسرے کی جان پر کیسے ہوگا اور افسوس ہے کہ یہودی اتنا نہ سمجھے کہ اگلے تمام پیغمبر جب انکی موت آئی مرگئے بلکہ
حضرت ہارون علیہ السلام جو حضرت موسی کے بھائی تھے حضرت موسی کی زندگی مین مرے اور حضرت موسی علیہ السلام
انکو نہ بچا سکے بھلا امر الہی کو کوئی روک سکتا ہے ولی ہون یا نبی خداوند کریم کے سامنے خاکسار بندے اور غلام ہین
عن جَابِرٍ قَالَ مَرِضَ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ مَرَضًا فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَبِیْبًا فَکَوَاہُ عَلٰی اَکْحَلِہٖ

جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ابی بن کعب بیمار ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے پاس ایک طبیب کو بھیجا
اس نے انکی اکحل پر رگ کاٹی اور داغ دیا **عن** جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كوى سعد بن معاذ في اكحله مرتين جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو داغ
دیا ان کی اکحل میں دوبار **باب** الكحل بالاثمد اثمد کا سرمہ لگانا (اثمد ایک سرمہ کا پتھر ہے جو صفہان سے
آتا ہے) **عن** سالم بن عبد الله يحدث عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالاثمد
فانه يجلو البصر وينبت الشعر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لازم کرو اپنے
اوپر اثمد سرمہ کو وہ تیز کرتا ہے بینائی کو اور اگاتا ہے بالوں کو (پلک کے) **عن** جابر قال سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول عليكم بالاثمد عند النوم فانه يجلو البصر وينبت الشعر جابر سے بھی ایسی ہی روایت
ہے اس میں زیادہ یہ ہے کہ سوتے وقت لازم کرو **عن** ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير اكحالكم
الاثمد يجلو البصر وينبت الشعر ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا بہتر تمہارے سرموں میں اثمد ہے (سرمہ صفہانی) وہ تیز کرتا ہے بینائی کو اور اگاتا ہے بال کو **باب**
من اكتحل وترا جو شخص طاق بار سرمہ لگاوے **عن** ابي هريرة رض ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من اكتحل
فليوتر من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو شخص سرمہ لگاوے وہ طاق بار لگاوے جو ایسا کرے وہ اچھا ہے اور نہ کرے تو کچھ قباحت نہیں ہے
ف اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مطلق امر وجوب کے لیے ہے اور چونکہ یہاں بھی وجوب کا گمان تھا تو آپ نے اسکو
رفع کر دیا یہ فرما کر کہ طاق کی رعایت رکھنا مستحب ہے واجب نہیں ہے اگر کوئی جفت بار لگاوے تو بھی کچھ برائی نہیں
عن ابن عباس قال كانت للنبي صلى الله عليه وسلم مكحلة يكتحل منها ثلثا في كل عين ابن عباس
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک سرمہ دانی تھی آپ اس میں سے تین تین بار ہر ایک آنکھ میں سرمہ
لگاتے **باب** النهي ان يتداوى بالخمر شراب سے علاج کرنے کی ممانعت **عن** طارق بن سويد الحضرمي
قال قلت يا رسول الله ان بارضنا اعنابا نعتصرها فنشرب منها قال لا فراجعته قلت انا نستشفي به
للمريض قال ان ذلك ليس بشفاء ولكنه داء طارق بن سوید حضرمی سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے
ملک میں انگور ہیں جنکو ہم نچوڑ کر پیویں (یعنے شراب) آپ نے فرمایا نہیں میں نے دوبارہ پوچھا اور عرض کیا ہم اس
سے دوا کرتے ہیں بیمار کی آپ نے فرمایا وہ دوا نہیں ہے بلکہ خود بیماری ہے **ف** بیماری کے دو معنے ہو سکتے ہیں

ایک یہ کہ گناہ ہے اور ہر گناہ بیماری ہے دوسرے یہ کہ شراب سے بیماری پیدا ہوتی ہے شفا نہیں ہوتی دونوں سچ ہیں شراب سے مسلمان کو سوائے ضرر کے کبھی فائدہ حاصل نہ ہوگا اور بادی النظر میں جو کسیکو شراب پینے سے پہل پہل کچھ فائدہ نظر آتا ہے یہ فائدہ نہیں بلکہ مقدمہ ہے اس بڑے نقصان کا جو آگے چلکر پیدا ہوگا اب تمام اطبا اتفاق کرتے جاتے ہیں کہ شراب میں نقصان ہی نقصان ہیں اور فائدہ موہوم اور ابوہریرہ کی حدیث اوپر گذری کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیث دوا سے منع کیا اسکو مسلم نے نکالا اور ابوداؤد نے نکالا ابو الدرداء سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے دوا اتاری اور بیماری اور ہر بیماری کی دوا اوتاری تو دوا کرو لیکن حرام سے دوا مت کرو اس کے اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے اور شراب سے دوا کرنے کی ممانعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہوئی اسکو مسلم نے نکالا اور بخاری نے ابن مسعود سے نکالا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے تمہاری شفا اس چیز میں نہیں رکھی جسکو تم پر حرام کیا تو جمہور کا یہی قول کہ نجس اور حرام دواؤں سے علاج کرنا حرام ہے اور عرینہ والوں کو جو آپنے اونٹ کا موت پینے کی اجازت دی تھی وہ اسکے خلاف نہیں ہے کس لیے کہ اونٹ کا موت نہ نجس تھا نہ حرام اور اگر اس کی حرمت کو مان لیویں تو بھی جمع ممکن ہے اس طرح سے کہ یہ خاص ہے اور خاص عام کے معارض نہیں ہوتا اور سوی میں ہے کہ نجس سے علاج کرنے میں اختلاف ہے اکثر نے اسکو جائز رکھا سوا شراب کے کیونکہ آپنے عرینہ والوں کو اجازت دی اونٹ کا موت پینے کی لیکن شراب کے باب میں فرمایا کہ وہ بیماری ہے دوا نہیں ہے اور بعضوں نے کہا نجس چیز سے دوا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ خبیث ہے اور منع کیا آپنے خبیث دوا سے اور بعضوں نے کہا خبث سے زہر مراد ہے (روضہ)

باب الاستشفاء بالقرآن قرآن سے دوا کرنا **عن** علی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الدواء القرآن حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دوا قرآن ہے جیسے سورہ فاتحہ اور سورہ شفا ہے ہر بیماری کے لیے

باب الحناء مہندی کا بیان **عن** سلمى ام رافع مولاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت كان لا يصيب النبي صلى الله عليه وسلم قرحة ولا شوكة الا وضع عليه الحناء سلمے سے روایت ہے یعنے ام رافع سے جو مولاۃ تھیں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انہوں نے کہا آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی زخم لگتا یا کانٹا چبھتا تو آپ وہاں مہندی لگا دیتے **ف** مہندی ہر درد کی دوا ہے

باب ابوال الابل اونٹ کے موت کا بیان **عن** انس ان ناسا من عرينة قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاجتووا المدينة فقال صلى الله عليه وسلم لو خرجتم الى ذود لنا فشربتم من البانها وابوالها ففعلوا انس سے روایت ہے عرینہ

(ایک قبیلہ ہے) اگر کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انکو مدینہ کی ہوا ناموافق ہوئی تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش تم ہماری اونٹوں میں جاؤ انکے دودھ اور موت پیو انہوں نے ایسا ہی کیا **ف** آگے قصہ طول ہے وہ اچھے ہوئے اور چرواہے کو مار کر اونٹ بھگالے گئے آپ نے انکو پکڑوا بلایا اور انکے ہاتھ اور پاؤں کاٹے یہ قصہ اوپر گذر چکا ہے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اونٹ کا موت اسیطرح ہر حلال جانور کا موت نجس نہیں ہے اور حنفیہ میں اسکے خلاف ہے **باب** الذُّبَابُ يَقَعُ فِي الْإِنَاءِ اگر برتن میں مکھی گر پڑے **عن** أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أَحَدِ جَنَاحَيِ الذُّبَابِ سُمٌّ وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ فَإِذَا وَقَعَ فِي الطَّعَامِ فَامْقُلُوهُ فِيهِ فَإِنَّهُ يُقَدِّمُ السُّمَّ وَيُؤَخِّرُ الشِّفَاءَ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکھی کے ایک بازو میں زہر ہے اور دوسرے میں شفا ہے جب وہ کھانے میں گرے تو اسکو ڈبو دو کھانے میں کیونکہ وہ زہر کا بازو آگے رکھتی ہے (اور وہی کھانے میں پہلے ڈالتی ہے) اور شفا کا بازو پیچھے رکھتی ہے۔

عن أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ فِيهِ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسیکے پانی میں مکھی پڑ جاوے تو اسکو ڈبو دے اس میں پھر نکالکر پھینکدے کیونکہ اسکے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں تندرستی ہے (کیا قدرت ہے اللہ تبارک وتعالی کی کہ بیماری کے ساتھ تندرستی کو کر دیا ورنہ لوگ ہلاک ہو جاتے اسکی زہر سے) **باب** الْعَيْنِ نظر کا بیان

ف نظر میں بڑی تاثیر ہے اور ہمارے زمانہ میں تو نظر کی بڑی تحقیقات ہوئی ہے اور عجیب عجیب نظر کے آثار معلوم ہوئے ہیں جنسے اگلے لوگ واقف نہ تھے اور جو لوگ نظر کی تاثیر میں شبہ کرتے ہیں وہ بے علم ہیں **عن** عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ عامر بن ربیعہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر حق ہے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ ابو ہریرہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعِيذُوا بِاللهِ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے پناہ مانگو نظر سچ ہے **عن** أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ مَرَّ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ بِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَهُوَ يَغْتَسِلُ فَقَالَ لَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ فَمَا لَبِثَ أَنْ لُبِطَ بِهِ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ أَدْرِكْ سَهْلًا صَرِيعًا قَالَ مَنْ تَتَّهِمُونَ بِهِ قَالُوا عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ قَالَ عَلَامَ

مَا يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْ أَخِيهِ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيَدْعُ لَهُ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَأَمَرَ عَامِرًا أَنْ يَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَرُكْبَتَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَصُبَّ عَلَيْهِ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَمَرَهُ أَنْ يَكْفَأَ الْإِنَاءَ مِنْ خَلْفِهِ ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے سہل بن حنیف ان کے باپ نہا رہے تھے عامر بن ربیعہ ادھر سے گذرے اونہوں نے کہا میں نے تو ایسا آدمی نہیں دیکھا جیسا آج دیکھا سہل کو کیا پردہ والی عورت کا بھی تو بدن ایسا نہیں دیکھا تھوڑی دیر نہیں گذری کہ سہل گر پڑے (عامر کی نظر سے) لوگ ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور آپ سے عرض کیا سہل کی خبر لیجیے وہ گر پڑا ہے آپ نے فرمایا تمہارا گمان کس پر ہے (یعنی کس کی نظر لگی ہے) اسکو اونہوں نے کہا عامر پر آپ نے فرمایا بھلا یہ کیا بات ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے (بدنظر سے) جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی میں وہ بات دیکھے جو اس کو پسند آوے تو برکت کی دعا کرے اُسکے لیے پھر آپ نے پانی منگوایا اور عامر کو حکم دیا وضو کرنے کا اونہوں نے اپنا مونہہ دہویا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور دونوں گھٹنے اور اپنے تہبند کے اندر کا بدن (ذکر اور خصیے یا سرین یا زیر ناف) آپ نے حکم دیا وہ پانی سہل پر ڈالنے کا سفیان نے کہا معمر نے زہری سے یوں روایت کی حکم دیا آپ نے کہ وہ برتن سہل کے پیچھے سے اوپر اوندہا دیا جاوے **ف** یہ غسل بدنظری کے لیے متعدد حدیثوں سے ثابت ہے نکالا احمد اور مالک اور نسائی اور ابن حبان نے۔ زہری نے کہا جسکی نظر لگی ہو اسکو لاویں اور اسکے سامنے ایک پیالہ پانی کا رکھیں وہ ہاتھ اس میں ڈالے اور کلی لیکر اسی پیالہ میں کلی کردے پھر اپنا مونہہ بھی اسمیں دھووے پھر بایاں ہاتھ اسمیں ڈالے اور داہنے ہاتھ پر پانی بہاوے یعنے پہونچے پر اسی پیالہ میں پھر داہنا ہاتھ ڈالے اور بایاں پہونچا اسیطرح دھووے پھر بایاں ہاتھ ڈالے اور داہنے کہنی اسمیں دھووے پھر داہنا ہاتھ ڈالے اور بائیں کہنی اسی میں دھووے پھر بایاں ہاتھ ڈالے اور داہنا پاؤں دھووے پھر داہنا ہاتھ ڈالے اور بایاں پاؤں دھووے پھر بایاں ہاتھ ڈالے اور داہنا گھٹنا دھووے پھر داہنا ہاتھ ڈالے اور بایاں گھٹنا دھووے پھر اپنے ازار کے اندر کا بدن دھووے اسی میں اور پیالہ زمین پر نہ رکھا جاوے (بلکہ کوئی شخص اسکو لیے رہے ہاتھ میں) پھر جسکی نظر لگی ہو اسکے پیچھے سے جاکر یہ پیالہ ایک بارگی اسپر اوندہا دیا جاوے یہ غسل ہے نظر بد کا اور ایک حدیث میں ہے کہ جب اوس سے کہا جاوے نظر کا غسل کرنے کے لیے تو انکار نہ کرے کیونکہ اس میں اپنا نقصان نہیں اور ایک بھائی کا فائدہ ہے خدا تعالیٰ نظر بد سے سب کو بچاوے

باب مَنِ اسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ نظر کے منتر کا بیان

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ قَالَ قَالَتْ أَسْمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ بَنِي جَعْفَرٍ تُصِيبُهُمُ الْعَيْنُ فَأَسْتَرْقِي لَهُمْ قَالَ نَعَمْ فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ

الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ عبید بن رفاعہ سے روایت ہے اسماء بنت عمیس نے کہا یا رسول اللہ جعفر کے بچون کو نظر لگتی ہے کیا مین انکے لیے منتر کرون آپنے فرمایا ہان اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے ہو سکتی تو وہ نظر ہوتی ف اوسکو نکالا احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور ترمذی نے کہا وہ صحیح ہے اور تقدیر سے آگے ہونیکا یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی چیز بغیر اللہ کے تقدیر کے ضرر پہونچا سکتی تو وہ نظر بد ہوتی لیکن بغیر تقدیر الہی کے کوئی چیز نہ ضرر پہونچا سکتی ہے نہ نفع عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَيْنِ الْجَانِّ ثُمَّ مِنْ اَعْيُنِ الْاِنْسِ فَلَمَّا نَزَلَ الْمُعَوِّذَتَانِ اَخَذَهُمَا وَتَرَكَ مَا سِوٰى ذٰلِكَ ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے جنون کی نگاہ سے پھر آدمیون کی نگاہ سے جب یہ دونو سورتین اترین قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تو آپنے اندونون کو پڑہنا شروع کیا انکے سوا اور دعائین چھوڑ دین ف جو نظر سے بچنے کے لیے آپ پڑہتے یہ دونو سورتین جنکو معوذتین کہتے ہین عمدہ منتر ہین ہر بلا اور بد نظر سے بچنے کے لیے اور مجرب ہین دفع سحر کے لیے بہی اور لبید بن عاصم یہودی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا تہا اور بالون مین گرہین دی تہین جب یہ سورتین اترین تو حضرت جبریل علیہ السلام کے کہنے پر آپنے وہ گرہ دار بال بہی ایک اندہے کنوے سے منگوایا اور ایک ایک آیت ان سورتون کی آپ پڑہتے جاتے تہے ایک ایک گرہ کہلتی جاتی تہی یہانتک کہ سب گرہین کہل گئین اور اس بردرد کا سحر باطل ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج جو بہت کسلمند رہتا تہا چاق اور درست ہو گیا عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهَا اَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم دیا نظر کا منتر کرنے کے لیے ف روضہ مین ہے کہ منتر مین کچہ قباحت نہین بشرطیکہ اوس مین شرک کے الفاظ نہون اور اگر حدیث اور قرآن سے ہو تو بہت عمدہ ہے اور جن حدیثون مین منتر تعویذ سے ممانعت ہے وہ محمول ہین شرک کی مضامین پر یا اسباب پر تکیہ کرنے پر اسطرح کہ اللہ تعالی سے غافل ہو جاوے اور منتر کے طریق مختلف سلف سے مروی ہین پانی مین پڑہکر پہونکنا وہ بیمار کو پلانا یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور مجاہد نے کہا کچہ قباحت نہین اگر قرآن لکہا جاوے اسکو دہوکر بیمار پی لیوے اور ابن عباس نے درد زہ مین آیتین دہوکر پلانیکا حکم دیا اور سعید بن المسیب نے کہا کچہ قباحت نہین قرآن لکہکر عورتون یا بچون کے گلے مین لٹکانا بشرطیکہ چاندی یا چمڑے مین بند کر دیا جاوے اور ابن عمرو بن عاص دعا کو لکہکر چہوٹے بچون کے گلے مین لٹکاتے انتہی سے زیادہ و اختصار

بَاب مَا رُخِّصَ فِيْهِ مِنَ الرُّقْيَةِ جن منترون کی اجازت ہے انکا بیان عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ بریدہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منتر

نہیں ہو مگر نظر میں یا ڈنک میں (سانپ یا بچھو کے) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ خَالِدَةَ بِنْتَ اَنَسٍ اُمَّ بَنِیْ حَزْمٍ السَّاعِدِیَّةَ جَاءَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَیْہِ الرُّقٰی فَاَمَرَهَا بِهَا ابوبکر بن محمد سے روایت ہے کہ خالدہ بنت انس ام بنی حزم جو بنی ساعدہ میں سے تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور آپ پر منتروں کو پیش کیا آپ نے اجازت دی اسکو ان منتروں کے کرنے کی عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ اَهْلُ بَيْتٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمْ اٰلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ يَرْقُوْنَ مِنَ الْحُمَةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهٰى عَنِ الرُّقٰى فَاَتَوْهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قَدْ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقٰى وَاِنَّا نَرْقِيْ مِنَ الْحُمَةِ فَقَالَ لَهُمْ اعْرِضُوْا عَلَيَّ فَعَرَضُوْهَا عَلَيْهِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٰذِهِ هٰذِهِ مَوَاثِيْقُ جابر سے روایت ہے انصار میں ایک خاندان تھا اسکو عمرو بن حزم کی آل کہتے تھے وہ منتر کرتے تھے ڈنک سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا تھا منتروں سے تو وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے منتروں سے منع کر دیا اور ہم تو منتر کرتے تھے ڈنک کا آپ نے فرمایا اپنا منتر مجھکو سناؤ انہوں نے سنایا آپ نے فرمایا کچھ قباحت نہیں اس میں یہ تو اقرارات ہیں (روایت کیا اسکو مسلم نے بھی اس میں اتنا زیادہ ہے جو کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو نفع پہونچا سکے تو پہونچاوے) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ وَالْعَيْنِ وَالنَّمْلَةِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی منتر کی ڈنک مارنے میں اور بدنظر میں اور نملہ میں (وہ ایک بیماری ہے جس میں پسلی میں دانے نکل آتے ہیں اور زخم پڑ جاتے ہیں)

بَابُ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ سانپ اور بچھو کے منتر کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپ اور بچھو کے منتر کی اجازت دی عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ لَدَغَتْ عَقْرَبٌ رَجُلًا فَلَمْ يَنَمْ لَيْلَتَهُ فَقِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فُلَانًا لَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَلَمْ يَنَمْ لَيْلَتَهُ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُ لَوْ قَالَ حِيْنَ اَمْسٰى اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ مَا ضَرَّهُ لَدْغُ عَقْرَبٍ حَتّٰى يُصْبِحَ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے بچھو نے ایک شخص کو کاٹا وہ ساری رات نہیں سویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ فلاں شخص کو بچھو نے کاٹا آپ نے فرمایا اگر وہ شام کو یہ کہہ لیتا اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق تو اسکو بچھو کا کاٹنا ضرر نہ کرتا صبح تک **ف** پھر صبح کو یہ کہہ لیتا تو شام تک کوئی کیڑا ضرر نہ پہونچا سکتا سبحان اللہ کیا عمدہ اور پرتاثیر اور مختصر دعا ہے بعض روایتوں میں یوں ہے اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر کل شئی ھو آخذ بناصیتہ ومن شر ما یدب علی الارض ومن اسد واسود وحیۃ وعقرب

عن عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ عَرَضْتُ النَّهْشَةَ مِنَ الْحَيَّةِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهَا عمرو بن حزم سے روایت ہے مینے سانپ کاٹنے کا منتر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سنایا آپنے حکم دیا اسکے کرنیکا **ف** اور احمد اور ترمذی اور ابن حبان وغیرہم نے بغیرہ سے نکالا مرفوعًا کہ جس نے داغدیا یا منتر کیا وہ توکل سے بری ہوگیا اس سے مراد وہ منتر ہے جس مین شرک کے الفاظ ہون یا ایسے الفاظ جنکے معنے معلوم نہ ہون ایسے منتر کرنا منع ہے باقی منتر جائز ہین ان احادیث کی روسے۔ اگرچہ بعض اولیا سے یہی منقول ہے کہ وہ دوا یا منتر نہین کرتے تہے اور ہر وقت اور ہر حالت مین راضی رضای الٰہی رہتے تہے اور جملہ امور کو اسکی امر اور ارادہ پر چہوڑ دیتے تہے مگر یہ عوام کے شایان نہین ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کیا اسیکا اتباع بہتر ہے اور اگر کوئی یہ وہم کرے کہ پیمبر کی شان تمام اولیا سے اعلی ہے پہر آپ نے دوا اور دعا کیسے کی تو اسکا جواب یہ ہے کہ بیشک پیمبر کا درجہ تمام اولیا سے زیادہ ہے لیکن پیمبر کو ہر وقت اپنے مالک کی مرضی معلوم رہتی ہے پس جب اسکی مرضی صبر ہوتی ہے تو صبر کرتے ہین اور جب دعا یا دوا کا اشارہ پاتے ہین تو ویسا ہی کرتے ہین اولیا کو یہ مرتبہ ہر وقت حاصل نہین ہے وہ ایک ہی حالت پر چلتے رہتے ہین کبھی کبھی اشارہ ربانی سے وہ مطلع ہوجاتے ہین نہ ہر وقت پیمبر کیطرح پس ہر حال مین پیمبر ہی کی شان بڑہی ہوئی نکلی اور ہمارے پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی تو وہ شان ہے کہ ساری جہان کے اولیا اور غوث اور قطب آپکی کفش برداری کو اگر ملجاوی باعث فخر اور سعادت دارین خیال کرتے ہین اور ہمارے پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری جہان کا راہ پر لانا اور ہدایت عام کرنا تفویض تہا اور آپ مکمل تہے صورت نوعیہ انسانیہ کے پس آپنے وہی امور اختیار فرمائے جو نوع انسانی کے عمومًا لائق ہین برخلاف اولیا کے کہ انکو اپنے نفس کی یا خاص ایک گروہ کی درستی منظور تہی وَشَتَّانَ بَيْنَهُمَا اور یہی سبب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادات اور عادات کمال آسانی اور اعتدال کے ساتھ تہی اور آپنے وہ شاق ریاضتین جو بعض اولیا سے منقول ہین ہمیشہ نہین کین اگر کبہی کبہی کین اور کسینے انکی پیروی چاہی تو آپنے اسکو منع فرمایا جیسے وصال سے منع کیا اور اس مین یہی راز تہا جو اب مجہکو معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ للعلمین تہے اور ساری عالم کی تکمیل اور ہدایت اور ارشاد کے لیے بہیجے گئے تہے لہذا غالب اوقات آپ وہی اعمال کرتے تہے جو عامہ ناس کے مناسب ہون اور ظاہر ہے کہ مرتبہ اعلی اسیکا ہے جو ایک جہان کو ڈوبنے سے اور ہلاک ہونے سے بچاوے نہ اسکا جو اپنی کملی بچانے کے فکر مین ہر وقت رہے

آن فکر می کند کہ بگیرد گلیم خویش وین جہد می کند کہ بگیرد غریق را

باب مَا عَوَّذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عُوِّذَ بِهِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دوسرون کے پیر

کیا اور جواب کے لیے منتر کیا گیا **عن** عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتى المريض فدعا
له قال أذهب البأس رب الناس واشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاؤك شفاء لا يغادر سقما حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب بیمار پاس آتے تو اس کے لیے دعا کرتے
اذہب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما یعنے اے پروردگار آدمیوں کے
دور کردے بیماری کو اور تندرستی عنایت فرما تو ہی چنگا کرنیوالا ہے اور تندرستی وہی ہے جو تو دیوے ایسی تندرستی
عنایت فرما کہ کوئی بیماری نہ چھوڑے **عن** عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم كان مما يقول للمريض
ببزاقه بإصبعه بسم الله تربة أرضنا بريقة بعضنا يشفى سقيمنا بإذن ربنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی
اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی میں تھوک لگا کر بیمار کے لیے یوں فرماتے
بسم اللہ تربة ارضنا بریقة بعضنا لیشفی سقیمنا باذن ربنا یعنے اللہ کے نام سے ہم میں کسی کی تھوک سے
ہماری زمین کی خاک سے شفا ہوگی ہمارے بیمار کو ہمارے مالک کے حکم سے انجاح میں ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اس
منتر کو پڑھتے وقت آپ کلمے کی انگلی پر تھوکتے اور اسکو مٹی سے لگا کر بیمار کی بدن پر یا بیماری کے مقام پر ملتے
اور یہ منتر پڑھتے **عن** عثمان بن أبي العاص الثقفي أنه قال قدمت على النبي صلى الله عليه وسلم
وبي وجع قد كاد يبطلني فقال لي النبي صلى الله عليه وسلم اجعل يدك اليمنى عليه وقل أعوذ
بعزة الله وقدرته من شر ما أجد وأحاذر سبع مرات فقلت ذلك فشفاني الله عثمان بن ابی
العاص سے روایت ہے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور میرے ایسا درد تھا کہ ہلاک کرنے کے قریب تھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اپنا داہنا ہاتھ درد کے مقام پر رکھ اور یہ کہہ بسم اللہ اعوذ بعزة اللہ و
قدرتہ من شر ما اجد سات بار میں نے ایسا ہی کیا اللہ تعالی نے مجھکو شفا دی **عن** أبي سعيد أن جبرائيل
أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا محمد اشتكيت قال نعم قال بسم الله أرقيك من كل شيء يؤذيك
من شر كل نفس أو عين أو حاسد الله يشفيك بسم الله أرقيك ابوسعید سے روایت ہے حضرت جبرئیل علیہ
السلام جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کیا آپ بیمار ہیں آپ نے فرمایا ہاں اونہوں
نے یہ دعا پڑھی بسم اللہ ارقیک من کل شیء یوذیک من شر کل نفس او عین او حاسد اللہ یشفیک بسم اللہ ارقیک
یعنے میں منتر کرتا ہوں تمپر اللہ کے نام سے ہر چیز سے جو تمکو ایذا دیوے اور ہر نفس اور آنکھ اور حاسد کی برائی
سے اللہ تمکو شفا دیوے اللہ کے نام سے منتر کرتا ہوں تمپر **عن** أبي هريرة قال جاء النبي صلى الله

عَلَيْهِ يَعُوْدُنِيْ فَقَالَ لِيْ اَلَا اَرْقِيْكَ بِرُقْيَةٍ جَاءَنِيْ بِهَا جِبْرَئِيْلُ قُلْتُ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيْكَ مِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے تو فرمایا میں تیرے اوپر دم نہ کروں جسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس لیکر آئے میں نے عرض کیا ضرور کیجیے یا رسول اللہ آپ پر میرا باپ اور ماں صدقے آپ نے فرمایا بسم اللہ ارقیک اللہ یشفیک من کل داء فیک من شر النفاثات فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد تین بار یہ فرمایا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ قَالَ وَكَانَ اَبُوْنَا اِبْرَاهِيْمُ يُعَوِّذُ بِهَا اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اَوْ قَالَ اِسْمٰعِيْلَ وَيَعْقُوْبَ وَهٰذَا حَدِيْثُ وَكِيْعٍ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیہما السلام پر یہ منتر کرتے تھے آپ فرماتے اعوذ بکلمات اللہ التامات من کل شیطان وہامۃ ومن کل عین لامۃ اور فرماتے کہ ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بچوں جناب اسمعیل اور جناب اسحاق علیہما السلام پر یہی منتر پڑھتے **ف** اس کا معنے یہ ہے میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے کلموں کی ہر شیطان اور ہر زہری کیڑے سے اور ہر آنکھ سے جو دیوانہ کر دیتی ہے

باب مَا يُعَوَّذُ بِهِ مِنَ الْحُمّٰى بخار کا تعویذ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْحُمّٰى وَمِنَ الْاَوْجَاعِ كُلِّهَا اَنْ يَقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ قَالَ اَبُوْ عَامِرٍ اَنَا اُخَالِفُ النَّاسَ فِيْ هٰذَا اَقُوْلُ يَعَّارٍ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخار کے لیے اور کل بیماریوں کے واسطے لوگوں کو سکھلاتے کہ یہ کہیں بسم اللہ الکبیر اعوذ باللہ العظیم من شر عرق نعار ومن شر حر النار۔ ابو عامر نے کہا میں اور لوگوں کے خلاف اس دعا میں یعار کہتا ہوں **ف** اور لوگ نعار نون سے کہتے ہیں نعار کے معنے جوش مارنیوالا اور یعار کے معنی بدخلق اور سخت اور سرکش **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ نَحْوَهُ وَقَالَ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ يَعَّارٍ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس روایت میں یعار ہے یے سے **عَنْ** عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ يَقُوْلُ اَتٰى جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُّؤْذِيْكَ مِنْ حَسَدِ حَاسِدٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ عبادہ بن صامت سے روایت ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے آپ کو بخار آتا تھا انہوں نے

کہا بسم اللہ ارقیک من کل شیء یؤذیک من حسد حاسد ومن کل عین اللہ یشفیک **باب** النفث فی الرقیۃ منتر
پڑھکر پھونکنا **عن** عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینفث فی الرقیۃ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منتر مین پھونکتے تہے **ف** یعنی دعا پڑہکر اپنے اوپر پھونک لیتے تہے
یا دوسرے پر پڑہکر پھونکتے تہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ جہاڑ پھونک درست ہی اسیطرح پانی مین دعا پھونک کر وہ بیمار کو پلانا
اور سب باتین سلف سے ثابت ہین اور جس نے ان باتون کا انکار کیا ہے وہ کم علم ہے **عن** عائشۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اشتکی یقرأ علی نفسہ بالمعوذات وینفث فلما اشتد وجعہ کنت اقرأ
علیہ وامسح علیہ بیدہ رجاء برکتہا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) اپنے اوپر پڑہکر پھونکتے
پھر جب آپ کی بیماری سخت ہوئی (مرض موت مین) تو مین آپ پر پڑہتی معوذتین کو اور آپ ہی کا ہاتہ آپ پر پھیرتی برکت
کی امید سے **ف** کہ شاید آپ کو شفا ہو جاوے بی بی آپ کی جدائی کبھی گوارا نہین کر سکتی تہین اور دل سے چاہتی
تہین کہ آپ اچھے ہو جاوین لیکن منظور خداوندی نہ تہا اور اخیر وقت آن پہونچا تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہی
مرضی یہی تہی کہ آپ بارگاہ خداوندی مین تشریف لیجاوین اور دنیا سے سفر فرماوین آخر ویسا ہی ہوا انا للہ وانا
الیہ راجعون **باب** تعلیق التمائم تعویذ لٹکانا کیسا ہے **عن** زینب قالت کانت عجوز تدخل
علینا ترقی من الحمرۃ وکان لنا سریر طویل القوائم وکان عبد اللہ اذا دخل تنحنح وصوت فدخل
یوما فلما سمعت صوتہ احتجبت منہ فجاء فجلس الی جانبی فمسنی فوجد مس خیط فقال ما ہذا
فقلت رقی لی فیہ من الحمرۃ فجذبہ فقطعہ فرمی بہ وقال لقد اصبح آل عبد اللہ اغنیاء عن الشرک
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الرقی والتمائم والتولۃ شرک قلت فانی خرجت
یوما فابصرنی فلان فدمعت عینی التی تلیہ فاذا رقیتہا سکنت دمعتہا واذا ترکتہا دمعت قال
ذاک الشیطان اذا اطعتہ ترکک واذا عصیتہ طعن باصبعہ فی عینک ولکن لو فعلت کما فعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان خیرا لک واجدر ان تشفین تنضحین فی عینک الماء وتقولین
اذہب الباس رب الناس اشف انت الشافی لا شفاء الا شفاؤک شفاء لا یغادر سقما زینب سے
روایت ہی جو بی بی تہین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک بڑہیا ہماری پاس آیا کرتی تہی وہ منتر کرتی تہی سرخ
بادہ کا اور ہماری پاس ایک تخت تہا اسکے پائے لنبے تہے عبد اللہ کا یہ قاعدہ تہا کہ جب وہ اندر آتے تو کہنکارتے

اور آواز دیتے ایک روز وہ اندر آئی جب مین نے انکی آواز سُنی تو اُن سے حجاب کیا اور آئے اور میری ایک طرف بیٹھ
اور مجھسے مساس کیا ایک گنڈا انکے ہاتھ کو لگا (جو میرے گلے مین پڑا تھا) اُنہون نے کہا یہ کیا ہے مینے کہا سرخ
بادی سے بچنے کے لیے ایک منتر ہے (تعویذ) اُنہون نے اسکو کھینچا اور توڑ کر پھینک دیا اور کہا کہ عبد اللہ کی آل
شرک کی حاجت نہین رکھتی مینے سُنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے منتر اور تعویذ اور گنڈے
(جو گلے مین لٹکائے جاوین) اور ٹونا یعنی حب کا گنڈا یا سحر کا ڈورا یہ سب شرک ہین مینے انسے کہا ایک روز مین باہر نکلی
مجھے فلان شخص نے دیکھ لیا تو میری اُس آنکھ سے آنسو بہنے لگے جو اُس شخص کے قریب تھی جب مین اسپر منتر کرتی
تو آنسو تھم جاتے پھر جب منتر چھوڑ دیتی تو آنسو بہنے لگتے عبد اللہ نے کہا یہ شیطان کا فریب تھا جب تو اسکی اطاعت
کرتی (اور منتر کی پناہ ڈھونڈھتی) تو وہ تجھکو چھوڑ دیتا اور جب تو اسکی نافرمانی کرتی (اور منتر کو ترک کر دیتی)
تو وہ اپنی انگلی مارتا تیری آنکھ مین تیری آنسو بہنے لگتے تاکہ تجھے منتر پر اعتقاد آوے اور تو شرک مین گرفتار ہو)
لیکن اگر تو وہ کرتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تو بہتر ہوتا تیرے لیے اور غالباً شفا ہو جاتی تو اپنی آنکھ
مین پانی چھڑکتے اور کہتے اذہب الباس رب الناس اشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما۔
ف ہر چند تعویذ گنڈہ جب اسماء الٰہی یا آیات قرآن کے ساتھ ہو تو وہ جائز ہے جیسے اوپر گذرا اور بعض سلف
سے بھی منقول ہے اسیطرح وہ منتر جس مین شرک کا مضمون نہ ہو جیسے کئی حدیثون سے ثابت ہوا مگر عبد اللہ بن مسعود
نے سرخ بادہ کے گنڈے کو توڑ ڈالا اسوجہ سے کہ وہ آیات قرآنی اور اسمای الٰہی سے نہ ہوگا اور جس بڑھیا نے اسکو دیا
تھا اسکی مشرکہ ہونے کا گمان ہوگا ایک روایت مین ہے کہ وہ عورت یہودیہ تھی اور یہودی اکثر جادوگر ہوتے تھے دوسرے
اسوقت شرک کا زمانہ قریب گذرا تھا اور عورتین اپنی قدیم رسوم کیطرف جلد مائل ہو جاتی ہین پس عبد اللہ یہ ڈرے
کہ کہین انکی عورت بھی شرک مین گرفتار نہو جاوے اور ایک طائفہ علماء نے اسی حدیث کی رو سے ہر طرح کے گنڈے
اور تعویذ اور ٹونے اور جھاڑ اور عمل کو مکروہ رکھا ہے یہانتک کہ آیات قرآنی اور اسمار الٰہی کے بھی گنڈے
اور تعویذ کو اور جمہور علما نے کہا ہے کہ اگر اس مین شرک کے مضامین نہ ہون تو وہ جائز ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب
نے قول الجمیل مین چیچک کے دفع کے لیے سورہ رحمان کا گنڈہ لکھا ہے اور وہ ہمارے ملک مین بہت رائج ہے
کہ جس بچے کی چیچک نکلنے کا ڈر ہو لیکن نکلنا شروع نہ ہوا ہو تو ایک ڈورا پاک صاف لیکر سورہ رحمان پڑھنا
شروع کرے اور ہر فبای الاء پر ایک گرہ اسمین دیتا جاوے یہانتک کہ سورت تمام ہو اور یہ ڈورا بچے کے گلے مین لٹکا
دیا جاوے **مترجم** نے بھی اسکو آزمایا ہے اور اپنی اولاد پر کیا ہے مگر باوجود ان سب باتون کے اہلحدیث

اور اہل توحید مین تعویذ گنڈے کا اتنا رواج نہین ہے جتنا اہل بدعات مین ہے اور اہل توحید کی بچون کی شناخت ہوجاتی
ہے اسطرح سی کہ انکے گلون اور بازؤن پر تعویذ فیتے کم ہوتے ہین اور مینے تو اپنے بچون کے گلے مین کبھی کوئی گنڈہ
یا تعویذ ہمیشہ کے لیے نہین ڈالا البتہ سورۂ رحمٰن کا گنڈہ کبھی کبھی بخار کی حالت مین جب چیچک کا ڈر ہوا ہے کسی بچے
کو پہنا دیا پھر اوتار ڈالا اور ہمارے بچے ہمیشہ سادے اور صاف تعویذ گنڈون سی خالی رہے ہین اگرچہ تعویذ مین ادعیہ
یا آیات قرآنی لکھکر لٹکانا بچے کے گلے مین بعض سلف سے منقول ہے اور اسکی جواز مین کلام نہین مگر یہ جواز اسوجہ
سے ہی کہ اس مین شرک کا اندیشہ نہین اگر کسی تعویذ یا نقش مین کبھی شرک کا اندیشہ پیدا ہو تو وہی کرنا چاہیے جو
عبد اللہ نے اپنی عورت کے ساتھ کیا کہ گنڈے کو کاٹ کر پھینک دیوے اور جس کے گلے مین یہ گنڈا یا تعویذ ہو اسکو
جتلا دی کہ اللہ کے سوا کوئی نفع اور نقصان نہین پہونچا سکتا اور اگر تجھہ کو شیطان کے شر کا اندیشہ ہے تو صبح و شام
یہ دعا پڑھ لیا کر اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر ما خلق و من شر کل شیطان و ہامۃ و عین لامۃ غرض اولی تو یہی ہے
کہ گلے اور بازو پر تعویذ گنڈے ڈوری نہ باندہے اور سنت کے موافق خود دعا پڑھ لیا کرے اور چھوٹے بچون پر ان
کے ولی پڑھکر پھونک دیا کرین جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن اور امام حسین پر پڑھا کرتے تھے اور اگر کہین
شرک کا اندیشہ نہ ہو اور تعویذ مین آیات قرآنی اور اسمای الٰہی یا ادعیہ ماثورہ ہون تو چھوٹے بچے کے گلے مین اسکو
لٹکا دینا بھی درست ہے اسکے سوا گنڈے اور تعویذون کی کثرت کہ ہر بڑے اور چھوٹے کے گلے مین ہر وقت پڑے رہنا
یہ سلف کے طریق کے خلاف ہے اور اہل بدعات اور اہل شرک کی اس مین مشابہت ہے پس اس سے احتراز کرنا اولے
ہے ۔ انجاح مین ہے کہ جب کا تعویذ یعنے ٹونا یا نظر کے دفع کے لیے بعضی پتھر یا نگینے لٹکانا بچون کے گلون مین
یا سحر کا گنڈا یہ سب چیزین باطل اور لغو ہین شریعت محمدی نے انکو باطل کر دیا کیونکہ ان چیزون کا رکھنا دلالت
کرتا ہے اسپر کہ رکھنے والیکو ان کی تاثیر کا اعتقاد ہے اور یہ شرک کی طرف لیجاتا ہے اللہ بچادے انتہے ۔
مترجم کہتا ہے حدیث مین تولہ ہے تولہ کہتے ہین ٹونے کو یعنے حب کے دھاگے کو جو عورتین اپنے گلے مین یا بازو
پر رکھتی ہین اس غرض سے کہ خاوند اسنے محبت کرے اور بعضون نے کہا یہ سحر کی ایک قسم ہے یہ شرک ہے جیسے
حدیث مین وارد ہے اور ظاہر ہے کہ شرک اسوقت ہوگا جب اسکی بالذات اور مستقل تاثیر کا کوئی اعتقاد کرے
لیکن اگر کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ بحکم الٰہی اسکا اثر ہوگا دوا کی طرح تو یہ اعتقاد شرک نہ ہوگا مگر دوا کا اثر تجربے
اور مشاہدے سے معلوم ہوا ہے اور حب کے تعویذ کا اور ٹونے کا اثر تجربے سے معلوم نہین ہوا پس یہ اعتقاد بھی کہ بحکم
خداوہ اثر کرے گا ایک بے اصل اور غلط اعتقاد ہوگا اور بعضی چیزین خود شرک نہین ہوتین لیکن کفار کی نشانیاں ہیں

کیونکہ اس میں شرک کا حکم دیا جاتا ہے جیسے زنا ڈالنا اور ایسے کام گو شرک کے اعتقاد سے نہ ہوں تب بھی حرام ہوتے ہیں
پس کیا عجب ہے کہ تولہ یعنے حب کا ٹوٹکہ بھی اسی قبیل سے ہو اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس چیز کے حرمت اور جواز میں
یا کراہت اور جواز میں اختلاف بھی ہو اس سے باز رہنا ہر طرح احتیاط اور تقوی کا مقتضے ہے اور یہی صحابہ
کرام کا طریق تھا اہلحدیث اور اہل توحید اس زمانہ میں نمونہ ہیں عبد اللہ بن مسعود اور دوسرے صحابہ کرام کے کہ جہاں
تک ہو سکتا ہے کفار کے رسوم اور عادات مٹا دیتے ہیں اور اتباع سنت اور پیروی حدیث رسول اللہ میں سر سے
لیکر پاتک غرق رہتے ہیں اور رنگے ہوئے ہیں اللہ اور رسول کے رنگ سے ولا یخافون فی ذلک لومۃ لائم وانکان
غیر ملام اللہم ارض عن اہل الحدیث والتوحید واحشرنا معہم آمین یا رب العالمین **عن** عمران بن الحصین
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای رجلا فی یدہ حلقۃ من صفر فقال ما ہذہ الحلقۃ قال ہذہ
من الواہنۃ قال انزعہا فانہا لا تزیدک الا وہنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا اسکے ہاتھ میں چھلا تھا پیتل کا آپنے فرمایا یہ چھلا کیسا ہے وہ بولا واہنہ کی
بیماری کا ہے (وہ ایک بیماری ہے یا رگ ہے ہاتھ میں) آپنے فرمایا اسکو اتار ڈال اس سے تجھے اور وہن پیدا
ہوگا **ف** وہن کہتے ہیں سستی اور کاہلی اور ضعف کو آپنے فرمایا کہ اس چھلے سے بعوض نفع کے اور نقصان
ہوگا اور شاید اس شخص نے تعویذ کے طور پر اس چھلے کو مفید جانکر پہنا ہوگا تو آپ نے اس سے منع فرمایا

باب النشرۃ آسیب کا عمل **عن** ام جندب قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی
جمرۃ العقبۃ من بطن الوادی یوم النحر ثم انصرف وتبعتہ امراۃ من خثعم ومعہا صبی
لہا بہ بلاء لا یتکلم فقالت یا رسول اللہ ان ہذا ابنی وبقیۃ اہلی وان بہ بلاء لا یتکلم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ائتونی بشیء من ماء فاتی بماء فغسل یدیہ ومضمض فاہ
ثم اعطاہا فقال اسقیہ منہ وصبی علیہ منہ واستشفی اللہ لہ قالت فلقیت المراۃ فقلت
لو وہبت لی منہ فقالت انما ہو لہذا المبتلی قالت فلقیت المراۃ من الحول فسالتہا عن
الغلام فقالت برا وعقل عقلا لیس کعقول الناس ام جندب سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیکھا آپنے جمرہ عقبہ پر کنکر مارے وادی کے نشیب میں سے یوم النحر کو پھر آپ لوٹے اور خثعم کی ایک عورت
آپکے پیچھے ہوئی اسکے ساتھ ایک بچہ تھا اوسپر بلا تھی (یعنے جن یا شیطان وغیرہ) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ
یہ میرا بچہ ہے اور میرے گھر والوں میں یہی باقی ہے اسکے اوپر ایک بلا ہے وہ بات نہیں کرتا یہ سنکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ لوگ پانی لائے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس میں دہویا اور کلی کی اس میں پھر وہ پانی اس عورت کو دیدیا اور فرمایا یہ پانی اس بچے کو پلا اور اسکے بدن پر ڈال اور اللہ سے دعا کر اوسکی تندرستی کے لیے ام جندب نے کہا میں اس عورت سے ملی اور میں نے اس سے کہا تھوڑا پانی اس میں سے مجھکو بھی دے وہ بولی یہ تو اس بیمار بچے کے لیے ہے ام جندب نے کہا پھر میں اس عورت سے دوسرے سال ملی اور میں نے اس سے اس بچہ کا حال پوچھا اسنے کہا وہ بچہ اچھا ہوگیا اور ایسے عقل والا ہوا کہ لوگوں کی عقل سے بڑھ کر **ف** یا تو مجنون اور دیوانہ تھا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوٹھے پانی پلانے سے وہ آسیب اور شیطان فوراً بھاگ گیا اور بچا چنگا سیانوں سے سیانہ ہوگیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فیوض اور انوار اور برکات کے سامنے یہ امر نہایت حقیر تھا پہلا عورت کو تو آپنے اپنے ہاتھ دہو کر اور کلی کر کے پانی دیا تھا شیطان اور جن اور آسیب کی کیا مجال تھی کہ وہ پانی پلانے یا لگانے کے بعد وہاں قائم رہتا لیکن آپ جہاں گذر جاتے تھے یا جسکو ہاتھ لگا دیتے تھے وہاں سے شیطان کوسوں بھاگتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تو مرتبہ بہت عالی تھا آپکے غلام اور آپکے اہل بیت کرام میں سے صدہا ہزارہا اولیا اور محدثین ایسے گذری ہیں کہ شیطان اور جن اور آسیب ہمیشہ انسے کانپتے اور لرزتے رہے جیسے نقل ہے کہ امام ہمام ابن تیمیہ جس شخصکو آسیب ہوتا اسکے آسیب کو اپنا سلام کہلا بھیجتے وہ فوراً بھاگ جاتا یہ حدیث شریف کی برکت تھی جس میں امام ہمام ابن تیمیہ ساری عمر مشغول رہے اور حضرت سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ جنکا مزار متبرک کچھوچھہ میں ہے اپنی زندگی میں صدہا آسیب زدوں کو اچھا کرتے رہے اب تک انکے مزار شریف پر آسیب زدہ کو لیجاتے ہیں تو فائدہ ہوتا ہے غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تو برکت بہت بڑی تھی آپکے نام مبارک کے لینے سے اور آپ کی حدیث میں مشغول رہنے سے ایسی برکت ہوتی ہے کہ شیطان اور پلید اور خبیث سب ایسے شخص سے بھاگتے ہیں اور ایسے شخصکو ایذا دینا تو کجا مولانا شاہ عبد العزیز اور شاہ ولی اللہ صاحب سے بھی اس قسم کے کئی قصے منقول ہیں کہ کئی جنوں اور آسیبوں کو صرف حدیث کی برکت سے انہوں نے بھگا دیا اور حصن حصین میں آسیب زدہ کے لیے دوسری دعا منقول ہے وہ یہ ہے کہ اسکو اپنے سامنے بٹھا دے اور فاتحہ اسپر پڑھے پھر الم مفلحون تک اور والٰہکم الٰہ واحد اخیر آیت تک اور آیۃ الکرسی اور للہ ما فی السموات وما فی الارض سے اخیر سورہ بقرہ تک اور شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو سے اخیر آیت تک اور ان ربکم اللہ سے اخیر آیت تک جو سورہ اعراف میں ہے اور فتعالی اللہ سے اخیر سورہ مومنون تک اور دس آیتیں شروع سورہ والصافات کی لازب تک اور تین آیتیں اخیر سورہ حشر کی اور انہ تعالی اخیر آیت تک سورہ جن میں اور سورہ اخلاص اور معوذتین نکالا اسکو حاکم اور احمد نے اور یہ حدیث آگے اس کتاب میں بھی آویگی **باب** قتل ذی الطفیتین دو دھاری والا سانپ

مار ڈالنا چاہیے **ف** جسکو عربی میں ذو الطفیتین کہتے ہیں وہ ایک خبیث زہریلا سانپ ہے اسکی پیٹھ پر دو سیاہ لکیریں ہوتی ہیں **عن** عائشۃ قالت امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقتل ذی الطفیتین فانہ یلتمس البصر و یصیب الحبل یعنی حیۃ خبیثۃ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذو الطفیتین سانپ کے قتل کا حکم کیا کیونکہ وہ آنکھ پھوڑ دیتا ہے اور حاملہ عورت کا حمل گرا دیتا ہے ایک خبیث سانپ ہے *

عن سالم عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقتلوا الحیات و اقتلوا ذا الطفیتین والابتر فانھما یلتمسان البصر و یسقطان الحبل ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مار ڈالو سانپوں کو اور مار ڈالو دو دھاری والے سانپ کو اور دم کٹے کو یہ دونوں آنکھ کی تلاش میں رہتے ہیں یعنے آنکھ کی بینائی کھو دیتے ہیں اور حمل کو گرا دیتے ہیں

باب من کان یعجبہ الفال ویکرہ الطیرۃ

فال نیک لینا اچھا ہے اور بدفالی منع ہے **عن** ابی ھریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ الفال الحسن ویکرہ الطیرۃ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نیک فال اچھی معلوم ہوتی تھی اور بدفالی کو آپ برا جانتے تھے **ف** فال یعنے شگون لینا شریعت میں اسکی کچھ اصل نہیں ہے لیکن جاہلیت کے لوگوں کا اور اب تک جاہلوں کا یہ حال ہے کہ شگون لیا کرتے ہیں جانوروں کی آواز سے عورت اور بلی کے سامنے آنے سے کسیکے چھینک دینے سے اور انہیں سے کئی ایک چیزوں کو منحوس جانتے ہیں اور ان سے بدشگونی لیتے ہیں تو حدیث میں یہ آیا ہے کہ یہ شگون لینا شرک ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اسکو برا جانتے تھے البتہ فال نیک سے آپ خوش ہوتے اور اسکی مثال یہ ہے کہ مثلاً جنگ کے لیے جاتے ہیں ایک شخص سامنے سے آیا اسکا نام فتح خان نکلا اس سے کسی نے نیک فال لیا کہ فتح ہوگی کیونکہ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ہوگا تو وہی جو اللہ تعالی کو منظور ہے مگر نیک فال لینے سے مسلمانوں کو خوشی ہوتی ہے اور نیک کام کے لیے اور زیادہ مستعد ہوتے ہیں برخلاف بدشگونی کے کہ وہ علاوہ شرک اور حرام ہونے کے دل میں وسوسہ اور رنج پیدا کرتا ہے اور نیک کام میں آدمی کو متردد کر دیتا ہے اب ہماری زمانہ میں جو فال مروج ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص قرآن شریف میں فال دیکھتا ہے کوئی دیوان حافظ کوئی کسی بزرگ کے فالنامے میں اور اس سے آیندہ کی بات بتلاتا ہے یا علم حاصل کرتا ہے یہ محض واہیات ہے اور قرآن اسلیے نہیں اترا کہ اس میں فال دیکھا جاوے بلکہ تلاوت اور تدبر اور عمل کے لیے اترا ہے اور بہت علماء نے کہا ہے کہ قرآن میں فال دیکھنا حرام ہے اور آیندہ کی بات کا کسی کو علم نہیں بجز خداوند کریم کے یہانتک کہ اولیا اور انبیا بھی اس میں عاجز ہیں بغیر خدا کے تبلائے ہوئے **عن** انس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا عدوی ولا طیرۃ

وَاُحِبُّ الْفَاْلَ الصَّالِحَ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیماری کا لگ جانا (یعنے عدوے)
اور بدشگونی کوئی چیز نہیں اور مین پسند کرتا ہون نیک فال کو **ف** ابتک لوگ عدوی کے قائل ہین یعنے بیماری کے
متعدی ہونیکے اور کئی ایک امراض مین حال کے ڈاکٹرون نے بھی گمان کیا ہے کہ وہ متعدی ہین جیسے ہیضہ جذام
بعض قسم کے بخار مگر یہ نرا گمان ہی گمان ہے اور جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط تبلایا وہ کبھی صحیح ہوسکتا ہے
اگر ایک شخص کی بیماری کے بعد دوسرے کو بھی وہ ہوجاوے تو ہم کہینگے کہ خدا کی مرضی سے ہوئی جس نے پہلے شخص کو بیمار کیا
نہ کہ بیماری متعدی ہوئی **عن** عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ وَمَا مِنَّا اِلَّا
وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُذْھِبُہٗ بِالتَّوَکُّلِ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدشگونی
لینا شرک ہے اور ہم مین سے جسکو بدشگونی کا وہم پیدا ہو تو اللہ تعالی اسکو دور کردیگا توکل کیوجہ سے **ف** یعنے خدا کی
اوپر بہروسا کرنے سے یہ وہم جاتا رہے گا انسان کو چاہیے کہ اگر ایسا وہم کبھی دلمین آوے تو اسکو بیان نکرے اور مونہہ
سے نہ نکالے اور اللہ پر بہروسا کرے جو وہ چاہے وہ ہوگا امام بخاری نے کہا سلیمان بن حرب کہتے تھے یہ قول وما منا سے اخیر
تک ابن مسعود کا قول ہے میرے نزدیک **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی
وَلَا طِیَرَۃَ وَلَا ھَامَۃَ وَلَا صَفَرَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدشگونی کوئی چیز نہین
ہے اسیطرح ہامہ یعنے الو اسیطرح صفر کا مہینہ **ف** الو کو دن کو دکھائی نہین دیتا ہے تو وہ رات کو نکلتا ہے اور اکثر ویرانو
مین رہتا ہے عرب لوگ اسکو منحوس جانتے تھے اور بعض یہ سمجھتے تھے کہ مقتول کی روح الو بنکر پکارتی پھرتی ہے
جب اسکا بدلہ لے لیا جاتا ہے تو وہ اڑ جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خیال کو باطل کردیا اسیطرح
صفر کے مہینے کو ابتک لوگ منحوس جانتے ہین عورتین تیرہ تیزی مین کوئی بڑا کام جیسے شادی بیاہ وغیرہ کرنے نہیں
دیتین یہ بھی لغو ہے صفر کا مہینہ اور مہینون کیطرح ہے کچھ فرق نہین ہے **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ وَلَا ھَامَۃَ فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الْبَعِیْرُ یَکُوْنُ بِہِ الْجَرَبُ
فَتَجْرَبُ بِہِ الْاِبِلُ قَالَ ذٰلِکَ الْقَدَرُ فَمَنْ اَجْرَبَ الْاَوَّلَ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے فرمایا نہ عدوی ہے نہ بدفالی نہ ہامہ ایک شخص اوٹھا آپ کیطرف اور بولا یا رسول اللہ ایک اونٹ کو خارش
ہوتی ہے پھر اسکی وجہ سے سب اونٹ خارشتی ہوجاتے ہین (تو عدوی ثابت ہوا) آپنے فرمایا یہ تقدیر ہے بھلا پہلے
اونٹ کو کس نے خارشتی کیا **ف** اور جو ڈاکٹر یا حکیم ہمارے زمانہ مین بعض بیماریون مین عدوی تبلاتے ہین انسے
جب یہ اعتراض کرو کہ بھلا اگر عدوی صحیح ہوتا تو جس گھر مین ایک شخص کو ہیضہ ہو تو چاہیے کہ اس گھر کے ملکیاس

محلہ کے سب لوگ مرجاوین تو اسکا کوئی معقول جواب نہین دیتے بلکہ یون کہتے ہین کہ بعضی مزاجون مین اس بیماری کے
قبول کرنے کا مادہ ہوتا ہے انکو بیماری لگ جاتی ہے بعضی مزاجون مین یہ مادہ نہین ہوتا انکو باوجود قرب کے بیماری نہین
لگتی ہم یون کہتے ہین کہ اس مادے کا مزاجمین پیدا کرنے والا کون ہے خدا ہے تو پہر سب امور خدا ہی کیطرف سے ہوئے
اسیکی مرضی اور تقدیر سے پہر عدوی کا قائل ہونا کیا ضرور ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُوْرَدُ الْمُمْرِضُ عَلَی الْمُصِحِّ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
بیمار آدمی تندرست کے پاس نہ لایا جاوی **ف** اگرچہ عدوی کوئی چیز نہین ہے مگر یہ اسی قبیل سے ہے جیسے جذامی سے دور رہنے
کا حکم ہے ایک حدیث مین اور اس مین بہید یہ ہے کہ بعض لوگ ضعیف الاعتقاد ہوتے ہین ایسا نہو وہ بیمار کے قریب
رہین اور انکو کوئی بیماری تقدیر سے ہوجاوی اور ضعف ایمان کیوجہ سے انکو عدوی کا خیال گذرے اور تقدیر کا
بہروسا جاتا رہے مگر جو لوگ قوی الایمان ہین وہ اگر بیمار کے پاس ہین تو کچہ اندیشہ نہین جیسے ایک حدیث مین
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جذامی کے ساتہ کہانا کہایا اور فرمایا کہا اللہ پر بہروسا اور توکل کرکے **بَاب**
الْجُذَامِ جذام کا بیان (وہ مشہور خبیث بیماری ہے جس سے سارا بدن گلجاتا ہے اور اعضا جہڑنے لگتے ہین
معاذ اللہ) **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِ رَجُلٍ مَجْذُوْمٍ فَاَدْخَلَهَا
مَعَهٗ فِی الْقَصْعَةِ ثُمَّ قَالَ كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَی اللّٰهِ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جذامی کا ہاتہ پکڑا اور اسکو اپنے ساتہ شریک کرلیا پیالے مین (کہانے کے) پہر فرمایا کہا
اللہ پر اعتماد ہے اور اسی پر بہروسا ہی **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُدِیْمُوا النَّظَرَ
اِلَی الْمَجْذُوْمِیْنَ ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جذامیون کیطرف برابر مت دیکہی
جاؤ **ف** کیونکہ زیادہ دیکہنے سے دلمین وسوسہ اور اندیشہ پیدا ہوگا اگر کبہی ایسی بلا اور آفت زدہ پر نظر
پڑجاوے تو یون کہے الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا **عَنْ** رَجُلٍ مِنْ
اٰلِ الشَّرِیْدِ یُقَالُ لَهٗ عَمْرٌو عَنْ اَبِیْهِ قَالَ كَانَ فِیْ وَفْدِ ثَقِیْفٍ رَجُلٌ مَجْذُوْمٌ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ فَقَدْ بَایَعْنَاكَ شرید کی اولاد مین ایک شخص تہا اسکا نام عمرو تہا اس سے روایت ہی کہ ثقیف کے
قاصدون مین ایک شخص جذامی تہا آپ نے اسکو کہلا بہیجا تو لوٹ جا ہمنے تجہسے بیعت کرلی **ف** اور اس سے
ہاتہ نہین ملایا اسکی وجہ یہ ہے کہ جذامی سے ہاتہ ملانے مین نفرت پیدا ہوتی ہے **بَاب** السِّحْرِ جادو کا بیان
ف سحر اور جادو یہ ہی کہ آدمی وہ کام کرے جنکو عادتًا لوگ نہین کرسکتے اور ان کامون کا ذریعہ اور سبب عبادت

اور تقویٰ اور دعا اور تلاوت اسمای الٰہی نہ ہو ورنہ اسکو کرامت یا عمل کہینگے نہ اسباب ظاہرہ جیسے آلات سے کام لینا مثلاً
ریل گاڑی و تار برقی وغیرہ نہ کسرت جیسے رسی پر چلنا یا گھوڑے پر سواری نئے نئے طور سے کرنا چونکہ یہ کام مشق اور محنت
سے ہر ایک آدمی سیکھہ سکتا ہے اسیطرح وہ کام جنکے اسباب خفیہ ہوں لیکن طبعی اسباب جیسے انڈا تنگ موںہہ کی شیشے
مین اوتار دینا یا انڈا خود بخود ہوا مین اوپر چڑہنا کہ یہ دوائیوں کے آثار سے ہوتے ہین انکو شعبدہ اور طلسم کہتے
ہین اور بعضوں نے کہا شعبدہ اور طلسم بہی سحر کے قسم سے ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ فرعون کے پاس جو جادوگر آئے
تہے اونہوں نے اسیقسم کا شعبدہ کیا تہا کہ رسیوں پر کچہ ملکر ڈالا وہ دہوپ نکلتے ہی سانپوں کیطرح ہلنے لگین اور
اللہ تعالےٰ نے انکے حق مین فرمایا وجاؤا بسحر عظیم اور میرے نزدیک شعبدہ اور طلسم کو جو ادویہ اور آلات کی مدد سے
ہو سحر مین داخل کرنا ٹہیک نہین کسلیے کہ ہمارے زمانہ مین جو ایجادین اہل یورپ نے کی ہین وہ سب اسیقسم کی
ہین پس ان سب کو سحر کہنا ہوگا جیسے ریل تار برقی انواع واقسام کی گہڑیان راگ مانے جو کنجی دینے سے بجتے
ہین دوربینین جنسے اجرام فلکی کے حالات آدمی یہان سے دیکھہ سکتا ہے خوردبینین جنسے بہت چہوٹی چیزین جیسے
پانی کے کیڑے بڑی بڑے دکھلائی دیتے ہین کپڑا بننے کی کلین سینے کی کل تیل نکالنے کی کل چہاپنے کی کل قیمہ کے
کل برقی صندوق برقی گلوبند برقی چراغ گیس کی روشنی جو صرف دہوین سے ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ صدہا
چیزین ہین کہ اگر اگلے لوگ ان سے بہت اتر کر بہی کوئی چیز دیکھتے تو اسکو خلاف عادت جانتے اور سحر کا گمان کرتے
مگر اب یہ سب چیزین عادت کے موافق ہوتی جاتی ہین اور لوگ انکے اسباب اور آلات کو سمجھنے لگے ہین پس کوئی
انکو تعجب کی نگاہ سے نہین دیکھتا ہے اور سب سے زیادہ عجیب وہ آلہ ہے جو آواز کے روکنے کے لیے حال مین ایجاد
ہوا ہے اسیطرح قوت سامعہ کو بڑہانے کا آلہ اسیطرح پانی مین بلا تکلف چلنے کا آلہ ہوا مین پرند کی طرح اوڑنے کا
آلہ یہ سب اشیا ملک امریکہ مین جاری ہو چکے ہین اور تارپیڈو یعنے آلہ جہاز شکن اور ڈاینامیٹ یعنی آلہ ہدام
عمارات عظیمہ بہی نہایت عجیب ہین اسیطرح انواع واقسام کی توپین کہ بعضی توپ سے ایک منٹ مین دس ہزار
گولے چہوڑے جاتے ہین اسیطرح انواع واقسام کے جنگی فولادی جہاز جو بخار کے زور سے دریا مین چلتے ہین
اور بعضے پانی مین ڈوب کر چلتے ہین اسیطرح وہ ریل جو کہربائی قوت سے اب امریکہ مین چلا چاہتی ہے اسیطرح
غبارہ جس مین فوج اور توپ خانہ رکھکر ہوا مین اوڑتا ہے اور جہان چاہین اسکو اتار دین یہ سب عجائب اشیاء
الآت اور ادویہ کے زور سے ایجاد کی گئی ہین کوئی ان مین سے سحر نہین ہے گو بعضے نافہم اسکو سحر سمجھین اور
بنی اسرائیل کے ساحرون نے یہ کمان سے معلوم ہوا کہ کل سحر آلات ہی کے زور سے کیا تہا ملکہ احتمال ہے کہ انکے

سحر میں بہت سی چیزیں ایسی بھی ہوں گی جو بغیر مدد آلات کے ہوں یا بمدد ارواح خبیثہ وغیرہ اور بعض چیزیں آلات وادویہ سے بھی ہوں اور پروردگار نے مجموعہ کو تغلیبا سحر کہا ہو بالجملہ سحر وہی علم ہے جس سے بذریعہ تسخیر کواکب یا بذریعہ ارواح اور اجنہ خبیثہ یا شیاطین کے کوئی کام خلاف عادت کیا جاوے یا بذریعہ لیسے اعمال کے جنکو ان امور میں دخل ہو گو بطور خفی جیسے بالوں میں گرہیں دینا ناریل پھوڑنا کہ شیاطین انہیں شریک ہوتے ہیں یا بذریعہ نظر وغیرہ کے کسیکو مدہوش کیا جاتا ہے جیسے مسمریزم میں یہ سب سحر ہیں اب عام ہے کہ اسکے حاصل کرنیکے لیے کلمات کفر و شرک کہنے کی حاجت ہو یا نہو ہر طرح ہر ایک قسم کا سحر کفر ہے اور ساحر واجب القتل ہے المحدیث کا یہی مذہب ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَحَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودِيٌّ مِنْ يَهُودِ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ حَتَّى كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَلَا يَفْعَلُهُ قَالَتْ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَا ثُمَّ دَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ أَوِ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ قَالَ وَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ قَالَتْ فَأَتَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ وَاللّٰهِ يَا عَائِشَةُ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا أَحْرَقْتَهُ قَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِي اللّٰهُ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی نے بنی زریق کے یہودیوں میں سے جادو کیا جسکا نام لبید بن اعصم تھا یہانتک کہ آپ کا یہ حال ہو گیا کہ ایک کام کو آپ کر رہے ہیں حالانکہ اسکو نہیں کرتے تھے ایک دن یا ایک رات ایسا ہوا کہ آپنے دعا کی اللہ تعالے سے پھر دعا کی پھر دعا کی پھر فرمایا اے عائشہ بیشک اللہ نے مجھکو بتلا دی وہ بات جو میں اس سے پوچھتا تھا میرے پاس دو شخص آئے (دو فرشتوں میں سے) ایک میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس پھر جو سر کے پاس بیٹھا تھا اُس نے کہا اُس سے جو پاؤں پاس بیٹھا تھا یا جو پاؤں کے پاس بیٹھا تھا اُس نے کہا اُس سے جو سر کے پاس بیٹھا تھا اس شخص کو کیا بیماری ہے (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو) دوسرا بولا اسپر جادو ہوا ہے اس نے کہا کس نے جادو کیا دوسرے نے کہا لبید بن الاعصم (یہودی ملعون) نے اس نے کہا کس چیز میں جادو کیا ہے دوسرے نے کہا کنگھی میں اور ان بالوں میں

جو کنگھی کرتے وقت سر سے گرتے ہیں اور کھجور کے خوشے کے غلاف میں (کھجور کا درخت نر اور مادہ ہوتا ہے) اس نے کہا یہ
چیزیں کہاں ہیں دوسرے نے کہا ذی اروان کے کنوئے میں (یا ذروان کے کنوئے میں) جو بنی زریق کا ایک کنواں تھا جہاں
یہ یہودی ملعون رہتا تھا) حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (یہ خبر پاکر) اس کنوئے پر آئے آپ کے ساتھ
کئی لوگ تھے آپ کے اصحاب میں سے (آپ نے ان چیزوں کو کنوئیں سے نکلوایا دیکھا کنگھی نکلی اس میں بال بھی تھے جس میں
گرہیں دی تھیں کھجور کے ایک پوست میں) جب آپ لوٹ کر آئے تو فرمایا قسم خدا کی اے عائشہ اس کنوئے کا پانی ایسا
تھا جیسے مہندی کا پانی (یعنی رنگین) اور وہاں پر جو کھجور کے درخت تھے گویا وہ سر ہیں شیطانوں کے (ایسے کریہ
منظر اور وحشت خیز تھے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ان جادو کی چیزوں کو جلایا کیوں نہیں (تاکہ سب لوگ اس
کو دیکھیں اور گواہ رہیں یہودی کی شرارت پر) آپ نے فرمایا نہیں مجھکو تو اللہ نے تندرست کر دیا اور مجھے برا معلوم ہوا لوگوں
میں اسکی برائی پھیلانا پھر آپ نے حکم دیا وہ چیزیں دفن کر دی گئیں ف دوسری روایت میں ہے کہ آپ پر سورہ معوذتین
اتریں آپ ایک ایک آیت ان میں سے پڑھتے جاتے اور ایک ایک گرہ بال کی کھلتی جاتی یہانتک کہ گیارہ گرہیں کھل
گئیں جب گیارہ آیتیں جو ان دونوں سورتوں میں ہیں پوری ہوئیں اور سحر کا اثر آپ پر سے جاتا رہا آپ نے اس خیال سے
اس معاملہ کو فاش نہ کیا کہ بیفائدہ اور مردود یہودی زیادہ دشمن ہوگا کہیں اور کچھ سحر نہ کرے دوسرے وہ اقرار تھوڑی
کریگا اور ثبوت گواہی سے نہ تھا پھر ظاہر کرنا اور تمام یہودیوں کی عداوت کو ترقی دینا کیا ضرور ہے تیسرے یہ کہ اگر
آپ فاش کرتے تو وہ مردود یہودی اپنے دلمیں پھول جاتا کہ میرے سحر کا آپ پر خوب اثر ہوا اب تو اسکو معلوم ہی نہوا
کہ اس سحر نے کچھ اثر بھی کیا یا نہیں چوتھے یہ جب اس یہودی کو یہ معلوم ہوتا کہ یہ سحر نکالکر پھینک دیا گیا تو وہ اور دوسرا طلسم
کرتا اب تو اسکو یہی خیال رہا کہ وہ سحر اپنے حال پر قائم ہے۔ اگر اللہ جل جلالہ چاہتا تو آپ پر سحر کی تاثیر نہ ہوتی مگر آپ
پر جو سحر کا اثر ہوا اس میں کئی حکمتیں تھیں ایک یہ کہ سحر کی حقیقت ثابت ہو جاوے جب آپ پر اسکا اثر ہوا تو اور لوگوں
پر بھی اثر کرنا بعید نہیں دوسری یہ کہ آپکا ساحر اور جادوگر نہ ہونا ثابت ہو جاوے جیسے مشرکین گمان کرتے تھے کہ آپ
ساحر ہیں معاذ اللہ کیونکہ ساحر پر سحر کا اثر نہیں ہوتا اور یہ سحر اسوقت کیا گیا تھا جب آپ حدیبیہ سے لوٹ کر آئے
سنہ ۶ ہجری میں اور اسکا اثر چالیس روز یا چھ مہینے یا ایک سال تک رہا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا
رَسُولَ اللهِ لَا يَزَالُ يُصِيبُكَ كُلَّ عَامٍ وَجَعٌ مِنَ الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ الَّتِي أَكَلْتَ قَالَ مَا أَصَابَنِي شَيْءٌ مِنْهَا
إِلَّا وَهُوَ مَكْتُوبٌ عَلَيَّ وَآدَمُ فِي طِينَتِهِ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ام المومنین ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ آپکو
ہر سال بیماری ہوا کرتی ہے اس زہریلی بکری سے جو آپ نے کھائی تھی (خیبر میں ایک یہودیہ کی دعوت میں) آپ نے

فرمایا مجھکو کچھ نہین ہوا مگر جو میری تقدیر مین لکھا تھا جب آدم علیہ السلام مٹی کے پتلے تھے **ف** بخاری کی روایت مین ہے
کہ آپنے مرض موت مین فرمایا اے عایشہ مین اس کھانیکا اثر اب تک پاتا ہون جو مینے خیبر مین کھایا تھا میرے دل کی
رگ معلوم ہوتا ہے جیسے کٹ گئی معاذ اللہ کس شدت کا زہر اس خبیث یہودیہ ملعونہ نے اس بکری مین ملایا تھا آپ نے
ایک ہی نوالہ کھایا تھا جس کا اثر برسون تک رہا آخر اسی کے اثر سے وفات پائی اور یہ عین شہادت ہے اس عورت ملعونہ
کا نام زینب بنت حارث تھا جو مرحب یہودی کی بہن تھی اور مرحب کو جناب امیر نے جنگ خیبر مین واصل جہنم کیا تھا
اب اختلاف ہے روایات کا کہ آپنے اس عورت کو قتل کرایا یا نہین بعضون نے کہا بشر بن براء اس گوشت کے کھانے
سے مر گئے تھے آپنے اس عورت کو بشر کے وارثون کے حوالہ کر دیا انہون نے اسکو قتل کیا **بَابُ الْفَزَعِ وَالْاَرَقِ**
وَمَا يُتَعَوَّذُ مِنْهُ گھبراہٹ اور نیند کے اچاٹ ہونیکا بیان **عَنْ** خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا قَالَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ فِي
ذٰلِكَ الْمَنْزِلِ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْهُ خولہ بنت حکیم سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مین سے
کوئی جب کسی جگہ مین اترے (سفر مین) اور یہ کہے اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق تو اس منزل کی کوئی چیز
اسکو نقصان نہ پہونچاویگی یہانتک کہ وہان سے کوچ کرے **عَنْ** عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ قَالَ لَمَّا اسْتَعْمَلَنِي رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الطَّائِفِ جَعَلَ يَعْرِضُ لِي شَيْءٌ فِي صَلٰوتِي حَتّٰى مَا اَدْرِي مَا اُصَلِّي فَلَمَّا رَاَيْتُ
ذٰلِكَ رَحَلْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ اَبِي الْعَاصِ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا جَاءَ
بِكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَرَضَ لِي شَيْءٌ فِي صَلٰوتِي حَتّٰى مَا اَدْرِي مَا اُصَلِّي قَالَ ذَاكَ الشَّيْطَانُ اُدْنُهْ
فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَجَلَسْتُ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ قَالَ فَضَرَبَ صَدْرِي بِيَدِهِ وَتَفَلَ فِي فَمِي وَقَالَ اُخْرُجْ
عَدُوَّ اللّٰهِ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ الْحَقْ بِعَمَلِكَ قَالَ فَقَالَ عُثْمَانُ فَلَعَمْرِي مَا اَحْسِبُهُ خَالَطَنِي بَعْدُ
عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طائف کا عامل کیا تو مجھے نماز مین کچھ خیال
آنے لگا یہانتک کہ مجھکو یاد نہین رہتا تھا کتنی رکعتین مینے پڑھین جب مین نے یہ حال دیکھا تو مین نے سفر کیا آنحضرت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپنے فرمایا ابو العاص کا بیٹا ہے مینے عرض کیا جی ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا تو کیون
آیا مینے عرض کیا یا رسول اللہ نماز مین مجھے ایسا خیال آنے لگا ہے جس سے مجھکو یاد نہین رہتا کتنی رکعتین مین نے
پڑھین آپنے فرمایا یہ شیطان کا کام ہے میرے نزدیک آ مین نزدیک گیا اور اپنے پاؤن کی انگلیون پر (با دب)
بیٹھا آپنے میرے سینہ پر اپنا ہاتھ مارا اور میرے منہ مین اپنا تھوک ڈالدیا سبحان اللہ زہی قسمت عثمان بن ابی

العاص کی یا اسد ہمکو بہی اپنے پیمبر کے باون جوسنا اور انکہون سے لگانا نصیب کر) اور فرمایا نکلجا اے اسکے دشمن تین
بار آپنے ایسا ہی کیا پہر فرمایا جا اپنے کام پر جا (یعنے طائف کو) عثمان نے کہا قسم میری عمر کی مین نہین جانتا کہ اسکی
بعد شیطان نے مجہے بہلایا ہو یا میرے سے خلط کیا ہو (یعنے ملا ہو) **عن** ابی لیلی قال کنت جالسا عند النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ اعرابی فقال ان لی اخا وجعا قال ما وجع اخیک قال بہ لمم قال اذھب فأتنی
بہ قال فذھب فجاء بہ فاجلسہ بین یدیہ فسمعتہ عوذہ بفاتحۃ الکتاب واربع ایات من اول البقرۃ
وایتین من وسطھا والھکم الہ واحد وایۃ الکرسی وثلاث ایات من خاتمتھا وایۃ من ال عمران احسبہ
قال شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو وایۃ من الاعراف ان ربکم اللہ وایۃ من المؤمنین ومن یدع مع
اللہ الھا اخر لا برھان لہ بہ وایۃ من الجن وانہ تعالی جد ربنا وعشر ایات من اول الصافات و
ثلث ایات من اخر الحشر وقل ھو اللہ احد والمعوذتین فقام الاعرابی قد برأ لیس بہ بأس ابو لیلے
سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹہا تہا اتنے مین ایک گنوار آیا اور کہنے لگا میرا ایک بہائی بیمار ہے
آپنے فرمایا کیا بیماری ہے وہ بولا اسکو آسیب ہو گیا ہے (یہ بہی ایک طرح سے ہوتا ہے جن انسان کے بدن مین سما
جاتا ہے اسکو بوجہ سا معلوم ہوتا ہے اور کبہی جن صدمہ پہونچا دیتا ہے تو عقل یا حواس مین فرق آجاتا ہے غرض جب
جن کا سایہ یعنے آسیب ہوتا ہے تو دوا سے فائدہ نہین ہوتا بلکہ مرض بڑہتا جاتا ہے) آپنے فرمایا جا اور اسکو لیکر آ
وہ گیا اور اسکو لیکر آیا آپنے اسکو اپنے سامنے بٹہلایا مینے سنا آپنے سورۂ فاتحہ اسپر پڑہی پہر چار آیتین شروع
سورہ بقرہ کی اور دو آیتین اسکی بیچ کی والہکم الہ واحد اور آیۃ الکرسی اور تین آیتین اسکی اخیر کی اور ایک آیت سورہ عمران
کی مین سمجہتا ہون یہ آیت تہی شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو اخیر تک اور سورہ اعراف کی یہ آیت ان ربکم اللہ اور سورہ مومنین
کی یہ آیت ومن یدع مع اللہ الہا آخر لا برہان لہ بہ اور سورۂ جن کی یہ آیت وانہ تعالی جد ربنا اخیر تک اور دس آیتین
شروع سورہ والصافات کی اور تین آیتین اخیر سورہ حشر کی اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ
برب الناس (یعنے اخلاص اور معوذتین) پہر وہ گنوار ایسا کہڑا ہو گیا جیسے اسکو کوئی بیماری نہ تہی **ف** سبحان اللہ اللہ کے کلام
پاک مین ایسی ہی تاثیر ہے کہ تمام شیاطین اور خبیث جن اس سے بہاگ جاتے ہین مگر یہ تاثیر اسوقت بہت جلد ہوتی
ہے جب پڑہنے والا اللہ کا مقرب بندہ ہو اب بہی یہ تاثیر کلام پاک کی اور حدیث نبوی کی موجود ہے مگر ہمارے
گناہون کی وجہ سے بخوبی یہ تاثیر ظاہر نہین ہوتی چنانچہ ایک شخص پر جن آیا ایک بزرگ نے یہ آیت سنائی قل آللہ
اذن لکم ام علی اللہ تفترون جن لا واللہ لا واللہ کہتا ہوا بہاگا ایک صاحب وہان موجود تہے انہون نے یہ آیت دوسرے

کسی شخص نے پھر پڑھی جسپر اتفاق سے وہی جن آیا تھا جن بولا آیت تو وہی ہے مگر پڑھنے والا وہ نہیں ہے مسلمان کو چاہیے کہ جب آسیب کا خلل ہو تو یہی آیتیں آسیب زدہ پر پڑھے اور دعا کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روح پر فتوح سے توسل کرے یقین ہے کہ وہ آسیب دفع ہو جاویگا اور اگر دفع نہ ہو تو یہہ سمجھنا چاہیے کہ ہماری گناہوں کی وجہ سے اور حلال کی روٹی نکھانے سے پورا اثر نہیں ہوتا اسوقت کسی اور متقی پرہیزگار خدا ترس بزرگ سے رجوع کرے ان سے یہی آیتیں آسیب زدہ پر پڑھوا دے اگر اس سے بھی دفع نہو تو ان بزرگوں کی قبور کی زیارت کراوے جو دفع آسیب اور شیاطین کے لیے مشہور تھے جیسے حضرت سید اشرف جہانگیر رحمہ اللہ یا مکہ معظمہ اور حرم نبوی مین آسیب زدہ کو لیجا دے اگر ہو سکے اللہ چاہے تو ضرور دفع ہو جاویگا

كِتَابُ اللِّبَاسِ

کتاب لباس کی (یعنے کپڑا پہننے کے احکام کی)

بَابُ لِبَاسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس کا بیان

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ فَقَالَ شَغَلَتْنِيْ اَعْلَامُ هٰذِهٖ اذْهَبُوْا بِهَا اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَ ائْتُوْنِيْ بِاَنْبِجَانِيَّةٍ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک اونی چادر مین جسمین نقش تھے پھر نماز پڑھکر آپنے فرمایا کہ اس چادر کے بیل بوٹے نے مجھکو غافل کردیا (نماز مین) یہ چادر ابوجہم پاس لیجاؤ (انہوں نے یہ چادر آپ کی خدمت مین گذرانی تھی) اور اسکے سادی ایک چادر مجھے لادو **ف** اس حدیث سے کئی باتیں نکلین ایک یہ کہ نماز مین خشوع یعنے دل لگانا عاجزی سے ضرور ہے دوسرے یہ کہ اگر خشوع مین خلل پڑجاوے تو نماز درست ہو جاویگی کیونکہ آپ سے یہ منقول نہین ہوا کہ آپنے اُس نماز کا اعادہ کیا جو نقشی چادر مین پڑھی تھی مگر بعض بزرگون سے منقول ہے کہ ساری نماز مین اگر ذراسی دیر بھی خشوع ہو جاوے تو نماز صحیح ہو جاوے گی لیکن اگر کل نماز مین اول سے لیکر اخیر تک بالکل خشوع نہ ہو تو نماز جائز نہ ہوگی تیسرے یہ کہ نماز مین ایسے لباس کا پہننا جس مین یا ایسے جای نماز پڑھنا جہان زیب و زینت زیادہ ہو اور نمازی کو خشوع نہ ہو سکے مکروہ ہے چوتھے یہ کہ انبیا بھی بشر ہین اور صفات بشری سے معرا نہین ہین کبھی انکا دل بھی دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور یاد الٰہی سے غفلت ہو جاتی ہے لیکن وہ فورًا توبہ اور استغفار کرتے ہین اور جس چیز کیوجہ سے غفلت ہوتی ہے اسکو نکال ڈالتے ہین حضرت سلیمان نے جو گھوڑون کو مروا ڈالا وہ بھی اسیوجہ سے تھا کہ انکے دیکھنے مین نماز سے غافل ہوگئے تھے اور ہمیشہ اہل اللہ نے ایسا ہی کیا ہے کہ جو چیز یاد الٰہی سے غافل کردے اسکو ترک کردیا ہے نفس کو سزا دینے کے لیے پانچوین یہ کہ جو مقربین بارگاہ الٰہی ہین انکو مباحات مین بھی مصروف ہونا سزاوار نہین ہے البتہ بقدر ضرورت مباح سے فائدہ اوٹھا سکتے ہین لیکن عیش اور عشرت سے ہمیشہ پرہیز کرتے ہین جیسے آپنے کیا کہ نقشی چادر کو واپس کردیا حالانکہ اس کا

پہننا درست تہا اور عوام لوگون کو یہ باتین منع نہین ہین **عَنْ** اَبِی بُرْدَۃَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ فَاَخْرَجَتْ لِیْ
اِزَارًا غَلِیْظًا مِنَ الَّتِیْ تُصْنَعُ بِالْیَمَنِ وَکِسَاءً مِنْ ھٰذِہِ الْاَکْسِیَۃِ الَّتِیْ تُدْعَی الْمُلَبَّدَۃَ وَاَقْسَمَتْ لِیْ
لَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھِمَا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مین جناب عائشہ صدیقہ پاس گیا انہون
نے ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا جو یمن مین بنتا ہے اور ایک کمل ان کملون مین سے جنکو ملبدہ کہتے ہین (ایک قسم
کا موٹا اور ازران کمل ہے عرب مین) اور قسم کہائی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ان دونو کپڑون مین
ف سبحان اللہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کمل ور ایک تہبند پر اکتفا کی تو ہر مومن کو ان دو چیزون پر
اکتفا کرنا چاہیے مطلب یہ ہے کہ دنیا دارون کی خوشامد کرنے سے اور بیہودہ دوڑتے پہرنے سے ہمیشہ پرہیز رکہے اور قناعت
کو اپنا شعار گردانے اور سوال اور حاجت لیجانے سے اپنے تئین ذلیل وخوار نہ کرے ۔ بڑی حاجت دو چیزون کی
ہے اگر یہ نہ ملین تو انکے لیے فکر کرنا ضرور ہے اور کوشش کرنا چاہیے تاکہ مل سکے ایک کہانا بروقت گرسنگی اور شدید
جوع کے بقدر سد رمق کوئی کہانا ہو اگرچہ ایک روٹی جو کی یا جوار کی اور ایک پیالہ پانی ہی کا سہی دوسرے کوئی کپڑا
ستر عورت کے لیے اور کوئی کپڑا سردی سے بچنے کے لیے پس ستر عورت کے لیے ایک تہبند کافی ہے اور سردی سے
بچنے کے لیے ایک کمل کافی ہے اب اگر کہانا بقدر سد رمق اور پہننے کو ایک تہبند اور ایک کمل ملجاوے تو آدمی
بے پرواہ ہے کسی کی خوشامد کرنے سے اور سوال کرنے سے اور اپنے تئین ذلیل کرنے سے اس سے زیادہ کی حاجت
نہین ہے لیکن اگر خداوند کریم اپنے فضل سے کسی اپنے بندے کو زیادہ کشایش دیوے تو عمدہ کہانے کہانا یا عمدہ
کپڑے پہننا منع نہین ہے آپ کہاوے اور پہنے اور دوسرے مستحق بہائی مسلمانون کو دیوے اور یتیمون اور بیوون اور
جورو بچون اور ناتے والون کی خبر گیری کرے مگر یہ تو ہم سے نہ ہو سکے گا کہ ہم عمدہ کہانے یا عمدہ کپڑے یا عمدہ بچہونے
کے لیے دنیا دارون کے سامنے ذلیل ہووین اور اپنی حاجت ظاہر کرین کائناً من کان اور جو شخص ان چیزون
کے طمع مین پہنس جاوے وہ ہمیشہ فقیر اور محتاج ہی رہے گا اور کتنی ہی دولت اسکے پاس ہو مگر اس سے زیادہ کا
طلبگار رہوگا کسلیے کہ طمع کی کوئی انتہا نہین ہے اور دولت کی کوئی حد نہین پہر ساری عمر اسی ذلت اور رسوائی
اور تکلیف اور خواری اور سرگردانی مین گذرے گی اور کبہی عیش اور چین نہ ملیگا نہ کبہی راحت اور خوشی اور بے
فکری حاصل ہوگی وتلک عذاب الیم **عَنْ** عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْ
شَمْلَۃٍ قَدْ عَقَدَ عَلَیْھَا عبادہ بن صامت سے روایت ہے ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر مین نماز پڑہی
جسپر گرہ دے لی تہی (تاکہ کہل نہ جاوے نماز مین) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ انس بن مالک سے روایت ہے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپکے اوپر ایک چادر تھی نجران کی (جو ایک مقام ہے حجاز اور شام اور یمن کے بیچ میں) موٹے حاشیہ کی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُبُّ أَحَدًا وَلَا يُطْوَى لَهُ ثَوْبٌ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کسی کو برا کہتے ہوئے اور نہ کوئی دوسرا آپ کا کپڑا تہ کرتا۔ ف اول تو کپڑے ہی آپکے پاس کم تھے اور جو تھے انکو آپ خود ہی تہ کر لیتے اور رکھدیتے خدمتگار سے یہ کام نہ لیتے عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ قَالَ وَمَا الْبُرْدَةُ قَالَ الشَّمْلَةُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَسَجْتُ هَذِهِ بِيَدَيَّ لِأَكْسُوَكَهَا فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا فِيهَا وَإِنَّهَا لَإِزَارُهُ فَجَاءَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ رَجُلٌ سَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَحْسَنَ هَذِهِ الْبُرْدَةَ اكْسُنِيهَا قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا دَخَلَ طَوَاهَا وَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ وَاللَّهِ مَا أَحْسَنْتَ كُسِيَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ إِنِّي وَاللَّهِ مَا سَأَلْتُهُ إِيَّاهَا لِأَلْبَسَهَا وَلَكِنْ سَأَلْتُهُ إِيَّاهَا لِتَكُونَ كَفَنِي فَقَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ يَوْمَ مَاتَ سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چادر لیکر آئی ابوحازم نے پوچھا چادر کیا اونہوں نے کہا شملہ (جو اوڑہا جاوے) خیر وہ عورت بولی یا رسول اللہ میں نے اس چادر کو اپنے ہاتھ سے بنا ہے آپکو پہنانے کے لیے آپنے اس چادر کو لے لیا کیونکہ آپکو اسکی احتیاج تھی پھر آپ برآمد ہوئے ہم لوگوں پر اور وہی چادر آپکا تہ بند تھی اتنے میں ایک شخص آیا فلان فلان کا بیٹا (سہل نے اسدن اسکا نام لیا جسدن یہ حدیث بیان کی مگر ابوحازم جو ان سے راوی ہیں یہ نام بھول گئے) اور کہنے لگا یا رسول اللہ یہہ کیا خوب چادر ہے میں اسکو پہنوں آپنے فرمایا ہاں جب آپ گہر میں تشریف لیگئے تو اس چادر کو تہ کیا اور اس شخص کے پاس بھیجدیا لوگوں نے اس سے کہا قسم خدا کی تونے اچھا کام نہیں کیا اس چادر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا تھا اور آپکو اسکی احتیاج تھی اور تو نے مانگ لیا اسکو آپ سے اور تو جانتا ہے کہ آپ کسی سائل کا سوال رد نہیں کرتے وہ شخص بولا میں نے قسم خدا کی یہ چادر آپ سے اسلیے نہیں مانگی کہ میں اسکو پہنوں لیکن میں نے اسلیے مانگی کہ میرے کفن میں یہ چادر کام آوے سہل نے کہا پھر وہی چادر اس شخص کا کفن ہوئی جسدن وہ مرا ف دوسری روایت میں اس شخص کا نام عبدالرحمان بن عوف مذکور ہے جو کبرای صحابہ اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بزرگ اور اہل اللہ لوگوں کے کپڑے برکت کے لیے لینا درست ہے اور متبرک کپڑے کفن کے لیے رکھنا بہتر ہے اور آثار صالحین سے برکت لینا جائز ہے عَنْ

أَنَسٍ قَالَ لَبِسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّوفَ وَاحْتَذَى الْمَخْصُوفَ وَلَبِسَ ثَوْبًا خَشِنًا خَشِنًا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا (یعنے بالون کا کپڑا) اور سورے یا جوتی کو آپنے سی لیا اور سخت کپڑا پہنا **ف** مردون کا یہی لباس ہے یعنے موٹا اور سخت اور نرم اور نازک اور چکنا اور باریک کپڑا عورتون کے لیے بنتا ہے مگر بعض بے وقوف مردان کپڑون کو پہنتے ہین جیسے ململ جالی نینو ڈوریہ چکن گون وغیرہ اور زنانے والے انکو پہنتے ہین **باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا** آدمی جب نیا کپڑا پہنے تو کیا کہے **عن** أَبِي أُمَامَةَ قَالَ لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ أَوْ أَلْقَى فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانَ فِي كَنَفِ اللهِ وَفِي حِفْظِ اللهِ وَفِي سِتْرِ اللهِ حَيًّا وَمَيِّتًا قَالَهَا ثَلَاثًا ابو امامہ سے روایت ہے حضرت عمر بن الخطاب نے نیا کپڑا پہنا تو کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھکو پہنایا وہ جس سے مین اپنا ستر چھپاتا ہون اور اپنی زندگی مین اسسے زیب کرتا ہون پھر کہا مینے سنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی نیا کپڑا پہنے اور یون کہے الحمد للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی حیاتی (اسکا معنے وہی ہے جو اوپر گذرا) پھر پرانے کپڑے کو جو اس نے اتارا صدقہ کردے تو وہ اللہ کی حفاظت اور اسکے حمایت مین رہیگا زندگے مین اور مرنے کے بعد بھی تین بار یہ فرمایا **عن** ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى عُمَرَ قَمِيصًا أَبْيَضَ فَقَالَ ثَوْبُكَ هَذَا غَسِيلٌ أَمْ جَدِيدٌ قَالَ لَا بَلْ غَسِيلٌ قَالَ الْبَسْ جَدِيدًا وَعِشْ حَمِيدًا وَمُتْ شَهِيدًا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو ایک سفید کرتہ پہنے دیکھا تو فرمایا تیرا یہ کپڑا دھویا ہوا ہے یا نیا ہے انہون نے کہا جی دھویا ہوا ہے آپنے فرمایا نیا کپڑا پہن اور اچھی طرح زندگی کر اور شہید ہو کر مر **ف** یہ آپنے دعا دی حضرت عمر کو ایسا ہی ہوا کہ بڑی حکومت کے ساتھ وہ زندہ رہے اور اخیر مین شہید ہو کر مرے رضی اللہ عنہ وارضاہ **باب مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنَ اللِّبَاسِ** جس طرح کپڑا پہننا منع ہے **عن** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لِبْسَتَيْنِ فَأَمَّا اللِّبْسَتَانِ فَاشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو لباسون سے ایک تو اشتمال صماء سے (وہ یہ ہے کہ ایک کپڑا لیکر اسکو ساری بدن پر اس طرح سے لپیٹ لیوے کہ ہاتھ ہلانے کی گنجایش نہ رہے نہ پاؤن نکالنے کی اس مین تکلیف ہوتی ہے اور کبھی کپڑا

چھوٹا ہوتا ہے تو سامنے سے ستر کھلتا ہے اسلیے منع ہوا) دوسرے ایک کپڑے مین احتبا کرنے سے (یعنی گوٹ مار کر بیٹھنے سے اجب شرمگاہ پر اس کپڑے مین سے کچھ نہو (کیونکہ اس مین اکثر ستر کھلتا ہے) **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن لبستین عن اشتمال الصماء وعن الاحتباء فی الثوب الواحد یفضی بفرجہ الی السماء ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہی اس مین یون ہے کہ ایک کپڑے مین احتبا کرنے سے منع فرمایا اس طرح پر کہ شرمگاہ آسمان کیطرف کھلی رہے **عن** عائشۃ قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لبستین اشتمال الصماء والاحتباء فی ثوب واحد وانت مفض فرجک الی السماء حضرت عائشہ صدیقہ سے بھی ایسے ہی روایت ہی

باب لبس الصوف بالون کا کپڑا پہننا **عن** ابی بردۃ عن ابیہ قال قال لی یا بنی لو شھدتنا ونحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اصابتنا السماء لحسبت ان ریحنا ریح الضان ابو موسی اشعری نے اپنے بیٹے ابو بردہ سے کہا بیٹا تو ہمکو اسوقت کاش دیکھتا جب ہم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب ہم پر پانی پڑتا تو تو سمجھتا کہ ہماری بو بھیڑ کی بو ہے **ف** کیونکہ بالون کے کپڑے جب بھیگ جاتے ہین ان مین سے ایسی ہی بو بہوٹ نکلتی ہے **عن** عبادۃ بن الصامت قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم وعلیہ جبۃ رومیۃ من صوف ضیقۃ الکمین فصلی بنا فیھا لیس علیہ شیء غیرھا عبادہ بن صامت سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر برآمد ہوئے آپ روم کا جبہ پہنے ہوئے تھے بالون کا تنگ آستینون کا آپنے نماز پڑہائی ہمکو اور سوا اسکے اور کوئی کپڑا آپ پر نہ تھا **عن** سلمان الفارسی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضا فقلب جبۃ صوف کانت علیہ فمسح بھا وجھہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور بالون کا جبہ جو آپ پہنے تھے اسکو اولٹ کر اس سے مونہہ پونچھا **عن** انس بن مالک قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسم غنما فی اذانھا ورایتہ متزرا بکساء انس بن مالک سے روایت ہی مینے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکریون کو داغ دے رہے تھے انکے کانون مین اور مینے دیکھا آپ ایک کملی کا تہبند باندھے ہوئے تھے **ف** چونکہ کملی اکثر بالون کی ہوتی ہے اسلیے مولف اس حدیث کو اس باب مین لائے

باب البیاض من الثیاب سفید کپڑون کا بیان **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر ثیابکم البیاض فالبسوھا وکفنوا فیھا موتاکم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر کپڑے تمہارے سفید ہین انہی کو پہنو اور انہی مین اپنے مردون کو کفن دو **عن** سمرۃ بن جندب قال قال

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا ثِیَابَ الْبَیَاضِ فَاِنَّھَا اَطْھَرُ وَاَطْیَبُ سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید کپڑے پہنا کرو وہ پاکیزہ ہیں اور عمدہ ہیں ف جب میلے ہوئے دھو ڈالا دھونے سے خراب نہیں ہوتے عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا زُرْتُمُ اللّٰہَ بِہٖ فِیْ قُبُوْرِکُمْ وَمَسَاجِدِکُمُ الْبَیَاضُ ابو الدرداء سے روایت ہے بہتر لباس جسکو پہنکر تم اللہ کی زیارت کرتے ہو اپنی قبروں میں اور مسجدوں میں وہ سفید ہے ف معلوم ہوا نماز بھی سفید کپڑے میں بہتر ہے اور کفن کے لیے بھی سفید ہی کپڑا بہتر ہے

بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ مِنَ الْخُیَلَاءِ جو شخص اپنا کپڑا ضرورت سے زیادہ لٹکاوے غرور اور فخر کی راہ سے ف ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانا حرام ہے کیونکہ اسراف ہے اگر غرور کی راہ سے ہو اسیطرح ہر کپڑے کا ضرورت سے زیادہ صرف کرنا جیسے آستینیں بہت لمبی اور بہت چوڑی رکھنا یا پائجامہ کے پائنچے جیسے ہندوستان کی عورتیں کرتی ہیں یا دوپٹہ بہت لمبی جیسے دکن کی عورتیں کرتی ہیں مکروہ ہے کیونکہ یہ ضائع کرنا ہے کپڑے کا اگر وہ کپڑا کسی مسکین کو دیا جاوے تو اسکے کام آوے اور اگر تکبر اور فخر کی راہ سے ہو تو حرام ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِیْ یَجُرُّ ثَوْبَہٗ مِنَ الْخُیَلَاءِ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کپڑا اپنا لٹکاتا ہے غرور کی راہ سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی طرف نہیں دیکھے گا (گویا اس غرور کے بدل قیامت کے دن اسکو ذلیل کرے گا لوگوں میں کہ اور بندوں سے باتیں کرے گا ان کیطرف مخاطب ہوگا مگر مغرور کیطرف دیکھے گا بھی نہیں) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ مِنَ الْخُیَلَاءِ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ فَلَقِیْتُ ابْنَ عُمَرَ بِالْبَلَاطِ فَذَکَرْتُ لَہٗ حَدِیْثَ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاَشَارَ اِلٰی اُذُنَیْہِ سَمِعَتْہُ اُذُنَایَ وَوَعَاہُ قَلْبِیْ ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا پائجامہ لٹکایا تکبر کی راہ سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی طرف نہیں دیکھیگا عطیہ نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا ابو سعید سے) میں ابن عمر سے ملا بلاط میں (وہ ایک مقام ہے مدینہ میں مسجد نبوی اور بازار کے درمیان) اور میں نے انسے ابو سعید کی یہ حدیث بیان کی ابن عمر نے اشارہ کیا اپنے کانوں کی طرف اور کہا اس حدیث کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ مَرَّ بِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ فَتًی مِنْ قُرَیْشٍ یَجُرُّ سُبُلَہٗ فَقَالَ یَا ابْنَ اَخِیْ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ مِنَ الْخُیَلَاءِ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ابو ہریرہ پر سے ایک جوان گذرا قریش کا وہ اپنی چادر لٹکاتا تھا ابو ہریرہ نے کہا اے بھتیجے میرے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی اپنا کپڑا غرور اور فخر کی

راہ سے لٹکاوے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی طرف نہیں دیکھے گا **باب** مَوْضِعُ الْإِزَارِ أَيْنَ هُوَ یعنی ازار کہاں تک ہو سکتا ہے **عَنْ** حُذَيْفَةَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَسْفَلِ عَضَلَةِ سَاقِي أَوْ سَاقِهِ فَقَالَ هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ فَإِنْ أَبَيْتَ فَلَا حَقَّ لِلْإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ حذیفہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پنڈلی کا نیچے کا پٹھا پکڑا اور فرمایا ازار کا یہ مقام ہے (یعنے نصف ساق تک) اگر تو یہ نہ کرے تو اس سے نیچے رکھ اگر یہ بھی نہ کرے تو ٹخنوں سے نیچے ازار کا حق نہیں ہے **عَنْ** حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ دوسری روایت بھی حذیفہ سے ایسی ہی ہے **عَنِ** الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فِي الْإِزَارِ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ وَمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ يَقُولُ ثَلَاثًا لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا عبدالرحمان سے روایت ہے میں نے ابو سعید خدری سے کہا کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ازار کے باب میں کچھ سنا ہے اونہوں نے کہا ہاں میں نے آپ سے سنا کہ مومن کی ازار اسکے نصف ساق تک ہوتی ہے اور اگر ٹخنوں تک رکھے تو بھی اسپر کچھ گناہ نہیں ہے لیکن ٹخنوں سے جب نیچے ہو وہ تو دوزخ میں ہے تین بار آپ فرماتے تھے کہ اللہ جل جلالہ اس شخص کی طرف نہ دیکھیگا جو اپنی ازار تکبر کی راہ سے لٹکاوے **عَنِ** الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سُفْيَانَ بْنَ سَهْلٍ لَا تُسْبِلْ فَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلِينَ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سفیان بن سہل اپنے کپڑے کو مت لٹکا کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ دوست نہیں رکھتا کپڑا لٹکانیوالوں کو **ف** ازار لٹکانا سخت گناہ ہے اور اس میں بڑی وعید آئی ہے ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ازار لٹکانے والیکو نماز اور وضو دونوں کے اعادہ کا حکم دیا اکثر علما کے نزدیک یہ حکم تشدد اور تہدید کے طور پر تھا کیونکہ وضو ٹوٹنے کی کوئی وجہ نہیں ہے بہرحال ازار لٹکائے ہوئے نماز پڑھنا بڑی خرابی کی بات ہے کہ اس میں نماز صحیح نہ ہونے کا اندیشہ ہے اور شعبان کی شب کی فضیلت میں جو حدیث آئی ہے اس میں یہ ہے کہ اس شب میں سب کی مغفرت ہوتی ہے مگر جو دائم الخمر ہو اور جو زیادہ لعنت کیا کرتا ہو اور جو ازار لٹکاتا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ یہ وعید اسی کے لیے ہے جو غرور اور کبر کی راہ سے ایسا کرے اور جسکی ازار خود بخود کبھی ٹخنوں سے نیچے ہو جایا کرے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے بدلیل اسکے کہ ابو بکرؓ نے عرض کیا میری ازار کبھی ٹخنوں کے نیچے ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے اور لٹکانا کچھ ازار سے خاص نہیں ہے بلکہ ہر ایک کپڑے میں مقدار سنت یا مقدار ضرورت سے

ٹرہانا اسکو لٹکانا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازار نصف ساق تک ہوتی اور یہی افضل ہے اور ٹخنون تک رخصت ہے اس سے نیچے حرام ہے اسیطرح عمامہ کا شملہ نصف پشت سو زیادہ لٹکانا بدعت اور حرام ہے اور اسراف ہی لمعات مختصرا

باب لُبْسِ الْقَمِيصِ قمیص پہننے کا بیان **عن** اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقَمِيصِ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کپڑا کرتے سے زیادہ پسند نہ تہا **ف** یعنے سیئے ہوئے کپڑے مین اب کپڑے کی جنس تو دوسری روایت مین ہے کہ سب سے زیادہ پسند آپکو حبرہ تہا یعنے دہاری دار کپڑا یمن کا جس مین سرخ کاڑیان ہوتی ہین اور اُس زمانہ مین یہ کپڑا اردنی کے سب کپڑون مین عمدہ تہا

باب طُولِ الْقَمِيصِ كَمْ هُوَ قمیص کا لمبا کرنا **ف** ضرورت سو زیادہ منع ہے اور یہ بہی اسبال مین داخل ہے اور بہتر یہ ہے کہ قمیص گٹہنون تک ہو اور انتہا نصف ساق تک اس سے نیچا کرنا منع ہے اور دکن کے لوگ انکا ٹخنون سے بہی نیچا پہنتے ہین یہ بہی اسراف ہی اور حرام ہے مگر اب ایسے انگ موقوف ہوتے جاتے ہین شکر خدا کا **عن** سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَغْرَبَهُ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسبال ازار مین ہے اور قمیص مین اور عمامہ مین اور جس نے انمین سے کسی کو لٹکایا تکبر اور فخر کی راہ سے تو اللہ اسکیطرف نہین دیکہے گا قیامت کے دن ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا یہ حدیث کیسی غریب ہی **ف** مزی نے کہا اس حدیث کو ابوداود نے بہی نکالا لباس مین اور نسائی نے زینت مین لیکن سب کے اسناد مین حسین بن علی جعفی ہے اور ابن ابی رواد جو ضعیف ہے اور ابن حبان نے افراط کیا اور کہا ابن ابی رواد متروک ہے اسکا نام عبدالمجید بن عبدالعزیز ہے وہ سچا تہا لیکن خطا کرتا تہا اور مرجیہ مین سے تہا (انجاح)

باب كُمِّ الْقَمِيصِ كَمْ يَكُونُ قمیص (کرتہ) کی آستین کتنی چاہیے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ قَمِيصًا قَصِيرَ الْيَدَيْنِ وَالطُّولِ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ لمبا ہوتا اور اسکی آستینیں چھوٹی ہوتیں (پہونچون تک)

باب حَلِّ الْأَزْرَارِ گھنڈیان گریبان کی کہلی رہنا **عن** مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ وَإِنَّ زِرَّ قَمِيصِهِ لَمُطْلَقٌ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ فِي شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ إِلَّا مُطْلَقَةً أَزْرَارُهُمَا قرہ سے روایت ہی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا مینے آپ سے بیعت کی آپ کی قمیص کا تکمہ کہلا ہوا تہا عروہ نے کہا مین نے معاویہ بن قرہ اور انکے بیٹے کو دیکہا وہ گرمی اور جاڑے مین ہمیشہ تکمہ کہلا رکہتے **ف** گریبان کا سبحان اللہ صحابہ کو چھوٹی چھوٹی سنتون مین بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کی پیروی کا کتنا خیال تھا جس حال مین اور جس وضع مین آنکو دیکھا ساری عمر وہی وضع اور روش اختیار کی از بس
انکی عشق اور محبت پر اور کمال ایمان یہی ہی کہ آپ کی پیروی کی جاوے عبادات اور عادات مین گو عادات مین پیروی
کرنا واجب نہین ہے دوسری روایت مین ہی کہ آپکے کرتہ کا گریبان بیچ مین رہتا **باب** لبس السراویل پاجامہ پہننے
کا بیان **عن** سوید بن قیس قال اتانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فساومنا سراویل سوید بن قیس سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے آپنے پاجامہ چکایا **ف** اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپنے پاجامہ پسند کیا اور شاید
پہنا بھی ہو مگر پاجامہ کا پہننا آپ سے ثابت نہین ہے **باب** ذیل المرأۃ کم یکون عورت کے آنچل کتنا لٹکانا درست ہے
عن ام سلمۃ قالت سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کم تجر المرأۃ من ذیلھا قال شبرا قلت اذا
ینکشف عنھا قال ذراع لا تزید علیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا
عورت کتنا آنچل لٹکا دے آپنے فرمایا ایک بالشت یعنے ٹخنے سے ایک بالشت نیچا رکھے مینے عرض کیا اتنے
مین تو پاؤن کھلجاوے گا آپنے فرمایا ایک ہاتھ نیچا رکھے اس سے زیادہ نکرے **عن** ابن عمر ان ازواج النبی
صلی اللہ علیہ وسلم رخص لھن فی الذیل ذراعا فکن یاتینا فنذرع لھن بالقصب ذراعا ابن عمر رضی
اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون کو ذیل (یعنے آنچل یا پائینچہ ازار کا) ایک ہاتھ لٹکانے
کی اجازت تھی وہ ہمارے پاس آتین ہم ایک لکڑی سے ہاتھ کے ماپ انکو بتا دیتے **عن** ابی ھریرۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ او لام سلمۃ ذیلک ذراع ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سے یا جناب بی بی ام سلمہ سے فرمایا اپنا ذیل ایک ہاتھ رکھہ **عن** ابی ھریرۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی ذیول النساء شبرا فقالت عائشۃ اذا تخرج سوقھن قال
فذراع ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتون کے آنچل مین فرمایا کہ ایک بالشت
لٹکتا رہے حضرت عائشہ نے عرض کیا اس صورت مین تو انکی پنڈلیان کھل جاوینگی آپنے فرمایا ایک ہاتھ سہی
باب العمامۃ السوداء سیاہ عمامہ کا بیان **عن** جعفر بن عمرو بن حریث عن ابیہ قال رأیت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب علی المنبر وعلیہ عمامۃ سوداء عمرو بن حریث سے روایت ہی مینے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کو دیکھا منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے آپ کالا عمامہ باندھے تھے **عن** جابر ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم دخل مکۃ وعلیہ عمامۃ سوداء جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہی آپ مکہ مین داخل ہوئے (جس دن
مکہ فتح ہوا) اور آپ کالا عمامہ باندھے تھے **عن** ابن عمر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم دخل یوم فتح مکۃ

وعلیہ عمامۃ سوداء ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے **ف** ان حدیثوں سے سیاہ عمامہ کا مسنون ہونا نکلتا ہے دوسری روایتوں میں سفید اور سبز بھی منقول ہے اور آپ کے عمامہ کا طول سات یا آٹھ گز لکھا ہے جب گھر میں رہتے اور نماز پڑھاتے وقت بارہ گز کا اور لڑائی میں بندرہ گز کا منقول ہے از شاہ عبدالحق۔ **باب** ارخاء العمامۃ بین الکتفین عمامہ کا شملہ پشت پر دونوں مونڈھوں کے بیچ میں لٹکانا **عن** جعفر بن عمرو بن حریث عن ابیہ قال کانی انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ عمامۃ سوداء قد ارخی طرفیہا بین کتفیہ عمرو بن حریث سے روایت ہے گویا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ کے سر پر کالا عمامہ تھا جسکے دونوں کنارے آپنے اپنے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں لٹکائے تھے **باب** کراھیۃ لبس الحریر ریشمی کپڑا پہننا منع ہے مرد کے لیے **ف** یعنے خالص ریشمی اور مہدی نے بحر میں اسپر اجماع نقل کیا ہے کہ حریر یعنے خالص ریشمی کپڑا پہننا مردوں پر حرام ہے اور کہا کہ اس میں خلاف کیا علیہ نے اور انکے بعد اجماع ہو گیا حرمت پر اور قاضی عیاض نے کہا بعض لوگوں سے اسکی اباحت منقول ہے اور ابوداؤد نے کہا کہ حریر کو صحابہ میں سے بیس شخصوں نے پہنا ہے اور اختلاف ہے اس حریر میں جسمیں نرا ریشم نہو بعضوں نے اسکو منع کیا ہے بدلیل حدیث علی کے کہ منع کیا آپنے حلہ سیراء سے اور سیراء کا دھاریدار کپڑا لیکن اس سے استدلال پورا نہیں ہوتا شاید وہ خالص ریشمی ہوگا اور اکثر نے جائز کہا بدلیل حدیث ابن عباس کے کہ منع کیا آپنے خالص ریشمی سے اسکو نکالا احمد اور ابوداؤد نے لیکن اسکی اسناد میں خصیف بن عبدالرحمن ضعیف ہے البتہ عورتوں کو نرا ریشمی کپڑا پہننا بھی درست ہے اسیطرح ایک انگلی یا چار انگل تک مردوں کے لیے بھی اور بعضوں نے کہا خارشت یا جوں کی بیماری میں بھی درست ہے (روضہ مختصرا) **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ فی الآخرۃ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشمی کپڑا (حریر) پہنا اسکو آخرت میں نہ ملیگا پہننے کے لیے **عن** البراء قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الدیباج والحریر والاستبرق براء سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دیبا اور حریر اور استبرق سے **ف** یہ سب ریشمی کپڑے ہیں **عن** حذیفۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لبس الحریر والذہب وقال ہو لہم فی الدنیا ولنا فی الآخرۃ حذیفہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا حریر اور سونا پہننے سے اور فرمایا وہ کافروں کے لیے ہے دنیا میں اور ہمارے لیے آخرت میں **عن** عبداللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب رای حلۃ سیراء من حریر فقال یا رسول

لو ابتعت ھذہ الحلۃ للوفد ولیوم الجمعۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما یلبس ھذہ من
لا خلاق لہ فی الاخرۃ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے سیراء کا حلہ (حلہ کہتے ہین جادر اور ازار کو) جو حریر کا
تہا دیکہا بازار مین بکتا ہوا (سیراء کا ترجمہ دہاریدار اور بعضون نے کہا مختلف الالوان) انہون نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ اس حلہ
کو خرید کر لیجیے اور جب باہر کے لوگ آپ پاس آتے ہین اسوقت اور جمعہ کیدن اسکو پہنیے آپ نے فرمایا اسکو تو وہ پہنے گا جسکو
آخرت مین کوئی حصہ نہین **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بہی نکالا **باب** من رخص لہ فی لبس الحریر
جسکو حریر پہننے کی اجازت ہے **عن** انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رخص للزبیر
ابن العوام ولعبد الرحمن بن عوف فی قمیصین من حریر من وجع کان بھما حکۃ انس بن مالک سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی زبیر بن عوام اور عبدالرحمن بن عوف کو حریر کا قمیص پہننے کی ایک
بیماری کیوجہ سے جو کہجلی تہی (اور مسلم کی روایت مین ہے کہ جوؤن کی شکایت تہی) **باب** الرخصۃ فی العلم
فی الثوب اگر گوٹ حریر کی ہو تو اجازت ہے **عن** عمر انہ کان ینھی عن الحریر والدیباج الا ما کان ھکذا
ثم اشار باصبعہ ثم الثانیۃ ثم الثالثۃ ثم الرابعۃ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھانا
عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ریشمی کپڑے سے ممانعت کرتے تہے مگر جو بقدر ہو اور اشارہ کیا انہون نے اپنی ایک
انگلی سے پہر دوسری سے پہر تیسری سے پہر چوتہی سے (یعنے چار انگل تک اگر کنارون یا جوڑون جیسے جیب یا گریبان
پر لگاوے تو درست ہے) اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہمکو اس سے **عن** ابی عمر مولی اسماء
قال رأیت ابن عمر اشتری عمامۃ لھا علم فدعا بالجلمین فقصہ فدخلت علی اسماء فذکرت ذلک
لھا فقالت بؤسا لعبد اللہ یا جاریۃ ھاتی جبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت بجبۃ مکفوفۃ
الکمین والجیب والفرجین بالدیباج ابو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مولی تہا اسماء کا کہ ابن عمر کو مین نے دیکہا
انہون نے ایک عمامہ خریدا جس مین حاشیہ تہا (یعنے کنارہ ریشم کا) انہون نے قینچی منگوائی اور اسکو کتر ڈالا پہر مین
اسماء پاس گیا ان سے اسکا ذکر کیا انہون نے کہا آفت پڑے عبداللہ پر اے چہوکری ذرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ
لیکر آ وہ ایک جبہ لیکر آئی جسکی آستینون اور گریبان اور سامنے کے دونون کلیون پر دیبا کی گوٹ لگی ہوئی تہی **ف**
شاید ابن عمر کو اس رخصت کی خبر نہ ہوگی اور شاید انکے عمامہ کا حاشیہ چار انگل سے زیادہ ہوگا اسلیے انہون نے
کاٹ ڈالا **باب** لبس الحریر والذھب للنساء عورتون کو حریر اور سونا پہننا درست ہے **ف** اور بعض اہل
حدیث نے عورتون کو بہی سونا پہننا نادرست کہا ہے لیکن یہ قول جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے خلاف ہے اور متعدد

احادیث سے عورتوں کو سونا پہننے کا جواز نکلتا ہے اور امام شوکانی نے خاص اس مسئلہ کی تحقیق میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے **عن** علی بن ابی طالب یقول اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حریرا بشمالہ وذھبا بیمینہ ثم رفع بھما یدیہ فقال ان ھذین حرام علی ذکور امتی حل لاناثھم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ میں حریر لیا اور داہنے ہاتھ میں سونا لیا پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور فرمایا یہ دونوں چیزیں حرام ہیں میری امت کے مردوں پر اور حلال ہیں میری امت کی عورتوں پر **ف** جو لوگ عورت کے لیے بھی سونا پہننا ناجائز کہتے ہیں اور دلیل لیتے ہیں اس حدیث سے کہ جو کوئی اپنے محبوب کو انگار کا چھلا پہنانا چاہے وہ سونے کا چھلا پہناوے اور دوسری روایت میں ہے جو کوئی عورت تم میں سے سونے کا زیور پہنے اسکو ظاہر کرتی ہو تو وہ عذاب دیجاویگی اس سے اور مخالفین کہتے ہیں کہ پہلی حدیث میں محبوب سے لڑکا مراد ہے اور دوسری حدیث میں یہ مقصود ہے کہ کبر اور غرور کی راہ سے پہنے یا غیر مردوں کو دکھلانے کے لیے اور بی بی ام سلمہ کے کنگن سونے کے تھے جیسے دوسری روایت میں وارد ہے اور بعضوں نے کہا عورتوں کو غیر مقطع یعنے بغیر کٹا سونا پہننا منع ہے جیسے ایک پورا اڑلا سونے کا **عن** علی انہ اھدی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلۃ مکفوفۃ بحریر اما سداھا واما لحمتھا فارسل بھا الی فاتیتہ فقلت یا رسول اللہ ما اصنع بھا البسھا قال لا ولکن اجعلھا خمرا بین الفواطم حضرت علی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ آیا ایک جوڑہ کپڑے کا جس میں ریشم شریک تھا تانے میں یا بانے میں آپ نے وہ مجھ کو بھیجدیا میں آپ پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اسکو کیا کروں کیا پہنوں آپ نے فرمایا نہیں لیکن اسکو پھاڑ کر اوڑھنیاں بنادے تینوں فاطموں کی **ف** ایک فاطمہ بنت اسد حضرت علی کی ماں دوسری فاطمہ بنت امیر حمزہ تیسری سیدۃ النساء جناب فاطمہ زہرا صاحبزادی علیا شان **عن** عبد اللہ بن عمرو قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی احدی یدیہ ثوب من حریر وفی الاخری ذھب فقال ان ھذین محرم علی ذکور امتی حل لاناثھم عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے آپ کے ایک ہاتھ میں کپڑا تھا حریر کا اور دوسرے ہاتھ میں سونا تھا آپ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کو حلال ہیں **عن** انس قال رایت علی زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قمیص حریر سیراء انس سے روایت ہے میں نے حضرت زینب کو جو صاحبزادی تھیں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک قمیص پہنے دیکھا سیرا کا جو ریشمی تھا

باب لبس الاحمر للرجال

سرخ لباس مردوں کو پہننا جائز ہے **ف** اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے

بعضوں نے سرخ رنگ مردوں کے لیے مطلقاً جائز رکھا ہے کسم کا رنگ ہو یا اور کسی چیز کا اور یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا اور شافعی کا اور بعضوں نے مطلقاً ناجائز رکھا ہے اور صحیح مذہب محققین اہلحدیث کا یہ ہے کہ کسم کا رنگ مردوں کے لیے ناجائز ہے اور کسی چیز کا سرخ رنگ درست ہے بیہقی نے کہا کسم کی رنگ کی حرمت مردوں کے لیے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور اگر شافعی کو یہ حدیثیں پہونچتیں تو انہی کے موافق عمل کرنے کا ہمکو حکم دیتے لیکن اونہوں نے وصیت کی ہے صحیح حدیث پر عمل کرنے کی اور بعضوں نے کہا بہ قصد زینت اور شہرت سرخ رنگ کا پہننا مکروہ ہے اور گھر مین اُس کا پہننا جائز ہے امام مالک سے یہی منقول ہے اور بعضوں نے کہا خالص سرخ منع ہے بعضوں نے کہا ڈہڈہا سرخ لیکن ہلکا سرخ یعنے گلابی جائز ہے اور ان لوگون نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سرخ رنگ کا جوڑا پہننا منقول ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دہاری دار سرخ تہا اور یمن کی چادریں ایسی ہی ہوتی ہین (فقط) انجاح مین ہے کہ درمختار مین سرخ رنگ کا کپڑا پہننا لاباس بہ لکہا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اور شرنبلالی نے اس مین آٹھ قول لکہے ہین انمین سے ایک یہ ہے کہ اسکا پہننا مستحب ہے اور بعضوں نے کہا وہ حرام ہے کیونکہ وہ شیطان کا لباس ہے **مترجم** کہتا ہے سوا کسم کے رنگ کے باقی اور کسی چیز کے سرخ رنگ کی ممانعت پر مردون کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے اور جس نے اسکو مکروہ یا حرام کہا ہے وہ ناواقف ہے احادیث سے اور صحیح مذہب اہلحدیث کا یہ ہے کہ کسم کا رنگ مردوں کے لیے درست نہیں اور سرخ رنگ درست ہین اور امام بیہقی شافعی مذہب رکھتے تہے لیکن صحیح حدیثوں کو انہوں نے پاکر اپنے امام کا قول ترک کیا اور یہ کہا کہ اگر شافعی کو یہ حدیثیں پہونچتیں تو وہ بہی انکے قائل ہوتے اور انہوں نے وصیت کی ہے صحیح حدیث پر عمل کرنے کی اور یہی حال ہے اگلے علماء کا کہ ان مین سے بعض صرف نام کے لیے حنفی یا شافعی یا مالکی تہے یعنے جن مسائل مین حدیث نہین ملتی تہی ان مین جس مجتہد کے ساتہ زیادہ اعتقاد ہوتا اسکی تقلید کرتے لیکن جب حدیث صحیح ملجاتی تو اسوقت تقلید کو بالای طاق رکہتے اور حدیث پر عمل کرتے مومنین کا یہی شیوہ ہے اور ایک طائفہ اگلے علما کا یہ کرتا کہ جن مسائل مین حدیث ملتی ان مین تو حدیث پر عمل کرتا اور جن مسائل مین حدیث نہ ملتی ان مین اپنی رائے اور قیاس پر عمل کرتے یا کسی غیر معین مجتہد کا قول اختیار کرتے مثلاً بعض مسائل مین شافعی کا بعض مسائل مین مالک کا بعض مین ابوحنیفہ کا اب ہمارے زمانہ مین جو تقلید رائج ہوئی ہے کہ اندہا دہندہ تمام مسائل مین ایک ہی مجتہد کی پیروی کرنا اور صحیح حدیث پاتے ہوئے بہی اسی مجتہد کے قول پر جمے رہنا اور حدیث کی مخالفت کرنا یا اسکی فاسد تاویل کرنا معاذ اللہ یہ ایک بلای عظیم ہے جسکی نظیر اگلے زمانہ مین کہین نہین ملتی اور اس قسم کی تقلید انہی لوگون نے اختیار کی ہے جو علم قرآن و حدیث سے بے بہرہ اور نور ایمان

اور اتباع سنت سے معرا ہیں شاہ ولی اللہ صاحب نے ایسی ہی فقہا کی شان میں لکھا ہے کہ خدا کا قرب ایسے فقیہوں سے دور رہکر حاصل کرنا چاہیے اور ایسے ہی مقلدوں کے باب میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی افاض اللہ علینا من برکاتہ نے فرمایا کہ کوئی ولی حنفی مذہب میں نہیں گذرا مراد انکی یہی ہے کہ جو کوئی ایسا سخت حنفی ہو معاذ اللہ یا ایسا سخت شافعی کہ حدیث صحیح ملجانے پر بھی اپنے امام کا قول نہ چھوڑے تو وہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا اسلیے کہ ولایت بغیر محبت خدا اور رسولؐ کے حاصل نہیں ہو سکتی اور ایسے مقلد کو تو محبت اپنے امام کی زیادہ ہے خدا اور رسولؐ کی محبت سے اللہ تعالی ایسی تقلید سے بچاوے **عن** الْبَرَاءِ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَجْمَلَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَرَجِّلًا فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ براء سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا بالوں میں کنگھی کیے ہوئے سرخ جوڑہ پہنے ہوئے **ف** سبحان اللہ آپ کا جمال جہان آرا آنکھوں میں پھر رہا ہے اللہ تعالی ہر مومن پاک اعتقاد متبع سنت کو آپکی زیارت نصیب کرے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَأَقْبَلَ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَهُمَا فَوَضَعَهُمَا فِي حِجْرِهِ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ رَأَيْتُ هٰذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ ثُمَّ أَخَذَ فِي خُطْبَتِهِ بریدہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا خطبہ پڑھتے ہوئے اتنے میں جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیہما السلام تشریف لائے دونو لال کرتے پہنے ہوئے تھے گرتے تھے اور اٹھتے تھے (صغرسن کیوجہ سے) انکو دیکھکر آپ (منبر پر سے خطبہ چھوڑ کر) اوترے (اللہ اللہ کیا خاطر ہے ان صاحبزادوں کی) اور انکو اٹھالیا اور گود میں لے لیا پھر فرمایا اللہ اور اسکے رسولؐ نے سچ کہا انما اموالکم واولادکم فتنہ یعنے تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں (یعنے خدا سے غافل کر دیتی ہیں) مینے اندونو کو دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا آخر میں نے منبر پر سے اوتر کر انکو اوٹھا لیا) پھر آپ خطبہ پڑھنے لگے **ف** اس حدیث سے کئی باتیں نکلیں ایک یہ کہ خطبہ کے درمیان بات کرنا اور بچوں کا اوٹھالینا اور کسی کام کے لیے منبر پر سے اترنا اور تھوڑی دیر کے لیے خطبہ موقوف کرنا درست ہے دوسرے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کی جلالت شان اور عظم قدر تیسری انتہا محبت آپکی اندونوں صاحبزادوں کے ساتھ چوتھی انبیا کا لوازم بشریت سے پاک نہ ہونا پانچویں سرخ رنگ کا جواز کیونکہ یہ دونو صاحبزادے سرخ رنگ کے قمیص پہنے ہوئے تھے اگر یہ ناجائز ہوتا تو آپ اس سے منع فرماتے یا اتار نیکا حکم دیتے **مترجم** کہتا ہے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عین خطبے کی حالت میں اندونوں صاحبزادوں کا زمین پر گرنا اور پڑنا گوارا نہ ہوا اور

اور آپ نے خطبہ چھوڑ کر انکو اٹھا لیا اور آپ سے صبر نہ ہوسکا تو قیاس کرنا چاہیے کہ عالم برزخ مین آپکا حال کیا ہوا
ہوگا اور آپکو کسقدر صدمہ اور کیسی بیقراری ہوئی ہوگی جب بد اشقیائے بدنہاد نے ان دونو صاحب زادون کو بڑی
بے رحمی کے ساتھ شہید کیا ترمذی نے روایت کی کہ حضرت بی بی ام سلمہ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
خواب مین دیکھا جب امام حسین علیہ السلام کربلائے معلے مین شہید ہوئے آپکے بالون اور داڑھی پر خاک پڑی ہوئی
تہی اور آپ بہت پریشان تھے بی بی نے اسکی وجہ پوچھی ارشاد ہوا کہ مین ابہی اُس مقام مین گیا تہا جہان حسین
شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون **باب** کَرَاهِيَةِ الْمُعَصْفَرِ لِلرِّجَالِ کسم کا رنگ مردون کے لیے مکروہ
ہونا **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُفَدَّمِ قَالَ يَزِيْدُ قُلْتُ لِلْحَسَنِ
مَا الْمُفَدَّمُ قَالَ الْمُشَبَّعُ بِالْعُصْفُرِ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا
مفدم سے یزید بن ابی زیاد نے کہا جو راوی ہے اسحدیث کا مین نے حسن بن سہیل سے کہا مفدم کیا ہے انہون
نے کہا جو کپڑا خوب سرخ ہو کسم کے رنگ سے **ف** اس سے یہ نکلتا ہے کہ ہلکا سرخ رنگ کسم کا بہی درست ہے
عن عَلِيٍّ يَقُوْلُ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَقُوْلُ نَهَاكُمْ عَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ جناب امیر
المومنین حضرت علی مرتضے سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مجہکو مین یہ نہین کہتا کہ تم کو
منع فرمایا کسم کا رنگ پہننے سے **ف** یہ احتیاط تہی جناب امیر کی حدیث کے بیان کرنے مین کہ جس طرح حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا اسیطرح نقل کیا لیکن احکام شرعیہ مین جناب علی اور دوسرے مومنین مین کوئی فرق
نہین ہے پس اورون کو بہی کسم کا رنگ منع ہوگا اور مسلم نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجہے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا یہ کافرون کے کپڑے ہین انکو مت پہن مینے
عرض کیا انکو دہو ڈالون آپنے فرمایا نہین انکو جلا دے یہ حکم بطریق تشدد اور سختی کے تہا ورنہ کسم کا رنگ
اگر دہو ڈالے اور کپڑا سفید ہو جاوے تو پہر مرد کو اسکا پہننا درست ہے اسیطرح یہ بہی ہوسکتا ہے کہ مرد ایسے
کپڑون کو جو کسم مین رنگے ہون کسی عورت کو دیدیوے پہننے کے لیے جیسا آگے آتا ہے **عن** عَمْرِو بْنِ
شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنِيَّةِ أَذَاخِرَ
فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَعَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِالْعُصْفُرِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ فَأَتَيْتُ أَهْلِيْ وَهُمْ يَسْجُرُوْنَ
تَنُّوْرَهُمْ فَقَذَفْتُهَا فِيْهِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا فَعَلَتِ الرَّيْطَةُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ
أَلَا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ لِلنِّسَاءِ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے ہم آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے اذاخر (ایک مقام ہے مکہ کے قریب) کے گھاٹی سے آپنے میری طرف دیکھا مین ایک باریک چادر باندھے تھا جو کسم مین رنگی ہوئی تھی آپنے فرمایا یہ کیا ہے مین سمجھ گیا کہ آپنے اسکو برا جانا پھر مین اپنے گھر والون مین آیا وہ چولھا جلا رہے تھے مینے اس چادر کو اس مین ڈالدیا (وہ جلکر خاک ہوگئی) دوسرے دن مین پھر آپ کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے فرمایا اے عبداللہ وہ تیری چادر کہان گئی مینے یہ حال بیان کیا آپنے فرمایا تونے اپنے گھر والیون مین سے کسی کو کیون نہ دیدی کیونکہ عورتون کو اسکے پہننے مین کوئی برائی نہین ہے **باب** المُعَصْفَرِ لِلرِّجَالِ زرد رنگ مردون کو پہننا جائز ہے **ف** ورس کا ہو یا زعفران کا یا ہارسنگار کی ڈنڈیون کا یا اور کسی چیز کا خواہ کپڑا رنگے یا بدن اسی طرح مہندی کا رنگ بدن مین لگاوے یا کپڑے مین عورت اور مرد دونون کو درست ہے اور محققین اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ سوا کسم کے رنگ کے اور اس رنگ کے جو خاص ہے عورتون سے جیسے ہاتھ پاؤن مین مہندی لگانا باقی سب رنگ مردون کے لیے جائز ہین اور اکثر لوگون نے زعفرانی رنگ بھی مردون کے لیے ناجائز کہا ہے کیونکہ دوسری روایت مین ہے کہ منع کیا آپنے کسم کے رنگ اور زعفرانی رنگ سے مردون کے لیے اور ابن عمر سے ثابت ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھی کو زرد رنگتے تھے اور اپنے کپڑے بھی زرد پہنتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے اور آپ کو زردی سے زیادہ اور کوئی رنگ پسند نہ تھا اور بعضون نے کہا یہ زردی ورس کی تھی نہ زعفران کی کیونکہ ایک روایت مین ہے کہ فرشتے اس جنازہ پر نہین آتے جسپر زعفران لگی ہو **مین کہتا ہون** دوسری روایت مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے یہانتک کہ عمامہ بھی ورس اور زعفران مین رنگتے اور مواہب مین ہے کہ زید بن اسلم اور ام سلمہ اور ابن عمر سے یہ احادیث مروی ہین اور بعضون نے اسکا جواب یون دیا ہے کہ تھوڑے کپڑے کا زعفران مین رنگنا جائز ہے سارے کپڑے کا درست نہین اور بعضون نے کہا بدن مین زعفران لگانا منع ہے مرد کے لیے نہ بالون مین اور نہ کپڑون مین مین کہتا ہون عبدالرحمان بن عوف اور عمار بن یاسر بدن مین زعفران لگا کر آئے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انپر انکار نہین کیا اور نہ انکو زعفران دھونے کا حکم دیا (فتح الودود ملخصاً) روضہ مین ہے کہ جو لباس یا رنگ عورتون سے خاص ہے وہ مردون کو درست نہین اسیطرح جو مردون سے خاص ہے وہ عورتون کو درست نہین ابوداود اور نسائی کی حدیث مین ہے کہ آپنے لعنت کی اس مرد پر جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مرد کا لباس پہنے اور صحیح بخاری مین ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ان عورتون پر جو مردون کی مشابہت کرتی ہین اور ان مردون پر جو عورتون کی مشابہت کرتے ہین انتہی مختصر

عن قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْنَا لَهُ مَاءً يَتَبَرَّدُ بِهِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ

اَتَیْنَاہُ بِمِلْحَفَۃٍ صَفْرَآءَ فَرَاَیْتُ اَثَرَ الْوَرْسِ عَلٰی عُکَنِہٖ قیس بن سعد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بابر
تشریف لائی ہمنے آپکے لیے پانی رکہا تاکہ آپ نہاکر ٹھنڈے ہون پہر آپنے غسل کیا مین آپکے لیے ایک چادر لیکر
آیا آپنے اسکو باندہا یہانتک کہ ورس کا نشان مینے آپکے بٹ پر دیکہا یعنے پیٹ کے بٹ پر **ف** ورس ایک گہاس
ہے خوشبودار اسکا رنگ زرد ہوتا ہے **بَابٌ** اِلْبَسْ مَا شِئْتَ مَا اَخْطَاَکَ سَرَفٌ اَوْ مَخِیْلَۃٌ جو چاہے وہ پہن
سکتا ہے بشرطیکہ اسراف اور تکبر کی راہ سے نہو **عن** عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَا لَمْ یُخَالِطْہُ اِسْرَافٌ اَوْ مَخِیْلَۃٌ عبد اللہ بن عمرو
بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہاؤ اور پیو اور صدقہ کرو اور پہنو جبتک اسراف یا تکبر اس
مین پیدا نہو **ف** اسراف کہتے ہین ضرورت سے زیادہ مال تباہ کرنے کو یہ حرام ہے قرآن شریف مین ہے ولا
تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین اور دوسری جگہہ ہے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین اور خلاف شرع کام مین
ایک پیسہ بہی صرف کرنا اسراف مین داخل ہے جیسے پتنگ بازی کبوتر بازی آتشبازی مرغبازی بٹیر بازی مین
اور جو کام شرع کے روسے مباح ہین جیسے عمدہ کہانے عمدہ کپڑے جو حلال ہین ان مین ضرورت اور حاجت کے موافق
صرف کرنا جائز ہے اور ضرورت اور حاجت سے زیادہ صرف کرنا اسراف اور ناجائز ہے اور نیک کامون مین جیسے
فقرا اور مساکین کو دینا یتیمون اور بیوؤن اور مسافرون کی پرورش کرنا جہاد مین صرف کرنا مسلمانون کے مفید
عام کامون مین صرف کرنا جیسے واعظین کی طیاری مدرسہ کی طیاری سرا کی طیاری کنوئیں کی طیاری ان
مین جتنا زیادہ صرف کرے اتنا ہی زیادہ ثواب ہے کسیطرح ان کامون مین اسراف نہین ہے مگر جب حسد اور
عداوت یا شہرت کی نیت ہو تو بعوض ثواب کے گناہ ہوگا جیسے ایک محلہ مین مسجد بنی ہوئی ہے اب اسی کے قریب
مین بلاضرورت دوسری مسجد بنوانا تاکہ پہلی مسجد کی آبادی مین کمی ہو یا نئی مسجد بنوانے سے ناموری ہو معاذ اللہ
یا اپنے مال کا ضائع کرنا ہے اور جب پرانی مسجد موجود ہو تو اسی کی مرمت کرنا لازم ہے اور نئی مسجد بنوانا درست
نہین اور بعضون نے لکہا ہے کہ مسجد مین بنانیوالا اگر اپنا نام کندہ کرادے تو یہ ریا مین داخل ہے اور اس صورت
مین ثواب جاتا رہے گا نام سے کیا غرض ہے جب مرگئے تو دنیا سے بے تعلق ہوگئے اب نام رہا تو کیا گمنام ہوئے
تو کیا البتہ آخرت مین جہان رہنا ہے وہان نام پیدا کرنا چاہیے وہ اسیطرح ہوتا ہے کہ دنیا مین گمنام رہے یعنی
خود اپنی ناموری مین سعی نہ کرے لیکن اگر اللہ سبحانہ وتعالی اسکا نام مشہور کرا دیوے تو یہ اسکی عنایت ہے اور اسکا
کا فضل ہے اور اللہ کے نیک بندون کی ایک علامت یہ بہی ہے کہ مرنے کے بعد انکا نام نیک اور ذکر جمیل باقی

رہتا ہے ورفعنا لک ذکرک اس پر شاہد عادل ہے سلطنت اور حکومت اور دولت سے نام نہیں رہتا اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ سے نام باقی رہتا ہے عدل اور انصاف اور ایمانداری اور راستبازی اور صدقہ او خیرات او تصنیف اور تالیف کتب دین یہ ایسی چیزین ہیں کہ انسے لاکھوں برس تک انسان کی یاد قائم رہتی ہے اور عاقل کے نزدیک ہزارہا گنبد اور ہزارہا مضبوط مکان بنانے سے یہ بہتر ہے کہ ایک کتاب علم دین مین تالیف کرے یا ترجمہ کرے یا طبع کراوے یہ قیامت تک مٹ نہین سکتا اور مکان یا قبر یا گنبد یا مینار یا کمان یا عمارت کیسے ہی مضبوط اور مستحکم ہو چار پانسو برس مین گر کر خاک ہو جاتی ہے کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

باب مَنْ لَبِسَ شُهْرَةً مِنَ الثِّيَابِ جو شخص شہرت اور ناموری کے لیے کپڑے پہنے **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت کا لباس پہنے یعنے اس نیت سے کہ لوگون مین اسکا نام ہو لوگ اسکو خوش پوشاک کہین اللہ تعالی اسکو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنا دیگا **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ أَلْهَبَ فِيهِ نَارًا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا مین شہرت کا کپڑا پہنا اللہ سبحانہ وتعالی اسکو قیامت کے دن ذلت کا کپڑا پہناویگا پھر اس مین انگار لگا دیگا (ایک تو رسوائی دوسرے جلنا معاذ اللہ دوہری مصیبت) **عن** أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتَّى يَضَعَهُ مَتَى وَضَعَهُ ابوذر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شہرت کا لباس پہنے اللہ تعالی قیامت کے دن اس سے منہ پھیر لیگا یہان تک کہ اسکو رکھے کا جہان رکھیگا یعنی دوزخ مین **باب** لُبْسِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ مردے کی کھال جب دباغت کر لیجاوے تو اسکو پہن سکتے ہین **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کھال دباغت کی جاوے وہ پاک ہو گئی **ف** سوا سور کے ابوحنیفہ کے نزدیک اور سوا سور اور کتے کے شافعی کے نزدیک اور امام احمد کے نزدیک کوئی کھال دباغت سے پاک نہ ہوگی اور یہی ایک روایت ہے مالک سے اور اوزاعی اور اسحاق بن راہویہ اور ابن مبارک نے کہا حلال جانورون مین انکی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ سب کھالین پاک ہو جاتی ہین ظاہرا نہ باطنا یعنے

یعنے اگر پانی تک جاویگا تو ناپاک ہوجاویگی اور داؤد اور اہل ظاہر نے کہا کہ دباغت سے سب کہالین ظاہر اور باطنا دونو
طرح پاک ہوجاوینگے کیونکہ حدیث مطلق ہے یہانتک کہ سور اور کتے کی بہی اور زہری نے کہا کہ مردے کی کہال سے
بغیر دباغت کے بہی نفع اٹہانا جائز ہے مولانا فخر نے کہا کہ یہ سب اقوال مردود ہین مگر ابو حنیفہ اور شافعی کا قول انپر
اکثر حدیثین دلالت کرتی ہین **مترجم** کہتا ہے امام داؤد اور اہل ظاہر کا قول مردود ہونیکی کوئی وجہ نہین
ہے بلکہ حدیث مین ایما کا لفظ جو عام ہے انہی کے مذہب پر دلالت کرتا ہے اور کوئی عمدہ دلیل نہین ہے شافعی
اور ابو حنیفہ کے مذہب کے کتے اور سور کی استثنا پر **عن** میمونۃ ان شاۃ لمولاۃ میمونۃ مر بھا یعنی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قد اعطیتھا من الصدقۃ میتۃ فقال ھلا اخذوا اھابھا فدبغوہ فانتفعوا
بہ فقالوا یا رسول اللہ انھا میتۃ قال انما حرم اکلھا ام المومنین میمونہ کی ایک مولاۃ تہین انکو
ایک بکری صدقہ مین ملی تہی اور مری پڑی تہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے اوپر سے گذرے اور فرمایا انہون
نے اسکی کہال کیون نہ لے لی دباغت کرکے اس سے فائدہ اٹہاتے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مردار ہے
آپنے فرمایا مردار کا صرف کہانا حرام ہے نہ اسکی کہال سے فائدہ اٹہانا **عن** سلمان قال کان لبعض
امھات المؤمنین شاۃ فماتت فمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیھا فقال ما ضر اھل ھذہ
لو انتفعوا باھابھا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک ام المومنین کی ایک بکری تہی وہ مرگئی آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے اوپر سے گذرے اور فرمایا اس بکری کے مالکون کو ضرر نہ تہا اگر وہ فائدہ اٹہاتے
اسکی کہال سے **عن** عائشۃ قالت امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یستمتع بجلود المیتۃ
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا مردہ کی کہالون
سے فائدہ لینے کا جب انکی دباغت کیجاوے **باب** من قال لا ینتفع من المیتۃ باھاب ولا عصب
جو کوئی کہتا ہے مردے کی کہال اور پٹہے سے نفع نہ اٹہانا چاہیے **عن** عبد اللہ بن عکیم قال اتانا کتاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تنتفعوا من المیتۃ باھاب ولا عصب عبد اللہ بن عکیم سے روایت
ہے ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط آیا اس مین لکہا تہا کہ مردے کی کہال اور پٹہے سے نفع مت
اٹہاو **ف** بعضون نے کہا یہ حدیث ناسخ ہے اگلی حدیثون کی کیونکہ اسکے بعض طریقون مین ہے کہ یہ خط آپکی
وفات سے ایک مہینہ پہلے آیا اور جمہور یہ کہتے ہین کہ ابن عکیم کی یہ حدیث قوی نہین ہے اگلے باب کی حدیثون
کیطرح اور ابن عکیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین ملے اور اگر یہ حدیث ثابت ہو تو محمول ہوگی اسپر کہ

دباغت سے پہلے مت فائدہ اوٹھاؤ۔ مین کہتا ہون اگر یہ حدیث ثابت ہو تب بھی حجت نہ ہوگی کیونکہ ابن عکیم نے یہ حدیث
خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین سنی اور کتاب مین طرح طرح کے احتمال ہین اور معلوم نہین ہوتا کہ کتاب لانیوالا
کون تہا **باب** صِفَةِ النِّعَالِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کیسی تہی **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ كَانَ
لِنَعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَالَانِ مَثْنِيٌّ شِرَاكُهُمَا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کے دو تسمے تہے سامنے کے دوہرے **ف** آپ چپل پہنتے تہے اور تسمون سے مراد یہ ہے
کہ ہر جوتی مین سامنے دو دو چہلے تہے چمڑے کی ایک مین انگہوٹا اور بیچکی انگلی ڈالتے اور دوسرے مین باقی انگلیان
عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ لِنَعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَالَانِ انس سے بھی ایسے ہی روایت ہے **باب**
لُبْسِ النِّعَالِ وَخَلْعِهَا جوتی پہننے اور اتارنیکا بیان **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنَى وَاِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُسْرَى ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکوئی تم مین سے جوتا پہنے تو پہلے داہنا جوتہ پہنے اور جب اتارے تو پہلے بایان اتارے
باب الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدِ ایک پاؤن مین جوتا پہنکر چلنے کی ممانعت **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْشِ اَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدٍ وَلَا خُفٍّ وَاحِدٍ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيَمْشِ فِيْهِمَا
جَمِيْعًا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے ایک جوتہ پہنکر
نہ چلے نہ ایک موزہ بلکہ دونو جوتے یا موزے اوتار کر چلے یا دونون کو پہنکر چلے **ف** یہ حکم ادب کے طور پر ہے اگر کوئی
عذر ہو مثلا ایک پاؤن پر پہوڑا یا درد ہو کہ جوتہ اوس مین نہ پہنا جاوے تو بہتر یہی ہے کہ دوسرے پاؤن کا بھی جوتہ
اتار کر چلے **باب** الْاِنْتِعَالِ قَائِمًا کہڑے ہوکر جوتہ پہننا **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہڑے
ہوکر جوتہ پہننے سے منع کیا **ف** انجاح مین ہے کہ مراد وہ جوتہ ہے جس کے باندہنے کے تسمے لگانیکی ضرورت ہو ایسا
جوتہ بیٹہکر پہنے کیونکہ کہڑے کہڑے اسکو پہننے مین تکلیف ہوگی اور اسکا باندہنا دشوار ہوگا انتہے ہمارے ملک مین
بوٹ ایسا ہی جوتا ہے کہ اسکو بیٹہکر پہننا اولے ہے اور عام جوتا کہڑے ہوکر بیوقت پہن سکتے ہے **عَنْ**
ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ایسے ہی
روایت ہے **باب** الْخِفَافِ السُّوْدِ سیاہ موزے پہننا کیسا ہے **عَنْ** بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّجَاشِيَّ اَهْدٰى
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ سَاذَجَيْنِ اَسْوَدَيْنِ فَلَبِسَهُمَا بریدہ سے روایت ہے نجاشی (حبش کے

بادشاہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سیاہ موزے سادے تحفہ بھیجے آپ نے ان دونوں کو پہنا **باب الخضاب بالحناء**
مہندی کا خضاب **ف** اول تو اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا تھا یا نہیں انس نے روایت
کیا کہ آپکی سفیدی خضاب کے لائق نہیں ہوئی تھی اور ام سلمہ کی روایت سے حنا اور وسمہ کا خضاب ثابت ہے اور ابن عمر
کی روایت سے زرد خضاب ثابت ہے اور تطبیق یوں دی ہے کہ حنا یا زعفران آپ خضاب کی نیت سے نہیں لگاتے تھے
بلکہ خوشبو آپ بہت استعمال کرتے تھے لوگوں نے اسکو خضاب سمجھا اور بعضوں نے کہا کبھی آپنے خضاب کیا اور
کبھی نہیں کیا جس نے جیسا دیکھا ویسا نقل کیا بعضوں نے کہا آپ ڈاڑھی کے بالوں میں خضاب کرتے تھے اور سر کے
بالوں میں نہیں کرتے تھے پس اثبات کی روایت ڈاڑھی کے بالوں میں ہے اور نفی کی روایت سر کے بالوں میں اب
اس میں اختلاف ہے کہ خضاب جائز ہے یا مکروہ اور اکثر نے جائز بلکہ مستحب کہا ہے اور بعض اسکے سنت ہونیکی طرف
گئے ہیں خصوصاً جہاد میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قحافہ کے بالوں میں خضاب کرنیکا حکم دیا اور بعضوں نے
کہا ترک خضاب افضل ہے پھر اس میں اختلاف ہے کہ سیاہ خضاب جائز ہے یا نہیں اور جمہور نے اسکو مکروہ رکھا ہے اور
بعضوں نے کہا سیاہ خضاب حرام ہے بدلیل حدیث ابن عباس ابو داؤد کے پاس کہ اخیر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہونگے
جو کبوتر کے پوٹوں کی طرح کالا خضاب کرینگے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے اور محققین علما اسکو جائز کہتے ہیں خصوصاً
حالت جہاد میں اور دلیل انکی حدیث ہے صہیب کی کہ عمدہ خضاب سیاہ ہے اور ابو ذر کی کہ عمدہ جس سے تم بدلتے ہو بڑھاپے
کو مہندی اور وسمہ ہے اور ام سلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بال نکالا جسپر خضاب تھا مہندی اور وسمہ کا اور
ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا خضاب سیاہ ہوتا ہے اور امام حسن علیہ السلام سیاہ خضاب کیا کرتے تھے اور میں نے
انکو خواب میں دیکھا آپکی ڈاڑھی پر خضاب تھا لیکن بعضے بالوں پر وسمہ کا رنگ کم ہو کر مہندی کی سرخی نمودار تھی
اور ابن عباس کی حدیث سیاہ خضاب کی ممانعت میں ضعیف ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو اس سے خضاب کی ممانعت نہیں
نکلتی بلکہ آپنے ان لوگوں کا پتہ بتلایا کہ وہ کالا خضاب کرینگے جیسے خارجیوں کا پتہ بتلایا کہ وہ سارا سر گھٹا دینگے
اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سیاہ خضاب کرنا انکی جنت میں نہ جانیکا باعث ہو جیسے سر منڈانا دوزخ میں جانیکا سبب نہیں امر خود ابن عباس
کی حدیث سے نکلتا ہے کہ سیاہ خضاب ممنوع نہیں ہے اسلئے کہ منع بھی ہو تو غایت درجہ مکروہ تحریمی ہوگا اور مکروہ تحریمی کا اثر یہ نہیں ہو سکتا کہ
آدمی بالکل جنت سے محروم ہو جاوے یہانتک کہ اسکی بو بھی نہ سونگھ سکے اور ایک دلیل ممانعت والوں کی مسلم کی حدیث
ہے ابو قحافہ کی بابت اس میں یہ ہے کہ بچو سیاہی سے اور یہ روایت صحیح ہے لیکن معارض ہے اسکے صہیب کی روایت
کہ بہتر خضاب سیاہ ہے اسکو ابن ماجہ نے نکالا لیکن اسکی اسناد میں دفاع بن دغفل ہے اور عبد الحمید بن صیفی دونوں

صعیف ہین اور ممکن ہے کہ یہ ممانعت خاص ہو ابو قحافہ سے کسی مصلحت کے لیے واللہ اعلم عن ابی ھریرۃ یبلغ بہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الیھود والنصاری لا یصبغون فخالفوھم ابوہریرہ رضی اللہ تعالے
عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ خضاب نہین کرتے تم انکا خلاف کرو اور خضاب
کرو اس حدیث سے خضاب کی فضیلت ثابت ہوئی عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احسن
ما غیرتم بہ الشیب الحناء والکتم ابوذر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر وہ چیز جس سے تم بڑھاپے
کو بدلتے ہو مہندی اور وسمہ ہے عن عثمان بن موھب قال دخلت علی ام سلمۃ فاخرجت الی
شعرا من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخضوبا بالحناء والکتم عثمان بن موہب سے روایت ہے
مین ام المومنین ام سلمہ پاس گیا اونہون نے ایک بال نکالا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالون مین سے وہ خضاب
کیا ہوا تھا مہندی اور وسمہ سے باب الخضاب بالسواد سیاہ خضاب کرنا عن جابر قال جئ بابی قحافۃ
یوم الفتح الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان راسہ ثغامۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذھبوا بہ الی بعض نسائہ فلتغیرہ وجنبوہ
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جسدن مکہ فتح ہوا اس دن ابو قحافہ (عثمان بن عامر ابوبکر صدیق کے والد) آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے انکا سر سفید گھاس کیطرح تھا (اسقدر بوڑھے تھے) تب آپنے فرمایا انکو
کسی انکی عورت کے پاس لیجاؤ وہ انکا بڑھاپا بدلدے (یعنے خضاب کردے) لیکن سیاہی سے بچاؤ (یعنے سیاہ
خضاب مت کرو) عن صھیب الخیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احسن ما
اختضبتم بہ لھذا السواد ارغب لنسائکم فیکم واھیب لکم فی صدور عدوکم صہیب سے
روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک بہتر خضاب سیاہ خضاب ہے اس سے عورتین تمہاری طرف
رغبت کرتی ہین (جوان سمجھ کر) اور دشمن کے دلون مین (جہاد مین) تمہاری ہیبت ہوتی ہے باب
الخضاب بالصفرۃ زرد خضاب کا بیان عن سعید بن ابی سعید ان ابن جریج سال ابن عمر قال
رایتک تصفر لحیتک بالورس فقال ابن عمر اما تصفیری لحیتی فانی رایت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یصفر لحیتہ سعید بن ابی سعید سے روایت ہے ابن جریج نے ابن عمر سے پوچھا مین تم کو دیکھتا ہون تم
اپنی ڈاڑھی زرد کرتے ہو ورس سے اونہون نے کہا مین ڈاڑھی اسلیے زرد کرتا ہون کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو دیکھا اپنی ڈاڑھی زرد کرتے تھے عن ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی
رجل قد خضب بالحناء فقال ما احسن ھذا ثم مر باخر قد خضب بالحناء والکتم فقال ھذا احسن من ھذا ثم مر باخر

فَقَالَ هٰذَا اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا كُلِّهٖ وَكَانَ طَاؤُسُ يُصَفِّرُ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر سے گذرے جس نے مہندی کا خضاب کیا تھا آپ نے فرمایا یہ کیا اچھا ہے پھر ایک
دوسرا شخص گذرا جس نے مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا تھا آپ نے فرمایا یہ اس سے اچھا ہے پھر ایک تیسرا شخص گذرا اس
نے زرد خضاب کیا تھا آپ نے فرمایا یہ ان سب سے اچھا ہے ابن طاؤس نے کہا کہ طاؤس (ابن عباس کے شاگرد) زرد خضاب
کیا کرتے تھے **ف** احمد نیکو ابوداؤد نے بھی نکالا اور نسائی نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
ڈاڑھی زرد کرتے تھے ورس اور زعفران سے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سب خضابوں میں افضل زرد خضاب ہے اسکے
بعد حنا اور وسمہ دونوں کا اسکے بعد صرف حنا کا مگر یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حنا اور وسمہ کو جب ملا دیں تو سیاہ
خضاب ہوتا ہے اور وہ منع ہے اسکا جواب یوں دیا ہے کہ شاید مراد حدیث میں یہ ہے کہ کبھی صرف وسمہ سے
خضاب کرے تو وہ سبز ہوگا اور کبھی صرف حنا سے تو وہ سرخ ہوگا مگر یہ جواب کچھ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اگر یہ مطلب
ہوتا تو آپ دوسری قسم کو اول قسم سے افضل کیوں فرماتے بلکہ اول اور دوم قسم ایک ہو جاتی ہے جب صرف حنا ہی
خضاب کریں اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث معارض ہے سیاہ خضاب کے ممانعت کی حدیث کے اور شاید ممانعت کی حدیث منسوخ
ہو اور اسکا قرینہ یہ ہے کہ بہت صحابہ اور تابعین اور ائمہ سے منقول ہے کہ وہ سیاہ خضاب کیا کرتے تھے۔ ابوبکر
صدیق بھی حنا اور وسمہ کا خضاب کیا کرتے تھے اور امام مالک سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور امام حسن سے بھی مروی
ہے جیسے اوپر گذرا **بَابُ** مَنْ تَرَكَ الْخِضَابَ جس نے خضاب نہیں کیا **عَنْ** اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ مِنْهُ بَيْضَاءَ يَعْنِيْ عَنْفَقَتَهٗ ابوجحیفہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا ٹھڈی کا مقام (یعنے چھوٹی ڈاڑھی کو جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھڈی کے بیچ میں ہوتی ہے) سفید
دیکھا **عَنْ** حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَخَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهٗ
لَمْ يَرَ مِنَ الشَّيْبِ اِلَّا نَحْوَ سَبْعَةَ عَشَرَ اَوْ عِشْرِيْنَ شَعَرَةً فِيْ مُقَدَّمِ لِحْيَتِهٖ حمید سے روایت ہے انس بن مالک
سے پوچھا گیا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا ہے انہوں نے کہا آپ کی ڈاڑھی میں سفید بال دکھلائے
ہی نہیں دیتے تھے مگر سترہ بیس بال وہ بھی سامنے کے حصہ میں ڈاڑھی کے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ شَيْبُ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ عِشْرِيْنَ شَعَرَةً ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا بڑھاپا بیس بالوں کے موافق تھا **بَابُ** اِتِّخَاذِ الْجُمَّةِ وَالذَّوَائِبِ جوڑے اور چوٹیوں کا بیان
عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَلَهٗ اَرْبَعُ غَدَائِرَ تَعْنِيْ

ضَفَائِرَ مجاہد سے روایت ہے ام ہانی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اسوقت آپکے سر پر چار چوٹیاں تھیں (آپ نے شاید بالوں کو گوندھ کر چوٹیاں کر لی ہونگی راہ کی گرد سے بچنے کے لیے اس حدیث سے مرد کو بھی ضرورت سے چوٹی بنانے کا جواز نکلا) **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ اَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ فَسَدَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اہل کتاب یعنی یہود اور نصاری اپنے بالوں کو سامنے لٹکاتے تھے پیشانی پر اور مشرکین مانگ نکالتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اہل کتاب کی موافقت پسند تھی (جس امر میں کچھ حکم نہ ہوتا کیونکہ وہ بہتر ہیں مشرکین سے) اخیر تو آپنے بھی پیشانی پر بال لٹکائے پھر اسکے بعد مانگ نکالنے لگے **ف** شاید حکم آیا ہو یا آپنے اپنی رائے سے اسکو اختیار کیا بہر حال مانگ نکالنا اولی ہے کیونکہ وہ آخری سنت ہے اور پیشانی پر لٹکانا بھی جائز ہے اور بعضوں نے کہا جائز نہیں کیونکہ وہ منسوخ ہوگیا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُقُ خَلْفَ يَافُوخِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَسْدِلُ نَاصِيَتَهُ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے میں مانگ نکالتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر چاند کے پیچھے اور سامنے کے بال پیشانی پر چھوڑ دیتی **عَنْ** اَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرًا رَجِلًا بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَمَنْكِبَيْهِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال سیدھے تھے (یعنی بہت گھونگرو نہ تھے اور نہ بالکل سیدھے جیسے دوسری روایت میں ہے) دونوں کانوں اور مونڈھوں کے بیچ میں **ف** اسیواسطے سر کے بال دونو کانوں سے لیکر مونڈھوں تک رکھ سکتا ہے اور مونڈھوں سے زیادہ لٹکانا مرد کے لیے بعضوں نے مکروہ رکھا ہے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرٌ دُونَ الْجُمَّةِ وَفَوْقَ الْوَفْرَةِ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بال مونڈھوں سے اونچے اور کانوں سے نیچے تھے

بَابُ كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الشَّعْرِ بہت لمبے بال رکھنا مکروہ ہے

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِي شَعْرٌ طَوِيلٌ فَقَالَ ذُبَابٌ ذُبَابٌ فَانْطَلَقْتُ فَاَخَذْتُهُ فَرَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي لَمْ اَعْنِكَ وَهٰذَا اَحْسَنُ وائل بن حجر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھا میرے بال لمبے تھے (یعنی مونڈھوں سے نیچے) آپنے فرمایا منحوس منحوس ہے یہ سنکر میں چلا گیا اور بالوں کو چھوٹا کیا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھکو دیکھا تو فرمایا میں نے تجھ کو نہیں کہا تھا اور یہ اچھا ہے (یعنی اتنے بال) **ف** بہت بال رکھنے سے ایک تو عورت کی مشابہت ہوتی ہے دوسرے اسکے دھونے

اور کنگھی کرنے میں تکلیف ہوتی ہے اسلیے آپنے لمبے بالوں کو مکروہ اور منحوس جانا **باب** النهي عن القزع قزع
کی ممانعت (اسکی تفسیر خود آگے آتی ہے) **عن** ابن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن القزع
قال وما القزع قال ان يحلق من راس الصبي مكان ويترك مكان ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع کیا راوی نے کہا قزع کیا ہے اونہوں نے کہا وہ یہ ہے کہ بچہ کے سر کے بال کچھ رہنے
دیں کچھ مونڈیں (اسکو چوٹی کہتے ہیں ہماری محاورہ میں) **عن** ابن عمر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم
عن القزع ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** نقش الخاتم انگشتری کا نقش
عن ابن عمر قال اتخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتما من ورق ثم نقش فيه محمد
رسول الله فقال لا ينقش احد على نقش خاتمي هذا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگشتری بنائی پھر اس میں یہ کھدایا محمد رسول اللہ اور فرمایا یہ نقش اور کوئی نہ کھداوے **ف**
وہ انگوٹھی آپکے ہاتھ میں رہی آپکی وفات تک پھر ابوبکر پاس پھر عمر پاس پھر عثمان پاس انکی اخیر خلافت میں اریس
کے کنوئیں میں گر گئی ہر چند تلاش کی گئی نہ ملی اسی روز سے خلافت میں تزلزل شروع ہوا گویا وہ خاتم سلیمانی کی
تاثیر رکھتی تھی **عن** انس بن مالك قال اصطنع رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتما فقال انا قد
اصطنعنا خاتما ونقشنا فيه نقشا فلا ينقش عليه احد انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے انگوٹھی بنائی تو فرمایا ہمنے ایک انگوٹھی بنائی ہے اور ہمیں ایک نقش کر دیا ہے یہ نقش اور کوئی نہ کراوے
ف کیونکہ وہ علامت تھی آپکی آپ خطوں پر اسکو ثبت فرماتے اب بھی یہ نقش انگشتری پر کرانا منع ہے اور
بعضوں نے کہا اب مکروہ نہیں کیونکہ التباس کا ڈر اب باقی نہیں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ممانعت عام ہے شامل ہے
ہمیشہ تک **عن** انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتخذ خاتما من فضة له فص
حبشي ونقشه محمد رسول الله انس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی
بنائی اسکا نگ حبشی عقیق کا تھا (یعنے کالا) اور اس میں یہ نقش تھا محمد رسول اللہ **ف** اب ہمارے زمانہ میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نامہ ملا ہے جو آپنے مقوقس قبطی کو لکھا تھا اور حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ روانہ
کیا تھا اوسپر بھی مہر ثبت ہے اور اس پروانہ کی عکسی تصویریں اوٹھا کر بک رہی ہیں **باب** النهي عن خاتم
الذهب سونیکی انگوٹھی کی ممانعت **عن** علي قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن التختم بالذهب
جناب امیر سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سونیکی انگشتری پہننے سے (مردوں کو) **عن**

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی ہی روایت ہی عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ اَهْدَى النَّجَاشِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلْقَةً فِيْهَا خَاتَمُ ذَهَبٍ فِيْهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ فَاَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُوْدٍ وَاِنَّهُ لَمُعْرِضٌ عَنْهُ اَوْ بِبَعْضِ اَصَابِعِهِ ثُمَّ دَعَا بِابْنَةِ ابْنَتِهِ اُمَامَةَ بِنْتِ اَبِي الْعَاصِ فَقَالَ تَحَلَّيْ بِهٰذَا يَا بُنَيَّةُ ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے نجاشی (بادشاہ حبش) نے آپ کو ایک چھلا بھیجا اس میں سونے کی انگوٹھی تھی اور اس میں ایک کالا نگ جڑا تھا آپ نے اسکو ایک لکڑی سے چھوا آپ کو اس سے نفرت تھی یا کسی انگلی سے لیا پھر اپنے نواسی امامہ بنت ابو العاص حضرت زینب کی بیٹی کو بلایا اور فرمایا تو اسکو پہن لے چھوٹی بیٹی **ف** حدیث میں یوں ہے اسکا نگ حبشی تھا یعنے کالا عقیق تھا بعضوں نے کہا آپ کی انگوٹھی کا نگ بھی چاندی کا تھا احتمال ہے کہ وہ اور ہو یا اگر وہی ہو تو حبشی سے یہ مراد ہو گی کہ اسکا بنانیوالا حبشی تھا یا حبش کی طرز پر بنائی گئی تھی **بَابُ مَنْ جَعَلَ فَصَّ خَاتَمِهِ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ** انگوٹھی کا نگینہ ہتیلی کیطرف رکھنا پہننے کی حالت میں عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ ابن عمر سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا نگینہ ہتیلی کیطرف کرتے (یعنے انگشتری کا نگ ہتیلی کیطرف رکھتے کیونکہ نگ اوپر رکھنے سے اکثر کام کاج میں ہرج ہوتا ہے اور دوسرے شخص کو اس سے چوٹ لگ جاتی ہے) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِيْهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی پہنی اس میں حبشی نگینہ تھا اور آپ نگینہ ہتیلی کیطرف رکھتے **بَابُ التَّخَتُّمِ بِالْيَمِيْنِ** داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِيْنِهِ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے **ف** اور مسلم کی روایت میں بائیں ہاتھ میں ہے چھنگلیا میں **بَابُ التَّخَتُّمِ فِي الْاِبْهَامِ** انگوٹھے میں انگشتری پہننا کیسا ہی عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِي هٰذِهِ وَفِي هٰذِهِ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْاِبْهَامَ جناب امیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع کیا اس میں اور اسمیں انگوٹھی پہننے سے یعنی انگوٹھے (ابہام) اور چھنگلیا میں یہ خلاف ہے مسلم کی روایت کے اور شاید مراد یہ ہو کہ جب انگوٹھیاں پہنے تو اسطرح نہ پہنے کہ ایک انگوٹھے میں ہو ایک

نہ نکلتا یا یہ ممانعت خاص ہو جناب امیر سے کسی علت کیوجہ سے **بَابُ الصُّوَرِ فِي الْبَيْتِ** گھرمین تصویرین لگانا

عَنْ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَّلَا صُورَةٌ

ابو طلحہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھرمین نہین جاتے جہان کتا ہو یا مورت ہو **ف** مراد وہ کتا ہے جو کھیت کی حفاظت یا گلہ کی حفاظت کے لیے یا شکار کے لیے نہ ہو کیونکہ اس قسم کے کتے پالنا حلال ہین پس وہ مانع نہونگے ملائکہ کے اسیطرح وہ تصویرین مانع نہونگی جنکی ذلت کیجاوے جیسی بچھونے پر بنی ہون کہ لوگ اسکو روندین یا تکیہ پر علمائنے کہا ہی کہ جاندار کی تصویر بنانا اور اُس کا گھرمین رکھنا سخت حرام ہے اگرچہ یہ تصویر کپڑے مین ہو یا بچھونے مین یا روپیہ پیسے مین اور وہ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ وہ گڑیون سے کھیلتی تہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گہرمین تو یہ منسوخ ہے دوسری حدیثون سی جو تصویر کی ممانعت مین آئی ہین اور بعضون نے کہا چھوٹی لڑکیون کو صرف گڑیان کھیلنی کی رخصت ہی کیونکہ اُن مین پوری تصویر نہین ہوتی صرف کپڑے اور گودڑ کی ایک شے بنالی جاتی ہے اور بچے اسکو آدمی کیطرح سمجھتے ہین کرمانی نے کہا جو تصویر ذلیل کیجاوے جیسی بچھونے پر ہو وہ اگرچہ حرام نہین ہے لیکن فرشتون کو آنے سے روکے گی اور مراد رحمت کے فرشتے ہین نہ وہ فرشتے جو انسان کے محافظ ہین وہ تو ہر جگہہ اسکے ساتھ رہتے ہین **مترجم** کہتا ہی بیجان کی تصویر جیسے باغ یا مکان یا جہاڑ یا پہاڑ کی بنانا درست ہے اور اُسکا رکھنا جائز ہے اور اختلاف ہے عکسی اور نقشی تصویر مین اور کئی ایک حدیثون سی اسکی بہی حرمت نکلتی ہے جب وہ جاندار کی تصویر ہو لیکن مجسم تصویر یعنے بت وہ تو بالاتفاق حرام ہے اور اسکا رکھنا گہرمین سخت گناہ ہی اور ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اگر قدرت ہو تو مجسم تصویر کو جہان پاوے توڑ ڈالے یا اسکا سونہ بگاڑ دیوے افسوس ہے کہ ہماری زمانہ مین مسلمانون نے جہان اور امور مین نصاریٰ کی تقلید شروع کی ہے وہان تصویرین رکھنے مین بہی انہی کی پیروی کی ہے پہلے پہل تو صرف عکسی اور نقشی تصویرین رکھتے تہے اور اب رفتہ رفتہ مجسم تصویرین یعنے بت بہی گہرون مین رکھنے لگے ہین اور جب انکو منع کرو تو یہ کہتے ہین کہ اگلے زمانہ مین لوگ تصویر کو پوجتے تہے یعنے بت کو اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر رکھنے سے منع کر دیا تہا اب کوئی تصویر کو پوجتا نہین بلکہ زیب و زینت اور دل لگی کے لیے رکھتی ہین تو یہ جائز ہوگا اور یہ کلام ان کا فاسد ہی کئی وجوہ سے ایک تو یہ کہ تصویر پرستی اور بت پرستی اب بہی جاری ہی اور مشرکین اب تک باقی ہین بلکہ مسلمانون مین طرح طرح کے شرک پہیل رہے ہین پس اگر مان لیا جاوے کہ علت ممانعت کی یہی ہے تو وہ علت تو اب تک قائم ہے لہذا ممانعت بہی قائم رہیگی دوسری یہ کہ شریعت مین مطلق

تصویر کھنچنے سے منع کیا گیا ہے اور اسکے توڑنے کا حکم ہوا ہے پس یہ حکم قیامت تک بدل نہین سکتا اسلیے کہ انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کوئی حکم شرعی کا بدلنے والا نہین نہ کسی عالم اور مولوی کو یہ اختیار ہے کہ ایسی علتین نکالکر احکام شرعی مین تصرف کرے ورنہ سارا دین چوپٹ ہوجاویگا پس ایسی علتین شرعی احکام مین نکالنا یہ خود گمراہی ہے اور ایسی باتین وہی کرتے مین جو دل مین ملحد اور بے ایمان ہین اور شریعت اور دین کو لغو سمجھتے ہین لیکن ظاہر مین مسلمانون کے ڈرسے یا کسی مصلحت سے علانیہ کفر اور الحاد کا اقرار نہین کرتے تیسرے یہ کہ حدیثون مین ہی کہ فرشتے اوس گھر مین نہین جاتے جس مین مورت ہو اس سے یہ نکلتا ہے کہ علت ممانعت کی فرشتون کی نفرت ہے اور یہ علت قیامت تک باقی ہے پس ممانعت بھی باقی رہیگی **عن** عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ لَا تَدْخُلُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَّلَا صُوْرَۃٌ حضرت علی سے روایت ہی انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک فرشتے اُس گھر مین نہین جاتے جہان کتا ہو یا مورت

ف مراد یہ ہی کہ رحمت کے فرشتے جو مسلمانون اور سچے مومنون پاس شوق اور محبت کیوجہ سی آتے ہین وہ اس گھر مین نہین آتے جس مین کتا یا مورت ہو مطلب یہ ہے کہ فرشتون کو ان چیزون سی نفرت ہی اور یہ مطلب نہین ہے کہ جہان کتا یا مورت ہو وہان فرشتہ جاتا ہی نہین اگرچہ اسکو حکم ہو جانے کا ورنہ لازم آتا ہے کہ جس کوٹھری مین کتا یا مورت ہو وہان کوئی نہ مرے کیونکہ موت کا فرشتہ اس کوٹھری کے اندر نہ آسکیگا ایک ملحد نے اسی قسم کا اعتراض ہماری زمانہ مین اس حدیث پر کیا ہے اور اپنی دانست مین بہت نازان ہی کہ کیا معقول اعتراض مین نے کیا حالانکہ یہ اعتراض کرنیوالا بڑا بیوقوف اور کم عقل ہے نہ جانا اپنی خواہش اور اختیار سے اور بات ہی اور بحکم الٰہی جانا اور بات ہے حکم سے تو خود آدمی غلاظت اور نجاست مین گھس جاتا ہے لیکن اگر حکم نہ ہو تو کوئی اپنی خواہش سی بلا ضرورت گوہ اور غلیظ کی اندر گھسنا پسند نہین کرتا ہے یہی حال فرشتون کا بھی ہی جب انکو حکم ہوتا ہے تو کتا اور مورت کیا پاخانہ اور غلاظت خانہ مین بھی جاکر روح قبض کرتے ہین ایک ملحد کو جس نے ایسا اعتراض کیا تھا ایک صاحب نے خوب جواب دیا وہ ملحد بولا کہ جب فرشتے اس کوٹھری مین نہین آتے جہان کتا ہو ہے تو مین اپنے ساتھ ایک کتا ہر وقت رکھا کرون گا تاکہ روح قبض کرنیوالا فرشتہ میرے پاس نہ آسکے ایک صاحب نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنے ساتھ کتا ہر وقت رکھا کرینگے تو آپ کی روح قبض کرنیکے لیے وہ فرشتہ نہ آویگا جو مومنین اور صالحین کی روح قبض کرتا ہے بلکہ وہ فرشتہ آویگا جو کتون اور سورون کی روح قبض کرتا ہے اور آپ کو بھی ایک کتا یا سور سمجھ کر آپ کی روح قبض کرے گا لاحول ولا قوۃ **عن** عَائِشَۃَ قَالَتْ وَاعَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام فی ساعۃ یاتیہ فیھا فراث علیہ فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا ھو بجبرئیل قائم علی الباب فقال ما منعک ان تدخل قال ان فی البیت کلبا وانا لا ندخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے حضرت جبریل علیہ السلام نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک وقت پر آنیکا وعدہ کیا تھا لیکن اونہوں نے آنے مین دیر کی آپ باہر نکلے دیکھا تو جبریل علیہ السلام دروازے پر کھڑے ہین آپنے فرمایا تم اندر کیون نہین آئے اونہون نے کہا اندر گھر مین ایک کتا ہے اور ہم اس گھر مین نہین گھستے جہان کتا ہو یا صورت عن ابی امامۃ ان امراۃ اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرتہ ان زوجھا فی بعض المغازی فاستاذنتہ ان تصور فی بیتھا نخلۃ فمنعھا او نھاھا ابو امامہ سے روایت ہے ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ سے عرض کیا کہ ہمارا خاوند کسی جہاد مین گیا ہے اور اجازت چاہی اپنے گھر مین کچھ کی درخت کی تصویر بنانیکی آپنے اسکو منع کیا اس سے **ف** عورت کا یہ عرض کرنا کہ میرا خاوند جہاد مین گیا ہے گویا عذر تھا اسکے آنیکا آپ کی خدمت مین کیونکہ خاوند کے ہوتے ہوئی عورت کو آپ سے مسئلہ پوچھنے کی ضرورت نہ تھی اور بعضون نے کہا کہ آپنے منع کیا درخت کی تصویر بنانے سے حالانکہ بیجان کی تصویر بنانا جائز ہے اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ عورت اپنے گھر مین یہ تصویر کسی اور خیال سے بناتی ہوگی اسکو مبارک یا میمون سمجھکر بعضون نے کہا منع کیا آپنے اس خیال سے کہ گھر تنگ ہے درخت کی صورت رکھنے سے اور جگہہ کی تنگی ہوگی بعضون نے کہا اس عورت نے آپ سے یہ اجازت اسلیے مانگی کہ اسکے پاس کھانے پینے کا خرچ نہ ہوگا اور خاوند غائب تھا تو اس نے یہ چاہا کہ درخت ہی کی صورت بناکر اسکو بیچکر روٹی پیدا کرے اپنے لیے لیکن آپنے منع کیا مصلحت کی وجہ سے ایسا نہ ہو کہ تصویر بنانے سے کسی اور کھیل کود کا شوق ہو جاوے اور عورت خراب ہو واللہ اعلم

باب الصور فیما یوطأ

اگر روندنے یا دبانے کے مقام پر تصویر ہو یعنے ذلت کی جگہہ عن عائشۃ قالت سترت سھوۃ لی تعنی الداخل بستر فیہ تصاویر فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھتکہ فجعلت منہ منبوذتین فرایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی احدھما حضرت عائشہ سے روایت ہے مینے روشندان پر ایک پردہ ڈالا تھا یعنی اندر سے اس پردے مین مورتین تھین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے تشریف لائے تو آپنے اس پردے کو اتار ڈالا مینے اس مین دو گاؤ تکیے بناڈالے پھر مینے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مین سے ایک پر تکیہ لگائے ہوئے تھے **ف** اس حدیث سے نقشی تصویر کی بھی حرمت نکلتی ہے اور بعضون نے کہا یہ فعل آپ کا حرمت کیوجہ سے نہ تھا بلکہ اسوجہ سے کہ آپنے نبوت کے

خاندان مین دنیا کی زیب و زینت اور آراستگی بری جانی اور اسیلیے حضرت فاطمہ کے گھر سے آپ لوٹ گئے اور فرمایا
تم آل محمد ہو تم کو دنیا کی طمطراق زیبا نہین یہ بھی اس حدیث سے نکلا کہ اگر تصویر تکیہ یا بچھونے پر ہو تو قباحت نہین

بَابُ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ سرخ زین پوشون اور چار جامون کا بیان **ف** حدیث مین میثرہ ہے یعنی لال ریشمی
چادر جو عورتین اپنے خاوندون کے لیے بنائین (انجاح) **عَنْ** عَلِيٍّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْمِيثَرَةِ يَعْنِي الْحَمْرَاءَ جناب امیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سونے کی
انگوٹھی اور لال ریشمی زین پوشون سے (یعنے مردون کے لیے) **بَابُ** رُكُوبِ النُّمُورِ چیتیون کی کھال پر
سواری کرنا (یعنے اسکا زین بنانا اگرچہ اسکی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے لیکن اس پر بیٹھنا متکبرین کے
عادت ہے لہذا منع کیا) **عَنْ** اَبِي رَيْحَانَةَ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ رُكُوبِ النُّمُورِ ابو ریحانہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے چیتون
کی کھالون پر سواری کرنے سے **عَنْ** مُعَاوِيَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ رُكُوبِ
النُّمُورِ معاویہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے **اَبْوَابُ** الْاٰدَابِ باب اخلاق اور آداب کے **بَابُ** بِرِّ
الْوَالِدَيْنِ ان باپ سے نیک سلوک کرنا **عَنْ** اَبِي سَلَامَةَ السَّلَامِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اُوْصِي امْرَأً بِاُمِّهٖ اُوْصِي امْرَأً بِاُمِّهٖ اُوْصِي امْرَأً بِاُمِّهٖ اُوْصِي امْرَأً بِاَبِيْهِ اُوْصِي امْرَأً بِمَوْلَاهُ الَّذِي يَلِيْهِ
وَاِنْ كَانَ عَلَيْهِ مِنْهُ اَذًى يُؤْذِيْهِ ابو سلامہ سلامی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین وصیت کرتا
ہون آدمی کو اپنی ماں سے سلوک کرنیکی مین وصیت کرتا ہون آدمی کو اپنی ماں سے سلوک کرنے کی مین وصیت کرتا
ہون آدمی کو اپنی ماں سے سلوک کرنے کی (تین بار یہ فرمایا) مین وصیت کرتا ہون آدمی کو اپنے باپ سے
سلوک کرنے کی (باپ کو جو تیسرے درجہ مین بیان کیا ماں کا حق تگنا باپ سے زیادہ ہے) مین وصیت کرتا ہون
آدمی کو اپنے مولی سے سلوک کرنے کی (مولی مالک یا آزاد کیا ہوا غلام یا دوست یا رشتہ والا یا بیٹا یا چچا یا حلیف
یا ناصر وغیرہ) اگرچہ اسکو اس سے ایذا پہونچے **ف** یعنے اگرچہ اس سے تکلیف پہونچے لیکن اسکے عوض مین
تکلیف نہ دے جوانمردی یہی ہے کہ بدی کے بدل نیکی کرے اور جو اپنے سے ناتا توڑے اس سے ناتا جوڑے جیسے
دوسری حدیث مین ہے صِلْ مَنْ قَطَعَكَ **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قَالَ
ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ الْاَدْنٰى فَالْاَدْنٰى ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کس سے نیکی کرین (یعنے احسان اور عمدہ سلوک) آپ نے فرمایا اپنی

مان سے اونہوں نے کہا پھر کس سے آپ نے فرمایا اپنی مان سے اونہوں نے کہا پھر کس سے آپ نے فرمایا اپنی مان سے اونہوں نے کہا پھر کس سے آپ نے فرمایا پھر اپنے باپ سے اونہوں نے کہا پھر کس سے آپ نے فرمایا پھر جو ان کے بعد تجھ سے زیادہ قریب ہو (جیسے بھائی بہن دادا نانا دادی نانی چچا پھوپھی خالہ ماموں وغیرہ) پھر جو اسکے بعد زیادہ قریب ہو عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْزِىْ وَلَدٌ وَالِدَهٗ اِلَّا اَنْ يَّجِدَهٗ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهٗ فَيُعْتِقَهٗ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر جب اسکو غلامی میں پاوے پھر اسکو خرید کر کے آزاد کر دے ف تو باپ کا حق ادا ہو جاویگا یہ حدیث دلیل ہے ان کی جو کہتے ہیں محرم کے مالک ہونے سے وہ آزاد نہیں ہوتا جبتک اسکو آزاد نہ کرے اور جمہور کے نزدیک مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو جاتا ہے پس آزاد کر دینے سے گویا اسکا خریدنا ہی مراد ہوگا عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقِنْطَارُ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفَ اُوْقِيَّةٍ كُلُّ اُوْقِيَّةٍ خَيْرٌ مِّمَّا بَيْنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهٗ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَنّٰى هٰذَا فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قنطار (جس کا ذکر قرآن میں ہے) بارہ ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے اور ہر اوقیہ بہتر ہے اُس سے جو کچھ آسمان اور زمین کے درمیان ہے (اس میں اشارہ ہے اوس قنطار کیطرف جو دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی رات کو ہزار آیتیں کھڑے ہو کر پڑھے تو وہ قنطار والوں میں سے لکھا جاویگا اسکو ابو داؤد نے عبداللہ بن عمرو سے نکالا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا درجہ جنت میں بلند کیا جاتا ہے (اوسکی مر جانے اور جنت میں درجہ معین ہو جانے کے بعد) وہ کہتا ہے میرا درجہ کیسے بلند ہوگیا (حالانکہ عمل کا کوئی موقع نہیں رہا) اوسکو جواب دیا جاتا ہے کہ تیرے بچے کی دعا کے سبب سے (یعنی تیرے لیے تیری اولاد نے دعا کی اسوجہ سے تیرا درجہ بلند ہوا اولاد صالح بڑی نعمت ہے حقیقت میں کہ موت کے بعد بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے وہ باقیات صالحات میں سے ہے یا اللہ میری اولاد کو صالح اور سعادتمند اور عالم باعمل کر) عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ ثَلٰثًا اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاٰبَاۗئِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِالْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی تمکو وصیت کرتا ہے اپنے ماؤں سے نیک سلوک کرنے کی تین بار بیشک اللہ تعالی تمکو وصیت کرتا ہے اپنے باپوں سے نیک سلوک کرنیکی بے شک اللہ تعالی تم کو وصیت کرتا ہے پھر زیادہ نزدیک رشتہ والے سے سلوک کرنے کی پھر جو اسکے بعد نزدیک ہو اس سے عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا

حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ ابو امامہ سے روایت ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ والدین کا حق انکی اولاد پر کیا ہے آپ نے فرمایا والدین ہی تیری جنت اور جہنم ہیں **ف** یعنی جنت بھی والدین ہی کی وجہ سے ملتی ہے اور دوزخ بھی والدین ہی کے سبب سے اگر والدین کو خوش کیا تو جنت میں جاویگا ورنہ دوزخ میں (اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے اس میں علی بن زید بن جدعان راوی ہے) **عَنْ** اَبِی الدَّرْدَآءِ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ ابو الدردا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے والد (باپ یا ماں) جنت کے دروازوں کا بیچا بیچ ہے اب تجھے اختیار ہے چاہے اس دروازے کو ضائع کر دے چاہے اسکی حفاظت کر **ف** بیچ میں جو دروازہ ہوتا ہے اس میں سے مکان میں جلدی پہنچ جاتے ہیں تو والدین کو قریب اور سہل رستہ جنت میں جانیکا قرار دیا اگر آدمی والدین کو اپنے خوش رکھے جو کچھ مشکل نہیں تو سہل سے جنت ملسکتی ہے

بَابُ صِلْ مَنْ كَانَ اَبُوْكَ يَصِلُ جس سے باپ سلوک کرتا ہو بیٹے کو بھی سلوک کرنا چاہیے **ف** اور باپ کے دوستوں سے ہمیشہ دوستی رکھنا چاہیے تاکہ باپ کی روح خوش ہو **عَنْ** اَبِیْ اُسَیْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَةَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوةُ عَلَیْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِیْفَاءٌ بِعُهُوْدِهِمَا مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِیْقِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا مالک بن ربیعہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص بنی سلمہ کا آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میرے ماں باپ تو مر گئے اب بھی کوئی موقع ان سے سلوک کرنے کا باقی ہے آپ نے فرمایا ہاں انکے لیے دعا اور استغفار کرنا اور جس سے انہوں نے (زندگی) میں کچھ عہد کیا ہو (مثلاً کسی کو کچھ دیا کرتے تھے ماہانہ یا سالانہ تو وہ ماہوار جاری رکھنا یا کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو دینے کا تو اسکو پورا کرنا) اسکو پورا کرنا اور انکا جو دوست ہو اسکی خاطر داری اور عزت کرنا اور جو ناتا ان کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اسی جوڑنا **ف** یعنے باپ اور ماں کے رشتہ داروں سے سلوک کرنا

بَابُ بِرِّ الْوَالِدِ وَالْاِحْسَانِ اِلَی الْبَنَاتِ باپ کو اولاد سے کیسی برتاؤ کرنا چاہیے خصوصاً بیٹیوں سے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ نَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَتُقَبِّلُوْنَ صِبْیَانَكُمْ قَالُوْا نَعَمْ فَقَالُوْا لٰكِنَّا وَاللّٰهِ مَا نُقَبِّلُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَمْلِكُ اِنْ كَانَ اللّٰهُ قَدْ نَزَعَ مِنْكُمُ الرَّحْمَةَ حضرت عائشہ سے روایت ہے کچھ لوگ گنوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا تم بوسہ دیتے ہو اپنے بچوں کو لوگوں

نے کہا ہاں انہوں نے کہا ہم تو قسم خدا کی کبھی پیار نہیں کرتے اپنی لڑکوں کو یہ سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا مجھے کیا اختیار ہے جب اللہ تعالی نے تمہارے دلوں سے رحم کو نکال لیا ہے یعنے میں رحم اور شفقت تمہارے دلوں میں ڈال نہیں سکتا **عن** یعلی العامری انہ قال جاء الحسن والحسین یسعیان الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضمہما الیہ وقال ان الولد مبخلۃ مجبنۃ یعلے عامری سے روایت ہے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام دوڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے ان دونوں کو اپنے گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ بچہ آدمی کو بخیل اور نامرد کر دیتا ہے **ف** یعنے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی اولاد کی محبت میں لڑائی اور جہاد سے سستی کرتا ہے اور مال خرچ کرنے میں بھی بخل کرتا ہے اور اولاد کے لیے مال چھوڑ جانا چاہتا ہے حالانکہ اولاد اگر صالح نہیں ہوئی تو باپ کے ذرا بھی کام نہیں آتی بلکہ باپ کا نام بدنام کرتی ہے ابو عبد الرحمان صوفی کا جب لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے سارا مال خیرات کر دیا لوگوں نے وجہ پوچھی انہوں نے کہا اگر وہ صالح ہے تو مال کی اسکو محبت نہوگی اور جو فاسق اور فاجر ہے تو میں اسکے فسق میں خرچنے کے لیے مال کیوں چھوڑ جاؤں **عن** سراقۃ بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الا ادلک علی افضل الصدقۃ ابنتک مردودۃ الیک لیس لہا کاسب غیرک سراقہ بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھکو افضل صدقہ نہ بتلاؤں اپنی بیٹی کو صدقہ دی جو پھر تیرے پاس واپس آگئی رنڈا ہوکر خاوند کی موت یا طلاق کیوجہ سے اور اسکا کوئی کمانے والا بھی نہیں سوا تیرے **ف** یعنے بیوہ بیٹی جسکی اولاد بھی جوان نہ ہو اسکا کھلانے والا باپ کے سوا اور کون ہے پس ایسی بیٹی کی خبر گیری کرنا بہترین صدقہ ہے **عن** صعصعۃ عم الاحنف قال دخلت علی عائشۃ امرأۃ معہا ابنتان لہا فاعطتہا ثلاث تمرات فاعطت کل واحدۃ منہما تمرۃ ثم صدعت الباقیۃ بینہما قالت فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثتہ فقال ما عجبک لقد دخلت بہ الجنۃ صعصعہ سے روایت ہے حضرت عائشہ پاس ایک عورت آئی جسکے ساتھ اسکی دو بیٹیاں تھیں تو انہوں نے اسکو تین کھجوریں دیں اس عورت نے ایک ایک کھجور ہر بیٹی کو دی اور تیسری کھجور کے دو ٹکڑے کرکے دونو کو بانٹ دیے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس گئیں یعنے حضرت عائشہ اور آپ سے یہ قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا تو تعجب کیا کرتی ہے وہ عورت اسکام کیوجہ سے جنتی ہو گئی **ف** یعنے اپنی بیٹیوں کو پلنے اور انکو کھلانے سے اور آپ بھوکے رہنے سے اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب خاوند مرجاتا ہے اور عورت صاحب اولاد ہوتی ہے تو بیچاری عمر بھر محنت مزدوری کرتی ہے پیستی کوٹتی ہے اور جو ملتا ہے وہ اپنی اولاد کو کھلاتی ہے آپ اکثر بھوکی رہتی ہے اللہ اللہ کیا صبر ہے اس عورت کا جسکی

مصیبت اور محنت دیکھکر کلیجہ سونہہ کو آتا ہے اور لطف یہ کہ اپنی بیٹوں اور بیٹیوں کو پالتی ہے محنت و مزدوری کرتی ہے مگر فحش نہین کرتی اور نہ دوسری شادی کرتی ہے اولاد کی محبت کی وجہ سے کہ دوسرا خاوند اس اولاد سے کاہے کو محبت کرنے لگا پس اولاد تباہ ہوجاویگی ایسی عورت بلا شک جنتی ہے اللہ تعالیٰ اسکو آخرت مین اس صبر اور سکو اور شفقت کا ضرور بدلا دیگا عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَأَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عقبہ بن عامر سے روایت ہے مینے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس کے تین بیٹیاں ہون وہ انکے ہونے پر صبر کرے (یعنی رووے اور پیٹے نہین دکھہ درد نہ بیان کرے) اور انکو کھلاوے اور پلاوے اور کپڑا پہناوے اپنی طاقت اور کمائی سے تو وہ تینوں اسکی آڑ ہونگی قیامت کے دن (دوزخ کے عذاب سے) ف بڑے بیوقوف ہین وہ جو بیٹیاں زیادہ ہونے سے روتے ہین شکایت کرتے ہین حالانکہ تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بیٹے جب بڑے ہوجاتے ہین تو اپنی جورو اور اولاد کی محبت مین غرق ہوکر ماں باپ کو پوچھتے بھی نہین مگر شاذ و نادر بیٹے ایسے ہوتے ہین جو جوان اور صاحب اولاد بھی ہوکر اپنے ماں باپ سے محبت اور الفت رکھتے ہین برخلاف اسکے بیٹیاں زندگی تک اپنے ماں باپ کی محبت نہین چھوڑتین اور ہمیشہ انکی خدمت کرتی رہتی ہین مبارک ہے بیٹا یا بیٹی جو ہمارا صاحب ہم کو عنایت فرماوے اللہ جل جلالہ سے یہ دعا مانگنا چاہیے کہ بیٹا ہو یا بیٹی صالح اور نیک بخت ہو اور اگر بیٹا ہوا لیکن نکما اور نافرمان تو اس سے سو درجہ بیٹی بہتر ہے مترجم کہتا ہے مجھہ کو شادی ہوجانے کے بعد بھی اپنی ماں اور باپ سے ایسی محبت رہی ہے کہ اگر وہ یہ کہتے کہ اپنی جورو کو نکال باہر کر دی تو مین فوراً چھوڑ دیتا اور نکال دیتا اور اللہ سے امید ہے کہ وہ میری اولاد کو بھی ایسی ہی الفت اور محبت میری دیگا آمین یا رب العالمین حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو کہا کہ اپنی جورو کو طلاق دے دی انہون نے تامل کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اپنے باپ کا کہا مان اور جورو کو چھوڑ دے ماں باپ کا حق ایسا ہی کہ عاقل کے نزدیک سے جورو بچے انپر سے قربان کر دینا سہل ہے لیکن انکو ناراض کرنا حماقت ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ أَوْ صَحِبَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی دو بیٹیاں جوان ہوجاوین اور وہ جب تک انکی ساتھہ رہین انکے ساتھہ نیکی کرے (یعنے اچھی طرح انکو کھلاوے پہناوے پلاوے انکو دین کا علم سکھلاوے اور ادب اور ہنر اور تربیت معقول کرے) تو وہ اسکو

جنت میں لیجاوین گے (یعنے اسکے جنت میں لیجانے کی باعث وہ دو بیٹیان ہونگی) مترجم کہتا ہے اللہ تعالی نے دو بیٹیان مجھکو عنایت فرمائی ہین اور مین اسکے کرم سے امیدوار ہون کہ مجھکو بھی جنت مرحمت فرماوی (عن انس ابن مالک یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکرموا اولادکم واحسنوا ادبھم) انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احسان کرو اپنی اولاد کے ساتھہ یعنے انکو اچھی طرح رکھو عزت سے انکے کھانے اور پینے اور پہننے اور تعلیم اور تربیت کا خیال رکھو اور انکو ادب خوب سکھلاو **ف** ادب سے مراد علم اخلاق اور شریعت ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو خدا کے ساتھہ کیا کرنا چاہیے اور مخلوقات خصوصاً اپنی بنی نوع کے ساتھہ کیا کرنا چاہیے ماں باپ عزیز واقربا جورو لڑکون کے کیا حق ہین غرض شریعت پر چلنا اور شریعت حاصل کرنا یہی ادب ہے اولاد کو بچپنی سے علم شریعت اور اخلاق کی تعلیم دینا چاہیے اسکی بعد دنیا کا کوئی علم وہنر سکھلانا چاہیے تاکہ اسکی وجہ سے معاش حاصل کرے اور دین کے علم کو دنیا کمانے کا آلہ بنانا ٹھیک نہین ہے

باب حق الجوار ہمسایہ کا حق

عن ابی شریح الخزاعی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیحسن الی جارہ من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیسکت ابو شریح خزاعی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر (قیامت پر) وہ اپنے ہمسایہ سے نیک سلوک کرے اور جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ اپنے مہمان کی خاطرداری کرے اور جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ نیک بات کہے یا خاموش رہے **ف** یہ اخیر کا فقرہ بہت مشکل ہے اکثر آدمیون سے ضبط نہین ہو سکتا جو جی مین آتا ہے کہہ ڈالتے ہین پھر پچھتاتے ہین آدمی کو چاہیے کہ اگر اچھی بات ہو تو بھی سونچ کر نکالے بری بات جیسے جھوٹ اور غیبت اور بہتان اور فضول اور بیکار باتون سے ہمیشہ بچتا رہے اور کثرت کلام عقلا کے نزدیک بہت معیوب ہے اگلے تمام حکیمون اور داناؤن کا اسپر اتفاق ہے کہ آدمی کی عقلمندی اسکے بات کرنے سے معلوم ہوجاتی ہے لہذا ضرور ہے کہ پہلے خوب دل مین سوچ بچار کر لے کہ اس بات کے کہنے سے کوئی نقصان تو پیدا نہ ہوگا اور کسی کا دل تو ناراض نہ ہوگا پھر یہ سوچے کہ اس بات مین کوئی فائدہ بھی ہے یا نہین بعد اسکی اگر اس بات مین فائدہ ہو تو منہہ سے نکالے ورنہ خاموش ہو رہے اگر خاموشی سے تھک جاوے تو ذکر الہی یا تلاوت قرآن کرے یا علوم دین کی تعلیم کرے

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما زال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھکو وصیت کرتے رہے ہمسایہ کی سلوک کرنے کی یہانتک کہ مین سمجھا وہ ہمسایہ کو وارث بناوینگے **ف** اور ترکہ دلاوینگے ہمسایہ کا حق بہت ہے اگرچہ کافر بھی ہو لیکن اسکے ساتھ محبت اور احسان ضرور ہے اگر وہ کوئی شے عاریت مانگے تو اسکو دیوی اگر بھوکا ہو تو اپنے کھانے مین سے اسکو کھلاوے اگر اسکو قرض کی ضرورت ہو تو دیوی ہر حال خوشی اور مصیبت دونون مین اسکا شریک رہے اور اسکی ہمدردی کرتا رہے اسمین دین اور دنیا دونون کی فائدے ہین اور انجیل شریف مین بھی پڑوسی کی خاطرداری کے لیے بہت تاکید کی ہے اور پڑوسی کا ستانا اسکو رنج دینا بلاوجہ شرعی حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اللہ اس سے بچاوے **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما زال جبرئیل یوصینی بالجار حتی ظننت انہ سیورثہ

ابوہریرہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے **باب** حق الضیف مہمان کا حق **عن** ابی شریح الخزاعی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ وجائزتہ یوم ولیلۃ ولا یحل لہ ان یثوی عند صاحبہ حتی یحرجہ الضیافۃ ثلثۃ ایام وما انفق علیہ بعد ثلاثۃ ایام فھو صدقۃ

ابو شریح خزاعی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایمان رکھتا ہو اللہ تعالی پر اور پچھلے دن پر وہ اپنے مہمان کی خاطرداری کرے اور ضرورت مہمانداری کی ایک دن ایک رات تک ہے اور تین دن تک سنت ہے اور مہمان کو جائز نہیں ہے کہ میزبان پاس ٹھیرا رہے یہانتک کہ اسکو تکلیف ہو مہمانی تین دن تک ہے اسکے بعد بھی اگر میزبان کچھ خرچ کرے مہمان پر تو وہ صدقہ ہے **ف** اوائل اسلام مین مہمانی واجب تھی پھر اسکا وجوب منسوخ ہوگیا جمہور کے نزدیک لیکن اب بھی وہ اخلاق حسنہ مین داخل ہے اور مہمانی نہ کرنا بدخلقی اور بے مروتی اور باعث شقاوت ہے اور مراد مہمان سے ہر ایک مسلمان مسافر ہے جو اسکے پاس آنکر اوترے خواہ اس سے پہچان ہو یا نہ ہو عرب مین اب تک یہ قاعدہ باقی ہے کہ جو مسافر آنکر اوترے اسکی خاطرداری کرتے ہین اسکے ہاتھ پاؤن دھلاتے ہین اسکو کھانا کھلاتے ہین اور یہ امر انکے نزدیک ایسا ضروری ہے کہ اگر کوئی مہمان کی مہمانی نہ کرے تو ذات اور برادری مین سے خارج ہوجاوے اور اسکو شرم کے مارے مونھ بتلانے کی لائق نہ رہے **عن** عقبۃ بن عامر انہ قال قلنا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک تبعثنا فننزل بقوم فلا یقرونا فما تری فی ذلک قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نزلتم بقوم فامروا لکم بما ینبغی للضیف فاقبلوا وان لم یفعلوا فخذوا منھم حق الضیف الذی ینبغی لھم عقبہ بن عامر سے روایت ہے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم کو بھیجتے ہین کسی قوم کے پاس ہم انکے

پاس جاکر اوترتے ہین وہ ہماری مہمانی نہین کرتے تو آپ کیا فرماتے ہین اس مین آپ نے فرمایا اگر تم کسی قوم کے پاس اوترو اور وہ تمہارے لیے حکم دیوین اُن چیزون کا جو مہمان کو درکار ہوتی ہین (جیسے کہانا پانی لکڑی وغیرہ) تو اسکو لے لو اور جو وہ ایسا نکرین تو اپنی مہمانی کا حق جو واجبی ہو اُن سے وصول کر لو **ف** گو جبر سے ہی یہ اُسی وقت کا ذکر ہے جب ضیافت یعنی مہمانی واجب تھی **عن** ابی کریمۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الضیف واجبۃ فان اصبح بفنائہ فہو دین علیہ فان شاء اقتضی وان شاء ترک ابو کریمہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مہمان آنکر اوترے اس رات تو اسکی ضیافت واجب ہے اگر وہ صبح تک میزبان کے مکان پر رہے اور میزبان اسکی مہمانی نکرے تو اُسکا قرض ہوگا میزبان پر چاہے اسکو وصول کرلے چاہے چھوڑ دے **ف** یعنے بقدر مہمانی کے نقد میزبان سے وصول کر سکتا ہے جب وہ مہمانی نہ کرے اور یہہ وجوب پہلی رات مین ہے کیونکہ رات کو مسافر کو کہانا ملسکتا ہے نہ بازار معلوم ہوتی ہے تو صاحب خانہ پر اسکے کہانے پینے کا سامان کر دینا واجب ہے البتہ دوسرے دن صبحکو اسپر مہمانی کرنا واجب نہین خواہ کرے یا نکرے کیونکہ مہمان دن کو سب سامان کر سکتا ہے یہ وجوب اب بہی باقی ہے ایک طائفہ علماء کے نزدیک اور جمہور کہتے ہین کہ وجوب منسوخ ہوگیا لیکن سنت ہونا اب بہی باقی ہے تو ایک دن رات مہمانی کرنا سنت موکدہ ہے یعنے ضروری ہے اور تین دن تک مستحب ہے اور تین دن کے بعد پہر مہمانی نہین اب مہمان کو لازم ہے کہ جلدی سے یا اپنے کہانے پینے کا اہتمام الگ کرلیوے میزبان پر بوجہہ نڈالے انجاح مین ہے کہ حضرت شیخ ابو مدین مغربی سے جو شیخ محی الدین ابن عربی کے پیر تہے کسینے پوچہا کہ تم دنیا مین کسب معیشت نہین کرتے یعنے محنت مزدوری تجارت وغیرہ انہون نے کہا مہمانی کی حد کیا ہے وہ شخص بولا ایک دن تک واجب ہے اور تین دنتک سنت ہے انہون نے کہا اللہ اکبر ایکدن تو خدا کے نزدیک ہزار برس کا ہوتا ہے اور ہمارا رہنا دنیا مین ایک دن بہی نہین ہے بس ہم مہمان ہین خدا کے دنیا مین کسب معیشت کیون کرین بلکہ دنیا سے جانے کے بعد بہی ہماری مہمانی ہمارے مالک پر باقی رہیگی **باب** حق الیتیم یتیم کا حق **ف** یتیم وہ لڑکا یا لڑکی ہے جسکا باپ گذر گیا ہو اور وہ نابالغ ہو **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انی احرج حق الضعیفین الیتیم والمرأۃ ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ مین حرام کرتا ہون دو ناتوانون کا مال ایک تو یتیم کا دوسرے عورت کا **ف** بیوہ کا ان دونون کا مال کہا جانا اور اس مین تقلب کرنا سخت گناہ ہے اگرچہ اور کسیکا بہی مال کہا جانا حرام اور گناہ ہے مگر ان دونون کا مال ناجائز

طور سے کھانا نہایت سخت گناہ ہے اسلیے کہ یہ دونوں ناتوان ہیں کسب معیشت پر قادر نہیں ہیں تو انکو اور دینا چاہیے نہ کہ انھی کا مال لے لینا اور سخت بیحیا اور بے غیرت اور ملعون او مردود ہیں وہ لوگ جو یتیم اور بیوہ کا مال ناحق کھا ئیں عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُحْسَنُ اِلَیْهِ وَشَرُّ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُسَاءُ اِلَیْهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر گھر مسلمانوں کے گھروں میں وہ ہے جس میں ایک یتیم پرورش پاتا ہو اور اسکے ساتھ احسان کیا جاتا ہو اور بدتر گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ برائی کی جاتی ہو **ف** حضرت معروف کرخی جو اولیای کرام کے پیشوا تھے عید کے دن ایک درخت کے تلے بیل چن رہے تھے اور لوگ نماز عید او غسل وغیرہ کی طیاری میں مصروف تھے ایک شخص نے ان سے پوچھا یہ تم عید کے دن کیا کر رہے ہو انہوں نے کہا میں نماز کی نیت سے گھر سے نکلا تھا راہ میں بچے مل کھیلتے ہوئے ایک بچہ انمیں یتیم تھا وہ رو رہا تھا کہ میرے پاس نہ کھلونا ہے نہ عید کے کپڑے ہیں اگر میرا باپ زندہ ہوتا تو مجھے بھی یہ چیزیں دیتا میں نے یہ دیکھکر نماز کا ارادہ ترک کیا اب دن بھر اس درخت کی بیل چنوں گا اور شام کو اسکو بیچکر گیند اور کچھ کھلونا خرید کرکے اس یتیم بچے کو دونگا تاکہ اسکا رنج رفع ہو جاوے یا کم ہو سبحان اللہ اولیاء کرام کے کام ایسے ہی ہوتے ہیں رحم و شفقت و کرم کے بغیر کبھی ایمان کامل نہیں ہوتا اگرچہ لاکھ برس عبادت کرے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ ثَلٰثَةً مِّنَ الْاَیْتَامِ کَانَ کَمَنْ قَامَ لَیْلَهٗ وَصَامَ نَهَارَهٗ وَغَدَا وَرَاحَ شَاهِرًا سَیْفَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَکُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِی الْجَنَّةِ اَخَوَیْنِ کَهَاتَیْنِ اُخْتَانِ وَاَلْصَقَ اِصْبَعَیْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰی عبداللہ بن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین یتیموں کی پرورش کرے اسکو ایسا ثواب ہوگا جیسے رات کو عبادت کرے اور دن کو روزہ رکھے اور صبح کو اور شام کو اپنی تلوار کو کھینچکر جہاد کو جاوے اور میں اور وہ جنت میں اس طرح رہیں گے بھائی بھائی ہو کر جیسے یہ دونو بہنیں ہیں اور آپنے اپنی کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملایا **ف** اگرچہ پیمبر کا درجہ اوروں سے زیادہ ہے مگر یہ آپنے مبالغہ کے طور پر فرمایا کہ یتیم کا پرورش کرنیوالا میرے ہم درجہ ہوگا اور بعضوں نے کہا شاید کسیوقت یہ بات ہو جاوے لیکن ہمیشہ کے لیے یہ ہو گی اور انبیا کا درجہ ضرور بلند رہیگا اور بعضوں نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جنتی ہونے میں وہ میرے برابر ہے اگرچہ درجہ اسکا کم ہو یعنے دونوں کا جنتی ہونا یقینی ہے اگر ایمان پر خاتمہ ہو اور بعضوں نے کہا بیچ کی انگلی کلمے کی انگلی سے بڑی رہتی ہے اس میں اشارہ ہو گیا کہ پیمبر کا درجہ بڑھا ہوا ہے غرض اس حدیث سے یتیم کی پرورش کی بڑی عظمت ثابت ہوئی اور

مبارک ہین وہ جو تین سے زیادہ یتیمون کی پرورش کرین **بَابُ اِمَاطَةِ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ** راہ مین سے کانٹا کچرا وغیرہ دور کرنا (حدیث مین اذی ہے یعنی جس سے تکلیف ہو راہ چلنے والون کو) **عَنْ** اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اَنْتَفِعُ بِہٖ قَالَ اعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ ابو برزہ اسلمی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا مجھہ کو ایسا امر بتائی جس سے مجھکو فائدہ ہو آپ نے فرمایا مسلمانون کی راہ سے تکلیف دینے والی چیز دور کردے **ف** جیسے کانٹا کچرا وغیرہ اگر راہ مین گڈھا ہو یا کنوان تو اسکو بھر دے یا اس مین مینڈ لگادے تاکہ کوئی مسلمان اندھیرے مین اس مین گر نہ جاوے یہ حدیث اصل ہے مفید عام کامون کی ثواب مین جیسے سڑک کا بنانا سڑک پر روشنی کرنا سرائے بنانا پل بنانا کنوان بنانا یہ سب عمل اس قسم کے ہین **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ عَلَی الطَّرِیْقِ غُصْنُ شَجَرَةٍ یُؤْذِی النَّاسَ فَاَمَاطَھَا رَجُلٌ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راہ مین ایک درخت تھا جسکی ڈالیان لوگون کو ایذا دیتی تہین (یعنے چلنے والون کو) ایک شخص نے ان ڈالیون کو نکال ڈالا وہ جنت مین گیا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان مرتے ہی جنت مین جاتے ہین اور کافر دوزخ مین اور قیامت تک وہین رہین گے لیکن اپنے خاص خاص مقام مین جو انکے لیے طیار ہوئے ہین حشر اور حساب کتاب کے بعد جاوینگے اسکی مثال ایسی ہے جیسے زیر دریافت قیدی جس طرح کی دریافت سے پہلے محبس کے ایک ہی مقام مین رکھے جاتے ہین پھر فیصلہ ہونیکے بعد کوئی کالے پانی بھیجدیا جاتا ہے کوئی سخت حبس مین رہتا ہے کوئی ہلکی قید مین کوئی سخت مشقت مین اور یہی مذہب راجح ہے اہلحدیث اور محققین کے نزدیک جیسے اوپر گذر چکا دوسری روایت مین ہے کہ ایک عورت دوزخ مین گئی ایک بلی کیوجہ سے اور آپ نے شب معراج مین دوزخ کے اندر بہت گنہگارون اور کافرون کو دیکھا اللہ دوزخ سے بچاوے **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ بِاَعْمَالِھَا حَسَنِھَا وَسَیِّئِھَا فَرَاَیْتُ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِھَا الْاَذٰی یُنَحّٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَرَاَیْتُ فِیْ سَیِّئِ اَعْمَالِھَا النُّخَاعَةَ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کے اعمال میرے سامنے پیش کیے گئے انمین نیک عمل بہی تھے بری بہی تھے مین نے نیک عملون مین یہ بہی دیکھا راہ سے تکلیف کی چیز کو ہٹانا اور بری اعمال مین یہ بہی دیکھا مسجد مین تھوکنا یا رینٹ نکالنا (بلغم) اور اسکو دفن نکردینا (یہ حب ہے کہ مسجد کچی ہو اس مین ریتی ہو تو تھوک کر مٹی مین دبا دیوے) **بَابُ فَضْلِ صَدَقَةِ الْمَاءِ** پانی کی صدقہ کی فضیلت **عَنْ** سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ سَقْیُ الْمَاءِ سعد نے

عبادہ سے روایت ہی مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا صدقہ افضل ہے آپ نے فرمایا پانی پلانا **ف** جہان پر لوگون کو پانی کی حاجت ہو وہان سبیل رکھنا یا کنوان یا حوض بنا دینا اسیطرح جہان جس چیز کی مسلمانون کو ضرورت اور تکلیف ہو وہان اسیکا صدقہ افضل ہوگا اور حاصل یہ ہے کہ مخلوق خدا کو راحت پہونچانا اس سے زیادہ ثواب کسی چیز مین نہین یہانتک کہ جانورون کو بھی رحمت پہونچانے مین بڑا اجر ہے ؎

مباش در پی آزار ہرچہ خواہی کن ۔ کہ در شریعت ما غیر ازین گناہے نیست

حافظ صاحب کے اس شعر پر بعض ناواقفون نے اعتراض کیا ہے کہ بہت سے امور ایسے ہین جن مین کسیکو تکلیف نہین لیکن شریعت مین وہ گناہ ہین جیسے شراب پینا نماز کو ترک کرنا روزہ چھوٹ کرنا اور اسکا جواب یہ ہے کہ کل گناہ آزار ہین اور دوسری بھائی کے لیے یا اپنے لیے ان گناہون مین اپنے نفس کو آزار دینا ہے اسکو عذاب کا مستحق کرنا ہے **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُفُوْفًا وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَيَمُرُّ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ عَلَى الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ اَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ اسْتَسْقَيْتَ فَسَقَيْتُكَ شَرْبَةً قَالَ فَيَشْفَعُ لَهُ وَيَمُرُّ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ اَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ نَاوَلْتُكَ طَهُوْرًا فَيَشْفَعُ لَهُ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ وَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ اَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ بَعَثْتَنِيْ فِيْ حَاجَةِ كَذَا وَكَذَا فَذَهَبْتُ لَكَ فَيَشْفَعُ لَهُ

انس بن مالک سے روایت ہی قیامت کے دن لوگون کی صفین لگائی جاوین گی اور ابن نمیر کی روایت مین ہے کہ جنت والون کی صفین لگائی جاوین گی پھر ایک شخص دوزخ والون مین اپنا گذریگا اور ان مین ایک شخص سے کہیگا اے فلانی تجہ کو یاد نہین کہ ایک دن تو نے پانی مانگا تہا اور مین نے تجھکو ایک گھونٹ پانی پلایا تہا وہ کہے گا بیشک آخر وہ اسکی شفاعت کریگا مالک کی جناب مین اور یہ دوزخی اسکی شفاعت کی وجہ سے بخشدیا جاویگا اور ایک اور دوزخی ادہر سے نکلیگا اور جنت والون مین سے ایک شخص سے کہیگا تمکو یاد نہین مینے تجہ کو پانی دیا تہا طہارت کے لیے پہر وہ اسکی شفاعت کریگا **ف** اس حدیث سے پانی دینے کا ثواب بہت ثابت ہوا آدمی کو کیا جانور کو بھی جب وہ پیاسا ہو پانی پلانا چاہیے اور جو لوگ سخی مسلمان ہوتے ہین وہ پانی کو کبھی بند نہین کرتے افسوس ہے کہ ابن زیاد بدنہاد اور اسکے ہمراہین اشقیا نے جو شخص افضل الناس تہا اور اقرب الی اللہ ساری دنیا مین اور قائم مقام جناب رسالت مآب یعنی جناب امام حسین علیہ السلام اونہی کو پانی ندیا نہ انکے ننہے ننہے بچون اور عورتون کو یہانتک کہ یہ سب پیاس کیحالت مین شہید ہوئے حالانکہ یہان فرات کا دریا بہ رہا تہا جس مین سے گدہے اور کتے تک پانی پیتے تہے لیکن اہل بیت رسالت پر پانی کی یہ تنگی خدا اون سے سمجھے کیا یہ لوگ مسلمان تہے ہرگز مسلمان

نہ تھے یا صرف نام کو مسلمان تھے جن میں اسلام کا ذرا بھی نور تھا **عن** سراقۃ بن جعشم قال سالت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ضالۃ الابل تغشی حیاضی قد لطتہا لابلی فہل لی من اجر ان سقیتہا
قال نعم فی کل ذات کبد حری اجر سراقہ بن جعشم سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بھولے
بھٹکے اونٹ (جو اپنے مالک سے علاحدہ ہو جاتے ہیں) میری حوضوں پر آتے ہیں جنکو میں طیار کرتا ہوں اپنے اونٹوں
کے لیے تو مجھ کو کچھ ثواب ہوگا اگر میں ان اونٹوں کو پانی پینے دوں آپ نے فرمایا (اونٹ میں کیا) ہر کلیجہ والے
جانور کے پانی پلانے میں جسکو پیاس لگتی ہے ثواب ہے **باب** الرفق نرمی کا بیان **عن** جریر بن عبد اللہ
البجلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یحرم الرفق یحرم الخیر جریر بن عبد اللہ بجلی سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص نرمی سے محروم ہے وہ ساری بھلائی سے محروم ہے **عن** ابی
ہریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ رفیق یحب الرفق ویعطی علیہ ما لا یعطی علی
العنف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی نرمی کرتا ہے
(یعنے ملایمت اور خوش خلقی) اور پسند کرتا ہے نرمی کو اور نرمی پر وہ ثواب دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا **ف**
نرمی یہ ہے کہ اپنے نوکروں اور خادموں اور بال بچوں اور دوستوں سے آہستگی اور لطف و مہربانی کے ساتھ
گفتگو کرے انپر غصہ نہو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تھا کہ انس نے آپکی دس برس خدمت کی آپ نے کبھی
نہ انکو گھرکا نہ جھڑکا **عن** عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ رفیق یحب الرفق فی
الامر کلہ حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نرمی کرتا ہے
اور ہر ایک کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے (اور سختی اور غصہ کو پسند نہیں کرتا) **باب** الاحسان الی الممالیک
لونڈی غلاموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا **عن** ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخوانکم
جعلہم اللہ تحت ایدیکم فاطعموہم مما تاکلون والبسوہم مما تلبسون ولا تکلفوہم
ما یغلبہم فان کلفتموہم فاعینوہم ابوذر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لونڈی
غلام تمہارے بھائی ہیں (درحقیقت کیونکہ وہ بھی آدم کی اولاد میں ہیں اسیطرح نوکر چاکر خدمتگار وغیرہ) لیکن
اللہ تعالی نے انکو تمہارے ہاتھ کے تلے کر دیا ہے تو انکو کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور انکو
اتنا کام مت ڈالو جو انکو تکلیف میں ڈالے (آرام سے نہو سکے) اگر کبھی ایسا کام انپر ڈالو تو تم بھی اس
میں شریک ہو **عن** ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل

الجنة سيئ الملكة قالوا يا رسول الله أليس أخبرتنا أن هذه الأمة أكثر الأمم مملوكين ويتامى قال نعم فأكرموهم ككرامة أولادكم وأطعموهم مما تأكلون قالوا فما ينفعنا في الدنيا قال فرس ترتبطه تقاتل عليه في سبيل الله مملوكك يكفيك فإذا صلى فهو أخوك ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں بدخلق شخص نجاوے گا یعنے جو اپنے غلام لونڈی کے ساتھ بدخلقی کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپنے ہمسے بیان نہیں کیا کہ اکثر لوگ اس امت کے غلام لونڈی ہونگے اور یتیم پھر کیسے ممکن ہے کہ سب لوگ انکے ساتھ احسان کریں بعضے انکے ساتھ بدخلقی بھی کریں گے آپنے فرمایا بیشک لیکن انکی خاطر کرو جیسے اپنی اولاد کی خاطر کرتے ہو اور انکو کھلاؤ جو تم کھاتے ہو پھر انہوں نے عرض کیا ہم کو دنیا میں کونسی عبادت فائدہ دیگی آپنے فرمایا گھوڑا جسکو تو باندھے اور اسپر سوار ہو کر لڑے اللہ کی راہ میں تیرا غلام تجھے کافی ہے پھر جب وہ نماز پڑھے تو وہ تیرا بھائی ہے **ف** یعنے اگر غلام مسلمان اور نمازی ہو تو اس میں اور بھائی میں کوئی فرق نہیں اسکو اسیطرح کھلانا اور پلانا چاہیے جیسے اپنے بھائی کو کھلاتے اور پلاتے ہیں اسحدیث کو ترمذی نے بھی نکالا

باب افشاء السلام سلام کو فاش کرنے کا بیان

عن ابی هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده لا تدخلوا الجنة حتى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتى تحابوا أولا أدلكم على شيء إذا فعلتموه تحاببتم أفشوا السلام بينكم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے تم جنت میں نہیں جاؤ گے جبتک ایمان نہ لاؤ گے یعنے مومن نہ ہوگے (اللہ اور رسول اور فرشتوں اور کتابوں اور پیغمبروں اور قیامت پر اور دین کے سچے تمام عقائد اور اعمال پر) اور تم مومن نہوگے جبتک آپس میں محبت نکرو گے (یعنے مسلمان بھائیوں سے الفت نرکھو گے) کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں کہ جب تم اسکو کرو تو آپس میں تمہاری محبت ہو جاوے اپنے درمیان سلام کو فاش کرو **ف** یعنے آپس میں جب ایک دوسرے سے ملو تو سلام علیک کرو خواہ اس سے معرفت ہو یا نہ ہو سلام اول ذریعہ ہے معرفت کا اور کنجی ہے محبت کی اور ہر مسلمان کو ضرور ہے کہ جب دوسرے مسلمان سے ملے تو اسکے سلام کا منتظر نرہے بلکہ خود پہلے سلام کرے خواہ وہ ادنی ہو یا اعلے یا ہمسر کمال ایمان کا یہی شیوہ ہے

عن ابی امامة قال أمرنا نبينا صلى الله عليه وسلم أن نفشي السلام ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا سلام کے فاش کرنے کا

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعبدوا الرحمن وأفشوا السلام عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی

عیادت کرو اور سلام کو فاش کرو **ف** عمار نے کہا جس نے تین باتیں کین اسنے ایمان اکٹھا کر لیا ایک تو انصاف اپنے نفس سے دوسرے سلام کرنا ہر ایک شخص کو تیسرے خرچ کرنا تنگی کے وقت اسکو نکالا بخاری نے موقوفاً اور دوسروں نے مرفوعاً **باب** رَدِّ السَّلَامِ سلام کا جواب دینا **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص مسجد میں آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے مسجد کے کونے میں اس نے نماز پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپکو سلام کیا آپنے فرمایا وعلیک السلام **عن** عَائِشَۃَ حَدَّثَتْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَھَا اِنَّ جِبْرَئِیْلَ یَقْرَأُ عَلَیْکِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام تمکو سلام کہتے ہیں اونہوں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ **ف** شخص غائب کیطرف سے جب سلام پہونچایا جاوے تو ایسا ہی کہے اور بعضوں نے کہا یوں کہے علیک وعلیہ السلام اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اجنبی عورت کو سلام کہلا بھیجنا درست ہے جب کسی فتنہ کا ڈر نہ ہو اور حضرت عائشہ صدیقہ کا کمال فضل اور علو درجہ کہ روح القدس نے انکو سلام کہلا بھیجا اور یہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور الفت کیوجہ سے تھا جو آپکو انکے ساتھ تھی رضی اللہ تعالے عنہا **باب** رَدِّ السَّلَامِ عَلٰی اَھْلِ الذِّمَّۃِ ذمی کافروں کے سلام کا جواب **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ اَحَدٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَیْکُمْ جناب انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم کو اہل کتاب (یہود یا نصاریٰ سے سلام کہے تو تم صرف) علیکم کہو **عن** عَائِشَۃَ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَاسٌ مِّنَ الْیَھُوْدِ فَقَالُوا السَّامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ وَعَلَیْکُمْ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس یہود کے کچھ لوگ آئے اور کہا السام علیک یا ابا القاسم آپنے فرمایا وعلیکم **ف** یہ انکی شرارت تھی کہ سلام کے بدل سام کا لفظ کہا سام کہتے ہیں موت کو تو السام علیک کے معنے یہ ہوئے تم مرو جو ایک بد دعا ہے آپنے جواب میں صرف وعلیک فرمایا یعنے تمہیں مرو جب کوئی کافر سلام کرے تو جواب میں صرف وعلیک کہے۔ کئی روز کا عرصہ ہوا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت میرے سامنے سے گذری اور انہوں نے مجھ کو سلام کیا مینے اسی حدیث کو یاد کرکے جواب میں وعلیکم کہا **عن** اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُھَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ رَاکِبٌ غَدًا اِلَی الْیَھُوْدِ فَلَا تَبْدَءُوْھُمْ بِالسَّلَامِ فَاِذَا

سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ ابو عبد الرحمن جہنی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین کل سوار ہو کر یہودیون کے پاس جاؤنگا تو تم انسے پہلے سلام مت کرو جب وہ تم کو سلام کرین تو جواب مین وعلیکم کہو **ف** اب اگر اونہون نے سلام کا لفظ بولا تو وعلیکم کا معنے یہ ہوگا کہ تمپر بہی سلام اور جو شرارت سے سام کا لفظ بولا تو سام یعنے موت ہی انپر لوٹے گی

باب السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ بچون اور عورتون کو سلام کرنیکا بیان

عن اَنَسٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ صِبْيَانٌ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور ہم بچے تہے آپنے فرمایا السلام علیکم

عن اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا اسماء بنت یزید سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پر سے گذرے عورتون پر سے تو فرمایا السلام علیکن **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کو سلام کرنا اور اسکو جواب دینا درست ہے اور بعضون نے کہا یہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تہا کیونکہ آپ فتنے سے محفوظ تہے اور لوگون کو اجنبی عورت کو سلام کرنا درست نہین اور جو کوئی سلام کرے تو عورت کو جواب دینا ضرور نہین مگر جب وہ عورت بوڑہی ہو اور کسی فتنہ کا ڈر نہو **مترجم** کہتا ہے سلام مین جو شریعت کے موافق ہے کسی فتنہ کا ڈر نہین اور صحابہ ہمیشہ ازواج مطہرات کو سلام کرتے اور وہ ان کی سلام کا جواب دیتین اس مین بوڑہے اور جوان کی کوئی قید نہین ہے اور حضرت جبریل نے حضرت عائشہ رضہ کو سلام کہلا بہیجا جیسا اوپر گذرا **ف** اگر کسی مجلس مین کافر اور مسلمان دونون ہون اور کوئی وہان جاوے تو یون کہے السلام علی من اتبع الہدی

باب الْمُصَافَحَةِ مصافحہ کا بیان (یعنے ہاتہ ملانیکا)

عن اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَنْحَنِيْ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ قَالَ لَا قُلْنَا اَيُعَانِقُ بَعْضُنَا بَعْضًا قَالَ لَا وَلٰكِنْ تَصَافَحُوْا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ کیا (ملاقات کیوقت) ہم مین کا ہر ایک جہکے دوسرے کے لیے آپنے فرمایا نہین (بلکہ سیدہا رہکر صرف السلام علیکم کہے) پہر ہمنے عرض کیا کیا ہم مین ایک دوسرے سے گلے ملے (ملاقات کے وقت) آپنے فرمایا نہین البتہ مصافحہ کرو **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ معانقہ اسیطرح سلام کیوقت جہکنا دونون مکروہ اور خلاف سنت ہین لیکن سفر سے جب کوئی آوے تو اس سے معانقہ مسنون ہے کیونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معانقہ کیا زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب سے جب وہ حبش سے لوٹکر آئے اور بعضون نے کہا بغیر سفر سے آئے بہی معانقہ درست ہے اگر کسی فتنہ کا ڈر نہو اور دو کپڑے پہنے ہون اگر ننگے ہون صرف ازار پہنے ہون تو معانقہ مکروہ ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر

ابوذر کو اپنے سی چمٹا لیا یہ ابو داؤد نے نکالا شیخ نے لمعات مین کہا ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک مکروہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کا منہ چومے یا اسکا ہاتھ یا اور کوئی عضو یا اس سے معانقہ کرے کیونکہ اسکی ممانعت وارد ہوئی حدیث مین **مترجم** کہتا ہے جب معانقہ سوا سفر سے آنیکے وقت اور کسیوقت ثابت نہین تو عیدین کا معانقہ یہ بہی مکروہ ہوگا اور ہماری زمانہ مین اسکا بہت رواج ہے ایسیطرح مصافحہ جو مسنون ہے وہ ملاقات کے وقت یعنی ایک ہاتھ سی یا دونو ہاتھ سی اب جو لوگون نے نکالا ہے کہ عیدین کی نماز کے بعد یا جمعہ کی نماز کے بعد یا صبح یا عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہین اسکی کچہ اصل نہین ہے مولانا فخر نے کہا یہ مکروہ ہے کیونکہ اپنے مقام پر نہین ہے اور مقام مصافحہ کا وہی ہے کہ ابتداء ملاقات کے وقت کیا جاوے **عَنِ** الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَتَفَرَّقَا براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان ملین اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرین تو انکے گناہ بخشدیے جاوینگے جدا ہونے سی پہلے **بَاب** الرَّجُلِ يُقَبِّلُ يَدَ الرَّجُلِ آدمی دوسرے آدمی کے ہاتھ کو چومے تو کیسا ہے **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَبَّلْنَا يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چوما **ف** اہل فضل اور اہل علم کا ہاتھ چومنا اکثر علمائنے جائز رکہا ہے اسی حدیث کی رو سی لیکن درمختار مین ہے کہ اپنے ساتہی کا ہاتھ چومنا ملاقات کیوقت بالاجماع مکروہ ہے اور ایسے ہی زمین کا چومنا عالمون اور رئیسون کی سامنے یہ حرام ہے اور جو کوئی ایسا کرے اور جو کوئی اسکام پر راضی ہووے دونو گنہگار ہین اور یہ مشابہ ہے بت پرستی کی اور اگر عبادت اور تعظیم کی نیت سی ایسا کرے تو کافر ہو جاوے گا اگر تحیت کی نیت سی کرے تو کافر نہ ہوگا لیکن کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا اور ملتقط مین ہے کہ تواضع غیر خدا کے لیے حرام ہے اور وہبانیہ مین ہے کہ جب کوئی شخص لائق تعظیم آوے تو اسکی تعظیم کے لیے کہڑا ہونا جائز ہے بلکہ مندوب ہے اور بوسہ پانچ قسم ہے ایک محبت کا جیسے باپ بیٹے کو دیتا ہے رخسار پر دوسرے مودت کا جیسے بیٹا باپ کو دیوے سر پر تیسرے شفقت کا جیسے اپنے بہائی کو دیوے پیشانی پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر کو یا زید کو ایسا ہی بوسہ دیا تہا چوتہے شہوت کا جیسے مرد اپنی عورت کو دیتا ہے مونہہ پر پانچوین تحیۃ کا جیسے ایک مومن دوسرے مومن کے ہاتھ کو چومتا ہے اور مصحف کا چومنا بعضون نے بدعت کہا ہے بعضون نے کہا حضرت عمر سے اور حضرت عثمان سے مصحف کا چومنا منقول ہے اور روٹی کا چومنا بدعت ہے اور شافعی نے کہا وہ مباح ہے اور بدعت حسنہ ہے مترجم کہتا ہے اب قبر کا چومنا یا قبر پر جو بنا ہوتی ہے اسکا یا اسکی چوکہٹ کا چومنا یہ سب بدعت

اور حرام ہے اور ہمارے زمانہ میں یہ بہت رائج ہے اور لوگ اس سے منع نہیں کرتے جس کا انجام یہ ہو گیا ہے کہ اب لوگ اولیاء اللہ کی قبروں کو سجدہ تک کرنے لگے ہیں حالانکہ سجدہ غیر خدا کے لیے مطلقاً حرام ہے اور سجدہ عبادت غیر خدا کے لیے بالاتفاق کفر ہے عن صفوان بن عسال ان قوما من الیهود قبلوا ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورجلیہ صفوان بن عسال سے روایت ہے یہود کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے آپکا ہاتھ چوما اور آپکے پاؤں چومے ف اور دوسری روایتوں میں بھی یہ وارد ہے کہ لوگوں نے آپکے ہاتھ اور پاؤں چومے آپ خاموش رہے اس سے یہ نکلا کہ اگر کوئی شخص صاحب فضیلت اور علم اور صاحب تقوی اور عبادت ہو تو اسکے ہاتھ اور پاؤں چومنا درست ہے لیکن دنیا دار امیر اور نوابوں کے پاؤں چومنا کسی نے جائز نہیں رکھا اور ایک جماعت علماء نے یہ کہا ہے کہ پاؤں چومنے کا جواز خاص تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کسی کے پاؤں چومنا درست نہیں ہے مگر اس تخصیص پر کوئی دلیل نہیں ہے اور بہت بزرگوں سے یہ منقول ہے کہ انہوں نے دوسرے بزرگوں کے ہاتھ اور پاؤں چومے اور امام مسلم نے امام بخاری کے ہاتھ چومے اور کہا کہ مجھے اجازت دو اپنے پاؤں چومنے کی غرض خدا کے واسطے اگر کسی مقرب بندہ کے جو خاصان خدا میں سے ہو ہاتھ اور پاؤں چومے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے بشرطیکہ یہ چومنا سجدہ کے طور پر نہ ہو اور نہ سجدہ کے مشابہ ورنہ وہ حرام ہوگا اور ہر ایک بزرگ کو لازم ہے کہ اس فعل سے لوگوں کو اور اپنے معتقدوں کو منع کرے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو منع کیا تھا جب معاذ نے آپکو سجدہ کیا تھا اور یہ سجدہ تحیت تھا نہ سجدہ عبادت اور ملائکہ کا سجدہ حضرت آدم کو اور یعقوب علیہ السلام اور انکے بیٹوں کا سجدہ حضرت یوسف کو وہ بھی سجدہ تحیت تھا اور اگلی شریعتوں میں شاید درست ہوگا لیکن ہماری شریعت میں سوا خدا کے اور کسیکو سجدہ کرنا حرام ہو گیا خواہ سجدہ تحیت ہو یا سجدہ عبادت

باب الاستیذان اندر جانے سے پہلے اجازت لینا عن ابی سعید الخدری ان ابا موسی استاذن علی عمر ثلثا فلم یؤذن له فانصرف فارسل الیه عمر ما ردک قال استاذنت الاستیذان الذی امرنا به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثا فان اذن لنا دخلنا وان لم یؤذن لنا رجعنا قال فقال لتاتینی علی هذا ببینة او لافعلن فاتی مجلس قومه فناشدهم فشهدوا له فخلی سبیله ابو سعید خدری سے روایت ہے ابو موسی اشعری نے اجازت مانگی حضرت عمر سے تین بار ف یعنی استیذان کیا اسکی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ دروازے پر کھڑے ہو کر تین بار زور سے السلام علیکم کہے اور یہ پوچھے کہ فلانا شخص اپنا نام لیکر اندر داخل ہو یا نہیں دوسرے یہ کہ تین بار سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر کہے تیسرے یہ کہ

تین بار کھنکار دے یا گھر والے کو آواز دیوے اگر تینوں بار میں گھر والا جواب نہ دیوے تو لوٹ آوے لیکن بغیر اجازت کے اندر گھسنا درست نہیں اور یہ امر ضروری ہے اسلیے کہ آدمی اپنے مکان میں کبھی ننگا کھلا ہوتا ہے کبھی اپنی بی بی یا لونڈی سے کسی اور کام میں مصروف ہوتا ہے پس اگر بے پکارے چلے آنا درست ہو تو بڑی خرابی ہوگی اور اب تہذیب اخلاق میں یہ داخل ہوگیا ہے کہ کسی شخص کے حجرہ یا مکان میں بغیر اجازت لیے اور اطلاع دیے نہیں گھستے اور جو کوئی اسکے خلاف کرے اسکو بے مروت بے ادب احمق اور بیوقوف جانتے ہیں اور شریعت میں بھی ایسا ہی حکم ہے کہ اجازت لیکر اندر گھسنا چاہیے اور جو لوگ رات دن گھر میں اندر جاتے آتے رہتے ہوں انکو ہر وقت اجازت لینا ضرور نہیں لیکن تین وقت انکو بھی اجازت لینا چاہیے ایک تو فجر کی نماز سے پہلے دوسرے دوپہر کے وقت جب لوگ اپنے کپڑے اتار کر راحت کرتے ہیں تیسرے عشا کی نماز کے بعد جیسے قرآن شریف میں وارد ہے اور قرآن میں صاف حکم ہے لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتے تستانسوا وتسلموا علی اہلہا یعنے اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ گھسو یہانتک کہ استیناس کرو اور سلام کرو گھر والوں پر اور استیناس کا بیان آگے آتا ہے **ف** لیکن انکو اجازت نہیں ملی یعنے حضرت عمر نے جواب نہیں دیا) وہ لوٹ گئے حضرت عمر نے انکے پیچھے کسیکو بھیجا اور بلا کر پوچھا تم واپس کیوں چلے گئے انہوں نے کہا میں نے استیذان کیا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا تین بار اور آپنے یہ فرمایا کہ اگر تین بار میں تمکو اجازت دی جاوے اندر آنیکی تو جاؤ نہیں تو لوٹ جاؤ حضرت عمر رضی نے کہا اس حدیث پر تم اور کوئی شخص گواہ لاؤ ورنہ میں تمہارے ساتھ ایسا کروں گا (یعنے تم کو تنبیہ کروں گا یہ فعل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا احتیاط تھا حدیث کو مضبوط کرنیکے لیے ورنہ ابو موسی اشعری ثقہ تھے اور صحابی تھے انکی اکیلی روایت کافی تھی) ابو موسی اپنی قوم کی مجلس میں آئے اور انکو قسم دی (کہ اگر کسینے یہ حدیث سنی ہو تو میرے ساتھ اسکی گواہی دیوے) ان لوگوں نے ابو موسی کے ساتھ گواہی دی (کہ انہوں نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے) تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسی کو چھوڑ دیا **عَنْ** اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا السَّلَامُ فَمَا الْاِسْتِیْذَانُ قَالَ یَتَکَلَّمُ الرَّجُلُ تَسْبِیْحَۃً وَّ تَکْبِیْرَۃً وَّتَحْمِیْدَۃً وَّیَتَنَحْنَحُ وَیُؤْذِنُ اَھْلَ الْبَیْتِ ابو ایوب انصاری سے روایت ہے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ سلام تو ہمیں معلوم ہے لیکن استیناس کیا ہے (جو قرآن میں آیا ہے کہ دوسرے کے گھر میں مت داخل ہو جب تک سلام اور استیناس نہ کرلو) آپنے فرمایا استیناس یہ ہے کہ آدمی سبحان اللہ کہے اور اللہ اکبر اور الحمد للہ اور کھنکارے اور خبر کردیوے گھر والوں کو کہ میں آتا ہوں **ف** یہی طریقہ ہے مومنین صالحین اور مہذب

اخلاق والوں کا اور صاحبان عقل و دانش اور تربیت یافتہ لوگوں کا لیکن جو لوگ جاہل اور بیوقوف اور بے تربیت ہیں وہ بغیر پکاری دوسرے کے گھر میں گھس جاتے ہیں پھر ذلیل اور خوار ہوتے ہیں **عن** علی قال کان لی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدخلان مدخل باللیل ومدخل بالنھار فکنت اذا اتیتہ وھو یصلی یتنحنح لی جناب امیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس جانے کی میرے دو وقت مقرر تھے ایک رات کو اور ایک دن کو تو میں جب آتا اور آپ نماز پڑھتے ہوتے (اور میں باہر سے اذن چاہتا اور آپ جواب نہیں دے سکتے نماز کی وجہ سے) تو آپ کھنکار دیتے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت سے نماز میں کھنکارنا درست ہے اور جس نے کہا ہے کہ کھنکارنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے وہ حدیث سے غافل ہے **عن** جابر قال استأذنت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من ھذا فقلت انا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا انا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے اذن چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (اندر آنیکا) آپ نے (مکان کے اندر سے) پوچھا کون ہے میں نے کہا میں (جیسے اس زمانہ میں اکثر لوگوں کا معمول ہے جب ان سے کوئی پوچھتا ہے کون تو وہ کہتے ہیں میں ہوں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو میں بھی ہوں (یعنے میں کیوں کہتا ہے اپنا نام لینا چاہیے تاکہ صاحبخانہ پہچان لیوے کیونکہ آواز سے اکثر پہچاننا دشوار ہوتا ہے)

باب الرجل یقال لہ کیف اصبحت آدمی سے یوں پوچھنا آپ نے صبح کیسی کی

عن جابر قال قلت کیف اصبحت یا رسول اللہ قال بخیر من رجل لم یصبح صائما ولم یعد سقیما جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے عرض کیا آپ نے کیونکر صبح کی یا رسول اللہ آپ نے فرمایا خیریت کے ساتھ صبح کی اس بندے نے جس نے نہ روزہ رکھا نہ کسی بیمار کی عیادت کی **ف** یہ آپ نے اپنی تقصیر ظاہر کی خداوند کے جناب میں کہ باوجود اسکے کہ میں نے روزہ نہیں رکھا بیمار پرسی نہیں کی لیکن مالک کا احسان ہے کہ میری صبح خیریت کے ساتھ اس نے کرائی سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود کثرت عبادت اور ریاضت اور قرب الہی اور گناہوں سے پاک اور صاف ہونیکے اپنی تقصیر کا اقرار اور مالک کے نعمتوں کا اظہار کرتے تھے تو اور کسی بندے کی کیا مجال ہے جو اپنی عبادت اور طاعت اور تقوی پر نازاں ہو۔ یا اللہ تیرے اگلے بندے تو تیری عبادت میں اپنا قصور ظاہر کرتے تھے اور ہم تو ایک کام بھی عمر بھر میں ایسا نہ کرسکے جو تیری درگاہ میں پیش کرنے کے لائق ہو اور نہ آئندہ توقع ہے لیکن تو محض اپنے فضل و کرم سے ہمکو کھلاتا اور پلاتا ہے اور خیریت اور عافیت سے ہماری صبح اور شام گذرتا ہے ہم تیرے اس احسان اور نعمت کا کیا شکر کریں اگر ہماری بدن پر ہر رونگٹے زبان ہو اور ہر ایک زبان میں کروڑ زبانوں کی قوت ہو تو بھی تیری نعمتوں کا ایک ذرہ برابر بھی شکر ہم سے ادا نہ ہوسکیگا ؎ خاموشی از ثنائے

حدثنا ... عن مالك بن حمزة بن ابي اسيد الساعدي عن ابيه عن جده ابي اسيد الساعدي
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للعباس بن عبد المطلب اذ دخل عليهم فقال السلام
عليكم قالوا وعليك السلام ورحمة الله وبركاته قال كيف اصبحتم قالوا بخير بحمد الله فكيف اصبحت
بابينا وامنا يا رسول الله قال اصبحت بخير احمد الله ابواسید ساعدی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب انکے پاس تشریف لے گئے السلام علیکم اونہون نے کہا علیک السلام
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپنے فرمایا کیف اصبحتم یعنے صبح کیسے کی اونہون نے کہا بخیر بحمد اللہ یعنے خیریت کے ساتھہ اللہ کا شکر
کرتے ہین اور آپنے کیسے صبح کی آپ پر ہمارے مان باپ قربان ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا بخیر الحمد للہ یعنے صبح کی
مینے خیریت کے ساتھہ الحمد للہ **باب** اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه جب کسی قوم کا عزت والا آدمی
آوے تو اسکی عزت کرنا چاہیے **عن** ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتاكم كريم
قوم فاكرموه ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم
کا عزت دار آدمی آئے تو اسکی عزت کرو **ف** یعنے ہر شخص سے اسکے مرتبے کے موافق برتاؤ کرے جیسے دوسری روایت مین
ہے کہ ایک فقیر حضرت عائشہ پاس آیا انہون نے اسکو ایک ٹکڑا روٹی کا دیدیا پھر اور ایک شخص آیا گھوڑے پر سوار
ہوکر تو انکو اپنے ساتھہ کھلایا لیکن کافر اور فاسق اس مین سے مستثنے ہین کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہے اور دوسری حدیث
مین ہے جسنے بدعتی کی توقیر کی اسنے مدد کی اسلام کے ڈھانے پر **باب** تشميت العاطس چھینک کا جواب
عن انس بن مالك قال عطس رجلان عند النبي صلى الله عليه وسلم فشمت احدهما اوسمت ولم
يشمت الآخر فقيل يا رسول الله عطس عندك رجلان فشمت احدهما ولم تشمت الآخر فقال
ان هذا حمد الله وان هذا لم يحمد الله انس بن مالک سے روایت ہے دو شخصون نے چھینکا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپنے ایک کو جواب دیا (یعنے یرحمک اللہ کہا) اور دوسرے کو جواب نہین دیا لوگون نے عرض
کیا یا رسول اللہ دو آدمیون نے آپکے سامنے چھینکا اور آپنے ایک کو جواب دیا دوسرے کو نہین دیا آپنے فرمایا اس
نے الحمد للہ کہا تھا (چھینکنے کے بعد تو مینے اسکو جواب دیا) اور اس نے الحمد للہ نہین کہا (تو اسکو جواب دینا ضرور نہین)
عن اياس بن سلمة بن الاكوع عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يشمت العاطس
ثلثا فما زاد فهو مزكوم سلمہ بن اکوع سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھینکنے والے کو
تین بار جواب دیوے اگر اس سے زیادہ چھینکے تو اسکو زکام ہے **ف** اب جواب دینا ضرور یا سنت موکدہ نہین

لیکن مستحب ہی **عن** علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا عطس احدکم فلیقل الحمد
للہ ولیرد علیہ من حولہ یرحمک اللہ ولیرد علیہم یھدیکم اللہ ویصلح بالکم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سی چھینکے تو یون کہے الحمد للہ اور جو اسکے پاس بیٹھے ہون
وہ کہین یرحمک اللہ پھر چھینکنے والا انکو جواب دیوے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم **باب** اکرام الرجل جلیسہ آدمی
اپنے ساتھی کی خاطرداری کرے **عن** انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا لقی الرجل
فکلمہ لم یصرف وجھہ عنہ حتی یکون ھو الذی ینصرف واذا صافحہ لم ینزع یدہ من یدہ حتی
یکون ھو الذی ینزعھا ولم یر متقدما برکبتیہ جلیسا لہ قط انس بن مالک سے روایت ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے ملتے تو اپنا منہ اس سے نہ پھراتے یہانتک کہ وہی مونہہ پھراتا اور چلدیتا اور
جب آپ کسی سی مصافحہ کرتے تو اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نہ نکالتے یہانتک کہ وہی نکالتا اور آپ نے اپنے کسی
ساتھی کے سامنے کبھی پاؤن نہین پھیلائے **ف** یہ تہذیب اور انسانیت ہی کہ آدمی دوسرے آدمی کی طرف
پاؤن نہ پھیلاوے لیکن نصاریٰ باوصف اتنی تہذیب کے اس خصلت سے عاری ہین اور جانورون کیطرح دوسرے
کیطرف پاؤن کرکے بیٹھتے ہین اب یہ بھی تہذیب مین داخل ہے کہ بیٹھنے مین کسی کیطرف پیٹھ نہ کرے البتہ اگر
حلقہ ہو یا صفین ہون تو مضائقہ نہین **باب** من قام من مجلس فرجع فھو احق بہ جو شخص کسی مجلس
سے کھڑا ہوجاوے پھر لوٹ کر آوے تو وہ اُس جگہہ کا زیادہ حقدار ہے **عن** ابی ہریرۃ رض عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال اذا قام احدکم من مجلسہ ثم رجع فھو احق بہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سی اپنی جاگہ مین سے (جہان وہ بیٹھا ہو کھڑا
ہو جاوے اُسی کام کے لیے اور لوٹنے کی نیت رکھتا ہو) پھر لوٹ کر آوے تو وہ زیادہ حقدار ہے اس جاگہ کا بہ نسبت
نئے شخص کی جو اس جاگہ مین بیٹھنا چاہے اگر نیا شخص وہان بیٹھ گیا ہو تو یہ اسکو اوٹھا سکتا ہے اور اسکو اوٹھ جانا
چاہیے اور بعضون نے کہا یہ استحباباً ہے نہ وجوباً اور ہر حال مین کسی مسلمان سے جھگڑا کرنا درست نہین)
باب المعاذیر عذر کرنے کا بیان **عن** جودان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
اعتذر الی اخیہ بمعذرۃ فلم یقبلھا کان علیہ مثل خطیئۃ صاحب مکس جودان سے روایت ہی اختلاف
ہے اسکے صحابی ہونے مین اور ابن حبان نے اسکو ثقات تابعین مین لکھا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو کوئی اپنے بھائی سے عذر کرے اور وہ قبول نہ کرے (یعنی اسکا قصور معاف نہ کرے) تو اسپر ایسا گناہ

ہوگا جیسے محصول لینے والے پر ہوتا ہے **ف** جو سوداگروں سے محصول لیا کرتا ہے اکثر اس سے ظلم سرزد ہوتے ہیں اور لوگوں کے حقوق اسپر قائم ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ نوکری اچھی نہیں ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ وہ جنت میں نہیں جاویگا **عن** جودان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ جودان سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

باب المزاح مزاح کرنے کا بیان **ف** مزاح کہتے ہیں مذاق اور دل لگی یعنے ٹھٹول کو یہ درست ہے بشرطیکہ جھوٹ نہ بولے اور کبھی کبھی کرے نہ یہ کہ ہمیشہ یا اکثر مذاق کیا کرے کیونکہ ایسا کرنے سے اکثر ہنسے گا اور اسکا دل خراب ہوجاویگا اور خدا سے غفلت پیدا ہوگی **عن** اُمّ سَلَمَةَ قَالَتْ خَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ فِیْ تِجَارَةٍ اِلٰی بُصْرٰی قَبْلَ مَوْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَامٍ وَمَعَهٗ نُعَيْمَانُ وَسُوَيْبِطُ بْنُ حَرْمَلَةَ وَكَانَا شَهِدَا بَدْرًا وَكَانَ نُعَيْمَانُ عَلَی الزَّادِ وَكَانَ سُوَيْبِطٌ رَجُلًا مَزَّاحًا فَقَالَ لِنُعَيْمَانَ اَطْعِمْنِیْ قَالَ حَتّٰی يَجِیْءَ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ فَلَاُغِيْظَنَّكَ قَالَ فَمَرُّوْا بِقَوْمٍ فَقَالَ لَهُمْ سُوَيْبِطٌ تَشْتَرُوْنَ مِنِّیْ عَبْدًا لِیْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اِنَّهٗ عَبْدٌ لَهٗ كَلَامٌ وَهُوَ قَائِلٌ لَكُمْ اِنِّیْ حُرٌّ فَاِنْ كُنْتُمْ اِذَا قَالَ لَكُمْ هٰذِهِ الْمَقَالَةَ تَرَكْتُمُوْهُ فَلَا تُفْسِدُوْا عَلَیَّ عَبْدِیْ قَالُوْا لَا بَلْ نَشْتَرِيْهِ مِنْكَ فَاشْتَرَوْهُ مِنْهُ بِعَشْرِ قَلَائِصَ ثُمَّ اَتَوْهُ فَوَضَعُوْا فِیْ عُنُقِهٖ عِمَامَةً اَوْ حَبْلًا فَقَالَ نُعَيْمَانُ اِنَّ هٰذَا يَسْتَهْزِئُ بِكُمْ وَاِنِّیْ حُرٌّ لَسْتُ بِعَبْدٍ فَقَالُوْا قَدْ اَخْبَرَنَا خَبَرَكَ فَانْطَلَقُوْا بِهٖ فَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَخْبَرُوْهُ بِذٰلِكَ قَالَ فَاتَّبَعَ الْقَوْمَ وَرَدَّ عَلَيْهِمُ الْقَلَائِصَ وَاَخَذَ نُعَيْمَانَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرُوْهُ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ مِنْهُ حَوْلًا ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کے لیے نکلے بصری کیطرف (وہ ایک شہر ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک سال پہلے اور انکے ساتھ نعیمان اور سویبط بن حرملہ تھے اور یہ دونوں شخص جنگ بدر میں شریک ہوچکے تھے اور نعیمان کے سپرد توشہ تھا اور سویبط ایک دل لگی باز شخص تھے اونہوں نے نعیمان سے کہا مجھے کھانا کھلا نعیمان نے کہا ابوبکر کو آنے دو سویبط نے کہا اچھا میں تجھہ کو غصہ دلاؤنگا (یعنے کھانا نہ دینے کے بدل تمکو کسی وقت حیران کرونگا) آخر یہ لوگ ایک قوم پر سے گذرے سویبط نے اس قوم کے لوگوں سے کہا تم مجھہ سے ایک غلام خریدتے ہو اونہوں نے کہا ہاں سویبط نے کہا اچھا لیکن وہ غلام ذرا باتونی ہے جب تم اسکو خریدوگے تو وہ کہیگا میں آزاد ہوں اگر تم اسکے اس کہنے پر اسکو چھوڑدو تو میرا غلام خراب ہوجاویگا وہ لوگ بولے نہیں ہم اسکو نہیں چھوڑینگے اور اس کی بات نہ سنینگے اور وہ غلام تمسے خریدلینگے آخر ان لوگوں نے نعیمان کو خریدا سویبط سے دس اونٹوں کے

بدل پھر نعیمان پاس آئے اور اسکی گردن مین عمامہ باندہا یا رسی ڈالی نعیمان نے کہا یہ شخص تم سے ٹھٹا کرتا ہے اور مین آزاد ہون غلام نہین ہون لوگون نے کہا تیرا مالک ہم سے پہلے ہی تیرا حال بیان کر چکا ہے خیر وہ لوگ اسکو لیکر گئے پھر ابوبکر آئے لوگون نے ان سے یہ حال بیان کیا کہ سویبط نے اسطرح سے نعیمان کو بیچ ڈالا وہ اس قوم کے لوگون کے پیچھے گئے اور انکے اونٹ انکو واپس کیے اور نعیمان کو واپس لائے جب لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ سے یہ قصہ بیان کیا راوی نے کہا آپ اور آپکے اصحاب سال بھر اس واقعہ پر ہنستے رہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُولَ لِاَخٍ لِي صَغِيْرٍ يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ قَالَ وَكِيْعٌ يَعْنِي طَيْرًا كَانَ يَلْعَبُ بِهِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگون سے یعنے بچون سے مذاق کرتے یہانتک کہ میرا ایک چھوٹا بھائی تہا اس سے آپ فرماتے تھے اے ابوعمیر تمہارا نغیر کیا ہوا۔ وکیع نے کہا نغیر سے مراد وہ چڑیا ہے جس سے ابوعمیر کھیلتے تھے نغیر ایک چڑیا ہے لال چونچ کی یعنے لال یا بلبل

بَابُ نَتْفِ الشَّيْبِ سفید بال اوکھیڑنا کیسا ہے عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ وَقَالَ هُوَ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سفید بال اکھیڑنے سے اور فرمایا وہ نور ہے مسلمان کا **ف** اور خضاب منع نہ کیا اسلیے کہ خضاب سے وہ بال قائم رہتا ہے لیکن اسکا رنگ بدل جاتا ہے بعضون نے کہا یہ ممانعت تنزیہی ہے اور امام ابوحنیفہ اور محمد سے منقول ہے کہ یہ جائز ہے جب زینت اور تکلف کی نیت نہو

بَابُ الْجُلُوْسِ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ کچہ سایہ اور کچہ دہوپ مین رہنا عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُقْعَدَ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ بریدہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دہوپ اور سایہ کے بیچ مین بیٹھنے سے **ف** یعنی اسطرح بیٹھنے سے کہ بدن کے ایک حصے پر دہوپ رہے اور ایک حصے پر سایہ اسلیے کہ یہ امر طبّاً مضر ہے اور بیماری پیدا کرتا ہے اور یہ ممانعت بھی تنزیہی ہے نہ تحریمی اور بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کعبے کے صحن مین بیٹھے ہوئے تھے اور کچہ بدن آپ کا سایہ مین تہا کچہ دہوپ مین اور احتمال ہے کہ یہ واقعہ ممانعت سے پہلے کا ہو

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِضْطِجَاعِ عَلَى الْوَجْهِ اوندہے مونہ لیٹنا منع ہے عَنْ قَيْسِ بْنِ طِهْفَةَ الْغِفَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَصَابَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى بَطْنِيْ فَرَكَضَنِيْ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ مَالَكَ وَلِهٰذَا النَّوْمِ هٰذِهٖ نَوْمَةٌ يَكْرَهُهَا اللّٰهُ اَوْ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ طہفہ غفاری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہ کو پایا مسجد مین مین

سو رہا تھا اپنے پیٹ پر (یعنے اوندہا) آپ نے اپنے پاؤں سے مجھکو ہلایا اور فرمایا ہائین تو اسطرح سوتا ہے یہ تو وہ سونا ہے جسکو اللہ سبحانہ وتعالی برا جانتا ہے یا اسکو دشمن رکھتا ہے **ف** جو لوگ بہت کہاتے ہین وہ اکثر پیٹ کے بل سوتے ہین تاکہ کہانا خوب ہضم ہو جاوے اور مومن صالح کم خوراک ہوتا ہی اسکو پیٹ پر اوندہا سونیکی حاجت نہین حضور صاحب یہ منع بہی ہو عمدہ سونا یہ ہے کہ داہنے کروٹ پر سووے یا چت یا بائین کروٹ **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ مَرَّ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مُضْطَجِعٌ عَلٰی بَطْنِیْ فَرَکَضَنِیْ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ یَا جُنَیْدِبُ اِنَّمَا ھٰذِہٖ ضِجْعَۃُ اَھْلِ النَّارِ ابوذر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجہپر سے گذرے اور مین پیٹ کے بل پڑا ہوا تہا آپنے لات سے مجھکو مارا اور فرمایا ای جنیدب (یہ نام ہے ابوذر کا اور بعض نسخون مین جنیدب ہے وہ تصغیر ہے جندب کی شفقت اور مہربانی کے لیے) یہ تو سونا دوزخ والون کا ہے **ف** پیٹ کے بل سونے مین دوزخیون کی مناسبت ہے قرآن مین ہی یوم یسحبون فی النار علی وجوھھم ذوقوا مس سقر یعنے اوندہے مونہ کہینچے جاوینگے دوزخ مین یہی ایک ممانعت کی وجہ ہے **عَنْ** اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَجُلٍ نَائِمٍ فِی الْمَسْجِدِ مُنْبَطِحٍ عَلٰی وَجْھِہٖ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ قُمْ اَوْ اقْعُدْ فَاِنَّھَا نَوْمَۃٌ جَھَنَّمِیَّۃٌ ابو امامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر سے گذرے جو اوندہے مونہ مسجد مین سو رہا تہا آپنے اسکو لات سے مارا اور فرمایا اوٹھ کر بیٹھ یہ دوزخ کا سونا ہے

بَابُ تَعَلُّمِ النُّجُوْمِ علم نجوم سیکہنا کیسا ہی **ف** مراد وہی علم نجوم ہے جس سے آیندہ کی بات یا غیب کی بات بتلانا سیکہے یہ حرام ہے لیکن اسقدر علم نجوم جس سے سمندر مین جہاز چلا سکے یا نماز کے اوقات پہچان سکے سیکہنا جائز ہے اور صاحب درمختار نے جو علوم حرام ہین ان مین علم فلسفہ اور شعبدہ اور نجوم اور رمل اور طبعی اور سحر اور کہانت کو لکہا ہے اور علم منطق کو بہی حرام لکہا ہے حالانکہ علم منطق کی حرمت کی کوئی وجہ نہین ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے وصیت نامہ مین منطق کی کتابین پڑہنے کی صلاح دی ہے لیکن منطق پڑہنا اسیقدر جائز ہے جو بقدر ضرورت ہو اور اسکے لیے دو تین مختصر کتابین کافی ہین اگر شرح شمسیہ تک پڑہ لیوے تو بہت کافی ہی ورنہ صرف تہذیب کے مسائل یاد رکہنا کافی ہین باقی اس سے زیادہ اوقات علم منطق مین صرف کرنا فضول اور بیفائدہ ہے اور کیا عجب ہے کہ حرام ہی ہو **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِّنَ النُّجُوْمِ اقْتَبَسَ شُعْبَۃً مِّنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علم نجوم مین سے کچہ حاصل کیا اس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا اب جسقدر زیادہ حاصل کرے اوتنا ہی گویا سحر زیادہ حاصل کیا **ف**

آپ نے نجوم کو سحر سے مشابہت دی اس خیال سے کہ سحر کی حرمت منصوص ہے قرآن مجید مین پس نجوم بھی اسیطرح حرام ہے

باب النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ ہوا کو برا کہنے کی ممانعت **ف** ہوا اور پانی اور خاک اور آگ اور چاند اور سورج اور ابر اور رعد اور صاعقہ (اور برق) یہ سب اللہ جل جلالہ کے حکم مین ہین اور اسکی اطاعت مین پس انکو برا کہنا آدمی کی حماقت ہے اور اکثر بے وقوف ایسا کرتے ہین کہ کہین چاند کی ہجو کرتے ہین کہین سمندر کی **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِنَّهَا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ وَلَكِنْ سَلُوا اللَّهَ مِنْ خَيْرِهَا وَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت برا کہو ہوا کو وہ اللہ کی رحمت سے ہے **ف** اس معنے کر کہ انسان اور حیوان کی زندگی ہوا پر موقوف ہے یعنے ان حیوانون کی جو ہوائی ہین اور بعضے حیوان مائی ہین انکی زندگی پانی پر موقوف ہے اب بعضی اشیون پر جو ہوا سے عذاب ہوا یہ اسکے خلاف نہین ہے کیونکہ ہر ایک رحمت کی چیز جب اعتدال سے زیادہ ہو تو عذاب ہو جاتی ہے جیسے پانی وہ بھی رحمت ہے لیکن عذاب تھا حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے لیے اور فرعون اور اسکی قوم کے لیے **ف** وہ اللہ کی رحمت لیکر آتی ہے اور عذاب بھی لاتی ہے البتہ اللہ جل جلالہ سے ہوا کی بھلائی مانگو اور اسکی برائی سے پناہ چاہو

باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ کون سے نام اللہ تعالے کو پسند ہین **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر اور زیادہ پسند نامون مین اللہ کے نزدیک یہ نام ہین عبداللہ اور عبدالرحمان **ف** اسیطرح عبدالرحیم عبدالملک عبدالقدوس عبدالسلام وغیرہ کیونکہ اس قسم کے نامون مین اللہ کی عبودیت اور بندگی ظاہر ہوتی ہے اسکے بعد وہ نام اچھے ہین جو پیغمبرون کے اور اگلے صالحین کے نام تھے جیسے محمد احمد موسی عیسے ابراہیم اسماعیل اسحاق نوح آدم شیث لوط ہود صالح علی عمر ابوبکر عثمان حسن حسین وغیرہ اور وہ نام مکروہ ہین جو ظالمون اور بدبختون اور کافرون کے نام تھے جیسے فرعون ہامان قارون قابیل یزید حجاج شمر بخت نصر تیمور نادر چنگیز ہلاکو وغیرہ اور بعضون نے کہا ان نامون مین کچھ کراہت نہین اور اگلے بہت صالحین یزید اور حجاج وغیرہ نام کے گذرے ہین لیکن وہ نام تو بالاتفاق مکروہ ہین جن سے شرک کی بو نکلے جیسے عبدالنبی عبدالحسین بندہ علی بندہ حسین اگرچہ عبد کے اور بندہ کے معنے یہان غلام کے ہون چنانچہ دوسری حدیث مین آیا ہے یون کوئی نہ کہے میرا عبد بلکہ کہے میرا غلام اور غلام حسین غلام محمد غلام علی ان نامون مین کوئی قباحت (معلوم) نہین ہوتی ہر ایک مومن کے نزدیک ان بزرگون کی غلامی باعث سعادت اور افتخار

ہے اور جن علماء نے ان ناموں کو بھی مکروہ رکھا ہے انکو اسکی خبر نہیں ہوئی کہ حدیث میں اسکی اجازت آئی ہے یوں کہے میرا غلام اور میری جاریہ اگر یہ کہیں کہ اگر کراہت اسوجہ سے ہے کہ اس میں کذب ہے کیونکہ درحقیقت یہ لوگ ان بزرگوں کے زرخرید غلام نہیں ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ غلام سے یہاں مجازی معنے خادم اور تابعدار کے مراد ہیں اور غلام کا لفظ محاورہ میں اس معنے میں مستعمل ہے بہرحال ان لوگوں کی کلام کی وجہ معلوم نہیں ہوتی جنہوں نے غلام محمد غلام علی غلام حسین ایسے ناموں کو مکروہ جانا ہے

باب مَا یُکْرَہُ مِنَ الْاَسْمَاءِ برے ناموں کا بیان

عن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَئِنْ عِشْتُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ لَاَنْھَیَنَّ اَنْ یُسَمّٰی رَبَاحٌ وَنَجِیْحٌ وَاَفْلَحُ وَنَافِعٌ وَیَسَارٌ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں جیوں گا تو میں منع کروں گا اگر خدا چاہے رباح اور نجیح اور افلح اور یسار نام رکھنے سے **ف** مگر آپ نے منع نہ کیا امت پر آسانی کے لیے اور دوسری روایت میں ہے کہ منع کیا اور بہرحال یہ نام رکھنا مکروہ ہے اور وجہ کراہت کی یہ ہے کہ ان ناموں کے رکھنے میں بعض وقت زبان سے فال بد نکلتی ہے جیسے کسی نے پوچھا یہاں یسار ہے تم نے کہا نہیں اور یسار کہتے ہیں دولتمندی اور مالداری کو اسیطرح رباح کے معنے منفعت اور نجیح کے معنے مراد کو پانے والا اور افلح کا معنے بھی یہی ہے اسیطرح اور نام بھی ہیں جیسے برکت رحمت دولت صحت وغیرہ یہ بھی مکروہ ہیں اسوجہ سے

عن سَمُرَةَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نُسَمِّیَ رَقِیْقَنَا اَرْبَعَةَ اَسْمَاءٍ اَفْلَحَ وَنَافِعٍ وَرَبَاحٍ وَیَسَارٍ سمرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا چار ناموں سے افلح اور نافع اور رباح اور یسار سے یعنے اپنے غلاموں کے یہ نام رکھنے سے

عن مَسْرُوْقِ بْنِ الْاَجْدَعِ قَالَ لَقِیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ فَقَالَ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ فَقَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْاَجْدَعُ شَیْطَانٌ مسروق سے روایت ہے میں حضرت عمرؓ سے ملا انہوں نے کہا تو کون ہے میں نے کہا مسروق بن اجدع انہوں نے کہا میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اجدع ایک شیطان کا نام ہے **ف** اور اسکے معنے کٹا ہوا یہ مسروق کبار تابعین میں سے ہیں اور بڑے عالموں میں سے دین کے اور انکو لوگ حالت طفلی میں اڑھا کرلے گئے تھے اسوجہ سے مسروق نام ہوگیا یعنے چرایا ہوا

باب تَغْیِیْرِ الْاَسْمَاءِ برے نام کا بدل ڈالنا **ف** یہ سنت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر شخص کو لازم ہے کہ اگر والدین نے یا اور عزیزوں نے جہالت سے بچپنے میں کوئی برا نام رکھدیا ہو تو جب بڑا ہووے اور عقل آوے تو وہ نام بدل ڈالے

عن اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ زَیْنَبَ کَانَ اسْمُھَا بَرَّةَ فَقِیْلَ لَھَا تُزَکِّیْ نَفْسَھَا فَسَمَّاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیْنَبَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

زینب (حضرت بی بی ام سلمہ کی بیٹی ابو سلمہ سے) کا نام برہ تھا (یعنے نیک بخت اور صالحہ) لوگوں نے کہا یہ اپنی تعریف آپ کرتی ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نام زینب رکھا **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ ابْنَةً لِعُمَرَ كَانَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةَ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت عمر کی ایک بیٹی کا نام عاصیہ تھا (یعنے گنہگار نافرمان) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا نام جمیلہ رکھا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ اسْمِىْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَسَمَّانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ عبداللہ بن سلام سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس حاضر ہوا میرا نام اسوقت عبداللہ بن سلام نہ تھا لیکن آپ نے میرا نام عبداللہ بن سلام رکھا (یہ یہود کے مشہور عالم تھے آپ پر ایمان لائے) **بَابُ** الْجَمْعِ بَيْنَ اسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْيَتِهٖ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام اور کنیت جمع کرنا کیسا ہے **ف** مثلاً ایک شخص محمد نام رکھے یا احمد اور کنیت بھی ابوالقاسم رکھے اس مسئلہ میں علماء کے کئی قول ہیں شافعی سے یہ منقول ہے کہ محمد یا احمد نام رکھنا درست ہے لیکن ابوالقاسم کنیت رکھنا کسی کو درست نہیں اگرچہ نام کچھ اور ہی ہو اور ظاہر احادیث سے یہی مستفاد ہے اور مالک سے منقول ہے کہ محمد یا احمد نام اور ابوالقاسم کنیت دونوں میں جمع کرنا جائز نہیں لیکن صرف نام یا کنیت رکھنا درست ہے اور مالک سے یہ بھی منقول ہے کہ جمع بھی جائز ہے اور بعضوں سے منقول ہے کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا آپ کی زندگی میں منع تھا اب جائز ہے (لمعات مختصراً) **عَنْ** اَبِىْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِىْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِىْ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام رکھو لیکن میری کنیت مت رکھو **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِىْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِىْ جابر سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عَنْ** اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَقِيْعِ فَنَادٰى رَجُلٌ رَجُلًا يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ لَمْ اَعْنِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِىْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِىْ انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تھے (مدینہ طیبہ کا قبرستان یا اللہ ہماری موت وہیں کر) ایک شخص نے دوسرے کسی شخص کو پکارا اے ابوالقاسم آپ نے اسکی طرف دیکھا وہ بولا میں نے آپکو تو نہیں پکارا تب آپ نے فرمایا میرا نام رکھو لیکن میری کنیت مت رکھو **بَابُ** الرَّجُلِ يَكْتَنِىْ قَبْلَ اَنْ يُّوْلَدَ لَهٗ آدمی کا بچہ ہونے سے پہلے کنیت رکھنا **عَنْ** حَمْزَةَ بْنِ صُهَيْبٍ اَنَّ عُمَرَ قَالَ لِصُهَيْبٍ مَا لَكَ تَكْتَنِىْ بِاَبِىْ يَحْيٰى وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ قَالَ كَنَّانِىْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا یحییٰ حمزہ بن صہیب سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صہیب سے
کہا کیا وجہ ہے تمہاری کنیت ابو یحییٰ ہے اور تمہارا بچہ کوئی نہیں ہے انہوں نے کہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
میری کنیت ابو یحییٰ رکھی ف معلوم ہوا کہ اولاد ہونے سے پہلے بھی آدمی کنیت رکھ سکتا ہے عن عائشۃ انہا
قالت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کل ازواجک کنیتہ غیری قال فانت ام عبد اللہ ام المومنین عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے اپنی سب بی بیوں کی کنیت رکھی ایک
میں ہی باقی ہوں آپ نے فرمایا تو ام عبد اللہ ہے عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتینا
فیقول لاخ لی کان صغیرا یا ابا عمیر انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہمارے پاس تشریف لاتے تو میرے ایک بھائی کو آپ ابو عمیر فرماتے وہ چھوٹا بچہ تھا ف انہوں نے نغیر
پالی تھی آپ مزاح کے طور پر اس سے پوچھا کرتے اے ابو عمیر نغیر تمہاری کہاں ہے باب الالقاب لقبوں
کا بیان عن ابی جبیرۃ بن الضحاک قال فینا نزلت معشر الانصار ولا تنابزوا بالالقاب قدم
علینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم والرجل منا لہ الاسمان والثلثۃ فکان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ربما دعاھم ببعض تلک الاسماء فیقال یا رسول اللہ انہ یغضب من ھذا فنزلت ولا
تنابزوا بالالقاب ابو جبیرہ بن ضحاک سے روایت ہے یہ آیت ولا تنابزوا بالالقاب یعنی مت پکارو بری لقبوں
سے ہم انصاریوں کے باب میں اتری جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہمارے پاس تو ہم میں سے
ایک ایک آدمی کے دو دو تین تین نام تھے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی انکو بلاتے انکا کوئی نام لیکر
تو آپ سے لوگ کہتے یا رسول اللہ وہ غصے ہوتا ہے اس نام سے سو وقت یہ آیت اتری ولا تنابزوا بالالقاب
ف یعنی بری لقبوں سے جن سے آدمی ناخوش ہو مت پکارو کیونکہ یہ ایذا دینا ہے اپنے بھائی مسلمان
کو بعضوں نے کہا یہ آیت حضرت صفیہ کے باب میں اتری وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اور عرض کیا
یا رسول اللہ لوگ مجھ کو کہتے ہیں اے یہودیہ دو یہودیوں کی بیٹی آپ نے فرمایا تو نے یہ کیوں نہیں کہا میرے
باپ ہارون علیہ السلام ہیں اور میرے چچا حضرت موسی علیہ السلام ہیں اور میرے خاوند محمد ہیں اللہ کی رحمت
اترے انپر اور سلام باب المدح خوشامد کا بیان عن المقداد بن عمرو قال امرنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان نحثو فی وجوہ المداحین التراب مقداد بن عمرو سے روایت ہے آں حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا تعریف (خوشامد) کرنے والوں کے مونہ پر مٹی ڈالنے کا ف تاکہ وہ آیندہ اسکے

بار اوین مراد وہ تعریف ہی جس مین جھوٹا سا مبالغہ ہو جیسے شاعر کرتے ہین اور بعضون نی کہا مٹی ڈالنے سی یہ مراد ہے کہ انکو روپیہ دیدو نکالو ایسا نہو وہ ہجو کرین بقول شخصے دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ **عَنْ** مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ فَإِنَّهُ الذَّبْحُ معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہی مینے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے بچو تم ایک دوسرے کی خوشامد کرنے سے یہ گویا ذبح کرنا ہے **ف** یعنی خون کرنا ہے کیونکہ جب بیہودہ تعریف اور خوشامد کی جاویگی تو احتمال ہے کہ آدمی مین غرور پیدا ہوجاوے اور اپنے عیبون کو نہ سمجھے اور دوسرے بھائی مسلمانون کو حقیر خیال کرے اور اس مین تباہی ہے دنیا اور آخرت کی **عَنْ** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَدَحَ رَجُلٌ رَجُلًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا ثُمَّ قَالَ إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُهُ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آپنے فرمایا افسوس تونے اسکی گردن کاٹی کئی بار یہی فرمایا پھر فرمایا اگر کوئی خواہ مخواہ اپنے بھائی کی تعریف کرنا چاہے تو یون کہے مین ایسا سمجھتا ہون اور مین اللہ کے اوپر کسی کو پاک نہین کہہ سکتا **ف** یعنے مین یہ نہین جانتا کہ واقع نفس الامر مین اللہ کے نزدیک کیسا ہی لیکن میرے نزدیک تو اچھا ہے ان حدیثون کا یہی مطلب ہے کہ مونہ پر کسیکی تعریف نکرے یہی جب ہے کہ اس شخص کے غرور مین پڑجانیکا اندیشہ ہو ورنہ صحیحین کی کئی حدیثون سے منہ پر تعریف کرنیکا جواز نکلتا ہے اور آنحضرت نے احد پہاڑ سے فرمایا تھم جا تیرے اوپر کوئی نہین ہے مگر نبی اور صدیق اور شہید اور سوقت ابوبکر اور عمر حاضر تھے اور بعضون نے کہا کراہت اسوقت ہی جب مبالغہ کرے مدح مین اور جھوٹ کہی اور بعضون نے کہا اسوقت جب اس مدح کو دنیاوی کام نکالنا منظور ہو اور یہ تعریف غرض کے ساتھ ہو واللہ اعلم

بَابُ الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ جس سے مشورہ لیا جاوے اسکو ایمانداری کا مشورہ دینا چاہیے **ف** یعنے جب اپنا بھائی مسلمان اپنے کسی مقدمہ مین صلاح لیوے تو دلی خیرخواہی اور ایمانداری سے اسکو صلاح دینا چاہیے اور جو بات اسکے مضر ہو وہ بتلا دینا چاہیے ورنہ یہ شخص خائن ہوگا گویا جس نے اس سے صلاح لی اس نے اسکے پاس امانت رکھائی اور اس نے اس مین خیانت کی **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ . **عَنْ** أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ ابوہریرہ اور ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس

سے مشورہ لیا جاوے وہ امانت دار ہو پس ایمانداری سے مشورہ دے امانت میں خیانت نہ کرے عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَشَارَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُشِرْ عَلَيْهِ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تمسے مشورہ چاہے تو اسکو مشورہ دو ف یعنے صلاح دینے میں پہلو تہی نہ کرو

بَابُ دُخُوْلِ الْحَمَّامِ حمام میں جانے کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُفْتَحُ لَكُمْ اَرْضُ الْاَعَاجِمِ وَسَتَجِدُوْنَ فِيْهَا بُيُوْتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ فَلَا يَدْخُلْهَا الرِّجَالُ اِلَّا بِاِزَارٍ وَامْنَعُوا النِّسَاءَ اَنْ يَدْخُلْنَهَا اِلَّا مَرِيْضَةً اَوْ نُفَسَاءَ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم فتح کروگے عجم کے ملکوں کو اور وہاں کچھ گھر دیکھوگے جنکو لوگ حمام کہینگے تو انمیں مرد نہ جاویں بغیر تہبند باندھے ہوے اور عورتوں کو انمیں جانے سے منع کرو مگر جو بیمار ہو یا نفاس والی + ف حمام میں اکثر مرد اور عورت ننگے ہوجاتے ہیں اور حمامی انکی مالش کرتے ہیں انکو نہلاتے ہیں پس منع کیا عورتوں کو مطلقاً وہاں جانے سے البتہ بیماری میں علاج کے لیے عورت کو حمام میں جانا اور وہاں نہانا درست ہے بشرطیکہ اپنا ستر کسیکے سامنے نکھولے نہ مرد کے نعورت کے اور مردوں کو تہبند باندھ کر ان میں نہانیکی اجازت دی بہرحال کشف ستر کسیطرح جائز نہیں ہے اگرچہ حمامی کے سامنے سہی اور جن فقہانے یہ لکہا ہے کہ حمامی کے لیے کشف عورت جائز ہے انکا قول غلط ہے عَنْ اَبِيْ عُذْرَةَ قَالَ وَكَانَ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ مِنَ الْحَمَّامَاتِ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ اَنْ يَدْخُلُوْهَا فِي الْمَيَازِرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ لِلنِّسَاءِ ابو عذرہ سے روایت ہے اونہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا تہا یہ غلط ہے تقریب میں ہے کہ وہ تابعین میں سے ہیں اور جس نے انکو صحابی سمجھا اس نے وہم کیا اونہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا مردوں اور عورتوں کو حمام میں جانے سے پہر مردوں کو اجازت دی ازار پہنکر جانیکی اور عورتوں کو اجازت نہیں دی ف کیونکہ عورتوں کے ساری اعضا ستر ہیں اور انکا کہولنا جائز نہیں بغیر ضرورت کے عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ الْهُذَلِيِّ اَنَّ نِسْوَةً مِنْ اَهْلِ حِمْصَ اسْتَاْذَنَّ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَعَلَّكُنَّ مِنَ اللَّوَاتِيْ يَدْخُلْنَ الْحَمَّامَاتِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّمَا امْرَاَةٍ وَضَعَتْ ثِيَابَهَا فِيْ غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا فَقَدْ هَتَكَتْ سِتْرَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ ابو الملیح ہذلی سے روایت ہے حمص (ایک شہر ہے مشہور شام میں) والی عورتوں میں سے کئی عورتوں نے حضرت عائشہ پاس آنیکی اجازت چاہی انہوں نے کہا تم شاید ان عورتوں میں سے ہو جو حمام میں جاتی ہیں

اور میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس عورت نے اپنے کپڑے اتارے اپنے خاوند کے
گھر کے سوا اور کہیں اُسنے پھاڑ ڈالا وہ پردہ جو اسکے اور اللہ تعالی کے بیچ میں ہے **ف** یعنے جو پردہ اللہ نے پاک
عورتوں کو اوڑھایا ہے یعنی تقوی اور پرہیزگاری اور عصمت کا پردہ وہ ایسا کرنے سے ہٹ جاتا ہے کس لیے
کہ جب عورت خاوند کے گھر کے سوا دوسرے گھروں میں ننگی ہوگی تو احتمال ہے کہ اور لوگ اسکو دیکھیں اور فسق وفجور
میں مبتلا کریں اور خاوند کے گھر کے مثل ہے باپ یا بھائی کا گھر یا جہاں وہ عورت رہتی ہے کیونکہ اپنے گھر
میں کپڑے اتارنیکی ضرورت واقع ہوتی ہے **باب** الاطلاء بالنورۃ نورہ لگانا کیسا ہے **عن**
ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اطلی بدأ بعورتہ فطلاھا بالنورۃ وسائر جسدہ
اھلہ ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نورہ لگاتے تو پہلے اپنے ستر پر لگاتے پھر باقی بدن پر
آپ کی بیبیاں لگا دیتیں **ف** سبحان اللہ کیا حیا اور شرم تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا ستر بی بی
کے سامنے بھی نہیں کھولتے تھے دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کنواری لڑکی سے زیادہ
شرم تھی جو پردے میں رہتی ہے حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ بدن میں یا زیر ناف بال دور کرنے کے لیے نورہ لگانا
درست ہے اور مونڈنا بھی درست ہے اور اطبا کہتے ہیں کہ زیر ناف کے بال استرے سے مونڈنا بہتر ہے اس سے
باہ کو ترقی ہوتی ہے حالانکہ بی بی یا لونڈی کے سامنے ستر کھولنا درست ہے مگر اولی یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے
انکے سامنے بھی ننگا نہ ہو حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر کبھی نہیں دیکھا۔
عن ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اطلی وولی عانتہ بیدہ بی بی ام سلمہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نورہ لگایا اور زیر ناف اپنے ہاتھ سے لگایا **باب** القصص وعظ کہنا اور
قصے بیان کرنا **عن** عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا یقص علی الناس الا امیر او مامور او مراء عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وعظ نہیں کہتا لوگوں کو مگر حاکم یا جو حاکم کی طرف سے مقرر ہو وعظ کہنے پر یا جو ریاکار
ہو **ف** اور ریاکار وہ لوگوں میں اپنی ناموری اور شہرت کے لیے وعظ کہتا ہے اور خلق خدا کو بری بات
سے منع کرتا ہے اور خود سب سے زیادہ بری کاموں میں پھنسا رہتا ہے ایسے ہی واعظوں کے شان میں حافظ
صاحب نے فرمایا ہے واعظان کین جلوہ بر محراب ومنبر می کنند ٭ چون بخلوت می روند آن کار دیگر میکنند
اور اسلامی حکومتوں میں یہ دستور ہوتا ہے کہ حاکم اور امیر خود لوگوں کو خطبہ سناتا ہے وعظ ونصیحت کرتا

ہے یا جن لوگون کو اس کام کے لائق سمجھتا ہے انکو اپنی طرف سے نائب مقرر کرتا ہے وہ خطبہ پڑھتے ہین اور لوگون کو وعظ سناتی ہین اور اگر ہر کسیکو وعظ اور خطبہ کا اختیار دیا جاوے تو ممکن ہے کہ ایک جاہل عام لوگون کو بہکا دے اور انکے عقیدے خراب کردیوے جیسے ہماری زمانہ مین جاہل واعظ کیا کرتے ہین کہ سوا قصے اور حکایات بیان کرنی کے نہ انکو امر بالمعروف سے غرض ہے نہ نہی عن المنکر سے اور بعوض صحیح صحیح حدیثون کے موضوع اور ضعیف حدیثین لوگون کو سناتی ہین اور گمراہ کرتے ہین بعضون نے کہا وعظ سے مراد بیان جمعہ کا خطبہ ہے اور عید کا اور مطلب یہ ہے کہ خطیب کوئی نہ ہو مگر خود حاکم یا اسکا نائب اور اس حدیث سے وہ وعظ مراد نہین ہے جو دیندار عالم خدا پرست آدمی کے لیے بری باتون سے منع کرتے ہین ہین اور اچھی باتون کا حکم کرتے ہین نہ انکو قاص یعنے قصہ خوان کہہ سکتے ہین بلکہ ایسے عالم تو انبیا کے نائب اور پیرو ہین اور اللہ تعالی نے فرمایا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر البتہ قصہ خوان وعظ جو اکثر جھوٹی سچی حکایتین اگلے لوگون کی اور ضعیف اور موضوع روایتین بیان کرتے ہین وہ اس حدیث مین داخل ہین کیونکہ ایسے واعظون کی غرض اصلاح مسلمین نہین ہوتی بلکہ اپنے لیے مال پیدا کرنا یا اپنی ناموری حاصل کرنا پس وہ داخل ہوئے ریاکار مین اور ایسے ہی واعظون کی وجہ سے سارے فساد پھیلتے ہین اور مسلمانون مین نااتفاقی ہوتی ہے خدا ان سے بچاوے مترجم کہتا ہے اس زمانہ مین اللہ تعالی نے مسلمانون پر بڑا فضل کیا کہ قرآن اور حدیث کا ترجمہ اردو زبان مین کرادیا اب ہر ایک شخص ان واعظون کے فریب کو بخوبی پہچان سکتا ہے اور صحیح اور جھوٹی حدیث کی پہچان خود کرسکتا ہے **عن** ابن عمر قال لم یکن القصص فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا زمن ابی بکر ولا زمن عمر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہون نے کہا قصہ خوانیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین نہ تھین اور نہ ابوبکر کے زمانہ مین نہ عمر کے زمانہ مین

ف بلکہ عمر کے زمانہ مین تو کوئی جبکوئی حدیث بیان کرتا تو وہ اسکی تصحیح اور توثیق کے لیے اس سے شہادت طلب کرتی ورنہ سزا دینے کے لیے مستعد ہوتے معلوم ہوا کہ یہ قصہ خوان وعظ اس زمانہ کے بعد نکلے ہین اور اہلحدیث ہر ایک شخصکو جو لوگون کو بے سند روایتین اور حکایتین سناوے قصہ خوان کہا کرتے تھے اور اسکی صحبت مین بیٹھنا یا اسکی وعظ سننا مکروہ جانتے تھے ہر ایک واعظ کو لازم ہے کہ حدیث بیان کرنی مین نہایت احتیاط کرے اور کوئی حدیث جبتک محدثین نے اپنی کتابون مین سند سے اسکی روایت نہ کی ہو بیان نہ کرے پھر یہ بھی ضرور ہے کہ موضوع اور بہت ضعیف حدیث بیان نہ کرے بلکہ حتے المقدور صحیح اور حسن حدیثین سناوے کیونکہ صحیح اور حسن حدیثین کیا کم ہین کہ ہم انکو چھوڑ کر ضعیف روایتون کو سناوین

باب الشعر شعر کا بیان ف شعر کہتے ہین موزون کلام کو اور اسکی تاثیر دلین زیادہ ہوتی ہے اسیواسطے
عرب کے مشرکین قرآن کو بھی شعر کہتے اسکی تاثیر دیکھکر اور بعضون نے مطلقاً شعر گوئی اور شعر کے سننے اور یاد کرنے
کو مکروہ کہا ہی لیکن صحیح یہ ہے کہ شعر اور کلام کیطرح ہے پس عمدہ شعر جسکا مضمون سچ ہو اور اس مین اچھی بات کی ترغیب
ہو یا خدا اور رسول کی تعریف مین ہو اور مبالغہ اور جھوٹ سے خالی ہو عمدہ ہی ہے اور ایسے شعر کا نہ کہنا برا ہے نہ اسکا
سننا نہ یاد رکھنا نہ روایت کرنا البتہ فضول اور جھوٹ اور غلط مضامین کی شعرین یا جنکے مضامین خلاف شرع
ہون زندقہ اور الحاد کیلئے جو داعی ہو کفر اور شرک کیطرف یا فسق و فجور اور شرب خمور کیطرف ایسی شعرین قبیح
ہین اور انکا کہنا اور سننا اور یاد رکھنا سب منع ہی عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً ابی بن کعب سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعضے شعر حکمت کے ہوتے
ہین عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا ابن عباس سے بھی
ایسے ہی روایت ہی عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا
الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ ؎ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلُ + وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ سچ کلمہ جو لبید نے کہا یہ شعر ہی
الا کل شئ ما خلا اللہ باطل + یعنے اللہ کے سوا ہر چیز لغو اور معدوم ہے اور امیہ بن ابی الصلت قریب تھا مسلمان
ہونیکے ف لبید مشہور شاعر تھے عرب مین وہ مسلمان ہوگئے انکی کنیت ابو عقیل تھی اور معاویہ کی خلافت
مین مرے انکی عمر (۱۴۰) سال کی ہوئی اور اس مصرعہ کا دوسرا مصرعہ یہ ہے وکل نعیم لا محالۃ زائل ۔ یعنے
ہر نعمت ضرور جانے والی ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا کی کسی لذت کو بقا نہین کوئی بہت جلد فنا ہو جاتی ہے جیسے کھانا کی
لذت کہ حلق سے اترتے ہی پلاؤ اور بریانی اور جو جوار برابر ہے اور کوئی ذراسی دیر ٹھیرتی ہے اور جو لذت دیرپا اور
ثابت ہی وہ اعمال صالحہ کی لذت ہی کہ جب آدمی انکو یاد کرے دل خوش ہوتا ہے یہ حکمت کا مسئلہ ہی اور امیہ بن
ابی الصلت جاہلیت کے زمانہ کا شاعر تھا لیکن شرک سے بیزار اور سچے خدا کا طالب تھا اسکو کوئی ہادی نہ ملا ورنہ
مسلمان ہو جاتا اور لبید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اسوقت سی شعر کہنا چھوڑ دیا اور کہتے تھے
کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے شعر سے بہتر مجھکو قرآن عطا فرمایا عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَنْشَدْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ قَافِيَةٍ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ يَقُولُ بَيْنَ كُلِّ قَافِيَةٍ هِيهْ وَ
قَالَ كَادَ أَنْ يُسْلِمَ شرید سے روایت ہی مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے امیہ بن ابی الصلت کی سو

شعرین پڑہین آپ ہر شعر کے بعد فرماتے اور پڑہو اور آپ نے فرمایا امیہ مسلمان ہونے کو قریب تہا **ف** کیونکہ وہ موحد تہا
اور ایمان رکہتا تہا قیامت پر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمدہ مضمون کی شعرین پڑہنا اور سننا درست ہی اگرچہ جاہلیت
کے شاعرون کی ہون **باب** مَا کُرِہَ مِنَ الشِّعرِ جو شعرین بری ہین **عن** اَبِی ھُرَیرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَاَن یَمتَلِیَ جَوفُ الرَّجُلِ قَیحًا یَرِیہِ خَیرٌ لَہٗ مِن اَن یَمتَلِیَ شِعرًا اِلَّا اَنَّ حَفصًا لَم
یَقُل یَرِیہِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک آدمی کا پیٹ پیپ سے بہر
جاوی یہانتک کہ پہیپڑے تک تو وہ بہتر ہے اسکے لیے اس سے کہ شعر سے بہرے حفص کی روایت مین یہ نہین ہے کہ پہیپڑے
تک **ف** اس سے مراد بری شعرین ہین جنہین کفر اور فسق یا مبالغہ اور کذب کے مضامین ہون **عن** سَعدِ
بنِ اَبِی وَقَّاصٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَن یَمتَلِیَ جَوفُ اَحَدِکُم قَیحًا حَتّٰی یَرِیَہٗ خَیرٌ
لَہٗ مِن اَن یَمتَلِیَ شِعرًا سعد بن ابی وقاص سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مین کسیکا
پیٹ پیپ سے بہر جاوی پہیپڑے تک تو وہ بہتر ہے اس سے کہ شعر سے بہرے **عن** عَائِشَۃَ قَالَت قَالَ رَسُولُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعظَمَ النَّاسِ فِریَۃً لَرَجُلٌ ھَاجٰی رَجُلًا فَھَجَی القَبِیلَۃَ بِاَسرِھَا وَرَجُلٌ
اِنتَفٰی مِن اَبِیہِ وَزَنّٰی اُمَّہٗ حضرت عائشہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑا بہتان کرنے والا وہ
شخص ہے جو ہجو کرے ایک آدمی کی اور اسکے ساری قوم کی ہجو کرے (جیسے شاعر کیا کرتے ہین کہ ایک شخص کی
دشمنی سے اسکی ساری قوم کو برا کہتے ہین حالانکہ اس قوم مین ہزارون آدمی اچہے بہی ہوتے ہین) اور وہ شخص جو
جو اپنے باپ کے سوا اور کسیکا بیٹا بنے اور اپنی مان کو زنا کار قرار دے **ف** جب باپ کے سوا اپنے تئین دوسرے کا بیٹا
قرار دیا تو گویا اپنی مان کو زنا کی تہمت لگائی **باب** اللَّعِبِ بِالنَّردِ چوسر کہیلنے کا بیان **ف** اور چوسر کے
حکم مین ہے شطرنج اور گنجفہ یہ سب حرام اور مکروہ ہین کیونکہ ان کہیلون مین اوقات ضائع ہوتی ہے اور شرط لگاؤ
تو جوا ہوتا ہے یہی قول ہے اکثر علماء امت کا مگر شافعی سے منقول ہے کہ شطرنج کہیلنا جائز ہے بشرطیکہ نماز اور
دوسری عبادات مین اسکی وجہ سے خلل نہو مترجم کہتا ہی ہمنے ایسا کوئی شطرنج باز نہین دیکہا جو نماز کا خیال رکہتا
ہو بلکہ جب بازی ہوتی ہے تو دنیا و ما فیہا سے غافل ہو جاتے ہین نماز کیا چیز ہے پس ایسے شطرنج کی حرمت مین
تو کوئی شک نہین **عن** اَبِی مُوسٰی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَن لَعِبَ بِالنَّردِ فَقَد عَصَی
اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ ابو موسی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چوسر کہیلا اس نے نافرمانی کی اللہ
کی اور اسکے رسول کی **عن** بُرَیدَۃَ عَن اَبِیہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَن لَعِبَ بِالنَّردَشِیرِ

فَكَاَنَّمَا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْ لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَّدَمِهٖ بریدہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چوسر کھیلے گویا اس نے اپنا ہاتھ سور کے گوشت اور خون میں ڈبویا **بَابُ اللَّعِبِ بِالْحَمَامِ** کبوتر بازی کا بیان **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ اِلٰى اِنْسَانٍ يَّتْبَعُ طَائِرًا فَقَالَ شَيْطَانٌ يَّتْبَعُ شَيْطَانًا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک پرندہ کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا شیطان ہے جو شیطان کے ساتھ ہے **ف** دونوں کو شیطان کہا کیونکہ انہوں نے بھلا دیا اللہ کی یاد کو اور کبوتر بازی حرام ہے اگر جوئے کے ساتھ ہو ورنہ مکروہ ہے اور خالی کبوتر پالنا تفریح کے لیے درست ہے اور اسکی مثل ہے مرغ بازی اور بٹیر بازی وغیرہ یہ سب کھیل لغو اور مکروہ میں **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَّتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ شَيْطَانٌ يَّتْبَعُ شَيْطَانَةً ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس میں پرندے کے بدل کبوتر ہے **عَنْ** عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا وَرَاءَ حَمَامَةٍ فَقَالَ شَيْطَانٌ يَّتْبَعُ شَيْطَانَةً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَّتْبَعُ حَمَامًا فَقَالَ شَيْطَانٌ يَّتْبَعُ شَيْطَانًا انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے **بَابُ كَرَاهِيَةِ الْوَحْدَةِ** تنہائی کی کراہت **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدٌ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا سَارَ اَحَدٌ بِلَيْلٍ وَّحْدَهٗ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی جانتا جو تنہائی میں خرابی ہے تو وہ کبھی رات کو اکیلا نہ چلتا **ف** شاید مراد سفر میں چلنا ہے **بَابُ اِطْفَاءِ النَّارِ عِنْدَ الْمَبِيْتِ** رات کو سوتے وقت چراغ اور انگار بجھا دینا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سونے لگو تو اپنے گھروں میں انگار مت چھوڑو یعنے اسکو بجھا دو **عَنْ** اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَهْلِهٖ فَحُدِّثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاْنِهِمْ فَقَالَ اِنَّمَا هٰذِهِ النَّارُ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مدینہ میں ایک گھر جل گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا گیا آپ نے فرمایا انگار تو تمہاری دشمن ہے جب تم سونے لگو تو اسکو بجھا دو **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَهَانَا فَاَمَرَنَا اَنْ نُّطْفِئَ سُرُجَنَا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا بہت باتوں کا اور منع کیا بہت باتوں سے تو حکم کیا ہم کو چراغ بجھا دینے کا سوتے وقت **بَابُ النَّهْيِ عَنِ النُّزُوْلِ عَلَى الطَّرِيْقِ** راہ پر

اترنے کی ممانعت عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَنْزِلُوْا عَلٰی جَوَادِ الطَّرِیْقِ وَلَا تَقْضُوْا عَلَیْھَا الْحَاجَاتِ جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچ رستہ میں مت اترو اور نہ وہاں پائخانہ پھرو ف نہ پیشاب کیونکہ چلنے والوں کو اس سے تکلیف ہوگی سبحان اللہ دین اسلام میں کوئی بات نہیں چھوڑی یہاں تک کہ صفائی کا انتظام بھی موجود ہے باب رُکُوْبُ ثَلٰثَۃٍ عَلٰی دَابَّۃٍ تین آدمیوں کا ایک جانور پر چڑھنا ف جب جانور مضبوط ہو سکو اندازہ ہو عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّیَ بِنَا قَالَ فَتُلُقِّیَ بِیْ وَبِالْحَسَنِ وَبِالْحُسَیْنِ قَالَ فَحَمَلَ اَحَدَنَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَالْاٰخَرَ خَلْفَہٗ حَتّٰی قَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے تھے اور آپ انکو بہت چاہتے تھے اسوجہ سے کہ جعفر انکے باپ شہید ہو گئے تھے اور عبد اللہ یتیم رہ گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے لوٹ کر آتے تو ہم لوگ (یعنے بچے) آپ کا استقبال کرتے ایک بار میں اور امام حسنؓ یا امام حسینؓ نے استقبال کیا آپ نے ہم دونوں میں سے ایک کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور دوسرے کو اپنے پیچھے یہاں تک کہ ہم مدینہ میں آئے ف یہ جانور اونٹ تھا یا خچر اونٹ پر تو تین چار آدمی بھی سواری کریں تو وہ اٹھا سکتا ہے اور خچر بھی اگر مضبوط ہو تو تین آدمی اسپر سوار ہو سکتے ہیں بشرطیکہ تھوڑی دور جانا ہو اور یہاں ایسا ہی تھا یہ بچے مدینہ سے تھوڑی دور پر آپ کا استقبال کرتے دوسرے عبد اللہ اور امام حسن یا امام حسینؓ کم سن بچے تھے پس یہ دو وزن میں ایک آدمی کے برابر بھی نہ تھے اور دو آدمی خچر پر بخوبی بیٹھ سکتے ہیں اگر بہت موٹے نہ ہوں باب تَتْرِیْبُ الْکِتَابِ خط لکھکر اسپر مٹی ڈالنا عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرِّبُوْا صُحُفَکُمْ اَنْجَحُ لَھَا اِنَّ التُّرَابَ مُبَارَکٌ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مٹی ڈالو اپنے خطوں پر تمہاری مراد پوری ہوگی مٹی مبارک ہے باب لَا یَتَنَاجٰی اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ اگر کہیں تین آدمی ہوں تو دو ملکر کانا پھوسی نکریں ف یعنے سرگوشی اور کان میں بات کرنا اس کی وجہ یہ ہے کہ تیسرے آدمی کو رنج ہوگا اور اسکے دل میں وہم پیدا ہوگا معلوم نہیں چپکے چپکے یہ کیا صلاح کرتے ہیں اگر تین سے زیادہ آدمی ہوں تو درست ہے کیونکہ تیسرا آدمی اکیلا نہیں رہیگا وہ چوتھے سے بات کریگا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کُنْتُمْ ثَلٰثَۃً فَلَا یَتَنَاجٰی اثْنَانِ دُوْنَ صَاحِبِھِمَا فَاِنَّ ذٰلِکَ یُحْزِنُہٗ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو (سفر میں یا اور کسی مقام میں) تو تم میں سے دو شخص تیسرے کو اکیلا چھوڑ کر کانا پھوسی نہ کریں اسلیے

اسکو رنج ہوگا عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو آدمیوں کو سرگوشی کرنے سے تیسرے آدمی کو اکیلا چھوڑ کر

بَابُ مَنْ كَانَ مَعَهُ سِهَامٌ فَلْيَأْخُذْ بِنِصَالِهَا کوئی شخص مجمع میں جیسے بازار یا مسجد میں) تیر لیجاوے تو اسکے پیکان تھام کر لیجاوے) اور پیکان لوگوں کیطرف نہ کرے ایسا نہ ہو کسی کے لگ جاوے عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا قَالَ نَعَمْ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص تیر لیکر مسجد میں سے گذرا تو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکی انی تھامے وہ بولا بہت خوب عَنْ أَبِي مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوْقِنَا وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا بِكَفِّهِ أَنْ تُصِيْبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِشَيْءٍ أَوْ فَلْيَقْبِضْ عَلَى نِصَالِهَا ابو موسیٰ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے ہماری مسجد یا بازار میں گذرے اور اسکے ساتھ تیر ہو تو اسکے پیکان تھام لیوے ایسا نہ ہو کسی مسلمان کو اسکی پیکان لگ جاوے اور وہ زخمی ہو) پس پیکان ہی کو پکڑ کر چلے ✠

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَبْوَابُ الذِّكْرِ ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن اور دعا کے ابواب

بَابُ ثَوَابِ الْقُرْآنِ قرآن کی تلاوت کا ثواب عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ يَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ اثْنَانِ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کا ماہر ہو (یعنے اسکو خوب پڑھ سکتا ہو کہیں نہ اٹکتا ہو) وہ تو ایلچی فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو عزت والے ہیں اور نیک (یعنے ان فرشتوں کے ساتھ جو اللہ کا پیام پہونچاتے ہیں اسکے بندوں پر) اور جو قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہو اور اسپر پڑھنے میں سختی ہوتی ہو تو اسکو دونا ثواب ہے (ایک تلاوت کا دوسرے محنت کا اور یہ مطلب نہیں ہے کہ ماہر سے دونا ثواب ہوگا اور بعضوں نے ایسا ہی کہا ہے) عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ اقْرَأْ وَاصْعَدْ فَيَقْرَأُ وَيَصْعَدُ بِكُلِّ آيَةٍ دَرَجَةً حَتَّى يَقْرَأَ آخِرَ شَيْءٍ مَعَهُ ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھنے والے کو یا حافظ قرآن کو (قیامت کے دن) کہا جاویگا ایک ایک آیت پڑھتا جا اور چڑھتا جا وہ پڑھے گا اور ہر ایک آیت پڑھکر ایک درجہ چڑھے گا یہانتک کہ اخیر آیت جو اسکو یاد ہو اس پر آجاوے اسی

درجہ پر رہیگا اور جو ساری قرآن کے حافظ ہونگے انکو بہت بلند درجہ ملیگا **عن** ابن بریدۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجیٔ القراٰن یوم القیامۃ کالرجل الشاحب فیقول انا الذی اسھرت لیلک واظمات نھارک بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن قرآن ایک تھکے ماندے شخص کی صورت میں آویگا (جس کا رنگ بدل گیا ہو بیماری سی اور سفر سے) اور حافظ قرآن سی کہیگا میں نے ہی تجھکو راتوں کو جگایا تہا اور دن کو پیاسا رکھا تہا **ف** یعنے دن کو روزہ رکھتا تہا اور رات کو قرآن پڑہتا تہا یا قرآن سنتا تہا بس سننے والوں کو بھی ایسا ہی کہے گا **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایحب احدکم اذا رجع الی اھلہ ان یجد فیہ ثلاث خلفات عظام سمان قلنا نعم قال فثلاث ایات یقرؤھن احدکم فی صلوتہ خیر لہ من ثلاث خلفات سمان عظام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہی کہ جب اپنے گھر میں لوٹکر آوے تو وہاں تین گابھن موٹی بڑی اونٹنیاں پاوے ہمنے عرض کیا یارسول اللہ بے شک (ہم میں سے ہر کوئی اسکو پسند کرتا ہے نیکی اور پوچھنے پوچھیہ) آپ نے فرمایا پس تین آیتیں جسکو کوئی تم میں سے اپنی نماز میں پڑہتا ہے بہتر ہیں اسکے لیے تین موٹی بڑی گابھن اونٹنیوں سے **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل القراٰن مثل الابل المعقلۃ ان تعاھدھا صاحبھا بعقلھا امسکھا علیہ وان اطلق عقلھا ذھبت ابن عمر سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جسکا گھٹنا بندہا ہو اگر اسکا مالک اسکو باندہے رکھے تو وہ رکا رہتا ہے اور اگر اسکی رسی کھولدیوے تو چلا جاتا ہے **عن** ابی ھریرۃ رض قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ عزوجل قسمت الصلوۃ بینی وبین عبدی شطرین فنصفھا لی ونصفھا لعبدی ولعبدی ما سال قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرءوا یقول العبد الحمد للہ رب العٰلمین فیقول اللہ عزوجل حمدنی عبدی ولعبدی ما سال فیقول الرحمٰن الرحیم فیقول اثنی علی عبدی ولعبدی ما سال یقول مالک یوم الدین فیقول اللہ مجدنی عبدی فھذا لی وھذہ الایۃ بینی وبین عبدی نصفین یقول العبد ایاک نعبد وایاک نستعین یعنی فھذہ بینی وبین عبدی ولعبدی ما سال واٰخر السورۃ لعبدی یقول العبد اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر

المغضوب علیہم ولا الضالین فھولاء لعبدی ولعبدی ما سأل ابو ہریرہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا نماز بٹ گئی ہے میری اور میرے بندے کے بیچ مین آدہوں آدہ آدہی
اس مین سے میری ہی اور آدہی میرے بندے کی ہے اور میرا بندہ جو مانگے وہ اسکو ملیگا دنیا مین یا آخرت مین تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑہو بندہ کہتا ہی الحمد للہ رب العلمین ساری تعریف اللہ تعالی کے لیے ہے جو
پالنے والا ہے سارے جہان کا اللہ فرماتا ہے میری تعریف کی میرے بندے نے اور میرا بندہ جو مانگے وہ اسکو ملیگا
پہر بندہ کہتا ہے الرحمان الرحیم بہت مہربان رحم والا اللہ تعالی فرماتا ہے مجھکو سراہا میرے بندے نے جو وہ مانگے
گا اسکو ملیگا پہر بندہ کہتا ہے مالک یوم الدین یعنی ہے انصاف کے دن کا اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے بڑی
بڑائی کی میرے بندے نے اور یہ آیتین میرے لیے ہین اور یہ آیت میرے اور میرے بندے کے بیچ مین ہے آدہوں
آدہ بندہ کہتا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین ہم تجہی کو پوجتے ہین اور تجہی سے مدد چاہتے ہین یہ آیت میرے
اور میرے بندے کے بیچ مین ہے آدہوں آدہ اور میرے بندے کو ملیگا جو وہ مانگے اور سورت کے اخیر آیتین میرے بندے
کے لیے ہین وہ کہتا ہے اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین مجھہ کو
بتلا دے سیدہی راہ اُن لوگون کی راہ جن پر تو نے احسان کیا نہ ان لوگون کی جن پر تو غصے ہوا اور جو بہک گئے تو
یہ خاص میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو ملیگا جو وہ مانگے ف یعنی ہین اسکو سیدہی راہ بتلاؤنگا اپنے
اچہے بندون کی راہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ سورہ فاتحہ مین سات آیتین ہین پہلی تین آیتون مین تو خاص اللہ
تعالی کی عظمت ہے اور پچہلی تین آیتون مین بندہ دعا کرتا ہے تو وہ بندے سے متعلق ہین اور ایک آیت یعنی ایاک
نعبد وایاک نستعین یہ اللہ تعالی اور بندے دونون کے بیچ مین ہے کیونکہ اس مین بندے نے اپنا حال بیان کیا
ہے اور اللہ تعالی کی بڑائی بہی اس سے نکلتی ہے کہ وہی عبادت اور استعانت کے لائق ہے یہ حدیث بظاہر مؤید
ہے حنفیہ کے مذہب کو جو کہتے ہین بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جز نہین ہے اور ساتوین آیت غیر المغضوب علیہم ولا
الضالین ہے اور چہٹی آیت انعمت علیہم پر ختم ہوئی ہے **عن** ابی سعید بن المعلی قال قال لی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اعلمک اعظم سورۃ فی القرآن قبل ان اخرج من المسجد قال
فذھب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیخرج فاذکرتہ فقال الحمد للہ رب العلمین وھی السبع
المثانی والقرآن العظیم الذی اوتیتہ ابو سعید بن معلی سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہہ
سے فرمایا کیا مین تجہہ کو سب سے بڑی سورت قرآن کی نہ سکہلاؤن مسجد سے باہر نکلنے کے پیشتر ابو سعید نے کہا

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چلے مسجد سے جانیکی لیے مین نے آپ کو یاد دلایا آپ نے فرمایا الحمد للہ رب العلمین یہی سورت سبع مثانی
ہے اور قرآن عظیم جو مین دیا گیا ف یعنی اس آیت مین جو اللہ تعالی نے فرمایا ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن
العظیم تو سبع مثانی اور قرآن عظیم سے سورۂ فاتحہ مراد ہے اسکو سبع اسواسطے کہتے ہین کہ اس مین سات آیتین ہین اور مثانی
اسلیے کہ اُس مین سات لفظ مکرر آئے ہین اللہ اور رحمان اور رحیم اور ایاک اور صراط اور علیہم اور لا جو معنی مین غیر کے
ہے تو گویا غیر کا بھی لفظ مکرر ٹھیرا اور ایک قرات مین یون ہی ہے غیر المغضوب علیہم وغیر الضالین اور یہ سوقت ہوگا
جب بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی اس سورت کا جزو ہوا اور بعضون نے کہا مثانی اس لیے کہتے ہین کہ ہر نماز مین مکرر یعنی
دو تین چار بار پڑہی جاتی ہے اور بعضون نے کہا اسوجہ سے کہ یہ سورت دو بار اتری پہلے مکہ مین پھر مدینہ مین اور بعضون نے
کہا سبع مثانی سے قرآن کی سات لمبی سورتین مراد ہین یعنے بقرہ اور آل عمران اور نساء اور مائدہ اور انعام اور اعراف
اور توبہ انفال سمیت کیونکہ یہ دونون ایک سورت کی حکم مین ہین اور مثانی انکو اسلیے کہا کہ ہر ایک سورت کی بعضے
آیتین دوسری سورت مین دُہرائی گئی ہین واللہ اعلم **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اِنَّ سُوْرَۃً فِی الْقُرْاٰنِ ثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً شَفَعَتْ لِصَاحِبِھَا حَتّٰی غُفِرَ لَہٗ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سورت ہے قرآن مین جسکی تیس آیتین ہین اُس نے سفارش
کی اپنے پڑہنے والے کی اللہ جل جلالہ کے پاس یہانتک کہ وہ بخشدیا گیا وہ سورت تبارک الذی بیدہ الملک ہے **عَنْ**
اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل ہو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے ف ثواب مین تو اگر کوئی تین
بار اس سورت کو پڑہ لیوے تو گویا ساری قرآن کو ختم کیا اور ترمذی اور دارمی کی روایت مین ہے کہ جو کوئی سورہ یٰسٓ پڑہے
اُسکو دس ختم کا ثواب ملیگا سبحان اللہ کیا آسانی ہے اس امت پر بعضون نے کہا قل ہو اللہ احد تہائی قرآن ہے اس
معنے کر کہ قرآن مین تین چیزین مقصود ہین ایک توحید دوسرے رسالت تیسرے اعمال اور اس سورت مین توحید کا پورا بیان
ہے تو ایک ثلث قرآن ہوا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ
تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عَنْ** اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہُ اَحَدٌ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ ابو مسعود انصاری سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ احد الواحد الصمد ثلث قرآن کے برابر ہے ف یعنے یہ کلمات ثواب
مین تہائی قرآن کے برابر ہین لیکن بعض نسخون مین یون ہے قل ہو اللہ احد اللہ الصمد تہائی قرآن کے برابر ہے ۔

باب فَضْلِ الذِّكْرِ ذکر الٰہی کا ثواب **عن** اَبِی الدَّرْدَآءِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَرْضَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اِعْطَآءِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَمِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا وَمَا ذَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ وَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَا عَمِلَ امْرُؤٌ بِعَمَلٍ اَنْجٰی لَہٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ابوالدرداء سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم سے بیان نکروں جو تمہارے سب عملوں میں بہتر ہے اور تمہارے مالک کو سب سے زیادہ پسند ہے اور اسکی وجہ سے سب عملوں سے زیادہ درجہ بلند ہوتے ہیں اور بہتر ہے تمہارے لیے سونا اور چاندی خیرات کرنے سے (یعنے صدقے سے بھی اسکا ثواب زیادہ ہے) اور بہتر ہے اس سے بھی کہ تم اپنے دشمنوں سے (کافروں سے جہاد میں) بھڑو پھر تم انکی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں لوگوں نے عرض کیا وہ کونسا عمل ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اللہ کی یاد اور معاذ بن جبل نے کہا آدمی کا کوئی عمل اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا ذکر الٰہی سے زیادہ نہیں ہے **ف** اب عام ہے کہ یہ ذکر زبان سے ہو یا دل سے یا دونوں سے اور علمائے ظاہر کے نزدیک جب تک زبان سے کوئی لفظ نہ نکالے تو وہ ذکر نہ ہوگا اور ادنیٰ درجہ ذکر کا انکے نزدیک یہ ہے کہ آدمی خود سنے لیکن اہل تصوف کے نزدیک ذکر قلبی یعنے دل سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی یاد کرنا یہی سب سے اعلےٰ ہے وہ کہتے ہیں یہی ذکر قلبی صدقہ اور جہاد سب عبادتوں سے افضل ہے کیونکہ یہ سب عبادتیں ہاتھ اور پاؤں سے ہوتی ہیں اور یہ دل سے ہوتا ہے اور دل اشرف ہے ہاتھ اور پاؤں سے اور یہی ذکر جہاد اکبر ہے نہ وہ ذکر جس میں آدمی چیخے چلائے گردنیں ہلائے مونہہ بگاڑے لوگوں کو گھبراوے بعضوں نے کہا ایسا ذکر کرنے سے حضور ہوتا ہے ہرگز نہیں اس سے اور دوری ہوتی ہے مترجم کہتا ہے صحیح قول اصحاب میں یہ ہے کہ جو اذکار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے خاص خاص اوقات میں وارد ہیں جیسے صبح اور شام اور نماز کے بعد وضو کے بعد کھانے کے بعد انکو سنت کے موافق زبان ہی سے ادا کرے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرتے تھے اور جو ذکر آپ سے جہراً منقول ہے اسکو جہر سے ادا کرے جو آہستہ سے منقول ہے اسکو آہستہ سے ادا کرے لیکن مبالغہ کرنا جہر میں اور زور کرنا اور نعرے مارنا اور ضرب لگانا جسکو بعض فقرا سکھلاتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہے چاہیے کہ یہ جہر اعتدال کے ساتھ ہو یعنے اسقدر کہ خود سنے اور پاس والا سن لیوے اور سر اسقدر ہو کہ خود سنے یہ طریقہ افضل ہے اب رہا ہر وقت اوٹھتے اور بیٹھتے اور جاتے اور آتے اور سوتے جاگتے اور سوتے تو ان اوقات میں ذکر قلبی افضل ہے کیونکہ وہ خالی ہوتا ہے ریا سے اور اسپر کوئی مطلع نہیں ہوتا سوا اللہ تعالیٰ کے اور طریقہ ذکر قلبی کا یہ ہے کہ دل سے لا الٰہ الا اللہ نکالے ہر وقت یا جب سانس باہر نکالے تو لا الٰہ کہے اور جب اندر لیجاوے تو الا اللہ کہے یا اللہ اللہ ہر وقت دل سے نکالتا رہے اور

کوئی وقت اس سے غافل نہ ہو یہانتک کہ پائخانہ مین بھی اور استنجا کرتے وقت بھی اور مدار فقر کا دو چیزون پر ہے ایک خالی کرنا
دل کا ماسوی اللہ سے یعنی ہر ایک لذت او دنیا کی ہر ایک چیز کی محبت سے دوسرے بھر دینا دل کا اللہ کی محبت اور اسکی یاد سے
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ يَشْهَدَانِ بِهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا
يَذْكُرُونَ اللهَ فِيهِ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَتَغَشَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ
عِنْدَهُ ابوہریرہ اور ابوسعید سے روایت ہے یہ دونون گواہی دیتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ مجلس مین
اللہ کی یاد کرتے ہین فرشتے انکو گھیر لیتے ہین اور اللہ کی رحمت انکو ڈھانپ لیتی ہے اور انپر سکینہ اترتی ہے (یعنے
دل کی تسلی اور اطمینان) اور اللہ جل جلالہ ان لوگون کا ذکر کرتا ہے اپنے پاس والون مین (یعنے فرشتون مین اور
انبیا کی ارواح مین جو پروردگار کے مقرب اور بار یاب ہین عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا هُوَ ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے مین اپنے بندے کے ساتھ ہون جب وہ
مجھکو یاد کرے اور اسکے لب حرکت کرین ف یعنے ہونٹ ہلین اس حدیث سے بھی علما ظاہر نے استدلال کیا ہے کہ
ذکر مین زبان سے کہنا ضرور ہے گو آہستہ ہی ہو۔ دوسری حدیث مین ہے کہ لوگون نے زور سے اللہ کی یاد شروع کی یعنے بہت
چلا کر تو آپنے ارشاد فرمایا تم اسکی یاد نہین کرتے جو بہرہ ہے یا غائب ہے آسانی کرو اپنے اوپر دوسری روایت مین ہے کہ
وہ تم سے زیادہ قریب ہے تمہارے پالان کی آگے کی لکڑی یا تمہارے اونٹ کی گردن سے اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ
ہر جگہہ اور ہر چیز کو سنتا ہے اور دیکھتا ہے بس چلانے کی ضرورت نہین اگرچہ اسکی ذات مقدس عرش معلی پر ہے
مگر اسکا سمع اور بصر ہر جگہہ ہے عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَنْبِئْنِي مِنْهَا بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ
ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عبد اللہ بن بسر سے روایت ہے ایک گنوار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام
کے قاعدے بہت ہو گئے ہین مجھ پر (یعنے بہت اعمال خیر اسلام مین ہین اور ہر ایک کی شرائط اور احکام ہین) تو مجھکو آپ
ان مین سے ایک بات بتلا دیجیے جسکو مین کرتا رہون (ہر حال مین اٹھتے اور بیٹھتے اور کھاتے اور پیتے تنہائی
اور صحبت جوانی اور پیری طاقت اور ناطاقتی صحت اور بیماری مین) آپنے فرمایا ہمیشہ تیری زبان تر رہے اللہ
کی یاد سے ف اس مین بھی زبان کی قید لگائی کہ زبان سے ذکر کیا کر بعضون نے کہا وہ شخص گنوار دیہاتی
تھا اسلیے اسکو آپنے ذکر قلبی تعلیم نہین کیا اور صرف ذکر لسانی پر قناعت کی باب فَضْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا

الله لا اله الا الله کہنے کی فضیلت **عن** ابی ھریرۃ وابی سعید انھما شھدا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال العبد لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر قال یقول اللہ عزوجل صدق عبدی لا الٰہ الا انا وانا اکبر واذا قال العبد لا الٰہ الا اللہ وحدہ قال صدق عبدی لا الٰہ الا انا وحدی واذا قال لا الٰہ الا اللہ لا شریک لہ قال صدق عبدی لا الٰہ الا انا ولا شریک لی واذا قال لا الٰہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد قال صدق عبدی لا الٰہ الا انا لی الملک ولی الحمد واذا قال لا الٰہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ قال صدق عبدی لا الٰہ الا انا ولا حول ولا قوۃ الا بی قال ابو اسحاق ثم قال الاغر شیئا لم افھمہ قال فقلت لابی جعفر ما قال فقال من رزقھن عند موتہ لم تمسہ النار

ابوہریرہ اور ابوسعید سے روایت ہے اندونون نے گواہی دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ کہتا ہے لا آلہ الا اللہ واللہ اکبر تو اللہ تعالی فرماتا ہے سچ کہا میرے بندے نے بیشک کوئی خدا نہیں سوا میرے اور بیشک مین ہی اللہ اکبر ہون اور جب بندہ کہتا ہے لا آلہ الا اللہ وحدہ تو اللہ تعالی فرماتا ہے سچ کہا میرے بندے نے مین ہی اکیلا خدا ہون سوا میرے کوئی خدا نہین ہے اور جب بندہ کہتا ہے لا آلہ الا اللہ لا شریک لہ تو اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے سچ کہا میرے بندے نے مین ہی خدا ہون اور کوئی میرا شریک (ساجھی) نہین اور جب بندہ کہتا ہے لا آلہ الا اللہ لہ الملک ولہ الحمد تو اللہ تعالی فرماتا ہے سچ کہا میرے بندے نے مین ہی اللہ ہون اور سلطنت اور تعریف سب میرے ہی لیے ہے اور جب بندہ کہتا ہے لا آلہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ تو اللہ سبحانہ فرماتا ہے سچ کہا میرے بندے نے سوا میرے کوئی سچا معبود نہین اور حول اور قوۃ مجھی کو ہے (حول کے معنے گناہون اور تکلیفون سے بچانا اور قوت کے معنے طاقت) ابواسحاق نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا ابومسلم اغر سے) پھر اغر نے کچھ کہا جسکو مین نہین سمجھا مینے ابوجعفر سے پوچھا کیا کہا انہون نے انہون نے کہا یہ کہا کہ جس کو ان کلمات کہنے کی توفیق ہوگی مرتے وقت اسکو دوزخ کی آگ نہین چھوئے گی **ف** اس مین کلمہ تمجید کے علاحدہ علاحدہ کلمات مذکور ہین پورا کلمہ یون ہے جو ہر نماز کے بعد پڑھنا مسنون ہے لا آلہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر لا آلہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

عن سعدی المریۃ قالت مر عمر بطلحۃ بعد وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالک کئیبا اساءتک امرۃ ابن عمک قال لا ولکن سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی لاعلم کلمۃ لا یقولھا احد عند موتہ الا کانت نورا لصحیفتہ وان جسدہ وروحہ لیجدان لھا روحا عند الموت فلم اسالہ حتی توفی قال انا اعلمھا ھی التی اراد عمہ علیھا ولو علم ان

سعدی مریسے روایت ہی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تو حضرت عمر طلحہ پرسے گذرے اور پوچھا کیا وجہ ہی مین تم کو رنجیدہ پاتا ہون کیا تم کو اپنے چچازاد بہائی (ابوبکر صدیق) کی خلافت بری لگی (یعنے انکی خلیفہ ہونے سے تم ناراض ہو) اونہون نے کہا نہین لیکن مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے مین ایک کلمہ جانتا ہون جو کوئی اسکو مرتیوقت کہیگا تو وہ نور ہوگا اسکے نامہ اعمال کا اور اسکے بدن اور روح دونون کو اس سے راحت ہوگی موت کیوقت پہر مین نے یہ کلمہ آپ سے نہ پوچھا یہانتک کہ آپ کی وفات ہوگئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مین اس کلمہ کو جانتا ہون وہ وہی کلمہ ہے جسکے کہنے کے لیے آپنے اپنے چچا (ابوطالب) کو حکم دیا تہا (انکی موت کے وقت) اور اگر آپ جانتے کہ اور کوئی کلمہ انکے لیے زیادہ مفید ہی تو اسکے کہنے کا آپ حکم دیتے انکو **ف** اسلیے کہ جناب ابوطالب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت الفت تہی اور آپ یہ چاہتے تہے کہ کسیطرح قیامت کے دن یہ عذاب سے بچ جاوین تو آپنے انکو لا الہ الا اللہ کہنے کا حکم دیا تہا معلوم ہوا یہی وہ کلمہ ہے کہ جسکی زبان سے مرتیوقت یہ کلمہ نکلا وہ ہرگز دوزخ مین نہ جاویگا یا اللہ ہمارا آخری کلام یہی کر لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ تَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَرْجِعُ ذٰلِكَ اِلٰی قَلْبِ مُوْقِنٍ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا معاذ بن جبل سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مرے اور یہ گواہی دیتا ہو لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ دل سے یقین کے ساتہ تو اللہ تعالی اسکو بخشدے گا **عَنْ** اُمِّ هَانِیٍٔ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا یَسْبِقُهَا عَمَلٌ وَّلَا تَتْرُكُ ذَنْبًا ام ہانی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا الہ الا اللہ سے بڑہکر کوئی عمل نہین اور یہ کلمہ کوئی گناہ باقی نہین رکہتا (یعنے جب کافر مسلمان ہو اور لا الہ الا اللہ کہے تو کفر کے زمانہ کے کل گناہ معاف ہوجاتے ہین) **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ كَانَ لَهٗ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِیَ عَنْهُ مِائَةُ سَیِّئَةٍ وَكُنَّ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّیْطَانِ سَائِرَ یَوْمِهٖ اِلَی اللَّیْلِ وَلَمْ یَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا اَتٰی بِهٖ اِلَّا مَنْ قَالَ اَكْثَرَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک دن مین سو بار یہ کلمہ کہے لا آلہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر تو اسکو دس بردے آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور سو نیکیان اسکی لکہی جاوین گی اور سو برائیان اسکی میٹی جاوینگی اور سارے دن اسکو بچا رہیگا شیطان سے رات تک اور کسیکا عمل اوسکے عمل سے افضل نہ ہوگا مگر جو کوئی اسی کلمہ کو سو بار سے زیادہ کہے **ف** تو اسکو اس سے زیادہ ثواب ہوگا اسیطرح جو کوئی اور زیادہ کہے اسکو اور زیادہ ثواب ہوگا ؂

عن ابی سعید عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من قال فی دبر صلوة الغداة لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد بیده الخیر وهو علی کل شیء قدیر کان کعتاق رقبة من ولد اسمعیل ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی صبح کی نماز کے بعد یہ کلمہ کہے لا اله الا الله وحده لا شریک له الملک وله الحمد بیده الخیر وهو علی کل شیء قدیر تو اسکو ایسا ثواب ہوگا جیسے اسمعیل علیہ السلام کی اولاد مین سے ایک بردہ آزاد کیا +

باب فضل الحامدین اللہ کی حمد کرنے والون کی فضیلت **عن** جابر بن عبد الله یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول افضل الذکر لا اله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے افضل ذکر یہ ہے لا اله الا الله اور افضل دعا یہ ہے الحمد للہ **ف** کیونکہ جو کوئی اللہ کی حمد کریگا اللہ اسکو اور زیادہ دیگا پس اسکی سب مرادین خودبخود پوری ہونگی الگ الگ مانگنے کی کیا حاجت ہے **عن** عبد الله بن عمر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حدثهم ان عبدا من عباد الله قال یا رب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجهک ولعظیم سلطانک فعضلت بالملکین فلم یدریا کیف یکتبانها فصعدا الی السماء وقالا یا ربنا ان عبدک قد قال مقالة لا ندری کیف نکتبها قال الله عز وجل وهو اعلم بما قال عبده ماذا قال عبدی قالا یا رب انه قد قال یا رب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجهک وعظیم سلطانک فقال الله عز وجل لهما اکتباها کما قال عبدی حتی یلقانی فاجزیه بها عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ایک بندے نے یون کہا یارب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجهک ولعظیم سلطانک یعنی اے مالک مین تیری ایسی تعریف کرتا ہون جو تیری بزرگی اور تیری بڑی سلطنت کے لائق ہے یہ کلمہ مشکل ہوا ان دونون فرشتون پر (جو بندے کے اعمال لکھتے ہین یعنے کرام کاتبین) اور وہ نہین سمجھے کہ اس کلمے کو کیونکر لکھین (کیونکہ اس کلمہ کا ثواب اور اجر انکو معلوم نہ تھا) آخر وہ دونو آسمان کیطرف چڑھے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پروردگار عالم آسمان کے اوپر ہے عرش پر نہ ہر جگہہ اور ہر مکان مین جیسے گمراہ جہمیون کا قول ہے اگر ایسا ہوتا تو ان فرشتون کو اوپر چڑھنے کی ضرورت نہ ہوتی) اور انہون نے عرض کیا اے مالک ہمارے تیرے بندے نے ایک کلمہ کہا ہم نہین جانتے اسکو کیونکر لکھین اللہ تعالی نے فرمایا حالانکہ وہ خوب جانتا ہے جو اسکے بندے نے کہا کیا کلمہ کہا میرے بندے نے ان فرشتون نے عرض کیا یہ کہا یارب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجهک وعظیم سلطانک تب اللہ تعالی نے فرمایا اس کلمے کو اسیطرح لکھو دو نامہ اعمال مین (جسطرح میرے بندے نے کہا یعنے انہی لفظون سے) یہانتک کہ میرا بندہ مجھ سے ملے اسوقت مین اسکو اسکا بدلہ دون گا **ف** یعنے جو اسکا ثواب ہے وہ اسوقت جب مین اپنے بندے کو دونگا معلوم ہوگا حقیقت مین تو

ایسا ہی کہ اس سے مالک کی بڑی رضامندی اور خوشی ہوتی ہے دوسری روایت مین ہر جو کوئی کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
له الملک وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو یہ کلمہ بند ظرف مین مہر کرکے امانت رکھا جاتا ہے
اس تک کہ قیامت کا دن ہو اسوقت مہر توڑی جاویگی اور اسکا ثواب ملیگا آدمی کو چاہیے کہ ہر وقت یہ کلمے بہت پڑھنا
اس لیے کہ برائیاں ہماری بیشمار ہیں اور نیکیاں بہت کم ہیں شاید انہی کلموں کی طفیل سے برائیاں مغلوب ہوں -
عن عبد الجبار بن وائل عن ابیه قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رجل الحمد للہ حمدا
کثیرا طیبا مبارکا فیه فلما صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من ذا الذی قال هذا قال الرجل انا وما
اردت الا الخیر فقال لقد فتحت لها ابواب السماء فما نهنهها شیء دون العرش وائل سے روایت
ہے مین نے نماز پڑھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص نے کہا سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا
فیہ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا اس نے یہ کلمہ کہا تھا ایک شخص بولا مینے اور میری نیت نہ تھی مگر ثواب کی آپ نے
فرمایا اس کلمہ کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور وہ کہین نہ رکا یہانتک کہ عرش تک پہنچ گیا **ف** یعنی پروردگار
اس حدیث سے بھی یہی نکلتا ہے کہ پروردگار آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے **عن** عائشة قالت کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رای ما یحب قال الحمد للہ الذی بنعمته تتم الصلحت واذا رای ما
یکرہ قال الحمد للہ علی کل حال حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
جب کوئی ایسی بات دیکھتے جو پسند آتی تو فرماتے الحمد للہ الذی بنعمته تتم الصلحت اور جب کوئی ایسی بات دیکھتے جس کو
برا جانتے تو فرماتے الحمد للہ علی کل حال (یعنی ہر حال مین اللہ کا شکر ہے) **عن** ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کان یقول الحمد للہ علی کل حال رب اعوذ بک من حال اهل النار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے الحمد للہ علی کل حال رب اعوذ بک من حال اہل النار **عن** انس
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انعم اللہ علی عبد نعمة فقال الحمد للہ الا کان الذی
اعطاہ افضل مما اخذ انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی اپنے کسی بندے
پر جب کوئی نعمت اتارے اور وہ کہے الحمد للہ تو اس نے جو دیا وہ افضل ہے اس سے جو اس نے لیا **ف** یعنی اللہ کے نزدیک
اسکا الحمد للہ کہنا یہ افضل ہے اس نعمت سے جو اللہ تعالی نے اسکو دی تو گویا بندے نے نعمت لی اور اس سے افضل دے اللہ جل
جلالہ کی بندگی یہ اسکی عنایت ہے ورنہ اسکی نعمت کے سامنے ہماری ایک لفظ زبان سے نکالنے کی کیا حقیقت ہے اگر ہم لاکھوں
برس تک ہر ایک بن موئے الحمد للہ کہا کریں تو بھی اسکی نعمتوں کا شکر ادا نہ ہو سکے **باب** فضل التسبیح سبحان اللہ

اللہ کہنے کی فضیلت عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے ہین جو زبان پر ہلکے ہین (یعنے انکے کہنے مین کچھ محنت نہین) لیکن ترازو مین (اعمال کے قیامت کیدن) وہ بہاری ہونگے اور مالک کو بہت پسند ہین سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم **ف** یہ بہت مختصر کلمے ہین اور انکا پڑہنا بہی سہل ہے انسان کو چاہیے کہ ہر وقت ان کلمون کو پڑہتا رہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ یَغْرِسُ غَرْسًا فَقَالَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ مَا الَّذِیْ تَغْرِسُ قُلْتُ غِرَاسًا لِیْ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى غِرَاسٍ خَیْرٍ لَكَ مِنْ هٰذَا قَالَ بَلٰى یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ یُغْرَسْ لَكَ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ شَجَرَةٌ فِی الْجَنَّةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انپر سے گذرے وہ درخت لگا رہے تہے آپنے فرمایا اے ابا ہریرہ تم کیا گاڑتے ہو انہون نے کہا درخت آپ نے فرمایا مین تجہے اس سے بہتر درخت بتلاؤن وہ یہ ہی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر جب تو کہے تو ایک کے بدل ایک درخت لگایا جاویگا تیرے لیے جنت مین **ف** اس مین چار کلمے ہین تو ایک بار کہنے سے جنت مین چار درخت لگائے جاوینگے اسیطرح دو بار کہنے سی آٹھ درخت امید ہی کہ ہر ایک مومن نے ان کلمون کو لاکھون بار پڑہا ہوا اور جنت مین اسکے لئے مین لاکھون درخت لگائے گئے ہون عَنْ جُوَیْرِیَةَ قَالَتْ مَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ صَلَّى الْغَدَاةَ اَوْ بَعْدَ مَا صَلَّى الْغَدَاةَ وَهِیَ تَذْكُرُ اللّٰهَ فَرَجَعَ حِیْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ اَوْ قَالَ انْتَصَفَ وَهِیَ كَذٰلِكَ فَقَالَ لَقَدْ قُلْتُ مُنْذُ قُمْتُ عَنْكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَهِیَ اَكْثَرُ وَاَرْجَحُ اَوْ اَوْزَنُ مِمَّا قُلْتِ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضٰى نَفْسِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ جویریہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انپر سے گذرے صبح کی نماز پڑہکر یا جب صبح کی نماز پڑہی اور وہ اللہ کی یاد کر رہی تہین پہر آپ لوٹے جب دن چڑہ گیا تہا یا دوپہر ہو گیا تہا لیکن جویریہ اسیحال مین تہین (یعنے ذکر کر رہی تہین) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین جب سے تیرے پاس سے گیا مین نے کل چار کلمے کہے تین بار اور وہ ثواب مین زیادہ ہین اور وزن مین زیادہ ہین اگر تولیجاوین تیرے (اتنی دیر کے) ذکر کے ساتہ وہ یہ ہین سبحان اللہ عدد خلقہ سبحان اللہ رضا سبحان اللہ زنۃ عرشہ سبحان اللہ مداد کلماتہ **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ ہر ایک دعا کا ثواب مختلف ہے اور جس دعا کا مضمون زیادہ حاوی اور زیادہ جامع ہو اس مین زیادہ ثواب ہے اور یہ بہی نکلا کہ کثرت ثواب شدت ریاضت مین منحصر نہین ہے بلکہ مالک کی دین ہے بعضون کا درجہ تہوڑی عبادت مین اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ دوسرون کا اسے

وہ چند زیادہ عبادت کرنے ہین نہین ہوتا اور بعض حضرات صوفیہ نے کہا ہی کہ بہت لوگ عبادت اور ریاضت مین سخت کوشش کرتے ہین لیکن انکا دل صاف نہین ہوتا اور عبادت کا نور اور اثر ظاہر نہین ہوتا اسکی وجہ یہ ہے کہ تہوڑی سی عبادت جو سنت کے موافق کیجاوے اس مین زیادہ اثر ہوتا ہے اُس عبادت سے جس مین اتباع سنت کا خیال نہ ہو اور یہی وجہ ہی کہ ہمارے زمانہ کے عُبّاد اور زُہّاد باوجود کثرت ریاضت کے صاف دل نہین ہین اور نہ ان مین وہ آثار اور کرامات ہین جو اگلے لوگون مین تہے

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا تَذْكُرُونَ مِنْ جَلَالِ اللّٰهِ التَّسْبِيحَ وَالتَّهْلِيلَ وَالتَّحْمِيدَ يَنْعَطِفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ لَهُنَّ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ تُذَكِّرُ بِصَاحِبِهَا أَمَا يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَوْ لَا يَزَالُ لَهُ مَنْ يُذَكِّرُ بِهِ نعمان بن بشیر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا جلال جو تم ذکر کرتے ہو اس مین سے ہے تسبیح (سبحان اللہ) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ) اور تحمید (الحمد للہ) یہ کلمے عرش کے گرد گہومتے ہین اور اپنے کہنے والے کا ذکر کرتے ہین اللہ جل جلالہ کے حضور مین اب تم مین سے کوئی یہ پسند نہین کرتا کہ ہمیشہ اسکے لیے ایک شخص ہو جو اسکی یاد کرتا رہے مالک کے سامنے **ف** سبحان اللہ کیا فضیلت ہے ان کلمون کی گویا یہ شاہد اور مذکر ہین اپنے کہنے والے کے لیے۔ یہ حدیث سے بہی اللہ پاک کا عرش پر ہونا ثابت ہوتا ہے

عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ أَتَيْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ فَإِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ وَبَدُنْتُ فَقَالَ كَبِّرِي اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَاحْمَدِي اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَسَبِّحِي اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ خَيْرٌ مِنْ مِائَةِ فَرَسٍ مُلْجَمٍ مُسْرَجٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَخَيْرٌ مِنْ مِائَةِ بَدَنَةٍ وَخَيْرٌ مِنْ مِائَةِ رَقَبَةٍ ام ہانی سے روایت ہی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی اور مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجہکو کوئی عمل بتلایے اب مین بوڑہی ہوگئی ہون اور ناتوان اور موٹی بہی (تو محنت کی عبادت زیادہ نہین ہوسکتی) آپ نے فرمایا سو بار اللہ اکبر کہہ اور سو بار الحمد للہ کہہ اور سو بار سبحان اللہ کہہ یہ تیرے لیے بہتر ہین سو گہوڑے زین اور لگام کے ساتہ اسکی راہ مین دینے سے اور بہتر ہین سو اونٹ سے اور بہتر ہین سو بردے آزاد کرنے سے (سبحان اللہ کیا عنایت ہی مالک کی اپنے ناتوان اور کم طاقت بندون پر)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ أَفْضَلُ الْكَلَامِ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ سمرہ بن جندب سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتین افضل ہین تمام کلامون مین اور جس بات کو تو پہلے کہے کچہ نقصان نہین ان چارون مین سے وہ یہ ہین سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر **ف** چاہے پہلے سبحان اللہ کہے چاہے الحمد للہ چاہے اللہ اکبر چاہے لا الہ الا اللہ اگر اسکی بعد یہی ملا لے ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم تو اور زیادہ ثواب ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ

مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سبحان اللہ وبحمدہ سو بار کہے اسکے گناہ بخشدیے جاوینگے اگرچہ سمندر کی پھین کے برابر ہوں **ف** سبحان اللہ کیا سہل طریقہ ہے گناہوں کے بخشوانے کا **عَنْ** اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ فَاِنَّهَا يَعْنِي يَحْطُطْنَ الْخَطَايَا كَمَا يَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا ابو الدرداء سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تو لازم کرلے اپنے اوپر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا یہ کلمے گناہوں کو جھاڑ دیتے ہیں جس طرح درخت اپنے (پرانے) پتے جھاڑ دیتا ہے

باب الْاِسْتِغْفَارِ خدا سے استغفار کرنا یعنے گناہوں کی بخشش مانگنا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ يَقُولُ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ مِائَةَ مَرَّةٍ ابن عمر سے روایت ہے ہم گنا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم سو بار فرماتے **ف** یہ سب امت کی تعلیم کے لیے تھا ورنہ آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ اللہ نے بخشدیے تھے دوسرے یہ کہ آدمی جتنا مقرب ہوتا ہی اسکو زیادہ ڈر ہوتا ہے اور اپنے مالک کے سامنے تضرع اور عاجزی کی ضرورت اسکو پڑتی ہے تیسرے یہ کہ اللہ کا جلال اور استغنا ظاہر کرنا آپکو منظور تھا کہ ہرچند میں اللہ کا نبی ہوں اور اُس کا مقبول بندہ ہوں مگر وہ عالیجاہ شہنشاہ بے پرواہ ہے اور میرا کام یہی ہو کہ ایسے بے پرواہ مالک کے سامنے ہمیشہ اپنے خطاؤں کی معافی چاہتا رہوں اور جن بے وقوف نصاری اور پادریوں نے ان حدیثوں کو دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا ہے کہ جب آپ خود گناہوں سے پاک نہ تھے تو دوسروں کی شفاعت کیا کر سکیں گے اونھوں نے ان نکتوں پر غور نہیں کیا غلام کیسا ہی مقرب ہو لیکن اسکی عقلمندی اسی میں ہے کہ اپنے مالک کے سامنے اپنی تئیں ذلیل اور قصوروار سمجھے **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو ہر روز اللہ تعالیٰ سے سو بار استغفار اور توبہ کرتا ہوں **ف** تبدیل حالت کی وجہ سے نہ گناہوں کیوجہ سے جیسے حضرات صوفیہ نے لکھا ہے کہ مقربین کی خطائیں عوام کی نیکیاں ہیں **عَنْ** سَعِيدِ بْنِ اَبِي بُرْدَةَ بْنِ اَبِي مُوسَى عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً ابو موسیٰ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی جو اوپر گذرا **عَنْ** حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ فِي لِسَانِي ذَرَبٌ عَلَى اَهْلِي وَكَانَ لَا يَعْدُوهُمْ اِلَى غَيْرِهِمْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ اَنْتَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ تَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً حذیفہ سے روایت ہی میں ذرا زبان دراز

کرتا تھا اپنے گھر والون پر یعنے سخت سست کہہ بیٹھتا غصے مین الیکن حذیفہ سوا اپنے گھر والون کے اور کسی سے زبان درازی نہ کرتی تو انھون نے کہا مین نے اسکا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپنے فرمایا تو استغفار کیون نہین کرتا اس سے امید ہے کہ زبان درازی جاتی رہے یا اسکا گناہ مٹ جاوے) تو ہر روز ستر بار استغفار کرے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِىْ صَحِيْفَتِهٖ اسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا عبداللہ بن بسر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہہ سے فرمایا مبارکباد ہے اسکو جو اپنے نامۂ اعمال مین استغفار بہت پاوے **عَنْ** عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَمِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استغفار کو لازم کرلے تو اللہ تعالی اسکا ہر ایک رنج دور کرے گا اور ہر تکلیف سے اسکو نجات دیگا اور اسکو ایسی جگہہ سے روزی دیگا جہان سے گمان نہ ہوگا **ف** استغفار کی یہ خاصیت ہے کہ تکلیف دفع کردیتا ہے روزی کشادہ کردیتا ہے پانی برساتا ہے مال اور اولاد عنایت فرماتا ہے **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُوْا اسْتَغْفَرُوْا ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے یا اللہ مجھکو ان لوگون مین کر جو نیک کام کرتے ہین تو خوش ہوتے ہین اور جب برا کام کرتے ہین تو اس سے استغفار کرتے ہین (ہر ایک مومن کو ایسا ہی کرنا لازم ہے)

بَابُ فَضْلِ الْعَمَلِ
نیکی کا ثواب

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِيْدُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّىْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّىْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِىْ يَمْشِىْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً وَمَنْ لَقِيَنِىْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً ثُمَّ لَا يُشْرِكُ بِىْ شَيْئًا لَقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی فرماتا ہے جو کوئی ایک نیکی لاویگا اسکو ویسی دس نیکیون کا ثواب ملیگا یا اس سے بھی زیادہ اور جو کوئی ایک برائی کرے گا اسکو ایک ہی برائی کا بدلہ ملیگا یا مین بخشدونگا اور جو کوئی ایک بالشت مجہہ سے نزدیک ہو (عبادت اور اطاعت سے) تو مین ایک ہاتھ اس سے نزدیک ہونگا (یعنے میری رحمت نزدیک ہوگی) اور جو کوئی ایک ہاتھ میرے سے نزدیک ہو مین ایک باع (دونو ہاتھ کی لنبائی کے موافق) اس سے نزدیک ہون گا اور جو کوئی میرے پاس چلتا ہوا (معمولی چال سے) آوے مین دوڑتا ہوا اسکے پاس آؤن گا اور جو کوئی زمین بھر کر میرے پاس گناہ لاوے اور اس حال مین مجہہ سے ملے لیکن وہ شریک نہ کرتا ہو میرے ساتھ کسیکو (یعنے شرک مین مبتلا نہ ہو) تو مین زمین بھر کر مغفرت سے اس سے

ملون گا **ف** یعنی اسکی گناہ بخشدون گا یہ حدیث بڑی اسید ہی مومنین موحدین کے لیے کہ توحید کی برکت سے اگر اسد چاہے
تو انکے گناہ گو کتنے ہی زائد ہون بخشدیے جاوین گے لیکن کسیکو اس مغفرت پر تکیہ نہ کرنا چاہیے اسلیے کہ اسکا حال معلوم نہین
اور پروردگار کی جیسی رحمت وسیع ہے ویسے ہی اسکا عذاب بہی سخت ہی پس ہمیشہ گناہون سے ڈرتا اور بچتا رہے اور توبہ اور
استغفار کرتا رہے اور شرک کا بڑا خیال رکہے کیونکہ شرک کے بخشے جانے کی توقع نہین ہے **عَنْ** اَبِی هُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ حِیْنَ یَذْکُرُنِیْ فَاِنْ
ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ وَاِنِ اقْتَرَبَ اِلَیَّ شِبْرًا
اقْتَرَبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا وَاِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً ابوہریرہ رضی اسد عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اسد علیہ
وسلم نے فرمایا اسد تعالی فرماتا ہے مین اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہون جیسا وہ گمان مجہہ سے رکہے (اگر عفو کا گمان میرے
سے رکہے تو مین عفو ہی کرون گا اور جو عذاب کا گمان رکہے وہ ایسا ہی ہوگا) اور مین اسکے ساتھ ہون جب وہ میرا ذکر کرتا
ہے اگر وہ اپنے دلمین میرا ذکر کرے تو مین بہی اپنے دل مین اسکا ذکر کرتا ہون **ف** اس حدیث سے ذکر قلبی کی فضیلت
معلوم ہوتی ہے کہ اسد جل جلالہ بہی ایسے ذاکر کی یاد اپنے دل مین کرتا ہے اور یہ بہتر ہے لوگون مین یاد کرنے سے اور
حضرات نقشبندیہ نے فرمایا ہے کہ ذاکر کو قلب مین اسطرح ذکر کرنا چاہیے کہ جوارح اور اعضا کو بالکل حرکت نہو ورنہ
کرام کاتبین فرشتے اسپر مطلع ہوجاوینگے اور اولی یہ ہے کہ سوا ذاکر اور مذکور کے اور کوئی مطلع نہ ہو **ع**

میان عاشق و معشوق رمزیست ... کرام کاتبین را ہم خبر نیست

ت اور اگر وہ لوگون مین میرا ذکر کرے تو مین ان لوگون سے بہتر لوگون مین اسکا ذکر کرتا ہون اور اگر بندہ ایک
بالشت مجہہ سے نزدیک ہو تو مین ایک ہاتہہ اسکے قریب ہوتا ہون اور اگر وہ چل کر میرے پاس آوے تو مین دوڑ کر اسکے
پاس آتا ہون **ف** غرض یہ ہے کہ پروردگار کی توجہ بندے کیطرف بندے کی توجہ سے اسکیطرف زیادہ ہوتی ہے۔
سبحان اسد ایسا کریم و رحیم معشوق اور محبوب کہان اور کون ہے دنیا کے تمام معشوق اسپر تصدق ہین انکو عاشقون
سے نفرت ہوتی ہے اور جسقدر عاشق کیطرف سے قرب ہو وہ بعد اختیار کرتے ہین اور یہان عاشق کے قرب سے دو
چند قرب ہوتا ہے یا اسد اپنا عشق عنایت فرما اور ہمین فنا کردے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ لَہُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ قَالَ
اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ ابوہریرہ رضی اسد عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم نے
فرمایا آدمی کا ہر ایک عمل دونا کیا جاتا ہے ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے سات سو گنے تک فرمایا اسد تعالی نے مگر

روزہ وہ ہے کہ یہی ہے اور مین خود ہی اس کا بدلہ دون گا **باب** ما جاء فی لا حول ولا قوۃ الا باللہ لاحول ولاقوۃ
الا باللہ کی فضیلت **عن** ابی موسیٰ قال سمعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا اقول لا حول ولا قوۃ الا
باللہ قال یا عبد اللہ بن قیس الا ادلک علی کلمۃ من کنوز الجنۃ قلت بلی یا رسول اللہ قال قل لا
حول ولا قوۃ الا باللہ ابو موسیٰ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سنا مین لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہہ
رہا تھا آپ نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس (یہ نام ہے ابو موسیٰ اشعری کا) مین تجھکو جنت کے خزانون مین سے ایک کلمہ نہ تبلاؤن
مینے عرض کیا تبلایے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ **عن** ابی ذر قال قال لی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الا ادلک علی کنز من کنوز الجنۃ قلت بلی یا رسول اللہ قال لا حول ولا قوۃ الا باللہ
ابو ذر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مین تجھکو جنت کے خزانون مین سے ایک خزانہ نہ تبلاؤن
مینے کہا تبلایے آپ نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ **عن** حازم بن حرملۃ قال مررت بالنبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال لی یا حازم اکثر من قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ فانہا من کنوز الجنۃ حازم بن حرملہ
سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرا آپ نے فرمایا اے حازم لاحول ولاقوۃ الا باللہ بہت
کہا کر کیونکہ یہ جنت کے خزانون مین سے ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم **ابواب** الدعاء دعا کے باب **باب**
فضل الدعاء دعا کی فضیلت **عن** ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع
اللہ سبحانہ غضب علیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالے
سے دعا نکرے تو اللہ اس پر غصے ہوتا ہے **ف** کیونکہ بندگی کا مقتضے یہ ہے کہ اپنے مالک سے مانگے نہ مانگنے مین
غرور اور استغنا نکلتا ہے بعض اولیاء اللہ جو دعا نہین کرتے اسکا مطلب نہین ہے کہ بالکل دعا نہین کرتے تمام
انبیا اور اولیا نے دعا کی ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ مالک کی مرضی جب تک نہین پاتے دعا نہین کرتے جب
اسکی مرضی دعا مین پاتے مین تو فوراً دعا کرتے ہین یہ بات عوام مومنین کو حاصل نہین ہے انکو چاہیے کہ جب کوئی
حاجت ہو اپنے مالک سے مانگین اور جب کوئی تکلیف ہو اپنے مالک سے دعا کرین ہم تو اسکے در کی بھیک مانگی مین رات
دن اس سے مانگا ہی کرتے ہین اور ذرا سا صدمہ ہوتا ہے تو ہم سے صبر نہین ہو سکتا اپنے مالک سے اسی
وقت دعا کرنے لگتے ہین ہم تو ہر وقت اسکے محتاج ہین اور اسکے در دولت کے فقیر ہین **عن** النعمان بن بشیر قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدعاء ھو العبادۃ ثم قرء وقال ربکم ادعونی استجب لکم
نعمان بن بشیر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک دعا ہی عبادت ہے پھر یہ آیت پڑھی قال ربکم

ادعونی استجب لکم یعنے مالک نے فرمایا مجھہ سے دعا کرو مین قبول کرون گا **ف** دوسری روایت مین ہے کہ دعا مغز ہے عبادت کا جب دعا عبادت ہوئی تو اب غیر خدا سے دعا مانگنا گویا اسکی عبادت کرنا ہے اور عبادت غیر خدا کی بالاتفاق شرک ہے اس سے یہ نکلا کہ جو کوئی بزرگون سے دعا کرے کہ مجھہ کو بچہ دو یا دولت دو یا صحت دو تو وہ مشرک ہے اور اسلام سے خارج ہے **عن** ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس شیء اکرم علی اللہ سبحانہ من الدعاء ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز پسند نہین ہے

باب دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کا بیان

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول فی دعائہ رب اعنی ولا تعن علی وانصرنی ولا تنصر علی وامکر لی ولا تمکر علی واھدنی ویسر الھدی لی وانصرنی علی من بغی علی رب اجعلنی لک شکارا لک ذکارا لک رھابا لک مطیعا الیک مخبتا الیک اواھا منیبا رب تقبل توبتی واغسل حوبتی واجب دعوتی واھد قلبی وسدد لسانی وثبت حجتی واسلل سخیمۃ قلبی قال ابو الحسن الطنافسی قلت لوکیع اقولہ فی قنوت الوتر قال نعم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مین یہ فرماتے تھے رب اعنی اخیر تک یعنی اے مالک میری مدد کر اور میرے مقابل کی مدد مت کر اور میری تائید کر اور میرے مقابل کی تائید مت کر اور میرے لیے مکر کر (اللہ تعالی کا مکر یہ ہے کہ دشمنون پر بلا ڈالنا) اور میرے خلاف مین مت مکر کر اور مجھہ کو ہدایت کر اور آسان کر ہدایت کو میرے لیے اور میری مدد کر اُس شخص کے مقابلہ مین جو مجھہ پر ظلم کرے ای مالک مجھہ کو اپنا شکر کرنے والا بنا اور اپنا یاد کرنے والا اور اپنے سے ڈرنیوالا اور اپنا تابعدار اپنی طرف گڑگڑانیوالا رونیوالا رجوع کرنیوالا اے مالک قبول کر میری توبہ اور دھو ڈال میرا گناہ اور قبول کر میری دعا اور راہ بتلا میرے دل کو اور مضبوط کر دے میری زبان کو اور درست کر دے میری دلیل کو اور نکال ڈال بغض میرے دل سے ابو الحسن طنافسی نے کہا مینے وکیع سے کہا کیا مین یہ دعا وتر کی قنوت مین پڑھون انہون نے کہا ہان **عن** ابی ھریرۃ قال اتت فاطمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسالہ خادما فقال لھا ما عندی ما اعطیک فرجعت فاتاھا بعد ذلک فقال الذی سالت احب الیک او ما ھو خیر منہ فقال لھا علی قولی لا بل ما ھو خیر منہ فقالت فقال قولی اللھم رب السموات السبع ورب العرش العظیم ربنا ورب کل شیء منزل التوراۃ والانجیل والقرآن العظیم انت الاول فلیس قبلک شیء وانت الآخر فلیس بعدک شیء وانت الظاھر فلیس فوقک شیء وانت الباطن فلیس دونک شیء اقض عنا الدین واغننا من الفقر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت فاطمہ

زہرا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئین آپ سے ایک خادم مانگنے کو یعنے غلام یا لونڈی خدمت کے لیے آپنے فرمایا میرے پاس تو خادم نہیں ہے جو مین تجھہ کو دون یہ سنکر وہ لوٹ آئین پھر آپ اسکے بعد انکے پاس آئے اور فرمایا جو تم نے مانگا تہا (یعنے خادم) وہ تم کو زیادہ پسند ہی یا جو اس سے بہتر ہے حضرت علی نے ان سے کہا یون کہو نہین مجھے وہ زیادہ پسند ہے جو خادم سے بہتر ہے اونہون نے ایسا ہی کہا آپنے فرمایا یون کہہ اللھم رب السموات السبع اخیر تک یعنے اے اللہ مالک ساتون اسمان کے اور مالک بڑے تخت کے (یعنے فاطمہ نے) اے پالنے والے ہماری اور پالنے والے ہر چیز کے اوتارنیوالی توراۃ اور انجیل اور قرآن عظیم کے تو سب سے پہلے ہے تیرے پہلے کوئی چیز نہین اور تو سب سے بعد ہے تیرے بعد کچھ نہین اور تو سب کے اوپر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہین اور تو پوشیدہ ہے تجھہ سے زیادہ پوشیدہ کوئی چیز نہین ادا کر دی قرض ہمارا اور غنی کر دے ہم کو فقیری سے **ف** یعنی ہمارے دلون مین فقیری یعنے انقطاع عما سوی اللہ عطا فرما تاکہ ہم غنی ہو جاوین عما سوی اللہ سے ورنہ دنیا کی دولت کتنی ہی زیادہ ہو جب تک دل مین فقر اور قناعت نہو اس سے محتاجی دور نہین ہو سکتی۔ آدمی غنی تر ہو محتاج تر **عن** عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول اللھم انی اسالک الھدی والتقی والعفاف والغنی عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تہے اللھم انی اسالک الھدی والتقی والعفاف والغنی یعنے یا اللہ مین تجھہ سے مانگتا ہون ہدایت اور تقوی اور پاکیزگی اور تونگری **ف** یہ دعا جامع ہے اخلاق کو ہدایت سے قوت علمیہ اور اکیہ اور اعتقادیہ کی اصلاح ہوتی ہے یعنے ایمان صحیح اور تقوی سے قوت عملیہ درست ہوتی ہے تو علم و عمل کی تکمیل ہو گئی اب پاکیزگی سے قوت شہویہ کی اصلاح ہوئی اور تونگری (یعنے غنائے قلبی) سے راحت حاصل ہوئی **عن** ابی ھریرۃ رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ما ینفعنی وزدنی علما والحمد للہ علی کل حال واعوذ باللہ من عذاب النار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تہے اللھم انفعنی اخیر تک یعنے یا اللہ مجھکو فائدہ دے اس علم سے جو تو نے مجھے سکھلایا اور سکھلا دے مجھے وہ علم جو فائدہ دیوے مجھکو اور زیادہ کر علم میرا اور شکر ہے اللہ کا ہر حال پر اور پناہ مانگتا ہون مین اللہ کی دوزخ کے عذاب سے **عن** انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر ان یقول اللھم ثبت قلبی علی دینک فقال رجل یا رسول اللہ تخاف علینا وقد امنا بک وصدقناک بما جئت بہ فقال ان القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمن عز وجل یقلبھا واشار الاعمش باصبعیہ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا بہت کرتے تہے یا اللہ قائم کر دے دل میرا اپنے دین پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ڈرتے ہین ہماری حال سے (کہ ہم پھر گمراہ ہو جاوین گے) حالانکہ آپنے اپنے

لیے دعا کی تھی مگر وہ یہ سمجھ گیا کہ یہ دعا امت کی تعلیم کے لیے ہے اسلیے کہ آپ کا دل ڈگمگا نہین سکتا اور ہم تو ایمان لائے آپ پر اور جو آپ لائے قرآن اسکی تصدیق کرچکے آپنے فرمایا بیشک تمام دل آدمیون کے اللہ کی انگلیون مین سے دو انگلیون کے بیچ مین ہین وہ انکو الٹتا ہے پلٹتا ہے اور اشارہ کیا اعمش نے اپنی دونون انگلیون سے **ف** اور اعمش حدیث کے بڑے امام اور بڑے حافظ تھے وہ مجسمہ اور مشبہ مین سے نہ تھے بلکہ اہل سنت مین سے تھے جو اللہ کی انگلیون کی تاویل نہین کرتے جیسے جہمیہ اور معتزلہ تاویل کرتے ہین اور انگلی سے حقیقۃً انگلی مراد رکھتے ہین لیکن پروردگار نہ خود مشابہ ہے کسی مخلوق کے نہ اسکی کوئی چیز جیسے آنکھہ اور ساق اور انگلی مشابہ ہے مخلوق کی آنکھہ اور ساق اور انگلی کے اور اگر کوئی ہم سے سوال کرے کہ اللہ کی انگلی کیسی ہے تو ہم کہین گے کہ اوسکی ذات کیسی ہے اگر اسکا جواب وہ دیگا تو ہم بھی اسکے سوال کا جواب دینگے دوسری روایت مین ہے ابن عباس سے کہ اللہ نے اپنی چھنگلیا کو طور پر رکھدی وہ پاش پاش ہوگیا اس سے بھی نکلتا ہے کہ حقیقۃً اسکے لیے انگلیان ہین اور معنے مجازی مراد نہین ہے **عَنْ** اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِيْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلٰوتِيْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ابوبکر صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے کوئی دعا سکھلایئے کہ مین وہ نماز مین پڑھا کرون آپنے فرمایا یون کہہ اللہم انی ظلمت اخیر تک یعنے یا اللہ مین نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور کوئی نہین بخشتا گناہون کو مگر تو ہی تو بخشدے میرے گناہ اپنے پاس کی ایک بخشش سے اور رحم کر مجھپر تو بخشنے والا مہربان ہے **عَنْ** اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى عَصًا فَلَمَّا رَاَيْنَاهُ قُمْنَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا كَمَا يَفْعَلُ اَهْلُ فَارِسَ بِعُظَمَائِهَا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ دَعَوْتَ اللّٰهَ لَنَا قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَاْنَنَا كُلَّهٗ قَالَ فَكَاَنَّمَا اَحْبَبْنَا اَنْ يَّزِيْدَنَا فَقَالَ اَوَلَيْسَ قَدْ جَمَعْتُ لَكُمُ الْاَمْرَ ابوامامہ باہلی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے ہمپر آپ ٹیکا دیے ہوئے تھے ایک لکڑی پر جب ہم نے آپکو دیکھا تو ہم کھڑے ہوگئے تعظیم کے لیے آپنے فرمایا مت کھڑے ہو جیسے فارس کے لوگ اپنے بڑے آدمیون کے لیے کھڑے ہوتے ہین **ف** وہ اس طرح کھڑے ہوتے ہین کہ بڑے آدمی بیٹھے رہتے ہین اور لوگ انکے سامنے کھڑے رہتے ہین اس سے منع کیا اور صرف تعظیم کے لیے کھڑا ہونا یہ منع نہین آپنے صحابہ کو فرمایا قوموا الی سیدکم یعنے سعد بن معاذ کی طرف کھڑے ہو اور بیہقی کی روایت مین ہے ابوہریرہ سے کہ آپ مسجد مین ہم سے باتین کرتے جب آپ کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہوجاتے یہانتک کہ آپ اپنے کسی محل کے اندر تشریف لیجاتے

اور جو ممانعت اس حدیث مین ہی اُس سے یہ غرض ہے کہ قیام کا التزام کرنا یعنے ہمیشہ جب کوئی آوی اسکی لیے کہڑے ہونا اس کو آپنے ناپسند کیا کیونکہ اس مین تکلیف ہے لوگون کو اور آپ نے تواضع کی راہ سے اپنے لیے بہی کہڑا ہونا ناپسند کیا اور دوسری حدیث مین ہے کہ جسکو بہلا لگی لوگون کا سامنے کہڑے ہونا وہ اپنا ٹہکانا جہنم مین بنالیوے اس سے بہی یہی غرض ہے کہ بڑا آدمی بیٹہا رہے اور لوگ اسکی سامنے کہڑے رہین جیسے فارس کے رئیسون کی رسم تہی اور جسکو بہلا لگی اس کا مطلب یہ ہے کہ اسکے دل مین غرور اور تکبر ہو لیکن اگر غرور اور تکبر نہ ہو اور نہ وہ اس امر کو پسند کرے اور لوگ اسکے سامنے کہڑے ہون تو وہ گنہ گار نہ ہوگا جیسے حضرت ابوحفص حداد سے منقول ہے کہ وہ بیٹھے رہتے اور لوگ انکے سامنے کہڑے رہتے (انجاح مختصراً) **مترجم** کہتا ہے اب ہند خصوصاً ممالک دکن مین یہ مروج ہے کہ جو کوئی آوے اسکی تعظیم کے لیے کہڑے ہوجاتے ہین اور ہمیشہ اس کا التزام کرتے ہین اس طرح سے کہ اگر کوئی کہڑا نہ ہو تو اس سے ناراض ہوتے ہین اور اُسکو بے ادب کہتے ہین پس اس قیام کی کراہت مین کوئی شک نہین اور ایک جماعت علمائے قیام تعظیم سے منع کیا ہے اور اسکو مکروہ جانا ہے اور دلیل انکی یہی حدیث ہے ابوامامہ کی اس مین لا تقعلوا کا لفظ وارد ہے اور دوسری روایت مین ہے مت کہڑے ہو جیسے عجم کے لوگ کہڑے ہوتے ہین ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہین اور نہی کا اقل درجہ کراہت ہے اور سعد بن معاذ کی حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ وہ قیام تعظیمی نہ تہا بلکہ سعد بیمار تہے تو انکو اتارنے اور لانے کے لیے صحابہ کو کہڑے ہونیکا حکم دیا اور قرینہ اُسکا یہ ہے کہ اس حدیث مین الی کا لفظ ہے اگر قیام تعظیمی مقصود ہوتا تو یون فرماتے قوموا لسیدکم اور صحابہ کا کہڑے ہوجانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہ جو بیہقی کی روایت مین وارد ہے اسکی اسناد کا حال معلوم نہین اور قطع نظر اسکے یہ قیام تعظیمی نہ تہا کیونکہ قیام تعظیمی قدوم یعنے آنے کے وقت ہوتا ہے اور یہ قیام بطور متابعت کے تہا اور فراغت کے وعظ سے اور اگر مان بہی لیا جاوے کہ یہ قیام تعظیمی تہا تو نفس فعل صحابہ کا حجت نہین جبتک آپ کا حکم یا تقریر ثابت نہ ہو اور جب قیام تعظیمی مکروہ ہوا تو وہ قیام بہی مکروہ ہوگا جو مجلس میلاد شریف مین تولد شریف کے بیان پر لوگ کیا کرتے ہین اور جب آپنے اپنی حیات مین خاص اپنے لیے قیام سے منع فرمایا تو آپ کے ذکر کے وقت کیونکر قیام جائز ہوگا اور یہ مسئلہ مختلف فیہ بین العلماء ہے اور ایک جماعت علماء اس طرف بہی گئے ہے کہ قیام تعظیمی مین قباحت نہین ہے بشرطیکہ جسکے لیے قیام کیا جاوے وہ ایک عالم دیندار صاحب تقوی ہو اور جائز رکہا ہے اونہون نے قیام کو مجلس میلاد مین بہی اور اس باب مین مستقل کتابین اور رسالے لکہے گئے ہین مانعین کے طرف سے غایۃ الکلام فی ابطال عمل المولد والقیام مولفہ مولانا محمد بشیر الدین صاحب قنوجی نور اللہ مرقدہ اور مثبتین کی طرف سے اشباع الکلام فی اثبات عمل المولد والقیام مولفہ شاہ سلامت اللہ صاحب قدس سرہ اور سوا انکے اور کئی رسائل

ہیں جیسے کلمہ الحق وغیرہ اور اگر کوئی قیام کرے تو اسکو کافر یا فاسق نہ کہنا چاہیے اسیطرح اگر کوئی قیام نہ کرے اس لیے کہ مسئلہ اختلافی ہے اور اختلافی مسائل میں کسیکی تضلیل اور تفسیق جائز نہیں ہے نہ کسی مسلمان سے لڑنا یا اوسکو برا کہنا جائز ہے **ف** ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ دعا کیجیے اللہ سے ہمارے لیے آپنے فرمایا اللھم اغفر لنا وارحمنا اخیر تک یعنے یا اللہ بخشدے ہمکو اور رحم کر ہمپر اور راضی ہو جا ہم سے اور قبول کر ہماری عبادت اور داخل کر ہمکو جنت میں اور نجات دے ہمکو دوزخ سے اور درست کردے ہماری ساری کام راوی نے کہا ہمنے چاہا کہ آپ زیادہ دعا کریں آپنے فرمایا مینے تو تمہارے لیے جامع دعا کردی **ف** اس میں دین اور دنیا کی سب باتیں آگئیں اب طول کرنے سے کیا فائدہ ہے لیکن صحابہ کو حرص تھی کہ جہانتک آپ انکے لیے دعا کریں انکا فائدہ ہے زہی قسمت ان لوگون کی جو آپکی دعا میں شریک تھے یا اللہ ہمکو بھی اپنے نبی کی دعا میں شریک کرے اپنے فضل و کرم سے **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللھم انی اعوذ بک من الاربع اخیر تک یعنے یا اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری چار باتوں سے اُس علم سے جو فائدہ نہ دیوے (بلکہ بیکار عمر اس میں ضائع ہووے نہ دنیا کا فائدہ نہ عقبے کا) اور اُس دل سے جو اللہ کے سامنے نرم نہ ہو اور اُس نفس سے جو سیر نہ ہو (کبھی قناعت نہ کرے جتنا زیادہ ہو اوتنی ہی طمع بھی زیادہ ہو) اور اُس دعا سے جو سنی نہ جاوے (یعنے قبول نہ ہو) **بَابُ** مَا تَعَوَّذَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کن چیزون سے پناہ مانگی ہے **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ حضرت عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعائیں کیا کرتے تھے اللھم انی اعوذ بک اخیر تک یعنی یا اللہ میں پناہ مانگتا ہون تجھ سے اُن گناہون سے جو آگ میں لیجاتے ہیں اور آگ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب کرانیوالے گناہون سے اور قبر کے عذاب سے اور مالداری کے فتنے سے اور فقر کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے یا اللہ میرے گناہون کو دہو ڈال برف اور اولے کے پانی سے اور صاف کر دے میرا دل گناہون سے جیسے سفید کپڑے کو تو صاف کرتا ہے میل کچیل سے اور دوری کر دے مجھ میں اور گناہون میں جیسے تو نے دوری کی پورب اور پچھم

مین یا اللہ مین تیری پناہ مانگتا ہون سستی اور بڑہاپے اور گناہ اور ڈنڈ سے **ف** اُس بڑہاپے سی پناہ مانگی جس مین آدمی معذور
اور بی عقل ہوجاتا ہے مالداری کا فتنہ یہ ہی بخل اور حرص زکوۃ نہ دینا سو کہانا خدا سے غافل ہوجانا مستحقون کی خبرگیری نکرنا
فقیری کا فتنہ یہ ہے کہ مال کی طمع مین دین کو کہو بیٹہنا کفار او رفساق کی صحبت اختیار کرنا **عن** فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ
سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ دُعَاءٍ كَانَ يَدْعُو بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ
مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ فروہ بن نوفل سے روایت ہی مین نے حضرت عائشہ سے پوچہا آنحضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کیا دعا کرتے تہی انہون نے کہا آپ یہ فرماتے تہے یا اللہ مین پناہ مانگتا ہون اُن کامون کی برائی سے جو مینے کیے
اور جو مین نے نہین کیے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا
يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ
أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ابن عباس سے روایت ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہمکو یہ دعا سکہلاتے تہی جیسے قرآن کی سورت سکہلاتے (بڑے اہتمام کے ساتہ) اللہم انی اعوذ بک اخیر
تک یعنی یا اللہ مین پناہ مانگتا ہون تیرے دوزخ کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہون تیری قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہون
تیری مسیح دجال کے فتنہ سی اور پناہ مانگتا ہون تیری زندگی اور موت کے فتنہ سے **ف** اب اکثر لوگ قعدہ اخیرہ مین تشہد اور
درود کی بعد یہی دعا پڑہتے ہین **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ
مِنْ فِرَاشِهِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ
يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً
عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہی مینے ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو بچہونے پر نہ پایا تو مین آپ کو ڈہونڈہنے لگی (مکان مین اندہیرا تہا چراغ نہ تہا) میرا ہاتہ آپکے دونون قدمون پر پڑا
یعنی دونو تلوون پر آپ مسجد مین تہے اور دونو پاؤن کہڑے تہے (سجدہ مین) آپ فرماتے تہے اللہم انی اعوذ برضاک
من سخطک اخیر تک یعنی مین پناہ مانگتا ہون تیری رضامندی کی تیرے غصے سے اور تیری عافیت کی تیرے عذاب
سے اور تیری تجہہ سی مین تیری تعریف پوری نہین کرسکتا تو ایسا ہی جیسے تونے خود اپنی تعریف کی **ف** پہلے حضرت
عائشہ کو دل مین یہ شبہ ہوا کہ آپ شاید انکی باری مین دوسرے محل مین تشریف لے گئے جب آپ کو اسحال مین پایا تو کہا
سبحان اللہ مین کیا خیال مین تہی اور آپ کس کام مین مصروف ہین **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَأَنْ تَظْلِمَ أَوْ تُظْلَمَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پناہ مانگو اللہ کی محتاجی اور کمی اور ذلت سے اور ظلم کرنے سے یا ظلم کیے جانے سے
عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلوا اللہ علما نافعا وتعوذوا باللہ من علم لا ینفع -
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے وہ علم مانگو جو فائدہ دیوے اور پناہ مانگو اس علم سے
جو فائدہ نہ دیوے عن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ من الجبن والبخل وارذل العمر و
عذاب القبر وفتنۃ الصدر قال وکیع یعنی الرجل یموت علی فتنۃ لا یستغفر اللہ منہا حضرت عمر رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے نامردی اور بخیلی اور ذلیل عمر سے اور قبر کے عذاب سے اور دل
کے فتنے سے وکیع نے کہا دل کا فتنہ یہ کہ آدمی مرجاوے ایک برے اعتقاد پر اور اس سے توبہ نہ کرے **باب الجوامع**
من الدعاء جامع دعاؤں کا بیان عن ابی مالک سعد بن طارق عن ابیہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وقد اتاہ رجل فقال یا رسول اللہ کیف اقول حین اسال ربی قال قل اللہم اغفر لی وارحمنی وعافنی
وارزقنی وجمع اصابعہ الاربع الا الابہام فان ہؤلاء یجمعن لک دینک ودنیاک طارق سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں کیونکر کہوں جب دعا کروں اپنے مالک
سے آپ نے فرمایا یوں کہہ اللہم اغفر لی وارحمنی وعافنی وارزقنی یعنے یا اللہ بخشدے مجھہ کو اور رحم کر مجھہ پر اور تندرست
رکھہ مجھہ کو اور روزی دے مجھکو اور آپ نے اپنی کل انگلیوں کو ملایا سوا انگوٹھے کے (یعنے چاروں انگلیوں کو
کیونکہ اس دعا میں چار ہی لفظ ہیں) اور فرمایا یہ دعا دین اور دنیا دونوں کے لیے جامع ہے تیرے لیے عن عائشۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمہا ہذا الدعاء اللہم انی اسالک من الخیر کلہ عاجلہ واجلہ
ما علمت منہ وما لم اعلم واعوذ بک من الشر کلہ عاجلہ واجلہ ما علمت منہ وما لم اعلم اللہم
انی اسالک من خیر ما سالک عبدک ونبیک واعوذ بک من شر ما عاذ بہ عبدک ونبیک اللہم
انی اسالک الجنۃ وما قرب الیہا من قول او عمل واعوذ بک من النار وما قرب الیہا من قول او عمل
واسالک ان تجعل کل قضاء قضیتہ لی خیرا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو یہ دعا سکھلائی اللہم انی اسالک من الخیر اخیر تک یعنے یا اللہ میں تجھہ سے مانگتا ہوں
ساری بہتری کو دنیا کے اور آخرت کی جو مجھکو معلوم ہے اور جو نہیں معلوم ہے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری ساری
برائی سے دنیا کے اور آخرت کے جو مجھکو معلوم ہے اور جو معلوم نہیں ہے یا اللہ میں تجھہ سے مانگتا ہوں وہ بھلائی جو تجھہ
سے مانگی تیرے بندے اور تیرے نبی (حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے) اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری اس برائی سے

جس سے پناہ مانگی تیری بندی اور تیرے نبی نے یا اللہ میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جو چیز جنت کیطرف نزدیک کرے قول ہو یا فعل اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری دوزخ سے اور اس چیز سے جو دوزخ کی طرف نزدیک کرے قول ہو یا فعل اور میں مانگتا ہوں تجھ سے یہ کہ تو ہر قضا (حکم الٰہی اور تقدیر) کو جو تو نے میرے لیے کی ہے بہتر کر دے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مَا تَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ اَتَشَهَّدُ ثُمَّ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِهٖ مِنَ النَّارِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا اُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ قَالَ حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تو نماز میں کیا کہتا ہے وہ بولا میں تشہد پڑھتا ہوں پھر اللہ تعالی سے جنت مانگتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں لیکن قسم خدا کی آپ کی گنگناہٹ اور معاذ کی گنگناہٹ میں نہیں سمجھتا (یعنے آواز تو سنتا ہوں لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کیا دعا مانگتے ہیں اسیطرح معاذ جو اس قوم کے امام تھے جہاں یہ شخص تھا معلوم نہیں ہوتا کیا دعا مانگتے ہیں) آپ نے فرمایا ہم بھی اسی جنت اور دوزخ کے گرد گنگناتے ہیں

ف یعنے مقصود ہماری دعاؤں کا بھی یہی ہے کہ اللہ تعالی جنت نصیب کرے اور دوزخ سے بچاوے اگرچہ الفاظ میں ہماری دعا اور تیری دعا میں فرق ہو مگر حاصل ایک ہی ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ آپ نماز میں تشہد اور دعا اسطرح سے پڑھتے تھے کہ آواز کی گنگناہٹ مقتدیوں کو سنائی دیتی اب بعضی لوگ جو ستر میں مبالغہ کرتے ہیں اس قدر کہ خود اپنے تئیں بھی آواز مشکل سے سنائی دیتی ہے یہ سنت کے خلاف ہے اور فقہا نے لکھا ہے کہ اگر اتنا ستر کرے کہ پڑھنے والا خود بھی آواز نہ سنے تو نماز جائز نہ ہوگی

باب الدُّعَاءِ بِالْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ عفو اور عافیت (تندرستی) کی دعا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اَتَاهُ الْيَوْمَ الثَّانِيَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَاِذَا اُعْطِيْتَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَقَدْ اَفْلَحْتَ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ کونسی دعا افضل ہے آپ نے فرمایا اپنے مالک سے عفو اور تندرستی طلب کر دنیا اور آخرت میں پھر وہ شخص دوسرے دن آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کونسی دعا افضل ہے آپ نے فرمایا اپنے مالک سے تندرستی مانگ دنیا اور آخرت میں پھر وہی شخص تیسرے دن آیا اور کہنے لگا اے نبی اللہ کے کونسی دعا افضل ہے آپ نے فرمایا اپنے مالک سے عفو اور تندرستی مانگ دنیا اور آخرت میں جب تجھ کو معافی اور تندرستی دیجاوے دنیا اور آخرت میں تو تو نے نجات

ہاں فائدہ بیشک عافیت مین تمام بلاؤن اور بیماریون اور تکالیف سے محفوظی ہوگئی اور معافی مین گناہون کی بخشش ہوئی اب اور کیا چاہیے یہ دو لفظ ہزارون لفظون کو شامل ہین عَنْ اَوْسَطِ الْبَجَلِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا بَكْرٍ حِیْنَ قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا عَامَ الْاَوَّلِ ثُمَّ بَكٰى اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ قَالَ عَلَیْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّهٗ مَعَ الْبِرِّ وَهُمَا فِی الْجَنَّةِ وَاِیَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَاِنَّهٗ مَعَ الْفُجُوْرِ وَهُمَا فِی النَّارِ وَسَلُوا اللّٰهَ الْمُعَافَاةَ فَاِنَّهٗ لَمْ یُؤْتَ اَحَدٌ بَعْدَ الْیَقِیْنِ خَیْرًا مِّنَ الْمُعَافَاةِ وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا اوسط بجلی سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکر سے اونہون نے سنا وہ کہڑے ہوئے اور کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع سال مین میرے اس جاے پر کہڑے تہے اس کے بعد روئے (آپکو یاد کرکے) پہر کہا لازم کر لو اپنے اوپر سچ بولنے کو وہ نیکی کے ساتہ ہے اور یہ دونون جنت مین ہین اور بچو تم جہوٹ سے وہ برائی کے ساتہ ہے اور یہ دونو دوزخ مین ہین اور اللہ تعالی سے تندرستی مانگو اسلیے کہ یقین کے بعد (یعنے ایمان کے بعد) پہر کوئی نعمت تندرستی سے بڑہکر نہین ہے (بلکہ اور سب نعمتین تندرستی پر سے قربان اور تصدق ہین اور اگر تندرستی نہو تو کسی نعمت کی لذت ہی نہ ہوگی) اور حسد مت کرو اور بغض مت کرو اور قطع ملاقات یا قطع رحم مت کرو اور ایک دوسرے کی طرف سے مونہ مت پہیرو پیٹہ اسکی طرف مت کرو اور اللہ کے بندے بہائی بہائی ہو جاؤ **ف** یعنے تمام مسلمانون کے ساتہ محبت اور شفقت سے پیش آؤ اور کسی مسلمان کو مت ستاؤ

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ وَافَقْتُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ مَا اَدْعُوْ قَالَ تَقُوْلِیْنَ اللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر اتفاق سے مین شبقدر پاؤن تو اس شب کو کیا دعا کرون آپنے فرمایا یہ دعا کر اللہم انک عفو تحب العفو فاعف عنی یعنے اے مالک تو بڑا معاف کرنیوالا ہے اور دوست رکہتا ہے معافی کو تو معاف کر مجہہ کو عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ دَعْوَةٍ یَدْعُوْ بِهَا الْعَبْدُ اَفْضَلَ مِنَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دعا جو بندہ مانگے اس سے افضل نہین ہے اللہم انی اسالک المعافاۃ فی الدنیا والآخرۃ یعنے یا اللہ مین تجہہ سے عافیت مانگتا ہون دنیا اور آخرت مین

بَابٌ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْیَبْدَاْ بِنَفْسِهٖ جب کوئی تم مین سے دعا کرے تو پہلے اپنے نفس سے شروع کرے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَاَخَا عَادٍ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے ہمپر اور عاد کے بہائی پر (یعنے حضرت ہود علیہ السلام پر جو قوم

عاد کی طرف بھیجے گئے تھے **ف** باب کا مطلب یہ ہے کہ دعا پہلی اپنے لیے کرے پھر اور لوگون کے لیے مثلاً یون کہے غفر لنا اللہ و
لکم یا عافانا اللہ وعافاکم یا اللہم اغفر لنا وللمومنین یا رحمنا اللہ وایاکم یا یغفر اللہ لنا ولکم مثل مشہور ہے اول خویش بعدہ درویش

بَابٌ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ دعا قبول ہوتی ہے بشرطیکہ جلدی نکرے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ قِيلَ وَكَيْفَ يَعْجَلُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ اللهَ فَلَمْ يَسْتَجِبِ اللهُ لِي ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مین سے کسی کی دعا قبول ہوتی ہے جبتک وہ جلدی نکرے لوگون نے عرض کیا جلدی کیسے آپنے فرمایا مثلاً یون کہے مین نے اللہ سے دعا کی لیکن اسنے قبول نہ کی **ف** ایسا کہنا بی ادبی ہے مالک کی جناب مین اور مالک کا اختیار ہے جب وہ مناسب سمجھتا ہے اسوقت دعا قبول کرتا ہے کبھی جلدی کبھی دیر مین اور کبھی دنیا مین قبول نہین کرتا جب بندے کا فائدہ دعا نہ قبول ہونے مین ہوتا ہے تو آخرت کے لیے اس دعا کو اوٹھا رکھتا ہے غرض مالک کی حکمتین اور اسکے بھید وہی خوب جانتا ہی اور کسی حال مین بندے کو اپنے مالک سے مایوس نہ ہونا چاہیے کیونکہ سوا اسکے در کے اور در کونسا ہی اور وہ زیادہ رحیم ہے اپنے بندون پر ماں باپ سے پس بہتر یہی ہے کہ بندہ سب کام اسکی رضا اور تقدیر پر چھوڑ دیوے اور ظاہر مین بموجب احکام شرعی کے دعا کرتا رہے لیکن اگر دعا قبول نہ ہو تو بھی دل خوش رہے اور یہ سمجھے کہ اس مین ضرور کوئی حکمت ہوگی اور ہمارا اچھا فائدہ ہوگا دوسری روایت مین یون ہی بشرطیکہ گناہ یا ناتا توڑنے کی دعا نہ کرے یعنے ایسی دعا قبول نہین ہوتی

بَابٌ لَا يَقُولُ الرَّجُلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ آدمی کو یہ نہ کہنا چاہیے ای خدا اگر تو چاہے تو مجھکو بخشدے **ف** کیونکہ اس مین استغنا اور بی پروائی نکلتی ہے اور اللہ جل جلالہ وہی کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے اسپر زبردستی کرنیوالا کون ہی پھر یہ قید کہ اگر تو چاہے محض فضول ہے بلکہ یون کہنا چاہیے یا اللہ مجھکو بخشدے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّ اللهَ لَا مُكْرِهَ لَهُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے یون نہ کہے یا اللہ بخشدے مجھکو اگر تو چاہے بلکہ قطعی طور سے مغفرت مانگے اسلیے کہ اللہ جل جلالہ پر کوئی زبردستی کرنیوالا نہین ہے

بَابٌ اِسْمِ اللهِ الْأَعْظَمِ اسم اعظم کا بیان **ف** اسم اعظم کی تعیین مین بہت اختلاف ہے اور بہت اقوال ہین اور ہم آگے ایک دعا بیان کرینگے جس مین ہمنے تمام روایات کو جمع کر دیا ہے پس جو کوئی اسکو پڑھے تو ضرور اسم اعظم بھی پڑھے گا اور راجح قول یہ ہے کہ اللہ کا لفظ یہی اسم اعظم ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ وَفَاتِحَةِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ اسماء بنت یزید سے روایت ہی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے والٰہکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ہو الرحمٰن الرحیم اور شروع سورہ آل عمران میں الم اللہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم **ف** اس حدیث سے نکلتا ہے کہ الٰہ کا لفظ اسم اعظم ہے **عَنِ** الْقَاسِمِ قَالَ اسْمُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ فِیْ سُوَرٍ ثَلَاثٍ الْبَقَرَۃِ وَاٰلِ عِمْرَانَ وَطٰہٰ قاسم نے کہا اللہ کا اسم اعظم کہ جب کوئی اس سے دعا کرے تو قبول ہو تین سورتوں میں ہے بقرہ اور آل عمران اور طٰہٰ میں **ف** سورہ بقرہ میں ہے اللہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم اور سورہ آل عمران میں بھی یہی ہے اور سورہ طٰہٰ میں ہے اللہ لا الٰہ الا ہو لہ الاسماء الحسنیٰ بعضوں نے کہا اللہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم یہی اسم اعظم ہے بعضوں نے کہا صرف الحی القیوم اور بعضوں نے کہا لا الٰہ الا ہو اور مجھ کو الہام ہوا وہ یہ ہے کہ اسم اعظم یہی ہے لا الٰہ الا ہو اور اس صورت میں اگلی حدیث اور یہ قول قاسم کا جو ابو امامہ سے مرفوعاً مروی ہے دونوں درست ہو جاتی ہیں **عَنِ** الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ قاسم نے ابو امامہ سے اونہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰہَ بِاسْمِہِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی وَاِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ بریدہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سنا وہ کہہ رہا تھا اللھم انی اسالک بانک انت اللہ الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد تو آپ نے فرمایا اس نے اللہ سے سوال کیا اسم اعظم کے وسیلے سے جب کوئی اُسکے وسیلے سے سوال کرتا ہے تو اللہ دیتا ہے اور جب کوئی اُسکے وسیلے سے دعا کرتا ہے تو اسکی دعا قبول کرتا ہے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ فَقَالَ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰہَ بِاسْمِہِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِہٖ اَعْطٰی وَاِذَا دُعِیَ بِہٖ اَجَابَ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا وہ کہہ رہا تھا اللھم انی اسالک بان لک الحمد لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک المنان (اور ایک روایت میں یوں ہے الحنان المنان) بدیع السموات والارض ذو الجلال والاکرام آپ نے فرمایا اس نے سوال کیا اللہ سے اسکا اسم اعظم لیکر جب کوئی اسکے وسیلہ سے سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور جب اسکے وسیلہ سے دعا کرتا ہے تو قبول کرتا ہے **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِاسْمِکَ الطَّاھِرِ الطَّیِّبِ الْمُبَارَکِ الْاَحَبِّ اِلَیْکَ الَّذِیْ اِذَا دُعِیْتَ بِہٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِہٖ اَعْطَیْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِہٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِہٖ فَرَّجْتَ قَالَتْ وَقَالَ ذَاتَ یَوْمٍ یَا عَائِشَۃُ ھَلْ عَلِمْتِ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ دَلَّنِیْ عَلَی الْاِسْمِ الَّذِیْ

إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَعَلِّمْنِيهِ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لَكِ يَا عَائِشَةُ قَالَتْ فَتَنَحَّيْتُ وَجَلَسْتُ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَقَبَّلْتُ رَأْسَهُ ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِيهِ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لَكِ يَا عَائِشَةُ أَنْ أُعَلِّمَكِ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لَكِ أَنْ تَسْأَلِينَ بِهِ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا قَالَتْ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَدْعُوكَ اللَّهَ وَأَدْعُوكَ الرَّحْمَنَ وَأَدْعُوكَ الْبَرَّ الرَّحِيمَ وَأَدْعُوكَ بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنَى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ أَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي قَالَتْ فَاسْتَضْحَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ لَفِي الْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَوْتِ بِهَا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللھم انی اسالک باسمک الطاہر الطیب المبارک الاحب الیک الذی اذا دعیت بہ اجبت واذا سالت بہ اعطیت واذا استرحمت بہ رحمت واذا استفرجت بہ فرجت اور ایک روز آپ نے فرمایا اے عائشہ تم جانتے ہو بے شک اللہ تعالی نے مجھکو اپنا وہ نام بتلا دیا کہ جب وہ نام لیکر دعا کی جاوے تو اللہ تعالی قبول کریگا مینے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ وہ نام مجھہ کو بتلا دیجیے آپنے فرمایا تیرے لائق نہیں اے عائشہ (یعنی اسم اعظم تجھہ کو بتلانا مصلحت نہیں معلوم نہیں تو کیا دعا مانگے) حضرت عائشہ رضنے کہا یہ سنکر میں ہٹ گئی اور ایک ساعت خاموش بیٹھی پھر میں اوٹھی اور میں نے آپکا سر چوما اور عرض کیا یا رسول اللہ وہ اسم مجھکو بتلا دیجیے آپنے فرمایا وہ تیری لائق نہیں اے عائشہ یعنی اسکا بتلانا تجھکو مناسب نہیں اور تجھے مناسب نہیں دنیا کی کوئی چیز اس اسم کے وسیلے سے مانگنا حضرت عائشہ نے کہا یہ سنکر میں اوٹھی اور مینے وضو کیا پھر میں نے دو رکعتیں پڑہیں بعد اسکے میں نے دعا کی اللھم انی ادعوک اللہ وادعوک الرحمان وادعوک البر الرحیم وادعوک باسمائک الحسنی کلہا ما علمت منہا و مالم اعلم ان تغفرلی وترحمنی یہ سنکر آپ ہنسے اور فرمایا اسم اعظم انہی ناموں میں ہے جن سے تو نے دعا مانگی **ف** مگر صاف حضرت عائشہ کو نہ بتلایا کہ وہ کون سا نام ہے اس دعا میں حضرت عائشہ نے اللہ کا نام لیا اور رحمن اور رحیم اور بر پھر یہ کہا کہ میں تجھہ سے دعا کرتی ہوں تیرے سارے اچھے ناموں کی طفیل سے جو مجھہ کو معلوم ہیں اور جو نہیں معلوم پس ان اسماء میں ضرور اسم اعظم بھی آگیا اور آپ کا یہ فرمانا صحیح ہوا کہ اسم اعظم انہی ناموں میں ہے جن سے تو نے دعا کی مگر یہ صاف معلوم نہیں ہوا کہ وہ کونسا نام ہے میں نے اسم اعظم کے متعلق تمام حدیثوں کو جمع کرکے ایک دعا بنائی ہے اور یقین ہے کہ اسم اعظم اسمیں ضرور موجود ہوگا پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ جب کوئی سخت مشکل پیش آوے تو وضو کرے اور دو رکعت نفل پڑہے پھر تین بار درود شریف پڑہے بعد اوسکے باطہارت روبقبلہ تین بار یہ دعا کرے پھر اس دعا کے وسیلہ سے اپنا مطلب اللہ تعالے سے مانگے پھر تین بار درود شریف پڑہے امید ہے کہ اسکی دعا ضرور قبول ہوگی ان شاء اللہ مگر احتیاط رکھے کہ بغیر ضرورت شدیدہ کے ایسا نہ کرے اور گناہ

کے کام اور حقیر کاموں کے لیے اور کسی مسلمان کو ضرر پہونچانے کے لیے یہ دعا کرے اور نہ انتظام عالم مین دخل دیوے مثلاً سلطنت یا ملک یا بادشاہ کے بدلنے کے لیے یا تباہ ہونے کے لیے ورنہ نفع کے بدل نقصان لاحق ہونیکا اندیشہ ہے وہ دعا یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الم اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ ہو الرحمن الرحیم ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو الملک القدوس السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون ہو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنی یسبح لہ ما فی السموات والارض ہو العزیز الحکیم والھکم الہ واحد لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم قل اللہم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر تولج اللیل فی النہار وتولج النہار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اللہم انی اسالک بان لک الحمد لا الہ الا انت الحنان المنان بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام یا حی یا قیوم اللہم انی اسالک بانی اشہد انک انت اللہ لا الہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد اللہم انی اسالک باسمک الطاہر الطیب المبارک الاحب الیک الذی اذا دعیت بہ اجبت واذا سالت بہ اعطیت واذا استرحمت بہ رحمت واذا استفرجت بہ فرجت اللہم انی ادعوک اللہ وادعوک الرحمن وادعوک البر الرحیم وادعوک باسمائک الحسنی کلہا ما علمت منہا وما لم اعلم یا رب یا رب اللہ لا الہ الا ہو رب العرش العظیم سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح **باب** اَسْمَآءِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اللہ جل جلالہ کے ناموں کا بیان **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اِسْمًا مِائَۃً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ جل جلالہ کے ایک کم سو نام ہین جو کوئی انکو یاد کر لیوے وہ جنت مین جاویگا **ف** سبحان اللہ ہماری مالک کے کیسے کیسے پیارے نام ہین اسکے ہر ایک نام پر تصدق ہونیکو دل چاہتا ہے اور پھر یہ نام صرف عربی زبان مین نہین بلکہ ہر ایک لغت اور ہر ایک زبان مین اسکے صدہا نام ہین اور سب ایسے ہی ہین سبحان اللہ الممدوح بکل لسان اب تمام دنیا مین تقریباً بارہ سو زبانین بولی جاتی ہین اور ہر ایک زبان مین اوسط سو سو نام رکھو تو کل نام اسکے ایک لاکھ بیس ہزار ہوتے ہین اور یہ صرف اس چھوٹے سے گولے پر یعنے زمین پر اور زمین سے سیکڑون ہزارون درجہ بڑی اسکے سیکڑون ہزارون لاکھون اور عالم موجود ہین اور انمین ہزارون لاکھون طرح کی مخلوقات اور لاکھون بولیان اور لغتین پس کروڑون نام ہمارے پروردگار عزوجل کے ہوئے اور ہر ایک نام سے مراد اور مقصود وہی ایک ذات ہے جس نے سبکو پیدا کیا اور وہ ازلی اور ابدی ہے اسمین تغیر اور تبدل اور فنا نہین اور اسکے سوا سب فانی اور بے

مجموعہ اسم اعظم برائے حاجات دعا

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان للہ تسعۃ وتسعین اسما مائۃ الا واحدا انہ وتر یحب الوتر من حفظھا دخل الجنۃ اللہ الواحد الصمد الاول الاخر الظاھر الباطن الخالق البارئ المصور الملک الحق السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر الرحمن الرحیم اللطیف الخبیر السمیع البصیر العلیم العظیم البار المتعال الجلیل الجمیل الحی القیوم القادر القاھر العلی الحکیم القریب المجیب الغنی الوھاب الودود الشکور الماجد الواجد الوالی الراشد العفو الغفور الحلیم الکریم التواب الرب المجید الولی الشھید المبین البرھان الرؤف الرحیم المبدئ المعید الباعث الوارث القوی الشدید الضار النافع الباقی الواقی الخافض الرافع القابض الباسط المعز المذل المقسط الرزاق ذو القوۃ المتین القائم الدائم الحافظ الوکیل الفاطر السامع المعطی المحیی الممیت المانع الجامع الھادی الکافی الابد العالم الصادق النور المنیر التام القدیم الوتر الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد قال زھیر فبلغنا من غیر واحد من اھل العلم ان اولھا یفتح بقول لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ لہ الاسماء الحسنی

اعتبار میں دوسرا یعلم جنود ربک الا ھو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ کے ننانوے یعنے ایک کم سو نام ہیں اور وہ طاق ہے دوست رکھتا ہے طاق عدد کو جو کوئی انکو یاد کر لیوے وہ جنت میں جاوے گا اَللّٰہ اسم ذات سب ناموں سے اشرف اور اعلیٰ اَلْوَاحِد اکیلا اَلصَّمَد بے نیاز اَلْاَوَّل پہلا اَلْاٰخِر پچھلا اَلظَّاھِر کھلا ہوا یا سب کے اوپر اَلْبَاطِن چھپا ہوا اَلْخَالِق پیدا کرنے والا اَلْبَارِئ پیدا کرنیوالا اَلْمُصَوِّر صورت بنانیوالا اَلْمَلِک بادشاہ اَلْحَق سچا اَلسَّلَام ہر ایک عیب سے سلامت اَلْمُؤْمِن یقین والا اَلْمُھَیْمِن غالب اَلْعَزِیْز عزت والا اَلْجَبَّار بڑے شان والا زور والا اَلْمُتَکَبِّر بڑائی کرنے والا اَلرَّحْمٰن بہت رحم کرنے والا اَلرَّحِیْم مہربان اَللَّطِیْف شفقت کرنیوالا اپنے بندوں پر اَلْخَبِیْر خبردار اَلسَّمِیْع سننے والا اَلْبَصِیْر دیکھنے والا اَلْعَلِیْم جاننے والا اَلْعَظِیْم بزرگی والا اَلْبَار نیکوکار اَلْمُتَعَال برتر اَلْجَلِیْل بزرگ اَلْجَمِیْل خوبصورت اَلْحَی زندہ اَلْقَیُّوْم قائم رکھنے والا آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کا اَلْقَادِر قدرت والا اَلْقَاھِر قہر اور غصے والا اَلْعَلِی اونچا اَلْحَکِیْم حکمت والا اَلْقَرِیْب نزدیک اَلْمُجِیْب قبول کرنیوالا اَلْغَنِی تونگر بے پرواہ اَلْوَھَّاب دینے والا اَلْوَدُوْد چاہنے والا اَلشَّکُوْر قدر کرنے والا اَلْمَاجِد بزرگی والا اَلْوَاجِد پانے والا اَلْوَالِی حکومت والا صاحب رکھنے والا مالک مختار اَلرَّاشِد رشد والا اَلْعَفُو معاف کرنیوالا اَلْغَفُوْر بخشنے والا اَلْحَلِیْم بردبار اَلْکَرِیْم کرم والا اَلتَّوَّاب توبہ قبول کرنیوالا اَلرَّب پالنے والا

اَلْمَجِیْدُ بزرگی والا اَلْوَلِیُّ اختیار رکھنے والا سردار اَلشَّہِیْدُ گواہ حاضر اَلْمُبِیْنُ ظاہر کرنیوالا اَلْبُرْہَانُ دلیل اَلرَّؤُفُ اَلرَّحِیْمُ مہربان شفقت والا اَلْمُبْدِئُ شروع پیدا کرنیوالا اَلْمُعِیْدُ دوبارہ پیدا کرنے والا اَلْبَاعِثُ بھیجنے والا اپنے بندون کو انتظام کے لیے اَلْوَارِثُ ترکہ لینے والا اَلْقَوِیُّ زور آور اَلشَّدِیْدُ سخت اَلضَّارُّ نقصان پہونچانیوالا اَلنَّافِعُ فائدہ دینے والا اَلْبَاقِیْ قائم اَلْوَاقِیْ بچانیوالا اَلْخَافِضُ پست کرنیوالا گھٹانیوالا اَلرَّافِعُ اونچا کرنے والا بڑہانیوالا اَلْقَابِضُ روکنے والا اَلْبَاسِطُ چھوڑ دینے والا پھیلانیوالا اَلْمُعِزُّ عزت دینے والا اَلْمُذِلُّ ذلت دینے والا اَلْمُقْسِطُ انصاف کرنیوالا اَلرَّزَّاقُ روزی دینے والا ذُوالْقُوَّۃِ زور والا اَلْمَتِیْنُ مضبوط اَلْقَائِمُ ہمیشہ رہنے والا اَلدَّائِمُ برقرار اَلْحَافِظُ بچانے والا اَلْوَکِیْلُ نگاہ رکھنے والا اَلْفَاطِرُ پیدا کرنیوالا اَلسَّامِعُ سننے والا اَلْمُعْطِیْ دینے والا اَلْمُحْیِیْ زندہ کرنے والا اَلْمُمِیْتُ مارنیوالا اَلْمَانِعُ روکنے والا اَلْجَامِعُ جمع کرنے والا اَلْہَادِیْ راہ بتلانیوالا اَلْکَافِیْ کفایت کرنیوالا اَلْاَبَدُ ہمیشہ برقرار اَلْعَالِمُ جاننے والا اَلصَّادِقُ سچا اَلنُّوْرُ روشن اور ظاہر اَلْمُنِیْرُ روشن کرنیوالا اَلتَّامُّ پورا اَلْقَدِیْمُ ہمیشہ سے تہا اَلْوِتْرُ طاق اَلْاَحَدُ اکیلا اَلصَّمَدُ بے نیاز اَلَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ نہ جنا ہے اس نے کسی کو نہ وہ جنا گیا ہے اور نہ اسکے جوڑ کا کوئی اور ہے زہیر بن محمد نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) ہمکو کئی عالمون سے پہونچا کہ جب ان ناموں کو پڑھے تو پہلے یون کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی **ف** ان نامون مین کئی ایک نام مکرر ہین جیسے صمد رحیم وغیرہ اور مقصود یہان حصر نہین ہے کیونکہ پروردگار تعالیٰ شانہ کے اور دوسرے نام بھی وارد ہین جیسے غنی حنان منان سبوح قدوس ذوالجلال والاکرام غفار قہار بدیع رشید صبور ستار وغیرہ اور بہت نام انہین سے دوسری احادیث مین اور بہت سے آیات قرآنی مین وارد ہین اور علماء نے کہا ہے کہ اللہ جل جلالہ کے اسماء اور صفات توقیفی ہین یعنے جو شرع مین وارد ہین انہی الفاظ کو اطلاق کرنا چاہیے اور جو شرع مین وارد نہین ہین انکا مضمون اگرچہ درست بھی ہو جب بھی انکا اطلاق بہتر نہین جیسے واجب الوجود عقل العقول علۃ العلل وغیرہ اور اگر ان نامون مین کوئی عیب یا ذلت یا حدوث یا تغیر نکلے تو ان کا اطلاق بالاتفاق جائز ہی نہین جیسے خالق الکلاب یا خالق الخنازیر وغیرہ اگرچہ مضمون انکا صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے کتے اور سورون کا بھی مگر ادب ضرور ہے جناب احدیت کا اور بے ادب فضل رب سے محروم ہے

باب دَعْوَۃِ الْوَالِدِ وَدَعْوَۃِ الْمَظْلُوْمِ ماں باپ کی دعا اولاد کے لیے اور مظلوم کی دعا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ یُسْتَجَابُ لَھُنَّ لَا شَکَّ فِیْھِنَّ دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَۃُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَۃُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائین ضرور قبول ہوتی ہین ان مین شک نہین ایک تو

مظلوم کی دعا دوسرے مسافر کی تیسرے ماں باپ کی اپنی اولاد کے لیے عن اُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ وَدَاعٍ الْخُزَاعِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ دُعَاءُ الْوَالِدِ يُفْضِي إِلَى الْحِجَابِ ام حکیم سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ماں باپ کی دعا اللہ جل جلالہ کے خاص حجاب تک پہونچ جاتی ہے (یعنے ضرور قبول ہوتی ہے) **باب** كَرَاهِيَةِ الِاعْتِدَاءِ فِي الدُّعَاءِ دعا میں تکلف کرنا منع ہے عن عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ سَمِعَ ابْنَهُ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ عَنْ يَمِينِ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلْتُهَا فَقَالَ أَيْ بُنَيَّ سَلِ اللهَ الْجَنَّةَ وَعُذْ بِهِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ عبداللہ بن مغفل نے اپنے بیٹے کو سنا وہ کہہ رہے تھے یا اللہ میں تجھ سے سفید محل مانگتا ہوں جنت کے داہنے طرف جب میں اس میں داخل ہوں تو کہا اے چھوٹے بیٹے میرے اللہ سے جنت مانگ اور پناہ مانگ اسکی دوزخ سے بس یہی کافی ہے) کیونکہ میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قریب میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو حد سے بڑھا دینگے دعا کو **ف** اور طہارت کو دونوں میں مبالغہ اور اسراف کرنا سنت کے خلاف ہے یہاں سے کراہت نکلی اکثر تکلف اور سجع اور مقفا دعاؤں کی جو متاخرین نے ایجاد کی ہیں اور جاہل انکے الفاظ پر فریفتہ ہو جاتے ہیں عمدہ دعائیں وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور آپ پسند کرتے تھے مختصر اور جامع دعا کو **باب** رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ دعا میں ہاتھ اٹھانا عن سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ فَيَرُدَّهُمَا صِفْرًا أَوْ قَالَ خَائِبَتَيْنِ سلمان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا مالک شرم اور کرم والا ہے اور وہ شرم کرتا ہے اپنے بندے سے کہ وہ ہاتھ اٹھاوے اسکی طرف اور وہ انکو خالی پھیر دے (یعنے دعا قبول نہ کرے معلوم ہوا مومن کی دعا خالی نہیں جاتی یا تو دنیا میں قبول ہوتی ہے یا آخرت میں اسکا بدل ملیگا عن ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتَ اللهَ فَادْعُ بِبُطُونِ كَفَّيْكَ وَلَا تَدْعُ بِظُهُورِهِمَا فَإِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اللہ سے دعا کرے تو اپنے ہتھیلیاں اوپر رکھ اور ہاتھوں کی پیٹھ اوپر مت رکھ (مگر استسقا میں پیٹھ اوپر رکھنا چاہیے جیسے مسلم کی روایت میں ہے) پھر جب تو دعا سے (اپنی دعا سے) فارغ ہو تو ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیر **باب** مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى صبح و شام آدمی کیا دعا کرے عن أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَانَ لَهُ عِدْلَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَعِيلَ وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ فِي حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِذَا أَمْسَى

مِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ قَالَ فَرَأَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
إِنَّ أَبَا عَيَّاشٍ يُحَدِّثُ عَنْكَ بِكَذَا وَكَذَا فَقَالَ صَدَقَ أَبُو عَيَّاشٍ ابوعیاش زرقی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کیوقت کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر تو اسکو ثواب
ہوگا جیسے ایک بردہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں آزاد کیا اور دس گناہ اسکے معاف ہوجاوینگے اور دس درجے
بلند ہوجاوینگے اور وہ شام تک شیطان سے محفوظ رہیگا پھر جب شام ہو اور یہی کہے یعنے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ آخر
تک تو صبح تک ایسا ہی رہیگا راوی نے کہا ایک شخص نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا یا
رسول اللہ ابوعیاش آپ سے ایسی حدیث روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا سچ کہا ابوعیاش نے ف تو اس حدیث کی اور
زیادہ تصدیق ہوگئی اس خواب سے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ جسنے مجھکو خواب میں دیکھا تو بیشک مجھی کو دیکھا اس
لیے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا
أَصْبَحْتُمْ فَقُولُوا اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَى وَبِكَ نَمُوتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُمْ فَقُولُوا اللّٰهُمَّ
بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَى وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح ہو تو یوں کہو اللہم بک اصبحنا وبک امسینا وبک نحیی وبک نموت یعنی یا اللہ تیرے
صبح کی تیرے ہی نام پر یا تیرے ہی مدد سے اور نعمت سے اور تیرے ہی نام پر شام کی اور تیرے ہی نام سے جیتے ہیں اور تیرے
ہی نام پر مرینگے پھر جب شام ہو تو کہو اللہم بک امسینا وبک اصبحنا وبک نحیی وبک نموت والیک المصیر عَنْ عُثْمَانَ
ابْنِ عَفَّانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ
كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَيَضُرُّهُ
شَيْءٌ قَالَ وَكَانَ أَبَانُ قَدْ أَصَابَهُ طَرَفٌ مِنَ الْفَالِجِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ أَبَانُ مَا تَنْظُرُ إِلَيَّ
أَمَا إِنَّ الْحَدِيثَ كَمَا قَدْ حَدَّثْتُكَ وَلٰكِنِّي لَمْ أَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ لِيُمْضِيَ اللّٰهُ عَلَيَّ قَدَرَهُ حضرت عثمان رضی سے روایت
ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی بندہ صبح اور شام یہ کہے بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ
شیء فی الارض ولا فی السماء وہو السمیع العلیم تین بار تو اسکو کوئی نقصان نہ ہوگا یعنے کوئی بیماری اور آفت اسکو نہ آویگی
راوی نے کہا ابان کو جو اس حدیث کا راوی ہے فالج کی بیماری ہوگئی تھی ایک شخص انکیطرف دیکھنے لگا اس حدیث
کو بیان کرتے وقت تعجب سے کہ اگر حدیث صحیح ہوتی تو تم کو فالج کی بیماری کاہیکو آتی ابان نے کہا تو میری طرف کیا
دیکھتا ہے میں نے جو حدیث بیان کی وہ صحیح ہے لیکن جس دن فالج مجھ پر گرا اس دن میں نے یہ دعا نہیں پڑھی تھی

رہول گئے ہونگی تاکہ اللہ تعالی کی جو تقدیر ہے وہ جاری ہو یعنے مقدر مین تو میرے اوپر فالج گرنا تھا بس حقتعالی نے اس روز
یہ دعا مجھہ کو بہلا دی اور فالج گر گیا اس صورت مین حدیث کی صحت مین کوئی شک نہین رہی **ف** اس حدیث سی معلوم
ہوا کہ قضای مبرم یعنے قطعی نہین رک سکتی اور جو کچھہ تقدیر مین ہے وہ ضرور پورا ہوتا ہے اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ پہر
اس دعا کے پڑہنے سی کیا حاصل ہے کیونکہ بندیکو یہ علم کہان ہے کہ قضا مبرم ہے یا معلق اور احتمال ہے کہ قضای معلق
ہو اس دعا کے پڑہنے پر یعنے اگر یہ دعا پڑہ لیگا تو اس صدمی سی محفوظ رہیگا اور جب دعا پڑہ لی تو یہ سمجھنا چاہیے کہ تقدیر
مین اس آفت کا ٹل جانا تھا اس دعا کی برکت سے اگر نہ پڑہے اور آفت آئی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مین ہماری یہ آفت آنا
ضرور لکہی تھی اب ہم دعا کیسے پڑہ سکتے تہے کیونکہ تقدیر سے حذر محال ہے **مترجم** کہتا ہی اس دعا کا تجربہ مجھہ کو
مدت دراز سی ہے اور مین صبح و شام اس دعا کو ضرور پڑہتا ہون مگر جب کسیدن بہول جاتا ہون تو اسی دن کوئی آفت
آتی ہے **عَنْ** اَبِی سَلَامٍ خَادِمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ اَوْ
اِنْسَانٍ اَوْ عَبْدٍ یَقُوْلُ حِیْنَ یُمْسِیْ وَحِیْنَ یُصْبِحُ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا اِلَّا کَانَ
حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّرْضِیَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ابو سلام سی روایت ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تہے اونہون نے
روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا جو کوئی مسلمان یا جو آدمی یا جو بندہ (یہ راوی کی شک ہے کہ کون
سا کلمہ ارشاد فرمایا) شام اور صبح کو یہ کہے رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا تو اللہ ضرور اسکو راضی کرے گا
قیامت کے دن **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ یَقُوْلُ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَعُ هٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ حِیْنَ
یُمْسِیْ وَحِیْنَ یُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَ
الْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ وَاحْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ
وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ قَالَ وَکِیْعٌ یَعْنِی الْخَسْفَ
ابن عمر سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان دعاؤن کو نہین چھوڑتے تہی صبح اور شام اللهم انی اسألک العفو
والعافیة فی دینی ودنیای واہلی ومالی اللهم استر عوراتی وامن روعاتی واحفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی
وعن شمالی ومن فوقی واعوذبک ان اغتال من تحتی۔ وکیع نے کہا اغتیال من تحتی یہ ہے کہ دہنس جاوی **عَنْ**
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ
بِنِعْمَتِكَ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ قَالَهَا فِي يَوْمِهٖ وَلَيْلَتِهٖ فَمَاتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَوْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ دَخَلَ الْجَنَّةَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی بریدہ سے روایت
ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی یہ دعا پڑھے دن اور رات کو پھر اسدن یا اس رات کو مرجاوے تو وہ جنت مین
جاویگا ان شاء اللہ تعالی اللھم انت ربی اخیر تک (اسکو سید الاستغفار کہتے ہین) یعنی یا اللہ تو میرا پالنے والا ہے کوئی
خدا نہین سوا تیرے تو نے مجھکو پیدا کیا مین تیرا بندہ ہون اور تیرے عہد پر قائم ہون (یعنے توحید پر جو بروز الست تو نے لیا
تھا) اور تیرے وعدے پر جہانتک مجھسے ہوسکتا ہے (یہ قید اسواسطے لگائی کہ پورا پورا عہد اور وعدے پر قیام بشر سے نہین
ہوسکتا گناہ سرزد ہوتے ہین عبادات مین غفلت ہوتی ہی) مین پناہ مانگتا ہون تیرے اپنے برے کامون سے جو مین
نے کیے اور اقرار کرتا ہون تیری نعمت کا اور اقرار کرتا ہون اپنے گناہ کا تو بخشدے گناہ میرا اسلیے کہ کوئی گناہ
نہین بخشتا سوا تیرے **ف** سبحان اللہ کتنا آسان طریقہ جنت مین جانیکا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا سوز
کو چاہیے کہ صبح ایک بار اور رات کو ایک بار سید الاستغفار پڑھ لیا کرے اسیطرح ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی دوسری روایت
مین ہی کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو جنت مین جانیکے لیے اسکو کوئی چیز نہ روکے گی سوا موت کے یعنے
موت کی دیر ہے مرا اور جنت مین گیا ان حدیثون سے یہی نکلتا ہے کہ مومنین کی ارواح جنت مین رہتی ہین اور یہی
صحیح اور راجح مذہب ہے ہمیں اور بزرگون کا **باب** مَا يَدْعُوْ بِهٖ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ جب آدمی سونے کے لیے بچھونے
پر جاوے تو کیا دعا پڑھے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَوٰی اِلٰی
فِرَاشِهٖ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی مُنْزِلَ التَّوْرٰىةِ
وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ
قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ
دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب
اپنے بچھونے پر جاتے تو یہ فرماتے اللھم رب السموات اخیر تک یعنی یا اللہ مالک آسمانون کے اور زمینون کے اور مالک ہر چیز
کے چیرنے والے دانے اور گٹھلی کے (درخت اگلنے کے لیے) اتارنیوالے توراۃ اور انجیل اور قرآن عظیم کے مین پناہ مانگتا ہون
تیری ہر جانور کی برائی سے جسکی پیشانی تیرے ہاتھ مین ہے تو سب سے پہلے ہے تجھسے پہلے کوئی نہین اور تو سب کے بعد ہے
تیرے بعد کوئی نہین اور تو ظاہر ہے تیرے اوپر کچھ نہین اور تو باطن ہے تجھسے زیادہ باطن کوئی نہین میرا قرض ادا کرادے
اور مفلسی سے مجھکو غنی کردے **ف** ظاہری معنے یہی ہین کہ مفلسی دور کرکے مجھکو مالدار کردے لیکن ایک اور معنی
باریک ہین جسکی طرف ہم اوپر اشارہ کر چکے ہین کہ فقر سے مجھکو غنا عنایت فرما **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی

اللہ علیہ وسلم قال اذا اراد احدکم ان یضطجع علی فراشہ فلینزع داخلۃ ازارہ ثم لینفض بہا فراشہ فانہ لا یدری ما خلفہ علیہ ثم لیضطجع علی شقہ الایمن ثم لیقل رب بک وضعت جنبی وبک ارفعہ فان امسکت نفسی فارحمھا وان ارسلتھا فاحفظھا بما حفظت بہ عبادک الصالحین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے اپنے بچھونے پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو اپنے تہبند کا کنارہ کھولے اور اس سے اپنا بچھونا جھاڑے اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی کیڑا یا کانٹا وغیرہ بچھونے پر ہو تو وہ دفع ہو جاوے اسلیے کہ وہ نہیں جانتا اسکے بعد بچھونے پر کون بیٹھا ہے (شاید سانپ یا بچھو یا اور کیڑا وہاں بیٹھا ہو اور ان لوگون کے پاس اکثر چراغ بھی نہیں تھے پس بچھونے کا سوتے وقت جھاڑنا ضرور تھا) پھر اپنے داہنے کروٹ پر لیٹے بعد اسکے کہے مالک میں تیرے نام پر اپنی کروٹ رکھتا ہون اور تیرے ہی نام پر اٹھاؤن گا پھر اگر تو میری جان کو روک لے (یعنے اب میں نہ جاگون اور میری جان پھر بدن میں نہ آوے) تو تو اس پر رحم کر اور اگر تو چھوڑ دے (اور میں جاگون) تو اسکی حفاظت کر جیسے تو اپنے نیک بندون کی حفاظت کرتا ہے **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ سوتے میں آدمی کی جان نکل جاتی ہے اور سیر کرتی ہے عالم ناسوت اور ملکوت کی اور اسیوجہ سے عمدہ خواب نظر آتی ہے اور بزرگون سے ملاقاتین ہوتی ہین اور فیوض اور برکات حاصل ہوتے ہین اور مراد جان سے یہان نفس ناطقہ مجردہ انسانیہ ہے جو مدار ہے تکلیف کا نہ روح حیوانی جو مرکوب یعنے سواری ہے اس نفس کی یعنے روح انسانی کی کیونکہ اگر روح حیوانی بھی نکل جاوے تو آدمی مرجاوے حالانکہ سونیوالے میں اور مردے میں بڑا فرق ہے لیکن خواب کو بھی موت کی بہن کہتے ہین اسوجہ سے کہ روح انسانی دونوں میں خارج ہو جاتی ہے اب یہ ضرور نہیں ہے کہ ہر ایک خواب سچا ہو اور روح کی ملاقات اور مشاہدہ سے ہو بلکہ بہت خواب دماغی خیالات اور معدے کے بخارات سے پیدا ہوتے ہین اور خواب کا بیان آگے آویگا

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اخذ مضجعہ نفث فی یدیہ وقرء بالمعوذتین ومسح بھما جسدہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب سونے لگتے تو اپنے دونو ہاتھون میں معوذتین پڑھکر پھونکتے اور انکو اپنے سارے بدن پر پھیرتے **ف** ترمذی کی روایت مین قل ہو اللہ احد بھی ہے

عن البراء بن عازب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لرجل اذا اخذت مضجعک او اویت الی فراشک فقل اللھم اسلمت وجھی الیک والجات ظھری الیک وفوضت امری الیک رغبۃ ورھبۃ الیک لا ملجا ولا منجا منک الا الیک امنت بکتابک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت فان مت من لیلتک مت علی الفطرۃ وان اصبحت اصبحت وقد اصبت خیرا براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا جب تو سونے لگے اور اپنے بچھونے

پرجاوے تو کہہ اللھم اسلمت وجہی الیک (اور بعض روایتوں میں اسلمت نفسی الیک ہے) والجأت ظہری الیک وفوضت امری الیک رغبۃ ورہبۃ الیک لا ملجأ ولا منجا منک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت وبنبیک الذی ارسلت پھر اگر تو اس رات کو مر جاویگا تو سچے دین پر مریگا فطرت پر اور اگر صبح کریگا تو بھلائی کے ساتھ صبح کرے گا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ وَضَعَ یَدَہٗ یَعْنِی الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّہٖ ثُمَّ قَالَ اللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَکَ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بچھونے پر جاتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنی گال کے تلے رکھتے پھر فرماتے اللھم قنی عذابک یوم تبعث (یا یوم تجمع) عبادک یعنی یا اللہ بچا تو مجھکو اپنے عذاب سے جس دن تو اوٹھاوے یا جمع کرے اپنے بندوں کو **بَابُ** مَا یَدْعُوْا بِہٖ اِذَا انْتَبَہَ مِنَ اللَّیْلِ جب رات کو آنکھ کھلجاوے تو کیا دعا پڑھے **عَنْ** عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ حِیْنَ یَسْتَیْقِظُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ثُمَّ دَعَا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ غُفِرَ لَہٗ قَالَ الْوَلِیْدُ اَوْ قَالَ دَعَا اسْتُجِیْبَ لَہٗ فَاِنْ قَامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلّٰی قُبِلَتْ صَلٰوتُہٗ عبادہ بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رات کو چونکے اور جاگتے وقت یہ کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئے قدیر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر دعا کرے رب اغفر لی اے رب بخشدے مجھکو تو وہ بخشدیا جاویگا ولید کی روایت میں ہے پھر دعا کرے تو اسکی دعا قبول ہوگی پھر اگر اوٹھے اور وضو کرے اور نماز پڑھے تو اسکی نماز قبول ہو جاویگی **ف** اس حدیث سے یہ نکلا کہ رات کو جب نیند سے ہوشیار ہو تو کلمہ پڑھکر دعا کرے اور استغفار پڑھے جہانتک ہو سکے اسیطرح تسبیح یا تہلیل تو قیام لیل کا ثواب اسکو ملجاویگا لیکن افضل یہ ہے کہ بچھونے سے اوٹھے اور وضو کرکے تہجد پڑھے اگر کسی سے تہجد ادا نہ ہو سکے تو کم سے کم یہ ضرور ہے کہ بچھونے پر ہی رہکر یہ کلمہ جتنی بار ہو سکے پڑھے اور استغفار پڑھے اور دعا کرے اور قیام لیل اسقدر سے بھی ادا ہو جاوے گا اور جان لینا چاہیے کہ اگلے صالحین نے قیام لیل کبھی ترک نہیں کیا ہے اور وہ ضرور ہے اگرچہ تھوڑا سا ہی ہو یعنی ایک بار یہ کلمہ پڑھکر دعا کرے جیسا اس حدیث میں ہے **عَنْ** رَبِیْعَۃَ بْنِ کَعْبٍ الْاَسْلَمِیِّ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ کَانَ یَبِیْتُ عِنْدَ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ یَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مِنَ اللَّیْلِ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الْھَوِیَّ ثُمَّ یَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ربیعہ بن کعب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کے دروازے کے پاس رات کو رہتے اور آپ کی آواز رات کو سنتے آپ فرماتے سبحان اللہ رب العالمین بڑی دیر تک پھر

فرماتے سبحان اللہ وبحمدہ عن حذیفۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انتبہ من اللیل قال الحمد
للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور حذیفہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب آنکھ جاگتے تو فرماتے الحمد
للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور **ف** صبح کو بھی جب بستر سے اٹھے تو یہی دعا پڑھے یعنی شکر خدا کا جس نے ہم کو جلایا مارنے
کے بعد اور اسی کی طرف جی اٹھکر جانا ہے **عن** معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد
بات علی طہور ثم تعار من اللیل فسأل اللہ من امر الدنیا او من امر الاخرۃ الا اعطاہ معاذ بن جبل سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بندہ رات کو باوضو سووے پھر رات کو چونکے اور اللہ جل جلالہ سے دنیا یا آخرت
کی کوئی بات مانگے تو اللہ پاک اسکو دیگا **باب الدعاء عند الکرب** سختی اور تکلیف کے وقت کی دعا **عن** اسماء
بنت عمیس قالت علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمات اقولھن عند الکرب اللہ اللہ ربی لا اشرک
بہ شیئا اسماء بنت عمیس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو چند کلمے سکھلائے جنکو میں سختی کے وقت کہتی
ہوں اللہ اللہ ربی لا اشرک بہ شیئا یعنے اللہ اللہ میرا رب ہے میں اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتی **عن** ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول عند الکرب لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب
العرش العظیم سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش الکریم قال وکیع مرۃ لا الہ الا اللہ فیھا کلھا
ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سختی کے وقت یہ کہتے لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش
العظیم سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش الکریم۔ وکیع کی ایک روایت میں ہر فقرے کے شروع میں لا الہ الا اللہ ہے
ف یعنے یوں لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم لا الہ الا اللہ سبحان اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ سبحان اللہ رب السموات
السبع ورب العرش الکریم غرض یہ دعا سختی اور کرب کے وقت مفید اور مجرب ہے جیسے کوئی درد لاحق ہو یا آگ لگ جاوے
یا پانی میں ڈوبنے لگے یا اور کوئی بلا میں پھنس جاوے **باب ما یدعو بہ الرجل اذا خرج من بیتہ** گھر سے نکلتے
وقت کیا دعا پڑھے **عن** ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا خرج من منزلہ قال اللھم
انی اعوذ بک ان اضل او ازل او اظلم او اظلم او اجھل او یجھل علی ام سلمہ سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے نکلتے کہیں جانے کو تو فرماتے اللھم انی اعوذ بک من ان اضل او ازل او اظلم او اظلم او اجھل
او یجھل علی یعنے یا اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ راہ بھٹک جاؤں یا پھسل جاؤں یا کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر
ظلم کرے یا جہالت کروں یا کوئی مجھ سے جہالت کرے **عن** ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا
خرج من بیتہ قال بسم اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ التکلان علی اللہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے نکلتے تو فرماتے بسم اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ التکلان علی اللہ **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَابِ بَیْتِہٖ اَوْ مِنْ بَابِ دَارِہٖ کَانَ مَعَہٗ مَلَکَانِ مُوَکَّلَانِ
بِہٖ فَاِذَا قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ قَالَا ھُدِیْتَ وَاِذَا قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ قَالَا وُقِیْتَ وَاِذَا قَالَ تَوَکَّلْتُ عَلَی
اللّٰہِ قَالَا کُفِیْتَ قَالَ فَیَلْقَاہُ قَرِیْنَاہُ فَیَقُوْلَانِ مَاذَا تُرِیْدَانِ مِنْ رَجُلٍ قَدْ ھُدِیَ وَکُفِیَ وَوُقِیَ ابوہریرہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنے گھر کے دروازے سے برآمد ہووے یا کوٹھری کے دروازے سے تو
دو فرشتے اسکے ساتھ معین ہوتے ہیں اگر وہ بسم اللہ کہتا ہے تو دونو فرشتے کہتے ہیں تو نے راہ پائی اور جب وہ لا حول ولا
قوۃ الا باللہ کہتا ہے تو کہتے ہیں تو ہر ایک آفت سے بچا پھر جب وہ کہتا ہے توکلت علی اللہ تو کہتے ہیں اب تجھے کسی کی مدد کی حاجت
نہیں رہی پھر اس سے اسکے دونو شیطان ملتے ہیں تو یہ فرشتے ان سے کہتے ہیں تم اس شخص سے کیا کرنا چاہتے ہو جسکو راہ ملی
اور دوسرے کی مدد سے بے پرواہ ہوا اور ہر ایک آفت سے محفوظ ہوا **ف** اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک بندے کے ساتھ
دو دو فرشتے اور دو دو شیطان معین ہیں اور مسلم نے ابن مسعود سے نکالا کہ تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ساتھی ہے ملائکہ
میں سے اور ایک جن میں سے اور احتمال ہے کہ بعضوں کے ساتھ ایک ایک ساتھی ہوں بعضوں کے ساتھ دو دو یا ایک مشغول رہتا ہو
اور دوسرا مشغول نوکر چاکر کے (انخناس) **باب** مَا یَدْعُوْ بِہٖ اِذَا دَخَلَ بَیْتَہٗ گھر میں جاتے وقت کیا دعا پڑھے **عَنْ**
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَیْتَہٗ فَذَکَرَ اللّٰہَ عِنْدَ دُخُوْلِہٖ وَ
عِنْدَ طَعَامِہٖ قَالَ الشَّیْطَانُ لَا مَبِیْتَ لَکُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِذَا دَخَلَ وَلَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ عِنْدَ دُخُوْلِہٖ قَالَ الشَّیْطَانُ
اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیْتَ فَاِذَا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ عِنْدَ طَعَامِہٖ قَالَ اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیْتَ وَالْعَشَاءَ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے
انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب آدمی اپنے گھر میں گھسے اور گھستے وقت اور کھانا کھاتے وقت
بسم اللہ کہے تو شیطان کہتا ہے نہ تمکو سونے کی جگہ ملی نہ کھانا ملا اور جب گھستے وقت بسم اللہ نہ کہے تو شیطان کہتا ہے
(دوسرے شیطانوں سے) تم نے سونے کی جگہ تو پالی پھر اگر اس نے کھانے وقت بھی بسم اللہ نہ کہی تو شیطان کہتا ہے تم نے
کھانا اور سونے کی جگہ دونو کو پایا **باب** مَا یَدْعُوْ بِہِ الرَّجُلُ اِذَا سَافَرَ سفر کرتے وقت کیا دعا پڑھے **عَنْ**
عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحِیْمِ یَتَعَوَّذُ اِذَا سَافَرَ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَدَعْوَۃِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ
فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ زَادَ اَبُوْ مُعَاوِیَۃَ فَاِذَا رَجَعَ قَالَ مِثْلَھَا عبد اللہ بن سرجس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے تھے عبد الرحیم کی روایت میں ہے آپ تعوذ کرتے تھے سفر کے وقت اللھم انی اعوذ بک اخیر تک یعنی یا اللہ

میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں سفر کی تکلیف سے اور لوٹنے کے رنج سے اور ترقی کے بعد تنزل سے اور مظلوم کی بد دعا سے اور برا حال دیکھنے سے گھر والوں کا یا مال کا ابو معاویہ کی روایت میں ہے سفر سے لوٹتے وقت بھی ایسا ہی فرماتے **باب** ما يدعو به الرجل اذا رأى السحاب والمطر بادل اور برسات کے وقت کی دعا **عن** عائشة اخبرته ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا رأى سحابا مقبلا من افق من الآفاق ترك ما هو فيه وان كان في صلوته حتى يستقبله فيقول اللهم انا نعوذ بك من شر ما ارسل به فان امطر قال اللهم صيبا نافعا مرتين او ثلثة وان كشفه الله عز وجل ولم يمطر حمد الله على ذلك حضرت عائشہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ابر کو آتا دیکھتے آسمان کے کسی کنارے سے تو جو کام کرتے ہوتے اسکو چھوڑ دیتے یہاں تک کہ اگر نماز میں بھی ہوتے تو ابر کیطرف مونہہ کرتے اور فرماتے اللھم انا نعوذ بک من شر ما ارسل بہ پھر اگر اس ابر سے پانی برستا تو فرماتے اللھم صیبا نافعا یعنے جاری اور فائدہ دینے والا پانی عنایت فرما دو بار فرماتے یا تین بار اور اگر ابر کھل جاتا اور پانی نہ برستا تو آپ اللہ کا شکر کرتے **ف** اگلی امتوں پر ابر میں اللہ کا عذاب آیا تھا تو آپ جب ابر دیکھتے تو اللہ کے عذاب سے پناہ مانگتے **عن** عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا رأى المطر قال اللهم اجعله صيبا هنيئا حضرت عائشہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش کو دیکھتے تو فرماتے اللھم اجعلہ صیبا ہنیئا یعنے کر دے اسکو جاری اور مبارک **عن** عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رأى مخيلة تلون وجهه وتغير ودخل وخرج واقبل وادبر فاذا امطرت سري عنه قال فذكرت له عائشة بعض ما رأت منه فقال ما يدريك لعله كما قال قوم هود فلما رأوه عارضا مستقبل اوديتهم قالوا هذا عارض ممطرنا بل هو ما استعجلتم به الاية حضرت عائشہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ابر دیکھتے تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا اور آپ اندر جاتے اور باہر آتے اور سامنے آتے اور پیٹھ موڑ کر جاتے (تردد اور پریشانی سے) جب اس میں سے پانی برسنے لگتا تو آپ کو تسلی ہو جاتی ایک بار حضرت عائشہ نے آپکا یہ حال دیکھکر اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا تجھے معلوم نہیں ہود علیہ السلام کی قوم نے ابر کو آتا دیکھا اپنی وادیوں کیطرف اور کہنے لگے یہ ابر ہمپر پانی برساویگا اس میں پانی نہیں ہے بلکہ وہ ہے جس کے لیے تم جلدی کرتے تھے آندھی ہے دکھ کا عذاب اس میں اخیر آیت تک **باب** ما يدعو به الرجل اذا نظر الى اهل البلاء کسی آفت یا مصیبت والیکو دیکھے تو کیا دعا پڑھے (مثلا جذامی کو یا بیمار کو یا اندھے کو) **عن** ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فجئه صاحب بلاء فقال الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به وفضلني على كثير ممن

خلق تفضیلاً عوفی من ذلک البلاء کائنا ما کان ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ناگاہ کسی بلا والے کو دیکھے پھر کہے الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علے کثیر من خلق تفضیلا تو وہ اس بلا سے محفوظ رہیگا کوئی بلا ہو **ف** یعنے کسی قسم کی بلا ہو لیکن اگر یہ بلا دینی ہو جیسے کسی کو فسق اور فجور میں دیکھے تو پکار کر یہ دعا پڑھے تاکہ اس شخص کو نصیحت ہو اور اگر دنیوی بلا ہو جیسے جذام وغیرہ تو آہستہ سے دعا پڑھے کہ وہ شخص نہ سنے اور اسکے دل کو رنج نہ ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابواب تعبیر الرؤیا خواب کی تعبیر کے باب **باب** الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او ترى له نیک خواب خود دیکھے یا دوسرا کوئی اُسکے لیے دیکھے **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرؤیا الحسنۃ من الرجل الصالح جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک خواب نیک شخص کا جزء ہے نبوت کی چھیالیس جزوں کا **ف** معلوم ہوا کہ نبوت کے چھیالیس حصے ہیں اور ان میں سے ایک حصہ خواب نیک بھی ہے اگرچہ اب نبوت باقی نہیں رہی مگر یہ حصہ اسکا قیامت تک باقی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے ہونے سے پہلے سچی خواب دکھائی دیتی تھی جو خواب آپ دیکھتے بیداری میں ویسا ہی نمود ہوتا **عن** ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رؤیا المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عن** ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رؤیا الرجل المسلم الصالح جزء من سبعین جزءا من النبوۃ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان نیک بخت آدمی کا خواب ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے **فائدہ** یہ اگلی روایت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ ایک شے کے جتنے حصے چاہو کرو اور ممکن ہے کہ لوگوں میں فرق ہو بعضوں کا خواب (۴۶) میں کا ایک حصہ ہو بعضوں کا ستر میں کا ایک حصہ ہو اور ممکن ہے کہ سہو ہو راوی کا **عن** ام کرز الکعبیۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات ام کرز سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے نبوت جاتی رہی یعنے میرے بعد اب کوئی نیا نبی نہ آوے گا لیکن خوشخبری دینے والی باتیں باقی ہیں (من جملہ انکے ایک نیک خواب بھی ہے) **عن** ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرؤیا الصالحۃ جزء من سبعین جزءا من النبوۃ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک خواب ایک حصہ ہے نبوت کے ستر حصوں میں سے **عن** عبادۃ بن الصامت قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قول اللہ سبحانہ لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ قال

هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ عبادہ بن صامت سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
اس آیت کا مطلب لهم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ یعنے انکو خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں آپ نے فرمایا
خوشخبری سے مراد اچھا خواب ہے جو خود مسلمان دیکھے یا اُسکے لیے دوسرا کوئی دیکھے **ف** مثلاً جناب مولوی عبداللہ صاحب غزنوی
علیہ الرحمۃ نے علامہ ابوالطیب نور اللہ مرقدہ کی زندگی میں ان کے لیے خواب دیکھا کہ وہ ایک گھوڑے پر سوار ہیں اور تاج زرین
انکے سر پر ہے اللہ سبحانہ وتعالی ان دونوں کے مراتب عالیہ کرے اور ہمکو ان سے ملاوے برزخ میں آمین **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَشَفَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّتَارَةَ فِي مَرَضِهِ وَالصُّفُوفُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ
مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی مرض موت میں (حجرے کا) پردہ اٹھایا اور لوگ ابوبکر صدیق کے پیچھے صف باندھے ہوئے تھے (نماز کے لیے)
آپنے فرمایا اے لوگو نبوت کی خوشخبری دینے والی باتوں میں سے کوئی بات نہیں رہی (کیونکہ نبوت ہی ختم ہو گئی) مگر اچھا
خواب باقی ہے جو خود مسلمان دیکھے یا دوسرا کوئی اسکے لیے دیکھے **بَابُ** رُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
الْمَنَامِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَآنِي فِي
الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ عَلَى صُورَتِي عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے بیداری میں دیکھا ہے (یعنے اسکی مثل ہے) اس
لیے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا **ف** پس جب کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکے حلیہ اور صورت پر دیکھے جیسا
کتابوں میں مرقوم ہے تو اسکا خواب سچ ہے اور اُس نے بیشک آپکو دیکھا کیونکہ شیطان کی یہ طاقت نہیں کہ آپ کی شکل بنے لیکن
خواب میں دیکھنا ہر بات میں بیداری میں دیکھنے کے برابر نہیں ہے مثلاً خواب میں آپکو دیکھنے سے آدمی صحابی نہیں ہو سکتا
اسیطرح علماء نے کہا ہے کہ اگر خواب میں آپ کو شرع کے خلاف کسی بات کا حکم کرتے دیکھے تو یہ خواب حجت نہ ہوگا اور شرع کی
پیروی ضرور ہے جیسے منقول ہے کہ ایک شخص نے خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ شراب پینے کا حکم کرتے ہیں وہ
بیدار ہو کر حیران ہوا ایک عالم نے اسکو بتلایا یہ تیرا سہو ہے آپنے شراب پینے سے منع فرمایا اسیطرح علماء نے کہا ہے کہ اگر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو اور کسی شکل پر دیکھے مثلاً چکنے بے ریش آدمی کے شکل پر تو گویا آپ کو نہیں دیکھا اور یہ خواب صحیح نہ ہوگا
اور سید جمال الدین محدث نے کہا کہ آپکو خواہ کسی صورت پر دیکھے وہ آپ ہی کا دیکھنا ہوگا کیونکہ صورت مثال ہے آپکے روح
مقدسہ کی اور شیطان کو یہ جرات نہیں ہے کہ کوئی صورت بنکر دعوی کرے کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور بہر حال اسپر
اتفاق ہے کہ اگر خواب میں آپ کوئی حکم شرع ظاہری کے خلاف دیں تو اُسپر عمل کرنا جائز نہیں اور یہ کہیں گے کہ خواب دیکھنے

والی کو دہوکا ہو اور جب بیداری مین شیطان آدمی کو اسقدر دہوکے دیتا ہے تو خواب مین اسکی مداخلت بطریق اولی ہو سکتی ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھکو خواب مین دیکھا اس نے بیشک مجھکو دیکھا اسلیے کہ شیطان میری صورت نہین بن سکتا عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَمَثَّلَ فِي صُورَتِي جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھکو خواب مین دیکھا اس نے بیشک مجھکو دیکھا اسلیے کہ شیطان کو میری صورت بنانا سزاوار نہین عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي ابوسعید رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِي ابوجحیفہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھکو خواب مین دیکھا اس نے گویا مجھکو جاگتے مین دیکھا کیونکہ شیطان کو یہ قدرت نہین ہے کہ میری صورت بنجاوے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي ابن عباس سے بھی ایسے ہی روایت ہے

بَاب الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ خواب تین طرح کا ہوتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ فَبُشْرَى مِنَ اللّٰهِ وَحَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَقُصَّ إِنْ شَاءَ وَإِنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلَى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ يُصَلِّي ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواب تین طرح کا ہوتا ہے ایک تو خوشخبری اللہ کیطرف سے دوسرے خیال نفس کا تیسرے ڈرانا شیطان کا پہر جب کوئی تم مین سے ایسا خواب دیکھے جو اسکو پسند آوے تو اگر چاہے تو لوگون سے بیان کرے اور اگر ایسا خواب دیکھے جو برا معلوم ہو تو اسکو کسی سے بیان نکرے اور کہڑے ہو کر نماز پڑہے عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ مِنْهَا أَهَاوِيلُ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ بِهَا ابْنَ آدَمَ وَمِنْهَا مَا يَهُمُّ بِهِ الرَّجُلُ فِي يَقَظَتِهِ فَيَرَاهُ فِي مَنَامِهِ وَمِنْهَا جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عوف بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواب تین طرح کے ہوتے ہین ان مین بعضے خواب شیطان کے ہول دلانے سے پڑتے ہین تاکہ آدمی کو رنج ہو اور بعضے خواب

ایسے ہوتے ہیں کہ جاگتے میں جدہر کا خیال ہوتا ہے وہی خیال خواب میں پڑتا ہے (جیسے کہتے ہیں بلی کو خواب میں چھیچھڑے)
اور بعض خواب ایسے ہیں کہ وہ ایک حصہ ہیں نبوت کے ۴۶ حصوں میں سے۔ ابو عبید اللہ نے کہا جو حدیث کا راوی ہے میں نے
عوف بن مالک سے کہا تم نے یہ حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے انہوں نے کہا میں نے یہ آنحضرت سے سنی ہے
میں نے یہ آنحضرت سے سنی ہے۔ **ف** دوبارہ تاکید کے لیے کہا اب اس حدیث سے منکرین کے وہ اعتراض رفع ہو گئے جو کہتے ہیں کہ خواب ایک
بے اصل چیز ہے آدمی کا خیال ہے اور کوئی چیز نہیں ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ خواب میں وہی چیزیں نظر پڑتی ہیں جن کو
آدمی نے دنیا میں دیکھا ہے یا سنا ہے اور کسیقدر اسکی صفات کا علم ہے اور وہ چیزیں نظر نہیں پڑتیں جو مجہول مطلق ہیں
جیسے عالم آخرت کی بعض عجائب مخلوقات وغیرہ جنکی کوئی صفت ہمکو معلوم نہیں ہے اور جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ بے
شک اکثر خواب اسیقسم کے ہوتے ہیں جو آدمی کے خیالات اور وساوس کے نتائج ہوتے ہیں لیکن بعض خواب من جانب اللہ
ہوتے ہیں اور انکی دلیل یہ ہے کہ جاگتے میں ایک امر کا مطلقاً خیال نہیں ہوتا اور نہ ایک شخص کا تصور ہوتا ہے لیکن خواب
میں وہ دکھلائی دیتا ہے اور اس سے ملاقات ہوتی ہے اور یہ امر بدیہی ہے اور تجربہ اور تواتر سے معلوم ہوا ہے کہ بعض وقت
آدمی ایک بات خواب میں دیکھتا ہے اور بیداری میں وہ بات اسیطرح ظاہر ہوتی ہے اور بہت سے لوگوں نے خواب میں علمی مسائل
دریافت کیے ہیں اور بہت اگلے علما اور عرفا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ سے خواب میں حدیثیں دریافت کی
ہیں اور شرعی مسائل میں احکام پوچھے ہیں اسلیے مطلق خواب کی اصلیت کا انکار کرنا ٹھیک نہیں ہے نہ اس امر کا انکار
ہو سکتا ہے کہ بہت سے خواب شیطان کیطرف سے ڈرانے کے لیے پڑتے ہیں اور فقیر مترجم کو اسکا تجربہ ہوا ہے کہ جس شب سوتے
وقت یہ دعا پڑھی اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق اور رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین و من ان یحضرون
اس شب کو شیطان کے شر سے اور احتلام سے محفوظ رہا اور جس روز عمدہ کپڑے بدلے اور پائجامہ سفید اور پاک اور طاہر ہوا اور
یہ دعا پڑھنا بھول گیا اسی شب کو شیطان نے احتلام میں مبتلا کیا اور پائجامہ نجس کرایا اور حاصل یہ ہے کہ جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث میں منقول ہے وہی تجربہ اور مشاہدہ اور نقل متواتر اور عقل سلیم سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

باب مَنْ رَاٰی رُؤْیَا یَکْرَهُهَا جو شخص برا خواب دیکھے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَهُهَا فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِهٖ ثَلٰثًا وَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ
ثَلٰثًا وَلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے ایسا خواب دیکھے جسکو برا جانتا ہو تو اپنی بائیں طرف تین بار تھوکے اور اسکی پناہ
مانگے شیطان سے تین بار (یعنے تعوذ پڑھے) اور جس کروٹ پر سوتا تھا وہ کروٹ بدل ڈالے **عَنْ** اَبِیْ قَتَادَةَ رضـ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ ابوقتادہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا خواب اللہ کیطرف سے ہے اور برا خواب شیطان کیطرف سے ہے پھر جب کوئی تم میں سے ایسا خواب دیکھے جسکو برا سمجھے تو بائیں طرف تین بار تھوکے اور شیطان مردود سے اللہ کے پناہ مانگے تین بار اور جس کروٹ پر سوتا تھا وہ کروٹ بدلڈالے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَتَحَوَّلْ وَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا وَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکوئی تم میں سے ایساخواب دیکھے جسکو برا سمجھے تو اُس کروٹ کو بدلڈالے جسپر سوتا تھا اور بائیں طرف تین بار تھوکے اور اللہ جل جلالہ سے اُس خواب کی بھلائی مانگے اور اسکی برائی سے پناہ مانگے **بَابُ** مَنْ لَعِبَ بِهِ الشَّيْطَانُ فِي مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ جو خواب شیطان کی کھیل کا دیکھے وہ کسی سے بیان نکرے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَأْسِي ضُرِبَ فَرَأَيْتُهُ يَتَدَهْدَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمِدُ الشَّيْطَانُ إِلَى أَحَدِكُمْ فَيَتَهَوَّلُ لَهُ ثُمَّ يَغْدُو يُخْبِرُ النَّاسَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا میری گردن ماری گئی اور سر کٹ کر زمین پر گھومتا چلا جاتا ہے آپنے فرمایا شیطان تم میں سے کسیکو ڈراتا ہے پھر وہ شخص صبحکو لوگوں سے بیان کرتا ہے **ف** یعنے ایسی خوابوں کو بیان نہیں کرنا چاہیے جو شیطانی تخویفات اور نفسانی تلبیسات سے ہوں **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّ عُنُقِي ضُرِبَتْ وَسَقَطَ رَأْسِي فَاتَّبَعْتُهُ فَأَخَذْتُهُ فَأَعَدْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثَنَّ بِهِ النَّاسَ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک شخص آیا آپ خطبہ پڑھ رہے تھے اور بولا یا رسول اللہ میں نے گذشتہ رات کو خواب میں دیکھا جیسے میری گردن ماری گئی اور میرا سر گر پڑا میں اسکے پیچھے چلا اور اسکو اٹھا کر پھر اپنے مقام پر رکھ لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کسی کے ساتھ شیطان کھیلے خواب میں تو لوگوں سے اسکو بیان نہ کرے **ف** اور ابن سیرین خواب کی تعبیر کہنے والا ۱۲ نے کہا ہے کہ کسی مکروہ خواب کو بیان نہ کرے بلکہ اعوذ باللہ پڑھے اور شیطان کے شر سے پناہ مانگے اور صبح کو اور تھا صدقہ اور خیرات کرے تو اس خواب کی آفت ٹلجاوے گی اور مکروہ خواب کو اگر بیان کیا اور کسینے اسکی بری تعبیر کہا

تو اکثر ویسا ہی ہو جاتا ہے اسلیے خاموشی بہتر ہے عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَلَمَ اَحَدُکُمْ فَلَا یُخْبِرُ النَّاسَ بِتَلَعُّبِ الشَّیْطَانِ بِہٖ فِی الْمَنَامِ جابر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے شیطانی خواب دیکھے تو کسی سے بیان نکرے وہ جو شیطان اس سے کھیلا خواب مین **باب** الرُّؤْیَا اِذَا عُبِرَتْ وَقَعَتْ خواب کی جیسی تعبیر کہی جاوے ویسا ہی ہوتا ہی پس چاہیے کہ دوست کے سامنے بیان کرے **ف** یعنی دانا دوست کے سامنے نادان دوست اور دشمن کے سامنے کبھی خواب بیان نکرے ایسا نہ ہو وہ کوئی مضر تعبیر بیان کرے اور ویسا ہی واقع ہو عَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرُّؤْیَا عَلٰی رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ تُعْبَرْ فَاِذَا عُبِرَتْ وَقَعَتْ قَالَ وَالرُّؤْیَا جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ قَالَ وَاَحْسِبُہٗ قَالَ لَا یَقُصُّہَا اِلَّا عَلٰی وَادٍّ اَوْ ذِیْ رَاْیٍ ابو رزین سے روایت ہے اونہون نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خواب ایک پرند کے پاؤن پر ہے (اور وہین رہتا ہے) جبتک اسکی تعبیر ندی جاوے پھر جہان تعبیر دی اور وہ گرا (جیسے پرند کے پاؤن کی چیز ذرا حرکت ہوئی اور گری) اور آپ نے فرمایا خواب ایک جزو ہے نبوت کی ۴۶ جزون مین سے اور مین سمجھتا ہون آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خواب کو بیان نکرے مگر اس سے جس سے محبت ہو یا وہ عاقل ہو **ف** رای سلیم رکھتا ہو اور فہم مستقیم اور بہتر یہ ہے کہ اس سے بیان کرے جو علاوہ محبت اور عقل کے علم تعبیر سے بھی واقف ہو اور یہ علم ایک جداگانہ علم ہوگیا ہے اور پہلی اس علم مین جو کتاب ہے وہ ابن سیرین کی کتاب ہے انکو خواب کی تعبیر مین بڑا دخل تہا اسکے بعد اور علما نے بھی تعبیر نامے بنائے ہین مگر کتاب کو دیکھکر تعبیر کہنا ٹھیک نہین ہی جبتک استاد سے یہ علم حاصل نکرے اور خواب کی تعبیر مین بڑی دانائی اور دانشمندی درکار ہے اور موسم اور فصل اور وقت اور عمر کا بھی لحاظ ہوتا ہے ایک ہی خواب کی جسکو دو آدمی دیکھین جداگانہ تعبیر ہوتی ہے بلحاظ ہر ایک شخص کی حالت کے اور موسم کی اور تاریخ کی غرض یہ علم ایک بڑا وسیع علم ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالی نے یہ علم عنایت فرمایا تہا وہ جو تعبیر دیتے تھے ویسا ہی ہوتا اور کئی خوابون کی تعبیرین انکی دی ہوئین قرآن مین مذکور ہین جیسے شمس و قمر اور گیارہ تارون کا انکو سجدہ کرنا قیدیون کی خوابون کی تعبیر عزیز مصر کا خواب اور اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ کل خواب بے اصل اور لغو نہین ہین اور جو کوئی ایسا سمجھے وہ کافر ہے کیونکہ قرآن کا انکار کرتا ہے **باب** عَلٰی مَا تُعْبَرُ الرُّؤْیَا خواب کی تعبیر کس طرح دینا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِعْتَبِرُوْہَا بِاَسْمَائِہَا وَکُنَاہَا وَالرُّؤْیَا لِاَوَّلِ عَابِرٍ انس بن مالک سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواب کی تعبیر بیان کرو اسکے نام اور کنیت کو دیکھکر یعنی مثال اسکی قائم کرو مثلا کھجور کا درخت مثال ہے عرب کی شخص کی کیونکہ کھجور

عرب میں ہوتا ہے اور آم کا درخت شال ہے ہندی شخص کی اسلیے کہ آم ہندوستان ہی میں ہوتا ہے) اور خواب ایک ہے جو پہلا اسکے تعبیر دیوی **فائدہ** اب دوسرے کی تعبیر سے کچھ نہ ہوگا پہلے شخص کی تعبیر کے موافق واقع ہوگا پس لازم ہے کہ سوا عقلمند واقف کار صالح اور نیک شخص کے اور کسی سے پہلی خواب بیان نکرے اور نام کی مثال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ پاس رطب لایا گیا ابن طاب کا (وہ ایک قسم ہے رطب کی) آپ نے یہ تعبیر کہی کہ دنیا میں ہماری ترقی ہوگی اور آخرت میں سلامتی اور ہمارا دین طیب اور پاکیزہ ہے **بَابُ مَنْ تَحَلَّمَ حُلُمًا كَاذِبًا** جو شخص جھوٹ خواب بیان کرے (یعنی نہ دیکھا ہو اور کہے میں نے ایسا دیکھا) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَحَلَّمَ حُلُمًا كَاذِبًا كُلِّفَ اَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَيُعَذَّبَ عَلٰى ذٰلِكَ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ خواب بیان کرے اسکو قیامت کے دن حکم ہوگا دو جو میں گرہ لگانیکا اور اسپر عذاب دیا جاویگا **ف** کیونکہ گرہ اس سے لگ نہ سکیگی دو جو ون میں اور اس پر اسکو عذاب دینگے حالانکہ بیداری میں بھی جھوٹ بولنا گناہ ہے مگر خواب میں جھوٹ بولنا اس سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے کیونکہ خواب نبوت کی مبشرات میں سے ہے پس اسمیں جھوٹ بولنا گویا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے **بَابُ** اَصْدَقُ النَّاسِ رُؤْيَا اَصْدَقُهُمْ حَدِيْثًا جو شخص جتنا سچا ہو بات کرنے میں اسیقدر اسکا خواب بھی سچا ہوگا **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَاَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا اَصْدَقُهُمْ حَدِيْثًا وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب مومن کا خواب بہت کم جھوٹ ہوگا (یعنے اکثر مومن کا خواب سچ نکلیگا اور ویسا ہی ظاہر ہوگا جیسا خواب دیکھی) اور اسیکا خواب زیادہ سچ ہوگا جو بات میں زیادہ سچا ہو اور مسلمان کا خواب جزء ہے نبوت کے چھیالیس جزوں میں سے **ف** یہ ترجمہ قیامت کے قریب اذا اقترب الزمان کا ہے اور بعضوں نے کہا قرب الزمان سے موت کا زمانہ مراد ہے یعنی جب آدمی کی موت نزدیک آتی ہے تو اسکے خواب سچے ہونے لگتے ہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عالم آخرت کے وصال کا وقت نزدیک آجاتا ہے اور وہاں کے حالات زیادہ منکشف ہونے لگتے ہیں بعضوں نے کہا قرب الزمان سے سن پیری مراد ہے کیونکہ اسوقت میں شہوت اور غضب کا زور گھٹ جاتا ہے اور مزاج معتدل ہوتا ہے پس اسوقت کے خواب زیادہ سچے ہوتے ہیں **بَابُ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا** خوابوں کی تعبیر دینیکا بیان **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُنْصَرَفَهُ مِنْ اُحُدٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ سَمْنًا وَّعَسَلًا وَرَاَيْتُ النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَرَاَيْتُ سَبَبًا وَاصِلًا اِلَى السَّمَاءِ رَاَيْتُكَ اَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ بِهٖ ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ بَعْدَكَ فَعَلَا بِهٖ

ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ بَعْدَهٗ فَعَلَا بِهٖ ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ بَعْدَهٗ فَانْقَطَعَ بِهٖ ثُمَّ وُصِلَ لَهٗ فَعَلَا بِهٖ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ دَعْنِيْ اُعَبِّرُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اعْبُرْهَا قَالَ اَمَّا الظُّلَّةُ فَالْاِسْلَامُ وَاَمَّا مَا يَنْطِفُ مِنْهَا مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَهُوَ الْقُرْاٰنُ حَلَاوَتُهٗ وَلِيْنُهٗ وَاَمَّا مَا يَتَكَفَّفُ مِنْهُ النَّاسُ فَالْاٰخِذُ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَثِيْرًا وَّقَلِيْلًا وَاَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ اِلَى السَّمَآءِ فَمَا اَنْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ اَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَاكَ ثُمَّ يَاْخُذُهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ اٰخَرُ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ اٰخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهٖ ثُمَّ يُوْصَلُ لَهٗ فَيَعْلُوْ بِهٖ قَالَ اَصَبْتَ بَعْضًا وَّاَخْطَاْتَ بَعْضًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُخْبِرَنِّيْ بِالَّذِيْ اَصَبْتُ مِنَ الَّذِيْ اَخْطَاْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْسِمْ يَا اَبَا بَكْرٍ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا جب آپ جنگ احد سے لوٹ کر آئے اور اُس نے کہا یا رسول اللہ میں نے خواب میں ایک سائبان دیکھا (یعنے ابر کا ٹکڑا) اوس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور میں نے دیکھا لوگوں کو اس میں سے لے رہے ہیں (یعنے گھی اور شہد سے اپنی ہتھیلیاں بھر رہے ہیں) کسینے زیادہ لیا کسینے کم اور میں نے دیکھا ایک رسی لٹکی ہوئی ہے جو آسمان تک چلی گئی ہے تو پہلے آپنے اس رسی کو تھاما اور اوپر چلے گئے پھر ایک اور شخص نے اسکو تھاما وہ بھی اوپر چلا گیا پھر ایک اور شخص نے اسکو تھاما وہ بھی اوپر چلا گیا پھر ایک اور شخص نے اسکے بعد اسکو تھاما وہ رسی ٹوٹ گئی لیکن پھر جوڑ دی گئی اور وہ بھی اوپر چلا گیا یہ سُنکر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس خواب کی تعبیر مجھکو بیان کرنے دیجیے (اللہ مغفرت کرے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اونہوں نے جلدی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر بیان نکرنے دی ورنہ پوری سچی تعبیر معلوم ہو جاتی) آپنے فرمایا اچھا بیان کر ابوبکر صدیق نے کہا وہ ابر کا ٹکڑا اسلام کا دین ہے اور اس میں سے جو شہد اور گھی ٹپکتا ہے وہ قرآن ہے اسکی شیرینی اور نرمی مراد ہے اب لوگ جو اس سے شہد اور گھی کو لے رہے ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ قرآن کو لوگ حاصل کرتے ہیں کوئی بہت کوئی تھوڑا اور رسی جو آسمان تک پہونچی ہے اس سے حق مراد ہے (یعنی حق نبوت یا خلافت یعنی لوگوں کی سرداری) آپنے اس حق کو لیا اور اوپر چلے گئے (یعنے وفات پائی اسی حال میں) پھر آپکے بعد اس حق کو ایک شخص لیگا (یعنے آپ کا خلیفہ ہوگا) وہ بھی وفات پاویگا اوپر چلا جاویگا پھر دوسرا شخص لیگا وہ بھی اوپر چلا جاویگا پھر تیسرا لیگا (یعنے خلیفہ ثالث وہ حضرت عثمان رضے اللہ عنہ ہوئے) تو اسکے لیے رسی یعنے خلافت ٹوٹ جاویگی (مفسدوں کے فساد سے جیسے حضرت عثمان پہلے خلافت چھوڑ دینے پر راضی ہو گئے تھے لیکن پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپنے فرمایا اے عثمان جو کرتہ اللہ نے تجھکو پہنایا ہے تو اپنی خوشی سے کبھی مت اتار اونہوں نے خواب سے بیدار ہوکر عہد کیا کہ خلافت نچھوڑینگے گو مارے جاویں آخر شہید ہوئے خلافت ہی کی حالت میں) لیکن پھر جُڑ جاویگی اور وہ اوپر چلا جاویگا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعبیر سُنکر فرمایا تونے کچہ تعبیر صحیح کہی کچہ غلط کہی ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں آپ فرمایئے مین نے کیا غلطی کی اور کیا ٹہیک بیان کی آپ نے فرمایا قسم مت دے اے ابوبکر **ف** اور آپ خاموش ہو رہے آپنے ان کی غلطی بیان کرنا مناسب نجانی کسی مصلحت سے اور بعضون نے کہا اسوجہ سے کہ تعبیر پر یقین نہین ہوتا اور ہر ایک شخص اپنے گمان کے موافق تعبیر دیتا ہے پس صرف ظن سے آپنے ابوبکر کی غلطی ظاہر کرنا مناسب سمجہی دوسری روایت مین ہے کہ خواب والے نے یہ بیان کیا پہر جو تہے شخص نے اس رسی کو تہاما تو وہ رسی گر پڑی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک چہرے پر اس خواب کے بیان کرنے سے کراہیت اور ناراضی پیدا ہوی اور اسکی وجہ یہ تہی کہ آپ کو رنج ہوا جناب امیر المومنین علی مرتضے پر کہ خلافت کا خاتمہ اُنپر ہوجاویگا اور خلافت انکے وقت مین اچہی طرح نہ چلیگی جیسے اگلے خلیفون کے وقت مین چلی اور اختلاف ہے کہ ابوبکر صدیق نے تعبیر مین کیا غلطی کی اسکو اللہ ہی خوب جانتا ہے یا اُسکے رسول صلعم کو معلوم ہوگی بعضون نے کہا غلطی یہ کی کہ ترک ادب کیا اور جلدی کی تعبیر کہنے مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کہنے دی اور بعضون نے کہا غلطی یہ تہی کہ شہد اور گھی دونون سے قرآن کی تعبیر کی صحیح یون تہا کہ قرآن اور حدیث سے تعبیر کرتے واللہ اعلم **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ ظُلَّةً بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ تَنْطِفُ سَمْنًا وَعَسَلًا فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ نَحْوَهُ ابن عباس نے ابوہریرہ سے ایسے ہی حدیث نقل کی جیسے اوپر گذری **عن** ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ اَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ مَنْ رَاٰى مِنَّا رُؤْيَا يَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ لِيْ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَاَرِنِيْ رُؤْيَا يُعَبِّرُهَا لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنِمْتُ فَرَاَيْتُ مَلَكَيْنِ اَتَيَانِيْ فَانْطَلَقَا بِيْ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ اٰخَرُ فَقَالَ لَمْ تُرَعْ فَانْطَلَقَ بِيْ اِلَى النَّارِ فَاِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَاِذَا فِيْهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ فَاَخَذُوْا بِيْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَفْصَةَ فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ اَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ مِنَ اللَّيْلِ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مین ایک لڑکا تہا جوان مجرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تو مین رات کو مسجد ہی مین رہا کرتا اور ہم لوگون مین جو کوئی کچہ خواب دیکہتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا مینے (اپنے دلمین) کہا یا اللہ اگر مین تیرے نزدیک اچہا ہون تو مجہہ کو ایک خواب دکہلا جسکی تعبیر میرے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماوین پہر مین سویا تو مین نے دو فرشتون کو دیکہا وہ میرے پاس آئے اور مجہکو لیکر چلے ان دونون کو ایک اور فرشتہ ملا وہ بولا ڈر مت آخر وہ دونو فرشتے مجہکو دوزخ کیطرف لگئے (اللہ بچاوے) مین جو اسکو دیکہتا ہون

تو وہ تہ بر تہ ہے کنوئیں کی طرح (جیسے کنوئیں میں کوٹھیاں لگی ہوتی ہیں اور درجہ ہوتے ہیں) اسی طرح اس میں بھی ہیں یہ انجیل شریف
کے موافق ہو کہ بری لوگ تنور میں آگ کے ڈالدیے جاوینگے وہاں رونا اور دہنت پسینا ہوگا) اور میں نے دیکھا تو وہاں کئی آدمی
ہیں انمیں سے بعضوں کو میں نے پہچانا آخر وہ مجھ کو لیگئے دہنی طرف (صرف انکو دوزخ دکھانا منظور تھا) جب صبح ہوئی تو میں نے
یہ خواب اپنی بہن جناب ام المومنین حفصہ سے بیان کیا حفصہ نے کہا کہ انہوں نے یہ خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان
کیا آپ نے فرمایا عبداللہ ابن عمر نیک شخص ہے اگر رات کو نماز زیادہ پڑھا کرے (راوی نے کہا تو عبداللہ رات کو بہت نماز پڑھتے
یعنی تہجد جسکا التزام تمام صالحین اور اولیاء اللہ نے کیا ہے اگر نماز نہ ہوسکے تو صرف جب آنکھ کھلے کلمہ اور استغفار پڑھے جہاں
تک ہوسکے) **ف** عبداللہ بن عمر بڑے صالح اور متقی اور متبع سنت تھے اور صحابہ میں سب سے زیادہ انکو حرص تھی سنت کی پیروی
کی اور چاہتے تھے کہ ہر امر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم رہیں یہانتک کہ سفر میں انہوں نے جن مقاموں میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی عبداللہ وہیں نماز پڑھا کرتے ایک مقام پر مسجد بن گئی تھی لیکن عبداللہ نے مسجد میں
نماز نہیں پڑھی اور اس مقام میں پڑھی جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی تھی اور یزید کے زمانہ میں کئی آدمیوں نے
عبداللہ کو خلیفہ کرنا چاہا لیکن انہوں نے خلافت قبول نہ کی اور درویشی اور غربت اور عزلت میں عمر گذری راضی ہوا اللہ انسے

عن خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَجَلَسْتُ اِلٰى شَيْخَةٍ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ شَيْخٌ يَتَوَكَّأُ
عَلٰى عَصًا لَهُ فَقَالَ الْقَوْمُ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا فَقَامَ خَلْفَ سَارِيَةٍ فَصَلّٰى
رَكْعَتَيْنِ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ كَذَا وَكَذَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْجَنَّةُ لِلّٰهِ يُدْخِلُهَا مَنْ يَشَاءُ وَاِنِّي
رَاَيْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا رَاَيْتُ كَاَنَّ رَجُلًا اَتَانِي فَقَالَ لِي انْطَلِقْ فَذَهَبْتُ مَعَهُ
فَسَلَكَ بِي فِي مَنْهَجٍ عَظِيْمٍ فَعُرِضَتْ عَلَيَّ طَرِيْقٌ عَلٰى يَسَارِي فَاَرَدْتُ اَنْ اَسْلُكَهَا فَقَالَ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِهَا
ثُمَّ عُرِضَتْ عَلَيَّ طَرِيْقٌ عَنْ يَمِيْنِي فَسَلَكْتُهَا حَتّٰى اِذَا انْتَهَيْتُ اِلٰى جَبَلٍ زَلَقٍ فَاَخَذَ بِيَدِي فَزَجَلَ بِي فَاِذَا اَنَا
عَلٰى ذُرْوَتِهِ فَلَمْ اَتَقَارَّ وَلَمْ اَتَمَاسَكْ وَاِذَا عَمُوْدٌ مِنْ حَدِيْدٍ فِي ذُرْوَتِهِ حَلْقَةٌ مِنْ ذَهَبٍ فَاَخَذَ بِيَدِي
فَزَجَلَ بِي حَتّٰى اَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَالَ اسْتَمْسَكْتَ قُلْتُ نَعَمْ فَضَرَبَ الْعَمُوْدَ بِرِجْلِهِ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَالَ
فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتَ خَيْرًا اَمَّا الْمَنْهَجُ الْعَظِيْمُ فَالْمَحْشَرُ وَاَمَّا الطَّرِيْقُ الَّتِي عُرِضَتْ
عَنْ يَسَارِكَ فَطَرِيْقُ اَهْلِ النَّارِ وَلَسْتَ مِنْ اَهْلِهَا وَاَمَّا الطَّرِيْقُ الَّتِي عُرِضَتْ عَنْ يَمِيْنِكَ فَطَرِيْقُ اَهْلِ الْجَنَّةِ
وَاَمَّا الْجَبَلُ الزَّلَقُ فَمَنْزِلُ الشُّهَدَاءِ وَاَمَّا الْعُرْوَةُ الَّتِي اسْتَمْسَكْتَ بِهَا فَعُرْوَةُ الْاِسْلَامِ فَاسْتَمْسِكْ بِهَا حَتّٰى
تَمُوْتَ فَاَنَا اَرْجُو اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاِذَا هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ خرشہ بن حر سے روایت ہے میں مدینہ منورہ میں

آیا اور چند بوڑہے لوگون کی صحبت مین بیٹہا مسجد نبوی مین اتنے مین ایک بوڑہے شخص اور آئے لاٹہی ٹیکتے ہوئے تو لوگون نے کہا جسکو
منظور ہو ایک جنتی آدمی دیکھنا وہ اس شخصکو دیکھے پھر وہ ایک ستون کے پیچھے کھڑے ہوئے اور دو رکعتین پڑہین مین ان کے
پاس گیا اور ان سے کہا کہ تمہاری نسبت بعضے لوگون نے ایسا ایسا کہا انہون نے کہا اللہ تبارک وتعالی کا شکر ہے جنت اللہ ہی کی
ہے اور جسکو چاہے گا اس مین لیجاوے گا اور مین نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک مین ایک خواب دیکھا
تھا (جسکی وجہ سے یہ لوگ مجھہ کو جنتی کہتے ہونگے) مین نے دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا چل مین اسکے
ساتھہ گیا وہ مجھے لیکر ایک بڑے رستہ مین چلا پھر میرے سامنے ایک راہ آئی جو میرے بائین طرف تھی مینے اس راہ پر چلنا
چاہا وہ شخص بولا تو اس راہ والون مین سے نہین ہے پھر اور ایک راہ میرے داہنی طرف آئی مین اس مین چلا یہانتک کہ
مین ایک پھسلوان پہاڑ پاس پہونچا اس شخص نے میرا ہاتھہ پکڑا اور مجھکو زور دیا یہانتک کہ مین اسکی چوٹی پر پہونچ گیا (بخاری
کی روایت مین یون ہے اس شخص نے مجھہ سے کہا اس پہاڑ پر چڑھ مینے کہا مین نہین چڑھ سکتا پھر ایک خادم آیا اس نے
پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے مین اسکے اوپر چڑھ گیا یہانتک کہ چوٹی پر پہونچ گیا) وہان مین تھم نہ سکا اور نہ کسی چیز کو مینے پایا
جسکو پکڑ لیتا پھر مینے دیکھا تو ایک تھم (ستون) ہے لوہے کا اور اسکی چوٹی پر سونے کا ایک چھلا ہے اس شخص نے
میرا ہاتھہ پکڑا اور مجھہ کو زور دیا یہانتک کہ مین نے اس چھلے کو (یعنے حلقہ کو) تھام لیا پھر وہ بولا تو نے پکڑ لیا چھلے کو مین نے
کہا ہان اس نے اس تھم کو (ستون کو) اپنے پاؤن سے مارا اور مین چھلے کو تھامے رہا۔ پھر وہ بوڑہے شخص بولے مین نے
یہ خواب آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا لیکن بڑا رستہ تو وہ حشر کا
میدان ہے اور جو رستہ تجھے بائین طرف دکھلایا گیا وہ دوزخیون کا رستہ ہے اور تو دوزخ والون مین سے نہین ہے (اس سے
یہ نکلا کہ تو جنت والون مین سے ہے) اب وہ رستہ جو تجھے داہنی طرف دکھلایا گیا جنت کا رستہ ہے اور پھسلوان پہاڑ
شہیدون کا مرتبہ ہے اور وہ چھلا جسکو تو نے تھاما وہ اسلام کا چھلا ہے بس اسکو تھامے رہ مرتے تک تو مجھکو امید ہے کہ
مین جنت والون مین سے ہونگا خرشہ نے کہا پھر مین نے انکا نام دریافت کیا تو وہ عبداللہ بن سلام تھے یہودیون کے بڑے
عالم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے عَنْ اَبِی مُوسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ فِی
الْمَنَامِ اَنِّیْ اُهَاجِرُ مِنْ مَکَّةَ اِلٰی اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِیْ اِلٰی اَنَّهَا یَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ فَاِذَا هِیَ الْمَدِیْنَةُ یَثْرِبُ
وَرَاَیْتُ فِیْ رُؤْیَایَ هٰذِهٖ اَنِّیْ هَزَزْتُ سَیْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَاِذَا هُوَ مَا اُصِیْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ اُحُدٍ ثُمَّ
هَزَزْتُهٗ فَعَادَ اَحْسَنَ مَا کَانَ فَاِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَرَاَیْتُ فِیْهَا اَیْضًا بَقَرًا
وَاللّٰهُ خَیْرٌ فَاِذَا هُمُ النَّفَرُ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ اُحُدٍ وَاِذَا الْخَیْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْخَیْرِ بَعْدُ وَثَوَابُ الصِّدْقِ

الذی اتانا یوم بدر ۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے خواب مین دیکھا کہ مین مکہ سے ہجرت کر رہا ہون ایک ملک کیطرف جس مین کھجور کے درخت ہین پھر میرا خیال یمامہ کی طرف گیا (جو ایک شہر ہے یمن مین) اور ہجر کیطرف (جو ایک شہر ہے شام مین) لیکن وہ مدینہ نکلا جسکو لوگ یثرب کہتے تھے اور مین نے اسی خواب مین دیکھا کہ مینے ایک تلوار ہلائی اسکا سرا ٹوٹ گیا معلوم ہوا کہ تعبیر اسکی یہ تھی جو مسلمان مارے گئے احد کے دن پھر مین نے اس تلوار کو ہلایا تو وہ خاصی اچھی ہوگئی اسکی تعبیر یہ ہوئی جو مسلمانون کی فتح ہوئی اور سب مسلمان ملکر ایک ہوگئے اور مینے وہان ایک گائے دیکھی (جو کاٹی گئی) اور یہ آواز سنی واللہ خیر یعنے اللہ بہتر ہے اسکی تعبیر یہ ہوئی کہ چند مومنین احد کی لڑائی مین مارے گئے (تو گائے کا ذبح ہونا اشارہ تھا انکی شہادت کی طرف) اور خیر سے مراد وہ بہتری ہے جو اللہ تعالیٰ لایا اس کے بعد اور ثواب ہے اس سچائی کا جو ہمکو ملا بدر کی لڑائی مین **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت فی یدی سوارین من ذھب فنفختھما فاولتھما ھذین الکذابین مسیلمۃ والعنسی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے (خواب مین) اپنے دونو ہاتھون مین دو کنگن دیکھے سونے کے مینے انکو پھونکا (وہ اڑ گئے) پھر مین نے انکی تعبیر یہ سمجھی کہ یہ دونون جھوٹے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی **ف** جنھون نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا تباہ ہوجاوینگے اور ان کے لوگون کو اور معتقدون کو فروغ نہ ہوگا ایسا ہی ہوا کہ اسود عنسی فیروز دیلمی کے ہاتھ سے مارا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت مین اور مسیلمہ کذاب آپکی وفات کے بعد وحشی کے ہاتھ سے مارا گیا جو قاتل تھا جناب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا **عن** قابوس قال قالت ام الفضل یا رسول اللہ رایت کان فی بیتی عضوا من اعضائک قال خیرا رایت تلد فاطمۃ غلاما فترضعیہ فولدت حسینا او حسنا فارضعتہ بلبن قثم قالت فجئت بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ فی حجرہ فبال فضربت کتفہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوجعت ابنی رحمک اللہ قابوس سے روایت ہے ام الفضل نے (جو بی بی تھین عباسؓ کی اور حضرت کی ہماوج تھین) عرض کیا یا رسول اللہ مینے خواب مین دیکھا کہ آپکے بدن کا ایک ٹکڑا میرے گھر مین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اچھا خواب دیکھا فاطمہ کا ایک لڑکا پیدا ہوگا تو اسکو دودھ پلاویگی پھر جناب فاطمہ جنین امام حسن علیہ السلام کو یا امام حسین علیہ السلام کو اور ام الفضل نے انکو دودھ پلایا جو قثم بن عباس سے تھا ام فضل کہتے ہین مین ان شہزادے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لیکر آئی اور آپ کی گود مین بٹھلا دیا انھون نے آپ پر پیشاب کر دیا مین نے ان کے مونڈھے پر مارا (غصے سے کہ ایسی بے ادبی کیون کی) آپنے فرمایا تو نے تکلیف دی میرے بیٹے کو اللہ تجھپر رحم کرے **ف** اللہ اللہ جناب رسولؐ پاک کو ان دونون شہزادون

سے کسقدر محبت اور الفت تھی کہ دائی کا اتنا سا مارنا بھی گوارا نہ ہوا اور فرمایا تو نے میرے بیٹے کو تکلیف دی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جناب امام حسن اور جناب امام حسین آپ کے بیٹے ہین گو فی الحقیقت نواسے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ مزید محبت اور شفقت انکو اپنا بیٹا فرمایا دوسری حدیث مین ہے کہ آپ نے جناب امام حسن کو فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے اور قریب مین اللہ تعالیٰ اسکی وجہ سے مسلمانون کے دو بڑے فرقون مین ملاپ کرا دیگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جناب امامین دونو آپ کے جزو تھے اور آپکے ایک عضو کی مثل تھے اور اسیطرح جناب فاطمہ زہرا ان دونون شہزادون کی والدہ بھی آپ کی جزو تھین اور ظاہر ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ اور مرتبہ ہے ویسا ہی آپکے جزو کا بھی درجہ اور مرتبہ ہے پس اس بات مین جناب فاطمہ زہرا اور جناب امامین ساری دنیا سے درجہ مین زیادہ ہین اور جو محبت مومنین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے ویسی ہی محبت ان تینون صاحبون سے بھی ہے اللہ تباہ کرے ان اشقیا کو جو ہمارے امامین سے بغض رکھتے ہین جیسے اللہ نے تباہ کیا ان ملعونون کو جنہون نے ہمارے امامین کو بڑی بڑی تکالیف اور صدمات کے ساتھ شہید کیا یا اللہ ہم دنیا مین بھی اپنے امامین کے غلام اور ثناخوان ہین پس تو آخرت مین بھی اپنے فضل سے ہمکو انکی کفش برداری مین قبول فرمائے اور جنت مین ہمکو یہ خدمت عطا فرما کہ ہم جناب امام حسن علیہ السلام کا روی مبارک دیکھتے رہین اور آپ کی سواری کے ساتھ بطور غلام کے ہمراہ رہین اور آپ کی جوتیان اپنے سر اور آنکھون سے لگا دین اور آپ کی خاک قدم کو سرمہ چشم بنا دین آمین یا رب العلمین

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِالْمَهْيَعَةِ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوَّلْتُهَا وَبَاءً بِالْمَدِينَةِ فَنُقِلَ إِلَى الْجُحْفَةِ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین دیکھا کہ ایک کالی عورت سر پریشان مدینہ سے باہر نکلی یہانتک کہ مہیعہ یعنی جحفہ جو ایک مقام ہے مدینہ سے شام کیطرف اُس مین جا کر کھڑی ہوئی آپ نے اسکی تعبیر یہ کہی کہ مدینہ سے وبا نکلکر شام مین گئی **ف** ابتک جحفہ کی آب و ہوا خراب ہے اور غدیر خم بھی وہین ہے جہان آپ نے فرمایا کہ علی مولی ہے جس کا مین مولی ہون اخیر حدیث تک اور شیعہ دعوی کرتے ہین کہ اسی مقام مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضے کی خلافت کی اپنے بعد تصریح کر دی اور انکو اپنا جانشین بنایا اصمعی نے کہا غدیر خم مین جو لڑکا پیدا ہوا وہ بلوغ تک بھی نہین جیا مگر جب وہان سے نکلکر اور کہین جا کر رہا **عَنْ** طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ بَلِيٍّ قَدِمَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِسْلَامُهُمَا جَمِيعًا فَكَانَ أَحَدُهُمَا أَشَدَّ اجْتِهَادًا مِنَ الْآخَرِ فَغَزَا الْمُجْتَهِدُ مِنْهُمَا فَاسْتُشْهِدَ ثُمَّ مَكَثَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً ثُمَّ تُوُفِّيَ قَالَ طَلْحَةُ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِهِمَا فَخَرَجَ خَارِجٌ مِنَ الْجَنَّةِ فَأَذِنَ لِلَّذِي تُوُفِّيَ الْآخِرَ مِنْهُمَا ثُمَّ خَرَجَ فَأَذِنَ لِلَّذِي اسْتُشْهِدَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى

فقال ارجع فانك لم يان لك بعد فاصبح طلحة يحدث به الناس فعجبوا لذلك فبلغ ذلك رسول الله
صلى الله عليه وسلم وحدثوه الحديث فقال من اي ذلك تعجبون فقالوا يا رسول الله هذا كان اشد
الرجلين اجتهادا ثم استشهد ودخل هذا الآخر الجنة قبله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
أليس قد مكث هذا بعده سنة قالوا بلى قال وادرك رمضان فصامه وصلى كذا وكذا من سجدة في
السنة قالوا بلى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فما بينهما ابعد مما بين السماء والارض طلحہ بن عبید اللہ
سے روایت ہے دو شخص دور دراز ملک کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور دونوں ایک ساتھ اسلام لائے تھے اور ان میں
ایک بہت کوشش کرتا تھا (عبادت میں) بنسبت دوسرے کے پھر وہ جو زیادہ کوشش کرتا تھا شہید ہوگیا اور دوسرا اسکے بعد
ایک سال تک جیا بعد اسکے وہ بھی مر گیا طلحہ نے کہا تو میں نے خواب میں دیکھا میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوں اتنے میں
وہ دونوں شخص نظر آئے اور جنت کے اندر سے ایک شخص نکلا اور جو آخر میں مرا تھا اوسکو اجازت دی اندر جانے کی پھر دوسری بار نکلا
اور اسکو اجازت دی جو شہید ہوا تھا بعد اوسکے وہ شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا لوٹ جا ابھی تیرا وقت نہیں آیا۔
(جنت میں جانے کا کیونکہ طلحہ ابھی مرے نہیں تھے) صبح کو طلحہ نے یہ خواب لوگوں سے بیان کیا وہ حیران ہوئے پھر یہ خبر آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی اور سارا قصہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو انہوں نے کہا
یا رسول اللہ پہلا شخص عبادت میں زیادہ کوشش کرتا تھا اور شہید بھی ہوا لیکن دوسرا شخص (جو اسکے برابر مجاہدہ نہیں
کرتا تھا اور شہید بھی نہیں ہوا) وہ اس سے پہلے جنت میں گیا یہی تعجب ہے) آپ نے فرمایا دوسرا شخص اسکے بعد سال
بھر تک کیا نہیں جیا لوگوں نے عرض کیا جی ہاں جیا آپ نے فرمایا اس نے رمضان کا مہینہ پایا روزے رکھے اور اتنی نمازیں
پڑھیں اور اتنے سجدے کیے سال بھر میں لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یہ تو ہے آپ نے فرمایا تو پھر ان دونوں میں (یعنے دونو
کے درجوں میں) اتنا فاصلہ ہے کہ زمین اور آسمان کے فاصلہ سے زیادہ **ف** معلوم ہوا کہ اللہ جل جلالہ کے پاس کوئی
عمل ضائع ہونیوالا نہیں بشرطیکہ خلوص کے ساتھ کیا ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑی عبادت والیکا درجہ بڑے
عابد اور زاہد سے بڑھ جاتا ہے خلوص اور محبت الہی کے ساتھ تھوڑا عمل سیکڑوں اعمال سے زیادہ ہے **عن** ابي هريرة رض
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكره الغل واحب القيد القيد ثبات في الدين ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں برا جانتا ہوں گلے میں زنجیر اور طوق دیکھنے کو (خواب میں کیونکہ یہ دوزخیوں
کی نشانی ہے اذ الاغلال فی اعناقہم والسلاسل) اور بیڑی پاؤں میں (خواب میں) دیکھنا میں پسند کرتا ہوں اسکی
تعبیر یہ ہے کہ آدمی دین پر مضبوط اور ثابت قدم رہے گا فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابواب الفتن

فتنوں کا بیان ف فتنہ کہتے ہین ہر ایک فساد کو جو مسلمانون مین واقع ہو خواہ یہ فساد آپس کی لڑائی کا ہو یا گمراہی کا یا مال و دولت اولاد کا جو خدا سے غافل کر دیوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت مین جو بڑے بڑے فتنے واقع ہونگے انکی خبر دیدی تہی اور اُن مین سے کچھ باتین لوگون کو یاد رہین کچھ بہول گئین اور گمراہی کا فتنہ صحابہ کے اخیر عہد مین نکلنا شروع ہوا سب سے پہلے معبد جہنی نکلا جو تقدیر کا منکر تھا پہر عبد اللہ بن سبا یہودی جس نے رفض پہیلایا پہر جعد بن درہم اور جہم بن صفوان کا فتنہ جنہون نے صفات اللہ کی تاویل کی اور انکے ظاہری معانی کا انکار کیا اور فوقیت اور استوا علی العرش کو جسپر تمام مسلمان متفق تہے اڑا دیا اور اللہ تعالی کو معاذ اللہ ہر مکان اور ہر جگہہ مین کہنے لگا ائمہ حدیث نے قدیماً و حدیثاً اپنی اپنی کتابون مین جہمیہ کا بہت رد کیا اور اب تک یہ فتنون کا تار ٹوٹا نہین ہمارے زمانہ مین ایک شخص سید احمد خان کشمیری نکلا اس نے لوگون کو ملحد بنا دیا اور باطنیہ اور قرامطہ کا مذہب از سر نو تازہ کیا اور حال مین ایک شخص پنجاب مین پیدا ہوا **غلام احمد قادیانی** جس نے یہ دعوی کیا کہ مین حضرت عیسی ہون معاذ اللہ اسیطرح قیامت تک ہزارون لاکہون فتنے اور فساد ظاہر ہوتے جاوین گے اور لوگون کو اپنا ایمان بچانا مشکل پڑے گا لیکن اللہ جل جلالہ کا فضل اپنے بندون پر ہر وقت شامل حال رہتا ہے ان مفسدون اور گمراہون کا فساد روکنے کے لیے حقتعالی نے اس زمانہ مین قرآن شریف اور حدیث کی کتابون کا ترجمہ اردو زبان مین کرا دیا اب عوام لوگ بہی یہ کر سکتے ہین کہ قرآن شریف اور صحیح بخاری یا صحیح مسلم کو ہر وقت پڑہا کرین اگر زیادہ فرصت ہون تو اور کتابین بہی دیکہین جیسے جامع ترمذی سنن ابو داؤد موطا سنن نسائی سنن ابن ماجہ اور جن مفسدون کا قول ان کتابون کے خلاف ہو انکا قول انہی کے مونہ پر پہینک مارین اور انکو ایک دجال سمجہین کائناً من کان اسیطرح جاہل صوفی اور جاہل درویش اس زمانہ مین قرآن و حدیث کے برخلاف عوام کو بہکاتے ہین اور اپنی دام تزویر مین انکو پہانس لیتے ہین اور کہین وحدۃ الوجود کے متعلق مسائل عوام کو سنا دیتے ہین وہ ہر چیز کو خدا کہنے لگتے ہین اور ہمہ اوست کے نعرے کرتے ہین اور عبادات شرعیہ کو فضول اور لاطائل سمجہنے لگتے ہین لا حول و لا قوۃ آدمی کو چاہیے کہ قرآن و حدیث کو سب کے اوپر مقدم رکہے اور آخرت کی نجات بغیر قرآن و حدیث کی پیروی کے ناممکن جانے قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ اور تابعین سب اسپر متفق ہین کہ اللہ جل جلالہ عالم سے خارج اور عرش کے اوپر ہے وہ الگ ہم الگ وہ خدا ہم بندے وہ معبود ہم عابد اگر ہم اچہے کام کرینگے اور اسکے رسول کی اطاعت کرینگے تو جنت مین جاوینگے ورنہ دوزخ کی آگ اور طرح طرح کے عذاب ہمارے لیے طیار ہین ہمہ اوست کچہ نہین ہو سکتا دو رکعت نماز پڑہنا اور اللہ کی یاد کرنا اس مسئلہ مین غوص کرنے سے صد ہا درجہ بہتر ہے اور ہمکو اللہ اور اسکے رسول نے

اس مسئلہ کے سمجھنے کی تکلیف نہین دی اور نہ صحابہ کیوقت مین یہ مسئلہ پھیلا ہے جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا تھا اسیپر قائم رہنا ہمارے لیے بہتر ہے دنیا اور آخرت مین اور وہ کافی ہے ہماری نجات کے لیے **باب** الکف عمن قال لا اله الا الله جو کوئی لا اله الا الله کہتا ہو اسکو نہ ستانا **عن** ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فاذا قالوها عصموا منی دماءهم واموالهم الا بحقها و حسابهم علی الله عز وجل ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا اله الا الله کہین (اور شریعت کی کسی رکن کا انکار نکرین) جب وہ لا اله الا الله کہہ لین (اور شرک سے تائب ہون) تو انہون نے اپنے مال اور اپنی جان کو مجھہ سے بچا لیا مگر کسی حق کے بدل (جیسے حد یا قصاص مین) اور انکا حساب اللہ کے سپرد ہے -

عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فاذا قالوا لا اله الا الله عصموا منی دماءهم واموالهم الا بحقها وحسابهم علی الله جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے **عن** اوس قال انا لقعود عند النبی صلی الله علیه وسلم وهو یقص علینا ویذکرنا اذ اتاه رجل فسارّه فقال النبی صلی الله علیه وسلم اذهبوا به فاقتلوه فلما ولی الرجل دعاه رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال هل تشهد ان لا اله الا الله قال نعم قال اذهبوا فخلوا سبیله فانما امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فاذا فعلوا ذلك حرم علی دماؤهم واموالهم اوس سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے آپ ہم سے حکایتین بیان کر رہے تھے (اگلے انبیا کی) اور ہم کو نصیحتین کر رہے تھے اتنے مین ایک شخص آیا آپنے اس سے کان مین باتین کین پھر آپنے فرمایا اسکو لیجاؤ مار ڈالو جب وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا آپنے اسکو بلایا اور پوچھا کیا وہ شخص لا اله الا الله کہتا ہے وہ بولا ہان آپنے فرمایا تو جاؤ اس کو چھوڑ دو کیونکہ مجھہ کو حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ لا اله الا الله کہین جب یہ کہہ لیا تو اب حرام ہوگیا مجھہ پر انکا خون کرنا اور انکا مال لینا **عن** عمران بن حصین قال اتی نافع بن الازرق واصحابه فقالوا هلکت یا عمران قال ما هلکت قالوا بلی قال ما الذی اهلکنی قالوا قال الله قاتلوهم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کله لله قال قد قاتلناهم حتی نفیناهم فکان الدین کله لله ان شئتم حدثتکم حدیثا سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم قالوا وانت سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم قال نعم شهدت رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد بعث جیشا من المسلمین الی المشرکین فلما لقوهم قاتلوهم قتالا شدیدا فمنحوهم اکتافهم فحمل رجل من لحمتی علی رجل من المشرکین بالرمح فلما غشیه قال

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ مُسْلِمٌ فَطَعَنَهُ فَقَتَلَهُ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَکْتُ قَالَ وَمَا الَّذِیْ صَنَعْتَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِیْ صَنَعَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا شَقَقْتَ عَنْ بَطْنِهِ فَعَلِمْتَ مَا فِیْ قَلْبِهِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ شَقَقْتُ قَلْبَهُ لَکُنْتُ اَعْلَمُ مَا فِیْ قَلْبِهِ قَالَ فَلَا اَنْتَ قَبِلْتَ مَا تَکَلَّمَ بِهِ وَلَا اَنْتَ تَعْلَمُ مَا فِیْ قَلْبِهِ قَالَ فَسَکَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَلْبَثْ اِلَّا یَسِیْرًا حَتّٰی مَاتَ فَدَفَنَّاهُ فَاَصْبَحَ عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ فَقَالُوْا لَعَلَّ عَدُوًّا نَبَشَهُ فَدَفَنَّاهُ ثُمَّ اَمَرْنَا غِلْمَانَنَا یَحْرُسُوْنَهُ فَاَصْبَحَ عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ فَقُلْنَا لَعَلَّ الْغِلْمَانَ نَعَسُوْا فَدَفَنَّاهُ ثُمَّ حَرَسْنَاهُ بِاَنْفُسِنَا فَاَصْبَحَ عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ فَاَلْقَیْنَاهُ فِیْ بَعْضِ تِلْکَ الشِّعَابِ عمران بن حصین سے روایت ہے نافع بن ازرق اور انکے ساتھی آئے (عمران کے پاس) اور کہا تم تباہ ہو گئے ای عمران اونہوں نے کہا کیوں میں نہیں تباہ ہوا اونہوں نے کہا نہیں تم تباہ ہو گئے عمران نے کہا آخر کس چیز نے مجھکو تباہ کیا اونہوں نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے قاتلوھم حتے لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله یعنے لڑو کافروں سے تا کہ فتنہ نہ رہے (یعنے شرک باقی نہ رہے) اور سب دین اللہ کا ہو جاوے اونہوں نے کہا ہم تو سیطرح کافروں سے لڑے یہاں تک کہ انکو دنیا سے دور کر دیا اور اب دین سب اللہ کا ہو گیا (مشرکوں کے مارے جانے سے) اگر تم چاہو تو میں تم سے ایک حدیث بیان کروں جو میں نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اونہوں نے کہا تم نے خود سنی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عمران نے کہا ہاں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا اور آپ نے ایک لشکر مسلمانوں کا کافروں کیطرف بھیجا جب یہ مسلمان ان سے ملے تو سخت لڑائی ہوئی آخر کافر بھاگے اور اپنے مونڈھے مسلمانوں کو دیے (یعنے پیٹھ موڑی بھاگنے کے لیے اور پیٹھ پر وار کرنے کے لیے موقع دیا) میرے عزیزوں میں سے ایک شخص نے ایک مشرک پر حملہ کیا برچھی سے جب اسکو پکڑ پایا تو وہ کہنے لگا اشہد ان لا الہ الا اللہ میں مسلمان ہوں لیکن اُس شخص نے اسکو مارا برچھی سے اور مار ڈالا پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں تباہ ہو گیا آپ نے فرمایا تو نے کیا کیا ایک بار یا دو بار فرمایا اس نے بیان کیا جو کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اسکا پیٹ کیوں نہ چیرا اور اسکی دل کا حال نہ جانا (کہ وہ سچا مسلمان نہیں ہے جب اوس نے کلمہ پڑھا اور اپنے تئیں مسلمان کہا تو اسکو چھوڑ دینا تھا) اوس نے کہا یا رسول اللہ اگر میں اسکا پیٹ چیرتا تو کیا اسکے دل کی بات جان لیتا (یہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا حالانکہ آپ کا یہ کلام الزام کے طور پر تھا یعنے دل سے مسلمان ہونا یہ امر مخفی ہے پیٹ چیرنے سے بھی اسپر اطلاع نہیں ہوتی پھر تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ وہ سچا مسلمان نہ تھا) آپ نے فرمایا پھر تو نے نہ تو اسکی بات مانی اور نہ تجھے معلوم تھا اس کے

دل کا حال عمران نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے طرف سے خاموش ہو رہے تھوڑا ہی زمانہ گذرا کہ وہ مرگیا یعنے قاتل ہمنے اسکو دفن کیا صبحکو دیکھا تو وہ قبر کے باہر زمین پر پڑا ہے لوگوں نے کہا شاید کسی دشمن نے اسکی قبر کھود کر اسکو باہر ڈالدیا خیر پھر ہمنے اسکو دفن کیا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسکی قبر کی حفاظت کریں صبحکو دیکھا تو وہ قبر کے باہر زمین پر پڑا ہوا ہے ہم سمجھے کہ شاید غلام سوگئے (اور کسی دشمن نے آکر یہ اسکی لاش نکالکر باہر پھینکدی) آخر پھر ہمنے اسکو دفن کیا اور اپنے آپ اسکی چوکیداری کی صبحکو دیکھتے ہیں تو وہ قبر کے باہر زمین پر پڑا ہوا ہے مجبور ہو کر ہمنے اسکی لاش ایک گھاٹی میں ڈالدی **ف** نافع بن ازرق وغیرہ نے عمران کو مسلمانوں سے لڑنے کی صلاح دی اور یہ سمجھے کہ آیت میں حکم ہے قتال کا دفع فتنہ کے لیے اور عمران نے اس حکم کو ترک کیا سب عمران نے یہ جواب دیا کہ آیت میں فتنے سے شرک مراد ہے اور مشرکوں سے ہم ہی لوگ لڑے اور شرک کو مٹایا اب تم مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہو جو کلمہ گو ہیں تمہارا حال وہی ہوگا جو اس شخص کا ہوا کہ زمین نے اسکی لاش قبول نہیں کی بار بار دفن کرتے تھے اور زمین اسکو نکالکر پھینک دیتی تھی مسلمان کو قتل کرنے کی یہی سزا ہے اللہ بچاوے دوسرے ایک صحابی سے منقول ہے کہ انکو بھی فتنے میں جو مسلمانوں کے آپس میں تھا اٹھنے کے لیے کہا گیا انہوں نے کہا ہم تو اسلیے لڑ چکے کہ فتنہ نہ رہے اور اللہ کا دین ایک ہو جاوے اور تم اسلیے لڑتے ہو کہ فتنہ پیدا ہووے **عن** عمران بن الحصين قال بعثنا رسول الله صلعم في سرية فحمل رجل من المسلمين على رجل من المشركين فذكر الحديث وزاد فيه فنبذته الارض فأخبر النبي صلى الله عليه وسلم وقال ان الارض لتقبل من هو اشر منه ولكن الله احب ان يريكم تعظيم حرمة لا اله الا الله عمران بن حصین سے روایت ہے ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی ایک ٹکڑی میں بھیجا تو وہاں ایک مسلمان نے ایک مشرک پر حملہ کیا پھر وہی قصہ بیان کیا اور اتنا بڑھایا کہ زمین نے اسکو پھینک دیا اسکی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی آپ نے فرمایا زمین تو اس سے بدتر شخص کو قبول کر لیتی ہے یہانتک کہ کافر کو بھی لیکن اللہ تعالی نے تم کو یہ دکھلایا کہ لا اله الا الله کی حرمت کسقدر بڑی ہے **ف** جب کافر نے لا اله الا الله کہا بس اسکو چھوڑ دینا چاہیے اس شخص نے اس کلمے کی حرمت نہیں کی تو اسکی سزا اللہ تعالی نے تمکو دکھلادی کہ آیندہ تمکو خیال رہے کسی مسلمان کو مت مارو

باب حرمة دم المؤمن مسلمان کی جان کی حرمت

عن ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع الا ان احرم الايام يومكم هذا الا وان احرم الشهور شهركم هذا الا وان احرم البلد بلدكم هذا الا وان دماءكم واموالكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في شهركم هذا في بلدكم هذا الا هل بلغت قالوا نعم قال اللهم اشهد ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا آگاہ رہو سب دنوں میں زیادہ حرمت والا یہ دن ہے اور سب مہینوں میں زیادہ حرمت والا یہ مہینہ

ہے آگاہ رہو سب شہروں میں زیادہ حرمت والا یہ شہر ہے (یعنے مکہ معظمہ) آگاہ رہو تمہارے خون اور مال حرام ہیں ایک دوسرے
پر جیسے اس دن کی حرمت ہے اس مہینے میں اس شہر میں آگاہ رہو دیکھو میں نے اللہ کا حکم تمکو پہونچا دیا انہوں نے کہا بیشک آپ
نے پہونچا دیا آپ نے فرمایا یا اللہ گواہ رہ **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوْفُ
بِالْكَعْبَةِ وَيَقُوْلُ مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيْحَكِ مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَحُرْمَةُ
الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے میں نے
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ طواف کر رہے تھے خانہ کعبہ کا اور فرماتے تھے کیا عمدہ ہے تو اور کیا عمدہ ہے خوشبو تیری
اور کیسی تعظیم ہے تیری اور کیسی بڑی ہے حرمت تیری قسم اسکی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مومن کی حرمت اللہ تعالی کے
نزدیک تجھ سے زیادہ ہے یعنے اس کے مال اور جان کی اور اسکے ساتھ برا گمان کرنیکی حرمت بھی ایسی ہے تو نہ گمان کریں ہم
مومن کے ساتھ مگر نیک **عَنْ** أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ
دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان
پر حرام ہے اسکی جان عزت اسکا مال **عَنْ** فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ
مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ فضالہ بن عبید سے روایت ہے آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن وہ ہے جس سے لوگ بے خوف رہیں اپنے مالوں اور جانوں پر اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں
کو چھوڑ دے اور برائیوں کو **بَابُ** النَّهْيِ عَنِ النُّهْبَةِ لوٹنے سے ممانعت **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً مَشْهُوْرَةً فَلَيْسَ مِنَّا جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو کوئی علانیہ لوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے **عَنْ** أَبِيْ هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ
السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی جب زنا کرتا ہے اسوقت مومن نہیں ہوتا
(یعنے یقین میں فرق آجاتا ہے ورنہ گناہ اس سے سرزد نہو) اور شرابی جب شراب پیتا ہے اسوقت مومن نہیں ہوتا
(یعنے کمال ایمان نہیں ہوتا) اور چور جسوقت چوری کرتا ہے اسوقت وہ مومن نہیں ہوتا (کیونکہ اعمال صالحہ بھی ایمان
میں داخل ہیں) اور لوٹنے والا جب ایسی لوٹ کرتا ہے کہ لوگ اسکی طرف اپنی آنکھ اوٹھاویں تو وہ مومن نہیں ہوتا
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا ۵

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی لوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے
عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ اَصَبْنَا غَنَمًا لِلْعَدُوِّ فَانْتَهَبْنَاهَا فَنَصَبْنَا قُدُوْرَنَا فَمَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْقُدُوْرِ فَاَمَرَ بِهَا فَاُكْفِئَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ النُّهْبَةَ لَا تَحِلُّ ثعلبہ بن حکم سے روایت ہے ہمنے دشمن یعنے کافروں کی
بکریاں پکڑیں اور انکو لوٹا (تقسیم سے پہلی) پھر ہمنے اپنی ہانڈیاں چڑہائیں (انکا گوشت پکایا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادہر
سے گذرے اور حکم دیا ہانڈیوں کو اوندہا دینے کا پھر فرمایا کہ لوٹنا درست نہیں ہے **ف** یہ حکم عام ہے ہر ایک لوٹ کو شامل
ہے معلوم ہوا دین اسلام میں کوئی لوٹ جائز نہیں اور تہذیب کے بھی خلاف ہے لوٹ میں کبھی کسی مسلمان کو ایذا پہنچتی
ہے اسلیے بانٹ دینا بہتر ہے اس حدیث سے کراہت ثابت ہوئی نکاح میں کھجور اور مصری اور بادام لٹانے کی اور افضل یہی
ہے کہ تقسیم کر دیوے **باب** سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا
کفر ہے **عَنْ** ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ
كُفْرٌ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے
جنگ کرنا کفر ہے **ف** جب بلا وجہ شرعی ہو **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ
فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عَنْ** سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ سعد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی جو اوپر
گذرا **باب** لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میرے بعد کافر نہ ہو جانا ایک دوسرے کی گردنیں مار کر **عَنْ** جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ
رِقَابَ بَعْضٍ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا لوگوں کو خاموش کر
پھر فرمایا اے لوگو میرے بعد کافر مت ہو جانا ایک دوسرے کی گردنیں مار کر (یعنے آپس میں لڑکر) **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْحَكُمْ اَوْ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ
رِقَابَ بَعْضٍ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے یا خرابی ہے تمہاری میرے
بعد کافر نہ ہو جانا اس طرح کہ تم میں سے کوئی دوسرے مسلمان کی گردن مارے **عَنْ** الصُّنَابِحِ الْاَحْمَسِيِّ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ فَلَا تَقْتَتِلُنَّ بَعْدِيْ
صنابح احمسی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہونگا حوض کوثر پر اور میں تمہارے

وجہ سے اپنی امت کی کثرت ظاہر کرون گا اور امتون پر تو میرے بعد آپس مین مت مرنا تاکہ مسلمانون کی تعداد بڑہے اور انکی نسل
زیادہ ہو افسوس ہے کہ مسلمانون نے اس حدیث بہا نصیحت پر بہت تہوڑے دن عمل کیا اور تیسرے خلیفہ کے اخیر زمانہ ہی سے
آپس مین لڑائی کا دروازہ کہولدیا اور آجتک آپس مین لڑے جاتے ہین یہانتک کہ نصاریٰ اور دوسرے کافر مسلمانون
پر ہنستے ہین لیکن انکو غیرت نہین آتی اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین شرماتے معلوم نہین قیامت
مین انکو کیا جواب دینگے **باب** الْمُسْلِمُونَ فِي ذِمَّةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مسلمان اللہ تعالیٰ کے ذمہ مین ہین یعنے اسکی
پناہ مین ہین **عن** أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ
فِي ذِمَّةِ اللهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللهَ فِي عَهْدِهِ فَمَنْ قَتَلَهُ طَلَبَهُ اللهُ حَتَّى يُكِبَّهُ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی نماز پڑہی وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذمہ
مین ہے اب خدا کا ذمہ مت توڑو (یعنے اسکو مت ستاؤ) پہر جو کوئی ایسے شخص کو قتل کرے (جس نے صبح کی نماز ادا کی ہو)
تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکو بلا کر دوزخ مین اوندہا ڈالدیگا **عن** سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا جو کوئی شخص صبح کی نماز پڑہے وہ اللہ کے ذمہ مین ہے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ بَعْضِ مَلَائِكَتِهِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا درجہ اللہ کے نزدیک بعض فرشتون سے زیادہ ہے **ف** یعنے عوام
ملائکہ سے عوام مومنین کا درجہ زیادہ ہے اسکی وجہ ظاہر ہے کہ مومنین باوصف اسکے کہ غضب اور شہوت مین گرفتار ہین
لیکن اپنے مالک کے خوف سے گناہ سے باز رہتے ہین اور فرشتے تو گویا ان کے مادہ ہی سے پاک ہین **باب** الْعَصَبِيَّةِ
اپنی قوم کے لیے تعصب کرنیکا بیان **ف** یعنے اپنے قبیلہ اور کنبے والون کی عزت قائم رکہنے کے لیے خلاف شرع
لڑائی کرنا دوسرے مسلمانون کو مارنا ایذا دینا یہ حرام ہے **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَدْعُو إِلَى عَصَبِيَّةٍ أَوْ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اندہادہندہ جہنڈے کے تلے ہو کر لڑے
اور لوگون کو بلاتا ہو تعصب کی طرف یا غصہ کرے تعصب کے لیے تو اسکا مارا جانا ایسا ہے جیسے جاہلیت کا مارا جانا
ف جاہلیت کے زمانہ مین ہر ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے نفسانیت اور تعصب سے لڑتا اور فخر اور غرور اور تکبر کی
راہ سے اور اپنے قبیلہ کی ناموری اور عزت کے لیے جان دیتا اور جان لیتا پس آپ نے فرمایا کہ اسلام کے زمانہ مین بہی

جو کوئی بلا وجہ شرعی لڑائی کرے اسکا حکم بھی جاہلیت کا سا ہے یعنے اس لڑائی میں کچھ ثواب نہیں بلکہ عذاب ہوگا اور اندادھندہ جھنڈی سے یہی مطلب ہے کہ نہ امام ہو نہ شرع کے موافق نہ شرع کے قواعد کے لحاظ سے جہاد ہو بلکہ یوں ہی اپنی قوم کا فخر قائم رکھنے کے لیے کوئی لڑے اور مارا جاوے تو ایسے لڑنیوالے کو کچھ ثواب نہیں **عن** فُسَيْلَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهُ قَالَ لَا وَلَكِنْ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُعِينَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ عَلَى الظُّلْمِ فسیلہ سے روایت ہے میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ تعصب میں داخل ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبت رکھے آپ نے فرمایا نہیں لیکن تعصب یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم کی مدد کرے ظلم پر **ف** سبحان اللہ دین اسلام سے بڑھکر اور کوئی دین کیسے عمدہ ہو سکتا ہے ہر آدمی کو اپنی قوم عزیز ہوتی ہے لیکن اسلام میں یہ حکم ہے کہ اپنی قوم کی مدد بھی وہیں تک آدمی کر سکتا ہے جب تک وہ ظالم نہ ہو اور انصاف اور شرع کے موافق کارروائی کرے لیکن جب قوم ظالم ہو اور بندگان خدا پر ظلم و زیادتی کرے تو ایسی قوم کو سلام کرے اور اس سے الگ ہو جاوے ایمان کا یہی مقتضی ہے اور جو لوگ عادل اور منصف اور متبع شرع ہوں ان میں شریک ہو کر انکو اپنی قوم سمجھے **باب** السَّوَادِ الْأَعْظَمِ بڑی جماعت کے ساتھ رہنا **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أُمَّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلَى ضَلَالَةٍ فَإِذَا رَأَيْتُمُ اخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ انس بن مالک سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت ساری کی ساری گمراہ نہ ہوگی (کچھ لوگ ہمیشہ اس میں ہدایت پر رہیں گے) تو جب تم اختلاف دیکھو میری امت میں تو سواد اعظم یعنے بڑی جماعت کی پیروی کرو **ف** جو امام وقت کے مطیع ہوں اور شریعت پر قائم ہوں اور فتنہ اور فساد سے مجتنب ہوں یہ بڑی دلیل ہے اہل سنت اور جماعت کی کیونکہ ہر زمانہ میں انکی جماعت زیادہ رہی ہے روافض اور خوارج اور جہمیہ اور منکرین صفات سے اب اہل سنت کا باہمی اختلاف جیسے اہلحدیث اور مقلدین مذاہب اربعہ وغیرہ یہ ضرر نہیں کرتا کیونکہ یہ سب ایک جماعت ہے اور انکا اختلاف مثل عدم اختلاف کے ہے کیونکہ اصول سب کے ایک ہیں سیوطی نے کہا ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ہمارے امام شافعی اور مالک اور ابوحنیفہ اور احمد اور باقی تمام ائمہ اہلسنت ہدایت پر تھے اور امام ابوالحسن اشعری امام تھے اہل سنت کے عقائد میں اور حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی سردار تھے صوفیہ کے اور انکا طریق خالی ہے بدعات سے انتہی مختصر امترجم کہتا ہے سواد اعظم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ جو فرقہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اگلے ائمہ رشدین کے طریق پر ہو اسکی پیروی کرو اگرچہ اس زمانہ میں تعداد اس فرقہ کی قلیل ہو جاوے تو یہ ضرر نہیں کرتا اسلیے کہ امت محمدی میں قیامت کے دن یہی فرقہ سواد اعظم ہوگا اور بعضوں نے کہا سواد اعظم سے وہ فرقہ مراد ہے جو

حق پر ہو اگرچہ انکا عدد کم ہو اور یہی قریب الی القیاس ہے اسلیے کہ دوسری حدیثون مین اشارہ ہی اخیر زمانہ مین فساد پھیل جانے کا اور متبعین حق کے کم ہونیکا اور بعضون نے یہ مطلب کہا ہی کہ جو فرقہ حق پر ہو اس مین اگر اختلاف واقع ہو کسی مسئلہ مین تو سواد اعظم یعنے بڑی جماعت کی پیروی کرنا چاہیے کیونکہ جب اہل حق مین سے اکثر لوگ ایطرف گئی ہین تو گمان غالب ہوتا ہے کہ حق انہی کیطرف ہوگا بالجملہ یہ حدیث مشکل ہے بعض حالتون مین اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مخالفین حق کی جماعت کثیر ہو جاتی ہے حالانکہ اُنکا اتباع کسیطرح جائز نہین مثلاً بنی امیہ کے زمانہ مین اہلبیت نبوی کے محبین کی جماعت قلیل تھی اور مبغضین کی زیادہ تھی حالانکہ حق محبین کیطرف تھا اور یہ اشکال اسیطرح رفع ہوتا ہے کہ کل جماعت مراد لی جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد سے اُس عہد تک جس مین اختلاف واقع ہو اور دوسری حدیث مین صاف یہ موجود ہے کہ مین تم مین دو چیزین چھوڑے جاتا ہون کتاب و سنت جبتک انکی پیروی کروگے گمراہ نہوگے اور ایک حدیث مین ہی کہ فرقہ ناجیہ وہ ہے جسپر مین ہون اور میرے اصحاب اب ماحصل کلام یہ ہی کہ جو لوگ متبع ہین قرآن اور حدیث اور صحابہ کرام کے ہمیشہ وہی حق پر ہین اور انہی کی پیروی لازم ہے اور وہی سواد اعظم ہین اس امت کے اگرچہ کسی زمانہ مین یا کسی ملک مین انکی تعداد گھٹ جاوے اور مشرکین اور مبتدعین کی تعداد بڑھ جاوے جب بھی وہی لوگ سواد اعظم ہونگے اور مشرکین اور مبتدعین کسی حال مین سواد اعظم نہین ہوسکتے نہ انکی اتباع کا حکم کبھی آپنے دیا ہے اور یہ مضمون دوسری حدیثون مین غور کرنے سے ثابت ہوجاتا ہے

باب مَا يَكُوْنُ مِنَ الْفِتَنِ اس امت مین جو فتنے ہونگے انکا بیان **عن** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا صَلٰوةً فَاَطَالَ فِيْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا اَوْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَطَلْتَ الْيَوْمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اِنِّيْ صَلَّيْتُ صَلٰوةَ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ سَاَلْتُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لِاُمَّتِيْ ثَلٰثًا فَاَعْطَانِيْ اثْنَتَيْنِ وَرَدَّ عَلَيَّ وَاحِدَةً سَاَلْتُهُ اَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهُ اَنْ لَا يُهْلِكَهُمْ غَرَقًا فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهُ اَنْ لَا يَجْعَلَ بَاْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَرَدَّهَا عَلَيَّ معاذ بن جبل سے روایت ہی ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور اُس مین طول کیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہمنے کہا یا اور لوگون نے کہا یا رسول اللہ آج آپ نے نماز کو لنبا کیا آپنے فرمایا آج مین نے بہت رغبت اور ڈر کے ساتھ نماز پڑھی مینے اللہ جل جلالہ سے تین باتین چاہین اپنی امت کے لیے تو اللہ تعالی نے دو باتین تو عنایت کین اور تیسری نہین دی مینے اللہ تعالی سے یہ مانگا کہ میری امت پر کوئی غیر دشمن مسلط نہو یعنے ساری امت پر پس یہ خلاف نہوگا اس زمانہ کے جب بہت سے مسلمان نصاری کے محکوم ہوگئی ہین اللہ تعالی نے یہ قبول کرلیا اور مین نے یہ مانگا کہ میری ساری امت ڈوب کر ہلاک نہو یہ بھی قبول کیا اور مینے یہ مانگا کہ میری امت آپس مین نہ لڑے یہ دعا قبول نہین ہوئی **ف** ایسا ہی ہوا کہ امت محمدی مین آجتک آپس کی لڑائیان قائم ہین یہانتک

کہ مسلمان اس زمانہ میں ضرب المثل ہو گئے ہیں پھوٹ اور نا اتفاقی میں عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال زويت لي الارض حتى رأيت مشارقها ومغاربها واعطيت
الكنزين الاصفر او الاحمر والابيض يعني الذهب والفضة وقيل لي ان ملكك الى حيث زوي لك و
اني سألت الله عز وجل ثلاثا ان لا يسلط على امتي جوعا فيهلكهم به عامة وان لا يلبسهم شيعا و
يذيق بعضهم بأس بعض وانه قيل لي اذا قضيت قضاء فلا مرد له واني لن اسلط على امتك جوعا
فيهلكهم ولن اجمع عليهم من بين اقطارها حتى يفني بعضهم بعضا ويقتل بعضهم بعضا واذا وضع السيف في امتي فلن
يرفع عنهم الى يوم القيامة وان مما اتخوف على امتي ائمة المضلين وستعبد قبائل من امتي الاوثان
وستلحق قبائل من امتي بالمشركين وان بين يدي الساعة دجالين كذابين قريبا من ثلاثين كلهم يزعم
انه نبي ولن تزال طائفة من امتي على الحق منصورين لا يضرهم من خالفهم حتى يأتي امر الله
عز وجل قال ابو الحسن لما فرغ ابو عبد الله من هذا الحديث قال ما اهوله ثوبان سے روایت ہے جو مولی غلام
آزاد تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے زمین سمیٹی گئی یہانتک کہ میں نے اسکے
پورب اور پچھم دیکھے اور مجھے دونوں خزانے دیے گئے زرد یا سرخ اور سفید یعنے روپیوں اور اشرفیوں دونوں کا خزانہ مراد
روم اور ایران کا خزانہ ہے روم کا سکہ اکثر سونے کا تھا اور ایران کا چاندی کا) اور مجھ سے کہا گیا کہ تمہاری سلطنت کی
سلطنت وہیں تک ہوگی جہاں تک زمین تمہارے لیے سمیٹی گئی اور میں نے اللہ جل جلالہ سے تین بار چاہا یہ کہ میری امت
کو قحط سے ہلاک نہ کرے یعنی ساری امت کو یا اکثر امت کو اور انکو ٹکڑے ٹکڑے (یعنے الگ الگ گروہ) نہ کرے اور انکی
آپس میں لڑائی نہ کرا دے تو مجھ سے کہا گیا کہ میں جب کوئی قضا (حکم) کرتا ہوں تو وہ رد نہیں ہو سکتا بیشک میں تیری
امت کو بھوک سے ہلاک نہ کروں گا اور میں انکے اوپر ساری مخالف زمین کے تمام کناروں سے جمع نہ کرونگا یہانتک کہ وہ
خود آپس میں لڑنا شروع کرینگے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور جب میری امت میں آپس میں تلوار چلیگی تو پھر قیامت
تک وہ تلوار ان میں سے نہ اٹھیگی (یعنے کبھی متفق نہ ہونگے مگر قیامت کے قریب یعنے امام مہدی علیہ السلام کے وقت) اور
میں سب سے زیادہ جو ڈرتا ہوں اپنی امت پر وہ گمراہ حاکموں کے سبب سے یعنے فاسق اور فاجر بادشاہوں سے کیونکہ ان
کے سبب سے رعایا بھی گمراہ ہوگی) اور قریب ہے کہ میری امت کے بعض قبیلے بتوں (اور تھانوں اور شدوں اور جھنڈوں
اور مزاروں اور قبروں اور چلوں) کو پوجیں گے (کیونکہ اللہ کے سوا جو چیز پوجی جاوے اسکو وثن یعنے بت کہتے ہیں) اور
قیامت کے سامنے (یعنے قریب) جھوٹے لوگ نکلینگے دجال تیس کے قریب انمیں سے ہر ایک شخص یہ دعوی کرے گا

کہ مین اللہ کا نبی ہون اور ہمیشہ میری امت مین سے ایک گروہ حق پر قائم رہیگا اور انکی مدد ہوتی رہیگی اور جو کوئی ان کا
مخالف ہوگا وہ انکو نقصان نہ پہونچا سکیگا یہانتک کہ اللہ جل جلالہ کا حکم آوے **ف** یعنے قیامت قائم ہو۔ اس حدیث
مین کھلا معجزہ ہی آپ کا اور آپنے فرمایا مجھہ کو زمین کے پورب اور پچھم دکھلائی گئی اور ایسا ہی ہوا کہ اسلام پورب
یعنے ترکستان اور تاتار کی ولایت سی لیکر پچھم یعنے اندلس اور بربر تک پہونچا لیکن شمال اور جنوب مین اسلام ایسا رائج
نہین ہوا چنانچہ شمال مین بہت ولایات نصاری کی ہین اور جنوب مین مشرکین اور بودہ والون کی اور آپنے فرمایا کہ
مجھے روم اور ایران کا خزانہ ملا ایسا ہی ہوا کہ روم اور ایران دونو مسلمانون نے فتح کیے اور آپنے فرمایا کہ میری امت آپسر
مین لڑیگی اور پھر یہ آپس کی لڑائی قیامت تک موقوف نہ ہوگی ایسا ہی ہوا کہ حضرت عثمان کی اخیر خلافت مین مسلمانون
مین آپس مین پھوٹ ہوئی آجتک پھوٹ باقی ہے اور آپنے فرمایا کہ میری امت سب کی سب مخالفین کے حملہ سے ہلاک
نہ ہوگی ایسا ہی ہوا کسی زمانہ مین بھی ساری مسلمان مخالفین سے مغلوب نہین ہوئے اور ابتک بلاد روم اور ایران
اور افغانستان اور نواحی عرب اور مصر اور سودان مین مسلمانی خود مختار حکومتین باقی ہین گو ہندوستان کے مسلمان
نصاری کی رعیت ہوگئی ہین اور آپنے فرمایا کہ میری امت کی بعض قبائل بت پرستی کرنے لگین گے ایسا ہی ہوا بہت
سے مسلمان صرف نام کی مسلمان ہین اور شرک مین گرفتار ہین اولیاء اللہ کے مزار اور جھنڈی اور علم اور شدّی اور چلّے پوجتے
ہین اور بزرگون کی قبرون پر جانور کاٹتے ہین اور انکو سجدہ کرتے ہین اور آپنے فرمایا کہ قیامت کی قریب تیس جھوٹے
دجال پیدا ہونگے جو نبوت کا دعوی کرین گے تو اس امت مین کئی شخص نبوت کا جھوٹا دعوی کر چکے ہین اور ہمارے
زمانہ مین سید احمد خان نامی ایک شخص نکلا جس نے اپنا درجہ نبی کے برابر قرار دیا اور نبی اور غیر نبی مین کچھ فرق
نہین رکھا گویا نبوت کا دعوی کیا اور دوسرا شخص **غلام احمد قادیان** مین نکلا اس نے تو معاذ اللہ عیسی ہونے
کا دعوی کیا اور وہ کہتا ہے کہ میرے اوپر وحی آتی ہے عربی اور فارسی اور اردو زبان مین یہ بھی دجال ہے انہی تیس
دجالون مین سے جو قیامت کے قریب ظاہر ہونگے اللہ ان کے شر سے سب مسلمانون کو پناہ مین رکھے اور آپنے فرمایا کہ
ایک گروہ میری امت کا ہمیشہ حق پر قائم رہیگا کوئی انکو نقصان نہ پہونچا سکے گا وہ اہل حدیث اور اصحاب توحید ہین
ان کا طائفہ برابر قائم ہے اور ہر زمانہ مین مشرکین ضالین اور مبتدعین مقلدین اور جاہلین متعصبین ان کے دشمن
رہی اون کو کفر اور لامذہبی کے فتوی دیتے رہی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دست شفقت اس طائفہ پر ہے ان کا
کوئی بگاڑ نہین کر سکتا اور وہ اللہ کی حمایت مین ہین ہر زمانہ مین انکی تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے یہانتک کہ اخیر طائفہ
انکا امام مہدی علیہ السلام کی ساتھ ہوگا اور متعصبین مقلدین تو حضرت شیخ ابن عربی کے قول کے موافق امام مہدی

کے اعدا اور مخالفین بہت سے ہونگے لیکن آپ کی تلوار سے بہت قتل کیے جاوینگے اور بہت خاموش ہو رہینگے غرض اسحدیث مین جتنی پیشین گوئیان آپنے فرمائین وہ سب پوری ہوئین اور یہ کھلی دلیل ہے آپکے نبوت کی سوا نبی کے اور کوئی ایسی صاف پیشین گوئی نہین کر سکتا **عَنْ** زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ وَهُوَ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَعَقَدَ بِيَدِهِ عَشْرَةً قَالَتْ زَيْنَبُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ زینب بنت جحش سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور آپ کا مبارک چہرہ سرخ تہا آپ فرماتے تہے لا الہ الا اللہ خرابی ہے عرب کی اس آفت سے جو قریب آلگی ہے آج یاجوج ماجوج کی سد مین سے اسقدر کہل گیا اور آپنے انگلیون سے دس کا ہندسہ بنایا حضرت زینب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک ہونگے اور ہم مین نیک لوگ قائم ہونگے آپنے فرمایا ہان جب برائی زیادہ ہو **ف** تو نیک لوگون کے ہوتے ہوئے بہی عذاب آویگا یاجوج اور ماجوج دو قومین ہین جو قیامت کے قریب نکلینگی اور انکا بیان خدا چاہے تو آگے آویگا **عَنْ** أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ فِتَنٌ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا إِلَّا مَنْ أَحْيَاهُ اللَّهُ بِالْعِلْمِ ابوامامہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ فتنے ہونگے ایسے جن مین صبحکو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جاویگا مگر جسکو اللہ زندہ کرے علم سے **ف** علم سے مراد یہان یقین کامل ہے یعنے جس کو کشف سے شہود کا مرتبہ حاصل ہو اور عین الیقین کی حالت مین ہو ایسے شخص کا ایمان کبہی متزلزل نہین ہو سکتا باقی جن لوگون کو استدلال یا تقلید سے یقین حاصل ہوا ہے وہ تہوڑی سی دیر مین ڈگ سکتے ہین اور اس زمانہ مین یہی حال ہی کہ دین کے دشمن اور موسوسین اور نیچر اخوان الشیاطین ایسے پہیلے ہین کہ بہت سے مومنین راسخ الاعتقاد انکی صحبت مین جانے سی فاسد الایمان ہو جاتے ہین اور ان کی یقین مین فتور آجاتا ہے اب ان مین سے بعض تو علانیہ بے ایمان نبکر شتر بے مہار کیطرح احکام شرعیہ سی آزاد ہو جاتے ہین اور بعض اپنے عزیز و اقارب اور احباب اور قوم والون کے ڈر سی نماز روزہ کرتے ہین لیکن دل مین یقین نہین ہوتا اسیواسطے ان عبادات کے جو نتائج ہین مثلاً قلب کا منور ہونا ایمان کا اثر انکے اعمال مین ظاہر ہونا وہ ان مین نہین ہوتے اور اندرون کا حال ایکسان ہے کوئی ان مین سے مومن نہین ہے بلکہ دوسری قسم کے لوگ کفر کے ساتہ نفاق سے بہی موصوف ہین اللہ بچاوے ہر مسلمان کو ان شیاطین کی صحبت سے **عَنْ** حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ فَقُلْتُ أَنَا قَالَ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ قَالَ كَيْفَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ

وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ عُمَرُ لَيْسَ هٰذَا أُرِيدُ إِنَّمَا أُرِيدُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ أَوْ يُفْتَحُ قَالَ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ أَجْدَرُ أَنْ لَا يُغْلَقَ قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ سَلْهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم حضرت عمر کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں اونہوں نے کہا تم میں سے کس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے فتنہ کے باب میں حذیفہ نے کہا مجھکو حضرت عمر نے فرمایا تم بڑے بہادر ہو (کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دوسرے لوگ ایسی باتیں پوچھتے ہوئے ڈرتے تھے اور تم پوچھہ لیتے تھے اور یاد رکھنے میں بھی بہادر ہو کہ دوسرے لوگ بھول گئے اور تم کو یاد ہے) اچھا کیسی ہے وہ حدیث بیان کرو اونہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے آدمی کو فتنہ ہوتا ہے اسکے گھر والوں (جورو) کا اور اولاد کا اور ہمسایہ (دوست آشنا) کا (کبھی ان میں مصروف ہو کر خدا سے غافل ہو جاتا ہے) لیکن اُسکا کفارہ ہے نماز اور روزہ اور صدقہ اور امر بالمعروف (اچھی بات کا حکم کرنا) اور نہی عن المنکر (بری بات سے منع کرنا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میری مراد اس فتنہ سے نہیں ہے بلکہ وہ فتنہ بیان کرو جو سمندر کی موج کیطرح اونڈ آویگا حذیفہ نے کہا اس فتنہ سے تم کو کیا مطلب تمہارے اور اسکے بیچ میں تو ایک بند دروازہ ہے حضرت عمر نے کہا وہ دروازہ ٹوٹ جاویگا (کہ پھر کبھی بند نہ ہو سکے) یا کھل جاوے گا اونہوں نے کہا نہیں ٹوٹ جاویگا حضرت عمر نے کہا تو پھر تو کبھی بند ہونے کے لائق نہیں رہیگا شقیق نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا حذیفہ سے) ہمنے حذیفہ سے کہا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے اُس دروازہ کو اونہوں نے کہا وہ تو ایسا جانتے تھے جیسے یہ جانتے تھے کہ کل کے دن کے بعد پھر رات آویگی میں نے ان سے ایک حدیث بیان کی تھی جو دھوکا اور مغالطہ نہ تھی پھر ہم ڈرے حذیفہ سے یہ پوچھتے ہوے کہ وہ دروازہ کون شخص تھا (جسکے سبب سے فتنے بند تھے) ہم نے مسروق (ایک بڑے تابعی ہیں) سے کہا تم اُن سے پوچھو اونہوں نے پوچھا حذیفہ نے کہا وہ دروازہ خود حضرت عمر تھے ۔

ف انہی کی ذات روکتی تھی تمام بلاؤں اور فتنوں کو جب حضرت عمر شہید ہوئے مسلمانوں پر آفت آگئی حضرت عثمان کے عہد سے دلوں میں کدورت شروع ہوئی آخر آپس میں جنگ چھڑ گئے جو آج تک قائم ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ إِذْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُ خِبَاءَهُ وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ إِذْ نَادَى مُنَادِيهِ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ فَاجْتَمَعْنَا

فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطبنا فقال انہ لم یکن نبی قبلی الا کان حقا علیہ ان یدل امتہ
علی ما یعلمہ خیرا لھم وینذرھم ما یعلمہ شرا لھم وان امتکم ھذہ جعلت عافیتھا فی اولھا وان اخرھم
یصیبھم بلاء وامور تنکرونھا ثم تجیء فتن ترقق بعضھا بعضا فیقول المؤمن ھذہ مھلکتی ثم
تنکشف ثم تجیء فتنۃ فیقول المؤمن ھذہ مھلکتی ثم تنکشف فمن سرہ ان یزحزح عن النار ویدخل الجنۃ
فلتدرکہ موتتہ وھو یؤمن باللہ والیوم الاخر ولیات الی الناس الذی یحب ان یاتوا الیہ ومن بایع
اماما فاعطاہ صفقۃ یمینہ وثمرۃ قلبہ فلیطعہ ما استطاع فان جاء اخر ینازعہ فاضربوا عنق الاخر
قال فادخلت راسی من بین الناس فقلت انشدک اللہ انت سمعت ھذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال فاشار بیدہ الی اذنیہ فقال سمعتہ اذنای ووعاہ قلبی عبدالرحمن بن عبد رب کعبہ سے روایت ہے
میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پاس گیا وہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ انکے پاس جمع تھے میں نے
ان سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ایک بار ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سفر میں اتنے میں آپ ایک مقام میں اترے
تو ہم میں سے کوئی اپنا خیمہ لگا رہا تھا کوئی تیر مار رہا تھا کوئی اپنے جانوروں کو چرانے لگیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے موذن نے آواز دی نماز کے لیے جمع ہو جاؤ ہم سب جمع ہو گئے آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ بیان کیا تو فرمایا
مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں گذرا مگر اسپر یہ ضرور تھا کہ اپنی امت کو وہ باتیں بتلا دیوے جو انکے لیے بہتر جانتا ہو اور ان
باتوں سے ڈرا دیوے جو انکے لیے بری سمجھتا ہو اور تمہاری یہ امت اسکی سلامتی شروع حصہ میں ہے اور اسکے اخیر حصے پر
بلا آویگی اور ایسے کام ہوں گے جنکو تم برا جانتے ہو پھر فتنے آویں گے ایسے کہ ایک کے سامنے دوسرا ہلکا معلوم ہوگا یعنی
ایک سے ایک سخت فساد پیدا ہونگے) مومن کہیگا بس اس فتنے میں میری تباہی ہے پھر وہ فتنہ موقوف ہو جاویگا اور
دوسرا آویگا مومن کہیگا اس میں میری تباہی ہے پھر وہ بھی اٹھ جاویگا تو جس شخص کو یہ اچھا لگے کہ دوزخ سے دور رہے
اور جنت میں جاوے تو وہ اسکی کوشش کرے کہ مرتے وقت اسکو یقین ہو اللہ تعالے پر اور قیامت پر اور لوگوں سے وہ سلوک
کرے جسکو وہ پسند کرتا ہو کہ لوگ اسکے ساتھ کریں اور جو شخص کسی امام سے بیعت کرے اور اسکو اپنی قسم کا ہاتھ دیدے
اور دل کا عہد تو اب اسکی اطاعت کرے جہاں تک ہو سکے اب اگر دوسرا امام آوے اس سے جھگڑنے کو اور اپنے سے
بیعت کرنیکو کہے) تو دوسرے کی گردن مارو (جو بعد آیا کیونکہ جب پہلے سے بیعت کر چکے تو اس کی امامت صحیح ہو گئی
اب اسکے ہوتے ہوئے دوسرا امام نہیں ہو سکتا) عبدالرحمان نے کہا میں نے یہ سنکر اپنا سر لوگوں میں سے نکالا اور (میں نے
عبداللہ بن عمرو رض سے) کہا میں تمکو قسم دیتا ہوں اللہ کی کیا تم نے یہ سنا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے

اشارہ کیا اپنے کانوں کیطرف اور کہا میری دونو کانوں نے اسکو سنا اور میرے دل نے یاد رکھا ف بعض بے وقوف
دشمن اہل بیت جن پر خدا لعنت کرے اس حدیث سے یہ دلیل لیتے ہیں کہ یزید بن معاویہ علیہ ما یستحقہ کی امامت صحیح تھی کیونکہ
لوگ اس سے بیعت کر چکے تھے اب امام حسین علیہ السلام کا ارادہ امامت کے لیے درست نہ تھا نہ انکا انکار کرنا یزید کی بیعت
سے اور اسوجہ سے معاذ اللہ امام حسین علیہ السلام کو شہید نہیں کہہ سکتے اور انکا مارنا اور قتل کرنا جائز تھا اور اسکا جواب یہ ہے
کہ امام حسین علیہ السلام اور اہل مدینہ اور اہل عراق نے یزید سے بیعت نہیں کی تھی پس انکو یزید کے حکم کی اطاعت واجب
نہ تھی اور اسکے سوا یزید فاسق اور فاجر تھا اور احکام شرعیہ کے برخلاف کرتا تھا پس وہ بحکم شرع قابل عزل ہو چکا
تھا اور اسکا عزل امت محمدی پر واجب تھا علی صاحبہ الصلوۃ والسلام اور ایک بات اور ہے وہ یہ کہ جناب امام حسن
علیہ السلام نے یزید کے باپ معاویہ کو اپنی طرف سے بطور نائب کے مقرر کیا تھا وہ بھی اس شرط سے کہ اللہ کی کتاب اور اسکے
رسول کی سنت اور ابوبکر اور عمر کی سیرت پر چلیں اور انکے بعد خلافت اپنے مستحق کیطرف رجوع کرے گی یعنے جناب امام
حسن یا جناب امام حسین علیہما السلام کیطرف اور معاویہ نے اس میں سے ایک شرط بھی پوری نہ کی کتاب اللہ اور سنت رسول
اللہ صلعم پر تو یہ چلے کہ نائب اور جانشین رسالت یعنی جناب امام حسن علیہ السلام کو زہر دینے پر خوش اور مسرور ہوئے اور یزید
ملعون کی اس فتنہ انگیزی اور شرارت پر آفرین کی اور جب خبر شہادت جناب آقائی امام حسن علیہ السلام کی پہنچی
تو یہ کہنے لگے جمرۃ اطفاہا اللہ یعنے آپ کی ذات ایک چنگاری تھی جسکو اللہ نے بجھا دیا اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی
سیرت پر یوں چلے کہ باوجودیکہ یزید فاسق اور فاجر تھا اور کسیطرح سے مستحق خلافت نہ تھا آپنے اپنی زندگی میں اس
سے بیعت کرا دی وہ بھی بزور وجبر اور یہ فرمایا کہ یہ سنت ہے ابوبکر اور عمر کی اسپر عبدالرحمان بن ابی بکر نے کہا نہیں
بلکہ سنت ہے کسری اور قیصر کی اور یہ ظاہر ہے کیونکہ باپ کے بعد نالائق اور بدکار بیٹے کا حاکم ہونا ایران اور روم کی
سلطنت کا طریقہ ہے خلافت کو اس سے کیا واسطہ عمر کا تو یہ طریق تھا کہ جب وفات ہونے لگی تو خلافت کو چھہ
اکابر صحابہ کی رائے پر چھوڑا اور یہ تصریح کر دی کہ میرے بیٹے عبداللہ کو اس میں کوئی حق نہیں ہے حالانکہ عبداللہ بڑے
متقی پرہیزگار اور افاضل صحابہ اور دانشمندان وقت اور صلحای زمانہ میں سے تھے اور ہر طرح خلافت کے لائق تھے
پس معاویہ یزید کے باپ خود شروط نیابت کے خلاف کرنیکی وجہ سے معزول ہو چکے تھے اب ان کا یزید اپنے بیٹے کو وہی
بالجبر خلیفہ بنا دینا کیونکر صحیح ہوگا بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جب معاویہ نے شروط مقررہ کا جن پر انکو نیابت ملی تھی خلاف کیا
تو وہ معزول ہوئے اور خلافت بدستور سابق جناب امام حسن علیہ السلام کیطرف لوٹ آئی اور انکے بعد جناب امام حسین سید
الشہداء علیہ الوف السلام خلیفہ اور امام ہوئے علاوہ اسکے بیعت میں یہ ضرور ہے کہ جو لوگ افضل اور اشرف اور

عمایداور رؤسا اور بوڑہے اور بزرگ ہون وہ بیعت کرلین یعنے اہل حل وعقد اور یزید سے ایسے کسی شخص نے بیعت نہین کی تہی صرف چند اوباش نوجوان کم عقلون نے وہ بہی جان کے ڈر سے وہ بہی صرف شام کے بدمعاشون نے بیعت کرلی تہی ایسی بیعت سے کیا ہوتا ہے اور حدیث کا یہی مطلب ہے کہ اہل حل وعقد یعنے مسلمانون کے تمام رؤسا اور عمایدہر ملک کے اس شخص کو قبول کرلین اسکے بعد اسکے ہوتے ہوئے دوسرا امام نہین ہوسکتا یہ صحیح ہے اور اگر مطلق بیعت مراد ہو تو بڑی خرابی لازم آویگی اور مسلمان بالکل تباہ ہوجاوینگے کیونکہ ہر ایک بدمعاش امام اور خلیفہ وقت کو ہونے ہی اپنے گہر مین چند بدمعاشون سے بیعت کرالیگا اور بموجب حدیث یہ دعوی کریگا کہ پہلے بیعت مجہہ سے ہوچکی ہے اب دوسرے کسی امام کا مقرر ہونا جائز نہین اور لوگ ایک آفت مین پڑینگے کہ جو خلافت کے لائق ہوگا وہ تو امام نہ ہوسکیگا اور یہ شرابی لچا بدمعاش اپنے مزے سے حکومت کریگا اگر کوئی نالائق حدیث کا یہ مطلب سمجہے تو اسکے فہم پر آفرین ہے اب شہید کسے کہتے ہین جو ظلم سے مارا جاوے اور جناب امام حسین جس ظلم سے مارے گئے اسکی نظیر دنیا مین نہین ملتی کہ تمام بال بچے دوست آشنا عزیز واقربا یہانتک کہ شیرخوار بچے بہی مارے گئے خود بہی مارے گئے لاشین روندی گئین زنانہ کی ہتک حرمت ہوئی سر مبارک کہین جسد کہین اب شہادت اور کس چڑیا کا نام اور کونسی شہادت بڑہکر اس سے وہم وگمان مین بہی آسکتی ہے بلکہ آپ بلا اشتباہ سید الشہدا ہین اللہ تبارک وتعالی ہمکو آپ کی غلامی اور کفش برداری مین رکہے اور جو مردود آپ کو شہید نہین جانتے انکو ہم قیامت مین جناب سرورعالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جواب دینگے اور اللہ چاہیگا تو ان کا حشر یزید پلید اور اسکے اعوان وانصار کے ساتھہ ہوگا وما علینا الا البلاغ

باب التثبت فی الفتنة فتنے کیوقت حق پر جمے رہنا **عن** عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کیف بکم وبزمان یوشک ان یاتی یغربل الناس فیہ غربلۃ وتبقی حثالۃ من الناس قد مرجت عہودہم وأماناتہم فاختلفوا وکانوا ھکذا وشبک بین اصابعہ قالوا کیف بنا یا رسول اللہ اذا کان ذلک قال تاخذون بما تعرفون وتدعون بما تنکرون وتقبلون علی خاصتکم وتذرون امر عوامکم عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا اس زمانہ مین جب لوگ چہانے جاوینگے (جیسے آٹا چہانا جاتا ہے تو چہلنی مین بہوسے کے سوا کچہہ نہین رہتا ایسی دنیا چہلنی کیطرح ہوگی اور اچہے لوگ گذر جاوینگے) اور بہوسی کیطرح (خراب) لوگ رہجاوینگے انکے عہد اور امانات ملجل جاوینگے اور بگڑ جاوینگے اور اچہے اور برے مختلف ہوکر ایسے ہوجاوینگے اور آپنے انگلیون کو انگلیون مین ڈالا یعنے ایماندار اور بے ایمان کی تمیز نہ رہیگی اصحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اسوقت ہم کیا کرین آپنے فرمایا جس بات

کو اچھا سمجھتے ہو وہ کرو اور جس کو برا سمجھتے ہو اسکو چھوڑ دو اور خاص اپنی فکر کرو عوام کا خیال چھوڑ دو **فائدہ** جب عوام سے ضرر اور نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترک کی اجازت ہے

عن اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتَ یَا اَبَا ذَرٍّ وَمُوْتًا یُصِیْبُ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْمَ الْبَیْتُ بِالْوَصِیْفِ یَعْنِی الْقَبْرَ قُلْتُ مَا خَارَ لِیْ وَرَسُوْلُہٗ اَوْ قَالَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ تَصَبَّرْ قَالَ کَیْفَ اَنْتَ وَجُوْعًا یُصِیْبُ النَّاسَ حَتّٰی تَاْتِیَ مَسْجِدَکَ فَلَا تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰی فِرَاشِکَ وَلَا تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ فِرَاشِکَ اِلٰی مَسْجِدِکَ قَالَ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ اَوْ مَا خَارَ اللّٰہُ لِیْ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ عَلَیْکَ بِالْعِفَّۃِ ثُمَّ قَالَ کَیْفَ اَنْتَ وَقَتْلًا یُصِیْبُ النَّاسَ حَتّٰی تَغْرَقَ حِجَارَۃُ الزَّیْتِ بِالدَّمِ قُلْتُ مَا خَارَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ الْحَقْ بِمَنْ اَنْتَ مِنْہُ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَلَا اٰخُذُ سَیْفِیْ فَاَضْرِبُ بِہٖ مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ قَالَ شَارَکْتَ الْقَوْمَ اِذًا وَلٰکِنْ اُدْخُلْ بَیْتَکَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنْ دُخِلَ بَیْتِیْ قَالَ اِنْ خَشِیْتَ اَنْ یَّبْھَرَکَ شُعَاعُ السَّیْفِ فَاَلْقِ طَرَفَ رِدَائِکَ عَلٰی وَجْھِکَ فَیَبُوْءُ بِاِثْمِہٖ وَاِثْمِکَ فَیَکُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ

ابوذر غفاری سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر تیرا کیا حال ہوگا جب لوگون پر موت آویگی (شاید طاعون عمواس مراد ہے جو حضرت عمر کی خلافت مین ہوا) یہانتک کہ ایک قبر کی قیمت ایک بردہ ہوگی مین نے عرض کیا جو اللہ اور اسکا رسول میرے لیے پسند کرے یا یون کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا صبر کیجیو پھر آپنے فرمایا تیرا کیا حال ہوگا جب لوگون پر قحط پڑے گا اور بھوک کا غلبہ ہوگا یہانتک کہ تو اس مسجد مین آوے سکیگا پھر تو اپنے بچھونے تک لوٹنے کی طاقت نہ رکھیگا اور اپنے بچھونے سے مسجد تک آنیکی مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے یا یون کہا جو اللہ اور اسکا رسول پسند کرے آپنے فرمایا تو لازم کر لیجیو اپنے اوپر حرام سے بچنے کو اگرچہ بھوکا ہو پھر آپنے فرمایا تیرا کیا حال ہوگا جب لوگ قتل ہونگے (مدینہ منورہ کی) یہانتک کہ حجارۃ الزیت (ایک پتھریلا مقام ہے مدینہ طیبہ مین) خون سے غرق ہو جاویگا مینے کہا جو اللہ اور اسکا رسول پسند فرماوے آپنے فرمایا تو جن لوگون مین سے ہے ان سے ملا رہ (یعنے اہل مدینہ اور خدا اور رسول کے ساتھ رہ) ابوذر نے عرض کیا یا رسول اللہ مین اپنی تلوار لیکر ان لوگون کو نہ مارون جو ایسا کرین (یعنے اہل مدینہ کو قتل کرین) آپنے فرمایا ایسا کرے تو تو بھی فسادیون مین شریک ہوگیا بلکہ اپنے گھر مین بیٹھا رہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر وہ میرے گھر مین گھس آوین تو مین کیا کرون) آپنے فرمایا اگر تجھ کو تلوار کی چمک کا ڈر ہو تو اپنی چادر کا کونا اپنے منہ پر ڈال (اور قتل ہو جا) وہ قتل کرنیوالا اپنا اور تیرا دونو کا گناہ سمیٹ لیگا اور دوزخی ہوگا **ف** اس حدیث مین یزید بن معاویہ کی تعریض

ہے اس مردود نے جناب امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنیکے بعد اہل مدینہ پر لشکر کشی کی اور جس قدر بوڑھے بوڑھے صحابہ اور ان
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے زندہ تھے انکو قتل کرایا یہانتک کہ حرہ یعنے حجارۃ الزیت بالکل غرق خون ہوگیا
اور سب ہی چھین لیا ازواج مطہرات کی توہین کرائی بی بی ام سلمہ کا گھر لوٹ لیا حرم محترم اور مسجد نبوی میں گھوڑے
بندھوائے نماز موقوف کرادی گھوڑوں کی پچھاڑی آپ کی قبر شریف کی طرف رکھی کہ وے اسطرف لید اور پیشاب
کرتے تھے اسیوقت کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کیا کہ ایسے سخت وقت میں صبر کیجیو اور
قتل ہوجائیو اللہ تعالی ان مردود قاتلین کو جہنمی کرے گا اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ یزید اور اسکے ہمراہی اور اعوان
انصار سب جہنمی ہیں **عن** اَبِی مُوسٰی حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ
لَھَرْجًا قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْھَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَقْتُلُ الْاٰنَ
فِی الْعَامِ الْوَاحِدِ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ کَذَا وَکَذَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ بِقَتْلِ الْمُشْرِکِیْنَ
وَلٰکِنْ یَقْتُلُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا حَتّٰی یَقْتُلَ الرَّجُلُ جَارَہٗ وَابْنَ عَمِّہٖ وَذَا قَرَابَتِہٖ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَمَعَنَا عُقُوْلُنَا ذٰلِکَ الْیَوْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزَعُ عُقُوْلُ اَکْثَرِ ذٰلِکَ الزَّمَانِ
وَیَخْلُفُ لَہٗ ھَبَاءٌ مِنَ النَّاسِ لَا عُقُوْلَ لَھُمْ ثُمَّ قَالَ الْاَشْعَرِیُّ وَاَیْمُ اللّٰہِ اِنِّیْ لَاَظُنُّھَا مُدْرِکَتِیْ وَاِیَّاکُمْ
وَاَیْمُ اللّٰہِ مَالِیْ وَلَکُمْ مِنْھَا مَخْرَجٌ اِنْ اَدْرَکَتْنَا فِیْمَا عَھِدَ اِلَیْنَا نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا نَخْرُجَ مِنْھَا
کَمَا دَخَلْنَا فِیْھَا ابوموسی اشعری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا کہ قیامت کے سامنے
خونریزی ہوگی یعنے ہرج ہمنے عرض کیا ہرج کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا قتل بعضے مسلمانوں نے عرض کیا
یارسول اللہ ہم تو اب بھی ایک سال میں اتنے مشرکوں کو مارتے ہیں آپنے فرمایا یہ مشرکوں کا قتل نہ ہوگا بلکہ تم آپس میں
ایک دوسرے کو قتل کروگے یہانتک کہ آدمی اپنے پڑوسی اور چچا کے بیٹے کو ماریگا اور اپنے رشتہ دار کو بعض لوگوں نے عرض
کیا یا رسول اللہ اسوقت ہم میں عقل بھی ہوگی یا نہیں آپنے فرمایا نہیں اس زمانہ کے اکثر لوگوں کی عقلیں سلب ہوجاوینگی
رجاتی رہیں گی) اور وہ لوگ باقی رہجاوینگے جو ذلیل اور خوار ہیں ذروں کیطرح جو شعاع میں سورج کے اڑتے ہیں ان
میں عقلیں نہ ہونگی (اور ہوا اور ہوس اور حرص کے بندے ہونگے دنیا کیلیے اپنے عزیزوں اور دوستوں کو مارینگے) ابوموسی
اشعری نے کہا قسم خدا کی میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ زمانہ مجھکو اور تمکو پاوے اور قسم خدا کی اگر یہ زمانہ مجھکو اور تمکو پاوے
گا تو نہ میں نہ تم اس میں سے نکل سکوگے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے عہد کیا ہے کہ اس میں سے نکل سکیں گے
جیسے اس میں جاویں گے **عن** عُدَیْسَۃَ بِنْتِ اُھْبَانَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ھٰھُنَا الْبَصْرَۃَ دَخَلَ

عَلَيَّ اَبِيْ فَقَالَ يَا اَبَا مُسْلِمٍ اَلَا تُعِيْنُنِيْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَدَعَا جَارِيَةً لَهُ فَقَالَ يَا جَارِيَةُ اَخْرِجِيْ سَيْفِيْ قَالَ فَاَخْرَجَتْهُ فَسَلَّ مِنْهُ قَدْرَ شِبْرٍ فَاِذَا هُوَ خَشَبٌ فَقَالَ اِنَّ خَلِيْلِيْ وَابْنَ عَمِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَيَّ اِذَا كَانَتِ الْفِتْنَةُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَتَّخِذْ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ فَاِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ مَعَكَ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْكَ وَلَا فِيْ سَيْفِكَ عدیسہ بنت اہبان سے روایت ہے جب جناب امیر المومنین حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ یہاں بصرے مین آئے تو میرے باپ پاس گئے اور کہا اے ابو مسلم تو میری مدد نہین کرتا ان لوگون پر (یعنے اہل شام پر) ابو مسلم نے کہا کیون نہین پہر اونہون نے اپنے ایک چھوکری کو بلایا اور اس سے کہا میری تلوار نکال لا وہ لائی ابو مسلم نے ایک بالشت برابر اسکو باہر نکالا (نیام سے) دیکھا تو وہ لکڑی کی ہے پہر ابو مسلم نے کہا تمہارے جانی دوست اور تمہارے چچا کے بیٹے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے جب مسلمانون مین فتنہ ہووے تو ایک تلوار لکڑی کی بنالے اب اگر تمہاری خوشی ہے تو مین اسی تلوار کو لیکر تمہارے ساتھ نکلتا ہون جناب امیر نے فرمایا کچھ حاجت نہین مجھکو تیری امداد نہ تیری تلوار کی **ف** اور انکو لڑائی سے معاف کردیا یہ حکم انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ تلوار لکڑی سے بنالے اسصورت مین ہے جب مسلمانون مین فتنہ ہو اور جانب حق معلوم نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ خاموش رہے کسی فرقہ کا شریک ہو اگر کوئی اسے مارڈالے تو صبر کرے اور اسحالت مین نہین ہے جب ایک امام برحق موجود ہو جیسے جناب امیر علی مرتضے تہے انکے ساتھ ہوکر تو باغیون سے اور ظالمون سے لڑنا جائز بلکہ ثواب ہے اور اگر جائز نہوتا تو جناب امیر کبھی باغیون سے لڑائی نکرتے اور یہ مسئلہ خود قرآن مین مصرح ہے وان طائفتان من المومنین اقتتلوا اخیر تک اس مین حکم ہے طائفہ باغیہ سے قتال کرنیکا یہانتک کہ وہ بغاوت سے باز آوے لیکن اسپر بہی بعض صحابہ نہایت محتاط تہے اونہون نے مسلمانون کا قتل گوارا نہ کیا اگرچہ سب وہ یہ جانتے تہے کہ حق جناب حضرت علی مرتضی کے ساتھ ہے اور معاویہ اور ان کے ہمراہی سب خاطی اور باغی ہین جو امام حق کی عدول حکمی کرتے ہین اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابو مسلم جناب امیر کے ساتھ نکلنے کو اور آپکی مدد کرنے کو مستعد ہوئے اور یہی حال ابو ہریرہ اور ابن عمر اور جابر اور ابوذر اور بہت صحابہ کا ہوا کہ انہون نے لڑائی سے معافی چاہی اور جناب امیر نے انکو معاف رکہا **عَنْ** اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِيْ كَافِرًا وَيُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيْ فَكَسِّرُوْا قِسِيَّكُمْ وَقَطِّعُوْا اَوْتَارَكُمْ وَاضْرِبُوْا بِسُيُوْفِكُمُ الْحِجَارَةَ فَاِنْ دُخِلَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْكُمْ فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ اٰدَمَ ابو موسی اشعری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب ایسے فتنے ہونگے جیسے اندھیری

رات کے حصے صبحکو آدمی ان مین مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا اور صبحکو کافر ہوگا ان فتنون مین جو بیٹھا ہو وہ بہتر ہر اس سے جو کھڑا ہو اور جو کھڑا ہو وہ بہتر ہے اس سے جو چل رہا ہو اور جو چل رہا ہو وہ بہتر ہے اس سے جو دوڑ رہا ہو اور ان فتنون مین اپنی کمانین توڑ ڈالو اور کمانون کے چلے کاٹ ڈالو اور اپنی تلوارین پتھر پر مار کر کند کردو (یا توڑ ڈالو) اگر تم مین سے کسی کے پاس کوئی گھس آوے (اسکے مارنیکو) تو وہ ویسا ہی کرے جیسے آدم علیہ السلام کے دو بیٹون (ہابیل اور قابیل) مین جو بہتر تہا اُس نے کیا **ف** ہابیل نے اپنے بہائی قابیل کو نہین مارا بلکہ یون کہا تو مجہے اگر ماریگا تب بہی مین تجہے نہین مارونگا مراد اس سے مسلمانون کی آپس مین جو فتنے ہوے وہ ہین اور مطلب آپ کا یہ ہے کہ ان فتنون مین لڑنا اور مسلمان کو مارنا گویا فتنے کی تائید کرنا ہے پس گہر مین خاموشی سے بیٹہے رہنا بہتر ہے اور جس قدر کوئی زیادہ حرکت کریگا اُتنا ہی وہ برا ہے اور بعض صحابہ جیسے ابن عمر اور عمران بن حصین وغیرہما کا قول اسی حدیث کے موافق یہ ہے کہ فتنہ مین مسلمان پر ہاتہ اوٹہانا جائز نہین اگر وہ مارنے آوے تو صبر کرے اور مار کہالے اسکا دفع کرنا بہی جائز نہین اور جمہور صحابہ اور تابعین یہ کہتے ہین کہ حق کی تائید اور مدد کرنا بہتر ہے اور خاطیون اور باغیون کا مارنا ثواب ہے اور عمار بن یاسر نے معاویہ کے لشکر سے کہا کہ ہم تم سے لڑتے ہین اسی کی کتاب کے موافق **عَنْ** اَبِی بُرْدَۃَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَۃَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّھَا سَتَکُوْنُ فِتْنَۃٌ وَفُرْقَۃٌ وَاخْتِلَافٌ فَاِذَا کَانَ ذٰلِکَ فَاْتِ بِسَیْفِکَ اُحُدًا فَاضْرِبْہُ حَتّٰی یَنْقَطِعَ ثُمَّ اجْلِسْ فِیْ بَیْتِکَ حَتّٰی تَاْتِیَکَ یَدٌ خَاطِئَۃٌ اَوْ مَنِیَّۃٌ قَاضِیَۃٌ فَقَدْ وَقَعَتْ وَفَعَلْتُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابو بردہ سے روایت ہے مین محمد بن مسلمہ پاس گیا انہون نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب مین ایک فتنہ ہوگا اور پہوٹ ہوگی اور اختلاف ہوگا (مسلمانون مین) جب یہ زمانہ آوے تو تو اپنی تلوار لیکر احد پہاڑ پر جا اور اُسپر مار یہانتک کہ وہ ٹوٹ جاوے پہر اپنے گہر مین بیٹہا رہ یہانتک کہ کوئی باغی اور خاطی تجہ کو مار ڈالے یا تیری موت آجاوے محمد بن مسلمہ نے کہا تو یہ فتنہ آگیا اور مین نے وہی کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا

باب اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْھِمَا جب دو مسلمان اپنی اپنی تلوارین لیکر ایک دوسرے سے بہڑین **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمَیْنِ الْتَقَیَا بِاَسْیَافِھِمَا اِلَّا کَانَ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان اپنی اپنی تلوارین لیکر بہڑین تو قاتل اور مقتول دونون جہنم مین جاوینگے **عَنْ** اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْھِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ اِنَّہٗ اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِہٖ ابو موسی سے بہی ایسی ہی روایت

سے اس میں اتنا زیادہ ہی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ قاتل تو جہنم میں جاوے گا مگر مقتول کیوں جاویگا آپ نے فرمایا وہ بھی
سے کرو وہ بھی اپنے ساتھی کو مار ڈالنا چاہتا تھا **عن** ابی بکرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا المسلمان
حمل احدھما علی اخیہ السلاح فھما علی جرف جھنم فاذا قتل احدھما صاحبہ دخلاھا جمیعا
ابوبکرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان ایک دوسرے پر ہتھیار اٹھاویں تو دونوں دوزخ کے
کنارے پر ہیں پھر جب ایک نے دوسرے کو قتل کیا تو دونوں دوزخ میں جاویں گے **ف** یہ صورت سوقت ہے جب دونوں ایک ساتھ
ہتھیار لیکر ایک دوسرے کو مارنے کے لیے اوٹھیں لیکن اگر کوئی شخص ہتھیار لیکر مارنے کو آوے تو اپنے تئیں بچانا درست ہے اور
اگر بچانے میں حملہ کرنے والا مارا جاوے تو وہی دوزخ میں جاویگا بچانیوالے کا کوئی قصور نہیں **عن** ابی امامۃ ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من شر الناس منزلۃ عند اللہ یوم القیمۃ عبد اذھب آخرتہ بدنیا غیرہ ابوامامہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بدتر درجہ اس شخص کا ہوگا اللہ کے نزدیک قیامت کے
دن جس نے اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کے لیے کھوئی **ف** اپنے تئیں دنیا کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا اور آخرت بھی برباد گئی
خسر الدنیا والآخرۃ ہوا جیسے کوئی دوسرے کے فائدہ کے لیے جھوٹی گواہی دیوے یا کسی مسلمان کا خون کرے **باب**
کف اللسان فی الفتنۃ فتنہ میں زبان روکنا **ف** ایسا نہو زبان سے ناحق بات نکلے اور مفت گنہگار ہو یا فتنے
میں شریک سمجھا جاوے یا اسکی بات سے فتنہ کو ترقی ہو **عن** عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم تکون فتنۃ تستنظف العرب قتلاھا فی النار اللسان فیھا اشد من وقع السیف
عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فتنہ ایسا ہوگا جو ساری عرب کو گھیر لیگا اور اس
میں جو لوگ مارے جاوینگے وہ دوزخ میں جاوینگے اور زبان سے بات کہنا اس میں تلوار مارنے سے زیادہ سخت ہوگا **عن**
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والفتن فان اللسان فیھا مثل وقع السیف ابن
عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم فتنوں سے بچو کیونکہ ان میں زبان تلوار سے بدتر ہے **عن** علقمۃ
بن وقاص قال مر بہ رجل لہ شرف فقال لہ علقمۃ ان لک رحما وان لک حقا وانی رایتک تدخل
علی ھؤلاء الامراء وتتکلم عندھم بما شاء اللہ ان تتکلم بہ وانی سمعت بلال بن الحارث المزنی صاحب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احدکم لیتکلم بالکلمۃ من
رضوان اللہ ما یظن ان تبلغ ما بلغت فیکتب اللہ عز وجل لہ بھا رضوانہ الی یوم القیامۃ وان احدکم
لیتکلم بالکلمۃ من سخط اللہ ما یظن ان تبلغ ما بلغت فیکتب اللہ عز وجل علیہ بھا سخطہ الی یوم یلقاہ

قال علقمة فانظر ويحك ماذا تقول وماذا تكلم به فرب كلام منعني ان اتكلم به ما سمعت من بلال بن الحارث علقمه بن وقاص سے روایت ہے ان کے سامنے سے ایک شخص گذرا جو بزرگی والا تھا علقمہ نے اس سے کہا تیرا حق قرابت کا بھی مجھ پر ہے اور دوسرا حق بھی ہے اور میں دیکھتا ہوں تو ان امیروں پاس جاتا ہے اور جو اسکا جی چاہتا ہے وہ باتیں نکالتا ہے اور میں نے سنا بلال بن حارث مزنی سے جو صحابی تھے آنحضرت صلعم کے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک بات منہ سے نکالتا ہے جس میں اللہ تعالی کی رضامندی ہوتی ہے اور وہ نہیں سمجھتا کہ اس بات کا اثر کیا ہوگا اور کتنا ہوگا لیکن اللہ تعالی اس بات کی وجہ سے قیامت تک اپنی رضامندی اس شخص کے لئے لکھ دیتا ہے اور تم میں سے کوئی ایک بات منہ سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضی کی ہوتی ہے اور اسکو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ بات کہاں تک اثر کریگی لیکن اللہ تعالے قیامت تک اپنی ناراضی اس شخص کے لئے لکھ دیتا ہے علقمہ نے کہا تو اب تو سمجھ لے کیا کہتا ہے اور کیا باتیں منہ سے نکالتا ہے اور میں تو کبھی ایک بات کہنا چاہتا ہوں لیکن بلال کی اس حدیث کی وجہ سے اسکو منہ سے نہیں نکالتا **ف** مطلب علقمہ کا یہ ہے کہ بات کہنے میں احتیاط اور غور لازم ہے یہ نہیں کہ جو منہ میں آیا کہہ دیا شتر بے مہار کی طرح ٹر ٹر کرنیوالا بیوقوف ہے اور اکثر ایسے آدمی کے منہ سے ایسی بات نکل جاتی ہے جو اللہ سبحانہ و تعالی کو ناگوار ہو جاتی ہے پس وہ ایک بات کی وجہ سے دوزخی ہو جاتا ہے لاحول ولا قوة اعوذ بک من شر لسانی **عن** ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرجل ليتكلم بالكلمة من سخط الله لا يرى بها بأسا فيهوي بها في نار جهنم سبعين خريفا ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی ایک بات کہتا ہے اللہ کی ناراضی کی اور وہ اس میں برائی نہیں پاتا لیکن اس بات کی وجہ سے ستر برس تک دوزخ کی آگ میں گرتا چلا جاویگا **عن** ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا او ليسكت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور قیامت پر وہ یا بہتر بات کہے یا خاموش رہے (بڑی مشکل نصیحت ہے برسوں کی مشق اور محنت سے یہ بات حاصل ہوتی ہے) **عن** محمد بن عبد الرحمن بن ماعز العامري ان سفيان بن عبد الله الثقفي قال قلت يا رسول الله حدثني بامر اعتصم به قال قل ربي الله ثم استقم قلت يا رسول الله ما اكثر ما تخاف على فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بلسان نفسه ثم قال هذا محمد بن عبد الرحمن سے روایت ہے سفیان بن عبد اللہ ثقفی نے کہا یا رسول اللہ مجھکو ایک ایسی بات بتلایئے جسکو میں مضبوط تھامے رہوں آپ نے فرمایا یوں کہہ اللہ میرا رب ہے پھر اسپر جما رہ **ف** جیسے قرآن میں ہے ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا لیکن یہ استقامت بہت

مشکل مقام ہی بڑے بڑے عرفا اور اولیا کو حاصل ہوتا ہے زبان ہی سب اسکو رب کہتی ہین لیکن ذرا سا کام بڑے توخدا
کو بھول کر دوسرون ہی التجا کرنے لگتی ہین **ف** بن نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو زیادہ ڈر کسی چیز اور کس کا ہے آپنے اپنی
زبان تھامی اور فرمایا اس کا ہے **عن** مُعاذِ بنِ جبلٍ قال کُنتُ مع النبیِّ
صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ فی سفرٍ فاصبحتُ یوماً قریباً منہُ ونحنُ نسیرُ فقلتُ یا رسولَ اللہِ اخبرنی بعملٍ یدخلنی
الجنۃَ ویباعدنی منَ النارِ قال لقد سالتَ عظیماً وانہُ لیسیرٌ علی من یسّرہُ اللہُ علیہِ تعبدُ اللہَ لا
تشرکُ بہِ شیئاً وتقیمُ الصلوۃَ وتؤتی الزکوۃَ وتصومُ رمضانَ وتحجُّ البیتَ ثمّ قال الا ادلُّکَ علی
ابوابِ الخیرِ الصومُ جنۃٌ والصدقۃُ تطفیُٔ الخطیئۃَ کما یطفیُٔ النارَ الماءُ وصلوۃُ الرجلِ فی جوفِ اللیلِ
ثمّ قرأ تتجافی جنوبھم عنِ المضاجعِ حتّی بلغ جزاءً بما کانوا یعملونَ ثمّ قال الا اخبرکَ برأسِ الامرِ
وعمودہِ وذروۃِ سنامہِ الجھادُ ثمّ قال الا اخبرکَ بملاکِ ذلکَ کلِّہِ قلتُ بلی فاخذَ بلسانہِ فقال تکفُّ
علیکَ ھذا قلتُ یا نبیَّ اللہِ وانّا لمواخذونَ بما نتکلّمُ بہِ قال ثکلتکَ امّکَ یا معاذُ ھل یکبُّ الناسَ
علی وجوھھم فی النارِ الّا حصائدُ السنتھم معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ تہا سفر مین ایک بار مین صبح کو آپکے قریب ہوا اور ہم چل رہے تھے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو
ایسا عمل بتلایے جو مجھکو جنت مین لیجاوے اور دوزخ سے دور کردے آپنے فرمایا تو نے بڑی بات پوچھی اور یہ امر
آسان ہی جسپر اللہ تعالی آسان کرے تو اللہ کو پوجے اسکے ساتھ کسیکو شریک مت کر اور نماز کو ادا کر اور زکوۃ دے اور رمضان
کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کر پھر آپنے فرمایا مین تجھے جنت کے دروازے بتلاؤن روزہ تو سپر (ڈھال) ہے اور صدقہ
گناہ کو بجھا دیتا ہے جیسے پانی انگار کو اور آدمی کی نماز بیچ رات مین (یعنے تہجد) پھر یہ آیت پڑھی تتجافی جنوبھم
عن المضاجع اخیر تک پھر فرمایا مین تجھے خلاصہ اور حاصل اور چوٹی اس سب کی بتلاؤن وہ جہاد ہے اسکی راہ مین پھر
فرمایا ان سب کامون کا جس پر مدار ہے اسکو بتلاؤن مین نے عرض کیا جی ہان بتلایے آپنے اپنی زبان تھامی
اور فرمایا اسکو روکے رہ مین نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا ہم سے مواخذہ ہوگا ہماری باتون پر آپنے فرمایا تیری
مان تجھپر روے اے معاذ پھر لوگ اوندھے ہو نہ دوزخ مین کسلیے گرائے جاوینگے اپنی باتون ہی کیوجہ سے (معاذ
اللہ معاذ اللہ زبان بہی کیسی نازک چیز ہے) **عن** امِّ حبیبۃَ زوجِ النبیِّ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ عنِ النبیِّ صلّی
اللہُ علیہِ وسلّمَ قال کلامُ ابنِ آدمَ علیہِ لا لہُ الّا الامرُ بالمعروفِ والنھیُ عنِ المنکرِ وذکرُ اللہِ عزّ وجلّ
ام المومنین ام حبیبہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی ہر بات کا اسپر وبال ہی ہوگا اور کسی بات کا

فائدہ نہ ہوگا مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ذکر الٰہی کا البتہ یہی باتین کام آوینگی **عَنْ** اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ قِیْلَ لِابْنِ عُمَرَ اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰی اُمَرَآئِنَا فَنَقُوْلُ الْقَوْلَ فَاِذَا خَرَجْنَا قُلْنَا غَیْرَہٗ قَالَ کُنَّا نَعُدُّ ذٰلِکَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النِّفَاقَ ابو الشعثاء سے روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا ہم اپنے امیرون کے پاس جاتے ہین اور انکے دہن باتین کرتے ہین ان کو خوش کرنے کو جب وہان سے باہر نکلتے ہین تو اسکے خلاف کہتے ہین (انکی برائی بھی کرتے ہین) انہون نے کہا ہم تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اسکو نفاق سمجھتے تھے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے اسلام کی عمدگی مین یہ ہے کہ جو چیز کام نہ آوے اسکو ترک کرے **ف** یعنے جو چیز حرام یا مکروہ ہو اس کا ترک ہر مسلمان کو ضرور ہے خواہ اسکا اسلام عمدہ ہو یا نہ ہو لیکن عمدہ اور اچھا مسلمان وہ ہے جو بیکار اور غیر مفید بات کو بھی ترک کرے اگرچہ وہ حرام یا مکروہ نہ ہو یعنے مباح ہو لیکن اسکے کرنے مین عقبے کا فائدہ نہ ہو اسلیے کہ ایسی بات مین مفت وقت ضائع ہوتا ہے اور وقت سے بہتر اور بیش بہا چیز دنیا مین کوئی نہین ہے جو لوگ وقت کی قدر نہین کرتے اور اسکو لہو و لعب اور کھیل اور لغو مین کھوتے ہین انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اشرفیان اور جواہرات اور عمدہ اور بیش قیمت لباس دریا یا کنوے مین ڈالے۔ یہ حدیث ایک عمدہ اصل ہے علم اخلاق کی اور تمام نصائح کا خلاصہ اس حدیث مین ہے سچ تو یہ ہے کہ صرف یہ حدیث آدمی کے عمل کرنے کے لیے عمر بھر کافی ہے اور ساری عمر گذر جاتی ہے مگر اس حدیث پر پورا عمل نہین ہو سکتا ہر آدمی سے کوئی نہ کوئی کام لغو اور بیکار ضرور سرزد ہو جاتا ہے اگرچہ اس مین عقبے کا مواخذہ نہ ہو مگر اسکا نقصان ہوتا ہے اگر اسکے بدل ذکر الٰہی یا تعلیم علم دین مین یا تعلم مین مصروف ہوتا تو کس قدر ثواب اسکے نامہ اعمال مین لکھا جاتا گویا اس نے اپنے فائدے کو بالکل ڈبو دیا دوسری حدیث مین ہے کہ اہل جنت حسرت نہ کرینگے مگر اس وقت پر جو بغیر ذکر الٰہی کے گذرا حافظ ابن حجر نے کہا یہ حدیث نصف اسلام ہے اور نصف مین دوسری سب حدیثین اور ابن ابی زید نے کہا کہ ایک حدیث اور دوسری یہ حدیث کہ کوئی تم مین سے مومن نہین ہوتا جبتک جو اپنے لیے چاہتا ہے وہی بھائی مسلمان کے لیے بھی نچاہے تیسری یہ حدیث کہ جو ایمان رکھتا ہو اللہ اور پچھلے دن پر وہ یا نیک بات کہے یا چپ رہے اسکو نکالا ان دونون کو بخاری اور مسلم نے اور چوتھی یہ حدیث کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا مجھے وصیت فرمائیے آپنے فرمایا غصے مت ہو پھر پوچھا پھر بھی فرمایا نکالا اسکو بخاری نے بڑی اصل ہین اخلاق کی اور جڑ ہین تمام خوبیون اور بھلائیون کی **مترجم** کہتا ہے یہ حدیث بھی صحیح ہے ابن عبد البر نے کہا اسکی راوی ثقہ ہین یعنے من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ اور یہ حدیث اکیلی کافی ہے اور شامل ہے ان تینون حدیثون کو بھی

کس لیے کہ جب بے کار بات چھوڑ دینا اسلام کی عمدگی کا باعث ہوا تو بری بات کا چھوڑنا بطریق اولی ضرور ہوا اور غصہ برا ہے اسی طرح بری بات منہ سے نکالنا مضر ہے تو تیسری اور چوتھی حدیث اس میں آگئی اسیطرح پہلی حدیث بھی اس میں داخل ہے اس طرح سے کہ مومن بھائی کے لیے وہ نہ چاہنا جو اپنے لیے چاہتا ہے برا اور مذموم ہے پس اس سے اجتناب اور پرہیز واجب ہوا حاصل یہ کہ یہ حدیث کافی ہے عمل کرنے کے لیے ابوداؤد نے کہا یہ ربع ہے اسلام کی اور میرے نزدیک تو یہ کل اسلام ہے اور سب باتوں کو شامل ہے اب بیکار باتوں میں تمام وہ باتیں آگئیں جن میں نہ عقبے کا فائدہ ہے نہ دنیا کا جیسے بے ضرورت کلام کرنا بے ضرورت کسی چیز کا کھانا یا پینا تمام کھیل کود اور لغو حرکات آدمی کو چاہیے کہ ہر وقت یہ سوچتا رہے کہ اسکی بقا دنیا میں چند روزہ ہے اور معلوم نہیں کوچ کا وقت کب آن پہونچتا ہے پس جہاں تک ہو سکے اپنے اس گھر کے لیے جہاں ہمیشہ رہنا ہے سامان اکٹھا کرے سب سے آسان اور عمدہ اور سہل عبادت یہ ہے کہ دل یا زبان اور دل دونوں سے ہر وقت ذکر الہی کرتا رہے اور بڑی احتیاط رکھے کہ گناہ کا کوئی کام سرزد نہ ہو جب اسکی مشق ہو جاوے تو اب یہ احتیاط شروع کرے کہ بیکار کام یا فضول کلام بھی سرزد نہ ہو یہاں تک کہ ہمہ تن ہر وقت نیکی اور عبادت ہی میں گذرے جب آدمی اس درجہ پر پہونچ گیا تو سمجھنا چاہیے کہ اسکی مکت (یعنی نجات) ہوگئی اور جمدوت (عذاب کے) فرشتے سے اسکو خوف نہ رہا پرمیشر کا دھیان یہی تصوف اور یہی درویشی ہے کل فقرا کے نزدیک خواہ ہندو ہوں خواہ مسلمان خواہ اور کسی مذہب کے

باب العزلة تنہائی اور گوشہ گیری کا بیان

عن ابی ھریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر معایش الناس لھم رجل ممسک بعنان فرسہ فی سبیل اللہ ویطیر علی متنہ کلما سمع ھیعة او فزعة طار علیہ الیھا یبتغی الموت او القتل مظانہ ورجل فی غنیمة فی راس شعفة من ھذہ الشعاف او بطن واد من ھذہ الاودیة یقیم الصلوة ویؤتی الزکوة ویعبد ربہ حتی یاتیہ الیقین لیس من الناس الا فی خیر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر زندگی اس آدمی کی ہے جو اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہے اللہ کی راہ میں اور اسکی پیٹھ پر اڑتا ہے جب دشمن کی آواز سنتا ہے یا مقابلہ کا وقت آتا ہے تو اسطرف جاتا ہے اور موت اور قتل کے موقع ڈھونڈھتا ہے اپنے تئیں شہادت کا طالب ہے اور کفار کے قتل کے درپے ہے پس جہاں ان دونوں کا موقع پاتا ہے اسطرف مستعدی سے روانہ ہوتا ہے اور اس آدمی کی جو اپنی چند بکریاں لیے ہوئے ان پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں (وادی پہاڑ کے بیچ میں جو تنگ رستہ ہوتا ہے) اور وہ نماز ادا کرتا ہے وقت پر اور زکوة دیتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے یہانتک کہ اسکو موت آجاوے اور کسی آدمی کی برائی میں نہیں ہے بلکہ ہر ایک کی بھلائی ہی

چاہتا ہے **ف** اس حدیث سے عزلت اور گوشہ گیری یعنے جنگل وغیرہ مین تنہا رہنے کی اور آبادی سے الگ رہنے کی اور لوگون سے نہ ملنے کی فضیلت ثابت ہوئی کہ وہ جہاد کے برابر ہے اور اختلاف ہے علما کا اس مین کہ عزلت افضل ہے یا اختلاط یعنے لوگون مین رہنا شافعی اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ اختلاط افضل ہے اگر گناہون اور فتنون سے بچ سکے اور دوسرون نے کہا کہ عزلت افضل ہے اور صحیح مذہب یہی ہے کہ فتنہ اور فساد کی حالت مین جیسے یہ زمانہ ہے عزلت افضل ہے اور صلاح اور تقوی کے زمانہ مین اختلاط افضل ہے اسلیے کہ بہت سے عبادتین اختلاط مین ادا ہوسکتی ہین جو عزلت مین نہین ہوتین مثلاً جمعہ عید کی نماز جنازے کی نماز بیمار پرسی سلوک ہمسایہ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صبر لوگون کی ایذا پر خدمت یتیمون اور بیوون اور مسکینون کی **مترجم** کہتا ہے اگر ان عبادات کی ادا کے ساتہہ عزلت بہی رکہے تو وہ بالاتفاق افضل ہے اور زیادہ اختلاط کو کسینے پسند نہین کیا خصوصاً امرا اور دنیا دارون کے ساتہہ اختلاط یہ کسی بزرگ نے جائز نہین رکہا اور جو فقیر دنیا دارون کے پاس دنیاوی اغراض کے لیے جایا کرے یا ان سے کچہ معاش یا روپیہ کا طالب ہو وہ صرف نام کا فقیر ہے اور درحقیقت دنیادار اس سے بہتر اور درجہ مین اُس سے افضل ہین مین تو یہ کہتا ہون کہ جو شخص عالم یعنے مولوی ہوکر یا فقیر یعنے درویش ہوکر دنیادار امیر یا نوابون کے پاس آمد رفت رکہے اپنے دنیاوی مطلب نکالنے کے لیے تو وہ عالم اور درویش نہین ہے بلکہ چور اور منافق ہے اور ایسے عالم اور درویش کے ساتہہ کبہی صحبت نہ کرنا چاہیے نہ اس سے کچہ امید رکہنا چاہیے کہ اسکی صحبت مین قلب کی اصلاح ہوگی بلکہ جو کچہ قلب مین نور ہے وہ بہی اسکی صحبت سے جاتا رہیگا اور بعض اگلے بزرگون سے جو منقول ہے کہ وہ بادشاہ وقت کے پاس گئے یا اور کسی امیر کے پاس تو وہ من جانب اللہ مامور تہے اسلام کے لیے اور وہ دنیاوی غرض سے نہین گئے تہے اپنے لیے بلکہ دوسرے بندگان خدا کے فائدے کے لیے یا انکی اصلاح کے لیے بالجملہ اس زمانہ کے فقیرون کا ان بزرگون پر قیاس نہین ہوسکتا۔ اس زمانہ کے فقرا اکثر جہوٹے اور مکار ہین اور مال و زر کے طالب ہین اور فقر کی صورت اونہون نے دنیا کمانے کے لیے بنائی ہے ایسے فقیرون سے تو صاف دنیادار کئی درجہ مراتب مین زیادہ ہین ~~

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　　پس بہر دستے نباید داد دست

سچے فقیر کی پہچان بہت سہل ہے وہ یہ کہ دیکہے کبہی وہ اپنے ذاتی فائدے کے لیے کسی دنیادار پاس گیا یا نہین اگر گیا تو وہ فقیر نہین ہے اسیطرح وہ بہی فقیر نہین ہے جو دنیادار امیر کی ایک مفلس محتاج سے زیادہ تعظیم کرے یا مسکین کی نسبت کرکے دنیادار سے زیادہ محبت اور توجہ سے ملے وہ بہی چور ہے فقیر نہین ہے فقیر وہی ہے جو اپنی ذات کے لیے کسی سے غرض نہ رکہے بجز خداوند کریم کے اور محنت مزدوری سے اپنی روٹی پیدا کرے یا توکل سے اور دنیادار غریب دونو اسکی

نظر مین یکسان ہون اور بادشاہ اور فقیر دونو اسکے نزدیک برابر ہون کسیکی تعظیم تکریم دوسرے سے زیادہ نہ کرے اور جب
حاجت ہو اور کہانا سامنے آوے تو بقدر حاجت اس مین سے کہالے اور باقی دوسرون کو دیدے اسیطرح جب کپڑے کی حاجت ہو اور
کپڑا کوئی لا کر دے تو پہن لیوے اور جو کپڑا ضرورت سے زیادہ ہو وہ اسیوقت محتاج کو دیدے آیندہ کے لیے نہ کپڑا رکہے نہ کہانا
نہ اور کوئی چیز اور نقد روپیہ اشرفی یا پیسہ تو قبول نکرے اگر قبول کرے تو اسیوقت اٹہا ڈالے مثلاً حجام یا دہوبی یا
درزی کو جو دینا ہو وہ دیدے باقی محتاجون کو دیدے یا محتاجون کے صرف کے لیے کسی اور کے پاس جمع کردے اور خود
بہی ایک محتاج کیطرح اس مین سے کہاوے اور محتاجون کے ساتہہ لیکن ایک کوڑی بہی اپنے پاس جمع کر کے نہ رکہے اسی
طرح معین تنخواہ یا آمدنی کسی بادشاہ یا امیر یا نواب سے قبول نکرے غیر معین طور پر وہ اگر کچہ دے تو افضل تو یہ ہے کہ نہ لے
اسلیے کہ نقد کی فقیر کو کیا حاجت ہے الا اسی قدر جو اسیوقت دہوبی یا بہنگی یا حجام کے لیے ضرور ہو اور اگر لیوے تو
ضروری حاجت پوری کر کے باقی اسیوقت اور مستحقون کو دیدے اگر جمع کر کے اپنے پاس ایک پیسہ بہی رکہا اور اس کا
خیال پیدا ہوا تو فقیرون کی جماعت سے اسکا نام خارج ہوگیا پس اس تقریر کو تو غور سے سمجہ کر یاد کر لے ہمیشہ سچے
اور جہوٹے فقیر کی شناخت ہو جاویگی اسیطرح وہ شخص بہی فقیر نہین ہے جو کیمیا بنانیکا دعوی کرے یعنی پیتل تانبے
کو چاندی سونا یا چاندی کو سونا کر دینیکا یا دست غیب کا یا اور کسی شعبدے یا طلسم یا عمل کا یہ سب بازیگر اور نٹ ہین
انکو فقیری سے کیا علاقہ والی اللہ المشتکی من ہذا الزمان **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ رَجُلٌ مُجَاھِدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ
امْرُؤٌ فِیْ شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ یَعْبُدُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّہٖ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کونسا شخص افضل ہے آپ نے
فرمایا جہاد کرنیوالا اللہ کی راہ مین اپنی جان اور مال سے اس نے کہا پہر کون آپ نے فرمایا پہر وہ آدمی جو کسی ایک
گہاٹی مین اسکی عبادت کرتا ہے اور لوگون کو اپنی برائی سے بچاتا ہے **عَنْ** حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ یَقُوْلُ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ دُعَاۃٌ عَلٰی اَبْوَابِ جَھَنَّمَ مَنْ اَجَابَھُمْ اِلَیْھَا قَذَفُوْہُ فِیْھَا
قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صِفْھُمْ لَنَا قَالَ ھُمْ قَوْمٌ مِّنْ جِلْدَتِنَا یَتَکَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِیْ اِنْ
اَدْرَکَنِیْ ذٰلِکَ قَالَ فَالْزَمْ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِمَامَھُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّھُمْ جَمَاعَۃٌ وَّلَا اِمَامٌ فَاعْتَزِلْ
تِلْکَ الْفِرَقَ کُلَّھَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَۃٍ حَتّٰی یُدْرِکَکَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ کَذٰلِکَ حذیفہ بن یمان سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کے دروازون پر بلانے والے پیدا ہونگے جو کوئی انکی طرف گیا اسکو انہون نے

اوٹھا یا اور جہنم مین ڈالدیا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ان لوگون کا حال مجھہ سے بیان کر دیجیے تا کہ جب وہ لوگ پیدا ہون مین ان کو پہچان لون) آپنے فرمایا وہ لوگ (یعنے جہنم کے دروازون کیطرف بلانیوالے) ہماری طرح کے ہون گے اور ہماری زبان بولینگے (یعنے عرب مین سے ہونگے یا بظاہر مسلمان ہون گے اور مسلمانی زبان بولین گے) مینے عرض کیا پہر آپ مجھہ کو کیا حکم فرماتے ہین آپنے فرمایا تو لازم کرلے مسلمانون کی جماعت کو اور انکے امام کو (جب امام برحق قریشی قابل خلافت موجود ہو تو اسکے ساتھہ رہ) اگر جماعت اور امام بہی نہ ہو (اور مسلمانون کی کئی جدا جدا فرقہ ہوجاوین اور ہر ایک فرقہ خود مختار اور خود رائی ہو جیسے اس زمانہ مین ہے) تو ان سب فرقون سے (جو گمراہی پر ہون الگ رہ اگرچہ تو جنگل مین ایک جہاڑ کی جڑ کو چباتا رہے (بہوک سے) جبتک تو اسی حال مین ہو **ف** تو یہ بہتر ہے تیرے لیے یعنے جنگل مین جا کر عزلت اور گوشہ گیری کرنا اور رہتے تک ایک درخت کی جڑ چوسنے پر قناعت کرنا اور ان سب فرقون سے الگ رہنا ایسے فتنہ کے زمانہ مین جبکہ کوئی مسلمانون کا امام ہو نہ جماعت ہو بہتر اور باعث نجات ہے یہ زمانہ اب ہے کہ مسلمانون مین صدہا فرقے پیدا ہوگئے ہین اور ہر ایک فرقہ اپنے تئین حق پر جانتا ہے اور باوجودیکہ انکی تعداد کروڑون تک پہونچی ہے لیکن کسی امام کو اپنے اوپر قائم نہین کرتے اور کافرون کے محکوم ہو کر رہتے ہین ایسے وقت مین عزلت اور گوشہ گیری ہی بہتر ہے اور انتظار کرنا چاہیے امام مہدی علیہ وعلی ابائہ السلام کے نکلنے کا کیونکہ سوا امام مہدی کے اب اور کوئی امام سے یہ توقع نہین ہوسکتی کہ وہ ان مختلف فرقون کو ایک کریگا و یا ایک امام کبہی ان مختلف فرقون کا امام ہوسکیگا اسلیے کہ ہر ایک فرقہ اپنے مشرب اور مطلب کے موافق امام چاہتا ہے اور اگر امام ایک مسئلہ مین بہی اسکے خلاف ہو تو اسکی امارت سے انکار کرنے کو اور اس سے لڑنے کو مستعد ہوجاتا ہے اللہ اکبر مسلمانون کی کیا حالت ہوگئی ہے خصوصًا ہندوستان مین تو عجیب آفت پہیلی ہے کہ ایک گہر یا ایک محلہ کے آدمی بہی متفق نہین ہین سو برس سے پیشتر ہند کے مسلمانون مین دو ہی فریق تہے ایک شیعہ دوسرے سنی اب شیعون مین بہی بیسون نئے فرقے پیدا ہوگئے اور سنیون کا یہ حال ہے کہ ان مین حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی اور مقلد اور غیر مقلد اور عرشی اور فرشی وغیرہ وغیرہ بیسیون فرقہ اور بیسیون طائفہ ہین اور خیر اگر یہ اختلاف ہی ہوتا لیکن بیجا تعصب اور جہل نہ ہوتا تو بہی غنیمت تہا لیکن غضب تو یہ ہے کہ ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی تضلیل اور تکفیر کرتا ہے اور اسکا قتل کرنا مارنا ایذا دینا ذلیل کرنا ثواب جانتا ہے خاک پڑے انکی عقل پر ہمارے پیغمبر صلعم نے تو یہ فرمایا کہ جو لا الہ الا اللہ کہے بس اس نے اپنی جان اور مال کو بچا لیا اور یہ احمق ایک ایک فروعی مسئلہ کے لیے جیسے سینہ پر ہاتہہ باندہنا آمین پکار کر کہنا رفعیدین کرنا مسلمانون کو ستانے اور ایذا دینے اور انکی جان آبرو کے درپے ہوجاتے ہین مصرع برین عقل و دانش ببابد گریست -

اور لطف یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کا شکوہ کافر حاکم کے پاس لے جاتے ہیں اور کافر کے ہاتھ سے اپنے بھائیوں کو اور ان کے مذہب کو اور انکی کتابوں کو جن میں قرآن اور حدیث موجود ہے اور انکی مسجدوں کو جن میں نماز پڑھی جاتی ہے تباہ اور برباد اور ویران کراتے ہیں یا اللہ ایسی آفت کے زمانہ میں تو جلدی امام مہدی علیہ السلام کو بھیجدے کہ وہ ان سب جھوٹے نام کے مسلمانوں کو لاتوں اور جوتوں اور تلواروں اور کوڑوں اور بندوقوں اور توپوں سے درست کریں اور حنفی اور شافعی اور مالکی اور شیعہ اور سنی ان سب کے اختلافات اور تنازعات کو افہام و تفہیم اور زور شمشیر سے دور کر کے تیرے سب بندوں کو طریق قدیم اور صراط مستقیم قرآن اور حدیث پر لگادیں اور حنفی اور شافعی اور مالکی ان سب کے فقہ کو موقوف کر کے فقہ محمدی مطابق طریقہ محققہ اہل حدیث کے جاری کریں اور کتاب ہدیۃ المہدی من الفقہ المحمدی کو جو میں امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں نذر کرنے کے لیے طیار کر رہا ہوں اسکو پورا کرادے اور تمام سچے مسلمانوں کو آپکے ظہور تک اسپر چلنے کی اور اپنی اولاد کو اسکی پڑھانے کی توفیق دے اور اس کتاب کو کتاب ہدایہ احناف اور شرح منہاج شوافع سے زیادہ مشہور اور متداول کردے تو یہ سب باتیں کرسکتا ہے اے مالک میرے مولے میرے اگر میں امام مہدی علیہ الصلوۃ والسلام کے ظہور سے پہلے اس دنیا سے سفر کر جاؤں تو ہر ایک مسلمان کو میری یہ وصیت ہے کہ وہ اس کتاب کو آپ کی خدمت میں لیجاوے جو خاص آپ ہی کے لیے بطور ہدیہ تالیف ہوئی ہے ؎

از دست فقیر بے نوا ناید ہیچ — خیر انکہ بصدق دل دعای بکند

یارب سلم وتمم بالخیر انک علی کل شیء قدیر وبالاجابۃ جدیر عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ یَتْبَعُ بِھَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِہٖ مِنَ الْفِتَنِ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال یہ ہوگا چند بکریاں جنکو وہ لیکر پہاڑ کی چوٹی اور بارش گرنے کے مقاموں میں (یعنی رمنوں اور چراگاہوں میں) بھاگ جاویگا اپنا دین بچانے کے لیے فتنوں سے عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ فِتَنٌ عَلٰی اَبْوَابِھَا دُعَاۃٌ اِلَی النَّارِ فَاَنْ تَمُوْتَ وَاَنْتَ عَاضٌّ عَلٰی جِذْلِ شَجَرَۃٍ خَیْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تَتْبَعَ اَحَدًا مِّنْھُمْ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ فتنے پیدا ہونگے انکے دروازوں پر بلانیوالے ہونگے دوزخ کیطرف پھر اگر تو ایک درخت کی جڑ کو چباتا ہوا مرجاوے تو وہ بہتر ہے تیرے لیے اس سے کہ تو ان بلانیوالوں میں سے کسیکی پیروی کرے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَّرَّتَیْنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ

مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ ابوہریرہ اور ابن عمرؓ دونوں سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو ایک سوراخ سے دو بار ڈنک نہیں لگتا **ف** مثل ہے دودھ کا جلا مٹھا بھی پھونک پھونک کے پیتا ہے جب ایک بار ایک امر کو آزما چکے اور اس سے تکلیف پہونچے تو عقلمند آدمی دوبارہ اس امر کو نہیں کرنے کا **بَاب** اَلْوُقُوْفِ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ جس امر میں شبہ ہو (کہ حلال ہے یا حرام ہے) اس سے باز رہنا **عن** نُعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاَهْوٰى بِاِصْبَعَيْهِ اِلٰى اُذُنَيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِيْ حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ نعمان بن بشیر سے روایت ہے وہ منبر پر کہتے تھے (جب کوفہ کے حاکم تھے) اور انہوں نے اشارہ کیا اپنی دونوں انگلیوں سے اپنے کانوں کی طرف (یعنے انہوں نے یہ بتلایا کہ میں نے خود یہ حدیث کو سنا ہے) مینے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے (جیسے سور مردار خون وغیرہ) اور ان دونوں کے بیچ میں بعضے چیزیں ایسی ہیں جو مشتبہ ہیں (انکی حلت اور حرمت سے سب لوگ واقف نہیں ہیں یا اس میں اختلاف ہے جیسے چونا چونے کے بدل کم و بیش بیچنا) انکو بہت لوگ نہیں جانتے پھر جو کوئی مشتبہ چیزوں سے بچے اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو پاک رکھا (کوئی اسپر طعن نہ کریگا) اور جو کوئی مشتبہ کاموں میں پڑا وہ حرام میں پڑ جاویگا جیسے چرواہا جو اپنے جانوروں کو سرکاری محفوظ رمنہ کے گرد چراوے تو قریب ہے کہ رمنہ کے اندر بھی چرانے لگے آگاہ رہو ہر بادشاہ کا ایک محفوظ رمنہ ہوتا ہے (جسکے اندر اور لوگوں کو اپنے جانور لانیکا حکم نہیں ہوتا) اور اللہ کا رمنہ وہ کام ہیں جو اس نے حرام کیے ہیں آگاہ رہو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے (بشکل صنوبر) جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا بدن درست ہوتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے آگاہ رہو وہ ٹکڑا دل ہے **ف** یہ حدیث بھی بڑی درجہ کی حدیث ہے جسپر اسلام کے اکثر احکام کا مدار ہے اور مشتبہ کاموں میں ہمیشہ بچے رہنا یہی تقوی اور صلاح کا طریقہ ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کا بیان کھول کر نہیں کیا تو بچو سود سے اور جس میں شک ہو سود کا اور دوسری حدیث میں ہے کہ چھوڑ دے ایک کام کو جس سے شک پڑتی ہو تاکہ تو شک میں نہ پڑے اور آپ نے سودہ کو عبد بن زمعہ سے حجاب کا حکم دیا حالانکہ اسکا نسب زمعہ سے ثابت کیا کیونکہ اس میں شبہ تھا عتبہ کے نطفہ ہونے کا اور عقبہ بن حارث نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک عورت آئی اور کہنے لگی مینے دولہا اور دولہن دونوں کو دودھ پلایا ہے حالانکہ وہ دونوں اسکو نہیں جانتے تھے نہ انکے گھر والے پھر اسکا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسکا کیا علاج ہے کہ ایسا کہا گیا یعنے گو شہادت کامل سے دودھ پلانا ثابت نہیں ہوا مگر کہا تو گیا تو شبہ ہوا غرض عقبہ کو اشارہ کیا عورت کو چھوڑ دینے کے لیے اور اخیر حدیث میں جو دل کو تمام اعضا کا رئیس قرار دیا یہ حضرات صوفیہ کی بڑی دلیل ہے جو دل کی اصلاح کیطرف اور دل سے ذکر کرنے کیطرف بڑا زور لگاتے ہیں

عن معقل بن يسار قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العبادة في الهرج كهجرة إليّ معقل بن یسار سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب خون اور فساد کا وقت ہو سو وقت عبادت کرنا اور فساد سے الگ رہنا اتنا ثواب رکھتا ہے جیسے میرے پاس ہجرت کا ثواب ہے

باب بدأ الاسلام غريبا اسلام غربت سے شروع ہوا اور پھر غریب ہو جاویگا

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بدأ الاسلام غريبا وسيعود غريبا فطوبى للغرباء عن انس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الاسلام بدأ غريبا وسيعود غريبا فطوبى للغرباء ابوہریرہ اور انس بن مالک دونوں سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اسلام غربت سے شروع ہوا ہے (یعنے پہلے غریب لوگ اسلام لائے تھے) اور پھر اسلام غریب ہو جاویگا (یعنے غریبوں ہی میں رہجاویگا اور امیر لوگ اسکو چھوڑ دینگے) تو مبارکباد ہے غریبوں کو عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الاسلام بدأ غريبا وسيعود غريبا فطوبى للغرباء قال قيل ومن الغرباء قال النزاع من القبائل عبد اللہ بن مسعود سے ایسا ہی روایت ہے اتنا زیادہ ہے کہ لوگوں نے عرض کیا غریب کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا جو اپنے قبیلے سے نکال دیئے گئے ہوں ف یعنے مسافر پردیسی جنکا نہ کوئی یار ہو نہ مددگار اول اول اسلام ایسے ہی لوگوں نے اختیار کیا تھا جیسے بلال اور صہیب اور سلمان اور مقداد اور ابوذر وغیرہ اور قریشی مہاجرین بھی غریب ہو گئے تھے اسلیے کہ قریش نے انکو مکے سے نکالدیا تھا تو وہ مدینہ میں غریب تھے

باب من ترجى له السلامة من الفتن کس شخص کو فتنہ سے محفوظ رہنے کی امید ہے

عن زيد بن اسلم عن ابيه عن عمر بن الخطاب انه خرج يوما الى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد معاذ بن جبل قاعدا عند قبر النبي صلى الله عليه وسلم يبكي فقال ما يبكيك قال يبكيني شيء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان يسير الرياء شرك وان من عادى لله وليا فقد بارز الله بالمحاربة ان الله يحب الابرار الاتقياء الاخفياء الذين اذا غابوا لم يفتقدوا وان حضروا لم يدعوا ولم يعرفوا قلوبهم مصابيح الهدى يخرجون من كل غبراء مظلمة زید بن اسلم سے روایت ہے اونہوں نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے حضرت عمر سے وہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں گئے وہاں معاذ بن جبل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس دیکھا رو رہے

تھے حضرت عمر نے انسے رونیکا سبب پوچھا انہون نے کہا مینے ایک حدیث سنی ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہسکو یاد کرکے
رو رہا ہون مین نے سنا آپ فرماتے تھے تھوڑی ریا بہی شرک ہے بیشک جس نے اللہ کے ایک ولی سے بہی دشمنی رکھی وہ اللہ سے
لڑنیکے لیے نکلا اور بیشک اللہ تعالی دوست رکھتا ہے نیک اور پرہیزگار اور پوشیدہ بندونکو جو خلق خدا مین شہرت نہین چاہتے
جو اگر گم ہوجاوین تو کوئی انکو نہ ڈھونڈھے (انکی غربت اور فقر کی وجہ سے) اور اگر وہ کہین حاضر ہون تو لوگ انکو کہانے
کے لیے نہ بلاوین یا انکی دعوت نکرین (انکو ذلیل جانکر) اور نہ کوئی انکو پہچانے انکے دل ہدایت کے چراغ ہین وہ ہر ایک
گرد آلود تاریک فتنہ سے صاف نکل جاوینگے اور فتنہ انپر اثر نہ کرے گا) ف اور بعضون نے اسکا ترجمہ یون کیا ہے
کہ انکی مکان تاریک اور تنگ اور اندھیری ہونگے ان مین سے نکلین گے غرض معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ یہی لوگ
ہین جو بظاہر دنیادارون کی آنکھون مین ذلیل معلوم ہوتے ہین لیکن وہ دونون جہان کے بادشاہ اور رئیس ہین
اور دنیا کے بادشاہ ان کے نزدیک ایک چمار سے بہی زیادہ حقیر ہین اس حدیث سے یہ بہی نکلا کہ اللہ کے کسی ولی سے عداوت
رکھنا گویا اللہ پاک سے مقابلہ کرنا ہے معاذ اللہ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ كَالْاِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا
رَاحِلَةً عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ لوگون کی مثال ایسی ہے جیسے سو اونٹ جو انمین سے سواری کے قابل ایک بہی نہو **باب**
اِفْتِرَاقِ الْاُمَمِ ہر ایک امت کئی فرقے ہو **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفَرَّقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَتَفْتَرِقُ
اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا یہود کے اکہتر فرقے ہوگئے اور میری امت کے تہتر فرقے ہونگے **عَنْ** عَوْفِ
بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَافْتَرَقَتِ
النَّصَارٰى عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً فَاِحْدٰى وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ
بِيَدِهٖ لَتَفْتَرِقَنَّ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ قِيْلَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ قَالَ الْجَمَاعَةُ عوف بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود کے اکہتر
فرقے ہوئے ان مین سے ایک جنتی ہے اور ستر دوزخ مین جاوینگے اور نصاری کے بہتر فرقے ہوئے ان مین سے اکہتر دوزخی
ہین اور ایک جنتی قسم اسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے میری امت تہتر فرقہ ہوجاوے گی ان مین سے ایک جنتی
ہے اور ۷۲ بہتر دوزخ مین جاوینگے لوگون نے عرض کیا وہ جنتی فرقہ کون سا ہے آپ نے فرمایا جماعت ف یعنی
اہلسنت اور جماعت جنہون نے حدیث اور قرآن کو نہین چہوڑا اسوجہ سے اہل سنت ہوئے اور جماعت مسلمین کے ساتھ رہے
یعنے امام برحق جناب علی مرتضے کے اور انپر خروج نہین کیا اور ان کی اطاعت سے مونہ موڑ کر اپنا گروہ الگ قائم
نہین کیا جیسے خوارج اور روافض اور تمام فرق ضالہ نے کیا **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللہ علیہ وسلم اِنَّ بَنِی اِسْرَائِیْلَ افْتَرَقَتْ عَلٰی اِحْدٰی وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَتَفْتَرِقُ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھَا فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک بنی اسرائیل اکہتر فرقے ہوگئی اور میری امت بہتر فرقے ہوجاویگی سب دوزخی ہیں سوا ایک فرقے کے جو بہتر کے سوا ہی تو کل ۷۳ فرقہ ہوئے جیسے اگلی روایت میں ہے اور وہ جماعت کا فرقہ ہے **ف** جس نے سلمانوں کی جماعت اور امام وقت کو نہیں چھوڑا اور ہر زمانہ میں امام اور خلیفہ وقت کے ساتھ رہے اور کافروں پر جہاد کیا یہ مضمون کسی پر صادق نہیں آتا سوا اہل سنت اور جماعت کے فرقے کے معلوم ہوا کہ وہی ناجی ہے **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَّۃَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بَاعًا بِبَاعٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ وَشِبْرًا بِشِبْرٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا فِیْ جُحْرِ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمْ فِیْہِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ اِذًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم اگلی لوگوں کی راہ پر چلوگے باع باع اور ذراع ذراع اور شبر شبر **ف** یعنی قدم بہ قدم باع کہتے ہیں دونو ہاتھ کی لمبائی کو اور ذراع ہاتھ اور شبر بالشت **ت** یہانتک کہ اگر وہ سوسمار (گوہ) کی سوراخ میں گھسے ہونگے تو تم بھی گھسو گے حالانکہ گوہ کا سوراخ نہایت تنگ ہوتا ہے اور اس میں آدمی گھس نہیں سکتا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگلے لوگوں سی یہود اور نصاری مراد ہیں آپ نے فرمایا پھر کون **ف** یہود اور نصاری نے یہ کیا تھا کہ توراۃ اور انجیل کو چھوڑ کر اپنے مولویوں اور درویشوں کی پیروی میں غرق ہوگئے تھے اور اسی کو دین و ایمان جانتے تھے مسلمانوں نے بھی ایسا ہی کیا قرآن و حدیث کا پڑھنا اور پڑھانا اور اس پر عمل کرنا اور کرانا بالکل چھوڑ دیا اور قرآن و حدیث کے بدل دوسرے ملاؤں کی کتابیں ایسے رائج اور مشہور ہوگئیں کہ ساری مسلمان تقریبًا انہی کتابوں پر چلنے لگے الا ماشاء اللہ ایک طائفہ قلیلہ اہلحدیث کا شکر اللہ سعیہم کہ ہر زمانہ میں وہ قرآن و حدیث پر قائم رہا اور آرای فاسدہ اور اقیسہ کاسدہ کی طرف کبھی انہوں نے توجہ نہ کی اور ہمیشہ یہ سلمان مقلدین یہود و نصاری اس طائفہ کے مخالف اور دشمن رہے لیکن انکی عداوت سے کچھ ضرر نہ ہوسکا اور قیامت تک یہ طائفہ قائم رہیگا یہانتک کہ امام مہدی علیہ السلام سے ملجاویگا **بَاب** فِتْنَۃِ الْمَالِ مال کا فتنہ **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ یَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ لَا وَاللّٰہِ مَا اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَیُّھَا النَّاسُ اِلَّا مَا یُخْرِجُ اللّٰہُ لَکُمْ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاعَۃً ثُمَّ قَالَ کَیْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ وَھَلْ یَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْخَیْرَ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ اَوَ خَیْرٌ ھُوَ اِنَّ کُلَّ مَا یُنْبِتُ الرَّبِیْعُ یَقْتُلُ

حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ اَكَلَتْ حَتّٰى اِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ فَعَادَتْ فَاَكَلَتْ فَمَنْ يَّاْخُذُ مَالًا بِحَقِّهٖ يُبَارَكُ لَهٗ وَمَنْ يَّاْخُذُ مَالًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگون کو خطبہ سنایا تو فرمایا قسم خدا کی اے لوگو مین تمہاری اور کسی چیز سے نہین ڈرتا مگر دنیا کی کثرت سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مال و دولت (جو خیر ہے) برائی پیدا کرے گا یہ سنکر آپ ایک ساعت تک خاموش ہو رہے پھر فرمایا تو نے کیا کہا وہ بولا مین نے یہ کہا خیر (یعنے مال و دولت) سے شر پیدا ہوگا آپ نے فرمایا جو خیر ہے (یعنے درحقیقت بھلائی ہے) اس سے تو خیر ہی پیدا ہوتی ہے (مگر جب کوئی خیر مین اسراف کرے اور حد سے تجاوز کرے تو اس سے ضرر پیدا ہوتا ہے یہ ضرر اسکے اسراف سے ہوتا ہے نہ خیر سے) دیکھو یہ خیر ہے یا نہین برسات جو اگاتی ہے لیکن وہ مار ڈالتی ہے (جانور کو پیٹ پھلا کر یا تخمہ بدہضمی کرا کر) یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے (جب جانور اسکو زیادہ کھا لیتا ہے) مگر جو جانور خضر کھاتا ہے (خضر ایک قسم کا چارہ ہے جو عمدہ نہین ہوتا اور جانور اسکو کم کھاتا ہے) وہ اسکو کھاتا ہے جب اسکی کوکھین (پیٹ کے دونو جانب) بھر جاتی ہین تو سورج کے سامنے جاتا ہے اور پتلا پائخانہ کرتا ہے اور پیشاب کرتا ہے اور جگالی کرتا ہے (جو کھایا ہے اسکو ہضم کرتا ہے) جب وہ ہضم ہو جاتا ہے تو دوبارہ آتا ہے اور کھاتا ہے اسیطرح جو کوئی مال اپنے حق کے موافق (حلال طور سے) لیگا اسکو برکت ہوگی اس مین اور جو کوئی ناحق لے گا (مثلا رشوت سے اور سود سے ظلم اور جبر سے چوری اور خیانت سے ناجائز بیع اور شرا سے) اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کھاوے اور سیر نہ ہو۔

ف بلکہ اسکو جوع البقر کیطرح عارضہ ہو جاوے کہ جتنا مال زیادہ ہو جاوے اوتنا ہی حرص بڑھتی جاوے حلال اور حرام کی قید چھوڑ دے یہ ایک بلا ہے اسطرح مال جمع کرنے والا ضرور تباہ ہوگا اور یہ تباہی مال کی وجہ سے نہین ہے جو خیر ہے بلکہ اسکی حرص اور طمع اور ناجائز کارروائی کی وجہ سے ہے جیسے ربیع کا چارہ جانور کے لیے نہایت عمدہ ہوتا ہے لیکن جو جانور حرص سے اسکو زیادہ کھا لیتا ہے وہ پیٹ پھول کر مر جاتا ہے یا مرنے کے قریب ہو جاتا ہے پس چارے کا اس مین کوئی قصور نہین یہ آفت اسکے زیادہ کھانیکی وجہ سے آتی ہے دنیا کا بھی یہی حال ہے جو لوگ حرص و طمع مین آ کر ہر طرح سے مال جوڑتے ہین رشوت اور ظلم سے بھی پرہیز نہین کرتے نہ چوری اور خیانت سے تو انکو برکت نہین ہوتی بلکہ وہ سارا مال تلف ہو جاتا ہے اور جہان سے آیا تھا وہین چلا جاتا ہے ؎ مال حرام بود بجای حرام رفت ۔ اور جس نے اسطرح سے اسکو کمایا تھا وہ محتاج پھرتا ہے خسر الدنیا والآخرہ نہ مال سے نفع اٹھایا کہ خیر دنیا ہی کا مزہ لوٹ لیتا نہ وہ باقی رہا بلکہ اسکا وبال اور گناہ ہمیشہ کے لیے نامۂ اعمال مین باقی رہا اکثر ایسے حرام کا مال

جوڑنیوالی جب مرجاتی ہین تو انکی آل اور اولاد تباہ ہوجاتی ہے اور وہ مال انکو نہین ملتا دوسرے مفت خوار اسکو کہا جاتے ہین اسکی نظیرین مین نے بچشم خود متعدد بار دیکھی ہین اور نہایت افسوس ہوا ہے برخلاف اسکے جو لوگ حلال سے مال کماتی ہین اور حلال پر قناعت رکھتی ہین وہ جیتے تک بے خوف اور خطر رہتے ہین اور انکی عزت اور آبرو کو کبھی بٹا نہین لگتا اور جب مرجاتی ہین تو ان کا مال کبھی تلف نہین ہوتا انکی آل اولاد اقارب کے کام مین آتا ہے اور مرے بعد بھی لوگ ان کا نام بڑی عزت سے لیتے ہین غرض جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین فرمایا وہ نہایت صحیح اور درست ہے اور فقرای صوفیہ نے ہمیشہ مال اور دولت سے پرہیز کیا ہے الا بعضون نے جنکو اسکا منتر معلوم تہا مال کو حاصل کیا ہے اور انہون نے کہا کہ مال سانپ کیطرح ہے جو سانپ کا منتر جانتا ہے اسکو سانپ کے قریب رہنا ضرر نہین کرتا اور بہر حال مین فقیر صابر کا درجہ ان کے نزدیک غنی شاکر سے زیادہ ہے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ خَزَائِنُ فَارِسَ وَالرُّوْمِ اَيُّ قَوْمٍ اَنْتُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ نَقُوْلُ كَمَا اَمَرَنَا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ تَتَنَافَسُوْنَ ثُمَّ تَتَحَاسَدُوْنَ ثُمَّ تَتَدَابَرُوْنَ ثُمَّ تَتَبَاغَضُوْنَ اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ ثُمَّ تَنْطَلِقُوْنَ فِيْ مَسَاكِيْنِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَتَجْعَلُوْنَ بَعْضَهُمْ عَلٰى رِقَابِ بَعْضٍ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب فارس اور روم کی خزانے تم فتح کرلوگے اسوقت تم کون لوگ ہوگے (یعنے کیا کہوگے) عبد الرحمان بن عوف نے کہا ہم وہی کہین گے جو اللہ تعالی نے ہم کو حکم کیا آنحضرت نے فرمایا اور کچہ نہین کہتے ایک دوسری کی مال مین رغبت کروگی پہر ایک دوسرے سے حسد کروگی پہر ایک دوسرے کیطرف پیٹہ موڑوگی پہر ایک دوسری سے بغض رکہوگے یا ایسا ہی کچہ فرمایا اسکے بعد مسکین مہاجرین کے پاس جاؤگے (اور انکے حقوق مار وگے انکی مال لے لوگے) پہر انکا بوجہ انہی پر رکہوگے **ف** یہ سب باتین حضرت عثمان کی فتنہ مین واقع ہوئین اور یہ جو اخیر حدیث مین ہی کہ تم مسکین مہاجرین کے پاس جاؤگے اسنے مراد وہ لوگ ہین جنہون نے یزید کے زمانہ مین فقرا مہاجرین کو لوٹا قتل کیا ان کے گہر تباہ کیے **عن** عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيْفُ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِيْ بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ اَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ فَوَافَوْا صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ ثُمَّ قَالَ اَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ

قَدِمَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ قَالُوا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللَّهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ عمرو بن عوف سے روایت ہے جو حلیف تھے بنی عامر بن لوی کے اور وہ جنگ بدر میں آنحضرت کے ساتھ شریک تھے کہ آنحضرت نے ابوعبیدہ بن جراح کو بحرین کیطرف بھیجا (وہ ایک شہر ہے بصری اور عمان کے بیچ میں) وہاں کا محصول لے آنیکے لیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے مصالحہ کر لیا تھا اور ان پر علاء بن حضرمی کو حاکم کیا تھا خیر ابوعبیدہ بحرین کا مال لیکر آئے اور انصار نے انکے آنیکی خبر سنی تو سب کے سب فجر کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوٹے راہ میں یہ لوگ سامنے آگئے آپ نے انکو دیکھکر تبسم فرمایا اور فرمایا میں سمجھتا ہوں تم نے یہ سنا کہ ابوعبیدہ بحرین سے کچھ لیکر آئے ہیں (اور چونکہ اس زمانہ میں لوگ نادار تھے لہذا اس امید سے کہ کچھ مال ملیگا یہ سب اکٹھا ہوئے) ان لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اور امید رکھو اس امر کی جس سے خوش ہو گے کیونکہ قسم خدا کی میں تم پر مفلسی سے نہیں ڈرتا (بلکہ میرے بعد بہت ملک فتح ہونگے اور تم کو بہت دولت ملیگی) لیکن میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیا تم پر کشادہ نہ ہو جاوے جیسے اگلے لوگوں پر کشادہ ہوئی تھی آخر انہوں نے رشک کیا اسکے لیے تم بھی انکیطرح رشک کرنے لگو ایک دوسرے کی اور وہ تم کو تباہ کردے جیسے اگلے لوگوں کو تباہ کر دیا تھا **ف** کہ دنیا میں غرق ہو کر خدا کو بھول گئے اور معاصی میں مبتلا ہوئے آپکے بعد ایسا ہی ہوا یزید پلید دنیا کی طمع سے جناب امام حسین علیہ السلام کو شہید کرایا اور عمر بن سعد نے ری کی حکومت نہ چھوڑی اور جناب امام سے لڑنا قبول کیا اللہ تعالی دنیا کے شر سے بچاوے

باب فِتْنَةِ النِّسَاءِ عورتوں کا فتنہ

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَدَعُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ اسامہ بن زید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے بعد کوئی فتنہ مردوں پر عورتوں سے زیادہ نہیں پاتا **ف** یعنے عورتوں کیوجہ سے اکثر خرابی پیدا ہوگی لوگ ان کی عشق ومحبت میں گرفتار ہو کر شرع کے خلاف بہت سے کام کرینگے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَبَاحٍ إِلَّا وَمَلَكَانِ يُنَادِيَانِ وَيْلٌ لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَوَيْلٌ لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ ابوسعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح ہوتی ہے تو دو فرشتے ندا کرتے ہیں خرابی ہے مردوں کے لیے عورتوں کیوجہ سے اور خرابی ہے عورتوں کے لیے مردوں کیوجہ سے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خَطِيبًا فَكَانَ فِيمَا قَالَ إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ أَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے

روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبے کو لیے کہڑے ہوئے تو اس خطبے مین یہ بہی فرمایا کہ دنیا سبز رنگ یعنے تر و تازہ اور شیرین معلوم ہوتی ہے (نظر مین) اور اللہ تعالی تمکو دنیا کا حاکم کرنے والا ہے پہر دیکہے گا تم کیسے عمل کرتے ہو آگاہ رہو بچو دنیا سے اور بچو عورتون سے **ف** اللہ تعالی نے اسحدیث کے موافق مسلمانون کو بہت دنیاوی اور مشرق اور مغرب کا انکو حاکم کردیا اور مدت دراز تک انکی حکومت قائم رہی جب انہون نے بہی اگلے لوگون کیطرح بداعتدالی ظلم کجروی اختیار کی تو پہر اسنے چہین لی آجکل نصاری کی بہار ہے انکو تمام دنیا کی حکومت اور دولت مل رہی ہے اب دیکہنا چاہیے انکی میعاد کب تک ہے **عن** عائشة قالت بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس في المسجد اذ دخلت امرأة من مزينة ترفل في زينة لها في المسجد فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس انهوا نساءكم عن لبس الزينة والتبختر في المسجد فان بني اسرائيل لم يلعنوا حتى لبس نساؤهم الزينة وتبخترن في المساجد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مین بیٹہے ہوئے تہے اتنے مین ایک عورت آئی مزینہ کی اور بڑے ناز سے زینت کیے ہوئے مسجد مین داخل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای لوگو اپنی عورتون کو منع کرو زینت کا لباس پہنکر اور ناز کے ساتہ مسجد مین آنے سے اسلیے کہ بنی اسرائیل پر لعنت نہین ہوئی (یعنے اللہ کا غصہ انپر نہین اترا) یہانتک کہ انکی عورتون نے بناؤ کیا اور مسجدون مین ناز سے داخل ہونے لگین **ف** ابتک نصاری کا یہی حال ہے انکی عورتین جرجون مین عمدہ عمدہ عطر لگاکر اور خوب بناؤ سنگار کرکے عمدہ عمدہ لباس کے ساتہ بڑی ناز و انداز سے آتی ہین اور صدہا فساق و فجار انکی قوم کے اور نیز دوسری قومون کے بہی عورتون کو گہورنے کے لیے جرچ مین جاتے ہین نہ نماز سے غرض ہے نہ دعا سے اور مسلمانون مین چونکہ اکثر عورتین پردے مین رہتی ہین اسوجہ سے ایسے موقع مسجدون مین توکم ملتے ہین مگر میلون ٹہیلون مین اور بزرگون کے عرسون مین اکثر مسلمانون کی عورتین بناؤ سنگار کرکے جاتی ہین اور پردے ہی کے اندر سے اپنا جوبن دکہلاتی ہین اور لنگے مرد وہان شہدے کم نہین ہین ان عورتون کو ایسے بری کام سے نہین روکتے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتون کو بناؤ سنگار کرکے مسجد مین آنے سے منع کیا جہان خدا کی عبادت کی جاتی ہے تو بازار یا میلہ یا عرس مین عورتون کو اسطرح سے جانا سخت منع ہوگا البتہ اگر عورتین موٹا لباس پہنکر بغیر زینت و زیب کے نماز کے لیے مسجد مین آوین یا ضرورت سے بازار مین جاوین تو درست ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے عہد مبارک مین یہ امر شائع تہا اور بعضون نے اس زمانہ مین مطلقاً عورتون کو باہر نکلنا منع رکہا ہے بوجہ فتنہ کے اور بعضون نے بوڑہی عورتون کے لیے جائز رکہا ہے واللہ اعلم **عن** مولی

أَبِي رُهْمٍ اسْمُهُ عُبَيْدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ لَقِيَ امْرَأَةً مُتَطَيِّبَةً تُرِيدُ الْمَسْجِدَ فَقَالَ يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ أَيْنَ تُرِيدِينَ قَالَتِ الْمَسْجِدَ قَالَ وَلَهُ تَطَيَّبْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ لَمْ تُقْبَلْ لَهَا صَلَاةٌ حَتَّى تَغْتَسِلَ ابو رہم کے مولی (غلام آزاد) سے جسکا نام عبید ہے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کو مسجد میں جلتے دیکھا جو خوشبو لگائی تھی انہوں نے کہا اے خدا کی لونڈی تو کہاں جاتی ہے وہ بولی مسجد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے خوشبو لگائی ہے وہ بولی ہاں ابوہریرہؓ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس عورت نے عطر لگایا اور مسجد میں گئی اسکی نماز قبول نہ ہوگی یہانتک کہ وہ غسل کرے یعنے خوشبو کو دھوڈالے اپنے بدن اور کپڑے سے **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ مِنَ الِاسْتِغْفَارِ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ جَزْلَةٌ وَمَا لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ قَالَ أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهَذَا مِنْ نُقْصَانِ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِيَ مَا تُصَلِّي وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَهَذَا مِنْ نُقْصَانِ الدِّينِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتو تم صدقہ دیا کرو اور استغفار بہت کیا کرو اسلیے کہ دوزخ میں میں نے عورتیں زیادہ دیکھیں ایک عورت ان میں سے جو ہٹی کٹی تھی بولی یا رسول اللہ ہمارا کیا قصور ہے جو ہم دوزخ میں زیادہ ہیں آپ نے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو ربات بات میں کہتی ہو خدا کی سوار علی کی ہیٹکار خاک پڑو مٹی پڑو) اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو اور میں نے تو عقل اور دین کے نقصان کے ساتھ تمسے زیادہ عقلمند آدمی کی عقل کھونیوالا نہیں دیکھا وہ عورت بولی یا رسول اللہ ہماری عقل اور دین میں کیا نقصان ہے آپ نے فرمایا عقل کا تو نقصان یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور تم میں سے ایک عورت کئی رات گذارتی ہے (حیض میں) نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے رمضان میں یہ دین کا نقصان ہے

بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیان (یعنے اچھی بات کا حکم کرنیکا اور بری بات سے منع کرنے کا) **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ قَبْلَ أَنْ تَدْعُوا فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے معروف کا یعنے اچھی بات کا حکم کرو اور منکر یعنے بری

بات سے منع کرو اسسے پہلے کہ تم دعا کرو اور قبول نہ ہو یعنی تم پر بلا اتر کیونکہ بلا اترنے کے بعد پھر دعا سے فائدہ نہیں ہوتا عن قیس ابن ابی حازم قال قام ابوبکر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یایھا الناس انکم تقرؤن ھذہ الایۃ یایھا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم وانا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الناس اذا راوا المنکر فلا یغیرونہ اوشک ان یعمھم اللہ بعقابہ قال ابو اسامۃ مرۃ اخری فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قیس بن ابی حازم سے روایت ہے ابوبکر کھڑے ہوئے اور اللہ سبحانہ وتعالی کی تعریف کی اسکی ثنا کی پھر کہا اے لوگو تم یہ آیت پڑھتے ہو اے ایمان والو اپنی نفسوں کی فکر کرو اور تم کو دوسرے شخص کی گمراہی ضرر نہ کرے گی جب تم ہدایت پر ہو اور ہمنے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جب لوگ کوئی بری بات دیکھیں پھر اسکو موقوف نہ کرا دیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالی انپر عام عذاب اتارے ف کہ اچھے برے اس میں سب پھنس جادیں اور آیت ان لوگوں کے باب میں اتری ہے جنہوں نے امر بالمعروف کیا تھا لیکن اسکا اثر نہیں ہوا جسکوئی بری بات سے منع کر دی تو اسنے اپنا حق ادا کر دیا اب بری بات کرنیوالی کی وبال پڑے گا اسپر کچھ اثر نہ ہوگا عن ابن عبیدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل لما وقع فیھم النقص کان الرجل یری اخاہ علی الذنب فینھاہ عنہ فاذا کان الغد لم یمنعہ ما رای منہ ان یکون اکیلہ وشریبہ وخلیطہ فضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض ونزل فیھم القرآن فقال لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد وعیسی ابن مریم حتی بلغ ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء ولکن کثیرا منھم فاسقون قال وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا فجلس وقال لا حتی تاخذوا علی یدی الظالم فتاطروہ علی الحق اطرا ابو عبیدہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بنی اسرائیل پر آفت آئی تو انکا یہ حال تھا کہ ایک شخص اپنے بھائی کو گناہ پر دیکھتا اور اسکو منع کرتا لیکن دوسرے دن پھر اسکے ساتھ کھاتا پیتا مل جلکر رہتا اور گناہ کی وجہ سے اس سے نفرت اور ترک ملاقات نکرتا آخر اللہ تعالے نے انکے دلوں کو مار دیا ایک کے دل کو دوسرے کے دل سے اور انہی کی شان میں یہ آیت اتری لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل اخیر تک فاسقون تک راوی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے تھے یہ فرماکر بیٹھ گئے تکیہ سے الگ ہوکر اور فرمایا تم عذاب سے نہیں بچنے کے یہانتک کہ ظالم کا ہاتھ پکڑکر اسکو مجبور کرو انصاف کرنے پر ف اگر بادشاہ یا امام ظالم ہو تو سب رعایا کو لازم ہے کہ جمع ہوکر اسکو ظلم سے باز رکھیں اور مجبور کریں عدل اور انصاف اور اتباع شرع پر اگر وہ کسیطرح نہ مانے تو اسکو تخت سے اتار دیں اور دوسرے

کسی متقی اور عادل کو امام بنادین اگر رعایا ایسا نہ کرین اور اپنے بادشاہ کو ظلم کرنے دین جیسے اس زمانہ مین مسلمانون نے اختیار کیا ہی کہ بادشاہ کا نام سن کانپتے ہین اور چپ ہو رہتے ہین تو بہت جلد وہ سلطنت تباہ ہوگی اور بادشاہ اور رعیت دونون ہلاک ہونگے اور غیر قوم انپر مسلط ہوگی جو انکو ذلیل اور خوار کریگی ہندوستان مین ایسا ہی ہوا **عن** عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اس مین ابو عبیدہ نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے **عن** ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام خطیبا فکان فیما قال الا لا یمنعن رجلا هیبة الناس ان یقول بحق اذا علمه قال فبکی ابو سعید وقال قد واللہ راینا اشیاء فهبنا ابو سعید خدری سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو خطبہ مین فرمایا آگاہ رہو کسی آدمی کو حق کہنے سے لوگون کی ہیبت نہ ہونا چاہیے جب وہ حق کو جانتا ہو یہ حدیث بیان کرکے ابو سعید روئے اور کہنے لگے قسم خدا کی ہمنے تو کئی چیزین ان شرع کے خلاف دیکھین لیکن ہمکو ہیبت آگئی **ف** اور ان سے منع نہ کرسکے جب جان یا مال کے تلف کا اندیشہ ہو تو سوقت یہ حکم بطور فضیلت کے ہے نہ وجوب کے کیونکہ اجماع ہے کہ ایسی حالت مین امر بالمعروف کا وجوب ساقط ہوجاتا ہے بلکہ کلمہ کفر بھی زبان سے نکالنا جائز ہے ایسی حالت مین لیکن افضل یہی ہے کہ جان کی پرواہ نہ کرے اور حق بات کہدے دوسری حدیث مین ہے کہ یہ افضل جہاد ہے ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا **عن** ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحقر احدکم نفسه قالوا یا رسول اللہ کیف یحقر احدنا نفسه قال یری امر اللہ علیه فیه مقال ثم لا یقول فیه فیقول اللہ عز وجل له یوم القیمة ما منعك ان تقول فی کذا وکذا فیقول خشیة الناس فیقول فایای کنت احق ان تخشی ابو سعید سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے اپنے تئین حقیر نہ کرے لوگون نے عرض کیا یارسول اللہ ہم مین سے کوئی اپنے تئین کیونکر حقیر کرے گا آپ نے فرمایا اسطرح سے کہ اللہ کا حکم جانتا ہو ایک معاملہ مین اور بیان نہ کرے قیامت کے دن اللہ تعالے اس سے کہیگا تو نے فلان معاملہ مین کیون نہین کہا وہ کہیگا لوگون کے ڈر سے پروردگار فرماوے گا تجھکو مجھ سے زیادہ ڈرنا تھا نہ لوگون سے **عن** عبید اللہ بن جریر عن ابیه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما من قوم یعمل فیهم بالمعاصی هم اعز منهم وامنع لا یغیرون الا عمهم اللہ بعقاب جریر بن عبد اللہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگون مین گناہ کے کام کیے جاتے ہون اور گناہ کرنے والون سے نہ کرنیوالے زیادہ زوردار ہون اور زیادہ عزت والے لیکن وہ ان کامون کو نہ روکین تو اللہ تعالی ان سب کو عذاب کریگا **ف** کیونکہ نہ کرنیوالے قادر تھے امر بالمعروف پر اور اونھون نے ترک کیا اوسکو لیکن جب گناہ کرنی

والون سے دو چند سے زیادہ ہون تو اسوقت امر بالمعروف انکے ذمہ سے ساقط ہو جاویگا عن جابر قال لما رجعت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم مهاجرة البحر قال الا تحدثوني باعاجيب ما رأيتم بارض الحبشة قال فتية منهم بلى يا رسول الله بينا نحن جلوس مرت بنا عجوز من عجائز رهابينهم تحمل على رأسها قلة من ماء فمرت بفتى منهم فجعل احدى يديه بين كتفيها ثم دفعها فخرت على ركبتيها فانكسرت قلتها فلما ارتفعت التفتت اليه فقالت سوف تعلم يا غدر اذا وضع الكرسي وجمع الاولين والاخرين وتكلمت الايدي والارجل بما كانوا يكسبون فسوف تعلم كيف امري وامرك عنده غدا قال يقول رسول الله صلى الله عليه وسلم صدقت صدقت كيف يقدس الله امة لا يؤخذ لضعيفهم من شديدهم جابر سے روایت ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس سمندر کے مہاجرین آئے لوٹ کر یعنے حضرت جعفر بن ابی طالب اور انکے ہمراہی جو حبش کیطرف ہجرت کر گئے تھے تو آپنے ان سے فرمایا تم مجھ سے وہ عجیب باتین بیان نہیں کرتے جو حبش کے ملک مین تم نے دیکھین چند جوانون نے ان مین سے کہا بہت خوب یا رسول اللہ ہم بیان کرتے ہین ایک بار ہم وہان بیٹھے تھے اتنے مین حبش کے درویشون کی بڑھیون سے ایک بڑھیا سامنے سے گذری (یعنے راہبون کی بڑھیون مین سے راہب کہتے ہین درویش فقیر تارک الدنیا کو جو نصاری مین ہوتے ہین اکثر جنگل مین مکان بناکر اکیلے رہا کرتے ہین اور دنیا کے تمام مزون کو چھوڑ دیتے ہین) وہ اپنے سر پر ایک مٹکا پانی کا اٹھائے ہوئے تھی خیر وہ ایک جوان پر سے گذری حبش کے اس جوان نے اپنا ایک ہاتھ اس بڑھیا کے دونو مونڈھون کے بیچ مین رکھا پھر اسکو دھکا دیا وہ گھٹنون کے بل گر پڑی اور اسکا مٹکا ٹوٹ گیا جب گر کر اٹھی تو اس جوان کیطرف دیکھا اور کہنے لگی اے مکار تجھ کو اسکا بدلہ عنقریب ملیگا جب اللہ تعالی انصاف کی کرسی پر بیٹھے گا اور اگلے اور پچھلے سب لوگون کو جمع کرے گا اور ہاتھ اور پاؤن سے جو کام کیے ہین وہ اسکو بیان کرینگے اسوقت میرا اور تیرا فیصلہ ہوگا پروردگار پاس کل کے روز یعنے قیامت کے دن) یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ کہا سچ کہا اس بڑھیا نے اور اللہ تعالی کیونکر پاک کرے گا (گناہون سے) اس امت کو جس مین کمزور کا انصاف نہ لیا جاوے زور آور سے ف بڑی بیحیائی اور بڑی بے غیرتی ہے فقیر اور مسکین بڑھیون کو ستانا اور جس قوم مین ایسے ظلم رائج ہوتے ہین اللہ تعالی ان سے حکومت چھین لیتا ہے اگلے زمانہ مین نصاری نے ایسے ظلم شروع کیے تھے اللہ تعالی نے مسلمانون کے ہاتھون خوب انکو پٹوایا اور انکی سلطنت چھین لی اور ان سے پہلے یہودیون نے ظلم شروع کیے تھے اللہ تعالی نے رومیون کے ہاتھون خوب انکو پٹوایا اور ان کی سلطنت چھنوا دی پھر رومیون کو عربون کے ہاتھ سے پٹوایا بعد اسکے مسلمانون نے بھی ظلم وستم شروع کیے آخر انکو

بہی انگریز اور روسیون کی ہاتہون ٹیوایا اور انکی سلطنت چہنوادی ہر ظالم کا یہی حال ہوتا ہے خدا ظلم سے بچاوے
عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْجِہَادِ کَلِمَۃُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ ابو سعید خدری سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل جہاد یہ ہے کہ آدمی ظالم بادشاہ کے سامنے انصاف کی بات کہے **عَنْ** اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ عَرَضَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ عِنْدَ الْجَمْرَۃِ الْاُوْلٰی فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْجِہَادِ اَفْضَلُ فَسَکَتَ عَنْہُ فَلَمَّا رَمَی الْجَمْرَۃَ الثَّانِیَۃَ سَاَلَہٗ فَسَکَتَ عَنْہُ فَلَمَّا رَمٰی جَمْرَۃَ الْعَقَبَۃِ وَضَعَ رِجْلَہٗ فِی الْغَرْزِ لِیَرْکَبَ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ قَالَ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ کَلِمَۃُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ ابو امامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص آیا جمرہ اولی کے پاس (جو منا مین ہے) اور بولا یا رسول اللہ کونسا جہاد افضل ہے یہ سنکر آپ خاموش ہو رہے جب آپ نے دوسرے جمرہ کی رمی کی اس نے پہر پوچہا آپ خاموش ہو رہے جب آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی تو اپنا پاؤن رکاب مین رکہا سوار ہونے کے لیے (اونٹ پر) اور فرمایا وہ پوچہنے والا کہان گیا وہ بولا مین حاضر ہون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے سچی بات کہے چاہے (اللہ) اسکا ڈر نکرے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ فَبَدَاَ بِالْخُطْبَۃِ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ رَجُلٌ یَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّۃَ اَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِیْ ہٰذَا الْیَوْمِ وَلَمْ یَکُنْ یُخْرَجُ وَبَدَاْتَ بِالْخُطْبَۃِ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ وَلَمْ یَکُنْ یُبْدَاُ بِہَا فَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ اَمَّا ہٰذَا فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْہِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَاسْتَطَاعَ اَنْ یُّغَیِّرَہٗ بِیَدِہٖ فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ ابو سعید خدری سے روایت ہے مروان نے عید کے دن (اپنے ساتہ منبر نکالا (عیدگاہ مین اسپر کہڑے ہوکر خطبہ پڑہنے کے لیے) اور پہلے خطبہ پڑہا پہر نماز پڑہی عید کی ایک شخص نے کہا اے مروان تو نے سنت کے خلاف کیا ایک تو منبر نکالا آج کے دن اور اسدن منبر نہین نکالا جاتا تہا (بلکہ آپ شہر کے باہر عیدگاہ مین نماز کے بعد خطبہ سناتے بغیر منبر کے) اور تو نے خطبہ نماز سے پہلے پڑہا حالانکہ نماز پہلے پڑہی جاتی تہی پہر خطبہ ہوتا تہا یہ سنکر ابو سعید خدری نے کہا اس شخص نے تو اپنا حق جو اسپر تہا (امر بالمعروف کا) ادا کر دیا مینے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے جو کوئی شخص تم مین سے کوئی بات خلاف شرع دیکہے پہر ہاتہ سے اسکے مٹانے کی طاقت رکہتا ہو تو ہاتہ سے اسکو مٹاوے (مثلاً تصویر ہو تو اسکو توڑ ڈالے) اگر ہاتہ سے مٹانے کی طاقت نہ رکہتا ہو تو زبان سے کہے اگر زبان سے بہی کہنے کی طاقت نہ ہو تو دل سے اسکو برا جانے (اور نفرت کرے وہان سے چلا جاوے ان لوگون سے جنہون نے خلاف شرع کام کیا ہو ملاقات ترک کرے

اور یہ سب سے زیادہ ضعیف ایمان ہے ف یعنی ادنیٰ درجہ ایمان کا یہ ہے کہ بری کاموں سے اور برا کام کرنیوالوں سے دل میں بیزار ہو نفرت کرے اگر دل میں بھی نفرت نہ ہو تو سمجھنا چاہیے کہ ایمان بالکل رخصت ہوا اور ضعیف درجہ بھی اسکا باقی نہیں رہا اللہ رحم کرے اس زمانہ میں بہت مسلمان علانیہ خلاف شرع کام کرتے ہیں جیسے سود لیتے ہیں رسینہ سے شراب پیتے ہیں ڈاڑھی منڈاتے ہیں مونچھیں بڑھاتے ہیں نصاریٰ کی مشابہت کرتے ہیں لیکن دوسرے مسلمان جو یہ کام نہیں کرتے ان سے نفرت بھی نہیں کرتے نہ انکی ملاقات ترک کرتے ہیں بلکہ برابر انکے ساتھ کھاتے اور پیتے ہیں اور اپنی دعوتوں میں انکو بلاتے ہیں اور امر بالمعروف کا ادنیٰ درجہ بھی نہیں کرتے کہ دل ہی سے ان سے نفرت کریں اور ایک اگلے لوگوں کا حال تھا کہ باوجودیکہ مروان حاکم تھا اور ظالم حاکم اور ایک ذرا سی سنت کی مخالفت میں انہوں نے صاف کہدیا کہ تو نے سنت کا خلاف کیا معلوم نہیں کہ اس زمانہ کے مسلمانوں پر اور کیا عذاب اترنیوالا ہے یا اللہ بچا یا اللہ بچا تو ارحم الراحمین ہے اور اب کیا عذاب عام مسلمانوں پر نہیں ہے انکی دولت چھن گئی حکومت خاک میں مل گئی کافروں کے دست نگر اور محتاج بن گئے ہیں فقر اور فاقہ کشی میں مبتلا ہیں بڑے بڑے شہزادے اور امیرزادے مسلمانوں کی نصاریٰ کی خدمتگذاری کرتے ہیں اور دو دو چار چار روپیہ ماہوار کے لیے جان دیتے ہیں اللہ اللہ

باب قوله تعالیٰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ

اس آیت کا بیان کہ اے ایمان والو تم اپنی فکر کرو تمکو دوسرے کی گمراہی ضرر نہ کریگی جب تم ہدایت پر ہو

عَنْ اَبِیْ اُمَیَّةَ الشَّعْبَانِیِّ قَالَ اَتَیْتُ اَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیَّ قَالَ قُلْتُ كَیْفَ تَصْنَعُ فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ قَالَ اَیَّةُ اٰیَةٍ قُلْتُ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ قَالَ سَاَلْتَ عَنْهَا خَبِیْرًا سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَّهَوًى مُّتَّبَعًا وَّدُنْیَا مُؤْثَرَةً وَّاِعْجَابَ كُلِّ ذِیْ رَاْیٍ بِرَاْیِهٖ وَرَاَیْتَ اَمْرًا لَا یَدَانِ لَكَ بِهٖ فَعَلَیْكَ خُوَیْصَّةَ نَفْسِكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَوَامِّ فَاِنَّ مِنْ وَّرَآئِكُمْ اَیَّامَ الصَّبْرِ الصَّبْرُ فِیْهِنَّ عَلٰى مِثْلِ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِیْهِنَّ مِثْلُ اَجْرِ خَمْسِیْنَ رَجُلًا یَعْمَلُوْنَ بِمِثْلِهٖ

ابو امیہ شعبانی سے روایت ہے میں ابو ثعلبہ خشنی پاس آیا اور میں نے ان سے کہا اس آیت کی نسبت تم کیا کرتے ہو انہوں نے کہا کون سی آیت میں نے کہا یا ایہا الذین آمنو علیکم انفسکم (جسکا ترجمہ اوپر گذرا) ابو ثعلبہ نے کہا میں نے اس آیت کو ان سے پوچھا جو خوب خبردار تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا اس آیت کا ظاہر مطلب جو ہے کہ امر بالمعروف کی ضرورت نہیں اس سے دھوکا مت کھاؤ بلکہ امر بالمعروف کرو اور نہی عن المنکر کرو یہانتک کہ جب ایسا زمانہ آوے کہ لوگ بخیلی کی اطاعت کریں اور خواہش کی پیروی کریں اور ہر شخص دنیا کو اختیار کرے (آخرت پر) اور ہر شخص

دنیا کو اختیار کرے (آخرت پر) اور ہر شخص اپنی رای اور اپنی عقل پر نازان ہو یعنے کتاب و سنت کو چھوڑ کر رای اور قیاس پر چل رہا ہے اور تو ایسا کام (خلاف شرع) دیکھے جسکی دفع کرنیکی تجھ کو قدرت نہ ہو پس ایسی حالت مین اپنے نفس کی خاطر فکر کر اور عوام کی فکر چھوڑ دے اور تمھارے پیچھے ایسے دن آتے مین جو صبر کے دن ہین اور ان دنون مین صبر کرنا اپنے دین پر اور کتاب و سنت پر چلنا) ایسا ہوگا جیسے انگارے کو ہاتھ مین دبانا اور جو کوئی ان دنون مین نیک عمل کرے اسکو پچاس ویسے ہی عمل کرنے والون کا ثواب ہوگا **ف** تو آپنے فرمایا کہ یہ آیت یعنی علیکم انفسکم اور آیتون اور حدیثون کے خلاف نہین ہے جنمین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم ہے بلکہ یہ آیت ایک دوسرے موقع مین ہے اور وہ آیتین اور حدیثین اور موقع مین حاصل یہ ہے کہ جب تک آدمی کو قدرت ہو امر بالمعروف کی اور لوگ اچھی بات کو سنتے اور مانتے ہون اور خدا کا خوف انکے دلون مین ہو اسوقت تک امر بالمعروف برابر کرتا رہے اور جب ایسا فساد پھیلے کہ لوگ امر بالمعروف کرنیوالے کو ستانے اور ایذا دینے کے درپے ہون اور خدا کا خوف انکے دلون مین بالکل نرہا ہو اور رات دن دنیا کا مال جمع کرنے کے طالب ہون اور حرام حلال کی قید چھوڑ دین اور اپنی ہوا و ہوس اور خواہش نفسانی کے بندے ہون جیسے اس زمانہ مین ہے تو اسوقت عزلت اور گوشہ نشینی اور خلوت اور اپنے نفس کی اصلاح اور عبادت اور ریاضت یہی کافی ہے نہ لوگون سے صحبت رکھے نہ انکی خلاف شرع باتون مین شریک ہووے ہیچ آفت نرسد گوشہ تنہائی را اسپر عمل کرنا بہتر ہے **عن** انس بن مالک قال قیل یا رسول اللہ متی نترک الامر بالمعروف والنھی عن المنکر قال اذا ظھر فیکم ما ظھر فی الامم قبلکم قلنا یا رسول اللہ وما ظھر فی الامم قبلنا قال الملک فی صغارکم والفاحشۃ فی کبارکم والعلم فی رذالتکم قال زید تفسیر معنی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم والعلم فی رذالتکم اذا کان العلم فی الفساق انس بن مالک سے روایت ہے لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ہم کس وقت ترک کرین آپ نے فرمایا جب تم لوگون مین وہ باتین ظاہر ہون جو اگلی امتون مین ظاہر ہوئین تھین ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ اگلی امتون مین کونسی باتین ظاہر ہوئی تھین آپنے فرمایا یہ کہ جو لوگ تم مین سے ذلیل ہون انکو حکومت ملے (یا بادشاہ ہو جاوین) اور جو لوگ عزت والے ہون وہ فسق و فجور مین مبتلا ہون اور جو لوگ کمینے اور پاجی ہون وہ عالم بنین۔ زید بن یحیی نے کہا کمینے اور پاجی کے عالم بننے سے یہ مراد ہے کہ فساق اور فجار عالم ہون **ف** یعنے جو لوگ نام کے مولوی کہلائین وہی سب سے زیادہ فاسق اور فاجر اور رشوت خوار اور موذی اور ظالم اور ناخدا ترس ہون یہ امر اس زمانہ مین آنکھون سے دیکھا گیا ہے کہ نام کے مولوی جو حرکتین کرتے ہین وہ جاہلون سے بدتر کرتے ہین یہانتک کہ جاہل بھی انکے کام دیکھ کر

ہنستے ہیں اور بعوض اسکے کہ علم سے اور اخلاق درست ہوں انکے لیے علم گمراہی کا باعث ہو جاتا ہے اور خدا کا ڈر انکے
دلوں سے نکل جاتا ہے اور رحم و کرم اور شفقت کا تو نام ہی نہیں رہتا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ایسے علم سے بچاوے و اضلہ اللہ علی
علم یہی ہے عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يُّذِلَّ نَفْسَهٗ قَالُوْا
وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهٗ قَالَ يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيْقُهٗ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا مومن کو نہیں چاہیے کہ اپنے تئیں ذلیل کرے لوگوں نے عرض کیا اپنے تئیں کیونکر ذلیل کرے گا آپنے
فرمایا جس بلا کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا اس میں پڑے **ف** مثلاً ایک مقام میں امر بالمعروف کرنے سے بلا آنیکا
خیال ہے جیسے جان یا مال پر صدمہ پہونچنے کا اور اس میں اتنے صبر کی طاقت نہیں ہے تو امر بالمعروف نکرے اور خاموش
ہو رہے البتہ اگر یہ اطمینان ہے کہ بلا پر ہم صبر کر سکیں گے تو فضیلت پر عمل کرے اور حق بات کہدیوے پھر جو صدمہ پہونچے
اسکو اٹھاوے عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَيَسْاَلُ
الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَقُوْلَ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَ الْمُنْكَرَ اَنْ تُنْكِرَهٗ فَاِذَا لَقَّنَ اللّٰهُ عَبْدًا حُجَّتَهٗ قَالَ
يَا رَبِّ رَجَوْتُكَ وَفَرِقْتُ مِنَ النَّاسِ ابو سعید سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے
تھے بیشک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے سے پوچھیگا اور کہے گا تو نے جب خلاف شرع بات دیکھی تو منع کیوں نکیا
جب وہ جواب نہ دے سکا تو اللہ تعالیٰ خود اسکو جواب سکھلا دے گا وہ عرض کریگا اے مالک میں نے تیرے رحم کی
امید رکھی (کہ تو خود اس خطا کو معاف کر دیگا) اور لوگوں سے میں ڈرا **بَابُ الْعُقُوْبَاتِ** گناہوں کی سزا کا بیان
عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُمْلِيْ لِلظَّالِمِ فَاِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ
ثُمَّ قَرَاَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ابو موسیٰ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے ظالم کو اور جب پکڑتا ہے تو پھر اسکو نہیں چھوڑتا پھر یہ آیت پڑھی وکذلک اخذ ربک
اذا اخذ القرے وہی ظالمۃ **ف** یعنی اسکی پکڑ ایسی ہے جب کسی ظالم بستی کو پکڑتا ہے بیشک اسکی پکڑ دکھ کی
ہے اور سخت ہے اور مہلت دیتا ہے ظالم کو یعنے جلد سزا نہیں دیتا اس میں دو مصلحتیں ہیں ایک یہ کہ وہ پورا ظلم کرلے
اور جو سزا اسکے لیے ٹھیرائی گئی ہے اسکا مستحق ہو جاوے دوسری یہ کہ شاید وہ اپنے ظلم سے توبہ کرے اور آیندہ عدل و
انصاف اختیار کرے مگر یہ ہمارے علم کی نسبت ہے پروردگار کو سب معلوم ہے کہ آیندہ وہ کیا کرے گا اب اگر کوئی
کہے کہ ظالم کو مہلت دینے میں خلق اسکی خرابی ہے وہ بندگان الٰہی کو تباہ اور برباد کرے گا اور انکو ایذا دیگا پھر
پروردگار جو ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے اپنے بندوں پر وہ اسکو کیونکر جائز رکھتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی

مصلحتین بے شمار ہین بندہ کو انکا علم نہین اسیوجہ سے وہ اپنے ناقص فہم کے موافق بعض کامون کو خلاف مصلحت اور نامناسب سمجھتا ہے لیکن اگر بندے کو وہ سب باتین معلوم ہون جو مالک کو معلوم ہین تو جو کچھ اللہ تعالی دنیا مین کرتا ہے اسکو عین مصلحت اور نہایت مناسب جانے مثلاً ظالم کا مسلط کرنا خلق اللہ پر ان کے بری اعمال کیوجہ سے ہوتا ہے اور کبھی اپنے بعض بندون کو آخرت مین بڑے بڑے درجہ اور مرتبہ دینا منظور ہوتا ہے پس انپر ظلم کراتا ہے تاکہ وہ مظلوم ہوکر ایذا اٹھاوین اور صبر کرین اور آخرت مین اسکا نیک بدل پاوین پس ظالم کے مسلط کرنے کی مثال بعینہٖ ایسی ہے جیسے مان اپنے بچے کی فصد کھلواتی ہے اسکا پھوڑا چیرتی ہے اسکو کڑوی دوا پلاتی ہے ان کامون کو بچہ اپنے علم مین ظلم سمجھتا ہے مگر وہ عین رحم وکرم اور شفقت ہے کیونکہ آیندہ اس مین بچے کے بڑے فواید ہین واللہ اعلم ؎

جہاندار داند جہان داشتن
یکی را بدین یکے کاستن

اور یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ اور عرفا اور صوفیہ کرام کبھی انتظام عالم مین دخل نہین دیتے اور نہ کسی بندے کا یہ کام ہے کہ اپنے مالک کے ایسے بڑے امور مین دخل در معقولات کرے البتہ اپنی ضرورت اور حاجت کو اپنے مالک سے مانگ لیوے اور یہی کافی ہے ایک غریب مسکین غلام کے لیے ؎ عاشق اندر بلا ابالی را نقد رس بود جامے را

عن عبد اللہ ابن عمر قال اقبل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معشر المہاجرین خمس اذا ابتلیتم بہن واعوذ باللہ ان تدرکوہن لم تظہر الفاحشۃ فی قوم قط حتی یعلنوا بہا الا فشا فیہم الطاعون والاوجاع التی لم تکن مضت فی اسلافہم الذین مضوا ولم ینقصوا المکیال والمیزان الا اخذوا بالسنین وشدۃ المؤنۃ وجور السلطان علیہم ولم یمنعوا زکوۃ اموالہم الا منعوا القطر من السماء ولولا البہائم لم یمطروا ولم ینقضوا عہد اللہ وعہد رسولہ الا سلط اللہ علیہم عدوا من غیرہم فاخذوا بعض ما فی ایدیہم وما لم تحکم ائمتہم بکتاب اللہ ویتخیروا مما انزل اللہ الا جعل اللہ باسہم بینہم

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ای مہاجرین کے گروہ پانچ باتین ہین جب تم ان مین مبتلا ہو اور اللہ کی پناہ مانگتا ہون مین اس سے کہ تم ان مین مبتلا ہو اب ان پانچ باتون کا بیان ہے (جب کسی قوم مین علانیہ فسق وفجور ہوتا ہے (جیسے زنا شرب خمر وغیرہ) توان مین طاعون آتا ہے (یعنے وبا) اور ایسی ایسی بیماریان پیدا ہوتی ہین کہ اگلے لوگون مین وہ بیماریان کبھی نہین ہوئی تہین (اسیحدیث سے مولانا ای روم نے فرمایا ؎ ابر ناید از پے منع زکوۃ وز زنا خیزد وبا اندر جہات - اور جب کوئی قوم تول اور ماپ مین چوری کرتی ہے تو انپر قحط اترتا ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے اور بادشاہ وقت انپر ظلم کرتا ہے

اور جب کوئی قوم اپنے مال کی زکوۃ نہین دیتی تو اللہ تعالی انپر بارش کو روک دیتا ہے اور اگر دنیا مین چارپائی (جیسے گائے بیل بکری گدہے خچر اونٹ وغیرہ) نہ ہوتے تو بالکل پانی نہ پڑتا (انکے اعمال کی سزا سے) اور جبکوئی قوم اللہ اور اُسکے رسول کا عہد توڑتی ہے (یعنے اللہ کی کتاب اور اُسکی رسولؐ کی حدیث شریف پر عمل کرنا چھوڑ دیتی ہے) تو اللہ تعالے انپر ایک دشمن مسلط کرتا ہے جو انکی قوم کا نہین ہوتا اور وہ چھین لیتا ہے بعض اس مال کو جو انکے ہاتھہ مین ہوتا ہے (یعنی اجنبی اور دوسرے ملک اور دوسری قوم والا انپر حاکم ہوتا ہے وہ انپر رحم نہین کرتا ہندوستان مین ایسا ہی ہوا اور بخارا اور بہت سے ملکون مین کہ جب مسلمانون نے قرآن اور حدیث پر چلنا چھوڑ دیا بلکہ حدیث شریف اور اہلحدیث سے دشمنی اختیار کی تو اللہ نے ایک غیر قوم کا حاکم یعنے کافر نصرانی انپر مسلط کیا جسنے انکو ذلیل اور خوار کر دیا اور ان کی دولت حکومت تجارت عزت سب چھین لی فاقے مرنے لگی) اور جب مسلمان حاکم اللہ کی کتاب پر نہین چلتے اور اللہ نے جو اتارا اسکو اختیار نہین کرتے (بلکہ اپنے عقلی قانون اور قواعد پر چلتے ہین یا ظلم و تعدی پر کمر باندہتے ہین نہ شرع نہ قانون جیسے اس زمانہ مین مسلمانی حکومتون مین ہی) تو اللہ تعالی انکے آپس مین لڑائی ڈالدیتا ہے **ف** یہانتک کہ وہ ضعیف ہو جاتے ہین آپس کی لڑائی اور نا اتفاقی سے اور پہر غیر دشمن انپر مسلط ہو جاتا ہے اس حدیث مین جتنی باتین آپنے فرمائین وہ سب ہو بہو مطابق واقع ہوئین پہلے جب نصاری ہندوستان مین آئے تو انہون نے دیکہا کہ مسلمان قرآن پر نہین چلتے اور اسکی وجہ سے جسقدر مسلمان رئیس ہندوستان مین تہے اُن مین آپس مین لڑائیان پہیلی ہوئی ہین نصاری نے اس موقع کو غنیمت سمجہا اور ایک ایک رئیس در حاکم کیطرف ہو کر اسکو دوسرے سے لڑایا یہانتک کہ سب کو فنا کر دیا اسکے بعد خود حاکم بن بیٹہے معلوم نہین کہ ان مسلمان رئیسون کی عقل کدہر تشریف لے گئی تہی اب صرف دو مسلمان رئیس باقی ہین ایک شاہ روم دوسرے شاہ ایران اور دونون قرآن و حدیث کو چھوڑ بیٹہے ہین اور دونون مین آپس مین نا اتفاقی اور خصومت ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونو ریاستین بہی چند ہی روز کے مہمان ہین اگر ایسا ہی نقشہ رہا اور خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئی اے مسلمانون اب بہی اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر عمل کرو اور قرآن اور حدیث کی پیروی اختیار کرو ورنہ جو کچہ تمہارے پاس باقی رہ گیا ہے وہ بہی جاتا رہیگا اور پہر پچہتانا کام نہ آویگا وما علینا الا البلاغ

عَنْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا يُعْزَفُ عَلٰى رُؤُسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتِ يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ مالک اشعری سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ میری امت مین سے کتنے آدمی شراب پئین گے اور اسکا نام کچہ اور رکہین گے (جیسے نبیذ شلث شراب الصالحین شربت مقوی مفرح وغیرہ) اور انکے سرون پر

باجے بجائے جاویں گے اور گانیوالی عورتیں گاوینگی اللہ تعالیٰ انکو زمین میں دھنسا دیگا اور ان میں سے بعضوں کو بندر اور سور کردیگا **فائدہ** امام ابن حزم نے اس حدیث کی اسناد کو ضعیف کہا ہے لیکن اسکا اسناد حسن سے کم نہیں ہے اور جو لوگ غنا اور مزامیر کو حرام جانتے ہیں وہ اسی حدیث سے دلیل لیتے ہیں اور مخالفین یہ جواب دیتے ہیں کہ اس سے غنا اور مزامیر کی حرمت نہیں نکلتی یہ آپنے اُن لوگوں کا پتہ فرمایا کہ گانا بجانا انکے سامنے ہوا کرے گا اور حقیقت یہ عذاب شراب پینے سے اترے گا یا مراد آپ کی یہ ہے کہ اجنبی فاحشہ عورتیں انکے سامنے گاویں بجاوینگی اسکی حرمت میں تو کسی کا اختلاف نہیں ہے اور یہی قیاس کے قریب ہے کیونکہ اس زمانہ شراب خواروں کے پاس یہی رسم ہے کہ طوائف یعنی فاحشہ عورتیں ناچتی گاتی ہیں اور وہ شراب سے مست ہو کر انکا گانا بجانا سنا کرتے ہیں امرا پاس تو ہر روز اس فسق و فجور کا بازار گرم ہے اور غربا بھی شادی اور بیاہ اور جلسے اور خوشی میں طوائف کو بلاتے ہیں اور یہ امر ایسا شائع ہو گیا ہے کہ کوئی اسکو مذموم اور معیوب نہیں جانتا بلکہ جو کوئی مطابق سنت کے نکاح کرے اور ان فوحش کو نہ بلاوے تو اسپر عیب کرتے ہیں ع
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - اس حدیث سے یہی نکلا کہ امت محمدی میں خسف اور مسخ خاص واقع ہو سکتا ہے البتہ مسخ عام نہ ہوگا جیسا دوسری حدیث میں ہے عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ قَالَ دَوَابُّ الْأَرْضِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون کہ لاعنون سے زمین کے جاندار مراد ہیں یعنے یہ سب انپر لعنت کرتے ہیں عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھاتی سوا نیکی کے (یعنے عزیز و اقارب سے سلوک اور شفقت کرنا اور خلق خدا کو آرام اور راحت پہونچانا یہانتک کہ جانوروں کو بھی اور بلا وجہ شرعی کسیکی ایذا گوارا نہ کرنا اور جو کوئی برائی کرے اسکے ساتھ نیکی کرنا) اور تقدیر کو کوئی چیز نہیں پھیرتی مگر دعا اور دعا سے امید ہے کہ آئی ہوئی بلا ٹل جاوے اور کبھی ایک آدمی ایک گناہ کیوجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے **ف** وہ ہر چند کوشش اور محنت کرتا ہے لیکن اسکو فراغت اور تونگری حاصل نہیں ہوتی خود وہ آدمی کیا کبھی اسکے گناہ کی وجہ سے اسکی اولاد پر بھی کئی پشت تک اثر رہتا ہے اللہ بچاوے بعضوں نے کہا عمر بڑھنے سے یہی مراد ہے کہ ناموری ہو جاتی ہے گویا وہ مرنے کے بعد بھی زندہ ہے یا روزی بڑھنا کیونکہ عمر پیدا ہوتے ہی معین ہو جاتی ہے گھٹ بڑھ نہیں سکتی

بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ

بلا پر صبر کرنیکا بیان

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ

بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ يُبْتَلَى الْعَبْدُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کن لوگون کا امتحان سخت ہوتا ہے اور انپر بلا زیادہ اترتی ہے آپ نے فرمایا پیغمبرون پر پھر جو ان کے بعد مرتبہ مین افضل ہین پھر جو ان کے بعد فضل مین اور آدمی کی اسکے دین کے موافق بلا آتی ہے اگر اسکا دین سخت اور قوی ہوتا ہے تو اسکی بلا بھی سخت ہوتی ہے اور اگر اسکے دین مین نرمی اور ڈھیل ہوتی ہے تو اسی انداز سے بلا ہوتی ہے پھر ہمیشہ بلا رہتی ہے بندہ پر دکھ بیماری افلاس رنج کی یہانتک کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور کوئی گناہ اسپر نہین ہوتا سب گناہ معاف ہو جاتے ہین اور بلا انکی کفارہ ہو جاتی ہے معلوم ہوا کہ اچھے بندے اللہ تعالی کے اکثر مصیبت اور سختی اور تکلیف مین مبتلا رہتے ہین اور مصیبت اور سختی اور دکھ اور بیماری کو اللہ کا غضب سمجھنا چاہیے بلکہ وہ کفارہ ہین گناہون اور خطاؤن کے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهِ فَوَجَدْتُ حَرَّهُ بَيْنَ يَدَيَّ فَوْقَ اللِّحَافِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَشَدَّهَا عَلَيْكَ قَالَ إِنَّا كَذَلِكَ يُضَعَّفُ لَنَا الْبَلَاءُ وَيُضَعَّفُ لَنَا الْأَجْرُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ الصَّالِحُونَ إِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيُبْتَلَى بِالْفَقْرِ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُهُمْ إِلَّا الْعَبَاءَةَ يُحَوِّيهَا وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالرَّخَاءِ ابو سعید خدری سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ کو بخار آ رہا تھا مین نے اپنا ہاتھ آپ کے اوپر رکھا تو بخار کی گرمی میرے ہاتھ کو معلوم ہوئی چادر کے اوپر سے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا سخت بخار ہے آپ کو آپ نے فرمایا میرا یہی حال ہے ہم لوگون پر دونی بلا آتی ہے اور ثواب بھی دونا ملتا ہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کن لوگون پر سخت بلا آتی ہے آپ نے فرمایا پیغمبرون پر مین نے کہا پھر کن پر آپ نے فرمایا نیک لوگون پر اور بعضے نیک لوگ افلاس مین مبتلا ہوتے تھے یہانتک کہ سوا ایک کمل کے جو اوڑھے ہوتے اور کچھ ان کے پاس نہ ہوتا اور بعضے بلا سے ایسا خوش ہوتے جیسے کوئی تم مین مال و دولت سے خوش ہوتا ہے **ف** دوسری حدیث مین ہے کسیکو اتنی ایذا نہین ہوئی اللہ کی راہ مین جتنی مجھکو ہوئی فقر و فاقہ دکھ بیماری ان تکلیفون کے سوا کافرون کیطرف سے آپ کو بہت صدمہ پہونچے گالیان کھائین مار کھائی زخمی ہوئے دانت شہید ہوا اخیر مین زہر کے صدمہ سے وفات فرمائی جو شہادت ہے آپکے دونون صاحبزادے جلیل الشان امام حسن اور امام حسین علیہما السلام بھی کمال تکلیف سے شہید ہوئے اور ہمیشہ آپ کی آل اور ائمہ اطہار مصیبت اور تکلیف ہی مین مبتلا

رہی سبحان اللہ کیا شان الٰہی ہے جو اپنی چہیتے ہوتے ہیں ان ہی کو زیادہ آزماتا ہے اور انکی صبر در محبت کو جانچتا ہی ایک بزرگ مسجد میں پہونچے شاید شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمتہ تہے وہان لوگ عشا کی نماز کے بعد اذان دی رہے تہے انہون نے سبب پوچھا لوگون نے کہا دفع بلا اور وبا کے لیے اذان دیتے ہین آپ بہی اذان دیجیے لوگون نے اصرار کیا نہ مانا انہون نے وجہ پوچھی فرمایا جو بندہ اللہ کی نعمت کو مزے سے چکہے اور اسکی بلا سے بہاگے وہ بندہ نہیں ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی گویا مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہا ہون آپ ایک نبی کا قصہ بیان کر رہے تہے (حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا) انکی قوم نے انکو مارا وہ خون اپنے منہ سے پونچہتے جاتے تہے اور کہتے تہے ای مالک میری قوم کو بخش دے وہ نہیں جانتے ف خود آپ نے جنگ احد مین جب کافرون کے ہاتہ سے پتھر کہائے چہرہ مبارک زخمی ہوا دانت شہید ہوا خون بہ رہا تہا لوگون نے عرض کیا اب تو کافرون کے لیے بددعا فرمایے آپ نے فرمایا یا اللہ میری قوم کو ہدایت کر وہ نہیں جانتے عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ إِذْ قَالَ رَبِّ أَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِيْ إِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تو زیادہ لائق ہین شک کرنے کے ابراہیم علیہ السلام سے اگر انکو شک ہوئی ہوتی لیکن ہمکو شک نہیں ہوئی (تو بہلا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن کا مرتبہ عالی تہا کیونکر شک ہوسکتی ہے لیکن انہون نے عین الیقین کا مرتبہ حاصل کرنیکے لیے یہ سوال کیا کہ مردے کا جلانا انکو دکھلایا جاوے جب انہون نے کہا ای مالک مجھکو دکھلا تو کیونکر مردون کو جلاویگا ارشاد ہوا کیا تجہہ کو یقین نہیں حضرت ابراہیم نے عرض کیا مجھکو یقین ہے لیکن مین چاہتا ہون کہ میرے دل کو تسلی ہوجاوے مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ علم کیسا ہی یقینی ہو اس مین وسوسہ باقی رہتا ہے جیسا ایسا وسوسہ آوے تو اعوذ باللہ پڑہے اور استغفار کرے) اور اللہ رحم کرے حضرت لوط علیہ السلام پر وہ زوردار آدمی کی حمایت ڈہونڈتے تہے (اپنے میہمانون کی محافظت کے لیے حالانکہ اللہ تعالی سے کوئی حمایتی سخت اور زوردار نہیں ہے) اور اگر مین اتنے دنون تک قید مین رہا ہوتا جتنے دنون حضرت یوسف علیہ السلام رہے تہے تو جسوقت بلانیوالا آیا تہا مین اسیوقت اسکے ساتہ ہولیتا (یہ تعریف ہے حضرت یوسف کے صبر اور استقلال کی کہ اتنی لمبی قید پر بہی انہون نے رہائی کے لیے جلدی نہین کی اور پہلے اپنی بیجرمی ظاہر کرانا چاہی) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشجّ فجعل الدم یسیل علی وجھہ وجعل یمسح الدم عن وجھہ ویقول کیف
یفلح قوم خضبوا وجہ نبیھم بالدم وھو یدعوھم الی اللہ فانزل اللہ عزوجل لیس لک من الامر شیء
انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے احد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے چار دانتوں میں سے ایک دانت
ٹوٹ گیا اور آپکے سر میں زخم لگا (مردود ابن قمیہ کے پتھر مارنے سے) تو خون آپکے مبارک چہرے پر (جسپر زمین و آسمان اور
سارا جہان تصدق) بہ رہا تھا اور آپ خون کو اپنے مونہ سے پونچھ رہے تھے اور فرماتے تھے کیونکر نجات پائیگی قوم جس نے
اپنے نبی کی مونہ کو رنگ دیا خون سے اور وہ اُن کو اللہ کیطرف بلاتا تھا (اور کوئی قصور نہیں کیا) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری
لیس لک من الامر شیء یعنی تجھے کچھ اختیار نہیں ہے اللہ چاہے تو انکو عذاب کرے چاہے معاف کر دے **ف** آپکا یہ
فرمانا کہ کیونکر نجات اخیر تک بد دعا کی طور پر نہ تھا بلکہ تعجب کے طور پر کہ ان لوگوں کے لچھن تو ایسے خراب ہیں انکو نجات
کیونکر ہوگی اللہ تعالی نے اسکو بھی پسند نہیں کیا اور فرمایا تم کو صبر لازم ہے اور اللہ کو ان لوگوں کا اختیار ہے **عن**
انس قال جاء جبرئیل علیہ السلام ذات یوم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو جالس حزین
قد خضب بالدماء قد ضربہ بعض اھل مکۃ فقال مالک فقال فعل بی ھؤلاء وفعلوا قال اتحب
ان اریک آیۃ قال نعم ارنی فنظر الی شجرۃ من وراء الوادی فقال ادع تلک الشجرۃ فدعاھا فجاءت
تمشی حتی قامت بین یدیہ قال قل لھا فلترجع فقال لھا فرجعت حتی عادت الی مکانھا فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسبی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ غمگین بیٹھے ہوئے تھے اور خون میں رنگے ہوئے آپکو مکہ کے کافروں نے مارا
تھا (یہ واقعہ مکہ کا ہے) جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے آپنے فرمایا ان لوگوں نے میرے ساتھ یہ کیا جبرئیل نے
کہا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپکو ایک نشانی (اللہ کی قدرت) کی دکھلاؤں (گویا جبرئیل علیہ السلام نے آپ کا دل بہلایا
آپ کا رنج دور کرنے کو اللہ اللہ خاطر آپ کی) آپنے فرمایا ہاں دکھلاؤ پھر جبرئیل نے ایک درخت کیطرف دیکھا جو وادی
کے پرے تھا اور کہا آپ اس درخت کو بلائیے آپنے اسکو بلایا وہ (زمین پر) چلتا ہوا آیا یہانتک کہ آپکے سامنے کھڑا
ہوگیا پھر جبرئیل نے کہا اس سے کہو لوٹ جا آپنے فرمایا لوٹ جا وہ لوٹ کر اپنی جگہ پر چلا گیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا بس یہ نشانی مجھکو کافی ہے **عن** حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
احصوا لی کل من تلفظ بالاسلام قلنا یا رسول اللہ اتخاف علینا ونحن ما بین الستمائۃ الی
السبعمائۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم لا تدرون لعلکم ان تبتلوا قال فابتلینا حتی

جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا مَا يُصَلِّي إِلَّا سِرًّا حذیفہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں ان سب کو شمار کرو میرے لیے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ہماری اوپر ڈرتے ہیں (دشمن سے) اور ہمارا شمار چھ سو سے لیکر سات سو تک ہے (اللہ سے جرات اور بہادری صحابہ کی کہ چھ سو کے شمار پر کسی دشمن سے انکو خوف نہ تھا اور اب کروڑوں مسلمان ہیں اور ڈرتے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نہیں جانتے شاید تم پر بلا آوے) حذیفہ نے کہا پھر وہ بلا ہم پر آئی یہانتک کہ ہم میں سے کوئی نماز بھی پوشیدہ پڑھتا یزید پلید کے زمانہ میں تین دن تک مسجد نبوی میں نماز نہیں ہوئی سعید بن مسیب کہتے ہیں میں مسجد میں چھپا ہوا تھا اور نماز کا وقت ایک آواز سے پہچانتا جو قبر شریف سے آتی لیکن حذیفہ اسوقت تک زندہ نہیں رہے وہ حضرت علی کی خلافت میں مرے تو مراد انکی شاید حضرت عثمان کے فتنے سے ہوگی عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ وَجَدَ رِيحًا طَيِّبَةً فَقَالَ يَا جِبْرِيلُ مَا هَذِهِ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ قَالَ هَذِهِ رِيحُ قَبْرِ الْمَاشِطَةِ وَابْنَيْهَا وَزَوْجِهَا قَالَ وَكَانَ بَدْءُ ذَلِكَ أَنَّ الْخَضِرَ كَانَ مِنْ أَشْرَافِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَانَ مَمَرُّهُ بِرَاهِبٍ فِي صَوْمَعَتِهِ فَيَطَّلِعُ عَلَيْهِ الرَّاهِبُ فَيُعَلِّمُهُ الْإِسْلَامَ فَلَمَّا بَلَغَ الْخَضِرُ زَوَّجَهُ أَبُوهُ امْرَأَةً فَعَلَّمَهَا الْخَضِرُ وَأَخَذَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تُعْلِمَهُ أَحَدًا وَكَانَ لَا يَقْرَبُ النِّسَاءَ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ زَوَّجَهُ أَبُوهُ أُخْرَى فَعَلَّمَهَا وَأَخَذَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تُعْلِمَهُ أَحَدًا فَكَتَمَتْ إِحْدَاهُمَا وَأَفْشَتْ عَلَيْهِ الْأُخْرَى فَانْطَلَقَ هَارِبًا حَتَّى أَتَى جَزِيرَةً فِي الْبَحْرِ فَأَقْبَلَ رَجُلَانِ يَحْتَطِبَانِ فَرَأَيَاهُ فَكَتَمَ أَحَدُهُمَا وَأَفْشَى الْآخَرُ وَقَالَ قَدْ رَأَيْتُ الْخَضِرَ فَقِيلَ وَمَنْ رَآهُ مَعَكَ قَالَ فُلَانٌ فَسُئِلَ فَكَتَمَ وَكَانَ فِي دِينِهِمْ أَنَّ مَنْ كَذَبَ قُتِلَ قَالَ فَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ الْكَاتِمَةَ فَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشُطُ ابْنَةَ فِرْعَوْنَ إِذْ سَقَطَ الْمُشْطُ فَقَالَتْ تَعِسَ فِرْعَوْنُ فَأَخْبَرَتْ أَبَاهَا وَكَانَ لِلْمَرْأَةِ ابْنَانِ وَزَوْجٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ فَرَاوَدَ الْمَرْأَةَ وَزَوْجَهَا أَنْ يَرْجِعَا عَنْ دِينِهِمَا فَأَبَيَا فَقَالَ إِنِّي قَاتِلُكُمَا فَقَالَا إِحْسَانًا مِنْكَ إِلَيْنَا إِنْ قَتَلْتَنَا أَنْ تَجْعَلَنَا فِي بَيْتٍ فَفَعَلَ فَلَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ رِيحًا طَيِّبَةً فَسَأَلَ جِبْرِيلَ فَأَخْبَرَهُ ابی بن کعب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں خوشبو پائی تو پوچھا اے جبرئیل یہ خوشبو کیسی ہے اونہوں نے کہا یہ خوشبو اس عورت کی قبر کی ہے جو فرعون کی بیٹی کی کنگھی کرنیوالی تھی اور اسکے دونوں بیٹے اور خاوند کے قبروں کی (یہ ایمان لائی تھی اور فرعون نے انکو مروا ڈالا تھا) اور شروع قصہ اسکا یوں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام (جو اب غائب ہیں) بنی اسرائیل کے شریف لوگوں میں سے تھے وہ ایک درویش کے عبادت خانے پر سے گذرا کرتے وہ درویش اوپر سے اپنے برآمدہ ہوتا اور اسلئے خضر پر پا اور انکو اسلام کی تعلیم کرتا جب خضر جوان ہوئے تو ان کے باپ نے ایک عورت سے انکا نکاح کیا خضر نے اس عورت

کو تعلیم دی (دین کی) اور اس سے اقرار لیا کہ کسی کو خبر نہ کرنا میرا نام نہ بتلانا اور حضرت خضر عورتون سے صحبت نہین کرتے تھے
آخر انہون نے اس عورت کو طلاق دیدیا اور انکے باپ نے انکا نکاح ایک دوسری عورت سے کرایا اسکو بھی خضر نے دین کی تعلیم
دی اور اس سے بھی عہد لیا کہ کسی پر ظاہر نہ کرے پھر ایک عورت نے اس راز کو چھپایا اور دوسری نے ظاہر کردیا کہ یہ دین اسکو
خضر نے سکھلایا ہے فرعون نے انکی گرفتاری کا حکم دیا) وہ بھاگے یہانتک کہ سمندر کے ایک جزیرے مین آئے وہان دو شخص
آئے لکڑیان چننے کو اور ان دونون نے خضر کو دیکھا ایک شخص نے تو ان کا حال چھپایا اور دوسرے نے ظاہر کردیا اور
کہنے لگا مینے خضر کو (فلان جزیرہ مین) دیکھا لوگون نے کہا تیرے ساتھ اور کسنے دیکھا وہ بولا فلان شخص نے
(جو اس کے ساتھ لکڑیان چننے گیا تھا) اس سے پوچھا گیا لیکن اس نے چھپایا (اور انکار کیا) اور فرعون کے دین مین
جھوٹ کی سزا قتل تھی اب کیا ہوا کہ اس شخص نے (یعنے جس نے خضر کو جزیرہ مین دیکھا تھا اور چھپایا تھا) اس عورت
سے نکاح کیا جس نے اپنا دین چھپایا تھا (اور خضر کا نام نہین لیا تھا) وہ عورت فرعون کی بیٹی کے سر مین کنگھی کر رہی تھی
اتنے مین اسکے ہاتھ سے کنگھی گری اور اسکے زبان سے (بے اختیار) نکل گیا کہ فرعون تباہ ہوا اپنی بیدینی کے
وجہ سے) بیٹی نے (یہ کلمہ اسکی زبان سے سنکر) اپنے باپ کو خبر کی اس عورت کے دو بیٹے تھے اور ایک خاوند فرعون نے
ان سبھون کو بلا بھیجا اور عورت اور اسکے خاوند سے یہ چاہا کہ اپنا دین ترک کردین (اور فرعون کے دین مین آجاوین)
انہون نے نہ مانا فرعون نے کہا مین تم دونون کو قتل کرون گا ان دونون نے کہا اچھا لیکن اتنا احسان کر کہ ہم
سب کو ایک قبر مین دفن کردے اس نے ایسا ہی کیا تو جس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا آپنے خوشبو
پائی اور جبریل علیہ السلام سے پوچھا تب انہون نے یہ بیان کیا **ف** کہ یہ خوشبو اس عورت اور اسکی خاوند اور بیٹون
کے قبر کی ہے ۔ حضرت خضر علیہ السلام اکثر علماء کے نزدیک اب تک زندہ ہین اور بہت سے اولیاء اللہ نے ان سے ملاقات
کی ہے اور اختلاف ہے کہ وہ ولی ہین یا نبی ہین یا فرشتہ ہین اور صحیح یہ ہے کہ وہ نبی ہین اور اللہ نے انکو بڑی
عمر دی ہے اور وہ لوگون کی نظر سے غائب ہین اور انکا انتقال قیامت کے قریب ہوگا جب قرآن اوٹھ جاوے گا
اور انکا نام بلیا بن ملکان تھا اور خضر انکو اسلیے کہنے لگے کہ وہ صاف زمین پر بیٹھتے مین تو وہ سبز اور ہری ہو جاتی
ہے اور امام بخاری اور ایک جماعت علما نے انکی حیات کا انکار کیا ہے **عن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ عِظَمُ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَاِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاھُمْ فَمَنْ
رَضِیَ فَلَہُ الرِّضٰی وَمَنْ سَخِطَ فَلَہُ السَّخَطُ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثواب اتنا
ہی زیادہ ملیگا جتنی بلا سخت ہوگی اور بیشک اللہ تعالے جن لوگون سے محبت کرتا ہے انکو آزماتا ہے پھر جو کوئی

اس سے راضی ہے اس سے وہ بھی راضی ہے اور جو کوئی اس سے ناراض ہو اس سے وہ بھی ناراض ہے عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاھم اعظم اجرا من المؤمن الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی اذاھم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن لوگوں سے ملکر رہتا ہے اور انکی ایذا پر صبر کرتا ہے (انتقام نہیں لیتا نہ زبان کھولتا ہے انکی شکایت میں) اسکو زیادہ ثواب ہے اس مومن سے جو لوگوں سے نہیں ملتا نہ صبر کرتا ہے انکی ایذا پر ف ملکہ عزلت اور تنہائی میں بسر کرتا ہے یہ حدیث دلیل ہے ان لوگوں کی جو صحبت کو عزلت سے افضل جانتے ہیں بشرطیکہ صحبت کی شرائط ادا کرتا ہو یعنے جمعہ اور جماعت اور عیدین اور جنازے میں حاضر ہو اور بیمار کی عیادت کرے اور لوگوں کو ایذا نہ دیوے عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث من کن فیہ وجد طعم الایمان وقال بندار حلاوۃ الایمان من کان یحب المرء لا یحبہ الا للہ ومن کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما ومن کان یلقی فی النار احب الیہ من ان یرجع فی الکفر بعد اذ انقذہ اللہ منہ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جس میں ہونگی وہ ایمان کا ذائقہ پاویگا یا ایمان کی حلاوت پاویگا ایک تو یہ کہ محبت کسی سے صرف خدا کے لیے (اسکو نیک بندہ سمجھ کر نہ دنیا کی غرض سے) دوسرے یہ کہ اللہ اور اسکا رسول اسکو محبوب ہوں سب چیزوں سے زیادہ جو سوا انکے ہیں تیسرے یہ کہ انگار میں ڈالا جانا اسکو پسند ہو پر کفر اختیار کرنا پسند نہ ہو جب اللہ تعالی نے کفر سے اسکو نجات دی عن ابی الدرداء قال اوصانی خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم ان لا تشرک باللہ شیئا وان قطعت وحرقت ولا تترک صلوۃ مکتوبۃ متعمدا فمن ترکھا متعمدا فقد برئت منہ الذمۃ ولا تشرب الخمر فانھا مفتاح کل شر ابو الدرداء سے روایت ہے میرے جانی محبوب (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھکو وصیت کی کہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک مت کیجیو (نہ ذات میں نہ صفات میں جیسے علم قدرت اختیار سمع بصر وغیرہ) اگرچہ تیرے عضا کاٹ ڈالے جاویں اور تو جلا دیا جاوے (یعنے دل سے شرک کا اعتقاد مت کیجیو اگرچہ یہ ڈر بھی تجھکو دیے جاویں کیونکہ دل کا حال کسیکو معلوم نہیں ہوتا بجز خدا کے البتہ جان جلنے کا یا عضا کٹنے کا اگر اندیشہ ہو تو زبان سے شرک کفر کا کلمہ یا ہاتھ پاؤں سے شرک کفر کا فعل ادا کرسکتا ہے بشرطیکہ دل مضبوط رہے ایمان پر پھر بھی فضیلت یہ ہے کہ یہ مصیبت قبول کرے اور زبان اور دوسرے اعضا سے بھی شرک کفر نہ نکالے اور شاید آپ نے ابو الدرداء کو اس فضیلت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہو) اور فرض نماز کو عمداً مت ترک کر اسلیے کہ جو کوئی عمداً فرض نماز کر

ترک کرے تو اسکی نیاہ اسکے پر اوٹھہ گئی اور شراب تب پی وہ کنجی ہے ہر ایک برائی کی **ف** شرابی کی دنیا اور آخرت دونون تباہ
ہوتی ہین دنیا اس وجہ سے کہ سارا مال شراب مین اوڑ جاتا ہے جب شراب پیتا ہے تو عقل جاتی رہتی ہے لوگ اسکا مال فریب سے
اوڑا لے جاتے ہین لوگون سے لڑائی کرتا ہے بدگوئی کرتا ہے ذلیل و خوار ہوتا ہے سخت سخت بیماریان پیدا ہوتی ہین جیسے
فالج لقوہ رعشہ استسقا ورم جگر قولنج وغیرہ اور آخرت کی خرابی تو ظاہر ہے کہ شرابی کا کوئی عمل قبول نہین ہوتا اللہ بچاوے
شراب سے افسوس ہے کہ اس زمانہ مین بہت مسلمان اس بلا مین مبتلا ہو جاتے ہین اور یہ نصاریٰ کی صحبت اور انکی حکومت
کا اثر ہے اور لطف یہ ہے کہ نصاریٰ شراب خواری کو ترک کرتے جاتے ہین حالانکہ انکے دین مین شراب پینا منع نہین ہے اور
ہماری دین مین شراب حرام ہے بلکہ حنفیہ کے نزدیک نجس ہے مثل پیشاب کے پھر مسلمان کا دل کیسے قبول کرتا ہے کہ ایک نجس حرام
مضر چیز کو جسکی تاثیر زہر کیطرح ہے اپنا مال تباہ کر کے خرید کرے اور اپنی دنیا اور آخرت دونو اسکے پیچھے تباہ کرے شرابی سے
سارے [illegible]س وصین اور بزرگ اور اولیا بیزار ہو جاتے ہین اور فرشتے اسپر لعنت کرتے ہین اور عالم برزخ مین تمام ارواح
مین اسکی ذلت و خواری مشہور ہو جاتی ہے جیسے دنیا مین بھی وہ لوگون کی نظر مین ذلیل و خوار ہوتا ہے **بَابُ** شِدَّةِ
الزَّمَانِ زمانہ کی سختی کا بیان **عَنْ** مُعٰوِيَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا
اِلَّا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ معاویہ بن ابی سفیان سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے دنیا مین
اب کچھ باقی نہین رہا سوا بلا اور فتنے کے **ف** یعنی روز بروز صلاحیت اور تقوی کم ہوتا جاتا ہے اور فسق و فجور خرابی زیادہ
کیونکہ اخیر زمانہ مین قیامت کا قرب ہے سبحان اللہ تیرہ سو برس آگے کا یہ فرمودہ ہے اب اور بھی ہر زمانہ کا برا حال ہے اور معلوم نہین کہ
آگے کیا حال ہوتا ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ
خَدَّاعَاتٌ يُصَدَّقُ فِيْهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيْهَا الصَّادِقُ وَيُؤْتَمَنُ فِيْهَا الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ فِيْهَا الْاَمِيْنُ
وَيَنْطِقُ فِيْهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيْلَ وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ قَالَ الرَّجُلُ التَّافِهُ فِيْ اَمْرِ الْعَامَّةِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہین وہ مکر اور فریب کے سال جو لوگون پر آوینگے ان مین جھوٹے کو
سچا کرینگے اور سچے کو جھوٹا اور چور کو ایماندار اور ایماندار کو چور اور کمینہ (رویبضہ) اس زمانہ مین بات کریگا (وہ
مشیر ہوگا بادشاہ کا اور حاکم ہوگا) لوگون نے عرض کیا رویبضہ کیا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا حقیر اور کمینہ آدمی وہ
لوگون کے عام انتظامات مین دخل دیگا **ف** مطلب یہ ہے کہ ذلیل اور پاجی پرست زمانہ ہوگا جو لوگ شریف النسب اور عالی
ہمت ہونگے انکی تو قدر و منزلت نہوگی اور چور اٹھائی گیرے جہان بھر کے دغاباز پاجی کمینے پر بر سر حکومت ہونگے
اب وہی زمانہ ہے اکثر شہرون مین یہی حال ہے اللہ رحم کرے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ إِلَّا الْبَلَاءُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا ختم نہ ہوگی یہانتک کہ ایک شخص ایک قبر پر گذریگا اور اسپر لوٹیگا اور کہیگا کاش میں اس قبر والے کی بدل قبر میں ہوتا اور کوئی رنج اسکو دین ایمان کا نہ ہوگا بلکہ دنیا کی بلا اور آفت کی وجہ سے وہ موت کی آرزو کریگا (ایسے قتل وفساد اور فتنے پھیلینگے) **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رضہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ لَتُنْتَقَوُنَّ كَمَا يُنْتَقَى التَّمْرُ مِنْ أَغْفَالِهِ فَلَيَذْهَبَنَّ خِيَارُكُمْ وَلَيَبْقَيَنَّ شِرَارُكُمْ فَمُوتُوا إِنِ اسْتَطَعْتُمْ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم صاف کیے جاؤگے جیسے کھجور صاف کی جاتی ہے بری کھجور سے یعنے اچھے لوگ مرجاوینگے اور برے رہجاوینگے پھر اگر مرسکو تو مرجاؤ **ف** اسحدیث کو حاکم نے بھی نکالا مستدرک میں لیکن اس میں بجائے اغفال کے خثالہ ہے اور خثالہ کہتے ہیں خراب اور بری کھجور کو اور اغفال جمع ہے غفل کی غفل وہ شخص جس کی نہ برائی سے ڈر ہو نہ اس سے نفع کی امید ہو یعنے نکما رغافل شخص **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْدَادُ الْأَمْرُ إِلَّا شِدَّةً وَلَا الدُّنْيَا إِلَّا إِدْبَارًا وَلَا النَّاسُ إِلَّا شُحًّا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روز بروز سختی زیادہ ہوتی جاویگی (اور روٹی کمانا لوگوں پر دشوار ہوگا یہ قیامت کے قرب کا حال ہے) اور دنیا میں ادبار بڑھتا جاویگا یعنے مصیبت اور مفلسی اور محتاجی نکبت اور خواری) اور لوگوں میں بخیلی زیادہ ہوتی جاویگی (روپیہ رکھکر اپنے بھائی مسلمان کو تجارت کے لیے نہ دینگے) اور قیامت نہیں قائم ہوگی مگر بدترین لوگوں پر اور مہدی کوئی نہیں ہے سوا حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کے۔

ف اسحدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں نکالا اور کہا کہ یہ افراد میں سے ہے امام شافعی کے اور ذہبی نے میزان میں لکھا یہ حدیث منکر ہے منفرد ہوا اسکی ساتھ یونس بن عبد الاعلے شافعی سے اور ایک روایت میں یونس سے یوں ہے کہ محمد سے حدیث بیان کی گئی شافعی سے اسصورت میں یہ حدیث منقطع ہے اور ایک جماعت نے اسکو یونس سے یوں روایت کیا کہ محمد سے حدیث بیان کی شافعی نے ابن ماجہ کی روایت میں بھی اسیطرح ہے اسصورت میں یہ حدیث متصل ہوگی مگر صحیح یہ ہے کہ یونس نے اسکو شافعی سے نہیں سنا اور اسکی اسناد میں محمد بن خالد جندی ہے ازدی نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور حاکم اور ابن الصلاح نے امالی میں کہا وہ مجہول ہے لیکن ثقہ کہا اسکو یحیی بن معین نے اور ابان بن صالح سچا ہے لیکن اس نے حسن سے نہیں سنا اور ابن الصلاح نے اسحدیث میں ایک اور علت نکالی کہ بیہقی نے اسکو مرسل روایت کیا

کیا حسن سے ابان بن ابی عیاش کے طریق سے اور امام مہدی کے ثبوت مین متواتر حدیثین وارد ہین کہ وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کرام مین سے ہونگے اور سات سال تک حکومت کرین گے اور حضرت عیسی علیہ السلام انہی کے زمانہ مین اترین گے اور صرف یہ روایت اسقدر متعدد روایتون کا مقابلہ نہین کرسکتی اور محمد بن خالد کو گو ابن معین نے ثقہ کہا مگر وہ معروف نہین ہے اہلحدیث کے نزدیک اور ابو عبداللہ حافظ نے کہا وہ ایک مجہول شخص ہے اور اختلاف ہے اسکی اسناد مین بعضون نے اسکو روایت کیا جندی سے اس نے ابان بن ابی عیاش سے اس نے حسن سے مرسلا تو جندی مجہول ہے اور ابان بن ابی عیاش متروک ہے اور حسن کی روایت مرسل ہے اور مہدی کے خروج مین بہت احادیث وارد ہین انکا اسناد اس روایت سے زیادہ صحیح ہے اور حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق مین ابو الحسن علی بن محمد سے روایت کیا مین نے امام شافعی کو خواب مین دیکھا وہ کہتے تھے یونس بن عبد الاعلے نے میرے اوپر جھوٹ باندھا جندی کی حدیث مین انہون نے حسن سے انہون نے انس سے مہدی کے باب مین شافعی نے کہا یہ میری حدیث نہین ہے اور نہ مین نے اسکو بیان کیا اور یونس نے میرے اوپر جھوٹ باندھا اور بیہقی نے خطائص خطأ علے الشافعی مین کہا کہ یہ حدیث منکر ہے امام شافعی کی پھر احمد بن سنان سے نکالا انہون نے کہا مین یحیی بن معین کے پاس بیٹھا تھا اتنے مین صالح ان کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھکو شافعی سے پہونچا کہ یہ ایک حدیث واہی ہے اور شافعی تو ہمارے نزدیک ثقہ امین اور اگر یہ حدیث منکر ہو تو اسکے منکر ہونے کی وجہ یہ ہوگی کہ محمد بن خالد جندی نے اسکو روایت کیا وہ ایک شیخ مجہول ہے اور اسکی عدالت ثابت نہین ہوئی جس سے اسکی روایت مقبول ہو اور شافعی کے سوا یحیی بن السکن نے بھی اسحدیث کو روایت کیا جندی سے اسیطرح تو معلوم ہوا کہ غلطی اس مین جندی کی ہے اور یہ حدیث مشہور ہے کئی طریقون سے مگر ان مین یہ فقرہ نہین ہے کہ لا مہدی الا عیسے بن مریم اور حافظ ابن کثیر نے ہدایہ اور نہایہ مین کہا کہ یہ حدیث مشہور ہے جندی کی روایت سے جو موذن تھا اور شیخ تھا شافعی کا اور اس سے کئی لوگون نے روایت کی اور وہ مجہول نہین ہے جیسے حاکم نے گمان کیا بلکہ ابن معین سے منقول ہے کہ وہ ثقہ ہے لیکن بعضون نے اسکو جندی سے اس نے ابان بن عیاش سے اس نے حسن سے مرسلا نکالا اور حافظ مزی نے نقل کیا کہ کسی نے شافعی کو خواب مین دیکھا انہون نے اسحدیث کا انکار کیا اور کہا کہ یونس نے مجھپر جھوٹ باندھا یہ میری حدیث نہین ہے اور ابن کثیر نے کہا کہ یونس ثقات مین سے ہے اور صرف خواب کیوجہ سے اسپر طعن نہین ہو سکتا اور یہ حدیث بظاہر مخالف ہے ان حدیثون کے جو مہدی کے باب مین آئین ہین اور اگر غور کرو تو تطبیق ممکن ہے اس طرح سے کہ مہدی سے مراد مہدی کامل ہو وہ حضرت عیسی علیہ السلام ہی ہون گے (مصباح الزجاجہ مختصرا) مترجم کہتا ہے اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ اس زمانے کا ذکر ہے جو مہدی کی وفات کے بعد ہوگا قیامت کے قریب

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی علیہ السلام کے بہت دنوں بعد تک زندہ رہیں گے اس وقت کوئی مہدی نہ ہوگا بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اب اس میں اور مہدی کے اثبات کی حدیثوں میں کوئی تخالف نہ رہا اور کیونکر ممکن ہے کہ ایک ضعیف سند کی روایت سے مہدی کی متعدد حدیثوں کو رد کریں اور مہدی کا ہماری امت میں کسی نے انکار نہیں کیا بجز ابن خلدون مورخ کے اور اسکا قول اجماع کے خلاف اعتبار کے لائق نہیں ہے اور ابن خلدون محدث نہیں ہے صرف مورخ ہے **باب** اشراط الساعۃ قیامت کی نشانیوں کا بیان **عن** ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت انا والساعۃ کھاتین وجمع بین اصبعیہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت اس طرح بھیجا گیا ہوں اور آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا **ف** یعنی امت اسلام کے بعد قیامت تک اور کوئی امت حقہ نہ ہوگی اور اسلام ہی کے خاتمہ پر دنیا کا بھی خاتمہ ہے اس حدیث سے یہ غرض نہیں ہے کہ محمد میں اور قیامت میں فاصلہ نہیں ہے جیسا بعضوں نے خیال کیا اور اپنے خیال کی بنا پر یہ اعتراض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کیے ہوئے تیرہ سو برس گذرے ابھی تک قیامت نہیں ہوئی اور نہ اسکی کوئی بڑی نشانی ظاہر ہوئی **عن** حذیفۃ بن اسید قال اطلع علینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غرفۃ و نحن نتذاکر الساعۃ فقال لا تقوم الساعۃ حتی تکون عشر آیات الدجال والدخان وطلوع الشمس من مغربھا حذیفہ بن اسید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر سے ہم کو جھانکا یعنی بالاخانے پر سے اور ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے آپ نے فرمایا قیامت نہیں قائم ہوگی یہانتک کہ اس سے پہلے دس نشانیاں واقع ہوں دجال اور دھواں اور سورج کا پچھم سے نکلنا **ف** اس روایت میں صرف تین ہی نشانیاں بیان کیں شاید یہ مختصر ہے پوری روایت حذیفہ کی مولف دو باب کے بعد بیان کرینگے اس میں دسوں نشان مذکور ہیں اور ہم اس حدیث کی شرح خدا چاہے تو وہیں بیان کرینگے **عن** عوف بن مالک الاشجعی قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی غزوۃ تبوک وھو فی خباء من ادم فجلست بفناء الخباء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل یا عوف فقلت بکلی یا رسول اللہ قال بکلک ثم قال یا عوف احفظ خلالا ستا بین یدی الساعۃ احدھن موتی قال فوجمت عندھا وجمۃ شدیدۃ فقال قل احدی ثم فتح بیت المقدس ثم داء یظھر فیکم یستشھد اللہ بہ ذراریکم وانفسکم ویزکی بہ اعمالکم ثم تکون الاموال فیکم حتی یعطی الرجل مائۃ دینار فیظل ساخطا وفتنۃ تکون بینکم لا یبقی بیت مسلم الا دخلتہ ثم تکون بینکم وبین بنی الاصفر ھدنۃ فیغدرون بکم فیسیرون

اِلَیْکُمْ فِیْ ثَمَانِیْنَ غَایَۃً تَحْتَ کُلِّ غَایَۃٍ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پاس آیا آپ غزوہ تبوک میں تھے چمڑے کی ایک ڈیرے میں میں اسکے گرد بیٹھا آپ نے فرمایا اے عوف اندر آ میں نے عرض کیا پورا آؤں آپ نے فرمایا پورا ہی آ (یہ گویا عوف نے مزاح کیا کیونکہ ڈیرہ بہت چھوٹا تھا اور عوف موٹے آدمی ہونگے) پھر آپ نے فرمایا لے عوف قیامت سے پہلے چھ باتیں ہونگی انکو یاد رکھ ایک تو میری وفات میں نے اسکو سنکر بہت رنج کیا پھر آپ نے فرمایا اب دوسری نشانی کہ بیت المقدس کا فتح ہونا (یعنے مسلمان اسکو فتح کرلینگے یہ بھی نشانی ہوچکی) تیسری نشانی ایک بیماری ہوگی جسکو اللہ تعالی تم میں پیدا کرے گا اسکی وجہ سے تم اور تمہاری اولاد شہادت کا درجہ پاوینگے اور تمہارے اعمال پاک ہوجاوینگے (اس سے مراد طاعون عمواس ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آیا شام میں) چوتھی نشانی مال کی کثرت ہوگی یہانتک کہ آدمی کو سو دینار (اشرفی) ملینگے اور وہ ناراض رہیگا پانچویں ایک فتنہ ہوگا تمہارے آپس میں جس میں کوئی گھر باقی نہ رہیگا جہاں وہ فتنہ نہ گیا ہو (یہ دونوں نشانیاں بھی ہوچکیں حضرت عمر کی خلافت میں مال کی کثرت ہوئی اور معاویہ اور حضرت علی کی لڑائی پانچویں فتنہ سے یہی مراد ہے) چھٹی تم میں اور روم کے لوگوں میں (نصاریٰ میں) ایک صلح ہوگی پھر وہ تم سے دغا کرینگے اور اسّی جھنڈے لیکر آوینگے ہر جھنڈے کے تلے بارہ ہزار فوج ہوگی (یہ نشانی شاید قیامت کے قریب ہوگی کل فوج نصاریٰ کی ان اسّی جھنڈوں کے تلے نو لاکھ ساٹھ ہزار کی ہوئی دس لاکھ فوج رکھو اتنی فوج لاکر مسلمانوں کا مقابلہ کرینگے) عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَقْتُلُوْا اِمَامَکُمْ وَتَجْتَلِدُوْا بِاَسْیَافِکُمْ وَیَرِثُ دُنْیَاکُمْ شِرَارُکُمْ حذیفہ بن یمان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ تم مارو گے اپنے امام کو (مراد حضرت عثمان یا حضرت علی ہیں یا جناب امام حسن یا امام حسین علیہم السلام الی یوم القیام) اور لڑمروگے اپنی تلواروں سے اور تمہارے حاکم وہ ہونگے یا مالدار وہ ہونگے جو تم میں بدتر ہونگے (اللہ دی علم اور نسب اور لیاقت اور فہم اور فراست کی) **ف** اگر کوئی اعتراض کرے کہ حکومت اور دولت دونوں کا دینے والا خدا ہے پھر وہ نالائق اور موذی کو کیوں دولت اور حکومت دیتا ہے تو اسکا جواب وہی ہے جو اوپر ظالم کو سلطنت دینے کے باب میں گذرا دوسرا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ جب دنیا خراب ٹھیری تو نالایق اور پاجیوں کو اسکا ملنا اولی ہوا کیونکہ اچھوں پر تو ہمیشہ تکلیف رہتی ہے جیسا اوپر گذرا پھر نالائقوں کو دولت ملنا قیامت کی نشانی کیوں ٹھیری اسکا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں بدتر سے مراد ہے جو دنیا کی دولت اور حکومت کے لائق نہ ہو اور وہ مراد نہیں ہے جسکے اعمال فسق اور فجور کے ہوں فسق و فجور دوسری بات ہے وہ آخرت

سے متعلق ہے اور کبھی آدمی فاسق یا فاجر ہوتا ہے لیکن دنیاداری اور حکومت کی لیاقت اس میں ہوتی ہے پس فرمایا
کہ قیامت کے قریب دولت اور حکومت دونوں ایسے لوگوں کو ملینگی جو علاوہ فاسق اور فاجر ہونے کے دنیاداری کے
بھی لائق نہ ہونگے یعنے انمیں عقل اور صلاحیت ہی نہ ہوگی اگرچہ دنیا ہی کی سہی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَی السَّاعَةُ فَقَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ
عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰکِنْ سَاُخْبِرُکَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا فَذٰلِکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا
وَاِذَا کَانَتِ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُءُوْسَ النَّاسِ فَذٰلِکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْغَنَمِ فِی الْبُنْیَانِ
فَذٰلِکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِیْ خَمْسٍ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ فَتَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ
عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ الْاٰیَة ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک روز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں باہر بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا دوسری روایت میں ہے حضرت عمر کے اسکے کپڑے
نہایت سفید تھے اور اسپر سفر کا نشان معلوم نہ ہوتا تھا اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے لگا دیے اور کہا اے محمدؐ
مجھ کو خبر دو ایمان سے آپ نے بیان کیا پھر اسلام کو پوچھا پھر احسان کو پھر قیامت کو جب وہ چلا گیا تو آپنے فرمایا یہ جبرئیل
تھے تم کو تمہارا دین سکھلانے آئے تھے) اور اس نے کہا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے فرمایا جس سے پوچھتے ہو
وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا لیکن میں تجھ کو اسکی نشانیاں تبلائے دیتا ہوں جب لونڈی اپنے مالک کو جنے
(یعنے بیٹی ماں پر حکومت کرے اسکو لونڈی کیطرح سمجھے یا لونڈیوں کی اولاد زیادہ ہوگی اور بیٹی ماں کی مالک
ہوجاویگی) تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب ننگے پاؤں والے ننگے بدن والے (یعنے گنوار مفلس) لوگوں کے سردار
بنیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب بکریاں چرانیوالے بڑی بڑی عمارتیں ٹھونکیں تو یہ قیامت کی نشانی ہے
اور قیامت کا علم ان پانچ باتوں میں ہے (غیب مطلق) کے جنکو کوئی نہیں جانتا اللہ تعالے کے سوا پھر آپنے یہ آیت
پڑھی ان اللہ عندہ علم الساعۃ اخیر تک **ف** یعنے اللہ ہی کو معلوم ہے قیامت کا وقت وہی پانی برساتا ہے
وہی جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے نر یا مادہ اور کسی آدمی کو معلوم نہیں کل وہ کیا کرے گا اور کہاں مریگا بس
یہ باتیں غیب مطلق ہیں انکا علم کسیکو نہیں سوا اللہ کے اور جو کوئی دعوی کرے کہ کسی نبی یا ولی کو علم غیب ہے تو وہ کافر ہے
قرآن کی بہت آیتوں میں صاف صاف یہ مضمون ہے کہ کہہ اے محمد میں غیب نہیں جانتا اب رہا غیب اضافی یعنے ایک شخص
کو ایک بات غیب معلوم ہوتی ہے لیکن دوسرے کے نزدیک وہ حاضر ہوتی ہے مثلاً ہم حیدرآباد میں ہیں تو لاہور کی باتیں
ہمارے نزدیک غیب ہیں لیکن لاہور والوں کے نزدیک وہ غیب نہیں ہے تو جس شخص کے حق میں جو بات غیب

ہو وہ اسکو خود معلوم نہیں ہوسکتی البتہ اللہ جب چاہتا ہے تو اپنے کسی بندے کو مثلاً پیغمبر یا ولی کو ان باتوں میں سے کوئی بات بتلا دیتا ہے **عن** انس بن مالك قال الا احدثكم حديثا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحدثكم به احد بعدي سمعته منه ان من اشراط الساعة ان يرفع العلم ويظهر الجهل ويفشو الزنا ويشرب الخمر ويذهب الرجال ويبقى النساء حتى يكون لخمسين امرأة قيم واحد انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا میں تمسے ایک حدیث بیان نہ کروں جو میں نے سنی ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور میرے بعد تم سے وہ حدیث کوئی بیان نہ کرے گا (کیونکہ تمام صحابہ اب گذر گئے ہیں) میں نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کی نشانیوں میں سے ہے یہ علم کا اٹھ جانا (یعنے علم دین کا) اور جہل پھیل جانا اور زنا پھیل جانا اور شراب کا پیا جانا اکثرت سے اور مردوں کا مرجانا اور عورتوں کا رہ جانا یہانتک کہ پچاس عورتوں کا ایک مرد انتظام کریگا (علم کا اوٹھ جانا اسطرح سے ہوگا کہ دین کے عالم مرجاوینگے اور دوسرے انکے قائم مقام نہ ہونگے جیسے دوسری روایت میں ہے) **عن** ابی هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب فيقتتل الناس عليه فيقتل من كل عشرة تسعة ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ فرات میں (وہ دریا ہے کوفہ کا) سونیکا ایک پہاڑ کھلجاوے گا اور لوگ اسپر لڑائی کریں گے تو ہر دس آدمیوں میں سے نو مارے جاوینگے **ف** دوسری روایت میں ہے ہر سو میں سے ننانوے مارے جاوینگے اور ہر شخص کہے گا شاید میں بچ رہوں اور اس پہاڑ کو لوں اور لڑے گا ایسی سونے پر لعنت جس سے پیٹ پڑے کان مثل مشہور ہے مگر دنیا کے طماع یہ کہاں سمجھتے میں ایک پیسہ کے لیے جان دینے کو مستعد ہیں حالانکہ جان ہی تو جہان ہے **عن** ابی هريرة رض ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تقوم الساعة حتى يفيض المال وتظهر الفتن ويكثر الهرج قالوا وما الهرج يا رسول الله قال القتل القتل القتل ثلثا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ مال دولت بہنے لگے (یعنے کثرت سے ہو کیونکہ لوگ بہت مارے جاوینگے) اور فتنے ظاہر ہوں اور ہرج بہت ہو لوگوں نے عرض کیا ہرج کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا قتل قتل قتل تین بار

باب ذهاب القرآن والعلم

قرآن اور علم کا اوٹھ جانا قیامت کی نشانی ہے **عن** زياد بن لبيد قال ذكر النبي صلى الله عليه وسلم شيئا فقال ذاك عند اوان ذهاب العلم قلت يا رسول الله كيف يذهب العلم ونحن نقرأ القرآن ونقرئه ابناءنا ويقرئه ابناؤنا ابناءهم الى يوم القيمة

حکومت امّك زياد ان كنت لاراك من افقه رجل بالمدينة اوليس هذه اليهود والنصارى

يَقْرَؤُنَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ لَا يَعْمَلُوْنَ بِشَيْءٍ مِّمَّا فِيْهِمَا زیاد بن لبید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی بات کا ذکر آیا آپ نے فرمایا یہ تو اسوقت ہوگا جب علم اٹھ جاویگا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علم کیونکر اوٹھ جاویگا ہم تو قرآن پڑھتے ہیں اور ہم اسکو پڑھاوینگے اپنے بچون کو وہ اپنے بچون کو پڑھاوینگے اسیطرح قیامت تک ہی گا آپنے فرمایا تیری ماں تجھپر روئے اے زیاد (یہ محاورہ ہی عرب کا بددعا نہیں ہے اور مطلب یہ ہی کہ تیری حماقت پر رووے یا جو اتنا احمق ہو اسکا مرنا ہی اچھا ہے اور ماں کا اوسپر رونا) میں تو تجھکو بہت سمجھدار آدمی سمجھتا تہا مدینہ میں کیا یہ یہود اور نصاری توراۃ اور انجیل کو نہیں پڑھتے پڑھتے ہیں لیکن کیا فائدہ انہیں کی کسی بات پر عمل نہیں کرتے **ف** ملکہ اپنے پادریون اور مولویون کے تابع ہیں ان کی رائے پر چلتی ہیں یا عقلی قانون بناتے ہیں اسپر چلتے ہیں کتاب الہی کو کوئی نہیں پوچھتا حضرات مقلدین ذرا اس حدیث پر غور فرمایے آپ لوگون نے بھی قرآن و حدیث کو صرف پڑھنے ہی کے لیے رکھا ہی اور عمل آپ کا شرح وقایہ اور ہدایہ اور کنز اور قاضیخان پر ہوتا ہے پھر آپ بھی اس حدیث کے مصداق ہیں **عَنْ** حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْرُسُ الْاِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ حَتّٰى لَا يُدْرٰى مَا صِيَامٌ وَلَا صَلٰوةٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَيُسْرٰى عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ لَيْلَةٍ فَلَا يَبْقٰى فِي الْاَرْضِ مِنْهُ اٰيَةٌ وَتَبْقٰى طَوَائِفُ مِنَ النَّاسِ الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْعَجُوْزُ يَقُوْلُوْنَ اَدْرَكْنَا اٰبَاءَنَا عَلٰى هٰذِهِ الْكَلِمَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَنَحْنُ نَقُوْلُهَا فَقَالَ لَهٗ صِلَةُ مَا تُغْنِيْ عَنْهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَهُمْ لَا يَدْرُوْنَ مَا صَلٰوةٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ فَاَعْرَضَ عَنْهُ حُذَيْفَةُ ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلٰثًا كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ يَا صِلَةُ تُنْجِيْهِمْ مِنَ النَّارِ ثَلٰثًا حذیفہ بن یمان سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام پرانا ہوجاویگا جیسے کپڑے کی بیل پرانی ہوجاتی ہے یہان تک کہ کوئی (نام کے مسلمانون میں سے) یہ نجانیگا کہ روزہ کیا ہی نماز کیا ہے قربانی کیا ہے صدقہ کیا ہے اور اللہ کی کتاب ایک ہی رات میں چلدیگی (یعنے اسکے حروف غائب ہوجاوینگے) اور حافظ پہلی ہی مرجاوینگے) تو زمین میں ایک آیت بھی قرآن کی باقی نرہے گی اور چند گروہ مسلمانون کے رہجاوینگے انمین بوڑہے اور بوڑہیان یہ کہینگی کہ ہمنے اپنے باپ دادا کو یہ کلمہ کہتے ہوئی پایا لا الہ الا اللہ تو ہم بھی کہتے ہیں (باقی اور کوئی بات دین کی انکو معلوم نہ ہوگی) صلہ بن زفر نے کہا (جو تابعی ہیں اور حذیفہ سے راوی ہیں) فقط لا الہ الا اللہ کہنے سے انکو کیا فائدہ ہوگا اور وہ نہیں جانتے ہونگے روزے اور نماز اور قربانی اور زکوۃ کو تو حذیفہ نے تین بار انکی طرف سے مونہ پھیر لیا لیکن صلہ نے پھر پوچھا پھر پوچھا تین بار ہر بار حذیفہ جواب نہیں دیتے تہے تیسری بار میں انہوں نے رخ کیا صلہ کیطرف اور کہا اے صلہ یہ کلمہ انکو دوزخ سے نجات دلواویگا تین بار اسکو کہا **ف** کیونکہ وہ لوگ دین کی اور باتون کے منکر نہ ہونگے صرف ناواقف ہونگے اور ناواقف آدمی کو

نجات کے لیے نری توحید کافی ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ بَیْنَ
یَدَیِ السَّاعَۃِ اَیَّامٌ یُرْفَعُ فِیْھَا الْعِلْمُ وَیَنْزِلُ فِیْھَا الْجَھْلُ وَیَکْثُرُ فِیْھَا الْھَرْجُ وَالْھَرْجُ الْقَتْلُ عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قریب کچھ دن ایسے ہونگے جن میں علم اٹھ
جاویگا اور جہل اترے گا اور ہرج بہت ہوگا یعنی قتل عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِنَّ مِنْ وَّرَآئِکُمْ اَیَّامًا یَنْزِلُ الْجَھْلُ وَیُرْفَعُ فِیْھَا الْعِلْمُ وَیَکْثُرُ فِیْھَا الْھَرْجُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْھَرْجُ
قَالَ الْقَتْلُ ابوموسیٰ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بعد ایسے دن آوینگے جن میں جہل اترے گا
اور علم اٹھ جاویگا اور ہرج بہت ہوگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہرج کیا ہے آپ نے فرمایا قتل عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
یَرْفَعُہٗ قَالَ یَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَیَنْقُصُ الْعِلْمُ وَیُلْقَی الشُّحُّ وَتَظْھَرُ الْفِتَنُ وَیَکْثُرُ الْھَرْجُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ
مَا الْھَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ چھوٹا ہوجاوے گا
(یعنی جلدی گذرے گا بوجہ عیش و عشرت کے یا برکت نہ ہونیکی وجہ سے یا یہ مراد ہے کہ عمریں چھوٹی ہونگی اور بعضوں نے کہا
لوگ فکروں میں مصروف ہونگے بوجہ فتنوں کے معلوم نہ ہوگا کتنے دن گذر گئے) اور علم گھٹ جاویگا اور بخیلی ڈالدی
جاویگی (لوگوں کے دلوں میں) اور فتنے ظاہر ہونگے اور ہرج بہت ہوگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہرج کیا ہے آپنے
فرمایا قتل

بَابُ ذَھَابِ الْاَمَانَۃِ

امانت (یعنے ایمانداری) کا دلوں سے نکل جانا عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثَیْنِ قَدْ رَاَیْتُ اَحَدَھُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَۃَ نَزَلَتْ
فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ قَالَ الطَّنَافِسِیُّ یَعْنِیْ وَسَطَ قُلُوْبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَعَلِمْنَا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَعَلِمْنَا
مِنَ السُّنَّۃِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِھَا فَقَالَ یَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَۃَ فَتُرْفَعُ الْاَمَانَۃُ مِنْ قَلْبِہٖ فَیَظَلُّ اَثَرُھَا کَاَثَرِ
الْوَکْتِ ثُمَّ یَنَامُ النَّوْمَۃَ فَتُنْزَعُ الْاَمَانَۃُ مِنْ قَلْبِہٖ فَیَظَلُّ اَثَرُھَا کَاَثَرِ الْمَجْلِ کَجَمْرٍ دَحْرَجْتَہٗ عَلٰی رِجْلِکَ فَنَفِطَ
فَتَرَاہُ مُنْتَبِرًا وَلَیْسَ فِیْہِ شَیْءٌ ثُمَّ اَخَذَ حُذَیْفَۃُ کَفًّا مِنْ حَصًی فَدَحْرَجَہٗ عَلٰی سَاقِہٖ قَالَ فَیُصْبِحُ
النَّاسُ یَتَبَایَعُوْنَ وَلَا یَکَادُ اَحَدٌ یُؤَدِّی الْاَمَانَۃَ حَتّٰی یُقَالَ اِنَّ فِیْ بَنِیْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِیْنًا وَحَتّٰی یُقَالَ
لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَہٗ وَاَجْلَدَہٗ وَاَظْرَفَہٗ وَمَا فِیْ قَلْبِہٖ حَبَّۃُ خَرْدَلٍ مِنْ اِیْمَانٍ وَلَقَدْ اَتٰی عَلَیَّ زَمَانٌ وَلَسْتُ اُبَالِیْ
اَیُّکُمْ بَایَعْتُ لَئِنْ کَانَ مُسْلِمًا لَیَرُدَّنَّہٗ عَلَیَّ اِسْلَامُہٗ وَلَئِنْ کَانَ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا لَیَرُدَّنَّہٗ عَلَیَّ سَاعِیْہِ
وَاَمَّا الْیَوْمَ فَمَا کُنْتُ لِاُبَایِعَ اِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے
دو حدیثیں بیان کیں ایک تو میں نے دیکھ لی (یعنے اسکا ظہور ہوگیا) اور دوسری کا میں منتظر ہوں آپنے ہم سے یہ

حدیث بیان کی کہ امانت (یعنی ایمانداری) دلوں کی جڑ میں اتری اور طنافسی نے کہا یعنے دلوں کے بیچ میں پھر قرآن اترا تو ہم
نے اسکو سیکھا اور حدیث سیکھی (اس سے ایمانداری اور بڑھ گئی مطلب یہ ہے کہ ایمانداری کی صفت بعض لوگوں میں خلقی ہوتی ہے
اور کتاب و سنت حاصل کرنے سے وہ اور زیادہ ہوجاتی ہے) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا امانت کے اوٹھ جانے کا
حال تو فرمایا کہ آدمی ایک نیند لیگا اور امانت اس کے دل سے اٹھالیجاوے گی لیکن اسکا نشان ایک نقطہ کی طرح دل میں رہ
جاویگا پھر دوسری نیند لیگا اور امانت اسکے دل سے اٹھالی جاوے گی لیکن اسکا اثر کہال ہونے کیطرح رہجاوے گا (جیسے
پھوڑا اچھا ہوجاتا ہے لیکن جلد کی غلاظت ذرا سی رہجاتی ہے اور یہ درجہ اول سے بھی کم ہے اول میں تو ایک نقطہ کے
برابر امانت رہگئی تھی یہاں اتنی بھی نہ رہی صرف نشان رہگیا) جیسے ایک انگارہ کو تو پاؤں پر ڈہلکاوے تو کہال پھول
جاوے اب تو کہال پھولی (آبلہ) دیکھیگا اسکے اندر کچھ نہوگا پھر حذیفہ نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور انکو اپنی پنڈلی پر
ڈالا آپ نے فرمایا تو لوگ صبح کو بیعت کریں گے اور ان میں سے کوئی ایماندار نہ ہوگا یہانتک کہ لوگ کہینگے فلاں قبیلہ
میں ایک شخص ایماندار ہے اور یہانتک کہ ایک شخص کو کہا جاوے گا وہ کتنا عاقل اور ظریف اور مستعد ہے لیکن اسکے
دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہ ہوگا اور ایک زمانہ مجھ پر گذرا (یہ حذیفہ کا قول ہے) کہ مجھکو پرواہ نہ تھی تم میں
سے کسی سے معاملہ (بیعت) کرلوں (کیونکہ سب ایماندار تھے) اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسکا اسلام اسکو ناحق کرنے سے
مانع ہوتا اور اگر یہودی یا نصرانی ہوتا تو اسکا گماشتہ انصاف کرتا (یعنے اسکا عامل اخیر پر مطلب یہ ہے کہ کافر کے بھی
عامل اور عہدہ دار ایماندار اور منصف ہوتے) لیکن آجکے دن تو میں کسی سے بیعت نہیں کرسکتا (کوئی اس لائق نہیں ہے)
سوا فلانے کے اور فلانے کے۔ عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عز وجل اذا اراد ان یھلک
عبداً نزع منہ الحیاء فاذا نزع منہ الحیاء لم تلقہ الا مقیتا ممقتا فاذا لم تلقہ الا مقیتا ممقتا نزعت منہ الامانۃ
فاذا نزعت منہ الامانۃ لم تلقہ الا خائنا مخونا فاذا لم تلقہ الا خائنا مخونا نزعت منہ الرحمۃ فاذا نزعت منہ الرحمۃ لم تلقہ الا رجیما
ملعنا فاذا لم تلقہ الا رجیما ملعنا نزعت منہ ربقۃ الاسلام ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا (شرم) کو نکال لیتا ہے پھر جب حیا اس
میں سے نکل جاتی ہے تو ہمیشہ تو اس پر اللہ کا غصہ پاتا ہے جب ہمیشہ اس پر اللہ کا غصہ رہتا ہے تو امانت اسکے دل سے نکل
جاتی ہے جب امانت اس میں سے نکل جاتی ہے تو ہمیشہ تو اسکو چور اور خائن پاتا ہے جب ہمیشہ چور اور خائن تو اسکو پاتا
ہے تو رحمت اس میں سے نکل جاتی ہے (کیونکہ رحم وہی کرتا ہے جو امانتدار ہوتا ہے جو بے ایمان سخت دل ہوتا
ہے) جب رحمت اس میں سے نکل جاتی ہے تو ہمیشہ اسکو مردود اور ملعون پاتا ہے جب ہمیشہ اسکو مردود اور ملعون پاوے

تو اسلام کی رسی اسکی گردن سے نکل گئی (معاذ اللہ کافر ہوگیا اس حدیث سے نکلا کہ صغیرہ گناہ کبیرہ تک پہونچاتا ہے اور کبیرہ کفر تک

باب الآيات قیامت کی نشانیوں کا بیان **عن** حذيفة بن اسيد ابى سريحة قال اطلع رسول الله صلى الله عليه وسلم من غرفة ونحن نتذاكر الساعة فقال لا تقوم الساعة حتى تكون عشر آيات طلوع الشمس من مغربها والدجال والدخان والدابة وياجوج وماجوج وخروج عيسى ابن مريم عليه السلام وثلاث خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب ونار تخرج من قعر عدن ابين تسوق الناس الى المحشر تبيت معهم اذا باتوا وتقيل معهم اذا قالوا حذیفہ بن اسید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے بالاخانہ پر اور ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے آپ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ دس نشانیاں ظاہر ہوں ایک تو سورج پچھم سے نکلنا (جدہر ڈوبتا ہے ادہر ہی سے) دوسرے دجال کا نکلنا (جو کانا ہوگا) تیسرے دہوئیں کا نکلنا **فائدہ** ساری دنیا میں پھیل جاوے گا اور کافروں کا دم اس سے رک جاویگا اور مسلمانوں کو زکام کی حالت اس سے پیدا ہوگی اور یہ نشانی ابھی ظاہر نہیں ہوئی قیامت کے قریب ہوگی حذیفہ اور ابن عمر اور حسن کا یہی قول ہے اور حذیفہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ یہ دہواں دنیا میں چالیس دن تک رہیگا اور ابن مسعود نے کہا یہ نشانی ظاہر ہو چکی اور اس آیت میں اسیکا ذکر ہے یوم تاتی السماء بدخان مبین اور یہ دہواں قریش پر آیا تھا انپر قحط پڑا تھا اور آسمان میں دہواں سا معلوم ہوتا تھا اور احتمال ہے کہ یہ دہواں الگ ہو اور وہ جو قیامت کی نشانی ہے دوسرا دہواں ہو اور اللہ تعالے خوب جانتا ہے **ف** چوتھے دابة الارض کا نکلنا (یعنے زمین کے جانور کا جو صفا پہاڑ سے نکلیگا اور کافروں اور مومنوں پر نشان کر دیگا) پانچویں یاجوج اور ماجوج کا نکلنا (وہ دو قومیں ہیں اولاد میں یافث بن نوح علیہ السلام کے جو قیامت کے قریب ظاہر ہونگے) چھٹے حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کا اترنا آسمان سے دنیا کیطرف (وہ بیت المقدس میں اتریں گے) ساتویں زمین کا دہنسنا مشرق میں آٹھویں زمین کا دہنسنا مغرب میں نویں زمین کا دہنسنا عرب کے جزیرہ میں دسویں ایک آگ جو عدن کے نشیب سے نکلے گی جسکو ابین کہتے ہیں (ابین بروزن احمر ایک گاؤں ہے یمن کے علاقہ میں ساحل کے ایک جانب پر) وہ لوگوں کو محشر کیطرف (یعنے شام کے ملک کی طرف شام کو محشر کہتے ہیں کیونکہ حشر اسی زمین پر ہوگا) لیجاوے گی اور جب لوگ رات کو ٹہیر جاوینگے (اس سے بھاگتے بھاگتے تھک کر) تو وہ آگ بھی رات بہر ٹہیری رہے گی اسیطرح دوپہر دن کو جب لوگ آرام کرینگے تو وہ آگ بھی آرام کرے گی انکے ساتھ (یعنے ٹہیری رہیگی گویا وہ آگ بقدرت الٰہی لوگوں کو ہانکنے والی ہوگی ملک شام کیطرف) **ف** بعضوں نے کہا اس آگ سے ریل مراد ہے یعنے عرب میں ریل جاری ہوگی عدن سے لیکر شام تک اور ہماری زمانہ میں ایک ٹکڑا ہے

سوری نظر آرہے جو کہتے ہین کہ یاجوج اور ماجوج سے انگریز اور روس مراد ہین یہی ساری دنیا پر غالب ہوجاوینگے لیکن یاجوج اور ماجوج تو سد پرے اٹرے ہوئے ہین اور دفعۃً نکلینگے انگریز اور روس تو ہمیشہ سے چڑہے ہوے ہین انکے لیے سد کب بنائی گئی تہی ایسی قیاسی باتین قیامت کی نشانیون مین بنانا خوب نہین ہی جو اللہ اور رسول نے فرمایا اسکے اوپر ایمان لانا کافی ہے اور تفصیل انکی اللہ ہی خوب جانتا ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا طُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدُّخَانَ وَدَابَّةَ الْاَرْضِ وَالدَّجَّالَ وَخُوَيْصَّةَ اَحَدِكُمْ وَاَمْرَ الْعَامَّةِ انس بن مالک سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چہہ چیزون کے ظاہر ہونے سے پہلے جلدی نیک عمل کرلو ایک تو سورج کا نکلنا پچہم سے دوسرے دہوان تیسرے دابۃ الارض چوتہے دجال پانچوین خاص آفت ہر شخص کی (جیسے موت) چہٹی عام آفت (جیسے وبا وغیرہ) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰيَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیان دوسو برس کے بعد ہونگی

ف یعنی آپ کی ہجرت سے یا وفات سے یا اسلام کی دولتین بن جانے سے دوسو برس بعد اور یہ حدیث ضعیف ہے ابن جوزی نے اسکو موضوعات مین لکہا اور کہا اسکی اسناد مین عون اور عبداللہ دونون ضعیف ہین مگر ابن جوزی نے اسکو کدیمی کے طریق سے روایت کیا اس نے عون سے اور ابن ماجہ کے اسناد مین حسن نے متابعت کی کدیمی کی ابن جوزی نے کہا یہ حدیث کی وضع کے ساتھ متہم ہے کدیمی مین کہتا ہون اسکی متابعت ہوئی اور حاکم نے اسکو مستدرک مین نکالا اور کہا صحیح ہے ذہبی نے انپر اعتراض کیا کہ عون ضعیف ہے اور ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین ہے اور شاید آیات سے اس حدیث مین وہ آیات مراد ہون جیسے خلق قرآن کا قول جو امام احمد کے وقت مین نکلا اور اسکی وجہ سے اہل حدیث پر آفت آئی مین کہتا ہون اگر حدیث ظاہر پر رکہی جاوے تو بہی اس مین کچہ اشکال نہین ہے کیونکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کی بڑی نشانیان سنہ دوسو ہجری تک ظاہر نہ ہونگی اوسکے بعد ہون گی اور اب تو تیرہ سو برس گذر چکے ابہی تک کوئی بڑی نشانی ظاہر نہین ہوئی اور اللہ تعالی اسکا وقت خوب جانتا ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمَّتِیْ عَلٰی خَمْسِ طَبَقَاتٍ فَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً اَهْلُ بِرٍّ وَتَقْوٰی ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ اِلٰی عِشْرِيْنَ وَمِائَةِ سَنَةٍ اَهْلُ تَرَاحُمٍ وَتَوَاصُلٍ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ اِلٰی سِتِّيْنَ وَمِائَةِ سَنَةٍ اَهْلُ تَدَابُرٍ وَتَقَاطُعٍ ثُمَّ الْهَرْجُ الْهَرْجُ النَّجَا النَّجَا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے پانچ طبقے ہونگے چالیس برس تک تو نیک اور متقی لوگ رہین گے پہر ایک سو بیس برس تک انکے قریب وہ لوگ رہینگے جن مین رحم اور ناتے کا جوڑنا ہوگا پہر ان سے قریب ایک سو

سو ساٹھہ برس تک وہ لوگ رہین گے جو ناتا توڑینگے اور ایک دوسرے کی طرف سے مونہہ موڑین گے پہر اسکے بعد تو قتل ہی قتل ہے
ایسے زمانہ سے نجات مانگو نجات مانگو عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمَّتِیْ عَلٰی خَمْسِ
طَبَقَاتٍ کُلُّ طَبَقَۃٍ اَرْبَعُوْنَ عَامًا فَاَمَّا طَبَقَتِیْ وَطَبَقَۃُ اَصْحَابِیْ فَاَھْلُ عِلْمٍ وَّاِیْمَانٍ وَاَمَّا الطَّبَقَۃُ الثَّانِیَۃُ مَا
بَیْنَ الْاَرْبَعِیْنَ اِلَی الثَّمَانِیْنَ فَاَھْلُ بِرٍّ وَتَقْوٰی ثُمَّ ذَکَرَ نَحْوَہٗ انس بن مالک سے ویسی ہی روایت ہے اس مین یہ ہے کہ ہر طبقہ
چالیس برس کا ہوگا لیکن میرا طبقہ اور میرے اصحاب کا طبقہ وہ تو اہل علم اور اہل ایمان کا ہے اور دوسرا طبقہ چالیس سے
لیکر اسّی تک اہل بر اور اہل تقوی کا طبقہ ہے پہر ذکر کیا ویسا ہی جیسے اوپر گذرا **ف** تو پانچ طبقے اسطرح سے ہوئے
کہ چار آپنے اپنے بعد بیان کیے اور ایک طبقہ خود آپ کے زمانہ کا۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو بہی موضوع کہا ہے عباد بن
عبد اللہ کے طریق سے انہون نے انس سے اور ابن ماجہ کی روایتون مین دو شخصون نے اسکی متابعت کی یزید رقاشی
اور ابو معن نے لیکن دونون طریقون کے اسناد ضعیف ہین اور بہی اسکے کئی شاہد ہین جو امام سیوطی نے لآلی مین
بیان کیے ہین **باب** الْخُسُوْفِ زمین کے دہنسنے کا بیان عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَسْخٌ وَخَسْفٌ وَقَذْفٌ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا قیامت کے سامنے (قریب) مسخ ہونگے (یعنے صورت بدلنا) اور خسف ہون گے (زمین کا دہنسنا) اور قذف
ہونگے (یعنے پتہرون کی بارش) عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَکُوْنُ فِیْ
فِیْ اٰخِرِ اُمَّتِیْ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ سعد بن سعد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اخیر امت
مین خسف ہونگے اور مسخ اور قذف عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَی ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا یُقْرِئُکَ السَّلَامَ قَالَ
اِنَّہٗ بَلَغَنِیْ اَنَّہٗ قَدْ اَحْدَثَ فَاِنْ کَانَ قَدْ اَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْہُ مِنِّی السَّلَامَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ اَوْ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ مَسْخٌ وَخَسْفٌ وَقَذْفٌ وَذٰلِکَ فِیْ اَھْلِ الْقَدَرِ نافع
سے روایت ہے ایک شخص ابن عمر کے پاس آیا اور کہا کہ فلان شخص تم کو سلام کہتا ہے اونہون نے کہا مجہے خبر پہونچی ہے
کہ اس نے دین مین نئی بات نکالی (بدعت کی) اگر اس نے نئی بدعت نکالی ہے تو میری طرف سے اسکو سلام مت کہنا کیونکہ
مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے میری امت مین یا اس امت مین مسخ ہونگے اور خسف اور
قذف اہل قدر مین (یعنے قدریہ لوگون مین جو تقدیر کے منکر ہین اور کہتے ہین کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے
سب سے پہلے یہی گمراہ فرقہ اسلام مین ظاہر ہوا اصحابہ کے اخیر زمانہ مین) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا میری امت میں خسف ہوگا اور مسخ اور قذف **باب** جیش البیداء بیداء کے لشکر کا بیان **عن**
حفصۃ انہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیؤمن ہذا البیت جیش یغزونہ حتی اذا کانوا ببیداء
من الارض خسف باوسطہم ویتنادی اولہم آخرہم فیخسف بہم فلا یبقی منہم الا الشرید الذی
یخبر عنہم فلما جاء جیش الحجاج ظننا انہم ہم فقال رجل اشہد علیک انک لم تکذب علی
حفصۃ وان حفصۃ لم تکذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اس گھر کا (یعنے خانہ کعبہ کا) قصد کرے گا ایک لشکر جو
لڑائی کرے گا اہل مکہ سے جب وہ بیدا کی زمین میں ہونگے (بیدا ایک مقام ہے ذوالحلیفہ سے قریب یا مراد وسیع میدان
ہے) تو اسکے بیچ میں دھنس جاوینگے اور دھنستے وقت جو لوگ آگے ہوں گے وہ پیچھے والوں کو آواز دیں گے وہ بھی دھنس
جاوینگے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا سوا ایک قاصد کے جو ان کا حال بیان کرے گا عبداللہ
بن صفوان نے کہا جب حجاج ابن یوسف ثقفی ظالم کا لشکر آیا (عبداللہ بن زبیر سے لڑنیکو مکہ کیطرف) تو ہم سمجھے
شاید یہی لشکر آپ کا مراد ہوگا جو دھنس جاوے گا ایک شخص یہ سنکر بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ تمنے حفصہ پر جھوٹ نہیں
باندھا اور حفصہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں باندھا **عن** صفیۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا ینتہی الناس عن غزو ہذا البیت حتی یغزو جیش حتی اذا کانوا بالبیداء او ببیداء من
الارض خسف باولہم وآخرہم ولم ینج اوسطہم قلت فان کان فیہم من یکرہ قال یبعثہم اللہ
علی ما فی انفسہم صفیہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس گھر پر لڑائی
کرنے سے (یعنے مکہ والوں پر جہاد کرنے سے) باز نہ آوینگے یہاں تک کہ ایک لشکر لڑنیکو آوے گا جب وہ بیدا میں ہون
گے یا وسیع میدان میں تو اول سے لیکر اخیر تک سارا لشکر دھنس جاویگا اور انکے بیچ والے بھی نہیں بچیں گے میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی زبردستی سے اس لشکر میں شریک ہوا ہو (یعنے خوشی سے ان کے ساتھ نہ ہو) آپ نے فرمایا
قیامت کے دن انکو اللہ تعالی انکی اپنی نیت کے موافق اوٹھاویگا (لیکن دنیا کا عذاب سب پر آجاویگا بروں کی کثرت
میں اچھے بھی پس جاتے ہیں **عن** ام سلمۃ قالت ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الجیش الذی یخسف
بہم فقالت ام سلمۃ یا رسول اللہ لعل فیہم المکرہ قال انہم یبعثون علی نیاتہم ام سلمہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کا ذکر کیا جو دھنس جاویگا تو ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ
شاید اس میں کوئی ایسا شخص ہو جو جبر سے آیا ہو آپ نے فرمایا وہ اپنی اپنی نیت پر اٹھیں گے **باب** دابۃ الارض

دابۃ الارض کا بیان **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَخْرُجُ الدَّابَّةُ وَمَعَهَا خَاتَمُ سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوُدَ وَعَصَا مُوْسَی بْنِ عِمْرَانَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ بِالْعَصَا وَتَخْطِمُ اَنْفَ الْکَافِرِ بِالْخَاتَمِ حَتّٰی اِنَّ اَهْلَ الْحِوَاءِ لَیَجْتَمِعُوْنَ فَیَقُوْلُ هٰذَا یَا مُؤْمِنُ وَیَقُوْلُ هٰذَا یَا کَافِرُ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَاهُ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ فَذَکَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ فِیْهِ مَرَّةً فَیَقُوْلُ هٰذَا یَا مُؤْمِنُ وَهٰذَا یَا کَافِرُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دابہ (جانور) زمین سے نکلیگا اسکے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا ہوگی تو مسلمان کا منہ روشن کردیگا عصا سے اور کافر کی ناک پر نشان لگادیگا مہر سے یہانتک کہ ایک گھیرے والے اس موضع والے جن کے گھر ملے جلے ہوتے ہیں جمع ہونگے وہ کہیگا یہ مومن ہے یہ کافر ہے ابو الحسن قطان کی روایت میں یہ ہے کہ یہ کہیگا اے مومن اور وہ کہیگا اے کافر **فائدہ** یعنے مومن اور کافر نشان کی وجہ سے معلوم ہو جاوینگے تو ہر ایک شخص مومن کو ایمان کا نشان دیکھکر مومن کے لقب سے پکاریگا اور کافر کو کفر کا نشان دیکھکر کافر کے لقب سے پکارے گا غرض اسوقت ایمان اور کفر مخفی نہ رہے گا حقیقت میں دابۃ الارض ایک فرشتہ ہوگا بصورت جانور کے جو صفا پہاڑ سے نمودار ہوگا بعضوں نے کہا اسکی لمبائی ساٹھ ہاتھ کی ہوگی اور عجیب الخلقت ہوگا ہر ایک جانور کی کچھ کچھ مشابہت اس میں ہوگی اور اللہ جل شانہ کی قدرت کے سامنے یہ امر بہت آسان ہے ہمارے زمانہ میں بہت انسان کے بچے آدمی کے پیٹ سے عجیب الخلقت پیدا ہوتے ہیں تو فرشتے کا ایک عجیب صورت پر ظاہر ہونا کیا مشکل ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ ذَهَبَ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی مَوْضِعٍ بِالْبَادِیَةِ قَرِیْبٍ مِنْ مَکَّةَ فَاِذَا اَرْضٌ یَابِسَةٌ حَوْلَهَا رَمْلٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مِنْ هٰذَا الْمَوْضِعِ فَاِذَا فِتْرٌ فِیْ شِبْرٍ قَالَ ابْنُ بُرَیْدَةَ فَحَجَجْتُ بَعْدَ ذٰلِکَ بِسِنِیْنَ فَاَرَانَا عَصًا لَهٗ فَاِذَا هُوَ بِعَصَایَ هٰذِهٖ کَذَا وَکَذَا بریدہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو ایک مقام میں جنگل میں لے گئے جو مکہ سے قریب تھا وہاں خشک زمین تھی گرد اگرد ریتی تھی آپنے فرمایا دابۃ الارض یہاں سے نکلیگا میں نے اسجگہ کو دیکھا وہ ایک چٹا تھی یا ایک بالشت (چٹا کہتے ہیں فتر کو فتر کہتے ہیں کلمہ کی انگلی کے کنارے سے لیکر انگوٹھے کے کنارے تک) ابن بریدہ نے کہا میں نے کئی سال کے بعد حج کیا تو بریدہ نے دابۃ الارض کی عصا بتلائی وہ میری اس عصا کے برابر تھی اتنی لمبی اتنی موٹی **ف** اس روایت کو صرف ابن ماجہ نے نکالا یہ مزی نے بیان کیا اطراف میں اور دوسری روایتوں میں مذکور ہے کہ صفا پہاڑ پھٹے گا اور اس میں سے دابۃ الارض نکلیگا **بَابُ** طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا پچھم سے سورج نکلنے کا بیان **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنَ مَنْ عَلَیْهَا فَذٰلِكَ
حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم سے آپ فرماتے تھے قیامت نہیں قائم ہوگی یہانتک کہ سورج پچھم سے نکلے جب سورج پچھم سے نکلیگا اور لوگ دیکھیں گے تو
زمین پر جتنے لوگ ہونگے سب ایمان لاوینگے (اور ہر ایک ملک اون کو سورج کا طلوع پچھم سے معلوم ہوگا جدہر ڈوبتا ہے
لیکن بعضوں کے اوپر دو دن کی برابر ہوگا اور بعضوں پر رات دو رات کی برابر) مگر یہ وہ وقت ہے جب کسی آدمی کو ایمان
لانا کافی نہوگا جو پہلے ایمان نہیں لایا تھا **ف** کیونکہ کھلی کھلی نشانی پروردگار کی قدرت کی ظاہر ہوجاویگی اور ایسی
حالت میں تو سب مومن ہوجاتے ہیں جیسے قیامت میں جنت اور دوزخ اور حشر کو دیکھکر سب ایمان لاوینگے ایمان جو
قبول ہے وہ یہی ہے کہ غیب پر ایمان لاوے بہرحال پچھم سے جبتک سورج نہ نکلے اسوقت تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے پھر بند
ہوجاویگا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ الْاٰیَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ
مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَاَیَّتُهُمَا مَا خَرَجَتْ قَبْلَ الْاُخْرٰى فَالْاُخْرٰى
مِنْهَا قَرِیْبٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَلَا اَظُنُّهَا اِلَّا طُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی نشانی قیامت کی نشانیوں میں سورج کا نکلنا ہے پچھم کیطرف سے **ف** یعنی ان
نشانیوں میں جو قانون قدرت کے خلاف ہیں کیونکہ پہلی نشانی مہدی کا ظہور ہے پھر حضرت عیسیٰؑ کا اترنا پھر دجال کا نکلنا
پھر یاجوج ماجوج کا نکلنا اور دابۃ الارض میں اختلاف ہے کہ سورج کے طلوع کے بعد نکلیگا عبداللہ بن عمرو کا یہی خیال تھا اور
اوروں نے کہا کہ اس سے پہلے نکلیگا بہرحال سماوی نشانیوں میں سورج کا نکلنا پہلی نشانی ہے اور ارضی نشانیوں
میں دابۃ الارض کا پہلے نکلنا اور سیدؔ نے کہا کہ اول نشانی قیامت کی دجال کا نکلنا ہے پھر حضرت عیسے علیہ السلام کا
اُترنا پھر یاجوج اور ماجوج کا نکلنا پھر دابۃ الارض کا پھر سورج کا نکلنا پچھم سے کیونکہ سورج نکلنے پر ایمان کا باب بند ہوجاویگا
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں بہت سے کافر دین اسلام کو قبول کرینگے یہانتک کہ ساری دنیا میں ایک ہی دین
ہوجاویگا **عَنْ** صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ قِبَلِ مَغْرِبِ الشَّمْسِ بَابًا
مَفْتُوْحًا عَرْضُهٗ سَبْعُوْنَ سَنَةً فَلَا یَزَالُ ذٰلِكَ الْبَابُ مَفْتُوْحًا لِلتَّوْبَةِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ نَحْوِهٖ فَاِذَا
طَلَعَتْ مِنْ نَحْوِهٖ لَمْ یَنْفَعْ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا صفوان بن عسال
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھم کیطرف ایک دروازہ ہے کھلا ہوا جسکا عرض ستر برس کی راہ ہے یہ
دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے توبہ کے لیے یہانتک کہ سورج ادہر کیطرف سے نکلے جب سورج اودہر سے نکلیگا تو اب کسی

نفس کو اسکا ایمان لانا فائدہ نہ دیگا جو پہلے ایمان نہین لاچکا تہا یا ایمان کے ساتہ نیک عمل نہین کرچکا تہا **بَابُ**
فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَخُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ دجال کا بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کا
بیان اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کا **عَنْ** حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدَّجَّالُ اَعْوَرُ عَيْنِ
الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعَرِ مَعَهٗ جَنَّةٌ وَنَارٌ فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهٗ نَارٌ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا دجال بائین آنکھہ کا کانا ہے اور اسکے سر پر بہت کثرت سے بال مین اور اسکے ساتہ جنت اور دوزخ ہوگی لیکن
اسکی جنت دوزخ ہے اور اسکی دوزخ جنت ہے **ف** صحیحین کی روایت مین ہے کہ اسکے ساتہ انگار اور پانی ہوگا لیکن لوگ
جسکو پانی سمجہینگے وہ انگار ہوگی اور جسکو انگار سمجہینگے وہ شیرین پانی ہوگا عمدہ یہہ جو کوئی تم مین سے دجال کو پاوے وہ
انگار مین گرے اور اس روایت مین یہ مذکور ہے کہ وہ بائین آنکھہ کا کانا ہے اور عبد اللہ کی حدیث مین ہے جسکو بخاری اور مسلم نے
نکالا کہ وہ داہنی آنکھہ کا کانا ہے اور اسکی آنکھہ گویا ایک انگور ہے ابہرا ہوا یا اندہی بغیر روشنی کے دوسری حدیث مین ہے
کہ وہ ممسوح العین ہے یعنی اندہا ہے ایک آنکھہ کا اور اس مین غلیظ پہلی ہے اور اسکی دونون آنکھون کے بیچ مین کافر لکھا ہوا
ہے اسکو ہر مومن پڑہ لیگا لکھا پڑہا ہو یا نہ ہو اور دجال کی حدیث مین بہت اختلافات ہین اور بعضون کی تطبیق کی ہے علماء
نے بعضون مین یہ احتمال ہے کہ راوی کی غلطی ہو عبادہ کی حدیث مین ہے کہ اسکی آنکھہ اندہی ہوگی نہ اوٹہی ہوئی نہ اندر گہسی
ہوئی اسکو نکالا ابوداؤد نے اور انس اور حذیفہ کی حدیث مین ہے کہ وہ کافر اور کذاب ہے اور عبد اللہ بن عمر کی حدیث مین ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکھا بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے وہ سرخ رنگ تہا موٹا گہونگر بال والا داہنی آنکھہ کا
کانا اور نواس کی روایت مین ہے کہ دجال کے دن لمبے ہونگے یہانتک کہ ایک دن برس بہر کا ہوگا اور اسماء کی حدیث مین ہے کہ اسکی
دن چہوٹے ہونگے یہانتک کہ برس ایک مہینے کے برابر ہوگا اور دن جیسے ایک تنکے کا جلنا اور تمیم داری کی حدیث آگے آتی
ہے کہ دجال ایک جزیرے مین ہے جکڑا ہوا اور ابو بکرہ کی حدیث مین ہے کہ دجال کے باپ کا تیس برس تک لڑکا نہ ہوگا پہر ایک
کانا لڑکا بڑے دانت والا پیدا ہوگا اسکو ترمذی نے نکالا اور ایک حدیث مین ہے کہ دجال شام کے سمندر مین ہے یا یمن
مین اور ابن صیاد کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ڈرا کرتے تہے کہین وہ دجال نہ ہو اور حضرت عمر رضی
اللہ تعالے عنہ قسم کہاتے تہے کہ وہی دجال ہے اور تمیم کی حدیث مین ہے کہ دجال ہم نے اتنا بڑا آدمی دیکھا کہ ویسا بڑا آدمی
کبہی نہین دیکہا اور عبادہ کی حدیث مین ہے کہ دجال ٹہنگنا ہے اسکے دونو پاؤن مین فاصلہ بہت ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث
مین ہے کہ اسکے گدہے کے دونون کانون کے بیچ مین چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا قد بہی بہت
بڑا ہوگا اور یہ اختلافات فی الحقیقت اختلافات نہین ہین کیونکہ دجال ایک ساحر شخص ہوگا جو جادو کے زور سے طرح طرح

کے شعبدے اور طلسم دکھلاویگا جیسے مردیکا جلانا زمین کا خزانہ نکالنا پانی برسانا غلہ اگانا گویا وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور اسکو خوارق عادات دی گئے اسوجہ سے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون کا امتحان لیگا اس سے اور اسکے خدا نہ ہونیکی کئی نشانیان بہی کہولدین جنمین وہ مجبور ہوگا ان کو اپنے سے دور نہ کرسکیگا جیسے کانا ہونا آنکہ مین پہلی ہونا پیشانی پر کافر لکہا ہونا ان نشانیون کو دیکہکر مومنین یقین کرلینگے کہ یہ خدا نہین ہے پس جب وہ ساحر ہوا اور بڑے بڑے خوارق عادات دکھلانی پر اسکو قدرت ہوئی تو ممکن ہے کہ کبھی وہ اپنے تئین داہنی آنکہہ کا کانا دکھلادے کبھی بائین آنکہہ کا کبھی لنبا کبھی پست قد کبھی موٹا کبھی متوسط کبھی آنکہہ پہولی ہوئی کبھی برابر اب رہا دنون کے چہوٹے اور بڑے ہونیکا اختلاف تو احتمال ہے کہ راوی کی اس مین غلطی ہو یا آدہے دن اسکے بڑے ہون آدہے چہوٹے ہون مگر نواس کی حدیث مین ہے کہ وہ چالیس دن تک رہیگا اور اسما کی حدیث مین ہے کہ چالیس برس تک رہیگا اور ان دونون کا تخالف اس طرح رفع ہوتا ہے کہ نواس کی حدیث مین دنون کا طول مذکور ہے کہ ایک دن ایک سال کا ہوگا تو گویا چالیس دن کے چالیس سال ہی ہوئے اور اسما کی حدیث مین دنون کا قصر مذکور ہے کہ ایک برس ایک مہینے کے برابر ہوگا اور ممکن ہے کہ پہلی حدیث مین وہ دن مراد ہون جن مین وہ دنیا کا دورہ کرے گا اور لوگون کو گمراہ کرے گا اور دوسری حدیث مین اس سے پہلے کے دن مراد ہون اب رہا ابن صیاد کا حال اور تمیم داری کا بیان اور دوسری حدیثین تو وہ ایک دوسرے کے مخالف نہین ہین کیونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کا نکلنا وحی سے معلوم ہوا تہا اب اسکی تعیین اس مین آپ کو شک تہی پس جس شخص پر علامات کے لحاظ سے گمان ہوا تو یہ شبہ ہوا شاید وہی دجال ہو اور ایسا ہی آپ کو شبہ تہا کہ دجال کب نکلیگا ایک حدیث مین ہے کہ اگر میرے سامنے نکلا تو مین اس سے حجت کرونگا اور اگر میرے بعد نکلا تو اللہ میرا خلیفہ ہے ہر مسلمان پر اور ایک حدیث مین ہے کہ دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مارینگے شاید یہ حدیث بعد کی ہو پہلے آپ کو یہ معلوم نہ ہوا ہو بعد اسکے معلوم ہوگیا ہو کہ دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتہ سے مارا جاویگا اور حضرت عیسیٰ تو آپ کی وفات کے بعد اترینگے دوسری حدیث مین اسکی تصریح کردی کہ جو کوئی تم مین سے عیسیٰ کو پاوے تو انکو میری طرف سے سلام کہے اور جو کوئی تم مین سے دجال کو سنے تو اس سے دور رہے اور ابو عبیدہ کی حدیث مین ہے کہ دجال کو بعض وہ لوگ پاوینگے جنہون نے مجہہ کو دیکہا ہے یا میرا کلام سنا ہے احتمال ہے کہ اس سے جن مسلمان مراد ہون وہ دجال کے وقت تک زندہ رہین یا خضر مراد ہون یا یہ مطلب ہو کہ جس نے میرا کلام سنا خواہ بواسطہ ہی سنا ہو تو تمام وہ مسلمان مراد ہوسکتے ہین جو آپ کی حدیث سنتے ہین بہرحال قیامت کی نشانیان جیسی اور جسطرح آپ سے صحیح صحیح روایتون سے منقول ہین انکو مان لینا چاہیے باقی ان کی تفصیل اور تعیین اور تصریح تو یہ کسیکو معلوم نہین بجز خدا کے اور خود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی باتون مین تامل

تھی جو اللہ سبحانہ وتعالے نے آپکو نہین تبلائی تھین اور یہہ عمدہ دلیل ہے آپ کے نبی برحق ہونے کی ورنہ جھوٹے شخص کو ہر ایک بات یقین کے طور پر قطعی طریق سے کہدینا کچہ مشکل نہین ہے اور ہمنے اس مقام مین کلام کو طول دیا کیونکہ بعضے لوگ ناسمجھی سے ان احادیث کے ظاہری اختلافات کو دیکھہ کر متزلزل ہوجاتے ہین اور شیطان انکو گمراہی مین پہنسا دیتا ہے حالانکہ ان سب اختلافات کو اہلحدیث نے اچھی طرح سے رفع کر دیا ہے غرض خدا تعالی شیطان کے شر سے ہر مسلمان کو بچاوے آمین یا رب العلمین **عن** اَبِی بَکْرٍ الصِّدِّیقِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الدَّجَّالَ یَخْرُجُ مِنْ اَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ یُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ یَتْبَعُهُ اَقْوَامٌ کَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمسے بیان کیا کہ دجال پورب کے ایک ملک سے نکلیگا جسکو خراسان کہتے ہین (خراسان ایک ولایت ہے ماوراءالنہر اور عراق کے بیچ مین اسکی شہر یہ ہین ہرات اور مشہد اور طوس وغیرہ) اور اسکے ساتھہ ایسے لوگ ہونگے جنکے مونہہ گویا تہ بر تہ ڈھالین ہون گی (یعنے گول مونہہ موٹے غلیظ جیسے ترک لوگ ہوتے ہین) **عن** الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَاَلَ اَحَدٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ اَکْثَرَ مِمَّا سَاَلْتُهُ وَقَالَ ابْنُ نُمَیْرٍ اَشَدَّ سُؤَالًا مِنِّی فَقَالَ لِیْ مَا تَسْاَلُ عَنْهُ قُلْتُ اِنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ قَالَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسینے دجال کا حال اتنا نہین پوچھا جتنا مین نے پوچھا آخر آپنے فرمایا تو کیا پوچھتا ہے اسکا حال مین نے عرض کیا لوگ کہتے ہین اسکے ساتھہ کہانا اور پانی ہوگا آپنے فرمایا وہ ذلیل ہے اللہ جل جلالہ کے نزدیک اس سے **ف** کہ اسکو کہانا اور پانی فی الحقیقت عطا فرماوے بلکہ شعبدہ بازی ہوگی فی الحقیقۃ نہ کہانا ہوگا اسکے پاس نہ پانی صحیحین کی روایت مین ہے کہ مین نے عرض کیا لوگ کہتے ہین اسکے پاس روٹی کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہر ہوگی تب آپنے یہ فرمایا اور ممکن ہے کہ حدیث کا ترجمہ یون کیا جاوے کہ اللہ تعالی پر یہ بات آسان ہے دجال سے زیادہ یعنے جب اس نے دجال کو پیدا کر دیا تو اسکو کہانا یا پانی دینا کیا مشکل ہے اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ دجال ذلیل ہے اللہ تعالے کے نزدیک اس سے کہ ان چیزون کے ذریعے سے اسکی تصدیق کیجاوے کیونکہ اسکی پیشانی اور آنکھہ پر اسکے جھوٹے ہونیکی نشانی ظاہر ہے واللہ اعلم **عن** فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَکَانَ لَا یَصْعَدُ عَلَیْهِ قَبْلَ ذٰلِكَ اِلَّا یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَی النَّاسِ فَمِنْ بَیْنِ قَائِمٍ وَجَالِسٍ فَاَشَارَ اِلَیْهِمْ بِیَدِهِ اَنِ اقْعُدُوْا فَاِنِّی وَاللّٰهِ مَا قُمْتُ مَقَامِیْ هٰذَا لِاَمْرٍ یَنْفَعُکُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ وَلٰکِنَّ تَمِیْمًا الدَّارِیَّ اَتَانِیْ فَاَخْبَرَنِیْ خَبَرًا مَنَعَنِی الْقَیْلُوْلَةَ مِنَ الْفَرَحِ وَقُرَّةِ الْعَیْنِ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَنْشُرَ عَلَیْکُمْ فَرَحَ نَبِیِّکُمْ اَلَا اِنَّ ابْنَ عَمٍّ لِتَمِیْمٍ الدَّارِیِّ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ الرِّیْحَ اَلْجَاَتْهُمْ اِلٰی جَزِیْرَةٍ لَا یَعْرِفُوْنَهَا فَقَعَدُوْا فِیْ

قربوا لسفينة فخرجوا فيها فإذا هم بشيء أهدب أسود قالوا له ما أنت قالت أنا الجساسة قالوا أخبرينا قالت ما أنا بمخبرتكم شيئا ولا سائلتكم ولكن هذا الدير قد رمقتموه فأتوه فإن فيه رجلا بالأشواق إلى أن تخبروه ويخبركم فأتوه فدخلوا عليه فإذا هم بشيخ موثق شديد الوثاق يظهر الحزن شديد التشكي فقال لهم من أين قالوا من الشام قال ما فعلت العرب قالوا نحن قوم من العرب عما تسأل قال ما فعل هذا الرجل الذي خرج فيكم قالوا خيرا ناوى قوما فأظهره الله عليهم فأمرهم اليوم جميع إلههم واحد ودينهم واحد قال ما فعلت عين زغر قالوا خيرا يسقون منها زروعهم ويستقون منها لسقيهم قال فما فعل نخل بين عمان وبيسان قالوا يطعم ثمره كل عام قال ما فعلت بحيرة الطبرية قالوا تدفق جنباتها من كثرة الماء قال فزفر ثلاث زفرات ثم قال لو انفلت من وثاقي هذا لم أدع أرضا إلا وطئتها برجلي هاتين إلا طيبة ليس لي عليها سبيل قال النبي صلى الله عليه وسلم إلى هذا ينتهي فرحي هذه طيبة والذي نفسي بيده ما فيها طريق ضيق ولا واسع ولا سهل ولا جبل إلا وعليه ملك شاهر سيفه إلى يوم القيامة

فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور آپ منبر پر چڑھے اور ہمیشہ آپ منبر پر نہیں چڑھتے تھے مگر جمعہ کے دن تو لوگوں پر یہ گراں گذرا (وہ گھبرا گئے کہ معلوم نہیں کیا امر ہے) کوئی کھڑا تھا کوئی بیٹھا تھا آپ نے انکو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ اور فرمایا کہ میں منبر پر اس لیے نہیں چڑھا کہ کوئی امر تمہارے نقصان کا پیدا ہوا ہے اوس سے خبر دوں یا تمہاری نفع کا نہ تم کو رغبت دلانے کے لیے (کسی کار خیر میں) اور نہ ڈرانے کے لیے (کسی برے کام سے) لیکن تمیم داری میرے پاس آیا اور اوس نے مجھ سے ایک خبر بیان کی جسکو سن کر میں اتنا خوش ہوا کہ خوشی کے مارے دوپہر کو سو نہ سکا اور میں نے چاہا کہ تمہارے نبی کی خوشی تمہارے میں پھیلا دوں (یعنے ظاہر کر دوں تمیم داری پہلے نصرانی تھے پھر آپ پاس آکر مسلمان ہوئے اور یہ حکایت آپ سے بیان کی آپ کو خوشی اسلیے ہوئی کہ آپ صحابہ کو بہت ڈرلاتے تھے دجال سے اور اس حکایت سے دجال کی تصدیق اور تحقیق ہوئی اور آپ کی نبوت کا بھی اس میں ثبوت ہوا اور مدینہ کی فضیلت کا) سنو تمیم داری کے ایک چچا زاد بھائی نے مجھ سے بیان کیا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ خود تمیم داری نے بیان کیا وہ ایک بغلی میں سوار ہوئے (چھوٹے نادی جہاز میں) تیس آدمیوں سمیت جو لخم اور جذام قبیلوں کے تھے تو ایک مہینہ تک دریا کی موج ان کی بغلی سے کھیلتی رہی (یعنے ہوا مخالف تھی بغلہ مارا مارا پھرتا دریا میں) آخر ہوا ان کو ایک جزیرے کی طرف لے گئی جسکو وہ نہیں پہچانتے تھے (غروب آفتاب کے وقت) وہ بغلی کی چھوٹی کشتیوں میں (ہوڑی میں) بیٹھے اور اس جزیرے میں گئے وہاں ایک جانور دیکھی بہت بال والی کالی (جانور موٹے موٹے بال والا سور کیطرح کالا)

ان لوگون نے اس سے کہا تو کون ہے (مسلم کی روایت مین ہے بالون کی کثرت سے اسکا آگا پیچہا معلوم نہ ہوسکتا تہا ان لوگون نے
کہا خرابی ہو تیری تو کیا ہے ڈر گئے اور ڈر کر یہہ کلمہ کہا یہ محاورہ ہے نئی چیز کے دیکہنے پر ایسا کہتے ہین انکو یہ معلوم نہ تہا کہ
وہ اس بات کا جواب دیگا بلکہ اُسکو جانور سمجہتے تہے) وہ بولی مین جاسوس ہون (دجال کی) ان لوگون نے کہا ہم سے کچہ خبرین بیان
کر (کیونکہ جاسوس کا یہی کام ہے) اس نے کہا مین تم سے کچہ خبر بیان نہین کرون گی تم سے کچہ پوچہون گی لیکن اس مندر مین جاؤ
جو ہمکو نظر آتا ہے وہان ایک شخص ہے جو تم سے باتین کرنے کا بڑا شائق ہے یعنی تم سے خبر پوچہنے کا اور تم کو خبرین دینے
کا خیر وہ لوگ اس مندر (عبادتخانہ) مین گئے دیکہا تو ایک بوڑہا ہے جو خوب جکڑا ہوا ہے ہائے ہائے کرتا ہے بہت رنج
مین ہے اور شکایت مین (مسلم کی روایت مین ہے جب اس جانور نے اس آدمی کو تبلایا تو ہم ڈر کہین یہ شیطان نہو تو ہم جلدی
سے چلے یہانتک کہ مندر مین گہس گئے وہان دیکہا تو ایک بہت بڑا آدمی ہے کہ ویسا آدمی ہمنے کبہی نہین دیکہا اور خوب
زنجیرون سے جکڑا ہوا ہے لوہے کی اسکے ہاتہہ گردن سے بندہے ہوئے ہین اور گہٹنون بلکہ ٹخنون تک زنجیرین پڑی ہین ہمنے
اس سے کہا خرابی ہو تیری تو کون ہے وہ بولا تم میری خبر لینے پر قادر ہوئے پہلے اپنی خبر بیان کرو تم کون لوگ ہو) اُس نے
کہا تم لوگ کہان سے آئے انہون نے کہا شام سے اس نے پوچہا عرب کا کیا حال ہے انہون نے کہا ہم عرب ہی کے لوگ ہین
جنکو تو پوچہتا ہے (مسلم کی روایت مین ہے ہمنے اس سے جزیرے کا حال بیان کیا اور کشتی کا دریا مین تباہ ہونے کا اور
جاسوس کے ملنے کا اور ڈر کر مندر مین جلدی سے چلے آنیکا) اس نے کہا اس شخص کا (یعنے نبی کا) کیا حال ہے جو تم لوگون مین
پیدا ہوا (یعنے نبی آخرالزمان صلے اللہ علیہ وسلم کا) ان لوگون نے کہا اچہا حال ہے اس نبی نے ایک قوم سے دشمنی کی
(یعنے قریش کی قوم سے بوجہ شرک اور بت پرستی کے) لیکن اللہ نے اسکو غالب کر دیا اب عرب کے لوگ مذہب مین ایک ہوگئے
ان کا خدا ایک ہی ہے اور انکا دین بہی ایک ہی ہے (اسلام) پہر اسنے پوچہا زغر کی چشمہ کا کیا حال ہے (زغر ایک گاؤن ہے شام مین جہان زغر
حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی جاکر اتری تہین وہان ایک چشمہ ہے اسکا پانی سوکہہ جانا دجال کے نکلنے کی نشانی ہے)
انہون نے کہا اچہا حال ہے لوگ اس مین سے پانی دیتے ہین اپنی کہیتیون کو اور پینے کے لیے بہی اس مین سے پانی لیتے
ہین پہر اسنے پوچہا عمان اور بیسان کے درمیان کے کہجور کا کیا حال ہے (عمان اور بیسان دو گاؤن ہین شام مین انکے
درمیان کہجور کا باغ ہے) انہون نے کہا ہر سال اس مین سے کہجور اترتی ہے پہر اس نے کہا طبریہ کے تالاب کا کیا حال ہے (یعنے
بحیرہ کا) انہون نے کہا اسکے دونو کنارون پر پانی کودتا ہے یعنے اس مین پانی کی کثرت ہے یہ سنکر تین بار وہ شخص کودا
(یعنے اسنے جست کی یا تین بار اس نے آواز نکالی یا ٹہنڈی سانس بہری آواز کے ساتہہ) پہر کہنے لگا اگر مین اس قید
سے چہوٹون تو کسی زمین کو نہ چہوڑون گا جہان مین نہ جاؤن سوا طیبہ (یعنے مدینہ منورہ کے) وہان جانیکی مجہکو طاقت نہین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسپر مجھے بہت خوشی ہوتی ہے طیبہ یہی شہر ہے قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے مدینہ میں کوئی تنگ راہ (گلی) ہو یا کشادہ (سڑک) ہو نرم زمین ہو یا سخت پہاڑ کی مگر اسجگہ ایک فرشتہ ننگی تلوار لیا ہوا معین ہے قیامت تک **فائدہ** جو دجال کو وہاں آنے سے روکیگا دوسری روایت میں ہے کہ دجال احد پہاڑ تک آویگا پھر ملائکہ اسکا رخ پھیر دینگے مسلم کی روایت میں ہے کہ مجھ سے اسمیں سے نبی کا حال بیان کرو ہمنے کہا وہ مکہ سے نکلے مدینہ کو گئے اس نے کہا کیا عرب کے لوگ ان سے لڑے ہمنے کہا ہاں لڑے اس نے کہا پھر اس نبی نے انکے ساتھ کیا کیا ہمنے بیان کیا وہ غالب ہوگئے اپنے قریب والوں پر اور انہوں نے اطاعت کی نبی کی وہ بولا یہی بہتر ہے عربوں کے لیے کہ ان نبی کی اطاعت کریں پھر اس نے اپنا حال بیان کیا کہ وہ مسیح دجال ہے اور قریب میں مجھکو اجازت ملیگی نکلنے کی اس میں یہ ہے کہ کوئی بستی میں نہیں چھوڑونگا جہاں میں نہ جاؤں سوا مکہ اور طیبہ کے وہ دونوں مجھ پر حرام ہیں جب میں ان دونوں میں سے کہیں جانا چاہونگا تو ایک فرشتہ ننگی تلوار لیکر اس سے مجھ کو روکیگا اور وہاں ہر راہ پر چوکیدار فرشتے ہیں یہ فرماکر آپنے اپنی چھڑی منبر پر ماری اور فرمایا طیبہ یہی ہے طیبہ یہی ہے یعنی مدینہ اور میں نے تم سے یہ حال بیان نہیں کیا تھا دجال کا کہ وہ مدینہ میں نہ آوے گا) لوگوں نے کہا جی ہاں آپنے بیان کیا تھا پھر آپنے فرمایا وہ شام کے سمندر میں ہے یا یمن کے سمندر میں نہیں بلکہ مشرق کیطرف اور اشارہ کیا ہاتھ سے مشرق کیطرف **عن** النواس بن سمعان الکلابی

یقول ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدجال الغداۃ فخفض فیہ ورفع حتی ظننا انہ فی طائفۃ النخل فلما رحنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرف ذلک فینا فقال ما شانکم فقلنا یا رسول اللہ ذکرت الدجال الغداۃ فخفضت فیہ ثم رفعت حتی ظننا انہ فی طائفۃ النخل قال غیر الدجال اخوفنی علیکم ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرء حجیج نفسہ واللہ خلیفتی علی کل مسلم انہ شاب قطط عینہ قائمۃ کانی اشبہہ بعبد العزی بن قطن فمن راٰہ منکم فلیقرا علیہ فواتح سورۃ الکہف انہ یخرج من خلۃ بین الشام والعراق فعاث یمینا وعاث شمالا یا عباد اللہ اثبتوا قلنا یا رسول اللہ وما لبثہ فی الارض قال اربعون یوما یوم کسنۃ ویوم کشہر ویوم کجمعۃ وسائر ایامہ کایامکم قلنا یا رسول اللہ فذلک الیوم الذی کسنۃ تکفینا فیہ صلوۃ یوم قال فاقدروا لہ قدرہ قال قلنا فما اسراعہ فی الارض قال کالغیث استدبرتہ الریح قال فیاتی القوم فیدعوہم فیستجیبون لہ ویؤمنون بہ فیامر السماء ان تمطر فتمطر ویامر الارض ان تنبت فتنبت وتروح علیہم سارحتہم اطول ما کانت ذری واسبغہ ضروعا وامدہ خواصر ثم یاتی القوم فیدعوہم فیردون علیہ قولہ فینصرف عنہم فیصبحون

ممحلين ما بأيديهم شيء ثم يمر بالخربة فيقول لها أخرجي كنوزك فينطلق فتتبعه كنوزها كيعاسيب النحل
ثم يدعو رجلا ممتلئا شبابا فيضربه بالسيف ضربة فيقطعه جزلتين رمية الغرض ثم يدعوه فيقبل
يتهلل وجهه يضحك فبينما هم كذلك إذ بعث الله عيسى ابن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي
دمشق بين مهرودتين واضع كفيه على أجنحة ملكين إذا طأطأ رأسه قطر وإذا رفعه ينحدر منه جمان كاللؤلؤ
ولا يحل لكافر أن يجد ريح نفسه إلا مات ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه فينطلق حتى يدركه عند باب لد
فيقتله ثم يأتي نبي الله عيسى قوما قد عصمهم الله فيمسح وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم في
الجنة فبينما هم كذلك إذ أوحى الله إليه يا عيسى إني قد أخرجت عبادا لي لا يدان لأحد بقتالهم
فأحرز عبادي إلى الطور ويبعث الله يأجوج ومأجوج وهم كما قال الله من كل حدب ينسلون
فيمر أوائلهم على بحيرة الطبرية فيشربون ما فيها ثم يمر آخرهم فيقولون لقد كان في هذه ماء مرة
ويحصر نبي الله عيسى وأصحابه حتى يكون رأس الثور لأحدهم خيرا من مائة دينار لأحدكم اليوم
فيرغب نبي الله عيسى وأصحابه إلى الله فيرسل الله عليهم النغف في رقابهم فيصبحون فرسى
كموت نفس واحدة ويهبط نبي الله عيسى وأصحابه فلا يجدون موضع شبر إلا قد ملأه زهمهم
ونتنهم ودماؤهم فيرغبون إلى الله سبحانه فيرسل عليهم طيرا كأعناق البخت فتحملهم فتطرحهم
حيث شاء الله ثم يرسل الله عليهم مطرا لا يكن منه بيت مدر ولا وبر فيغسله حتى يتركه كالزلفة
ثم يقال للأرض أنبتي ثمرتك وردي بركتك فيومئذ تأكل العصابة من الرمانة فتشبعهم و
يستظلون بقحفها ويبارك الله في الرسل حتى أن اللقحة من الإبل تكفي الفئام من الناس واللقحة
من البقر تكفي القبيلة واللقحة من الغنم تكفي الفخذ فبينما هم كذلك إذ بعث الله عليهم ريحا
طيبة فتأخذ تحت آباطهم فتقبض روح كل مسلم ويبقى سائر الناس يتهارجون كما تتهارج
الحمر فعليهم تقوم الساعة نواس بن سمعان کلابی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو دجال کا بیان
کیا تو اسکی ذلت بھی بیان کی (کہ وہ کانا ہے اور اللہ کے نزدیک ذلیل ہے) اور اسکی بڑائی بھی کی (کہ اسکا فتنہ سخت ہے اور
وہ عادت کے خلاف باتیں دکھلاویگا) یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ وہ ان کھجوروں میں ہے (یعنے ایسا قریب ہے گویا حاضر ہے

ف اکثر لوگون کو اس زمانہ مین یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب یاجوج ماجوج اس کثرت سے ہین کہ ساری دنیا والون کو مار ڈالین گے اور تالاب کے تالاب پانی پیکر خالی کردین گے تو اب یہ کروڑون اربون لوگ کس قطعے پر رہتے ہین زمین کو تو اس زمانہ مین سیاحون نے اور جغرافیہ والون نے خوب چہان ڈالا ہو اور کوئی ایسا بڑا قطعہ ان کی نظر سے باقی نہین رہا جس مین اس قدر خلقت رہتی ہو البتہ ممکن ہے کہ کوئی چہوٹا سا پہاڑ یا جزیرہ انکی نظر سے رہگیا ہو مگر اس مین اتنی مخلوق کہان سما سکتی ہے اور یہ اعتراض بے شک دلون کو ہلا دیتا ہے اور ضعیف الایمان لوگون کے دلون مین وسوسے ڈالدیتا ہے لیکن جو لوگ اللہ سبحانہ وتعالی کی قدرتون کو سمجھے ہوئے ہین انکے نزدیک یہ بات کچھ بعید نہین ہے اور جغرافیہ والون کا تو یہ حال تہا کہ کئی ہزار برس تک انکو امریکہ کے ملک پر اطلاع نہ تہی جو وسعت مین اس بر اعظم کے قریب قریب ہے یہانتک کہ کلمبس نے پانسو برس ہوئے کہ اس زمین کو پایا اور دریافت کیا اسوقت سے سارے نقشے جو اگلے حکیمون نے قائم کیے تہے بدل گئے اور بجائے ربع مسکون کے نصف مسکون کہنا صحیح ہوا اسیطرح ممکن ہے کہ زمین کے ان قطعات مین جو قطب شمالی سے قریب ہین یاجوج اور ماجوج رہتے ہون اور بوجہ سردی اور تاریکی کے ادہر کے آدمی انکے ملک تک نہ جا سکتے ہون اور اس حدیث مین جو کثرت انکی مذکور ہے ممکن ہے کہ یہ مسلمانون کی تعداد کے لحاظ سے ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد مین تہی اور ساری دنیا مین انکی پہیل جانے سے یہ مقصود ہو کہ عرب کے ملک مین وہ سب طرف پہیل جاوین گے اور ایک تالاب کا پانی خالی کر دینا کچھ قیاس سے بعید نہین ہے جب لاکھون ہزارون آدمی اور لاکھون ہزارون انکے جانور ہون اس کے سوا قیامت کی نشانیان ایسی ہین کہ اس مین اکثر باتین اس زمانہ کی عادت اور رسم کے خلاف ہین یاجوج ماجوج کی کثرت بہی اسی قبیل سے ہو اور ممکن ہے کہ قیامت کے قرب مین انکی یہ کثرت ہو جاوے بہر حال اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے اور بہتر طریقہ یہی ہے کہ جو کچھ صحیح حدیث مین منقول ہوا اسکو مان لیوین اور خاموش رہین اور شیطان کے وساوس سے استغفار کرتے رہین اور قیاسی اور اٹکل پچو ڈہکوسلے قرآن وحدیث مین نہ کرین

عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيُوْقِدُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ قِسِيِّ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ وَنُشَّابِهِمْ وَاَتْرِسَتِهِمْ سَبْعَ سِنِيْنَ نواس بن سمعان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ مسلمان یاجوج اور ماجوج کی کمانون اور تیرون اور سپرون کو سات برس تک جلاوین گے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَكْثَرُ خُطْبَتِهٖ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ عَنِ الدَّجَّالِ وَحَذَّرَنَاهُ فَكَانَ مِنْ قَوْلِهٖ اَنْ قَالَ اِنَّهٗ لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ مُنْذُ ذَرَاَ اللّٰهُ ذُرِّيَّةَ اٰدَمَ اَعْظَمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا اِلَّا حَذَّرَ اُمَّتَهُ الدَّجَّالَ وَاَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ وَهُوَ خَارِجٌ فِيْكُمْ لَا مُحَالَةَ وَاِنْ يَخْرُجْ وَاَنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْكُمْ

فانا حجيج لكل مسلم وان يخرج من بعدي فكل حجيج نفسه والله خليفتي على كل مسلم وانه يخرج
من خلة بين الشام والعراق فيعيث يمينا ويعيث شمالا يا عباد الله فاثبتوا فاني ساصفه لكم صفة
لم يصفها اياه نبي قبلي انه يبدأ فيقول انا نبي ولا نبي بعدي ثم يثني فيقول انا ربكم ولا ترون
ربكم حتى تموتوا وانه اعور وان ربكم ليس باعور وانه مكتوب بين عينيه كافر يقرؤه
كل مؤمن كاتب او غير كاتب وان من فتنته ان معه جنة ونارا فناره جنة وجنته نار فمن ابتلي
بناره فليستغث بالله وليقرأ فواتح الكهف فتكون عليه بردا وسلاما كما كانت النار على ابراهيم
وان من فتنته ان يقول لاعرابي ارايت ان بعثت لك اباك وامك اتشهد اني ربك فيقول
نعم فيتمثل له شيطانان في صورة ابيه وامه فيقولان يا بني اتبعه فانه ربك وان من فتنته
ان يسلط على نفس واحدة فيقتلها وينشرها بالمنشار حتى يلقى شقتين ثم يقول انظروا الى عبدي
هذا فاني ابعثه الان ثم يزعم ان له ربا غيري فيبعثه الله ويقول له الخبيث من ربك فيقول
ربي الله وانت عدو الله انت الدجال والله ما كنت بعد اشد بصيرة بك مني اليوم قال
ابو الحسن الطنافسي فحدثنا المحاربي ثنا عبيد الله بن الوليد الوصافي عن عطية عن ابي سعيد قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك الرجل ارفع امتي درجة في الجنة قال قال ابو سعيد
والله ما كنا نرى ذلك الرجل الا عمر بن الخطاب حتى مضى لسبيله قال المحاربي ثم رجعنا الى
حديث ابي رافع قال وان من فتنته ان يامر السماء ان تمطر فتمطر ويامر الارض ان تنبت
فتنبت وان من فتنته ان يمر بالحي فيكذبونه فلا تبقى لهم سائمة الا هلكت وان من فتنته
ان يمر بالحي فيصدقونه فيامر السماء ان تمطر فتمطر ويامر الارض ان تنبت فتنبت حتى
تروح مواشيهم من يومهم ذلك اسمن ما كانت واعظمه وامده خواصر وادره ضروعا وانه
لا يبقى شيء من الارض الا وطئه وظهر عليه الا مكة والمدينة لا ياتيهما من نقب من نقابهما الا لقيته
الملائكة بالسيوف صلتة حتى ينزل عند الظريب الاحمر عند منقطع السبخة فترجف المدينة باهلها
ثلاث رجفات فلا يبقى منافق ولا منافقة الا خرج اليه فتنفي الخبث منها كما ينفي الكير خبث الحديد
ويدعى ذلك اليوم يوم الخلاص فقالت ام شريك بنت ابي العكر يا رسول الله فاين العرب يومئذ قال
هم يومئذ قليل وجلهم ببيت المقدس وامامهم رجل صالح فبينما امامهم قد تقدم يصلي بهم

الصبح اذ نزل عليهم عيسى بن مريم الصبح فرجع ذلك الامام ينكص يمشي القهقرى ليقدم عيسى
يصلي فيضع عيسى يده بين كتفيه ثم يقول له تقدم فصل فانها لك اقيمت فيصلي بهم امامهم
فاذا انصرف قال عيسى عليه السلام افتحوا الباب فيفتح ووراءه الدجال معه سبعون الف يهودي
كلهم ذو سيف محلى وساج فاذا نظر اليه الدجال ذاب كما يذوب الملح في الماء وينطلق هاربا
ويقول عيسى عليه السلام ان لي فيك ضربة لن تسبقني بها فيدركه عند باب اللد الشرقي فيقتله
فيهزم الله اليهود فلا يبقى شيء مما خلق الله يتوارى به يهودي الا انطق الله ذلك الشيء لا حجر
ولا شجر ولا حائط ولا دابة الا الغرقدة فانها من شجرهم لا تنطق الا قال يا عبد الله المسلم هذا
يهودي فتعال اقتله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وان ايامه اربعون سنة السنة كنصف
السنة والسنة كالشهر والشهر كالجمعة وآخر ايامه كالشررة يصبح احدكم على باب المدينة
فلا يبلغ بابها الآخر حتى يمسي فقيل له يا رسول الله كيف نصلي في تلك الايام القصار قال تقدرون
فيها الصلوة كما تقدرونها في هذه الايام الطوال ثم صلوا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيكون
عيسى بن مريم عليه السلام في امتي حكما عدلا واماما مقسطا يدق الصليب ويذبح الخنزير
ويضع الجزية ويترك الصدقة فلا يسعى على شاة ولا بعير وترفع الشحناء والتباغض وتنزع حمة كل
ذات حمة حتى يدخل الوليد يده في الحية فلا تضره وتفر الوليدة الاسد فلا يضرها ويكون
الذئب في الغنم كانه كلبها وتملأ الارض من السلم كما يملأ [illegible] الماء وتكون الكلمة
واحدة فلا يعبد الا الله وتضع الحرب اوزارها وتسلب قريش ملكها وتكون الارض كفاثور الفضة
تنبت نباتها بعهد آدم حتى يجتمع النفر على القطف من العنب فيشبعهم ويجتمع النفر على الرمانة
فتشبعهم ويكون الثور بكذا وكذا من المال ويكون الفرس بالدريهمات قالوا يا رسول الله وما يرخص
الفرس قال لا تركب لحرب ابدا قيل له فما يغلي الثور قال تحرث الارض كلها وان قبل خروج الدجال ثلاث
سنوات شداد يصيب الناس فيها جوع شديد يأمر الله السماء في السنة الاولى ان تحبس ثلث مطرها و
يأمر الارض فتحبس ثلث نباتها ثم يأمر السماء في الثانية فتحبس ثلثي مطرها ويأمر الارض فتحبس ثلثي
نباتها ثم يأمر الله السماء في السنة الثالثة فتحبس مطرها كله فلا تقطر قطرة ويأمر الارض فتحبس
نباتها كله فلا تنبت خضراء فلا تبقى ذات ظلف الا هلكت الا ما شاء الله قيل فما يعيش الناس في ذلك

الزَّمَانِ قَالَ التَّهْلِيلُ وَالتَّكْبِيرُ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّحْمِيدُ وَيَجْرِي ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ مُجْرَى الطَّعَامِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيَّ يَقُولُ يَنْبَغِي أَنْ يُدْفَعَ هٰذَا الْحَدِيثُ إِلَى الْمُؤَدِّبِ حَتّٰى يُعَلِّمَهُ الصِّبْيَانَ فِي الْكُتَّابِ ابوامامہ باہلی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو خطبہ سنایا تو بڑا خطبہ آپ کا (یعنی بہت تقریر اسمین کی) دجال سے متعلق تہا آپ نے دجال کا حال ہم سے بیان کیا اور ہم کو ڈرایا اس سے تو فرمایا کوئی فتنہ جب سے اللہ تعالی نے آدم کی اولاد کو پیدا کیا زمین مین دجال کے فتنے سے بڑہکر نہین ہوا اور اللہ جل جلالہ نے کوئی نبی ایسا نہین بہیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور مین آخر مین ہون تمام انبیا کے اور تم آخر مین ہو سب امتون کے اور دجال تم ہی لوگون مین ضرور پیدا ہوگا پہر اگر وہ نکلے اور مین تم مین موجود ہون تو مین ہر مسلمان کیطرف سے حجت کرونگا (اس سے یہ نکلتا ہے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوقت تک یہ معلوم نہ تہا کہ دجال کے نکلنے کا وقت کونسا ہے لیکن اسی حدیث مین ہے کہ دجال کو حضرت عیسے علیہ السلام قتل کرینگے اور وہ امام مہدی کے بعد نکلیگا پس یہ کلمہ صحابہ کی تشفی کے لیے ہے یا اس سے اور ڈرانا مقصود ہے کہ دجال کا فتنہ ایسا بڑا ہے کہ اگر میرے سامنے نکلے تو مجھکو اس سے بحث کرنا پڑے گی اور کوئی شخص اسکام کے لیے کافی نہ ہوگا) اور اگر میرے بعد نکلے تو ہر شخص اپنی ذات کیطرف سے حجت کر لیوے اور اللہ سبحانہ میرا خلیفہ ہے ہر مسلمان پر دیکھو دجال نکلے گا خلہ سے جو شام اور عراق کے درمیان ہے (خلہ کہتے ہین راہ کو) پہر فساد پہیلاویگا داہنی طرف (ملکون مین) اور فساد پہیلاویگا بائین طرف (ملکون مین) اے اللہ کے بندو جمے رہنا ایمان پر کیونکہ مین تم سے اسکی ایسی صفت بیان کرتا ہون جو مجھسے پہلے کسی نبی نے بیان نہین کی (پس اس صفت سے تم اسکو خوب پہچان لوگے) پہلے تو وہ کہیگا مین نبی ہون اور میرے بعد کوئی نبی نہین ہے پہر دوبارہ کہیگا مین تمہارا رب ہون (جل بے کانے مردود) اور دیکھو تم اپنے رب کو مرنے تک نہین دیکھ سکتے (پس دجال جو دنیا کی زندگی مین دکھلائی دیگا کیونکر رب ہو سکتا ہے) اور ایک بات اور ہے وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہین ہے (وہ تعالی ہر ایک عیب سے پاک ہے) اور دوسرے یہ کہ اسکے دونون آنکہون کے درمیان یہ لکہا ہوگا کافر اسکو ہر ایک مومن (بقدرت الہی) پڑہ لیگا خواہ لکہنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور اسکا فتنہ یہ ہوگا کہ اسکے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی لیکن اسکی جنت دوزخ ہے (فی الحقیقت) اور اسکی دوزخ جنت ہے پس جو کوئی اسکے دوزخ مین ڈالا جاویگا (اور ضرور وہ سچے مومنون کو دوزخ مین ڈالنے کا حکم دیگا) وہ اللہ جل جلالہ سے فریاد کرے اور سورہ کہف کے شروع کی آیتین پڑہے وہ دوزخ (اللہ کے حکم سے) اسپر ٹہنڈی ہو جاویگی اور سلامتی جیسے حضرت ابراہیم پر آگ ٹہنڈی ہوگئی تہی اور اسکا فتنہ یہ ہوگا کہ ایک گنوار (دیہاتی) سے کہیگا دیکھ اگر مین تیری مان باپ کو زندہ کردون جب تو تو مجھکو اپنا رب کہیگا وہ کہے گا بیشک پہر دو شیطان

(دجال کے حکم سے) اس کے ماں باپ کی صورت بنکر آوینگے اور کہینگے بیٹا اسکی اطاعت کر یہ تیرا رب ہے (معاذ اللہ یہہ فتنہ تو ایسا بڑا ہے کہ دنیا کے اکثر آدمی اسکے معتقد ہو جاوینگے الا چند بندے جنکو اللہ تعالیٰ اسکے شر سے بچا دے) اور ایک فتنہ اس کا یہ ہوگا کہ ایک آدمی پر غالب ہوکر اسکو مار ڈالیگا بلکہ آری سے چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیگا پھر اپنے معتقدوں سے کہیگا دیکھو مین اپنے اس بندے کو اب جلاتا ہون اب بھی یہ کہیگا کہ میرا رب اور کوئی ہے سوا میرے پھر اللہ تعالیٰ اسکو زندہ کر دیگا (دجال کا فتنہ پورا کرنے کے لیے اور اپنے بندون کی سخت آزمایش کے لیے) اس سے دجال خبیث کہیگا تیرا کون رب ہے وہ کہیگا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن ہے تو دجال ہے قسم خدا کی آج تو مجھے خوب معلوم ہوا کہ تو دجال ہی ہے ابو الحسن علی بن محمد طنافسی نے کہا (جو شیخ ہین ابن ماجہ کے اس حدیث مین) ہم سے عبید اللہ بن ولید وصافی نے بیان کیا اونھون نے عطیہ سے روایت کی اونھون نے ابو سعید خدری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مرد کا درجہ میری امت مین سب سے بلند ہوگا جنت مین اور ابو سعید نے کہا قسم خدا کی ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ مرد (جو دجال سے ایسا مقابلہ کرینگے) کوئی نہیں ہے سوا حضرت عمر کے (کیونکہ انکا ایمان اور انکی سختی ایمان مین سب سے زیادہ ہے بعضون نے کہا یہ مرد حضرت خضر علیہ السلام ہونگے) یہانتک کہ حضرت عمر گذر گئے (شہادت پائی اسوقت معلوم ہوا کہ یہ مرد اور کوئی ہوگا) محاربی نے کہا اب پھر ہم ابو امامہ کی حدیث کو جسکو ابو رافع نے روایت کیا بیان کرتے ہین (کیونکہ ابو سعید کی حدیث بیچ مین اس مرد کے ذکر پر آگئی تھی) خیر دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ آسمان کو حکم کرے گا پانی برسانے کے لیے تو پانی برسے گا اور زمین کو حکم کریگا غلہ اگانے کا وہ غلہ اگا دے گی اور اسکا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک قبیلہ پر سے گذریگا وہ لوگ اسکو جھوٹا کہینگے تو ان کا کوئی چرنیوالا جانور باقی نہ رہیگا سب مرجاوینگے اور ایک فتنہ اسکا یہ ہوگا کہ وہ ایک قبیلہ پر گذر کرے گا وہ لوگ اسکو سچا کہینگے تو وہ آسمان کو حکم کرے گا پانی برسانیکا انپر تو پانی برسے گا اور زمین کو حکم کرے گا غلہ اور گھانس اوگانے کا تو وہ اگا دیگی یہانتک کہ انکے جانور اسیدن شام کو نہایت موٹے اور بڑے اور کوکھین بھرے ہوئے اور تہن دودہ سے بھولے ہوئے آوینگے (ایک دن مین یہ سب باتین ہو جاوینگی پانی برسنا چارہ بہت پیدا ہونا جانورون کا اسکو کھا کر طیار ہو جانا ان کے تہن دودھ سے بھر جانا معاذ اللہ کیا بڑا فتنہ ہوگا) غرض دنیا مین کوئی ٹکڑا زمین کا باقی نہ رہے گا جہان دجال نہ جاوے گا اور اسپر غالب نہو گا سوا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ان دونو شہرون مین جس راہ مین آویگا وہان اسکو فرشتے ملینگے ننگی تلوارین لیے ہوئے یہانتک کہ دجال اتر پڑیگا چھوٹی لال پہاڑی پاس جہان کھاری تر زمین ختم ہوئی ہے اور مدینہ مین تین بار زلزلہ آوے گا (یعنے مدینہ اپنے لوگون کو لیکر تین بار حرکت کریگا) تو جو منافق مرد یا منافق عورت مدینہ مین ہونگے وہ دجال پاس چلے جاوینگے اور مدینہ پلیدی کو اپنے مین سے دور کر دیگا جیسے بھٹی لوہے کا میل دور کر دیتی

ہے اس دن کا نام یوم الخلاص ہوگا (یعنے چھٹکاری کا دن) ام شریک بنت عکر نے عرض کیا یا رسول اللہ عرب لوگ اس دن کہان ہونگے (یعنے عرب کے بہادر کہان چلے جاوینگے جنکو ہمیشہ جہاد کا شوق رہتا ہے وہ دجال سے لڑینگے کیون نہین کہ فرشتون کے بچانیکی حاجت نہ پڑے) آپنے فرمایا عرب کے لوگ (مومنین مخلصین) اسدن کم ہونگے (اور دجال کے ساتھہ بیشمار لوگ ہونگے انکو لڑنیکی طاقت نہوگی) اور ان عرب (مومنین) مین سے اکثر لوگ (اسوقت) بیت المقدس مین ہونگے ان کا امام ایک نیک شخص ہوگا (مراد امام مہدی علیہ السلام الی یوم القیام) یا آپ کے نائب ایک روز انکا امام آگے بڑہکر صبح کی نماز پڑہانا چاہے گا اتنے مین حضرت عیسے بن مریم علیہ السلام صبح کیوقت اترینگے تو یہ امام انکو دیکھکر الٹے پاؤن پیچھے ہٹیگا تاکہ حضرت عیسے علیہ السلام آگے ہوکر نماز پڑہاوین لیکن حضرت عیسی اپنا ہاتھہ اسکے دونون مونڈھون کے درمیان رکھدینگے پھر اس سے کہینگے تو ہی آگے بڑہ اور نماز پڑہا اسلیے کہ یہ نماز تیری ہی لیے قائم ہوئی تھی (یعنے تکبیر تیری ہی امامت کی نیت سے ہوئی تہی) خیر وہ امام لوگون کی نماز پڑہادے گا جب نماز سے فارغ ہوگا حضرت عیسی علیہ السلام (مسلمانو سے) فرماوینگے (جو قلعہ یا شہر مین محصور ہونگے اور دجال انکو گھیرے ہوگا) دروازہ قلعہ کا یا شہر کا کھولدو دروازہ کھولدیا جاوے گا وہان پر دجال ہوگا ستر ہزار یہودیون کے ساتہ جن مین سے ہر ایک کے پاس تلوار ہوگی اسکے زیور کے ساتہہ اور چادر ہوگی جب دجال حضرت عیسی کو دیکھیگا تو ایسا گھل جاویگا جیسے نمک پانی مین گھل جاتا ہے اور بھاگے گا اور حضرت عیسے علیہ السلام فرماوینگے میری ایک مار تجھہ کو کہانا ہے تو اس سے بچ نہ سکیگا آخر باب لد کے پاس جو پورب کیطرف ہے اسکو پاوینگے اور اسکو قتل کرینگے پھر اللہ تعالی یہودیون کو شکست دیگا (یہود مردود دجال کے پیدا ہوتے ہی اسکے ساتھہ ہوجاوینگے اور کہینگے یہی سچا مسیح ہے جسکے آنیکا وعدہ اگلے نبیون نے کیا تھا اور چونکہ یہود مردود حضرت عیسے علیہ السلام کے دشمن تہے اور حضرت محمد کے اسلیے مسلمانون کی ضد اور عداوت سے اور بھی دجال کے ساتھہ ہو جاوینگے دوسری روایت مین ہے کہ اصفہان کے یہود مین سے ستر ہزار یہودی دجال کے پیرو ہوجاوینگے اخیر یہہ حال ہوجاویگا کہ یہودی اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزون مین سے جس چیز کی آڑ مین چھپے گا اس چیز کو اللہ تبارک وتعالے بولنے کی طاقت دیگا پتھر ہو یا درخت یا دیوار یا جانور سوا ایک درخت کے جسکو غرقد کہتے ہین (وہ ایک کانٹے دار درخت ہوتا ہے) وہ یہودیون کا درخت ہے (یہود اسکو بہت لگاتے ہین اور اسکی تعظیم کرتے ہین) نہین بولے گا تو یہ چیز (جسکی آڑ مین یہودی چھپے گا) کہیگی اے اللہ کے مسلمان بندے یہ یہودی ہے تو آ اور اسکو مار ڈال اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال چالیس برس تک رہے گا لیکن ایک برس چھہ مہینے کے برابر ہوگا اور ایک برس ایک مہینہ کے برابر اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اور اخیر دن دجال کے ایسے ہونگے جیسے چنگاری اوڑجاتی ہے (ہوا مین) تم مین سے کوئی صبح کو

مدینہ کی ایک دروازہ پر ہوگا پہر دوسرے دروازہ پر نہ پہونچیگا کہ شام ہوجاویگی **ف** یہ اس حدیث کی مخالف نہین ہی کہ دجال چالیس
دن رہیگا کیونکہ وہ لنبی چالیس دنون کا ذکر ہے اور یہہ چالیس برس اسکے سوا ہین جن مین دن معمولی مقدار سے چھوٹے
ہونگے اور بعضون نے کہا کہ دجال کل زمانہ مین کبھی دن چھوٹا ہوگا کبھی بڑا واللہ تعالی اعلم بمراد رسولہ **ف** لوگون نے عرض
کیا یا رسول اللہ ہم ان چھوٹے دنون مین نماز کیونکر پڑہین آپنے فرمایا اندازسے نماز پڑہ لینا جیسے لنبی دنون مین
اندازکرتے ہو (تو کبھی پانچ نمازین چھوٹے دنون مین پانچ دن مین ادا ہونگی) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا حضرت عیسی میری امت مین ایک عادل حاکم اور منصف امام ہونگے اور صلیب کو (جو نصاری لٹکائی رہتے ہین)
توڑ ڈالینگے اور سور کو مار ڈالینگے (اسکا کہانا بند کر ادینگے اور پالنا) اور جزیہ موقوف کردینگے (بلکہ کہینگے کافرون
سے یا مسلمان ہوجاؤ یا قتل ہونا قبول کرو اور بعضون نے کہا جزیہ لینا اسوجہ سے بند کردینگے کہ کوئی فقیر نہ ہوگا سب مالدار
ہونگے پہر جزیہ کن لوگون کے واسطے لیا جاوے اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ جزیہ مقرر کردینگے سب کافرون پر یعنے لڑائی
موقوف ہوجاویگی اور کافر جزیے پر راضی ہوجاوینگے) اور صدقہ (زکوۃ لینا) موقوف کردینگے (یعنے زکوۃ کی تحصیل
کیونکہ سب مالدار ہونگے اور زکوۃ فقرا کے لیے تحصیل کیجاتی ہے) تو نہ بکریون پر نہ اونٹون پر کوئی زکوۃ لینے والا مقرر
کرینگے اور آپس مین لوگون کے کینہ اور بغض اوٹہ جاویگا (سب ایک دوسرے دل سے محبت کرینگے) اور ہر ایک زہریلے
جانور کا زہر جاتا رہیگا (یہ تاثیر مسیحائی دنیا پر ہوگی) یہانتک کہ بچہ اپنا ہاتہ سانپ کے مونہ مین دیدیگا وہ کچہ نقصان نہ
پہونچاویگا اور ایک چھوٹی بچی شیر کو بہگاویگی وہ اسکو ضرر نہ پہونچاویگا اور بہیڑیا بکریون مین اسطرح رہیگا جیسے کتا
جوان مین رہتا ہے اور زمین صلح سے بہر جاویگی جیسے برتن پانی سے بہر جاتا ہے اور سب لوگون کا کلمہ ایک ہوجاوے گا
سوا خدا کے کسی کی پرستش نہ ہوگی (تو سب کلمہ لا الہ الا اللہ پڑہینگے) اور لڑائی اپنے سامان ڈالدیگی (یعنے لوگ ہتیار
اور آلات جنگ اتار کر رکہدینگے مطلب یہ ہے کہ لڑائی دنیا سے اوٹہ جاویگی) اور قریش کی سلطنت جاتی رہیگی اور
زمین کا یہ حال ہوگا جیسے چاندی کی سینی (طشت) وہ اپنا میوہ ایسا اوگاوے گی جیسے آدم علیہ السلام کے عہد مین
اگاتی تہی (یعنے شروع زمانہ مین جب زمین مین بہت قوت تہی) یہانتک کہ کئی آدمی انگور کے ایک خوشے پر جمع ہونگے
اور سب سیر ہوجاوینگے (اتنے بڑے بڑے انگور ہونگے) اور کئی آدمی ایک انار پر جمع ہونگے اور سب سیر ہوجاوینگے
اور بیل اسقدر داموں سے بکیگا (کیونکہ لوگون کو زراعت کی طرف توجہ ہوگی تو بیل مہنگا ہوگا) اور گہوڑا تو چند روپیون
مین بکیگا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ گہوڑا کیون سستا ہوگا آپنے فرمایا اسلیے کہ لڑائی کے لیے کوئی گہوڑے
پر سوار نہ ہوگا پہر لوگون نے عرض کیا بیل کیون مہنگا ہوگا آپنے فرمایا ساری زمین مین کہیتی ہوگی اور دجال کے نکلنے

سے تین برس پہلے قحط ہوگا ان تینوں سالوں میں لوگ بھوک سے سخت تکلیف اٹھاوینگے پہلے سال میں اللہ تعالی یہ حکم کرے گا آسمان کو کہ تہائی بارش روک لیوے اور زمین کو یہ حکم کرے گا کہ تہائی پیداوار روک لیوے پھر دوسرے سال آسمان کو یہ حکم ہوگا کہ دو تہائی بارش کی روکے اور زمین کو بھی حکم ہوگا کہ دو تہائی پیداوار روکے پھر تیسرے سال میں اللہ تعالی آسمان کو یہ حکم کریگا کہ بالکل پانی نہ برساوے ایک قطرہ بارش نہوگی اور زمین کو یہ حکم کرے گا کہ ایک دانہ نہ اگاوے تو گھاس تک نہ اگیگی نہ کوئی سبزی آخر کھروالا جانور (جیسے گائے بکری) تو کوئی باقی نہ رہے گا سب مرجاوینگے مگر جو اللہ چاہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر آدمی کیسے جیینگے اس زمانہ میں آپنے فرمایا جو لوگ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اور سبحان اللہ اور الحمد للہ کہینگے توان کو کھانیکی حاجت نہ رہیگی (یہ تسبیح اور تہلیل کھانے کے قائم مقام ہوگی) حافظ ابو عبد اللہ ابن ماجہ نے کہا میں نے اپنے شیخ ابو الحسن طنافسی سے سنا وہ کہتے تھے میں نے عبد الرحمن محاربی سے سنا وہ کہتے تھے یہ حدیث تو اس لائق ہے کہ مکتب کے استاد کو دیدیے جاوے وہ بچوں کو مکتب میں سکھلاوے **ف** کیونکہ اس میں دجال کا پورا حال مذکور ہے اور بچوں کو اس کا یاد رکھنا ضرور ہے تاکہ دجال کو اچھی طرح پہچان رکھیں اسکے فتنے میں گرفتار نہ ہوں اللہ سبحانہ وتعالی ہر مسلمان کو دجال کے فتنے سے بچاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا وَإِمَامًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُفِيضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ حضرت عیسی بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام اتریں گے اور وہ عادل حاکم اور منصف امام ہونگے اور صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور سور کو قتل کریں گے اور جزیہ کو معاف کردیں گے اور مال کو بہاوینگے لوگوں پر (بے شمار دینگے) یہانتک کہ کوئی اسکو قبول نہ کرے گا **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُفْتَحُ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ فَيَخْرُجُونَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ فَيَعُمُّونَ الْأَرْضَ وَيَنْحَازُ مِنْهُمُ الْمُسْلِمُونَ حَتّٰى تَصِيرَ بَقِيَّةُ الْمُسْلِمِينَ فِي مَدَائِنِهِمْ وَحُصُونِهِمْ وَيَضُمُّونَ إِلَيْهِمْ مَوَاشِيَهُمْ حَتّٰى أَنَّهُمْ لَيَمُرُّونَ بِالنَّهَرِ فَيَشْرَبُونَهُ حَتّٰى مَا يَذَرُونَ فِيهِ شَيْئًا فَيَمُرُّ آخِرُهُمْ عَلٰى أَثَرِهِمْ فَيَقُولُ قَائِلُهُمْ لَقَدْ كَانَ بِهٰذَا الْمَكَانِ مَرَّةً مَاءٌ وَيَظْهَرُونَ عَلَى الْأَرْضِ فَيَقُولُ قَائِلُهُمْ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ الْأَرْضِ قَدْ فَرَغْنَا مِنْهُمْ وَلَنُنَازِلَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ حَتّٰى أَنَّ أَحَدَهُمْ لَيَهُزُّ حَرْبَتَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ مُخَضَّبَةً بِالدَّمِ فَيَقُولُونَ قَدْ قَتَلْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ دَوَابَّ كَنَغَفِ الْجَرَادِ فَتَأْخُذُ أَعْنَاقَهُمْ فَيَمُوتُونَ مَوْتَ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَيُصْبِحُ الْمُسْلِمُونَ لَا يَسْمَعُونَ لَهُمْ حِسًّا فَيَقُولُونَ

مَنْ رَجُلٌ يَشْرِي نَفْسَهُ وَيَنْظُرُ مَا فَعَلُوا فَيَنْزِلُ مِنْهُمْ رَجُلٌ قَدْ وَطَّنَ نَفْسَهُ عَلَى أَنْ يَقْتُلُوهُ فَيَجِدُهُمْ مَوْتَى فَيُنَادِيهِمْ أَلَا أَبْشِرُوا فَقَدْ هَلَكَ عَدُوُّكُمْ فَيَخْرُجُ النَّاسُ وَيُخَلُّونَ سَبِيلَ مَوَاشِيهِمْ فَمَا يَكُونُ لَهُمْ رَعْيٌ إِلَّا لُحُومُهُمْ فَتَشْكَرُ عَلَيْهَا كَأَحْسَنِ مَا شَكِرَتْ مِنْ نَبَاتٍ أَصَابَتْهُ قَطُّ ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاجوج اور ماجوج کھولدیے جاوینگے (انکی سد ٹوٹ جاویگی) پھر وہ نکلینگے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا وھم من کل حدب ینسلون وہ ساری زمین مین پھیل جاوینگے اور مسلمان انسے علاحدہ رہینگے یہانتک کہ جو مسلمان باقی ہونگے وہ اپنی شہرون اور قلعون مین چلے جاوینگے اور اپنی چرانے کی جانور بھی اپنے ساتھہ لیجاوینگے یاجوج ماجوج کا یہ حال ہوگا کہ انکے لوگ ایک نہر پر سے گذرینگے اسکا سارا پانی پی ڈالینگے یہانتک کہ ایک قطرہ پانی کا اس مین نرہیگا (گویا مثل ہود ملخ کے ہونگے تعداد مین) اور ان مین سے کوئی (جو اخیر مین آویگا) یہ کہیگا یہان کبھی پانی تھا اور زمین پر وہ غالب ہوجاوینگے یہانتک کہ ان مین سے ایک کہیگا اب زمین والون سے تو ہم فارغ ہوئے (کوئی ہمارا مقابل نرہا) اب آسمان والون سے لڑینگے آخر ان مین سے ایک اپنا حربہ آسمان کیطرف پھینکیگا وہ خون مین رنگا ہوا وہان سے لوٹ کر گریگا وہ کہینگے ہم نے آسمان والون کو بھی مار ڈالا اخیر یہ لوگ اسی حال مین ہونگے کہ اللہ تعالی چند جانور بھیجیگا ٹڈی کے کیڑون کیطرح (نغف کیطرح نغف کہتے ہین اس کیڑے کو جو اونٹ کی ناک مین پڑ جاتا ہے وہ ہلاک ہوجاتا ہے) یہ کیڑے انکی گردنون کو کاٹینگے یا گردن مین گھس جاوینگے وہ سب ٹڈیون کیطرح ایک بارگی) مر جاوینگے ایک پر ایک پڑا ہوگا اور مسلمان صبحکو اٹھینگے (اپنے شہرون اور قلعون مین) تو ان کی آواز نہ سنینگے وہ کہینگے ہم مین سے کون ہے جو اپنی جان پر کھیلے (یعنے اپنی جان کی پرواہ نہ کرے) اور جاکر دیکھے یاجوج ماجوج کیا کرتے ہین آخر مسلمانون مین سے ایک شخص نکلیگا یا اترےگا (قلعہ سے) یہ سمجھکر کہ وہ مجھکو ضرور مار ڈالینگے دیکھیگا تو وہ مردہ ہین وہ دوسرے مسلمانون کو پکاریگا ارے بھایو خوش ہوجاو تمہارے دشمن مر گئے یہ سنکر سب مسلمان نکلینگے اور اپنے جانورون کو چرنے چھوڑینگے (جو مدت سے بیچارے بند ہونگے) ان کے چرنے کو کچھ نہ ہوگا سوا یاجوج اور ماجوج کے گوشت کے وہ انکا گوشت کھا کر خوب موٹے ہونگے جیسے کبھی کوئی گھانس کھا کر موٹے ہوئے تھے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ يَحْفِرُونَ كُلَّ يَوْمٍ حَتَّى إِذَا كَادُوا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ ارْجِعُوا فَسَنَحْفِرُهُ غَدًا فَيُعِيدُهُ اللَّهُ أَشَدَّ مَا كَانَ حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ مُدَّتُهُمْ وَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ حَفَرُوا حَتَّى إِذَا كَادُوا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ قَالَ ارْجِعُوا فَسَتَحْفِرُونَهُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى وَاسْتَثْنَوْا فَيَعُودُونَ إِلَيْهِ وَهُوَ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُوهُ فَيَحْفِرُونَهُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى النَّاسِ فَيُنْشِفُونَ الْمَاءَ وَيَتَحَصَّنُ النَّاسُ مِنْهُمْ فِي حُصُونِهِمْ فَيَرْمُونَ بِسِهَامِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ عَلَيْهَا الدَّمُ الَّذِي اجْفَظَّ فَيَقُولُونَ قَهَرْنَا

اَهْلَ الْاَرْضِ وَعَلَوْنَا اَهْلَ السَّمَآءِ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ نَغَفًا فِيْ اَقْفَائِهِمْ فَيَقْتُلُهُمْ بِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ دَوَابَّ الْاَرْضِ لَتَسْمَنُ وَتَشْكَرُ شَكَرًا مِنْ لُحُوْمِهِمْ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یاجوج اور ماجوج ہر روز سد کو کھودتے ہیں (اس میں سوراخ کرنا چاہتے ہیں) جب قریب ہوتا ہے کہ سورج کی روشنی انکو دکھائی دیوے (اس قدر پتلی تہ دیوار کی رہ جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ یاجوج اور ماجوج ظلمات میں ہیں اور سورج کی روشنی سد کیوجہ سے ان تک نہیں پہونچتی) تو جو شخص انکا سردار ہوتا ہے وہ کہتا ہے اب گھر چلو کل آنکر کھود ڈالینگے پھر اللہ تعالی رات کو اسکو ویسا ہی مضبوط کر دیتا ہے جیسی وہ تھی جب انکے نکلنے کا وقت آویگا اور اللہ تعالی یہہ چاہیگا کہ انکو چھوڑ دیوے لوگوں پر تو وہ (عادت کے موافق) سد کو کھودینگے جب قریب ہوگا کہ سورج کی روشنی دیکھیں اس وقت انکا سردار کہیگا اب لوٹ چلو کل خدا چاہے تو اسکو کھود ڈالوگے اور ان شاء اللہ کا لفظ کہینگے اسدن وہ لوٹ کر جاوینگے اور سد اسی حال پر رہیگی جیسے وہ چھوڑ جاوینگے (درست نہوگی) آخر وہ اسکو کھود کر نکل آوینگے اور پانی سب پی جاوینگے اور لوگ ان سے بھاگ کر اپنے قلعوں میں چلے جاوینگے وہ اپنی تیر آسمان کیطرف مارینگے تیر خون میں لپٹے ہوئے اوپر سے لوٹینگے (بحکم الہی) وہ کہینگے ہمنے زمین والوں کو تو مغلوب کیا اور آسمان والوں پر بھی غالب ہوئے پھر اللہ تعالے ان کی گدیوں میں ایک کیڑا پیدا کریگا وہ انکو مار ڈالیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھہ میں میری جان ہے بیشک زمین کے جانور (چارپایہ) موٹے ہو جاوینگے اور چربی دار انکے گوشت کھاکر **ف** حالانکہ گای بیل بکری اونٹ وغیرہ چارپایہ گوشت نہیں کھاتے مگر بوجہ چارہ نہونیکے یاجوج ماجوج کا گوشت اڑا جاوینگے اور خوب کھاکر موٹے و تازے ہونگے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ یاجوج ماجوج قیامت تک اس سد سے رکے رہینگے جب انکے چھوٹنے کا وقت آویگا تو سد ٹوٹ جاویگی اور یہ بھی نکلا کہ یاجوج ماجوج محض صحرائی اور وحشی ہونگے جب تو تیر کمان انکا ہتیار ہوگا اور جہالت کی راہ سے آسمان پر تیر مارینگے وہ یہ نہیں جانینگے کہ آسمان زمین سے اتنی دور ہے کہ برسوں تک بھی اگر تیر اُن کا چلا جاوے تو وہاں تک مشکل سے پہونچیگا اور باطل ہوا اس حدیث سے اس بوڑہے گمراہ کا قول جو کہتا ہے کہ یاجوج اور ماجوج انگریز اور روس ہیں کیونکہ روس منتہای شمال میں ہیں اور انگریز منتہای مغرب میں دونوں کے ملک ایکدوسرے سے بڑے فاصلہ پر ہیں اور وہ سد میں گھرے ہوئے نہیں ہیں بلکہ ہمیشہ سے چھوٹے ہوئے ہیں اور وہ ایسے جاہل اور وحشی بھی نہیں ہیں کہ آسمان کو اپنے مکان کی چھت کیطرح سمجھکر اسپر تیر ماریں اور تیر کمان انکا ہتیار بھی نہیں ہے بلکہ وہ توپ اور بندوق سے لڑتے ہیں اور قلعوں میں لوگ انکے ہاتھہ سے بچاو نہیں ہوسکتا وہ دم بھر میں اونٹ گولوں سے اور ڈائنامیٹ سے مضبوط سے مضبوط قلعہ اڑا سکتے ہیں اور قلعہ کے سب لوگوں کو خاک سیاہ بنا سکتے ہیں ـ بریں عقل و دانش بباید گریست ـ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

قَالَ لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ فَبَدَؤُا بِاِبْرٰهِيْمَ فَسَأَلُوْهُ عَنْهَا فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ ثُمَّ سَأَلُوْا مُوْسٰى فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ فَرَدُّوا الْحَدِيْثَ اِلٰى عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فَقَالَ قَدْ عُهِدَ اِلَيَّ فِيْمَا دُوْنَ وَجْبَتِهَا فَاَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ فَذَكَرَ خُرُوْجَ الدَّجَّالِ قَالَ فَاَنْزِلُ فَاَقْتُلُهُ فَيَرْجِعُ النَّاسُ اِلٰى بِلَادِهِمْ فَيَسْتَقْبِلُهُمْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ فَلَا يَمُرُّوْنَ بِمَاءٍ اِلَّا شَرِبُوْهُ وَلَا شَيْءٍ اِلَّا اَفْسَدُوْهُ فَيَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ فَاَدْعُو اللّٰهَ اَنْ يُمِيْتَهُمْ فَتَنْتُنُ الْاَرْضُ مِنْ رِيْحِهِمْ فَيَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ فَاَدْعُو اللّٰهَ فَيُرْسِلُ السَّمَاءَ بِالْمَاءِ فَيَحْمِلُهُمْ فَيُلْقِيْهِمْ فِي الْبَحْرِ ثُمَّ تُنْسَفُ الْجِبَالُ وَتُمَدُّ الْاَرْضُ مَدَّ الْاَدِيْمِ فَعُهِدَ اِلَيَّ مَتٰى كَانَ ذٰلِكَ كَانَتِ السَّاعَةُ مِنَ النَّاسِ كَالْحَامِلِ الَّتِيْ لَا يَدْرِيْ اَهْلُهَا مَتٰى تَفْجَاُهُمْ بِوِلَادِهَا قَالَ الْعَوَّامُ وَوُجِدَ تَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس شب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا آپ نے ملاقات کی حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ان سب نے قیامت کا ذکر کیا تو حضرت ابراہیم سے سب نے پوچھا (یہ جانکر کہ وہ سب میں بزرگ ہیں انکو ضرور علم ہوگا) لیکن انکو کچھ علم نہ تھا قیامت کا پھر سب نے حضرت موسیٰ سے پوچھا انکو بھی علم نہ تھا آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا انہوں نے کہا مجھ سے وعدہ ہوا ہے قیامت سے کچھ پہلے کا (یعنے قیامت کے قریب دنیا میں جاؤنگا) لیکن قیامت کا ٹھیک وقت وہ تو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پھر بیان کیا انہوں نے دجال کے نکلنے کا حال اور کہا میں اتروں گا اور اسکو قتل کروں گا پھر لوگ اپنے اپنے ملکوں کو لوٹ جاوینگے اتنے میں یاجوج اور ماجوج انکے سامنے آوینگے اور ہر بلندی سے چڑھ دوڑینگے جس پانی پر گذرینگے اسکو پی ڈالینگے اور ہر ایک چیز کو خراب کردینگے آخر لوگ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑاوینگے بڑی عاجزی سے (انکو دفع کرنے کے لیے) میں دعا مانگوں گا کہ اللہ تعالیٰ انکو مار ڈالے (وہ مرجاوینگے) اور زمین بدبودار ہوجاویگی انکے پاس سے پھر لوگ گڑگڑاوینگے اللہ کی درگاہ میں میں اللہ سے دعا کروں گا تو وہ پانی بھیجے گا جو انکی لاشیں اٹھا کر سمندر میں بہا لیجاویگا (یہ اس حدیث کے خلاف ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ اونٹ کی برابر پرندے آوینگے اور انکی لاشیں اٹھا لیجاوینگے اور ممکن ہے تطبیق اسطرح کہ پہلے پرندے آوینگے کچھ لاشیں وہ لیجاوینگے لیکن باقی لاشیں اور انکی رطوبت اور گندگی اس سب کو صاف کرنیکے لیے پانی کو حکم ہوگا) پھر پہاڑ اوکھیڑ ڈالے جاوینگے اور زمین کھینچی جاویگی جیسے چمڑے کو کھینچتے ہیں (کھینچنے سے چمڑا بڑا ہوتا ہے اسیطرح زمین بھی بڑی ہوجاویگی اور صاف ہموار اس میں پہاڑ اور ٹیلے وغیرہ نہیں رہینگے) پھر مجھ سے کہا گیا جب یہ باتیں ظاہر ہوں تو قیامت لوگوں سے ایسی قریب ہوگی جیسے عورت حاملہ کا (جسکے دن پورے

ہوگئی ہون (جنا اسکے گہر والے نہین جانتے کسوقت ناگہانی وہ جنتی ہے) تو طیاری سب کر رکہتی ہین اور ہر وقت زچگی کے منتظر رہتے ہین عوام بن حوشب نے کہا اس واقعہ کی تصدیق اللہ کی کتاب مین موجود ہے حتی اذا فتحت یاجوج ماجوج وہم من کل حدب ینسلون یعنے جب کہلجاوین یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر بلندی سے جھپٹ دوڑین **باب خروج المہدی** مہدی علیہ السلام کے نکلنے کا بیان **عن** عبد اللہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل فتیۃ من بنی ہاشم فلما راٰہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغرورقت عیناہ وتغیر لونہ قال فقلت ما نزال نری فی وجہک شیئا نکرہہ فقال انا اہل بیت اختار اللہ لنا الاٰخرۃ علی الدنیا وان اہل بیتی سیلقون بعدی بلاء وتشریدا وتطریدا حتی یاتی قوم من قبل المشرق معہم رایات سود فیسئلون الخیر فلا یعطونہ فیقاتلون فینصرون فیعطون ما سالوا فلا یقبلونہ حتی یدفعوہا الی رجل من اہل بیتی فیملاہا قسطا کما ملاؤہا جورا فمن ادرک ذلک منہم فلیاتہم ولو حبوا علی الثلج عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے ایک بار ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے مین بنی ہاشم کے چند جوان آئے (ہاشم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا یعنے عبد المطلب کے باپ تھے بنی ہاشم سب آپکے قریب رشتہ دار ہین) جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھا تو آپ کی آنکھین بھر آئین (ان مین آنسو بھر گئے) اور آپ کا رنگ بدل گیا (رنج سے) مینے عرض کیا ہمیشہ ہم آپکے چہرے مین ایسی بات دیکھتے ہین جس کو ہم برا جانتے ہین (یعنے آپکے رنج سے ہمیشہ صدمہ ہوتا ہے) آپنے فرمایا ہم اس گھر کے لوگ ہین کہ اللہ تعالے نے ہمارے لیے آخرت کو اختیار کیا دنیا پر اور میرے اہل بیت قریب ہے کہ میرے بعد بلا اوٹھاوینگے اور سختی اور اخراج (نکالے جانا وطن سے) یہانتک کہ کچھ لوگ مشرق کیطرف سے آوینگے (اس مین مدح ہے اہل مشرق کی اور عرب سے ہند اور ایران مشرق کی جانب مین ہے) انکے ساتھ سیاہ جھنڈے ہونگے وہ بھلائی (یعنے خزانہ طلب کرینگے) لوگ انکو ندینگے وہ لڑینگے اور مدد دیے جاوینگے (اللہ کیطرف سے) آخر وہ جو مانگتے تھے انکو دیا جاویگا (یعنے لوگ انکی حکومت پر رضی ہوجاوینگے) انکو خزانہ دیدینگے وہ اپنے لیے حکومت قبول نہ کرینگے یہانتک کہ میرے اہل بیت مین سے ایک شخص کو یہ خزانہ اور حکومت دیدینگے وہ زمین کو عدل سے بھر دیگا جیسے لوگون نے اسکو ظلم سے بھر اتھا پھر جو کوئی تم مین سے اس زمانہ کو پاوے وہ ان لوگون کے پاس جاوے (یعنے ان اہل مشرق کے لشکر مین شریک ہوجاوے جو امام مہدی کو بٹھلانے کے لیے آوینگے) اگرچہ گھٹنون اور ہاتھون کے بل برف پر چلتا ہوا جاوے (اول تو گھٹنون کے بل چلنا ہی دشوار ہے دوسرے برف پر چلنا یہ اور سخت مشکل ہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح سے ہوسکے گو تکلیف سے سہی اس لشکر مین شریک ہوجانا چاہیے **عن** ابی سعید الخدری ان النبی

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی امتی المھدی ان قصر فسبع والا فتسع تتنعم فیہ امتی نعمۃ لم ینعموا مثلھا قط تؤتی اکلھا ولا تدخر منھم شیئا والمال یومئذ کدوس فیقوم الرجل یا مھدی اعطنی فیقول خذ

ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں مہدی پیدا ہونگے اگر وہ دنیا میں کم رہے تو بھی سات برس تک رہینگے اور نہیں تو نو برس رہیں گے ان کے زمانہ میں میری امت ایسی خوش ہوگی کہ ویسی خوش کبھی نہیں ہوئی ہوگی اور زمین کا یہ حال ہوگا کہ اپنا سارا میوہ اگا دیگی اور کچھ اٹھا نہ رکھے گی اور مال انکے زمانہ میں ڈھیر لگا ہوگا ایک شخص کھڑا ہوگا اور کہیگا ای مہدی مجھ کو کچھ دو وہ کہینگے لے **فائدہ** صنعا تو جاہے اس ڈھیر میں سے مہدی کے معنی لغت میں ہدایت پایا ہوا اور اسی سے ہیں مہدی آخرالزمان اور زرکشی نے کہا یہ وہ مہدی ہیں جو حضرت عیسی علیہ السلام کا زمانہ پاوینگے اور ان کے ساتھ نماز پڑھیں گے اور قسطنطنیہ کو پھر نصاری سے چھین لیں گے اور عرب اور عجم کے مالک ہوجاوینگے اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان انسے بیعت کیجاوے گی اور سفیانی سے وہ لڑینگے اور ہند کے بادشاہ انکی اطاعت کرینگے **مترجم** کہتا ہے یہ سب علامات انکی احادیث میں وارد ہیں اور تعجب ہے ان لوگوں سے جنہوں نے اور کسیکو مہدی سمجھ لیا جس میں ان علامتوں میں سے ایک علامت بھی نہیں ہوئی جیسے مہدویہ ایک قوم ہے جو سید محمد جونپوری ایک مرد ہندی کو مہدی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں مہدی آمد ورفت اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے جو مقام قادیان میں ایک شخص **غلام احمد** نامی اب موجود ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں عیسے بن مریم ہوں اور ابن طاہر فتنی نے کہا معلوم نہیں یہ کیسے لوگ ہیں کیا مجنون ہیں جو ایک مرد مسافر غریب کو جسکی حکومت ایک گاؤں میں بھی نہیں ہوئی مہدی خیال کرتے ہیں اور احادیث صحیحہ کی جو اپنے خلاف ہوں تکذیب کرتے ہیں اور ان مہدی کو انبیائے سابقین پر فضیلت دیتے ہیں اور جو انکی مہدویت اور ولایت کا منکر ہو اسکو کافر جانتے ہیں اور انکے یاروں کو ابوبکر اور علی سے افضل بتاتے ہیں خاک پڑے انکی عقل پر انتہے مختصرا

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثۃ کلھم ابن خلیفۃ ثم لا یصیر الی واحد منھم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم ذکر شیئا لا احفظہ فقال اذا رأیتموہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المھدی

ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ایک خزانہ کے پاس تین سردار ماری جاوینگے ہر ایک انمیں سے خلیفہ (حاکم) کا بیٹا ہوگا باوجود اسکے یہ خزانہ ان میں سے کسی کو نہ ملیگا پھر سیاہ جھنڈے نمود ہونگے مشرق کیطرف سے اور وہ تم کو ایسا قتل کرینگے (یعنے عربوں کو جو اسوقت یہ خزانہ لینا چاہیں گے) کہ ویسا تمکو کسی نے قتل نہیں کیا ہے پھر آپ نے کچھ اور بیان کیا جو مجھ کو یاد نہیں رہا لیکن حسن بن سفیان نے اپنی سند میں اور ابونعیم نے کتاب المھدی میں اسکو بالاد

کیا کہ آپ نے فرمایا یہ اللہ کا خلیفہ مہدی آویگا جب تم اسکا نکلنا سنو تو اسکی پاس جاؤ اور اس سے بیعت کرو وہی اللہ کا خلیفہ
مہدی ہی تو آپ نے فرمایا جب تم اسکو دیکھو تو اس سے بیعت کرو اگرچہ ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل برف پر چلکر جاؤ کیونکہ
وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے **عن** علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المہدی منا اہل البیت یصلحہ اللہ
فی لیلۃ جناب امیر المؤمنین علی مرتضیٰ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی ہم میں سے ہیں اہل بیت نبوی
میں سے اللہ تعالیٰ انکو ایک رات میں خلافت کے لیے لیاقت کرے گا **ف** یعنی سب سامان انکے خلافت کا جھٹ پٹ ایک رات
میں درست کر دیگا **عن** سعید بن المسیب قال کنا عند ام سلمۃ فتذاکرنا المہدی فقالت سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من ولد فاطمۃ سعید بن مسیب سے روایت ہے ہم حضرت بی بی ام سلمہ کے پاس
تھے تو ہمنے مہدی کا ذکر کیا اونہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مہدی جناب فاطمہ
زہرا کی اولاد میں سے ہونگے **ف** سادات کرام میں سے قربان آپکے **عن** انس بن مالک قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول نحن ولد عبد المطلب سادۃ اہل الجنۃ انا وحمزۃ وعلی وجعفر والحسن والحسین
والمہدی انس بن مالک سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ہم عبد المطلب کی اولاد
ہیں اور جنت کے سردار یہ لوگ ہیں میں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی علیہ السلام الی یوم القیام **ف**
یہ ساتوں شخص جنت کے سردار ہیں یعنے جنتیوں کے سردار لیکن ان ساتوں میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے
آقا کے آقا ہیں اور ہم غلام ہیں جناب امام حسن علیہ السلام کے یا اللہ محمد کو جناب امام حسن کی طفیل سے بخشدے اور جنت میں
آپکی کفش برداری کی خدمت عطا فرما **عن** عبد اللہ بن الحرث بن جزء الزبیدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطئون للمہدی یعنی سلطانہ عبد اللہ بن حارث بن جزء سے روایت ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ مشرق سے نکلیں گے وہ لوگ گویا مہدی کی سلطنت جما دینگے **ف** یعنی آپ کی مدد کرینگے
اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جناب مہدی کے بڑے مددگار مشرق کے لوگ ہونگے اور مدینہ سے یہ سب بلاد مشرق کیطرف واقع
ہیں عراق عرب اور عراق عجم اور ایران توران ہندوستان وغیرہ غالباً ان ملکوں سے بہت سے مسلمان آپکے شریک
ہونگے یا اللہ ہمکو بھی امام مہدی علیہ السلام کی دعاے مشرف فرما اور ہمکو یا ہمارے اولاد کو ان کے اعوان و انصار میں
سے کر آمین یا رب العالمین **باب** الملاحم بڑی بڑی لڑائیوں کا بیان **عن** حسان بن عطیۃ قال مال
مکحول وابن ابی زکریا الی خالد بن معدان وملت معہما فحدثنا عن جبیر بن نفیر قال قال لی جبیر انطلق
بنا الی ذی مخمر وکان رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانطلقت معہما فسالہ عن الہدنۃ

فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَتُصَالِحُكُمُ الرُّومُ صُلْحًا آمِنًا ثُمَّ تَغْزُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا فَتَنْتَصِرُونَ وَتَغْنَمُونَ وَتَسْلَمُونَ ثُمَّ تَنْصَرِفُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجٍ ذِي تُلُولٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الصَّلِيبِ الصَّلِيبَ فَيَقُولُ غَلَبَ الصَّلِيبُ فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَقُومُ إِلَيْهِ فَيَدُقُّهُ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ وَيَجْمَعُونَ لِلْمَلْحَمَةِ

ذی مخمر سے روایت ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تہے جبیر نے اُن سی پوچھا صلح کو انہون نے کہا مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا آپ فرماتے تہی قریب ہے وہ زمانہ کہ روم (یعنے نصاریٰ) تمسے ایک صلح کرینگے جس مین امن رہیگا پہر تم اور وہ ملکر ایک تیسرے دشمن سے لڑوگے اور تمہاری فتح ہوگی اور لوٹ کا مال لوگے اور سلامتی کے ساتھ جنگ سے لوٹوگے یہانتک کہ ایک تروتازہ سبز مقام مین جہان ٹیلے ہونگے اتروگے تو صلیب والون مین سے (یعنے روم کے نصاریٰ مین سی جو تمہارے دوست ہوکر تمہارے دشمن سے لڑے تہے) ایک شخص صلیب کو بلند کریگا اور کہیگا صلیب کو غلبہ ہوا ایک شخص مسلمانون مین سے غصے ہوگا اور اٹھکر صلیب کو توڑ ڈالیگا اسوقت روم کے نصاریٰ عہد توڑ دینگے (یعنے دوستی تمہاری چھوڑ دینگے) اور سب کے سب جمع ہونگے لڑائی کے لیے **فائدہ** اس حدیث سی یہ نکلتا ہی کہ نصاریٰ کی شوکت اور سلطنت قیامت تک باقی رہیگی یعنے امام مہدی علیہ السلام کے وقت تک دوسری حدیث مین ہی کہ قیامت نہین قائم ہوگی یہانتک کہ اکثر لوگ دنیا کے نصاریٰ ہون گے یہ حدیث بڑی دلیل ہے آپ کی نبوت کی کیونکہ یہ پیشین گوئی آپ کی بالکل سچی نکلی کئی سو برس سے نصاریٰ کا برابر عروج ہو رہا ہے اور ہر ایک ملک مین انکا مذہب پہیلتا جاتا ہے دنیا کے چارون حصون مین انکی حکومت قائم ہوگئی یعنے ایشیا اور افریقہ اور امریکہ اور یورپ مین اور تمام بادشاہان روئے زمین نصرانی مذہب کے ہین الا دو بادشاہ اہل اسلام مین ایک شاہ ایران دوسرے شاہ روم اور ایک بادشاہ بودہ مذہب کا ہے یعنے خاقان چین اور اس حدیث سی یہ بہی نکلا کہ قیامت کے قریب مسلمانون کا بادشاہ نصاریٰ کی ایک قوم کے ساتھ ملکر تیسری سلطنت سی لڑیگا اور فتح پاویگا پہر صلیب پر تکرار ہوکر نصاریٰ سب ملجاوینگے اور متفق ہوکر مسلمانون سے مقابلہ کرینگے آثار محشر مین ہے کہ اخیر زمانہ مین انگریز یا روس سلطان روم کے شریک ہوکر انگریز یا روس سے مقابلہ کرینگے اور سلطان روم کو فتح ہوگی پہر جو سلطنت نصاریٰ کی سلطان روم کی تائید پر ہوگی وہ بہی مذہبی تکرار کی وجہ سی علاحدہ ہوجاویگی اور کل نصاریٰ ایک طرف ہوکر مسلمانون پر حملہ کرینگے سلطان روم شہید ہونگے اور شہر قسطنطنیہ یعنی اسلام بول نصاریٰ کے قبضہ مین آجاویگا مسلمان متفرق ہوکر پریشان ہونگے کہ اتنے مین امام مہدی علیہ السلام پیدا ہونگے اور نصاریٰ پر جہاد ہوگا اور امام کی فتح پر فتح ہوتی جاویگی یہانتک کہ شہر قسطنطنیہ پہر نصاریٰ سی لے لیوینگے اور دوسری حدیث مین جو ہی کہ قسطنطنیہ کی فتح قیامت کی نشانی ہے شاید اس سے مراد یہی فتح ہو جو مہدی کے زمانہ مین ہوگی یا اول فتح جو مسلمانون کو قسطنطنیہ پر ہوئی ہے حضرت عثمان کے زمانہ مین خیر اب ہر مسلمان قسطنطنیہ

فتح کرکے وہان کی لوٹ کا مال تقسیم کرتے ہون گے اور انکی تلوارین جھاڑون سی لٹکتی ہونگی کہ لوگ انکو خبر پہونچاوین گے بیٹھے کیا ہو دجال نکلا مسلمان یہ سنکر اپنے اپنے گھرون کو لوٹین گے اور دجال سے اور مسلمانون سی لڑائیان ہونگی اور مسلمان بہت شہید ہونگی اور باقی ماندہ مکہ اور مدینہ مین جہان دجال کا تصرف نہو سکیگا چھپ جاوینگے اور کچہ مسلمان امام مہدی کے ساتہہ یا انکے نائب کے ساتہہ بیت المقدس مین محصور ہونگے کہ اتنے مین حضرت عیسٰی علیہ السلام اترین گے اخیر تک جیسے اوپر گذر چکا **عَنْ** حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ فَيَجْتَمِعُونَ لِلْمَلْحَمَةِ فَيَأْتُونَ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اس مین زیادہ ہی کہ جب نصاری صلیب پر تکرار کرکے مسلمانون سی الگ ہو جاوینگے تو مسلمانون سی لڑنے کے لیے ایک ہو جاوینگے اور اسّی جھنڈون کے تلے انکا لشکر آویگا ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوج ہوگی **ف** یعنی ایک بریگیڈ تو کل اسّی بریگیڈ ہونگے جو مسلمانون سی لڑنے آوینگے اور یہ متفقہ افواج ہونگے نصاری کی کل تعداد انکی نو لاکہہ ساٹھہ ہزار ہوئی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَتِ الْمَلَاحِمُ بَعَثَ اللَّهُ بَعْثًا مِنَ الْمَوَالِي هُمْ أَكْرَمُ الْعَرَبِ فَرَسًا وَأَجْوَدُهُ سِلَاحًا يُؤَيِّدُ اللَّهُ بِهِمُ الدِّينَ ابو ہریرہ سی روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بڑی بڑی لڑائیان ہونگی تو اللہ تعالی موالی مین سی ایسے عرب کے سوا دوسرے مسلمانون مین جنکو عرب نے آزاد کیا ہے جیسے اہل فارس ترک وغیرہ ایک لشکر اٹہاویگا وہ سارے عرب مین گہوڑے کی سواری بہتر کرتے ہونگے اور ان سی بہتر ہتیار رکہتے ہونگے اللہ تعالی انکے سبب سے دین کی مدد کریگا **ف** ایسا ہی ہوا کہ صحابہ اور تابعین کے زمانہ مین ہزارہا اور لاکہا مجاہدین اہل فارس اور عراق عجم اور خراسان کے کافرون سی لڑے اور بڑی بڑی فتوحات کین اور انکے بعد بہی اہل فارس اور اہل ہند اور اہل افغانستان اور بخارا نے بڑے بڑے جہاد کافرون پر کیے سلطان صلاح الدین کی لڑائیان تمام نصاری سی اب تک تاریخ مین یادگار ہین اور محاربہ صلیب کا واقعہ اب تک آنکہون مین پہر رہا ہے جس مین چالیس لاکہہ نصاری اور تیس لاکہہ مسلمان مارے گئے اور عجب نہین کہ ذی مخمر کی حدیث مین جس لڑائی کا ذکر ہے وہ محاربہ صلیب ہی ہو کیونکہ اتنی بڑی لڑائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سی لیکر اب تک کوئی نہین ہوئی اور یہ اس لڑائی کی صلیب ہی پر ہوئی تہی واللہ اعلم

غرض اس حدیث سی اور کئی حدیثون سے عرب کے سوا دوسری مسلمانون کی بہی فضیلت نکلی ایک حدیث مین ہے کہ اگر دین ثریا پاس ہوتا تو اس تک چند لوگ اہل فارس کے پہونچ جاتے بعضون نے اس حدیث سی امام ابو حنیفہ کو مراد لیا ہے اور عجب نہین ہے کہ امام ابو حنیفہ بہی اس مین داخل ہون کیونکہ وہ بڑے امام اور مجتہد تہی اس امت کی مگر اتنا شبہ ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی اصل کابل سے تہی اور کابل بلاد ہند مین ہے نہ بلاد فارس مین البتہ امام بخاری امام مسلم امام ترمذی ابن ماجہ اور بڑے بڑے امام حدیث کی اس مین داخل ہین کیونکہ اکثر ان مین اہل فارس تہے اور دوسری حدیث مین ہی کہ ابدال موالی مین سے ہونگے

ہیں اور اس زمانہ میں تو اللہ تعالیٰ نے اہل ہند کو ایک بات میں عرب کے لوگوں پر بھی فضیلت دی ہے وہ یہ ہے کہ ہند کے ملک میں
ایک بڑی جماعت ہے اہلحدیث کی اور اکثر کتابیں حدیث کی ہند میں چھاپی گئیں اور چھاپی جاتی ہیں اور حدیث کے ترجمہ بھی سب
سے پہلے اہل ہند نے شائع کیے ہیں یا اللہ تو ہند کے مسلمانوں کو ہدایت کر اور انکو نیک توفیق دے آمین **عن** نافع بن
عُتْبَۃَ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَاتِلُوْنَ جَزِیْرَۃَ الْعَرَبِ فَیَفْتَحُہَا اللّٰہُ ثُمَّ تُقَاتِلُوْنَ
الرُّوْمَ فَیَفْتَحُہَا ثُمَّ تُقَاتِلُوْنَ الدَّجَّالَ فَیَفْتَحُہَا قَالَ جَابِرٌ فَمَا یَخْرُجُ الدَّجَّالُ حَتّٰی تُفْتَحَ الرُّوْمُ نافع بن عتبہ بن ابی وقاص
سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لڑائی کرو گے جزیرہ عرب کے رہنے والوں سے اللہ اسکو فتح کر دیگا (یعنے سارا عرب کا
جزیرہ تمہارے قبضے میں آجاویگا عرب کے ملک کو تین طرف سمندر گھیرے ہے ایک طرف سے خشکی کی راہ ہے اسلیے اسکو جزیرہ
نما کہتے ہیں) پھر لڑائی کرو گے نصاریٰ سے روم کے اللہ روم کے ملک پر بھی فتح کر دے گا پھر دجال سے لڑو گے اللہ تعالیٰ
اسپر بھی فتح دیگا (جب حضرت عیسیٰ اتریں گے) جابرؓ نے کہا تو دجال نہیں نکلیگا یہانتک کہ روم فتح ہو جاوے گا **عن**
مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلْحَمَۃُ الْکُبْرٰی وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِیْنِیَّۃِ وَخُرُوْجُ الدَّجَّالِ فِیْ سَبْعَۃِ
اَشْہُرٍ معاذ بن جبل سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑی لڑائی اور قسطنطنیہ کا فتح اور دجال کا نکلنا یہ
تینوں باتیں سات مہینے کے اندر ہونگی **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْمَلْحَمَۃِ
وَفَتْحِ الْمَدِیْنَۃِ سِتُّ سِنِیْنَ وَیَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِی السَّابِعَۃِ عبداللہ بن بسر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا بڑی لڑائی اور مدینہ کی فتح (یعنے قسطنطنیہ) کی بیچمیں چھ برس کا فاصلہ ہوگا اور دجال ساتویں برس میں
نکلے گا **ف** یہ مخالف ہے اگلی روایت کے اور شاید غلطی کی راویوں نے اگلی روایت میں تو بجائے برس کے مہینہ کہا اور
اسکا اسناد ضعیف ہے اور اس روایت کا اسناد بھی قوی نہیں ہے اس میں بقیہ ہے اور بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ بڑی
لڑائی چھ برس تک قائم رہے اور اگلی روایت میں جو میعاد بیان کی ہے وہ اسکے ختم ہونے سے ہو اور دوسری روایت میں
اسکی ابتدا سے میعاد مراد ہو اور انجاح میں ہے کہ دوسری روایت پہلی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور اسکو نکالا ترمذی اور
ابوداؤد اور احمد اور حاکم نے اور راجح یہی ہے کہ یہ تینوں واقعہ سات برس میں ہونگے **عن** کَثِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ
عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَکُوْنَ اَدْنٰی
مَسَالِحِ الْمُسْلِمِیْنَ بِبَوْلَاءَ ثُمَّ قَالَ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ قَالَ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ قَالَ اِنَّکُمْ سَتُقَاتِلُوْنَ بَنِی الْاَصْفَرِ وَیُقَاتِلُہُمُ
الَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِکُمْ حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْہِمْ رُوْقَۃُ الْاِسْلَامِ اَہْلُ الْحِجَازِ الَّذِیْنَ لَا یَخَافُوْنَ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ فَیَفْتَتِحُوْنَ
الْقُسْطَنْطِیْنِیَّۃَ بِالتَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ فَیُصِیْبُوْنَ غَنَائِمَ لَمْ یُصِیْبُوْا مِثْلَہَا حَتّٰی یَقْتَسِمُوْا بِالْاَتْرِسَۃِ وَیَاْتِیْ اٰتٍ

فَيَقُوْلُ اِنَّ الْمَسِيْحَ قَدْ خَرَجَ فِىْ بِلَادِكُمْ اَلَا وَهِىَ كِذْبَةٌ فَالْاٰخِذُ نَادِمٌ وَالتَّارِكُ نَادِمٌ عوف مزنی سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ نزدیک سے سے مسلمانون کا بولا مین ہوگا (بولا ایک مقام کا نام ہے) پھر آپنے فرمایا اے علی اے علی انہون نے کہا میرے ماں باپ آپ پر سے تصدق ہون آپنے فرمایا تم قریب ہے کہ بنی الاصفر سے لڑوگے یعنے روم کے نصاریٰ سے انکو اصفر کی اولاد کہا اصفر کہتے ہین زرد کو اسلیے کہ انکے باپ دادی کا رنگ زرد تہا روم بیٹا عیصو کا تہا اور عیصو بیٹا اسحاق کا اسحاق بیٹا ابراہیم کا اس نے حبش کی بادشاہزادی سے نکاح کیا تو زرد رنگ کی اولاد پیدا ہوئی کالا اور سفید رنگ ملنے سے اور نووی نے کہا انکے دادا کا نام اصفر بن روم بن عیصو تہا واللہ اعلم) اور ان سے وہ مسلمان لڑینگے جو تمہارے بعد پیدا ہونگے یہانتک کہ جو لوگ اسلام کی رونق ہونگے وہ بہی انسے لڑنیکے لیے نکلینگے یعنے حجاز کے لوگ جو اللہ کی راہ مین کسی برائی کرنے والیکی برائی سے نہین ڈرتے پہر وہ فتح کرینگے قسطنطنیہ کو تسبیح اور تکبیر سے اور اسقدر لوٹ کا مال پاوینگے کہ ویسی لوٹ کبہی نہین پائی ہوگی یہانتک کہ سپرین بہر بہر کر (روپیہ اشرفی) تقسیم کرینگے اور ایک آنیوالا آوے گا انکے ملکون سے وہ کہیگا مسیح (دجال) تمہارے شہرون مین نکل آیا خبردار رہو یہ خبر جہوٹ ہوگی پہر مال لینے والا بہی شرمندہ ہوگا اور نہ لینے والا بہی شرمندہ ہوگا عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِى الْاَصْفَرِ هُدْنَةٌ فَيَغْدِرُوْنَ بِكُمْ فَيَسِيْرُوْنَ اِلَيْكُمْ فِىْ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مین اور بنی اصفر مین (نصاریٰ مین) صلح ہوگی پہر وہ صلح توڑ ڈالینگے فریب سے یعنے دغا کرینگے اور تم سے لڑنیکے لیے آوینگے اسّی جہنڈی لیکر ہر جہنڈے کے تلے بارہ ہزار فوج ہوگی

بَابُ التُّرْكِ ترک کا بیان

ف وہ ایک قوم ہی اولاد سے یافث بن نوح کی اور ان مین کئی قبیلے اور کئی قومین ہین جیسے ختائی کرغیز کاسک قزاق قلمق ازناؤط خوجاک ازبک سرکش وغیرہ اور انکے ملک اصلی یہ ہین بخارا سمرقند تاشقند کاشغر چینی تاتار اور اب جو بادشاہ ہی روم کا سلطان عبد الحمید خان وفقہ اللہ للخیر وہ بہی ترک ہی عثمان خان کی اولاد مین سے اسکا جد اعلے عثمان ترک تہا جو اپنے اصلی ملک یعنے ترکستان سے نکلکر ملک شام اور روم کیطرف گیا اور اسکو فتح کیا اور اسی سے بنا ہوئی سلطنت ترکی یعنے دولت عثمانیہ کی اور بنا اس سلطنت کی خلافت عباسی کے گذر جانے کے بعد ہوئی اور اوائل زمانہ مین ترک لوگ اکثر کافر اور مشرک تہے اور انہون نے اسلام کو وہ صدمہ پہونچایا کہ ایسا صدمہ کسی قوم نے نہین پہونچایا آخری خلیفہ مستعصم باللہ کو انہون ہی نے شہید کیا اور بغداد کو انہون ہی نے تباہ و تاراج کیا لاکہون مسلمانون کو مار ڈالا اور لاکہون کتابین مختلف

علوم وفنون کی جلا وین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کی پیشین گوئی فرمائی جو ابو بکرہ سے منقول ہے اسکو ابو داؤد نے نکالا عن ابی ھریرۃ رضی یبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما نعالھم الشعر ولا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما صغار الاعین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہین قائم ہوگی یہانتک کہ تم لڑوگے ایسے لوگون سے جنکی جوتی بالون کے ہونگے (یا انکے بال اتنے لنبے ہونگے کہ جوتون تک لٹکتے ہونگے) اور قیامت نہین قائم ہوگی یہانتک کہ تم لڑوگے ایسے لوگون سے جنکی آنکھین چھوٹی ہونگی (یعنے ترک سے جیسے بریدہ کی روایت مین تصریح ہے اسکو نکالا ابو داؤد نے)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما صغار الاعین ذلف الانوف کان وجوھھم المجان المطرقۃ ولا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما نعالھم الشعر ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ تم لڑوگے ایسے لوگون سے جن کی آنکھین چھوٹی ہونگی اور ناکین موٹی ہونگی (اٹھی ہوئی انکے مونہہ سرخ ہونگے یعنی ترک لوگون سے متفق علیہ) انکے مونہہ ایسے ہونگے جیسے سپرین تہ برتہ (یعنے موٹے اور غلیظ خساری) اور قیامت نہین قائم ہوگی یہانتک کہ تم ایسے لوگون سے لڑوگے جنکی جوتیان بالون کی ہونگی

عن عمرو بن تغلب قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان من اشراط الساعۃ ان تقاتلوا قوما عراض الوجوہ کان وجوھھم المجان المطرقۃ وان من اشراط الساعۃ ان تقاتلوا قوما ینتعلون الشعر عمرو بن تغلب سے روایت ہے مین نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قیامت کی نشانیون مین سے ہے یہ کہ تم ایسے لوگون سے لڑوگے جنکی مونہہ چوڑے ہین گویا انکے مونہہ سپرین ہین تہ برتہ اور قیامت کی نشانیون مین سے ہے یہ کہ تم ایسے لوگون سے لڑوگے جنکے جوتے بالون کے ہونگے

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما صغار الاعین عراض الوجوہ کان اعینھم حدق الجراد کان وجوھھم المجان المطرقۃ ینتعلون الشعر ویتخذون الدرق یربطون خیلھم بالنخل ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ تم ایسے لوگون سے لڑوگے جنکی آنکھین چھوٹی ہونگی مونہہ چوڑے ہونگے اون کی آنکھین گویا ٹڈی کی آنکھین ہونگی اور مونہہ انکے گویا سپرین ہین تہ برتہ اور بال کے جوتے پہنینگے اور سپرین انکے پاس ہونگی اور اپنے گھوڑے کھجور کے درختون سے باندھینگے (نووی نے کہا ہمارے زمانہ مین ایسے ہی صفت کے ترکون سے مسلمان لڑے جو اس حدیث مین مذکور ہے بعینہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوا اللہ تعالی مسلمانون کی عاقبت بخیر

کری اور انکو اپنی حمایت مین رکہی **ابواب الزهد** زہد (دنیا سے بے رغبتی) کے باب **باب الزهد في الدنيا** دنیا سے بے رغبتی کا بیان **عن** ابي ذر
الغفاري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس الزهادة في الدنيا بتحريم الحلال ولا في اضاعة
المال ولكن الزهادة في الدنيا ان لا تكون بما في يديك اوثق منك بما في يد الله وان تكون في
ثواب المصيبة اذا اصبت بها ارغب منك فيها لو انها ابقيت لك قال هشام قال ابو ادريس
الخولاني يقول مثل هذا الحديث في الاحاديث كمثل الابريز في الذهب ابوذر غفاری سے روایت ہے آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کا زہد یہ نہین ہے کہ آدمی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیوے **ف** جیسے جاہل صوفی
اور درویش کیا کرتے ہین اور اسکو فقیری اور قرب الی اللہ کا باعث جانتے ہین ہماری شریعت مین ایسی درویشی سے ممانعت
ہے لا رهبانية في الاسلام اور اللہ تعالی نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم اور اپنے نبی سے
فرمایا یا ایہا النبی لم تحرم ما احل الله لک اور فرمایا کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا الله ان کنتم ایاه تعبدون اور
قرب الی اللہ بغیر اتباع شرع محمدی کے ممکن نہین ہے **ت** اور نہ یہ ہے کہ اپنا مال تباہ کردیوے (اسے لٹادے
یا جلادے یا ڈبو دے) لیکن زہد اور درویشی یہ ہے کہ آدمی کو اس مال پر جو اسکے ہاتھ مین ہو اس سے زیادہ بھروسا
نہ ہو جتنا اس مال پر ہے جو اللہ کے ہاتھ مین ہے (یعنے ہر حال مین اللہ پر بھروسا ہو اگر اسکے پاس ایک دمڑی بھی نہو
تب بھی دل کو اضطراب نہ ہو اور یہ یقین رکھتا ہو کہ جب تک جیین گے اللہ تعالی ضرور کہین سے دیگا) اور دنیا مین جب
کوئی مصیبت آوے تو اس سے زیادہ خوش ہو بہ نسبت اسکے کہ مصیبت نہ آتی دنیا مین اور آخرت کے لیے اوٹہا رکہی
جاتی (یعنے دنیا کی مصیبت کفارہ ہے گناہون کا پس عقلمند آدمی کو مصیبت سے خوش ہونا چاہیے کہ خیر دنیا پر بلا ٹل
گئی جو فانی اور چند روزہ ہے یہ اللہ کا احسان سمجہے اگر دنیا مین مصیبت نہ آتی اور گناہ قائم رہتے تو آخرت مین اسکے
بدل عذاب ہوتا اور وہ سخت مصیبت ہے) ہشام نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا کہ ابو ادریس خولانی نے کہا یہ حدیث
اور حدیثون مین ایسی ہے جیسے کندن سونے مین (یعنے نہایت عمدہ حدیث ہے اگرچہ سب حدیثین عمدہ ہین) **عن**
ابي خلاد وكانت له صحبة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رأيتم الرجل قد اعطي زهدا
في الدنيا وقلة منطق فاقتربوا منه فانه يلقي الحكمة ابو خلاد سے روایت ہے وہ صحابی تھے کہ آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کسی آدمی کو دنیا مین رغبت نہین ہے (یعنے مال اور دولت کا طمع نہین رکھتا اور
بقدر ضرورت پر قناعت کرتا ہے) اور وہ شخص کم گو بھی ہے (یعنے کثیر الکلام نہین ہے) تو اسکی صحبت مین رہو
حکمت اسکے دل پر ڈالی جاویگی **ف** یعنی اسکے دل پر فیوض اور برکات اوترینگے اور دین کی سچی سمجھ اس مین ہوگی اور

اور اسکی تعلیم اور تدریس مین برکت ہوگی یہ بہت عمدہ نشانی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیم اور زاہد کی بیان فرمائی کیونکہ دنیا کا طماع اور بک بک کرنیوالا دونون کسیطرح حکیم نہین ہو سکتے۔ کثرت کلام اگرچہ مباح باتون مین ہو جب بھی خوب نہین ہی اور دل کا نور اس سے جاتا رہتا ہے اور حمق اور سفاہت اور قلت عقل کی دلیل ہے **عن** سهل بن سعد الساعدي قال اتى النبي صلى الله عليه وسلم رجل فقال يا رسول الله دلني على عمل اذا عملته احبني الله واحبني الناس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ازهد في الدنيا يحبك الله وازهد فيما في ايدي الناس يحبوك سہل بن سعد سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھکو ایسا کوئی کام تبلایئے جب مین اسکو کرون تو اللہ تعالی بھی مجھکو دوست رکھی اور لوگ بھی دوست رکھین آپنے فرمایا دنیا سی نفرت کر اللہ تجھکو دوست رکھیگا اور جو کچھ لوگون کے پاس ہے اس سے نفرت کر (کسی کی دنیا کی خواہش مت کر) لوگ تجھ کو دوست رکھینگے **ف** بلکہ سب تیری ملاقات سے خوش ہونگے اور جہان تو نے اپنی کوئی حاجت ان سے بیان کی کہ وہ الگ ہوے اور تیری ملاقات سے کنیانے لگین گے **عن** سمرة بن سهم قال نزلت على ابي هاشم بن عتبة وهو طعين فاتاه معوية يعوده فبكى ابو هاشم فقال معوية ما يبكيك اي خال اوجع يشئزك ام على الدنيا فقد ذهب صفوها قال على كل لا ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم عهد الي عهدا وددت اني كنت تبعته قال انك لعلك تدرك اموالا تقسم بين اقوام وانما يكفيك من ذلك خادم ومركب في سبيل الله فادركت فجمعت سمرہ بن سہم سے روایت ہی مین ابو ہاشم بن عتبہ پاس گیا (ان کا باپ عتبہ نانا تہا معاویہ کا جو جنگ بدر مین حضرت علی یا حضرت حمزہ کے ہاتہ سے مارا گیا) انکو برچھا لگا تہا معاویہ انکی عیادت کو آئی ابو ہاشم رونے لگے معاویہ نے کہا ماموں جان تم کیون روتے ہو درد کی شدت سی یا دنیا کا رنج ہے اگر دنیا کا رنج ہے تو اسکا عمدہ حصہ تو گذر گیا اور خراب باقی رہا اب اسکا کیا رنج ہے ابو ہاشم نے کہا مین ان دونون مین کسی کے لیے نہین روتا لیکن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو ایک نصیحت کی تہی مجھے آرزو رہ گئی کاش مین اسکی پیروی کرتا آپنے مجھ سے فرمایا تھا شاید تو ایسا زمانہ پاوی جب لوگ مالون کو تقسیم کرینگے تو تجھکو کافی ہے دنیا کے مالون مین سی ایک خادم (عورت ہو یا مرد) اور ایک جانور سواری کے لیے جہاد مین لیکن مینے دنیا کے مال کو پایا اور جمع کیا **ف** تو اسپر روتا ہون کہ آپ کی نصیحت پر عمل نہ کرسکا دوسری روایت مین ہی کہ کافی ہے تجھ کو دنیا مین سی ایک خادم ایک سواری ایک گہر اس سے زیادہ جمع رکھنا ضرور نہین دوسرے محتاجون کو دیدیوے آپ کہاوے دوسرون کو کہلاوے عزیزون سے ناتے والون سی سلوک کرے یتیمون بیوون

کی پرورش کریں مفید عام کاموں میں صرف کریں جیسے مدارس بنانے میں مساجد کی تعمیر میں سرائے کی تعمیر میں کنوئیں کی تعمیر میں دین کی کتابیں طبع کرانے میں اور تقسیم کرنے میں مگر ہزاروں لاکھوں میں کوئی ایسا بندہ ہوتا ہے جو دنیا کو بالکل جمع نہیں کرتا اس زمانہ میں یہی غنیمت ہے کہ خیر جمع کرے لیکن شرع کے موافق زکوٰۃ ادا کرتا رہے یعنی ہر سال چالیسواں حصہ اللہ کی راہ میں دیوے **عن** انس قال اشتکی سلمان فعادہ سعد فرآہ یبکی فقال لہ سعد ما یبکیک یا اخی الیس قد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیس الیس قال سلمان ما ابکی واحدۃ من اثنتین ما ابکی ضنا للدنیا ولا کراھیۃ للآخرۃ ولکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عھد الی عھدا فما اراني الا قد تعدیت قال وما عھد الیک قال عھد الی انہ یکفی احدکم مثل زاد الراکب و لا اراني الا قد تعدیت واما انت یا سعد فاتق اللہ عند حکمک اذا حکمت وعند قسمک اذا قسمت و عند ھمک اذا ھممت قال ثابت فبلغني انہ ما ترک الا بضعۃ وعشرین درھما من نفقۃ کانت عندہ انس سے روایت ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (جو بڑے زاہدوں میں سے تھے اور نہایت جلیل القدر صحابی محب اہل بیت یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان ہم میں سے ہے اہل بیت میں سے) بیمار ہوئے سعد بن ابی وقاص انکی عیادت کو گئے دیکھا تو وہ رو رہے ہیں سعد نے کہا تم کیوں روتے ہو بھائی کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نہیں اوٹھائی کیا یہ بات تم میں نہیں ہے یہ بات نہیں ہے سلمان نے کہا میں دو باتوں میں ایک بات کیوجہ سے بھی نہیں روتا نہ تو دنیا کی حرص کیوجہ سے (بخیلی کی راہ سے جیسے بخیل روتے ہیں اپنے مال کے لیے) اور نہ اسوجہ سے کہ میں آخرت کو جانا برا جانتا ہوں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک نصیحت کی تھی اور میں دیکھتا ہوں اپنی تئیں کہ میں نے اس میں فرق کیا (یعنے نصیحت پر پورا عمل نہیں کیا) سعد نے کہا کیا نصیحت کی تھی سلمان نے کہا آپ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک کو دنیا میں اسقدر کافی ہے جتنا سوار کو کافی ہوتا ہے (جو شخص سواری پر کہیں اترے راہ میں تو وہ تھوڑا سا توشہ یا سامان چاہتا ہے) اور میں سمجھتا ہوں میں نے اس میں زیادتی کی لیکن تو اے سعد جب حکومت کیجیو تو اللہ سے ڈر کر کرنا اور جب تقسیم کرنا تو اللہ سے ڈر کر کرنا اور جب کسی کام کا قصد کیجیو تو اللہ سے ڈر کر کرنا ثابت نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے انس سے) مجھے خبر پہنچی کہ سلمان نے کچھ نہیں چھوڑا مگر بیس پر کئی درم وہ بھی انکے خرچ میں سے (جو ہر سال معمولی انکو ملا کرتا) انکے پاس باقی رہ گئے تھے (اور سلمان کو اتنی ذری سی مال چھوڑنے پر بھی رنج تھا ہای ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ہزاروں لاکھوں چھوڑ جاتے ہیں اور ساری عمر کوڑی کوڑی جوڑتے ہیں)

باب الھم بالدنیا یا دنیا کی فکر کرنا

کیاہے **عن** أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ
قُلْتُ مَا بَعَثَ إِلَيْهِ هَذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا لِشَيْءٍ سَأَلَ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَأَلَنَا عَنْ أَشْيَاءَ سَمِعْنَاهَا مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ
فَرَّقَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ
نِيَّتَهُ جَمَعَ اللَّهُ لَهُ أَمْرَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ ابان بن عثمان سے روایت ہے زید
بن ثابت رضی اللہ عنہ مروان پاس سے ٹھیک دوپہر کیوقت نکلے مینے (اپنے دلمین) کہا اسوقت جو مروان نے زید بن ثابت
کو بلا بھیجا تو ضرور کچھ پوچھنے کے لیے بلایا ہوگا مین نے ان سے پوچھا اونہون نے کہا مروان نے ہم سے چند باتین پوچھین جنکو
ہمنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا مینے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے جس شخص کو بڑی فکر دنیا کی ہی ہو
(رات دن اسیمین مصروف رہے اور دین کی اصل نہ سمجھے) تو اللہ تعالی اسکے کام پریشان کردیگا (اور ہر روز ایک نئی
تشویش لاحق ہوگی جس سے جیتے تک چھٹکارا نہ ہوگا) اور اسکی مفلسی دونون آنکھون کے درمیان کردیگا (یعنے ہر ایک
شخص اسکو ذلیل اور محتاج سمجھے گا) اور دنیا اسکو اوتنی ہی ملے گی جتنی اسکی تقدیر مین لکھی ہے (فکر اور تشویش
اور سعی اور کوشش سے کچھ نہوگا) اور جسکی نیت اصل آخرت کیطرف ہو (یعنے آخرت کو مقصود اصلی سمجھ کر بڑی فکر جسکی
اسکی رکھے اور دنیا اسکے ذیل مین سمجھے) تو اللہ تعالی (خود بخود اپنی قدرت کاملہ سے) اسکے سب کام درست کردیگا
(اور یکجا کردیگا اسکے پھیلاؤ کو اسکی دلجمعی کے لیے اور اسکے دل مین بے پرواہی ڈالدے گا (وہ کسیکا محتاج
نبنے گا کسی سے غرض نہ لیجاویگا) اور دنیا جھک مارکر اسکے پاس آویگی (اللہ کے حکم سے اور لوگ حیران ہونگے کہ بغیر
سعی اور کوشش کے اسکو دنیا کیسے ملی **ف** مترجم کا عمل اس حدیث پر پچپن سے ہے اور آجتک مترجم کا یہی حال رہا
کہ سوا اپنے گھر بیٹھے رہنے کے یا نوکری کے مقام پر جا بیٹھنے کے نہ کسی کی ملاقات کو جاتا ہے نہ ترقی مال کے لیے کبھی
کسی دنیا دار کی خوشامد کی بلکہ ایسے کام کرتا ہے اور اسقدر بے پرواہی کہ دوسرے دنیادار ملامت کرتے ہین اور
کہتے ہین ضرور تمہاری آمد مین خلل واقع ہوگا لیکن اللہ تعالی دلائے جاتا ہے اور دیے جاتا ہے اور تمام دنیادار
حیران ہین حسد کرتے ہین قربان اسکی قدرت کے **عن** الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ سَمِعْتُ
نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ الْمَعَادِ كَفَاهُ اللَّهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ
بِهِ الْهُمُومُ أَحْوَالَ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللَّهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَتِهِ هَلَكَ اسود بن یزید سے روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی
اللہ عنہ نے کہا مینے سنا تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص سب فکرون کو چھوڑ کر ایک فکر کرلیگا یعنے آخرت

کی فکر تو اللہ تعالی اسکی دنیا کی فکرین اپنے ذمہ لیگا یعنے اسکی دنیا کی مقصد پوری کر دیگا اور جو شخص طرح طرح کی دنیا کی فکرون مین لگا رہے اور آخرت کو بھولجاوے) تو اللہ تعالی پرواہ نہ کریگا وہ کسی وادی مین ہلاک ہو عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ وَلَا اَعْلَمُهُ اِلَّا قَدْ رَفَعَهُ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ یَا ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِیْ اَمْلَاْ صَدْرَكَ غِنًى وَاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ مَلَاْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا وَلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابو خالد نے کہا مین یہی سمجھتا ہون کہ ابوہریرہ نے اسکو مرفوعًا روایت کیا (یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ) کہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے تو اپنا دل بھر کر فراغت سے میری عبادت کر مین تیرا دل بھر دون گا تونگری سے اور تیری مفلسی دور کرون گا اور اگر تو ایسا نہین کرے گا تو مین تیرا (دل) دھندون سے بھر دون گا اور تیری مفلسی دور نہین کرونگا

باب مَثَلُ الدُّنْیَا دنیا کی مثال

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ اَخِیْ بَنِیْ فِهْرٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مَثَلُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَثَلُ مَا یَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ فِی الْیَمِّ فَلْیَنْظُرْ بِمَ یَرْجِعُ مستورد سے روایت ہے جو بنی فہر مین سے تھے وہ کہتے تھے مینے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ مین ایسی ہے جیسے تم مین سے کوئی اپنی انگلی سمندر مین ڈالے پھر دیکھے کہ کتنا پانی اسکی انگلی مین لگ آتا ہے (جتنا پانی انگلی مین رہجاوے اسکو جو نسبت سمندر سے ہے وہی دنیا کو آخرت سے ہے یہ مثال ہے سمجھانے کے لیے ہے ورنہ آخرت کے سامنے دنیا اس سے بھی کم ہے) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اضْطَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی حَصِیْرٍ فَاَثَّرَ فِیْ جِلْدِهٖ فَقُلْتُ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ كُنْتَ اٰذَنْتَنَا فَفَرَشْنَا لَكَ عَلَیْهِ شَیْئًا یَقِیْكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنَا وَالدُّنْیَا اِنَّمَا اَنَا وَالدُّنْیَا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوری پر لیٹے آپکے بدن مین اسکا نشان پڑ گیا مینے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان کاش آپ ہمکو حکم دیتے تو ہم آپکے واسطے بچھونا کر دیتے اور آپکو تکلیف نہوتی (یعنے بدن مین بوریے کا نشان پڑنے سے محفوظ رہتے) آپنے فرمایا مین تو دنیا مین ایسا ہون جیسے ایک سوار ایک درخت کے تلے سایہ کے لیے اتر پڑے پھر تھوڑی دیر مین وہان سے چلدیوے (تو وہ درخت کے تلے زیادہ سامان کرنا نہین چاہتا کیونکہ جلد اسکو چھوڑنا ہے) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ فَاِذَا هُوَ بِشَاةٍ مَیِّتَةٍ شَائِلَةٍ بِرِجْلِهَا فَقَالَ اَتُرَوْنَ هٰذِهٖ هَیِّنَةً عَلٰی صَاحِبِهَا فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَلدُّنْیَا اَهْوَنُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ هٰذِهٖ عَلٰی صَاحِبِهَا وَلَوْ كَانَتِ الدُّنْیَا تَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا قَطْرَةً اَبَدًا سہل بن سعد سے روایت ہے ہم آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ذو الحلیفہ میں آپ نے دیکھا تو ایک بکری (مردہ) اپنا پاؤں اوٹھائے پڑی تھی آپ نے فرمایا
تم کیا سمجھتے ہو یہ اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے قسم خدا کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ دنیا اللہ کے نزدیک اس
بکری سے بھی زیادہ ذلیل ہے اسکے مالک کے نزدیک اور اگر دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے بازو برابر بھی مرتبہ رکھتی تو اللہ
تعالی اس میں سے ایک قطرہ پانی کا کافر کو نہ پینے دیتا بلکہ اپنے مومن بندوں ہی کو اس سے فائدہ اٹھانے دیتا لیکن
چونکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالی کے نزدیک پشہ سے بھی زیادہ ذلیل ہے اسلیے کافروں اور مومنوں اور سب بندوں کو وہ
عام کر دی مگر آخرت مومنوں ہی کے لیے رکھی گئی ہے) عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ اِنِّي لَفِي الرَّكْبِ مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتٰى عَلٰى سَخْلَةٍ مَنْبُوْذَةٍ قَالَ فَقَالَ اَتُرَوْنَ هٰذِهِ هَانَتْ عَلٰى اَهْلِهَا قَالَ
قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ هَوَانِهَا اَلْقَوْهَا اَوْ كَمَا قَالَ قَالَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ
هٰذِهٖ عَلٰى اَهْلِهَا مستورد بن شداد سے روایت ہے میں چند سواروں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اتنے
میں آپ ایک بکری کے (مردہ) بچہ پر گذرے جو راہ میں پھینک دیا گیا تھا آپ نے فرمایا دیکھو تم جانتے ہو کہ یہ
ذلیل ہے اسکے مالک کے نزدیک لوگوں نے عرض کیا ذلیل ہے جب تو اسکو پھینک دیا ہے آپ نے فرمایا قسم اس کی
جسکے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جتنا یہ ذلیل ہے اپنے مالک کے
نزدیک عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ
مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ اَوْ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا
آپ فرماتے تھے دنیا ملعون ہے (یعنے اوس پر لعنت ہے اللہ کی) اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ کی یاد
اور جنکو اللہ پسند کرتا ہے (جیسے نماز روزہ عبادت وغیرہ یا وہ لوگ جو اللہ کے دوست ہیں) اور عالم اور علم سیکھنے
والا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا قید خانہ ہے مسلمان کا (کتنی ہی راحت
ہو مگر جب آخرت کا خیال آتا ہے دل کو بے چینی اور پریشانی ہو جاتی ہے) اور جنت ہے کافر کی (جسکو آخرت سے
سروکار نہیں دنیا ہی کی زندگی صرف زندگی جانتا ہے) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِبَعْضِ جَسَدِيْ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ كَاَنَّكَ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ
اَهْلِ الْقُبُوْرِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم میں سے کوئی عضو تھاما (مونڈھے جیسے دوسری
روایت میں ہے) اور فرمایا اے عبد اللہ دنیا میں اسطرح رہ جیسے مسافر رہتا ہے (پردیس میں) یا جیسے راہ چلتا رہتا

ہے اسفر مین کہین اترتا ہے) اور اپنے تئین قبر والون مین سے شمار کر رکیونکہ موت کا وقت معلوم نہین اسد ضرور وہ آویگی پس یہی بہتر ہے کہ پہلی ہی سے اپنے کو مردون مین شمار کرے اور کسی بندہ خدا کو ایذا نہ دیوی نہ ظلم کرے ع خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی **باب** مَنْ لَا یُؤْبَہُ لَہٗ جسکی لوگ پرواہ نہ کرین گے اسکی مفلسی او ذلت کی وجہ سے ا **عن** مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکَ عَنْ مُلُوْکِ الْجَنَّۃِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ رَجُلٌ ضَعِیْفٌ مُسْتَضْعَفٌ ذُوْطِمْرَیْنِ لَا یُؤْبَہُ لَہٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ معاذ بن جبل سے روایت ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مین تجھسے بیان نہ کرون جنت کا بادشاہ کون ہے مینے عرض کیا جی ہان بیان فرماییے آپنے فرمایا جو شخص کم زور ناتوان ہو لوگ اسکو کم قوت سمجھین (اس سے شر کا ڈر نہ ہو) اور دو پرانے کپڑے پہنا ہو وہ اگر قسم کھاوے اسکے بھروسہ پر تو اللہ تعالی اسکو سچا کرے گا **عن** حَارِثَۃَ بْنِ وَھْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَھْلِ الْجَنَّۃِ کُلُّ ضَعِیْفٍ مُتَضَعَّفٍ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَھْلِ النَّارِ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَکْبِرٍ حارثہ بن وہب سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مین تجھکو نہ بتلاؤن جنت کے لوگ کون ہین ہر ایک ضعیف ناتوان جسکو لوگ کم زور جانین (اور سب زیادتی کرین اس خیال سے کہ وہ بدلا نہین لے سکتا) کیا مین تم کو نہ بتلاؤن دوزخ کے لوگ ہر ایک سخت مزاج بہت روپیہ جوڑنیوالا اتراتا ہوا مغرور (گھمنڈ والا) **عن** اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَغْبَطَ النَّاسِ عِنْدِیْ مُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ ذُوْحَظٍّ مِنْ صَلٰوۃٍ غَامِضٌ فِی النَّاسِ لَا یُؤْبَہُ لَہٗ کَانَ رِزْقُہٗ کَفَافًا وَصَبَرَ عَلَیْہِ عُجِّلَتْ مَنِیَّتُہٗ وَقَلَّ تُرَاثُہٗ وَقَلَّتْ بَوَاکِیْہِ ابوامامہ سے روایت ہی آنحضرت نے فرمایا سب سے زیادہ جسپر لوگون کو رشک کرنا چاہیے میرے نزدیک وہ مومن ہی جو ہلکا پھلکا ہو (یعنی دنیا کے بہت جھگڑے لین دین مال متاع اسکے پاس نہ رکھتا ہو) اور نماز مین اسکو راحت ملتی ہو (یعنی اسکو عبادت مین مزہ حاصل ہوتا ہو اور نماز مین دل لگتا ہو) پوشیدہ ہو لوگون مین (لوگ اسکو عابد زاہد نہ جانتے ہون بلکہ ایک معمولی آدمی سمجھتے ہون لوگون کے سامنے صرف فرض پڑھ لیتا ہو لیکن مخفی اللہ کی عبادت کرتا ہو) اور اسکی پرواہ نہ کرتے ہون لوگ (اسکو حقیر جانکر کوی تعظیم اور تکریم اور خاطرداری نہ کرتا ہو) اسکو گذر کے موافق روزی ملتی ہو (یعنے بقدر کفاف اور ضرورت) اور اسپر صابر ہو (زیادہ کی تلاش مین سرگردان نہ ہو) اسکی موت جلدی آجاوے اور اسکا ترکہ کم ہو (بوجہ کم مال کے) اور اسکے رونیوالے کم ہون۔

ف کیونکہ عیال و اطفال عزیز و اقربا اسکے کم تھے۔ اہل تصوف نے کہا ہے کہ یہ سب صفات جناب ابوبکر صدیق مین بوجہ کامل موجود تھی اور وہ پیشوا تھے طریقہ ملامتیہ کے اور ملامتیہ وہ طریق ہے جو لوگون کی نظر مین زیادہ اعمال خیر نہین کرتے بلکہ صرف فرائض ادا کر لیتے ہین اور بعضی باتین ایسی کرتے ہین تاکہ عوام کی نظر مین وہ خلاف شرع معلوم ہون لیکن

درحقیقت خلاف شرع نہوں کیونکہ اللہ کے اچھے بندے درحقیقت شرع کی خلاف کبھی نہیں کرینگے اور ظاہر میں یہ لوگ ایسے کام اسوجہ سے کرتے ہیں کہ کوئی انکو عابد زاہد نہ سمجھے بلکہ گنہ گار اور شہدہ خیال کرے اور سوا اپنے مالک کے اور کسی کو اپنا واقعی حال معلوم نہ ہو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ نے عوارف میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ میں جو بعضے فقیر علانیہ محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں جیسے ڈاڑھی منڈانا مسکرات کا استعمال کرنا شرعی احکام کی توہین کرنا اور اپنے کو قلندریہ یا ملامتیہ کہتے ہیں یہ ہرگز فقیر نہیں ہیں بلکہ ملحد اور بددین ہیں اور ایسے لوگوں کی صحبت میں رہنا ہرگز روا نہیں ہے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْحَارِثِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبَذَاذَۃُ مِنَ الْاِیْمَانِ قَالَ الْبَذَاذَۃُ الْقَشَافَۃُ یَعْنِی التَّقَشُّفَ ابو امامہ حارثی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بذاذت (یعنے سادگی اور زیب اور زینت کا ترک کرنا مثلاً کرتے کا تکمہ کھلا ہوا رکھنا پیوند کا کپڑا پہن لینا پرانا پھٹا کپڑا پہن لینا بوریا پر بیٹھ جانا اور سو رہنا) ایمان میں داخل ہے لاور بہت تکلف اور تزین اور آرایش دنیداری کے سامان ہیں **عن** اَسْمَآءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّھَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُاُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کیا میں تم سے بیان نہ کروں ان لوگوں کا حال جو اللہ کے بہتر بندے ہیں لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں بیان فرمائیے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بہتر تم میں وہ لوگ ہیں کہ انکو جب کوئی دیکھے تو اللہ کی یاد آوے **ف** یہ بہت عمدہ پہچان ہے سالک اور مقرب الی اللہ کی حضرات نقشبندیہ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شخص کی ملاقات اور زیارت سے قلب پر اثر نہ ہو اور اللہ کیطرف شوق نہ پیدا ہو تو اسکے وعظ اور صحبت میں بھی کوئی فائدہ نہوگا **باب** فَضْلِ الْفُقَرَآءِ فقیری کی فضیلت **عن** سَہْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ مَرَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ قَالُوْا رَأْیَکَ فِیْ ھٰذَا نَقُوْلُ ھٰذَا مِنْ اَشْرَفِ النَّاسِ ھٰذَا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ یُّخْطَبَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ یُّشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ یُّسْمَعَ لِقَوْلِہٖ فَسَکَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَرَّ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ ھٰذَا قَالُوْا نَقُوْلُ وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا مِنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ ھٰذَا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ لَمْ یُنْکَحْ وَاِنْ شَفَعَ لَا یُشَفَّعُ وَاِنْ قَالَ لَا یُسْمَعُ لِقَوْلِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ ھٰذَا سہل بن سعد سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذرا آپ نے فرمایا تم اس شخص کے باب میں کیا کہتے ہو

اونہون نے عرض کیا جو آپ کی رائی ہو وہی ہم بھی کہتے ہین ہم تو سمجھتے ہین کہ یہ شخص اشراف لوگون مین سے ہے اگر یہ
کہین نکاح کا پیام بھیجے تو لوگ اسکو قبول کرینگے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو لوگ اسکی سفارش کو مان لینگے
اور اگر کوئی بات کہے تو لوگ اسکو توجہ سے سُنینگے یہ سنکر آپ خاموش ہو رہے پھر ایک دوسرا شخص گذرا آپنے فرمایا اسکے
باب مین تم کیا کہتے ہو اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم خدا کی یہ تو مسلمانون کے فقرا مین سے ہے یہ بیچارہ اگر کہین
نکاح کا پیام بھیجے تو لوگ اسکو قبول نہ کرینگے اور اگر سفارش کرے تو اسکی سفارش نہ سنینگے اور اگر کوئی بات
کہے تو لوگ اسکی بات نہ سنینگے (توجہ سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص بہتر ہے پہلا شخص کیطرح کے
زمین بھر کر لوگون سے ف پہلا شخص امیر تھا اور مالدار آپنے فرمایا یہ فقیر اور نادار زمین بھر کر مالدار لوگون سے اللہ کے
نزدیک بہتر ہے س خاکساران جہان را بحقارت منگر توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد عن عمران
ابن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يحب عبده المؤمن الفقير المتعفف ابا العيال
عمران بن حصین سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی دوست رکھتا ہے محتاج مومن کو جو
عیالدار ہوکر سوال سے باز رہتا ہے (اور فقر اور فاقہ پر صبر کرتا ہے اکثر اہل اللہ ایسے ہی لوگون مین ہوتے ہین نہ
بھیک مانگنے والون مین عیالداری کے ساتھ کم معاشی اور پھر قناعت اور صبر بھی فضیلت کیا کم ہے) باب
منزلة الفقراء فقیرون کا مرتبہ عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل فقراء
المؤمنين الجنة قبل الاغنياء بنصف يوم خمس مائة عام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانون مین جو فقیر ہین وہ مالدارون سے آدھے دن پہلے جنت مین جاوینگے اور آدھا
دن پانسو برس کا ہوگا (کیونکہ ایکدن آخرت کا اللہ تعالی کے نزدیک ہزار برس کا ہوتا ہے) عن ابي سعيد
الخدري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل اغنيائهم
بمقدار خمسمائة سنة ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان فقیر یا مہاجر فقیر
مالدارون سے پانسو برس پہلے جنت مین جاوینگے عن عبد الله بن عمر قال اشتكى فقراء المهاجرين
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ما فضل الله به عليهم اغنياءهم فقال يا معشر الفقراء الا
ابشركم ان فقراء المؤمنين يدخلون الجنة قبل اغنيائهم بنصف يوم خمسمائة عام ثم تلا
موسى هذه الآية وان يوما عند ربك كالف سنة مما تعدون عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے مہاجرین
مین جو لوگ فقیر تھے اونہون نے شکایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی کہ اللہ تعالی نے جو مالدار مہاجرین

کو انکے اور فضیلت دی آپ نے فرمایا ای فقراء کے گروہ مین تمکو خوشخبری دیتا ہون کہ فقراء مومنین مالدارون سے آدھے دن
یعنے پانسو برس پہلے جنت مین جاوینگے موسی بن عبیدہ نے (جو اس حدیث کا راوی ہے) پھر یہ آیت پڑھی وان یوما عند ربک
کالف سنة مما تعدون **باب** مجالسة الفقراء فقیرون کے ساتھ بیٹھنے کی فضیلت **عن** ابی هریرة رض
قال کان جعفر بن ابی طالب یحب المساکین ویجلس الیهم ویحدثهم ویحدثونه وکان رسول الله صلی
الله علیه وسلم یکنیه ابا المساکین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت جعفر بن ابی طالب (جو حضرت علی رض
مرتضی کے بھائی تھے) فقیرون سے محبت کرتے تھے اور ان کے پاس بیٹھا کرتے ان سے باتین کرتے اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے جعفر کی کنیت رکھی تھی ابو المساکین یعنے مسکینون کے باپ (جونکہ اکثر مسکینون کی صحبت مین
رہتے) **عن** ابی سعید الخدری قال احبوا المساکین فانی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول
فی دعائه اللهم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین ابوسعید خدری سے روایت
ہے انہون نے کہا مسکینون سے محبت رکھو اسلیے کہ مین نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اپنی
دعا مین یا اللہ مجھکو جلا مسکین اور مار مسکین اور میرا حشر کر مسکینون مین **ف** ۔ مالدار متکبرون اور مغرورون
مین اللہ مغفرت کرے علامہ ابو الطیب نور اللہ مرقدہ کی جب بھوپال مین انتقال فرمایا تو موت کے قریب یہ وصیت
کی انکو مساکین اور فقراء کے تکیہ مین گاڑین حالانکہ نواب تھے بہت بڑے رئیس دولتمند مگر یہہ چاہا کہ حشر مساکین
کی جماعت مین ہو آفرین ایسے مالدارون پر جو فقراء سے اتنی الفت رکھین اب تو یہ حال ہے کہ ذرا سا عہدہ
مل گیا تو قدم زمین پر نہین رکھتے اپنے سابق کے سب دوستون اور رفیقون کو بھول جاتے ہین خدا ایسے چھچھورون
پر لعنت کرے **عن** خباب فی قوله تعالی ولا تطرد الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی الی قوله
تعالی فتکون من الظالمین قال جاء الاقرع بن حابس التمیمی وعیینة بن حصن الفزاری فوجدوا
رسول الله صلی الله علیه وسلم مع صهیب وبلال وعمار وخباب قاعدا فی ناس من الضعفاء من
المؤمنین فلما راوهم حول النبی صلی الله علیه وسلم حقروهم فاتوه فخلوا به وقالوا انا نرید
ان تجعل لنا منک مجلسا تعرف لنا به العرب فضلنا فان وفود العرب تاتیک فنستحیی ان ترانا
العرب مع هذه الاعبد فاذا نحن جئناک فاقمهم عنک فاذا نحن فرغنا فاقعد معهم ان شئت
قال نعم قالوا فاکتب لنا علیک کتابا قال فدعا بصحیفة ودعا علیا لیکتب ونحن قعود فی
ناحیة فنزل جبریل علیه السلام فقال ولا تطرد الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی یریدون

وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ثُمَّ ذَكَرَ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ وَعُيَيْنَةَ فَقَالَ وَكَذَلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهَؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ثُمَّ قَالَ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ قَالَ فَدَنَوْنَا مِنْهُ حَتَّى وَضَعْنَا رُكَبَنَا عَلَى رُكْبَتِهِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ قَامَ وَتَرَكَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ وَلَا تُجَالِسِ الْأَشْرَافَ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا يَعْنِي عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعَ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا قَالَ هَلَاكًا قَالَ أَمْرُ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ ثُمَّ ضَرَبَ لَهُمْ مَثَلَ الرَّجُلَيْنِ وَمَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَالَ خَبَّابٌ فَكُنَّا نَقْعُدُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا بَلَغْنَا السَّاعَةَ الَّتِي يَقُومُ قُمْنَا وَتَرَكْنَاهُ حَتَّى يَقُومَ

خباب سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر مین ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی فتکون من الظالمین تک یعنے مت نکال ان لوگون کو جو صبح شام اسکی یاد کرتے ہین اپنے پاس سے انہون نے کہا کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آئے (یہ لوگ اپنی قوم کے رئیس اور مالدار تھے) دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صہیب اور بلال اور عمار اور خباب کے پاس بیٹھے ہین اور چند غریب مومنین کے ساتھ جب اقرع اور عیینہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ان لوگون کو دیکھا تو اُن کو حقیر جانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنکر آپ سے خلوت کی اور عرض کیا ہم یہ چاہتے ہین کہ آپ ہمارے لیے ایک مقام اور وقت مقرر کر دیجیے (اسلیے) کہ جسکی وجہ سے عرب لوگون کو ہماری بزرگی معلوم ہووے کیونکہ آپکے پاس عرب کی قومون کے قاصد آتے ہین اور ہمکو شرم معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ ہمکو ان غلامون کے ساتھ بیٹھا دیکھین (حضرت بلال علیہ السلام تو غلام ہی تھے لیکن حضرت صدیق نے انکو آزاد کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی مین دیا تھا اور صہیب اور خباب اور عمار غریب اور مسکین تھے اسلیے انکو بھی غلام کہا یہ لوگ غلام کیا تھے ساری دنیا کے بادشاہ انکے غلام ہین) تو جب ہم آپکے پاس آوین آپ انکو اپنے پاس سے اوٹھا دیا کیجیے پھر جب ہم فارغ ہوکر چلے جاوین تو آپ کا اگر جی چاہے انکے ساتھ بیٹھیے آپنے فرمایا ہان یہ ہوسکتا ہے (کیونکہ اس مین کوئی قباحت آپ کو معلوم نہین ہوئی بلکہ آپ کو یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ دنیا کے رئیس ہین اگر یہ مسلمان ہوجاوینگے تو اور بہت لوگ ان کے سبب سے مسلمان ہونگے اور اسلام کو قوت ہوگی اگرچہ یہ غریب لوگ اسکو سنکر ذرا رنجیدہ ہونگے مگر دوسرے وقتون مین انکی صحبت ہوسکتی ہے) انہون نے کہا آپ ایک تحریر اس مضمون کی لکھدیجیے آپ نے کاغذ منگوایا اور جناب علی مرتضے

کو بلایا لکھنے کے لیے۔ خباب کہتے ہین کہ ہم لوگ (یعنے عمار اور صہیب وغیرہ غربا اور مساکین ایک کونے مین خاموش بیٹھے تھے کہ جو مرضی اللہ اور اسکے رسول کی) اتنے مین حضرت جبرئیل علیہ السلام اترے اور یہ آیت لائے ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ اخیر تک یعنے مت ہانک اپنے پاس سے ان لوگون کو جو اللہ کی یاد کرتے ہین صبح اور شام رشل بلال اور عمار اور صہیب اور خباب کے رضی اللہ عنہم گو غریب مسکین تھے مگر اللہ جل جلالہ کے نزدیک عزت مین ساری دنیا کے مالدارون سے زیادہ تھے تمام دنیا کے مالدار اور رئیس انکے مقابلہ مین چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہین) وہ اللہ کی رضامندی کے طالب ہین تیرے اوپر انکا حساب کچھ نہ ہوگا اور تیرا حساب انپر کچھ نہوگا اگر تو انکو ہانک دیوے تو ظالمون مین سے ہوجاوےگا پھر اللہ تعالی نے اقرع بن حابس اور عیینہ کا ذکر کیا تو فرمایا وکذلک فتنا بعضھم ببعض لیقولوا اھولاء من اللہ علیھم من بیننا الیس اللہ باعلم بالشاکرین پھر فرمایا واذا جاءک الذین یومنون بآیاتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ خباب نے کہا جب یہ آیتین اترین تو ہم پھر آپ سے نزدیک ہوگئے یہانتک کہ ہمنے اپنا گھٹنا آپکے گھٹنے پر رکھدیا (یعنے ملادیا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہوگیا کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے اور جب اوٹھنے کا آپ قصد کرتے تو آپ کھڑے ہوجاتے اور ہمکو چھوڑ دیتے (ہمارے اُٹھنے کا انتظار نہ کرتے (اللہ تعالی کو یہ بھی ناگوار ہوا اور ان غریب مسکین بزرگوارون کی زیادہ خاطر ہوئی) تو یہ آیت اُتاری واصبر نفسک مع الذین اخیر تک یعنے روکرہ اپنے تئین ان لوگون کے ساتھ جو اپنے مالک کی یاد کرتے ہین صبح اور شام اور اسکی رضامندی چاہتے ہین اور اپنی آنکھین ان کیطرف سے مت پھیر اور امیر مالدارون کی ساتھ مت بیٹھ اور یہ آیت اتری ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا یعنے مت کہا مان اُنلوگون کا جنکے دل ہمنے غافل کردیے اپنی یاد سے اس سے مراد عیینہ اور اقرع ہین واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا قال ہلاکا قال امر عیینہ والاقرع اور پیروی کی اونہون نے اپنی خواہش کی اور انکے کام تباہ ہوگئے افراط تفریط کیوجہ سے اس سے بھی مراد وہی عیینہ اور اقرع ہین پھر آگے اللہ تعالی نے انکی مثال فرمائی واضرب لھم مثل الرجلین اور مثل الحیوۃ الدنیا غرض بہت سی آیتین ان دونو دنیادارون کی مذمت مین اتارین (خباب نے کہا پھر تو یہ حال ہوگیا کہ ہم برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے رہتے جب آپکے اوٹھنے کا وقت آتا تو ہم خود اُٹھ جاتے اور آپ کو چھوڑ دیتے اوٹھنے کے لیے اور آپ ہمکو چھوڑ کر نہ اٹھتے) **ف** اللہ اللہ خاطرداری ان غریب مسکینون کی جسکو پیا چاہے وہی سہاگن مال و دولت سے کیا ہوتا ہے **عن** سَعْدٍ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْنَا سِتَّةٍ فِيَّ وَفِي ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَصُهَيْبٍ وَعَمَّارٍ وَالْمِقْدَادِ وَبِلَالٍ قَالَ قَالَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نَرْضٰى اَنْ نَّكُوْنَ اَتْبَاعًا لَّهُمْ فَاطْرُدْهُمْ عَنْكَ قَالَ فَدَخَلَ قَلْبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ

مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدْخُلَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ الْاٰيَةَ سعد سے روایت ہے یہ آیت ہم چھ آدمیوں میں اتری ہیں اور ابن مسعود اور صہیب اور عمار اور مقداد اور بلال میں قریش کے لوگوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا نہیں چاہتے ان کو آپ اپنے پاس سے ہنکا دیجیے اس بات کو سنکر آپکے دل میں آیا جو اللہ کو منظور تھا پھر اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداة والعشی اخیر تک اسکا ترجمہ اوپر گذر چکا

باب فِی الْمُکْثِرِیْنَ جو بہت مالدار ہیں انکا بیان ۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ وَيْلٌ لِّلْمُكْثِرِيْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا اَرْبَعٌ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ قُدَّامِهٖ وَمِنْ وَّرَائِهٖ ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے بہت مالوالوں کی (کیونکہ اکثر ایسے مالدار خدا سے غافل ہوجاتے ہیں) مگر جو کوئی مال کو اس طرف اٹھا دے اور اس طرف اور اس طرف اور اس طرف آپنے چاروں طرف اشارہ کیا داہنے اور بائیں اور سامنے اور پیچھے (یعنے مال کو جمع کر کے نہ رکھے بلکہ ہر طرف سے مستحقوں کو دیوے اور ساری مال کو مساکین اور فقرا میں تقسیم کرے)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَكْثَرُوْنَ هُمُ الْاَسْفَلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَكَسَبَهٗ مِنْ طَيِّبٍ ابو ذر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ بہت مالدار ہیں انہی کا درجہ قیامت کے دن سب سے پست ہوگا مگر جو کوئی مال کو اس طرف اور اس طرف سے اوٹھا دے اور حلال طریق سے کماوے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَكْثَرُوْنَ هُمُ الْاَسْفَلُوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا ابو ہریرہ سے بھی ایسے ہی روایت ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اُحِبُّ اَنَّ اُحُدًا عِنْدِیْ ذَهَبًا فَتَاْتِیْ عَلَیَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا شَیْءٌ اَرْصُدُهٗ فِیْ قَضَاءِ دَيْنٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو یہ نہیں چاہتا کہ احد پہاڑ کے برابر میرے پاس سونا ہو اور تیسرا دن گذرنے کے بعد اس میں سے کچھ سونا میرے پاس باقی رہے البتہ جو میں قرض کے ادا کرنے کے لیے رکھہ چھوڑوں وہ خیر **ف** باقی سب فقرا اور مساکین کو خیرات کر دوں مال کا جوڑ رکھنا آپ کو نہایت ناپسند تھا ۔ چنانچہ دوسری روایت میں ہے کہ ایک دن آپ عصر پڑھتے ہی لوگوں کی گردنوں پر سے پھاندتے ہوئے اپنی کسی بی بی کے پاس تشریف لے گئے صحابہ نے اسکا سبب پوچھا تو آپنے فرمایا کچھ مال میرے پاس رہ گیا تھا بھول کر وہ یاد آیا میں نے جلدی کی اسکے تقسیم کر دینے کے لیے اسقدر سخاوت بھی ایک عمدہ دلیل ہے آپکی نبوت کی دنیوی میں ہرگز ایسے عمدہ اخلاق سب جمع نہیں ہو سکتے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

عَنْ عَمْرِو بْنِ غَيْلَانَ الثَّقَفِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ مَنْ اٰمَنَ بِیْ وَصَدَّقَنِیْ وَعَلِمَ اَنَّ مَا جِئْتُ بِہٖ ھُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَقْلِلْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَحَبِّبْ اِلَیْہِ لِقَاءَکَ وَعَجِّلْ لَہُ الْقَضَاءَ وَمَنْ لَمْ یُؤْمِنْ بِیْ وَلَمْ یُصَدِّقْنِیْ وَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ مَا جِئْتُ بِہٖ ھُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَاَطِلْ عُمُرَہٗ عمرو بن غیلان ثقفی سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ جو کوئی میرے اوپر ایمان لاوے اور میری تصدیق کرے اور جو مین لایا (یعنے قرآن) اسکو حق جانے تیرے پاس سے تو اسکے مال اور اولاد کو کم کر اور اپنی ملاقات اسکو پسند کر دے (یعنے موت) اور اسکی قضا (موت) جلدی کر اور جو کوئی میرے اوپر ایمان نہ لاوے اور میری تصدیق نہ کرے اور یہ نہ جانے کہ جو مین لیکر آیا ہون وہ حق ہے تیرے پاس سے تو اسکا مال بہت کر اور اسکی اولاد بہت کر اور اسکی عمر لنبی کر **ف** تاکہ اور زیادہ گناہ کرے اور عذاب کا مستحق ہو یا اسلیے کہ آخرت مین تو اسکے لیے حصہ نہین ہے بس چندے دنیا ہی مین عیش کر لے یہ حدیث بظاہر خلاف ہے اس حدیث کے جس مین آپنے یہ فرمایا طوبی لمن طال عمرہ وحسن عملہ اور تطبیق ان دونو حدیثون مین یہ ہے کہ یہ حدیث عارفین اور واصلین الی اللہ کے باب مین ہے جو عشق الٰہی مین ڈوبے ہوئے ہین اور ہر دم معشوق کے وصال کے طالب ہین انکے لیے تقصیر عمر بہتر ہے تاکہ اپنے محبوب سے جلد ملجاوین اور وہ حدیث ان لوگون کے باب مین ہے جو عوام مین سے ہین لیکن عبادت اور اعمال خیر مین مصروف رہتے ہین انکے لیے طول عمر بہتر ہے تاکہ اور زیادہ نیکیان کرین اور دو بہائیون کی حدیث اوپر گذری جس مین آپنے فرمایا اسکے بعد جو بعد مرا کہ اسکی نماز اور روزہ اور دوسرے اعمال کہان گئے اور ان دونون مین اتنا تفاوت ہے جیسے آسمان اور زمین مین ہے **عن** نُقَادَۃَ الْاَسَدِیِّ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی رَجُلٍ لِیَسْتَمْنِحَہٗ نَاقَۃً فَرَدَّہٗ ثُمَّ بَعَثَنِیْ اِلٰی رَجُلٍ اٰخَرَ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ بِنَاقَۃٍ فَلَمَّا اَبْصَرَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْھَا وَفِیْمَنْ بَعَثَ بِھَا قَالَ نُقَادَۃُ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْمَنْ جَاءَ بِھَا قَالَ وَفِیْمَنْ جَاءَ بِھَا ثُمَّ اَمَرَ بِھَا فَحُلِبَتْ فَدَرَّتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَ فُلَانٍ لِلْمَانِعِ الْاَوَّلِ وَاجْعَلْ رِزْقَ فُلَانٍ یَوْمًا بِیَوْمٍ لِلَّذِیْ بَعَثَ بِالنَّاقَۃِ نقادہ اسدی سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو ایک شخص کے پاس بہیجا ایک اونٹنی مانگنے کو دودہ اور سواری کے لیے لیکن اس شخص نے نہ دی پہر آپنے مجہ کو ایک دوسرے شخص کے پاس بہیجا اس نے ایک اونٹنی بہیجی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکہا تو فرمایا یا اللہ برکت دے اس مین اور برکت دے اسکو جس نے یہ بہیجی نقادہ نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ تعالی برکت دے اسکو بہی جو اسکو لیکر آیا آپنے فرمایا اسکو بہی برکت دے جو اسکو لیکر آیا پہر آپنے حکم کیا اسکا دودہ دوہنے کا دودہ دوہا گیا آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا یا اللہ فلاں شخص کا مال بہت کر دے (جس نے اونٹنی نہیں بھیجی تھی) اور فلاں شخص کو روزانہ رزق (روزی) دے (یعنے کل یوم جدید ورزق جدید اسکے پاس مال جمع نہ ہو) یعنے جس نے اونٹنی بھیجی تھی معلوم ہوا کہ مال بہت ہونا عمدہ نہیں ہے بلکہ آفت ہے کیونکہ خدا سے غفلت ہو جاوے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْھَمِ وَعَبْدُ الْقَطِیْفَۃِ وَعَبْدُ الْخَمِیْصَۃِ اِنْ اُعْطِیَ رَضِیَ وَاِنْ لَمْ یُعْطَ لَمْ یَفِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہوا بندہ دینار کا اور بندہ درم کا اور بندہ چادر کا اور بندہ شال کا اگر اسکو یہ چیزیں دیجاویں تب تو وہ راضی ہے اور جو نہ دیجاویں تو وہ کبھی اپنے امام کی بیعت پوری نہ کرے (بلکہ دغا کرے اور امام سے بغاوت اختیار کرے) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْھَمِ وَعَبْدُ الْخَمِیْصَۃِ تَعِسَ وَانْتَکَسَ وَاِذَا شِیْکَ فَلَا انْتُقِشَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تباہ ہوا بندہ دینار (اشرفی) اور بندہ درم (روپیہ) کا اور بندہ شال کا ہلاک ہوا اور دوزخ میں اوندھا گرا خدا کرے جب اسکو کانٹا لگے تو کبھی نہ نکلے (یہ بد دعا ہے بندہ زر پر)

بَابُ الْقَنَاعَۃِ قناعت کا بیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ ابوہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تونگری بہت اسباب رکھنے سے نہیں ہوتی بلکہ تونگری یہ ہے کہ دل بے پرواہ ہو (اور جو اللہ دیوے اسپر قناعت کرے) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ ھُدِیَ اِلَی الْاِسْلَامِ وَرُزِقَ الْکَفَافَ وَقَنِعَ بِہٖ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک نجات پائی اس نے جسکو اسلام کی ہدایت ہوئی اور ضرورت کے موافق روزی دیا گیا اور اسپر قناعت کی عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ محمد کی آل کو ضرورت کے موافق روزی دے یا بقدر سد رمق (زیادہ مالدار مت کر کہ خدا سے غافل ہو جاویں یہ دعا آپ کی قبول ہوئی ہمیشہ سادات کرام تکلیف ہی میں رہے اور تنگی اور عسرت اور قرضداری میں بسر کی) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ غَنِیٍّ وَلَا فَقِیْرٍ اِلَّا وَدَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَنَّہٗ اُوْتِیَ مِنَ الدُّنْیَا قُوْتًا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مالدار یا محتاج ایسا نہیں ہے جو قیامت میں یہ آرزو نہ کرے کہ اللہ تعالے اسکو دنیا میں حاجت کے موافق روزی دیتا (بہت مالدار

ذکر تا کیونکہ فقراء کے مراتب عالیہ کو دیکھینگے ۔ عن سلمة بن عبيد الله بن محصن الانصاري عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصبح منكم معافى في جسده آمنا في سربه عنده قوت يومه فكانما حيزت له الدنيا عبید اللہ بن محصن سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے جسم کے تندرستی کے ساتھ اپنے مکان میں امن کے ساتھ صبح کرے اور اسکے پاس ایکدن کا کھانا بھی ہو تو گویا ساری دنیا اس کے لیے اکٹھا کی گئی (کیونکہ صحت بڑی نعمت ہے اس پر امن ہوا اور کھانا بھی ہو پھر کیا غم ہے) عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انظروا الى من هو اسفل منكم ولا تنظروا الى من هو فوقكم فانه اجدر ان لا تزدروا نعمة الله قال ابو معاوية عليكم ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں اپنے سے کم والے کو دیکھو (تاکہ خدا کا شکر پیدا ہو) اور اپنے سے زیادہ والے کو مت دیکھو اسکی طرف خیال مت کرو) ایسا کرنے سے امید ہے کہ تم اللہ کی نعمت کو حقیر نہ جانوگے عن ابي هريرة رفع الى النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الله لا ينظر الى صوركم واموالكم ولكن انما ينظر الى اعمالكم وقلوبكم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھیگا بلکہ تمہاری عملوں اور دلوں کو دیکھیگا

باب معيشة آل محمد صلى الله عليه وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی زندگی کیونکر گذری اسکا بیان

عن عائشة قالت ان كنا آل محمد صلى الله عليه وسلم لنمكث شهرا ما نوقد فيه بنار ما هو الا التمر والماء الا ان ابن نمير قال نلبث شهرا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ہم آل محمد (یہاں آل محمد سے گھر والے مراد ہیں جس میں بی بیاں بھی داخل ہیں) ایک ایک مہینہ اسطرح سے گذارتے کہ گھر میں انگارہ نہ سلگائی جاتی (کیونکہ کھانا پکانے کے لیے نہ ہوتا) اور ہمارا کھانا بھی ہوتا کھجور اور پانی عن عائشة قالت لقد كان ياتي على آل محمد صلى الله عليه وسلم الشهر ما يرى في بيت من بيوته الدخان قلت فما كان طعامهم قالت الاسودان التمر والماء غير انه كان لنا جيران من الانصار جيران صدق وكانت لهم ربائب فكانوا يبعثون اليه البانها قال محمد وكانوا تسعة ابيات ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آل محمد پر ایک مہینہ گذر جاتا اور کسی گھر سے آپکے گھروں میں سے دھواں نہ نکلتا ابو سلمہ نے کہا پھر کیا کھاتے تھے اونہوں نے کہا کھجور اور پانی البتہ ہمارے ہمسائے تھے چند انصار کے لوگ بے شک وہ عمدہ ہمسائے تھے انکے گھروں میں بکریاں پلی ہوئیں تھیں تو دودھ آپکے پاس بھیجدیا کرتے ۔ محمد بن

عمرو نے کہا (جو راوی ہی اس حدیث کا ابو سلمہ سے) آنحضرت کے نو گھر تھے **ف** نو بی بیون کے سب مین یہی حال تھا کہ ایک ایک
مہینے تک چولہا ٹھنڈا رہتا کھجور یا پانی پر گذرا کرتے کبھی ہمسایہ لوگ دودھ بھیجتے تو آپ دودھ پی لیتے اللہ اللہ جو بادشاہ
ہو تمام دنیا کا اور ساری زمانہ کی دنیادار بادشاہ اور رئیس اسکی غلام کے غلام ہون وہ اسطرح سے گذارا کرے **عن**
النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْتَوِي فِي الْيَوْمِ
مِنَ الْجُوعِ مَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ نعمان بن بشیر سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
آپ بھوک سے کروٹین بدلتے پیٹ کو اولٹتے اور خراب کھجور بھی آپ کو نہ ملتی کہ اس سے پیٹ بھر لیوین (حالانکہ ساری دنیا
آپ ہی کی تھی اگر چاہتے) **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِرَارًا
وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَصْبَحَ عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ حَبٍّ وَلَا صَاعُ تَمْرٍ وَإِنَّ لَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَ نِسْوَةٍ
انس بن مالک سے روایت ہی مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ کئی بار فرماتے تھے قسم اسکی جسکے ہاتھ مین
محمد کی جان ہے آل محمد کے پاس صبح کو ایک صاع غلہ کا یا کھجور کا نہین ہے حالانکہ ان دنون مین آپ کی نو بی بیان
تھین اور باوصف کثرت متعلقین کے یہ بی سامانی سبحان اللہ توکل ہو تو ایسا ہو جیسا سید المتوکلین کرتے تھے یہ
اس روایت کے خلاف نہین ہے کہ آپ اپنی بی بیون کے لیے ایک سال کا خرچ رکھ لیتے کیونکہ یہ واقعہ اس سے پہلے
کا ہوگا یا آپ رکھ لیتے ہون پھر لوگون کو کھلا دیتے ہون اور یہ حال ہو جاتا ہو **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَصْبَحَ فِي آلِ مُحَمَّدٍ إِلَّا مُدٌّ مِنْ طَعَامٍ أَوْ مَا أَصْبَحَ فِي آلِ مُحَمَّدٍ مُدٌّ مِنْ طَعَامٍ
عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آل محمد پاس صبح کیوقت کچھ نہین ہی سوا ایک مد
اناج کے (مد ایک رطل سے کچھ زیادہ ہوتا ہے سوا رطل آدھ سیر ہمارے ملک کے وزن سے) **عن** سُلَيْمَانَ بْنِ
صُرَدٍ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَثْنَا ثَلَاثَ لَيَالٍ لَا نَقْدِرُ أَوْ لَا يَقْدِرُ عَلَى طَعَامٍ سلیمان
بن صرد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے پھر ہم تین دن تک ٹھیرے رہے اور ہمکو اناج نہ ملا کہ اسکو
کھلاتے) **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِطَعَامٍ سُخْنٍ فَأَكَلَ فَلَمَّا فَرَغَ
قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا دَخَلَ بَطْنِي طَعَامٌ سُخْنٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم پاس گرم کھانا (تازہ پکا ہوا) آیا آپ نے اسکو کھایا جب فارغ ہوئے تو فرمایا اللہ کا شکر ہے اتنے دنون
سے میرے پیٹ مین گرم کھانا نہین گیا (بلکہ کھجور وغیرہ پر بسر فرماتے رہے) **باب** ضِجَاعِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا بچھونا سونے کا کیسا تھا **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ ضِجَاعُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادما حشوہ لیف ام المؤمنین جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا بچھونا لیٹنے کا چمڑے کا تھا اسکے اندر خرما کی چھال بھری تھی (بجای روئی کے عن علیؓ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اتی علیا وفاطمة وهما فی خمیل لهما والخمیل القطیفة البیضاء من الصوف قد کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جهزهما بها ووسادة محشوة اذخرا وقربة جناب علی مرتضی سے روایت ہے کہ آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور جناب (شہزادی ہر دوجہان) فاطمہ زہرا کے پاس آئے ہم دونوں ایک سفید اونی چادر اوڑھے
ہوئے تھے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو جہیز میں دی تھی اور ایک تکیہ دیا تھا جسکے اندر اذخر کی گھانس
بھری ہوئی تھی اور ایک مشک پانی رکھنے کو (بس یہی کل سامان تھا جہیز کا جو شہزادی عالم وعالمیان کو دیا گیا)
عن عمر بن الخطابؓ قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو علی حصیر قال فجلست
فاذا علیه ازاره ولیس علیه غیره واذا الحصیر قد اثر فی جنبه واذا انا بقبضة من شعیر نحو الصاع وقرظ
فی ناحیة فی الغرفة واذا اهاب معلق فابتدرت عیناي فقال ما یبکیك یا ابن الخطاب فقلت یا نبی
الله وما لي لا ابکی وهذا الحصیر قد اثر فی جنبك وهذه خزائنك لا اری فیها الا ما اری وذلك کسری
وقیصر فی الثمار والانهار وانت نبی الله وصفوته وهذه خزانتك قال یا ابن الخطابؓ الا ترضی ان
تکون لنا الآخرة ولهم الدنیا قلت بلی جناب خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ ایک بوریے پر بیٹھے ہوئے تھے (سبحان اللہ نہ ہے قسمت اس بوریہ کی ہمیشہ بادشاہوں
کا التفات غریبوں پر ہوتا ہے) میں بھی بیٹھ گیا آپ صرف ایک تہ بند باندھے تھے دوسرا کوئی کپڑا آپ کے بدن پر نہ تھا
اور بوریا کا نشان آپ کی پسلی میں پڑ گیا تھا (اسی پر برہنہ تن آرام فرمانے سے) اور میں نے دیکھا تو گھر میں صرف یہی سامان
تھا ایک مٹھی برابر جو شاید ایک صاع ہوں گے اور ببول کی تھی جلانے کے لیے ایک کونے میں بالاخانے کے اور ایک
مشک جو لٹک رہی تھی یہ دیکھ کر میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے (اور میں رونے لگا مترجم بھی یہ عبارت
لکھتے وقت رونے لگا اللہ اللہ ہمارے پیغمبر دوجہان کے سردار کو یہ تنگی اور ہماری پاس دنیا کا بے حد سامان ہے پھر اسکو کم
جانتے ہیں اور دوسروں کی حرص کرتے ہیں) آپ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے تو کیوں روتا ہے میں نے عرض کیا اے
اللہ کے نبی (جہان کے اور تمام جہان والوں کے آقا اور سردار) میں کیوں نہ روؤں یہ بوریا آپ کے مبارک پہلو میں نشان
ڈالے اور آپ کا خزانہ کل بقدر اس میں کوئی چیز میں نہیں دیکھتا سوا اسکے جو میں دیکھ رہا ہوں (صاع بھر جو اور ببول
کے پتے اور ایک مشک) اور کسری (بادشاہ ایران) اور قیصر (بادشاہ روم) کو دیکھیے کیسے میووں اور نہروں میں

رہتے ہین حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی اور اُسکے برگزیدہ ہین ساری آدم کی اولاد مین اس نے آپ کو چنا ہی (اسپر آپ کا یہ توشہ خانہ آپ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے تو اسپر راضی نہین کہ ہمکو آخرت ملے اور انکو دنیا مین نے کہا کیون نہین **ف** راضی ہون یہ سنکر حضرت عمر کو تسلی اور تشفی ہو گئی **عن** علیؓ قال اُهْدِيَتْ ابْنَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ فَمَا كَانَ فِرَاشُنَا لَيْلَةَ أُهْدِيَتْ إِلَّا مَسْكَ كَبْشٍ جناب حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی میرے پاس روانہ کی گئین (یعنے دولہن دولہہ کے پاس آئین) اور اُس رات کو ہمارا بچھونا کچھ نہ تھا سوا بکری کے کہال کے **باب** مَعِيشَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی زندگی کیونکر گذری اسکا بیان **عن** أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَنْطَلِقُ أَحَدُنَا يَتَحَامَلُ حَتَّى يَجِيءَ بِالْمُدِّ وَإِنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ قَالَ شَقِيقٌ كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ ابو مسعود سے روایت ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو حکم کرتے صدقہ کا تو ہم مین سے کوئی جاتا اور مزدوری کرتا یہانتک کہ ایک مُد لاتا اسکو صدقہ دیتا اور آج کے دن اس شخص کے پاس لاکھ روپیہ موجود ہین شقیق نے کہا جو ابو مسعود سے روایت کرتے ہین اجیسے ابو مسعود اپنی طرف اشارہ کرتے تھے (یعنے مین ایسا ہی کرتا تھا اور اب میرے پاس ایک لاکھ روپیہ موجود ہین **عن** خَالِدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ خَطَبَنَا عُتْبَةُ ابْنُ غَزْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ نَأْكُلُهُ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتَّى قَرِحَتْ أَشْدَاقُنَا خالد بن عمیر سے روایت ہی عتبہ بن غزوان نے ہم کو خطبہ سنایا منبر پر تو کہا مین ساتوان آدمی تھا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (یعنے چھہ آدمی اور تھے) اور ہماری پاس کچھ کھانا نہ تھا صرف درخت کے پتے کھاتے تھے یہان تک کہ ہماری مسوڑے زخمی ہو گئے (پتے کھانے سے اسکی گرمی سے یا سختی سے) **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمْ أَصَابَهُمْ جُوعٌ وَهُمْ سَبْعَةٌ قَالَ فَأَعْطَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ لِكُلِّ إِنْسَانٍ تَمْرَةٌ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی لوگ بھوکے ہوئے اور وہ سات آدمی تھے تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھہ کو سات کھجورین دین ہر آدمی کے لیے ایک کھجور **عن** عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ قَالَ الزُّبَيْرُ وَأَيُّ نَعِيمٍ نُسْأَلُ عَنْهُ وَإِنَّمَا هُوَ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ زبیر بن عوام سے روایت ہی جب یہ آیت اتری ثم لتسألن یومئذ عن النعیم یعنے تم اس دن پوچھے جاؤگے نعمت سے تو زبیر نے کہا کون سی نعمت ہماری پاس ہے جس سے پوچھے جاوینگے صرف دو چیزین ہین کھجور اور پانی آپ نے فرمایا نعمت کا زمانہ قریب ہی (ایسا ہی ہوا کہ چند ہی روز مین فتوحات ہوئین اور مسلمانون کو بہت نعمتین ملین) **عن**

جابر بن عبد الله قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن ثلثمائة نحمل أزوادنا على رقابنا ففنى
أزوادنا حتى كان يكون للرجل منا تمرة فقيل يا أبا عبد الله وأين تقع التمرة من الرجل فقال لقد وجدنا
فقدها حين فقدناها وأتينا البحر فإذا نحن بحوت قد قذفه البحر فأكلنا منه ثمانية عشر يوما جابر
بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو روانہ کیا تین سو آدمیوں کو (جہاد کے لیے) اور ہمارا توشہ
ہماری گردنوں پر تھا (اسقدر کم توشہ تھا) خیر ہمارا توشہ ختم ہو گیا یہانتک کہ ہر شخص کو ہم میں سے ہر روز ایک کھجور ملتی
لوگوں نے کہا اے ابو عبداللہ بھلا ایک کھجور آدمی کو کیا معلوم ہوتی ہوگی اونہوں نے کہا جب وہ بھی نہ رہی تو اسوقت
ہمکو اسکی قدر معلوم ہوئی آخر ہم سمندر کے کنارے آئے وہاں ہمنے دیکھا ایک مچھلی پڑی ہے جسکو دریا نے پھینک دیا
ہے ہم اس میں سے اٹھارہ دن تک کھاتے رہے **فائدہ** اور موٹے تازے ہو گئے اتنی بڑی مچھلی تھی کہ اسکی پیٹھ کی دونو
ہڈیوں میں سے اونٹ نکل جاتا جب مدینہ کو لوٹ کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا ذکر کیا آپنے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ
نے تم کو کھانا بھیجا تھا **باب** فی البناء **ت** عمارت بنانا کیسا ہے **عن** عبد الله بن عمر قال مر علينا
رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نعالج خصا لنا فقال ما هذا فقلت خص لنا وهى نحن نصلحه فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أرى الأمر إلا أعجل من ذلك عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اوپر سے گذرے ہم ایک جھونپڑا بنا رہے تھے آپنے فرمایا یہ کیا ہے ہم نے عرض کیا ہمارا مکان پرانا ہو گیا
ہے ہم اسکو درست کر رہے ہیں آپ نے فرمایا میں تو دیکھتا ہوں موت اس سے جلد آنے والی ہے **ف** پھر ایسا مکان
بنانا کیا ضرور ہے جس میں زیادہ تکلف ہو ضرورت کے موافق رہنے کا مکان کافی ہے حدیث میں خص ہے جو لکڑی
اور سرکی سے بنتا ہے جب آپنے ایسے چھوٹے مکان پر طعن کیا اور ڈرایا کہ موت اس سے جلد آنیوالی ہے تو بڑی بڑی
عمارتیں تو کتنی اور زیادہ طعن کے قابل ہونگی مسلمان دنیا کو مسافر خانہ سمجھے اور بقدر ضرورت اور رفع حاجت سامان
پر قناعت کرے **عن** أنس قال مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقبة على باب رجل من الأنصار فقال ما هذه
قالوا قبة بناها فلان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل مال يكون هكذا فهو وبال على صاحبه
يوم القيامة فبلغ الأنصاري ذلك فوضعها فمر النبي صلى الله عليه وسلم بعد فلم يرها فسأل عنها
فأخبر أنه وضعها لما بلغه عنك فقال يرحمه الله يرحمه الله انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایک گول مکان کے دروازے پر سے گذرے جو ایک انصاری کا تھا آپنے فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے عرض کیا گول
بنگلہ ہے جسکو فلاں شخص نے بنایا ہے آپ نے فرمایا جو مال ایسی چیزوں میں خرچ ہو وہ قیامت کے دن وبال ہوگا اس

کے مالک پر یہ خبر اس انصاری کو پہونچی (جس کا مکان تھا) اس نے اسکو گرا دیا سبحان اللہ عشق صحابہ کا پھر آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے گذرے تو اس گول بنگلے کو نہین دیکھا اسکا حال پوچھا لوگون نے عرض کیا آپ نے جو فرمایا
تھا اسکی خبر جب مکان کے مالک کو پہونچی تو اس نے اسکو گرا ڈالا آپ نے فرمایا اللہ اسپر رحم کرے اللہ اسپر رحم کرے ازرہے
قسمت اس مرد انصاری کی دوبار اسکے لیے دعا کی آپ کی ایک بار کی دعا اگر حاصل ہو تو سب سے لاکھون عمارتین اور
کروڑون مکانات تصدق ہین ۔ **عن** ابن عمر قال لقد رأیتنی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنیت بیتاً
یکننی من المطر ویکننی من الشمس ما اعاننی علیه خلق اللہ تعالیٰ ابن عمر سے روایت ہے مینے اپنے آپکو دیکھا جب
ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہتے تھے مینے ایک کوٹھری بنالی تھی جو بارش اور دہوپ سے مجھ کو بچاتی اور
اسکے بنانے مین اللہ کی مخلوق نے میری مدد نہین کی تھی **ف** یعنے معمار اور مزدور وغیرہ نہین آئے تھے مین نے
خود اپنے ہاتھ سے ایک ڈربہ بنا لیا تھا **عن** حارثة بن مضرب قال اتینا خبابا نعوده فقال لقد طال سقمی
ولولا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تمنوا الموت لتمنیته وقال ان العبد لیوجر
فی نفقته کلها الا فی التراب او قال فی البناء حارثہ بن مضرب سے روایت ہے ہم خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت
کو گئے انہون نے کہا میری بیماری کو طول ہوا اور اگر مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا آپ فرماتے تھے
کہ موت کی آرزو مت کرو تو مین موت کی آرزو کرتا اور آپ نے فرمایا کہ بندہ کو ہر ایک خرچ کرنے مین ثواب ملتا ہے اگرچہ
اپنے کھانے یا اپنے اہل وعیال کے کھانے مین بھی صرف کرے اگر مٹی مین خرچنے کا یا یون فرمایا کہ عمارت مین
خرچنے کا ثواب نہین ملتا مراد یہ ہے کہ بے ضرورت عمارت بناوے لیکن اگر ضرورت سے بناوے یا مسجد یا سرا یا مدرسہ
کی عمارت کرے تو اس مین بھی اجر ملیگا جیسا دوسری حدیثون مین وارد ہے ۔ **باب التوکل والیقین** توکل
اور یقین کا بیان **عن** عمر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو انکم توکلتم علی
اللہ حق توکله لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اگر تم جیسا چاہیے ویسا اللہ پر توکل (بھروسا) کرو تو تم کو
اسطرح سے روزی دیوے (بغیر محنت اور مشقت کے) جیسے پرندون کو دیتا ہے صبح کو وہ بھوکے اٹھتے ہین اور شام کو
پیٹ بھری ہوئی جاتے ہین (بسیرا کرنے کو) **عن** حبة وسواء ابنی خالد قالا دخلنا علی النبی صلی اللہ علیه
وسلم وهو یعالج شیئا فاعناه علیه فقال لا تیئسا من الرزق ما تهززت رؤسکما فان الانسان تلده امه
احمر لیس علیه قشر ثم یرزقه اللہ عز وجل حبہ اور سواء سے روایت ہے دونون خالد کے بیٹے تھے کہ ہم آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ کچھ کام کر رہے تہے ہمنے اس کام مین آپ کی مدد کی آپنے فرمایا تم دونون روزی کی
فکر نہ کرنا جب تک تمہارے سر ہلتے رہین (یعنے زندہ رہو) اسلیے کہ مان بچے کو لال لال جنتی ہے اسپر کہال نہین ہوتی
پہر اللہ سبحانہ وتعالی اسکو روزی دیتا ہے **ف** مان کی چہاتی مین اسیوقت دودہ پیدا کر دیتا ہے حالانکہ پیشتر
سے دودہ نہین ہوتا بلکہ جننے سے پہلے پیٹ کے اندر بہی بچہ کو غذا پہونچاتا ہے جلت قدرتہ **عن** عمرو بن العاص
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ بِكُلِّ وَادٍ شُعْبَةً فَمَنْ اَتْبَعَ قَلْبَهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا
لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ بِاَيِّ وَادٍ اَهْلَكَهُ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ التَّشَعُّبَ عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا آدم کے دلمین بہت سی راہین ہین (یعنے اس مین بہت سی خواہشین ہین مال کی محبت اولاد کی محبت
مکان اور باغ کی محبت عمدہ غذا کی عمدہ لباس کی محبت جاہ اور عہدے کی محبت) پہر جو شخص اپنے دل کو سب راہون
مین لگا دے تو اللہ تعالے پرواہ نہ کرے گا اسکو کسی راہ مین ہلاک کر دے اور جو شخص اللہ پر بہروسا کرے تو سب راہون
کی فکر اسکو جاتی رہیگی **ف** بلکہ اللہ کی طرف یکسوئی ہو جاویگی حافظ صاحب فرماتے ہین مصلحت دید من آنست
کہ یاران ہمہ کار بگذارند و غم طرہ یاری گیرند **عن** جابر قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا
يَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مینے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ
واٰلہ وسلم سے آپ فرماتے تہے تم مین سے کوئی نہ مرے مگر اس حال مین کہ وہ اللہ تعالی سے نیک گمان کرتا ہو یعنے
مغفرت اور رحمت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گناہون کا خیال کر کے موت کے وقت مایوس نہ ہو بلکہ اللہ تبارک وتعالی
کی مغفرت کا امیدوار رہے اور اسکی رحمت کو وسیع سمجھے **عن** اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِيْ كُلٍّ خَيْرٌ اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَلَا
تَعْجَزْ فَاِنْ غَلَبَكَ اَمْرٌ فَقُلْ قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ وَاِيَّاكَ وَاللَّوْ فَاِنَّ اللَّوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ ابوہریرہ سے
روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوی مسلمان (جو زیادہ عبادت کر سکے اور مضبوطی سے جہاد کرے)
اللہ تبارک وتعالی کو زیادہ پسند ہے ناتوان مسلمان سے پہر بہلائی ہین تو حرص کر اس چیز کے لیے جس مین تیرا فائدہ ہو
اور عاجز مت بن (یعنے کوشش کو چہوڑ کر) پہر اگر (باوجود تیری کوشش کے) تو مغلوب ہو جاوے تو کہہ اللہ تعالے
کی تقدیر ہے اور جو اسنے چاہا وہ کیا اور ہرگز اگر مگر مت کر اگر شیطان کا دروازہ کہولتا ہے (جب اس طور سے ہو کہ
تقدیر پر بہی اعتماد نہ نکلے اور انسان کو یہ عقیدہ ہو کہ ہمارے فلان کام نہ کرنے سے یہ آفت آئی) **باب**
الحکمۃ حکمت کا بیان **ف** حکمت سے مراد حدیث مین وہ بات ہے جس مین دین یا دنیا کی بہلائی ہو مثلاً فرعی

مسائل اخلاقی مسائل طبی مسائل یہ سب حکمت مین داخل ہین **عن** ابی ھریرۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الکلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن حیث ما وجدھا فھو احق بھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حکمت کا کلمہ گویا مسلمان کی گمی ہوئی چیز ہے جہان اسکو پاوے اگرچہ کافر ہی کے پاس
سہی وہ اسکا زیادہ حقدار ہے **فائدہ** یعنے بہ نسبت کافر کے مسلمان کو حکمت حاصل کرنیکی زیادہ رغبت ہونا
چاہیے افسوس ہے کہ ایک مدت دراز سے مسلمانون کو حکمت کا شوق جاتا رہا نہ دنیا کی حکمت سیکھتے ہین نہ دین
کی اور کفار حکمت سیکھکر انپر غالب ہوگئے **عن** ابن عباس یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمتان
مغبون فیھما کثیر من الناس الصحۃ والفراغ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا دو نعمتین ایسی ہین کہ بہت لوگ ان مین ٹوٹا پا رہے ہین (یعنے انکی قدر نہین کرتے اور علوم وفنون
شرعی اور دنیاوی حاصل کرنے مین مصروف نہین ہوتے اور وقت کو ضائع کرتے ہین) ایک تو تندرستی دوسرے
فراغت (بیفکری) **ف** جب دونون باتین اللہ سبحانہ وتعالی دیوے تو جلدی جلدی خوب عبادت کرے علم
حاصل کرے ایسا نہ ہو یہ زمانہ گزر جاوے اور فکر اور بیماری مین گرفتار ہو پھر کچھ نہو سکیگا **عن** ابی ایوب
قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ علمنی واوجز قال اذا قمت فی صلوتک
فصل صلوۃ مودع ولا تکلم بکلام تعتذر منہ واجمع الیاس عما فی ایدی الناس ابو ایوب سے روایت
ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو کوئی بات فرمایے لیکن مختصر
(تاکہ مین اسپر عمل کیا کرون) آپ نے فرمایا جب تو نماز مین کھڑا ہو تو ایسی نماز پڑھ گویا تو اب دنیا سے رخصت ہو رہا ہے
(اخیر نماز ہے مطلب یہ کہ دل لگا کر اور بعضون نے یہ ترجمہ کیا ہے گویا تو نے ماسوی اللہ کو رخصت کر دیا ہے)
اور ایسی بات مونہہ سے مت نکال جس سے آیندہ عذر کرنا پڑے (جھوٹ یا سخت بات) اور جو کچھ لوگون کے پاس ہے (مال
دولت دنیا کا سامان) اس سے مایوس ہو جا (کسی چیز کی خواہش اسکی مت کر) **عن** ابی ھریرۃ رضہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یجلس یسمع الحکمۃ ثم لا یحدث عن صاحبہ الا بشر ما یسمع
کمثل رجل اتی راعیا فقال یا راعی اجزرنی شاۃ من غنمک قال اذھب فخذ باذن خیرھا فذھب
فاخذ باذن کلب الغنم قال ابو الحسن بن سلمۃ ثنا اسمعیل بن ابراھیم ثنا موسی ثنا حماد فذکر
نحوہ وقال وفیہ باذن خیرھا شاۃ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
بیٹھکر حکمت کی بات سنے پھر لوگون سے وہی بات بیان کرے جو اسنے بری بات سنی ہے ظرافت اور ہنسی کی

اور حکمت کی بات بیان نہ کرے) اپنے ساتھی سے تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص چرواہے پاس آیا اور اس سے کہا اے چرواہے مجھکو ایک بکری دے کاٹنے کے لیے وہ بولا جا اور گلہ میں سے اچھی بکری کا کان پکڑ کر لے جا پھر وہ گیا اور کتے کا کان پکڑ کر لے چلا (تو اس نے بہتر یعنے بکری کو تو چھوڑ دیا اور برے یعنی کتے کو لے لیا یہی مثال ہے اسکی جو ایک عالم یا حکیم سے اچھی اور بری دونوں طرح کی باتیں سُنے لیکن اچھی بات کو تو چھپا رکھے اور بری بات کو نقل کرے)

باب البراءۃ من الکبر والتواضع تواضع کا بیان اور کبر کے چھوڑ دینے کا **عن** عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من کبر ولا یدخل النار من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہ جاویگا جسکے دل میں رائی کے دانے کے برابر غرور ہو اور وہ شخص دوزخ میں نہ جاوے گا جسکے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو **ف** تو معلوم ہوا کہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی آدمی میں ایمان ہوگا تو وہ غرور نہ کرے گا اور جب وہ غرور کرتا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ذرہ برابر بھی اس میں ایمان نہیں ہے اور اسکا جنت میں جانا مشکل ہے **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ سبحانہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری من نازعنی واحدا منھما القیتہ فی جھنم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے تکبر میری چادر ہے اور بڑائی میری ازار ہے (یعنے کبریا اور عظمت دونو مجھی کو سزاوار ہیں) پھر جو کوئی ان دونوں میں سے کسیکے لیے مجھ سے جھگڑے (یعنے وہ بھی کبریا اور عظمت کا دعوی کرے) میں اس کو جہنم میں ڈالوں گا **عن** ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ سبحانہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی واحدا منھما القیتہ فی النار ابن عباس سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عن** ابی سعید عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من یتواضع للہ سبحانہ درجۃ یرفعہ اللہ بہ درجۃ ومن یتکبر علی اللہ درجۃ یضعہ اللہ بہ درجۃ حتی یجعلہ فی اسفل السافلین ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ جل جلالہ کی رضامندی کے واسطے ایک درجہ کا تواضع کرے تو اللہ تعالی اسکا ایک درجہ بلند کریگا اور جو کوئی اللہ تعالی کے سامنے ایک درجہ تکبر کرے تو اللہ تعالی اسکا ایک درجہ گھٹا دیگا (یعنے اور اسکو پست کر دیگا) یہانتک کہ اسفل السافلین میں اسکو کر دیگا (جتنا وہ تکبر کرتا جاوے گا اتنا اللہ تبارک وتعالی اسکو پست کرتا جاوے گا یہانتک کہ سب سے

نیچے ہو جاویگا) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنْ كَانَتِ الْاَمَةُ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَنْزِعُ يَدَهٗ مِنْ يَدِهَا حَتّٰى تَذْهَبَ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَاجَتِهَا انس بن مالک سے روایت ہی مدینہ کی ایک لونڈی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھہ پکڑتی پھر آپ اپنا ہاتھہ اسکے ہاتھہ مین سے نہ نکالتے یہانتک کہ وہ آپ کو لیجاتی جہان چاہتی اپنے کام کے لیے **فائدہ** یہ آپکے تواضع کا حال تہا کہ ایک لونڈی کے ساتھہ تشریف لیجاتے اسکے ہاتھہ مین ہاتھہ دیئے ہوئے اور اس کا کام کر دیتے حالانکہ تمام مخلوقات مین آپ افضل اور اعلی تھے اور بڑے بڑے دنیا کے بادشاہ درجہ مین آپکے غلام کے غلام سے کم تھے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ كَانَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ عَلٰى حِمَارٍ وَيَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ مَخْطُوْمٍ بِرَسَنٍ مِنْ لِيْفٍ وَتَحْتَهٗ اِكَافٌ مِنْ لِيْفٍ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کی عیادت کرتے (غریب ہو یا امیر ہر مسلمان کی) اور جنازے کے ساتھہ جاتے اور غلام اگر دعوت دیتا تو بھی قبول کرتے اور گدہے پر سوار ہوتے اور جس دن بنی قریظہ اور بنی نضیر کا واقعہ ہوا (اون کو سزا دیگئی دغا کی) اسدن آپ ایک گدہے پر سوار تھے اور خیبر کے دن بھی آپ ایک گدہے پر سوار تھے اسکی رسی خرما کی چھال کی تھی اور آپکے نیچے ایک زین تھا خرما کے پوست کا (جو گدھے پر رکھا تہا) یہ سب امور آپکی تواضع اور انکسار پر دلالت کرتے ہین اس زمانہ کے مغرور اور متکبر دنیادار گدہے پر سوار ہونا معیوب جانتے ہین اور غلام تو کیا غریب آدمی کی نہ دعوت مین جاتے ہین نہ اسکی عیادت کرتے ہین نہ اسکے جنازے کے ساتھہ جاتے ہین شاید انکو قیامت کے دن سونہ کالا کرکے گدہے پر پھرایا جاویگا) **عَنْ** عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ خَطَبَهُمْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ عیاض بن حمار سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو خطبہ سنایا تو فرمایا بے شک اللہ تعالی نے مجھکو وحی بھیجی کہ تواضع کرو یہانتک کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر فخر نہ کرے

بَابُ الْحَيَاءِ شرم کا بیان۔

فائدہ شرم یعنے حیا عمدہ صفت ہے جو آدمی کو بری کام اور گناہ کے کام کرنے سے روکتی ہے اور یہی حیا محمود ہے لیکن نیک کام مین حیا کرنا ضعف نفس سے ہوتی ہے اور وہ مذموم ہی اسیطرح دین کے مسائل دریافت کرنے مین حیا کرنا یہ بھی برا ہے عورتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض اور نفاس کے مسائل بلا تکلف پوچھتین پھر حال حق اور عمدہ بات مین کوئی شرم نہ کرنا چاہیے اس زمانہ مین عجب حال ہو گیا ہے کہ نیک کام سے تو شرم کرتے ہین مثلاً محنت مزدوری کرکے روٹی کمانے سے شرم کرتے ہین اور چوری اور دغابازی اور رشوت خواری مین شرم

نہین کرتے اسیطرح بعضی عورتین نکاح ثانی مین جو سنت ہی اور ثواب ہے شرم کرتی ہین اور پوشیدہ زنا اور حرام کاری کرتی ہین اوس مین شرم نہین کرتین خاک پڑے انکی شرم پر **عن** اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِھَا وَکَانَ اِذَا کَرِہَ شَیْئًا رُئِیَ ذٰلِکَ فِیْ وَجْھِہٖ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم تھی جو پردے مین رہتی ہے اور آپ جب کسی چیز کو برا جانتے تو آپکے مبارک چہرے مین اسکا اثر معلوم ہوتا **ف** یہ قلب کی صفائی پر دلالت کرتا ہے جسکا دل اور زبان مطابق ہو یعنے ظاہر اور باطن وہی آدمی ہی اور ظاہر کچھ باطن کچھ یہ اسلام کا شیوہ نہین نفاق کی خصلت ہی اللہ تعالی بچاوے **عن** اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ انس سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دین والون مین ایک خصلت ہوتی ہی (جو اس دین والون پر غالب ہوتی ہی) اور اسلام کی خصلت حیا ہے (جو ہر ایک مسلمان مین ہونا چاہیے) **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَاِنَّ خُلُقَ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسے ہی روایت ہی **عن** عُقْبَۃَ بْنِ عَمْرٍو اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ ابو مسعود انصاری عقبہ بن عمرو رض سی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگون پاس جو اگلی پیمبرون کی کلام مین سی رہ گیا ہے وہ یہ ہی جب تو شرم نہ کرے تو جو جی چاہے وہ کر **ف** جسکا ترجمہ یہ ہے سے بیحیا باش وہرچہ خواہی کن - یعنی بری باتون سی روکنے والی شرم ہے جب اسی کو آدمی نے اٹھا دیا تو آزاد ہو گیا اب جو جی چاہے وہ کرے **عن** اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حیا ایمان مین داخل ہے اور فحش گوئی (جیسے گالی گلوج کرنا) جفا ہے اور جفا دوزخ مین جاویگی **عن** اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا کَانَ الْفُحْشُ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا شَانَہٗ وَلَا کَانَ الْحَیَاءُ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا زَانَہٗ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس چیز مین فحش ہو (اگرچہ بالفرض جانور یا پتھر مین سہی) وہ اسکو عیبدار کردیگا (تو انسان فحش سے ضرور عیبدار ہو جاویگا) اور حیا جس چیز مین جاوے وہ اسکو عمدہ کردیگی

باب الْحِلْمِ حلم اور بردباری کا بیان

فائدہ وہ یہ ہی کہ آدمی جلد غصہ نہ ہو ذری ذری سی بات پر جیسے بیوقوفون کی عادت ہوتی ہے بلکہ غصہ ہی نہ ہو دنیا کے لیے

البتہ خدا کی رضامندی کیواسطے غصہ ہو اسپر جو خلاف شرع کام کرے اور توبہ کی ساتھ ہی یہہ غصہ دور کردیوے اسیطرح غصہ ہو کافرون پر اور اللہ سبحانہ وتعالی کی رضامندی کے لیے ان سے لڑے اپنی ذات کے لیے غصہ نکرے جیسے منقول ہے کہ جناب شیر خدا حضرت علی مرتضے کے روی مبارک پر ایک کافر نے تہوک دیا آپ اسکی سینے پر سے اوٹھ کہڑے ہوی اور چھوڑ دیا وہ متعجب ہوا اور اوس نے پوچہا اسلیے کہا تہا کہ آپ غصہ ہوکر جلد مجہہ کو مار ڈالیے آپنے اوسکو چھوڑ دیا یہ کیا باعث شیر خدا نے فرمایا کہ مین اپنی ذات کے لیے تجہپر غصہ نہ تہا اللہ سبحانہ وتعالی کی رضامندی کے لیے تجہے مارتا تہا جب تونے میرے منہ پر تہوکا تو نفس کا دخل ہوگیا مین نے خیال کیا اب اگر مارون گا تو یہ قتل خالص اللہ تعالے کے لیے نہ ہوگا بلکہ اس مین نفسانیت شریک ہوجاویگی اسوجہ سے تجہہ کو چھوڑ دیا وہ کافر یہ حال دیکہکر اسیوقت مسلمان ہوا **عن** مُعاذ ابن انس عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من کظم غیظا وهو قادر علی ان ینفذه دعاه الله علی رءوس الخلائق یوم القیامة حتی یخیره فی ای الحور شاء انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا غصہ روک لیوے اور وہ طاقت رکہتا ہو اسکے چلانیکی (یعنے جسپر غصہ ہو اسکو سزا دینے کی قدرت رکہتا ہو) تو اللہ تعالی اسکو قیامت کے دن لوگون کے سامنے بلاویگا اور اسکو اختیار دے گا جس حور کو چاہے وہ پسند کرلیوے **عن** ابی سعید الخدری قال کنا جلوسا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال اتتکم وفود عبد القیس وما یری احد فبینا نحن کذلک اذ جاءوا فنزلوا فاتوا رسول الله صلی الله علیه وسلم وبقی الاشج العصری فجاء بعد فنزل منزلا فاناخ راحلته ووضع ثیابه جانبا ثم جاء الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم یا اشج ان فیک لخصلتین یحبهما الله الحلم والتؤدة قال یا رسول الله اشیء جبلت علیه ام شیء حدث لی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بل شیء جبلت علیه ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹہے ہوئے تہے اتنے مین آپنے فرمایا عبد القیس (ایک قبیلہ ہے شہر ہجر کا) کے قاصد آن پہنچے اور کوئی اسوقت دکہلائی نہین دیتا تہا خیر ہم اسیحال مین تہے کہ اتنے مین عبد القیس کے قاصد آن پہنچے اور اترے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے لیکن ان مین ایک شخص تہا اشج عصری (اشج کہتے ہین اس کو جسکے سر مین زخم لگا ہو اور عصر ایک قبیلہ کا نام ہے اس شخص کا نام منذر بن عائذ تہا) وہ سب کے بعد آیا اور ایک مقام مین اترا اور اپنی اونٹنی کو بٹہایا اور اپنے کپڑے ایک طرف رکہے پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا بڑی اطمینان اور سہولت سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اشج تجہہ مین دو خصلتین ہین جنکو اللہ تعالی دوست

رکھتا ہے ایک تو حلم (بردباری) دوسرے تودۃ (یعنے وقار اور تمکین سہولت اور اطمینان تودۃ کی ضد ہولا پن ہے اور جلد بازی) اشج نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ صفتین مجہہ مین خلقی ہین یا نئی پیدا ہوئی ہین آپ نے فرمایا نہین خلقی ہین **ف** اس سے معلوم ہوا کہ حلم اور وقار انسان مین خلقی ہوتا ہے اسیطرح غصہ اور جلد بازی ہولا پن یہ عیب بھی خلقی ہوتے ہین لیکن اگر آدمی محنت اٹھاوے اور ریاضت کرے اور نفس پر بار ڈالے تو بری صفتین دور ہوسکتی ہین یا کم ہوسکتی ہین محققین علماء اخلاق کا یہی قول ہے اور اگر بری اخلاق کا علاج ممکن نہوتا تو تعلیم اخلاق اور محنت اور ریاضت اور مجاہدہ کا کچھ فائدہ ہی نہ ہوتا لیکن اس مین بھی شک نہین کہ خلقی عیوب بہت مشکل سے جاتے ہین یا کم ہوتے ہین میری مزاج مین بچپن سے غصہ اور جلد بازی ہے اور گھبراہٹ آج تک یہ صفتین نہین گئین اللہ رحم فرماوے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَشَجِّ الْعَصَرِيِّ اِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْحَيَاءُ ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عصری سے فرمایا تجہہ مین دو خصلتین ہین جنکو اللہ تعالی دوست رکھتا ہے حلم اور حیا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ جُرْعَةٍ اَعْظَمُ اَجْرًا عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ كَظَمَهَا عَبْدٌ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی گھونٹ پینے کا ثواب اللہ تعالی کے پاس اتنا نہین ہے جتنا غصہ کا گھونٹ پینے کا اللہ کی رضامندی کے لیے (یعنے اللہ تعالی کی خوشی کے لیے غصہ روکنا اور اسکا پی جانا بڑا ثواب ہے) **بَابُ الْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ** غم اور رونے کا بیان عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ اِنَّ السَّمَاءَ اَطَّتْ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِيهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدٌ لِلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُونَ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ ابوذر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین وہ باتین دیکھتا ہون جنکو تم نہین دیکھتے اور وہ سنتا ہون جنکو تم نہین سنتے (معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سمع اور بصر مین اور لوگون سے زیادہ قوت تھی) آسمان چرچر کر رہا ہے اور کیونکر چرچر نہ کرے گا اس مین چار انگل کی جگہ باقی نہین ہے جہان ایک فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالے کو سجدہ نہ کر رہا ہو قسم خدا کی اگر تم وہ جانتے جو مین جانتا ہون تو تم تھوڑا ہنستے اور بہت روتے اور تم کو بچھونون پر اپنی عورتون کے ساتھ مزہ نہ آتا اور تم جنگلون کو نکل جاتے اللہ تعالے سے فریاد کرتے ہوئے اور دعا کرتے ہوئے چلاتے ہوئے (قسم خدا کی مجھے تو آرزو ہے کاش مین ایک درخت ہوتا جسکو لوگ کاٹ ڈالتے **ف**

بیان یہ اشکال ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنا جنتی ہونا اور مقبول بندہ اللہ کا ہونا اور بڑے بڑے درجہ اور مرتبہ اپنے لیے حاصل ہونا معلوم تھا پھر آپ نے یہ کیسی آرزو کی کہ مین ایک درخت ہوتا جس کو لوگ کاٹ ڈالتے اسکا جواب یہ ہو کہ یہہ فقرہ مدرج ہو یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہین ابوذر رضی اللہ عنہ کا کلام ہے جو راوی ہین اسحدیث کے ترمذی نے کہا اور ایک طریق مین یہہ منقول ہے کہ ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایسا کہا اور ممکن ہے کہ یہ فقرہ اور بندون کی حسب حال آپنے فرمایا ہو یعنے مومن جب دنیا اور آخرت کی مصائب اور مشکلات اور اونکا رمین غور کرتا ہے تو اسکی نزدیک یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ کاش مین آدمی نہ ہوتا ایک درخت یا پتھر ہوتا اگرچہ اللہ سبحانہ وتعالی کی حکمت وہی خوب جانتا ہے اور جو اس نے ہمکو بنایا اسمین کچھ فائدہ ضرور ہوگا پس ہم راضی ہین اسکی رضی اور تقدیر پر ہے

سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم جانتے وہ باتین جو مین جانتا ہون البتہ تم تھوڑا ہنستے اور بہت روتے **عن** عامر بن عبد اللہ بن الزبیر اخبرہ ان اباہ اخبرہ انہ لم یکن بین اسلامھم وبین ان نزلت ھذہ الآیۃ یعاتبھم اللہ بھا الا اربع سنین ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون عامر بن عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے انکے باپ (عبداللہ بن زبیرؓ) نے اسنے بیان کیا کہ انکے اسلام مین اور اس آیت کے اترنے مین جسمین اللہ نے ان پر عتاب کیا صرف چار برس کا فاصلہ تھا ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون **ف** یعنی ان لوگون کیطرح مت ہو جنکو اگلے زمانہ مین کتاب دی گئی تھی پھر ان پر مدت دراز گذری تو ان کی دل سخت ہوگئی اور ان مین بہت سے لوگ فاسق ہین۔ اسی آیت کو حضرت سلطان المشائخ نظام اولیا نے سحر کیوقت ایک مؤذن سے سنا اور انکی دل کو ایسی چوٹ لگی کہ اپنے شیخ حضرت بابا فرید شکر گنج پاس حاضر ہوئے اور پہلی قضا کے عہدی کو طلب کرتے تھے وہ خیال چھوڑا اور حضرت شیخ نجیب الدین متوکل سے یہ قصہ بیان کیا اونہون نے کہا تم قضا کے لائق نہین ہو تم سے حق تعالی کو دوسرا کام لینا ہے ایسا ہی ہوا کہ زہد اور تصوف مین قدم رکہا اور مقتدای وقت ہوگئی اور بادشاہ ہوئے تمام مشائخ کے مین نے آپ کو خواب مین ایک گھوڑے پر سوار دیکہا آپ کا سر منڈا ہوا تھا اور ایک ٹوپی پہنے تھے اور سانولے رنگ کے تھے کشادہ پیشانی پست قد رضی اللہ عنہ وافاض علینا من فیوضہ وبرکاتہ وجمع بیننا وبینہ فی البرزخ والجنۃ آمین **عن** ابی ھریرۃ قال قال رسول

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُکْثِرُوا الضَّحِکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضَّحِکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت مت ہنسو اسلیے کہ بہت ہنسنے سے دل مرجاتا ہے (یعنے دل مین نور نہین
رہتا غفلت چھاجاتی ہے عبادت مین مزا نہین آتا) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِقْرَأْ عَلَیَّ فَقَرَأْتُ عَلَیْہِ بِسُوْرَۃِ النِّسَآءِ حَتّٰی اِذَا بَلَغْتُ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ
عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ فَاِذَا عَیْنَاہُ تَدْمَعَانِ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ
وسلم نے مجھہ سے فرمایا مجھہ کو قرآن سُنا مین نے آپکو سورہ نسا سنائی جب مین اس آیت پر پہونچا فکیف اذا جئنا من کل
امۃ بشہید اخیر تک یعنی اسوقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت پر ایک گواہ لاوینگے اور تجھہ کو ان لوگون پر گواہ
کرکے لاوینگے مین نے آپکو دیکہا آپ کی آنکھون سے آنسو جاری تہے ف اپنی امت کے برے اعمال پر خیال
کرکے اور اسپر کہ مجھے انپر گواہی دینا پڑیگا اے مسلمانو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کرو اور کوشش کرو کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری نیک اعمال کے گواہ ہون اور آپ کو رنج مت دو بری اعمال کرکے اور ضد اور نفسانیت
اور ہٹ دہرمی کو چہوڑدو اور جو طریقہ حق ہے یعنے اتباع قرآن اور حدیث اسکو اختیار کرو تمہارے نبی تم سے
رضی رہینگے عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَۃٍ فَجَلَسَ عَلٰی شَفِیْرِ الْقَبْرِ
فَبَکٰی حَتّٰی بَلَّ الثَّرٰی ثُمَّ قَالَ یَا اِخْوَانِیْ لِمِثْلِ ھٰذَا فَاَعِدُّوْا براء سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھہ تہے ایک جنازے مین آپ قبر کے کنارے بیٹہ کر رونے لگے یہانتک کہ مٹی گیلی ہوگئی آپکے آنسوؤن سے پہر آپنے
فرمایا اے بہائیو اسکے لیے طیاری کرو ف تم بہی اسیطرح ایک دن تنگ و تاریک قبر مین ڈالے جاوگے نہ
کوئی یار ہوگا نہ مددگار نہ رہ اور راہ بتانیوالا کوئی نہین نہ رفیق صرف اپنے اعمال رفیق ہونگے باقی سب
چہوٹ جاوینگے مال متاع زن اولاد وغیرہ سب یہین رہ جاوینگے اور مزے سے تمکو خاک مین دبا کر لوٹ
کر عیش کرینگے جب یہہ حال ہے تو تم انکی محبت مین خدا کو مت بہولو اعمال نیک کو ہرگز نہ چہوڑو اعمال نیک
کو اپنا وہ محبوب اور رفیق سمجھو جو عزیز و اقربا دوستون سے جورو سے اولاد سے ہزار درجہ بہتر ہے وہ تمہارا ساتھہ
کبہی نہ چہوڑیگا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر کو دیکہکر اتنا روئے کہ زمین تر ہوگئی حالانکہ آپ کو اپنی نجات کا
یقین تہا تو ہم تو اگر آنسوؤن کی ندی بہاوین بلکہ ساری عمر رویا کرین تو زیبا ہے ہمکو معلوم نہین کہ وہان ہمارا
کیا حال ہوگا اللہم غفرا عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِبْکُوْا فَاِنْ
لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روؤ اگر رونا نہ آوے تو

رونے کی صورت بناؤ اور آخرت کی یاد کر کے یعنے جہانتک ہو سکے رنج کرو عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان بندے کے آنکھ سے آنسو نکلیں اگرچہ مکھی کے سر برابر ہوں اللہ کے ڈر سے پھر وہ بہیں اسکے مونہہ پر تو اللہ تعالیٰ اُسکو حرام کردیگا دوزخ پر

باب التَّوَقِّيْ عَلَى الْعَمَلِ عمل کے قبول نہ ہونیکا ڈر کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَهُوَ الرَّجُلُ الَّذِيْ يَزْنِيْ وَيَسْرِقُ وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ قَالَ لَا يَا بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ اَوْ يَا بِنْتَ الصِّدِّيْقِ وَلٰكِنَّهُ الرَّجُلُ يَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُ وَيُصَلِّيْ وَهُوَ يَخَافُ اَنْ لَّا يُتَقَبَّلَ مِنْهُ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ الذین یؤتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ سے کیا وہ لوگ مراد ہیں جو زنا کرتے ہیں اور چوری اور شراب پیتے ہیں لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرتے ہیں آپنے فرمایا نہیں اے ابوبکر کی بیٹی یا صدیق کی بیٹی اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو روزہ رکھتے ہیں صدقہ دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور پھر ڈرتے رہتے ہیں شاید ہمارے اعمال قبول نہوں

عَنْ مُعٰوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ كَالْوِعَاءِ اِذَا طَابَ اَسْفَلُهُ طَابَ اَعْلَاهُ وَاِذَا فَسَدَ اَسْفَلُهُ فَسَدَ اَعْلَاهُ معاویہ بن ابی سفیان سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اعمال صالحہ کی مثال برتن کی سی ہے جب برتن میں نیچے اچھا ہوگا تو اوپر بھی اچھا ہوگا اور جو نیچے خراب ہوگا تو اسکے اوپر بھی خراب ہوگا **ف** پس جو اعمال خلوص اور صدق دل سے کیے جاویں اُنکی تاثیر آدمی پر پڑتی ہے اور لوگ خواہ مخواہ ایسے شخص کو اچھا سمجھتے ہیں لیکن جو اعمال ریا کی نیت سے کیے جاویں اسکے کرنے والے پر نور نہیں ہوتا اور تامل سے اسکا خبث باطن عاقل آدمی پر ظاہر ہوجاتا ہے **مترجم** کہتا ہے مینے بہت سے عابدوں اور زاہدوں اور مشائخ کو دیکھا جو لوگوں کو ٹھگنے کی نیت سے ظاہر میں پیر بنتے ہیں اور بڑے کشف وکرامات اور خاندانی ہونیکا دعوی کرتے ہیں لیکن انکی صحبت میں دل میں ذرا بھی نور نہیں آتا ان میں سے کسی آدمیوں کو مینے دیکھکر تعجب کیا اور چند روز تک انکے بری احوال معلوم نہیں ہوئے پھر جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ریاکار ہیں اور انکا مقصود دنیا کمانا ہے اور انکو برتاؤ اور معاشرت سے میں اس امر کو سمجھ گیا کیا معنے کہ فقیری وسیلہ سے توجہ کے ساتھ نہ ملنا اور اغنیا کی زیادہ خاطرداری کرنا اور اپنے نفس کو معظم سمجھنا یہانتک کہ بعض اوقات خود ستائی کے کلمات اپنی نسبت

یا انہی باپ دادا کی نسبت کہنا جب ہنی دیکہا تو معلوم ہوا کہ فقر ان سی کوسون دور ہے اور یہہ ان ٹہگون کیطرح ہین جو بسا اوقات
بہیس بدل کر لوگون کو مار ڈالتے ہین انکا مال لوٹ لیتی ہین ان کی صحبت مین کیا خاک برکت ہوگی ان سی تو عام مسلمان
جو صرف فرائض ادا کر لیتے ہین اور شب و روز دنیا مین مشغول رہتے ہین بمراتب بہتر ہین اسہ تعالی ایسے مکارون سے بچاوے
عن ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان العبد اذا صلی فی العلانیة فاحسن وصلی فی السر فاحسن
قال الله عز وجل هذا عبدی حقا ابو ہریرہ رضی اسہ عنہ سی روایت ہے آن حضرت صلی اسہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی جب
لوگون کے سامنے نماز اچہی طرح سے ادا کرے اور تنہائی مین بہی اچہی طرح سے ادا کرے تو اسہ تعالے فرماتا ہے یہ میرا
سچا بندہ ہے **ف** منتہیون کا مرتبہ ہے انکے نزدیک آدمی اور دیوار برابر ہے خلوت اور جلوت دونو حال مین ان
کی عبادت یکسان ہوتی ہے لیکن مبتدیون کے لیے تو یہ بہتر ہے کہ لوگون کے سامنی تو سادی ادنی درجہ کی نماز
پڑہ لیوین اور تنہائی مین نماز خوب عمدہ ادا کرین تاکہ ریا کی جڑ کٹنا شروع ہو اور ملامتیہ تو لوگون کے سامنی نماز قضا
کر دیتی ہین انکے گمان مین یعنے انکو معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے نماز نہین پڑہی لیکن فی الحقیقت قضا نہین
کرتے تنہائی مین نماز ادا کرتے ہین اس مین یہ بہید ہوتا ہے کہ لوگ بے نمازی کہین فاسق سمجہین کوئی ان سی نیک
اعتقاد نہ رکہے اور اسہ کے ساتہہ جو معاملہ ہے وہ ہے یہ سب ابتدائی طریقہ ہین اور اخیر مین صوفی کا حال وہی ہوتا
ہے کہ ہر جگہہ یکسان جیسا اس حدیث مین مذکور ہے **عن** ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم قاربوا وسددوا فانه لیس احد منکم ینجیه عمله قالوا ولا انت یا رسول الله قال ولا انا
الا ان یتغمدنی الله برحمة منه وفضل ابو ہریرہ رضی اسہ عنہ سے روایت ہی آن حضرت صلی اسہ علیہ وسلم نے
فرمایا میانہ روی اختیار کرو (عبادت مین یعنے جہانتک خوشی سے ہو سکے کرو جب جی نہ لگی تو عبادت موقوف
کر دے) اور صحیح راستہ مضبوط تہاموا سلیے کہ کوئی تم مین سے ایسا نہین ہے جسکا عمل اسکو نجات دیوی لوگون نے
عرض کیا یا رسول اللہ آپکو بہی آپ کا عمل نجات نہین دیگا آپ نے فرمایا مجہہ کو بہی نہین مگر یہ کہ اسہ تعالی اپنا فضل
وکرم کرے **ف** قاربوا اور سددوا دونون کے معنے قریب ہی قریب ہین یعنے اعتدال کرو اور مضبوطی
کرو میانہ روی پر بعضون نے کہا قاربوا کا یہ معنے ہین کہ اسہ تعالی کے قرب چاہو عبادت سے بعضون نے کہا کثرت عبادت
سے قرب حاصل کرو لیکن صحیح وہی ترجمہ ہے جو ہمنے اوپر لکہا اور وہی مناسب ہے اس عبارت کے کہ کسی کو اسکے
اعمال نجات نہین دینگے ۔ اس حدیث سی فخر اور تکبر کی جڑ کٹ گئی اگر کوئی عابد اور زاہد ہو تو بہی اپنی عبادت پر گہمنڈ
نہ کرے اور گنہ گارون کو ذلیل نہ سمجہے اسلیے کہ نجات فضل اور رحمت الہی پر موقوف ہے لیکن اس مین شک

نہین کہ اعمال صالحہ قرینہ ہین فضل اور رحمت الٰہی کے اور ان سے نجات کی امید قوی ہوتی ہے باقی اختیار مالک کے ہے اگر تیغ قہر برکشد انبیا و اولیا را ہم خوف ست و اگر رحمت و فضل بکند اشقیا را ہم امید مغفرت ست **بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ** ریا اور شہرت کا بیان **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ فَمَنْ عَمِلَ لِي عَمَلاً أَشْرَكَ فِيهِ غَيْرِي فَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ وَهُوَ لِلَّذِي أَشْرَكَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ فرماتا ہے مین تمام ساجھی والون مین زیادہ بے پرواہ ہون ساجھی سے پھر جو کوئی ایسا عمل کرے جس مین کسی اور کو شریک کرلے یعنے خالص میرے لیے نہ کرے بلکہ کسی اور کے دکھانے یا ناموری کے لیے کرے) تو مین اس عمل سے بیزار ہون (کبھی اسکو قبول نہ کرونگا) وہ عمل اسیکے لیے ہے جس کو شریک کیا **عَنْ** أَبِي سَعْدِ بْنِ أَبِي فُضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَمَعَ اللهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ نَادَى مُنَادٍ مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ فَإِنَّ اللهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ ابو سعد بن ابی فضالہ سے روایت ہے وہ صحابی تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اگلون اور پچھلون کو قیامت کے دن اکٹھا کرے گا یعنے اسدن جسکے ہونے مین کچھ شک نہین تو ایک پکارنے والا پکارے گا جس نے کسی عمل مین خدا کے ساتھ اور کسیکو شریک کیا تو وہ اسکا ثواب بھی اللہ کے سوا دوسرے شخص سے مانگے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ تمام ساجھیون کے ساجھے سے بے پرواہ ہے **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ قَالَ قُلْنَا بَلَى فَقَالَ الشِّرْكُ الْخَفِيُّ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَوتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور ہم دجال کا ذکر کر رہے تھے آپنے فرمایا مین تمکو وہ بات نہ بتلاؤن جسکا ڈر دجال سے زیادہ ہے تمپر میرے نزدیک (کیونکہ دجال کا فتنہ تو چند روز تک ایک خاص لوگون پر ہوگا اور یہہ ہر زمانہ مین ہر ایک شخص پر ہو سکتا ہے) ہمنے عرض کیا بتلائیے آپنے فرمایا پوشیدہ شرک وہ یہ ہے کہ آدمی کسیکو دیکھکر اپنی نماز کو زینت دیوے **ف** یعنے بہت آہستہ آہستہ ٹھیر کر پڑھے اور جب کوئی شخص نہ ہو تو جلدی جلدی پڑھ لیوے معاذ اللہ ریا کیا بری بلا ہے اسکو شرک فرمایا جیسے شرک بخشا نہ جاویگا ویسے ہی ریا کا عمل کبھی قبول نہ ہوگا فمن كان يرجوا لقاء ربه فليعمل عملاً صالحاً ولا يشرك بعبادة ربه احدا اس آیت مین شرک سے ریا ہی مراد ہے اور عمل صالح وہی ہے جو خالص خدا کی رضامندی کے لیے ہو

عن شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰی اُمَّتِیْ اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ اَمَا اِنِّیْ لَسْتُ اَقُوْلُ یَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا وَثَنًا وَلٰکِنْ اَعْمَالًا لِغَیْرِ اللّٰہِ وَشَہْوَۃً خَفِیَّۃً شداد بن اوس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جسکا ڈر ہے مجھ کو اپنی امت پر وہ شرک کا ہے مین یہہ نہین کہتا کہ وہ سورج یا چاند یا بت کو پوجین لگے (یعنے شرک جلی کرینگے) لیکن عمل کرینگے غیر خدا کے لیے (ریا اور نمائش یا شہرت کے لیے) اور دوسری جس چیز کا ڈر ہے وہ شہوت خفیہ کا ہے ف یعنی پوشیدہ شہوت کا وہ یہ ہے کہ ظاہر مین تو یہہ بیان کرے کہ اسکو عورتون کا بالکل خیال نہین ہے اور جب تنہائی مین عورت ملجاوے تو اس سے حرام کا مرتکب ہو بعضون نے کہا شہوت خفیہ ہر گناہ کو شامل ہے جسکے دل مین آرزو ہو اور مسند امام احمد اور نوادر الاصول اور مستدرک مین اسکی تفسیر خود حدیث مین وارد ہے لوگون نے عرض کیا شہوت خفیہ کیا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ آدمی صبحکو اٹھے روزے کی نیت سے پھر شہوت اسپر غالب ہو اسکو پورا کرے اور روزہ کو ترک کرے (مصباح الزجاجہ مختصراً)

عن اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یُّسَمِّعْ یُسَمِّعِ اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ یُّرَائِیْ یُرَائِیْ اللّٰہُ بِہٖ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگون کو سنانیکے لیے نیک کام کرے گا اللہ تعالی بھی اسکی رسوائی قیامت کے دن لوگون کو سناویگا (یعنے سب کے سامنے اسکی ذلت کرے گا) اور جو کوئی ریا کرے گا اللہ تعالی بھی اسکی ذلت لوگون کو دکہلاویگا عن جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرَائِیْ یُرَائِیْ اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ یُّسَمِّعْ یُسَمِّعِ اللّٰہُ بِہٖ جندب سے بھی ایسے ہی روایت ہے

بَابُ الْحَسَدِ حسد کا بیان

ف حسد بڑی مذموم صفت ہے اور حاسد کو ہمیشہ رنج رہتا ہے آخر حسد مین مرجاتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی دوسری کے نعمت اور رحمت کو دیکھ کر رنج کرے اور اسکا زوال چاہے اگر زوال نہ چاہے صرف اپنے لیے بھی اس نعمت کی آرزو کرے تو وہ غبطہ اور رشک ہے اور غبطہ اور رشک اچھے کامون مین جائز ہے عن عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ہَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ حِکْمَۃً فَہُوَ یَقْضِیْ بِہَا وَیُعَلِّمُہَا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد جائز نہین ہے (یہان حسد سے رشک مراد ہے) مگر دو شخصون سے ایک تو اس شخص سے جسکو اللہ تعالی نے مال دیا ہے وہ اسکو نیک کامون مین خرچ کرتا ہے دوسرے اس شخص سے جسکو اللہ سبحانہ وتعالی نے علم دیا ہے وہ اسپر عمل کرتا ہے اور دوسرون کو بھی سکہاتا ہے ف معلوم ہوا کہ ان دونون شخصون کا مرتبہ بہت بڑا ہے اور دوسرون کو بھی انکی رشک کرنی جائز ہے یعنے صرف یہ آرزو کرنی کہ اللہ تعالی ہمکو بھی اس شخص کیطرح

مال اور علم دیوے مگر اسکے لیے زوال کی آرزو کرنی کسیطرح جائز نہین ہے۔ بعضی اللہ کے بندے ایسے گذرے ہین جنکو حق تعالی نے ان دونون نعمتون سے سرفراز فرمایا تہا یعنے مال اور علم دونون سے اور انکا حال سُنکر آجتک رشک معلوم ہوتا ہے انہین سے تہے ہمارے مولانا ابو الطیب علامہ سید محمد صدیق حسن خان بہادر نور اللہ مرقدہ کہ غنی اور نواب بہی اور عالم بہی اور دونون طرحکے فیض انسے جاری تہے انکے علمکا فیض تو قیامت تک جاری رہیگا صدہا کتابین انکی علوم دینیہ مین یادگار ہین جن سے قیامت تک لوگ فائدہ اوٹہاتے رہینگے اور انکو ثواب ہوتا رہیگا اللہم اغفر لہ وارحمہ

عن سالم عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حسد الا فی اثنتین رجل اتاہ اللہ القرآن فہو یقوم بہ اناء اللیل واناء النہار ورجل اتاہ اللہ مالا فہو ینفقہ اناء اللیل واناء النہار

ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نہین کرنا چاہیے مگر دو شخصون سے ایک تو وہ شخص جسکو اللہ تعالی نے حافظ قرآن کیا ہے وہ اسکو پڑہا کرتا ہے رات اور دن دوسرے وہ شخص جسکو اللہ تعالی نے مال دیا ہے وہ اسکو خرچ کیا کرتا ہے (نیک کامون مین) رات اور دن **عن** انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب والصدقۃ تطفئ الخطیئۃ کما یطفئ الماء النار والصلوۃ نور المؤمن والصیام جنۃ من النار انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نیکیون کو کہا لیتا ہے جیسے انگار لکڑی کو کہا جاتی ہے (جلا کر خاک کر دیتی ہے) اور صدقہ گناہون کو بجہا دیتا ہے جیسے پانی انگار کو بجہا دیتا ہے اور نماز نور ہے مومن کی اور روزہ سپر ہے دوزخ کی (یعنے اسکی سبب سے دوزخ کی آگ سے بچاؤ ہوگا)

باب البغی بغاوت اور سرکشی کا بیان **ف** یعنے امام برحق کی اطاعت نکرنا اور اس سے مقابلہ کرنے کے لیے مستعد ہونا اور بعضون نے کہا بغی سے یہان ظلم مراد ہے یعنے لوگون کو ستانا انکی حق تلفی کرنا **عن** ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ذنب اجدر ان یعجل اللہ لصاحبہ العقوبۃ فی الدنیا مع ما یدخر لہ فی الآخرۃ من البغی وقطیعۃ الرحم ابو بکرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی گناہ ایسا نہین ہے جس سے آخرت کے عذاب کے ساتہ جو اللہ نے اسکے لیے طیار رکہا ہے دنیا مین بہی عذاب دینا لائق ہو بغاوت اور ناتا توڑنے سے (یعنے بغاوت اور قطع رحم کرنے والے کو آخرت کے عذاب کے ساتہ دنیا کا بہی عذاب ہوگا) **عن** عائشۃ ام المؤمنین قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسرع الخیر ثوابا البر وصلۃ الرحم واسرع الشر عقوبۃ البغی وقطیعۃ الرحم ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا رب سے جلد جسکا ثواب پہنچتا ہے (یعنے دنیا ہی مین فائدہ ہوتا ہے) وہ نیکی کرنا ہے اور ناتا جوڑنا اور سب سے جلدی
جسکا عذاب آتا ہے وہ بغاوت ہے اور ناتا توڑنا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
سلم نے فرمایا آدمی کو یہ برائی کافی ہے اسکی تباہی کے لیے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر جانے عَنْ اَنَسِ
ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا وَلَا یَبْغِیْ بَعْضُکُمْ
عَلٰی بَعْضٍ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی بھیجی کہ
آپس مین ایک دوسرے سے تواضع کرو (یعنے عاجزی سے ملو غرور مت کرو) اور کوئی دوسرے پر بغاوت (ظلم)
اور سرکشی نہ کرے **بَابُ** الْوَرَعِ وَالتَّقْوٰی تقوی اور پرہیزگاری کا بیان عَنْ عَطِیَّةَ السَّعْدِیِّ وَکَانَ
مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ
یَکُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی یَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِہٖ حَذَرًا لِمَا بِہِ الْبَاْسُ عطیہ سعدی سے روایت ہے وہ صحابی تھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی پرہیزگارون کے درجہ کو نہین پہونچتا (یعنے پرہیزگار نہین ہوتا)
یہانتک کہ جس کام مین برائی نہ ہو اسکو چھوڑ دے اس کام کے ڈر سے جس مین برائی ہو **ف** یعنے مباح کو ترک
کردے حرام سے بچنے کے لیے جب اس مباح مین کوئی اندیشہ ہو کہ اسکی وجہ سے حرام مین پڑ جاویگا مثلاً اجنبی
عورت سے بات کرنا درست ہے یا روزے مین بوسہ لینا درست ہے یا حیض کی حالت مین اوپر کے جسم کی مباشرت
درست ہے مگر ان باتون سے بچے اس ڈر سے کہ کہین ذریعہ نہون حرام کیطرف تب وہ متقی کہلاتا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ
ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ قَالَ کُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ قَالُوْا
صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُہٗ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ التَّقِیُّ النَّقِیُّ لَا اِثْمَ فِیْہِ وَلَا بَغْیَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ عبد اللہ
بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کونسا آدمی افضل ہے آپنے فرمایا صاف دل (جو
حسد اور کبر اور بغض اور خیانت سے خالی ہو) زبان کا سچا لوگون نے کہا زبان کے سچے کو تو ہم پہچانتے ہین لیکن
صاف دل کون ہے آپنے فرمایا پرہیزگار پاک صاف جسکے دل مین نہ گناہ ہو نہ بغاوت نہ بغض نہ حسد عَنْ
اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ کُنْ وَرِعًا تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَ
کُنْ قَنِعًا تَکُنْ اَشْکَرَ النَّاسِ وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَاَحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَكَ تَکُنْ
مُسْلِمًا وَاَقِلَّ الضَّحِكَ فَاِنَّ کَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای ابوہریرہ تو پرہیزگاری کر (یعنے حرام سے بچ) سب سے زیادہ عابد تو ہوگا اور تو قناعت کر سب سے زیادہ شاکر تو ہوگا اور تو لوگون کے لیے وہی چاہ جو اپنے لیے چاہتا ہے تو مومن ہوگا اور جو تیرا ہمسایہ ہو اُس سے نیک سلوک کر تو مسلمان ہوگا اور ہنسی کم کر کیونکہ بہت ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا عقل کالتدبیر ولا ورع کالکف ولا حسب کحسن الخلق ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تدبیر کے برابر کوئی عقلمندی نہین (یعنی اصلاح معاش اور معاد کے لیے محنت کرنا اور انجام ہر کام کا سوچنا) اور کوئی پرہیزگاری اسکی مثل نہین ہے کہ آدمی حرام سے باز رہے اور کوئی حسب اسکے برابر نہین ہے کہ آدمی کے اخلاق اچھے ہون **ف** حسب لوگون کے نزدیک تو یہ ہے کہ آدمی مالدار ہو لیکن فی الحقیقت ایسا نہین ہے خوش خلقی یہی حسب ہے پس بدخلق اور بدرویہ گو کتنا ہی مالدار ہو صاحب حسب نہین ہوسکتا عن سمرة بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسب المال والکرم التقوی سمرہ بن جندب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسب مال ہے اور کرم تقوی **ف** بعضون نے کہا حسب وہ ننہیال کی شرافت کا نام ہے اور بعضون نے کہا مجد اور شرف آباؤ اجداد کی شرافت سے ہوتا ہے اور حسب اور کرم آدمی مین بالطبع ہوتا ہے عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعرف کلمة وقال عثمان آیة لو اخذ الناس کلهم بها لکفتهم قالوا یا رسول اللہ آیة آیة قال ومن یتق اللہ یجعل له مخرجا ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین ایک کلمہ جانتا ہون یا ایک آیت جانتا ہون اگر سب آدمی اسپر عمل کرین تو کافی ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کونسی آیت ہے آپنے فرمایا یہہ آیت ومن یتق اللہ یجعل له مخرجا یعنے جو کوئی اللہ سے ڈرے اللہ اسکے لیے ایک راہ نکالدیگا (گذران اوقات کی اور اسکی فکر دور کردیگا)

باب الثناء الحسن لوگون کا تعریف کرنا

عن ابی بکر بن ابی زهیر الثقفی عن ابیه قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنباوة او البناوة قال والنباوة من الطائف قال یوشک ان تعرفوا اهل الجنة من اهل النار قالوا بم ذاک یا رسول اللہ قال بالثناء الحسن و الثناء السیء انتم شهداء اللہ بعضکم علی بعض ابوزہیر ثقفی سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ سنایا نباوہ یا بناوہ مین (یعنے بہ تقدیم با علی النون یا بہ تقدیم نون علی الباء اور قاموس مین دوسرا قول مذکور ہے) جو ایک مقام ہے طائف مین آپنے فرمایا قریب ہے کہ تم جنت والون کو دوزخ والون سے تمیز کرو گے لوگون نے عرض کیا یہ کیونکر ہوگا یا رسول اللہ آپنے فرمایا تعریف کرنے سے اور برائی کرنے سے اچھی

تعریف کریں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوگا اور جسکی برائی کریں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہوگا مثل مشہور ہے زبان خلق نقارۂ خدا) تم اللہ کے گواہ ہو ایکدوسری پر **فائدہ** اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ مومنین صالحین اور خدا پرست متقی پرہیزگار لوگ جسکی تعریف کریں وہ عمدہ ہی ہوگا اور یہ ظاہر ہے اور یہ مراد نہیں کہ فساق فجار تعریف کریں یا ہجو کیونکہ فساق فجار اور اہل بدعت تو ہمیشہ اہل حق کی برائی کرتے ہیں اور انکی دشمنی پر کمر باندھے ہیں چنانچہ دوسری روایت میں ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں زمین میں **مترجم** کہتا ہے جو شخص متقی اور پرہیزگار اور خدا ترس اور عادل اور منصف اور رحم دل غریب پرور متواضع منکسر المزاج ہوتا ہے اسکی لوگ ضرور تعریف کرنے لگتے ہیں ہرچند تعصب مذہبی سے بعضے لوگ اسکو برا کہیں لیکن اکثر لوگ اسکی مدح اور ثنا ہی کرتے ہیں اور یہ بھی اسکی حالت حیات میں لیکن مرنیکے بعد تو سب تعریف کرتے ہیں یہانتک کہ دشمن بھی اور یہہ تجربہ اور مشاہدہ سے معلوم ہوا ہے سید علامہ مولانا ابوالطیب کو حالت حیات میں بعضے دین کے دشمن برا بھی کہتے تھے لیکن انکے وفات کے بعد دوست دشمن سب متفق اللفظ کہتے ہیں کہ اب ایسا شخص جو امارت کے ساتھ ایسا خدا ترس اور علم دوست ہو ہرگز پیدا نہ ہوگا امام ہمام ابن تیمیہ کو اکثر اہل بدعت برا کہتے تھے جب انتقال فرمایا تو موافق اور مخالف سب روتے تھے اور کہتے تھے دنیا سے علم اوٹھہ گیا اور زمانہ کو اور اہل زمانہ کو کیا کیجیے کہ سب مردہ پسند ہیں اور مردہ دوست جبتک کوئی کمال ان میں زندہ رہتا ہے خواہ کتنے ہی بڑے درجہ کا شخص ہو اسکی قدر نہیں کرتے اور مرنیکے بعد قدر و منزلت کرتے ہیں۔ قدر نعمت ست بعد زوال۔

عن كُلْثُومٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ أَنِّي قَدْ أَحْسَنْتُ وَإِذَا أَسَأْتُ أَنِّي قَدْ أَسَأْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ جِيرَانُكَ قَدْ أَحْسَنْتَ فَقَدْ أَحْسَنْتَ وَإِذَا قَالُوا إِنَّكَ قَدْ أَسَأْتَ فَقَدْ أَسَأْتَ کلثوم خزاعی سے روایت ہے آنحضرت صلعم پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھے کیونکر معلوم ہو جب میں نیک کام کروں کہ میں نے نیک کام کیا اور جب برا کام کروں تو برا کام کیا آپنے فرمایا جب تیرے پڑوسی (ہمسایہ محلہ والے) کہیں تو نے اچھا کیا تو تو نے اچھا کام کیا اور جب کہیں برا کیا تو سمجھ لے کہ برا کام کیا ہے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ وَإِذَا أَسَأْتُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتَ جِيرَانَكَ يَقُولُونَ قَدْ أَحْسَنْتَ فَقَدْ أَحْسَنْتَ وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُونَ قَدْ أَسَأْتَ فَقَدْ أَسَأْتَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا **ف** دنیا گویا چھلنی ہے کہ عمدہ چیز کو بری چیز سے خود دور کردیتی ہے ممکن نہیں کہ کوئی آدمی برا ہو اور خلق خدا اسکی مدح اور ثنا پر اتفاق کرے اور اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ جن اگلے لوگوں کی لاکھوں کروڑوں آدمی اب تک مدح اور ثنا کر رہے ہیں وہ فی الواقع اچھے تھے اب کبھی کوئی یزید پلید کی اور مروان کی اور حجاج کی کوئی تعریف نہیں کرتا اور امام حسن علیہ السلام اور علی مرتضی اور سارے ائمہ اہلبیت کے لاکھوں آدمی ثنا خوان ہیں پس معلوم ہوا کہ واقع میں یہی لوگ اچھے تھے اور یزید اور مروان اور حجاج برے تھے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْ مَلَأَ اللّٰهُ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ خَيْرًا وَهُوَ يَسْمَعُ وَأَهْلُ النَّارِ مَنْ مَلَأَ اللّٰهُ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ شَرًّا وَهُوَ يَسْمَعُ ابن عباس سے روایت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت والا وہ شخص ہے جسکے کان بہرجاویں لوگون کی تعریف اور ثنا سے سنتے سنتے اور دوزخ والا وہ شخص ہی جسکے کان بہرجاوین لوگون کی ہجو اور برائی سنتے سنتے (یعنی لوگ غائبانہ جسکی تعریف کرین وہ اچھا ہے اور غائبانہ جسکی برائی کرین وہ برا ہے لیکن مونہہ پر تعریف کرنیکا اعتبار نہین اکثر لوگ خوشامد کے لیے بری آدمی کی بہی تعریف کردیتے ہین پس آدمی کو چاہیے کہ پس پردہ رہکر لوگون کی گفتگو سنے کہ انکی بابت کیا کہتے ہین اگر لوگ کسی عادت سے شاکی ہون تو اس عادت کو دور کردیوی) **عن** ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قلت لہ الرجل یعمل العمل للہ فیحبہ الناس علیہ قال ذلک عاجل بشری المؤمن ابو ذر سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے عرض کیا ایک آدمی خالص خدا کے لیے کوئی کام کرتا ہے لیکن لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہین اس کام کیوجہ سے آپ نے فرمایا یہ نقد خوشخبری ہی مومن کے لیے (اور آخرت کی خوشخبری آگے ہے اس سے کر قریب) **عن** ابی ہریرۃ رض قال قال رجل یا رسول اللہ انی اعمل العمل فیطلع علیہ فیعجبنی قال لک اجران اجر السر واجر العلانیۃ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ مین ایک عمل کرتا ہون وہ مجھے اچھا لگتا ہے اس طرح سے کہ لوگ اسکو سنکر میری تعریف کرتے ہین (لیکن مینے اس عمل کو خالص خدا کے لیے کیا تہا نہ دکہلانے کے لیے نہ لوگون کی مدح اور ثنا کے لیے پر لوگون نے بغیر میری نیت اور قصد کے خود بخود میری تعریف کی اور وہ مجہکو اچھی لگی آپ نے فرمایا تجہکو دوہرا ثواب ملیگا ایک تو پوشیدہ عمل کرنے کا کیونکہ تونے خالص خدا کے لیے کیا تہا اور تیری نیت لوگون کو خبر کرنے کی نہ تہی لیکن خود بخود وہ مشہور ہوگیا) اور دوسرے علانیہ عمل کرنے کا

باب النیۃ

باب نیت کے بیان مین **عن** عمر بن الخطاب رض وہو یخطب الناس فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما الاعمال بالنیات ولکل امرئ ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ والی رسولہ فہجرتہ الی اللہ والی رسولہ ومن کانت ہجرتہ لدنیا یصیبہا او امراۃ یتزوجہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ حضرت عمر سے روایت ہی وہ لوگون کو خطبہ سنا رہے تہے تو کہا کہ مینے سنا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہی ہر ایک عمل کا ثواب نیت سے ہوتا ہے (یا ہر ایک عمل کی صحت نیت پر موقوف ہے جیسے وضو اور نماز وغیرہ کہ نیت انمین فرض ہے) اور ہر ایک آدمی کو وہی ہی جیسے وہ نیت کرے پہر جسکی ہجرت اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہو تو اسکی ہجرت اللہ اور رسول کیطرف ہوگی اور جسکی ہجرت دنیا کمانے کی نیت سے ہو یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی تو اسکی ہجرت انہی چیزون کی طرف ہوگی **ف** اور اللہ و رسول کیطرف ہجرت کرنیکا اسکو ثواب حاصل نہ ہوگا یہ حدیث نہایت صحیح اور قوی اور مشہور ہے اور فقہا نے اس سے صدہا مسائل نکالے ہین اور وہ ایک بڑی اصل ہے دین کی اصلون مین سے اور امام بخاری اپنے شروع

صحیح میں اس حدیث کو نہیں لائے ہیں اور تفصیل اس حدیث کی فتح الباری میں ہے عن ابی کبشۃ الانماری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ہذہ الامۃ کمثل اربعۃ نفر رجل اٰتاہ اللہ مالا وعلما فھو یعمل بعلمہ فی مالہ ینفقہ فی حقہ ورجل اٰتاہ اللہ علما ولم یؤتہ مالا فھو یقول لو کان لی مثل ھذا عملت فیہ مثل الذی یعمل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھما فی الاجر سواء ورجل اٰتاہ اللہ مالا ولم یؤتہ علما فھو یخبط فی مالہ ینفقہ فی غیر حقہ ورجل لم یؤتہ اللہ علما ولا مالا فھو یقول لو کان لی مثل مال ھذا عملت فیہ مثل الذی یعمل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھما فی الوزر سواء ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کے لوگوں کی مثال چار شخصوں کی طرح ہے ایک تو وہ شخص جسکو اللہ تعالی نے مال اور علم دیا وہ اپنے علم کے موافق عمل کرتا ہے اپنے مال میں اور اسکو خرچ کرتا ہے اپنے حق میں دوسرے وہ شخص جسکو اللہ تعالی نے علم دیا لیکن مال نہیں دیا وہ کہتا ہے اگر مجھ کو مال ملتا تو میں پہلے شخص کی طرح اس میں عمل کرتا آپ نے فرمایا یہ دونوں شخص برابر ہیں ثواب میں کیونکہ دوسرے کی نیت مثل عمل کی ہے بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ مومن کی نیت اسکے عمل سے بہتر ہے (تیسرے وہ شخص جسکو اللہ نے مال دیا لیکن علم نہیں دیا وہ اپنے مال میں خبط کرتا ہے اسکو ناحق میں صرف کرتا ہے (اگانی بجانے اسراف اور فضول خرچی میں) چوتھے وہ شخص جسکو اللہ تعالی نے نہ علم دیا نہ مال لیکن وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں تیسرے شخص کی طرح اسکو خرچ کرتا ناحق اور اسراف میں) آپنے فرمایا یہ دونوں عذاب میں برابر ہیں **ف** یہ بظاہر مخالف ہے اس حدیث کے کہ اللہ تعالی نے میری امت کو دل کا وسوسہ معاف کر دیا جبتک اسپر عمل نہ کرے یا منہ سے نہ نکالے اور جواب یہ ہے کہ وسوسے سے مراد وہ خیال ہے جو دل میں آوے اور چلا جاوے جیسے بہتی پانی پر نجاست گذر گئی لیکن جو وسوسے دل میں جم جاوے اور اعتقاد کی طرح ہو جاوے اسپر مواخذہ ہوگا اسلیے کہ وہ نفس کی صفت ہو گیا اور تحقیق اسکی ہمنے المعلم ترجمہ صحیح مسلم میں کی ہے عن ابن ابی کبشۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عن ابی ھریرۃ رض یعنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما یبعث الناس علی نیاتھم ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کا حشر انکی نیتوں پر ہوگا **ف** اگرچہ بری اور فاسق جماعت کے ساتھ اسپر بھی دنیا کا عذاب آجاوے لیکن آخرت میں ہر شخص اپنی نیت پر اٹھیگا جیسے اوپر ایک طویل حدیث میں گذرا صفحہ ہی عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحشر الناس علی نیاتھم جابر سے بھی ایسے ہی روایت ہے

باب الامل والاجل انسان کی آرزو اور عمر کا بیان عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ خط خطا مربعا وخط وسط الخط المربع خطوطا الی جانب الخط الذی وسط الخط المربع وخطا خارجا من الخط المربع فقال اتدرون ما ھذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ھذا الانسان الخط الاوسط وھذہ الخطوط الی جنبہ

الاعراض تنھشہ او تنھسہ من کل مکان فان اخطأہ ھذا اصابہ ھذا والخط المربع الاجل والخط الخارج
الامل عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط مربع کھینچا اور اس مربع کے بیچ میں ایک اور خط کھینچا اور اس
بیچ والے خط کے دونوں طرف بہت سے خط کھینچے اور ایک خط اس مربع کے باہر کھینچا جو مربع سے باہر نکل گیا اس کی صورت
یہ ہے پھر آپ نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کیا ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا
یہ بیچ کا خط آدمی ہے اور یہ جو اس کے دونوں طرف (باریک باریک) خط ہیں یہ بیماریاں اور آفتیں ہیں جو ہمیشہ اس کو کاٹتی
اور ڈستی رہتی ہیں ہر طرف سے (اور اکثر انہی میں مر جاتا ہے اور عمر طبعی تک نہیں پہنچتا) اگر ایک آفت سے بچا تو دوسری
آفت میں مبتلا ہوتا ہے اور یہ چار خط اس کو گھیرے ہوئے ہیں (یعنے مربع کی لکیریں) یہ اس کی عمر ہے (کہ اس سے باہر
نہیں نکل سکتا) اور وہ جو خط اس مربع سے باہر نکل گیا ہے وہ اس کی آرزو ہے **ف** اپنی عمر سے زیادہ آدمی آرزو
کرتا ہے اور ایسے ایسے بندوبست کرتا ہے اور عمارات بناتا ہے جن کی تمام ہونے سے پہلے اس کی عمر گذر جاتی ہے **عن**
انس بن مالک یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا ابن آدم وھذا اجلہ عند قفاہ وبسط یدہ امامہ ثم قال
وثم املہ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آدمی ہے اور یہ اس کی عمر ہے اپنی گدی کے پاس ہاتھ
رکھا پھر اپنا ہاتھ آگے پھیلایا اور فرمایا یہاں تک اس کی آرزو بڑھی ہوئی ہے **ف** مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پہلے آپ نے قد آدم
تک اشارہ کیا کہ یہ آدمی ہے پھر ذرا کم کر کے بتلایا کہ یہ اس کی عمر ہے پھر اس سے بڑھا کر بتلایا کہ یہ آرزو ہے یعنی آرزو اس کی عمر
سے بہت بڑھی ہوئی ہے **عن** ابی ھریرۃ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قلب الشیخ شاب فی حب اثنتین فی
حب الحیوۃ وکثرۃ المال ابوہریرہ رض سے روایت ہے بوڑھے کا دل جوان ہوتا ہے دو چیزوں کی محبت میں ایک تو زندگی کی محبت میں
دوسرے مال کی محبت میں **عن** انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یھرم ابن آدم ویشب منہ اثنتان الحرص علی المال
والحرص علی العمر انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور دو چیزیں اس میں جوان ہوتی
جاتی ہیں ایک تو مال کی حرص دوسرے عمر کی حرص **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لو ان لابن آدم وادیین
من مال لاحب ان یکون معھما ثالث ولا یملأ نفسہ الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب ابوہریرہ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آدمی کے پاس دو وادی بھر کر مال ہو (یعنے دو راہیں بھر کر جو پہاڑوں کے بیچ میں ہوتی
ہیں) البتہ اس کو خواہش ہوگی کہ ایک وادی مال کی اور ہو اور اس کے نفس کو کوئی چیز بھرنے والی نہیں سوا مٹی کے
(یعنے قبر کے جب قبر میں جاوے گا تو دل بھر جاوے گا ساری خواہشیں دنیا کی ختم ہو جاویں گی) اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا
ہے اس کو بچا لیتا ہے (دنیا کی محبت اور حرص سے) **عن** ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اعمار امتی ما بین

السِّتِّیْنَ اِلَی السَّبْعِیْنَ وَاَقَلُّھُمْ مَنْ یَّجُوْزُ ذٰلِكَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی اکثر عمریں ساٹھ سے لیکر ستر تک ہونگی اور ان میں کم لوگ ایسے ہونگے جو ستر سے تجاوز کریں **ف** اب حساب کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ فی لاکھہ ایک آدمی اسی برس کی عمر تک پہونچتا ہے اور فی کروڑ ایک آدمی سو برس کی عمر تک پہونچتا ہے اور اوسط عمر انسان کی ۳۵ سال کی رکھی گئی ہے بہلا اتنی تھوڑی سی مدت کے لیے یہ جھگڑے اور قصہ کرنا چار دن کی زندگی اور ہزاروں برس کا بندوبست نری حماقت ہی حماقت ہے ذرا آنکھہ کھول اور غور کر اگر تیری آنکھہ کھلی جاوے تو رات دن ذکر الٰہی اور عزلت اور گوشہ نشینی میں گذارے گا اور صرف ضرورت کے موافق دنیا پر قناعت کریگا

باب الْمُدَاوَمَةِ عَلَی الْعَمَلِ نیک کام کو ہمیشہ کرنا اگرچہ تھوڑا سا ہی ہو **عن** اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ وَالَّذِیْ ذَھَبَ بِنَفْسِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مَاتَ حَتّٰی کَانَ اَکْثَرُ صَلٰوتِهٖ وَھُوَ جَالِسٌ وَکَانَ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَیْهِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ الَّذِیْ یَدُوْمُ عَلَیْهِ الْعَبْدُ وَاِنْ کَانَ یَسِیْرًا حضرت ام المومنین بی بی ام سلمہ سے روایت ہے قسم اسکی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیگیا (دنیا سے) آپنے انتقال نہیں فرمایا یہانتک کہ آپ اکثر نماز بیٹھ کر ادا کرتے (نوافل وغیرہ) اور آپ کو بہت پسندیدہ عمل وہ تھا جو ہمیشہ کیا جاوے اگرچہ تھوڑا ہو **ف** جو عمل ہمیشہ کیا جاوے وہی بہت ہو جاتا ہے اگرچہ روز تھوڑا ہی ادا کیا جاوے اور جو بہت کیا جاوے لیکن ہمیشہ نہ ہو وہ تھوڑا ہی رہتا ہے **عن** عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَتْ عِنْدِیْ امْرَاَةٌ فَدَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ ھٰذِهٖ قُلْتُ فُلَانَةُ لَا تَنَامُ تَذْکُرُ مِنْ صَلٰوتِھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَهْ عَلَیْکُمْ بِمَا تُطِیْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَا یَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰی تَمَلُّوْا قَالَتْ وَکَانَ اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَیْهِ الَّذِیْ یَدُوْمُ عَلَیْهِ صَاحِبُهٗ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپنے پوچھا یہ کون عورت ہے میں نے عرض کیا فلانی عورت جو رات کو نہیں سوتی (اسکی نماز کا ذکر کرنے لگیں کہ رات بہر نماز میں گذارتی ہے سوتی نہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چپ رہ ایسا عمل کرو جسکی طاقت رکھو اسکے نباہنے کی اور ہمیشہ کرنے کی) کیونکہ قسم خدا کی اللہ تعالی نہیں تھکیگا ثواب دینے سے تم ہی تھک جاؤ گے عمل کرنے سے حضرت عائشہ نے کہا آپ کو وہ عمل بہت پسند تھا جسکو آدمی ہمیشہ کرے **عن** حَنْظَلَةَ الْکَاتِبِ التَّمِیْمِیِّ الْاُسَیْدِیِّ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَتّٰی کَاَنَّا رَاْیَ الْعَیْنِ فَقُمْتُ اِلٰی اَھْلِیْ وَوَلَدِیْ فَضَحِکْتُ وَلَعِبْتُ قَالَ فَذَکَرْتُ الَّذِیْ کُنَّا فِیْهِ فَخَرَجْتُ فَلَقِیْتُ اَبَا بَکْرٍ فَقُلْتُ نَافَقْتُ نَافَقْتُ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ اِنَّا لَنَفْعَلُهٗ فَذَھَبَ حَنْظَلَةُ فَذَکَرَهٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا حَنْظَلَةُ لَوْ کُنْتُمْ کَمَا تَکُوْنُوْنَ عِنْدِیْ لَصَافَحَتْکُمُ الْمَلٰئِکَةُ عَلٰی فُرُشِکُمْ اَوْ عَلٰی طُرُقِکُمْ یَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّسَاعَةً

حنظلہ کاتب سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ نے جنت اور دوزخ کا بیان کیا گویا ہم اندونوں کو دیکھنے لگے پھر میں اپنے گھر والوں اور بچوں کے پاس گیا اور ہنسا اور کھیلا بعد اسکے مجھے وہی خیال آیا جس میں میں پہلے تھا یعنی جنت اور جہنم کا میں نکلا اور ابوبکر صدیق سے ملا میں نے کہا میں تو منافق ہوگیا منافق ہوگیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں میرا دل اور طرح کا تھا اور اب اور طرح کا ہوگیا صحابہ اسیکو نفاق سمجھے انکی شان بہت عالی تھی ابوبکر صدیق نے کہا ہمارا بھی یہی حال ہے پھر حنظلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا اے حنظلہ اگر تم اس حال پر رہو جیسے میرے پاس رہتے ہو تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں تمہارے بچھونوں پر یا رستوں میں اے حنظلہ ایک ساعت ایسی ہے دوسری ایسی ہے **ف** آدمی کے لیے ایک ساعت حضور کی ہوتی ہے جس میں توجہ الی اللہ میں آدمی غرق ہوتا ہے دوسری ساعت غیبت کی ہوتی ہے جب اپنے بال بچوں یا دنیا کے کاموں میں مشغول ہوتا ہے انبیا اور اولیا کی بھی یہی حالت ہوتی ہے صرف فرق یہ ہے کہ انکی اکثر اوقات حضور میں گذرتے ہیں اور غیبت میں کم اور عوام کے اکثر اوقات غیبت میں گذرتے ہیں بالجملہ تجلی دائمی کا کوئی قائل نہیں ہوا اور اسمیں خدا کی مصلحت ہے ورنہ دنیا کے اکثر کام بند ہو جاوین اور عالم غیب اور عالم شہادت میں فرق نہ رہے اور حضرت مجدد رحمۃ نے تمام اگلے صوفیہ کے خلاف تجلی دائمی کو ثابت کیا ہے لیکن وہ بھی احوال کے فرق اور تفاوت کے قائل ہیں بصورت میں نزاع لفظی ہوگا **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اکْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ خَیْرَ الْعَمَلِ اَدْوَمُهٗ وَاِنْ قَلَّ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوتنا ہی عمل کرو جتنے کی تم میں طاقت ہو اسلیے کہ بہتر وہی عمل ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَجُلٍ یُصَلِّیْ عَلٰی صَخْرَةٍ فَاَتٰی نَاحِیَةَ مَكَّةَ فَمَكَثَ مَلِیًّا ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَجَدَ الرَّجُلَ یُصَلِّیْ عَلٰی حَالِهٖ فَقَامَ فَجَمَعَ یَدَیْهِ ثُمَّ قَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ عَلَیْكُمْ بِالْقَصْدِ ثَلٰثًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا جابر بن عبداللہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر سے گذرے جو ایک چٹان پر پتھر کے نماز پڑھ رہا تھا پھر آپ مکہ کے کسی طرف گئے اور تھوڑی دیر وہاں ٹھیرے جب لوٹ کر آئے تو دیکھا وہ شخص اسی حال پر نماز پڑھ رہا ہے آپ کھڑے ہوئے اور دونوں ہاتھوں کو ملایا اور فرمایا اے لوگو تم لازم کرلو اپنے اوپر میانہ روی کو اسلیے کہ اللہ تعالی نہیں چڑتا ثواب دینے سے تم ہی چڑ جاتے ہو عمل کرنے سے **ف** اس حدیث سے بعضوں نے انکار کیا ہے سخت مجاہدہ اور ریاضت کا جیسے صوفیہ اوائل میں کرتے ہیں اور یہ کہا ہے کہ متابعت سنت کی بہتر ہے یعنی اسیقدر نماز اور روزہ اور وظائف پر مداومت کرنا جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت اور منقول ہیں اور اس میں شک نہیں کہ سنت کی پیروی ہر حال میں بہتر اور باعث برکت اور نور ہے

مگر ابتدائی حال مین نفس کی قوت اور شوکت توڑنے کے لیے سخت مجاہدہ سے بہتر کوئی تدبیر نہین اور یہ خلاف سنت نہین ہے کیونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت سے پہلے جبل نور مین سخت مجاہدہ اور چلہ کیا تھا اور ایک مدت تک آپ غار مین رہا کرتے بستی سے دور اور لوگون سے نفور البتہ جب نفس درست ہو جاوے اور شرارت اور سرکشی چھوڑ دے سو وقت اعتدال کی رعایت رکھے اور بہتر طریقہ وہی ہے جو اوراد اور وظائف اور نوافل آنحضرت صلعم سے منقول مین اونہی پر قناعت کرے اور اہل وعیال اور دوستون اور عزیزون کے ساتھ بھی مشغول رہے جیسے آنحضرت صلعم کرتے تھے **باب** ذِكْرِ الذُّنُوبِ گناہون کا بیان عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا كُنَّا نَعْمَلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہمسے مواخذہ ہوگا ان اعمال کا جو ہمنے جاہلیت کے زمانہ مین کیے آپنے فرمایا جسنے اسلام کے زمانہ مین نیک کام کیے (یعنے دل سے مسلمان ہوا ارکان اسلام ادا کیے) اسکو جاہلیت کے عملون کا مواخذہ نہ ہوگا (دوسری حدیث مین ہے کہ اسلام گرا دیتا ہے ان سب گناہون کو جو حالت کفر مین کیے تھے) اور جسنے برا کیا (دل سے ایمان نہ لایا) اس سے اول اور آخر دونو اعمال کا مواخذہ ہوگا (کیونکہ وہ گویا کفر پر برابر قائم رہا اور اسکا اسلام صرف زبان سے کافی نہ ہوگا) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْأَعْمَالِ فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللهِ طَالِبًا ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا تو ان گناہون سے بچی رہ جنکو حقیر جانتی ہے اسلیے کہ اللہ جل جلالہ انکا بھی مواخذہ کریگا (مطلب یہ ہے کہ آدمی صغیرہ گناہ سے بھی بچتا رہے کیونکہ حساب مین وہ بھی لکھا جاویگا) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهُ فَإِنْ زَادَ زَادَتْ فَذَلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللهُ فِي كِتَابِهِ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جب گناہ کرتا ہے تو اسکے دلمین ایک سیاہ ٹپکا ہو جاتا ہے پھر اگر توبہ کرے اور آیندہ کے لیے اس سے باز آوے اور استغفار کرے تو اسکا دل چمک کر صاف ہو جاتا ہے (یہ دھبہ (داغ) دور ہو جاتا ہے) اور اگر اور زیادہ گناہ کرے تو یہ ٹپکا بڑھتا جاتا ہے (یہانتک کہ سارا دل کالا ہو جاتا ہے) اور ران سے یہی مراد ہے اس آیت مین کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون (یعنے گناہ سے ڈر جاتا رہنا اور اسکی عادت ہو جانا) عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيضًا فَيَجْعَلُهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا قَالَ ثَوْبَانُ يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا جَلِّهِمْ لَنَا أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ قَالَ أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللهِ تعـ

اتھکوھا ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جانتا ہوں ان لوگوں کو جو قیامت کے دن تہامہ (وہ ملک جس میں مکہ اور زمین ہے) کے پہاڑوں کے برابر نیکیاں لیکر آوینگے لیکن اللہ تعالی انکو اس غبار کیطرح کر دیگا جو اڑ جاتا ہے ثوبان نے عرض کیا یا رسول اللہ ان لوگوں کا حال ہم سے بیان کر دیجیے اور کھولکر بیان فرمایے (تاکہ ہم ان سے بچیں) تاکہ ہم ان لوگوں میں نہ ہوں نہ جانکر آپنے فرمایا تم جان لو کہ وہ لوگ تمہارے بھائیوں میں سے ہیں اور تمہاری قوم میں سے اور رات کو اسیطرح عبادت کرینگے جیسے تم عبادت کرتے ہو لیکن وہ لوگ یہ کرینگے کہ جب اکیلے ہونگے تو حرام کاموں کا ارتکاب کرینگے (اور لوگوں کے سامنے انکی شرم سے باز رہینگے اللہ تعالی کا ڈر انکے دلوں میں نہوگا) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْثَرُ مَا یُدْخِلُ الْجَنَّةَ قَالَ التَّقْوٰی وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ مَا اَكْثَرُ مَا یُدْخِلُ النَّارَ قَالَ الْاَجْوَفَانِ الْفَمُ وَالْفَرْجُ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اکثر لوگ کس چیز کی وجہ سے جنت میں جاوینگے آپنے فرمایا اللہ تعالے سے ڈرنیکی وجہ سے اور حسن خلق سے اور پوچھا گیا کہ اکثر کس چیز کیوجہ سے دوزخ میں جاوینگے آپنے فرمایا منہ اور شرمگاہ کیوجہ سے (منہ سے بری باتیں نکالینگے اور شرمگاہ سے حرام کرینگے) بَابُ ذِكْرِ التَّوْبَةِ توبہ کا بیان۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ اَحَدِكُمْ مِنْهُ بِضَالَّتِهِ اِذَا وَجَدَهَا ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل تم میں سے کسیکی توبہ کرنے سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے کوئی اپنی گمی ہوئی چیز کے پانیسے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَخْطَاْتُمْ حَتّٰی تَبْلُغَ خَطَایَاكُمُ السَّمَاءَ ثُمَّ تُبْتُمْ لَتَابَ عَلَیْكُمْ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اتنے گناہ کرو کہ آسمان تک پہونچ جاویں پھر تم توبہ کرو تو اللہ تمکو معاف کر دیوے (اسقدر اسکی رحمت وسیع ہے مگر یہ شرط ہے کہ توبہ صدق دل سے ہو تذلل اور انکسار کے ساتھ رو رو کر اپنے مالک سے گناہوں کی معافی مانگے تو ضرور اسکی رحمت جوش میں آویگی) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ رَجُلٍ اَضَلَّ رَاحِلَتَهٗ بِفَلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ فَالْتَمَسَهَا حَتّٰی اِذَا اَعْیٰی تَسَجّٰی بِثَوْبِهٖ فَبَیْنَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ سَمِعَ وَجْبَةَ الرَّاحِلَةِ حَیْثُ فَقَدَهَا فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهٖ فَاِذَا هُوَ بِرَاحِلَتِهٖ ابوسعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی اپنے بندے کے توبہ کرنے سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جسکا اونٹ ایک بے آب و دانہ جنگل میں کھو جاوے وہ اسکو ڈھونڈھتا رہے یہانتک کہ تھک کر اپنا کپڑا اوڑھ لیوے اور پڑ جاوے یہ سمجھکر کہ اب مرنے میں کوئی شک نہیں کھانا پانی سب اسی اونٹ پر تھا اور اس جنگل میں پانی تک نہیں اتنے میں وہ اونٹ کی آواز سنے اور کپڑا اپنے مونہہ پر سے اوٹھا کر دیکھے تو اسکا اونٹ آتا ہو

عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسے وہ جس نے گناہ نہیں کیا عن
انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ساری آدمی گنہگار ہیں اور بہتر گنہگاروں میں جو بہت توبہ کرتے ہیں عن ابن معقل قال دخلت مع
ابي على عبد الله فسمعته يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الندم توبة فقال له ابي انت سمعت
النبي صلى الله عليه وسلم يقول الندم توبة قال نعم ابو معقل سے روایت ہے میں اپنے باپ کے ساتھ عبد اللہ پاس گیا وہ
کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ندامت (یعنی گناہ سے شرمندہ ہونا) ایہی توبہ ہے میرے باپ نے کہا تم نے یہ آنحضرت صلعم سے
سنا ہے کہ ندامت توبہ ہے انہوں نے کہا ہاں عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الله عز وجل ليقبل
توبة العبد ما لم يغرغر عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی بندے کی توبہ
قبول کرتا ہے جب تک اسکی جان حلق میں نہ آوے (اسکے بعد پھر قبول نہیں ہے کیونکہ عالم آخرت کا ظہور شروع ہو گیا بعضوں نے کہا
یہ کافر کے واسطے خاص ہے لیکن اس تخصیص پر کوئی دلیل نہیں ہے) عن ابن مسعود ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فذكر انه اصاب من امرأة
قبلة فجعل يسأل عن كفارتها فلم يقل له شيئا فانزل الله عز وجل اقم الصلوة طرفي النهار وزلفا من
الليل ان الحسنات يذهبن السيئات ذلك ذكرى للذاكرين فقال الرجل يا رسول الله الي هذه فقال
هي لمن عمل بها من امتي ابن مسعود سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا کہ اس نے
ایک اجنبی عورت کو بوسہ دیا وہ اسکا کفارہ پوچھنے لگا آپ نے اس سے کچھ نہیں فرمایا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اقم
الصلوة طرفي النهار وزلفا من الليل اخیر تک یعنی دن کے دونوں کناروں میں نماز پڑھ اور رات کے حصوں میں بیشک نیکیاں
دور کر دیتی ہیں برائیوں کو تب وہ شخص بولا یہ حکم خاص میرے لیے ہے (یعنے نماز سے ایسے گناہ معاف ہونا) آپنے فرمایا
نہیں جو کوئی میری امت میں سے اس پر عمل کرے عن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اسرف رجل على
نفسه فلما حضره الموت اوصى بنيه فقال اذا انا مت فاحرقوني ثم اسحقوني ثم ذروني في الريح في
البحر فوالله لئن قدر علي ربي ليعذبني عذابا ما عذبه احدا قال ففعلوا به ذلك فقال للارض ادي
ما اخذت فاذا هو قائم فقال له ما حملك على ما صنعت قال خشيتك او مخافتك يا رب فغفر له لذلك
قال الزهري وحدثني حميد بن عبد الرحمن عن ابي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال دخلت امرأة النار
في هرة ربطتها فلا هي اطعمتها ولا هي ارسلتها تاكل من خشاش الارض حتى ماتت قال الزهري لئلا يتكل
رجل ولا ييأس رجل ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے گناہ کیے تھے جب اسکی موت آن

بہونچی تو اپنے بیٹون کو یہہ وصیت کی جب مین مرجاؤن مجھکو جلانا پھر پیسنا پھر زور کی ہوا مین میری خاک سمندر مین ڈالدینا
ذرا کچھ ہوا مین اڑجاوے کچھ سمندر مین پھیل جاوے اسلیے کہ اگر اللہ تعالی مجھکو پکڑپاویگا تو ایسا عذاب کریگا کہ ویسا عذاب
کسی کو نہین کیا خیر اسکے بیٹون نے ایسا ہی کیا اللہ تعالی نے زمین کو حکم دیا جو تو نے لیا ہے اس شخص کے اجزا مین سے ادا
حاضر کر حکم ہوتے ہی وہ شخص سامنے کھڑا تھا اپنے مالک کے مالک نے اس سے پوچھا تو نے ایسا کیون کیا وہ بولا اے میرے داتا
تیرے ڈر سے آخر مالک نے اسکو بخشدیا. زہری نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) مجھ سے حدیث بیان کی حمید بن عبدالرحمن
نے ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت دوزخ مین گئی ایک بلی کیوجہ سے جسکو اس نے باندھ رکھا تھا نہ اسکو
کھانا دیا نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے کھاتی یہانتک کہ مرگئی زہری نے کہا ان دونون حدیثون سے یہ مطلب نکلتا ہے
کہ کسی آدمی کو اپنے اعمال پر بھروسا کرنا چاہیے کہ ضرور ہم جنت مین جاوینگے اور نہ اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس ہونا چاہیے
فائدہ بلکہ امید اور ڈر دونون کے بیچ مین رہنا چاہیے۔ اس ڈھیا نے جو بلی کو بھوکا مار ڈالا اسکی وجہ سے جہنم مین
گئی ہماری زمانہ مین افضل الملک حاکم چترال نے اپنے بھتیجے کو جو ایک سال کا شیرخوار لڑکا تھا بھوکون مار ڈالا اسکی
انا کو منع کردیا کہ دودھ نہ پلادے یہانتک کہ وہ تڑپ تڑپ کر مرگیا اس بے رحمی کا بھی کچھ ٹھکانا ہے ضرور افضل الملک جہنم
مین گیا ہوگا اور دنیا مین اسپر یہ عذاب آیا کہ دو ماہ بھی سلطنت کرنے نہ پایا اسکا چچا شیر افضل افغانستان سے آیا اور
اس مردود کو واصل جہنم کیا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آدمی مرتے ہی یا جنت مین جاتا ہے یا دوزخ مین **عن**
أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ
فَسَلُونِي الْمَغْفِرَةَ فَأَغْفِرَ لَكُمْ وَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ أَنِّي ذُو قُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِي بِقُدْرَتِي غَفَرْتُ لَهُ وَكُلُّكُمْ
ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ فَسَلُونِي الْهُدَى أَهْدِكُمْ وَكُلُّكُمْ فَقِيرٌ إِلَّا مَنْ أَغْنَيْتُ فَسَلُونِي أَرْزُقْكُمْ وَلَوْ أَنَّ حَيَّكُمْ وَ
مَيِّتَكُمْ وَأَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوا فَكَانُوا عَلَى قَلْبِ أَتْقَى عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي لَمْ يَزِدْ فِي مُلْكِي
جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَلَوِ اجْتَمَعُوا فَكَانُوا عَلَى قَلْبِ أَشْقَى عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي لَمْ يَنْقُصْ مِنْ مُلْكِي جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَلَوْ أَنَّ
حَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَأَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوا فَسَأَلَ كُلُّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا بَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ
مَا نَقَصَ مِنْ مُلْكِي إِلَّا كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِشَفَةِ الْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيهَا إِبْرَةً ثُمَّ نَزَعَهَا ذَلِكَ بِأَنِّي جَوَادٌ
مَاجِدٌ عَطَائِي كَلَامٌ إِذَا أَرَدْتُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ. ابوذر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا بیشک اللہ تعالی فرماتا ہے اے میرے بندو تم سب گنہگار ہو مگر جسکو مین بچا رکھون تو مجھ سے بخشش مانگو مین تمکو
بخشدونگا اور جو کوئی تم مین سے یہ جانے کہ مجھ کو گناہ بخشنے کی طاقت ہے پھر مجھ سے بخشش چاہے میری قدرت کیوجہ سے

تو مین سبکو بخشدون گا ف اے ہمارے مالک صاحب بخشش کی تو کیا تجھ کو تو ایسی قدرت ہے کہ تمام جہان کی گنہگارون کو ایک آن میں بخشدیوے اور انکا مرتبہ بڑے عابد زاہدون سے بڑہادے اور تمام جہان کے عابد زاہدون کو دوزخ مین ڈالدیوے غرض تو جو چاہے وہ کر سکتا ہے ساری جہان مین کسی کی مجال نہین کہ تیرے حکم مین ذرا بھی چون وچرا کر سکے ہم یہ سمجھ کر تجھ سے اپنے گناہون کی مغفرت چاہتے ہین رحم کر ہمپر اور بخشدے ہمکو سوا تیرے کسی مین بخشنے کی طاقت نہین ف اے میرے بندو تم سب گمراہ ہو مگر جسکو مین راہ بتلاؤن تو مجھ سے راہ کی ہدایت مانگو مین تمکو راہ بتلاؤن گا اور تم سب محتاج ہو مگر جسکو مین مالدار کرون تو مجھ سے مانگو مین تمکو روزی دونگا اور اگر تم مین جو زندہ ہین جو مر چکے ہین اگلے اور پچھلے اور دریا والے اور خشکی والے یا تر اور خشک (یعنے شجر وحجر اگر یہ بھی سب انسان ہوجاوین) اور سب ملکر اس بندے کیطرح ہوجاوین جو میرے سب بندون مین زیادہ پرہیزگار اور زیادہ متقی ہے (مثلا سب حضرت محمد صلعم کی طرح یا حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ کیطرح ہوجاوین اور کسی برگزیدہ بندہ کیطرح) تو میری سلطنت مین ایک پر مچھر کے پر بازو) کے برابر زیادہ نہوگا رہو میری سلطنت ہے ویسی ہی رہیگی یہ نہ ہوگا کہ ان کروڑون اربون سنکھون مہا سنکھون کے مطیع اور تابعدار بن جانے سے کچھ میری قوت اور طاقت بہ نسبت سابق کے زیادہ ہوجاوے) اور اگر یہ سب ملکر اس بندے کیطرح ہوجاوین جو انتہا کا بدبخت (شقی) ہے میرے بندون مین (مثلاً شیطان فرعون نمرود ہامان کیطرح ہوجاوین) تو میری سلطنت مین ایک پر مچھر کے بازو برابر کمی نہین ہوسکتی (یہ نہین ہوسکتا ان سنکھون مہا سنکھون کی مخالفت اور سرکشی اور بغاوت سے میری سلطنت مین بہ نسبت سابق کے ایک ذرہ برابر فتور اور ضعف آوے) اور اگر تم مین سے جو زندہ ہین جو مر چکے ہین اگلے پچھلے دریائی اور صحرائی یا تر وخشک سب ملکر جہانتک انکی آرزو پہونچے (جہانتک خیال ان کا بلند پروازی کر سکے) مجھ سے مانگین (اور مین ان سب کی مرادین پوری کردون) تو میرے خزانہ دولت مین سے کچھ کم نہ ہوگا مگر اسقدر کہ جیسے کوئی تم مین سے سمندر کے کنارے پر گذرے اور اس مین ایک سوئی ڈبودے پھر اسکو نکال لیوے (یہ بھی مثال کے لیے ہے ورنہ اللہ تعالی کا خزانہ اسقدر بھی کم نہ ہوگا کیونکہ اسکا خزانہ بے انتہا ہے اور سمندر کی انتہا ہے) اسکی وجہ یہ ہے کہ مین سخی ہون اور میرا دینا صرف کہدینا ہے جہان مین نے کوئی بات چاہی اس سے کہتا ہون ہوجا وہ ہوجاتی ہے ف جب یہہ قدرت اور یہ طاقت اور یہ وسعت ہے تو اب کیا شبہ رہا کہ ادنیٰ جنتی کی جنت دس دنیا کے برابر ہوگی دس دنیا کیا ہر جنتی کو وہ کروڑ دنیا کے برابر دے سکتا ہے صرف اسکی حکم کی دیر ہے اس حدیث سے فارسیون یعنے مجوس کا اعتقاد باطل ہوا کہ اہرمن یعنے شیطان اللہ تعالی کا مقابل بنگیا ہے اور معاذ اللہ اللہ تعالی نے اس سے عاجز ہوکر دنیا اسکے سپرد کردی ہے وہ جسکو چاہتا ہے اپنی طرف گھسیٹتا ہے لاحول ولا قوة

اہرمن یعنی شیطان کا کیا وجود ہی اگر سنکھون مہا سنکھون اہرمن او شیطان ملکر بڑی زور و قوت سے ہماری مالک صاحب
کا مقابلہ کرین تو وہ ایک کلمہ مین سب کو خاک سیاہ بنا دے اور سب کو فنا کر دے غرض اسکے سامنے کسی کا وجود نہین اللہ ہی
اللہ اللہ ہی بس **باب** ذِکرِ المَوتِ وَالاِستِعدَادِ لَہٗ موت کا بیان اور اسکے واسطے تیار رہنا **عن** اَبِی ھُرَیرَۃَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَکثِرُوا ذِکرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ یَعنِی المَوتَ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لذتون کے مٹنے والی موت کا اکثر ذکر کیا کرو **ف** موت کی یاد سے دنیا کی بے ثباتی ذہن مین
جمتی ہے آخرت کا خیال پیدا ہوتا ہے یہی فائدہ قبرون کی زیارت مین بھی ہے اور موت کو لذتون کی مٹنے والی
کہا یعنی دنیا کی جسمانی لذتین میٹ دیتی ہے مثلاً مال کی لذت عہدہ اور حکومت کی لذت اولاد کی لذت اور یہ مطلب
نہین ہے کہ موت سے بالکل لذتین جاتی رہتی ہین بلکہ موت کے بعد اچھے لوگون کو تو وہ لذائذ حاصل ہوتے ہین کہ
دنیا کی لذات کی کچھ حقیقت نہین ہے اور دوسری حدیث مین ہے کہ مومنین کے ارواح جنت کی میوے کہاتے رہتے
ہین مگر یہ لذات دوسری طرح کے جسمانی اور روحانی ہین اور دنیا کی لذات صرف جسمانی اور حظ ہلکے اور جنت اور دنیا
کے میوے صرف نام مین مشترک ہین اور حقیقت بالکل جداگانہ ہے بعضی ظاہر مین اسکا انکار کرتے ہین لیکن
عنقریب انکو تصدیق ہو جاویگی اور مترجم نے جناب امام حسن علیہ السلام کے ساتھ برزخ مین کھانا کھایا اور امام جعفر
صادق سے منقول ہے کہ اہل برزخ کہاتی ہین اور پیتے ہین اور ملاقات کرتے ہین اور باتین کرتے ہین اور خوش
رہتے ہین واللہ اعلم **عن** ابنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ کُنتُ مَعَ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَجَاءَہٗ رَجُلٌ مِنَ الاَنصَارِ فَسَلَّمَ عَلَی
النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ یَا رَسُولَ اللہِ اَیُّ المُؤمِنِینَ اَفضَلُ قَالَ اَحسَنُھُم خُلُقًا قَالَ فَاَیُّ المُؤمِنِینَ اَکیَسُ قَالَ اَکثَرُ
ھُم لِلمَوتِ ذِکرًا وَاَحسَنُھُم لِمَا بَعدَہٗ اِستِعدَادًا اُولٰئِکَ الاَکیَاسُ ابن عمر سے روایت ہے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تھا اتنے مین ایک مرد انصاری آپکے پاس آیا اور آپ کو سلام کیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ کونسا مومن
افضل ہے مومنون مین آپنے فرمایا جسکے اخلاق اچھے ہون پھر اسنے پوچھا کونسا دانا ہے ان مین زیادہ عقلمند
آپنے فرمایا جو موت کو بہت یاد کرتا ہے اور موت کے بعد کے لیے اچھی طرح طیاری کرتا ہے وہی عقلمند ہے **عن**
شَدَّادِ بنِ اَوسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ الکَیِّسُ مَن دَانَ نَفسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعدَ المَوتِ وَالعَاجِزُ مَن
اَتبَعَ نَفسَہٗ ھَوَاھَا ثُمَّ تَمَنّٰی عَلَی اللہِ شداد بن اوس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ ہے
جو اپنے نفس کو مسخر کر لیوے یعنی رام اور تابعدار اچھی بات کی سوا بری بات کی خواہش ہی نہ کرے اور موت
کے بعد کے لیے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو نفس کی خواہش پر چلا رہ وہ گویا اپنے نفس سے ہار گیا پھر اللہ جل جلالہ

بر آزردئین لگادی رکہ وہ بخشنے والا ہی گناہ کرتے ہین تو کیا کرو صبیر فساق و رفجار اور ملحد فقیر کہا کرتے ہین) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَرْجُو اللّٰهَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَخَافُ ذُنُوْبِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُوْ وَاٰمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان پاس گئے وہ مر رہا تھا آپنے فرمایا کیا حال ہے وہ بولا مین اللہ سے امید رکھتا ہون مغفرت کی یا رسول اللہ لیکن اپنے گناہون سے ڈرتا بھی ہون آپ نے فرمایا یہ دو باتین اسوقت مین جس بندے کے دلمین جمع ہون (یعنے خوف و رجا) تو اللہ تعالی اسکو وہ دیگا جو اُسکو امید ہوگی اور جس سے وہ ڈرتا ہے (عذاب سے) اسکو محفوظ رکھیگا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوْا اُخْرُجِيْ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ اُخْرُجِيْ حَمِيْدَةً وَاَبْشِرِيْ بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا اِلَى السَّمَآءِ فَيُفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانٌ فَيُقَالُ مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ اُدْخُلِيْ حَمِيْدَةً وَاَبْشِرِيْ بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى يُنْتَهٰى بِهَا اِلَى السَّمَآءِ الَّتِيْ فِيْهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوْءُ قَالَ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ اُخْرُجِيْ ذَمِيْمَةً وَاَبْشِرِيْ بِحَمِيْمٍ وَغَسَّاقٍ وَاٰخَرَ مِنْ شَكْلِهٖ اَزْوَاجٌ فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰى تَخْرُجَ ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا اِلَى السَّمَآءِ فَلَا يُفْتَحُ لَهَا فَيُقَالُ لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيْثَةِ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيْثِ اِرْجِعِيْ ذَمِيْمَةً فَاِنَّهَا لَا تُفْتَحُ لَكِ اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَيُرْسَلُ بِهَا مِنَ السَّمَآءِ ثُمَّ تَصِيْرُ اِلَى الْقَبْرِ ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردے کے پاس فرشتے آتے ہین (یعنے مرنیکے قریب) اگر وہ شخص نیک ہوتا ہے تو اُس سے کہتے ہین نکل اے پاک جان جو پاک بدن مین تھی نکل تو نیک ہے اور خوش ہو جا اللہ کی رحمت اور خوشبو سے اور ایسے مالک سے جو تیرے اوپر غصہ نہیں ہے (بلکہ مہربان ہے سبحان اللہ روح صدای بابی پر عاشق ہے یہ نغمہ سنتے ہی بدن کو چھوڑ چھاڑ نکل آتی ہے) برابر اُس سے یہی کہتے رہتے ہین (گویا فرشتے یہ نغمہ گاتے رہتے ہین صدقہ اے مالک تجھ پر سے ہماری کروڑ جانین تیری یاد فرمانے پر تصدق ہین) یہانتک کہ جان بدن سے نکلجاتی ہے پھر فرشتے اُسکو آسمان کیطرف چڑھالے جاتے ہین آسمان کا دروازہ کُھلتا ہے وہان کے فرشتے پوچھتے ہین کون ہے یہ فرشتے جواب دیتے ہین (جو روح کے ساتھ ہوتے ہین) فلان شخص ہے وہ کہتے ہین مرحبا ہے پاک نفس کو جو پاک بدن مین تھا اندر آ عزت کے ساتھ اور خوش ہو جا اللہ

کی رحمت سے اور خوشبو سی اور اس مالک سے جو تجھہ پر غصہ نہین ہے برابر اس سے یہی کہا جاتا ہی (ہر آسمان پر) یہانتک کہ روح اُس آسمان تک پہونچتی ہے جہان اللہ عزوجل (ہمارا مالک صاحب) ہی (یعنے عرش کے پاس) اور جب کوئی برا آدمی ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہین (یعنے جمدوت جو روح قبض کرنے آتے ہین) اے ناپاک نفس جو ناپاک بدن مین تہا نکل برائی کے ساتھہ اور خوش ہو جا گرم پانی اور پیپ اور اسکی شکل کی اور چیزون سے پھر اُس سے یہی کہتے رہتے ہین یہانتک کہ وہ نکلجاتا ہے (یعنی نفس) پھر اُسکو چڑہاتے ہین آسمان کیطرف وہان کا دروازہ نہین کہلتا وہان کے فرشتے پوچھتے ہین کون ہے یہ فرشتے کہتے ہین فلان شخص ہے وہ کہتے ہین مرحبا نہین ہے اس ناپاک نفس کے لیے جو ناپاک بدن مین تہا لوٹ جا برائی کے ساتھہ تیرے لیے آسمان کے دروازے نہین کہلینگے آخر اسکو چہوڑ دیتے ہین آسمان پر سے وہ قبر کے پاس آجاتی ہے (اور وہان عذاب مین مبتلا رہتی ہے یا اللہ بچا) **ف** اس حدیث سے اللہ سبحانہ وتعالی کا آسمان پر ہونا ثابت ہی اور جو لوگ شیطنت سے اسکا انکار کرتے ہین اور اہلحدیث اور اہل حق کو مشبہ اور مجسمہ کہتے ہین انکی روح بھی اللہ تبارک وتعالی تک نہ جا سکیگی اور پہلے ہی آسمان سے لوٹائی جاویگی نہین تو برے اعتقاد سے توبہ کرین اور اللہ جل جلالہ کا عرش پر ہونا مان لین **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ اَجَلُ اَحَدِكُمْ بِاَرْضٍ اَوْثَبَتْهُ اِلَيْهَا الْحَاجَةُ فَاِذَا بَلَغَ اَقْصٰى اَثَرِهٖ قَبَضَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ فَتَقُوْلُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَبِّ هٰذَا مَا اسْتَوْدَعْتَنِيْ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کسیکی موت کسی زمین مین ہوتی ہے (یعنے وہان کی مٹی ہوتی ہے) تو وہان جانیکی حاجت پڑتی ہے جب اپنے انتہا کے مقام تک پہونچ جاتا ہے تو اللہ تعالی اُسکی روح قبض کرتا ہے اور قیامت کے دن وہان کی زمین کہے گی اے مالک تیری امانت ہی **ف** یعنی اسکے جسم کے اجزا حاضر کردیگی یہان ایک اشکال ہوتا ہے وہ یہ کہ انسان کا جب حشر ہوگا تو اُسکے کونسے اجزا اعادہ کیے جاوینگے آیا وہ اجزا جو وفات کیوقت تھے یا وہ اجزا جو ولادت کے وقت تھے یا بلکہ وہ اجزا جو وفات کی بیماری سے پہلے تھے اول صورت مین لازم آتا ہے کہ انسان حشر مین نہایت ضعیف نحیف مردیکی شکل مین اوٹھے کیونکہ وفات کے وقت اکثر لوگون کا یہی حال ہوجاتا ہے کہ بیماری سے گل گل کر پوست استخوان رہجاتے ہین اور دوسری صورت مین لازم آتا ہے کہ انسان کا حشر نہایت چہوٹے بچہ کی صورت مین ہو جیسا کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوتیوقت ہوتا ہے حالانکہ یہ خلاف پڑتا ہے دوسری احادیث کے تیسری صورت مین لازم آتا ہے کہ انسان کا حشر اوسی عمر اور اسی حالت مین ہو جیسا وفات کے قریب تہا تو کوئی بوڑہا ہوگا ڈاڑہی والا اور کوئی بچہ ہوگا کوئی جوان ہوگا بے ریش اور تینون صورتون مین جو اشکال لازم آتا ہے وہ یہ ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے

تو اسکے بدن کے اجزا گل سڑ کر مٹی مین شریک ہو جاتے ہین گو بعض انسانون کو جیسے انبیا اور شہدا ہین اجزا نہ گلین یا بعضون کی زمین کی خاصیت کیوجہ سے مدت مین گلین لیکن اکثر گل سڑ کر خاک ہو جاتی ہین پھر یہ خاک نباتات مین شریک ہوتی ہے ان نباتات کو دوسرے حیوانات کہا جاتی ہین ان حیوانون کو پھر دوسرے انسان کہا جاتے ہین ہمیشہ یون ہی ردوبدل ہوتا رہتا ہے اور بعض انسان ایسے بھی ہوتے ہین کہ انکے بدن کو مچھلی کہا جاتی ہے مچھلی کو آدمی کہا لیتے ہین بعض کو شیر کہا جاتا ہے پھر شیر خاک ہو کر اسکے اجزا ایک درخت مین شریک ہو جاتی ہین درخت کو حیوان کہا لیتا ہے حیوان کو آدمی کہا لیتا ہے جب ایسا ہو تو حشر نا ممکن ہے کیونکہ ایک ہی اجزا بعینہ مختلف انسانون اور حیوانون مین شریک ہو چکی ہین اور کسی انسان کے اجزا اس سے خاص نہین ہین کہ انکے اجتماع سے وہ انسان پیدا ہو جاوے بلکہ ان اجزا سے لاکھون انسان اور حیوان اور کیڑے مکوڑے نباتات وغیرہ بن چکے ہین یہ اشکال ایسا سخت ہے کہ بہت سے اٹکل اور گمان کی پیروی کرنیوالے معاد جسمانی کے منکر ہو گئے اور صرف معاد روحانی کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ البتہ یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالی دوسرا جسم دنیا کے جسم کی مثل ہر ایک انسان کی روح کو عطا فرماوے لیکن بعینہ مثلاً زید کے اجزا کا زید کو دینا اور عمرو کے اجزا کا عمرو کو دینا یہ تو متعذر ہے کیونکہ زید کے اجزا صرف زید کے نہین ہین بلکہ زید اور عمرو اور بکر اور خالد اور غیر اور کتا اور چوہا اور کوا اور درخت سب مین وہ اجزا باری باری شریک ہو چکی ہین اور جو لوگ معاد جسمانی کے قائل ہین وہ یہ کہتے ہین کہ انسان کے جسم مین ایک جزو اصلی ہے جسپر اور اجزا شریک ہو کر انسان کی صورت بن گئی ہے یہ جزو اصلی نہ گلتا ہے نہ سڑتا ہے نہ فنا ہوتا ہے نہ دوسرے حیوان یا نبات مین شریک ہوتا ہے اور اگر دوسرا حیوان کسی حیوان کو کہا جاتا ہے تو اسکا یہ اصلی جزو اسکے پیٹ سے بجنسہ باہر نکل جاتا ہے اور زمین مین رہتا ہے اللہ تعالی قیامت کے دن اسی جزو سے جو ہر انسان اور حیوان کا الگ الگ زمین مین امانت ہو گا پھر خلقت شروع کریگا اور اس جزو پر دوسری اجزا لگا کر ہر ایک انسان کو جیسے اسکی صورت دنیا مین وفات سے پہلے تھی اوٹھا کر کھڑا کر دیگا یہ حالت تو حشر کی ہو گی اب حشر کے بعد حساب و کتاب کے بعد جب لوگ جنت مین جاوینگے تو ان کو دوسرا بدن عنایت ہو گا جو مثل حلیہ بہشتی کے ہو گا اور اسیلیے سب اہل جنت ایک سن اور ایک عمر اور ایک قد و قامت کے ہونگے جیسے دوسری روایت مین وارد ہے اب یہ جو قرآن شریف مین وارد ہے قال من یحیی العظام وہی رمیم یہ اسکے منافی نہین ہے کیونکہ عظام مین بھی ایسے اجزا اصلیہ ہونگے جنکے احیا کی اور انپر ترکیب کرنے کی ضرورت ہو گی دوسرے یہ کہ اس جزو پر آخر دوسرے اجزا چڑھانے کی ضرورت ہو گی پس ممکن ہے کہ گلی ہڈیون کے اجزا ایکبار اسپر چڑھائے جاوین اور یہی جلانا ہے ان ہڈیون کا یعنے انکے اجزا زندہ مین شریک کرنا اور ممکن ہے کہ عظام سے یہی اجزا اصلیہ مراد ہون اور رمیم سے

یہ مراد ہو کہ خاک میں ملے ہوئے اور دلیل اس بیان کی یہ ہے کہ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ سب اجزا آدمی کے زمین کھا لیتی ہے مگر ریڑھ کی ہڈی اُسی سے آدمی بنایا گیا اور اُسی سے ترکیب دیا جاویگا قیامت کے دن اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ ہڈی بھی گل جاتی ہے چنانچہ پرانی قبروں کے کھودنے سے معلوم ہوا خصوصاً جہاں کی زمین شور ہوتی ہے کہ مردے کا کوئی عضو باقی نہیں رہا اور سب خاک ہو گیا تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ ہڈی جو اصل ہے خلقت انسان کی نہایت صغیر ہے ایک نقطہ بلکہ جزء لا یتجزیٰ کی طرح اور جائز ہے کہ بوجہ صغر کے وہ تمکو محسوس نہ ہوتی ہو لیکن اللہ تعالیٰ کا علم بے انتہا وسیع ہے وہ ان سب اجزا کو پہچانتا ہے اور ہر ایک پر وہی لباس چڑھا سکتا ہے جو دنیا میں اسپر چڑھا تھا غرض جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو مان لینا چاہیے باقی پوری حقیقت عالم آخرت کی وہ تو نہ کسی پر کھلی ہے نہ کھل سکتی ہے اسکا علم آخرت ہی میں وقوع کے بعد ہوگا ۵

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرَاهِيَةُ لِقَآءِ اللّٰهِ فِيْ كَرَاهِيَةِ الْمَوْتِ فَكُلُّنَا يَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ اِنَّمَا ذَاكَ عِنْدَ مَوْتِهٖ اِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَمَغْفِرَتِهٖ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَاِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ سے ملنا چاہے اللہ بھی اُس سے ملنا چاہے گا اور جو اللہ سے ملنا برا جانے اللہ بھی اُس سے ملنا برا جانیگا پھر آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ اللہ سے ملنے کو برا جاننا یہ ہے کہ موت کو بُرا جانے اور ہم میں سے تو ہر کوئی موت کو برا جانتا ہے (پس ہم سب برے ہوئے) آپ نے فرمایا یہ موت کے وقت کا ذکر ہے جب ایک بندے کو خوشخبری دیجاتی ہے اللہ کی مغفرت اور رحمت کی تو وہ اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اُس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جب ایک بندے کو خبر دیجاتی ہے اللہ کے عذاب کی تو وہ اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اُس سے ملنا ناپسند کرتا ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهٖ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا الْمَوْتَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے موت کی تمنا نہ کرے کسی آفت کی وجہ سے اور جو اسپر اترے اگر ایسا ہی موت کی خواہش ضرور ہے تو یوں کہے یا اللہ مجھکو جلا جب تک جینا میرے لیے بہتر ہو اور مجھکو اٹھا لے جب مرنا میرے لیے بہتر ہو

باب ذِكْرِ الْقَبْرِ وَالْبِلٰى قبر کا بیان اور مردے کے گل جانے کا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس شيء من الانسان الا يبلى الا عظم واحد وهو عجب الذنب ومنه يركب الخلق يوم القيامة. ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسان میں سے سب چیز گل جاتی ہے مگر ایک ہڈی وہ ریڑھ کی ہڈی ہے (دم کے پاس حیوان کے) اسی سے ترکیب دی جاوے گی پیدائش قیامت کے دن **ف** ریڑھ کی ہڈی سب کے آخیر میں پیدا ہوتی ہے حیوان میں اور قیامت کے دن سب سے اول پیدا ہوگی اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ ریڑھ کی ہڈی کبھی نہیں گلتی کیونکہ یہ مشاہدہ کے خلاف ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ دیر میں گلتی ہے اور انسان میں یہ ہڈی سب سے پہلے پیدا ہوتی ہے اور پھر باقی رہتی ہے قیامت کی پیدائش اسی سے شروع ہوگی (مجمع) **عن** هانئ مولى عثمان قال كان عثمان بن عفان اذا وقف على قبر بكى حتى يبل لحيته فقيل له تذكر الجنة والنار ولا تبكي وتبكي من هذا قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان القبر اول منازل الآخرة فان نجا منه فما بعده ايسر منه وان لم ينج منه فما بعده اشد منه قال وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رأيت منظرا قط الا والقبر افظع منه ہانی سے روایت ہے جو مولی تھا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت عثمان جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو روتے یہاں تک کہ انکی داڑھی تر ہو جاتی لوگ اسنے کہتے آپ جنت اور دوزخ کا بیان کرتے ہیں اور نہیں روتے اور قبر کو دیکھکر روتے ہیں اونہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قبر پہلی منزل ہے آخرت کی منزلوں میں سے اگر اس منزل میں آدمی نے نجات پائی (اور عذاب سے بچا) تو اسکے بعد کی منزلیں زیادہ آسان ہونگی اور اگر اس میں نجات نہیں پائی تو اسکے بعد کی منزلیں اور زیادہ سخت ہونگی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کوئی چیز ہولناک نہیں دیکھی مگر قبر اس سے زیادہ ہولناک ہے (یعنے جتنی ہولناک چیزیں میں نے دیکھی ہیں قبر ان سب میں زیادہ ہولناک ہے) **عن** ابي هريرة رض عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الميت يصير الى القبر فيجلس الرجل الصالح في قبره غير فزع ولا مشغوف ثم يقال له فيم كنت فيقول كنت في الاسلام فيقال له ما هذا الرجل فيقول محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم جاءنا بالبينات من عند الله فصدقناه فيقال له هل رأيت الله فيقول ما ينبغي لاحد ان يرى الله فيفرج له فرجة قبل النار فينظر اليها يحطم بعضها بعضا فيقال له انظر الى ما وقاك الله ثم يفرج له فرجة قبل الجنة فينظر الى زهرتها وما فيها فيقال له هذا مقعدك ويقال له على اليقين كنت وعليه مت وعليه تبعث ان شاء الله ويجلس الرجل السوء في قبره فزعا مشغوفا

فَيُقَالُ لَهُ فِيمَ كُنْتَ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي فَيُقَالُ لَهُ مَا هَذَا الرَّجُلُ فَيَقُولُ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا فَقُلْتُهُ فَيُفْرَجُ لَهُ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ إِلَى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَا صَرَفَ اللَّهُ عَنْكَ ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةً قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهُ هَذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مردہ قبر مین جاتا ہے تو جو شخص نیک ہوتا ہے وہ اپنی قبر مین بٹھایا جاتا ہے نہ اسکو ہول ہوتا ہے نہ اسکا دل پریشان ہوتا ہے اس سے پوچھا جاتا ہے تو کس دین پر تہا وہ کہتا ہے دین اسلام پر پھر اس سے پوچھا جاتا ہے اس شخص کے باب مین تو کیا کہتا ہے (اسوقت مومن کو جمال نبوی نظر آتا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر پوچھا جاتا ہے) وہ کہتا ہے محمد اللہ کے رسول ہین ہمارے پاس دلیلین اور کہلی نشانیان لیکر آئے اللہ کے پاس سے ہمنے ان کی تصدیق کی پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کیا تونے اللہ کو دیکھا وہ کہتا ہے بھلا اللہ تعالی کو کون دیکھ سکتا ہے پھر اسکے لیے ایک طرف سے کہڑکی کہولی جاتی ہے دوزخ کی وہ آگ دیکھتا ہے ایک اس مین سے دوسرے کو کہا رہی ہے (شدت اشتعال سے) اس سے کہا جاتا ہے دیکھ اللہ سبحانہ وتعالی نے تجہکو اس سے بچایا پھر ایک دوسرا دریچہ جنت کی طرف کہولا جاتا ہے وہ وہان کی تازگی اور لطافت دیکھتا ہے اس سے کہا جاتا ہے یہی تیرا ٹھکانا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے تو یقین پر تہا (دنیا مین) اور یقین پر مرا اور یقین ہی پر اٹھیگا اللہ چاہے تو (حشر مین) اور برا آدمی قبر مین بٹھایا جاتا ہے اسکا دل پریشان گھبرایا ہوا اس سے پوچھا جاتا ہے تو کس دین پر تہا وہ کہتا ہی مین نہین جانتا پھر پوچھا جاتا ہے اس شخص کے باب مین کیا کہتا ہے وہ کہتا ہے مین نے لوگون کو کچھ کہتے سنا تو مین نے بھی ویسا ہی کہا **ف** یعنے انکی تقلید کی اور خود غور نہین کیا کہ آیا آپ سچے نبی ہین یا جیسا مشرکین بکتے تھے کہ آپ ساحر ہین یا کاہن یا شاعر ویسے ہین اس حدیث سی تقلید کی بڑی مذمت نکلی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ تقلید مین یقین نہین ہوتا **ف** پھر جنت کیطرف ایک کہڑکی کہولی جاتی ہے وہ اسکی تازگی اور بہار جو اس مین ہے دیکھتا ہے اس سی کہا جاتا ہے دیکھ اللہ سبحانہ وتعالی نے تجھے اس سے محروم کیا پھر ایک کہڑکی دوزخ کیطرف کہولی جاتی ہے وہ انگار کو دیکھتا ہے تلے اوپر ہو رہی ہے ایک کو ایک توڑ رہی ہے اس سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے تو شک مین تہا (دنیا مین) اور اسیپر مرا اور اسیپر اٹھیگا اگر اللہ چاہے **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ بغیر یقین کے ایمان پورا نہین ہوتا اگر توحید یا نبوت یا معاد یا دین کے دوسرے اصول مین کسیکو شک ہو تو اسکا ٹھکانا دوزخ ہی ہے اللہ تعالی بچاوے شک سے اور یقین پر قائم رکھے یقین ہی پیاری - اس حدیث سی اور دوسری

حدیثون سے قبر کا عذاب ثابت ہوتا ہے اور کتاب و سنت سے اسپر بہت دلائل ہین اور عقل کے لحاظ سے بھی یہ ناممکن نہین کہ اللہ تعالیٰ بدن کے کسی جزو مین حیاۃ پیدا کر دیوے اسکو عذاب ہو اور مسلم اور بخاری اور اصحاب سنن نے اس باب مین بہت حدیثین نقل کی ہین اور اہل سنت کا یہی اعتقاد ہے لیکن خوارج اور اکثر معتزلہ اور بعض مرجیہ عذاب قبر کے منکر ہین اب اختلاف ہے کہ عذاب قبر اسی بدن پر ہوگا بعینہٖ یا اسکے ایک جزو پر اور اعادہ روح کل بدن کیطرف ہوگا یا اسکی ایک جزو کیطرف اور محمد بن جریر اور عبداللہ بن کرام نے اعادہ روح کو شرط نہین کیا اور یہ فاسد ہے کیونکہ بغیر روح کے نہ الم ہو سکتا ہے نہ احساس اور میت کے اجزاء کا منتشر اور متفرق ہو جانا یا جانور کا کھا جانا یا مچھلیون کا کھا جانا یا جلا کر راکھ ہوا مین اڑا دینا عذاب قبر کا مانع نہین ہے کیونکہ کسی حال مین اجزاء فنا نہین ہو سکتے بس ممکن ہے کہ ایک جزو مین اللہ تعالیٰ حیات پیدا کرکے اسکو عذاب کرے اب اگر کوئی کہے کہ قبر مین جب مردہ رکھا جاتا ہے تو ویسا ہی پڑا رہتا ہے اور اس مین بیٹھنے کے موافق جا بھی نہین ہوتی پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ بٹھایا جاتا ہے اسکو جو کچھ گزرتی ہین حالانکہ ان چیزون کا اثر بھی دوسرون کو معلوم نہین ہوتا اُسکا جواب یہ ہے کہ سارے جسم مین حیوۃ کا ہونا ضرور نہین صرف ایک چھوٹے سے جزو مین حیاۃ کا ہونا عذاب کے لیے کافی ہے اور اسکے بیٹھنے کی موافق قبر مین وسعت ہو جاتی ہے اب ہم لوگون کو جو یہ نظر نہین آتا تو اللہ تعالیٰ کی عین عنایت ہے ورنہ مارے خوف کے سب انسان ہلاک ہو جاوین اور اس کی مثال یہ ہے کہ آدمی خواب مین کیا کیا ہولناک باتین دیکھتا ہے لیکن جو شخص اسکے پاس جاگتا بیٹھا ہو اسکو کچھ نظر نہین آتا اور بعضون نے کہا جسکو جانور کھا جاوے یا دریا مین ڈالدیا جاوے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہیگا بہرحال قبر آخرت کی منازل مین سے ہے اور آخرت کے امور کا بیان انکشاف کامل نہین ہو سکتا جتنا اللہ و رسول نے فرمایا اسکو مان لینا چاہیے فقط

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللهُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ براء بن عازب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ثابت رکھتا ہے ایمان والون کو مضبوط قول پر یہ آیت قبر کے عذاب مین اوتری میت سے پوچھا جاتا ہے تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہین (صدق آپ کے) یہی مراد ہے اس آیت سے یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلٰى مَقْعَدِهٖ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مرجاتا ہے تو اسکا ٹھکانا جہاں وہ آخرت میں رہیگا اسکے سامنے پیش کیا جاتا ہے صبح اور شام اگر وہ جنت والوں میں سے ہے تو جنت والوں میں سے ہی اور اگر دوزخ والوں میں سے ہے تو دوزخ والوں میں اور کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ تو اٹھے قیامت کے دن **عن** عبد الرحمن بن کعب الانصاری انہ اخبرہ ان اباہ کان یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انما نسمۃ المؤمن طائر یعلق فی شجر الجنۃ حتی یرجع الی جسدہ یوم یبعث کعب سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی روح ایک پرندے کی شکل میں جنت کے درختوں میں چگتی پھرتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اپنے اصلی بدن میں ڈالی جاوے گی (اور بصورت انسان حشر ہوگی) **عن** ابی سفیان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخل المیت القبر مثلت الشمس عند غروبہا فیجلس یمسح عینیہ ویقول دعونی اصلی جابر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اسکو ایسا نظر آتا ہے جیسے سورج ڈوبنے کے قریب ہے وہ بیٹھتا ہے اپنی دونوں آنکھوں کو ملتے ہوئے اور کہتا ہے مجھکو نماز پڑھنے دو چھوڑ دو (شاید اسکے عزیز و اقربا دوسرے قبر والے اسکو چھوڑتے ہوں ٹہلائے رکھتے ہوں تو وہ دنیا کی عادت کے خیال سے کہتا ہے مجھکو نماز پڑھنے دو سورج ڈوبا جاتا ہے عصر کی نماز قضا ہو جاویگی)

باب ذکر البعث حشر کا بیان

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صاحبی الصور بایدیہما او فی ایدیہما قرنان یلاحظان النظر متی یؤمران ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صور والے دونوں فرشتے انکے ہاتھوں میں دو نرسنگے ہیں ہر وقت دیکھ رہے ہیں کب انکو حکم ہوتا ہے پھونکنے کا **ف** دوسری حدیث میں صور کا فرشتہ ایک ہی مذکور ہے یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام اور یہ حدیث کو صرف ابن ماجہ نے نکالا اسکی اسناد میں حجاج ضعیف ہے اور شاید مراد یہ ہو کہ حضرت اسرافیل کے داہنے اور بائیں جو فرشتے کھڑے ہیں وہ حضرت جبرئیل اور میکائیل ہیں جیسے دوسری روایت میں ہے شاید یہ دونوں صور پھونکنے میں انکی مدد کریں گے۔ واللہ اعلم **عن** ابی ہریرۃ قال قال رجل من الیہود بسوق المدینۃ والذی اصطفی موسی علی البشر فرفع رجل من الانصار یدہ فلطمہ قال تقول ہذا وفینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال قال اللہ عز وجل ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا ما شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون فاکون اول من رفع راسہ فاذا انا بموسی اخذ بقائمۃ من قوائم العرش فلا ادری ارفع راسہ قبلی او کان ممن استثنی اللہ عز وجل ومن قال انا خیر من یونس بن متی

نقل کیا ابوہریرہ سے روایت ہے مدینہ منورہ کے بازار مین ایک یہودی نے کہا قسم اسکی جس نے حضرت موسی علیہ السلام کو تمام آدمیون
مین چنا ایک مرد انصاری نے یہ سنکر اسکو ایک طمانچہ جڑا اور کہا تو یہ کہتا ہے اور ہم مین اللہ کے رسول موجود ہین (جو حضرت موسی
سے درجہ مین زیادہ ہین) پھر اسکا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا آپ نے فرمایا اللہ تعالی فرماتا ہے اور صور پھونکا جاوے گا تو
سارے آسمان اور زمین والے بیہوش ہو جاوینگے مگر جنکو اللہ چاہیگا وہ بیہوش نہونگے پھر دوسری بار پھونکا جاویگا تو یکایک سب لوگ کھڑے ہوے ایک دوسرے
کو تکتے ہونگے آنحضرت نے فرمایا دوسرا صور پھونکے جانے کے بعد مین سب سے پہلے اپنا سر اوٹھاؤنگا تو مین دیکھونگا جناب موسی
علیہ السلام عرش کا ایک پایہ تھامے ہوئے ہین اب مین نہین جانتا کہ وہ مجھ سے پہلے سر اوٹھاوینگے (مجھ سے پہلے ہوش مین آجاوینگے)
یا وہ انلوگون مین سے ہونگے جنکو اللہ تعالی نے مستثنی کیا اور فرمایا مگر جنکو اللہ چاہیگا وہ بیہوش نہونگے) اور جو کوئی یون کہے
مین حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہون اوس نے جھوٹ کہا **فائدہ** حضرت یونس علیہ السلام سے قصور ہوا تھا لیکن
وہ اللہ تعالے نے معاف کر دیا اور مطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام انبیا کی شان بڑی ہے اور نبوت اور رسالت
کا مرتبہ سب کو حاصل ہے لہذا اپنی رای سے ایک کو دوسرے پر فضیلت مت دو بعضون نے کہا یہ حدیث اس سے پہلے کی ہے جب آپ
کو معلوم ہوا کہ آپ سردار ہین تمام انبیا کے اور انجیل مقدس مین مذکور ہے کہ جناب عیسی علیہ السلام نے آپ کو فرمایا کہ اس جہان کا
سردار آتا ہے یا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ ایک نبی کو دوسرے نبی پر اسطرح سے فضیلت مت دو کہ دوسرے نبی کی تحقیر یا توہین نکلے
کیونکہ کسی نبی کی تحقیر یا توہین کفر ہے اور اللہ تعالی تباہ کرے ان لوگون کو جو یہود اور نصاری کے رد کا بہانہ کر کے اپنی
کتابون مین ایسے کلمے لکھتے ہین جنسے بے ادبی جناب موسی اور جناب عیسی علیہما السلام کی ہوتی ہے افسوس ہے کہ یہ لوگ برے
شگون کے لیے اپنی ناک کٹاتے ہین رد کا ثواب جا کر انکو عذاب ہونیکا ڈر ہے اسیطرح بعض بے وقوف روافض یا خوارج
کے رد کا بہانہ کر کے جناب علی مرتضی شاہ ولایت اور جناب عثمان و امام حضرت رسالت کے حق مین بے ادبانہ تحریرات کرتے
ہین اور خدا اور اسکے رسول سے نہین شرماتے اور مجھے تعجب ہوا جب مینے یہ خبر سنی کہ سلطان روم کے سفیر نے جناب خاتم
رسالت کی نقل کرنے پر فرانس کے کافرون سے مزاحمت کی اور جناب عیسی کی نقل کرنے پر سکوت کیا ہائے یہ کیا غضب ہے
مسلمان نے جناب خاتم رسالت کے ساتھ بے ادبی کرنیکو گوارا کر لیا نہ جناب عیسی کے ساتھ نہ اور کسی اللہ کے نبی یا ولی کے ساتھ
اور جو کوئی جناب عیسی کے ساتھ بے ادبی کرے گا اس مردود کو بھی ہم اسیطرح مارینگے اور قتل کرینگے جیسے کوئی جناب
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے ادبی کرے اسکو مارینگے اور قتل کرینگے قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ
تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ
كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ عن عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على المنبر يأخذ الجبار

سَمٰوٰتِہٖ وَاَرَضِیْہِ بِیَدَیْہِ وَقَبَضَ یَدَہٗ فَجَعَلَ یَقْبِضُہُمَا وَیَبْسُطُہَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْجَبَّارُ اَنَا الْمَلِکُ اَیْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَیْنَ
الْمُتَکَبِّرُوْنَ قَالَ وَیَتَمَایَلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم عَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلَی الْمِنْبَرِ یَتَحَرَّکُ مِنْ اَسْفَلِ شَیْءٍ
مِنْہُ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَقُوْلُ اَسَاقِطٌ ہُوَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم عبداللہ بن عمر سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا آپ منبر پر تھے فرماتے تھے پروردگار تبارک وتعالی آسمانوں اور زمین کو اپنے ہاتھ میں لیگا اور آپ نے مٹھی بند کرلی
پھر کھولی پھر بند کی پھر کہیگا میں جبار ہوں میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں دوسرے جبار دوسرے متکبر (جو غلطی سے اپنے
تئیں جبار سمجھتے تھے یعنے حاکم قاہر اور مغرور تھے) اور یہہ فرماکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھکتے تھے داہنے اور بائیں
طرف یہانتک کہ میں نے منبر کو دیکھا وہ نیچے سے ہلتا تھا میں کہتا تھا کیا آپکو لیکر وہ گر پڑے گا **عَنْ** عَائِشَۃَ
قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ حُفَاۃً عُرَاۃً قُلْتُ وَالنِّسَاءُ قَالَ وَالنِّسَاءُ قُلْتُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَا یُسْتَحْیٰی قَالَ یَا عَائِشَۃُ الْاَمْرُ اَہَمُّ مِنْ اَنْ یَنْظُرَ بَعْضُہُمْ اِلٰی بَعْضٍ حضرت عائشہ سے روایت ہے
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگ قیامت کے دن کیونکر حشر کیے جاوینگے آپ نے فرمایا ننگے پاؤں ننگے بدن میں نے کہا
عورتیں بھی اسیطرح آپ نے فرمایا اسیطرح میں نے کہا یا رسول اللہ پھر شرم نہ آویگی آپ نے فرمایا اے عائشہ وہاں ایسی
فکر ہوگی کہ کوئی دوسرے کیطرف نہ دیکھیگا **ف** اپنی جان بچانے کی فکر ہوگی ایسے وقت میں بدنظری کیسی آبھی
۱۸۵۷ء کے غدر میں میں نے ہندوستان میں بچشم خود دیکھا تھا کہ بڑی بڑی بیگمات حسینہ اور جمیلہ منہ کھولے ہوئے
سینہ کھولے ہوئے بھاگی جاتی تھیں پیچھے سے انگریز توپیں مارتے چلے آتے تھے کوئی مرد کسی عورت کو نہیں گھورتا تھا جان
بچانیکی فکر میں مبتلا تھے **عَنْ** اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم یُعْرَضُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ فَاَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَمَعَاذِیْرُ وَاَمَّا الثَّالِثَۃُ فَعِنْدَ ذٰلِکَ تَطِیْرُ الصُّحُفُ فِی الْاَیْدِیْ
فَاٰخِذٌ بِیَمِیْنِہٖ وَاٰخِذٌ بِشِمَالِہٖ ابوموسی اشعری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ قیامت کے
دن تین بار پیش کیے جاوینگے دو پیشیوں میں تکرار اور عذرات ہونگے (کوئی کہیگا ہمارے پاس پیغمبر نہیں آئے
کوئی کہیگا ہمکو انکی حقیقت معلوم نہیں ہوئی کوئی گناہوں کے اقرار کرکے معذرت کریگا) آخر تیسری پیشی میں
نوشتہ اڑکر ہاتھوں آجاوینگے کسی کے داہنے ہاتھ میں کسیکے بائیں ہاتھ میں **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم
یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ یَقُوْمُ اَحَدُہُمْ فِیْ رَشْحِہٖ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْہِ ابن عمر سے روایت ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسدن لوگ کھڑے ہونگے سارے جہان کے مالک کے روبرو آپ نے فرمایا نصف کانوں تک اپنے
پسینہ میں غرق کھڑے ہونگے **عَنْ** عَائِشَۃَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم عَنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ

غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ فَأَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الصِّرَاطِ ام المومنین جناب عائشہ سے روایت ہے میں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یہ آیت جو ہے جس دن زمین اور آسمان بدل جاوینگے تو لوگ اس دن کہاں ہونگے آپنے فرمایا
پلصراط پر ہونگے (زمین کا بدلنا یہ ہوگا کہ ٹیلے پہاڑ گڑھے دور ہو کر سب برابر صاف ہو جاویگی اور آسمان کا بدلنا یہ ہوگا کہ
سورج قریب آجاویگا گرمی کی شدت ہوگی اللہ رحم کرے) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْضَعُ
الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ عَلَى حَسَكٍ كَحَسَكِ السَّعْدَانِ ثُمَّ يَسْتَجِيزُ النَّاسُ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَمَخْدُوجٌ بِهِ ثُمَّ نَاجٍ
وَمُحْتَبَسٌ بِهِ وَمَنْكُوسٌ فِيهَا ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پلصراط جہنم کے دونوں کناروں پر رکھا
جاویگا (جیسے دریا کا پل دونوں کناروں پر ہوتا ہے) اس پر کانٹے ہونگے سعدان کے کانٹوں کی طرح (ٹیڑھے سونہہ کے) پھر لوگ
اس پر سے گذرنا شروع کرینگے بعضے تو آفت سے سلامت رہکر گذر جاوینگے (ان میں بعض بجلی کی طرح گذر جاوینگے بعض
ہوا کی طرح بعض سوار کی طرح بعض پیدل کی طرح) اور بعضے انکے کچھ اعضا کٹ کر جہنم میں گرینگے پھر نجات پا جاوینگے (یعنی
پار ہو جاوینگے) بعضے اس پر لٹکے رہینگے بعضے اوندھے سونہہ جہنم میں گرینگے عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ أَحَدٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ قَالَتْ قُلْتُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا قَالَ أَلَمْ تَسْمَعِيهِ يَقُوْلُ
ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ام المومنین جناب حفصہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جو لوگ بدر کی لڑائی اور حدیبیہ کی صلح میں حاضر تھے ان میں سے کوئی جہنم میں نہ جاویگا اگر اللہ
چاہے میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو جہنم پر وارد نہو آپنے فرمایا اس کے بعد تو
نہیں پڑھا پھر ہم نجات دینگے پرہیزگاروں کو اور تمام ظالموں کو وہیں چھوڑ دینگے (وہ کٹ کٹ کر جہنم میں گر جاوینگے
یا اللہ تو ہمکو بھی ان اچھوں کے صدقہ اور طفیل میں پار کرا دیجیو آمین یا ارحم الراحمین) **باب** صِفَةِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت محمد کی امت کا حال عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ
الْوُضُوءِ سِيمَاءُ أُمَّتِي لَيْسَ لِأَحَدٍ غَيْرِهَا ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قیامت کے دن میرے پاس
آؤگے سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں وضو کی سبب سے یہ میری امت کا نشان ہوگا اور کسی امت میں یہ نشان نہوگا (اگرچہ
وضو اگلے انبیا میں بھی تھا جیسے دوسری حدیث میں ثابت ہے مگر قیامت میں یہ نشانی اس امت سے خاص ہوگی) عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ
قُلْنَا بَلَى قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُوْنُوْا

نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا اَنْتُمْ فِي اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک ڈیرے میں آپنے فرمایا تم اس سے خوش نہیں ہوتے کہ جنت والوں کی چوتھائی تم لوگ ہوگے (باقی اور امت والے) ہمنے عرض کیا کیوں نہیں آپنے فرمایا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ جنت والوں کی تہائی تم لوگ ہو ہم نے کہا جی ہاں آپنے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے امید ہے کہ جنت والوں کے نصف تم لوگ ہوگے (اور نصف میں باقی اور سب امتیں) اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جنت میں وہی روح جاویگی جو مسلمان ہے (یعنے موحد ہے) اور تمہارا شمار مشرکوں میں ایسا ہے جیسے ایک سفید بال کالے بیل کی کھال میں ہو یا ایک کالا بال لال بیل کی کھال میں ہو **ف** یہ آپ کا فرمانا بالکل صحیح نکلا اب تک مسلمانوں کا شمار مشرکین سے بہت گھٹا ہوا ہے اور نصاریٰ بھی جو تثلیث یعنی تین خدا کے قائل ہیں مثل مشرکوں کے ہیں اگر ان سب کو ملالو تو مسلمان اس زمانہ میں بھی انکے آٹھواں حصہ ہونگے **عَنْ** اَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَيَجِيءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الثَّلَاثَةُ وَاَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَاَقَلُّ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ قَوْمَكَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُدْعٰى قَوْمُهُ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ لَا فَيُقَالُ مَنْ شَهِدَ لَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهُ فَتُدْعٰى اُمَّةُ مُحَمَّدٍ فَيُقَالُ هَلْ بَلَّغَ هٰذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ وَمَا عِلْمُكُمْ بِذٰلِكَ فَيَقُولُونَ اَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا بِذٰلِكَ اَنَّ الرُّسُلَ قَدْ بَلَّغُوا فَصَدَّقْنَاهُ قَالَ فَذٰلِكُمْ قَوْلُهُ تَعَالٰى وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نبی (قیامت کے دن) آویگا اسکے ساتھ دو ہی آدمی ہونگے (اسکی امت کے) اور ایک نبی آویگا اسکے ساتھ تین آدمی ہونگے اور کسی نبی کے ساتھ اس سے زیادہ اور اس سے کم ہونگے اس سے کہا جاویگا تونے اللہ کا حکم اپنی قوم کو پہنچایا تھا وہ کہیگا ہاں پھر اسکی قوم بلائی جاویگی انسے پوچھا جاویگا تم کو فلاں نبی نے اللہ کا حکم پہونچایا تھا وہ کہینگے ہرگز نہیں (مکر جاوینگے) آخر اس نبی سے کہا جاویگا تمہارا گواہ کون ہے وہ کہے گا جناب محمد اور آپ کی امت میرے گواہ ہیں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بلائی جاویگی انسے پوچھا جاویگا کیوں اس نبی نے اپنی امت کو اللہ کا پیام پہونچایا تھا یا نہیں وہ کہینگے بیشک پہونچایا تھا ان سے پوچھا جاویگا تم کو کیونکر معلوم ہوا وہ کہینگے ہمارے نبی نے ہمکو اسکی خبر دی تھی کہ اللہ کے تمام رسولوں نے اللہ کا پیام پہونچایا اور ہم نے انکی بات کی تصدیق کی اور یہی مراد ہے اس آیت سے اسیطرح ہمنے تمکو متوسط امت کیا تا کہ تم گواہ ہو لوگوں پر اور رسول تمہارے

لو پر گواہ ہوا کہ تم نے اچھے اعمال کیے یا ہے اپکی بعد) عن رفاعة الجهني قال صدرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال والذي نفس محمد بيده ما من عبد يؤمن ثم يسدد الا سلك به في الجنة وارجو ان لا يدخلوها حتى تبوؤا انتم ومن صلح من ذراريكم مساكن في الجنة ولقد وعدني ربي عز وجل ان يدخل الجنة من امتي سبعين الفا بغير حساب رفاعہ جہنی سے روایت ہے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوٹے آپنے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھہ مین محمد کی جان ہے کوئی بندہ ایسا نہین ہے جو ایمان لاوے پھر اسپر مضبوط رہے مگر اوسکو جنت مین لے جاوین گے اور مین امید کرتا ہون کہ وہ لوگ جنت مین نہ داخل ہونگے یہانتک کہ تم اور تمہاری اولاد مین سے جو نیک ہین وہ جنت مین اپنی اپنی ٹھکانے نہ بنالین اور بیشک میرے مالک نے مجھہ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت مین سے ستر ہزار آدمیون کو بغیر حساب کے جنت مین داخل کریگا عن ابي امامة الباهلي يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وعدني ربي سبحانه ان يدخل الجنة من امتي سبعين الفا لا حساب عليهم ولا عذاب مع كل الف سبعون الفا وثلاث حثيات من حثيات ربي عز وجل ابو امامہ باہلی سے روایت ہے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے مالک نے مجھہ سے وعدہ کیا کہ وہ میرے امت مین سے ستر ہزار آدمیون کو جنت مین داخل کریگا جنکا نہ حساب ہوگا نہ اونپر عذاب ہوگا اور ہر ہزار کے ساتھہ ستر ہزار ہونگے اور انکے سوا تین مٹھیان ہونگی میرے مالک کی مٹھیون مین سے پروردگار کی مٹھی کی مقدار وہی جانتا ہے امید ہے کہ کروڑون اس مین سما جاوینگے یا اللہ ان نیکون کی طفیل سے ہمکو بھی جنت عنایت فرما آمین یا رب العلمین) عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نكمل يوم القيامة سبعين امة نحن اخرها وخيرها بہز بن حکیم نے اپنے باپ سے اونہون نے دادا سے روایت کی مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنا آپ فرماتے تھے قیامت مین ستر امتین پوری ہونگی اور سب مین ہم اخیر امت ہونگی اور سب مین بہتر ہونگی اللہ کی عنایت سے جو اسکو ہمارے پیغمبر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے) عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انكم وفيتم سبعين امة انتم خيرها واكرمها على الله اسی اسناد سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ستر امتون کو پورا کیا یعنے سترہوین امت تم ہو اور تم ان سب مین بہتر ہو اور اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ عزت رکھتے ہو یہ سب ہمارے پیغمبر کا تصدق ہے اور ہمارے مالک کی عنایت ہے اس ضعیف امت پر) عن سليمان بن بريدة عن ابيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اهل الجنة عشرون ومائة صف ثمانون من هذه الامة واربعون من سائر الامم

بریدہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت والون کی ایک سو بیس صفین ہونگی انمین سے اسی صفین اس امت کی لوگون کی ہونگی اور چالیس صفین اور امتون مین سے **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نحن اخر الامم واول من یحاسب یقال این الامۃ الامیۃ ونبیہا فنحن الاخرون الاولون ابن عباس سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اخیر امت ہین لیکن حساب پہلے ہمارا ہوگا (اور دوسری امتون کا حساب ہوتا رہیگا ہم جنت مین چلے جاوینگے یا اللہ وہ دن ہمکو نصیب کر کہ حساب سے بھی معاف کیے جاوین اور جنت مین جانیکا حکم ہوجاوے) پکارا جاویگا امی امت کہان ہے اور اسکے نبی کہان ہین تو ہم سب سے اخیر ہین (دنیا مین) اور سب سے اول ہین (حساب وکتاب اور دخول جنت مین) **عن** ابی بردۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جمع اللہ الخلائق یوم القیامۃ اذن لامۃ محمد فی السجود فیسجدون لہ طویلا ثم یقال ارفعوا رؤسکم قد جعلنا عدتکم فداءکم من النار ابو موسی اشعری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تمام مخلوقات کو قیامت کے دن جمع کرے گا تو جناب محمد کی امت کو سجدے کا حکم کرے گا وہ بڑی دیر تک اسکو سجدہ کرتے رہینگے پھر حکم ہوگا اپنے سر اوٹھاؤ ہمنے تمہاری شمار کے موافق تمہارے فدیے کردیے دوزخ سے **ف** وہ تمہارے بدل دوزخ مین جاوینگے اور تم آزاد ہوئے یہ فدیے اللہ کافرون مین سے کرے گا جنکو ہمیشہ دوزخ مین رہنا ہے۔ اگرچہ کوئی دوسرے کے اعمال کے بدل عذاب نہین دیا جاتا مگر ہر شخص کے دو مکان اللہ نے بنائے ہین ایک جنت مین ایک دوزخ مین پس جب کافرون کے لیے دوزخ کا حکم ہوگا تو مسلمان انکے مکانات کے جنت مین وارث ہوجاوینگے گویا کافر انکے فدیہ ہوئے جیسے اس آیت مین ہے اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس **عن** انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہذہ الامۃ مرحومۃ عذابہا بایدیہا فاذا کان یوم القیامۃ دفع الی کل رجل من المسلمین رجلا من المشرکین فیقال ہذا فداؤک من النار انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امت امت مرحومہ ہے (یعنی اسپر خدا کا رحم ہے) اور اسکا عذاب اسکی ہاتھون سے ہوگا (ایک دوسرے کو قتل کرینگے) جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک مسلمان کو ایک مشرک حوالہ کیا جاویگا اور اس سے کہا جاویگا یہ تیرا فدیہ ہے دوزخ سے **ف** اسکو اپنے بدل دوزخ مین بھیجدے تو جنت مین جا یہ پانچوین ثلاثی حدیث ہے جو ابن ماجہ نے روایت کی لیکن انکے شیخ وہی جبارہ بن مغلس ہین جو ضعیف ہین

باب ما یرجی من رحمۃ اللہ یوم القیامۃ اللہ کی رحمت جسکی امید کیجاتی ہے قیامت کے دن۔

عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان للہ مائۃ رحمۃ قسم منہا رحمۃ بین جمیع الخلائق

فَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ وَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى أَوْلَادِهَا وَأَخَّرَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ابوہریرہ سی روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی کی سو رحمتیں ہین انمین سے اللہ نے ایک رحمت اپنی تمام مخلوقات کو دی ہے اسی کیوجہ سے وہ آپس مین محبت اور الفت کرتے ہین اور اسی کیوجہ سے وحشی جانور اپنی اولاد سے الفت کرتی ہین (اور مان اپنے بچہ سے) اور ننانوی رحمتین اللہ تعالی نے اٹھا رکھی ہین قیامت کے دن اپنے بندون پر رحم کرنے کے لیے **ف** ان ننانوے رحمتون سی قیامت کے دن اپنے بندون پر رحم کرے گا گویا مان سی ننانوی درجہ زیادہ اسکو اپنے بندون سی الفت ہی اے مالک تیری اس الفت کے تصدق پھر تو ہمارا عذاب کیونکر گوارا کریگا اگر تو عذاب بھی کریگا تو بندون کے فائدہ کے لیے انکو پاک کرنے کے لیے جیسے مان اپنے پیارے بچہ کو کڑوی دوا دیتی ہے امام ہمام ابن تیمیہ اور ایک جماعت علما نے ایسے حدیثون سے یہ نکالا ہے کہ جنت والے تو ہمیشہ جنت مین عیش کرینگے اور دوزخ والون کو ایک مدت دراز تک جس کو اللہ تعالی نے قرآن مین بہ لفظ خلود تعبیر کیا ہے عذاب ہوتا رہیگا جب وہ پاک صاف ہوجاوینگے تو دوزخ بھی فنا ہوجاویگی اور دوزخ والے بھی اسکی وجہ یہ ہی کہ عذاب دائمی چند روز کی خطاؤن پر اسکی رحمت اور کرم کے خلاف ہے لیکن جمہور علما اسکی خلاف ہین وہ یہ کہتے ہین کہ جس قدر موحد گنہگار ہین ان مین سے بعضون کو اللہ بخشدیگا اور بعضون کو چند روز دوزخ کا عذاب دیکر پھر دوزخ سے نکال لیگا اور صرف مشرک دوزخ مین رہجاوینگے اب دوزخ کا دروازہ بند ہوجاویگا اسیطرح جنت کا اور ہر ایک فرقہ اپنے اپنے مقام مین ہمیشہ رہیگا واللہ اعلم۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَجَعَلَ فِي الْأَرْضِ مِنْهَا رَحْمَةً فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلَى وَلَدِهَا وَالْبَهَائِمُ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ وَالطَّيْرُ وَأَخَّرَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَكْمَلَهَا اللّٰهُ بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ ابوسعید سی روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسدن اللہ تعالی نے آسمان زمین کو پیدا کیا اسیدن سو رحمتین پیدا کین اور زمین مین ان سو رحمتون مین سے ایک رحمت بھیجی اسیکی وجہ سی مان اپنے بچہ پر رحمت کرتی ہے اور چرند جانور ایک دوسرون پر اور پرند اور ننانوی رحمتون کو اسنے اوٹھا رکھا قیامت کے دن تک جب قیامت کا دن ہوگا تو اسدن ان رحمتون کو پورا کریگا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلَى نَفْسِهِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي ابوہریرہ رض سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ جل جلالہ

نے جب خلق کو پیدا کیا تو اپنے ہاتھ سے اپنی اوپر یہ لکھا کہ میری رحمت غالب ہے میرے غضب پر یعنی رحمت زیادہ ہے غضب
سے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم ایک دن بھی جی نہ سکتے تھے **عن** معاذ بن جبل قال مر بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وانا علی حمار فقال یا معاذ ہل تدری ما حق اللہ علی العباد وما حق العباد علی اللہ قلت اللہ ورسولہ اعلم قال
قال فان حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئا وحق العباد علی اللہ اذا فعلوا ذلک ان لا یعذبہم
معاذ بن جبل سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے گذرے میں ایک گدھے پر سوار تھا آپنے فرمایا اے معاذ تو جانتا ہے
اللہ کا حق اسکے بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے (حالانکہ اللہ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے مگر یہ سب اسکے وعدے کے
روسے ہے گویا اس نے خود اپنے اوپر لازم کر لیا ہے لیکن اگر وہ چاہے تو اسکو توڑ دے کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں) آپنے
عرض کیا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسکی عبادت کریں اسکے ساتھ کسی
کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جب وہ ایسا کریں تو انکو عذاب نہ کرے **عن** ابن عمر قال کنا مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض غزواتہ فمر بقوم فقال من القوم فقالوا نحن المسلمون وامرأۃ تحصب تنورہا و
معہا ابن لہا فاذا ارتفع وہج التنور تنحت بہ فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت انت رسول اللہ قال نعم قالت
بابی انت وامی الیس اللہ ارحم الراحمین قال بلی قالت اولیس اللہ ارحم بعبادہ من الام بولدہا قال بلی قالت
فان الام لا تلقی ولدہا فی النار فاکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبکی ثم رفع راسہ الیہا فقال ان اللہ لا یعذب من
عبادہ الا المارد المتمرد الذی یتمرد علی اللہ وابی ان یقول لا الہ الا اللہ ابن عمر سے روایت ہے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ تھے ایک جہاد میں اتنے میں آپ کچھ لوگوں پر سے گذرے فرمایا کون لوگ ہو وہ بولے ہم مسلمان ہیں اور ان میں ایک
عورت تنور سلگا رہی تھی اسکا ایک بیٹا بھی اسکے ساتھ تھا جب تنور میں سے دھواں نکلا تو اسنے اپنے بیٹے کو سرکا دیا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی آپسے کہا تم اللہ کے رسول ہو آپنے فرمایا ہاں وہ بولی میری ماں باپ آپ پر صدقہ کیا اللہ سب
رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنیوالا نہیں ہے آپنے فرمایا کیوں نہیں ہے وہ بولی کیا اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم نہیں کریگا
جتنا ماں اپنے بچہ پر کرتی ہے آپنے فرمایا بیشک کریگا وہ بولی پھر ماں تو اپنے بچہ کو انگار میں نہیں ڈالتی اگر وہ کتنی ہی شرارت
اور نافرمانی کرے یہ سنکر آپ نے سر جھکا لیا آپ روتے رہے پھر اپنا سر اوٹھایا اسکی طرف اور فرمایا بیشک اللہ تعالی اپنے بندوں
کو عذاب نہیں کریگا مگر انہی بندوں کو جو شریر سرکش ہیں اور اللہ سے شرارت کرتے ہیں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کرتے ہیں
ف اے مالک ہمنے یہ حدیث تیرے پیغمبر کی خوب یاد کر لی ہے تو اپنے پیغمبر کے کہے کا لاج رکھ اور ہمکو عذاب مت کر ہمارے گناہ معاف
کر دے ہم صدق دل سے کہتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قائم رکھ ہمکو اس کلمہ پر مرتے تک اور خاتمہ کر ہمارا اس کلمہ طیبہ

آمین یا رب العالمین **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل النار الا شقی قیل یا رسول اللہ ومن الشقی قال
من لم یعمل للہ بطاعۃ ولم یترک لہ معصیۃ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں نہیں جاویگا
مگر جو شقی ہوگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ شقی کون ہے آپ نے فرمایا جس نے اللہ کی کبھی اطاعت نہیں کی (یعنے کوئی نیک کام
نہیں کیا) اور کوئی گناہ نہیں چھوڑا **ف** اس پر یہ اعتراض نہوگا کہ کافر بھی کوئی نہ کوئی تو نیک کام کرتے ہیں پھر وہ بھی دوزخ
میں نہ جاوینگے کیونکہ کافر جب توحید کی شہادت نہیں دیتے تو انکا کوئی عمل مقبول نہیں ہے بس گویا انہوں نے کوئی نیک کام نہیں کیا
اور ہر ایک گناہ کے مرتکب ہوے **عن** انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ او تلا ہذہ الآیۃ ہو اہل التقوی و
اہل المغفرۃ فقال قال اللہ عز وجل انا اہل ان اتقی فلا یجعل معی الٰہ آخر فانا اہل ان اغفر لہ انس بن مالک
سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ہو اہل التقوی واہل المغفرۃ پھر فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے میں لائق ہوں اس
کے بچوں اس سے کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا خدا مانا جاوے پھر جو کوئی اس سے بچے کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا خدا مانے میں لائق ہوں
اسکے کہ اسکو بخشدوں **ف** اس حدیث میں تمام اہل توحید، البشارت کی خوشخبری ہے **عن** انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال فی ہذہ الآیۃ ہو اہل التقوی واہل المغفرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ربکم انا اہل ان اتقی فلا یشرک
بی غیری وانا اہل لمن اتقی ان یشرک بی ان اغفر لہ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ جو کوئی میرے ساتھ شرک نکرے
میں لائق ہوں اسکے کہ اسکو بخشدوں **عن** عبد اللہ بن عمرو یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصاح برجل من امتی یوم
القیامۃ علی رؤس الخلائق فینشر لہ تسعۃ وتسعون سجلا کل سجل مد البصر ثم یقول اللہ عز وجل ہل تنکر من ہذا
شیئا فیقول لا یا رب فیقول اظلمتک کتبتی الحافظون ثم یقول الک عن ذلک حسنۃ فیہاب الرجل
فیقول لا فیقول بلی ان لک عندنا حسنات وانہ لا ظلم علیک الیوم فتخرج لہ بطاقۃ فیہا اشہد ان
لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ قال فیقول یا رب ما ہذہ البطاقۃ مع ہذہ السجلات فیقول
انک لا تظلم فتوضع السجلات فی کفۃ والبطاقۃ فی کفۃ فطاشت السجلات وثقلت البطاقۃ قال محمد
بن یحیی البطاقۃ الرقعۃ واہل مصر یقولون للرقعۃ بطاقۃ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ایک شخص کی پکار ہوگی قیامت کے دن میری امت میں سے سب لوگوں کے سامنے اسکے ننانوے دفتر پھیلائے
جاوینگے ہر دفتر اتنا لنبا ہوگا جہاں تک نگاہ پہونچتی ہے پھر اللہ تعالی اس سے فرماویگا اس میں جو گناہ تیرے لکھے ہیں تو ان میں
سے کسیکا منکر ہے وہ عرض کریگا نہیں اے مالک پروردگار فرماویگا کیا میرے لکھنے والے فرشتوں نے تیرے اوپر کچھ ظلم کیا ہے
پھر فرماویگا اچھا تجھے کچھ عذر ہے اچھا تیرے پاس کوئی نیکی بھی ہے وہ ڈر جاویگا اور کہیگا نہیں مالک میرے پاس کوئی نیکی

نہیں ہے پروردگار فرماویگا نہیں تیری کچھ نیکیاں ہیں ہمارے پاس اور آج کے دن تجھ پر ظلم نہیں کیا جاویگا پھر ایک پرچہ نکالا جاویگا
اسمیں اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمدا عبدہ ورسولہ لکھا ہوگا وہ بندہ عرض کریگا اے مالک ان دفتروں کے سامنے بھلا یہ پرچہ کیا
کام آویگا پروردگار فرماویگا تجھ پر ظلم نہیں ہوسکتا پھر وہ سب دفتر ایک پلڑے میں ترازو کے رکھے جاوینگے اور وہ پرچہ ایک پلڑے میں وہ
سارے دفتر اوٹھہ جاوینگے اور پرچہ بھاری ہوگا محمد بن یحیی نے کہا حدیث میں جو بطاقہ کا لفظ ہے اس سے رقعہ مراد ہے اور مصر والے رقعہ کو
بطاقہ بولتے ہیں **ف** یہ حدیث مشہور ہے حدیث بطاقہ کے ساتھ اور اسمیں بڑی امید ہے عصاۃ موحدین کے لیے بشرطیکہ انکا خاتمہ
ایمان پر ہو یا اللہ مضبوط رکھہ ہمکو ایمان پر **باب** ذکر الحوض حوض کوثر کا بیان **عن** ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال ان لی حوضا ما بین الکعبۃ وبیت المقدس ابیض مثل اللبن انیتہ عدد النجوم وانی لاکثر الانبیاء تبعا یوم
القیامۃ ابو سعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا ایک حوض ہے کعبہ سے بیت المقدس تک (یعنی اتنا بڑا) اسکا پانی
سفید ہے دودھ کیطرح اسکے برتن (پانی پینے کے جو اس حوض پر ہیں) آسمان کے تاروں کے شمار میں ہیں اور میرے تابعدار پیغمبروں کے
لوگ قیامت کے دن سب پیغمبروں کے تابعداروں سے زیادہ ہونگے **ف** اسکی وجہ یہی کہ آپ کی امت قیامت تک باقی ہے اور حضرت عیسی
کی امت آپکے پیدا ہونے سے ختم ہوگئی **عن** حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ ان حوضی لابعد من ایلۃ الی عدن
والذی نفسی بیدہ لانیتہ اکثر من عدد النجوم ولھو اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل والذی نفسی بیدہ
انی لاذود عنہ الرجال کما یذود الرجل الابل الغریبۃ عن حوضہ قیل یا رسول اللہ اتعرفنا قال نعم تردون علی
غرا محجلین من آثار الوضوء لیست لاحد غیرکم حذیفہ سے روایت ہے میرا حوض ایلہ سے بڑا ہے جیسے ایلہ سے اور وہ ایک مقام ہے
ینبوع اور مصر کے درمیان یا ایک پہاڑ ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان) عدن قسم اسکی جسکے ہاتھہ میں میری جان ہے اسکے برتن شمار میں تاروں
سے زیادہ ہیں اور اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے قسم اسکی جسکے ہاتھہ میں میری جان ہے میں لوگوں کو اس حوض
پر سے ہانک دونگا جیسے کوئی غیر اونٹوں کو اپنے حوض سے ہانک دیتا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ہم لوگوں کو (یعنی
اپنی امت والوں کو) پہچان لینگے آپنے فرمایا ہاں تمہارے مونہہ اور ہاتھہ پاؤں سفید ہونگے وضو کے نشان سے اور یہ نشان اور کسی
امت کے لیے نہ ہوگا **عن** ابی سلام الحبشی قال بعث الی عمر بن عبد العزیز فاتیتہ علی برید فلما قدمت علیہ قال
لقد شققنا علیک یا ابا سلام فی مرکبک قال اجل واللہ یا امیر المؤمنین قال واللہ ما اردت المشقۃ علیک
ولکن حدیث بلغنی انک تحدث بہ عن ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ فی الحوض فاحببت ان تشافہنی بہ
قال فقلت حدثنی ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ قال ان حوضی ما بین عدن الی ایلۃ اشد
بیاضا من اللبن واحلی من العسل اکاویبہ کعدد نجوم السماء من شرب منہ شربۃ لم یظما بعدھا ابدا واول من

يرده على فقراء المهاجرين الدنس ثيابا والشعث رؤسا الذين لا ينكحون المنعمات ولا يفتح لهم السدد قال
فبكى عمر حتى اخضلت لحيته ثم قال لكني قد نكحت المنعمات وفتحت لي السدد لاجرم اني لا اغسل ثوبي
الذي على جسدي حتى يتسخ ولا ادهن راسي حتى يشعث ابو سلام حبشی سے روایت ہے عمر بن عبد العزیز خلیفہ نے مجھہ کو بلا
بھیجا مین گھوڑون کی ڈاک بٹھا کر آیا جلد پہونچنے کے لیے جب مین انکے پاس پہونچا تو انہون نے کہا ہم نے تجھکو تکلیف دی ای
ابو سلام تیری سواری مین مینے کہا بیشک اے امیر المؤمنین انہون نے کہا مین تجھکو تکلیف نہین دی مگر ایک حدیث سننے کے لیے
مینے سنا تو اسکو روایت کرتا ہے ثوبان سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولی تھے حوض کوثر کے باب مین تو مین نے یہ چاہا کہ یہ حدیث
تیرے مونہہ سے سن لون مین نے کہا مجھہ سے ثوبان نے بیان کیا جو مولی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ اسکا پانی دودھہ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیرین ہے اسکے کوزے شمار مین آسمان
کے تارون کی مثل ہین جو شخص اس مین سے ایک گھونٹ پی لیگا وہ اسکے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور سب سے پہلے جو لوگ اس حوض
پر پانی پینے کے لیے آوینگے وہ فقیر مہاجرین ہونگے میلے کچیلے کپڑے پریشان سر والے جو عمدہ عورتون سے نکاح نہین کرسکتے
اور انکے لیے دروازے نہین کھولے جاتے ابو سلام نے کہا یہ حدیث سنکر عمر بن عبد العزیز روئے یہانتک کہ انکی داڑھی تر ہوگئی پھر کہا
مینے تو عمدہ عورتون سے نکاح بھی کیا اور میرے لیے دروازے بھی کھلے اب مین ضرور یہ کرونگا کہ جو کپڑا پہنے ہون اسکو نہ دھوون گا
یہانتک کہ وہ میلا ہوجاوے اور اپنے سر مین تیل نہ ڈالونگا یہانتک کہ وہ پریشان ہوجاوے ف تاکہ مین بھی حوض کوثر سے
پینے کا مستحق ہوجاؤن سبحان اللہ اگلے لوگ حدیث کے کیسے عاشق تھے کہ ایک حدیث سننے کے لیے اتنی دور سے ایک شخص کو بلوایا
اور پھر سنتے ہی اس پر عمل کرنے کا قصد کیا حالانکہ خلیفہ اور بادشاہ وقت تھے اس حدیث سے عمر بن عبد العزیز کی بڑی فضیلت
اور خدا ترسی معلوم ہوئی تمام سلاطین بنی امیہ مین ایک یہی عادل اور حق پرست تھے اور انہون ہی نے تبرا اصحاب علی
مرتضی کا جو بر سر منبر ہوا کرتا تھا موقوف کرایا اور بجای اسکے اس آیت کے پڑھنے کا حکم دیا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان
اخیر تک عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين ناحيتي حوضي كما بين صنعاء والمدينة او كما بين
المدينة وعمان انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کے دونون کنارون مین اتنا فاصلہ ہے جتنا
صنعا اور مدینہ مین ہے یا جیسے مدینہ اور عمان مین عن انس بن مالك قال قال نبي الله صلى الله عليه وسلم يرى فيه اباريق الذهب
والفضة كعدد نجوم السماء انس بن مالک سے روایت ہے حوض کوثر پر چاندی اور سونے کے کوزے ہین آسمان کے تارون کے
شمار مین عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه اتى المقبرة فسلم على المقبرة فقال السلام عليكم دار قوم مؤمنين
وانا ان شاء الله تعالى بكم لاحقون ثم قال وددنا انا قد راينا اخواننا قالوا يا رسول الله اولسنا اخوانك

قَالَ اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانِیَ الَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ وَاَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ یَاْتِ مِنْ اُمَّتِکَ قَالَ اَرَاَیْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَہٗ خَیْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَۃٌ بَیْنَ ظَہْرَانَیْ خَیْلٍ دُہْمٍ بُہْمٍ اَلَمْ یَعْرِفْہَا قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَاِنَّہُمْ یَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ قَالَ اَنَا فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ ثُمَّ قَالَ لَیُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِیْ کَمَا یُذَادُ الْبَعِیْرُ الضَّالُّ فَاُنَادِیْہِمْ اَلَا ہَلُمُّوْا فَیُقَالُ اِنَّہُمْ قَدْ بَدَّلُوْا بَعْدَکَ وَلَمْ یَزَالُوْا یَرْجِعُوْنَ عَلٰی اَعْقَابِہِمْ فَاَقُوْلُ اَلَا سُحْقًا سُحْقًا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقبرے میں آئے اور سلام کیا مقبرہ والوں کو تو فرمایا السلام علیکم دار قوم مومنین و انا انشاء اللہ تعالیٰ بکم لاحقون پھر فرمایا میں نے آرزو کی کاش میں اپنے بھائیوں کو دیکھتا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں آپ نے فرمایا تم میرے اصحاب ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو میرے وفات کے بعد پیدا ہونگے اور میں تمہارا پیش خیمہ ہوں گا حوض کوثر پر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیونکر پہچانیں گے ان لوگوں کو جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں آپ کی امت میں سے آپ نے فرمایا بھلا دیکھو اگر ایک شخص کے گھوڑے جو سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں ہوں خالص مشکی سیاہ گھوڑوں میں ملجاویں تو وہ اپنے گھوڑے کو نہیں پہچانیگا لوگوں نے عرض کیا بیشک پہچان لیگا (کیونکہ اسکے گھوڑے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں ہیں) آپ نے فرمایا اسیطرح میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں ہو کر آوینگے وضو کے سبب سے (وضو کا نور انکے چہروں اور ہاتھ پاؤں پر ہوگا) آپ نے فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہونگا حوض کوثر پر یعنے تم سے آگے وہاں پہونچکر تمہارے پانی پلانے کی طیاری کروں گا پھر فرمایا چند لوگ (جو بظاہر میری امت کے لوگ ہونگے) میرے حوض سے ہانک دیے جاوینگے جیسے بھولا بھٹکا (پرایا) اونٹ ہانک دیا جاتا ہے اور میں انکو پکارونگا ادہر آؤ پھر مجھ سے کہا جاویگا ان لوگوں نے تمہارے بعد دین کو بدلدیا اور ہمیشہ اپنی ایڑیوں پر پیرے سے منحرف ہوتے رہے میں کہونگا (ایسا ہی) تو دور ہو تو دور ہو **ف** دوسری روایت میں ہے میں کہونگا یہ لوگ تو میرے اصحاب ہیں میرے اصحاب ہیں کہا جاویگا تم نہیں جانتے جو ان لوگوں نے تمہارے بعد نئی باتیں نکالیں یہ حدیث اس حدیث کی خلاف نہیں ہے کہ میری امت کے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں پیر اور جمعرات کو کیونکہ یہ پیشی مجملا ہوتی ہے کچھ نام بنام نہیں ہوتی اور اگر نام بنام بھی ہو تو آپ قیامت میں انکے نام سے واقف نہ ہونگے جب یہ کہا جاویگا کہ انلوگوں نے نئے نئے کام نکال لیے تھے دین میں اسوقت آپکو معلوم ہو جاویگا کہ یہ فلانی لوگ ہیں اور آپ بھی انکو فرماوینگے دور ہو دور ہو مراد وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلعم کے بعد دین اسلام سے پھر گئے اگر صحابہ اصحاب سے مراد ہوں اور جو اصحاب کا لفظ ساری امت کو شامل ہو پھر تو کچھ اشکال نہیں اور ابن ماجہ کی روایت میں اصحاب کا لفظ ہی نہیں ہے وہ شامل ہے ہر ایک بدعتی کو جس نے آنحضرت کے دین کو بدلڈالا اور اس طریقہ کو چھوڑ دیا جس پر آپ اور آپکے اہل بیت عظام اور صحابہ کرام تھے

بَابُ ذِکْرِ الشَّفَاعَۃِ

شفاعت کا بیان عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی فھی نائلۃ من مات منھم لا یشرک باللہ شیئا ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے (اپنی امت کے باب میں) تو ہر نبی نے اپنی دعا جلدی کر کے دنیا ہی میں پوری کر لی اور میں نے اپنی دعا کو پوشیدہ رکھ چھوڑا اپنی امت کی شفاعت کے لیے تو میری شفاعت ہر ایک شخص کے لیے ہو گی میری امت کے جو مرا ہو اس حال میں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو ف یعنی توحید پر مرا ہو اگرچہ گناہوں میں مبتلا رہ کر مرا تو حضرت کی شفاعت سے محروم نہ ہوگا دوسری روایت میں ہے کہ شفاعت میری ان لوگوں کے لیے ہو گی جنہوں نے کبیرہ گناہ کیے ہیں میری امت میں سے عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم ولا فخر وانا اول من تنشق الارض عنہ یوم القیامۃ ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع ولا فخر ولواء الحمد بیدی یوم القیامۃ ولا فخر ابوسعید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سردار ہوں آدم کی اولاد کا اور کچھ فخر کی راہ سے یہ نہیں کہتا بلکہ اظہار واقعہ ہے اور بیان ہے اللہ کی نعمت کا اور سب سے پہلے قیامت کے دن زمین میرے لیے پھٹے گی (میں قبر سے نکلوں گا) کچھ فخر کی راہ سے نہیں کہتا اور میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی کچھ فخر کی راہ سے نہیں کہتا اور حمد کا جھنڈا قیامت کے دن میرے ہاتھ میں ہوگا فخر کی راہ سے نہیں کہتا عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما اھل النار الذین ھم اھلھا فلا یموتون فیھا ولا یحیون ولکن ناس اصابتھم النار بذنوبھم او بخطایاھم فاماتتھم اماتۃ حتی اذا کانوا فحما اذن لھم فی الشفاعۃ فجیء بھم ضبائر ضبائر فبثوا علی انھار الجنۃ فقیل یا اھل الجنۃ افیضوا علیھم فینبتون نبات الحبۃ تکون فی حمیل السیل قال فقال رجل من القوم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فی البادیۃ ابوسعید سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا دوزخ کے لوگ جو دوزخ میں رہینگے وہ نہ اس میں مرینگے نہ جئیں گے (یعنے آرام نصیب نہ ہو گا تو گویا زندگی نہیں) لیکن بعض لوگ ایسے ہونگے کہ انکو گناہوں اور خطاؤں کی وجہ سے دوزخ کی آگ پکڑیگی اور انکو مار ڈالیگی یہاں تک کہ وہ کوئلہ کی طرح ہو جاوینگے اسوقت انکی شفاعت کا حکم ہوگا وہ گروہ گروہ آوینگے اور جنت کی نہر پر پھیلا دیے جاوینگے اور کہا جاویگا اے جنت کے لوگو ان پر جنت کا پانی ڈالو وہ ان پر جنت کا پانی ڈالیں گے وہ اس طرح اگیں گے جیسے دانہ نالیکی بہاؤ میں (جہاں کچرا وغیرہ جمع ہوتا ہے) اگتا ہے اور بہت جلد بڑھتا ہے کھاد اور پانی کی وجہ سے) ایک شخص یہ حدیث سنکر بولا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم گویا جنگل میں بھی رہے ہیں اور زراعت کا حال بھی جانتے ہیں کہ فلاں مقام میں دانہ خوب اگتا ہے عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول شفاعتی یوم القیامۃ لاھل الکبائر من امتی جابر سے روایت ہے آنحضرت صلعم فرماتے تھے قیامت کے دن میری شفاعت انلوگوں کے لیے ہوگی جو اہل کبائر ہیں میری امت سے کیونکہ صغائر تو وضو اور نماز سے روزانہ معاف ہو جاتے ہیں اور شفاعت مغفرت ذنوب کے لیے ہوگی لیکن ترقی درجات کے لیے تو وہ

تمام صلحا اور اولیا کے لیے ہی ہوگی) **عن** ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرت
بین الشفاعة وبین ان یدخل نصف امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم واکفی اترونها
للمتقین لا ولکنها للمذنبین الخطائین المتلوثین ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا مجھے اختیار ملا کہ یا شفاعت کروں یا میری آدھی امت کو جنت ملے اور آدھی دوزخ میں جاوے)
تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ وہ عام ہوگی اور اسکا فائدہ ہر ایک کو پہونچ سکتا ہے سبحان اللہ کیا
شفقت ہے آپ کی اپنی امت پر) اور زیادہ کافی ہوگی تم سمجھتے ہو کہ شفاعت پرہیزگاروں کے لیے ہوگی
نہیں گنہ گاروں کے لیے خطاکاروں کے لیے قصوروں میں پھنسے ہوؤں کے لیے **عن** انس بن مالك
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یجتمع المؤمنون یوم القیامة یلهمون او یهمون شك
سعید فیقولون لو تشفعنا الی ربنا فاراحنا من مکاننا فیاتون آدم فیقولون انت آدم ابو
الناس خلقك اللہ بیده واسجد لك ملائکته فاشفع لنا عند ربك یرحمنا من مکاننا هذا
فیقول لست هناکم ویذکر ویشکو الیهم ذنبه الذی اصاب فیستحیی من ذلك ولکن
ائتوا نوحا فانه اول رسول بعثه اللہ الی اهل الارض فیاتونه فیقول لست هناکم و
یذکر سؤاله ربه ما لیس له به علم ویستحیی من ذلك ولکن ائتوا خلیل الرحمن ابراهیم فیاتونه
فیقول لست هناکم ولکن ائتوا موسی عبدا کلمه اللہ واعطاه التوراة فیاتونه فیقول لست
هناکم ویذکر قتله النفس بغیر النفس ولکن ائتوا عیسی عبد اللہ ورسوله وکلمة اللہ و
روحه فیاتونه فیقول لست هناکم ولکن ائتوا محمدا غفر اللہ له ما تقدم من ذنبه وما
تأخر قال فیاتونی فانطلق قال فذکر هذا الحرف عن الحسن قال فامشی بین السماطین من
المؤمنین قال ثم عاد الی حدیث انس قال فاستاذن علی ربی فیؤذن لی فاذا رایته وقعت
ساجدا فیدعنی ما شاء اللہ ان یدعنی ثم یقال ارفع یا محمد وقل تسمع وسل تعطه واشفع
تشفع فاحمده بتحمید یعلمنیه ثم اشفع فیحد لی حدا فیدخلهم الجنة ثم اعود الثانیة فاذا
رایته وقعت ساجدا فیدعنی ما شاء اللہ ان یدعنی ثم یقال لی ارفع محمد قل تسمع وسل
تعطه واشفع تشفع فاحمده بتحمید یعلمنیه ثم اشفع فیحد لی حدا فیدخلهم الجنة ثم
اعود الثالثة فاذا رایت ربی وقعت ساجدا فیدعنی ما شاء اللہ ان یدعنی ثم یقال ارفع

مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَارْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ
لِي حَدًّا فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ قَالَ يَقُولُ
قَتَادَةُ عَلَى أَثَرِ هَذَا الْحَدِيثِ وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رض أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ
مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب مومنین اکٹھا ہونگے پہر اللہ اُن کے دلون مین ڈال دیگا وہ کہینگے
کاش ہم کسی کی سفارش اپنے مالک کو پہونچا دین اور اس تکلیف سے راحت حاصل کرین (کیونکہ میدان حشر مین
گرمی کی شدت پسینے کی کثرت پیاس حد سے زیادہ ہوگی) آخر وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت مین آوینگے
اور کہین گے آپ آدم ہین سارے آدمیون کے باپ اللہ تعالی نے آپ کو اپنے ہاتہہ سے بنایا اور اپنے فرشتون
سے آپ کو سجدہ کرایا (یعنے تحیت کا سجدہ نہ عبادت کا) اب آپ ہمارے سفارش کیجیے ہمارے مالک سے وہ ہم
کو اس جگہہ سے نکال کر کہین آرام دیوے وہ کہین گے مین اس لائق نہین (یعنے میرا مرتبہ ایسا نہین ہے کہ مین اس
وقت مین مالک سے کچہ عرض کرسکون) اور وہ اپنے گناہ کو یاد کرکے لوگون سے بیان کرینگے اور ان کو شرم
آویگی (مالک کے پاس ایسے وقت مین جانیکو) وہ کہین گے البتہ تم لوگ نوح کے پاس جاؤ وہ پہلے رسول ہین
جنکو اللہ تعالی نے زمین والون کے پاس بہیجا یہ سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آوینگے (اور ان سے بہی یہی
کہین گے جو حضرت آدم علیہ السلام سے کہا تہا) وہ کہینگے مین اس لائق نہین اور یاد کرینگے اپنے اس سوال کو جو
اُنہون نے اللہ تعالی سے دنیا مین کیا تہا جسکا اونہین علم نہ تہا اور شرم کرینگے (اس وقت مین مالک کے پاس
جانے سے یہ سوال یہ تہا کہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالی سے عرض کیا کہ تونے وعدہ کیا
تہا مجہہ کو اور میرے گہر والون کو بچا دینے کا اب میرا بیٹا کہان ہے جو شرارت سے کشتی پر سوار نہین ہوا تہا اور ڈوب
گیا تہا اس پر اللہ تعالے کا عتاب ہوا اور ارشاد ہوا کہ وہ تیرے گہر والون مین سے نہ تہا اور جو بات
تجہہ کو معلوم نہین ہے وہ مت پوچہہ) اور کہین گے البتہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام پاس جاؤ جو اللہ کے دوست
تہے یہ سب لوگ انکے پاس آوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین (اور اپنے تین جہوٹ باتون کو یاد کرینگے
جو مصلحت سے اونہون نے بولی تہین اور شرم کرین گے اُسوقت مین اللہ تعالے کے پاس جانے سے البتہ

تم حضرت موسیٰ علیہ السلام پاس جاؤ وہ اللہ تعالےٰ کے ایسے بندے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے بات کی اور ان کو توراۃ شریف عنایت کی یہ سب لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام پاس آوینگے وہ کہینگے مین اس لائق نہین جو انہون نے دنیا مین جو ایک ناحق خون (قبطی کا) کیا تھا اسکو یاد کرینگے (حالانکہ یہ خون عمداً نہ تھا انہون نے دہمکانے کے لیے ایک گھونسا لگایا تھا وہ مرگیا) البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہین اور اللہ کا کلمہ اور روح ہین پھر یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پاس آوینگے وہ کہینگے مین اس لائق نہین البتہ تم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس جاؤ اللہ تعالےٰ نے انکے اگلے اور پچھلے سب قصور معاف کر دیے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر یہ سب لوگ میرے پاس آوینگے مین چلونگا (آپ اُسیوقت مستعد ہونگے انکی خواہش پوری کرنے کے لیے صد آفرین آپکی ہمت اور آپ کی شفقت پر) دو صفون کے درمیان (یعنے مومنین کی صفون کے بیچ مین) مین اپنے مالک سے اجازت مانگونگا (باریابی کی) مجھکو اجازت ملیگی مین جب اپنے مالک کو دیکھونگا اوسی وقت سجدے مین گر پڑونگا وہ جب تک اسکو منظور ہے مجھہ کو سجدے ہی مین رہنے دیگا پھر مجھے حکم ہوگا اے محمد سر اوٹھا اور کہہ جو تو کہیگا اسکو ہم سُنینگے اور جو تو مانگیگا اسکو ہم دینگے اور جسکی تو سفارش کریگا ہم قبول کرینگے (سبحان اللہ کیا عنایت ہے مالک کی جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) مین اُسکی تعریف شروع کرونگا اُس طرح سے جو وہ خود مجھکو سکھلا دیگا اوسکی بعد شفاعت کرونگا لیکن میری شفاعت کے لیے ایک حد مقرر کر دیجاویگی (کہ جو لوگ ایسے اعمال کے ہون اونہی کی شفاعت کرو اس حدیث سے یہ نکلا کہ شفاعت کا اذن آپ کو قیامت کے دن حاصل ہوگا البتہ اللہ تعالےٰ اسکا وعدہ آپ سے کرچکا ہے جو ضرور پورا ہوگا اب یہ سمجھنا کہ شفاعت کا اذن آپ کو حاصل ہو چکا ہے صریح جہل ہے اور احادیث صحیحہ کی مخالفت ہے) پروردگار اُن کو جنت مین داخل کریگا (یعنے اُس حد تک جن لوگون کی مین شفاعت کرونگا اُن کو) بعد اسکے مین دوبارہ لوٹ کر اپنے مالک کے پاس آؤنگا اور اسکو دیکھتے ہی سجدے مین گر پڑونگا وہ جب تک اسکو منظور ہے مجھکو سجدے ہی مین رہنے دیگا پھر مجھہ سے کہا جاویگا اے محمد سر اوٹھا اور کہہ تیری بات سنی جاویگی اور مانگ تجھکو دیا جاویگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہوگی پھر اوسکی تعریف کرونگا جس طرح سے وہ خود مجھکو سکھلا دیگا بعد اسکے شفاعت کرونگا لیکن ایک حد مقرر کر دی جاویگی (جو پہلی حد سے زیادہ وسیع ہوگی) مالک ان لوگون کو بھی جنت مین داخل کریگا پھر مین تیسری بار مالک کے پاس لوٹ کر آؤنگا اور اسکو دیکھتے ہی سجدے مین گر پڑونگا وہ جب تک اسکو

منظور ہی مجھکو سجدے مین پڑا رہنے دیگا پہر مجھے حکم ہوگا ای محمد سر اوٹھاؤ کہو تمہاری بات سُنی جاویگی مانگو تمکو ملیجاوے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی مین اپنا سر اوٹھاؤن گا اور اپنے مالک کی تعریف کرون گا جس طرح سے وہ خود مجھکو تعلیم کرے گا پہر مین شفاعت کرون گا لیکن ایک حد مقرر کردی جاوے گی (جو دوسری حد ہی زیادہ وسیع ہوگی اور بہت سو گنہ گار اُس مین داخل ہوجاوین گے) پروردگار اُن کو بھی جنت مین داخل کرے گا پہر مین چوتھی بار لوٹ کر آؤن گا اور عرض کرون گا اے مالک اب تو کوئی باقی نہ رہا صرف وہ لوگ باقی ہین جو قرآن کے روسے دوزخ مین رہنے کے لائق ہین۔ قتادہ (جو اسحدیث کے راوی ہین) اسحدیث کو بیان کرکے یہ کہتے تہے کہ ہمسے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے فرمایا وہ شخص بہی دوزخ سے نکالا جاویگا جو لا الہ الا اللہ کہتا ہوگا اور اُسکے دل مین ایک جو برابر بہی نیکی (یعنے ایمان) ہوگی اور وہ بہی دوزخ سے نکالا جاویگا جو لا الہ الا اللہ کہتا ہوگا اور اسکے دل مین گیہون برابر بہی نیکی ہوگی اور وہ شخص بہی دوزخ سے نکالا جاویگا جو لا الہ الا اللہ کہتا ہوگا اور اسکے دل مین ایک رتی یا چیونٹی برابر بہی نیکی ہوگی **ف** غرض اللہ جل جلالہ کے فضل سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے بڑی امید ہی کہ کوئی موحد بہی جسکے دل مین رتی برابر بہی ایمان ہو ہمیشہ دوزخ مین نہ رہے گا **عَنْ** عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلٰثَةٌ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تین لوگ شفاعت کرینگے انبیا یعنے پیمبر اور علماء (دین کے عالم باعمل جو پیمبر کے نائب ہین) پہر شہداء **عَنْ** الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ ابی بن کعب سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو مین سارے انبیا کا پیمبرون کا امام ہون گا اور اُنکا خطیب یعنے اُن کی طرف سے بات کرنیوالا جب وہ خاموش ہو جاوینگے) اور اُن کی شفاعت کرنے والا اور یہ مین فخر کی راہ سے نہین کہتا بلکہ حق تعالے نے یہ نعمت مجہے عطا فرمائی اُسکو ظاہر کرتا ہون **عَنْ** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَخْرُجَنَّ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِيْ يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ عمران بن حصین رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت کی وجہ سے کچھ لوگ جہنم سے نکالے

جاوینگے ان کا نام جہنمی ہوگا (نہ اون کی تحقیر کے لیے بلکہ ان کو زیادہ خوش کرنیکے لیے کیونکہ آفت کے خیال سے نعمت کی زیادہ قدر ہوتی ہے) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی الْجَدْعَاءِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِی اَكْثَرُ مِنْ بَنِی تَمِيمٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ سِوَاكَ قَالَ سِوَایَ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا سَمِعْتُهٗ عبداللہ بن ابی الجدعاء سے روایت ہے اونہوں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کے دن میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے (وہ حضرت عثمان ہیں یا جناب اویس قرنی رح) بنی تمیم سے زیادہ شمار مین لوگ جنت مین داخل ہونگے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے سوا یہ شخص بھی شفاعت کرینگے آپ نے فرمایا ہان میرے سوا۔ عبداللہ بن شقیق نے کہا مین نے ابن ابی الجدعاء سے پوچھا تمنے یہ حدیث آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے اونہون نے کہا ہان مین نے سنی ہے عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیِّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُونَ مَا خَيَّرَنِی رَبِّی اللَّيْلَةَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ خَيَّرَنِی بَيْنَ اَنْ يَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِی الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنَا مِنْ اَهْلِهَا قَالَ هِیَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو میرے مالک نے آج کی رات کون سی دو باتون مین اختیار دیا مجھ کو ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا پروردگار نے مجھ کو اختیار دیا کہ یا مین تیری آدھی امت کو جنت مین داخل کردیتا ہون یا تو شفاعت کو قبول کرین مین نے شفاعت کو اختیار کیا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ سے دعا فرمایے کہ ہم کو آپ کی شفاعت نصیب کرے آپ نے فرمایا وہ تو ہر مسلمان کے لیے ہوگی

بَابُ صِفَةِ النَّارِ دوزخ کا بیان (اللہ تبارک وتعالے اس سے محفوظ رکھے ہم کو اور سب مسلمانون کو)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ نَارَكُمْ هٰذِهٖ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ وَلَوْلَا اَنَّهَا اُطْفِئَتْ بِالْمَاءِ مَرَّتَيْنِ مَا انْتَفَعْتُمْ بِهَا وَاِنَّهَا لَتَدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ لَّا يُعِيدَهَا فِيهَا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری دنیا کی آگ ایک جزء ہے ستر جزؤن مین سے دوزخ کی آگ کے (یعنے دوزخ کی آگ حرارت مین ستر درجہ یہان کی آگ سے زیادہ ہے) اور اگر وہ دوبار

بجھائی نہ جاتی پانی سے تو تم اس سے فائدہ نہ لے سکتے اور اب یہ آگ اللہ جل جلالہ سے دعا کرتی ہے کہ دوبارہ اسکو دوزخ میں نڈالا جاوے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اشْتَکَتِ النَّارُ اِلٰی رَبِّهَا فَقَالَتْ یَا رَبِّ اَکَلَتْ بَعْضِیْ بَعْضًا فَجَعَلَ لَهَا نَفَسَیْنِ نَفَسٌ فِی الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِی الصَّیْفِ فَشِدَّةُ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْبَرْدِ مِنْ زَمْهَرِیْرِهَا وَشِدَّةُ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ مِنْ سَمُوْمِهَا ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوزخ نے اپنے مالک کی جناب میں شکایت کی تو اُس نے عرض کیا اے مالک میں خود ایک دوسرے کو کھا گئی (شدت اشتعال سے) آخر مالک نے اس کو دو سانس لینے کا حکم دیا (رحمت کر کے) ایک جاڑے میں دوسرا گرمی میں تو تم جو سردی کی شدت پاتے ہو یہ دوزخ کے زمہریر طبقہ کی سردی ہے اور جو تم گرمی پاتے ہو یہ اُسکی گرم ہوا سے ہے **فائدہ** اہلحدیث نے اس حدیث کو اپنے ظاہری معنے پر رکھا ہے اور کہا ہے کہ دوزخ پیدا ہو چکی ہے اہل سنت کے نزدیک اور کوئی مانع نہیں اس سے کہ اس میں نفس اور عقل ہو اور دوسرے لوگوں نے اسکی تاویل کی ہے کہ یہ بطور تشبیہ اور استعارے کے ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُوْقِدَتِ النَّارُ اَلْفَ سَنَةٍ فَابْیَضَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَتْ اَلْفَ سَنَةٍ فَاحْمَرَّتْ ثُمَّ اُوْقِدَتْ اَلْفَ سَنَةٍ فَاسْوَدَّتْ فَهِیَ سَوْدَاءُ کَاللَّیْلِ الْمُظْلِمِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ ہزار برس تک سلگائی گئی اُسکی آگ سفید ہو گئی پھر ہزار برس تک سلگائی گئی تو اُسکی آگ سرخ ہو گئی پھر ہزار برس تک سلگائی گئی تو وہ سیاہ ہو گئی اب اُس میں ایسی سیاہی ہے جیسے اندھیری رات میں ہوتی ہے (معاذ اللہ یہ تاریکی اور یہ گرمی اور یہ سختی عذاب کی اللہ بچاے ہم کو اپنے فضل سے) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُؤْتٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْیَا مِنَ الْکُفَّارِ فَیُقَالُ اغْمِسُوْهُ فِی النَّارِ غَمْسَةً فَیُغْمَسُ فِیْهَا ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ اَیْ فُلَانُ هَلْ اَصَابَكَ نَعِیْمٌ قَطُّ فَیَقُوْلُ لَا مَا اَصَابَنِیْ نَعِیْمٌ قَطُّ وَیُؤْتٰی بِاَشَدِّ الْمُؤْمِنِیْنَ ضُرًّا وَبَلَاءً فَیُقَالُ اغْمِسُوْهُ غَمْسَةً فِی الْجَنَّةِ فَیُغْمَسُ فِیْهَا غَمْسَةً فَیُقَالُ لَهٗ اَیْ فُلَانُ هَلْ اَصَابَكَ ضُرٌّ قَطُّ اَوْ بَلَاءٌ فَیَقُوْلُ مَا اَصَابَنِیْ قَطُّ ضُرٌّ وَلَا بَلَاءٌ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن

کافرون مین سے وہ شخص لایا جاویگا جس کی دنیا مین بڑی عیش سے گذری ہو اور کہا جاوے گا کہ اس کو ایک غوطہ دو جہنم مین اسکو ایک غوطہ جہنم مین دیکر نکال لین گے پہر اس سے پوچہین گے اے فلانی کبہی تونے راحت کبہی دیکہی ہے وہ کہیگا نہین مین نہین جانتا راحت کیا ہے اور ایک مومن کو لایا جاوے گا جسکی دنیا بڑی سختی اور تکلیف سے گذری ہے اور حکم ہوگا اسکو جنت مین ایک غوطہ دو (یعنے وہان کے لذائذ ذرا چکہا دو اور وہان کی نعمتین اور حورین اسکو دکہلا دو) پہر وہان سے نکالکر اسکو لاوین گے اور پوچہین گے ای فلانے تونے کبہی سختی اور تکلیف بہی دیکہی ہے وہ کہے گا نہین مجہے کبہی سختی اور بلا نہین پہونچی (جنت کی راحت اوٹھاکر پہلے کی سب تکلیف بہول جاوے گا) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْکَافِرَ لَیُعَظَّمُ حَتّٰی اِنَّ ضِرْسَہٗ لَاَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ وَ فَضِیْلَۃُ جَسَدِہٖ عَلٰی ضِرْسِہٖ کَفَضِیْلَۃِ جَسَدِ اَحَدِکُمْ عَلٰی ضِرْسِہٖ ابوسعید خدری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک کافر دوزخ مین اتنا بڑا کیا جاوے گا یہان تک کہ اسکا دانت احد پہاڑ سے بڑا ہوگا (اور اس سے اسکی صورت بگاڑنا اور دوزخ کا بہرنا منظور ہوگا) اور پہر اسکا سارا بدن دانت سے اتنا ہی بڑا ہوگا جتنا تمہارا بدن تمہارے دانت سے بڑا ہے (تو بدن گویا ہزارون کوس کا ہوگا)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ بُرْدَۃَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَدَخَلَ عَلَیْنَا الْحَارِثُ بْنُ اُقَیْسٍ فَحَدَّثَنَا الْحَارِثُ لَیْلَتَئِذٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ اَکْثَرُ مِنْ مُضَرَ وَاِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یُعَظَّمُ لِلنَّارِ حَتّٰی یَکُوْنَ اَحَدَ زَوَایَاھَا عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے مین ایک رات ابو بردہ کے پاس تہا اتنے مین حارث بن اقیس ہمارے پاس آئے اور اس رات کو ہم سے یہ حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت مین بعضا شخص ایسا ہوگا جسکی شفاعت سے اتنے لوگ جنت مین جاوینگے کہ ان کا شمار مضر کی قوم سے زیادہ ہوگا اور میری امت مین سے بعضا وہ شخص ہوگا جو دوزخ کے لیے بڑا کیا جاوے گا یہانتک کہ وہ دوزخ کا ایک کونہ ہوجاوے گا **ف** اس حدیث سے اور کئی حدیثون سے یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے بہی کچہ گنہگار لوگ دوزخ مین جاوین گے اور ان کو عذاب ہوگا جب تک اللہ سبحانہ وتعالی کو منظور ہوگا پہر اللہ تعالی انکو نکالیگا اور جنت عطا فرماوے گا جیسے اوپر ایک حدیث مین گذرا کہ انکا نام جہنمی ہوگا اور دوسری روایت مین ہے کہ جب حزن سے

پناہ مانگو جو ایک وادی ہے جہنم میں اور جہنم اس سے ہر روز چار سو بار پناہ مانگتا ہے اس میں ریاکار قاری داخل ہونگے لیکن حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اہل کبائر جب مومن ہوں تو دوزخ میں نہیں جاوینگے بلکہ قیامت کی میدان کی گرمی اور شدت یہی عذاب انکے لیے کافی ہوگا یا اور کچھ عذاب دیا جاوے گا شفاعت سے جنت میں داخل کیے جاوینگے اور اسکی دلیل سوا انکے کشف کے اور کچھ نہیں ہے ان کے نزدیک اس حدیث سے مراد وہ لوگ ہوں گے جو آپ کی امت دعوت ہیں یعنے تمام کفار یا جو اسلام سے پھر گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یا وہ لوگ جو نام کے لیے مسلمان ہیں اور تمام رسوم اور عادات مشرکین کے سے کرتے ہیں جیسے ہندوستان میں جاہل مسلمان گاؤں اور دیہات کی واللہ اعلم (انجاح مختصرا) **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْسَلُ الْبُكَاءُ عَلٰى اَهْلِ النَّارِ فَيَبْكُوْنَ حَتّٰى يَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ ثُمَّ يَبْكُوْنَ الدَّمَ حَتّٰى يَصِيْرَ فِيْ وُجُوْهِهِمْ كَهَيْئَةِ الْاُخْدُوْدِ لَوْ اُرْسِلَتْ فِيْهِ السُّفُنُ لَجَرَتْ انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں پر رونا بھیجا جاوے گا وہ روویں گے یہانتک کہ آنسو ختم ہوجاوینگے پھر خون روویں گے یہانتک کہ ان کے چہروں میں نالیوں کی طرح نشان بن جاوینگے (یعنے گڈھے ہوکر) اگر ان میں کشتیاں چھوڑی جاویں تو وہ بہ جاویں **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ وَلَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِي الْاَرْضِ لَاَفْسَدَتْ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا مَعِيْشَتَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ لَيْسَ لَهٗ طَعَامٌ غَيْرَهٗ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون یعنے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا حق اسکے ڈرنے کا ہے اور مت مرو مگر مسلمان رہکر اور فرمایا کہ اگر ایک قطرہ زقوم کا (جو خوراک ہے دوزخ والوں کی) زمین پر ٹپک آوے تو ساری دنیا والوں کی زندگی خراب کردے پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا (اللہ کی پناہ) جنکے پاس سوا اسکے اور کوئی کھانا نہ ہوگا **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَاْكُلُ النَّارُ ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انگار (دوزخ کی) آدمی کے سارے بدن کو کھالے گی مگر سجدے کا مقام چھوڑ دیگی اللہ نے انگار پر اسکا کھانا حرام

کر دیا ہے (یعنے جو عضا سجدہ کرنے مین زمین پہ لگتے ہین اُن مین سجدے کی مقام محفوظ رہجاوین گے اس سے بہی
یہ نکلتا ہے کہ بعض مسلمان بہی دوزخ مین جاوینگے ۔ **عَنْ** اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یُؤْتٰی بِالْمَوْتِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُوْقَفُ عَلَی الصِّرَاطِ فَیُقَالُ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَطَّلِعُوْنَ خَائِفِیْنَ وَجِلِیْنَ
اَنْ یُخْرَجُوْا مِنْ مَکَانِھِمُ الَّذِیْ ھُمْ فِیْہِ فَیُقَالُ ھَلْ تَعْرِفُوْنَ ھٰذَا قَالُوْا نَعَمْ ھٰذَا الْمَوْتُ قَالَ
فَیُؤْمَرُ بِہٖ فَیُذْبَحُ عَلَی الصِّرَاطِ ثُمَّ یُقَالُ لِلْفَرِیْقَیْنِ کِلَاھُمَا خُلُوْدٌ فِیْمَا تَجِدُوْنَ لَا مَوْتَ فِیْھَا اَبَدًا
ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن موت کو لاوینگے
اسکو بلصراط پر کہڑا کرینگے اور کہا جاوے گا اے جنت والو وہ یہ آواز سُنکر گہبراکر ڈرتے ہوئے اوپر آوینگے
ایسا نہ ہو کہ وہ جہاں ہین وہاں سے نکالے جاوین پہر پکارا جاویگا اے دوزخ والو وہ اوپر آوینگے خوش
خوش کہ شاید انکے نکلنے کے لیے حکم ہوگا اتنے مین کہا جاوے گا تم اسکو پہچانتے ہو وہ کہین گے ہان
یہ موت ہے پہر حکم ہوگا اُسکو بلصراط پر ذبح کر دینگے (وہ صورت ایک مینڈہے کے ہوگی اللہ تعالیٰ کی قدرت
سے) بعد اوس کے دونون فرقون سے (جنت والون سے اور دوزخ والون سے) کہدیا جاویگا اب دونون
فرقے ہمیشہ رہین گے اپنے اپنے مقامون مین اور موت کبہی نہ آویگی **بَابُ** صِفَۃِ الْجَنَّۃِ جنت کا بیان
(اللہ تعالیٰ ہمکو اور سب مسلمانون کو وہ نصیب کرے) **عَنْ** اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ
عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ وَمِنْ بَلْہُ مَا قَدْ اَطْلَعَکُمُ اللّٰہُ عَلَیْہِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا
اُخْفِیَ لَھُمْ مِنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَاءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ قَالَ وَکَانَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ یَقْرَءُھَا مِنْ قُرَّاتِ اَعْیُنٍ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ فرماتا ہے مین نے اپنے نیک بندون
کے لیے وہ سامان اور لذتین طیار کی ہین جن کو نہ کسی آنکہہ نے دیکہا (یعنے دنیا کی آنکہہ نے) اور نہ کسی کان
نے سُنا اور نہ کسی آدمی کے دل پر وہ گذرا ابوہریرہ نے کہا ان لذتون کو توچہوڑ دو جنکو اللہ تعالیٰ نے تم
سے بیان کر دیا اون کی سوا کتنی بے شمار لذتین ہونگی اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت پڑہو فلا تعلم نفس ما
اخفی لھم اخیر تک ابوہریرہ اس مین قرات اعین پڑہتے تہے جمع کے ساتہہ اور مشہور قرأت قرۃ اعین ہے
بصیغہ واحد یعنے کوئی نفس نہین جانتا جو مومنین کے لیے آنکہون کی ٹہنڈکین چہپا کر رکہی گئی
ہین یہ بدلہ ہے انکی نیک اعمال کا **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ

قال لشبر في الجنة خير من الارض وما عليها ؎ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ایک بالشت برابر جاے جنت میں ساری دنیا سے اور جو کچھ اس میں ہے اوس سب سے بہتر ہے عن
سهل بن سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم موضع سوط في الجنة خير من الدنيا وما فيها
سہل بن سعد سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک کوڑا رکھنے کے برابر جاے جنت میں بہتر
ہے دنیا ومافیہا سے عن معاذ بن جبل قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الجنة
مائة درجة كل درجة منها ما بين السماء والارض وان اعلاها الفردوس وان اوسطها الفردوس
وان العرش على الفردوس منها تفجر انهار الجنة فاذا سالتم الله فسلوه الفردوس معاذ بن جبل
سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جنت میں سو درجے ہیں ہر درجہ کا فاصلہ
دوسرے درجے سے اتنا ہے جتنا آسمان اور زمین کا فاصلہ اور سب درجوں سے اوپر جنت میں فردوس ہے اور بیچا
بیچ بھی جنت کا وہی ہے اور عرش (اللہ جل جلالہ کا) فردوس پر ہے اسی میں سے جنت کی نہریں پھوٹی ہیں
تو تم جب اللہ سے مانگو تو فردوس کو مانگو (یا اللہ ہم کو فردوس عنایت کر) عن اسامة بن زيد قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم لاصحابه الا مشمر للجنة فان الجنة لا خطر لها هي
ورب الكعبة نور يتلألأ وريحانة تهتز وقصر مشيد ونهر مطرد وفاكهة كثيرة نضيجة وزوجة حسناء
جميلة وحلل كثيرة في مقام ابدا في حبرة ونضرة في دور عالية سليمة بهية قالوا نحن المشمرون لها
يا رسول الله قال قولوا ان شاء الله ثم ذكر الجهاد وحض عليه اسامہ بن زید سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا کوئی شخص جنت کے لیے کمر نہیں باندھتا کپڑے اوٹھا کر نہیں باندھتا
جیسے محنت کیوقت کیا کرتے ہیں اسلیے کہ جنت کی مثل دوسری کوئی شے نہیں ہے قسم خدا کی جنت میں
نور ہے چمکتا ہوا اور خوشبودار پھول ہے جو جھوم رہا ہے اور محل ہے بلند اور نہر ہے جاری اور میوے ہیں
بہت اقسام کے پکے ہوئے اور بی بی ہے خوب صورت خوش اخلاق اور جوڑے ہیں بہت سے اور ایسا مقام
ہے جہاں ہمیشہ تازگی اور بہار ہے اور بڑا اونچا اور محفوظ اور روشن محل ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول
اللہ ہم اسکے لیے کمر باندھتے ہیں آپ نے فرمایا انشاء اللہ کہو پھر جہاد کا بیان کیا اور اوسکی رغبت دلای عن
ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر
ليلة البدر ثم الذين يلونهم على اضوء كوكب دري في السماء اضاءة لا يبولون

وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ اَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ اَخْلَاقُهُمْ عَلٰى خُلُقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اول جماعت جو جنت مین جاویگی وہ چودھوین رات کے چاند کیطرح ہوگی پھر ان سے قریب ایک بہت روشن تارے کیطرح آسمان پر نہ وہ پیشاب کرینگے نہ پائخانہ نہ ناک سنکینگے نہ تھوکینگے انکی کنگھیان سونے کی ہونگی اور ان کا پسینہ مشک ہوگا اور انکی انگیٹھیان عود کی ہونگی (یعنے عود اُن مین جل رہا ہوگا) ان کی بی بیان بڑی آنکھ والی حورین ہونگی ساری جنت والون کی عادتین ایک شخص کی عادتون کی شکل ہون گی (یعنے اختلاف عادات اور اخلاق نہ ہوگا) اور سب اپنے باپ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہون گے ساٹھ ہاتھ کے لنبے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضـ مِثْلَ حَدِيْثِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَوْثَرُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ مَجْرَاهُ عَلَى الْيَاقُوْتِ وَالدُّرِّ تُرْبَتُهُ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَمَاؤُهُ اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَاَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ الثَّلْجِ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوثر ایک نہر ہے جنت مین اسکے دونو مینڈین سونے سے بنے ہوئے ہین اور پانی بہنے کے مقام مین یاقوت اور موتی ہین (بجائے مٹی اور ریت کے) اسکی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور برف سے زیادہ سفید ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضـ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ وَلَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت مین ایک درخت ہے (طوبیٰ نام) اسکے سایہ مین سوار (گھوڑے کا) سو برس تک چلتا رہے اور درخت تمام نہ ہو اتنا بڑا ہے اور تم اگر چاہتے ہو تو یہہ آیت پڑھو وظل ممدود یعنے جنت مین لنبا اور دراز سایہ ہے عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ اَنَّهُ لَقِيَ اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فِيْ سُوْقِ الْجَنَّةِ قَالَ سَعِيْدٌ اَوَفِيْهَا سُوْقٌ قَالَ نَعَمْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اِذَا دَخَلُوْهَا نَزَلُوْا فِيْهَا بِفَضْلِ اَعْمَالِهِمْ فَيُؤْذَنُ لَهُمْ فِيْ مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا فَيَزُوْرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهُ وَيَتَبَدّٰى لَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ فَتُوْضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ وَ

منابر من لؤلؤ ومنابر من ياقوت ومنابر من زبرجد ومنابر من ذهب ومنابر من فضة ويجلس ادناهم
وما فيهم دني على كثبان المسك والكافور ما يرون ان اصحاب الكراسي بافضل منهم مجلسا قال
ابو هريرة قلت يا رسول الله وهل نرى ربنا قال نعم هل تتمارون في رؤية الشمس والقمر ليلة
البدر قلنا لا قال كذلك لا تتمارون في رؤية ربكم عز وجل ولا يبقى في ذلك المجلس
احد الا حاضره الله عز وجل محاضرة حتى انه يقول للرجل منكم الا تذكر يا فلان يوم عملت
كذا وكذا يذكره بعض غدراته في الدنيا فيقول يا رب افلم تغفر لي فيقول بلى فبسعة مغفرتي
بلغت منزلتك هذه فبينما هم كذلك غشيتهم سحابة من فوقهم فامطرت عليهم طيبا لم يجدوا
مثل ريحه شيئا قط ثم يقول قوموا الى ما اعددت لكم من الكرامة فخذوا ما اشتهيتم قال
فنأتي سوقا قد حفت به الملائكة فيه ما لم تنظر العيون الى مثله ولم تسمع الآذان ولم يخطر
على القلوب قال فيحمل لنا ما اشتهينا ليس يباع فيه شيء ولا يشترى وفي ذلك السوق يلقى
اهل الجنة بعضهم بعضا فيقبل الرجل ذو المنزلة المرتفعة فيلقى من هو دونه وما فيهم دني
فيروعه ما يرى عليه من اللباس فما ينقضي آخر حديثه حتى يتمثل عليه احسن منه وذلك انه
لا ينبغي لاحد ان يحزن فيها قال ثم ننصرف الى منازلنا فتتلقانا ازواجنا فيقلن مرحبا واهلا
لقد جئت وان بك من الجمال والطيب افضل مما فارقتنا عليه فنقول انا جالسنا اليوم ربنا الجبار
عز وجل ويحقنا ان ننقلب بمثل ما انقلبنا سعید بن المسیب سے روایت ہے وہ ابوہریرہ رضی سے ملے ابوہریرہ نے ان
سے کہا مین اللہ سے یہ دعا کرتا ہون کہ وہ مجھہ کو اور تم کو جنت کے بازار مین ملاوے سعید نے کہا کیا وہان بازار ہے
انہون نے کہا ہان مجھہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ جنت کے لوگ جب جنت مین داخل ہون گے
تو وہان اترینگے اپنے اعمال کے درجون کے لحاظ سے (یعنے ہر ایک کا مقام اسکے درجے کے لائق ہوگا) پھر انکو
اجازت دیجاویگی ایک ہفتہ کے موافق دنیا کے دنون کے حساب سے یا جمعہ کے دن کے موافق (کیونکہ جنت مین دنیا کیطرح
دن اور رات نہ ہونگی اور بعضون نے کہا جنت مین بھی جمعہ کا دن ہوگا) وہ اللہ جل جلالہ کی زیارت کرینگے اور پروردگار انکے
لیے اپنا تخت ظاہر کریگا اور پروردگار خود نمود ہوگا جنت کے چمنون مین سے کیاریون مین سے ایک چمن مین اور لوگون
کے لیے منبر رکھے جاوینگے نور کے اور منبر موتی کے اور منبر یاقوت کے اور منبر زبرجد کے اور منبر سونے کے اور منبر چاندی کے یہ
سب کرسیان ہونگی اور مالک اپنے تخت شاہی پر جلوہ گر ہوگا یہ دربار عالی شان ہمارے مالک جل جلالہ کا) اور

جو کوئی جنت والوں میں کم درجہ ہوگا حالانکہ وہاں کوئی کم درجہ نہیں ہے (بلکہ دنیا کی نظر کرتے تو کم درجہ الا ہی یہاں کے ہفت اقلیم کے بادشاہ سے بھی زیادہ ہے) وہ مشک اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے اور انکے دلوں میں یہ ہوگا کہ کرسی والے ہمسے زیادہ نہیں ہیں درجہ میں (یعنے انکی بیٹھنے کا مقام ہمارے مقام سے افضل نہیں ہے بلکہ ہر جنتی اپنا مقام ہی سب سے بہتر خیال کریگا چونکہ وہاں بغض اور ملال کسیطرح کا نہ ہوگا) ابوہریرہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے آپنے فرمایا ہاں کیا تم ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے ہو چودھویں رات کے چاند اور سورج کے دیکھنے میں ہمنے کہا نہیں (چاند اور سورج کے دیکھنے میں کیا جھگڑا ہوگا وہ ہر مقام سے ہر ایک کو بلا تکلف اور زحمت دکھلائی دیتا ہے) آپنے فرمایا اسیطرح اپنے مالک کے دیکھنے میں بھی جھگڑا نہ کروگے اور اس مجلس میں کوئی ایسا باقی نہ رہیگا جس سے پروردگار مخاطب ہو کر بات نکرے یہانتک کہ وہ ایک شخص سے فرماویگا اے فلانے تجھکو یاد ہے تو نے (دنیا میں) فلان فلان دن ایسا ایسا کام کیا تھا اسکے بعض گناہ اسکو یاد دلاویگا وہ کہیگا اے میرے مالک کیا تو نے میرے گناہ بخش نہیں دیے پروردگار فرماویگا بیشک میں نے بخشدیے اور میری بخشش کے وسیع ہونے ہی کی وجہ سے تو اس درجہ تک پہنچا پھر وہ (جنت کے لوگ اہل دربار) اسی حال میں ہونگے کہ ناگہاں ایک ابر اوپر سے آنکر انکو ڈھانپ لیگا اور ایسی خوشبو برساویگا کہ ویسی خوشبو انھوں نے کبھی نہیں سونگھی پھر پروردگار فرماویگا اب اٹھو اور جو میں نے تمہاری خاطر کیلیے طیار رکھا ہے اس میں سے جو تمہارے پسند آوے وہ لو ابوہریرہ نے کہا اسوقت ہم (یعنے جنت کے لوگ) ایک بازار میں جاوینگے جسکو ملائکہ گھیرے ہونگے اور اس بازار میں ایسی چیزیں ہونگی جنکی مثل نہ کبھی آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا نہ دلپر انکا خیال گذرا اور جو ہم چاہینگے وہ ہمارے لیے اوٹھا دیا جاویگا نہ وہاں کوئی چیز بکے گی نہ خریدی جاویگی اور اسی بازار میں سب جنت والے ایک دوسرے سے ملینگے پھر ایک شخص سامنے سے آویگا جسکا مرتبہ بلند ہوگا اور اس سے وہ شخص ملیگا جسکا مرتبہ کم ہوگا وہ اسکا لباس (اور ٹاٹھہ) دیکھکر ڈر جاویگا لیکن ابھی اسکی گفتگو اس شخص سے کم نہوگی کہ اسپر بھی (یعنے جو ادنی درجہ کا ہے) اسسے بہتر لباس بنجاویگا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جنت میں کسی کو رنج نہوگا ابوہریرہ نے کہا پھر ہم اپنے اپنے مکان میں لوٹینگے وہاں ہماری بی بیاں ہمسے ملینگی اور کہینگی مرحبا و اہلا (یہ محاورہ ہے عرب کا جب کوئی آتا ہے) تم تو ایسے حال میں آئے کہ تمہارا حسن اور جمال اور خوشبو اس سے کہیں عمدہ ہے جس حال میں تم ہمکو چھوڑ کر گئے تھے ہم انکے جواب میں کہینگے ہم آج اپنے پروردگار کے پاس بیٹھے (اسکے دربار دربار میں شریک ہوئے) اور ہمکو سزاوار تھا اسی حال میں لوٹنا جس حال میں لوٹے (یعنے حسن اور جمال میں اور خوشبو میں زیادہ ہوکر)

عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخلہ اللہ الجنۃ الا زوجہ اللہ عز وجل ثنتین وسبعین زوجۃ ثنتین من الحور العین وسبعین من میراثہ من اھل النار ما منھن واحدۃ الا ولھا قبل شھی ولہ ذکر لا ینثنی قال ھشام بن خالد من میراثہ من اھل النار یعنی رجالا دخلوا النار فورث اھل الجنۃ نساءھم کما ورثت امراۃ فرعون

ابوامامہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریگا اسکو بہتر دو یعنی بہتر بی بیان بڑی آنکہ والی
حوروں میں سے عنایت فرمادیگا اور ستر بی بیان انکی جسکا وہ وارث ہوگا دوزخ والوں میں سے انمیں سے ہر ایک بی بی کی شرمگاہ نہایت
خوبصورت ہوگی اور اسکا ذکر ایسا ہوگا جو کبھی نہ جھکیگا **ف** یعنی جماع سے ضعف پیدا نہ ہوگا جیسے دنیا میں ہے یہ زیادت کہ ستر بی بیان
اسکی جسکا وہ وارث ہوگا دوزخ والوں میں سے اسکو صرف ابن ماجہ نے نکالا اور اسکی اسناد میں خالد بن یزید نہایت ضعیف ہے یحیی بن معین
نے کہا وہ اپنے باپ پر جھوٹ کہنے سے نہیں خوش ہوا یہانتک کہ اس نے جھوٹ باندھا آنحضرت کے اصحاب پر بھی اور اس حدیث کی توجیہ
مشکل ہے کسلیے کہ کافروں کی عورتیں بھی کافر ہوتی ہیں پس وہ بھی دوزخ میں رہینگی اہل جنت کو کہان سے ملنے لگیں اور کافروں
کی وہ عورتیں جو مسلمان ہوگئیں تھیں اور انہوں نے نکاح نہیں کیا وہ قلیل ہیں ہر جنتی کو انمیں سے ستر عورتیں کیونکر ملنے لگیں میں کہتا
ہوں اوپر گذر چکا کہ ہر ایک شخص کے لیے دو مقام بنے ہیں ایک جنت میں ایک جہنم میں پس ہر ایک کافر کی ستر عورتیں جنت میں
بھی ہیں جو مسلمانوں کے ہاتھ آوینگی مگر اس صورت میں ستر سے زیادہ آنی چاہییں کسلیے کہ کافروں کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے
جیسے اوپر گذر چکا اور اس توجیہ پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس صورت میں یہ ستر عورتیں بھی حوروں میں سے ہوئیں نہ دنیا کی عورتوں میں
سے پھر انکا عطف حور عین پر کیونکر جائز ہوگا اور ہشام بن خالد نے جو آگے اسکی تفسیر کی ہے وہ بھی اسکے خلاف ہے اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ ستر عورتیں دنیا کی عورتوں میں سے ہونگی جیسے آسیہ فرعون کی بی بی کو بھی انہیں سے گنا ہے اور ممکن ہے کہ یہ عام ہو شامل
ہو دونو قسم کی عورتوں کو واللہ اعلم **ت** ہشام بن خالد نے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) دوزخ والوں سے وہ مرد مراد ہیں جو دوزخ
میں جاوینگے اور اہل جنت انکی عورتوں کے وارث ہوجاوینگے جیسے فرعون کی بی بی اسکے وارث بھی اہل جنت ہوجاوینگے کیونکہ وہ مومنہ
تھی **عن** ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن اذا اشتھی الولد فی الجنۃ کان حملہ ووضعہ
وسنہ فی ساعۃ واحدۃ کما یشتھی ابو سعید سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا مومن جب اولاد کی خواہش کریگا جنت میں تو حمل
اور وضع حمل اور بچہ کا بڑا ہونا سب ایک ساعت میں ہوجاویگا اسکی خواہش کے موافق **ف** ترمذی نے کہا اس مسئلہ میں اختلاف ہے
بعضوں نے کہا جنت میں جماع ہوگا لیکن اولاد نہ ہوگی طاؤس اور مجاہد اور نخعی سے ایسا ہی منقول ہے اور اسحاق نے کہا حدیث کا
مطلب یہ ہے کہ جو کوئی خواہش کریگا اسکو اولاد ہوگی لیکن کوئی خواہش ہی نہ کریگا پس اولاد بھی نہ ہوگی اور ابو رزین سے مروی ہے مرفوعًا
کہ اہل جنت کی اولاد نہ ہوگی (مصباح الزجاجہ) **عن** عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعلم آخر اھل النار خروجا
منھا وآخر اھل الجنۃ دخولا الجنۃ رجل یخرج من النار حبوا فیقال لہ اذھب فادخل الجنۃ فیاتیھا فیخیل الیہ انھا ملای
فیرجع فیقول یا رب وجدتھا ملای فیقول اللہ اذھب فادخل الجنۃ فیاتیھا فیخیل الیہ انھا ملای فیرجع فیقول یا رب
وجدتھا ملای فیقول اللہ سبحانہ اذھب فادخل الجنۃ فیاتیھا فیخیل الیہ انھا ملای فیرجع فیقول یا رب انھا

مَلأَى فَيَقُولُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ أَتَسْخَرُ بِي أَوْ تَضْحَكُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَكَانَ يُقَالُ هٰذَا أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا مین جانتا ہون اسکو جو سب دوزخیون مین آخیر مین دوزخ سے نکلیگا اور سب جنتیون مین آخیر مین جنت مین جاویگا وہ ایک شخص ہوگا جو دوزخ سے گھسٹتا ہوا پیٹ اور ہاتھون کے بل نکلیگا اس سے کہا جاویگا جا جنت مین داخل ہو وہ وہان جاویگا اسکو معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے اسمین کہین جا نہین ہے حالانکہ جنت بہت وسیع ہے کبھی بھر نہین سکتی وہ لوٹ کر آویگا اور عرض کریگا مالک مین نے تو جنت کو بھرا ہوا پایا پھر مالک فرماویگا جا جنت مین داخل ہو وہ جاویگا اسکو پھر معلوم ہوگی وہ پھر وہ لوٹ آویگا اور عرض کریگا مالک مین تو اسکو بھری ہوئی پاتا ہون پروردگار فرماویگا جا جنت مین جا وہ جاویگا اسکو پھر معلوم ہوگی وہ لوٹ آویگا اور عرض کریگا مالک وہ تو بھری ہوئی ہے پروردگار فرماویگا جا جنت مین داخل ہو تجھے اتنی جگہ ملیگی جیسے دنیا تھی اور دس دنیا کے برابر یا یون فرماویگا تیری جا دس دنیا کے برابر ہے وہ عرض کریگا اے مالک تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے یا مجھ سے ہنستا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے راوی نے کہا مین نے دیکھا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان کی تو آپ ہنسے یہانتک کہ آپکے اخیر کے دانت کھل گئے تو یہ کہا جاتا تھا کہ یہ شخص سب سے کم درجہ والا ہوگا جنتیون مین لیکن اسکی جنت دس دنیا کے برابر ہوگی تو عالی درجہ والون کی جنت کتنی بڑی ہوگی غور کیا چاہیے مالک کی قدرت کے سامنے سب ہیچ ہے

عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اللّٰهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ انس بن مالک سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص تین بار جنت کو مانگے تو جنت کہتی ہے یا اللہ اسکو جنت مین داخل کر اور جو شخص تین بار دوزخ سے پناہ مانگے تو دوزخ کہتی ہے یا اللہ اسکو پناہ مین رکھ دوزخ سے

عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا لَهُ مَنْزِلَانِ مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ فَإِذَا مَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ وَرِثَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْزِلَهُ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى أُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ابوہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا تم مین سے کوئی ایسا نہین ہے مگر اسکے دو ٹھکانے ہین ایک جنت مین دوسرے جہنم مین جب وہ مر جاویگا اور دوزخ مین جاویگا تو جنت والے اسکا ٹھکانا لے لینگے وارث سمجھکر یہی مطلب ہے اس آیت کا أُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ یعنی وہی وارث ہین جو وارث ہونگے فردوس کے فقط

خاتمة الكتاب

الحمد للہ کہ کتاب نفع الحاجة عن سنن ابن ماجة تمام ہوئی ۱۲ تاریخ رجب سنہ ۱۳۱۱ ہجری روز پنجشنبہ کو شہر حیدرآباد دکن مین عصر کے وقت یا اللہ بخشدے اس کتاب کے مترجم کو اور اسکے آبا و اجداد اور اخوان اور اقارب اور احباب کو یا اللہ قبول کر اس کتاب کو یہ مینے خالص تیرے لیے لکھی ہے اور بضاعت کر میری یہ آخرت مین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ ومظہر لطفہ سیدنا ومولانا ونبینا محمد وآلہ وصحابہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

اشتہار بموجب ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء ابن ماجہ مترجم اردو کے اس جلد کی رجسٹری ہو چکی ہے بدون اجازت عبد الرحمن و احمد و عبد الحی پسران شیخ محی الدین مرحوم مہتممان مطبع صدیقی ساکن لاہور محلہ سادھوان اسکو کوئی نہ چھاپے